ترجمہ

جلد چہارم طلسم ہوش ربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی طوطی شکرفشان شکرستان جادو بیانی

بندہ پایگاہ سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بکمال خوبی و لطف بیانی بعبارت رنگین و مسجع ہمرنگ فسانۂ عجائب منجانب

مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

مطبع منشی نولکشور کانپور میں باہتمام بھگوان دیال ایجنٹ چھپا [illegible]

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست م
ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب
معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کی ٹیٹل پیج کے تین صفحوں میں بعض کتب قص
نثر اردو کو درج کرتے ہیں تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ ح

قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ با لتصویر - مترجمہ سخنور ہندوستان
ابو ناظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خلف
حافظ غلام علی خان رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی
تلمیذ امیر الشعرا امیر مینائی لطف یہ ہے کہ
ہر رات کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ ہے جس سے
اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے اور تصاویر
بھی اپنے موقع کے ساتھ نہایت
عمدہ کشیدہ قابل دید ہیں -
ایضاً با لتصویر - مترجمہ مولوی حسین محمد مدوح الصفا
مجموعہ افسانہ دلپذیر جسمیں ہیں فسانہ
دلچسپ ہیں کہ جو کتاب انگریزی موسومہ
ٹیلس فرام معروف بہ لیمس ٹیلس مصنفہ شیکسپیر
صاحب نامی شاعر سے جناب مولوی محمد
احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس
عام فہم ترجمہ کیا جن سے نتائج سود مند مثل
حکایات لقمان حکیم جلوہ نما ہیں لطف یہ

کہ ہر ایک قصہ کی لوح دہندسہ وخاتمہ
جداگانہ ہے
طلسم ہوش ربا - کامل سات جلد م
بے نظیر افسانہ ہے جو آج تک لوگونکی نظر
نہ گذرا تھا سچ تو یہ ہے کہ شاہی خزانہ
مخفی ہونے سے نام بھی نسنا ہوگا مطبع
صرف زر کثیر سے مطبع کے لیے ترجمہ ہوا
کل جلدیں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں ج
تشریح کی نہیں ہے تفصیل کل جلد
حسب ذیل ہے
(جلد اول)
(جلد دوم)
(جلد سوم)
(جلد چہارم)
(جلد پنجم)
(جلد ششم)
(جلد ہفتم)
باغ وبہار - معروف بہ قصہ چہار درویش

بیمن چمن پیرائی کون و مکان و کارفرمائی ماشاء کن

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد چہارم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار اول
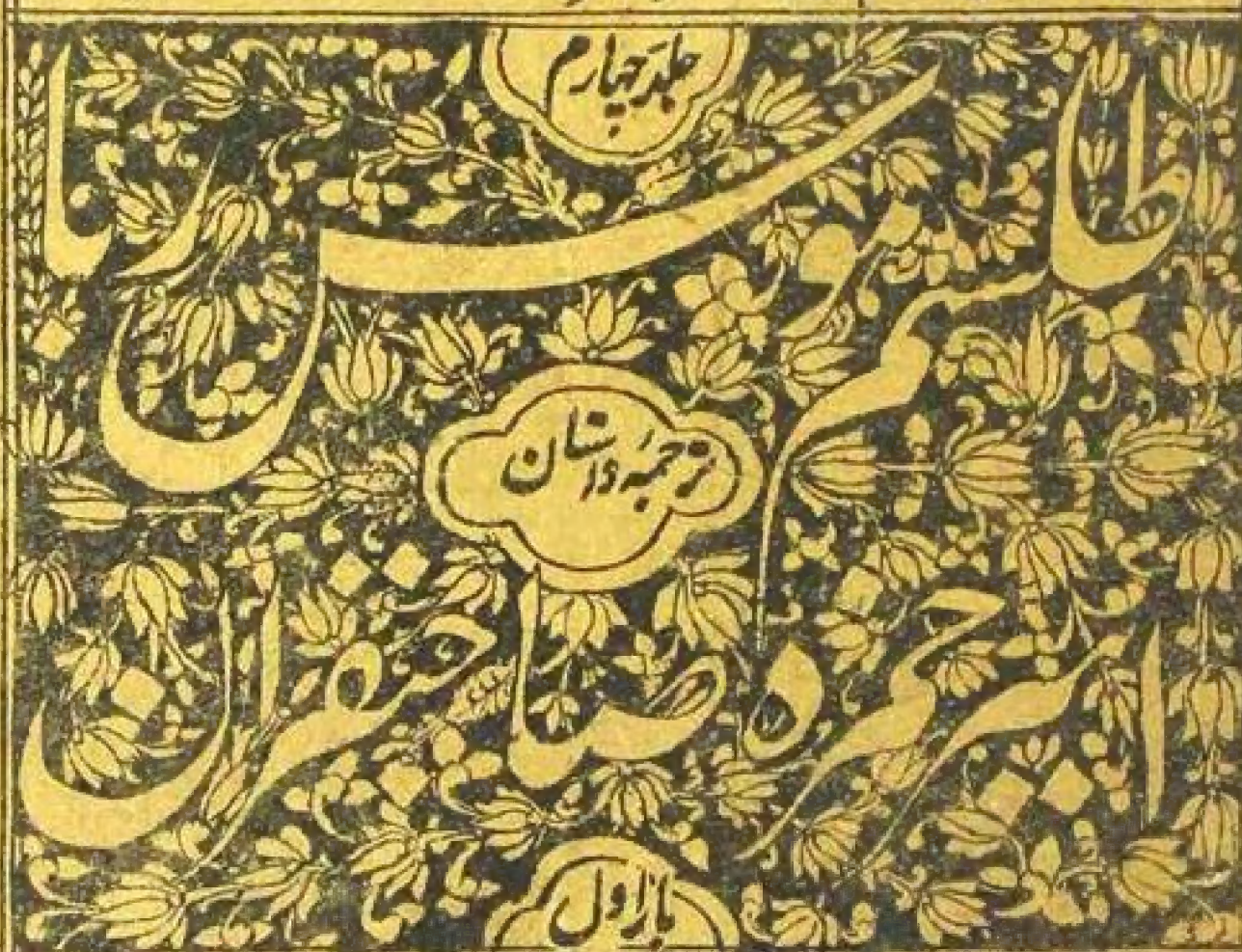
تصنیف ناظم نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب رفیع الشان رئیس مجالس امیران و رئیسان سر آمد اہل کمال سخنور بے مثال مرزا آگاہ سید محمد حسین متخلص بجاہ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاہ پاکیزہ کہان سے لاؤن مین ایسی زبان
گرچہ غرق بحر عصیان ہون لگو ناپاک ہون
ہان ذرا آب ندامت پڑھکے طغیانی دکھا
تاکہ آوی جوش مین دریای رحم کردگار
پاک و صاف ایسا ہو یہ میرا لباس بندگی
خانہ دل مین مری روشن ہو نور شمع دین
آبرحمت اوسکا جب برسے تو مین ہو تر زبان
بحر عالم مین اوسی کا بہر رہی ہین دم حباب
ہی زبان موج دریا پر اوسی حق کی ثنا
ایسی اوسنے چشم نرگس مین عطا کی روشنی
ہی اوسی کی عشق کا دیکھو گل لالہ مین داغ
سطرف دیکھو اوسی کی شان آتی ہو نظر

تاکہ ہو اوس سی ادا حمد خدای دو جہان
اور یہ میری حقیقت ہی کہ مشت خاک ہون
جوش بحر اشک کو مجہکو ڈبو دیتی کہو آ
دہو گنہ میرے کہ پہر اوس ہو دنیا سے پاک
تاکہ ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی
رحم فرما ہر گھڑی ہو مجہپر رب العالمین
حمد اوس خالق کی البتہ کرون کچھ کچھ بیان
موج اوسی کی یاد مین کہاتی ہی ہر دم پیچ و تاب
اور لب ساحل بہی ہر دم ذکر مین اوسکی سدا
صنعت صانع جو وہ عالم کو ہی دکھلا رہی
ہو اوسی کے دہیان مین استادہ سر اک شجر باغ
ہو اوسی خالق کی ہر اک شی مین قدرت جلوہ گر

ہو سکے گی کیا بیان اے جاہ توصیف خدا | ما عرفنا رحمۃ للعالمین نے جب کہا

گل تری عندلیب خامہ کی نعت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین مین

سرور دنیا و دین محبوب رب العالمین
موجب لولاک لما افتخار انبیا
باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی حشم
آپ ہین سردار میکائیل و فرزند خلیل

یعنی ختم المرسلین مصباح بزم شرع و دین
آپ ہادی سبل ہین رہنمای جزو کل
مخزن اسمعیل و آدم صاحب جود و کرم
تجھ سے کب طے ہوگی جاہ ہو نعت حضرت کی رسا

آپکی نعلین پاہو زینت عرش جلیل
مقتدای ہر رسل ہین گلشن ایجاد کل
آپ ایسے ہین جلیل ہی خادم رحمت
جو ہین ممدوح آلہ رب رسا کی من

منقبت خوانی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر العجائب و مظہر الغرائب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین و صفت ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا

سنبھل اے خامہ پھر جوش بیان ہو
[illegible]
[illegible]
علی قربان ردای ملک ایمان
جو کہتے ہین نصیری بیکیون کیا
بجا ہے گر سین منکر کو اقرار
کیا امت پہ فرزندون کو قربان
روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
نہین ہے مدح کا یارا زبان کو
کہان اتنا ہے سامان دو عالم
رہے بیشک ذات اونکی نور اجسام
وہی ہین رونق ایمان ہماری
ہے ذات فاطمہ مختار جنت
نہین اونمین کسی صورت جدائی

زبان مصروف ذکر پنجتن ہو
تماشا مرغوب ہے دل کو علی کی
لکھون اک منقبت لے جابت خوب
علی شیر خدا شاہ دو عالم
وہ عین ذات ہے یہ بھی ہے زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو
ذرا دیکھو مرے مولا کے احسان
فدا ہے نام اقدس کیون نہ جان
کہان وسعت ہے اسقدر بیان کو
سیاہی ہو اگر یہ سارے دریا
اونھین پر ہے حساب خلق اتمام
وہی زوج بتول پارسا ہین
اونھین پر منحصر ہے کار جنت
یہی ہین پنجتن مین اپنے قربان

یہین ہر رات و دن مشتاق تسلیم
صفت لکھتا ہون مین حق کے ولی کی
علی مشکلکشا ہی جن و انسان
علی ہین رونق بنیاد آدم
دکھائے معجزے قائل ہین کفار
بجھایا آتش غیظ و غضب کو
کیے راہ خدا مین آپ مولا
مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
کرے لکھے وصف سلطان دو عالم
نہو تحریر وصف ذات اعلا
وہی ہین شافع عصیان ہمارے
کہ جنکے نام پر جانین فدا ہین
حسن ہین اور حسین آپمین بھائی
مرے مولا مرے مالک ہین ہر آن

بس اونکے بعد تا مہدیٔ دوران
نہ تھا مثل اونکا اور اب ہی نہوگا
امام و پیشوا ہیں سب مری جان
مجھے ماتم ہے ہر دم پنجتن کا
یہ سب نور خدا ہیں میرے ...
شہادت کو ہے بس نالہ دہن کا

جگر ہو اونکے غم سی مثل گل چاک
رہا کرتی ہے سر کو رغبت خاک

دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اوٹھانا اور تبضرع تمام گڑگڑانا

طفیل ان سبکے اے رب دو عالم
تجھے واضح ہے سب کچھ حال دلکا
خدایا دور کردے رنج دوری
قلق لاکھون طرح کے پیش آئے
کیا ناطاقتی نے زور اپنا
رہا شاکر بلائے آسمان پر
انھین آنکھون سے دکھلا پھر وہ سامان
بڑھی رغبت دل افگاری سے گھٹکر
بشکل نقش پا مٹجائین حساد
تو میرے دوستون کو شاد کر دے

شہا دل سے مرے ہر طرح کا غم
عطا کر جینے والی مجھکو اولاد
مرے دل کی ہو سب امید پوری
اکیلا پا کے غم نے خوب گھیرا
سنا یا آہ دل نے شور اپنا
بڑی بیتابیان دل نے سہی ہیں
نکلجائین طبیعت کے سب ارمان
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین
وہ ہون قید مصیبت سے وہ آزاد
رہون دنیا مین یارب آبرو سے

تمنا دل کی ہے جو اوسکو بر لا
کرے جو اجڑے گھر کو میرے آباد
بہت کچھ رنج تنہائی اوٹھائے
نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا
نہ آیا ... زبان پر
ہوا فرزند جب وہ ہم نہین ہین
رہو ترد ... زاری ...
جگر دل ... ہین خاک ہوجائے
مرے مالک مری فریاد سن لے
رہون حرمت سے تجھسے تو ہمین ...

کہان تک جادۂ اظہار تمنا ٭ تکرار تحریر اشعار تمنا ٭ قلم کو روک ضبط آرزو کر ٭ نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

جلد سوم کی خاتمہ تک بقیہ داستانون کا تھا

سمجھ لین ناظرین داستان سب
طلسمی کرکے قاسم مرحلے طے
جہان لشکر تھا حمزہ کا سر کوہ
ہوئی ہے قید بران دلاور
مقابل فوج حیرت سے ہے مہرخ
دکھائین اپنی جانبازی کا عالم
کسی صورت سے لشکر ناظمون کو

نہونے پائے جس سے خبط مطلب
پھرے لشکر کو اور رستے ہی مین تھے
لقا کے ظلم سے ہے وہ پراگندہ
اسد اور مہ جبین بھی ہین ابھی قید
تردد مین ہین عیاران فرخ
کسی صورت سے بران کو چھوڑائین
مقابل مین ہین دونون سمت آکر

بیان جلد سیوم یان تلک ہے
ہوئی پھر قید جو رساحران سے
طلسمی داستان ہے اس طرح پر
شہ افراسیاب ہے باغی کیسا
کرین عیاریان سب ملکے باہم
ہنر عیاریون کے کچھ دکھائین
طلسم نور افشان پر جا نگیر

گئے ہین تو ٹرنے اوسکو تبدیر
فساد اوس سے جو ہوگا بادشہ سے
بیان واقعی موقع پر ہو گا

وزیر بادشہ جو باغبان ہر
بیان اوسکا کیا جائیگا آگے
پتہ اسواسطے یہ لکھدیا ہے

لکھدر جس سے شاہ جادوان ہر
اسی صورت سے ہراک داستان کا
تسلسل کو نہین جانے دیا ہے

کہ ربط قصہ سے ہراک ہو آگاہ ۔ سمجھ مین آئے تا مضمون دلخواہ

جادو طرازی خامۂ رنگین زبان بیان داستان گلستان مین یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بعیاری سیارۂ عیارہ اور اپنے لشکر مین آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر سحر سے اور عیاری کرنا برق فرنگی کا حیب پلیتن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے اور پانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا اوسکا افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات مین اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا بحران شمشیر زن کا اور لڑنا طمان طلسم ہوش ربا کا مالکان دربند طلسم کوکب اور عیار نا عیارون اور عیارنیون کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے لمولفہ

ساقی ساقی ہمارے ساقی
کیا شیشہ و خم مین ہی نہین مے
اٹھ شیشۂ مے کو بزم مین لا
دے خضر طریق بادہ خواران
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی
گلشن مین بھی بزم مے جمی ہے
سبزہ کا جوش ہے زمین پر
طاؤس چمن مین ناچتا ہے
گلبن مین چٹکتی ہین کلیان
ہے پیالۂ گل شراب شبنم
قمری ہے سرو پہ راگ گاتی
گلشن مین ہراک ہے فارغ البال

چوتھا ہے یہ دور پیارے ساقی
رزاق و رحیم ہے وہ معبود
ہو پیر مغان کا بول بالا
اے مرہم زخم جان مجروح
پھر بلبل باغ چہچہائی
سوسن سے بہار شام پیدا
وہ اطلس سبز سے ہے بہتر
گل شاہ گلبدن کی صورت
لیتے ہین جماہی بادہ خواران
ہے موج ہوا کہ ساز کا تار
بلبل گل کے سہاگ گاتی
ہین طایر باغ سب نوا سنج

کیون سست ہے فکر کیا تجھے ہے
سب کچھ ہے کرم مین اوسکو موجود
اے زینت بزم میگساران
دے مے کہ پھر آئے جسم مین روح
شادی جو عروس باغ کی ہے
روشن ہے وہان چراغ گل کا
منگیرۂ ابر بھی تنا ہے
غنچہ ہے ہراک دہن کی صورت
ہے کونسی چیز جو ہے یان کم
نغمون سے بھرا ہوا ہے گلزار
صیاد کا مٹ گیا ہے جنجال
صیاد کا غم خزان کا نہ رنج

اس باغ مین اب نہین خزان ہے
اس باغ سے سب نے ہے نکالا
ہان اے مرے غمگسار ساقی
زاہد کے بھر آئے منہ مین پانی
رندون کا ہے زاہد وہنین یہ قول
دروازۂ توبہ کو نہ کر بند
ہے دولت زہد گر ترے پاس
اپنے ہی برآئینگے مطالب
کچھ مل گیا تو ہے نشہ پانی
راضی ہین رضا پہ تو کہ ہم ہین
ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر
میخوار تو ہان وہی ترا ہے
جو بنت عنب کے آشنا ہین
میخانہ وہی وہی ہے محفل
سبزے کی بہار و نہر کی سیر
دنیا مین رہین ہمیشہ وہ خوش
ساقی کی ہے چاہ مہربانی

ساقی یہ بہار جاودان ہے
آراستہ تو بھی بزم مے کر
ہم مفلسون کی بہار ساقی
یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہے
توبہ میخوارگی سے لاحول
مستون کو ستا کے کیا ملیگا
یان رحمت رب کی ہے ہمین آس
تو دولت زہد پر ہے مغرور
بے مے کے وگرنہ ہے گرانی
سُن سن کے یہ قول رند خرسند
جلسہ رندون کا پھر بہم کر
جلسہ وہی بادہ کش وہی ہین
پابندی شرع سے جدا ہین
کیا ہوگا جو محتسب خفا ہے
اس فصل کی مانگتا ہون خیر
زندہ رہین وہ بجاہ و اقبال
چھیڑون مین بھی نئی کہانی

گلچین کے بھی منہ کو کرکے کالا
میخانے کا کھول ساقیا در
ہو کشتی مے کی وہ روانی
جو ہے مے سرخ پر فدا ہے
رندون کو ڈرا کے کر نہ پابند
کیا سمجھا ہے تو خدا ملیگا
تو طالب زر مین مے کا طالب
یان خدمت میکشان ہے منظور
شاکر ہے خدا پہ تو کہ ہم ہین
زاہد کا ہوا ہے ناطقہ بند
ہرچند کہ دور یہ نیا ہے
جو ہوتے ہین مے پہ غش وہی ہین
سب ہین وہی میکدے مین داخل
رندون کا بھی ساقیا خدا ہے
جو ہین مے داستان سے سرخوش
پڑھتے ہین جو داستان کا حال
اے جوہری بیان عالی

در رشتۂ نثر کش لآلی جرعہ چشان ساغر عنایت و سرخوشان بادۂ مروت مخموران
بادۂ حسن خوبی و بیہوشان ساتگین عاشقی و محبوبی سرشاران میخانۂ عیاری و دردکشان پیمانۂ ساحری
و مکاری شیشۂ طلسمی مین شراب نیرنگی پیکر تماشاے افسون پردازی اسطرح فرماتے ہین۔ اور توسن
نشۂ شجاعت پر سوار ہو کر عرصۂ جنگگاہ نیرنگ بازی مین جوہر شمشیر زبان یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر
امیر کشور گیر بحالت تغیر کوہ پر کھڑا ہے ایک بیکس معروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحرہ فرستادہ
افراسیاب خود سر پہاڑ کو محصور کرکے تنہا بارگاہ مین جاکر عیاران لشکر اسلام پر سحر کرنے مین مصروف

تھا اسکو اسی حال مین چھپا کر ذکر کیا گیا تھا کہ تیرہ باطن جادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار کرکے بزور سحر تخت پر ڈال کر جانب افراسیاب چلے تھے چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور روانہ ہوئی تو سیارہ عیار شہزادہ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اوسنے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر رہائی شہزادہ مین نیچے نیچے اوس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگے اوسی تخت سے جو حلقہ کوہ ایک درہ کوہ کے صورت اپنی مثل ایک شہزادہ جلیل القدر کے بنائی لباس پرزر مکلل بہ دُر و گہر جسم نور مین پہنا اور اپنے تیئن بستر خاک پر گرا کر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا پیرہن فرمانروائی اور قبای بادشاہی کو جا بجا سے چاک چاک کرکے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جا بجا سے اوڑا ہوا ہی خون تازہ بہ رہا ہے آنکھون مین حلقے پڑے ہین سانس آہستہ چلتی ہی چہرہ پر غبار صحرا پڑا ہوا ہی سارا بدن گرد مین اٹا ہوا ہی غرض اسی ہیئت سی زمین پر لوٹتا اور کراہتا تھا اور جہان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب و دشوار گزار تھا جھاڑیان مثل خاطر پریشان الجھی ہوئین عفریتہ کے بالون کی پریشانی دکھاتی تھین ہیشہ ہولناک شیر و گرگ کا مسکن گھاٹیان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھین اوس مقام پر یہ عیار کراہتا اور کہتا تھا کہ ای آیند و روند واسطہ اپنے دین مذہب کا میری مدد کو پہونچو ہوسکے تو مجھکو تھوڑا سا پانی پلا دو تمھارا جمشید بھلا کرے ارے میرا کام تمام ہوچکا ہی اس وقت بد مین میرے کام آؤ اس صدای بیمار و حزین سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا زمین کو اوسکی گرمی محبت سے بخار چڑھ آیا تھا اسوجہ سے دھوپ کا عکس دشت مین تھرآتا تھا ؏

چٹیل میدان مین وہ پڑا تھا
کرتا تھا بہار اشکباری

لرزان دل مہر سے تھا
ہر خار تھا اسکے حال پر زار

پانی نہ تھا کو دین سے جاری
نرگس کی طرح تھے پھول بیمار

یہ اس حال مین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ تخت تیرہ باطن مع صرصر عیارہ اُدھر سے ہو کر نکلا صدای حزین ناله غمگین اس بیمار کا اون دونون کے کان مین پہونچا صرصر ہرچند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت ہی قلب اوسکا اس صدا کو سنکر بیچین ہوگیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ ہو نہو کوئی ستم رسیدہ اس جنگل مین درد دل سے روتا ہی ذرا تخت اوتارو تو دیکھین کہ یہ کون فلک کا ستایا ہی تیرہ باطن نے اسکے کہنے سے تخت کو نیچا کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادہ خوبرو زخمی بحال تباہ خاک و خون مین غلطان

پایا دل مین خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اوتارا اور ساحرہ عیارہ قریب مجروح آئی صرصر نے سر اوسکا اوٹھا کے
اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہای یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہی یون خاک پر پڑا لوٹتا ہی ساحر بھی قریب اوسکے بیٹھ گیا
اوس بیمار نے بعد کچھ دیر کے چشم کو نیم وا کیا یہ ظاہر تھا کہ بسبب ضعف و نقاہت کے آنکھین نہین کھل سکتی
ہین غرض آنکھین کھولکر بیمار نے اون دونون سے کہا کہ سامری تمھارا بھلا کرین کہ تمنے مجھ خاک افتادہ کی اگر
خبر لی اب تھوڑا پانی مجھکو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہی صرصر نے کہا کہ ای تیرہ باطن زخمی کو پیاس بہت
ہوتی ہی اور پانی دینا اوسکو مضر ہوتا ہی اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری مین کچھ میوہ ہی اوسکا
عرق اسکے حلق مین ٹپکا دو یہ کہکر میوہ نکالکر عرق اوسکا حلق مین اوسکے ٹپکایا کہ بعد لمحہ کے اوس بیمار کو کچھ ہوش
آیا چاہا کہ اوٹھ بیٹھون اوسنے قسم دی کہ ابھی نہ اوٹھو اور حال اپنا بیان کرو اوسنے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر
ایک قلعہ ہی کہ مین وہان کے حاکم کا بیٹا ہون اکیلا وہانسے نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اوسنے مجھکو زخمی کیا
اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا ہی کہ اس پہاڑ مین جاکر گر گیا ہوگا اور یقین ہی کہ مر گیا ہو مین بھی فرط
جراحت سے چور چور ہون بہت مجبور ہون کہ اپنے ملک تک نہین جا سکتا ہون اور یقین تھا کہ اسیطرح اس دشت
پرخطر مین ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپ کو مجھپر مہربان کیا جواب کچھ امید زندگی ہوتی اگر اتنا مجھپر احسان
کیجیے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹاکر میرے قلعہ مین پہونچا دیجیے تو گویا زندہ کر دیجیے تیرہ باطن نے کہا کہ ای
شخص ہم دونون ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہین یہ عیارہ ہی اور مین ساحر ہون نام اس عیارہ کا
صرصر شمشیر زن ہی اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونون نبیرہ حمزہ قاسم نام کو گرفتار کرنے آئے تھے
اوسکو قید کرکے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہین اتنی مہلت ہمین کہان ہی جو ہم تمکو تیرے ملک مین لیچلین
یہ سنکر اوس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری کی اگر آپ مجھکو وہان پہونچا دیتے میری
جان بچ جاتی اب جو آپکو فرصت نہین ہی تو جائیے اتنا ہی احسان کیا کم ہی جو آپ نے کیا اس کلام کو سنکر صرصر
بیقرار ہوئی اور کہا ای تیرہ باطن شہنشاہ کبھی ناراض نہونگے جو ایسے مقدمہ مین دیر ہوگی تم ضرور اس
شاہزادے کو اسکے گھر پہونچا دو بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہونچانیکا حال اگر سنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہکر صرصر
اور ساحر دونون نے اوس مجروح کو اوٹھاکر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھ پیٹھ کے نیچے آڑ لگا دی
کہ تکیہ لگاکر وہ مجروح بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تمھارا ملک کسطرف ہی اوسنے
ایک سمت ہاتھ اوٹھا کر بتایا کہ اسطرف ہی وہ اوسی طرف چلے اور کچھ ہی دیر گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے

کہا بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا انھون نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجیے مین ابھی اچھا ہون دیکھیے وہ درخت جو
سامنے چشمہ کے کنارے پر ہی ذرا اوکھیڑ لائیے ساحر نے تخت زمین پر اتارا عیار بھی اوترے حسب نشاندہی اس
درخت کے پاس دونون گئے دیکھا کہ ایک شجر جو آب حکمت سے سیراب کیا ہے اور ہوائے عیاری سے پرورش یافتہ ہے
گلستان فنون ہزارے کا پودہ ہے جسکا ہر برگ اعجاز ہے ثمر جسکا غذا ساز ہے بیخ حکمت کی جڑ ہے ثمر سے ظاہر سراسر
نشوونما پذیر ہے زخمی کے اچھے ہونیکی سراسر تدبیر ہے مثال شمشیر بران پھل اوسمین لگے ہین پتے سبز کسطرح
کول سے دین پھلونکا رنگ لال ہے درخت زر گل سے مالا مال ہے ایسا پھل دونون نے کبھی گلشن دہر مین
نہ دیکھا تھا بہت خوش ہوکر اوسکو زمین سے اوکھیڑا اور تعریف کرتے ہوئے لیکر چلے پھلون سے اوسکی خوشبو آتی
تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونون نے زخمی کے پاس پہونچکر
کہا شاہزادہ یہ کون درخت ہے جسمین ایسی خوشبو آتی ہے اسنے کہا نام اس درخت کا زخم حیات ہے اوسکے لگانے
سے زخم ابھی اچھے ہوجائینگے اور اسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہوگئی ہو آجاتی ہے نوجوانی کا لطف
خوشبو اسکی دکھاتی ہے اور اسکے کھانیسے عمر انسان بڑھ جاتی ہے اور بہت کچھ اسکے فوائد ہین تم اسکو
پیسکر میرے زخمون پر لگادو اگر یہ چاہو تو امتحان کرلو سونگھ کر دیکھو کہ طاقت جسم مین آتی ہے یا نہین
ان دونون نے بے اختیار اسکے پھلونکو سونگھا سونگھتے ہی سے اسکی خوشبو دماغ مین بس رہی تھی
اور اپنے آپ مین نہ تھے اب سونگھنے سے چھینکین مار کر بیہوش ہوگئے سیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا
اور تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلد سر تیرہ باطن کا جدا کیا غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا سیارہ
نے حال عیاری صرصر اور مفتون ہونا اوسپر اپنے باپ کا سنا ہے اس وجہ سے اوسکو قتل نہ کیا اور
دستور عیاران بھی نہین کہ عیار کو بیہوش کرکے مار ڈالین اوسنے صرصر کو اوٹھا کر ایک درخت سے
باندھا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کرکے تیغہ گوہر نگار نذر کیا سارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار
کرکے سلام کیا اور کہا اوستانی اماں عیاری اسکو کہتے ہین منم غلام خواجہ عمرو سیارہ بن عمرو
اب کچھ دیر آپ یہان بندھی رہیے اور طعمۂ دد و دام صحرائی بنیے مین ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہون صرصر
نے جو یہ کلام انکی زبان سے سنے اور تیرہ باطن کو خواب عدم مین مصروف پایا ہوش اوڑ گئے دل سے
کہا فرزندان عمرو بلا ہین اور کیا بے لاگ عیاری کی ہے اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی شہزادہ نہ تھا
عیار تھا غرض فرط خجلت سے سیارہ کو اوسنے کچھ جواب نہ دیا آنکھین نیچی کرلین اور سیارہ شہزادہ کو

لیسکر چلا کچھ دور چلکر ایک شہزادہ تلاش کرکے جنگل سے لایا اور سوار کرکے شہزادہ کو لشکر مین اوسکے پہونچا
پھر وہان سے بحشم و خدم شہزادۂ ذی ہم لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا ادھر شاہ جادوان افراسیاب
بے ایمان نے رقعہ جمشیدی مین حال صرصر دیکھا کہ دیکھون قاسم کو وہ لاتی ہے یا نہین غرض جملہ ماجرا
معلوم کرکے کہ اسطرح قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت مین بندھی ہے اوسنے نیچہ سحر بھیجا کہ وہ آکر صرصر کو اوٹھا
لیگیا جب یہ سنا پہونچی شاہ ذ اوسکی زبانی تمام حقیقت سنکر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر کے قریب پہونچا ہو گا وہ
مین ملنا اسکا دشوار ہے یہ کہکر کتاب سامری منگوائی اور اوسمین دیکھا کہ عقب قاسم مین خود جاؤن یا کسی اپنے
ملازم کو بھیجون کتاب مین معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کرچکے ہین کہ گہرسلک قتل کیا جاوے چنانچہ اگر تو
خداوند کی تقدیر کرنے مین فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت یہ قباحت ہے خبردار قدم جادۂ اعتدال سے
آگے نہ بڑھانا جب تک خداوند مدد تجھسے آپ طلب کرین نہ کسیکو بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب مین معلوم
کرکے منغص ہوکر کیا کہون ایسے مسخرے خداوند کو کہ اپنے محبوب رفیقون کی نسبت تقدیر مرگ کرتا ہے
بکتا ہوا باغ سیب کی طرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نہ کرون تو ایمان مین
فرق آتا ہے خیر جو مرضی اسکی کیا چارہ ہے اسیطرح یہ تو باغ مذکور مین آکے غصہ میں بیٹھا ادھر جب کہ عالم خراب آباد کا
محاصرۂ ظلمت شب نے موقوف کیا اور دزدہ کوہ جادو سے بصد جرات عیار مہر تابان جانب عرصۂ افلاک بڑھا نظم

کہ جب وہ شب ہوئی آنکھون سے نہان
ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا
دکھایا صبح نے اک تازہ سامان
فراز آسمان سے نور برسا

ہنگام سحر گہرسلک بارگاہ سے سحر آراستہ کرکے نکلا لشکر بہادران مین
طبل یورش بجا تھا بھی فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا اسنجانی باختری مشتری حصاری وغیرہ نے صف
باندھی شور کرنا ئے کو افلاک پر زلزلہ ڈالدیا عیارون نے گھاٹیان پہاڑ کی مستحکم کین اس طرف ملکہ صبا کے
جادو جو بخوف عیاران رکی ہوا پر رہتی ہے اور اتک جنگ مین آکر شریک ہوئی تھی یہی رستم دیکھتی تھی کہ
کچھ صورت بہتری کی نظر آئے تو مین جاؤن اب اوسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانون کا خاتمہ ہے بس اس
مقام پر اوڑتی ہوئی آئی اور خداوند کو آکر سلام کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت تو کہان غائب تھی خیر اچھے
وقت پر آگئی کہ وقت ہمارے دشمنون کے غارت ہونیکا ہے اوسنے کہا اسی ثواب مین شریک ہونیکو مین بھی
آئی ہون گہرسلک سے ملاقی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کرکے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نچھوڑنا
اگر خداوند بھی انکے حال پر رحم کرین تو نماننا اور بغیر قتل باز نہ آنا الحاصل ساحرون میں گل جلاب جھلکے

ہونے لگے سب نے جو جی کا سامری کے غل مچایا عورتون نے اہل اسلام کے گرد اپنے وارثون کے حلقہ باندھکر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکایک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج کو لیکر حملہ آور جانب کوہ ہوئی اور گہر سلک سحر اس طرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے آئین آگے بڑھا ہنوز عیارون پر سحر اثر کرنے نپایا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیارک نے ہاتھ پر کھڑے ہو کر کہا ای گہر سلک ٹھہر ذرا اس غبار کو دیکھنا اوسنے کہا سب دیکھا ہے اب کچھ دیر مین مطلع صاف کیے دیتا ہون یہ کہی رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا

نظم

زگرد سواران وجوش سران
کے روی خورشید تابان یہ
تو گفتی مگر خاک جوشان شدست
ہر از جنگ سر دل یاز کین و زہر
نگار زندہ جو بین نگارے ندیم

گرائیدن گرز ہائے گران
سیاہی ہر از اہل اسلام روم
ہوا بر سر او خرد شان شدست
بقلب شہ قاسم نیک زاد
زمانہ چو او شہریارے نزید

دل سنگ خارا ہے پر درہم
کہ پیدا نبود از پئے اسپ بوم
ہمامون گشید نکیر ز شہر
کیے ترک رومی سر بر نہاد
شہزادہ قاسم نے ہی جو

دلیران سنگر سب اپنے تئین قریب اس لشکر غدار کے پہونچایا اور ساحرون کو پہاڑ کیطرف جا دبیل للکارا کہ با شیدا ای خیرہ سران بختیارک شہزادہ کو دیکھکر ناچنے لگا اور اذان کہتا تہا کبھی آپ ہی آپ پکارتا تھا کہ دہ مارا کبھی کہتا تھا ہت تیرے خداوند لقا کی ایسی تیسی کی حرامزادہ مانتا ہی نہین ہم کہے جاتے ہین کہ مسلمانونکو بہت عاجز نکر نہین سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائین دور سے لیتا کہ مین صدقے اس عین وقت پر آ نکلے کبھی کہتا تھا قربان اس آ نکلے یہ تو اس دل لگی مین تھا ادھر شہزادہ گھوڑا اڑا الکر قریب صبا کے پہونچی اوس بیحیا نے چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر جب سحر کو اثر پذیر نپایا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اژدر سحر پر سے اوڑی شہزادہ نے ہاتھ جو تلوار کا بلند کیا تو تیغ کہر نگار کی اوسپر پڑی سحر پھونک سامنے شاہزادہ کے یہ قحبہ گری اور چاہتی تھی کہ سنبھلکر [illegible] ارکرون اتنے عرصہ مین اس شیر بیشہ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا کٹ کر دور گرا غلغلہ گیرودار برپا ہوا اوسوقت فوج ساحران شہزادہ پر آگری گھمسان کی تلوار چلنے لگی اور گہر سلک عین غصہ مین آکر للکارتا ہوا آگے بڑھا کہ او بے ادب وہ شخص جو مرنا نہین چاہتا ہے اوسکو تو کیا مرگ سے ڈراتا ہے اور اوسکے سامنے تلوار چمکاتا ہی یہ کہکر شہزادہ پر اوسنے سحر کیا یعنی ایک نارنج

مارا وہ بسبب تیغہ گوہر نگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب اوٹھا اوسکے اژدرسے ملا کر اور تیغہ گوہر نگار کو بتلا کر سر پر اوسکے مارا اشعار

کیا بتاؤن جس قدر اوسکی برش کی ہے صفا	کیا کرون مین زور بازو اس قوی تن کا بیان
روز میدان سامنے آئے گر اس تن کا عدو	گو ہے نہ گردون سا جسکے سر کا ہوئے امتحان
جب کمر سے کھینچ کر مارے وہ اوسکے فرق پر	موے سر سے ناخن پا تک نہ ٹھہرے درمیان
دھار پانی کی وہین لیٹے زمین فقر کو	کاٹ کر اودھر کو نکلے ہمرہ آسمان

غرض گہر سلاک بچیا کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غریو لشکر کفار مین بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا برف برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی بعد ذرے کے صدا ہیرون نے سنائی کہ مارا گہر سلاک کو لقائی کہا اس بندہ کو بھی ہمارے غرور ہوگیا تھا کہ مین مرتا نہیں جانتا ہون کیون دیکھا اے بندگان قدرت من کیا جلد میری قضا اوسکی پیدا کردی دیکھیے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت مین دخل دیتا تھا خداوند نے قضا کی ہو وہ اوسکا قاتل ہی ٹھہرایہ کہکر لشکر کو للکارا کہ ہان لینا اوس خیرہ قدرت کو کہ بہت بے ادب ہوگیا ہے فوج ساحران و لشکر یان شہزادہ قاسم پر ٹوٹ پڑی شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تیغ کھینچکر آگری اودھر عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گہر سلاک مارا گیا سرداران اسلام کو اونھون نے ہوشیار کردیا بادشاہ اور تمام سردار اوٹھکر پہاڑ کے نیچے اوترے پھر تو لشکر دن مین قیامت برپا ہوگئی اوسطرف وہ فوج جو پتھر کی ہوگئی تھی حالت اصلی پر آگئی اور گھوڑے اوٹھا کر چلی اودھر امیر کشور گیر جو عقب مین اوس زن سحر کے گئے تھے جب وہ زن خوبرو صحرا مین پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے اوترکر اوسکے قریب آئے پر وہ اوٹھکر امیر کے گلے لپٹی اونھون نے اسم اعظم فراموش کیا اور اوس سے اختلاط کرنے لگے اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے مزاج ہمایون پر آلودگی طاری ہوئی غش میں ہوشون کے تختہ سنگ پر لیٹ گئے وہ عورت بھی سامنے بیٹھی رہی اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ گہر سلاک مارا گیا اسکے قتل ہوتے ہی اوس عورت کے سر مین سے آگ لگی وہ جلکر خاک ہوگئی امیر کو ہوش آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا اشقر پر سوار ہوکر چلے اور دم بھر مین لشکر مین آکر پہونچے نعرہ شیرانہ بلند کرکے تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر گرے اب تو یہ حال ہوا کہ عاملان قضا نے فلیتہ تیغ روشن کرکے آسیب ہستی کو جسم ساحران سے اوتار لیا بڑے بڑے سرکشون کو مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ

نقش حیات شادین طلسم اربع عناصر کو بگاڑین مربع نشینان انجمن شجاعت نے کوئی کسر باقی زندگی
مثلث زندگی کے قطر کو بگاڑدین حواس خمسہ کے مخمس کو ترتیب تبدیل کرکے اِس شہبت کے
مسدس مین تمام اپنا علم بلند کیا بہادری کو تعویذ جان بنایا یہ نقشہ ہوا نظم

نہ خاکست پیدا نہ دریا نہ کوہ	زبس تیغ داران ارادت گروہ	عدو سوے لشکرش در راہ بود
کہ نگریختن راہ کوتاہ بود	پس شب روانہ در آمد سیاہ	ستارہ شد از بہر دہکان سیاہ
بخستند خرطوم فیلان بہ تیر	زخون شد در و دشت چون آبگیر	سپاہ اندر آمد پس پشت فیل
زمین شد بگرداب دریاے نیل	ہمہ برگرفتند یکسر خروش	زمین پُر خروش و ہوا پر ز جوش
ز کشتہ چو دریاے خون بد زمین	بہر گوشہ ماندہ اسپے بزین	غرضکہ لقا وہان سے بھاگ کر

جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہانتک کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفار ان مین تھی
وہان آکر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کافر بھاگے مسلمانون نے اپنے مقام پر قبضہ کیا اور
پھر تعقب مین اونکے گھوڑے اوٹھائے میدان جنگی سے گزر کر لشکر لقا کے ڈیرا اوپر آکر تلوار چلی بڑا
معرکہ پڑا آخر تاب مقاومت ساحرو کافر نہ لا سکے بھاگ کر اندر قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی
مال عدو کو لوٹ کر پھرے خیام و بارگاہ دشمن جلا دیے اور طبل فتح و ظفر بجایا اپنے یہانکے مقتولون
کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیون کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا شفا خانہ مین بھجوایا پھر بارگاہ مین آکر
داخل ہوے شبستان مین محلات مخدرات کو پہونچا کر آراستگی فرمائی بارگاہ مین نصب ہوئی منادی عفو و
امان کا پکار رعایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازار مین کھلین گہما گہم شروع ہوئی سردار غسل کرکے
بارگاہ مین آکر جلوہ گر ہوے بادشاہ سریر جہانبانی پر تشریف فرما ہوے ساقی و رقاص حاضر
ہوے جلسہ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا المولفہ

ہوئی بزم عشرت [illegible] بزم جم	خوشی سے ہوے بادہ کش بہم بہم	دلون مین خوشی سے تھا پیدا خروش
و نوطلب کا ہر اک مست جوش	اسطرف لقا رنجیدہ و پریشان قلعہ عقیق مین آکر باغ مین اوترا	

لشکر زمرد و حشمت کی چھاونی پڑی اور زخمیون نے فراغ سے شراب و کباب سب ترک کیا اب ان
لشکرون کو تو اسی حال مین رکھیے لیکن حال افراسیاب بدخصال سنیے

داستان رہائی بران قید طلسمات سے و حال عیاری عیاران و جنگ

وحدال ناظمان طلسم ہوش ربا و نور افشان وغیرہ لمولفہ

چہ گفت آن نگارندۂ داستان | نویسندۂ نامۂ خسروان | بہ شیرین بیانی و رنگین قلم
چنین کرد این حال را در رقم | نویسندگان داستان عجائب سحران قصہ دلچسپ غرائب نیرنگی بیان

اس طرح دکھاتے ہین کہ افراسیاب خانہ خراب گہر سلک کو بہیجکر اپنے باغ سیب مین چلا گیا جیسا کچہہ رنج والم اوسکو کم ہوا تو پہر عازم لشکر حیرت ہوا اس طرف چالاک بن عمرو جو بارگاہ مہرخ مین آیا تہا جب اوسنے سنا کہ خواجہ عمرو بن امیہ پدر بزرگوار قید افراسیاب نکارسے رہا ہوئے بیتی بارگاہ کے اوٹہا کہ مین بہی جاکر کوئی کار نمایان کرون غرضکہ کسی طرلقیہ سے صحرا مین قریب دریاے خون ہوا ان تمہارا حال ذکر ہوگا لیکن شاہ طلسم جب دریاے اسطرف آیا دور سے ایک ساحر نیوتار کو با تاج شہریاری صحرا مین بیٹہے پایا اوسی طرف یہ بہی چلا جب قریب اوس ساحر کے پہونچا دیکہا کہ برہمن رویش تن پیر بہائی میرا اور کوکب کا ہی بادشاہ مذکور نے ہنسکر اوس سے پوچہا کہ ای برہمن آپ یہان کیون آگئے ہو اوسنے کہا کہ ای بادشاہ مین کوکب سے ناراض ہوکر یہان آگیا تہا اب اپنے گہر جانیکو تہا آپ کو آتے دیکہا ٹہہر گیا ہون بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار وفادار کوکب کو چہوڑکر میرے یہان ہو تو جو کچہہ میرے حاضر ہوا اور اگر خوش نکر دو تو کچہہ ہم مین اور اوسمین فرق نہین ہی ایک مکتب کے دو شاگرد ایک گہر کے دو چراغ ایک درہ کے دو داغ ایک گلبن کے دو شجر ایک شجر کے دو ثمر ہین برہمن نے عرض کیا کہ مجہے آپکی اطاعت مین کیا انحراف تہا

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ❊ یہ کہکر اوٹہا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سر اوسکا اوٹہا کر سینے سے لگایا برہمن نے مُنہ مین سفوف بیہوشی پہونکا کہ بادشاہ چہینک مارکر زمین پر گرا اوسوقت برہمن نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو اور خنجر کہینچکر چلا تہا کہ سر کاٹ لون اوسوقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش ہم رسیدیم صبا رفتار عیارہ بہی بہت جلد قریب اوسکے پہونچی اور خنجر کہینچکر حملہ آور ہوئی چالاک بہی لڑنے لگا لیکن صبا رفتار نے لڑتے لڑتے ایک بیضہ بیہوشی کے دفع کا مُنہ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ کو بہی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکہکر جست کنان بہاگ کر درہ کوہ مین مخفی ہوا اور صبا رفتار نے سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ برّان بہی کار نمایان کیا تہا اور اب بہی وقت پر پہونچی دونون مرتبہ کا انعام تجہکو مین بارگاہ حیرت مین چلکر دونگا کیونکہ دونون مرتبہ سامری نے تجہکو باعث تیرے بچالیا اچہا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل مین بہی آتا ہون

عیارہ تسلیم کرکے روانہ ہوئی اور شاہ بھی وہی طرف چلا ادہر چالاک فکر عیاری مین ادہر روانہ ہوا اوسکا
بھی ذکر آیندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہی کہ یہ اوس صحراے بزور سحر گزر کر داخل
لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے نکلکر استقبال کیا اور اندر بارگاہ
کے لاکر بعظمت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود دیکھے اول
مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اسوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہی شاید
پہلے کوئی تدبیر قتل گمراہان روسیاہ ٹھہرائی تھی اب اسمین کچھ فرق پڑ گیا یہ ماجرا کیا ہی کنیزونکو بھی ارشاد
فرمایئے کہ آپکی خوشی سے ہم بھی خوشی کرین اور اونکے رنج کے شامل ہین بہر صورت دامن گیر ہی راہ
مقصد سے بہرین بادشاہ نے یہ کلمات سنکر آہ کی اور کہا کیا کہون پہلی مرتبہ جو مین آیا تھا تو تیرا
دختر کوکب کو زندان طلسمات مین قید کرآیا تھا اور اوسمرتبہ بھی سامری نے مجھکو بچایا تھا وہ ناشدنی اوسکی
بلا کی بدبختی بڑی دیر تک لڑی اور بسبب اختر مروارید کے مجھپر غالب آئی تھی وہ تو صبا رفتار عیارہ وقت
پر پہونچی اور اوسنے بیہوش کیا مین اوسکو قید کرآیا اب مرغ سحر چشم جو اوسکی بڑی حمایتی اور طرفدار ہی
اور کوکب روشنضمیر باپ اوسکا اوسکو ایک داغ تازہ سینے دیا ہی دیکھون تو کیونکر وہ میرے زندان
طلسمات سے چھڑا لیجاتا ہی اور میرا کیا کرسکتا ہی جب تو برآن بہت اوچھلتی پھرتی تھی ویسا ہی مین نے
اوسکو قید کیا ہی اب دم بدم عمرو کا بہرنا اوسکو معلوم ہوگا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اسوقت
جو مین ادہر آتا تھا تو راہ مین اسطرح برہمن بنا ہوا چالاک بیٹا عمرو کا مجھکو ملا اور اوسنے مجھکو بیہوش کر کے
چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا رفتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اوسنے میری جان بچائی مین سچ
کہون یہ چالاک وہ عیار ہے کہ اسنے میرا جینا لیا ہی نیلم کوہ سے اس مقام تک بہت عیاریان اوسنے
مجھسے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا سلطان و سرشار وغیرہ کی مقام پر عیاری
کر کے مجھکو ذلیل کیا ہمیشہ سرشار کو اوسنے مارا جب مین اس چالاک کو دیکھتا ہون خون آنکھون مین اوتر آتا
اور وہ بھی ایسی برجستہ عیاری کرتا ہی کہ سامری مجھکو بچاتا ہی یہ کلمات جو زبانی شاہ ملازمان ملکہ نے سنے
کہا حضور پر سے تصدق اتر تو واقعی موے دشمن تو لگے ہی رہتے ہین سچ ہی سامری جمشید شہنشاہ
کے آڑے آجاتی ہین آج جو کچھ نہ صدقہ اوتارا جاوے وہ کم ہی حیرت نے یہ سنکر حکم دیا کہ اوسے تصدق کر کے
لاؤ لنگر جاری کرو سب سامری کی اطاعت نمجن کرین حسب الحکم ملازم عمل مین لائے تو چھنے

لازم تھے سب صدقہ اوتارنے لگے کوئی تحیل باش لایا کوئی گلدستے لایا حیرت نے بران کی قید ہونے کی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش میں آیا سب مصروف عیش و نشاط ہوئے اہلکار لشکر مہرخ کے جو ہر خبر یہان حاضر رہتے ہین وہ جملہ ماجرا معلوم کرکے سامنے مہرخ کے آئے یہان رہائی پانے خواجہ عمرو کے ہر ایک خوشنود تھا جلسہ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب جان بخشا ناچ ہوتا تھا کہ اہلکارون نے ذکر مجرا گاہ سے تسلیم کی اور دعا وثنا سے بادشاہی بجالائے کہ نظم

ناخن تدبیر جنون کے کام تھے مشکل کشا
کوئی شکستہ حال بجز تو یہ خار

تیری سخا جو بادہ سحر کی نمود سے یار
برسا ترا سحاب کرم یان زمین کا اب

میخانۂ جہان مین کرم تجو سی نہین
ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

بعد ادائے دعا وثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے سنا تھا عرض کیا اس خبر کے سننے سے ہر اک بدحواس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسہ عشرت درہم صحبت عیش برہم کہ اشعار

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم
بدن مین یک بیک آئی حرارت

تکین خانہ دل ہوگیا غم
ہم بیٹھے تھے سب افسوس ہاتھ

شرار غم نے کی آخر شرارت
تھے ناگاہ اس کے کیا ہی یہ بات

برق وضرغام عیار بھی یہان موجود تھے جب انھون نے مہرخ وبہار کو روتے دیکھا بہت کچھ اونکی تسکین ودلداری کی اور کہا گھبراؤ نہین ہم ہمیشہ سے کہتے آئے ہین کہ مرنا برحق ہی کوئی قیامت تک زندہ نہین رہا ہے پھر غم کیون کرین ہان غم اسوقت کرنا چاہیے کہ جب بیعزتی کا سامنا ہو اور یہ تو امر ایسا ہے کہ نام کرکے مرجائے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید موجب علیت

کہان ہین شجاعان خنجر گذار
فقط نام نیک انکا ہے یادگار

بلکہ ہم چاہتے ہین اور ہو سکتا ہی تو حیران عالیشان کو رہا کرکے لاتے ہین یہ کہکر دونون عیار طرار قطورے اور بیتاوے باندہے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے ابھی خواجہ عمرو جو سیاہ ہوئے ہین تو بارگاہ مین داخل نہین ہوئے ہین انکا حال بیان ہوگا لیکن یہ دونون عیار جب بارگاہ سے اپنی باہر نکلے آپس مین مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدانخواستہ اگر حیران زندان مین ہلاک ہوگئی تو بڑی بدنامی ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پہ ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان مین پڑے مرجائے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے بس لازم ہی کہ نظر بعنایت رب اکبر کرکے مردانہ وار کام کرین اور دامن مضبوط باندھکر لڑین مرین آگ اگر ہو تو اوسمین بھی گر پڑین اور ملک الموت کا بھی سامنا

تو نہ ڈر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قویترست ❊ بے موت آئے او زیست کے دن پورے کیے کوئی
مرتا نہیں یہ ہم خوب جانتے ہین السعی منی من الاتمام ہمت مردان مدد خدا پہلے چل کر ملکہ حیرت بد بخت
کی بارگاہ مین ٹھہرین اور ذکر مذکور سنین دیکھین کہ کیا کیفیت ہی پھر وہان سے پتہ لگا کر زندان کیطرف جائینگے
یہ مشورہ کر کے دونون الگ الگ روانہ ہوے اوّل ضرغام شیردل ملکہ حیرت کے لشکر مین ایک
ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جویا اپنے مطلب کا پھرنے لگا یہان دیکھا تو لشکر ناظمان طلسم
کو سون تک لٹ دترا ہوا ہی بڑی گھما گھمی ہے حال اس لشکر کی زینت کا اوّل بیان ہو چکا ہی فی الجملہ لشکر مین
بھی وہی کیفیت ہر ایک لشکری کی زبانی سننے مین آئی کہ اسطرح برّان شاہ سے لڑی دعیارہ نے بیہوش کیا
اب وہ قید زندان طلسمات ہی بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا برّان کا دشوار ہی بعض کہتے تھے
کہ اجی ایسے تماشے تو ہزارون مرتبہ دیکھ چکے ہین سن لینا کہ عمرو عیار رہا ہو چکا ہی وہ زندان طلسمات
مین پہونچ گیا اور برّان کو چھڑا لیگیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمرو ہوتا تو اسے
کو آج تک گنبد نور سے چھڑا نہ لیجاتا غرض عیار مذکور یہ باتین سنتا اور دل سے کہتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر
چلکر ٹھہرو اور ایکدن کسی ترکیب سے یہان ہو شاید کوئی محافظان زندان وغیرہ کے پاس سے نامہ وغیرہ
آئے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جائے یہ تجویز کر کے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہان ہجوم بادشاہ وغیرہ
ٹھہرے ہوے تھے بڑا اژدحام تھا اور متصل خیام و بارگاہ حیرت اہل عملہ کی بارگاہین اور خیمہ وغیرہ
استادہ تھے کہین امرا و وزرا کی بارگاہین کسی جا شکوہ زرین قبا اتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ
یاقوت جو دوسری وزیرزادی حیرت کی ہی قیام پذیر تھی عیار مذکور یاقوت کی بارگاہ کے قریب آکر
بارگاہ حیرت مین جانیکی فکر کرنے لگا اور وہان استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ در بارگاہ پر جو
بیٹھے تھے اونسے ساز کرنیکا ارادہ رکھتا تھا ناگاہ زنانی ڈیوڑھی کا پردہ اوٹھا کر ایک خواص نے
جھانکا اور کہا اے میان کوئی ارسام بن مریم کا بھیجا ہوا آدمی آیا ہو ضرغام پہلے تو چپ رہا
کہ دیکھون کوئی [illegible] اب بتا ہی یا نہین جب کسی نے جواب نہ دیا اوسوقت دوبارہ اوسکے پکارنے پر بڑھکے کہا
حضور مین تو دیر سے یہان کھڑا ہون کوئی میری خبر ہی آپ تک نہین کرتا ہی اوسنے کہا تم ارسام بن مریم کے
یہان جو توشکخانے کے داروغہ ہین اونکو پہچانتے ہو اور اونکے بیٹے کو جانتے ہو اوسنے کہا کیا خوب مین اونکا
لڑکپن کا ملازم ہون اور مین ہی نہین پہچانتا حضور مین وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہین بلکہ مین تو اسے

ہون کہ وہ مجھپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور مجھ سے سب ملازم جلتے ہین خار کھاتے ہین اور مین تو
ایک جان دو قالب ہین اس عورت نے یہ باتین سنکر کہا اچھا آو پردے کے پاس آؤ وہ عیار آگے بڑھا تھا کہ دربان
نے کہا بی سیوتی کیا تمھاری بُری عادت ہو کہ ہر ایک کو پردے کے پاس بلاتی ہو انکو پردے پاس نہ بلاؤ سرکار
کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اونکا حکم ہے کہ کوئی زنانی ڈیوڑھی پاس نہ آئے نہ کوئی عورت
مرد سے وہان بات کرے بات کرنا ہو تو ہم ہٹے جاتے ہین آپ باہر اگر بات کر لین آپکا کچھ نہ جائیگا ہمپر خفگی
آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جامے سے باہر ہوگئی اور کہا تو جیسا
مین کسی بھڑوے چھنال سے دبنے کی نہین کیا مجھکو ان موے روؤن نے چھنال مقرر کیا ہو جو بات
کرنیکی ممانعت کرتے ہین اپنا بھڑوہ مجھی پر تو جتاتا ہو جسمین یہ معلوم ہو کہ ہم بھی کوئی ہین ع ہم بھی ہین پانچوین
سوارون مین ۔ ارے موؤ اپنے حواس درست کرو منہ سنبھالو تجھے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہو جو یہان تاب
نہ کرون مین کسیکی ماما یا مغلانی ارے غیرے پچکلیان کی نوکر نہین ہون اور نہ کسی کی لونڈی ہون
مین ایسے کی نمک پروردہ ہون جو حیرت کی روح و جان ہو تم سب جب چاہو آزما دیکھو اپنے اپنے جی
کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی مین ہو نیک بد بھلی بُری جو چاہو وہ میرے لیے ملکہ سے کہلا بھیجو یا خود
کہو دیکھو تو کرا دستکا کیا ملتا ہو اور میرے لیے سزا جرمانہ گھڑکی جھڑکی ہوتی ہو یا تم سب پر خفگی آتی ہے
کہو تو ابھی تم سبکو نکلوا دون مینے ہزار بار کہا ہو کہ ذرا میرے منہ نہ لگنا کیا تمنے مجھکو کوئی ڈبڑو گھسڑو
مقرر کیا یا دلگی باز بنایا ہو کہ میرا صاحب ابھی بہانہ سے لاؤ اسکو بکواؤ اے مین بھی اپنے نام کی ہون تو
جاؤ بھڑوو تمھاری ایسی تیسی کی آج جو تمھاری گت نہ بنوائی تو نام اپنا بی سیوتی بنایا یہ کلمات سنکر
آپسمین سب چپکے چپکے دربان کہنے لگے کہ میان تمنے ناحق اس جھاڑ کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے
ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہین تو بیشک بیعزت ہو کر ہم سب نکالدیے
جائین غرض یہ باتین آپسمین کرکے گویا ہوئے کہ بی سیوتی صاحبہ ہم تو جیسے ملکہ کے تابع فرمان ویسے آپکے
آپ جسکو چاہین اندر محل کے بلا لیجائین ہمنے تو ایک قاعدے کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیے اسمین بہتری
تھی آپ خفا نہون جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر عیار سے کہا یہان جاؤ پردے کے پاس جو بی صاحبہ
فرمائین وہ سنو آؤ ضرغام فوراً سب ڈیوڑھیان طے کرکے قریب پردہ کے پہونچا اس رنڈی
نے پردے کے اندر اپنے پاس بلا لیا اوسنے وہان جاکر دیکھا تو گھونگھٹ زنانی ڈیوڑھی کے

پردے کے پاس عقب مین شاہ اوس طرف محلات کی عورتین بولی ہی ہنگی کھاگھی کی صدا آتی ہی
اور پاس وہ نازنین عنبرین ہو کھڑی ہی یقین تھا کہ یہ بیہوش ہو جا ہے وہ اوسکی سادی سادی وضع غارتگر
صبر و شکیب بیک کرشمہ عجب تھا جو دل کھو جائے اپنے سے پرایا ہو جا سبزہ رنگ جڑی بھوین ایک سے
ایک کھنچی حسن بھری دوسری طایر دل کے صید کرنے پر چڑھی ہوئی چہرہ مین وہ نمک کہ جان شیرین عشاق
فدا کرین بوسۂ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھولے کانون مین ایک ایک بالا پڑا بالا بالا گال پر ہلکر مزے اڑاتا
ناک مین کیل حسن و عشق کے مقدمہ مین وکیل سینہ اوبھرا ہوا اچھلتا ہو نکے ابھارون کا دلمین سوراخ کرنیکا
ارادہ بیٹھ وہ رزم گل سا کمر نازک کولے قطعدار پیڑو ابھرا ہوا رانین بھری بھری گول سانچے کی ڈھلی
پایجامہ گلبدن کا کچھے دار پہنے پائنچا سے کلائی پر پڑے مہین شبنم کا چنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیازی
رنگا ہوا اوڑھے مرقع دلستان بے ہلکا ہلکا زیور پہنے تراکت سے ہر بار تیوریون پر بل ڈالتی ہوئی
دیار حسن و وضع کی شاہ تھی آسمان دلبری کی ماہ تھی مسدس

شکل اوس گل کی نظر آگئی بھولی بھولی
وہ پہیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹھولی
پیاری باتون نے گرہ غنچۂ دل کھولی
چست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی
نیچی آنکھیں صفت نرگس بستان ہر دم
غنچۂ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم

عضو ہر عضو سے کہتا ہی کہ یکتا ہون مین
ہی ہتھیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
بند سے بند کا ہے قول کہ فتنہ ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو سکے دو بالا ہون مین

اس برقوش نے جب دیکھا کہ ضرغام پاس اوسکے آیا تو ہنسکر کہا کہ ارسام بن مرسم جادو خیمہ مین اپنے
جو رہتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی مین جانتی ہون کہ دہ ذات رندی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رنڈی سے ملتا ہوگا
ضرغام سوچا کہ یہ رنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اوس نطفہ حرام ارسام سے آشنائی رکھتی ہی اوسی کے خیال مین فرق
رہتی ہی اور اوسکا آدمی مجھکو سمجھکر اسنے بلایا ہی تو بھی ایسی باتین کر کہ اسکو یقین اوسکی ملازمت کا آجا
یہ سوچ کر اوسنے بناوٹ کر کے کہا کہ اے بی بی جو تمھارا جی چاہے وہ تہمت اس بیچارے پر رکھو

ایک ہی لکیر کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہی نہ گھر سے کہین آئے نہ جائے نہ کسیکو بلائے جنے تو آج تک کسی سے
ہنسکے بھی بات کرتے نہین دیکھا اس قتالۂ عالم نے کہا تم تو اوسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایکہی
متفنی ہی یہان میرے پاس جب تیسوین پانچوین آتا ہی تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھہ دیکھہ کے
سسکیان بھرتا ہی میری آنکھون کے سامنے ہائے جانی کہتا ہی اور لگاوٹین کرتا ہی تمنے کہا اور پینے مانا
کہ اب وہ دھوودھا کے مصلے پر بیٹھا ہی بھلا تم تو کہتے ہو کہ مین اوسکا مدت کا دوست ہون یہی جانتے ہو
سچ کہو کہ وہ ہمارے یہانکی کیا باتین کرتا ہی کبھی میرا ذکر کرتا ہی مجھکو یاد کرتا ہی یا یہان کی خواصون کا
نام لیتا ہی ضرغام نے کہا صاحب مین کسکا نام لون اب تم میرا کہنا تو مانتی نہین ہو اور میری یہ طاقت نہین جو
مفصل حال کہون یہ سنکر اوسنے کہا تمھین پیر مرشد کی قسم تمھین اپنے ایمان کی قسم تم جسے پیار کرتے ہو جسے چاہتے
ہو اوسی کے سر کی قسم میرا کہنا اٹھائے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہان کسکو پیار کرتا ہے چھپاو
نہین تمھین ڈر کسکا ہی مین تو تمھارے پاس کھڑی ہون وہ تمھارا کریگا کیا کوئی خدا ہی جو روٹی تمھین
نہ دیگی یا جان خود جبتک مین زندہ ہون تمھین کوئی تکلیف ہوگی ضرغام نے کہا آپکی عنایت سے
اور سامری کے فضل سے مجھے کچھ اسکا خیال نہین لیکن کیا کہون ایک کی تو جان جاتی ہی اور آپ
یہ باتین بناتی ہین اوسنے کہا اوچھا جی مین اب سمجھ گئی سامری کی قسم جھوٹ جمشید کی قسم رتی بھر
سچ نہین ایسی ہی کوئی حرامزادی ہوگی جو اوسکی دوستی کا اعتبار کریگی اگر وہ میرے گھر پر چلتا اور
رنڈی بازی کو آگ لگاتا تو دنیا جہین کرتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالو کا لال بنتا اوسکو کس بات کی کمی
رہتی وہ تو اسکو عارضہ کمبخت چھنالیکا ہی جیسے بدکار کو لیکا ہوتا ہی اچھا تا تو تمکو کیون بھیجا پھر اوسنے کہا آج
میری قسمین کہین کہ تم ذرا جا کر اودہر دیکھہ بھال کے کوئی آدمی محل کا ملے تو اوسکی خیریت مجھے لادو
اوس آفت جان نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھ نگوڑی کی یاد آئی ارے کمبخت کو
میرے کہے پر کیون نہین چلتا گھر مین آ بیٹھے تو مین اوسکی لونڈی بنی رہون ہر وقت پاس
رہون کوئی دم جدا نہون اچھا تم اب جا کر یہ کہو کہ اس بارگاہ کے پیچھے ایک آم کا باغ ہی اوس
باغ سے نکلکر ایک فصیل ہی اوسکے کنارے کٹہل کا درخت ہی وہان آجائے اور مجھسے دو دو باتین کرے
اگر میرا کہا ماننے کا اقرار کرے تو خیر نہین مین کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہین تم ایسی
باتین نہ کرو وہ تمھاری درد جدائی مین مرتے ہین ہر وقت اوسکا یہ حال ہی ابیات

قابو مین نہین ہے یہ دل زار
کہتا ہے وہ کچھ کہ کچھ زبان سے
الفت تجھے خوب جانتا ہون

آنکھین ہین ہر ایک زرد رخسار
ہر وقت ہے بیخودی کا عالم
ای حضرت عشق مانتا ہون

فرصت نہین نالہ و فغان سے
اب قول یہی ہے اونکا ہردم
وہ گلرو یہ سنکر باغ باغ ہوگئی

اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوفا کو جان کا جینے پتہ دیا ہی لے آ: ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر مین
آوگی اوس نازنین نے کہا مجھے کیا دیر ہے تم گئے اور مین وہان تمھارے جانیسے پہلے آجاؤنگی ضرغام
یہ سنکر اوس سے رخصت ہوا اور پشت بارگاہ پر آکر آمو کا باغ سے نکل کر جھیل کے کنارے گھنیال کے
درخت کے تلے کھڑا ہوا دم بھر کے بعد سرو خوش رفتار خرامان خرامان بناز و ادا سامنے سے پیدا ہوئی
اور پکاری کیون جی کدھر ہو ضرغام نے اونگلی اپنے لبون پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف اشارہ کیا
کہ ذرا دیکھ بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سے جھجکی اور سمجھی کہ کوئی میرے پیچھے کھڑا ہے
یہ سمجھکر اوسنے پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس عرصہ مین لپک کے پاس آگیا اور اوسکے پھرنے مین
گیند ماری وہ ادہر پھری تھی کہ حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اوسنے اوسکے کپڑے لیے اور
اوسکو لیجا کر ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری کا نکالکر اوسکی سی صورت بنا اور وہان سے روانہ
ہوکر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ یاقوت کے آیا دیکھا کہ ہر سمت خیمون مین ہر ایک محل کی عورتین بیٹھی ہین
کوئی اپنا سنگار کرتی ہے کوئی مسی لگاتی ہے کوئی طوطی کو جمشید جی پڑھاتی ہے کوئی کھانا پکانیکی فکر مین ہے کسیکا
مہمان آیا ہے اوسکی خاطر مین مصروف ہے پلنگڑیان بچھی ہوئی تخت کے لگے ہین مامائین ہر ایک کے باورچی خانہ کو
گرم کر رہی ہین یہ کنیزون اور خواصون کو تجویز کر کے اونکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ یاقوت
کیا دربار مین گئی ہین اون لوگون نے کہا ای سیوتی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہے ملکہ عالم تین دن سے درد سر مین
پڑی لوٹ رہی ہین کئی دفعہ تجھکو پکار چکی ہین کہ ارے صندل ذرا سا رگڑ کر لگا دے تو نہین معلوم کہان
جاکر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہین ہے یہ کہی رہی تھین کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ارے سیوتی موئی ذرا
یہان آکے بیٹھ پنکھا جھل کہان تو مرگئی ضرغام نے یہ سنکر کہا ای بی قربان گئی مین آئی اور دوڑ کر
اودھر گیا دیکھا ایک پلنگڑی پر ملکہ یاقوت جادو صندل لگائے پڑی ہے نیچے پلنگ کے مسند بچھی ہے
چنگیرین چوگھڑے وغیرہ سامان عشرت و آرایش دھرا ہے اور یاقوت اوٹھ اوٹھ کے درد سر سے کراہ رہی ہے
ضرغام نے سرہانے آکر پنکھا ہاتھ مین لیا اور کہا ای میری بی بی تمھارے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ نے

کہا اتو کچھہ نہین کستی صندل لگانیکو پکارتی تھی وہ کوئی اور اگر لگا گئی اے سیوتی ب تراد یدہ ہوائی ہو گئی
نہین معلوم کہان اوڑ گئی تھی ضرغام نے کہا بی بین تو ادہر ہی اُدھر تھی اور تو کہین نہین گئی تھی
اب حاضر ہون نہین نجاؤنگی فرمایئے جو کچھہ فرمانا ہو ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی اور کو بارگاہ حیرت مین
بھیجکر دریافت کرا کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ حیرت مین ہین یا تشریف لیگئے اور ملکہ مذکور مجھکو تو یاد
نہین کرتی ہین سیوتی نقلی نے یہ سنکر چند کنیزونکو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہ حسب ارشاد روانہ ہوئین اور
وہانسے پھر کر آئین کہا حضور بادشاہ عالم پناہ ابھی بیٹھے ہین اور ازبسکہ ملکہ حیران سے اور جہان پناہ
سے سامنا ہوا تھا اور حیران غالب آئی تھی اور صبا رفتار عیارہ نے آکر اوسکو بیہوش کیا اور
دوبارہ عیار کے ہاتھہ سے شہنشاہ کے دشمنونکو زک پہونچی اور سامری نے بچالیا تو اب جتنے ملازم
شاہی ہین اور ملازمان ملکہ ہین وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اوتار رہے ہین ضرغام نے سارا حال
بران اور چالاک کا بصورت سیوتی اونکی زبانی سنا اور ملکہ یاقوت نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ ہماری جانب سے
بھی پانچ سیر تیل مین بھر ماش سو روپیہ کے ٹکے سینی مین لگاکر بھجوا دے اور جو لیکر جا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر مین شدت سے درد ہو رہا مین حاضر ہوتی
اب کچھ حواس درست ہون اور یہ تصدق ہوجائے تو حاضر ہون کہ سیوتی یہ سنکر حیران ہوئی کہ مین روپے
اور تیل ماش کس سے مانگون لیکن اور کنیزون نے آپ ہی کہا کیون بہن سیوتی تم کہو تو ہم تصدق کا سامان
لے آئین سیوتی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ تو فرما چکین مجھہ نگوڑی کا بھی کچھہ کہنے مین کتنا ہے کنیزین
یہ سنکر روانہ ہوئین اور سات سینیونمین ماش اور سات سینیون مین سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ
مین پانچ سیر تیل بھر کر سب پر خوان پوش ڈالکر سامنے لائین سیوتی نے کہا مزدورنیون کے سر پر رکھواؤ
اور لیکر سامنے حضور عالم کے جاؤ تصدق اتروا دینا اور جو کچھہ ہماری حضور نے فرمایا ہے عرض کر کے جلدی
چلی آنا دیر نہ لگانا کنیزین وہ سامان مزدورنیونکے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئین دربار گاہ حیرت مین آئین
سامنے افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کر کے ٹھہرین شاہ نے اونکو دیکھکر حیرت سے پوچھا
کہ یہ کسکے علاقے کے لوگ ہین جو تصدق لائے ہین حیرت نے کہا قربانت شوم ملکہ یاقوت جادو کی یہ سنکر کنیزون
نے پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہے اور کہا ہے کہ کنیز کے سر مین شدت سے درد ہے ذرا درد
مین تخفیف ہو اور طاقت اوٹھنے کی پاؤن تو نذر فتح لیکر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا یہ تصدق

بانٹ دو اور یاقوت کو میری طرف سے دعا کہدینا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار نے معاف فرمائی سامری
تیرا درد سر دور کرے یہ مرحمات سلطانی جو حیرت نے اوسکے حال پر مبذول از جانب شاہنشاہ دیکھی خوش ہوئی
ہوئی کہا و شہنشاہ یاقوت و زمرد دونون میری جان نثار ہین اور خیرخواہ ہین جو کام دولتخواہی اور
دل سوزی کا یہ دونون کرتی ہین اوسکی کیہ کہا امید مجھے ان دونون سے ہے اپنے پیٹ کی اولاد سے
نہین حضور بھی کسیکو خبر کے لیے اونکے پاس بھیجدین تو بہت اونسے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
بادشاہ نے فرمایا کہ بعد برخاست دربار مین خود اوٹھکر اوسکے دیکھنے کو جاؤنگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ
کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا یہ مکان کسکا ہے اور وہ مکان کسکا ہے سب کنیزان حضور ہی کا ہین
اگر آپ تکلیف فرماینگے تو کنیز پروری اور عین غلام نوازی ہے اوسکا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا آبرو بڑھ جائیگی اور
آپکی کسر شان نہوگی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پرور ہے کہ اونے
لونڈی کی عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخاست کرو ملکہ نے کہا شام ہی قریب ہے
دیگر تبہ دربار برخاست ہوگا یہ کہکر کنیزان یاقوت سے کہا جاکر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ برائے عیادت تشریف
لاتے ہین کنیزین یہ سنکر جلد خدمت یاقوت مین آئین اور سیوتی سے کہا بی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ
مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہین یاقوت جو لیٹی ہوئی تھی اوسنے پوچھا کیا ہے
سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہین یہ سننا تھا کہ وہ گھبراکر اوٹھ بیٹھی اور کہا اری سیوتی تجھے
خدا کی مار موئی غارت ہوئی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آراستہ کر کیون میری ناک کٹوایا چاہتی ہے کشتیان
نذر کے لیے جواہر کی لا تو تو ایسا بیٹھی ہے جیسے چھلے کی بھینس ارے موئی تو اٹھ کیون جاتی ہے مالزادی
گھورتی ہے یہان مسند بچھا کر تکیے گرد میرے لگا دے کہ مین بھی پلنگ سے اوترکر بیٹھون یہ حکم سنکر ضرغام
نے کنیزان دیگر سے زبانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش و نشاط دیا اونھون نے جلد جلد کشتیان شراب کی قرینے
سے لاکر چنین اور فرش مکلف آراستہ کیا مسندین بچھا دین فرش کی آرایش دیکھکر اطلس سرخ شرم
سے عجب نہین جو قطع ہو جاے مسندون کے بوٹون پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جا بجا
آویزان کیا اوس بارگاہ کو نور افشان کیا چنگیرین اور میوون کی ڈالیان گلدستہ وغیرہ سامنے رکھے
فرش کے گرد گلدستہ لگا دیے بارگاہ کا حسن مثل شاہد حسین جواہر پوش تھا بناؤ سنگار کیے برنگ
عروس شب اول نشہ حسن سے در و دیوار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت نہ ایوان تھا مسند جس

نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زیب
فرش گلرنگ تو پر دون مین بنا کار طلا
برج مہتاب سے دیکھے تو کہے صل علے
سیج پھولون کی بچھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے سے گلگون سے بھرے رکھے تھے
ہار پھولون کے چنگیرون مین دھرے رکھے تھے

اسی آرایش وزیبایش کرنے مین وہ دن بھی تمام اور خیمۂ دہر مین چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو ماہ بارگاہ آسمان مین ہوئی کہ

نظم

فروغ مہر نے دامن اوٹھایا
ہوئی روشنی مین قرب اور دور
ہجوم شام کا اک رنگ آیا
جبین شمع نے پیدا کیا نور

شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اوٹھا حیرت نے دربار برخاست کردیا آپ بھی مع چند کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمرد جادو دوسری وزیرزادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب اوس بارگاہ مین پہونچے سیوتی نیز ضرغام نے آرایش کرنے مین بارگاہ کے اپنا کام بھی کر رکھا تھا یعنی یاقوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بٹھلا دیا تھا اور کئی خوان اشرفیون روپیہ وغیرہ کے لاکر رکھے تھے لیکن چنگیرین اور پھولونکی ڈالیان میوونکی کشتیان شراب کی گلابیان سب آغشتہ بہ داروے بیہوشی کردی تھین اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بیہوشی سے معطر کیا تھا اور شراب کو اولٹ پلٹ کرکے مخلوط بداروی بیہوشی کیا تھا غرض ایک لوٹا نخلہ کا بیہوشی بھرا تیار کرکے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا مین بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہرچند کہ علیل تھی لیکن بنابر تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اوٹھہ کھڑی ہوئی اور جھک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے کہا ای یاقوت بیٹھہ جاؤ تعظیم معاف یاقوت نے کہا مین ادنی کنیز حضور کی ہون کیا مجال جو بیٹھہ سکون شاہ طلسم اور حیرت دونون مسند پر آکر جلوہ گر ہوے اور اشارہ کیا کہ اے یاقوت اب تو اپنے عہدے کے موافق بیٹھو یاقوت سلام کرکے ایک گوشہ مین بیٹھہ گئی نو کشتیان جواہر اور اشرفیون کی سیوتی نے یاقوت کی طرف سے پیش کین شاہ نے ہرچند فرمایا کہ ای یاقوت بیٹے نذر تجھے معاف کی یاقوت نے نہ مانا اور بہت کچھہ عذر کیا اور کہا میں ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی ہی جو یہ قبول فرمائی جائین شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواصون کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کرکے سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیرین اور ڈالیان میوون کی آگے بڑھائین اور گلابیان شراب کی سامنے رکھین شاہ نے فرمایا

کر دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولونکی اہمین سے الگ کر کے میرے
پاس رکھدو باقی تم سب خوجون وغیرہ کو تقسیم کر دو یہ کہکر ایک پیالہ شراب کا بھر کے شاہ نے حیرت کو دیا
اور کہا میرے سر کی قسم ہو ملکہ تم پیو یعنی یہ بھی نہ پیوگا اور مجھکو اس ڈالی مین سے ایک سیب چھیل کر دو حیرت
نے عرض کیا کہ انار کے دانے قاب مین لگے رکھے ہین آپ نوشجان فرمائیں اور مین فقیر آپکے شراب نوش
فرمانے کا ہیکو پینے لگی افراسیاب نے کہا مجھکو ناحق کی ضد ہے یہ کہکر پیالہ شراب کا رکھدیا اور تھوڑے سے دانے
انار کے کھائے اور ایک خواص نے کئی سیب چھیل کر قاشین طشتریون مین لگا کر سامنے رکھدین حیرت نے
پھانکین کئی سیب کی کھائین اور افراسیاب نے کہا ہے یاقوت انار کے دانہ تو درد سر کو نقصان کرینگے
بلکہ اگر گرمی سے ہوگا تو جاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی یہ کہکر اوسکی طرف
طشتری بڑھائی یاقوت نے اوٹھکر شاہ کی بلائین لین اور تسلیم کر کے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک
پھانک سیب کی کھائی حیرت زدہ کو لے اوٹھا کر زمرد جادو کو دیئے اور نے سلام کر کے لیلی اور یاقوت
نے حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرئی طائفون کو بلاؤ کنیز سامری اور ساوجاگرا اور جمشید باندی رنڈیان کہان
ہین اونکو بلاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائین یہ حکم پاکر کنیزون نے ہر ایک پریوش زہرہ کردار
رنڈیون کو سامنے لا کر حاضر کیا پہلے سب سے جمشید باندی کا مجرا ہوا عجب گرما گرم رنڈی تھی کہ باوجود
سرگردانی اور دوڑ دھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسی شعلہ رخسار عورت پردہ فانوس عالم مین نہ دیکھی تھی
سراپا کے لکھنے مین طول ہوگا مختصر سا اوسکا یہ حلیہ ہے کہ بیت

رنگ سانولا پیٹ ملائم اور گیون پہ تھی ہر
چھاتی سے لے ناف تلک صندل کی سی بتی تھی

اور اوسکی صورت زیبا کو دیکھکر تماش بینون کا یہ قول تھا کہ اہ مایۂ ناز بموجب باعی

گو حسن کا یان سبھی کے پیارے توڑا
خوبان جہان سے ہے پر منہ موڑا
پرستے ہے تو ہے سبکو چھوڑا
ہر چند کہ تھا تماش بینی پہ مزاج

اس ماہ وش نے بصد کرشمہ سنجر و خوش ادائی سے سامنے بادشاہ کے
ناچنا شروع کیا اہل انجمن کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کیطرح دل کو رقاص بنا دیا سامنے اور ہی
لطف دکھایا خاطر عشاق سے دمساز ہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا ٹھنے سے واہ واہ کا تار
بندھا ہر ایک محو ہو کر راگ سننے لگا کہ نظم

آنکھون کی تھی آنی تیغ پہ بھالا
الیاس وہ الاپی تھی ایسا
بندھتی تھی کبھی جو پیچ کی دھن

سن سن کے سب اہل فہم تھے سُن	بھیرون کا جو زمزم مین تھا چرچا	بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
ہر راگ روان تھا صورت روح	بھوسالی دکا ٹھرا و کا موقا	جب شاہ جادوان اسکا

گانا سنکر محو ہوا اوسوقت اوس پری تمثال نے اس غزل کو گایا غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے	یہ دل کیا مزیدار پیدا ہوا ہے	گرا با جو مین تو یہ رنگ کر وہ بولے
کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے	خدا در ملک آکے دیکھو تماشا	عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان	وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے	ہوئی جب کہ گل کھل گئے مجنون خزان
ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے	مرے لخت دل دیکھ اتنے وان ہین	یہ دریا مین گلزار پیدا ہوا ہے
کرو منع ناصح کو جسے نہ بولے	کہان کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے	جو کہیے کہ لو نقد دل تو یہ بولے
بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے		

اسی عرصے مین پھولونکی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت دگرگون ہوئی بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی افراسیاب و حیرت و یاقوت و زمرد جادو وغیرہ سب اپنے آپ مین نہ رہے اودھر کنیزونکو بھی بادشاہ نے والی عنایت کی تھی اونھون نے بھی حصہ بانٹ کرکے میوہ کھایا تھا وہ سب سگ نے بیرا آپسمین جول جھگڑا دستانی ہوکر لڑنے لگین کسی نے کسیکی چوٹی پکڑ کر کھینچی کسی نے کسیکا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ بیلے لپٹ گئی وہین حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپنے پیالہ شراب کا ناحق بھر کر رکھدیا نہ آپ پیتے ہین نہ مین پھر شراب کا یہان کھنا کیا ضرور شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہو تو مین ہی پہلے پیتا ہون یہ کہکر چاہا کہ پیالہ منہ سے لگاؤن اوسوقت ایک پنجہ نے پیدا ہوکر ٹھوکر دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا ای یاقوت ہائین یہ شراب کیسی تھی جسکو میرا سحر پینے سے مانع ہوا یاقوت خود عالم محویت مین تھی جواب کون دے اودھر لونڈیون نے تڑاق پڑاق پھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگین حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے کہ زبان نے لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار رہیے شراب نہ پینا بیہوشی کا اثر معلوم ہوا شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا آشنا تو کہا چلا او قحبہ یاقوت تو نے کسی عیار سے آشنائی کر کے یہ حرکت کی ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اوٹھے چکر کھا کر زمین پر گرا حیرت و زمرد وغیرہ ہان ہان کرکے جو اوٹھین یہ بھی گرین اور بیہوش ہوئین بیسوتی یعنی ضرغام شیر دل نے خوش خوش جب مع زنان وغیرہ سبکو بیہوش دیکھا او سنگ تکمہ بارگاہ مین لگایا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لے اوسوقت کسی نے پیچھے سے زور سے اوسکو دھکیل دیا

کہ یہ عیارون شاذ چت گرا اور ہر طرف حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کسنے مجھکو ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ پھر جست کر کے
افراسیاب کے قریب آیا پھر کسینے گردن پکڑ کر اوسکو دوڑا دیا اوسوقت یہ سمجھا کہ تونے بیوقوفی کی جو اوسکے
قتل کا عزم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہے مار ڈالیگا پس یہ سوچکر حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ ذبح کرے
ناگاہ افراسیاب کے منہ پر ایک پچکاری بھرے ہوئے زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ اوسکو ہوش
ہوگیا اور اوسنے دیکھا کہ سیوتی لونڈی یاقوت کی خنجر کھینچے حیرت کو ذبح کیا چاہتی ہے دیکھتے ہی
عبان برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر اسیر کرکے اوسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسایا کہ سبکو ہوش آیا جب
حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوئے شاہ نے کہا اے ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجا کر کسی درخت
باندھو اور ایک گولا سحر کا مار کر اوسکو فنا کر دو یہ سنکر حیرت اوٹھی اور یاقوت دوڑ کر قدم پر بادشاہ کے
گری اور عرض رسا ہوئی کہ لونڈی کا کچھ قصور اسمین نہ تھا مین بالکل بیقصور ہون حضور قلم عفو میرے جرائد عصیان
خطا پر پھیرین شاہ نے اوسکے عذر کرنے سے رقعہ جمشیدی بازو سے کھولکر اسمین سب کیفیت عیار کے
یہان آنیکی معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیوتی کنیز فلان غار مین پڑی ہے اور یہ حقیقت گذری ہے یاقوت کی
کوئی خطا نہین ہے بابا تیری بی بی نے اور تونے خود عیارون کے ہاتھ سے دھوکا کھایا ہے فریب و
مکر سے انسان لاچار ہے یہ دریافت کرکے شاہ نے کہا اے یاقوت سچ ہے کہ تو بیخطا ہے اور تیری کنیز فلان
مقام پر پڑی ہے اوسنے یہ حال سنکر سحر کا پنجہ بھیجکر سیوتی کو اوٹھوا منگوایا اور اوسنے آکر جب ہشیار ہوئی
لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر بحکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئی اور درخت
سے اوسکو باندھکر آمادہ قتل ہوئی بادشاہ اوٹھکر بارگاہ دمین حیرت کی چلا گیا اور پلنگڑی پر لیٹا کہ
اب حیرت بھی قتل کرکے عیار کو آئیگی انہی کے ساتھ آج سو رہونگا یاقوت کے یہان سب کنیزون پر
عتاب آیا یاقوت نے سبکو سزا دی کہا لڑا دیو اسوقت میری و تمھاری سبکی جان گئی تھی ناک کٹی تھی
سامری نے ترحم کیا ایسی تم مستانیان ہو کہ کچھ خبر نہین رکھتین کہ کون خیمہ مین آیا ہے خبردار اب
کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام یہان تو یہ ماجرا ہے ادہر حیرت ضرغام کو قتل کیا چاہتی ہے اوسکو اسی حال
مین چھوڑ کر شمہ حال مہتر برق فرنگی سنیے کہ ہمراہ ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف روانہ
ہوا تھا چنانچہ بفکر عیاری یہ صحرا مین آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھکر اوسپر چڑھ گیا اور ہر طرف نگاہ دوڑانے لگا
ایک جانب لشکر عظیم جنگل مین اوترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ و بارگاہ و سراپردہ و سرابچہ وغیرہ نصب ہین

راوٹیان کندنی بچوبے اسکیں قلندریان بارگیان استادہ ہین بازار بن لگی ہین خیمون کے اطراف مین سرکین بنی ہین سقے آبپاشی کر رہے ہین یہ دیکھکر برق وہان سے اپنے لشکر کیطرف چلا اور ساحر تو بنا ہی ہوا تھا داخل لشکر ہوکر دیکھا کہ عجب طرحکی رونق ہے جھنڈے گج کے استادہ ہین ساحران زبردست خیمون کے سامنے تختون اور کرسیون پر بیٹھے ہین مندرے کنڈل انکے کانون مین پڑے ہین ہوم خانہ استادہ ہین بنگالے اور کانوردیس کے جادوگر ڈمرو بجاتے ہین اگیاری کر رہے ہین ترسول وبتسول اونکے سامنے گڑے ہین ہار اونمین لپٹے ہین جادوگرنیان جوان بازارون مین پھرتی ہین کہین سوارون کی لین پڑی ہے کہین پیادے اوترے ہین بستر جمے ہین آپس مین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے ڈھولک ستار بجتے ہین سب شاد و خرم پھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب

ابیات

فوج کا تیرے کر سکے نہ شمار
بسکہ پر گرد آسمان ہووے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
رشک صد تخت خسروان ہووے
دیکھیے تب سمجھیے کہ تو اوسدم
کوئی نواب کوئی خان ہووے

گو عطارد حسابدان ہووے
آنکھیں مل مل یہ مہر ہووے نور
نصف اوسکی نہ کہکشان ہووے
قالین اوسکے ہر ایک پا انداز
بیٹھکر اوسپہ حکمران ہووے
دست بستہ مطیع فرمان کا

کثرت اسکی ہو جب تو ہووے سوا
جیسے شیشے پہ تابدان ہووے
بچھے اوس بارگہ مین جب مسند
بہتر از باغ و بوستان ہووے
اور سرگروہ جتنے ہین اونمین
روبرو وزیر سائبان ہووے

اوس لشکر کثیر کو اور اوسکی عظمت و شوکت کو برق نے دیکھکر دل مین کہا ان کافرون نے بھی بڑی آسودگی اور رفعت منزلت پائی ہے اے برق یہ سب چمک دمک انکی خاک مین ملا دینا چاہیے غرضکہ کچھ اپنا فکر مین عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشے مین ٹھہر گنوار کی سی صورت بنا انگوچھا گاڑھے کا سر پہ باندھا کمل کندھے پر ڈالے دھوتی باندھے ننگے پاؤن ہو لاٹھی ہاتھ مین لیکر اوسی سمت چلا کہ جدھر کوئی گانون بسا تھا یہ تو مدت سے یہان آیا ہوا ہے سب مقامات جانتا ہے اس گانون مین جاکر ایک بھیڑ کسی گڈریے سے مول لی اور اوسکو کاندھے پر رکھکر بہت جلد اوس لشکر مین آیا اور لشکریون سے جاکر مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کسکا ہے ایک جمعدار نے سپاہیون کے کہا کہ لشکر مہیب سیہ سوار فیلتن جو بیٹا ملکہ حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو نو شاہ ہوکہ پہلے یہان آیا تھا اور مارا گیا اوسیکا یہ بڑا بیٹا شیر دل فیلتن بن مہیب سیہ سوار جادو ہے اپنے باپکے مارے جانیکا

بلا لینے آیا ہے ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہے اب کل صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور دادی
ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ نمک حراموں اور سرکشوں سے لڑیگا اور سر اونکا کاٹیگا یا زندہ گرفتار کریگا برق
نے یہ کلمات سنکر بہیڑ کو کندھے پر سے اوتارا اور کہا کہ گیان تینے تو ایسی خبر سنائی کہ مین بہت خوش ہوا
اور اب جیسی طرح سے شہر کو اس ماجرے کو سن لونگا تو آگے جاؤنگا تھک بھی گیا ہون م بھی لے لونگا
اور حال بھی سنونگا کیونکہ ان مسلمانون نے تو وہ گانون بھی لوٹ لیا ہے جسمین یہ غلام تمھارا رہتا ہے
میرا بھی گھر لٹ گیا ہے سامری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اونکے طرفدار ماری جائین غرض یہ کہکر پاس
اوس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تینے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب نمک حرامو نکا کاٹیگا
تو میری سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر سر کاٹیگا کس لیے کہ باغیون کے پاس بھی تو بڑی فوج ہے اور اوسکے ہمراہ تو کل
سوا لاکھ ساحر ہین پھر کیا سبب ہے کہ لاکھون ساحرون کو اندھا کرکے پکڑیگا اسطرف بہار جادو
نافرمان مخمور اختر بن سہیلان فیل زور کوکب ایسا بادشاہ ہے ان ایسی شاہزادی ہے ایسے بڑے
بڑے نامی اور زبردست ساحرونکا یکایک پکڑ لینا تو کچھ سمجھ مین نہین آتا اور علاوہ ان ساحرانِ نامی
کے دو چار مکار عیار بھی ہین اون لوگون کا دفعۃً قتل ہونا تعجب کی بات ہے ہزارون نامی گرامی ساحر
افراسیاب کے ملازم یہان آئے اور قتل ہو گئے اور شاہ نے بیشمار فوج ساتھ کرکے سرداران طلسم کو بھیجا
لیکن کوئی فتحیاب نہوا اسلیے کہ عیارون نے راہ مین اونکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہین گیا
پھر کیا وہ جادوگر نہین تھے جو ہلاک ہو گئے اونکا فتح پانا باغیون پر میری تو سمجھ مین نہین آتا ہان کوئی تحفہ
طلسم اونکے پاس ہوگا مجھکو بتاؤ تو کہ یہ کیا بات ہے اس جمعدار نے کہا اور وہ نہین اور ان مین زمین آسمان
کا فرق ہے انکے پاس دو چیزین ایسی ہین کہ اگر بادشاہ ساحران بھی ایکبار اونکا سامنا کرے تو سارا اپنا
سحر بھولے اور بیہوش ہو کر گرے اور کسی ساحر ادنی و اعلیٰ شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہے جب شہنشاہ
ساحران کا یہ حال ہے برق نے کہا میان صاحب وہ کوئی ہتھیار ہوگا جو اب کام دیتا ہوگا یا کوئی جانور
کا بیر ہوگا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہوگا وہ جمعدار بولا کہ ابے مسخرے تو کیا جانے
ناحق بک بک کے مغز پھرایا ہے جانے کام تک ہمین اون چیزونکے بتانیکا حکم نہین اوسنے کہا کہ تم
چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مین سمجھ گیا اونکے پاس عمل ہوگا اوسکی روشنی مین یہ سبکو بیہوش کرتے ہونگے
وہ جمعدار ہنسا اور بولا کہ ابے واہی اونکے پاس خاک جمشید کی کا ڈبہ ہے اور ایک چادر سفید محمد کی

کی ہے کہ جہان یہ اوسکو اوڑھ لیں تو شہنشاہ کا سحر اثر نہ کرے اور وہ خاک جس فوج مین وہ اڑا دین
وہ فوج بیہوش ہو جائے سوا اوسکے اس صاحبزادے مین زور و طاقت ایسا ہے کہ فیل مست سامنے آجائے تو یہ
جادو داد سپر نہ کرین اور اپنی طاقت سے اوسکو پکڑ لیں غرض او نکی ماں ملکہ جاموش فیل تن ور اور او نکی دونون
ماموں فولاد اژدر خوار اور گرز مار زبان جادو ایسے زبردست ہین کہ اگر تبہ شہنشاہ سے کچھ رنج
ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اپنے چارون وزیرونکو بارہ لاکھ سپاہ ساحران زبردست کے اودھر بھیجا کہ جاکر بطور چشم نمائی
انکو پکڑ لائین اور یہ صاحبزادے اون دنون مین بہت صغر سن تھے لیکن پھر بھی فولاد اژدر خوار نے ابریق
کو اور گرزہ مار زبان نے سرمایہ کو پکڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد مین کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا چالیس
کوس پر اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اسنے بعجز و الحاح
مصالحہ کر کے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہر طرح چاہا کہ اونکو گرفتار کرون لیکن
نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اوسکے سب عزیز دار تھے اوسنے آکر آپس مین صفائی کرائی اور وزیرونکو چھڑا دیا
پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اونکی جاگیر مین حوصلہ کمی بیشی کرنیکا نہین کیا برق نے جب یہ ماجرا سب دس جمعدار
کی زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دلسے کہا کہ ای برق خوب آکر پہونچی اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ
خدا تعالی اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی مضرت پہونچیگی دل سے تو یہ کہا اور اوس جمعدار
سے پھر تجاہل کر کے کہا کہ میر صاحب آپنے جو یہ فرمایا سب سچ ہی مگر وہ چادر محمودی اور توبہ خاک کا کوئی دو سو
روپیہ کا ہوگا جمعدار نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور ایک دھول اوسکے سر پر لگائی اوسنے سر جھکا لیا کہ ہاتھ خالی
گیا اور اوسنے کہا گستاخ خفا نہوا اچھا تین سو روپیہ کی مالیت سہی اوسنے کہا لے اب جا واہی کہین کا ابے
وہ لاکھون روپیہ کا مال ہی بلکہ لاکھون خرچ کیجئے بھی نہین ملتا ایسی چیزین کرورونکو بھی دستیاب نہین
ہوتین تو سو دو سو لیے پھرتا ہی سلطنتین اوسپر قربان کی جائین تو ایسی چیزون کی قیمت سمجھا ہی کہ سو دو سو کتنا
ہے تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو مین بارہ روپیہ کا قرضدار
ہون ایک بھیڑ بروز گوبانسے لاکر میان ادھر ادھر بیچتا ہون جو کسی سخی کا سامنا ہوگیا تو دن بھر
مین چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہونچادی نفع اپنے جورو لڑکون مین صرف کیا اسی طرح پیٹ
پالتا ہون مین سمجھ کیا جانون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہین جمعدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ

ہم نفع سے بکوا دین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع ملجائیگا تو آپکو دعا دونگا نہیں تو آج میرا ارادہ ہے
کہ اسکو گھر لیجاکر ذبح کرون گوشت الگ سری پائے الگ کھال علیحدہ کلیجی پھونی علیحدہ اوجھڑی چھیپھڑے
وغیرہ الگ بیچکر بہت سا نفع اوٹھاؤن اوسنے کہا تو بقر قصاب ہے اوسنے جواب دیا نہین صاحب مین تو جولاہا
ہون لیکن کیا کرون پیٹ کے لیے قصائی پنا بھی کرونگا اوسنے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو اوٹھا ہمارے ساتھ
چل داروغہ باورچیخانہ کے ہاتھ بکوا دین برق نے اوسوقت اوس جمعدار کے پانون چھوے کہا واہ میان
کیا بات ہے چلو جلدی اور میان اس روزگار مین اب کچھ نہین ملتا داروغہ جی اور جو کچھ چاہین مجھے کام
مین نوکر رکھ لین تو مین ہون نہین روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کرین لا دیا کرونگا جمعدار نے کہا اوس
بھیڑ کی قیمت بتا اوسنے کہا ڈیڑھ روپیہ جمعدار نے کہا نہین ایک روپیہ لے کر اٹھا ہم تجھکو دلا دینگے دستوری
سے بھی کچھ مطلب نہین اوسنے کہا نہین صاحب مجھے نقصان ہوگا میرے جورو لڑکے آج اوپاس
کر بیٹھے ہین سرکار کے باورچیخانہ مین نہ بیچونگا اوسنے کہا ارے نادان چل تو سہی کچھ نقصان نہ ہوگا
نہ جورو لڑکے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دو چار کام کر دینا وہ تجھے کھانا بہت سا دو چار آدمی کی خوراک دینگے
برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہین وہی سہی غرض جمعدار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچیخانے
کیطرف آیا برق نے دیکھا دور تک قناتین کھچی ہین دیگین چولہون پر چڑھی ہین باورچی صافیان ہاتھون
مین لپیٹے دیگون کا نمک ڈوئے سے نکال کر چکھ رہے ہین ایک طرف تخت بچھے ہین اوس پر ترکاری
چھل رہی ہے صافیون کو پکڑے چاولون کو پسیہ دیتے ہین پلاو کی بعض دیگین دم پر لگی ہین کھیر
گھٹ رہی ہے گرم مصالح پیتا ہے باون دستہ مین ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہے دہی پتیلیون مین رکھا ہے
ایک طرف اوسی صحن مین ایک خیمہ چھوٹا سا استادہ ہے وہان فرش بچھا ہے درخیمہ پر کرسی بچھی ہے داروغہ
باورچیخانہ بیٹھا ہے سامنے اوسکے پڑیان لونگ الایچی زعفران مشک وغیرہ کی بانگی کے لیے رکھی ہین خوان
ایک طرف چنے ہین ظروف طلائی نقرئی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہین طاس بڑے
بڑے اور لگن پانی سے لبریز رکھے ہین وہ سامان ہے کہ ابیات

کافی ودان زیرے کو محصول ہنو گرمان کا بیجو غ کہسار کو صرف ہے پردہشت وانکی		حاصل ہند سے پورا نہ پڑے آہین نمک آب کو پاکے مشابہ یہ پیاز دا درک

غرض وہ جمعدار برق کو سامنے داروغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب بہت محتاج ہے اگر آپ اب

کے لیے بھیڑ بکری جو منگایا کریں یہ لا دیا کریگا یہ بیچارہ غریب بہت ہی یہ بھیڑ جو لایا ہی دیکھیے بہت فربہ ہی مگر ایک دمبہ کو اس سے ٹھہری ہی سرکار میں لگا دیجیے تو لے لیجیے ورنہ ہم سب ملکر لے لیں اور دام دیکر حصہ بانٹ کر لینگے اور آج قورما کھائینگے داروغہ نے ایک دمبہ برق کے حوالے کیا اور بھیڑ کو باورچیخانہ کے باورچی کو حوالہ کیا اور برق سے کہا کہ اب جائیگا یا ٹھہریگا اوسنے کہا خداوند آپکو سامری سلامت رکھیں میرے پیٹ کی خبر لیے جائیگا میں روز آیا کرونگا اور بھیڑ لا دیا کرونگا آج بھی مجھے جمعدار نے بھروسا دیا تھا کہ تجھے کھانا ملجائیگا داروغہ نے کہا کہ اگر تو پہر چار گھڑی ٹھہر تو میں بہت سا کھانا تجھے دلا دوں برق نے کہا مالک میرے میں بیٹھا ہوں کہاں جاؤنگا یہ کہکر برق ایک کنارے جا کر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھکر دبک کر بیٹھا جس میں یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ بردار نے کہا ابے او مزدور ذرا چلم پر آگ رکھدے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باورچیخانہ میں جو گیا تو آنکھ بچا کر دو چار دیگوں میں اوسنے بیہوشی ملادی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا پلاؤ کی دیگ کے نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہیں بیٹھا رہ برق یہ سنکر وہاں جا بیٹھا اور وہاں قریب جتنے کھانے اور سالن تھے سب میں بیہوشی کو ملاتا رہا اس میں وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ اے بھیڑ والے تو گھبراتا نہیں میں خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلوا آؤں تو تجھے کھانا دوں اور باورچیوں سے کہا کہ جلد نکال کر چینک دو باقی ہر ایک کھانے کی مجھے لا کر چکھا دو باورچی اور خاصہ برداروں نے چنگیک کے خوان لگائے اور وہ کھانا لیجانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی مزدور سامنے موجود تھا اوسی کو دیا کہ داروغہ کو دے آ برق جو وہ خوان لیکر چلا راہ میں اوس سب کو خوب بیہوشی آمیز کر کے اوس خیمہ میں آیا کہ جس میں داروغہ رہتا تھا چنانچہ وہ اوسوقت اپنی پلنگڑی پر بیٹھا ہوا گڑگڑی پی رہا تھا کہ اوسنے وہ خوان سامنے رکھا داروغہ نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہی آج تو نے بڑی محنت کی ہی اب میں یہ چنگیک چکھ لوں تو سرکار کو کھانا کھلا آؤں پھر تجھکو اسقدر کھانا دونگا کہ تو لیجا نہ سکیگا اچھا بیٹھ جا برق سلام کر کے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھولکر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اوٹھا کہ اب چل کر خاصہ کے خوان ہمراہ لیکر جاؤں بس جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھا کر گرا برق نے تنہائی پا کر اوسکو اوٹھایا اور خوب سا بیہوش کر کے پلنگ کے نیچے دری میں لپیٹ کر چھپا دیا اور اوسکا پیرہن لیکر آپ پہنا اور اوسکی ایسی صورت بنکر پگڑی باندھکر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے نکال چکے تھے

سب کو آکر دیکھا اور جو طریقہ درستی کا باقی رہگیا تھا اوسکو آپ درست کیا پھرکر درست کرنے ہین بہیو سینی ملاتا گیا غرض وہ کھانا مزدور دیو اوٹھوا کر بارگاہ شاہی مین لایا مزدورون کو رخصت کرکے صحنچی مین خوان کھولکر دسترخوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک نوجوان مہیب فلیتی بیر سوار کو بیٹھے دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہی جوانی کے دن ہین کانون مین سونیکے کنڈل پڑے ہین سانپ گلے سے اوسکے لپٹے ہین ہر بن مو سے اوسکے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور دونون ماموں اوسکے بڑے خونخوار نظر آتے ہین دل ترک فلک بھی دہلاتے ہین خبیث اونسے پناہ مانگے ڈپٹ سے اونکی شیطان بھاگے لنبان دیو قوی ہیکل بدصورت مہیب اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ فلیتہ لپٹے ہوے دھامن ناگن سانپ کوڑیلے کالے سرخ چیتالے گلے سے لپٹے ہوے مندرے جواہر کے کانون مین پڑے کھور سیندور کے لگائے آنکھین لال لال دو طاس خون کے لبریز یا آگ کی منقلون کی طرح دہکتی ہوئین کان ناک سے چنگاریان اوڑتی ہوئین ساری باندھے کرتے پہنے جھولیان کھاروے کی کندھون پر ڈالے آر دہنولے رائی سرسون مٹی کی آگ دھتورے دو نام دے کی بتی اونمین بھری تہمبری لنگیان باندھے بیٹھے باتین کر رہے ہین اور گرد اونکے ساٹھ ستر ساحر جلیل القدر اونکے عزیز یگانے بڑے بڑے زبردست خونخوار صورتین بنائے حاضر ہین اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری محل کی ہے اسمین کچھ رنڈیان جادوگرنیان جلبین ڈالے بیٹھی ہین اونکے بیچ مین ماں اونکی جاموش فیلزو بیٹھی ہے العیاذ باللہ عجب شکل اوسکی لکاتہ کی ہی کہ مادر دہر بھی جس سے خوف کھاتی ہو اگیا بیتالون کو بھگاتی ہے چڑیلون کو اور دلی مین دوڑاتی ہی یہ شکل اوسکی ہے ابیات

نہایت اک کنیز کہنہ عمر
تھی وان دلالہ و محتالہ کیا نام
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت
تھی گویا مادر گیتی کی نانی

کہ دلکش نظم ہو جسکی ہر اک نثر
ضعیفی سے کرون اوسکی مین کیا بات
تھی سر پہ بھو کرون کے نت قیامت

یہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال
کہ جسنے کی تھی بڑھیا آگ کی تا
غرض اس ڈول پر یہ کاردانی

اور ساحر لم اور اوسکے دونون ماموں یہان اثر در دہان
خونخوار و دل آزار تھے یہ گفتنے اونکے آشکار تھے کہ نظم

وہ تھی افسرون مین مگر سخت
تومند مانند پیل شریر

توانا قوی ہیکل و تیرہ بخت
سیہ رو ستمگار و پر مکر و کید

شجاعت مین نامی گرامی شہیر
کرے سحر سے اپنے رستم کو قید

برق اونکی صورتین دیکھکر ڈرا مگر نظر بفضل خلاق بحر و بر کرکے دسترخوان بچھاکر سامنے مہیب کے آیا اور
عرض سا ہوا کہ حضور خاصہ تیار ہے اوسنے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر کھانا بھیجو برق نے سونے
چاندی کے تھالون مین کسی قدر کھانا نکال کر اندر چلمنون کے دیا وہان بھی دسترخوان بچھا اور مہیب اپنے
ماموؤن اور عزیزون سمیت دسترخوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا
لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اونکو اشارے سے الگ بلا کر دیا اور کہا یارو ہم تمہارے دوست ہین
جلد ایک ایک نوالا کھاکر پانی پیو پھر تقسیم ہوگا کھانا اسوقت ملیگا اوسکو بڑی دیر ہے جبتک کچھ
ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہوگئے اور سلامت رہین کہکر رکابیان پلاو وغیرہ
کی لیکر کونے مین بیٹھکر کھانے لگے اتنے عرصے مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنی و اعلے
زن و مرد جو سر گھومنے سے گھبرا کر اوٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض
پکارے یارو قیامت آئی یہ کہکر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہوگئے کھانے نے گویا اونکو کھایا سب
خوان و دسترخوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تمکو نصیب ہوگا تنور فلک سے بس یہی روٹی آخری
تھی اب عوض شیرینی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمۂ شمشیر دشمن بنو اب تمہاری ہڈیان زمین
کھائیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمہارا بھوکا تھا اسلیے تمہارے واسطے
کھلا تمہارا روزگار غدار تمہارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمہارے ہی جان کا کال ہوگیا مادر دہر
ڈائن ہے کہ اب تمہارے ہی کلیجے کھائیگی ہڈیان چبائیگی نظم

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

حاصل مرام جب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کرکے بیہوش ہوے اور قضا نے اونپر تقاضا
کرنا چاہا اپنا مرتبہ کاہن ظاہر کیا برق نے دروازۂ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہین کنڈا دروازہ
مین لگایا اور پہلے مہیب اور اوسکے ماموں وغیرہ کی جیبون کو ٹٹول کر وہ ڈبہ خاک جمشیدی کا
کہ جسکا بیان جمہور سے سنا تھا ڈھونڈھ کر لے لیا اور اندر بارہ دری محل کے جاکر جاموش
کے سر پر وہ چادر محمودی کی کہ وہ تحفہ اوسکو ہر وقت اوڑھے رہتی تھی اوتار کر آپ اوڑھی اور
خنجر کھینچکر قتل کا لگا لگا دیا پہلے سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اوسکے ماموں
کا سر کاٹا خنجر بران برق نے دشمنون کا لہو چاٹا غل و شور تاریکی ہوگئی صداہاے مہیب آنے

لگین بجلین برق کی گرنے لگین آتشباری شروع ہوئی بیر روسنے لگے آندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ سیاہ ہوگیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑے گا ایسی مہیب آوازین آتی تھین کہ اشعار

پہونچ جلد ای واژگون بخت ظلم
نفاق اب پڑے گھر مین کفار کے
چھٹا خیمہ و لشکر و بارگاہ
ملک دیو و حور و پری انس و جان
کف مرتعش کی طرح بالیقین
اجل کو بھی آتا ہے مکر و دغل
غضب ساحرونکو دیا ہی فریب
وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی قضا

اولٹتا ہی گردون کو اب تخت ظلم
جب اے مہر سردار نیلی حصار
جہان مین نہ تھی کا فرونکو پناہ
جہان مین جہان پر ہر جنکا مقر
مہابت سے تھی کانپتی وان زمین
لکھی جسکی ہوتی ہی جیسا قضا
خود آئے اجل گاہ پر ناشکیب

مہیا کرے اسباب ادبار کے
قیامت کا برپا ہی اب گیر و دار
بہائم وحوش وطیور جہان
حزو شان ہین وہ الحذر الحذر
نہین اسکے چلتی فریب و جدل
وہان کھینچ لاتی ہی اوسکو دغا
بھلا کچھ بھی غفلت کی ہی انتہا

برق نے مثل شیر گرسنہ کے پھر کر خنجر بران کو تیغ ظلم کیطرح روان کیا اور جلد جلد بہت سے ساحران غدار کے سر کاٹ ڈالے غلغلہ گیر و دار سنکر لشکر ساحر بیقرار ہوکر جانب بارگاہ شاہی دوڑے یہان آکر ہنگامہ قیامت زا بپا دیکھا بعض نے کہا شاید ماموں بھانجے مین فساد ہوا اندر سحر کی لڑائی ہو رہی ہے بعض نے کہا نہین افراسیاب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر لڑ رہا ہے بعض نے کہا کوکب آگیا ہے غرض لوگون نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوے ہمارے یان کی یہ لڑائی ہوئی نہین ہم نجائینگے بعض جو دہلنے والے تھے انھون نے رسالون پٹنون مین خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہے سوا بھاگنے کے کچھ چارہ نہین ہے جو لوگون نے سنا گھبرا کر وا نفرا لائے بازارین بند ہونے لگین بدمعاشان لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے قابو پاکر لوٹنا شروع کیا کہین اب تلوار چلی اگر کسی جا شور و شیون کی صدا بلند ہوئی کسی جا بھگدڑ پڑی مال اسباب چھوٹ گیا کوہ و صحرا کی طرف ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے اودہر جو شخص جوان بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سراسیمہ بھاگ کر در آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح چمکتا ہے خنجر خونچکان اوسکے ہاتھ پر چڑھا ہے اور دریائے خون بارگاہ مین بہ رہا ہے فرش تمام لہو مین ڈوبا ہے تماشائے رقص بسمل بارگاہ مین ہو رہا ہے کہین لاشین پڑی ہین بسمل پھڑک رہے ہین ہاتھ پاؤن کٹے ہین بعض تہ کنگر سر دھن رہے ہین کہ ارے ظالم ذرا سا پانی دے کوئی ہچکیان لیتا ہے کوئی دم توڑ رہا ہے یہ حال دیکھکر اون ساحرون نے برق کو للکارا کہ باش و ظالم اظلم کون ہے

تو کر جسنے یہ آفت برپا کی ہے برق تو جانتا تھا کہ مجھپر سحر اثر نہ کریگا انکے للکارنے کو کچھ خیال مین نہ لایا اور
سر کاٹنے لگا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اوسکے آئے اوسوقت برق نے خنجر نکالکر اونپر بھی حملہ کیا اونھون نے سحر
پڑھکر پھونکا کچھ اثر نہ ہوا اور برق عیار بھی بجلی کیطرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب آنے دیتا تھا اور کندھے پر
چڑھکر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مارکر ٹانگین کاٹتا تھا انکے مرنے سے بیرون کے شور کا
ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور اون ساحرون کا کچھ بس نہ چلتا تھا آخر وہ سب ایکجا متفق ہوکر بلوہ کرکے برق
کے پکڑ لینے کی فکر مین ہوے برق بھی تمام سرداران بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا اس لیے لشکر مین
لڑنا بے فائدہ سمجھکر رو بفرار لایا اوس وقت آندھیون کی تاریکی بہت تھی ساحرون نے مشعلہاے
سحر جلائین اور لینا لینا پکڑنا جانے نہ دینا کہتے ہوے چلے باز و لقلق قرقرے وغیرہ سحر کے جانورون
پر سوار ہوکر بعض نے تعقب کیا اور بعض نے زمین پر دو ہتڑ مارکر کہا کہ اے زمین طلسم مہیب
قیلتن کا قاتل جانے نپائے اوسکے پاؤن پکڑ لینا جانے نہ دینا ہر چندان سب نے بیرون کو یاد کیا
غضب کا سحر پڑھا مگر اوس چادر کے باعث اثر پذیر نہ ہوا بلکہ اونکا سحر اونھین پر پلٹ کر آیا اس عرصے
مین سارا لشکر تہ و بالا ہوگیا لشکر ایک طرف بازاری ایک سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ پوچھتا تھا
کہ یہان کیا ہوا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمرو
آگیا کوکب آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پیٹتا اسی طرح گریہ کنان کوہ و دشت
کی طرف روان تھے اور ہزارون سب بے سمجھے بوجھے آپس مین لڑ مرے تھے اور بہت سے ساحران
زبردست تعقب برق مین جانب بارگاہ حیرت روان تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا
کہ چلکر آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا اور نہین اگر نہ پایا تو طلسمات مین گھسکر افعی سحر وغیرہ کو
مارکر ویران کر چھوڑونگا فی الجملہ اسی ہیئت سے یہ قریب بارگاہ حیرت بد سیرت پہونچا سب نے دیکھا کہ
ایک ساحر کہین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس معقول پہنے مگر خون مین ڈوبا ہوا خنجر سے خون اوسکے
ٹپکتا ہوا کہنیون سے لہو بہتا ہوا آنکھین سرخ بارگاہ کیطرف جاتا ہے اور اوسکے پیچھے مجمع ساحرون کا
گریبان چاک سر پر خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہے تمام لشکری گھبرائے اور اس ہیئت سے برق کو
دیکھکر کسینے پہچانا نہین بعض نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے
لشکر والے اسکے تحت لس سے بگڑ گئے ہین یہ بھی خوب لڑا ہے اپنی آبرو بچاکر بلکہ حیرت کے پاس

پناہ مین آیا ہی بعض نے کہا شاید کسی خاندان مین فساد ہوا ہی یہ بیچارہ اکیلا رہ کر آپ بھاگ کر شہنشاہ
پاس آیا ہی یہ سب اسکے مدعی اوسکے پیچھے آتے ہین غرض ایسا کچھ سمجھکر برق سے تو نہ بولے وہ جو ساحر پیچھے
آتے تھے اونکے سد راہ ہوے اور کہا ایسا مناسب نہین کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمھین حاکم ہو
اونھون نے کہا ارے میان یہ قاتل ہی ہمارے افسر کو اسنے مارا ہی اونھون نے کہا آخر یہ کون ہی کیا ہم نہین
جانتے اونھون نے کہا اچھا ٹھہرو ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکر بارگاہ حیرت کیطرف متوجہ ہوے
اس عرصہ مین برق قریب بارگاہ یاقوت پہونچا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سے باہر بارگاہ کے
بندھا کھڑا ہی اور حیرت گو اسحر کا لیے قتل کیا چاہتی ہی اور از بسکہ غلغلہ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ
صورت نگار و مصور شہاب جادو گیسوے بن شہاب تشکوہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی
کئی سو مقربین و ملازمان افراسیاب سیر دیکھنے کو حیرت کے پاس آ گئے ہین اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہا
ہے کہ ای کس بیکسان وای خداوند کون و مکان مجھکو شر سے اس ظالم کے نجات دی کہ ابیات

الٰہی مرے حال پر رحم کر
مری بیکسی پر ذرا کر نظر
اسے قتل ہونے سے مجھکو نجات
مدد کر مری خالق کائنات

حیرت اوسکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کان
مین اوسکے پہونچا ٹھہر گئی اور اوسی طرف دیکھنے لگی اس اثنا مین برق قریب حیرت پہونچا اور اوسکو للکا
کر اری قحبہ حیرت اگر ایک رُوان بھی میرے بھائی ضرغام کا میلا ہو گیا تو آج مین تیری ناک کاٹ کر بڑی
خواری سے تجھے ہلاک کرونگا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم جرار فرادے کھڑے ہین اونسے کہ تو کہ اب
تو بھلا مجھپر کوئی سحر کرین ارے او شغل سنبھل جا کہ مین آ پہونچا حیرت یہ نعرہ سنکر پاس ضرغام کے ہٹی اور
ساحرون سے کہا لینا اس موکو ساحر چلے برق پر مگر یہ شل برق جھنڈ اونکے بیچ مین جا ہی تو پڑا اونھون نے سحر کیے
اسپر کچھ اثر نہوا اور اوسنے خنجر مارنا شروع کیے بہت سے گھبرا کر اڑ گئے بعض زمین مین سما گئے حیرت تو جانتی ہی کہ عیار
غضب کے ہین یہ بھی آ گئی برق نے جلد جادر کا کونا اوس سیخ جو ضرغام کے بندھی تھی مس کر دیا رسن
سحر تھی فوراً جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ مین حیرت کا سر کاٹ کر
آتا ہون یا اپنی جان دونگا ضرغام نے کہا کبھی مجھسے یہ نہوگا کہ مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤن اور تمکو اس
بلا مین چھوڑ دون یہ کہکر اوسنے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ مین وہ ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے
آئے تھے اونھون نے اب اوسکو باغی جانکر اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین مین سما گئے تھے وہ بھی

نکلا اب کسی نے ناوک اور کسی نے گولا سحر کا اور ہار فلفل اور پیکان وغیرہ برق پر مارے برق نے خنجر نکالکر اونپر حملہ کیا اونکا سحر تو اسپر اثر پذیر ہوا اور اوسنے دو چار کو مار گرایا یہان بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا ادہر حیرت نے لشکر مین اپنے آکر حکم دیا جو مشعلین اور ہتابین روشن ہوئین اور فوج مین نفیر سحر پھنکی ساحر تیار ہو کر چلے افراسیاب پلنگ پر لیٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغا سا اوسنے سنا اور گھبراکر اوٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل ضرغام مہرخ فوج لیکر آگئی ہے بس بغضب تمام متریہ بھی چلا کہتا ہوا کہ ای بایمان خود آج سب باغیونکا نام صفحہ ہستی سے بسان حرف غلط مٹا دونگا لاشون کو بے گور و کفن خاک مین سلا دونگا ادہر لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پر آگرا اور ہزار ہا گولا سحر کا ادہر پڑنے لگا اور ہار مرچون کے گچھے سوئیون کی بوچھار کیطرح پڑتے تھے سحر کے تیر ونکا مینہ برستا تھا تلوارین سحر کی بجلی بنکے گرتی تھین چشم ترک دہر مین آشوب اوتر آیا تھا اس طرح بادل لال لال جادو کا گھر آیا اور بیرنگ پیدہ رمد رسیدہ مینہ کا دہلکا لگا تھا ایک ایک بوند اس مینہ کی بسان تزدحاء تھی دل و جگر کو ارض میں ہر کے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دل کے فاسد نکالے تھے اجزائے روزگار مین اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفاخانہ ساحری و نباضان مطب جادوگری و افسون پرداز کی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا ہو نہ سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان اون کافرون کی لیتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ ہے اوسوقت ڈبہ سے تھوڑی خاک نکالکر فوج کے درمیان مین اوسنے اڑادی گویا خاک ہستی عدو برباد کی بس خاک کے لشکر مین اڑتے تمام لشکریون پر مع حیرت و مصور اور جو جو اون مین تھے سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہو کر گرے پھر تو یہ حال ہوا کہ مثنوی

وہین میان سے نکلے خونی حسام
کٹے سب لعینون کے سر ایک ساتھ
رکھے رہگئے اسلحہ سر کے پاس
وہ مدہوش تھے گردنین کٹ گئین

ہوا سر پر اونکے وہ گرم خرام
ہر اک کے جو بالین پہ پہونچا دلیر
وہ تھے خواب خرگوش مین بدحواس
ہوئے جیسے وہ فی النار بے ہراس

پڑا تیغ کا آن واحد مین ہاتھ
ہوئے پھر نہ سونے وہ گبر شریر
نہ چونکے وہ گردن پہ تیغین چلین
چلا یہ وہان بس حیرت کے پاس

ضرغام ایکطرف ذبح کرتا آتا تھا اور برق ایکطرف سر کاٹ رہا تھا ڈھیر لاشونکا لگا دیا تھا ترک فلک کا بھی دہر اسرار ہی تھا فلک کی عقل چرخ مین تھی جھکا ہوا اونکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا کبھی کرتا تھا

پہلے سر جھکاؤ پھر اوس سے سرکشی نہ جتاؤ ایسا نہو ایک ہاتھ ادھر یا ادھر بھی چھوٹے آج تو قیامت اوس نے
کر دی ہے اپنی جان پر بنی ہے غرض قتل کرتا ہوا برق حیرت کے پاس پہونچا اور خنجر اوسپر مارا انجبہ نے پیدا
ہوکر خنجر پکڑ لیا اوسنے ایک چٹکی خاک کی انجبہ پر بھی ماری کہ وہ جلگیا پھر اوسنے خنجر اوس مجبہ پر مارا اوسی وقت
ایک شیر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اوسکے ڈکارنے سے شعلے منہ سے نکلے اور اوسپر آگئی اوسپر بھی ایک
چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جلگیا اب اوسنے خنجر کا رگڑا گلے پر حیرت کے دیا حیرت کا
اوسوقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا دوپٹہ دور پڑا ہوا چھاتی پر دھکدکی پڑی چلتی تھی زلف حنا
پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی ذبح کرتے وقت روتا تھا اور رگ رگ کر
خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے تو کاہے کو اس حسینہ کی جان جائے مصور آفرینش نے کیا
تصویر بے مثال اوسکی مرقعہ دہر میں کھینچی تھی واہ واہ واہ کیا صنعت گری ظاہر کی تھی اسی سوچ میں
آخر دشمن ایمان سمجھکر اوسنے زور سے خنجر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اوس
کا خنجر اوچھا چھیل کر رہگیا تب برق سمجھا کہ یہ مجبہ بھی روئین تن ہے اسکے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھکر اوسنے
ناک کان وغیرہ پر خنجر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اوسوقت اوسنے ناچار ہو کر چوٹی اوسکی کاٹ لی اور ادھر
تو یہ اوسکے سینہ پر سوار ہو کر خنجر کے رگڑے دے رہا تھا ادھر دمبدم زمین سے پتلیاں نکلتی تھیں اور
کہتی تھیں ہے ہے ہماری شہزادی کو مارے ڈالتا ہے کوئی کہتی تھی ارے موے ظالم ذرا تو اسکے حال پر
رحم کر کوئی کہتی ارے او بیرحم ہوشیار کرکے ذبح کر کوئی کہتی تھی ہائے ہائے شہنشاہ افراسیاب سے کوئی
نہیں کہتا کہ تمھارے چاند کو خاک میں ملائے دیتا ہے ابر فنا میں چھپائے دیتا ہے برق ایک کی بھی نہ سنتا
تھا آخر اوسکی چوٹی کاٹ کر اوسبب اسکے کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہے پتھر وغیرہ مارنے سے بھی نہ مریگی اور پھر
اوسکے قتل کی تدبیر اوسنے نکی اور پھر قتل مصور وغیرہ چلا اس عرصہ میں ضرغام ساٹھ ستر ساحران نامی
کو قتل کر چکا تھا اور ابریق وزیر کی چھاتی پر آکر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گڑگڑاہٹ کی
سنی اوسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہیں اس وجہ سے ابریق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا اے
ضرغام اب افراسیاب معلوم ہوتی ہے مناسب ہے کہ تم بچ جاؤ اوسنے کہا افراسیاب کیسا سام کو
بھی آجائے تو میں تمکو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت میں نہ جاؤنگا یہ کہہ رہا تھا کہ نعرہ ہومن
افراسیاب جادو تمام درخت وہان کے جھومنے لگے پتلے ہزاروں زمین سے نکل آئے پکارے

دشمن سامری اب کہان جائیگا خداوند ساحران آگیا ضرغام تو بیت کرکے علیحدہ ہوا اور برق مصور
گویا تو ذبح کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادوان کی آنکھین غصہ سے سرخ تاج سر سینگ رکھے ہوے
نگاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اُترا بس جیسے ہی وہ زمین پر اوترا امد اونے اسکو دیکھا خنجر پکڑ کر اوسپر
جاہی تو ٹپڑا اور پکارا کہ او بدذات حرامزادے آج کب چھوڑتا ہون مین تجھکو یہ کہکر قریب پہونچکر ایک خنجر مارا
چارتیغے خنجر سے لپٹ گئے اوسنے اس جلدی مین چادر کا کونا خون پیڑالا کہ وہ پیچھے غائب ہوا اور شست
شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اوسکو دیکھا اگر دوسرے کسی ساحر پر اس نگاہ سے دیکھتا تو فوراً
ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا اے گھورتا کیا ہی افراسیاب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی آج تو یہ کچھ سحر سیکھہ کر
آیا ہی غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزار ہا سردار لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور حیرت کی گردن پر رکھے
خنجر کے معلوم دیتے ہین جوڑی کٹی ہر رانین کھلی مین حسرت سینہ مین بھری ہی آنکھین نیند مین سحر کی
بیہوش ہو رہی ہر اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھکر کہ یہ سبکو قتل کر رہا ہی بھاگ گئی ہر کوسون تک
سناٹا معلوم دیتا ہی جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لیگیا ہے نہ پہرا ہی نہ چوکی ہر بازارین ویران ہو گئی ہین
خیمے سنسان ہین سراپردے ویران ہین ہر خیمہ لب بان پشت مصیبت زدگان پشت خم کیے ہے
زمین قناتون کا بلا منہ پہ لیے پہرا دے رہی ہی نخل ماتم ہر ایک سنتری ہر قیامت کی گھڑی ہر یہ حال دیکھکر
اوسنے چاہا کہ مین اتر جاؤن اور بازی تازہ بروے کار لاؤن لیکن برق نے ایک مٹھی خاک کی اوسپر بھی پھینکی
کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا برق نے چاہا کہ ہوسکے تو سر بھی اسکا کاٹ لون بس خنجر پکڑ کر اسکے قریب تر آیا
اوسی وقت دو شیر آتشین زمین سے نکل کر برق پر حملہ آور ہوے اوسنے خاک امن ساحرون پر بھی
پھینکی کہ وہ غائب ہوے لیکن ساتھ ہی اونکے غائب ہونیکے اور دو شیر زمین سے نکل کر گرد افراسیاب
پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک ڈبیہ کی صرف ہو جائیگی امد ابھی اس
خاک سے بڑے کام لینا ہی یہ تو شاہ طلسم ہے مارا نجائیگا بیکار ہی خاک کا ضایع کرنا یہ سمجھکر پھر متوجہ
بقتل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور وصورت نگار تیار ہو کر آگئی برق اونسے لڑنے لگا
تھا تو یہ عالم ہر کہ ہر ایک منتر کی فوج تیار ہو کر آنے لگی بقیہ لشکر حیرت بھی تیار ہو کر آنے لگا اول جو آیا
وہ بیہوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اوترا ہوا ہے لاکھون ساحر ہین سب آیا تھا باقی آنے لگا اور
در غضب ہوا کہ عیار بچیان جو بالا دوی کو گئی تھین لشکر مین آئین اور یہ ہنگامہ گیرودار برپا دیکھکر خنجر پکڑ کر

دوڑین قریب برق جب آئین طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حیرت وغیرہ مع ایک لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور برق و ضرغام قتل عام کر رہے ہین شہنشاہ کے گرد دو شیر ببر حفاظت میں رہے ہین صرصر نے یہ حال دیکھکر جو فوج کہ تازہ دم آئی تہی اوس سے کہا کہ ہان سحر کرکے اس کو قید کرو اونھون نے ہزار در ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہوے اور برق نے جو گروہ کہ آگے بڑھ آیا تہا اوسپر بھی خاک کو اوڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اوسپر کسیکا سحر نہین اثر کرتا بلکہ یہ خود ایسا افسون پڑھتا ہی کہ سبکو بیہوش کر دیتا ہی بس یہ دیکھکر خنجر کھینچکر چارطرف سے عیار پہونچے اور دونون عیارونکو گھیر لیا برق بھی اونسے لڑنے لگا خنجرون کی تیغیان چلنے لگین آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چارطرف سے پڑنے لگین عیار جست کرکے سناٹے بھر کر نکلنے لگے کبھی بہنیہ مارے بیہوشی پڑتے تھے عیار اونکو رد کرتے تھے قلابازی کہیں رکرقریب دور جاتے شلنگین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ نظم

بہم گتھ گئے دونون وہ زورمند
کھلے ایک ہی آب مین زہر و قند
لگے پیچ چلنے آفت کے ساتھ
قیامت کے ٹکڑے تھے سمت ہاتھ
کمندون کے حلقے وہ حقون کی بارہ
برستے تھے یون جیسے تیرا سارہ
غضب تھین شلنگین وہ اوسکی جست
یہ عالم کبھی تھا کبھی تھا وہ مست
دیا اسنے دھوکا کیا اسنے فن
بہانے تھے حیلے تھے دھوکی جتن

ضرغام اور برق کہتے تھے کہ استاد آج بغیر تمہارا شہنشاہ کے سر کاٹے مین نہ جاونگا اور غزالہ کمند انداز جب قریب جاتی تہی یہ ایسا پیچ باندھتا کہ اوسکے گود مین پہونچکر اوسکا لے لیتا وہ شرماکر کوسنے لگتی صرصر منھ پھیر کر مسکراتی اور دلمین کہتی کہ یہ عیار کیا حرامزادہ ہی اور یہی کیفیت ضرغام اپنی معشوقہ سے کرتا یہ معلوم ہوتا تہا کہ فلک شجاعت مین ہرہ و مریخ سے مقابلہ ہوتا ہے خنجر کی جھنکار سے بہرام چرخ بھی برج حمل سے دانت نکالے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا کبھی گھبرا کر منہ زحل کو پکارتا کہ بھائی ہشیار رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکا نہ کھانا عیار پہونچے تو یہ معرکہ اٹھا ہوا تہا مگر ادھر شاہ جادوان کی بھی ایک پتلی سنہری رنگ کی کپڑے بھی ارغوانی پہنے تھی پچکاری لیے زمین سے نکلی گل اشرفی کیطرح زمین سے وہ گل عنا اوگی اور پچکاری اوسنے منھ پر بادشاہ کے لگائی کہ اوسکو ہوش آگیا اور اوسنے یہ ماجرا کہ عیار یہان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہی ہین گرد میرے ہزار ہا لاش پڑی ہین یا دل تمام افسران فوج کی فوجین مسلح و مکمل ہوکر اس جگہ آئی ہین لیکن کسی کا بس ان دونون عیارون سے نہین چلتا ہی اور جو آگے بڑھتا ہی عیار اوسکو بیہوش کرتا ہی بہت سے گروہ حالت بیہوشی مین ہین یہ دیکھکر

اوسنے بہت جلد باران سحر برسایا کہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ بیہوش شگان سابق کو ہوش
آیا جب وہ ہوشیار ہو چکے شاہ جادوان آگے بڑھا اور پکارا کہ او صرصر حیف کہ تو نے بہت بڑی نمکحرامی کی
جو اسوقت آکر اس عیار کو تو نے گھیر لیا مگر اب ہٹ جا میں اسکو پکڑے لیتا ہون دیکھون تو کہ یہ کیسا جادو سیکھکر
آیا عیار بیچیان کنارے ہو بیٹھی اور شاہ طلسم نے ایک گولا فولادی اپنے جزدے سے نکالا یہ گولا بہت بڑا
سحر ہے کہ اس سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہو غرضکہ وہ گولا اوسنے تاککر سینہ برق پر مارا لیکن بقدرت
سمیع و بصیر وہ چادر ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہو کہ گولا بھی اوسکا شاہ جادوان کیطرف پھر گیا بادشاہ
نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دستک دی کہ وہ گولا زمین میں سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہوکر خاک ہاتھ
سے اوٹھاکر ایک طایر اوسکا بنایا اور اوسکو بزور زندہ کرکے پوچھا کہ بیان کر اس بیان کر اس عیار پر سحر
کیون نہین اثر کرتا اس طایر نے جملہ حقیقت جاموش و عجیب وغیرہ کے مارے جانے اور ٹوپی کا خاک سے
پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سنکر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے تھرانے لگا اور جوش غضب
مین آکر ایک گولا سات سو سوئیون کا برق پر اوسنے مارا برق پر جیسا سکا بھی کچھ اثر نہ ہوا تیغ پکڑ کر بادشاہ
اسپر جھپٹا اور قریب ہو چکر چاہتا تھا کہ اسپر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک کی اوسپر پھینکی کہ بیہوش ہوکر
گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریون پر پھینکی کہ کچھ لوگ اون مین کے بیہوش ہوے اوسنے
پھر قتل کرنا شروع کیا عیار بیچیان پھر خنجر و کمند مین پکڑ کر آگئین اور پکارین کہ ارے موے
آج یہ کیا تیرے جی مین سمائی ہے جو تو ہزارون کو مارے ڈالتا ہے ہاے غضب یہ کیون
آج تو پھر گیا مردوے حواس مین آ اتنا زور ظلم بھی اچھا نہین ہوتا آج ہم جانتے ہین کہ تیری
رتی دور پہ ہے لے اب بھی خیر ہے کہ یہان سے نکل جا ورنہ بادشاہ ساحران سے بگاڑ کر کوئی
جیتا نہین بچا ہے برق نے کہا اُستانی تم تو ستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگایا کرتی ہو ہم تو آج
سر بکف آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر آئے ہین

بیت

آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین	عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لاوینگے کیا

اور اسوقت استاد کے سر کی قسم مجھکو غصہ بہت ہی میرا پیچھا کرنا تمکو لازم نہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک کان پر
تمھارے چل جائے پھر مجھکو الزام نہ دینا کہ اُستانی بھی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ کہ اوستاد
میرے مدت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہین کہ جہان کہین تمکو صرصر ستائے میرا پاس نہ کرنا وہ باز رون

مین اُچھلتی پھرتی ہو اور لونڈون گھیری ہی ہے تم فوراً ناک اوسکی کاٹ لینا مین اوسکو ابھی اپنی خدمت
مین نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگئی تو گھوڑون کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات جو صرصر نے سنے کوسنے لگی
کہ ارے مردے غارت گئے وہ تیرا استاد موذی کاٹا سامری کرے مارا جاوے اوسکو ازغیبی گولی لگے تیری
جو استانیان ہون موے اونکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جاوے وہ گھوڑون کا دانہ دلین یہ کہکر پھلتی ہوئی
پھر خنجر زنی مین مصروف ہوئی اور کہتی تھی بڑی شرم کی بات ہی کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ بچ کر
نکلے جاتے ہین اور ہمارے مالک کے سامنے ہزارون ساحرون کو ذبح کر ڈالین اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے
ہمتو اس طلسم مین منہ دکھانیکے قابل نہ رہینگے اور ضرور ہمکو لوگ کہینگے کہ عیارون سے پچیان چھینی
ہوئی ہین جب تو اونکے ساتھ طرح دے گئین بس ہم نہیں آوارہ مشہور تھے تو ہو جاینگے غرض خوب
آپس مین لڑائی ہونا آغاز ہوئی ادہر تو ان عیارون نے ان دونون کو گھیرا اور ادھر یہ آفت ہوئی
کہ مصور وغیرہ جو ہوشیار ہوے اونہون نے افسران لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ دیکھتے ہو اگر تم نہین کارگر
ہوتا ہی تو اور دو کے حربے او نپر کرکے گرفتار کر لو فوج نے بھی یورش کیا اوسوقت برق نے قسم دی کہ اے ضرغام
اب تم ضرور نکل جاؤ مین بھی ابھی نکلا جاتا ہون ضرغام جست وخیز کرکے ایک طرف چلا گیا عیارون نے منہ دیا
کیونکہ اونکو منظور اونکا قتل ہوجانا ابھی نہین ہی حاصل کلام یہ تو نکل گیا اور برق دوبارہ خنجر کھینچکر حملہ آور
ہوا اس اثنا مین شاہ جادوان کو پھر تیلیون نے سحر کی آگ رہوشیار کردیا اب برق پر عیارون سے کے
خنجر نیچے حلقے کندون کے بیضے بیہوشی کے پھٹنے لگے اور لاکھون جاگر جادوگریان افراسیاب
مصور وغیرہ کے اور شکوہ صورت نگار و ابرق دمہ مایہ وغیرہ کے حلقہ گیر تھے اور گھیرے تھے
اور باقیماندہ فوج مہیب فیلتن کی بھی گھیرے تھی کہ اسنے ہمارے مالک کو ذبح کیا ہو اور ان سب کا
روالا تھا برق پیچھے ہٹا اور جستین کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہوجاتا تو خاک اوڑا دیتا تھا گروہ گروہ
کو بیہوش کر دیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر کر دیتا تھا کہ برق اسطرح بیہوش کرتا ہوا جاتا ہے جس گروہ
بیہوش ہوتا تھا وہ باران سحر برسا کر ہوشیار کر دیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا جہان برق
پر اینٹ پتھر غلے ڈھیلے برچھی گولے سحر کے بیضے بیہوشی کے ناریل ترنج وغیرہ پڑتے تھے یہ بیچارہ
ہر آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اے وہ کی خاک اوسنے اسقدر اوڑائی کہ باقی نہ رہی صرف چار
رہگئی اور شاہ جادوان للکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت نے اوسوقت کہا کہ اے شہنشاہ آپ دوبارہ بیہوش

ہو چکے ہین یہ مردے عیار بہت ہٹ چھٹ ہین آپ اب اسکے سامنے نہ جائیے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اسکا
کچھہ فکر عیار کو کرنا نہ چاہیے یہ ہمارے ہی یہان کا تحفہ وہ پا گیا ہے اسوجہ سے اوسنے یہ آفت برپا کردی مگر
اب تم یہان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشین مقتولونکی اوٹھواؤ بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کرا دین
ابھی اوس عیار کو پکڑے لاتا ہون غرض حیرت بحسرت مع مصور وغیرہ کے وہانسے مراجعت کرکے بارگاہ
کی طرف آئی اور حسب الحکم بادشاہ کارِ مذکور مین مشغول ہوئی یہان **افراسیاب** مع فوج و عیار جیون کے
للکارتا ہوا مقابل **برق** پہونچا برق اب خستہ بہت ہو چکا تھا نکلجانیکی تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا
رات کا وقت تھا ساحرون نے اس قدر روشنی کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن
تھی چار سمت سے برق کو گھیرا تھا ہزارہا حربہ پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ

نظم

تماشا طلب رزم کے ہین ڈھنگ
تھی نیرنگ رزم و فرار و قرار
کرامت نما کعبہ و دیر ہے
بلا کا تھا در پیش زیر و زبر
حکایات سن سنکے اڑتے ہین ہوش

یلون پر ہے جرات ادا یون پہ جنگ
مبارز لشکر تھا کہ دیو و ملک
سعادت شقاوت کا یہ بیر ہے
دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی
ٹھٹکتا ہے بڑھنے دلیری کا جوش

یہ آویزش برق و کفار خوار
و یا کینہ جو تھے زمین و فلک
امان غیر ممکن تھی جز شور و شر
تزلزل کی ہر سو تھی صورت جمی
فی الجملہ برق بیچارہ تو چار سمت

سے گھرا ہوا تھا اودھر لشکر مہرخ مین طلایہ دار پہرے والے بیدار تھے باقی دربار برخاست ہو چکا تھا
سب آرام مین تھے جب یہ غوغا ساحران ساحرون نے سنا لشکر اپنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفارون
مین کچھہ فساد باہمی ہوا ہے ایسا نہو کہ یہان بھی کوئی آفت آئے کسیکو یہ معلوم نہین کہ برق ذی یہ آفت
ڈھائی ہے رات کا وقت تھا ساحرون کے سو رہنے سے طایران سحر بھی سو رہے تھے قاعدہ ہے کہ ساحر جب
سوتا ہے سحر بھی اوسکا سوتا ہے عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین اونہین سے قران جنگل مین تھا چالاک
جسطرف گیا ہے حال اوسکا بیان ہوگا عمرو کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام جانسوز یہان پہنچے ہوئے تھے
جیسا اوپر بیان ہوا کسی نے اس ماجرے کی مہرخ ..ا کو اطلاع نہین کی مگر غوغا سنکر سب خواب سے
بیدار ہو کر مستعد رزم و پیکار ہوے تھے کہ ضرغام جو یہان سے نکل کر گیا تو سیدھا صحرا مین آیا اور زنبیل
عیاری اوسنے بجائی جانسوز بالا دوی کو آیا تھا اور اس غوغہ کو سنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت
نہ ہوتا تھا کہ کیسی لڑائی ہو رہی ہے کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی

اتنی بڑی فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کیواسطے جمع ہوگا اب جانفسوز ضرغام
نے سب ماجرا کہا جانفسوز نے کہا بھیا لشکر میں چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے کہا
نہیں برق بھی اب نکل آئیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں لشکر میں آئے بہار وغیرہ کے پاس جاکر سب
ماجرا بیان کیا انھوں نے قصد کیا کہ لشکر تیار کرا کے برق کی مدد کو جائیں ضرغام نے منع کیا کہ کچھ احتیاج
وہاں جانیکی نہیں سب عیاری برق کی برباد جائیگی کہ اتو یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے اتنا بڑا معرکہ مارا اور
جب تم لوگ جاکر شریک ہوگئے تو وہ بات نہ رہیگی سب کہینگے کہ وہاں لڑائی ہوئی دو فوجیں باہم لڑیں
برق نے کمال کیا گیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہوجائیگا تو ممکن نہیں اسکے پاس یہ اشیا موجود
ہیں ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر ہر ایک کو حیرت تھی
اور حال ذلت دشمن سنکر ہر ایک شاد و خرم تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ **قطعہ**

ارے نفس بد کر رہائی قریب	پھنسا چاہتا ہے کوئی ناشکیب
سلامت گزرنا ہے پانسے محال	ہر رہ بچھایا ہے ظالم نے جال

وہ کیا کہتی جب چار طرف سے لشکر ساحران اور عیاروں نے برق
کو گھیرا اور افراسیاب شاہ نے خراب تیغہ سحر کر پھرا اور سیر جملہ آدمی ہوا برق نے اپنے مقام پر سے پچھلے پاؤں جست
کی صرصر نے ایکطرف سے پیچھا برق نے وہ جست کر کے خالی دیا کہ ساتھ ہی کمند کا پھندا صبا رفتار نے
پھینکا برق زمین پر نہ اترا تھا کہ یکایک قرینے میں ہو کر پھرتی کی پاؤں کی دیگر اوڑا دیئے افراسیاب نے
تیغہ مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہوگیا اب جو جہاں سے اوترنے لگا دھاوا بیچارہ پر ہوگیا کسی
طرف غلہ کسی طرف سے پتھر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کمند پڑے کہ زمین پر اوترنے ہی نہ دیا
پھر جیسے جست کی اسطرح یہ جست کرتا تھا کہ باد صبا کی حیران تھی جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہے یا بو گل نیم
شگوفہ سے باہر آتی ہے اور جب زمین پر اوترتا تھا ہزار ہا حربہ اوپر پڑتا تھا اسی جست و خیز میں ایک مقام پر
بہت بڑا دباؤ اوپر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا رستہ نہ ملا و سینہ جی داری کر کے ایکطرف شلنگا بھرا اور
چاہا کہ اسطرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مار کر نکل جاؤں قضا را اس فراکشلنگا بھرنے سے ایک قدم
کا ٹھنا سر میں لگا کہ سر چرخ کھا گیا سنبھل نہ سکا بے تحاشا زمین پر گرا اوسوقت دو چار ساحروں نے
کملیاں اسیر دوڑ دوڑ کر ڈالیں پھر تو یہ حال ہوا کہ **بیت**

چالاکی کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	سوزن بھی لاکھوں عمر کو دیتی رہے
اگر	آب زمزم و کوثر سفید نتوانکرد

بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا آنکھوں کے سامنے	کلیم بخت کسی کا اگر یا نقد سیاہ

آیا رہزن فلک نے کل مو ائی متاع جان کو لوٹ لیا یعنی یہ بیچارہ اوس کل مین ایسا لپٹا کہ تحمل نہ سکا
ہر چند چاہا کہ زور کرکے کل پھاڑون یا خنجر سے چاک کرکے نکلون مگر ممکن نہ ہوا اور بیچارہ گیا ساحر ہزارون
ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہین ساحرون نے فوراً
مشکین باندھ لین اور مارتے ہوے سامنے افراسیاب کے لائے کسی نے کہا اسکو خوب سا مارو کسی نے کہا
طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کرو برق نے کہا اگر تمنے مجھکو زدوکوب کی یہ سمجھ لینا کہ آج کے روز قران
اگر تم سبکو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہوکر مارنے سے باز آئے اور شاہ جادوان نے حکم دیا کہ اسکے پاس
یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک جمشیدی کا چھین لو بعد ازان جو مین حکم دون وہ کرنا اون سب جادوگرون
نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اوتار لیے اور ایک لنگوٹ بندھوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض پرداز
ہوے کہ اب کیا حکم ہوتا ہی شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اوس مین نہ تھی کچھ خاک بھی نایاب
برباد ہو چکی تھی پس اوسنے غصہ مین آکر خوب اپنا سحر برق پر کردیا اسوقت برق نے کہا اے بادشاہ خوب
آگاہ ہو جایئے کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہی بغیر اسکے قتل کیے کسوت اوسکی نہین چھینتے لازم ہی کہ کسوت
عیاری جبتک مین زندہ ہون میرے حوالے کر دیجیے ورنہ اچھا نہ ہوگا شاہ نے کہا کسوت اب میرے
کس کام کی ہی یہ کہکر کسوت میرے حوالے کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب ساحرون
کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ سب بھی اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے شاہ جادوان
بھی پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جس سے کوئی آگاہ نہو اور
شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر
باتین کرنے لگا اوسوقت شاہ نے اوس پتلے کی مشکین باندھ دین اور ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تو اس
برق فرنگی مجرم کو جسنے تمام خاندان سحر آج بیچراغ کردیے صبح کو سامنے خیر خواہون یعنی مہرخ وبہار
وغیرہ کے بعذاب الیم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑ کو ہاتھی کے پاؤن
مین باندھکر تمام لشکر مین اپنے کھنچوانا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر مین نہایت خوش ہوئی ای بادشاہ
موے کے قید ہونیسے کہ اوسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہی غرضکہ برق نقلی کو سپرد ملکہ حیرت کرکے
رات باقی تھی کہ شاہ جادوان برق اصلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے باغ سیب کی طرف

روانہ ہوا یہان حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون مین باندھکر کئی ہزار ساحرون کو پہرے پر مقرر کر کے آپ آرام کیا وہان شاہ جادوان نے بھی جاکر برق کو سحر سے بیہوش کر کے اپنے سامنے ستون بارہ دری سے باندھکر طلسمی پتلیون کو پہرے پر مقرر کر کے سر بستر خواب پر رکھا یہان تک کہ وہ زمانہ آیا کہ سینۂ مشرق سے شعلۂ آہ نکل کر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب تابان بیقرار و بیتاب سینۂ دہر مین اضطراب دکھانے لگا کہ ابیات

سحر پردۂ شب سے باعز و جاہ
عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ
نمایان ہوئی جانب آسمان
سپیدی سحر کی بصد عز و شان

وقت سحر اس طرف حیرت ادھر افراسیاب بدستور بستر خواب سے اوٹھے جلا فراسیاب نے اوٹھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اوس آندھی سے ایک ساحر غدار تیرہ فام و زبون شعار پیدا ہوا بغض و نفاق کا پتلا تھا حسد و کینہ سر تا پا نقشۂ شقی ازلی و ابدی ناک بھون تیوری چڑھی سامنے شاہ کے آکر گردن بہ تسلیم اوسنے خم کی شاہ نے اوسے خطاب کیا کہ ای شمر بن اخطار جادو تم اسوقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندانخانہ طلسمات مین لیجاکر افعی سحر اور اژدر ظلماتی کے سپرد کر آؤ کسلیے کہ تم خواص خاص ملازم بدولت اور مقرب درگاہ ہوا ور تمسے بہتر کوئی اس امر کے بجالانے مین نہین ہے اور ساحر جلیل القدر بھی ہو یہ کہکر ایک گجرا پھولونکا اپنی سیج کا اوٹھا کر اوسے دیا اور کہا یہ خلعت کسیکو آجتک نصیب نہین ہوا ہزارون سلطان طلسم اسکی تمنا رکھتے ہین کہ بادشاہ کے سونگھے ہوے پھول ہمکو ملین اس ساحر نے یہ خلعت پاکر نذر دی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای بادشاہ عادل جہان ظلمات مین ایسا اندھیرا ہے کہ رستہ چلنا مشکل ہے اور اوس تاریکی مین تا ابھی نہین سوجھتی ہے قیدی کا ساتھ ہے پھر مین کیونکر بحفاظت اسکو لیجا سکتا ہون مگر کوئی تحفہ ایسا مجھکو عنایت ہو کہ جسکی وجہ سے ماران طلسم و تاریکی سے مین محفوظ رہون یہ غلام کبھی کبھی حضور کے ساتھ وہان گیا ہے باقی یون میرا وہان کام ہی کیا تھا جو جاتا اس سبب سے رستہ بھی اچھی طرح نہین جانتا ہون شاہ نے یہ سنکر اختر مروارید جو ترلان شمشیر زن سے چھین لیا تھا اپنے جوڑے سے نکالا اور شمر کے ہاتھ مین دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی جانے نپاے کہین اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ مین کہین نہ ٹھہرنا کوئی ملجاے تو اوسکو پاس نہ آنے دینا یہ امانت ہے جو مین تجھکو دیتا ہون بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طے کر کے اس قیدی کو وہان پہونچا کر پھر مجھی کو لاکر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو رکھیگا

تمہارا منزل تک روشنی ہو جائیگی اسکے سامنے کوئی سحر نہین چلتا ہی یہ موتی گنبد مین سامری کے تھا
بڑی مشکل سے بزرگان کو کب نے وہان سے پایا اب اوسی کی بیٹی مہران کے پاس رہتا تھا مین اوس
چھینا ہی وہ تو چھوکری ہی جاہلی نایاب چیز کی قدر نہین کرتی ہی اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے پھرتی ہی
اور مین جانتا ہون کہ اوسنے مسلمانون کی اعانت کرنے مین جا بجا اس موتی سے کام لیا ہی اوسی سے
روح سامری اس سے خفا ہوئی ہی جو یہ اوسکے پاس سے میرے پاس آگیا ہی ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوار
تھا اور صاحب گوہر پر غلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لیکر تو جا اچھی سحر اور اژدر ظلمانی سے کہدینا
کہ شہنشاہ نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمسے بہت خوشنود ہیں تمنے خوب حفاظت برق کی کی ہی اس
قیدی کو بھی اوسی مقام پر اور اوسی تہ خانے مین کہ جہان وہ چھوکری قیدی ہی قید کرو اور تھوڑے چنے
بھونے ہوئے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانیکو دینا زیادہ اس سے خبردار کبھی ندینا ٹھنڈھا پانی
گرمی مین ان دونون قیدیون کو نملے اور کبھی فرید ار کھانا یہ نپائین آرام سے نسوئین قید مین
رو رو کر مین گھلین یہ حکم محکم قضا شیم اس نحس مجسم کا سنکر شریر خنزیر بازو برق کا پکڑ کر روانہ ہوا اور گوہر
کو تو مضبوط اوسنے چادر سے اپنی باندھ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ
حضور سحر اسیر سے اپنا آپ اوتار لین بادشاہ ذی سحر اوسپر سے اپنا اوتار لیا اوسنے سحر اپنا برق پر کرکے
پنجے مین اوسکو دابا اور اوڑ کر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے برق بیہوش تھا اب ہوشیار رہا لیکن
دیکھا کہ پنجۂ عقاب مین دبا ہون اور وہ مجھکو لیے ہوے اوڑا جاتا ہی لیس خاموش ہو رہا اور پھر صدمۂ
ہوا سے بیہوش ہو گیا یہان تک کہ شریر بد اشرار قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا کہ وہ درۂ تاریک مثل شب
دیجور تھا یہ اندر درہ کے روے ہوا سے اوترکر داخل ہوا اوسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شریر
عقاب سے اپنی اصلی صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ یہان اس قدر تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سجھائی
دیتا ہی گویا جہان بھر وہ جگہ ہنستی تھی تاریکی عالم اوسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے سیہ بختون کے بخت
سیاہ کی تاریکی جمع ہو کر اوسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہو کر وہین آئی تھی قعر دوزخ اوس
جگہ کو کہنا زیبا تھا چاہ بابل ایک اونے اوس مقام کا نمونہ تھا ابیات

عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنگ جہانمین جو ہوتا ہے اندھیر یا	اندھیر ا ایسا کا تھا اوس سے تہ ناک
اوس تاریکی مین برق نے دیکھا کہ اس سار ر سے ایک اختر نکلا اپنی لفظ	اوس اندھیر کا بھی مسکن تھا غار

پر رکھ دیا کوسون تک وہ ظلمات منور و روشن ہوگیا روشن ہوتے ہی احوال روشن ہوا کہ ایک ساحر سیہ دل کریہ منظر مجکو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور اوس رہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدم زن ہوا دیکھا کہ درخت کوسون تک لگے ہین مگر برگ و بار انکے سب سیاہ ہین تاثیر زحل اکٹھا ہوکر اوسی جگہ آئی ہی تمام عالم کی ایک جا سیاہی ہی جو چیز ہی وہ سیاہ ہی پہاڑ و زمین سب بالکل سیاہ ہین شاید پیر دہر اور زال دنیا کیسے غم مین سیہ پوش ہین جمخانہ غم کے بادہ نوش ہین نہین معلوم کس نخل جوان کا ماتم ہی جو لباس ارض وغیرہ سیاہ ہے دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی اوسکا بھی کالا ہی کالا پانی گویا قید برق کی بھی گئی ہی اور طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہر سمت چھائی ہی دوسرے ڈراونی صورت زال گیتی نے بنائی ہی درختون مین پھل جو لگے ہین زنگیان آدم خوار کے سر کٹے ہوے لٹکے ہین خون تازہ اوس سے بہتا ہی وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہی حرارت کا غلبہ ہے سودا مزاج تمام صحرا ہے درہ ہاے کوہ دیو کی طرح منہ کھولے ہین بگولے کالے کالے اوڑتے ہین دیو بنکر ڈراتے ہین جانوران صحرا مثل فیلان دمان و خرسان سیاہ ہین افعی خونخوار جنسے خدا کی پناہ ہر سمت پھرتے ہین سانپ ہراو گلتے ہین اثر آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی ہوا مسموم ہی جو ذرہ ہی وہ زہر کا ایک صحرا ہی جو درخت ہی وہ بس کی گانٹھ ہے جو پتھر پہاڑ کا ہے وہ شیشہ زہر ہلاہل کی ڈانٹ ہی ہر قطرہ دریا کا قطرۂ زہر جانگداز ہے ہر سمت جانکنی کا انداز ہے یہ اوس صحراے آفت کا حال ہی کہ ابیات

لگا کر راہ سے اودر تا بماہی
کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق
بیابان تھا وہ ایسا دشت انگیز
کہ جیسے ادس طرف منہ کرنہ پروانا

نظر مین چھا گئی یک سو سیاہی
عجب وہ موضع خوف و خطرناک
کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خونریز

نظر آیا عجب صحرا لق و دق
دیا اوسکو دکھائی زیر افلاک
نہ جائے جنکی اوس سمت آدمی

برق کا اوس مقام ہول خیز کو دیکھکر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قالب سے پرواز کر جاے لیکن دل کو مضبوط کرکے نظر برحم کریم کارساز رکھکر خاموش تھا اور شتر پر اوسکو گرفتار کیے روان تھا ازبسکہ برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا گو کہ قابو مین نہ تھے اوسنے اوس بے اختیاری مین بھی توسن زبان کو عرصۂ مکر مین جولان کیا اور صبا سے کلام کو چمنستان عیاری مین دوڑان کیا یعنی ایک آہ سرد دل پر درد سے اوسنے بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگا

ہوا نالان وہ فرقت کے الم سے
شکایت تھی فلک کی آہ غم سے
کہا اے گردون دون یہ کیا کیا

وہ دل نقد یون ارزان دیا مین | کوئی دیتا ہی اس ظالم کو بھی دل | کہ بائے چھوڑ صید نیم بسمل
وہ کیا دیکھی خطا مجھسے کہ اک بار | کیا یکبین وقف جان صد نیش آزار | مین جس خطرے سے نت لرزتا تھا زخویش
دہی آفت مرے لایا وہ درپیش | اس خوش الحانی اور درد آلودہ آواز سے یہ اشعار بعد سوز و گداز

اوسنے پڑھے کہ اگر سنگ خارا بھی بجاے اوس ساحر قمر کے ہوتا تو موم ہو جاتا اور فولاد دل عجاز دانی
دکھاتا شہزادہ تو اس لحن دلکش پر بیچین و بیقرار ہو کر رونے لگا برق نے بھی اسی لیے یہ اشعار پڑھے
تھے کہ دیکھون اسکے دل کو بھی کسیکی محبت کا لگاو ہی یا نہین کس لیے کہ کوئی دل ایسا نہین جسکو کسیکی الفت
نہو اور یہ بھی سوچا تھا کہ اگر یہ کسی سے محبت نرکھتا ہوگا اور میرے اشعار پر بیقرار نہوگا تو پھر اور کچھ تدبیر
کرونگا الحاصل جب اوسنے اوسکو کسی مسیحا کا بیمار پایا سوز دل سے اوسکے شعلہ آہ تا بلب آیا برق نے کہا
کہ اے نوگرفتار سلسلۂ عشق و محبت جسطرح کہ مین اسیر طوق الفت ہون اوسیطرح تو بھی مقید زنجیر زلف گرہ گیر ہے
لیکن تیرا رونا بجا ہی کس لیے کہ اس طلسم کا رہنیوالا کبھی کبھی معشوقہ کو دیکھ بھی آتا ہی نامہ و پیام بھی ہو جاتا ہی
وہ بھی دلمین تیرا خیال رکھتی ہی عشق کا تیرے ملال رکھتی ہی مجھ ناکام و شوریدہ سر کا تو عجب حال ہی کہ بیت

نہ مونسی نہ رفیقی نہ ہمدمے دارم | حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم | نہ قاصدے نہ صبا نہ مرغ نامہ برے

کسی زلیخی ما سے برد خبرے | دیگر اگر دانم آزرو زازل داغ جدائی را | نمی افروختم ہرگز چراغ آشنائی را

شہر و دیار سے جدا معشوقہ کے فراق مین مبتلا دوسرے ایک اسیر ایسے مقام پر ہو کر چلا ہون کہ اوسکو ایک نظر و
آخر بھی دیکھ لینے کی امید نہین اگر مین تیرے مقام پر ہوتا تو معبود کے صدقے سے اور شاہ کے اقبال سے ایتک
مدت کا معشوقہ سے ہمبغل ہو کر داد عیش و نشاط دیتا تو جانے تو دن بھر مین دس مرتبہ اوسکو جا کر دیکھ آئے
دوسرے یہ کہ مین بادشاہ کا تو ملازم ہی اوسی کی وہ تابع فرمان ہی اب تجھسے بادشاہ نے کام لیا ہی اگر اپنا
حال تو بادشاہ کہیگا وہ فوراً نقش مراد کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کریگا اور بادشاہ کی ضرورت
اس کام مین کیا ہے مدعا یون ہی حصول ہوا چاہتا ہے ذراسی تو بات ہی مین سب تیرا حال جانتا
ہون اور تیری معشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہون لیکن مجھے کیا غرض ہی جو کہون اپنے سوز و گداز مین
آپ ہی مبتلا ہون یہ کہکر جانب فلک نگاہ کر کے کہا کہ خداوندا عشق صادق کا واسطہ یا رب مذہب کامل
کا صدقہ اپنے اثر نالۂ دل کا تصدق جتنے عاشق ہین سبکو معشوقۂ مراد سے شاد فرما اور اونکے صدقے
مین مجھ ناکام کا بھی کام دل بر لا یہ کلمات جو شہزادے نے سنے طایر ہوش پرواز کر گئے حواس باختہ ہو گئے

کہ یہ عیار ایسی تو قید مین گرفتار ہے کہ چھوٹنا اسکا ذکر دشوار ہے لیکن اوسکو کچھ خیال اسیری نہین معشوقہ
کے عشق کا دم بھرتا ہو اپنی جان جانیکا کچھ خیال نہین کرتا دوسرے یہ لوگ کاملین ہین سے معلوم ہوتے ہین کہ جلد
حال پر عشق کا اوسکو ہویدا او رظاہر ہو برق نے اوسکی باتین جو ظاہری جو لازم و ملزوم عشق و محبت ہوتی ہین وہ
خط با تقدم کرکے اوس سے کہی تھین یہ اونکو سنکر برق کو خبط کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ شہزادہ افراسیاب
کی دختر گیتی لعل سخندان ہی اوسکی وزیرزادی یعنی ملک اخضر سبز پوش کے وزیر احمر سرخ قبای جادو کی دختر
ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہی مگر یہ اسقدر لیاقت نہین رکھتا ہی کہ پیام اوسکی شادی کا اوسکے باپ
کو اپنے ساتھ کے لیے دے ہنگام عشق مین اپنے ہمدمون مین سے ایک عورت کو اوسنے بہت کچھ دیکر اوس بات
کا امیدوار کیا ہی کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر راضی کردو تو مین تمکو کئی لاکھ روپیہ دونگا اور سمجھا ہی کہ جب
مجھسے او معشوقہ مذکور سے آشنائی ہوجائیگی اور اوسکے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا میرے ساتھ شادی کردینے
کے اونکو اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت حرکات اوسکا دیکھکر گرم سخن ہوا کہ آپنے جہان میرا عشق پہچانا ہے
تو اوسکا بھی حال آپ کو معلوم ہوگا یہ جو آپ فرماتے ہین کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو
دیکھ آئے تو یہ ممکن نہین کس لیے کہ وہ دختر نیک اختر دستور معظم ملک اخضر سبز پوش ہی برق نے
کہا ہان تو مجھے کہتا ہی یہی ملک اخضر جو افراسیاب کا خسر ہے لعل سخندان کا باپ اوسی کی تو
وزیرزادی پر جسپر تو فریفتہ ہے مینے مثلاً یہ بات کہی کہ دن بھر مین دس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہی کیونکہ دربانی جو
عورت ہی وہ کسی حیلے سے تیری معشوقہ کو صحرا مین لا سکتی ہی وہان تو جا سکتا ہی دور سے نظارہ جمال کرسکتا ہی
بس اوسنے یہ سنکر برق کو زمین پر رکھدیا اور سر اوسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو بتلائیے کہ آپکو کسنے میری معشوقہ
کی کیفیت سنائی ہی اور کسطرح آپنے جانا کہ مین وزیرزادی پر لعل سخندان کی عاشق ہون برق نے
کہا کیا خوب مجھے اور یہ وہ جو کچھ تمھارا حال ہی ہم سب جانتے ہین بھلا یہ تو کہو کہ دربانی کوئی عورت دلالہ کی
یا نہین اور اوسکو تم بہت کچھ دینکے ہو اور دینے کا تمنے وعدہ کیا ہی اور اوسنے ایک مرتبہ تمکو وہان پہونچا
بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی تو دلالہ کی ضرور مقرر کرتا ہے اور ایک دو مرتبہ
اسطرف جانا بھی ہوا کرتا ہی بس برق نے اوسی معاملہ کے طرز پر اوسکو پتا جو دیا اب وہ اوسکے گرد پھرنے لگا
اور گویا ہوا مجھکو یقین کامل ہی کہ واقعی آپ سب ازسے میرے آگاہ ہین اب کچھ تدبیر ارشاد کیجیے
کہ مین کیونکہ اپنی مطلوبہ کو حاصل کرون برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو ابھی تمد آپکے گھمنڈ

کچھ دینے کو کہا ہے اور مجھکو آپ قید کیے لیے جاتے ہین اور مفت ہی مین ترکیب وصال کو پوچھنا چاہتے ہین
دست وپا میرے بیحس وحرکت ہین بدن کو کھجا تک نہین سکتا اپنے حواس مین تو مین ہون نہین بھلا آپکے
تدبیر وصال کیا جانون اوسنے جلد یہ کلمات سنکر ایسا سحر پڑھا کہ اوسکے دست وپا قابو مین آگئے مگر
بناوٹ کی راہ سے اوسنے کہا اے عزیز کیون اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالتا ہے افراسیاب اگر میرا
رہا کر دینا سنے گا تو بہت تجھپر عتاب کریگا تو مجھکو زندان ظلمات مین پہونچا کر رسید دار وغہ زندان کے
میری لیکر بادشاہ کو پہونچا دے یہ تو خوب سمجھ لے کہ ہم لوگ کبھی قید نہین رہ سکتے تم لیجا کر قید کرا دو ہم چھوٹکر
جب اپنے لشکر مین آئینگے تم اوسوقت ہمارے پاس آنا ہم تمکو تدبیر وصال تمھاری معشوقہ کی بتائینگے وہ ساحر اپنے
دلمین اوسکے کلام کو سنکر سوچا کہ جب اسوقت اسکو غرض لاحق ہے کہ قید مین ہے جب تجھے بتاتا نہین رہا ہوکر اسکو
کیا غرض ہے جو میرے کام مین پڑیگا پس یہ سوچکر منت کرنے لگا کہ آپکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ
میرا کام کر دیجیے مین آپکو چھوڑے دیتا ہون شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا کہ وہ قیدی مجھسے چھوٹ گیا ہے
عیارونکی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہے یقین کریگا کہ ضرور چھوٹ گیا ہوگا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک
حال ہوگے اوسنے کہا مین آپسے مقابلہ کرنے نہ آؤنگا باقی مسلمان نہونگا برق نے اوسکو سیاہ قلب سمجھکر
خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اوسکے مسلمان ہونیکی نسبت کرنا چاہیے اپنا مطلب نکالنا تو معلوم ہوگیا کہ اوسکو غرض
ملاقات مطلوبہ ہے اسلیے یہ منت کرتا ہے یہ سوچکر برق نے کہا اگر بادشاہ کتاب سامری یا اپنے سحر سے دریافت کریگا
کہ تمنے خود مجھکو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے تو اوسوقت تم مجرم ہوجاؤگے یہ مناسب نہین کہ مجھکو رہا
کرو مین تمکو تدبیر اوسکی جب رہا ہونگا تو بتلا دونگا بلکہ بتلانا کیسا معشوقہ کو تمھاری تمسے ملوا دونگا اوسنے
کہا اگر بادشاہ سحر سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کریگا تو میرا کچھ نہین کر سکتا ہے مین
عملداری مین ملک اخضر کے رہتا ہون اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہوگا کہ اوسنے مجرم کو چھوڑ دیا
وہان یہ بھی دریافت ہوگا کہ میری دشمنی کی راہ سے اوسنے نہین رہا کیا ہے بلکہ اپنے مطلب کے لیے اوسکو
ایک بار رہا کر دیا ہے وہ میرا دشمن نہین ہے اور مین صاف صاف کہدونگا کہ اے بادشاہ میری جان
جاتی تھی اپنے کام کے لیے مینے اس مفسد کو رہا کر دیا مین آپکا دشمن نہین ہون آپ جو چاہیے مجھکو
سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنائیگا یقین ہے کہ میری خطا معاف کر دے اب آپ
تامل نہ فرمائیے مجھکو وہ راہ بتلائیے اور چلیے مین آپکو باہر اس ظلمات سے کرا دون برق

اسکی تقریر سنکر اپنے دل مین خوب سمجھا کہ یہ بھی ہمکو ملے اپنے کام کے لیے ہمکو ایکبار چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے
دشمن ہوجائینگے غرض جیاد نے بہت کچھ منت کی اوسوقت اوسنے کہا کہ اے برادر اچھا جو تمھاری یہی
خوشی ہے تو مین بھی تمھارے کام مین کوتاہی نہ کرونگا لو آؤ بیٹھ جاؤ یہ کہکر ایک مقام پر بیٹھ گیا وہ بھی سامنے
اوسکے بیٹھا اوسنے کہا ایعزیز مین کبھی کسیکو ایسی نایاب چیز نہ دیتا لیکن قید ایسی جگہ ہوکر آیا ہون کہ یہان سے
رہا ہونیکی مجھکو امید نہ تھی اسلیے خیر تمھکو بتاتا ہون میرے پاس عطر ہے کہ جسپر جو منتر پڑھی ہوئی ہے تم اس عطر کو لیکر
اپنے منہ پر ملو اور مجھکو باہر ظلمات کے نکالکر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور ہوسکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھا
اور اگر منھ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھ معشوقہ کے پاس بھجدینا وہ اوسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس آئیگی
اور دیوانی خواہان وصال ہوگی پھر تم اوسکے ساتھ مزے اوڑانا اور اوسکو اپنے گھر سے جانے نہ دینا اوسکے باپ سے
کہلا بھیجنا کہ آپکی بیٹی میرے یہان آئی ہے اور مجھپر عاشق ہے مین نے آپ کی آبرو کا خیال کرکے اوسکو ہاتھ
نہین لگایا ہے اب اگر وہ آپکے گھر آنے پر راضی ہو تو آپ خود آکر لیجیے اور اگر نہ راضی ہو تو بدنامی
کی شہرت ہونیکا خیال فرماکر مجھسے منعقد کردیجیے باپ کو اوسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو آکر دھمکائیگا
مگر وہ کسی طرح تمھاری محبت سے باز نہ آئیگی اوس وقت ناچار ہوکر وہ تمھارے ساتھ شادی کر دیگا
بس اتنا تو مین کرسکتا ہون اور اگر فرق میرے اس کلام مین پانا تو مین نے خون اپنا تمکو معاف
کیا طلسم سے باہر تو مین جاتا نہین ہون جب کبھی تمھارے ہاتھ آجاؤن فوراً مجھے جس عذاب سے چاہنا
ہلاک کرنا اور اوسکے علاوہ مین کئی لاکھ روپیہ کا جواہر تمکو دیتا ہون اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جواہر
ضبط کرلینا اور اگر مطلب تمھارا ہوجائے تو میرا مال مجھکو پہونچا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی مجھکو کچھ
دینا ورنہ خیر تمھارا کام ہی نکلا سہی اسپر جیاد نے کہا نہین جواہر آپ کیون دین مجھکو یقین ہے کہ وہ عطر کام
ضرور دیگا کس لیے کہ آپ لوگ ملکون ملکون پھرنے والے عیار طرار آپکے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ ہوگی
اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمائیے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم یہان سے نکال نہ دوگے تو اوسکا منتر جو
ہے وہ مین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اوسنے کہا کبھی ایسا نہ ہوگا کہ مین عہد کے خلاف
کرون مگر ہان یہ تو بتلائیے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور ملکہ کے دل پر سے عشق میرا
اوتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اس طلسم مین کوئی عامل علوی عملیات کا نہین ہے اور جو لوگ سحر نہین کرتے
ہین مگر ہان عملیات علوی کرتے ہین یہ ایک بڑے کامل فقیر سے مجھکو پڑھ دیا ہے کسی ساحر سے رد اس عمل کا نہ ہوگا

ہلوگون کا افراسیاب بھی نہین رد کرسکتا وہ کیا چیز ہو ایک اسم اعظم جانتا ہی پھر وہ عمل ایسا ہی کہ تمام ساحران
زمانہ اوس سے عاجز ہین اور اوسپر غلبہ نہین پاتے ساحر نے کہا ہان یہ بات تو آپ سچ کہتے ہین اچھا عطر مجکو دیجیے
اور میرے ساتھ چلیے برق نے خوب اوسکو پکار کرکے ابھارے ایک شیشی عطر بیہوشی کی کیسے سے نکالکر
اوسکو دی اوسنے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سہاگ کا ہوتا ہی شیشی مین بھرا ہی اور ایسی خوشبو اوسکی ہی
کہ شیشی کے نکالنے سے دشت مین خوشبو پھیل گئی ہی پس برق نے تھوڑا سا عطر دوسری شیشی مین رکھکر
اوسکو دیا اور کہا اوسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا عمل بھی تمہین تعلیم کرون اوسنے وہ عطر لیکر اپنے
چہرے پر ملا پس خوشبو اوسکی بخوبی ناک مین گئی اوسکو چھینکین آئین اور گرکر بیہوش ہوگیا برق نے
اول وہ اختر مروارید کہ جو بران کا شاہ جادوان نے اوسکے سپرد کیا تھا لیلیا اور اوسکے کپڑے
اوتار لیے اور آب رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اوسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہر چند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان
سکے اس صورت پر تیار ہو کر بموجب ع یا قسمت یا نصیب یا بخت * اور اوسکو دوش پر اپنے لادکر
ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد تو دیلمی صحراے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اوسکا حال بیان ہوچکا
ہے اور بیچ مین اوس صحرا کے ایک رستہ بطور سڑک کے بنا تھا کنارے کنارے اوس سڑک کے ماران
سیاہ کنجیہ برباد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیپل و ساکھو وغیرہ کے بڑے بڑے تناور لگے تھے باد سموم سے
ٹہنے اونکے جھلس گئے تھے اون درختون پر گدھ اور چیلین بیٹھی تھین کہ چلاتی تھین تاریکی مین غل و شور
مچاتی تھین اونکے چلچلانے سے بگولے زمین سے اوٹھکر پیچ و تاب کھاتے تھے دیو سیاہ منہ کھولے ڈراتے تھے آوازین مہیب
ہر سمت سے آتی تھین العیاذ باللہ الٰہی حضرت . اللہ رستم بھی اگر اس دشت مین آجاتا سینہ فرط خوف سے تھرّاتا
اسفندیار و بہمن و برزو کا جگر شق ہوجاتا برق اپنے دل مین سمجھا کہ یہی سڑک رستہ زندان کا معلوم ہوتا ہے
اوسی طرف مجھکو چلنا چاہیے غرض یہ اوسی سڑک پر اس ساحر کو لے کر روانہ ہوا اور ازبسکہ اختر مروارید ہاتھ
مین لیے تھا تو اوسی طرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہان کی بلیات اذیت
نہ پہونچاتی تھی انشاء اللہ تمام ظلمات کی سیر شاہزادہ اسد چھوٹ کر جب کرینگے تو بیان کیجائیگی
اوسی جگہ حکیم قسطاس الحکمت بھی قید ہین اور افراسیاب جو آتا ہی تو اوسکے رہنے کی جگہ ہے بہت سے
بڑے بڑے نامی ساحر یہان رہتے ہین عزیزداران بادشاہ اسی مقام پر مسکن رکھتے ہین ماہی زمرد رنگ
وغیرہ کے مکان یہین پر ہین رستہ ہی باغبان کی عمارت بہت کچھ ہے غرض تمام کیفیتین انشاء اللہ آینگی

بسرِ حیات بیان کیجائینگی حاصلِ مرام اب جو برق اس سڑک پر روانہ ہوا کئی کوس رستہ طے کرکے ایک
نئے مقام پر پہونچا کہ وہان دو پہاڑیان چھوٹی بنی تھین اور اوس پر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت
دور تک صحرائے قلب تہا کہ وہان درختون کے سایہ سے کوسون تک سیاہی پھیلی تھی نیچے اون درختون
کے دھوان اٹھا ہوا تھا بالکل ظلمت سرا وہ مقام تھا اور ان پہاڑیون کے بیچ مین دو قصر سیاہ رنگ کے بزرگ
بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اون ساحرون
کے قریب جاکر کہا کہ کہان ہے افعی سحر انداز در ظلمائی کہ مین فرستادہ شاہ جادوان افراسیاب
آیا ہون وہ ساحر یہ سنکر اندر اوس قصر کے گئے اور کچھ عرصے مین آکر گویا ہوے کہ چلیے آپ کو اژدر و افعی
بلاتے ہین برق ساحر کو لا کر اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہین کہ جنپر استرکاری
سیاہ رنگ کی ہے سنگ موسی جا بجا لگے ہین اور دالان کے کونون مین اژدہے منہ کھولے بیٹھے ہین جنمین
ہزارہا گھنٹے ٹنگے ہین برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپسے آپ بجنے لگے ججی کار کا سامری جی
کے غلغلہ بلند ہوا اژدرون نے قلاب آتشین چھوڑے برق وہان سے آگے بڑھا دیکھا ایک دالان مین پتھر سیاہ رنگ
کے زمین پر نصب ہین اور دیوارون مین ہزارون تصویرین لگی ہین اون پتھرون پر چوکیان آبنوس کی
بچھی ہین اوپر پوجا کرنیکا سامان کہاہی کنول کے پھول بہت سے ڈھیر ہین گھنٹیان رکھی ہین سلوتجان
موجود ہین اور دوسری طرف اک بہت بڑا دالان ہے کہ ستون مین اوسکے درون پچی کاری نیلم کی ہے
اور دالان مین فرش پر تکلف قالین کا گدار و خوشرنگ بچھا ہے اور اوس فرش پر پلنگڑیان چاندی کی
لگی ہین اور نوار سے بنی ہین توشک اور چادر سفید اوس پر آراستہ ہے مُدوریون سے پیچھے ہین تکیے نفیس اونپر
رکھے ہین اون پلنگون پر اژدر سحر اور افعی سحر دونون بیٹھے ہین سامنے کشتیان شراب کی اور زین
بہر گزک کباب کی میزون پر لگی ہین جام رنگین اون دونون کے ہاتھ مین ہے ہنستے جاتے ہین اور شراب
پیتے ہین میوہ کھاتے ہین اور جب دوسرے دالان کیطرف مست ہوکر دیکھتے ہین ادھر طرح طرح کے باجے
بجنے کی صدا آتی ہے اور معشوقان پریچہرگان کی آوازین گانیکی سنائی دیتی ہین دونون ساحر جام مے
عشرت سے سرشار ہین ہوائے خرمی سے دل باغ باغ ہو رہے مسرت سے خاطر گلزار ہین ہرچند کہ صورت
مین زشت و خونخوار اور سیرت مین ناہنجار و بدکردار ہین منہ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہو منہ تھوڑی
تک نیچے کے لٹکے ہوے اوپر کے بیرہ بینی سے گذرے ہوے دونون کی صورتین شکل اژدر کے

وہ ظاہر شکل انسان قوی کے ہین لیکن اوس دولت و ثروت مین مستی لایعقل بنے ہوئے بڑی عیش و عشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہین

مسلح تھے وہ ساحر زشت فام	بار الیشس خسروانہ تمام	نگارین زرہ پر تکلف کسا
مرصع گلوبند اکلیل زر	تھے اس طرح وہ آراستہ لعین	تجتر لبادہ از نکہت وقت بنا
تھے ہمشکل خنزیر و شوریدہ سر	نظر مین تھا دونون کے سحر کا اثر	برق نے اونکی صورتین دیکھکر

دل مین خوف کھایا پناہ برحمت خدائے اکبر لایا مگر دل کڑا کرکے سامنے گیا اون دونون نے اوسکو بصد تشکر
شہر مین اشرار خواص خاص شہنشاہ افراسیاب یکھکر تعظیم کی بہ استقبال اپنے مقام پر سے اوٹھے
اور ہاتھ پکڑکے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا کہ آپنے سرفراز فرمایا ہمسے پیشتر خبر کیون نہوئی کہ ہم سواری بھیجتے
اور باآرام تمام آپکو یہان لیے آئے خیر جو آپ تشریف فرما ہوئے بہت اچھا کیا لیکن اس لشکر ہی مین
کیا ہے اور باعث تشریف آوری بطرح سے کیا باعث ہے برق نے کہا کہ مین بہت دنون سے تمہاری
ملاقات محبت سمات الفت آیات کا مشتاق تھا مگر ظلمات مین آپکا کوئی سبب پایا تھا سامری گواہ
ہے کہ دل تڑپ کر رہ جاتا تھا بارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمرو بن امیہ ضمری کا
بڑی تلاش و کوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم اظلم نے تو بڑا غضب ڈھایا تھا کہ ہزارہا
ساحر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ بندگان سامری کو بیہوش کرکے بیبس بناکر مار ڈالا کسی طرح ہاتھ ہی
نہ آتا تھا دیدہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پا گیا تھا کہ تمام ماجرا اپنے اوپر جو گذر چکا تھا مع سبب فلک تن کے
قتل کرنے مین وہ سب بیان کرکے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو شہنشاہ نے بلاکر مجھکو فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے
مجھکو ظلمات مین بہر ملاقات داروغہ زندان بھیجیے تو آج اس قیدی کو لیجاؤ انسے ملاقات بھی کرنا اور اسکو
اونکے سپرد کرکے تاکید اکید بہر حفاظت کردینا چنانچہ مین اسکو بڑی دقت سے یکہ و تنہا لیکر یہان آیا ہون
فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی اپنے ساتھ نہین لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ نجائے اب شہنشاہ
کا حکم ہے کہ اسکو بھی اوسی مقام پر کہ جہان بران شمشیر زن قید ہے گرفتار کرو اور دونون پر سختی شدید کرو
تاکہ قید ہی مین ہلاک ہوجائین ایک وقت بھونے چنے اور ایک کوزہ آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی
رعایت اون دونون کے حال پر نکرے اور یہ عیار بڑا چرب زبان و مکار ہے اسلیے مینے اوسکو دہان آہنی
لگام سے باندھ دیا ہے کہ بات نہ کرسکے جسوقت تم اوسکو آب و غذا دینا اوس وقت دانت اوسکے کھولنا اور پھر کس

یہ کھائے اوس وقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اسکی باتون کو نہ سننا ورنہ زبان مین اسکی وہ تاثیر کلام ہے کہ
صاف تمکو فریب دیکر مار ڈالیگا اور آپ نکلجائیگا اخفی و راثہ در نے کہا اچھا اب اسکو ہوشیار کر دو اوسنے ہشیار
سے نکالو اوسنے کہا واہ بیٹے آپکو اس قدر سمجھایا پھر بھی آپنے کچھ ساعت نہ فرمایا بہت سہل اسکا ہوشیار کرنا سمجھ لیا
اے صاحب ہوشیار ہوتے ہی یہ آفت برپا کر دیگا مجھکو اور آپکو مارکر نکلجائیگا مفت کی بدنامی ہمہ رہوگی اور جان بھی
اے صاحب ذرا سمجھ بوجھ کے بات کیا کیجیے انھون نے کہا فرمانا آپ کا بجا ہے لیکن اب کیا ہم بالکل جلو ہین
بویہ کھا جائیگا اے یاران خود بیان سے نکلجانا کوکب تو دشوار ہے یہ کھلیگا تو کیا کر لیگا دوسرے یہ کہ پکڑنا اوسکا
کام ہے اب ہم ایسے بیوقوف بھی نہین کہ صرف سب ماجرا سنتے جاتے ہین اور پھر اوسکے فریب مین آئینگے برق
نے کہا آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہے جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اونسے دھوکے دیے اور انھون نے
جان بوجھکر فریب اسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہے بارہا انھون نے گرفتار کیا اور قتل نکرسکے یہ باتین بناکر
چھوٹ گیا اے بھائی یہ سب عیار بلاے بد اور آفت روزگار ہین انکی آنکھون مین عیاری ہے ہاتھہ پانون بلکہ
رونگٹے رونگٹے مین عیاری ہے تم میرا کہنا مانو تو اوسکو ہوشیار نہ کرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہے تو اسکو
تہخانہ مین وہان لیچلو کہ جہان عمران قید ہے وہین اسکو قید بھی کردینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام
ایسا ہوگا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہے ایکی مرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہو جائیگی
یہ کلام برق کا سنکر وہ دونون اپنے مقام پر سے اوٹھے اور کہا خیر جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی کیا جائیگا
اونکے چلنے برق نے پھر اوسکا پشتارہ اوٹھا لیا اور اونکے ہمراہ ہوا وہ اوس مکان سے نکلکر دوسرے مکان
کے در پر آئے کہ جسکو برق نے مقفل دیکھا تھا آکے بجائے قفل کے ماران سیاہ بطور حلقہ باندھے اوس مین
اپنی دم لپیٹے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے انھون نے سحر پڑھا کہ وہ ماران سیاہ کنڈے
سے چھوٹکر آگ گرے اور پانی ہوکر بہ گئے دروازہ کھل گیا یہ دونون آگے بڑھے سحر پڑھا کہ دروازے
سے دو تک ہزارہا اژدر رفتار تھے کہ وہ سب کناے ہو گئے اور تاریکی سے روشنی ہوئی اوس وقت پکارے کہ
اے قمر یہ آپکے تشریف لائیے برق بسم اللہ دل مین کہکر اندر قدم زن ہوا خدا مدکھلے جو مکان طرح
طرح کے عذاب سے بھرا ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر پڑا حال اوسکا اول مین بیان ہو چکا ہے اور اب بھی
اوسنے دیکھا ہر طرف تہ خانہ کی در و دیوار سے سیاہی سونے کی طرح جمی ہے اور اکٹھا ہو کر بلائے سیاہ بنجاتی ہے
دیوار و زمین کالی کالی بنی ہین کہ دمبدم دیوار سے چھوٹکر مجسم ہوتی ہین اپنے منہ سے شعلہ چھوڑ لیتی ہین

ڈراتی ہین گوشہ گوشہ مین مکان کی آوازین ہولناک آتی ہین وہ تصویرین جیسے زمین جا کر نقش ہوتی ہین
تو آپس مین باتین کرتی ہین وہ کلام بھی دیکھو ایسے خوفناک ہوتے ہین کہ جسکے سننے کی سامع تاب نہین لا سکتے ہین بوی
بد مردون کی سڑ جانیکی ایسی ہر طرف پھیلی ہے اور اژدھون سانپون کی تو گنتی نہین ہے بیشمار ہین کسی جگہ طوق زنجیر
آتش انبار ہین کہ وہ آپسے مجرم کی گردن و کمر مین پہنچتے ہین اور اوسکو جکڑ دیتے ہین بمصداق خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ کا
ماجرا عیان ہے خدا تعالی ہر مسلمان کو اس عذاب الیم سے بچائے کہ جو وہان ہے باوجودیکہ اتنا تپتا ہے گرمی اوسمین شدید ہے کہ دوزخ یاد [illegible]

ابیات	
رنگ یاقوت کا رمانی ہے	آب آتش کی زندگانی ہے
بادشاہون کی بادشاہی ہے	آگیا جیپال کی دوہائی ہے
بسکہ گرمی کی آن بانی ہے	شرم سے آگ پانی پانی ہو
آگ سے دن کی جلگئی تھی رات	لی تھی وہ سیاہی نے کے دات
تشنگی سے تھا قیدیون کا یہ حال	طفل کو مشک دو جوان کو کھال
تو بھی نیت اونھون کی بھرتی نہین	پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین
پانی کیسا ہی پیٹ مین ہو اب	شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب
چھوڑ کر حلق کو زبان کے خار	نکلے گدی سے طرح گل کے پار
اس مکان مین بیان کرون کیا اب	روز محشر کی دھوم تھی ہر شب
تھی بلاؤن کی ایسی قال و قیل	گویا پھنکتا ہے صور اسرافیل

برق کو وہین وہان قدم رکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور دل کو وہ وحشت ہوئی کہ پانون تھمنا مشکل ہوا آخر دل کو
مضبوط کر کے آگے بڑھا ایک مکان کی ایک تہخانہ نظر آیا کہ اوسکے منہ پر بہت بھاری پتھر نصب تھا فی الحجر وہ پتھر
ہٹایا اندھیرا مثل چاہ تاریک نظر آیا مشعل سحر جلا کر اوسمین روشنی کی اور اوسمین اتری برق بھی اتر آیا
اندر جو دیکھا تو گور تنگ کی طرح یہ مقام تھا اور ایک بوریا بچھا تھا اوسپر وہ پروردہ ناز و نعم شہنشاہ کشور حسن
و آرام ناز کبدن گلفام گلعذار گلستان عالم کی جان یعنی ملکہ بہار زنجیر مین جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اندھیرے مین آنکھین
پھاڑ پھاڑ کر ہر طرف دیکھتی تھی آنکھون سے خواب خورش آہوئے صحرا وحشت رم کر گیا تھا چہرے کا رنگ برنگ طائر بوستان اڑ گیا
تھا آنکھین نرگس بیمار تھین اندامین ہر بار بقین سب تن کا میلا کچیلا تھا پیرہن بھی گریبان اوس گل کی بلبل چاک کیے تھا ہر کر
تا بدامان تھا مردون کی طرح اور گور مین پڑی تھی تن مین طاقت تھی نہ توانائی تھی نہ تاب جان و تن کی بیقراری تھی وقت نازک تھا حال تباہ

بہی تھا گرم یہ آنکھوں سے خون ناب **ابیات** کہ تھا گرد اوسکے اک آتش کا گرداب

جگر نم ناز ہو کے منہ اوپر وہ مہتاب
کری تھی گریہ سے تزئین مہتاب

نہ اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام
ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام

برنگ زلف گہ آشفتہ اطوار
گہے چون نرگس مخمور بیمار

بہت کھینچی تھی اوس دکھ نے درازی
نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی

کبھی گھبرا کے کہتی تھی خدا سے
کہ یارب مجھکو دنیا سے اوٹھا لے

کبھی کہتی تھی وہ سرمایہ ناز
خداوندا تو ہے آگاہ ہر راز

ترحم کر میری جان حزین پر
کرم کر اس دل اندوہگین پر

عطا کر اے خدا مجھکو رہائی
وگرنہ جان و تن مین ہے جدائی

برق کو یہ کیفیت اوس بیچاری کی دیکھکر آنسو نکل آئے بدشواری ضبط گریہ کرکے برق نقلی کر پشتارہ کو زمین رکھا اور سامنے بران کے اوسکو کھولا اوسنے بطاقت اثر دور سحر افعی ظلماتی نے ملکہ بران نے بعتاب خطاب کیا کہ اے خستہ بخت کیا اپنی حال پر ملال پر روتی ہے اب جسکو جان جگر کے برابر سمجھتی تھی اوسکی حال پر آنسو بہا دیکھ تو یہ کون پکڑ کر آیا ہے نصیب سکو اس قید سخت مین لایا ہے بران نے جو اوسکو گٹھری سے غور کرکے دیکھا تو برق فرنگی کو گرفتار پایا اور دل سے کہا کہ وای قسمت کی خوبی اب امید ہائی بالکل جاتی رہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بیچارے نے پتا لگا کر کسیطرح یہان آنیکا قصد کیا ہوگا میری رہائی کی فکر مین آیا ہوگا یہ بھی گرفتار ہوا آہ عظیم سوا صدمے اوٹھانا تو کہا کہ اے افعی سحرہ کیا تو مجھکو دکھاتا ہے کیا مین پہچانتی نہین یہ شاگرد رشید عمر و عیار عصری ہے مہتر برق فرنگی اسکا نام ہے ہمکو کیا ڈراتا ہے عیاران عالم کا کام ہی ہے آج یہ قید ہوکر آیا ہے کل انشاء اللہ تجھکو مار کر یہان آ جائیگا ہمکو چھڑائیگا اژدر یہ سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ ابھی تک تیرے ارمان رہائی نہین گیا ارے ناداں ماندی ماندتی دو در ریت ہمین جا ماندی اتنا مدت عمر فراق عمر مین جان کھیو کر رو رہین بیٹھی رویا کر بران نے کہا جو کچھ تقدیر دکھائے کیا چارہ ہے مصرعہ کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو مین + خدائے تعالی سے لیکن امید ہمکو ہے سوا بہبودی کی برائی نہین ہے اپیر چاہیگا تو ہم تمکو مار کے بیا سے جانیگا افعی نے کہا اگر تم کہو تو ہم ہوشیار کرکے تمہارے سامنے ذبح کرین یہ ہمارا مذاق کیا کریگا ملکہ نے کہا یہان نہین اگر سید عشین ہو بچا کر اوسکو ہوشیار کرکے دور دسے سحر اوتارا پھر مین دیکھون کہ تم کیونکر اوسکو پکڑ لاتی ہو ڈری کا ٹو مجھکو عورت سمجھکر دھمکاتی ہو اگر مین قید مین نہ ہوتی تو اس بات کا تجھکو جواب دیتی اوسوقت

افعی نطفہ تکلم چاہتا تھا کہ ملکہ کا کام بھی ساتھ سبے اور بادہ کلام کرے اوسوقت شہر پر نقلی یعنی برق فرنگی نے
کہا اے افعی سحر دا اژدر ظلمانی اس ترخرفات و اہیات گفتگو سے اور پس صورت زبان دریدہ
چھوکری ناشایستہ زبان سے بحث کا کیا فائدہ ہے اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو مین دانت بھی کھولے
دیتا ہون اور ملکہ بران شمشیر زن اور تمہارے مطلب ہی کا خلاصہ اوسی کی زبان سے قبول کرا دیتا
ہون یہ کہکر برق فرنگی نے کچھ بنا پر افسون پڑھکر پانی کا چھینٹا منہ پر شہر پر یعنی برق نقلی کے
مارا اور دانت اوسکے فی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ اے برق اب بتلا
کہ کس حال مین اپنے تئین پاتا ہے شہر پر گھبرا کر اوٹھا اور چیں کر چار طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اس
زمانہ خراب مین کیونکر حال زار تباہ ہوا مین آیا ہون غرض خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا
ایسا بنا ہوا پایا پس چپکا نہ بیٹھا پکارا کہ اے افعی سحر مین خواص خاص بادشاہ ساحران افراسیاب
کا شہر پر بن اشرار جادو ہون مجھے شہنشاہ نے برق فرنگی کی قید سے اس طرف کو بھیجا تھا پس راہ
مین اس سفتری نے مجھکو دھوکا دیکر پکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھے اپنی صورت بنا کر یہان لائے
واسطہ سامری کا تم دھوکہ نہ کھانا یہ کلمات سنکر اژدر اور افعی گھبرائے لیکن برق نے کھولے
مین نہ کشا تھا کہ ہوشیار رہو کہ یہی آفت ڈھائیگا دیکھا تمنے کیا مکر اسنے کیا ہے افعی نے کہا بھلا ہم
کب اسکے کہنے کو مانتے ہین یہ لاکھ کہا کرے شہر پر نے کہا ارے نالائقو تم اتنا بھی کیا نہین جانتے ہو کہ پڑھ
سحر میرے حال کو دریافت کرو کہ مین شہر پر ہون یا یہ شخص جو میرا ہمزاد بنا ہوا کھڑا ہے یہ سنکر اب اژدر
اور افعی گھبرا کر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شہر پر کو اور ہنوز ان دونون نے قید سحر سے شہر پر
کو رہائی نہ دی تھی کہ وہ سحر کرکے بیا فسنے نکلجاتا اور اس گفتگو کو سنکر بران نے بھی بغور برق یعنی
شہر پر نقلی کو دیکھا اور پہچانا کہ بیشک برق فرنگی ہے پس اشارہ سے منع کیا کہ اے برق کیا غضب
کیا جو تونے اس سفتری مردوات کو ہوشیار کر دیا اب تیری جان بچنا مشکل ہے اب بھی اگر گھات تجکو ملے
تو یہان سے نکلجا تو نے یہان تک آکر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اوسوقت برق نے ہنسکر اختر
مردار پر کمر سے نکالکر ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر کھینچکر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران منم مہتر برق
فرنگی شاگرد ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران عمرو بن امیہ ضمری دیکھا تمنے قدرت خدا
احدیت کو کہ کیونکر یہان تک مجکو اوس ظالم بیزل نے پہونچایا اور ملکہ بران کو کس خوبی سے اس قید

افراسیاب سے اور تمھاری چوکی پہرہ سے مین نکالنے اس ظلمات مین آیا اب تم کوئی میرا اور ملکہ کو
کا کچھ نہین کر سکتے ہو یہ کلمات جو اون ساحران نابکار نے سنے گھبرا گئے اور جلدی سے ورد سحر پڑھنے لگے کہ
شیر برن اشرار بھی قابل سحر کرنے کے ہو جاے وہ تو مصروف سحر خوانی تھے کہ برق نے چلکر اونکے
نزدیک ترا اور دونون کو پہونچا یا اوسوقت انہون نے ایسا سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ پیدا ہو کر
برق پر آیا لیکن بسبب انگشتری مروارید کے قریب آ کر وہ ماران سیاہ پانی ہو گئے اور برق قریب
اوسکے پہونچ ہی گیا تھا وہ بیضہ بیہوشی کا ایک ناک پر افعی سحر کے اور دوسرا شیر برن اشرار کے کہ وہ
بھی چھونکر قریب تر آ گیا تھا مارا کہ دونون چکر کھا کر زمین پر گرے اور اژدر ظلماتی جست کرکے الگ ہوا
برق بسان برق جہندہ کود کر اوسکے برابر ہی تو پہونچا اس عرصہ مین ترّان پکاری کہ اے برق
خیر مجھے دی کہ وہ مجکو خوب کام دیگا میں دو مار اون بدشعارون کا نکالدون اور اس قید سے چھوٹون
برق نے کہا اے ملکہ یہ اژدر ابھی بیہوش نہین ہوا ہے مبادا آپکو ضرر پہونچاے اس سے ابھی مجھکو لڑنے
دو ملکہ نے کہا اے برق یہ اژدر کیا سگ نفس ہے افراسیاب بھی اب مجھ سے بچا ایک سبقت نہین لیجا
سکتا اور افراسیاب کے باپ کی بھی مین نہین دبتی برق نے قریب ملکہ کے پہونچکر وہ گوہر حوالہ کیا اور
چاہا کہ افعی سحر کو اور شیر برن کو مار ڈالون اوسوقت اژدر نے سحر کرکے دستک دی کہ برق کا ہاتھ رک
گیا اور ترّان نے کہا اے ملکہ یہان سے نکلنا نہایت مشکل ہے خبردار رہنا یہ کہکر ایک تیغ ملکہ پر بھی کھینچکر مارا
ملکہ ترّان نے کہا او باجی بلا او بچہ تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہمکو روکنے لگا ارے جیسے تیرا باپ کے ملازم
ویسے ہی افراسیاب یہ کہکر وہ گوہر جو کہ تھی تو وہ تاریک تیغ مین آکر پھٹ گیا برق تو جست کرکے الگ ہو
اور آدھا تیغ اوسکا گولے کیطرح پلٹ کر اژدر ظلماتی کے سینہ پار ہو گیا کہ وہ سیدھا جہنم مین پہونچا
اور آدھا تیغ اوس زندان کی دیوارون پر جو پڑا وہ بلیات اور تصویرات وغیرہ جلنے لگین اور
ایک شور الامان الامان پیدا ہوئی کہ ارے جلائے ڈالتی ہے مارے ڈالتی ہے اوسوقت ملکہ نے اختر کی لوین کاٹنا شروع
کیا تو چند لوین افعی سحر کے جسم پر جا گرین کہ وہ جلنے لگا اور برق نے شیر برن اشرار کو ذبح کر ڈالا وہ تہ
خانہ سحر کا اوڑ کر جانب فلک گیا باہر جو ساحر کہ چوکی پہرہ پر تھے بھاگ گئے کہ یارو ایسی آفت کبھی زندانخانہ مین
نہ آئی تھی ہم بیسی برس یہان پہرا دیتے رہے ہین لیکن کبھی ایسی واردات نہین دیکھی دو چار نے جو ترّان کو نکلتے
دیکھا روکنے کا قصد کیا ملکہ نے اختر کی لوین کا ادھر اشارہ کیا کہ اون سب کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو صدہا گیر ودار

بلند ہوئی ظلمات میں اور ظلمات چھا گئی بہروں کے شور میں کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بہزاد سے ڈھیٹی لا
اژدر وافعی اور شیر ببر اشرار بے پیکر یعنی گھوڑے نیز اون لاشوں کو اڑاتی ہوئی جانب افراسیاب خانہ
خراب روانہ ہوئے اور ملکہ ٹیران شمشیر زن بزور سحر عقاب تیز پرواز بنکر برق کو پنجہ میں داب کر
روانہ ہوئی اور از بسکہ مرکز سے محافظان زندان کی وہ راستہ بھی قریب ہو گیا تھا کیونکہ راستہ زندان
ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ اور طرف سے ہے کہ حال اوسکا بیان ہوگا اور ظلمات کے یہ معنی
ہیں کہ زمین طلسم کے نیچے بھی ساحروں کی بستی ہے اور بیان کی ساحر خدا کی پناہ اونکی سحر سے بچنا ساحران
زبردست کا ممکن نہیں تفصیح وار حال ظلمات بروقت سیر شہزادہ اسد وغیرہ اور بروقت فنائے
طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرض ملکہ ٹیران اس اختر کی وجہ سے کچھ دیر میں اوس درہ کوہ میں کہ جدھر سے اختر
برق کو لایا تھا نکلی اور برق سے کہا کہ میں اب سحر تیار کرنے جاتی ہوں اور اس بھڑوے افراسیاب کو
جیسا تو اوسنے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مزا چکھاتی ہوں اگرچہ بہزار دون میں نے اگر نہ توڑا تو تمام اپنا بنایا
مگر مجھکو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہاں سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ چل نوٹیگا اب تم یہانسے اپنی لشکر کیطرف
جاؤ مگر افراسیاب پاس لاشیں محافظان زندان کی پہنچینگی تو وہ تمھاری فکر ضرور کریگا دل
کیے رہنا اور میری خیریت خواجہ سے اور سب سے کہدینا اور سلام ہمارا کہنا ظلمان در ہنبد اگر تمھاری لشکر
کے ملحق اتری ہوں تو اوسنے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہے کیا تم سب جلوس میں ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم قید
ہو گئی اور تمنے کچھ ہاتھ پانوں نہ ہلائے اب یا تو اس بھڑوے افراسیاب کو قتل کر دیا اپنی جان دو نہیں تو
اپنے اپنے ملک کیطرف جاؤ جب میں آؤنگی تو اوسوقت جو کچھ جسنے جان نثاری کی ہوگی اوسکو دریافت
کرکے علی قدر مراتب سرفراز کرونگی اور جو کوئی لڑنے مرنے سے ڈرا ہوگا ملک و مال اوسکا ضبط کیا جائیگا برق
نے کہا اے ملکہ میں مدت سے قید میں افراسیاب کی تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہوں اب ذرا دم لیلوں تو جاؤں
ملکہ نے یہ سنکر صورت اپنی اصلی بنائی اور درہ کوہ میں زردوز سحر فرش بچھایا اور کچھ سنکر یہ برق کا اوسنے
ادا کیا کہ واقعی اے برق وہ کارنمایاں تمنے کیا ہے کہ کبھی کسینے نہ کیا ہوگا میں تمکو ایسا خوش کرونگی کہ عالم
عالم اور دنیا دنیا تمھارے رتبہ اور مرتبہ پر رشک کریگی یہ کہکر اوسنے چاہا کہ سحر سے کچھ ساحروں کو بلاؤے
برق نے اوسوقت کچھ میوہ اور کلیجہ کباب نکال کر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب آسودہ ہو چکے
گلابی شراب کی نکال کر دماغ بادہ ناب سے گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہانتک کہ سرخوش و سیر ہو

ہوکر براں شمشیر زن ایکطرف اور برق ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ دونون تو اپنی اپنی فکر مین جاتے
ہین حال انکا بیان ہوگا لیکن یہ حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہو کہ شاہ طلسم نے بصورت برق ایک تیلا
بناکر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تمکا فقیر یہ برق کو لیکر جانب ظلمات گیا اور جو معرکہ کہ بیان ہو چکا ہو
برق پر گذرا اسوقت تک بیان ملکہ حیرت ذیا قوت و زمرد وغیرہ اپنی خواصونکو بلاکر حکم دیا کہ
رات بھر تو اس موذی کا ڈیکا بہرا دیا ہو اب صبح ہوئی ہو تم سب اس موذی کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے
لیے بی حرمتی کی اوٹھ نہین رہی اس نے تو مارڈالا تھا تو اچھا تھا چوٹی تک میری کٹ گئی ہین ایسی سلطنت
سے طلسم کی درگذری آبرو کا ایک پیشہ بہت ہوتا ہو اور بیحرمتی کے لاکھ روپیہ بیفن اچھے اب مین اپنا
منہ اس طلسم مین دکھانے کے قابل نہین رہی مگر کیا کرون وہی مثل ہو کہ ٹوٹی باندھ گل جنڈری پڑی تم
جاکر فوج کو تیار کراؤ اور اوس موذی عیار بدکردار برق ناہنجار کو سامنے لشکر مہرخ نابکار کے قتل کرو
پس بموجب فرمان واجب الاذعان ملکہ عالیشان نفیر سحر کو دم بلا ہزارہا ساحر کمر باندھکر اور جادوگر نیان
مسلح و مکمل ہوکر میدان مین جانے لگین پر اجانے لگین شور و غوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلایا۔
آفتاب کو تھرا دیا وہ لشکر دن کی آن بان وہ سحر کی شان دھوان گوگل اور مرچون کا بار ہونا جانے
فیلان جنگی پر لدی اونپر ساحران ارجمند بیٹھے کھوز سپند درد چنبان کی تمام جسم پر لگی مند بن کانون
کے ہلتے جاتے اتر دور پھنکارتے دائران سحر اڑتے چلیین منڈلاتین ساحرون کے سحر سے دریا پیدا ہوکر تیغ
مارتے فلک سے ستارے ٹوٹتے اندھیر الکتب ہو جاتا اوسین سورج نکل آتا مہتاب سحر کی روشنی سے چاندنی
کھل جاتی دن کو رات ہوکر دنیا نیرنگی دکھاتی آفت عظیم برپا کہ بموجب ابیات

ہوا دوسری دن جو وقت سحر
سراپا بہ انجام داد بار دج
صف آرا ہوے رن مین مانند کوہ
قدم کانپتے تھو اوٹھاتے ہوے
ذرا مجھسے اونکی حکایت تو سن
علے از عجم جا گینگے سب نوک دم
پھرتے ہین رن مین تماشا تو دیکھ

گیا ساحرون نے غضب شور و شر
غضب اونٹھے تشکل مار سیاہ
جھکے جنگ پہ سب وہ بیدین گروہ
غرض پہونچے رن مین دکھاتے قرار
ہوا حال پھر کیا روایت ہو سن
نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ
لٹینگے وہ سب تو بھی بس آ تو دیکھ

یہ تجویز ملکہ وہ سب اہل فوج
چلے فوج لیکر سوے رزمگاہ
کھٹکتے سے تھے میدان آتے ہوے
مگر جلد تن محو عزم فرار
اوڑیگا بھلا کون سب ہے اشتلم
فراری ابھی ہو نگے سب بیدرنگ
وہ تھیہ وہ جرات اب و تیر کیا

ذرا جنگ پکڑو تو ہونگے رواں

الحاصل یہ سب فوج شقاوت موج جب آکر میدان مین قائم ہوئی جادوگر اور ساحرنیان بعض زمین مین سما گئین کہ طبقات ارض کی خبر رکھین اور بعض بالائے ہوا جا کر قائم ہوئین کہ اوپر سے کوئی نہ آنے پائے جب یہ درستی ہو چکی جلادو ارہ کش تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور سامنے لشکر چرخ کے ایک سبت بڑا لاکر زمین مین نصب کیا اور دار اوسکے برابر گاڑ دی چبوترہ نکبت کا بنایا اور فرش ہلاکت کا بچھایا اور برق نقلی کو لاکر اس بوریے پر بٹھایا حیرت و سیرت بھی تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئی اوسکی سواری کے گرد و پیش ہزارہا علم طلسمی ہوئے چاند اور نیر سحر کے لگے تھے کہ وہ روشنی بسان قمر فلک دیتے تھے سواری جہان سے گزرتی تھی وہ جگہ منور و روشن ہوجاتی تھی صدہا گھنٹے اور گھڑیان بجتے تھے کہ جنکی صدائے گوش فلک کر تھا شور کرنائے طبقات ارض وغیرہ مین زلزلہ ڈالا تھا غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان شہر رنگین حصار اور اطراف طلسم کے ساکنون کے گوش زد ہوا کہ برق عیار شاگرد رشید عمرو نامدار طرفدار لشکر چرخ حرار آج قتل ہوتا ہے بس یہ حال سنکر وہ سب کافر برائے تماشا روانہ ہوئے اور سیر دیکھنا اس میدان مین آنے لگے بہت ساحر مکانہائے بلند پر جاکر ٹھہرے بہت سے اوڑکے بالائے ہوا ہوگئے کہ یہان سے اس ماجرے کو دیکھین گے بہت سے درختون پر چڑھ گئے اب جہان تک نگاہ کام کرتی ہے سوائے آدمی ہی آدمی کے اور طائران سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا دشوار تھا شور محشر آشکار تھا بعض اونمین خوشی مناتے تھے ترانہ عشرت گاتے تھے کہ ان عیارون نے بڑی سرکشی مچائی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شہنشاہ کو بڑی بے غرقی سے قتل کیا تھا اے میان ان عیارون نے کیسے کیسے اولوالعزم ساحرونکو اور کیسی کیسی نازنینان قمر اندام و گل پیرہن جادوگرنیون کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ پلاکر اور مقام مبرز مین بٹھا کر چلا چلا کر ہلاک کیا ہے اب آخر تا بہ کجا اس ظلم کی یہی انتہا ہے دیکھو آج یہ سرکش گرفتار رہکر عذاب الیم کر کر قتل کیا جاتا ہے ملکہ حیرت جس عذاب سے اوسکو مارے وہ تھوڑا ہے بعض ان کلمات کو سنکر کہتے تھے میان سامری کو یاد کرو جمشید نہ کرے جو کوئی عالیشان گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجہ قضا و قدر ہوا اور ان لوگون کہ جنکو ہمیشہ وہ مثل پشہ و مگس کے سمجھا کیا ہو اونکے ہاتھ سے ذلت اوٹھائے مگر یہ بھی امورات تقدیری ہین اور ہمیشہ سے اس دہر غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہے یہ سفلہ نواز و دام سے خالی ہے تو نکا دشمن بڑا ہے بڑے بڑے نامورونکو واسطے ذلت و خواری سے قتل کرایا ہے خاک مین ملایا ہے کیا قصہ جمشید تمکو یاد نہین کہ کیسا نامی نامور جاگتی جوت کا خدا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کرکے کر دیتا تھا تخت اوس کا

دوش دیوان پر رکھا جاتا تھا اور بالا ہوا جاکر جلوس فرمایا تھا اپنے عہد مین کیا کیا چیزین اوس
نہین پیدا کین کشتی دریا مین اوسنے چلائی کپڑا پہننا لوگونکو سکھلا کر سکو عار برہنگی سے بچا لیا عمارت
بنانا اوسنے خلق فرما کر سکو بربادی سے بچایا صحرای پریشانی کے سبب گمراہ تھے اپنے مسکنون
مین آکر آرام تمام سکونت گزین ہوئے تمام عالم مین اوسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ
ایسی خدائی ایسی کرتا تھا کہ آج تک بہلوگ اوسکی پرستش کرتے ہین اور اوسکو اپنا معبود برحق
جانتے ہین گو اوسکا ایسا فیض ابتک جاری ہے لیکن باوجود ایسی شوکت و عظمت و قدرت خالقی
کے ضحاک ماران ایک شخص ادنی بندہ اس مالک کا ایسا زبردست ہوا کہ اوسنے خداوند کو کس ذلت و
خواری سے قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دیکر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کرا کر اوسکو گرفتار و
قید کرایا اور مچھلی کی ہڈی کا آرہ بنوا کر چیر ڈالا اور ایک خداوند کے دو ٹکڑا کرا ڈالے اسی طرح سے فلک
سفلہ پرور دنی طبیعت ہے کہ ایک وتیرہ پر اسکا مزاج نہین رہتا ہے گاہے جہان گاہے چنین ہمیشہ دشمن

جان ناموران ہے کہ نظم
نہین رکھتا چرخ عیش بنیاد
سدا مٹاتا ہے اوسکا سوز دل سنگ
نہ بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
ملا دی خاک مین کیا کیا تو مہ چہر
کوئی پاکیزہ گوہر یان نچھوڑا
تجھی سے گل سدا آشفتہ دل ہے

غنیمت جان دنیا ظالم یہ تو دم
نظر آتا ہے زیر دامن باد
جو کرتا ہے تلون دہر کا گل
بسو نہ ہو خزان ور دلیہ ہو داغ
یہ کس شجر نے سر الیا او ٹھایا
جسے سنگ جفا سے تو نہ توڑا

کہ عرصہ اس ہوا کا ہے بہت کم
ہو غنچی کا چھلکے ہے جب بادہ رنگ
کہان ساغر کدھر شیشہ کہا ل
ارے ای گردش افلاک بے مہر
نہ جسکو خاک مین تو نے ملایا
ترے ہاتھو نسے بلبل نالہ کش ہے

غرض یہان تو یہ ہنگامہ قتل برق برپا تھا ادھر حال سنیے کہ
جاسوسان لشکر مہرخ جو یہان موجود تھے اونھون نے مفصل و بد حواس ہو کر انہی تئین خدمت ملکۂ
مذکور مین پہونچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر دعا و ثنای پادشاہی بجالا کر کہا کہ ابیات

یعنی اے بادشاہ ذی عزت
دامن خلق کا یہ ہے آئین
دشمن دہر مین چہار طرف
تیری بخشش نے شکستہ کے تئین

تیری شمشیر فرق دشمن دین
پنجۂ آفتاب سے جس طرح
ایک مفلس جو ڈھونڈھے تو نہین
دست و پا اپنے گم کرے ہے عدو

رفعت جود و سخا سے تیرے
بہرہ ور ہو ہمیشہ روی زمین
غنچہ کے بھی گرہ مین بند کیا
یاد کر تیری تیغ و خنجر کین

پوچھتا ہے ہر ایک سے یہ کہ سر میرا انگریوں میں ہو کہیں اے ملکہ دوران و نصف نشان
بہتر بہتران و بہتر بہتران یعنی برق فرنگی عالیشان کو حیرت بہ سیرت قتل کر ڈالا ہے میدان
میں لشکر ظفر پیکر حضور موفور السرور کے تمام ساحروں کی چڑھائی اور صف آرائی ہے یہ کہکر چاہ
تو کنارے ہوئے اور ملکہ حیرت کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تمام سردار سالار سب رونے لگے پھر ملکہ نے
نفیر سحر کو دم دیا صدائے نفیر سنتے ہی دلاور جو بیٹھے بیٹھے ادب گئے تھے اور مشتاق رزم تھے وہ خوش
بشاش دم خاک ہوکر کمر کسنے لگے پلٹنوں اور رسالوں میں نائے جنگی اور کرنا کا شور بلند ہوا طبل
جلاجل طائر اور اژدر و عقاب و فیل آتشین وغیرہ پر تخت سحر رکھے گئے اژدہوں پر کاٹھی کھچ گئی بعض جادوگر دیو
کے پیلیلان سحر پر نکلے سونے کے ہودے آراستہ ہوئے گرد ہر ایک کی سواری کے ہزارہا ساحر و جادوگرنیاں زلیل
دکوگل کے شعلے اڑاتے لباس پر تکلف زیب جسم کیے روانہ ہوئے گھنٹے درنا قوس کی زمانہ شور و
قریب آیا امن دامان دہان سے گزر کی روح سامری زیر زمین تھرائی جمشید کی روح بخش گوشہ
لحد میں گھبرائی زردشت کے دلکو ایسی لگی کہ بجھائے نہ بجھی آتش عناد و فساد وہ شعلہ در ہوئی کہ جسے
آتشکدہ نمرودی کو اپنے رو برو سرد کر دیا دنیا زدہ سرد مہری دکھائی کہ سوا گرمجوشی کے دلاوروں
میں اور کچھ مذکور ہی نہ تھا نیزے سرکشیدہ بسان شعلۂ جوالہ ہوگئے سنانوں نے چنگاریاں خرمن جان
عدو میں چھوڑنا شروع کیں تیروں نے وہ لگائی بجھائی کی کہ آب و تاب شجاعت دشمن شاقی دونوں
میں آگ لگائی گرز زن کلہ زنی کرتے تھے کہ بڑی تھری کلہ سکتوں کو جواب دندان شکن دینے پر تیار تھے تیروں کی
زبان سے گالیوں کی بوچھار نکلتی تو عجب نہ تھا گرزوں کے دہن سے للکارنے کی صدا پیدا ہوتی
تو بعید نہ تھا کمانیں بھی آج سرتنبگاہ پشت خم کیے بیٹھی چھری بنی ہوئی تھیں منت کش ہو کر دلیں
تیر دنگا گھر کیا چاہتی تھیں کڑک کڑک کر دھمکاتی تھیں دلاوروں کو لڑنے کے لیے گرماتی تھیں بہادروں
میں تو یہ شور و شر تھا ساحروں میں علیحدہ ذکر فتح و ظفر تھا ہیروں کو جان عدو لینے کی تدبیر تھی
ہر ایک یوں جس سے پناہ یا بانی شکل ساحروں کے شیر فتح آگیا بنیالوں نے جدا اپنا فروغ دکھایا تھا
میدان رزم آتش بہار بنایا تھا اژدرہ زہرا دگلتے تھے کہ جسم زال دنیا ورم کر گیا تھا چمنستان دہر میں
نہیں پھولا تھا جسم گلشن پر ورم آگیا تھا جادوگرنیوں کی زلفیں جو کھل گئی تھیں کمر پر پڑی تھی کی
تھیں جادہ راہ عدم بنی تھیں کالی بلائیں تھی پڑی تھیں ہر ایک شعلہ رخسار بھی یادہ

رزم آگ بگولہ ہو گئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہای سحر کا تا فلک سر کشیدہ ہونا خانہ چرخ نیلگون میں آگ لگجانے کا دھڑکا وہ آندھیونکا سحر کے زور دکھلانا بجلی اپنی سات چھیرون کی خیر مانگتا تھا یعنی سات چھیرونکا بھوس سحر کرنے کو مانگا جاتا تھا تمام عالم مین شور شور قیامت برپا تھا کہین ابر سحر چھایے تھے کہین برق طپان تھی کہین گھٹا مین سور غلغلہ پارٹی تھی کہین ادہی کالی بدلی مین ساقب برس جاتی تھی آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاؤس سحر معلوم ہوتا تھا جسپر فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا جسکے ہمرا ہمیشہ زمانہ مین حادثہ اشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ فسطاط گنبد کو بگاڑکر آج سواری یون کسی نرگس سپہر کا ٹھہرا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اوسکو بھی بیگار مین پکڑ دون ہر ایک ساحرہ آفت روزگار فتنہ دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ بہار کے حسن کی کیفیت حسن جسکا ہرا بھرا تاج ترچھا سر پر رکھا جوڑا بالونکا بندھا گویا ہزار بلاؤن کو اس آفت زمانہ نے قابو مین کیا تھا یا بلاؤن کے لیے وہ کالا چلتی نہ تھا جسکا تابندہ فلک حسن کا آفتاب تھا جسکے نور مین وہ مقام کیا کشور دل عشاق بیتاب مین بھی نور و تاب تھا وہ لباس ارغوانی اوسکا خاطر دہر مین آگ لگاتا سینہ ابھرا ہوا سیاہ دلیری کا سر تاج بنا ہوا قامت رعنا قیامت ڈھاتا ہر اسی طرح مہرخ سحر چشم کی شوکت و شان پر عالم عالم قربان تاج شاہی سر انور فرین جبا فرمانروائی بر جسم نازک محل چار قب شہنشاہی بر عروس سلطنت کو جوبن اسیطرح مخمور سرخ چشم نشہ شجاعت مین چور بادہ حسن و خوبی سے سرشار و مخمور وہ اوسکا اتھلا کرستا مدار چلنا نشہ لعشاق کے ہرن کرتا ہر غمزہ و ناز اوسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیار حسن مین تہلکہ برپا کرتا اوسی طرح ہر ایک ساحرہ کی عظمت صورت حسین پرتمکین پر نثار ہمہ تن آرایش و تزئین یہ سب عرصہ شجاعت کی یل یگانہ دہر دریای جلادت کے نہنگ طرفہ تر باغ ستمگری کی گل آسمان دلاوری کی انجم بے تامل بزم حسن و ناز کی مل اپنی اپنی ریتی پر لصبادہ و حشم سوار ہو کر آگے بڑھیں صدای روانگی لشکر مین دنیا معمور ہو گئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم اپنی گور دشت بر مغز مانند زندان سمجھا سہراب شگرا فراسیاب کی شوکت انجاہ عمر مین بھولا یہ عالم تھا کہ بموجب بدایات

اوڑتا گرد ستور دو سپیر یہ تدبیر ہے سوے تقدیر بس مسرت ہے کیون اس مغفرت کو دیکھ ذرا دیکھ گردان کا دین کا جلال	چلی شعلہ وش فرق کفار پر دغا مین ندامت ہے کب ہو ہر او درا فیج حیرت کی شامت کو دیکھ لڑائی مین ہمت ہے ایسی بخبر	بس اے شور غوغای تدبیر بس نہین یار لگتی ہے کا تھد کی ناو بس اے سطوت سحر ہو پائمال دکھاتی خدا کو ہے جرات کی سیر

ظفر اب ہے مصروف رزم گستری | کہ جاتی ہے لڑنے کو مہرخ جری | ہے کے کب جدا ہو کے وہ نیام
جو راہ خدا میں ہے کھینچی حسام | وہ تار ہے نہ جب تک ہزاروں کی سر | اسے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو حذر
جہان میں جو تلوار کرتیں دہنی | وہ ہیں زخم تیر اجل سے غنی | شہ نامور مہرخ تاجدار
ہوئی پھر ہے آمادہ کارزار | غرض ان کیا اوسنے جنگی زور | ہے قتل کفار دل پر ہوس
روانہ ہوئی سوی میدان ستیز | ادھر اک ساحرہ صاعقہ تھی کا میاب | ادھر جانب سے تو یہ لشکر ظفر پیکر وا

ہوا مگر حیرت کو بھی پران سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دینے پر آمادہ آتی ہے بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سنکر حیرت نے اپنے صاعقہ کے ملازموں سے کہا کہ جلد جا کر جلادونکا بھی رستا نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خود سر یہ حکم سنکر اٹھا اور برق نیکر ردی ہوا سے سر برق نقلی پر گرا جلادوکو تیغ پھینک کر علیحدہ ہوا ہے مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہوگئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجنے لگے اور کار پردازوں نے جلد فیل تو موجود تھا لاش برق کو پای فیل میں باندھکر روان کیا اور سر کو اوس بلی پر جو میدان میں نصب تھی اوٹیران کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگوں میں خون تازہ جاری تھا اور آنکھیں برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھیں گویا بچشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سوئے گوشہ مرقد گیا اور گیا ہوتا ہی دہی کو تا ہے خاک و دھنسا اور بچھونا ہے بال بھورے بھورے اوسکے خون میں رنگین ہوگئی تھی گویا شاطر اجل نے اوس بہادر مجاہد کی ریش و موئے سر کو خضاب کیا تھا اور راہی سفر سے آگاہ فرمایا تھا کہ ای بہادر اسطرح کا مرنا کسکو نصیب ہوتا ہی تو سر خروئی جاوید پاگیا شہیدوں میں اپنا نام لکھوا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان میں لشکریان مہرخ کے بھی آگئی مہرخ نے قریب لشکر کینہ جو علم فتح چلی تھی کہ طائران سحر روہوی آئے اور عرض کیا کہ ای ملکہ کام ستم برق فرنگی کا تمام ہوا یعنی وہ سیاح باغ بہشت ہوئی تمام لشکر ساحران

حیرت میں جو تھی ہو رہی ہی بہار | خوشی سے بجاتے ہیں سب طبل بار | بہار رنگ کی ہیں نکہت فشان
ہوا شور بس اہل اسلام میں | پڑا ان سبکو نہ جمع عام میں | خبر سنکے یہ سب تھے اندوہگین
گریبان مہرخ نے پھاڑا وہیں | ملکہ بہار و مخمور نے بھی اپنے اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اوس لشکر

میں بلند ہوا گویا وہ زمین آرائش بہیا بس تیغ کی تھی یا ایسی رنجیدگی تھی کہ فوج اندوہ و یاس نے ہر طرف سے لشکر کو گھیر لیا ان جنگیون نے شکست فوج الم سے پائی عالم ایسا کچھ پریشان ہوئے کہ بال اپنے سر کے کھول دیے جا بجا بین

کہ افسوس ہاتھ ملتے لگین طپش و دل سر پیٹنے لگا اور جوب غم یقین تھا کہ سر اپنے پھاڑ ڈالین گھوڑے شکار کے بھی بھی نوچنے لگے بال بال کی اسطرح اوسکی کھل گئی کہ جیسے زن سوگوار یا ہو پریشان گریبان ہوتی ہے آنسو آنکھون سے مرکبون کے بھی روان تھے تیرا یسے جب دشمن تھی کہ سن سن جلنا ہوئی گرزون نے ندامت و حیرت سے سر جھکا لیے ہر علم کی شکل نخل ماتم بنی فوج مین ابتری ہوئی پلٹنین ہاتھ ملنے لگین رسالے میدان جنگ کی ہوئی کسالی کمانین یار اندوہ سے پست خم ہوگئین ترکش فسان و تفنگ تھے سنانون پر طعن و تشنیع کا وقت آیا کہ سر برق کٹا اور ہمسے کچھ نہ ہوسکا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہوگئے سوار سوگوار ہوکر جان حزین سے تنگ تھے جینا ننگ و عار سمجھنے لگے ہر طرف یہی ذکر و تذکرہ تھا افسوس اس مہر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اسکی نیک سیرت وہ تدبیر عیاری سب سے بہتر وہ رفیق جان نثار وہ دوست پرور افسوس ہزار افسوس کہ ویسی بھی صورتین ضرور دنگا و مرقع دہر سے مٹتی ہین قلم قضا ایسے نام بھی دفتر ہستی سے کاٹ دیتا ہے ای روزگار بے مہر یہ کیا تیرا دستور ہے کبھی تو کسی کو خوش و خرم دیکھ ہی نہین سکتا ہاے اس نوبادہ گلشن عیاری و سروری کو تو نے یون دست بیدرد خزان مرگ کیا حیف صد حیف اوس آفتاب سپہر گرم گستری کو تو نے یون سحاب اجل مین چھپایا۔ ابیات

برنگ گل گریبان چاک و مضطر
کوئی ڈالے تھا سر پر مشت خاک
ہوا جو ہر اس حالت سے آگاہ
لگے کرنے اونکو لوگ تسکین
ہے یان دم مارنیکا کس کو یارا
بنا یہ رفت زمین کا خ دل افروز
نگارین ہین ہزارون روی دلکا گل

ہر اک اوس فوج مین حیران و ششدر
تھے غنچے وار سب اس غم سے دلتنگ
بنا سر تا قدم وہ صوت آہ
کہ گویا جیسے ہزارون نالہ و آہ
نہین ہے ہمکو صبر از صبر چارا
نہ جان انتکال عالم دیر یا ہین
تماشای این چمن کا سنبل و گل

کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک
نہ تھا پھولو نکے منہ پر مطلقاً رنگ
پھر آخر جسطرح ہے رسم و آئین
نہین وان سے گئے کو اسطرف راہ
اگر صد سال باشی ور یک روز
یہ سب سیلے خور دست قضا ہین
یہ جتنا تخت ہے روی زمین ہے

ہر ایک خطہ یہان اک نازنین ہے

طرح دیگر زکیا آخر تو متر برق فرنگی شہید ہوے اور ہمکو بھی انجام کار

ایک روز روی گور دیکھنا ہے پھر نام ہی کرکے کیون نہ مرجائین جب نیا الیا رفیق مہتر شفیق جہان سے گذر جاوے تو زندگی بیکار ہے اب ہم کیا منھ خواجہ اور رفیقان کو دکھائینگے لازم ہے کہ آج بغیر قتل کیے حیرت کے میدان رزم سے نہ پھرین اور عوض برق فرنگی کا عوض جان دیکر اس غیاثی حیرت سے لین افسوس جب ہمسے حضرت عام نے ذکر حال جلاد عیاری مہتر مرحوم بیان کیا تھا جب ہی ہمکو اوسکی مدد کیلئے جانا چاہیے تھا

راہی غفلت و نادانی کر بیٹھے کچھ غور اسوقت نہ کیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھو بیٹھے
اے بہادرو اب نہ رکو چل کر اس لشکر ضلالت اثر پر گر پڑو یہ حکم سنتے ہی مخمور و بہار و سرخود
نافرمان و مشکین و برق و رعد پکڑ دھکڑ تلواریں اور حربہ ہای سحر آمادہ مرگ و مہیای قضا ہو کر
سواریان اپنی اپنی بڑھا کر چلے یہ تو ادھر چلے اور اسطرف عمرو بن امیہ ضمری جو صبح سے جدا ہو کر
صحرا میں گیا تھا اور فکر رہائی پیران کر رہا تھا اور درہ کوہ میں ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلہ آمد لشکریان
سنکر جانب لشکر یہ بھی چلا اسطرف سے قران آیا اوسنے خواجہ کو دیکھکر پہچانا اور سلام کیا اور رونے
لگا عمرو نے کہا خیر تو ہے قران نے جواب دیا کہ اوستاد ہر چند کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مرگ سے ہر شخص کو چارہ ہی نہیں شعر

کچھ بھروسا زندگانی کا نہیں	دم میں یان کیا جانے کیا ہے کیا نہیں

دیکھا ایک جانور اس طلسم کا ہم لوگوں کا تشنہ خون ہے برق فرنگی تو بھلا انسان تھا اور اوسکا گوشت
پوست سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو اژدھات کا بنا تھا جسکو پنجہ قضا نے نہ چھوڑا
اے اوستاد میں نے یہ حال برق کا سنا ہے کہ آج وہ داخل بہشت بریں ہوا لیکن میرے دلکو یقین نہیں آتا
خدانخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمہ جانکاہ دلکو ہوتا جسکا حد و پایان نہیں بس مجھکو اصلا رنج
ہے بلکہ ہنسی چلی آتی ہے کوئی کھٹکا کسیطرح کا رنج و گزند دلپر معلوم نہیں دیتا عمرو نے کہا اے قران
تو سچ کہتا ہے میں نے بھی یہ خبر سنی تھی لیکن بقول تمہارے مجکو کچھ ملال نہیں حالانکہ برق بجای میرے فرزند دلبند کے
ہے یقین تھا کہ اس خبر کے سننے سے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے بجائے اوسکے نہ مجھے رونا آتا ہے نہ کچھ صدمہ پایا
جاتا ہے دل باغ باغ ہوا جاتا ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ چیخیں مار کر روؤں مگر مطلق آنسو نہیں نکلتا
میں جانتا ہوں شاید برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہے کہ اپنے تئیں قتل کرایا ہے قران نے کہا تو یہ امر ہے
یا شاید دشمنوں نے اوسکی صورت کا کوئی پتلا بنا کر قتل کیا ہے اور اپنے دلکے پھپھولے پھوڑے ہیں عمرو نے کہا مشکل
یہی بات ہے ورنہ مثل چلی آتی ہے ع دل تو بھی رکھتا ہے دل کی خبر۔ برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو
معاذ اللہ نہیں معلوم اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کریں یہ کہکر دونوں روانہ ہوئے
اور اس سر حویلی میں تماشا کیا ہے دیکھتے چلے ادھر سے ضرغام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا اونھوں نے اوسکو
پہچانکر بلایا کہ اے بھائی ساحر زادے ادھر آنا ضرغام عمرو و قران کو پہچان کر قریب گیا اور پوچھا اے میاں تمکو
کچھ حال بھائی برق کا بھی معلوم ہے اوسنے کہا کیا خوب میں وہ تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ میں اسطرح

بیہوشی نے برباقوت کے بیان گیا اور افراسیاب کو عیاری کر کے بیہوش کیا مگر پکڑ لیا وہان بھائی صاحب
یعنی برق نے جاکر گڑھ ریا بنکر داروغہ مطبخ خانہ حبیب کو بیہوش کرکے اوسکی صورت بنکر حبیب کو اور اونکی
دونون ماموں اور اوسکی مان جاموس کو مارا اور چادر اور دیہ خاک کا لیکر اوسکے لشکر کو قتل کرتے ہوے
افسرونکو مارتے ہوے حیرت کے لشکر مین آئے اور حیرت کو مع اوسکے رفیقونکے بیہوش کرکے مجھکو چھڑایا پھر حیرت
کی چوٹی کاٹ لی اور بہت ساحرونکو قتل کیا مین اوسوقت تک تو ٹھیک حال تھا پھر افراسیاب آیا اوسکو
بھی بیہوش کیا اور بہت ساحرونکو مارا آخر صرصر وغیرہ عیار پہونچے اُنکو روکا اور ہر طرف سے بحکم افراسیاب
اونپر زغہ ہوا اوسوقت اونہون نے مجھ سے کہا کہ اب مین بھی یہان سے نکلتا ہون تم نکل جاؤ میری پاس چادر
ہے سحر اثر نہین کرتا ہے تم پکڑ لیے جاؤ گے مین اونکے کہنے سے نکل آیا اور اونکو کل حال کا سبب عیارنجیون کے ساحرون
نے پکڑ لیا پھر مجھکو نہین معلوم کہ اونپر کیا گذری اب مین بہت نادم ہون کہ کیون اونکے ساتھ چلا آیا کاش اونکے
ساتھ مین بھی قید ہو جاتا عمرو و قران نے ضرغام کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہے کہ ایک
پھنسا ہو دوسرا نکل جائے اور اوسکی مدد کرے تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے ہمکو یقین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو
حواس درست نہوتے وہ زندہ ہے ضرغام نے کہا اب مین جاتا ہون پتہ لگاتا ہون تو خبر لاتا ہون اور عیاری
کرتا ہون ای بایمان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوے تو بغیر اونکے قاتلون کے مارے چین نہ لونگا
عمرو نے کہا یہی اپنا بھی ارادہ ہے غرض یہ تینون بھی اوسی لشکر کیطرف روانہ ہوے ادہر مہرخ جو فوج لیکر چلی
تھی اور قریب لشکر حیرت پہونچی تھی بس اس لشکر ضلالت اثر پر پہونچتے ہی حربہاے سحر پکڑ کر گری اتنے عالم
ہوا دریاے فوج مین شمشیر برّان کی چمک اور خنجر جانستان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر زخار پر قہر موج مارہا
تھا ڈھالونکا ابر سیہ رن مین چھایا ہوا ہے بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا سر مین کلنک کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے
ماتھے پر لگا ہے سر خجے ہین دنیا کی ہوا بدل گئی ہے تیرون کی بوچھار پڑتی ہے تیغ و تیر و تبر کے شن شن چلنے
کی ہوا جو پہلے بہتی ہے اسی جگہ وہ سب مجتمع ہوتی ہے دریاے خون رواں تھا روح کے ساتھ جسم ساحران
بھی اوس دریا مین رواں دواں تھا سر حباب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اوس دریا کے سر اسر نہنگ ہو رہی
تیغ و خنجر آب میدھی لڑاتے تھے نمین نہین شعلہ تیغ کی لپک دو بھون آگ لگائی تھی جان بچتی نظر نہ آتی
تھی زورق حیات کو سلامتی کا کنارہ دور تھا تیرگی بخت سے فروغ اقبال کا رنگ مثل صبح کافور تھا
آفت عظیم برپا تھی بہادرون مین تو یہ آفت تھی ساحرونکی اور بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برساکر بجز لقاوت

سنج مین آگ لگائی تھی کسی نے دریاے آتش پیدا کر کے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ لگا کر پانی کو دوڑا تھا پیر جان لینے کی تدبیر مین تھی خون کلیجہ کا چاٹتے تھے کارد سحر دل و جگر کاٹتی تھی ہوا تند چلتی تھی طائر روح اوس ہوا مین تباہ پھرتی تھی آشیانہ جسم چھوڑ کر کہین مسکن نہ ملتا سواے دوزخ و جہنم کے کہین گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ پڑا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوئے سب دلیران دین حملہ گر
لگی کانپنے ساری رن کی زمین
کہین تیغ چمکی کہیجا سنان
یہ مرکب کٹا اور راکب گرا
قیامت کی چالس تھی آفت کا رن
بھری تھی قتیلون سے سب دشت و دن
بڑھی تھی جو ساحر سوی فوج دین
نحوست اوڑانے لگی سر پہ خاک

یکایک صف کفر پر جا پڑے
بڑھے سنہ پہ تلوار لے جنگجو
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
کسی پر تبر کسی پر تھی سنان
لگی بہن دسام و رستم کی گو
جری سب تھے خون مین نہائی ہوئی
وہ سب بھاگے آخر کو اک سو لعین
ہجوم عدو مین پڑا انتشار

اوٹھا شور تکبیر مردان دین
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
گری لاش پہ لاش اور سر پہ سر
گرے جتنے تھے گھوڑے اوٹھائی ہوئے
قدم ڈگ گئے ہوگئے بیم ناک
سپاہ یہ دکھا کر ہوئی سب فرار

اوسوقت حیرت بدسیرت اوس لشکر مین نہ تھی مہر برق جب کٹ گیا تھا اوسوقت وہ از بسکہ نازک دماغ بہت ہی ایک لاکھ ساحرونکا پہرہ اوس بلی پر کہ جسمین سر برق کا لٹکایا تھا مقرر کرکے اور ایک لاکھ ساحرونکو اوس فیل کی نگہبانی پر کہ جسمین برق کا جسد بے سر بند ہوا کر حکم تشہیر دیا تھا مقرر کرکے آپ داخل بارگاہ نکبت اشتباہ ہوئی تھی بیان مہرخ نامور کا اون دو لاکھ ساحران غدار کو مار کر بھگا دیا بیت سے کنارے جہنم کے گئے بہت رد بقرار لائے اور کئی گروہ زخمی او شکستہ حال جانب حیرت بدخصال زار و گریان چلے مہرخ نے بلی پر سے سر برق کو اوتار کر اپنی سینہ سے لگایا اور گریہ درد آگو وہ ایسا کیا کہ فلک پیر کو بھی یقین تھا اشک خونی رونے لگا مہرخ سے بہار نے لیکر وہ سر انور سینہ سے چپٹان کیا اور اسی طرح باری باری سے ہر ایک ساحر جلیل القدر گود مین اوس سر کو لیتی اور رخسار پر انور پر بوسہ دیتی اور سینہ سے لگاتی منہ سے منہ ملتی اور کہتی کہ اے عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہین اور تمھاری لاش کو ایسا جلیل کر دیں گے فقط اعدا او کمین رد اوسکو پائی فیل مین بند ہوا کر تشہیر کرین اور کوئی اوس لاشہ کا کفیل نہو کوئی کہتی کہ اے سیل گریہ آج اسطرح امڈ کر آ کہ پشتہ چرخ گردون کوئی بیان کرتی کہ اے بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کر تا بعرش بڑھ جا کسی کا بیان تھا

کرا ہوا وہ نالۂ رسا آج تو کنگرۂ عرش ہلا دیا ہے دیدۂ نمناک عالم کو دریا بادیا کوئی سر برق پر مخاطب ہو کر بیان کرتی کہ افسوس تمنے کچھ اس طلسم میں اگر راحت نہ پائی جس تن آسائی سے یخ و گرند کی یکروز بھی رو راحت آئینہ عیش میں تمنے نہ دیکھا اسی طرح زار و نزار مانند ابر بہار کے چمن یار مار گرسب رو رہے تھے اور ساری فوج اور افسران سپاہ اور بہار وغیرہ جملہ سردار دھاڑیں مار رہی تھی اور فی الواقعیہ صرف شیون کہ شیشن تھی نالہ جانسوز کا دود آہ ایسا بلند ہوا ہی کہ آجتک سیاہی بخت بنکر بد قسمتوں کے ساتھی آتا ہی اور ضیق کا خاک بادل فضا اوتار لیا ہی جو آجتک برستا ہی کہ بقول مولف

کون یہ روز ازل رویا تھا نالان ہو کر ۔ اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہو کر

وہاں کی نالہ و شیون کی کیفیت کیا بیان کیجائے ہر شخص با دل غمگین و بچشم اشک آگین یہ بین کرتا تھا اور یہ حال اوسکا تھا کہ ایسا

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی ۔ تپان تھی جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اوڑاتے تھے کبھو خاک ۔ کبھی یون گل کرے تھے پیرہن چاک
کبھی نوچے تھی سر کے بال غم سے ۔ کبھو نالان تھی فرقت کے الم سے
کبھی کہتی تھی سب سے ہے یہ معلوم ۔ گیا ہے کس امیدون سا محروم
دماغ اپنا جلاتے تھے زن و مرد ۔ دیے افزودہ تھا ہر شخص وہ درد

یہ تو اسطرح مصروف نوحہ و بکا ہین اودھر وہ ساحر جو انکے ہاتھ سے شکست کھا کر رو بفرار لائے حیرت کی بارگاہ دو کوس پر تو تھی ہی بہت جلد قریب ترا وسکے پہنچ گئے اور پکارے کہ ای ملکہ دہائی ہی فوج عدو کی چڑھائی ہی حیرت پر نکہت ذہب مسند اشتغاثہ دگرگون سنی سامنے انکو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسنے ستایا اونہون نے ملکہ مہرخ کا اکڑنا اور لڑنا اور بھاگنا اور برق کا سر اوتار ملکہ مذکور کا رونا سب عرض کیا حیرت جادو بسان شعلہ جوالہ کے یہ حال سنکر بھڑک اوٹھی اور پکاری کہ ای یاقوت جادو نفیر اوسی فوج مین یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوئی اور یاقوت وزمرد ملکہ شمسہ انگن ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور ملکہ سحاب دریا باری اور سہیل ستارہ پیشانی و ملکہ زرتنگ ماہی خوار خر خنگ بھی سوار وغیرہ ساٹھ ستر شاہزادیونکو جو بڑی بڑی جادوگرنیان اور ناظم طلسم ہین اور ہر ایک انمین لاکھون ساحرون کی مالک ہین اون سبکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جاؤ کر آج مین باغیون کے نام و نشان کو مٹا دونگی یہ حکم پہونچنا تھا کہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہو گیا ہر لشکر مین طبل و بوق سحری بجی کروبیونکے آپس مین کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا پہ دوبھر ہو رہا ہی

اور اصل تو یہ ہے کہ قدم اُٹھتے معلوم نہیں ہوتا پھر اب ان آسمانوں کے پرانے جیو پڑوں کو چھوڑ کر کہاں جاؤں
سچ تو یہ ہے کہ اپنی گزیا چھوڑی نہیں جاتی ہے آسمان نے کہا میں خود سر پہ پاؤں رکھے ہوں بھاگنے کا ٹھکانا
ڈھونڈھتا ہوں اگر دوزخ میں جاؤں تو کفار دین سے وہ جگہ بھری ہوئی ہے کہیں تل رکھنے کا ٹھکانا
نہیں اگر جوار رحمت ایزدی میں جائیں تو وہاں اہل اسلام کا مجمع ہے مگر خدا کی رحمت سب سے بڑی ہے
پس ادھیڑ نظر کرکے ٹھہر رہے ہیں فلک پر تو یہ حال تھا زمین پر پیدا بھونچال تھا طبقات ارض ہل
رہی تھی تو زمین گھبرا بار گیتی سر سے پھینکا چاہتی تھی بہموت ارض بحر اضطراب میں غوطہ مار کر بھاگا جاتا
تھی وہ ہل چل پڑی تھی کہ انقلاب دہر کو ہو گیا تھا اوسی دن سے زمانہ انقلاب کرنا سیکھا ہے پچیس لاکھ
ساحر اور بیس لاکھ جادوگرنیاں اپنے مقام پر سوار ہو کر جب چلیں گاؤ زمین پکاری کہ میں چلی الحفیظ
والامان تپا بائیں دیجان جھنڈیاں استقدر اُڑتی تھیں کہ ایک وردی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے
عنایت کی تھی روی ہو ایک لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ و زرد ملون تھا نہیں نہیں سرخ جھنڈیوں
سے ثابت تھا کہ دل چرخ ایسا جلا تھا کہ چنگاریاں اوس سے نکلکر اڑتی تھیں تیر سول پھول اسقدر بلند
تھے کہ پشت ساہی دہر میں کانٹے نکلے تھے نہیں نہیں خار حسرت سینۂ جگر فگاران سے نکلکر رو دی ہوا پر جمع
ہوگئے تھے یا عقرب فلک نے نیش اپنے نکالے تھے تیغ تیغ تاریں ایسے اچھلتے تھے کہ چرخ ستمگر نے یہ غمزہ زہر آلود خطِ
آسا ساکنان دنیا کو دیے تھے جدھر نگاہ جاتی تھی دنیا اون پھلوں سے مملو نظر آتی تھی طائران سحر
نے خانۂ دنیا کو اپنا گھونسلا بنالیا تھا تیری دل اڑتا تھا کوا گیا آتی تھی سو اون جانوروں کی ادس
کسی پر کو رہنا دنیا میں دشوار تھا یہ وہ ہوا جانور نہ تھے بھرا تھا روئی گیتی ساحر وفسی ٹہرا تھا وہ دردوں کی
پھنکار تھی یا دہر خدا نے نقش پہرا دو بہرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صور اسرافیل بھی اس لشکر کا ایک سنگا
تھا شور محشر ایسا تھا جیسے کوئی تخلیہ میں چپکے چپکے راز کہتا ہے اوس غلغلہ کے سامنے غرض تمامی فتنہ و فساد تمامی کان
میں بات کہنے کی ہر کیہ تھا وہ لشکر اون کی بردباری وہ آتش کا باران وہ آندھیوں کا طوفان یہ معلوم ہوتا
تھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اس دنیا کا اور ہی کچھ نقشہ ہو گیا اون دہر نیرنگ خانہ افسون کا افسانہ ہے صفحہ
دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہوا رسالہ نیرنگ یہ قہر ہو کہاں تک بیان ہو یہ اس لشکر کا ہنگامہ تھا کہ ابیات

تھا لشکر وہ تھا دشت گلستان
اسپند بیستہ ادس سے منہ نون دو

جسے دل دیکھ کر ہوتا پریشان
پڑھو وہ سحر ہر جادو لعین نے

تھی راحت سے شل بخت مجبور
کیا آتش دوزخ کی پیدا کی زمین نے

کمر مرنے پہ تھی ہر اک نے باندھی
جنہیں تھا یاد خونخواری کا لیکھا
ہر اک تھی جادوگرنی ماہ پیکر
نہایت عشوہ گر دلخواہ و دلجو
غرض یہ لشکر خونخوار و مکار

پڑا غل ہر طرف کو آندھی
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
حسین و شوخ و طرار و ستمگر
کوئی ان میں تھی انسان سے نکو
چلا مہرخ سے لڑنے کو بتکرار

ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بدتر
نہایت تیرہ دل بدخو ستمگار
بشکل مرتا مید و پری رو
نہایت زشت پیکر اور بدخو

تمام فوج نا ہنجار جب قریب لشکر مہرخ نیک کردار پہونچی طائران سحر اور جاسوسان فوج ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ رونا پہنچنا موقوف کرو ہوشیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو ملکہ کہا ساحرہ اور بڑے بڑے ساحران افسر اور سرداران نامی اور بہت کا لشکر لیے آمادہ رزم و پیکار آتی ہیں مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی اور گرد اس درجہ چھا گئی کہ خاک کسیکو سوجھائی نہیں دیتا ہے اور کوس دمامہ اور نوبت آگے آگے گرجے اور لشکریان ساحر دلی اور غول جادوگرنیوں کے اور علم اور نشانوں کے پھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان ہر چہار طرف سے آتے معلوم ہوئے مہرخ نے پھر نفیر سحر کو دم دیا کہ تمام لشکر صف کھینچکر اور ساحرنین و آسمان سے اترکر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوئی مگر ابھی جنگ وجدال نہیں اور آمد لشکر میں وہ دن تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ آتا تھا کہ شہسوار برق فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکلکر گورستان مغرب میں گیا اور جسد تاباں پائین ظلمت شب میں نہ علم کشان کشان جانب ملک عدم کھینچا گیا کہ نظم

بڑھا شحنہ زمین کو ہر نورد
دو شا وصند علا جہار اک غضب کا
ہوئی تابان جمال شعلہ ہر سو

بشکل زنگ ماہتاب رو ہو کر
بڑھا دنیا کو آنکھوں سے نظر کم
ملا آرام کا ہر اک کو قابو

کھلا آخر سماں زلف شب کا
نہ تھا ثابت کہاں ہم اور کہاں تم

سر تمام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا کثیر ہے اور عیاروں کا لشکر مہرخ میں انتظام ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے لشکر میں بد انتظامی پھیلے اور آپس میں لڑائی ہونے لگے پس مطلب یہ ہے کہ آج اس مقام کو اسی جگہ اترکر چاروں طرف سے اس لشکر مقہور دشمن کو گھیر لو اور طبل جنگ بجوا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائیں کہ ہنگام ہو گرم بازاری ملک الموت کی ہے اور خریداری نقد جان کی ہے وہ سب بھی آراستہ ہو رہیں یہ کمینے کو نہ ہو کہ ہمکو غفلت میں مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام فوج نے میدان رزمی کا فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و مکمل و ہوشیار رہیں اور باری باری سے پہرا دیں اور اسی مقام پر کمر کھول کر باقی ماندہ آسودہ ہوں ہم بھی بغیر جان دیے

اور قنطاص حکم ان اہتر مہتران برق عالیشان کا یہی بیان کے سننے کہ نہیں یا جان دیا جان کے کل جنگی تیغ زنی
اوسی کی دیگ ہی یا تو طلسم خالی کرائیں تمام مفسدون کو مار لیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر میں نقیبونکو بلا کر
حکم دیا کہ تسکین و دلاسا دہی کرو اسلیئے کہ جمعیت دشمن زیادہ ہے ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جاوے اس
حکم محکم قنطاشیم کو سرداران فوج و لشکر اوسی وقت اوسی جگہ ڈیرے لگا دیئے ہزارون کیا لاکھون ساحر مسلح و
مکمل ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم پہرہ دیں بعد دو پہر کے ہم آسودہ ہونگے تم پہرا دینا اور
اگرچہ اوسران ابھی آرام و آسودگی دلکو کہان ہے جبتک کار حریف ناکام تمام نکرلیں اگر ایک راتکو راحت
گزین نہوئے ہم سہی انشاءاللہ کل یا تو خوابگاہ عدم میں پانون پھیلا کر چین سے سوئینگے یا بآرام اپنی خوابگاہ
میں آکر آرام کرینگے یا دشمنونکو خاک گور میں غلطان فرمائینگے بس یہی مشورہ کرکے سب مسکن گزین ہوئے
طلایہ پہرہ گردی کا سب کے حاضر باش نا طراوش بلند ہوئی اسطرف حیرت جو قیام پذیر ہوئی اوسنے حکم دیا کہ طبل
جنگ بجے فوراً ہزار ہا نفر ساحر کو دم ملا اور صد ہا بوق و طبل بجکر شور محشر آشکار تھا مہرخ نے جب صدائے طبل و
بوق سنی اپنے لشکر میں بھی حکم نواخت طبل رزم دیا ادھر بھی شور قیامت برپا کیا بلکہ غلغلۂ محشر کو گرد کردیا
ہزارون ساحر گلو گیر طوفان ہوگئیں تمام سینوں میں کینہ خون کے گھر اگئے بیان دلاور عرصہ فرب کے حائل ہونے
سے آگاہ تھی دعا سحر یہ نکلی باغ کی تھی مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب میں مصروف ہوئے تھے وہ بھی خوف
اچھل اوچھل پڑے تھے کر دیکھے کہ کل جان بچتی ہے یا نہیں خواب میں بھی سر تن سے اوترے دیکھتے تھے دیکھا سحر
لشکر دیکھتے ہو تو نفیر نا بج رہی تھی صدائے طبل نے جھی کہلا اجل کی اواز تھی روح روان روانگی ملک عدم
دمساز تھی حال روح آشیانہ سینہ سے نکل کر مائل پرواز تھی ادھر تو فوج میں یہ حال تھا مگر لشکر حیرت سب
جب ناظم وغیرہ رزم آگئے اوس وقت طایران سحر نے جاکر خبر ناظمان طلسم نور افشان کو بھی پہونچائی کہ آج غضب کا
مقابلہ آفت کی لڑائی ہے یہ تم سب جانتے ہو کہ ملکہ بران ہمدم شہریک عیاران و مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر
وغیرہ سب کام آگئے تو پھر ملکہ بران تم سب میں کیا کہینگے اور کسکے طرفدار بنکر لڑوا ینگے یقین ہے کہ ملک و مال تمہارا
ضبط ہوجاوے اسوجہ سے الزام ہمپر ہوگا لازم ہے کہ جاکر شریک حال مہرخ خوشخصال ہو اور مقابلۂ فوج دشمن سے کرو
تاکہ ملکہ تمہاری تم سے خوشنود ہوں یہ کلمات اونسے سنکر جب مشورہ کیا کہ یہ کہنا انکا واقع میں بہت درست اور
صحیح ہے ہمکو بھی جاکر ضرور شریک ہونا لازم ہے پس اوسی وقت تمام لشکر ناظمان میں طبل و بوق بجنے لگا اور خبر دی تھا ہراک تیغ
سنان زن رزم کی رن چڑھی کی گرم جوشیان تھیں جو بہرے اسطرح تنستی تھیں کہ بیان کے زبان میں کل آگ دیتی تھیں

جوش بہر طمع مرگ گئی تھی ظفر و نصرت پکارتی تھی کہ ہاں اے شکست نصیب عدو نجس جادو رنہ اترو ورنہ
سب کو نگل جائیگا ماہی شمشیر دریائے شجاعت مین اچھلنے لگی فتنہ و آشوب جو عدل شاہان عادل کی
نگل گیا تھا وہ پھر اکٹھا ہو کر اسی جگہ آ گیا تمام ناظمان فتنہ اپنی اپنی سواریون پر سحر کے سوار ہوا اور حیثیت غنچہ
وہ الملہ دیا صدائے گھمکر بڑھی طبل بوق کو بھی رسو سکتا ہو گیا شاہان روئے زمین کے سر سے تاج شکل ہار اڑ گیا
تجھ بڑھے حلقہ تمام دہر کا کر لیا ہر خبر کو لشجاعی کا اندیشہ پیدا ہوا مریخ و زحل فلک پر فتنہ و شر سے باز آئے کہ
ایسا نہو ہمین باغی مشہور رہین یہ لشکر ہمین پر چڑھائی کرے خورشید و مہ نے تیغ و سپر خود ہاتھ سے رکھدی ہیبت
سے زال دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ غنچون مین کلیان چھپنے لگین دہر مین صحرا چھپنے لگا فلک پر بھی بیم و ہراس
طاری ہوا کہ ستارے کہین جا چاہتا تھا پوشیدہ ہو جائون دریا چاہتا تھا کہ قطرہ مین سماؤن یہ سب سطح خوف
ہو کر سوراخ سیمرغ ڈھونڈھتی تھی کہ جیسے ایک دل مین لاکھون آرزوئین ہوتی ہین فیل تا منزل تک فوج
ہی فوج نظر آتی تھی رہنا گھبراتی تھی نہ اژدرون پر کاٹھی کھچی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلائین کمر باندھ کر
لڑنے چلی ہین پشت فیلان پر بنگلے رکھے ہوئے گویا فلک ستمگر نے منزل بلا کے مفید دیئے تھے جیسے نیچے فتنہ و
قاتل خلق پیدا ہوتے تھے جادوگران ایک ایک سر بارہ کمر مین [illegible] باز [illegible] او نمین سوار تھین جلو
مین بلیات اور ارواح خبیثات بیشمار تھین آگے آگے دریا آگ کے بہتے جاتے تھے ہر عمل مجانے
دو الیان برنجی ہاتھون پر ساحرون کے بلند تھین سورج کی طرح جگمگاتی تھین چھٹین بردن
[illegible] جاتی تھین نا کیل ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دہر سحر کا کارخانہ تھا نیرنگی سحر کا زمانہ تھا جب وہ
[illegible] کا فرکیش [illegible] نیرنگ ساحری کی تیلیان [illegible] جنگل مین عجائبات پیدا کرتی تھین عالم تماشا کو نظم

پڑھے افسون جو پھونکی سوئے اشجار | صدا آئی کہ ہم سب ہین بلا یا | ہوئی پیدا وہاں مرغان خوش رنگ
نکلنے کرتے ہوئے آسیب جنگ | پڑھو افسون پھر کچھ القاط الدسم | تو وہ طائر اڑے آ سحر کے باہم
پھر آیا ایک ابر سرخ ناگاہ | وہ معشوقین زمین پر لیٹ کے اٹھی | یہ سنتے ہی ہوا وہ ابر پنہان
ہوئی پیدا اژدہے پر سو نمایان | پڑھو پھر اگر جب وہ اک طرف کو | صدا آئی کہ اب جاتا کہاں ہے
تو وہ آگ کر بار اپنی دکھاؤ | ہو سب نخل و نہال بھی لاؤ | یہ سنتے ہی صدا آ گئے تھے اشجار
عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار

غرض اسی طرح ملکہ شہزادہ آسمان شگاف و ملکہ نہرار حشیم اجیل وست جادو
اور ملکہ نادک پران زخمہ بردار و ملکہ قمر سپہر انجم سپاہ اور ملک بہرام مریخ صولت و ملک عقاب دریا ر بارہ کشش

و ملک سہراب تاجدار جادو و ملک بہرسوار تاجدار و ملک مجمر شاہ و ملک محمر شاہ وغیرہ وزیر خارج و
وغیرہ جو نام کہ اوپر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظمہ بڑی احتشام و مکنت سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی
اور اوسکا اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مہرخ میں کئی کوس پر الگ دامن کوہ سیاہ وغیرہ مین اترے تھے
اسوجہ سے اونکے پہونچنے مین وہان عرصہ ہے کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران ہے آہستہ روان ہے یہ لشکر تو
اودھر روانہ ہوا وہان طبل جنگ بج چکا ہر ساحر و سردار آمادہ مرگ تھا رات کو تیاری آلات حرب و ضرب
دونون جانب آغاز ہوئی کڑاہیان دونون جانب چڑھ گئین کلچریان بھنجنگے بھینٹ مین دیے گئے
منتردن کا جاپ شروع ہوئی کالوا بھیرون نارسنگہ کی بھینٹ دیکر دھولا نا چھایا دیے جوت کی جلائے
ہوئے ہوم خانے روشن ہوئے گوگل مرچین جلنے لگین بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آواز قیامت کی بلند
ہوئی زحل چرخ بھی ایک پیر ان ساحرونکا بنا تھا نیچے ہر ایک سب پر آتا تھا ساتویں ہستی ہین کی نحوست دکھاتا تھا
بدھ داتی کو منگل کرتا تھا اونکی گردش آگے لاتا تھا سورج خانہ مریخ مین آگیا تھا جلال وسکا بھی بڑھا ہوا تھا
زہرہ نے تاثیر اپنی الٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ تمثال از رزمے جنگ و جدال رکھتی تھی راس کے ذنب صیاد ہوا
کہ اپنے سر بچانے کی فکر مین تھا ساحرونکی تو یہ کیفیت تھی بہادرون نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صفائی
مد نظر تھی اسلئے غضب کی صفائی تھی ضرب تیغ ذو ضراب بنکر سکہ فتح بنام مہرخ عالیشان ڈالا تھا القدر نقد
دشمنانکو ٹکسال مین ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زر قلب متصور کرکے جسد کے جلن سے تنگ
تھا دیدہ جوہر جوہری بن آشکار فرمایا تھا نامردو مردکی پرکھ چاہتی تھی ہر اک کو ٹٹولتی تھی کہ تیری کمر
کو کھوٹا ہے یا کھرا ہے تلوار جب نیام سے نکلتی ہے روشنی اوسکی چمک کی تیرہ باطنونکو روشن دل بناتی تھی
برنکی لولگائی تھی گرز خانہ بدوش ایسی عشق مین تھی کہ ہر اک کے سر چڑھین بلکہ ایسی ہوس مین کل کی صورت خود د
بنگے خود بینی کا دعوی کیا نوکا جھکنا عین دلیل سرکشی تھا لب سوفار پر دعوی نا قابل تیر جگر فگاری پر پائل تھا
کی تیاہ اس بات کا غلغلہ وہ ہر سمت نیقیبون کا کڑکا کہتی پھر نادلاور ون دل بڑھانا یہ زبان پر لانا کہ نظم

نہین خوف کی جا یہ ڈرنے دلیر	نیا کا فرونکو نہین اب ہے دیر	نہین قتل ہوا نکے اب بند کم
خدا کو کروگے رضا مند تم	جو موقع ملے اس سے بہتر ہے کیا	کرو جو ہو ممکن تمھین ڈر ہے کیا
تمھارے جو ہمراہ ہین سب دلیر	تم افسر ہو آترو کرو اب نہ دیر	بڑھو حق کریگا تمھین کامیاب
پہونچ جاؤگے سوئے دشمن شتاب	نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہے نیک	لڑو صبح کو ایک کے بعد ایک

ابھی کھینچ لو تیغ کو میان سے | چلو مار ڈالو اونھیں جان سے | جوانمرد سنکر ہوے باغ باغ
شجاعت کے یکسر بڑھے دل و دماغ

ایک طرف تو نقیب اس طرح دل بڑھاتے تھے ایک سمت ساحر دنگے
بیدل بجاتے تھے بہادر تیغ و سپر کھڑکھڑاتے تھے شور و غوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی
تھی رات بھر اسی ہنگامے میں بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوف مبارزان سے ساحرہ شب و
بکر نیلانی اور سحر جو مثل دلاوران مہر دید جنگ و جدال تیاب تھی تیغ مہر حائل کر کے سپر زرین آفتاب
لگا کر عرصۂ عالم میں آئی قطعہ

اڑا پھر رنگ شمع آسمانی | ہوا رخ فق سحر کی تھی نشانی
نقاب مہر اٹھائی آسمان نے | کیے شاہوں نے جنگی داستانی

ہنگام سحر مہرخ نامور تحت حشمت پر بصد عظمت سوار ہو کر برآمد ہوئی فوجیں ہنس و طاوس پر سوار ہو کر میدان رزمگاہ پر سویرے سے
جا چکی تھیں مہرخ کے نکلتے ہی ایک طرف سے ملکہ بہار اپنے خیمے سے نکلی عجب شوکت و شان اوس معشوق
عاشق پرور کی تھی پیچ چوٹی کے فتح پیچ تھی آنکھیں تھیں کہ ترکان چشم دوہری مہر دہیان باندھے بہر
قتل نکلے تھے بینی نہیں تیر نگ فسونسازی کا وہ کھڑی تھیں اوستاد افسونگر بھیں پلکیں تھیں کہ پلٹنیں
ترکوں کی برا جمائے تھیں رخسار پر نور پر خرعک آئی تھیں ملک حلب میں ترکو نکا راج ہے لب لعلین تھا یا
ملک بدخشان حلب میں برا ہوا تھا دانتوں کی برابر سلک گوہر کیطرح ہوئی ہے بدخشاں میں گوہر دن کی
لڑی تھا کا چہرا تھا ناز و اندازی میں دلبار غمزہ و ادا جان دیے پر طیار دامن زرکو فتح و ظفر سنبھالے ابھا
جا گویاں لباس ارغوانی اوس قبا کے زیب تن تیرا طرح کا جوبن تخت پر سوار ہو کر گاہ حشمت بادہ سحر
مرد تخت کی جھکر تاج دلبری سر پر رکھکر کئی ہزار کنیزان حور جبیں کے حلقہ میں خیمان فسیم گلشن جانب گلستان
رن روانہ ہوئی کر مسدس

ہو مقابل کوئی معشوق عیادا باللہ | تھی وہ غازی گر ہوش و خرد و عزت و جاہ | سیکڑوں کشتو نکی لنج گئی دم میں تباہ
ناز و غمزہ و انداز و ادا میں گھر جائے | حملہ آور ہو جو وہ کھینچ کے شمشیر نگاہ | سامنا کر نہ سکے شل کمان زخم پھر جائے
ہو کر گرم ہی آتا ہے تو آدیر نہیں | دیکھ آنکھ سے آکر جو نمود ان کو یقیں | پر نبیر ٹھیکر ہے تاب غش آ دو کہیں
یہی میدان ہی یہی گور ہی یہی گاہ ہے | ترک غمزہ یہ میان کھینچے ہوے خنجر کیں | امتحان کا ہی یہی وقت یہاں سامان ہے

اسیطرح ایک جانب سے مہرخ حشم بانکی ادا جانباز و انداز کا لشکر ساتھ
لیے تھا خنجگاہ میں مبارزوں کا نقشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن و ادا دکھاتی لباس دھانی تن پر آراستہ کیے
مخمور و نکو سبزہ گلستان کی بہار دکھلاتی جوش طبع زیادہ ہے شاہی خون خیر کیفیت سوداندگان صحرای رزم کی ترقی

پذیر ہوتی کشتی حسن کی ہری بھری سماں کی کیفیت شاہ گلفام کی کھڑکی بہار آنکھیں یہاں دنبالہ سرمہ سے کہتیں کہ یہ سبزہ زار بھی دیکھ رکھو پھر کاہیکو دیکھنا نصیب ہوگا بموجب مثل ساونکے اندھے کو ہمیشہ ہرا ہرا سوجھا دیگا چشم نرگس کے اشارے یہی ہیں کہ دیکھ ایسی بھی ای لالہ باغ جام و پیالے ہوتے ہیں تجمداں نشہ حسن کا نشہ آنکھ خساروں کی سامنے گر گرا جام آفتاب غیرت سے مثل چراغ جلتا وہاں تنگ بیار حسن کا ایک چھوٹا سا غنچہ یا بشکل دہان مروارید دنداں کی اللہ اللہ کیا صفائی کہ سلک گوہر کی آبرو خاک میں جیسے ملائی سینہ پر چھاتیاں دو قمقمہ بادۂ نشاط و خرمی سے بھرے ہوئے یہ از سرتا پا اوسکے حسن کی بہار و محبوبی و خوبی ہوشربا کہ بس

سا سنا حسن میں دیکھے ہوئی نادانی
شمع سوزاں کی طرح دل ہو پگھل کر پانی
تیر پر تیر جو پلکوں کی لگاوے وہ ماہ
سرنگوں یا نو ہو کچھ نہیں آوے اختر

سارے آفاق میں ہو کوئی نہ جسکا ثانی
زیست مشکل ہو تلاطم میں سفینہ آوے
سینہ زخم سے چھلنی تو وہ بنائی وہ ماہ
وار پر وار دو دستی وہ مژہ خنگ کرے

عرق آلودہ دکھلائے وہ اگر پیشانی
غرق ہوں شرم سے یں سب پسینا آوے
تیغ ابرو کی بھی جوہر جو دکھائے وہ ماہ
اک کیسی نہ چلے وہ ہے تو جو رنگ کرے

اسی طرح ہر اک ساحرہ خوشنمان طاؤس و لرزان و سیمرغ سو و مشکین کاکل کشا ذخیرہ تخت و طاؤس ہائے سحر پر سوار ہو کر جانب جنگگاہ چلیں وہ لشکر کے چلنے کی شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان وہ نقیبوں کا خروش الحانی کی ساتھ نقابت کرنا گھوڑوں کی چہل پہل ہاتھیوں کی خور کا چلنا شمع و چراغ کا جھلانا صحرا میں کلوں کی خندہ زنی طائروں کا چہچہانا گھوڑوں کی سم پٹکنا اسلحے کی چقاچاق ساحروں کے تختوں پر ابر سحر چھایا ہوا سورا و سیمیں پھنگھارٹے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ نظم

تنو رہے تھے سب رزم ساز
کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز
ذرا گرم یاں گرمی طعن و ضرب
بڑی سن دلیروں کی دل کچھ کھلیں
ظفر دیکھیں کسکا دیتی ہے ساتھ
نہیں کسکو ہے دین سے جان عزیز
کہ پھر دونوں لشکر ہیں در دشت جنگ

فتح یاب ہونے کے ہیں سب جا
ملک جیسے جنت کی گلگشت میں
کہ پھر سامنے اب ہے میدان حرب
شجاعوں کے ہے امتحان کا یہ دم
یہ میدان رہتا ہے اب کسکے ہاتھ
ہزاروں میں یاں کون کرتا ہے نام
پھرے ہیں دیکھو طلسمی نہنگ

کیا قصد مرگ کو وہ دراز
چلے پھر مبارز اسی دشت میں
سنان ناچخ و تیغ و گرز میں تلیں
لگاتا ہے اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ
لگاتا ہے اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ
بڑی کارگر کسکی ہوتی حسام

حاصل کلام وہ فوج بصد عزت و جاہ میدان رزمگاہ میں پہنچی اسطرف سے حیرت بصد نکبت ٹیڑھی دل اپنے ہمراہ لیے وارد دشت

قتال ہوئی ہوا آزمائی کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اوڑا لیگئی ہوا کو جھونکا جھونک
غبار کو ترشح کے ساتھ جو نکتہ تھی گھٹائین آگئین رحمت اپنی دکھا گئین ہلکی ہلکی بوندیاں اور پھوہار ہی
پڑے کے رنگی غبار صحرا بیٹھا غبار و دھوان کا نکلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہو چکا صف آراؤن نے نکل کر
صف آرائی کی برابر برابر پلٹنین رسالے جمگئے ساحر ایک سمت پرا باندھکر تھم گئے شور و غوغای لشکر تمام
عالم مین بھرا تھا اس زمانہ مین جو مولود کہ بطن مادر مین تھا جب پیدا ہوا تو بہرا ہوا ہمیشہ چیخکر بات سنتا
تھا اسی شور کا عادی ماں کے پیٹ سے ہو رہا تھا غرض بعد صفوف آرائی جانبین نقیب اور
ردکیت اور چاوش ساحر جو تھے میدان مین نکلے اور پکارے کہ کہاں ہین ساحران کاشغر و کاشمیر اور
کدھر گئے بنگالہ اور کافور و دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون ہین ملکہ دمامہ اور شمامہ اور کہان
ہین فرعون و نمرود شاہ اور ساحر تمش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعوی
خدائی کا کرتے تھے بس آجکے روز کون ایسا بہادر جادوگر ہے کہ سامری جمشید کا نام لیکر اس جنگگاہ
مین آئے اور معرکہ جدال و قتال مین قدم اٹھائے اور بجہ کرتب اپنے سحر و ساحری کی دکھلائے اور نام
اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادوگرون کا نام صفحہ ہستی پر سے اپنے نام کے
آگے مٹا دے دو ہاتو ہاتو ہاسب کہین اور دو ہاتھ ہی بلا ہی پگ اگو پت رہے اور پگ پاچھے
پت جائے غرض جب نقیب کنارے ہوئے دونون لشکرون مین گھنٹ گھڑیال ناقوس جھانجھ دف
نقارے ترنا ترنا کا شور و غل ہوا اور ہزارون ڈھول اور نقارے بجنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف سے
ایک بادشاہزادی قلعہ طلسم کی ملکہ خرچنگ اپنی سواری کا اژدہا اوڑاکر سامنے حیرت کے آکر اجازت
خواہ میدان حرب مین جانیکی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ جاؤ تمہین سپرد خداوند سامری جمشید کیا
ملکہ خرچنگ اجازت پاکر بہزاران ناز و انداز جانب جنگگاہ چلی سن و سال مین بیس اکیس کی سبزہ
رنگ جی چہرین رخسار کا رنگ سانولا سانولا حسن ملیح کی کیفیت دکھائی زخم دل پر عشاق کی نمک
چھڑکتی بال سر کے کھولے بلائین اپنے جلو مین لیے ہنستی ہوئی دھانی جوڑا گلے مین پہنے کشت زار
حسن کو سرسبز کیے یہ اوسکے حسن جان فزا و دلربا کا نقشہ تھا کہ

نظم

ہے رخسار تو وہ ابرو ہی خمیدہ ہلال
کہکشان کیہو اگر مانگ کو ہی ٹھیک مثال

چمک انجم کی دکھاتا تھا رخ صاف تمام
ایسی چمچم فلک حسن کی زیبائی ہے

مہر ہے پرتو کو درخشندہ خورشید جمال
چمکے تقدیر منجم جو تماشائی ہو

شراب زمرد رنگ ایک گلابی مین بھری دہنے ہاتھ مین وہ گلبدن لیے بائین ہاتھ مین ایک ترنج جواہر نگار اپنا افعی پر لہراتی سراپا دکھاتی بیچ میدان مین آئی اور خوب نیرنگیان سحر کی دکھا کر للکاری کہ اے مہرخ تو شہنشاہ ساحران کی کنیز کی برابری بھی نہین کرسکتی نہ کہ تو نے ملکہ حیرت ملکہ طلسم و شاہ جادوان افراسیاب سے مقابلہ کرنا چاہا ہے ارے اس بادشاہ کے سامنے اور نام سحر و ساحری ہے فقط خداوندی اوسکی کنیز پروری شہنشاہ کی ہے جو آجتک وسنے تجھکو لایق مقابلہ نہ سمجھکر چھوڑ دیا اور مقہور و مغضوب نہ کیا تجھسے بدلا سرکشی کا نہ لیا اب تو اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجکر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی لونڈی اسی شہنشاہ کی ہون کس عذاب الیم سے اوسکو مارتی ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوسکے حال زار پر روئین اور تجھکو رحم نہ آوے ابھی یہ کلمہ خرخینگ کی زبان سے پورا نہوا تھا کہ ملکہ مہرخ کے دست چپ کیطرف سے ملکہ نافرمان حاکم قلعہ نافرمانیہ طلسم ہوشربا نے اپنے جنس کو اڑا دیا اور سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آکر اجازت یاب ہوئی کہ اب مجھکو ان باتون کے سننے کی تاب نہین ہے اس بیہودہ زنڈی نے کیا کیا کلمے شان مین جناب قدر قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ مظفر کے کہے ہین اور کنیز سے بدتر خطاب کیا ہے بس مجھکو اجازت حرب عنایت ہو کہ جاکر سزا اوسکی کنار مین رکھون ملکہ مہرخ نے ایک خلعت گرانمایہ منگا کر ملکہ نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اوتار کر عطا فرمائی جسکی یہ غلطت تھی کہ نظم

مانند سہیل ہے وہ خاتم — خوشبو ہو نہ کیون ادیم عالم
انگشتری نگین کی آبداری — ہے قلزم فیض حسن جاری

یہ انگشتری تبر جمشید ہر کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگون مین پھرجاتی تھی چنانچہ ملکہ موصوف کی مان کو ملی اونسے بہر حفاظت مہرخ کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگوٹھی پا کر نشان حلقہ انگشتری سر تسلیم خم کیا مہرخ نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدائے پاک کیا یہ پہلا مقابلہ ہے ذرا سمجھ بوجھکر لڑنا ملکہ نافرمان فرمان اجازت حاصل کرکے اپنی ہنس پہ سوار ہوئی اور اسطرح غضبناک ہوکر چلی کہ جیسے بیوفا یار جاتا ہے تیوری چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیر نگاہ دو سر رنگ رخسار بھبھوکا سینہ ابھرا ہوا جوڑا سرخ پہنے سرتاپا زیور جواہر کار سے آراستہ حسن کا جوبن بہار تل تنا ہوا رخسار پر کسی بے قسمت کا دل جلکر رہگیا یا بقول مومن

میری سیاہ بختی جو آئی بہار پر — خال سیاہ جاکے بنی روئے یار پر

پستان سنبھالتی ہنس کو آن ادا دکھاتی یہ کیفیت بہار جوانی کی نظر آتی کہ بموجب مسدس

اوسکی پوچھو نہ کوئی شرم و حیا کا احوال سرد مہری پہ جو آجائی کبھی اوسکا خیال	نیچی نظرون مین کری سارا زمانہ پامال جسکو دیکھی نگہ گرم سے آفت ہووے	آنکھ بھر دیکھے اوسے کوئی کسکی ہے مجال آنکھ مین ایسی بھری اوسکی شرارت ہووے

غرض یہ پارہ وو دلربا ہنس کو اڑا کر سامنے خرخینگ افعی سوار کے پہونچی اوسنے بعد گفتگوی لاطائل ہی
تاریخ سبز جو اوسکی ہاتھہ مین تھا کھینچکر اوس گل اندام پر مارا اوسنے اونگلی کلمہ کی اوس تاریخ کیطرف کرکے
کہا کہ جو کرانت یہ رنت قصہ زمین بر سر زمین تو جہان سی آیا ہے وہین جا کر تماشا دکھا اور بھو کا پیاسا منہ
بھی دکھا کر تماشا دو نامراد ونجا مین تیری دعوت دی چکی ہون اونکو جا کر اپنا پیٹ بھر جا ہے مارا مارا پھر
یہ کلمات ایسی پر اثر سحر کے تھی کہ وہ تاریخ پلٹ کر خرخینگ افعی سوار کیطرف چاپڑا خرخینگ مع اپنی
افعی کے دو تیر کے پرتاب پر جا گری سحر ایسا زبردست تھا کہ روکنا اوسکا مشکل ہوا جب یہ ہٹ
گئی تاریخ دو ٹکڑے ہو گئی اور اوسکا اوسنے بھینٹ نہ پائی تھی اسوجہ سی ایک ٹکڑا اوسکا لگا وہ تلوار سحر
کی کھینچکر یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤنگا یہی کہتا ہوا تلوارین مارنے لگا اور ساحرون کی دو دو
ٹکڑے کرکے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی ہر ایک کے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پیتا
تھا اور ہزارون ساحر اوسپر تاریخ تیغ تابل مارتے تھے کسیکا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور ملکہ نافرمان کھڑی تھی
الگ ہنس رہی تھی عجب طرح کی تماشا تھی کہ ہر دفعہ دشمن کے چلو چلو خون پلواتی تھی معرکہ کارزار مین اپنی
سرخروئی چاہتی تھی اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کی فوج کے اپنے ساتھ والونکو مارتے بوٹیان
کھاتے اور خون پیتے پھرتے تھے اور ابریق کوہ شگاف وزیر بھی اس جنگ مین شریک تھا وہ اوسکی ہاتھی کے
برابر آکر پہونچا اور تلوارین ہاتھی پر مارنے لگی اور ہزارون ساحرون کو اونھون نے مار کر بھگا دیا تھا ابریق
غصہ مین آکر للکارا کہ ای خرخینگ جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم مین سے کوئی اوسکا رد کریگا تو تیری
جان رہنا مشکل ہے جب تو مار جائیگی تب یہ سحر اوتریگا اسسے مناسب ہے کہ تو ہی رد کر اس سحر کو دفع
دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ ادھر کا سردار اودھر والونکے ہاتھ سے مارا گیا خرخینگ نے کہا
ان چالیس ساحرون مین سوا انکے کوئی نہین ملکہ حیرت کے سب ملازم ہین اور بغیر ان چالیس کے قتل کیے
یہ سحر نہ اوتریگا جو اونکو ماریگا وہ آدھا مگر جو تاریخ کا باقی ہے اوسکی جسم پر لگیگا اور اسکا بھی یہی حال ہوگا مجھکو
معلوم نہ تھا کہ ان نمک حرامون مین بھی ایسے ایسے زبردست ساحر ہین اسوجہ سے مین نے سمجھے ایسا زبردست سحر
بھیجا ان باتون مین ہاتھی ابریق کا وہ ساحر مسحور شدہ زخمی کر چکے فیل چیخ مار کر گرا ابریق کود اوہ چالیسون

بہا حرابریق پر دوڑے ابریق نے ایک گچھا سوئیوں کا مارا کہ جس ساحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح پار نکلگئی سینہ توڑ کر گذر گئی چالیسوان جادو حیرت کے داخل جہنم ہوئے اسوقت حیرت نے پکار کر کہا ای خرخنگ افعی سوار بُری بول کا سر نیچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑوگی تو میری فوج سب مفت مین ہلاک ہوجائیگی اب بجلی جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگرچہ چیونٹی کے برابر ہی تو وہ مثل اژدر دمان وفیل زیان کے ہی کبھی اسکو حقیر نہ جاننا خرخنگ افعی سوار نہایت ذلیل ہوکر آگے بڑھی اودھر صبح نے اور خلعت نافرمان کو فتح کا بھیجا اور تعریف بجا کرکی کہ ای ملکہ داد واہ وا کیا کہنا نافرمان تسلیم کرکے پھر بہر مقابلہ چلی اب دونون چاند کے ٹکڑونکا جھوم کر چلنا اور غصہ مین تیور بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرخنگ افعی سوار غضب تمام مثل شعلہ جوالہ چمک کر افعی پر سے نیچے اتر پڑی نافرمان نے جوڑے سے اپنے ناریل کا لکر اوسپر مارا اونسے کہا ای نافرمان جڑی بوٹی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلیگا وہ ناریل سوکھ کران کلموہی خزان رسیدہ ہوکر ایک جانب گر پڑا اور خرخنگ خنجر سحر کھینچکر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونون کے پانچون مین گرہ لگی ہوئی تھی دوپٹونکی گاتیان بندھی آسمان رزم مین دو آفتاب چمکتے تھے اور ساتھ ساتھ اونکی طرف تماشا تھا کہ برق

خنجر لیے بیکلتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم
یہ آئی وہ پہونچی یہ چمکی اوڑھی
نباوٹ دم رزم قاتل فریب
ہوئی گرد اک دو سرکے جری
جو دل اسنے تاکا تو اوسنے جگر
سنان اسنے جوڑی تو اوسنے نظر
بہار رفو ہو گئے بے قرار

یہ کمکر ہوئیں دونون محو ستیز
وہ ہمتی وہ بیکلی یہ شوخی بڑی
روش آرزوی دل کامیاب
دکھانے لگی لطف چالشکری
عجب گھات مین تھی ہیم زد و گشت
شکم اسنے باندھا تو اوسنے کمر

غضب کی تھی آویزش مرگ خیز
جو خوبی وہ تھی دلربا دلفریب
تصور ہوا اور پرآئی شتاب
کھلے رن مین نیزہ وری کے ہنر
یہ سینہ پر آئی تو وہ سوے پشت
ہنر سے نہ خالی تھی دونونکے وار

غرض جب خوب تیغ زنی اور نیزہ وری ہوئی وہ چھوڑ چھوڑ

نیزے وہ کلائیان گوری گوری وہ وار نیارے کے وار خوب چلے اوسوقت دونون پسینے پسینے ہوگئیں گلا پراوس پڑگئی گویا آفتاب کے چشمہ مین آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینے مین تر ہوے تو یہ عالم تھا مؤلف عرق آلودہ نہین ہین تیرے دلکش گیسو روتے ہین میری پریشانی پر اکثر گیسو ایک جگہ ٹھہر کر دونون نے دم لیا اوسوقت نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ شمشیر سحر کی بجلی گرائیگی

اسی طرح ہتھیار ونسے لڑیگی اور خرخیگ نے جلد زمین پر دو ہتھر مارکر کہا کہ اے زمین طلسم ہوشربا اب تو
بھی افراسیاب سے منحرف ہے کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہین مگر تو بھی نہین خبر ہوتی یہ لوگ ملازم
شہنشاہ کے ذلیل ہوئے ہین علاوہ وہ سحر جو عالم مین انتخاب ہے اے زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دو سیاہ
گوش زمین شق ہوکر نکلے اور سامنے خرخیگ کے آئے اونسے جھنگایا کانگر خون ٹپکایا کہ اونھون نے
چاٹ لیا اونسے کہا جاؤ اور اوس حریفہ کا کام تمام کریا پکڑ لاؤ یہ سحر عمدہ ساحر کے سحر سے دونون سیاہ
گوش فوراً جھپٹے اور آئے ہی نافرمان کے گرد ہوکر حملہ آور ہوے نافرمان نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر مالک
افراسیاب کا اوسی کے مدد مانگ کر اوسی کی ناطرہ طلسم نے سحر بلایا تھا یہ سحر کب بلینے والا تھا بس وہ سیاہ
گوش نافرمان کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ منہ پر نافرمان کے رکھدیا کہ منہ پر قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق
نافرمان کا پکڑ لیا اور رکھ دیا کہ یہ پشت پر آگئی بس وہ لاد کر اوسکو سامنے خرخیگ کے لے آئے اور کہا یہ مجرم
حاضر ہوا اسنے پھر سحر پڑھا کہ دو پنجے طوق و زنجیر لیے ہوے پیدا ہوے نافرمان کو مطوق و مسلسل کر کے خرخیگ
کے حوالے کیا اونسے اسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیجدیا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر للکاری کہ اے مہرخ تو پھر اپنے
مقام پر ہوا اور ہم اپنے رتبہ پر ہین مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہے کہ تجھ ایسی سے مقابلہ شہنشاہ کا ہے بھیج اور کسیکو
میرے مقابل یہ سننا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنی طاؤس کو میدان مین نکالا اور سامنے مہرخ کے آئی اور عرض
کیا کہ شہنشاہ عالی پایگاہ آپ دیکھتی ہین کیسی کیسی بے ادبیان یہ کر رہی ہے مجکو اجازت دیجیے کہ جاکر
سزا اسکو دون مہرخ نے ایک ٹیکا سیندور کا اوسکی ماتھے پر اپنے ہاتھ سے دیا اور کہا جاؤ تمھین بھی کریم رحیم کے
سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہوکر اپنے حسن کی کیفیت دکھاتی سر پر اوسکے گھٹا چھائی ہوئی اور مینہ چھمکار کی
ننھی ننھی بوندیان پڑتی ہین اور وہ اچھلا یہ معشوقہ بھی مینہ گھٹا آفتاب جیسی چھائی ہوئی سے ہزار دن ناز و تمکین
سامنے اوس سفاک خرخیگ کے آئی اور پکاری کہ او فقیہ کیا نسبت بندگان دارا و دربان شاہی کے کلمات
لاطائل بکتی ہے لا حربہ میدان مردان عالم اوسنے ہنسکر کہا کہ تجھسے بیوقوفی ہوئی جو پہلے مین نافرمان سے لڑی
تھی اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان آخر مین خیر آئی یہ کہکر پھر اوسنے زمین پر دو ہتھر مارا کہ دو سیاہ گوش
زمین سے پیدا ہوے اوسوقت طاؤس نے خنجر سحر پکڑ کر ان سیاہ گوشونکو آتے دیکھکر حملہ کیا اور کئی خنجر اونکی مارے مگر
نہین معلوم کہ وہ اژدھات کے تھے جو اونپر کچھ اثر نہوا اور اوسکے بھی وہ دونون لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے
پنجہ منہ پر رکھکر قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیٹھ پر لاد کر جست کی اور بنے تیلن سامنے

خرخنگ کے پہونچایا زمین پر اوسکو ڈالدیا اونسنے پنجہ سے طوق وزنجیر اوسکو پہناکر سامنے
حیرت کے بھجوایا حیرت نے ایک خلعت موافق قلعہ کا خرخنگ کو بھیجا اور تعریف کرا بھیجی اور ان
دونون شہزادیونکو قید کیا اور خرخنگ زنجرافی پر سوار ہوکر سامنے لشکر مہرخ کے پہونچکر آواز دی
کہ کیون اے خیرہ سر تباہ روزگار دیکھا تونے بندگان شہنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ نہین گیا
ہے اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اوسکی باتون کا جواب دیا مگر اور ایک
ساحرہ جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ مہرخ سے لیکر اسکے مقابلہ مین اپنی تیئن پہونچایا مگر بموجب مثل کے

یہ طرفہ سپہر فلک نے مچایا ہی اندھیر		سیاہ گوش پہ چاہے ہے یون پلنگ کو گھیر

اوسکو بھی سیاہ گوش پکڑکر سامنے اوس روباہ حیلہ ساز کے لائے اور شغال طینت نے پنجون سے
قید چھواکر اوسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کیطرف اوسکے حال پر دمبدم رعایت سلطانی
بڑھتی جاتی تھی اور یہ میدان مین کھڑی ہوئی نعرۂ ہل من مبارز پکار رہی تھی شیران بیشۂ شجاعت
سامنے جاکر شکار سیاہ گوشان ہوتے تھے قریب دس سرداران نامی کے سامنے اوس لکڑ بگھے کے جاکر
دام تزویر مین اوسکے اسیر ہوئے اور اوسنے حیرت پاس انکو بھیجکر قید کرایا اور آپ میدان کھڑی ہوکر لاف
وگزاف کرنا شروع کیا اور ہر بار للکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگامہ کو دیکھکر رعد و برق
کو بہادر ذکر ہوا کہ چھوٹکر آچکے ہین اونکو تاب باقی نہ رہی اور رعد نے کہا اے جان من کو جاکر ایک چیخ
مارتا ہون کہ کان کے پردے اوس قحبہ کے پھٹ جائین برق نے کہا جاؤ مین بھی آتی ہون رعد تبان
لشکر سے الگ ہوا زمین مین غرق زمین ہوگیا اور برق کڑکڑا کر صف لشکر سے اڑی اور چمک کر بلند ہوگئی اجازت
بھی اونھون نے مہرخ سے نہین کی اور یکایک رعد قریب خرخنگ پہونچکر لوٹا سا زمین سے اگلا اور اپنے
کان پر ہاتھ رکھکر بڑے زور سے اونے چیخ ماری یعنی پکارا کہ اری ناز اوری رہ کو جاتی ہے تیری جان کا
ملک الموت آ پہونچا ایسی آواز اوسکی مہیب تھی کہ خرخنگ بہری ہوکر زمین پر آ رہی ہے گرچہ ابر
سے برق جو کڑک کر گری اسکو کانکر زمین مین اوتر گئی شور دار وگیر بلند ہوا اور بھی آئی برسر جنگ صدائے شادیانہ
ہوا خرخنگ افعی سوار جادو کو وہ دونون سیاہ گوش زمین مین سنگ تھے دیکھا تو جل کر خاک ہوگئی اور خرخنگ
اٹھی چلی تھی کہ ہم جنگ مغلوبہ کردین برق اڑی ترچھی ہوکر مہرخ پر گرنے لگی خرمن جان مدعیان جلنے لگے
چنین بار نزلگا ملکہ حیرت نے افسران لشکر خرخنگ کو منع کیا کہ جنگ مغلوبہ کرنا ابھی نا بر وقت ہے کو منظور نہین

وہ لوگ بھرے برق بھی اپنے لشکر کیطرف پھری افسران لشکر خر خنیگ نے لاشہ خر خنیگ اوٹھایا
اور اوسکے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوئی نافرمان جو سحر مین اوسکے مع دس ہزار زن
کے گرفتار ہوئی تھی اوسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہین سے شمشیر سحر کھینچکر سردارون سے کہنے لگی
حیرت نے کیا کیا کلی نے دو مین ایک آن واحد مین ان سب کو خاک مین ملائے دیتی ہون غرض یہی سب
لشکر مہرخ مین آئی مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ شاباش بچہ بڑا کام
کیا اب مین میدان جنگاہ سے پھرون تو بہت بھاری خلعت تجھے دون غرض ادہر تو سب خوشی کرنے
لگے اور اوسطرف حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اوسکے رنجیدہ ہونیسے ملکہ ارژنگ ماہی خوار قلعہ دار
طلسم اپنے سرخاب کو اوڑاکر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ اے ملکہ طلسم مین داری آپ کی بلا لے
کرے اگر خر خنیگ ایک کنیز تھی جو آپ پر سے نثار ہوگئی لونڈی غلام ہوتے کسدن کیلئے ہین وہ میری
رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر مین سچ کہون سرکار کے کام مین جو ماری گئی تو مجھکو کچھ اوسکے مرنے کا
رنج نہین ہوا ہمارا سر اسی کام کا ہے جو کام کا ہی جو کام مین سرکار کے آوے آپ اس
کنیز کو اجازت جنگ تاکہ ناک اون نابکاران غدار کے سر سے نکالون اور قصاص اپنی بہن کے مرنے کا
نکالون حیرت نے اوسکو خلعت سے مخلع کرکے حکم جنگ کرنے کا دیا یہ ملکہ تو یہی چڑھائے بیٹھی تھی سرخاب کو
اوڑائی بڑی غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرہ پر نور اوسکا ارژنگ نگارخانہ چین تھا طرفہ نقش
و نگار و دلبری رکھتا تھا کہین تو بینی الف سر کشیدہ کہیں صاد چشم حلقہ زدہ رخسار پر خط کی جگہ خال خال
نقطہ دیکھ چھپا کے داغ صفحہ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتا ابرو بسان بسم اللہ تھی پلکین تھین کہ صحائف
قدرت نے موشک دندان لوح رخسار پر لگی تھی جو کھٹی مین آنکھ کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کھینچی تھی
اور اسمین سفیدی و سیاہی بھری تھی صفحہ رخ بالکل مطلا تھا اور ہر اعضا اوسکا گواہی دیتا تھا کہ مین بیمثل
یکتا ہون کہین طغرا انونس قدرت نے دہن میم کا طغرا لکھا تھا اوسمین سین کے دندانونکو اسطرح کھپایا تھا
کہ دندان دہن نمایا تھا لباس جھانی یہ قبا پہنے سرخاب پر سوار بڑی آن و بان سے میدان مین آئی کہ سمند

شوخ طناز قیامت چالاک
نئے انداز نرالی پوشاک
رگ جان خنجر ابرو کاٹے

معدن حسن و لطافت بیباک
ختم تھا حسن نزاکت اوسپر
راہ کو اونچی گیسو کا سے

وہ جوانی کہ دو عالم ہون ہلاک
بانکپن اور قیامت اوسپر
وہ ادھر زلف سمن بو کا

دست افسوس ادھر تو کاٹے ادھر ملی کنگھی سے پریشان دل ہے دیکھے وہ آئینہ حیران دل
ہزارون ناز ایک ایک انداز مین دکھاتی جان عاشقان پر بجاتی جیب زلف چہرہ پر بکھراتی غرض جب
شوخ طناز میدان مین پہونچی از بسکہ بہن کے مرنے سے رنجیدہ خاطر تھی تو پکاری کہ کہان ہے وہ قحبہ بازاری
سوتی شہدن برق جادو آئی تو میرے سامنے ابھی سارا اوسکا چمکنا نکال دون یہ صدا دیتی ہی رعد
مہرخ سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو ان باتون کی تاب نہ آئی اور صف لشکر مین چمک
کر اوسکے قریب تر اوسکے پہونچکر پکاری کہ خبردار ہو جاؤ سوتی شفتل اپنے دھگڑے افراسیاب
پر اترائی ہوئے مین آ پہونچی یہ کہکر چاہتی تھی کہ اوسکے سر پر گرے اوسنے ایک ہار اپنے گلے سے اتار
کے اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر اوچھالدیا کہ وہ ہار جانب فلک گیا برق نیچے ہو چکی تھی
اوسکو یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بنکر از سرتا پا لپیٹ گیا کہ برق بے حس و حرکت ہوکر دھم سے سامنے ارژنگ
کے گر پڑی اوسنے وہ ہار تو ہاتھ بڑھا کر اوسکے جسم پر سے کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنی جھولی سے نکال کر اوسکے
گلے مین ڈال چالیس ساحرونکو بلا کر حکم دیا کہ اوسکی مشکین باندھ لو اور بیڑیان اوسکے پاؤن مین پہنا کر
پسین میرے پاس استادہ رکھو تاکہ میرے لڑنیکا یہ بازاری تماشا دیکھے اور تڑپ تڑپ کر رہے اور کچھ بنائے
نہ بنے چالیس ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیان بجانے لگے یہ تمام ماجرا رعد نے اپنے مقام سے دیکھا بس ہائی
امان جانی ہائی امان جان کہکر جو دوڑا میدان پہونچکر غرق زمین ہوا اور اون چالیسون ساحرون
کے بیچ مین آکر نکلا ایک چیخ اس زور سے اوسنے ماری کہ بھلا اے حرامزادون کہان جاؤگے میرے ہاتھ
سے ایسی مہیب صدا تھی کہ چالیسون جادوگرون کے کان کے پردے پھٹ گئے اور ارژنگ نے بھی
کانون مین اونگلیان دے کر ٹھونسی تھی لیکن صدائے رعد بہا سن چکی تھی اور یہی اوسکا سحر ہے کہ اوسکی آواز
جو سنے یا تو اوسکا دم رکے یعنی تو بیہوش ہو جائین بس تھم سکی بیہوش ہوگئی برق جادو نے جو ساحرون
کو حریف کی بیہوش دیکھا تڑپی کہ وہ بیڑیان اور طوق ٹوٹ کر الگ گرا اور یہ چمک کر فلک پر گئی وہان سے کڑک کر
جو گری ارژنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرونکے بیہوش ہونیسے دوڑے تھے مگر رعد
جسکو آتے دیکھا اوسنے پیدا ہو کر چیخا کہ وہ بیہوش ہوا اس عرصہ مین ارژنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور و انا
گیر پیدا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہے ہے مارا ارژنگ ماہی خوار جادو کو آندھی پانی آگ پتھر برسے لشکر دوڑے پر لاش
اوٹھا لیگئے ادھر حکم حیرت جنگ نہ لویہ سے باز رہی برق جادو رعد کو لیکر اپنے لشکر مین آکر داخل ہوئی ادھر

ادھر حیرت کا رنج اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اوسوقت ملکہ سہیل پیشانی ناظرۂ طلسم اپنے ہنس کو اوڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور عرض کیا کہ دریان تیری بلا رنج کرے ایسے بہت سی لونڈی غلام کام آئینگے اور ہمکو بڑے فخر کا مقام ہے کہ تجھ ایسا مالک ہے ہمکو تمکو ہمیشہ بجای فرزندون کے رکھو اور آپ ہمارے مرنیکا رنج کرتی ہین واری مشیت جمشیدی مین کیا چارہ ہے آپ نے دیکھا کہ ازرنگ نے پہلے اس قحبہ برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے مین پھنسا اوسکا اگر کھینچا آخر وہ خداوندی کی بہشت مین گئین اب اس کنیز قدیم کو اجازت دیجے کہ مین جا کر یا تو سر اپنا بھی آپ کے قدم پر نثار کرون یا ان ہمکو اون کو خاک و خون مین سلاؤن اور لٹاؤن حیرت اوسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھکو سامری کی حمایت مین دیا جا اور کام ان لوگون کا تمام کر سہیل ہنس پر چمکتی ہوتی اپنے ملکہ رخسار سے صندل گون زمین بساط کو خوشبودار اور منور بناتی ہوئی میدان مین آئی پیشانی مین اوسکے ٹیکا لگا وہ ستارہ سحری کی طرح چمکتا ہے گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا ہے اوس ٹیکے کے بھوین خمدار غصے سے آشکار کہ ستارہ دو نبالہ دار ہے آنکھین دو نرگس مخمور رخسار اوسکے دو گلاب کے پھول یا فلک حسن کے مہر و ماہ از سرتاپا آفت جان غضب کا ٹکڑا آفت کی پرکالہ بنی ٹھنی عجب جاتی میدان مین آئی کہ نظم

عجب ہین یا کہیں ہین وہ نمایان پیشانی	یا گو نخل تمنا مین یہ دو پھل ثمر دار	ہے وہ پیڑ کہ ثمر پر ہے وہ گل کا دامان
طلوع حسن کیا ہے عیان راہ بیان	آشکار ہے عجب حسن جوانی کا فوارہ	ادھر بھرپور ہے جوبن سے سینہ معمور

حاصل مرام اس نازنین نے للکار کر کہا کہ اے حیرت واہ واہ تمکو فقط ملکہ برق جادو اور رعد جادو کے ملجانا باعث زندگی کا ہوا ہے سو وہ بیچاری اکیلی کہانتک سختین سہین گے اور کس کسکو تمہارے لشکر کے مرنیوان سے روئینگے آخر وہی مثل ہے کہ بکری کی مان کبتک خیر منائیگی آخر ایک نہ ایک دن چھری کے تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے مین پھنس ہی جائینگی انکی عزت اور جان پر بنجائیگی پھر تم وہی عصمت بی بی از بے چادری رہجاؤگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی اتنا ہے کہ دم بھر کسیکا سامنا کرے اور اسکے مرنے پر تمھارا حوصلہ نہ رہیگا برق ہی کو اب بھی بھیجو اور کوئی ہے کون تمھارا میان اوسکو نہ بھیجوگی تو اور کسکو بھیجوگی یہ کلمات سنکر ملکہ ہلال سحر افگن گربجی بکاری کہ اے ملکہ سہیل یہ گفتگو واہیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہوکر ایسی باتین کرے مجکو بھی تمھاری باتون سے بڑا تعجب ہے اسے بی سنو حریف کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے

جس سے کام ہے اور دوسرے رعد ابھی چھوکرا ہے اسکو سحر تک تو یاد نہین ملکہ برق کچھ جادوگرنیون
مین ایسی چندان مشہور نہین اور زبردست نہین اوسکے نام سے تو تمھاری فوج مین تہلکہ سا پڑگیا ہے
ایک کا چھوٹ گیا ہے تم کسی اور ساحر کا کیا سامنا کرسکوگی یہ میلا جمع کرکے جو حیرت چڑھ آئی
ہے ایک تو یہی تم لوگون کی جوانمردی اور بہادری ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فوج کے ہلوگون کے
جنھین آدنی ترین سمجھتی ہو مقابلہ مین پیش آئی ہو اور اوسپر ایسی شیخی بگھارتی ہو اچھا دیکھون تو
کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق ور عد تو درکنار مجھی سے سامنا کرلو یہ کہکر ملکہ مہرخ سے اجازت لیکر
یہ ماہ پارہ بھی چلی اوسوقت اوسکی بھی عجب شان تھی واہ کیا آن بان تھی زلف چلیپا کا
خط بنکر گھر کرتی اور اپنی پرستش کراتی ابروہر ایک بجواب کلیسا نظر آتے پلکین ترسون اوسکی
کلیسا کی تھین آنکھین عین مردم دیدہ بہر پرستش آذر تھی رخسار نازک اور سرخ دو سیب کے
نکرے دہن تنگ تنگ شکریات ہر ایک نبات مترا یاد اوسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار بلائم ازلب	عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو خجلی ہوس	مفت ہے جان کی عوض بھی جو میسر ہو مس
بل ذرہ ٹھکی پر تا ہے جگہ ای کا رس	دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علی	رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کی جاتا ہے کس

جب اوسکے سامنے یہ ماہ پارہ پہونچی سہیل نے جھنجھلا کر بیضۂ عقاب سحر دم کرکے مارا ہلال نے ہنسکر ہاتھ پھیلاد
اور کہا اے ملکہ لاؤ بموجب مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر
لگا اور شق ہوگیا اوسمین سے ایک جانور خوشرنگ نکلکر پھڑپھڑاتا ہوا بجانب سہیل چلا سہیل نے
فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر جلگیا اور اوسنے بیضہ دوسرا نکال کر ہلال پر مارا ہلال نے
پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندہ ہے بچہ نہ دیگا یہ کہکر اوسکو ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کنیز کو
دیا کہ اس انڈیکو تو تل کر کہا لینا سہیل نے جو یہ زبردستیان ہلال کی دیکھین اور دو سحر اپنے
رد ہوتے دیکھے اور ادھر ہلال نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ سہیل اٹھو تم باندھ ہوگئین لاؤ اور کچھ دو سہیل نے
غضبناک ہوکر گولا فولاد کا نکال کر سحر دم کرکے سینۂ ہلال پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تم
یہ سن نہین ہے کہ تم موم کی گولیان بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی لڑائی سحر کی ہے یہ کلمات برابر
تھے وہ گولا بھی موم کا ہوگیا اوسوقت سہیل نے کہا کہ اے ہلال ماشاء اللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب
کی جوتیونکا صدقہ ہے جو بڑھ بڑھ کے بولتی ہو اچھا اب کچھ تم بھی اپنا کرتب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہوجاؤ یہ کہکر اپنے

سحر بالی پڑھکر اور ایک تیر نکالکر اوسپر باندھکر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہو گیا اور
ایک تنکار رکھکر پکاری کہ ای تیر سحر جا اور کام حریفہ کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسنے کمان حسن مین
بصد حسن تیر نار رکھکر مارا ہر چند سہیل نے رد سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹیکا
جو ستارہ سا ماتھے پر تھا اوسپر آکر وہ تیر لگا کہ اوسمین سے بجائے خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل چرخ مارکے
اپنی فوج کیطرف چلی بس جسکے بدن پر لو اوس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اوٹھا کیا گرما گرمی ہلال نے
سرد مہری کرکے اوس ناریہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اوسکی جلائی اور ہر طرف
وہ آگ دوڑی یعنی جسکے بدن مین لو اوسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سے لپٹ اوسکی لگی واہ بموجب ؎
مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے ؛ صیاد ہاتھ ملکے چمن مین نکل گیا ؛
بلکہ بموجب ؎ آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جلگیا۔ اب سہیل نے منھی کیطرح چرخ کھانا شروع
کیا اور لشکر مین اوسکے لاکھوں ساحروں کے پیرہن اور سر مین آگ لگی اور لشکر کو اوسکے کرہ نار بنا دیا
سہیل کو منبع آتش قرار دیا اچھی خیگی بھس مین اس جالوے چھوڑی لشکری گویا بالکل ٹمیا بھوس
تھی کہ دھڑ دھڑ جلتے تھے اُف اُف کی صدا بلند تھی گویا دریائے آتش مین حباب پھوٹتے تھے دل
کی لگی ہلال نے خوب بجھائی خوب ڈھیٹوں کیا سو ہیٹوں آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات

وہ قرہ دون کی چال کا تھا یہ حال ؛ تپ سے آگ کے ہوا تھا سیال
جون بجھاتے ہین آگ چھل بدال ؛ ہاتھ اوٹھا کر کہے تھے نا ہنجار
سایہ کی تیرگی یہ کرنے لگا ؛ وقنا ربنا عذاب النار

حیرت اور تمام ساحروں نے ہزاروں سحر اوس آگ کے بجھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال
نے کیا ہی یہ ایسا سحر نہ تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادوگرنیوں نے دو ایک سحر شاہ جادوان اور
نامی ساحران طلسم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہین کہ اونکا رد ہونا شاہ جادوان سے بھی ممکن نہین اور یہ سحر
ایسے ہی وقت کیلیے اونھون نے اوٹھا رکھی ہین کہ جب کوئی معرکہ پڑے بہت برا تو اسکو کرین لشکر خرخ
مین ہر سمت سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور شور رہا تھے سے سہیل کے بلند تھا اور وہ چرخ
مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعر

بھول جائیگی بنیٹھی کا ہلانا بجلی ؛ یار بھر آنیکے گر آئے شرر بار کے ہٹھ

حیرت عنقریب تھا کہ بدحواس ہوکر طبل بازگشت بجوا دے اور میدان سے پھر جائے اوسوقت ملکہ سحا

دریاباری اپنے تخت پرسے تھم کو دی اور کالی گھٹا کی طرح جھومتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی اور کہا ای
ملکہ یہ سحر بڑی آفت کا بلال نے کیا ہی لیکن اوسکا توڑ مین بھی خوب جانتی ہون دیکھو تو کسطرح اسکے
رد مین آگ لگا کر پانی کو دوڑتی ہون اجازت کی امیدوار ہون حیرت نے کہا بی تم سب میرے سانے
سیماں بگھار بگھار کر لڑنے جاتی ہو اور ذلت مفت کی دلواتی ہو آج کل ان نمک حرامون مین
رات دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہی مینے سنا ہی کہ لاکھون روپیون کا ہوم جانے مین سامان کا
نیا ہوتا ہی اور بھینٹ لاکھون کی دیجاتی ہی اور ہم لوگ سب عیش و نشاط مین مشغول ہو کر کچھ بھی نہین
کرتے صرف نام کو ساحر بنگئی ہین سنو مری جان اسکا نام تو کر تب ہی کرے تب ہو ای اچھا جاؤ جمشید
تمھاری مدد کرے اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریاباری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اس
معشوقہ کے ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جانور اوس مین جوش نعل کرتے تھے گرد تخت کے نہرین
سرخ رنگ کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف لون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھین اور
غائب ہو جاتی تھین نہر مین بلبلے جا دکھتے تھے صاف شیخی بگھارنے کی گواہی دیتے تھے حسن مین تھی یہ صدف
بحر حسن و گوہر یکتائی خوبی یہ طلسم مجبونی تھی جو عاشق کہ اوسکی عشق کے نہر مین آجاتے غیرت سے
ڈوب مرتے بحر لطافت کی موج اوسکی زلف پیچدار تھی حلقہ گیسو گرداب بلا تھا غرق جبین جان عشاق
زار تھی اسکے جسم سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ لہرآتی کہ جان مفت تراہ تراہ کرکے جاتی آشنائی اُس
حسین کی جان کی خواستگار ہی کب عشاق کا بیڑا اوس منجدھار سے پار ہے چاہ اوسکی انسان کو پامال
کرکے شل یوسف کنوین جھنکاتی نالہ فرصت نہ دیتا ندی اشکون کی آنکھون سے بہ جاتی کہا بیات

شام کا رنگ جو ستی کی اوُودا مین تھا
پھول لالہ کا عیان غنچہ سوسن مین ہوا

او سپہ لائی جو لگائی تو شفق پھول گیا
ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا

لایا باہر جو زبان کو وہ جانی لاکھا
گہر و نیلم دیا قوت کو اکیجا دیکھا

پس وہ مغرور حسن و جمال شل اسکے کہ جیسے بہار گلستان مین آتی ہی میدان کارزار مین آئی اور آتے ہی
اوسنے ایک گلاسو تیز کا توڑ کر چار دانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اوسکی پکاری کہ ای ملکہ بلال سحر افگن
کتنا خوبصورت اور پیارا سحر ہوا ہی اور کیا اچھا رنگ ڈھنگ تمھاری لڑائی کا ہی واہ واہ آخر تم کس
شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحران عالم ہی بھلا سہیل شارہ پیشانی کو تمسے مقابلہ مجادلہ کی
تاب کہان تھی اور نسبت ہی اوسکو تمسے کیا ہی یہ فرالزنی کا توڑ بار دانے سے ملتا ہے اور دیتی ہمسری

حال بڑی بہار کا کھلتا ہے اچھا اب کوئی شگاف اور شعبدہ اور جو کچھ یاد ہو تو ہمیں بھی دکھاؤ کہ تمہاری بہ
دولت دل اپنا لوٹ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہم کردار کریں اوسکو ذرا استادانہ دیکھو اور بچاؤ بلابل ذبہ سنکر جواب
دیا کہ بی ہوش میں آؤ عقل کے ناخون لو جب مجھے شعبدے پوچھنا یہ سب تعریف ہجو ملیح جو میری نسبت
آپ ذکی میں کیا مخفی ہوں جو سمجھتی نہیں اب دیر کیا ہے یہی گوئی میدان ہے یہاں زبان سے کے موکلون
اور تقریر کے بیرون سے تو کام چلنے کا نہیں زبان شمشیر سے بات کرو تمنے سنا ہوگا مصرع کہ جای سخن
نیست اندر مصاف اب انتظار تم کسکا کر رہی ہو لاؤ جو تمہارا حربہ اور وار ہو استاد کے اقبال اور خدا
کے افضال سے جو کچھ ہمسے ہوگا وہ بھی دیکھ لینا اوسکا کہنا سننا ہی کیا ہے سحاب دریا باری ذکیا تو
خبردار ہو جاؤ اس دریائے خیال کے طعمہ او لطمہ سے بچو اور نہنگ اجل کی طعمہ نہو اتنا کہتا تھا سحاب کا
کر دیکھا آسمان سے گھٹا تیرہ و تار پیدا ہو کر منہ بڑی قیامت کا برسنے لگا اور اس منہ میں پتھر دو دو من کا
مریخ کی لشکر پر گرنے لگا فلک و دہر غدار گویا حال پر سہیل کے رونیلگا لمحہ بھر میں دریائے مواج زخار پیدا اون
ہوا کہ جو تیرہ و تار تھا ہزاروں ساحران واحد میں ادسین ڈوبنے لگے اور ہزاروں کے سر پتھروں سے شگافتہ
ہوئے منہ جو رحمت تھا اوسکے ساتھ یہ سنگدلی بھی ظاہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو
لشکر پر نکلی تھی وہ ایک ہی مرتبہ جمع ہو کر سر پر برسنے لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان سے منہ برستا تھا
اور اوسکے ساتھ پتھر برستے تھے آدمی جان بچانے کو ترستے تھے ایک لمحہ بھر میں یہ حال ہوا تری جسم میں ہر انسان
کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غیرت سے آب آب ہوئی زال دنیا کی مانگ پر گیا شرم سے تمام
اندام میں عرق آگیا طوفان نوح اوس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق بیتاب ہو کر رو رہا تھا
خورشید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے مثل دریا کی موج مارتا تھا یعنی کانپتا تھا چرخ کی اطلس
قبا یقین تھا کہ اس پانی میں تر ہو جائے وہ سارا طلسم اسوقت زمین کا خیمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ زہرہ
معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک برہنہ تھا پیر فلک تاپنے کیلیے انگیٹھی سلگا کے گود میں لیے تھا پانی کی
بوچھار ہوتی تھی دل دہر میں جو غبار تھا وہ بوچھار کیطرح نکل رہا تھا نہیں نہیں آسمان کے
منہ سے یہ بھاپ نکلتی تھی بیابان کہ ڈوبی تھی بہار دہان کو سب پابدامن تھے لیکن دامن سمیٹا چاہیے تھے
چار دیوار خانہ دنیا کی بیٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم میں ہو چکی تھی بوئے گل
بھی خجل میں ہمشکل غنچہ میں گٹھری ہو کر رہ گئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سرد بھرتی تھی سردی

مان گئی تھی درخت سب ثمرابور کھڑے تھے جیسے فوارون کی طرح بہا دری نسیم چل رہی تھی
یا بہار نے دیوارون مین اپنے کاخ کے پرنالی لگا دی تھی بلبلین اور طائران صحرا اکڑ کر مر گئے جو زندہ
تھے اونکا آشیانہ پتھرون سے اوجڑ گیا تھا مینڈھا کی کی ہاتھ بحر سحر کا اوچھلتا تھا زندگی کھاٹ کر گئی
تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکل کر لشکر مین پھیلی تھی بجھگئی اور سہیل بیہوش ہو کر گرا دو دو بچون نے
پیدا ہو کر اس تن کو اوس بحر سحر مین بجھایا یعنی غوطہ دیدیا گر وہ آگ ماتھے سے نکلنا موقوف ہوئی قسمت جو جلی
بھی تھی اوسکو ٹھنڈا کیا الغرض اوس بحر سحر کی طغیانی خدا کی پناہ جدھر دیکھیے پانی ہی پانی اوسکے مشکل تھی پانی پانی کی

	ابیات	
ابر و وحش ہوا پہ بالا پوش		رعد مردی کے ہاتھ گرم خروش
بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف		برف پڑتی تھی یا فلک نداوش
دست زیر بغل تھا شل سب کو		فرط سرما سے دیکھیے جسکو
صدمے سے باہر نکل نہین سکتا		کوئی اب جائے ہل نہین سکتا
مٹ گیا دمہر کا بھی گھمنڈ		غرض ایسی ہی کچھ پڑی تھی ٹھنڈ

تمام فوج مہرخ کی تہ و بالا ہوئی بڑی بڑی ساحران نامی جو تھے مثل بہار و مخمور وغیرہ اونھون
نے زنگی وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتی تھین آگ ممکن نہ تھی منقل ہای سحر گود
مین لیتی تھین اور باقی ماندہ لشکریون کے سر پتھرون سے جو فگار ہو گئے تھے اور ہزارون سر جوش ہو کر
خون تازہ سے گلنار تھے تو یہ ظاہر تھا کہ ابر گھٹا اور منہ مین شفق پھولی ہے اب یقین تھا کہ لشکر مین جلد بلا
پڑے اوسوقت ہلال سحر افگن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منہ سے نکل کر چمکی اور رعد کی آواز اوس قہقہہ
سے پیدا ہوئی بس یہ ملکہ پکاری کہ جو گرجتے ہین وہ برسینگے کیا منہ کے کھانے کی علامت یہی ہے کہ گرج جا اور
جا ای سحاب دریا باری واہ تم بھی کس سوکھی کھاٹون گھڑی ہو کچھ بھی دار ندارے کی تمنے سحر نہ کیا
کچھ تمکو وار پار کا خیال نہ رہا تو تمھاری جہاز لشکر تباہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہے بادبان سحر ٹوٹ گئے
اور گرداب الم مین تم پھنسین اب یہ سحری سوا جہنم کی آگ کے اور کہین تمھاری نہ مٹینگی یہ کہکر پکاری
کہ ای ناخدای حقیقی عمرو کی ناخدا کیا ہم لوگون کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہکر ایک لکیر اپنے دست
نازک سے لشکر حیرت کیطرف کھینچدی گویا اوس قلزم حسن نے نہر بنا دی کہ پانی اودھر نکل جائے اور پھر سحر
اوس لکیر مردم دیدہ سے گویا ہوئی ع خود کردہ را درمان چیست - جسکی بلا اسی کے سر لگ جانے لو ہار جا

دھوکنی والی کی بلا جا ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا
اوسی طرف بڑھا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور پتھر
بھی برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب خجلت مین تو ڈوبے ہوئے تھے ہی
اس دریا نے بھی ڈوبایا اب سارا لشکر اوسکا آدہا اوپر ہوگیا ہزارون ڈوب کر مری اور ہزارون کو
داخل جہنم ہوئے کتنون کو گھڑیال نگر وغیرہ دریائی جانورون نے طعمہ بنایا ہرچند سحاب دریا باری نے
سحر کرکے چاہا کہ اس دریا کو روکون اور رد سحر کرون ممکن نہوا اور وہ بحر پر قہر جب بہت طغیانی
پر آیا تو فوج ناظمان طلسم اور حیرت کی کنارہ کشی کرکے سب جہرمٹ کھدکے مقامہای بلند پر جاکر
ٹھہری اور بعض آدمی پہاڑ اور پہاڑیون پر مسکن گزین ہوئے اور وہان سے کیفیت ملکہ سحاب دریا باری کی
کی دیکھتے تھے اور سحاب دریا باری کے لشکر مین تلاطم تھا بہت افسر اور لشکری غرق دریائے سحر ہوئے
تھے اور ڈوبے جاتے تھے سحاب دریا باری بجان واحد اوس پانی مین کھڑی رد سحر پڑھ رہی تھی اور
پانی اوسکی چھاتی تک آگیا تھا بس اوسوقت اوسکو یقین ہوا کہ ابھی جو کوئی ریلا موجون کا آیا
تو مین بہ جاونگی پانون نہین ٹھہرتا ہے یا یہ پانی بڑھتا آتا ہے غرق ہوکر اسیر سلسلہ موج الم ہونگی
پس اوسنے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اوسکی ڈونگی بنا کر سحر پڑھا کہ وہ اصل مین
ڈونگی کی صورت ہوگئی پس یہ اوس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری کہ اے ڈونگی تو مجھکو پار لیچل
ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اوسنے چاہا کہ مین دریا کے پار جاکر ساحل سے ہمکنار ہون اودھر طلال نے
اپنے سحر کو بہ زور دیا کہ پروائی ہوا کے جھکوری آنے لگے اور شور دریا کا زیادہ ہوا بس پانی کی باڑھ
اور توڑ سے ڈونگی گھاس کے تنکے کیطرح اوڑنے لگی اور باد مخالف کے سبب سے اوچھلکر ایک بھنور مین جا گری
ہرچند سحاب نے سر ٹپکا اور سحر کرکے چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ قابو نہ چلا کرورون ساحر دور سے اس تما
کو دیکھہ رہے تھے کہ یکایک اوس ڈونگی نے چرخ مارا گھومتے گھومتے دریا مین ڈوب گئی پس اوسوقت لہرتی
دریا کی زنجیرین بنکر دست و پا و کمر مین سحاب دریا باری کی لپٹین اور قعر دریا مین کھینچ لیگئین
اب سب نے دیکھا کہ وہ ساحر اس پار لشکر مہرخ کیطرف دریا سے نکلکر جو سحاب دریا باری کی
مشکین باندھی ہوئی تھی زنجیرین گلے مین پڑی تھین اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے پھیلاو مین آگئی
مین کئی ہزار ساحر اور جادوگرنیان بندھی ہوئی ایک لیکانگی اوسکے بندھی نکلو دھر نگے ساحر اودہم مچا دیا

لیکر سامنے ہلال کے آئے ہلال نے اشارہ کیا کہ سامنے بادشاہ عالم پناہ کے لیجاؤ وہ ساحر سامنے مہرخ کے
اون سبکو لے آئے اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آپ فرمائیے تو ہم انکو قتل کرین اور فرمائیے تو قید رکھین ملکہ نے
حکم دیا کہ ان سبکو لیجا کر قید کرو پھر سمجھ لیا جائیگا ادھر حیرت نے جو یہ ماجرا اصحاب کے قید ہونیکا اور اوسکے لشکر
کے ڈوبنے کا دیکھا پس بغضب تمامتر اپنی فوج کے افسرونکی طرف اوسنے دیکھا اور کہا صاحبو انھین دو لونڈون
کیلیے تم سب لڑنے آئے تھے کہ ان نمک حرامون کے ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت نہین
رکھتے ہو اچھا اب مین خود جاکر کام ان حریفونکا تمام کرتی ہون یا اپنی جان دیتی ہون یہ کلمات زبانی
حیرت کے سنکر دو ناظم طلسم یعنی ملکہ شمسہ سحر افگن اور ملکہ صندل آتش بدن جادو صف لشکر
سے الگ ہوئین اور بانداز سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئین واری فرمانا آپکا بہت بجا ہے لیکن ہم اب جاکر
جانبازی کرتے ہین اور اس ریا کو شاکر کام حریف ناکام انجام کو پہونچاتی ہین حیرت نے آہ سرد دل پر درد سے
بھر کر کہا کہ صاحبو مین کسکو اجازت دون اور کسکو روکون جو کچھ ہمت ہو سکے تقصیر و کوتاہی نکرو اچھا جاو سپرد
سامری کیا یہ دونون ساحر شعلہ جوالہ تھی ہوئین سر سے پاتک لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے سنہرے ہمہ تن شعلہ بھبوکا
بدن آگ کی طرح دونون چمکتا کندن ان لالہ فام پر صدقے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر مین یہ آگ
لگاتین گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھین ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلتے اوس قہر و غضب صورت مین
وہ اونکی بھولی بھولی کہ فتنہ دہر ہر چند کہ سیانا ہے مگر انکا ادنی غلام بننا چاہتا ہے سورج کی کرن چاند سا

بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا مین ملی ہوئی حنا کہ مسی

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور | کور ہے دیدہ خورشید فلک جسکے حضور
زرد ہو بارے خجالت کے رخ شعلہ طور | دیکھے گر تیغ رخ حور و پری ہو گا فور
گل خورشید گلستان صباحت ہے وہ جبین | آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین
ذرے افشان کے درخشان نہین پیشانی کے | شعلہ آتش عارض سے اڑے ہین یہ شرر
الف آسا جو کھینچا ہے سر خط قشقہ زر | خط رو ہے یہ ہے دفتر خورشید و قمر
ذرے افشانکی جبین پر جو دمکتے دیکھے | اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

بس یہ دونون آتش عذار حیرت [illegible] اجازت لیکر جو روانہ ہوئین بیچ مین دریا
سحر حائل تھا مقابلہ حریف مین کیونکر جاتین پس اپنی اپنی سواریون سے اوترکر زمین پر لوٹین اور بسان شعلہ
جوالہ جانب فلک گئین وہ ابر سحر گھرا ہوا تھا اوسمین بجلی کیطرح جاکر تڑپین انکے تڑپنے سے وہ ابر

ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور ابر کے شق ہونے سے وہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ بہت سے ایسے ویسے ساحر جانین غش کھا کر
گر پڑے اور ملکہ شمسہ اور آتش بدن اسیطرح بجلی بنی ہوئین اوس دریائے زخار و قہار پر گرین سب نے دیکھا
کہ دریا کی بجلی چمکی پھر جو دیکھا برقین چمک کر دریا مین گرین اور دریا مین طوفان ہوا یا فسون اوسکا پانی
اونچا ہو گیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد لمحہ کے روغن کیطرح وہ سب پانی جلنے لگا اور عرق سے اوڑ کر
دھوان ہو کر جاتا رہا گھٹا کھل گئی مطلع صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونون
برقین پھر بہیئت اصلی اوسی طرح زنان مہر طلعت بنکر اپنے اپنے ہنس آتشبار پر سوار ہو کر سامنے ہلال سحر افگن
کے پہونچین ملکہ حیرت نے تعریف اونکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کئے کہ وہ انھون
نے لیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہو کر باواز بلند پکارین کہ اے ہلال سحر افگن کیا کہنا سامری
کی قسم کیا پاکیزہ جادو تمکو آتے ہین سچ تو یہ ہے کہ ہمین ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور ایک ہی مالک کے
تابع فرمان و نوکر تم بھی اسی ملک کی اسی طلسم مین بادشاہزادی اور ہم بھی وہ تو سامری نے [illegible] اونکو
کر جیسے گوشت کو ناخون سے جدا کر لیا ورنہ اس طلسم کے مرد و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر ہم مین
کوئی ادہر ہنستا تو ہم جانتے کہ یہ سحر رد ہوئے شہنشاہ ساحران نے خوشی مین آکر جسکو سرفراز کیا ہمسر سامری
اوسکو بنا دیا ایسا سحر بتا دیا کہ اب آج اوسکا جواب دنیا مشکل ہے لیکن اے بہن حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے
خیر کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہین کہ جس بادشاہ نے ایسے ایسے سحر تمکو سکھائے ہین
تو وہ رد اور توڑ بھی اوسکے جانتے ہونگے اونکی معشوقہ حیرت سے لڑ کر چاہتی ہو کہ تم سربرہ ہو تو ممکن نہین
اچھا آؤ اب ہمین اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمہارے جور سر آنکھون سے اوٹھائینگے جو تم سے ہو سکے قسم ہے
سامری کی اوٹھا نہ رکھنا ہلال نے کہا اے بی بی یہ تمنے سچ کہا کہ ہم تم ایک ہی ہین لیکن شاید
یہ مثل تمنے نہین سنی کہ گیا سوپ کے جائے چھاج ہی مین رہتے ہین اور چراغ سے چراغ جلتا ہی آیا ہے
ایک نے دوسرے کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت جو جیسا برتاو کریگا ویسا ہوگا اور جو تم کہتی ہو کہ ملکہ
حیرت سے لڑ کر سربرہ ہو گی تو سچ ہے کہ کہان ہم کہان حیرت خاص پہلوی بادشاہ کی سونیوالی مگر جلو
تو مرنے لڑنے سے ڈرتے ہی نہین جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین مثل چلی آتی ہے کہ جب اوکھلی
مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر سلامتی رہے خواجہ عمرو کی وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آتی
ہو ہمکو ڈراتی ہو تو سچ ہے کہ ایک تو یہ ہے تمہاری شہزادی طلسم کی مالک ٹھہری ہین اور دوسرے

تم دو ہو مین اکیلی مگر تمکو قسم ہی کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کیلیے بلا لو اور مجھسے مقابلہ کرو بیان مین دی نیو تو مین نہین کہتی
اور نہ مجھ ایسی موم کی ہی جو تم کہکل ہو گئی تم دو جو مل کر آئین خوب کیا تمہدی بھی حاضر ہی اچھا ضرب کرو یہ سنتی ہی
ملکہ خورشید آتش بدن نے اپنی بڑی بہن ملکہ سمتشہ سے کہا کہ باجی اماں یہ بات اسنے سچ کہی ہمکو خیال نہ ہوا
کہ یہ تھی دونون چلا آئے باجی تم شہر جاؤ اور میرے مقابلہ کا اسے تماشا دیکھو جب کوئی امر نوع دیگر دیکھنا اوسوقت
تم اونیکا ارادہ کرنا اور میدان مین آنیکی تکلیف فرمانا سمتشہ یہ کلمات سنکر ٹھہر گئی ملکہ وہانسے کچھ ہٹکر ٹھہری اور
ملکہ خورشید آتش بدن نامی میدان مین آکر زمین پر اتری ایک بچہ خوک جھولی مین سے نکال کر ذبح
کیا اور اوسکے خون سے زمین کو لیپ کر چوکا دیا پھر ماش کا آٹا نکالا اور اوسکو گوندھکر ایک شیر اور
ایک پتلا بنا کے اوسپر کچھ دم کیا کہ وہ پتلا ایک ساحر کریہ منظر ہو گیا اور شیر بھی ذی روح ہو کر ڈکرانے لگا
اور وہ پتلا اوس شیر پر سوار ہو کر ایک تلوار ننگی کھینچکر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ اے میری
مالکہ اور خالق کہیا آپکا حکم ہوتا ہی اوسنے کہا مجھکو موذی کا زمین نے اونیکے لیے بنایا ہی اور کہا مین تیری صورت
کو آگ دیکھو ونگی پتلے نے کہا پھر میری خوراک کہان ہی اور اوس شیر کا اب کیونکر ملیگا ساحرہ نے کہا تو اندھا ہی ارے
تیرے سامنے لاکھون ساحر مجمع کا اور یہ حریفہ اپنی مجمع لیے بلال سحر افگن کھڑی ہی اور تجھے رات نہین ملیگا
جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ بھر آج تو تیرا پیٹ خوب بھریگا اسلیے تو مینے عین وقت پر تجھے بلایا ہی
یہ سننا تھا کہ وہ پتلا شیر کو اوڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک سے اوتر آیا ہی یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہو کر
اوڑے چلا تھا وہ ہوتھ لسکے بڑی بڑی تھتنے شہر فنا کی ناکی ہاتھ بہت دراز اور مٹ چپٹ انتہا کی گستاخ پانون شل دراز تھی کہ عوج عنق کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ مین تیغ بازدہ دار لیے آنکھین لال بغیظ و غضب کمال جانب ملکہ بلال چلا

پڑھا جب کروہ کافر نحس و شوم	ابیات	تڑپنے لگا مثل مجروح بوم	
ہلے جیسے آندھی سے شاخ و درخت		وہ یون جھومتا جاتا تھا تیرہ بخت	
عزازیل سے کم نہ تھے اوسکے کام		عزازیل بھی بھاگے سنے جو نام	
گرانی نحس مجسم شوم مین		نحوست جو اوس مین نہ تھی بوم مین	

ادھر تو یہ ادھر کرو اور وہ خونخوار شیر کو اڑا کر روان ہوا اسطرف خورشید آتش بدن نے پکار کر کہا کہ اے ہوا
عالی مقداران لاکھون ساحرونکا جو تیرے سامنے کھڑے ہین خون ان سب کا پینے تجکو بچل کیا خوب پیٹ اپنا اور
اپنے شیر کا بھرنا اور بلال کا کلیجہ آپ کھانا گوشت بدن کا شیر کو کھلانا لیکن سر اوسکا ہمارے واسطے لیتے آنا کہ

سوار نے کہا بہت خوب اور صدحا تیغ علم کی آہی تو پڑا ملکہ ہلال کا اوسکی صورت دیکھکر یہ حال ہوا کہ سکتہ
ہوگیا رنگ چہرہ کا بسان طائر رنگ حنا جسم کا لہو خشک تھا اوتر گیا رنگ سفید ہوا رعشہ تن مین پڑا
دل ہی کہا بچانا اے عمرو ذکر خدا اور اس عرصہ مین اوس تیلہ نے صف لشکر ساحران مین پہونچکر شمشیر زنی
آغاز کی فوج ہلال کی آگی بڑھی تماشا سے جنگ نے مالک کا دیکھ رہی تھی اوس فوج پر یہ اگر العیاذ باللہ
جھپکے دوڑے اور سنے تیغہ مارا دو ٹکڑے لٹکے ہوئے اوسنے کلیجہ اوسکا کھالیا اور شیر نے گوشت اوسکا کھایا
فوج مین تمام برہمی اور درہمی ہوئی سن چلی بہادر تلوارین سحر کی اور سپر مارتے تھے اور ہزارون سحر کرتے
تھے مگر اوسپر کچھ اثر نہوتا تھا اور دشمنون تہلکہ ڈالدیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذار سپہر آج پکڑ کر زمین
پر اوتر آیا ہے اور ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون مین ملا رہا ہے تیغ کی چمک آئینہ جان مین جاکر عروس
مرگ کو جلوہ دکھاتی تھی بہت سے بغیر مارے بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعمہ شیر و تیلہ سحر کے ہوئے تلوار اس تیلی کی بے
پناہ پڑنے لگی اور چارطرف سے ساحرون نے گھیر کر اوسپر حربہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہین آیا تو تیغ و ترسول
وغیرہ پکڑ کر یہ بھی آگرے کہ ٹکڑے ٹکڑے اوسکے کردینگے قیامت کی لڑائی ہونے لگی ہلال کی فوج کا یہ حال تھا ابیات

پریشان و ترسان سراپا ہراس	غضب ہانپتی کانپتی بدحواس
نہ پاؤن مین موزہ نہ سر پر کلاہ	قیامت کے ترسان خدا کی پناہ
پڑے تیغ کے آن واحد مین ہاتھ	کئے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ
کلیجہ لیا آپ بس اوسنے کھا	دیا گوشت اوس شیر کو بس کھلا

جان حزین پر تمام ساحرون کے قہر خدا نازل تھا بلائے مبرم نازل ہوئی تھی مرگ سے زرد چار رتھی مجبور تھا چمن
تھی یا تو اس گلستان فوج مین عنادل دل اپنی مالک کی لڑائی دیکھ کر باغ باغ ہورہے تھے یا شل اوراق گل
پریشان اور ابتر ہوگئے تیغ کی ہوا نے باد خزانی کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آنکھ کسی نے دیکھی ہوگی کہ یکایک
بیخ بنیاد نخل ہستی کٹی ہوگئی آخر جب اُن بیچارون کا کچھ بس نہ چلا تو بھاگ کر لشکر مہرخ مین
جاکر مل گئے بقدرت خدا اوسوقت وہ تیلہ کہ عفیت پا رہا تھا اور لہو اوسکے منہ مین لگا تھا بھلا وہ کب آنا چھوڑتا
تیغ علم کیے ہی لشکر مہرخ پر اگر ادھر نجاتا اور پلٹ کر ہلال پر آتا تو اوسکا یقینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر
مہرخ پر جا اوسوقت مخمور سرخ چشم معشوقہ شہزادہ نورالدہر نے اگر بڑھکر کہا کہ اے ملکہ مہرخ ہلال نے آج
بڑی کارنمایان کی اور بڑے دیر سے میدان داری کر رہی ہے مگر اب اوس تیلہ کے ہاتھ سے یقین ہے کہ مار ڈالی جائے

لازم ہی کہ اوسکی مدد کے لیے کسیکو بھیجے نورخ نے کہا کہ وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہی اگر تم سے ہوسکے تو
روکو اوسکو ورنہ مین ایک سحر سوچ رہی ہون بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو بتایا تھا او
منتر کا ایک بول مجھکو یاد نہین آتا ہی اسی سوچ مین اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ ابتک کب کا مین اوس
سوار کو یہین سے بیٹھے بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہین مین جاؤن لڑنیکو نورخ نے
کہا بسم اللہ اوسوقت تو اوس گل باغ خوبی اور بادۂ خوشرنگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل
ہی کر چکی تھی اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلی اور وہ تپلا جیسے ہی صف لشکر پر آگرا تھا کہ یہ سحر پڑھکر
ارے سو برہ کو جا موم کے یا ماش کے آٹے کے تپلے تجھے بھی یہ طاقت ہوتی کہ ہمارے سامنے آتا ہی اور یہ کہکر
ایک سانپ جو بجای چابک دست نازک مین لیے تھی دوڑکر اس تپلے پر مارا اور دوسرا اوس شیر پر لگایا
اور کہا اے شیر تف ہی تیری اس نامردی پر تجھسے تو ایک کتا اور بلی زیادہ غیرت رکھتی ہین نالایق اور
کمزور کا بھیجا ہوا تو آیا ہی اور میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی یہ کلمات ایسے تھے کہ تپلا تو اوسی
طرح موم کا یا آرد ماش کا ہوگیا اور گر پڑا بس اوسکے گرتے ہی ملکہ بلال افگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی
سنبھل کر اوسکی اوپر مخمور نے اوس شیر کو منہ پر اچابک سانپ کا پھر لگایا اور کہا اے شیر مین تجھے کیا بگاڑ
مین نے تیری جان بخشی کی اور مین تجھے وہ خبر دیتی ہون جو کبھی کسیکو میسر آئی ہوگی شیر طلسمی کو
یا تو وہ ملی تھی یا اب تجھکو دی گئی یہ کہکر وہ ڈبیا جسمین سفیدور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سفیدور اوسکا
مقام بیابان آتش فشان مین کہ جب عمرو کو یہ جانب کوکب لیکر گئی تھی تو ملا تھا اور اسد کو اوس
کے مالک کو اسی سفیدور سے اوسنے قتل کرایا تھا حال اوسکا جلد دوم مین اسی طلسم کے مذکور ہو چکا ہی
اس سفیدور کو اوسنے لگا کر ایک ٹیکا ماتھے پر اوس شیر کے دیا اور کہا جا ملکہ خورشید آتش مین کو
پکڑ لا وہ سفیدور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اوسکو دیکھا اوسکی عزت کی تھی تو اوس شیر کے جو سحر تھا
بدن کے بنا ہی کیا حقیقت ہی بس فوراً دھڑ دھڑ کا مارتا اور ڈکراتا ہوا یہ پھرا ادھر مخمور نے بلال سے کہا کہ اے
ملکہ ماشاء اللہ کیا کتنا خوب لڑین واہ واہ مین سچ کہون یہ سحر آتش میدان کا کسی سے رد نہوتا میرے
پاس اگر سفیدور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر افلاس مین اکر بادشاہ نے مجھکو بتایا تھا
وہی اسوقت کام آیا ورنہ اوس تپلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی غرض کچھ اسمین دیر نہین ہی اب تم
ٹھہر کر دم لو اور مجھکو میدان مین جانے دو یہ کہکر اوسکو سمجھا کر اوسنے جانب صف لشکر پھرا اور آپ ہزاران تازہ دم

جبکہ رخ کیا اوسوقت اوس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھیں جو
زیادہ سرخ ہو گئیں تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادۂ احمر سے لبریز و سرشار ہیں انھیں آنکھوں
کی نرگس شہلا بیمار ہیں اور بادام ہزار جان سے نثار ہیں جو کوئی بادہ خوار اون ساغر چشم کا نام لیتا تو
مست ہو جاتا اور آنکھوں پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بال لٹکا لہراتا اونپر آجاتا وہ فی کیفیت
دکھاتا تھا یعنی میخانہ پر گھٹا کا چھا جانا ظاہر ہوتا تھا ہر چند کہ وہ جام آنکھوں کی شراب حسن سے بھرے تھے
مگر زہر قاتل بھی اونمیں گھلا تھا جسنے کہ ایکبار بھی اوس جام سے کچھ رس اور قرا اوسنے اوگل دیا بس مار
پڑا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادۂ فنا سے اوسنے لبریز کیا ابروان سکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو تیغ
مست میخانہ پر جھکی ہوئی ہیں رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر من الشمس ایک بات ہے عیان راچہ بیان
مگر بھولا پن اونمیں غضب کا دو آئینہ اسکندر آرزو کی پیش نظر ہے قربان جنکی صفا آئینہ شمس و قمر ہے
فلک نے اپنے آئینہ خانہ میں آئینہ ہای شمس و قمر کو لگایا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اوسکو جلوہ نظر
نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جای سخن اسمین کہاں شرم سے منہ چھپاتی مگر ایسی صورت کہیں چھپتی ہے
صاف روشن ہے کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہے کان جواہر دیکھیں پوشیدہ ہے یہی اسکی
بات ہے کہ لفظ ہی ہو کر دو لکھی ہے عقیق یمن کی دانت رشک گہر عدن کی کیا تنگ بیان کردن ابیات

ساغر بادہ گلرنگ ہیں آنکھیں سرشار	مستی حسن سے سرمست ہوئیں ہیں ہشیار	دو رہی آنکھوں میں یہ جو کچھ ہوں ہیں مستی
صاف ہیں چہرۂ رنگین پہ گلہای بہار	مست سمجھیں جو وہ آنکھیں نظر آئیں کالی	گھر کر آئی ہیں گلستان میں گھٹا برکھا کی
راست ہے مثل الف سیکڑوں قد بالا	وال ہیں جیسے الف لامین ہیں یون اوسکی	دل نہ اوال تو ہے دال کہ ہو جاتی ہیں فدا
شک نہیں ثابت ہے یہ تل کے تصور نے کیا	ال ہو رہا ہے تو پھر رنگ نرالا کچھ ہے	آنکھ کی خیر نہیں دال ہیں کالا کچھ ہے

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ عارتگر صبر شکیبائی تخت سحر پر سوار ہو کر آنچل الٹ کا دوپٹہ سنبھالتی پائنچا
آگے بڑھی آگے ڈھیر کچی حور اتر چا باندھی سکراتی ہوئی سامنے خورشید آتش بدن کے آئی اتنے عرصہ
میں اوس شیر کو جو بیگا سفید و طلسمی کا دیکر اوسنے پھیر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا لگا خورشید
آتش میں پڑا یا خورشید نے اوسوقت روبرو پڑھکر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا کہ ای شیر تو
اپنی جنیت پا چکا ہے اب اوسی طرح باش کا آنا ہو جا شیر کے ماتھے پر ٹیکا سفید و طلسمی کا دیا ہوا تھا
وہ کب پھرتا تھا بس اوسنے آتی ہی ایک طمانچہ خورشید پر مارا خورشید نے طمانچہ اسکا رد کر کے ایک

تیغین پر مارکر زمین کے اندر پہونچایا اور وہان سے پشت شیر پر آکر نکلی اور ایک ترسول اوسکے پیٹ پر اونسے
مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اونپر مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دیکر اپنی پیٹھ پر لاد کر چلا
اوسوقت شمسہ جو اوسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اوسنے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا دیکھکر بیتابانہ
اپنے تئین قریب اوس شیر کے پہونچایا اور اوسکے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہے کہ جس کسی ساحر خاص
منصب اور مرحلے کے مالک پر لگادے تو کام اوسکا تمام کردے بس وہی گولا اوسنے نکال کر اوس شیر پر مارا اور
جسکو وہ شیر بنایا ملکہ خورشید آتش بدن کا تھا اور اوسی کی طرف سے وہ بھی اس سحر کا ایسی انتہا
زبردست سے ہو رہا تھا وہ گولا اوس شیر پر جو پڑا اتھراکر وہ زمین پر گرا اور اوسی طرح ماش کا آٹا ہو گیا
ملکہ خورشید اوسکے نیچے سے چھوٹی اور ہوشیار ہوئی بیان ہر بعض داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلال
سحر افگن سحاب دریا باری اور خورشید آتش بدن سے نہین لڑی ہے ملکہ اختر بنت
مہیلان فیل زور بھتیجی کوکب روشن ضمیر کیواسطے دریافت حال ملکہ بران آجاتی ہے اور وہ
مقابلہ کرتی ہے اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہے تو مخمور آکر بچاتی ہے اور آپ مقابل
مین آتی ہے مگر بعض داستان گویون ذاتی فوج بران کا مقابلہ کرانا مناسب نہین جانا کہ سب فوج
تو مہرخ کی لڑتی ہے ایک اکیلی اختر اکر لڑے کچھ حسن بیان نہین اس سے یہی بہتر ہے کہ ایک ہی لشکر کی ہیبت
اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر مہرخ مین بھی قوت سحر و ساحری
زیادہ ہے صرف عیارون کے بھروسے پر یہ لشکر نہین لڑتا ہے اگر لڑائی پڑیگی تو بڑی مار ہوگی اور ہلاکت
در نبرد ہوش رہا آجتک مہرخ کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مرام ملکہ
مخمور لالہ فام جب میدان مین پہونچی اور وہ شیر طلسمی سفید ورکیوجہ سے خوب لڑا آخر مارا گیا اور شمسہ
خورشید کو نشانکی فرصت پھر کر اب بمقابلہ مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ سے پھر کر تمنے تو بڑا زور پیدا
کیا ہے مخمور نے کہا ہان مگر وہ کسمدن تھی اور ہمتین دب گئی تھی اور ہاتھ تمہارے سامنے کسمدن مین باندھکر
تھی جو آج برا زور پیدا ہم کو آگئی آئی ہو ہان البتہ تم لوگونکی مین نے بڑی دھوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ تھی
جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان طلوع ناظمہ بڑی زبردست ہین لیکن دور کے ڈھول سہاونے یہ ابھرم ہی بھرم
تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئی سارا بھرم کھل گیا اچھا دیکھین کہ تم کیونکر جیسے سر پر ہلکی ہو دو خورشید کو جو پھر کے بھی
ہو گیا وہ زندہ بچ گئی اور تو یہ سفید در طلسمی جسپر لگا ہوا تھا اوسکا طمانچہ کھا چکی ہے اوسکا کچا بنا شکل ہے شمسہ نے کہا

مخمور اب زیادہ صدمے نہ ٹھیر سکی زخم پر نمک نہ چھڑکو لو اوسکا مزہ چکھو یہ کہکر ایک قمقمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ اس قمقمے
مین خاک قبر جمشید بھری ہوئی تھی بس وہ قمقمہ سینہ پر ملکہ مخمور کے مارا مخمور اوس قمقمہ کو دیکھکر سمجھ گئی تھی
کہ اسمین خاک قبر جمشید ہوگی بس وہ قمقمہ آتے دیکھکر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جاکر ٹھہری قمقمہ خالی گیا اور خاک
جو اوسمین تھی نکل کر اڑی جو ساحر کہ آگے بڑھے کھڑے تھے وہ بیہوش ہوگئے مخمور نے فوراً بارش سحر مینہ برسایا کہ وہ خاک
دب گئی اور آپ زمین پر اتری اور پکاری کہ اے شمسہ یہ بڑے غیرت کی بات ہے تملوگ بادشاہزادیان طلسم کی اور ظلم
وہ شیدون کی بڑی بڑی صاحب منصب جاگیر دار ہوکر خاک جمشیدی کے بھروسے پر لڑتی ہو اور آپکو ایسی ہی
لیاقت مین سحر اور ساحری کرنا جانتی ہو حیف ہے دیکھو سحر اسے کہتے ہین یہ کہکر ایک ڈبیا اپنے بالون سے نکالی کہ اوسمین
لعل یاقوت احمر کی ترشی ہوئی تھی اور اوسکو واکر کے چالیس تپلے یاقوت کے برابر انگشت کے تھے نکالے
اور اونکے ہاتھون مین تنکے اوٹھا کر دیے اور کہا یہ تلوارین تمہاری ہین اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ تپلے سب مثل
انسان مبارز کے قد آور ہوئے اور وہ تنکے تلوارین ہوگئین بس اون تپلون نے جاندار ہوکر عرض کیا کہ حضرت نے
کیا حکم ہوتا ہے مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھوکریان کھڑی ہین اور بہت بڑا ہجوم کیے ہین اونکے سر کاٹ
لاؤ بس وہ چالیس تپلے تلوار علم کرکے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہوئے شمسہ نے ہر چند چاہا کہ اونکو روکون مگر وہ کب
رکتی ہین جب وہ تپلے اوسپر آئے یہ سمجھی کہ مین گھر جاونگی اور ماری جاونگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر پڑھتی
ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت مین جو فوج کہ اوسکی تھی وہین یہ بھی آئی تپلے اوسکے تعقب مین جو آتے تھے
وہ بھی قریب پہونچکر فوج پر حملہ آور ہوئے اور زیر تیغ اونھون نے ساحرون کو دھر لیا بگیر و بکش و بکشید کا شور و غوغا
بلند ہوا بہت تن بے سر ہوئے شکار اجل صف شکن و صفدر ہوئے وہ چالیسون تپلے غضب کے تھے کہ دم بھر
مین ہزار تلوارون کے اونھون نے تہلکہ ڈالدیا تیغ تیز کے جوہر دکھا دیے ہزارون مار گرائے لاش پر لاش
ڈھیر پر ڈھیر مردہ پر مردہ دم بھر مین اونھون نے گرادیا اور ازبسکہ کرورون فوج ناظمان طلسم کی تھی اور
ان چالیسون تپلون کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب
خفیف ہے یہان تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل مین نظم کیا رکن جسم کو جان سے بدل کر حذف کیا تھا قافیہ
ہر ایک کا تنگ تھا فقرے تیغ کے بہت گرما گرم تھے نظم جان کا انتظام کچھ نہ رکھتا تھا نثر مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم
کو پسند کرتے تھے تو بحر مضارع مین شعر نظم کرتے یعنی ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عروض سیفی کا سبق سبب
کو موت پڑھاتی تھی سبب وتد یاد دلاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ

ابیات

ستون پر تھا ہر سمت جو غل نگار
ہوا یہ جو خون نہ اٹھتی تھی گرد
زمین پر گری تن سے اڑ اڑ کے سر
ہوئی آج بیجان ہزاران ہزار

لب زخم سے ساحل جوئبار
وہ آندھی اوسکی کہ طوفان مرگ
ہوا سے درختونکے جیسے ثمر
تڑپ کر گرے خاک پر وہ لعین

بچھی ہوئی خاک دشت نبرد
برش تھی ضماندار سامان مرگ
سوار و پیادہ بوقت قتال
گئے جانب اسفل السافلین

لشکریان حیرت اون تیلون پر بیٹھی عقاب گرگ کے فولاد کی ناخن تیغ کجی سوئیون کی تلوارین وغیرہ ہتھیارون کی وار اور سحر کے حربے لگاتی تھی لیکن کوئی حربہ اونپر اثر نہ کرتا تھا اور قریب بارہ سو جادوگرون کو اونھون نے مار ڈالا تھا اب ایک غوغاے عظیم برپا ہوا اور حیرت کی لشکر نے سامنے سے ان تیلون کی جھرمٹ کیا یا سمٹ کر جب وہ سب ادھر آگئی کہ جہان حیرت استادہ تھی تیلے بھی اسی طرف حملہ آور ہوئی اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے اور ناظمان و ندیم بڑے بڑے شاہزادے اور شاہزادیان حیران کار تھین اسوقت کہ جب قریب تخت حیرت غوغا بلند ہوا اسوقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا کہ اپنا کام کیجئے اب ہی خوب ہوتا ہی کیونکہ اب مین ہاتھ پاؤن نہ ہلاؤن تو قتل ہوجانے کے سوا اور کیا ہی کیونکہ یہ تیلے اگر مجھ بھی تو ذلیل کرینگے ارے صاحبو یہ کیسی حیرت ہی کہ ادنے کے سحر تمسے رد نہین ہو سکتے اوسوقت ابریق وزیر اپنے ہاتھی سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی لڑائی دیکھنے آئی تھی اب آپ فرمائیے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہی اور ان تیلون کی بنیاد ہی ابھی دم بھر مین انکو غارت کردون اور مخمور کو پکڑ کے سامنے حاضر کرون مخمور نے کہا آپ جانتے ہین کہ یہ کون سحر لیا ہی یہ وہ سحر ہی جو شہنشاہ نے روز نوروز ایک ایک ہم سبکو جدا جدا تعلیم فرمایا تھا ہمکو اور کچھ بتایا تھا اور اوسکو یہ بتا دی تھی معلوم ہوا کہ اوسکے ساتھ مین یہی تیلے تھے جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کو عطا کرنا وہ تیلا غضب ہی کہ تیلے تھے جو دی تھی جنھون نے آج تہلکہ ڈال دیا ہی لیکن کچھ پروا نہین ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کی کہلاتی ہین اور تعلیم اور پرورش یافتہ اوسکی ہین یہ چھوکری مخمور تو کیا ہی مہرخ اور اوسکی حمایتی کو کب تیرا ان کو ہم جواب دینے آئے ہین اور اسکو پکڑ لانے ہوئے یہ کہکر ابریق سات لاکھ جادوگر اپنی ہمراہ لیکر آگے بڑھا ایک دریا تھا کہ موج مارنے لگا ہر ہر بار تیغ و تیر ادھر چلتا تھا اوس دریا مین گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیر وتی تھی غرض تیغ تو تیغ مار کر لڑائی ہوتی دیکھی تھی چلی اور وہ مقابلہ تیلان سے سر پھرا یکبار اکو لونڈی کا حکم فی الفور ہی تھا سینکڑون تار دریا سے آواز دیا

کھڑی ہیں اور تم بے ادبانہ چلے آتے ہو لیں اب یہی قدم اوٹھاؤ جسطرح تم یاقوت کے پتلے نے
دیسے ہی اب تمھاری سزا یہ ہی کہ موم کے پتلے بجاؤ کیونکہ جسنے تمکو بنا کر محمور کے سپرد کیا تھا اوس
بی بی کا تمنے پاس نہ کیا اور پاس گیا تو اس ادنی کنیز کا یہ کلمہ ایک دو ہزار دستے زمین پر مار کر دو
پتلے یا تو خونریزی کرتے لڑتے چلے آتے تھے یا وہی جگہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے
اور ان پتلوں پر پڑے کہ وہ پتلے گل کے موم کے ہو گئے پھر اور شعلے نکلے اور وہ پتلے پگھل گئے
بعد اس سحر کے ابریق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم جھولی سے سحر کی نکال کے کچھ حرف
خط طلسمی سے لکھے اور سپر لکھو اور اپنے لشکر کے ایک علم میں باندھکر محمور سرخ چشم کے مقابلے میں وہ
علم لیکر آیا اور پکارا کہ او چھوکری شہنشاہ کی صدقے میں سحر و ساحری سیکھکر ساحرہ بنی اور معشوقہ شاہ
بلکہ حضرت عالیجاہ کا کچھ لحاظ و پاس نہیں کیوں نہ ہو سچ کہا ہی کہ کمینہ اپنی اصالت پر جاتا ہی بموجب مثل مشہور

نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے	جیسے نیکون سے کی بدی تونے

کہ او بے ذات کہ جو پیہر دکھاتی ہو اور اپنی اوقات پر جاتی ہی محمور نے یہ سنکر بغضب کہا کہ پھر دے تو اپنی تو
پہلے ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات و نہاد کو اٹھا تو ایسا کہاں کا کھرا بن کر آیا ہی یہی مثل ہی کہ کھڑی
ہے جو کہو شاہ ادسکو عرش کا ٹوٹا ستون ہی کاٹنے لڑنے آیا ہے یا ذات کا بیان کرتا ہے میں کس
جمہوری کی لونڈی ہوں کسنے مجھے خریدا ہی تو البتہ سنتی ہوں کہ ذات کا کیڑا ہی اس طلسم میں امان تیری
پہنچ کا ایسی بجتی پھرتی تھی تیرا امان اسرار جادو کہا کرتی تھیں کہ سندر یا گوہرن ابریق کی
ماں اچھا سودا لاتی ہو اور جب تو دزہر سمھا ہو اسوقت سے بھی ہزار چار سے غیرت اور جان بچاتی مرتی
تیری شادی جب ہوئی تھی تو تجکو لڑکی ہی کون دیتا تھا ہمیں تو ان ستیون نے اور امی جان نے قسم کھا
کر کہا کہ نہیں یہ کیڑا نہیں ہی کیون تجھے یاد ہی ابریق یہ باتیں سنکر کھٹکا اور بہت ترش رو ہوا لڑکی
کی دانت کھٹی ہو گئی غیرت سے درخت کی طرح زمین میں گر گیا اسی غیرت میں اسنے ایک روئی کا گالا
نکال کر سحر اسپر دم کرکے جانب آسمان اڑایا کہ وہ بینہ لمحہ بھر میں ایک کوہ پرشکوہ بنکر محمور کے سر پر آیا
اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ دیتار شیرین نے وہ ھرد دیکھ کر سحر پڑھکر ادھر جو کی وہ پہاڑ روئی کا گالا
پھر بنگیا اور جلکر بھسم ہو کر اڑگیا اوسوقت ابریق نے کہا بڑا زور آور تو پیدا ہوا ہی یہ بھی شہنشاہ کی عنایت
کہ وہ ہمیشہ سے تجھپر فریفتہ تھی نہیں معلوم کیا بتا چکی ہیں محمور نے کہا بھڑوے پھر وہی باتیں تو نے

نکالین تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی ارے ہم مطیع شہنشاہ
عیاران عمرو بن امیہ ہین یہ اوسکا اقبال ہی جو تم کافرون پر تم غالب ہوتے ہین اور ہونگے اور تم زور
کسدن تھے جو آج زور پیدا کیا ہی نہ جب ہی تجھسی وزیر ذات اب اچھا اب سنبھل جا یہ کہکر ایک ناریل انگیا
مین سے نکالا یہ ناریل اگر تیرا حساب پر بھی لگاتی تو کام دیتا ابریق گھبرایا اور اوسنے اوس ناریل کو خرج
دیکر اسیر مارا ابریق اوسکو آتے دیکھکر زمین سے اٹا وہ ناریل پاؤن پر اوسکے لگکر زمین پر گرا پاؤن
اوسکا زخمی ہوا باقی بچگیا ناریل دھماکا کرتا ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھلکر اوٹھا اور ترسول
سحر کا لیکر دوڑا مخمور بھی تیغہ پکڑ کر چلی لیکن اوسنے قریب پہونچکر ترسول کھینچکر مارا کہ وہ مخمور کے کندھے پر
اوسنے سحر پڑھکر ہاتھ جو مارا ترسول کندھے سے لگکر زمین مین گر گیا مگر شانہ اوسکا بھی زخمی ہوا اور اوس
نازک بدن نے شانہ نشانہ ہونے سے تیوری چڑھائی اور یہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا
تما طغرا مین بسم اللہ کاتب قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہی غرض کہ بطیش و غضب تمام تیغ
اپنا جوڑا کھولتی ہوئی آگے بڑھی اوسوقت حیرت کھڑی اس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اوسنے
اپنے گلے سے مالا توڑ کر زمین پر پھینکا اور پکاری کہ ای ماے جا اس مخمور کو پکڑ لا وہ آکر سامنے مخمور کے گرا
اور لڑیان اوسکی ٹوٹ گئین ہوتی سب بکھر گئی ابریق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ حیرت نے کیا ہی اوسنے بھی اپنی
قوت و شوکت دکھانے کو پکار کر کہا کہ ای مخمور یہ دانے موتیون کے چن نے مخمور مسحور سحر حیرت اوسکے
کے سامنے تمرنے سے ہوچکی تھی وہ دانہ چننے لگی اوس نازنین کا ناک بھون چڑھا کر یا تیغ اوٹھا کر جنگ
موتی چننا اور یہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرۂ فلک حسن و حیا ستارون پر جھکی تھی اور تارے آسمان کے
توڑ رہی تھی ادھر تو وہ موتی چننے لگی ادھر اوسکے آبرو یعنی ابریق نے کمند اسیر ماری کہ گردن کو گرفت
اوسکے پھندے پڑی اور بیہوش ہوکر گری ابریق نے دم کھینچا اور قریب تر لاکر مشکین اوسکی اوسی کمند
سے باندھین اور لیکر چلا کہ حیرت کو جاکر نذر دون اور عرض کردون کہ ای ملکہ آپکے خیال سے اور سحر کے تیغ
ہونے سے نتیجہ میرا اسیر تابع ہوا ادھر تو یہ اوسکو لیکر چلا سامنے یہ بادل ملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی
نہ رہی پیشتر قطر مدار بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار نور تخت اپنا آگے بڑھا کر چلی جیسے بادشاہ
اسلامیان اوسکے راہ عشق و دلشتی پیدا ہوتی ہی اوسوقت جیسے انکھین آنسو بھری دیوانی فراق مین سماے
ہوا دل اپنا تھا وہ پرایا ہوا بہار کی خواہان رہتی ہی گل و بلبل کی بحث پر جی دیوانہ ہو درد زبان یار کا اف دکھ

اوسوقت جو زینکو نکلی عجب کیفیت اوسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نوا زمزمہ سرائی کرتے سامنے کچھ چمن گلہائے شتر رنگ کے از خود پیدا ہو کر غائب ہو جاتے یہ معشوقہ اپنی زلفونکو پریشان کر کے گھٹا کالی بلائی زلف پراوسکی سنبلستان دہر کی صد جان ہو جاتی سبزہ رنگ سبز نجان زمانہ کو سنبر قدم خطاب دیکر سامنے سے نکالدیتا سبزہ زار چمنستان عالم کو عشق مین اپنے پامال کرتا آنکھونمین سترو دنبالہ دار دیا ہوا ابرو ملا ہوا اہلہ بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دفتر حسن پر اوس حسینہ کے دو ہیرا صاد کیا ہوا ہے یا یہ طغرے محبت اہو چشمان زمانہ کیلئے پہلا ہوا ہے یا آہوان چین دختن کو پابند کیا ہے صفحہ رخ پر بینی کا ہونا ظاہر تھا کہ ملک حلب کے بیچ مین ایک دیوار کھینچکر اس ملک کو دو حصہ کیا ہے بلبل اوس گل رخسار کو دیکھکر طوطی کی طرح پس آئینہ بیٹھکر نقش بدیوار بنا چاہتی باد گل بالکل بھول جاتی لبون پر مسی اوسکی لگی ہوئی پیشانی پر افشان چنی ہوئی لب لعلین پر لاکھا جما ہوا جوڑا دھانی گلے مین پڑا سینہ پر چھاتیون کا ادبھرنا اللہ اللہ از سرتا پا وہ جمال وہ جھمکڑا کہ مسدس

چھاتیان ابھری ہوئی اور وہ جوانی کی بہار	جسکو بن دیکھے ہو نامرد نکی جان نثار
ایسے پستان ہین ترنج شجر قامت یار	گھٹے ہو جاتے ہین جسکو دیکھ کے جنت کے انار
کچھ جھلکتی جو دوپٹہ سے ہے تو سر دیکھے	چھاتی بھر آتی ہے یہ حیرت کی نگہ سے دیکھے
گول گول اوسکے سرین اور وہ بلوری ران	اپنے دیکھے سے تن عاشق بیجان مین جان
پنڈلیان دیکھ کے پھڑک جاتی ہے کیونکر نہ انسان	شمع حسن ہین پروانہ ہین جسکی پریان
پاؤن اوس گل کے ہین ہاتھون سے دبا دون کیا کیا	شعلہ رو ہونکو جو سچ پوچھو جلا دون کیا کیا

بس وہ سرپارہ قریب ابر برق ہو چمکر پکاری کہ بیت

بھا بابائی فساد خون کی تدبیر کرتے ہین	ابھی دو دم مین دیوانہ کو سب زنجیر کرتے ہین

اے ابر برق ٹھہر دو پھول ہمارے گلستان محبت سے چھینا جاتا ہے او دیکھنا کتنا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی نے دیکھا کہ نسیم بہار چلنے لگی اور ملکہ بہار جادو کے تخت پر جو گلدستہ ہونگے رکھے تھے اوسی طرح کے ہزارہا گلدستے لشکر ملکہ مین لگا اور بکٹر دن چمن تمالان چہر دار اور سایہ دار سر نظر آنے لگے حوض لب آب شارین جاری ہو گئے طائران خوش رنگ اور شیرین زبان مرغود تھے اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب بہار رنگ رنگ فزا اوس بوستان مین آئی تھی کہ جان اور تن عشق سے تڑپتی تھی بلبل بنکر اور دل دیدہ مین روح رونفرہ خون عشق ہوتی تھی جان نکلکر کام کرتی تھی حسینہ

لاثانی نہر تھی جواہر کے درخت لگے تھے ہر شجر ایسا پر از رنگین و بہار تھا کہ رشک قد و قامت یار تھا ہر برگ دہان گلرخ رنگین و لدار تھا کسی جا عناب نہ آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پر مضمون پر فائق نظر آتا خون چشم عشاق سے اپنے عشق میں رلواتا کسی جا سنبل تر گیسوی عنبر فشان کا ہمسر کہیں نرگس چشم تماشائی کو حیران کار بناتا برگ سمن میں انداز تیغ صفاہانی پایا جاتا لالہ باد دل خونی خونین جگران چمن الفت سے برابری کرنیکو تیار تھا لیکن سبزہ از خسار یار تھا درخت پھولوں کے لدے دولہن کیطرح زیور پہنے شرم کر جیسے عروس نو جھکتی ہے اوسیطرح سے جھکے جاتے طاؤسان خوش قطع فلیان کرکے ناچتے چتر طاؤس فلک بلا گردان حسن قوس قزح زیبان کی او دواہٹ دکھا کر پنجے سے لیتی سبزہ رخسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل تر گریبان چاک کر نیکی دعوی میں خواہش پائی جاتی تھی سرو شمشاد بھی قامتان دہر کو ایسا شرماتے کرده غلامی سے بھی آزاد فرماتے کہیں بلبل نالہ کش کہیں قمری کا دل پیر و غم ہر خوش نوک ہر خار زبان شکر دعوی تا الیعاد کرتی نوک سبزہ بصورت زبان شکر بہار سے بھی تکرار کرتی مژگان یار کو شرمسار کرتی چشمہ و نہریں و ہمین بصدم آب و تاب جاری تھیں سنده اوسکے سامنے چھپا تمس قمر کی آبیاری نہریں لطافت نیر و صفا انگیز و در دست انگور کا بند و بست عقد ثریا کو شرم خیز طاحہ

کہ ہر طرف وزان باد بہاری عروس بہار کے جوبن کی بڑی تیاری کر ابیات

باغ تیار ہوا اوسکے لئے نایاب
مخمل سبز کہ سبزہ روشوں پر شاداب

نہریں وہ جنمیں رواں چشمہ خورشید کا آب
روشیں کا بکتاں پھول بہ رنگ مہتاب

طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیواروں پر
ہوئے رضوان بھی جسے دیکھکر انگاروں پر

رشک گلزار جناں جوش طراوت سے چمن
جا بجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن

تختہ لالہ کا چراغاں کیطرح سے روشن
چشم نرگس گل خورشید سے بھی چشمک زن

رنگ میں جیسے کہ چہرہ رخ گل رشک قمر
زلف غلماں سے کہیں گیسوی سنبل بڑھکر

گرد پھولوں کے عنادل کے ترانوں کا سماں
قمریاں بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغاں

ابر کو دیکھکے طاؤس گلستاں رقصاں
اپنی محبوبی میں سب سے کریاں وہ گریاں

چہچہے دلکے ہر اک زمزمہ پرواز کے ساتھ
جسطرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

اوس باغ میں بہار بصد ناز و انداز داخل ہوئی اور چبوترہ بلور پر جا کر استادہ ہوئی کنیزان خوش قامت رنگین ادا گرد اوس ماہ لقا کے حلقہ کشان اور اس سبزہ باغ کی حسن کا اوس وقت عجب لطف تھا کہ دوپٹہ انچل بلو کا اوڑھے پائجامہ کے پائنچے کلائی پر سنبھالے سلوٹیں دیکھیں برابر پاؤں کی ٹڑین کرتی ہیں بیٹے اوپچی سینہ اور بہار ہوا اور آنکھ بند کر

چشم پر بار گران ہو ابھی کاجل کا بوجھ
ایسی نازک ہیں کہ اوٹھتا نہیں ہلکا سا بوجھ
ہی سراپا جو حیات تو ہی آفت چنچل بل
وہ لگاوٹ کی ہیں انداز کہ دل ہو بیکل

دوش سے اونکی سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب تار نزاکت کی وہ لا سکتی ہیں
ایسی رفتار کہ ٹھہرا دکھا بھی لیجائے نکل
رنگ لائیگی غضب طبع میں کیفی ہی

دور ہو اونکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اوٹھا سکتے ہیں
نازک ایسی ہو کمر چلتے ہیں کھاتی ہی بل
دور ابھی نام خدا دیکھئے خودبینی ہی

باس کے جھونکوں سے خوشبو جو اون معشوقوں کی ابرلیق کوہ شگاف اور ناظمان طلسم کے ناک میں گئی بس یکایک جھومنے لگا اور مدہوش ہو کے پھر جو ہوش میں آئے گویا از خود فراموش ہو گئے نعرہ عاشقانہ مارنے لگا اور ہائے معشوقہ بہار طرحدار کہتے اشعار پڑھتے اور باغ کیطرف چلا ہاتھ سے گرز کو چھوڑ دیا سات لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر ابرلیق لڑنے آیا تھا وہ تمامی لشکر کے گریبان چاک کیے اور سر پر خاک اوڑاتی دیوانہ وار بادل بیقرار یہ اشعار پڑھتے چلے آتی تھی

غزل

دو چار آنکھیں ہوئیں کو تو یہ آج اک بلا جاتی ہی — خدا محفوظ رکھے ہر بلاے آسمانی سے
تری آنکھوں کی کیفیت ہے یہ جوش جوانی میں — کوئی ساغر بھرے جیسے شراب زعفرانی سے
سنایا مینے حال زار جب اپنا تو وہ بولے — بس اب موقوف رکھو دل بھر آیا اس کہانی سے
یقین ہے گردش چشم حسیناں سے نہ چھوٹے گا — اگر بچ بھی گیا کوئی بلای آسمانی سے
مرے روز سے بھڑکی اور دلمیں آتش الفت — غلط مشہور ہے یہ آگ بجھ جاتی ہے پانی سے
خدا مین یار کے چھوڑین فلک زمین کا چھوٹا — غرض دونوں یہ عاجز آگئے میری سخت جانی سے
ہم ایسے جا رہے گریاں جو آجائینگے محشر میں — بجھے گی آتش دوزخ تمام اشکوں کی پانی سے
وہ درد آمیز باتیں منہ چلتے وقت کہدی تھیں — بھر آیا اونکا دل قاصد کے پیغام زبانی سے

اور ادھر جو وہ ناظمان طلسم بند جن تک وہ خوشبو پہونچی تھی مست مئے محبت بیمار ہو کر یہ کہتے تالیاں بجاتے آتے تھے

غزل

اے جنوں رکھیو بیابان کو سواری تیار — آج کل چلنے کو ہے باد بہاری تیار
دل تو کہتا ہے نکل چلنے کو پر چلتے وقت — پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
سرمہ اندھیر خط قہر قیامت مسی — فتنہ انگیز ہیں کیا رنگین ہیں ساری تیار
ہار پھولوں کا پہنتے ہو تو میری خاطر — بدھی زخموں کی کرو تیغ تمہاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہی زیادہ ہر سال — بیڑیاں ہوتی ہیں ہر مرتبہ بھاری تیار

یہ سب مجمع لاکھوں آدمیوں کا قریب اوس گلشن افسون رنگ کے جب پہنچا سامنے بہار چبوترہ پر کھڑی تھی اوسکی
حیرت دیکھکر ہر ایک نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ اس فصل مین تو بہت شورش خون و درد و لولہ جنون ہے یہ جی چاہتا
ہے کہ اس لطف حرام افراسیاب ناکام کو ایسا کچھ بنایئے کہ ہوش کا پرزہ اوڑا دیجئے اور بہار حسن اوس گلعذار سحر کی اسکو بھی سیر بتا
دکھلا کر دیوانہ کر دیجئے اور ہر رنگ بلبل آپکے گل رخسار کی مدح سرائی مین نغمہ پیرائی کیجئے اور آپکے ہوا خواہ اور عاشق
شیدا کہلایئے اور جابجا منہ وادشتہ ہو جیئے اور اپکے دشمنوں کو ایسا خار چمن دکھا کر سب پھڑک پھڑک کر مرجائیں اور ہر طرح سے
انکا کالا منہ ہو جاوے اور اس طلسم سے بوم کیطرح تالیان بجا کر اونکو نکالدیجئے غرض ہے کہ ہم تو آپکے گل رخسار
کے بلبل ہین ملکہ نے قریب اپنے ابرق کو بلا کر کہا کہ اے عاشق تن بلبل پر جانی ہوتا ہے تم بھی میرے
سامنے اسطرح چہچہے کرتے ہو اور مرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر مین ہوا ہیر جاؤگے اور جی
نالہ و شیون کروگے اور کسیکے دام محبت مین گرفتار ہو کر نئی فریاد زبان پر لاؤگے مجھے تمہارے
قول فعل کا اعتبار نہین اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت مین تم افراسیاب چنڈول کو رقیب اپنا
سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے رسوا نہ کرو میرا نام زبان پہ نہ لاؤ فغان لب پہ نہ
لاؤ اس افراسیاب کی فوج کو مار کر بھگا دو اور اس کلچڑی کتنی یعنی ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے
سلطنت طلسم کے تخت پر بیٹھی ہے ذلت و خواری کیساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے کر دو ابرق نے کہا
اے ملکہ میرا دل تجھپر صدقے اور جان میری تیرے ناخن پا پر سے نثار ہے یہ کتنی بڑی بات ہے جو تو نے
کہی افراسیاب تو کیا مسخرا ہے ہم تو تیرے حکم سے ساری سے لڑنے کو حاضر ہین کہ بیت

ہے پرورش سخن کی تری مجکو یان تلک	جلنا زمین کا کیا ہے اڑ دون آسمان تلک

یہ کہکر ابرق پھر بلوا سحر کی بنا کر پھرا چلتے وقت ملکہ نے کہا لو پھر جیسے بھی یہ خلعت سرکار بہار
کا ہے پہنے جاؤ یہ فرما کر ایک گجرا پھولونکا اپنے ہاتھ سے اتار کر اوس نازک جام کے ہاتھ مین اوس
لالہ فام نے باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکر والونکے ہاتھ مین ایک پھول اوس گلستان سحر کا آ
موجود ہوگیا کہ وہ سب اوسکو سونگھنے لگے آگے آگے ابرق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج ظفر موج بری ابرق نے
افسران لشکر سے پوچھا بھئی کہو تم سب کا کیا ارادہ ہے افراسیاب سے لڑوگے یا نہیں سب نے کہا کہ ہم اوس
حرامی نمک حرام افراسیاب کے اور اوس چھو کری حیرت کو کیا سمجھتے ہین اونکی تابع حکم تھے سو اب وہ بھی بات نہین ملکہ
بہار کے جان نثار دین ہین آج سے ہم اس ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جانبازی

کرینگے اور تلوارین مارینگے نمک خوارون کا کام یہی ہی کہ تلوارین کھائین اور عاشقونکا دستور یہی ہی کہ رضاے محبوب کے لیے سر اپنا کٹائین ابرِیق ذکی نے کہا شاباش اے جوانمردانِ عرصۂ نبرد عاشقی یہی ہی جیسا مصرع

این کار از تو آید و عاشق چنین کنند

بہتر ہے ورنہ کروا افراسیاب تو بیان نہین ہے پہلے ابھی لکا تہ گیسو بریدہ حیرت بد سیرت کو لیکر سامنے ملکہ بہار کے بھیجو اور اوسے قربان کر کے ذبح کر ڈالو سب فوج حرجہ ہاے سحر لیکر ہمراہ ابرِیق لینا لینا کہکر چلی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہی اور بڑی ساحرہ ہی اس سحر کو دیکھکر بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال مین آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہی کہ کل ظلمات جو آئی تھی اوسکو ہمکو بلایا تھا اور اسنے کیا کیا نئی ظلمات کو قتل کی تدبیر کی آخر عیارون نے اور اوسکے طرفدارون نے کام اوس بیسوا کا تمام کیا اور پھر تیرا اگر پھیر املاک و مال برقرار رہا ای حیرت ذلت ملکہ بہار کی بھی نہین تمام ناظمان طلسم پر اسکی عظمت ثابت ہے تو بہتر ہی کہ مین ملکہ طلسم کی ایسی زبردست ہی ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچکر یہ تو جیسے کھڑی رہی ورجو ناظمان طلسم کے مسحور ہوئے تھے وہ سحر پڑھکر اونمین بھاگنے لگی اور ادھر بہار کو بھی یہ منظور ہوا ہی کہ نصف فوج حیرت کی مسحور ہو کر بہار ہوا اور نصف باقی رہی کہ مسحور شدہ لوگ اونسے لڑین اسوجہ سے وہ ناظم مسحور نہوئے تھے اور بعض نے خاک جمشید ناک مین لگائی تھی کہ خوشبوے گلہاے باغ سحر اونکی ناک مین جو آتی تھی سو تاثیر نہ کرتی تھی مگر اوسپر بھی یہ کہتی تھی کہ دیکھو بھائیو فی الحقیقت آج بہار جادو کے حسن کی عجب بہار ہی ملکہ حیرت جادو اوسکی لونڈی معلوم دیتی ہی کون ایسا مرد سنگدل اور کونسی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی جو ملکہ بہار کو پیار نہ کریگی بعض عورتین جو قریب بادشاہ کے کھڑی تھی اونسے کہتی تھین بھئی تم ہمکو بچیا لیکر بیٹھو لیکن تمھاری جان کی قسم ہرچند کہ ہم سن زیادہ رکھتی ہین اور دوست بازی اور ایسے اختلاط رکھو ہی جھگڑے سے نفرت دعار ہمیشہ ہمکو ہے مرد کی صحبت کا کیا کہنا گو وہ مزا تو نہین ہوتا مگر جی بھر جاتا ہی لیکن اسوقت خاک مین ملے یہ فرا اور آگ لگے اس بابرہ کمبخت دلکو بہار کا جوبن دیکھکر بار بار یہی جی چاہتا ہی کہ دوڑ کر اسکے گلے سے لگائین اور لپٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہمکو روکے تو ملین اور لڑکے مرجائین اور جان اپنی دیدین یا اوسکی جان لے لین مردا اونکو جواب دیتی تھی کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو ہمارے دلکو بھی حسن بہار کی صورت بھی دیتی ہی کہ آپ جان جایا رہی مگر اپنا تو یہ قول ہی کہ بیت

عشق وہ کیجیے جسمیں کوئی پہچان نہ جائے | بیت | جان جائے تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جائے

ہم سچ کہتے ہیں ملکہ حیرت جادو اوسکی دشمن اور افراسیاب جادو اوسکا تشنہ خون ہے اور ہم قدیم نمک خوار اس سرکار کے ہیں اور ملکہ بہار جادو اور حیرت مقابلے ہے شہنشاہ کی سردارون اور عزیزون سے لڑ رہی ہے مگر وہاں آداب عشق اور یہاں پاس نمک بس اس سبب سے ہم خاموش ہیں نہ ادھر بولتے ہیں اور نہ اوسطرف کھڑے ہو تماشا دیکھتے ہیں بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھ اوٹھاتا ہے ہماری بلا حیرت کیطرف سے لڑتی ہے اگر حیرت غالب آئی اور دشمن بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اسنے مار لیا تو ہم خوش ہونگے اور بیل اوسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونیسے ہم بھی اپنی گلی کاٹ ڈالینگے حیرت و افراسیاب اسے تو زندہ نہ چھوڑینگے کہکر انھون نے اپنی ایک جانیز اضطرار یہ کہکر بے اختیار رونے لگی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگی

غزل

حیرت ہی ہو تو زلف و رخ یار سے بگاڑ — رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں — گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ
اوس سرو کی مہربانی سے اپنی ہے زندگی — غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہیں وہ بوسہ لب کے سوال پر — شیرینی کے لیے ہے نمک خوار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے — زیبا نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ
اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے — رکھتا ہے اپنے تشنہ دیدار سے بگاڑ
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہیں ہیں ہم — مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

آخر کل لشکری جو کہ ہوشیار بھی تھی اونکی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اوسطرف سے ابر برق ذی پڑھکر بڑی بڑی لکڑی ساحر کے نزد سحر تباکر اڑا دی اور لشکر حیرت برگزیدہ فرہاد منش عشق میں اوس شیرین غدار ملکہ بہار کی خودہی جان دینے پر تیار تھی اوس آفت آسمانی کے آگے نہ چارہ جان بچانیکے لیے یہ شعر پڑھتے تھے ہو حربہ سحر کی پکڑ کر اوس فوج کیطرف چلا کر

بہار ہی میں تو بیچاری زیادہ رنج و محن نہ دیکھا | بیت | ہمیں غنیمت ہی ہے یاد خزاں میں ہمنے چمن دیکھا

تیر دونوں فوجیں باہم ملگئیں تیغ سحر چلنے لگی ہوا اوسکی صرصر قہر بنگئی نخل جسم کٹنے لگے زنگ آہن بھی فوج بہار آئینہ جان سبزہ زنگاری بنا ابر مرگ گھر آیا گلشن دہر میں تاریکی موت پھیل گئی تلاطم پڑ گیا باد خزانی دنیا شگوفہ چھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جوہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر سے گلستان حیات میں آگ لگی برق سرگرداران سے نکلتی تھی زخمون کے چشمے اور خون کے فوارے جاری ہو گئے کمند

کہ زمین سنبل باغ بنکر پریشانی دکھاتی لگین ہر برگ جان بلبل کے لیے سلسلہ جنگ مین نشتر نما آسیب نما ہرایک کو پہونچا نقیب اوس باغ مین بلبل بنکر زمزمہ سنج ہوئی پنج زرد گیندے کا پھول بنا تحت سیاہ بہار زبان زلف سنبل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خنجر عریان شاخ گل ہوتے تھے زخم جسم پر بہ رنگ گل خندان تھے ایسا خون روان ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار بنا تھا تیر سن سن نالہ نسیم صبا کی رفتار گلشن رزم مین دکھاتی تھی اوس حیرت کے لشکر پر پڑگئی تھی رگ ابر جان کے لیے نوک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی جسقدر گلبدنان یاسمن پیکر ناظم طلسم تھین خون مین تر بتر ہوکر گلنار پوش تھین راحت فراموش تھین گنج شہیدان مقتولون سے تھا کہ انار ستان جنگ مین پھیلا اور علاوہ تیغ و تبر و شمشیر وغیرہ چلنے کے سحر بھی طرح طرح کے ہوتے تھے کسی نے سے کیکر چلایا تھا کسینے دریا بنایا تھا مینہ برسایا تھا ابر خون بہتے تھے جو مین چلتی تھین منتر جنتر پڑھے جاتی تھی بردن کے آنے سے سناٹے ہوائے باغ سحر کے چلنے کا پتا دیتی یون چلتے تھے کہ نسیم وزان تھی تاریخ ترنج کے چمن سے ہر طرف لگی تھی اوسی سوائے رنج کے اور کیا حاصل تھا سبکا نام اوسکا تاریخ رکھا تھا نخل تن بزرگ خار آتش سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ

غضب کی تھی تیغ پڑی تیغ تیز
قضا بھیجتی تھی طلب بر طلب
اوٹھاتی قدم کو گر وہ لعین
دھکیلا جہنم مین ایذا کے ساتھ
ہوا منقطع کافرونکا ثبات
ہین کھا جان نے اوس مرگ کی خبر

نہ جا ئی امان تھی نہ پائی گریز
اوٹھی وہ تو کاندھو پہ بیٹھی اجل
پکڑتی تھی پانو انکو درن کی زمین
وہ حاصل اجل کو تھا اوس پر سنج
گئی ایکدم مین دو دروزہ حیات

برستے تھے تیر پر تیر سب
چلے دو قدم گر تو سر کٹ گئی
وہین تیغ نے دیکے گردن مین ہاتھ
بہت دب گئے زیر سنگ کلوخ
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر

جب اوس جنگ کو طول ہوا اور ہزارون ساحر حیرت کا تمن اٹھکر داخل جہنم ہوا ملکہ بہار قتالہ وسفاکہ یکہ تنہا اوس باغ مین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اوراوس مخمور کو جو ہاتھ سے ابریق کے چھوٹ گئی تھی اٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑھکر افسون ملکہ حیرت کا اوس پر سے رد کرکے اوسکو ہوشیار کیا وہ بھی صف لشکر مہرخ مین آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی اور لشکریان مہرخ کی زبان سے صدائے احسنت مرحبا سحر بہار کے جاری تھے بہار کا اوس وقت یہ حال تھا کہ دوست دشمن سبکی زبان سے مرحبا مرحبا کا شور اوسکے نسبت بلند تھا اور اوسکے حسن پر ہر ایک

جی ہار رہا تھا حیرت نے اوسوقت سوچا کہ طبل بازگشت بجواؤں اور پھر جاؤں لیکن خیال گذرا کہ اب تیر جھڑ جائے
سے کیا ہوگا جو لوگ کہ مسحور سحر بہار ہو گئے ہیں وہ ہوش میں کسیطرح نہ آئینگے جب تک کہ سحر
بہار رد کیا جائے ناچار اب مجکو لڑنا چاہیے کیونکہ بسبب کثرت سپاہ ابریق اور اوسکا لشکر
مسحور شدہ تجھ تک پہونچا نہیں ورنہ اتنک وہ سب تجھپر آپڑتے اور پھر کب تک آخر لڑتے پھرتے
اگر وہ تجھ تک پہونچ گئے تو بہت بڑی ذلت کا سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچکر اوسنے اشارہ کیا
کہ تمام لشکر کے جو اوسکے جلو میں ہمراہ رکاب تھا اوسکے علم جلوہ گری پر آئے اور ہزارہا نقارے
بجنے لگے اسوقت عمرو اور قران وغیرہ عیار جو مہر برق کو دیکھنے آئے تھے وہ بھی علیحدہ کھڑے
اوس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے دونوں نے آپس میں کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا ہے حیرت خود لڑنے
آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے یقینی سحر بہار رد کر دیگی اور سحر کے رد ہونے سے بہار بیہوش
ہو جائیگی اوسوقت مہرخ لڑیگی ایک ہی اب لڑنے سے باقی ہے پھر وہ بھی طلسم سے سامنا نہیں
کر سکتی ہاں لڑائی البتہ بڑی گھمسان کی ہوگی پھر اوس سے فائدہ ہی کیا ہے سوائے اسکے کہ ہمارے
لشکر کی آئندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضائع جائیگا بس لازم ہے کہ عیاری کریں عمرو نے کہا اچھا میں
عیاری کرکے حیرت کو روکتا ہوں یہ کہکر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے اور یہ ہوں مکاری عرصہ عیاری میں
دوڑائے ہنوز یہ کچھ کرتب کرنے نہ پایا تھا کہ وہاں ابریق مع لاکھوں ساحروں کے حیرت کو اور
افراسیاب کو گالیاں دیتا ہوا لشکر کو لڑاتا لشکر قتل کرتا مارتا لڑتا ہوا قریب حیرت پہونچا
ادھر مہرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کرکے ناظران طلسم کے ٹڈی دل پر جا پڑے اور انکے خیام و بارگاہ کو جلا دے
مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے نہ ہو سکے اور
چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے بس پار کے جانب جہنم پہونچائے کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوائے حیرت کے اور کسی میں
تاب جنگ باقی نہیں ہے سب مدہوش ہیں یہی وقت ہے لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے
اپنے ارادے میں تھی ہی کہ ناگاہ آسمان پر برقیں چمکیں اور رنگ برنگ کی سبز و سرخ بجلیاں کوندنے
لگیں اور موتی برسنے لگے اور شہنشاہ جادوان افراسیاب . ایمان کو دیکھا کہ تخت نکہت پر سوار ہے پریزادان
طلسم تخت کاندھے پر اٹھائے آگے آگے ویسا ہی تجمل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اوسکے چار لاکھ جادوگر
ساحری و قت اسباب ساحری کے ہمراہ رکاب شہنشاہ عالیشان پیدا ہوئے اور بادشاہ نے بسبب ابریق کا دیکھا

اور تمام لشکر کو بے سحر پا کر نظر جو کی تو ملکہ بہار کو گلشن سحر میں کھڑی دیکھا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا آہ سرد
بھری اور اوسی طرف چلا بس قریب سو پہنچی تھی ہوا یہ باغ سحر جو کی سراپا ہے معشوقہ دیکھکر بیچین تو
ہوگیا تھا ایسی ہوا باغ سحر اور بھی یادہ ہوا ہے محبت بڑھی اور چند شعر عاشقانہ زبان پر جاری کئے ابیات

جہان بلند نہ شد سرو تا زبر وہ او	کہ سرو ناز تو ماند شدن برابر او	زتو بہار رخش آفت خزان دور ست
بخود بسر نہ کشیدست سبزہ تر او	بنازم آن قدر شوخ را کہ در دم قتل	جہان نہ گرد کہ حاجت شود بہ خنجر او
بنیم جرعہ کہ از بزمش آنفاق افتد	دواعت ست مرا ہست کو نظر او	چو گفتہای بالی بو ہست تازہ گل ہست
تہ برگ لالہ زسیرین کشیدہ قتر او		

یہ اشعار پڑھکر بہار کیطرف مسحور ہو کر چلا تھا کہ یکایک ایک طائر
خوش رنگ ایک طرف سے اڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ شہنشاہ ساحران
یہ باغ سحر ہے جہاں آپ جاتے ہیں سنبھلیے اسوقت گل رخسار معشوقہ بہار بالکل غدار ہے بھی درنہ
وہ آسیب خزان پہونچےگا کبھی بہار ہی اس طلسم میں نہ آئیگی دشمنوں کی آپکے جان جائیگی طائر
یہ کہکر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آگیا اور پکارا کہ یا شہریاری تمکو اے بہار غضب کیا تو نے کہ سب
لشکر میرا مسحور کیا ملکہ بہار کا رنگ سفید ہوگیا بہار حسن پر خزان آئی غنچہ سربستہ کیطرح خمول ہو کر
مرجھائی اور بادشاہ نے افسوں پڑھ کیا ایک شعلہ آگ کا نکلکر چمنستان بہار میں گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا
دل بہار چمن اگ لگ لگی گل ہر ایک انگارہ ہوگیا آتش گلستان ترقی پہ ہوئی سنبل دھوئیں کی
شکل نیلی نرگس کی آنکھ میں وہ دھواں لگا کہ اندھی ہوگئی تخت چمن سے گل منتر دل ہوا فوج بلبلان نے
شکست کھائی خزان کے لشکر نے گھیر لیا نسرین شش چشم اعمی کور ہوگئیں فوارے رونے لگے
غنچہ بسورتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سرو نے سر کو پراز خاک کیا
دم بھر میں یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بجائے اس باغ نگارین کے خاک ہی
خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لہلہاہٹ نہ خوش فعلی نہ زمزمہ سرائی مرغان
بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بلبل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز
پڑھتے تھے خار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مسدس

نخل ماتم ہوے سب نخل چلی صرصر قہر	سبزہ تھا رنگ ز ظلمت آئینہ سہر	ابر اندوہ سے تاریک ہوا گلشن دہر
پہنچی اس جوش تلاطم کی ہوا شہر بشہر	تمام چھوڑا نہ خرابی نے کوئی ٹھیرا	طرفہ اس باد خزاں نے یہ شگوفہ چھوڑا

موج سبزہ بھی کہ نمودار تھا اوس گلشن مین جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن مین	رنگت گل خون سے گلنار تھا اوس گلشن مین سینے تھے کوئی خنجر مژگان سے نہین	تیر کیا تو کا بازار تھا اس گلشن مین جو انار اوسمین ہے گم گنج شہیدان سے نہین

ملکہ بہار جلنے سے اوس گلشن سحر کے بیہوش ہوئی اوسکو کنیزین پہوا اور پردہ ڈالکر جانب خیام و بارگاہ
لیگئین اور بادشاہ نے ڈپٹا کہ ٹھہر تو سہی نمک حرام دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ نعرہ کرکے آسمان کیطرف
اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابریق کے ساتھ لوگ بجز تلوارین کھینچے
گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایک ہی مقام پر پاگل ہو کر رہگئے اور ابریق کو بعد دم بھر کے ہوش
آیا اور جتنے سردار ناظمہ و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوئے پھول جو ہاتھ مین تھے اور گجرا گلے
مین ابریق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال دیکھکر
کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوے عرق انفعال مین نہا گئے اور فرط ندامت سے سر شرمندہ
ہو کر سرافگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے افراسیاب نے اپنے ساتھ والون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے معلوم
کیا کہ یہ آفت میرے لشکر پر کسکے سحر نے ڈھائی تھی یہ بی حیرت صاحب کی بھنیا صاحب کا سحر تھا
دیکھو بہار نے کیا سلوک کیا ہے اور قریب بیچ حیرت اگر جو دیکھا تو حیرت آنکھون مین آنسو بھرے بال سر کے
کھولے چپ اور سن تخت پر بیٹھی ہے اسنے اپنے تخت پر اوسکو بلاکر گلے سے لگا لیا اور کہا رنج
نہ کرو تمہاری ہی بہن کا تو کرتوت یہ تھا اے ملکہ بڑے بڑے ساحر جو یہان تھے اونکا کیا حال اس سحر
مین گذرا تھا ملکہ نے کہا اے شہنشاہ آپ باتون باتون مین جوتیان نہ ماریئے مین کیا جانون کہ
نگوڑی بہن کیسی اور خالہ کیسی ابریق نے زیر آپکا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظمہ تو خوب ڈرتی
اب لگ صم بکم تھی ہوئی کھڑی تھین یہ ابریق تمہارا بڑا چہیتا اور بڑے بڑے ساحر اور افسر اور ساری فوج اور تمام
لشکر بہار کے عشق مین جوش و خروش کرتی میرے قتل پر آمادہ آپکو برا بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے کہا کسیکا
کچھ قصور نہ تھا وہ سب مجبور اور مسحور تھے بھلا اب تو اسنے بلا کر پوچھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب پوچھنے کا
کیا فائدہ اسی طرح ایکدن سب ملکر مجھے مار ڈالینگے اور آپ کہینگے کہ کسیکا قصور نہ تھا قصور کیون نہ تھا یہ
بھڑوے ساحر کیون کہلاتے ہین جو ایک چھوکری کے سحر مین اسطرح دیوانے ہو جاتے ہین نام بڑا اور [illegible] انکو
غیرت نہین آتی اور سحر ساحری سیکھتے نہین عیش مین پڑے ہوئے پڑ گئے ہین حرام کی روٹی کھاتے ہین سلیم
ابریق اور افسران فوج کیطرف دیکھکر کہا صاحب جو ستانے تھے ملکہ طلسم کیا فرماتی ہین اب تمہین غیرت

چاہیے لگے کے سامنے عذر کرکے اپنی بیکسی اور مجبوری بیان کرکے تقصیر معاف کروائی سب
کے سب سردار دوڑکر ملکہ حیرت جادو کے آگے روبرو عجز و زاری عذر کرنے لگے کہ غلامون
کا کچھ جرم دانستہ نہ تھا ہم سب خود فراموش اور سحر مین بہار کے بیہوش اور مدہوش تھے اے ملکہ یہ تو
بلا ایسا وارد ہوا سحر کا اگر ہمارا سحر پہلے بہار پر چل جائیگا تو کیا مجال ہے جو وہ مسحور ہو جاتے غرض یہ تو خطا
معاف کرانے لگے اور افراسیاب چار لاکھ فوج لیکر لشکر مہرخ پر آگرا اور پہلے ہی حملے مین نزد سحر
سب کو مسحور کیا یعنی ایک نارنج آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جاکر شق ہوا اور ایسی آواز مہیب آئی کہ گاو
زمین کا کلیجہ یقین تھا شق ہو جائے اور یکایک آسمان سے ستارے ٹوٹنے لگے گویا آسمان سحر پر بادشاہ نے تارے
توڑے ستارہ قسمت لشکریان مہرخ گردش مین آیا تھا اور اوسی کا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے
ناچتے ہوئے لشکریون کے سر پر آگرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دم محبت شاہ جادوان بھرنے لگا اکثر
سواریون سے سحر کے اوتر کر ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر ہر ایک العفو العفو اے شہنشاہ ساحران
کہتا ہوا چلا اوسوقت شاہ جادوان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جاکر بارگاہ و دربار اور خزانہ دشمن
پر قبضہ کرلین مگر ابھی کسیکو قتل نہ غارت نہ کرین بازاری اور بیرا و بنگاہ کی فوج بمضطر اور پریشان
ارادہ بھاگنے کا رکھتی تھی کہ یکایک لاکھون ساحر گرداگرد چارطرف سے آگئے اور اونکو محاصرہ کرلیا وہ
بیچارے سب لرزان و ترسان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے کہ پروردگار شر سے اس ظالم بدکردار
کے ہمکو بچانا شاہ طلسم نے بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیون کو
اپنے پہرے مین کرلو اور آج دن بہت قلیل ہے رات بھر انکی حفاظت کرو صبح سبکو راہ فنا دکھاؤنگا
ہر چند کہ خلاف آئین طلسم یہ بات ہے کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر مین ان سب سے ایسا جلا ہون کہ بغیر مارے
نہ چھوڑونگا تم لوگ عیارون سے ہوشیار رہنا اور عیار دو ایک بار نکلے ہین اتنا بڑا لشکر اونکی حفاظت
کو مقرر کیا ہے غرض یہ انتظام کرکے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اوسوقت یکایک آسمان پر آواز
دنادن کی آئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے لپٹین خوشبو کی آنے لگین کبھی سہرے پھول آسمان
پر سے کبھی سرخ رنگ کے گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلہاے متلون کی ہوکر موتیون کی بارش ہوئی
آواز خوش آئند آئی پھر ایک آواز مہیب سخت و دہشتناک پیدا ہوئی کہ اے بندہ خاص من افراسیاب
کچھ تجھکو خبر ہے کہ ہم کون ہین تمام لشکر ناظمان طلسم کا اور ملکہ حیرت کا جب آسمان دیکھنے لگا تو سبکو یہ معلوم ہوا کہ بارش توپون کی

آسمان سے زمین تک ہوا اور کچھ نظر نہین آتا ہے دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہے افراسیاب نے کہا کہ
یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہے اسی وجہ سے پھیلا ہوا یہ نور ہے یہ کہکر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکر
سجدے مین گر پڑا اور ہیجے کا سامری کا شور مچایا طرفہ ماجرا اوسوقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ مین
سر جھکائے ہوتا آسمان کی طرف اوٹھائے تھا گویا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کردیا تھا
کہ سر نیچے اور آنکھین اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھکر اور ہاتھونکو اوٹھا کر لب
بعجز و تمنا ہلاتا دہن کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کرکے نزد سحر کچھ
دور گیا اور عرض رسا ہوا کہ جو بزرگان دین مین سے خداوندیا اونکے نائب وغیرہ تشریف لاتے ہین
وہ اگر مناسب سمجھین تو تشریف لائین اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائین یہ غلام دیرینہ اور تو
کچھ مقدرت نہین رکھتا مگر آنکھین اپنی فرش راہ کریگا اور اپنے سر پر اون صاحب کو بٹھائیگا اس
عرض کرنے سے ایک آواز قہقہہ کی آئی اور صدا پیدا ہوئی کہ اے افراسیاب ہم جب تشریف
لائینگے کہ جب سوامن سونا ہمارے نام پر تو دان کریگا ورنہ کچھ ضرورت ہمارے آنے کی نہین ہے تو خود چلا آ
ورنہ تو اپنے ہم تو بھلا دینگے مگر جو کچھ تجھکو کہنا ہے وہ کہہ سنائینگے شاہ جادوان یہ سنکر نیچے اتر آیا
اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوندیا اونکے نائب تشریف لاتے ہین سوامن سونا نذر کرنا چاہیے
وہ پاس بلاتے ہین نہین معلوم کہ کیا تقدیر غصہ مین آکر جائین تم جانتی ہو دنیا بھر جگہ کام آتا ہے
جب نذر نہ پائینگے خفا ہو جائینگے پھر وہ کام نہ نکلیگا اور بالفرض تقدیر میری بھی نکرین تو یہ کس کام کی
بات ہے کہ خداوند آئین اور درشن بھی ندین اور پھر چلے جائین سوامن سونا کیا بات ہے جلد منگانا چاہیے
ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ اے ابریق جلد سوامن سونا لشکر کے جوہری سے جاکے لے آ ابریق دوڑا ہوا گیا اور جلد جلد
سوامن سونا اٹھوا کر لایا شاہ نے اوسوقت تخت اپنا بلند کرکے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سوامن سونا حاضر ہے بس کہتا
تھا کہ یکایک بجلی سی کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھایا ہوا تھا شگافتہ ہوا اور ایک تخت اوسمین سے پیدا ہوا
کہ تمام جواہر لعل اوسمین جڑا تھا اور اوسمین کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ مین ایک تصویر مثل شعلے کے
چمک پیدا رکھتی تھی اور گرد اوس تصویر کے جیسے شکار گاہ لڑکے بناتے ہین اسطرح ایک چرخی لگی تھی اور وہ چرخی مین
تصویرین چرخ کھاتی تھین جلد جلد گھومتی تھین بس وہ تخت یکایک زمین پر اوتر آیا اور قریب اس سونے کے ہوکر اون
تصویرونمین سے ایک کچھ پیدا ہوا اور سونے پر وہ جھپٹا کہ اوسنے وہ سب سونا اپنا لیا اور اوس تصویر کی ہوکر پھر وہ سونا غائب ہوا ہیجے کا

کفار مین پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اے بندگان قدرت خداوند ہم بہزار شکل چرخ گردان دیکھا تمنے میری قدرت کو
سبنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم سنا کرتے تھے کہ خداوند بہزار شکل چرخ گردان کو سریہ چرخ ہزار شکلون
کا ہر نما ہے چنانچہ جو کچھ ہمنے سنا تھا آج اوسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے دوڑ کر سجدہ
کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گذر گئی ہمکو پوجتے دو سو خداوند کو پرستش کرتے ہوئے مگر کچھ ہماری امداد
کوئی نہین کرتا خداوند نے یہ سنکر ایک صدائے ہیبتناک سے کہا کہ اے بندۂ قدرت تیرے ایمان مین فتور
آگیا ہے جلد توبہ کر ارے تو نہین جانتا کہ ایک زمانہ مین ہمسے اور اسی عمرو مین فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبرون
یعنی ملک مردارید سرخ پوش لال قبا پیغمبر نے ان مسلمانون کو بہت کچھ سمجھایا اور ہمارے
خداوند نے حمزہ کو عرش اعلی پر بلاکر دعوت کی آسمانون کی سیر کرائی زندہ اپنی بہشت مین بھیجا دوزخ کو
دکھایا۔ جو مرد گئے کہ حمزہ کے بیان کے تھے اونھون نے آکر شل قباد اور مہر نگار اور سیروئیہ بن حمزہ
وغیرہ سبنے خداوند کے دین کی گواہی دی کہ ہزار شکل چرخ گردان برحق ہے یہ سب امورات اسلیے
ہمنے کیے تھے کہ یہ لوگ راہ راست پر آئین آخر جب ان سبنے ہمکو نمانا تو اور ایک حمزہ ہمنے اپنی
قدرت سے پیدا کیا اور اوسکے ساتھ بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہمنے خلق فرمائی کہ جیسا سامان
و سردار اوس حمزہ کے ساتھ تھے اور ہمارے اوس حمزہ کے سردارون کو پکڑ پکڑ کے محلپونکو اور گھڑیالون
کو کھلایا کہ شاید اب بھی ڈر کر حمزہ ہمکو سجدہ کرے اس حمزہ نے نمانا اوسوقت ہمنے عمرو ایسی قدرت
عنایت فرمائی کہ وہ محبوب پری چہرہ معشوقۂ قدرت کی شکل بنکر قدرت کے پاس آیا اور دغا دی
کی اور قدرت نے خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائینگے پس عمرو قدرت کو پکڑ کر لیگیا قدرت جب سامنے
حمزہ کی گئی تو فرمایا کہ اے ملچھ ہمنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو گمراہ ہی رہا اب جلد جلاد کو بلاکر
قدرت کو قتل کر کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلی پر جائین اور اگر یہ منظور نہو تو اب بھی
قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نمانا اور جلاد کو بلایا بس اتنا کہکر دیکھا سبنے کہ ان تصویرون کے اندر
وہ شعلہ جو بیچ مین تھا کانپا اور آواز رونیکی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت نابکار کے حال کہ
خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے رونے لگے کہرام پڑگیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر جب جلاد آیا قدرت
آئیسے رنجیدہ دنیا مین تھے کہ یہ خوشی خاطر قتل ہونا گوارا کر کے عرش اعلی پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ اے حمزہ
ملچھ اب تو تمام عمر اسی ملچھ پن مین رہیگا اور مین تقدیر کیے جاتا ہون کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست

نہ اختیار کریگا اور ہمیشہ پرستاران خداوندی سے توڑیگا اور آپکو قتل کرکے خون بیگناہ اونکا اپنی گردن پر لیگیا اور وہ بیچارے سبب ہمارے بہشت مین ہمارے پاس آئینگے اور تیری فریاد کرینگے اور تجکو اب جہنم نصیب ہوگا ہماری بہشت نہ ملیگی بس یہ بددعا دیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہین پوتے دوسوا اپنے بھائیون کے ساتھ شراب پیتے ہین جنتیان کھاتی ہین کیونکہ ہم جب چاہتے ہین جب عورت بنتے ہین جب چاہتے ہین جب مرد بنتے ہین اسوجہ سے جسکے فراج مین آیا وہ مرد بنگیا اور ایک بھائی کو عورت بنالیا باہم عیش کیا جس بندے کے گھر مین جی چاہا چلے گئے وہی خاطر سے پیش آیا اے افراسیاب جب قدرت خود حمزہ سے ناراض ہوکر اوسکے ہاتھ دکھ اوٹھاکر عرش اعلی پر چلے گئے تو پھر تیری کیا حقیقت ہے اور ایک کچھ ہم ہی نہین عرش اعلی پر گئے اور حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہے خداوند ملکہ دم خبثیہ جو پہلی خداوند تھین اور بندیا کے بھیس مین طلسم نارنج مین خدائی کرتی تھین وہ عمرو کے ہاتھ سے قتل ہوئین پھر خداوند مینار زرنشین پھر قبائے زرین تن جو ملک فرنگ مین خدائی کرتے تھے اونکے بعد ملک مغرب مین خداوند ثمرات سنجنگو کیسی جاگتی جوت کے خداوند ہمارے برادر مکرم و معظم تھے وہ مارے گئے سو ذکر اونکی خدائیون کا موبموں نے لکھا ہے اور نام اوس کتاب کا نوشیروان نامہ رکھا ہے تو منگاکر دیکھ لے ان سب خداوندون کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر عنطلی آباد باختر مین تھے اسیطرح کہانتک بیان زبرجد شاہ فرعون شاہ نمرود شاہ وغیرہ کہ جنکے پاس لقا بھاگ کر گیا وہ سب اب عرش اعلی پر ہین ذکر اونکا ایرج نامہ اور باختر وغیرہ مین ہے اب دیکھ خداوند لقا کو کہ اپنے بندونکو سمجھاتی ہین اور اونکے ہاتھ سے کیسی کیسی دکھ اوٹھاتی ہین جب یہ بندے اونکا کہنا نہ مانینگے اوسوقت وہ بھی عرش پر چلے آئینگے اے افراسیاب ہمکو اپنے بندے سب برابر ہین ہم اونکو پیار کرتے ہین کیونکہ ایک دن تو وہ تھا کہ ہمنے اونکو پیدا کیا تھا اور اسیطرح اونکی نشو ونما کی تھی کہ جیسے مالی درخت بوتا ہے اور اوسکی پرورش سوا کرتا ہے پھر اوس درخت کو کاٹتے برا معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہمکو بھی دشمن نگارتی رنج معلوم ہوتا ہے اے افراسیاب شکر کر ہمارا کہ ہمنے تجکو ایسا جلال اور نعمت شوکت دی ہے کہ خداوند تیری مدد کرتا ہے اور تیرا ہمارے پیر رتبہ و مرتبہ ہے خداوند ساحران کہلاتا ہے تیرے دم سے نام سامری و جمشید زمانہ مین باقی ہے تو قدوہ جادوان ساحران ہے اور زبدہ دودمان فسونگران ہے یہ تعریف جو بادشاہ نے زبانی خداوندگی اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے

گل گل شگفتہ ہوا اور محبت خداوندی ایک حصہ تھی اب سو حصے ہوگی اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر
عرض پیرا ہوا کہ مین ایک بندہ نجس تیرا یا خداوند ہون یہ سب تیری ہی قدرت نمائی ہے کہ جو تو نے
اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا کچھ رتبہ دیا ہے خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہے سچ
ہے کہ نالایق آدمیون سے خداوند کا کسیکا بس نہین چلتا ہے یا خداوند یہان بھی عمرو کو مین گرفتار کر کے
ایسا ایسا سمجھایا ہے کہ جو حق تھا نصیحت کا وہ ادا کیا ہے لیکن کسیطرح اوسنے کہنا میرا نمانا بس معلوم ہوا کہ
آپ آپسے خداوند کی پھٹکار ان سب پہ پڑے یہ کسیطرح راہ راست پر نہ آئینگے غرض ایسا کچھ سمجھا کر
خداوند نے فرمایا کہ اے شاہ جادوان ہم اب جاتے ہین شاہ نے سجدہ کر کے کہا کہ یا خداوند بارگاہ مین
تشریف لیچلیے اور اپنے بندونکو درشن اپنا دیجیے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ مین نجائینگے اسلیے کہ بہت سے
بندے ہمارے اسوقت ہمکو پکار رہے ہین اور ہمسے فرشتگان مقرب انکا حال کہ رہے ہین اور دریاے رحمت
ہمارا جوش زن ہے ہم تیرے سبب سے سکوت کرین اونکی فریاد کو نہین پہونچے ہین اب جو ہم بارگاہ مین
جائینگے اور وہان وہ بندے قید ہو کر آئینگے اور ہمکو دیکھکر طالب اعانت ہونگے پھر روبرو ان بندون
کے ہمکو شرم آئیگی ہم سبکو چھوڑ دینگے اور اے افراسیاب ہمکو کیا جب ہم اسطرف چلے تھے تو سامری
اور جمشید کو رحم اون بندون پر آچکا تھا ہم کہے جاتے ہین کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہوے
ہین چھوٹ جائینگے اور اونکی مدد کو لشکر بران کا آیا چاہتا ہے اپنے مقام سے چل چکا ہے وہ آکر آفت ڈھائیگا اور
خداوند کا فرشتہ کئی بار سامری پاس آچکا ہے کہ خداوند تمہارے چھوٹے بھائی نے بہت کہا ہے کہ طلسم مین بندے ہمارے شہید
ہو گئے ہین اب تقدیر اونکی رہائی کی کر دیجیے بس سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھیے ہم تو خداوند لقا کیطرف سے
لڑتے ہین اور خداوند باغیون کیطرفداری کرتے ہین یہ کہی رہا تھا کہ یکایک آسمان پر رونے پیٹنے کی صدا
آئی اور کچھ ساحر سر برہنہ اڑتے ہوے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہین بس بیقرار
ہو کر پوچھا کہ ارے سچ بتاؤ کیون روتے ہوے آئے ہو کیا سانحہ گذرا ہے اونھون نے کہا اے بادشاہ مہتر برق فرنگی
زندانخانہ طلسمات مین گیا اور دشمنی نے سحر اوراشد ظلماتی کو مارا اور بران کو چھڑا لیا زندانخانہ تمام برباد ہوا یہ
سنتا تھا کہ خداوند نے ہراس شکل نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے افراسیاب لقا کی سفارش سامری نے قبول کرلی ہے تو
تیرے سامنے یہ پیام سلام ہو رہے تھے اب ان اپنی فوج لیکر آئیگی سبکو چھڑائیگی علاوہ اسکے عمرو اگر تجھکو زک دیگا کچھ بنائے
نہ بنیگا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانونکی اب خداوند اعانت فرمائینگے تو پھر ہمارا لڑنا

بیکار ہی خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہی خواہ لڑ یا نہ لڑ افراسیاب نے کہا بغیر لڑے بھی نہین بنتا اب
عمرو کا یہ قول ہی کہ یا تو خدای نادیدہ کی پرستش کرو نہین تو ہمسے مقابلہ کرو پھر ہم کیا مسلمان ہو جائین
خداوند نے کہا پھر تمہارا پاسداری اپنے دین کی تو مقابلہ کرنا ہی خداوندون پر کیا احسان ہی افراسیاب نے
کہا اسوقت سب باغی آپ فرماتے ہین کہ رہا ہوا جاتے ہین بس مین آپ ہی کی سیوا کرتا ہون خواہ
انکو چھوڑ دیجے یا اونکی حفاظت کیجے خداوند نے کہا یہ مجھسے نہوگا افراسیاب نے اصرار کیا اوسوقت
خداوند نے کہا اچھا تو افسران لشکر مہرخ کو مع مہرخ کے سامنے طلب کرو سب پر سے اپنا سحر اتارے ہم
اونکو اپنی حفاظت مین رکھینگے شاہ نے اوسیوقت ساحرونکو حکم دیا کہ جاؤ افسران لشکر امیو نکو لاؤ
ساحر ملکہ مہرخ اور مخمور اور بہار و طاؤس نافرمان و زلزلہ دلرزان وغیرہ کو کہ سب مسحور تھے
بلا کر لائے کہ چلو تمکو شاہ جادوان بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا افراسیاب کی بھرہی تھے فوراً
ساحرون کے کہنے سے حاضر خدمت شاہ ہوے سب نے دیکھا کہ توبہ توبہ سب کرتے ہین اور اپنے آپ مین نہین
ہین بس جب وہ سامنے آئے خداوند نے فرمایا کہ اپنے سحر دفع کرو شاہ نے سب پر سے سحر کو رد کر دیا
اب جو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ افراسیاب در حیرت اور تمام سردار اوسکے اور سپاہ ایک مقام پر
استادہ ہین اور ایک تخت پر ایک شعلہ چمکتا ہی اور گرد اوسکے ہزار تصویرین چرخ مار رہی ہین اور ہر سمت نعرہ یا
خداوند ہزار شکل چرخ گردان بلند ہی بہار نے کان مین مہرخ کے کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمرو کی ہی
اسوقت مناسب ہی کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ رخسار فرمائے اوسکو قبول کرنا مہرخ نے کہا مجھکو بھی کچھ طور ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی غرض یہان خداوند نے یکایک فرمایا کہ ای بندہاے قدرت تم قید مین شہنشاہ جادوان کے
تھین مین نے تیرے سحر رد کرا کے اپنی نگاہبانی مین تمکو لیا ہی اب تمہارا لشکر مسحور نہین ہی خبردار بھاگنے کا ارادہ
نہ کرنا اور کوئی سرکشی نہ جتانا جبتک خداوند ساحران کے حوالہ کرکے چلا جاؤن اوسوقت تمکو اختیار ہے
مہرخ وغیرہ سب یہ باتین سنکر خاموش کھڑی رہین اور دل مین سمجھ گئین کہ ہمارے خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہی اب
وقت پاکر دست و پا ہلانا اور نکل جانا. غرض یہان خداوند نے فرمایا کہ ای افراسیاب اب ہمارا اسطرح ظاہر
یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہم غائب ہوتے ہین اور ان باغیون کے آج کی رات کو محافظ رہینگے صبحکو تجھے اختیار
ہی خواہ تجھسے کوئی جھگڑا کرے یا تو اونکو قتل کرے افراسیاب نے کہا آپ تو بارگاہ مین چلنے کو کہتے تھے کیا نہین
یہان جائینگے افراسیاب نے کہا کچھ تبرک ہی اپنے دست پاک سے ہمکو دیجے تاکہ ہم عمر اپنی زیادہ پائین [illegible] دو حکومت کی

ترقی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب شربت منگواؤ ہم اپنے اگیاری کی خاک اسمین ڈالدین سب افسرونکو
کو وہ تقسیم کرادو آپ بھی پی نے جو جس کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو پیے گی بارہ برس کی ہوجائیگی
حسن مین اپنے تئین بہ از حور قدرت پائیگی مرد جو پیے گا رات بھر مین سو استری سے بھوگ کریگا اور ہا نذہ
ہوگا اور عمر اوسکی ہزار برس کی ہوجائیگی یہ سننا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی خم شراب کے اور کئی مشکے
شربت کے منگوائے خداوند نے مشکے قریب اپنے منگوا کر نیچہ قدرت اپنا شعلہ کے پاس سے نکالا سب نے دیکھا
کہ ایک نیچہ نہایت ہی خوبصورت ہے کہ تیلی تیلی انگلیان جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہے
ویسی ہی ہر ایک انگلی ہے اور مہندی ہاتھ مین لگی ہے چوڑیان خداوند پہنے ہین بس وہ نیچہ جب نکلا ایک
بہت بڑا پیا تھا اس پڑے کو اوسنے مشکی مین ڈالدیا اور اسیطرح شراب کے خمون مین بھی خاک اگیاری کی
ڈالی گئی اور اوسمین سے اول دو جام افراسیاب نے پیے اور دو حیرت نے پھر تو مصور صورت نگار دم
ابریق کوہ شگاف اور اسیطرح ناظمہ و رشیدہ اور ناظمان ملک نے شربت اور شراب نوش کی کچھ دیر کے بعد سب مین
لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پگڑی اوتاری اور افراسیاب نے حیرت سے کہا
کہ اے ملکہ اسوقت تو مرد ہے اور مین عورت ہون خداوند کی قدرت کا تماشا دیکھو اور اے
ملکہ تو مجھ سے جفتی کھا ملکہ نے کہا اے شاہ تم کہتے کیا ہو مین تو مرد ہوگئی ہون تم خداوند سے کہکر
اپنے تئین عورت بنوالو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا تھا کہ خداوند سے کہے مجھکو عورت
بنا دیجیے بس چلا تھا کہ طمانچہ بیہوشی نے مارا سر نیچے ٹانگین اوپر ہوگئین حیرت دوڑی کہ ارے عورت بنا
ہی مین اور ابھی سے لیٹا جاتا ہے بس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گری اب تو لگا لگ گیا جتنے افسران فوج
اور ناظم وغیرہ تھے سب بیہوش ہو کر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کرکے شعلہ کو اور
چرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نیچا کرکے یکایک اپنے تئین ظاہر کیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری
ای مہرخ کیا منہ لکڑی سا دیکھ رہی ہو بس یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناریل ترنج گولے فولاد
کے مارنا شروع کیے اور عمرو نے خنجر کھینچکر بیہوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بیہوش ہوا
تھا وہ تلوارین پکڑکر دوڑا ادھر سے لشکر مہرخ نوررا ہو چکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالکون کے
سنکر جو بیہرے ہاپکر اگرا اور لگی گھمسان کی مار ہونے دم بھر مین سیل خون جاری ہوتی شور
غوغا تا بہ گنبد آسمان پہونچا جدھر سنیے شور افتاد بلند تھا جدھر دیکھیے لاشن پا لاشن اور دہ پڑنا

تڑپ رہا تھا تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پیو
پڑ رہی تھی روح رواں کے سکہ کا چلن تھا دنیا ٹکسال بادشاہ مرگ کی تھی کیا بیات

وہاں تھی جو سب بانی دشمنی ۔ قیامت کی تھی محو تیر افگنی ۔ کمانوں سے تا صف فوج عدو
رواں تھا ہم تیر کے بعد تیر ۔ عمرو نے وہاں پر نہ کی اعتنا ۔ پڑھا کلمہ کے تکبیر ہر دو غا
رکھا ہاتھ جب قبضۂ تیغ پر ۔ قضا یہ پکاری سوی اہل شر ۔ کہ اے کافرو جلد مانگو امان
سر کٹ جاؤ سر کی ہے خیر اب کہاں ۔ چُھڑے منہ یہ تلوار کے خلجو ۔ لگے کٹنے مرنے جری چار سو
کہیں تیغ چمکی کسی جا سنان ۔ کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان ۔ یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا ۔ گری لاش پر لاش اور سر پہ سر ۔ بھرے تھے قیلوں سے سب دشت و در
جری سب تھے خون میں نہائے ہوئے ۔ اگرچہ تھے گھوڑے ہوا دہائے ہوئے ۔ عمرو نے اسوقت جست کر کے

قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مار کر کام اوسکا تمام کرون اوسوقت چند تیلیان پرنزادان
طلسم شہنشاہ کہتی ہوئی پیدا ہوئین اور بادشاہ کو اوٹھا کر لیچلین اور چند پریون نے آکر
حیرت کو بھی اوٹھایا اوسوقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اوٹھا کر رو بفرار لائی دلیرون
نے تعاقب کیا بڑا اوربھی پڑتے نے مرا مال و اسباب خزانہ بازارین سب لوٹ لین خیمون مین آگ لگا دی
لیکن تیلیون نے لاکر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کرکے عرض کیا کہ واری اسطرح آپ بیہوش تھین ہم
کنیزین نہ اوٹھاتی تو دشمن ہلاک ہو جاتے ملکہ یہ سنکر وہان سے رنجیدہ خاطر آئی اور قریب اپنی
بارگاہ کے جب پہونچی ہنگامہ کا بازار گرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشید اے نالائقان تمہیں یہان بھی پہچانچہ
مہرخ وغیرہ نے جو حیرت کو اوسجگہ دیکھا طبل بازگشت بجوا دیا اور بفتح فیروزی مراجعت فرمائی
اور اپنی بارگاہ مین آئی سردار بھی داخل خیام ذوی الاحترام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے
عمرو بھی بارگاہ مین آیا مہرخ سے مژدہ سنایا کہ اے ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی زندہ
ہے اور اوسنے جا کر زندان ظلمات مین ملکہ بران کو قید سے چھڑایا ہے اب وہ اور بران دونون
ملکر یہان آیا چاہتے ہین اس خبر کے سننے سے ملکہ مہرخ نے سجدۂ شکر خدا ادا کرکے حکم ترتیب انجمن عشرت
دیا ساقی و مطرب حاضر ہو کر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سردار تو بعشرت تمامتر یہان ٹھہرے
ادہر برق فرنگی جو بران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان نور افشان کیطرف

کیطرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اونسے آکر راہ مین ملاقات کی اور جو کچھ پیام ملکہ نے دیا تھا
وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعہ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کرکے تھرا گئے اور کہا اے برق اسیقدر
سے تو ہم بغیر تشریف لائے ملکہ کے لڑنے کو چلے تھے کہ آپ پہنچ گئے برق نے کہا اچھا اب اتنا تم توقف کرو
کہ ملکہ سحر کرنے گئی ہین وہ آلین تو جانا اور مقابلہ کرنا انھون نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزردہ ہونگی برق
نے کہا اب تو آہی گئی ہین اگر آزردہ ہین تو ضرور ناراض ہونگی اگر خوش ہین تو ہونگی جہان اتنا توقف
کیا ہے اور توقف کرو اب خلاف رائے ملکہ پیشقدمی کرنا اچھا نہین غرضکہ یہ کہنے سے برق کے انتظار مین لشکر
ایک مقام پر ٹھہری حال اوسکا یہان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پر یزادون کے یہ سب کیا جانبازی کرتے
ہین اور افراسیاب کو جو پریزادان طلسم رنگین صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا یعنی ایک پری
نے رنگ منہ پر افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پانٔون دبانے
لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اوٹھ بیٹھا اور پوچھا کہ تم کیونکر مجھکو لائین اونھون نے عرض کیا کہ اے
افراسیاب وہ سوا عمرو کے آپکو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑی خوف کی جگہ
تھی کہ اودھر تو سارا لشکر نارنج و ترنج آپکو تاک کر مار رہا تھا اور اودھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہمنے بخیال
اسکے کہ آپکے دشمنونکو کوئی مضرت نہ پہونچے وہان سے آپکو اوٹھا لیا اور میدان سے آئے بادشاہ نے
یہ سنکر اونکو رخصت کر دیا اور آپ وہان سے بغضب تمامتر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر ان
نمکحرامونکی کرون یہان ملکہ حیرت جب فوج مہرخ کے پاس آئی تو اوسنے بارگاہ اپنی درست کرائی اور
لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج سے ناچ گانا سب موقوف کرایا آخر
سرداران فوج نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ رنج آپکا جا سے بیجا نہین لیکن ہم جانبازون نے بھی تو کوئی
دقیقہ جان نثاری مین باقی نہین رکھا اور اب سحر اپنے اپنے خوب چاق و چست کرتے ہین جنگ
ہین اگر سامری نے چاہا تو ان باغیونکو مار لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین اور یہ بھی مقدرات تقدیر
کے ہین نہین معلوم سامری کو کیا منظور ہے کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ جاتی ہے دیکھیے شہنشاہ نے آتے
ہی سب باغیون کو قید کر لیا تھا اوسوقت عمرو ہزار شکل بنکر آیا اور دھوکا دیکر لیگیا اے ملکہ ہم یہ حیران
ہین کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنا لیتا ہے ملکہ نے کہا کہ اوسکے پاس بھی ایک تخت ایسا ہے کہ وہ اڑتا ہے
اوسی تخت پر وہ سوار ہوکر اور گلیم اوڑھکر شعلہ جلا کر اوس شعلہ پر چرخ لگا کر آیا اور حقہ ہائے نفتی

اوسنے ماری کہ جسکے سبب سے آگ برسی اور موتی اوسنے برسائی بعض حقون مین سے آواز پیدا ہوتی ہی اونکے
شق ہونے سے دنا ہوتا ہی وہ اوسنے شق کیے اور اندر اون حقون کے خوشبو بھری تھی
اور روغن ایسے ایسے اوسکے پاس ہین کہ اوسکو آتشبازی کے مہتاب کیطرح جب وہ کام مین
لاتا ہی نور ہی نور پھیل جاتا ہی بس یہ کرشمہ اوسنے اپنی عیاری کا ہمکو دکھا کر فریب دیا سرداروں نے
عرض کیا کہ افسوس ہی ہم اوسکی ان باتونسے آگاہ ہین اور فریب کھاتے ہین ملکہ ذی کمال جب سے وہ طلسم
مین آیا ہی بہت سی اوسکی ایسی باتین کہ ہم اوس سے آگاہ ہوے ہین لیکن وہ ہمیشہ نئے طرز پر عیاری
کرتا ہی اور ہم آگاہ ہوچکے ہین اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہی کہ ہم پہچان جاتے ہین لیکن وقت مین کہ یہ عمرو
ہی یا کوئی اور عیار ہی ورنہ پہلے تو ان سے عیاروں کی شناخت نہو سکتی تھی یہ ہمارے لشکر کی عیار پہچان
سنون کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اونکو یاد ہی وہ بھی کبھی کبھی بن پڑتی ہی یہ عیار ہو بلا ہی برباد آفت کے
ہین اگر یہ طلسم مین نہ آتے تو ابتک کب کا شہنشاہ تمام باغیون کو قتل کر چکتے خیر اب دیکھا چاہیے
کہ کیا ہوتا ہی غرض کئی سو سرداروں کی اسنے ناظمان دربند کی خطائین معاف کین اور اونکو دربار مین
آنے کی اجازت دی پھر ساقی مطرب طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئی ادھر ناظمان دربند نے
دلمین اپنے خیال کیا کہ واقع مین غصہ ملکہ کا جا ہی تھا ہمکو غیرت لازم ہی اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر تیار
کرین کہ جسکا کوئی جواب نہ ہوسکے دیکھو اوسطرف کی ساحرہ کیسی جانبازی اور سرفروشی اپنے
مالک کے ساتھ کرتی ہین اور میدان کارزار مین گوی سبقت لیجاتی ہین پھر جو وہ ہین وہی ہم مین
وہ بھی اسیطرح تلود اس طلسم کی تھین اور ملازم بادشاہ تھین اب شریک عمرو ہوگئی ہین لیکن
یہ اونکی محنت کا نتیجہ ہی کہ اونکو معلوم ہی کہ ہمسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہی کہ جو خداوند ساحران ہی پھر
ایسی محنت کرین کہ بادشاہ سے نہین تو اوسکی فوج سے لڑنیکے قابل تو ہوجائین غرض ایسا کچھ سوچکر بعض
شاہزادی چشمہ سامری مین نہائی اور سحر تیار کرنیکو روانہ ہوئے اور بعض شہر داؤدیہ کیطرف بعض
الاؤ جمشید کے بعض بیابان ہستی کیطرف چلے اور بعض نے بیابان منتر دن کی جاپ شروع
کرائی بنگالی کا نور ودیس کے ساحر دریا کے کنارے بیٹھ کر وہ ڈمرو بجا کر منتر جگانے لگے ہوم جادو
ہو گئی بھینٹین چڑھنی لگین جھٹکے ہونے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہین اور دونون لشکر آتے
ہوئے ہین ادھر برق فرنگی بھی لشکر مین آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھکر نہایت خوشنود

تو تنہا دیو ہوا اسطرح ڈنکا سی لگایا یہ مار ڈ نقد تصدق اتروایا مخمور کو گود مین بانہین ڈالکر رونے لگی کہ ہیا تمھاری صورت مجھکو پھر خدا نے دکھائی ہزار ہا روپیہ کا صدقہ اتر گیا عمرو نے سب سردارون سے کہا کہ ارے تم سب کیون مال کو ضائع کرتے ہو جو کچھ دینا ہو مجھکو دے ڈالو کہ مین خانہ کعبہ مین بھیجدونگا وہان عورات غربا اور مساکین مین تقسیم ہو جائیگا سب عمرو کی باتون پر ہنستے تھے برق نے بہت بھاری خلعت سب نے دیے عمرو نے کہا لا ابھیا مین بس رکھ چھوڑون عید بقرعید کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق نے سردارونسے اشارہ کیا کہ انہون نے عمرو کے سامنے پھر کچھ نذر یا مخفی طور پر مالامال کر دیا عمرو کو بھی بہت کچھ ملا عمرو نے کہا اب مین تلاش بران مین جاتا ہون برق نے حال زندانخانہ کا کہا اسطرح مجھکو افراسیاب نے قید کرکے بھیجا ایسا مقام صعب مینے دیکھا آخر کسی سبب سے راہ مین کچھ ضرر نہ پہونچا آخریون اعمی اور اژدر کو مارکر شہزادی بران کو چھڑایا اب بران اپنا سحر تیار کر رہی گئی ہین ابکو ملینگی نہین معلوم کہ کس صحرا مین یہ طلسم کے ہونگے آپ توقف فرمائیے عمرو یہ سنکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا پھر جبتک ادھر ادھر کی سیری کرین غرض عیار ایک جا تو ٹھہرتے نہین ہین اپنی فکر مین کبھی بارگاہ مین کبھی صحرا مین کبھی لشکر دشمن مین آتے جاتے ہین حال انکا بیان آئیگا مگر اب ان کو یہان چھوڑ کر حال ملکہ بران شمشیرزن بیان کیا جاتا ہے کہ ابیات

ذرا اب سنو سحر کی داستان — یہ لکھتا ہے راوی شیرین بیان
ظفر کا ہے مہرخ کے پھر خیمہ و بست — مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
ذرا ہان سنان زبان پھر سنبھل — کرتا کے ہے کفار کو پھر اجل
ہوا صید لاغر ہے جو دل نہ سیر — نیستان مین پھر گونجتے ہین یہ شیر
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ — شکار افگنی پر نہایت ہین لوٹ
سنبھل اب زبان قلم پھر ذرا — کہ لکھنا ہے مجھکو نیا ماجرا
سخن مختصر ملکہ خوش صفات — وہ بران عالی گہر نیک ذات
روان جب ہوئی برق کے ساتھ سے — تو دل مین خیال اوسکے یہ آگئے
کہ چلیے سوے گنبد سامری — ملے وان سے تحفہ تو ہو بہتری
ہوئی یہ روانہ اوسی سمت کو — یہ تھا دلمین دشمن کو مہلت نہ دو

ملکہ مذکور ایک آن تنہا صحرا مین تمام کر کے اپنے طلسم کی سرحد مین پہونچی اور قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی کہ عرصہ گذارہ کا لگ اوسی سمت کی راہ لی جہان گنبد سامری بنا ہے اور ظہور اس مقام پر روح سامری کا ہوتا ہے حیرت بھی اپنے طلسم

سے حجرے ہفت بلا کو طے کرکے انگوٹھی جمشید کی لینے گئی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اوسی کے متصل ایک مقام ہے کہ اوسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہیں اول زمانہ میں طلسم ہوشربا اور نور افشان اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور حاکمان طلسم ہوشربا اور نور افشان کے دوستی کا برتاؤ رہتا تھا نور افشان طلسم اتنا بڑا نہین ہے کہ مقابل طلسم ہوشربا ہوا سوجہ سے حاکمان طلسم نور افشان بادشاہ ہوش ربا سے مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کاہے کو تھا کہ جیسا بادشاہ لاچین تاجدار جادو طلسم ہوشربا کا تھا اوسی بادشاہ کو گرفتار کرکے افراسیاب نے حکومت طلسم لی ہے اور شہنشاہ ساحران بنا ہے اسکے ساتھ ہی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف طلسم نے کیا ہے اور سب نے اطاعت اختیار کی ہے اور کوکب بھی پیر بھائی اوسکا تھا اور ہمیشہ اس سے دبتا تھا اور عمرو کے باعث سے اوسنے سرکشی کی ہے حاصل مطلب یہ کہ طلسم نور افشان سے بھی راہ جانیکی بیابان ہستی اور دالان جمشید کی ہے اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہے جب کوئی اس طلسم سے چلے تو بیچ میں یہ مقامات مذکورہ ملینگے اسکے بعد طلسم ہوش ربا ملیگا اور جو کوئی طلسم ہوشربا سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نور افشان ملیگا بس تیران کو پہلے ہوش ربا سے نور افشان میں جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھکر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے چلی کہ اب پہلے بیابان ہستی اور صحرای عجائبات اثنای راہ گنبد سامری مل لین تو ہوشربا میں پہونچے غرض یہ مسافرہ صحرای نیرنگ عجائب وسیاح دشت افسون و غرائبات جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کیطرف کے پہونچی تو اودھر سے پھر عازم ہوئی کہ اب گنبد سامری پر جاؤن اور اودھر سے پھر ہوش ربا میں چلی جاؤنگی چنانچہ سرحد طلسم سے اپنے آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز و دشت انگیز میں گذر ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم وہ صحرای پر آفت وستم ہوش و حواس اوس دشت کو دیکھکر اوسکے بجا نہ رہے مگر دل کڑا کرکے کہ خدا تعالی نیر نگہبان ہے آگے کو روانہ ہوئی ہر قدم پر صدا سنائی دی کہ اے جانے والی اس جنگل میں کوئی بھولے سے بھی قدم نہین رکھتا ہے مسافر خیال بھی گذر نہین سکتا ہے کیون اپنی جان خرین پرستم کرتی ہے بازگشت ہے تیری لئے بہتر جاری او نوجوان یہ بڑی غضب کی جا ہے ملکہ نے ان باتون کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلون تک زمین میں جادو و نیرنگ کے فرش تھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال میں ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کی دریا بہتے تھے

شعلے تا بفلک جاتے تھے خیال کرنے سے پانون مین وہم کے چھالے نکل آتے تھے زبانہ شعلہ تا بہ فلک سر کشیدہ

شعر

زمین آگ کی آسمان آگ کا
جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا

جو غار تھا دعوی انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو بگولہ دشت مین اوڑتا تھا وہ ایک میل آتش کا بنجاتا تھا اور اوس مین سے دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا مردے جو ساحران نامی کے مرگئے تھے وہ اس دشت مین نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سناتے تھے انگارے اوچھالتے تھے اور کھاتے تھے سامری کے نام پر جو تپشی ہوکر مرگئے تھے اونکا اوسی دشت مین گذر تھا ہر ٹیلا اور ٹھیکرے پر جنگلے آگ کے بنے نظر آتے تھے پھر وہ غول بجاتے تھے ابھی زمین پر پانون رکھا ابھی ابھی پانون کے نیچے دریاے سبز رنگ پیدا ہو گیا آگے چلنا دشوار ہوا اوس دریا مین غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑ کر کنارے پر پہونچایا پھر جو قدم اوٹھایا اپنے تئین دہن اژدر مین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکسی پر آنے والا خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اژدر پایا اور نہ دشت و در دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا کہ نے کا جھوپڑا نئے ڈھنگ کا بنا ہے دیوار نہ در وحشت کا گذر آرام اوس سے متنفر دور ساکن اسفل السافلین بھی نفور جو کوئی مقام مکان کیطرح کا پایا اوسکی چھت اپچ غائب دیکھی کوٹھریان ڈھئی ہوئی نظر آئین کہین دو چار گز کا چبوترہ چار پانچ تھر کا اور پرانے بانس کا چھپر جھکا ہوا مگر اوسمین سے بونڈلا اژکر ملا بنجاتا اور پکارتا کہ کوئی ابھی نہین آیا سامری نے سیر کھانا نہ بھجوایا بہت بھوکا ہون اس گھر کے مہمان کے خون کا پیاسا ہون پہونچنے والا وہان کا حیران رہتا ہے کہ اس بلا نے ایک ہی نوالہ کیا اس بیچارے نے تن بمرگ دیا پھر خدا نے بچایا آنکھ کھلی تو اپنے تئین ایک باغ مین جادو کے پایا کہ ہر تیا اوسکا اعجاز تھا ہر شاخ مین جادو کا سانپ تھا آہ رسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو کلیجا کھانے کی ترکیب یاد وہ دیدہ رنگ فشان ہر ایک نہر اوسکی خدا کا قہر سبزہ وہان کا زہر غم جانکاہ گل وہان کا عندلیب جان کیلیے خار خدا کی پناہ نخل کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر ایک شاخ کف افسوس ہر ایک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خارون سے خلش پیدا گلون سے دشمن کی بو ہویدا نرگس مین رنگ چشم عدو ہویدا سرکشی سر دلب جو کو آتی پھول وہان کے ساحرون کے حق مین کانٹے بوتے مرغان چمن نوحہ و شیون کرتے حال بیاران

باغ پر رونے مسدس

بید بھی بے قرار ہونے سے ہین مانند چنار
فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہے دار
راہ وحشت ہی مین جم جاتی ہین ہر گام قدم
ہوبہو سے کبھی شکل ہی جلوہ نما
رخ نارنج سے خجل ہے یہ حاصل مزا
خون انگور کے دانتون سے ٹپکتا ہے یہان
کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور
نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

شاخ ہر ایک ثمر بے ثمری سے پر بار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھ کے خار
بید مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم جا بقدم
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہے پتا
منہ لگائے کوئی میٹھے کو تو کھائے کھٹا
تاک میخوار دنکو کا نٹا سا کھٹکتا ہے یہان
نالہ کش نخل یہ ہین دار پہ جیسے منصور
لب شیون سے گل شمع تجلی کا ظہور
ہر شجر زمین پہ فلک دم مین جلا دیتے ہین

ملکہ تمران اوس باغ مین جب پہونچی بلبل روح اوسکی قفس تن مین گھبرائی کہ یکایک ایک آندھی سیاہ آئی چار طرف سے لیجیو گھیر لیو پکڑ لیو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم مین آیا خدا کی پناہ وہ طوفان ایسا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہوگا بعد اس طوفان کے ایک دیو قوی ہیکل اوس نہر سے نکلکر اسکے قریب آیا اور پنجہ قوی جانب اوسکے بڑھایا منہ پہاڑ سا کھولدیا اسکو نگلنا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اس سے مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگونکی زبانی سنتی چلی آتی ہے کہ بیابان عجائبات مین جب قدم رکھے تو وہانکی بلائین سب فرشتے قہر سامری کے پجاری ہین اونسے کوئی لڑ نہین سکتا چپکا کھڑا رہے وہ جیسا چاہین آزار پہونچائین دم نہ مارے جب یہ سب مصیبتین جھیل جائیگا تو گنبد سامری پر پہونچیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پانون ہلائیگا تو اون بلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہان جانیکا قصد کرے جو کوئی تحفہ اوس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہون ورنہ غیر شخص نہ جا سکیگا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہے کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہے کہ باوجود مصیبت اوٹھانے کے اور ایک بار یہان آنیکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہوکر یہان آیا ہے اوسکو گنبد تک پہونچانا چاہیے بس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوجہ سے خاموش کھڑی رہی نہ دیو اوسکو پکڑ کر دہن مین رکھکر نگل گیا بیان نہین ہوسکتا ہے جو اوس محبوبہ نازک اندام کی جسم نازک اور روح

لطیف پر صدمہ گذرا وہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر جانا وہ اوس دیو کی شکل مہیب وہ اوسکے منہ مین جاکر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسطرح کا انسان خواب دیکھے تو یقین ہے اوس خوف سے سونا ترک کردے اور لیٹے تو اوس خیال مین اچھل اچھل پڑے اوس آرام جان عاشقان نے اوس مصیبت مرگ کو بھی اپنے اوپر اختیار کیا لیکن خلاق طلسم عالم نے پھر خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی سبب اوس اختر مہرہ کے جو اوسکے پاس ہے شکم دیو مین زندہ رہی اور آنکھ جو اوسکی تو وہ دیو دکھیا نہ وہ باغ نظر آیا ایک دشت پرخار و مردم آزار کوسون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
تھی راحت سے مثل بخت مجبور
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا
عجب بے سرو پا تو ہو رہی تھی
عرق بہتا تھا اوس کی جبین کا

ہزارون جسمین قہر آمیز سامان
مصیبت زا بشکل ہجر جانان
اسیر زیست اوس سے متنفر ہون ور
کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر
رخ گلگون کے آنسو دھو رہے تھے
چراغ حسن مشتاق فنا تھا

درازی اوسکی سرحد عدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان
وہان تقدیر نے اوسکو ملایا
تمنا جسکی تھی شایان تقدیر
تپش دوزخ کی پیدا تھی زمین سے
کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لون کے جھونکے آتے ہین چراغ زندگی کو بجھایا چاہتے ہین درخت سر جھاڑ منہ پہاڑ نباتی کھڑے ہین گویا بلائین زمین سے اوگی ہین نئی گردش فلک کی ہے کہ ہر قدم پر آزار ہے ہر جگہ فرش خار ہے کانٹے تلوون سے پار ہوتے ہین پشت پا تک فگار ہوتے ہین اس آسمان حسن کے ستارۂ قسمت کو فلک نے خاک مین ملایا ہے خاک صحرا پر جم گئی تھی پوشاک بھی ملگجی ہو گئی تھی تیلا پسینہ کا زمین پر بہتا تھا یہ خاک پھانکتی بے حواس سایہ درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی تھی کہین سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہین کوئی بلا زمین سے نکلکر ڈراتی تھی اژدہے منہ کھولے بیٹھے تھے زہر اگل رہے تھے فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہے اور تانبے کیطرح تپتی تھی اسی عالم مین یہ چلی جاتی تھی کہ یکایک ابیات

بشکل ابر اٹھی کچھ سیاہی
بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی

لگے فریاد کرنے مرغ و ماہی
یکایک شکل بخت ناتوان مین
بلا اک سامنے کالی سی آئی

ہجوم اشک سے دامن ہوا تر
ہوا خورشید بھی محتاج تکفین
پکاری وہ ادھر آ مجکو کھا دُن

یہ محنت خاک مین تیری ملاؤن
کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز
نظر آئیگی صورت بہتری کی
بڑھی وانسے جب آگے کو یہ بیکس
تو تھی راہ ادھر بھی وہ راہ آتش
کنوین مین آگ کے لا کر ڈھکیلا
کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

ادسے دیکھا تو گھبرائی یہ دلدار
نہ گھبرا اسقدر اے مایۂ ناز
پکاری یہ دوہائی ہو دوہائی
بہت مجبور و مضطر سخت بیتاب
بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے
ہوا اب جسم جلکر اوسکا کوئلا

غرض بھاگی وہان سے ہو کے ناچار
دہائی جلد دے تو سامری کی
بلا وہ اسکے پھر پیچھے نہ آئی
نظر آیا ادہر اک چاہ آتش
اوٹھا کر پھینکی اوسکو زمین سے
کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی

اوس تاریکی مین یہ ماہتابان جب روانہ ہوئی اختر مروارید نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اوٹھاتے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آجاتا یا نام خدا سے منہ سے نکلجاتا جسم و جان مین تفرقہ پڑجاتا وہان کی بلا پھر زندہ نچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے ہوے مضطربانہ روانہ تھی کہ ابیات

نظر پھر آئی کچھ طاؤس ان چند
بن مین ہر طرف سے آکے لپٹے
اڑے اک سمت کو اور یون پکارے
مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
ہوئے سب زخم تن پھر اسکا اچھے
گزر جو اس دیار پر دیکھے گنہگار
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
ہوا رنجیدہ اوسکا قلب مضطر
ہوئی گل اور شمع بھی اسمین پیدا
نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی مین
روان تھی بحر افسون مین وہ مچھلی
چلی آگے کو لیکن سخت حیران

نہایت تیز پر مخطوط و خرسند
کیا سنسار ہی ٹکڑے بدن کو
کہ ہم اے سامری صدقے تمہارے
کہ پھر اک اژدہا پاس اسکے آیا
اٹھی وانسے چلی پھر روتی آگے
عدو ناگاہ سامنے اور آگے
مقابل آکے کرتے اپنے تھے وار
جب آیا ہوش دیکھا مین شجر ہون
شجر کیطرح تھین شاخین ہویدا
شجر سے پھر ہوئی دریائی زخار
کنارے جاکے پھر دریا کے بیٹھی
کئی دن تک رہی گردش سفر کی

ہوئی وہ سدرہ اس نازنین کے
پیا پھر خون تن نے دلمین خوش ہو
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر
مگر اسکو پھر جو اوس نے اگلا
کھڑی پھر اوسنے دیکھی اک جگہ دار
بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھی
گری یہ خاک پہ بیہوش ہوکر
زمین مین گرکے بار آور شجر ہون
نہ تھا یہ ہوش مین انسان تھی مگر مین
بنی دریا ہو مچھلی خوب تیار
بنی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان
نظر آئی نہ کچھ صورت مفر کی

غرض بعد از گذار دشت ہامون — سراسیمہ پریشان دل جگر خون — نظر آیا وہ اک جانب کو پہونچی
کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی

یعنی وہ ماہ وش گل اندام اسطرح کی ایذائین اور سختیان سفر کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سرسبز و شاداب تھی اور چار طرف اوس قطعہ گلزار کے چار دریا بہتے تھے ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ بابل کا نمونہ تھا زمین سے فلک تک دھوان بھرا تھا یہ خاکدان عالم دمنبع و مخزن دھوئین کا تھا نہین نہین دودی جہاز اوسکو کنارہ نہ تھا جسم آفتاب مین ایسا دھوان وہان کا لگا تھا کہ دھندلا ہوگیا تھا منزل فلک کی چھت مین کاجل جما تھا دنیا سیہ خانہ تھی کاجل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھوان نکلکر پیچ و تاب کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کاکل پیچ کھاتی تھی یا بجوزہ دنیا ساکنان عالم کو اور طالبان دنیا کو پیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اوس دریا مین پیچ اوس دھوئین کی اوٹھتی تھین کمند الفت بہر عاشقان زلف نظر آتی تھین یہ عالم تھا کہ ابیات

سب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن — وہین سے شب ہوئی پیدا یہ روشن
سیہ مثل نصیب تیرہ بختان — بلا کالی ہی تھی اوس سے پریشان

ایک طرف کو اس زمین نزہت آگین کے دریای آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اوس آگ کا اوڑ کر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہے اوس سے خوف کھاتا تھا ہوا تھا مین وہ شرارون اوڑکر جاتا اور پیچ و تاب کھاتا عیاذاً باللہ آسمان کو اپنے جھوپڑے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ بروج آبی مین پانی بھر کر رکھنے کے لیے بیچ دلو کے ڈول کو چشمۂ حوت مین ڈبوئے رکھتا تھا انگاری بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریون کو کھا جاتے تھے اژدہے کیطرح ہر ساحل اسکا منہ کھولے نظر آتا تھا دل زور دہر کاوہ ہلاتا تھا کہ ابیات

فلک سے بستی تھی اوسجا پہ آگ — زمین کا ارادہ تھا جاؤن بھاگ — زمانہ کی سب گیہان ان بھین تنگ
جلاتا تھا اوسی خوف سے دل شمع

ایک طرف کو ہمیشہ نزہت زمین کے دریا آب تھا جس سے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اونکا خون ساکنان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اوسکی بیار کردہ کے گھتی ہر حباب گنبد افلاک سا سو مین خنجر سے زیادہ تر تیز نظر آتین جاتین خوف سے دیکھکر اوسکو ٹ جاتین جسدم اوسکے کنارے پر قدم کوئی رکھے شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جا کر مل جاتے

کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچائے ہمہ تن آسمان نیلگون دودی جہاز بچائے کہ ابیات

ہوا پانی اسیا شور پیدا ｜ لب ساحل ہی تھا اک شور پیدا ｜ ہر اک موج اوسکی آفت سی ہم آغوش
جسے دیکھے ہی رستم کی اوڑین ہوش

اور ایک جانب وس صحرای پُر بہار وادی بے خار کے دریای سیماب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان و زمین نے پارا پلایا ہی یا پارے کی کان وہ دریا بنایا ہی لہرین اوسکی جب دشتی چاندی کے تیر بتے نظر آتے حباب اوسکے سورج کی ایسی چمک دکھاتی زمین کا بوجھ بھار اوس بحر زخار کے ہونے سے بڑھگیا تھا ایک ایک موجہ اوسکا او ٹھکر دیو دسیماب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھوکے سے لہراتا تھا عکس سے اوس بحر کے روی ہوا تک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پگھلکر لہرین لیتا تھا گویا چشمہ خورشید لہراتا تھا کہ ابیات

کہین جگہ مین یون پارا تھا اوسکا ｜ ہوس جسطرح ہی چرخ دنیا ｜ اکبھی تھی بحر آفت خیز اوٹھتی
چمک جسکی تھی تا بہ چرخ جاتی

اون دریاؤن کے بیچ مین وہ بیشہ فرحت انگین تھا عجب بیطلع جانفزا اوس صحرا کی تھی کہ شجر براز فرط اہل تواضع سر جھکائے پھولون کے درخت بلکخت خلق مجسم انسان نظر آتے پھل درختون کے ایسے رنگین و خوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتی نہرین پر آب و تاب جاری و زان ہر سو باد بہاری چمن کیطرح پریان زمشون کی بیر روش نہایت خوش قطع بیچ مین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوئی قریب اوسکے ہری ہری گھانس لگی جو کان زمرد کو بھی شرماتی رفلک سبز ہیر الکھلاتی نہرون مین فوارے جاری بلبلون پر بیقراری طاری پانی کی شفافی پر جان چشمہ ماہ و مہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نغمہ سنجی کی دھوم ہر جا پر اخوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کیطرح اوستادی کا دم بھرتا خوشبو سے گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل دلان کا اوسجگہ مسکن پاک طینتون کا ٹھکانا نسیم و صبا عنبر فشان ہر گل عطردان کیطرح کھلکر کھلا ہوا شگوفہ نخلخہ کیصورت بنا ہوا مقیم وہان فصل بہار اور فضا ہر تختہ چمن غیرت بخش ہزاران گلشن ہر روش پر ہزار طرح کا جوبن ہر فصل کے پھول لگے ہوئے تیار بلبل دل سو جان سے اوس باغ پر نثار خزان کو وہان سخت خار تمنای چمن سر پر حکومت شاہ زمن سے کہین بہتر جنکی سرزمین مین رعایا سبز و خرم ہر ایک نہال مادر دہر دودھون نہاتی پوتون پھلے

شاخ شاخ سے مشتاقوں کیطرح باہم لپٹی ہوئی درخت گلدار بیلا چنبیلی موتیا سوگر انسرین و نسترن باردار اشجاروں میں سیب و بہی و انار و ناشپاتی پر جوبن تھا کہیں سنبل واقع پریشانی کہیں نرگس برفع کی حیرانی کیسی سوسن خزاں کو آنکھیں دکھاتی یا نشان قدرت کی مدح زبان گل سے فرماتی ہرطرف نسیم مستانہ وار اٹھکراتی کہیں طاؤس رقص سے مانوس کہیں گلگوں پڑی ہوئی اوس کا ابیات

نظر آئے نہال سبز و خرم	جسے دیکھے سے دل ہو شاد و خرم	ثمر میں اسطرح پیدا تھا جوبن
کہ جیسے عارض دلدار روشن	پڑا ہر سمت سبزہ لہلہاتا	ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتا
اگر غنچوں پہ داں کی چشم واکی	گرہ کھلتی تھی دل کی مدعا کی	نظر پہونچی اگر سوئے گل تر
تو یہ دل محو نظارہ ہی گل تر	بہار عمر تھی سنبل میں پیدا	مزا جو چاہیے ہر پھل میں پیدا
کہیں پھولوں کا عکس ارغوانی	بنا تھا شل ہمسر آسمانی	

ملکہ غنچہ دہن اوس بیشہ فرحت آگین میں کچھ دیر ٹھہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشاب اور نایاب پایا اور وہی چاروں دریاؤں کو دیکھا کہ گرد اوس صحرای بہشت آئین کی موجزن ہیں جب کنارے پر اوس بیشہ فرحت آگین کے گذرا ہوا دیکھا کہ صحرای بہشت آئین تو اوس جنگل سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے لیکن اون چاروں دریاؤں کے بدلے چار نہریں نہایت عمدہ اور شفاف پانی کی رواں ہیں اور کنارے اون نہروں کے بنگلے جواہر نگار سب تھے جو بروج آسمانکو اپنی خوبی کے آگے شرماتے تھے اون بنگلوں برج طلائی تیمر تھے سراسر پری کی تھی اونمیں تخت جواہر نگار گسترده تھے اون تختوں پر سامری کی پجاری ساحران ذی عزت باتوقیر جلوہ فرما تھے کوئی شیر پیکر تھا کوئی چہرہ انسان کا دھڑ فیل زیان کا رکھتا تھا کوئی سنگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا تھا ہر ایک ساحر غدار ہیئتیں نرالی شکلیں کالی کالی کسیکا شیر کا منھ جسم انسان کا کسیکے دس بارہ سر دھڑ حیوانکا کوئی اژدر دہان کوئی فیل دندان کسیکا تبلاک گردان کا کوئی دیو پیکر کوئی اژدر بدن کوئی شرر افشان کوئی آدھا انسان اور نصف حیوان ہزاروں ساحر ایک زیر فرمان بنگلوں کے گرد مسند عصیان ڈاڑھی اترے ہوے اپنی اپنی گروکی یاد میں لکھنو رجنیدن کی لگاتے آنکھیں بند کیے مشغلیں آتشیں سلگائے تلسی کی اوس

مرغیوں کی مردوں کے مارے بنانے جب بیٹھے تھے سامنے موم سلگ رہا تھا دھواں ہوم کا تا بہ چرخ
دوار جاتا تھا آفتاب بھی وہیں کے جوگی کا چیلا تھا جو تپسیا کرتا پھرتا ہے زحل وہیں کے جیپال
کا دم بھرتا ہے ہندوئے فلک کانوں میں وہیں کا کنڈل ڈالے رہتا ہے حلقہ مہر و ماہ سے حلقہ بگوشی
کرتا ہے زمین سے دم بدم وہاں کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اوس سے پیدا ہوتی تھی جوگی بن
جاتی تھی اور بھجن سامری کے گاتی تھی پھر غائب ہو جاتی تھی پھل درختوں کے بشکل انسان
قہقہہ لگاتے تھے ہنگام قہقہہ جانور منہ سے نکلکر اڑ جاتے تھے پھر شاخوں پر بیٹھکر تعریف سامری کی زبان
پر لاتے تھے نہروں پر یاقوت و زمرد کے پل بنے تھے اونکے اوپر دو رویہ اور شہ نشین تعمیر تھیں سرا سے نظیر
تھیں اونپر تصویریں پتھر کی اور جواہر کی بصد فر و تمکین رکھی تھیں سامنے اون تصویروں کے چوکیاں
صندل کی بچھی تھیں اونپر اسباب عیش و نشاط دھرا تھا اون کو وہ تصویریں اٹھاتی تھیں راگ کوریاں
بنکر گاتی بجاتی تھیں منہ سے اون تصویروں کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے یا ہونٹ سے نیلم کے ٹکڑے
جھڑتے تھے وہ سب دریا میں جاکر بہتے تھے پھر مچھلیاں بنکر اوبھرتے تھے اور جے جے کار سامری
کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر بہار تھا کہ نظم

طلسمی تھے وہاں کے کار خانے
ہر اک شے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ
ثمر کی جا گرے سب میں نمودار
بنے انسان اگر اسکو تو غش
زمین سے دم بدم اوٹھتا بگولا
بہم سب جفتیاں کھاتے تھے طائر
وہ بھی اڑ کے پھر جنگلوں پہ جاتی

جدھر دیکھو تھی جادو کی لگاتی
کوئی پھل شکل میں مثل پری تھا
چمک پتوں میں جیسے عارض یار
صدا غنچوں سے تھی نغموں کی آتی
پری کی شکل بنکر ناچتا تھا
اوسے دم بلکہ سب دیتے تھے بیٹھے
بھجن سب سامری کی دان پہ گاتے

درختوں میں بھرا افسون نیرنگ
کوئی گل نقشہ جادوگری تھا
گلوں سے آتی تھی آواز دلکش
ہر ہر شاخ تھی ندی بہاتی
کہیں سے اڑکے پھر آتے تھے طائر
نکلتے تھے اونھیں بیضوں سے بچے

ملکہ بہار مقام عجائب و سیاح
غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی
نظر پڑا جسکے در پر ہزارہا پجاری بیٹھا تھا اور در کے ہوا پر ہزارہا گھنٹا لٹکا تھا جانور جو اڑتے تھے اوس
گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی گاتی تھی اور رو دے ہوا پر سب سے تخت استادہ تھے کہ اوس پر پریاں
سوار تھیں جو سب چنور ہاتھ میں لیے اوس گنبد کی مروحہ جنبانی کر رہی تھیں ہزارہا ستارہ اوس گنبد

ٹوٹتا تھا اور ابر رنگ برنگ کے دمبدم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر موتی اور پھول برسا کر
چلے جاتے تھے پھر ستارے سنہرے روپہلے ٹوٹکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور اوس میں سے بھی طائر خوشرنگ
نکلکر اڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہر بار گھنٹے بجتے ناقوس پھنکتے اندر گنبد کے چودہ چاند اور بیدرہ
سورج گھومتے جنکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگارا معلوم ہوتا درختوں کے نیچے ہزارہا جادوگر
کھیاٹ اور کم سن ایسی کہ چار سو برس سے عمر مین کم نہ تھین آسنیان بچھائے سامری کے دھیان
مین بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھین سامری کے نام پر جوگ سادھے تھین ملکہ مذکور نے پہلے سامنے گنبد
کے جاکر سجدہ کیا اور کئی جواہر بے بدل جو کمٹ پر اوسکی چڑھائے پھر وہان سے ہٹ کر ایک درخت کے
نیچے اکر آسنی جواہر کی بچھائی اور بیٹھکر پوجا کرنے مین مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت
پرستش مین دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا ساجد بناتی تھی یہان پہر کامل اسنے جبین
سائی کی اور سامری کو پکار کر منتر کی جاپ کیا کی جو تھے پہر مین یکایک ہزارون گھنٹے گنبد پر بجے اور خود
جلد جلد گنبد پر پریان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم
نورافشان کی ہماری سرکار مین آئی ہے اوسکو سامنے ہمارے گنبد کے لاؤ کر حال اوسکا سنکر اوسکو
داد دین اور مراد کو پہونچائین یہ حکم خداوند سامری کا سنکر لاکھون جنت اور جادوگر سجدے مین گر پڑے
اور دھن ہوا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اوس چوکی کے گرد ہزارہا
ساحر جنور بال ہما کے ہاتھ مین لیے ناقوس پہونکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوے اکتارہ چھیڑتے
سامنے ترآن کے آئے اور پکارے کہ اری لڑکی تجھپر بڑی سامری کی دیا ہے چل تجھکو اپنی سرکار طلب
کیا ہے یہ کہکر ترآن کو اوس چوکی پر یاقوت کی بٹھایا اور اوس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر سنکھ پھونکتے
بھجن گاتے لیکر چلے چنور دم بدم ملکہ کے سر پر ہوتی تھی اسی طرح سامنے اوس گنبد کے لائے اور
ہاتھ باندھکر سجدہ کرکے عرض رسا ہوے کہ یا خداوند یہ بیٹی کوکب کی حاضر ہے آواز آئی کہ اے ترآن تو
شریک عمرو عیار کی ہے یہان کیون آئی ہے کسکے ہاتھ سے از خود رفتہ ہو گھبرائی ہے ترآن نے سجدہ کرکے
کہا خداوند خوب واقف ہین کہ مینے اور میرے باپ نے عمرو کی شراکت کی ہے مگر دین خداوندی کو نہین
بدلا ہے آپ ہی کے دین پر اپنے تئین قایم رکھا ہے یہ کہتا تھا کہ صدائے مہیب آئی اور سنائی دیا ہے ہے
جھوٹ بولی اری لوبہ کر اور جا جلد نخل قدرت کے نیچے ٹھہر کر سوا پہر خداوند کے نام کا جاپ کر

پر آنا اور یہی بات زبان پر لانا براں کو وہانکے ساحر پھر چوکی پر سے اوٹھا کر ایک درخت کے نیچے
لائے کہ جسمین پھل بصورت انسان لگے تھے اون پھلون سے آواز قہقہہ کی آئی اور اونھون نے
آپسمین کہا بھائی خداوند نے ہمکو اسی لئے پیدا کیا ہی کہ جتنے جھوٹے ہین اون سب کے باپ ہم ہین
یہ کہکر وہ سب بھی نام سامری جپنے لگے اور ملکہ بھی سامری سامری پکاری جب سوا پہر گذر گیا پھر ساحر
اور جادوگرنیان چوکی لیکر حاضر ہوئین اور ملکہ کو سوار کرکے بڑی تزک اور احتشام سے سامنے
گنبد کے لائے ملکہ نے پھر اوتر کر سجدہ کیا آواز آئی کہ اے بندی قدرت باپ نے تیری البتہ
ہمارا ترک نہین کیا اور تو نے تو طلسم آئینہ مین جاکر شہزادہ اسد سے عشق جتا کر کلمہ پڑھا اور انکے
ساتھ شراب پی عمرو عیار کے بیان مدتون مہمان رہا تو اوسکے ساتھ کھانا کھائی اور ہمارے سامنے
جھوٹ بولتی ہی ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپکو تو سب حال روشن ہی مین عشق کے پھندے مین پڑ کر
ناچار ہوگئی اب میری خطا معاف کیجئے آواز آئی کہ اے ملکہ ہم عمرو کی تعریف سامری نامہ اپنی کتاب
مین لکھ آئے ہین کچھ اوسکی ملاقات مین برائی نہین مگر تمکو دین ہمارا چھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ
اگر یونہین عمرو کے ساتھ سب ہو جاینگے تو ہمارا دین کہان رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاقہ
کو اپنے اوپر گوارا کرکے یہان آئی ہی کیا حاجت رکھتی ہی اور کیا دلمین ٹھانی ہی براں نے
رو کر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آپکی سرکار کا میرے پاس ہی کہ جسکے سبب سے آجتک مین دشمنون
پر فتحیاب ہوئی تھی اب آپ واقف ہین کہ افراسیاب ایسے ساحر ہی اور میرے باپ اور مجھسے مقابلہ
پڑا ہی پھر اب یہ چاہتی ہون کہ کوئی تحفہ آپکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ مین جاکر اس اپنے دشمن کو
مار ڈالون اور فتح اوسپر پائون یہ کہتا تھا کہ آواز مہیب آئی اور سنائی دیا کہ ای براں تو شریک عمرو
کی ہی اور افراسیاب ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہی ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اوسکو تیرے ہاتھ سے
مغلوب کرا دین اور علاوہ اسکے یہی جھگڑے کہ ای ملکہ بادشاہ آپسمین ہمیشہ لڑا کرتے ہین کہ بموجب

ہفت اقلیمی بگیرد بادشاہ ۔ ہمچنان در بند اقلیمی دگر

ہین وہ دونون بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بندے ہوتے ہین اور ہمکو اپنے بندے برابر ہین ہم کسیکو غالب
مغلوب اپنی طرف سے نہین کرا سکتے ہان اتنا البتہ ہم کرا سکتے ہین کہ جسکی تقدیر مین روز ازل سے
شکست لکھدی ہی اوسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہی اوسکو ظفر حاصل ہوگی بس ابھی ہم کچھ نہین کرسکتے

جب وقت شکست تمہارا یا افراسیاب کا آئیگا اوسوقت ہم تقدیریں ٹھیک کر دینگے ایک کو غالب
کر دینگے اور ایک کو مغلوب نہاد نیگے بُران یہ سنکر رو دی اور عرض کیا کہ یا خداوند پھر یہ بندی تیری
تیری سرکار سے محروم پھری جاتی ہے آواز آئی کہ بُران زیادہ ضد مت کر وہاں سے جب تو چلی تھی تو دل
سے نیت کرکے چلی تھی کہ مین سرکار سامری سے کوئی تحفہ ایسا جا کر لاؤن کہ جس سے پل پر نہ اوس
توڑون اور دریائے خون سوان خشک کر دون اب جو تو ہمارے سرکار مین سجدہ و عبدیت تمام آکر بجا
لائی تو ہاتھون تو نے پھیلائے اور زیادہ طلبی کرنے لگی ہمکو اپنے بندے سب برابر ہین ہر چند کہ تو بلچہ اور ترک
ہو گئی ہے مگر پھر بھی دریائے رحمت ہمارا جوش مین ہے اگر سامان دریا کے غارت کرنے اور پل توڑنے
کا تو ہم سے مانگتی تو البتہ ہم عطا کرتے باقی اور کچھ ہم تجھکو دینگے بُران نے سجدہ کرکے عرض کی کہ آیا
فرمانا مجھکو قبول ہے ہان سچ ہے کہ یہی نیت دل سے کرکے گھر سے چلی تھی بس اتنا کہتا تھا کہ آواز آئی کہ
یہان سے اوٹھکر سامنے نہر قدرت کی داہنی جانب کو جو روان ہے جا اور اوس نہر مین ننگی ہوکر نہا تجھکو
سحر وہ عنایت ہوگا جس سے تو پل توڑ دیگی اور دریا غارت کر دیگی بُران یہ سنکر شادان و فرحان
اوسی نہر کیطرف چلی اوسوقت پھر ہزارون گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے اور غلغلہ سامری کی جے کا بلند ہوا
اور ملکہ کے سر پر ہزارون طایران خوشرنگ آکر اپنے پرون سے سایہ فگن ہوئے اور ملکہ کنارے اوس نہر کے آئی
دیکھا اوس نہر مین سیکڑون سورج جگمگا رہے ہین اور سیپیان بہ رہی ہین موتی اوس مین بہ رہے ہین اور چھالے
ہین ملکہ ذرا ایک جا ٹھٹکی تو رہنے دی پانی برہنہ ہوکر اوس نہر مین کود پڑی اور غوطہ مارکر ادھر تیرتی اودھر
سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا قریب ملکہ آیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہے جسکی آب و تاب
کا کہ چشمۂ خورشید کو اپنی آب و تاب کے سامنے اندھا بناتا ہے پانی اس حوض مین مثل گوہر آبدار کے صاف
بھرا ہے پس جب وہ حوض قریب تر آیا آواز آئی کہ اے دختر کوکب اس حوض مین کود پڑ ملکہ آنکھین بند
کرکے یا سامری کہکر اس حوض مین کود پڑی پس فوراً ایک ہی ماہی خوشرنگ یاقوت کی جھلکی اور وہ
حوض چکر کھاتا ہوا بلند ہوا پھر ہزارون گھنٹے بجے اور ساحر وہان کے جھن جھن کرنے لگے جانور چہچہانے لگے اور وہ
حوض ملکہ کو لیے سامنے اوس گنبد کے پہونچکر اوترا جب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ منتر اے ماہی غواص
قدرت سیکھ لے اور پڑھکر حوض سے نکل ملکہ کنارے اوس حوض کے منہ نکالے مچھلی بنی ہوئی سن رہی تھی کہ
یکایک منتر کی آواز آئی جتنی لفظین سنائی دین اوسنے جلد یاد کرلین اور انکو پڑھکر جستجو کی باہر جو نکلے آئی

ویسی ہی نازنین اصلی صورت پر تجلّی سجدہ کیا حکم ہوا کہ یہ حوض تجکو عنایت ہوا جب یہ لفظین جو
تعلیم ہوئی ہین پڑھکر جاہیگی تو باہر حوض کے نکل آئیگی اور جب جست کرکے اس حوض مین جائیگی
ماہی برن ہو جائیگی بس اوس حوض سے جب اصلی صورت پر بننا نہ چاہیگی اور مچھلی بنی ہوئی
جس دریاے سحر اور جسپر گریگی وہان کے ساکنونکو جلا دیگی اور وہ تجھسے ریگا تو غالب تو ہی آئیگی
اور باقی دریاے سحر کا روغن کیطرح اُڑ جائیگا میدان ہو جائیگا اے ملکہ دریاے خون روان شاہ
جادوان جو کہلاتا ہے افراسیاب جادو اسکے بزرگون نے جاری کیا ہے اور اوسپر پل بنایا ہے کچھ مرحلہ
طلسمی نہین جو بغیر لوح کے فتح نہو بس وہ تو فتح کریگی باقی دریاے نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین اگر
انپر گریگی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور طلسم کشا کے فتح نہونگے بس جس دریا پر مگر وہ دریا کہ جو
ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہو وہ تیرے گرنے سے غائب ہو جائیگا اور تو فتح پائیگی
اور علاوہ اوسکے اور بھی ڈھکوسلے سحر کے توڑ سکتی ہے وقت پر موقع و محل دیکھکر کام اس حوض
سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نکرنا گنبد ہمارا تیری طلسم کی سرحد مین ہے اسوجہ سے یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر
افراسیاب سنیگا تو ہمسے شکایت کریگا اور اگر طلسم ہوشربا مین یہ گنبد ہوتا تو طلسم کشا اور
عمرو وغیرہ سے ہمکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیری گھر مین رہنے سے مجبور ہوگئے اور اب خداوند
بھی عرش عالی پر جانیوالے ہین باپ تیرا کبھی اسطرف رخ نہین کرتا بڑا تعجب یہ ہے کہ ہمارا نام لیکر ساحر
سحر کرتے ہین اور اپنے گھرون مین سجدہ ہمکو کرتے ہین مگر ہمکو یہان اگر پرستش نہین کرتے پھر خداوند
کو کچھ اسکی پرواہ نہین اچھا اب جا سنتے خوب اچھی طرح سے یاد رکھنا اور پل پر تیرا دان توڑنا لیکن اتنا
یاد رہے کہ بعد توڑنے پل مذکور کے یکایک حوض سے نہ نکلنا مع حوض اپنے لشکر مین جانا اور ایک رات
مچھلی کے برن مین رہنا ورنہ خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزارون ساحرونکی تیری ہاتھ کر
جان جائیگی ہماری ابھی دنیا مین بڑی بڑی بجاری پڑی ہین کہ ہمارے نام پر قبر مین دفن زندہ بارہ
برس رہتے ہین ہم اونکے پاس ہر روز جاتے ہین اور اونکے ہاتھ سے شراب پیتے ہین سوہن بھوگ کھاتے ہین
پس ہم ساحر طرفدار افراسیاب کے ہین الیا ہوکہ بعد ٹوٹنے پل کے تجکو وہ آزار پہونچا ئین ہمکو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ تو اب کچھ دنون چولا چھوڑدیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ مین تیری لاش کی اگر
تیرے باپ اور تیرے طرفدارون نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر کھا نگیا جب تو زندہ تو پھر

ہوگی ورنہ ہماری جہنم مین جلائی جائیگی اور پھر ہوجانیکا بدلا ملیگا سزا پائیگی ای ملکہ یہ دنیا اس قابل
نہین ہی کہ ہماری دھیان گیان کو چھوڑ کر کوئی اوسکی پت کرے اور پیار اونکا ٹھہراوے تجھے چاہیے کہ اب
توبہ کرے ہمسے دھیان لگا اور چینسے سلطنت کر عمرو کی شراکت چھوڑدے ہم تیری طرفداری کرینگے
اور افراسیاب ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمرو کچھ نہ کر سکیگا مارڈالا جائیگا ہمنے تقدیر
کردی ہی کہ کوئی ساحر عمرو کو قتل نہ کر سکیگا ہم اوس تقدیر کو بدل دینگے ان کلمونکو سنکر اوسکے
ایسی قلب ملکہ مذکور پر تاثیر ہوئی کہ بالکل محبت عمرو کی دلسے جاتی رہی اور یہی دھیان آتا تھا کہ
ہای کیا تونے برا کیا جو عمرو کو اپنے گھر مین رکھا اور اوسکی شراکت کی اور خاطر اور تواضع اس سے پیش
آئی اب چلکر بیانسے اوسکو نکال دینا غرض پھر اوسنے سجدہ کر کے کہا کہ یا سامری توبرحق ہی اب
مین رخصت ہوتی ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ سمت طلسم ہوشربا جاؤن پس جب اسنے طلسم سے
چلی تھی تب تو بڑی بڑی آفتون مین پھنسی تھی اور مصیبت اور آفت اوٹھاؤنگی کیونکہ ادھر سے
آپ کے گنبد کیطرف آنے کی ممانعت ہی بلکہ یہی حکم آچکا ہی کہ جو کوئی آئے وہ نورافشان ہوکر آئے
ہان وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جوگن ہو گئے ہین وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہین اور
اثنای راہ مین اپنا مسکن رکھتے ہین اور انکے رہنے سے اور بھی زیادہ تر راہ کٹھن ہو گئی ہی کہ وہ اپنے سحر مین
آنیوالونکو مبتلا کر کے برسون آوارۂ دشت ادبار کردیتے ہین ایک تو راہ مین الاؤ جمشیدی پڑتا
ہی کہ وہان ہمیشہ تاریک صورت کش دایہ افراسیاب رہتی ہین پھر الاؤ کی آگ کو کون
طی کر سکتا ہی پھر بیابان ہستی ملیگا وہ راستہ بھی طی ہونا ہونا بڑی مشکل ہی کہ بانیان طلسم ہوشربا نے
ہستی و فنا کا ایک نمونہ بنایا ہی لہذا علاوہ بلیات آپکی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ جنکا مینے
ذکر کیا ہی بچنا مشکل ہی اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائین مین جاؤن اور ایسا کچھ تحفہ مجھکو عنایت ہو کہ راہ مین
درپیش کوئی مصیبت نہوسکے جلد اپنے مسکن پر پہونچ جاؤن یہ عرض کرتا تھا کہ آواز گنبد سے آئی ای بندی
قدرت ہماری گنبد کے دہلیز کی خاک اوٹھا کر اپنے ماتھے پر لگالے اور جس راستے سے آئی ہی اوسی طرفسے چلی
جا تجھسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طی ہوگی کچھ ہی دیر مین تو اپنے طلسم مین پہونچ جائیگی ملکہ نے خاک
آستان گنبد اوٹھا کر اپنی پیشانی پر قشقہ کھینچا چہرہ بسان پری زاد حوروش کے چمکنے لگا اور پیدا
ہو گئی اوسوقت وہ حوض جو عنایت ہوا تھا گھٹکر چھوٹا سا ہو گیا اور پانی اوسکا ایک جام بلور مین ملکہ نے بھر لیا

حوض کو اوٹھا کر اپنی جھولی مین رکھا پھر سجدہ کرکے دیر تک ڈنڈوت کی اور عرض کیا کہ بندی تیری
یا سامری جاتی ہی اوسوقت ہزارون طائر اڑے اور گرد ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقے ہو کر کہتے
تھے کہ ای بندی قدرت زہی نصیب تیری جو اس سرکار مین اگر اپنی مراد کو پہونچی یہ دن کسیکا کب نصیب
ہوتا ہی یہ دن اسی خیال مین انسان رہتا ہی دعا مانگتے مانگتے عمر بسر ہوتی ہی زبان گھستی ہی اور مراد
پوری نہین ہوتی ہی پریان اڑکر ملکہ کے پاس آئین اور مبارکباد دینے لگین گھنٹے اوننا قوس
بجنے لگی اور اس پرپوش نے پرواز ادا کر کے سنایا پھر اسیر اطراف صحرای عجائبات فرمانی ہوتی روا
ہوئی اب جو کوئی بلا اوسکو ملی وہ اگر گرد اوسکے پھری اور بلائین لیکر غائب ہو گئی ہر ایک غول اور
دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میرے کاندھے کو تخت آرام اپنا سمجھے اور سوار ہو کر چلے تو مین اطاعت
مین حاضر ہون دم بھر مین تجکو پہونچا دون ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھاتی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی
چلی آتی تھی اب نہ کنوین مین کسی نے دھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا درخت ہی نہ راہ
کی صعوبت اوٹھائی محنت سفر در پیش نہ آئی کچھ ہی دیر مین یہ اوس صحرای عجائبات سے باہر آئی اور سجدہ
شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کر کے آگے بڑھی یہانتک کہ اگر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین پہونچی اور آسودہ ہوئی
یہان بھی کئی روز بکنام عمرو سے اوسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ نہائی اور وہ خاک اپنی پیشانی
کی چھڑائی تب خیال شہزادہ اسیر آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہین کہ انکے افسون کے رو برو سحر سامری
ایک ادنی شعبدہ ہی جمشید کی روح کو بٹھا کر انھون نے صحرا بہ صحرا پھرایا ہے کہ مسدس

عشق دوزخ کی دھوئین مین اڑا دیتا ہی	برق وش خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی	جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
ہے جہنم تو فقط ایک شرارہ اوسکا	آب حیوان سے بھی جیتا نہین مارا اوسکا

جب یاد شہزادہ مذکور نے بیقرار کیا خیال مین آیا کہ بغیر عمرو عیار امیر کے یہ عقدہ مالاینحل حل نہو گا بس کمر ہمت مضبوط
باندھی کہ چلکر پھر نبرد ان قورون اوسوقت خیال مین آیا کہ اتنے بڑے امر اہم پر تو نے قدم مارا ہی اسکی اطلاع
اپنے پدر عالی مقدار سے بھی کرنا روا ہی بس یہ سوچکر اسنے ایک عریضہ اپنے باپ کو بھیجا کہ اے پدر والا قدر یہ کنیز چند
روز بغیر اجازت جناب کے اڑ گئی تھی خطادار ہون مگر اب امیدوار ہون کہ میری خطا سے چشم پوشی فرما کر اپنے سامنے
طلب فرمائیے کہ مجکو عرض کرنا ہی یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین لیگئی شاہ قلعہ کو کیا مین

ملکہ خمار کا ملکون پوش نے پاس بھیجے آیا تھا کہ کنیز نے جاکر عرضی ملکہ کی پہونچائی بادشاہ نے مضمون عرضی سے مطلع
ہوکر دستخط فرمایا کہ اچھا ہے فرزند آوے جب جواب عرضی ملکہ کو ملا یہ لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر تخت پر
بیٹھکر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض رسا ہوئی کہ اے والد ماجد یہ کنیز اسطرح بیانسے مہربانی عمرو گئی
اور اوسکو چھڑایا لیکن مجکو شاہ جادوان نے زندانخانہ مین اپنے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی نے جاکر مجکو
چھڑایا اب مینے قسم کھائی ہے کہ اسکے بدلے مین پل پر تیرادان توڑون اور مددیا خون رواں خشک کرون
کوکب نے کہا یہ امر مشکل ہے پل پر تیرادان بزرگان افراسیاب نے بنایا ہے اسکا باطل ہونا دشوار ہے
بیران نے کہا آپکے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ بسان حرف غلط اوسکو
یہ کنیز آپکی مٹادیگی اور ساکنون کو مردہ ہائے گور مین سلائیگی کوکب نے کہا کہ چہرہ بھی تیرا ہیبت رعب دار مجکو
نظر آتا ہے سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجکو نیا ملا ہے تیری روشنضمیری خبر دیتی ہے کہ تو گنبد سامری
پر گئی تھی بیران یہ سنکر ہنس پڑی کوکب نے کہا اچھا اگر تو تحفہ گنبد سامری لیکر آئی ہے اور ارادہ رکھتی
ہے کہ ساحران پیشین جو بزرگان افراسیاب سے تھے انکے نام نامی کو مٹا دے اور اپنا نام روشن کرے
ان ساحرون سے معرکہ جیتے گوے سبقت لیجاے تو بہت انسب ہے دیر نہ کر یہ بھی افسانہ رہجائیگا کہ دختر کوکب
نے اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود زندہ ہونے شاہ جادوان کے اوسکے باپ دادا کی بنائی ہوئی چیز کو
آن واحد مین مٹا دیا ہے دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پدر قربان اگر تو ایسی نہوتی تو مین
کاہکو اپنا روح و جان تجکو سمجھتا اور ملک و مال تیرے سپرد کرتا مگر شاہ جادوان اس غضب کی لڑائی
لڑیگا کہ اس سے سامری ہی بچائے تو جان بچے پھر مین تجکو ایک سحر تعلیم کرتا ہون اسکے پورا کرنے سے تجکو
یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار پتلا روئین تن ماش کے آٹے کا تو بنالیگی اور وہ پتلا نکسیکو مارے
مرینگے نہ کاٹے کٹینگے بس وہ شاہ جادوان سے اور اوسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج ناظمان
طلسم جو لڑنیکو تو نے بھیجی ہے اوسکا ابھی کٹوانا اچھا نہین ہے اوسکو ابھی روک دینا چاہیے ملکہ نے
عرض کیا پھر وہ سحر مجکو تعلیم فرمایئے کوکب اوسکو علیحدہ ایک حجرہ مین لیگیا اور ایک سحر اوسکو
تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا باہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھکر وہان سے رخصت ہوئی اور اپنے ملک مین آئی ایک نامہ
آذر ہی تمام ناظمان طلسم لکھا کہ اگر تمکو حکم لڑنیکا زبانی برق پہونچا ہے تو اس حکم کو بھی سچ جاننا
مگر مصلحت اسوقت مین سوچی گئی ہے کہ تا حکم ثانی پہونچے ہمارے خبردار وہ جنگ نہ کرنا بلکہ کوچ

کرکے جہان کہین کہ مقیم تھی اوس جگہ سے بھی لشکر اپنے طلسم کی سرحد کی طرف اکر اترتا کہ ہم آکر تم کو اپنے
ساتھ لیجاوینگے یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بسرعت جلد لشکر ناظمان مین جو لڑنے چلے تھے اور
ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچکر کر رہی تھی لایا اور افسرونکو بادشاہونکو نامہ پہونچایا وہ مضمون
نامہ سے مطلع ہوکر حسب الارشاد ملکہ کوچ کرکے سرحد طلسم کیطرف گئی اور ایک صحرای وسیع و پاکیزہ
و سبزہ زار دیکھکر فروکش ہوئی ادھر ملکہ حیرت نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ اے حاکمان لشکر جانب دار عمرو مین نے سنا ہے کہ آجکل تم نے وہ معرکہ مارا ہے کہ سامری بھی ایسے
معرکہ کو فتح نہ کرسکتے مرحبا صد مرحبا لیکن میری طرف سے اطمینان رکھو اور مین بخوبی اپنے ملک مین بآرام
تمام پہونچ گئی ہون اگر چاہا خدای تعالی نے جو ارادہ کہ برق سے بیان کیا ہے اوسکی تدبیر کرکے
آتی ہون پس باطمینان تمام تم لوگ تہ ساکن رہنا اور خواجہ عمرو سے بعد سلام کہدینا کہ آپکو فلان
مقام طلسم ہوشربا مین جانا چاہیے کہ وہان مین آتی ہون مجھسے ملاقات ہوگی اور مین کچھ مشورہ کرونگی
یہ نامہ محبت شمامہ بھی ایک چیلا سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین پہونچکر نامہ دیا وہ نامہ جب
پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمرو جو بالا دوسے کوہ گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ مین کبھی
لشکر حریف مین آمد و رفت رکھتے تھے الحاصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دکھایا عمرو مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر حسب نشان دہی ملکہ مذکور اوسی طرح کہ جسطرح بیٹھا تھا اوٹھکر اس سمت چل
نکلا ادھر حیرت نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر بنت سہیلان جو عزیز داران کوکب سے
ہین بلوا کر اپنے ارادے سے مطلع کرکے فرمایا کہ میرے عقب مین تم بھی باقیماندہ فوجین طلسم سے
لیکر آنا اور مین طلسم ہوشربا مین ایک پہاڑ ہے کہ اوسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہین اوس کوہ کے متصل
چار پہاڑیان ہین اون پہاڑیون صحرای سبزہ زار ہے چشمے جاری ہین ہر طرف وزان باد بہاری
ہے میوہ ہر قسم کے درختون مین لگے ہین شجر سب پھولے پھلے ہین الحاصل وہ مقام جای عیش و آرام
ہے پس وہان جاکر سحر تیار کرونگی اور چند روز کے بعد آؤنگی یہ سب افہام و تفہیم کرکے دو گولے فولاد
ہاتھ مین لیے اور بال اپنے بکھیر کر رخ انور پر پریشان کر دیے اور سناٹا بھر کر اوڑی اور بالای ہوا جاکر غائب ہو گئی
پھر یہ زمین کوہ زبرجد طلسم ہوشربا کے قریب پہونچکر ظاہر ہوئی یہان عمرو بن امیہ آچکا تھا اور ساحر نیا ہو کر طرف
ملکہ کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو ایک درہ مین کوہ کے ترن

تیغ زن اس ہیئت سے استادہ ہے کہ بال سر پریشان آنکھیں سرخ منہ پر بھبوت ملا ہوا فولاد
کو لے ہاتھ میں لیے ہے یہ دیکھکر یہ قریب تر آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کہ آپ نے کیوں مجھکو طلب فرمایا
ہے بران نے عمرو کو پہچانکر کہا کہ خواجہ مین اس پہاڑ کے دره مین جاتی ہون اور سحر تیار کرونگی
از بسکہ مینے تمسے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمہارے ساتھ چلونگی اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس
وعدہ کیا ایفا ضرور ہے اب تک تو مین جسطرح شاہان روئے زمین باہم مقابلہ کرتے ہین اوس طرح لڑتی
تھین یونہین جب سامنا افراسیاب کا ہوگیا تو ہاتھ پانوں ہلانا پڑا مگر اب لشکر کشی تو مینے
کی لیکن پھر بھی مقابل شاہ جادوان اپنے تئین نہین پاتی اسوجہ سے چاہتی ہون کہ اگر لڑنے
نکلون تو کچھ لڑائی سنبھلے اور کچھ تو زک شاہ طلسم ہوش ربا کو پہونچے ای عمرو افراسیاب ابھی
مہرخ سے بھی نہین لڑا ہے یہ لڑائیان اوسنے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہین ورنہ افراسیاب
کا غصہ خدا کی پناہ ہان ایک دن وہ لڑنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اوسوقت صنعت
وزیرہ اوسکی اگر اوسکو پھیرے گئی ورنہ اوسیدن ساری زمین طلسمی کی الٹ پلٹ ہو جاتی اور
حیرت بھی مثل ایک جادوگرنی کے ہے جیسے بہار وغیرہ ہین صرف اتنی عظمت اوسکی ہے کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہے ورنہ وہ بھی اتنک قتل ہو جاتی بس اوسکا لڑنا اور شکست کھانا اس امر پر دلیل
نہین ہے کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب کو شکست ہوئی ہے تو بہ افراسیاب
اکیلا دو طلسمون کی فوج پر بھاری ہے جسدن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیگا کیا آفت برپا کریگا ابھی
تو وہ لڑائی مین آجایا کرتا ہے اور ایک آدھ سحر ہلکا سا کرکے مغلوب حریف کو کر دیتا ہے مطلب اس
بیان سے یہ ہے کہ یہ سحر جو مین تیار کرونگی تو انشاءاللہ پر بزاد ان توڑ دونگی اور فوج افراسیاب
کو بھی مغلوب کرونگی اسوقت البتہ اسطرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہوکر لڑتے ہین بس
اب کو چاہئے کہ مین تو اندر درہ کوہ کے جاکر مصروف سحر خوانی ہوتی ہون تم میری حفاظت اس مقام پر کرو
اور کسیکو مجھ تک پہونچنے نہ دو تاکہ سحر میرا جلد سے پورا ہو جائے اور اگر کوئی در اندر درخنہ پردازی کریگا تو جلنے لگیگا
کو ٹیگا اور پھر تمنے سحر مجھکو محنت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا مین لے جائیے ملکہ حاضر ہون انشاءاللہ حتی الامکان
ایسا انتظام کرونگا کہ نہ آنے دونگا جو کوئی مخالفون مین سے اس رہ مین قدم رکھیگا جانب جہنم بھیجونگا
آپ شوق سے اپنے کام مین جاکر مصروف ہوجیے ملکہ یہ سنکر اندر درے کے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھکر

اسنے ہاتھہ سے صاف پاک کرکے اگیاری کی اور سامنے اگیار کے بیٹھکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور باہر عمرو نے ایک منڈھی لکڑیون کی جنگل سے لکڑیان کاٹ کر درست کی اور صورت فقیرون کی ایسی بناکر دھونی رماکر سکونت اختیار کی اب ملکہ حیران کو تو مصروف سحر خوانی رکھیے اور لشکر ملکہ مذکور کو انتظار مین ملکہ کے چھوڑیے چالاک کو جنگل مین پھرنے دیجیے اور مہرخ وغیرہ کو اپنے مقام پر با آرام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ و دلکبیدہ رہائی بران سے سمجھیے مگر جبتک بیان درستی سحر و ساحری ہو اوسوقت تک اور حال نئی داستانون کی سنیے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیان اور گاہی امیر اور لقا سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہے ۔

داستان دلستان آنا اژدر کوہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور لڑنا قاہر کوہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہوکر مسلمان ہونا پھر آنا لیوٹ جادو کا بہر مدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر حال افراسیاب اور عیاری چالاک مارکا کل سیاہ پر اور سناک سے مقابلہ ہونا بیان عظیم و شان چالاک پھر جانا عمرو کا بیابان گلریزین اور معمار قدرت کی داستان اور آنا اوسکا اور شریک ہونا مہرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار پر اور چھڑانا اوسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمرو کا قید ہوکر قلعۂ عقیق کوہ پر جانا اور مارنا ساحرونکو اور معمار نے کے حسب حال

داستانہای رنگین کا بیان مولف

اودھا پھر جام ہو ساقی خدارا پلا ہمکو ذرا احسان کر کی وفور شوق یہ کہتا ہی ساقی	کھلے کچھ راز دل کچھ سبو کا بھری حسرت سی تکتا ہون سی جام اگر ہی خم مین رکھتا کچھ بھی باقی	لب مینا کو تر کر جام بھر کے لگا ڈوبی ہوئی ہی خشک سی گو مزا ابھی منھ کا کچھ بے پیکا پیکا

کلامی دیر سے ہے اپنا سوکھا
ادبلتا ہے ہمارے دل کا پھر جوش
سخن لاؤن زبان پر اپنی ہین فخر
لڑین باہم لقا و اہل اسلام

بہت عرصہ ہوا مشتاق تھے ہین
وفور شوق سے رہتے ہین بیہوش
امنگون پر ہو پھر جوش جوانی
جو ہمدم ہین اونکا پھر یہی ہو انجام

چھلک پھر جام کی دیکھین یہ آنکھین
ہون دو چار جام اور گرم ہو سخن
سناؤن سبکو اک تازہ کہانی
بیا ساقی بدہ جام می ناب

کہ نوسیم ہین این قصہ نایاب + حیرت پردازان آئینہ خیال و نیرنگ بازان صورت حال سلطان
نقوش بوقلمون و نقاشان تصاویر مضمون آئینہ داران پیکر دلفریب داستان و صورت نمایان
معشوقہ ہوش ربای بیان نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر مین اسطرح دکھاتے ہین اور
افسون پردازی تقریر سحر بیان مین یون منصہ شہود لاتے ہین کہ امیران عالیشان تو سحر کوہ
زبرجد کے درہ مین طیار فرمای ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر ہین لیکن لقا مشرک خدا جو ہما
سے قاسم ذیشان کے شکست کھاکر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا تھا اوسروز سے بہت رنجیدہ
خاطر رہتا تھا کہ افسوس ہے کچھ کسی سے نہین ہوسکتا اور یہ مسلمان روز داغ بالای داغ دیتے ہین ایک
دن اسیطرح مجھکو جار ڈالینگے اوسکو رنجیدہ دیکھکر سلیمان عنبرین موی کوہی نے جو قلعہ کوہستان
کے فتح ہونے سے باقی ہین اور قبضۂ مسلمانان مین نہین آئے ہین اونکے حاکمون کو نامے تحریر کیے
اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند مین اپنے تئین پہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہوکر یہان
سے چلے جائینگے پھر بھی اونکا دیکھنا نصیب نہو گا سب ہاتھ مل کے پچھتاؤ گے اور علاوہ نامہ
جانب کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی اے بادشاہ ذیجاہ آپ نے گوہر سلک کو
بھیجا تھا وہ بھی یہان خداوند پر سے نثار ہو گئی اب کسی ساحر زبردست کو بھیجنا چاہیے کہ وہ آکر
خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پہاڑ پر رکھوادیا پنجہ نامہ لیکر افراسیاب پاس آیا وہ شکست
کھاکر عیاری عمرو سے پریشان خاطر باغ سیب مین آیا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ دیا وہ اوسکے پڑھا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر دستک سحر کی دی فوراً زمین سے ایک ساحرہ ادھیڑ پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ
سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھون مین گجرین موتیون کی بندھین گلے مین مالے پڑی تھی اوس نے
سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے سفاک جادو ہمنے تمہاری دختر کو پاس خداے باختر کے
بھیجا تھا گوہر سلک جادو گئی بھی لڑکر ماری گیا گر وہ ابھی ... وہان نہ پہونچی وا صبح ہو

کہ اول بیان ہو چکا ہی کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادوسی شاہ نے حکم دیا تھا کہ جاکر خدای باختر
کی مدد کرو غرض کہ اوسوقت سفاک جادوسی جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو
چاہتی بہت ہی اوسکو وہم دامن گیر ہوا کہ وہان خداوند کے پاس جو جاتا ہی مارا جاتا ہی ایسا
نہو دختر میری مار ڈالی جائی بس اُسنے بدحواس ہوکر کہا کہ ای شہنشاہ کیا لونڈی اس خدمت
کے لایق نہ تھی کہ جو حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جاکر سبکو غارت کردیگی شاہ نے
کہا جو مناسب سمجھا وہ کیا گیا سفاک یہ سنکر خاموش ہوگئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی
آپکی ہی مین بھی مگر اتنا کہتا کہ وہ بچہ تھی مین اوس سے سمجھدار تھی اب لونڈی امیدوار اس امر کی ہی کہ
مین خط اوسکے نام کا آپ کے پاس بھیجون گی آپ اوسکے پاس بھجوا دیجے گا بڑا احسان اور
فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نے کہا ہوسکتا ہی مضایقہ نہین مگر تم ایک کام کرنا کہ نیلم
جادو کے پاس کوہ نیلم پر وہ خط بھیجدینا وہانسے وہ مقام نزدیک ہی ہم اوس سے حکم کردینگے وہ تمھاری
خط کو زیور پاس ضرور بھیجدیگا اور جواب منگوا دیگا اور علاوہ اسکے میری نامہ روز آیا جایا کرتے
ہین تمھین تو خیریت روزمرہ ملا کریگی یہ سنکر کہا اگر زیور نہ گئی ہو تو اوسکی قلعہ مین تم جاؤ تاکید
کرکے اوسکو بھیجدو سفاک یہ سنکر رخصت ہوئی اوسوقت بادشاہ نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر
کہا کہ مین کیا کہون جو کچھ اس سدر کے ہاتھ سے مجھکو زک پہونچتی ہی اور صدمہ گذرتا ہی اب یہ جی
چاہتا ہی کہ کتاب جمشیدی سے حکم لیکر اوسکو قتل کر ڈالون سب نے تائید کلام کی کہ حضور بجا مناسب
تو ہی اگر کتاب مین نکلی تو جھگڑا الگ ہی جیسے طلسم کشا مارا گیا اور سب کے چھکے چھوٹ گئے پھر کسی سے
کچھ بھی نہو سکیگا عمر وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب انکی باتون سے ہنسکر خاموش ہو رہا
اور از بسکہ دل اوسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر یہان نہ ٹھہرا سوار ہوکر ظلمات کیطرف چلا گیا کہ جاکر
دیکھون زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو ادھر گیا اور ادھر ملکہ سفاک نے جاکر زیور جادو
کو مطلع فرمایا کہ ای فرزند تمسے بہت کہا کرتی تھی کہ گوشہ اپنے سرکسدن کیلئے سیکھا لڑنا تو کسی سے ملتا
ہی نہین لو اب جاؤ خداوند تعالی کی مدد کرو اور مسلمانون سے لڑو اوسنے کہا امی جان مجھسے پہلے
ہی بادشاہ نے فرمایا تھا میری طبیعت کچھ ناساز ہوگئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی ہون
غرض ماں بیٹیاں دونون خوب گلے سے ملین اور زیور نے حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار

ساحرہ اور جادوگرنیان سوار ہیا ستھے یہ سوار ہوکر اسباب حربی ہمراہ لیکر بڑی چلت پھرت سے روانہ ہوئین
ڈہر دیجانا قوس پھنکا گوگل جلا اژدر دہان بر تخت زیور رکھا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ
ہوکر تخت پہ سوار ہوئی جلو مین فوج ساحرات بکار ہوتی رہی ہو ہر غلغلہ برپا ہوا آسمان کو چکر آیا خورشید فلک تھرّا گیا

ابیات

رکھا سر پہ تاج شہی زرنگار
چھپایا تہ مقنع گوہرین
ز سر تا قدم ہوکے آہن لباس

چڑھی تخت پر وہ زن نابکار
بصد نخوت وہ رذی شامت گزین
لقا کی چلی سمت وہ بدحواس

غرض یہ ساحرہ عجب نخوت تنتناسے تو لقا کے پاس آتی ہے مگر لقا باغ مینا مین تخت پر رنجیدہ خاطر
بیٹھا تھا کہ یکایک جوڑی ہلکارے کی سامنے مجرا گاہ پر آکر آداب بجالائی اور دعا دیکر یہ خبر زبان
پر لائی کہ یا خداوند اژدر کوہی مالک قلعہ اژدر یہ آپکی اعانت کرنے کے ارادے سے قریب تر
پہونچ چکا ہے یقین ہے کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو سنکر لقا نے حکم دیا کہ شیطان درگاہ جاکر بعزت
تمام اوسکو لائے بختیارک یہانسے روانہ ہوا اور وہ قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ یہ اوس سے ملا باہم رسم سلام
ادا کیا اژدر بھی گینڈے پر سے اوترا اور اوس سے باتین کرتا ہوا ساتھ ہوا اسپ افسران لشکر پا پیادہ ہوے اور فوج
لشکر کو حکم دیا کہ یہان لشکر خداوند اوترا ہے ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاونی ہے اور زیر قلعہ بھی فوج اتری ہے تم
اوسی جگہ اترو فوج اوسکی اوسکے کہنے سے اترنے لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوے لشکر تو اترکر آسودہ ہونے لگا اور اژدر
قلعے کو آیا اور باغ مینا مین آکر سامنے خداوند کے پہونچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہے بڑا زبردست ہے
نہایت چالاک و چست ہے قوت و شکوہ خود بینی ہے بہت مغرور و پر تمکین ہے غرض اوسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا
اور صندوق زرنگار زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اوسکو
جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پئے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ واہ واہ لقا کی پناہ
تم لوگون نے کیا نامردی پر کمر باندھی ہے کہ گھر سے نکلتے نہین اس ارادے سے کہ علکر خداوند یا غزنی
مدد کرینگے اور جب یہان آکر پہونچتے ہین تو فوراً مسلمان ہو جاتے ہین بس لڑنے کا بہکوا آتے ہین گویا گھر سے
مسلمان ہونیکو چلے ہین پھر کسواری تالالیکو گمراہی مین مسلمان ہو جایا کرو تمکو منع کون کرتا ہے اور ایسی
حرکتین کیتے ہین اور پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہمسے زیادہ کوئی بہادر نہین ہے پردہ دنیا پر خداوند لقا نے جو ہین کو سو پیدا
کیا ہے یہ طرفہ ماجرا ہے کہ یہ نامردی اپنے تئین ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتین سنکر کہا کہ اے بہادر دوران

برا بول نہ بولو ہمکو تو اسوقت تمہاری ان باتونسے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ کہین تم بھی مسلمان نہو جاؤ
اژدر کوہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ نہ کہنا چاہیے لاحول ولاقوہ ہم ایسے نامرد نہین ہین کہ اپنے خداؤ
کو بھول جائین سنجر تیارگ نے کہا کہ ان لوگون مین کب کوئی نامرد تھا جو تم اونکو نامرد بتاتے ہو اژدر کوہی نے
کہا کہ مجکو اس تقریر سے تو کچھ مطلب نہین اب تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد نامرد کا کھل جائے
گا سنجر تیارگ نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہین ذرا زیارت خداوندی کر لیجئے ہم لوگونسے دل بہلیئے پھر آخر یا تو
مرد آپ ہونگے تو ماری جائینگے اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے جسکو آپ بڑی دیر سے فرمارہے ہین یہ خاموش
ہو رہا اور لقا نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آج بیرون قلعہ نکلے بموجب حکم افسران لشکر کو کہ زیر قلعہ اترا ہوا تھا
لیکر پڑاؤ پڑنے کے مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اترنے کی ہوئی خیمے و سراپردے نصب ہوئے
بازارین آراستہ ہوئین بارگاہ لقا بیچ لشکر مین نصب کرکے پیراستہ ہوئی ہر طرف گھماگھم شروع ہوئی خرمی کا بازار
کھلگیا لقا بھی باغ نیما سے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین سب کا دربار کیا اژدر کوہی نے بارگاہ مین آرام فرمایا
استقدر رات روز و شب اون اوسی رات عیش مین بسر کی جب دوسرے دن سیاہ شب نے مین کیطرح روشن کیا اور رشتے عالم کا

ابیات

مسکدر وشی ہوئی حاصل زمین کو — چھپایا مہر نے عکس جبین کو
مزاج شام گستاخی پر آیا — زمین کے سپاہیون کو گرد گردیا

سحر شام اژدر نے بارگاہ لقا مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لقا نے بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہے بموجب ارشاد خداوند طبل
جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی نامیان خبری ہلکارے جو بشکل سپاہ اس لشکر مین حاضر
تھے وہ خبر دریافت کرکے خدمت والا ہمت امیر کشور گیر و بادشاہ اسلام باتوقیر کے آئے اور بعد ادائے
آداب و تسلیم اس طرح گہر ریزی مدح و ثنائے بادشاہی مین کرنے لگے ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ — بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان — پھرا کرین تری مرضی شریعت کے ہمراہ
تا چراغ رہے تجھ سے اسطرح روشن — کہ جیسے پرتو خورشید سے ہو روشن ماہ
سجود در سے ترے بہرہ ور رہون اہل زمین — رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ

اے شہریار والا تبار اژدر کوہی نام ایک سردار کوہستان سے بمدد لقائے گمراہ آیا ہے لقا کے قلعہ سے نکلکر مقابل بندگان
درگاہ خیمہ و بارگاہ آراستہ کرائے طبل جنگ بجوایا ہے کل معرکہ عناد و فساد کو تازہ کریگا باقی خیریت ہے یہ کہکر جب

ہرکارے کنارے ہوے امیر کے جانب بادشاہ نے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کرکے حکم فرما
ہوی کہ بجے طبل ابوالفتح اصفہانی بجای عمرو اوسی جگہ مقرر ہوا اوسنے نقارخانہ سلیمانی مین اکر ندر
لیکر بنام خواجہ جمع کرائی اور طبل سکندری پر سے غاشیہ اٹھواکر دوال دی صدائے طبل جوسٹھ کوس کی
دنیا مین ہیبت پھیلی دلاور آگاہ وخبردار ہوی کہ کل معرکہ نبرد ہے دربار دربار سو برخاست ہوی بادشاہ
نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر اب حرب وضرب کی درستی کرنے لگا رات
بھر قصہ جنگ وجدال رہا بہادر بشاش نامرد کو اضمحلال رہا جوہر تیغ ہی کا افسانہ بہادر پڑھا کیے
عروس شجاعت ہی پر مرد نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے بہادر قبضہ شمشیر چوم کر کہتے تھے کہ ہمیں گھاٹ نہ کرنا رخ
دم جنگ نہ پھیر نامرگ عدو کو چار طرف سے گھیر نا زبان شمشیر سے اس قول پر زبان دی تھی کہ اے شجاعت کی
دہنی میرا اور تیرا ساتھ ہے دامن تیغ ہے اور تیرا ہاتھ ہے غرضکہ تیر زہر آب دار کیے گئے کمانین جو خانہ کر گئین
تھین وہ سینک کر درست ہوئین گھوڑوں کی رکابین تسمے درست ہوے نقیب لقابت کا کیے چار پہر یہی شورش
رہی اور ہنگامہ طرفین مین رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سینہ فلک جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا
اور شب صورت یاد فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی ابیات کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیز

بشکل روی جانان حسن آمیز
ابھر آئی عکس زلف شب زمین پر
گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے

صبح کو حسب دستور لشکر جل خیل اور دل فوج میدان جنگگاہ کیجانب روانہ ہوے سردار بعد ادائے فریضہ نماز
سحر مسجد کرباس مین آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھکر سلام علیک کرکے در دولت آسمان جاہ ظل سبحانی
پر جاکر جمع ہوے صاحبقران دوران وظیفہ پڑھنے لگے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگے کہ یکایک
ابوالفتح اصفہانی نے ذکر گذشتہ بیان کیا امیر نے حالات لشکر دریافت فرماکر صندوق اسلحہ
طلب فرمایا اور تبرکات انبیا علیہ السلام جسم پر آراستہ فرمائی اور اشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ بادشاہی
مین تشریف لائے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے کہ دفعتہً سرخ پردہ شبستان شاہنشاہی کی
ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا آواز غرائو کی سنائی دی امیر مع سرداروں کے مجراگاہ پر جاکھڑے
ہوے اجرام نورانی ظاہر ہوا انجشانے طلائی نقرئی چھکتے ہوے نکلے پھر فانوسہای نیناگار
اور طلا کار ظاہر ہوئین اور عود عنبر کی لوٹے لیے طفلان ماہ طلعت نکل گئے یکایک تخت
شاہی برآمد ہوا کارداروں نے بڑھکر بدلوایا زنانہ سامان سب بھر گیا بادشاہ

بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے مردہی پکارے سلطان اکرم امیر محتشم نگاہ روبرو صاحبقران دوران کا مجرا قبول ہو بادشاہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے سلطان والا تبار جانب لشکر حریف روانہ ہوئے دہل و نقارہ نوازش میں آئے کہ موجب ابیات

نہان تھا نہ مغفر جبان ربا — رخ آسمان جاہ اختر نما
زرہ کی وہ نظر بس کی زیب بدن — قیامت دلیری کی تھی وہ پھبن
تہور سے تنتے تھے سردار فوج — چلی فوج یون جیسے دریا کی موج
پے عزت دین بل حق نیوش — ہوئی شکل مریخ سب سرخپوش
عمامے تھے فرق ہمایون پہ زرد — لگے تھے تاج مہر گیتی نورد
تہ ران ہر ایک کے وہ تازی فرس — پے قتل کفار دل پر ہوس
بڑی عظمت سے اور بڑی شان سے — رواں جنگجو تھے بڑی آن سے

غرض اسی عظم وشان و کر و فر سے مقام جنگ پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ ادھر سے لقا اپنے ہاتھیوں پر تخت کھچوائے فوج کوہیان و باختری ہمراہ لیے وارد میدان مصاف ہوا زمین لرز گئی تہلکہ پڑ گیا آفت کا سامنا ہوا دو دریا سے موج مارنے لگے اول بیلداروں نے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک و صاف کیا پھر سقون نے آبپاشی کر کے گرد و غبار بٹھایا اور صف آرائون نے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ صفونکو جمایا امیر چالیس قدم سرداروں کیساتھ آگے بڑھکر کھڑے ہوے سر پر علم اژدہا پیکر کے پھریرے کھل گئے آوازہ امین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤش سیدان میں للکارے دلاوروں کو پکارے کہ ہاں اے بہادرو دیکھنا خوف نہ کھانا قدم ہمت خوب نہ جانا یہ معرکہ کارزار ہے اسمین بہادروں کو کب ننگ و عار ہے غرض ترغیب جنگ لا کر نقیبوں کا ہٹنا تھا کہ اژدر کوہی جو اپنے گرگدن پر بصد کبر و غرور سوار تھا پر فوج کوہیان نابکار لیے تھا گینڈے کو بڑھا کر سامنے فیل لقا کے آ کر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند امیدوار ہوں کہ حکم حرب نسبت اس بندے کے صادر فرمائیے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان عاطی کا تمام کر آ ژدر یہ اجازت پا کر بصد کر و فر گینڈے کو دوڑا کر ناف میدان میں پہونچا اور سلحشوری دکھلا کر جانب لشکر امیر مکرر غل کر کے نعرہ رعد آسا کیا کہ اے فرقہ خدا پرستان زبردستان تم میں سے جو کوئی کہ زبردست ہو وہ مقابلہ میں میرے آئے یہ نعرہ لشکر قاہر کوہی نے مرکب اپنا صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آ کر عرض پرسا ہوا کہ یا ظل اللہ اجازت میدان شاہ نے فرمایا کہ

قاہر تم ہمارے مہمان عزیز ہو لڑنے نجاؤ آرام فرماؤ کوئی اور مقابلہ میں اس کافر کے جائیگا اوسنے عرض کیا کہ غلام نے ابھی تک حضور کا نمک کہاں کھایا ہے اگر اجازت لڑنے کی نملیگی آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے ناچار سپرد خدا کیا اوس دلاور نے مرکب زیر تنگ درست کیا تاکہ عرصۂ زندگی حریف پر تنگ کرے اور جست کر کے خانۂ زین میں در آیا گھوڑا الجعد گشت اوڑایا جب سامنے اژدر کے پہونچا اونسے تبسم کا ورگنیذا اٹھایا اوسکا وار گر ماری کہ پانچ قدم پر گنیذا اوسکا اور تین قدم مرکب اوس بہادر کا پیچھے کو جا پڑا دونوں نے راتوں میں حل کر سامنا کیا اور نیزہ اوٹھا کر اکل کر کے سینۂ بے کینۂ قاہر پر ضرب لگائی اوس بہادر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لیا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی ابیات

ہوئے روبرو دونوں باہم دگر | دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر
عنان در عنان ہو کے با صد قرار | لگے کرنے پھر رن میں نیزے کے وار
بھڑکنے لگی آتش صفدری | ہوئی جن جرات میں جانشکری
ہنر آزما تھے وہ دو نیزہ ور | تماشے میں تھے گرم دونوں حشر
ڈپٹ وہ بلا کی وہ گھوڑوں کی گشت | دہلتے تھے سینے لرزتا تھا دشت
اوراینی تھیں دونوں کی جرات پسند | کھلے وصف باندھی جو نیزوں کے بند
دلیری تھی دونوں کی محتاج دید | کوئی منتظر تھا کوئی نا امید
پکارا شب رزم سے کوئی وا | جری ہو تو ایسا ہو ہے رزمخوا
کہیں تھا سپاہ عجم میں یہ شور | کہ اے قاہر صفدر و نیزہ زور
یہی ہیں دلیران دین کے وہ رم | عجب وار ہے یہ خدا کی قسم

غرض بعد رد و طعن سنان ایک مقام پر قاہر نے بند باندھکر نیزہ کو اوسکے ہاتھ سے ہوائی کیا ابن لنے نے جھلا کر تیغہ گرانبار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچکر سر قاہر پر تیغہ اوتارا اوس بہادر نے تلوار کی باڑھ کو بچا کے کلائی پر اوسکے ہاتھ ڈالدیا اوسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر دونوں پشت مرکب سے کود پڑے اور سرگرم کشتی ہوئے دو دریا سرگرم نظارہ تھے کہ کس کس طرح کے داؤ اور کس کس گھات اور داؤ سے دونوں سر ٹکراتے تھے دو ماہرین مست سرگرم تلاش تھے آخر اژدر قاہر کو ریل کر چھ سات قدم پر لیگیا تھا کہ ایک بار سے ابوالفتح عیار نے پکار کر کہا کہ اے قاہر کیا اب رنگ تنک کیا یونہیں چلا جاؤ گے لنگر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر نے سنبھلکر دونوں شانوں کو اوسکے پکڑ کر جھولا آور سینہ میں سر اوٹھا کر جو نہیں دم لگا تو دس قدم پر ہٹا کر لیگیا وہاں بھی اوسنے لنگر مارا کہ قیامت پا تک مثل زمین کے اتر گیا مگر

قاہر نے نعرہ اللہ اکبر جا کر سے کھینچی اوسکی لنگر کو اوکھیڑا اور سر اوسکو بلند کرکے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین
پر مارے اودھر امیر با توقیر نے پکار کر آواز دی کہ اے قاہر اسکو زمین پر اتار دے بہادر جس کسیکو سر بلند کرتے
ہین خاک مذلت پر اوسکو نہین ڈالتے ہین قاہر نے فرمان قضا جریان صاحبقران دوران سنکر اوسکو
زمین پر اوتار دیا ابو الفتح نے دوڑ کر حلقہاے کمند مین اوسکو گرفتار کرلیا اور کہا اے اژدر کوہی حالا
ورشناختن خداوند عالم و عالمیان چہ می گوئی اوسنے جواب دیا کہ مین نے معلوم کیا حقیقت مین دین وا
تمہارا بہت سچا ہے اور خداوند تمہارا برحق ہے مین مسلمان ہوتا ہون ابو الفتح نے اسکو کمند سے کھولدیا
وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بختیارک نے جو یہ ماجرا دیکھا تھا سر کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا نظر کرم
کیا تھا کہ یہ بندۂ خاص ہی جا کر بندگان مغضوب سے گیا اس لونڈے نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا حال اور مشیت کا
بھید کون جانسکتا ہے کہ ہم خوش کس بندے سے ہین اور ناراض کس سے ہین مگر ہماری قدرت کا راز اگر
کچھ پہچانتا ہے تو پہچانتا ہے کہ تونے اول ہی کہدیا تھا کہ یہ مسلمان ہو جائیگا بختیارک اس کلمہ کو سنکر بھول گیا اور
عنصر کوہی کیجانب متوجہ ہوکر گویا ہوا کہ اے عنصر اب تو مجھے بھی ہم کو خوف معلوم ہوتا ہے کہ جسے ذرہم اردو
گاہ میدان تم بھی ہم سے جدا ہو جاؤگے انہون نے کہا کہ یہ کام ملک جی نے ایمانون کا ہے ہمسے آپ یہ امید نرکھیے
الحاصل اور کوئی تو زنیوالا تھا نہین کہ جسکے پھر دوسرے پر میدانداری ہوتی اور دوسرے کشتی لڑنے سے قاہر
کا دن بھی تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دہر نے اژدر روز کو چت کیا تھا یعنی
نیر کی جانب مغرب بام * اوسے پایا قریب خواب آرام * قاہر نے طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر لیکر امیر علی ہمہ
تکوی کے سر پر زر نثار کراتے ہوے مشکر دونے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوے امیر داخل بارگاہ ہوے ادھر قاہر
بھی آکر داخل بارگاہ نکہت پناہ ہوا میان اژدر کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے عنایت فرمایا اور
امیر نے کہا کہ اے بہادر ہمارے میان کی یہ آئین اور دستور ہین کہ جو سردار جسکو زیر کرتا ہے مغلوب ہمیشہ اوسکے سرداران
مین شمار کیا جاتا ہے اور اوسی کی ماتحت بیٹھتا ہے اب تم ہمیشہ قاہر کی ماتحت رہوگے اژدر نے کہا مین ہر صورت
اونکا اور آپکا دونون کا تابع ہون مجکو کچھ عذر نہین یہ کہکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے دربار
برخاست ہوا قاہر اژدر کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہون مین جاکر آرام پذیر ہوئے
ابو الفتح نے طلایہ کی گشت دینی کی چوکیان قائم کین مورچے تبکوا دیے لگین بازارین بہر رات تک
گرم رہا کرتی رہین امیر نے اژدر کیواسطے حسب دستور اپنے میان سے چند آدمی برخدمت و

اور ایک بارگاہ مع عملہ اور فعلہ کے اور کچھ خون کمانی کے بھجوائے اور قاہر نے سب طریقے اوسکو سمجھا کر امیر ایسے باکرم آدمی ہین پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوئی پھر خاصہ طلب کر کے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اوسکا بچھوایا دونون آرام گزین ہوئے بارہ دار پلنگ کے آکر حاضر ہوئے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہو گیا اس انتظام کو دیکھکر اژدر گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ اے بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہے قاہر نے کہا اندر باہر سب جگہ پہرا رہتا ہے اسلیے کہ عیار وغیرہ اگر کچھ گزند نہ پہونچا مین اژدر نے کہا اندر بارگاہ کے تو پہرے کی کچھ ضرورت نہین بیان کیا خوف ہے مثل چلی آتی ہے کہ جہان ڈر وہان اپنا گھر یہ بات عین نامردی کی ہے بھلا یہ بھی مجال ہے کسی کی کہ جو کسی کے کوئی گھر مین چلا آئے یہ کلام جو اس نے فرمایا دیکھ تو قاہر کو بھی حرارت آ گئی اور بعضے دوستی کہا اگر مرضی آپ کی نہین ہے تو نہ سہی بیان کیا اگر مرضی آپ کی نہین ہے تو نہ سہی بیان کیا اگر آپ فرمائین تو ہم جنگل مین چلکر تنہا رہین یہ کہکر حکم دیا کہ اندر باہر سب جگہ کے آج پہرے موقوف کرو کچھ ضرور نہین یہ کہکر سبکو نکالدیا صرف چار خدمت گار بلکہ بیٹھے جگہ دو پہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک پروردگار رہا چوکیدار بولنے لگے روند بہ گشت پھرنے لگی اور قاہر بھی سو گیا چارون خدمت گار بھی سوئے اوسوقت اژدر نے اپنے دلمین تصور کیا کہ جو دولت نصیب مین تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اوس حریف کا تو کام تمام کر اور سر کاٹ لے اور یون نہین تو کہین نکلا ہوا چلا چل یہ سوچکر اوٹھا تو سہی مگر پہرہ داروں کے اوپر وار کرنا اور یکبیک جا پہنچنا آسان نہین ہے اسوجہ سے یکایک اوسکو جرأت نہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کر کے خوب خیال کر کے دیکھا تو قاہر کو بالکل غافل پایا اوسوقت خنجر لیکر اوٹھا اور وار کرنے چلا مگر بموجب مثل جسکو خدا رکھے اوسکو کون چکھے اوسوقت ابوالفتح کہ جسکو آپ بجائے عمرو وہ ہر وقت نگرانی کرتا پھرتا ہے بس سب طرف سیر ہوتا ہوا اوسطرف کو جو آیا تو اوسکے دلمین خیال آیا کہ قاہر کو دیکھتے چلو کیونکہ اژدر آج ایک نیا شخص اوسکے ساتھ ہے یہ سوچکر اندر بارگاہ کے چلا پھر ایک ملازم نے اوسکو دیکھکر کہا اے مہتر صاحب آج تو قاہر نے ہم سبکو نکالدیا ہے معلوم نہین کہ خفا ہین یا کسی نے کچھ چغلی کھائی ہے اگر ہمکو موقوف کر دینا وہ چاہتے ہون تو آپ سفارش کیجیے گا کہ ہمارا آدھ سیر آٹا برقرار رہے آپکو دعا دینگے یہ کلام اونکی زبان سے سنکر ابوالفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے گیا قنات چاک کر کے اندر کا عالم دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو بھی غافل سوتا ہے اور اژدر خنجر کھینچکر اوسکی بالین پر آیا ہے سر اوسکا کاٹا چاہتا ہے یہ دیکھکر او

جلد دربارگاہ پر جاکر زر دست تھسکار کر اپنی آواز سنائی تھی جلدی سے خنجر میان مین کرکے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا اور خراٹے لینے لگا ابوالفتح اندر آیا اور قاہر کو اوسنے جگایا جب وہ جاگا کہا مہتر صاحب کہان تشریف اوسنے کہا کہ مین گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس اپنے بٹھالیا خاطر کرنے لگا ابوالفتح نے اوس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال مینے دیکھا اگر مین نہ آجاتا تو کام تمھارا تمام تھا قاہر اپنے جی مین سوچا کہ یہ عیار ہین اپنا احسان مجھپر جتاتے ہین بھلا اژدر ایسی حرکت کیا کرتا غرض ابوالفتح سے اوسنے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی پھر اسکو پان کھانے کو دیکر کچھ اشرفیان اوسکی نذر کین ابوالفتح وہان سے چلا لیکن باہر آکر یہ ایسا کچھ سانحہ دیکھ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آکر چپکا کھڑا ہو رہا اور قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ نیم خفتہ سا ہے اور اژدر سوچ رہا ہے کہ ابھی عیار آکر قاہر کو جگا گیا ہے اچھی طرح غافل ہوجاوے تو کام اوسکا تمام کرو ادھر ابوالفتح کو عرصہ جو ہوا دل مین کہتا ہے کہ تم تو یہان چھپے ہو اور اگر عیار لشکر کفار مین سے کوئی آکر دستبردی امیر یا اونکے فرزندون پر کرجاوے تو کیا ہوگا بس اور کچھ تدبیر کرو یہ سوچکر چھپا اور لشکر مین پھرتا ہوا اپنی فکر مین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر بگرشل نقتا پرستون کی اوسکی قطع تھی اوس لشکر مین بھیک مانگنے آیا تھا مات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اوسکو اوسنے دیکھا بس فوراً رنگ روغن عیاری کا لگاکر اسکو بیہوش کرکے صورت اوسکی قاہر کی اپنی بنائی اور اوسکو اوٹھا کر بارگاہ قاہر پر آیا اور پکارا کہ اے قاہر کہین جاگتے ہین اوسنے کہا قاہر کو ذرا میرے پاس بھیجو حکم صاحبقرانی اوسنے کہا ہے اژدر نے قاہر کو جگادیا اور کہا تمکو مہتر ابوالفتح بلاتے مین جو ابھی آئے تھے قاہر آنکھین ملتا ہوا باہر گیا کہ اوسنے اسکو الگ لاکر حباب بیہوشی اسکے منھ پر مار کر اسکو بیہوش کردیا اور ایک مقام پر اسکو چھپا کر کپڑے اوسکے اتار کے نقلی قاہر کو پہنائے اور اوسکو اوٹھا کر اندر بارگاہ کے لایا اور اژدر سے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کیلئے کھنچوائی تھی اوسوقت اوسکے نمونہ کو چکھانے کیلیے اونکو بلایا انھون نے جو اوسکا ایک جام پیا بیہوش ہوگئے ہین اب انکو نشہ از حد ہے مین پلنگ پر سلائے جاتا ہون شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگین تو تم خبر رکھنا ایسا نہو کہ کانٹا لگ جاوے اب میں بھی آرام مین گئے ہین اونکی حفاظت کو جاتا ہون میرا آنا اب نہوگا اژدر یہ کلام سنکر بہت خوش ہے اوسکیا جی مین جاگتا رہون گا غرض ابوالفتح قاہر نقلی کو سلا کر آپ باہر نکلا اور قاہر اصلی کو اوٹھا کر ایک نیچی

خیمہ مین لاکر بیچ لشکر مین چند خیمہ اور قنات مین اون نیمگیرہ استادہ ہین اور اونمین اسباب ضروری عیار دن کا رکھا رہتا ہی اسواسطے کہ جسوقت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہی تو وہ بی داخل وہان ہوکر کھاتا پیتا ہی اور اپنے کام کو چلا جاتا ہی دو چار پلنگ بھی وہان لگے رہتے ہین بس وشتی دیو نے ایک خیمہ مین پلنگ پر لاکر قاہر کو لٹا دیا اور عیار وشتی کہدیا کہ یہ قاہر کوہی مین انسے ہوشیار رہنا اور بیہوش رکھنا یہ کہکر آپ روانہ ہوگیا اور وہان اژدر کوہی نے جب دیکھا کہ ابوالفتح کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اور قاہر ابھی نہین چونکا خوب بیہوش ہے بس یہ جانا کہ خداوند لقا نے تیری مدد کی اب اسکو قتل کر چنانچہ اس بیحیا نے اوس اپنے محسن باایمان کا سر باکے خنجر ظلم سے جدا کیا بظاہر تو اوسکو مارا بباطن اپنے ہی طرفدار کو قتل کیا اور اتنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر نے زنگی شب کو قتل کیا اور سحر گریبان چاک کئے ظاہر ہوئی

سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر	جو آئے مشعل خورشید لیکر
نشان شب ہوا عالم سے نابود	اوڑا رنگ اختر و نکا صورت دود

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اژدر نے سر قاہر نقلی کا رومال مین باندھ لیا اور باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوا کسینے منع نہ کیا اسلیے کہ صبح ہو چکی تھی سمجھے کہ مسجد کے پاس مین جاتا ہی یا ہوا کھانے نکلا ہی اور یہ سوار ہوکر مرکب اوڑاتا لشکر سے نکلکر سیدھا لشکر لقا مین پہونچا اب یہان دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے آئے اوس بیچارے کا خون ناحق زمین پر بہا دیکھا شور و غل بلند کیا کہ افسوس کسینے قاہر ایسے بہادر کو مارا ادہر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کوہی سر کسیکا کاٹے ہوئے لیے آتا ہے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند تیرے صدقے تہا تو یہی کہ اژدر کوہی سر امیر کا یا عملشاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہے تو تو خداوند برحق ہے اتنی بات بتا دینا کیا بات ہے لقا نے کہا قدرت ایسی واہیات باتین نہین بتاتی ہین ہین جس کسیکو قضا نے گھیرا ہوگا اوسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سوتے مین ہمنے دیا تھا اسوقت یاد نہین ہے یہ کہکر پکارا کہ اے بندگان قدرت دیدے قدرت مرا اس اثنا مین اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کرکے سر قاہر نذر کیا لقا ہنسا اور کہا تو بندہ مقبول ہے غرض یہ میٹھا سا ئی اوسکو جام شراب دیا ادھر امیر کو خبر پہونچی کہ اژدر سر قاہر کا لیکر گیا لشکر لقا مین خوشی ہو رہی ہے یہ سننا تھا کہ دھوان دماغ سے نکل گیا اور فوراً ٹیکہ ٹیک کراوٹھے کہ بے ایمان خود اگر قاہر مارا گیا ہے تو بغیر مارے اس بے ایمان کو نچھوڑونگا یہ کہکر باہر آکر اشقر پر سوار

ہوئی پیچھے ہوا اور بھی سردار خواجہ مالک بہرام علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے مرکبون پر چڑھکر عقب امیر چلا ابوالفتح
کو گوالی چبوترہ مین تھا دو دیا کا امیر بھی جاکر کہون آپ بچا ہے قاہر زندہ ہی مگر امیر نے آشفر کو تازیانہ
دکھایا وہ مرکب باد پا ہوگیا یہ اوسکے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ابیات تصویر کھینچو کہ تیزی رخش
کی تیرہوئی + دلمیں جو آئے گر کسی نقاش کے آہنگ + گذرے تمام عمر اوسی سوچ مین اوسے
سبزہ سمند نیو نباؤن مین یا سرنگ + آخر قلم کو ہاتھ سے رکھدے یہ کہکے + کس بجز خدا بندھی
صورت ہوا کا رنگ + ابوالفتح آخر پھر آیا اور اوسنے آکر چالاکی کی کہ قاہر کو ہوشیار کردیا اور سارا ماجرا
کہا اوسنے شکریہ ادا کیا اور مرکب منگاکر سوار ہوکر خدمت امیر مین پہونچا امیر کنارہ لشکر لقا کے
پہونچ چکے تھے کہ اسنے آکر تسلیم کی امیر حیران ہوگئے کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر اوسکے زندہ ہونے سے خوشنود ہوئی اسی اثنا
مین ابوالفتح بھی حاضر ہوا اور تمام ماجرای شبینہ معرض عرض مین لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلیں
آخر وہ کافر بھاگ کر گیا ہی تو لڑنے نکلے ہی گا اوسوقت کام اوسکا تمام فرمائیے گا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہی
اوسوقت قاہر کو بھی نے عرض کیا کہ حضور مین نہ پھرونگا اگر پھر جاؤنگا تو نامرد کہلاؤنگا مین جاکر
اس نامرد ازلی اور ابدی کو اوسکے خداوند کے سامنے گوشمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ ای بہادر بہادری
کا تو یہی دھرم ہی جو تو کہتا ہی شاباش مرحبا مگر تنہا جانے دینے کو جی نہین چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ
ہی تو بسم اللہ مین بھی تیرا شریک حال ہون اور وہ سیار گاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہون قاہر نے کہا زہی
پرورش و عنایت یہ کہکر مرکب جھپکاکر یہ آگے بڑھا اور سیدھا بارگاہ لقا کیطرف چلا امیر بھی
پیچھے اسکے روانہ ہوئی اور سب سردارونسے فرمایا کہ تم یہین ٹھہرو یہ سردار چارطرف پھیلگئے لیکن لشکریان
لقانے جو امیر کو دیکھا وہ خواب لوہا اہل اسلام کا مانے ہوئی ہین کسنے ہون بھی نکی اور قاہر دلیرانہ در بارگاہ
پر آکر گونجا لوگون نے اندر دوڑکر خبر کی کہ قاہر کو بھی آپہونچا اور امیر سب سرداران لشکر مین پہونچ
چکے ہین اژدر تو نام قاہر سنکر حیران ہوگیا کہ وہ کہان سے آیا شاید مسلمان ہوجانے سے یہ قدرت
بھی ہوجاتا ہی کہ لاکھ طرح مارو قتل نہین ہوتے ہین بختیارک نے کہا کہ ای اژدر اب تم کسی جنگل یا تخت
کے نیچے چلے جاکر پوشیدہ ہوکہ ملک الموت تمہاری جان کا آپہونچا یا قاہر کا ہمزاد آتا ہی جو بھوت بنکر تمکو
لپٹے گا اور کھاجائیگا لقانے شکر کہا کہ یہ تقدیرین ہماری پیچیدہ ہین انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہی اس اثنا مین
قاہر سبز شبرنگ دیو صیان بارگاہ کی طی کرکے آخر وہ کی پاس پہونچا بختیارک نے کہا اب بھی کچھ نہین

کیا ہی لوگون نے کہے کہ وہ باہر روکین لقا نے کہا مجکو سجدہ کرنے آتا ہی وہ بختیارک نے کہا آجتک
ہمنے یہ تقدیر نہین دیکھی کہ مسلمان ہوکر پھر سجدہ کرنے آئے غرض یہ باتین ہوتی تھین کہ قاہر
اندر بارگاہ کے گھس آیا اور للکارا کہ ارے او اژدر بھیا سپاہیون کیلئے یہ دغا افسوس ہی تیری
حال پر اور لعنت ہی تیری زندگی پر اژدر نے اوٹھکر ایک تلوار ماری اوس بہادر نے پترا بدل کر
تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ تیز کھینچکر اوسپر وار کیا اوسنے بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیرزنی ہونے
بختیارک پکار رہا تھا کہ ای قاہر نیک اژدر بے ایمان بھیا تمہارا دشمن ہی اسکو مار ہی ڈالنا واجب
ہی مین بڑی دیر سی اسکو لعنت ملامت کر رہا تھا کہ تم آگئے اسکے کہنے کی تو قاہر نے سماعت نہ کی اور
ایک مقام پر مکر کو تیلا کر کر پر اوس بھیا کے ہاتھ مارا کہ سر اوسکا کٹکر دور گرا اوسوقت عنصر کوہی
وغیرہ نے قصد بلوہ کرنے کا کیا بختیارک نے کہا کیون شامت آئی ہی باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے
ہین خداوند ابھی تو باہر قلعہ کے نکلے ہین بھاگنے کو راہ نہ ملیگی اسکو نکل جانے دو سب بارگاہ ورنہ خون سے
لال ہو جائیگی سمجھ کے نو و نسیر رات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان جنگاہ دکھائی دیگا
تمہارا ای عنصر کیا جائیگا مرکے خداوند کی بہشت مین چلے جاؤ گے ہمکو ابھی خدائی لینا ہی عنصر یہ سنکر
خاموش ہو رہا اور بختیارک نے قاہر سے کہا حضور جاہین تشریف رکھین یہ کفش خانہ خراب ہی اور
چاہین تو تشریف لیجائیے اوس کافر خاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہین
ہین خوب کیا جو آپ نے اوسکو سزا دی اوروں کو بھی عبرت ہوئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اسکی
باتون سے ہنستا ہوا بفراغت و آسایش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر اسکو
ہمراہ لیے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوئے اور اپنی بارگاہ مین آئے تمام سردار قاہر سے ملکر خوشنود
ہوئے قاہر نے اور امیر نے ابوالفتح کو بہت کچھ انعام جلدوی مین اس خیرخواہی کے عنایت کیا بادشاہ
نے جشن شاہانہ خوشی مین قاہر کے زندہ رہنے کے آراستہ فرمایا یہان تو سب خوش و خرم فرد کش مین ہین
اودھر کیفیت سنیے کہ کچھ ملازم اژدر کوہی کے اوسکے مارے جانے سے لاش اوسکی اوٹھا کر اوسکے قلعہ
کی جانب گئے بھائی اوسکا اوسکی عوض سے حکومت کرتا تھا نام اوسکا ماران کوہی ہی غرض اوسکے
سامنے جاکر اون لوگون نے عرض کیا کہ بھائی آپ کے اسطرح خداوند لقا کی بہشت مین گئے اور بیرون بارگاہ
قاہر آکر انکا سر کاٹ کر چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند مسخرا بیٹھا

دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور بھائی میرا قتل ہوگیا خداوند نے جان بوجھکر اوسکو قتل کرایا کیا کیون
اگر مقدمہ ایمان ہوتا تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہرچند کہ بھائی نے میرے بہت بڑی نامردی کی
کہ ایسا کچھ مردان عالم کو زیب نہین تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادرون کو نظر نہین آتا ہے
مگر خیر میرا بھائی تھا مجھکو عوض اوسکا اوسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہے میرا ارادہ تھا کہ مین خداوند کی مدد
کو جاؤن مگر اب میرا دل ایسے خداوند سے کھٹا ہوگیا ہے اب مین اپنے بھائی کا عوض لینے جاؤنگا یہ
کہکر اوسی وقت باقیماندہ فوج و سپاہ کو حکم تیار ہونیکا دیا اور کئی ہزار کوہیون کی جمعیت سے باحتشام
تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ بہت جلد لشکر لقا مین پہونچا بختیارک آکر اسکو بھی لیگیا اسنے
بارگاہ مین آکر خداوند کو مجرا کیا سجدہ نہ کیا اور دنگل پر بیٹھا لقا پکارا اے بندۂ قدرت تو کچھ آزردہ معلوم
دیتا ہے اوسنے کہا کہ یا خداوند مجکو رنج یہ بہت بڑا ہے کہ آپ بیٹھے دیکھا کیے اور بھائی میرا مارڈالا گیا آپ اوسوقت
زمین کو حکم دیتے تو قاتل برادر کو میرے دہ نگلجاتی لقا نے کہا کہ اے بندہ قدرت اگر تو رنجیدہ ہے تو مین تیری
بھائی کو بروز نوروز جلادونگا یہ سنکر اوسنے سجدہ کیا اور کہا تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غرضکہ
بیٹھکر شراب کشی کرنے لگے جب دماغ اوسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی مین جاتا ہون اور قصاص بھائی
کا اپنے لیتا ہون بختیارک نے کہا بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا طبل جنگ بجوا دینا
کہان جاتے ہو اوسنے کہا ملک جی جسطرح کہ قاہر نے آکر سر دربار میرے بھائی کو مارا ہے اسی طرح اگر روبرو
حمزہ سر بارگاہ مین نے اوسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب مین پورا
قصاص لونگا بختیارک نے کہا یہ امر بہت محال ہے کہ کوئی بارگاہ حمزہ مین گھس جاے اور کسی اوسکے
سردار کو مار کر زندہ چلا آوے دیکھا نہین ایسا نہ ہو تم ایسا کر جاؤ مارا ان نے کہا یہان بھی ہم کہہ چکے
اور گھر سے بھی یہی ارادہ کرکے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہین یہ کہکر گرز کو کاندھے پر رکھکر تلوار
کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر اوٹھکھڑا ہوا اور یکہ و تنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشور گیر چلا
بختیارک نے ہلکارے خبر کو بھیجے کچھ افسر فرط محبت سے پیچھے پیچھے اوسکے روانہ ہوے آخر بدبخت لشکر
مسلمانان مین پہونچا لشکر کی رونق اور آرائش دیکھکر دلمین کہتا تھا کہ کیا جاہ و جلال ان مسلمانون
نے بہم پہونچایا ہے واہ واہ بازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ
سلیمانی پہونچا اس بارگاہ پر احتشام کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سراپردہ بارگاہ کے دور تک کھنچے تھے

بارگاہ سے دور تک اردو دی سپاہ آراستہ دو رویہ جہاڑ فرشی استادہ بیچ میں سڑک سرخی اور سبز یاقوت و عقیق کی کٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکوں میں بھرے سقے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے تھے بارگاہ پر کلس یاقوت کے چڑھے تھے جواہر کے مور اوپر بیٹھے تھے منقاروں میں اپنے مالے مروارید کے لیے تھے در بارگاہ پر ل عادیان پور شدادیان پہلوان عادی بیعدہ در گمہ سالار ی ذنگی پر بیٹھے تھے چالیس شمع سر پر بندھی تھی چالیس شدہ تحت الحنک کے چھوڑے ہوئے دیو تھا کہ قالب انسان میں سمایا نظر آیا ماران نے دیکھکر خوف کھایا اندر ملکا رونے پہلے ہی سے عرض کی تھی کہ ماران کو بھی اس ارادہ پر آتا ہے آپ نے فرمایا کہ آنے دو تھا ہر بھی کچھ ایسا حلو نہیں کہ جسکو وہ کھا جائیگا تھا ہر بھی بسبب شجاعت ذاتی کے بشاش ہو کر عرض رسا ہوا تھا کہا اگر حکم ہو تو میں کے دراز پھاکر اور سکور دکون یہان جناب بادشاہ کے روبرو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا بھئی تمہارے ساتھ ہم بھی ہیں کہان جاوگے اے بہادر تم ایسے ہی ہو گیا کہنا غرض حکم پہلوان عادی کو پہونچ چکا تھا کہ آنے دینا اسوجہ سے اوسنے نہ روکا اور یہ گھوڑا بڑھا کر اندر بارگاہ کے آیا امیر نے کہہ دیا تھا کہ تیسری ڈیوڑھی پر روکنا اور کہنا کہ مع مرکب اندر نجا غرض جب دو ڈیوڑھیاں طے کر چکا اوسوقت پہلوان عادی کراد ھکر اسکے پیچھے پیچھے آتے تھے وہ سد راہ ہوے اور کہا اے ماران گھوڑے سے اوترو پیدل نہیں جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروزکلاہ لشکر اسلام کی ہے کہ جو بلجاے ننا ما کے غریبان ہیں یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے میں اسنے تکرار کرنا کیا ضرور ہے مطلب وہ فوت ہو جائیگا اگر یہان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اترا پہلوان عادی نے بڑھکر آخر کی ڈیوڑھی کا پردہ ہٹا دیا فرق زنجیر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک انجمن پہلوانان صف شکن کی دیکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اس چمک دمک کی نہو گی عجب رعب و داب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی اسجگہ پر سر خم کیے پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ بزبان اعلان حاضر تھا حضرت عین ظفر ہمقرین دو سرداروں کا ہاتھ پکڑا ہوا دست راستی دست راست کو دست چپی دست چپ کو چل شمون فرزندان گرامی حمزہ کے پکڑا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما سات سو تاجدار کا گرد حلقہ قید ہا ہوا اٹھارہ ہزار چینی ستر ہزار فرنگی بار ہزار ہندی اونچی بنا ہوا حاضر تھا امیر بصد توقیر زنگل نادر عنبر آصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے خشت ہای زرین پر ہزاروں عیار بانا

عیاری سے آراستہ کھڑی تھی ایک طرف بارگاہ کی کچہریاں تمام کھلی تھیں مقدمات مالی و ملکی کا فیصلہ ہو رہا تھا
سامنے بادشاہ کے رقاصہ حور پیکر رقص مین تھی جام مے سرداروں مین گردش پذیر تھا اس عظمت
جرات کو دیکھکر وہ رعب ماران پر طاری ہوا کہ بے اختیار اوسنے جھک کر فراشی مجرا امیر کو اور
بادشاہ کو کیا امیر نے ہاتھ سر پر رکھا نجلق تمام تر و بخندہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آگے بڑھا
امیر اوٹھنے لگے اوسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائین غرضکہ وہ صندل زرین پر آکر قریب تر بیٹھا امیر نے
پوچھا کہ بھیا مزاج تو اچھا ہے اور ساقی کو اشارہ کیا کہ اوسنے جام لاکر دیا اوسنے پیا اوسوقت امیر
نے پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا سبب ہوا اب یہ شرمندہ ہوا کچھ کو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلیے تھا کہ
قاہر کو مین قتل کرتا مگر آپ کے خلق نے بندہ زر دام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا اوسنے
کہا اے سیاہ رو مین موجود ہون یہ کہکر اوٹھا کہ آئیے جسطرح چاہیے مقابلہ کر لیجیے امیر نے بھی کہا
کہ اچھا تو یہی حوصلہ ہے اوسوقت اوسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اوٹھکر باہر بارگاہ کے آیا امیر نے
حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر اکھاڑہ کھد گیا سر اکھاڑہ وشوادی حضرت قدر قدرت شاہ جمجاہ بھی کھنچ
لگی قاہر نے آکر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ کے ہوئے آخر جب چشم زخم کسی
کو نہ پہونچا اوسوقت نوبت کشتی کی پہونچی قاہر کو خدا ئیعانی نے اوسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی
آخر قاہر نے کولے پر بھر کر جو مارا چارون شانے چت کر دیا یہ وہان سے اوٹھکر پھر بارگاہ امیر مین آیا
اور عرض کیا کہ دین آپکا برحق ہے جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا یہ کلمہ پڑھکر از سر
صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اسکے عقب مین آئے تھے وہ بھی بارگاہ مین آکر مشرف بشرف اسلام
ہوئے اور اسیوقت پھر کر اپنے لشکر مین آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم
ہم مسلمان ہوئے غرض لشکر اوسکا کوچ کرکے اوسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ
اژدر کو عنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور ملازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرما کر
سرفراز کیا ہلکارے جو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر بارگاہ لقا مین گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیارک پکارا کہ
صلواۃ صلواۃ یا خداوند دیکھو کیا گرماگرمی کرکے آئے ہین کہ جیسے اب کھاہی جائینگے مگر پھر جا مین تا مین قسم کھائیند
گندہ ماران کو ہی بھی مسلمان ہوگیا لقا خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اوسکے دلمین پر نظر فہمے پہلے شک آگیا تھا
اب تو یہ اختیار کیا ہے کہ جو کوئی بندہ میرا اپنے دلمین میری خداوندی کا شک کریگا اور برحق مجکو نجانیگا تو مین

اوسکو اپنی جوار رحمت سے دور کرکے مسلمانون کے حوالے کر دونگا اور اسکو اونھین بندون کے ہاتھ سے قتل
کرا دونگا یہ کہہ رہا تھا مگر رنجیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز تڑاقے کی بلند ہوئی ہوا پیدا ہوئی اور برق چمکنے
لگی آندھی آئی لقا پکارا کہ ہمنے ان کو ہیون کو خوب سمجھ لیا اب بندہ قدرت کو طلسم سے بلایا
ہے اسی گفتگو مین تھا کہ ایک تخت روی بارگاہ مین اترا سبنے دیکھا کہ اوس تخت پر ایک ساحرہ
نازک اندام یاسمن پیکر سوار ہے زیور جواہر کا زیب بدن کیے کانون مین کرنپھول پہنے جو عقد ثریا کو بھی
شرماتی تھی ہاتھون مین کنگن اور کڑے جو حلقہ اطاعت مین دستگیر بڑی بڑی زبردستیون کو کرین
پہنے ہار موتیون کے گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت پاتیچے کلائی پر ڈالکر تخت پر سے سنبھلکر اوتری
اور سامنے خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گری لقا پکارا کہ اے بندی سر اوٹھا کر
سینہ اپنی لعنت تجھپر نصیب کی وہ سجدے سے اوٹھی اور از بسکہ کمسن ہے تو مسکراتی ہوئی قریب تخت
آئی بلا گردان ہوکر جواہر جو بہر نذر لائی تھی نذر چڑھائی بختیارک نے کہا اے ملکہ نام نامی آپکا کیا ہے
اکیلے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہے اوسنے کہا لونڈی کو زیور جادو کہتے ہین لشکر بھی کچھ ساتھ لائی
ہون خداوند کی مدد کرنے کو بحکم شاہ افراسیاب آئی ہون یہ کہہ رہی تھی کہ اور بھی تخت اور طائران
سحر آکر اترے اور ساتھ ستر اوسکی مصاحبین امینین خواصین وغیرہ سب آکر دیدار خداوند سے مشرف
اور فیضیاب ہوئین سبنے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے کہا یا خداوند بعض بندے کو آپ ایسے
پیدا کر دیتے ہین کہ جو اورون کی جان لیتے ہین لقا نے کہا قدرت خدائی خاتون مکرم بنانے کے لیے
ایسی صورت پیدا کرتے ہین مگر پھر بھول جاتے ہین اب یہ بندی جو فیصلہ مسلمانون کا کر دیگی
تو اسکو اپنی خاتون معظم بنا لینگے زیور یہ کلمے سنکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھ بنا دی
گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رہگیا غرض دنگل زرین پر بیٹھی لشکر اوسکا متصل لشکر خداوند
بختیارک نے جا کر اتروایا یہان دور شراب ناب ہوا جلسہ جنگ دنیاب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا
جنگ مسلمان کا بختیارک سے سنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبرائیے مین ایک آن واحد
آن واحد مین آپ کی عنایت سے سب بندگان مغضوب کا استیصال کر دون گی بختیارک
نے کہا چاہیے فیصلہ انکا نہ کرو مگر تم سلامت رہو اور خداوند عرش علی پر نہ جائین کہ جنکی بدولت یہ
صورتین کبھی کبھی دیکھنے مین آجاتی ہین ساحرہ نے کہا پھر اچھا طبل جنگ بجے

بختیارک نے کہا صاحب اتنی جلدی نہ کرو ہمین اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کہان اور تم کہان ہمارا تمہارا سنجوگ ہے وہی مثل ہے کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوب جائیگی **زیور** نے کہا ملک جی زیادہ مجھکو نہ بناؤ بھلا مین ہون ہی کیا ایسی چڑیل بھاڑ مین جائے ایسی صورت جسپر کوئی نازہ اترائے خداوند مجھ ایسی مستورین بہت پیدا کی ہین ملکجی اپنے کام مین مصروف ہو لو صاحب میرا پلیا چھوڑ دیکھ کے ایسا سمجھی کہ آپ ہی مین نہ رہی **بختیارک** ہنسنے لگا اور کہا ای **ملکہ** ہمتو تمہاری شستہ و بیاری پر صدقے تیری صورت کے لیے کوہان ای جان عالم ذرا عیار دن سے بچتی رہنا آجکی شب دیکل کا دن مجھسی عیارونکا زینت نیرہ جیسے پر اور ان بھر آغاز کرنا خداوند تجھکو انکے ہاتھ سے بچائین ورنہ یہ صورت زیبا خاک مین ملجائیگی ساحرہ انکی سمجھانیسے اوس شب کو دربار مین کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ مین آکر اپنی استراحت پذیر ہوئی دوسرے دن جب ساحرہ شب **زیور** نجم سے آراستہ ہوکر بارگاہ زنگاری فلک مین آئی اور مہتاب نے ہالہ سے طوق محبت اوسکا گردن مین اپنی پہنا کر ابیات

ہوئی پھر شاہد شب جلوہ آرا	فلک پر ماہ کا چمکا ستارا
مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار	ستارون کے کیا گہنے کو تیار

سر شام اوس دن تمام یعنی **ملکہ زیور** جادو گلفام نے اپنی بارگاہ مین آکر نفیر سحر کو دم دیا **تھا** کہ طبل جمشیدی کی آواز جاسوسان لشکر اسلام نے خبر مفصل بیان کرکے خدمت بادشاہ فیضان مین سر عجز جھکا کر دعاو ثنائی شاہی زبان پر لائی کہ ابیات

زبسکہ عہد مین تیرے ہے رسم دادری	جرس کی بھی کوئی فریاد سن نہین سکتا
گئی تباہی تعدی جہان سے اب اوسکی	جہان کی نازو ادا مین رہا نہ ظلم و جفا
سوای عشق ترے عہد مین تعدی سے	گیا وہ ہاتھ کسی جیب تک اگر پہونچا
شما سحر کا گریبان چاک کرتے وقت	ہے خوف ایسا کہ کانپے ہے دست صبح صبا

ایک ساحرہ لاالفام و بدانجام زیور جادو نام سر امداد لشکر ناکام آئی ہے اور بمقابلہ بندگان درگاہ عالی مقام نفیر سحر اوسنے بجائی ہے کل کہ روز وقت سحر کا آرائی ہے یہ خبر سنکر شاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپکی صلاح ہو آپ نے **ابوالفتح** کو حکم دیا کہ تجھے ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ **ابوالفتح** نے جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی ہر ایک بہادر کو خبر ہوئی کہ بھائیو کل معرکہ نبرد و پیکار ہے دربار سے سردار و لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئی بادشاہ داخل شبستان ہوئے آج سپاہ و دونکو گونہ انتشار ہے کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہے دیکھا چاہیے کہ انقلاب گردون دوار کیا کل دکھاتا ہے فتح کسکے ہاتھ آتا ہے اسطرف سنجانی باختری مشتری حصاری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہے لشکر

لشکر اسلام مغلوب ہوا و مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے الغرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو ٹیلے گرد ڈہرو بجانے لگے منتر پڑھے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ میں آکر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت لکڑی ہوئی اگیاری ہوئی بیر آنے لگے بھینٹ پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے یا فلک کا میدان مرگھٹ تھا مردے پھنکتے تھے ساحر زحل نام رشتہ کہکشان کو شاخ سنبلہ میں باندھکر یون تانتا تھا بنات النعش ارتھی کی صورت نئی یون اٹھانے کے لیے مریخ با شمشیر برہنہ فوج فلک کو جھٹکا کیا چاہتا تھا سنیچر بیچ دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان کر رہا تھا چشمہ جوت کے کنارے پر سورج کنڈ کے نہانے کا میلا تھا ہوا بھی آج بیر اگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتی تھی زمین و آسمان میں جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑی سی ڈاڑھی تھی تو پرانا تپشی کہلاتا پیپل بڑے ہاتھ پانون والا ساحر تھا دیوا ستھان خنجر جادو گر تھا ہر درخت ایک پانون سے کھڑا سحر کرنے میں مشغول نظر آتا یہان لشکر دن میں دنیا سیاہ تھی کالی کی دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیٹون کے کلیجے کھانا پھر بس کر کے جانا ساحرون میں تو یہ ہنگامہ تھا بہادرون میں تیغ و خنجر کا افسانہ تھا نیام تیغ مار سفید کے لیے بانبی تھا ترکش وہان ساحر خنجر تیر کا میر بھیجتا تھا کلیجے چھیدتا تھا تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھینٹ میں سر لینا گلے کاٹنا گرزون کو سر بلندی کا منتر یاد دلایا تھا کہ سر چڑھکر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان یہ منتر پڑھے کہ منتر چلے چلے رن چڑھے کلیجا کاٹ بیر لہو چھوڑ جان مار کمانیں بھی چلہ کش تھیں عامل دہر نے اپنے بچاؤ کے لیے شش جہت نہ تھا نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ مسدس کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویس دہر نے ربع مسکون کے نقش اجل یہ مسدس تحریر کیے ہیں خلاصہ یہ کہ زمین و زمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ اور جوش تھا کہ

ابیات

چمک تیغ و خنجر کی وہ الحذر　　وہ بیرون کی آمد کہ طوفاں مرگ
جوانون سے کہنا یہی صف بصف　　جو آنکھوں میں اپنا کے کرتی تھی گھر
نہ ڈرنا کہ ہے موقع نام و ننگ　　کہاں ہیں جوانان رستم شعار
وہ لڑنے پر آمادہ خرد و سترگ　　سپہ یاد کل تھے یہ کار جنگ
نقیبون کا للکارنا ہر طرف　　یہ ہے معرکہ کل کا بھی یادگار

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ خاور کو ہی فوج ضیا و جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا

زیر ران جنبرہ فلک ایسا شوخ و چالاک توسن تھا نور رخسار سے اسکے عالم روشن تھا کہ ابیات

گئی جب ہو منہ عالم سے وہ شب　فلک سے مٹ گئی تصویر کوکب　موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور　بشکل برق چمکی گرز و شمشیر　کوئی بولا کہاں اب وقت تاخیر
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے　ہوس اب گور سے دست بغل ہے　یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے
جھکایا سر ہزاروں التجا سے　کہ اے خالق مدد ہو تیری درکار　اجل کا ہوئے جس دم گرم بازار
زبان آبرو ہے فتح و نصرت　نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا　نہ پا پیچھے ہٹے بڑھکر ہما ہوا
بلا سے جان جاتی ہے گوارا

امیر با توقیر تو دعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ میدان جنگ
کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر سے ہما یوں امیر والا گہر مین بھی پہونچی آپ نے سر سجدے مین رکھکر دعا ختم کی تھی کہ الواقع خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر اُسنے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلح سنجوگ منگا کر خود ہود اور زرہ داوٗدی سے جسم انور کو مزین فرمایا تیغ صمصام و قمقام حائل کر کے تیغہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیکر نیمچہ سہراب بل کمر سے لگا کر باہر بر آمد ہوے اور اشقر پر سوار ہو کر جدھر چلے تھے کہ سامنے سے مالک اژدر اسی ہزار نیزہ دارون سے آتے دکھائی دیے سنان نیزہ یون چمکتی تھین کہ تارے سوا نیزے پر اُترے دکھائی دیتے تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سرون پر باندھے تھے ایک طرف سے لندھور فیل نمایان ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گذر چکی ہے عالم سے اب جاتی ہے اور لندھور کا اُسی بدرخ روشن جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہے غرضکہ سب سردارون سے سلام علیک کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر یہان ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا چوبدار برچھی بردار علم بردار وغیرہ سب جلو خانہ سے باہر نکلے سامان بادبہاری آگے بڑھا بجا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیون نے بگل بجایا ارگن کی وردی بجی ارمنی بیلا بجانے لگے کوس و دہل گڑگڑائے روشنی منود ہوئی لڑکے حسین و خوبصورت لوٹے تخلخون کے لیے عود بر کلی کا بکٹا اُسپر ڈالے منقلون کو جلائے گذر گئے زنانی ڈیوڑھی تک زنانہ سامان آکر پھیر گیا کہاریان پیاری پیاریان زیور طلائی مین غرق ناک بھون فرط نزاکت سے سمیٹے ہوادار بادشاہ کا کاندھے پر اُٹھائے قریب پردہ سرخ پہونچین کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا حضور عالم کے بر آمد ہوتے تیس

مردہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور و غل مچایا امیر نے مجرگاہ پر جاکر اول مجرا کیا پھر لندھور
بہرام فرامرز جمہور وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان

قلب مین رکھکر بیچے کو فرد　　وہ عظم و شان لشکر دیکھکر واہ
فلک بھی کہہ رہا تھا اللہ اللہ

غرض ہنگام سحر نور کا تڑکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سوارون کے گھوڑے ہنہنے بجتے ہوئے
باجے عربی بجے کوس و نقارے بجے ہوئے سوے رزمگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتے ہی ملکہ
زیور جادو خواب مرگ سے اُٹھکر لشکر ساحران تیار کرکے میدان کی طرف چلے دنیا مین خرابی
اس فتنہ نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابر آکر چھاگئے ساحرون نے اژدر اپنے اُڑا لے
پر جو رات کو قابو مین آئے تھے اُنکو بلاکر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت جلاتے
دریا کو جوش مین لاتے کوہ و دشت مین تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اُڑاتے ہوئے میدان مین پہونچے
ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوائے خواصی مین بختیارک ایسے شیطان کو
بٹھائے رن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باختریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونون گروہ
انبوہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوئے ظلمت و نور کا مقابلہ شب و صد کا سامنا تھا ایک طرف
وحدہ لاشریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے لیک حق پر دوسرا ناحق پر
لڑنے پر تُل گئے ساحرون نے دُہرد بجایا بجلیان چمک کر گرین صحرا جو آڑ رن کی تھا اُسکو جلا دیا
ابر سحر برساکر گرد و غبار بٹھا دیا میدان پاک و صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر
ہوئین ملکہ زیور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑی ہوئی صبح کا وقت
تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہے امیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو
خداے تعالیٰ اسکو ہدایت فرماتا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضایع نہ جاتی کسی مسلمان کے
کام آتی غرضکہ شورش لشکر ترقی پر ہوا روے ہوا پر اژدر پھنکارنے لگے روے گیتی اژدر سے
سوگیا منقلین دھڑ دھڑ جلنے لگین شعلہ رو جادوگرنیان بھڑک اُٹھین طاؤس ہنس اُڑاکر جو کا
سامری کے غل مچاکر سیرقون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئین کہ صف لشکر اسلام پر جا پڑین اُسوقت
نقیبون نے نکلکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب سب کنارے ہوئے ملکہ زیور بہزاران ناز و ادا
و تبختر سامنے خیل لقاے خرس بادیہ ضلالت کے آکر اجازت طلب ہوئی اُس گبر نے کہا کہ جا تجکو

اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ وہان سے تخت اڑا کر سامنے لشکر اسلام کے ناميدان مین پہونچی
اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے مقابل مین اسکی نعیب دینے سے یکایک
صف دست چپ مین طبل ونقارے بجے اور تہمتن خان خاوری ماموں شہزادہ قاسم کے
گھوڑا اپنا اٹھا کر سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے انکو سپرد خداے پاک
کیا یہ بہادر مرکب اڑا کر لطف جالشکری دکھاتے جولانگاہ پر آکر مقابل ساحرہ بدسیر مین پہونچے انکو
دیکھکر ساحرہ نے ایک قہقہہ مارا اور ایک طرف کو منہ اٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہان
مر رہا ہے اتنا کہنا تھا کہ بونڈلا گرد کا جنگل کی طرف سے اٹھکر قریب تر آیا اور اسمین سے ایک سوار مسلح و مکمل
اسپ تازی نژاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیلور کے ہوکر عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ مین تو یہین
حاضر تھا آپ کیون غصہ فرماتی ہین جو کہیے بجالاؤن زیلور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہے مجکو قتل
کرنے آیا ہے اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اسکو بھی مارنا کہ ان لوگون نے خداوند باختر
کو بہت عاجز کر رکھا ہے یہ سنکر اس سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور مقابل تہمتن خان ہوکر اسنے
ایڑھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اسکا لڑنے لگا اور اسطرح اس گھوڑے نے پیٹھ اپنی جھرجھرائی
کہ جسطرح مرکب پھریری لیتے ہین بس پھریری لیتے مین زین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آندھی
آگئی اور دنیا کالی ہوگئی لشکر اسلام مین پھر کچھ نہ دکھائی دیا امیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھین
بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سبنے دیکھا کہ تہمتن خان خاوری کا وہان پر
سر کٹا ہوا پڑا ہے لاشہ خون مین تڑپ رہا ہے سر سے لہو تازہ جاری ہے ایڑیان جو رگڑی ہین میدان
مین گڑھے پڑ گئے ہین صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہے یہ حال دیکھکر اہل اسلام آبدیدہ ہوئے لاش
اس بایان کی اٹھوا منگائی اور یہان سے فیروز خان خاوری نے جا کر اس سوار کا مقابلہ کیا
اس سوار کے گھوڑے مین نہین معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ پیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا اور دنیا
کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھے تو سامنے لاش صبا زرد روز سیاہ کی پڑی نظر آتی تھی کہ آنکھین حسرت آلود
کھلی ہین گردن کٹی ہے صورت زیبا خاک و خون مین ملی ہے اسی طرح تا بہ شام وہ سوار میدان مین کھڑا رہا
اور مبارزان ملک خاوری یکے بعد دیگرے اسکے مقابلہ مین جایا کیے اور قتل ہوا کیے چالیس سردار
شہر خاور کے اسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہوگئے پچھلا پہر دن باقی تھا کہ امیر نے قصد میدان مین

نکلنے کا کیا بختیارک ارادۂ امیر سمجھ گیا اُسنے طبل بازگشت بجوادیا ملکہ زیور میدان سے پھری سوار گھوڑا ڈالکر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پرسے زرد گوہر لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکریون نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ملکہ زیور بارگاہ لقا مین آکر بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا ای ملکہ کیا کہنا کیا خوب پاکیزہ سحر ہی اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہین کی امیر کے نکلنے کا ارادہ مین پہچان گیا وہ آتے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہو جاتا اور اگر ساحر تھا تو جہنم مین جاتا زیور نے کہا ملک جی مین دھوکے کی لڑائی نہین لڑتی ماش کے آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہی اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مریگا نہ کاٹے کٹیگا تم اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجوادو لشکر دشمنون کا بہت ہی لڑتے لڑتے بہت عرصہ گذر جائے گا مین چاہتی ہون کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیارک نے کہا ای ملکہ بھولے بھی سوار کا ذکر سر دربار نہ کرنا ورنہ مار ڈالنے والے بھی بہت بیٹھے ہین وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تمنے مجھکو دیوانہ بنایا ہی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تا دیر زیور اسی مقام پر رہی جب شہسوار زرین کلاہ آسمانی صحرائے مغرب کی طرف گیا اور ساحرۂ شب کا بارگاہ عالم مین داخل ہوا کہ ابیات

ہوا تاریک عالم جب ہوئی شب | طلسمی ہی جہان کا کارخانہ | کبھی شب ہی کبھی دن کا اجالا
چراغ آسمانی سب بجھے کوکب | ساحرہ اُٹھ گئی اپنی بارگاہ مین

ادھر امیر کشور گیر کو نفر و طبل جنگ بجنے کی صدا اہلکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارے سکندری وہ شامی گڑگڑایا دلاورون مین اُسی چرچے کا زمانہ پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی منچلا پن کھانے لگے وہی تیز پانی ہی شوخیان جتانے لگے کہین تلوار چرخ پہ چڑھی کہین تیر و کمان کو آب دار ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع شست چاق و چست کی ادھر ساحرون مین سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پڑھنت زبانون پر جاری رہی جا بجا رہی رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلۂ افروز عالم نور آفتاب ہوا عالم با آب و تاب ہوا کہ ابیات

جبین صبح پر اک نور آیا | گلابی رنگ پایا بام و در نے | کہ جب اس رات نے انجام پایا
شفق نے روشنی بخشی نظر مین

ہنگام سحر امیر باکرم سجدۂ کبریا سے اُٹھکر جلوہ خانۂ شاہنشاہی مین آگئے بادشاہ اُسی شوکت جاہ سے

برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا قلب لشکر مین بسان قلب تخت حضور لیکر جانب رزمگاہ
مردان جنگ آزما چلے کوس نقارے اور دہل گرجنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یونہین سی خنکی تھی
باجے خوش نوائی کے ساتھ بجتے تھے بہادر تنتے تھے اسی کر و فر سے وارد دشت مصاف ہوئے
اُسطرف سے لقا بھی گمراہ بھی فوج لیے آیا زلور جادو نے آکر ساحران نامی کا میدان مین پرا جمایا
سامری جمشید کے نعرون کی صداسے دنیا بھر گئی بجلی سحر کی میدان صاف کر گئی نقیب چاؤش
للکار کر کنارے ہوئے زلور نے پھر اجازت لقا سے لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور
مبارز طلب کیا اُدھر سے آج امیر نے قصد اوّل ہی نکلنے کا فرمایا اُسوقت ابوالفتح سے میدان
قرق کرنے کو اشارہ کیا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار کل ہم عیار دربار کفار مین حاضر تھے کہ
ساحرہ نے بختیارک سے کہا کہ یہ سوار طلسمی ہے اور آدمی آنے کا نہین ہے امیر آئینگے بھی تو کیا
کرینگے اسی سبب سے مین جانتا ہون کہ آپ تشریف نہ لیجائین مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئے
تو تباہی لشکر کا سامان ہوگا آج یہ غلام تدبیر معقول اُس سوار کی کریگا جب آج مجھسے کچھ نہو سکے
اُسوقت آپکو اختیار کل اُسی سوار کی فکر مین گیا تھا کچھ تدارک اسکا نہ معلوم ہوا مگر آج بہادرونکو
تو لڑنے جانے دیجیے اور مین سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہون آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے اُسکی
عرض کو اُسکی پذیرا کیا اِس عرصہ مین آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادہ بدیع
و نور الدہر مثل فضل بن گیا ہود وغیرہ مقابلہ ساحرہ مین حسب اجازت بادشاہ گئے سوار
طلسمی اُسی طرح صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اُسکے پیٹھ کو جھڑ جھڑایا غبار نکلکر تاریکی چھائی اور
لاش لڑنے والے کی جب روشنی ہوئی تو نظر آئی تا بشام یہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر
نہ پکارا نہ آپنے حسب وعدہ ابوالفتح نکلنے کا ارادہ قریب شام طبل بازگشت بجا لشکر دونون
ہمرے لقا آج بہت خوش تعریف زلور کرتا ہوا بارگاہ مین آیا امیر پھر کر اپنے لشکر مین آئے
کمر کھولکر آسودہ ہوئے ابوالفتح آج پہلے ہی سے جنگل مین صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھون
سوار قدرت کہان جاتا ہے الغرض جب سوار قدرت پلٹا اُسنے دیکھا کہ یہ آگے جنگل مین ٹھہرا اور
ہر طرف دیکھکر سامنے ایک چشمہ آب صاف کا بہ رہا تھا اُسمین مع مرکب کود گیا اور غوطہ کھا کر
غائب ہوا اِس عرصہ مین بالکل شام ہو گئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیائے خورشید بھی دریائے ظلمت

مین ڈوب گئی تھی اور چشمۂ افلاک مین کنول ستارون کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

چھپے خط شعاعی جا بجا سے
ہوا خورشید پر احسان اکرام

تھکے جی التماس مدعا سے
بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام

ابوالفتح سوچا کہ اس چشمے مین جانا کاری دارد اور آج پھر
ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہوگا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سا درپیش آئیگا بہتر ہی کہ کوئی
تدبیر کرون آخر سوچتے سوچتے اُسنے صورت اپنی ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف
اُسکی جو دیکھے آشفتہ سری حاصل ہو سنبل لیلا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلۂ جنبانی
عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اسی کا پابند رہے گیسوے سیہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی
رات تو یہ ماہتاباں یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہونا بدران ابرودن کے سامنے اپنے تئین بتا ہی
مگر ہی کب اُنکا سا اپنے تئین پاتا ہی ترک حسن نے قتل کی تلوارین بنائی تھین تیوریان چڑھتین
تو دو تلوارین کھچی نظر آتین تھین دل عشاق پر انکے چڑھنے سے خنجر چل جاتے کشتگان پر بجلی جاتے
آنکھین وہ کہ جسکے سامنے ہر دل بیمار نرگس کو بھی انھین کے عشق کا آزار دام غم مین اُنکے گرفتار
شب و روز انھین آنکھون کی یاد مین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُنسے آنکھ لگی بادام کیطرح
دل مردم پہ کسی جادو نے کہان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ شعبدہ بازی کہان آئی معجزہ ان
آنکھون کو یہ حاصل کہ ایک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہی یہ سحر سامری کب کرسکتا ہی چہرۂ
تابان مین بینی کا ہونا سبحان اللہ نیا اعجاز ہی کہ الف نور کا مابین خورشید کھچا ہی کاتب قدرت نے
نیا خط نور لکھا ہی کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق سننے مین انجان آئینۂ رخسار کے سامنے
پانی پانی لب لعلین بہتر از عقیق یمانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دہن
تنگ کی ایسی تنگی کسی غنچے نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہی قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی
اُسکو دیکھکر چشمۂ حیوان بھی ظلمات مین نہان ہی سب پوچھتے ہین کہ کہان ہی چاہ ذقن مین آپ سے
ڈوبنے کی دلون کو ہوس بحر حسن کا گرداب ہی اُس کنوئین مین گرکر یوسف کا دل بھی نہ نکل سکے پستان
سینہ پر ایسے کہ کوئی انار نہ پھل سکے سرو سا قد تاثیر یہ ثمر قدرت خالق عشک و تر کہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہے خوبی پستان نگار
یا ہوئے مقمقے دو نور کے روشن اک بار

سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا

ٹوپیان بازو پہ قدر رکھی ہین یا بہر شکار
منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا

کبھی چھاتی سے دوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہی
دم یہان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہی
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل

شرم سے جسم وہین آنکا سمٹ جاتا ہی
بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہین
ایسی رفتار جھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لاتی ہی غضب طبع مین رنگینی ہی

رخ دوپٹے کے اُلٹنے کو پلٹ جاتا ہی
جان و دل طرفہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
نازکی ایسی ہی کمر چلنے مین کھاتی ہی بل
دورا بھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی

بس اُس مہ پارہ نے ایک تھالی ہاتھ پر رکھی جو مات شمعین جلتی ہوئی اور زیور طلا کار سے جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چشمہ کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اُٹھا کر اُس چشمے مین گھما گھم ڈالے کہ تمام پانی اُسکا تلے اوپر ہو گیا اور چشمہ مین بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر نکل آیا اُسنے دیکھا کہ وہی شخص ہی جو میدان مین جایا کرتا ہی مگر اسوقت گھوڑا نہین ہی اور اسلحہ نہین ہی غرض جب وہ سوار باہر آیا اُسنے اُس لالہ فام قلزم حسن کو کنارے کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا ای گوہر یم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمے مین پھینکے تھے اُسنے کہا تمسے کیا مطلب تم جاؤ ہمنے جس لیے پھینکے ہین وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب اُسکے آیا اور اُسکی صورت دیکھکر بیقرار ہوا اور پھر اِس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مر ہی گیا اُسنے کہا ای پیاری یہ بُری حرکت تمنے کی کہ اِسمین ہم بیٹھے ہوے تھے اور تمنے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سُنکر کہا مین کیا جانون کہ نگوڑے دریاؤن مین بھی آدمی رہتے ہین اچھا اب نہ پھینکون گی ای میان تمھارے چوٹ تو نہین لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجکو مار لو یہ کہکر پکاری کہ یا خداوند تو اُس موے سے بدلا لے کہ جسنے مجکو یون خراب خستہ کیا اُس سوار نے کہا ای مایۂ حسن و داد گوہر دریاے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیون تو اس جنگل مین آئی اور چشمے مین سنگ زن ہوئی اُسنے ایک آہ کی اور کہا کہ بیت

تلخ جینا ہو ہمین اور مزے وہ لوٹین		روتے دیکھین ہمین جب لگے پھوے چھوٹین

اُس سوار نے کہا مین تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتا کہ کسنے تجھے ستایا ہی یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہی اس نازک بدن نے کہا ای میان اب تمسے کیا پردہ رہا اور چھپاؤن نگوڑا کہانتک اب تو آوارۂ دشت ادبار مین ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چھوٹے کہین کی نہ رہی مین قلعۂ عقیق کوہ کی رہنے والی ہون اور نیچ قوم نہین اُتم ذات کی ہون اب اپنی ذات

کیا بتاؤن خیر اسکو تو ہمین تنگ رہنے دو میرے گھر مین ایک چھوکرا نوکر تھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا
تھا وہ مجکو دیکھکر فریفتہ ہوا اور مین بھی اُسکے دم مین آگئی اُسنے مجکو یہ سکھایا کر پوجا کرنے کے بہانے
سے سرِ شام تالابون پر جایا کرو مین دو سوزے تو اکیلی آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ ہے کہ
تالاب پراُتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ مین پھینکنا مین پہلے سے اُسمین اُتر کر بیٹھ رہونگا
جب ڈھیلے تم پھینکوگی مین نکل آؤنگا سو اُسی کے لیے مین نے یہ ڈھیلے پھینکے تھے اُسکا تو کہین پتا
نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تمسے بھی کیا کسی سے وعدہ اِسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سنکر
قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی مین آکر بیٹھے یہ کہکر اُس
گوہر گرانمایۂ بحرِ حسن کو گلے سے اُسنے لگا لیا اور کہا اے سراپا ناز یہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے
ہین خداوند نے تیری آبرو بچائی نیچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا تھلوا تو نہین معلوم
کہ کسی سردار کی بیٹی ہے نہین معلوم سوداگرزادی ہے تجکو اُس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا کہ تو اس
تالاب پر چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل مین آیا نہین تجکو روز اُسنے بھیجا شاباش تیرے دلکو کہ تو
اُسکی محبت مین چلی آیا کی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات مین وہ نکل جائیگا اور تجھے دغا کریگا اے ناز نین
تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہے خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ نیچ سے بیت کر کے اپنی عزت
ڈبوئیگی اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو مین سردار طلسم ہوش ربا کا ہون اور ملازم ملکہ زنور جادو جو
مصاحبۂ خاص شاہزادہ جادوان افراسیاب عالیشان کی ہین اُنھون نے بڑی محنت کر کے
مجکو پالا ہے اور سحر بند کیا ہے مین حمزہ سے لڑنے کو آیا ہون اور اُنکے حکم سے اِس تالاب مین رہتا ہون
تجکو مال دنیا سے مالامال کر دونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ پوچھو یون نہین ہوتی کہ
یکایک مین تمسے کرنے لگون تم بھی میری کچھ دنون منت کرو یا تو یون پر سر دھرو اور میرے گھر آیا
جایا کرو اور خاطرداری کرو نہین بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سنکر وہ سوار اُسکے پاؤن پر گرا
اور کہا اے جان جہان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر میرے گھر مین تو چل اُسنے کہا
میرے گھر مین سب راہ میری دیکھیں گے دیر ہوگی تو سب پیچ جائینگے اُدھر کو وہ لونڈا راہ دیکھکر
کسی تالاب پہ سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھسے خفا ہو جائیگا مین اُسپر مرتی ہون اگر وہ
خفا ہوگا تو مین جان دیدونگی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے کوئی خفا نہوگا اور ہم خداوند لقا سے

کہکر تیرے مان باپ کو راضی کر دینگے تیری عصمت کی خداوند سے گواہی دلوا دینگے اُسنے کہا کچھا
ہی کیون نہو مین تیرے ساتھ نہ جاؤن گی تو مجکو وہان لیجا کر بے عزت کریگا اور مین جانتی ہون کہ
کر جو میری گت بنائیگا مردوے حواس مین آ تو مجھ اکیلی عورت کو پاکر تو نے پاؤن پھیلائے ہین
ایسی گیگلی نہین ہون مجھے سب میری ڈائی بتلا چلی ہی کہ اسطرح مردوے عورتون کو اپنے پاس بلاتے
ہین اور اپنی جورو بناتے ہین سُن اے شخص مین کسی کی جورو نہونگی جو چوری کی مٹھائی ہین مزای
وہ کسی مین نہین ہی مین محبت نہ کرونگی وہ سوار بھولی بھولی باتین سُنکر اور اُسکو گود مین اُٹھاکر
تالاب مین کود پڑا ہر چند وہ تڑپی اور بیتاب ہوئی مگر اُسنے نمانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور تہ پر
پاؤن لگا دیکھا کہ یہان پانی نہین ہی ایک مکان بنا ہی چھت پردے چلمنون سے آراستہ ہی
پلنگ جواہر کار گسترده ہی نیچے اُسکے مسند بچھی ہی ہمہ اشیاے راحت و نعمت دھری ہی وہ ساحر
آخر مسند پر بیٹھا اسکو پہلو مین اپنے زبان دیکے بٹھایا اور پکارا کہ اے جان جہان یہان ٹھہر کر ایک
جام شراب پی لے پھر تجکو مین تیرے گھر پہونچا دونگا مگر تیرے فراق مین یقین ہی کہ مین زندہ نہ ہونگا
مدت سے مین ملکہ زیور کو پیار کرتا ہون لیکن وہ میری مالک ہین اسوجہ سے راز دل اُنسے کہہ
نہین سکتا خداوند نے اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجدیا ہی اب کیا پرواہ ہی اُس گلبدن نے انگوٹھا
دکھایا کہ تیرے مُنھ کو جُھلسا مین تیرے کہنے پر عمل کرون یہ کبھی نہوگا اب ہان اس ماہ پیکر نے
ہنگامہ گرم بازاری ناز و غمزہ کا گرم کیا کہ ابیات

کرشمہ شوخ مصروف حیا تھی
نگاہون مین تصور کو نہ جا تھی
نہ تھین بیہوشیان کیف سخن مین
نہ تھے اسطرح چرچے انجمن مین
قدم واقف نہ تھے نقش زمین سے
زبان تھی آشنا ہان و نہین سے

وہ ساحر اسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسنے کہا مرے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر مین اس دریا پر
نہ آتی تو تو کس سے یہ چہمیگوئیان کرتا لے اب مجکو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے بُرا حال ہی اُسنے
کہا کھانا یہین موجود ہی کھالو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسنے کہا کہان ہی وہ سوار اُٹھا کہ
کھانا لاؤن اسنے کہا نہین ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسنے کہا دیکھو وہ سامنے تپائی پر خوان کسا
رکھا ہی یہ نازکبدن اُٹھکر اُس خوان پاس آئی اور کہا مین پہلے دیکھ لون کہ اسمین کیا کیا ہی تو لے بھی
جاؤن اور جو کچھ میری پسند کا نہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ کہکر خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر

بیٹھ رہا تھا اور اُسکی آن دادا کا دیوانہ تھا اُسنے وہان خوان کھولکر کہانا جو کچھ اُسمین تھا اُسکو آغشتہ
بداروے بیہوشی کیا اور لیکر پاس اُس ساحر کے آیا کھانا سامنے چنا اور آپ بھی بیٹھا پھر نوالے کچھ
بناکر اُس ساحر کے مُنھ مین دینے لگا اُسنے کہا اے گلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ مین تمکو کھلا دون اُسنے
کہا اے شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہے ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے
ناچار اُسنے خوش ہوکر مُنھ کھولدیا اُسنے چند نوالے اُسکو کھلائے اُسکو گرمی معلوم ہوئی کہا
ٹھہر جاؤ مین پانی پی آؤن جبتک تم کھاؤ یہ کہکر اُٹھا طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ چیخ کھاکر گرا ابوالفتح
نے فوراً خنجر کھینچکر مارا مگر خنجر اچٹ گیا اُسنے سیسہ کرچھے مین گرم کرکے ہنسی سے مُنھ کھولکر پلادیا کہ
دل و جگر اُسکا جلگیا اور آواز گیر ودار کی پیدا ہوئی وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہوگیا
ببر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہان ابوالفتح نے دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہے وہ
مکان اور تالاب کچھ نہین ہے یہ اُس غار مین اُترا دیکھا کہ وہ سردار جو مارے گئے تھے امیر وہ سب
اُس غار مین ہین اور وہ گھوڑا بھی کہ جسپر یہ سوار چڑھکر میدان مین جاتا تھا بندھا ہے مگر قریب جاکر
جو دیکھا تو پاش کے آٹے کا ہوگیا ہے اور ایک تختی اُس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے مین ملی وہ
تختی ابوالفتح نے لے لی اور سردارون کو لیکر اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو
ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا کہ دو دن برابر میدان داری سوار کرچکا ہے
ایک روز اُسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز پھر لڑون گی اور اُسکو اطمینان تھا کہ میرے سوار
پاس تختی ہے کہ اُسکے سبب سے وہ طلسم بند ہے وہ امیر کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے کہ
جیسے نقابدار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے اور اُنکو عمرو نے عیاری کرکے مارا
حال ہفت در بند فرعونیہ آخر ایرج نامہ مین ہے الحاصل کچھ دیر بارگاہ لقا مین ٹھہر کر بختیارک
سے صلاح کرکے اپنی بارگاہ مین آکر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات آدھی کے قریب آچلی تھی کہ
یکایک ببرون کے رونے کی صدا کان مین آئی یہ گھبراکر اُٹھی سحر پڑھا کہ ببر سامنے آئے یعنی چند
طائر سامنے آکر گرے اور پکارے کہ اے ملکہ ایک ساحرہ تالاب مین سوار طلسمی کے آئی اور اُسنے
آکر اُسکو مارا امیر کے سردارون کو چھڑا کر لیگئی یہ کہکر وہ طائر غائب ہوے اور زیور یہ خبر سُنکر بجزو آتش
ہوگئی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی پھر دلکو کڑا کرکے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا یہ خدا پرست کہان جائیگی

میرے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہان گئی اے جب مین گھر سے چلی تھی تو سوار کو پہلے
سے مین نے بھیجدیا تھا اور وہ بھی اسی جگہ اگر رہا تھا کہ پتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب درپے تدبیر کرونگی
یہان تو یہ اس تردد مین تھی اُدھر ابوالفتح نے سب سردارون کو لاکر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی
دربار برخاست کر چکے تھے لیکن خبر سُنکر خوشنود ہوے سردارون نے خلعت اگر ابوالفتح کو دیے
اور بہت خوشی لشکر اسلام مین ہوئی وہان رات کو زیور فکر مین سوئی نہین کروٹین لیا کی اُسوقت
ایک خواص خاص نے اِسکی اُسکو متردد دیکھکر کہا کہ ای ملکہ اپ کو فکر کس بات کی ہی اگر ان مسلمانون کی
فکر ہی تو مجھے ارشاد ہو کہ مین جاکر کام آن خدا پرستون کا تمام کرون زیور نے کہا اس سے کیا بہتر ہی
مطلب سے مطلب ہی تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہی اجازت پاکر تیاری
کی اور اُسی رات کو بارگاہ زیور سے نکلکر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار اِس
فکر مین لشکر ساحران مین آیا تھا کہ ہو سکے تو زیور پر کوئی عیاری کرون اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ
بارگاہ سے نکلکر لشکر کے باہر جاتی ہی بس یہ بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چلکر اُتری
اور صحرا مین قریب درہ کو پہونچکر اُتری اور زمین کو وہان کی لیپ کر اگیاری کرکے اُسنے چاہا کہ سحر کرون تاکہ
آفت لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلا ہی تھا ڈھونڈھتا ہوا ادھر پھر آیا اور اُسنے
دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر راہ کترا کر ایک رسی ہاتھ مین لیکر درہ کوہ
مین سے نکلا اگر کہتا ہوا کہ واہ ری رسی واہ ری رسی مین نے آج تک کوئی قدر تیری نکی اگر چاہتا تو
خدا پرستون کی لڑائی فتح کر لیتا خیر اب کل تجھسے کام لونگا یہ کلام جوشن جو بیٹھی تھی اُسنے بھی سُنے اور اُسکو
پکارا کہ بھائی ساحر ذرا یہان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا مین تو جوشن جادو
ملازم زیور ہون لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کر رہے ہو اور کل کیا کروگے اُسنے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ
کرینگے اُسنے کہا آخر ہم بھی تو سُنین اُسنے جواب دیا کہ یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہی اگر کہو تو تمام عالم
کو اس سے باندھ لین اُسنے کہا واہ یہ رسی تو خوب ہی ہمکو دو ذرا دیکھین کہ کسطرح کی بنی ہی یہ سُنکر
سرہنگ قریب اُسکے لایا اور کہا اجی جادو بھی پیر ماز کھلگیا وہ دیکھو تمھارے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے اُسنے
اُسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُسنے وہ رسی نہ تھی کمند تھی اُسکے حلقے گردن مین پہنا دیے اور جھٹکا مار کر حلقے گردن
مین کچے ہوئے اُسنے گرا کر خنجر سے سر کاٹ لیا غل و شور برپا ہوا کہ مارے جوشن جادو کو لاش اُسکی بونڈے لیکر

دیتے ہوئے سامنے زیور کے لائے اور کہا اسطرح ایک ساحر نے اسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ
ساحر کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہین اِس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ جوشن
طلائی مہر بازوے فلک پر بندھا اور بالا ماہ لنگن شاہد شب کی کلائی سے اُترا کہ بیت
گہا نقطہ مثلث کے معانی ✤ نو دو دہشت کی تھی مہربانی ✤ صبحدم لقا دربار مین آکر بیٹھا زیور
بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اُدھر امیر بھی دربار مین آئے پادشاہ سر پر جہانبانی پر آکر
رونق افروز ہوئے ابو الفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سُنا پھر ابو الفتح نے حال قتل جوشن
بیان کیا سرہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہان زیور کو چپ چپ دیکھکر بختیارک نے کہا ای
غنچہ گلزار حسن آج کیا اوس پڑی ہی کہ وہ گل کی روش خندہ زنی نہین کرتی ہو زیور نے کہا ملکہ جی
رات کو میرا سوار مارڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور مین حیران ہون کہ خبر سُنی ہی یہ
کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے بختیارک نے کہا لیجیے مبارک باشد لگا تو لگ گیا
ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی اُنھین یا اُنکے سردارون کو ستائے اور پھر زندہ رہے ای زیور وہ ساحر اور
ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سرہنگ تھا یا ابو الفتح تھا یہ انھین کا کام ہی تم گھبرائی کیون ہو
ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہی یہ سُنکر اُسنے کہا ابو الفتح کون شیطان نے سب سے عیارون
کے بتائے اُسنے کہا تو مین ابھی جاکر اُس موئے کو پکڑے لاتی ہون بختیارک نے ہر چند منع کیا تھا
اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوئی اور لشکر اسلام مین آئی یہان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازار زین
آراستہ پائین مگر غصہ مین بھری تھی ہر طرف ابو الفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی مین تھا انھین
پتا اسکا نہ معلوم ہوا ناچار یہ بازار مین سیر کرنے لگی بازار چار طاق بلقیس اور بازار فرنگ عجب تماشا
وغیرہ اُسکے بہت پسند خاطر ہوئین انھین بازارون مین پھرنے لگی اور ابو الفتح بعد کچھ عرصہ
کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اُسنے دور سے دیکھا کہ زیور بازار مین
پھر رہی ہی حیران تھا کہ یہان کہان آئی اسی اندیشہ مین چاہا اُسنے کہ کوئی صورت بدلکر اسکے پاس
جاؤن مگر اُسنے بھی دیکھ پایا تھا کہ وہ ابو الفتح کھڑا ہی بس اُسنے بزور سحر ہاتھ پاؤن اُس عیار کے بیکار
کردیے اور وہان سے پنجہ بنکر جو اُڑی ابو الفتح کی کمر مین پنجہ دے کرکے اُڑی بازار مین غلغلہ
ہوا مگر بازاری کیا کرتے اِدھر ساحرہ ابو الفتح کو پہاڑ پر لائی اور صندوق مین بند کر دیا ابو الفتح کی جیب

آنکھ کھلی چپکا کھڑا ہو رہا کہ تن پر سینہ تھا اُدھر زیور نے کہا ارے موئے کمبخت غارت ہو نے
تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابوالفتح نے کہا جی ہاں مارا تو ہے پھر آپ کا مطلب
فرمائیے کہ کیا ہے زیور نے کہا لو موئے کی ڈھٹائی تجھکو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار
کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھے کسطرح پیش آئیگا ابوالفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات
دل جمعی ہے کہ کوئی میرا کچھ کر نہیں سکتا اور میں نے بیسوں کو مار ڈالا تمھیں بھی مار ڈالونگا آج البتہ اس
امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤگی میں
نہ مارونگا زیور نے کہا ارے فیلسوف میں تیری باتوں سے خوب آگاہ ہوں بھلا موئے تو مجھکو کیا دم دیگا
اور میں کب تیرے فقرے میں آنے والی ہوں لو صاحب اب جو میں اور کوئی سوار بناؤنگی تو بچا رکھیے
اب کی جو مارا ہے تو اسکو معاف کردوں ابھی کیوں نہ میں مار ڈالوں ابوالفتح نے کہا ایک خطا
دو خطا تو سب معاف کرتے ہیں مگر تیسری خطا میں سزا دیتے ہیں سو آپ بھی جب تین خطائیں
میں کروں تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیوں ہوتی ہیں زیور نے
کہا کیا کہنا تیرے بیان کا ماشاءاللہ کیا جرأت ہے کہ ایک تو خطا کر چکا ہے اب دو چاہتا ہے کہ دو اور
کروں سو مجھکو کیا غرض ہے کہ میں تیسری خطا کا راستہ دیکھوں اور علاوہ اسکے تم لوگوں کا تو کام ہی یہ ہے
کہ تمام عمر دغابازی مکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہیں آتے یہ کہکر پھر پنجہ میں ایک آڑی اور
ابوالفتح کو سیدھی بارگاہ لقا میں لائی کر دیکھو ملکچی میں پکڑ لائی ملکچی نے کہا کہ شاباش میری شیرنی زیور
نے لقا سے کہا کہ یا خداوند پھر اب میں اسکو قتل کرتی ہوں آپ کیا فرماتے ہیں اسنے کہا یہ تیرا گنہگار
ہے مجھے بھی اجازت دی مار ڈال اُدھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ اے زیور اگر اسیطرح کرتی
رہوگی اور مار ڈالنے میں جلدی کروگی تو البتہ فتحیاب ہوگی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہے اب مناسب ہے کہ
جلدی کرو اسکے قتل میں ایسا نہو کہ لشکر اسلام میں خبر ہوجائے اور انکے حمایتی آجائیں تو مشکل پڑجائیگی
سب محنت تمھاری برباد ہوگی اوروں نے بھی تائید کلام کی کہ اے ملکہ ملکچی سچ کہتے ہیں کلبا جادو
اور آفت خیز جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئیں کہ واری جلدی مار لے اس موذی کاٹے کو کہ اپنے
سوار کو تمھارے مارا ہے یہ تقریر ایک خدمتگار پشت بختیارک پر کھڑا رومال جھل رہا تھا اسنے بھی سُنی اور چپکے
سے کان میں ملکچی کے جھک کر کہا ملکچی آپ کا ایک زمانہ دشمن ہو رہا ہے اور آپ نے مشورے ابوالفتح

بھانجے کو عمرو کے قتل کراتے ہین یہ بات سب مین مشہور ہو جائیگی اگر کوئی آپ سے آکر دعوی خون
کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمرو سے بھی شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ
ہو آپ عیار کو قتل ہوتے نہ دیکھیے تو اچھا ہو بختیارک نے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خدمتگار جو سنے
کہا سچ کہتا ہو اور اٹھکر اپنے خیمہ مین چلا گیا وہ خدمتگار بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ مین آیا دیکھا تو
بختیارک یہان آکر لیٹ رہا ہو خدمتگار نے آتے ہی چادر کو منھ پر سے ہٹایا اور کہا ملکجی کیون ہم
لوگون سے بے اعتنائی بختیارک جو دیکھے تو سر ہنگ مصری ہو جان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد
کیا اسنے ایک بکٹا بیہوشی کا اسکے منھ پر ملدیا اور اسکو پلنگ کے نیچے ڈالکر ڈاڑھی اسکی مونڈکر
منھ اسکا کالا کرکے اسکو تو وہین چھوڑا اور اسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور
زیور کا ہاتھ پکڑکر کہا میری دو باتین سن لو تو اس عیار کو مارنا زیور نے کان اپنے لگا دیے اسنے کہا
ای ملکہ دشمن کے مار ڈالنے سے مطلب پاکر تمام عالم مین شہرت کرنے سے مطلب ہو سر بارگاہ اسکے قتل
کرنے مین نقصان ہو قتل نہ کرنے پاؤگی عیار لگے ہونگے وہ ایک تیر ماردینگے کھوپڑی تر شکر
دور گریگی اس سے بہتر ہو کہ تم اسکو ایک خیمہ مین لیجاؤ وہان سر کاٹ لو تاکہ کسی کو خبر بھی نہو اپنے کام
سے کام رکھو زیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا ای شیطان درگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیون نہو
خداوند نے لیا ہی سمجھ لیا ہو جب تو یہ عہدہ شیطنت تمکو دیا ہو اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو
وہ تمہارا نہین مانتے یہ کہکر ابو الفتح کو پکڑکر ایک خالی خیمہ مین لیگئی جو خواصین کہ ساتھ آنے لگین انکو بھی
منع کیا سبکو روک کر شیطان کو بلایا اور چاہا کہ سر ابو الفتح جدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اسوقت سحر اپنا
اسپر سے اتار لو تاکہ آہستہ جان اسکی نکلے اسنے سحر اتار لیا اسوقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر
زیور کے مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیارک یعنی
سر ہنگ نے ابو الفتح کو کھولدیا اور کہا جاؤ ابو الفتح بھی مسحور نہ تھا ایکطرف کو نکلگیا اور زیور جب
اندر زمین کے پہونچی سردیسی زمین کے ہوشیار ہو گئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہان کسی کو بھی نہ پایا باہر
نکلکر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہان ہین لوگون نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہمنے نہین دیکھا
اسنے اسوقت ابو الفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہوکر بارگاہ لقا مین چلی آئی اور آکر ملکجی
کو پوچھا یہان بھی لوگون نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہان نہین آئے مگر یہ تو بتلائیے

کہ آپ نے اُنکو کہان چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُسنے تمام حال اپنے ساتھ جانے کا اور
بختیارک کے انڈا مارنیکا اور اپنے غائب ہوجانیکا بیان کیا اسنے یہ کلام سُنکر کہا شاید خواجہ سلامت
کے قدم طلسم سے یہان آگئے معلوم ہوتا ہی کہ وہی اُنکو لیگئے زیور یہ سُنکر گھبرا گئی اور ڈھونڈھتی ہوئی
خیمۂ بختیارک مین پہونچی اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگی ایک جگہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہین
یہ شرما کر آنکھین نیچی کرکے پکاری کہ صاحبو یہان آکر تو دیکھو یہ کسطرح پڑے ہین سپاہی نے کہا بی بی
رات کو ایک مہتر مرگیا تھا اِس خیمہ کی پشت کی طرف وہی پڑا ہی اُسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہی مین
اندر خیمہ کے کہتی ہون تو مہتر بتلاتا ہی غرض دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اس حال سے
دیکھکر اُنھون نے کہا کہ یہ کوئی ٹھگی کے خیمہ مین دلّگی کر گیا ہی کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہی غرضکہ
اُنھون نے منھ پر بختیارک کے پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا ارے شیطان جا کر کپڑے
پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھکر حمام خانہ مین گیا منھ دھویا کپڑے پہنے پھر باہر آیا
اور زیور کے ہمراہ لقا کے سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اُسنے سُنکر کہا کہ کیون ای شیطان
درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا آج تو اُسکی سزا کو پہونچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ
سچ فرماتے ہین غلام تو اپنی سزا کو پہونچ گیا مگر کیا وجہ ہی کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نہ مونڈی گئی کس
واسطے کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہی کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہوجاتی ہی تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
پھر جاتی ہی اور ریش خداوند کام آتی ہی لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یون ہی کبھی دو دن ہی تو ذلیل
ہوا مین صاف بچ گیا قلم قدرت مین کسی کا اجارہ کیا ہی جدھر پھر گیا اُدھر پھر گیا ابکی یون ہی چل گیا
پھر اسکو مین کیا کرون غرض یہ تو اسطرح کہہ رہی تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ
سر سنگ مصری عیار ابو الفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ جھکو مارڈالے گا بہت دوڑتی نہ پھر
اس مضمون کو دیکھکر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہوگئی اُسمین ایک پتلے نے سحر کے آکر سلام
کیا اور کہا مین آپکی امی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت کیجیے
ای ملکہ مین معذرت سے آپکے ہمراہ ہون اب اطلاع کیے دیتا ہون کہ ابکی بار عیارون کے ہاتھ سے
بعد خداوند مصاری آپ زندہ بچ گئین مگر اب کسی طرح امید نہین ہی مین جا کر سفاک سے کہدیتا ہون
کہ وہان بیٹی آپکی عیارون مین گھر گئی ہین کس لیے اے ملکہ آپ غافل ہین کسی طرح اپنی جان کی

آپ کو پروا نہین ای لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر مین کھڑے ہین پھر تمھاری جان بچنے کی
کون صورت ہی زیور نے اُس پتلے کے کہنے سے اُسطرف دیکھا کہ جدھر اُسنے بتایا تھا واقعی دو عیارون
کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونون کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اُٹھائے اُسنے تو ہاتھ اُٹھائے عیار دونون
کافور ہوگئے جستین کر کے یہ کہتے ہوئے کراری قحبہ ہم کب ہاتھ آتے ہین نکلگئے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے
گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہو زیور شرمندہ ہو کر رہگئی اور سرہنگ و ابوالفتح صورت
بدلکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہان پتلا بھی رخصت ہو کر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہان رہنے دو
مگر حال پتلے کا سُنو اُسکو بسبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ
افراسیاب کے پاس آئی تھی وہان سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہکر مجکو
اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلا دیگی غرض یہ حیرت پاس مرغ نگل پر بیٹھی ہو کر پتلا جا کر پہونچا
اور اُسنے ملکہ حیرت کو مجرا کیا اُسنے اُسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا پس جلد اُسنے
اپنی اُنگلی ایک گھڑی کی نہین معلوم کہ یہ کیا کیا اُسوقت پتلا پکارا کہ مین ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہون
میرا قتل کرنا ای ملکہ روا نہین اور کسی طرح واجب نہین سفاک یہان بیٹھی ہین اسلیے مین آیا آئندہ
آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہین حیرت نام سفاک سُنکر خاموش ہو رہی اُدھر لشکر مہرخ
بھی سامنے اُترا ہوا ہی اُدھر سے قران وغیرہ نے بھی صورت بدلکر قصد کیا ہو کہ بارگاہ حیرت
مین چلکر آج سیر کرین چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بدلکر داخل بارگاہ حیرت ہوگئے
اور علیحدہ کھڑے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمرو بھی صحرا سے آکر ہیئت مبدل داخل
بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک سے کہا ای
ملکہ سفاک جادو صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب ہی
کہ مار ڈالی جائین اُنکو اس حال مین چھوڑ آیا ہون یہ کہکر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا
سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہوگیا اور حیرت جادو سے بیقرار ہو کر عرض رسا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ مجکو اجازت بادشاہ سے منگوا کے روانہ کر دیجیے ایسا نہو کہ میری بچی کہنے والی بندی
کام آجائے مین پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نگوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نہ مانا یہ کہکر پھر گویا ہوئی
کہ ای ملکہ آپ اپنی طرف سے مجکو رخصت دیجیے مین اب ایک دم بھر نہین ٹھہرنے کی بقرار جاؤن یہ جاؤن

صاحب میری ساری جان ڈر کی مین پڑی ہی کھانا پانی حرام ہی رات کو نیند نہین آتی ہی حیرت
نے کہا کہ بی اختیار ہی مگر میری یہ طاقت نہین کہ مین تمکو بغیر حکم شہنشاہ افراسیاب کے ایسے
مقام پر روانہ کردون آئین ایک اور خواص پیچھے حیرت جادو کے کھڑی ہوئی تھی کہ نام اُسکا
مار کاکل سیاہ جادو تھا کاکل اُسکی افعی دو سر کیطرح تھی اُسنے سامنے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہووے تو یہ
کنیز ناچیز ملکہ زیور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جاے میرے لیے تو کچھ احتیاج اجازت لینے کی نہین ہے
مین جاکر وہان اپنی آنکھون سے رنگ ڈھنگ دیکھون اور باغیون کو بھی غارت کردون ملکہ زیور
میری شہزادی ہین مین نے انکو گودیون مین کھلایا ہی بھلا مجھسے تو کاہیکو ہوگا کہ وہ لڑین اور مین بیٹھی
دیکھا کرون حیرت نے پوچھا کہ بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہے
اب اسی ایک کمبخت کا دم باقی رہگیا ہے جس سے میرے میکے کا نام چلا جاتا ہی کہ ملکہ کے میکے کی ہی نہین
تو اب ہی کون ای ملکہ مین اِسکو اپنا روح و جان جانتی ہون اور کل گھر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہی
خواہ سیاہ کرے یا سفید اور مین سچ کہون اس سے کبھی کوئی بات سواے خیر خواہی آجتک ظہور
مین نہین آئی حیرت نے کہا پھر اچھا ای سفاک اسکو بھیجدو اور سنو میری جان شہنشاہ سے
تم بھی کہ چکی ہو کہ حضور مجھے بھیجیے انھون نے نہین بھیجا بادشاہ کی ضد تم جانتی ہو یہی انکے مزاج مین
آگئی اب تم ضد نہ کرو اور مجھسے نہ کہوا ور شاید میرا کہنا نہ مانین تو میری بھی بات جائے اور میری
جان وہان جاکر تم کیا کرو گی اگر میرے منھ مین خاک خداوند نے قضا زیور کی لکھی ہے تو تم روک
نہ سکو گی سفاک نے کہا پھر ای میری بیوی صبر بھی تو نہین آتا اچھا ای مار کاکل سیاہ تو جا بارہ ہزار خواصین
جو تیرے تابع ہین انکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان راحت لے لے فوج اپنے ہمراہ لیجا کر
کیا کریگی لشکر تو بی ناجو صاحبزادی صاحب ساتھ لیگئی ہین پھر کیا خوف ہے مار کاکل نے کہا مجھے لشکر
لیجانے کی کیا ضرورت ہی میرے پاس وہ چیز ہی کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت
نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب مین کسی کی لونڈی باندی تو ہون نہین بادشاہ آگئے اور
اجازت لیکر مین بھی آئی مار کاکل نے کہا آپ آنے بھی نہ پائیے گا کہ مین وہان فیصلہ کردونگی حیرت
نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس کیا ہی کہ جو دم بھر مین سبکو غارت کردیگی ہم بھی تو اُسکو دیکھین کہ وہ کسطرح کی ہے
یہ کلام سنکر مار کاکل سیاہ نے اپنی چوٹی مین سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکالکے دکھلایا اور کہا کہ حضور

اسکو ملاحظہ کرین ہماری پشتہا پشت سے یہ ہمارے خاندان مین چلا آتا ہے اور تاثیر اسکی یہ ہے
کہ جب مین اسکو مارونگی طبقہ زمین کا الٹ دونگی کیسے ہی بڑے لشکر پر مارون سب غارت
ہوجائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہے اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور
سفاک سے دیکھکر کہا اے مارکا کل یہ بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہے اچھا اے مارکا کل
تم سدھارو اور فتح کرکے جب آؤگی تو اپنا مرتبہ پیش شہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض مارکا کل نے
رخصت پاکر اپنے خیمہ مین آکر دس نوجوان کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کرکے ایک اژدر سحر خیمہ
لدوا کے کوہ عقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہدیا تھا کہ آج جاکر کوہ لاجورد کے قریب مقام
کرنا اور کل وہان سے کوچ کرکے طلسم آئینہ کی طرف کو چھوڑکر سیدھی طلسم سے باہر نکل جانا اور خداوند
کے پاس پہونچ جانا الحاصل جب وہ چلی چالاک تو ایسی باتون کی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی کارنمایان
کرون پس حال سب اُسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اُس سے پہلے بارگاہ سے نکلکر کوہ لاجورد کا رستہ
پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طے کرکے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا ادھر وہ ساحرہ تخت
سحر اڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سلطان عالم
مراجعت کرکے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ

ابیات

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم
بڑھی سیاہی بشکل شوق شیدا

شعاع مہر کچھ جھپنے لگی کم
فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف

نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک میسر
دکھایا اخترون نے نور شفاف

کوہ لاجورد کے دامن مین چشمے تراوت آنکھون کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ
ڈھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانورون کا چہچہانا کوسون تک سبزہ زار پھولون کی بہار سناٹے کا عالم دشت
و در کا بصورت ناامیدان سناٹے مین آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مارکا کل نے وہان پہونچکر ایک
چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھوا کے مع ان دسون
عورتون کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اسکو آتے اور
اترتے دیکھا تھا پس بدل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مارکا کل کو قتل کرکے بیضہ
عقاب لے لون کس لیے کہ یہ تحفہ لشکر امیر مین جاکر آفت ڈھائیگی نہین معلوم کیسی بڑی لڑائی
تو مین اسکا کام تمام کرے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی گل رخسار

سمن بر مہر تمثال سرو قامت کم سن الہڑ پنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر دلکو ظلمات مین آوارہ پھرائے دہن تنگ چشمۂ حیوان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکالہ قیامت کا ٹکڑا سر سے پا تک بنکے اپنے قد بالا کے روبرو قیامت کو بھی ادنی فتنہ بناتی کہ مسدس

وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی پریان قربان ہوئین اسکی جو صورت دیکھی	کامدانی کی وہ انگیا ہوئی کرتی جالی تھی وہ یوسف کہ حسینان جہان مرتے تھے	پہ پھبن جسم مین پوشاک کی دیکھی جسکی سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اِس صورت سے آراستہ ہوکے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھکر اور چانول اور ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کرکے تھالی کو ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی جانب خیمہ مارکا کل روانہ ہوئی اور جب اُسکے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کرلیا باقی آگے قدم اُٹھایا اُسنے کہا اجی بی تم کہان جاتی ہو اور کہان سے آتی ہو تم تو مین سچ کہون ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو یہ مین جانتی ہون کہ کپڑے اور گہنا پہنے ہو پھر مین کچھ چھین تو لونگی نہین آئی سامری اتنی رکھائی بھی اچھی نہین ذرا اِدھر آؤ لحظہ بھر ٹھہر کر چلی جانا وہ نازک بدن یہ سُنکر پھری اور اُسکے پاس آکر تھالی کو تور کھدیا اُسکی بلائین لین گرد پھرنے لگی مارکا کل خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے پھول گئی اور سمجھی کہ اب تیرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا کہا بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیون مجکو گنہگار کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر کچھ اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی ہنسکر بیٹھ گئی اور کہا اے ملکہ مارکا کل نے کہا بی مین ملکہ تلکہ نہین ہون میری شہزادی زندہ رہے ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہین مین تو اُنکی لونڈی ہون اِس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہین ہم کسی کو کیا جانین اچھا اے بیوی اب مجھ نگوڑی کا حال سُنو کہ میرا خاوند یہان قریب ایک گانون ہے کہ وہان رہتا ہے مگر بی بی ایسا ظلمی نگوڑا ہے اور بدگمان کہ مین کیا کہون ایک تو اُس مرپلے مین یہ عادت ہے کہ کسی وقت چھوڑتا نہین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہے کہ بغل مین اُسکی پڑی رہون مین سچ کہون مجکو ایسا مردوا کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو جھلا لگاتا ہے کہین آنے جانے نہین دیتا آج بڑی مشکلون سے پوجا کرنے کے بہانے سے چند دن تالاب پر جاتی تھی میرے جی مین آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میر اُس مردوے سے ناک مین دم ہے مگر کیا کرون گر بھر ہنسایا ہے کہ نہ گلے بنتا ہے نہ نگلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے اور وہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے ان باپ کے کیے کو

بھرتی ہون مین سچ کہون جیسا مین بیاہ کے آئی تھی اسکی اب آدمی نہین رہی روز کے جلاپے
سے لہو پینڈے کا سوکھ گیا مارکا کل نے کہا بی شکر کرو کہ تمھارا تو بڑا سہاگ ہی ایسا کسی کو
نصیب کہان ہوتا ہی سامری کل جہان کی سہاگنون اور بیٹیون کو نصیب کرے اسنے کہا
بھاڑ مین جلے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہین مین درگذری ایسے
سہاگ سے مین تو مر جاؤنگی ای بوی اب مین چاہتی ہون کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاس پہنچون
اور افراسیاب کی ملازمت کرکے نوکری کرلون وہ موا پڑا جھک مارا کرے جب اپنی نعل سی جان
کھل کھل کے تمام ہوگئی تو سہاگ کو لیکے چاٹینگے بس اسکے یہان تو روٹی کھالو کپڑا پہن لو اور
میرا جی چاہتا ہی کہ باغ کی سیر ہو گانا روز سنون شراب پیون چین کرون دنیا کا سیر تماشا دیکھون
مین نگوڑ ماری کیا جانون یہ گائے بھینس کیطرح کھلی بھوسی کھاتی اور کھونٹے مین بندھی رہی یا تو یہ ہی
یا خصم کی بغل ہی دوسری کوئی بات ہی نہین مارکا کل ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا یہ کہو بی بی
تمھارے دل مین بھرا ہی نام سامری سے جیوڑا آپ کا مزیدار ہی پھر بھلا یہ بہو بیٹیون کا طرز کہان اور
کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز کریگا اس عورت نے کہا سامری قسم میرے دل مین کوئی برائی نہین مین بھی
اس کمبخت کو چاہتی ہون یہ نہین چاہتی کہ اسکو چھوڑ کر کسی اور کو کرون یا کوئی یار کرون لیکن مین کیا
کرون مین تو کبھی بچپنے سے آج تک اکیلی رہی ہی نہین باپ ماں کے یہان بھی گھر سے کم ہونگے تو پچاس
ساٹھ آدمی فقط گنتی کے تھے کہ ایک ہی گھر مین رہتے تھے ہم سب ملکر باغون کی سیر کرتے تھے دن رات
اسیمین ہنستے بولتے گاتے بجاتے رہتے تھے مارکا کل نے کہا اسی سے بیٹیون کو دادبو کے رکھتے ہین
کہ اسکا دیدہ ہوائی نہو جائے ان باتون مین اور ساتھ والیون نے کہا بی بی پھر تمہین کیا ہی انکو ہو سکے تو
اپنی بی بی کے پاس بھیجدو وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھا دینگی ایک بولی کہ میری جان اب جا بیٹھے کریا
دب کر رہین اور خصم کا گھر کرین تو یہ ہونا نہین انکا دل اب اور طرف ہی آپ نہ بھیجیے گا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی
مارکا کل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھسے دشمنی کرے تو او بدبخت کیا مین جواب دونگی اسنے کہا آپ
کہدیجیے گا کہ جورو کو تیری کوئی بھگا نہین لیگیا موجود ہی جو تجھسے راضی ہو لیجا ورنہ اسکے باپ سے ہمسے
ملاقات تھی ہمارے لڑکون کی برابر ہی ناراض کو کیونکر بھیجدین اے بی وہ موا کیا داعیہ دھکا کریگا بالکل
جھنڈو ہی ان باتون مین اب وہ زمانہ آیا کہ چاندی نے نکہت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور اس

گرنے لگی جنگل مین پھول کٹورا سے کھلے نظر آنے لگے چشمے بہرنے لگے عجب لطف سیر گلزار کا نظارہ تھا
کشتی شراب کی کھینچکر مارکاکل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو یہان تم رہو دیکھون کہ تمھارا
میان ڈھونڈھتا ہوا یہان آتا ہی یا نہین اور آتا ہی تو کیا راگ گاتا ہی چالاک نے سلام کرکے
جام اِسکے ہاتھ سے لیا اور اِسنے کہا کہ مین ابھی لڑنے خدا پرستون سے جاتی ہون تم میرے ساتھ
اُسی طرف چلو جب مین اُدھر سے پھرونگی تو تمکو حیرت کے پاس لیچلونگی اُس نازنین نے کہا
بہتر ہی جسطرح آپ کی مرضی بلا سے رونہ کی آفت سے تو کچھ دنون بچی رہونگی یہی نہ کوئی کہیگا کہ جوہری
کی بہو نکل گئی خبر کریگا میرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہین اور اے بیوی جب میرا میان مجھے
بلا کریگا تو پھر کوئی تجکو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام آنکھ بچاکر اپنے گریبان مین انڈیلا اور ان عورتون
نے کہا حضور اِنکو گانے بجانے سے بھی شوق ہی بھلا آج تو اپنی گائنین بلواکر اِنکو گانا سنوا دیجیے
سچ ہی یہ بیچاری ترسی بلکی عیش و راحت کی ہر ایک نے کہا ہی نگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری
ہی دوسری نے کہا اسی سے تو مردوا دن رات لیے پڑا رہتا ہی مارکاکل کی طبیعت بھی اِسکو پیار
کرنے لگی تھی اسلیے اُسنے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آئیگا تو کیا کریگا اب تو افراسیاب کی
پیاری ہی وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کردیگا غرض اُسنے اپنے یہان گائنون کو بلایا وہ آگر تھین
اور ساز ملا کر سامنے مارکاکل کے گانے لگین چالاک چپکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسنے کہا
اوخہ ناک بھون تیوری چڑھائی مُنھ پھیر لیا اُنکے آدھر سے باتین کرنے لگا مارکاکل نے کہا اری گانا
سنتی ہو کہ باتین بناکر اوسکا مزا بھی کھوتی ہو دیکھو گائنین تو اپنی جان لڑا رہی ہین اور تم خیال
نہین کرتی ہو چالاک نے کہا مین ایسا شہا گانا نہین سنتی کہ نہ جسکا سُر درست نہ تال ٹھیک مارکاکل نے
کہا اخاہ اب تم گانا جانتی ہو کہ ان گائنون کو کہ جو اس فن کی پکی ہین انکو بے سُرا اور بے تالا بتاتی
ہو اسنے کہا دیکھیے طنبورے ایسے ملائیں ہین کہ پردے تک انکے ٹھیک نہین رکھب کی جگہ گندھار
اور گندھار کی جگہ پنچم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہی اور بجانے کا مارکاکل نے گائنون سے
کہا کیون یہ کیا کہتی ہین انھون نے کہا کہ بی بی ہان سچ کہتی ہین مگر انکے ہم بھی مشتاق ہین ذرا کچھ
بجاکر گائین بڑی سمجھ بوجھ انکی معلوم دیتی ہی مارکاکل نے کہا اری بی پھر تمھین کچھ خفگی کرو اُسنے کہا
حضور یون تو کون ایسا بشر ہی کہ جسکو گانا رونا یاد نہین بھلا مین کیونکر کہون کہ مین خوب گاتی ہون

مار کاکل نے کہا کہ اِن باتون سے بالکل ثابت ہوگیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تمکو بڑا دخل ہے اور ہم
پہلے ہی کہہ چلین کہ ہمین عیش دوست ہون جب ایسی نہین ہو تو کیون تنہائی سے گھبراتی ہو ہان صاحب
معلوم دیا کہ یہ لڑکی عالی خاندان سے ہو اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو تو کچھ تو گاؤ
اُسوقت چالاک نے طنبورا لیکر اُسکو وقت لیکر ملایا اور بجانا شروع کیا سبحان اللہ اُسکے فرزند
ہین کہ جنکو لحن داؤدی عنایت ہوا ہی اُنکے بجانے اور گانے کا کیا کہنا فلک رقاص نے دائرہ ماہ ہاتھ
مین لیکر اُنکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانا دل سے بھلایا در و دیوار و دشت و بحر مست
ہوگئے ہوا بند ہو گئی درخت گُم ہوکر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف کے لیے
ہمہ تن زبان بن گئے تھے گلون نے کان ادھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے چاندنی
سامنے لوٹ رہی تھی غش مین پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق مین آکر
اُبلتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور لیے اپنے آشیانون کو چھوڑکر باہر نکل آئے تھے اور گرد اُس
بلقیس وش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہو جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کٹورے گلون کے شراب شبنم
سے لبریز ہوا فرحت بیز بہار کے رنگ گلزار کا عالم چاندنی رات و ایسے مقام پر ایسا نغمہ ترکہ ابیات

زہرہ بھی ہزار جان سے شیدا	رقاصۂ چرخ کو تھا سودا	مریخ فلک جو تند خو ہی
جلادیتی اور چنگ جوڑی	اُس زہرہ جمال کا ترانہ	وہ بھی ہوا اُسکے تھا دوانہ

مار کاکل اور دسون خواصون اور گائنون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا زمانہ
عاشقی جو یاد آیا آنکھون سے دریا آنسوؤن کا بہایا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا
مار کاکل نے پاس بلا کر پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا اور ہاتھون کو چوم لیا گائنون نے کہا بی بی بھلا
ایسا گانا بجانا سات جنم مین بھی نصیب نہوگا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہی مار کاکل
نے کہا واقعی لائق صحبت سلاطین روزگار کے حسین ہی جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہی بھلا
ایسی طبیعت دار عورت کا غریب کے گھر مین گذر کہان وہ بیچارہ تجکو اگر ملیگا تو سمجھا دونگی کہ اس گلبدن
کا وصل ایک بار بھی مہینے مین میسر ہو جائے تو اُسکو غنیمت سمجھا کرے یہ عورت نہین بجلی ہی کہین ایسی عورتین
کسی کے ہاتھ آتی ہین مین سچ کہون اسکو رونے کی کیا پرواہ ہی اتنی ہی دیر مین ہم سبکو اپنے
راضی اور اپنے اوپر مائل کیا ہی کہ اب جی چاہتا ہی کہ یہ جان تک مانگے تو دیدیجیے یہ کہکر کہا اے خوبرو اور بھی کچھ

کمال تمکو آتا ہی اُسنے کہا جی ہین ناقص العقل کیا جانتی ہون آپ سردار ہین جو پرورش فرماتی
ہین اور کیا ہی گانا بجانا ایک آدھ دلگی کی بات آتی ہی اُسنے کہا وہ دلگی کی بات کون سی ہی
اِس شعبدہ پرداز نے کہا ہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھر لیجیے اور اپنے سامنے رکھیے مین ایک
بوٹی اِس جنگل سے توڑکر اُسمین ڈال دونگی وہ پانی سب شراب سرخ ہوجائیگا آپ صاحب پیجیے گا
اور شرابون سے مزا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مارکاکل نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہی
اچھا دیکھین اُسنے جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنوائیے خواہ اُسمین رنگترے کو لے جس چیز کو چاہیے
شراب کیجیے کنیزون نے کہا ای ملکہ اسوقت رنگترون کی شراب بنوائیے مزا دیگی غرض جلد جلد رنگترون
کا عرق نکالا گیا دسون عورتون نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکالکر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنوائیے
چالاک نے کہا کاسے لے آؤ چند کاسے آگئے اُسنے قرابے سے عرق کو نکالکر اُن کاسون مین بھرا اور پھر
کاسون سے قرابے مین بھرنا شروع کیا اِسی الٹے پھیر مین بیہوشی سرخ رنگ اُسی عرق مین ملادی اور اور قرابے
سے بوتلون مین بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہی سب نے کہا تمنے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اُسمین ملائینگے اُسنے
کہا تو واہ ہم تمھارے سامنے لائے تھین اس سے کیا کچھ ہمنے اُسمین شراب تو نہین ملالی اب سب
پی کر دیکھ لین کہ یہ شراب ہی یا نہین اور بھی ترکیبین ہمکو معلوم ہین ابھی ابھی کیا ہون تم کیا کیا دیکھو گی
مارکاکل نے کہا کہ ای نیکبخت اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کریگا تو ہزارون روپیے خرچ کرکے اُس سے طلاق
دلوا دونگی اور تمکو اپنے پاس رکھونگی صاحبو کیا کمال کی عورت ہی میری آنکھون مین خاک دلگی کی پڑیا
ہی غرضکہ تعریف کرکے اُس شراب کے جام بھر بھر کے دسون عورتون کو اور گانیون کو دیے اور آپ بھی
دو جام اُسکے پیے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بو باس ہی اور مزا بھی ہی اب کچھ دیر مین نشہ ہوا
ایک عورت نے آنکھین اپنی بند کرلین اور کہا یا سامری بچانا دوسری نے اس سے پوچھا کہ ارے
تو نے آنکھین کیون بند کرلین کیا دکھائی دیا اُسنے کہا تو تو اندھی ہی دیکھ تو سہی کیا بڑا اسباب آسمان
پر اُڑا ہوا جاتا ہی ایک خواص مارکاکل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے سر کے بالون مین ایک تعویذ
یمنائی زنجیر مین بندھا ہوا لٹک رہا تھا وہ اُسکو گھنگھرو سمجھی اور اُسنے رومال سے پہلے اُسکو جھاڑا وہ
تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہی اب اُسکے ذہن مین اُس نشہ کی دھن مین یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے مارئیے جب
یہ سوچکر جلدی جوتی اُٹھاکر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ ای ملکہ آپ کے سر مین گھنگھرو لگا جاتا ہی

مارکا کل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مچادیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کنکھجورے نے کاٹا چالاک ہنس رہا ہو کہ اچھا کنکھجورے نے کاٹا ہو غرض مارکا کل خوب اپنے سر مین جوتیان مارنے لگی اور سب عورتین اسکے بچانے کو دوڑین کہ کنکھجورے کو سر مین سے نکالین انکے اُٹھنے سے طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر سر کے بل گرین اور چھینکین مار کر بیہوش ہوئین پس چالاک نے پہلے جوڑے مین سے مارکا کل کے بیضۂ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اُسکے سر کو خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ سیرون نے مچایا اُسنے جلد جلد اُن بارہ خواصون کا بھی سر جدا کیا شور قیامت زا برپا ہوا اہل عملہ جو لوگ کہ مارکا کل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب ور ساحر آتے ہین پھر اب اُنسے لڑنا کیا کہ یہ سب تین تین روپیہ کے نوکر ہین کوئی بڑا سردار نہین کہ وہان عیاری کا مزا ہوتا بیضہ مل چکا اب چلو غرض ایک طرف کو فطرہ کرکے راہی ہوا اُن لوگون نے آکر لاش مارکا کل اور اُن خواصون کا اُٹھایا اور قاتل کو ہر چند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہان سے روتے پیٹتے لاشین لیکر پھرے اور راستہ طے کرکے لشکر حیرت مین آئے اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ مار شب کو سنگ بلور مین خور سے ترک تیر نے کچلا اور بطن عقاب سپہر سے بیضۂ زرین مہر پیدا ہوا کہ ابیات

رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا
نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا

ہوا حسن سحر کا شور پیدا
کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا

صبح دم حیرت دربار مین خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک اور سب ساحرہ حاضر تھین کہ یکایک شور گریہ و زاری کانون مین پہونچا اُسنے خبر منگائی کہا مارکا کل کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان و گریان آئے ہین حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھون نے لاشین وہ سامنے رکھدین اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن مین آج اُتری تھین مار ڈالی گئین سفاک تو یہ سنکر سناٹے مین آگئی اور کہا ہائے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے میکے کا تو نام مٹگیا صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین اُنھون نے کہا مقرر کسی عیار نے اسکو بھی مارا حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو نے عورت بنکر اُسکو مارا ہو پس یہ معلوم کرکے کہا بی ہمین سے غلطی ہوئی کہ مارکا کل سے سر دربار اُسکے راز کی باتین پوچھین عیار تو موے گھات مین لگے ہی رہتے ہین اور اب ایک بیٹا عمرو کا اور آیا

ہماری چالاک بن عمرو بس اُسنے کہین سُن پایا اسکا حال وہ اُسکے پیچھے گیا اور اُسی نے اسکو مارا
سفاک نے کہا ای بابایان خود مین جتبک اب نمکحراموں سے بدلا انہی مار کا کل کے خون کا نہ
لے لونگی چین مجکو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کرین کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہی حیرت نے کہا جو جس سے
ہو سکے وہ کرے مین تو یہ جانتی ہون کہ اُن لوگون کا اقبال ہی اور ہمارا ادبار ہی سفاک نے
کہا کل ہی جو مین لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس موے چالاک کو پکڑ کر
بوٹیان اُسکی کاٹونگی اور چیل کوون کو کھلا دونگی یہ کہکر دو تیلے موم کے بزور سحر بنا کر اور اُنکے جسم مین
شیطانون بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زیور جادو کے پاس رہو اور اُنسے بہت خبردار رہنا اگر کوئی
عیار اُنکو بیہوش کر کے تو اُنکو تم اُٹھا لانا قتل نہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ہمکو پہونچاتے رہنا وہ
دونون تیلے اڑکر جانب عقیق کوہ روانہ ہوئے اور اُدھر چالاک بیضہ لیکر راہ کو طی کر کے اُسی جنگل
مین کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ یہان سے لشکر حریف کا حال دریافت کرکے
عیار بیان کرونگا یہان بعد کچھ تیاون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون استر دیکھے دو
طبل جنگ بجوائے مجکو تیاری سحر کی کیا کرنا ہی اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرتا ہی آگاہ تو اُسکو
کرتے ہین جو ذرا کمزور ہوتا ہی اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہی بمقابل شہنشاہ اپنے تئین وہ
جانتی ہی ای ملکہ حیرت مین ابھی جا کر اُسکے لشکر پر گرتی ہون اور جو کچھ مجھسے ہو سکتا ہی کرتی ہون
حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہی بس یہ سُنکر اُسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگر نیان کہ ہر اُن مین
نایاب زمانہ سحر جانتی تھین اور آفت کی پرکالہ تھین سامری اپنے تئین اُسوقت کا گنتی تھین نفیر
کی صدا سنکر جھولیان سحر کی گلون مین ڈالکر اور منقلین سلگا کر قشقہ سفید دکے ماتھے پر کھینچکر ہر ولا
بر قی تھالیان ہاتھون مین لیکر باز ولبط ہنس طاؤس درند وغیرہ پر سوار ہوئین جی جی کا سامری کے غل مچا
سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلکر سوار ہوئی شہنائی سحر کی ٹھنکی ہندوے فلک نے زاغ شکر
منڈلایا آسمان نے منقل زر آفتاب کو سلگایا افسون تازہ پڑھکر نیا فتنہ اُٹھایا ہر طرف دھوان ہوم کا چھایا
تھا کدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا زال دنیا ایک ہی لگاتہ کھیاٹ پرانی جادوگرنی ہی مگر
وہ بھی گھبرائی کہ کہین ایسا نہو منتر کسی کا مجھپر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہی نوع دیگر حال ہو چکا
ہی انقلاب ہوا چاہتا ہی وہ غوغا ہی الحاصل تمام دنیا پُر آشوب ہو گئی ہوا سحر کی

چلنے لگی آندھیان آنے لگیں خوف سے جانین جانے لگیں سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران سحر نے سامنے مہرخ کے جاکر صورت انسان کی پیدا کی اور پکارے کہ اے ملکہ دوران ہوشیار ہو جائیے کہ سفاک جادو بڑا دعوی کر کے بغیظ و غضب تمامتر آپ کے لشکر پر آتی ہے اسکی خواص چالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہے اسکا قصاص لینا چاہتی ہے یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا ادھر ہنگامہ آفت زا برپا ہوا جلد دوگرنیان جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتی ہین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئین مہرخ بھی تخت اپنا اڑا کر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور بارگاہ سے نکلکر برجھلین بیرون کی آمد کے سناٹے شروع ہوئے منقلبین اسقدر چلیں کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوے فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا خمسہ متحیرہ کے حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے پیچھے آآکر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے تھے کبھی الٹے پاؤن بھاگتے تھے ستارون کے بھی برے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ ستی سنیچر آیا تھا آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ ادھیرے اللہ بچانا کہ رہی تھی غرض زمین و زمان مین تہلکہ پڑا تھا عجب عالم اس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ابیات

کے آراستہ جو خود و زرہ
سحر کے ابر سے تھا بجلی بن
لگا کھلنے وہان یہ گل بوٹا

دی کمر بند مین گرہ پہ گرہ
ارض زیر قدم دہلتی تھی
دشت مین آج خوب گل پھوٹا

نکلے خیمون سے اسطرح جن جن
پشت گاو زمین لچکتی تھی
ہر طرف سے چلی ساحران

ز بجاہ اسپ و طائر و اژدر سحر پہ چڑھکر روانہ ہوئے مہرخ اور بہار و مخمور بڑی آن بان سے طاؤس و ہنس اڑاتی جانب میدان روان تھین فوج مین دہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے از زمین تا چرخ بریں ہیبت طاری تھی آندھیون سے دنیا تمام کالی تھی اسیطرح سب بیشہ شجاعت کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوئے تلاش مین اپنے صیدیون کے مقابل حریف آکر پہونچے اور صف آرا ہوئے ادھر تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی ادھر مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و بیباک کو آراستہ فرمانے لگی آن دونون لشکرون کو مقابل مین چھوڑ کر حال پیران شمشیر زن بیان ہوتا ہے کہ وہ پرستش گزین بتخانہ ساحری و بت جادو طراز صنم خانہ عربدہ سازی و فسون پردازی جو درہ کوہ مین بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ پھول اراندے کیلین وغیرہ سب اسباب

ساحری سامنے اپنے رکھکر وہ منتر جو اسکے باپ کو کعب نے اسکو تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور
کئی روز کے عرصے مین اُسنے بارہ ہزار پتلے موم کے بناکر سامنے رکھ لیے اُنپر وہ افسون پڑھتی جاتی
اور دم کرتی تھی یہانتک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ ہوگئے اُسوقت ملکہ نے
اپنی فصد کھولکر خون مین اپنے اُنکو نہلایا کہ وہ اب مثل جوانان قوی تن کے دراز قامت ہوئے
اور سب رویین تن اور آہنی بدن ہوگئے ملکہ نے ایک ایک شاخ درخت اُن سبکے ہاتھون مین دیکر
کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہوگئی اُسوقت اُن پتلون سے اُسنے حکم دیا کہ پرواز
کرکے بیابان سے ہمارے لشکر مین جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا ہوا ہے تم سب وہین
مقیم ہو مین جب آکر دریاے خون روان پر گرون اور پل پر نزاد ان توڑون اُسوقت مہرخ حیرت
اور افراسیاب پر تم سب آکر گرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے کہ ہم ای ملکہ
ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے کس لیے کہ ہمکو اگر ہلاک و غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال نہین کہ
جو ہمکو مار سکے ملکہ نے کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کرلوگے تو مین تمام عیش پوری تمھاری دونگی وہ
پتلے خوش ہوکے پرواز کرکے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو فقیر
بنا ہوا منڈھی بیچ بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار زعفرانی تھا بسبب محنت کے زعفرانی ہو
بال سر کے کھلے ہین منھ پر مصیبت بلا ہوا ہو کانتی بندھی ہو ہر تن موسے شعلہ آگ کا نکلتا ہی غرض عمرو
اپنے مقام سے اُٹھکر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبدہ گر تیری آن و ادا پہ قربان فسون ساز عالم
کی جان کہہ کر وہ کام جسکے لیے معتکف بتخانہ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہین اُس غارت گر
الوان خاطر مکاران عالم نے جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجکو وہ
طاقت حاصل ہے کہ افراسیاب مونڈی کاٹے کی ہڈیان توڑ کے رکھدونگی اور مرحلات طلسمی ہر پیکر
وابستۂ لوح ہو مگر اُنپر بھی حملہ کرون تو درہم و برہم کردونگی عمرو نے کہا شاباش مرحبا اچھا ای ترک جفا پیشہ اب تیر
لشکر کی جانب رخصت فرما ہو راوی کہتا ہی کہ دو پتلے سحر کے ملکہ کے باپ کو کعب و تنفضیم نے بھی واسطے
نگہبانی ملکہ کے بطور تحفہ مقرر فرماتے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجکو پہونچاتے ہین چنانچہ اسوقت ملکہ نے نکلکر جو کچھ
کہ عمرو سے اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب پتلون نے جاکر کوکب سے بیان کیا کوکب روشن ضمیر
ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آیندہ لکھا جائیگا الحاصل عمرو اور ملکہ بران عالیشان

درۂ کوہ سے شادان و فرحان جانب لشکر فرخ حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور گیئی تھی
کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمرو نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ
دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہی ملکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر
پڑی کہ از زمین تا چرخ برین سرکشیدہ ہی اور لاکھون ستارہ اسمین چمک رہا ہی اور اندر سے دیوار کے
لمحہ لمحہ بھر کے بعد صورتین رنگ برنگ کی پیدہ ہو جاتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین کبھی پریان
سر نکالتی ہین اور قہقہے مارتی ہین کبھی دیوان سیاہ مُنھ نکالتے ہین اور نعرہ مار کر غائب ہو جاتے ہین
کبھی انسان مثل معشوقان حور پیکر و یاسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہین اور اپنی صورت زیبا دکھا کر
مُسکراتے ہین پھر غائب ہو جاتے ہین دیوار مین نگار رخانہ چینی ہی روح مانی بھی جسے دیکھ چین بجبین ہی
اور رنگ بھی اسکے اوپر سے نثار کیا ہی مصور قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اُتار کر دیوار کا رخ دنیا مین سے
آئینہ کے اندر لگایا ہی یہ بات نگار رخانہ مین کہان یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی
تو ہست تھا ابھی نیست ہوا بی ثباتی دنیا کا بتا دیتی تھی اُسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہی
دیوار بلور مثل بحر کے تھی اور تصویرین اُسمین مثل حباب کے نکلتی تھین اور غائب ہوتی تھین اس
طلسمات مین نیا طلسم اُس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے جنان گاہے جنین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اُس دیوار
کو دیکھکر عمرو نے کہا کہ اے ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم راہ بھولکر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب اس دیوار
کے آگے راہ نہین ہی مناسب یہ ہی کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو مہران نے کہا کہ میری
بھی عقل کام نہین کرتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی لیکن اتنا جانتی ہون کہ یہان طلسم ظاہر مین مرحلۂ
طلسمی کہان خواجہ ہنوز دہلی دور ست جب شہزادہ اسد ظلمات مین جائین اور زمین کے
نیچے جو طلسم ہی اُسکو توڑین دریاؤن مین در آئین جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہان مرحلہ کہان لگی
ہان افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہی اور اُسنے سحر کیا ہی ہم اُسکے سحر مین گرفتار ہوگئے
ہین عمرو نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ مین تو خود اپنا سحر آزمایا
چاہتی تھی اُس کمبخت کی تلاش مین جاتی تھی جب تمھارے لشکر مین پہونچی ضرور ہی اُس سے لڑتی پھر
اب ہی کہی دیکھون تو کہ یہ کیا میرا کر لیتا ہی اب مین اُس دیوار کو اُڑا کر اُس پار جاتی ہون اور اُسکی بنیاد کو
گراتی ہون عمرو نے کہا کہ پھر مین کیا کرون اُسنے کہا مین تمھین بھی لیے چلتی ہون یہ کہکر عمرو کو پنجہ مین

داب کر اور سناٹا بھر کے بزور سحر یہ اُڑی اوّل بھی اسکا اُڑنا بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے
سامنے یہ اُڑی تھی اور عمرو کو بخیر سحر غربال سے ملک طلسم ہوش ربا سے اُٹھا لیگئی تھی اور کوئی ساحر
اُسکی بلند پروازی کے مقابل نہ پہونچ سکتا تھا اب تو کئی طرح کے سحر اسکو ملے ہین بہت بڑا زور اسکو ہوا ہے
اسطرح اسنے سناٹا بھرا کہ یقین تھا دیوار کا رخ دینا پھاند جائیگی لیکن جب بلندی سر دیوار پہونچی دیوار
اور زیادہ بلند ہو گئی اور سر پہ ایک آسمان فولادی مثل چادر ظلماتی کے کھنچا پایا گویا چھت اُس
دیوار کی بنی تھی اُسنے وہان سحر دم کرکے چاہا کہ اُسمین جاکر ٹکر مارون اور اُسکو توڑ جاؤن لیکن دیوار کے
اونچے ہونے سے وہ چھت بھی اونچی ہو گئی یہ عمرو کو لیکر پھر زمین پر اُتر آئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو
زور دیا کہ سقف بلند بے ستون کے توڑ جائیگا دل سے کیا اور سناٹا بھر کر اُڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار
اور وہ چھت اونچی ہو گئی دم اُسکا اُگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اُتر آئی اور مثل عقل سا بے
راز دانان افلاک عرش پروازی کا ارادہ دل مین مصمم کرکے تیسری مرتبہ پھر پرواز کھولے اور قریب
سقف پہونچکر چاہا کہ ٹکر مارون پھر جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اونچا پایا اُسوقت یہ زمین پر نہ
اُتری اور وہین روے ہوا پر ٹھہر کے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اُسوقت ایک آواز
تڑاقے کی آئی اور چمک پیدا ہوئی اور اُس دیوار کے اوپر ایک پری زاد حور نژاد رشک شمشاد ملکہ
شمشاد نے بھی یہ قد بالا کہان دیکھا قد اُسکا طوبیٰ تھا رخ اُسکا لالہ تھا نہین نہین لالہ کا یہ رنگ کہان
رخ اُسکا گلزار بہشت کا گل تھا دہن تنگ راز عاشقان بیدل بے تامل تھا آنچل ملو کا دوپٹا اوڑھے
آئینہ بلورین ہاتھ مین لیے دیوار پر سے بڑھکر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ
ای بیران خبردار خبردار جائے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا اتنا اس نازنین کے منہ سے نکلتے ہی
اُس دیوار مین ہزار ہا رخنہ پیدا ہو گئے اور ہر سوراخ گویا دہان ساحر تھا کہ اُسمین سے صدائے
یا سامری یا جمشید آنے لگی غلغلہ سامری و جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ بیران نے
اس آئینہ کو دیکھا اول تو حیران ہو گئی مگر اُسکو غصہ از حد تھا اسی آئینہ پر آفت جو کی سیاہی روے آئینہ پر
دوڑنے لگی اور اُسنے وہ گولا فولادی ہاتھ مین سنبھالکر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہونچی اب وہ
چھت بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤن بس سر آکر اُس چھت مین مارا ایسی ٹکر پڑی کہ سر
گھومگیا اور چرخ کھا کر زمین کی جانب چلی اُس دیوار سے چند پتلیان خاک قمر تن باہر نکلین اور اُنھون نے

اسکو روک کر زمین پر اُتار دیا عمرو کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ اُس دیوار
مین ایک دروازہ لگا ہی کہ مع پٹ اور چوکھٹ بازو وغیرہ سب اُسکا یاقوت احمر کا ہی دیوار بلور
کی دروازہ اُسمین یاقوت کا سبحان اللہ وہ سفیدی مین سُرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدی صبح مین
شفق پھولی ہی نہیں نہیں وہ دیوار مثل رنگ کا میدان سفید تھی مگر دروازہ بابِ اجابت کا تھا یا مثل
دہان بامرادان سُرخ رو و خندان تھا آفتاب آسمان نقرئی مین جڑا تھا دو رنگ عکس اُسکی سُرخی کا پڑا دیوار
بھی گلابی بن آگیا تھا عمرو اور ملکہ اُسکو دیکھکر دنگ تھے سکتے کے دونوں کو ڈھنگ تھے کہ یکایک
کسی نے پکار کر کہا جلد اے مشاہدہ کنندہ آئینہ عجائبات داخل دروازہ ہو یہ صدا سُنتے ہی پران کو تاب
نہ رہی خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر دروازہ کے قدم زن ہوئی اندر جاکر جو دیکھا زمین و آسمان یہاں سب
بلور کا ہی سراسر کارخانہ نور کا ہی اوپر بجائے آسمان کے ایک چھت بلور کی پٹی ہی زیر قدم زمین بھی
بلورین ہی طور اُس نور کو دیکھکر ایسا جلا کہ شعلہ کلیجہ سے نکلکر اور جلکر سرمہ ہو گیا چشم مہر رشک سے گویا سفید
ہو گئی ہی نہیں نہیں یہ سفیدی آشوب چشم زمانہ نہیں ہی حلۂ نورانی زمین و زمان کو مالکِ دنیا نے عطا کیا ہی
زمانہ صافی مزاج ہوا ہی سفید پوش بنا ہی کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہی ملکہ اور خواجہ
سیرکنان جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے تراشے ہوئے نادرے گلدار رکھے
ہین تھالے درختون کے بلورین بنے ہین اُنمین بلور ہی کے درخت بھی لگے ہین پھول بھی بلور کا ہی پتا بھی
بلور کا ہی لیکن پھل اُسمین اصلی لگا ہی اگر انار کا درخت ہی تو سب بلور کا ہی مگر انار اُسمین اصلی اسطرح
لگا ہی ہر دانہ اُسکا یاقوت رمانی کو شرماتا ہی لالہ رخان کا دل اُسکو دیکھکر رشک سے خون ہوا جاتا
ہی اسی طرح سیب بھی و ناشپاتی کے درخت بار و ثمر سے بھرے کھڑے ہین گویا شاہد صبح رخسار گہنا پایا
پہنے ہین ہر طرف نور کا سماں ہی جو درخت کا پتا ہی ید بیضا معلوم ہوتا ہی بلکہ ید بیضا کو بھی داغ دیتا ہی
کہین سورج مکھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب چاند چودھوین رات کا ہوا ہی طلسمات
کا سماں ہی گلون مین خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی آتی ہی نکہت گلہائے
باغ ارم کو شرماتی ہی ہر طرف نہرین جاری لب گردان نہرون کی بھی بلورین بنی ہوئی بیچ مین اُس
باغ کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ چاند نکلا ہوا ہی دروازے چار چار ہر طرف اُس بنگلے
کے یاقوت احمر کے لگے ہین چاندنین سورج چمکتے ہین ہر دروازے پر صد ہا نازنین قمر پیکر اور

گل رخسار اسباب عیش و عشرت لیے استادہ ہین گویا بہشت کی حورین ہین اندر کے اکھاڑے ہین
پریان جمع ہین بعض اُنمین سے پچکاریان چاندی کی لیے ہین اور سامنے جو پچکاری مارتی ہین
جو رنگ کہ پچکاری مین سے نکلکر زمین پر گرتا ہے اُسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُگتی ہے اور
پھولتی ہے نیرنگی اُنکی پچکاری مین بجاے رنگ کے بھری ہے بس اُن پریون نے ملکہ اور خواجہ کو
تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ با ادب اندر اس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہون کے شاہ جہان پناہ
جناب معلے القاب آپ کے پدر عالیشان کوکب روشنضمیر فلک نشان تشریف رکھتے ہین ملکہ نے
جب یہ حال سُنا چہرہ اُسکا فرط بشاشت سے لبان مہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے
توڑنے مین جو عاجز آئی تھی تو عمرو سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اسنے کہا کہ خواجہ یہ
دیوار میرے باپ کے سحر کی تھی جسکو مین باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد ستم
کی طرح ڈھا دیتی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ ایسی ہی ہین غرضکہ دونون باتین کرتے ہوئے اندر اس بنگلے کے
آئے دیکھا کہ فرش اُسمین قاقم و سنجاب کا بچھا ہے دیوارون مین تصویرین نصب ہین آئینہ لگے ہین اور
آئینون کے اندر کی تصویرین بولتی ہین طوطیان زمزمہ سرائی کرتی ہین سامنے صدر مین ایک تخت
بلورین گستردہ ہے جا بجا اسمین نصب کیا ہے مگر کوئی تخت نشین نہین ہے تخت خالی بچھا ہے ملکہ حیران تھی کہ
یہ کیا معاملہ ہے یکایک چند تصویرین آئینہ کے اندر سے پکارین کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہین او اے ملکہ
تم سلام نہین کرتین اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کوکب روشنضمیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہے ملکہ نے دلمین کہا
بچلے مین اسقدر اندھی ہو گئی تھی کہ بادشاہ مجکو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اسنے اسوقت کچھ لینا چاہیے
بس یہ سوچکر اُسنے تسلیم کی اور عمرو بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کوکب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ
تمھارا مزاج تو اچھا ہے عمرو نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دُعا کیا کرتا ہون شکر ہے خدا کا کہ اب تک تو
اچھا ہون اے بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خداے تعالیٰ کا احسان ہے کہ جسنے مجکو اور آپ کو پیدا کیا
ہے او بادشاہ مین آپکا زیر بار احسان اور مرہون منت حد سے زیادہ ہون کہانتک آپکے احسانون کا
شکریہ ادا کرون وا کرون واقعی آپ میرے سرپرست و مربی اور کیونکر نہون کہ آپ جیسے بادشاہ مین نظم

اسلام پناہ و رونق دین		دریاے نوال و کوہ تمکین		ہے جیسے رکاب تک رسائی
کرتا ہے ہلال خود نمائی		رتبہ وہ دیا خدا نے برتر		اک آئینہ دار ہے سکندر

تحریر قلم سے چار دفتر	تسخیر علم سے ہفت کشور	کف صورت آفتاب زر ریز
نیسان کی طرح قلم گہر ریز	تحصیل خزانہ فوج و کشور	شمشیر و نگین و تخت و افسر
اُسکا ہے یہ نقش چار در چار	خالق نے کیا جہان کا مختار	اے شہنشاہ آسمان اورنگ جیسے

تو آپ عالی بارگاہ صاحب زور و زر ہین ویسے ہی صاحبزادی حضور کی دلاور ہین اُسکی شجاعت
مین کچھ فرق نہین کیا کہون کہ کیسی صاحب جرأت اور ہمت ہین رستم اگر انکے دلکی ہمت کو دیکھتا تو ہمت
ہار جاتا اور سامری اگر انکے سحر کو جانتا تو ساحری دلسے اپنے بُھلاتا ایسے لوگ دنیا مین کم پیدا ہوئے ہین یہ
کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیان جواہر کار زمین سے نکلین اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک پر عمر متمکن
ہوئے اُسوقت کوکب نے فرمایا کہ اے عمرو تمنے بھی تعریف بران کی شجاعت کی فرمائی تمہاری دلاوری
عقل سے مجھکو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان ہے بموجب مصرع بدنام کنندۂ نکونامے چند +
ہے تمنے کس بات کی اسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب مین گئی ہرچند کہ اُسکی لڑائی کو خوب
اسنے جھیلا پھر وہ وہی ہے اور یہی تھی بھی جو اُس سے لڑی ورنہ یہی ہے کون ایسا ہے جو شاہ جادوان
کہلائے کون ایسا ہے جسکے قبضہ مین طلسمات عالم ہون کون ایسا ہے جو جابے لاچین تاجدار پر
بیٹھے کون ایسا ہے جو آئینہ سحر مین ہمیشہ رہے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر کرے
کون ایسا ہے کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک دنی ادنی سحر اُسکا برتر از سحر ساحران ہے الا تدبیر ہے وہ
فلک ساحری کا ماہ ہے وہ بادشاہ فیجاہ ہے غرض اُس سے لڑکے اِس نے ذلت اُٹھائی بغیر میری
اطلاع جاکر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق جاکر نہ چھڑاتا تو اُس قید خانہ سے نکلنا اسکا
مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تا وقتیکہ طلسم ٹوٹتا نہین یہ چھوٹتی
نہین پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہان گئی بران نے کہا کہ اے بادشاہ جیسا آپنے
فرمایا سچ ہے مین اس سے بھی بدتر ہون جیسا آپ کہتے ہین لیکن خواجہ سلامت قید مین اُس افراسیاب
خانہ خراب کے تھے اور انکے قتل کا ڈھنڈھورا تک پٹ گیا تھا پھر اگر مین انکو چھُڑانے نجاتی تو یہ قتل
ہو جاتے کوکب نے کہا کہ انکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہون اور خوش ہون
مگر کیا مین اُڑ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی نہ کر سکتا تھا یا مجھسے اجازت لیکر جانے مین کچھ برائی تھی
بران نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال مین خبرداری کرنا اور انکی محافظ رہنا اُسی

علم کی پابندی کی گئی اور فرط الفت خواجہ سے مجکو تاب نہ رہی بے اختیار شد ودڈی اچھا خطا ہوئی
معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ را صلوات لیکن اب جو تو آمادہ رزم
افراسیاب ہو تو کس بھروسے پر بران نے کہا کہ مین آپ کے فرمانے کے بموجب چلہ پورا کر آئی اور
پتلے ردئین تن بنا کر روانہ کر آئی کوکب ہنسا اور کہا یہ پتلے کیا مال ہین افراسیاب کی ایک پُھونک
مین جلجائینگے ای بران ابھی تو نے سحر افراسیاب کے دیکھے نہین ہین ایک استاد نور افشان
سے پڑھا ہون اور وہ میرے اُستاد سے بھی پڑھا ہی اور چالیس استادون سے جو بڑے بڑے
نامی ساحر اس طلسم مین تھے اُنسے پڑھا ہی اور ایک ساحر حجرۂ باطن مین طلسم ہوش رُبا کے رہتا ہی کہ اُسنے
آجتک روے دُنیا اور رخ شاہد گیتی کو دیکھا ہی نہین سواے طبقۂ زمین کے اور کہین اُسکا ٹھکانا نہین
سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہی وہ ایک سبق اُس سے میرا اُستاد نور افشان جادو سالانہ نگ سامری
کے پڑھا ہی اور اس پڑھنے پر میرے اُستاد کو بڑا ناز ہی کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو ساگرد
اُستاد سامری سے سبق پڑھا ہون چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنی خدمت مین
افراسیاب کو رکھا اور سحر کی تعلیم دی جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہی کہ آن واحد مین کتنی ہی
دور کیون نہ وہ جگہ ہو طلسم مین یہ پہنچ جاتا ہی اور ہمیشہ آئینۂ سحر مین رہتا ہی اور کوئی اُسکو دیکھتا
نہین اور ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہی اور طلسم کی ہوا اُسکی مطیع ہی کہین کوئی باتین کرے خبر اُسکو
ہو پہنچتی ہی ساحرون کا خداوند ہی اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر بسیت مشکل و کار بسیت
دشوار یہ باتین سُنکر ملکہ نے اپنے دلمین کہا کہ ابھی کل تو اُنھون نے کہا تھا کہ تو چلہ پورا کرے تو ٹوٹنے جانا
آج ایسا کچھ یہ فرمارہے ہین نہین معلوم کیا بھید ہی بلکہ خالف بھی ہوئی کہ ایسا نہو افراسیاب سے
اُنھون نے میل کر لیا ہو اور ادھر عمرو بھی کلام کوکب سے گھبرایا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب
کی بیان کرے جو میری طرفدار ملکہ بران ہی اسکو بھی ڈرلاتے ہین اور دل اُسکا توڑتے ہین پس ایسا کچھ
سمجھکے عمرو نے کہا کہ ای بادشاہ یون تو فرمانا آپکا بجا ہی لیکن وہ مسخرا افراسیاب کیا کر سکتا ہی ای تا بیان خود
اُسکا آئینۂ سحر اسطرح توڑ دون کہ سبکو حیرت ہو جاے اور اسکے ملک اطلس کا جامۂ ہستی اگر مین نے رخنہ
ترک ہر بیادر کر زیر زمین جاکر ٹکڑے ٹکڑے نہ اُڑایا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرامزادہ بھی کوئی ساحر خدا
ہی ہیر سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق حق ہی ہی اور ناحق ناحق باطل حق کے سامنے

نہین ٹھہرتا ہمارے خدا نے فرمایا ہو کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کوکب نے
کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہو آپ ایسے ہی ہین لیکن بیناشہدنی
بھی اس قابل نہین دیکھیے ابھی اسکے دلمین یہ خیال آیا ہو کہ مین افراسیاب سے ملگیا ہون
کیون ای بران مین غدار ہون اور عہد شکن ہون بران نے لرز کر کہا اے بادشاہ بھلا میری
مجال ہی جو آپ کو غدار کہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اسلیے ای عمرو یہ باتین کرتا ہون کہ
اب بھی یہ غیرت کو کام مین لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال مین کرتا ہون اسکا یہ جواب دے
بھلا آپ پہ یزدان توڑ نا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑ نا تو بہا دشوار ہو ابھی
ایک دیوار بلور کی مین نے بنائی تھی اور ساحری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ بران
کو بڑا دعوی ہو دیکھون اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہو چنانچہ آپ تو اسکے پنجے مین دبے
ہوے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اُس چھیٹ سے اور دیوار
بلورین سے نہ نکل سکی پھر مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جب بڑے بڑے ساحران نامی مشل
صورت نگار و مصور و صنعت و ابریق وغیرہ یہ چارون طرف سے میدان جنگ مین
بیٹھینگے اور آسمان فولاد کے بنائینگے اور مینہ تیر و تبر کا برسائینگے اور شاہ جادوان آکر ایک آندھی پیدا
کریگا کہ سیاہی اُس آندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہوا کے جھونکے تیر قضا ہونگے اور بوندین سیاہ
ہونگی پھر وہ آندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا مین لیجائیگی یا نہین یہ کیونکر دشمن کے آسمانون سے
نکلجائیگی اور انکی زمین سحر اپنے ٹھہر کر یا نون جائیگی بس یہی ہوگا کہ لشکر سارا کام آئیگا اور ذلت و خواری
اٹھائیگی اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا
ابھی تک افراسیاب نے کوئی کد ایسی نہین کی ہو کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح چاہی ہو سہل انگاری
سے لڑتا چلا آیا ہو اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اُسکے مقابلہ مین بچتی ہوئی ہین ورنہ تو بہ بھلی تھی اگر ایک
اپنے طلسم کے کنوئین کو کھولدے قیامت آجائے ایک بار بادشاہ نے شمالی طلسم کو بجھوا دیا تھا اور
تخت طلسمی پر چڑھکر سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سب کو ہوشیار
کردیا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا کیون خواجہ آپکو یاد ہی عمرو نے کہا سچ ہو اسمین کچھ خلاف نہین اور واقعی بادشاہ
طلسم سے سوائے طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑ سکتا ہو کوکب نے جواب دیا کہ اب تمنے انصاف

سے کہا اے عمرو اسی واسطے مین اس چھوکری کو نصیحنامہ کہتا ہون کہ تیرا رتبہ دو مرتبہ میرے طلسم مین بہت
بڑا ہی کوئی اس سرزمین پر تجھسے نہین لڑ سکتا ہی اگر ہاتھ اپنے اونچے کر دے تو ملازمان طلسم تجھ پر
آفت ڈھا دین لیکن غیر جگہہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر جگہ مثل ایک
ساحرہ کے ہی ہان ساحرہ جلیل اسقدر ہی کہ صاحب ملک و مال ہی بس اسیقدر رتبہ ہی چاہیے کہ ایسا
مرتبہ ہو کہ جیسے بادشاہ طلسم یہ نہین ممکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اسکی فوج سے لڑنا منظور ہی تو
ان تیلون کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر چلہ کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ
چشمہ ہاے سامری و جمشید مین نہاؤ معبد گاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہرچند کہ
گنبد سامری تک جانا مشکل ہی مگر کیا ہی اشکل کیون نہو سب آفتین جھیلو اور اس لائق ہو لو کہ
ہان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کر سکینگے اسوقت ہم سحر مین اُسکے برابر ہین گو رتبہ بادشاہ
طلسم او سے ہی تاہم اتنا تو ہو کہ سحر مین اُسکے ہمسر ہو جائین تو کہنے مین بات آئیگی کہ سحر مین تو ہمسری
کر گئی مگر رتبہ سلطنت طلسمی نے مجبور تھی عمرو نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہی لیکن آپ اطمینان کامل
رکھیے انشاء اللہ سب آسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہو گا کہ کئی لاکھ ساحر کشمیر و کاشغر و بنگالہ و اندر کوٹ
و چاہ ماران و دام الجبال و عنطلی آباد مین جمع تھا مین نے سبکو دو روز کی لڑائی مین جانب ملک عدم بھیجا
و مہ قطامہ نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر اُسکو بھی اس عبد ذلیل نے جہنم مین بھیجا یہان بھی انشاء اللہ
ایسا ہی ہو گا کوکب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا مگر انکو تو یہی زیبا ہی جیسا مین نے کہا ہی اے عمرو
مجکو اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہی انسان کو لڑائی کا بندوبست ضرور چاہیے تم بھی جو ان ساحرون
سے لڑے ہو گے تو تمھاری اعانت کے لیے حمزہ صاحبقران اور انکے سردار اور لاکھون آدمی ہونگے
اب سامنا اسطرح کا درپیش ہی کہ ہر وقت خیال رہتا ہی کہ ایسا ہو کوئی پیچ ہمارے طرفدارون یعنے
مہرخ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی ہوئے لہذا اب مین نے اپنے فرزند احمد جمشید بن
کوکب کو بھی بلایا ہی کہ وہ ظلمات افراسیاب پر لشکرکشی کرکے گیا ہی اور مدت ہوئی کہ انھین ظلمون
مین لڑ رہا ہی پھر اب کیا ضرورت ہی کہ اطراف طلسم مین لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ اگر لڑے اگر
اُسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی آئیگا اور پران کو ہدایت کرتا ہون کہ اب ایک پہاڑ پر جائین کہ
نام اسکا کوہ درخشان ہی روز وہان چاند بنکر روح سامری آیا کرتی ہی غریبون اور وہان کے چلہ کشون کی فریاد

سکتی ہی اور جو مراد مانگو ملتی ہی اور سحر جو وہان بیٹھکر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہی
اور جہان اُس سحر کو پڑھو روح سامری آکر مدد کرتی ہی چنانچہ وہان جاکر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب
وہان جایا کرے اُنکو آکر اپنے ملک مین نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہین ہین اور رئیس قوم اور
اپنے گھر سے مرفہ الحال ہین اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہی اور خوب کرتے ہین اُنکو جمع کرے اور مین بھی
اپنے طلسم کے تحفہ بہت کچھ نکالونگا اور اِس ملکہ کو دونگا اور میرا ارادہ ہی کہ اسی چھوکری کو اس مغرور
سرکش افراسیاب سے لڑاؤن آپ کم اُسکے مقابلہ مین جاؤن اور اے عمرو ایک میرا دوست ہی کہ وہ
بیابان گلریز مین رہتا ہی نام اُسکا معمار قدرت ہی ایسا ساحر ہی کہ ساحران جہان اُسکا نام لیکر
سحر کرتے ہین اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہین کرسکتا
ہی چنانچہ وہ ساحر بیابان گلریز کا جو مالک ہی جہاندار قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سوارون مین
سے ہی اور جہاندار قدرت اس بیابان کا بجاے خود حاکم ہی نہ مجکو خراج و باج دیتا ہی نہ افراسیاب
کو اور باعث اسکا یہ ہی کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہی لیکن بہت سے سردار ایسے ہین کہ وہ
رفیق اور جان نثار لاچین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کے ہین پس جب لاچین قید
ہوا تو وہ اپنے ملک مین خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح اُنھون نے اطاعت اِس نمک حرام افراسیاب
کی نفرمائی اور افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اِس سبب سے کہ طلسم مین اِن لوگون کے ساتھ لڑنے
مین قتل اور خونریزی حد سے زیادہ ہوگی اور اُنمین بعض مالک تحفہ جات طلسمی ہین اور بعض
کوہستان طلسم کے بادشاہ ہین اور استادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہین پھر کیا ضرور ہی کہ ایسے شخصون
سے بگاڑ کیا جائے ایسا نہو کہ وہ سب قوت پاکر اپنے بادشاہ کو رہا کرلین تو سب محنت برباد
ہوجائے غرض اب مین معمار کو نامہ لکھتا ہون کہ آکر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر ناپرسان کے
بنائے اور اُس قلعہ مین سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو بروقت جنگ و جدال کے باہر آیا کرے اُسمین فائدہ
یہ ہی کہ افراسیاب کا بخیہ کسیوقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بیچ میدان مین لشکر اترا ہوا
ہی ہر طرح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہی اے
عمرو سات شہزادے حقدار بیابان گلزار کی سلطنت کے قید مین افراسیاب کے ہین کہ وہ بجاے
نوجوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے لاچین کے ساتھ قید ہوئے مین نے آمانسا ہی کر دیا ہے

نیل پر قید ہین اور ایک دروازہ بیابان گلریز کا دریائے نیل کی طرف ہو کہ اُسکو بادشاہ طلسم ظہیرا
نے بند کرا دیا ہی اور دوسرا راستہ ہوش رُبا کے اندر سے ہو وہ کھلا رکھا ہی مگر سرحد پر بڑے بڑے ساحر نامی
مقرر ہین میرے طلسم سے راستہ نہین ہی لیکن ایک راہ ہو کہ اُسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ
بالکل بند ہی اسلیے بند ہی کہ اسطرف طلسم نور افشان ہی ایسا نہو کہ کوئی وہان سے آکر ملک مین
فساد برپا کرے بس زنجیر آتش دور تک یعنے جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہی کھنچی ہی اُس زنجیر
کو نہ کوئی توڑ سکتا ہی نہ کھول سکتا ہی نہ اڑ کر جا سکتا ہی لیکن معمار کو جو مین بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ
سے پوچھ کر میری ملاقات کو آیا کرتا ہی تو پھیر کھا کر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اُس طلسم مین
داخل ہوتا ہی پس ای برآن میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئی غفلت و نادانی مین قدم نہ دھرنا
اور جلدی اس کام مین نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہی روباہ کے شکار مین شیر کے شکار کا سامان کرنا
ہوتا ہی دشت عجلت مین سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جادوان ہی اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اُسکو برا سمجھنا
کار خردمندی تھا بران نے کہا ای پدر والا قدر ابھی تو مین ایک چلہ کرکے تھکی ہوئی خستہ اور شکستہ
آئی ہون ابھی تو مجھے کوہ زعفران پر بجایا جائیگا کوکب نے کہا دیکھیے مزاج ایسا دست ہو گیا ہی کہ
تکلیف کسیطرح کی دل گوارا نہین کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ دشمن کی کسطرح اٹھیگی اور طعن سنان
طعنہ حریفان کی طبیعت کب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہر کر اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ مین شراب پیو
راحت کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہان جانا اور جو مین نے کہا ہی عمل مین لانا اور مین بھی
تدبیر مین جاتا ہون تو بدولت خواجہ سلامت کے افراسیاب سے اور ہم سے بگڑی ابکی ہی لو خدا حافظ و ناصر
اتنا بادشاہ کے منھ سے نکلتے ہی آواز تڑاقے کی آئی آنکھ بند ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا
نہ بنگلہ تھا اگر عمرو کو ایک کارخانہ عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُسنے دیکھا کہ وہ چار دیوارین بلور کی جو گرین
تو ایک طرف کی دیوار کے غائب ہونے سے ایک باغ دلپذیر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُسکا جادو تھا
ہر پھل اُسکا خوبرو تھا لطافت وہان کی نہرون پر صدقے تھی ہوا وہان کی نسیم پر نثار تھی کیا لکھون کہ
کیسی بہار تھی دوسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لاجورد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہار وہان
روح فزا دیکھ کر بے قرار کوہ لاجوردی آسمان اُبر نثار بھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرا تھا طرح طرح کے گل اُسپر
کھلے تھے اور چشمہ لبسان چشمۂ آفتاب لہرین لیتے تھے جھرنا جھرتا تھا اور نہر رہا وہ اُس پہاڑ مین بہے تھے اور

ہر در مین اُسکے ایک پریزاد حور تمکین مہ جبین ہزاران ناز و انداز استادہ تھی اُنکی صورت زیبا اگر دیکھے شیرین فرہاد وار پتھر سے سر ٹکرائے تیشۂ عشق سر مین مارکر مر جائے کوئی نازک بدن کوئی حور پیکر کوئی لالہ فام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پاے نازک کو دوسری ران پر رکھے ہوے ایک پانون سے استادہ واقعی باغ خوبی کی سرو روان کوئی تانے پانچے کلائی بڑھائے کوئی پائجامے کو چھوڑے ہوئے نکالے کوئی چارسو حیرت سے نگران کوئی چھڑی ہاتھ مین لیے اِدھر اُدھر خرامان کوئی تصویر کی صورت اُس در کے چوکھٹے مین جڑی ہوئی یون بے حس و حرکت کھڑی ہوئی غرض ہر ایک صورت مین لاثانی اُٹھتی جوانی کہ

ابیات

آنکھین وہ جس سے کہ آہوے ختن آنکھ چرائے	باغ مین نرگس بیمار کو سکتا ہو جائے
وصف بینی سے ہر اک شم ہو کر دم ناک مین آئے	کوئی گم ناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس بٹھائے
بلبلین دیکھ لین تو دور ہون گلزارون سے	خار گذرے انھین اُن پھولون سے رخسارون سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پُر بہار دکھائی دیا گویا اُسی بیابان مین خضر کا مسکن تھا گویا وادی ایمن تھا گلہاے رنگین سے سراسر نگار خانہ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا چوتھی طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریاے زخار کو موجزن پایا کہ کنارے اُس بحر افسون کے ہزارون تختہ لالہ و نافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک سیاح چشم سیار رہتا تھا وہی چمن کھلا نظر آتا تھا اور دریا موجین مارتا تھا رفتار معشوق کو شرماتا تھا خواجہ اس عجائبات کو دیکھکر دنگ بلسان تصویر کے رنگ تھے کہ یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہو کر پانچ کشتیان از خود نکلین کہ تورہ پوش بادلے کے اُنپر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ کشتیان قسم ہے سامری جمشید کی کہ آپکے لائق نہین اُسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر مجھکو دسترس بھی نہین ہے آپ دل مین رنجیدہ نہو جیے گا ان کشتیون کو قبول فرمائیے اور کھولیے عمرو نے بخوشی خاطر اُنکو کھلوایا بائیس توڑے اشرفیون کے اُنمین رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ ان اشرفیون کو بھلا آپ کیا لیجیے گا آپکے قابل کہان ہین مگر غربا کو تقسیم کر دیجیے گا عمرو نے جواب دیا کہ شاہ کوکب واقعی ایسے حوصلۂ عالی کا بادشاہ ہے میرے تو لائق ہین لیکن اُسکے دینے کے لائق نہین ہے جب ہی اسقدر عجز و نیاز مین مبالغہ ہے حساب دوستان در دل ہے مین نے بخوشی خاطر قبول کین خداے تعالی عمر و دولت ایسے بادشاہ

عالی حوصلگی زیادہ کرے بڑا صاحب جود و کرم ہو اور سواے اسکے ہمارے اور اس بادشاہ کے
یکجائی اور یگانگت کا طور ہو کچھ مضائقہ نہین وہ جو عنایت فرمائین ہمکو منظور ہو یار زندہ اور صحبت باقی آج
اگر قلیل اُنھون نے دیا ہو تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہو اُنسے تو ملتا ہی رہیگا
سال کے تین سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُن توڑون کو نذر زنبیل کیا اور ملکہ براّن کو ہمراہ
لیکر ایک درہ مین کوہ کے آیا اودھان زنبیل سے فرش نکالکر بچھایا شراب کباب مہیا کیا اور مصروف
میخواری یہ دونون ہوئے انکو تو اس حال مین چھوڑیے اب حال جنگ جدال ملکہ مہرخ فرخ فال اور
سفاک بداعمال سُنیے کہ یہ دونون لشکر مقابل مین آچکے ہین مبارزان میدان دلاوری و نبرد آزمایان
عرصۂ شجاعت گستری اسطرح توسن قلم جنگاہ قرطاس مین جولان فرماتے ہین کہ جب مہرخ دلاور مقابل
لشکر سفاک بداختر پہونچی بجلیان گرکر آز جھاڑیون کی دفع ہوئی ابر سحر برسے گرد و غبار بیٹھا
صف آرائی ہوئی نقیب دھاوش کرہ کا لیکر کنارے ہوئے اسوقت اوّل سفاک اژدر پر چڑھکر
مقابل لشکر مہرخ آئی اور پکاری کہ اے لشکریان نمکحرام مجکو تم سے عداوت نہین ورنہ کسی طرح کا تم لوگون سے
سروکار ہو صرف اسواسطے چڑھائی ہون کہ چالاک بن عمرو نے میری خواص خاص مارکا کل سیاہ کو ناحق
مارڈالا ہو بس تم اُس میرے گنہگار کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو اور یا میرے حوالہ نکرو تو اپنے لشکر سے نکالدو مین
خود اُسکو پکڑ لونگی اور اگر ایسا نہ کروگے تو تمھارے لشکر کو غارت کر دونگی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت
تمھین منظور ہو تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب مین پکارکر کہا کہ تمھاری تو عقل زائل ہو گئی ہو جو تم
اسطرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہو گیا ہو تم مجھسے دشمنی کروگی تو کیا کروگی
اور دوستی کروگی تو کیا سرفراز کروگی اگر تمکو لڑنا منظور ہو تو تاخیر نہ کرو یہان تمسے کون کمی کرتا ہو دیوانہ پن کی
باتین نہ کرو بھلا مجھسے کیونکر ہو گا کہ چالاک بن عمرو کو تمھارے حوالہ کردون بس اب خبردار زبان ناپاک سے
اپنے نام مہتر مہتران و بہتر بہتران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تمسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو مین
دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر
کیطرف پھری صف لشکر مین جاکر سپہ سالار لشکر ہرمز جادو کو حکم دیا کہ ہان جنگ آغاز کرو وہ مرکب سحر کو اُڑا کر
میدان مین آیا اودھر سے بھی ایک ساحر نے نکلکر سامنا کیا لیکن ہرمز نے ایک تیغۂ سحر ایسا اُسکے مارا کہ وہ بیچارہ
دوٹکڑے ہوا اسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا تخت پر کھڑے ہوکر جانب سفاک جادو پھینکا اُسنے نارنج

آتے دیکھکر ایک ترنج مارا کہ نارنج مہرخ تو زمین مین گرکر سرد ہوگیا اور ترنج مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی سحر
کیا اور ایک تیر کمان مین رکھکر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھکر دستک دی کہ پنجہ قراولی پیدا ہوا اور
تیر بھی کاٹ ڈالا اُسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ او مہرخ دیکھ تو مین کیسی بلا تجھپر نازل کرتی ہون میرے
ہاتھ سے بچکر جانا محال ہو اپنے تیر کا جواب دیکھ کر کیا دیتی ہون اب تجھے دیر تک کون لڑے اور تماشا
دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہو تو مین کیا کرون یہ کہکر ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ
وہ مشبک تھی مثل پارہ آہن جنتری کے تھی پس اُس تختی کو اُسنے زمین پر پھینکدیا اور ایک نارنج نکالکر سحر اُسپر دم
دم کرکے اُس تختی پر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجاے اُسکے ایک دیوار
فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہوکر مابین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہوگئی جہان تک نگاہ کام کرتی
تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے ایمان زیر دیوار اسطرف کو پوشیدہ ہوا پس اُس دیوار کے
سوراخون مین یکایک ہوا بھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی پھر ہر روزن مین سے تیر آنے لگے
اور لشکر مہرخ مین گرنے لگے گویا کماندار وہر نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنا شروع کیا تھا دیوار تھی یا قفس تیر
زمانہ تھا نہین نہین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا ان بیچارون کو نشانہ بنایا تھا
دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کھنچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بنکر آتی تھی اور سینہ بیکسان
لشکریان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر مین لشکر مین ہلچل پڑگئی آفت برپا ہوئی ہزارہا ساحر
نشانہ تیر سحر ہوا اِس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہلچل پڑی تھی کہ لشکر حیران جو قریب تر اِس
لشکر کے آگیا تھا اُسمین بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہوگیا اور چند بادشاہان
دربند طائرانے اڑاکر اِس ہنگامہ کے دیکھنے کو یہان آگئے اور حسب اتفاق ملکہ مجلس جادو بھی
مع اپنی مان کے تلاش حیران مین یہان آئی تھی وہ بھی آکر اس جنگ کو دیکھنے لگی اور اُسنے
دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلکر اب سپر ہاے سحر کی توڑتے ہین اور ایک ایک تیر چالیس چالیس ساحرون کے
سینہ توڑتا ہو اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر موج مار رہے ہین مینہ زمین پر تیرون کا برس رہا ہی
یہ معلوم ہوتا ہو کہ زمانے مین ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہین روے ہوا پر عقاب سے مملو ہو دنیا سے
اڑجانے کے لیے پر نکالے ہین اسقدر حادثات بھی عالم مین نہ پیدا ہوتے ہونگے جسقدر کہ تیر اِس
لشکر مین بھرے ہین مہرخ و بہار و مخمور پنجہ سحر کے پیدا کرکے قراولیون سے تیرون کو کٹواتی ہین

سیر میں سحر کی اڑ گئے ہین لشکر سب برباد ہو رہا ہی کوئی تیر نشانہ پر نشانہ جگر پڑا ہی کسی کے تیر جگر کے
پار ہوا ہی کوئی لاشہ پڑا ہی کوئی زخمی سسک رہا ہی گویا پیرزال دنیا کے ارمان دل آج ہی تو
نکلے ہین کہ کیسے کیسے نوجوان نشانۂ تیر اجل بنے خاک خون مین لوٹ رہے ہین یہ حال دیکھکر مخلیس نے کہا کہ
اما جان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہین ہی کہ جس سے یہ دیوار سفاک کے سحر کی ٹوٹ جائے ہمارے جادو
نے کہا بیٹا قصۂ زمین بر سر زمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوش ربا ہی تحفۂ طلسم سے اُسنے کام لیا ہی
ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین اور علاوہ اُسکے ہم تابع ملکہ براَن ہین اگر اسوقت ہم لڑین تو ہمارے ساتھ
ناظمان طلسم بھی لڑینگے پھر اَیسا نہو کہ لشکر ملکہ براَن کا ہماری ذات سے برباد ہوجائے اور ہم پر الزام
آئے ہان اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر مین چلی آئیگی تو اُسوقت اُسکی حمایت ہم اتنی کرینگے کہ اُسکو قتل
نہونے دینگے اور بناچاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ بران کا ہی کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا
حمایت کرے یہان تو یہ باتین تھین وہان تیروں نے لشکریان مہرخ کا دم بند کیا قفس قفس پیچیدہ
ہزارہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا جگدر لشکر مین پڑے اور کوئی میدان مین

ثابت قدم نہ رہے **ابیات**

لکھا ہے کہ جب مہرخ شیر روز
بڑھی جانب لشکر کینہ ور
تو اسدم وہ سب بانی دشمنی
قیامت کی تھی محو تیر افگنی
کمانوں سے تا صف فوج قدیر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر
ہدف سے کمان تک تھی ایسی دو
جوڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ
دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ
یہ جانو کہ ہم سب ہوئے اب تباہ
بڑھی فوج ساحر سراپا شریر
لگانے لگے فوج غازی پہ تیر
بچے تھے دلاور بسان حصار
خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے ہٹنے
لگے اُسوقت مہرخ نے تاج سر سے اتار کر طرف کعبہ کے رخ کیا اور درگاہ بے نیاز مین محتاج ہو کر
پکاری کہ اے احکم الحاکمین یا غیاث المستغیثین تو نے مجکو سلطان کیا ہی تو نے ہی تو جاہ و حشمت کا سامان

دیا ہی اے رب اکرم **ابیات**

تجھی نے عطا کین یہ ہمکو نعم
تو ہی ہی سزاوار حمد اتم
بڑا تو نے ہمپر یہ احسان کیا
کہ کافر سے ہمکو مسلمان کیا
محمدؐ سا ہمکو دیا پشتیبان
دکھائی ہمین جسنے راہ امان
ہوئی دور ہمسے بدی اور ستم
ترے رحم سے ہین ہدایت پہ ہم
ترے عون یاری سے منصور ہون
بلائین جو ہین سب وہ اب دور ہون
اے کریم رحم کرکے فتح نصیبی کو کر یہ

کافران بیحیا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ منہدم اور منعدم ہوں یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین
قبول ہوئی یکایک بونڈلا گرد کا ایک طرف سے صحرا مین پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو مہتر مہتران
دبہتر بہتران فرزند رشید ارش تراشندہ کافران دسر برندۂ جادوگران قتل کفار مین نہایت
سفاک مہتر چالاک بانہ ہاے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اُسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ و برباد ہو گیا
ہے پس اُسنے بیضۂ عقاب جمشیدی کو کہ جو مار کاکل سیاہ کو مار کر اپنے لیا ہوا اور زبانی اُس قحبہ کے
وصف تو اُس بیضہ کا سن چکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کر کے دیکھا تو اُسپر بخط طلائی یہ
لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خداے نادیدہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا
آنکہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اس بیضہ کو کسی لشکر پہ گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر
اور مالک اُسکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت اور تباہ ہو جائیگا
اِسمین چاہیے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیوں نہو ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طاقت
قوت اُسکا کچھ پر و بال نہ نکال سکیگا سواے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اس بیضہ کو مار کر
لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتری سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ
جانے کی ضرورت نہین صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہوگا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے
پاس انگشتری ہوگی اِس مضمون کو دیکھکر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجکو امیر کشورگیر نے
عنایت فرمائی ہے بعلاوہ سامری کو کیا جانین لیکن ایک اور انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ بہار کے
لشکر اسلام مین تونے پائی تھی اِسکو تو دیکھو کہ وہ کیسی ہے پس اُسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اُتار کر دیکھا
ایک انگوٹھی مین کچھ لکیرین سی بنی ہوئی نظر آئین خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیرین اُس
انگوٹھی کی دکھائی دین تھین مگر پڑھی نہ گئی تھین لو چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھ غرض
اُسنے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضۂ عقاب جمشیدی
ہو پس اُسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو پہنکر جسطرف کے ہاتھ مین انگوٹھی پہنے ہو اُسی طرف کے ہاتھ
مین بیضہ لے اور لشکر دشمن پہ مارے پھر تماشا دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی
کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شادکام ہوا اور شادان
و فرحان آگے گام زن ہوا اُدھر تو یہ بیضہ لیکر چلا وہان عمرو اور یاران دستہ کوہ مین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور

کھانا دونوں نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گا کر ملکہ کا دل بہلاوے کہ یکایک ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزار سیر بہار سے کیوں چلے آئے آؤ وہیں آکر بیٹھو یہ سنکر عمرو نے ادھر ادھر جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوار بلور کے گرنے سے چار طرف دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور بہار اور دریا اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور بران بے اختیار اُٹھکر اُسی باغ دلپذیر میں داخل ہوئے آگے بڑھکر ایک بارہ دری سراسر جواہر جڑی آراستگی میں سراسر پری بنی ہوئی نظر پڑی اندر اُسکے فرش و کرسی و تخت آراستہ تھے اور شاہ کوکب تخت فیروزہ فام پر جلوہ فرما تھا خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایماء شاہ کرسی پر متمکن ہوئے عمرو نے جبار عاکر کے کہا ای بادشاہ آپ تو ہمسے رخصت ہوکر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہاں کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سر ہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو تمہیں حال اُسکا واضح ہوا جاتا ہی یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعۃً آواز مہیب آئی عمرو اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم اُنکو ایسا ہوا کہ اُنکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک تھیلی زربفت کی وہ پنجہ لیے ہی اور اُس تھیلی پر خط طلسمی بطور نقش کے کچھ لکیریں بنی ہیں بس بادشاہ نے وہ تھیلی ہاتھ میں لی وہم خواجہ اور ملکہ کا ملتفت دیکھا تو پنجہ وغیرہ کوئی نہیں ہی بادشاہ بیٹھا ہی مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہی چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہی خون جسم مبارک کا خشک معلوم ہوتا ہی بران نے کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح عرض کیا کہ

ابیات

قربان تو صد جہان جہانست — ای جان جہان آفرینش — حرفی ز کمال تو نیاید

در وہم و گمان آفرینش — بر خاطر روشن تو روشن — اسرار نہان آفرینش

انوار تجلی تو ظاہر — بر دیدہ دران آفرینش — ای شہنشاہ عالی بارگاہ چشم زخم

زمانہ آپ سے دور رہے اسوقت مزاج ہمایوں کو مبتلاے فکر و تردد پاتی ہوں گل رخسار جناب کو صرصر الم سے مخمول و پژمردہ نظر کرتی ہوں کیا اسکا سبب ہی اور باعث اضطراب کہ انجام اُسکا سوا صواب کے اور کچھ نہو کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ میں فکر میں ابھی جانا چاہتا تھا کہ یکایک بیروں نے سحر کے خبر مجکو دی کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا دیوار سحر نے اُنکو بے پشتیبان بنایا ہی ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہی چنانچہ ابھی یہ پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک جادو و مادر زنبور جادو کو ایک تختی تحفہ جات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا بس اُس تختی کو اُسنے آگر دیوار شبکہ دار فولادی بنایا ہی اور تیر ستم برسا کر سارا لشکر مہرخ کا غربال کردیا ہی جگہ رہ جاتی ہی مہرخ ہی ایسی دلا وری

جو اتنک اُسی میدان باران نیز مین استادہ ہی اور دعا کر رہی ہی چنانچہ مجکو فکر ہی کہ اُسکی دفع کی تدبیر
کرون عمرو نے یہ ماجرا سنکر ملکہ بران سے کہا کہ اے ملکہ ہمارے لشکر کے متصل تمہارے ناظمون کا بھی
لشکر اترا ہوا ہی بس وہ لشکر مدد نہین کرتا ہی بران نے کہا خواجہ وہ سب میرے حکم کے منتظر ہونگے
کہ ملکہ اگر حکم دے تو ہم لڑین عمرو نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہ اے بادشاہ پھر آپ ہی کچھ
تدبیر براے خدا تعالیٰ جلد فرمائیے کوکب نے ہنسکر کہا کہ بی بران صاحب آپ کے لشکر مین کہ
جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلین تھین کوئی ایسا ساحر ہی کہ جو اس دیوار کو غارت
کر دے ملکہ بران کو بھی اُسوقت تیہہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر منہ لال کر کے اتنا کہا کہ
حضور آپ کچھ تدبیر دبابِ دفع دیوار نہ فرمائین مین خود جاکر اُسکو توڑتی ہون کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ
سمجھ ہی کہ ذرا سی بات مین غصہ آگیا بران نے کہا ہان وہ بات ہی کیا ہی مین جاکر ٹکر مارونگی یا تو مین نے
اُس دیوار کو گرا دیا یا کاخ جسم و جان کو اپنے برباد کر دیا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو تمنے عیش
و عشرت مین سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کر دیے اب یہ جوش ہی تم یہ کیا جانتی تھین کہ بموجب
مصرع ع جنکے رتبے ہین سوا انکو سوا مشکل ہی ہی مین بادشاہ زادی ہون کبھی تو میرے ملک پر کوئی چڑھ
آئیگا یا ہمکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہمکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب جہالت کو
کلم نفرماؤ اور چالیس روز کوہ زخشان پر جاکر سحر کو تیار کر دیکھ مجال کسی ساحر کی ہوگی جو تجسے مقابل
کرینگے یہ کہکر کوکب نے ایک سنکھ جو دی تو سامنے پریزادان دُر در گوش مرصع پوش مہ جبین رنگین
حسن مین نمکین سہ پارہ دلربا جنکی ایک غمزہ جان ستان پر جان عشاق قربان عالم کشور حسن و جمال
و والی اقلیم خوبی و کمال ایک تخت الماس کاندھے پر اٹھائے سامنے حاضر ہوئین بادشاہ اُس
تخت کو دیکھکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور ڈنڈوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی
بادشاہ نے ڈنڈوت کر کے وہ کتاب اُٹھا لی کچھا سا بساحری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ مین کیا اور
کتاب پر غلاف زردلفتی چڑھے تھے سراسر جواہر دوز بنے تھے بس اُسکو دور کر کے کتاب کو کھولا اور کہا
خواجہ یہ کتاب ہمارے پیر اور بزرگون کے وقت سے چلی آتی ہی جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے
ہوے ہین اُسمین لکھے ہین مین اسکو دیکھتا ہون اور ایک نقش اُسمین سے نکالکر لکھتا ہون کہ وہ دیوار
غارت کر دیگا اور اُس کتاب مین حال بھی جو کچھ گذرے رہا ہی معلوم ہوتا ہی بس حال جنگ مرغ و سفاک بھی

دیکھتا جاؤنگا یہ کہکر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا ادھر چالاک جو انگشتری جمشیدی اور بیضہ
جمشیدی لیکر بڑھا تھا قریب دیوار پہونچکر نعرہ زن ہوا کہ ای باغی او قحبہ بدکار و ناہنجار پلید و بیباک ساحرو
سفاک و اے تیرہ سران و خیرہ سفلہ گاران ساحران غدار کیوں تمہاری شامت آئی ہی کیوں دنیا
تمنے سر پر اٹھائی ہی میں آپہونچا تمہاری جان کا ملک الموت یہ نعرہ اُسکا سنکر لشکریان جمرخ یا تو بھاگ
جا ہتے تھے تھم گئے اور برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دست تاسف
مل رہا تھا اور فکر عیاری میں تھا اُسنے بھی نعرہ سنکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا پکار اکہ ای بھائی
چالاک ای سردار من مرشد روے کہاں جاتے ہو میرے پاس پھر کے چلے آؤ وہاں پہ تیروں کا برس رہا ہی
چالاک نے سنکر کہا کہ ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار میں ورنہ وہ ساحران غدار میں گھس کر
عیاری نہ کی تو پھر کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہاں کھڑے ہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی میں
اُن کافروں کو غارت کیے دیتا ہوں اس کلمے کو سنکر برق وغیرہ سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہو گیا سحر
سفاک میں اور دماغ و دل اُسکا قابو میں نہیں رہا ہی جب تو ایسے کلمات مہمل کہتا ہی اور دیوانہ وار آتی
آفت میں بے پرواہی سے جاتا ہی رات بھی نہیں ہی جو یہ عیاری کر کے نکل جائیگا غرض برق کو تاب
نہ رہی اور پھر اُسنے پکار کر ندا دی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت غلبہ
ہو گیا ہی تو وہ نشہ آگے بڑھکر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤگے کیوں جان دینے جان بوجھکر
جاتے ہو چالاک نے اُسکی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کر کے برابر دیوار سحر
سفاک کے پہونچ ہی تو گیا اور اسطرح للکارا کہ سفاک کے کان میں بھی آواز اُسکی پہونچی اور اُسنے
ساحروں سے اپنے استفسار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہی ساحروں نے کہا کوئی عیار ہی وہاں برق نے
دیکھا کہ چالاک قریب دیوار پہونچ گیا اور مینہ تیروں کا برس رہا ہی مگر اُسکے اوپر کوئی تیر نہیں پڑا اسلیے
پکار کر کہا کہ ای مرشد زادے آج کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر کر جواب دیا کہ پھر تم کو کیا
ہاں بیشک ہم سحر سیکھ کر آئے ہیں کچھ شبہ نہیں کہ ہم ساحر ہیں اور اگر ایسے نہوتے تو اس طلسم بخوف و خطر
کھڑے کیوں ہوتے اس عرصہ میں سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکالکر بزور سحر کھینچکر اسپر مارا
اُسوقت چالاک نے بیضہ کو جنبش دیا اور بلند کیا بہ رنگ ستارۂ سحری اُسمیں چمک پیدا ہوئی اور وہ پیکان
اٹھا کر پھر چالاک نے سنگ مُہرا اُسکو توڑ دیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کیطرح اُس دیوار سے

سورا خون مین سمائی کہ اس روشنی کو دیکھکر سفاک تو بدحواس ہو گئی اور جلد برو سحر پانون
اپنے زمین پر مارکر غرق زمین ہو گئی اور تیر جو اس دیوار مین سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے
سے اور سوراخون مین ہو رہنے سے بند ہو گئے اُس عرصہ مین اُسنے چرخ دیکر سفید دیوار پر مارا
آواز ایسی ہولناک آئی کہ یقین تھا کاخ زبرجدی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار ربع مسکون ازا ارکان
گویا گرے اور حصار اربع عناصر عالم جیسے ڈھہ گیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گرکر فولادی
تھی ریزہ ریزہ ہوکر خاکدان دنیا مین خاک کیطرح برباد ہو گئی بنیاد ستم ڈھہ گئی کاخ جور و فساد منہدم
ہوا اور اسپر یہ طرہ ہوا کہ بموجب مثل سنگ آمد و سخت آمد یعنی سنگریزہ اُس دیوار کے فولادی گولون
کیطرح لشکریان سفاک پر آکر گرنے لگے اور سینون اور سر کو توڑکر پار گذرنے لگے اب تو گرد کر نیا قیامت
کا معاملہ ہوا ہزار ساحر اُسی میدان مین گر کر لوٹنے لگا کلوا سیدھا دُم دبا کر بھاگا بھیرون یا تو خوشی مین
تھا اب ناچنے لگا صدائے یا سامری بچانا یا جمشید بچانا کی بلند ہوئی آوازین عجیب آنے لگین ساحرون
کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پتھر برسنے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہو گیا اِدھر سے لشکر ظفر احتشام
چرخ عالی مقام بھی حربہ سحر کے پکڑکر اور تلوارین لیکر جو بڑھا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین جا بجا ساحران کو ہنسنا (؟)
ہر ایک کو غارتیتی دکھایا لحد بھی نصیب نہ ہوئی قعر تحت میں جان جو کمین تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھکر گھبرا کر بھاگی
جاتی تو کہان جاتی فی الحال خانۂ جہنم خالی تھا وہین جاکر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک شاد و نامراد
ہلاک نے خنجر کھینچکر دشمن کے سر اڑانا شروع کیے ساحرون کے سحر اُسپر اثر نکرتے تھے یہ نوبت تھی کہ ابیات

اڑا کر فرس کی عنان بیدرنگ
دکھانے لگی لطف جا لشکری
ہوئے حملہ ور دو طرف کے سوار
بگڑنے مین جنکے تھے لاکھون بناؤ
قیامت کے چلنے وہ بانکے لگاؤ

چلی تیغ نامور سوئے جنگ
تڑپنے لگے خاک پر بعض تن
لگی ہونے باہم غضب گیر و دار
وہ نیزون کی جنبش وہ دشمن کی تاک
سپر سے یک دوسرے کا بچاؤ

ہوئی گرد اک دوسرے کی جری
گئی جانب اسفل السافلین
وہ گردش ستورون کی وہ آدھاک
زمین کا دہلکر اڑانا وہ خاک
ادھر ساحرون کے سحر نے آفت

برپا کی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برستی کہین دھوان پیدا ہوکر آنکھون مین
ساحرون کے سرمہ بنا جسنے اندھا کیا وہ بیرون کا غل باجون کا شور کہانتک مذکور ہو کہ شور نشور
برپا تھا ہزارون ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدر پڑگئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک

بڑی دیر مین زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھکر اشک خون مین روئی اور بغضب
تمام گولا فولادی لیکر چالاک کی طرف چلی پکارتی کہ ارے او جوانا مرگ تیرا ہی نام چالاک ہی
مین تو تیری تلاش مین تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا تو رہ لیے تیسے کہان جاتا ہی چالاک نے بھی
بڑھکر للکارا کہ اری او لکاتہ نابکار مین خود تیری فکر مین پھرتا ہون آ تو سہی ٹانگین چیر کر پھینکدونگا
بس یہ دونون مقابلہ مین آہی چکے تھے کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نوّے برس کی بڑھیا زال دنیا
کی نانی بہت پرانی بیچاندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے زمین سے نکلی کہ غبارہ جادو نام رکھتی تھی
اور سفاک کی دایہ ہی اور اُسنے قریب سفاک آتے ہی اُسکی چوٹی پکڑکر دھکیلنچی اور پکاری کہ اری
کمبخت ہتیاری کیون اپنی جان دینے کو چلی جاتی ہو جوتی سے ایک خواص مارکا کل ہاری تھی تیرے
ناخن پا سے ایسی ایسی کتنی صدقے ہو جائینگی بڑے بڑے ساحرون سے تو یہ لڑائی فتح ہی نہین ہوئی
تو اسکو فتح کیونکر کریگی ان موؤن کمبختون کی تو اجکل رتی زور پر ہی کوئی انپر فتحیاب نہ ہوگا مین اسوقت
لبلا کر برا حال رفعہ جمشید مین و پھلدوڑی آئی کمبخت میرے پانون مین چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کرون
بوڑھا میرا دم چلنے کی اور سحر پڑھنے کی طاقت نہین اسپر بھی دینے صبر نہ کیا سچ ہی بلائی کی محبت بُری ہوتی ہی
اری یہ کلیجہ کی آگ پھر نہ آتی تو دائی بندی ہو رہ کر کے رہجاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرنا جو یون پرائی آگ
مین گھس پڑنا میری جان مجھے حیرت آپ کی جان پھر نہ دیتین ہی تھین کہ ہاے افسوس کہنے والی
انا بندی یون ہوگئی وہ تو کہکر چپ ہو رہتین اور تیرے دشمنون کی جان جاتی بھلا اتنا کہ دم خیال ہی
تیرا بھلا ہو اتنا بھی نہین سمجھتی کہ جنکے پاس بیضۂ عقاب جمشیدی ہوگا انگشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی
ایسے سفاک کے مقابلے سے یہ کہکر چوٹی پکڑکر زمین مین کھینچ لیے ہوے چلی گئی لشکریان مہرخ نے تمام
ساحرون کو اُسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اُڑکر رو بفرار لائے کچھ زمین مین سمائے زمین کو سنگ فلاخن کر دیا
کہ بہت اندر تڑپ کر ہلاک ہوگئے روے ہوا پر ساحرون نے عقاب و نگر منقارون سے کتر کر گرا دیا تمام
زمین و زمان مین موت پھیل پڑی تھی دلال اجل نے نرخ جان کو ارزان کر دیا تھا الحاصل کچھ جو بچ گئے
وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریان مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک اُنکے جاکر مارا اور
آگ لگا دی اور مال و اسباب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے ادرینہ نثار
کردیا زر سفید و سُرخ کا انبار ہوگیا اسقدر نثار عرض مہرخ چالاک مع تمام بارگاہ مین لیکر آئی لشکر نے بھی

کر کھولی اور آسودہ ہوئے اِدھر کوکب نے کتاب مین اپنے مقام پر سب ماجرا دیکھا اور کتاب
بے نقش کی تلاش موقوف کر کے اِسی حال کو دیکھنے گیا اور فتح کی کیفیت دیکھکر فرط خوشی سے
چہرہ کا رنگ سرخ ہوگیا اور تشویش خاطر عاطر جاتی رہی عمرو نے جواب چہرۂ مبارک بادشاہ مذکور کو
دیکھا تو اور ہی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اس کتاب مین بادشاہ کو نظر آئی ہی
یا کوئی منتر فتح پانیکا اُسمین لکھا دیکھا ہی بس یہ دریافت کر کے اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کیا آپ نے
فوج سفاک جادو کے غارت کرنیکی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے
کہا کہ نہین اب مین کیا تدبیر نکالتا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہوگیا اور ای عمرو تمنے غارت اُسکو کر دیا
یعنی کوئی فرزند ارجمند تمھارا چالاک نام یہان آیا ہی اُسکے ہاتھ انگشتری جمشیدی اور بیضۂ عقاب جمشیدی
آگیا تھا اُسنے اُن دونون چیزون کے زور سے تمام لشکر کو اسطرح سفاک جادو کے شکست دی اور دیوار
کو گرا کر خاک مین ملا دیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہی یہ حال سُنکر عمرو دلمین
بہت خوش ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اگر یہ مرتبہ پیدا کیا ہی
کہ جب سے طلسم مین آیا ہی تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ جادوان اُسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اُسکو دھوکا
دیا معشوقہ کو اُسکی قتل کرایا سلیمان جادو کو مارا اور اس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نہ کیا
اب چلکر اُس سے کچھ نذر حاصل کرنا چاہیے یہ سوچکر کوکب سے کہا کہ ای بادشاہ مجھکو بھی لشکر
مرخ مین بھیجدیجے کوکب نے کہا کہ خواجہ ہم تمھاری کل دعوت کرینگے اور مشورہ کچھ تمسے کرنا ہی بعد مشورہ
کے پھر تم چلے جانا رخصت کر دینگے عمرو یہ سُنکر خاموش ہوا اور یکایک ہواے سرد کے جھونکے آئے
آنکھ خواجہ اور ملکہ بہاران کی بند ہوگئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا اپنے تئین قلعہ کوکب دار الامارۂ
طلسم نور افشان مین پایا وہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کرنیکا انتظام فرمایا اور شمعہاے روشن
کر کے انجمن مشاورت کو منعقد فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بلانے کی مصلحت کرتے ہین وہ لشکری سفاک
کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہونچے اُسنے اُنکو بلوا کر حال شکست کھانیکا دریافت کیا
اور اُس لشکر کے بھاگ کر آنے سے سارے لشکر مین حیرت کے بلکہ سارے طلسم مین غل اور شور ہو گیا کہ
میان عمرو اور برق تو یہان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمرو کا چالاک نامے آیا ہی اُسنے تو آفت برپا
کر رکھی ہی وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے دمین فتح کر ڈالی کرتا ہی ساحرون کے

غول اور لشکر میں گھس آتا ہی بڑے بڑے لشکروں کو اور انکے سرداروں کو بھگاتا ہو اور جو نہ بھاگو تو
راہ عدم دکھاتا ہو بڑا غضب ہوا چالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہیں ہو اب زندہ رہنا ساحروں کا
دشوار ہو کیونکہ ایک تو انکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر انھوں نے سیکھا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے
نیم چڑھا اب سارا طلسم یہ نمک حرام برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی ملکہ شکوہ زرین قبا
کی بارگاہ میں بھی یہی تذکرہ تھا کہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی
تو کوئی ساحر توڑ نہیں سکتا وہ کیونکر ٹوٹی لوگوں نے کہا وہ بیضۂ عقاب جمشیدی یا کر اُس عیار نے
غارت کر دی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا مار ی گئی لوگوں نے کہا معلوم نہیں کسطرح بھاگ کر بچی شکوہ
نے کہا تو پھر چالاک پاس انگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتیں تھیں کہ مصتور بھی خیمہ سے باہر آیا اور
اُسنے لشکر میں آکر دیکھا کہ غدر ہو گیا ہو سب لشکر کہ رہے ہیں کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے اپنے
مال و اسباب کو جابجا سے اُٹھا کر گاڑو دروازے مکانوں کے بند ہیں چند روز آمد و رفت موقوف
رہے بلکہ اسباب کنوؤں میں پھینکدو ارے میاں اپنی جان ہو تو جہان یہ باتیں سُنکر مصتور نے
بارگاہ حیرت میں جا کر مذکور سے کہا کہ اے ملکہ اب ہمکو نہایت خجالت ہوتی ہو کہا تک ذلیل ہوا کریں
اب ہمکو اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جائیں یا ان نمک حراموں کو غارت کر دیں اور اُس عمر دغا کی
بوٹیاں کاٹیں ملکہ نے کہا آپ نبیرۂ جمشید ہیں آپ کو اجازت میں دوں یہ میری مجال نہیں آپ کو ہر طرح کا
اختیار ہو جو چاہیے وہ کیجیے میں آپکے دادا کی بندی گندی اور آپ کی کنیز خاص ہوں اگر آپ کو کچھ
فرمانا ہو تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ انھیں بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائیں مصتور نے کہا
تخت کل میں جا کر بادشاہ ساحران سے کہونگا اور اُنکو آمادہ انکی غارت کرنے پر کرونگا یہ کہکر شریک بزم
ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم میں مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہیں ہر فراسیاب
اپنی فکر میں جو ہو وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہو مریخ آجکل شوخ تر ہو صدائے اقتل الحریف ہر زبان پہ
جاری ہو عجب زمین خونریز ہو کہ ہر طرف یہی چرچا ہو تلوار کا سورج دنکو چمکتا ہو سپروں کی سیاہی
رات بنتی ہو لیل و نہار بھی شب اہوں کی صورت نظر آتے ہیں دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہو اب
حال تدبیر کو کب بیان کیا جاتا ہو کہ اُسنے کیا صلاح کی ہو

نامہ نگاری خامۂ رنگین بیان کی نامہ لکھنے میں معمار قدرت کے اور کام اسکا

پاس کوکب اور وہان سے لشکر مہرخ مین آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور ذلت اٹھا کر شریک مہرخ اور عمرو بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک مین پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہان دار شاہ کے دربار مین اور چھڑانا اسکو جا کر عمرو عیار کا پھر عیاریان چالاک کی اور قید ہونا عمرو کا جہاندار کے یہان اور جانا لشکر امیر مین قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر مروارید وصدف کے مہلکہ سے نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت مین اور داستانین متعلق اسی بیان کے اور حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ و جدال لشکر حیرت و مہرخ نیک سیرت لمولفہ

ہان اے مرے لالہ فام ساقی
کر ساقیا جام مے سے معمور
مو دے نہ مین کر نہ اب توقف
دعوت کا ہو اسکی کرنا سامان
طاقون پہ چنے ہوئے ہون شیشے
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
میخواری مین ہو طلسم پیدا
پھر بادہ کشون کے کام من کے
ہو جام لبون پہ لب ہون خندان
مطرب لے ہو دلکو ساز ساقی
بس جاہ لکھو وہ اب فسانہ
این کردہ کلک درفشانی

وہ مے دے جو آئے کام ساقی
حسرت مین بھری ہے دختر تاکی
کرنا ہے مجھے نیا تکلف
آراستہ ہو مکان بھی نایاب
گلدستہ ہون بزم عاشقی کے
ایسا ہو لباس ارغوانی
نیرنگی نشہ ہو ہویدا
دے ساقیا جام حیرت افزا
دل شاد ہون ندسب فراوان
آنکھون مین سرور لب پہ قہقہ
مشتاق ہے جسکا اک زمانہ

توبہ شکنی ہے اپنا دستور
میخوارون کا دل کریگی راضی
آتا ہے جو گھر مین میرے مہمان
اور اسمین بچھا ہو فرش کمخواب
ہو دختر رز یہ خوب جوبن
پوشاک لعل کی جون شہانی
شیشے سے پری وہ جام مین آ کے
لکھتا ہے طلسم کا تماشا
مستی کے اٹھاؤن ناز ساقی
خوبی بیان ہو جسکا حصہ
استاد بفن قصہ خوانی

نیرنگ طرازان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستظہران کلام عجائب اعجاز نمایان بیان نو اور و غرائب نامہ نگاران دیو اکمعۂ الفت و قاصدان منازل کشور محبت رایت افزایان عرصۂ وداد و تیغ کشان معرکۂ اتحاد حکایۂ دوستی و الفت مین اسطرح لشکر کشی فرماتے ہین اور طلسم اتحاد مین نیرنگی مودت یون دکھاتے ہین کہ جب غبارہ جادو ملکہ سفاک کو تہ زمین مین کھینچکر لیگئی تو بہت دور جا کر زمین سے نکلی سفاک اپنے برباد دی لشکر پر

اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسیطرح قلعہ مین اسکے لاکر اسکو داخل کیا یہ تو ترتیب فوج و سپاہ مین مصروف ہوئی اور بیٹھی اسکے مقابلہ مین امیر کے قلعہ کوہ عقیق پر ساکن ہی حال ان دونون کا پھر تحریر ہوگا مگر خواجہ عمرو کو جو کوکب دعوت کرنے کے لیے قلعہ کو کبیہ مین لیگیا پس حکم اہلکارون کو دیا کہ سامان دعوت ضیافت مہیا کرو کارپرداز حسب الحکم عمل مین لائے ساقی و مطرب آکر حاضر ہوئے بکاولون نے طعام عمدہ و لذیذ تیار کیے ایک شب اور ایک دن بڑی دھوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے قفل ماہ کی اٹھالیگئی اور دریاے سفید سحر کا دسترخوان بچھایا گیا کہ ابیات

نمود صبح نے جلوہ دکھائے
نگاہون نے نئے سامان پائے
محبت کی نگاہون سے سحر نے
صدائے رخصت شب دی گجر نے

مختصر بعد فراغ طعام صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی کوکب اور عمرو اور بہران ایک جگہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے اور سبکو اہل دربار سے ہٹا یا مشورہ کرنا شروع کیا کوکب نے کہا کہ پہلے مین نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ ابتک نہین آیا معلوم نہین اسکا کیا سبب ہی لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی اتنا ہی غرض اس سے لاحق ہی اگر وہ کچھ ناراض ہوگیا ہی تو اسکو راضی کرنا چاہیے اور یہان بلانا اسکا مناسب ہی عمرو نے کہا ای بادشاہ جس جگہ وہ رہتا ہی جس ملک مین اسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گذار ہی اگر مناسب جانیے تو مجکو اسطرف بھیجیے کوکب نے کہا بیابان گلزار مین ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اسکو کہتے ہین اور اسی کے برابر ایک دریاے جمشیدی ہی بس وہین پر وہ رہتا ہی اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اسکے باپ تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسیوجہ سے مجھسے اور اس سے بھی از حد اتحاد ہی اور اسی نزدیکی سے مین نے اسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہین ہی بلکہ سامری اور جمشید کا پیار اسندہ ہی اور جسطرح ہمکو خداوند سامری نے ملک و مال دیا ہی اسکو بھی عبد دیا ہمیشہ مغرور رہے ہین ای عمرو مجکو اسکی محبت پر دعوی ہی لیکن یہ کہین خفا ہو کر اگر لکھون تو وہ ڈر آئے عمرو نے کہا جسطرح مناسب جانیے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کوکب نے اسوقت قلمدان طلب کرکے ایک تختہ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا نامہ کوکب روشن ضمیر بجانب معمار قدرت جادو و متضمن بہ مضامین آتو دو تعمیر لموبفہ

لاؤن ایسی کہان سے مین تحریر
ساحری اُنکے نام سے ہو عیان
مہربان ایسے تھے وہ بندون پر
جنسے خود آگے اُنکا سر توڑا
گوہر شاہوار بحر کرم
مخلص بے ریا و بے ہمتا
زینت بزم خسروی و دلا
لینے معمار قدرت جادو
دوستی کے کہان ہو شایان
واہ واہ تحفہ بھی لایق
یاد بلبل کو گل کی ہو بھولی
شمع و پروانہ مین عداوت ہو
باغ مین سُنکے نالہ بلبل
جس سے ہو شعرون پہ وہم آب یا ہو
ہون مین فرقت سے رات دن بیچین
جلوہ گر ہو یہان بصورت تاب
عرض مین اُسکے گو ہو جائے حجاب
روز دشمن سے جنگ ہو درپیش
وان سے آیا عمرو ہمارے پاس
صورت معبود دل مین بس آیا
جو کوئی ہو شریک ساحر کا
حال بیدھسیہ یہان ہو مشفق من
نہین پاتے ہین اسقدر مہلت

جو کرون وصف سامری تسطیر
لکھون جمشید کی مین کیا تعریف
رحم کا اُنکے ایک ہو یہ اثر
بعد تعریف سامری جمشید
نیر آسمان جاہ حشم
نیک خو نیک خلق نیک نہاد
گل گلزار دوستی و صفا
پہلے ہو بیچے اُنھین سلام مرا
ہجر دوست سے رہین ہر آن
بیچ ہو یہان منقلب زمانہ ہو
سرو سے قمریون نے نفرت کی
مہر سے مہ دور تا ہو جیکو
خار ہنس ہنس کے دیتے ہین ہر گل
ہر گھڑی دلکو اپنے ہو یہ ملال
ہو و عاجز سے یہ بشیون و شین
حال جو آج کل ہمارا ہو
ضبط کرنے کی بہ نہین ہو تاب
تیغ افراسیاب کا لڑنا
رخ سے ظاہر تھی اُسکی صورت یاس
ہو کے ہم اُسکے جان و دل سے شریک
اپنے معبود کا ہو وہ پیارا
فوج کی ہر طرف چڑھائی ہی
کر کرین اپنے دوست کی خدمت

ہین وہ معبود ساحران جہان
حد سے باہر ہو انکی بھی توصیف
کیا ضحاک کو وہ زور عطا
لکھے جاتے ہین دوستی کے سبب
معدن فیض و جود و لطف و عطا
اختر برج آسمان داد
صاحب ہمت و کرم خوش خو
بعد اُسکے ہو یہ پیام مرا
مہر و الفت مین آپ تھے فائق
اُٹھا دنیا کا کارخانہ ہو
لو یہ تاثیر سوز الفت ہو
اپنی ہی جان دیتا ہو وہ فروش
ہجر نے ہمکو یون ستایا ہو
نہین معلوم دوست کا کچھ حال
کہ مرا وہ محب عالی جاہ
کہان لکھنے کا اُسکے یارا ہو
سامنے اپنے ننگ ہو درپیش
حال یہ تمنے بھی سنا ہوگا
اُسکو مغلوب جسنے جب پایا
قول یہ ٹھیک ہو مرے نزدیک
شہ افراسیاب ہو دشمن
شہ مذکور سے لڑائی ہو
ہم تو مجبور اس سبب سے تھے

آپ کیون ہمکو اسقدر بھولے
دیکھکر میرا نامۂ اُلفت
تاکہ دل دوستون کا ہو مسرور
حق اُلفت کو مانیے گا بہت
خط کے لکھنے کی پھر ہو تکرار
رہے تو زندہ تا صد و سی سال
تیرے دشمن تمام ہون فی النار

نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہی
اب نہ کیجیے گا اسقدر غفلت
حال دل اپنا کچھ سنائیگے
تھوڑے لکھے کو جانیے گا بہت
سر جھکا کے دعا کر ای خامہ
دوست ہون شاد اور عدو پامال

دوستی کی یہ سب حکایت ہی
یہان تشریف لائیے گا ضرور
طور لڑنے کا بھی دکھائیگے
آیئے گا یہان ضرور ای یار
ختم تا اس جگہ کر دن نامہ
ذات کو تیری حشر تک ہو قرار

یہ نامۂ محبت شمامہ بادشاہ نے ختم کرکے مہر شاہی اُسپر ثبت کی اور ایک تیلا سحر کے زور سے موم کا بنا کر زندہ کیا اور اسکو وہ نامہ دیکے روانہ فرمایا کہ جہان معمار قدرت ہو وہان یہ نامہ جا کر دینا مگر موقع محل دیکھ لینا دشمنون کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیے مین رسم و راہ ہو تیلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحرا ے جمشیدی مین پہونچا اُس صحرا مین مکانات دربار مین ہم کی معمار قدرت نے بنائی ہین تیلے کے پہونچنے کی خبر ہوا سے سحر شمار معمار کو پہونچائی کہ ایک تیلا نامہ کوکب کا لیے صحرا ے جمشیدی مین آیا ہی معمار یہ بات سنکر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کوکب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہمکو یاد کیا ہی ورنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کوکب نے ہمکو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشۂ دل سے سہو کر دیا یہ کہکر دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جاکر حامل نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزاز تمام تر لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑ گیا اور جا کر نامہ بر کوکب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھکر اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو دونون ہاتھون سے لیکر کہا کہ صاحب کوکب روشن ضمیر حقیقت مین ہمارے مالک اور حاکم ہین اور ہم اُنکے ملازم و فرمان بردار ہین یہ کہکر نامہ کو جو وا کیا مضمون نامۂ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور حال لڑائی کا افراسیاب سے لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوش ربا ہو گئی بر آئی لڑ چکی ای معمار اب تجھے ہمکو صلاح کرنا ضرور ہو بس تمکو مناسب ہی کہ از راہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی نامہ کے اگرچہ تکلیف تمکو ہوگی مگر جلد مہربانی فرما کے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہین معمار قدرت نے نامہ کو پڑھکر کہا افراسیاب ہمیشہ سے متکبر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہی اب زیادہ معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو خبط ہوا ہو کہ ہر ایک سے ناحق کی پرخاش کرتا ہی مگر خیر معلوم ہوا کہ قضا اُسکی آئی ہی اچھے کے گھر بینا دیا

کوکب کو سُنتے بالکل کے یار و مددگار سمجھ لیا ہو اب چاہتا ہو کہ دبا دُوڑ لیکے مالک شہنشاہ کوکب
جہین ہون دربان قدرت اور لطف قدرت سرشار قدرت نے کہا کیون حضور یہ کوکب
بن اختر جادو کا نامہ آپ کے پاس آیا ہی یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہی معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو
چھوٹا مُنہ بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہوئے اسکی پرورش ہی جو ہجو نام رکھا شہنشاہ طلسم نور افشان مین
دربان قدرت نے کہا کہ آپسے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہی بس آپ کو مناسب ہی کہ آپ
جا کر اُس لڑائی مین شریک ہون معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہی میرا ارادہ ہی کہ مین جا کر
افراسیاب کو فہمایش کر کے باہم کا فساد مٹوا دون اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوا دون یہ
کہکر اُس چیلے کو جو نامہ لیکر آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہدینا کہ اے بادشاہ
واقعی ہمسے غفلت ہوئی کہ اتنک آپ پاس نہ حاضر ہو سکے اب ضرور ہم آتے ہین چیلا یہ جواب لیکر
مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سُنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہی تجھے اُسنے
کہا ایک مدت تک زندگی دی ہی کہا اچھا جا بیابان عجائب مین رہ جب بُلائین جب آنا چیلا چلا گیا اور
کوکب نے کہا اے بیران جلد سامان عیش اور ترتیب بزم مہیا کرو کہ معمار آتا ہی بیران جلد جلد مصروف
انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیا منگا کر وہان
رکھے پرانی چیزین دور کی گئین مسندین کرسیان فرش تخت سب جواہر کا آراستہ کیا از سر نو مکان کو
دولھن کی طرح سجا دیا یہان معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے چیلے کے خود بھی سواری طلب کی ملازمون
نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلین کہا مین تنہی ہی مین اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہون زیادہ مجمع لیجانے
سے کیا حاصل ہی کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہین کوکب مجھے خوب جانتے ہین کہ جیسا
مین ہون تم سب دربار مین جانا مثل شاہ قدرت کے جب جانا کہدینا میری طرف سے وہ
ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ سنکر سب ملازم اُسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ
بنا ہوا روے ہوا پر اُڑتا ہوا نظر معمار قدرت اُڑکر اُس مکان مین گیا وہ مکان پھر ایک نگر بنگیا
لمحہ بھر مین روے ہوا پر ایک باغ پُر بہار لگا ہوا دکھائی دیا چبوترہ پر معمار کرسی بچھانے بیٹھا تھا
وہ باغ سن سن ایک طرف کو چلا راہ مین اسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی باغ کبھی صحرا بنتا تھا معمار
غائب تھا اور وہ روے ہوا پر اُڑتا چلا جاتا تھا یہان کوکب کے یہان سامان ہو رہا تھا کہ یکایک جھونکے

ہوائے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ بیچ میں خواجہ عمرو
اور کوکب کے ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حائل ہوگئی اور آواز تڑاقے کی آئی اب آدھے مکان میں
تو عمرو ہوگیا اور نصف مکان میں اُس طرف کو کوکب بُرّاں کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے
اُسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہزارہا دروازہ اُس مکان میں تھا لیکن برابر آدھا ادھر آدھا ادھر مکان ہوگیا
اُسوقت بُرّان نے کہا خواجہ دیکھا تم نے کوکب کیا پیارا اور تحفہ سحر کیا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ یکایک
آسمان پر ابر نارنجی بسان شعلہ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجا سنائی دیا پھر مکانات ہم کے نظر تیار ہونے
لگے خیال میں آتا تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان عمدہ روئے ہوا پر بنا ہے لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا عمرو
نے دیکھا کہ کبھی تو بنگلہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان پختہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ غائب ہوا بارہ دری
عظیم الشان تیار ہوئی جسکے آگے سائبان زربفتی کھنچا تھا استادہ اسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ اسمیں
گسترده تھا بعد لمحہ کے کوٹھیاں بنی ہوئی دیکھیں پھر قلعہ برج و بارے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب
معاملہ تھا کہ طرح بطرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر غائب ہو کر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرضکہ
جب وہ ابر اور مکانات قریب زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اُٹھکر ٹہلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا
کہ یہ آمد معمار کی ہے اسی اثنا میں ایک مکان اُن مکانات میں سے زمین پر اُترا اور اُسمیں سے ناقوس
اور گھنٹے ہزار ہزار بجتے سُنائی دیے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑ کر
صحن مکان میں برائے استقبال آیا اُدھر اُن برجوں میں سے چالیس اتیت سامری کے دھوتیاں
تہمدی باندھے بھبھوت سب جسم پر ملے سونے کی کردھنی کیے قشقے ماتھوں پر کھینچے آنکھیں لال لال کیے
منقلیں سلگتی ہاتھ میں لیے اترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہاں
اس حشم و خدم سے اترا اُن تینوں کے بعد پھر گھنٹے بجے اور جی جی کا سامری کے غل ہوا اور تین سو نازنین چین
قد و رگوش ہر صبح بو غل سراپا غرق دریائے جواہر جن میں بازو بند ود سے ہاتھوں میں لیے اتریں
اسکے بعد معمار قدرت قبائے عمدہ گلے میں پہنے مالے موتیوں کے گردن میں ڈالے برج سے نکلا اور
کوکب کو صحن خانہ میں منتظر اپنا دیکھکر پھر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑ کر اندر
مکان کی بارہ دری کے لیے ہوئے آیا یہاں بھی کوکب نے مسند پر لا کر بٹھایا چونکہ معمار نے چاہا کہ میں
اسکے سامنے مسند پر بیٹھوں لیکن کوکب نے نہ مانا اور اپنی برابر بٹھایا چونکہ کوکب معمار سے قوم میں بھی اچھا ہے

اور حکومت اور لیاقت مین بدرجہا زیادہ ہی لیکن نہایت خاطر داری کی اور محبت قدیم جتائی پیردہ ملازم معمار کے بھی آگر موءدب فرش پر بیٹھے کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی معمار کو دیا اُسوقت معمار کھڑا ہو گیا اور تسلیم بجالایا اور صفت و ثنا کوکب کی کرنے لگا کہ ابیات

سلطان ستارہ فوج ذی شان	کوکب ہی ہر افتخار شاہان	عنوان کتاب دین پناہی
منشور عطیہ الٰہی	آئینۂ معدلت پرستی	خورشید کرم چراغ ہستی
مہتاب سما و قدر عالی	مصداق مفاخر معالی	قیصر حشم و خدیو کیہان
سلطان جہان و ابن سلطان	مفتاح کنوز ملک داری	دانائے رموز شہریاری
خاقان زمان شہ معظم	خوبی علم و ہشت پرچم	فرمان قضا مین نام تیرا
توقیع خرد کلام تیرا		

یہ تعریف کرکے جام مے لیکر بیک جرعہ درکشید کیا کوکب نے حکم دیا کہ رقاصان مہ سیما حاضر ہون حسب ارشاد دو وزن جوش حاضر ہو کر ہنر اپنے دکھانے لگین کہ دل رقاصہ ہر کو لبھانے لگین اصداد ناز سے ہر آن قیامت ڈھانے لگین یہ آنکے حسن کا انداز تھا کہ ابیات

جنبش لب سیمین آبروے چشمۂ خضر	گردش میں چہرہ [illegible] گرداں ہر	بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز
ہر بخیہ سے سلسلۂ عمر دراز	دم عیسی کے لیے موج تبسم [illegible]	ہر سر و مہر مین اس زلف کا سودا ہوا
تیوری کا شمہ کاکب ہی کھلے عقدہ	تدر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین	ناز کے وقت گریبان دو عالم ہو نیاز
	ہر نگی کو نی گرد و ہر کی پامال محر ماز	بڑھی چیر تک یہ ہنگامۂ ناز گرم ہوا

جب دماغ خوب بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت معمار قدرت نے کہا کہ او شاہ عالیجاہ آپ نے مجکو اب یاد فرمایا ہی نہ یہ فخر و افتخار میرا مین جانتا ہون کہ تفقدات و عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر مبذول ہو کسی پر نہین جمشید تجھ ایسے قدردان بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو سلامت بصد حشمت و جاہ رکھے لیکن پھر بھی درباب جنگ جو مشورہ کرنیکا ارشاد فرمان واجب الاذعان مین تھا وہ کیا ہی یہ فرمائیے کہ اب شہنشاہ کے ملازمون سے اور افراسیاب سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا ایسا ہو سکتا ہی کہ کوئی پہلو صلح کا نکلے کوکب نے یہ کلام سنکر جواہر زواہر بیان کو دامن خیال مین اُسکے یون گرایا کہ ای دوست قدیم و ای مخلص صمیم ابیات

اختر برج عظمت و اجلال	گوہر درج دولت و اقبال	مخلص با وفا مروت کیش

ہر گھڑی جنگی ہو محبت میں | آب کوئی صورت آشتی کی باقی نہین بلکہ اتبو صلح کا نام بھی نہ لینا

چاہیے ای شفیق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین و ناصر
اپنے بہت رکھتا ہو اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہو مگر کیا کرون مقام ناچاری ہو کہ اسنے بے واسطہ
میرے ساتھ ارادہ لڑنے کا کیا یعنے میری لخت جگر نور بصر بلکہ بران شمشیر زن واسطے شکار کے شعرون کو
ایک دن جا نکلی اُسنے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیارون کو اسپر مہربان کر دیا کہ اُسکے سبب سے
وہ چھوٹی جب ہمنے یہ ماجرا سُنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے
ملازم بگڑے ہوئے تھے انھین کے شامل ہین لشکر ہمارا بھی اُسکے لشکر کے مقابل ہین اب اُترا ہوا ہی
دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہی اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال مین آیا کہ جنگ و سوار و جمشید جانے
کہ کیا در پیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دون بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لون کیونکہ
اب لڑائی شروع ہو گئی ہی اگر خدمت جمشید مین جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے تمکو
دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تجسے ہو سکے تو اس زمانہ مین اردلی ہمارے پاس آیا کرو اور ہو سکے تو اتنی تکلیف
فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہی کہ وہ گنبد نور شہر ناپرسان کہلاتا ہی اور حد اُسکی طلسم
طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہی اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہی کبھی پوشیدہ رہتا ہی چنانچہ دیسا قلعہ تو تیار
ہونا مشکل ہی اور خیلے اشکل اور کمان میسر ہو سکتا ہی کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اُسکو تیار
کرایا ہی مگر یہ جانتا ہون کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر از راہ محبت قدیم مہربانی کرکے ایک دیوار شہر پناہ
کی ایسی بنا دو کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلب ہماری نہ آسکے تو بڑی عنایت ہی کہ ہم بھی بہ جمعیت تمام مع
اپنے لشکر کے وہان رہین اور اُس سے مقابلہ کرین ان باتون کو سُنکر معمار نے کہا کہ ای بادشاہ آپ
اسقدر اس غلام سے سماجت اور منت کیون فرماتے ہین نمکپروردہ قدیم ہون اور مجکو آپ کے غلام
کے فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام مین نہوگا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھے ایسا
نہ دیکھیے گا دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہی اگر آپ فرمائیے تو مین قلعہ اُس سے بہتر و تحفہ تیار کر دون
کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے کہ آپ
دونون آپسمین بھائی بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہین چنانچہ آپسمین لڑکر سوائے نقصان کے اور کیا
متصور ہی اگر وہ گھر تباہ ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو دین جمشید کو ضعف آگیا

ساحران عالم مارے مارے پھرینگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیگا سب خدائے نادیدہ کے
پوچھنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان مین آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہین سب طلسم چھوڑکر بھاگ جائینگے
سایہ رحمت سامری ہمارے سرون پر سے اُٹھ جائیگا خیر پھر اب جو ہوا وہ ہوا مگر مین چاہتا ہون کہ اپنا
حوصلہ بھی نکال لون ذرا جاکر اُس متکبر کو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اور آپ سے اُسکو ملاؤن
قدیم باہمی محبت کی یاد دلاؤن لڑائی کا منھ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہو جائے تو اچھا کوکب نے
کہا تمھین اختیار ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ وہ مانے گا نہین مفت مین بات جائیگی اور بخت ملال ہوگا
اے دوست کیا تمکو اس حال کی خبر نہین ہے کہ ملکہ مہجبین مالک طلسم تھی اور وہ اسد کے ساتھ نکلگئی
تھی اُسکو پکڑ لیا ہے اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ نانی مہجبین کی لڑ رہی ہے اور افراسیاب
اسکا کچھ نہین کرسکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادبار ہی آیا ہوا ہے جب وہ ایک ادنیٰ
اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہین کرسکتا تو تمھارا کیا کریگا اور اب تو یہ نوبت پہونچی ہے کہ بہار سگی بہن
حیرت کی اور ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان شکین و یاقوت وغیرہ سب افراسیاب سے
بگڑگئی ہین اور شریک مہرخ ہوکر لڑ رہی ہین جس بارہ لاکھ ساحرونکا اجماع مہرخ کی طرف ہے بہت سی لڑائیان
افراسیاب لڑچکا سیلا بھی جادو زمرد کا کیا مگر اُن لوگون کا کچھ نہ کرسکا وہ میرا کیا کریگا مین نے تو برادہ دوستی
تمکو بلایا ہے اور خواہش دیوار بنانے کی ہے کچھ دلال بیچ کا نہین مقرر کیا ہے کہ آپ میری جانب سے اُسکو
جاکر سمجھائیے اور منت کرکے میری تسلی کیجیے معمار نے کہا کہ ان سب باتون کی مجکو اطلاع ہے خبر ہر روز
دربار مین جاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہے سب کیفیت معلوم ہوتی ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ مہرخ چاہے کہ
افراسیاب سے لڑکر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہین جسدن اُسکو غصہ آگیا اُسدن دیکھ لینا کہ صفحہ ہستی پر
نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے سنکر کہا اے برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہے جب نمرود ایسے
خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا مین باقی نہ رہے اور ادنیٰ ادنیٰ آدمیون سے
ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہے جمشید نہ کرین جو مشتی آئے اب ایک نشانی تو اسکے بداقبالی کی
یہ ہے کہ مسلمانون سے اتنے بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم مین اگر شریک مہرخ ہوا ہے کہ اُس سے
یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائینگے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار قدرت
نے یہ سنکر کہا وہ کون شخص ہے اور اُسکا کیا نام ہے اور کیا زبردستی رکھتا ہے کیا بڑا ساحر ہے کسی بڑے طلسم کا

کر جو ہوش ربا سے بڑا ہی بادشاہ ہی کون ایسا ہی جو افراسیاب کو شکست دیگا ای بایمان خود افراسیاب
وہ ساحر ہی کہ سوائے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہین اُسکے ہر موئے بدن مین ہزار ہزار
سحر ہین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تمنے نہ سنا ہوگا ای بھائی وہ شخص جسکو سرزندہ ساحران
عالم خود خداوند سامری لکھ گئے ہین اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہین کی وہ ایسا ہی کہ لقا جناب
خداوند دنیا پر ہین انکی ڈاڑھی کو اُسنے اپنے پیشاب سے مونڈا اُسکا قول ہی کہ بریش خداوند شاشیدم
و تراشیدم وہ بہت خدائیون کو باطل کر چکا ہی لشکر امیر مین رہتا ہی دنامہ کو اُسنے مارا فرعون کی خدائی
کو بگاڑا شمرات سخنگو بقیائے زرین تن تابوت معلق صندوق معلق کہانتک بیان کرون ہر ایک کو
اُسنے مارا وہ اب شریک عمرو ہی افراسیاب کہان اُس سے لڑسکیگا ان کلمات کو سنکر معمار قدرت
نے کہا ای بادشاہ یہ تو آپ عمرو کا ذکر کرتے ہین یہ کہکر معمار قدرت تھرانے لگا اور کہا ای بادشاہ آپ
نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میرے روئین نام اُسکا سنکر استادہ ہوگئے کوکب نے کہا کیون نام اُسکا منحوس ہی
جو تم ایسا کانپے اور ڈرے معمار نے کہا نہین منحوس تو نہین ہی مگر وہ دشمن ساحران عالم ہی جو ہمارے
خداوند کا دشمن ہی وہ ہمارا دشمن پہلے ہی اور سخت مدعی ہی کوکب نے کہا تمھارے خداوند کا تو دشمن
نہین ہی بلکہ پیارا بندہ ہی وہ کہتا ہی کہ مجھکو خداوند بہت چاہتے تھے میری قضا پیدا نہین کی مجھکو یہ بھی
تو تمین عنایت فرمائین معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار رہ عیار ہی اور دغا شعار ہی اسوجہ
سے میرا دل سینہ مین اُسکا نام سنکر تھراتا ہی واللہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمسے اور اُس سے ملاقات ہوئی ہی جو
اسطرح سے کہتے ہو اور اُسی کے بہکائے ہوئے ہو بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنی بندون پر تھا اسلیے کہ
خداوند بھولے بہت تھے جسنے اُنکو اچھا کہا اُسی کا رتبہ اُنھون نے بڑھا دیا یہانتک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا
رتبہ دیدیا کہ اُسنے خداوند کو آرے سے چروا ڈالا ای بادشاہ آپ اُسکے دم مین نہ آیے اور اُس سے ملاقات
ترک کیجیے ورنہ اس غلام قدیم کا آنا آپ کی خدمت مین اب نہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب
کریگا اور فتنہ زیر پا کر ہی چکا ہی کہ بادشاہون کو آپسمین لڑوا کر اپنا مطلب نکالون پھر ایسی صورت مین
دوستون سے تباہی گھر کی دیکھی نہ جائیگی کوکب نے کہا مجھسے تو ملاقات اُس سے نہین ہوئی مگر برا ان بیچاری
بقسمتی سے اُس سے رسم و اتحاد ہی بلکہ وہ پاس اُسکے موجود ہی اور وہ چھوکری لاکھ طرح مین سمجھاتا ہون [illegible]
سے بات نہین ٹہاتی ہی معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ مجھسے صاف صاف آپکو قسم ہی اپنے دین و ایمان کی

کر بیان کیجیے یعنی اُسنے آپ کو مکر و فریب سے ملا لیا ہی یا نہین اُسوقت کوکب نے ناچار ہو کر کہا
کہ ای معمار سچ تو یہ ہی کہ میرے پاس سرحد طلسم ہوش ربا کے مرحلات طی کر کے بطور فریادیون کے آیا
اور مین نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ مین نے نامہ مین بھی تمکو لکھا تھا بھلا تمسے کس بات کا
پردہ ہی جو مجھپر صعوبت گذریگی وہ تمپر پہلے گذریگی تمکو اسکا سنبھالنا پڑیگا مین نے تو بھائی اس
خوف سے کہ ایسا نہو وہ مجھپر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہون اب تم بتاؤ
اس امر مین کیا صلاح ہی آیا اُسکو مین بکو قتل کر ڈالون یا اپنے گھر سے نکالدون اُس سے ملا رہون یا
اُس سے بگاڑون جو تم مشورہ دو وہ کرون عمار نے ہنسکر کہا کہ ای بادشاہ آپکی عقل سے بہتر میری عقل
نہین جب آپ اُسکو ملا چکے تو زبان ایک ہی خلاف عہد شاہون کو کرنا نہایت برا ہو اگر آپ اُسکو نکالدیجئے گا
تو وہ بد عہدی کا الزام رکھکر آپ کو ذلیل کریگا اور سوا اُسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہین مگر ہنوز آپ اُس
عہد و میثاق دوستی کر چکے ہین اچھا جو آپکی مرضی انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی دوستون کو آپکی بہبودی سے مطلب
ہی اب خدا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائیے کہ مین بھی اُسکی صورت دیکھون کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہی جو
ایسا مشہور زمانہ ہی اور خداوندون سے بے ادبیان کرتا ہی شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختہ تابوت پر
سلاتا ہی یہ سننا تھا کہ کوکب نے ایک چیلے کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر بران کے پاس سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو بلا لا چیلا حسب ارشاد اس دیوار کو اڑ کر فوراً کے اُسطرف گیا یہان خواجہ پس دیوار تمام گفتگوے کوکب
اور معمار سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بنا کر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرانیکا عمار
سے نکالیگا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکالکر سر مقدس پر رکھا تھا اور قباے قلم کار
زر اندود پرستان کی نکالکر دربر جسم کی تھی شکا جواہر دو زکمر سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ دستہ خنجر
الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس انگشت مین نگین تھین یہ جامہ بھی
بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ ہفت کشور کی طرح
آراستہ تھے اور مسند زرین پر بران کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ چیلے نے جا کر آپ کی صورت زیبا
کو دیکھا اور بفرط رعب مودب تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ ای آفتاب سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بادشاہ کوکب روشن ضمیر نے حضور کو بلایا ہی مناسب جانیے تو جلدی تشریف لے چلیے کیونکہ معمار قدرت سے
ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہین ٹھہرینگے بران نے نام معمار سنکر تخت جواہر نگار طلب فرمایا

اور آپ بھی سوار ہوئی برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُسوقت ستّرہ اٹھارہ سو خواص نازک اندام
دستنبو کہ ایک ایک انمین عالم کشورِ دلبری اور مالکِ اقلیمِ خوبی و بہتری تھی لباس زر پوش سے
آراستہ و پیراستہ جواہر میں غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عصے ہاتھوں میں لیکر رواں ہوئیں اور
چار سو پریزاد جو نزاد مور چھل پرہما کی ہاتھوں میں لیے سر پر دونوں کے مروحہ جنبان ہوئیں چتر مرصع
سر پر گردش پذیر ہوا نقیب و چوبدار آوازیں لگانے لگے اور اُس مکان کے دوسرے دروازے
سے نکلکر اُس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کوکب کی جگہ کا ہو چلے بڑی دھوم دھام سے جاکر
دروازہ لارہ کوکب پر اُترے بران خواجہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے
اشارہ کیا کہ معمار کو چچا کہکر سلام کرے بران نے چچا جان کہکر تسلیم کی اُسنے کہا خدا عمر دراز ہو آؤ
بیٹی میری آنکھیں تمھیں ڈھونڈھتی تھیں کوکب عمرو سے نہ کہسکا کہ آپ بھی سلام کریں عمرو تو یہیں
چپکا کھڑا رہا وہان بران کی پیشانی پر معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اٹھاکر دیکھا
تو عمرو پر نگاہ پڑی ایک عجیب الخلقت انسان کو دیکھا کہ جیسا سر ناریل کا ایسا ہی پیچھے سے گال میں
خوبانی سی ناک تکا سی ریش ہر موئی مروارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ پاؤں طباق سا پیٹ دو
سے آنکھیں چھ گز کا دھڑ نیچے کا اوپر کا تین گز کا نو گز آدمی لباس فرزدائی سے آراستہ سامنے کھڑا ہے
معمار یہ صورت دیکھکر گھبرایا کہ شاید یہ بھی کوئی دیوتا ہے جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے
خلق کیا ہے وہ تو عمرو کو دیکھکر گھبرایا اور عمرو نے اُسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہوکر گھبرا کے اُٹھ کھڑا
ہوا کہ یا سامری بچانا اور پکارا کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے
بڑا احسان و کرم کیا کہ جو یہاں قدم رنجہ فرمایا کوکب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت
خواجہ کی دیکھکر نکلی جاتی ہے بس دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمرو کا ہے جو ایسے دشمن سخت کا صورت
دیکھتے ہی یہ حال ہوا غرض اُسنے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ میں آپ سے تعریف
کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہیں معمار قدرت جادو عمرو نے یہ سنکر کہا ہاں زہے نصیب میرے جو آپ
سے ملاقات ہوئی اے معمار قدرت جادو مزاج ہمایون تو آپ کا اچھا ہے آپ کے اشفاق حمیدہ کا
ذکر بادشاہ کوکب سے سنکر میں نہایت مشتاق ملازمت کیا خاصیت تھا بارے طالع یاور تھے
جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ میں بھی بہت اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا

اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آئیے تشریف لائیے عمرو جا کر برابر کوکب کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات میں ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہون سچ بتلا دیجیے گا وہ یہ کہ آپ شاہ کوکب کے دوست ہین یا دشمن عمرو نے کہا یہ بات تو کچھ میرے بتانے کی نہین ہو شاہ کوکب خود ہی اپنے دل سے دریافت کرلین اگر وہ میرے دشمن ہین تو مین بھی انکا دشمن ہون اور اگر دوست ہین تو مین بھی انکا دوست ہون دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہی ہر صورت اُسمین جلوہ گر ہوتی ہو اور یون تو اے معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ہو ضرور یہ اگر وہ میرے دشمن بھی ہین تو مین انکا دوست ہون معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو شاہ افراسیاب اور کوکب سے بگڑ گئی ہو اور آپ سے بھی بگڑی اٹکی ہو اُسکی تدبیر آپ نے کیا کی ہو عمرو نے کہا دو بار اُس موذی کو بھی قبضہ مین لا کر سر کاٹنا مین نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے نکل گیا مگر اب بحول و قوۃ الٰہی کہان جائیگا کیونکہ اے معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے مین کچھ عرصہ نہین لگتا ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا اسمین کچھ فرق نجاننا معمار یہ سنکر صورت متحیر ہو گے عمرو کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہین عمرو نے اُسکو متحیر دیکھکر ایک کاغذ کمر سے نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھیے اُسمین تفصیل وار نام ساحران مقتول کے لکھے تھے کہ جنکو خواجہ نے تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کرکے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور افراسیاب کو بیہوش کیا تھا معمار کے حواس اُس کاغذ کو دیکھکر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکل جائے آخر کو بعد دم بھر کے دلکو قوی کرکے عمرو سے کہا کہ اب ہم جا کر افراسیاب سے تمھاری صفائی کرادین عمرو نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہین ہم بھی راضی ہین اگر وہ اسد کو چھوڑ دے مہ جبین کی شادی اسد سے کردے اور صاحبقران زمان کی اطاعت کرے آدھا ملک و خزانہ نذر کرے اور سب طلسم مین دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام قبول کرے بس ہمارے اُسکے صلح ہو ورنہ بہر صورت اُسکی قضا ہو معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے کسکا نام لیا ہو کہ کردے عمرو نے کہا اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہو معمار نے کہا مقرر یہی نام ہو طلسم کشائے ہوش رُبا کا مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہو مگر جس طلسم کی لوح نکلیگی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب بھلو تو یہ اس بات کا ہو کہ مفت مین طلسم کوکب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمرو نے کہا میری تو موت نہین مجکو کون ماریگا مین نے تو آجتک افراسیاب ایسے لاکھون ساحر مار ڈالے کا شمشیر کا شغر غلطی آباد وغیرہ

سیکڑون شہر برباد کردیے ساحر شمشمش کو اندر دربار کے گھسکر مارا معماران باتون کو سنکر بیہوش ہوجاتا
تو عجب نہ تھا کوکب نے کہا خواجہ اب معمار کو لشکر مہرخ مین جانے کیون نہین دیتے اور چپکے سے کہا
کہ وہان جانے سے اسیر ایسے پیچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سنکر معمار
سے کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر عزم رکھتے ہین کہ افراسیاب پاس جائین تو تشریف لیجائین
اور اسکو سمجھائین دیکھیے تو کیا درپیش آتا ہی وہ متکبر و مغرور کسی کا کہنا خاطر مین لاتا ہی معمار یہ سنکر
اُٹھا اور اپنے ساتھ کے لوگون کو وہین چھوڑ کر آپ ایک اژدر آتشین پر سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت
ایک تیلے کے ہاتھ نامہ کوکب نے مہرخ کو لکھا کہ ہمنے معمار کو تمھارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر بہت معزز ہی
ہمسے دعوی برادری اور برابری رکھتا ہی اسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اسکے رنج کی
نہونے پائے تیلا تو نامہ لیکر چلا مگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ تیلے سے پہلے لشکر مہرخ
مین جاکر پہونچا وہان کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و پیکار ہوئے اور غلغلہ ہوا ہر ایک
نے شور و غوغا مچایا لیکن تیلے نے کوکب کے پہونچکر نامہ مہرخ کو دیا مہرخ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر
سب اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر بہر استقبال تخت سحر اُڑا کر چلی اور جاکر معمار کو برابر اپنے تخت پر
سوار کرکے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلادت کی
اُسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھوا کر بٹھایا اُسوقت چالاک فن برق و
ضرغام و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار وغیرہ سب معزز جادوگرنیان بیٹھی تھین معمار قدرت
نے بھی تعریف مہرخ از حد کی اور کہا مرحبا صد مرحبا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے کیا مگر اب ہم آتے ہین
کرینگے اور اُس سے صفائی کرادینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کر آئے ہین ایک تمسے کہنا تھا سو
وہ بھی کہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی ہوئی کہا مین چوکی پر
جاؤنگا کوئی آفتابہ رکھدینا لوگون نے دوڑ کر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اُٹھکر پشت بارگاہ پر جو چوکی لگی تھی
وہان آیا اور چوکی پر بیٹھا یہان تمام لشکر مین غلغلہ ہو رہا تھا یا معمار قدرت اب ہماری جانب آیا ہی ظفر ہ
ہوگا قضائے کار صرصر شمشیر زن بتبدیل الصورت مبدل اُس لشکر مین آئی تھی اُسنے بھی یہ حال سنا اور وہم
اُسکو دامنگیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی لازم ہی کہ تو معمار کو پکڑ لیجا بس یہ سوچکر
راہ کترا کر دربار گاہ پر آئی اور گھات مین لگی رہی جب معمار اُٹھکر چوکی پر آیا یہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جانب

بیت الخلا آئی یہان صرف قنات کھڑی تھی چھت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی جست کرکے اندر آئی جبتک وہ سنبھلے اسنے بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا کر وہ بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ مین اسکو باندھا اور قنات چاک کرکے ایک طرف کو نکلی بسبب جوکی یہان لگانے کے سوائے صاحب حاجت ضرورت کے لوگ کم آتے مین یہ صحرا کی طرف پشتارہ بدوش گئی اور وہان سے جو سیدھی ہوئی بیچ لشکر کی راہ پکڑی یہان جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگون نے جاکر جوکی پردہ کیا معمار کو نپایا قنات کو چاک دیکھا تمام بارگاہ مین غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے آکر دیکھا تو پہچانا کہ یہ تیر و صرصر کا ہے برق نے بھی سنا کہ استانی کا یہ کام ہے مہرخ نے سنا تو بدحواس ہوئی اور کہا افسوس کو کب آپ کیا کریگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرور چاہیے اور ہوسکے تو صرصر کو راہ مین روکو چالاک نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جاکر معمار کو لاتا ہون اگر صرصر بارگاہ مین پہونچ گئی ہوگی تو مین اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر مین نے اسکو دلت ندی تو تمام اپنا چالاک نپایا یہ کہکر چل نکلا پیچھے اسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک دست راست کو برق بائین طرف جھڑکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین پہونچی حیرت اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین نہ تھی اندر طلسم کے گئی تھی صرصر نے جو اسکو ندیکھا تو پوچھا کہ ملکہ طلسم کہان گئی ہین لوگون نے کہا اندر طلسم کے گئی ہین صرصر یہ سنکر پشتارہ لیے ہوئے پل پر یزادان طے کرکے اندر طلسم کے گئی وہان بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر فرش بچھوا کر بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ تھین صرصر نے آکر تسلیم کی اور پشتارہ سامنے رکھدیا اسنے پوچھا کہ اس پشتارہ مین کسکو لائی ہو اسنے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا اری یہ تو جہاندار قدرت مالک بیابان گلریز کا مصاحب ہے تجھے کیونکر ملگیا اسنے کہا یہ طرفداری کرنے کو مہرخ کی آیا ہے تمام لشکر مین شور مچا ہوا ہے کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تونے کار نمایان کیا جو اس جھگڑے کو اول ہی سے طے کر دیا اچھا گنبد نور کے قصر مین وہ جو مکان سامنے بنا ہے وہان ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اسپر لیجاکر اسکو لٹادے اور پردے دالان کے چھوڑکر دس بارہ ساحرون کو پہرے پر برائے حفاظت مقرر کردے اور خوب بندوبست کرکے آ صرصر حسب الحکم وہان معمار کو لیگئی اور سب انتظام کرکے اس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اسنے اسیں

پارچہ کا خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالا مال ہو کر اپنے مقام پر شگفتہ ہوئی یہاں تو یہ سانحہ گذرا لیکن
اور ساحر اسنے جسوقت نامہ کوکب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کوکب پاس چلا اُن پیہ کوکب
کیطرف آیا وہاں ایک ساحر افراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر
اسکے جانے کے بعد آیا اور اُسنے نامہ جلد حال کا افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح معمار کو کوکب نے بلایا ہے وہ
اسکے پاس گیا ہے آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہونچا اسوقت حیرت کا نامہ بھی پہونچا
کہ مہرخ کے لشکر میں معمار آیا ہے اور اسکی شراکت کرنیکا ارادہ ہے بادشاہ یہ دونوں نامہ پڑھکر متفکر تھا کہ
تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہے یہ نامہ پڑھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی اور اسیوقت
جواب لکھا کہ اے ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا میں بھی آتا ہوں حیرت کو جب نامہ شاہ پہونچا
اسوقت اُسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اُسکے اندر ایک قصر کے کہ وہاں تھیلے اذیت ہزاروں رکھے
ہوئے تھے اُسکے دیکھنے کو چلی گئی ادھر حال چالاک سنیے کہ یہ جو وہاں سے چلا تو پہلے اُسنے صورت بگڑ
بارگاہ حیرت میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے معمار کو لیگئی ہے یہ بھی اسیطرف چلا
دریائے خون رواں پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہاں دیکھا اُسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب پل پر زبان پر
قدم رکھا دریائے خون رواں جوش میں آیا پانی اُسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اسوقت
آفتاب تھا آسمان اُس بحر کا ایک حباب تھا اور علاوہ دریا میں جوش آنے سے ایک بواد چالاک کو
پانی کی سُرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اُس پل کا اور دریا بار ہا لکھا گیا ہے لیکن
بسبب اودہی ناظرین بھر شروع ہوتا ہے کہ ضرور چاہیے بیان کیا گیا ہے کہ یہ مقام طلسم بند ہے اور چار درجہ کا
بنا ہوا ہے اُسکے نیچے کے درجہ میں دریائے خون رواں جاری ہے اور اوپر کے درجوں کا یہ نقشہ ہے کہ ہر درجہ
میں بارہ بارہ ہزار در طلائے احمر کے بنے ہیں اور ایک درجہ میں چار ہزار در ہیں انمیں ایک ایک
پری زاد کھڑی ہے ایک سمت کو کچھ جن ہیں کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے مستعد بجنگ ہیں
اور ایک درجہ میں بہت سے در ہیں ادھر ہر در میں دو زنگی آپس میں شمشیر زنی کر رہے ہیں مگر تلواروں کا
انکی یہ عالم ہے کہ جہاں وہ تلوار جسم لگی ہے جسم میں لگ جاتی ہے بس وہ ایک ہی وار میں دو ٹکڑے ہو جاتا
ہے باوجودکہ یہ دونوں وار کو روکتے بھی خوب ہیں لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہے تو پھر قلم ہی ہو جاتا ہے اور قاتل
اُسی مقتول کے دونوں ٹکڑے جسد کے ملا کر دو لاش پھرتا ہے وہ پھر زندہ ہو جاتا ہے اور لڑنے لگتا ہے اور اُسکو قتل کرکے

دی حرکت وہ بھی کرتا ہو وہ بھی جی اُٹھتا ہو غرض اس طرح سے سب ایسیں تحمل وضع ہوتے ہیں مگر مرتا
ایک بھی نہیں اور تیسرے درجے کے میدان میں ایک پریزاد مشتری پیکر نہایت شوخ و شنگ
ناہید آسمان سے بہتر فلک حسن کی قمر وہ پریزاد بین موتی چھولیوں میں بھرے اچھالتی ہیں کہ وہ
موتی سب دریا میں گرتے ہیں اور دریا سے سبز و سرخ زرد مچھلیاں نکلکر انکو نگلجاتی ہیں اور چوتھے
اُس درجہ کے جو برج بنے ہیں اُن برجوں میں ایک ایک پری حسن میں بہتر از ماہ و مشتری نائیاں
منھ سے لگائے کھڑی ہیں اور پل پر تیار وان بالکل الماس کا ہے کہ مثل برق کے چمکتا ہے پانچویں درجہ میں
انکی بہت بلند ہیں اور جا بجا مینار اُس پر بنے ہیں اور بہیبت اُن میناروں کی ایسی ہے کہ آدھے
آدھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہیں کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہے اور اُس مینار میں سے آدمی نکل رہا
ہے لیکن پانوں کا پتا نہیں اور وہ آدمی بھی دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہیں اور دونوں
فیصلوں پر پل کے کچھ بیان ہیں کہ سراسر زر و زیور سے آراستہ گوئے فولادی ہاتھوں میں
لیے آپس میں گیند دھڑ کا کھیل رہی ہیں اور اسطرح گیند بازی ہوتی ہے کہ کوئی گولا زمین پر گرنے
نہیں پاتا ہے برابر تار بندھا ہوا ہے اور ہر گنبد سے پھول مثل ہوائی اور بہت پھول کی آتشباری کے
جھڑتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر پھولوں کا تنا رہا ہے چالاک نے تو کبھی یہ تماشا دیکھا نہ تھا حیران ہوا
اور سیر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اس عرصہ میں برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہاں آکر پہنچا اور چالاک
کو پل پر کھڑے دیکھکر اُسنے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب کچھ سراغ آپ کو معمار کا ملا یا نہیں چالاک نے
کہا کہ صورت تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہے مگر ہم یہاں طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہیں اس سبب سے جاتے
ہوئے خوف کھاتے ہیں مقام ناچاری ہے برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے اور معمار کو لانا ضرور
ہے کیونکہ وہ ہمارا معمار احسان عزیز ہے اور دوسرے خواجہ کوکب کے پاس ہیں انھوں نے وہاں سے
بھیجا ہے اگر کچھ پیچ پڑ گیا تو برا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگوں سے نگہبانی ایک شخص کی ہو سکی
چالاک نے کہا اگر یہ ہے تو ہم جاتے ہیں چاہے کچھ ہی کیوں نہو ہمکو عیاری جیسے طلسم ظاہر میں کرنا
ویسے باطن میں برق نے کہا یہ سب سچ ہے مگر اندر طلسم کے کوئی جا نہیں سکتا اندر میں اُن ساحر چاہے
غیر ساحر وہی شخص جاتا ہے جسکو افراسیاب کی اجازت ہو یا افراسیاب بلا لیتا ہو جب تو جانا ہوتا ہے اور
بھائی یہ طلسم مثل اندر طلسم کے نہیں ہے یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہے جب سے میں یہاں

آیا ہون دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہون اور خواجہ بھی ہزار دشواری گئے ہیں چالاک نے کہا اگر تم ہو آئے تو ہم کو بھی وہ ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہان کا گیا پھر ہوتا نہیں اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہے ساحران آدم خوار و مردم آزار وہان اترے ہیں مسکن شیاطین و آسیب ہر جگہ ہے خدا پناہ جان اُس سے بچانا مشکل ہوتی ہے روٹی نہیں ملتی پانی نہیں ملتا ہے چالاک نے کہا کچھ کیون نہو اے برق تم تو ہو آئے اور مجھسے یہ باتین عیاری کی کرتے ہو اب تو جو خدا کی مرضی ہم جائینگے ضرور یہ کہکر اُسنے قدم آگے بڑھایا شور و غوغا پانی کے اندر سے پیدا ہوا کہ بچیو گھیریو ماریو اور شعلہ ہاے آتشی دریا نے نکالکر اور ہر طرف سے پیدا ہو کر تا افلاک سر کشیدہ ہوئے برق نے دوڑکر پکارا کہ اے بھائی چالاک واسطے اپنے دین و مذہب کا پھر آؤ کیا غضب کرتے ہو کیون اپنی جان مفت دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہے آؤ پھر آؤ چالاک نے اُسکی خاطر سے کہدیا کہ اچھا آتا ہون اور وہان سے دکھانے کی راہ سے پھر اور سامنے ایک درۂ کوہ تھا اُسمین چلا گیا برق بھی مطمئن ہو کر ایک طرف روانہ ہوا چالاک پھر درۂ کوہ سے نکلکر پل کیطرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہے پھر اُسنے جو تلاش کیا تو دیکھا کہ پل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا ہوا ہر حباب دریا کا چشم خونخوار نہنگ آنکھیں دکھانے لگا بھنور لال لال دیدون سے ڈرانے لگا اور قدم جب چالاک آگے بڑھاتا ہے پیچھے پڑتا ہے اور یہ معلوم دیتا ہے کہ ہزار کوس پرے جا گرتا ہون لیکن پھر کوئی سنبھالدیتا ہے ادھر چار طرف اُس دریا مین سے اژدر آتشین و ماران سیاہ زہریلے نکلنا شروع ہوئے اور پریون نے وہی گیند یعنی گولے فولادی آ سپر برسانا آغاز کیے عیاذاً باللہ ہر سمت آتشبازی ہونے لگی زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ مین اُسکے سمندر کیطرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے آواز گھنٹہ گھڑیال بجنے کی آتی تھی اور صداہاے مہیب سے دل دہلتا تھا نزاکی جلد جلد اُڑتے تھے اور گرتے تھے نہنگ خون آشام دریا سے نکلکر حملہ کرتے تھے زمانہ کا مزاج برخلاف تھا دریا نہ تھا زکسر کا دل جوش مین فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بنگئے تھے وہ جگہ کرۂ نار تھی دوزخ سے زیادہ گرم اور رشک افزا تھی ادھر آگ برستی تھی شرر مثل باران کے یا تیر شہاب کے آتے تھے شعلے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتے تھے شیاطین آگ منھ سے اگلکر درخت ہستی جلایا چاہتے تھے اُس مقام پر شرر و شعلہ ریز کا حال تھا کہ ابیات

شور پانی کرے تھا رہ رہ کے
چھاتی پہ جوں گرے ہو نزار

اس طرح چھوٹتے ہیں جیسے چھلے
ساغر مہر گرم تھا یاں تلک

سنگ پر یوں تھی آب کے لب عار
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک

یہ کیفیت اس سرزمین طلسم کی دیکھکر چالاک گھبراتا تھا مگر اسکا جسم آتش اور ہر بلا سے بسبب انگشتری جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اٹھائے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا تھا برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہے یہاں تو سب شعبدہ صرف کھلانے کا ہے کچھ ضرر نہیں پہونچتا ہے اے چالاک ابھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈر کے رہ جاتے ہرگز یہاں نہ آسکتے برق کو نہیں معلوم مجھسے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ میں بسبب انگشتری جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہوں اور ہر بلا سے محفوظ ہوں الحاصل یونہی جست وخیز کرتا ہو دل کے اوپر سے گذر کر اس پار دریائے خون وان کے پہونچا مگر دل میں حیران تھا کہ کیونکر میں بچ آیا اور برق اس پار کھڑا دیکھا کیا دل میں بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سحر سیکھ آیا ہے غرض جب چالاک اس پار پہونچا سامنے قلعۂ طلسمی نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دراز انہیں لگا ہے اور گنبد نور سامنے بنا ہے منزل بمنزل تک دیوار قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہے دروازہ کھلا ہے ہزارہا ساحروں کا پہرا ہے چالاک بھی آگے جاکر صورت ایک ساحر جلیل القدر کی ایسی بناکر کانوں میں جواہر کے کنڈل ڈالے یاقوت رنگ سانپ گلے سے لپیٹے دھوتی پتامبری باندھے موتی اور مونگے کی مالا ہاتھ میں لیا بازوں پر جوشن مرصع کا باندھے کردھنی سونے کی کمر سے لپٹی منقل سونے کی آگ انہیں دہکتی ہاتھ میں لیکر اندر دروازہ کے آیا کسی نے اسکو روکا نہیں یہ سمجھکر کہ یہاں سوائے اجازت یافتہ ساحر کے اور کوئی آنہیں سکتا ہے چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر نگاریان اسکو نظر پڑا ہر طرف ساحروں کی بستی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اس شہر کی بیان ہوئی ہے اسوجہ سے اختصار کیا گیا یہ دوکانیں اور مکانوں کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر جسکا قصر فریدون اور نوشیروان پر طعنہ زن تھا یہاں کے مکانات دیکھکر طاق فریدون کے دل میں رشک سے روزن تھا سینہ سوراخ دار تھا مختصر یہ کہ یہاں کا ہر ایک ادنیٰ مکان بھی بہت نایاب قطعدار تھا بالکل پرستان کا ایسا نقشہ نظر آتا تھا دل اسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پیکروں کا جماؤ ہر سمت حسن جوان جادوگرنیوں کا بناؤ دکانیں آراستہ خریداروں کا ندارد پیراستہ اشیائے نفیسہ و قیمتہ و جنسہ عمدہ کا انبار

ہر چیز نایاب پُر بہار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُسکو بھی بڑا طلسم کا پایا تین درجے کا
ایک قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہی اطراف مین اُسکے ہزار ہا قصر بنے تھے
نقش و نگار مین ارژنگ چین اور نگارخانۂ مانی کو شرماتے تھے روح نعمان بن منذر اُس مکان کی
گرد آوری پر نثار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُسکے سامنے بے حقیقت
نظر آتی تھی صفائی عمارت آئینۂ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اور گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی اُنھین
مکانات مین سے ایک مکان مین مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے
سامنے ملکہ کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطردان پاندان جو گھڑے رکھے تھے صرصر شمشیر زن بھی حاضر تھی اور
معمار کو سامنے والے ایوان مین کہ اُس قصر سے علحدہ وہ مکان تھا وہان پلنگ پر جا کر صرصر نے لٹا دیا
تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ جسمین حیرت تھی
آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر مین استادہ ہوا اور اُسنے حال دربار سب دیکھا خیال کیا کہ خدا کی قدرت
بہت بڑی ہی کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب پر ہم لوگ فتح پائین اور
اُن ملاعنان غدار کو خاک مین ملائین اللہ اکبر کیا جاہ و جلال ہی کیا ملک ہی کیا خزانہ و مال ہی اسی فکر مین
تھا کہ صرصر کو اُسنے خلعت پر زد پہنے ایک طرف کو استادہ دیکھا اور صرصر نے بھی کہ دستور عیاران ہی
نئے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہین چار طرف دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے
طریقے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہی اور عیارۂ زبردست ہی اُسنے نگاہ اوّل پہچانا کہ یہ چالاک عیار
ہی اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسنے مجھکو پہچانا یہ تو راہ کترا کر
اُسیوقت باہر اُس قصر کے نکلگیا اور صرصر اُسکو دیکھکر متوجہ ہوئی تھی کہ مین حیرت سے اُسکے آنے کی
حقیقت کہون لیکن اُسنے اُسکو باہر جاتے نہین دیکھا پس حیرت سے اُسنے کہا کہ ای ملکہ دوران وہ دیکھیے
چالاک بن عمرو معمار کے چھڑانے کی فکر مین یہان آیا ہی اور استادہ ہی حیرت نے اُسکے کہنے سے
اُسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو نہ پایا پس خفا ہو کر صرصر سے کہا کہ اری چڈو تو کیا کچھ دیوانی ہو گئی
ہی یا نشہ زیادہ ہو گیا ہی بھنگ پی کر آئی ہی جو ایسی بات بیوقوفی کی مُنہ سے نکالتی ہی اری یہ تو
بھلا تو اپنے دل مین سمجھ کہ چالاک دریاے خون رواں طی کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور در شہر
نا پرسان پر ہزار ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی آنکھون مین خاک اُسنے کیونکر جھونک دی صرصر بولی تو ن

کو سنکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہین مجکو شبہہ ہوگیا واقعی یہان عیارون کا آنا دشوار ہو اگر کبھی آئے بھی تو پکڑ گئے
آئے ہین یا ایک بار برق جادر جمشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر پہ بھی خاموش ہو رہی
اور دربار مین اور باتین ہونے لگین ادھر چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان کیطرف
آیا کہ جہان معمار قید ہو وہان اُسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہین
یہ بھی ٹہلتا ہوا اُسی طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر چلے تو ٹھکرا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد
معلوم دیتا ہو ملکہ جس قصر مین بیٹھی ہین وہ بہت گرمی کی جگہ ہو مین تو بوکھلا کر چلا آیا اُن ساحرون
نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت مین تو ہم تم ایک ہی ہین کیونکہ تم بھی اس طلسم مین
رہتے ہو اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی یہین کے ساکن اور ملازم ہین لیکن دلمین اپنے آزردہ نہونا
کہ ہمکو یہان ٹھہرنے کو انھون نے منع کیا اے بھائی ہم مجبور ہین اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے
دینے کا نہین ہو بس لازم ہو کہ تم یہان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے مین ہمارے تمھارے دونون کے
لیے قباحت ہو کیونکہ یہان ایک ساحر زیر دست قید ہو چالاک نے نام قیدی کا جو سنا تو مستفسر ہوا
کہ کون ایسا زبر دست قید ہو کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہین اُنھون نے کہا بھائی
معمار قدرت اُس ساحر کا نام ہو چالاک نے معمار کا نام سُنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا
جو وہ قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا نمک حرامون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت سر اُٹھایا
تھا اے بھائی اسی طرح سب نمک حرام قید ہوجائین تو البتہ خوشی کا مقام ہو یہ کہکر کہا اچھا بھائی کام سے
کام ہو وہ بات کیون کرین جسمین تہمت الزام آئے ہم جاتے ہین مگر گرمی مین آئے تھے اگر کہو تو پانی
تھوڑا وہ جو گھڑا سامنے رکھا ہو اُسمین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی ممانعت نہین ہو
چالاک گھڑونچی پاس گیا اور سرپوش گھڑون کے اُٹھا کر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی اجازت
دیکر آپسمین باتین کرنے لگے اور اُسنے بیہوشی پانی مین ملا دی اور ایک گھڑے سے کچھ پانی انڈیل کر
دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا کیون بھائی
کیا برف اُسمین ڈالی ہو اچھا سامری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیمروت لوگ ہو کہ ایک چلم بھی
نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس بھی دو دو دم مار لیتے کہ گرم ہوجاتے یہ جو سنا تو بیان
وہ چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ ڈرے جاتے ہین

ارے قیدی اندر مکان کے قید ہے یہ بیچارے قیدی کا کیا کر لینگے ان باتوں سے ساتھ والے بھی
خاموش ہو رہے جریسون نے چالاک کو بلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ تھوڑی آگ
کی سلگا رکھی ہے چالاک نے کمر سے کیسی تمباکو کی نکالی اور چلم اُنسے لیکر اُسپر چڑھائی اور کچھ چرس نکالکر
اُنکو دکھائی اور کہا یہ ہے تو کشمیر مگر سال جہان کے مقابلے میں ہے اور بہت نایاب ہے یہ کہکر تھوڑی سی
چلم میں جاکر آگ پھٹنک کر رکھی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سر کرو اُنھوں نے کہا نہیں پہلے تم سر کرو
اُسنے کہا واہ ہم تمھارے سامنے سر کریں ارے بھائی ہم تو تمھارے بہت پینے والے ہیں اُنھوں نے کہا
واہ واہ یہ آپنے خوب کہی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہے بہت کُل آدمی ہیں
غرض باتیں بناکر اُنھوں نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جاکر اور دون کو دی جتنے تھے
سب نے اندر وانک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہے کچھ دیر میں سبکو
گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اُسکر انھین گھڑون میں سے سبنے سیر ہو کر پانی پیا اور چھینک
مار کر سب بیہوش ہو گئے چالاک اندر مکان کے پردہ اُٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر پلنگ
پر سے معمار کو اُٹھا کر پشتارہ باندھکر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا وہان اور دربان استادہ
تھے اُنھوں نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھکر کہا کہ آپ اسطرف سے تو گئی
نہیں پھر کدھر سے اس مکان میں آئیں صرصر نے جواب دیا کہ ہمکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت
دی ہے کہ جہاں میں ظاہر ہو کر جائیں جہاں میں پوشیدہ داخل مکان ہوں کہ کسی کو نظر نہ آئیں اور جس
مقام پر جی چاہا ہے یونہیں ہزار مرتبہ گئے ہیں اور اگر ایسی قدرت ہم میں نہوتی تو ایسے ایسے
ساحران نامی کو ہم پکڑ کر کیوں لے آتے تو دیکھ لو یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہے ملکہ حیرت جادو پاس
لیے جاتی ہوں یہ کہکر قدم شاطری مارتا ہوا سیدھا ایکطرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ میں دربت ساحر
دیکھے کہ گنبد نور محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا تھا آخر کی ڈیوڑھی پر اُن محافظوں نے
روکا کہ بی بی صرصر کیلیے جاتی ہو اُسنے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شخص اپنی بارگاہ میں بھیجی ہے میں
اُسی کو لیے جاتی ہوں اُنھوں نے کہا کہ ہمکو تو آدمی اسمیں معلوم ہوتا ہے صرصر نے جواب دیا کہ پھر ہمارا
تو کام ہی یہ ہے کہ آدمی کو لاتے ہیں اور لے جاتے ہیں اور نہیں کیا ہم تو جسکی کا فرد ہوں کہ طرح دھوتے
ہیں اور مال و جواہر تھوڑی سی کا باندھکر لیجاتے ہیں جو کوئی ٹھر و چنال ہمکو دیکھے ٹوکے اور پکڑے

تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجکو چوتنی مقرر کیا ہی بھلا مجکو کیا مطلب ہی جو آدمی لا دون
اور چور بنون جی مین آتا ہی کہ اس پشارے کو تمھارے سر پر مار کر اپنا راستہ پکڑون جو کوئی پوچھے گا
تو کہدونگی کہ اپنے دربانون سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتین سُنکر خائف ہوئے اور کہا حقیقی بی صرصر
تم سچ کہتی ہو کہ تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہی لیجاؤ خفا نہو ہمکو کیا کام ہم روکٹوکنے سے صرصر
بکتی جھکتی وہان سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ نظر سے غائب ہوگیا
اُسوقت اُسنے اپنے دل مین کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا بس اُسنے خیال کیا کہ لاؤ انگشتری جمشیدی کو
دیکھون یہ سوچکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُسمین لکھا دیکھا کہ ای چالاک میرے
سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھ مین طاقت نہین ہی کہ مین تجکو باہر مکان طلسمی کے پہونچا دون
مگر ہان اگر بیضۂ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جا سکتا تھا اب تو بغیر امداد ساحر زبردست
کے نکلنا یہان سے دشوار ہی ماندی ماندی تا دور قیامت یہین جو ماندی اب چالاک یہ مضمون دیکھکر
انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلۂ آمد افراسیاب ہوا تمام طلسم مین شور مچگیا کہ شہنشاہ آتے
ہین ہزارون ساحر دوڑ پڑے ہوا سرد چلنے لگی ابر سُرخ نمودار ہوا ساحرون مین سے کوئی سجدہ کرنے لگا
کوئی اوندھے منھ گرا کوئی ڈنڈوت کرنے لگا گھنٹے اور گھڑیال اور ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب
چالاک سمجھا کہ اب بُرے پھنسے بس اُسنے گھبرا کر جو دیکھا تو اُس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال مین آیا کہ
سوائے اِسجگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہین بس زینہ اُسکا تلاش کرکے جلد تر بالاخانہ پر آیا
وہان ایک راؤٹی پڑی تھی اُس راؤٹی مین جا کر چھپکا بیٹھا وہان سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا
تو وہ مقام جہان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا الحاصل یہ تو وہان بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر
مین کہ جہان حیرت تھی آکر اُترا حیرت نے اُٹھکر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑکر تخت پر برابر اپنے بٹھالیا
حیرت نے ایک سو ایک کشتی جواہر اور ایک سو ایک کشتی اشرفیون کی نذر گذری اس اثنا مین صرصر
بھی خلعت عطیۂ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش و خرم بامید انعام سامنے بادشاہ کے آکر
کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے مجرا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ اے صرصر
تونے بڑا کام کیا اُسکے صلے مین بہت کچھ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونون ہاتھون سے بلائین لین
اور کہا ای بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہی میری کیا اصل ہی جو مین کچھ کر سکون آپکے اقبال سے یہ بیڑا تنے تیس

ساحر پر قابض ہوگیا اور مین ایسے موذیون سے بچکر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر مین بہت مجکو حیرانی ہے کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہے کہ اب سب لوگ سامری اور جمشید سے برگشتہ ہوتے جاتے ہین یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہے کہ اپنے دین کو خود چھوڑکر خدائے نادیدہ کو پرستش کرتے ہین کیا مرنے سے نہین ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہین پھر اُسوقت کیا جواب دینگے حیرت نے کہا بعد مرنے دوزخ مین خداوندی کی جلینگے اور کیا ہوگا افراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہین ہے صرصر تو جاکر معمار کو میرے سامنے لے آ صرصر بموجب حکم چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اُس مکان کے دروازے پر پہونچی کہ جہان معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیون بی صاحب پھر آگیا آئین اُس فشارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی دریافت کرنے کی کیا احتیاج ہے وہ لیگئی تھین تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیارنیون کے مقدمہ مین زیادہ دخل نہ دیا کرو تھین کیا مطلب ہے جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ تمنے کیا کہا کہ پہونچا آئین مین کیا لیگئی تھی جو پہونچا آئی اُسنے کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھین اُسی ابھی لیگئی تھین صرصر نے کہا ارے واہی ہوا ہے کون چڑھوا آئی تھی اور لے کون گئی تو کہتا کیا ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے دربان نے کہا آپ تو گالیان دیتی ہین ہماری جانے جوتی کہ آپ کیسے لیگئین اور لے آئین آپ ہی اپنے مُنھ سے آپ چڑھتی ہین لے ورہالزادی بنتی ہین ہم نہین جانتے جاکر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اُسکو بنگاہ قہر گھورتی ہوئی کہ رہ تو جاموذی کاٹے سمجھون گی اور دربان ساتھ والے کہتے ہوئے کہ تمنے اتنا پوچھکر آفت بلائی اُسنے کہا اجی آفت کیا آگئی بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی لو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتین سُنا کرینگے یہان تو ایسی باتین ہین مگر وہان صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جو گئی تو معمار کا پتا نپایا بیتراچلا آک کا لگا پایا بس یہ ماجرا دیکھکر بدحواس ہوگئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُسنے ہوشیار کیا اور کہا ارے کمبختو یہ کیا ستم تمنے کیا کہ تم سب مر رہے اُنھون نے کہا سبحان اللہ واہ واہ آپ بھی کیا خوب آدمی ہین کہ ہمکو الزام دیتی ہوئی آئین سوتا کون ہے اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ رہے ہین صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اسکو ہم کیا جانین مگر ہم جاگتے ہین صرصر نے کہا شہنشاہ آئے ہین اب تمھارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا اور تم جاگتے تھے اتنا سُنتے ہی ہرکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جاکر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ

معمار وہان نہین ہی آصف صرصر بھی آئی اور اسنے سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا
سنکر اپنے دونون ہاتھ بند کرکے کھولے ہاتھون مین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور اڑکر سامنے آیا افراسیاب
نے کہا پکار کر جاکر معمار کو لیکر اے چالاک جلد حاضر ہو پتلا اڑکر جانب آسمان گیا اور بلندی پر
ٹھہر کر اُسنے آواز بلند پکار کر کہا کہ اے چالاک بن عمرو جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہی معمار کو لیے ہوئے
وہان سے جلد مع معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کر شہنشاہ قسم یاد کرتا ہی کہ مین تجکو طلسم
کے باہر نکال دونگا اور اگر میرے حکم کو تو نے نمانا اور معمار کو نہ لایا تو مقرر غارت کر دونگا پتلا تو منادی
کر رہا تھا اُدھر جہنت جادو نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھکر افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ آپ نے جو پتلے سے منادی کرائی ہی مگر دیکھانے والا اُس مقام پر کاہیکو ہوگا جو آواز پتلے کی
سنکر آئیگا وہ کب چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جا نہین سکتا طلسم سے جہنت نے کہا کہ چالاک
پاس انگشتری جمشیدی ہی اور بیضۂ عقاب ہی پھر وہ کیون ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ اپنے دیوار
سفاک پر مارا وہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیزدار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑتا مگر
اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اپنے کھینچ مارا وہ برباد ہوگیا خالی انگشتری سے اب
وہ جا نہین سکتا اِدھر اُدھر ہوگا جہنت یہ کلام سُنکر خاموش ہو رہا وہان پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا چالاک
نے آواز اُس پتلے کی سُنی اور دل مین آیا کہ سامنے بادشاہ کے چلون مگر بسبب انگشتری کے صدائے پتلے سحر نے تاثیر
کامل نہ کی اگر انگشتری نہوتی تو ضرور سامنے مسحور ہوکر جاتا اور انگشتری ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبرا کر زینہ
پر اُس کوٹھے کے آیا دیکھا تو تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہی ہر ایک ساحر کہتا ہی کہ ارے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے
بند کر دو کانون کو ڈہاؤ ایک بار برق طلسم مین آیا تھا تو سب بازار لٹ گیا تھا ابکی کوئی چالاک ہی
کہ وہ آیا ہی پھر وہ تو چالاکی کرے ہی گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازون پر بیٹھتے جاتے ہین دوکانون
کے بند ہونے کی آواز آتی ہی خلقت بھاگی جاتی ہی یہ حال دیکھکر چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی
کشمکش و پیچ مین خیال آیا کہ انگوٹھی مین معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہان سے
دشوار ہی اس سے معمار تو ساحر زبردست ہی وہ تیرے پاس ہی اسکو ہوشیار کرکے حال بیان کر کیا بعید ہی کہ وہ
تجکو نکال لیچلے یہ سوچکر جست کرکے پھر اُس راؤٹی مین آیا اور معمار کو نشادرے سے کھولکر ہوشیار کیا جب
اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راؤٹی مین پڑا ہون اور ایک عیار روبرو ہی کہ بارگاہ مہرخ مین تھا یہ

پاس کھڑا ہی یہ اُٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ مین کہان ہون اور کیا ماجرا ہی چالاک نے جا جال صرصر کے پکڑ لانے کا اور اپنے یہان آنیکا اور مکان سحر سے نکالکر اُس راوٹی مین لانیکا اُس سے بیان کر کے کہا کہ اے معمار اب تمسے کچھ تدبیر ہو سکے یہان سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور تمھاری جان مفت مین جاتی ہی میرا جو کام تھا وہ مین کر چکا اس امر سے ناچار ہون کہ تمھین لیکر نکل نہ سکا اب افراسیاب یہان آیا ہوا ہی اور اُسکا تیلا مجھکو کئی بار پکار چکا ہی اور بار بار میرے دل مین آتا ہی کہ مین اُسکے سامنے چلا جاؤن اور دروازہ مکان کا مجھکو نکل جانے کے لیے معلوم نہین دیتا ہی بس اب تم جلد تر کوئی بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمکو لیے چلتا ہون مین تو افراسیاب کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خردماغ ہی اور کوڑمغز ہی پھر وہ میرا کہا کاہیکو مانیگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہی بموجب مصرع تربیت نااہل را چون گردگان برگنبدست یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین داب کر اُس کوٹھے کے دوسری طرف یہ کود ا یہان جو آکر دیکھا تو صدہا تیلا سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہی اور غلغلہ بلند ہی اُسمین ایک تیلے نے چالاک اور معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اُتر کر پنجہ سے چالاک کو اُسنے چھوڑ کر کہا میرے پیچھے چلے آؤ اور دونون جاتے ہین بس تیلے نے غل مچایا کہ وہ جاتے ہین وہ جاتے ہین آواز تیلون کی افراسیاب نے بھی سُنی اور بیقرار ہو کر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ اے معمار قدرت خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جاتا ہی خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اُس آواز کو سُنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ اندھا ہو گیا ہی اور اسقدر غرور تیرے کاسۂ دماغ مین سمایا ہی کہ اب تجکو کچھ دکھلائی نہین دیتا ہی یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین دابکر اُڑا اور قندیل فلک ہو گیا پھر تیلون نے غل مچایا کہ وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجکو غرور ہو گیا ہی شاہ طلسم نے سُنا بس غصہ مین آکر قصد اُڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اُٹھ کر کمر سے لپٹ گئی اور بادشاہ کو کھینچا کہ وہ اُڑنے سے گرا گرنے مین لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو مین جو مانع جانے کے ہوئی تو اُسنے عمداً لات ماری بس پھر تو بگڑ کر بولی کہ بھاڑ مین جائے ایسا گھر چولہے مین جائے ایسا ساتھ اے صاحب تم اسقدر گھبرا کیون گئے ہو تو اپنا راج تم کر رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہین سمجھتے ہو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو ٹھکرانا بُرا ہوتا ہی میری جلتی کوکھ سامری قسم میری کمر مین درد ہونے لگا یہ کہکر تیوری چڑھا کر منھ بنایا افراسیاب نے ٹھڈی مین ہاتھ ڈالا کہ اے جان من مین نے آپ

جانکر لات نہین ماری تمنے مجکو کھینچا مین خود گر پڑا اچانک لات تمھاری لگ گئی یہ کہکر خوشامد کرنے لگا
اُسنے کہا بس بس اب باتین نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے آگئی ہی تمھارا تو یہ حال ہی
کہ ادنیٰ اعلیٰ ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بیجا ہی شاہ نے کہا پھر کیا کرون اُتنے ساحر
بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا نہ کیا ملکہ نے کہا تو منہ سے کہنا چاہیے تھا کہ لوا اُسکو جب
کوئی بچانا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار ہی اب یہان مارکر تو گڑتی ہی شاہ خاطر اُسکی کر رہا ہی وہان معمار
جو بلند ہوا شہر ناپرسان سے ایک ہی سناٹے مین نکلا محل پر آیا یہ ساحر زبردست ہی سب طرح کے
تحفہ اپنے پاس رکھتا ہی اسوجہ سے جب شعلہاے آتش اور بلیات دریا نے سرکشی کرکے اُسکو
آزار پہونچانا چاہا اُسنے سحر بجھا دیا مہر انگشتری دست چالاک مین تھی اسوجہ سے دریا نے راہ
دی یہ صحیح سلامت اس پار اُتر کر چالاک کو تو نیچے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر مین جاؤ مین دو تین
روز کے بعد آؤنگا اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اُسی افراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا یہ کہکر ایک سمت
کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کیطرف چلا کر جاکر ملکہ سے رہائی معمار کا حال بیان کرون اُدھر
حیرت جادو نے بارگاہ رنگین حصار کو نکلوا کر باہر طلسم کے استادہ کرایا اور وہان آکر داخل ہوئے اور
افراسیاب اُسکے پاس سے اُٹھکر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب بارگاہ مہرخ چلا اُسکو راہ
مین معمار پھرتا ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے اُسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپکے
خلاف مزاج نہو تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہی وہان تشریف لیچلیے آسودہ ہو جیے ونیز وہان سب منتظر
آپ کی گرفتاری سے ہونگے اُنکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپکو دیکھ لین مین زبانی جاکر جو کہونگا کسیکو
یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھسے آزردہ ہونگی ہم لوگ عیار ہین جو کچھ انعام اکرام ملنے والا
ہوگا وہ کچھ نہ ملے گا آپ کا حرج ہی کیا ہی دو چار جام شراب کے پی کر چلے جائیے گا یہ کلمات سُنکر
معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونون آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی
ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی کی احوال پوچھا اُسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جاکر اُسنے
مجکو چھڑایا ورنہ بڑی مجکو ذلت شاہ جادوان دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا جام مے
ارغوانی کا دور چلنے لگا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رقاص رقص کرنے لگے یہان
تو سب مصروف عیش و نشاط ہین وہان بارگاہ رنگین حصار مین حیرت جادو جو آئی ہی تو نہایت

آزردہ خاطر اور ملول ہو رہی ہو اور حال عمار اور چالاک سب بیان کر رہی ہو استمین مصور اور صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھون نے حال زبانی ملکہ سُنکر صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مین عیار کو خوب پہچانتی ہون مگر آج تو نے کیون نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر عمار کو چھڑا لیگیا صرصر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہو اسکو مین کیا کرون اور مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہو ملکہ نے فرمایا کہ یہان کوئی نہین آسکتا مین بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہین بس یہی دھوکا ہوگیا پھر ہونے والی بات اُس سے سب ناچار ہین حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہین پکڑا آسکتا جا دیکھ تو کہ عمار کہان ہو اور ہو سکے تو پکڑ لا صرصر یہ سُنکر کچھ غیرت مین آکر صبا رفتار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ ہوئی اور صورت بدلکر لشکر مہرخ مین آئی بحر عیاری مین غوطہ مار کر ایک در مقصد اُسنے حاصل کیا فوراً چوبدار کی صورت بنکر اُس طرف پہونچی کہ جہان مہرخ کی مجرئی رنڈیان اُتری ہوئی تھین یہان آکر جو دیکھا تو خیما ور بالین استادہ ہین فرش دریون چاندنیون کے بچھے ہین رنڈیان جوان جوان بیٹھی ہین کوئی مقابہ کھولے آرائش و زیبائش مین اپنے مصروف ہو کوئی بیٹھی تعلیم لیتی ہو عاشق تن جمع ہین کوئی کسی یار سے ہنس رہی ہو اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک رنڈی سند نام کے ڈیرے پر پہونچی کہ اونچی رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو انعام مین ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ مثل بارگاہ کے بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھے دو چار خوشامدی ہر وقت مردآدمی وضعدار وہان بیٹھے رہتے تھے رنڈیان یعنے نوچیان ہر طرف بقصد آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھین دو ایک چاہنے والے بھی اِدھر اُدھر لگے ہوئے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے چلبت بازی ہوتی تھی صرصر چوبدار تو بنی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلفام کو اسنے تجویز کرکے قریب جاکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اجی بی ذرا ادھر آؤ سُنو تو اُسنے کہا بھئی ہائے اللہ مجھے نہ بولو تو اُسنے کہا واہ واہ تم تو خوب ہمارے صاحب ہین تمسے ایک بات پوچھونگا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو اپنی جان سے پوچھوں مین کیا جانون اُسنے کہا نہین تمسے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہوگی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اُسکے کہنے سے پشت خیمہ کیطرف چلی آئی اُسنے کہا مین تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تمھارا سر ڈھاکا گیا ہو یا نہین وہ شرماکر نیچی گردن کرکے چپ ہو رہی اُسنے کہا شرمانے کی بات نہین ہو یہان ایک سردار والا تبار معار قدرت آیا ہو اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی بافت ہو اُسنے یہ سُنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑاکر کھلکھلا کر ہنستی ہوئی

بھاگ جانے مصر صرنے ہنسی سے اسکے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیہوش ہو گئی اسنے اسکو اٹھا کر اور علیحدہ مقام تنہائی میں لیجا کر کپڑے اسکے اتارے اور رنگ روغن عیاری لگا کر اسی کی ایسی صورت بنی اسوقت اسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ خود ہی حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرہ اسپر بناوٹ تھی مار کاکل سے اسکی جان عشاق بچنا دشوار وہ زلف اسکی پر پیچ و خمدار کہ دام دلکش انکو کہنا روا ہزاروں بلائیں انکے بلوں سے پیدا زخم کاکل کا قریب چشم آنا پھندے میں آہوؤں کو پھنسانا نظر آتا عید کا چاند جبین اسکی مہ پارہ یا افق مطلع انوار یا صبح صادق کے آثار چہرہ مہ کا رنگ سامنے اسکے پھیکا آئینۂ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ چاند اسکا ماتھا ٹیکا اسکے اوپر یا تماشا کہ چاند کے اندر تارا چین جبین بحر خوبی کی موج چین جبین جیسے مصور چین رہیں ابرو کو برق دم کہیے تو بجا ہے ہر ایک سے انکے تجلی گرانا ظاہر ہوتا ہے ہزاروں کا کمان ابرو کے عشق میں چلہ کش جان کمان ابروان خنجر عشق چشم فتان بعینہ توسن ناز شوخی اور دلبری کا انسے پیدا انداز ابلق لیل و نہار کو آنکھیں دکھاتی تازیانہ سرمہ دنبالہ دار کا لگاتی ہرنیں آنکھیں تو آہو تھیں اور سرمہ شاخ آہو ہر چشم اسکی آفت اور فتنہ جو ناک اسکی چہرہ پر حسن کی ناک خوشبوؤں کو ہر وقت اسکی ناک وہ گورے گورے رخسار نرم و نازک جنکے بوسہ کی ہوس اسے عمر بھر اگر جان دیکر بھی بوسہ اسکا میسر ہو تو مفت ہے سراسر خوبی میں طاق ہے ہر چند کہ بظاہر جفت ہیں لعل سے لب لعلین کی اسکی تشبیہ کیا انمیں یہ تبسم یہ نزاکت یہ ادائے دلربائی کجا وہ واقعی رکھتے ہیں اعجاز مسیحا اسی طرح ہر اعضا اسکا بے مثل و لاجواب بحر خوبی میں وہ در نایاب چھاتیاں سینہ پر ابھری ہوئی انار وہی سیب کو شرماتیں باغ حسن کے نخل میں یہ دو ثمر عمدہ تھے وہ چھاتیاں دو انار پر سو بیمار رہائیں کیا وصف حسن اسکا کیا جائے از سرتاپا جسکا یہ نقشہ ہو کہ مسدس

دیکھنا چاہیے لیلی کو جو چشم مجنون
جھومنا سحر ادا ٹھکیلوں کی چال فسون
ہاتھ آنکھوں پہ ادا ایک ہو بالا دہان
انکھی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان
فاش پردہ کرے جب آئینۂ زانو کا

اسکا سایہ اگر پری نکلے ابھی پر مفتون
کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہے چال
کب لچکتی ہوئی اس چال سے دل پامال
پیر ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
سر کے بل جھینک کے آئینہ سکندر آیا

معجز عیسی مریم کا ہو رفتار سے خون
کبک اک در نہیں تو خود رفتہ میں ہو پامال
سینہ ابھرا ہوا گردن میں خم اور خم خنداں
خفتۂ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے
آپ آئینہ سے پانی ہو دہشت سا جانا

ڈو جتا جیسی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا
شوخ و شتاخ تھی وہ کافر بیدین عیار
ستم و جور و جفا سبکے نرالے اطوار

آئینہ رو یون کے یون سب لگے تو تھی عیان
رام اُس بت نے کیے مومن کافر و دیندار
ڈھنگ سارے تھے نئے عجب تھے انداز نئے

آئینہ داری ہو مانند حضور کو ران
ہو قیام اُسکا قیامت تو بلا کی رفتار
طور تھے تازہ کرشمے مین نئے ناز نئے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر اُس رنڈی کو ایک گڑھے مین ڈالکر تیون وغیرہ سے چھپا کر آپ اشلاقی ہوئی اُس خیمہ مین کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی نائکہ نے اُسکو دیکھکر پوچھا اری سندر کہان گئی تھی اِسنے کہا حضور اِدھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اِس عرصہ مین چوبدار سلطانی آیا کہ چلو حضور مین مجرا کرنے کو بلایا ہی نائکہ نے کپڑے سونے کے ہاتھ مین پہنے انگیا شفاف چست زیب تن کرکے ململ کا چنا ہوا دوپٹا اوڑھکر چوپہلے مین سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس بٹھایا ایکطرف اُگالدان لگالیا باجے آگے ڈھیر کرلیے کہار ڈولی اُٹھاکر چلے پیچھے پیچھے بھی روان ہوئے غرض یہ جاکر جلوخانہ مین اُتری ایک طرف کو صحنچی بارگاہ مین ملی فرش بچھ گیا اسباب وہان رکھا گیا ساز وہان چھڑنے لگا نوچی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہوکر ناچنے چلی نائکہ آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ و اہل دربار کو تسلیم کی یہ تو اِسطرح ناچنے آئی مگر صبا رفتار جو اُسکے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ مین تو جاکر کسی طوائف کی صورت پر بنکے بارگاہ مین ہو نچونگی تجکو چاہیے کہ بارگاہ مین آکر کوئی عیار ہو تو اُسکو بفن عیاری بارگاہ سے اُٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال مین اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نہ کرے پس صبا رفتار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہان چالاک کرسی پر سامنے معمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اُٹھاکر حسب دستور عیاران چارطرف دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت بہ ہیئت دیکھا رفتار پر جو اُسکی نظر پڑی صاف چہرہ سے پاؤن پڑتے دیکھا بس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہی بس یہ بھلا دا دیکر اُٹھا کہ مین پکڑلون صبا رفتار تو اُسکو اپنی جانب مصروف کرنے آئی تھی بس وہ جلد باہر جلوخانہ مین چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی لیکن ہرطرف آپ ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرصر جو کسبی بنکر آئی ہی اُسکی جانب چندان خیال نہین کیا اور صبا رفتار بعد کچھ عرصہ کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہی کہ یہ گھات مین لگی ہی اُسکو پکڑنا چاہیے بس یہ سوچکر پھر اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور راہ کرتا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دھوکا دیکر پکڑلون صبا رفتار

ترچھی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر چلی اتفاق سے جلوہ خانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا ادھر
نہ گئی اُسکے سراپردۂ بارگاہ فرار کر چلی چالاک بھی اُسکے پیچھے بارگاہ سے نکلکر چلا پھر تو تمام بارگاہ مین
اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بچیان بارگاہ مین آئی ہوئی ہین دستبردی کو ہر ایک
شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ مین صرصر ناچنے لگی اور اسطرح گائی کہ ہر ایک محو ہو گیا مگر ہر شخص
بسبب شور ہونے عیار بچیون کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی طرح اُسکا رنگ نہ جما اور معمار نے
جو نام عیار بچیون کا سُنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا کیون کہان کا ارادہ ہے اُسنے کہا مین اب جاؤنگا
یہان عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہین مجکو ذلت ہو چکی ہے اب ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا نہو کہ پھر
کوئی پیچ پڑ جائے انشاء اللہ اب جو وہان سے آؤنگا تو سزائے معقول ہر ایک باغی کو دونگا مہرخ
بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور یہ اُٹھکر جانب جلوہ خانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنے مہرخ
سے کہا کہ یہ سردار مجکو اشارے سے بلا گیا ہے شاید کچھ مجھپر مفتون ہوا مین جاتی ہون اور اس سے باہر
بارگاہ کے جا کر باتین کرتی ہون نائکہ نے لالچ مین آکر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی
اور معمار کو جاتے دیکھکر پکارا کہ اے نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلۂ عیار بچیان تھا بدینوجہ
معمار نے اُسکے حسن و خوبی پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا ایک بت
شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونون سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام مہر ضیا
عیسیٰ خصال سیمین بو لالہ فام دریائے دلبری کی گوہر برج حسن کی مہر منور راحت دلہائے مضطرب
خورشید محبوب خوشخو گلرو بلبل خوش سخن بچشم آہو بناز و ادا میری جانب آتی ہے اور مسکرانے مین
خنجر موج تبسم دل پر پھراتی ہے غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونون ہاتھ کمر مین ڈالدیے
اور کہا یا سامری ایسا بھی بے مروت مین نے تمسا کوئی مرد نہین دیکھا اس طوائف پیشے کے
پیشہ مین ہزارون مرد وے مین نے دیکھ ڈالے لیکن تمھاری سی صورت آجتک مین نے دیکھی
تھی مین سچ کہون جب سے مین نے تمھین دیکھا ہے میرا تو یہ حال ہوا ہے کہ مسعد جس

پیار کرتی ہون مگر تمکو مری چاہ نہین	آپ اترائے ہین باخبر سے آگاہ نہین	کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین
تمسے کیا کام ہو خوبان سے مری راہ نہین	ہو گیا جان کا لیوا مجھے کر کے مفتون	اثری تم پہ پری رو ہے عشق کو قربان کر دون
دل ہوا تمپہ فدا تم نہین واقف پیارے	ہو سکون ہجر کا آخر دل و جان بچارے	دل جو حسرت مین گیا شام الم سے ملا

رات پھر صبح ہوئی ہجر میں گن گن تارے	خاک میں آپ کی الفت نے ملایا جوبن	آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

بس اب میں تمکو کہاں جانے دونگی سامری کی قسم ہے جان دونگی اگر میری جانب نظر التفات نکروگے
معمار نے جو ایسی خوبصورت کمسن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہ بھی ایک دولت
لازوال ہے جو سامری نے تجھے عنایت کی ہے ارے نادان مصرع چاہنے والی کسکو ملتی ہے ہاتھ آئی کو ہاتھ
سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچکر اُسنے کہا اے جانی واے مایۂ عمر و زندگانی بھلا میں کیا جانوں کہ کون
تجھسے محبت کرتا ہے اور میری الفت میں کہ وہ ناز کرتا ہے اب معلوم ہوا کہ تمکو مجھسے الفت ہے اچھا تم شہر
میں بعد چند روز کے پھر جہاں آؤنگا اسوقت تمکو اپنے پاس بلاؤنگا اس صنم زیبا صورت نے ایک نہ چلا
ہاتھ اُسکے اوپر مارا کہ چل ہٹ مردوے حواس میں آ اپنا تو یہ حال ہے کہ ایک گھڑی فرقت میں کٹنا محال ہے
اور یہ جب آئینگے تب مجکو بلائینگے جب تک تم مجکو جیتا پاؤگے ہاں قبر پر روتے ہوئے آؤگے یہ کہکر چپکے سے کہا
کہ سامری کی قسم ناگر روز پیام سرو بھیجے کا ہے ایک امیر سے دیتی ہے میں اس نام سے بھاگتی ہوں اور کہتی
ہوں کہ جسپر دل آیا ہے سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے اے میاں تیرے صدقے اب مجکو تم اپنی
فرقت میں نہ تڑپاؤ جہاں جاتے ہو وہاں ساتھ لیتے چلو مجکو گھر میں چھوڑکر یہاں چلے جاؤ ناگر اگر
داد و فریاد کرے کچھ اُسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل میں اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ ناکتخدا ابھی
ہے پھر کسی کی جورو بیٹی نہیں اچھا تو ہے اسکا محل کرے بس یہ سوچکر اسکا ہاتھ پکڑکر اشارہ جو کیا ایک تخت
اسکے چوتڑوں کے نیچے آگیا معمار بھی اُس تخت پر سوار ہو لیا اور اُسکو لیکر چلا یہاں کچھ عرصہ میں
ناگر نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اُسکو نہ پایا باہر کے لوگوں سے دریافت کیا اُنھوں نے کہا کہ ہمنے تو دیکھا
کہ وہ معمار قدرت کے تخت سحر پر بیٹھکر چلی گئی ناگر یہ سنکر سامنے مہرخ کے آکر پیٹنے لگی اور کہا واری
میری روزی کا ٹھیکرا تو معمار قدرت صاحب لیگئے مہرخ نے کہا تجکو سرکار سے تنخواہ بقدر ملا
کریگی اور حال دریافت کرکے نوچی تیری دلوادی جائیگی کہنا کیا ابھی منگا دیا جائیگا ناگر ناچار وہاں
سے پھر کر اپنے مقام پر آئی وہاں کچھ دیر کے بعد اُسکی نوچی کو گڑھے میں پڑے پڑے ہوش آیا
اور گھبرا کر اٹھی اپنے حال کو دیکھکر گھبرائی اور وہاں سے تیوں وغیرہ کو باندھکر جلد تر خیمہ میں آئی ناگر
نے پوچھا کہ اری تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اُسنے سب حال جو بیدار ہے آکر گزرا تھا اُسکا بیان کیا اب
ناگر اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہے وہ معلوم ہوتا ہے کہ عیار ہے دیکھیے اگر معمار کو مار ڈالا

تو ہم لوگون پر بڑا الزام آوے گا اُسنے نوچی کو کپڑے پہنائے اور پھر لیکر سامنے فرخ کے گئی اور سب
کیفیت معرض عرض مین لائی فرخ نے فوراً طائر سحر اور پتلے وغیرہ بارگاہ حیرت کیطرف روانہ کیے
کہ اگر معمار کو عیارہ وہان پکڑ کر لائے تو مجکو اُسی وقت خبر دینا طائر وغیرہ تو اُس طرف بھیجے اور
طوائف کو گہنے اور لباس کھو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا یہان تو فرخ ہمتن گوش
بنی ہوئی متحیر اور متفکر بیٹھی ہو لیکن وہان صرصر کا حال سنیے کہ معمار تخت اڑائے اُسکو لیے روانہ تھا
اُسنے اثناء راہ مین معمار سے پوچھا کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین مین نے سنا ہو کہ آپ کا وطن
بیابان گلریز ہو کیا وہین جانے کا ارادہ ہو معمار نے کہا اے سراپا ناز حسن خدا ساز اپنے وطن بھی جاونگا
مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہو کہ پہلے اُسنے یہان کا سب حال بیان کرلون تو پھر اپنے
وطن مین جاؤن صرصر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تو اسکے ساتھ ملک کوکب مین چلی گئی تو وہان
خواجہ عمرو موجود ہین وہ پہچان کر مجکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ مواسا ریان زادہ جلیل
ذلیل بھی بہت کریگا دوسرے یہ کہ وہان کے جانے سے کیا مطلب ہمارا راہ ہی مین کام اسکا تمام کر اور
اسکو پکڑ کر لیچل یہ سوچکر ایک مقام پر ایسے کہ وہان دامن کوہستان تھا اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا
طرح طرح کے گلہائے بوقلمون کھلے تھے ہوا سے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان تھی پہاڑ گلدستۂ الوان بہار تھے
پھولون سے بھرے تھے شاطر بہار نے سرکوہ پر سہرے پھولون کے باندھے تھے چشمۂ لطیف و صاف
ہر طرف لہرین لیکر دل بیاحوان کے لہراتے تھے چشمۂ چشم مین تراوت اُنکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان
کو اپنے اوپر لبھاتی تھی درخت زمین کے بار اثمار سے بوسہ لیتے تھے جانور انپر زمزمہ سرائی کرتے تھے
عالم اُس صحرا کا تھا کہ بیت این سبزہ و این صحرا بوے ز جنون دارد دیوانگی مستی امروز فزون دارد
اُس صحرا کو دیکھکر صرصر نے معمار کی گردن مین باہین ڈالدین معاذ اللہ وہ گدرایا بدن وہ ترن
گرما گرم کی گرمی پہونچنا قوت حیوانی ہیجان مین آئی جلد اُسنے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا وہ فرط
بیحسن سے چپ بیٹھا تھا اُسنے ہنگامۂ ہستی اٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بصد
اخلاص انکھون کو گردش دے کے مسکرا کر کہا کہ اے معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحرا ابھی کم دیکھنے مین آیا ہو
ابھی ملک کوکب یقین ہو کہ بہت دور ہو اگر تمہارا جی چاہے تو اُس پہاڑ کے دامن مین کسی چشمہ کے کنارے
اُتر کر گھڑی دو گھڑی شعر و سخن سے لو تلیش کرلو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے بیچین تو ہو گیا تھا ہی

اس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو تجھپر ہزار جان سے قربان
ہو از بسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہین ہو اسوجہ سے سادہ مزاج ہو جو آپ ہی خواہش کرتی ہو
اگر بھولی بھالی نہوتی بلکہ چھنیسی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو ناز و غمزہ جتاتی اب دلبری کی راہین
اور رکھنے کی چوٹین اسکو سکھائینگے اور طرحدار محبوبہ بنائینگے جب اپنے گھر مین اسکو بیہو بنائینگے خوب
مزے اڑائینگے بس ایسا کچھ سوچکر اُسنے کہا ای جانی میری جان تجھپر قربان اگر تیرا جی سیر کرنے کو
چاہتا ہو تو آ تر پڑین تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب بُری جانتا تھا اور نظارہ
گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہکر تخت اُسنے ایک چشمہ کے کنارے اُتارا کہ
اُسکے قریب ایک جھنڈ درختوں کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے معمار نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی
اور بیٹھا وہ نازنین پانی مین پانؤن ڈالکر خوش فعلی کرنے لگی اور گھٹنوں تک پائچے چڑھا لیے
معلوم ہوا کہ شمع فانوس پیرہن سے باہر نکل آئی وہ پانؤن اُسکے نگارین اور گوری گوری پنڈلی
معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤن اُسنے کہا ٹھہرو تو لو تم یہان ستاؤ گے مین ذرا تم سے
الگ جاکر پانی سے کھیل لون مُنہ ہاتھ دھوکر ابھی آتی ہون اُسنے کہا مین تجکو اس جنگل مین اکیلا
نہ جانے دونگا شیر بھیڑیے کا ڈر ہو اُسنے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤن گی گز دو گز تمسے ہٹکر مُنہ
دھوؤن گی یہ کہکر کچھ دور اُسکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی مین ہاتھ ڈالا
اُسوقت اُس بحر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے سر ٹکرانے لگین پانی کے
دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شعر اُسنے بھی مثل نالہ عاشق کیا غرض بسبیل اختصار ہر مقام پہ
لکھنا اس جلد کا مرکوز ہو صرصر نے ہاتھ مُنہ دھوکر ایک بیضہ بیہوشی اپنے پاس سے نکالا کہ وہ
بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سبز سرخ زرد لکیرین اور پھول اُسپر بنے تھے بس
وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم اُبھرے پن کا دکھاتی ہوئی معمار کے پاس آئی اور کہا ای جی
ای جی مین مُنہ دھو رہی تھی یہ انڈا وہان پڑا تھا نہین معلوم کس جانور کا ہو کہ ایسا انڈا مین نے کبھی
اپنی آنکھون سے نہین دیکھا معلوم ہوتا ہو کہ رنگین مچھلی جو دریا مین نہین ہوتی ہو وہی کنارے
پر آکر یہ انڈا دے گئی ادھر نہین جنگل مین سمجھ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہو اچھا صاحب
اسمین سے خوشبو بھی آتی ہو سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہو یہ کہتی جاتی تھی اور

اسلیے کر کو ہون کو بل دے رہی تھی کہ نامرد نا مرد زاد کو بھی مستی آ ئی تھی معمار نے اُسکو دھر کھینچا اور کہا یہ بے
ساختہ سود ہوا اُسنے کہا سامری کی قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہے رات
کو سوتے ہین یا اسوقت ہوا بھی ٹھنڈی چلتی ہے نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہون جان بھی جائیگی معمار
نے کہا واہ وہ سونا میں نہین کہتا ہون ذرا میرے پاس بیٹھے تو سہی اُسنے کہا اے لو اب مین سمجھی تم مجکو
چور و بناؤ گے جمشید جانے مین ان باتون کی راضی نہین ہون اے صاحب تمہاری صورت دیکھنے کی مشتاق
ہون مین صاحب تمہارے ہتے پہ نہ چڑھون گی معمار نے ایک نمانا اور اُسکو جب آغوش محبت مین کھینچا
اسنے کہا اچھا اچھا مین تمہاری کنیز ہون مین جانتی ہون کہ مرد دے اپنے مزے کے واسطے رحم نہین کرتے
ہین دیکھو سامری کی قسم میرا بیندا ابھی پھیکا ہے کئی دن سے بخار رہتا ہے اسوقت تمہاری زبردستی سے
دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مزے کی سوجھی خیر اس انڈے کو سونگھو اور بتاؤ تو کہ یہ کیسا انڈا ہے اسنے
دل سے کہا کہ سونگھکر کچھ کہہ بھی دے کہ یہ اُسکا انڈا ہے بس اُسکو لیکر اپنے سونگھا اسو نگھتے ہی بیہوش ہوگیا
اُسنے بچا چادر عیاری اسکو کمند سے خوب مضبوط باندھکر لشتارہ اُٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈھیہ گرد پای
کی لگا کر وہان سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہون کو تو یہ جانتی ہے اور عیارہ ہے پاؤن شاطری
مار کر راہ کو طی کر کے اپنے لشکر مین پہونچی راہ مین کسی عیار سے بھی ملاقات نہوئی اور اسنے معمار کو
لاکر سامنے حیرت کے ڈالدیا اور کہا لیجیے وہی معمار یہ موجود ہے اب جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے
حیرت نے یہ حال دیکھکر خوشنود ہوکر اسکو پھر بہت بھاری خلعت دیا اور کہا اے صرصر اب اسکو تم ساتھ
بیہوشی ہی مین قتل کر ڈال صرصر نے کہا بہتر اگر یہ مین جانتی تو سر کاٹ لاتی یہ کہکر پشتارے سے نکال
کھولکر نیمچہ کھینچکر چاہا کہ ہاتھ مارون اور گردن اُسکی قلم کرون یہان بیان راوی کا ہے کہ کوکب نے
معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ اسکے دیا تھا کہ جاے تو بارگاہ افراسیاب مین لامحالہ تیغ اُٹھانے
تاکہ دل اسکا افراسیاب کیطرف سے پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر رکھی تھی کہ معمار قتل نہونے پائے ہین
جیسے ہی صرصر نے نیمچہ مارا وہ سحر کوکب کا سونے کی جریب بنکر بامین تلوار صرصر و معمار حائل ہوگیا کہ
شمشیر صرصر اُس جریب پر پڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ مین چالاک
جو پیچھے صبا رفتار کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملی تو وہ پھر کر بارگاہ مین قہرخ کے پاس آیا قہرخ نے کہا اے
چالاک تم تو عقب عیار گئے تھے صرصر کیسی بنی ہوئی آئی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہے مین دل سے

دعا کر رہی ہون کہ خداوندا معمار کو شر سے اُسکے بچائے چالاک نے کہا مین جاتا ہون خبر کو یہ لیکر
اُٹھا تھا کہ جائے اُسوقت طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت مین لائی ہے اور
قتل کر رہی ہے بس چالاک یہ خبر سُنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور رہ مین ایک ساحر زبردست کی صورت
بنکر جیسے سامری کے تبتی بڑے جوگی ہوتے ہین اس صورت پہ بنا ہاتھ مین ایک سکرا اُبھرا ہوا لنگوٹا
بندھا ہوا زنار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان مین پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے لپٹے ہوئے یہ تو
اِس صورت سے بارگاہ حیرت مین آیا اور مہرخ بھی بارگاہ سے غائب ہو گئی اور معمار کو بچانے چلی
یہان چالاک اندر بارگاہ کے جب پہونچا پکارا کہ صاحبو مجکو شہنشاہ نے ظلمات سے بھیجا ہے کہ جاؤ معمار
قید ہو کر پھر آیا ہے اُسکی قضا اس تیغہ سے ہے دیکھو یہ تیغہ مجکو دیا ہے سوائے اس تلوار کے یا اور کسی حربہ
سے نمارا جائے گا تم سب ہٹ جاؤ مین قتل کرون سب ساحرون نے کہا از بس چہ بہتر آپ ہی اسکو
ہلاک کیجیے ہمکو تو اسکے مرجانے سے مطلب ہے چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہ ہی تیغہ تولکر آگے بڑھا مگر
صرصر عیارہ زبردست ہے اُسنے پہچانا کہ یہ جوگی نہین اور فرستادہ شاہ جادوان نہین عیار ہے بس
پہچان کر اُسنے صورت نگار سے بیان کیا اُدھر حیرت کو بھی شبہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکایک
جوگی کا آنا یہ کوئی فتور ہے غرض صورت نگار کو جب ایما صرصر سے شبہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہے
بس اُسنے ایک گولا سحر کا سامنے چالاک کے پھینکا اور کہا اے سامری کے اُمّت اس گولے کو اُٹھاکر
معمار قدرت پر مار کہ یہ اس سے جلد تر مرجائیگا مہرخ تو بزور سحر پوشیدہ رہے ہوا پر ٹھہری تھی
اور صحن بارگاہ مین یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہے چالاک سے ہرگز نہ اُٹھیگا
خود گرفتار ہو جائیگا بس اُسنے سحر پڑھکر مصور کے سحر کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر سیکھا ہے رد کر دیا
اور ایک رقعہ قلم ہوسے لکھکر چالاک کی گود مین پھینکا اُسنے آنکھ بچا کر اُس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا
پایا کہ اے چالاک مین مہرخ ہون مین نے یہ گولا سحر کا جانکر سحر کر دیا ہے کہ اب یہ تجھسے بخوبی اُٹھیگا پہلے اسکا
اُٹھنا دشوار تھا اب یہ گولا ایسا ہو گیا ہے کہ اگر تو اُٹھاکر صورت نگار پر مارے تو یقین ہے کہ یہ اسکا
کام تمام کرے بس اب تو خوف نہ کر اور اسکو اُٹھاکر مار اُسی طرح صورت نگار پر یا مصور پر بس
چالاک نے یہ مضمون معلوم کرکے جلد وہ گولا جھک کر اُٹھا لیا اور چیخ دیا سب جانتے تھے کہ معمار
پر لگائیگا مگر اُس عیار طرار نے مصور پر اُسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو آتے دیکھکر مصور پر

کا جلد ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپر زمین از خود پیدا ہو کر اُسپر آڑ ہو گئیں مگر گولا جو
چلا تو سپروں کو توڑ گیا مصوّر تو غرق زمین ہوا مگر اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے اُنکو اُس گولے نے
جلا کر راکھ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے ایک بیضہ سحر کا مارا کہ اُسمین سے دھوان اور
سیاہی نکلکر مثل چادر ظلمات کی پھیلی مہرخ جہان کھڑی تھی وہان تک پھیل گئی اور چالاک معہ وغیرہ
سب اس تاریکی مین پوشیدہ ہو گئے اور صرصر تو اپنی کمبختی سمجھکر علیحدہ جا کر کھڑی ہوئی تھی وہ حیرت
کے پیچھے اب جا کر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگیا مین سے نکالے ایک گولے کی تو یہ خاصیت تھی
کہ کیسے ہی زبردست جادوگر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس گولے کے مارنے سے وہ تاریکی
دفع ہو جائے اور روشنی ہو جائے مقیدان تاریکی رہا ہو جائین اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو
ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہے معمار پر مارون مگر ادبار آیا ہوا ہے اس گھبراہٹ اور جلدی
مین وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دافع تاریکی تھا اُٹھا کر مارا اور بہت فرحناک ہوئی کہ اب مین نے
کار حریفان تمام کیا مگر قسمت مین غمناک ہونا تھا وہ گولا جو اس تاریکی مین جا کر پڑا سب اندھیرا اور
دھوان ہوا ہو کر اڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد
لخلخہ بیہوشی کے دفع ہونے کا معمار کو سنگھایا جب اُسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھکر کہ مین بارگاہ حیرت
مین گرفتار بیٹھا ہون بہت پریشان ہوا اور ازبسکہ عاقل ہے سمجھ گیا کہ پھر تو پکڑا آیا ہے بس یہ سمجھکر اُسنے سحر کیا کہ
گنبد صرصر کی جلگئی اور یہ سیدھا ہوا اُسوقت بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ لیجیو گھیر لو جانے نپائے صدہا ساحر
اُسکے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اُسوقت مہرخ نے ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ وہ سوئیان صدہا کے جگر سے پار
ہو گئیں ساحرون کے مرنے کا شور پیرون نے مچایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا ارے
بھائی ان عیارون کے مقدور مین کون ہو لے یہ ایسا وار کرتے ہین کہ گروہ گروہ لشکریون کو بیہوش کر دیتے ہین
ساحرون کے مرنے سے اندھیرا بھی ہو گیا معمار اُسی اندھیرے مین آڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک
جست کر کے ایک سمت کو بھاگا جب مہرخ نے انکو نکلجاتے دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی اسعادم بھر
مین مہرخ کی بارگاہ مین آ کر پہونچا چالاک بھی راہ کترا کر آیا یہان غلغلہ تیاری فوج حیرت سنکر
عیار وغیرہ نے تغیر سحر کو بچایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ مہرخ آ کر پہونچی ادھر خبر طائران سحر نے فوج
کے تیار ہونیکی حیرت کو پہونچائی اُسنے کہا صاحبو بیکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہین اُن لوگون کا اقبال بڑھ رہا

اب وہ سب نکل گئے پھر کیا ضرور ہو لڑتا بھڑتا سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کرو اُسنے بھی طبل آسایش بجوا
فوج نے تیاری موقوف کی یہان مُہرخ جو آئی اُسنے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بٹھایا ارباب
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام مے ارغوانی دیا معمار نے کہا مین بڑے غضب مین گرفتار
ہو گیا تھا مگر عیار تمھارے لشکر کے اور عیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہین مگر عیار اُنکے
بھی زبردست ہین اگر آج عیار تمھارے یہان کے سرفروشی نہ کرتے تو مین مقرر مارا جاتا اور اسی ملک
اس امر مین عقل میری حیران ہے کہ اب مجھکو وہان پکڑ کر کون لیگیا تھا ملکہ مہرخ نے کہا ہمکو پہلے ہی
خبر ملگئی تھی کہ معمار قدرت گئے تو ہین مگر پکڑ آئینگے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لینے گئے ہین ای
معمار تمسے کسی سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی اور تم اپنے ساتھ لیگئے تھے معمار نے کہا مجھسے تو کسی سے
ملاقات نہین ہوئی مگر ہان ایک عورت وہ تمھاری بارگاہ مین ناچ رہی تھی جبکہ مین یہان سے
چلا تو وہ مجھکو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ مین تمھاری عاشق ہون مجھکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری
جان تیرے قربان ہے مین اُسکو اپنے ساتھ عورت جانکر لیگیا اور ایک کوہ کے دامن مین جاکے کنارے
ٹھہرا اُسنے جھیل پر جاکر ہاتھ منھ دھویا اور ایک انڈا کسی جانور کا اُٹھا کر لائی اور مجھکو سنگھایا کہتا
یہ کس جانور کا انڈا ہے اُسکے سونگھنے سے مین بیہوش ہو گیا پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ
حیرت مین پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے کہا کہ وہ عورت جو تیری عاشق ہوئی تھی وہ کیسی تھی
وہ صرصر عیارہ ہمارے اُستاد اور والد ماجد کی منظور نظر ہے اور سرگروہ عیار بچیان ہے وہ آپ کو بفن
عیاری عاشق بنکر لیگئی تھین معمار نے نام عیارہ کا صرصر سنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہین اب تو غفلت مین
اپنا کام کر گئی مگر اب جسمین جاؤنگا تو اُسکی تدبیر کرتا جاؤنگا اور خیر ابھی تو اپنی نشانی کچھ بنا کر یہان
چھوڑتا جاؤنگا کہ اُسکا قابو میرے اوپر نہ چلے غرض یہ باتین کرکے شراب کباب کی صحبت مین
مصروف ہوا ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین اب
رخصت ہوتا ہون چالاک نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مین کچھ نشانی چھوڑ جاؤنگا سو اُسکے باب مین
کیا ارشاد ہوتا ہے معمار نے کہا اے چالاک تمنے خوب وقت پر یاد دلایا اچھا چلو مین میدان جنگ مین
ایک نشان اپنا گاڑ جاؤن یہ کہکر باہر بارگاہ کے نکلکر مرکب سحر پر سوار ہوا اور دریا کو قریب دیکھکر ایک بیت
میدان وسیع دیکھکر اپنی جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھ پڑھا پھر پڑھکر اُس گولے کو زمین پر

مارایکا یک اُس گولے مین چمک ہزار در ہزار برقین چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور گولا
بجلی کیطرح وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اسقدر گرد اُڑی کہ جہان روشن تیرہ و تار ہو گیا معمار نے پھر
دستک دی کہ وہ گرد یکسر کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت
پہل بطور لاٹ کے بنکر تیار ہوا ہے کہ آٹھ دروازہ اُسمین لگے ہین اور ہر دروازے پر ایک ایک برج
بنا ہے ہر برج مین ایک ایک حبشی قرنا مُنھ سے لگائے ہوئے کھڑا ہے قرنا بھی مثل صور اسرافیل ہے اور
دروازے پر بھی اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہین انشاء اللہ حال معمار کے قلعہ بنانیکا
آگے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اُسنے یہ نشان بنایا ہے غرض جب یہ نشان بنا چکا اُسوقت تہرج
وغیرہ ہر ایک سے رخصت ہوا اور یہان سے سناٹا بھر کر چلا کہین راہ مین اُسنے نہ پھر کر دیکھا اور
نہ کسی سے بات کی نہ ٹھہرا غرض منازل طلسمات طے کرکے کوکب کے پاس قلعہ کوکبیہ مین پہونچا
اور بران عمرو اور کوکب سے ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اسیر ہوش ربا مین گذرا تھا بیان
کیا اسطرح چالاک نے میری مدد کرکے مجھکو بچایا ورنہ میری آبرو اور جان دونون گئی تھین عمرو نے
سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار قدرت جادو اب کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہے معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت
مجھے اور افراسیاب سے تو اب بالکل بگڑ گئی ہے مگر اُس سے لڑونگا اُسنے میرے پدر مجھکو گالیان
دین اور کہا کھڑا رہ او تیرہ و سرخیرہ روزگار کہان جاتا ہے خواجہ اُسوقت چالاک میرے پنجہ مین تھا
اور مین اُسکے گھر مین تھا بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت کہکر مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا
تھا مگر اُسکی جورو نے اُسکو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب چاہو تو اُس سے ملجاؤ مگر مین نہ ملونگا
اُسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے اب مین بیابان گرز مین جاتا ہون کہ مالک وہان کا
جہاندار شاہ قدرت نبیرہ جمشید ہے اور مجھکو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہے اور
جہاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہے اُسکے یہان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہے اور حکم نامہ احکام دیتی ہے
مین جاکر جہاندار شاہ سے سب حال عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دونگا
اب جسطرح وہ میرے مقدمہ مین حکم کرے اُسی کے بموجب عمل کرونگا اچھا لیجئے اب ای کوکب و شنفیم
سامری کے سپرد آپ کو کیا کوکب نے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی لو کھانا کھا کر آسودہ ہو لو تو پھر جانا
اُسنے کہا مجھکو آئے ہوئے عرصہ بہت گذرا ادھر اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جہاندار

کے نہین گیا تھا اب مجکو آپ جانے ہی دین کوکب نے کہا سدھارئیے معمار وہان سے اپنے انیشون اور خواصون کو لیکر اسی طرح مکانات سحر کے جاتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اُسکے جانے کے عمرو نے کوکب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجکو آپ نے بلایا تھا وہ تو اے کوکب پورا ہوا یہ اب مجکو بھی رخصت فرمائیے کہ جاکر حال لشکر کا دیکھون اور بران نے کہا مجکو اجازت دیجیے کہ مین کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤن اب جبتک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لونگی مین مجکو نہین ہی کوکب نے کہا خواجہ مجکو سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی بڑا بکھیڑا ہونا معمار سے اور افراسیاب سے باقی ہی اور تمکو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونون صاحب یعنی بران اور تم یہان استقامت کرو جسوقت مناسب ہوگا مین تمکو روانہ کردونگا عمرو نے کہا بہت اچھا غرض خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور جلسۂ عشرت بران نے آراستہ فرمایا اُسوقت کوکب نے باب تکلم وا کیا اور کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان یہان سے کتنی دور پر ہی کوکب نے کہا کوئی بیس پچیس روز کی راہ ہی عمرو نے کہا تو ہم دو تین روز مین جا سکتے ہین کوکب نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر زبردست کے وہان جانا دشوار ہی خواجہ یہ ملکون کی سرحدین ہین یہان بڑا انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہی کہ ایسا نہو وقت بے وقت کوئی غنیم جدھر آئے ملک ہاتھ سے نکلجائے عمرو نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوا وہان ملکہ حیرت جادو کو بھی خبر پہونچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہی اُسنے مفصل خبر ندریافت کرکے افراسیاب کو لکھ بھیجا نجہ ہائے سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فوراً سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسوے بن شہاب و شہاب جادو نے عرض کیا کہ حقیقت مین معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہی افراسیاب نے کئی سو ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا اُنھون نے جاکر برج کو دیکھا اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان مین ایسا بنا ہوا ہی کہ جبتک معمار قتل نہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹیگا اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہی یہان وہ آکر قلعہ بنائے گا افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اُس برج کی تو کیا اصل ہی اگر ہزار برج معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد مین باد فنا مین اڑا دون اور

میرا اُس برج کے بنانے مین نقصان ہی کیا ہر وہ چاہے تو سارے شہر مین برج اور قلعہ بناتا پھرے
مین کیا اُس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجکو فقط خیال یہ ہر کہ ساکنان بیابان گلریز مالک تصویر
خداوند جمشید ہین اُنسے بگاڑنا اچھا نہین ورنہ ابھی اُس برج کو مین توڑ ڈالتا اور معمار کو اگر مین
پکڑ بھی لیتا تو اُسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیجدیتا اے حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمرو نے کچھ
بیابان گلریز کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہین اور مین ہر سال لاکھون روپیون کا تحفہ تحائف
اس سبب سے کہ یہ نبیرۂ جمشید ہر اور مالک تصویر ہر تو اُسکو بھیجا کرتا ہون بس اگر جہاندار یہ سب
حقیقت سُنے گا تو یقین ہر کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمرو کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اُسکو
اس حال سے اطلاع دینی لازم ہر کہ وہ خود معمار کو پکڑ کے میرے پاس بھیجدے یا اُسکو وہین خود قتل
کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہر اور معمار اُس سے کسی طرح لڑ نہین سکتا یہ لکھکر بموجب ابیات

دبیر نویسندہ را گفت شاہ | کہ بیش آر قرطاس و مشک سیاہ | یکے نامہ بنوشت از رنگ وار
بیاد کردہ صد گونہ رنگ و نگار | چو قرطاس چینی شد از باد خشک | نمودند مہرے بران پُر ز مشک
بموبد سپرد آن بہ پیش روان | سرفراز و بیدار دل بخردان | در گنج بکشاد افراسیاب
ز رومی کرند جامہ باآب تاب | ز دینار و دیبا و خز و حریر | ز مہر و ز افسر ز مشک و عبیر
ہم از یارہ و گوہر شاہوار | ہم از طوق و ز افسر و گوشوار | پرستندہ در پیش خادم چہل
بزد برگذشتند شاداب دل | چو صد پرستار با ماہروے | برفتند شادان دل تازہ روے

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جواہر پوشاک وغیرہ چارسو قرابے شراب عمدہ کے اور خواصین
حسین خوبصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ دار کے روانہ فرمایا اور نامہ مین مضمون منشی عطارد رقم نے تحریر کیا

نامۂ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلریز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو
متضمن بہ مضامین محبت آگین و درخواست طرفداری خویش در پردہ لمولفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید | برلائے ہین جو ہماری امید | پھر وصف لکھون مین سامری کا
ہی سلسلہ جن سے ساحری کا | توصیف لقا قلم لکھے کیا | بندون یہ ہی مہربان وہ ایسا
تکلیف و ستم اُٹھاتا ہر وہ | فارت نہین انکو کرتا ہر وہ | حمزہ پہ ہر رحم اُسکا ایسا
بندون سے ہی بھاگا بھاگا پھرتا | اور اُسکے سوا ہین جتنے معبود | رتبہ مین ہر اک ہر اک سے افزود

ہی باغ خدائی کا ہر اک گل
از روے ادب ہی ترک دلا
گلدستۂ گلشن جوانی
درج درِ بحر بادشاہی
سرخیل شہان جملہ عالم
تیری رہے نسل تا قیامت
تحریر کرون یہان کا کیا حال
گندم کی طرح پسے ہین دانا
ہم سب کا ہوا فلک عدو ہی
حیوان نے نچھے گئے ہین مسکن
ماتم ہی خوشی کی انجمن مین
نرگس ہی برنگ چشم حیران
بلبل کو نہین ہی گل کی اب یاد
لالہ کا ہی داغ دل نمایان
کرتے ہین فسادیان فسادی
عیارون سے ناک مین ہی اب دم
آرام نہین مجھے کسی دم
ہی اس لیے اور اشکباری
کوکب کرتا اپنا پیر جانی
وہ اُنکا ہوا ہی دل سے غمخوار
برباد ہی دین سامری کا
ہی سب کو عداوت ہمسے منظور
یہ حال تو ہوگا تمکو معلوم

سو جان سے تجھپہ ہم ہین بلبل
اب مطلب دل کا کچھ بیان ہی
نوبادۂ باغ کامرانی
رونق دہ تاج و کشور و تخت
سر حلقۂ داوران اکرم
پہونچین تجھے تحفہاے تسلیم
ہر ایک بشر کا ہی برا حال
نظرون مین ہی میری خار گلشن
غل آہ و بکا کا کو بکو ہی
آ ہو بھی جدا ہوے ہین بن سے
گل کو بھی ہی بیکلی چمن مین
قمری سے جدا ہوا ہی شمشاد
گلشن مین صبا ہوئی ہی برباد
کانٹا ہی کھٹک رہا جگر مین
غم دیتی ہی ہمکو جان شادی
ظاہر ہوے تمپہ میرے حالات
غم سے ہی مرا عجیب عالم
جو اپنے تھے دوست دل سے پیارے
کی اُنسے بھی ہمسے اب جدائی
کچھ دین کا پاس ہی نہ الفت
اب مٹتا ہی نام ساحری کا
مرّیخ کی شریک سب ہوئی ہین
مدت سے ہوا نگی ہر طرف دھوم

کب وصف بیان ہو ہمسے تیرا
اُس سے جو محب دوستان ہی
غواص محیط آشنائی
زینت دہ جاہ و لشکر و تخت
اللہ رکھے تجھے سلامت
گلدستۂ انجمن ہو تعظیم
گردش مین ہی آ گیا زمانہ
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
گھیرے ہین مخالفان پُرفن
بو گل سے جدا ہی گل چمن سے
نظرون مین ہی خار اب گلستان
ہی قید الم مین سرو آزاد
سنبل ہی مثال مو پریشان
محشر ہی بپا ہر ایک گھر مین
ہر گھر مین پڑا ہوا ہی ماتم
اب نظرون مین میری ان سبھی کا
ہی سب سے زیادہ بیقراری
دشمن وہ ہوئے ہین اب ہمارے
آئے ہوئے ہین یہان جو عیار
دشمن کیطرح سے ہی عداوت
طاؤس دبہار اور مخمور
جی توڑ کے ہمسے لڑ رہی ہین
اب اور نئی سنو روایت

ہو آئینہ ساں تجھے یہ حیرت
جو بندۂ خاص سامری ہین
ہو اُنکو بھی سامری سے انکار
آثار تمام اُسکے ہین بد
تیاری قصر سحر کرنا
معمار کو کرکے تم گرفتار
کب ہوگا بھلا ہمین گوارا
الفت کا یہی ہو اب تقاضا
اب ختم دعا پہ ہو یہ نامہ
ڈنکا بجے ہر طرف تمہارا
آب ماہ سے لیکے تا بماہی

ہر ساحری جنکے آب و گل مین
اب اُنکی طبیعتین پھری ہین
دین اُسنے عمرو سے ملکے کھویا
تیار کیا ہو ایک گنبد
بس لکھتے ہین تمکو دوستی سے
یان بعید دہر یہی سزاوار
برباد ہو ساحری کا گلشن
یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا
تم تخت نشین رہو بصد شان
دشمن کا جگر ہو پارہ پارہ

جمشید بنا ہوا ہو دل مین
معمار جو ہو تمہارا سردار
یان آکے ہوا اپنے بس یہ پیدا
منظور ہوا ہو ہمسے لڑنا
جب نامہ ہمارا تمکو پہونچے
ہو دین تمہارا جو وہ اپنا
ساحر تو حزین ہون شاد دشمن
اُلفت کا قلم نے پہنا جامہ
ہو ملک تمام زیر فرمان
ہو زیر نگین تمہارے شاہی

یہ نامہ تمام کرکے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلان سحر پر بار کرکے رہگراے منزل مقصد ہوا اور راہ بیابان گلریز کی طلسم ہوش ربا سے بھی ہو بس اُسی راہ سے بعد قطع منازل و طے مراحل کرکے داخل بیابان کوہ ہوا اِدھر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر پہونچا مگر شدنی امر مین چارہ کیا ہو معمار ازبسکہ ہوش ربا مین دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی اسلیے گھر پہونچکر دربار بادشاہ مین نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ مین جاکر جملہ ماجرا افراسیاب اور کوکب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوش ربا کی اور اپنا ذلت پانا سب بیان کرون بس یہ تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایک دن تو کوکب کے یہان اُسکو گذرا تھا ایک روز راہ مین تیسرے روز گھر مین اپنے رہا وہان اِس عرصہ مین نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار مین جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادو وہان افراسیاب جادو کا آیا ہو اُسنے اپنے یہان کے سردار بہ استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کرکے نامہ دار کو دار الامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ نے اُسکو باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر مجرا کیا اور بعد ادب وہ سب تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے

اور نامہ سر سے کھولکر ہاتھوں پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونون یہ مصاحب خاص ہین اُنکے حوالہ کیا کہ اسکو پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار اُنکے ابنائے جنس سے ہی اسوجہ سے اُس سے حسد رکھتے ہین نامہ کو خوب نمک مرچ لگاکر پڑھا مضمون نامہ معلوم کرکے جہاندار کے چہرے کا رنگ سفید ہوگیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب طلسم ہوش رُبا مین حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے مارے پھرینگے سامری کے مندرون مین گدھے لوٹینگے اور سگ تو بہ توبہ عف عف کرینگے افراسیاب خداوند ساحران ہی اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو کیا ہوا تھا جو وہان جاکر تبرا بجھ دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ سر اخوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ سُنکر قائم جادو نے عرض کیا کہ ای بندہ جمشید معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہی وہ آپکو اور کسی کو خیال مین کب لاتا ہی اپنے نزدیک کسی کو موجود کب گنتا ہی ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہین ایک دن تو اُسکی یہ حرکت ہی کہ لوگون کی لڑکیان زبردستی چھین لیا کرتا ہی اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہین جانتا ہی اہل شہر کے لاکھون روپیہ اُسپر آتے ہین بسبب خوف کے وہ بیچارے خاموش ہین ای شہریار عمرو کے پاس زنبیل ہی اُسنے لاکھ دو لاکھ روپیہ دیئے ہونگے وہ لالچ مین آگر ملگیا ہوگا اور یقین ہی کہ لالچ مین آکر وہ حضور کے دشمنون کے درپئے ہلاکت ہو تو کیا بعید ہی بس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہین یہ تو ضرور ہی کہ اگر طلسم ہوش رُبا مین وہ قید ہوکر جائیگا تو وہان عیار اُسکے دوست اور طرفدار موجود ہین وہ قتل ہونے دینگے لہذا یہین سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالت غضب مین رائے اُنکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصر عالیشان مین باعزاز تمام مستر اتروایا طلائے ناچ کے بھیجے بکاول نے لذیذ و عمدہ کھانے پکاکر کھلائے وہان تو یہ جلسہ جادارالامارۃ مین حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک دستہ مع چوبدار سلطانی کے روانہ ہوا اور معمار سے جاکر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہی معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہی جب بادشاہ نے اسقدر تاکید بلانے مین فرمائی ہی بس اُسی وقت لباس دربار سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے منھ پھیر لیا

نفرت ظاہر فرمائی اور کہا ای بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوش ربا مین
گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوان افراسیاب ذیشان مجھسے شکایت کرتا ہو اور نامہ شکن
بر پاسداری دین و شکایت آمیز مجکو لکھا ہو معمار نے جواب دیا کہ بادشاہ کیوان کلاہ کوکب
روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھسے دوستی ہو اُسنے مجکو بلوا بھیجا تھا اور مجھسے حال
افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھسے وہ لڑتا ہو پس مین نے چاہا کہ مین جاکر افراسیاب کو
سمجھاؤن اور دونون مین صفائی کراؤن آپسمین ملواکر جھگڑا مٹاؤن چنانچہ اس عزم پر جب داخل
طلسم ہوش ربا ہوا دو بار مجکو عیارہ سے گرفتار کراکر ذلتین دین اور میرے قتل کا درپے ہوا سامری نے
مجکو بچایا اور یہ سانحہ پیش آیا اُسوقت مین نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے اُسکے دھمکانے کو بنایا
اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہان سے چلا آیا ایک روز گھر مین رہا آج حاضر ہونے کو تھا کہ حضور نے
بلا بھیجا اسمین میری کیا خطا ہو افراسیاب متکبر اور مغرور ہو گیا ہو جہاندار نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ
او بد زبان شاہون کی جناب مین یہ گستاخیان اگر وہ متکبر اور مغرور ہو تو ہم پہلے ہو چکے تجکو اب
کوکب کی ملاقات پہ ایسا گھمنڈ ہو کہ ہم لوگون سے دعوی ہمسری کرتا ہو تیرا کاسۂ دماغ خود بوے
کبر و غرور سے مملو ہو گیا ہو خیر اگر تو افراسیاب کے ساتھ سے بچکر چلا آیا تو میرے ہاتھ سے کب بچیگا
یہ کہکر اُسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑ کر سینۂ معمار پر مارا اور پکارا کہ اگر یہ تاج عطیۂ خداوند
جمشید ہو تو معمار گرفتار ہو از بسکہ یہ نبیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہو معمار کی کیا حقیقت ہو
اگر افراسیاب و کوکب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ بھی مغلوب ہون بس
معمار قدرت بحس حرکت ہوکر گر پڑا بس اُسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا
معمار کو اُسمین بند کراکے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اسکو تو قید رکھ کل مین اسکو قتل
کرونگا اور سر اسکا پاس افراسیاب کے بھیجونگا مقیم یہ سُنکر اُٹھا کہ اسکو لیجاؤن اُسوقت
قائم جادو نے عرض کیا کہ ای بادشاہ اسکو میرے حوالہ فرمائیے کہ مین اپنے مکان مین قید کرونگا
اور بہت حفاظت سے رکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اُسنے عرض کیا کہ پھر مین اپنا سحر ابھی
قائم کرتا ہون یہ تو اب بے بس ہو جسکا جی چاہے اُسکو مسحور کرلے ہان اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ
مشکل سے مسحور ہوتا آپ اپنا سحر اُسپر سے اُتار لین یہ کہکر خوب سحر مین اُسکو جکڑ کر بادشاہ سے

سحر رد کرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھکر کئی سو ساحر گرد و پیش اُسکے مقرر کیے کہ وہ سب حربہ سحر کے
پکڑے ہوئے اور منتر جنتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے قائم جادو اُسکو اپنے
گھر مین لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب بشکل قصر سلاطین و شاہان روے زمین تعمیر تھا اور
آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سُنکر روتے ہوئے آئے اور ہمراہ قید معمار
چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازمون سے کہا کہ یارو ہمنے تمھارے ساتھ کیا کیا سلوک
نہین کیے مین اب اگر تمسے ہوسکے تو ہمارے احسانون کے بدلے مین جاکر کوکب اور عمرو
سے ہمارے اس حال کی خبر کر دینا مین تمھارا ممنون احسان تا بہ زیست رہونگا سب ملازم
اُسکے اس کلمہ کو سنکر رونے لگے اسمین قائم معمار کو لیکر اپنے قصر مین داخل ہوا اور معمار کے
ملازمون کو گھُرکا کہ کیون مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہوکر پھر آئے اور قائم
نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا ہے وہان لاکر چھت مین قفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے اندر تک پہرا
ساحرون کا مقرر کرکے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے ہر ایک ساحر تو
یہ سمجھکر دریا مین رہنا مگر سے بیر اچھا نہین اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائین اور بادشاہ سُنے تو ہمپر
آفت آئے اس سے مناسب ہے کہ خاموش ہو رہو پس ہر ایک خاموش ہا ایک ساحر کہ بڑا خیر خواہ اور
نمک حلال تھا شہناز جادو نام اُسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان جاتی رہے مگر
حق نمک ادا کیجیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچکر کسی حیلہ سے اُسنے سفر اختیار
کیا اور بیابان گلرنگ کے باہر نکلکر سیدھا سرحد طلسم نور افشان مین آیا کوکب کو تو بزور سحر معلوم ہی
تھا کہ آفت ضرور تر معمار پر آئیگی پس پتلے لگا دیے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً
اُسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ اے کوکب مجھکو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپکے شخص خیر
مین اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکی کمر مین پڑا اور قلعہ کوکب مین لے آیا سامنے کوکب کے پہونچایا
جب یہ کوکب کے روبرو آیا تسلیم کرکے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونے کا
معرض عرض مین لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا افراسیاب کے پاس جائیگا عمرو یہ حال
سنکر رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہین وہ بیچارے کیا مصیبتین اُٹھاتے ہین اور آفت مین
پھنستے ہین اگر میرا جانا بیابان گلرنگ مین ہوتا تو مین معمار کو اس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا اور

جہاندار کے دربار مین عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنون کو یاد کرتا کہ ہان عمرو
کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہی یہ کہکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ کوکب اگر مجھے آپ وہان پہونچا
سکیں تو برائے دین و مذہب خود جلد بھیجیے تاکہ مین کچھ کوشش وہان پہونچکر کرون کوکب نے کہا کہ
خواجہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی ہم لوگ نہین جا سکتے وہی لوگ
جاتے ہین جنسے جہاندار سے رسم و راہ ہی وہان کے رہنے والے آمد و رفت رکھتے ہین اور دوسرے
اگر دروازۂ ملک سے تمکو بھیجون تو راہ دور بہت ہی اور ممکن نہین کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری اور
تمھارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہان پہونچتا ہی سحر برابر اُسکو خبر دیتا ہی اب رہا پوشیدہ راہ
سے جانا وہ راہ ہی کہ جسکے مابین مین زنجیر آتشین حائل ہی ہمارے بزرگون سے ایک عمل چلا آتا
ہی کہ جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر
بخوبی زنجیر کو پھاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سو اب تین دن کا وقفہ باقی نہین رہا جبتک مین
ادھر اس عمل کو پڑھونگا اُسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ کہکر شہنشاہ زہجاد و کو عمدہ مقام پر
اُتروایا ہاتھ منھ اُسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان اُسنے مہیا کرایا
اور خواجہ سے اس باب مین مشورہ ہونے لگا ادھر جہاندار نے دعوت وغیرہ کے ایلچی افراسیاب
کہا کہ جبتک آپکے مزاج مین آئے یہان تشریف رکھیے اور اگر جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجائیے
بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز لکھکر میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپکے
لکھنے کے بموجب مین بھیجے دیتا ہون اور مین بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہون ایلچی یہ
پیام سنکر شادان و فرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بعزت تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا ایلچی بندگی
خدمت بادشاہ جادوان مین آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معرض بیان مین لایا بادشاہ نہایت
شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا ادھر جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریائے ظلمت مین
ڈوبنے لگی دھوپ اُٹھے ڈھلگئی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمرو نے صحبت کوکب مین پھر وہی ذکر معمار کی رہائی
کا نکالا کوکب نے مجبوری ظاہر کی عمرو نے اُسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہوسکتا ہی کہ آپ اُس زنجیر تک
مجکو پہونچا دین کہ جو مانع رفتن بیابان گمریز ہی اگر آپ وہانتک لیجانے مین انکار کرینگے تو مین کسی طرح
نہ مانونگا اور آپ کو ضرور وہان تک لیجاؤنگا کوکب نے کہا کہ وہان کوئی ایسا نہین ہی کہ جسکی

صورت بنکر تم اُدھر چلے جاؤگے اور اگر صورت بھی بدلوگے جب بھی نہ جاسکوگے پھر کیا فرور ہی
سفر کی زحمت اُٹھانا اور اگر ساحر سنینگے کہ کوکب بیابان گلرزمین گیا تھا مگر جا نہ سکا تو ہنسینگے ان
صورتوں میں مناسب نہیں اُدھر جانا عمرو نے کہا کچھ ہی کیوں نہو آپ مجکو لیچلیے جب عمرو نے بہت
اصرار کیا مجبور ہوکر کوکب لے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کرکے عمرو کو بٹھاکر روانہ ہوا اور
اپنے طلسم کی سرحد تک سیر کنان گیا جب وہان سے آگے بڑھا خواجہ کو بیچ مین ڈالکر اڑا اور
قندیل فلک ہوگیا اور سناٹا مارے ہوے سرحد بیابان گلرزمین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے
سناٹے مین زمین پر اُتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھکر آپ پھر بلند ہوگیا عمرو کی آنکھین
تموج ہوا سے بند ہوگئین تھین اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحراے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کر روح قالب
مین مجین ہوگئی اور پاے ثبات نے جواب دیا یہی دل مین آیا کہ اے عمرو یا ے داری بگریز گرد تا
پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلے نکلتے تھے پہاڑ کے درے
وہان اژدر آتش فشان تھے صحرا مین بگولے سیاہ رنگ کے اُڑتے تھے اور درختون پر گرتے
تھے معلوم ہوتا تھا کہ نوجوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہین درخت خاردار اور جلے ہوے
نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈراتے تھے پتے کھڑکھڑاتے ہے گویا درخت بھی زبان برگ سے
یہ سناتے تھے کہ اے آنے والے بیابان گلریز کے نخل ہستی تیشۂ سحر و نیرنگ سے یہان قطع ہوگا خبردار
یہان ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمرو نے دل مضبوط کرکے قدم آگے بڑھایا
یکایک زمین سے غبار رنگ اُڑا اسکے بعد تمام جنگل لال ہوگیا آنکھین خواجہ کی بند ہوگئین
اب جو آنکھ کھلی دیکھا ہرسمت آگ لگی ہے دل سے کہا وقنا ربنا عذاب النار پروردگار عالم
بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہے جب خوب غور کرکے دیکھا تو آگ نہین ہے گلہاے سرخ رنگ
قلعہ کوہ سے تا پائین کوہ اور دشت مین کھلے ہین جنکی سرخی سے تمام جنگل آتش بار ہو رہا ہے
نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب یہی آگ گل ہوگئی ہے اور صحرا سرخروئی بھی جتاتا ہے
دل بہار مین بھی آگ لگاتا ہے خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلون کی کھل گئین
اور انکے اندر سے تیتلیان چھوٹی چھوٹی خوشرنگ باہر نکلین اور پکارین کہ اے آنے والے بیابان گلریز
کے تو کہان ہے یہ کلمات جو خواجہ نے سُنے سمجھے کہ تم مسحور بہ سحر ہوئے آگے چلنا کیسا یہان گرفتاری

سامنا ہو بس یہ سوچکر آپ نے گلیم کو زنبیل سے نکالکر اوڑھ لیا اور غائب ہو گئے وہ پتلیان تا دیر
تو کوکی پکارا کین ازبسکہ گلیم کے سبب سے خواجہ مسحور نہوئے تھے اسوجہ سے انکی صدا نے کچھ
اثر نہ کیا جب کوئی آنے والا اُس جگہ اُن پتلیون کو ثابت نہ ہوا زمین پر قہقہہ مارکر گرین اور
لوٹ کر مرغ خوشنما رنگ بنکر اُڑ گئین وہ درخت پھولون سے بلند ہونے لگے اور کلیون نے کھلکر
یہ شگوفہ چھوڑے کہ پریزادان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے پوچھنے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہرو
ایسا نہو کہ تم خود مورد صد الزام و قصور ہو جاؤ وہ طائر خوشرنگ یہ کلمات سُنکر شاخون پر آکر
بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چہچہائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہونے کے محو ترنم
مرغان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ مخفی دعاہائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر انکی
نغمہ سرائی کا اُنپر نہوا اور وہ طائر منقارین اپنی اُن پھولون پر گڑو کر رس اُنکا پینے لگے اور شہد
کلیون اور پھولون کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور انھین غائب ہو گئے درختون کا بھی کچھ دیر
مین نشان باقی نہ رہا اُسی طرح کا صحرائے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلۂ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہو پرائے گھر مین چلا آتا
ہو اور ہم سبکو اندھا بنا ہا ہو کہ دکھائی نہین دیتا ہو عمرو نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم نیرنگ
اِس دشت پُر خطر مین ظاہر ہونے لگا

ابیات

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات
چمک کر برق [illegible] ساون کا برسا
غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو
نہایت خوبصورت صاحب رو
نگہ سے اسپر شکل ابر وہ سب
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان
رہی اسکی نہ وہ جرأت نہ وہ زور
نہایت ذات سے مطلع ہوا صاف
زمین میں سب درختوں کو گاڑا

کبھی دن ہو گیا اُس جا کبھی رات
پھر اسکے بعد پانی خوب برسا
چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو
وہ کوکا اور ہر جانب پکارا
نظر آنے لگا دن صورت شب
مگر اک نخل سے دو مور خوشرو
زمین و آسمان سے اک تھا شور
یہ سنتے ہی کئی سو نخل بدست
اکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا

کبھی گھر آیا بادل خوب گرجا
کہ بھیگے کوہ بھی اور سارا صحرا
مقابل اسکے آکر بن گیا مور
ہوا واں چار لشکر کا اُتارا
گلیم اوڑھے ہوا واں سے گریزان
اُٹھے اور آئے اُسکے قرب ہیلی
کہ آئے ساحران ملک اطراف
ہوئے موجود لڑنے کیلیے سب
یکایک وہ جوان جست فرا

ہوئے پیدا پس پہلو سے اکبار
صدا دی بے وہم کے اب نہ گھبرا
قوی رکھ دل خدا پر کر بھروسا
یہ سنتے ہی اُسے پھر جوش آیا
ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا
ہوا شفاف میدان صفوت دل
نہ پایا کوئی بھی اپنے مقابل
اسی صورت سے خواجہ عجائبات اُس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے

روانہ تھے جب گلیم اُتارتے تھے آفت مین گھر جاتے تھے پھر ڈر کر گلیم کو اُڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر زمین تھی کوکب اُنکو لیکر یہان آیا ہی تھا کچھ عرصہ مین وہ زمانہ گیا کہ فتاح طلسم ظلمت شب نے لوح طلاء انجم خورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی بیدلے عالم مین کوکب ماہ ولکشان کی ظاہر ہوئی کہ ابیات

شانک نے لیکے مُنھ پردامن شب
چھپا یا اور ہی صورت کا مطلب
چھپیا دن خوف سے پاس آگئی شام
مزاجون نے بھی چاہی رسم آرام
قریب شام عمرو عالی مقام اُس صحرا کو طے کرکے ایک ایسی جگہ ہو نکا

کہ چار طرف تو پہاڑون کو سد راہ دیکھا اونچے پہاڑون کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ آیا تھا وہ ہی راستہ کھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑون اور دریاؤن کے بیچ مین راہ تھی مگر وہان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قد آدم زمین سے بلند کھچی تھی اُس پہاڑ کے سرے دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت عاری تھا اُس زنجیر سے شعلہ آتشی نکلکر ہر طرف گرتے تھے اور زمین پر اُنکے گرنے سے نئی نئی آفتین پیدا ہوتی تھین یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹکر زمین مین سما جاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشین تلوار برق کردار ہاتھ مین لیے نکلتے تھے اور پرواز کرکے گرد اُس زنجیر کے طائرون کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب ہوجاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گلہاے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پھولون سے چہرے انسانون کے نکلکر باتین کرتے تھے عمرو نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہے آیہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ اسی کی اور یہان کے ساکنون کی شان مین آئی ہے اب اے پروردگار عالم کس طرح اُس طرف جاؤن کیا کرون پھیلا دن اسی سوچ مین ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد بر ہاتھ نہ آیا پھر اسی بحر مکاری مین غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نہ پایا آخر دست فطرت مین ہر طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہونچ گیا خیال میں گذرا کہ عمرو قرغول اور باد مہرے حضرت جبرئیل کے پاس ملکر اُس زنجیر کو توڑا جا سواے اسکے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آتی ہے بس یہ سوچکر آستے ایک

ساحرہ حسینہ و جمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیون کے ابھرنے کا نرالا جوبن
قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھکر سرگرم فریاد کمر کوسے نہایت قرار۔ الغرض خلاصہ یہ کہ عجیب
حسن کی بہار مندلی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سیندور سے رنگی ہوئی سرخ اوڑھنی جواہر دوز
اوڑھے ہوئے انگیا کرتی پہنے ہوئے جھولا بادلہ نگار گلے مین ڈالے پٹیان نکالے موتیون کے
گجرے ہاتھون مین باندھے گریبان پر سے دوپٹا ہٹا ہوا سینہ پر جگنو کا دمکنا انگیا سے چھاتیون
کے رنگ کا پھوٹے نکلنا انگوٹھیان ہاتھ مین لعل و الماس کی پہنے اس صورت پر تیار ہو کر گاتی
دوپٹہ کی باندھکر تو غول اور بادہ مہرے حضرت جبرئیل کے نکالکر بازون مین باندھے کہ جسکی تاثیر
سے کئی گز بلند ہوسکتا تھا اور طی الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گلیم اوڑھے ایک طرف کو
زنجیر کے آکر گلیم اتار کر روے ہوا پر اسنے سناٹا جست کا ایسا بھرا کہ یقین تھا کئی کوس پر جا گریگا
زنجیر تو پیچھے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر جو چلا زمین اور زمان مین وہان غلغلہ بلند ہوا کہ لینا
پکڑنا جانے نہ دینا یہ کون ساحرہ ہے کہ جو ایسی دلیرانہ اس طرف سے جاتی ہے مگر کیفیت سنیے کہ
کوکب جو انکو چھوڑ کر جنگل مین غائب ہو گیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا آکر برو بحر ٹھہرا تھا
اور بڑی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے پیرا اس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ
سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب کی یا ہوش ربا کی ہے جو ہمارے ملک مین جاتی ہے
ایسی کوئی اولوالعزم نہوگی جو دروازہ سے ملک کے آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری ہے جانے
بھی دو اور اُسکو یقین کر پاؤ گے بھی نہین تم کہو تو کس سناٹے مین جاتی ہے یہ وہ کہی رہے تھے کہ آن واحد
مین خواجہ زنجیر کے اُس پار جا گرے ہرچند شعلۂ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت بادہ مہر خواجہ تک
نہ پہنچے اور یہ جب دھم زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان مین آگ برسنے لگی اور
ایسے شعلہ ہاے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ اپنے
قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہو گیا اور قصر دنیا کی بنیاد دگرگون ہو گئی دفعۃً
دفعۃً آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا گیا اور پکارا
کہ یا خداوندا اے حضرت جہاندار جمشید الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندون کو اسی طرح تمام دن
مصروف دعا رہا یہان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا

اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ برپا ہوا
کوکب رضے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور انکی جرأت پر متحیر ہو کر عش عش کرتا تھا
اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھر کر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت مین گھر جاؤن کیونکہ یہ مقام
خداوند جمشید کی شبیہ کا ہی ادھر بعد موقوف ہونے اِس شور اور ہنگامہ آفت بیز کے جہاندار شاہ قدرت
نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرور آج کوئی غیر ہماری سرحد مین داخل ہوا ہی جو یہ سانحہ پیش آیا ہی
ہر ایک نے دست بستہ عرض کی آپ سچ فرماتے ہین آپ نبیرہ جمشید ہین آپ کو سب حال روشن ہی
لیکن محافظان بیابان ملک و قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض نہ کرتے جو کوئی آتا
خبر ضرور دیتے اُنسے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہی کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہین پایا ہی لوگون
نے کہا نامدار شاہ **افراسیاب** جو رخصت ہوا ہی اُنھین مین سے کوئی خواص ساحر زبردست
شاید سیر کرنے رہ گیا ہو وہی کسی جگہ آگیا ہوگا جہاندار نے کہا اب مین دادا جان کی تصویر کو
تکلیف دون اور اُنسے پوچھون تو معلوم ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہوگا کہان تک
چھپے گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو پھاند کر آگے بڑھے اب یہان وہ کوئی آفت
نظر نہ آئی اُنھون نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ مقام
قلعہ ہی اور یہان امن و امان ہی بس یہ معلوم کر کے ایک جگہ ٹھیر کر ساحرہ سے اُنھون نے صورت
اپنی ساحر کی ایسی بنائی کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے جھولا گلے مین ڈالا
دھوتی تہمری باندھی کھنور چندن کی تمام جسم مین لگائی کھڑاؤن پانون مین پہنکر مالا ہاتھ مین لیکر
یا جمشید یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی کہ
سبحان اللہ ہر طرف تختہ لالہ و یاسمن کے لگے ہین گلہاے خود رو بھی کھلکر اپنا جوبن دکھاتے ہین
رات کو مثل چراغ روشن نظر آتے ہین یا ستارے فلک صحرا مین نکلے ہین کہین گیندا کھلا کہین
جا منی کا پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی گلون کی چمک سے چاندنی خجلت سے ماند ہو کر
میلی ہوئی ہی ہر طرف جوش بہار ہی دامن صحرا مثل روے یار ہی کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب　　کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے　　ثمر خوش رنگ بیتے لہلہاتے

عمرو ساحر بنا ہوا سیر کنان جب دو آگے بڑھا ایک دروازہ

قلعہ کا نظر آیا بالکل طلائے احمر کا تھا اور یاقوت سرخ اسمین جڑے تھے آفتاب اسمین ستارے ہر رنگ برج نظر آتے تھے دروازہ برج اسد تھا اسمین داخل برج تھا کئی ہزار ساحران عدار بطور محافظ اور نگہبانون کے دروازے پر اترے ہوئے تھے ہوم خانے جا بجا استادہ تھے بستر لگے تھے ڈھیر دور اور خنجر یان بجتی تھین بھجن ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہین عمرو تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے محابا اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن ساحرون نے بسبب اسکے اسکو نہ روکا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے غیر آ نہین سکتا ہی یہ ساحر بھی یہین کا رہنے والا ہی جب عمرو اندر شہر کے آیا اسکو طلسم پایا ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ و قطعدار مکان بنے تھے ساحرنیان اور ساحر جوان جوان لباس و زیور سے آراستہ ہر طرف خوش و خرم پھرتے تھے دکانین رنگین لعبتہ لطیف سے آراستہ تھین دکانون مین دکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایۂ حسن و ناز سے وہ شہر بھرا نظر آتا تھا ایسی رنگین ادائی پردہ شاہد ملک حوران جنو کو شرماتا تھا کہ ابیات

نظر آتے جو کوچے حسب مطلب
گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہین آواز خوش آتی مگر دور
سنو صورت حسن بتان تھا

زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
کہ چھڑکا ہر کسی نے بسکہ ہر سو
کہ دل سنتے سے جھکے ہوئے مسرور
وہان سے تھی صدائے رقص پیدا

سقر آب پاشی کی تھی اسجا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
ہر اک جا دیکھیے وان جو مکان تھا
اسی آواز کی تھی روح شیدا

عمرو پھرتا ہوا شہر مین رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ ای برادر قائم جادو کا کون سا مکان ہی اُسنے کہا اے میان اُنکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہی مثل مکان بلند کے دور سے بلندی دکھاتا ہی کیا تمکو نہین معلوم ہی یا تم یہان کے رہنے والے نہین ہو عمرو نے کہا خوب آپ بھی خوب آدمی ہین یہ بھی کچھ ضرور ہی کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے گھر کو جانتے ہون ازانجملہ ایک مین ہی ہون کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہین جانتا ہون ہم لوگون کو کچھ ضرورت تو اُن امیرون سے پڑتی نہین اس سبب سے مکان بھی نہین جانتے آج ایک ضرورت سے انکے پاس جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے مین ہم اس شہر کے رہنے والے نہ ٹھہرے اُسنے کہا بھائی خفا نہو سچ ہی انسان سے سہو ہو جاتا ہی عمرو نے کہا مین یا بھی ایک مدت کے بعد ہوا ہون ہوش ربا مین ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اس وجہ سے آپ جو دیکھتا ہون تو

اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہو میرے سامنے دیکھو یہ محلہ آباد نہ تھا اب آباد ہو یہ مکان بالکل
گرا پڑا تھا اب بنگیا ہو اُسنے کہا سچ کہتے ہو اچھا جادُوہ سامنے مکان قائم کا ہو عمرو وہان سے
اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے نہایت مرتفع اور وسیع معلوم
ہوتا ہو مصقلہ اسپیر چاندی کا کیا ہو چاندی کا ڈلا بنا ہوا ہو چاندنی رات مین مثل ماہتاب کے
چمکتا ہو کمرے اور برج تعمیر ہین ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہین عمرو نے بے تامل اندر مکان
کے قدم رکھا اور پوچھا فلان مکان ہے جو انکو ملی اُنسے کہا بھائی اچھی طرح سے تو ہو وہ اُسکے بے دہشت
جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہو اور قائم کا دوست ہو بس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے
اور خواجہ نے آخر کی ڈیوڑھی پر پہونچکر اندر مکان کے تو نہ گیا باہر ہی سے آواز دی کہ اے قائم جادُو
جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سُنکر گھبرایا کہ یہ کون ایسا میرا ہمسر آگیا جو اس طرح بیباکانہ اسقدر گستاخانہ
مجکو پکارتا ہو بس جلد تر اُٹھکر باہر آیا عمرو کو بصورت اکابر جلیل القدر ساحر دیکھکر دست بسر ہوا
عمرو اُسکو دیکھکر رونے لگا اور زار زار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھکر اور بھی بدحواس ہوا اور
کہا اے برادر بیان تو کرو کہ تمھارا آنا کہاں سے ہوا اور کیون میری صورت دیکھکر روئے ہو عمرو نے
کہا مین تمکو روتا ہون کہ کوئی دم مین سررشتۂ زندگی تمھارا منقطع ہوا چاہتا ہو ازبسکہ مجھے تمسے الفت
کمال تھی اسوجہ سے روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت مین تمکو آگر خبر کرتا اے
مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہو قائم اپنے دل مین سمجھا کہ تو معمار کی قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہو شاید
بادشاہ سے کسی نے تیری جانب سے کچھ لگایا ہو یہ ساحر دربار مین حاضر ہوگا خبر سنکر تیری محبت سے
تیرے پاس آیا ہو کوئی اور شاید سبب ہو اس سے دریافت کریں یہ سوچکر اُسنے کہا اے بھائی
تمھاری محبت اور عنایت مین کہ جو تمنے اِسوقت میرے حال پر صرف فرمائی ہو کچھ شک نہین مگر اب
امیدوار ہون کہ جلدی تر اس راز جانکاہ سے بھی اطلاع پاؤن تاکہ کچھ اُسکی تدبیر کرون عمرو نے
کہا کہ اے برادر یہ راز بادشاہی ہین یون عام طور پر نہین بیان ہوسکتے ہین اگر تمکو سُننا ہو تو علیحدہ چلو
قائم اُسکو ہاتھ پکڑکر اندر مکان کے لے گیا عمرو نے وہان جو ساحر وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُنسے کہا
کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے بھی کہا کہ ہان جلد یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے
عمرو نے دیکھا کہ چھت میں قفس لٹکا ہو اُسمین معمار بند ہو اور وہ ہاے اوج ساحری دعنقاے قاف

شعبدہ گری یا نون ہاتھ سمیٹے اس پنجرے مین پڑا ہو اور اپنے حال پر زار زار رو رہا ہی باقی تمام مکان
قائم کا بہت آراستہ ہو رہا ہی روشنی سے بہ از روز روشن وہ رات ہی ہر طرف آراستہ شیشہ آلات
ہی بس جب تخلیہ ہوا عمرو نے فوراً ایک طمانچہ منھ پر قائم کے مارا کہ او نالائق تو کچھ سمجھ بوجھکے کام
نہین کرتا ہی قائم کو طمانچہ کھا کر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہی کہ خبر تو مفصل نہین کہتا ہی
اپنے اڑھائی چانول الگ بگھار رہا ہی اُس غصہ مین اُسنے چاہا کہ اُٹھکر اُسکو پکڑلون ہاتھ خواجہ کا بیہوشی
بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک مین جا چکی تھی وہ اُٹھتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے دروازے
کی کنڈی بند کرکے اسباب جو کچھ جلدی مین اُٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال ا کبر مع قفس معمار کو
چھت سے اُتارا کیونکہ وہ مسحور بہ سحر قائم تھا جب اُسکو اُتار چکے خنجر سے سر قائم کا جدا کیا تن پر قائم
نہ رکھا قیام اُسکو دوزخ مین رہا جب وہ واصل جہنم ہوا معمار پر سے سحر اُتر گیا خواجہ نے اُس جلدی مین
اُسکو زنبیل مین ڈال لیا ادھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا آندھی تند چلی رات وہ کالی کالا پہاڑ
ہو گئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب ڈھہ پڑے اور اُنکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے
سب بکر فی النار والسقر ہوئے اور اُسوقت کا ہنگامہ قیامت زا ایسا تھا کہ زبان قلم کو یارا
اُسکے بیان کا نہین ساحر وغیرہ جو پہرے پر تھے مکانات گرنے سے اُٹھکر بھاگے عمرو بھی پنجرے
سے نکل اور طرح کی ساحر کی بناکر یہ کہتا ہوا کہ بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہی جو لوگ کہ قوی
دل تھے وہ بھی اُنکے بھگوانے سے بودے ہوکر بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ
بخوبی تمام وہان سے بھاگ کر سیدھے در شہر پر آئے اور کہا بھائیو کوئی اِدھر سے گیا تو نہین
دربانون نے کہا کوئی نہین گیا تو بادشاہ نے مجھے بھیجا کیون ہی دیکھون مین خبر لاتا ہون یہ کہکر جلد تر
باہر دروازے کے جاکر صحرا مین ایک طرف کو ایک پہاڑ جیسی کا تھا اُسپر چڑھ گیا اور وہان سے
بیٹھکر شور و غوغاے اہالیان شہر سُننے لگا یہ تو یہان بآرام و مطمئن قلب ساکن ہی مگر ہمہ تن چشم
بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہی مگر وہان شہر مین ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور
محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے ساکنون نے دروازے اپنے بند کرلیے اور دُکانداروں دُکان بڑھا کر بھاگے
اور جہاندار شاہ جو شب کے دربار مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اُسنے بھی یہ غوغا سُنا اور گھبرا کر
اہل دربار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر مین کیسا ہی کیا کسی کے مکان پر ڈانکا گرا ہی کیا ماجرا ہی

ہر کارے دوڑے اور خبر لائے کہ ای شہریار سُنا جاتا ہو کہ قائم جادو مر گیا اور آپ نہین مرا کسی نے
مار ڈالا ہی بادشاہ نے کہا کوئی آدمی جاے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بیقرار
ہوکر دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہی ملازم بھاگ گئے ہین
ویرانی چھائی ہی دیکھکر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ ارے میان تمکو کچھ اطلاع ہی کہ مالک تمھارا
کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا اُنھون نے کہا ہمنے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہین دیکھا
مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور درانہ اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو پکارا وہ
باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہین معلوم کیا کیا اُسنے باتین کہین پھر قائم اُسکو اندر مکان لیکے گئے
سبکو اندر سے مکان کے باہر نکالدیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غلغلہ اُنکے مرنے کا بلند ہوا
پھر ہمنے اُس شخص کو نہین دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سُنکر مقیم نے اپنا گریبان چاک
کیا اور اندر مکان کے جاکر لاش قائم کو اُٹھواکر جہاندار شاہ کے پاس آیا اور جملہ ماجرا
گذشتہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی غضب خداوند جمشید کا
آیا ہی معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کوکب یا عمرو کا معلوم دیتا
ہی خیر کہان میرے ہاتھ سے جائینگے جسوقت مین نے تصویر سے دادا جان کی عرض حال کیا
طلسم نور افشان تک غارت ہو جائے گا کوکب کی بھی جان جائیگی شریر جادو نامی ایک
ساحر حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین معمار طرفدار مسلمانون کا
ہوا ہی اور لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہی جو دربند اژدریہ کے پاس ہی اور وہ دربند اُس ملک سے
بہت قریب ہی افراسیاب کے بزرگون نے راستہ وہ بند کر دیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار اُس
لشکر کا یہان اُسی راہ سے آگیا ہی اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کر لے گیا کہ اُنھین لوگون
کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیارون کو تاب کہان جہاندار نے کہا یا تو جو کچھ تم کہتے
ہو یہ امر ہی یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانون کے دوست یہان رہتے ہین بس اُنھون نے یہ حرکت
ہمارے ستانے کو کی ہی مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہی وہ ہمسے بچکر یہان سے جا نہین سکتا ہی کچھ دن آج
باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زا بلند ہوا تھا مین نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا مین جانتا ہون
اُسی وقت سے انتظام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اتنو غفلت مین کام کرنے والا اپنی سعی کر گیا تمام

بیابان کا روز اخبار میرے پاس آتا ہے اب کہان تک وہ بچیگا اور محافظان بیابان کو سزا دینا بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہین اسی طرح کی باتین کرکے اُسنے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا کہ جاؤ اور قاتل قائم کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ معمار سے جو سحر مین غالب آسکین کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور لڑیگا صدہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور دیوان بیابان کو عتاب آمیز حکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائم نکل گیا تو سبکو جلادونگا اب ہزارون پتلے اور دیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ بتلاش ہین دادہ ہوئے اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی بندوبست مین سریر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے دربار برخاست کرکے ساحرون کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگائیگا بڑا رتبہ ہماری سرکار سے وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کرکے داخل شبستان ہوا وہان رات بھر خواجہ کوہ چینی پر درختون کی آڑ مین دبکے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاجورد فلک پر عیار مہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا ابیات

کہ جب شب نگلی اک نقطۂ خال
تجسس کا ہوا ساماں فراہم
اٹھا بستر سے پیر شاہ خوش اقبال
ہوا ابر سیاہ شب جو برہم

ہنگام سحر جہاندار برآمد ہوکر تنبیہ برائے تلاش قاتل قائم کرنے لگا اور عمرو صبح کو پہاڑ پر سے بطور تخفی اتر ادل سے کہتا تھا کہ اب کسی طرح یہان سے نکل جانا چاہیے یہان کب تک بیکار رہو گے مفت مین زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی شہر سے بھی نکل آئے ہو نہین تو وہان دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری کے کرتے کہان تک تمکو نہ دیتا ضرور ہی کچھ جواہر نذر کرتا اسی سوچ مین ایک جھیل کے کنارے آکر ایستادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر مین دو چار قدم آگے بڑھتا تھا اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کرکے دیکھا تو زمین سے گھانس ہری ہری اُگ آئی ہے اور اُس گھانس مین خود گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون پھول رہے ہین اُسوقت یہ گھبرایا اور سوچا کہ یہان جس جگہ تم ٹھہروگے گرفتار ہو جاؤ گے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا تحت عجیب دوسرے جب سے قائم کو قتل تمنے کیا ہے بادشاہ یہان کا تلاش مین تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر مین آفت آیا چاہتی ہے اس سے مناسب ہے کہ معمار کو زنبیل سے نکالون اور اُس سے کچھ مشورہ کرون

بس یہ سوچکر اُسنے قفس نکالا اور اُسمین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زنبیل کیا
اور معمار کو ہوشیار کرکے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت مین طلسم نور افشان سے یہان
آئے اور بمعین قائم کو مار کر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو ہم تم یہان سے چلین معمار کے عمرو
کو دیکھکر حواس باختہ کھو گئے اور گویا ہوا کہ خواجہ کسلامت رہے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو
اس مقام پر نیرنگ فسون مین پہونچایا کس نے اور آپ آئے کسطرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہین
جو کوئی یہان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہین
کہ یہان کسی طرح کا قصور کرکے کوئی نکلجائے عمرو نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے معمار ہمکو ہمارے
خدائے اکبر نے یہان پہونچایا سوا اُسکے اور کس کو قدرت ہے جو مجھ ایسے بندۂ ذلیل کو ایسی جگہ جلیل
پر پہونچائے وہی خدائے تعالیٰ ہمارا ہر وقت اور ہر مہم مین مددگار ہے اور وہی ہمکو یہان سے
بچائے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصد و راحت پر لیجائیگا کہ وہ سب زبردست ہے تم کچھ ہمارے
آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر یہان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو تم یہان کے سردارون مین
تھے جہان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمھارے لیے چوکیان بیٹھی ہونگی
اگر مین اکیلا ہوتا کچھ مکر کرکے نکل جاتا تمھارے ساتھ لے جانے مین البتہ ذرا مشکل پڑیگی لو تم
کوئی تدبیر ہوسکے تو کرو ورنہ مین تو پھر لے جاؤنہی گا عمرو تو یہ باتین کر رہا تھا اور صفت
پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعۃً دامن کوہ سے صداہائے مہیب آنے لگی یہ معلوم ہوا کہ جیسے
فیل روزگار نے چیخ ماری عمرو سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اُوڑھ کر یہ تو غائب
ہوگیا اور معمار سے کچھ دور جاکر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسحور بہ سحر ہو تو مین تو بچ رہون اور
یہان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظرون سے پنہان ہوگئے اے معمار
عمرو بھی ساحر زبردست ہے یا یہ امر ہے کہ جس ساحر کی قید مین ہم ہے اُسنے عمرو کی ایسی صورت
بنا کر مجھسے کچھ راز دوستی عمرو کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمرو کا یہان آنا اور قائم کو مارنا
بہت مشکل ہے معمار اسی غش و پیچ مین یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر سامری دقت کمنایت
قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کریہ منظر آنکھین لال لال کیے جھولا گلے مین
ڈالے لٹھ ایک لوہے کا کاندھے پر رکھے تہمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ابھی

عمرو بنا ہوا تجکو فہمایش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہی بس یہ معلوم کرکے اُسنے کہا ای شخص ان باتون سے کیا مطلب نکلتا ہی اور کیا فائدہ ہی کہ تو صورت بدل بدل کر میرے آتا ہی مین خود حیران تھا اس امر مین کہ بھلا وہ کہان اور یہ مقام کہان اور کیونکر یہان آنکلا آنا ہو قسم ہی جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی اور نہ مجکو کچھ سروکار اُس سے ہی مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین تم ناحق مجھسے ایسی باتین کرتے ہو اُس ساحر نے یہ کلمات سُنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہی یا اپنے تئین بناتا ہی جو اس طرح دیوانہ وار بکتا ہی اور یہ تو نے کیا کہا کہ وہ کہان اور یہ مقام کہان اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون جسکو کہ مین کہتا ہون وہ تمھین تو ہو انکار کرنے سے تمھارے ہوتا ہی کیا ہی مین پہلے ہی پہچان چکا ہون اس کلمہ پر اس ساحر نے کہا ارے کمبخت ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہمسے دیوانہ پن کرکے بچنا چاہتا ہی بھلا اب ہم تجکو زندہ چھوڑینگے یہ کہکر ایک نارنج اُسنے معمار پر مارا معمار تو اس سے باتین کر رہا تھا اس سبب سے غافل تھا دوسرے یہ سب ساحر ملازم جہاندار قدرت کے ہین معمار اُنسے بگاڑ کر سر بر نہین ہو سکتا ہی اُسنے اتنا کیا کہ دستک جو سحر کی دی وہ نارنج زمین پر گر کر سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک زنجیر جھولی سے نکالی اور پکارا کہ ای سلاسل عطیۂ شبیہ خداوند جمشید جلد اس گنہگار کو باندھ لے وہ زنجیر معمار کے دست و پا مین آکر لپٹ گئی اور ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی آخر معمار اُسمین بند ہو کر اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور سحر اُٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ایک ساحر سامنے آتا تھا اُسنے اُسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے کام کیا ہی کہ جو اس مفتری کو پکڑ لیا مین بھی اُسکی تلاش مین بڑی دیر سے حیران و سرگردان پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہی اسکے لئے تو صدہا ساحر نکلے ہوئے ہین اور ہر جگہہ ڈھونڈھ رہے ہین مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمھارے ہاتھ یہ آگیا لیکن ای برادر کچھ انعام تمکو ملیگا اُسمین ذرا ہمکو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمھارے برابر ہی آکر پہونچے ہین اگر دم بھر بھی پہلے ہو پہنچتے تو پھر ہمین اسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہین ہی جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمھارا معاملہ واحد ہی اسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمھارے ہاتھ سے یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب جمشید نے پورا کر دیا مین اسکو پکڑتا تو بھی روبرو شاہ کے جاتا

تمنے قید کیا ہی تو بھی وہ ہی مطلب ہی اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو کم اسنے قائم کے ساتھ کیا ہی
اسی طرح تمکو بھی فقرہ دیکے نکلجائے وہ ساحر اِس ساحر کی باتون کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا
معمار کو لیے چلا جاتا تھا اِن دونون کی باتین خواجہ نے جو علیحدہ گلیم اوڑھے کھڑے تھے سنین اور
جلد منھ پر ہاتھ پھیر کر پکارے کہ یا جناب آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پیر ضعیف نکاہ کش
کی ایسی ہو جائے دادا تو پوتے کے کہنے مین رہا کرتے ہین لمحہ بھر مین ویسی صورت ہو گئی چہرے پر
جھریان پڑی ہوئین قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیان سینے کی نکلی ہوئین سر پر بال
بالکل روئی کے گالا سا ہلتا تمام بدن مین رعشہ ایسا بڑھا کہ پیر فلک کا اُستاد کچھ ہی دنون کے
چرخ مکار سے چوٹائی بڑائی ایک انگوچھا سر سے لپیٹے رانون کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا دھیلا دھالا
باندھا انہین ٹری ٹری اُسمین رکھے ہوئے کھرپا ہاتھ مین اِس صورت سے بنکر ایک جگہ اُن
دونون ساحرون کی راہ مین آگے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت رعشہ
کے کھرپی گھانس کی اوپر ہی اوپر سے پھسل جاتی تھی چلتی نہ تھی اور ہاتھ پائون تھرائے
جاتے تھے جب وہ ساحر انکے پاس آکر پہونچے اُنکو ایسی محنت بیہودہ اور بیکار مین مبتلا دیکھکر
پہلے تو ہنسے پھر کچھ رحم اُنکو آیا اور ترس کھاکر گویا ہوئے کہ ای بڑے میان تم بڑے بے وقوف
معلوم ہوتے ہو ارے طاقت ہاتھ پائون مین تو مطلق نہین رہی ہی اور گھانس چھیلنے کو گھر سے نکلے ہو
ارے کیا لڑکا کوئی تیرے نہین ہی اور عزیز و اقربا مین کوئی ایسا نہین جو ایسے وقت مین دو دانے
پانی کی خبر لے یا ایام شباب مین تونے ہی اسقدر پیدا کر لیا ہوتا جو اس بڑھاپے مین تیرے کام
آتا اور تجکو آرام ملتا اِس بیان کو سنکر اُس پیر نے کہا کہ جمشید تجکو سلامت رکھین عزیز و
اقربا لڑکے بالے سب میرے موجود ہین اور جوانی مین کمایا بھی بہت ہی ایسا کمایا ہی کہ کسی کو نصیب
نہوگا لیکن میری عادت مین نہین ہی جو کسی کا احسان لون اپنی غیرت مین آپ مرا جاتا ہون
اور پھر جاکر دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بدلے مین وہ ملجاتے ہین بس اُسی مین گذران کرتا ہون اور
سُنو میرے صاحب دینے کی بھی حد ہوتی ہی اب جو کچھ میرے پاس باقی ہی وہ نالائقون کو میرا
دینے کو جی نہین چاہتا ہی ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہی کہ بادشاہ جہاندار قدرت
نے بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سُنا ہوگا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سنین کہ تمنے

جوانی مین کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہین ہوا ذرا ہم سے تو بیان کرو ہم تمھارے کوئی
ساجھی تو ہین نہین جو سنکر تم سے دعوی کرینگے بڈھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہی
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہی جو مین
تمسے اپنا حال کہنے بیٹھون اتنی ہی دیر مین میری گھانس چھیلنے کی حرج ہوئی ورنہ کچھ چھیل ہی
جاتی ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڈھے نے پر جو کہا وہ ساحر اور زیادہ مجیب
ہوئے بڈھے نے خوب سا انکار کرکے اور انکو مشتاق بناکر کہا تمھاری خاطر ہی جو بتاتا ہون مین نے
دو نگینے شیر بن پھراج کے پائے ہین وہ بیٹے میرے مجھسے مانگتے ہین اب مین انکو نہین دیتا ہون
بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آجتک تمنے نام بھی شیر بن پھراج کا سنا ہی بھلا دیکھنا تو درکنار وہ دونون ساحر
یہ بیان سنکر گھبرائے بلکہ ایکنے کہا ارے میان یہ بڈھا بڑھاپے کے سبب سے سٹھرا ابھترا ہو گیا
ہی نہین معلوم کیا بیہودہ بکتا ہی آؤ چلو بھی کہین پھراج بھی شیر بن ہوتا ہی بڈھے نے کہا جاؤ جاؤ
میان تمکو ٹھہراتا کون ہی یہی سمجھ کے تو مین بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا اعتبار
نہوا نا مگر اب تو مین نے تمسے بتایا ہی تو لازم ہی کہ تمھین دکھلا بھی دون بھلا کیا یاد کروگے کہ ایک ادنی
گھسیارے کے پاس ہمنے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان مین غریب آدمی ہون تم اگر ان نگینون
کو دیکھکر مجھسے چھین لو تو مین کیا کرون اگر دعوی بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحرون نے قسم کھائی
کہ نہین ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڈھے نے کہا میرے بیٹے اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہین کہین
انسے گواہی دلواؤنگا تو اچھا دیکھو یہ کہکر دو نگینے اپنے لنگوٹے سے اسنے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے
کہ تمام جنگل منور و روشن ہو گیا فلک فیروزہ فام یاقوت آفتاب کو ان نگینون پر نثار کرتا تھا جوہری
روزگار کی آنکھون مین خیرگی آگئی وہ دونون ساحر دیکھتے ہی عش عش کرنے لگے اور منھ مین پانی
بھر آیا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا ہاتھ مین لیکر انکو دیکھین بڈھے نے کہا لو دیکھو اور وہ جو صفت
مین نے انکی بیان کی ہی کہ شیر بن پھراج ہی تو جگمگے بھی دیکھو ان دونون نے دو نگینے بڈھے
سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھکر رنگ ڈھنگ سنگ انکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہی
واہ واہ کہ اس گھسیارے کو اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہی اور پھر اسپر یہ خداوندی کی
قدرت نمائی ہی کہ یہ بیچارہ انکو کام مین نہین لا سکتا ہی گھانس چھیلتا ہی اور اس پیرانہ سالی

پیرانہ سالی مین دُکھ بھرتا ہی اور کمبخت بیٹے بھی اِسکے نالائق معلوم دیتے ہین کہ ایسی چیز کی قدر نہین
جانتے ہین اگر یہ نہین دیتا تھا تو اسکی منت کرکے اس بڑھاپے مین چھین کر اِس سے لیتے مثل چلی
آتی ہی کہ محنت سے عظمت ہوتی ہی بیٹا شکر کھاتے ہین کوئی باپ شکر نہین کھاتا ہی جہ جاکہ وہ تو اسکے
فرزند ہی ہین یہ کہکر کہا بڑے میان سچ بتانا کہ یہ تمنے کہان سے پائے ہین بڈھے نے کہا کہ مین نے
کچھ مفت تو پائے نہین لاکھون روپیے دیکر خریدے ہین ایک روز کا ذکر ہی کہ مین دریائے جمشید
مین نہانے گیا نہاکر کنارے اُسکے کھڑا تھا وہان ایک شخص انکو کھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ
وہان تھے مگر کسی کو یہ جچے نہین اور کسی نے قیمت انکی نہین لگائی مین نے جو انکو دیکھا بس دل
لوٹ ہوگیا سمجھا کہ یہ نگینے نایاب ہین بس مین نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُسنے کہا کیا کہون
کہ کیا قیمت مانگی بہر صورت مین نے اُسکو راضی کرکے یہ لے لیے اُسوقت اُسنے کہا اے شخص یہ
خداوند جمشید کے مندرون مین کے جواہر ہین اور اُنکے پہنے ہوئے ہین تو انکی ہمیشہ زیارت کرنا
اور تاثیر اُنکے پہننے سے اُنمین یہ ہوگئی ہی کہ یہ میٹھے ہوگئے ہین نام انکا شیرین نگین مثل ہر شاہان
جہان کو بھی آجتک یہ خداوند کا پہنا ہوا تحفہ دستیاب نہین ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا
اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب
مین اتنا روپیہ کہان سے لاتا کہ تجانہ بنواتا خداوند کی شبیہ وہان رکھکر اُسکے کانون مین یہ پہناتا
اور روز انکا پوجا کرتا جب میرے یہان بھی برکت ہوتی اتبو مین لنگوٹی مین رکھتا ہون اور اسی
سبب سے گھانس چھیلتا ہون تو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا پھر ہمکو
اِنکی شیرینی کیونکر معلوم ہو اُسنے کہا مُنھ مین رکھکر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہوجائینگے اور
مٹھاس تمھارے حلق مین اُتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تمنے تو کیا تمھارے باپ نے
بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نگینون کے دیکھنے سے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی سنکر چپ تھے
اور دونون نے نگینون کو اپنے مُنھ مین رکھ لیا اور پھر جو مُنھ سے نکالا نگینے زیادہ چمکنے لگے
اور شیرین تمام دہن ہوگیا یہ شیرین کامی دلیل انکی تلخکامی کی تھی خواجہ نے ایسے وہ نگینے
بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی بس وہ مٹھائی جو اُنکے حلق سے اتری
پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اُسی حالت سرور مین کہا بڑے میان اِنکو تم ہمسے قیمت

لیکر دیدو عمرو نے کہا قیمت انکی تم کیا دوگے انکی قیمت تمھاری جان شیرین ہی یہ نگینے بہتون
کی جان لیچکین ہین اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دوگے وہ یہ سنکر نگینے پھینک کر دوڑے
کہ او بے ادب ہم تجکو مار کر لینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کر سر نیچے ٹانگین
اوپر دھم سے گر ے عمرو نے بنا بر احتیاط کے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہوگیا پھر بصورت اصل
ہوکر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا پکارا کہ انا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ای معمار تو
جو ان ساحرون سے ہلکی ہلکی باتین کرتا تھا اور اپنے دشمنون کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا
کہان خیال ہی ارے ہین وہ ہون کہ دریاے عمان و قلزم وچھیلا مین گھسکر ساحر شمش کو مین نے مارا
یہان تو تجکو بھلا کو کب کچھ دور سے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قائم جادو کو مین نے ہی مارا
اور تجکو چھڑایا اور اب ان دونون حرامزادون کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خدائے تعالی کو
کہ کیا اُسنے ہمکو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہی یہ سب اُسی کی قدرت ہی ورنہ میری کیا اصل ہی کہ
جو ایسے مقام پر آکر ایسے بڑے ساحرون پر غالب آؤن اب تمکو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب
کو بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہی تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ کہکر معمار کے سامنے سینہ گرم
کیا اور اُن دونون ساحرون کو مُنہ انکا چیر کر پلا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئے اور صداہاے دار و گیر
بلند ہوئین بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ مارا نیسان جادو وا و مبہوت جادو کو افسوس ہی ان کا
کام تمام کیا مطلب نے لی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر شعر اکر جلد عمرو
کو پیچھ مین دابکر اُڑا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا انتہا کے سفاک و درست جھٹ تم ہو یہ کہتا ہوا اور تو
کہین نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اُتر گیا اور پوشیدہ ہوکر بیٹھا اور بونڈے پیدا ہوکر لاش دونون
ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُسوقت اُنکے سرون سے دو طائر نکلے اور پکارے کہ ای
نبیرہ جمشید یہ دونون معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے راہ مین عمرو گھسیارا بنا ہوا ملا اور انکو فریب
دیکر اُسنے بیہوش کرکے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عمرو کا قدم یہان آیا ہوا ہی اب تدبیر اُسکی
معقول کیجائیگی کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا لاشین انکی لیجاکر اُٹھوا و ساحرون نے لاشین اُٹھوائین
اور آپ دارالامارہ سے اُٹھکر داخل بستان ہوا جہان پر سوتا بیٹھتا ہی وہان آئینہ قد آدم لگا ہی آئینہ مین
ہر مرات خیال کیے جو صورت نما ساجرا ے گذشتہ و حال ہی چار طرف اُس آئینہ کے چوکھٹے مین تصویرین

سامری اور جمشید کی لگی ہین کہ وہ سب بنتی ہین اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہو کہ جسکے
حرف کیڑون کی طرح سے رنگے ہین کوئی اور شخص سوائے جہاندار کے اس رقعہ کو نہین پڑھ سکتا
ہو آئینہ شفافی مین آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ مین اندھا بناتا ہو روح سکندر کو بُرا مُنھ پر کہتا ہو
اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اس آئینہ پر سے اُٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا دل مین
نیت کی کہ حال عمرو اور معمار معلوم ہو کہ کہان ہین اُس مین معلوم ہوا کہ فلان غار مین معمار
عمرو کو لیکر بیٹھا ہو بس یہ دیکھکر اُسنے رقعہ جمشیدی کو بستر پڑھکر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم
ہوئے اور اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ ارے او بے وقوف احمق تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو
قید کر کے عمرو کا قدم اپنے شہر مین بھی داخل کرایا اگر تو اسکو قید نہ کرتا تو عمرو کبھی یہان نہ آتا
اب عمرو کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہو عمرو وہ عیار ہو کہ تمام خداوند اُسکے ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر
گئے اور دُنیا مین نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگا پھرتا ہو خیر اب دیکھو لینا وہ ایک کو تو یہان زندہ نہ
چھوڑے گا جب سے وہ یہان آیا ہو تین ساحر نامی و نامور کو قتل کر چکا ہو اب تمام ساحر یا تو مطیع
اسلام ہونگے یا مارے جائینگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون خشک ہو گیا اور در خوف سے
کانپنے لگا مگر دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط کر کے خاموش ہو رہا اور بخیال مدعی
ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر دربار مین آیا ایک مصاحب مقرب اُسکا
ہو اُسنے جو رنگ رخسار اُسکا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ اے شہریار خیر تو ہو اسوقت حضور کا چہرہ بہت
اُترا ہوا ہو کچھ اسکا سبب ہم غلامون سے بھی ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال
مین تم لوگون سے بیان کرون سوائے اسکے کہ شاید غضب جمشید کا مجھپر نازل ہوا ہو عمرو میرے
گھر مین گھس آیا ہو اور مین بہت حیران ہون کہ وہ کیونکر یہان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہون
کہ اور جہان نہین عمرو آ گیا اپنی فطرت سے بچ آیا گیا مگر یہان اُسکی قضا لائی ہو مین ابھی بھی
اُسکے قتل کرنے پر قادر ہون اور تو سہی میرا نام جہاندار قدرت نبیرہ جمشید جو مین اُسکا کام
نہ تمام کر دون یہ کہکر تاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو لیکر اندر شبستان کے گیا اور کچھ دانہائے
سحر پڑھکر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا مارے اُن دانون کے پڑتے ہی خود بخود
ہٹ اُسکے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد اُسکے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر

ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمرو اور معمار کو لا سحر اسکا اُن دونون کے پکڑنے کو چلا وہان
عمرو غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ اے بھائی اِس غار مین تم کب تک بیٹھو گے اس سے تو مین
اکیلا ہی اچھا تھا ابتک تو مین شہر مین جاکر کچھ نہ کچھ انتظام کرتا اب تمکو لازم ہی کہ مردانہ وار
یہان سے نکلکر کہین اور چلو مجکو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ یہان بیٹھنا غنیمت سمجھے تین
دن تک سحر نہو سکے گا آج کل مین سحر تین دن کے لیے بھول جاتا ہون اسکا قصہ بہت طولانی ہی
مین تمسے کسی وقت کہدونگا اب تم بھی دعا کرو کہ یہان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا
کہ یکایک ایک بجلی چمککر اُس غار مین گری عمرو جبتک سنبھلے سنبھلے اور گلیم اوڑھے اُسوقت تک
دیکھا کہ ایک چابک آتشین معمار کی اور میری کمر سے لپٹا ہوا ہی اور وہ چابک بروے ہوا بلند
ہوا اب یہ بھی دونون لٹکے ہوئے چلے اُسوقت عمرو نے کہا کیون اے معمار قدرت افسوس
صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہو گئے نا اگر کچھ نکلکر پیدا کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل مین کہتا ہی
کہ کسقدر مطمئن قلب یہ شخص ہی کہ ہر جگہہ اسکو فکر پیدا کرنے زر کی ہی گویا قضا کو جانتا ہی نہین اور
اس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہی کچھ شمار ہی مین نہین لاتا ہی الحاصل جب وہ چابک سحر خوب بلند ہو گیا
تو دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے شہر مین غلغلہ انکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد
در و بام سے تماشائی ہوا سب کی آنکھین سمت آسمان لگی تھین جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے
ہین اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہی وہ جاتا ہی
کوئی کہتا تھا بھئی واہ کیا چابک کمر سے لپٹا ہی کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت صرے
گئے کوئی بار باری کہتا تھا اب چندار دے کے پیچھے آئے اسطرح رعایا در دہان شہر تو اپنی کہتے تھی
اور چابک انکو لیے جاتا تھا تلا شکر سامنے شاہ بیابان گلرنہ کے لایا یہان جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا
کہ ایک ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہی صحن مین اسکے باغ نگارین لگا
ہی بارہ دری کے چبوترہ پر کرسی یاقوت کی بچھی ہی اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہی اور تمام
سردار حاضر ہین قاعدہ ادب سے باہر ہین بارہ دری بھی نہایت سجی ہی باغ بھی ایسا گلزار ہی جیسا
ہی کہ بہار گلشن حسن سبزہ زنگان دہر اُسپر نثار ہی مختصر یہ کہ جہاندار کو عمرو نے دیکھکر سمجھ بنایا اور
ہاتھ بھی پھر سلام نہ اُٹھایا اُسنے اِس سے پوچھا کہ ارے عمرو تیرا ہی نام ہی اور تو ہی معمار کیساتھ

کرنے کو آیا ہی اور قائم کو تو نے ہی مارا ہی عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر اسمین آپکو شک کیا معلوم
ہوتا ہی یہ سب کام میرے بائین ہاتھ کے کھیل ہین اور عمرو بھی مین ہی ہون آپ فرمائیے کہ میرے
دریافت کرنے مین یہ مطلب ہی اگر آپ یہ جانتے ہین کہ مین اسکو قتل کر ڈالون تو یہ ممکن نہین
جہاندار نے کہا اب تم بچکر بھی یہان سے چلے جاؤ گے عمرو نے کہا تیری بھی مجال ہی کہ تو ہمکو روک
رکھے یا قصد ہمارے قتل کا کرے بھلا تو یہان کی حکومت ہی پر گھمنڈ رکھتا ہی شہزادہ جمشید لٹورا تو
تجکو مار رکھے اس کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہان کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کرکے منہ مین اپنے طمانچے لگائے
اور کانون مین انگلیان دے لین اور جہاندار نے غصہ مین آکر کہا کہ اے غضبناک جلاد جلد حاضر
ہو یہ کہتے ہی اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جلاد وضع بد طینت آنکھون سے جسکی
خون ٹپکتا کمر دھنہ باندھے تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نکلا اور حاضر حاضر کہکر سامنے بادشاہ کے آیا
بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ بحکم خداوند جمشید سے مار ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اڑ جاے وہ حکم سنکر
پینترا بدلتا ہوا تیغہ کو تولتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمرو نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالے گا
بس ایک ہی جست اپنے مقام سے اٹھنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاد بلایا تو چابک
سے اپنا کمر سے اُن دونون کے کھول لیا تھا بس عمرو نے قریب معمار پہنچکر جال الیاسی نکالکر مارا اور
اسکو کھینچکر نذر زنبیل کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمرو نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے پوچھا
کہ تو نے معمار کو کہان چھپا لیا اور وہ کہان غائب ہو گیا عمرو نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ گلیم
اوڑھکر مین بھی غائب ہو جاؤن مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمرو نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبرا کر کہا
کہ کہین عمرو بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمرو مجسم بے حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت
اُسنے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگون نے کہا کہ ارے تو نے آسمان کو کیا
دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیون نہین دیتا ہی عمرو نے کہا آسمان کو مین اس سبب سے دیکھتا ہون
کہ ابھی ایک نور ساطع الانوار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اٹھا کر لے گیا اور مجکو چھوڑ کر چلا گیا مین
جانتا ہون کہ جمشید خود آئے تھے اسکو تو لے گئے اب یقین ہی کہ میرے لینے کو آئینگے یہ کلمات سنکر
جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہی کہ جمشید کو یہ شخص برا بھی کہتا جاتا ہی اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے
ہین اب شبیہ خداوندی کو بلواتا ہون یہ کہکر سجدہ کیا اور پکارا کہ اے محافظان صندوق جمشیدی

صندوق نے آدمی کی بار اسی طرح سے جب اسنے کہا یکایک رووے ہجائیے ہزارہا گھنٹہ بجنا سنائی دیا دم بھر مین وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریزادان حسین سے پر ہوگیا کہ سب مورچھل چال ہما اور پر طاؤس کی ہاتھ مین لیے تھے اور گھنٹے اور ڈہرو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے شعاعین مثل شعاع آفتاب تابان صحری کی طرح زمین پر لٹکنے لگین اور موتی اور جواہر برسنے لگے عمرو نے کہا یا جمشید تم ترساتے ہو اور ہم ترستے ہین کیا ہم حقدارون کو ان بے ایمانون نے بے حق کیا ہی کہ باندھکر بٹھایا ہی اس کلمہ کے کہنے سے عمرو کے پاس بہت کچھ جواہر برس کر ڈھیر ہوگیا اور آواز آئی کہ ہمارے بندۂ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سنکر ساحر تھرانے لگے اور جہاندار سے کہا صاحبو مین نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا زبردست نہوتا اب مجکو بہ کشل ہوتا نظر نہین آتا اسی عرصہ مین بعد گوہر وجواہر باری کے چار پریزادین ایک تخت کاندھے پر لیے اُترین کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اُسپر ایک صندوق جواہر آگین رکھا تھا جسپر ہزارہا سہرا موتیون اور جواہر کا بندھا تھا اور پھولون سے وہ صندق چھپا ہوا تھا اُسکے اُترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہوگئے اور سجدے مین گرے پریون نے وہ تخت لاکر چبوترہ پر رکھدیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا اور کہا حضور برآمد ہون یہ کہنا تھا کہ صندوق کا پٹ کھلگیا اور ایک آفتاب اُسمین سے ساطع ہوا اور اُس صندوق پر آکر جا فلک ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو اشرفیان اُسکے سامنے نذر کین اُسوقت وہ آفتاب تو بلند ہوگیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا سوا بالشت کا نکلا اور اُسنے اُن اشرفیون پر ہاتھ اپنا رکھدیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول ہوئی یکایک ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجے اور سب ساحرون نے جمشید کا غل مچایا اور جہاندار نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے شبیہ جد بزرگوار غلام اس بات کا امیدوار ہی کہ مجکو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو اُس عمرو نے کہان چھپا دیا یا اُسکو واقع مین کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہہ رہا تھا کہ عمرو نے پکار کر کہا اے جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہوئے اس کلام کو سنکر اُس پتلے نے تیوری چڑھائی اور جہاندار سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندۂ مقبول کو اپنے ملک مین بلایا معمار کو بھی اسی نے غائب کیا اور اسکی زنبیل مین موجود ہی ہمنے جو اسکو زنبیل دی ہی تو اُسمین سات شہر آباد ہین

اور سات دریا بہتے ہین ایک معمار کی کیا اصل ہو وہ جاہیے تو سب تیرے ملک زنبیل مین لگوا لے
اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہو اب یہ مجھسے قتل نہوگا ہمکو ناحق تو نے بلایا
ہی اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہی تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہو سکے گا اس فعل کو بھی
کر کے ارمان پورا کرلے مین مانع نہین ہون جو تقدیر خداوند کر چکے ہین وہ ضرور ہوگی یہ سنکر
جہاندار نے سو سو شرق رخصتی پھر نذر رکھدین گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہوگیا تھا
اُتر آیا پتلا پہلے صندوق مین گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پریون نے کاندھے پر اُٹھا لیا
اُسوقت جہاندار نے کہا اے پریزادان خدمتی خداوند ذرا تھم جاؤ وہ ٹھہر گئین جہاندار نے عمرو
سے کہا کہ اے عمرو لا اب معمار کو دیدے عمرو نے کہا میرے پاس وہ کہان اُس پتلے نے تجھسے
جھوٹ کہا ہو تو ناحق کو مجھسے اُلجھتا ہی جہاندار نے کہا مین چالیس ہزار روپیہ تمکو دونگا اگر تم
معمار کو دیدیگا روپیہ کا نام سُنکر خواجہ کے مُنہ مین پانی بھر آیا اور کہا اے جہاندار مین کبھی معمار کو
نہ دیتا مگر روپیہ وہ بُری چیز ہو کہ آخر کو دینا ہی پڑا اچھا روپیہ منگوایئے جہاندار نے اُسی وقت
چالیس توڑے منگا کر سامنے رکھے عمرو نے کہا اب میرے ہاتھ قابو مین کر دیجیے کہ زنبیل سے معمار کو
نکالون بادشاہ نے حال زنبیل شبیہ جمشیدی سے تو سُنا ہی تھا بس فوراً اُسکے ہاتھ قابو مین
کر دیے اُسنے کمر پہ ہاتھ رکھکر جال الیاسی نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالیگا وہ
تو سب متحیر ہوکر دیکھ رہے تھے کہ عمرو نے جال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچکر زنبیل مین رکھے
جہاندار نے روپیے کو غائب ہوتے دیکھکر جلد اُسکے ہاتھ پھر بے قابو کر دیے اور بغضب تمامتر
عمرو کی طرف دوڑا اور ساحرون نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کا
جو غل ہوا عمرو ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھلے رکھے ہوتے مین تم سب کو لیتا اور چھوڑ دیتا تمکو بھی
جہاندار اُسوقت تیغ سحر کھینچکر سر پر عمرو کے آہی تو گیا اور پکارا کہ اے عمرو قسم ہی خداوند جمشید
کی اب مین اس جرم پر تجکو ضرور مار ڈالونگا عمرو نے کہا یا تم مار ڈالوگے یا پھر ہمین مار ینگے
جہاندار نے کہا ہان یہی بات ہی تو لے یہ کہکر چاہتا تھا کہ تیغ مارے یکایک ہان ہان کا غل
صندوق کے اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پریان لیکر بلند ہوگئین
جہاندار نے ڈر کے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمرو نے کہا کیون رُک کیون گئے ہمارو نا اے دیکھیں

ہوکر وہ تیغہ پھیر پڑتا ہی یا تب جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار ماروں لیکن وہ صندوق جو
یہاں لیکر گئیں یہاں سے کچھ دور پر ایک مندر ہی کہ یہ صندوق وہاں رہتا ہی اور آفتاب جادو
نام ایک ساحر نائب خداوند جمشید اس مندر مین حکومت کرتا ہی جہاندار شاہ بھی اسکا شیخ
ہی اور وہ خداوند جمشید کا شاگرد اور بے باک مشہور ہی جہاندار اُسکو باپ بنا جانتا ہی پس
صندوق جو وہاں گیا تبلے نے آفتاب کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمرو کو قتل کرتا
ہی مفت کی زحمت ہم لوگوں کو ہوگی کوکب اور چالاک اور سب عیاروں کی اور امیر کی مع کل
لشکر اسلام کے افراسیاب کو چھوڑ کر اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب مین پھنسے گی
جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھ اور تہدید و عتاب اُسکو منع کر مین روک آیا ہون
لیکن تو جا کر اُسکو مار کے سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہی مسلمانون کے غلبے کا وہ اُس سے
بیان کرنا اور عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دینا یہ سُنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور
یہاں جہاندار آمادہ قتل عمرو ہوا ہی تھا کہ یکایک برق آسمان پر سے چمکی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھیں بند ہوگئیں
بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تازیانہ مار ہاتھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا رنگ
آفتاب تاباں تاباں ہی اور تمام بدن سُرخ کندن کی طرح دمکتا ہی منھ اور کان اور ناک سے آگ
نکلتی ہی اور ہر ایک رونگٹا بدن کا شمع کی طرح جل رہا ہی پس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر
بہر تسلیم خم ہوگیا جہاندار نے بھی جھک کر فرشی مجرا کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اُتر کر ایک ہی
طمانچہ جہاندار کے رخسار پر تڑاق سے لگایا اور کہا او بندۂ گستاخ و بے ادب تجھکو کچھ خداوند کے
منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمرو کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق قدرت سے اُن ہاں
کی آواز آئی تھی اور آخر شبیہ خداوند ناراض ہوکر چلی گئی اور ابتک ناراض ہی کیوں تو عمرو
کو قتل کرتا ہی اُسنے کونسا تیرا ملک و مال چھین لیا ہی اگر معمار کو اُسنے آکر رہا کیا ہی تو تیرا کیا نقصان
ہوا ہی معمار اگر مسلمان ہوگا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب
کو لکھ بھیجنا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمرو
اُسکو رہا کر کے لے گیا پس مین اب اُسکو اپنے دربار مین آنے دونگا آپ کو اُسکے قتل کرنے کا اختیار ہی مین اُسکو

قتل سے خوش ہونگا ناراض نہونگا اور مین آپکا بدل شریک ہون بس امر ناچاری مین افراسیاب
بھی ناراض نہوگا اور عمرو کہ جو بندہ خاص خداوند سامری ہی انکے خون مین بھی تو شریک نہوگا عمرو کا
مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کہ کتا ہمارے خداوندی مین اسکے مرتبہ لکھے ہین عمرو نے یہ
کلمات سنکر کہا دیکھیے ہمارے قدر شناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی وہ ہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہی آفتاب جادو یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا خواجہ واقعی قول آپ کا صحیح ہی پھر ایک
چیلے سے کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اٹھا کر حد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑ آ کیونکہ وہان خواجہ کے
مالک امیر با توقیر بھی ہین اور خداوند لقا بھی ہین یہ انسے وہ انسے سمجھ لینگے ہمکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہی بتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیکنام سنکر نجہ بنگر خواجہ کمر مین ٹرا اسوقت
جہاندار نے اپنا سحر دفع کر دیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست و پا قابو مین آگئے پنجہ تو ادھر انکو لیکر
روانہ ہوا اور عیار زنبیل خواجہ مین ہین اور کوکب و قنطش ضیمہ بیابان گلریز سے پھر کر اپنے مقام پر آیا
پر آن کو انتظار خواجہ عمرو کے آنے کا ہی ابھی سحر تیار کرنے کو وہ نور افشان پہنچی نہین گئی ہی لشکر چہرہ خ
بفتح فیروزی اپنے مقام پر آ اترا ہی ان سب کو اس حال مین چھوڑ کر حال لشکر لقا بیان ہوتا ہی کہ
زمرد شاہ کے پاس ملکہ زیور جادو بن سفاک جادو اپنی بارگاہ سے اکثر روز ملتی ہی اور انکا
سوار چوبار اگیا ہی تو بہت پریشان حال فکر مین نئے سحر کی ہی ادھر تمام کوہی اس بات پر آمادہ ہوئے
ہین کہ ایک جنگ ایسی کرو کہ اسمین یا تو امیر کو مار ڈالو یا سب ملکر مر جاؤ اور لقا بھی جی
جان سے عاجز ہو چکا ہی شکستین بہت کھا چکا ہی تردد مین تخت خداوندی پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی تردد
و تفکر مین ایک روز بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان پر بجلیان چمکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر سفید موتیون کا
برسا لقا نے کہا تقدیر کی کہ کوئی بندہ قدرت بہر جان نثاری آتا ہی یہ کہ ہی رہا تھا کہ دو تخت ادھر سے ہوا
سے نیچے اترے انپر دو ساحر کرہ منظر سوار تھے گلون مین مالے موتیون کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمر کا
زیور جا بجا مناسب طور سے پہنے منقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اترے اور سامنے خداوند
لقا کے آکر سجدہ کیا پھر نذر دی خداوند نے خلعت عنایت کیا دنگل زرین پاکر یہ دونون بیٹھے
بختیارک نے باہر جا کر انکے ساتھ لشکر جو آیا تھا اسکو اتر والیا بارگاہ مین جام مئے ارغوانی کا دور چلنے لگا دماغ
ان ساحران بیحیا کا بادہ ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ ہم قلعہ عقیق کوہ کے متصل رہ

طلسم کی سرحد ہو وہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل مین آیا کہ خداوند کی
زیارت چلکر کرین اور اُنکے دشمنون سے لڑین لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب
یہ صاحبزادی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنے ملکہ زیور جادو انکی مان ملکہ سفاک کا پیام ہمکو
ہونچا کہ اے مروارید جادو واے **صدف جادو** جلد تر خدمت خداوند مین جاؤ اور اپنی لڑکی کو
مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ ازبسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہمسے بہت عرصے رسم و راہ ہو اور وہ اکثر
ہمارے پاس آیا کرتی ہین جبتک جی چاہتا ہو تشریف رکھتی ہین فرمانا اُنکا ہمکو قبول کرنا پڑا دوسرے مشتاق
زیارت خداوند بھی تھے بس آکر حاضر ہوئے لقانے کہا کہ ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دنون مین تم آکر
حاضر ہوگے اور کارہاے نمایان کروگے اُن دونون نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان
خوانی کو اپنے اسقدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہین کہ
جو وہ گستاخانہ قدم حد ادب سے بڑھاتے ہین اور ملازمان خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہین آیا انکے
مقدر مین کیا تقدیر ایسی نہین ہوسکتی کہ وہ سب مغلوب ہوجائین لقانے کہا کہ ہم اپنی قدرت کے
کھیل کھیلتے ہین اُنھون نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑکر بندگان
مغضوب کو سزاے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہین کیونکہ جب آپ ہی کو انکا غارت
کرنا منظور نہین تو پھر وہ ہمسے کیا اقر اسباب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقانے جواب دیا کہ اگر مین انپر رحم
نہ کرتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے مین نے تو انکو پیدا کیا ہو اگر مین ہی اُنسے خفا ہوجاتا تو ٹھکانا کہان تھا
تمھین خیال کرو کہ دن بھر مین کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر مین سب معاف کرتا ہون وہ ساحر بولے
کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہو اگر آپ نہ رحم فرمائین تو کون رحم کرے لقانے کہا اب مین بھی
اُنسے خفا ہوگیا ہون مگر در پردہ اُنکا غارت کرنا منظور ہو چاہتا ہون کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے
انکا استیصال کراؤن تاکہ بدنامی میرے واسطے نہو **صدف و مروارید** نے کہا یون تو ہم اُنکے غارت
کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو
تو البتہ ہم دم بھر مین اُنکو مٹا دین اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہوجادین لقانے کہا ہمنے
اُن سبھون کو اب تمھارے سپرد کیا تم جانو اور وہ جانین بلکہ اُن سبکی موت بھی ہمنے تمھارے ہی
ہاتھ مین رکھی مروارید جادو نے اُٹھ کر مجرا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے حال پر یہ

عنایت فرمائی ہے تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوائیے اور ہماری جان فشانی کرنا ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہیں بختیارک نے کہا اس بات کا تو ہمیں یقین ہے کہ تم جو چاہو گے وہ کر جاؤ گے مگر عیارون سے بچے رہنا کہ وہ ساحرون کے بھی اُستاد ہیں اُنھون نے جواب دیا کہ ملکجی ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ عیار ہمارے اوپر عیاری کر سکین ہم اُنکو بھی کھا جائینگے غرض اسی طرح کے لاف و گزاف یہ دونون مرتد کیا کیے جب گوہر کواکب صدف شب کے بطن سے آبرو افزائے بازار افلاک ہوے اور نور افشان نگین مہر گم ہوئی جیسے سیارے بُراز چاہ فلک ظاہر ہوئے کہ ابیات

سحر گذری ہوا با نو نمیرِ ن خواب	دکھائی ماہ نے شکل جہان تاب
تیا کچھ مہر گردون کا نہ پایا	قمر لیکر ستارون کو پھر آیا

تہِ شام حسب ارشاد لقا نے بد انجام طبل جنگ بجا ہر کارے لشکر اسلام کے خبر لشکر بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پیراہے **نظم**

باد بہار روئے خزان پر طمانچہ زن	گلشن مین تیرے عدل سے ہر برگ نونہال	اگر اسکو کرے یقین کہ درندہ گزند کے
یہ خوف تیرے عدل کے زمین میں پائمال	آہو کے دشت مین جو سُنی ہے صدائے پا	چھپنے کو ہیں ڈھونڈھتے ہیں خانہ شغال
اژدر ہوے ہیں ہیچ کہ یان تک ضعیف و خستہ	کرتے ہیں اُنسے مورچہ منہ میں سپہ خلال	

اے بادشاہ عالیجاہ دو ساحر مروارید و صدف نام جادو قریب کوہ عقیق سرحد طلسم کے رہنے والے حسب استدعا لک سفاک نامدار زیور جادو آئے ہیں بہت کچھ لاف و گزاف لب پر لائے ہیں اب طبل جنگ گرما کر بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے یہ کہکر ہر کارے تو کنارے ہوئے اور حسب ارشاد بادشاہ جم قدر امیر نامور نے ابو الفتح عیار سے ارشاد فرمایا کہ خدا سے سبز رنگ ہست تم جاکر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ اور خبر گوش دلاوران مین رزم کی پہونچا دو ابو الفتح نے حسب دستور نقار خانہ سلیمانی و سکندری مین آکر نقارۂ اسکندری پر چوب لگائی جسکی صدائے ہیبت زا سے زہرۂ عدو آب آب ہوتا تھا مروارید و صدف بھی اپنے مقام پر اچھل پڑے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانون کی ہلی بسم اللہ ہے انھون نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکھتا ہے اور اُسکے مقابلہ کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے یہ کہکر خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ مین جاتے ہیں آپ یہان اپنے لشکر کی درستی

فرمائین یہ کہکر اپنے مقام پر اُٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونون خوک کے خون سے نہائے
پھر اسباب ساحری لونگ آگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے
لشکر مین انکے نوبت و ہر و بجنے لگا بیرون نے شور و غل مچایا اکثرا ایسیان پونون کو دی گئین بعضین ڈنڈا
کو دی گئین منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام مین سلح خانے کُھلے بادشاہ سر شام ہی سے داخل
شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری جدال و قتال کرنے لگے نیزون کا آج ارادہ ہی
کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہی کہ زبان سنان سے دشمن کو ٹیڑھی سنائیے تیرون
نے کہا راستی رکھاکر سینون مین گھر کیجیے خارتن سے جان عدو کو نکالکر در بدر کیجیے خنجر گلوگیری کی ہمت
کا دعوی رکھتے سرکشی کرنیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل مین گانٹ پھانس
کی ٹھہرائے تھیں ہر طرف پلٹنون اور رسالون مین باجے بجتے نالے رزمی کا شور بلند نفیرون کی
صدا غارت گر بہادران کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری
گھوڑون کی رکابین اور تنگے وغیرہ درست کرائے جاتے دو پہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک مجاہد
کفن سر سے لپیٹے مشت خاک گریبان مین ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہو اسی طرح لڑتے مرنے کا
چرچا تا بسحر ہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرۂ آہن شب کو ترک سپہر نے جسم سے
اُتارا اور تیغ مہر کو غلاف مشرق سے نکالکر چمکایا کہ

ابیات

ہوا مشرق کی جانب آسمان لال	شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال
ضیا شائع ہوئی نزدیک و دور	ہوا سُرخی سے پیدا شعلۂ نور

صبحدم امیر ذوی الاحتشام مسند کریاس مین بیٹھے دعا کر رہے تھے
کہ جب خبردارون نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تاکہ خدمت بادشاہ مین جاکر حاضر ہون شاطر
جو اصطبل مین آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنے راجہ سالباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے
دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا مین قوت نہ تن مین حس نہ حرکت تصویرین گلی تھان پر کھڑی تھین
حسرتین اُنکے چہرون سے برستی تھین سائیس روتے پیٹتے سردارون کے پاس آئے اور عرض کیا
کہ حضور چلکر ملاحظہ فرمائین ہماری محنت آج فلک نے خاک مین ملا دی گھوڑون کو مٹی کی تصویر
بنا دی اب ہم کیسکو آپکی سواری کے لیے لائین اور آنا بڑا اگلا اسپان کہان ہی جو از سر نو مرکب ابھی
آئین سردارون نے جو اصطبل مین آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہی ہر ایک گھوڑا پیکر

یہ جان ہو تصویر آزری ہو سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہین اُنھون نے بزور سحر گھوڑے مٹی
کے بنائے ہین خیر دیدہ باید کہ چہ میشود تن بہ رضینا قضا یہ کہکر سلح سنجوگ سے آراستہ ہو کر جانب
مسجد کبریا پس روانہ ہوے یہان امیر مشغول وظائف آلہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا
یا امیر محتشم عالی ہم آج طرفہ ماجرا گذرا ہو کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین آیا یعنے سب ساحر وغیر
ساحر لڑتے تھے تو انسانون سے لڑتے تھے مگر گھوڑون اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھ کر
کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہین گھوڑے سب کے مٹی کے ہو گئے ہین
امیر نے یہ خبر سُنکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سواے شیطنت کے اور کیا ہو سکتا
ہو ساحران غدار نے یہ شعبدہ دکھایا ہو یہ فرما کر تبرکات انبیا علیہم السّلام جسم مقدس پہ پیراستہ
فرما کر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا نہوا تھا دیوانہ بن قندس نے اسکو لا کر حاضر
کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب تھکا ماندہ ہوتا ہو امیر
کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو مین نہین ہو سردار
جو پاپیادہ روانہ ہوے تھے جلد تر خدمت والا نعمت امیر مین آئے اور مجرا کیا امیر ان سبکو پاپیادہ
دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی نہوا کہ آپ سوار ہو کر چلین آپ بھی اشقر پر
سے کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلوخانۂ شاہی مین آئے یہان بادشاہ بھی تصور گھوڑون کے
مٹی کے ہو جانے کا کر رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردۂ علیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر
کھنچا جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پر تخت شاہی کو کہارون نے کہاریون سے بدلوایا
جب حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سردارون نے گردن بہر تسلیم علی قدر مراتب بعد تکریم
خم کی شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرما کر دل مین خیال فرمایا کہ تمنے جو
حال مرکبان لشکر کا سُنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہو پس یہ سمجھکر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام در بابِ
استفسار حال نکالے سردارون نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہو گئے ہین بادشاہ بھی تخت پر
سے اُتر پڑے اور کہا ہم تم سب کے سردار ہین ہمکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہو سردارون نے عرض کیا کہ
ہم سب کا تو آپکی سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہو حضور کو مناسب نہین کہ پیدل دادگاہ مصاف تک
تشریف لیجائین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین یعنی آج یونہین چلنے کو جی چاہتا ہو اور ہمین تم لوگونکے لیے

کسے کو بھی ہوگا کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ مین آیا ہم کیونکر سوار ہوکر آتے خلاف ادب تھا ورنہ
ہمکو گھوڑے بہت ممکن ہوسکتے تھے سردار سب خاموش ہورہے اور بہت سے محبت بادشاہ اپنی
جانب خیال فرماکر دل سے دعا کرتے تھے کہ ای بادشاہ کون و مکان وخلاق زمین وآسمان
ایسے بادشاہ عادل رعیت نواز کو بجاہ وجلال تا بروز قیام سلامت باکرامت رکھنا آج کے دن
عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ اسلام قلب لشکر مین پیادہ روان سر پر چتر زرین
گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے ہوے کوس ودمامے گینڈے
اور گاؤ دان لشکر پر لدے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہوگئے تھے نسیم سحری چلتی تھی شاہد شب کی
زندگی مین دو ایک سانسین باقی ہین فلک کجرفتار کا یہ ادنی ظلم ہی کہ شہسواران عرصۂ امارت
وجلادت کو آج پیدل پھراتا ہی اور پا افتادگان کے سامنے ان سرکشون کو بذلت تمام لاتا ہی غرض
یہ لشکر مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصۂ کارزار مین آکر پہونچا اور حسب دستور صفوف آرائی فرمائی
اُسطرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کوہتان اشرار گھوڑے اڑاتے تیغین
چمکاتے ہمراہ تھے مروارید وصدف اژدران سحر پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحران غدار
نیرنگیان سحر کی دکھاتے آئے ملکہ زیور جادو بھی تخت پر سوار کنیزان ومصاحبین کو ساتھ لیے
ایک طرف آکر ٹھہری اور تخت لقا کا ہاتھیون پر کھچا ہوا قلب لشکر مین قائم ہوا اور مروارید
نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا
ملک جی دیکھو ہمنے کیسا انتظام کیا ہی کہ آج تمام سردار امیر کے پیادہ میدان مین آئے ہین اور
ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہین آج البتہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندگان مغضوب ہین
ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ وجلال تھا لقا نے اُسوقت اپنی
ڈارھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ ای بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہی تم سب نے
رات ہی بھر مین میری قدرت کو دیکھا کہ یون سے وون کردیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم مین
سے کون ایسا مسخرا ہی جو تجکو خداوند نہین جانتا اور تجھ مین قدرت نہین سمجھتا مگر ساتھ ہی اس قدرت
کے مین بھی تقدیر کیے دیتا ہون کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کردیا تو کردیا ورنہ خوب
یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان مغضوب قلعۂ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گریز کرنا

ہو گی لقانے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مرواریدنے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہین جو چاہتے ہین فرماتے ہین یہ کہکر اجازت خواہ برائے حرب وپیکار ہوا لقانے کہا کہ جا میرو اپنے ید قدرت کے تجلی فرمایا یہ کلمہ شکر دہ کافر خاسر بسان خر پھولکر اژدر اڑا کر میدان مین آیا اتنے عرصہ مین میدان رزم پاک وصاف ہوچکا صفین جم چکی تھین نقیب بولکر ہٹ گئے تھے کہ مرواریدنے وسط میدان مین پہونچکر نہیب دی کہ ای بندگان معتوب مغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے کیونکر تم اپنے جا گئی ہو ہمت کے خدا کو دلسے اب بھول گئے ہو اور خداوند تمسے حد کا ناراض ہی مگر اب بھی خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سبھون کے مرکبون کو آن واحد مین مٹی کا کر دیا اور جان دارون کو بیجان بنایا ہی بیہودہ تم خاک کے پتلون کو کیا مسخ نہین فرماسکتا ہی کیون اپنی بربادی اور خرابی چاہتے ہو اب بھی کچھ نہین بگڑا ہی جو تم سب آکر سجدہ کرو اور خداوند کا معبود برحق جانو مین تم سب کا قصور معاف کرا دونگا اسکے جواب مین تمام لشکر اسلام نے لقا کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور بجا گالیون کا باندھ دیا اُسوقت مرواریدنے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا مین نے بہت برا کیا جو تمکو نصیحتانہ سمجھایا آؤ زبان تیغ سے اب جواب سوال کرو اور سزا اپنی زبان درازی کی پاؤ اس کلمہ پر سردار اور فرزند امیر سب تو جھلائے ہوئے تھے ہی قائم نے مشورہ کیا کہ اول تو مین مقابل ہوتا ہون میرے بعد کل لشکر میرا ہر طرف سے حملہ کرکے اس مرتد کو ٹکڑے کر ڈالے غرض چالیس ہزار آدمی اس کام کے لئے منتخب فرماکر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل کرکے پیترے بدلتا بانکپن کی دکھاتا مقابلہ حریف مین چلا جب کچھ دور میدان کو طے کیا مرواریدنے دیکھا کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہی بس یہ دیکھکر سمجھا کہ ان مسلمانون کا ارادہ بہت بدی کا معلوم ہوتا ہی چنانچہ رات کو ان دونون ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا اور اس افسون کو آزمایا تھا کہ ای سحر ہمارے جا اور جملہ مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کر دے سرداران اسلام پر اسلئے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سے آدمی بارگاہ سلیمانی مین رہتے ہین وہان سحر جا نہ سکیگا اور دوسرے سر میدان عالم انکے حال زار کو دیکھیگا ذلت پیدل میدان مین آنے کی ہو گی بس اسوقت اُس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہین جو میرے سامنے آتے ہین ازبسکہ یہ نبیرۂ خداوند لقا ہین انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کہکر اژدر پر سے اپنے اُترا اور ایک لکیر زمین پر کھینچ اور قاسم کے

اس مین کھینچکر پکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے مرکبون کی طرح مٹی کا ہو جائے اس کہنے کے ساتھ ہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیون کے مٹی کا ہو کر ایک ہی مقام پر جم گیا میدان جنگ تصویر خانہ بنا مرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچ دیا امیر نے یہ معاملہ جو دیکھا کلیم تشنہ کو آیا اور قصد کیا کہ اسم اعظم کا پانی ان تصویرون پر چھڑکوائین لیکن ہزارون آدمیون پر دفعۃً پانی چھڑکنا ممکن نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہوگئے ہین اور پھر زندہ اگر ہم سے ملے ہین یہ مٹی کے سرداراب سحر کے پتلے ہین اصل نہین ہین یہ سمجھکر خاموش ہو رہے اور اُدھر مروارید نے پھر نعرہ کیا کہ اور اے مسلمانان تم سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے یہ سنکر دست راست کی صف کے کل لشکر جلوہ گری پر آگئے اور وارائے دولت آرائے صاحب گرز گران جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے اجازت میدانداری حاصل کر کے گرز کو ہتولتے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے ہندیون نے قدم بڑھایا اسلیے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہے کہ عیار مکاری اور عیاری کر کے بہر صورت جسطرح چاہین اسکو ہلاک کرین چنانچہ دس ہزار آدمیون نے ہمراہ لندھور جانیکا ارادہ کر کے قدم بڑھایا تھا کہ مروارید نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہے مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہے اسکو بھی تکلیف دینا نازیبا ہے یہ کہکر زمین پر اُتر کر لکیر کھینچدی اور پکارا کہ خط کش یہ بات ہے کہ لندھور بھی مع اپنے ملازمون کے جو میرے سامنے آتے ہین مٹی کے ہو جائین یہ کہتے ہی لندھور اور پچاس ہزار آدمی مٹی کا ہو کر میدان مین کھڑا رہگیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک بحر و بر کی اسطرف اب تار بندھ گیا مروارید نے پھر نہیب دی ایک ایک رومی اور مغربی وغیرہ سردارون نے نکلکر اس خاکدان دُنیا کو خاکہ نقشہ دیر مرقع آدمیان دہر بنا دیا اسی طرح جو نکلا اور مقابلے مین اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہو گیا اسوقت اس کافر نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ دیکھا تونے کہ کیا نقشہ تیرے حامیون کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بدزبان تو مجھکو ایسے شعبدون سے کیا دھمکاتا ہے مین ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی تجھ پر اور تیرے خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہونگا مروارید نے خفا ہو کر پھر مبارز طلبی کی غرض رومی و مغربی و گجراتی و اصفہانی جو مقابل مین گیا مٹی کا ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر بختیارک بولا

اور گویا ہوا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی ورنہ آجتک تو ہم غضب خداوندی مین گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی مبتلائے بلا ہوئے اسی طرح لڑتے وہ دن تمامی پر آیا شہسوار توسن فلک نے زین زرین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ بیت

رہی کم دن کی باقی زندگانی | چلا پھر شہسوار آسمانی

اُسوقت طبل آسایش مروارید نے بجوا دیا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی مین تدبیر کر لون تو نام ان بندگان مغضوب کا صفحۂ ہستی سے مٹا دون بختیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہے شاباش تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جبتک حمزہ کی فکر نہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتین کرتے ہوئے لشکر لیکر پھرے اور پڑاؤ پڑا لشکر نے کمر کھولی اور لقا داخل بارگاہ ہوکر تخت خدائی پر بیٹھا مروارید اور صدف بھی آکر بیٹھے اُن دونون کو لقا نے خلعت گرانبہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جلسۂ عیش و عشرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر شبستان مین بھیجا اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہان سب مٹی کے ہوگئے ہین خیمہ استادہ کراکر فروکش ہوے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہوگئے تھے اُن سب کے اوپر بھی خیمے استادہ کردیے لشکر اسلام مین ہر شخص ملول و غمگین تھا اور اپنے سردارون کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات مین بھی کہرام برپا تھا ہر ایک شہزادی اپنے وارث کے لیے روتی تھی اور اشکون سے مُنھ دھوتی تھی اور دعا کرتی تھی یہان کی یہ کیفیت ہے لیکن اُسطرف جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا بختیارک ایک ہی نطفۂ شیطان ہے اسکو قرار کب پڑتا ہے اُسنے پھر وہی ذکر چھیڑا کہا اے مروارید بیٹے سنا ہے کہ حمزہ آج میدان جنگاہ مین فروکش ہوا ہے پھر دیکھو کسقدر محبت اپنے سردارون سے رکھتا ہے یقین ہے کہ وہ ہم لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے اُڑا دیگا بس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہے کسواسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہے اور حرز ہیکل بھی اُسکے پاس موجود ہے سحر اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا زبردست ایسا ہے کہ اُسنے دیوون کو مارا ہے اگر آج اُسکی تدبیر نہوئی تو کل تم وہ روز بد دیکھوگے کہ کبھی کسی نے دیکھا ہوگا یہ باتین سُنکر صدف جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہے اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے بھی غفلت سراسر حماقت کی نشانی ہے مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرکے حمزہ کو قید کیے لیتا ہون یہ کہکر اپنی سحر کی جھولی سے ایک

شیشہ نکالا اور اٹھ کر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام کہ ہر وقت بارگاہ
دشمن مین بہ امر جاسوسی رہتے ہین اُسوقت سرہنگ مصری صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا
مین موجود تھے اُسنے گفتگو بختیارک کی سُنی اور صدف کو جاتے دیکھکر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا
اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام پہونچکر آواز دی کہ اے صدف جادو
ٹھہر جا جو کچھ مروارید جادو نے کہا ہے وہ سُن لے صدف اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ قریب
اُسکے پہونچا اور کہا مروارید نے کہا ہے کہ رات کا وقت ہے تم بیگانے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا
اور اپنے تئین عیاروں سے بچانا کہین ایسا نہو کوئی عیار دھوکا دیکر تمھارے دشمنوں کو زک دیجا
صدف نے کہا مین بہت ہوشیار ہون تم جاکر کہدو کہ آپ خاطر جمع رکھین میرا کوئی کچھ نہ کریگا
اُسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہین صدف نے اُسکے کہنے سے پیچھے پھر کر
دیکھا اُسنے ساتون حلقے کمند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن مین پڑے ہوئے وہ گھبرا کر ادھر پھرا اُسنے
بیضہ بیہوشی مُنھ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عیار نے کمر سے پشتارہ مین اُسکو باندھکر پشت پر لادا اور
لیکر بھاگا ایک صحرا مین لاکر پشتارے کو زمین پر دے مارا صدف کو کھولکر خنجر سے گردن اُسکی
رگڑی مگر کسی طرح گلا نہ کٹا جب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لادکر بھاگا یہانتک کہ اپنے لشکر
مین آیا از بس کہ رات کا وقت تھا ایک نانبائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلہ آتش اُسمین سے
اُٹھتے تھے اُسنے پشتارہ مع صدف اُس تنور مین ڈالدیا کہ وہ جلکر خاک ہوا اور ہیرون نے شور
غل مچایا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی نانبائی دوکان چھوڑکر بھاگا اور سرہنگ امیر کے پاس آیا
سب حال صدف کے ملنے کا معرض بیان مین لایا کہ اس طرح وہ آپکے اسم اعظم کو قید کرنے کو آیا
تھا مین نے اُسے واصل جہنم کیا اس حال کو سُنکر باوجودیکہ امیر با تو رنج و صدمہ مین تھے مگر ہنسے اور
اُدھر پیر روتے ہوئے سامنے مروارید کے گئے اور پکارے کہ صدف جادو سرہنگ مصری کے
ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت مین گئے یہ سُنکر اُسکو ایک سناٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے
آب و تاب چہرہ کی جاتی رہے سوتی کی طرح گرج کر بغضب تمام اُس مادر قحبہ نے ایک بیضہ سحر جیب
سے نکالکر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جاکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان نکلا اور وہ دھوان ابر
بنا اور جاکر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجب سنگدلی کی تاثیر

رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب بیہوش ہوگئے سوائے امیر کے کوئی
ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر مین وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہوا چلتی تھی
وہ یون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیہوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر
نے بہا دیا تھا دریائے غفلت اُمڈا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیہوشی برستی تھی
ہوشیاری اُس لشکر مین قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب ابیات

مانند سرشک بادل اُمڈے
ہر چشمہ آنکھ مین تھا ڈھلکا
دھارا تھا ہر ایک سیل کی دھار
جسمے آنکھین دکھا رہے تھے

جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے
چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد
تھی باڑھ سر پہ تیغ بحر زخار

بیمانہ تجبر بھر کے چلکا
تجیر بڑھی علی ہوا سر دبا
سر تن کے حباب تھا رہے تھے

آتش بارش ابر سحر مین امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک
بر و بحر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے بعد اُسکے کچھ شعلے چمکے مروارید جادو
کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافر خاسر پکارا کہ ہے کوئی ایسا بہادر خداپرستون مین جو میرے سحر کو
رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر یہ سنکر قبضۂ شمشیر تھام کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ او احمق کیون
دیوانہ ہوا ہے ابھی تو مین تیرا سر توڑنے کو موجود ہون جب تیرا جی چاہے مجھسے لڑ مروارید نے
کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہے اب مین تیری بھی فکر کرتا ہون پھر سب کو ایک ہی
مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر غائب ہوگیا اور بارگاہ مین آیا ماجرائے گذشتہ زبان پر لایا افتخار کرنے حال
سنکر کہا کہ اے مروارید کیا غضب تنے کیا کہ سبکو چھوڑ کر چلے آئے سبکو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے
مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب تھی مین امیر کو پکڑ لون تو سبکو قتل کردون جسمین کوئی دغدغہ
باقی نہ رہے یہ کہکر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کرنے کی فکر مین ہے آپ اسکو تو اس حال
مین رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے سُنو **نظم**

کہان ہے اے مرے غمخوار ساقی
ترقی ہو مرے کیف بیان کو

مجھے بھی مے سے کر سرشار ساقی
لکھون پھر مین فسانہ ایک رنگین

وہ مے دے تا کہ بھولون دو جہان کو
ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

آرائش دہندگان عروس سخن و ہر صفت سازان زیور شاہد انجمن معشوقہ دلفریب کلام کو محفل
بیان مین اسطرح جلوہ طراز فرماتے ہین اور آئینۂ مضمون کو یون دکھاتے ہین جب شاہ عیاران

عیار بیک طرار عمرو باوقار بیابان گلزر مین پہنچے اور معمار قدرت کو زنبیل مین ڈالدیا تو
اُسوقت جہاندار نے انکو گرفتار کرایا اور چاہا کہ قتل کرے اُسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے
آفتاب جادو آیا اور اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دو چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے
جہاندار نے ایک بچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر کوہ عقیق مین چھوڑ آ وہ بچہ خواجہ کو لیکر روان
ہوا اور دامن کوہ عقیق مین لاکر چھوڑ دیا اب جو اپنے تئین زیر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر
امیر کا سامنے پڑا ہوا ہی اور بارگاہ لقا مین طبل و نقارے خوشی کے بج رہے ہین تمام کفار خوش و خرم
پھر رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر اسکو یقین ہو گیا کہ خواہ مخواہ کسی طرح کی خوشی ان کفارون کے تئین
ہوئی ہی خدا خیر کرے ذرا چلکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کر کر وہان تو کوئی امر رنج کا ظہور نہین کیا
ہی کہ یہ سب خوش ہو رہے ہین یہ سوچکر لشکر امیر مین جا آیا تو دیکھا کہ ہزارہا آدمی مٹی کے کھڑے ہوے
ہین اُسکو کمال حیرت ہوئی اور وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے مع دوکاندار
وغیرہ سب بیہوش اور مدہوش اوپر زمین کے برلب فرش پڑے ہوے ہین یہ ماجرا دیکھکر
عمرو کو اور زیادہ تردد دامنگیر ہوا اور گھبرا کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر با توقیر یکہ و تنہا
کھڑے ہوے زیر آسمان دونون ہاتھون کو اُٹھاے ہوے ساتھ گریہ و زاری کے اس طرح سے
پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ ای خلاق ہر دو عالم تو اس امر سے خوب آگاہ ہی کہ یہ عبد ذلیل و حقیر
جاروب کش خانہ کعبہ کا ہی اور یہ مرتبا ور حکومت جو کچھ کہ تو نے اپنی عنایت سے اس بندہ ناچیز
کو عنایت کی ہی فقط تیری یہ بندہ نوازی تھی و گرنہ مین اس لائق کا ہیکو تھا کہ جو ایک سر دا بھی
ایسا مجکو میسر آتا بس امیدوار ہون کہ اگر تو نے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہی تو پھر اس میرے
نام کو برقرار رکھا اور یون تو بہر صورت تو مالک ہی مین تیرا ہر حال مین شکر گذار ہون جو کچھ کہ
میرے حقمین بہتر سمجھ وہی کر کہ مین تیرا تابعدار ہون مجکو کیا عذر ہی اس تقریر کو عمرو نے جو
سُنا تو اُسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کہلاتا ہی بیتاب ہو کر پکارا کہ ای آقاے عمرو یہ غلام بھی تیرا
حاضر ہی میرے جو آواز کو عمرو کی سُنا تو بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اور عمرو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای یار
وفادار و مونس غمگسار حمزہ قسم ہی اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسنے ہمکو اور تمکو خلق کیا ہی کہ شب و روز
تمھاری ہی یاد مین بستر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہی اس پروردگار کا

اور لاکھ لاکھ احسان ہے اُسکا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہوگئی عمرو نے بھی یہ حال امیر کا دیکھکر اپنے تئین
بے حال کر دیا اور بعد جزع و فزع بسیار کے مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہے امیر نے جملہ ماجرائے جنگ
مروارید بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا گل بوستان صاحبقرانی آپ کسی جنگل مین شامل ہو کے
پوشیدہ ہوئیے مین جا کر باغ ہستی پر اُسکے خزان لاتا ہون اور نخل ہستی ساحر نابکار کو خنجر ظلم
سے قطع کرتا ہون امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادرون کا نہین مین خود تلوار پکڑ کر نکلتا
ہون اور اس فوج بیحیا پر گرتا ہون اگر خدا حامی و مددگار ہے تو یہ ساحر کیا نابکار ہے ان باتون مین عمرو
کی نگاہ رخسار بے نظیر امیر با توقیر پر پڑی دیکھا کہ گل رخسار مرجھایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی دیر
سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے یہ دیکھکر عرض کیا کہ یا امیر آپنے کچھ تناول نہین کیا ہے عمرو کی اس بات
امیر ہنس پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحہ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بند یون مبتلائے مصیبت
ہون اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمرو نے کہا حمزہ فرزند دلبند مرجاتا ہے جب تو
کھانا کھاتے ہین برائے خدا کچھ تو نوش کیجیے یہ سب انشاء اللہ رہا ہوے جاتے ہین مسحور سحر ہین
یہ کہکر کچھ کلچہ اور کباب زنبیل سے نکالے اور قیمہ وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر ارالحمرہ کا جام دیا کہ امیر
نے پیا اُسمین بیہوشی ملی تھی امیر بیہوش ہوگئے عمرو نے آپ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے
جانب صحرا روانہ ہوا اور ایک درہ مین پہنچکے اگر کھڑا اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی پیٹھ کو سونگھا
تین سو ساٹھ ساحر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک کو اُنمین سے پسند کیا اور رنگ روغن عیاری کا
لگا کر صورت اپنی مثل ایک اتیت کے بنائی کانون مین کنڈل ڈالے اور ہاتھون مین لوہے کے کڑے
پہنے فولاد کی کردھنی باندھے ہوے رہار باہر نکلے ہوے لنگوٹا کسا ہوا مونچھین بڑی بڑی ہاتھ مین چلم
سلگتا ہوا اسی ہیئت کذائی جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہونچا پکار کر کہنے
او حرامزادے لطف حرام والد الزنا مروارید جادو تو کہان گیا ہے ایسی جوتیان مارونگا کہ فرش
ہو جائیگا اُسکے گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گرد اگرد جمع ہوگئے اور کہا کہ مروارید نے تم پکا کیا گناہ کیا
ہے کہ گالیان دیتے ہو اتیت نے کہا وہ بخت اندھا ہو گیا ہے دیکھتا نہین ہے کہ چیلی کے پیٹ سے راکھ
نکلتی ہے اور انہین انڈے دیتی ہے اسطرح کی باتین جہل لوگون نے نہین سمجھے کہ دیوانہ ہے اور ہرکارون نے
دوڑ کر بارگاہ مین خبر مروارید کو پہونچائی کہ ایک اتیت آپکو گالیان دیتا ہوا آتا ہے اُسنے کہ

آنے دو کوئی خبر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہی اس اثنا مین اتیت اندر بارگاہ کے
آیا اور یہان بھی خوبسی گالیان مروارید کو دین مروارید نے کہا یہ کوئی سودائی ہی یہ کہکر کھڑا ہوگیا
اور کہا کہ آپ تشریف لائے ہین تو آئیے یہ سودائی پن چھوڑ دیجیے اتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا
باپ مین دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہون بھلا یہ مین تجھے پوچھتا ہون کہ لشکر مسلمانان کو تو نے
کیسے کیسے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو مین بتاؤن تم دیوانے پن کی باتین کرتے ہو
اتیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہوگا اسمین نجتیارک نے کہا کہ اتیت صاحب انکو
گالیان نہ دیجیے انھون نے بڑا کام کیا اتیت نے کہا اسی لیے مین اسے گالیان دیتا ہون کہ اب تک
انکے سر کیون نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چار سو برس کی ہوئی اسی حال امان جان نے دودھ بڑھائی
کی اب اسے لازم ہی کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروارید نے کہا چلیے اسم اعظم حمزہ بند کر لون پھر جیسا
آپ کہتے ہین مین وہی کرونگا ان باتون مین نجتیارک کی بائین پسلی کے تلے رگ مادر نجتائی پھڑکی
گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ یارو کچھ ہو نہو وہ آگئے مجھے ہوا بھری ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر
کھڑا ہوگیا اور رقیدا اتار کر ناچنے لگا اور کہا اے مروارید جلد مسلمانون کو چھوڑ دے نہین ورق الٹا چاہتا ہی
کوئی دم مین نہ تو ہی نہ لقا ہی لوگ حیران ہوے کہ ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے
کیون ہوگئے اسمین نجتیارک نے اتیت سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اتیت نے کہا مجھے عمرو جادو
کہتے ہین عمرو کا نام سنکر ملک جی کا دم نکلگیا اور عمرو نے کہا ملک جی پھر ذرا تم الگ چلو تو مجھے کچھ تم سے کہنا
ہی نجتیارک انکے ساتھ گوشہ بارگاہ مین مقام تنہائی پر آیا عمرو نے وہان کہا ملک جی مزاج تو اچھا ہی
نجتیارک نے کہا دعا کرتا ہون اسوقت عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہ نجتیارک کے رہے سہے حواس
منتشر ہوگئے اور قدم پر عمرو کے گرا اور کہا حضور مین تو آپکا غلام غلام کا غلام بلکہ احتلام ہون لیے اس
لقا بدجود کو ہر چند مین منع کرتا ہون کہ اپنی حرمزدگی سے باز آ نہین مانتا اب آپ کی جوتیان کھائیگا
تو سیدھا ہوئیگا اور غلام نے بیس ہزار روپے بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر بدریان دو شالون کی
حضور کے لیے لے رکھی ہین آپ تو جانتے ہین مین چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہوا ہون یہ کہکر کلمہ پڑھنے لگا عمرو
نے کہا بھئی تمھارے سبب کچھ غرض ہمارا ادا ہو جائیگا مگر تو دورنگی منافق ہی خبردار نطفہ حرام اگر
کسی سے یہ راز کہا تو مار ہی ڈالونگا نجتیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کہکر

عمرو وہان سے بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا بختیارک بھی آکر اپنی جگہ پر متمکن ہوا اور پکارا کہ
صلواۃ بر محمد و لعنت بر لقا ہمسر کوہتی نے کہا کہ ارے تو ہمارے خداوند کو کیون کہتا ہی بختیارک
نے کہا یہ تو قدیم سے چل چلی آتی ہی ایک دن تم بھی یہی کہوگے اور لقا سے اشارون مین کہا کہ
وہ عمرو آیا ہی کیسی تقدیر تونے کی اُس گیدی نے کان مین اسکے کہا کہ اگر یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا تم
تمکو منظور نہین کہ سب بندے میرے قتل ہوجائین بختیارک نے مروارید جادو سے سب
بیان کیا کہ جلد خبر لے عمرو آگیا اسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس اتیت کو گرفتار کرلینا چاہیے
پھر آگے سمجھ لینگے یہ سوچکر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ مرہج
ہو بس ماش کا دانہ نکالکر سحر پڑھنے لگا اور پکارا او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو بھی
کرسی پر سے سنبھلکر کھڑا ہوگیا اُسنے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمرو کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمرو
نے جلد زنبیل سے امیر کو نکالا اور ہوشیار کرکے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجیے صاحبقران اسلئے کہ
میدان جنگ مین مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتیار لگائے تھے بس عقرب سلیمانی
کھینچکر ساحر پر حملہ آور ہوے اور اسکے حربہ کو رد کرکے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکلگئی دو ٹکڑا
کیا اسکے مرنے کا شور و غل برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مروارید جادو کو تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اسی
تاریکی مین لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہا سرداران لقا ہمیشہ سے لوہا مانے
ہوے ہین یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوے انکو چلے باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار
ہونے لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اُسطرف مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سحر اُتر گیا
سب ہئیت اصلی پر آئے اور گھوڑے بھی جو مٹی کے ہوگئے تھے بدستور قدیم جاندار ہوے شاطرون نے
جلد مرکبون کو پاس سردارون کے پہونچایا ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت نہنگ بحر جلادت سوار ہوکر
قلزم جنگ مین بہر خناوری روانہ ہوے یہان امیر لشکر شریر لقا سے مقابل ہوے تھے کہ لشکریان
اسلام آگرے اور دو لشکرون مین باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرہ بہادران سے گنبد نیلی ہائیان
آسمان لرزان تھا دشت و کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دُنیا تاریک تھی تلوار کی چال ڈھال پر چلا
کرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے دھار دھار و زہا زہ آتی تھی
فرط خوف سے جان جاتی تھی محیط رزم مین ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دوست جان کا دشمن تھا

ہر سمت کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگے تھے دریا خون کے بہہ رہے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یکے حملہ بردند از آسمان گرو
سپہر ہمان خون خروشندہ ہمین
از ان کافران کشتہ شد لشکرے
تلے گشت بر سان کوہ بلند
زمین سر بسر گفتی از جوشن است

بدید از آواز ایشان گردہ
چکاچاک برخاست با تاسران
ہر آنکس کہ بُد زان دلیران سرے
ہمہ قلب گہ پاک در ہم نوردید
ستارہ ز نوک سنان در گلشن جست

تو گفتی کہ دریا بجوشد ہمین
ہمان زخم شمشیر و گرز گران
ہمہ کشتگان را ہمہ در فگند
درفش سپہدار شد ناپدید
لقائے گمرہ مع سرداران

روسیاہ تاب مقاومت نہ لاسکا جانب قلعہ کوہ عقیق ہوا گریزان ہوا فازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مال و اسباب کفار غارت کرکے خیام و نگاہ جلاکر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمرو پر سے زر نثار کرتے ہوئے جب روانہ ہوئے عمرو نے کہا کہ یہ مال کیون غارت کرتے ہو جو کچھ لاتے ہو ہمین کو دے دینا ایک رات کی تو ہماری تمھاری ملاقات ہو اسیطرح کی باتین کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر نے کمر کھولی سردار اپنے اپنے خیمون مین جاکر آسودہ ہوئے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوئے شب بھر آرام فرمایا دوسرے روز جب جادو شنگ ظلم شہنشاہ روز نے چہرہ روشن اپنا دکھایا جہان کو منور فرمایا کہ ابیات

چو بر زد ز دریا درفش سفید ❊ ستارہ شد از تیرگی نا امید ❊ خروش آمد از نائے و زنگا و دم
جہان نعرہ بیل و رو ئینہ خم ❊ صبحدم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے عمرو بھی حاضر دربار ہو کر کرسی پر متمکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے امیر دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمرو کو خلعت بہت بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے عمرو کے ملے اور کرب غازی کو عمرو نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہین کہکر حال افراسیاب و کوکب وغیرہ کا بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش دیا صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی جام تہ گردش آیا اسطرف لقا زیمت خوردہ قلعہ کوہ عقیق مین آکر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا مجتمع ہوا اور اس گبر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اُسکے بھی جمع ہوئے سلیمان عنبر مین موئے جابجا نامہ بنا بر طلب امدا د روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عشرت دیا

داستان شوکت بیان لوٹنا مختیارک کو عمرو کا اور ملاقات کرنا ملکہ سرسبین ق
اپنی زوجہ سے پھر بھیجنا تیجا نامی مواج جادو کا عمرو کو طلسم ہوش ربا میں اور مارنا
معمار قدرت کا مواج جادو کو اور چھوٹنا عمرو کا پھر عیاری چالاک کی افراسیاب
پر اور آنا اژدر سوار رد میں تن کا دریافت عیاریاں کرنا چالاک کا لموئلفہ

کہاں ہو اے مرے ساقی کہاں ہے
نہیں طاقت تجسس کی بھی باقی
کروں پیر مغاں کی پھر زیارت
خوشی سے رند سب نکلیں ملکے
جدائی بزم رنداں کی ہے اشتاق
خدا سے اپنے دل میں ہوں یہ کہتا
کروں جلدی سے یارب غسل صحت
چلے رندوں میں دور ساغر مے
بسط مے کشتی مے پر ہو اسوار
ہم رندوں میں اڑتے قہقہے ہوں
زباں پر ہو یہی ہر اک کے تقریر
جو پھر نکلے ہماری عیش کی راہ
انھیں کے دم سے میخانہ ہے آباد
مگر باقی ہے حسرت کی کہانی
کہاں تک جاوے حسرت کی بیاں ہے
نہیں ہرگز نہ تم ہو غمگین

ترا میخوار اب تو نیم جاں ہے
ذرا بھی قوت رفتار پاؤں
مبارک باد دینے آئی حسرت
نظر پھر آئے دختر رز کا جوبن
صدائے نے کی پھر ہو جان مشتاق
کر اپنا فضل کر تو مجھ پہ یارب
بجا پیر مغاں کی لاؤں خدمت
صدا قلقل کی پھر شیشہ سے آئے
تو مجھ سے رند کا بیڑا ہو پھر پار
ہر ایک آنکھوں پہ پھر بٹھلائے مجکو
کہ تیرا شکر ہے اے رب تقدیر
انھیں سے ہم تو میخواری ہیں سیکھے
یہ وہ ہیں جن سے ہے پیر مغاں شاد
خدا کو دیر کیا ہے فضل کرتے
غمگینی کے دن عشرت کی راہیں
مسیح خوش لقا سے این روایت

کہاں پاؤں تجھے اے میرے ساقی
تو سر آنکھوں سے مے خانہ میں آؤں
ملوں یاراں ہم مشرب سے اپنے
کرے عشوہ گری پھر یار یہ فن
پڑا جیب بستر غم پر ہوں رہتا
عطا کر صحت کامل مجھے اب
بجے میخانہ میں چنگ و دف و نے
صراحی قہقہہ جلدی لگائے
خوشی کے ہر طرف کو چہچے ہوں
شریک بزم پھر فرمائے مجکو
کہ میخانہ میں ای حضرت جا وہ
یہی اُستاد برحق ہیں سبھوں کے
سنا ساقی یہ راز دل زبانی
جو وہ چاہے تو دم بھر میں شفا دے
زبان پر لاؤ ایک فسانہ نمکین
چنیں زندہ کند مردہ حکایت

رنجوران بستر ناکامی و بیماران شفاخانۂ خوش کلامی مریضان بساطہ داستان گوئی جسمان امراض سرگرانی و مجون دارالشفائے تحریر میں برائے علاج بے تابی دل اسطرح جاتے ہیں اور حکیم خرد سے یوں معالجہ فرماتے ہیں کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و دماغ دارالعلاج

مکاری و طراری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کام مردار جادو کا تمام کرکے ایک دن بارگاہ سلیمانی
میں مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفاخانہ دہر سے حکیم مہر برخاست کر گیا اور مرض صفرہ مبدل
بہ مرض سودا ہوا عالم میں تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیات

کہ تھے میں وہ اوج رفعت روشن
پھرا آخر بشکل گردش سال
فروغ شمع نے روشن کیے گھر

سوے پستی ہوا افتادہ دامن
اسباب شام نے جو بن لے کھایا
طپش پر آگئے وہ دل تھے جو مضطر

پھرا از رفعت گھٹا کچھ وہ من اقبال
نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا
قریب شام عمرو خوش اندام خیمہ

میں ملکہ سرو تمکین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور بہت پیاری بی بی اسکی ہی آمد خواجہ
شنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئیں آراستہ و پیراستہ کیا تھا بزم عشرت کو بصد حسن و زیبائش ترتیب
دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجا تھا فرش بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کہی ایک طرف
کھڑی تھی چنگیر چوگھڑے پاندان عطردان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس و زیور سے جسم نازک
ملکہ گل اندام مزین و محلی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسدس

سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن
سینہ میں جھلکتی تھی اسی تن کے عکس فگن
گوری گوری وہ ہتھیلی پہ بلور کا جام
یا نظر آتا ہے لبریز شفق ماہ تمام

مانت موتی کی لڑی آپ نہیں جا بسخن
واہ کیا حسن دکھاتا ہے گلے میں مالا
سرخی رنگ حنا اسمیں شراب گلفام
صاف شنگرف کی تحریر ہے مکتوب میں ہے

وقت گفتار جو ہنس ہنس کے ہا وہ غنچہ دہن
موتیوں کا نظر آتا ہے گلے میں لالا
نقرئی ظرف ہے ہاتھوں میں کہ نیکا ہے کام
رخ یوسف کی جھلک دیدہ یعقوب میں ہے

الغرض جب عمرو داخل خیمہ ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام مے ارغوانی بھر کر دیا
جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا تو اسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد کل طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا
تحفہ لائے خواجہ شنکر آبدیدہ ہوئے اور کہا میں اسلیے خاص کر تمھارے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ
تمھارے پاس زیور ہو وہ لیجاؤں اے ملکہ میں انتہا سے زیادہ قرضدار ہوگیا ہوں کیونکہ جب سے
شہزادہ اسد طلسم میں گئے ہیں قید ہوگئے ہیں اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحروں کا ہے
وہ سب میرے ذمہ ہے ہر ایک کو تنخواہ ماہ بماہ میں دیتا ہوں پھر انمیں بڑی بڑی شہزادیاں اور
سردار ہیں کہ جنکی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہے یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہے اور
افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہے ایک ایک عیاری کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ ہوتا ہے

اس صورت مین بیچارہ مین اکیلا کہان سے خرچ لاون قرض دام کرکے کام نکالتا ہون
تمھین گھمنڈا اپنا دیدو کہ کچھ دن کھین ملکہ یہ باتین سنکر ہنسی اور کہا خوب مین بھلا کیا جانون
آپ محتاج ہین یا تونگر مجکو تو بیٹے سے مطلب بیبیون کو روٹی کپڑا خرچ اخراجات نہ ملے تو وہ کیونکر
رہ سکتی ہین یہ کہکر خواجہ کی کمر ٹٹولنے لگی اسوقت آپنے کہا ہا افسوس کمبخت عورتون کو سوائے اپنے مطلب
کے اور کسی کی فکر ہی نہین اچھا صاحب ٹھہرو مین دیتا ہون یہ کہکر زنبیل سے آپنے کچھ کیلین لوہے
کی اور گرہین ہلدی کی اور کوڑیان جھنجھی ٹوٹے ہتیار دسپنے گاڑھے کی ٹوپیان جھوٹے نگینے نکالے
اور کہا صاحب لو گھبراؤ نہین اگر مین یہ جانتا کہ یہان آکر اس آفت مین گرفتار ہونگا اور لوٹا
جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزین دیکھکر اپنے اوپر سے صدقہ کرکے پھینکدین اور کہا دور ہو
میرے دشمن یہ چیزین لین عمرو نے وہ پھر سب اُٹھا کر زنبیل کین محل مین انکی باتون سے
قہقہے اُڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھیڑ کر ملکہ نے حکم دیا کہ مغنیئین خوش گلو زہرہ جبین آئین اور
گانے بجانے لگین جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا شکریون کی قنچیان بندھ گئین جام وگلابیان
سینہ پر آئینہ خواصین سامنے سے ہٹ گئین دونون مصروف عیش ونشاط ہوئے شب اسی جلسہ
عشرت مین بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہر نے جام ماہ کو بادہ نور سے خالی کیا اور
زہرہ نے دف اپنا سنبھالکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ

ابیات

رہا باقی نہ دن صاقی نہ شیشا	ہوا حسن سحر کا شور پیدا	صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر چلکی اُٹھے لوگون کے بستر	صبح کو دونون اٹھکر حمام مین گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کرکے ملکہ	

سے خواجہ رخصت ہوکر شبستان امیر مین آئے یہان بیبیان امیر کی منتظر حال شہزادہ
بدیع الزمان واسد ہوئین انسے سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بیبیون سے عمرو ملا اور
ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب سے رخصت ہوکر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام
سردارون کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر اب مین ذرا کوہ عقیق کی سیر کرکے طلسم مین جانے کی کچھ فکر
کرتا ہون انشاءاللہ زندہ ہون تو پھر آکر ملونگا یہ کہکر بارگاہ سے لشکر اسلام مین آیا اور ہر طرف
پھرتا ہوا کوتوالی چبوترہ مین آکر ٹھہرا یہان جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی بدل ایک
حجام کے بنائی آنکھ کانا یا نحا منہ مین سکھ کا ہین کے سر پہ پگڑی ملازمان شاہی کیطرح باندھ کے ایک سوت

رومال مین لپٹی ہوئی بغل مین دابی ڈبیا مرہم کی کمر مین رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل
مین یہی فکر تھی کہ کسطرح اِن کافرون کو مونڈیے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانون نے ساکن
قلعہ مذکور سمجھکر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دار الامارۃ شاہی کی طرف جا نکلا وہان لقا بھی
اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہ رہا تھا کہ یا خداوند عمرو نے حمزہ کو سپہ سے نکالا لقا نے
کہا ایک دن مین نے حالت نشہ مین زنبیل قدرت دی تھی یہ کہکر عنصر کو بتا سے کہا کہ تمنے اِن
بندون کی میرے بے ادبی دیکھی مین کہان تک اِن پہ رحم کرون اگر مین چاہتا تو سب بار ڈالے جاتے
لیکن مین سمجھتا ہون کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھون بندے مین بس طرح دیے جاتا ہون اور
جب رہتا ہون سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہے اس اثناء مین بختیارک کو
خیال آیا کہ ایسا نہو عمرو گھر میرا لوٹ لیجائے یہ سمجھکر دار الامارۃ سے باہر آکر خچر پر سوار ہوا اپنے گھر
کی طرف چلا راستے مین عمرو نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام ہو بختیارک
آیا ہوا تھا پہچانا نہین اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تمنے ہمین نہین پہچانا ہم وہ ہین کہ جسنے
تمھین مونڈا اور تمھارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل
دکھایا ملک جی کا دم نکل گیا اور کہا آئیے آئیے غلام اُترا پڑتا ہو آپ سوار ہو کے چلیے عمرو نے کہا تم چلو
ہم بھی آتے ہین یہ کہکر بختیارک سے پہلے اُسکے خیمہ مین جا پہونچا اور توشے خانے کے داروغہ
سے کہا کہ جلد اسقدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہین اس عرصہ مین بختیارک
بھی آیا داروغہ نے اُس سے کہا کہ اِس حجام نے جو کچھ کہا ہو وہ بجا لاؤن اُسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا
ہو داروغہ نے کہا جی ہان ہو بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پاندان عطردان
جو گھڑے کا بے آؤ اور جواہر نگار جو اسباب ہو اُسے الگ کر دو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہکر خزانہ
کی طرف روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا ملک جی
تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چلکر پکارا ارے بھئی ٹھہر جاؤ داروغہ اور
خدمتگار دونون ٹھہرے عمرو نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیجلیے مین اِس سے کچھ کہونگا داروغہ
تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی مین لایا وہان لا کر حباب بیہوشی
مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے صورت اُسکی ایسی بنکر کہ جسی

گڑھے مین ڈالدیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ یہ حجام کیا کہتا تھا جواب دیا
کہ ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہی داروغہ نے کہا وہ کونسا اسباب ہی کہا آپ توشک خانہ
مین چلیے تو مین بتاؤن وہ اُسکو لیکر توشک خانہ مین آیا اور اسباب الگ کر کے خدمتگار سے کہا
کہ اسکو خالی صندوقچہ مین بھرو خدمتگار اسباب نہیں مین قبضہ کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم
صندوقون مین رکھنے کو لیتے ہین تو الگ رکھتا ہی خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہی رکھدینگے جب جی جاہیگا
اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہی تو لٹ جاے پابوش کے صدقے سے داروغہ نے یہ سنکر اُسکو ایک
دھکا دیا خدمتگار بھی جھپٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا ہاتھ آغشتہ بدار وے بیہوشی تھا داروغہ
طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا عمرو تمام مال و اسباب وہان کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُسنے کہا سب
اسباب رکھدیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ اطمینان رکھیں بختیارک بولا وہ تو نہین آیا اُسنے
کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہین پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جاے اُسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہان ہی
اُسنے کہا وہین ہی بلوالیجے بختیارک نے ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلا لا خدمتگار نے جا کے دیکھا داروغہ
بیہوش پڑے ہین مال لٹ گیا ہی روتا ہوا آیا ملک جی سے حال کہا ملک جی نے ہاے کر کے کلیجہ
پکڑ لیا توشک خانہ مین جا کے دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہاے خدا اُسکو غارت کرے مجھکو
لوٹ لیا اب میرے گھر مین آنا نہ نصیب ہو خدمتگار یعنی عمرو نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو
ابھی ایسے ایسے چار حصہ اور تمھارے پاس ہونگے تم تو شعوردار ہو آدھا یون گیا آدھا دون گیا
ملک جی اُسکی تقریر سے گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صدقہ گیا عمرو نے کہا وہان دوسرے
قفل لگوا دو جہان مال باقی ہی بختیارک نے کہا تو بھی میرا قدیم نوکر ہی سچ کہتا ہی یہ کہکے اُسی مقام
پر گیا جہان باقی مال رکھا تھا عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان ہی اُسمین قفل لگا ہی اُسنے بڑھکر قفل پر ہاتھ
لگایا انگلیان اُنکی کنجیان تھین قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل جھوٹا لگا ہوا تھا اسمین دروازہ کھول کے
اندر گئے عمرو نے دیکھا بہت بڑا مال ہی کہا ملک جی بینے ایک حویلی کرایہ کو لی ہی وہان یہ اسباب لے کے
رکھدو اور اگر کہو تو مین ابھی لیجاؤن بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجائیگا عمرو نے کہا یہ کون بڑا کام ہی
ہم تو تم تک کو لیجائین اور ہم امانت دار بھی ایسے ہین کہ جو کچھ رکھواؤ قیامت تک نہ دین بختیارک یہ
گفتگو سنکر پہچان گیا یقین تھا کہ مرجاے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہی مین تو آپ کا غلام ہون اُسنے کہا

آنکھیں بند کر بختیارک ناچار آنکھیں بند کر کے کھڑا ہوا عمرو نے جال الیاسی مار کر سب مال نذر زنبیل کیا بختیارک سے کہا آنکھیں کھولدے اُسنے جو آنکھیں کھولیں دیکھا سب مال غائب عمرو نے کہا کہ اے تیرا شیطان حافظ ہی میں جاتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے باہر نکلا بختیارک پیٹتا لقا کی بارگاہ میں آیا اور سب احوال بیان کیا عمرو بھی خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ میں موجود تھا لقا نے بختیارک پر رحم کھا کے بہت سا روپیہ اور جواہر دیا اُسنے عمرو کو اپنا خدمتگار سمجھکر کہا کہ اس اسباب کو اٹھوا لیجا دو چار سپاہی ساتھ نے عمرو نے پھر کے بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور کہا کچھ آدمی کی ضرورت نہیں ہی بختیارک پکارا لیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہی لقا نے کہا کہ او شیطان کیا کہتا ہی کہا کہتا کیا ہون تمھاری میری دونون کی تقدیر الٹ گئی ہی غرض یہ بکتے رہے عمرو مال زنبیل میں رکھکر بارگاہ سے نکلگیا اب یہ تو طلسم میں جانیکی فکر کرتا ہی لیکن اب حال نکبت افراسیاب خسران مآل بیان کیا جاتا ہی کہ بیت کنون منو گلیم کے داستان ✤ ببین و مبین مغز نادر بیان ✤ بزم چشان خمخانہ سحر و ساحری اسطرح تحریر کرتے ہین کہ افراسیاب جادو فکر جنگ ملکہ اژدر شیرازل میں اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر گرے اور متمثل بشکل انسان ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہمنے سُنا ہی کہ اسطرح عمرو نے جاکر بیابان گلریز میں اُسکو رہا کیا یہ کہکر جملہ ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہی عرض کیا افراسیاب نے اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجھکو یقین نہیں آتا کہ بیابان گلریز میں عمرو جائے سب نے کہا بجا ہی اُسوقت باغبان قدرت وزیر بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری مین دیکھیے سب حال معلوم ہو جائیگا بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُسمین دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب عمرو قلعہ کوہ عقیق میں ہی یہ دیکھکر پکارا کہ اے باغبان اگر کتاب کو نہیں مانتا ہون تو ایمان میں فرق آتا ہی اور اگر مانتا ہون تو قیاس میں نہیں آتا کہ عمرو کوہ عقیق میں کیونکر گیا کہان بیابان گلریز کہان مقام کوکب کہان قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمایش کرتا ہون یہ کہکر ایک ساحر مواج جادو نام کہ سرداران معز زین سے تھا اُسے حکم دیا کہ تم جاکر کوہ عقیق سے عمرو کو پکڑ لاؤ اور بارگاہ حیرت میں لیجا کر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہکر ایک تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمرو ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی مواج وہ تصویر

لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اژدر سحر پر سوار ہو کر جانب کوہ عقیق چلا بعد اُسکے جانے کے
افراسیاب بھی سوار ہو کر لشکر حیرت مین آیا گھنٹہ و گھڑیال بجے ساحر سجدے مین گرے غلغلہ ہوا
کہ شہنشاہ آئے حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ مین لیجا کر تخت پر بٹھایا ساقی نے جام شراب یاد رنگ
بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے عمرو کو پکڑوا منگوایا ہی مواج جادو
گیا ہی ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہو کر آئے اُسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ
دن کرے کہ وہ موذی کا ٹکڑا ٹکڑا ہو دے طائران سحر ملکہ مہرخ بھی اس بارگاہ مین بامر جاسوسی بطور
مخفی حاضر تھے وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور جو کچھ زبانی افراسیاب سُنا تھا معرض
بیاض بیان مین لائے یہان ضرغام عیار موجود تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور خدا چاہتا ہی تو خواجہ
کو چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُسکو چالاک بن عمرو ملا اُسنے اس سے سب
حال بیان کیا چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو مین کلالنی بنتا ہون یہ کہکر دونون رنگ و روغن
عیاری لگا کر بصورت مذکور تیار ہوئی ضرغام نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مرزئی گلے مین پہنی
دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے پٹیان سر پر نکالین مانگ مین
سیندور بھرا مہندی ماتھے پر لگائی مسی ہونٹون پر جمائی گلوری پان کی مُنہ مین لیکر سرخ چندری
اوڑھی لہنگا گنگام کا پہنا سوائی لہنگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر و ماہ کو شرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
زہرہ فلک سے اُتر آئی ہی اُسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی
اور رشک حور و غلمان تھی قربان اُسپر مردمک مردمک چشم انسان تھی دانتون سے موتی بے آبرو ہوتا
لب لعلین سے لعل ہیرا کھاتا تھا میم دہن کا حلقہ دل یاران تھا قد بالا الف جان تھا لازم زلف پریشان تھی
بلائے گیسو بلائے سر یاران تھی کہانتک وصف اُسکا کیا جائے یہ اشعار اُسکی صفت مین کافی ہین اشعار

شعرا کہتے ہین وہ مانگ ہی سلک گوہر
کہکشان یا شب یجور مین آئی ہی نظر
نور ابلے کرو جبہ روشن پہ نظر
سطر حسن عیان ہو اُتر آیا ہی قمر

یا کھنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
شانہ کہتا ہی زبانی یہ نیا پہلو ہی
بدلے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہی سحر
لوح سیمین تو اسے کیا ید بیضا کہیے

یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر
اُسی سر کی ہی قسم صبح شب گیسو ہی
کیا صفائی ہی کہ پانی ہی حجاب گہر
غش نہ آ جائے اگر برق تجلی کہیے

اس صورت سے تیار ہو کر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی انوٹ بچھوے پانون مین پہنے

نامیین بخ

چلی راہ مین چالاک نے ضرغام سے کہا مین جلکر دہائی دونگا کہ یہ میری زوجہ ہی
اور مجھسے راضی نہین ہوتی اور تو کہنا مین ہرگز اسکی راضی نہین اور لڑنا مجھکو باتین سنانا اسطرح
سے سمجھا کر دونون لشکر حیرت مین آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جا مالزادی مین
تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یارون کے پیچھے دیوانی ہی مجھے خطرے مین
نہین لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت کھولیگا
پہلے اپنی بہنیا کی تو خبر لے کہ جو لونڈون پر جان دیتی ہی اور لونڈے اُسے گھیرے گھیرے پھرتے ہین
ابھی پرسون کا ذکر ہی کہ سلار و مدار و کبڑیے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو درنی دے گیا اور وہ
اُس سے ہنسا کی موے جھنڈو تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہی اور آگے کیا کہون
جسکا باپ اُسکا باپ لیکن کوڑے بیتے سے اور پارسائی بگھارنے سے جان جلگئی اس سبب سے
اتنا منہ سے بھی نکالا نہین مجھے کیا مطلب کہ مین کہون مولا سنا ہے تین پیٹ رکھوائے اور
گروائے کلوار نے کہا کہ تو ایسی کمان کی ڈال کی ٹوٹی ہی یہ کہو کہ مین طرح دے جاتا ہون نہین تو
ایک بار تیرا صبح کو پکڑ دن ایک شام کو ابھی پندرہ روز ادھر کا ذکر ہی کہ چمن کبڑیے کا لونڈا جو آیا
تو اُسے تو کوٹھری مین لیگئی وہ تو کہو مین آپڑا دونون کوٹھری سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب
ہی تو میری جورو ہی کہ نہین تجھے میری مان بہن کے خراب ہونے سے کیا مطلب مین تجکو زبردستی اپنے
قبضہ مین لاؤنگا کلوارنی نے کہا تیری کیا طاقت جو زیادتی کر سکے مین حلال خور کے پاس جاؤنگی
تیرے پاس نہ ہونگی بھڑوے اپنے دل مین سمجھا کیا ہی کلوار نے دوڑ کے جھونٹے پکڑے کلوارنی نے
کہا دہائی ہی شہنشاہ کی غل جو مچا افراسیاب نے بارگاہ مین سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہی
بلاؤ کچھ ملازم آئے اور دونون کو سامنے لیگئے دونون نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیون لڑتے
ہو یہ کیا ماجرا ہی کلوار نے کہا یہ میری جورو ہی اور مجھسے راضی نہین ہوتی بادشاہ نے کلوارنی
سے پوچھا کہ تو کیون نہین راضی ہوتی اُسنے کہا ای بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالے کردین مجھے منظور ہی
اور اسکا ساتھ نہین منظور ہی یہ موا نہ روٹی دیتا ہی نہ کپڑا دیتا ہی اور مارے مار کے میری ہڈیان چور کردین
یہ کماتا ہی رنڈیون مین اڑاتا ہی کلوار نے کہا ۔ بالکل جھوٹ کہتی ہی یہ خود بدکار ہی افراسیاب نے
دونون کا حال سُنکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار مین رہو جسکی برائی ثابت ہوگی

اُسکو سزا دیجائیگی کلوار نے کہا کہ مین اپنی دوکان رکھا چاہتا ہون مین یہان حاضر نہین رہ سکتا
مگر ہان اس عورت کمبخت کو حضور رکھین شاید آپ کے یہان رہکر درست ہو جاے بادشاہ نے
حیرت سے کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو میرے
پیچھے آکھڑی ہو وہ پشت پر جاکر کھڑی ہو گئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی
کے افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑکے ایک مکان تنہائی مین چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے مگر یہ
عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان مین گیا وہان پردے پڑے ہوے تھے سامان
عیش وعشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو یہان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام ہوگا
تو پکار لینگے یہ وہان ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونون گئے مسند پر بیٹھے بوس وکنار و اختلاط
ہونے لگا لیکن یہان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان دھری ہین کسی
مین میوہ ہی کوئی پھولون کی ہی اُسنے پکارکر کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے آوے
حیرت نے کہا لے آ اُسنے ڈالیون مین میوہ آغشتہ بدارو بیہوشی اور پھول بھی بیہوشی کے بسے
ہوے لگائے اور اُسمین کا میوہ اور پھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے لیجاکے رکھدین
اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ پھول اُٹھاکے سونگھے اور افراسیاب نے ایک ہی تراش کر
آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر مین نشہ ہوا بیہوش ہوکے گر پڑے چالاک نے
اندر جاکے خنجر کھینچا کہ دونون کو مار ڈالون اُسوقت جانسوز بن قران کہ پہلے سے خدمتگار
کی صورت بنکر اُس مکان کے گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک کا ہاتھ
پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہی پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ای
بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب جادو ہی اسکی
قضا ہی نہین ہی ورنہ ہم اب تک کبکا مار ڈالتے چالاک نے یہ سنکر جو کچھ اسباب اس مقام کا اُٹھ سکا
وہ لیا اور جانسوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے اُتار لون اُسوقت صدائے مہیب آئی زمین کو زلزل
ہوا یہ دو عیار اُس مقام کے سراچہ چاک کرکے بھاگے وہان مینھ برسنے لگا اور پریزادان طلسم نے زمین
سے نکلکر پکاریان حیرت و افراسیاب کے منھ پر لگائین دونون کو ہوش آیا اُس مقام کا
عجب حال ابتر اُنھون نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہی سمجھے کہ یہ کام عیارون کا ہی بس بادشاہ

نے متفکر ہو کر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تمکو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک پاسبان زادہ
گرفتار ہو کر آئے خنجر طلسم سے تمھارے رہائی نپاے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور مین ظلمات مین جاتا ہون
وہان سبحد بنا یہ کہکر ظلمات کیطرف تخت سحر پر بیٹھکر چلا گیا ملکہ حیرت اُس مکان تنہائی سے
نکلکر بارگاہ مین آئی اور تخت نکہت پر متمکن ہوئی سب حال اہل دربار سے بیان کیا اُدھر دونون
عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری مین گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا ہی لیکن مواج
جو بعد گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر با توقیر آکر پہونچا اور تخت پر
سے اپنے اُتر کر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا مین عمرو بیٹھا ہوا
فکر عیاری کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤن اُسنے جو خواجہ کو تنہائی مین بیٹھا دیکھا نصیب
جو لایا تھا اُسپر نظر کی معلوم ہوا کہ ہان یہی عمرو ہی بس روے ہوا سے پنجہ بنکر جو گرا خواجہ کی کمر
تھامکر بلند ہو گیا اور جب روے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بدذات ہی شرط کہ تجھکو یہین سے
پھینکدون یہ کہکر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ ای موذی مین کوئی انسان ہون یا دیو ہون
جو تو اسقدر جھٹکے دیتا ہی اور مجھکو لیے جاتا ہی بہت پچتائیگا تو نہین جانتا ہی کہ مین سربرزدہ جادوگران
ہون مواج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہی کہ ابکی عمرو کو زندہ نچھوڑونگا ابتو مارا جائیگا مین
کیون پچتانے لگا یہ کہکر قندیل فلاک ہو گیا خواجہ کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہو گئین اور وہ
کچھ دیر مین انکو لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آکر اُترا ملکہ ند کور سریر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ
اُسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمرو آئے فوراً قتل کرنا
بس تصور پذیر ہوئی کہ جلاد کو بلا کر قتل کرنے مین عرصہ ہوگا اور اسکے معین و مددگار آجائینگے
چاہیے کہ تو کسی سردار سے حکم دے کہ وہ سر اسکا کاٹ ڈالے یہ سوچکر مواج سے حکم دیا کہ ای بہادر
تمھین سر اسکا کاٹ ڈالو مواج تیغ کھینچکر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ مین
بارگاہ حیرت مین ہون سمجھے کہ اسی غیباتی نے مجھکو پکڑوا بلایا ہی اور ایک ساحر کو سر پر تیغ کھینچے آمادہ
اپنے قتل پر پایا بس اس جلدی مین اور کیا ہو سکتا تھا سواے اسکے کہ زنبیل سے انھون نے
معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کرکے کہا کہ ای معمار یہ ساحر جو کھڑا ہی مجھکو پکڑ لایا ہی اور
حیرت جادو کی یہ بارگاہ ہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونون ہلاک ہوا چاہتے ہین عمرو معمار سے یہ

کہ رہا تھا کہ مواج نے یہ ماجرا دیکھا اور کہا لو اور غضب دیکھو اُسنے تو پیٹ سے پاؤں نکالے معمار
کو نکالا بس تیغہ تو کھینچ چکا تھا ہی آپڑا کہ خواجہ کا سر اُڑا دون معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ تلوار
ہاتھ پر پڑی اور اُچٹ گئی اور معمار نے اُٹھکر ایک طمانچہ سحر کا اس زور سے مارا کہ مواج غرق خون
ہوا سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہو گیا صدائے دار و گیر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا
آئی مارا مواج کو عمرو جو سحر سے مواج کے زمین سے اُٹھکر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سحر اُسکے مرنے سے
دفع ہو گیا اس آفت کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہو گئی تھی سب سرداران کار کے
اُٹھے تھے کہ عمرو نے دوڑ کر پشت حیرت پر اپنے تئیں پہونچایا اور کمند کے حلقہ کا نٹھ کر جو مارے
ساتوں حلقے پڑے ہوئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہو گئے اور حیرت تڑپ کے
نکلے عمرو نے پھر تو خنجر کھینچکر لوٹ ماری کہ بہتوں کی ٹانگیں کاٹیں اور جست کر کے بہتوں کے سر اُڑا دیئے
اور خواجہ کی یہ اُستادی فن عیاری میں دیکھیے کہ جو سر کاٹا اُسکی پگڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرے
ننگے تھے غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ پکڑو گھیر لو جانے نہ دیجیو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم
گھر جاؤ گے بس گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوا اور پکارا کہ اے معمار ہم تو جاتے ہیں تم بھی اے معمار
اپنے سے سحر رد کرتا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اُڑ کر چلا اُسوقت آندھیاں
اُٹھ رہی تھیں بجلیاں چمکتی تھیں بیر غل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ ساحروں نے تعاقب
معمار کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہاں ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہو کیوں آفت میں اپنے تئیں پھنسائیں
بیکار رہے یہ سمجھ کر باز رہے لشکر میں بھی تڑپنا ہوئی تھی اور تیاری ہو رہی تھی کہ معمار پیچھے پیچھے اور
خواجہ آگے آگے نکلکر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی لشکری بھی رکے اُدھر مہرخ کو بھی خبر
پہونچی کہ مواج جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے اُنکو بچایا اسطرح وہ دونوں بارگاہ سے نکلکر
آتے ہیں مہرخ نے چند ساحران نامی کو بھیجا کہ جلد جا کر اُنکی خبر لو اگر کوئی امر نو دیگر ہو تو خبر کرنا مع
لشکر میں بھی آؤنگی سرداران گرامی یہ حکم سنکر چلے تھے کہ اثنائے راہ میں سرداران خواجہ اور معمار سے ملے
بغلگیر ہوئے اور شاداں و فرحاں لشکر میں آئے لشکر میں بھی غلغلہ اُنکے آنے کا ہوا مہرخ ایسا خوش
ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لا کر مقام صدر پر بٹھایا عمرو بھی
کرسی پر آکر بیٹھا ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا

تم تو اپنے ملک مین تھا کوہ عقیق مین کیونکر گیا اور پھر یہان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا
انھون نے سب کیفیت کوکب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا آفتاب
جادو کا اور بھجوانا کوہ عقیق مین سب بیان کیا اس عرصہ مین چالاک بن عمرو بھی آیا اور
اُسنے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے مُنھ پھیر لیا اُسنے کسوت عیاری سے ایک تاج
جسمین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو نذر دیا یہ کرورہا روپیہ کا مال دیکھکر خواجہ نے ہاتھ
پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند مجھے نہین معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوے ہو اور مہرخ سے
پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہے مہرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا کہ جو کبھی
افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری منگواکر عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے مل
پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور ناچ شروع ہوا یہان تو جلسہ عشرت گرم ہوا اور ہنگامہ مسرت آراستہ
لیکن اُسطرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح مواج عمرو کو لایا مین نے حکم قتل دیا
اور تلوار کھینچ کے چلا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُسنے مواج کو مار ڈالا اور وہ دونون نکلا
چلے تھے کہ مین نے روکنا چاہا عمرو نے کمند ماری مین تو گر پڑی اور وہ دونون نکل گئے یہ سب حال
لکھکر طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس آیا بادشاہ کو اُسوقت نشۂ شراب بہت تھا نامہ پڑھکر بیہوش
حیران ہوگیا اور اُسیوقت تخت یاقوت نگار پر سوار ہوکر بتجمل تمامتر بارگاہ حیرت مین پھر آیا دیکھا کہ
حیرت نہایت مثل اپنی زلف کے پریشان ہے بارگاہ بھی جابجا خون سے رنگین تھی اور جلی ہوئی بادشاہ
نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین ودلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پڑھکر دستک دی فوراً آندھی پیدا
ہوئی اور اُس آندھی سے ایک جادوگر سیاہ فام وکریہ منظر جھولا سحر کا گلے مین ڈالے شیر پر سوار
نکلا بادشاہ کو اُسنے مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے روئین تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہے اُسنے
کہا غلام دعا کرتا ہے بادشاہ نے ایک دنگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور
مہرخ ومعمار قدرت کا سامنا ہے اُسنے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو مین سامری سے سامنا
کرون مہرخ تو کیا مال ہے اور معمار قدرت تو ایسے ہزارون بناکے چھوڑدیے اور اے شہنشاہ آپ ہی
نے اتنا تامل کیا کہ ان نمکحرامون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہے شاہ نے کہا کہ میرے نمکخوار
تھے اس سبب سے رحم کرتا ہون مگر اب اسد کو مار ڈالونگا وہ طلسم کشا ہے جب وہ مارا گیا پھر انسے

کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجا کے اِن باغیون سے لڑو ساحر بدبور باج
سنگر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم تیاری سپاہ دیا اُسی وقت ایک لاکھ
بر سوار واژدر سوارون کا لشکر تیار ہوا شورش سپاہ سے شیر چرخ برج اسد مین چھپنے لگا بہرام فلک
کا مسکن برج حمل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی. بیرون کی چارسمت کو پکار ہوئی
دھرو بجا ز سنگا بھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اُس فوج کا نقشہ تھا کہ ابیات

چو آواز طبل آمد و کرنائے — بر آمد بجنبید لشکر ز جائے
که پر شد همه روئے گیتی ز شور — بر آنگونه را نہید یکسر ستور
گزیده ز لشکر ده و دو هزار — هم از جنگ آور در و روز کین
زره دار و برگستوان در سوار — با ورد گه بر بلہ زد زمین
چهل سالکان خواست از انجمن — بجائے جوانان شمشیر زن

اِسی کرو فر و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت
سے متصل ہو نچا لشکر اُسکا سرداران حیرت نے آکر اُترو ایا یہ بارگاہ مین آیا ذ نگل زرین پر مکمن ہوا
بارگاہ فلک فرسا اسکے لیے بھی علیحدہ نصب ہوئی لشکر مین بازار کھل گئی کٹور کھنکنے لگا گرم بازاری
شروع ہوئی افراسیاب بھی اُسی مقام پر ابھی ہے اِس سے کہ کرا اُسنے طبل جنگ بجا یا یہانتک کہ جب
مرقع دہر سے رنگ ضیا خورشید مثل طائر حواس پریشان اُڑا در تعادیر کواکب وماہ کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

غبار آلودہ تھا مہتاب کا رنگ — مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ
ستارہ روشنی سے خوب چمکا — ترقی پر جو اقبال قمر تھا

تمام شام بحکم رو مین تن. بر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی اور سحر
ساحرون مین بھی غلغلہ زمین و زمان مین پڑا تیاری آلات حرب و ضرب مین ہر شخص مصروف ہوا
جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکورہ کے آئے اور بعد عرض و دعاے شاہی خبر آمد
رو مین تن اور بجوانا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا
کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ عمرو ابھی یہان موجود تھے اُنھون نے نقار خانہ مین
جا کر طبل پہ چوب لگائی کرنا کو دم ملا زمانہ شر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ بر سعادت
سحر اپنے اپنے خیمون مین آئے ملکہ مہرخ بھی ساحری کی فکر مین آرام پذیر نہوئی اسی اثنا مین
چالاک بیباک اپنے مقام پر سے اٹھکر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اُس
رو مین تن حرامزادے کو پکڑ کر سامنے خواجہ کے لاؤن جب یہ بارگاہ سے نکلا اُسوقت مہرخ نے

خیال کیا کہ چالاک نہین معلوم ہوتا ہی فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہین معلوم کہان گئے
عمرو نے کہا وہ بارگاہ افراسیاب مین پہونچا ہوگا اور یقین ہی کہ اس روئین تن کا کام تمام کرے
مہرخ نے کہا خدا کرے کیونکہ تم انکا نگہبان ہی خواجہ سچ تو یہ کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلاے بے درمان
ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو صورت خدمتگار کی
اپنی بنکر داخل بارگاہ حیرت چہرہ سرہوا دیکھا کہ یہان افراسیاب بیٹھا ہی مگر تخلیہ ہی شب کا وقت ہی
حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہین اور روئین تن بیر سوار بھی ذنگل پر بیٹھا ہی شراب کا پیالہ گردش
مین ہی چالاک بھی ایک مقام پر چپکا کھڑا ہو رہا اور باتین سُننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی
افراسیاب نے خاصہ طلب کیا داروغہ مطبخ خانہ نے جلد دسترخوان لاکر چنا نعمت خانہ آراستہ ہوا
شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا اور کہا اے روئین تن تم بھی آؤ اُسنے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور عرض کیا
کہ میرا اسوقت کچھ جی نہین چاہتا ہی شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر
دسترخوان پر بیٹھے روئین تن کا واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اسوقت حیرت نے
کہا اے روئین تن تم کچھ کھاتے نہین ہو خالی بیٹھے ہو اُسنے کہا مین ٹھہر کر کھاؤنگا مین نے پہلے ہی عرض
کیا تھا کہ میرا جی نہین چاہتا ہی شاہ ددان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ مین کھانا بھیجدیا جاے
اُسیوقت سوا سو خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع و اقسام کے کھانے لذیذ اور
خوشگوار تھے غرض مزدوروں کے سر پر خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ
مین گیا چالاک نے چاہا کہ مین بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤن اور کچھ تدبیر کرون لیکن موقع
نہ ملا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک
اسکے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اسکو بیہوش نہ کرسکا خاموش ہو رہا اور ادھر پھرنے لگا اس عرصہ
مین روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چالاک نے اُسکو جاتے دیکھا
سمجھا کہ اب یہ جاکر طعام فرستادہ شاہ جادوان زہرمار کریگا بس اسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر اُسنے بازار سے تحفہ مٹھا خریدی اور اُسکو آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے قابون مین
لگا کر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اُسپر ڈالا اور ہاتھ پر رکھکر روئین تن کی بارگاہ کے دروازہ
پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانون نے روکا کہ میاں اندر جانے کا

حکم نہین ہے یہین ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہین کہ شاہ طلسم کا خدمتگار ہون اور انھین کا
بھیجا ہوا آیا ہون یہ پکوان اور مٹھائی کھانیکے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہے اچھا تم نہ جانے دو
مین جا کر عرض کیے دیتا ہون کہ وہان کے دربان بڑے شور سے پشت ہین وہ بارگاہ مین نہین جانے دیتے
ہین دربانون نے یہ کلمات سُنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیون آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہکر اندر جاکر
روئین تن سے عرض کیا اُسنے کہا جلد بلا لاؤ ایسا نہو کہ بادشاہ خفا ہون دربانون نے باہر آکر چالاک سے
کہا جاؤ میان جاؤ حضور بلاتے ہین چالاک بچالاکی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہین اور
روئین تن کھانا کھا رہا ہے اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور
پکوان بھیجا ہے ہمراہ طلسم اول بھیجنا فراموش کیا تھا روئین تن نے اُٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور
اُس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سبکو دی اور کچھ آپ بھی نوش کی اس عرصہ مین چالاک باہر نکل آیا تھا
اور یہان بیٹھکر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکالکر کھانے لگا دربانون وغیرہ نے جو لوگ کہ یہان موجود
تھے اس سے کہا کہ ارے میان کسی کی صلاح بھی نہین کرتے کیا تم ہمکو پوچھتے تو ہم کھانے لگتے چالاک نے
کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ تھا اسقدر مٹھائی تھی نہین جو مین صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک
ڈلی اب جو ٹوکا ہے تو لو کھالو انھون نے وہ اُسکی خاطر سے لیکر کھالی اُدھر جب سبنے وہ مٹھائی اور
پکوان جو یہ دے آیا تھا کھایا روئین تن نے کہا میرے سر مین درد ہونے لگا شاید نیند آئی ہے لوگون نے
کہا آپ آرام فرمائین یہ جا کر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہان
پہونچتے ہی بیہوش ہوگئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپی کرنے کو رہگئے تھے روئین تن کے پاس ہوشیار
رہے یہان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھا کر بیہوش ہوگئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ مین بھی
سب بیہوش ہونگے تو چلکر اپنا کام کرے یہ سوچکر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپی کر رہے ہین اور یہ جا ٹھہرا
اُنسے اسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا مجھکو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگارون نے کہا تم جگاؤ ہماری تو مجال
نہین جو بیدار کرین اُسنے کہا اچھا مین بھی ٹھہر جاتا ہون شاید آنکھ آپ سے کھلے یہ کہکر وہان بیٹھ
گیا اور پروانے بیہوشی کے اڑانے لگا ان پروانون کے جلنے سے دھوان ہوا اور خدمتگارون
کی ناک مین گیا وہ بھی بیہوش ہوئے اسنے اُٹھکر روئین تن کو اور زیادہ بیہوش کیا اور فکر
کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤن آخر خیال مین آیا کہ اسطرح لیچل لین آسنے اسکو اُٹھا کر ایک خوان مین رکھا

خود ہاتھ پانوُن سمیٹ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تورے پوش ڈالکر وہ خوان سر پر رکھکر
باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر مین اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کہا افراسیاب نے روئین تن
کو کھانا بھیجا تھا مین لیکر آیا اب افراسیاب کو اُنھون نے یہ بھیجا ہی یہان تو یہی لگا رہتا ہو آنے
جانے مین پانوُن ہمارے ٹوٹتے ہین وہ لشکری یہ سُنکے خاموش ہو رہا اور یہ وہان سے صحیح سلامت
اُسکو لیے ہوے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا یہان جو لوگ کہ حاضر دربار تھے وہ حیران ہوے کہ یہ
تو خدمتگار شاہ طلسم ہو خوان مین کیا لایا ہی اور اُسے کس نے کیا بھجوایا ہو اس عرصے مین اُسنے
خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کیلیے کہ خواجہ ابھی سونے نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی
تو مہرخ سے بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اُسنے عرض کیا آتا ہو غلام سے ہوسکا منم چالاک یہ گنہگار
روئین تن بیر سوار حاضر ہی مار یے اس حرام زادے کو خواجہ نے کہا ای مہرخ اُسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ
نے کہا یہ روئین تن ہی یون قتل نہو گا یہ کہکر مہرخ نے چالاک کو خلعت دیا اور سمار قدرت بھی
موجود تھا یہ عیاری دیکھکر ہواس باختہ ہوا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے
عرض کیا کہ اچھا اُسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے مین اور فکر مین جاتا ہون یہ کہکر یہ پھر وہان سے
بعجلت تمامتر روانہ ہوا اور خیمہ مین روئین تن بیر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی
اور خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کیا اور کہا اوس نمک حرامون تم غافل ہوکر سوتے ہو عیار
ابھی آیا تھا مجھکو جمشید نے بچایا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بہت کچھ عتاب خطاب ربانون پر باہر
نکلکر فرمایا اور سوار ہوکر بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان بلوشاہ جادوان کھانا کھاکر پلنگ پر لیٹا
تھا حیرت جو ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جاکر ہو بچا اور دونون
نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اُسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلا لو یہ سامنے گیا اور جھٹ
کہا عیار نے مجھپر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچایا جیسا مین غرور کرتا تھا ویسا میرے
سامنے آیا آپ میرے ملازمون سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُسنے مٹھائی
کھلائی تھی پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین واقعی تم
بچگئے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتین کرتے کرتے افراسیاب کے
پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیان رکھی تھین اُسنے کہا کہ کیا خوب خوشبو ان پھولون سے آتی ہی

مین نے کبھی ایسے پھول نہین دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے ہین ای ملکہ حیرت ایک آدھ درخت
اسمین کا مجکو بھی عنایت فرمائیے گا کہ مین اپنے باغ مین لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا تبو اسکو اُٹھا کر
سونگھوا کُنے چند پھول اسمین سے لیکر سونگھے اور ہاتھ مین عطر بیہوشی ملا تھا وہ سب پھولون مین
ملکر کہا ای ملکہ واہ واہ وا عطر بھی اسکے سامنے گرد ہو لیجیے ذرا دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہو حیرت
نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انہین نہ تھی اُسنے کہا لیجیے سونگھیے تو سہی اسنے لیکر
سونگھے اور متعجب ہوکر کہا واقعی آج تو عجب خوشبو ہو کہ مشام جان معطر ہوا جاتا ہی افراسیاب کو
بھی تعجب ہوا اور اُسنے بھی لیکر سونگھے جو لوگ کہ وہان حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو
چار چار پھول دیے کہ سبنے سونگھے اور کچھ عرصہ مین بیہوش ہوگئے لیکن اتفاق روزگار اتنے
عرصہ مین روئین تن کو بارگاہ فرخ مین ہوش آگیا بیہوشی اُترگئی اور اپنے تئین اُسنے بندھا پایا
سحر پڑھکر جلد کھولا دیکھا کہ فرخ کی بارگاہ مین ہون یہ لکر اُسنے بزور سحر پر پیدا کرکے پرواز کی
کیونکہ خواجہ اور فرخ ایسے خوش تھے باتین کرنے مین کہ اُسکی زبان مین نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی
انتظام اُسکی حراست کا فرمایا تھا اور یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اسکو سیسہ گرم کرکے
پلا دینگے الحاصل یہ کھلا ہوا تھا اُڑکر سیدھا بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان تخلیہ پایا اور مع افراسیاب
و حیرت ہر ایک کو خواب غفلت مین مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا
سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہو بس فوراً سحر کرکے چالاک کو بے قابو کر دیا پھر آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای
خیرہ سر تیرہ روزگار بچا نا مین نے تیرے تئین او نا عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک
نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب مجھے پہلے لازم ہو کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جسمین رہائی ہو ایسا کچھ
کرکے گویا ہوا کہ ای روئین تن بہر سحار مین نے آپ کا کیا کیا ہو مجکو گرفتار کرنا بیکار ہو اسوقت
شہنشاہ جادوان نے خبر سنی کہ عیار آپ کو پکڑلے گئے ہین بس یہ خبر سنتے ہی مجکو آپ کی ایسی صورت
کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر مین تمھاری رہائی کے غافل ہوکر لیٹ رہے ہین انکو آپ ہوشیار کرکے
دریافت کر لیجیے جو اسمین خدا بھی سر مو فرق ہو اور فرماتے تھے کہ مجکو فکر یہ بڑی ہو کہ اب کون ایسا ہو جسکو
روئین تن کا لشکر سپرد کرون انہین فکرون مین شاید زیادہ غافل ہو گئے ہین روئین تن سوچا کہ
یہ کوئی ایسا نہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناواقف جو اسکو ذلیل نہ کرو نہ خرابی ہو بادشاہ

ناراض ہونگے یہ سوچکر چالاک پر سے سحر اتار کر چھوڑ دیا چالاک بچالاکی تمام بارگاہ سے باہر نکل گیا
افراسیاب کو بتلون نے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کر دیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن استادہ ہی
اور باقی حیرت وغیرہ ہر ایک بیہوش ہین یہ دیکھکر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیاری
چاہتا تھا کہ کچھ سحر اسپر کرے اسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک
کی زبانی سنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا تمکو فقرہ دیکر نکل گیا لیکن خیر تم
کچھ اندیشہ نہ کرو اب مین بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہون کہ معمار قدرت مکان اور قلعہ بنانا اپنا
بھول جائے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسا اسی کا ہے یہ کہکر رات ہی کو جانب طلسم باطن گیا اور
وہان جاکر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ کل جب صبح کو روئین تن بہر سوار ہونے کو
جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہو کر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ بتلا سحر کا لیکر بارگاہ
حیرت مین آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہو کر بیٹھی تھی روئین تن بھی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ بتلا نامہ
لیے آیا ملکہ نے پڑھکر جواب لکھ دیا کہ آپ کے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا بتلا تو اُسطرف گیا وہان
چالاک بن عمرو بھی اپنی بارگاہ مین گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اسطرح مین سب کام
کر چکا تھا کہ تمنے روئین تن کو چھوڑ دیا مہرخ نے کہا واقعی ہمسے غلطی تو ہوئی اُسنے کہا خیر ایک دن
کے سو سانٹھ دن ہین ابھی سہی یہ کہکر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا لشکرون مین تو تیاری
آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی آراستگی کے لیے طبل جنگ اور نفیر سحر کو بجلوایا یہان
تو یہ حال ہوا کہ نارنج ترنج اچھلنے لگے لونگ الائچی جلنے لگی گوگل کمی کی چراہند آنے لگی اور نہولے
آتش کے دانے چٹکنے لگے پردار جانور سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے
آتش سحر کا دھوان بلند ہوا نشان بان نکل گئے ترسول پھول معاف و صیقل ہوئے نشانون
مین سے آواز تڑاقے کی آنے لگی طائر سحر نکل کر جانب فلک گئے کمانیان چڑھ گئیں ایکطرف
تلوار کے دھنی منچلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تودون پر لگانے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنون پر تیر برسائینگے کمانون کو ابر بہاری بنائینگے خنجر جان ستان
جو ہستی کے لیے مقراض سنتے تھے سوائے قطع نہ بریدگی کے اور کچھ نہ جانتے تھے برچھیت
ہر مرتبہ نیزے تانتے تھے کہ یہ سنان ہے اور سینہ عدو ہے یا تو فتح یا اجل ہمسے دو بدو ہے ہر طرف

یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

ز تیر دے آسود کی اسپ و مرد	بلند شد از روزگار نبرد	تو گفتی جہان یکسر از جوشن است
ستارہ ز نوک سنان روشن است	سپہ شد ہمہ دست از گرد شم	برآمد خروشیدن گاو دم
بیاراست با میسرہ میمنہ	سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ	بند طبل رویین پر شد خروش
زمین آمد از نعل اسپان بجوش	سپہ را بیاراست و خود بر نشست	یکے گرز پرخاش دیدہ بدست

شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب چشمۂ ظلمت سے سکندر فروغ افزاے دہر باہر آیا اور جہان ظلمانی مثل روے سفید دکھائی دیا کہ **نظم**

چو پنہان شد آن چادر آبنوس	بگوش آمد از دور بانگ خروس	چو از خنجر روز بگریخت شب
ز لشکر ہمہ شاد و دل خندہ لب	تبیرہ برآمد ز ہر دو سرائے	بدان رزم خورشید بد رہنمائے

دم سحر ایک جانب سے **روئین تن** بر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کر و فر سے وارد میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے **حیرت** نابکار تخت شاہی پر سوار ہو کر فوج اپنے ساتھ لیکے نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیال بجواتی رمال و گوگل کے شعلے اڑاتی داخل رزمگاہ ہوئی اسطرف سے **مہرخ** نامور **معمار قدرت** کو ہمراہ لیکر چلی بحر توبہار **مخمور** و **لرزان** و **زلزلہ** وغیرہ بڑے آن و بان سے سمت جنگاہ چلیں شورش بحر سواج سیاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات انسان ڈگمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ **ابیات**

ز دیباے زربفت چینی قبائے	چو معمار پیش اندرش رہنمائے	ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
زبا قوت پیدا نہ زرین کمر	نشست از بر ابلق مشک دم	جہندہ سرافراز در روئینہ سم
سلیحش یکے ہندوے تیغ بود	کہ در زخم چون آتش میغ بود	بریدہ آمدش خط برگرد عاج
چو مہرخ شہنشاہ باگرز و تاج	ہمان زخم گوپال و باران تیر	خروش یلان بردہ دار و گیر

اس حشمت و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا بہادر آہنین باتین ہنسکے کرتے تھے بسان گل شگفتہ تھے **معمار** کہتا تھا کہ اے ملکہ **مہرخ** بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا اب یہیں طرز جنگ تو دیکھ لوں جو کچھ ہونا ہو گا وہ ہو یگا **مہرخ** نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا تماشا دیکھیے اسنے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کی ہو گی **مہرخ** نے

کہا ہر چہ بادا باد اِدہر تو یہ تذکرہ ہو کہ یکایک لشکر دن مین ڈہرو بجا طبل و بوق گرگرا اے علمون کے پہر برے کہلے صفین جمنے لگین صورت نگار مصور شہاب جادو ابریق گیسو سے بن شہاب طوفان ببر افگن شکوہ زرین قبا وغیرہ سردارون کے تخت واز در بڑہلا استادہوے نقیب چاؤش للکارے لڑنے والون کو پکارے کہ ہان ای بہادران روزگار نام کر جا نام رجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہان تو ترتیب صفوف جدال ہونے لگی مگر طلسم نورافشان مین بران موجود ہی ابہی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئی تہی کہ کوکب نے بزور سحر بیضۂ عقاب مین دیکہکر حال معمار برآن سے بیان کیا کہ اسطرح مین خواجہ کو لیکر گیا تہا خواجہ تو زنجیر سحر بیابان گلرونہ پہاند گئے مین ناچار پہر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق مین معلوم ہوتا ہو کہ جہاندار نے بہیجدیا تہا کہ اب وہ لشکر مہرخ مین ہین اور حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہو رومین تن ببر سوار لڑنے آیا ہو یہ معرکہ بہی قابل دید ہو برآن نے سب حال سُنکر کہا بابا جان اگر فرمائین تو مین بہی اس معرکہ کو نی الحال دیکہتی جاؤن کہ ابہی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجہے منع فرماتے ہین کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہو لیکن ابہی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج نواتی لیکر جاؤ اور حاکمان دربند کو نہ لڑواؤ بلکہ تم بہی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑواؤ تم نہ لڑو اُسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر قلعہ کوکب سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ مین ٹہہر کر تمام اپنی انیسون جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کرکے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سُنتے ہی ملکہ ہمائے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکہ ساحرونکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بہی تیار ہوئی اور کہا مین سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہون یہ کہکر مع کئی سو کنیزان زرین پوش کے تخت پر بیٹہکر چلی برآن بہی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے طرح طرح کے بجے ڈنکے پر چوب پڑی ساحران نامی بار و بط و قرقرے ہنس آتشین فیل دمان سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوے زمانہ مین ہلچل پڑگئی دُنیا نے کہا کہ مین بیچاری ضعیفہ کچلی جاتی ہون فلک تہرایا کہ دیکہیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہو اس لشکر کا کروفر کیا لکہا جاے یہ حال تہا کہ

ابیات

خروش آمد از دشت وآوا ز گرد	که ای جنگ سازان و گردان نو	همه تیر و شمشیر و خنجر نهید
همیکسر و ترک بر سر نهید	چو هر کس که اودا کمانست و تیر	کمان را بزه بر نهید ناگزیر

خروشے برآمد ز اسلامیان	ببستند خون ریختن را میان	یکے تخت زرین نہادہ بروے
نشستند گردان پرخاش جوے	سپہ بود چون کوہ آہن روان	ہمہ سرپر از گرد و چالاک مایان
پس پشت شان زندہ پیلان مست	ہمہ کوفتند آن سپہ را بدست	اس کروفر سے لشکر ادھر سے

چلا اور اسطرف بعد صفوف آرائی جدال و قتال جنگ آغاز ہوئی رو یین تن ببر سوار اپنا شیر اُڑا کر لشکر مہرخ پر آ پڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت شعار اُسکی لینا لینا کہکر چلی اُسوقت ادھر سے بھی حملہ ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی نارنج ترنج گچھے سوئیوں کے ماش کے دانے کی بوچھار ہوئی چھریاں چلنے لگے ساحرون کے جسم مین آگ لگی بہادرون نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تھام لی اور کٹاریان کھینچ لین قرادنیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوے دلاور مرگ سے ہمکنار ہوے مہرخ بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے معشوقہ نے جو تیر مارا سو اسکے سینہ کو توڑ کر نکلگیا گیسوے بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو مہرخ کے توڑ گیا مہرخ تخت پر سے اُڑ گئی اور پھر لپک کر نارنج مار کر گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کر دیا شہاب جادو نے گولا مہرخ سحر چشم کے مار کر اُسکا بایان شانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا بایان ہاتھ زخمی ہوا اب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کرنے آسمان پر مارے ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا سلین گرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہو گیا ایک سل ابریق کوہ شگاف پر بھی گری ابریق غرق زمین ہو گیا سل بھی زمین مین چلی زمین سخت ہونے لگی ابریق تڑپ کر باہر نکلا اُسوقت سمار نے ایک تیر مار کر ابریق کی ران کو دو توڑ گیا پھر تو سرمایہ برف انداز نے ماش کا چھرا مار کر چیلے لگا بار نکلگیا رعد جادو اور برق جادو بھی کارنمایان کر رہے تھے رعد چھینیں مارتا تھا اور برق تڑپکر گر رہی تھی رو یین تن ببر سوار کا کئی ہزار ساحر مارا گیا مہرخ نے دوسرا گولا جو مارا ابریق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست پا ہونے لگا حیرت علحدہ ایک ٹیکرے پر کھڑی ہوئی صرف دید تماشاے جنگ تھی اُسنے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہی بس دریاے خون روان کی طرف اُسنے اشارہ کر کے چھڑی اُسکے ہاتھ مین سحر کی تھی زمین پر دے ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریاے خون روان جوش کھا کے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُسوقت حیرت نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر دریا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار مچھلی

بشکل خنجر تڑپ کے باہر نکلی اور منہ گاڑ کر جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھا معمار قدرت نے بیضہ نکالکر سحر پڑھکر زمین پر مارا ادھر حیرت نے کہا ایکی ضرب مین ان سبکو غارت کر دونگی اور پھر کنگن ہاتھ سے اُتار کر مارا کر سوا لاکھ مچھلی ایکی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ ہی جو معمار نے زمین پر مارا تھا اُسکے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بنکر تیار ہوئی وہ سوا لاکھ مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسنے آکر دیوار مین ٹکر ماری سبکا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو بھی زلزلہ آیا اور دھمگی اور مصتور نے اس الجھاوے مین معمار کو دیکھکر ایک ناریخ مارا کہ سر پہ اُسکے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی ہوا مرنے سے بچگیا فوج مہرخ کی پھر پس پا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت نے چاہا کہ بڑھکر بارگاہ مہرخ پر جا پڑے اُسوقت ابر ناجی آسمان پر پیدا ہوا اور طاؤس زرین بال اُسمین سے نکلا اُس طاؤس پر ملکہ مجلس جادو جو سب سے آگے چلی تھی سوار تھی اُسکے آنے سے تقویت ہوئی فوج مہرخ رُکی اور ہلال سحر افگن نے بڑھکر سحر کیا کہ دس بارہ ہزار ہلال جو گرے پندرہ ہزار فوج حیرت سے ساحر کام آئے سبکے سر قلم ہوگئے مجلس نے یہ حال دیکھکر طاؤس کو ٹھوکر ماری اور تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑی جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے کیا مصور نے اُسوقت للکارا کہ اری او چھوکری کیا کرتی ہی اور دوڑ کر تلوار ماری مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی انگلیان توڑ کر نکل گیا اب تو یہ حال ہی کہ دونون طرف سے لوگ زخمی ہین مردہ پر مردہ گر رہا ہی کوئی سسکتا ہی کوئی جان بلب ہی کسی کا سینہ زخمی ہی کوئی ہاتھ کٹائے چلا آتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہی کوئی مقتول ہی کوئی قاتل ہی عجب طرح کی ہلچل ہی اسی ہنگامۂ آفت خیز و جانکاہ مین یکایک عمرو بن امیہ ضمری نے لشکر سے نکلکر ایک مقام بلند پر جا کر دعا کی کہ ای خلاق مہر و ماہ آفرینندۂ زمین و آسمان اِس لشکر کفاران روسیاہ پر تو مجکو فتح عنایت فرما کہ ابیات

ہمی خواند بر کردگار آفرین　　نشانندۂ شاہ بر پیشگاہ

کہ جمع آفرید و زمان و زمین　　ہر آتش کہ او را بہ یزدان گزید

برآرندۂ ہور و کیوان و ماہ　　سراز نامۂ سپاسی بجا بد کشید

کریم کارساز وقت یاری و مددگاری ہی یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی عمرو نے دیکھا کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیان ہزار در ہزار چمکنے لگین دل دشمن مین آگ لگائی تھین

ابر رنگ برنگ کے اڑتے ہوئے نظر آئے عمرو نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ دیکھنا یہ کیا
سامان ہو مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھر سے تو آفت حیرت کر رہی تھی اسطرف سے
افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خدا تعالے اس موذی کی سر سے بچائے
یہ کہہ رہی تھی ہی کہ لکہ ہائے ابر مین سے غول جانورون کے نکلے اور لڑکر پھر ابر ہی مین غائب
ہو گئے مہرخ نے کہا واہ واہ واہ کیا ابر ہین اور کیا جانور ہین اور اُن جانورون نے ملکہ بہار تاجدار
سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ ای ملکہ یہان تو لڑائی ہو رہی ہو لاکھہا مردہ پڑا ہی ہمارے تاجدار
نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہو خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی
تخت اُسکا یہان آفتاب چمکتا تھا غرض اُسنے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اور ادھر
لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اُسمین سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ
جھپک گئی پھر ابر وہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہما سے سب حال کہا ہما نے سامنے ملکہ بران
کے آکر دست بستہ عرض کیا واری مہرخ پس پا ہوا چاہتی ہو بران نے فوراً اپنی ہمشبیہ ایک
ایک پتلی اپنے جوڑے سے نکالی اور اپنے مقام پر اُسکو بٹھا کر آپ غائب ہو گئی اب لشکر ملکہ بران
ظاہر ہوا ہزار ہا علمون نے جلوہ کھایا دہر و ناقوس نے گنبد چرخ کو دہلا یا پھر لاکھون سوار م کھاے پرند پر سوار
لباس زرین سے آراستہ و پیراستہ اُڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزارون ساحر ہنس و فیل و باز وغیرہ پر
سوار نیرنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر وغیرہ برساتے تھے ایک طرف سے
لاکھون بہادران دوران ہتیارون سے مسلح و مکمل جانبازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے
شان و شوکت پر اُس لشکر کے لشکر انجم ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جسکا مریخ ایسا ترک
شمشیر گذار فرمان بردار تھا جادو گرنیان جوان ہنس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن مین بے نظیر
ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات ہر ایک کی طراز جوبن تھی لباس رنگین ہر ایک کے
زیب تن اور اج کانون مین پڑے ہوئے ثمرنین ہاتھون مین باندھے ہوئے ناریخ ترنج اچھالتی
ہوئی آئین شورش قلزم فوج سے لشکر عدو کا سفینہ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

بتو قید شہر دبر آمد خروش
زمین نیزہ در گرد جاچی تبر

شدہ دشت کیسر پر از جنگ و جوش
سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب

زبس جوشن و خود و تیغی سپر
کہ از گرد پیدا نہ بد آفتاب

برابر عدو چون صفے برکشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپدید	مہرخ یہ سامان دیکھکر گھبرا رہی تھی

کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا اور اُسمین سے ایک دریچی ظاہر ہوئی دریچی مین چہرہ پرنزاد کا دکھائی
دیا سب کے خیال مین ابتک یہی ہے کہ افراسیاب آیا ہے عمرو نے مہرخ سے ہنسکر کہا کہ ای ملکہ ہم تو
افراسیاب کا دین اختیار کر لینگے تم کیا کروگی مہرخ نے کہا بھیا تمکو اسوقت بھی ہنسی سوجھی ہے مین
لڑون گی اور کیا کرونگی ادھر بران لنقلی نے فرمایا کہ ای ملکہ قہر نگاہ جادو و ای ملکہ مہر شرر جادو
و افق جادو کیا وقت پر ہم آکے پہونچے اچھا پھر اب دیر کیا ہے یہ کہنا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا
تھا شعلہ کی طرح اڑ گیا اور ابر شق ہوا ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوئے پھریرے اُنکے
کھلے ہوئے اُنپر نام کوکب روشنضمیر کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان و شوکت سے
ظاہر ہوئی آواز تراقے کی آئی اُسوقت ایک لڑی موتیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی
دکھائی دی اور ایک پتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہوکر پکاری کہ منم ملکہ بران شمشیر زن وہ
پتلی اُس سے لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا نیا طلسم ہے
مہرخ کی فوج قوی دل ہوکر پھر جی توڑ کر لڑنے لگی اور قہر نگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہان لشکر دشمن کو
مار لو نفیر کے بجتے ہی افق جادو ایک ناگن کالی بنکر اڑی اور ہر طرف سے آوازین مہیب
آنے لگین چالیس ہزار پتلا سونے کا چار سمت سے تلوار لیے پیدا ہوا اُسوقت سب نے دیکھا کہ ملکہ
بران شمشیر زن ایک کرسی جواہر نگار پہ بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہے اور اُسنے آکر زمین پر قرار لیا
اُسوقت لشکر کے سوار اور ساحران وفا شعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار پتلے
بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ مین چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر
کیا کہ ہزارہا پنجہ پیدا ہوا اُنکو حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر بحکم شہنشاہ زبانین ساحران مخالفین کی
کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو مُنہ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزارہا زبانین کھینچے لگین فوج
حیرت تابسپا ہونے لگی بران لنقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا چمک گیا اور وہ
ستارہ مصور کے لشکر مین گرا ہزارہا جادوگر ہلاک ہوا یعنی جلکر فی النار ہوگیا مصور جھنجھلا کر
بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہین کہ چھوکری کوکب کی بگڑ کر آئی ہے تجاہل
کچھ دیر بھڑ کر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزارون دہن بے زبان ہوئے خواب عدم

میں بھی بڑانے سے گئے ہر سمت تیرون کی بوچھار خنجر و شمشیر و ناریل و ترنج و تا ریخ کی مار تھی ایک کو ایک نہ پہچانتا تھا بیٹا باپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بحر زخار تھا روحون کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم مین کشتی تیغ پر بیٹھکر جانا تھا وہان بھی کہان ٹھکانا جہنم مین جانے کا بہانا تھا صدائے دہادہ و زہازہ بلند تھی جان قالب مین ہر ذی روح کی ہرگز نہ تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی ؏ نظم

سپہبد چو آتش برانگیخت اسپ
بہ پیش سپہ در نماند ایچ گرد
بفرمود تا تیر باران کنند
ز گردان جنگی بہ پرخاش جوے
ز بیداد و نیرنج افراسیاب

بیامد بکردار آذرگشسپ
فراوان ز لشکر شیران بکشت
ہوا چون تگرگ بہاران کنند
کمانے نہ بایست کردن بزہ
کسے را نہ بُد جاے آرام و خواب

چپ لشکر ساحران را ببرد
ازان کار شد حیرت ازان درشت
برآمد وہ و دار از ہر دو سوے
نگہ ماندا یدر ز ساحر نہ مرد
چپ ہزارہا ساحران نابکار

وصل دار البوار ہوئے پتلے سحر کے رو مین تن بر سوار کے لپٹ گئے ہر چند وہ تڑپا مگر نہ چھوٹ سکا اُسکو باندھ کر لشکر بران نقلی مین لے آئے اُسنے حکم دیا کہ سر اُسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صدائے مہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت تو حیرت بھی تاب مقاومت نہ لاسکی آخر طبل آسایش بجوا کر پھری مہرخ نے شادیانے بجوائے اور لشکریون کو ہمراہ لیکر پھری کار پردازون نے لاشین مقتولون کی اُٹھوائین زخمیون کو ڈولیون مین ڈالکر بستر پر لائے ٹانکے زخمون مین لگائے فوج نے کمر کھولی آسودہ ہوئی مہرخ مع خواجہ دمعمار بارگاہ مین آکر بیٹھی بران نقلی تو غائب ہوگئی ملکہ بران اصلی ظاہر ہوکر حکم فرما ہوئی کہ لشکر مہرخ سے ہشکر بارگاہ ہماری برپا ہوچا نچہ بارگاہ زر لفت اُسکے لیے آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ نے لاکھون روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات کے لیے ملکہ بران برہمن ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب و غربا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خدائے پاک کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اسلیے کہ مین جب بل بر نیزدان توڑونگی اور اسکے لشکر مین تمھارے مہمان ہونگی اُسوقت دعوت بھی قبول کرونگی یہ فرماکر حکم دیا کہ دور جام بادۂ ارغوانی شروع ہوا ناچ سامنے ہونے لگا یہان مہرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس جشن دیا پھر تو یہ حال تھا ؏ ابیات

پرستند آذین شہر و براہ	درم ریختند از بر تخت شاہ	با موسیے و راہ بیابان ہمہ
زمین بود دیگر چو پر تدرو	چنین تا بہ کوہ عقیق آن رسید	تو گفتی زمین آسمان را ندید
ز ایوان ہمی کودکے مرد و زن	براہ بت چین شدند انجمن	ز بالا بدیشان درم ریختند
ز مشک و ز عنبر ہمی بیختند	برآمیختہ طشتہائے خلوق	جہان پر شد از نالۂ چنگ و رباب
ہمی یال اسپان پر از مشک و می	شکر با درم ریختہ زیر پی	زمین نالہ ہی و چنگ و رباب

بند بر زمین جاے آرام خواب ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسۂ انبساط تھا خواجہ
کو فرخ اور سب سرداروں نے بہت کچھ دیا تھا خواجہ بران پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے
باتین ہوتی تھین یہ تو اس حال مین ہین لیکن حیرت بدسیرت ذلیل و رسوا نالان و گریان
جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مصور و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب
سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اسوقت ابریق وزیر بھی آیا اور اُسنے دیکھا کہ جہان سامان
رنج و غم برپا ہی بدلے شراب سب خون جگر پیتے ہین دل ایسے جلے ہین کہ وہی کباب بنگئے
ہین عوض عشرت نالۂ جانکاہ بلند ہی پر ایک بیقرار مستمند ہوا ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور
عرض رسا ہوا کہ ای ملکۂ دوران ساحری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کرین اسقدر کیون آزردہ خاطر
ہوئی مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تمکو کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات مین عاجز ہین تم تو وہ ہو کہ بران ایسی
چھوکریان ہزارون بنا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی شخص کا نہین ہی سلامتی رہے
ہمارے شہنشاہ افراسیاب کی وہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہین اور انھون نے رحم کرکے ان
نمک حرامون کو یہ رتبہ دیدیا ہی ورنہ یہ چھوکری بران تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کوکب روشن ضمیر
ہی وہ پہلے وہ تو میرا مقابلہ کرتا ابریق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجئے ناچ
کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہو جائین اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا کچھ رنج
و غم ملازمان شہنشاہ کو نہین ملکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتون کے اُٹھانے سے اب تو جیتا رہنا
بھی گوارا نہین شراب کیسی اور کباب کہان کا اور اگر جیتے ہین تو سب ہی کچھ کرینگے کھائینگے پینگے
ابریق یہ سنکر دوڑا کہ مین میخانہ آراستہ کرا کر لاؤن اسوقت ابر زنگاری روے ہوا پر پیدا ہوا
اور گھنٹے ناقوس بجے سُنائی دیے ہواے سرد چلی طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جادو

یا شہنشاہ افراسیاب جادو پکارنے لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی
معلوم ہوتی ہے اس اثنا میں ابر شق ہوا اور اُسمین سے تخت زمردنگار نکلا جسپر افراسیاب
سوار تھا سر پر اُسکے تاج گوہر نگار رکھا تھا سترہ سو نازنین پری زادان طلسم جلیبی زمرد و یاقوت کی
آگے پھرا تی تھین ابر جو سر پر سایہ افگن تھا اُسمین بجلی چمکتی ہوئی گرد بجلی گوٹ اودے اودے
ہین جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مقیش جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت روان پر ناچ
ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ مین ایک گیند سبز زمرد رنگ مگر گھانس کا بنا ہوا تھا کہ اُسکو
دمبدم شاہ سونگھتا اور اچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے مین گرے
بعض ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حیرت بہر استقبال اُٹھی تخت شاہی زمین پر اُترا ہر ایک کا
مجرا و سلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگایا زبان
کو بنا بر تسکین و دلداری کھولا حیرت و مصور وغیرہ نے سب حال رو رو کر روبروے بادشاہ بیان
کیا بادشاہ نے کہا مین سُن چکا ہون کہ اُس چھوکری بران نے آکر بڑی بے ادبی تمھارے
ساتھ اے ملکہ کی ہو چنانچہ قسم ہے سامری و جمشید کی ابھی وہ سحر کرونگا کہ آپ سے آپ بران
تمھارے پاس آکر حاضر ہوا اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے ساحرون نے کہا بیشک آپ
ایسے ہی ساحر ہین اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گیند جو ہاتھ مین تھا
حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ مین کہہ جاؤن وہی کرنا خبردار اے ملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہی
کہ جسوقت بران آئے فوراً قتل کرنا یہ کہکر مشغول میخواری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ مین تو اب جاتا
ہون تم اس گیند کو حکم دینا کہ اے گیند بحکم شاہ افراسیاب بران کو پکڑ لا یہ گیند حکم کرتے ہی جائیگا
اور پھانسی بنکر اُسکے گلے مین پڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گیند شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا
در فکر گرفتاری بران مین مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اس فکر مین
تھی کہ اگر ہو سکے تو بران کو پکڑ لیجاؤن اور اسی فکر مین صورت اپنی مثل ساحران مطیع الاسلام
کے بنا ہی لشکر جہرخ مین پھر رہی تھی یہان سے تحفہ و تحائف بران کے لیے جاتے تھے اور
ہزار ہا ساحر و ساحرہ اُدھر سے اِدھر اور یا دھر سے اُدھر آتی جاتی تھین صرصر نے اُنہین سے
ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کنیز ملکہ بران کی تھی پس یہ اُسکے پاس گئی اور جھک کر اُسکو سلام کیا

اُسنے کہا کہ اے بی تم کون ہو اُسنے کہا مین ملکہ لرزان پاس ملازم تھی کل مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ باری دینے مین پلنگ کے اونگھ گئی مجھکو موقوف کر دیا لیس مین تمھارے پاس اسلیے آئی ہون کہ مجھے ملکہ کے پاس بھیجو اور اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو اُس کنیز نے کہا کہ مجھکو اسقدر رسوخ نہین ہے کہ کسی کی سفارش کرون صرصر نے کہا اچھا ذرا میری ایک بات علحدہ آکر سُن لیجیے پھر میری قسمت مین جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا کنیز بیچاری سادہ مزاج وہ اسکے کہنے سے ایک مقام تنہا مین آئی اُسنے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کر دیا اور اُسکا پیرہن اُتار کر اُسکو تو کسی درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کنیز ملکہ بران اُسی شہزادی کی تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صرصر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے کام لیا ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل وجان اپنا اُسپر نثار کرے ہزار جان سے عاشق ہوکر اسی کو پیار کرے گیسوے رسا سر پہ آفت جان دام بلا براے عشاقان تھے یہ سلسلہ جور و جفا تھا دام الفت مین اُنھین کے پھنسا ہوا نہین چھوٹتا تھا بالون مین موتی پروے ہوے گویا شب تار مین اختر چمک کر نکلے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پر شبنم پڑی ہو جبین نور آگین مطلع مہر چتونون سے ٹپکتا ہوا قہر دیدۂ خورشید فلک جسکے سامنے کور فرط خجلت سے روئے شعلۂ طور شمع رخ کے سامنے ضیاے حسن رخسار پری زہرہ کا فور آنکھون پر نرگس شہلا بیمار بادام اُسی کے دام محبت مین گرفتار جام تو کیا بلکہ جام زہر ہلاہل سے دونون ساغر چشم سرشاران ساغرون کے شربت دیدار کا جو مزا چکھے جام عمر اپنا لبریز کرکے تیر مژگان کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران توسن عشق نے آہوون کو برچھیون مین گھیرا ہے ترچھی نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چوکڑی بھرنے کو رخ پھیرا ہے ابروے خمدار تو گویا قدرتی حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر ظاہر نہین ہین وہ کمان کہ جسکا تیر دلدوز جگر عشاق کے پار کہاں تک وصف اُسکا بیان ہو حسن و جمال کا نقشہ تھا مسدس

عارض صاف تھے یعنی حسن و قمر ہی دونون
دو ہی چین جبین کہ ادھر اودھر بھی تو ہون
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف عشق و ستم
یہی گویا ہین بیدل ہی جگر آئے

صفا آئینہ سے بھی بیش نظر مین وہ تن
سینہ وہ آئینہ کہ گرین جسکے گریبان مین نظر
مین بھی حاضر ہون کہین تو نہ کرا دعوی اگر

رنگ مین لعل صفائی مین گہر بیچ دونون
اور بجا اُسپہ ہے پستان کا غنچہ بے سیم
ذریتا چند فلک سے کسی عنوان آئے

الحاصل از سر تا پا نک سک سے درست اور آراستہ ہوکر لباس ور

زیور پہنکر وہان سے اٹھلاتی ہوئی بارگاہ ملکہ بران مین آئی اور پس پشت ملکہ مذکور آگرو دال
سر پر جھلنے لگی اسلیے کہ اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسکی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ
ملکہ بران کی چنانچہ اُسنے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی یہان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور مہتر
برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونون ناچ دیکھنے مین مشغول تھے کسی نے اسکی
جانب کچھ خیال نہ کیا اِس عرصہ مین دن وہ تمام ہوچکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے
خسرو عالم آرائے مہر برخاست کرکے خوابگاہ مغرب مین گیا تھا اور شمع رخشان کواکب کو جلوہ
طراز و فروغ افزا خیمہ دہر مین فراش قدرت نے فرمایا تھا کہ

نظم

یکایک مہر نے عزم سفر سے
زمین پر رخ کیا پیش نظر سے
فلک کا عکس سوے عارض آیا
نقاب روز نے چہرہ چھپایا

شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے یہان کا جلسہ موقوف فرما کے
بارگاہ مہرخ مین گئی مہرخ بہت زر و گوہر اسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار تابندہ پیشانی اِس سے
ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھکر جلسہ عشرت کے تماشے مین مصروف ہوئی صرصر
کنیز بنی ہوئی ساتھ آئی تھی اسیطرح پشت پر ملکہ کے آکر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے
بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اونگھنے لگے صرصر نے کان مین جھک کر کہا واری جب سے آپ لڑائی
مار کر آئی ہین لمحہ بھر بھی آرام نہین فرمایا ہے مین قربان کہین ایسا نہو کہ دشمنون کا مزاج ناساز ہو جائے
اب کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ جی یہین سو رہون اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہے
لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہے کہین اور جگہہ وہ چین نہین ملتا ہے حضور اپنی بارگاہ مین آرام فرمائیے
فرمائین تو بہت مناسب ہے بران نے کہا تو سچ کہتی ہے پس کچھ عرصہ کے بعد یہ اُٹھی مہرخ نے عرض کیا
کہ کہان تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ مین اب مین ذرا جاکر سوؤن گی صبح کو خدا نے
چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے عمر و جواد نگھتا تھا تو اُٹھکر چلا گیا مہرخ نے روکنا مناسب نجانا
ملکہ اُٹھکر بارگاہ مین آئی یہان پلنگڑی جواہر نگار آراستہ تھی جلسہ تو برخاست تھا ہی یہ اُس
پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے انکو بھی رخصت کر دیا صرصر نے اُسوقت عرض کیا کہ ای ملکہ
لشکر ان یہان عیاریان افراسیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہین اُنسے خبرداری
ضرور ہے پس اگر یہان مجمع رہیگا تو انکے ضرر پہونچانے کا اندیشہ ہے تخلیہ کر دیجیے تو بہتر ہے

بران نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہین سب چلی جائین فقط دس یہان چپی کرنے
کو رہجائین بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیر خواہ اور قدیم تھین وہ دس رہگئین اور باقی
سب چلی گئین اور باہر بھی پہرا ہو گیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کر کے ملکہ آرام فرما ہوئی
اور وہ دسون لونڈیان پنکھا جھلنے اور پانون دبانے مین مصروف ہوئین اُسوقت صرصر شمشیر زن
نے ایک گلوری اپنے پاس سے نکالکر کھائی اور ایک ایک اُن کنیزون کو بھی دی اُنھون نے کہا
نہین آپ کھائیے اُسنے کہا کھاؤ تکلف اسمین کیا ہی موے ہرے پان کی بھی حقیقت ہی کہ
کوئی اُسپر گمان کرے کنیزون نے یہ سُنکر وہ گلوریان کھائین اور سب بیہوش ہو گئین صرصر قریب تر
ملکہ بران کے گئی مگر اس خیال سے کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہین ہی مالک طلسم ہی ایسا نہو کہ بیدار ہو کر
مجکو پکڑ لیں اس خیال سے ہاتھ پانون اسکے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہی اتنی محنت
کر کے یہان پہونچی ہی ہر چہ بادا باد اپنا کام کر لیں اُسنے غلطاک مار کر اپنے تئین پلنگ کے نیچے
پہونچایا اور نواڑ رخسارہ الو ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ مین داروے بیہوشی رکھکر قریب بینی کفچہ
لگایا اور آہستہ سے دو پٹا ہٹا کر بیہوشی کو پھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہو گئی یہ تو پشتارہ باندھنے لگی
لیکن عیار تو رات کو بھی کم سوتے ہین عمرو کچھ دیر آرام کر کے جو بارگاہ مین آیا بران کو سے نیایا
تھرخ سے پوچھا کہ ملکہ بران کہان ہین اُسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھین اُنھون نے ایک انگڑائی لی کنیز جو
اُنکے ساتھ تھی اُسنے کہا کہ واری دیر سے تمنے آرام نہین کیا چلکر آرام کرو چنانچہ اپنے خیمہ مین ہر آسکی
وہ آرام گئی ہین عمرو نے کہا وہ تو کہتی تھین کہ مین ہین شب کو رہونگی اسمین کچھ فتور ہی یہ کہکر جلد تر
اُٹھکر چلا اور بارگاہ بران کے دروازے پر آیا یہان دربانون نے منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین اور
ممانعت کی ہی کہ کوئی آنے نپائے عمرو نے دلمین کہا اِنسے کون گفتگو کرے دیر ہو گی یہ سوچکر خیمہ
کے پہلو کے سراپچہ چاک کر کے جو دیکھا تو صرصر بران کا پشتارہ باندھ چکی تھی بس اسنے فوراً معجزہ
سے صورت اپنی مثل صورت صبا رفتار کے بنائی اس عرصہ مین برق فرنگی بھی عقب
خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمرو صبا رفتار بنکر آیا اندر بارگاہ کے
سراپچہ پھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگا کر نکلنا مشکل ہو گا کیا کرتی ہو
صرصر نے اسکی صورت دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو عیار ہی بس سمجھی کہ دروازے پر پہرا ہی تو

نکل نہ سکیگی سرا پچہ فرا کر نکلجا یہ سوچکر نشتارہ تو پھینکدیا اور آپ سرا پچہ فرا گئی عمرو نے چالاکی کرکے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ ای جان جہان کہان جاؤگی کمند آکر صرصر کی گردن و کمر مین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہی دوسری جست اسنے اسطرح کی صاف لسان نگاہ صدقہ ہارے جستم کمند سے نکل گئی اور نیمچہ اسنے بھی گھسیٹا عمرو نے جست کرکے پس پشت اسکے اپنے تئین پہونچایا اور پھر کمند ماری کہ ایکی وہ الجھکر گری کس لیے کہ اسکو خوف بہت تھا لشکر پرایا عیار زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے مین دست و پا اسکے تھراتے تھے اب جو وہ گری عمرو نے اسکو چاہا کہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ کی طرح اور بھی عیار نیان رہتی ہین چنانچہ صبا رفتار برق کی شکل بنکر یہان آئی تھی اسنے جو یہ کیفیت دیکھی دوڑکر قریب تر عمرو کے آئی اور کہا استاد لائیے استانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جاکر ملکہ بران کی خبر لیجیے عمرو نے اسکو برق سمجھ کر دیدیا وہ نشتارہ لیکر لسان برق جہندہ چلی اور کچھ دور جاکر پکاری کہ ستم صبا رفتار یون لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین عمرو نے اسوقت تعقب کرنا اسکا مناسب نہ سمجھا اور پھر کر بارگاہ مین بران کی گیا اور دربانون سے کہا کہ اچھا پہرا دیتے ہو اسوقت غضب کردیا تھا عیارہ ملکہ کو پکڑے لے گئی ہوتی یہ کہکر اندر جاکر ملکہ کو نشتارہ سے کھولکر نذر زنبیل کرلیا اور ایک کنیز روم کی نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اسکی صورت ملکہ بران کی ایسی بنائی اور لباس عمدہ زیب قامت اسکے فرماکر گہنا پہنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اسکو کیکے کہا کہ دیکھ قدرت خداوند سامری کی تجکو ملکہ بران شمشیر زن بنا دیا خبردار جو کوئی تجھسے پوچھے تو کہنا مین ہون بران شمشیر زن اور اگر تجھسے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون ہی تو بھی تو نہ بتانا کس لیے کہ اب تیرا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہی بران کو خداوند نے بلا لیا ہی تو ہی بران اب مقرر ہوئی ہی لاکھون کرورون روپیہ کی دولت تیرے قبضہ مین ہی شہزادیان طلسم نور افشان کی تیری مطیع اور فرمان بردار ہین اور ہم ہر وقت تیرے حاضر بندگی مین وہ کنیز یہ باتین سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور باآرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزون کو عمرو نے بلواکر حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین پانون دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت مین مصروف ہوئین اور عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ صرصر مین آیا کسی سے اس حوال کو نہ کہا اس عرصہ مین وہ رات بھی

شام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارۂ شب نے خزانۂ خزان کو چرا کر گریز کی اور مہر زریں رخسار عمرو عیار برائے تجسس عرصۂ افلاک میں قدم زن تھا۔

ابیات

کہ جب اس شب نے اپنا منھ چھپایا
کہیں کچھ سیاہی بھی ملی تھی

دم آغاز حسن صبح آیا
کہیں پھیلے کہیں سمٹے ابھر کر

وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہ جیسے گوشۂ دامان دلہن

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہے کنیزیں حاضر حاضر کہہ کر سامنے آئیں کہا چوکی پر جاؤں گی انھوں نے آفتابہ طلائی لیجا کر چوکی پر لگایا یہ وہاں سے فارغ ہو کر جب آئی لونڈیاں آب گرم لیکر منھ دھلانے کھڑی ہوئیں اُسنے ایک چلو پانی لیکر اسطرح چھینٹا منھ پر مارا کہ گریبان تک تر ہو گیا کنیزیں چکرا گئیں کہ آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہے منھ کیونکر دھوتی ہیں اسی فکر میں لونڈیاں تھیں کہ اُسنے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر تری بے عنوانی سے منھ پونچھا بران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزیں پہلے ایک دست پاک دیتی تھیں کہ اس سے منھ پاک کرکے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پونچھتی تھی کہ پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منھ پونچھ کر کرسی پر آ بیٹھی ہمارے جادو مجلس جادو وغیرہ نے آکر مجرا کیا اور اختر نگاہ و قہر نگاہ بھی حاضر ہوئیں اُسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھائے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بیٹھی رہی اُسوقت سب جادوگرنیوں نے کہ بہت معزز اور ناظرہ دربند ہیں قیافہ سے پہچانا کہ یہ ملکہ بران نہیں ہے بس آپسمیں کہا کچھ ہے کیوں نہو اس سے نام پوچھنا چاہیے غرض ہمارے جادو نے ہاتھ باندھکر کہا واری حضور کا اسم مبارک کیا ہے مجکو اسوقت یاد نہیں رہا ہے اسوجہ سے پوچھتی ہوں اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اُسنے مکرر اور سہ کرر پوچھا تو اُسنے کہا کہ وہاں کا تو نام یاد ہے مگر یہاں کا یاد نہیں رہا اسوجہ سے سوچتی ہوں ہمانے کہا یہ آپنے کیا فرمایا وہاں اور یہاں کیسا اُسنے جواب دیا کہ اے توبہ بھول گئی میرا نام شمشیر زن ہے بران تو یاد نہیں رہا خالی شمشیر زن کہدیا ہمانے کہا اب تو آپ فرماتی ہیں کہ میرا وہاں کا بھی ایک نام ہے چنانچہ وہ بھی ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہے اُسنے کہا وہ بتانے کا نہیں ہے ہمانے عرض کیا کہ واری ہم لوگ تو جان نثار ہیں ہمسے کیا پردہ ہے اُسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس وحی ہے اب ہما کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ بران پر کچھ پیچ پڑا غضب ہوا خواجہ عمرو سے چھلکے بلا کر کہنا چاہیے

ورنہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر مین ہوئی وہان خواجہ بارگاہ مہرخ مین بیٹھے ہین
مہرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہی ناچ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین تذکرہ لڑائی
ہوتا ہی ادھر ملکہ حیرت بھی تخت پر آ کر بارگاہ مین بیٹھی ہی سب سردار اُسکے پاس بھی جمع ہین
کہ اُسنے وہ گنبد افراسیاب کا ہاتھ مین لیا اور پکاری کہ ای گنبد بحکم شاہ جادوان و تعبد
سامری و جمشید بیان سے جا کر بران کو مہرخ کی بارگاہ سے یا اُسکے خود خیمے سے جہان ہین
ہو پکڑ لا گنبد ایک حلقۂ پھانسی کی طرح بنکر نظرون غائب ہو گیا اور بران نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی
اُسکے سر پر چھا سا بنا ہوا آ کر گرا اور اُسمین سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور مجلس کی
آنکھین بند ہو گئین مگر ہما نے جلد آنکھون پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے سے موتیون کا مالا اتار کر اس
حلقے پر مارا اُس حلقہ مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے اُس مالے کو روک لیا اور وہ حلقہ گردن
کر مین بران کے پڑ کر اُسکو اڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ لینا جانے ساحر اُسکے
عقب مین اُڑے ہزارون نارنج و ترنج نارنجل تیر سحر کے مارے مگر جسنے جو حربہ کیا وہ الٹا پلٹ گیا
اور وہ حلقہ بران نقلی کو لیکر غرق آسمان ہو گیا اُسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو بھلی بھلی باتین
کرتی تھین معلوم ہوتا ہی کہ بڑی دیر سے مسحور سحر افراسیاب تھین بدل کوئی نہین لے گیا تھا یہ
تعقد سحر کا باعث تھا جو نرگس روحی اپنے تئین کہتی تھین سوائے اسکے اور کوئی امر سمجھ مین
نہین آتا ہی غرض یہ سمجھکر اُسنے کہرام مچایا تمام سردارون مین رود حشر چلنے لگا ایک وا اپنا گلا
کاٹنے لگے لوگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب ملکہ کے دشمن مارے جائین جب ہی
اپنی جان لینا بلکہ لڑ کر مر جانا کہ نام بھی ہو اور قہر نگاہ افتان و خیزان بھاگ کر مہرخ کے پاس آئی
مہرخ جو دیکھے تو اسکا گریبان چاک ہی سر پر غم کی خاک ہی پوچھا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا خیر کیا
بران عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا مہرخ نے کہا پھر آخر ایک دن مرنا ہی آج ہی ہم بھی جان دینگے
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی عمرو عیار خبر بھی نہوا کہ کیون جاتی ہو غرض لشکر
کے کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ
طاؤسان زرین بال کا پر کھولکر اڑ نا روے ہوا کو زر نقتی بناتا نظر آتا وہ اُنکے پرون کا تیلاین
اور اُنمین داغہائے طلائی رنگ کا چمکنا گویا روے ہوا پر اطلس نیلگون بوٹے دار کا فرش بچھا تھا

نہین نہین ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان مین ستارے نکلے تھے جادوگر نیان جوان طاوسون پر سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکار دہون کی چار سمت کو چمکار روے گیتی سب زہر دار سرداروں کے سرون پر تاج ہاے زرین رکھے ہوئے گویا ہزار ہا سورج نکلے ہوے طائران سحر پر کھولکر سرون پر ہر ایک کے سایہ فگن ثانی سلیمان کے مطیع ہونے کا پتا دیتے دم اپنے مالکون کی ہواہی کا بھرتے پیر جادو کی آگ پتھر برسانے آوازین مہیب لگاتے ڈہر و بجتے نشان کھلے ہوئے ترسول نیسول چمکتے ساحر تو امین آن سے روانہ تھے بہادرون کی ورد زبان جنگ نے افسانے تھے مرکب ہاے پرند پر ہر ایک سوار سنان نیزہ کا چمکنا فلک پیر اپنے سینہ کو بچاتا کہین ایسا نہو مین نشانہ ہوکر گھائل ہون گرز ہر ایک خانہ بدوش بہادر خمخانہ جرأت کے پیمانہ نوش وہ اُنکا بانکپن ادا کرنا طبل و بوق کا بجنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا اسطرح چلنا تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت وا داے مرد
ہمہ پہلوانے چو تابندہ ہور
ہمہ مستی خرد شد چون شیر تر
دریا فگندہ در دشت ہامون خروش
برانگیز بارہ بکر دار باد
سیہ کرد از سم اسپان زمین
سواران جنگی ہزاران ہزار
ہوا گشتہ زرد و کبود و بنفش

کہ گفتی بدر بید دشت نبرد
سہیل ستور و خروشی سوار
دریا موج دریاے پرشور و شر
غریوان و جوشان چو شیر زیان
پس نامداران فرخ نژاد
درفش سیہ اژدہا پیکرش
بآہن درون غرقہ اسپ و سوار
چو دریاے جوشان سراسر زمین

ز درخشیدن تیغ و بانگ ستور
ز درخشیدن تیغ زہر آبدار
ہمی راندہ بارہ چو دریا بجوش
کمانے بباز و کمر بر میان
ہمین تاختے از کمین تا بخر گزمین
یکے ماز ندرین فراز سرش
از تابیدن گونہ گونہ درفش
کہ باشد ہمہ موج اژدہا آتشین

اسطرف سے لشکر ظفر پیکر فرخ نامور اور ہماے تاجور بعد گرد و فر جانب حیرت خود سر چلا اُسطرف وہ گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آیا بران نقلی کو غش تھا اُسکے گلے سے اس گنیز کا پھندا انکالکر خوب اپنے سحر مین مسحور کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کنیز رومی کی آنکھ کھلی پکاری کہ اری او ہماے تاجدار و مجلس نابکا سب کہان ہو جلد مجکو تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پہرے والیان کدھر اُڑ گئین کہ ما بدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہین جسنے مجکو پکڑا تھا پہرے والیون نے اُسکو روکا

کیون نہین ارے جلد تخت طاؤسی لاؤ چنور بال ہما کا سر پر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات
سنکر کہا دیکھیے عمرو کی صحبت مین ہوکر عیاری بھی یہ چھوکری کوکب کی سیکھ گئی ایسی باتین کرتی ہی
جیسے بران یہ نہین ہی حیرت اسوقت پکاری کہ اری او دختر کوکب بڑی لڑائی تو نے اگر فتح کی اسدن
کی بھی مجھکو خبر بھی اب تیرا سر کاٹونگی یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب رنگ بارگاہ کے
مین چبوترہ ریگ کا باندھا گیا بران نقلی کو اسپر بوریائے فلاکت بچھا کر بٹھایا اِس اثنا مین جاسوسان
لشکر دوڑے ہوے آئے اور حیرت بدسیرت کو بد دعا دیکر عرض رسا ہوے کہ ای ملکہ عالم فوج مہرخ
و بران بڑی عظمت و شان سے آپہونچی ہر ایک کے یہی ارادے مین ہی کہ اپنی جان دیجیے اور بران کو
چھڑا لیجائیے یہ سنکر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھکر مشت خاک زمین سے لیکر
اڑائی کہ اسکے اڑنے سے بجلی چمکی اور آواز رعد کی پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیوار شکر دار گرداگرد
اسکے لشکر کے گھر گئی پھر سراپچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران ببر سوار و اژدر سوار
سامری کے یادگار جمشید زادہ اپنے فن مین یگانہ حربہ ہاے سحر لیکر استادہ ہوے جوش لشکر سے
یہان بھی تلاطم ہوا صفین آراستہ ہوئین اسوقت خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ حیلہ کرو بھی ان
ساحران مخالف دنیا کو دھوکا دے اور عیاری کرے یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر
حیرت پہونچکر اسوقت کہ جب دیوار سحر کی نہ کھینچی تھی اسنے مقوے کا ایک ہستیار کیا اسطرح کا
کہ اسمین چار سر تھے اور ہر سر مین آٹھ آٹھ آنکھین تھین پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگا آئی
جسمین کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم افراسیاب جادو نمائی برجی جسمین جونک جلتے ہوئی ہار
لونگ پھول رکھے ہوے ہاتھ پر اپنے رکھکر جست کرکے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا منم نامہ دار
افراسیاب یہ کہکر ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا
دیکھا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ ضمری اری او چڑیل حیرت جسطرح ملکہ ذیشان بران والاشان کو
بلایا ہی اسکی سزا ہم دینا موقوف کرتے ہین بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرانمایہ سے مخلع کرکے انھین بتوقیر تمام
رخصت کر دے ورنہ قسم ہے جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کر دونگا یہ نامہ تجھے اپنے عیار چہار شکل ہشت چشم
جادو کے ہاتھ مین نے روانہ کیا ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے نامہ پڑھکر دیکھا تو مہر بھی
پیشانی پر عمرو کی ہوئی ہی حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اس موے کی شامت

آئی ہو میں جانتی ہون کہ اسکے پاس گلیم غیبی ہے خیر کہان جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے یہ کہکر گلے
سے اپنے موتیون کا مالا توڑ کر مارا عمرو تو پہلے ہی سے جست کرکے گلیم اوڑھکے نکلگیا تھا مالا
چارطرف عمرو کو ڈھونڈھ کر پھر آیا اُسوقت حیرت خود اُٹھی اور شبیہ براں تلوار لیکر دوڑی
وہ ہرچند واویلا کیا کی مگر اُسنے ایک نہ سُنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اُڑگیا اُسوقت خوشی مین
آکر ایک نارنج حیرت نے جانب فلک اُچھالا کہ جو نسٹھ ہزار نقارہ سحر کا برے ہوا بجگیا زمانہ
مین تزلزل پڑگیا طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپسمین خوشی ہونے لگی
یہان لشکر لیکر مہرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھکر پس دیوار ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ دیوار گرے بعض
ساحر اُڑکر چلے مگر گرپڑے اُسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے
گولا فولادی مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن دیوار ملکشاہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گرنا اُسکا
دشوار رہا اتنے عرصہ مین عمرو عیار ذرہ قار لشت لشکر کیطرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہان کچھ
دور پر ایک پہاڑی کنارے دریاے خون روان کے تھی اُس پہاڑی پر عمرو چڑھ گیا اور زنبیل سے
فرش مخملی نکالکر بچھا مسند مغرق آراستہ کی چنگیرین جو گوٹے وغیرہ سامنے مسند کے رنگین ڈالیان
میوون کی اور گلابیان شراب کی چن دین پھر ملکہ براں کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھا کر
ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے تئین پایا حال استفسار
فرمایا عمرو نے سب حال بیان کرکے کہا کہ آج دشمنون کی جان پر بنگئی ہوتی جو مین عیاری
نہ کرتا اب لشکر مہرخ اور ہمارے تاجدار لشکر آئی ہین مگر راہ نہین پاتی ہین دیکھیے وہ دیوار
فولادی مشبک از زمین تا چرخ برین اُٹھی ہوئی ہے اُس دیوار کے سبب سے میرا اور آپکا نکلنا
بھی دشوار ہے براں نے سب حقیقت سُنکر کہا کہ خواجہ مین اپنے باپ سے لیکر اس لڑائی
مین آئی ہون اُنھون نے یقین ہے کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے مین قتل ہوتی لیکن
آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر کچھ ایسا سحر پڑھا
کہ وہین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہوگئی اور جہان وہ دیوار کھنچی تھی اُسکی تہ زمین مین جاکر اُسنے
قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اسوجہ سے سحر کو اُسنے
زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہوکر ادھر اُدھر گرگئی اور اسکے

گرنے سے کہ کوسون تک جو وہ کھنچی ہوئی تھی ساٹھ ستر ہزار ساحر حیرت نابکار کا جو صفین باندھے
استادہ تھا دب کر ہلاک ہو گیا اور حیرت گھبرا کر پکاری کہ ارے یہ کونسا بدبخت ساحر تھا جس نے
دیوار میرے سحر کی گرا دی یہ کہہ رہی تھی کہ بران تہ زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ
بران شمشیر زن دختر شہنشاہ گوکب روشن ضمیر حیرت اسکی طرف چلی اور ایک طرف سے
دیوار جو گری فوج رخ اور ہمارے تاجدار حملہ آور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی جو مین ورشمشیر سحر
چلنے لگی اور بران شمشیر زن اڑکر روے ہوا پر گئی حیرت بزور سحر اڑی لیکن روے ہوا سے
ہزارہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھیں خیرہ ہوئین اور زمین پر اتر آئی اور
ایک نارنج سحر کی جھولی سے نکالکر ان چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب ماند ہو گئے اسوقت
بران نے اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یاقوت نگار روے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ
پتلی بران کی ایسی صورت بنگئی اس سے حکم دیا کہ مین تیری لڑائی دیکھتی ہون جا اور میرے
حریفون کا مقابلہ کر پتلی بران بنی ہوئی زمین پر اتری اور حیرت پر چلی کہ ایک دو ہاتھ
مارون حیرت فوراً اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجے نے پیدا ہو کر ہاتھ پکڑ لیے
بران نقلی نے سحر پڑھا کہ پنجہ موم کا ہو گیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور
پکاری کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا نام اپنا بران نہ رکھا حیرت نے پکار کے
کہا اری چھوکری یہ موم کا چابک لیکر آئی پس وہ چابک موم کا ہو گیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی شبیہ
بران نے سحر کیا کہ دو پنجون نے پیدا ہو کر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اسوقت ایک لال از خود ظاہر
ہو کر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ ای ملکہ یہ بران نہین ہے جو تجھ سے لڑتی ہے بلکہ شبیہ
اسکی ہے یہ کہکر لال تو غائب ہو گیا اور ملکہ نے بھی ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے گریبان میں ڈالی کہ آپ اس
خاک کے ڈالنے سے غائب ہو گئی اور بجاے اسکے ایک اور حیرت پیدا ہو کر مقابل شبیہ بران ہوئی
اسنے موضع میں لرزان زلزلہ و رعد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین قبا اور ابرلق اور صعود
وغیرہ سے اگر گتھ گئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار انھون نے لگا دیے آتش سحر نے اپنا فروغ
دکھایا دشمنون کے جان و تن کو جلایا ہزارون جہنم کے کندہ ہوئے فی النار والسقر کہکر
مسلمانون نے کنارہ کیا جادوگرنیان در گور کہکر ہٹین اور دوسری طرف لڑنے لگین

ہر طرف باران تیر اور صدائے دارو گیر تھی نیزے سینے توڑنے پر آمادہ گرز سر کچلنے پر لاف زنی کرنے ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا آسیب جن جن کو ہوا تھا انکی جان بھینٹ مین لیتا تھا پتھر برس کر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے سانپ زہر اُگلتے جاتے تھے موذی بن جاتے تھے دریائے خون روان تھا تحمل بڑا لگنا مشکل تھا تا دیر خوب بھڑ کر تلوار چلی تھی فوج دشمن مین ہلچل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ ابیات

دو لشکر برابر کشیدند صف	سواران ہمہ بر لب آوردہ کف	زمین قار شد آسمان چون طبق
ز بس نیزہ و پرنیانی درفش	ہوا شد ز گرد سیہ آبنوس	ز نالیدن بوق و آوای کوس
تو گفتی کہ دریا بجوش شدی	نہنگ اندرون خون خوشد ہمی	ز زخم تبرزین و گوپال و تیغ
ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ	چو بر پیش خورشید دامن کشید	چنان شد کہ کس روی گیتی ندید
تو گفتی ہوا تیغ بار دہی	بخاک اندرون لالہ کاردہی	ز افگندہ گیتی برآنگونہ گشت
کہ گرگس نیارست بر سر گذشت	گرد ہی بکندہ درون پر ز خون	دگر سر بریدہ فگندہ نگون
زمین با ہمی خواست از باد موج	سپاہ اندر آمد ہمی فوج فوج	ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل
ز ہر نعل اسپان ز خون تر ز گل		

سپاہ تو اسطرح جانبازی کر رہی تھی ادھر دونون بہنین بران و حیرت کی لڑ رہی تھین حیرت نقلی نے ایک بجلی بران نقلی پر گرائی بران نقلی نے اُف بھی کی وہ بجلی اُلٹ کر حیرت پر گری اُسنے رد سحر کیا اور دوڑ کر تلوار ماری بران دو ٹکڑے ہوئے اور وہ دونون ٹکڑے پھر مل گئے بران زندہ ہو کر چلیٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپسمین ملگئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر لڑائی کی افراسیاب کو پتلون نے سحر کے پہونچائی وہ وہان سے اُڑ کر چلا اور قریب لشکر جناب ہو نچکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پہاڑ سے کئی ہزار من کی ایک سِل جدا ہو کر اُڑی یہ سِل کو اُڑائے ہوئے جب سر لشکر پہونچا دیکھا کہ اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ سب آپسمین بھڑے ہوئے ہین اگر سِل گراؤنگا تو اپنے پرائے سب کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہین ہے چنانچہ یہ سوچکر اُس سِل کو تو الگ گرایا اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا حیرت اصلی کو جو روئے ہوا پر تھی پنجہ مین اپنے دابکر ایک کو لیے چلا گیا وہ ہمشیر حیرت بھی غائب ہو گئی اُسوقت ملکہ کے ہونے سے صبور اور صبورت نگار

وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجوا دیا ازبسکہ مہرخ جانتی تھی کہ بران چھوٹ چکی ہے اسوجہ
سے یہ بھی بفتح و فیروزی طبل امان بجوا کر پھری اور راہ مین بہت کچھ زر نثار کیا پھر اپنے اپنے
مقام پر پہونچکر لشکروں نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشین غار کھود کر گڑوا دین میدان لڑائی
صاف کرا دیا مہرخ و بہار و نافرمان برق رعد وغیرہ سب اس جنگ مین زخمی ہوئے تھے ٹانکے وغیرہ
دلوائے بران بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو
آکر کرسی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے اور شریک جلسۂ عشرت ہوئے چالاک نے
اُسوقت چپکے چپکے کہا کہ بھئی میری تو عقل حیران ہے یہ عجب طرح کا طلسم کا ہے کہ جسکا فتح ہونا دشوار
نظر آتا ہے بران نے اُسکو بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک تم کیا بڑبڑا رہے ہو عرض کی کہ ای ملکہ مین یہ
کہتا ہوں کہ یہاں تمام عمر یوں ہی لڑائی رہیگی یہ جگہ نہایت قلب اور سخت ہے آج تک طلسم کشا اور
مہ جبین کا حال ہی نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے سوائے اسکے اور کچھ سنائی نہین دیتا کہ گنبد نور پر
قید ہین دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب مین شبرنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتہ نہین
کہ کدھر گیا یہاں آکر ہمنے سنا ہے کہ ہفت نیرنگ قلعہ کے آگے ملک لوح داراں ہے مگر اُسکا حال بھی
نہین کھلتا کہ مالک لوح کون ہے اور کیونکر دستیاب ہو گی اور تو سب درکنار آنا تو دریافت نہین ہو سکتا کہ
پل پر نیزاداں کیونکر برطرف ہو اور یہ دریا سحر کا جو بیچ مین حائل ہے کسطرح موقوف ہو جو راستہ کھلے
اور ہم لوگ بے خوف و خطر جا کر وہاں عیاری کرین پس جب یہ نہین ہو سکتا تو ملک لوح داراں تک کون جائے
غرض میری عقل کام نہین کرتی ہے کہ آئندہ کیا ہو گا خدا مالک ہے جو وہ چاہیگا وہ کریگا بران تیغ شیر زن
نے کہا کہ ای چالاک حقیقت مین تمنے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہے لیکن اگر بران تیغ شیرزن سچی
ہے تو چالیس دن مین دریائے خون رواں خشک کر دیگی اور پل پر نیزاداں توڑ ڈالیگی عمرو نے کہا
ای ملکہ کار نیست مشکل اور امر نیست دشوار بران ہی ہی اور کہا خواجہ جسطرح تم کہتے ہو یوں ہی ہے
حال اسکا یہ ہے کہ جسطرح بے لوح کے طلسم نہین فتح ہوتا ہے یہ پل بھی ویسا ہی سخت ہے لیکن اسکے
احوال سے مین خوب ماہر ہوں دریائے خون رواں اور یہ پل اس طلسم سے تین برس آگے بنا ہے افراسیاب
کے دادا پردادا نے بنوایا تھا پس وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہین اُنکی شرکت
اسمین نہین ہے اسوجہ سے مین نے یہ ارادہ کیا ہے ورنہ میری کیا مجال تھی جو نگاہ کج بھی

اِس پل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہکر ملکہ اور سب مصروف عیش و نشاط ہوے شراب کباب
کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ بہاران نے کہا ای خواجہ خدا حافظ اب ہم خدمت پدر نامور مین
جاتے ہین اور ہو سکتا ہو تو اُنسے اجازت لیکر کوہ رخشان پر جاینگے اُسوقت معمار قدرت
نے بھی کہا کہ خواجہ مین بھی رخصت ہوتا ہون زخمی ہو گیا ہون شفاخانۂ سامری مین
جاؤنگا اور علاج کرکے وہان سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا بناؤن مجکو نجوم کہتا
ایسا معلوم ہوتا ہو کہ ضرور مجکو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑیگا مگر ابھی ساعت
اُسکی نہین وہ اور وقت ہو کہ اُسکا حال مین ابھی کہہ نہین سکتا یہ کہکر سب سے رخصت ہوکر اول
معمار ہی ایک طرف کو اڑکر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بہاران نے اپنے ناظمان دربند کو فرمان
لکھا کہ تم کوچ کرکے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر اُترو اور ہمارے تاجدار سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر
لیکر ملحق لشکر ناظمان طلسم نور افشان مین جاکر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظام کرنا خبردار
بے سمجھے بوجھے نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدا نکردہ لشکر مہرخ پر آئے کہ تمھین بھین لڑنا لازم و ملزوم
پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کوکب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے تاجدار اور
خورشید جادو وغیرہ سب ارشاد کوچ کرکے دامن کوہ سیاہ مین جا اُترین اور فرمان جب ناظمان
طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کرکے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر اُترے دامن کوہستان مثل شہر معمور کے
آباد ہو گیا صحرا مین پچاس ہزار کہین تیس ہزار کہین بارگاہین اور کہین خیمہ استادہ ہو گئے بازارین
کھل گئین کٹورے بجنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ سے
رخصت ہوکر خدمت پدر نامور مین گئی اور سارا ماجرا معروض بیان مین لائی پھر استدعا
کی کہ مجکو کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کرین کوکب نے اُسکو روکا کہ چندے تامل کرو
تمکو بھیجتا ہون یہ اپنے مقام پر بعیش و عشرت انتظار رخصت پدر مین ٹھہری ہو حال اُسکا انشاءاللہ
بیان ہوگا اب حال عشرت اشتمال حیرت بدخصال مذکور ہوتا ہو کہ اُسکو جو افراسیاب
خانہ خراب بجز مین الکبرا اُٹھائے گیا تھا تو وہ سیدھا باغ سیب مین اُسکو لایا اور ہوشیار کرکے
اپنے پہلو مین بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہان
نہ مانوگی اب تم سوار ہوکے اپنی بارگاہ مین جاؤ مین بھی وہین آتا ہون حیرت از بسکہ رنجیدہ خاطر تھی

شامہ کے رخصت کرتے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ مین پہونچی جہان سردار طبل امان
بجوا کر جو پھرے تھے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے بہت خوشنود ہوئے اور استقبال کر کے تخت پر
لاکر بٹھایا اُسنے دیکھا تو اس جنگ مین ہر سردار زخمی ہی سوائے صنعت کے کہ وہ اس لڑائی مین نہ تھی
اور جو کوئی کہ موجود تھا اُسنے زخم کاری ملازمان بران کے ہاتھ سے کھایا تھا سبکے سر پشت و
پہلو فگار تھے اُنپر مرہم سحر کی پٹیان چڑھی تھین حیرت یہ دیکھکر آبدیدہ ہوئی اور مقتولون کو جو شمار
کیا تو ہزارون ہی کیا لاکھون آدمی مارا گیا تھا بہت بڑا رن پڑا تھا ملکہ نے کہا کہ اجلاس تک
صف ماتم بچھانا چاہیے یہ سنکر سب سردارون نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم سامری وہ دن نہ کرے
کہ آپ صف ماتم پر بیٹھین نظر بفضل جمشید ولقا رکھیے کچھ آپنے لڑنے مین کمی تھوڑی کی جو آپ
صف ماتم پہ بیٹھین دشمنون کو موقع خندان و نداں نما کا ملیگا سب قہقہے لگائینگے ای ملکہ طلسم شراب
پیجیے کباب کھائیے ناچ دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی ہی کبھی بنی کبھی بگڑی اور بگڑے
دشمنون کی بگڑی کہ آپ تو ایسا لڑین کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے آکر
طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کر چکی تھین حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک و مختار ہین
انھین کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہی ای یاران جو داگر بران تیغ شمشیرزن مجکو زخمی کرتی ایسا کہ مین
قریب ہلاکت ہو جاتی تو بھی مین اُسکو زندہ نچھوڑتی یہ باتین ہو رہی تھین طاؤس سفید
رنگ بلور کا آیا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ خاتون
سن ہم باغ مینا مین سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہین تم بھی مع ہین آؤ تمھارے ہمراہ ہم
بارگاہ مین تمھاری آئینگے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو رخصت کر دیا اور آپ کل سردارون کو اپنے
ہمراہ لیکر کنارے دریائے خون رواں کے گئی دروازہ طلسم اکثر بیان ہوا ہی کہ اندر دریا کے ہی
چنانچہ وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند ہی اُسپر
اُس چوردروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ اُس دروازے مین بھی قدم زن
زن ہوئی لیکن ہنوز داخل در مذکور نہوئی تھی کہ سواری بادشاہ طلسم نمودار ہوئی چیلے اور
پریزادان طلسم آگے آگے صدائے طرقوا و دور باش دیتے حضور بال ہما کا سر پہ چتر طلسم لب
بلند پر بادشاہ سوار سترہ اٹھارہ سو غلام حبشی بچے ہمراہ رکاب تخت تھا بلکہ ہمت آسمان

سرخ رنگ چھایا ہوا بائین جانب ابر زرنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آتا ملکہ اور سرداروں نے یکے بعد دیگرے شاہ کو مجرا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی گھنٹے بجے اور ناقوس پھنکے سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہو کر ہمراہ چلے بادشاہ دروازہ طلسم سے نکلکر جانب بارگاہ حیرت خود سر آیا یہان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکائے بادشاہ بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا سبکو زخمی دیکھکر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ایسی پڑی کہ سب زخمی ہو گئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی جب لڑائی ہوگی کہ جب ناظمان طلسم نور افشان ہمراہ کوکب آکر لڑینگے اور اسد آکر چھوٹ گیا تو قیامت کا سامنا ہی حیرت نے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہی ورنہ ہم لوگوں نے کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی میں اُٹھا رکھا ایسا کہ جو اُدھر سب زخمی ہین تو اُسطرف بھی ہین شاہ نے کہا اسی لیے مین نے تمسے کہا تھا کہ میں تمھین بارگاہ میں سب سرداروں کے سامنے سمجھاؤنگا چنانچہ ای ملکہ برا ماننے کی بات نہین ہی بران دختر کوکب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہی کچھ اُسکا ملک و مال نہین چھنا جاتا ہی پھر دیکھو کیا کیا جانبازی کرتی ہی اور تمھارا ملک چھنا جاتا ہی پھر تم جو لڑتی ہو تو اسکی برابری نہین کرسکتین بڑی غیرت کی بات ہی میری جان تمھارے تو دلکو لگی ہی اُسپر یہ حال ہی کہ اُسنے کمر ہی رہتی ہی اور اُسکے دل کو نہین لگی ہی اگر وہ اپنے تئین کمزور سے پائے تو میرے پاس چلی آئے سارا ملال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہی کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول ہی مگر بات جانا گوارا نہین اگر وہ تمھارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب ہی کہ تمھارا گھر چھنا جاتا ہی اُسکا کوئی گھر نہین چھین سکتا ہی اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ دن رات مشغلہ سحر و ساحری کا رکھتی ہی اور تمکو رات دن شغل عیش و شراب خواری ہی یہین آج اسلیے تمکو اُسکے مقابلے سے اُٹھائے گیا کہ اگر تم گرفتار ہو جائین تو یہی نام ہوتا کہ معشوقہ شہنشاہ ساحران ایک چھوکری کے ہاتھ سے قید ہو گئین ای ملکہ ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لاٹ پر چڑھکر ذلت اُٹھانا کیا تمکو یاد نہین یہ باتین شاہ کر کے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیون صاحبو مین سچ کہتا ہون یا کچھ اسمین دروغ ہی سب نے عرض کیا کہ حضور واہ واہ واہ شہنشاہون کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہی واقعی حضور نے جو کچھ کہا کنقش الحجر ہی حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہی مگر مین اگر عیش مین پڑ گئی ہون تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیون نہین ان نمک حرامون کے غارت کرنے کو بلا نے

تاکہ یہ ذلتین جانئین شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست دیکھو مین تدبیر اسکی کرتا ہون تم رنج وغم نکرو
یہ کہکر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سرا کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام مئے رنگ ملکہ
کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جا جب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ مین صدا سے
ہوشا ہو غل نوشا نوش بلند ہوئی اُسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای صنعت جب مین لڑنے کو نکلا تھا تو اسوقت مجکو آکر تمنے فہمایش کی اور لڑنے سے باز رکھا
اس زمانے سے ایک دو جنگ لڑکے جو تم گئین تو نہین معلوم کہ وہان کیا بیٹھی کرتی ہو تمھارے
نزدیک جیسے طلسم مین کسی سے لڑائی رہی نہین ہے اب چاہیے کہ بلفور دیکھنے اس نامہ کے اپنے تئین
لشکر حیرت مین پہونچاؤ اور جو کچھ تمسے درباب رزم ان باغیون کے ساتھ ہو ہوسکے قصور کوتاہی
نکرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا اول مین لکھا ہے کہ گنبد نور کے
اطراف مین بہت بڑا ملک ہے کہ جہان کی صنعت حاکم و ناظم ہے اور لشکر کشی وہ کر چکی ہے گنبد نور
سے پشتۂ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اُسکا اُترا ہوا ہے اور اُسکا بھی ہزارون ساحر کام آچکا ہے
اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کر چکی ہے آنے والی تھی کہ طائر نامہ
بادشاہ لیکر پہونچا ملکۂ مذکورہ اپنی دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے آکر نامہ
دیا اُسنے اُسکے گلے سے نامہ کھولکر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہوکر جواب مین عرضی لکھی کہ کنیز
ابھی ابھی حاضر ہوتی ہے اگر بلا زبان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ مین کچھ دیر
تشریف رکھینگے تو ملازمت میری ہوجائیگی ورنہ مین تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو رخصت کیا
اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر چالیس اژدرون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوئی کنیزین
انیسین جلیسین ہمراہ رکاب چلین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہان
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار مین تھا کہ صنعت آکر اُتری اور بارگاہ مین آکر اُسنے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساقی نے جام مئے ناب دیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ ای صنعت کل کی لڑائی کا تمنے کس سے
حال سُنا اُسنے کہا کہ مین اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہین دیکھا
مجکو معلوم نہین اور ای بادشاہ مجکو بڑا تعجب ہے کہ نہ تو ملکہ ہم لوگون کو یاد کبھی فرماتی ہین اور نہ آپ

بلانے ہین جسکے پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہون اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا مین نے
اسی وجہ سے آج تمکو بلوایا ہی کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر کمر ہمت مضبوط باندھو اُسنے عرض کیا
کہ کنیز آج اسلیے حاضر خدمت ہوئی ہی صرف آپکے حکم کی دیر ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین
مگر بارگاہ تو کبھی عیارون سے خالی نہین رہتی ہی ضرغام شیردل اور جانسوز بھی صورت بدلے
ہوئے یہان موجود تھے اور مشورۂ ساحران غدار سُن رہے تھے غرض بادشاہ صنعت کو الگ
تنہا کہے گیا دونون عیار بھی راہ کترا کے بھولا وہ دیکر ایک طرف کو اُس خیمہ مین کھڑے ہوئے
اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے الگ لایا ہون کہ اب تو سحران نلم اسون پہ کر دگی
اُسنے جواب دیا کہ حضور مین نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہی یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہین آپ ملاحظہ
فرمائیے گا کہ اس سحر سے اندھیر ہو گیا یا نہین شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ بیجا ہیگا
اب مجکو اطمینان ہوا واقعی یہ سحر ایسا ہی ہی جسکو تم تیار کر کے لائی ہو یہ کہکر وہان سے پھر کر تخت
پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر کرسی پہ بیٹھی اور تا دیر شریک جلسۂ عیش رہی پھر رخصت ہو کر
اپنے لشکر کی طرف چلی جانسوز اور ضرغام بھی اسکے عقب مین چلے اور جب وہ ڈیڑھ کوس
نکل گئی اُسوقت جانسوز بن قران ایک جادوگر کی صورت بنا کہ رنگ سے اُسکے چہرہ تاریک کی
سیاہی شب دیجور کو شرماتی تھی ایک ہونٹھ پرۂ بینی سے گذرا ہوا دوسرا ٹھوڑی سے نیچے لٹکا ہوا
جسم پر مثل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیون کے مالے گلے مین ڈالے یاقوت کا تاج سر پہ رکھا
سانپ کا تازیانہ ہاتھ مین لیا ایسا سانپ موم کا کلدار بنایا تھا کہ دمبدم زبان نکالتا [illegible]
پادلہ کا گلے مین ڈالا ترنج ناریل ہاتھ مین لیکر اُچھالتا ہوا جست وخیز کرتا چلا اور بہت جلد
قریب صنعت پہونچکر پکارا کہ منم نامہ دار افراسیاب صنعت نے طاؤس اپنی سواری کا روکا
اسلیے کہ ابھی شاہ نے مجکو بلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھیجی ہی غرض جب اُسنے
سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اُسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہو اُسنے کہا واہ آپ تو خوب
آدمی ہین کہ روے ہوا پر طاؤس لیے کھڑی ہو راز بادشاہ اور مین یہان سے چیخ کر کہون اور
نہ مجکو یہ حکم ہی کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کرون یعنی اُڑکر قریب طاؤس آؤن اور منہ کان سے
ملاؤن آپکو چاہیے کہ نامۂ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اُتریں اور بعزت تمام نامہ لیتین

صنعت یہ سنکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر اُدھر دیکھکر ایک کنواں تھا نچتہ اونچی جگہ اُسکی بنی تھی اُسپر اتری طاؤس کو سحر کرکے روک دیا جانسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہی کہ سحر ہفت بیضہ ایسا نہیں ہی کہ کوئی اُسکو کر سکے ای ملکہ تم عیاروں سے غافل نہ رہنا صنعت نے کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہیں ہی جانسوز نے کہا ای ملکہ کیا خاک ہوشیار ہو دیکھو جنکو تمھاری حمافت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہیں یہ سننا تھا کہ صنعت نے پھر کے دیکھا جانسوز نے حلقہ کمند کے گانٹھ کر مارے کہ ساتوں بند بجی ہو گئے وہ گھبرا کر اُدھر دیکھی اُسنے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلیے جاتی تھی کہ بادشاہ نے کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسنے انہیں کنیزوں سے کہا تھا کہ تم میرے لشکر میں آنا بس یہ تنہا تھی کہ جانسوز نے بیہوش کرکے پشتارہ اسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طے کرکے اپنی بارگاہ میں پہونچا اور اُدھر خضر غلام نے آکر عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے کہا کہ مزاج اچھا ہی اُسنے کہا حضور میں تو اچھا ہوں مگر صنعت آئی ہی اور اُسکا بیان ہی کہ میں سحر ہفت بیضہ تیار کرکے لائی ہوں عمرو نے کہا خدا مالک ہی خواجہ تو کہکر چپ ہو رہے مگر مہرخ اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار زرد ہو گیا اور بدحواس ہو گئیں عمرو نے اُنکے چہرے کو دیکھکر پہچانا کہ اُنکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس استفسار کیا کہ ای ملکہ مہرخ و بہار کیوں خیر تو ہی اُنھوں نے کہا خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست ہی روز اسکا ہونا ہمسے تو کیا ساحران ظلمات سے بھی ممکن نہیں عمرو نے کہا نظر بافضال کردگار رکھو اور چپ رہو کچھ منہ سے نہ نکالو ورنہ لشکر تمام بدحواس و بیدل ہو جائیگا یہی رہا تھا کہ جانسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو اُسنے تسلیم کی عمرو نے کہا کہ ای جانسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اُٹھ ہی نہیں سکتا ہی کیا کسی مہاجن کا گھر لوٹا ڈانکا مارا جانسوز نے کہا مال سے بڑھکر یہ مال ہی میں صنعت غیبانی کو لایا ہوں بڑا ارادہ کرکے چلی تھی مہرخ یہ سنتے ہی اچھل پڑی اور جانسوز کو گلے سے لگایا اور کہا تو نے بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُسنے پشتارہ کھولا لیکن کنیزان صنعت جو عقب صنعت چلیں لشکر میں آئیں دیکھا کہ یہاں صنعت نہیں ہی غلغلہ کیا کہ نہیں معلوم کہاں گئیں اور جب پتا نہ لگا تو پھر کر افراسیاب میں آئیں اُسنے پوچھا کہ ای گلزار جادو و ای گل خار جادو تم کہاں آئیں

اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت کا پتا نہین سُنتے ہین کہ ایک ساحر راہ مین اُنکو ملا تھا اور
نامہ دار آپ کا اُسنے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی اور ایک کنوئین پر اُترین وہین سے
غائب ہوگئین اب پتا نہین کہ اُنپر کیا گذری شاہ نے یہ حال سُنکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے
دونون ہاتھو بند کر کے کھولے اور اُنکو بغور دیکھکر کہا یارو کیا غضب کے عیار ہین جالنوز بن
قران صنعت کو لے گیا ہی یہ کہکر شاہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کیے سب نے دیکھا کہ پنجے پیدا ہوئے
اُسنے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت وزیر کو اور جالنوز بن قران کو اُٹھا لاؤ
وہ پنجے جانب آسمان اُٹھ گئے اور غائب ہوگئے بارگاہ مہرخ مین پشتارہ جالنوز نے کھولا تھا اور
جالنوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ مین وہ تلوار لے آؤن کہ جس سے ایسی زبردست ساحرہ قتل ہو سکے
یہ کہکر اُٹھی اور جانب سلح خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی چمکی عمرو نے تو جلد گلیم اوڑھ لی جالنوز نے
چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر سب گھبرا کے کھڑے ہوگئے یکایک آواز مہیب آئی اور پنجے فرستادہ
شاہ جادوان جو چمک کر گرے جالنوز کو اور صنعت کو اُٹھا لے گئے اسوقت ساحرون نے
نارنج و ترنج وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ پنجے قندیل فلک ہوگئے مہرخ
نے کہا یہ پنجے خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے اُنکا تعقب بیکار ہے ناچار خاموش ہو رہے
اور پنجون نے دونون کو لے جا کر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچایا بادشاہ نے جالنوز کو مسحور کر دیا
اور صرصر کو بلوا کر حکم دیا کہ انکو ہوش مین لاؤ صرصر صنعت کو ہوش مین لائی وہ ہوشیار ہو کر
حیران ہوئی کہ تو کہان آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیون ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا مین نے اسطرح بچا
لی صنعت نے یہ سُنکر اور غیظ مین آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑتی تو جالنوز کا
پتا نہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا ای صنعت میرے سامنے
نہ قتل کرو بغیر پوچھے تمھنے گذرے ہوئے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا مین اسکو
کو الگ لے جا کر مار ڈالونگی یہ کہکر پنجہ مین داب کر بغضب تمام ترلے اُڑی اسوقت جالنوز کے پکڑ آنے سے
چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آکر ٹھہرا تھا کہ پنجہ جبین لیکر اُنھیلگے غرض اب
صنعت اُسکو لیکر اُڑی چالاک بھی پیچھے پیچھے اُسکے بطور مخفی روانہ ہوا لکھا ہے کہ دریاے خون رواں
کے پاس کچھ غار ہین اور کچھ پہاڑیان ہین کہ اُنکی گھاٹیان ہین اُنھین گھاٹیون سے قریب

ایک نشیب مین صنعت نے جانسوز کو لاکر اتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹو ن
اُسوقت سحر نے خبر دی کہ ای ملکہ تمھارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمرو بھی آتا ہی یہ اس خبر کو
معلوم کر کے تھم گئی اس اثنا مین چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ
صنعت خنجر کھینچے جانسوز کو قتل کیا ہی چاہتی ہی یہ دیکھکر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈ و
لکا تہ شیطان کی خالہ کیا اِس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہی ادھر آ میرا سامنا کر صنعت تو
معلوم کر چکی تھی کہ چالاک آتا ہی بس اُسنے اِسکی باتین سُنکر کہا کہ ارے مونڈی کاٹے جوانا مرگ
کیون تیری شامت آئی ہی اسوقت تو میری محنت برباد کرنے آیا ہی مگر یہ ہونا نہین دیکھ یون مار ڈالتے
ہین چالاک نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ تو کیا مار ڈالے گی دیکھ یون ہم مار ڈالتے ہین اور
مارنے والے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر ایک بیضہ غلے کیطرح غلیل مین رکھکر چلا کی تمام صنعت کی ناک پ
تاک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑکر وہ غلہ پھوٹ گیا اور اُسکو تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگین بیہوش ہو کر
گری چالاک نے آتے ہی جانسوز کو رہا کیا اور خنجر نکالکر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ
سخت جان وزیرہ شاہ جادوان ہی مرنا کم جانتی ہی بقدرت کردگار افراسیاب بعد فہمائش حیرت
اپنے باغ سیب کی طرف اُٹھکر چلا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیہوش پڑی ہی
اور چالاک بن عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید باشید منم افراسیاب جادو
چالاک اور جانسوز یہ نعرہ سُنتے ہی وہان سے کافور ہو گئے کس لیے کہ وہان غار اور گھاٹیان
تو بہت تھی ہین یہ دونون ایک ہی جست مین کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہو گئے افراسیاب بھی اُن
عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہی جو پیچھا انکا نہوا اور صنعت کو بغچہ مین دابکر کے اُڑا جب وہ
جا چکا چالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آئے عمرو انکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہا ای فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اسطرح صنعت مجھکو قتل کرنے لگی تھی
مرشد زادہ نے یون جاکر اُسکو بیہوش کیا اور افراسیاب آکر اُس قحبہ کو اُٹھالے گیا ہم دونون بھاگ کر
یہان حاضر ہوئے خواجہ نے حال سُنکر کہا بہتر ہے یہ بھی دونون شریک انجمن عشرت ہوئے ادھر شاہ طلسم
جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب مین گیا ایک بیابان فرحت افزا مین پہونچا کہ اُس بیابان مین وہ
بہار جان فزا تھی جسپر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا رنگ گلبدن زمانہ اُسپر قربان تھا ہزار جان سے بلبل

دل اپنا نثار کرتا تھا مردۂ صد سالہ وہان قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا وہان کی عیسیٰ النفسی فرمانے
جدھر نگاہ جاتی تختے لالۂ نافرمان کے کھلے نظر آتے لالہ رخساران یاسمن پیکر کو شرماتے تھے سبزے
ہرے لہلہاتے بوے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تاتار کیطرح سارا جنگل
معطر جانوران خوش ادا آہو و غزل رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران متلون رنگ کلیلین کرتے
ٹکیریں جنگل مین راستہ چلنے سے جو پڑی تھین جادۂ کہکشان کو شرماتی تھین شجر ہر ایک طوبیٰ سے
دعوی ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خورشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چشمان دم
حیران سنبل پیچان کے سامنے گیسوے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہونا غنچہ دہنون کا دل ہیات
بات ہر سوسن کے سامنے دہن مسی زیب مات ہو سرو کو دیکھکر شمشاد قامت نیکھلے کا نشا ہو جائے
پھول کے سامنے رخ گلرنگ نے رو بتلا ملائے کہ بموجب

ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کہیے
لخت دل اسکو اسے دیدۂ پرنم کہیے
عمر بھر اسکو جو لیجیے تو بہت کم کہیے
تیتے پیتے سے کٹھر کئے ہین ان کی نمو
ال کو گل جانیے شبنم کو تبسم کہیے
غنچہ غنچے چٹکنے مین ہے بلبل کی تڑپ

کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
شب میں ہے گل شمع تجلی کا ظہور
نالۂ آتش تجلی پہ ہے دار جیسے منصور
نالہ جب کرتے ہین آگ لگا دیتے ہین
نوک ہر خار زبان ارنی گو سمجھو
پر تسبیح مین فلک سامع مین جلا دیتے ہین

بیچ مین اُس صحراے فرحت بیز دلربا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرداوری پر گنبد چرخ متوش
بلا گردان تھا بیچ آسمان اس بنگلہ پر تصدق ہزار جان تھا محرابین اسکی ابروے محبوبان رشک پری
نور فشکر رہے تھین جلمین اُسمین جھوٹی ہوئین مژگان یار کو شرماتین فرش پر تکلف مخمل کاشانی کا اندر
بنگلے کے بچھا تھا سائبان زربفتی آگے کھنچا تھا چبوترہ پر آگے بنگلے کے تخت جواہر کار گسترده تھا گرد
تخت کے کرسیان یاقوت زمرد کی آراستہ تھین اندر بنگلے کے مسندین چھپر کھٹ پیراستہ تھین سامان
عیش و نشاط وہان مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی مین لگی تھین خوان پر الوان نعمت بھرے ہیں چنگیرین جواہر کار
روبرو دے مسند زرنگار آراستہ تھین غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس بنگلے مین مہیا نہ تھا مسدس

الغرض پہ پیچے جو ان تجمل کا سامان دیکھا
آنکہ حورون پہ پڑی دفتر رضوان دیکھا
فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا
فرش تا دو دخر دو اطلس و کمخواب کا تھا
گل نظر آئے تماشا ے گلستان دیکھا
ہر جگہہ نور عیان چاندنی مہتاب کا تھا

اُس بنگلے مین جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہاے صحرا سے پریزادان یاسمن پیکر آ کر حاضر ہوئین اور

آداب بادشاہ کو بجا لائین بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کرکے استفسار فرمایا کہ تم جانسوز
عیار کو پکڑ کر قتل کرنے لائین تھین خود کیونکر بیہوش ہو گئین اُسنے چالاک کا آکر ملکا بنا اور غلط
ہار ناسب بیان کرکے کہا ای بادشاہ بایمان خوداب بغیر مار ڈالے اس موے چالاک کے مین
باز نہ آؤنگی کہ اُسنے منہ پر میرے مجکو لگاتہ اور بیہوش کیا اور اسطرح شرطیہ مجکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین تمکو نہ اٹھا لاتا تو وہ کام تمھارا تمام کر چکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلائین
لین اور کہا آپ میرے مالک مختار ہین اگر آپ کنیز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیے گا
کہ کسطرح اُس موے کو مین ہلاک کرتی ہوتی ہون بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیارون کے منہ نہ چڑھو
سحر ہفت بیضہ جو تیار کیا ہوا اُس سے سب لشکر اسلام کو غارت کرو ان عیارون کی مین سیر کرتا ہون
اور تمھارا تو وہ مرتبہ ہے کہ جس سے کہو وہ ان موذیون کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا اب جو مجھ
ہو مین ای شہنشاہ بغیر چالاک باز نہ آؤنگی آپ مجکو نہ روکیے خلاف ادب ہے کہ حکم شہنشاہ نمانا
بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اچھی رہنا آگے تمکو اختیار ہے یہ سنکر صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہان سے رخصت
ہو کر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحرائے سبزہ زار مین سیر کرتی ہوئی پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر
لالہ زار جادو نام اسطرف سے آتا تھا اُسنے اسکو دیکھا اور قریب آکر سلام کیا پھر گلہائے کلام گلشن دہن
سے توڑ کر دامن حال مین یون گرائے کہ ای ملکہ آپ کہان سے اسوقت تشریف لاتی ہین صنعت نے
کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہے وہان چلکر دو گھڑی آرام فرمائیے
پھر چلی آئیے گا کیونکہ باربار تو آپ کا تشریف لانا اسطرف ہوتا نہیں آج مین ہی سرفراز ہوجاتی
زہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بہیا تم
سچ کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہین اور وزارت لگوڑی کا کیا
گھمنڈ مین سر آنکھون سے تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون ایک کام ضروری درپیش
ہے آج تو مجکو معاف کرو پھر جب کہوگے مین حاضر ہونگی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب جانا کہا
اچھا آپکی خوشی صنعت اُس سے بھی رخصت ہوکر اُڑی اور دریائے خون رواں سے اتر کر بارگاہ
حیرت مین آئی حیرت کو اُسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی پریشان حال ہوئی کہ ای
صنعت ساز اسوقت یکہ و تنہا کہان آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس گئی تھی وہان سے

آتی ہون اور اب جاتی ہون سحر ہفت بیضہ کرنے اور اے ملکہ کبھی تجنے عیارون کو اسطرح گرفتار ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جسطرح آج چالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے عذاب سے مارونگی حیرت نے کہا سامری ایسا کرین کہ یہ موے غارت ہوے سبکے سب ہلاک ہون اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا کہ چالاک کی خاک بباد فنا اڑائی جائیگی قسم ہے جمشید کی کہ بغیر اس موے کے گرفتار کیے مجکو چین نہ آئیگا یہ کہکر اور دو جام شراب کے پی کر وہان سے غائب ہوکر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک خیمہ الگ سب سے استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجا لائے اسنے اول بارگاہ مین بیٹھکر شراب پی کچھ کھانا زہر مار کیا پھر وہان سے اسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اس خیمہ مین نہ آنے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر آنے نہ دینا ملازم پہرے چوکی پر مقرر ہوگئے مگر خیمہ سے ہٹکر ٹھہرے اور ادھر بارگاہ حیرت مین طائران سحر جاسوسان لشکر موجود تھے انھون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جاکر عرض کی کہ اسطرح صنعت افراسیاب پاس سے آئی اور لاف وگزاف بہت کچھ زبان پر لائی اور قسم کھاکر اپنی بارگاہ مین گئی ہے کہ آج بغیر گرفتار کیے چالاک بن عمرو کے نہ رہونگی اسکا مصمم ارادہ نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہے مہرخ نے کہا پروردگار چالاک کا حافظ ونگہبان ہے وہ کیا کچھ کرسکتی ہے عمرو نے بھی یہ خبر سنی دل دھڑکنے لگا کھٹکا پیدا ہوا چالاک بارگاہ مین موجود تھا اس سے کہا بیٹا ہمکو تجنے سنا اب تم پانچ چار روز خیمہ سے باہر نہ نکلنا یہ ساحرہ بلاے بے درمان ہے چالاک نے عرض کیا کہ اے پدر عالی قدر اگر میری قضا ہے تو کوئی روک نہین سکتا ہے اور جو قضا نہین ہے تو انشاء اللہ تعالی مارا مین سنے اس فقرہ کو کہ ابیات

دل اندر وفاے زمانہ مبند	ہر آنکو برآید بپایدش مرد	کسے شخص زندہ بسے ویر
بغیر جام خواہد کلاہم ربود	کہ یکسان نگردد سپہر بلند	مرا چرخ بسیار یاری نمود

یہ کہکر فکر مین اپنے بچاو کے ہوا اور ادھر صنعت سحر ساز خیمہ مین جاکر سحر اپنا تیار کرکے باہر نکلی اور گرمی ایسی اس سحر کی تھی کہ اسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع اور سبزہ زار دیکھکر ایسے مقام پر کہ جہان دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترده کیا جائے اور سامان عشرت مہیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوہستان مین جھیلین بہت سے سبزہ مین ایک جھیل کے کنارے مقام پاکیزہ وفرح افزا دیکھکر بچھایا مسند لگادی کشتیان شراب کی آراستہ کین گائنین خوش گلو زہرہ جبین آکر حاضر ہوئین صنعت آکر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تھالی برنجی اُسنے سامنے رکھی پھر ایک ارنا بھینسا منگوایا اُسکے ماتھے
پر سیندور کا ٹیکا دیا وہ ارنا گرد اُس تھالی کے گھومنے لگا اور اب اُسنے اتنا بڑا قد پیدا کیا کہ وہ بے ستون
نظر آنے لگا بلائے مبرم کو فرمانے لگا مُنہ مثل قعر جہنم کے کھلا تھا بھینسا سر اُس سے خوف کھاتا تھا لہ ابیات

بھینسا تھا کہ اژدر دہان تھا
پھنکار بھی اُسکی مثل اژدر
قامت مین پہاڑ بے گمان تھا
شیطان کی فوج کو بھگا دے
اژدر کی طرح تھا شعلہ آور
جب اپنی وہ شیطنت پر آئے

جب وہ ارنا قد آور ہو چکا **صنعت** نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر اُسکی پیٹھ پر بٹھا دیا
اور کچھ ہار ارنے کے گلے مین ڈالدیے اور سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہو گیا
پس اُس پتلے سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونون جاؤ اور جہان کہین چالاک بن عمرو ملے
گرفتار کرکے اپنی پیٹھ پر لاد کر لاؤ خبردار اس حکم مین میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سنکر وہ ارنا روانہ ہوا
گویا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اُدھر تو یہ ان چلا تاثیر سحر یہ ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے
دم گھبرایا اُٹھ کھڑا ہوا قاعدہ ہے کہ جس بات کی انسان کے لیے قید ہوتی ہے اُسی بات کو جی چاہتا ہے بمصداق
الانسان حریص علی ما منع غرض جب یہ اُٹھکر چلا عمرو نے کہا کہان کا ارادہ کیا چالاک نے جواب یا کہ میرا جی
گھبراتا ہے ذرا لشکر کی سیر کرونگا ہر چند عمرو نے روکا مگر اُسنے نہ مانا اور نکلکر بارگاہ سے بازار مین لشکر کی
آکر پھرنے لگا اُسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر مین ایک جانب سے نمودار ہوا سب نے دیکھا کہ پتلا اسپر
سوار ہے لشکر مین اُسکی صورت زشت دیکھکر غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی بچنا یہ نئی آفت آتی ہے خدا اس سے
بھی بچائے غلغلہ سنکر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے دکانین بند ہونے لگین مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا
اور چالاک کے قریب آپہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ **صنعت** ہے تیری ہی تلاش مین
آیا ہے خیر رضینا بالقضا اس عرصہ مین اُس پتلے نے آتے ہی سینگ اپنے چالاک پر مارے چالاک
نے چاہا کہ پینترا بدلکر خالی دے مگر اُسنے سینگون سے اچھال کر پیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا
اُسنے گردن وکمر تھام لی چالاک بالکل بے قابو ہو گیا اور پتلا اور بھینسا اسکو لیکر روانہ ہوا ساحر
لشکر نے کہ چندان بدحواس نہ تھے اور بہادر تھے اُنھون نے پیکان تیر سحر مارے ناچخ و تیغ لگائے لیکن
اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہوا اور اتنو غل پڑگیا کہ یار و بڑا غضب ہوا چالاک بن عمرو کو بھینسا
پکڑ لے گیا ہرکارون نے دوڑ کر خبر ملکہ مہرخ کو بھی پہونچائی بارگاہ مین بھی تلاطم ہو گیا ہر ایک ساحر اور ساحرہ

رونے لگا عمرو نے آہ کی اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے پروردگار عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا
بچانے والا ہے کس لیے کہ اُس قحبہ صنعت نے قسم کھاکر میرے فرزند کو بلوایا ہے دیکھیے کہ اب کیا
ہوتا ہے یہ کہکر بے اختیار اُٹھکر آپ بھی چلا چہرخ نے کہا خواجہ میں بھی لشکر لیکر آتی ہوں عمرو نے کہا
تمھاری سے یہ بات دور ہے میں جاتا ہوں جو کچھ مجھ سے نہو سکے تو تمکو اختیار ہے چہرخ اور سب سردار
تو دست بدعا ہوے اور لشکر میں جو غلغلہ تھا اُنکے افسرون کو بلاکر تسکین و دلداری فرمائی کہ مقدمہ
عیاران ہے تمکو بدحواس ہونا زیبا نہیں یہاں تو یہ تدبیرین ہین وہان ارنا چالاک بن عمرو
کو لادے ہوے سامنے صنعت کے آیا اور اُس تپلے نے پکارکر آواز دی کہ گنہگار سرکار عالی تبار
حاضر ہے صنعت نے چند بچہ ہائے نوک جھٹکاکر کے تپلے اور بھیسے کو بھینٹ دیے کہ وہ تو پھر جیسے تھے
ویسے ہوگئے پتلا آٹا ہوگیا اور ارنا جیسے قد کا تھا دلیا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسحور بیجبر
کرکے پوچھا کہ کیوں میان چالاک مزاج مبارک حضور کا کیسا ہے چالاک نے کہا جی ہان شکر ہے
خدا کا ابتک تو زندہ ہون آگے کا حال نہیں معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تجسے اور موت
سے باقی نہیں ہے صرف میرے لب ہلانے کی دیر ہے چالاک نے کہا سنو اے ملکہ یہ شرط انصاف
کی نہیں ہے لڑائی میں ایسا ہی ہوتا ہے پہلے تمکو پکڑ لیا تھا تمنے ہمکو قید کرلیا اُسوقت کہ جب تم قید
ہوئی تھیں افراسیاب نہ آجاتا تو ہم تمکو مار ہی ڈالتے اُسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہوگیا اب معلوم
ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ طلسم میں اور لشکر حیرت میں کوئی تمھارا ثانی نہیں
ہے پھر جیسی اولی العزم سردارہ ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کرو میں عمرو
عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ دونگا اب تمھاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ
پھرا دونگا یہ کلمات سنکر قہار جادو نام ایک ساحر نے کہا کہ اے ملکہ اب تو یہ اطاعت کرتا ہے
چھوڑ دیجیے عیار بھی بے نظیر ہے عمرو کی عیاریوں کا اگر جواب دیگا تو یہی دیگا صنعت ہنسی
اور کہا ارے یہ بڑے دغا باز ہیں بھلا یہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کئی مرتبہ ایسی باتوں
پر اسکے باپ سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے ایسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا پھر
شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا ابھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہے ابھی چھوڑ دو تو ہمیں کو
مار کر چلا جائے گا ان مسلمانون کا یہ قول ہے کہ الولد سر لابیہ بیٹا خصلت پر

باپ کی اب اسکو مین کب چھوڑتی ہون یہ کہکر چالاک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ارے موئے تو
مجھکو کیون فقرہ دیتا ہے مین تیرے دم مین نہ آؤنگی بس ایسا کچھ عتاب و خطاب کرکے چالاک
کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا مین بہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی بہر رہائی چالاک
چلا تھا اس جھیل کے کنارے دوڑا کر کھڑا ہوا اور گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی اسنے مثل ایک پریزاد طلسم
کے بنائی زیور جواہر کا جسم پر آراستہ کیا لباس پرزر زیب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ و روغن عیاری لگا کر
ایسی بنائی کہ پرستان سے صدقے ہونے آئی زلف چلیپا کی رسائی کہان سے کہان تک بیان ہو
دل کے ڈس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہو زلف عنبرین کی بو جو موج طبیعت مین آئی عشاق کی نئی
سر سے پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سودائے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہے ایک ہی
جا پر اکٹھا ہوکر رہگیا ہے پیشانی پر ابروے خمدار کا ہونا در حسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے
کے لیے یہ تلوارین بنائی تھین جو ہر وقت کھنچی رہتی ہین جب حیا سے انکا آتا ہے دل پہ خنجر چل جاتا
ہے چشم فتان کا دل عشاق بیمار نرگس کی طرح نرگسی چشمان ہزار رو نظارہ دام مین ان لال لال ڈورون کے
کے گرفتار سامری کو انکے کرشمون سے حیرت کسی جادو مین بھلا ایسی کہان طاقت چہرہ تابان
مین مینی کی ضیا الف نور کا مہر درخشان مین کھنچا لب لعلین عقیق یمن کا دل خون کرے دانت ہیرے
کی کنی کو ہیرا کھلائے گوہر کو بے آب و تاب بنائے دہان تنگ جانان کو دہن اسکا باتین بنائے
از سرتا پا ایک تصویر حسین کا نقشہ کہ ابیات

جان سو جان سے ہے خوبی بستان پہ نثار ۔ سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
ڈوپیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار ۔ یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا ۔ منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے ۔ بات پردے کی ہے پردے مین بیان ہوتی ہے
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے ۔ پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہے
یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین ۔ دو مہ نو نئی صورت سے یہ پوشیدہ ہین

اس صورت سے تیار ہوکر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھکر مہر آسیر پادشاہ کی کرکے جست و خیز
کرتا ہوا سامنے صنعت کے آیا اور راہ کترا کر بارگاہ کی طرف اسکی چلا لوگون نے صنعت کو خبر دی کہ

دیکھے پریزاد خاص ملازمان طلسم سے بادشاہ کی منظور نظر معلوم ہوتی ہے آپ کے پاس کسی کام کو آئی
ہے اسکو معلوم نہیں ہے کہ آپ یہاں ہیں صنعت نے کہا خبر اُسکی لو اور یہاں بلالاؤ ملازم حسب شارہ
دوڑے اور برق کو بارگاہ کی طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا
صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میاں چالاک کی کچھ خبر شہنشاہ کو پہونچی پریزاد نے کہا کہ بی بی
حضور عالم کو سب خبر رہتی ہے بھلا انکو اور خبر نہ پہونچے سارے طلسم کا واقعہ انکے پیش نظر ہے لیجئے نامہ
آپکو دیا ہے صنعت نے کھڑی ہوکر نامہ کی تعظیم کی اور پھر اُسکو وا کیا مضمون اُسمین یہ تھا کہ اے ملکہ
صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائین واقعی جو کچھ تمنے کہا تھا وہی کیا اب جو پکڑ لائی
ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہے کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا اس چالاک کو کیا قتل کیا گویا عمرو کو مار ڈالا
اور لشکر مہرخ کو تمنے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب ترین تمکو فریب دیکے کسی الگ
مکان مین لیجا کر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کرکے گویا ہوئی کہ جب قتل کر ڈالا اور
آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کسکا ہے اگر انکا پنجہ قابض ہو گیا تو وہ مار ڈالینگے نہین ہم
انھین بھی قتل کرینگے لیکن شہنشاہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہے اچھا ہے اری نازنین
تم ٹھہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کرو مین عرضی اس نامہ کے جواب مین لکھتی ہون یہ کہکر قلم تحریر کا لیکر عرضی لکھنا
چاہی اُسوقت خیال آیا کہ اے صنعت کہین ایسا نہو کہ یہ پریزاد کوئی عیار ہو اور تجکو دھوکا دینے
آیا ہو سابق مین بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہے کہ جسمین حال جسکا چاہتی ہے دریافت کرتی ہے
اُسوقت بھی اسکے خیال مین آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کرے بس اسنے گردن سے تختی اتار کر دیکھی اُسمین
معلوم ہوا کہ یہ برق عیار ہے تجکو فریب دینے آیا ہے یہ دیکھتے ہی اُسنے اپنے ہاتھ سے چوڑی اتاری برق چپکا
بیٹھا تھا اُسکو معلوم نہیں کہ مجکو پہچان چکی ہے اور اُسنے چوڑی اتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ
چوڑی ایک بھاری طوق بنکر برق کی گردن مین پڑ گئی اُسوقت وہ پکاری کہ ارے موے
برق فرنگی مین نے دریافت کیا کہ مجکو تو دم دینے آیا ہے اور مین جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چھڑانیکو
آؤگے برق نے اُسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اور اُسنے خنجر لیکر اپنے نون کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمرو جو
روانہ ہوئے تھے کہ مین بھی جاکر برائے رہائی چالاک کچھ تدبیر کرون چنانچہ انھون نے آکر دور سے
صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن عیاری کی سیر کی ایک گل مراد لا لینے ناد کہ خوبی مین

بسان ہلال نوتھی زنبیل سے نکالی اور اسمین فرش بچھایا مسند آراستہ فرمائی کشتی شراب کی سامنے
رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئین رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی صورت پیدا
تیار کیا تاج گوہر نگار سر پر رکھا قبائے قلم کار رفذ راندود کو زیب بر فرمایا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

بسر بر یکے تاج گوہر نگار
کہ بودش ز شاہان رایادگار
یکے چتر زرین بفرق سرش
کہ باشد ز خور سایہ بر پیکرش
ہمان جوشن و خود و عیبہ بزر
بپوشید در زیر شان چون زرہ

جب اسطرح درست ہوچکا مور پنکھی پر آکر بیٹھا نشست ہاتھ مین لی اور مور پنکھی کو روان کیا اسمین
گھنگرو بندھے تھے وہ چھم چھم بولتے لگے اور مور پنکھی روانہ ہوئی صنعت چالاک ور برق کو قتل
کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز چھم چھم کی آئی ایک کنیز نے کہا کہ اے ملکہ صنعت ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے
تو یہ آواز چھم چھم کی کہان سے آتی ہی صنعت اسکے کہنے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک
ایک کشتی کو دیکھا کہ ہزاران خوبی و ادا مثل رفتار معشوق کے جھیل مین روان ہی اور اسمین شاہ طلسم
مسند زر نگار پر بیٹھا ہی تاج یاقوت سر پہ رکھا ہی تمام زمرد لباس مین جڑا ہو گلے مین موتیون کی بدھی پڑی
ہی ہاتھ مین ایک گلابی الماس کی اسمین شراب بھری ہوئی چالیس لونڈیان در دد گوش
مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہین صنعت بادشاہ کو آتے دیکھکر کھڑی ہوگئی اور جھک کر مجرا کیا
ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام مین مشغول رہو مین سیر کرتا ہوا
آگیا ہون یون ہی تماشائے آب کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہین
لونڈی کی خاطر سے تشریف فرما ہو جیسے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہین انکے
قتل مین شریک ہوکر ثواب بھی کمائیے افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ اے ملکہ ایک سیر ہزار سودا تم انکو
قتل کرو مین اور کام کو جاؤنگا صنعت نے عرض کیا کہ کنیز مانگی نہین حضور لحہ بھر کے لیے ضرور آئین
شاہ نے فرمایا خیر تمھاری خاطر ہی یہ کہکر کشتی پر سے اترا صنعت نے سوا سو کشتی جواہر کی نذر دی مسند
پر لے جاکر بٹھایا کچھ نگینے الماس کے پیشکش کیے افراسیاب نے کہا مین اسی واسطے نہین آتا تھا
اسکی کیا ضرورت تھی صنعت نے کہا یہ سب آپکی دی ہوئی عزت ہی اسکو قبول فرمائیے شاہ نے سب
نذر قبول کی اور کہا کشتی پر ایک کنیز کو دید و وہ سب کشتی پر پہونچا ئیگی گلابی شراب کی جو ہاتھ
مین تھی اُسکو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ دیکھو یہ شراب نوکشیدہ ہی اور بہت تحفہ ہی صنعت نے بہت تعریف

فرمائی اور گلدست اور زرین دست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل رہی تھین اُسنے کہا کہ
پیارے یہان جو شراب کرنئی کھچوائی گئی ہی وہ لے آؤ وہ دونون کنیزین دوڑین اور قرابہ اُٹھا لائین
صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمایئے اور اپنی گلابی سے ہمکو پلایئے شاہ نے
کنیزون کو جو شراب لائین تھین پانچ اشرفیان جوڑن کی انعام دین صنعت نے اُٹھکر شاہ کی
بلائین لین اور کہا اب شراب پیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ مین تھی اُسکی شراب قرابہ مین ملائی اور
کہا تمتو شراب کباب کے جھگڑے مین پڑگئین ان عیارون کو تو قتل کر لیا ہوتا صنعت نے
کہا اب آپ شراب پی لین تو قتل کرون کہا تم سحر اپنا اُتار دو مین مارڈالون اُسنے حسب ارشاد بادشاہ
سحر دونون عیارون پر سے اُتار لیا بادشاہ نے فرمایا کہ لو اب یہ جام مین بھر کر تیار کر چکا ہون اسکو
پی لو تو پھر مین اُٹھکر قتل کرون صنعت نے وہ جام تسلیم کر لیا لیکن کھٹکا گذرا کہ شاہ نے پہلے عیارون
پر سے سحر کیون دفع کرایا اے صنعت تختی دیکھ لے یہ خیال کر کے اُسنے گلے سے تختی کو اُتار کر دیکھون عمرو
سمجھ گیا کہ مقرر یہ ہمکو پہچان گئی پس اُسنے جلد دو چار حقہ ہاے نفطی بیہوشی آمیز کمر سے نکالے اور اُدھر
صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی اور اسباب بنکر آیا ہی یہ معلوم کر کے رنگ اُسکا سفید
ہو گیا اور تیور پر بل آگیا عمرو تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس پکارا کہ منم عمرو بن امیہ اور نعرہ
کر کے حقہ نفطی جو داغ کر مارے دود بیہوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا اُٹھی کہ ایسا نہو مین جل جاؤن
اُٹھنا تھا کہ بیہوش ہو کر گری اور کنیزین بھی دو تین حقے مارنے سے بھاگتے وقت بیہوش گرین دونون
عیار چالاک اور برق تو فوراً حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہو گئے اور لوگ بارگاہ صنعت
سے دوڑے کہ کیا آفت آئی عمرو نے اس جلدی مین کچھ اسباب تنذر زنبیل جال مار کر کیا اور جھپٹ کر
کشتی پر اُسکو بھی تنذر زنبیل کیا اور اپنا راستہ پکڑا یہان ساحرون نے آکر باران سحر برسایا کہ دھوان
برطرف ہو ملکہ صنعت کو ہوش آیا اسنے کہا کہ بلا کے عیار ہین سب محنت میری خاک مین ملا دی
خیر یہ مونڈی کاٹے کہان جاوینگے میرے ہاتھ سے بچکر اپنی بارگاہ مین گئی اور بتغیظ و غضب خیال
پیدا ہوئی کہ عیارون کا تعاقب کرنا بیسود ہی طبل جنگ بجوا کر مہرخ وغیرہ کو غارت کیجیے یہ تو
اس خیال مین بیٹھکر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک برق و عمرو بھاگ کر بارگاہ مہرخ
مین آئے مہرخ اور سب سرداران انکو دیکھکر خوشنود ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا انھون نے جلد

ماجرا بیان کیا مہرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی وہ تمھے کسی سے ماری نہ جائیگی اب
ایسا کام نہ کرنا کہ اُسکو خواہ مخواہ جاگرستاؤ عیارون نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل مین آئیگا یہ کہکر
شریک جلسۂ عشرت ہوئے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناع قدرت نے اپنی
قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی مین تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گنبد گردون پر شامل ہوئی صنعت
نافرجام نفیر سحر کو دم بلا طبل جنگی گڑگڑایا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی سُنتے کہا کہ ملکہ صنعت
دعوی کرکے طلبیدۂ شاہ طلسم آئی ہین انھین کو لڑنے دو کیا ضرور ہی کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی
صرف اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسلیے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور چاہیے اُدھر بھی ہزار ہا
ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسون نے جاکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت

جنگ و جدال آئی یعنے نظم

تجھے حشمت و جاہ و جلال و قدرت خدا
فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان
ترے جلال کو کس لفظون مین کرون تعبیر

جہان مین شہرۂ عطارد جو ہی فلک کا دبیر
کہ تیرے حکم کے آگے ہی سہل امر خطیر
ترے محررِ دفتر کا ہی سدا محتاج

روان ہو طبع کا گر مرکب ظفر سیر
تو تابہ شام کرے روم و شام تک تسخیر

ای بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
طبل جنگ بجے اُدھر بھی نفیر سحر بجی طبل و بوق گڑگڑائے اب اُس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوۂ ماہتاب نور فشان
پردۂ سایۂ ہم قماش کنان
نہ ذرہ ذرہ غبار نورانی

صبح محشر کی سی درخشانی
اُس شب مجاہدان دینداری کے
یہ ولولے تھے کہ مثنوی

خدا نے مجاہد بنایا ہمین
سر قتل کفار پایا ہمین
دم اُس دست بازو کو دیوے اجل

لب تیغ کی بوسے لیوے اجل
جلو مین ہمیشہ روان ہو ظفر
رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر

سعادت ہو جو جانفشانی کرے
یہان اور وہان کامرانی کرے
دربار دُربار مہرخ نامدار نے سحر گاہی

سے برخاست کیا ہر ایک غازی صف شکن اپنی بارگاہ مین آیا سلح خانے کھلے ہتیار نکلنے لگے سحر خوانی
اُسطرف کو شروع ہوئی دف لے اور بانسریان بجین بیرون کو بیٹھین ملین کڑا ہیان چڑھ گئین
ڈھرو کی آواز پر پیر فلک کا ایسا پیر انا بیر ناچنے لگا ستمگری پر آمادہ ہوا مریخ نے بھی زحل کی
شاگردی کا دم بھرا اقتلوا یا مریخ پڑھا بغض و نفاق مین طاق ہوا شہرۂ آفاق ہوا آفتاب نے
مریخ سے مدد کی کہ ایسا نہو مجھپر آتش سحر کی آنچ آجائے یا مین حفاظت بجا رانجکے رہتا ہی

اُسی دن کے خون سے آجتک کیا قیامت تک لرزان و ترسان رہیگا ہمیشہ کانپا کریگا دنیا میں بھی ہلچل پڑگئی زوال دنیا کہ ہمیشہ سے تیرہ رو ہے آجکی شب کالی سوائی تھی غبار زمین سے اُڑتا تھا یا مجذوب دہر جوش میں آکر خاک اُڑاتا تھا ایک طرف تلواریں خون چاٹنے پر دشمن کے جوہر دانت لگائے تھیں خنجر برانے دکھاتے تھے نیزے سرکشی جتاتے تھے گرز اُٹھاتے تھے کمانیں چلاتی تھیں کہ ای بہادران لو تشنہ لیز نامردی نہونا خطا کرو اور میں نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہوجانا کہ ابیات

یہی اب تو کچھ آگیا ہے خیال
کہ تیغ و تبر کو جاری کرو
سمجھ لو جو کچھ بھی رہی تمکو تمیز
کہ آجا کے بیٹھے ہوے اپنے گھر
تو بہتر یہی ہے کہ جان کام آے

کہ گردن کشوں کو کریں پائمال
ہوا مجتمع لشکر اسلام کا
نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز
تو مقدور کس کا کہ آنے نہ دے
پس مرگ تربت میں آرام آے

بہت کوشش و جان نثاری کرو
اگر ہو سکے وقت ہے کام کا
کسی کو نہیں ہے اجل کی خبر
تن خستہ سے جان لوجانے نہ دے
ابھی ہنگامہ قیامت زا ہیں آخر وہ

شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ کحل الجواہر شب دیدہ دہر سے یہانتک شبنم سحر دھو گیا اور مہر تابان جہان بخش و فروغ گستر عالم ہوا کہ ابیات

صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا
ہو گیا جوں سحر ہر اک تن فق

کیا خیال و گمان کی نیرنجات
مہر نکلا تو کانپتا نکلا

اتنی بہت سا رنگ اور تھوڑی رات
اڑ گیا رنگ رو بر رنگ شفق

صبح کو مہر رخ نامور بصد کروفر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ چلی فوج ساحران بے شمار ہمراہ ہوئی بہار و زلزلہ و لرزان و طاؤس تخت و طاؤس سحر پر سوار ہو کر مع رونق بخش صد ہا طائران سحر ہر اک کے سر پر سایہ فگن بالشتون اور بولو نیر چوبن منچلے دلاور نکا غول تو راہ ہی میں تھا کہ ابیات

تو سہی صبح دھوم اٹھائیں ہم
تیرہ روز دن کی شامت آئی ہے

فتنہ خفتہ کو جگائیں ہم
راز شب آشکارا ہوتا ہے

غرض اب قیامت آئی ہے
شور محشر دوبارہ ہوتا ہے

غرض بہادر اکڑتے پل کرتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے بڑے جاہ و جلال سے وارد میدان قتال ہوئے اسطرف سے صنعت اپنا تخت چالیس اژدروں پر کھنچوا کے اور اُسپر اسباب ساری لیکر سوار بعزم کارزار کی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحروں کی پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئیں ابر سحر برسا میدان غبار سے بسان آئینہ پاک و صاف ہوا بجلیاں گریں درخت آڑ جو تھے جلگئے کہ طبل بوق بجے دونوں طرف دلاور جے تخت مہرخ قلب لشکر میں ٹھہرا جب آراستگی لشکر ہوچکی صنعت کی طرف سے

ایک ساحر نابکار زنار جادو اجازت حرب لیکر میدان میں نکلا اور سحر خوری دکھا کر پکارا کہ ای مہرخ
سحر امام بھیج کسی کو میرے مقابلہ میں مہرخ نے یہ نیت پڑھکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک ساحر کوہ جان
داؤدیہ کا ساکن مدہ مات جادو نام نکلا اور مہرخ سے اجازت لیکر اپنے ہنس آتشبار کو اڑا کے سامنے
زنار کے گیا اور طالب حرب ہوا زنار نے ایک نارنج سحر پڑھکر اسپر مارا اسنے دستک دی کہ نارنج
زمین میں گر کر سرد ہوگیا پھر اسنے جواب میں نارنج کے نارئیل مارا کہ اسکے سینہ پر پڑا ہر چند اسنے رد کیا
مگر کچھ نہوا اور نارئیل سینہ کو توڑ کر نکل گیا اور زنار مر کر زمین پر گرا غلغلہ اسکے مرنے کا بلند ہوا مدہ مات
نے پھر مبارزطلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جادو نام ایک ساحر اسکے مقابلہ میں آیا اور اسنے
آتے ہی ایک تلوار برق کردار سحر کی مدہ مات پر لگائی وہ شمشیر برق نما بر مدہ مات کے سر پر آئی
اسنے بھی ہر چند رد کیا مگر کچھ نہوا اور پرکالے اسکے اُڑ گئے یہ ماجرا دیکھکر مہرخ سے اجازت لیکر
جرار جادو نے قدم اپنا جانب جنگاہ بڑھایا اور مقابلہ طرار میں آیا اسنے گرز آتشین اسپر مارا اسنے رد
کرکے ایک پیکان سحر کا مارا کہ بھالا نما طرار کے پیٹ میں در آیا اور وہ ہلاک ہوا صدا آئی معیب آئین
آتش صنعت نے ایک ساحر خونخوار گرز انداز نام کو حکم دیا کہ تو جاکر معرکہ رزم میں کچھ کام کر بہادر دن میں اپنا
نام کر وہ منحوس شتر و بد کردار گرز سحر دوش پر رکھے شکل دیو خبیث کے نعرے مارتا اور لیسان فیل مست
جھومتا سامنے جرار کے گیا اور آتے ہی گرز اپنا اس بیچارے کے سر پہ لگایا ہر چند اسنے سنبھالنا چاہا
مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہوگیا تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مارے جانے سے جبتک
کوئی اسکے مقابلے میں آئے آئے اسوقت تک یہ گرز دیکر صف لشکر پہ جا پڑا لشکر صنعت میں ہرچہ
اور ناقوس بجنے لگے اور خونخوار نے جیسے گرز لگایا پیوند زمین اسکو بنایا جب جھپٹ گرز لگاتا تھا
پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر میں تلاطم برپا ہوا کہ ارے یہ اوندھی کھوپڑی کا آدمی دشمن بیدین
بڑا غضب ڈھا رہا ہے کوئی اس بات کے سر نہیں ہوتا کہ گرز میں اسکے کونسا سحر جانگزا ہے
جس سے بھیجا پھٹتا ہے ہر ایک اپنے سر کی سلامتی مناتا تھا اور خونخوار اپنی خونخواری دکھا کر
گرز لگاتا چلا جاتا تھا جب صف اول وغیرہ سے گذر کر اس مقام پر پہونچا کہ جہاں سرداران لشکر
استادہ تھے اور ملکہ بہار پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکور پہ گرز لگائے ملکہ کے ہاتھ میں ایک چھڑی
تھی آہنی ہر لنیا ہوا تھا بس وہی چھڑی گرز کو خالی دیکر جو اس مفسد پر لگائی تو چھڑی سے کھلکر

گلے مین رسی کے پڑ گیا ایسا بوجھ اس سحر کے بار کا تھا کہ خونخوار زمین پر بیٹھ گیا بہار اپنے تخت پر سے
اُتری اور قریب اسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت کی نکالی اسمین سیندور بھرا تھا اُس
سیندور کا ٹیکا اُسکے ماتھے پر دیدیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہے یا دشمن اُسنے اس غزال سحر اغنائی
اور بدر کمال آسمان زیبائی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ مین آپکے غلام کا غلام
ہون جو حکم فرمائیے بجا لاؤن ملکہ نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہے تو معشوقہ تیری عازم کارزار
ہے تو ہی اُسکے عوض جا کر جانبازی کر ہنر شجاعت کے دکھا اگر بجگر آئیگا معشوقہ دلنواز کو پائیگا تمام
عمر مزے اڑائیگا اُسنے عرض کیا کہ پھر کس کو جا کر قتل کرون بہار نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لا کر
میرے قدمون پر نثار کر اور بعد اُسکے قتل کے اور جو اُسکے ہوا خواہ سپہ سالاران لشکر ہین انکو ہلاک
کر اُسنے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا سینہ دیکھا خونخوار
گرز انداز صف لشکر سے بہتون کو مار کر زندہ پھرا آتا ہے ہر ایک نے دیکھکر خوشی کی اور کسی نے اسکو اپنا
طرفدار سمجھکر روکا نہین اور اُسنے بھی صفوف لشکر مین کچھ غل و غوغا نہ کیا جب قلب لشکر مین قریب صنعت
پہونچا پکار کر آوازی او قحبہ غیبانی ماں زادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجکو بہکا کر میری معشوقہ سے
لڑوا دیا ہونا ہے اسکو یہ کہکر ایک گرز آتشین شعلہ ور صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ اب
یہ کسی صورت ہوش مین نہ آئیگا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کا ہے کہ شاہ جادوان بھی جسکے مسحور کردہ کو ہوش
مین نہین لا سکتا ہے بس یہ سمجھکر گرز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر خونخوار کے سینہ پر
کینہ پر لگایا کہ سینہ کو اُسکے وہ نارنج توڑ گیا اور وہ مرکر گرا صدائے آفت زا برپا ہوئی بعد ہوتے ہی
ہنگامہ گیرودار کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ اے بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے
سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی اور اُسکی طائر جان کو مجھی سے صیادی کرا کر گرفتار قفس اجل در نشانہ
خدنگ مرگ بنایا اب مین خود اُسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لونگی یہ کہکر تخت نیچا جانب میدان
بڑھایا اُسوقت کل لشکر کے ترسول و نرسول بلند ہوئے علمون کی وہ جلوہ طرازی سردارون کا ما پیادہ
چلنا نیا لطف دکھاتا تھا صدائے نقارہ ہائے شتری فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا غرض بڑے شوکت و
شان سے وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر للکاری کہ او مرغ آدمیر
مقابلہ مین تو نے بہت سر اُٹھایا ہے آج اس سرکشی کا مزا دیکھ مرغ نے یہ نعرہ سنکر تاج کو اتارا اور دل بادگان خلق

دعا کی کہ اے ظفر بخش عاجزان شمشیر دو ماتھا بان کو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا
الہا مجھکو اس کافرہ پر مظفر و منصور کرنا یہ دعا کرکے چاہا کہ میدان مین جائے خواجہ عمرو بھی اس جنگ مین جو
تھے انھون نے کہا اے ملکہ یہ اچھا نہین اگر تم اس تجمل سے مقابلہ مین جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو
مہرخ نے کہا خواجہ سلامت کنیزان حمزہ صاحبقران مشہور ہوکر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جائین
یہ تو غیرت مقتضی نہین ہے اب اس کنیز کو اجازت دیجیے عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا
اور ملکہ نے تخت اپنا آگے بڑھایا اسوقت بہار و مجمور وغیرہ اسطرف کے بھی سردار سب پا پیادہ
ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہین ہمکو اجازت دیجیے کہ جاکر جان فروشی
کرین ملکہ نے ہر ایک کو تسکین و تشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ ملا یہ نقارون کی صدا کا حال ملاحظہ

کرتا ہی رقص تخت پر نقارخانے کے
وہ جو سب آسمانون کے اوپر ہی آسمان
شہنائی صدا کو جوش سُنکے آسمان
آوازہ دمامہ نوبت سے گونج اٹھا

غرض بہزاران کر و فر یہ رن و لا و مقابلہ صنعت مین برابر پہنچی
صنعت پاس ایک تلوار آبدار برق کردار کہ ہنگام ضربت دو کلی کڑکی ہوتی ہی لیسی نے کھینچکر اور
افسون اسپر دم کرکے حملہ کیا مہرخ نے بھی تلوار سحر کی کھینچی دو تیغین چلنے لگین اسنے سر باندھا اسنے کمر کو بچایا
بجلیان رن مین چمکنے لگین آفت کی گھڑی تھی اجل دونون کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری دونون
کے نہ لگا اسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اسنے شمشیر زنی سے ہاتھ اٹھاکر ایک صندوقچہ اپنی بغل سے
نکالا اور اسکو کھولا سو پنجہ آہنین سے نکلے اسنے حکم دیا کہ اے پنجہ ہاے سحر اس مبارزہ کو جو مجھ سے
لڑ رہی ہی پکڑ لیجاؤ وہ پنجہ سو کے سو ملکہ مہرخ کی دست و کمر و گردن مین لپٹ گئے ہر چند اسنے زور
کیا انکے پنجہ سے چھوٹنے مگر رہائی نہ ملی اور وہ پنجے اسکو اٹھاکر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک
ہو گئے ہر چند کہ ساحران نامی نے کد و کوشش چھڑا لینے مین کی لیکن کچھ نہوا اور صنعت نے طبل آسایش
بجوایا لشکر میدان سے پھرے یہان بہار و مجمور وغیرہ تمام سردارون نے غم مین گرفتاری مہرخ
کے گریبان چاک کیے لشکر مین تلاطم پڑ گیا کہرام ہر جگہ برپا ہوا لشکر پھر کر اپنے مقام
آسایش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ غمکدہ بنگئے تھے قناتین چھپی کر رہی
تنبو ڈھا کے رو رہی تھین پلٹنون مین نعرہ بہادری کے عوض نالہ و شیون برپا تھا ماتم کا [illegible] بجتا تھا
ڈہل و نقارے سر پیٹتے تھے سردار آستین گریبان چاک کیے باتین حسرت و افسوس کی کر رہے تھے انتہی

اس گردش دوران کا عجب طور ہی ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہی کسی گلرو کا باعیش دیکھ نہ سکتا ہی گلشن کو خار غم دیا ہی برباد کیا ہی بلبل اسی کے جور سے فصل خزان دیکھکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہی رنج و غم سے نالہ و شیون کرتی ہی دریا بحر مین اسی کے ستم سے جوش ہی دل سے پیدا شورش ہی پانی لب ساحل سے ہر دم سر ٹکراتا ہی کنارہ بھی کنارہ کیا چاہتا ہی غرض ایک جانب ملکہ بہار دل فگار تھی ایک جانب ہلال ہ زار و نا فرمان بیقرار تھی یہ ہر ایک کا حال تھا کہ

ابیات

یہ آہین کھینچتے تھے سب مشوش
دم گرم اُنکی سے اکثر گئے جل
تھے اُنکے سوز ہجر آگے وہ بیتاب
کہ پڑ جاتے ہین چھالے زبان پر

غم دوری سے منہ کو جگر خون
کہے تو ہوگیا سب دشت آتش
جلا آتش سے اُنکی کوہ صحرا
نہایت مضطرب تھے مثل سیماب

وہ سب آوارہ تھین بشکل مجنون
درخت و برگ و دریا کاہ و جنگل
ہوئے سب خشک جلد اور دریا
لکھون کیا اُنکا سوز جان مضطر

لشکر مین جب یہ تلاطم برپا ہوا تو وہی شہزادہ نام تھا اُسنے زبان تسلی نشان کو بہر دلداری کھولا اور کہا کہ ہی بہادرو کیون روتے ہو دنیا جہان کو تم نے ہو بار با ایسا ہوا ہے کہ مہرخ گرفتار ہوئی ہی مگر بعد خدا نے رحم کیا ہی چھوٹ آئی ہی پروردگار عالم اُسکا حامی و مددگار ہی اور وہی نگہبان ہی ایسا ہو تو اُسوقت کہ جب کوئی امر نو دیگر ہو کبھی وقت حال رنج تباہ کر اب خاطر جمع رکھو مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور پتا اگر ملگیا تو چھڑا کر لاؤنگا تسے بحکم خدا لاؤنگا یہ کہکر قنطورہ قتادہ سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر عیاری اُسکے عقب مین چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام سیرگاہ ہی کہ یہ وہان جاکر سیر کیا کرتی ہی اور کچھ سحر بھی تیار کرتی ہی سامنے گلشن نگارین لگا ہی سر سبز اور پھولا پھلا ہی بنگلہ جواہر کا تعمیر ہی نہایت دلپذیر ہی اور یہ مقام اُس پار دریائے خون رواں کے قریب شہر تا پرسان ہی چنانچہ وہ بچہ جو مہرخ کو لیکر اُڑے اسی سیرگاہ مین لائے اور صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑ کر اسی مقام پر آئی اور بچون سے مہرخ کو لیکر ایک صندوق مین بند کیا اور باحتیاط تمام اُس بنگلہ مین رکھا اور ایک پتلا آرد ماش کا تیار کرکے بشکل مہرخ سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگیا اُسکو غل و زنجیر پہناکر تخت سحر پر ڈالکر مراجعت کرکے لشکر مین آئی یہان تمام لشکر مین اُسکے نالہ و شیون مطیعان ہلال سنکر خوشی ہو رہی تھی ہر ایک انتہین بغلگیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ ملکہ صنعت بڑی زبردست ہی کسی کا مقدور کب ہی کہ اُنکا سامنا کرسکے شاہ طلسم بھی اُنکی خاطر کرتا ہی یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ صنعت آکر پہونچی سب نے دیکھا کہ ملکہ مہرخ طوق و زنجیر مین گرفتار ہمراہ ہی غرض صنعت نے یہان پہونچکر سامنے اپنی بارگاہ کے

دار ایستادہ کرائی اور جلادوں کو طلب کیا چبوترہ ریگ کا بنایا گیا بوریا خلالت بچھایا گیا اُسپر مہرخ
کو بٹھایا اُدھر خواجہ عمرو بھی صورت بدلے اُسکے لشکر میں پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا غلغلہ لشکر
بہ ہیئت مبدل اُنکی بارگاہ میں آگئے یہاں یہ سامان دیکھا کہ سراچہ بارگاہ کے اُٹھے ہیں اور مہرخ قتل ہوا چاہتی
ہے اُنھوں نے چاہا کہ کچھ دستہ پاؤں اور مہرخ کو عیاری کر کے چھڑاؤں لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھوں کیا ذکر قتلکرو
ہوتا ہے اُدھر لشکر بھی تیار ہو کر گرد چبوترے کے جہاں مہرخ بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ شیون و زاری
کرنے لگے دانشمندوں کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابیات

جہاں دیکھو اسی کی ہے حکایت — نہیں یہ دیکھ سکتا خانہ آباد
ستائے بن نہیں کچھ کام اسکو — کہاں ہے ظلم سے آرام اسکو
پڑی چوٹوں سے کانو دیکھتا ہے — کمر بس ظلم پر باندھے ہے باندھی

کریں کیا جور گردوں کی شکایت
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہیں شاد
نہیں معلوم منظور اسکو کیا ہے
یہ ظالم ہے گرا دینے کو آندھی

اسطرف تو یہ غلغلہ بپا تھا اُدھر صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اس شبیہ مجرمہ کے اسقدر
تاخیر کیا ہے اس سے کیا فائدہ ہے جلد تر قتل کر ڈالنا چاہیے یہ سوچکر خود آپ اُٹھی اور بڑھکر دستک جو
دی ایک برق چمک کر جو گری تلوار کا کام کر گئی مہرخ کی ہمشبیہ کی گردن جُدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ سامنے
لشکر مہرخ کے لیجا کر ڈالدو ساحروں نے سر لاکر روبروے لشکر پھینکدیا مگر قہار جادو نے اس جلدی کو دیکھکر
کہا کہ اے ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ مہرخ کو مار ڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو ابتک کبکا مار
ڈالتا اسکو کچھ کہ منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تمنے بغیر اجازت اُسکی مار ڈالا برا کیا حیرت سے بھی اجازت
نلی کہ کاش کہنے کو ہوتا کہ ہمنے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا ہے نعوذ افراسیاب جادو خفا ہو تو آپ نے
پہلے اطلاع کر لی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتیں صنعت نے بجواب اسکے چپکے سے اُس سے کہا کہ اے قہار تم
سچ کہتے ہو لیکن میں بھی بیوقوف نہیں ہوں عمرو تو وہاں بشکل کنیز کھڑا ہی تھا اُسنے بھی کان لگائے کہ دیکھوں
کیا کہتی ہے اُسوقت صنعت نے کچھ لکھکر قہار جادو کو دیا اُسنے پڑھا مگر عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے بھی
پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار میں مہرخ کو قید کرائی ہوں یہ چلاتا تھا کہ جسکو میں نے مار ڈالا ہے اور میری سیرگاہ
جو ہے خلاف طلسم ہے وہاں مہرخ صندوق میں بند ہے بہت احتیاط سے چھوڑ کر آئی ہوں میں ایسی نادان
تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مار ڈالتی مہرخ کو میری لونڈی گنہگار تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا عین اُسوقت صنعت
نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہے اُسکو یقین ہوا کہ بیشک اس کنیز نے بھی یہ مضمون

ڑمعلوم ہو چکا کہ اسکو نگاہ سحر سے دیکھے اگر عیار ہی تو گرفتار رہیں تو اور کچھ ہوشیاری کریا اور جو عیار نہو تو
کنیز کو بلا کر حفاظت دراب پوشیدگی راز کے تاکید مناسب ہی یہ سوچکر اُسنے نگاہ تیز و گرم جانب عمرو دیکھا
عمرو سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس فوراً عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا صنعت کو یقین ہو گیا کہ یہ عمرو
عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہو جانا اسی کے ہونے کی دلیل ہی اب راز آشکارا ہوا ہی ایسا نہو کہ جا کر دعج کو رہا کر لائے
اب مجکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے دعج کو لے جا کر اور کہیں رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ تپا نہ پائے ایسا کچھ سوچکر یہ بھی
جانب سیرگاہ روانہ ہوئی ادھر لشکر دعج میں بہار و مخمور وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ ملکہ دعج کو صنعت نے
مار ڈالا اور سر کٹوا کر آپکے لشکر کی طرف پھنکوا دیا ہی یہاں ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوحہ کی صدا
بلند ہوئی اور سبنے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہی چلکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اسوقت ملکہ
بہار جادو کہ بعد دعج یہ بادشاہ لشکر ہوئی ہی اُسنے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہو سکتا ہی اور بغیر لڑے چارہ ہی نہیں
اب مسلمان ہو کر ساحروں کا ساتھ تو دینگے نہیں پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے
کہ جبکے ہم مطیع ہیں یعنی خواجہ عمرو بن آمیہ ضمری دہ تشریف لائیں اور اُنسے پوچھ لیں جیسا کچھ وہ فرمائیں
اُسپر عمل کریں ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہی چنانچہ یہ سب تو اس امر پر دل لگا کر ٹھہرے لیکن رعد جادو
اور برق ان دونوں نے صلاح کی کہ جبتک اور سردار لڑنے کو جائیں اُسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونوں
لشکر صنعت پر جا گریں کس لیے کہ ہمارا اب ٹھکانا نہیں ہی افراسیاب ہمکو مار ڈالے گا پھر لڑ ہی کے
مر جائیں تو بہتر ہی یہ مشورہ کر کے دونوں بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے
عقب میں تیاری کر کے آنا ہم دونوں صنعت کے لشکر پر جا کر گرتے ہیں یہ حکم دیکر دونوں
طرفۃ العین میں اس لشکر گمراہ کے قریب آ کر پہونچے یہاں تو سب خوشی ہو رہے تھے اور غافل تھے
اور علاوہ اسکے مالکہ بھی اُنکی نہ تھی بس اسی غفلت میں اُن دونوں نے اُنکا کام کیا یعنی رعد
قریب لشکر ساحران آ کر چیخا اس زور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاؤ زمین تھرائی ساحران لشکر بعض
بیہوش ہوئے بعض کے بھیجے نکل پڑے اور سے کڑ کڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چمک
چمک کر گرنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کے خرمن جان کو اُسنے جلا دیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر میں
تلاطم پڑ گیا اُس جلدی میں سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا گروہ گروہ اشکار بستروں سے اور خیموں سے
نکلکر بھاگے جدھر جسکا منہ اُٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیز و قیامت انگیز برپا ہوا برق اُڑی اور

ترچھی ہو کر گرنے لگی لشکر زار کو برق تھر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چیخنے اور برق کے گرنے سے غار زمین مین پڑ گئے لاشین جھلسی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھین خیمے جل رہے تھے بارگاہین آتش خانہ تھین گو یا زمین بھی نار آتشین گرتی تھی ایسی کچھ دل کو لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی کو دوڑتا شور و قیامت زا برپا تھا کہین جو زمین نار آتش کسی جا لڑکے لشکر یون کے غش آفت برپا کا بیات

لگا چھٹنے ہر اک سو تو پخانہ
جو انون نے پیالبس کی با پیکان
ہوئے ساحر بہت جل جلکے بی لنا س
اڑے اپنی جگہ سے شکل سیماب

ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
کرون کیا دشنۂ ناوک کی تقریر
ہوئے کچھ آب تو کچھ تیغ خونخوار

لکھون کیا مین ہوا جو تیر باران
کہ پہلو آنکے تھے قندیل پر تیر
شرار برق جادو سے ہو بیتاب

یہ جھنکار اسلحے تیر و خنجر سے بھی ہوئی کہ فوج برق بھی عقب مین آکر گری تھی اور بھاگون کو مارتے تلوارون کے پرزے اڑا دیا تھا دھڑ پر دھڑ اور مردے پر مردہ گر رہا تھا وہان ملکہ صنعت پیش گاہ مین اپنی جا کر پہونچی اور مرجع اہلی کو لیکر جانب لشکر راجعت کرکے آئی اسلیے کہ حیرت وغیرہ سے پوچھکر اسکا کام ہی تمام کر ڈالون غرض یہان جو آکر پہونچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزارہا لاش پڑی ہے دخت سب مُردون سے بھرا ہی سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی لوگون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہی برق جادو چمک چمک کر گر رہی ہی فوج اسکی لڑ رہی رعد برنگ رعد چیخین مار رہا ہی یہ حال دیکھکر بغیظ و غضب تمامتر پرواز کرکے چلی اور قریب برق پہونچکے اپنے بالون کا ایک کوڑا بناکر جو مارا تو تازیانہ وبال جان برق جادو ہوا دست و پا و کمر مین لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم مین بندھتا ہی اسطرح برق اُسمین بندھ گئی صنعت نے جھٹکا مار کر کھینچ لیا اور زمین پر آگری رعد امان جان کہتا ہوا دوڑا اُسنے اُسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سحر بھاگ کر ایک طرف کو نکل گیا اور وہان گر پڑا صنعت سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اُسنے وہ سحر کیا کہ لشکر برق بھی متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرا روانہ ہوئے صنعت مرجع اور برق کو لیکر بارگاہ مین آئی اور مطمئن ہوئی غلغلۂ آمد صنعت بلند ہوا بھاگا ہوا لشکر پھر مراجعت کرکے آیا عمرو جو حال دریافت کرکے حیرت صنعت کی طرف جانے کا عازم ہوا تھا چنانچہ جب صنعت خود یہان سے گئی تو عمرو ٹھہر گیا اب جو غلغلۂ آمد کا ہلکی سُنا بلد صورت اپنی اُسنے شکل ایک ساحر کے بنائی ماتھے کو اپنے ہلدی وغیرہ سے رنگا کنپٹیون پر گل خوشنما بنائے ماتھے پر نام افراسیاب کا اسطرح لکھا کندہ کیا ہو امعلوم ہوتا تھا دھوتی بادلہ نگار

باندھی تمام بدن مین سیندور کے ٹیکے دیے سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی اسنقل آتشین ہاتھ
مین لیکر بارگاہ صنعت کی آیا اور اسکو سلام کرکے کہا اے ملکہ شہنشاہ جادوان افراسیاب عالیشان نے
مبارکباد دی ہے اور یہ نامہ دیا ہے صنعت نے اٹھکر نامہ کی تعظیم کی اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا
کہ کہلواتے دیر نہین اور نامہ آتے دیر نہین مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہے یہ معلوم کرکے سحر سے دریافت کیا معلوم
ہوا گمان اے ملکہ آپ کا درست ہے اُسنے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ دو عمرو کو اگر وہ تختی دیکھتی یا اُنکو لوح
کو معلوم ہو جاتا کہ تجکو پہچانا وہ تو اُسنے گمان سے اپنے اوپر شک کرکے نامہ مانگا اُنھون نے نامہ ہاتھ پر رکھ کر دیا
آئے دونون ہاتھ اُنکے پکڑ لیے اور مسحور بہ سحر کرکے پکاری کہ پاش او عیار پہچانا مین نے تجکو اب کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو مگر تم دونون سرکردہ لشکر ہو مین تم دونون
کو قتل کرونگی عمرو نے اُسکی باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر انکی گرفتاری کا بھی غلغلہ ہوا کہ میان ملکہ عالم کیا خوش
نصیب مین دیکھو عمرو کو بھی اُنھون نے پکڑ لیا باہر بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلے تدبیر مین عیاری کے
کھڑا تھا اُسنے جو یہ غل سُنا جلد علیحدہ جاکر اپنی صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل بنائی اور چالاک بن
عمرو بھی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اُسنے برق کو شکل تبدیل کرکے دیکھا یہ بھی قریب اُسکے آیا اور کہا بھائی
حیرت شہزادی ہو اکیلے اُنکی صورت بنکر نجاؤ مین خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہون
یہ کہکر برق نے تو تاج شہریاری سر پر رکھا آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھا پائجامہ اطلس زردوز کا پہنکر زیور
سے اپنے تئین آراستہ کیا اور چالاک نے چنی ہوئی چپکن پہنی پگڑی تمغہ دار سر پر باندھی بنی پاک کمر
لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی خراماں خراماں پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت
کو کنیزون نے خبر پہنچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرمون کے قید
ہونے کی خبر سنکر آئی ہین پس بارگاہ سے بہر استقبال باہر آئی باادب تمام تسلیم بجا لائی اور اندر بارگاہ کے
لیجاکر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنے حیرت نقلی نے تعریف بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ کیا
کام کیا ہے اور تعریف کے بعد تڑپ برق جادو آئی دو طمانچے اُسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے لعنت
ہو سامری کی ملکہ شہنشاہ ایسے مالک سے تو نے بگاڑ دی پھر مخاطب بجانب صنعت ہوکر بہت کچھ ملامت اسکو بھی
کی یعنے کہا کہ کیون او نمک حرام یہ ہماری مہربانیان اور احسان اور شاہ جادوان کی عنایت بھول گئی تو نے
بھلا دی کہ تیری تو ہی کو جلا کم ملکہ کیا شہزادی بنایا اور تجکو ان سب حقوق کو فراموش کرکے بادشاہ حمزہ سے ملی کیا

اس لعنت ملامت کے کرنے مین نچکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ مین ہون حضرت برق فرنگی
جو کہون اوسکا برا نماننا اور جو کچھ تمسے قبول کراؤن قبول کرنا میری رائے پر اوسوقت رہنا مہرخ اور برق
برق کو حیرت بنا معلوم کرکے بہت خوش ہوئین اور برق بہت کچھ تھو دخل ان کا تھا دن برکے قریب صنعت
بدسیرت جاکر بیٹھا اور چالاک سر پائے رومال جھلنے لگا اسمین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عذر کیا کہ ای ملکہ
حیرت لونڈی نے جو کچھ کیا ویسا پایا خوب سزا اسکو ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ میری خطا
کو معاف کرین دوبارہ مجھسے ایسی تقصیر نہوگی جب اوسنے بہت منت خوشامد کی اوسوقت حیرت نقلی نے
کہا کہ ای صنعت دیکھو یہ منت کرتی ہے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کرو اپنا سحر اتارو صنعت
نے کہا کہ مین صدقے گئی آپکے فرمانے کی بات ہے آپ خطا معاف کرین اور مین نہ کرون میری مجال ہے
یہ کہکر سحر پڑھا کہ وہ کوڑا جو رسی کی طرح بندھا تھا وہ اوسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئی برق اس فکر
مین تھا کہ اب صنعت کو بیہوش کرکے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کرون لیکن جاسوسون نے خبر جنگ کرکے قید ہونے
برق کی ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر دی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور
صنعت کے پاس بیٹھی ہین اور اوسنے برق جادو کو تو رہا کر لیا ہے اب اور کچھ فتور کیا چاہتا ہے بس یہ سنتا
تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پرواز کرکے چلی اور ادھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکایک حیرت کے آتے ہی
برق جادو مطلع بھی ہو گئی اور مجھسے سحر بھی حیرت نے اوڑا لیا اسمین کچھ فتور ہے بس یہ خیال کرکے اوسنے
اپنی تختی کو دیکھا وہ تو تختی دیکھتی تھی برق فرنگی نے طلقندے کا انگھر جو مارا تو وہ بندھی ہوئے برق جادو
نے جو یہ حال دیکھا سمجھی کہ پھر ہم قید ہو جائینگے یہ سمجھکر اوسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہرخ اور عمرو پر صنعت کے سحر
کا جو اثر تھا برق نے ایک پنجہ مین تو عمرو کو اور دوسرے مین مہرخ کو دبایا اور پرواز کرکے چلی ادھر یہ قصہ
مارکر چاہتا تھا کہ کھینچے صنعت کو وہ ان خنجر اسمین سے نکلی برق اور چالاک دونون سر لیکر پرواز کرگئے
بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی اپنا جانا دنیا لگیو نا لیکن یہ عیار مثل برق جندہ کو نذر کر نظروں سے غائب ہو گئے
اور طرفہ تماشا یہ کہ اسنے ملکہ حیرت جو اڑکر چلی تھی اوسنے بھی غلغلہ سنا اور برق جادو کو دیکھا کہ عمرو مہرخ کو
لیے جاتی ہے یہ دیکھتے ہی پکاری کہ اری او مجہ کہان جاتی ہے مین بھی آپہونچی بس قریب برق
پہونچا چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہان اتفاق سے رعد جادو بھی ہوا کے فرمین پڑا ہوا تھا اوسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو
ایک چیخ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر مین آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاونگی اڑنا چھوڑکر زمین پر اترنے کی فکر کی

ڈ کے آتے بیہوش ہوگئی برق ازبسکہ عمرو وغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہان نہ ٹھہری اپنے لشکر کی طرف چلی
اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ اسکو معلوم ہی حیرت اور افراسیاب مار سے نہ جائینگے غرض برق
کو عمل کئی چالاک اور برق عیار لشکر مین آئے مگر برق جادوگر آئی ہوئی تھی اپنی دانست مین
کو سمت لشکر چلی لیکن مقام اسکا اور جانب اُٹھ گیا شاہ مار کرکوہ سون نکل گئی اب جس مقام پر یہ پہونچی ہے
حال اسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجرا سنیے کہ یہ جو حلقہ ہائے کمند سے نکلی تو دھوان نہی ہوئی بہت
بلند ہوگئی تھی اب بعد چلے جانے عیارون کے پھر بارگاہ مین آکر پہونچی یہان کسی کو بھی مجرمون مین سے
نہ پایا بہت رنج اُسکو ہوا غمگین صورت بنا کر سناٹے مین تخت پر بیٹھی اسمین قہار جادو وغیرہ اسکی خدمت مین
آ گئیں اور ان سبنے اُسکو رنجیدہ دیکھکر بلائیں لین کہا داری کیون چہرہ آپ کا اُداس ہی صنعت نے
کہا کیا غضب کے عیار ہین کہ ہر بار مجھکو انکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہی ور ذلیل کرکے وہ چلے جاتے ہین قہار
نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ کی بلا غم رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہون اور ان عیارون کے ہاتھ سے
زک اُٹھائیں تو جا سے ہی آپ کو زک دینا واقعی انہیں کا کام ہی مگر پھر بھی یہ بات ظاہر کرون کہ عمرو دلیل
نے شہنشاہ ساحران کو ذلت دی حیرت کو بیہوش کئی مرتبہ کیا ہی پس یہ مقام آپ کے رنج کرنے کا نہین
ہی کوئی اس خلت کو ذلت نہ کہیگا صنعت نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہی کہ اس صرصر کو مین
گرفتار کرکے سزا دون ایسو عیے کہا داری صرصر کئی مرتبہ قید ہو چکی ہی اب وہ بھی حیل کرلے گی خبر
لڑائی پڑی ہی ہوئی ہی حضور خاطر خوش فرمائیں آرام کریں رنج و غم جانے دیں صرصر بھی قید ہو جائیگی
اور صرصر پر کیا ہی سب ہی باعث ان عیارون کو پہونچینگے کیا کوئی بچ رہیگا ابھی تو یہ شہنشاہ سے طلسم مین بگاڑ کر کون
رہ سکتا ہی ہم شرط بدتے ہین کہ صرصر وغیرہ کا جاہ و جلال چند روز کا ہی ایکدن یہ سب غارت ہو جائیگا
صنعت نے ان سبکے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاصہ نعمتخانہ مین چنا جائے حسب ارشاد وکلا ملازمان مطبخ
عمل مین لائے دسترخوان آراستہ ہو صنعت آکر بیٹھی اور اس عرصہ مین ملکہ حیرت جو صدمہ رعد سے
بیہوش ہوگئی تھی اسکی بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ کا کہیں نام و نشان بھی نہ پایا بہت خفیف ہوئی
اور خیال کیا کہ تنہا تو ناحق آئی برق نے مجھکو دھوکا دیکر چالیس چیلے بنائے اور انہین پر جوگی کے بھاگ گئے زندہ
ہو گئے انکو زنجیر کنیزین اقرکیں اور ہمراہ لیکر پرواز کرکے بارگاہ صنعت مین آئی دیکھا صنعت کھانا
کھانے مین مصروف ہی اور صنعت مہکو دیکھکر بنا بر تعظیم اُٹھی اور عرض کیا کہ آئیے کھانا نوش فرمائیے کہا تو سہی مگر نہ کھا سکی

ہونا یاد کرکے آنکھ نیچی کرلی اور نہایت شرمندہ ہوئی حیرت نے اسکو خجلت زدہ دیکھکر فرمایا کہ اے ملکہ صنعت
سحر ساز کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ نہو ان عیاروں نے کس کو باقی رکھا ہے جو ذلیل نہیں کیا ہے شہنشاہ تک کو دھوکے
دیے ہیں مجھپر ہزار ہا عیاریاں کی ہیں مصور جادو نے جمشید سامری کی تصویر لیکر ٹیری وحرم حیرت سے
آئے تھے انھون نے کیا کیا غوطے نہیں کھائے غرض ملکہ حیرت کے سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ
دھوکر شراب پینے لگی ادھر چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو گیا تھا بارگاہ مین پہونچکر سوچا کہ یہان ٹھہرنے سے
کیا حاصل باہر چلکر پھر کوئی عیاری کرو ایسے مین صنعت گھبرائی ہوئی ہے اور زیادہ اسکو پریشان کرنا واجب ہے
مثل مشہور ہے کہ زدہ را تیوان زد اگر اس عیاری مین صنعت پر پنجہ قابض ہوگیا اور اس قحبہ کو تو نے مار لیا
تو بڑا کام کیا ایک دشمن صعب سے گویا تمام لشکر نے تیری طرف سے نجات پائی غرض ایسا کچھ سوچکر صورت زنی شکل
ساحر کے بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہان حیرت نے صنعت سے کہا کہ اے ملکہ تم نے دعا
کیا ہے شہنشاہ سے کہ مین سحر ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ کیونہ کیا اور لڑائی کرنے گئین مین حیران ہون
کہ اس سحر کے کرنے مین کیون عرصہ کیا ہے صنعت نے کہا کہ اسمین اسباب کی ضرورت ہے اور وہ یہان نہیں
نہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جسکو مین تیار کرکے بھیجون کہ وہ جاکر اسباب مطلوبہ لے آئے ایک میرا
قصد ہے کہ خود ہی جاؤن اس زمانہ مین مین نے چاہا تھا کہ یونہی کام نکل جائے تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ
کرون مگر نہیں معلوم ہوا کہ ان نمک حرامون نے کیا زور پیدا کیا ہے کہ یون یہ قتل ہونگے چالاک بن عمرو جو ساحر بنا ہوا
یہان آگیا تھا اور چھپا کھڑا ہوا ایک گوشہ مین یہ باتین سن رہا تھا اس تذکرہ مین ملکہ حیرت کے ملازم
وغیرہ تخت طاؤسی ملکہ کا بھی لیکر یہان آئے راہ مین انکو صرصر اور صبا رفتار عیارنیان ملین پوچھا کہ یہ
کسکے لیے سواری لیے جاتے ہو انھون نے کہا کہ اے عیارون نے آکر صنعت کو ستایا تھا تو ملکہ حیرت وہان
تشریف لے گئی ہین عیارون کا نام سنکر عیارنیان بھی ہمراہ ملازمان ملکہ ہولین کہ ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی
عیاری عیار کرین غرض یہ سب لیکر بارگاہ صنعت مین پہونچے سواری دروازہ پر ٹھہری ملازم اور
عیارنیان اندر بارگاہ کے آئین ہر ایک نے حیرت کو مجرا کیا صرصر کو حیرت نے دیکھکر پوچھا تم کہان سے
آتی ہو عرض کی اے ملکہ عالم یہ سنا حاضر خدمت ہوگئی کہ شر سے عیارون کی جہان تک ہوسکے آپ کو محفوظ
رکھین حیرت نے کہا وہ چھوٹے ہم کہین دونون عیار نیچ ہاتھ دکھاوین صنعت نے قہقہہ لگا کر کہا کہ اے ملکہ
حیرت یہ عیارون کو ہم خاک بھی نہ سمجھے حیرت نے کہا یا صرصر و صبا رفتار وغیرہ کی معرفت خبر آئی ہین اور

ان کچھ بتا دیتی ہین کہ بھاگو ڈھونڈو کہان ہو چنانچہ تمسے کیا پردہ ہے انگوٹھیان دی ہین کہ وہ دیکھ کر کہتی
ہون چالاک بن عمرو صرصر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر ٹھہرا ہوا تھا کہ مخفی ہون لیکن
اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سب باتین سنتا تھا اسنے حیرت و صرصر کا بیان بھی سنا اور فکر عیاری کرنے لگا
اتنے مین صبا رفتار جانب دروازہ آئی وہان چالاک کو اسنے دیکھا پہچانا اور چالاک بھی سمجھ گیا
کہ اسنے مجھکو پہچانا پس فوراً قریب آکر کہا اے ملکہ کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو آؤ مجھکو تمسے کچھ کہنا ہے صبا رفتار
اگرچہ عیار دیکھ خوفناک تھی ہر اسکے ہمراہ تو ہو گئی مگر ساحرون نے اشارہ کر دیا تھی کہ اسکو پکڑ لو چالاک نے
صبا رفتار کا ہاتھ تو پکڑ لیا تھا اب جو ساحرون کو اپنی طرف آتے دیکھا ہاتھ چھوڑ کر جست کر کے باہر دروازہ
نکل گیا اسوقت بارگاہ مین غل ہوا حیرت نے پوچھا کہ ارے یہ غلغلہ کیا ہے صبا رفتار دوڑ کر سامنے
آئی اور عرض کیا کہ عمرو کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہے وہ آیا تھا اور مجھکو لگے لیے جاتا تھا ساحرون کے ڈر سے بھاگ
گیا یہ سنتا تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور عرض کی کہ مجھکو معلوم ہو چالاک کہان بھاگ کر گیا ہے معلوم
ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہے وہان اسوقت ہے بلکہ زیر درخت غافل بیٹھا ہے یہ معلوم کر کے اپنی جگہ سے اٹھی
اور اسی درخت کے نیچے جہان چالاک تھا پہونچی اور نیچے نیار ہو گئی گرفتار کر کے بارگاہ مین لے آئی اور ایسا سحر
ہو گئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یونہی اسنے حیرت کے آگے لا کر ڈالدیا اور کہا اے ملکہ دوران مین مجھو کی
یہ اوقات ہے جو تی خوردن کی کہ جب قصد کرون پکڑ لاؤن ایسے تو ہم روز دیکھتے ہین مگر دیدہ دلیا مشتاق ہے کہ یہ نہ
چوکتے ہی نہین حیرت نے کہا تم کچھ شہنشاہ کا پاس نہ کرو میرے سر کی قسم اسکا ابھی ابھی سر کاٹ ڈالو کہ
سمجھ لونگی اگر بادشاہ کچھ کہینگے اور قسم ہے مجھکو سامری کی کہ جو یون کرینگے تو لشکر کو آگ لگا کر نکل جاؤنگی
اور سلطنت کو خاک مین ملاؤنگی یہ سنا تھا کہ صنعت نے تیغ بیچا دیکھی کہ اسکا سر کاٹ
ڈال وہ جو آکر قریب پہونچی دیکھا کہ اسکا تو رنگ زرد ہے ناک کا بانسا بیٹھا ہوا ہے ہاتھ پاؤن مین
بالکل دم نہین اولا ہو رہے ہین ایسے سر مین دیدے نکل آئے ہین مردنی منہ پر چھائی ہے اسنے یہ حال دیکھ کر
کہا کہ اے ملکہ مین قتل کیا کرون یہ تو مر گیا صنعت ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی
چالاک دم مین پڑا پڑا اب بالکل نعش مردہ معلوم ہوتا تھا حیرت نے کہا یہی مشہور ہے کہ اکثر بیسے مر گیا
کس طرح بیٹا نام ناحق کو بدنام کرتا کہا ضرور ہے یہ بھی کہا پھر خیال آیا کہ عمرو عیار کا باپ بھی اسی طرح مر گیا تھا
اسنے بھی عیاری شاید کی ہے بس یہ خیال کر کے صرصر تو در بارگاہ پر حاضر تھی ہی اسکو یاد کر کہا دیکھو تو

مرگیا یا جیتا ہی صرصر نے اگرچہ دیکھا کہا وہ دوسری مردہ مین اور اسمین کوئی فرق نہین ہی لیکن مین بھی کنوئین کا
جسنے دم چرایا ہو مرا نہین جیتا ہی اسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیئے کہ سر جدا ہو جاے حیرت نے اشارہ کیا کہ بہت اچھا
لگا دو ایک ضربت صرصر نیمچہ کھینچکر چلی چالاک بن عمرو کی مردم چشم خانہ دیدہ مین پلکون کی چلمن ڈالے
ہوے یہ تماشا دیکھ رہی تھی اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر نیمچہ کھینچے ہوے قتل کو آئی ہی اور اسکا مسحور بیخبر تو نہ تھا لیٹے لیٹے
جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ آتے ہی پیر کا لات ڈالے گا یعنی زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پر پہونچکر
پھر پاؤن کی پھکی دی اور دوسری جست کرکے قریب دروازہ بارگاہ پہونچا اسمین صرصر بھی اٹھی اور پکاری
کہ لینا یہ مردہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو چار جادوگر کھڑے تھے وہ لپکے مگر بغیر سحر پڑھے پاؤن نے دوڑے
چالاک نے زمین پر پہونچکر ایک لوٹ جو ماری تو سب حیران ہوکر خنجر سے انکی ٹانگین قلم کین کہ وہ گرے اسنے
اٹھکر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکل گیا حیرت یہ چالاکی دیکھکر بے اختیار ہنس پڑی اور تمام
اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک بارگاہ کے باہر گیا دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی سی
بنائی ماتھے پر تختی لگائی جسمین لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب جادو و لباس بھی عمدہ پہنا جولا سحر کا
گلے مین ڈالکر پھر سامنے حیرت کے اندر بارگاہ مین آیا حیرت کو اور صنعت کو مجرا کیا اور پکارا کہ مین
فرستادہ شاہ جادوان حیرت نے کہا کہ شہنشاہ کہان ہین اسنے جواب دیا کہ زیر دیوار طلسم سیر کرتے ہین مجھے
یہین حیرت نے کہا میرے بارے مین کچھ فرماتے تھے اسنے عرض کیا کہ شہنشاہ آپ سے بابت مالک باغبان کے
سے فرماتے تھے کہ اب تو حیرت بغیر ہماری اجازت کیا دیکھی مجھے دوڑتی پھرتی ہین بس آج ملکہ آپ کو مناسب ہے
کہ شہنشاہ کے پاس چلی جایئے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہے کہ تونے آکر اسکا ناراض ہونا مجھکو خبر دی
اچھا مین جاتی ہون چالاک نے کہا سوار ہوکر نہ جایئے اسلئے کہ عیار گھات مین ہین معلوم ہوا جو ہوگی دیکھی
لوگون مین ملکر ساتھ چلے جائینگے چپکے جانا اچھا ہی یہ تو دو طرح کی باتین کر رہا ہی اتفاق سے صرصر اور صبا رفتار
دونون ایک مقام پر جاکر کھانا کھانے لگی تھین وہ تھیں ہی چالاک کی بن آئی لیا اچھا کہا حیرت کے
یہ اٹھکر کھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان مین پہونچی چالاک بھی ساتھ تھا اسنے
کہا یہان مین نامہ دینا بھول گیا تھا یہ کاغذ دیا ہی دیکھ لیجیے حیرت نے کہا لاؤ اسنے کاغذ دینے کے بہانے
قریب جاکر ایک بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اسنے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا وہان صرصر و صبا رفتار
کھانا کھاکر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ کہان گئین صنعت نے حال بیان کیا کہ اسطرح ساحر آیا

ملاکر بھاگ گیا ہے یہ سُنتا تھا کہ یہ بھی عقب مین چلین اور ادھر چالاک شتارہ لیے ہو آتا تھا راہ مین سامنا ہو گیا انسے خوب پہچانا اور خنجر کھینچکر پکارین کہ ارے او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے چالاک نے بھی خنجر کھینچا باہم شمشیر زنی شروع ہوئی لیکن حیرت کو جو عرصہ ہوا تو ہوش آگیا اور شتارہ چالاک کے کاندھے پر بھاری معلوم ہوا اسکو یہی یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آگیا ہے پس یہ سمجھ کر شتارہ اپنے کاندھے سے گرادیا اور آپ جست کرکے بھاگا ایک درہ کوہ مین جا کر چھپ رہا صرصر و صبا رفتار بھی عقب مین چالاک کے چلین شتارہ دیکھ ملکہ کو یہ سمجھ نہ نکلا کہ یہ آپ نکل آئینگی ہم دونون ہوکے تو عیار کو پکڑ لائین ناحق عیار یہان تو پیچھے چالاک کے چلین ادھر حیرت نے جا کر نکلی اسنے دیکھا کہ دو عیار دشمن صرصر و صبا رفتار کی بنائے ایک طرف کو جاتے ہین یہ دیکھتے ہی انکو گمان ہوا کہ یہی دونون عیار انکو پکڑ لائین ہین بس آگ ہو گئی نیچہ غضب مین پکڑ کر دونون کو لے اڑی اور غصہ مین آکر لشکر مین اپنے نہ گئی کہ وہان ان عیارون کی حمایتی آکر چھڑا لیتے ہین تو از کسی صحرا مین لیجا کر مار ڈال غرض سناٹا مارتی بہت دور نکل آئی اور ایک درہ کوہ مین آکر اتری وہان دونون عیارون کو ڈال دیا دونون تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی تھین انکو بیہوشی مین اسنے چاہا کہ دونون کے سر کاٹ لون لیکن جب قتل کرنے قریب آئی انکے ہاتھون پر نگاہ پڑی انگلیون مین پڑی ہوئی انگوٹھیان دیکھین سمجھی کہ بیشک یہ صرصر و صبا رفتار ہین ہاتھ انکے قتل سے کھینچا اور اس عرصہ مین انکو بھی ہوش آیا گھبرا کر اٹھین اور حیرت جادو کو دیکھکر کہنے عرض کی کہ واری آپ ہمارے قتل پر کیون آمادہ تھین یہ ماجرا کیا ہے ملکہ نے سارا احوال چالاک کا انکو سنا کر کہا حیرت نے کہا بھلے کو جو نہ تمکو مارتی الحمد للہ کہ لشکر مین درہ کوہ مین کچھ دیر ٹھہری عیارون نے کچھ شراب کی [illegible] نکالی پی یہ تو یہان ہین لیکن حال ملکہ برق جادو یہان ہوتا ہے کہ یہ جو سناٹا مار کر چلی ایک صحرای سبزہ زار اور وسیع مین اتری کہ گرد اس صحرا کے پہاڑ تھے جاری انسے آبشار تھے پھولون سے وہ کوہ رشک کوہ طور ہورہے تھے انجمن [illegible] بہارین فرش زمردین سبزہ پر گویا وہ پہاڑ گلدستہ کیطرح دھرے تھے ہر سمت نسیم شکبار رواں تھی اور [illegible] رعنا دلکش علاوہ گلدار درختون کے پھولونکے جو درخت تھے وہ سب انار کے تھے ہر گل اپنی خوبی پر آئینہ گل و ریحان پر کھلا جو انار غنچہ ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جہان کو ہنستا تھا خندہ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر ادا کرتا سرسبزی کی ہر نہال خوبی کی ماہر تھا انار دانون پر تھیلیان زرلفت کی چڑھی تھین درختونکے تھالے چاندی کے بنے تھے تنے درختونکے نقرے منڈھے تھے جانوران خوش الحان بھی شیشہ انارستان مین زمزمہ سرائی کر رہے تھے (ابیات)

درخت وہ کہ زبس شوق میں چشم بلبل	خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہوا حول	جوش گل یہ ہے کہ ہوا خلد ہر کام نظر

لالہ و نرگس و گل سے ہیں بھرے دشت و جبل
چشم رکھتا ہے جو پھل فیض ہوا کو دیکھو
خشک بھی شاخ نے اب سبز نکالی کونپل

لطف روئیدگی مت پوچھ کہ ہیں سبزے [illegible]
نرگس اگتی ہے جہاں بوئی تھی دہقاں نے بصل
ہوں خمیازہ کش عاشقی دیکھ کے گل

سبزۂ غلطاں لب جو ہے کہ خواب مخمل
سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
دونوں نکلے ہیں تہ خاک سے دست بغل

اس صحرائے نزہت بنیاد میں جب ملکہ برق جادو داخل ہوئی سیر لالہ و گل دیکھا بہت خوش ہوئی اور صرصر و عمر دیگر
سے چھوڑ کر موقع میں آئی حال سب بیان کیا اور شہر کا آرام پینے لگی عمر نے زنبیل سے شراب نکال کر پیا پھر
پی انکے ٹھہرنے سے اس جنگل میں ہوا اثر چلی اور چند برگ خشک اڑ کر لونڈے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف
چلے چنانچہ افراسیاب جادو باغ سیب میں بیٹھا تھا وہ پتے خشک سامنے آ گر پڑے اور طائران خوش رنگ بنکر
پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال مراد ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن پر خزاں آئے ملکہ برق جادو اور صرصر اور عمر عیار
بیابان زمارستان میں آکر ٹھہرے ہیں جیسا انکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل میں آئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم
کر تم جا کر الگ بیابان کی کنارے کو کچھ خبر نہ دیں تو ہم انکو گرفتار کرا لینگے وہ طائر پھر برگ بنکر اڑ گئے اور بادشاہ
جادو نے انکے جانے کے بعد تحریر پڑھا آندھی سیاہ آئی اس آندھی سے دو ساحر کریہ منظر شیر آتشین پر سوار ہمراہ
نابکار رخصت روتے ہوئے درون کہ

نظم

آنت شیطان کی تھی انکی آنت
کاٹھ کا سر ہے جیسے اوندھا کڑاہ

صد منی دیگ تھا شکم انکا
دانت اسکا ہے ہاتھی کا سا دانت
توند کالی جو کھول جائے لپیٹ

نفس اژدہا تھا دم انکا
گال کچھوے اور توے سے سیاہ
آہنیں ہر تنور اسکا پیٹ

بس ان ساحران غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو تمکو اسواسطے بلایا ہے کہ
بیابان زمارستان میں جلد جاؤ وہاں صرصر و برق جادو اور عمر عیار وغیرہ آئے ہیں انکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر
غضبناک کو الگ بلا کر ایک انگوٹھی زہر کی دی اور کہا صرصر اب بادشاہ لشکر عمر ہو وہ زبردست ہو گئی ہے تو
قید نہو گی بنگام جنگ اسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہو جائیگی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کرکے انگوٹھی لیکر
پھرا اور دونوں ساحر اسی وقت حسب الحکم بادشاہ اپنے شیروں پر چڑھ کر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی وہ نہیں دریائے خون
رواں سے اتر کر اس طرف آئے اور اس طرف سے گذرے کہ جہاں حیرت صرصر وغیرہ کے ہمراہ ٹھہری ہوئی تھی اور
حیرت نے بھی دیکھا کہ دو ساحر شیر آتشین پر سوار اس ہیبت سے آتے ہیں کہ ایک کے ہاتھ میں تو ترنج سبز ہے اور دوسرے
کا ہاتھ ہاتھی کا بڑا ہے حیرت نے انکو پہچانا کہ یہ غضب و غضبناک ہیں اور ان سے تعلق بھی ہے ملکہ نے پہچان کر تسلیم کی صرصر نے
استفسار کیا کہ یہ غضب جادو و غضبناک جادو کدھر آئے اور کہاں جانے کا ارادہ تھا انھوں نے عرض کیا کہ برق کی آمد

بیابان انارستان میں گئے ہیں شاہ کا حکم ہے کہ انکو بلا لاؤ چنانچہ انھیں کو قید کرنے جاتے ہیں حیرت نے کہا
جاؤ اور اس کام میں سعی کرو سامری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونوں رخصت ہو کر ملکہ سے انارستان کی
طرف چلے اور حیرت جادو نے تخت سحر تیار کر کے صرصر اور سپار قمار کو بٹھایا اور آپ بھی سوار ہو کر
مع لشکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ میں بارگاہ میں پہونچکر تخت پر بیٹھی ملازم سکے مشتے فق ہو کر نہیں معلوم
کہاں ملکہ عالم تشریف لے گئی ہیں اب سکے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکوہ و زرین قبا مے پڑھا بھی
حضور یہاں تشریف لے آئی تھیں انہے کہا صنعت کی بارگاہ میں یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوئی ادھر برق
جادو اور صرصر جو بیابان انارستان میں بیٹھی تھیں انکے فراق میں بیچ عمد جادو بھی ڈھونڈھتا ہوا اسی مقام پر
آیا اور اپنی آمد کے ڈھولا اور حجت برق فرنگی جو کلند مار کر صنعت کو بچا کا لشکر میں آکر خیال پذیر ہوا کہ یہاں
ٹھہرنا بے کار ہے تو بھی چلکر عیاری کر پس یہ بھی لشکر لقا میں آیا اور بھیا جو دیکھا تو نہ حیرت تھی نہ صرصر و عمر
کا پتا تھا پس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھونڈھتا ہوا چلا یہاں تک کہ کوسوں نکل گیا اور قریب بیابان انارستان
کے یہ بھی پہونچا الحاصل جب برق بیابان مذکور میں ٹھہر کر دم لے چکی عمر نے کہا اے برق تم راہ بھول کر اس صحرا
میں نکل آئے ہیں مقرر یہ جنگل سیرگاہ کسی ساحر یا بادشاہ کی ہے کوئی نہ کوئی آفت ضرور آئیگی لازم ہے کہ یہاں نہ ٹھہرو
صرصر نے بھی کہا کہ ہاں خواجہ سچ کہتے ہیں چلو یہاں سے نکل چلیں برق یہ سنکر ہمراہ انکے اپنے لشکر کی طرف
چلی لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اٹھکر جانے کو جی نہ چاہا پیادہ پیادہ سب روان ہوئے سیر بوستان کرتے ہوئے جب
ایک درہ کوہ دکھا تو انکے سر پر کیا ادھر سے غضب و غضبناک آتے تھے برق نے انکو آتے دیکھکر کہا خدا خیر کرے
معلوم نہیں کہ یہ دونوں شیر سوار کون ہیں اور کیوں آتے ہیں صرصر نے کہا خبر نہ کہیں جا ہوں گے اس ثنا میں وہ
دونوں قریب آگئے پہونچے اور للکار کے کہا [illegible] کہاں جاتے ہو ہمارے ہاتھ سے رشد لہا امان انکو زندہ چھوڑ دو
یہ تو ڈرتے ہیں معلوم ہوا کہ آمادہ جنگ آتے ہیں یہ کہکر قریب انکے جا کر زمین سے نکلا اور ہاتھ کانوں پہ لگا کے چیخ ماری
اور برق جادو جھک کر اپنے گری کہ وہ ایسے زبردست تھے کہ نعرہ کی چیخ سے بیہوش ہوا اور نہ برق کچھ
نہ کر سکی اور غضبناک جادو نے وہی [illegible] پڑھ لے تھا وہ ان دونوں پر چلی کر عمد و برق
دونوں سے لپٹ گئی اس وقت صرصر سینہ سپر کر کے مقابلہ میں آئی اور چاہتی تھی کہ حملہ کرے وہ دونوں پکارے کہ اے
صرصر جب تک تو افراسیاب سے ملی تھی حقیقت میں کوئی تیرا سامنا نہ کر سکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو
[illegible] ہوئی سحر نے بیڑا چاری کی تیرے قابو میں ہیں اور سامری تجھ سے ناراض خفا ہیں تو بھلا ہمارا سامنا کیا کرے گی

اچھا سحر کر دیکھیں تو کہ کو ہار اکیا کرلیتی ہے مہرخ نے کہا ساحری کی خفگی ایسی ہے کہ میں وہ جو تمہارا شاہ ہے اُس کے
لڑکے کو حاضر ہوں تم کیا بیچارے ہو اُنسے تو مباحثہ ہی ہوگا اور عمرو کے خیال میں آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی
بعد اُسکے پھر مجھکو بھی قید کرینگے بس یہ سوچکر اُسنے جست کی اور چاہا کہ نکل جاؤں لیکن غضب جادو مہرخ کے
مقابلہ سے ابھی علیحدہ تھا اُسنے جو خواجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا وہ بھی بزور سحر اُڑا اور قریب پہونچکر اُنکی کمر میں پنجہ
پیوند کی تھی وہ اُسنے تھام لی کہ ارے نالائق کہاں جائیگا بھاگ کے عمرو نے دیکھا کہ میری کمر اسنے پکڑ لی ہے بس خود
ایک آہ جانخراش کی اور پکارا ارے بیدرد میرا دم نکلا جاتا ہے ذرا تو ہاتھ ڈھیلا کر میری کمر میں بہت درد ہوتا ہے
ہائے مار ڈالا غضب نے گھبرا کر ہاتھ ڈھیلا کیا اب بھلا یہ کب ٹھیرتے ہیں اسطرح تڑپ کر اُسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر سامنے ایک پہاڑی تھی اُسکی گھاٹی میں جاگزیر اور دوسری جست کرکے قلعہ پر اُس پہاڑ کے پہونچے
اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہے آ کر برابر ہی اُسکے پہونچا عمرو نے نعرہ کیا کہ ہم شہنشاہ عیاران
عمرو بن اُمیہ ہیں نعرہ کرکے بہت جلد بیضہ بیہوشی جو اُسکی ناک پر مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو اُسکو زمین پر کھینچ لے گیا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اُسکا جدا کرے لیکن مشتری برق بھی یہان پہونچ گیا تھا اور جب غضب و غضبناک کے
مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھ کر تماشا جنگ بالفعل دیکھ رہا تھا اور خیال میں تھے کہ اگر ہمارے
طرفداروں پر خدا نخواستہ کچھ آفت آگئی تو پھر میں عیاری کرونگا غرض کہ اُسنے جو خواجہ کو آمادۂ قتل غضب جادو
دیکھا دوڑ کر پاس آیا اور کہا استاد یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں اسکا بھائی زیرکوہ موجود ہے اسکو کسی غار میں
یا زنبیل میں رکھو اور اسکی صورت بنکر جائیے اُسکے بھائی کو بھی ماریے عمرو نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو
کو زنبیل میں رکھا پیرہن اُسکا اُتار لیا اور رنگ روغن لگا کر اُسی کی صورت بنائی اور زیر کوہ چلا کہتا
جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار اسوقت بھاگ گئے تو بھاگ گئے لیکن کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے یہ کہتا ہوا چلا اور
غضبناک سے اور مہرخ سے مقابلہ آخر ہوا مہرخ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی کہ غضبناک نے انگوٹھی
افراسیاب کی اُسکو دکھائی اُسکی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی آنکھوں میں اندھیرا آگیا چکر کھا کر گر پڑی
غضبناک نے مسحور بسحر کر لیا اور قید میں خوب جکڑا اتنے میں غضب جادو کو پکار کر کہا کیا کرتے ہو تو عمرو
نے جواب دیا کہ آتا ہوں مجھ نامیار عمرو کی فکر میں ہوں کہا تو بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمرو اُسکے قریب آیا
دیکھا مہرخ کو تم نے گرفتار کیا ہے یہ دیکھکر اُسنے کہا بھیا تمنے بڑا کمال کیا لاؤ تو ذرا جلد اسی حرمزدگی کو پکڑ لیا
کیونکر پکڑا غضبناک نے کہا مجھکو چلتے وقت بادشاہ نے انگوٹھی دی تھی جب اُسکو دکھاؤنگی کیسا ہی

ساحر زبردست ہوگا اندھا ہو جائیگا بس یہی انگوٹھی میں نے دکھا کر پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہی جو
برق و رعد کو باندھے ہے یہ کیونکر کھل گئی اُسنے کہا جب کہو گے بحکم افراسیاب جادو وا ہو ہر سحر
کھل جاوے کھل جائیگی اور جب کہو گے کہ بحکم افراسیاب باندھے یہ باندھ لیگی عمرو جب یہ سن چکا کہا بھیا بڑا کام
کیا جادو وا اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی لپٹا عمرو نے منہ قریب لیجا کر منہ سے ملا کر لیف ہو گیا
سفوف بیہوشی منہ سے اُٹھ اُسکی ناک میں چلی گیا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمرو نے نعرہ کیا کہ ہم شہنشاہ
عیاران عمرو عیار اور زنبیل میں سوا سینہ کا گرم کر کے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ داخل جہنم ہوا صدا گرجنے کی
برپا ہوئی بعد اسکے غضب کو بھی زنبیل سے نکالا اور سینہ پلا کر اُسکو بھی مار ڈالا انگشتری اُتار کر ہاتھ میں پہن لی
اور برق جادو و رعد جادو نے کہا ہم بندے ہیں عمرو نے کہا میں سحر کرتا ہوں کہ تم بھی کھلے جاتے ہو یہ
کہکر انگلی شپاک کر زمین پر چھو کر کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر میں کہا کہ بحکم افراسیاب ان کا سحر کھل جاوے کھلا
اسکے ہاتھ میں آگئی اسکو زنبیل میں رکھا صرصر نے کہا بھیا تم نے کیا سحر کیا ہمیں بھی بتا دو ایک سحر تمہیں سے
سیکھا سہی عمرو نے کہا اس سحر کے بتانے کا حکم اُستاد کا نہیں ہے بعد فتح طلسم تمہاری خاطر بتا دونگا برق
رعد جادو و صرصر سحر چشم برق فرنگی سب دیوانی دربار و جانب لشکر ظفر پیکر روانہ ہوئے کیونکہ صرصر کی
آنکھیں مرنے سے غضبناک کے اچھی ہو گئی تھیں اور انھوں نے یہ مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے لیس تخت
سحر تیار کر کے سب بیٹھے اور روانہ ہو گئے یہ لوگ لشکر کی سمت چلے لیکن افراسیاب اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ
رہا ہے اور شرابہ ہر ملازمین سے کہ رہا ہے کہ دیکھو عمرو و صرصر و برق وغیرہ پکڑ کر آتے ہیں باغبان قدرت
بھی حاضر تھا اُس سے کہا کہ دیکھی باغبان قدرت کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری انگوٹھی کا سحر دور کرے
غضب اور غضبناک دونوں اگر مارے جائیں تو سحر رد ہو پھر اسکا مزا کیا اب دیکھو کیا ہوتا ہے
باغبان نے عرض کی کہ بغیر کچھ سحر کار کر ناشاہان طلسمات سے ممکن نہیں چنانچہ تو یہ ہے کہ جمشید بھی ہوتو
تو وہاں تک جائے اہل دربار بھی تائید کلام باغبان کرنے لگے اس عرصہ میں محافظان بیابان آتش
کی طرف سے چلے اور اُدھر آکر حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثناء بادشاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ
نصفت نشان غضب غضبناک جادو نے جا کر صرصر وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب عمرو کے پیچھے دوڑا تھا
عمرو کو ہاتھ نہ آیا اُلٹا پھر غضب نے غضب کیا کہ غضبناک کو مار ڈالا افراسیاب یہ خبر سنکر حیران
ہو گیا اور اہل دربار پریشان ہوئے اور شاہ نے کہا ان ساحروں نے فریب بھی بڑا الٹی باتیں

کھڑے ہیں انکے مارے تھوک نہیں ہیں اسوقت گلچین جادو اور باغبان گرد تخت شاہی پھر کر عرض کیا کہ زمانت
خویہ حضور کتاب سامری میں حال دریافت کرین جھوٹ سچ سب معلوم ہوجائیگا شاہ نے انکے کہنے سے کتاب مذکور
منگا کر دیکھی نہیں معلوم ہوا کہ جو یہ ساحر کہتے ہیں سچ ہے عمرو نے اسطرح غضب کی صورت بنکر مار ڈالا بستی دیکھکر
بادشاہ نے آہ سرد بھری اور کہا ایسا الناس کیوں ہی دن جاتے ہیں تم دیکھ لینا کر ان سبکو اگر پیچ بجال خراب
نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادوان نہ رکھیو اتنا کہکر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک غبار اس باغ دلکشا اور صاف آئینہ
نمط میں چھا گیا پھر اس غبار میں سے ایک تخت جواہر نگار نکلا جسپر ایک محبوبہ لیلوا زلف بیٹھی تھی اس غبار انگیز نام
سوار تھی خوبان جہان کی سردار حسن قد بالا اسکا عالی تمنا میں ڈھالا ہوا بال سر کے جو کہیں دیکھے عمرو دراز
خضر ملی ہی کہا کرے کاکل اسکی دیکھا کرے کاکل سحر پر کوئی نہ کرے نظر پھر کاکل سحر کی جانا نہ زہر سیاہ کچھالے
گیسوں کا فرق ہے وہ جس میں شعلہ نور ہین فرق ہے صبح صادق کا دعوی حسن کا ذب ہے ماتھا اسکا خوش نصیبوں کی
قسمت کا کہا زیبا ہے ابرو وہ کمانیں کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کھینچ سکیں اپنے حسن میں آپ ہی کھینچی ہیں پلکیں
پیکان تیر افگن ڈوبی ہیں سطح رخسار برنگ آئینہ شگاف نگاہ انپر نہ ٹھہرے ایسے صاف لطف جبین میں باریک
بینی و نگار ہے دہن تنگ مخزن اسرار ہے وہ غنچہ ناشگفتہ باغ آرزو کہ گل چیننا اسکا محال غنچہ سے بھی کم بلکہ شکل
عدم کیونکر کرے اسکی جستجو زبان برگ گل سے نازک تر پھول جھڑتے بات بات پر ان لبوں کو کوئی جان بخش
کیا کرے عشاق تو ہمیشہ انپر مرتے ہی رہینگے نمک سراپا ہے بقول میر حسن

آگے چلنا نگاہ کو مشکل
اڑ ہے گردن میں اسکی میرا ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرے تو نہون
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
چھپکے جا لہو رکھ تنگ کیسے صاف
پردے میں بھی جو کچھ کہا جائے
اس میں اب زندگی ہو مشتاق

بوالہوس کیجیے اس زنخ کا سیب
یہ تو بارے ہو میرے جی کے ساتھ
دیکھیے از لبیں بر آمدہ سینے
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
اس سے پھر آگے غنچہ رنگ ہے
آپ سے کون تک رہا جائے
ہائے جانان سے گفتگو ہے اب

کنج لب آرزوے جان و دل
ہائے مرے جنون کا آسیب
بس چلے تو گلے لگا ہی رکھوں
ایسا معلوم دل جو یوں چھینے
صید کے ناچیرے تمامات
یان سخن بابت تامل ہے
کیسوں تیرے ران پر نظر ساق
خاک میں ملنے کا یہی ہے ڈھب

اس حسن و جمال پر لباس پر تکلف زیب قامت زرا کے زیور مرصع کا سجے جسم کو آرائش دیے بلکہ زیور جسم نازک سے
آرزو کی غال لیے ہوئے ٹیکا سیندوری کا تھر برا حسینوں میں سرخروئی کی گواہی دیتا جھولا بولا کار

گے مین اسباب ساحری کا پڑا منفعل التیش وبرو روشن عرض کہ ہزار دل طرح کا جوبن تخت سے اترکر سیتا بادشاہ
آئی اور تسلیم بادب تمام بجا لائی آمری بادشاہ نے مسکراکر پوچھا کہ ای ملکہ مزاج تو اچھا ہی تمکو کبھی خیر آتا ہمارے سلام کو
بھی نہین آتی ہو اُسنے عرض کیا کہ کنیز اپنے امورات مالی و ملکی مین ایسی عدیم الفرصت رہتی ہی کہ و قتی حضور کی
شاہ نے فرمایا کہ اب تمکو اسلیے بلایا ہی کہ صرصر و برق و عمرو وغیرہ بحکم ام غضب غضبناک کو
قتل کرکے بیابان انارستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین تم انکی جانے کی راہ کو تین کوس آگے جاکر کو
میں بھی آتا ہون غبار انگیز نے کہا بہت اچھا کنیز اسی طرح جاتی ہی یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لیکر مین وہ باغی
نکلجائینگے تم ادھر ہی سے جاؤ اور انکو روکو یہ حکم شاہ سنکر اپنے سحر کی دھاک سے جو تخت پر سوار تھی وہ تو ہوا
ہو گیا اور ایک طاؤس زرین بال کہ چہرہ اسکا مانند پری کے تھا قد و قامت مین ہمسر پری تھا کاٹھی زمرد کی کھنچی ہوئی
جسمین ہیکل و ضا جواہر کی جڑی ہوئی سامنے فلک سے اترکر آیا یہ اُس طاؤس پر طاؤس صحرائے رعنائی وخوبی سوار
ہوئی اور حسب خانہ ہی بادشاہ چلی اُسکی روانگی کے بعد شاہ طلسم نے کھانا طلب فرمایا لگا دلوانے دسترخوان چنا جب
کھانے سے فارغ ہوا ایک ساحر عنصر جادو نام نے کہا کہ افسوس ہی حضور نے ناحق غبار انگیز کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ
ضرور کر دینا تھی اس خیال سے حضور نے نہین فوج ساتھ کی کہ میرا ارادہ خود بھی جانیکا ہی یہ لشکر اٹھا کر اب مجکو چلنا
ہی اُسوقت عنصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت نہین کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح دون
اور آپکے کام مین دخل انداز ہون کہ بقول شاعر مصرع حقیقت کیا کہ آگے بادشاہ کے سامنے لیکن از راہ
خیرخواہی اور دولت ہمگانی عرض کرتا ہون کہ صرصر کے ساتھ مقابلہ ڈالا ہی عمرو عیار اُسکے ساتھ ہی
اور دو ایک عیار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہون کو لازم نہین کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھرین
بیشک آپ جری ہین لیکن شایان حضور کی نہین ہان اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اُسکے مقابل مین جانا مضائقہ
نہ تھا ہزارہا غلام آپکے موجود ہین جسکو چاہیے بھیجئے کیا مقدور ہو کوئی ان غلامون کا سامنا
کرسکے حضور صاحب ریاست تابع فرمان آپ کا مین ہی ہون اگر ارشاد ہو تو جاکر انکو پکڑ لاؤن شاہ نے
فرمایا کہ ای عنصر تقریر تیری درست ہی اور تو نہایت سچا ہی اول تو ملکہ غبار انگیز ہی کا سامنا مشکل
ہی اور جبکہ دونون ایک ہوئے تو بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را بہ کہ تم بھی جاؤ اور
کام دشمنان تمام کرو عنصر نے عرض کیا کہ جب مین اُنکو گرفتار کرکے لاؤن تو حضور کہان ہونگے شاہ نے
یعنی افراسیاب نے کہا مین آجکل بسبب تشویش کے ایک جگہ تو ٹھہرتا نہین کبھی باغ سیب مین کبھی

ظلمات مین لگا ہی کسی سیرگاہ مین کہان کا تمکو پتا دون اب تمکو لازم ہی کہ لشکر حیرت مین کنار مین بیٹھ رہو
ہو جاؤ مجاعنصر یہ کلمات سنکر تسلیم کرکے روانہ ہوا اور اژدر دمان پر چڑھکر چلا اور آفراسیاب مع باغبان
وزیر وغیرہ کے جانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہان ایک دریا ہی کہ اسکا صندل نام ہی اوسمین کشتی
بجرے وغیرہ رہتے ہین شاہ ایک بجرے پر سوار ہوا اور ہمراہی جاہ و حشم کے لوگ کشتیون پر سوار
ہوکر سیر و شکار کرتے چلے یہانتک کہ دریا سے اوترکر داخل شہر پارسان ہوا وہان ساحران نے نذرین
گذرین سبکی نذرین لیتا ہوا ایل پرزاد آن اترکر لشکر حیرت مین آیا حیرت نے خبر سنی نذر لیکر مع امیران ہمدم
کے خدمت شاہ مین پہونچی تسلیم کرکے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لیجا کے تخت پر بٹھایا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ کچھ
صرصر جو بری لڑنے والی ہین انکا حال کہو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہی اسمین خبر دار کرچکا
کیا اور دشمن کی کل آج تیسرا دن ہے صرصر اور برق و رعد وغیرہ و برق عیار لشکر مین نہین ہین کچھ
اونکا حال نہین معلوم کہ کہان ہین سامان تجہیز کر رہے ہین کہین پتا نہین ملتا ہی شاہ یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا کہ ای
ملکہ حیرت کچھ ڈر نہین وہ سب باغی پکڑکر یہان آیا چاہتے ہین مین اسی واسطے آیا ہون کہ آج انکی گردن
زنی کرون گا حیرت نے کہا سامری ایسا کرین اور آپ مالک ہین جو چاہے کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا
شراب کا پیالہ گردش مین آیا اودہر ملکہ بہار عرض صرصر تخت پر بیٹھی ہی مگر تردد مین ہی کہ نہین معلوم صرصر کہان ہی یا
اوسکے قید مین ہین پھر کہتی ہی کہ عمرو کا قید ہونا ایسا نہین کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہوجاتا بغیر دریافت
کیے مین کہان جاؤن لاحاصل ہے یہ تو اسی فکر مین ہین وہان غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اوسنے آکر دیکھا
کہ صرصر وغیرہ سب چلے آتے ہین اور اب قریب اپنے لشکر کے پہونچ چکے ہین اوسنے تین کوس آگے بڑھکر
ایک سحر ایسا کیا کہ ایک دیوار فولادی دھوئین کے رنگ کی چارطرف گھر گئی صرصر اپنا تخت اڑائے جاتی تھی
اس دیوار کو دیکھکر کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہی عمرو بھی گھبرایا کہ لو اب اور آفت مین گھرے صرصر نے کہا
خواجہ ہم ضرور سحر مین گرفتار ہوگئے برق نے کہا اب ٹھہرجیئے مین خبر لاتی ہون یہ کہکر اوسنے پرواز کی جب
قریب دیوار پہونچی اوسکے لو ایسی لگی کہ جلکر گرنے لگی صرصر نے روکا جب ہوش آیا تو کہا ای ملکہ چارطرف مین کسی
سمت کو راہ نہین ہی اور یہ دیوار دکھ تمام سحر فولادی بنا ہی عمرو کو کہا کہ کوئی بھی صورت نکلنے کی ہی یا نہین کہا کوئی
نہین اسوقت صرصر پکاری کہ یہ کون ہی جو چھپا بیٹھا ہی کرکے تماشہ ہم سے آکر مقابلہ کرے تو جانین یہ نعرہ سنتے ہی ملکہ
غبار انگیز طاؤس سوار سامنے آئی اور پکاری کہ ہم غبار انگیز صرصر نے اسکو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اوسکی ہلاکی

دیوار کا توڑنا ممکن نہیں ہاں اگر یہ قتل ہو تو دیوار ٹوٹ سکے گی کر یہ بھی سر خلد ایسا ہے اور بڑی زبردست ہے عمرو
کہا تصویر اسکی کو مارنے کو جی نہیں چاہتا مرقع دیکھا ایسی تصویریں بھی کم دیکھنے میں آئی ہیں پاس کھڑا غبار
بھی اور اپنی دیوار پاس آ گر کہا کہ او نا عیار تو نے کیا کہا عمرو نے دیکھا الٹ لیا دیوار میں ایک تصویر سی نظر آئی
عمرو گریہ کرنے لگا کہ اے ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار آپ نے ہمکو ناحق قید کیا ہم تو لشکر سے اپنے اس ارادہ سے
نکل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہمکو اپنے ساتھ لیجا کر شاہ جادو کے قدموں پر گرا دے اور اُنسے قصور معاف
کرا دے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے کروڑوں روپیہ کھو چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہے بادشاہ سے
لڑینگے ایک صنعت بھی جو آکر لڑائی ماری ہمیں کام کچھ نہ کر سکے بھلا ایسے زبردست شاہ سے کیا مقابلہ ہم ہی ہونگے
اے ملکہ تم عزت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کرو گی ہمکو یقین کامل ہے غبار انگیز اپنے قافلے سے
کبھی اس لڑائی میں آئی نہ تھی عمرو کے فقروں سے کچھ ہوگا تھی سمجھی کہ اے غبار انگیز تیرا بڑا نام ہوگا طلسم میں
کہ کسی سے یہ نہ ہو سکا جو غبار انگیز نے کیا بہتر تو یہ ہے جو جنگ کی صلح ہو جائے یہ سوچکر دیوار جدا ہوئی اور اندر چلی
آئی ملکہ رخ نے کہا اے ملکہ ہمارا بھی سلام ہو جے اُسنے کہا بی بی سلام عمرو نے بھی جھک کر مجرا کیا عمرو کی
صورت دیکھکر خوب ہنسی اور کہا آپکی تو عجب برزخ ہے عمرو نے کہا بی بی کیا ہنستی ہو جیسا لقا نے بنایا ویسا بن گئے
غبار انگیز نے کہا تو لقا سے برگشتہ ہوا اسکو کیا جا اور اُسکے بنانے کو کیا جانتا ہوگا عمرو نے کہا واہ میں اسکو خدا نہیں
جانتا ہوں سچ اُسکے بندے ہیں میں کچھ نہیں ہوں اسکے لشکر میں نوکری پیٹ کے لیے کر لی ہے غبار نے کہا
اگر تم سچ کہتے ہو کہ بادشاہ اس بات پر میں فیصلہ کرا دونگی کہ قید بدیع الزمان تو ملتی نہیں کہ خدا معلوم
زندہ ہے یا مر گیا لیکن حمزہ اور جنین الماس پوش کو چھڑا دونگی عمرو نے کہا جب بادشاہ کی آشتی آئی تو
بدیع اور کسی سے کچھ مطلب نہیں آپ ہمکو ملوا دیجئے غبار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ کہکر پاس عمرو کے آئی عمرو نے
کہا اے ملکہ ہمکو تین روز ہوئے لشکر سے نکلے اب تک کچھ کھایا نہیں اگر کچھ غذا ممکن ہو تو ہمکو دو تا کہ پیٹ کی
غبار انگیز یہ کلمہ سنکر سوچنے لگی اور تعجیل سے پیارے چٹخار کہا کہ اے عمرو پیارا تو میں بھی جتنی کرو خوب بیجا سکا مگر
جو تو نے کھانے کا نام لیا تو مجھکو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہے عمرو نے یہ سنکر بہت قسمیں
کھائیں اُسنے کہا اب کیا ہوتا ہے یہ کہکر وہاں سے اڑ کر چلی عمرو نے سمجھا کہ اب یہ بیٹھے گی اُسنے بھی ایک بیضہ بیہوشی
تاک کر ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بیہوش ہوتے ہی پکاری کہ ارے جاؤ لینا کہ ایک
چند تیلے پیدا ہوئے اور اُسکو اٹھا کر لیگئے ایک لیجا کر پانی چھڑکا کہ اسکو ہوش آگیا بس ہوشیار ہو کر

دستک دی کہ پانچ پتلے پیدا ہوئے انکے ہاتھون مین ننگے خنجر تھے کہ جاؤ ان پانچون کا سر کاٹ لاؤ خبردار دیر نہ لگانا یہ حکم
دیکر بادشاہ طلسم پاس چلی گئی پتلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن مہتر قران کہ ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین اور چرخ قریب پہنچکر
پہونچ ہی چکی تھی یہ بھی بیشہ تھا کہ جہان درہ کوہ مین مہتر موصوف بیٹھے تھے چڑی پکار رہی تھی آخر انہون نے بھی
آواز سنی اور باہر نکلکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی حسینہ بیٹھی ہے اور پتلون کو حکم دے رہی ہے دیکھکر قران سمجھ گئے
بنے ہی رہتے ہین درہ سے نکلکر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ منم غلام شاہ افراسیاب جادو غبار انگیز
قتل صرصر وغیرہ بھیج رہی تھی رہی تھی اس سبب سے ادھر مخاطب تھی اب جو آواز قران کی سنی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو
ایک ساحر سیاہ فام کو آتے پایا اور قران نے قریب پہنچکر باادب تمام سلام کیا اسنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو قران نے کہا جہان تم آئی ہو وہین سے ہم بھی آتے ہین غبار نے کہا وہان تو تم نہیں تھے قران نے کہا مین
رومال غلامون مین تھا وہ آپ کی ابھی کیا نگاہ ہے ملکہ نے خیال کیا کہ شاید لوگون مین ہو اور توجہ نہ کی
ہو پھر مستفسر ہوئی کہ اچھا تم وہان تھے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قران نے کہا مین کیا جانون کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ
کہ میرا نام کیا ہے اے ملکہ افراسیاب کے یہان مجھ ایسے ہزارون ہین اور مجھ ایسے لاکھون ہین کون کسکے نام کو جانتا ہے
اچھا اس تقریر سے کیا مطلب ہے لو نامہ شاہ یہ ہے اسکا جواب دو مین چلا جاؤن یہ کہکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اسنے
دیکھا کہ نامہ پر مہر افراسیاب کی لگی ہے بس تعظیم کرکے نامہ لیا لیکن خیال مین گذرا کہ عمرو کو تو نے اور سردارون
کو اسکے قید کیا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی کوئی عیار ہو اور انکے چھڑانے کو آیا ہو بس فکر کر لے یہ سوچکر اسنے
ایک سحر پڑھا کہ اسکے سر پیا اور ایک سر سحر کا پیدا ہو گیا قران اس بات سے سمجھ گئے ہو اور اسنے نامہ لیکر سر جھکا
پڑھنا شروع کیا قران نے انکے سر جھکائے ہوئے پر چپک کر لگدہ مارا اور نعرہ کیا منم مہتر قران حبشی
غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا بندے کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ منم غبار انگیز قران نے دل مین
اپنے کہا اے مردم یہ کیا غضب ہوا بس انکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیہوشی بچا لاکے اسکے منھ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہو کر گری اسوقت دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اسکو کھینچ لیگئے کہ زیر زمین لیجا کر پانی مین غوطہ دیا وہ ہوش
مین آگیا تڑپ کر باہر نکلی اسکے زیر زمین جانے سے قران بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد ہو تو رہے اپنی
دناب رنگین چھڑا کر دھوتی باندھ کر کھڑی لیکر لگاتار ایک پھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قران کو
ڈھونڈھنے چلی لیکن اسکے بازو پر ایک لوح بندھی تھی کہ ماں خسیہ جادو نام نے کہ بے بدل منجم اور
کاہنہ تھی باندھ دیا تھا اس لوح کے نیچے ایک خبر لکھکر رکھ دیا تھا اسنے وہ لوح باز سے کھول کر دیکھا

اوراسکی یہ بھی کہدیا تھا کہ ای فرزند جسوقت تجھکو سحر اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجھکو یہ غرور آجاے
کہ مین سحر سے اُنکو پکڑ لونگی تو خبردار اس امر کا خیال دلمین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ مین بہتر ہتی ہون انسے
بلکہ یہ غالب ہتے ہین اسمین اگر اُنکے ہاتھ سے بچ بھی جائے اور پھر ایسا پیچ پڑے کہ تو بیہوش ہو اور یہ لے
تجھکو بچا لیجائین تو پھر خبردار اُنسے مقابلہ کرنا کیونکہ عمرو کے ہاتھ سے تمام سردار طلسم ہوشربا مسلمان
ہو جاینگے اور وہ مقرر طلسم توڑ لیگا پس لازم ہی کہ رقعہ کو آگے دیکھنا غبار نے رقعہ کو آگے سے نکالا اور دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ عیارون سے ہرگز نہ لڑنا اور اُنسے بچانا اپنی جان کی ہوئی پھر نہ ملیگی اور مر کر انسان پھر زندہ نہین
ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیے غبار اس مضمون سے آگاہ ہو کر خود بھی علم نجوم مین دخل رکھتی ہی اسنے بھی ستارون
برجون کو نظر کیا اور دریافت کی کہ مین شریک افراسیاب ہون یا عمرو سے ملجاؤن میرے حق مین بہتر کیا ہی اسکو
معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کریگی تو تیرے واسطے بہت برا ہی عیار تجھکو پکڑ کر مار ڈالینگے اور اگر
تو شریک عمرو ہو کر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتری ہی عمرو وغیرہ کیطرف سے جانبازی کرنے
مین جب تک بنیاد طلسم باقی ہی تو برقرار اور قائم رہیگی اور پھر بھی شکل بہتری کی ہی اسمین فرق نہو گا بس اس
حال کو معلوم کر کے گھبرا گئی اور پکاری کہ ای جہتر قران قسم ہی مجھکو اپنے دین و ایمان کی کہ اب
مین تمسے کسی طرح کی بدی نکرونگی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھکو اپنے ساتھ لیجا کر شہنشاہ عیاران
عمرو نامدار سے ملواؤ مین عمر بھر کو تمھارا احسان مانونگی یہ صدا اسکی سنکر قران کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے
ساتھ عیاری کرتی ہی لیکن اٹھکر گھسیارا بنا ہوا اُسکے سامنے آیا اور کہا ای ملکہ تم کسکو بلاتی ہو اُسنے
کہا مین اُس حبشی کو بلاتی ہون کہ وہ آکر مجھکو عمرو سے ملوادے قران نے کہا وہ ایسا احمق نہین ہی کہ جب
دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تمنے سنا نہین بیت برتو افتد با دشمن تکیہ کردن ابلہی است پا بوس
سیل از پا افگند دیوار را اگر تم اسکو پکڑ لو تو وہ بیچارہ کیا کرے غبار نے اُسوقت قسم کھائی کہ مین اسکی
اطاعت کرونگی اور جیسا وہ کہیگا وہ بجا لاؤنگی مجھکو اب ثابت ہو چکا ہی کہ عمرو کے شریک ہونے
مین سراسر فائدہ ہی جب اُسنے اسطرح سے کہا قران نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ مین نے ایک مقام پر
اُس حبشی کو بیٹھے دیکھا ہی مین بتا دون پھر آنا نہ آنا اُسکا کام ہی یہ کلمہ سنکر غبار تو خود عقلمند و دانا تھی
وان ہی فوراً پہچان گئی کہ یہی قران ہی لیکن سوچی کہ اگر تو کہدیگی کہ تم ہی قران ہو تو یہ مارے
ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہی کہ اسکو غفلت مین بزور سحر پکڑ لے یہ قصد کر کے ایک دانہ ماش کا

ساحر ہو واہ واہ واہ کیا نادر سحر کیا ہے کہ آپ سب بانی گئے ساتھ چلے آتے ہیں غرض کچھ قریب آکر پکارا کہ اے ملکہ غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہے مجھکو شاہ جادوان نے بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم سلطنت کا دیا تھا لیکن تمنے تو خاتمہ ہی کر دیا غبار انگیز اُسکی اس تعریف کرنے کو سمجھی کہ ہجو ملیح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم تو دعوی جنگ کر کے آئی تھیں یہاں آکر مل گئیں بس یہ سمجھکر اُسنے جواب دیا کہ ہان ہم ہمتو مل گئے اور یہ سمجھا اور بھی کہ افراسیاب اپنی عیش مین مشغول رہتا ہے ہم لوگون کو لڑوا کر قتل کراتا ہے پھر ہم جو آپسمین لڑتے پھرین اس سے کیا حاصل ہے عنصر نے کہا اے ملکہ مین سمجھا تھا کہ یہ سب تمھارا تمھارے سحر مین گرفتار ہو کر ساتھ آتے ہین یا یہ کہ اُنھون نے اطاعت قبول کی ہے یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ تم خود انکے سحر مین مبتلا ہو کر اُنسے مل گئی ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جا سکوگی غبار نے کہا تو بکتا کیا ہے جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور دکھاتا ہے نہ کہ یہ سنکر عنصر مرکب بناچکا کر آگے آیا اور تیغ سحر کھینچکر حملہ آور ہوا مہرخ غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ تلوار سر پر آئی سحر پڑھکر مہرخ نے بھی خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو اس نارنج نے جلا دیا عنصر کود کر الگ ہوا اور سنبھلکر چاہتا تھا کہ ایک وہ سحر مارے پیچھے اُسکے آکر مہرخ نے ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہو گئے غبار انگیز نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا تیز سحر کیا ہے مین تو قائل ہون اس آپ کی پھرتی کی غرض عنصر کے مرنے کا شور بلند ہوا عمرو نے جھولا اُسکے گلے سے اُتار لیا اور جب بارہ وہ ہوا اُن پر سے قبول لیسے اُسکی لاش نحس پر تھوک کر سب نے آگے کا راستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملکہ مہرخ کا نظر آیا ملکہ مذکورہ نے غبار سے کہا وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہے عمرو نے کہا مجھے تخت سے اُتار دو اُنھونے تخت نیچا کیا عمرو جست کر کے نیچے آیا اور لشکر مین پہونچکر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوارہ ملک ملک طاؤسیہ بھی ہین یہ سنکر تھا کہ لشکر مین غلغلہ پڑ گیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہین سردار بہ ارادہ استقبال بارگاہ سے نکلکر چلے اسباب تزک و احتشام ہمراہ فوج ظفر موج آراستہ ہو گئے ڈنکے بجنے لگے بہادر نافرمان وزلزلہ ولرزان شکین بھی جاکران سب سے ملین پھر تو یہ عالم تھا کہ ابیات

جو کچھ اسباب جنگی ہو گئے درکار درجانا جیسے شور بسمت شہوار	ہوا سب بات کہتے ہین مہیا تفنگیون کی صدائین دہشت انگیز	لگی چارون طرف آتش کی بوچھار وہ گرد کے دھاڑین ادھر خونریز

لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ
کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج
ہزارون پالکی فیل و عماری
چنور جھلنے لگے بال ہما کے
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کر غیرت ماہ
کرا ہی وضع اور خوبی دوبالا

نوازش مین ہر ایک جا بربط و چنگ
کے تھا ایک عالم کو نفا دے
جواہر چنبہ تھے صرف تیاری
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا
رکاب دولت مہرخ کے ہمراہ
ترا باندھے کھڑے ادھر ادھر بار

مرصع سر بسر تھا مہرخ کے وہ تاج
گرین شمع پر فدا ہوتے ہین تارے
جب اُس مین ایک پر بیٹھی وہ آ کے
اگل نواب کے اوپر قمر تھا
اسی صورت سے ادنی اور اعلی
چلے جس طرح سرو کبک رفتار

غرض باین تجمل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ مین آکر پہونچی چار طرف سلامی اڑنے لگی نوبتین بجنے لگین سرداران نے نذرین دین ملکہ بہار جادو بغلگیر ہوئی مہرخ نے کہا کہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے ہمارے اوپر رحم کیا یہ سنکر غبار کے گلے سے بہار بھی لگی مہرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب بیٹھے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو بھی ہنی کرسی پر آکر متمکن ہوا لیکن قران بھی اس تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجمل و احتشام دیکھکر ایک سمت کو چلا گیا اور ہرکارے سحر کے خبر سنکر روانہ ہوئے مگر عرق عرق پسینے مین غرق افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا اُسنے کہا کیون خیر تو ہے کسلیے اسطرح بدحواس آئے ہو انھون نے آنا مہرخ کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش خوش بیٹھے شراب پی رہے ہین یہ خبر سنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہوگیا افراسیاب نے کہا کہ ہمکو دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز بھی مہرخ ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی خوب ہوا جو وہ ملکی نمکحرام دریافت ہوتے جاتے ہین ہین اُسکے ملک طاؤسیہ کو اب جاکر غارت کرونگا یہ کہکر اُٹھا اور اسی فکر مین اول ظلمات کو گیا پھر وہان سے کچھ ایسی تدبیر کی کہ مہرخ وغیرہ سب وہین بارگاہ مین خوش و خوشنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہوائے سرد چلی اور پھر وہی ہوا گرم ہو لی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادوگر نے آنکھین بند کر لین بعد اُسکے جو آنکھو کھلی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلا بزرنگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھین اُس پتلے کی سبز اور پتلی سفید اور وہ بیچ بارگاہ مین آیا اور نعرہ کیا کہ منم پتلہ افراسیاب جادو جس کسیکو حوصلہ کسی طرح کا ہو وہ آکر میرا سامنا کرلے اسوقت یہ عالم سبکا تھا کہ آنکھین کھلی مگر زبان گویا تھی یہ حال تھا کہ ع شمع کی صورت زبان رکھتا ہون گویائی نہین ۔ بصورت بتصویر سب چپ و در

خاموش تھے اس چیلے نے غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار بیجادو وہ چیلے اس کہنے کے ساتھ چلے ہوئے اور اسکو لیکر چلے اسوقت تیلہ آتشی بھی چلا گیا اب پھر ہوا صاف چلی اور ہر ایک کی زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا خالی پایا مہرخ رونے لگی اور کہا ای ملکہ بہار جادو تم نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا کہ گنبد آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا ای ملکہ یہ اور زیادہ تر ستم تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ سکتے تھے مہرخ نے فرمایا کہ یہ تیلا نہ تھا اسی پیلہ میں خود افراسیاب آیا تھا یہ کہا کہ اف نہ دیر غم اور کیا سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہے کہ فوج تیار کرکے لشکر حیرت پر ہم جاکر گرین بہار نے کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر میں مہرخ کے منتشر ہوئی کہ افراسیاب نے آکر غبار انگیز کو پکڑ لیا لشکر میں بسبب غم و ہم ملکہ مہرخ و دیگر سرداران کہرام برپا ہوا یقینہ تھا کہ ابیات

ہاں ہمہ رنج و سراپا غم ہے
کوئی محرم ہے نہ ہمراز اپنا
لے لی چٹکی سی خلش نے دل میں
ناخن غم سے کلیجی کی چھالی
تپش دل لو لگا جان تک پہونچی
تو اچل آگ کلیجا آئی دوڑی

رنج سا رنج ہے غم سا غم ہے
کوئی آشنا نہیں جو حال سنے
کد گدی سی کی تپش نے دل میں
ایک طوفان نالہ و افغان کا اٹھا
آتش سینہ زبان تک پہونچی

کوئی محرم ہے نہ دمساز اپنا
متوجہ ہو کچھو احوال سنے
شدت غم سے بھر آئی چھاتی
شعلہ کیسا دل سوزان سے اٹھا
آگ جو شعلہ اٹھاتی دوڑی

عمرو نے اسوقت مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ مجھکو سات دن کی رخصت دیجیے یا تو ہم ملکہ کو لائے یا غبار انگیز کے ساتھ ہم بھی خاک میں ملیے یہ کہکر جسطرف وہ چیلا گیا تھا اسی سمت کو یہ بھی روانہ ہوا پیچھے انکے برق فرنگی بھی چلا اب حال افراسیاب سنیے کہ یہ ملکہ کو لیے ہوئے ایک کوہ صفیہ پر آیا اور اسپر غبار انگیز کو مارا اور مشکل ہوا کھڑا ہو ملکہ غبار انگیز کی آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا ہے اور افراسیاب نے کہا کہ اے ملکہ تم کو کیا سوجھی تھی اور کیا کر رہی تھیں ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا اچھا ہے تو مار ڈالیے یا جلا دیجیے میں تو جو کچھ کہ چکی ہوں وہ ہی کرتی ہوں اور جو ہمارے منہ سے نکلتا ہے وہ ہی ہو رہے افراسیاب نے کہا اب تو تیری تقصیر معاف کی اپنے ملک طاؤس کو جا لیکن ملک سے باہر نہ نکلنا غبار نے کہا تو اگر ہزار مرتبہ قید کریگا تو بھی میں وہان جاؤنگی اور تو سر دار بیچے

ایسی باتین کرتا ہو اگر مین تجھ سے مارے ڈر کے نکلی اور پھر مین نے دغا کی تو کیا تجھکو حصول ہوگا
افراسیاب نے کہا مین تجھکو دہن اژدر مین قید کرونگا کہ تمام عمر دہن اژدر سے تجھٹو نہ نکلیگی القصہ
یہ کلمات کوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس طرف مین ایک ملکہ رہتی ہی کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو
ہی اور افراسیاب کی طرف سے حاکم و ناظم ہی مگر سن اسکا برس سترہ اٹھارہ کا ہے نہایت
حسین و خوبصورت ہی کہ اسکے حسن کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی نظم

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر
گل افشان یعنی غنچہ دہانی
سکون سے شوخی انداز ظاہر
نشان رشک سویدا نقطۂ خال
خموشی سے عیان شیرین زبانی
کہ وہ لب مثل تھے جنکے یہ تمثال

نازمین حور شمائل تیغ ادا سے جسکے دل عشاق گھائل پیکر نازک اسکا ایسا کہ ہر اعضا دلکو مجبور
ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب چتون سے پیار نکلتا جو دیکھے نہ ہو جائے شیدا کاکل
معنبرین کے آگے سنبل باغ کے پیچ کچھ نہ چلین لاکھ داؤن گھات لگائے مگر اسکے ہمسر کہلائے پیشانی
وہ نورانی کہ حضرت موسی کو دیکھنے سے غش آئے آنکھین قتال چتونیان خوش چشمان نرگس جسکو دیکھکر حیران
رخسار تابان کے مقابل آئینۂ شمس و قمر اندھا دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہو سخن مین ایسی زبان کہان
ہو لب مین وہ شیرینی کہ عشاق کا اکسیر دانت لہی ایک بوسہ لیجائے اس خیال مین تمام عمر لب چبا کر

ان لبون سے جو کوئی کام رکھے
دلکشی مین ستم یک پہلو
جاے نظرون مین جگر بالکے
پھر قیامت تلک ندامت کھینچے
قند مصری کو کیون نہ نام رکھے
یون نہین سرخ اسکے ہر انگشت
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
دیجا ندم کاش میرے سر رہو
شانہ و دست و ساعد و بازو
قد ویلے مین ہے خوش ترکیب
تک اگر جھکے تو قیامت ہی
ساق سیمین ہے ہے کمر پہ ہو

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افراسیاب کوہ سفید پر آیا ہی لباس اچھے
لباس اور زیور سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سو ایک اشرفی نذر کے لیے لیکر
اور تحفہ بہت سے کشتیون مین لگا کر سترہ سو اصیلین اور کنیزین ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئی
اور خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوئی مجرا کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیان تحفون کی پیشکش کین اور
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد مین حضور تشریف لائے ہین تو باغ مین میری جو
افروزون مین سے ایک باغ کی ابھال نیا تعمیر کیا ہی اسکو اپنے قدم گل رنگ سے بہار تازہ

عنایت کریں بادشاہ طلسم اسکی باتوں سے نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اسنے تخت پر
بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب نحوست مآب ہوکر چلی اور سیر اطراف کراتی ہوئی داخل باغ
ہوئی ملکہ غبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ مجھکو چھوڑکر چلا گیا اب تو اپنی راہ لیے ہو چکر
جاتی تھی کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئیں کی طرح میرے گرد ہے یہ بھی ناچار اُسی
باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہے چلی اور باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و پُر بہار ہے ہر سمت
لالہ زار ہر گلزار جان دہکی جان دہ باغ تھا رضوان کو جلنے دیکھے سے داغ تھا بلبلوں کا ہر سمت ہجوم
بلبل دلکی اس جگہ کو دیکھکر یہ دھوم کہ ان گلوں کی بہار لوٹیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے ہر غنچہ دہن
تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکرا آتا تھا نہرین ہر سمت لطافت بہتی ہوئی
کی فرحت انگیز کہ **نظم** ٭ اس چمن مین ہے ہر گل سرخ و زرد ٭ نکہت گل جھاڑتی تھی دل کی گرد
پھول و گل آئین نظر دیکھو جدھر ٭ لالہ و صد برگ سب باغ نظر ٭ ان گلوں کے عکس سے نہروں کا آب
آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا تاب ٭ بارہ دری وسط باغ مین بہت نایاب بنی ہوئی اندر اُسکے ہر طرح
کے اشیاء عیش و راحت دھرے ہوئے مسندین لگی مین کہانتک وصف اُسکا کیا جائے بادشاہ
کو دس خوش لیتے شیخ جادو نے لا کر بٹھایا جام شراب ناب دیا رقاصوں کو بلوایا ناچ ہونے لگا
جام شراب کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا غبار بارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑی تھی
گویا بندھی ہوئی تھی اب حال عیاران سنیے یعنے عمرو جو بارگاہ سے روانہ ہوا اُسکے رہائی کو وہ
تو ہنوز راہ مین ہے لیکن برق فرنگی بھی غبار کا جو یہ ہر سمت پھر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ الٰہی
بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا مین نے تو تپلے کو طرف لیجاتے دیکھا تھا اب پتہ اسکا نہین ملتا یہ
کیا ماجرا ہے اسی طرح ڈھونڈھتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال مین آیا کہ اس بستی مین چلکر تلاش کرے
اُسی طرف چلا سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی
دی خیال کیا کہ جہان یہ طبلہ بجتا ہے پہلے وہان چلکر دیکھو لے پھر آگے جانا یہ سمجھکر اسی آواز پر چلکر
قریب باغ شوخ جادو پہونچا اور ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر اندر باغ کے آیا باغ کو فرح بخش
صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا دیکھا کہ بارہ دری مین مسند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہوا اور ایک
پری سامنے بیٹھی ہے ستر سو خواص اور انیس دریا جواہر مین غوطہ مارے حاضر ہین ملع ہوتا ہے

شراب کا دور چلتا ہوا اُسنے آہستہ سے کہا کیون میان افراسیاب تم تو یہان آکر چین سے بیٹھو رہے
اور ہمکو اسطرح دوڑایا اور پھر اب بھی صلاح نہین کہ لے آو شراب پیو راحت کرو یہ کہنا اسکا کسی نے
نہین سنا او اُسنے دیکھا کہ غبار آگنز چبوترے کے نیچے ٹکڑی ہے بندھی ہی نہین ہے سحر سے زمین پر
ہی دست و پا بستہ قابو مین مطلع دیتے ہین جب جاتی ہے ٹکڑی ہوئی ہے یہ دیکھکر باغ مین تھوڑی دور
قریب اُس اسیر دام دوڑی کے گیا اور کہا ای غبار تم تو مرغ خانہ پکارے مل گئی تھین اب کیا انکو بھی
چھوڑ دیا غبار نے کہا ارے لونڈی احمق بے تمیز چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ
رکھے جبتک میرے دم مین دم ہے بھلا مرغ کو چھوڑ دونگی اتنی مزا اور جیسا سب مرغ کے ہی ساتھ
ہے برق یہ کلمہ سنکر خوشنود ہوگیا اور چپکے سے کہا منہ ہتر برق فرنگی کیون اے ملکہ پھر تم بڑی احمق ہو
یہان کھڑی ہو چلی نہین جاتی ہو اُسنے کہا ای برق ایک حلقہ میرے گرد ہے اگر زمین مین بھی جاؤن تو وہ
حلقہ کھینچ لائیگا برق نے کہا زمین مین بھی جادوگر بڑے بڑے ہین گھبراؤ نہین سحر ہر طرف اونکے
یہ کہکر دل مین اپنے برق سوچا کہ شاہ جادوان تماشا دیکھنے مین مشغول ہے اور یہان آ کے بھی ہے تو
انکو بیہوش کرکے لیچل حلقہ سحر تو کیا کریگا یہ سوچکر کہا ای ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس ٹکڑی تک چلو
پھر مین سمجھ لونگا غبار یہ سنکر اس طرف گئی برق نے وہان لیجا کر بیہوش کیا بیہوش ہوئی برق نے اسکا
پشتارہ باندھا اور لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہوگیا اس عرصہ مین عمرو روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈھتا
ہوا اسطرف آگیا تھا جب برق پشتارہ لیکر باہر نکلا عمرو نے پہچانا کہ برق ہے پکارا کہ ادھر بھی جاؤ
ادھر بھی دیکھنا برق نے اُسکی جانب دیکھا عمرو نے اپنی آنکھو کا تل دکھایا برق دوڑ کر قدمون
پر گرا اور کہا اُستاد مین غبار آگنز کو لایا عمرو نے جست کرکے کہا مجھ سے الگ رہو تمھارے ساتھ کوئی
بلا بھی ہے یعنی حلقہ دھوئین کا گرد تمھارے معلوم ہوتا ہے یہان تو یہ باتین تھین ادھر جب برق
باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار جو ساتھ آئی ہے اسکا فیصلہ کرنا چاہیے
یہ خیال کرکے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہین باغ مین پتہ نہ پایا اسوقت اُسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا
معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیگیا یہ معلوم کرکے اُسنے سحر کی دستک دی کہ پنجہ پیدا ہوا اُس سے کہا جا
برق کو مع پشتارہ اٹھا لا وہ جاکر اٹھا لایا شاہ نے پشتارہ سے غبار کو نکالکر ہوشیار کیا اور بہت سا
سست سمجھایا لیکن سحر انکار اطاعت کے اُسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے اُسوقت سحر پڑھ سالہ کیے

جلاد سیہ فام تیغہ ہاتھوں میں لیے آنکھیں لال لال اُسکی سامنے شاہ کے آکر آیا اُسنے حکم دیا کہ اسے
جلاد جادوان دونوں کو تم باہر باغ کے لیجا کر سر کاٹ دو جلاد نے غبار اور برق کے بازو
کو تھام کر پرواز کی اور باہر باغ کے آیا خیال میں اُسکے گذرا کہ یہ دونوں سلمان ہیں اِن
کو کسی صحرائے پُرخار میں لیجا کر قتل کرو تو بہتر ہے یہ سوچکر باغ سے کچھ دور ایک دامن کوہ میں آیا
کہ زمین وطن کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے اس مقام پر خواجہ عمرو بھی مکر عیاری کیے
گرد رہے تھے اُنھون نے بھی اسکی پرچھائیں دیکھی گھبرا اُٹھ کھڑے ہوئے اب جو دیکھا تو ایک جلاد غبار و
برق کو قتل کرنے لایا ہے اور جلاد نے دونوں کو بٹھا کر تیغہ کھینچا چاہا کہ قتل کرے عمرو نے گوپھن
میں پتھر رکھکر چلا دنے پیترا بدلا اُس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کاسہ سر ترخ کر دور گرا صدا اسکے مرنے
کی بلند ہوئی مگر وہاں کون تھا جو سُنتا برق اور غبار رہا ہو گئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرانے
انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو سحر اُنپر سے اُتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عمرو نے کہا کہ
اب یہان سے ناپارہ دری جلد جاؤ کہ دشمن اسی مقام پر موجود ہے غبار اتا ہیز نے کہا تم اب نہ رہ جاؤ میں اُس کام
کو جاتی ہوں یہ کہکر زمین پر گری اور سحر سے مچھلی بنکر زمین میں سماگئی عمرو اور برق نے لشکر
کیطرف چلے راہ میں برق نے کہا کہ باغ میں جو ساحرہ کہ افراسیاب کے پاس بیٹھی ہے استاد میری
نگاہ سے تو ایسی حسینہ عورتیں کم گذری ہیں عمرو نے کہا تو پھر میں جاؤں اور حیلے تو رکھ سکتے
پر اسکو لاؤں برق نے کہا ایک سر ہزار سودا وہاں افراسیاب بھی بیٹھا ہے یقین معلوم کر لیجے اتفاق
ہو چلیے بس اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عمرو جانب لشکر روانہ ہوا اور غبار الیہم
طاؤس سوار جو غرق زمین ہوئی بہت دور جا کر مثل غنچہ کے زمین سے برنگ لالہ و گل نکلی اور خیال
کیا کہ چلے اپنے ملک میں جلکر لشکر بنا او طلسم مانند ساتھ لے پھر لشکر صرح میں چل ہمہ افراسیاب
کو سب لشکر الیکا لیس یہی رائے پسند آئی اور بزور سحر اُڑکر اپنے ملک میں پہونچی اُسکے ملازموں کو
خبر ہوئی سواری اور اسباب تزک شاہنشاہ ہمراہ لیکر اُسکے پاس حاضر ہوئے چار سو کنیزان حسین
ومہ پارہ جو اُسکی ہیں وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر آئیں ملکہ دار السلطنت میں اپنے آئی سب
مال و اسباب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا پر مسند حکومت پر بیٹھی اور اُسکی طرف سے فوج کا مالک
گروہ وقار جادو نام ایک ساحر تھا اُسنے آکر تسلیم کی نذر دی جبار نے ہنسکر کہا کہ اسے

کوہ وقار عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہے کہ جسکا بیان کرنا بھی دشوار ہے خیر جسکے کہتی ہون لو سنو مجھ سے اور افراسیاب مالک طلسم سے بگڑ گئی ہے اور مین صرصر سحر چشم کے شریک کے فریک ہو گئی ہون کوہ نے کہا صرصر نے جو آجتک مقابلہ کیے بہادر شاہ کا کیا آل اجنگ اسد اور رمہ جبین قید مین غبار انگیز نے کہا صرصر نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑے لگی ہان یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی خاک پا تھی اسکا کچھ بادشاہ نے آجتک نہ لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلامون کو مالک سے تقریر کرنا نہیچاہیے اچھا جو کچھ آپنے کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہین جو فرمایئے وہ بجا لائین جب ملکہ مذکور نے یہ عجز اسکا دیکھا خوش ہو کر خلعت سے اسکو تخلع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو اور اژدرہائے سحر پر بارگاہ و مال خزانہ لاد کر روانہ کرو بموجب ارشاد اسیوقت نفیر سحر کو دم ملا فوج نصرت شعار اسکی سلح و کمل ہوئی آسمان دود سحر سے ایک دودی جہاز نظر آنے لگا ہر سمت صدائے ابوق و نفیر سے زلزال خنگار ہوا باز و بط جانوران سحر نے ردئے دہر پر کولکر کالا کیا ایک سمت ملوار کے وہنی ساحر بھی اور سر دار بھی ہتھیارون کو کمر کمر نے اپنا جوبن دکھاتے تھے تنے ہوجاتے تھے سے اگھوڑ ہا دلیر قتال کرنے دا گھوڑ کا اسنا

تھی سواری کے فیل کی وہ دھوم	جیسے ابر بہار آئے جھوم	آئی دولت سرا سے ہوکے سوار
لعل ناب و گہر تھے صرف نثار	اک عماری کے ساتھ فیل نشان	آگے مانند کوہ زر کے رندان
اور ہاتھی تھے جھومتے جاتے	جیسے کے جوان مدھ ماتے	پلٹنین جاتی تھین برابر یون
صف مژگان دلبرون کی جون	یال البتہ رکاب مین تھے سرنگ	تھلے دیکھے کمیت چرخ ہے دنگ
تھا بہت تیز گام اسپ خیال	رہگیا دیکھ کر انکھون کی چال	حاصل کلام غبار انگیز گلفام بسبب

فوج و خزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کرکے بازاری بیوپاری ہسلو لشکر میں مقرر کرکے نرگسی کوہ کی طرف سے راستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑ کر جانب لشکر صرصر فرخ نامور روانہ ہوئی یہ تو یہان سے جب دور تر نکل گئی تماہ جادو ان اسوقت ملکہ شوخ جادو کے یہان ناچ وغیرہ دیکھکر فارغ ہوا اور اسکو خیال غبار کا آیا پکارا کہ ارے ہمنے جلاد جادو کو بھیجا تھا کہ وہ غبار اور برق عیار کا سر کاٹ لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ ابتک نہ آیا جلد تر کوئی جاکر باہر باغ کے اسکی خبر لائے کہ کیا گذری حسب الحکم ملازم شوخ جادو کے دوڑے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلاد جادو کی لاش پائی کہ سر ختق ہو گیا ہے اور مرا ہوا پڑا ہے یہ دیکھ خدمت بادشاہ مین آکر عرض کیا

رحضور جلاد مردود پڑا ہی اور عیارہ وبرق کا کہیں پتہ نہیں ہی یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ صاجو مین
یہ حیران ہون کہ یہان کون آیا جو جلاد کو مار کر غبار کو لے گیا یہ کہکر اپنی بغل سے ایک
لوح نکالی اور سحر پڑھکر اُسکو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جب غبارہ کو جلاد لیگیا اور قتل کرنے لگا
وہان عمرو عیار موجود تھا اُسنے پتھر مار کر جلاد کو مار ڈالا اور غبار انگیز کو لیگیا بس لوح سے یہ حلوم
کرکے شاہ وہان سے اُٹھا اور کہا ای شوخ تم غبار کے قتل کی نسبت ننگ راہ میری ہوئین ہر وقت
انسان کو ناچ ورنگ بھی دیکھنا اچھا نہین اگر مین خیال کرکے پہلے ہی اُسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا
مین تو مصروف عیش ونشاط رہا دشمنون نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ عذر کیا اور کہا مجھسے
جو خطا ہوئی ہو طلازمان جناب معاف کرین اسنے کہا کہ ہم تجھسے بہت راضی ہین مگر خیر غبار اگر چھوٹ
گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور راہ مین سوچا کہ چلکر
غبار انگیز کا ملک تمام ویران کردے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہوجائے بس یہ سوچکر تا بہ آ او بھر
تھاب پر آیا وہان کشتی سحر لگی تھی سوار ہوکر پار جو اُترا ملک طاؤسیہ مین پہونچ گیا یہان جو دیکھا تو
سب ملک ویران نہ فوج ہر نہ دوکانین ہین نہ مال ہی نہ خزانہ ہر سوچا کہ غبار اگر پہلے ہی نکلی ہوگی
تو نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا ناچ دیکھا کیا اب چلکر لشکر مہرخ مین وہ ملیگی اُسکو مع مہرخ کے قتل
یہ خیال کرکے وہان سے رنجیدہ خاطر ہوا اور بجانب ظلمات گیا اور اُسکو اختیار ہی کہ ہر مقام سے ظلمات
مین چلا جاتا ہی بس ظلمات مین پہونچکر ایک نامہ اُسنے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ پاس ظالم گیسو دراز
ظلماتی کے لیجا کے طائر کو زمانہ منقار مین دبا کر چلا اس ظلمات مین ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے دامن مین
قلعہ آباد ہی اس قلعہ کا ظالم حاکم ہی چنانچہ وہ اپنے دار الامارہ مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لا کر نامہ دیا
اُسنے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای حضرت ظالم گیسو دراز ہمارا تمھاری ملاقات کو جی چاہتا ہی
اور یہان کار ضروری ہی بس لازم ہی کہ بلفور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ دہی کے جلد تر
ہمارے پاس آؤ یہ پڑھکر اُسنے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ای حضرت سرخ چشم افراسیاب نے بعد
مدت کے ہمکو یاد کیا ہی اور مشہور ہی کہ طلسم مین غدر بھی پڑا ہی اچھا جو کچھ ہی ہو ہمکو بادشاہ کے حکم کی
تعمیل ضرور چاہیے اجھا تم جاؤ اور فوج کو مسلح ومکمل کرلو سپہ سالار یہ حکم سنکر لشکر تیار کرانے گیا اور
اُسنے بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہی طائر نے جواب لا کر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھکر

کہا حضور ملاحظہ فرمائیے کہ مین جا کر طبقۂ ظلمات کو الٹ دونگا جہان سب مخالف ہین اور ہر ایک کو
بعنایت سامری شکین باندھکر حاضر آستان کرونگا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف ادب سلطانی ہے
اُسکو عرض نہین کر سکتا ہون اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو ہمنے
جان بخشی کی اُسنے اٹھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ عیار کو مین پکڑ لاؤن تو مجھی کو وہ مرحمت
فرمائیگا کہ مین ایک مدت سے اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اور ایکدن جشن جادو کے میلے مین اُسکو دیکھا تھا

ہون بوسے نالۂ حزین کے ساتھ	رابطہ آہ آتشین کے ساتھ	ہو نہ منھ سوکھے تو خون ناب پیا
ہوا بہ خوردہ دلون کو جواب ملا	بستر خاک پر گرا ہون زار	درد کا گھر ہوا دل بیمار
شفتہ دختہ ہوا ہون سودائی	دور پہونچی ہے میری رسوائی	آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے
ابتو وہ بھی کمی سے کرتی ہے	نارسیدانہ گر کرون ہون نگاہ	دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ

الطاف خسروانی وعنایت سلطانی سے بعید نہین کہ یہ التماس میرا بدرجۂ اجابت پہونچے شاہ نے
سوال اُسکا سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ سب معشوقین طلسم مین ہماری ہین کہ کوئی اُنمین سرفراز ہم
سے ہو چکی ہے اور کوئی ابھی باقی ہے اُنمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ابھی میرے کام مین نہین آئی مجھکو
اور بہار کیطرح چنانچہ جب تمنائے دلی تیری ہے مجھکو وہ عنایت کی تو اب اُسکا اختیار ہے اسنے عنایات
شاہ کی دیکھکر پھر نذر دی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے
اُسکے جانے کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ ہمنے ظالم گیسو دراز ظلماتی کو بھیجا ہے تم جانتی ہو کہ وہ ظلمات
ظلمات مین سے ہے اور بڑا معتمد ہمارا نوکر ہے اور خیرخواہ بھی ہے اُسکی خاطر بہت کرنا اور
تماشا اُسکی لڑائی کا دیکھنا اور جب وہ عیار انگیز کو پکڑ لائے تو عیار کو ہمنے اُسے دیدیا ہے وہ
جو چاہے اُسکے ساتھ کرے تم دخل نہ دینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسنے پڑھا اور حکم دیا
کہ بلند تر بارگاہ وسیع وعالی برپا کیجاوے کہ شاہ نے خود سفارش ظالم گیسو دراز کی فرمائی ہے
حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکشا نصب ہوئی اُسمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب صاف
کی اور سب اسباب راحت وعیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصہ مین باہزاران احتشام وتجمل ظالم
گیسو دراز ظلماتی بیابان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اُسکا اُتروا دیا وہ جب سامنے
آیا بصد عجز وانکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکایا خلعت ملا پھر شراب پینے لگا

وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام شکل ظالم گیسو کھولے ہوئے خیمۂ چرخ میں قدم زن ہوئی اور لیلائے غبار رنگین روز سفید نے گریز کی کہ ابیات

لطف چرخ بلند پیشانی ۔ دیدۂ مہ نے کی نگہبانی ۔ تھا جو پوشش شب کو اخفائے راز ۔ وہ سازندہ مہتاب ہے نور

ظالم ستمگر حیرت ظالم نے فرمایا طبل جنگ بجانا پھر سحر کیوں طلانا ہے عدو زمی کا شور بلند ہوا ہرکارے لشکر صرصر میں آکر بعد دعا و ثنائے شاہی عرض پیرا ہو سکہ ای ملکہ عالم ظالم گیسو دراز ایک ساحر ظالم آیا ہی اُسنے اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا ہی صرصر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ہر طرف بھی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک صدائے طبل و بوق سنکر خبردار ہوا کہ کل پھر معرکہ جنگ درپیش ہے قدم درمیان میدان میں پیش ہے وہی ہنگامہ خیزی دھر کہ انگیزی جان دینے کی آشکار ہوئی لڑائی کی ایک شام ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور بہادران آہن مجمع قیامت نظر آتا تھا وہ میدان جنگ میدان حشر بنا تھا فوج میں سے یہ گرد و غبار اڑا تھا کہ آئینہ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غبار یوں گرتا تھا کہ جیسے کہرا پڑتا تھا فلک شعبدہ کیفیت شب تار دکھاتا ہر قدم پر نہات قدم رکھنے سے پہنچا آسمان تا زمین کا [illegible] سپاہیان ہی جال تھا تفنگ کہیں گولے سحر کی کثرت تھی کہیں کمانوں اور ترکشوں کی شدت تھی تلواریں آتی تھی تیغ قتل ہوئی معین کر دینا تمام سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے بزدلوں کی جان جاتی تھی ایک سمت سحر کا کارخانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا اندھیر جہان میں برپا تھا کسی جا روشنی کہیں اُجالا تھا کوئی ساحر دن منہ پر لیتا کسی کا منہ کالا تھا آگیا [illegible] کی وہ کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی لو لاچاری ابھی یہاں آتے ہوئے ڈر گئی تھی جو برآتا تھا سامری اپنے تئیں بتاتا تھا زبردستی جتاتا تھا میدان [illegible] فلک سے آگ برستی تھی آتشبازی سحر کی چھٹتی تھی جال [illegible]

قصیدہ گر اسکی شجاعت کا کرو حال بیان
دشمن کو سلا دوں میں [illegible] کی برابر
گر کاٹ سنا دوں میں تری تیغ دو دم
سایہ بھی ہی اک برق درخشاں کے برابر
جا پہنچی کبھی مشرق کبھی مغرب پہ جھپٹے
مالک ہی جو انکا ہے [illegible] کے برابر

بنجائے قلم خنجر بران کے برابر
تلوار تری روز وغا برق نظر آئے
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
ہی اسپ فلک سیر ہر ایک غنچہ دہن
بجلی سی بھی گنبد گردان کے برابر

افسانہ کہوں کیا جو شمشیر دو دم کا
ہر دشمن کے قطرۂ باران کے برابر
بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس نگن تیغ
واتین جو اگر اُنکو تو بس ہاتھ کے برابر
ہر فیل مست ہر ایک رشک ختن یار

غرض رات بھر ہر سمت یہ سامان تھا شجاعت کا نقارہ شنگار ہے [illegible] زمانہ فلک کی گردن پر طیلسان زیبا تن مہر سوار ہوا اور چشمکین لیل دم باز گیا گا کہ ابیات

صبح کا دم بھی ڈر کر نکلا ٭ دیکھا تو کا پتا نکلا ٭ راز شب آشکارا ہوتا گیا تو شور مخشہ و دیا ہائے ہوئی
جس ہمدم خرخ و بہار و شکیل محمود و غیرہ بہزاران کثرت و شوکت تختہائے سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلے ہیں فوج
میں نقرہ دوق کا شور ہوا مائل جنگ ہر صاحب زور ہوا ایک طرف سے ساحر طائر سحر وانڈے در اڑا کر چلے کسی
سمت بہادر ننجلے گھوڑے کو دوڑاتے روانہ ہوئے تختہائے زرین کا روے ہوا پر چمکنا آفتاب کی شعاع میں ہر ایک
آفتاب نکلا ہوا دکھائی دیتا سا حرکو کا روے ہوا پر کھنے نقارے بلندی پر جو بجتے گرو بیان عالم
کو خیال ہوتا کہ قلعہ فلک پر نوبت ہے یہ لوگ حملہ کرین ہر سمت باشہا لشکر کی شان میں لقیونی کی زبان پر نظم

ادی تو بے ڈر سے جگر شیر دل کے آب
لشکری اس فوج کا ہر اک عقاب
گرد اس لشکر کی گر ہوئے بلند
وقت گرگ عیش نے منھ پر نقاب

دشمنوں کو رو بہانہ اضطراب
موج زن جیسے ہو یہ دریا موج
پھر زمین و آسمان میں ہو حجاب
زیر دستی ہے کہ زمین گردن کشان

ہاتھی کی صف ہر گز نجوں کی نقاب
لشکریان اُس سمت کی جیسے حباب
جائے دشمن جوں سگ پا سوختہ
تا قیامت وہ رہے مالک حق

رسی غلط بحل سے داوگاہ مصفا میں آکر سب منچلے بیٹھے ہطرف جلیل خباب بجوا کر ظالم دیو ز ظلماتی زنگی
بارگاہ میں آیا تھا اور سو رہا تھا صبح کو جو اٹھا لشکر جانب میدان چلنے کو تیار ہوا لیکن اسنے برزور
و پندار کہا کہ ابھی بہت سویرا ہے میں ایک دو گھڑی میں آ سب خطا کر دارون کو پکڑ لونگا لشکر آگے چلے میں
بازی شطرنج کی کھیل کر آتا ہوں یہ کہکے شطرنج بچھا کر مصاحبوں سے شطرنج کھیلنے لگا زمانی کی کچھ بساط نہ سمجھا لیکن
عیار عمرو کی جانب کے بڑے بڑے فرزینوں کو مات کر چکے ہیں سب نظر ہر جگہ دوڑاتے ہیں گو وہ خواجہ مردی
میں چھپا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ نہ پھرا جادوگر بنکے اسکی بارگاہ میں گیا اُسنے شطرنج کھیلتے کھیلتے ایک
قہقہہ مارا اور کہا بازی جیتنے پائی یہ کہتا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر سامنے
لایا اُسنے استفسار کیا کہ تو کون ہے اُسنے کہا میں ملازم حیرت جادو کا ہوں اور ساحر ہوں ظالم نے کہا
نہیں تو عیار ہے ضرغام نے کہا میں عیار نہیں ہوں اُسنے سحر پڑھکر جو پھونکا روغن عیاری اُسکے چہرہ
پرسے اُڑ گیا سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہے بس یہ دریافت کر کے اُسنے نامہ لکھا
عمرو کو کہ اے عمرو تو نے لاکھوں ساحر مار ڈالے مگر اب میرے ہاتھ سے تم مارے جاؤگے اگر ریسی
حرکتیں کرو گے تمکو عیاری و تنہی دعوی جنگ چاہیے میرے مقدمہ میں دخیل ہونا مناسب نہیں ہے میں
تمہارے طرفدار ساحروں سے لڑنے آیا ہوں خبردار اب ہیون مکاری کو نہ دوڑانا اور رہ سے ہو گی

کو کام نصرفرمایا یہ نامہ لکھکر ضرغام کو دیا کہ اپنے استاد کو جاکر دینا اور خط ایتری بھی سنا فرمانی جا ایمان آنا ضرغام
وہاں سے چلا تھوڑی دور جاکر دل سے کہا کہ تم اہل سحر کے باپ کے نوکر تو ہو نہیں جو نامہ پہنچاؤ اور پیام سلام
کرو چلو عیاری کرو جب جانا بارگاہ میں نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی میدان جنگ میں آئے ہونگے وہاں
نامہ کا کیا موقع ہے یہ سوچکر پھرا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بناکر بارگاہ میں ظالم کے آیا آگے
پھر سحر سے دریافت کر لیا اور پنجہ کو بھیجکر گرفتار کرایا اور عفت سرخ چشم کو بلوا کر کہا ابھی تم
اسکو پکڑ کر لیجاؤ اور مہرخ کے یہاں چھوڑ آؤ عفت ضرغام کو لیکر اڑا اور سامنے لشکر جنگ آزما
کے لاکر اُسنے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کر دیا تھا کہ اب آنا تو نے نہ مانا خیر اب کبھی ارادہ نہ کرنا ورنہ مارا جائیگا ضرغام نے
لشکر میں آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کہا عمر جانباز کہ میدان میں کھڑا تھا اسکو عجب ہوا اور
اس عرصہ میں ظالم بھی سوار ہوکر معرکہ کارزار میں پہونچا مخالفوں کی فوج میں گھنٹے بجے ناقوس پھنکنے اژدرہا
دہان پھنکارے نارنج سحر نارییل چھلتے تھے رسول پھول چلتے تھے جو جو کا سامری کے شور بلند تھا
بینے آکر بڑا بنا جمایا جب صفوف فوج دونوں جانب ترتیب پا چکیں جیپال عفت ظالم کی
طرف سے میدان میں اجازت لیکر آیا اور بعد سلح شوری و نیرنگی سحر دکھانیکے مبارز طلب ہوا
سرخمار جادو خوام ملازم مہرخ نے زنبار زر در اسکے مقابلہ میں نکالا اور مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اسکے
گیا اُسنے ایک نارنج مارا سرخمار نے خالی دیا اور نارییل اسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی خالی دیا اور غصہ میں
آکر اپنے کان کنڈل اتار کر جو مارا وہ کنڈل بجلی بنکر چمکا سرخمار کو کاٹ گیا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا
سرخمار کا بھائی سنجوار اس سانحہ کو دیکھکر تاب نہ لایا اور مہرخ سے اجازت لیکر بمقابلہ آیا جیپال نے اسپر بھی
کنڈل کھینچ مارا لیکن یہ بیٹھ کر زمین میں سما گیا کنڈل خالی گیا اور پشت پر جیپال کے زمین سے نکلا اور گریبان
کر سنبھل وجب تک سنجوار مڑکے اُسنے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ آبدار بھی جیپال کے سر پر
گری اور اسکو بھی کاٹ گئی صدائے دار و گیر اسکے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہ حال جو ظالم نے دیکھا سب لشکر
کو روک کر خود آپ بمقابلہ نکلا اور میدان میں آکر للکارا کہ اے گروہ کم اماں آؤ میرے مقابلہ میں یہ کیا تھا
کہ ملکہ بہار اپنا ملازم میں نقش نگار بد کار سنگ مہرخ کے آئی اکر کہا اے ملکہ سیلو رہنے والا ظلمات کا ہے جسکو شاہ
طلسم نے غصہ میں آکر جواب دیا ایسے ویسے جادو سے مارا نجائیگا میں اسکے مقابلہ میں جا کر نصیب آزمائی کرتا ہوں
آگے پھر بدنصیب ملکہ مہرخ نے اسکو گلے سے لگا کر رخصت کیا یہ محبوبہ خوش لقا و شیریں ادا دل لشکر یاں

پامال کرتی خانی انگلیان اپنی کیا دکھاتی کہ فتنۂ عالم ہونا اپنا جتاتی زلف رخسار پر اسکے ہلتی تھی یا لپٹتی تھی کہ
سب دشمنوں کو پریشان کرونگی چشم فتان کا بہزاران شوخی یہ اشارہ تھا کہ ترک غمزہ نے میرے ہزاروں لشکر دل
پامال کر دیے ہیں اب بھی خوف لشکر اعدا کو حیران بناؤنگی چہرہ میں بسان آفتاب تابان وہ گرمی کہ جسکے جلال کی
کوئی سامنے ٹھہرنے کی تاب لاسکے برق نمک لیا کہ دشمنوں کو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اُسکے بہار تھی آئی
سراپا وہ بہار تھی کہ ابیات

دیدۂ گل میں جا گہ اُسکی
نقش قدم تھا یاسمن اُسکا
جب وہ چہرۂ تابندہ ہوا
کاکل صبح سے خوش آیندہ

نکہت گل گرد رہ اُسکی
گل شگفتہ اُسکے رو کا
ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
دیکھ اس رخ کی نور افشانی

چشم برہ سارا چمن اُسکا
سنبل اک زنجیر ہے سر کا
زلف اس چہرہ پہ تابندہ
شمع مجلس ہو پانی پانی

الحاصل یہ فروغ افزائے مجلس جلوہ بیانی سامنے اُس ظالم الظلم کے جا کر پہونچی اُسنے اُسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور
کہا کہ خوب تونے اچھو کر بیٹھے پاؤں باہر نکالا کہ میرے مقابلہ میں آئی مجھکو بھی تونے افراسیاب تصور کیا ہے
افراسیاب تیرے عاشق ہیں وہ طرح دیجاتے ہیں لیکن میرے ہاتھ سے تو بچکر کہاں جائیگی اچھا بناؤ اپنا باغ
سحر بنا کر نکال لے بہار نے یہ سنکر خیال کیا جو چلے مار چلے وہ ہے میری یہ زبردست ساحر ہے شاید مجھے مہلت سحر کی نہ دے
بہتر ہے کہ اپنا کام پہلے کرنے یہ سوچکر اُسنے طاؤس سحر جست کی اور بیچ میدان میں کھڑے ہو کر کچھ افسون
پڑھا اور پکاری کہ اے بہار آؤ اُس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہوا سرد چلی آنکھیں ہر ایک کی بند ہوگئیں پھر جو
آنکھیں کھلیں ہر سمت چمنستان بنا پایا اور اُس چمنستان میں لالہ وگل اُگا پایا۔ جوش پر فصل بہار تھی گلشن میں
آمد یار تھی باغ بالکل فرنگستان تھا سنبل شبنم سے بوڑھیا لوں پر چھڑک کر پریشان تھا شاخ نازک کے ہاتھ میں
کے دست نازک کا گیت تھی ہر گل کو جب ناز کے پاؤں کے اسباب عیش ہمیت تھی شگوفہ گیلاس کی شکل
غنچہ کلیاں خراب کی تھیں سوسن بھی اودی بانات کی کرتی پہنے تھی رنگی شکوہ کھاتی بقدرت تاب تھی جب ہوا
چلتی تھی تو پتوں سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لیے ابٹن چائی تھی خار رگ ابر بہار کو
کھٹکا نسیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا زنگ زری باجا بجایا تھا اُس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

اپنی چتونیں چمکتی ہوئی دکھائینگے
آکے دکھلائینگے بلبل بھی جو ہر کا فن

آبرے گی جو کہیں نہر پہ بوچھی کرن
آئینہ کا نذر کو شیشہ کے گھڑے لیکے حباب

نئے نوزری کے لیے کھوکھرینی تھا
یاسمن تو بچکی بنے میں چلبلی بن

نکہت آئیگی کل کھول کلی کا گہرا
اُسمین ہو دینگے پریزاد بھی عکس افکن

ساقہ ہو نگی نزاکت جو ہی دیگی پسن
کیا تعجب ہی کہ فواروں کی ہو بارش

حوض ہندوقی فرنگی سے مشابہ ہونگے
ہند کے طبل تجین لیے ابہوت ہرن

جب ایسا باغ پربہار تیار ہو چکا ملکہ بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پر تکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن وجمال کی جھبن دکھانے لگی بہوم مرد جو لشکری ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھومنے لگے اور شعر عاشقانہ ہر ایک نے ورد زبان کیے کوئی پکارا کہ ای جانی ملکہ بہار

ہمتو تیرے فرمان بردار ہین بیت

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کرین
رسوا ہو کر مارے جائین تجھکو بھی بدنام کرین

کسی نے آواز دی کہ ای میرے دل وجگر سے بہتر کیا تیرے حسن وجمال کی توصیف کرون کہ مطلع

کس سے مشابہ کیجیے تجھکو ماہ مین ویسا نور نہین
کیونکر کہیے بہشتی رو ہی اس خوبی سے تو حور نہین

ایک ان مین سے بولا کہ ای راحت جان غم مطلع

دل کے گئے بعد دل کملا کے ہر گز دیکھین کیا ہون
محروف ہوئین خفقون ہوئین مجنون ہوئین رسوا ہون

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار مین یہ اشعار پکارتا ہوا جانب باغ روانہ ہوا اشعار

کہان تک شوق وصلت مین مرین ہم
نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر
کہان تک سوز شوق ہمکنار ی
فسون خوان فغان وجوش زاری
حریف یاس اک مدت ہوئی ہین
رہے عاشق کشی تیری سلامت

نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم
کہان تک آرزوے ہمنشینی
کرے یون گرم جا بر مین ہماری
کہان تک طوق دام جدائی
خبر لے جلد ای ظالم کہ ہم یہین

نہین جان ٹھہرتی ٹھہرین کیونکر
رکھے در ماندہ خلوت گزینی
کہان تک اشتیاق بوسۂ لب
کہان تک عرض غم کی نا رسائی
نہین سمجھا کہ جی پر ہی قیامت

جب لشکری اسطرح دیوانہ وار چلنے لگے ظالم نے کچھ خاک اٹھا کر اپنے لشکر کی جانب اڑا دی وہ خاک جسکے سر پر جا کر پڑی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا پھر کچھ نے شور وغوغا نہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بصورت سکون کر چکا تو اُسنے پکار کر کہا کہ واہ بی بہار سحار دکیا کہنا بس اسی سحر پر تمکین ناز تھا لے اب اچھا ہوشیار ہو جاؤ اس غرہ کرنے پر جادو اور زیادہ اپنے سحر کو زور دیا لیکن اس ظالم کو کچھ اثر نہوا اور اُسنے اپنے گیسو کی دراز سے بالون کو توڑ کچھ افسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر جان کے نکلے اُس زنجیر سے اُسنے پڑھکر حکم دیا کہ جاؤ اور اس لشکر

حسن خنا نگار کی فوج مع سرداران باندھے اور ایک بادل اور ٹکڑا گرد باغ کی جانب بہار جادو کے پھینکا کہ جاتو اس باغ کو بہار کے تاراج کرکے بہار کو مع کنیزوں کے پکڑ لا وہ بادل زمین پر گر کر ایک اژدر خونخوار بنا اور شعلہائے آتشین چھوڑتا ہوا جانب باغ نگارین بہار روانہ ہوا اور باغ میں وہ باغی جب پہونچا تو وہاں تمام دشت ویران بنگیا جہاں اپنے موذی کا گذر ہوا اور اس اژدر کا یہ حال تھا کہ ابیات

وہ تھا باغ اسکے سبب ہولناک
درخت اسکے جاتے رہے تیغ وہاں
اثر اسطرح باغ میں بس غبار
ہوا صاف ہوگی نہ دود و بہار

دم اسکے نے وہان کی آبادی تھی گم
صدای مہیب اسکی ایسی بلند
کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار
جدھر بھر نظر دیکھیے لگ جائے آگ

کہاں سایہ اشجار و سبزہ کہاں
جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
پہونچتا تھا گردوں تک شور و شر
دم دم کشی لب پہ کھیلے ہے ناگ

خدا کی مار اس لب کی گانٹھ نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو شجر کہ پھولا پھلا تھا وہ اب چنار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس باغ اور لالہ کا دل ہی آتش سے داغی ہوا ہر حنا کا دل ہی رنج سے خون ہوا سوسن دھواں گئی ہر جیسے ہی نیلی ہے سنبل پریچ و خم میں کا پتا دیتی ہر نہریں جوش کھا کر ابلنے لگیں جیسے کوئی پانی کھولتا ہو ترکیب بند

یہ گلستان سرا کے تماشا نہیں رہا
وہ حسن جس سے خلق ہو شیدا نہیں رہا
اپنی خرابیوں کو کہاں تک بجا رہے
یہ آب و تاب حسن ہمی سے کہ دم تھی

وہ تو بہار گلشن دنیا نہیں رہا
حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ حالی
وہ شمع روئے انجمن آرا نہیں رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ نہیں
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہیں رہا
ہر صبح جبین آئینہ آلودہ تھی

جب وہ باغ سب جلکر خاک ہوا اس اژدر نے دم کھینچا کہ کنیزان ملکہ بہار

اور بہار جادو سب کھنچکر اسکے غار دہن میں چلی گئیں اور وہ اژدر پھر کر سامنے ظالم کے آیا بہار کو مع کنیزان کے اسنے اگلدیا ظالم نے قید سحر میں مبتلا کرکے اسکو تو لشکر میں بھیج حوالہ کیا اور آپ لشکر کا بڑھا آگے بڑھا اسوقت خواجہ عمرو وغیرہ عیاروں نے دیکھا کہ معاملہ خنا بے ڈھب ہے یقین کامل ہوا کہ ہمارے لشکر کی شکست ہوگی بس یہ حال دیکھ عیار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بادلوں کی بنی تھی وہ آکر لشکریوں کے دست و پا و کمر میں لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے بند کو اسنے جکڑ لیا ایک ہی رسی میں یہ بیچارے سب بندھے جو جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے بروقت نارد جی گلشن بہار جادو بھاگ گئے تھے باقیماندہ اسوقت بندھے سے جو بچے بھاگ نکلے بازار میں

لشکر کی بند ہوگئیں وہ چلبل اور رونق سب گئی جو جو لشکری کہ نخلا پن کرکے آمادہ لڑنے پر ہوئے
ایک سو ہنت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اُنپر آ پڑا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا
رہا آخر وہ بھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ ابیات

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب رقم نہین
آتا نظر وہ سلسلۂ غم بجسم نہین
ہین نالہ ہاے صور صریر قلم نہین
آواز ہاے ہاے کی آتی ہے متصل
وحشت مری نگاہ سے ہوگئین جلوہ گر
گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہین

غرض اس زنجیر سحر مین بصد ستم یہ سب بستہ رنج دام بھیجے ہوئے چلے اور سامنے ظالم کے وہ ساحر
لے آئی اُسنے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر پہنا کر قید کیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھر اپنے لشکریون کو حکم دیا
کہ انکی بارگاہون اور مال خزانہ پر جا کر قبضہ کرلو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہون یا آقاے شاہ طلسم کی خدمت میں بھیج
نہ دین اُسوقت تک کوئی اسباب نکا غارت کرے بارگاہون پر ان پہرا چوکی جیرا مقرر ہوگیا اور یہ ظالم
بارگاہ حیرت مین آیا لشکر نے اسکی کمر کھول آسودہ ہوا اور اسنے حیرت کو آکر نذر دی اور عرض کیا کہ
مبارک ہو مین نے سب باغیون کو گرفتار کر دیا حیرت نے اُسیوقت عرضی خدمت شاہ طلسم مین اس
فتح کی لکھی کہ اے بادشاہ ذی شان ظالم نے آکر وہ کام نمایان کیا ہے کہ زبان اُسکے وصف مین قلم
ہے سب گرفتار اسیر سلسلۂ سحر ہین اب جو کچھ حکم دین وہ عمل مین آوے بلکہ اگر مزاج ہمایون مین آئے تو خود
قدم رنجہ فرما کر ان لوگون کو قتل فرمائیے یہ عرضی تو چیلے کو دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت
نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ظالمۂ شب نے زنجیر کہکشان مین چرخ و ہر کو گرفتار کیا کہ نظم

خواب سرخوش نے سر بنا رکھا
بخت بیدار نے سُلا رکھا
رہی پوشیدہ گرمجوشی شب
کھل گئی ہمیہ یہ روہ مدہوشی شب

رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ مین آکر شراب خواری کرنا شروع کی جب
دماغ اُسکا شراب گلرنگ سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر کہین
غبار انگیز جادو کا پتہ نہ پایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو مین سوتی واے ناکامی کہ
اتنی محنت جس کی یہ خوشی وہ جلوہ پرداز حسن نکلی گئی یہ رات کیسی ہجر دلدار مین گذرتی ہے یہ سوچکر بیتابیان
کرنے لگا اور کہتا تھا کہ ؎

تعلق و جوش منفعل کیا کیا
جون زمان دمبدم تغیر حال
نجم طالع کو بھی زوال ہوا
مجھ سے بیتابیان خجل کیا کیا
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا
رہنا گھر جانہ وبال ہوا
کہ غم ہجر وگاہ یاس وصال
کبھی بیتاب دوڑتے پھرنا

کبھی جوش سرشک طوفان بار	کبھی آہون کا باندھے دیتا تار	اسی حالت بیقراری مین اوقات

بر قرار آیا کہ جو کوئی شریک صبح ہو وہ اُسکے لشکر مین موجود ہے اگر غبار بھی شریک رنج و راحت
صبح ہے تو کیون لشکر مین نہین ہے اور اگر نہین ہے تو انہین لوگون نے تیرا عاشق ہونا سنکر اُسکو کہین
چھپا دیا ہے مجھے درد فرقت مین اُسکے رلایا ہے انہین لوگون سے اسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائین
کو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہے پس یہ سوچکر جہان سب قید تھے وہان گیا پھر ایک اسیر جلسا غنیم
کو زنجیر رنج و گزند سے پریشان حال شیدا پایا فرط غیظ و غضب سے زبان پر لایا کہ اے مفتریان مکار تم لوگون
نے عیارون کے ہمراہ ہو کر جعلسازی سیکھی ہے بہتر اور لائق یہ ہے کہ جلد بتاؤ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہے مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی نے اسکو کہین چھپا لیا ہے ایک نے یہ گفتگو لاطائل
اور بے مغز اُسکی سنکر جواب دیا کہ ہمکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہے کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ
نہین ہین کہ وہ شہزادی اب کہان ہے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک مین ہونگی یا جہان انکا جی چاہا
ہوگا تشریف رکھتی ہونگی ہمکو اُنکا حال کچھ معلوم نہین ہے اُسنے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین سے چند پتلے
تازیانے لیے پیدا ہوے اُسنے حکم دیا کہ مار ڈالو انکو اور قبول کراؤ کہ یہ ملکہ غبار انگیز کو بتائین پتلے ساحرون
پر تازیانہ زن ہوے اُسوقت سب نے اشک حسرت رخسار پر بہاے اور کہا اے ظالم اگر تو ہمکو مار
بھی ڈالیگا جب بھی ہم واقف نہین حال غبار سے کچھ نہ بتا سکینگے اُسنے خیال کیا کہ شاہ طلسم ایسا
نہو کہ انکے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے ہی جاوینگے پھر کیا ضرور ہے کہ تو انکو
جبر و تعدی کر کے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا پتلہاے تازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب
کر دیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی فکر عیاری مین ساحر بنے ہوے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسکا تو سحر مقرر
تھا کہ جو کوئی عیار آتا ہے سحر اُسکو خبردار کرتا ہے چنانچہ خواجہ کے آتے ہی اُسکو خبر سحر نے دی اُسنے پتلہ
سحر بھیجا کہ وہ آکر عمرو کے لپٹ گیا اُسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ اے عمرو مین نے
پیشتر آگاہ کر دیا تھا کہ تجھکو عیارون سے کچھ کام نہین ہے مین ساحرون سے لڑنے آیا ہون بس یہی ہوا کہ
مین ساحرون سے لڑا اور انکو بافضال سامری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناحق اپنی جان
دینے کو آئے اچھا اگر آئے ہو تو ایک طرح سے تمھاری رہائی ممکن ہے تم یہ بتا دو کہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہے اسلیے کہ اس صاحب حسن جمال پر مین ہزار جان سے شیدا ہون اور اب مین نے

افراسیاب سے اسکو مانگ لیا ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور زار زار بزنگ ابر رویا
جیب و دامن کو تر کیا اور پکارا کہ

نظم

دل لگا کر تجھ سے ہی بے کل بہت
ہمارا ترا عشق ہے یادگار
مگر یون کہ افسوس باقی رہے
تلف جیسے ہر دم ہو آپ روان

نہ جی کو مرے ہے ملے کل بہت
ترحم کہ اب بس گیا کچھ نہین
گل تر پہ چند اوس باقی رہے
نہ جاتی اگر کاش الفت کا این

کہین یون فراموش رہتے ہیں ہا
ملطف کہ ہم مین رہا کچھ نہین
نکلتی جان جاتی ای یون ہر دم
اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین

عمرو بھی اسکے ساتھ رونے لگا اور گویا ہوا کہ اے یہ عشق بھی کیا بد بلا ہی اے ظالم جب مین تمھاری
معشوقہ غبار انگیز سے ملاقی ہوا تھا تو اسکو بھی بیتاب ہی تب و تاب مین دیکھا تھا اور کہتی تھی
کہ اے کاش یہ جان حزین نکلجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منہ سے کہا جاتا ہی نہ اس بن رہا جاتا ہی اب نہین
معلوم کہ تمھاری ہی وہ سودائی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اسکو لگائی تھی مین تو جانتا ہون کہ دل سے
دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو اسکو بیقرار کیے تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ

ابیات

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ
دلون کے تئین سوز سے ساز ہا
ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ

محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ
محبت عجب ترک خونریز ہی
کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ

محبت اگر کار پرداز ہو
محبت بلاے دل آویز ہی
اے ظالم مین جانتا تھا کہ تم بہت

بڑے ساحر ہو اور مین جاؤنگا تو ضرور پہچان لوگے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر مین آپ سے
اس ماجرے کو سنکر تمھارے پاس آیا جون کہ تم صرصر وغیرہ کو زد و کوب کرکے حال غبار دریافت
کرتے ہو بس مین نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہی جاکر بیان کر آؤن اس کلمہ کو سنکر ظالم خوشنود ہوا اور
ہنسنے لگا پھر عمرو کو پنجہ سے سحر کے چھوڑا کہا غیر مین بہت کچھ تمکو دونگا اگر میری معشوقہ دلنواز کا حال
بیان کروگے عمرو نے کہا کہ جب تم باغ ملکہ بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درخت
کی آڑ مین بیٹھی رو رہی تھی اور عزم اسکا یہ تھا کہ مین بھی جاکر ملی جاؤن مگر کہتی تھی کہ اگر مین ظالم کے
مقابلے مین جاؤنگی تو وہ پھر مجھ سے بسبب فرط الفت سحر نہوسکیگا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیگا تو جیسا
مین وصل اس سے کرنا چاہتی ہون وہ سب مطلب میرا فوت ہوجائیگا اس لحاظ سے اسکو نہ
رفتن نہ پاے ماندن تھا ناچار ہوکر وہ تمھارے مقابلہ مین نہ آئی آخر مین نے اسے کہا کہ

تو کو مین جا کر ظالم کی خبر لاؤن کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہی یا نہین کچھ ذکر تمھارا اپنے ساتھیون سے
کرتا ہی آہ سرد بھرتا ہی یا نہین بس یہ مین بیان جو آیا تو تمکو سرگرم نالہ و فغان پایا مرحبا ای مرد میدان
عشق یہی چاہیے جو کچھ کہ تمنے کیا الله مدد ای جوش خیال یار کہ کسی حال مین معشوقہ کو دلسے اپنے نہ بھولا
آپ اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہون نمک کی اپنے مالک کی کہ مین جا کر اُسکو لے آؤنگا اور تمسے
ملا دونگا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ تمنے اور تو سب میرے طرفدارون کو گرفتار کر لیا ہی مجھکو
طلسم سے باہر نکالدینا ظالم نے یہ سنکر قسم کھائی کہ مین آپ تجھکو طلسم سے باہر لیکر جاؤنگا اور لشکر
امیر مین پہونچا دونگا اور سو لاکھ روپے تجھکو دونگا اگر تو میرے یار دلنواز کو لیکر آئیگا اُسنے کہا
تو پھر آپ مجھکو رہا کر دیجیے کچھ دیر مین اپنی معشوقہ کو مجھ سے لیجیے ظالم اپنے دل مین سوچا کہ اگر تو
گرفتار کرنا اسکا چاہیگا تو جہان کہین یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اُسکو رہا کر دینا چاہیے فایدہ کہ اوپچ مین آکر اپنی
جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا ہی خوش ہو اُسنے عمرو کو
رہا کر دیا خواجہ وہان سے جست و خیز کر کے ایک درہ کوہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر پکارے
کہ داد اجان نذر سنہ روم پر جب مین گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اُسکے غلامون کے اٹھا کر مین نے
زنبیل مین رکھ لیا تھا چنانچہ وہ ہی اسوقت عنایت فرمائیے کہ خوب کنگڑا اور موٹا ہی یہ کہکر زنبیل سے
اسی پہلوان رومی کو نکالا اور اُس سے کہا کہ مجھکو پہچان کے ہو تم عمرو عیار وہ ڈر گیا کہ شاید
قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہی بس گڑگڑانے لگا کہ اے شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہی
جو آپ مجھکو قتل کرتے ہین عمرو نے کہا ہم تجھکو چھوڑ دینگے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک
شخص کے پاس تمکو عورت بنا کر لے چلتے ہین جب وہ تمسے لپٹے اور مساس کرے اسکو مار ہی ڈالنا
چھوڑنا نہین اُسنے کہا حضور مین ہر چند کہ قید مین آپکی بھوکا پیاسا رہا ہون لیکن ٹانگین حرامزادے
کے چیر ڈالونگا عمرو نے شاباش کہکر پشت پر اُسکے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تمسے پوچھے تو کہنا مین
ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار جادو ہون یہ کہکر اُسکو بخوبی سب حالات سے ماہر کر دیا یعنی تبلا دیا کہ
یہ مقام طلسم ہوشربا ہی اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُس سے اور ہمسے مقابلہ ہی چنانچہ
اُسنے ایک ساحر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہی اُسنے آکر ہمارے طرفدارون کو پکڑ لیا ہی اور ملکہ غبار انگیز
پر وہ عاشق ہی اُسکو مجھ سے مانگتا ہی مین اُسکی صورت بنا کر تمکو اُسکے پاس بھیجتا ہون خبردار کہین مکر

مار ہی ڈالتا پہلوان رومی نے سنکر کہا آپ دیکھیے گا کہ مین کیا کرتا ہون عمرو نے اسکو گلے سے لگایا
اور رنگ روغن عیاری اسکے جسم پر لگا کر بعینہ بصورت کلہ غبار انگیز اسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ
غبار انگیز بھی اسکی صورت دیکھتی کو ہزار جان سے عاشق ہوتی ماتاب سر پردہ نکالی کہ نہر کوثر ظلمات
مین گویا جاری ہوئی یا شب دیجور مین کہکشان کی روشنی طاری ہوئی جبین مبین کو جو کوئی دیکھے
نیا تماشا نظر آئے یعنے خورشید کی عوض شب زلف سے چاند نکلا ہوا پائے سحر کو مہتاب ہی آفتاب کے
عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور مجسم قایم ہو ہمیشہ حسن کا معجزہ عیان ہو صاف
فلک سے چاند اترا ہو انظر آئے لوح سیمین تو یزدانی تشبیہ ہی برق تجلی کہنے کو طبیعت خوش ہوئی ہے
نگاہ طرفہ آفت نئی بلا فسون سازی کا سارا لقشہ ان آنکھون سے اعجاز پیدا ہر گردش مین ظاہر
ہزارون ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ و حیات کا پیدا اندازہ گورے گورے گال پھول سے بہتر حسن
قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل جنکو دیکھنے سے بیکل دہن تنگ مین تنگی سے جائے سخن
نہین صاف تو یہ ہر کہ پیدا دہن نہین سینہ پرستان کا ابھار نایہ شرود جانب مقابلہ مین شمش دقمر
تمغۂ نور کے دونون گیند بلور کے کیا اسکا وصف بیان ہو کہ ابیات

مژہ لجت عاشق کی برگشتگی
نگہ ایک عالم کی سرگشتگی
قد و قامت اسکا کرون کیا بیان
قیامت کا ٹکڑا ہو رتھا عیان
وہ نازون جدھر آتی تھی اچپلی
قیامت بھی آتی جلو مین چلی
ہلے اسکے ابرو جدھر کرکے ناز
پھرے اسطرف ایک عالم نماز
چھپین اسکے غمزے مین کتنے نہان
نمایان ہوے سب یہ مرگ جہان
وہ مُردون کو زندہ دوبارا کرے
مسیحا جہان سے کنارہ کرے
پھرے منفعل رنگ رخسار سے
خجل کبک انداز رفتار سے
خضر تشنہ ہر اسکے دیدار کا
مسیحا شہید اسکے بیمار کا
سوا اسکے باتون کے سب بانجھ ہین
جسے سنکے مردے بھی جی جاتے ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین
مسیحا کے لب یونہین کہنے کو ہین
جب وہ پہلوان اس خوبی و

شمائل سے تیار ہو چکا اسوقت خواجہ بھی اسکے ساتھ ہوئے اور راہ کترا کر ظالم کی بارگاہ مین اسکو
لائے وہ انتظار دیدار مین بیشعار ورہا تھا منھ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے
اٹھ کھڑا ہوا اور پکار کر کہ بیت

شکل نسیم ہر سحر تیری کرون ہون جستجو		خانہ بخانہ دہ بدہ شہر بشہر کو بہ کو

ظالم پر گراں بقصد دن کو بھاگے راستہ غلامون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کشتون کے پشتے
اور لاشون کے ڈھیر لگا دیے ظالم کا ظلم فوج کے آگے آیا جیسا کیا ویسا اُسکا نتیجہ پایا حیرت جو سوار
ہوکر اُسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ مین اُسنے خبر سُنی کہ اسطرح ظالم مارا گیا مہرخ اُسکی فوج پر
گری ہے یہ خبر سُنکر ملکہ مذکور ششدر ہوگئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری بیدل ہو رہی ہے پھر بہار
بگڑے گی اور مفت مین ذلت بھی ہوگی اگر شکست ہوگئی یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے تھمی رہی کہ وہ [illegible]
اُسطرف اگرنعشا دریا کرین بیان بہار اور مخمور و زلزلہ وغیرہ نے تہلکہ ڈالدیا تھا ایک ایک آن
مین صدہا کو بیجان کیا تھا پھر اُنکا چالیس چالیس بیٹے ایک ہی مرتبہ مین توڑتا تھا کہین آتش فشانی
تھی کہین پتھرون سے سر گرانی تھی کہین ماران سیاہ برستے تھے کہین دشمن جان بچانے کو ترستے تھے
کوئی بھاگتا تھا کوئی لڑتا تھا تلوار سحر کی شعلہ فشان تھی کمان جادو گر کوستی تھی سینے مین غرق پیکان
تھے خنجر آتشبار تھے نیزے جگر کے پار تھے کچھ ہی دیر مین یہ عالم ہوا تھا کہ دریا خون جوش مار رہا تھا

اٹھا فوج مین بس یہ گرد و غبار
سمان شب کا رکھتا تھا ملک خود
نہ پوچھو کہ گردون کا کیا حال تھا
یہی جدول تیر جس طور سے

کہ منہ پر تھا خورشید آئینہ دار
زمین تھی سو تھی عرش بالا تلک
جو رکھتے قدم وان تو جوکھا گیا
بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر

فلک گھر سے تھا دھوان [illegible]
تخلل سے مطلق نہ گنجائش تھی تاب
چلی تیغ مہرخ کی اسطور سے
بہت آنکھ لشکر مین ہو کر دلیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر ظفر پیکر نے اُس ظالم اظلم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ گئے
لشکر حیرت مین جا کر ملے اُسوقت مہرخ نے کہا بس مار کے بھگا یا بہروا گئے حیرت سے ہو کر پڑیگا
اب کچھ دیر آرام لینا اچھا ہے یہ کہکر طبل شادمانی و آسائش بجوادیا اور لفتح و فیروزی پھری پھر
بارگاہ وغیرہ پہ جو لوگ کہ مین تھے اور بھاگے تھے وہ پہلے ہی سے خبر مرگ سردار لشکر دلفراز
لائے تھے سکی دمقام رہنا مہرخ نے آکر خالی از اغیار پایا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا جو بازار ہی
وغیرہ کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور دلشاد ہوے بارگاہ مین مہرخ آکر بیٹھی جشن کی تیاری
کی یہان تو سب بعیش و نشاط مشغول آرام و جشن ہین لیکن خواجہ نے صحرا مین جا کر پہلوان رومی کو
مع اُسکے غلامون کے زنبیل سے نکالا اور کہا اے پہلوان کار سے کردی واہ واہ کیا کہنا اچھا اب
تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ اور مین پہلے ہی تم سے کہ چکا ہون کہ یہ مقام طلسم

ہوشربا ہے اور مین یہین لڑنے آیا ہون لیکن بغیر طلسم فتح ہوئے کوئی باہر جا نہین سکتا
ہے اسوجہ سے مین تمکو باہر طلسم کے نہین پہونچا سکتا مگر ہان ایک بار خواجہ طلسم کوکب روشن ضمیر
نام میرا عنایت فرما ہے اُس سے کہکر باہر طلسم کے بھجوا سکتا ہون اب جیسا تمھارے مزاج مین
آوے وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم برخیا کے رکھا اور عرض کیا کہ مین اب تو آپکے قدم
کو چھوڑکر کہین نجاؤنگا امیدوار ہون کہ زمرۂ ملازمان حضور مین مجھکو بھی منسوب
فرمایئے عمرو نے سر اُسکا اُٹھاکر سینہ سے لگایا اور وہان سے لیکر اُسکو بارگاہ حضور مین آیا
پہلے حضور کو نذر دلوائی پھر زمرۂ پہلوانان مین کرسی بیٹھنے کو دی اور اُسکا کار نمایان کہکر
بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا حضرت نے بھی بہت کچھ اُسکی تعریف کی اور خلعت گرانقیمت
اُسکو دیا پھر ورد ماہیانہ قرار مقرر کیا اور جمیع اسباب سکونت و آرام کے لیے بھی عنایت فرمایا
پہلوان بھی مطمئن خاطر ہوکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگا اسطرف حیرت بدسیرت نے
بھی بعد موقوف ہونے ہنگامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور آپ آکر بارگاہ
مین بیٹھی سپہ سالاران لشکر ظالم کو اپنے سامنے بلواکر حقیقت پوچھی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم چار لاکھ
ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہ سالار تو حضرت حمزہ جیتے ہیں اور دو لاکھ کا حصہ
اژدر سوار تھا دو لاکھ ساحر تو اندر سحر سے بھی اور مارے گئے اب آدمی فوج باقی ہے اگر آپ
حکم دین تو ہم بھی لڑکر مر جائین جیسا آپ فرمائین ہم عمل مین لائین ملکہ نے کہا سنو جب تک
تمھارا مارا گیا تمہین لڑنے کے لیے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہے وہ جیسا فرماینگے دیا کرو
ابھی توقف پذیر ہو یا ظلمات کی طرف جاؤ وہ عجیب ایک مقام ہے گرد تری اور نامہ افراسیاب کے
پاس نامہ حیرت پہلے ہی پہونچا تھا ظالم نے اسطرح سبکو برباد کیا ہے آپ آئیے تو قتل کیے جائین
نامہ پڑھکر بہت خوشنود تھا اور قصد رکھتا تھا کہ جاکر سبکو ہلاک کرون کہ یکایک چند تلنے
ساحر گریبان چاک کیے روتے پیٹتے سامنے آئے افراسیاب نے کہا کیا خبر ہے تیلون نے کہا خبر کیا ہے ظالم
گیسو دراز خداوند سامری کی خدمت مین پہونچے افراسیاب یہ خبر سنکر رنگ زرد ہوگیا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا پھر کر کہا ارے تیلو یہ تو بتاؤ کس نے میرے شیر جنگی کو ہلاک کیا تیلو
نے کہا یہ تو معلوم نہین کس نے مارا وہ تو سنا جاتا ہے کہ ظالم نے پہلے دو سیلو گرفتار کر لیا تھا

رات کو ملکہ غبار انکے ظاہر مین سوار آئین انہنے اختلاط کرنے لگا غرض بستر مین آکر زبان حیرت
کھینچ لی شاہ نے کہا کہ اچھا جا کر خبر لاؤ کہ اب چرخ ستمگر اسکیا کرتی ہے تب اپنے پھر خبرگیری ردہ کو بھیجے اور
چرخ لڑائی لڑ کر اور سب انتظام فرماکر بارگاہ مین اپنے آئی تھی اس جگہ مین وہان آرام ہو گئی
تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ پہلوون روزی نے ظالمہ شب کو خنجر صبح سے ہلاک فرمایا کہ یہان
کہ چاند بر سیاہ غیب ہو گئے + پڑھا تخت سے اسپ جام + نور صبح کے پیدا ہو شور + چلا پھر دشت کو سلطان چین
لیے افراسیاب صبح ہی سے جانب لشکر حیرت سوار ہو کر روانہ ہوا ادھر چرخ نے فرمایا کہ ملکہ
بہار کچھ دیر دربار کرین مین راحت و آرام کر لون پھر وہ آرام فرمائیں مین تخت لشکر پر
اور نصف سردار دربار مین رہین نصف آرام کرین غرض جسکو جیسا کسل تھا وہ تو جاکر آرام پذیر
ہوا باقی دربار مین انجمن آرا رہے یہ حال سب پہلوون نے افراسیاب نے دیکھا اور پھر کر بادشاہ سو
ہو چکا تھا نکلے انکو کرتے دیکھا بارگاہ حیرت مین آئے یہان حیرت رنجیدہ صبح و تخت پر
آکر بیٹھی تھی کہ چار ہزار ساحر نکا غول رعد ہوا پر اُڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابر زرنگاری نمودار ہوا
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب اہل دربار مع حیرت بہر استقبال اُٹھے افراسیاب
آکر بارگاہ کے دربار شاہ حیرت نے مجرا کیا اور سب کا مجرا و سلام ہوا افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا تو ان
یہان جو عرض کی کہ حضور چرخ کے یہان ایسا کچھ انتظام ہے اور چرخ ایسی ہی ہے شاہ بہت رنجیدہ
ہو گیا اور کہا ای ملکہ حیرت تمنے کچھ دیکھا کہ کیا ہو گیا اس غبار نے بڑا غضب کیا ہے ناک مین دم
کر دیا ہے کہین جو کتی ہی نہین اور اس حرامزادے شہوت پرست ظالم کو بھی اب وقت غبار انکے
کو بلاتا تھا کہو کہ جب سے خیمہ ہو گئی تھی غبار اکیلی بیٹھکر کہان جاتی آخر مل ہی جاتی کیا فرد تھا کہ جو
آج ہی اسکو بلوایا سزا اسکی جیسا کیا ویسا پایا حیرت رونے لگی اور کہا اے شہنشاہ آپ بجا فرماتے ہین
وہ فرمائین مگر اس زندگی بے غیرت پر ہماری لعنت ہے کہ ایسی ذلت سے تو مرنا اچھا ہے ذلتوں پر
ذلتین ہوتی ہین افراسیاب نے کہا آج تو کیا ذلت ہوئی آگ ہی کی باتین کرو چرخ کی جیسی باتین
تمھاری ہو گئی ہین کہ بادشاہ طلسم کے ایسے ایسے لازم ہین اور ظالم خادم و نیرنگ مارا گیا ورنہ کسکا مقدور تھا
جو انکے مرگ کی جانب دیکھتا اچھا اب تمھاری یہی خوشی ہے کہ حملہ لشکر اسلام پر جاؤن تو آج مین
تیار ہوتا ہون یہ کہکر ساحرون کی جانب مخاطب ہو کر پکارا کہ جسکو خیر منظور ہو وہ رہے

باقی ابھی سے کنارہ کر جائے کیونکہ آج افراسیاب لشکر صرصر غارت کردیگا اور یہی ارادہ کرکے
آیا ہے پھر جنگ دو سرا دن ہے اول ہی تیغ اٹھا کر دیا یہ نعرہ اسکا لشکر چار ہزار جادوگر
تیغیں میان سے کر اٹھا اور گویا ہوا کہ اے شہریار رحیم سرشت خرد شی کو حاضر ہیں چار قدم آگے آپ ہمکو
پائیگا اور ہمارے سوئے آتش کے میدان میں ہمکو بھاگتے نہ دیکھیگا ان ساحروں کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے
بھی لشکر کے پہلوانان نمکخوار کو حکم شاہ سنایا اسیوقت بارولا جادوگر چڑھے اور انہوں نے ہتیار ہو گیا نفیر سحر
سحر بجنے لگیں ادھر مصور صورت نگار کو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہے لشکر صرصر غارت کرنیکا مصمم ارادہ
بس یہ حال سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور نے بھی اپنے تیار کروا کے طبل و بوق بجنے لگے زرین ذروان میں غلغلہ ہوا شور
محشر ایسا بلند ہوا کہ صنعت سحر ساز نے اپنے لشکر میں تم اسنے بھی خبر دریافت کرائی اور ارادہ بادشاہ کا معلوم کرکے
پانچ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور جلد خدمت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اسنے حکم
تسلیم کی بجا لا بہت بڑی تیاری دیکھی کہ لشکر تیار ہو کر آگے جاتے ہیں افراسیاب تیوری پر بل ڈالے
تخت پر بیٹھا ہے صنعت بھی کرسی پر آکر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہے بادشاہ نے کہا
اے صنعت تم لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو اسیوجہ سے فوج وغیرہ لیکر آگئے ہو ورنہ کچھ ضرورت مجھکو فوج
و لشکر کی نہیں ہے تم نے کیا ظالم کا حال سنا نہیں کہ اسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان
نہیں کہ جو اسکی تعریف میں کرسکوں تماری ہی آنکھ اپنی جنت میں رکھیں اور جنتی تو وہ تھا ہی لیکن
ایسا سحر بھی ہمنے نہیں دیکھا تمام عمر نام اسکا رہیگا اے شہنشاہ قضا سے کسی کو چارہ نہیں اسکی
یون ہی تھی جب کو باوجود ردیں تن ہیچ کے مارا گیا زبان اسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے
کہا کہ یہ فتور عمر کا تھا اے صنعت اب ان لوگون نے بہت کچھ سر کھایا ہے آج میرا ارادہ ہے کہ جاکر
سبکو ہلاک کر ڈالون بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لوٹنے لگی پچھاڑیں کھانے لگی اور پکاری
کہ ہے ہے یہ کیا غضب ہے دشمن تو نجانے دو فتنی کیا ملک سب آپکا غارت ہوگیا مال خزانہ لٹ گیا
ہفت بلا کے حجرے خالی ہوئے کنیزان تماری مرگئیں حیرت دنیا سے اٹھ گئی مصور نگارت ہوا
صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہوگئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور وہ قید سے چھوٹ گیا کہ باد فنا
عالیجاہ نے ارادہ کیا اے بادشاہ ایسے ایسے نوکر تیرے ہزاروں مارے گئے اسکے قتل نے توسے ہوتا ہی کیا
یہ جو اصل مقدمہ ہے اسکو دیکھنا رہا ہے یہ کہکر حیرت کیجانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے ملکہ تصویرمانی ہے

تم اپنے وارث کی حرمت گنوایا چاہتی ہو جو حیرت اُسکے سامنے روتی ہو اور طعنے دیتی ہو پھر وہ
تو مرد ہین اور جسقدر اختیار ہین اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہین کہ لشکر جمع کر کیا نہین بیٹھے بیٹھے اُف
کرین تو جوخ مع لشکر کے جلجائے ہم وہ تم لڑنے کو بھیجتی ہو بی بی بُرا ماننا خفا ہونا تو پیر مُغ
پر کہنا اگر عمرو وغیرہ کے ہاتھ سے کوئی دشمنون کی حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ نہین آتی ہے
یہ کہکر اور وں سے مخاطب ہوکر کہا کیون لوگو مین کچھ جھوٹ کہتی ہون تحقیق سب واسطے سامری کا تمام
بادشاہ کو لازم ہی کہ ایسے ایسے ادنی ملازمون اور اپنی کنیزون کے مقابلہ مین جائے سبنے کہا حضور
بجا فرماتی ہین اور ہر ایک حیرت کو اسوقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہین پس گویا ہوئی کہ مقام
مین یہ کب کہتی ہون کہ حضور خود بہر قتل مخالفان جائین یہ کہکر بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر کہا کہ
مین تیرے صدقے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آ ادھر حیرت نے اور اُدھر
صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا اور کہا مجھکو تو تمہاری خوشی
بہرطور کرنا ہی اچھا نہ جاؤنگا لیکن ابن ظالم کے مارے جائیگا بدلا ضرور لینا چاہیے اور کوئی زبردست
ساحران باغیون پر کرنا لازم ہی اسوقت صنعت نے کہا کہ مجھکو کچھ درستی کرنا سحر ہفت بیضہ مین
باقی تھی سو وہ بھی بفضل جمشید ہو گئی اب مین اسی سحر کو کرونگی اور سبکو بامدد کرنے آونگی آگے آپ
مالک ہین شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم نے یون کیا کہ ساحرہ ہو اگر چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نہ رہے
سحر ہفت بیضہ کی اصل کیا ہی اچھا فتح سامری تمکو دین جلد اسکا بندوبست کرو یہ کہکر اور حیرت
کو سمجھا کر آپ جانب باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت کے پاس بیٹھکر شراب
پیا کی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیجا کہ اب تم چاہے یہان رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بہت
سے ملازمت اختیار کر کے یہان ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت وہان
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور کوچ کر کے بمقابلہ لشکر جوخ آکر اُتری بقیہ دن تو شغل سحر اور
اور رقص دیکھنے مین بسر کیا جب مثل عمرو وان آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور گنار
ے آسمان کے سرخی شب نمایان ہوئی کہ ابیات

غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام	بڑے پابوس کو پھر گیسوئے شام	چھپا نور تھا ظلمت مین نہان
بڑے ٹھٹھولیون شور جانان	پریشان صنعت ناکام ز تغیر سحر	تو دم دیا طبل جنگی فوج شقاوت

صبح میں اُنکی بجا جاسوسان لشکر مہرخ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا و ثنا زبان پر لائے کہ

ابیات

شہا ہے بازی تیری آگے تیغ بازی کھیل
فرار ہو ستا عدو دیکھو تو کیسے پاؤں تلے
خرید کیجیے کوڑی کنار کی دے کر
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز

سر عدو بھی تم تیغ دو گوے و چوگان ہے
کہ تیغ قبضہ سے تیرے جسم سے گریزان ہے
متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہے
غضب مین برق ہے تو اور کرم مین باران ہے

اے ملکہ دوران ظالم کے مارے جانے کی خبر سنکر شاہ جادوان بغضب تھا قہر بارگاہ حیرت مین آیا اور خود عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ عالم سے آ کر مقابلہ کرے صنعت نے آکر منت اُسکو روکا اور آپ عہدہ سحر ہفت بیضہ کرنے کا کیا پھر اُٹھکر وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور فوج بہت ساحر خادمان علی لائی طبل جنگ اب بجوایا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر کہکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور مہرخ نے دل مین کہا کہ شاہ اگر چڑھ آتا قیامت آجاتی خدا نے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچکر سجدہ شکر خدا بجالائی اور یہی حال اور سرداروں کا بھی ہوا الحاصل مہرخ نے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس رزمی لشکر مین بجا ہر سمت غلغلہ ہوا کہ بیان کل سحر کہ جنگ صنعت سے درپیش ہے اور اُسنے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعوی کیا ہے دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہے تیاری آلات حرب ساحر و بہادر کرنے لگے نامرد و بزدل تو سحر ہفت بیضہ کا نام سنکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے لگے سمجھنے والا ورتن تذکرہ یون کرتے تھے کہ ہفت بیضہ اور ہشت بیضہ ہمارا کیا کریگا اے برادران اگر قضا آئی ہے تو بچنا بہت ہین ورنہ عروس فتح سے ہمکناری ہے اور ہمکو دی جان پیاری ہے نام رہجائے چاہے جان رہے یا نہ رہے قضا سے ناچاری ہے آج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونیکے لشکریون کو بدل سمجھا نقیب شیرین کلام ہی بدمت دینا سے ترغیب جنگ دیتے تھے

ہر سمت یہ صدا بلند تھی کہ نظم
پیمبر ہے شہ ہے کہ درویش ہے
نہین ہے سرائے رہتا کوئی
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی نیاز

سنو اے عزیزان ذی ہوش و فن
سبھون کو یہی رہ درپیش ہے
یہ سمجھے جو ہین سامنے مین کہان
نہ خاک بسکا ہے دار القرار

کرو کار دانا کہ سے کرنا ہے نقل
کہو گے کہ آگے تھا کہتا کوئی
جہان جملہ ہے ایک بزم روان
یہ بہتر ہے کچھ نام کر جائیے

شجاعت کو دکھلا کے مرجائیے	کہ رہجائے گا نام سے کچھ نشان	وگرنہ یہ دنیا کہاں تم کہاں

یہ صدائین سنکر پھر ایک بہادر بزبان خنجر گذار اور پکارا کہ ہمارے سامنے صنعت اور حیرت
چڑیا والی کیا ہے جو سحر ہفت بیضہ کریگی ضیغم روز رسید انکو ہم باندھ لانے والے ہین پلنگان جوئی
آشام معرکہ نبرد کی گردن کے توڑ ڈالنے والے ہین سیمرغ قاف کے ہمارے روبرو پر جلتے ہین
نہنگ ہمارے خوف سے دریا مین اچھل اچھل پڑتے ہین یہ کہکر کڑابیون کو چڑھایا بیرون کو بلایا
ڈھولون کو بجایا اگیاری کی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلوا بیرون نارسنگہ کی پکار ہونے لگی
چارطرف مار مار ہوئی اسی رات کو زاغ کمان نے جی کو پاپر لگائے تھے اڑا چاہتا تھا تفنگ کا طوطا
پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا عزم رکھتا ذرہ کو دام بنایا تھا کمند کو حلقہ صیاد
سمجھا تھا صید بندی کی اس دشت مین دھوم مچی تھی بہادرون کا ہجوم بیابان بلا پر برگ چھایا ہوا دشمن کے شکار
کرنے پر دل آیا ہوا ہر ایک کا بقول میر حال تھا کہ بیت کیا گشت دخون پہ اندنون میلان ہے ہر جا
پوچھا ہے کہ یہان کچھ شکار ہے وہ لشکر مین تو اس طرح کا ہنگامہ بپا تھا مگر حال خواجہ عمرو سنیے کہ انکو بیٹھے بیٹھے خیال
آیا کہ اگر صبح کو سحر ہفت بیضہ صنعت سے سب لشکر ہمارا پامال ہوگیا تو سخت کچھ بن نہ پڑیگا لائق یہ ہے
کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی کرون یہ سوچکر ملکہ مہرخ سے کہا کہ میرے جی مین آتا ہے آجکی شب اس قحبہ صنعت
کو بھی گور مین سلا دون مہرخ نے کہا کہ اے بھائی واسطے خدا کا ایسا ارادہ نکرنا وہ بہت بڑی ساحرہ ہے ایسا نہو
کہ کچھ تو عاید ہو جائے عمرو نے کہا مین ایسا احمق نہین ہون وقت اور موقع دیکھکر کام کرونگا یہ کہکر پانچ چار
گھڑی رات سے بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ایک جادوگرنی کی سی صورت بنکر داخل بارگاہ صنعت
ہوا دیکھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہے جام مے گردش مین ہے صنعت تخت پر بیٹھی ہے یہ بھی ایک گوشہ مین چھپکر بیٹھ رہا
جبکہ وہ پہر رات کا عمل ہو لیا بیس لونڈیان جو کہ پہرہ واسطے صنعت نے بلوائین اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے
پلنگ کی باری بھرنا جاؤ اپنے کاروبار سے فارغ ہوا وہ سب لونڈیان اپنے مقام پر چلین عمرو بھی انکے عقب
مین بطور مخفی چلا اور باہر بارگاہ کے آکر ایک کنیز سے کہا بوا ذرا ٹھہر جانا مجھکو کچھ تم سے کہنا ہے وہ ٹھہر گئی
اسنے اسکو الگ لیجا کر کہا اری بی مین ہزار بار تجھسے پوچھ چکی ہون مگر ستیاناس جائے کیا کمبخت میرا جی
کہ تمہارا نام ہی یاد نہین رہتا وہ کنیز اسکو بھی اپنی ملا سمجھی لازم سمجھی ہوئی تھی ہنس کے بولی کہ میرا نام نیک افزا
اسنے کہا ہان ہان اب یاد آیا اری نیک افزا دیکھ تو میرے ہاتھ مین یہ خوشبو کیسی آتی ہے اسنے انکے ہاتھ کو سونگھا تو

بیہوشی ملی ہوئی تھی وہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی اُنھوں نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور اُسکو بغل میں لیکر
آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہر چند کہ وہ اصل تھی مگر نقل اُس سے بھی بہتر بنی چہرہ حسین اور
نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سامنے شرمایا زلفوں کو بل دیکر دوش پر چھوڑا کر اُنکا تبین کو بھی پیچ دینے
کا ارادہ کیا آنکھوں کی شوخی نے شوخ چشموں کے کان کھولدیے شمع رخسار سے اُسکے جسنے لو لگائی
پروانہ ساں اپنے دل کو جلایا لب لعلین کو دیکھکر ہوش بوسہ میں ہونٹھ کو کاٹ کاٹ کھایا چاہ ذقن
کی محبت کنوئیں جھکائے دہن تنگ کی الفت میں جینے سے دل تنگ ہو جائے بیاض گردن جو
کوئی دیکھے اسکی صبح ہو جائے کہ مسدس

دلکو دھوکا ہو کمر کی جو لچک آئے نظر
درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئے نظر
سینۂ صاف جو مشرق تصویر ہو جائے
دیکھیے وہ لعل سی زیب تو شامت آئے
زلف کج پیچ جو سقدر کی کجی دکھلائے
بیکلی دل میں ہویدا جو کلائی دیکھے

دم پھڑک جائے جو نتھنوں کی پھڑک آئے نظر
غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک آئے نظر
شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہو جائے
سرمگین چشم سے آنکھوں میں اندھیر چھا جائے
راستی قامت موزوں کی قیامت ہو مقام
کیا ملے ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھے

کانوں میں چاندی کی بجلیاں پہنیں اور دو دو بالیاں سونے کی اوپر گوڑھ لیں ہاتھوں میں چوڑیاں
چاندی کی پہنچ بیچ طوق دھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آراستہ کرکے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا
لینے تن زیبا کے دو پٹہ گلبدن کا پاجامہ اوڑھ و پہنکر وہاں سے بہت جلد بارگاہ صنعت میں آیا اس
عرصہ میں اور کنیزیں بھی دیکھی اپنی ضرورت سے فراغت کرکے حاضر ہوئیں اور دو پہر رات گئے صنعت اور
سب انیسن وغیرہ کو رخصت کر دیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرما ہوئے کہ ارے نرگس جادو
تو خبردار رہنا اور اے گلزار جادو تو پاؤں دابنا اور اے سوسن جادو تو پنکھا جھلنا اور عمرو کی
طرف دیکھکر کہا کہ اے زیبک فرا تو رومال جھلنا عمرو دل میں اپنے نہایت خوش ہوا کہ اب مارا غیبانی
کو بس رومال لیکر اپنے عہدہ پر آکر ٹھہرا سب کنیزیں اپنے اپنے کام میں سرگرم ہوئیں عمرو بھی رومال
جھلنے لگا اور لمحہ بھر کے بعد وہاں سے آکر پانی پیا ٹھلیا میں پانی پینے کے بہانے سے بیہوشی ملا دی اور
پھر آکر رومال جھلنے لگا اور سب کنیزوں سے کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہان ایک نے

پانی پیا سب کو پیاس لگی وہ کنیزیں بھی جا بجا پانی پی آئیں اور صنعت جو پلنگ پر لیٹی اسکو بھی
سحر نے خبر دی کہ عمرو کھڑا ہوا وہاں جل رہا ہے اور عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزیں پانی پی آئیں
وہاں میں بیہوشی ملکر جلنے لگا اس عرصہ میں کنیزیں جو پانی پی آئی تھیں بیہوش ہوگئیں صنعت بیٹھے
لیٹے دیکھ رہی ہے کہ کنیزیں بیہوش ہوئیں اور دل سے کہتی ہے کہ کیا بلا کا عیار ہے اب مجھکو جو
بیہوش کرنے گئے تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر نہیں کہ تیری بھی تدبیر ہو چکی ہے پھر سوچی کہ شاید تیرے
اوپر بھی نتیجہ اسکا عائد ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھا سحر نے خبر دی کہ آج کی شب تیری قضا نہیں ہے
بس یہ معلوم کرکے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مرونگی اس عرصہ میں خوشبوے بیہوشی کی اسکی ناک میں بھی گئی
اور سر اسکا چکر میں آیا اسکے سرہانے کچھ اسباب سحر کا رکھا تھا جلد تر اسنے وہ اٹھا لیا اور بیہوش
ہوگئی عمرو نے لونڈیوں کو پکارا کہ کیوں ہوا آتی ہے اسکی آڑ دھکی کسی نے جواب نہ دیا سب بیہوش
تھے عمرو نے اسوقت صنعت کے پانوں پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھوں بیہوش ہے یا ہوشیار پانوں
چھونے سے معلوم ہوا کہ یہ تو لوہے کی ہے اور اعضا کو اسکے چھوا معلوم ہوا کہ پانوں لوہے کے ہیں
اور سارا بدن پتھر کا ہے عمرو سوچا کہ یہاں کچھ کا سحر ہے تو اسکو باندھ کر لیچل پھر سمجھ لینا یہ سوچکر چاہتا تھا
کہ اسکو باندھے اسوقت ایک آواز آئی کہ او بچہ جو تجھے کیا کرتا ہے عمرو نے سمجھا کہ یہاں بڑی آفت ہے
تو گرفتار ہو جائیگا بس یہ سوچکر جست کرکے بھاگا اور ایک دامن کوہ میں کر عمرو وہاں کچھ تیلیوں نے
از خود ظاہر ہو کر صنعت کو ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمرو فلاں مقام پر ہے
چنانچہ یہ بھی اپنے مقام سے اڑی اور سنانا بھر کر اسی دامن کوہ میں آکر اتری کہ جہاں عمرو تھا عمرو نے
دلمیں خیال کیا کہ یہ بھی کوئی ساحرہ ہے شاید تیری تلاش میں آئی ہے بس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چاہیے
یہ سوچکر پکارا کہ اری تو کون ہے صنعت اسکے پاس آگئی اور گویا ہوئی کہ میں وہی ہوں جسکے قتل کرنے
کو گئے تھے لیکن قسم کھاتی ہوں سامری کی کہ تجھسا عیار میں نے نہیں دیکھا عمرو جو اپنے تئیں خیال کرتا ہو کہ میرے
ایک کا دم نکل گیا ہے دل سے کہا کہ بڑی تو نے نادانی کی جو پہلے ہی بھاگ نہ گیا اب جان گئی بس خدا سے دعا
کرنے لگا کہ اے خالق اکبر تو ہی بچائیو اللہ اکبر اور صنعت نے کہا کہ اے عمرو میں تجھکو قتل ہرگز نہ کرونگی کیونکہ قاعدہ
طلسم میں فرق آجائیگا اور دکھلانا بھی تجھکو منظور ہے کہ دیکھ سحر یہ صفت بیضہ اسکو کہتے ہیں اسوقت جو تو مارا جاتا
تو عمل اپنے لشکر کو ماشک حسرت کون نہائیگا میں تجھ سے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہوں کہ تو نے کون کون ساحر

بار ڈالے لیکن بعد بیہوش ہونے کے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسی کہ مین ہون اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا عمرو نے کہا ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر مین سمجھا تھا کہ تم اکیلی آئی ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزون کو بھی ساتھ لائی ہو صنعت سمجھی کہ مجھکو اکیلا پا کر از راہ محبت سے کنیزین بھی شاید چلی آئی ہین یہ سمجھکر اپنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے کمند کا تمنگر جو اری حلقہ اُسکے گردن و کمر مین صنعت کے پیچیدہ ہو کے تنے سے کیا کمند تو ملگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہوگئی اب عمرو جو دیکھے تو میرے پاؤن مین بھی دم آگیا ہے دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہے کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا جبتک تو ہر طرح پیش آیا تو باتون کو اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہان سے بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا اور صنعت آکر اپنی بارگاہ مین زمین سے نکلی اور تمام رات جاگتی رہی خوف سے عیارون کے آرام نہ کیا سحر جگایا کی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضۂ آفتاب نکلا اور میدان فلک مین خسرو قدرت جناب موسیٰ یدِ بیضا کا معجزہ نظر آیا نظم ؎ کہ جسدم زلف شب کھلنے پر آئی ٭ سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی کھلا جسم فلک سے مہر کا راز ٭ ہوئی پیدا بہار کہنہ و آغاز ٭ طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا لشکر آمادۂ کارزار تھے صبح کو حرخ مرخ بصد جاہ و حشمت سوار ہوئی جلو مین فوج بے شمار ہوئی اسطرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوقچہ کھولا اُس مین سے ایک گٹھا نکالا کہ سات بیضے اُسمین بیان کو ہر شجراغ گندھے تھے سب بیضون کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک بیضہ سیاہ رنگ رکھتا تھا جب ان بیضون کو اُسنے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لیے نکالا غرض بعد افسوس کے وہ گٹھا سامنے رکھکر سوا سو اشرفی پر نذر ساحری کی دلا کر نذر دت کی پھر وہ گٹھا بتمام گلے مین اپنے پہن لیا اور باہر نکلکر سوار ہوئی پانچ لاکھ ساحر طائران سحر و اژدر وغیرہ پر سوار ہو کر ہمراہ چلے ہوئی ونفیر بجنے لگی شور و غلغلہ روانگی لشکر تا بہ گنبد آسمان پہونچا اسطرف حرخ مرخ بہار و حمود وغیرہ دیناکرد فرد کھائی ہو کئی بڑے کنت وظلمت سے روانہ تعین کی نظم

گرامو کشیدند این دو مہتر جوان
چو خیدحرخ جو جوش تخت
ہمہ پشت پیلان بیار استند
ہمہ شہر پُر زنگ و ہندی دراآ

ہمہ کشور رنگ گاہ عہد زین دو دشتا
بجون ریختن جنگہا را نشست
تہادند برکوہ بہ بیل زین
ہمہ گوش بر نالہ کرنا ے

ز تا چون بود گردش آسمان
دمادم بیامد زہر سو سپاہ
بدان نیزے از جائے برخاستند
تو گفتی ہمین جنگ جوید زمین
بہ لشکر کہ آمد دو شاہ جوان

همه برکف خود نهاده روان
برآمد خروشیدن گاو دم
تو گفتی زمین کوه غلد یکسره
درفشش درفشان سرے بہاے
پیر و ار و شائستہ کار زار
همه کام خاک و همه دشت خون

سپهر اندران زرہ چہرہ شد
ز دو دره به آواز رویینه خم
دو لشکر کشیدند صف بردو شل
یکے پیکرش برد و دیگر ہماے
نگہ کرد مریخ دران دشت جنگ
ابر ماند اندرون نیزه بدر ہمچون

زگرد سپہ چشمها تیره شد
بیا راست دشمن همه میسره
دو شاه سرافراز بر پشت پیل
پیاده به پیش اندرون نیزه ور
ہوا دیدہ چون پشت جنگی پلنگ

جب میدان رزمگاہ میں بہ لشکر عمل

وارد ہوئے حیرت اس سبب سے سوار ہوئی تھی کہ اول تو صنعت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا شا
دہ شمر اکت کرنا منظور نگرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدمہ سحر ہفت بیضہ کرنیکا ہے مبادا عیاروں نے
کچھ آفت و صاعی تو بہت خرچ کام زنگی اور بھاگنا مشکل پڑیگا پس وہ تو میدان میں نہ آئی مگر طاران سحر اور
جاسوس ہر اسدن خبر کے لیے مقرر کر دیے کہ ہر وقت کی خبر مجھکو دیتے رہیں چنانچہ میدان میں ابر سحر نے
ہر لشکر کے گرد و غبار کو بٹھایا رقعات سحر نے گر کر جھاڑی جھنڈی کو جلایا جب میدان پاک و صاف ہوا
نقیبون نے نکلکر یہ سنایا کہ ای جوان مردان صف شکن دنیا چند روزہ ہے معرکہ جنگ تمھارے لیے ٹھرا
ولسوز ہو اور نام کر جاؤ کہ ہمیشہ یہاں کسیکو رہنا نہیں ہے دیکھا ابیات

وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی
پتنگوں نے کر خاک مسکن کیا
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
زمین کا رہیگا یہی کیا سعاد
عیان ہے کہ کہتے ہیں جان کو زیان
اگر مر گئے زندہ جاوید ہو

ملے خاک میں جیجر کے گلہائے تر
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
لپٹ جائینگے آسمان جیسے تار
یہی آج لازم ہے اے مہربان
شہیدوں کے رتبے کی امید ہو

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی
پریشان ہوئے مرغ گلشن کے پر
گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
گلستان کو پائینگے ہو کا مکان
بھلا جی کے جانے کا کیا ہے بیان
کہ دشمن سے لڑ مر کے دو دن کی جان

جب نقیب کہہ چکا کمکر سے لشکر کے صفوں پر شل صف ترکان سناٹا گیا موت سامنے پھرنے لگی ہر ایک جان دینے پر تیار تھا اوس وقت
صنعت سحر ساز خود بنا اژدہا اڑا کر میدان میں آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ
اے مرخ و بہار تمنے نام سنا ہوگا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہوگا لو آج دیکھو یہی تو کہ سحر ہفت بیضہ
اسکو کہتے ہیں یہ کہکر گنڈے سے ایک بیضہ توڑ کر جانب آسمان پھینکا وہ بیضہ شل بخت بلند بختان بلند ہوکر

شق ہوا وہی عروج اُسکے لیے باعث فروغ ہوا یعنے ہزارہا ستارہ اُسمین سے نکلا اور دور دور تک پھیل گیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار روے ہوا پر پھیلا دی ہے یا پیر فلک نے شادی رچائی ہے مگر اپنے ظلم کے موافق یا اندھیر کیا ہے کہ انکو چراغ جلائے ہین نظم

نہ آسمان پر جون ہوئین تارے ٹوٹتے
دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین

کیا ستارے ٹوٹنے کا ہو بیان
ذو ذنب جیسے ستارے ہون عیان

اس رونق سے تھے شرارے چھوٹتے
شعلے تھے نہرون کے پیچ و تاب مین
ایک عالم دیکھتا تھا دور سے

رات دن تھی روشنی کے نور سے یہ سب ستارے پھیل کر ہزارون سے لاکھون ہو گئے اور جانب لشکر ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش بخت مردمان لشکر ہین جسکے سر پر پڑیگا وہ مثل سرو چراغان کے جلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہے رضینا بقضا اللہ بہار نے کہا ایک سحر اُسکے روکا مجھکو آتا ہے شاید چلجائے اور یہ بلا سر سے ٹلجائے لیجیے خدا حافظ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھ کر جانب فلک اشارہ کیا کہ ایک بجلی چمکی بصنعت سبکی آنکھین خیرہ ہوئین بہار اپنی مادر کو دیکھ چکی تھی یہ سحر اُسنے جب برق چمکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھین ہر ایک کی کھلین دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ گلستان خوبی کی گل سرو باغ محبوبی بے تامل آنکھین غزال صحراے رعنائی گیسو سنبل باغ زیبائی خال دونون فلک جمال کے شمس و قمر بلکہ ماند اُنکے سامنے چاند اور زہرہ دہن غنچہ گلشن جمال لبون مین سرخی اور شوخی کمال غرض از سرتا پا حسن کا جھگڑا قد و قامت قیامت آفت کا ٹکڑا اشعار

گئی نظرون سے وہ کمر باریک
کہین یارب شتاب ہاتھ آئے
وہ قدم کاش فرق سر پر ہو
ٹھوکر اسکی نصیب ہو میرے
یون نصیبون سے ہو خدا کا نام
آگئی جس طرف بہار آگئی

ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
تازگی اس سیاق کی کیا کہیے
ساق سیمین مری کمر پر ہو
پنڈلی نازک ہر شاخ سنبل سے
ورنہ ڈوبین ہین میرے خون سے پانو
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

اور کیا دل زدے کو بات آئے
نیچے تو ہاتھون مین لیے رہیے
وہ کف پا قریب ہو میرے
پشت پا نگھری سے رہی گل کے
گل و بلبل سبھی تماشائی
طرز گفتار جیسے افسون ہو

پس زن صاحب جمال فلک سے اُتری پچکاری رنگ سے بھری ہاتھ مین لیے تھی بہار نے اس سے

کہا کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہی اسکو رد کرو وہ سلام کرکے اُڑی اور قریب چادر فلک کو پہونچکر اُسنے پچکاری اِس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سحر کہ وہ سب ستارے پچکاری پڑتے ہی پھول گلاب ہو یا سمین کے ہوکر علیحدہ لشکر مہرخ سے زمین پر برس پڑے صنعت نے یہ ماجرا جو دیکھا کہ بہار نے ہیک بیضہ کو میرے سحر کے خراب کیا اور زمین کو گلزمین بنا دیا قہقہہ مارکے ہنسی اور گویا ہوئی کہ مین تو سمجھی تھی کہ اس سحر کا رد کرنے والا کوئی نہین ہی مگر داد بی بہار کیا کہنا تم جو کہتی نہین ہوا اچھا لو اب اِس بیضہ کے سحر کو بھی رد کرو یہ کہکر ایک اور بیضہ مثل اختر سحری کے چمکتا ہوا کنٹھے سے توڑ کر جانب فلک اُچھالا وہ بیضہ بھی بلندی پر جاکر شق ہوا اور یہ پر و بال اُسنے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اوڑ گئے لاکھون اُسنے ویسے جانور رنگ روشن رنگ لعل کے برابر سرخ چادر زمین کی چادر میں نکلکر اُڑے اور لشکر مہرخ پر آکر گرے بہار تو جلد تر غرق زمین ہوگئی اور مخمور و شکیلہ و فرہ وغیرہ سردار دلبر چھپیان سحر کی بناکر سر مہرخ پر چلنا شروع کیں بعض پتلے سحر کا بناکر پیچھے بعض اوڑکر کسی طرف چلے گئے بعض زمین مین سمائے لیکن وہ طائر آکر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اب تو اصحاب نیکال الیا رنگ نظر آیا جس کے سر پر طائر نے منقار لگادی دماغ اُسکا شق ہوگیا لشکر میں بھگدر پڑی ہر چند مہرخ نے چاہا کہ مین فوج کو روکون لیکن ٹھہرتا کہاں لوگ پاؤن اپنے سر پر رکھکر بھاگے سردار بھی جان جانے کے خوف سے مثل مخمور و بہت مہرخ کا دیکھنے لگے عمرو وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکلگئے تھے یہان ایک تلاطم پڑگیا بھگدر بھی ایسی پڑی کہ جیسے دریا جوش مارکر چلتا ہی زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی کہین مارے جان کو آشیانہ ملتا تھا کوئی ٹھکانا ملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچا وہ ہوتا ہزار ہا آدمی بسبب بیتابی کے گرا اور ہلاک ہوگیا شور شراہ و غریو فریاد کوشش کرو بناکر ہوتا تھا پھر تو جل

نظم

چل ہر طرف اب جو آگ کی تفنگ
نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ

لگی آگ جنگل میں چار ا رکیا
بن آئی نہ کچھ مفت مار ا گیا
لگے مرغ گرنے نہ پھر چل سکے

نہ جا گو سے اُکسے نہ ٹک ہل سکے
پڑی سر پہ ایسی کہ فرصت نہیں
پھر اسکو بھی کیا جھیلیں اور کہا کہیں

تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو
اگر بن گیا آگرون مین تو قید ہو
اس طرف بازارین لشکر کی بند ہو گئیں

اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی جو بچے ہوئے ہین اُنکو بھی مار لینا چاہیے بس اپنے تھیلی موتی اور کنٹھے سے توڑ کر جانب لشکر مہرخ پھینکا اُسکا قریب لشکر کے آکر شق ہونا تھا کہ لاکھون پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترکش دہرنے کمانداری کی تیر سحر کیا کم لگایا کرتا تھا یہ خدنگ جا نشان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریون اور لڑنے والوں کے مجروح ہوگئے بعد میں غافل ہوگئے

اب دم مارنے کی طاقت نہ ٹھہرنے کا یارا ایک طرف سے مرغان سحر جان لیتے تھے یعنی بھنبھوڑ کھائے جاتے تھے
ایک طرف سے پیکان تیر آکر خانہ بناتے تھے اب صنعت نے جو تھا گویا اور کنٹھے سے توڑا اور چاہتی تھی کہ اسکو
بھی لگائے اُسوقت صرصر وغیرہ اور سردار جو ابھی تک بچے ہوئے تھے اُنھون نے دست دعا بدرگاہ کبریا بلند
کرکے دعا آغاز کی کہ یا ارحم الراحمین و یا غیاث المستغیثین اپنا رحم ہمارے حال پر کر اور اس بلا سے ہمکو نجات دے نظم

کہون کیا مین تیری صفات و کمال
کہا مین پریشان پشیمان ہے
یہ قدرت گری تجھ ہی صانع کو آئے
جہان و جہان سب مین پیدا ہے تو
ہے تیری قہر دشمن سے اب

کہ ہر عقل کل یان پریشان خیال
زمین و فلک سب یہ مین تیرے حضور
کف خاک کو آدمی کر دکھائے
نہین کوئی اپنا ہے یان دستگیر
الٰہی تجھ سے اسم ہی زینی طلب

خرد کنہ مین تیرے حیران ہے
مہ و خور تجلی سے ہین لبریز نور
نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہے تو
دعا یا شکستون کی کر تو پذیر
یہ طلا کر جو اشفاء کیا مقرون قبولیت

ہوئی یعنی ملکہ غبار انگیز جو اپنے لشکر سے چلی تھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسکو طائران سحر نے خبر دی
کہ لشکر صرصر برباد ہوکر بھاگا جاتا ہے صنعت نے سحر ہفت بیضہ کیا ہے بس یہ معلوم کرکے مال و اسباب
جو اسکے ہمراہ تھا اُسکو ایک جگہ ٹھہرا کر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز بیضہ چہارم نہ لگانے
پائی تھی کہ اُسنے آکر سلام کیا صنعت نے نگاہ کج جانب دیکھا اور کہا او جھوکری مین نے تو سُنا ہے
کہ تو صرصر سے ملگئی ہے پھر اب میرے پاس کاہیکو آئی ہے شاید لشکر جو اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دیکھا تو
مجکو کچھ نقرہ دینے آئی ہے غبار انگیز نے کہا کہ میرا پہونچنا ایسے وقت مین تیرے پاس ہوا ہے کہ جو کچھ وہ
کہے صنعت نہین عیار سے دھوکا کھاکر گرفتار ہوئی نہ کسی ساحر نے مجھکو قید کیا مگر دکھلی تھی اس سبب سے
موقع و مناسب ہی دیا تھا کہ مجھکو سوائے آشتی کے کچھ بن نہ آیا ورنہ مفت میری جان جاتی اور عمرو کے
ہاتھ سے ہلاک ہوتی بس مین بچاؤ اپنا کرنے کو مل گئی تھی اب مین تمھارے پاس آئی ہون کہ فرا سیاب
سے مجھکو ملوا دو صنعت سمجھی کہ یہ اسوقت اگر بارادہ دغا بھی آئی ہے تو کیا کریگی اسکو تسکین دلاسا دیکر ساتھ
رکھ لیں اُسنے کہا ای ملکہ غبار انگیز یہی چاہیے کوئی مالکون اور پرورش کرنے والون کے حق نمک کو بھلاتا ہے
ور اُسنے بگاڑا ہے تو میرے بجائے فرزند کے ہے مٹھی مین تجھکو شاہ سے ملوا دونگی اور کئی قلعہ علاوہ تیرے
ملک کے اور دلوا دونگی غبار انگیز نے یہ باتین سُنکر اسکو کئی اشرفیان نذر دین اور برابر جا کھڑی ہوئی
ور تعریف کرنے لگی کہ اے ملکہ وہ کیا نایاب سحر کیا ہے کہ دم بھر مین اتنے بڑے لشکر کو آنکھ غارت کر دیا صنعت نے

کہنا اس سحر مین میرا کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضے سامری کے عنایت کیے ہوئے ہین انکی خاصیت
کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہوجائیگا غبار نے تعجب کرکے کہا ذرا مین ایک بیضہ کو دیکھون
نے وہی بیضہ جو ہاتھ مین لیے تھی اُسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ جو تمھارا ہی اور خاصیت اسکی یہ ہی کہ اگر لشکر پر
پر لگاؤ اور وہ لشکر مین بیضہ اول لگانے سے برباد ہوچکا ہو تو وہ سحر بھی برطرف ہوجائیگا اور لشکر
یعنی جسے جن بیضوں سے اول کام لیا ہی وہ برباد ہوگا اُسنے کہا کہ ہان ایسا ویسا لشکر جیسے کہ تھی
برباد ہوگا ورنہ جو زبردست ساحر ہوگا اُسکا لشکر تو کیا برباد ہوگا صنعت نے کہا بس آخر تو لڑکی
اری نادان یہ تحفہ عطیہ سامری ہی کہین رکھتا ہی اگر افراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہوجا
یہ حال جب غبار انگیز خوب دریافت کرچکی اُسوقت اُسنے طاؤس کی باگ لی صنعت پکاری کہ کہا
قصد ہی کیا تم اس بیضہ کو مہرخ کی بھاگی ہوئی فوج پر لگادو گی اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دور
ہٹ کر اُسکے لشکر سے پکاری کہ اری او ملزادی مردنی ڈھٹ دلکا تہ کہان جائیگی کلیجہ لے اب سنبھل
یہ کہکر وہ بیضہ اُسنے صنعت کے لشکر پر کھینچ مارا کہ صنعت کے تخت پاس آکر وہ شق ہوا اور آواز
مہیب اسمین سے آئی صنعت پکاری کہ ارے لشکر بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر مہرخ پر برس
رہے تھے وہ اُسکے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ جانور جو منقارین مہرخ کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسکے
لشکریون پر آکر لگانے لگے اور اس بیضہ کے لگانے سے آگ برسنے لگی ایسا یہ حال ہوا کہ لشکر
چرانمان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزارون کیا لاکھون واصل جہنم ہوگئے اور زمین و آسمان میں
تزلزل پڑ گیا آتشبازی نے جنگل جلادیے یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرہ نار بنگیا اور غبار نے اپنی فوج کو
نعرہ کرکے بلایا کہا کہ لینا ان باغیون کو انھون نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا دفع ہوئی
مہرخ بھی مع اپنی فوج باقیماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکریان صنعت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملا کہ قطعہ

چلی بھاگ کر دامن کوہ کو
لیے ساتھ سب فوج و انبوہ کو
خطر فوج کا شور بنگاہ کا
عجب دون کے جاتے مین غم راہ کا
کہ جاؤ زمین کچھ ہویدا نہ تھی
کہین دہمین بلند ندی بیڈھی تھی
عجب کشمکش درمیان آگئی
بہیڑ اک بلا تھی جہان آگئی
نہ ہلنے کو جا ہے نہ چلنے کو راہ
سرون پر کھڑی فوج ذیل و سپاہ

تیغ تیز نے گوہر جان لینے کے لیے جوہر سے دانت رہنے لگائے تھے
خنجر گلے کاٹنے پر حلقہ باندھے تھے تیر سن سن چل کر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ چھیدنے پر ہم اندھی مین

نیزہ سرکشی جتانے پر بلند طبعی اپنی دکھاتے تھے کمانین لب سوفار سے کہتی تھین کہ لاؤ نقد جان
دشمنان لاؤ خطا گرفتہ لوگون کو قربان کرکے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ مین کچھ
ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا اگرچہ کہ نیابت کا معاملہ گذرا لاکھون آدمیون کا کھیت پڑا
تھا ایک مدمی کھیت رہا چلے تو وہ سب ہنستے تھے اب اپنے نصیبون کو روتے تھے اور جان بچانا چاہتے تھے
لیکن ممکن نہ تھا کسیکا بھیجا پھٹا ہر کسیکا سینہ چھدا ہر کوئی لوٹ رہا ہر کوئی جو بھاگا ہر وہ کچھ دور جاکر
تڑپا ادھر اودھر سے آگ برس کر خانۂ تن جلاتی ہر زندگی بھاگنے والون سے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہر کہانتک
بیان کیا جائے صنعت سے بھی بھاگے تھے یہ تو مع چند سردارون کے بچ گئی اور میدان جنگ گاہ سے کئی
کوس پر بھاگ کر آئی اس مقام پر پناہ ملی سحر پڑھ پڑھ کر اسنے دستک دی از بسکہ صاحب ہفت بیضہ بھی تھی یلغار
یہ وہ جانور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اودھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے اسکو
برابر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجواکر یہی لشکر اودھر کا کم کام آیا تھا اسنے اگر کمر کھولی اور
سجدۂ شکر جناب باری مین کیا مہرخ اگرچہ سریر جہانبانی پر بیٹھی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے مین
تر زبان ہوئی کہ ای ملکہ اگر ایک لحظہ تم اور نہ آتین تو کام ہمارا تمام ہو چکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ ای
مہرخ نامور مین نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہی مہرخ نے کہا
جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اسکی کیا کرین غبار نے کہا ایک وہ غضب ڈھا گئی عمرو نے اسوقت
پوچھا کہ ای ملکہ غبار انگیز ہمسے تو بتاؤ کہ تمنے یہ کون سا سحر کیا جس سے وہ تیجہ لیسپا ہوئی اور
تمہیں سے خدا نے اسکے سحر کی بلا دفع کی غبار انگیز نے کہا مین نے کوئی سحر نہین کیا مین اسکے پاس گئی
اور اظہار اطاعت اس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوا دیجیے وہ وقت ایسا ہی تھا
کہ مین عمرو سے مل گئی تھی اوسنے کہا تو میری بیٹی ہر مین تیری خطا معاف کروا دونگی بس اسکے
ہاتھ مین بیضۂ سحر تھا مین نے کہا یہ مین دیکھون اسنے وہ بیضہ دیا مین نے اسی کی فوج پر مارا اسکا
خواص ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہو جاوے ای عمرو سوا اسکے اور کچھ مین نے
نہین کیا عمرو نے اس فطرت کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اٹھاکر
گئی ہر کہا ہی حیران ہو گی اگر اسوقت کوئی غباری بجا دے تو بہتر ہر یہ سوچکر اٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ ای ملکہ مین صنعت کی خبر لینے جاتا ہون کہ کدھر گئی مہرخ نے ہر چند روکا مگر نہ مانا

اور روانہ ہوا اُدھر صنعت صحرا سے پھر کر اپنے اس لشکر مین کہ جو لاکھون آدمیون کا دو
ہوا ہی آئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھی اور جادو
جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ کیون تمنے دیکھا اِن خبار... نے کیا
ہی یہ بھی اتفاق کی بات ہی تم دیکھا کہ مین کسطرح ان سب کو ہلاک کرتی ہون جیسے ... جاتے
ٹھکانا نہ تھا ایسا جب ہی ہوگا ساحرون نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین آپ
کچھ تماشا افراسیاب سے کم ہین اب اسوقت غلامان جانباز کی عرض بھی پذیرا فرمایئے
یعنے کچھ خاصہ نوش جان کر لیجیے کہ آپ کے چہرہ مبارک کا عجیب حال ہوا جاتا ہی پھر
جا ہیے گا وہ کیجیے گا اُسنے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت ہو گئی ہی کچھ جی
نہین چاہتا ہی اُنھون نے پھر بہ منت تمام اصرار کیا ناچار اُسنے کہا اچھا منگواو بچھا دو لونڈیان
دسترخوان لا کر بچھایا صنعت آکر کھانا کھانے مین مصروف ہوئی اُسوقت خواجہ جو روانہ ہوے
تھے علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی ایسی صورت اُنھون نے اپنی بنائی مُہر افراسیاب جادو
کی ماتھے پر اپنے بنائی اس طرح کی کہ کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کی دھوتی
باندھے بازو پر تختیان جواہر کی باندھکر گلے مین مالا مروارید پہنکر نامہ افراسیاب کا
ہاتھ مین لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تئین پہونچایا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
یہان کا جادوگر آیا ہی یہ دیکھکر کوئی مانع نہ ہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
مجرا کیا اُسنے پلکون کے اشارہ سے سلام لیا اُنھون نے نامہ دیا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا لکھا ہوا
تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز مرحبا کیا کہنا جس طرح سے کہ ساحران زبردست لڑتے
ہین اُسی طرح سے تم لڑین مین خود آسمان سحر پر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار ہو
کہ غبار انگیز کے قریب مین آئین اسکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہے
یہ صرف نامہ بر ہی نہین ہی اور نہ قاصدی کرتا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بس اسکو
مین نے اس لیے بھیجا ہی کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا نام بھی اسکا ہوشیار جادو ہی اسکی
خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا کام کریگا باقی مراعات
سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھ کر خوشنود ہوئی ساحر نامہ دار کی بہت خاطر کی

کھانے کی اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھا کر تخت پر آکر بیٹھی ساحر مذکور کو کرسی بیٹھنے کو دی
پھر ایک راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہان بھجوایا اور کہا اے ہوشیار جادو
تم اس راوٹی مین رہو عمرو اٹھکر اس راوٹی مین آیا میوہ تر و خشک کھایا اپنے پاس سے
شراب نکال کر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیان خدمت کو حاضر تھین وہ کام کرنے
لگین بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمرو بھی صنعت کی فکر مین آیا تھا کنیزین جو اندر باہر
کام کاج کے لیے آتی جاتی تھین انہین سے ایک کو اُسنے فقرہ سے الگ لیجا کر بیہوش کیا اور اُسکی
ایسی صورت بنکر سر پر صنعت کے رومال جھلنے لگا اس آثنا مین ملکہ حیرت جو کھانا
کھانے اپنی بارگاہ مین بیٹھی اُسنے حال شرکت کھانے کا صنعت کے سُنا تھا
پس کچھ میوہ مٹھائی پکوان کشتی مین لگا کر صرصر عیارہ کو بلوا کر کہا کہ جاکر یہ صنعت
کو دے آ سامری جانے کہ اُسنے فراغت دل سے کچھ کھایا ہے یا نہین قسم ہماری طرف
سے دینا کہ اسکو کھاوے صرصر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت مین آئی مجرا
کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بھیجا ہے صنعت
نے کہا اے صرصر تو اس طرح اسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہے صرصر نے کہا
اے ملکہ پھر مین تو عیارہ ہون اگر آپکو کچھ اور شبہہ ہو تو اپنا اطمینان فرما لیجیے صنعت
سحر ساز نے پانی سے مُنہ صرصر کا دُھلوا یا صرصر اصل پایا اسوقت ایک دوشالہ اور
بہت سے روپیہ انعام مین دے صرصر خلعت پا کر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ
چالاک سر پر کھڑا رومال جھل رہا ہے بس اُسنے الگ جاکر نیل کے قلم سے لکھا کہ یہ
جو لونڈی سر پر کھڑی رومال جھل رہی ہے یہ کنیز نہین ہے عیار ہے اسکا کام تمام کر دیجیے
لکھ کے پھر آئی اور کہا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا مین دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجیے
صنعت نے لیکر پڑھا صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہے
کہ کیا بلاے بد عیار ہین کہ کسی وقت پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہین یہ کہکر اُٹھی اور بڑھکر
چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہے چالاک نے کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون اُسنے
کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روزگار تو کنیز ہے یا چالاک ہے ارے پانی گرم لاکر اسکا مُنہ

دھو لاؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئین اونہون چالاک کا دھولایا رنگ روغن چھوٹ گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چابک تو لاؤ غلغلہ اُسکے قید ہونے کا بلند ہوا
عمرو جو راوٹی مین جا کر لیٹا تھا اُسنے بھی سُنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس
آکر کہا اے اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کہکر ملکہ صنعت کو چابک نہ لگانے دیا آپ ایک
چابک اُسکے لگایا صنعت نے کہا یہ موڑی کاٹے کسی طرح باز نہین آتے ہین مین
اب اِسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی عمرو نے عرض کیا کہ اے ملکہ میرے کام مین خلل انداز
یہ ہوا میری رائے یہ ہے کہ اسکو مجھے آپ عنایت فرمائین کہ مین اسکو قید کرون یہ کہکر اپنے
بٹوے سے سحری زنجیر نکالکر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا مین اس سے کچھ پوچھ لون
تو مار ڈالونگا صنعت نے کہا مین نامہ افراسیاب کو لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین عمل
مین لانا عمرو نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی مین لایا وہان لاکر مشکین کھولدین
اور کہا او جوانا مرگ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے چالاک نے کہا آج وہ صنعت
نے نہ بچا ناتھا صرصر شمشیر زن آکر گرفتار کرا گئی عمرو نے کہا مین سمجھ لونگا
چالاک اُسکے کہنے سے قنات چاک کرکے نکلگیا اور عمرو ہائے ہائے کرکے زمین پر
گر پڑا اس طرح سے کہ آدھا پردے کے اندر دھڑ تھا اور آدھا باہر اُسکے ہائے ہائے
کی آواز اہل بارگاہ نے جو سُنی صنعت نے کہا ما جو ہوشیار جادو کو بادشاہ نے
بھیجا ہے اور وہ عمرو کے بیٹے کو قید کرنے لیگئے ہین معلوم ہوتا ہو کچھ آفت
اُنپر آئی یہ کہکر خود راوٹی مین آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بیہوش پڑا ہے اور قنات چاک ہے
چالاک کا پتا نہین ہے لوگون سے یہ حال دیکھکر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار نے کیا زنجیر
مین جکڑ دیا تھا بندھا ہوا کوڑ مار نکلگیا بڑے غضب کے عیار ہین انسے کوئی جیت نپائیگا اچھا
پ کوئی پانی لاکر ہوشیار پر چھڑکو کہ انکو تو ہوش آئے عمرو نے یہ بیان جو اُنکا سُنا سمجھے
کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہین بگڑ جائے لازم ہے کہ اُٹھ بیٹھو بس یہ سوچکر ایک آہ کی
اور کروٹ لی صنعت اُسوقت پکاری کہ اے ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو ذرا تو
ہوشیار ہو اُسکے پکارنے سے عمرو اُٹھ بیٹھا اور کہا اے ملکہ چالاک نے کیا کیا کون کام کیا ہے کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا

مین مرگیا ہوتا سامری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اسوقت کچھ تمھارے دشمنون کو ہوجاتا
تو مجھکو افراسیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگون نے کہا اے ملکہ آپکا کیا خیال ہے یہ وہ چالاک ہے
جسنے کہ افراسیاب پر عیاری کی ہے اُس سے بچے رہنا ہی غنیمت ہے اور جو ہمت اسکو قید کرے
جو کہ فیمن مار ہی ڈالے یہی بہتر ہے غرض صنعت وہان سے اُٹھکر پھر اپنے مقام پر آئی چالاک
جو نکلکر جانے سے چلا ایک درہ مین پہاڑ کے گیا وہان قریب تر ایک ساحر ہے کہ اس جگہ کی صنعت کی
طرف سے نگہبانی کرتا ہے اس ساحر کا نام بھی مبہوت جادو ہے اور وہ ساحر نہایت زبردست ہے چنانچہ
چالاک جو دیکھے تو درہ کو نہایت آراستہ ہے ہر طرف درہ کے درخت تمام تراشے کیے ہین
سبزہ اُگا ہے کنوئین پختہ بنے ہین نہرین جاری کی گئی ہین روبرو سامنے ایک باغ کہ جس سے گلستان ارم کو
داغ بنا ہوا نظر آتا ہے چالاک اُس باغ مین آیا اُسکو بھی نہایت سرسبز پایا نرگس یاسمن تختہ تختہ
گل و سنبل چمن چمن لگے ہین اُسکی خوبی کی نسبت کہنا کیا کہا ہے :: دیکھا تو کچھ اور ہی ہے عالم

وہ باغ نہین بہشت ہے کم	رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو	ریحان خط عذار گلرو
از بسکہ ہے سبزہ جلوہ آرا	ہے خاک طلسم چرخ خضرا	اون سبز گیاہ جانفزا ہے
گویا خط یار دلربا ہے	تھے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے	شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار	گلشن کی زمین ہے صحن گلزار	ہر سنج تو رشک لالہ و گل
ہر رنگ سے رشک خون بلبل	ہر سمت نہرین جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری ایک طرف بارہ دری	

مجلس جمی ہوئی پری کی طرح سجی ہوئی فرش پر تکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان
عیش و راحت وہان مہیا مسند زرق برق بچھا ہوا اور اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہر مار
کر رہا ہے اُسکو دور سے دیکھکر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی
کہ جیسے وضع کے ساحر صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہو کر سامنے اُسکے گیا اور
اُسکو سلام کرکے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپکے پاس بھیجا ہے فرمایا ہے کہ جیسے ہم شکل ملکہ
نے مین صورت کمبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر مین ہے ابھی چالاک عیار آیا تھا ہمنے قید کرنا چاہا
وہ بھاگ گیا اب تو بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طرار آئے اُسکو پکڑ کر مار ڈالنا مبہوت اس
ساحر کا نام ہے چالاک کی تقریر سنکر وہ اپنے ملازمون سے حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اسکو لاکر دو انعام دو

روپیہ نذر کو لا کر دیے اور مبہوت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کہدینا اور عرض کرنا کہ آپ بھی
جانب سے غافل رہیں میں بہت ہوشیار ہوں چالاک نے جب روپے پائے کہا شکر
ہمارے ساتھ احسان کیا ہی ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہی بھلا اُسکو ہم بھی
تو دکھلا دیں لے آؤ الگ چلو مبہوت یہ سنکر اُٹھا اور اس باغ کی ایک کنجی میں گیا ملازموں
کو وہاں آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہی چالاک نے
قریب پہونچکر ایک طمانچہ دست بیہوشی آلودہ کا لگایا مبہوت نے کہا اور بے ادب یہ کیا
کیا کیا چالاک نے کہا اسمین تو کرامات ہی تم دیکھ لینا مگر اُسنے یہی کہا تھا کہ وہ چکر مار کر
گرا بیہوش وہ مدہوش تھا چالاک نے اُسوقت تنہائی پاکر اپنی اسی صورت اُسکی بنائی اور آپ
اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اُسکو پیٹھ پر لاد کر باہر نکلا نوکروں نے اُسکے کہا کہ یہ کون ہی اُسنے جواب دیا
کہ جمشید نے میری عزت بچائی اور جان بھی رکھ لی اسنے مجھکو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہی یہ کہکر باہر
صنعت کے دروازے پر اُسکو لادے ہوئے لایا صنعت کو خبر ہوئی کہ مبہوت جادوگر آیا
جانب سے فلان صحرا ابن محافظ ہی وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہین یہ حال سنکر صنعت اُٹھی اور
ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا ای ہوشیار مبارک ہو چالاک پکڑا گیا مبہوت میرا ملازم لایا
ہی عمرو کی یہ خبر سنکر جان نکلی مگر بظاہر خوشنود ہوا اور جلد وہاں سے باہر نکل آیا اس اثنا میں مبہوت
نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا اسکا صنعت عمرو کے ساتھ گٹھڑی تھی اُسکو مجرا کیا صنعت نے ہنسکر
پوچھا کہ ای مبہوت مزاج تو اچھا ہی کہو کسکو لائے مبہوت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا کہ
یہ عیار مجھکو بھی فریب دیے گیا تھا مین نے پکڑ لیا ان باتوں مین یکایک خبر آئی کہ ملکہ شکوہ
زرین قبا اور شہاب جادو دبیر کنان اس طرف آئے تھے وہ آتے ہین صنعت نے کچھ لوگ
اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونوں بھی بارگاہ مین آئے صنعت سے ملاقات ہوئی اُسنے خوش
کر کے بڑا تپاک ظاہر کیا پھر یہ بھی کر سب اُن پہ بیٹھے جام مے گردش مین آیا اُسکو ہوقت ملکہ شکوہ نے
پوچھا کہ ای ملکہ یہ کیا مردہ سا کون پڑا ہی صنعت نے سب احوال اُنسے بھی کہا اور کہا
افراسیاب نے ایک ہوشیار جادو نام ساحرہ نیکنام کو میرے پاس بھیجا ہی اور بہت
تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہی مین اُسسے نہایت خوش ہوں شکوہ نے کہا ای ملکہ اب تم اُسکو

مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہی کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر
مارے لیکن آپ کے فرمانے سے مین ابھی اُسکو قتل کرتی ہون مجھکو کسی بات کا دغدغہ
نہین ہے شکوہ نے کہا کہ کچھ ہرج ہے کیون نہ آپ اُسکو مار ڈالین اُسنے کہا اچھا اُسوقت شہاب جادو
نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلا لیجئے ہم ملاقات بھی کرینگے اور رو برو اُسکے قتل کی بھی کیفیت
دیکھینگے صنعت نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ جا کر دیکھو تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہین عمر دیلم تو
باہر نکل آیا تھا یا پھر جا کر راوٹی مین لیٹ رہا اسلیئے کہ اُسنے باہر آکر جو مبہوت کو دیکھا تو چالاک
کو پایا تھا غرض کنیز جو آئی دیکھا کہ آرام مین ہین اُسنے جگانے کا ارادہ کیا کنیزین جو اُنکی
خدمت مین تھین وہ گویا ہوئین کہ ابھی آرام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ملکہ بھی آکر جگانے کا ارادہ
فرمائین تو مجھکو نہ اُٹھانے دینا کنیز یہ ماجرا سنکر پھر آئی اور صنعت سے آکر عرض کر دیا شہاب
وغیرہ سب خاموش ہو رہے اور صنعت نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد تر اس مفتری کا اسی عالم بیہوشی
ہی مین سر کاٹ ڈال جلاد نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر مبہوت اصلی کا اڑ گیا اور پکارا
کہ مبارک ہو مین نے کام لپسر عمرو کا تمام کیا لائیے انعام دلوائیے یہ تو انعام مانگ رہا ہے کہ وہان
کہ وہان صدائے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز آئی کہ مارا مبہوت
جادو کو اُس اندھیرے مین چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک اری قحبہ صنعت تو میرا نام
چالاک کہ تیرے ہاتھون سے تیرے رفیقون کا سر کٹواؤن یہ کہکے تخت کے نیچے صنعت کے چلا گیا
کسی نے اِس تاریکی مین دیکھا نہین کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوان برطرف ہوا سبنے دیکھا کہ مبہوت
جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہے اور شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر نکل گئے کہ یہ کیا آفت آئی اور
آپسمین گرم سخن ہوئے کہ غضب ہے سامری کا بھلا کیجئے کسکو کوئی مارے اور کسکو رہا کرے بجائے خود اب
طلسم پر ادبار آیا ہے اور صنعت لاش مبہوت دیکھکر بدحواس ہو گئی کہ بل بے تیری تلاش کہان
پہونچا اور مبہوت کو پکڑ کر لایا یہان تو سب متحیر اور متردد ہین لیکن حیرت کو بھی طلسم مین جب
یہ سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جا کر پہونچے اُنہون نے مفصل
عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ ماجرا گذرا پھر یہ بھی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نامی کو صنعت
کے پاس بھیجا ہے اور بڑی تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہے وہ ساحر دانا موجود ہے بڑی خاطر اُسکی ملکہ صنعت کرتی ہین

حیرت نے یہ حال سنکر کہا اجی آمین بھی کوئی کوئی فریب معلوم دیتا ہے مین باغبان کو نامہ لکھتی
ہون جیسا ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ باتین جو بیان ہوئین طائران جادو جہرخ کے یہان بھی اور افراسیاب
کے یہان کچھ برائے جاسوسی حاضر تھے انھون نے بھی سُنا اور طائران اڑکر بادشاہ طلسم کی خدمت مین گیا اور
طائران سحر نے آکر جہرخ سے جو سُنا تھا بیان کیا جہرخ بہت خوشنود ہوئی اور غبار انگیز نے کہا بی بی
عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہین جہرخ نے کہا سب ملکر چالاک کے لیے دعا کرو کہ عمرو آتا ہے
اُسکو صحیح و سالم ہمسے لاکر ملائے سب دست بدعا ہوئے اور طائران جادو جو شاہ جادوان کے
پاس پہونچا جملہ ماجرا اُسنے بیان کا بیان کیا بادشاہ نے حال سُنکر گردن جھکائی اور کہا مین اسی
وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے نہ مانا اب اچھا ہوا جو ذلتین اُٹھاتی ہے
یہ کہکر رقعہ جمشیدی مین دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہوشیار جادو نام ہے جو اُسکے پاس گیا ہے رقعہ
مین معلوم ہوا کہ وہ عمرو عیار ہے اگر ای بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسے وقت مین اُسکو مار ڈال پھر ایسا
موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقعہ سے دریافت کرکے اُسنے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمنے وعدہ کیا تھا
مین عمرو کو پکڑ لاؤنگا آجتک ایفائے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ مین صنعت کی جاؤ اور وہان
ہوشیار جادو بنا ہوا عمرو ہے اُسکا سر کاٹ لاؤ صنعت سحر ساز سے کہنا کہ وہ خود قتل کرکے سر
تمھین دیدیگی باغبان نے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ انیک رفتیم و آوردیم یہ
یہ عازم رہ نوردی ہوا لیکن زوجہ اُسکی ملکہ گلچین جادو کہ عمرو سے ڈرتی ہے اسواسطے کہ عمرو جو باغبان
کو مار ڈالیگا تو مین رانڈ ہو جاؤنگی اِنے قرآن جلش کو بھائی بنایا ہے اور اُسنے اسکو بہن کہا ہے ہر چند
باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہے مگر وہ نہین مانتا ہے چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر سے پہلے جادو سحر اور وہ
روانہ ہوئی جلکے صنعت کی بارگاہ مین پہونچی بسبب جادو سحر کے کسی نے اُسکو دیکھا نہین عمرو
کی راوٹی مین گئی عمرو سوتا تھا اُسکو جگایا اور کہا خواجہ سلامت مین ہون آپکی کنیز گلچین جادو
افراسیاب کو آپ کی خبر پہونچی ہے اُسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہے وہ آتا ہے
آپ ہوشیار ہو جائیے مین پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہون آپ کو قسم ہے اپنے خدا کے چالاکی کی کہ
باغبان کو مار ڈالیگا مین رانڈ ہو جاؤنگی لو خدا تمھارا حافظ ہے مین جاتی ہون یہ کہکر وہان سے چلی گئی کی
باتوں کی آواز کچھ کنیزون اور صنعت نے بھی سُنی مضمون تو کچھ بھی نہ سمجھین لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ اِدھر

یہ کہکے بیڑ آتے جاتے ہیں عمرو نے کہا یہ بیڑ ہمارے ہیں اور کہتے ہیں رحم ہو ہمکو آتے ہوئے اب تدبیر
لانے کی ہم بھی کرتے ہیں وبدم خبر لگاتے ہیں یہ کہکر باہر راوٹی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر اژدرنگاہ
جادو نام صنعت کے پاس استادہ ہے اُسنے صنعت سے کہا کہ اے ملکہ ذرا یہ جو آپ کے
پاس کھڑے ہیں اِنکو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُنسے کہنا ہے صنعت نے یہ سُنکر اژدرنگاہ
سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا اے بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اُسنے کہا کیا
بتاؤں رنج رنج سبکو پڑی ہے عمرو نے کہا ہاں بھائی یہاں یہی حال ہے معلوم نہیں کہ ہم مارے جائیں
یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہیں ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اُسنے زبردستی
بغیر کہے سُنے میرے منھ پر یوں ہاتھ مارا دون ہاتھ مارا اور اسطرح سے ہاتھ پھیر ہی تو دیا
یہ کہکر ہاتھ منھ پر نقل کرنے کے بہانے سے پھیر دیا کہ اژدرنگاہ بیہوش ہو گیا اسنے جب اسکو
بات کہنے کیلیئے بلایا تھا تو کنیزوں کو ہٹا دیا تھا چنانچہ تنہا تھی تو تھی ہی اژدرنگاہ کو
بشکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اپنے پلنگ پر لٹا دیا
اور کنیزوں کو پکارا اُنسے کہا خبردار ہے ہوشیار نکرنا جینے جگانا نہیں یہ کہکر آپ یا جمشید یا جمشید
کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسنے کہا اے اژدرنگاہ جادو خیر تو ہے تجھ سے تو کچھ ہو کہا
اے ملکہ میں تمسے کیا کہوں اب آپ ہی معلوم ہو جائے گا اُسنے اس کلمہ پر گھبرا کے کہا ارے
کتاب تو لانا عمرو نے دل میں کہا کہ کتاب میں دیکھا تنے تو حال تیرا کھلیگا بس گویا ہوا کہ اے
ملکہ تجھے تو کتاب کی عزت کھودی ذرا ذرا سی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہو اے ملکہ سن
جس کام پر عقل کام نکرے وہ کتاب میں دیکھتے ہیں تو کتاب کیا کرو گی مجھ سے میرا پیر کہ گیا ہے کہ شاہ
جادوان کے پاس سے کوئی سرقت آتا ہے اور ہم رتبہ وہم پایہ تمہارا ہے اور جس کام کو آتا ہے
اسی کام کو سُنکر میں یا جمشید یا جمشید کہتا ہوں اب معلوم ہی ہو جاتا ہے گھبرائی کیوں ہو یہ کہی
رہا تھا کہ باغبان قدرت تیور پر بل ڈالے ہوے اسباب تحریلیے ہوے سنگت پر سوار آکر اُسکی
بارگاہ میں اُترا صنعت برائے استقبال خود اُٹھی باغبان نے بڑی جھککر سلام کیا صنعت نے
ہنسکر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پکڑ کیا مقام صدر پر برابر اپنے بٹھایا باغبان نے بیٹھتے ہی کہا کہ
شہنشاہ نے فرمایا ہے میں نے کب ہوشیار جادو کو بھیجا ہے اور وہ ہے کہاں صنعت نے کہا کہ

جب سے آیا ہو مست شراب ایسا رہتا ہو کہ ہر وقت راوٹی مین پڑا رہتا ہو اب بھی یہین ہو
باغبان نے کہا وہ عمرو عیار ہو اسی وجہ سے بہت تمھارے پاس نہین بیٹھتا ہے اپنی
فکر مین ہو تمکو مار ڈالیگا اسوقت اژدرنگاہ نقلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا بیشک ہم تو سچے
ہوئے صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گھبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہو شاہ زمانے کہ
جلد مار ڈالو اسکو اور سر اسکا نگاہ ہو لاؤ مجھے دو کہ مین قتل کرکے سر لیجاؤن صنعت نے
اسوقت ایک جلاد کو بلا کر چپکے سے کہا کہ راوٹی مین جا اور کنیزون کو یہان بھیجدے اور وہ جو
پلنگ پر سو رہا ہو اسکا سر کاٹ جلاد بموجب حکم راوٹی مین گیا اور کنیزون سے کہا جلد یہان سے باہر جاؤ
وہ سب لرزان ترسان باہر آئین اور جلاد نے ایک ہی تیغ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اژدرنگاہ
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی صدائے مہیب آنے لگین اندھیرا ہوا آواز آئی کہ لیجیو پکڑیو
مارا اسکو کہ جسکا نام اژدرنگاہ جادو تھا صنعت نے جب جلاد کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا
چار ہزار جادوگر برائے حفاظت مقرر کیے تھے کہ شاید عمرو ہوشیار ہو کر نکلے تو جانے نپائے
دو ہزار جادوگر برُوے ہوا پرواز کر رہا تھا اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صدائے قتل
ہوشیار بلند ہوئی ادھر عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو نامدار اری او بے عقل صنعت
سحر ساز اگر تیرے جادوگرون کو اسطرح نہ داخل جہنم کرایا تو نام اپنا رکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر
گرد اپنے تو حصار کیا اور پکاری کہ لینا موذی کاٹے کو جانے نپائے اندھیرا تو تھا ہی نارنج ترنج نارئیل
چلنے لگے اسوقت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور آکر اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ
ای والد ماجد راہ یہ مین نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہو آئیے چلیے عمرو بھی غلطاک مار کر زیر تخت گیا دیکھا
تو یہان نقب لگی ہو دونون اُس نقب مین کودے اور روانہ ہوئے صنعت نے جب وہ اندھیرا موقوف
ہوا ہر چند تلاش کرایا کہ دیکھو یہ دونون کہان گئے ہین لیکن پتا نہ ملا بیحد پریشان خاطر ہوئی اور
مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا اور تو سب راہ رُکی ہوئی تھی تخت کے نیچے معلوم ہوتا ہو کہ دونون
ہین پس اُسنے تخت کو اُٹھوایا دیکھا تو نقب لگی ہو پس عرض کیا کہ ای ملکہ دیکھیے وہ اِس راہ سے گئے ہین باغبان
تو سب ماجرا دیکھکر پہلے ہی چلا گیا تھا اور یہان صنعت نقب دیکھکر نہایت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ
ای مختار کچھ عقل نہین کام کرتی ہو اور جو کچھ کہ سکتی ہون مختار نے کہا حضرت شوم یہ فرمائیے تو آخر کیا کھا رہی ہو

کہا باغبان قدرت جا افراسیاب کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ یہ عمرو عیار ہی ہیں اب تو افراسیاب
بھی جھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا اے ملکہ جب ہوشیار جادو نے اژدرنگاہ کو راوٹی میں بُلایا تھا اُسوقت
وہ ہوشیار عمرو ہی تھا جب اژدرنگاہ اُسکے پاس گیا اُسنے بیہوش کرکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا
اُسکی صورت بنکر باہر آیا اور آپ سے باتیں کین باغبان قدرت کیا کرے جو سُن آیا تھا
وہی آپ سے کہا لیکن تعجب یہ ہے کہ اُسکو خبر کسنے پہونچائی کہ باغبان قدرت آیا ہے صنعت نے
کہا کچھ ہی ہو مگر اب عزت ساری کھوئی ہماری تو بے آبروئی ہوتی ہے یہان تو یہ تذکرہ ہے اور عمرو عیار
نے چالاک کے نقب سے نکلکر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ میں گئے مہرخ اور سب سردار دوڑے خدا کا شکر کیا کہ ہم
خدا نے تمکو ہمسے ملایا عمرو نے تمام کیفیت سنائی مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے اور
سب عیار بھی مع مہتر قرآن کے اُسوقت بارگاہ میں آئے اور بیٹھکر شراب پینے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا
جام گردش میں آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسد اور مہ جبین بھی چھوٹین اور
اسد دلاور طلسم فتح کرے عمرو نے کہا انشاء اللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہے ملکہ بران تدبیرین کر رہی ہین
لیکن جبتک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کیسی لڑائی پڑتی ہے اور ہم بھی چن چن کے دین نابکارون کو خدا نے چاہا تو
مار ڈالینگے یہ کہکر مصروف عیش و انبساط ہوا اُدھر باغبان کے پہونچنے کے قبل تبلے افراسیاب کے پاس
آگئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان کے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل
کرایا لیکن صدائے گیرو بگیر کی بلند ہوئی دریافت ہوا کہ ہوشیار جادو عمرو نہ تھا اژدرنگاہ جادو تھا
افراسیاب نے کہا عجیب غریب مقدمہ ہے کہ جو تدبیر ہم کرتے ہین وہ برعکس ہوتی ہے یہ کہا اور ایک آہ سرد دل
پر درد سے بھری اور تبلون سے کہا کہ تم جاکر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہے اور مہرخ کس فکر میں ہے
تبلے روانہ ہوئے آگے چند تبلے تو بارگاہ صنعت میں پہونچے اور چند بارگاہ مہرخ میں آئے یہاں دیکھا
کہ ناچ ہو رہا ہے اور صنعت کو جو دیکھا تو غصہ میں رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کہتی ہے اے مختار جادو مجھکو
افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی اب جی چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کرون مختار کہ رہا ہے کہ حضور شراب
پیجئے کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ ہین اسقدر تشویش نہ فرمائیے اُسنے کہا کہ اب کھانا پینا جب
کھاؤنگی کہ لشکر باغبان کو غارت کر لونگی یہ کہکر وہ بیضہ سیاہ جو کنجے میں تھا ہاتھ میں لیکر دیکھا تبلون نے
جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ اب تو یہ آمادہ حرب و ضرب ہے لازم ہے کہ بادشاہ سے جاکر خبر کرین یہ آپس مین کہا کہ تیاری جنگ

دیکھہ لین تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کرین غرض یہ تو بھہر سے اور جاسوسان لشکر حرخ جو وہان
موجود تھے وہ سب خبر لیکے حرخ کے سامنے آگئے اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سحر ساز پھر آیا چاہتی
ہے اور اُسکا ارادہ ہو کہ اپنی بقچہ سیاہ سے کام لے حرخ یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ خیر
اللہ مالک ہی وہی بچانے والا ہی چالاک جو شریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا
جبتک اس قحبہ صنعت کو قرار واقعی گوشمالی نہ ملیگی نہ مانیگی یہ کہکر وہان سے چلا اور ساحر کی
صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہان صنعت باہر بارگاہ کے آکر غصہ مین کھڑی ہوئی تھی تمام
سردار اور مصاحب اُسکے گھیرے ہوئے سمجھا رہے تھے کہ اے ناظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری خیر
کی راج دلاری اگر لشکر باغیان برباد کرنا منظور ہی تو فوج کو ہمراہ لیکر جا سپہ سالار فوج بھی عرض کر رہے
ہین کہ ہمکو لیتی چلیے صنعت کہہ رہی ہی کہ مین اکیلی جاؤنگی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی یہ کہکر مختار
جادو سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر رہے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا مجھکو دیر نہوگی ابھی گئی اور کام
لشکر حریفوں کا تمام کر کے پھر آئی دیکھیو وہ بقچہ سیاہ ہر کہ جھٹکے لگا تمہی ہزارون سانپ پیدا ہوگا اور
مفسدونکو ڈس لیگا یہ کہکر بقچہ ہتھیلی پر رکھکر بلند کیا چالاک جو بھکر مین آیا ہوا تھا اُسنے دل مین خیال
کیا کہ بس یہی وقت ہی تو اپنا کام کر یہ سوچکر اُسنے گلہ گوپن مین پتھر رکھکر اور ہتھیلی کو تاکی تاک کر حرخ دیکر
جو مارا پتھر آکے ہاتھ پر پڑا اعضا رگڑے ہاتھ کا بقچہ گرگیا ان کو سب کھل گئین اور بقچہ سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور
فوج کے لوگ جو موجود تھے اور ساتھ چلنے کے لیے مستعد تھے اُنمین گرا معاذ اللہ قیامت کبری بپا ہوگئی
اول تو آواز مہیب آئی اور دھوان اسقدر پیدا ہوا کہ وہ مقام ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی وہان کی
تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزارہا ساحر دیکھا کہ اُس اندھیرے مین دم خفا ہو اور علاوہ اس اندھیرے کے
ماران سیاہ زمین سے نکلنے لگے اور روے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن موذیون سے بھر گیا ہوا سموم
ہوگئی اُن سانپون نے جسکو کاٹا پانی ہوکر وہ بہ گیا لشکر جو تیار ہوا تھا اُسمین بھگدڑ پڑی ہر چند صنعت
سحر پڑھتی تھی لیکن وہ آفت موقوف نہ ہوتی تھی اندھیرے نے جان لی سانپون نے آفت برپا کی ان
کافرون کو گویا جہنم مین بند کیا تھا کہ ہر ایک کالا ڈنک کا تنا تھا خداکی پناہ ہر سمت پھنکار کی صدا
بلند تھی زہر وار سے نالان ہر ادھر خانہ تن کی بازی ہے سرو فرش سانپون کے نکل جاتی تھی غلغلہ عظیم
ہاے سکا ماوا ے جان گئی کا بلند تھا سامری یا جمشید بچا ناگن پکار رہی تھی یا خداوند اقا مدد کو آؤ

مین صداؤن کے آنے سے کو آگ لگا رہی تھی کھلبل و ہلچل پڑی تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کہ **اشعار**

جدھر پھر نظر دیکھیں لگ گئی آگ
دم و کم کشی لپٹ پہ کھیلیں ہین ناگ
جہان مین وہ تھی جا بجا پر شر و شور
ہوا سے چلے راہ و ان مار و مور
ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کیے
جلا اُنکے آگے کوئی کب دیا
صدائے مہیب انکی وہ تھی بلند
جگر چاک ہوتے ہوا پر پرند
درندون کے بر جا نہین تھے حواس
پرندے مکانون سے سب اُڑ اداس
وحوش اس بیابان مین تھے نہ تھے
طیور آشیانون مین جاتے نہ تھے
ہوئی انکی کوسون تلک ایسی دھوم
نظر آیا نہ اس رہ کوئی جز سموم
ہوئے ساکنان بیابان تنگ
اٹھے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ
پراگندگی تھی اس انبوہ مین
کہ گو بھی بلا سے یہ کوہ مین
اس آواز سے جی نکل ہی گئے
جو ثابت قدم تھے بچل ہی گئے
بھرا ایک دم اُسنے دا اگر وہان
تو پایا اس انبوہ کو نیم جان
دم دیگر اُن مین نہ کوئی رہا
وہی دشت خالی وہی اژدہا
زمانہ وہی آگ کا چار اور
ہوا گرم ویسے ہی دریا ہی شور
صنعت کی فوج اور صنعت

بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئین اور قریب دریائے سحر آکر ٹھہرین جسوقت کہ جب کوئی اُس جنگل مین باقی نہ رہا وہ اژدہا بھی ناپدید ہوئے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر بھگیلی فوج کو پھر جمع کیا اور اس جائے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اُسکی فوج اور خزانہ لاتعداد تھے کہ اس وجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوتا ہی چنانچہ اب بھی لاکھون ساحرون کو لیکر ایک جگہ پر اُتری مگر داغ بالائے داغ آتش رنج سے جگر و دل کباب کہ یا سامری مین کس آفت مین گھر گئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر پھر سمجھانے لگے کہ اے ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اچھا نہین اُسمین بھی خرابیان ہوتی ہین دیکھیے بادشاہ طلسم سب طرح کے سحر جانتا ہی اور قدرت و طاقت سامری نے اُسکو عنایت کی ہی مگر چالاک کوئی کام نہین کرتا ہے دیر آید درست آید کا معاملہ ہی آپ بھی اب چندے توقف فرمائیے پھر سمجھ لیجیے کہ صنعت اپنے حال پر نالان و گریان ہو کر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمرو جو بقیہ کو توڑ کر روانہ ہوا سامنے فوج کے آیا یہان سبکو متردد پایا دیکھا کہ لشکر کوچ تیار کر رہا ہی اور منتظر ہی کہ آفت آیا چاہتی ہی اسوقت اُسنے آکر کہا اے ملکہ آپ بیٹھکر ناچ دیکھیے عیش کیجیے مین جنگ فتح کر آیا یہ کہکر جملہ ماجرا سنایا کہ اس طرح اُنسے بقیہ دکھایا مین نے پتھر مار کر ہاتھ اُسکا توڑا

اور بیضہ اُسکی فوج مین گرا یا اب وہ بھاگ کر آوارہ دشت ادبار ہوئی اور یقین تو یہ ہے کہ طعمۂ نہنگ فنا ہوئی
آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کجا یہ حال سنکر حمزہ اور حرخ وغیرہ شاد ہوئے
بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین بیٹھکر داد عیش و نشاط دینے لگے ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگے
اِدھر ہیکلون نے جاکر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب ماجرا ذکر کیا کہ اِس طرح سے
صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گراکر توڑا اور آفت نے صنعت کو گھیرا افراسیاب
باوجود کہ پے در پے کی شکست ہونے سے غصہ مین تھا مگر چالاک کی چالاکی کا حال سنکر ہنس پڑا پھر
باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صنعت کے دن اجل کے آ پورے ہین جب لڑیگی
تباہ و برباد ہوگی اب مین اُسکی لڑائی چند روز موقوف کراکے ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ سب باغیون کو
سزائے مقتول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہوکر روئے ہین ویسا ہی اُنکو وہ ساحر
رولائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ فلک سے آتشباری ہونے لگی اُسی آگ کے شعلون مین
ایک تخت آتشین نکلا جسپر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن گندہ جہنم جسکی شان مین یہ کہنا زیبا نظم ہے

شعلۂ دوزخ رُخ روشن کی تاب
روسیہ پر تیرگی ظاہر نہین
آبرو سے مو سے ظاہر جلد یون
یا شکستہ کہنہ محراب خراب
خانہ چشم ایک صحرائے خراب
خندۂ صبح قیامت زہرخند
رشکِ تیغ اصفہانی قد خم
چونکہ اخگرِ خفتگانِ خاک تک

جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب
گرد حلق دلتنگی مایوس کا
زنگ خوردہ جیسے تیغ سم گون
شوخی مژگان خرام ناشکیب
آنکھ کے ڈھیلے گلوخ خوردہ آب
کیا کریہ الصوت جیسے شور رعد
خلق کا ہیبت سے نکلا جائے دم

جسپر تھا یا جمع داغ مہ جبین
ہر شکن خط تھا کفِ افسوس کا
یا نیام مخمل فرسودہ خواب
نرگس بیمار مرنے کے قریب
رشکِ نفخ صور آواز بلند
رشکِ نفخ صور آواز بلند
شور آواز قدم افلاک تک

بس وہ یہ درون اس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آکر
ہنگام تکلم شعلے منھ سے چھوڑتا تھا بادشاہ کو تسلیم کرکے باادب تمام منتظر کلام سامنے ٹھہرا بادشاہ نے
اِس مردود ازلی سے خطاب فرمایا کہ اے آتش فشان سنگ چشم جادو تم یہان سے لشکر لیکر حمزہ کے
لشکر پر چڑھ جاؤ اور اُسکو تباہ و برباد کرو خبردار کسی پر رحم نہ کھانا اور لڑائی مین دیر نہ لگانا اور
عیارون کی مکاریان بھی کچھ بیان کرکے فرمایا کہ ان لوگون سے بچے رہنا وہ گم کردہ راہ راست حکم

بادشاہ بے کم و کاست دوش اطاعت پر رکھکر پھر اپنی آتش سحر مین غائب ہو گیا اور اپنے قلعہ زیر افشانیہ مین گیا سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ ساحر تیار ہو کر میرے ہمراہ چلین کہ مین مہرخ کے یہان لڑنے جاتا ہون بموجب حکم اُسکے لشکر مین تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم و سام اور ساحران نامور اپنے اپنے خیمون سے رخصت ہو کر سوار ہیاے سحر پر سوار ہوے طبل و بوق و نقارے بجنے لگے ہوم خانے لد گئے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلہ جوالہ کے آتش فشانی کرتا ہوا اژدرمان پر سوار ہوا پھر کو یہ حال تھا کہ اشعار

ہیونان مست و گسستہ مہار
بجو ند جنگی دو دو ہزار
سپہدار ایشان برآمد بجوش
بریں سپہ اندر آمد چو پیل

ہر کشورے در ستمگارہ
نیزہ سواران خنجر گزار
ہمی بود با نیزہ در قلبگاہ
زمین شد چو کردار دریای نیل

چنان شد کہ از ساحران ہزار
پدید آمد و زشت چپیارہ
چو زہرہ بر کشید ناپرستد خروش
شد از گرد گیتی سراسر سیاہ
ہمی کرد فرسے کوچ کرکے

دریاے سحر کے پار اُترا اور قریب لشکر حیرت بدسیرت پہونچا اُسنے سردار بہر استقبال بھیجے کردہ کر لیگئے لشکر اُسکا لحق لشکر اُترا یا آتش فشان بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے خاطر کرکے تنہا یا اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھکر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھکو خداوند ساحران نے بہر استیصال لشکر مہرخ بھیجا ہے اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون حیرت نے اس حرام خور کو خوب شراب پلوائی کھانا لطیف کھلوایا جب یہ خوب سرشار ہوا اُسی نشہ کی ترنگ مین وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان گم ہوئی اور دنیا تمام ظلمت سراے دہری ابیات

شب تیرہ ہنگام بانگ خروش
ہمہ نیزہ داران و جوشن وران

ازان دشت برخاست آوائے کوس
ہمہ جنگ را ساز کردہ بجان

ہرکارے یہ خبر لیکر بہت جلد خدمت مہرخ مین آئے اور لب بر دعا و ثنائے بادشاہی لائے کر نظم

کاؤس و کیقباد و کیومرث یزدجرد
جمشید و فریدون و ہم خجند
شہی تو شاہ نادر کشورستان و جم

خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ
پیوستہ در رکاب تو فخریہ می زدند
تا ہست آفتاب دمہ خط بستود
نقشے نہیم تام سکندر نمی زند

فرمان حکم تو بسر و چشم سے برند
لرزد زبیم سطوت تو یزدگرد شعر
تا طائران سدرہ براخلاک می پرند
خسرو افلاک رکابا ایک ساخر

آتش فشان سرخ چشم جادو نام فرستادہ افراسیاب ناکام دو لاکھ ساحر کی جمعیت سے آیا ہوا اور رات
بمقابلہ ملازمان دارا و زبان جناب طبل جنگ بجوایا ہر کل نکلکر میدان آتش عناد و فساد مشتعل کرکے بکار کیا
ہرکارے تو بہر بہر خبر روانہ ہوئے اور ملکہ مہرخ نے توکلت علی اللہ کہکر بجواب طبل جنگ
عدو نفیر سحر کو دم دیا یہاں بھی طبل و بوق بجے ناقوس پھنکے ساحروں نے سحر کے جگانے کا سامان
کیا عیاروں نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار مہرخ نے سویرے سے برخاست کرکے
ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہر آرام آیا تیاری لشکر ہو رہی ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ بارگاہ
سے اٹھکر فکر میں عیاری کے روانہ ہوئے اور ربطی اور عیار بھی اس اندیشہ میں چلے لیکن خواجہ
عمرو قریب بارگاہ آتش فشان پہونچکر بصورت مبدل ٹھہرے تھے کہ ایک خواص کو انھوں نے
دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلکر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکے ساتھ ہوئے اور ایک جگہ
تنہا پاکر اُسکو سلام کیا وہ بیچارہ نووارد انکے فقرے کیا جانے اُسے غریب سمجھکر جیب
میں ہاتھ ڈالکر چند اولے نکالے اور کہا میاں صاحب اسوقت یہ موجود ہیں انھوں نے ہنسکر
کہا کہ میں یہ اولے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اسلیے ساتھ چلا آیا اُسنے
کہا فرمائیے کہا کہوں کیا خاک میں تنہائی چاہتا ہوں اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہیں یہ حال
سُنکر اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا انھوں نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گرا انھوں نے گرتے گرتے اُسکے منھ پر
حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا پیراہن اُسکا لیکر اُسکو تو انھوں نے کسی گڑھے میں ڈالدیا اور آپ
اسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوئے سر پر پگڑی باندھی چکن پہنی پیٹی پاک کمر سے لگایا تحویلداری کی
کنجیون کا گچھا وہ لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب میں ڈال لیا اور جو کچھ اُسکے پاس روپیہ
پیسا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہاں دیکھا تو ایک ساحر کریہ المنظر سیاہ فام بد انجام مسند پر
بیٹھا ہے اور شراب زہر مار کر رہا ہے خواجہ بھی اور خواصوں کے ہمراہ کاروبار میں معروف ہوئے
اس عرصہ میں اُس نابکار نے پانی طلب کیا آپ خاصہ لائے عمرو جلد تک سرکاری پانی میں ملاکر گیلاس
تھال جڑ میں لگا کر سامنے اُسکے لیگیا اُس ناہنجار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب
پینے لگا منھ سے گیلاس لگاتے ہی ایک پتلا پیدا ہوا اور اُسنے ہاتھ مارا کہ گیلاس گر گیا اور پتلا پکارا
کہ اس پانی میں دوا ملی ہے خبردار ارادہ پینے کا مت کرنا عمرو تو یہ رنگ دیکھکر بھاگا اور اُسنے فوراً ایک لہ

اپنی جھولی سے نکالکر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور زمین سے دھوان پیدا ہوکر جانب عمرو دوڑا عمرو نے
بارگاہ سے باہر آکر گلیم عیاری کو اوڑھا اس دھوئین نے تپایا عمرو دل مین یا ودود کہتا ہوا پھر ا
ظاہر ہوا اور رود سحر ناچار ہوکر پھر آیا ادھر تو یہ سانحہ گذرا اُدھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی ایسی
صورت بنکر بارگاہ مین اس ساحر کی گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہو چکا تھا بنگاہ کرم ہر ایک کو دیکھتا تھا
بس چالاک کو اُسنے پہچانا کہ یہ بھی کوئی عیار ہے چنانچہ ادھر تو اُسنے نگاہ سحر چالاک پر
ڈالی ادھر اسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا آتش فشان للکارا کہ لینا منھ سے اُسکے شعلہ آتش
نکلکر چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے آچکا تھا کہ شعلہ کو اُسنے اندر سے آتے دیکھا یہ
گھبرا کر اور تو کہین نہ جاسکا ایک غار تاریک کوئین کیطرح اُس جگہ تھا اسمین پھاند گیا اور یہ عیار اسی سبب سے
بھاگ آتے ہین کہ اُسنے منتخب کرکے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھے ہین مخفین کی ایسی صورت
بنکر جاتے ہین اور دوسرے اُسنے اور اپنے ملازمون کو منع کر دیا ہے کہ عیارون کے تعقب کر نہین جانا
ضرر ہے تم اُسنے خبر ہونا غرضکہ وہ شعلہ بھی بناچاری پھر گیا اور چالاک اُسکے پھر جانے کے بعد کچھ عرصے
مین کوئین سے نکلا اور جیسے ہی دو دم قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اُسنے جاتے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی
اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہے اسکو پکڑ لینا بہتر ہے یہ سوچکر وہ ہنسا چالاک
بھاگا کہ یہ مجھ سے بدی کرے گا بس بھاگا اور ایک درہ کوہ مین در آیا لیکن سحر کے آگے انسان کسطرح سے
بھاگ سکتا ہے وہ ساحر بھی اُسی درہ کوہ مین آیا اور ایک سحر اُسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے اُسکے
پاس چلا آیا وہ اُسکو لیجا کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا قضاے کار حضرت قران عالی وقار درہ کوہ سے
نکلکر ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پکڑے لیے جاتا ہے
یہ دیکھتے ہی للکارے کہ ارے تو کون ہے اور کس شخص کو ہمارے مقام سے پکڑے لیے جاتا ہے اس ساحر
کو تو حال قران کا معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسنے کہدیا کہ مین اس عیار کو لیے جاتا ہون کہ اُسنے
ہمارے مالک کو بعض عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قران نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم بھی تو دیکھ لین
پھر تم لیجانا یہ کہکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہے بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی
تمنے بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہے اسکا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے
ساتھ نہ ہوتا تو اسکا قید ہونا دشوار رہتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرایا کہ مین تو اکیلا آیا تھا یہ دور

کسکو بتلاتا ہے دیکھ تو سہی کہ اور کون ہے یہ سوچکر پیچھے پھر کر اسنے دیکھا قران نے پہلو سے لغدا مار کے سر
اسکے پرانموز پاش پاش ہوگیا بھجا نکل گیا تڑپ کر ہلاک ہوا پریرون نے اسکے غل مچایا اور چالاک ر
قران نے کہا اے چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو اور تماشا اس ساحر کے رہنے کا دیکھو
پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا لینا چالاک قران کے پاس رہا اور عمرو کا بھی نیچہ اس شب کو آتش فشان
قائم نہوا ہو بھی پھر کر چلا آیا لشکروں مین رات بھر تیاری رہی جوان دلاور مثل گل گلزار توسن
کہ جو مثل شاخسار ہوا سے اڑتے تھے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ مثل خزائن گل شرفی گلشن لشکر مین
کھل گئے گھوڑے برنگ لالہ لعداغی ہوئے مشکین ہاتھیون کی اسطرح رنگین ہوئین جیسے پہاڑ گلہائے
سرخ سے رنگین ہوتے ہین چار آئینے یون شعاعت تھے کہ جیسے چار نہر جوئے کی باغ مین ہوتی ہین
کیطرح کرنا کو دمبدم دم ملتا تھا تلوارین پانی کی لہروں کی طرح لہراتی تھین ڈھالین ہر ایک گرداب نظر آتی تھین
آبشار کوہ کیطرح جھلم جھلم پر بہادرون کے کہتا تھا کہ زندگی حباب آسا ہے آب تیغ کا جو کوئی تم مین پیاسا
ہے وہ ہی دلاور ہے بعد مرگ بھی نام آور ہے بکتر یون تن پر سجے تھے کہ جیسے تاک کے عکس جویبار
گلشن پر پڑے تھے ایکطرف ساحرون مین سحر سے گلشن افسون ہرا بھرا تھا ابر جو سحر کی آتے تھے
گویا دگلے ہزار رنگ کے موج ہوا کو پہناتے ہین رو دے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہے بیرون کی صدا تھی
یا ابر بہاری کڑکڑاتا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سبزہ خوابیدہ چونک اٹھا تھا طائران سحر مثل بلبل کے
زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر شاد و خرم سے کہ اشعار

طنین پشہ صدا خیل کی ہو در حمام — اگر وہ ہوئے علم اسکے سایہ کرنے کے
جو تیری نیزے کے ہو نادہ توڑے آگاہ — کمان کے گوش آتا تر کھنچا بہرام
علی بہر صف میدان ہر جنگے سب ہین غلام — ترا سمند سکر وہ ہے اسقدر کہ نہین
حضور اسکے کرلک برق کی بھرے پانی — عنان اچک کے لئے گر رہے وہ گرم خرام
نری وہ تیغ کہ فتنہ کار دیو سو عدم
عجب نہین سپر افگن ہون اگر رستم دوام
کرون مین وصف سپر کیا کہ تیری پشت پناہ
لغیر خانہ زین اسکے خانہ آرام
غرض رات بھر سوزش و ہنگامہ

آراستگی لشکر رہا صبحدم طبل ونفیر بجے ساحر تخت وار دوطاؤس پر چڑھکر دردولت پر ملکہ مہرخ
ذی عزت کے آئے مہرخ بھی لباس فرمان روائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک
نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا مجرا وسلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و دہل گرجے اور بجتے جانب جنگاہ سب
دلاور چلے عیار بھی ہمرتماشہ ساتھ ہوئے کسی طرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کی

پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھکر شیدا ہوئی ابر سرخ سر پر چھایا ہوا زمین سے پھول گرتے ملکہ بہار
جوڑا نافرمانی پہنے ماتھے پر افشان چنی ہوئی گلدستہ سامنے رکھے ہوئے تخت عجم کو سونے کی پتلیان
اُٹھائے گرد و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتہا کی دھوم اسیطرح ملکہ مخمور اپنے حسن و خوبی
سے بھرپور تخت پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار میخانہ طائران سحر پر لدا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور
بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا اسگے مین پہنے لباس تمام جواہر دوز گہنا سب جواہر کا عشرت اندوز ہزاران
زیب و زینت روانہ بہرحال نافرمان اور طاؤس کا کہنا تک انکی خوبیان ہون یہ سب ماہ سپہر
شجاعت و خورشید آسمان جلادت میدان جنگ گاہ مین آکر پہونچین اُس طرف سے دو لاکھ ساحر
کا پرا ہمراہ لیے ہمہ تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان ایک توسن آتشین پر سوار وارد میدان کارزار ہوا
ہزار ہا دہل اور دمامے بجگئے نقارون کی آواز نے گنبد فلک مین ہلچل ڈالدی آگ چارطرف سی برسنے لگی
ساحران مہرخ نے اُس آگ کے جواب مین باران سحر برسایا گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو بجھایا
پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہو نقیبون نے نکلکر نقابت کی میمنہ و میسرہ قلب
و جناح صفین آراستہ ہوئین بعد صفوف آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور
ڈنڈوت کرکے سامری کو دیرتک پکارا کیا پھر جی استاد کی بول کے خود اپنے گھوڑے
کو وسط میدان مین نکالا اور نیرنگی سحر دکھاکر خوب گرما کر للکارا نعرہ مہیب مارا کہ ای فرقہ
نمکحرامان سخن ناشنو کہلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صدا اُسنکر مہرخ نے بھی اپنے لشکر کے داہنے
بائین نگاہ کی ایک ساحرہ لالہ رخ جادو حسین و خوبرو سامنے آکر اجازت خواہ ہوا کہ غلام
جاکر کام اس کافر کا تمام کرتا ہے مردان عالم مین نام کرتا ہے ملکہ نے اُسکو دعا دیکر رخصت کیا جب وہ
بہادر سامنے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیون ارادہ کو اپنے گرما کر طالب حرب و ضرب ہوا
اُس دغا شعار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بیچارے کے سر پر گری
ہرچند اُسنے روکا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہوکر گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور اُس
موذی نے پھر بنہیب مبارز طلبی دی ایکی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکلکر اجازت لی اور سامنے
اُسکے آئی اور جب حربہ اُسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر پڑھ کر مارا
کہ زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی ایسی ساحرہ تھی جو بچ گئی ورنہ دو ٹکڑے ہو تی لیکن شمشیر آبدار

تا دو ابرو اسکے اُتری اُسنے وا ستانہ مارے کہ تلوار نکلگئی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے نکلنا بند ہوگیا اور رجاؤں سے کو د گیے غرق زمین ہوگئی لرزان جادو کو تاب باقی نہی اُسنے آگے بڑھ کر نارنج سحر اُسپر مارا وہ خفیف سا زخم دیتا ہوا نکلگیا اُسوقت آتش فشان کو غصہ آیا اور تیغہ کھینچکر لگایا کہ شانہ لرزان کا جھول گیا اُسنے بھی جلد سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لے گیا اُسوقت تو پر انشکرِ اسلامیان کا بند ہوا اور فوج کو بیدل دیکھکر مہرخ نے خود اراد و جنگ کیا تمام لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے سردار سب پا پیادہ ہوکر دوڑے اور عرض کیا کہ گو لشکر بیدل ہے لیکن ہم جان نثاری کو حاضر ہین سرداروں کو ملکہ موصوف نے تسلی و آسانی شفقت و دلاسا دیکر رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریف مین آئی اور اُسکی تلوار کو رد کر کے اُسنے تلوار ماری کہ آتش فشان تو اُڑ گیا لیکن مرکب اسکا دو ٹکڑے ہوا اُسوقت آتش فشان جھلا کر دوڑا ملکہ یاقوت کو تاب نہی یہ نیچہ سحر پڑھکر سد راہ ہوئی اور آتے ہی اُسنے ایک تختہ آتش فشان پر لگایا وہ تو مخاطب مہرخ کی طرف تھا نیچہ اُسکا اسپر پڑا اگر وہ ایسا زبر دست ساحرہ ہیکہ پتھر کا ہوگیا تلوار یاقوت کی کارگر نہوئی اور اُسنے پھر کر جو جواب مین نیچے کے تلوار ماری یاقوت زخمی ہوگئی ملکہ مشکین کی آنکھ مین خون اُتر آیا اور اُسنے سامنے آکر ایک پیکان تیر مارا وہ پیکان بھی خلل گیا کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ اُسنے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اُسنے ایک تختہ سحر کا اُسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہو گئے اب یہ سب مع مہرخ کے صف لشکر مین اپنے زخمی ہوکر آئین اور آتش فشان بھی میدان سے ہٹکر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے مار لیا یا زخمی کر دیا جب بہت سے سردار زخمی ہوگئے اُسوقت ناچار ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار اور رعد و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تو راہ کسیکی پھر نہ دیکھی اور دوڑ کر ایک چیخ ماری لیکن آتش فشان کو کچھ اثر نہوا اور سے برق چمک کر گری آتش فشان نظر سے غائب ہوگیا یہ بھی دونوں پھر آکے غبار انگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ ایک مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کر کے آگے بڑھی اس عرصہ مین آتش فشان پھر ظاہر ہوا اور پکارا کہ ای ملکہ مہرخ مین نے تم لوگون کی لڑائی بخوبی دیکھی دور کی ڈھول سہانی تم تو کسی قابل بھی نہین ہو ابھی چاہون تو تمکو ہلاک کر ڈالون اور گرفتار کرون لیکن

اتنا دن اور ایک رات مہلت دیتا ہون جاؤ اور آپس مین مشورہ کر کے اطاعت بادشاہ
طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل مین تم سب کو روز بد دکھا دونگا خاک و خون مین سلا دونگا یہ کہکر
اپنے لشکر مین طبل امان بجوا کر پھرا صرصر نے طبل آسائش بجوایا اور بازگشت فرمائی لشکری
بستروں پر آرام پذیر ہوئے زخمیون کی تیمارداری شروع ہوئی مہرخ بارگاہ مین آکر بیٹھی
عمرو بھی کرسی پر اپنی آکر متمکن ہوا اور ملکہ برق جادو سے کہا کہ کیون اے برق آج تو تجھسے
بھی کچھ نہ ہوسکا اسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو سحر کچھ خاک بھی نہین
آتا ہے مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہے کہ اُسکے پاس ایک زنجیر اس طرح کی کہ جیسے عورتین توڑا
گلے مین پہنتی ہین چنانچہ وہ زنجیر سونے کی ہے کہ ہر وقت اُسکے گلے مین رہتی ہے اور وہ زنجیر
سامری و جمشید کے گلے کی ہے پس اگر وہ زنجیر اُسکے پاس نہوتی تو مثل سگ نجس کے مین
اُسکو مار ڈالتی اور اس زنجیر کا حال سواے میرے کوئی جانتا بھی نہین ہے سب یہی جانتے ہین
کہ آتش فشان ساحر زبردست ہے اور مین اسوجہ سے جانتی ہون کہ ایک دن یہ میرے
مکان پر آیا تھا وہان کچھ تحفون کا ذکر چلا مین نے بیان کیا کہ ہمکو سحر سیکھنے مین خداوند
سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بنجاتے ہین اُسوقت اُسنے بھی بیان کیا کہ میرے
پاس یہ زنجیر ہے کہ جسکی بدولت مین ساحران عالم پر ممتاز ہون مین نے یہ سُنکر
دریافت کیا کہ اے آتش فشان یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اُسکو ملسکتی ہے یا نہین
اُسنے بیان کیا کہ ہان ملسکتی ہے لیکن کوئی ساحران کلمات کو سحر کے علیحدہ پڑھتا جاے
اور دوسرا شخص میرے گلے سے اُتارے تو بیشک اتر آئیگی اور دوسرے کو ملجائیگی
خواجہ نے کہا پھر اے برق تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہوکر پڑھو اور مین جاکر زنجیر
اُسکے گلے سے اُتار لون کیون اے ملکہ پھر تو کوئی دغدغہ باقی نہ رہیگا برق نے کہا کہ کوئی
خوف پھر نہ رہیگا اور مین اُسکو مار لونگی عمرو نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش
کرتے ہین شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہین تو کل بر سر میدان تو لے ہی لینگے برق نے
کہا کہ بغیر سحر پڑھے اس زنجیر کا اُترنا مشکل ہے آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے
کہا خالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہے شغل ہی سہی یہ کہکر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر

شجاعِ مہر گردون روزگار سے اُتری اور کہکشان کا توڑا شاہدِ شب نے گردن مین پہنا۔ ابیات
خوبیِ دلِ صاف کاشفِ اسرار + ہم فروغِ ضمیرِ شب بیدار + لطفِ چرخِ بلند پیشانی
دیدۂ مہ نے کی نگہبانی + سرِ شام بحکم آتش فشان ناکام نفیرِ سحر کو دم ملا لشکر مین
طبلِ جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمتِ مہرخ مین آئے اور خبر نواختِ طبلِ جنگ عرض کنان
ہوئے اس طرف بھی طبلِ جنگ بجا بدستورِ قدیم طیاری آلاتِ حرب و ضرب آغاز ہوئی۔
دلاورون مین لیکن آج کی شب کو بیم و ہراس طاری تھا کہ ساحر کسی سے زیر ہی نہین ہوتا ہی
دیکھیے کہ خداے اکبر نے کیا چاہا ہی غرضکہ ہتھیار صاف ہونے لگے ہر شخص معروفِ کار و بار درستی
اسبابِ جنگ ہوا طالبِ نام و ننگ ہوا اور خواجہ عمرو بارگاہ مین سے اُٹھکر صورت اپنی ساحر
کی ایسی بناکر قریبِ بارگاہ آتش فشان آئے اُسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتلے بر اے
نگہبانی سحر کرکے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اُسکے آنے کی خبر کردین چنانچہ عمرو نے
چاہا تھا کہ مین اندر بارگاہ کے جاؤن کہ ایک پتلے نے پکار کر کہا کہ خبردار رہو جاتا بڑا چوٹّا آتا ہی جو عمرو
کہلاتا ہی عمرو نے جو یہ آواز سُنی سمجھا کہ برق کا کہنا درست ہی بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے
کیا فائدہ ہی پس یہ اُلٹے پاؤن پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسی طرح اور عیار بھی گئے
پتلون نے پکار دیا کہ ہوشیار رہو جادو چوٹّے کے چوٹّے آتے ہین اور عیار بھی بے نیلِ مقصود
واپس آئے اور عمرو جو پھر کر آیا سیدھا خیمہ مین برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا
کہ کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو تو چیخین مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار
جادوگر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُسکے لشکر پر بھی حملہ کرے اور تم بھی سپر گرد اور سحر بھی
پڑھتی جاؤ اور مین جاکر عیاری کرون اور زنجیر گلے سے اُتار لاؤن برق نے عرض کیا
کہ انشاء اللہ ایسا ہی کرونگی جیسا آپ فرماتے ہین پس برق نے ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا
اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم ہان جیتے لڑنے کو نکلین اُسوقت تم پانچہزار آدمی لیکر آتش فشان
پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گرنا خبردار اسمین فرق نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر اپنی جگہ پر گیا
اور خواجہ بھی آکر کہین ٹھہرے رات بھر لشکرون مین ویسا ہی غلغلہ برپا رہا نوبتین بجتی رہین
نقارون کی چاپ رہی ہتھیار صاف ہوا کیے جب زمانہ مشعل افروزیِ مہرِ تابناک قریب آیا اور

فراش شب نے کنولہائے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ نظم + دھر اگر دون نے تاج مہر سر پر
ہوا رونق تخت سحر پر + اجالا چاندنی سی بڑھکے چھایا + ستارے کیا قمر نے منھ چرایا
صبحدم مہرخ عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور بنہایت احتشام
سے وارد دشت مصاف ہو کر برائے جنگ و جدال صف کشی کی اس سمت سے آتش فشان انجم
ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوئے آیا اُن گمراہون نے بھی پرا جمایا صفین مرتب ہوئین
میدان پاک و صاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان مین آ کے بعد نیرنگی سحر
دکھانے کے پکارا کہ ای ملکہ مہرخ کل تو نے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلے سے لڑوایا
اب آج اکیلی مجھی ہے یہ وہ نہین ہے تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھپر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکوگی
اچھا جس طرح تمھارا جی چاہے میرے مقابلہ مین آؤ یا کسیکو بھیجو یہ نہیب اُسکا دینا تھا کہ عمرو
نے برق برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونون نکلکر چلے اور وہ سردار جس سے
کہ کہ رہا تھا یا پچھرار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصے مین عمرو بھی ایک ساحر کی
ایسی صورت بنکر مرکب پہ چڑھکر چلا خلاصہ یہ کہ رعد نے جاکر بڑے زور سے چیخ ماری
آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو گرفتار کرے برق چمک کر گری وہ برق
کو دیکھتے دیکھکر غائب ہوگیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار یا پچھرار سے آگر گرا آتش فشان
گھبرایا کہ کسیکو جواب دون اور ان لڑنے والون نے نارنج ترنج ناریل حربہ سحر کی مارنا
شروع کیے اُسوقت تو اُسکے لشکر کو بھی تاب باقی نرہی وہ بھی دوڑ پڑے آپسمین جنگ مغلوبہ کا
سامان ہوا جب تو عمرو گھوڑا اپنا بڑھا کر سامنے آتش فشان کی آکر للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا ہمارے
ہاتھ سے اُسنے چاہا کہ اُسپر تلوار مارون عمرو جست کر کے اول تو زمین پر اُتر پڑا اور اُسکے مرکب کی
پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہے وہ تو جھانکتا تھا کہ عمرو دوسری جست کر کے
اُسکے پیچھے پر نیچے اُسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک لپشک اُسنے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہے پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ عجیب
طرح کا ساحر ہے کہ کبھی گھوڑے کے نیچے کبھی پیچھے پر آتا ہے وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے سے
گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اُسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمرو کی بھی فکر کرتا تھا ایک طرف رعد نے چیخ

رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ پتھر برس رہے تھے ایسی جنگ کبھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی اس گھبراہٹ میں چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤن اور نکلکر اڑ دون کہ عمرو نے بہت زبردست مقراض سے زنجیر اسکی گردن سے کاٹی وہ کھل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑی کے پیچھے پر بیٹھا ہے اُسنے کوئی چیز میرے پیٹ پر ڈالدی ہے بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی عمرو بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کرکے بھاگا کہ منم عمرو عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہرخ سب فوج لیکر آگری مار مچی اور ہتھیارون کی شروع ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش فشان آکر چیخا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور برق جو گرزلیکر آگری اُسکو کاٹ کر زمین میں آئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور برق اُڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی رعد چیخین مارنے لگا ہزارون ساحرون کا سر پھٹا اور برق نے جلا دیا مہرخ اور بہار نے بہتون کو خاک و خون میں ملا دیا بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

یلانے کہ بودند خنجر گزار	بگشتند بر این کار زار	ز زخم دو شاہان و پیکار جوے
ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے	زمین این بدان گفت ہم آن بدین	ہمہ رود دریا خون شد سراسر زمین
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب	ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت
تو گفتی سپہر روان باز گشت	ز باد و در خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

آخر کار سپہ سالاران لشکر آتش فشان نے طبل امان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی مہرخ بفتح و نصرت لشکر لیکر پھری اور وہ ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریائے خون روان کے پار اُتر گئی وہان سے کچھ لوگ تو خدمت افراسیاب میں آئے اور بہت سے اپنے ملک کیطرف جوافراسیاب کے پاس آئے سب حال شکست کھانے کا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے ننوا حصہ زیادہ ہو گیا اور کہا تم جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشان جادو کو میرے پاس بھیجدو وہ سب رخصت ہو کر قلعہ زر افشانیہ میں آئے سحر افشان جادو کی فوج جب پہلے پھر آئی تھی اس سے مارے جانے کا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اُسنے غم کیا تھا اب بموجب حکم بادشاہ طلسم لشکر اپنے ہمراہ کسیقدر لیکر باغ سیب میں آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو یاد کر کے رو دیا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ رعد جادو اور اُسکی مادر برق جادو

[illegible] عمرو نے اسکے برادر کو قتل کیا ہے انکو قتل کرکے قصاص اپنے بھائی کا لونگا یہ کہکر ایک نامہ ملکہ حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اسکا بیان ہوگا القصہ سحر افشان بڑے کر و فر سے طبل و بوق بجاتا ہوا لشکر اپنا درست کیے دریاے خون رواں سے پار اترا یہان ملکہ حیرت کو خبر آتش افشان کے قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج مین افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ مصور جادو نے اسکو مضطر دیکھکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور کسیطرح کا رنج و غم نکرین مین اب چند روز مین جرخ کو مع اسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہون مصور تو حیرت کی تشفی خاطر اور دلجوئی کر رہا ہے اور اسطرف عمرو کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت مین دیکھو تو سہی کہ اب کیا تدبیر ہوتی ہے یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت مبدل دروازہ بارگاہ پر آیا یہان دیکھا تو ایک خدمتگار قلمدان لیے ایستادہ ہے اور اندر جانے کا جب ارادہ کرتا ہے لوگ اسکو اندر نہین جانے دیتے ہین دربان سبکو یہ خیال ہے کہ کہین عمرو عیار نہو عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر دربانون سے کہا اے بھائیو آپسمین حجت نکرو انکو اندر جانے دو ایسا نہو کہ وہان قلمدان کی خواہش ہو تو اس بیچارے پر مفت مین عتاب آئے یہ کہکر اس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے مین لیگیا وہان لیجاکر اسکو بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کردیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر پیراہن اسکا پہنکر قلمدان ہاتھ مین لیکر آیا دربانون کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بے خطر سیدھا اندر بارگاہ کے داخل ہوا اور جاکر سر پر مصور جادو کے ایستادہ ہوا اسمین شکوہ زرین قبا نے مصور سے کہا کہ اے بھیا جمشید حقیقت مین تو یہ ہے کہ عمرو عیار بڑے پکے ہین اور ایسے ایسے مقام پر جاتا ہے کہ جہان رستم و سہراب کی بھی طاقت نہین کہ وہان قدم رکھ سکیں اگر آپ اسوقت بطلا دیکھیں تو سہی کہ وہ عیار کس مقام پر ہے اور کیا کرتا ہے مصور جادو کے پاس تختی ہے اسمین دیکھکر بتاتا ہے اسنے وہی تختی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو تو تیرے سر پر کھڑا ہوا رومال جھل رہا ہے یہ ماجرا معلوم کرکے اسکا خون خشک ہوگیا اور دہشت سے زردی آگئی لیکن دلکو اپنے قوی کرکے عمرو کیطرف پھر کر جو دیکھا تو عمرو کو کہ حیرت جادو کے سامنے آتا ہوا قہقہہ مارکر اسطرح ہنسا کہ حیرت کو بڑی حیرت ہوئی اور دل سے کہا کہ کیا دیکھا ہے جو اسطرح ہنستا ہے غرضکہ وہ تو متحیر تھی اور سب خواجہ کیطرف تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ یکایک شکوہ زرین قبا کے گلے سے دھکدھکی جواہر کی کھینچکر بھاگا غل ہوا لینا لینا لیکن ساحر ڈر سے دور ہی سے کھڑے رہتے تھے کسی نے تعاقب نہ کیا یہ نکلا ہوا

صاف چلا گیا تمام ساحر بدحواس ہو کر ادھر ادھر پھیلا گئے اِس اثنا میں آواز طبل اور نفیر سحر کی بے کے گوش
ہوئی حیرت نے متوحش ہو کر کہا ارے خبر تو لاؤ کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہیں کیا کوئی لشکر آتا ہے جو
در وہاں تھا کہ چیلے نے لا کر نامہ افراسیاب کا دیا حیرت نے اس نامہ کو بتعظیم تمام لیکر وا
اور پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ بھائی آتش فشان جادو کا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر بلائے سحر افشان
جادو نام ہمارے پاس آیا تھا اُسکو ہمنے تمہارے پاس روانہ کیا ہے بدلا اپنے بھائی کے مرنے کا
سفر دیگا تمکو مناسب ہے کہ تم اُسکی خاطر داری بہت کرنا اور لشکر مہرخ اُسکے ہاتھ سے غارت کر
حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت درجہ خوشنود ہوئی اور سمجھی کہ یہ آواز طبل و نقارہ
معلوم ہوتی ہے کہ بلائے سحر افشان کے لشکر سے آئی ہے یقین ہے کہ وہ قریب تر پہونچ چکا ہے بس
حکم دیا کہ بلائے سحر افشان بھائی آتش فشان کا آتا ہے لوگ استقبال کو جائیں چند ساحران نامی
بہر استقبال چلے دربارگاہ تک پہونچے ہونگے کہ وہ اُسطرف سے آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی
تمام اُسکو لے آئے اُسنے آتے ہی نذر دی حیرت نے دنگل زرین صدر میں عنایت فرما
بیٹھا ساقی نے لا کر جام مے ارغوانی دیا اُسنے پیا اور دو چار جام متواتر جو پیے بھائی اُسکا
آیا حال اُسکا دریافت کر کے سنا بعد ان امورات کے اپنے مقام پر اُٹھ کر آیا اور حکم نواخت طبل جنگ
دیا بموجب حکم آن بد کردار طبل رزمی نوازش میں آیا ہر کارون نے لشکر مہرخ کے خبر جا کر مہرخ سے
ادھر بھی طبل جنگ جواب میں بجا آتنا دن جو باقی تھا طبل دو یوق دونوں جانب بجا کیے جب
شام ظلام خورشید زرین خام پر آ کر حملہ آور ہوا اور فوج فلک خورشید نے غار مغرب میں جا کر منہ چھپایا کہ
حنائی رنگ کا دے ساقیا جام + گرا خورشید پر پھر لشکر شام + صف آرا پھر ہوئی فوج
سیاہ انجم ہوا پھر آشکارا + شام کو لشکری دو جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخاست
ڈیرے میں جا کے جاپ ہونے لگی لیکن سحر افشان ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ میں بیٹھکر شغل
کھینچنے لگا اور دو دون کی باتیں نشہ میں کرتا تھا کہ کل صبح کو میں سب لشکر حریف کو مات کرونگا
لاف زنی کر رہا تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسوے بن شہاب تشریف لاتے ہیں یہ گیسو بن شہاب
چالاک ہے کہ صورت گیسو کی ویسی بدلکر آیا ہے غرض خبر سنکر سحر افشان نے اُسکا استقبال کرایا اور
اُسکو لا کر مسند پر زر پر بٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اسوقت رونق افروز کاشانہ غریب ہوئے

آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہکر دو ایک جام شراب اور دیے اور
گیسو کو بھی دیے گیسو نے آنکھ بچا کر اوندھل دیے پھر سحر افشان باتین لاف زنی کی کرنے لگا گیسو نے
کہا کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہی کہ اگر عمرو مارا جائے تو البتہ لطف لڑنے کا ملے اور جرات کا
مزا حاصل ہو ورنہ یہ سب باتین بیکار ہین ای برادر کیا مجال ہی کسیکی کہ جو کوئی لشکر مہرخ کے ایک ادنے
ملازم کو بھی بچشم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے بلاے سحر افشان نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہان بھائی مین نے بھی
اُس نا عیار کی ایسی تعریف سُنی ہی پھر کیا وہ کسی ساحر کو زندہ نہین چھوڑتا ہی گیسو نے کہا نہین جو اُسنے
آیا مارا گیا اُسنے کہا اچھا یہ تو بتلائیے کہ آپ آجتک کیونکر زندہ رہے اور اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچے کیا
آپنے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہی کہ جسکی تاثیر سے محفوظ ہین اور وہ آپ پر قابو نہین پاتا ہی اگر درحقیقت یہی
بات ہی تو پھر آپ احسان کرکے وہ سحر مجھکو بھی بتلائیے تاکہ مین بھی اُسکے شر سے ہشیار رہون بھلا
زمانہ تک نہین تو ایک ہی رات سہی پھر تو مین خاتمہ اسکا کر ہی دونگا گیسو بن شہاب نے
کہا اگر مین اسطرح سے اپنے تئین نہ بچاتا تو اب تک ہڈیان بھی میری گل جاتین وہ کب کا مجھکو مار ڈالتا
خیر خاطر تمھاری ہر صورت مجھکو منظور ہی اور مین اپنا دوست صادق آپکو جانتا ہون آپ ذرا
علیحدہ چلین تو مین آپکو بھی اُس سحر کا انجھاور اسکی کیفیت بتلا دون بھلا تم بھی کیا یاد کروگے
کہ نہ بتلایا بلاے سحر افشان یہ باتین سنکر خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ مین لے گیا
اور کہا اب تو اس مقام پر کوئی نہین بتلائیے گیسو بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوشرنگ
تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا دیکھیے سحر تو مین اور کچھ نہین کرتا ہون لیکن
یہ پھول جمشید کی گلدستہ کا ہی مجھکو بمشکل تمام ملا تھا مین اسکو سونگھ لیتا ہون اسکی تاثیر سے نہ تو
بیہوشی مجھپر تاثیر کرتی ہی اور نہ کسی کی عیاری کارگر ہوتی ہی اور اگر کوئی میرے سامنے آ بھی
جاتا ہی تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہو جاتا ہی پوشیدہ وہ رہ نہین سکتا ہی اگر تمھارا جی چاہے تو آجکی
کے لیے اسکو سونگھ لو کل پھر مین تمکو آکر سنگھا جاؤنگا بلاے سحر افشان نے یہ تقریر سنکر وہ پھول
اُسکے ہاتھ سے لیکر سونگھا سونگھتے ہی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا چالاک نے اُسکو اور زیادہ
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر سر بچہ چاک کرکے صاف لیے ہوئے چلا آیا یہ تو اُسکو لیکر چلا ادھر
مہرخ شمشیر زن کا ماجرا سُنیے کہ اُسکو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج کی شب تو چلکر کوئی عیاری کرو کیونکہ

تو تھک کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری آجتک کی ہی نہیں آج برق جادو کو بن پڑے تو پکڑ لا بس یہ کہکر
اپنے مقام پر سے چلی اور راہ میں آتے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سیدھی خیمہ میں
ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت آتے ہی جاتے ہیں انکو کون روک سکتا ہے عیارہ کو بھی
کسی نے نہ روکا اور اُسنے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ برق پلنگڑی پر آرام کر رہی ہے اُسنے برق عیار کو
دیکھکر پوچھا کہ کیوں بھیا خیر تو ہے اسوقت کدھر آئے اسنے کہا کہ خواجہ سلامت نے کچھ کہلا بھیجا ہے
سو آپ ذرا علیحدہ چلکر سن لیجیے برق جادو نام خواجہ کا سنکر فوراً اُٹھی اور مقام خلوت میں برق
نقلی کو لیکر آئی اُسنے وہان آتے ہی بیضہ بیہوشی اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسنے بھی پشتارہ باندھکر
دوش پر رکھا اور قنات چاک کرکے نکلکر چلی جب صحرا میں لشکر سے نکلکر پہونچی اُدھر سے چالاک
پشتارہ سحر افشان کا لیتے آتا تھا راہ میں دونوں سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ چالاک
سحر افشان کو لیے جاتا ہے اور چالاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سردار کو ہمارے یہاں سے لیے جاتی ہے
بس اُسنے للکارا کہ صرصر کہاں جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہے میں دشمن تیری جان کا آپہونچا
صرصر نے بھی نعرہ کیے خنجر کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہے تو میرا کیا کریگا اب دونوں میں تیغ زنی آغاز
ہوئی اور لڑتے لڑتے دونوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ پشتارے یا تو زمین پر رکھدیا جائے یا ایک
شخص دوسرے پشتارے پر اسطرح تیغ مارے کہ گرہ پشتارے کی کھلجائے اور مالک زخمی ہو جائیں
یہ سوچکر دونوں نے ہاتھ مارا کہ پشتارون پر جو مارا تو دونوں پشتارے کٹ گئے اور برق جادو
اور بلائے سحر افشان کھلکر گرے اور دونوں کو ہوا جو لگی ہوشیار ہوگئے اور اُٹھکر سمجھے کہ عیاروں کا
مقدمہ ہے ہم تو دونوں تو دیکھا ہے بس یہ دونوں اُڑکر اپنے اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد اُسکے
صرصر گھبرائی اور سمجھی کہ تو اس عیار کے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگی اب تجھکو نکل جانا چاہیے یہ سوچکر اُسنے
چالاک سے کہا کہ او نامرد معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھروسے پر میرے ساتھ لڑ رہا ہے اور یہی
تجھکو لڑاتا ہے چالاک نام دوسرے کا سنکر گھبرایا کہ مبادا اسکا کہنا تو عیاری کا فقرہ سمجھا اور
کوئی اور عیار تیری گھات میں ہو بس یہ خیال کرکے اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا صرصر تو جبتک پھرکے
اتنے ہی عرصہ میں سامنے سے کافور ہوگئی اور چالاک بھی ناچار ہوکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا ادھر برق جادو
اپنے خیمہ میں آکر پہونچی اور سحر افشان اپنی بارگاہ میں آیا رات بھی دوا دوش میں تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت تھا

کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تاباں کو رہائی ملی تھی شپّارہ سیاہی شب رہا ہو کر بارگاہ افلاک میں آیا تھا شب تیرہ فام نے منھ اپنا چھپایا تھا کہ ابیات

ستارۂ صبح کا نا سپید نکلا
ہوئی چھوٹون کے کافر کے بحالی
گجھو کا بن کے پھر خورشید نکلا
شب تیرہ پر آفت اسنے ڈھائی

آراستہ پھر طبل جنگ سے تیاری آلات حرب و ضرب ہو رہی تھی ہنگام سحر مہرخ نامور لشکر اپنا بصد کر و فر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اس طرف سے بلائے سحر افشان بصد عظم و شان فوج گران لیکر چلا دونون سردار لشکر لیے ہوئے میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے کسی نے جنگل مین آگ لگادی کسی نے دریا جاری کیا کسی نے خون کی ندی بہادی کسی نے جانوران سحر ہزارون پیدا کیے کسی نے پتھر برسادیے طبل و بوق بجنے لگے کڑکا ہونے لگا بلائے سحر افشان اژدہا پر اڑ کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا مہرخ کی طرف سے نہروان جادو مقابلہ کو گیا مگر اُسکے تاریخ سحر سے جانبر نہوا پھر اُسکا بھائی گیسو دراز برسر مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش فشان سے اُسکی مارا گیا اُسوقت برق جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت مین جانتی ہون کہ کوئی نہ کوئی چیز اسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہے جب تو کسی کا وار اُسپر کارگر نہین ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اگر کوئی شے اُسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہین ہے تم جاکر مار لو یہ نابکار تمھارے ہاتھ سے کہان بچکے جائے گا یہ جو عمرو نے کہا تو رعد و برق دونون تڑپ کر اپنے ابر سحر مین گئے اور وہان سے رعد گرج کر زمین پر آیا اور دامن تھامکر جا رہا تھا کہ چیخ مارے اُسوقت برق تڑپ کر جو سحر افشان پر گری تو اسلحہ سے گری کہ ابر نیچا ہو گیا اور برق نصف ابر مین رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن پکڑے ہوے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر بتلا دیا ہے کہ یہ مُم نکار دیتی بس اُسنے وہی سحر کیا اور کمند سحر کو لگایا برق جادو تو اُسمین گرفتار ہو گئی اور جھٹکا جو دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونون کو اُسنے گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا پھرا کہ اب مجکو کچھ کام نہین ہے مین کسی سے نہ لڑونگا جس نے میرے بھائی کو مارا تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا مین اُسکے خون کا بدلا لینے آیا ہون جبتک ان دونو نکو قتل نہ کر دونگا

تو مین سحر کو میدان رزم مین نہ ڈرا دونگا ہان اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت کہین تو اُنکے شریک البتہ ہو جاؤنگا
یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سیاہ دہن نے اسکی آرام کیا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت مین آیا اور نہایت
خوشی ظاہر کی کہ اے ملکہ مین نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب مین اُنکو قتل کرنے جاتا ہون حیرت
نے کہا جاؤ مبارک ہو مگر ذرا خبرداری سے اُنکو قتل کرنا کیونکہ اُنکے چھڑا لیجانے والے بھی بہت ہین
غرض یہ وہان سے اپنی بارگاہ مین آیا اور افراسیاب کو بھی عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین نے
رعد و برق کو قید کر لیا ہے اگر حکم عالی ہو تو دونون کو قتل کر ڈالون یہ لکھکر اُسنے تیلہ سحر کے ہاتھ
بھیجا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہین کیونکہ سب ساحران
دونون سے ڈرتے ہین آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز نہ دیجیے گا اُسنے بھی تیلہ کے ہاتھ نامہ روانہ کیا
یہان رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ مین بٹھا دیا اور آپ بیٹھکر
ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہرمار کرنے لگا لیکن مہرخ رنجیدہ خاطر ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی اور لشکر کو
حکم آسایش دیکر بیٹھی عمرو کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد لڑنے کو گئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے
انکو جلد رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر معزز کی ایسی صورت الگ جاکر بنا بادلہ کی جھمپر باندھی تب جواہر کے
کنگنی سے شانہ تک آراستہ کر کے موتیون کا مالا گلے مین ڈالکر یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا بارگاہ سحر افشان
مین آیا اُسنے خاطر کی بٹھایا اُسنے کہا مین اسی اطراف کا رہنے والا ہون آپ کی ملاقات
کو جی چاہا چلا آیا اُسنے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہے یہ کہکر ایک جام
جواہر منگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب مین پانی شراب وغیرہ اسی جام مین پیا کرونگا یہ کہکر پیاس جو معلوم
دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اُسنے اسی جام مین پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے دریافت کیا
کہ حضور یہ تو فرمائین کہ اس جام مین پانی کیون لیکر پیا اور دوسرے جام مین پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور
جامون سے بہتر ہے اُسنے جواب دیا کہ نہین یہ جام اورون سے بہتر تو نہین ہے مگر وصف اس مین یہ ہے کہ اگر کوئی
بیہوشی ملا کر دے تو مجکو اس جام مین پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہے جو مین نے اسی جام کو اختیار کیا اے عمرو
یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور فکر مین ہوا کہ اسکو کسی طرح مار ڈالون اور اُسنے کہا کہ آئیے ہم آپ شطرنج کھیلین
یہ تو اس امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آئیے اُسنے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمرو ایسا کھیلنے والا
رومی اور فرنگی سب طرح کی شطرنج اسکو یاد تھی کیا بساط تھی جو ان لیسے فرزین سے کھیلتا یہ اکبری چال مین

فیل مست کو مار ڈالتے ہین اور ایسے پیادہ ہین کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہین خانہ بخانہ پھرتے ہین ایسی
شش و پنج مین اوقات بسر کرتے ہین کبھی رُخ ایسی باتون سے پھرتے ہی نہین بازی بازی چال اُسپر رکھی
تو وہ مات ہوگیا اور اپنے دل مین کہتا تھا تیرا ہی کے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا کر کہ تیری شطرنج بھی
کرکٹی ہو جائیگی غرض یہان تو شطرنج بازی ہو رہی ہے اور وہان عرضی اُنکی اور حیرت کی پاس جادودان کے
پہونچی اُسنے دونون کو پڑھکر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہے حق بجانب سحر افشان
ہے کہ اُسکا بھائی مارا گیا ہے اُسکو اختیار ہے کہ اپنے بھائی کے قاتلون کو مارے مین حیرت کو سمجھا
دونگا لیکن اُسکو اختیار دیتا ہون کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہکر کتاب جمشیدی دیکھی
اُسمین بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہے مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے
باہر لاکر قتل کرے اور اُسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمرو بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اور وہ
غافل ہے لازم ہے کہ اُس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کرکے تینون کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال
معلوم کرکے جواب عرضی کا لکھا کہ اے ساحری وقت کیا کیا خوب تم رہتے رعد و برق کو جلد قتل کر ڈالو
لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تمھارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اب تم چال چوکو گے تو مارے
پڑ جاؤ گے لائق ہے کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لو اور سب کا سر کاٹ کر بھیجدو لیکن باہر بارگاہ
کے لاکر ان سبکو ہلاک کرنا اندر نہ قتل کرنا یہ جواب لکھکر آسمان نشین جادو نے نامہ ایک ساحر
کو دیا کہ تو لیکر جا اور اسطرح یہ نامہ دینا کہ عمرو نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا
اور اُڑتا ہوا ایک آن مین آکر پاس سحر افشان کے پہونچا دیکھا تو واقعی یہ شطرنج کھیل رہا ہے
اُسنے وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے بطور مخفی اُسکو پڑھا اور مضمون سے اُسکے آگاہ ہوکر دنگ ہوگیا مگر خبر
نہوا اور شطرنج کھیلتے ہی مین ایک دانہ ماش کا مارا کہ عمرو بے قابو ہوا اُسوقت وہ پکارا کہ باش اے
دزد مکار دیکھا تو نے کہ جیتے یہ بازی کس تدبیر سے جیتی اب تم تینون کو بڑے عذاب الیم سے قتل
کرونگا یہ کہکر عمرو اور رعد و برق کو سحر مین مبتلا کرکے بارگاہ سے لیکر چلا آسمان نشین تو نامہ
شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینون کو ایک درہ مین کوہ کے لایا اور وہان جھلا کر قتل کرنے کا
ارادہ کیا یہ تینون درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے بقدرت قادر تو انا جہتر قران درہ کوہ مین تھا کیونکہ
جہان کہین لشکر حریف اُترتا ہے اُسکے قریب وہ شیر بیشہ عیاری بھی رہتا ہے بس اِس درہ مین غیر ڈگر کے

خوف سے نہیں جھینکے اُسنے باندھے تھے اور اُنھیں جھینکوں میں اسطرح سے سوتا تھا کہ ایک میں سر ایک میں
کمر ایک میں پاؤں رکھتا تھا زمین پر سونا ترک کیا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو
اور رعد و عمرو کا گھر ملکہ سحر افشان کی آواز کو اُسنے بھی سُنا گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور للکارا کہ ارے تو کون ہے
کہ جو اسوقت پرائے مکان میں بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اُسکو جھینکوں پر لیٹا
دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا نبی ہے اور اس درہ کا مالک ہے پس گھبرا کر عرض رسا ہوا کہ میں کوئی
غیر نہیں ہوں میں سحر افشان جادو ہوں عمرو اور برق جادو اور رعد کو کہ دشمن افراسیاب
کے ہیں اُنکو پکڑ کر قتل کرنے لایا ہوں قران نے کہا اگر دشمنان افراسیاب کو قتل کرنے لائے ہو تو خیر
کچھ مضائقہ نہیں مگر ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی اگر اُنکے قتل میں شریک ہو جائیں اور داخل ثواب ہوں بارے
سحر افشان اُسکے کہنے سے رکا اور یہ جھینکوں پر سے کود کر قریب تر اسکے آیا اور عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ
کیوں بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہے اُسنے ہنسکر کہا نہیں اے برادر یہ وہی ساربان زادہ
عمرو عیار چوٹا مکار ہے قران کی آنکھوں میں یہ کلمات سُنکر خون اُتر آیا اور کہا کہ ارے او حرامزادے
تو بڑا بے وقوف ہے اور رعد سے زیادہ احمق ہے دیکھ تو سہی کہ فرزند عمرو کا تو تجھے تیری کھڑا ہے اور تو اسکے
باپ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے سحر افشان نے جو نام فرزند عمرو کا سنا گھبرا کر منہ اُدھر دیکھنے کو پھیرا قران نے اپنا
نعرہ کر کے ایک ہی ہاتھ بغدے کا مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی عمرو و
برق و رعد رہا ہوئے عمرو نے قران کو سینے سے لگایا اور تعریف عیاری کی بہت فرمائی پھر
ایک بتاسا کہ جسکو چیونٹیاں کچھ کھا چکی تھیں زنبیل سے نکالکر کہا کہ اے فرزند تو منہ تو میٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے
کیا ہو سکتا ہے قران سمجھا کہ اسوقت یہ کچھ لینگے پس جلدی سے زہے فخر میرا کہتا ہوا لے لیا اور ایک
اشرفی ہاتھ پر رکھکر نذر دی وہ بتاسا سلام کر کے لے لیا اور رخصت ہو کر جنگل کو چلا گیا پس برق جادو
نے عمرو سے کہا کہ اب ہم آپکو اور کہیں جانے نہ دینگے لشکر میں لے چلیں گے یہ بھی راضی ہوے کہ اچھا کیا
مضائقہ ہے برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمرو کو اُسپر بٹھا کر پرواز کی اور پلک جھپکانے میں
اپنے لشکر میں آئی یہاں ہر ایک کو اُسکے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجمن عشرت
کو ترتیب پذیر کیا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ حیرت کو پہونچائی کہ بلاے سحر افشان بھی مارا گیا رعد و
برق و عمرو چھوٹ کر اپنے لشکر میں آئے وہاں خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ سنکر کہ اس موے کو بھی

بڑا خود رہا تھا جیسا اُسنے کیا ویسا پایا اور بیٹا مارے سحر نے افراسیاب کو بھی مطلع جا کر کیا کہ اصطلح بلائے
سحر افشان مارا گیا قران نے اُسکو بھی اُسکے بھائی کے پاس جہنم مین پہونچا دیا افراسیاب کو یہ ماجرا سنکر
کمال غصہ آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ اب مین خود جا کر عمرو کو پکڑے لاتا ہون اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے
بے ہو جاوے گلچین جادو نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ مین بھی نہ عرض کرونگی کہ آپ عمرو سے اُنے جادین
بلکہ مناسب یہ ہی کہ آپ اُس سے ملجائین افراسیاب نے کہا کہ مین جانتا ہون تم سب میری بہتری کے لیے
یہ باتین کرتے ہو اچھا اور کچھ تدبیر کرونگا اور آئندہ کچھ ہو نگا یہ کہکر تلیذ کو سحر کے علم کیا کہ جا کر خبر لادے مہرخ
کی بارگاہ مین کیا ہوتا ہی تلیذ اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان جب قران بچہ بلا سے سحر افشان کو اپنے
مالک کا مارا جانا معلوم ہوا تو بہت کچھ رنج والم کیا آخر جب اُس سے حیرت وغیرہ کچھ خبر نہوئی تو آزردہ
خاطر ہوکر لشکر اپنا لیکر اپنے ملک کیطرف کوچ کرکے چلے گئے اور صنعت سحر ساز جو بلاتن انڈے
سحر کے کھو چکی تھی اور دو انڈے باقی تھے اُنھین سے کچھ وسمہ پر اُس قحبہ نے بچہ جانا کہ مہرخ سے
مقابلہ کرون اور اگر یہ بھی کچھ کام نہ دین تو ایکی وہ جا کر بیٹھے لاؤن کہ تمام لشکر باغیون کا سر اپنے کاٹ ڈالے
پس اُسنے وہ بیٹے نکالے اور چاہتی تھی کہ ملکہ مہرخ کے مقابلہ مین جاوے اُسوقت ایک عقاب سحر اُڑتا ہوا
آیا کہ جسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز وزیرہ معظمہ
شہنشاہ افراسیاب آگاہ ہو جیے کہ نم مہنت جادو اسطرف کو از نون شکار کھیلتا ہوا مین آگیا ہون
اور مجکو اشتیاق آپکی ملازمت کا عرصہ سے ہی اب سنا گیا ہی کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہین اگر اجازت
دیجیے تو حاضر ہوکر مشرف بہ ملازمت کیمیا خاصیت ہون اور اپنے ملکو اپنے مکان کو چلا جاؤنگا صنعت نامہ
پڑھکر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا بھی دل تمھارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہی خوب ہوا کہ جو
تم اسطرف آنکلے کیونکہ مجکو شب و روز کی جنگ جدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہی جو مین تم تک آتی اب
مناسب ہی کہ جلد تشریف لاکر مجکو سرفراز فرمائیے اور راہ انتظار کو تاہ کیجیے مین منتظر آپ کے تجلی ہون یہ لکھکر
عقاب کے حوالہ کیا کہ وہ منقار مین لیکر اُڑ گیا اور مہنت کے پاس جا کر جواب نامہ کا پہونچایا اب حال اُس
ساحر کا سنیے کہ اسکا مہنت مہ شمار جادو نام ہی اور اُسنے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہی اُسکے اندر
رہتا ہی اور اُسیکا وہ سوار ہیکہ جہان جاتا ہوتا ہی چلا بھی جاتا ہی پس جب اُسنے اجازت صنعت کی پائی اُسی گنبد پر
سوار ہوکر اُسکے پاس آئی تھی یا گنبد کیا ہی کہ دوڑتا ہی زمین پہ رفتار کرتا ہی جب صنعت نے سنا کہ مہنت صاحب

تشریف لائے استقبال تا در بارگاہ اسکا کیا اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا دونوں ملاقات باہمی سے بہت خوشنود و مسرور ہوئے مہمنت نے حال افراسیاب کا اور طلسم مین غدر ہونے کا پوچھا صنعت نے اُس روز سے کہ جب بدیع الزمان قید ہوتے تا اُن دم سب بیان کیا اور لطف تمام کے ساتھ سارا ماجرا کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب مین جاتی ہون اس ارادہ پر کہ لشکر مہرخ کا غارت کرون مہمنت نے سب کیفیت سُنکر کہا ای ملکہ اب تم ہفت بیضہ مین سے کسی بیضہ کو لیکر جاؤ اور اگر منظور خاطر ہی کہ نہین اُنھین بیضون ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دو کہ وہ لے جاسکے اور انکو تباہ کرے صنعت نے کلام سنکر کہا کہ ہان ای شفیق یہ بات ٹھیک ہی کہ اس مین یہ فائدہ ہی کہ شاید کوئی آفت آتے تو اسکو مجکو ہلاکت نہوگی جیسے کہ ہو چکی ہی بس اُسیوقت اپنی ایک انیس خاص ملکہ ہلال کامل سحر جادو کو بلایا اور وہ دونوں بیضہ باقی سے دیکر حکم دیا کہ میری فوج مین سے دو لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور مہرخ سے مقابلہ کرو ایک بیضہ کو تو دہنے طرف لشکر مہرخ کے اور دوسرے کو بائین طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کرکے وہ دونون بیضے لیے اور کہا بہت اچھا مین اسطرح عمل مین لاؤنگی کہ جیسا آپنے ارشاد فرمایا ہی یہ کہکر باہر بارگاہ کے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر جمشید و سامری و زردشت کا ماننے والا اژدرون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ہوا ناقوس کی صدا پر فلک کا پرانا پیر ناچنے لگا لوگوں کے دعوؤن نے دنیا ایسی تحنانہ کا نمونہ کالا کیا ایک طرف سے مبارزان صف شکن ہتھیارون سے آراستہ ہوکر اسپ و کرگدن پر سوار ہوئے نقارے و نقارون بجنے لگے دھونسون نے ڑکے کی دھونس دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش مین آیا زندگی اسکی آگے آگے بھاگی جاتی تھین تنگ قضا کے منھ مین یہ خود جاتی تھی روے ہوا پر لشکر کے چلنے سے ہنگامۂ عظیم برپا تھا گفتہ تھا کہ ابیات

خروشے برآمد بگردار رعد
ازین سوے تخس زنان روی سعد
برفتند لشکر ز قلب سیاہ
بلیکو کشیدند آوردگاہ
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
سپرہای زرین و زرین کمر
سنانہاے الماس در تیرہ گرد
ستارہ است گفتے شب لاجورد
ز زربفت چینی کشیدند نخ
سیاہ اندر آمد چو مور و ملخ

قریب لشکر مہرخ پہنچکر ہلال نے خیمہ کیا اور لشکر اُتروانے کا حکم دیا ہرکارون نے جاکر خبر مہرخ کو آمد لشکر کی دی ہلال اُس روز ملکہ حیرت کے پاس آئی اُسنے خاطر کی اس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بیضے لیکر آنے کا بیان کیا پھر وہان سے اٹھکر اپنے خیمہ مین آئی اور مصروف عشرت و نشاط رہی جب مرغ

منور آفتاب چراگاہ فلک سے پھر کر خانۂ مغرب میں بند ہوا اور ماکیان شب نے بیضہ ہائے انجم ظاہر فرمائے کہ نظم

تھا نہم رزم کا چمکا ستارا
ہوئے ہر جا چراغ شام روشن
شب خنگی ہوئی پھر جلوہ آرا
بنا ایوان شاہی رشک گلشن
شام کو ہلال نے طبل جنگ بجوایا

ہرکاروں نے دوبارہ خدمت اقدس مہرخ نامور میں بعد تجز و انکسار عرض کیا کہ نظم

ہوئی ہیں تیری حفاظت سے بے خطر تجبیر
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہے دو تیر
کہ تیغ قہر سے جو اسکی طرف نگاہ کرے
ہوا نہ زہ گمان آج تک نشانہ تیر
بری نسیم کرم گرنہ اس چمن میں چلے
ہلال سی بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر
تری زمانے میں عالم میں ہیں سر و جان
خراب پائی سے ہو شکل ارتشتن تقصیر
ملکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہے

اور سنا گیا ہے کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضہ میں سے رہ گئے تھے وہ صنعت نے اسکو دیگر بھیجا ہے کل صبح کو وہ انھیں بیضون سے کام لیگی باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر ملکہ مہرخ متردد تو ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اُسنے بھی جواب میں طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمرو اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمرو نامدار کے فکر میں عیاری کے روانہ ہوئے لشکر میں طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت میں پھر بہار آئی تلواروں کے پھل ذائقہ دینے پر تیار ہونے لگے جوہر خنجر و شمشیر سے گلشن پھولوں کا ہرا بھرا دکھائی دیتا تھا ہر سبزہ بوستان جلادت کا سرو تھا نقیبوں کی صدا بلبل خوش الحان کی آواز سے بہادران کی دمساز تھی ہر ایک شہنائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طرم پر شبو کی پھبتی چھاتی تھی تھیاؤ آبداری دیگر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے بہ نقابت دس زبانیں کی تھیں بہر حال زمزمہ سرائے نقیب تھا ہر نظر باز خوبی میں نرگس آسا تھا نہر ہائے باغ کی طرح دل میں ہر ایک کے لڑنے کی موج اُٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحروں میں بھی طرفہ سامان جنگ وجدال پھول سندروں پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کیطرح شگفتہ خاطری بتاتے تھے بیر دنکو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول جاتے تھے نخل تن ہر ایک کا گہائے سحر سے لدا تھا ہر شخص پھولا پھلا تھا غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور گھڑیالی ذوالگھڑیال کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جرس بلند ہوئی کہ شب گزر کر نوبت روز روشن کی آگئی کہ ابیات

سحر کا نور اختر سے نکلے چمکا
اجالا چھا گیا سب آسمان میں
ستاروں نے لیا رستہ عدم کا
ہوا خورشید نور افشان جہان میں

ہنگام سحر بہادر لشکروں نے ہتھیار سجکر خیل خیل ذیل ذیل جانب

میدان جنگاہ روان ہوئے بہار و رعد و برق در دولت ملکہ بہرخ پر آئے ملکہ موصوفہ بھی بصد حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کر و فر سے جانب میدان چلی جلو مین اسکے ہزارون گھوڑے اور فیل تھے جن پر ہودج زرین اور کاٹھیان کسی تھین صبح کا وقت تھا نقیبون کا بصدائے مرغوب بولنا ہر ایک دل کو بھاتا نسیم سحری کا فراٹا آتا اس تجمل و شان کا کیا ذکر کیا جائے کہ اشعار.

عدو کے سر نظر آتے ہین قطرۂ باران
زبسکہ ہے تری تیغ خمیدہ کی ہیبت
ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہے
کمان قوس قزح ہے شہاب ثاقب تیر
ترے سمند کی کس سے بیان ہو چالاکی
پچھڑ گئے روے زمین سب ہ گام اول مین
سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو

برنگ برق چمکتی ہے اسکی جب تلوار
چلا نہ سر کو اٹھا کر یہ گنبد دوار
ہے آگے آنکھون کے آٹھون پہر تری تلوار
فلک ہے تیر فگن ایک چاکر سرکار
مصورون کو ہے تصویر کھینچنا دشوار
یون جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے تلوار
تو کہیے تو مہ تابان ہے اور رو شب تار

غرض اس شوکت و شجاعت سے وارد دشت مصاف ملکۂ عالیشان ہوئی صفوف آراستہ ہونے لگین میدان پاک و صاف ہوا ہنوز آغاز جنگ نہوئی تھی کہ ملکہ ہلال کامل نے قصد کیا کہ بیضہ دست راست و چپ کی طرف لشکر بہرخ کے لگائے بس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی باش باش ای ہلال دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم اس آواز کو سنکر ہلال نے جو پھر کر دیکھا تو ملکہ صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا بس یہ تسلیم کر کے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم آپ نے کیون تکلیف فرمائی کہیے تو خیر تو ہے صنعت نے کہا ای ہلال بڑا غضب ہوا تھا مین نے جھوٹے سے وہ بیضہ تمکو دیدیے کہ اگر تم انکو مارین تو وہ تمھارے ہی لشکر کو غارت کردیتے اسوجہ سے مین گھبرا کر چلی آئی کہ مبادا تم ان بیضون سے کام لو اور لشکر تمھارا تباہ ہو جائے اب وہ بیضے میرے حوالہ کرو اور ان بیضون کو لے لو یہ کہکر وہ دونون بیضے تو لے لیے اور اپنے پاس سے دو بیضے اور نکالکر حوالہ کیے اور آپ پھر کر چلی گئی جب کوئی پا دکوس نکل گئی تو وہان سے آواز دی کہ ای ہلال بحر خبردار ہو جا کہ مین چالاک بن عمرو ہون تو ہ کر کے دہی دونون بیضے لشکر ہلال کے داہنے بائین جو مارے تو ایک بیضہ مین سے تو آندھی اس زور شور کی پیدا ہوئی کہ درخت اور مکان اڑنے لگے اور دوسرے سے سیلی پتھر کی پیدا ہو کر رو

ہوا سے گرنے لگیں پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوا نے طوفان قوم عاد کو شرما دیا ہزاروں ساحروں کو برباد کیا
طبقۂ زمین سے اُڑا دیا پردۂ دنیا سے نابود ہو گیا ہر ایک جھونکا بادِ بخت کا بادِ مرگ کا جھونکا تھا کہ جس
سے جانبر ہونا دشوار تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر قضا پڑتا تھا اور علاوہ اس ہوا کے کہ جسکو
وبائی ہوا کہنا چاہیے مرگ مفاجات سے بھی زیادہ لکھنا چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا
ہر ایک ساحر دشمن لشکر کا سر پھوڑ کر ہلاک ہوا تب بھی بے غیرتی نے پیچھا نہ چھوڑا آفت تازہ زمین و
آسمان سے پیدا تھی کہیں بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا اُن بعضوں نے عجب فتنہ انگیز نتیجہ دیا تھا جن بعضوں
نے جان لینے کے پر و بال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت میں گھرے ہلال
سر پر پاؤں رکھکر بھاگی لیکن کہاں بھاگ کر جا سکتی تھی ایک سل کئی ہزار من کی اُسکے سر پر بھی آکر
گری کہ مغز اُسکا شق ہوا اور فی النار و السقر ہوئی مہرخ نے اُسوقت چاہا کہ اپنے لشکر کو لیکر ان جنگلوں
پر جا پڑوں لیکن چالاک بیضے مار کر لشکر میں آ گیا تھا اُسنے کہا ای ملکہ جو آپ بے مارے مر جائیں
تو کیا ضرور ہے کہ تم اپنے لشکر کو پریشان کرو اور تکلیف اٹھاؤ مہرخ اُسکے کہنے سے رکی اور اُدھر
اسقدر آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص تو بھاگ کر مفرور ہوئے باقی سب ہلاک ہو گئے
اور جو زندہ بچے وہ روتے پیٹتے ملکہ صنعت کے پاس گئے اُسنے اُنکو نالاں و گریاں چاک گریبان
جو دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا تمہارا حال ہوا اُن سبنے جملہ ماجرا با نالہ و زاری ہلال کے ہلاک ہونے کا
بیان کیا سرشار صنعت بھی یہ حال سنکر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے
دن پھر آیا تھا اسطرف تو صنعت نالہ و شیون کرتی ہے اور یہاں مہرخ طبل فتح و ظفر بجا کر اپنی بارگاہ
ظفر پناہ میں آ گئی ہے لشکر نے اُسکے بہت کچھ مال غنیمت میں پایا ہے ایک ساحر غنی اور مالدار ہو گیا ہے لشکر
میں کثیر الجماعت تھا ہے سب خوش و خرم بیٹھے ہیں حیرت کو بھی خبر شکستیں کھانیکی دمبدم پہونچتی ہے یہ بھی
آتش غم پر کباب کی طرح جلتی ہے اُدھر جب صنعت نے حال شکست دریافت کیا آیا تو وہ سلطے ملاقات کیلئے تھا
مگر دل نے اُسکے نہ مانا صید ضیغم اجل ہونے کو جی چاہا ملک الموت کی ملازمت مشتاق ہوا بس اُسی صنعت
سے کہا کہ ای ملکہ آپ کچھ رنج و غم نکریں میں اب لشکر ظلم ایمان کو غارت کروں گا آپ مجھ کو ذرا ملکہ حیرت جادو
کے پاس لیچلے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ سنکر سرشار اُسکے ساتھ ہوا اور یہ دونوں اُٹھکر سوار ہو کے
در حیرت جادو کے پاس آ کر سب ماجرا بیان کرکے اجازت طبل جنگ بجوا اپنی بنام سرشار جاہل کی ہم

وہاں سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کہ شکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اُسی فوج کو لشکر اپنے
ساتھ خیمہ و خرگاہ صنعت نے بھیجدیا یہ وہاں سے مقابلہ مین ملکہ مہرخ کے آیا اور خیمہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگا
جب ساحر آفتاب براے چلہ کشی غار مغرب مین گیا اور ساحرۂ شب نے اپنی نیرنگی صنعت بنظر عالمیان ظاہر فرمائی کہ ابیات

سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود
ہے چاندنی مین دلا سیل اشک کا عالم
ہر رنگ داغ دل ماہ ہے ہر اک اختر
و نور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر
ہے ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے

غرضکہ سرشار و صنعت نے اس شام کو اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا عدو کے طبل جنگ سے ہمایون مہرخ
نامدار مین بھی پہونچی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا لشکرون مین پھر وہی جوشش سامان جنگ ہوا الغرض آہن جوش
مین آیا ہر ایک مبارز خدنگ مین آیا بسمل گھبرائے بیتابی سے زبان پر لائے کہ کبھی ایسی نوکری سے
درگذرے جہان روز لڑائی کا سامنا ہوتا ہے کسی دن چین سے بیٹھنا نہین ملتا ہے شجاعت شعاران جلادت
قرین شاد و بشاش تھے کہ آپس شکر نیر اسے کہ جس کام پر ہم ملازم ہین وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہے غرض کہ
تیغ بازی کو بھی بازی طفلان سمجھے جانتے تھے تیغ کو چوگان اور سر عدو کو گو سمجھکر تلوارون کو
تانتے تھے موج کند بھی سیل فنا تھی تیغ ہاتھ سے اور سر جسم پر سے بھاگا جاتا تھا یہ ہیبت دشمنون پر
طاری ہوئی تھی سکندر طالعون کو بھی عکس تیغ ڈراتا تھا آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ نظر آتا تھا جذبہ سلطان
بہادران جذب آہن کی کیفیت دکھاتا تھا مقناطیس جان کو کھینچتا نظر آتا تھا متاع جان عدو ایسی
ارزان تھی کہ کٹاری کوڑی دے کر لیجاتی تھی کمانین گوشۂ عافیت پانے کے لیے چلاتی تھین تیغین پر
سر اٹھاتی تھین گرز خودی کا دم بھرتے تھے نیزے بسان سرو اکڑتے تھے جوانان چمن شجاعت بن گئے
تھے یہی حال ساحرون کا بھی تھا کہ سحر کی نار از زہر مین بجھاکر بجلیان بناتے تھے زردی کے بعد خوبروئی
ابر بناکر اُڑاتے تھے ہر جو آتا تھا وہی تدبیر بتاتا تھا جھنٹ مین دشمن کا خون مانگتا تھا انتہا کو پیاسا تھا
دور دورہ یہ صدا اُٹھتا تھا کہ آج کی شب ہو دعیان تھین امان ہے کل طبل جلیل سنے گا تفرقۂ جسم و جان ہر طرف ایک
ہلچل پڑی تھی قیامت کی گھڑی تھی کہ ابیات

کیا تماشا ہے کہ ہر آب ہے آتش سیال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
اپنی دکھلائی چمک پہ جو یہ کٹ جاے ہلال
ہوئی تیغ کی ہے خون عدو روز مباح
سبزۂ تیغ مین جو ہری لگا رکھتا ہے جال
اب داری مین تری تیغ کی ہے برق کی موج
یہ غلط غیر کی دن ہوتا ہے مرد اجلال
وہ بہادر روم بچا کہ اگر تیغ ان کی

اسی طرح بہادران نامی مین شب بھر تو تیاری جدال و قتال ہے جب

عرصہ گاہ فلک تیغ مہر خورشید سے پر از چمک ہوا اور ظلمت شب تیرہ انجام مثل سپر کے کٹ گئی گر لطف
یہ کیا الٰہی جو ہوئی چاک چاک جیب سحر ٭ یہ کیا الم ہے جو ہے مہر تک برہنہ سر ٭ وفور غم سے تعجب نہیں اگر مریخ
اب اپنا قتل کو مانگے ہلال سے خنجر ٭ نہیں معلوم کیا حادثہ درپیش ہوگا جو اس سحر نے منہ دکھایا ہے ایسی صبح
قیامت خیز کو مہرخ ذی شان بصد جاہ و ہزاران سامان شبستان سے نکلکر سوار ہوئی اور تمام سرداران
عالیشان و بہادران تومان کو ہمراہ لیکر چلی نیلان فلک شکل جو سحر سے اڑکر چلی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
اڑے جاتے ہیں یا آسمان زدے ہوا پر اتر آیا ہے ایک طرف سے رکبان بادپا کا اڑنا نیا لطف دکھاتا
تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحروں کے طائر پران تھے اژدہے آتش فشان تھے اسی کروفر سے
جب وارد میدان ہوئی اسطرف سے سرشار رعنت اپنی فوج نکبت موج کو لئے آیا دونوں جانب دلاوران
نے پرا جمایا بعد صفوف آرائی لشکر جانبین سرشار نے نکلکر کسی کو میدان میں طلب کیا اور سلحشوری
دکھائی یہ ساکن باغ جوار جمشیدی ہے اسکو بہت بڑا غرور ہے بس اس تکبر خصال و نخوت شعار
نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ پڑھ کر دم کر کے جانب آسمان پھینک دیا کہ وہ بیضہ بلندی
پر جا کر شق ہوا اور اس میں سے دھواں نکلنا شروع ہوا تھوڑی عرصہ میں وہ دھواں اسقدر بڑھا
کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا اور اس دھوئیں نے اب صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر مہرخ پر بکلی
محیط ہوا ضرغام اور چالاک تو اس ابر کو دیکھکر صحرا کی جانب بھاگ گئے اور بہت رونے لگے اور ایک
مقام بلند پر سے کھڑے ہو کر حال لشکر مہرخ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موسلادھار
برسنے لگا طرفۃ العین میں یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھ ملنے کو ترسنے لگا
چرخ کا سینہ غربال ہوا ابر برسات یہ حال کہ مینہ کی بوچھار پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحروں کے
سحر بجھے جاتے تھے خورشید کا نکلنا کیسا ستارہ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خرابہ آباد
دنیا ایک گڑھا تھا ماہ و ماہی کا قران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اس بحر کا
ایک گرداب تھا بات ہر ایک ہی جاتی تھی ابر کی سیاہی جان کھاتی تھی بلا سر پر آتی تھی کہ ابیات

تنگ آبی سے جان مست اغوق
زخم دل نے بھی سر اٹھایا ہے
سقف آماج بوند پیکان ہے

ڈوبنے پر ہے کشتی آفاق
ابر کرتا تھا قطرہ افشانی
مینہ ہے یہ یا کہ تیر باران ہے

کیسا طوفان مینہ نے چھایا ہے
ہلکی پانی رہی تھی بارانی
ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے

ایک عالم غرق رحمت ہے　ے گئی، ہے جہان کو سیلاب　نقشہ عالم کا نقش بر آب

اس ابر سے جو پانی کی بوندین لشکریان جہرخ پر گرین بہار و مخمور و جہرخ وغیرہ سیلے کیے بچے
ہر ایک بیہوش بر سر خاک افتادہ ہوا کشتی جان گویا ڈوب گئی سفینہ ہوش و خرد تباہ ہوا نہ طبل رہا
رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کہین پتا نہ چتر شاہی نہ دہل کا عجب طرح کی تباہی
سا مناسر و قدان یاسمن بو پانی مین ایسا بھیگتے تھے کہ آنکے چمنستان حسن پر اوس پڑ گئی تھی
کپڑے جو پر زر پہنے تھین وہ سب بھیگ کر تر اور بہہ گئے تھے رخسار اُنکے اُس پانی مین یون چمکتے
تھے کہ جیسے دریا مین کنول کے پھول تیرتے ہین باغ مین گلاب کا تختہ پانی مین ڈوبا ہوا نظر آتا
تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھکر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال زار کو د
دیکھکے روتا تھا لشکر مین بازاری بیوپاری دکاندار وغیرہ محافظان خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ
کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکون کے بہاتے تھے اُس دشت مین ذرہ ذرہ
تک غمگین تھا پہاڑون سے آبشار بہتا تھا گویا وہ بھی روتا تھا فرہاد کی روح گریہ کر رہی تھی جا بجا
شیرین پریشان لبون سے نکلی تھی ہر نخل ایک بار غم سے کھڑا ہوا تھا گل تھا حیرت مین غمزدہ ہنگیا تھا

دشت ہر چند کہ بھیگا تھا مگر خاک اُڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ

کہ نشتری ہے خیدار درد و سوز جگر　جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہے　اب ایسا گرم ہے بازار رنج و آفت
یہ کیا الم ہے جو اب ہے نقصان ہر چشم جہان　یہ کیا الم ہے جو ہر دم مصیبتا لب پر　نظر جو کیجیے ہے برق بھی نہبت مضطر
ملک جو صبح گریبان دریدہ و واویلا　ہر ایک گلشن عالم مین مو پریشان ہے　فلک ہے بار مصیبت خمیدہ واویلا
ہر ایک شاخ اُٹھائے ہے یہ ہاتھ ماتم کو　ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے　چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہے
جب تمام لشکر مصیبت باران

مین غرق ہوا سرشار جہنت نے ہر ایک کو سحر سے مسحور کر کے باران کو موقوف کیا اور ر
آپ بارگاہ حیرت مین آیا تسلیم کر کے نذر نج دی خلعت سرخ روئی پایا اور تمام ماجرا لڑائی کا
کہکر عرض کیا کہ اب ملکۂ عالم تشریف لے چلین تو مین سب کے سر کاٹ کر نذر گذرانون حیرت یہ کلام سنکر
بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آ کر پی لین تو پھر چلین کیونکہ اُسکے قتل کر آنے مین
بہت عرصہ ہوگا سرشار راضی ہوا اور رنگ پر بیٹھکر باتین کرنے لگا اس اثنا مین عیارون سے
تو دل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی بھاگ گئے تھے اب عقب مین سرشار کے

یہ بھی بصورت مبدل بارگاہ حیرت مین آئے اور ذکر شراب کا جو سنا تو ان دونون ذی مجانہ کے کنارے سے آکر کہا کہ ہمکو کھانا دیدیجیے گا فرمایئے تو ہم بھی حاضر ہین اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی یہ دونون جام و صراحی لیکر اُسکے ساتھ کاروبار کرنے لگے اُسمین سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الادب ای ملکہ اب جلد شراب منگوایئے چلتے ہین ورنہ فرمایئے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ مے ارغوانی لاؤ بموجب حکم ضرغام و چالاک صراحی و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے جو دیکھا کہ قدم ان دونون کے بطور عیارون کے پڑتے ہین بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہین اور سرشار صنعت کو بایاو اشارہ آگاہ کیا کہ انکو گرفتار کرو یہ عیار ہین اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور پھر تو کہا ضرغام اور چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ان سے قبول کرایا کہ ہان اسم عیار ہین سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کہنا آپکے سحر کا اب آپ انپر سے سحر اُتارئین مین ان کو قید کیے لیتا ہون حیرت نے انپر سے سحر دفع کردیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک رسی از خود ہوا ہو کر انکے لپٹ گئی اور کھینچکر انکو جنگل مین لائی اس لیے کہ یہین اگر تو ہر ایک عضو کو سرشار ہلاک ہی کریگا اور بارگاہ مین رکھنا انکا مناسب بھی نہ سمجھا کہ اور عیار بھی ان کے رہائی کو آئینگے غرض جب یہ جنگل مین آکر کھڑے ہوئے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا حال بھی اُنکے پیش نظر تھا اس وجہ سے زیادہ تر روتے تھے اور درگاہ خدا مین بعد زاری دعا کرتے تھے ناگاہ مہتر قران تطر کردہ شاہ مردان بھی اسطرف سے چھپتے ہوئے آنکلے اور ضرغام و چالاک کو بندھے ہوئے دیکھکر متحیر ہوئے پھر قریب آکر دونون سے حال پوچھا انھون نے حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان کیا قران کو یہ حال سنکر تاب نہ رہا بغضب تمام صورت ساحر کی اپنی بنکر بہت جلد دربارگاہ حیرت پر آیا وہ وقت ہی کہ سرشار تو تخت پر سوار ہوچکا ہی اور حیرت سوار ہوا چاہتی ہی کہ انھون نے آکر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجکو بھیجا ہی اور شکایت کی ہی کہ ایسے وقت مین جب تم فتحیاب ہوئین تو ہمکو پوچھا بھی نہین اور کچھ اور بھی فرمایا ہی وہ بھی مین کان مین آپ سے کہونگا سرشار کچھ شکایت صنعت سنکر نادم ہوا تھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمایئے کیا کہا ہی جب اُسنے بات سننے کو سر جھکایا اُسنے جھک کر پہلو پر سے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر بلند ہوا قران نے نعرہ کیا کہ منم

صاحب بلند اختران مہتر قران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور صدا اے مہیب آئین
اسی اندھیرے میں قران تو جست و خیز کرکے نکل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوف سے دور سے
تو تگر طرح دے گئے مہرخ وغیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدۂ شکر درگاہ خدا میں
کیا اور شادان و فرحان پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے چالاک و ضرغام بھی رسی سے کھل گئے
اور حیرت جادو کف افسوس ملکہ بہار صنعت نے حال سنا وہ بھی غمگین بدرجہ کمال
ہوئی فوج جو ہمراہ سرشار تھی وہ نالان و گریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس
اژدر سوار نام موجود تھا اسنے ان ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال پر ملال پوچھا سب نے
رو رو کر جو کچھ گذرا تھا بیان کیا بھائی اسکا بہت رویا اور نہایت درجہ اسنے افسوس کیا بلکہ کہا
جبتک اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیلونگا چین و آرام مجھکو نہ آئے گا یہ کہکر حکم تیاری لشکر دیا کئی ہزار
فوج ساحران و مبارزان تیار ہوئی اور ناقوس اژدر سوار بڑے جوش و خروش سے اژدر پر
سوار ہوکر چلا دریا تھا کہ موج مار کر رواں ہوا ناقوس وہان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اسنے
اسکے لشکر کو اترایا اور اسکے بھائی کا پرسا دیا پھر اسکی خاطرداری میں مصروف ہوئی شراب عمدہ
کشید کی ہوئی پلائی خوان نعمت منگا کر آب و طعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہان سے اپنا لشکر
لیکر بمقابلہ مہرخ آیا اور بارگاہ میں مجلس میخواری کرنے لگا جب خمخانۂ دہر سے ساغر زرین آفتاب
طاق مغرب پر ساقی روزگار نے رکھا اور انجمن کواکب کو مشاطۂ شب نے بعد فروغ و ضیا آراستہ فرمایا
(شعر) ساغر ماہ تھا لب لب نور سے چاندنی کا ہر اک طرف تھا وفور سے سرشار نے اس شب تیرہ فام
میں طبل جنگ بجوا دیا ہر چند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمایئے اسنے نہ مانا اور کہا میں نے
بھائی کا جبتک بدلہ نہ لیلونگا آب و دانہ مجھے حرام ہے غرض ہرکارے خدمت مہرخ میں آئے اور خبر نواخت
طبل جنگ عرض کرکے کنارے ہوئے ملکہ موصوف نے بھی کوس حربی کو بجوایا لشکر کے سردار و افسر خبردار
ہوکے تیاری جنگ میں رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغائے لشکریان بر پا تھا رات بھی ڈراونی صورت بنائے
تھی اس شب میں ہتھیاروں کا چمکنا گھوڑوں کا شیہے بھرنا تھمے کر ناد ل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا ہر ایک
پیر کلیجہ تھامے کلیجہ تھام کر کہتا ہوا آتا تھا صدائے طبل و بوق پیر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی
نقیبون کی آواز صوت باد دہاتی تھی نامردون میں جان بچا نیکی فکر بھاگنے کا بیان ولاوروں میں رستم و سام کی

داستان مختصر یہ کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا جوبن ڈھلا اور سفیدی جمال صبح مین پیدا ہوئی نداے رخصتی گجر نے سُنائی کہ شعر کہ جب جوش سحر امڈا زمین پر نظر آئے نئے سامان بہتر یعنی ملکہ مہرخ دلاور فوج و لشکر جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے ناقوس اژدر سوار مع فوج نابکار کے چلا لشکرون کی آمد کا میدان جنگ مین وہ غلغلہ ہوا کہ فلک بھی سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحرون کی آمد ہوم کا دھوان بلند زمانہ تاریک موروں پر جادوگرنیان سوار شامری جمشید کی پکار سپر تین سرخ زرد سبز اُڑتین نارنج نایل اُچھلتے اژدر پھنکارتے بڑے کروفر سے یہ دونون لشکر وارد میدان ہوئے ابیات

فراوان سپہ بود باد و بہم
ہمہ غرق در آہن و خود و گیر
بدیشان چنین گفت کاکنون سران
بجنگ اندرون جان ندارد دریغ
کہ زیر درفشش رفتنی ہزار
درفش سواران و جوشن گران

سلیح بزرنگی و گنج و درم
دل مہرخ از لشکر نامدار
کہ مانند مردان جنگ آوران
اگر شیر پیش آید و گر پلنگ
گزیدہ سواران نیزہ گذار

ابھی رفت لشکر بکردار ابر
بخندید چون گل بگاہ بہار
کسے کو گراید بگرز و بہ تیغ
ازو برنگردد بہنگام جنگ
پدید آمد از دشت گرد سران

جب دشت کین مین پہونچے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی

نقیبون نے نقابت کی میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت ناقوس اژدر سوار بھی بڑھکر میدان جنگ مین آیا اور خوب نیرنگی سحر کی دکھاکر للکارا کہ ای فرقہ سرکشان و منکران آؤ تو میرے مقابلہ مین یہ نہیب سُنکر ایک ساحر ظالم سحر نگاہ جادو نام مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُس کافر کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے ایک ترنج اُسپر مارا اُسنے ترنج کو خالی دیا اور جواب مین نارنج مارا اُسنے بھی خالی دیا اور تیغ سحر پکڑکر اُسپر آگرا ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر اُسنے ایک تلوار ایسی جھپٹ کر لگائی کہ برق بنکر وہ سر ظالم کے آئی یہ اُس سے جانبر نہو درخت ہستی اُسکا جلا صدا ے ہران اُٹھی مرے ہے لمند ہوئی ناقوس نے پھر للکار کر نہیب دی کہ اور جس کسی کو تم مین سے تمناے مرگ ہو وہ آئے ایک زلزلہ جادو نے صف سے نکلکر مہرخ سے اجازت لی اور سامنے اُسکے آکر ضربت طلب کی اُسنے تیغ سحر ادھر سے لگائی اُسنے تیغ کو روک کرکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو غرق زمین ہوکر پیوند خاک

ہو جاتا مگر ناقوس جسطرح کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسوقت زلزلہ جادو نے جھلا کر تیغ سحر مارا ناقوس اژدر پر
سے کود گیا تیغ نے اژدر ہی کے دو ٹکڑے کیے اُسوقت ناقوس نے بھی دوڑ کر تلوار ماری کہ وہ تلوار خود کو
کاٹکر تا دو ابرو زلزلہ کے اُتری اُسنے داستانہ سحر کے مارکے تلوار کو توڑ دیا لیکن چادر خون بلبلا کر منھ پر آگئی
اُسوقت ناقوس نے چاہا کہ زمین سر کاٹ لون دو پنجے فلک سے پیدا ہو کر زلزلہ کو اُٹھا لیگئے اُسوقت ناقوس نے
دستک سحر کی دی کہ زمین سے اژدر دوسرا پیدا ہوا یہ اُسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میری مقابلہ مین
ای مہرخ بھیجتی ہو کسی زبردست کو بھیجو کہ ذرا جنگ کا مزا باہم آتر جائین یادہ کام آئے باہم کام آئین اِس
صدا کو سنکر ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مہرخ سے لیکر سامنے آئی اور
اُسکے حربہ کو اُسنے رد کرکے ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اُسپر پڑا مگر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اژدر نیچے
گر پڑا اور دُم جھٹک اسنے بقوت تمام تر ہاتھ تلوار کا غبار انگیز پر لگایا فوراً دو پنجے پیدا ہوئے اور غبار انگیز
کو بھی اُٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت ہوا کہ یہ پنجے ناقوس کے سحر سے آتے ہین غرض
مشکین کاکل کشادہ یاقوت جادو یکے بعد دیگرے نکلین اور آکر زخمی ہوئین اور پنجے اُنکو
بھی اُٹھا لیگئے اب برق اور رعد نے کڑکڑا کر اور تڑپ کر ارادہ گرنے کا کیا کہ ناقوس نے
اپنے گلے سے تار زنار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اُسوقت ایک بجلی
پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُسنے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تئین دامن ابر سحر مین لپیٹ کر دامن
کوہ مین گرا دیا مگر بیہوش ہوگئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اُسکے گیا اُسپر سحر چلا اور زخم
کھاکر گرا پھر اجب نشیب شمشیر سحر سے اُسکی دن کٹ گیا وہ پھر آگئی دھوپ کی تاب نہ لایا طبل آسائش
اُسنے بجوا دیا اور کہا ای مہرخ آج امان دیتا ہون کل جانبری مشکل ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ
ہوا مہرخ بھی غمگین و ملول اپنی بارگاہ کیطرف پھری لشکروں نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے
سردار جو زخمی ہوگئے اُنکی زخم دوزی مہرخ نے کرائی اور فکر مین بیٹھی ادھر ناقوس شادان و فرحان
اپنی بارگاہ عالیشان مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا عیاران لشکر کے دل سے لگی تھی مہتر برق فرنگی
ناقوس کی فکر مین چلا اور علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر اُسنے صورت اپنی ایک زن طوائف کی ایسی
بنائی لیکن وہ حسن صبیح اپنا آشکار کیا کہ ملایک بھی اُسکو دیکھتا تو فریب کھاتا خورشید لقا مثیل ارشق جوان
سرخی رخسار سے جسکے شفق چرخ حیران ابروئے اُسکے جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرتے ایسی تلوارین ترکی رنگے

بنائی تھین کہ غنچین خود دانت نکالکر سامنے اُنکے شرمائی تھین زلف مسلسل نے ٹھگ کے دل باندھکر کھینچ لئے تھین مژگان تیر اندازی کرین ابرو دشنہ گزاری کرے نرگس چشم ابلق ناز کے و تاز و ناز و کرشمہ غارت گر دل و جان سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار زنبق مبنی غنچہ دہن لالہ فام کہ اشعار

سرو قامت ہو گر اسکے ہو طوبی سرکش
سیب ذقن زنخدان لب خندان فستق
مصحف روئے کتابی کو جو دیکھے اسکے
تا کہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق

راست ہان راست ہو کل طول حق
کھلنا اُسکا دہن تنگ کا ایسا مشکل
تو کہین صورت انطماس ثنا و مطلق

شکر آمیختہ بادام مقشر دندان
جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق
رخ رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض کرن

اسیطرح از سر تا پا وہ خورشید سیارنگ روغن لگا کر آراستہ ہوا اور لباس پر زر زیب قامت کرکے گنا سوئے کا پہنکر لشکر مین ناقوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اُسکے مجرئی مذطین اُتری ہوئی تھین چنانچہ ایک کسبی کے بستر پر جب آکر پہونچا دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہی نوجیان بیٹھی ہین سازندے ساز ملا رہے ہین نائکہ کا مسند کا وابے گلوری کلے مین دبے انغاز سے پاچون کا ڈھیر آگے لگائے بیٹھی ہی اسنے بھی آکر سلام کیا اور ہنسکر پاس نائکہ کے بیٹھ گئی اُسنے عورت جوان شکیلہ زر و زیور سے درست جو دیکھی بخاطر تمام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اسنے کہا کہ بی بی مین لشکر حیرت مین رہتی ہون اسوقت مین نے مقصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جاکر مجرا کرون سازندے میرے ایسے حرامزادے ہین کہ ٹال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجکو غصہ مین کچھ اور نہ سوجھا اس طرف چلی آئی کہ وہان کسی اپنی برادری سے سازندے مانگ لونگی اور جو کچھ انعام و اکرام ملے گا وہ بھی انکو دونگی اور آپ بھی لونگی اور سچ تو یہ ہے کہ اب مین ان موے بھڑوائیون کو نوکر بھی نہ رکھونگی جو وقت پر بتا بتاتے ہین اور ہماری پوچھ پوچھ اماں جان یہ ہی کمائی ہی پھر ہم کیونکر کمائی کرینگے بس اسیلئے تو مجھے دیکھ مین ٹھہر گئی اگر کسی صاحب کو تمھارے یہان فرصت ہو تو وزا دو گھڑی کو تکلیف کرین میرے ساتھ بجاوین اسکا کمال احسان ہوگا نائکہ نے کہا بی بی یہ تمھارا گھر ہی میرے یہان کئی طرح کے سازندے ہین کام تو ایک ہی دو سازندون سے پڑتا ہی مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہین مین سچ کہون اُسکو بھی کھے دیتی ہون کہ وہ بیچارے بھی اپنا گھر سمجھتے ہین یہ کہکر مخدوم میان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر پکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جاکر بجا دو اُنھون نے کہا بہت خوب اور ساز وغیرہ اُنھون نے درست کیا اسی اثنا مین چوبدار بلانے آیا کہ پہلے آپکے طائفے کی یاد ہی برق عیار نے مرد ہی صاحب کہکر

اُسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حسن کی جھلک اُسکو دکھائی ہاتھ پکڑ کر پاس بیٹھا لیا گوری بنا کر دی وہ ایسا
مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اُسوقت اُسنے کہا مرد ہے صاحب ہمارا ابھی مجرا کرا دیجیے
اُسنے کہا ابھی کیون بی صاحبہ تمہارا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو کامنی جان کہتے ہین مردہ اُسکے پاس
سے اُٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا حضور ایک رنڈی لشکر حیرت مین آئی ہے
زہرہ فلک بھی اُسکے سامنے شرمائی ہے وہ بھی ایسی نہوگی میرے اوپر آپ احسان فرمایئے گا جو اُسکا
مجرا سامنے ناقوس کے کرا دیجیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے آؤ مردہ پھر کر آیا اور کہا کامنی جان صاحب
آیئے آپکی یاد ہے کامنی جان سازندون کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُسنے جو صورت زیبا اُسکی دیکھی فریفتہ ہو کر
عقل و حواس بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے یہ مجرا کر آئے تو اُسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگیگی دینگے
کام مین لائینگے الحاصل اس زہرہ جبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اور دست بستہ حال اُسکا عرض کیا ناقوس نے
اجازت مجرا کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آیا اور گت ناچنے لگا یہان گت پر تو یہ گت ہوئی کہ مجلس کف افسوس
ملنے لگی ناقوس نے کچھ جانور سحر بنا کر جانب آسمان اُڑا دیے تھے کیونکہ حال عیارون کا یہ بخوبی جانتا تھا اُنکو
ان جانورون سے اُسنے کہدیا تھا کہ اگر کوئی شخص غیر ہماری صحبت مین عیار وغیرہ کی قسم سے بھی آجائے
تو ہمکو تم خبر کر دینا اور پنجہ سحر کے زمین پر مقرر کر دیے تھے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق فرنگی
آکر ناچنے لگا اُسکے ناچنے پر اہل محفل دنگ ہو گئے اور صدائے احسنت و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت
ایک طائر سحر اُڑتا ہوا آیا اور کان مین ناقوس کے کہا کہ یہ رنڈی جو سامنے ناچ رہی ہے یہ رقاصہ نہین ہے
برق فرنگی عیار ہے جلد اسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہے ناقوس اُسکی صورت دیکھکر
عاشق زار ہو گیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف افسوس ملے
اور ناچاری پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اُنھون نے برق اور نہین معلوم کس مقام پر بھیجدیا تیلہ ہائے سحر نے یہ خبر
ملکہ مہرخ کو پہونچائی برق لطائف نگار گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سنکر مضطر ہوئی ہو برق
جو آکر دیکھے تو جہان مین قید ہو کر آیا ہون اُسجگہ وہ لوگ بھی ہین کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہو کر آئے ہین
الحاصل جب مہرخ برق کا حال سنکر مضطر و پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ
ہوئے اور مضمون نے تنہائی مین جاکر اپنی ایک ساحر کی ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس مین آئے
لیکن حال ان جانورون اور طلسمون کا اُنکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ مین قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کہنے

بنائے تھے کہ ایک پتلے نے حلقہ کمند سحر کے اُنپر مارے اگر وہ کمند کوئی عیار لگاتا تو یہ آستین سے نکلتے وہ کمند سحر
کی تھی یہ اُچھلکر گرے ہاتھوں ہاتھ اُنکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسنے اُنکو بھی قیدخانہ مین اسی جگہ
جہان سب قید تھے بھیجدیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سُنکر حوصلہ جانے کا نہ پڑا
اور جب وہ دو پہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیا اور خنجر آفتاب کو نیام مغرب مین کیا
کہ بیت رخ مہر نے جو وہ پونچھ کے جھاڑے رومال ۔ ہو گئی چادر مہتاب گلیم شب تار ۔ سر شام
پھر ناقوس نے طبل رزمی پر چوب ڈلوائی ہرکارون نے جاکر خبر عرض کی مہرخ نے بھی نقیر سحر بجالی غرض
دونون لشکرون مین تیاری آغاز ہوئی طول ہر مقام پر اچھا نہین رات بھر وہی شورش جنگ برپا
رہی وہی ہتھیارون کی صفائی وہی سحر آزمائی تھی جب نیام شب سے تیغ آبدار آفتاب ظاہر ہوئی
اور چار دانگ عالم مین روشنی پھیلی کہ بیت سحر گہ جبکہ خنجر ظاہر ہوا روز ۔ تو چمکا حسن مہر عالم افروز ۔ لشکر
جوق جوق و طوق طوق بہر کارزار وارد میدان حرب ہوئے مہرخ و بہار بھی عنایت حشم سب جاہ سردارن
باتمکنت کو ہمراہ لیکر چلین اور جب میدان مین پہونچین ناقوس بھی فوج لیے ہوئے آیا دلاورون نے پرا
جمایا بعد درستی میدان و صفوف ناقوس نے لشکر مبارزطلبی کی ادھر سے سردار جانے لگے مگر اُنکو
روز گذشتہ کی طرح صعوبت درپیش ہوئی یعنے زخمی ہوتے تھے اور نیچے سحر کے اُٹھا لیجاتے تھے آجکی
میدان داری مین کئی سو سوار نامی زخمی اور اسیر ہوے اسوقت تو بہار جادو کو تاب نہ رہی مہرخ سے
اجازت لیکر چلی اور سوائے اُسکے ہمدرد کی میدانداری مین اور کون لڑنے والا باقی تھا غرض یہ
سامنے اُس تیرہ درون رسیدہ کے پہونچی پناہ سحر کائنات کو اُسنے کیا پہلے تو ایک حربہ اُسکا رد کیا
پھر ایک گلدستہ اُٹھاکر زمین پر پھینکا اور کلمات سحر ورد زبان کرکے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصے مین بیابان

نظم آیا کہ ابیات
کلک نقاشی قدرت سے گلستان مین کھنچ
قطرہ شبنم ہوئی مینائے شراب گلرنگ

واہ کیا گلشن آفاق مین ہے جوش بہار
تختہ لالہ و گل صفحہ نقش ارژنگ
بلکہ ہے جوش بہاران کرم سے اُسکے

چہچہے کرنے لگے بلبل نقور فلک
بل بے بالیدگی جوش کہ رنگ گل تر
کیا عجب شاخ مین آ ہو گل زنجر کا رنگ

جوش بہار سے تختہ لالہ و نازبو گل کے مسکرانے لگے طائران زمزمہ سنج تعریف بہار کی گانے لگے شور
زمزمہ قمری و بلبل و طوطی و گل دلکو لبھاتی تھی ہوا دہان کی فرحت بڑھاتی تھی پیام یار دلنواز لاتی تھی
ناقوس کی فوج اُس ہوا کے جسم پر لگنے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور لگے بہار کو

سب نے اسی باغ پر بہار میں بصد ناز و انداز چبوترہ بلور کے استادہ پایا ہر چند کہ باغ اسنے ایسا نوبت آگین بنایا تھا مگر حسن بھی اُسکا اُسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل روبروے رخسار شرماتے سنبل سامنے زلف کے پریشان و نزار تھی نرگس آنکھون کی اُسکے بیمار تھی سرو نے قامت رعنا اُسکا دیکھکر اپنے تئین آزاد بنایا تھا سیب و بہی و انار کو اُسکے پستان نے شرمایا تھا چشم فتان بادام کو دامن لائی تھی سرخی اُسکے رخسار کی لالہ کے دل کو ڑھائی تھی ابیات

پرستم میں ستم مشریک سپہر
فتنۂ استاد نرگس فتان
ماہ سے بہر بلکہ دشمن مہر

رخ تعالی اللہ زلف جلی علیٰ
قدوہ سبحان ربی الاعلیٰ
دل مژگان ہجوم شاگردان

کرے مشائیون کو اشراقی
گو انار بکم دمنہ سے سکے
زلف جنبان میں رخ کی براقی

مچھلی بازو کی ماہی زلفین
غرقہ کش بحر خون سے مردم عین
لیک جاری زبان ہر موسے

دشنۂ کار عقدۂ دشوار
رنگ پان لعل روح افزا ہے
کمر و ناف ارچہ دل زار

خون ثابت کرے مسیحا پر

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھکر اور باغ سحر سے ہو اکھا کر فریفتہ و شیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ اپنے لشکر کے یہ کہتا ہوا چلا کہ غزل

بھلا نہین تو جلے کا گل انگار دے
تو آنکھ میں نہ سرمہ دنبالہ دار دے
مفتون چشم کو یونہیں اگر ابھار دے

پان نشہ وہ نہین جسے ترشی انار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہوکے وہ ترش بردہ ہزار دے

کرتا ہی یون فغان دل امیدوار وصل
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے

ہنسکر گزار یا اسے روکر گزار دے
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہو ایک رات

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
لے دام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب
دعا سے پروز حشر کے پرکون اُدھار دے

کون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار سے
عاشق نہ ہے انجم گردون بھی اپنے رشک

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

جب ناقوس دیوانہ وار اسطرح کے اشعار پڑھتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اسیوقت ایک پتلی زمین سے نہایت حسینہ و جمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھون میں لیے تھی وہ آئینہ اُسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقش عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور رکھو ہوئی ہوش اُسکو آگیا اور اُس پتلی نے کہا کہ ای میان ہوش میں آو حواس درست کرو کہان تم کہان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہین جو آج تک اپنی جان اُسپر نثار کرتا ہے گو وہ دشمن ہے مگر شاہ اُسکو پیار کرتا ہے اس باغ کو باغ سیر سمجھکر اپنے

باغ جوانی کی بہار نہ برباد کر دینا سمجھ بوجھکر بات کرنا اچھا ہی یہ کلام سُنکر ناقوس نے ایک سحر پڑھا کہ ہوا
گرم سموم آسا چلنے لگی اور باغ بہار مین ہر طرف آگ لگی ہر کلی پھول کی انگارا بنگئی درخت شکل چنار
ہوئے گل بالکل خار ہوگئے درپئے آزار ہوئے تھوڑے ہی عرصے مین یہ عالم ہوا کہ ابیات

گرم ہی یہ بہار کا عالم
کف نرگس پہ چھٹتی تھی مہتاب
غنچہ کھلنے مین یون ہوا آتشبار
اٹھ جائے جو کی لب چھوٹے
کرد صد برگ جعفری پہ نظر
ہو چکا بو کا جوش گلشن جلکر
طوطی کی گر سُنے کوئی آواز

شاخ گل پھلجھڑی سے ہین کم
دستۂ گل کا کیا کہون مین رنگ
جیسے پھٹتا ہی داغنے مین انار
تھین گیندون کے چمن مین درخت
چھٹ رہی ہین ہوائیان منھ پر
گر گزک پر ہو میخورون کا من
سُلگے دل ہی تجھ ایسا سوز گداز

یہ تپا خاک چھلکے وقت گلاب
آتشین ہیت پھول کے سب سارے رنگ
جلوے دین یون جنبلی کے بوٹے
دی ہی آتش سنارون نے یک لخت
بھی لوبے ہین پانی بھر بھر کر
ہو رہے تھے کباب مرغ چمن
جب وہ سارا چمن جلگیا بہار پر

بیہوشی چھائی اُسوقت دو پنجے پیدا ہوکر اُسکو بھی اٹھا لے گئے جب وہ صورت نہ رہا تبھی طلسم سے
پوشیدہ ہوگئی اور باغ بھی جلگیا لشکریان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی وہین پنجون سے لاکر
پھنکوا دیا کہ جہان اور سب مقید ہین اب لشکر مہرخ مین کوئی سردار باقی نہ رہا سوائے مہرخ کے
فوج و لشکر مین سب بیدل ہوکر کنارہ کشی کرنے لگے مہرخ نے قصد کیا کہ اب مین جاکر بنفس نفیس لڑائی
کرون اور اُس کافر سے لڑون لیکن وہ نازک دماغ بہت ہی اسیقدر سے کے رونے مین
آگیا اور پکارا کہ ای مہرخ اب سوائے تیرے کون باقی رہا ہی سو تیرا بھی کل خاتمہ ہی آج اور اپنے
ہمراہیون کے لیے روئے اور تخت سلطنت کو تختۂ تابوت سمجھے یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھر
مہرخ نے پھر شیدہ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونے والا
ہی فرد — کبھی رونق ہی چمن مین بلبل — کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہین — غرض یہ ملکہ نہایت فسردہ
پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی دنگلون پر سردارون کے تماشے ڈلوا دیے لشکر کی بھی حالت بیم و ہراس
مین تماشا ناچ رنگ سب موقوف معشوقہ رنج ہر ایک سے مالوف اُسطرف ناقوس پھر کر ملکہ حیرت
کی بارگاہ مین با لشکر ایک لبسر پر آ اُترا حیرت نے ناقوس کو مبارکباد دی خلعت دیا اُسنے
ملکہ کو نذر دکھلائی دنگل پر تماشا شادیانے بجنے لگے جام مئے ارغوانی کا دور رہا ناقوس نے

کہا اب کل ملکہ مہرخ کو بھی پکڑ لون تو سب کو ہلاک کر ڈالون اس خوشی کا اب کل جشن کیجیے گا حیرت
نے کہا ایسا ہی ہوگا طائفے ارگنا ناچنے لگے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی ادھر ملکہ مہرخ فکر مین سر بزانو
ہو کر بیٹھی تھی کہ مقتر قران حال قید ہو جانے ملکہ بہار کا سنکر بارگاہ مین آئے اور مہرخ کو غمگین
خاطر دیکھکر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب کل کیفیت بربادی لشکر کی سن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی
جاتے ہین یا تو ناقوس کو اسکے بھائی کے پاس بھیجتے ہین یا اپنی جان دیتے ہین یہ کہکر
وہان سے باہر آئے اور کئی سو ساحرون کو ملازمان غبار انگیز مین سے اپنے ساتھ لیا اور انسے
کہا کہ تم صورتین اپنی بزور سحر بدل لو وہ سب جنتون کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب نے باندھے
ہوئے زنار مہنگے لنگوٹون سے باہر نکلے ہوتے تھے ہاتھون مین سب نے لوہے
کے کڑے ڈالے جٹائین خاکستری اپنی بنائین اور سرون پر لپیٹین انگیٹھیان ہاتھون مین لین لین
سیندور کے قشقے ماتھے پر کھینچے چندن سب بدن مین لگایا بھبوت سے سب بدن اپنا خاکستری
کر لیا اسیطرح مقتر قران بھی درست ہوا اسنے جواہر کے بت بدن پر بھی آراستہ کیے مالے
موتیون کے گلے مین ڈالے یا جمشید یا سامری ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قران کے بھی
تھان و زاری اس ہیئت سے صحرا مین بطور جوگی گیا پھر وہان سے رخ جانب لشکر حیرت کیا جب
قریب لشکر مذکور پہونچا نعرہ بلند کیا اور سر اپنا پیٹنا لگا اور کہتا تھا ہارے تباہ کر میرے استاد
سرشار جھنت کو کس نے مارا ہاے وہ استاد میرا پیارا اکد مر گیا افسوس کہ یہ سامری نے میرے
ساتھ کیا کیا ہاے وہ استاد جو باپ سے زیادہ شفیق تھا میرے سر سے اٹھ گیا افسوس مین کیا کرون

ترکیب بند

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جائے
زمین پہ گر نہ پڑے کیوں یہ آسمان افسوس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
ہوں مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس

فلک نے داغ دیا آہ نوجوان افسوس
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس
خیال اسکا جب آتا ہے رو کے کہتا ہوں
کروں میں کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
چمن میں پھیری نرگس نے آنکھ اب جو ہے

ہے وہ وہ غنچہ جو اب خاک میں نہان افسوس
ملا یا خاک میں اس رشک ماہتاب کو
رفیق و مونس و دلدار نکتہ دان افسوس
وہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار
ہمیں ہیں نالہ کے قابل جہاں تو ہاں افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ مے خندد
بنالہ ایم چو بلبل بباغ مے خندد

اسیطرح سب جنتون کے گریبان پھٹے ہوئے باحال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ حیرت

کے دروازے پر پہونچا یہاں ناقوس پہلے سے بیٹھا ہوا غضب زہر مار کر رہا ہے اور جب ساحر اسکی
خوشامد اور تعریف کر رہے ہیں کہ قران نے در بارگاہ پر پہونچکر ایک ٹکر زمین پر ماری کہ سر شق ہو گیا اور
لہو جاری ہوا اور ہائے ہائے کا شور بلند کیا کہ اے بتاؤ میرے اُستاد کو کس نے مارا وہ سے
صدمہ اسے ہیں اپنے اُستاد کو کہاں پاؤں اس حال سے جو لوگوں نے وہاں سے دیکھا تو ملکہ حیرت
جادو کو خبر کی اُسنے سُنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غمزدہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قران کو
اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جو اندر پہونچے تو آتے ہی قدموں پر ناقوس کے رکھدیا اور
کہا ای حضرت اُستاد واسطے جمشید و سامری کا سچ بتا دیجیے کہ میرے اُستاد کو کسنے مارا ہے یہ ماجرا
دیکھکر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس کو پوچھتے ہو ذرا اپنے
تئیں سنبھالو اور ہوش میں آکر بات کرو قران نے آنسو پونچھکر کہا کہ ای ملکہ دوران مجھکو ہمنت سے
ابر سر جادو کہتے ہیں حیرت نے نام سُنکر بہت تشفی اور دلداری کی اور کہا ای ہمنت ابر سر جادو
جمشید کی جو مرضی تم سامری کو یاد کرو اور اسقدر گریہ و زاری نکرو تمھارے اُستاد کا عوض لے لیا جائیگا
یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلاسا دیا پھر اور زیادہ تڑپنے لگے اور بیتاب و بیقرار ہو گئے
ہچکی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا گھبرا کر کہیں
مر نہ جائے پس حیرت سے کہا کہ میں انکو بارگاہ میں لیے جاتا ہوں اور ہو سکتا ہے تو بطور رخنی
وہاں بھیجدوں گا کہ جہاں سب ٹھگ حرام قید ہیں کیونکہ اسلیے کہ اس مقام پر ان کو قرار نہیں آنے کا
یہ کہکر وہاں سے اُٹھا اور اپنے تخت پر باہر آکر سوار ہوا ہمنت ابر سر نعلی کو بھی کھینچ لیا ان کے
ساتھ جو کئی سو ہمنت تھا وہ بھی ساحر تھے سب اُڑتے ہوئے کے ساتھ چلے جب لشکر حیرت
سے کچھ الگ آکر پہونچے اُسوقت قران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آگئے
اور قران نے ناقوس سے کہا کہ دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا
سراغ میں جاتا ہوں کہ چالاک ہوں وہ اُسکے کہنے سے بنود بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور
اُنھوں نے سنبھلا ایک ہی لنبہ پہلو پر سے اُسکے سر کھیں پر لگایا مگر وہ ایسا ساحر زبردست ہے
کہ لنبہ سے سر اُسکا شق نہ ہوا اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہونچی لیکن ضرب سے لنبہ کے چکرا گیا
اور کچھ نشہ ایسا آگیا کہ جھومنے لگا اسوقت قران نے لنبوں کی تمام اُسپر کسندرازی اور تخت پر سے

کو داوہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھون نے حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے
ساحر تھے انھون نے دیکھا سب ناریل پکڑ کر آمادہ حرب ہوئے کہ اس مہنت نے جو اسقدر
روتا تھا پہلے تو بندہ مارا اب کمند مار کر گرادا اور ہمارے مالک کو بیہوش کر دیا غرض جب وہ
آمادہ جنگ ہوئے قران کے ہمراہ جو مہنت تھے وہ سب اپر حملہ آور ہوئے اور کئی سو ناریج تیغ
جو اُنہر مارے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ہمراہ سواری کے تھے بھی بہت کم بس وہ سب
دوڑے کہ فوج کے افسرون کو خبر کرین ہم لوگ خادم خدمتگار کیا کرسکتے ہین الحاصل قران اُسکو
لیکر بھاگا اور سمجھا کہ مین لیکر کہان اُسکو جاؤنگا بس اِدھر اُدھر دیکھکر ایک کلوار کی دکان دیکھی کہ بھٹی
اُسکی سلگ رہی تھی اور آگ دھڑ دھڑ جل رہی تھی اور ایک کلوار بیٹھا ہوا تھا اُسنے اُس سے کہا
کہ مین دشمن افراسیاب کو لایا ہون اب حکم ہے کہ اسکو جلادو یہ کہکر ناقوس کو کمند سے
کھول کر بھٹی مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کلوار گھبرا کر دوکان پر سے بھاگا
اور گرد اُس دکان کے جو اور دکانین تھین اُسکے دکاندار بھی بھاگے اور قران بھی جست
کرکے نکلا وہ ساحر جو سب مہنت بنے ہوئے تھے وہ بھی اُڑکر نکل گئے ادھر خدمتگارون وغیرہ نے
جاکر فوج کے افسرون سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو کوئی پکڑے لیے جاتا ہے وہ
سب دوڑے لیکن بازار مین جب آکر پہونچے آواز سنی کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا
ناقوس جادو تھا یہ صدا سُنکر نالان و گریان افسران لشکر ناقوس پھرے
اور اُسکے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چھوٹ گئے
جب قید اُنکے طلسم پر سے دور ہوئی عمرو نے کہا کہ اے ملکہ غبار انگیز اب یہان سے چلو
خدا نے بڑا فضل کیا کہ ناقوس زود رسوا داخل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے شادان
و فرحان درہ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین کنارہ لشکر کے
مہتر قران اِن کو ملا ہر ایک اُنسے بغلگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قران نے تمام حال اپنی
عیاری کا اور ناقوس کے مار ڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے اور
برق نے تعریف کی اور سب لشکر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ کو بھی نہایت
مسرت ہوئی اور ادھر فوج کے افسرون نے حیرت جادو سے اور صنعت سے

تمام ماجرا ناقوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونوں سنکر سکوت مین ہوگئین اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے جان تن سے نکل گئی اس عرصہ مین خبر افراسیاب کو بھی پہونچی کہ سرشار مہنت صنعت کی ملاقات کو آیا تھا اُسکو بھی عیارون نے مار ڈالا اور مارے جانے کی خبر بھائی اُسکا ناقوس زردرعا ار بدلا اپنے بھائی کا لینے آیا تھا اُسکو بھی قران نے جلا دیا افراسیاب کو بھی یہ سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا اب مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ یہ نمکحرام سب کے سب آپ سے آپ مر جائین یہ سخن ہنوز وہان تھا کہ نامہ لقاے باختر کا اُسکے پاس آیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ یہان رواسید و صدف جادو آئے تھے وہ بھی ہلاک ہوئے ملکہ زیور جادو کو تو نے بھیجا تھا وہ ایسا خائف عیارون سے یہان کے ہوئی کہ جنگ سے کنارہ کر کے صحرا مین چلی گئی اور مقابل جنگ مسلمان وہ ہی بھی نہین اب لائق و لازم یہ ہی کہ جلد تر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے خدمتگزاری اور طرفداری کو کوئی ساحر جلیل القدر روانہ کر ورنہ عتاب ایک ساحر تجھپر یہ مضمون نامہ پڑھکر اُسنے سحر پڑھکر ایک چھو کیا کچھ دیر مین آندھی پانی آنے کے بعد ایک ساحر اژدر پر سوار سامنے اُسکے آیا کہ واقعی بلاے بد اور خبیث صورت تھا ہیبت شکل اُلو د چشم بیدم ❊ آدمیت تھی مثل عنقا گم اس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے قہر نگاہ جادو تم پاس خداوند باختر کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو مگر اس طرح سے کہ ہمارا نام نہو اور تمھاری جان بچے عیارون سے بچے رہنا اور سوچ سمجھکر مقابلہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ مقدور سے تو البتہ غلام مجبور ہی ورنہ غلام آپکا ایسا لڑے گا کہ کوئی ساحر ویسا نہ لڑیگا یہ کہکر خلعت رخصت حاصل کر کے اپنے مقام پر آیا اور اپنی فوج کو کہ ایک لاکھ ساحر کا مالک ہی حکم تیاری کا دیا طبل سفر بجوایا ساحرون کی چلنے سے دہر کالا ہوگیا طائران سحر نے تمام دنیا کو پرون مین چھپا لیا سناناہے نیزہ و ترسول و پھول ہوا مین چمک دمک دکھانے لگین مرغان ہوا کو سینے چھد جانے کا خوف ہوا بہادران جنگاہ کے گھوڑون نے شیشے بھر سے مشعلین ایسی روشن ہوئین کہ ہزار آفتاب نکلے نظر آتے تھے بہادر تنے ہوئے گھوڑے اُڑاتے جاتے تھے.

ابیات

چو خورشید بر زد سر از نیزہ گرہ
کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہر

گرد ستے بر آمد از ایشان گروہ
بیاراست با میمنہ میسرہ

کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر
زمین کوہ گشت آہنین یکسرہ

ز آواز اسپان بانگ سپاہ دل شیر درندہ شد بردہ نم	بیابان ہمی جست بر کوہ راہ تو گفتی زمین کوہ آہن شدہ است	نیامد بدش اندرون ترس و بیم سپہر از بر خاک دشمن شدہ است

غرض بڑے کر و فر سے یہ لشکر مثل دریا کے جوش مار کر جانب لقا سے بدسیر روانہ ہوا اسکو تو راہ
مین چھوڑیے لیکن حال کثیر الاختلال ملکہ زیور جادو کا بیان ہوتا ہی کہ اسکی مان ملکہ سفاک جادو
کو جب چالاک کے مقابلہ سے عبارہ جادو دایہ اسکی کھینچ لے گئی تو سفاک کو دایہ نے
بہت کچھ سمجھایا کہ ای فرزند تو ایک ہی میرے دلکی قوت اور آنکھون کی روشنی باقی رہ گئی ہی ان
خدا پرستون سے اور عیارون سے ہرگز مقابلہ کرنا نہین تو میرے منھ مین خاک وائی بندی ایکدور
ہو کر کے تیرے دشمنون کو بچا لیجئی اور ای نور بصر قوت جان و جگر تیری بیٹی زیور جادو
جو خدا سے باختر کی مدد کو گئی ہین انکا بھی وہان رہنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ وہان ایک لاکھ
چوراسی ہزار عیار لشکر امیر نامدار مین ہین اور ہر ایک اپنے تئین انکا ثانی عمرو جانتا ہی انھین مین سے
دیکھو ایک چالاک یہان آگیا ہی کیا کیا اسنے فتور اور مفسدہ برپا کر رہا ہی سفاک نے کہا
وہان خداوند خود موجود ہین پھر دایہ امان ڈر کاہے کا ہی دایہ نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ہی مین
کس طرح سمجھاؤن ای بیٹی سچ ہے اس خدا لوبک کا کچھ اعتبار ہوگا ای وہ لنگوڑا تو مرغ زرین بنا ہوا
تخت پر بیٹھا رہتا ہی اور تقریرین بگھارا کرتا ہی اسکا دوست بھی خراب اور دشمن تو خراب ہی ہی ہم
ہان جو اسکو خدائی نہین مانتے ہین وہ البتہ شاد ہین بدقسم سے آزاد ہین تم سُن لینا کہنے والی
بندی کا جیتا خدا کرے لو خبر یہ ملکہ زیور کی آیا ہی چاہتی ہی یہ کلمات وعظ و پند دایہ سے سُنکر
سفاک تو بیٹی کو بہت چاہتی ہی بیقرار ہو گئی اور گویا ہوئی کہ پھر دایہ امان مین کیا کرون اُسوقت
دایہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ افراسیاب کی شراکت تو چھوڑ دے دیکھا نہین
تو نے کہ ہرچند تو نے منت کی کہ میرے بیٹی کو لڑنے نہ بھیجے اُسنے نہ مانا اور زیور کو اُسکے پاس
جانے کی اجازت دی اُسکو خود تیرا رنج دینا منظور ہی اب تو نامہ بطور خفی اپنے دختر نیک اختر کو
لکھکر بھیج اُسمین یہ مضمون ہو کہ ای فرزند تمکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی نامہ کے میرے پاس چلی آؤ اگر بادشاہ
کی خفگی کا کچھ خیال تم کرو تو مطمئن رہو کہ مین بادشاہ سے کہکر خطا تمھاری معاف کرا دونگی جب
صاحبزادی یہان چلی آئین تو اُنکو مین اور تم دونون سمجھا کر قابو خدمت مین ہر طرح کے لیچلین اور

انجمن کے شریک ہوکر اس طلسم مین رہین مجکو دو دل اس طلسم کا بیڈھب معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ
افراسیاب ہو اور مارا جاے سفاک نے کہا کہ مجھے مسلمان تو ہوا جاے گا بادشاہ
مجکو مار ڈالیگا دایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ اسکے توشک خانہ مین سے جاکر نکالا اور کنجی
اسکی جوڑے سے اپنے نکالکر دی اور سفاک ہی سے کھلوایا جب اُسکو وا کیا تو اُسمین سے ایک
کاغذ لکھا ہوا جمشید جادو نام کاہن کا کہ جو جد اعلےٰ ملکہ سفاک کا تھا نکلا اُسکو جو سفاک نے
پڑھا تو لکھا تھا کہ یہ کاغذ اسواسطے لکھکر مین رکھے جاتا ہون کہ جو کوئی اس زمانہ مین وہ اسپر عمل کرے
اُسکے لیے بہتر ہوگا وہ کونسا زمانہ ہوگا کہ عیار مسلمان اس طلسم مین آئینگے اور اُنکے شہزادے
یہان قید ہونگے بادشاہ طلسم سے بادشاہی کی فوج بگڑکر شریک عیاران ہوگی اور مقابلہ ہوگا انجام کو بادشاہ
مارا جائیگا اور طلسم فتح ہوگا پس جو کوئی کہ ہمارے اولاد مین ہو اُسکو لائق ہی کہ وہ جاکر شریک ہو اور
حماقت کرکے اپنی جان نہ دے کہ بادشاہی کا مطیع بنا رہے اگر خلاف اسکے کرے گا جان و مال و ملک
سب برباد دیگا یہ مضمون جب سفاک نے اُس کاغذ مین لکھا دیکھا دایہ کے گلے سے لپٹ گئی
اور کہا کہ دایہ اماں تمنے میری جان بچائی پس اُسیوقت اُسنے نامہ اسی مضمون کا کہ جو دایہ نے
بتایا ہی ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اگیاری کرکے سحر خوانی بڑی دیر تک کی بعد ایک
پتلہ اپنے خون سے آٹا گوندھکر بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ دیا کہ جاکر زیور کو پہونچائے
اُس پتلے مین ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ ایک بار افراسیاب سے بھی مقابلہ کر سکتا تھا
اور کسی سرحد طلسم کے نامہ نہ چھنوا دونگا غرضکہ وہ پتلہ نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہان جب
سے کہ مروارید اور صدف آئی تھی ملکہ زیور جادو لشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹاکر صحرا مین اتری
تھی اور ہر روز خوف و بیم مین بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجکو زحمت نہ پہونچاوے طلسم مین
بخیال عتاب بادشاہ طلسم نجاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا مین نہ آتی تھی بلکہ لقا
سے اُسنے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز سحر تازہ تیار کررہی ہی اور چلہ مین ہی چنانچہ ایک روز وقت سحر
جو خوابگاہ سے اُٹھکر مسند پر بیٹھی تھی سراچہ بارگاہ اُٹھوا دیے تھے صحرا کی رنگینی اور بہار گلچہ
دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ روے رفتن نہ پاے ماندن گردن تو کیا کرون اسی
اندیشہ مین دیکھا اسنے کہ دو پتلے اُڑتے ہوئے سامنے آئے وہ پتلے ہین کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک

نے اسکی خبر کے لیے بھیجا تھا پس ان چیلون نے سامنے رکے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ ای ملکہ آپ کی
مادر مہربان نے براے حفاظت و اعانت آپ کے ہمکو بھیجا ہے اسنے پوچھا کہ ای جان رہتی تو ہین انہون
نے کہا آپ کی یاد مین غمگین رہتی ہین اور باقی تو ابھی تک اچھی ہین یہ بھی مادر کو یاد کرکے
رونے لگی اور انکو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسیطرح سہ پہر کو بھی جنگل
سیر و گشت کر رہی تھی کہ یکایک روسے ہوا پر سناٹا ہوا اور چیلا اڑتا ہوا سامنے رکے آکر اترا
اور اسنے سلام کرکے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی مان کا ہے بھیجے یہ انھون نے نامہ دیا ہے زیور نامہ
دیکھکر شاد ہوئی اور خط کھولکر جب پڑھنے لگی چیلے نے کہا فرما دیا تھا کہ تخلیے مین اسے پڑھیو کوئی
اس مضمون سے ماہر نہو اسنے اپنی انیسون وغیرہ کو وہان سے ہٹا دیا اور ان دو نون چیلون کو
بھی پاس سے سرکا دیا پھر اس نامہ کو پڑھا حالانکہ مضمون اسکا بھی پیچیدہ تھا صاف صاف
نہ لکھا تھا کہ تم مہرخ سے شریک ہو گئے لیکن اسپر بھی احتیاطاً مشعر تھی کیونکہ بادشاہ
نے توڑنے کو بھیجا اور یہ آپ مختار بنکر طلسم مین چلی جاے تو کچھ تو استحکام اسکی مادر نے
کر دیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جیسی تو یہ حسینہ ہے ویسا ہی حسن عقل بھی خدا نے دیا
ہے سمجھ گئی کہ اب معاملہ اور طرح کا ہے بس اسیوقت اسنے ایک نامہ مان کو اپنی لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای مادر گرامی قدر. نامہ محبت آمود گرامی شمامہ آپکا آیا پہونچا میرے پھر کر طلسم مین داخل ہونے
کی خبر جادون کو ضرور پہونچیگی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور بھیجے گا اسکو
مقابلہ اور مجھے گذرے گا پس اب کچھ اسکا بندوبست فرمائیں تو مین اطلاع پاکر داخل طلسم ہون یہ نامہ
اسی چیلے کو دیا اور شراب وغیرہ بھینٹ مین دیکر روانہ کیا چیلا نامہ لیکر قندیل فلک ہو گیا اور سناٹا مارکر
شہر سفاکیہ مین آیا نامہ زیور کا سفاک کو پہونچایا اسنے وہ نامہ تخلیے مین دائی کو اپنی دکھایا دایہ نے
نامہ پڑھکر کہا کہ ای سفاک ہر چند کہ وہ صاحبزادی خرد ہے مگر بات اسنے بزرگی کی لکھی ہے اسکا انتظام
ضرور چاہیے عاقبت اندیشی اچھی بات ہے سفاک نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سواے مہرخ کے
اور کسی سے نہو سکیگی دایہ نے کہا پھر مین مہرخ کے پاس چھپکر جاتی ہون اور اسکو یہ حال
سناتی ہون دیکھون کہ اسکی کیا راے ہے یہ کہکر غلطیان مارکر طایر بنی اور اڑکر روانہ ہوئی یہان
مہرخ بادل شاد مسند حکومت پر جلوہ فرما تھی کہ دایہ قبہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمرو

اگر تشریف رکھتے ہیں تو ذرا صحرا میں آئیں کہ اس کنیز کو کچھ اُن سے عرض کرنا ہے میں دوست ہوں کوئی دشمن نہیں ہوں مجھسے ڈرنا بیجا ہے عمرو بھی رہا ہوکر قید ناقوس سے یہان آیا ہوا تھا یہ صدا سُنکر اُٹھا مہرخ نے کہا بھی کہ بھیا تکا یک جانا مناسب نہین ہے مگر عمرو نے نہ مانا اور باہر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا گیا کہ اے طائر سحر تیرے کہنے سے مین فلان کوہ کے درے مین جاکر ٹھہرتا ہون طائر یہ کلام سُنکر اُڑ گیا سب کو ایک تعجب ہوا مگر جب خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ مین آئے تو ایک طرف سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آتی ہے عمرو حقہ ہائے نفطی لگا ہوئے مین داب کر کھڑا ہوا اور نہایت چست و ہوشیار ہمہ تن نگران تھا کہ اس ضعیفہ نے پاس آکر اسلام کیا اور بلائین لین اور کہا اے شہنشاہ عیاران مین دایہ ہون ملکہ سفاک جادو کی اور اُنکو خود تمھاری محبت پیدا ہوئی ہے اور وہ چاہتی ہین کہ مثل اور کنیزون کے مین بھی سایۂ عاطفت جناب خواجہ عمرو مین رہون عمرو یہ سُنکر خوش ہوا اور کہا کہ پھر اُنکو کس نے منع کیا ہے خانہ خانۂ شماست یہان جو سچے جوار حاضر ہین اُس سے ہمکو کب انکار ہے بشرطیکہ جو ہمارا اُنکو نہ ہو دایہ نے کہا کہ مین ٹھیک پہلے اسواسطے آپ کے پاس آئی ہون کہ اُنکی بیٹی ملکہ زیور جادو کو بادشاہ طلسم نے بہ مقابلہ لشکر اسلام عقیق کوہ مین بھیجا تھا چنانچہ اب مادر اُسکی جو آپ کی اطاعت کرنا چاہتی ہے تو اُنکو بھی لڑنے سے منع کرا بھیجا ہے اور بلایا ہے کہ یہان تم چلی آؤ تو اُنھون نے جواب مین لکھ بھیجا ہے کہ جب مین داخل طلسم ہونگی تو شاہ طلسم مجھسے بدی کریگا راستہ ہی مین مجکو قید کرا لیگا چنانچہ اب سے مین یہ استدعا کرتی ہون کہ کسیطرح ملکہ سفاک کی اعانت آپ فرمائین اور اُنکی دختر جب داخل طلسم ہون اور شاہ جادوان اُنکو گرفتار کرائے تو آپ اُنکو رہا کر کے اپنے یہان لے آئین عمرو نے کہا جو ہمارا شریک ہے ہم اُسکے جان و دل سے شریک ہین تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کر کے وہان سے آئین اور مین یہان سے سرحد طلسم پر جاتا ہون خدا چاہیگا تو کس طرح کا انہین گزند نہ آنے دونگا اور جب وہ ملکہ وہان سے کوچ فرمائین اُنکی مان فوراً میرے لشکر مین چلی آئین دایہ نے یہ اقرار سُنکر عمرو کی پھر بلائین لین اور گر دپھری اور کہا واری آپ قسم کھائین تو مین ملکہ سفاک کو ابھی لے آؤن جب خدا نے آپ کو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہمکو ڈر کا ہے کا ہے عمرو نے اُسکی تسلی کے لیے قسم کھائی دایہ خوشی خوشی گھر مین آئی اور ملکہ سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو مین خواجہ

عمرو کو رہائی کرائی ملکہ سفاک نے پھر چھینٹ اُس پتلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے
دیکھتے ہی تم کوچ کر کے داخل طلسم مین کرو مین نے وہ جو کچھ کہ تمنے لکھا تھا اُسکی تدبیر کر لی
ہی پتلہ تو نامہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان عمرو درہ کوہ سے جو پھر کر بارگاہ مہرخ مین آیا
مہرخ نے حال پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت آپ کہان گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپ کو
بلا لیگیا تھا عمرو نے الگ لیجا کر مہرخ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی مہرخ نے کہا
خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہی تو اُسکی تدبیر کیجیے سرحد طلسم پر جائیے یا کسی کو بھیجیے
عمرو نے کہا ہان مین اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ اور منتخب سردارون کو
اپنے پاس بلا کر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہی کہ مین سرحد طلسم کی طرف براے اعانت ملکہ زلور جادو
اور اُسکی مادر نے اسطرح کا پیام مجکو دیا ہی بس تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو میرے ساتھ چلے گا اور
راستہ بھی مجکو بتلائیگا اور وقت بد کے بحکم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات سُنکر ہلال سحر افگن اور ملکہ
مخمور نے عرض کیا کہ یہ کنیزین جان نثاری کو حاضر ہین اور آپ کے ہمراہ چلین گی اور مخمور کے دل
مین آیا ہی کہ اگر موقع ملے گا تو جا کر شہزادہ نور الدہر کو ایکبار اور دیکھ لون گی غرض عمرو نے
ان دونون کو مع چند کنیزون کے کہ وہ سب ساحرہ تہے بدل مین اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانیکا
غلغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو لیجا کر پہلے سب کی صورت بزور سحر تبدیل کرائی پھر ایک نقش خواجہ کو
کوکب نے دیا ہی کہ جب تم اسکو منھ مین رکھو گے میرے پاس چلے آؤ گے چنانچہ اُنھون نے
اُس نقش کو منھ مین اپنے دبایا ایک مرکب باد رفتار پیدا ہوا کہ وہ اُنکو اُڑا کر پاس کوکب کے آیا وہ فکر مین
اپنے کاروبار وغیرہ کے اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ کئی سو
آدمی ساحر ہین اور اُنسے مجکو کار ضروری ہی آپ اُنھین بھی بلوائین فلان صحرا مین وہ سب جمع ہین مجکو
مرکب لے آیا وہ سب وہین رہے کوکب نے گنتا سے سحر بھیجکر اُنکو بھی بلوا لیا جب یہ وہان پہونچ
چکے اُسوقت عمرو نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اپنے طلسم کی راہ سے مجکو سرحد کوہ عقیق مین پہنچوا دین
کہ جلدی پہونچونگا اور جو کچھ مجکو ضرورت درپیش ہی وہ بھی رفع کرونگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر ان
سحر پر مخمور اور ہلال سحر افگن کو مع اُنکی کنیزون کے سوار کر کے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے
جا کر سرحد کوہ عقیق مین پہونچا دو خواجہ کو اندر اسی طلسم ہوشربا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد پر

آنے کے منتظر رہنا خبردار غیور کسی کام نکرنا طائران سحر سب کو لیکر روانہ ہوئے اور ادھر ملکہ نائرہ سفاک
کا ملکہ کی جو روانہ ہوا تو قریب قلعہ کوہ عقیق اندر طلسم ہوش ربا کے ایک قلعہ ہی کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیران ہی
اور طیران جادو نام ساحر زبردست سرحد پار بھی ہی اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہی اور اُسکے بزرگون
سے ایک جال سحر کا اُسکے پاس ہی کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہی اُس جال پر قبضہ کرتا ہی اور وہ اسکو
کام دیتا ہی چنانچہ وہ جال طیران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگا کے رکھتا ہی کہ جو کوئی اُدھر سے طائر بنا ہوا
ساحر نکلے بغیر اس جال مین پھنسے کہین جا ہی نہ سکے جب مین حال اُسکا دریافت کرلون تو جیسا مناسب
ہو وہ کرون پتلا سفاک کا اتفاق سے دو مرتبہ تو راہ سے گذر کر گیا اور خیریت سے رہا ایکی مرتبہ
اس قلعہ طیرانیہ کی طرف آنکلا اسکو تو حال اُس جال جنجال کا معلوم نہ تھا جب برج قلعہ کے قریب
پہنچا چاہا کہ اُسپر سے گذر جاؤن تاثیر سے دام سحر کی خود بخود نیچا ہوگیا اور اُس دام مین پھنسا ملازم جو
اُس برج پر متعین تھے اُنھون نے جاکر حال اُسکا طیران سے کہا وہ خود بالاے بام قلعہ آیا اور جال
سے اُس پتلے کو چھڑا کر مسحور کرلیا اور پوچھا کہ سچ بتا تو کسکا پتلا ہی اور کہان تیرے مالک نے
تجکو بھیجا ہی اُس پتلے نے سواے راست کہنے کے مفر نہ دیکھا مین پتلا ملکہ سفاک جادو کا ہون
اور اُنھون نے اپنی بیٹی ملکہ زیور جادو کے پاس مجکو بھیجا ہی طیران نے کہا کہ سفاک کیا
شریک مسلمانان ہی اُسنے کہا نہین ملازم افراسیاب اُسنے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا
کی مدد کو آئی تھی اُسنے کہا ہان پھر تجکو کس لیے بھیجا ہی اُسنے کہا خیریت اپنی دختر کی منگائی ہی
طیران نے یہ حال سُنکر رقعہ جمشیدی دیکھا تو اُسمین معلوم ہوا کہ یہ پتلا سچ کہتا ہی لیکن اسکے
پاس نامہ بھی سفاک کا ہی طیران نے کہا اے پتلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور بجا ہی مگر تیرے
پاس نامہ بھی ہی وہ کیون نہین مجکو دیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس نامہ مین کچھ مضمون فتور کا ہی پتلے نے
ناچار ہو کر وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا سفاک نے اپنی دختر
کو لکھا ہی کہ جس بات کا تمکو اندیشہ ہی وہ انتظام مین نے کرلیا ہی اب تم داخل طلسم ہو چنانچہ اس مضمون سے
صاف ظاہر ہی کہ بغیر فتح کیے جنگ سے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خوف دلمین سمایا ہوا ہی اسکی
دختر نے شاہ طلسم کے دشمنون سے سازش کی ہی یہی انتظام اُسنے کرلیا ہی مجکو تو یہی معلوم ہوتا ہی پتلے
نے کہا ان باتون کو مین نہین جانتا اُسنے اس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہی ایسا ہو اور

بتیلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملکہ سفاک کے کام مین فرق آنے اس سے بہتر ہو کہ بتیلے کو چھوڑ دے
کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو عرضی بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اس بارے مین فرمائے اُسپر عمل
کریں ہمنے ایسا ہی کیا کہ بتیلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ ای شاہ شاہان شہنشاہ
ساحران دام اقبالہ ایک بتلہ اسطرح سے میرے دام سحر مین گرفتار ہوا اور اُس سے مین نے ایک نامہ پایا مخطوط
اُس نامہ کا مین نے نقل کر لیا تھا وہ ملفوف عریضہ ہی اس بارہ مین جو حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل مین آئے ملتمس
طیران جادو نمکخوار قدیم یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اسکے یہان نہایت معزز تھا اور اُس سے حکم دیا کہ بادشاہ
جادوان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور بیابان بیابان دریاے
خونروان کو پہونچا اور پکارا کہ ای بادشاہ طلسم مجکو بلوا لیجیے کہ عرضی سرحد والے کی لیکر آیا ہون محافظان دریاے
مذکور نے بادشاہ طلسم کو اسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ وہ اسکو اٹھا لیگیا جب سامنے یہ پہونچا
جھک کر بادشاہ کو مجرا کیا کچھ تحفے بھی اپنے مالک کیطرف سے لایا تھا وہ پیشکش کیے اور آپ نذر دی خلعت
پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسنے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کو
ٹھیرایا اور آپ کتاب سامری منگا کر ملاحظہ کی اُسمین معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہوگئی ہے اور اُسکا ارادہ ہے
کہ اپنی دختر کو یہان بلا کر لشکر حمزہ مین لیجائے اور روانہ اُسنے اسکی جاکر عمرو سے سازش کی ہے اور یہ معرکہ گزرا
ہے اب عمرو بھی انکی اعانت کو مع چند ساحرہ کے گیا ہے فکر اُسکی کرنا ضرور ہے کتاب سے یہ حال دریافت کر کے
شاہ ہنسا اور کہا دوست جسکو ہمنے سمجھا وہی دشمن جان نکلا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر نکل جائیگی سزا
اپنے کردار ناسزا کی پائیگی یہ کہکر کتاب تو بند کی اور ایک نامہ جواب عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای طیران
ہم تمہاری خیرخواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بھیجدے خیرخواہی تمکو
پہونچتا ہی چاہیے کہ تم خیال زلیور کا رکھو کیونکہ گمان تمہارا درست اور بجا ہے زلیور اور اُسکی مادر ہمسے
برخلاف ہوگئی ہے اب جو وہ طلسم مین آئے اور تمہارے قلعہ کی جانب سے گذر کرے تو اسیوقت
اُسکو گرفتار کرنا اور ہمکو اسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اُسکی گرفتاری کے لیے یہان سے ساحران نامی کو
روانہ کرتے ہین وہ تمہاری مدد کرینگے اور عمرو عیار مفرّی و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلسم پر زلیور
غدار کے بچانے کو آتا ہی اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھا اُسکے خلعت لو اُس نامہ بر کو دیا اور ایک
خلعت گران بہا مع چند تحفون کے اُسکے حوالے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دینا پھر کچھ

زبانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور ہمار دریاے خون رواں کے پہونچا دیا نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا
اور بادشاہ نے سرحد طلسم کی راہوں پر جو ناظم و قلعہ دار ہیں اُنکو بھی فرمان واجب الامتثال لکھے یہی مضمون
اُن میں بھی لکھا کہ زیور جادو جو بھی ہے یعنی ہے اُسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ فرمان ہیکلہاے سحر کے ہمراہ روانہ کیے
کو جملہ ناظمان در بند خبردار رہے ہو اور ہر ایک نے راستوں پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلکی خبر ہم کو
پہنچائیں اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اسطرف طیران کو بھی خلعت وغیرہ پہونچا اور
وہ بھی مستعد کار رہا اور یہاں بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک ساحر اضلال جادو
تمام کو حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تاخت و تاراج کر کے ملک سفاک کو مع
دایہ عیار اور اُسکے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ اضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار
فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن وہ شورش روا انکی سپاہ نہو سکی
مگر قدرت خداے عزوجل دیکھیے کہ اور راہ و مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بندوبست
نہ کیا یعنی محافظان دریاے خون رواں کو اطلاع نہ دی کہ ملک سفاک کو پار نہ اُترنے دینا اور یہی سانحہ
در پیش آیا کہ ملکہ غبارہ جادو دایہ جب عمرو سے یہ قول و اقرار کر کے گئی تو اُسنے ملک سفاک سے
جا کر مروت و خلق کا مذکور کیا کہ اسطرح میرے بلانے سے درہ کوہ میں آئے اور میری عرض کو قبول فرمایا
اب اے ملکہ وہ تو ملکہ زیور کی اعانت کو گئے ہونگے ایسا نہو کہ یہاں کوئی مفسدہ پردازی کرے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تم لشکر مہرخ میں چلی چلو اور باسامان تمام وہاں بیٹھو سفاک نے اسیوقت اپنا خزانہ
بار کرایا اور اسباب وغیرہ ہمراہ لیکر فوج کو لیکر اپنی تیار کرایا اور جو عمدہ و بیش قیمت جواہر کے خواچی کی نذر کے
لیے اور جواہر بہت سا اور عیاروں کے لیے اور مہرخ و بہار کے لیے تحفے وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر
آپ سوار ہوئی کنیزیں انیس جلیسیں ہمراہ چلیں بڑے حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے ویران کر کے جانب
مہرخ روانہ ہوئی اور یہ نہ آیا جایا لشکر حیرت میں کرتی ہے محافظان دریاے خون رواں میں سے
کسی نے اُسکا روکا نہیں اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبد نور ہے بس یہ صاف دریا اُتر کر جانب لشکر مہرخ
روانہ ہوئی یہاں ملکہ مہرخ اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ نہیں اُنھوں نے قران وغیرہ اور عیاران
سے بھی کہا ہے کہ ذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی ہیں اسوجہ سے قلعہ
سفاکیہ کے راستوں سے ماہر ہیں وہ راستے بھی عیاروں کو بتلا دیے تھے عیار اب جو بالا دودی کو جاتے ہیں

اسیطرف بہت جاتے ہین اور انتظار آمد سفاک رکھتے ہین ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہی کہ آخرکار
لشکر سفاک بار دریا کے اُترا عیارون نے اُسکو دکھایا اور بطور مخفی اُس لشکر کے ہمراہ ہوئے اب یہ سب
مہرخ کے جانب چلے آتے ہین کہ راہ مین لشکر اضلال جادو کا ملا اور اضلال جادو دریا سے اُترنے والا
تھا کہ طائران سحر نے خبر دی اے سردار من ملکہ سفاک اپنا لشکر لیے اس پار اُتر آئی ہی اور اُسکا ارادہ شاید
مہرخ کے جانب جانے کا ہی بس یہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر اپنا درست کر اکر سامنے لشکر سفاک کے آکر
راہ روکی اور للکارا کہ باش اے گیسو بریدہ تو جانتی ہی کہ شاید تیری خبر شاہ جادوان کو نہین پہونچی ہی بادشاہ
سے بغاوت کر کے کہان جائیگی سفاک نے اول تو منت کیا کہ یہ تیرا خیال خام ہی ملکہ حیرت پاس جاتی
ہون لیکن اضلال نے اُسکا کہنا نہ مانا اور فوج کی صف کشتی کرائی سفاک کی فوج بھی صف آرا
ہوئی اضلال آگے بڑھا طبل و بوق بجے لشکر مین کڑکا ہوا اضلال للکارا کہ اے سفاک اب آ میرے
مقابلہ کو ورنہ مین تیرے صف لشکر پہ جاتا ہون سفاک اپنا طاؤس پر نشین اُڑا کر اسکے سامنے آئی اسنے
ایک ہار قلقل گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر بنکر سفاک کے آلپٹا سفاک نے سحر کی دستک دی
کہ ایک تیغہ مقراض ہوا سے پیدا ہوا اور اُسنے زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے نارنج اُسپر مارا کہ وہ
نارنج شق ہوا اور زمین سے ایک پتلہ تلوار لیے نکلا بڑھ کر مثل قامت انسان ہوا اور اضلال
پر جا پڑا تلوارین مارنے لگا اضلال نے مشت خاک اٹھا کر اُسکے لگائی کہ وہ پتلہ زمین مین غرق ہوگیا
اور اضلال نے کہا کہ مین طفلی گھڑی کا جھگڑا نہین رکھتا ایک ہی دفعہ مین وار اپنا کرتا ہون یہ کہکر
پرواز کر کے سر لشکر سفاک پر آیا اور دو مشت خاک قبر جمشید اُسنے اُس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک اور سرداران لشکر
وغیرہ سب بیہوش ہوگئے اُسنے زنجیر سحر مین سب کو باندھ لیا اور جمشید کے چشمہ کا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کیون
نمک حرامان آج کے دن کی تمکو خبر نہ تھی سفاک نے کہا ارے موئے خاک قبر جمشید تو لاتا ہی پھر اسی کو ہر ساحر
ناچار ہی اگر مردانگی سحر سے لڑتا تو بتادیتے اُسنے کہا تم نمک حرامون کی یونہی مشق ناچاہیے یہ کہکر سب ایک کو قید مین مبتلا کر کے
جانب باغ سیب لیچلا خیمہ و بارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کر لیا لشکری سب روتے بجتے اسکے ساتھ ہوئے
عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا مہتر قران اس ضلال روسیاہ کی فکر مین کئی کوس آگے نکل آیا اور تجویز کرتا تھا کہ
کسطرح اسکو داخل جہنم کرون بقدرت کارساز عالم ایک مقام پر جھوپڑی ڈالے ایک فقیر بیٹھا تھا اور آنے
جانے والون کو حقہ پانی پلاتا تھا ایک سامنے آگ کی رکھی تھی چلمین لگا کر پینے کی آتی تھی ایک مین اوندھی

ہوئی تھیں اُپلا کھڑا سا تھا دھوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی جو ترشون کے نیچے رکھے داتا بھلا کرے بیٹھا کہہ رہا تھا
قران اُسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین ہم چار کوڑیان لو اگر کہو تو ہم آگ لیکر چلم پی لین تاکہ ہمارے پاس جو
ادھا گانجا بھی ہے تم بھی پینا فقیر گانجے کا نام سُنکر خوش ہوا اور اُسکو اجازت دی اُسنے چلم بھری اور بیہوشی
اُسکے تمباکو مین ملاکر پہلے فقیر کو ہی دی کہ لو باباجی پہلے تم ہی سرکرو فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچکر مارے
اور چلم اُسکے حوالے کی مگر تھوڑی ہی عرصہ مین سر جھکایا اور بیہوش ہوگیا قران نے اُسکو توجھوپڑیا کے اندر کہ جہان
پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور آپ ویسا ہی لنگوٹی باندھکر مونچھین بڑی بڑی بناکر بدن کو خاک آلودہ کرکے
ضعیف کے قطع بنکے بیٹھا اور تکیہ مین بھی بیہوشی ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیہوشی کا بلند تھا اُسی سامان
سے بیٹھا تھا کہ اضلال زیور کو گزند کرکے اُدھر آنکلا فقیر نقلی نے کھڑے ہوکر دعا دی
کہ داتا بھلا کرے گسیان سلامت کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے بادشاہ کا میرے
حضور پر پیار رہے دوست شاد دشمن پامال گھڑی کی بلا دور رہے رویان رویان پیر جاپ کا چین مین رہے
اضلال نے یہ دعا سُنکر جیب مین ہاتھ ڈال کے پانچ روپیے نکالے اور اس خیال سے کہ فقیر کو تکلیف
دینا اچھا نہین آپ ہی آگے بڑھکر سائین بابا جو شاہ جی نے سلام کیا اور دعائین بہت سی دین اور روپیے
لیتے لیتے ایسی باتین بنائین کہ وہ حملہ گھڑی بھر تک ختم نہوا اضلال جادو کھڑا رہا ہان ہان
کرگیا دود بیہوشی تو تکیہ سے اُٹھ ہی رہا تھا اضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر درد
کرتا ہے فقیر دوڑ کر ایک پیالے مین پانی ٹھنڈا بھر کر لایا اور کہا بابا یہ پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہے اُسکو
پیاس بھی نشے کے سبب سے تھی وہ پانی پی گیا فوراً چرخ کھاکر گرا ملازم اُسکے اُس سے دور پیچھے
کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر پیچھے رہگئے تھے وہ ہنستے ہوئے آتے تھے کچھ آگے بڑھ گئے تھے جو لوگ
اُسکے ساتھ تھے وہ بھی تماشے بازار مین ادھر اُدھر مشغول تھے کہ اُسکے گرنے سے جنھون نے کہ دیکھا اُٹھانے
دوڑے لیکن قران نے اتنے عرصہ مین بندوہ جھک کر اُسکے سر نحس پر لگایا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوا اور نعرہ
سے بلند کیا کہ منم قران شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہوگئی قران وہان سے رو بفرار
ہوا ملازم سب ہائے ہائے کرکے رہگئے اور اُسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو منح داپہ کے اور اپنے
لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اُسنے آفت مچادی اپنی سفاکی دکھادی جان دشمنان خاک مین ملا دی
ایک تاپ نہ تھے اُسکے ... دل ... سنے ... لشکر ... اضلال ... مرگے

اپنے مالک کا لشکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیلکر سفاک سے لڑ رہے تھے مگر سفاک کا یہ حال تھا کہ اُس گھٹا مین کفر کے جیسے بجلی کوندتی ہی اسیطرح چمکتے ہی تھی ہر سمت تلوار برس رہی تھی تیرون کے سایئن سایئن سے یہ غابت تھا کہ ہائین یہ کیا ہوا سنانون کی زبانین جواب دیتی تھین کہ ہوا کیا اضلال جہنم مین گیا وہ مارا آفت عظیم برپا تھی کہ ابیات

دو جانب کی صفین جون ابر تاریک
خروشان رعدسان آئین جو نزدیک
لگا جادو کا چھٹنے توپ خانہ
شب یلدا مین چون تیر سابی
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے
لڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
ہوئے کفار کچھ لوگون سے فی النار
لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے
جوانون نے پیا بس آب پیکان
یہ گولہ رجم نکلے تھا شتابی
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج زیر رسے ہو بیتاب

یعنی بغیر افسر لشکر مشہور رہی کہ بیکار رہی تاب مقاومت وہ فوج نہ لا سکی

اور ہلاک کر وشت و کوہ مین متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کرکے میدان مار لیا اور بلنج وفیروزی نہایت عجلت کرکے جانب مہرخ رخ کیا اسطرف بکیر جمع کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم مین گئے اور پکارے کہ ای بادشاہ اضلال کو سطح منہ قرآن نے قتل کیا بادشاہ سنکر آگ ہو گیا اور اسیوقت اسنے افغی قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جاکر جلد اس لکاتہ کو باندھ لا مین تجکو ایسا جانتا ہون کہ تو بغیر لشکر کے جاکر کئی لاکھ جادوگرون کو شکست دیگا اُسنے گردن جھکا کر اور مسکرا کر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدردانی ہی ورنہ مین کس قابل ہون یہ عرض کرکے وہان سے غائب ہو گیا ادہر سفاک روانہ ہو کر ایک صحرا مین پہونچی تھی اور سیر کنان بیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نے سر نکالکر دم اپنا کھینچا سفاک نے اور اُسکے رفیقون نے ہزار ہا نارنج اور گولے سحر کے اُسپر لگائے لیکن وہ سب اُسنے نگل لئے اور سفاک مع چند انیسون کے کھنچکر منہ مین اُس اژدر کے پہونچی وہ اژدر چاہتا تھا کہ زمین مین غائب ہو جائے یکایک سامنے سے آواز آئی کہ واہ وا ای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی نگل جاوگے اژدر تھم گیا اور اژدر نے دیکھا کہ ایک شیر ژیان کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہراسان پنجہ اپنا تانے ہوئے پہلو پر کھڑا ہی اور لشکر سفاک مین سے جسپر غضب کی نگاہ ڈالتا ہی وہ بدحواس ہو کر سامنے بھاگتا ہی اور بعض بیہوش ہو جاتا غرض اُس اژدر نے اسکو معزز سمجھکر کہا کہ ای بھائی مین نے تمکو پہچانا نہین شیر نے کہا تم اسوقت کیا پہچانوگے اور مین تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہین جو پتا نشان بتلاؤن محفل عیش

جاؤں لیکن مجکو کچھ ضرورت تمسے ایک بات کرنیکی تھی اسوجہ سے روکا اسلئے یہان سے چلکر وہ جو درہ کوہ ہی
وہان مجھ سے ٹھہر جاؤ مین اگر وہ بات پوچھ لون پھر چلے جانا یہ سنکر اژدر ایک سناٹے مین اس درہ مین پہونچگیا
پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُسنے کہا ای بھائی مین نے سنا ہی کہ افراسیاب تمھارا نام لیتا تھا کہ اسکو مین نے اژدر
بنا دیا ہی اسوجہ سے وہ ساحر کہلاتا ہی ورنہ ایک طمانچہ بھی تو ساحر کا کھا نہین سکتا ہی چنانچہ یہ بات دربار مین یا
تمھارے گھر پر آکر پوچھنے کے لائق نہ تھی مین نے یہین تمکو روک کر پوچھا ہر چند کہ تکلیف آپکو ہوئی لیکن اسکا سبب بتلاؤ
تو مہربانی ہی اژدر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہی وہ درست ہی لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کرے جسطرح چاہی آزمائے شیر نے
کہا اچھا تم اگر صورت ہو تو تمسے امتحان نا اژدن ابھی حال کھلجائے اژدر کو غصہ آیا اور اُسنے سفاک کو اُگلا اگر سحر سے
بیہوش رکھا اس عرصہ مین شیر بھی ایک نشیب مین چلا گیا اور وہان سے ساحر بنا ہوا نکلا بعد اُگلنے سفاک کے
اژدر نے شکل ساحر بنا ادھر شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا مین کیا خاک تمھارا امتحان کرون وہ تو بچا ہی نہین
چھوڑتے تم مجھسے لڑنے مین مشغول ہو ورنہ سفاک کو لیجاؤن تو بدنامی مجکو ہو اژدر نے کہا بھائی کون کہا ابھی تم کون
کہتے ہو اور وہ ناک مین مین ہی تو پیچھے تو کھڑے ہی مین یہ کہنا تھا کہ اژدر نے پیچھے پھر کر دیکھا شیر صورت نے پہلو پر سے لنده
لگایا کہ سر پر پڑا مغز پراگندہ ہوا اور نعرہ بلند ہوا انہم بہتر قران سفاک بیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا
پیر لونڈلا نکر لاش اُسکی اُٹھا کر لیچلے اور سفاک نے بڑی تعریف بہتر قران کی خدائی گر قران سامنے سے اُسکے جست و خیز
کرکے روانہ ہوگیا اور سفاک پھر وہان سے فوج لیکر چلی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تاریک نمایان ہوا اور اُس مین
سے تیر برسنے لگے اور آواز آئی کہ باش او نمک حرام خوب تونے عیارون سے سازش کرکے دیدہ اپنا دلیر کیا ہی
تیر وہ سینہ و بال کرنے لگے ساحر سفاک کے مقتولیون سے سحر کاٹتے تھے سپرین سرون پر سایہ کر لیے تھے کہ رسی
اس ابر سے اسطرح گری کہ جیسے پکار کے کوئی پھینکتا ہی چنانچہ وہ رسی رسن ظلم تھی کہ اُسنے وہ درازی متصل زمانہ فراق و شب
بیہوری کی پیدائی اور بہ رنگ زلف معشوق انمین حلقے ظاہر ہوئے کہ وہ حلقے سفاک اور دایہ اور جملہ ساحرون کی
گردن و کمر مین پڑگئے سب بندھ گئے اسوقت سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سرا اُس رسن کا اُسکے ہاتھون مین تھا
آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھین لال لال کیے تھا لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن مین لپٹائے تھا پس
سنے آتے ہی چاہا کہ سفاک کا سر کاٹ لے اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار بہ رنگ ابر بہار روتا تھا
اور کہتا تھا ہائے کوئی میری فریاد کو نہین پہونچتا ہی آہ مجکو فلک نے لوٹا ہی ہای وہ جلاد کیسا ہی مجکو جیتے جی مار گیا ہی
ری میرا دم نکلا واہ میرا جینا دشوار ہوا ہی وہ ساحر یا تو سفاک کو قتل کیا چاہتا تھا اُسکو دیکھکر ٹھہر گیا اور پوچھا

کہ ای برادر کیا بتاؤں مجھ پر گذری جو اسطرح بلبلاتے ہو اور فریاد و الغیاث کے نعرہ مارتے ہو اُسنے جواب دیا کہ ایک
عیار نابکار طرار ساعی قوی بازو کو جو بار کر بھاگا راہ میں میرا مکان پڑا مجکو اُسنے جو کچھ دھوکا دیا اُسکا بیان تو
بہت طویل ہے مختصر یہ ہے کہ وہ مجھے اسکے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا دیگیا کہ وہ میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری
روح و جان تھی یہ کہکر ایک ڈبیا یاقوت احمر کی تراشی ہوئی ایک ٹوال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم وہم میں رنگ
سے خون اُتر آئے شفق بنکر عالم کو چھائے اُس مقام کو اس ڈبیا کے عکس سے سرخروئی ہوئی سب وہ جگہ منور
و روشن ہوگئی آفتاب اُسکی ضیا کے روبرو شرماکے جلال میں آیا قمر وانی نگینہ کہلایا اس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا
سفاک کو تو قتل کرتا بھولا کہا بھائی وزرا یہ مجکو دو کہ ہاتھ میں لیکر دیکھوں اُسنے کہا کیا کیوں جی نہیں چاہتا
کہ ہاتھ میں دوں وہ ساحر ہنسا اور کہا میں بے ایمان نہیں ہوں بلکہ اُس عیار سے تجھی چلکر دوسری ڈبیا تجھے
دلا دونگا جب وہ ڈبیا ملیگی اسوقت البتہ ایک میں لے لونگا ساحر مذکور نے ناچاری سے وہ ڈبیا اسکے
ہاتھ میں دی دیتے وقت بھی ہاتھ تھرتھراتا تھا اور حسرت سے دیکھا جاتا تھا غرض جب وہ ڈبیا اُسنے ہاتھ میں لی سب
طرح سے اُسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُسکو کھولنے لگا گرچہ ہر چند کھولا وہ نہ کھلی اُسوقت اُسنے دونوں
ہاتھوں سے اُسکو مضبوط تھام کر اور سینے کے قریب رکھکر جوانی کا زور بھی شریک کرکے جھٹکا مارا کہ یک چٹ سے
آواز آئی اور ڈبیا کھل گئی کھلتے ہی ڈبیا کے نقچہ بیہوشی السا اُڑ کر سینہ کے پاس تو ڈبیا تھی ہی سب وہ غبار
اُسکی ناک اور منہ میں گیا اور تڑاق تڑاق چھینکیں آئیں بیہوش ہوکر گرا ساتھ ہی ڈبیا والے ساحر نے جھکنے کر
خنجر بُران مارا کہ سر اُسکا لنگر الگ گرا اور نعرہ ہوا کہ ہم ہیں برق فرنگی رسن ظلم سے سفاک اور تمام لشکر ہوا برق
بھی جست و خیز کرکے سامنے سے ناپدید ہوگیا سفاک نے سجدہ شکر بدرگاہ ایزد بیچوں ادا کیا اور کہا
اے دایہ امان عیاران لشکر عمرو کیا کام کر رہے ہیں باطنا ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے
ساتھ آتے ہیں واہ کیا صاحبان مروت لوگ ہیں کہ مہمان کی خاطرداری میں جان اپنی اُسپر فدا کرتے
ہیں اب جلد یہاں سے چلنا چاہیے یہ کہکر لشکر شام کو حکم دیا کہ سب متفرق ہوکر برجم خود اپنے تئیں لشکر حمزہ
نامور میں پہونچاؤ اور میں آگے چلتی ہوں یہ کہکر یہ ذکر کرکے مع دایہ کے روانہ ہوئی اور وہاں لائیں کہ دیدی
شاہ جادوان کے پاس ان ساحروں کی پہونچیں وہ بھی دنگ ہوگیا کہ کیا بلا کے عیار ہیں واقعی کوئی اُنپر غلبہ
نپائیگا اب مجکو خود جانا چاہیے یہ سوچکر وہ عازم چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اپنے عرصہ میں لشکر حمزہ
میں پہونچی ہوگی پھر میں لشکر سے تو مقابلہ نہیں ہی ہے ہمارا اور سب باغی ہیں وہاں ایک یہ بھی مذہب

سنی الحاصل یہ تو اس فکر میں ہی اُدھر سفاک تھوڑی ہی عرصہ مین قریب لشکر ملکہ مہرخ آکر پہونچی اور کنارے لشکر کے جل کے ٹھہری تھی کہ سرداران فوج بھی آکر اُسکے پاس جمع ہوئے اور عیارون نے جاکر بارگاہ مین خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مبارک ہو ملکہ سفاک تشریف لائین مہرخ نے سردار اسکے استقبال کو بھیجے سرخو اور رنا فرمان منکلیس و غبار انگیز وغیرہ اُس سے آگے لے لشکر کو مقام پاکیزہ مین اُتروایا اور اُسکو لاکر بارگاہ مین پہونچایا مہرخ کو آسنے تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکور نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اور مقام اعلی پر دخل عنایت کیا بارگاہ فلک سا سجا لیے استادہ فرمائی سامان راست و نشاط مہیا فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جام کو کا دور ہوا جلسہ عشرت کا دور ہوا یہ نو رسان عیش و عشرت مین تھے لیکن اُدھر ملکہ نیلوفر کا حال سنیے کہ جب چنگل سفاک کا جال سے طیران کے رہا ہو کر اُسکے پاس پہونچا اُسنے حال اُس چنگل جال مین پھنسنے کا بھی سنا اور خالت ہوئی مگر آخر بفضل رب اکبر کوچ کیا اور سمت طلسم چلی اور اُسنے چاہا کہ طیران کی سرحد کو بچا کر طلسم کی راہ کو طے کرون مگر سب راہون کو مسدود پایا کہ نامہ وغیرہ بادشاہ سے ہر ایک ناظم کو پہونچ گئے تھے اور طلسم قہر برج کی راہ کھلی تھی پھر وہ بریون کی تھی ناچار اُسنے طیران ہی کی سرحد سے گذرنا چاہا جب داخلہ سرحد پر کیا تو ایک دریائے زخار اُس مقام پر جوشان و خروشان بہتے پایا شور جوش اُس بحر کا شور زمانہ کا یاد دلاتا تھا بلکہ شور محشر اسکا ایک نمونہ تھا ہر موج پر تیج اُسکی زنجیر تلاطم تھی قہناک جس مین عالم اُلٹتی تھا وہ دریا بھی دل مین پیچ رکھتا تھا مکار کے خاطر کی طرح اُسمین پیچ اُٹھتا تھا ہر وہان آبی سر پر ترکمان سمجھا تھا کی طرح پانی باندھ رہے تھے گرداب سے ثابت تھا کہ سیر میں سرمایہ سیاہ بین مچھلیان زمانہ ٹیڑھی چال چلتا تھا مگر دریا بہتا تھا جو موج کہ سیدھی چلتی تھی وہ بھی تیر دل دوز نظر آتی تھی حباب طلسم قہر کا نقشہ دکھاتا تھا نہ تھا سی غضب ناک دل پرجوش کا ٹاٹا تھا کہ مثنوی

دست غم اسقدر یہ طغیان ہے

کہ ہر ایک گوشہ پیچ طوفان ہے
جزر و مد جسکا تا فلک جائے

ہر طرف ہے نظر میں ابر سیاہ
پانی ہو جسطرف کو کرسنے نگاہ

چشمہ تا کار سنے کند دریا است
پانی کے عالم تا بسر ہیگا

خضر کیونکر سے زیست کرتا ہے
ہے یہ حید الحق پانی مرتا ہے

کو جے موجون سکے ہو گئے بار
مید اسی سا سیا گر ترے تشنگی

کیا غضب کا وہ قہر دریا ہے
سیلہا در رکاب دیدہ ماست

خشک مغزون کا مغز رہیگا کو
دست آب پوچھ کو مت یار

زاہد خشک ڈوب جاتے مین

پڑھتے ہیں یار درس حیرانی　　آئینہ کے بھی گھر میں ہے پانی　　اور اُس دریا کے کنارے پر اُس وقت
کوئی ہزار ساحر مسلح و مکمل استادہ تھے ہوم ہو رہے تھے سنبز اُٹھنے لگے تھے نارنج ناریل وغیرہ اُچھلتے تھے
زیور نے اُس قلزم عمیق کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دریا بھی جو سحر کا معلوم ہوتا ہے اسپر سے اُتر کر جانا چاہیئے یہ کہہ ہی
تھی کہ ناگاہ ایک ساحر کی اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اس پار سے اُس پار تک تاریکی چھائی ہے آسمان
فولادی بنا ہے دریا چشمۂ ظلمت نظر آتا ہے اسنے وہ تاریکی زیور جادوگر کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہر سمت
سے مسدود پائی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے گوش زد ہوئی ہے اور اُسنے ہماری
گرفتاری کی کی ہے خیر بہر حال توکلت علی اللہ تعالی کشتیاں اور مورپنکھیاں سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر
بحر سے کہو کہ دریا میں لگائے اگر یوں چلینگے جو ہے پڑیگا ہم بھی پڑینگے مالک بر و بحر ہمارا مالک و نگہبان ہے
یہ حکم دیتے ہی میر بحر نے سواری دریائی آراستہ کی ملکہ اُس مورپنکھی میں مسند پر جلوہ گر ہوئی اور افسران لشکر
زور قون پر سوار ہوئے ملاح اور مانجھیوں نے کشتی روان کی اور از بسکہ یہ شہزادی طرفدار مسلمانوں کی ہے
تو کہتی جاتی تھی کہ قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم غرضکہ یہ کشتیاں روانہ ہوئیں
ساحر دریا میں بھی نیرنگی سحر دکھاتے تھے آگ پانی میں لگاتے تھے عکس ماہ رویان جو پانی میں پڑا تھا چاند
ہزار ہا فلک دریا میں نکلا تھا اسی طرح سیر کنان جب بیچ دریا میں پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اُس تاریکی
سے چادریں سیاہی کی دریا پر پڑنے لگیں اندھیرا ہو گیا ہوا تند و تیز مثل غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج
دریا کی نگلنے لگی نہنگ ماہی اُچھلنے لگا دریا کا منہ ڈھسے لٹا ناجان پر ہر ایک کے بچانا آب گوہر جان
غمناکان پر بھی نمائی ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہو کر ہلاکی ہوتی کشتیاں سب چکر کھانے لگیں
گرداب کی چال سے سیکھی فلک نے عجب چکر میں ڈالا بحر و لطمے نے سر اُٹھایا جانوران آبی اُچھلنے لگے
نہنگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز میں آخر وہ سب کشتیاں مع اُنکے ساکنوں کے ڈوبیں مثنوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریا میں　　موج زنجیر اُنکے تھی پا میں
تھی کشش ظلم کی مگر تہ آب　　کھنچ گئی فکر وہ گوہر ناب
ڈوبے جو یوں کہیں وہ جا نکلے　　کتنے ہیں ڈوبتے اُچھلتے ہیں
ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں　　غرق دریائے ظلم کیا نکلے
آخر آخر ڈبو دیا اُسکو　　ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو

جب کچھ عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے پر گزرا تو اُنھوں نے دیکھا کہ زنجیرین
ہم سب کی گردن و کمر میں بندھی ہیں اور کھنچے ہوئے اندھیرے میں جاتی ہیں تھوڑی دیر تک اسی تاریکی میں چلے

پھر روشنی دکھائی دی تو اُس پار دریا کے جو فوج اُتری ہوئی تھی وہین اپنے تئین بندھا ہوا
پایا اور ملکہ زیور نے دیکھا کہ ایک ساحر خیمۂ زرین مین مسند پر بیٹھا ہی مین اسکے سامنے بندھی کھڑی ہون خانچہ
اُس ساحر نے کہ نام اُسکا باران بحر آشام جادو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیون او نمک حرام شوخ دیدہ تو نے
یہ عزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھکر تواب طلسم مین آئی ساری عزت تو نے
دریا سے بے حرمتی مین ڈوبائی ملکہ نے کچھ جواب اسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے بندھا ہوا لیکر چلا
سب ساحر جو وہان اُترے تھے کوچ کر کے ہمراہ ہوئے اور شہر مین آکر پہونچے اُس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جوان ہر طرف
یہان کا رشک شمشاد دیکھا مکانات عزت بخش طاق کسریٰ و فریدون ساکنان شہر مثل لیلیٰ حسین کہ دل دیکھنے والے کا انکے
عشق مین مجنون صفت شہر بہت جگہ کیا گیا اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہی کہ سب کو الفت شہر دیکھنے اسی جا لیر
اسکا خون بہائے جاتی تھی مردمان شہر مین چلو دیکھو چلو دیکھو کا غلغلا بلند تھا یہ سب جو تھے وہ سب ہنستے تھے
جو وہان بستے تھے ہجوم مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر جور فلک سے آہ آہ بعض کے لب پہ واہ واہ اسیطرح دار الامارۃ
مین پہونچے فوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اُسکے افسر اندر بلائے گئے تخت شاہی پر طیران جادو بد باطن
و تیرہ رو متمکن تھا اُسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھکر عقل و ہوش کھویا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ خوف شاہی سے خاموش
ہو رہا اور کچھ دیر مین جب حواس درست ہوئے عتاب اُس بیچاری پر کرنے لگا کہ کیون او گیسو بریدہ تو نجانتی تھی
کہ بادشاہ کا عتاب کس غضب کا ہی اور اسکو کیا خبر نہ پہونچیگی جو برخلاف اُس سے ہو گئے زیور نے بجواب ان کلمات
کے کہا کہ او موذی بیحیا اول تو مین بادشاہ سے خلاف نہین ہوئی اور جو تو کہتا ہی تو یون ہی سہی تو کیا ہے
اور تیرا بادشاہ کیا تسخر ہی طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دے مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا
کہ حضور بادشاہ طلسم کو اُسکے قتل کا اختیار ہی آپ لکھ بھیجئے اگر حکم دے کہ زندہ بھیجدو تو اسکو روانہ کیجئیگا اور
مارنے کو لکھے تو قتل کرکے سر بھیجئیگا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کرکے اُسکا حکم قید کا دیا ملازم اسکے اور فوج کے لوگ
اور زیور سب ایک ہی مقام پر قید ہوئے یہ شاہزادی اُس زندان مین بہت گھبرائی مکان تیرہ و تنگ تھا نہ جان تنگ آئی نظم

سخت دل تنگ یوسف جان ہے
کوٹھری کے حباب کے سے ڈھنگ
کبھی کوئی سنپولیا ہی پھرے
کوئی داسا کہین سے چھوٹا ہے

گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہے
چار دیواری سو جگہ سے خم
کبھو چھت سے ہزار پایہ گرے
دب کے مرنا ہمیشہ مدنظر ہے

کوچۂ موج سے بھی آنگن تنگ
تر زرا ہو تو سوکھتے ہین سم
کوئی تختہ کہین سے ٹوٹا ہے
گھر کہا صاف موت کا تھا گھر

دن کو بھی دھوپ رات کو بھی اوس | خواب راحت وہاں سے سو سو کوس | بس وہ حیران کار رہتے تھے
بے مددگار و یار رہتے تھے

اب انکو تو قید زندان ستم طراز میں رکھیے لیکن حال عمرو عیار
ضمیری سنیے کہ انکو جو طائران سحر لیکر روانہ ہوئے تھے جب سرحد ملک کوکب ختم ہوئی تو اُس
پر اُنھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ عیاران یہ حد دست راست کو راستہ گیا ہی طلسم ہوشربا کا ہی اور یہیں
کی راہ ہی یہ قلعہ کوہ عقیق کو راستہ گیا ہی اور اسی طرح طلسم کو ہر گرہ و ہزار بریت وغیرہ کو راہیں گئی ہیں اور طلسم
ربا کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریاے ہفت رنگ بھی اُسکو پڑیگا بغیر اُسکے خاص طلسم میں جانا
یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اُسطرف ہین عمرو نے کہا خدا مالک و نگہبان ہی لیکن اب تم اسی صحرا میں
رہو میں جاتا ہون اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہون یہ کہکر وہان اُترا ملکہ بلال سحر افگن و تخمور بھی اُتر
کر بیر آسودہ یہ سب ہوے اور کوکب نے چلتے وقت یہ کہدیا تھا کہ سرحد قلعہ طیرانیہ پر جاکر اُترنا
اُسی مقام پہ اُترے ہین لیکن تردد میں ہین کہ دیکھیے زیور ادھر سے آئی ہی یا نہیں غرضکہ جب خوب
ہو چکے ساحرہ تو دونوں طائر بنکر اُڑگئیں اور خواجہ ساحر کی ایسی صورت بنکر یعنی جھولا سحر کا گلے میں
کھنی بالے سے درست ہو کر کھنور چندن کی جسم میں لگا کر جمشید جمشید کہتے روانہ ہوے اور جب اُس
کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اُس نہر کے قریب پہونچتے ہی موجیں اُسکی بڑھنے لگیں اور
سحر شعلہ آمیز ہوئی خواجہ نے اُس نہر میں تعویذ دیا ہوا کوکب کا ڈالدیا پھر تو چند مچھلیاں اُسمیں
نکلیں خواجہ کو انھون نے زبان فصیح سے سلام کیا اور ایک مچھلی آئی کہ اُسکی پشت پر کاشہر آگھنی تھا
وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اُسپر سوار ہوئے وہ غوطہ مار کر اُس نہر کے پار پہونچی عمرو جست کر کے نہر کے اُس
اُترا اور آگے بڑھا کہیں صحراے سبزہ زار نظر آیا کہیں صحراے ہولخیز پایا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہیں ساحر
مسکن بنے تھے جادوگرون کو رہتے دیکھا اسیطرح سیر کنان قریب قلعہ کے پہونچا دیوار شہر پناہ
مستحکم و استوار بالائی پتھر کی عمارت نہایت طرحدار بالائی ہر طرف برج و مکان اُسپر بنے تھے در شہر پناہ پر ساحر
بطور پاسبانون کے بیٹھے تھے عمرو بھی اُنھیں پاسبانون کے پاس جاکر بیٹھا اور کہا الحمد ہت اسطرف آنا
اب شہر میں کون جائے حقہ پانی پیکر گانون کو اپنے چلا جاؤنگا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہاں کے رہنے والے
اُسنے کہا ایک گانون ہی اجڑا نام وہان رہتا ہون اسنے کہا بھائی آجکل اندر شہر کے جانے کی روک ٹوک
بھی ہی اسلیے کہ ایک گنہگار شاہ جادوان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی عمرو نے کہا اُسکا کیا نام ہی پاسبان نے کہا

ملکہ زیور جادو وُ سے کہتے ہیں عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ شکر خدا کا ہے محنت میری ٹھکانے لگی پس احوال
دریافت کرکے یہ وہان سے اُٹھا اور اسی قلعہ کے قریب صحرا میں آکر صورت اپنی ایک جوگن کی ایسی بنائی اول تو
زلف چلیپا دراز تھی ہی اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھایا طول شب ہجر کو تشبیہ دینا باعث پریشانی
دل ہے شب دیجور سامنے اُسکے خجل ہے بہار سنبل روبرو اُسکے غمان دیدہ موشگافی لاکھ کرے مگر بال بھر
بھی وصف اُسکا ہو اور اُسکے عشق میں دیوانے بستۂ زنجیر رہیں دل کو ایسا کھوئیں کہ جیسے اندھیرے
میں کچھ ڈھونڈھیں اور بنائیں چاسازی اُسکی دل کو یا دیج وخن کرنے میں وہ زلف اُستاد اس زلف کو
خاکستر آلودہ کرکے کھٹائیں شین بنکر رخسار پر چھوڑیں توسن نازکی باگیں ہو ڑیں کان کی لوکا دھوان ایسا
بلند تھا کہ وہ کاکل ہوکے پیچے او کاکل بنا تھا دو ہزار ون نے اکٹھا ہو کر سنا ح دل لوٹنے کا ارادہ کیا تھا
پیشانی اُس زلف میں یون نور فگن تھی جیسے اندھیری رات میں شمع روشن تھی زہرہ جبینان دہر
پیشانی اپنی اُسکے عشق میں ٹیکا کریں ہر شام سودے میں بسر ہو تیغ ابرو جو اُسکے گھائل دل و جگر ہو
پریرو وُن کے سامنے تیغ ہلالی نظر مریخ سے گرجائے اگر وہ تیوری چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے
تیر فگن کمان کو لیس کرے ہر لیلی کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق
نشانۂ تیر ہو نرگس بیمار کو تا بحشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اُسکی آنکھون کے عشق میں بیمار ہے جادو نگاہی
مشہور ہے مگر یہان سحر سامری بھی مجبور ہے غزالان چین ختن کا سارا نشہ ہرن ہوجائے اگر وہ آنکھ کبھی
دکھلائے خوش چشمون کا چہرہ اُنھیں آنکھون کے سامنے نظر کی ہوا یکتائی کا صاد دفتر حسن میں منشی نے کیا
جتنو ن سے علیسی گریزان ہو کہ قیامت اتک شرم سے پنہان ہو رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہین ایسی قدرکی
تنویر نہین چاند سورج تو حسین چند پر چڑھ جائیں لیکن یہ چمک دمک رخسار مین اپنے کب پائیں کب
نازک کی کوئی کیا تماشا کرے اُسی کے دھیان میں تمام عمر پہنچ جاتا گرچہ نلگرم سے جو کوئی خیال شوق بوسہ
میں دیکھے تو وہ ہو نٹھ نیلا ہو جائے نازک بدن مسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے دہن تنگ کا عقدہ
تو آجتک کسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبان مُنہ میں لال رہے منہ پر بات نہ آسکے حیرت سے
صاحب دید کا یہ حال رہے غرض کہ از سر تا پا آفت کا پتلا قیامت کا پورا نقشہ من روپا سمن تو لا اگر فام کا عدا

ایک خورشید لقا طرفہ جوان از شفق تھی وہ انگشت ہی جنسے کیا ماہ کو شق	سر اپا بہار تلو بہار تا قسمن میں یگانہ حسینون کی افسر دیتا بھر سے بہتر کہ قصیدہ		
	وہ جبین ماہ مبین یا سپہ خط جبین چمین	تاب رخسار قلق مے تری خسار شفق	

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
چشم ابلق ہو تو نکلے ترک سوار ابلق
سرو قامت ہے اندام گلستان رخسار
راست ہاں زلف ہے یہ کل طویل احمق
لوح رنگین سے زیبا ہو بیاض گردن
ناف اک عکس فلک اوس میں بجائے زورق
کیا کہوں ساق بلوریں کی صفائی اسکی

باندھ کر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی رق
غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
ہونٹھ گلبرگ ہیں غنچہ و بینی زنبق
شکر آمیختہ بادام منقش دندان
ناک ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
نازک ایسی کمر اسکی کہ سمجھنا مشکل
شمع گر دیکھے اُسے شرم سے آجاے عرق

تیر انداز ہو مژگان تعداد و دشتہ گزار
کہ چھیدڑیں تن عشاق میں جا بالکل شق
سرو قامت ہے اگر اسکے ہو طوبیٰ
سیب فردوس زنخدان ...
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
جسطرح شعر خیالی میں ہو مضمون دقیق
جب اس صورت سے آراستہ ...

سر پر ایک حلقہ زریں بنا کر رکھا تہمد جیسوانز کی طرح باندھی بھبوت منھ پر ملا موتیوں کو جلا کر راکھ کیا ایسا چہرہ پر آب و تاب بنایا ہیں لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش پر لٹکایا وہ زہرہ جبین چشمہ رواں کے قریب مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا اور بین بجانا شروع کیا پھر اسکو تو الحان داؤدی خدا نے عطا فرمایا ہے تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہوئے اور طائر ایسے محو ہوئے کہ بالکل خوف نرہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت نالہ بین سنکر نہال ہوا صحرا سب خوشدلی سے باغ باغ تھا سبز بختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو ہم موج شوق سے لہرائی ایسا جوش دل میں پیدا ہوا کہ چشمے سے بڑھکو دریا ہوا فرط عشق سے اُبلنے لگا اختیار درختوں کی جھومنے لگیں جھک کر جوگن کا منھ چومنے لگیں وہ صحرا سے سبزی کی بہار ابر گھرا ہوا قوس قزح فلک پر نکلا ہوا چشموں کا لہرانا اور ایسی پُر بہار جگہ پر بیٹھ کر بین جوگن کا بجانا اور ایسی حسین جوگن کی چشم زمانہ نے کا ہیکو حسن دیکھا ہوگا اسکی مستانہ اداؤں میں جہان گلشن کو دکھاتا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ابیات قصیدہ

کھلے ہی جاتے ہیں سب غنچے ہے جوش نشاط
نہ رہی کالقت عصیان سے جہان ظلمت

ٹوٹے ہی جاتے ہیں گل بلبل وہ ہنسی کی شدت
اسقدر ساز طرب ساز کی آواز بلند

آج وہ جوش پہ تھی رحمت باری کہ کہیں
چھیڑیں گر تار کھرج کا تو ہو پیدا جیوت

از بسکہ یہاں سے قلعہ قریب تر ہے تو بہت آدمی قلعہ سے ادھر آتے اور بہت جاتے ہیں جو کوئی اُدھر سے گزرا وہ جان و خرد کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھکر جوگن کا منھ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جوگن نے بجانا موقوف کیا دور دور وہاں سے اٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی اور قلعہ میں جاکر سننے بیان کیا کہ ارے میاں ایسی جوگن کبھی سنے تو کیا ہے دہر اور زنان خانگی بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سنا اور دیکھا یہ صورتیں کہیں قابل

دیر مین جلوا اور دیکھو رکھو جو لوگ اس کے ساتھ آئے اوگانا وغیرہ سنکر محو ہوئے پھر تو چار طرف سے دیہات اور شہر مین دھوم ہو گئی عالم خدا کا اسی صحرا مین اُٹھا ہو گیا میلا بھی ایسا نہو گا جیسا وہان مجمع ہوا شہر کے امیر و غریب و فقیر سب آنے لگے اور تیر عشق جوگن کا کھا کر تڑپتے ہوئے گھر جانے لگے وزیر نے اُس قلعہ کے خبر سُنی اور امیرون نے اسکو اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہے جواب آجکل بیرون شہر ہوتا ہے دیکھو رکھنے کے قابل ہے جوگن کا ہے کو ہے قدرت خدا ہے باخبر ہے سامری نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہے ایسا نقشہ کم دیکھنے مین آیا ہے وزیر مشتاق ہو کر سوار ہوا ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت توڑے اشرفیون اور روپیون کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سب نے ساتھ لیے یہان جو لوگ کہ آتے تھے وہ دونے مٹھائیون کے اور پیسے کوڑی روپے جوگن کیلیے لاتے تھے گرد اُس حسینہ کے پیسے روپیون کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ آنکھ بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسیطرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ ہماری جانب سیدھی نظرون سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کجا وہ انکے مجمع کرنے سے درختون مین جھاڑیون مین پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اُسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اُسکی تعریف مین کہتا کہ اے جان جہان مین تیرے عشق مین اپنا یہ حال رکھتا ہون کہ شعر مثال نے ہے مرا حال کہ دم مین دم ہے فغان ہے میرے لیے اور مین فغان کیلیے ہے کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ بیت دیکھ کیا فتنہ سازی مین ہے ہمسر چشم فتان سے ہے گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اُسکی مژگان سے ہے اسی مجمع مین آخر وزیر بھی آکر پہونچا اور اُس نے جو قریب تر اُسکے پہونچکر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار ہے خار خار غم آشکارہ ہوا

شل دل جامہ پارہ پارہ ہوا
دیا پھر قرار نے آرام

ہو گئی بس کہ لوٹنے خاک مین ہم
کھو دیا اضطراب نے سب کام

حیلہ ہر نگ کسوت ماتم
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا

تیر حسرت جگر کے پار ہوا ہمراہیان وزیر گلاب کیوڑا چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اسوقت جوگن نے مسکرا کر باشارہ ابرو پاس بلایا اشارہ نہ تھا تیغ دو دم تھا کہ جسنے ایک ہی وار مین دل کو دو ٹکڑے کیا مگر کچھ جان مضطر کو قرار آیا مرگ چھالی پر جا کر پاس بیٹھا جوگن نے مزاج پرسی کی اُسنے کہا جان پر بنی ہے باقی سبطرح طبیعت اچھی ہے نام پوچھا تو اُسنے آوارہ و سرگشتہ و بدنام و رسوا کی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افراد

لکھو اُس پہ جفا سے لڑی ہے
جان کشتی قضا سے لڑی ہے
قسمت اُس بت سے جا لڑی اپنی

دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے :: جوگن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میاں حسن پرست ایسے ہی ہوتے ہیں جعلسازی سبحان حسن معشوق ہائین پیار کرتے نہیں ورنہ میں بیچاری اُس لائق کب ہون کہ جو کوئی مجھ پر مرنے کا ارادہ کرے یہ کہکر اشک آنکھوں میں بھر لائی اور بین اُٹھا کر ایسا پر سوز و گداز دیپک کا راگ بجایا کہ استخوان سامع کو نے بنا کر جلایا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے — اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
لگا کیا اور مزہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے — اسے تیر قضا اسکو پر تیر قضا سمجھے
وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزہ سمجھے — کہ جو زہراب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
ہر اک گردش میں سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے — فلک کو ہم کبھی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے — جو اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے
تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے — بڑیں تجھ سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
ترے کشتے جو یون خواب عدم سے یک بیک چونکے — مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
حساب اصلا نہ پوچھے مجھ سے میرے دل کے زخمون کا — حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دے — کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے
نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا — مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے
بلا اس زلف کی مصرع میں ہر مضمون پیچیدہ — اسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے
ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے — کہیں ایسا نہ ہووے مجھسے وہ کافر ادا سمجھے
سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی — کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اس تحمل نے وزیر کو زار زار رلایا اور دیوانہ زیادہ بنایا جب اُس نے گانا موقوف کیا اور قصد کیا کہ اب وزیر کے پاس سے اُٹھ جاؤں اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کرکے قدموں پر سر رکھ کے کہا کہ اے راحت دل وجان ایک عرض میری اگر تو قبول کرے تو گویا بندہ بے درم مجکو بنائے اور مول لے جوگن اُس کے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اس نے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہاں اتفاق زمانہ سے آپ وارد و صادر ہوئی ہیں غریب خانہ اسی شہر میں میرا ہے امیدوار ہون کہ قدم رنجہ فرما کر اُس کلبۂ احزان کو رشک قصر قیصر و خاقان بنائیے اور مرتبہ میرا راہ اُٹھا کر تا بفلک دوار حقیقت خاک سے

ہو بجا ہے جوگن نے ہنس کر کہا اتنی فرصت فقیرون کو کہان جو کسی کے گھر پر جائین باگر کی دم ہنسین بولین
مگر اب یہ حال ہے کہ بیت پھر کر ادھر آدھر نہ مارا گیا قلق ؀ لعنۃ قلق کی طرح سے وہ بھی رہا قلق ؀
ہین ہی چلنے سے تو کچھ جی بہلتا ہے ورنہ مجکو وہ وحشت ہے کہ مجنون میرے نام سے گھبراتا ہے وزیر نے
منت و سماجت کی اسوقت یہ راضی ہوئی بس اسیوقت سواری سلیمان باد بہاری تیار ہوئی اور
بکمال تزک و احتشام سے سوار کر کے وزیر لیچلا اور اپنے ایوان مین ایک مقام تھا اور پاکیزہ جگہ
اسکو اتارا اتفاقاً اور امیر وغیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر گئے انھون نے یہ تذکرہ طیران جادو
بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اسیدم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ جوگن کو لاکر ہمارے
مکان مین اتارو وہ وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جب اسکو دیکھے گا خود محل کرنا اسکا چاہے گا میرا مطلب
نہ پاونگا لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھ کر مکان پر آیا یہان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص جو
اسکو بہت پیارا تھا باغ عالم سے نرالا تھا اسکو جوگن کیلیے آراستہ فرمایا وصف اس باغ دلکش کا
زیب قلم ہو لکھ سے الٰہی مخترقہ سبزہ رنگ محو رخسار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا ہر گل گوہر شب چراغ
تھا بلبل ترانۂ مبارکباد گاتی تھی نسیم مژدہ جانفزا لاتی تھی فوارہ جوش عشرت سے اچھلتا تھا
فرط سرور مسرت سے الٹی پھٹین اور چھلکتی تھین سرو بن رہا تھا شمشاد قامت زیبا کی پھبن
دکھانے کو بن رہا تھا طائران نواسنج غزلخوانی کرتے تھے وصف مہمانی کرتے تھے گلون کا داغ
رشک لعل پر پھر بجا ہوا تھا مشام جوانان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے نئی سبزی پھولون کا
لباس پہنا تھا نقص کا لحاظ کیا تھا نرگس چشم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی وہ خرمی پھیلی تھی کہ سنبل
بھی پر شال پھول تھی غنچہ منہ بند ہن پھولا نہ تھے فرط عشرت سے کلیان پھولی تھین سوسن کو حکم
تھا کہ بجائے ادب ہر چپ رہے زبان نہ کھولے کہین ایسا نہو لیے کی بولے باغ کی بارہ دری مین تصویرین
اور شیشہ سجا گیا تھا رحانہ جس مین وہ مقام بنایا گیا فرش وہ بچھایا گیا کہ اطلس چرخ کو غیرت
آئے ساعت ترتیب بزم عشرت آئے کہ غزل ؀ یہ جوش نسترن و سمن یہ لالہ گل کا چمن

گلشن مین گویا چھا گیا ابر سحر رنگ شفق	ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن	ہر سبز گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
نشان چمن ہر سر مہتاب انجم جلوہ گر	اور گوری تھوڑی نہین حنا نور سحر رنگ شفق	جام ہو رہی مین ہر یون عکس شراب لالہ گون
ہر جیسی کیفیت فزا ابر سحر رنگ شفق	سہ یکون ایوان بنا وہ سائبان رنگین کھنچا	یہین عالم ابھی ہے صفا نور سحر رنگ شفق

فانوس شیشہ لالہ گون روشن تری محفلین ہوین گویا کہ شیشہ مین بھرا نور سحر رنگ شفق جب آراستگی باغ و مکان ہوچکی کنیزان
زرین کمر بہر خدمتگزاری حاضر ہوئین اور ہوادار پر جوگن کو سوار کرکے وزیرنے داخل باغ کیا یہ اگرا بہ درعی مین سیندیم
جلوہ گر ہوئی جوتفت کہ باغ عالم سے گل آفتاب خمول و پژمردہ ہوا اور فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا گسترده
فرمایا کہ ابیات ۔ ہنسے چراغ تو ایسے جلے کہ پھول جھڑے ۔ حیا سے رنگ گل آفتاب تھا تغیر
نہال شمع سے اس شب چنے تھی گل شبو ۔ بہار عیش مین گلچین کیطرح گلگیر شام کو بادشاہ آزردہ خاطر
ہوا اور اسنے جو حسن و جمال کو جوگن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات ۔ ضعف سے طاقت آزما غفلت

ہوش رو پوش خود نما غفلت
غش سے مجکو افاقہ ندرت ہے
جلوہ افروز ہے سر بالین
صدمۂ جان گسل دوبارہ ہوا

اسمین اک بوے جان فزا آئی
نہ چلے بس خدا کی قدرت ہے
چرخ نے داغ تو دیا اسکو
جیسے کتان سینہ پارہ ہوا

جان پر غش کہ کیا بلا آئی
دیکھتا کیا ہے ایک زہرہ جبین
والۂ اُس ماہ کا کیا اسکو
دیکھ زانو پر اُس کے سر اپنا

تھا دماغ آسمان پر اپنا ۔ غرضکہ غش سے جب افاقہ ہوا جوگن نے گھٹنا اپنا سر کے نیچے سے
سرکالیا اُس زنِ گرفتار دام الفت نے اُٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ابیات

ہم بتون کے دلکو جذب دل سے کھینچ جائینگے
دیکھیں تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر

پڑ رہے ہجر مین یہ مشکل ہے کھینچے جائینگے
ہم بھی نالے اُس دل سنگ سے کھینچے جائینگے

وہ فتانۂ عالم بھی مسکرائی اور چشم فتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور جام
لالہ گون بھر دیا اور آپ بین کی طرح درست کرکے بجانا شروع کیا اور اُس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اِس شور سے کیون میرا دہائی دیتا
دیکھ چھوٹون کو ہے اللہ بڑائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
روش اشک گرا دینگے نظر سے اک دن
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جا کر

ای فلک گر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہے دکھائی دیتا
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
ہے اِن آنکھون سے یہی مجکو سجھائی دیتا
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

چشم حسرت سے نازنین کا حال پھیلا
اتنے یہ حال ہوا کہ غزل
لبِ گون پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت
لیکر انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی

اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہین اپنی للت	ہے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم چرخ	ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم	شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت	کیسے یہ رند کہ او زہد فروش آگ نہ پھانک
ملنے گر باد تو یہ زہد کہن کی قسمت	بادشاہ کا یہ گانا سنکر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا	

تار رخسار پر بندھا کچھ دیر کے بعد جوگن نے گانا موقوف کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستارونکا چمکنا کھیت چاندنی کا کرنا درختوں کے پتوں کا چمکنا ہوائے سرد کا چلنا بدن مین کچھ کچھ سردی کا لگنا شبنم کا گرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طہران کا یہ حال ہوا کہ اکیلے مین اُس انجمن آرائے خوبی کے گرد پھرا سر اپنا قدموں پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسہ لب شیرین لے اُسنے ایک طمانچہ منھ پر اُسکے مارا اور کہا کہ مردوے حواس مین آ کیا تو نے مجکو چھلا بنایا ہے تو صاحب کسی جانگیوں کی طرح بلا کر لگے اپنے مطلب کی گانے ای یاجان خود وہ سنا دونگی کہ تو بھی کچھ دنون کو یاد کریگا ہم فقیر سامری کے جوگی عشق کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتین کرنا کب زیبا ہین اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈر گیا اور رونے لگا کچھ دیر مین یہ زبان پر لایا کہ بیت کر دیا کیا تیرے ابرو نے اشارہ ظالم ❊ کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہے ❊ اُسنے جب اُسکو روتے دیکھا منھ پھیر کر ہنس دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا جوگن نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا یاد آتا کیون تو نے ہم فقیرون کو ستا رکھا ہی بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسہ لب شیرین کی امید رکھتا ہون اُسنے انگوٹھا دکھایا اور کہا او دھوتی یہ تو کبھی نہین بادشاہ نے کہا کہ شعر بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے جیتونکو لگے ❊ ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے ❊ یہ کہکر بے اختیار اُسکے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور پکاری کہ شعر پوچھ مت راہ دغا اس نگہ پرفن سے ❊ رہنمائی کی ہنر کھ چشم دلا رہزن سے ❊ آخر اُسنے ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کر اور آنکھ بچا کر بیہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اسطرح سے کہ منھ پھیر کر پہلے جام لبون سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ مزہ وہ دیکھے جو میری جھوٹی ہوئی شراب نہ پیے بادشاہ مست مے محبت تھا وہ جام یک جرعہ در کشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس نازنین نے اور دوسرا جام دیا اب تو لاؤلا کی صد انبد ھگئی اور اُسی حالت نشہ مین اُس ساقی ستم کو اُسنے آغوش مین لینا چاہا یہ اٹھکر بھاگی وہ فرط مستی سے جان جہان لپکا اُسکے چھینٹا طمانچہ بیہوشی کا پڑا اگر تلے ٹانگین اوپر اُسوقت جوگن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکو بارہ دری کے ایک گوشہ مین دری وغیرہ سے

لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوا اور کنیزان ماہ لقا کو کہ جو ہر وقت مخلیہ چلی گئی تھین طلب کیا کہ وہ آکر ہاتھ پاؤن دبانے لگین اور اپنے کام مین سرگرم و مشغول تو ہوئین اُسنے کسی سے کچھ نہ کہا پلنگڑی پر آرام فرمایا جسدم فروغ ماہ نے پلنگ پر عدم کے پاؤن پھیلا کر آرام کیا اور آفتاب

بستر خواب سے پیدا ہوا کہ ابیات

اِکطرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت

ایک جانب کو لگی نے صدا لے لانے
اُٹھے میخوار صبوحی کے لیے دیکے سبو
کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترک عادت

ہنگام سحر عمرو بستر سے اُٹھا تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے

آراستہ ہو کر دربار مین آیا وزیرا امیر مشیران خوش تدبیر حاضر ہوئے جب سب مع افسران لشکر کے حاضر ہو چکے اُسوقت اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کل وزیر نے وہ نمکحرامی میرے ساتھ کی ہو کہ اگر اسکے عوض مین زن و عیال اُسکے دار پر چڑھاؤن تو بجا ہی اور کولھو مین پلواؤن تو نہایت درست ہی یعنے بغیر دریافت حال بے سمجھے بوجھے جوگن کو لے آیا اور ملہ جوگن عمرو بن اُمیہ ضمری عیار تھا یہ سُننا تھا کہ وزیر کی عقل دنگ ہوئی اور تھر تھر کانپنے لگا اور تمام امیرون کا عجب حال ہوا کیونکہ یہ بھی وصف کرنے مین جوگن کے شریک تھے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم سب خائف ہو مین نے تو ایسا عیار طرار نہین دیکھا تھا کہ دین مبین اُسکا حق ہے یہ اُسی کی برکت تھی جو اُسنے آکر مجکو گرفتار کر لیا اور مارے ڈالتا تھا مین نے دین اُسکا درست سمجھکر اطاعت اُسکی اختیار کی ہے اب تم مین سے جسکا جی چاہے میری پاس رہے اور جی چاہے تو جدھر چاہے چلا جائے تمام ملازمون نے یہ کلمات سُنکر عرض کی کہ ہم آپ کے مطیع و فرمان بردار ہین جو رائے اقدس مین آیا بہت اچھا ہوا جو آپ فرمائین وہ ہم سب بجا لائین عمرو نے کلمۂ طیبہ سبکو تلقین فرمایا کہ ہر ایک ازسر صدق ایمان لایا اُسنے حکم دیا کہ زندان سے ملکہ زیور کو باعزاز تمام لائین لوگ خوشی خوشی دوڑے اور زندان سے ملکہ زیور کو مع افسران لشکر کے لائے عمرو نے خلعت زرین عنایت کیا کہ ملکہ بیٹھی شہر مین انتظام ہونے لگا ویرے بتکدے گرکر مسجدون کی بنیادین ہوئین تمام اہل شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے کلید خزانہ خزانہ دار نے لا کر سپرد کی منادی نے ندا کی کہ جو اطاعت خواجہ عمرو کی نہ کریگا بڑے عذاب سے مارا جائیگا غرضکہ جب خوب تسلط ہو چکا اُسوقت مع ملکہ زیور کے عمرو اُس باغ مین آیا کہ جہان طیران کو رکھا تھا اب اُسکو دری سے نکالکر نامین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اور فرمایا کہ اے طیران دیکھ قدرت خلاق زمین و زمان کو کہ کسطرح مجکو تجھ پر غالب کیا

اب کیا کہتا ہی شناخت مین اُس خداے پاک کی طیران کی شکل اس عیار کو دیکھکر بیجا نہ ہی اور دل سے
کہا کہ واہ واہ واہ سبحان اللہ کیا عیار ہی کہ کبھی یہ عورت بنتا ہی اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہی بنجاتا ہی اور حامی
اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہین اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہان پہونچتا ہی واقعی دین اسکا سچا ہی
بس اُسنے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال تو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالی اور کھول دیا یہ
دوڑ کر قدمون پر گرا کسلیے کہ نہ ملک اسکے قبضہ مین رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی
دیکھا جاتا تھا عمرو نے سر اسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہان سے دار الامارة مین آیا
خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خداے اکبر ہی صورت
تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر اعضا مین کوٹ کوٹ کر بھری ہی غرضکہ جب
یہ انتظام ہوچکا طیران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افگن و مخمور
بھی آکر پہونچین اور اُس سے بغلگیر ہوئین اب اُسنے زاد سفر تیار کیا اور ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ
لیکر بحشم و خدم کوچ کیا اسلیے کہ افراسیاب جو اسکا مطیع الاسلام ہونا سُنتا تو زندہ نہ چھوڑتا غرضکہ اُسکی
سرحد کے قریب ہی تو سرحد کوکب روشن ضمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اس سرحد مین آکر پہونچ گئے اسلیے
کہ کوئی گزند راہ مین نہ پہونچے راستہ طلسم ہوش ربا کا چھوڑ دیا جب اُس سرحد مین پہونچے سواریان تو پہلے
ہی سے موجود تھین بہت سے ان سواریون پر سوار ہوئے اور باقی سب ساحران زبردست تھین
اُنھون نے خود سواریہاے سحر درست کرکے راستہ پکڑا اور بہت جلد ملک ہفت رنگ کے قریب پہونچ گئے
اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک تھی خواجہ کے لیے کوکب نے مقرر کی تھی یہ سب آکر داخل طلسم
ہوئے اور عمرو اول جاکر لشکر مہرخ مین پہونچا سفاک نے جو خبر آمد دختر سنی خواجہ کے نثار ہونے کی مہرخ
نے حکم دیا کہ لوگ جائین اور زر نثار کرتے ہوئے لائین پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ نظم

جیسے ابر بہار آئے جھوم
رخش ایسے کہ جھوم جائین
چل سواری کا ڈھنگ اصول بجاؤ
ایک ڈومڈم بجائے جاؤ یونہین
رہگذر مین بچھے رستہ رستہ گل

پالکین جاتی تھین برابر یون
آنکھ پھیرو تو گل سے مرجائین
چوب نقارے پر لگاؤ جب
دلکش آواز گائے جاؤ یونہین

تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم
صف مژگان ہون دلبرون کی جوان
تو بھی اب طبیعتو انکو خوب رجھاؤ
کہ رکھین گوش اس صدا پہ سب
پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل

غرض بتجمل تمام یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی [illegible]

بارگاہ میں ہر ایک بغلگیر ہوا عمرو نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت میں مشغول ہوئے خبر اون کی خبر ملکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ پڑھکر نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر میں اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہے اُسکو تو اِس حال میں رکھیے اُدھر پران شمشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سحر کا جانب کوہ زعفران آتش ہوئی ہے وہ بھی کیفیت معرض بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی اب شمہ حال خجستہ مآل جہانگیر بن خواجہ عمرو

داستان دلستان گہر ریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شگفتن جہانگیر بن جعفران عالیشان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت کشن پہونچنا گنبد جمشیدی پر جہانگیر کے تاریک میں اور لینا تیغہ بلا کش اور چراغ جمشیدی کو اور مقابلہ ساحران عیار کے فرستادوں سے اور عیاران چالاک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمرو کی عیاریان چالاک سے لمؤلفہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
اُٹھاؤں کب تلک دوری کا میں جبر
سحاب رحمت حق گھر کے آیا
عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار
بہار عیش ہر سو دیکھو تو جو الو
چمن میں میکشوں کا ہے اجارہ
لچک ہے سرو میں جیسے قد یار
شجر لپٹے ہیں باہم مثل گستاخ
ہر اک گل سے قہقہے یون مارتا ہے
چمن مخمور ہے کیا اس میں شک ہے
شراب ناب کی خواہش میں لالہ
صدا آتی یہی ہے بس کہ مے لا
غزل مطرب سے مطرب ہیں گاتے

کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے
خدا نے فضل اے ساقی کیا ہے
گلستان پر کیا ہے جسنے سایا
ہوا سرسبز سارا باغ عالم
کنارے نہر کے پھیری کشتی ہے
گلستان ہے کہ ساقی انجمن ہے
گلوں کے مثل ہیں سرخ رخسار
نشیلوں کی طرح سے برگ ہر گل
شراب نشہ میں جوں مست ہے
نشہ آنکھوں میں ہے نرگس کے چھایا
لیے ہے ہاتھ میں اپنے پیالہ
چمن میں ہے جو بلبل چہچہاتی
چمن میں یوں ہیں طائر چہچہاتے

نہیں ہو ملیں اب باقی مرے صبر
چمن میں سبزۂ رحمت اُگا ہے
نہیں باقی رہا اب کوئی آزار
صبا دیتی ہے خوشخبری یہ پیہم
غنیمت ہے گلستان کا نظارہ
بڑھے ہے جوبن پر اب روز روز چمن ہے
نشہ سے جھومتی ہے نخل کی شاخ
زمین پر لوٹتے ہیں بے تامل
صدائے خندۂ گل میں نمک ہے
ہوا سنبل کو میخواری کا سودا
دہن غنچوں کا بھی ہر دم ہے کھلتا
تو بہکی بہکی ہے باتیں بناتی
کہوں کیا میں بہار باغ عالم

ہر اک سو جوش ہے عشرت کا باہم
مجھے بھی جام گل مین دے مئے ناب
کہ ساقی اب تو میرا دل ہے بیتاب
دکھا دے مجکو رے جام مینا
کہ دل کھنچتا ہے سوے جام مینا
جھکا دے مے سے ایسا مجکو ساقی
کہ مجھمین ہوش ہون کچھ بھی نہ باقی
یہ میری بیخودی وہ رنگ لائے
بہار باغ افسانہ دکھائے
لگاؤن طبع رنگین سے مین وہ باغ
کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
پھلون پھولون مین اس گلشن مین ایسا
کہ پھلتا پھولتا ہے باغ جیسا
اسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل
چنے اس باغ رنگین سے ہر اک گل
کرے گلگشت جو اس باغ مین آ
کنول کھلجائے یارب اسکے دل کا
زبس تاثیر ہوائے طبع رنگین
گل افشانی کند نخل قلم این

سیاحان ریاض سخن و گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ سنجان بہارستان سخندانی و منتزہ چمنستان معانی معطر مشامان گلہاے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت نظام سیاح بوستان داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہین و برنگ بلبل شیوا زبان نغمہ مسرت و سرور یون زبان پر لاتے ہین کہ جب شاہزادہ سلطان گردون سریر جہانگیر والا تدبیر ہزاران توقیر برای تسخیر طلسم کوکب روشنضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا ہر مقام پتلہاے سحر رہبری کرتے تھے جادۂ اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کئی لاکھ ساحرون کا لشکر انتہا کا کر و فر تخت پر خورشید جادو سوار جلو مین فیل و اسپ کی قطار ڈنکا ہوتا نفیر سحر کو دم ملتا ابر سحر سر پر سایہ فگن لشکری دشمن شکن ہر ساحر سامری زمانہ بہادری کا زبان پر فسانہ اسی طرح کوچ و مقام فرماتا بعد قطع منازل و طی مراحل ایک صحرا صعوبت زا مین پہونچا کہ بخت سیاہ دشمن کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہان چلتی تھی یا آواز مین اسکی پیدا نالہ و آہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہوگئین تھین شب دیجور کی سیاہیان سب گھٹکر اسی جا جمع تھین تاریکی ظلم کا وہان مجمع تھا اندھیرو ہین سے پیدا تھا ستم و جور کو جوانی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی وہین سے قرض لے آفتاب ادھر سے کبھی ہو کر نہ نکلے بلکہ اسی خوف سے تھراتا ہی کہ ادھر راہ بھولکر نہ چلا جاؤن جو اندھا ہو جاؤن ہوا وہان کی دلون کو سیاہ کرتی تھی درہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہوگی پھول وہان کے دیدۂ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہان کے اندھے کنوین اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤن کو شرمایا تھا جھاڑیون نے جٹاؤن کو کالے جوگیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے جو اٹھتا تھا مطبخ خانۂ عالم مین دھوان بھر اٹھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی

سیاہ قلبی دنیا کی اسی جا سے ہویدا تھی کہ ظلم | نہ صحرا خانۂ زنبور تھا وہ | کہ نیش خار سے معمور تھا وہ
نہ صحرا رشک میدان قیامت | ملادے خاک میں شان قیامت | غضب پُرہول و پُرآشوب و پُردرد
تصور سے رُخ سیاح ہو زرد | غضب پُرہول دشت لق و دق تھا | جہان ہر اک قدم پیدا قلق تھا

اس صحرا میں اسنے خیمہ برپا کیا اور ازبسکہ زیادہ ٹھہرنا وہان مشکل تھا اسلیے خود یکہ و تنہا روانہ ہوا ایک لمحہ بھی بارگاہ مین نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹٹولتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ ابر سیاہ اسی جگہ ساکن ہو یا کسی موکل جہنم کا مسکن ہے گنبد نہین یہ بھی ایک مکان ساکنان جہنم کا ہی دوزخ کے ورگہ کا ایک ٹکڑا ہی کالا جہلی نہ ہو یہ ازبسکہ اپنے پاس لوح طلسم بند رکھتا ہی اسکو گلے سے اُتار کر اسنے بلند کیا تو معلوم ہوا کہ نہین گنبد بنا ہی اور بڑے بڑے حرفون سے کچھ لکھا ہی اُسوقت افراسیاب نے اُس سے کہدیا تھا کہ بروقت تمھارے پہونچنے کے مین بھی آؤنگا تم ان اسما کو پڑھنا اُسنے جب کچھ چارہ نپایا اُن اسما کو ورد زبان فرمایا ایک طائر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہو کر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا بادشاہ باغ سیب مین لیٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آبیٹھا بادشاہ سمجھ گیا اور اسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم مین آیا کہ جہان ابر سفید کا ایک گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی اُسپر سایہ کیے تھا وہان کھڑے ہو کر اُسنے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سے دور ہ کی ایک خط باریک نہایت منور و روشن مثل خط کہکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ مین اندر گنبد کے آیا اور اسطرف سے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سراپا نور تھا اور منھ مین اُسکے ایک فتیلہ مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے اُس ساحر کے منھ پر اُس خون کے مارے کہ وہ فتیلہ اُسکے منہ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کر کے جلگیا صدائے شور منشور قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چار سمت ہزارون پتلے اور پرچھائیان ظاہر ہو کر دست و پا مین بادشاہ کے لپٹنے لگین اُسوقت اُسنے منھ کھول دیا کہ بھق بھق شعلہ ہائے آتشین نکلنے لگے اور پتلے اور پرچھائیان سب نابود ہونے لگین لیکن اُن پتلون نے بھی تلوارین اسقدر لگائی تھین کہ جابجا تن شاہ زخمدار تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ اے بدکار و ناہنجار دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہے افسوس ہے کہ ہم چار مین اول ہی سے مطیع ہمکو اور ہمارے بادشاہ کو بانیان طلسم نے تیرا کر دیا تھا خیر اب در آشتی تو بند ہوا اور جنگ کھلا

غرض کہ بعد ان آوازون کے وہان بجاے روشنی کے تاریکی ہوگئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد سے ادھر کو نکل آیا اور مُنھ سے اُن جو کی ایک شعلہ نکلکر فتیلہ پر پڑا کہ اُسنے کار روغن کیا یا تو وہ بجھا جاتا تھا اب دھڑ دھڑ جلنے لگا بادشاہ پرواز کرکے وہان سے صحراے تاریک مین پہونچا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہوگیا خورشید جادو نے آکر ملاقات کی اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُسنے منع کیا کہ دشت پُرخطر ہے وقت پر تم قدم آگے بڑھانا یون نکمین بٹھایا یہ تو سب رُکے اور بادشاہ قریب گنبد پہونچا وہان شیر بیشۂ شجاعت مشجلع پیر جہانگیر کو پُر قہر استادہ پایا اور اُسنے شاہ کو دیکھکر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا اے میرے شیر دلاور یہ کہکر اُس فتیلہ کو جو بلند کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف بحرف پڑھا گیا جہانگیر نے اسکو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا یکایک در گنبد وا ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر تیرہ فام کہ قد اسکا تار مسافر ہی مین پہاڑ سا تھا مُنھ سے شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اُسنے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن مین بامین ڈالدین کئی مالے مروارید کے کہ اصل مین وہ بیضۂ عقاب تھے اور لک در لک سحر اُس سے پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے گلے سے اُتار کر پہنا دیے اور کہا اے برادر خوب تم آگاہ ہو کہ میرے طلسم مین عمرو عیار آیا اور اُسنے میرے ملازمون کو بہکایا راہ راست کو بُھلایا اور وہ ملحد اور ترک پرستار خداے نادیدہ ہے کہ جسکے نام سے ہم تم دونون نفرت کرتے ہین چنانچہ بادشاہ نے تمھارے اُسی بیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جدو ابا کا برباد کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باج گزار تمھارے بادشاہ کے جدو ابا رہے ہین اور وہ خود بھی غاشیہ بردار حکم رہا ہے پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہے اُس ساحر نے کہا کہ اے ملجاے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان

بیت

لگو شیہ تیرا بچسرخ برین
طلیعون مین ہین تیری جادوگران
ترا دین و آئین ہین و مہین
تو ہے قدوہ ساحران جہان

اس ذرہ بے مقدار سے آپ کیا خدمتگزاری چاہتے ہین کہ اسکو بجالانا مین اپنا فخر و افتخار جانون بادشاہ نے کہا بھائی مناسب یہ ہے کہ چراغ جمشیدی و تیغہ بلاکش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس نہنگ بحر جلادت و دُر دریاے فتوت

انجم سپاہ فلک جاہ شہزادہ بانوقیر جہانگیر کو حوالہ کرو کہ یہ طلسم کشا ہے یہ کہکر اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی ترے
کچھ باتین لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر یگانہ کب سر فرو لانے والا ہے کچھ اُسنے سماعت نہ کی سوائے
اُسکے کہ اُس سے بغلگیر ہوا اور اُسنے بھی اسکے تیور اور شوکت و شہامت جو دیکھی بند ٔ بے دام بنے
اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ جائے نام اس ساحر کا وہم جادو ہے
اور اسکا بھائی ہے کہ اُسکو موہوم جادو کہتے ہین موہوم جادو بیرون گنبد برائے حفاظت
رہتا ہے اسوقت اپنے مسکن مین تھا کہ اُسنے روشنی دیکھی سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب
یہان آیا ہے چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا ہی سمجھہ گیا کہ آج
افراسیاب کا خالی از فتور نہین جلد خبر لینا چاہیے پس فوراً اُڑکر اس مقام پہ آیا اور مخفی طور
ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا واے مردیم یہ کیا
غضب ہوا اُسنے پشت گنبد پر جلد تر پہونچکر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس
صندوق مین کہ تحفہائے مذکور تھے اُسکو واکر کے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکلکر صحرا
کا راستہ پکڑا یہان جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فقیلۂ سحر کی بہت روشنی تھی دیکھا تو ہزار تصویرین
یہان لگی ہین کہ سب ہنستی بولتی ہین اور منیرین بھی ہین گلدستے اُنپر چنے ہین سامنے گلدستون
کے آئینہ جھمک دار لگے ہین آئینون مین پریان ناچتی نظر آتی ہین بادشاہان ممالک سیر و شکار
مین مصروف دکھائی دیتے ہین صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہے بلبلونکا چہچہا تا سنائی دیتا ہے رقص
طاؤس گلستان مین دکھائی دیتا ہے آئینہ نہین اصطرلاب جام ہے جسنے جام کیخسروی کو تیرا کیا ہین
جام جم کو کوزۂ سفال بتاتے ہین انہین نیرنگیون مین ایک یہ بھی تماشا ہے کہ کئی ہزار صندوق جواہر
اور شیشے کا رکھا ہے ہر ایک پر غلاف مخمل کا چڑھا ہے ہر صندوق پر جواہر کے مور کھڑے ہین دم
اپنی اٹھائے رقص کرتے ہین جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہے وہان مور سے
ایک پریزاد نکلتی ہے اور اپنی اداہاے دلفریب پر لبھاتی ہے ہنسکر برق دندان کی چمک سے
بجلی گراتی آئینہ رخسار کا اپنے حیرتی بناتی ہے انسان محو ہو کر رہجاتا ہے کچھ دیر مین وہ پری تو غائب
ہوتی ہے جانے والا مثل تصویر گلی بے حس ہوتا ہے اور کچھ دیر مین زمین مین سماتا ہے جہانگیر نے وہ
اسما جو سر گنبد پہ تھے پڑھے اور لوح طلسم بندہی پاس رکھتا نیس قدم جلادت تسیم

پھر کر صندوقوں کے پاس آیا لیکن حیران کار تھا کہ کس صندوق کو کھولوں اور کس طرح
مقصد ہوں لیکن ایک صندوق جواہر کار منقش بہ نقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ پر تجمل
اسکا تھا رونق مین بہتر از ماہ مبین تصدق اُسپر صندوق جواہر انجم جسے رخ برین اُسکا قفل
بھی کھلا دیکھا اُسنے اسی کا پٹ اُٹھایا اپنے مطلب کا نہ پایا مگر اُسکے کناروں پر لکھا دیکھا کہ یہی تہ مخزن
جواہر تحفۂ طلسم بس اُسکا اٹھا ٹھنکا ناچار کرنا کیا باہر نکل آیا افراسیاب کو اُسوقت صدمۂ عظیم
ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ کے تیور بد دیکھکر غائب ہو گیا افراسیاب نے
ہر چند سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا اور سرحد دار ہے وہ اسکے ادنیٰ سحروں کو کب
مانتا ہے کہ یہ کھڑے کھڑے سحر کرے اور وہ آ جائے ہان جب ہوم وغیرہ کرے کسی طریقہ کا اسپر
کرے تو اثر ہو ناچار بادشاہ تو اپنی فکر مین ایک طرف گیا اور جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا
اُسوقت ایک پنجہ کرمین آکر اسکے پڑا کہ بروے فلک لیکر اڑ گیا یہان کا تو یہ ماجرا گزرا کہ
چالاک بن عمرو بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہوا اُسنے تلاش مین اپنے مالک کے رہ نوردی
کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل حسینہ و جمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ سنبل باغ جنان
تک پہونچا ہوا رخسار کے رو برو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلۂ طور کے رو برو بہشتی
پیشانی آنکھین دو ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبون پر جان مسیحا قربان رسیلا نمک
عجب آن بان اگر لیلیٰ اُسکو دیکھے تو مجنون بنے ہیرا ہیرے کی کنی کھائے شیرین سامنے اُسکے
پھیکی ہو جائے عذرا عارض پر مفتون ہو کر جان گنوائے نظم

کھلے بال چلتی جو وہ سرو ناز
قیامت اُدھر سے نمودار ہو
وہ کافر بھون ہو مین دل جہان

قد مبوس کو آتی عمر دراز
نگہ گرم اُسکی جدھر جا پڑے
کرین سجدہ اُسجا یہ اسلامیان

جدھر کو وہ نک گرم رفتار ہو
کہے تو کہ اودھر کو بجلی گرے
غضب اس صورت پر آراستہ

ہو چکا لباس و زیور سے بھی مزین و مجلے ہوا اور اٹھلاتا مگر کوسے کا عالم دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا
تھا کہ یہ مردوا شہزادہ نماباز ہے مجکو اکیلے مین لا کر چھوڑ گیا بے مروتی سے منھ موڑ گیا اسا مری کھون
اب کبھی اس موئے سے مین بات نہ کرون اے اسکے منھ کو جھلسا آگ کا لگاؤن ورگور جا پڑین
پھکنیان اوڑھ رہے وہ تو اسکا نام نہ لے چل اپنا کام کر لیں ایسے شام ورسے اور دے پچیس ہزار

اسی طرح اس گنبد سے چندگام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک چشمہ نظر آیا اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے تلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحر سے نے سر باہر کیے اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھکر جھجکی اور چھاتی اُبھار کر چلی اُسنے جو دیکھا کہ ایک معشوقہ عربدہ ساز مست مے ناز رفتار سے دل پامال کرتی بنسان آہوے رم خوردہ دلفریبی دکھاتی جاتی بس وہین سے پکارا کہ بیت

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید ۔۔۔ سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے قریب آیا اور کہا کہ شعر

خرامان نکلتی ہو جس راہ سے ۔۔۔ قیامت ہے وان نالہ و آہ سے

ای یار وفادار طالب طرحدار دل لیکر یون بھاگنا اچھا نہین ہان سچ ہے چورون کا اور کام ہی کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ چل تجھے مردود سے اتنی باتین نہ بنا دل اپنی امان جان کو جا کر دے مجھ بیچاری غیر سے کیا واسطہ ہے یہ تو ہی تسلی جان یہ بیچان بڑی خالہ سلام اُسنے منت کی اور سر قدم پر رکھا یہ نہین نہین کیا کی آخر وہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اور اگر چشمہ مین کود پڑا جب اُسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع و رفیع تعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر ایوان کے فرش بچھا مسند معرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش و عشرت رکھا ہوا جام و صراحی موجود عشرت حاضر غم نابود اُسنے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے بیٹھا نظارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اُسکا بگڑنا تھا پائی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اوپر چڑھ جانا کبھی بند سیون کا کھلجانا اُسکا آغوش مین لینا اُسکا تڑپ کر نکلنا اور کہنا کہ ای شخص گھڑی بھر کی اسوقت صحبت ہی تو مجکو ہلاک کرتا ہے غم فرقت سے دلکو چین آتا ہے نہ آرام ملتا ہے خواب و خور حرام ہوتا ہے غم اندوہ دلپر چلتا ہے جان پر بنتی ہے دم نکلتا ہے کہ نظم

سب اس عشق کو عشق کہتے ہیں گے
اسی سے دل ہو ہوا غدار
اس آتش سے گری ہے خورشید مین
کتان کا جگر ہے سراسر فگار
ستم اس بلا کے ہین سہتے ہیں گے
یہی وجہ ہے کی جان نومید ہین
سنے اسکے چرچے حکایت سنی

گئے شکر گلے شکایت عشق | اسی سے قیامت ہی جابجا اُور | اسی فتنہ گر کا ہی عالم میں شور

اُسنے کہا اِس پارہ قسم ہی ستارہ کی جیب سے تجھے دیکھا ہے یہ حال ہمارا ہی کہ دشنۂ غم سے جگر پارہ

پارہ ہی دریائے اشتیاق جوش میں ہی بندہ کب اپنے ہوش میں تھا | اُسی بیکس کو دیدہ و دل کر مارا تو کیا مارا

جو آپ ہی مر رہا اُسکو گر مارا تو کیا مارا | جگر و دل دونوں پہلو میں ہیں تجھی اُسنے کیا ہا | اودھر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا

یہ کہکر اُسکے لپٹنے لگا اُسنے دھکیل دیا کہ صاحب پرے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدظن ہوگا بس فوراً جام مے ارغوانی بھر اور اُس اختلاط میں پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنی شراب آغشتہ بدارو بیہوشی ہو چکی تھی بس وہ جام اِس کافر کے حوالے کیا یقین نگارین خوش بنا کو دیکھکر اُسکا دم نکلا بیقرار تو تھا ہی جام لیکر پی گیا وہ جام پلانے سے مست و مدہوش ہو کر گرا اُسنے فوراً خنجر سے سر اُسکا جدا کیا آواز مہیب آئی کہ مارا مہو ہوم جادو کو اُسطرف افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسنے ایک مقام پر پہونچکر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُچھالا کہ وہ خون ایک زنجیر ہونے کی شکل ہر طرف پھیل گیا اور کچھ عرصہ میں وہی زنجیر وہم جادو کے گلے میں پڑی ہوئی اور جہانگیر بچہ میں دبا ہوا سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے اُسکو زنجیر سحر سے رہا کر کے پھر بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سر فرو لایا اور بادشاہ کو مع جہانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنبد کے قریب پہونچکر جو اُسنے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈھ رہی ہی جھولی وغیرہ تلاش کرتی ہی آفت برپا ہے زمانہ سیاہ ہی آندھیاں چل رہی ہیں اُسنے کہا ہائے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادوان نے اُسکی تسکین و دلداری کی اور چابک کو اُٹھا کر گلے سے لگایا پھر ایک حجرہ بنا دیکھا کہ وہ برباد ہونے سے باقی رہ گیا تھا چنانچہ اُسکو وا کیا ایک صندوق میں تیغہ بلا کش اور چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ لیکر جہانگیر نہایت درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے اب اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اُسکو اپنے ہمراہ لیکر وہانسے مراجعت کی اور وہ جہانگیر شہزادے کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ بر رنگ سبز تھا اور قفل آہنی اُسمیں لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو اُکھیڑ ادھیڑ دیکھا لقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو وہم کو لیکر پھر آیا اور اسی دشت میں کہ جہاں خیمہ جہانگیر کا تھا اور جہانگیر دونوں پانوں جا کر اُس لق و دق میں کود پڑا غلطان و پیچان چلا گیا جب پانوں تہ سے آشنا ہوئے ایک صحرائے سیاہ رنگ نظر آیا اُسنے چراغ جمشیدی وہان رکھکر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہو گیا جیسے کسی کافر کے دل میں نور اسلام آگیا روشنی کی ہوتے ہی سر جدا

نیلی پوش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا ہے اُسی وقت لشکر ساٹھ ہزار ساحران غدار کا لیکر جریدہ دوڑا صدا اسکے بوق ودہل نے تمام دشت کو بھر دیا زلزلہ زمین میں ڈالا نارنج ترنج بیس کی گانٹھ بنکر ہر طرف اُچھلنے لگے شورش دریاے لشکر نے کشتی جان کو ڈبونے کا عزم کیا بس ہ لشکر جہانگیر پر ٹوٹا اسنے بھی تیغہ بلاکش کھینچا اور نعرہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ نہرین خون کی جاری ہوئین فوارے جسم سے خون کے اُچھلنے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہین لوہے کی لاگ تھی کسی جا کلوا اپنا کام کرتا تھا لیکن جہانگیر یکہ و تنہا ہزارون لاکھون پر بھاری نظر آتا قضا نے باغبانی کرکے طرفہ باغ لگایا تھا تیغون کے پھل نخل جسم میں لگے تھے تیر چلتے تھے بلصبا آفت بپا تھی جوانون کے جسم پر پھولون کی طرح گلکاری تھی

نظم

جوہر شمشیر کے جوہر دکھاتے تھے	میانوں سے اپنے نکل جو ہوئیں یہ تلوار	باعث تیرگی چشم تھی وہ برق اجل
در ہی آگئی اگرچہ صف اعدا میں	ایک دو ہاتھ کے چلنے میں پڑی ہلچل	تیرگی بخش جہان لیسکہ ہوا ابر گرد
چشم خورشید فلک پر تھی مثال مکحل		

اس دشت میں پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع ملک خورشید کے آکر پہونچا اور فوج پر سرحد دار کے گرا عیاذاً باللہ بڑی گھمسان کی مار ہوئی آخرعین گرمی جنگ میں سرحد دار نیلی پوش مقابلہ میں جہانگیر کے آکر دو پر کالے ہوا اور بقیۃ السیف لشکر بھاگا یہ لشکر اور سرحد دار کاہ استادہ ہے برائے حفاظت یہان رہتا تھا ملک مال اُسکا نہ تھا ملک انجم شاہ جادو کا ہے کہ جو بہنوئی ہے کوکب روشن ضمیر کا اور مقدمہ جو سرحد کا تھا اسلیے کوکب نے اپنے بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اسپر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دو ساحرون کو سونپا تھا اور سرحد دار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار رو بفرار لائی اور یہان فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ اپنی اُس صحراے اول سے منگوا کر اسی مقام پر برپا کرائی لشکر میں جو طائفے کے ساتھ ہیں اُنھین حکم رقص و سرود دیا اور اسباب سب نشیب و فراز جہانگیر کو سمجھا کر رخصت ہو کر اپنے مقام پر گیا جابک نے یہان انتظام معقول کیا طلایہ قائم ہوا بازارین کھلین بالاروی پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے جشن ہے صحبت ملوکانہ برپا ہے یہ تو بعیش قرار پذیر ہین لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار میں پہونچے انجم شاہ جادو سریر حکومت پر نشستہ کروفر جلوہ گستر تھا دربار میں اُمرا و وزرا ارکین سلطنت حاضر قاعدہ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان فراریون نے دروازہ الامارہ پر پہونچکر فریاد و فغان کی انجم شاہ نے

سامنے طلب فرمایا اور استفسار حال کیا اُنھون نے رو رو کر سب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سحر جادو اکثر
اور قتل ہونے کا بیان کیا ان لشکریون کو تو ہر کار مین جگہ دی گئی اور بغضب تمامتر اپنے سردارون کی
جانب اُسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مفتون جادو نام اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجا
لایا شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو اپنے
ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہو کر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادوگریان طاؤس
اڑاتی چلین اژدرون کی پھنکارون نے عالم کو سیاہ اسود کر دیا اسلحہ کی چقاچاق سے دنیا بھر گئی ڈنکے
بجے ناقوس بھنکے بڑے عظم و شان سے صحراے تاریک مین آکر پہونچے اور خیمہ و بارگاہ سب نصب کیے
طبل فوج کے داخلے کے بجے ہرکارے خدمت جہانگیر مین آئے سب کیفیت معرض عرض مین لائے
یہان کئی روز تک مفتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک روز جب صحراے تاریک سواد اعظم
شب نے مصقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ کھا کر جسم پر سیاہ ماتم

پہن کر روشنی کا نام آئی
نہیں ہوتے ہوس سے گل ستارے

شفق نے پھر خبر دی شام آئی
چراغان بن گئے بالکل ستارے

سر شام مفتون خوش انجام نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے دوان دوان خدمت والا فرزند
صاحبقران مین آئے اور بصد عجز و ادب یہ زبان پر لائے اشعار

چلے تا شرق آفتاب عالم مین
خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر
زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے

خط شعاع سے اسیر جو بہ نوک تحریر
جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مسخر
تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
فلک موقر و اختر سعید و بخت نصیر
طبل جنگ لشکر دشمن مین بجا رہے

باقی عافیت سب طرح ہے ادھر بھی نقیر سحر کو دم ملا لشکرون مین تیاریان آلات حرب و ضرب کی
شروع ہوئین شرارہ سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اُٹھا ایک طرف شمشیر ایسی جادوگر کی
اپنی زبان نکالے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر منتر پڑھتی تھی زبان سنان پر
سینہ چھیدون یا قوی بازو ادھر آ چھو جاری تھا تیرون کی بوندین تیار ہوئی تھین گرزون کی ڈھال
ہوا چاہتی تھی جھنڈا شجاعت کا گڑا اتھا ہر خنجر پہ پڑھا آتا تھا کالوا اسے بھیرون جانے کالی
دشمن کا لہو جانے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدائین آتی تھین جانین خوف سے جاتی تھین چار پہر یہی
ہنگامہ رہا جب مرغ سحر نے پیک بکر خبر آمد سحر دی اور غوغا سے گجر نے شور طبل و بوق کو کم فرمایا

کہ ابیات

جو آئی پھر گھڑی سر براوان کی
بدل دی صبح نے رنگت جہان کی
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کافور
چراغ صبح کے مانند بے نور

سحرگاہ شاہزادہ والا جاہ بستر خواب سے اُٹھکر مسلح و مکمل ہوا اور دربار گاہ خورشید پر آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اسکا قلب مین لیکر بڑے کروفر سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا ان کفارون کی شان و آن و بان لکھی جائے ایک دریا شجاعت جہانگیر باتوقیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر
دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑونکا صہیل
نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پائون
کوچۂ صور سے گذرے جو دم اسرافیل
دون ترے گھوڑون کو مین کیونکہ پریسے نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرضکہ بہزاران تجمل جب میدان مین پہونچے اُس طرف سے مفتون بھی فوجون کا پرا ہمراہ لیے اپنی تمکنت و جلادت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل مین صف آرا ہوئے اور بعد ترتیب صفوف میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر ستارہ پیشانی جادو نام مفتون کی طرف سے میدان مین آیا اور نیرنگی سحر دکھا کر طالب مرد نبرد آزما ہوا اسطرف سے شہنشاہ قوی بازو نام نے آکر اسکا مقابلہ کیا تا دیر دونون مین رد و بدل تیغ و ناوک سحر کی رہی آخر ایک ناوک ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اُسکا زحل صورت اسکے مقابلہ مین پہونچا اور اُسنے ایک بجلی سحر کی گرائی کہ خرمن جان شمشاد کو اُسنے جلا یا راستی کچھ کام نہ آئی جہانگیر تو منچلا بہادر ہی اسکو تاب کہان فوراً مرکب اپنا اُٹھا کر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کیا تھا جھکر طماچہ مارا اور مر گئے پھر تو ابر سیاہ چارطرف سے گھر آیا اور تیغہ سحر چلنے لگا دارو گیر کا زمانہ تھا اپنا پرایا سب تیغ کے منھ پر چڑھکر منھ کی کھاتا تھا جان گنواتا تھا آتش خانۂ تن مین جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھولی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی تھی ساری کرنی دھرنی ڈوبی تھی اُسنے اِسکو گرایا اِسنے اُسکو بھگایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی مغلوب بجے کرچتا بجا ہر سمت سائین سائین کی آواز جان پاز سوز و گداز شمع ہنستی گل ہوا دادا ابجے جھوکے مارلو مارلو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تیغ اپنا پرایا ہوا مفتون نے پڑھکر کچھ جانب آسمان

چھو نکا ایک ابر تیرہ گھر آیا اور چار طرف چھا کر ہر سمت سے مثل دیوار کے زمین میں سما یا ایک قلعہ سحابی
آتش بنا یا اُسکے اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلہ آتشین نکلکر
بدن میں لپٹ جاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُسوقت کچھ رعی العنبر جھولی
جھولی سے اپنی نکالی اور سحر دم کر کے جلا ڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ میں لگی اور روئی کی طرح جلکر
رہگیا مفتون نے ایک تسمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ تسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُسکے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے جانب زمین پھینکے ہزاروں ماران سیاہ پیدا ہو کر لشکریون کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک
طاؤس موم کا بنا کر کچھ تنکے سیندور وغیرہ کے اُسپر دیے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان
کیطرف اُڑا دیے لحظہ بھر میں ہوا تیز و تند ہوئی اور بعد ہوا کے ہزاروں طاؤس آئے آسمان پر
چھائے گُندے باندھ باندھکر زمین پر گرے اور سانپون کو چن چن کھاتے تھے اسی طرح سے
تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھونکی صفائی رہی کہ نظم

نشتر طائر کو بھی وہ سمجھے ایک سل ہو گئی
طائر روح عدو کے لیے پر پرواز

مہرہ پشت عدو میں تیر اتر جیسے دو
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو غل

جب ہزاران ... ہو تیر نشان
رشتہ مہرہ تسبیح کے مانند رخیل
آخر فوج مقتون کی پسپا ہوئی

اور تیغہ بلاکش کے سامنے جب وہ جانبازی کر کے آیا ایک ہاتھ میں دو ٹکڑے ہوا شور دارو گیر تو برپا ہی تھا
اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مرا گویا کیا بڑے تجمس سے لاش اُسکی اٹھائی اُسکے
بیکر روتے پیٹتے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہانگیر نے دور تک تعاقب کیا پھر بفتح و فیروزی
مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی اور منزل بھر بڑھ آئی پھر وہی ہنگامہ نشاط برپا ہوا ہر بہادر
مال لوٹ کر مالا مال ہو گیا اور بستر پر اپنے بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ میں شہزادہ فلک جاہ
کے یہاں جشن ہو رہا تھا اُدھر اثنائے راہ میں قافلہ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح
پریشان و مضطرب الحال الغم حصار میں آئے اور سامنے بادشاہ کے ہونچکر سب ماجرا عرض حضور میں
لائے اُسنے جھلا کر ضرغام آہن خوار جادو کو یہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامہ سپاہ برپا تھا فوجون کا
چلنا جوانون کا مچلنا اور تمنا بیرون کا غل کرنا تھا شہر کی رحمت اٹھا کر نہایت احتشام سے یہ سبب
دلاور جب مقابلہ میں پہونچے ایک دو روز آسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام

ہوا اور ضیائے خورشید کو چراغ سحری پایا کہ بیت

زمین کے سایہ سنے کی پردہ پوشی ؛؛ مثل مہر فلک کی گرم جوشی ؛؛ ایسے ہنگام میں طبل جنگ دونوں سمت
بجے دلاور آگاہ و خبردار ہوکر جان اڑانے پر تیار ہو لگے کہیں ہواے افسون سے ہوا بندھی کہیں پیدا ہوئی
آندھی کہیں تیغ تیز چمکی کہیں کمان سے چلا کر خبر دی رن اور بزن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحر و مہر نے
شعلۂ مہر کو چمکایا اور ساحرۂ شب کی شکست کا زمانہ آیا بیت اڑائے جلوہ ہاے صبح نے ہوش ؛ پیچ بڑھے
پھر لڑنے والوں کے جوش ؛ صبح کو دونوں جانب سے سپاہ کینہ خواہ مقام وادگاہ پر گروہ گروہ
حسب دستور شور برپا ہا صفیں کھنچ گئیں علم بلند ہوے کڑکا ہوا طبل و بوق بجے نفر یہ آہن خواہ از
علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھروسا رکھتا ہے اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہے اسنے سحر کیا
ایک پہلوان سحر اسی گھوڑا اڑاے میدان میں آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب مرد و مرد ہوا خورشید کی طرف
سے بھی ایک ساحر نکلا مگر جو ساحر کہ اسکے مقابلہ میں آیا اُسنے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا ستر انتھار
جان نامی و نامور طعمۂ نہنگ شمشیر ہوے اُسوقت جہانگیر کو تاب کہاں یہ گھوڑا اڑا کر سامنے اُسکے آیا اور نیزہ
بازی شروع ہوئی اتفاق سے کاوہ دینے میں گھوڑوں کے عکس نوح کا جو گلے میں جہانگیر کے تھی پہلوان
پر پڑا وہ کانپ گیا ہو کر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھا ایک قہقہہ مارا افسر پر سخت نادم ہوا اور خیال کیا
ہوا لعنت اس باطل کنندۂ افسون کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینہ پر اسکے لگایا پھر تو اُس خنجر گذار کا یہ حال ہوا

بگشتند با نیزہ ہاے دراز
نہ این را ظفر بد نہ آن را ظفر
نہ جنبید گرد دلاور زجاے
دگر زید دشنہ و از ہر گران
ز آواز گوپال ہر دو سران
بسید آبلہ دست ہر دو سوار
دو شیر و او رچو غرندہ میغ
چو کر بایس دریدہ در کارزار

بگفتند با نیزہ بر سینہ راز
فگندند از دست نیزہ سران
کشیدہ بسر آورد و لفشیر و پاے
کشیدند مرکبش گستوان چاک چاک
تو گفتی بدوش جہاے آہنگران
ز گوپال چون کار نامد برگ
سخن بود بایدگر شان بہ تیغ
غریو آمد از جان فوج ظفر

بدو حملہ کردند با یکدگر
پس آنگہ گرفتند گرز گران
چنان بر سر خورد گرز گران
فرو رفت ہر چار پایش بخاک
ز نیروے مردان و زان کارزار
روان برکشیدند شمشیر مرگ
بزد تیغ شہزادہ نامدار
ہمی نوحہ کردند بر تا دلیر

اُسوقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم آویزش پذیر ہوئی دلاوروں کے حملے دیکھکر بہرام فلک کا نپا
جلال و عظمت گرداں پر خاشجو پر مہر چرخ تھرایا زمین خون سے رنگین ہوئی عروس دہر کی

ترکین ہوئی قبا سے، سرخ ارض و غبرا نے پہنی تیروں کی مار تیروں کی بوچھار تھی کندوں سے سند با صحرا
مین پھیلا تھا آملہ آورون نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا بادہ اور زنازہ کی آواز تلب خون مین ہنسا یا ہوا

ہر ایک ارجمند کر نظم
سراسر ہمہ رو سے آہون منقش
زبانگ تبیرہ شدہ گوش
زتیغ سواران زرین کفش
زگردان برفتہ ہمین مغز و ہوش
خروشیدن کوس و ترغو در آ

جہان سراہی بہو یکسر رجا سے ... آخر کار تیغ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا زور و طاقت سے جہانگیر کے
دلاورون کا دم بند کیا شہر کی فوج بھی بہت کام آئی اور بھاگ کر بہتون نے جان بچائی مار تلوار تلوار کے
اُڑا دیا جہانگیر نے جہان زیر دست کیا جو کوئی سامنے آیا باقی نہ رہا ہنستا ہوا یہ شیر جنگی پھر اوہ اُدھر خاک
اُڑاتے ہوئے گئے اسنے ادھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور منزل بھر اور آگے سپاہ بڑھ آئی
نوبت خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم ہوا اسطرف انجم شاہ سے فوج ہزیمت خوردہ
نے جا کر سب حال کہا یہ اس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے داستان گو کو اختیار ہے کہ جتنی
چاہے جنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع رائے کو روشن کیا
اور انجمن مشاورت برپا کر کے طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخرش رائے پر وزیرون امیرون کی قرار پایا کہ
عیار کو بھیجیے اور کام لیجیے اُسنے اپنے عیار سرہنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و زور بنا ہوا
باندھا ہے عیاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اسنے ترک فلک سیر اسکو آمادہ رزم پایا و ہر مکار کو
یقین ہے کہ مکر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا کہا اے سرہنگ مین نے تجھکو بچہ سا
پالا ہے اب یہ وقت جانبازی ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور مین آئیگا وہ سب پر
کھل جائیگا جب عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجم نے اُسکو مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت
ہو کر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب ملکرات کو بطور تخلیہ قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا بیابان وہ وقت ہے
کہ ابر آیا ہوا ہے کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا ہے باد بہاری خیمہ ابر زنگاری استادہ کر رہی ہے فراش
بنکر صحرا کو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جوبن ہے شجر سرسبز ہین پتے لہلہاتے ہین جانور چہچہاتے
ہین کبھی سورج چمک جاتا ہے حسرت سے مزا زبان پر آتا ہے کبھی غبار اُٹھے ہوا کے گھاس کو سونے
تک لہرا جاتی ہے گلون کی خوشبو کی لپٹ دماغ جان بساتی تھی دھیرے کو کلا بھیجا [illegible] بساتے
ہین جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہین نوجوانون کے دماغ مین مستی کی دھوم طبیعتون مین [illegible]

چشمہ اگر موج عشرت دلون مین اٹھاتے ہین چشم چشمہ طراوت پاتے ہین پانی کی رفتار دلون کو وہ بہاتی

ہوا کھین وٹہ باتی ہین نظم
ابر و گل و سبزۂ طرب ریز
افلاک و زمین سرور انگیز

اور اسپہ وفور ابر و باران
ہنگامۂ عید بادہ خواران
بربادہ وہ نشان تو بہ

رخنہ گر خانمان تو بہ
زاہد کی جو وہ ہوا ہے قسمت
کاہے کو رہے ہوائے جنت

ایسے وقت دلکش و موسم خوش مین جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کردی پھر تو باد زنجیر بجے باشہ لگھڑ جگھڑ ماتہ متی شکاری جانور باز تیر سیر داز بازدار اور میر شکار لیکر حاضر ہوے خیمہ ڈیرہ لدگیا تو ہمسن کمر باندھکر چلنے پر تیار ہوے سامان بزم بھی ساتھ لیا رقاصون اور نازنینون کو حکم ساتھ چلنے کا دیا

مرکب بلور رفتار پر شہزادہ والا تبار سوار ہوا ابیات

لگی چشم خورشید تک گرد فوج
بحار و صحاری پہ ہو عرصہ تنگ
روان بحر لشکر ہوا موج موج

ہین بیٹھے ہین شیر بیری لباس
کرین لوگ خاصا مغفری کا لباس
مگر یان سراسیمہ ہین وان پلنگ

دلون مین ہراس کمان و کمند
جبکہ یہ سب ولادر صحرا ہے پر شکار مین پہونچے جانوران پرندگان
چکارے ہرن دونون اندیشہ مند

شکار کیا پھر چرند پر گھوڑے اٹھائے ہزارون ہی ہاتھ آئے ابیات

نہ مرغزار کہ آیا نظر گشت مین
سبھون مین جو تھے تاز و سار تگ
نہ لک لک نہ تیتر رہا دشت مین

بنون مین مچی دھوم سے آکے دھوم
جہان دیکھیے ہی قیامت ہجوم
ہوے صید یون بن پر آیا نہ تر

کہین ہاتھی نکلا ہے اژدر کہین
بڑے مست ہاتھی جو تھے پچلے
کہین ارنے مارے غضنفر کہین

لب آب جا کر جو کھیلے شکار
اسد و انکے تھے کو دکھ ز سوار
سُن اس شور کو چھوڑ کر بن پچھے

ہوا مین سے بھاگے عقاب دلیر
جب آفتاب کی تمازت ہوئی خیمون مین آکر قیام کیا اور طعام لذیذ
ہوے قرقرے صید ہو ہو کے ڈھیر

سے آسودہ ہوکر آرام فرمایا پچھلے پہرون کو جب دن ڈھلا سیر دشت کرنے لگے اسی شغل مین دو تین روز نشاط دیتے تھے یہ تو یہان تھے وہان سر ہنگ ملازمان خورشید کی ایسی صورت سنکر گھبرا گئے اور ہرچند تجسس کیا جہانگیر کو نہ پایا لشکر مین چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہے یہ خبر سنکر یہ بھی صحرا مین آیا اور ایک مقام پر گھوڑی فقیرون کی طرح راستے ڈالی اور آپ ایک عورت نہایت حسین تھا کہ زلف رسا کو اسکی مشک کا خطا ہے وہ آہو سے پیدا ہے یہ اس سے جدا ہے یہ شب برات بجدہ جبین پیہ اپنا جو شر ہوا مین روح مجنون لیلی بنکر مانگتی دعا ہے کیسی زنجیر کا سلسلہ پھر مجھکو قید

حیات میں لانیوالا ہے اُسی شب میں بدر پیشانی کو دیکھکر سجدہ میں جھکتا ہے کہکشان کو مانگ سے نسبت ہی کیا ہے اسمین راستی ہے وہ پیچ کہ جس میں کج ہوئی ہے ناوک ابرو سے پر خم اسلیے کہنا بجا ہے کہ خلق مشتاق تماشا ہے ہر جادہ ہی انگشت نما ہے کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایان ہے آنکھ میں وہ شرارت بھری کہ نگاہ برق پر برق گرانی گرمیان شعلے گرمی دکھاتی گردش غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش میں لاتی ناز و غمزہ خوبان کو اپنا غلام بناتی رخ پُر نور میں وہ گرمی کہ دل جلون سے اور زیادہ دل میں آگ لگاتی آگ کا داغ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شیرینی کا مزا تلخکامی ولانا چاہ ذقن میں اُسکے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تھے بلکہ گوہران دندان دیکھا وابستہ ہوا دلین سوراخ اُسکے پیدا ہے کہ

نظم

سیہ چشم اُسکی وہ بدمست تھی
تفاوت زمین آسمان کا ہے یان
دہن کی جو تنگی نظر کیجیے
سبھی دست زیر زنخدان ہین

نگاہون سے شمشیر در دست تھی
وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی
تو آگے سخن ختم کیجیے
سب ایما میں اُسکے جہان دیکھیے

رخ اُسکا کمان اور مہ و خور کہان
دم حرف سرمایۂ زندگی
تہ ہم تم رخ دیکھ حیران ہین
وہین رو سے مقصود جان دیکھیے

اس شکل و شمائل پر بالون کا جوڑا باندھے کنگھی چوٹی زلف لہرا کر رخسار پر آتی بدلی چاند سورج پر چھا جاتی تہمد باندھے ایک کرتا کمر تک موسے کمر سے کا بھبھوکا رنگ چھلا انگوٹھی پائے بانسری چھیڑ میں لگر ہے وہ حوتی رہا سے بیٹھی ایک کونے میں بین ستار بھی چھپر یامین رکھ لیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور جیسے کھلا دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور چوالون سے اُسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا تھوی

ہوا دلکش و ہر طرف سبزہ زار
کہ کہنے لگی بلبل خوش زبان

کہ سرسون سے کی تھی قیامت بہار
کہ خاطر جنون سے نظر کیجیے ہر ت

کھڑے لوگ محو تماشا تھے وان
خبر بھی ہے تمکو کہ آیا بسنت

جب یہ سب سیر کرتے ہوئے چلے عیار طرار سے کہ یہ سب نوعید کو آئے تھے گروہ صیاد بنا ہوا دام لگائے بیٹھا تھا انکو محو تماشا دیکھکر آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یہ غزل گانے لگا کہ غزل

تمھین تقصیر اس بت کی کہو میری خطا لگتی
تڑپتے لوٹتے رونے کا باعث تجھپہ کھلتا
وہ پھرتے گرم نظارہ کہا تک زخم دل ٹانکون

مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
ترے دل کو بھی میری سی اگر او بیوفا لگتی
کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی

جو گریہ ترنم کر دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا	چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
ملا سے جان ہوا دھیان اُس سیہ کاکل کی چوٹی کا	نہ لگتا دل تو دل کے پیچھے کا ہے کو بلا لگتی

یہ صدا لگانے کی اور بین کی کان مین جھنکار سے جو پہونچی گھوڑا اسی طرف اُٹھایا صید خود جانب صیاد آیا قریب ہو کر عجب حسن زیبا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا گھوڑے سے کود کر قریب اُس قتالہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اُسنے کہا دا آتا بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم کاج کرو اُسنے کہا سائین آپ کا کہان سے آنا ہوا ہے کہا بابا جان سے سب آئے ہین کہا آپ کہان رہیے گا یا جائیے گا ہم نا بے دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہے فقیر کیونکر رہ سکتا ہے موافق مضمون

اس بیت کے بیت

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین	ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین

کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اُسکی تیر مژگان کا صید ناوک خوردہ دل اسکا بنا اب اُسنے ادا ہاے دلفریب دکھانا شروع کیا کبھی منھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جماہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کلی چٹک کر کھلگئی کبھی دونون ہاتھ اُٹھا کر انگڑائی لی کہ دونون ہاتھ دو تلوارین تھین کہ بلند ہو گئین بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی گات کے اُبھار نے سنا ٹین شکر سینہ دکھا دیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لینا حیا کی چلمن رخسار پر پڑنا شرما کر نیچی نظرین ہونا عیاذاً باللہ یہ نوجوان تھا اگر زاہد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ورع طاق نسیان پر رکھتا بس اُسنے قدم پر اُسکے سر رکھدیا اور کہا کہ میرا ملک و مال اس مقام پر نہین ہے ورنہ کیا کہون کہ کیا مراتب آپ کے کرتا آخر مہ پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہے کشور راحت فوج الم نے لوٹ لی ہمکو مال کی کیا پروا ہے فقیرون سے زیادہ ارتباط اچھا نہین اب اپنی راہ لو ملک و مال کا لالچ نہ دلاؤ اُسنے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہین اس صحرا کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہین اُسنے کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہین اُسنے کہا آج مین اپنا خون کر دونگا نہین تو عرض میری قبول ہو کہ یہان سے چند کوس پر لشکر میرا ہے وہان تشریف لے چلو اُسنے جواب دیا کہ درویشون کو جا بجا دوڑتے پھرنا اچھا نہین ہے کیا مطلب جو وہان جائین اور اپنے مذہب و ملت مین دھبا لگائین اُسنے کہا ہم تمھارے کمالات کے مشتاق ہین دو گھڑی ٹھہرنا اچھا ہے آزادہ بھی تو صحرا ہی ہر کوئی عمارت

شاہی نہیں ہوا اُسنے کہا ابھی یہ راہی نہیں ہو بہت کچھ اُسنے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوئی اُسی وقت
یا تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا میں یا کوچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کرا لیا اور لشکر میں پھر کر آئے
ایک خیمہ میں اُسکو اُتارا کہ جملہ سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا مسندیں بچھی تھیں
چوکی پر کشتیاں صراحیوں کی شراب کی رکھی تھیں چنگیریں چوگھڑے عطردان پاندان مہیا تھے لنگری
آب و تاب لگی تھی کنیزیں بہر خدمتگزاری حاضر تھیں جہانگیر نے کشتیاں جواہر و زیور کی
اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجیں لیکن اُسنے قبول نہ کیں اور کسی طرح وہ اسباب نہ
لیا آخر جب ردائے شاہد دہر میلی ہوئی اور گرد لباس درویش روزگار نے اُتارا خیمہ عالم
میں قدم شب مشک فام نے رکھا کہ **نظم**

ستارے تھے کہ جو ہوئیں لب جام | کہ آنکھوں میں پھریں غفلت کی آرام | کھلا جسم فلک سے شب کا بھید راز
ہوئی پیدا مبارکباد آغاز | شب کو ساقی و شراب سب بہم ہوئے شہزادہ خیمہ میں بارگاہ گلفام

کے آیا انجمن آرائی ہوئی لطف چراغان ہر سمت تھا درختوں کے پتے چمکنے لگے ہوائیں سی آہستہ آہستہ درازن
ہوئی کو سون تک میدان میں سناٹا ہوا ستاروں کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم میں زن حسینہ
نے بین کو اُٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ **غزل**

کاش میں عشق میں ثابت قدم دل ہوتا | آسمان درد محبت سے جو قابل ہوتا | اس تپش کا ہو مزا دل ہی کو حاصل ہوتا | تو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی میں تیرا | دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا | کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
تا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا | گریہ بخت ہی ہوتا تھا نصیبوں میں ہمیں | زلف ہوتا ترے رخسار پہ مائل ہوتا
گرفتنگی اگر خاک چمن میں ہوتی | تو جہاں دیکھتے ہو غنچہ وہاں دل ہوتا | ذوق مستی زیادہ ہوا ہوا ہے

بے خوشی سے دل بیتاب سمان مندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا وقت سازکی دمسازی عالم ہی اور تھا
تب تو جہانگیر نے چاہا کہ تخلیہ ہو اور میں اور یہ اکیلے میں بادہ خواری کریں لیکن فرزند مرشد برحق یہاں
موجود تھیں اُنھوں نے ایک جام بھی اس عورت کے ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہے خراب
اسلئے ہیں اسوجہ سے پاس خاطر ہو لیکن میں آپ کو اسکے پاس اکیلے میں نہ بیٹھنے دونگا اور اسکو
بھی خیال ہے کہ بیشک یہ کوئی عیار ہے پھر سوچتا ہوں کہ اگر تفتیش حال کروں اس خیال
سے کہ یہ مرد ہے اور یہ مرد نہ نکلا تو بُرا ہوگا کیونکہ اس ملک کی بچیوں کو میں نے عیاری

کرتے دیکھا ہی بس اگر عورت ہی تو جاسے ہی کہ وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہان لا کے باین
وجود لت چند در چند یہ تو خاموش ہی اور وہان جہانگیر بھڑک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہی جب زیادہ رات
آئی چالاک نے کہا ای شہریار اب تشریف لے چلیے اپنی بارگاہ مین جہانگیر آبدیدہ ہو کر اٹھا بارگاہ
برخاست ہوئی چالاک نے بخوبی پہرا چوکی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ
عیار آسکا آخر عمر شب نے حسرت و رنج غنی الناس غوق ہوا جلال مہر آشکارا ہوا کہ دل جل جلکر
مثل شمع بجھا یعنی زلف شب تا بزانو پہونچی بموجب شعر صبح ہوئی شایع جو نور افشانی مہر
بنی مشعل رخ نورانی مہر * ہنگام سحر وہ دریشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے بہت روکنا
چاہا مگر اُسنے نہ مانا آخر سوار ہو کر راہی ہوئی چالاک بہت خوش ہوا کہ خس کم جہان پاک کھٹکا مٹا
لیکن شہزادہ کو تاب کہان دوسری شب کو بغفلت دیگر لباس شبروی سے آراستہ ہو کر سیدھا
اُس جھونپڑی مین پہونچا جوانی کے مزے ہمکو بھی جب یاد آتے ہین کف افسوس ملکر رہجاتے ہین ابتک
کہہ لینا بس ہے کہ اب ہوس ہی جب اس مقام پر پہونچا اُسنے باعزاز تمام اسکو بٹھایا یہ لب پر لایا کہ قسمت
بوسہ ہمین جو لب کا وہ اپنے عطا کرے * اُس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کرے * اُسنے کہا کیا خوب
اب آپ مزے مین آئے فقیرون کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے اِسنے منت کر کے بیٹھ جانے
کا عزم کیا اُسنے جھجک کر اپنے تئین گرا دیا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جب اٹھا اُسنے دوسرے ہاتھ کو داب کر منہ ناز سے بنایا
پھر آپ ہی آپ اشک آنکھون مین بھر لائی صدقے قربان اپنے اوپر سے کر لیا تب ہنس دیا دیر تک بازار
غمزہ و ناز گرم رہا پھر اُسنے کہا کہ ہم فقیرون کے پاس تو شراب بھی ایسی ہی کہ آپ کے لائق نہین کیا تمہاری
تواضع کرین یہ کہکر ایک گلابی شراب کی جھونپڑی سے لائی اور کاسۂ چوبی مین بھر کر پیشکش کی جہانگیر
نے بے وسواس اُسکو پی لیا اور بیہوش ہوا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سیدھا بے دغدغہ
سپاہ و عیار لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طے کر کے داخل قلعۂ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ
کے پہونچا اُسنے آہنگر بلوا کر ہزار من کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اُسکو لیجا کر برج صندل مین قید
کرو تیغۂ بلاکش بسبب اُسکے کہ مسکن ساحران غدار ہی اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر مین رکھتا
تھا صحرا مین بھی آیا تھا تو وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو یہان لشکر مین شہزادہ
کے غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چالاک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اس عورت کا آنا اچھا نہین

خیر ہرچہ باد اباد یہ کہکر وہان سے صحرا مین آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہین نشان دیکھا
بس یہ وہان سے سیدھا روانہ ہوا اور جابجا کے گانون بستیان ڈھونڈھتا ہوا قریب قلعہ انجم حصار
پہونچا قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم واستوار اُسنے صورت اپنی بدلکر جب اندر جانے
کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک تیک صدا ہوئی آواز گڑگڑی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی
چمک کر اسپر گری اور گردن و کمر مین مثل زنجیر کے لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی غلغلہ دروازے پر جو ساحر
تھے اُنمین برپا ہوا وہ برق زنجیری ہوئی سامنے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائی اُس نے اسکو بھی قید کیا
جاسوس ملک خورشید تاج بخش نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہمکو اندر قلعہ کے جانا بھی نہ پڑا
یہ ماجرا ہمنے بیرون قلعہ دیکھا تمام لشکر مین اسکے بھی شور انکی گرفتاری کا مچگیا ملک خورشید نے اُسی وقت
لشکر اپنا تیار کرایا اور برسم یلغار سامنے قلعہ کے آیا دلاوران سفے آتے ہی پرا جمایا اور حملہ کیا
جب دھاوہ پیش ہوا دیوار کے قلعہ کہ تار بنگی تھین لاکھون بجلیان تڑپ تڑپ کر گرنے
لگین قلعہ ابر تھا اسمین بجلیان تڑپتی تھین میدان مین آتشبازی چھوٹ رہی تھی عجب
بہار دکھائی دیتی تھی کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھے اُنکا رخت ہستی بجلیون نے جلا دیا
بہت آدمی جھلسے ہوے نظر آتے تھے ایک طرف برق طپان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن نالہ کرتے
تھے شور آفت زا برپا تھا آخر خورشید وہان سے کئی کوس اُسطرف ہٹکر آیا اور خیمہ استادہ کیا ادہر
انجم شاہ نے عریضہ بخدمت کوکب لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ ہم لوگون کی
پشت پناہ بعد شیوہ آداب برسلیہ اکثرین بصد ادب گزارش پذیر ہو کہ اندنون چند باغیون نے
سر اُٹھایا ازانجملہ جہانگیر نے لشکر لیکر میرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہے کہ چھوٹا مُنھہ بڑی بات لیکن ویسی ہی
تو مُنھ کی کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونون کو یعنی عیار کو جہانگیر کے
کہ جسکا نام چالاک ہے اور خود اسکو مین نے گرفتار کیا ہو اُنکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے زیادہ حد ادب نامہ
ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کوکب کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو آس پاس دریا کے
تھین طے کر کے جب دریاے مروارید کے قریب پہونچا بجرہ اُسکو اُٹھا لے گیا دربار دربار
مین لایا شاہ کو سریر حکومت پر بصد کر و فر متمکن پایا مجرا کیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچا
کیا پھر جواب لکھا کہ اے برادر عرضی تمھاری پہونچی جانبازی پر تمھاری صد آفرین ہے لیکن انکو قتل کرنا

ارادہ نہ کرنا وگرنہ مجکو خواجہ عمرو سے ندامت ہوگی مین اُسکی فکر کرتا ہون تم مضطر نہونا باقی مراعات
خسروانی کے امیدوار رہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے مخلع ہوکر پھرا اور پاس انجم شاہ کے
آیا نامہ دیا یہ پڑھکر خاموش ہورہا لیکن ایک دن اُسنے وزیرون کو بُلاکر مشورہ کیا اُنھون نے عرض
کی کہ کوکب کی عقل مین ہم کہہ نہین سکتے کہ فتور ہے قید رکھنا انکا عقل کا قصور ہے اسکار افدار
شاہ جادوان ہو وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا جان بچکرے جائیگا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ انکو پاری
ڈالنا صلاح ہو چنانچہ حکم دیا کہ اندر قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً آرہ کش جلاد حاضر ہوگئے
چبوترے رنگ کے بنگئے بورئیے فلاکت کے بچھ گئے خلقت مین ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی
پکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہوگیا شہزادہ ادرجا ملک کو
ارابہ پر سوار کرکے اُس مقام پر لائے فوج بادشاہی برائے حفاظت و نگہبانی مسلح ہوکر وہان آگئی جس
کسی نے کہ صورت زیبا کو ان نوبادگان باغ صاحبقرانی و عیاری کی دیکھا مثل گل خزان رسیدہ کے
پژمردہ ہوگیا وہ حسن وہ صورت وہ جلادت وہ شوکت ہر ایک کہتا تھا کہ بھئی ابھی تو سبزہ بھی
رخسار پر نہین اُگا ہے چہرہ پر کیا بھولا پن ہے کوئی کہتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے یہ پوچھے کہ
ابھی تک طوق گلے مین منت کے پڑے ہین خدا نہ کرے کہ کوئی یہ وہ بھی اس رنج کا باغبان کا نے
دیکھو کیا گال پھولے پھولے گلاب کی ایسی پتی ہین بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جائے عبرت
ہے یہان ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوئے ہین ایسے ہی گل باغبان دہر توڑتا ہے
اچھے ہی تو بہت جلد فنا ہوتے ہین سرائے فانی مین یہی طور ہو رہا ہے دیکھو تو کیسے کیسے جلسہ ہائے رنگین
مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین یہان سبزہ پامال قدم اجل ہوئے کہ مخمسہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھ پاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہوتا اداس
کہ جنکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس
بجائے گل چمنون مین کمر کمر ہے گھاس
کہین ستون پڑا ہے کہین پڑی ہے غول

یہ باغ کھا گئی کسکی نظر نہین معلوم
جہان تھے سرو صنوبر وہان اگی ہے زقوم
بجانے کسنے رکھا پاون قدم وہ کون تھا شوم
مچی ہے زاغ و زغن سے اب اس چمن مین دھوم
گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرتی تھین کلیل

یہان تو سب آپسمین رنج و غم کر رہے ہین ادھر انجم شاہ دارالامارۃ سے نکلکر میدان مین ٹھہرا
ملٹنون اور رسالون نے قیدیون کو گھیر لیا جلاد حکم پوچھنے لگے بھرانگیر و چرایکسے آپسمین نگاہ
حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب بسوے اکبر کرتے تھے ان قاتلون
کے ہاتھ سے تو جان بچگئی لیکن اور قاتل پیدا ہوا یعنے غلغلہ ہوا کہ دختر بادشاہ تشریف لاتی ہین
ہر ایک اُسی جانب دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک قتالہ و سفاکہ کو دیکھا کہ کئی سو خواصون کے بیچ مین کہ وہ
سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھین چلی آتی ہے رفتار سے اپنی کبک کو شرماتی
ہے کان مین جو بالا پڑا ہے چلنے سے ہلتا جاتا ہے عکس اُسکا گالون مین لہراتا ہے دیار حسن کو خوبی سے
گھیر لیا ہے آفتاب مین چاند نکلا نظر آتا ہے زلف بھی چہرے پر لہراتی ہے ناگن باغ حسن مین اوس
چاٹنے آئی ہے کمر کوسے کا عالم جسپر عشاق بیدم پائجامے مین سلوٹین پڑی ہوئین برابر ان دکھ رہین
نظر آئین پیڑو موافق سے اُبھرا ہوا سینہ پر لچو لنکا اُبھار جوبن دیتا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا
وہ کون ایسا تباہ تھا جو اُسپر اُسوقت نہ تھا خوبان عالم کی جان تھی عجب آن بان تھی زلف سواد
بخش روح لیلی کمان ابرو مین جڑا ہوا تیر مژہ آنکھون مین سرمہ حیا کا ازل سے دیا ہوا
شاخ شجر طور سر تا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ ارم قامت کی شان تھی گلدستہ جاہ و حشم کی آن
بان تھی دفتر رعنائی مین فرد تھی آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین دل
پھنسائے ہوئے خدا نہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسے چشم تماشائی

تا ہم حیرتی آئینہ رخسار ہے کہ نظم
ایک جا گہ ہے ایک جا گہ خوب
تاکل صبح پر نظر نہ کرو
کی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہے کاذب
سطح رخسار آئینہ سان صاف
ایک بار یک مونہہ سے دیکھا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
پیکر نازک اُسکی سب سے
کچھ بھی نسبت ہے تمکو سودا ہے
رہے سنبل کے پیچ و تاب دھرے
ویسی بھوین کشیدہ بھی ہے کہین
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھئے معاف
کیا جھمکتا ہے اُسے رنگ قبول

قالب آرزو مین ڈھالا ہے
اُسکی کاکل سے حرف سر کرد
کانے کوسون کی بات کا کیا ہے
اُس جبین سے ہے وہ لکی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
لطف بینی کا فہم سے دشوار
جیسے کھٹا گلاب کا سا پھول

نیس اُس گلبدن نے قریب آکر اس گرفتار رنج و الم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجب شکل نظر آئی

قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک فریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی کوئی گل عیش نہیں چنا باغ حسن سرسبز ہوتا آتا ہے ایسی صورتیں مرقع دہر میں مصور قدرت نے کم کھینچی ہیں وہ دزدیدہ نگاہیں وہ دل لینے کی راہیں وہ چاہت کی صورت بھولے پن کی صورت پیاری آنکھوں سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری مچھلیاں فراخ و ہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ابیات

وہ نکوخوے نکوروے خجستہ منظر
وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

وہ بلند اختر فرخ روش و فرخ فال
چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال
خسرو جم حشم و داور کسریٰ انصاف

بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف دوتا میں پھنسا سر پر نازل ہوئی بلا جوش طپش نے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ دھویا آتش شوق کی حدت بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہکر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت سے کہا کہ نہ سنبھلو گی محبت نے کہا میں تمام عمر رلاؤنگی بیخودی نے استقبال کیا تیر محبت نے تھام لیا کہ

دام الفت میں گرفتار ہوئی
تلخکامی کے مزے لینے لگی
کہ سمجھتا یہ شگون غم ہے

پائے بند ستم یار ہوئی
جان دینے کی اشارت تھی صاف
مژدۂ ولولۂ ماتم ہے

دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
مرگ نو کی یہ بشارت تھی صاف
آنکھوں سے حسرت پیدا ہے

چھپائے ہوئے دلکو اپنے بس میں کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے پدر کے آئی اُسنے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ نگاہی ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے دلکو روتی جاتی تھی آخر سر رشتۂ کلام کو عقد پیام دیا کہ ای پدر میں نے حال اس شہزادہ کا بخوبی سُنا یہ طرفدار شہنشاہ افراسیاب ہے اسکا قتل کرنا ناروا ہے دوسرے ماموں جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہے جو آپکو منع کیا ہے انکی رائے پر اپنی رائے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہے ایسا نہو کہ کام ہاتھ سے جاے بنا بنایا کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہیں آپ کو کون سمجھائے پدر نے اُسکے کہا آخر پھر کیا کروں اُسنے کہا کہ سوائے قید کے کوئی چارہ نہیں دوسرے یہ کہ ماموں جان کیا غافل تھوڑے ہیں وہ بہت جلد راہ اسکی لگا لینگے آپ کیوں گھبراتے ہیں بادشاہ نے کہنا اُسکا

منظور کیا اور اُس اسیر سلاسل عشق کو پھر بندی خانے مین بھیجا خلق خدا شاد شاد اپنے اپنے گھر
پھری وہ انجمن رنج باطل ہوئی ادھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانۂ زنجیر مین بھی اسکے اسیر ہونے کا
قفل زخمی نگاہ سے بے تامل کہتا ہوا کہ وائے ناکامی اتنا ہوا اور بھی جان پر آبنی اس سلسلہ سے اب چھوٹنا
دشوار ہو ہم ہین اور سلسلۂ الفت یار ہے ہمسے دیوانون کو زنجیر کیا درکار ہے **نظم**

بیتابی دل سے لب پہ ہے جان　　ہون کوئی گھڑی کا دم کا مہمان　　اب مرنے مین میرے کیا ہے باقی
فانی ہین سبھی خدا ہی باقی　　باقی نہین اب تو ہم مین حالت　　ہے اور ہی درد و غم مین حالت
جاری ہے ہر ایک چشم سے خون　　اب ہوتے ہین نالہاے موزون　　اِسی طرح زندانخانۂ غم مین

یہ تو یہان نسا اور حال پر اپنے رو رہا ادھر وہ بیتاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بھی
اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا
تھا بیکلی تاب و توانائی کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہو گئی تھی لحہ بھر مین نہ وہ رعنائی
رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانۂ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون
نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی
ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی
جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی **ابیات**

دلا مین تجھسے کہتی تھی کہ زنہار　　محبت ہے بری آتش خبردار　　نہ سمجھا تو شراب عشق ہے زہر
ڈرے موج اسکی سے کالے کی لہر

اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستاتی تو رو رو کر یہ سناتی **نظم**

نہین صبر آتا ترے بن ملے　　لبون سے جگر تک بھبھوکے ہین گلے　　کسو سے کسو کو نہ ہو جائے لاگ
لگے تو لگائی ہے سینے مین آگ　　کسو کا کسی سے نہ لاگے دل　　کہ کہنا پڑے ہائے وائے دل
ہو جاتی ہے کاوش الفت ہمین　　اُٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین　　نہ آنکھین لگی ہوتین ناگاہ کاش
کہ چھاتی کی دل تک بجاتی خراش

ادھر یہ ٹکی مبتلا ادھر وزیرزادی اسکی داغ بر سینہ وہ غنچۂ گل ہمہ
بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلوار ہے سرو صورت فاختہ لعینہ
منصور ہے کلمۂ حق کہنے والا الحق رنجور ہے راہ وحشت مین قدم اپنے بڑھے جاتے ہین سب مجنون
اس باغ مین سبنے جاتے ہین غرض بلبل کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قمری کی طرح طوق محبت

ایک برج کہ اسکو برج صندل کہتے ہین واقعی وہ صندل کا بنا ہی مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہی آپ کے پدر
عالیقدر کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی ہے اگر اسکو آپ لے آیے تو پھر مین بہت سہل طرح سے شہزادہ
کو لے آؤن یہ کہکر رخصت ہو گیا ملکہ ایک روز ضبط بدشواری کر کے سنگ جبر مفارقت دل پر دھر کے
چپ ہو رہی دوسرے دن یہ ملکہ ابر سفید پر سوار ہو کر چلی اور ایوان خاص مین بادشاہ کے
آگئی بادشاہ خاصہ کھانے محل مین آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام
اسنے جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا ابا جان مجھے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی مجکو نہ
دی اسنے بشادہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اسنے جو دیکھا کہ سرہنگ نے
دیا تھا اسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یاقوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی
اتار کر دیدی یہ لیکر کچھ دیر ٹھہری پھر خوشی خوشی وہان گھر مین آئی اور وزیرزادی کو انگوٹھی دکھائی
وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرہنگ کو بلا کر وہ حوالے کی جب یہان چرخ گوہر انجم صدقہ
اتارنے کو انجمن پہ سے لایا شب وصل نے منھ دکھایا ہوا سے دل نے یہ مژدہ سنایا کہ عجب
تماشا ہی کہ اس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ابیات عروسانہ شب مہتاب آئی
ستارے دل سے وقف رونمائی * کہ ہونگے بلبل و گل دونون یکجا * جمیگا بادۂ گلگون کا جلسا
وزیرزادی اور شہزادی دونون نے حمام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئین باغ مین گل ہنسنے لگے
فوارے خوشی سے اچھلتے تھے نہرین وفور شوق سے ابلتی تھین درخت سب بادلے سے
منڈھے گئے جوانان چمن زری پوش ہوے بلبل ترانۂ عشرت گانے لگی سرو اپنی اکڑ و مروڑ
دکھانے لگی بارہ دری مین فرش کی چین جبین گئی گلبتون سے فرش بھی بننے لگا آئینہ کا
لباس دیوارون نے پہنا پلنگ بچھے گئے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگانے گئے کہ دل کنول ہو گیا
جھاڑ ہر ایک روشنی بار تھا مکان سارا اعجاز نقش و نگار تھا ملکہ اور وزیرزادی چھڑی ہاتھ مین لیکر
ٹہلنے لگین اور انتظار یار دلنواز کرتی تھین اُسطرف سرہنگ وہ انگشتری ہاتھ مین پہنکر
برج صندل مین پہونچا اس برج کے چار دروازے ہین اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان
مقرر ہین وہان شہزادہ فرط الم سے سرور گریبان دل سے کہتا کہ کاہے کو وہ مغرور حسن و جمال
میرا خیال رکھتی ہوگی نازکا سے کو فرصت دیتا ہوگا اغماز دامن کش ہوگا نگاہ اپنی طبیعت کو قوت

پھری ہوگی سب بے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بیتابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

مجبور ہون یہ کر نہین جاتی ستم اچھا | فرقت کا اب تنا نہین دنیا ہے غم اچھا | بس آ چکی جان مری ہجر مین تیرے
اسد رہ جستا تا نہین ہے جو صنم اچھا | اور یہی حال چالاک تیز رفتار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل مین

غم کھاتا تھا بلکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا تھا صبر کی باتین سناتا تھا اسی ہنگام مین لکایک ایک عیار نے آکر قدم پر سر رکھا اور کہا اے شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہے کہ مین آپ کو دکان سے لے آیا اپنے کیے کا مزا اُٹھایا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہے یہ سنکر وہ شہریار بھولون نہ سمایا اور عیار طرار نے زمین مین نقب دینا شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے ہٹکر وہنہ اسکا توڑا شہزادہ نے قید توڑی اور چالاک کی قید سوہن سے ریت دی یہ دونون تو نقب کی راہ سے باہر ہوئے اور سر ہنگ انکو ہمراہ لیے شاداں و فرحان باغ مین ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آ گئے ملکہ نے کہا اوئی یہ سر ہنگ بھی کتنا بے تمیز ہے مین نے یہ کب کہا تھا کہ انکو یہان لے آئیے مین تو ترس کھا کر حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھوڑ دے یہ کہکر برق کی طرح تڑپ کر بارہ دری مین گئی اور پردے اُسکے دست نازک سے چھوڑ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ بے تامل بارہ دری مین آیا اور کہا اے ماہ تمام کیا مجھسے خطا ہوئی جو تمنے منھ چھپایا اُسنے مسکرا کے کہا واہ صاحب آپ بھی زور چیز ہین خیر اچھا آئیے مین جانتی ہون کہ تم ڈھیٹ ہو منھ لگائی ڈومنی ہو بہتر ہے بیٹھ جائیے پھر تو شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا گلفام بدن اپنا چرا کر کچھ چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اُٹھاتا عشق مین کیون ابھی داماں جو کھونا ہے | ابھی تو مال جو کھون ہے پھر آگے جان جو کھون ہے

ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب اے صاحب مان نہ مان مین تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہے اور منھ ہی کون لگاتا ہے آپ اپنے خدا کے لیے جان جو کھون مین نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ بیت

جنون سے جب بھی بھاگتا جیسے بگولا ہے | اک مین صورت ہون وحشت کی وہ یونہی آپ ہو آئے

ناخن خراش جگر سے بہتر ہین باتین ابھی جنون آمیز ہین یہ کہکر اُس مہ پارہ کو آغوش محبت مین کھینچا اُدھر سے نہین نہین کی صدا بلند ادھر سے ولولہ شوق گرم ہنگامہ ناز و نیاز پیدا ایک دوسرے کا شیدا پیار جتونون سے نکلتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھدیتی یہ کہتا کہ لات چیز کیا

میرے دل کا جنون کم ہوتی ہو کبھی یہ اسکی بلائین لیتا ہے سر آنا تاآپ ہیں جام مرا زعونائی کا چرچا
وسلام گلعذار چابک کے ساتھ سرگرم اختلاط گاتین خوش گلو زہرہ جبین گاتین خواصان
دو ملعت سرگرم کار وبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی مین اڑا جاتا پانی ہمرون کا چھلکتا
غرضکہ ہنگامہ نشاط برپا جب خاک سیہ کو آفتاب نے ادم صندلین بنایا اور ہر سیاحی میدان افلاک مین
آیا بیت لیکا یک چرخ سے ٹوٹا ستارا ہو گیا تاریکی نے شب سے کنارا ہ صبح کو شید الا
لکبر یکر یعنی عیار و شہزادہ رشک قمر حمام مین داخل ہوئے لیکن اول شہزادی سوار ہوکر سلح خانے مین گئی اسکو
کون روک سکتا تھا تیغ بلاکش وہان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور پاکر داد عیش و نشاط دینے
لگی ہنگام صبح نگاہبانان برج صندلین آگاہ ہوئے کہ قیدی غائب ہوا نالان و گریان خدمت
شاہ مین آگئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ انجم شاہ نے
دوبارہ نامہ لکھا کہ اے شہنشاہ جہانگیر کوئی میرے یہان سے لے گیا خبر ہاتھی دو مین کر دی
یہ نامہ بتاہ سحر کا لے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے نامہ پڑھکر مرات واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم
سامنے رکھا نتیجہ پیدا ہوا اور اُسنے لکھا کہ ملکہ ماہ دُردر گوش اور گلعذار شوخ چشم نے چرا اسکا یا ہی
اور اپنے باغ مین صحبت آرا ہین یہ معلوم کرکے اُسنے جواب لکھا کہ یہ حرکت تمھاری بیٹی نے کی ہے اور
اُس نامہ کو ملکہ ماہ سرخ چشم جادو کے ہاتھ انجم حصار کو روانہ کیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطرف
سے ملکہ ماہ دُردر گوش کی نانی سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی غرض سوسن جہاز
کے تخت پر سوار ہو اس سے اور ماہ سرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور
اُسی باغ کی طرف جہان ملکہ ماہ دُردر گوش ہے روانہ ہوئی یہان فوج کو حکم انجم شاہ تیاری کا
پہونچا اُسی وقت نقارے بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کربندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین و
آسمان مین ہر طائران سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا فلک پہونچا تھا اُن سب نے
باغ کو گھیر لیا جہانگیر بھی تیغ بلاکش پکڑ کر مثل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پر گرا ابیات

همه روسے صحرا سر و دست و پائے
بجائی تم خون و بر ماہ گرد
بریدہ دریدہ شکست و ببست

بزیر سم اسپ جنگ آزمائے
برون بزد آن یل ارجمند
یلان را سر و سینہ و پا و دست

فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
ہزار و صد و شصت گرد دلیر

اسی گرمی جنگ مین لکا یک نعرہ ہوا کہ منہ گلرنگ جادو ادہر چلا ہے	یک زخم شد کشتہ در جنگ فیر

ہزار ساحر سے یہ بچا اور اسباب ساحری بیے ہر ایک ساحر کال ووڈنگ ہمراہ گلگون مرد ال کے تھا مانند
اگر ہیو بچا اور ملکہ ماہ دو سوسن ایک طرف سے جنگ آزما مین اسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا سوسن
نے کچھ سحر پڑھکر ماہ دُرّ در گوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈالکر پرواز کی یہ تو اسکو لیکر ہوا ہو گئی
وہان جو اسیسون سے خبر پہونچائی ملک خورشید کو کہ اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہے اور مہتر چالاک
نے ایک جمعدار لشکر و قلعہ کو کھولدیا اسطرف سے فوج حملہ کرکے چلی اور یہان عین کارزار مین
گلرنگ جو آیا تھا تیغہ بلاکش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شیوہ نام جو گروہ آئی
جوانی کا بھنے والا ہے اسوقت اسطرف سے ہوکر گذرا ملکہ گلعذار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مائل
کیونکہ اسوقت گاتی اسکی بندھی ہوئی دو برچھیان سینے پر تنی ہوئین منہ غصے سے لال دل مین یار کا خیال
نارنج ترنج اسطرح سے لگاتی کہ جیسے معشوق گیند کھیلتے ہین یہ کافر عقاب اسیر مائل ہوا اور تحفی سحر
سے اسکو بیہوش کرکے اٹھائے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا آپڑا اور مہتر چالاک نے چراغ
جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دنیا اور پردۂ چشم ساحران کے درمیان مین پردہ
ڈالا یا اندھیر مچا دیا آنکھون کو اپنی رونے لگے جان کھونے لگے اب تو عیاذاً باللہ اور سے تیغہ بلاکش
کی مار چراغ کی روشنی مین دن دہاڑے اندھیر غضب کا سامنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رکی
بھی ورنہ اسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بیچاری رکی بھی تو کیا رکی کچھ ہی دیر مین بگہام تو رہرواد
گریز ہوئے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے انجم نے مرنا گوارا کیا لیکن پانون
میدان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخرت ضرب تیغہ بلاکش کھائی کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی
جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال داخل خزانہ سرکار ہوا دار الامارہ مین خورشید
آکر بیٹھا نذرین امرا و زرا کی گذرنے لگین منادی افراسیاب کے نام کی ہو گئی لشکر ملک
خورشید کا نہایت مسرور و خندان خسرو کشور ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور مہتر
چالاک اور برق ہنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو بتایا پھر تو یہ حال ہوا کہ ابیات

ارادے سے ہو سیہ دلوانی ہی بن بن	کر تھا شہر مین کام مشکل بہت	بیابان کی جانب کھنچے دل بہت
کر ای باد کہتا یہ بعد از سلام	صبا سے رہے اسکا ہر دم پیام	لیا پھر نہ دو تون سے صبر و سکون

خیالات ملنے کے جاتے نہیں	قرار و سکون دل تک آتے نہیں	شب و روز رہتا ہے یان اضطراب
کیا شوق نے کام کو کیا خراب	کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
تن زار بے جان کیونکر جیے	جگر میں نہ ہو خون تو کیا خون پیے	اس حال میں یہ تو ہی لیکن غرض

اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہر اُدھر ساحران ہمراہیان گلرنگ و انجم بھاگ کر قلعہ کوکبیہ میں گئے اور دربار میں کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھکر بعد دعا و ثنائے شاہی کل معرکہ بعرض بیان میں لائے کوکب سب حالات سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور بہزاران پریشانی اُسنے خواجہ عمرو کو لکھا کہ اے یار وفادار نوبت بانجا رسید کہ پردہ تاریک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار میں مہرخ کے یہان تھے کہ نامہ کوکب پہونچا اور اُسمین یہ بھی مندرج تھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے خواجہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے مطیع کر کے آپکی خدمت میں حاضر ہونگا پس آپنے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالادوی کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر آ کر داڑھی چہرے پر لگائی پان کھا کر پیک اُسپر بہائی کمر خمیدہ کر لی پگڑی سر پر باندھی کمر سے دوپٹا باندھا کرتا پہنا پانچون کا پاجامہ زیب بدن کیا اور ڈگرے لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوئے بنائے تہری کمر توڑی کا انگرکھا پہنا ہاتھ پاؤن میں مہندی لگا انگوٹھیان سب اُنگلیون میں پہنین بوٹا سا قد اپنا رکھا ایک طفل مہ پارہ و نوجوان کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اسطرح کی غزل اور اشعار گانے لگتا

کی غزل اور اشعار گانے ابیات	ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوارون کا	کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگارون کا
محتسب گھر دل آزار ہے میخوارون کا	دیجیے اک جام تو ہی یار ابھی یارون کا	اسی طرح گاتے بجاتے یہ راہ مین

چلے آتے تھے اُدھر عقاب گلعذار کو لیکر ایک درہ کوہ میں آیا تھا اور وہان اُسنے فرش وغیرہ آراستہ کر کے اسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ بزور سحر نکلجاؤن یہ سوچکر ایک ناریج جھولی سے نکالکر مارا کہ تمام وہ مقام اندھیرا ہو گیا عقاب نے مُنہ سے پھونک کیا سب خس و خاشاک وہان کا شمع و فلیتہ کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا عقاب نے ایسا سحر کیا کہ عبث ہوا آخر فرش پر بیٹھی اب اُسنے منت شروع کی کہ ای حاصل زندگانی مجکو اپنی غلامی میں قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہی بیت

چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا ✤ نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا ✤ گلعذار اُسکو بُرا بھلا کہنے لگی اسی اثنا میں آواز گانے کی اُسکے کان میں آئی اُسطرف متوجہ ہوا جب عمرو کو اُسنے دیکھا بغتہ

بلالایا کہ میری معشوقہ مجھسے راضی نہین ہوتی ہے تو چلکر ایسا گا کہ وہ راضی ہو جاے خواجہ وہان سے آئے اور گانا کیسا اُنھون نے کہا مین یونہین راضی کیے دیتا ہون او ہر درہ کے اندر سے اُسکو باہر نکالدیا جب گلعذار اکیلی رہی اُسکو پڑیا دار وے بیہوشی کی دی کہ اسکو ملا کر اُسکو بیہوش کرنا اُسنے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسنے اپنی معشوقہ کو خندان رعنا کے پاس بٹھا از بسکہ وہ عیار نہین ہے جو اپنے بدن مین ہاتھ لگانے دے فوراً اُسنے جام بیہوشی آلودہ اُسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمرو نے اگرا اسکو قتل کر ڈالا عمر اُسکی زبانی حال ملکہ ماہ دردر گوش کا سنا اور اُسکو بھی بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور آگے کا راستہ پکڑا یہانتک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچکر ایک بیابان سبزہ زار مین کہ سایہ اُسوقت ڈھلا تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رہا تھا وہان بیٹھکر خواجہ نے نے کو بجایا اور بڑی جوش و خروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہونہ عاشق سوچکر اُس دشمن ایمان کا
بہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید

جھوٹ ہی جانون کلام اس سرو خندان کا
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

اُنکا گانا تو مشہور و معروف ہے آشیانے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایون سے چھوٹے شدہ شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ مین پھنسا ہوا تھا اسی وقت چوبدار بھیجکر طلب کیا خواجہ بڑے اغماض سے گئے اور ادھر جہانگیر نے فرش وہ پُر تکلف بچھوایا کہ جو پاے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھکر کسری و جم رشک کھاتا تھا کشتیان شراب ناب کی تھین گزک کے لیے کباب کی سامان عشرت جملہ مہیا تھا کہ درویش صاحب آکر پہونچے اور خوب بھجن اُنھون نے گانے پھر اشعار مرادیار کے گانے کہ ابیات

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا
کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین کہ کافر

ہر چیز اجگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا
دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہے
یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

کیا فکر ہے وقفہ ہے ابھی تنے مین لگے
دنیا کے زرومال پہ مین تف نہین کرتا

تمام محفل کو حالت وجد طاری ہوئی لیکن مہتر چابک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہین دیتا ہے آخر انھون نے بیہوشی ملا کر جام شہزادہ جہانگیر کو دیا اُسنے چاہا تھا کہ پیون چابک نے وہ جام لیکر پھینکدیا اور

پینے نہ دیا اُسوقت تو خواجہ کہتے ہوے کہ بھلا او ناشدنی جوانا مرگ کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ
لنگر جست کرکے چلے چالاک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست و خیز کرکے نکلا پھر اُنکو کون
پاتا ہے یہ جادوجا اب جب یہ تنہائی مین آئے مشورہ پذیر ہوے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق
مین یہ قلعہ سے نکلکر ہرطرف پھرنے لگے ایک روز گذر اُنکا ایک باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش
جا بے دلکش تھی نہال سرسبز و شاداب سبزہ یہ ظاہر کہ طغرا صفحہ گلشن پر تحریر اُسمین آب
روان کی لکیر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور پھول کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہان
دوسری بلبل بھی نالان تھی یعنے سوسن کے ساتھ ماہ دُرد رگوش یاد شہزادہ جہانگیر مین
قمری نمط کوکو کرتی اور کہتی ابیات

کون وقت ای وا ے گذرا جی کگھراتے ہوے
آتش خورشید سے دیکھا نہین اُم شمشاد صعوان
وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی
موت پڑتی ہے اجل کو یان تلک آتے ہوے
آگھٹے جو ہوا مر پر تمام سُلجھاتے ہوے
بچ گیا آخر گلہ زنجیر ہمکو کاٹتے ہوے

خواجہ جومع برق اس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھکر بڑی قدر و
منزلت سے بٹھایا اُنھون نے اکسیر اپنے پاس سے بوٹی نکالکر بنائی پھر بچی ہوئی دوا تعریف کرکے
سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئین دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور وہان
سے آکر بیچ قلعہ مین ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہاے زنبوری اُس دُکان مین لگائے جو پردہ ہفت
آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزارہا تصویر اُس مکان مین لگاکر رشک نگارخانہ
چین اس مکان کو بنادیا ابیات

دکھایا نقش حیرانی نظر کو
کرے سجدہ جسے بتخانہ چین
کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ
مرقع کردیا دیوار و در کو
ہے اس اعجاز مین عیسی بھی حیران
شبیہ سادہ رویان زمانہ
وہ ایوان آفت عقل و دل و دین
کہ تصویرون سے اُسمین پڑگئی جان

نازنینان شوخ و شنگ اُس دکان مین زنبیل سے نکالکر بٹھائین سرمایہ تجارت دل و جان تھین برق کو گماشتہ
مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو بنکر مسند بچھاکر تکیہ لگاکر بیٹھے لوگ جو اُسطرف آتے تھے اُن نازنینون پر جان دیتے
وہ تو غلغلہ ہوا کہ ایک سوداگر خواجہ سفید مو نام یہان آئے ہین ملکہ غدار شوخ چشم کی بھی تصویر اُن تصویرون مین اُنھونے لگائی تھی ایکروز

اُس تصویر کو آکر مہتر چابک نے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہی اُسکو دیکھکر بیہوش ہو گیا آخر اپنے تئین
سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس ہمین لے چلو ہم یہ کنیز مول لینگے برق اُسکو اندر لیگیا
اُسنے دیکھا کہ ایک مرد پیر کوئی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بصد جاہ و جلال بیٹھا ہی اُسنے
سلام کیا اُسنے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پرسی فرمائی پھر ذکر کنیزون کا درمیان مین آیا عمرو
چابک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہی غلطی
سے دکھا دی گئی ہی چابک آخر وہان سے اُٹھا اور روتا ہوا پاس جہانگیر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک
سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہی آپ دلوا دیجیے جہانگیر نے حکم دیا انجمن آرائی ہو کارپردازون نے
فرش و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوبدار سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس بھیجا خواجہ سوار ہو کر وہان
سے روانہ ہوے اور بروقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ زنبیل مین رکھا اور جہانگیر کے پاس آئے اُسنے
مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھکر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے بعید نہین ہی جو اس کنیز کو
دے ڈالیے خواجہ تیوری چڑھا کر اور آنکھین لال کر کے گھرک کر بولے کہ ہم کہہ چکے کہ ہماری
دختر ہے جہانگیر نے کہا آپ خفا ہوئیے میرا بھائی ہے آخر آپ شادی اپنی صاحبزادی کی
کہین نہ کہین کیجیگا ہمپر یہ احسان فرمائیے غرض بعد بہت تکرار کے قبول کیا جہانگیر نے ایک باغ
کہ جو بہشت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سا روپیہ خواجہ نے لیا اور
ایک گوشہ مین جہانگیر و چابک کو بلایا اور ایک تیغہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا اب تم بھی کیا یاد کرو گے
ای شہزادے یہ تیغہ تمھارے واسطے ہی بس جو نہین وہ تیغہ جہانگیر نے کھینچا القصہ بیہوشی ایسا اُڑا کہ
جہانگیر و چابک دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے ان دونون کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا تیغہ
بلا کشش بھی اُسکے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تنہا مین تو تھے ہی وہان سے نکلکر چلے اور صحرا
مین آنے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کر کے نامہ لکھا کہ آپ کے مجرم اور اُنکے نادرہ جو
موجود ہین اُنسے منگوا لیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کی حوالی ہی یہان ساحران نامی اطراف مین رہتے ہین اور
کوکب پاس جا سکتے ہین اُنھین مین سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے جا کر کوکب کو پہونچایا
کوکب وہ نامہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور بیابان بری برہ کا مالک آفاق جادو مع تین لاکھ ساحر
سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُسنے بادشاہ کو متردد دیکھکر پوچھا کہ آپ کو کس امر کا تردد ہے

شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اُسکو لائے
آفاق نے کہا مجکو اجازت ہو تو مین جاؤن بادشاہ نے اجازت دی یہ وہان سے روانہ ہوا نوبتون
کا چلنا ہنگامۂ شورش افزا طبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض و غبرا
کو ڈگمگاتا تھا بڑی عظم و شان سے یہ چلا اور اُسی صحرا مین کہ جہان عمرو تھا آیا خواجہ سے ملاقات
کی خواجہ نے جہانگیر و سوسن و دُر در گوش اور چابک وغیرہ کو مع تیغہ بلاکش سپرد کیا اور
آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا کہتا گیا کہ ای آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیون کو لیجانا اُنکے
ہتکڑیان بیڑیان پہنا کر قلب لشکر مین اُنکو رکھا اور لیکر پھرا وہان خورشید بھی کچھ غصہ مین چلا
خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ مین آیا یہان کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ سوداگر جہانگیر و چابک
کو لیکر غائب ہوگیا یہ سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیجکر بلوایا ہے بس اُسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت
نفیر پھنکی بوق کو دم ملا جوانون نے کمرین باندھین بہادر لڑنے مرنے پر لیس ہوگئے طائران پرندہ
سوار ہوکر ساحر چلے اور بہم یلغر راہ طے کرکے قریب لشکر آفاق پہونچے پھر تو صفین جمگئین مبارز ایک
دوسرے سے لپٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد و کشت
ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کیے کہ جو آکر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے
صدہا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش سحر اُنپر برساکر پگھلا دیا آفاق نے
ماران سیاہ کا منہ برسایا کہ اُنھون نے جسم مبارزان کو پانی کرکے بہایا تا دیر ایک دوسرے
سے لپٹا رہا یہ نقشہ رہا

نظم

ز بس نعرہ و نالۂ کرنا ے
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ہمی کوہ دریا شد و دشت کوہ
پے سروران را سر آمد نگون
ہمی آسمان اندر آمد ز جاے
ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون
تو گفتی ہمی خون بیارد سپہر
بکشتند چندان ز ہر دو گروہ
کہ شد خاک دریا و ہامون چو کوہ
بدر رانہ بد بر سپہر جاے مہر

اُسی گرمی جنگ مین ایک طرف
سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اژدر دمان پر ایک ساحر نابکار داراب ظلماتی
نام ظاہر ہوکر لشکر کی پشت پر آگرا اور لشکر کی اگاڑی پھر لڑائی تازہ ہوگئی فوج آفاق کی پسپا
ہونے لگی اُسوقت بقدرت کردگار عنقاے ابلق سوار بھائی کوکب کا آگرا اور سحر چلنے لگا
کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے لگے آندھیان آنے لگین داراب نے غور کیا

تاریکی ہوکر چادر سیاہ روے ہوا سے پڑنے لگی اور کاجل گرنے لگا ہزارون ساحر اندھا ہوا عنقا
نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جنکی روشنی نے فروغ دیدۂ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا
ٹوٹ کر داراب ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے بدر ہوا خضیف مرگ اُسکو حاصل تھا عنقا
اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید دیا ؤ کھا کر پیچھے ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ یہان قدم نہ جمیگا یکہ و تنہا جانب
افراسیاب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ نوبت و نقارے
روے ہوا پر بجتے سنائی دیے اور ساحر شیر سوار و اژدر سوار ظاہر ہوے افسر انکا طیفور چہار
چشم تھا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامہ عظیم دوبارہ
برپا ہوا ساحرون مین سحر کی جوش چلنے لگی آخر عین گرمی جنگ مین عنقا سے مقابلہ طیفور کا
ہوا اُسنے ایک تارنج مارا اُسنے خالی دے کر ترنج لگایا برابر سے جوش چلنے لگی ایکدم پر سحر کی تلوار
طیفور نے سر عنقا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کی قبضہ طیفور مین یقین تھا
کہ جائے اُسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدا آئی کہ منم کوکب روشنضمیر طیفور نے
جی داری کرکے ایک ہار رجون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن نیچے ایک تلوار ایکسے پیدا ہوا اور سر نحس
طیفور جدا کیا فوجون کو شکست ملی آفاق کو کوکب نہ بہت زخمی پایا مگر اُسکی فوج ہمیت اسکو
تیغہ بلاکش دیگر جانب بیابان برتی بہرہ روانہ کیا اور ایک خیمہ بلا زمان کوکب نے اسی بیابان مین
استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر بہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک قفس آہنی طلب کرا کے
جہانگیر کو اسمین بند کیا چابک بھی اُسی مین ہے پھر اس قفس کو ایک گنبد سحر بناکر اسمین لٹکا دیا
اور روے گنبد پر پہلی جو کی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اسکے بعد میخوار آتش خوار کو مین کیا
اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنا دیا کہ جسمین کوئی آ نہ سکے لہرین اُسکی دلون مین خیال
سے آگ بھڑکاتی تھین اور لپٹین تا بفلک جاتی تھین غرض جب انتظام قیدیان کر چکا
اُسوقت ماہ دُرد گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے اور کہا او گیسو بریدہ
لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جلائے تو کتا بھی نہ جیے کوئی ایسی حرکت کرتا ہے کہ جیسے تو ننگ خاندان
ہوئی پھر گلعذار کو بھی بہت کچھ برا بھلا کہا پھر زلف آراے سرخ چشم کے سپرد ان دونون کو
کیا کہ اُسنے اپنے باغ مین لے جاکر ان دونون کو قید کیا اس وابستۂ زنجیر رنج و الم کو زلف

سنبل دیکھکر سلسلہ پریشانی ہاتھ آیا ہاے بال اپنا گنہگار رہا یا جب خاطر مضطر گھبراتی جان گھبرا کے اسکے لب پر آئی تو بیقراری سے یہ سنائی غزل

پابند جون دخان ہین پریشانیون مین ہم / یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم
زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح / جوش جنون سے رہتے ہین زندانیون مین ہم
پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ / قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم
دوزخ بھی جاے نعرۂ ہل من مزید بھول / لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم
پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید / پھرتے ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم
تم بھی نہین جگر مین رہے اسقدر رہے / سرگرم سوز عشق کے مہمانیون مین ہم
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا / جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم
ہین آئنہ مین صورت تصویر آئینہ / آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم
سینے کا چاک سینے کی فرصت کہان ہمین / مصروف زخم دل کی پرفشانیون مین ہم
جا سکتے ضعف سے نہین کوچے مین دوست کے ذوق / بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سواے حیرت کے اور کسی کو خبر نہین کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہے غرضکہ ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ جاودان مین آکر حاضر ہوے اور بادشاہ کو مجرا کیا بعد دعا و ثناے شاہی کے خبر عرض کی کہ ملکہ خورشید بنہایت عالم پریشانی مین بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہے افراسیاب گھبرایا سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اسطرح جہانگیر کو عمرو لیکے گیا راہ مین مین نے جا کر روکا تھا کئی سردار آکر پہونچے آخر کوکب کے ہاتھ سے مارے گئے اور وہ خود آکر لیگیا راہ مین مین نے خبر پائی ہے کہ چابک اور جہانگیر کو احتیاط سے مقید کیا ہے یہ سنکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہو گیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اسکو ہوا یہان تک کہ بغیظ و غضب تمام پر پرواز پیدا کر کے اڑا ہرچند سبنے منع کیا نمانا اور وہان آکر پہونچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بنا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اسکی تابفلک جاتی ہے کرۂ نار وہ مقام نظر آتا ہے دل پیر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہے پانی اسکا مثل جوش طبع جوش کھاتا ہے ساری عالم کا غصہ جمنٹ کر اس جگہ

بجنسہ ہوا ہی لہرین خنجر روان کی طرح چلتی ہین غرارے اُڑ رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر اُسنے سحر چلا
کر ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُسمین سے موسلا دھار برسنے لگا یہانتک کہ وہ آتش بالکل
بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہ سبزہ اُگ آیا آگے جو نشکل لیے ہوے عنقاے ابلق
سوار اترا ہوا ہی اور اُسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بنا کر جھانا و چابک کو اُسمین قید کیا ہی
بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر لیے ہوتے چار لاکھ کا عنقاے ابلق
سوار پڑا ہوا ہی کرتھا و چڑھے ہین بستر پیادون کے لگے ہین سوارون کی لین پڑی ہین ہتھیارونکی قینچیان
بندھی ہین ہوم ہو رہا ہی ساحر کنوون پر نہا رہے ہین اور دھوتیان چھانٹ رہی ہین بازارین
لشکر مین کھلی ہین شور اکھنکتا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی سقون کے کٹورون کی جھنکار ہی دلالون
کی بول چال ہی افراسیاب جب وہان پہونچا بارگاہ فلک فرسا عنقا کی استادہ تھی سرانچہ
اُسکے اُٹھے ہوے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا اُسنے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا
کہ او افراسیاب کہان آتا ہی افراسیاب نے میخوار جادو کو سحر کرکے مسحور کرلیا ہی وہ اُسکے ساتھ ہے
بس عنقا نے کہا کہ او میخوار نمکحرام تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہی یہ نعرہ سُنکر افراسیاب
نے اشارہ کیا کہ مارے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونون فوجین آپسمین ملگئین سحر کی چوٹین
چلنے لگین ترسول و بینسول کی چمک تا بہ اوج فلک جاتی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی
دمبدم کرنا کو دم ملنت تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہر اک سمت آندھی کا طوفان بپا
برستے تھے جادو کے ہر سمت مار
کلیجہ کہین بیر کھانے لگے
بہت سحر کی آگ مین جل گئے

گھرا ابر پانی برسنے لگا
پیام اجل دے رہے تھے ترنج
پیام قضا تیر لانے لگے
کہین بھرون تا جا کہین کلو ابر

ہوے ناریل آکے سینون کے پار
ہر اک لکو پیدا تھا اُن سب سے رنج
برسنے لگے شعلہ وان آگ کے
برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب ساحرون کو قتل کر رہا ہی اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
کوکب کو خبر دے اُسنے کوکب کو خبر کی کہ غضب ہوگیا افراسیاب آگیا ہی اور میخوار کے ہاتھ سے
سب کو قتل کرا رہا ہی یہ خبر سنکر کوکب غصہ مین چلا اور یہان پہونچکر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش
او افراسیاب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سُنا میخوار پر تو اور زیادہ

سحر کیا وہ چاک کرنے لگا اور افراسیاب زمین میں غرق ہوکر اندر گنبد کے پہونچا اور جاکر اوسنے
پنجرا جہانگیر کا چھت میں سے اُتارا اور لیکر روانہ ہوا یہاں کوکب نے جو آکر دیکھا تو میری فوج آپسمین
لڑ رہی ہے اور ہزارہا ساحر آپسمین کشتہ ہوکر پڑا ہے اور افراسیاب نہین ہے سمجھا کہ میری آمد دیکھکر چلا
گیا اب اُسنے سب فوج پر سے سحر اُتارنا شروع کیا مگر اوسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست
ساحرہ ہے وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا اے سحاب دیکھ تو کہ افراسیاب کدھر گیا مین
ان سب پر سے سحر اُتارتا ہوں ملکہ سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بڑھی راہ مین اُسنے نگہبانان گنبد کو
دیکھا اور اُنھوں نے کہا کہ افراسیاب پنجرا لیگیا اور وہ سامنے جاتا ہے بس سحاب بڑی زور شور سے نعرہ
کرکے افراسیاب پر جا پڑی یکبارگی ملکہ ایسا سحر کیا کہ بادشاہ جادوان گھبرا گیا پسینا آگیا اور پنجرا
زمین پر اُسنے رکھدیا اُسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چالاک اُسمین سے
نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونون کو اُٹھالے چالاک تو عیار ہے یہ تو جست کرکے مجمع مین کہین چھپ
رہا مگر افراسیاب نے بہ تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پنجرے مین بند کرلیا اور چالاک کو نہ پایا
اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھاگئی اور افراسیاب پنجرا لے گیا یہاں کوکب سحر سب
کا اُتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ جاتا ہے بس کوکب نے غصہ
مین ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جائے اُسوقت گود مین ایک کاغذ اُڑتا ہوا آکر گرا اُسکو جو
پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن روئین تن اے کوکب خبردار تعقب افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم
میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیحدہ کرکے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پنجرہ لیے ہوے جہانگیر
بارگاہ مین حیرت کی پنجرے سے جہانگیر کو نکالا اور کہا اے صاحبقران من کیسا مزاج ہے اُسنے
کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرایا حیرت نے کہا سحر مین ہے افراسیاب لگا سحر کرنے اُسوقت
جہانگیر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر اُٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہوکر
بہ گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا خورشید تاج بخش رونے لگا کہ اے شہنشاہ
فرزند کیا ہو گیا افراسیاب نے طائران سحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہاں ہے یہاں سے طائر گئے
مگر پتا نہ پایا پھر آئے یہاں تو افراسیاب متردد ہے مگر کوکب پاس برہمن کے پہونچا دیکھا اسکا پیر
بھائی ہے مگر بڑا زبردست ساحر ہے برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا اے بادشاہ آج ہمکو بڑی تکلیف

ہوئی کہ ہم خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا قائل ہو گیا بہت ہی شرمندہ
ہوا ہوگا یہ کہا دوست کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر بخبر سحر میں بند ہوا ہی برہمن
نے کہا یہ جہانگیر موجود ہی مگر عیار اسکا نکل گیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکل گیا کوکب نے
اُسی وقت جہانگیر کو قفس میں بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہاں رکھوں جہاں رکھوں گا عیار
ضرور آکر لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیج دیجیے کہ ملک کوہستان میں ہی وہاں
قید میں رہیگا اور کوئی وہاں جا نہ سکیگا اُسی وقت کوکب نے نہال جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اسکو قیصر
کے پاس پہونچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران سحر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی
کہ جہانگیر کو قیصر کے یہاں بھیجا ہی افراسیاب نے بڑا افسوس کیا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہاں راہ
میں ہمارا ایک دوست ہی محیل چرخ زن میں اُسکو نامہ لکھتا ہوں اُسی وقت افراسیاب
نے محیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع دس ہزار سوار کے جاتا ہی اور جہانگیر
کی قید اُسکے ساتھ ہی اُس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے پاس بھیجدے محیل کے پاس نامہ
افراسیاب کا پہونچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قیدی لیے ہوئے اُسطرف پہونچا محیل بیخبر
ہوکر جا پڑا اب آپس میں سحر کی مار ہونے لگی لیکن محیل نے ایسا سحر کیا کہ قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا
اور جہانگیر اُسی ہنگامہ میں قفس سے نکل ایک درۂ کوہ میں جا کر چھپ رہا یہاں ساحر آپس میں
ہوا کیے ایک نے دوسرے کا بھیجا کھایا ترسول و بھنول کی مار رہی گلو ابھیرون کی پکار رہی آخر
میں محیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہوکر گرا اور اُسکے ساحر بھی بیہوش ہو گئے دم بھر میں
دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیوں کا فرش بچھا ہی دنیا خوابگاہ ہی وہاں ہی محیل
نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً اُدھر سے قیصر کی سواری نکلی اُسنے پوچھا کہ یہ ہنگامہ ہی دریافت
ہوا کہ ملازمان کوکب قتل ہوتے ہیں بس اُسنے وہیں سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج محیل پر گرا اور محیل کو
اُسنے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا اُسنے شکریہ ادا کیا اور حال اپنا قید جہانگیر
کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہیں معلوم کہاں گیا قیصر نے
کہا یہ ممالک کوہستان کے ہیں یہاں سے نکلنا مشکل ہی وہ بدون آب و دانہ تڑپ تڑپ کے مر
جائیگا اس سرحد سی نکل نہیں سکتا تم کوکب کو مطمئن کردینا نہال یہاں سی خدمت کوکب میں آیا

اور اُس سے سب حال اُسنے بیان کیا کوکب نے کہا بیشک اسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہے یہان تو اطمینان ہوا اگر جہانگیر کا حال سُنیے کہ یہ جو درۂ کوہ مین گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران بے آب و دانہ اسمین رہے تیسرے دن شدت مین بھوک کی نکلے اور بیقرار تھے غرض دو مہینہ تک صحرا کے پھل اور پتیان کھائین اور وہان پھرا کیے ہر صبح کو دال ہوتی تھی نہ دلیا ہوتا تھا عقلیہ کہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ لب پر آتا تھا ہر طرف آوارہ پھرتے تھے اور مصیبتین اُٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سوائے ریگستان اور وہان کچھ نہ تھا اور منزلون تک آبادی کیسی بوئے عمرانات مشام جان مین فائز نہوتی تھی اُس صحرا مین بہت سختی اُنھون نے اُٹھائی اور میل کھا کر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا صرف ایک جوڑا انکے پاس رہ گیا جہانگیر نے اسکو پھاڑ کر ایک تہمد اور ایک کفنی بنا کر پہنی اور شکل فقیرون کے پھرتے پھرتے شہر قیصریہ مین پہونچا کہ جہانکا بادشاہ قیصر جادو ہے اور وہی یہ قیصر جادو ہے کہ جسکے پاس قید انکی کوکب نے بھیجی تھی غرض بعد کئی مہینے کے اُنھون نے آبادی دیکھی اور انسان کی صورت انکو نظر آئی جا بجا دکانون پر شیرینی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہو گیا مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت دیکھی کہ عمارتین سربلند گچ و پختہ نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھین سراسر پری کی تصویر تھین کرسی ہر مکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانون کے نالیان پختہ نہرون کی طرح بنی تھین درخت مولسری کے سایہ دار لگے پنجرے اُنمین جانوران خوش الحان کے لٹکے ہر طرف ٹھاٹھ تھی کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاری ہوتی تھی رعیت دلشاد تھی رنج و غم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ

پریزادون سے تھا آباد گلزار | عجب آراستہ چوڑا کا بازار | بنے تھے بے نظیر اسمین مکانات
زمین شہر مین عالی مکانات | رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد | وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر | غرض تھا مسکن حوران وہان کا | جہانگیر با توقیر اس شہر کی سیر کرتا

پھرتا اس شہر کے کنارے ایک درویش باخدا بھی رہتا تھا کہ نام اسکا درویش بوریا نشین تھا

اور یہ اُسکی کیفیت تھی ابیات | وہان دیکھا کہ ہے ایک صاحب دل | کہ جس سے بات بھی کرنا ہے مشکل
زبان ساکت ہے لب محو خموشی | خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی | سیلی تاگے ٹھنگے منکے سے آراستہ

لباس درویشی سے مزین دلمین یاد معبود قول الست پر کمر یاد پاک باطن خوش بنہاد اس مقام
پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مرید حال قال کے رہتے تھے ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیڑ ہرا بھرا لگا تھا
مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اوڑھائی تھی مسہری پھولون کی بنائی تھی وہ درویش ہر شب
اپنے اُستاد کا چھاندا کیا کرتا تھا فقیرون کا مجمع ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب ہو حق کی
نعرہ یا حق کی صدائین بلند تھین کہین لنبی ٹوپی والے آزاد تھے کہین نانک شاہی تھے کہین گسائین
تھے ہر طرف سے صدائین یا حق یا داتا یا مرشد کی آتی تھین دل ہلاتی تھین کوئی کہتا تھا شعر
آتے کاسۂ عرش سے ہوا موجود ٭ فقیر مست نے جبدم کہا کہ یا موجود ٭ کسی کی زبان پر تھا بیت

جہان گام احد مجھے وہان پہونچا ٭ لگا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہونچا

چوکیان قوالون کی آئی حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سماں تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کہین فریاد یا ہو سے جگر چاک
تقاطر ریز ابر دیدۂ تر
کوئی تعظیم مینا بی سے استاد
کسی کو چہرے سے حاصل صفائی
کوئی معروف دید باطنی مین
یہی دیکھا کرین ارمان یہی تھا

کوئی افتادہ محو بوسۂ خاک
کسی کی قلب کی جانب نگاہین
میان حلقہ وآخولیش آزاد
کوئی مخفی کے رازون سے خبردار
کہین شیطان فکر دشمنی مین

کسی جا ضرب الا اللہ دلپر
لطیفے سب روان شفاف ہین
کہین ذکر جلی سے آشنائی
کوئی القائے استادی سے سرشار
غرض تا نصف شب سامان یہی تھا

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیرون کے جلسہ مین آیا کہ یہ بھی فقیر تھا
وہان روٹیان اور چنے کی دال بٹتی تھی وہ اسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا
کھا کر بیہوش ہو گیا پھر سنبھلکر بیٹھا اس عرصہ مین ہٹو بچو کی صدا اٹھائی دی اور سواری بڑی دھوم
قیصر کی آئی فقیر کو آکر اسنے تسلیم کی اور آکر برابر بوریے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکا
معمول ہے کہ جس شہر مین جاتا ہے فقیرونکو جمع کر کے چھاندا کرتا ہے یہان بھی ایسا ہی کیا غرض جہانگیر فقیر
سے بہت جھک کے ملا ہے جا بجا میدان مین خیمے استادہ ہین گانا ہو رہا ہے عجیب جلسہ ہے غرض
اب جو بادشاہ آکر پہونچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ ای قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمہارے
یہان آئے مگر ہمنے تمکو ابکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تمکو کیا رنج ہے قیصر نے کہا کہ آپ پر سب
روشن ہے بیان کی کیا ضرورت ہے درویش نے کہا کہ ای قیصر تو ملکہ گوہر جادو دختر آفاق جادو پر عاشق ہے

وہ بادشاہ بیابان بری برہ ہی اور اسی کے غم مین تیرا یہ حال ہوا ہی یہ سنتے ہی قیصر قدمون پر فقیر کے گر پڑا اور کہا ای مرشد کامل حقیقت مین یوہین ہی اور عجب طرح کی مشکل ہی کہ وہان نہ نامہ پہونچ سکتا ہی نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہی کسی طرح وصل اُس مہ پارہ آفت جان کا ممکن نہین اسے مرشد مین نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر اُنھون نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے بھی سرفراز نہ فرمایا اب مین آپ کے دامن کو نچھوڑونگا درویش نے کہا کہ ای قیصر اب جلد مدعا تیرا بر آئیگا اور اسی محفل مین ہی وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقرا یہان موجود ہے اور اس جلسہ مین شریک ہی مجھسے ملا تھا اور اُسکو بیابان بری برہ کے جانے کی خواہش ہے اور ضرور ہی جائے گا اور وہان پہونچے گا پس اُسی کے باعث سے تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا اور نہایت درویش نے تعریفین جہانگیر کی کین کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ انکو بلا سیئے درویش نے آواز دی کہ ای صاحبقران ہم سب آپکے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے اُسوقت دیکھا کہ ایک گوشہ سے ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا قوی تن قوی بن فقیر وضع نہایت وضیع وجیہ و شکیل لیکن نحیف ضعیف مگر اُسپر بھی چہرہ تابناک بسان خورشید تابان روشن رعب و دبدبہ دیکھکر درویش و قیصر کھڑے ہوگئے اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لاکر پہناؤ فورًا خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل مین آکر مقام صدر پر بیٹھا اور درویش نے نہایت اوصاف انکے سامنے قیصر کے بیان کیے اور بہت تعظیم و تکریم بجالایا اب جام شراب گردش مین آیا اور قیصر نے رو رو کر اپنے عشق کا حال سامنے جہانگیر کے مختصر بیان کیا کہ شہزادہ جہانگیر یاد کرکے ماہ دُر درگوش کو خوب رویا مگر درویش نے تسکین دی کہ ای شہزادہ آپ اسقدر نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہونگے اور بخاطر آپ کے اور قیصر کے جسطرح سے گا ضرور بالضرور آپکو بیابان بری برہ تک پہونچاؤنگا غرض دو دن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہانگیر تیاری سفر مین مصروف ہوا کہ شاہ مجکو وہان پہونچائے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ پر افسوس آتا ہی آپ عمر اپنی یہین بسر کیجیے جہانگیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہی مین جاؤنگا ضرور اور اسی حیلہ سے جان دونگا ہر چند قیصر نے کہا مگر جہانگیر نے نمانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کرکے اپنے ہمراہ پیادہ چلنے پر ساختہ ہوا اور درویش مع شہزادہ روانہ ہوا اور ایک دو کوس

راستہ طے کیا ہوگا کہ جہانگیر نے دیکھا کہ گنبد بنا ہوا ہے اندرون گنبد دیواروں پر تصویرین سایان جہان کی نصب ہین اور آئینے لگے ہین سقف گنبد مین گھنٹے ٹنگے ہین جب یہ دونون اندر گنبد کے آئے وہ گھنٹے از خود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش نے ایک نقش لکھکر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے کہا کہ ای شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہے یہی راستہ بیابان بری برہ کا ہے اب آپ تشریف لے جائیے خدا تعالیٰ منزل مقصد پر پہونچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائیگا شہزادہ یہ سنکر درویش سے رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحرا مین تپتی تھی کیٹھوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائین سائین چلنا درخت جھلسے ہوے پتے سوکھے کھڑ کھڑا کر دل کو وحشت دلاتے جناب خضر بھی اُس دشت مین بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم جسکو تکا شہزادہ کے دل پر ہجوم تھا پانوں مین چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے پہاڑون کے پتھر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشمے جوش کھا کر اُبلتے تھے درختون کے ٹُنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان آگ سلگاتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بصد بیتابی یہ غزل زبان پر لاتا تھا غزل

کہاں تک اشتیاق یار جانی
سنین کس طرح عاشق کی کہانی
بڑھین پھر کچھ تمنائین اجل کی
کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی
نسیم آغاز پیری مین بھی مستی

خدارا ای فلک کچھ مہربانی
ابھی ناصح توقف کر کہ ابنا
گھٹا طول امید زندگانی
جو ہو منظور رحم آنے نہ پائے
نہین جاتا خیال نوجوانی

وہ سمجھے ہین کچھ اپنے شکوہ چند
امنگون پر ہے جوش نوجوانی
نجا دم بھر ابھی پہلو سے نشتر
سنو قصہ مرا اُنکی زبانی
ایسی صعوبت اُس صحرا سے

آتشناک مین شہزادہ نے اُٹھائی کہ گھوڑا بھی سقط ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا بگولے اُس وحشت کے ملے کے لیے یسادل اور چوبدار تھے نقیب آہ کے للکارتے تھے چاؤش نالہ صدائے دور باش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقارہ ہوا تھا جب دل بیتاب سناتا تھا

دو گھبرا کر یہ لب پر لاتا تھا نظم

مرا یہ حال کمدینا کسی سے
گیا بہوش سودا سے فزون نجے

اگر قربان تھا وہ اپنے جی سے
نہین دور فلک کو دید منظور

مگر روکا اُسے بخت زبون نے
رہین ہم تم سے تم ہم سے مہجور

غرض اسی رہروی کرکے بصد مشقت و صعوبت اُس صحرا کو طے کیا اور ایک جنگل مین گذر ہوا وہان دیکھا
تو بہت سے دیو اور دیونیون کو جمع پایا اور دولہا بنا ہوا روسے کے پھولون کا سہرا باندھے ایک دیو کو
بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہان سے تماشا انکی شادی کا دیکھون لیکن وہان
صورت یہ ہی کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر مکان پر دیو سرہنگ کے آیا ہی جب برات رخصت
ہوئی تو سرہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت عروس ایک آدم زاد کا گوشت
کھلائینگے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی **نعمان** یہ کلام سُنکر تلاش مین آدمی کی نکلا اتفاق
سے درخت پر نگاہ پڑی **جہانگیر** کو بیٹھے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی مین
دابکر اکھیڑا جہانگیر اُسپر سے کود پڑا اور تیغہ پکڑ کر ہزارون دیو زاد قتل کیے دیوون نے جو یہ آفت
دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہی کہ جسکے بیٹے دیو بند و دیو کش ہین اور **امیر حمزہ** نے دیو سمندون
ہزار دست کو مارا ہی ذکر اسکا وغیرہ دیوان نامہ دفتر اول مین ہی غرضکہ شمشیر خارا شگاف جہانگیر
سے کچھ ہی دیر مین مطلع صاف تھا یہ صف شکن قتل دیوان کرکے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلاتا
وہی جنگل کی خاک اُڑاتا تھا اور غم یار مین بیقرار ہوکر یہ زبان پر لاتا تھا کہ **غزل**

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہی — سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہی
سامنے آنکھون کے بجلی سی چمک جاتی ہی — یاد تیرے رُخ پرنور کی جب ہوتی ہی
غم فرقت سے ترے ہی جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین ہین رطب ہوتی ہی
لب شیرین ہی تیری ہے جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین ماہین رطب ہوتی ہی
تجسے جسوقت بچھڑنے کا خیال آتا ہی — کیا بتاؤن جو مجھے تشویش عجب ہوتی ہی
دن جُدائی کے تو کٹتے نہین آؤ جانی — اب ملاقات کی شب دیکھیے کب ہوتی ہی
چین دم بھر ہی نہین جاہ کو اب تیرے بغیر — میری قسمت بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہی

اسی طرح بعد قطع منازل و طے مراحل مرحلہ پیمائی و دشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل ازکف دادہ
خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا نیا تماشا فلک کی سنگدلی
کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو پتھر کا پایا شہر خوب جنس ہر ایک دلکو مطلوب دُکانین
رنگین عمارتین عمدہ و مرتفع بنین مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہان گویا آیا ہوا ہی کسب ز

قالب انسانی پاکر جابجا پتھر کا بنا ہی شہزادہ بکمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب وملت کے موافق دعا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت ششدر وحیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر وتردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون اُسطرف سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا شل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہے جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہی جلد یہان سے جا ورنہ مثل اُنھین کے تو بھی بلا مین گرفتار ہوگا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی شہر تو بتخانہ آذری معلوم دیتا ہی انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرہ ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اس شہر پر غضب خدا کا آیا ہی غرض اُسنے اُس بندر سے کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین ومذہب کا بیان تو کر کہ یہ کون لوگ ہین اور تو کون ہی جب یہ اُس بندر نے سُنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو بندلی ملتھے پر لگائے ہے ٹیکا سیندور کا دیے ہی گھنو چندن کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہے یا نہین معلوم کہ اصل ہی مین ایسی صورت ہی کہ زلف چلیپا اُسکی تابہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہی جو انسان کا دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہی جو دل عشاق کو مانگ رہا ہی پیشانی تابناک ہی ابرو کشیدہ مثل خنجر بران ہی سحر ساز وفسونگر چشم فتان ہی رخسار گلگزار جنان ہے یہ اُسکا نقشہ ہی کہ

نظم

کہ دل مین بہی حور جنان ہے
بلا آفت قیامت ہر ادا ہے

کہون کیا حسن روز افزون اوصاف
پری اسکے مقابل مین کہان ہی

نہ ہو راُسکو جو دیکھے چشم انصاف
نہایت نازنین وہ مہ لقا ہے

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش پر بٹھایا اور کہا اے جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہی اور بلو شاہ جو دار الامارۃ مین ہی سرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہی اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجھکو یہان کا بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین بر سر سفر ہون جب پھر آؤنگا تو تجھکو قبول کرونگا یہ سُنکر اس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھولکر اُنکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور وناچار بیٹھے اور اُنکو نیند آگئی اُس عالم بیہوشی مین

انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہی درویش نور بالنشین آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے شہزادہ تم
اس ساحرہ سے آشتی کرو اور اسکے گلے مین ایک تختی ہی وہ کسی طرح اس سے لو یہ اُس تختی سے ماری
جائیگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھکر آنکھ کھلی بیکاری اُسنے آہ کی اور کہا **بیت**
یار اغیار ہوگئے اللہ ٭ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ٭ ہمتو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے
تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کریگا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے
دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھون نے یہ کہا اُسنے کوٹھری کو کھولا اور انکو نکالا سحر اپنے سے اُتارا
انھون نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے مین پڑے دیکھا بس اُسکی گردن مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا اے جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن مین پڑی ہی اُسنے کہا ہان ہان اس
تختی کو ہاتھ نہ لگا انھون نے ناک بھون چڑھائی اور کہا واے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی
کہ جو ایک ذراسی تختی کے چھونے پر خفا ہوتی ہی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا
ہوا تھا رونا اسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھر
دے دیگا معشوق ہی ہٹ کرتا ہی اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا کہ اے جانی واے مایہ
عمر و زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض نہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہی لو اچھا دیکھو
یہ کہکر وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھون نے وہ تختی پائی فوراً اسکے جسم مین لگائی وہ ساحرہ
بیہوش ہوئی انھون نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر صدا
آئی کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا میمون جادو تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی
سے کوئی گل مراد مین نے نہ چنا تھا غرض بعد اس آفت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام
کی لاش کو پڑے ہوے دیکھا انھون نے اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر نے رہائی
پائی صورت اصلی پر آئے وہ جامۂ سنگین جسم پر سے اُتار ا بادشاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو
شہزادہ جہانگیر کو شہر مین ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا انکے قدم پر رکھدیا اور کہا **مصرع** ای آمدنت
باعث آزادی ما ٭ قدم مبارک کو انکے بوسہ دیا اور ایوان شاہی مین لایا دعوت کا سامان
مہیا فرمایا ساقی مہ لقا حاضر ہوے جام ہی گردش مین آیا پھر طعام عمدہ سے دسترخوان چنا شہزادہ جہانگیر
نے خاصہ نوش فرمایا شکر خدا کا بجالایا اسوقت اُس بادشاہ نے حال انکا پوچھا انھون نے تمام

کیفیت بیان کی اور کہا مین بیابان بری برہ کو جاؤنگا مسرور نے کہا کہ یہ کام بہت مشکل ہے اور وہ مقام بہت دور دراز ہی اُنھون نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین بغیر جائے باز نہ آؤنگا آخر جب اُسنے بہت سمجھایا اور انھون نے نمانا تو مسرور نے کہا کہ بیچ مین بیران جادو کا مرحلہ ہی اور وہ میرا دوست ہی مین اُسکو نامہ لکھے دیتا ہون یہ کہکر ایک محبت نامہ بنام بیران اُسنے لکھا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اے بیران دوست صادق و محب واثق من یہ شہزادہ میر المحسن ہی جو تمھارے پاس تشریف لاتا ہی اسکی بہت خاطر داری کرنا قدم اسکے اپنی آنکھون پر دھرنا اسنے مجکو بلاے سحر میمون جادو سے رہا کیا ہی نئے سر سے زندہ فرمایا ہی یہ احسان اسکا مین قیامت تک نہ بھولونگا تم بھی اسکے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا دوسرے یہ شہزادہ بسا بہادر اور صاحب زور ہی وجیہ و شکیل و صاحب تدبیر شہزادہ ابن شاہ ہی جہان پناہ ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا میرا کہا ماننا یہ لکھکر سب حال اپنے پتھر کے ہو جانے کا اور اُسکے رہا کرنے کا نامہ مین مندرج کرکے جہانگیر کو وہ نامہ دیا اور کہا ای شہریار وہ آپ نے مجھپر احسان کیا ہی کہ تا زندہ ام بندہ ام پھر اپنے سحر سے ایک شیر بنایا اور کہا ای شہزادہ ہمارے شہر مین ایک میلا ہوتا ہی اگر جی چاہے تو اسکی کیفیت دیکھکر جایئے گا شہزادہ نے منظور کیا اور چندے وہان سکونت پذیر رہا جب وہ دن میلے کا آیا نقارے بجے مسرور نے کہا کہ لے اب چلیے اور کیفیت میلے کی ملاحظہ کیجیے یہ کہکر خلعت فاخرہ سے شہزادہ کے جسم انور کو مزین و محلی فرمایا پھر براج اپنے تخت پر بٹھا کے لیکر چلا شہزادہ شہر سے باہر نکلا جب آیا خلقت کا اُس جا پر اژدہام پایا سوداگر اطراف و جوانب سے آئے تھے خیمے اُنکے کھڑے تھے اشیاے عمدہ و نادرہ کار اعجوبۂ روزگار کا انبار تھا خیمون کے آگے تخت بچھے تھے اُنپر فرش عمدہ کیا تھا سوداگر وہان بیٹھے تھے جواہر وغیرہ کے ڈبے سامنے کھلے ہوے نیچے تختون کے اور دکاندار برابر برابر دکانین اپنی لگائے تھے ٹوکری لیے بیٹھے تھے کہین سنگترین ماہ پارہ رشک شمشاد جنکے قد ڈالیان لگائے بیٹھی تھین کہین کہین کباب سیخون پر بھن رہے تھے کہین لونگ چڑے والے پھر رہے تھے کسی طرف گلفروش کا نذرے اور کنٹھی پر ہار ڈالے شوق مین میلے کے ہار بن کہتے پھرتے تھے کہین ساقی حقہ پلا رہے تھے کہین کھلونے والے بھولون کے بک رہے حلوائیون کی دکانین برابر لگی تھین شیرینی کی ہوتی تھین ہزارون طرح کا جوبن دکھاتی تھین امرتیان مسلسل اور پیچدار دیکھنے سے زبان کو

ذائقہ بخشتی تھین برنجی تھالون مین ورق لگے برفی چنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری اُسمین جا
من بھی جاتا تھا کہ اسکو لیکر کھا جا گویا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زنجیرین ٹنگی تھین
گھنٹیان اُسمین لٹکتی تھین ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا کاٹھ کے کھلونے پیتل ڈولی مسی
سرمہ بک رہا تھا کسی جا نانبائی دکان لگائے تھے کہین تمبولی اپنا رنگ جمائے تھے تختون پر
پان سفید سفید وسا وری اور بنگلہ رکھے ہوے تھے کتھے چونے کے برنجی مرتبان دھرے تھے
تھین پالین تنین تھین ساقنین اُنکے نیچے بیٹھی تھین بنائی سوراخدار بچھی تھی چلمین اُسمین
گھڑسین تھین نیچے لگن مین پان بھیگے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے چرسون پر دم
پڑتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی ذرا ایڑو پیک پلانا ساقن ہنسکر جواب دیتی تھی کہ ہٹا انکھیا مین
کی پینا کوئی چڑیسا پنجرہ ہاتھ مین لیے تھا گُلدم اُسمین بند کیا تھا کسی دُکان پر بھی پنجرہ ٹنگا تھا کاکُن
کی بالی پنجرے مین دھری تھی طائر خوشرنگ اُسمین بند تھا غرض بھنگڑ تون کا طوطی بولتا تھا
دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے مین سوانگ نکل آتے تھے سوانگیے ترسول لٹکتے جاتے تھے تختون
سوار تختون کے آگے ڈھلی بانسری بجتی جاتی تھی نقرانیت کھپر سلگائے پھرتے تھے بعض لوگ
چکلوڈنڈ کر رہے تھے بہت لوگ گھوڑون پر سوار نکلے تھے گھوڑون کے گلے مین ہیکلین طلاکار
پڑی تھین گنگلے باندھے ہوے سپاہی سُرخ پگڑیان سرون پر رکھے ہٹو بچو کرتے آگے آگے گھوڑے
کے جاتے تھے فنس مین مہاجنان شہر کے لڑکے گوٹے ٹھپے کی ٹوپیان تلجلے کے انگرکھے پہنے سوار
فنس مین اِدھر اُدھر کہار اُٹھائے پھر رہے تھے رئیسان شہر اونچے پر فرش بچھائے تماشا
میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

بونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب
جو سبزۂ خلد سے لڑین چھوٹ
خوشرنگ عجب مٹر کی پھلیان
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آکر

ڈلیان مصری کی جنسے بے آب
نظارۂ نیشکر سے دل شاد
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
لہراتے تھے سانپ یون شکر کے
دل سے کوئی داستان بناکر

وہ ٹوکرون مین ہرے ہرے بوٹ
معشوق کا جیسے قد آزاد
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ دُمِ ذنب فلک پر
کرتا دل اہل دل کی تسخیر

جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر
جہانگیر نے خوب میلا وہان دیکھا دن بھر میلے مین رہا جب

وہ وقت آیا کہ مجمع کواکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات

کہ آنکھ مین چھپادون صورت یار
تمنا آہ ہوکر تا لب آئی
ہوئین و صندلی دکانین راہ و بازار
سر پابوس مین زلف شب آئی

مسرور شاہ شاہزادہ کو لیکر پھر دولتسرا مین داخل ہوا شہزادہ نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کہان نکلا فراق یار مین تڑپنا اور بلبلانا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا اسطرح روتا اور کہتا نظم

پھر بھی کوئی راہ مین نظارہ
ہے اسمین کسی کا کیا خسارہ
بچ جائے جو اک غریب کی جان

کیا اسمین بھلا کسی کا نقصان
یہ کہکے وہ فوراً اسکبار ہی
پھر بستر غم پہ بیقراری

تن ہوگیا زار روتے روتے
کھلنے لگا راز ہوتے ہوتے
فرقت کو گذر گئی ہے مدت

دیدار کا شوق ہے نہایت
تا چند یہ صدمہ ہائے جانکاہ
نکلے کوئی انبساط کی راہ

آفت مین ہے جان زار ہر دم
ہمدم غم انتظار ہر دم
آخر کراہ کے نالہ و آہ کرکے

صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بعزم طی منازل فلک یعنی خورشید تابان تیغ شعاع سے کمر باندھکر میدان آسمان مین آیا کہ ابیات

مجھے امید مطلب مین سفر ہے
مبارکباد آغاز سحر ہے
سفر کی اب سنو باقی کہانی

کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی
ہنگام سحر شہزادہ کمر ہمت باندھکر مسرور شاہ سے رخصت ہوا

اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ نے بنایا تھا اسپر سوار ہوکر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہونچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھپر کیا ہی کہ مین جان و مال سے آپ کا شریک ہون ہر چند کہ مین خراج گزار کوکب تھا مگر اب اُس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن تک مین تیغ کا نشانہ رہا اور اُسنے میری خبر نہ لی شہزادہ اُسکو تسلی دیکر اور اُس سے رخصت ہوکر آگے کو روانہ ہوا ایہانتک کہ وہ شیر گویا قلعہ پیرانہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوے اُسی قلعہ مین لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا کہ دروازہ شہر کا مثل فیل مست کے جھوم رہا تھا بہت سے ساحر بعہدۂ نگہبانی دروازے پر اُترے ہوے تھے اُس شیر کو دیکھکر کوئی مزاحم نہوا شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر مین آیا آبادی خوب مکانات جو دلکو مرغوب ہون دیکھے شہر وہ نہایت آباد تھا ہر ایک کا وہان دلشاد تھا عمارتین مصفا تھین

ساحر خوش اخلاق و وجیہ و شکیل بستے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے دکانون مین اشیاے
نفیس کا انبار تھا دکاندار لباس عمدہ پہنے بیٹھے تھے کثور الملک تھا کرے جو بروج آسمان کو شرماتی
تھین خلاصہ کار جہانگیر کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیر پر سوار دار الامارۃ مین آیا یہان بھی
بہت بڑا سامان تزک کا پایا خادم و خدمتگار قولاے رقاصی میاول و چوبدار دروازہ پر حاضر
فن ادب سے ماہر سات ڈیوڑھیان دار امارۃ کی تعین شیر اُن سب کو طے کر کے اندر آیا یہان دیکھا
تو تخت پر ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ جلوہ فرما ہے تاج شاہی سر پہ قباے فرمان روائی در بر چتر بال
ہما کا سر پر گردش مین ہے بہران جادو ہر گروہ پیش دنگل و کرسیان بچھی ہین ساحران نامی اُنپر
بیٹھے ہین کہ جنکی آنکھ ناک کان شعلہ آتش سے نکلتے ہین جہانگیر نے شیر پر سے اُترکے بادشاہ
کو سلام کیا اور آگے بڑھکر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اُسکو دیا اُسنے پڑھا کھڑا ہوگیا شہزادہ کی
تعظیم کی اور مقام صدر پر اُسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام مے ارغوانی بھر کر دیا شہزادہ
نے پیا پھر رقاصان مہر طلعت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا بعد کچھ دیر کے علیحدہ اُٹھا کر لیگیا
اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہاے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ لطیف و گرما گرم کھلائین
پھر دربار مین آکر بیٹھے اب اُسنے کہا کہ اے شاہزادہ آپ کون ہین اُسنے کہا مین **ملک خورشید**
تاج بخش کا بیٹا ہون اور اسطرح فرستادہ **افراسیاب** براے طلسم شکنی طلسم کوکب آیا ہون
لیکن فی الحال بیابان بر بی ہوکو جاتا ہون یہ کلمات سنکر بہران چین بجبین ہوا کیونکہ یہ بھی
خراج گزاران کوکب سے ہے مگر بپاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا اور کہا کہ اے شاہزادہ ہم لوگ
ایک درخت کو سجدہ کرتے ہین کیونکہ بعد کئی مہینے کے اُسمین سے ایک پتلا نکلتا ہے اور پکارتا ہے
کہ منم خداوند ساحر نبی پس اے شہریار یا تو آپ اُسکا حال بتلائیے اور نہین تو آپ بھی سجدہ کیجے
جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم ہمکو وہان لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ تو پھر ہم اُسکی تدبیر کرین اُسنے
کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمائیے اب زمانہ اُس پتلے کے نکلنے کا قریب ہے مین آپکو لیچلونگا
شہزادہ وہان توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ آیا کہ شجر زرین شاخ

مہر چرخ اخضر پہ پھلا پھولا نظر آیا کہ **ابیات**	صداے رخصتی آئی سحر سے
طلا نور سحر نور نظر سے · طراے بھر گئے مثل عروس ناز	نگاہون سے چھپی شب مثل انداز

ہنگام سحران بیران سوار شہزادہ کو سوار کرکے ایک صحرا مین لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار ہر
طرف اُس مقام پر بہار ہو جو درخت ہی وہ پھولون سے لدا ہی ہرا بھرا ہی سبزہ لگان دہر کو اپنی
سرسبزی کے روبرو خرماتا ہی اور اُس صحرا مین ایک درخت اور درختون سے سربلند بہنایت سرسبز
وخوشنما لگا ہی تنہ اُسکا طلاے احمر سے منڈھا ہی شاخین اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہین تو یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جوانان سبز رنگ جھوم رہے ہین طائران خوش الحان اُسپر بیٹھے زمزمہ سرائی کرتے
ہین شاہزادہ کچھ دیر وہان ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلہ
کہ جسکا مُنہ مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری بیران اور اُسکے ساتھ کے
ساحرون نے سجدہ کیا جھانگیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر مین پھل لگ آئے اور بار اثمار
سے شاخین جھک پڑین وہ پھل بیران نے توڑکر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیے اُسکو جو کھایا
تو بہت شیرین اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر مین وہ پتلا پھر اُسی درخت مین سما گیا اور پھر درخت کا
تنہ برابر ہو گیا بیران شہزادہ کو لیکر پھرا شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ مین اسکا حال دریافت کرکے آؤنگا
بیران تنہا اُسکو چھوڑکر چلا آیا سہزادہ وہان پھر اکیا جب وہ زمانہ آیا کہ بیل کہکشان کی دانہ بیست
آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دانہ خرمن عرصۂ فلک مین چھٹکے بالی سنبلہ کی اگی کہ بیت
بسر اوقات تھی کی صحرا مین دم بھر ٭ چھپایا مہر نے جب روے انور ٭ شہزادہ رات کو اُس درخت
کے قریب پھر آیا دیکھا وہان قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہی روشنی کنول
اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام منور اور روشن ہی فرش پر مسند مغرق بچھی ہی اور ایک ساحرہ اُس
مسند پر لباس پُرزر پہنے ہوے بیٹھی ہی چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہی لیکن کم سن نہین ہے
سامنے اُس ساحرہ کے ناچ ہو رہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جاکر پہونچا اور اُس بزم مین آکر ٹھہرا
ساحرہ نے جو اسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہین اسنے کہا کہ مسافر ہین اتفاق سے ادھر آنکلے
آپکو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اُسنے جو شہزادہ کو حسین اور مہ جبین دیکھا محبت اسکی اسکو
پیدا ہوئی کہا آتے ہین آپ تو آیئے تشریف لایئے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے
ساحرہ نے کہا کہ مجکو بزم جادو کہتے ہین اُسنے کہا کہ یہ تو فرمایئے کہ اس درخت مین سے ایک پتلا نکلتا ہی
اور اسطرح کی صدا دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سُنکر ہنسی اور کہا کہ

نوجوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہے میں نے سحر سے وہ تیلا اور یہ درخت بنایا ہے اُسنے کہا ہم تمہارے مہمان عزیز ہیں اور بیران جادو سے کہکر آئے ہیں کہ اس شجر کا حال دریافت کرینگے بس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اس حال کو بیان کریں اُس ساحرہ نے اسکی خاطر سے اجازت دی کہ اچھا امد بنایا کیونکہ شاہزادہ سے اسکو محبت ہوگئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ کا اُسنے نام پوچھا انھون نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش میں آیا رات بھر شاہزادہ وہان رہا بزم جادو دل سے اسکی مطیع ہوئی اور شراب اُسنے اختیار کی پھر جب وہ وقت آیا کہ عروس فلک سے بزم کو اکب برخاست ہوئی مثل شہزادہ جہانگیر

خورشید جہانگیر ہوا کامیاب شریک بزم جو تھے وہان بیاب	نظر کی آسمان پر صبح بانی سحر میں تھے لطف آسمان پر	کہا رخصت کہ ہے وقت جدائی صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے

مین بھی اپنی کنیزون کو لیکر حاضر ہوتی ہون اور ایک مرکب منگوا کر شہزادہ کو دیا کہ یہ اُسپر سوار ہو کر بیران جادو کے پاس آئے اور قصہ شنیدہ ناگفتہ زبان پر لائے اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا چاہتی ہین غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی بیران نے تعظیم کی خاطر سے بٹھایا اب بیران بھی دل سے مطیع شاہزادہ والا گہر ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون بیابان بری پرہ کو جاؤنگا بیران نے کہا کہ آگے مقام حرسان جادو کا ہے وہ مرحلہ نہایت سخت صعب ہے اور وہ بڑا ساحر زبردست ہے اور طرفدار کوکب ہے اچھا اب چلیے ہم سب اپنا لشکر آتے ہین مگر نہین جی میں آتا ہے کہ ابھی سے ساتھ آپکے چلین غرض یہی صلاح پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ جہانگیر یہان سے چلے اسی وقت نفیر سحر کو دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر ہمراہ چلے ڈہرو کی صدا بلند ہوئی ہوم کا دھوان چرخ چنبری تک جانے لگا گلو بھیرون منڈلانے لگا ہوم جلنے لگے اژدر آتشین پھنکارنے لگے رو سے ہوا پر چلین سحر کی منڈلانے لگین ہوئین آنے لگین نظم

چلے تخت پر سحر کے ہو سوار جو تھا سحر کا مہر اجالا ہوا کسی جا تھے طاؤس جھنکارتے	ہر اک سمت سے ساحر نابکار چلے اژدر و فیل اڑتے ہوئے کہیں اژدہے سانپ پھنکارتے	رخ دہر آندھی سے کالا ہوا ادھر اور ادھر گھنٹے تھے مرتے ہوئے غرض بعد قطع مسافت اونہوں نے

قلعہ خرسانیہ پہ سب پہونچے اس مقام پر بصد حشمت و شوکت مسرور شاہ بھی آکر پہونچا اسی ہزار کی جمعیت سے بمقابلہ خرسان شہزادہ عالیشان آکر اترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی ساحرون کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوئے اسکین بچھے راوٹیان سراپردے گندلے نصب ہوے لشکر کی چھاؤنی پڑی دریا کو پشت پر رکھکر قبضہ مین کر لیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا طبل و نقارے داخلہ لشکر کے بجے طائران سحر سامنے خرسان کے آکر پہونچے وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار مجمع تھا کہ طائرون نے آکر خبر دی کہ باسلاح لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہے اور قلعہ کے سامنے اترا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر خرسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ ساحر لیکر دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدر پر سوار ہوکر آگے کھنور چندن کی بدن مین لگائے تھے منہ سے شعلے چھوڑتے تھے رال و گوگل کے شعلے اڑاتے تھے یہ بھی آکر بارگاہ و خیام نصب کرا کر اترے دن بھر تو خیمہ مین رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار نے غلاف مغرب مین رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تابان عرصہ گاہ افلاک مین آیا ابیات

سحر سے بڑھ کے نور افشان تھی شام ۔ لیا خورشید کا مہتاب سے کام
ہوئی شب شاہد مہ سے ہم آغوش ۔ ہوا صبدم چراغ روز خاموش

سر شام بحکم خرسان طبل جنگ بجا لشکر سحر کو دم بدم دلاوران آگاہ و خبردار ہوئے تیاری اسباب سحر و ساحری کرنے لگے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی منترون کی جاپ شروع ہوئی بجہانے خوک جھٹکا ہونے مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا گوگل کی چراہند آنے لگی بھیرون کالی خوش ہوا ہوئین تائین گئین ایک طرف بہادران روزگار تلوارون کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چل دوڑ دہائی سامری کی بیر کھائے کلیجہ چھو کرنے تو سر اڑ جائے کمی کرے تو دھوبی کی گنڈ مین پڑے یہ جو منتر دیوالی کا الیس باچار رات بھر یہی شورش تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار فلک نے مشعل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بھگایا کہ بیت

آتاری شب نے پوشاک سیہ فام ۔ بنی نور سحر سے روشن اندام

ہنگام سحر دو دریائے لشکر جوش مار کر وا دگاہ مصاف مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جہانگیر باتوقیر مسلح و مکمل ہوکر میدان مین آیا اسطرح سے خرسان

فوج ہیولیٰ پس ہمراہ لابا صفوف آرائی ہوئی ابر سحر نے گرد و غبار برس کر بٹھا دیا جھاڑیان جھنڈیان
کاٹ ڈالی گئین میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت خرسان اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اسنے
ایک سحر ایسا کیا کہ سارا لشکر جہانگیر پر تاریکی چھا گئی ظلمات کو وہ مقام مات کیے تھا میدان جنگ کا
جو ہجانہ تھا ملک عدم کا پتا دیتا ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کال کوٹھری کا ایسا نقشہ تھا دوبارہ
خرسان نے جو سحر دم کیا جہانگیر تک زمین مین غرق ہو گیا لشکریان جہانگیر جو سحر کے پڑا
لینا لینا کہتے ہوے آگے بڑھے اُسنے سحر پڑھا کہ سب اندھے ہو گئے خرسان نے تیغ سحر
کھینچی کا شور اٹھا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اُسوقت دنیا بالکل اندھیر قسمت بد کا یہ وہ تاریکی
شب دیجور تھی اور اُسمین تلوار روشنی یار کی چمک کا چراغ جلتا تھا ہر سمت صدائے نالہ و
آہ برپا تھی ایسی آفت مین بعض نے دعا درگاہ خدا مین کی تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون
ہوا یکایک فلک پیر سے نعرہ کی صدا آئی کہ منم درویش بوریا نشین چنانچہ درویش مذکور
روے ہوا سے نیچے اترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُسپر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت
سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُڑتی ہوئی آئی تھی غرض اُنھون نے آکر ایک نقش اپنے
دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے مابین مین پھینکا بقدرت خداوند بدیع مسکین
شلث دویس بروزگار وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئی سبکی طبیعت مسرور ہوئی ہر ایک کی
آنکھ مین روشنی آئی جہانگیر نے قید زمین سے رہائی پائی اُسوقت خرسان نے جلا کر پھر ایک
ناریل جانب لشکر جہانگیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا شعلہ آگ کا لشکریون پر آیا لیکن
برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اب درویش نے ایک نقش اور لکھکر خرسان کی
طرف پھینکا کہ خرسان کا سحر بھی باطل ہو گیا اور اُسنے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک
تعویذ جہانگیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے جہانگیر مرکب چمکا کر سامنے خرسان کے
آیا اُسنے ہر چند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار ترسول کا وار کیا شہزادہ نے ترسول رد کرکے تیغ کا ہاتھ سر کو
تولا کمر پر لگا یار مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج اُسکی تلوارین کھینچ کر آگئی
گھمسان کی تلوار چلنے لگی عیاذاً باللہ ایک ایک کے دو دو اور دو دو کے چار ہونے لگے شور دارو گیر بلند ہوا

کھلی بیڑی پر سے شمشیر برق	کھینچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ	زبان پتروں کی آئین تیز یون کہ

جھکے سر رضی خالق مین اکثر	لبون پر آئے کف غیظ اجل سے	ارادے سے بڑھ گئے دست و بغل کے
ہوئی گردنون کو حاصل سربلندی	مٹی مغرور دل کی خودپسندی	خرسان تو قتل ہی ہو چکا تھا

بے سردار کے فوج کیا لڑتی اُسنے امان مانگی شہزادہ جہانگیر نے امان دی اور طبل بازگشت بجوا کر
پھرے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسانیہ کے داخلہ کیا وہان کے اکابرین نذر زرین
لیکر حاضر ہوئے تمام شہر مین عملداری شہزادہ کی ہو گئی افراسیاب کے نام کی دہائی پھر گئی
جہانگیر نے جشن کیا ناچ ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش رہے اب درویش نے کہا ای شہزادہ
مین تمکو محمل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہون وہان جا کر گنبد جہان نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی
شہر مین رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہکے ایک نامہ بنام محمل گنبد نشین لکھا کہ ای محمل ہماری خاطر سے
صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نما کی سیر کرا دینا اور اسکی بہت خاطرداری کرنا یہ نامہ لکھکر جہانگیر
کو دیا اور جہانگیر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد طی منازل و مراحل ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچے
دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت انداز صحرا ہے کہ سبزہ کوسون تک لہلہاتا ہے مژگان معشوقان
سبزہ رنگ کو شرماتا ہے یہ معلوم دیتا ہے کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہین گلہائے خودرو کوسون
تک اُگے ہوئے ہین گرداگرد اُس صحرا کے کیوڑا پہاڑیان چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری پہاڑیان گلدستون
کی طرح پھولون سے لدی ہوئی ہین آبشار ہوتا ہے جھرنا جھڑتا ہے جانوران خوش الحان زمزمہ
سرا ہین چشمہ جابجا لبریز ہین ڈبرے موج خیز ہین اُنکے کنارے کنارے بگلے بنڈیان کلنگ بانے بطے
قرقرے پھر رہے ہین خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا نزہت بیز و نزہت آمیز وہ صحرا ہے اور اس صحرا کے
بیچ مین ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہے گنبد اخضری فلک گردش نہین کرتا ہے
بلکہ اُسپر صدقے ہوتا ہے شہزادہ در گنبد پر آیا وہان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی
پلکین تک سفید ہو گئین ہین جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تا بسینہ بڑھائے سر بزانوے تفکر جھکائے
بیٹھا ہے شہزادہ نے اُسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر شہزادہ کو اُٹھکر گلے سے لگایا اور
او مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش بوریا نشین ممالک کو کب غارت کراتا ہے اور برباد
کرانا چاہتا ہے اور کہا ای صاحبقران کل مین گنبد تمہین دکھلاؤنگا غرض شب بھر سو رہے محمل نے کھانا بہت
عمدہ اُنکو کھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ مقرنس کی سیر کرنے خورشید جہانتاب آیا کہ بیت کہ جب خصوصت ہوئی شب

جمال صبح چمکا غیر ہوکر صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ران شتر کے لگا تھا محل نے کھولا اور شہزادہ
کو اندر لایا شہزادہ نے دیکھا کہ دیوارون پر آئینے نصب ہین اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہی کہ سامنے لشکر حیرت کا اترا
ہوا دکھائی دیتا ہی ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اترا ہوا پایا ایک جانب کو دریاے خون روان نظر آیا اور
ممالک کوکب و افراسیاب کے سب دکھائی دیتے ہین انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہین شہزادہ
نے دلمین کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہی ایک طرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اترا دکھائی دیا ایک جانب
لقا کو اترے ہوے پایا اسی طرح مہرخ کے لشکر کو دیکھا قلعہ ہفت رنگ بران نظر پڑا خلاصہ یہ کہ
تمام دنیا کو اسمین سے دیکھا اور عش عش کر گیا عقل دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ اس گنبد کی دیوارون پہ
تصویرین شاہان گذشتہ و حال کی نصب ہین گنبد ہی یا ارژنگ نگارخانہ چین ہے اور ایک طرف
دیکھا کہ کچھ تصویرین لگی ہین جو سایۂ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہین اور ایک طرف دیوار مین سات
آئینہ نصب ہین کہ انکے اندر ساتون ولایتین دکھائی دیتی ہین اور جہانگیر نے دیکھا کہ میری
تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار مین چسپان ہین شہزادہ مذکور
کو کمال حیرت ہوئی اور بہت دیر تک اس گنبد کی سیر مین مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر گنبد
کے آیا اسوقت محمل گنبد نشین نے کہا کہ ای شہزادہ میرے پاس ایک فتیلہ ہی اور خاصیت اس
فتیلہ کی یہ ہی کہ جب اس فتیلہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بلانا منظور ہو اسکی نیت دل مین کرو
بس ہمزاد پلنگ شخص مطلوب کا اٹھا لائے گا اس سے باتین کرو جبتک وہ فتیلہ روشن رہیگا وہ پلنگ
رکھا رہے گا جب فتیلہ بجھ جائے گا ہمزاد پلنگ جہان سے لایا ہی وہین لے جا کر پہونچا دیگا شہزادہ
جہانگیر نے یہ حال سنکر درویش مذکور کی منت کی کہ وہ فتیلہ مجھکو عنایت فرمائیے کہ مین اپنی مطلوبہ ملکہ
ماہ دُر دُر گوش سے ملاقات کرون محمل نے اسکی منت کرنے سے وہ فتیلہ انکو دیا اور یہ اسکو لیکر
گنبد کے ایک طرف کو تنہائی مین آئے اور بخورات انھون نے مہیا کرکے جلانے کا قصد کیا انکی تو یہ
کیفیت ہی لیکن شمہ حال ملکہ ماہ دُر دُر گوش بیان ہوتا ہی کہ اسکو باغ مین زلف رسا سے
کاکل کشا نے رکھا ہی پلنگڑی جواہر کار صحنچی مین باغ کی گسترده ہی اسطرح یہ مقید ہی کہ جسطرح
شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہین مگر فراق مین شہزادہ کے اسکا عجب حال ہی کہ شب و روز نالہ و
شیون کرتی ہی وہ باغ تمام اسکی نظرون مین خار ہی دل مین یاد گلعذار ہی گل کو جب دیکھتی تھی در خسار یار

آتی ہی سنبل سے زلف دلدار کو یاد کرکے جان گنواتی ہی گل اُسکی نظرون مین صورت چراغ ہی دل کا روغن چراغ ہی زلف سنبل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہی جینا وبال ہوتا ہی سرو کو دیکھکر بہت ملال ہوتا ہی سرو صورت دار ہی دل یاد قامت یار ہی نہر مین چشم تر کی صورت روان دکھائی دیتی ہی نرگس آنکھین دکھاتی ہی اور زیادہ یاد چشم جانان مین رولاتی ہی خاطر مثل ماہی بے آب طپان دل سینہ مین نالان آنسوؤن سے دامن تر رونے سے کام آٹھ پہر جب بیتابی دل ستاتی تو باد صبا کو اسطرح کا نامہ سناتی الفت

ای شہنشاہ کشور خوبی
سرو آزاد باغ حسن و جمال
رشک خورشید و غیرت ناہید
ایسے انفی سے ہی خدا کی پناہ
تجسے چھوٹی ہون جیسے ای دلبر
اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہی جانی
نام سے تیرے ہی زبان کو کام
رات کو بھی نہین ہی پڑتا چین
دھیان رہتا ہی آپ کا مجکو
دل بہت بیقرار رہتا ہی
دل بیتاب کو بھی سودا ہے
دیکھیے کب تمھین خدا یان لاے
دل اسیر بلا ہوا فریاد
کیا اجارہ ہی دلبا ای جانی
جلد آ جلد ای مرے دلدار
شربت وصل آ کے مجکو پلا
تو یہ پیغام وپیام رتی ہون

ماہ تابان اوج محبوبی
اختر برج آسمان حیا
روے روشن ہی تیرا صبح عید
جانتی ہون کہ وصل اب ہی محال
ابر غم چھا گیا میرے دلبر
شرطہ رونے مین ابر سے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
ہون گرفتار بیقراری مین
ہی گذرتی تڑپ تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہی دم نکلتا ہی
رات دن انتظار رہتا ہی
تیری تیغ ادا کی بسمل ہون
عیش و عشرت کا روز تیرہ دکھلاے
قیس کی طرح ہون مین آوارا
مرہی جائین یہ دل مین ٹھانی
شکل ناصح سے مجکو نفرت ہی
اے مسیحا ابھی ہو مجکو شفا
یا خدا جبتلک ہی لذت غم

گل شاداب گلشن اقبال
گوہر آبدار بحر وفا
میری شامت ہی تیری زلف سیاہ
لیک باد صبا سے ہی یہ مقال
یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
فصل بلبل نہ پر ہوا بدلی
شام سے صبح صبح سے تا شام
اسکے کٹتے ہین آہ وزاری مین
دن یہ
نہین آرام اک ذرا مجکو
ای مسیحا مری خطا کیا ہے
تیری زلفون مین جیسے اُلجھا ہی
تیرے ہی ابروؤن پہ مائل ہون
دام مین زلف کے ترے صیاد
لیلی زلف نے تری مارا
دل سے جاتا رہا ہی صبر و قرار
کاوش غم سے دلکو رغبت ہی
ای صبا اب دعا مین کرتی ہون
رنج و عشرت جہان مین ہے توام

لب معشوق ہی مسی آلود
دل عاشق مین رشک سے تنگ
ہو ستمگر جہان مین مرا شاد

رنگ عشاق ہی الم سے کبود
حسن جانان کی دھوم ہو یارب
مین ہون برباد اور وہ آباد

موج زن بحر عشق جبتک ہے
عاشقون کا ہجوم ہو یارب
اسی طرح دیوانہ وار بیقرار

یہ ملکہ ناکام روتی اور بکا کرتی تھی کسی طرح چین اُسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رُلاتا تھا جب انتہا سی زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل اشتیاق تو وہ دُکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ نظم

نالۂ اس شور سے کیون مین دُہائی دیتا
ایک ترانہ مجھے درد جدائی دیتا
مین جو ہون صید کبھی دام مین پھنستا جا کر

ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
تجھ مہر کو خون شفق مین ہر روز
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
غوطے کیا کیا ہے ترا دوست جدائی دیتا
غرض یہ ماہ تمام پلنگ پڑی
صبا سے رہے دو طرف کو پیام
قرار و سکون دل تک آئے نہین
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
جگر مین نہو خون تو کیونکر پیے
کہ اُس سے کہ مرتی ہی تیرے لیے
لہو نے جگر تک بھرے ہین گلے

یہ چھپرکھٹ مین لیٹی ہوئی اس سوز و ساز مین مشغول تھی کہ نظم

کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام
شب و روز رہتا ہی یان اضطراب
نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال
کیا عشق یا جرم ہمنے کیے

خیالات ملنے کے جاتے نہین
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
تن زار یہ جان کیونکر جیے
رہین کیونکہ جان نا امید وصال
نہین صبر آتا ترے بن ملے

قضارا چالاک تیز رفتار جو خیمے سے نکلکر چھپ گیا تھا وہ پھرتا ہوا اُسطرف آنکلا اور اُس باغ کے در پر اُسنے فقیرون کی طرح سوال کیا کلمیا اروز پرزادی ملکہ کی اُسکو بھیک دینے دروازے پر آئی اُسنے اُسکو پہچانا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور اُسکے کپڑے لیکر پہنے اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لاکر بستر پر اُسکے ایک چھپرکھٹ مین اُسکو لٹا دیا اور آپ وہان آیا کہ جہان ماہ دُر در گوش پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہی جب یہ وہان آیا اور ملکہ نے اُسکو آتے دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا ای گلعذار کہو کیسی گتی ہی چالاک پلنگ پر آ بیٹھا اور پانوٗن ملکہ کے دبانے لگا ملکہ نے کہا کیون ای گلعذار نہین معلوم کہ شاہزادہ پر کیا گذری اور وہ اب کہان ہین چالاک نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہین ایکدن آپکو کٹ کو قتل کرینگے اور آپ کو چھڑا لینگے یہ کہکر چالاک نے پانوٗن دبانا شروع کیے اور ذکر چھیڑا تاکہ ملکہ کو کچھ تسکین ہو

یہان تو یہ کیفیت تھی وہان جہانگیر نے فتیلہ محل کا دیا ہوا روشن کیا فتیلہ روشن ہوتے ہی ہمزاد تسخیر ہوا اور آکر پلنگ ملکہ کا اُسنے اُٹھایا ملکہ خوف کھاکر بیہوش ہوگئی چابک اُسی طرح پلنگ پر بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھین بند ہوگئین چابک نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ تو بیہوش ہے جواب کون دے آخر چابک بھی بیہوش ہوگیا اور ہمزاد نے پلنگ لاکر سامنے جہانگیر کے رکھدیا کچھ عرصہ مین ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہین اور جہانگیر بھی اُٹھے کہ ملکہ سے بغلگیر ہون اِدھر چابک جو ہوشیار ہوا اور اُسکے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہو یہ دونون شادی مرگ ہوجائین بس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چابک جو بشکل گلعذار تھا کود کر بیچ مین آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہیے پہلے میرے ساتھ دارو مدار کیجیے ای شاہزادہ تجھپر میری جان جاتی ہے ای ملکہ اب تم انکے عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا اری کچھ تیری شامت آئی ہے اُسنے کہا ای جہانگیر مین تیرے مرتی ہون ملکہ نے کہا کیون کمبختیون نے گھیرا ہے کہ ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہے ارے تو تو بہتر چابک پر مائل ہے چابک نے کہا وہ فقط حیلہ تھا مین عاشق الصین پر ہون یہ کہکر جہانگیر کے قریب آئی اور گلے مین ہاتھ ڈالا اسنے لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ او شوخ دیدہ کچھ تیری شامت آئی ہے دور ہو مجھسے کبھی ایسی باتین نکرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ ہے دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا مین سب کو حرام سمجھتا ہون یہ کہکر گلعذار نقلی کو شہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب فتیلہ نصف رہگیا ہے دیکھو یہ صحبت سب خواب وخیال ہوجائیگی کیا غضب کرتی ہے دلکی حسرت دل ہی مین رہجائیگی چند باتین ملاقات کی ہین مجکو بات کر لینے دے چابک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونے کے تھے وہ سب اب باطل ہوئے اُسوقت اُسنے چاہا کہ اب مین یہان سے ہٹ جاؤن اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ ای گلعذار تو باہر جا دیکھ تو کہ چابک وہان آیا ہے غرض اُسکو تو خود بھی چلا جانا منظور تھا یہ وہان سے نکلگیا جہانگیر نے ملکہ کے بوسے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرتیں نکلنے نپائی تھی کہ وہ فتیلہ جلکر تمام ہوگیا کچھ حال شہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فتیلہ کے بجھتے ہی اُدھر چابک بصورت اصل سامنے آیا شہزادہ نے کہا کہ اے برادر تمھاری معشوقہ تمکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہے اُسنے تو مجکو نہایت تنگ کیا اور کہتی تھی کہ مین تیرا عاشق ہون چابک نے کہا کہ ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری

معشوقہ کو بلوایئے ورنہ مین اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا کہ لو اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کہہ رہی تھی اور فتیلہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہمزاد نے پلنگ ملکہ کا اُٹھا کر اُسی باغ مین پہونچا یا ملکہ کلمۂ الفراق الفراق کہتی ہوئی آئی اور اپنے مقام پر پہونچکر روئی پیٹی چلائی عمرو دلکو زبان پر لائی کہ اے فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر ہنس بول لیتی ایک لمحہ مین جدائی کرائی اور تازہ داغ دلکو دیا کہ صورت دکھا کر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کہتی تھی اور بلبلا کر بیتابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ غزل

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد لیکن یہ خراب آباد دل
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اک چشم یار
تیرے مستون کی صف خواب غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہو آگ مین پروانہ سا کرم ضعیف
آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو

انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
مردمک اُسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو

آج اک بگڑی ہوئی تھی میکدے مین رند سے
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیچاری دکھ کی ماری فراق مین گرفتار اُس مقام پر ناچار ساکن ہو اور اب جو ملکہ شہزادہ کے پاس سے آئی گلعذار ہوشیار ہو کر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملکہ تو اُس سے بسبب عشق جتانے کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے ہی منھ پھیر لیا اُسنے سلام کیا مگر ملکہ منھ پھیرے رہی اُسوقت گلعذار نے کہا ملکہ میری کیا خطا ہے جو آپ مجھسے ناراض ہین یہ کہکر قدمون پر گر پڑی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اسطرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیلا لگایا کہ مین دو باتین بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے کہا ملکہ مین فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا تھا کہ مین بیہوش ہو گئی جب سے ابھی ہوش مجکو آیا ہے ورنہ مین تو بیہوش پڑی تھی مین آپکے ساتھ کہان گئی مجکو خبر نہین کہ آپ کہان گئین ملکہ نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتین بناتی ہے اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسمین صاحبقران بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلعذار نے قسم کھائی کہ مین نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ نے مجکو ڈھکیل دیا پھر چالاک آیا وہ مجکو تلاش کرنے لگا مین بات بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے ہزارون قسمین کھائین کہ مجکو اِس مقدمہ کی خبر نہین غرض یہ تو اِس حیرانی مین ہین کہ آتی یہ کیا ماجرا گذرا آئندہ حال انکا بیان ہوگا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہو کہ بعد

پ چلے آنے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار برنگ ابر بہار روئے اور شعر عاشقانہ زبان پر لائے یہ حال تھا کہ ابیات

اسوقت نہین صحبتین وہ جلسے
نالے کا اثر کہان گیا آہ
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے
ہے کون مجھے اُسطرف بتادو

اب ہم ہین قریب تر اجل سے
ہر دم تھی زبان پر آہ شبگیر
اے آنسوؤن تمکو کیا ہوا ہی

ہم مرتے ہین وہ نہین ہے آگاہ
کمبخت کہان گئی وہ تاثیر
تاثیر ہے کسطرف بتادو

الحاصل رو پیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور یہان بھی خوب رویا محمل نے سمجھایا کہ اسقدر گریہ وزاری نہ کرو وہ جامع التفرقین محبوبہ سے ملائیگا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ مین ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا صرف اتنا فائدہ ہوا کہ مہتر چابک ملگیا چابک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ اے شہریار اسوجہ سے مین نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہو یہ ہمزاد آپ کو بھی اُٹھا لیجائے تو آپ جو یہانتک اس جفا سے آئے ہین وہ محنت سب آپکی برباد جائے اور غضب نازل ہو غرض گنبد کی سیر تو کر ہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا اے محمل اب جانب آفاقیہ جاتا ہون محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہے مین نے آپکو خاطر سے درویش بوریا نشین کی گنبد کی سیر کرا دی اب بہتر یہی ہے کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجکو اپنی جان دینا منظور ہے پھر جانا منظور نہین محمل نے کہا اختیار باقی ہو اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا یہان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیون کے اور چابک کے جانب شہر ابیہ روانہ ہوے لشکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ڈہیرو بجتا ہوا ساحر اژدر و فیل پر سوار بڑے حشم و خدم سے چلے غرض طے مراحل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا کہ پُر خار و قہار تھا کہ شعر شور پانی کا شور محشر تھا ٭ جس سے طوفان عظیم تر اُٹھتا ٭ اُس پار دریا کے قلعہ سہر ابیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظم کوکب کا خراج گزار ملک سہراب شاہ تھا غرض لشکر شہزادہ نامور کنارے دریا کے اُترا طبل و نقارے وغیرہ داخلہ لشکر کے بجے زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک سہراب اپنی دار الامارۃ مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر تھا کہ یکایک صداے دہل و نقارہ کانمین آئی اور اسی دم طائران سحر نے آکر خبر دی کہ اے شاہ نصفت نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آ پہونچا ملک سہراب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہان سے کھڑے ہو کر اُسنے جاہ وجلال لشکر شہزادہ

دیکھا بہت گھبرایا اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بلا کر حکم دیا کہ کشتیاں تیار ہوں ہم کل اُس پار دریا
کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہراب درشہر سے دار الامارۃ میں گیا اور ایک نامہ
اُسنے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیابان تیرہ برہ لکھا کہ ای آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر
فوج کثیر لیکر آگیا ہی اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ اُسنے کیا ہی چاہیے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ
یہ نامہ ایک چیلے کو سپرد کر دیا کہ وہ لے گیا آفاق کو جا کر دیا اُسنے پڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت
اُسکو پریشان دیکھکر اُسکا ایک عیار ہی کہ نام اُسکا نہنگ شعلہ تن ہی اُسنے کہا کہ ای بادشاہ آپکے
آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی نہایت مکدر ہو آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے میں جا کر جہانگیر کو
گرفتار کرتا ہوں اور سہراب کے حوالے کیے دیتا ہوں یہ کہکر باہنا سے عیاری سے آراستہ ہوکر اُسی
وقت روانہ ہوا یہاں شہزادہ جہانگیر بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے میں مصروف ہوا
لیکن نہنگ نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اپنی صورت مثل ایک فقیر کی ایسی کے بنائی
تہمد گیروی باندھی اُسپر تسمہ لگایا کشکول گدائی کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ میں لی بلبل کا
پنجرہ لیا سیلی تاگے ٹھنڈے منکے سے آراستہ ہوا اور دریا کو شناوری کر کے اس پار آیا جہانگیر کنارہ دریا کے
شکار صحرا میں کھیل رہا تھا اُس فقیر نے دیکھکر کہا داتا لطور امعبود کا ہی شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق
اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ سدا رعشق ہی شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہاں سے آنیکا اتفاق ہوا
اُسنے کہا جہاں سے سب آتے ہیں شہزادہ نے کہا کہاں کو جائیے گا کہا جہاں سب جائینگے شہزادہ نے
کہا آپکا استھل کہاں ہی اُسنے جواب دیا کہ بیت درویش رواں رہے تو بہتر ہو
آب دریا بہے تو بہتر ❊ بجا فقیروں کا استھل کیا پوچھتا ہی شہر فقیروں کا ماوا و مسکن کہاں
جہاں تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا ❊ غرض ایسی باتیں درویشی کی کہیں کہ شہزادہ کمال ہی معتقد
ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی میں سہرابیہ فتح کرنے کو آیا ہوں آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ
مجھسے جدا ہی وہ ملجاوے فقیر نے کہا بابا سہرابیہ فتح ہونا مشکل ہی مگر معبود چاہے گا تو تیرے سب
کام بنجاوینگے اور ای شہزادہ اس دریا میں ایک نہنگ ایک مقام پر رہتا ہی اگر اسکو گرفتار کیجیے اور اسکا
خون اپنے پاس رکھیے اور وہ خون سہراب پر ڈالیے گا تو وہ مارا جائیگا اور میرے ساتھ کوہ پر چلیے یا
صبح کو آیئے گا میں تو وہاں نہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہوگا مگر وہ نہنگ اُس مقام سے نکلیگا دیکھیے گا

تمک یہ کر گیا ہی بس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجیے گا یہ باتین فقیر و شاہزادہ مین ہو رہی تھین کہ مہتر چالاک
بھی آیا اُسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان مین شہزادہ کے کہا کہ اے صاحبقران
ذرا ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہی غرض خاموش
ہو رہا اور پھر کر بارگاہ مین آیا شب کو آرام پذیر رہا جب نہنگ شعلہ تن مہر دریاے اخضر فلک مین آیا کہ شعر
کر حسن صبح نے جب مُنھ دکھایا ٭ گئین آنکھونسے نیندین ہوش آیا ٭ صبح دم شہزادہ اُٹھکر یکہ و تنہا
دامن کوہ مین کنارے دریا کے آیا وہان دیکھا تو ایک نہنگ پانی سے اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے
ہر چند جستجو اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار پھر آیا اور شب بھر اُسکے دھیان مین بیقرار رہا دوسرے دن
ماہی زرین مہر بحر کلان چرخ سے اُترا اور ستارے قلزم فلک مین ڈوب گئے کہ بیت ہے اختر
حیاے چشم جانان ٭ نظر آسا نظر سے سبکی پنہان ٭ اُسوقت نہنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا
آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ ڈورے کے کانٹے مین لگا نا مین جاتا ہون میری عبادت کا وقت
ہے اُس نہنگ کے پاس ایک نہنگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہے کہ اُسمین داخل ہو کر عیاری کرتا ہی
غرض چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولدار نہنگ مین داخل ہوا اور دریا مین شناوری کرتا ہوا
چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آج مُنھ کر روانہ ہوا نہنگ دریا مین ایک مقام پر آ کر اُچھلا اور غائب ہو گیا
شہزادہ اُسکو دیکھکر بے چین ہو گیا اور اُسنے ڈور ڈالی دیکھا تو وہ نہنگ پھنسا شہزادہ نے دیر تک
کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے [illegible]
نہنگ کے دو ہاتھ پیدا ہوئے اور حلقہ کمند کے گردن جہانگیر مین پڑے اور مُنھ مین نہنگ کے شہزادہ
چلا گیا سبنے جانا کہ نہنگ شہزادہ کو نگل گیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوئے پھر آئے لیکن مہتر
چالاک پہاڑ پر سے یہ سب ماجرا اُدھر دیکھ رہا تھا اُسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیری مین کہرام
برپا ہو گیا تلاطم پڑ گیا بحر غم جوش زن ہوا دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی اُسوقت
چالاک نے ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے
ہین اور کہے مین آ جاتے ہین تم سب گھبراؤ نہین عیاری ہوئی ہے وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہے
ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ مین میری آیا نہین ہے کہ اُسنے کیا تدبیر کی بس تم لوگ سب خاموش ہو شہزادہ
زندہ ہے اور قید ہے مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور ہو سکتا ہے تو اُسکو رہا بھی کرتا ہون یہ کہکر

محل گنبد نشین کے پاس گنبد جہان نما پر آیا اور اُس سے سب احوال بیان کیا محل نے کہا اے چالاک
مین نے منع کیا تھا کہ وہان نہ جاؤ شہزادہ نے نہ مانا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا نہنگ شعلہ تن
جسکا نام ہے اور یہ عیاری اُسکی مشہور ہے بس اب صبر کرو جہانگیر سے وہان کا قیدی چھوٹتا نہین چالاک
نے کہا اچھا یہ تو بتلایئے کہ کوئی راستہ بھی اُس پار جانے کا ہے محل نے کہا ہان ہے فلان صحرا سے
اگر جایئے تو راستہ ملے یہ سُنکر چالاک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بنکر تیار ہوا جیسے
کہ دہقانی کسان ہوتے ہین باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جوتا پہنا مرزائی گلے مین پہنی انگوچھا سر سے
باندھا دھوتی گھٹنون تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محل نے راستہ بتایا تھا اُسی طرف سے
چلکر قلعہ سہرابیہ مین آیا شہر نہایت آباد پایا رعیت کو دلشاد پایا عمارتین مرتفع و بلند نہایت ارجمند
تعمیر دیکھین صرافہ بزازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دار الامارۃ مین آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی
نالکی عائدان شہر کی سواریان استادہ تھین خادم خدمتگار استادہ تھے اور حاجب دربان قولاے
رقاصی وغیرہ موجود تھے پردہ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھ بچا کر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب
تخت پر بیٹھا ہے اور نہنگ شعلہ تن بھی موجود تھا اُسوقت معتبر چالاک نے سامنے کھڑے ہوکر
ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی کہ مین شہد خالص لیکر آیا ہون جسکو عسل مصفی کہتے ہین
اور یہ درخت انجان پر کا شہد ہے میٹھا بے انتہا ہے چنانچہ اسقدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوے
اور کہا لاؤ دیکھین کیسا ہے اُسنے تھوڑا تھوڑا اسکو چکھایا جب سبنے کھایا بیہوش ہو گئے چالاک نے نہنگ
کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہین ہے یہ جانتے
تھے غرض جب سب بیہوش ہوے نہنگ کا پشتارہ چالاک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو
قتل کرے کہ اُسی وقت یاران جادو مصاحب سہراب واسطے شکار کے گیا تھا آگیا پہنچا چالاک
کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر بھاگا اور باہر نکلکر تنہائی مین لایا یہان سہراب وغیرہ کو یاران
جادو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ گذرا الحاصل سب سنبھلکر بیٹھے اور ادھر چالاک
نے صحرا مین ایک مقام پر نہنگ کو اپنی ایسی صورت کا بنا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر پھر سامنے
سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہے جہانگیر کا مجھے لے گیا تھا مگر مین نقرہ دیکر اُسکو لایا ہون
اب اُسکو ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوایے

سہراب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا گلے میں اُسکے گیند عیاری
کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہیں اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اُسکو چابک جانتے ہین لیکن
چابک اُسکو مار رہا ہی مار پڑ رہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ دیکھوں نہنگ
گیا تھا سر سبز ہوا یا نہین اور اب کہان ہی بس اُسنے اوراق سامری مین دیکھا مُنھ اپنا پیٹ لیا
اور کہا افسوس عیار میرا قید ہوگیا ہی جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہی اب سہراب وغیرہ کو
قتل کیا چاہتا ہی کوئی ساحر جلد یہان سے جائے اور نہنگ و سہراب کو اُسکے ہاتھ سے بچائے
یہ حکم سنکر ضحاک مارگیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان جب نہنگ
کو بہت مار پڑی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ ای چابک مین نے تیری اطاعت اختیار کی اُسنے فوراً
اُسکو کھولدیا اور شراب پلا کر سب اہالیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ ای بادشاہ مین سبکو
شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوئے بس
جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرتے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مارگیر اور آتے
ہی ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی مطیع چابک ہوکر طرف
آفاقیہ کے بھاگا اور فرار ہوگیا مگر یہان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوئے اور سہراب نے اُٹھکر تخت
پر سے کہا کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائین اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تیغہ لیا اور لڑنا
شروع کیا بہتوں کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا اور
ملازمان جہانگیر نے بھی خبر سُنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہے بس جلد دریا مین کشتیان وغیرہ ڈالین اور
بزم جادو و مسرور و بہران بزور سحر اُڑکر اُس پار آگئے لیکن سہراب بہت زبردست سے
اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سبکے دست و پا بے حس و حرکت ہوگئے اور اُسنے از روے بلوہ کے ان
سب کو گرفتار کر لیا مہتر چابک وہان سے نکلگیا اور شناوری کرکے اس پار آیا لشکر کو کہ ابھی ہزار
کا تھا لیکر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا یہان سہراب نے مع جہانگیر پھر سبکو قید کیا اب چابک نے
صحرا مین آکر قرار لیا اور روغن نفط وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپین بناکر اُسمین بھرا اور گولے بھی بنوائے
اُسمین بیہوشی بھری کہ جب وہ گولہ داغا جاوے تو لشکر حریف مین جاکر شق ہو اور دھوان اُسکا
بیہوشی پیدا کرے اُن توپوں کو گھر پر چڑھی کرکے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز جادو

اپنا نام رکھا اور اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ مین سامنے قلعۂ سہرابیۂ سہراب شاہ کے آیا اور ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحبقران کو رہا کر دیجئے ورنہ لشکر لیکر رونق قلعہ آکر احوال سحر و ساحری کا تجکو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہونچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا اور اُترا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے منھ چھپایا اور لشکر انجم لیکر رستم ماہ میدان فلک مین آیا کہ شعر
ہوئی قسمت ستارون کی چمک پر ٭ ہوا مہتاب پھر روشن فلک پر ٭ سر مقام طبل جنگ طرفین سے نوازش مین آیا کہ نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ
کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جانفروشی
دکھا دو اپنی اپنی گرم جوشی
اجل کا صبح کو ہے گرم بازار
مقام آبرو ہے ہان خبردار
جدا ہو جائینگی روحین بدن سے
تنون کو زینتین ہونگی کفن سے
دونون لشکرون مین تیاری

آلات حرب آغاز ہوئی ملک سہراب برائے جنگ اس پار دریا کے اترا آیا تھا سامنے لشکر چاپک کے لشکر کا اتارا تھا جانور جھٹکا ہونے لگے منتر پڑھے جانے لگے تلوارون کی چمک خانۂ چشم مین آگ لگانے لگی آنکھون کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان درازی کرنے لگے سنسن چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ جھپٹے نکر دل مین گھر کرے نیزے سرکشی جتا کر سینون کو توڑنے لگے گرزون نے کہا کہ ہم سر کچلنے پر تیار ہین کلہ زنی کے ارادے سے بار ہین مختصر یہ کہ رات بھر شور آفت زا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ گولۂ مہر کا دہن سے مشرق کی توپ کے نکلا اور دھوان شب کا ہر طرف ہوا کہ ابیات

مزاج صبح ہیبت کی پر آیا
رخ خورشید سے پردہ اٹھایا
فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
بڑھے میدان کو گردان پر انصاف

نفیر سحر کو دم ملا چاپک کی طرف سے لشکر مین گرم سندی ہوئی میدان کارزار مین ہزاران جاہ و جلال آکر کھڑے ہوئے اسطرف سے ملک سہراب لشکر ساحران لیکلوا بھیرون کو پکارتا اژدرون کو اڑاتا فوج لیکر جنگگاہ مین آیا دلاورون نے لشکر کا پرا جمایا لیکن چاپک نے یہ کیفیت کی کہ بیت یا ہر توپ سے لگتے ہین مین ٭ تھین مین گھبراگے سب روحین بدن مین ٭ یعنی وہ توپین جو اسنے بنوائی ہین وہ مارنا شروع کین پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون رہکلی توپ اور شتر نال
لگی اُس سمت سے چھٹنے کو فی الحال
صدائے جنگی کیا کہیے کہ یکبار
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
اُڑے سر سے برنگ طائران ہوش

زمین سے آسمان تک گیا کون یار — دھوئون سے ہو گیا عالم دھوان دھار — کڑک کر بان کا چلنا وہ اُسدم
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم — وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا — دہان مار سے من کا اُگلنا
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار — دل عاشق سے جون مژگان خونبار — دھوئین مین اسطرح اُڑ جا کے چمک
کہ جون بادل مین مارے برق چشمک — نکلتا توپ سے گولے کا خشتاق — گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی — شب یلدا مین جون تیر شہابی — جب وہ گولے ملک سہراب

کے لشکر مین جا کر گرے شق ہو گئے اور اُسمین سے دُھوان ایسا نکلکر پھیلا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل ظلمات ہو گیا اور بیہوشی ایسی وہان پھیلی کہ مع ملک سہراب اور افسران لشکر وغیرہ سب بیہوش ہو گئے چالاک نے طبل فتح و ظفر بجایا اور اس لشکر پر جا پڑا قتل کرنے کی کیا احتیاج تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر مین لایا طبل آسائش بجوا کر پھر اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر آہنگرون کو بلوا کر سبکو قید سخت مین گرفتار کرا کر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت درمیان مین لایا ملک سہراب نے اُسوقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ یہ شہزادہ صاحب اقبال ہے ضرور کل ممالک کو کسکے قبضہ مین لائیگا پھر جان دینا بیکار ہے اطاعت کر لینا چاہیے غرضکہ سہراب نے عرض کیا کہ ای مہتر مہتران چالاک عالیشان تا زندہ ایم بندہ ایم چالاک نے انکو قید سے رہا کر کے خلعت دیا اُسنے شہزادہ کو اور برہم اور مسرور و بہران وغیرہ سبکو رہا کیا اور بعزت تمام تر لشکر مین لایا جہانگیر کے قدمون پر سر اپنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمایئے جہانگیر نے اُسکو پھر خلعت سے مخلع کیا یہ اپنے قلعہ مین شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ مین کر کے ڈھنڈھورا اُسکی اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر نے ایک نامہ افراسیاب جادو کو لکھا اور اُسمین سب حال اپنا مندرج کر کے لکھا کہ آپکے اقبال سے مین یہانتک آپہونچا ہون اب آگے روانہ ہون یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر بہت خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک اُستاد اور ہے کہ وہ فقیری کرتا ہے اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہے پس افراسیاب اپنے مقام پر سے اُڑ کر ایک پہاڑ پر گیا طلسم باطن مین ایک پہاڑ ہے کہ وہان گنبد مین وہ شہنشاہ پیر رہتا ہے چنانچہ جب یہ وہان جا کر پہونچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال

بچھائے گنبد کے چبوترے پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور نامۂ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا ای گرو شہزادہ
جہانگیر کوکب کے ملکون کو فتح کرتا ہوا شہر ابیہ تک پہونچا ہی اب آپ جاکر اُسکی مدد جابجا کیجیے ابھی لوح
طلسم اُسکو نہین ملی ہی جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت نہین اور ابھی تو مدد
کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا مین جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ اُس سے لیکر واپس
آیا اور فکر مین ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجون لیکن فکر مین ہوا کہ ممالک کوکب مین پہونچنا
خلعت کا ذرا مشکل ہی توقف کرنا چاہیے غرض طائران سحر کے ہاتھ نامہ کا جواب تو لکھا بھیجدیا کہ
مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای صاحبقران من شاباش مرحبا ہم تمھاری شجاعت کا حال معلوم کرکے بہت
خوشنود ہوئے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کرین اے شہزادہ اگر ہوسکتا ہی تو عقب مین
نامہ کے مین خلعت فاخرہ بھی تمھارے لیے بھیجتا ہون یہ نامہ جب جہانگیر کو پہونچا یہ بھی بہت خوشنود
ہوا اور اب قصد آگے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانب آفاقیہ کوچ
کیا یہان ملک آفاق جادو مالک آفاقیہ نے کوکب کو لکھا کہ ای بادشاہ مدد سے درویش بوریا
نشین کی جہانگیر شہر ابیہ تک آگیا ہی آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک بیٹے کو دیا کہ وہ خدمت
کوکب مین لایا بادشاہ قلعہ کوکبیہ مین تخت حکومت جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے
آگاہ ہوکر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری مین ایک درویش رہتا ہی کہ نام اُسکا
خضران صحرا نشین ہے اُسنے اُسکو نامہ لکھا کہ ای عابد و پارسا آپ تکلیف فرماکر تشریف لے
جائین اور درویش بوریا نشین کو سزاے معقول دین کہ اُسنے میرے ممالک کی بربادی چاہی ہے
ملک خضران صحرا نشین نامہ پڑھکر اُسی وقت اپنے بوریے پر بیٹھا اور کچھ طلسم اُنگلی سے
اُسپر اُسنے لکھا کہ وہ بوریا اڑکر چلا اور اُسطرف سے شہنشاہ پیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ
ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کرکے دس لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور قطع منازل
وطے مراحل کرتے ہوئے آفاقیہ پر آکر پہونچے ملک آفاق نے جب سُنا کہ جہانگیر مع لشکر قریب
آگیا اُسنے فوراً نفیر سحر کو دم دیا کئی لاکھ ساحرون کا لشکر اُسی دم تیار ہوا دروازہ قلعہ کا اُسنے کھلوادیا
اور لشکر ہمراہ لیکر خود بھی باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے لکہاے ابر نمایان ہوئے ساحران ناری
ابر سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ خیام برپا کرائے اور مقابلہ مین شہزادہ جہانگیر کے

اُترے اِدھر جہانگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اترا اسکیں بیچوبے قلندریان مارکیان راوٹیان
کندلے سراپردے خیمے بارگاہیں استادہ ہوئیں بازارین لشکر میں کھل گئیں پیادون کے بستر لگے
سوارون کی تین پٹی گھماگھمی شروع ہوئی گھوڑا لشکر میں کھنکنے لگا ایکدن لشکر آسودہ ہوا
جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور رخ کو

شبنم کے دھونے کا زمانہ آیا کہ آیا
نظر کی جانب خورشید انور

گذارا دن ہوئی آخر کو جب شام
جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر

طلا خورشید کو مغرب میں آرام
سر شام طبل جنگ نواخت

مین آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوار کا بیر خون چڑھنے
آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کہیں کڑکیت کڑکا کہنے لگے اے بہادران اجل
ہر ایک کو آشنا اولی ہے کہ ابیات

مگر فرصت کہاں دام اجل سے
شرافت پیشہ و دلبند اصلی
صف دشمن میں جب آئینگے صدم
گرجتے تھے بشکل رعد مضطر

زمین میں آسیا گا نام اجل سے
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر
تہ و بالا کرینگے ایک عالم

جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی
نہیں پھیرینگے منہ میدان میں جا کر
یہ سن کر لشکر شجاعان دلاور

ایک طرف گو سحر خوانی ہو رہی تھی ایک طرف ہاے ہو سے

دلیران بلند تھی بانکپن کی باتیں آپسمیں ہوتی تھیں کوئی کہتا تھا کہ کل ہم عدو کو للکار کر مارینگے
کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار میں سر دشمن اُتارینگے اسی غوغا و ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ
زمانہ آیا طفلک آفتاب نیزہ مخطوط شعاع میں گھرا ہوا بطن شب سے پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان

افلاک میں چمکا کہ ابیات
ستارے چرخ پر پنہاں ہوئے سب

یہ باتیں تھیں کہ روے صبح دیکھا
مبارز سب اُٹھے آخر ہوئی شب

رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
صبحدم بعید کروفر و جاہ و جلال

شہزادہ جہانگیر با اقبال لشکر وارد دشت مصاف ہوا جنگل فوجون سے بھر گیا لکہ ہاے ابر سر
چھائے ہوے دلاور لڑنے آئے ہوے اسطرف سے آفاق جادو بھی تخت سحر پر سوار بہ لشکر
کئی لاکھ ساحران جرار وارد میدان کارزار ہوے غلمون کو جلوہ ملا کر کا ہوا صفیں جم گئیں
نقیب نقابت کرکے ہٹے اسوقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آرد ماش نکالا
اور اسکا ایک شیر بنایا سحر پڑھکر اسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر زیان کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھکر شیر

چرخ خوف کہاتا تھا اور شیر گردون چکر آتا تھا بس اُس شیر کو حکم دیا کہ میدان مین جائے اور کام دشمنون کا تمام
کرے وہ شیر ڈکارتا ہوا میدان مین آیا اُسطرف سے بزم جادو میدان مین گئی مگر اُس شیر نے اُسکو
نگل لیا اور اپنے لشکر مین لے جاکر اُگل دیا اسی طرح بیران و فیروزہ وغیرہ نکلے مگر گرفتار ہوے اُسوقت
درویش بوریا نشین آکر پہونچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی بس اُنہون نے کہا
کہ اے شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل ایاب بجوا کر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور
رات بھر اُسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقۂ خاتم زرین مہرو
نگین پُرضیاے آفتاب انگشت روزگار مین چمکا بیت صبح خورشید تھا پیشانی صاف پہ نظر
آیا نگینہ اُسکا شفاف ؂ صبحدم طبل جنگ بجوا کر جنگ عزا کے عوض مین بصد کرو فر جہانگیر نامور لشکر
لیکر میدان مین آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اُٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجوا کر چڑھ دوڑی جہانگیر
خود میدان مین نکلا اُسطرف سے غیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجا جیسے ہی شیر سحر تڑپکر شہزادہ جہانگیر
کو نگلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش بوریا نشین کی دی ہوئی اُسپر کھینچ ماری شیر جلکر رہگیا
ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے خرس اُڑتے ہوے اسطرح اُترے کہ جیسے خرس برستے مین
جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اُسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھیے کہ ملکہ گوہر جادو جو دختر
ملکہ آفاق جادو ہی اور اُسپر قیصر جادو کہ جسکا ذکر اول ہوچکا ہی عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اُسپر
عاشق ہی اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہی کہ جو اُسکی وجہ سے تاثیر نہین کرتا ہی اور تیغہ بلاکش
بھی کہ کتبے اُسکے پاس رکھوایا ہی یہ دونون اشیاے نادرہ آفاق نے خزانے مین رکھی ہین گوہر
خزانہ مین سے چُرا لائی اور چاہا اُسنے کہ شہزادہ جہانگیر پاس اسکو بھیجون مگر حیران ہوئی کہ کیونکر
بھیجون کون لیجائے اُسوقت ننگ شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہے مگر مطیع چابک ہوچکا ہی
اُسنے کہا اے ملکہ لاؤ مین دے آؤن گوہر نے اُسکو دیا اُسنے صورت اپنی لڑنے والون کی ایسی بدلی اور
میدان کارزار مین آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اُسنے لاکر دی اُس ہنگامہ مین کسی نے اُسکو پہچانا
نہین شہزادہ نے لوح کو تو گلے مین پہنا اور تیغہ ہاتھ مین لیکر خرسون کو قتل کرنا شروع کیا ننگ تو
مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اُسنے لڑنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض انگشتری خرسون
پر کھینچ ماری اور بہتون کو قتل کیا اور جلایا اُسوقت عرصہ مین ایک ساحر ہمراہ ابر نشین جادو

نام شہزادہ پر اپڑا اسنے اسکو بھی تیغۂ بلاکش سے دو ٹکڑے کیا اور فوج ملکہ آفاق پر آکر شہزادہ نے قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہنر برابر نشین کی فوج مین مسرور و بہران وغیرہ قید تھے وہ رہا ہوگئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہنر پر کے رہا ہوئے غرض تلوار شہزادہ نامدار نے تہلکہ ڈالدیا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

کشیدند شمشیر و گرز آن سران
کہ گرفت ازان روے خورشید رنگ
برآہیخت گرز و برآورد جوش
تہ گرد بسیار در کارزار
فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل

برآمیخت باہم سپاہ گران
جہانگیر گرد از جہاندار یاد
ہوا گشت از آواز او پرخروش
از آو از آن گرد سالار گش
ہمہ کشتہ بودند بر چند میل

یکے گرد برخاست در دشت جنگ
ستان دار نیزہ بدارندہ داد
بشمشیر ازان لشکر نامدار
نہ بادیو جان ونہ باپیل ہُش

ملکہ آفاق کی فوج نے شکست فاش کھائی اور رو بفرار لائی اُسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور زنرہ ہوا کہ منم درویش خضران صحرانشین اور اُسنے آتے ہی درویش بوریانشین کو للکارا کہ او پیر دا غولی بڑا ہی غضب کیا کہ کوکب کی محبت ترک کرکے اُسکے ممالک کو برباد کرانا چاہا اور جہانگیر کو یہانتک پہونچایا اب پیر کمال کا حال کھلجائیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھکر اڑایا کہ جہانگیر اُلٹا اپنے لشکر کی طرف پھرا درویش بوریانشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھکر دستک دی کہ خضران کی بندین جنگاریان اُڑنے لگین اور خضران نے پھر کچھ پڑھکر دستک دی کہ بوریانشین کی زبان بند ہوگئی اُسنے کچھ ہاتھون سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے ہاتھ اپنے باندھ کر بوریانشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ مشکین باندھ لو اسکی مشکین باندھ لین اور ایک قفس آہنی طلب کرکے اُسمین اُسکو بند کیا اور ملکہ آفاق کو میدان جنگ سے لیکر پھرا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مہتر چالک فکر مین عیاری کے لشکر سے نکلا یہان خضران جب دربار مین بیٹھا تو بوریانشین کے قفس کو سامنے بلوا کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیون اسی مُنہ پر دعوی فقیری بوریانشین نے اُسوقت آہ کی اور دم نکلگیا اُسوقت خضران کو ملال ہوا اور خبر ہرکارون نے جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر اُسی وقت تیغہ پکڑ کر اٹھا کہ ابھی جاکر اُس خضران کو مارونگا اور وہان آفاق سے خضران نے

کہا کہ اوراق سامری مین دیکھیے تو کہ آپ کے خزانہ سے لوح اور تیغہ کسنے جہانگیر کو بھجوایا اُسوقت اوراق
آفاق نے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر لیے آتا ہی اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا اور
خضران غصہ مین اُٹھا کہ ابھی جاکر اُسکا علاج کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوگیا اور آفاق نے چاہا
کہ لشکر اپنا تیار کرون کہ آواز آئی ای آفاق تو تماشا دور سے دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہین
آفاق دربارگاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر جو اُٹھکر چلا تھا تو لشکر بھی فرط محبت سے کمر باندھکر
چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور اہالیان لشکر جہانگیر اُس دریا مین
گرکر مچھلیان بنگئے سارا لشکر اُسی آفت مین مبتلا ہوا مگر جہانگیر کھڑا ہی اور پانی بڑھتا آتا ہی جہان
جہانگیر ہی وہان ایک ٹاپو بنگیا ہی اور جہانگیر کے گلے مین لوح پڑی ہے اُسکی ہی برکت ہی کہ پانی پاس
نہین آتا ہے مگر جسطرف جانے کا قصد کرتا ہی زمین کو زلزلہ ہوتا ہے اب مرکب پر سے جہانگیر اتر
پڑا ہے اور پانی کے سبب سے کہین راستہ نہین ملتا ہی کہ دریا سے نہنگ پیدا ہوا اور منھ کھولکر
جانب جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ مین کدھر جاؤن کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا
کہ منم شہنشاہ پیر ای جہانگیر گھبراتا نہین مین آ پہونچا لوح کھینچ مار اور تیغہ برہنہ کرکے نہنگ کے سر پر
ماردے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا یہ اُٹھاکر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پیر کو دیکھا کہ وہ یہ آواز دے
رہا ہی بس جہانگیر گھبرایا ہوا تھا اور شہنشاہ پیر کو پہچانتا نہ تھا صرف نامہ مین نام لکھا دیکھا تھا
کہ شہنشاہ پیر آتا ہے تیری مدد کو بس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے ہی لوح اور تیغہ
زمین پر گرا اُسے نہنگ نے نگل لیا اور اُس پیر نے وہین سے قہقہہ مارا اور آواز دی اے جہانگیر
منم خضران صحرانشین دیکھ اسطرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہین یہ کہکر اُسی نہنگ کو اشارہ کیا
کہ اُسنے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا مین چھوڑا یعنی مچھلیان بنا ہوا لیکن جہانگیر کو گرفتار
کرکے دربار مین آفاق کے آیا اُسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلاونت آیا ہی قبر سامری سے خضران
نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہے عمدہ لباس پہنے ہی آکر وہ دربار مین بیٹھا اور چند
چیزین ایسی اُسنے بین مین بجائین کہ تمام اہل دربار وجد مین آگئے اور خضران بھی بہت خوش ہوا
اور کہا آپ نہایت کامل ہین اب مین رات کو جلسہ جاکے بین سنون گا یہ کہکر نہایت دلداری سے
آپ کو ٹھہرایا اور حکم تیاری جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک نئی نواز نہایت عمدہ آیا ہی یہ خبر سنکر

نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُسنے پہچانا کہ یہ مہتر چالاک ہی بیس اُسنے بیہوشی شراب مین ملانیکا
اِنتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چالاک ہو چکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا ابیات

کہ مثل مردمک شد شلم سیہ رنگ | زبان اشتیاق صاحب تنگ | ہوئی ظاہر مگر باطرز محبوب
کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب

شام کو شمع وچراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیکن
خضران نے اوراق سامری اُسوقت دیکھے اور کہا ای آفاق تمھاری بیٹی ملکہ گوہر نے لوح اور
تیغہ تمھارے خزانہ سے چرا کر شہزادۂ جہانگیر کو بھجوایا ہی اور نہنگ عیار دے آیا ہے اور یہ کلال نست
چالاک عیار ہی یہ کہکر ایک برق چمکائی کہ چالاک و نہنگ دونون زنجیرون مین بندھ گئے اور کہا
جہانگیر کو لاؤ مین ابھی قتل کرونگا اب تو بارگاہ و لشکر وغیرہ مین تہلکہ و ہنگامہ پڑا کہ میان وہ کلال نو
عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہے میدان خونی اُسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوے سب کو زیر تیغ
مع جہانگیر بٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اُسوقت ردیے ہوا اور
نعرہ ہوا کہ منم شہنشاہ پیر اُستاد افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چالاک نہنگ
و جہانگیر کو چند پنجہ بھیجکر اُسنے اُٹھوالیا اور خضران پر کچھ عمل پڑھکر اُسنے دستک دی کہ وہ چپ بیٹھا
رہا پنجون کو لیجانے دیا مجرمون کو روکا نہین پھر جو ہوش آیا اُسنے بھی کچھ پڑھکر پھونکا کہ شہنشاہ پیر
روتے ہوئے نیچے اُتر آیا مگر سنبھلگیا اور ایسا کچھ اُسنے پڑھکر پھونکا کہ خضران اور آفاق کے
بدن مین آگ از خود لگ گئی اور یہ جلکر خاکستر ہوگئے درویش بوریا نشین کی لاش کو تو
شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک اخضر کے بحر
مین ہی زرین مہر شناوری پذیر ہوئی کہ بیت صدا ے رخصت آئی ہر زبان سے ہمارے نور صیلی
آسمان سے صبح تک وہ دریا خضران کا بنایا ہوا مرنے سے خضران کے غائب ہوگیا لشکری سب
مچھلیون سے انسان ہوے شہر آفاقیہ مین بھی عملداری جہانگیر کی ہوگئی قیصر جادو حاکم شہر
قیصر یہ جہان کا رہنے والا درویش بوریا نشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہان آکر پہونچا شہزادہ جہانگیر
نے ملکہ گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو
خلعت دیا یہ شاگرد چالاک تیز رفتار ہوا جہانگیر چند روز یہان رہکر لشکر تیار کرکے آگے کو روانہ ہوا اور
شہنشاہ پیر نے کہا کہ اے شاہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار پیچ مین تھی اگر وہ ملتی تو البتہ

قلعہ فتح ہوتا لیکن اُسکا پتا نہین کہ کہان ہو شہر آفاقیہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہے کئی لاکھ ساحر جمع ہین کئی قلعہ تسخیر ہو چکے ہین قلعہ اژدر حصار سے تا بہ قیصریہ سب قبضہ مین ہو اور مسعود شاہ و بہران وغیرہ سب مطیع ہین اب آگے اُس مقام سے قلعہ بدخشانیہ ہو بیان ہے بارہ کوس پر مگر نہایت سخت و صعب جگہ ہو اور بہت دشوار ہے اور ایک روایت ہے صاحب دفتر کی معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے لوح ہزار برج جسے لاکے کوکب کے حوالہ کی اُسنے قلعہ بدخشانیہ مین رکھوائی ہو غرض جہانگیر بہ کرو فر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مرحلہ پیمائی کر کے دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائے احمر کا ہو اور دروازہ اُسکا بند ہو سر قلعہ پر ایک پتلی جواہر نگار کھڑی ہے نہایت تکلف کی آراستہ ہو اور اُسکے سر پر طائر جواہر کے بیٹھے ہین جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سامنے اس قلعہ کے جائے وہ گنہگار حسب الارشاد شاہزادہ نامدار سامنے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا پتلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس افسوس اور اسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنہگار دھڑ دھڑ جلنے لگا جلکر خاک ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر شہنشاہ پیر شہزادہ کو ملنح ہوا کہ خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا جلو اب ہٹ چلو شہزادہ نے نمانا اور کہا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر وہان خیمہ کیا دوسرے روز جب دریچۂ خاوری سے آفتاب زرین شعاع نے سر بدر کیا کہ بیت ستارون سے قمر نے ہاتھ دھویا ٭ سحر نے جلوہ مہتاب کھویا ٭ صبح دم اپنے مقام سے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر ملکہ بزم جادو اڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے آئی پتلی نے افسوس کہکر نگاہ ڈالی بزم بھی جلکر خاکستر ہوئی اُسکے ساحر بہت سے گئے اور جلکر خاک ہوے ملک خورشید جو پدر جہانگیر کا ہے وہ اپنا تخت بڑھا لگیا وہ بھی جلکر خاک ہو گیا جہانگیر اسکے غم مین خوب رویا ساحرون نے اُس پتلی پر ہزارون نارنج و ترنج مارے کچھ اثر پذیر نہوئے اور ہزارون ساحر جلکر خاک ہو جہانگیر نے غم مین اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اُسوقت چہتر چالاک نے آئینہ از سر تا پا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالکر سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوار ہو کر آیا اور اُن آئینون پر ایک کپڑا اسنے ڈال لیا وہ کپڑا سامنے اُس پتلی کے آکر اسنے اُلٹ دیا پتلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینون مین دیکھا خود اُسکے جسم مین آگ لگی اور دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہو گئی اُسوقت چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چہتر چالاک تیز رفتار سبنے بہت تعریف کی اور

پہچانا کہ یہ چالاک ہے کس لیے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانا تھا کہ چالاک منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا
جہانگیر یہ کیفیت دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لشکر لیکر اپنے مقام فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی آسودہ
ہوا لیکن شاہزادہ جہانگیر غم میں اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا خمخانہ
الم کا جرعہ نوش ہوا اسطرف بدخشان جادو حاکم قلعہ بدخشانیہ نے جب سُنا کہ پتلی جو سر قلعہ پر نصب
تھی اُسکو عیار جہانگیر نے جلادیا بڑا اُسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہے جبکہ
ہو کہ اس پتلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جل جاے پس چالاک کو عیاری خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری کی یاد آئی اُسنے ہفت در بند فرعونیہ کا وقائع دیکھا تھا اور وہان کا وقائع یہ ہے
کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہے ساحر مشمشش نام اُسنے کئی شخصوں کے چہرے پر طلسم اسطرح کا باندھا تھا
کہ جو اُنکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُسکا
نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پا تک آئینے اپنے جسم پر لگائے
اور اُسکے مقابلے مین جاکر آئینون پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف مین
جب آتا تھا نقاب چہرہ سے اُلٹ کر کہتا تھا کہ مصرعہ برمن نگر بمن نگر شاید کہ بشناسی مرا انھون نے
بھی وہ پوشش آئینون پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ مین اپنی صورت کو دیکھا خود بھی
ہنسنا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھمی بس ویسے ہی چالاک نے
بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار ساحران جرار لیکر قلعہ کا دروازہ
کھولکر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشانی آفتاب
حلقۂ مغرب مین جڑا گیا اور سنگ اسود رنگ شب ہمسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کہ روے مہر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈھک سنگ
جبین شام نے بخشی سیاہی	مزاج روز پر آئی تباہی

سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چالاک نے
آخر غرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ نفیر سحر کو دم ملا تیاری آلات حرب وضرب شروع ہوئی شب تیرہ
مثل خود سود ائیان سیاہ تھی اس شب کو تیاری سپاہ تھی تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جسپر پروانہ جان
نثار ہوا چاہتے تھے گوگل ساحر جلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرچین جلتی تھین چار پہر رات شور غل
و ہنگامہ سپاہ مین برپا رہا جب تیغ مہر کو ترک روز نے حمایل کیا کہ نظم

ہوئی صبح قیامت جب نمودار
ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
لیے تو قلزم ہستی کی تھی موج
مصمم بر سر خونریزی و جنگ
چلا بستر سے وہ شہ برق آہنگ
ادھر یہ اور اُدھر وہ صاحب ننگ
ہوئے دونون مقابل بر سر جنگ
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکلکر بولے اے مردان جانباز
دم تیغ آج یہان طعمہ جشنک ہے
نکلکر کھائے تو شرط نمک ہے
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کریں آفرین سارے جہان سے
کرو اب تیغ خون آشام روشن
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
یہ نہیب نقیبان بلند آواز

سنکر بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ساحر وغیرہ جوش مین آئے دل اُنکے خروش مین آئے لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھکر بدخشان جادو فوج اپنی لیکر لشکر جہانگیر پر آپڑا نارنج ترنج ناریل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھوان اُٹھنے لگا شعلے چمکنے لگے تیغ سحر کی بجلی چمکنے لگی ایک طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون برستا تھا مریخ بگڑا ہوا تھا دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ پڑا تھا کھچاکھچ تلوار کا بلند تھا چقاچاق شمشیر و نعرۂ دلیران سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا زاغ و زغن یقین ہے کہ طعمہ جوئی اب نہ کرینگے

ابیات

خروش سواران و گرد سپاہ
بجوشید گرد گیتی نہان گشت ماہ
درخشیدن تیغ الماس گون
سنانہاے آہار داده بخون
تو گفتی که برشد زگیتی بخار
برافروخت زان آتش کارزار
زکشته فگنده بہر سو سران
زمین کوه گشت از کران تا کران
همه غار و هامون پر از کشته بود
سر دشمن از جنگ برگشته بود

خوب تلوار چلی جہانگیر بسان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج مین جاتا تھا تیغ بلاکش کے سبب سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا ہزارون کو خاک و خون مین غلطان کر دیا اور خواب عدم مین سلا دیا اور جب کوئی سحر بدخشان جادو تازہ تیار کرکے کرتا تو شہنشاہ سپہر گرد افراسیاب کا اُسکو نقش تعویذ وغیرہ سے مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست فاش کھاکر رو بفرار لائے کہ ناگاہ ایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کوکب روشن ضمیر اے بدخشان گھبراتا نہین مین آپہونچی اور اسکے آتے ہی ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا

کہ

تھرانے لگی کشتی ارض و عبر اڈگمگانے لگی تمام لشکر جہانگیر کا زمین مین غرق ہونے لگا اُسوقت شہنشاہ پیر
نے چند نقش لکھکر زمین پر پھینکے کہ زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُسوقت زلزلہ نے
ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتار کر واسنے اُسکے دست راست و چپ کی طرف پھینکدیے بعد لمحہ کے
ایک جانب سے شیر ایک جانب سے خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آتے ہی لشکر جہانگیر تباہ کرنا شروع
کیا اور تیر حربہ بھی تاثیر نہین کرتا تھا سوا سے تیغہ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہین جاتے تھے
اور ایک طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم سحر کوکب اور اُسنے
آتے ہی جسپر اپنا عکس ڈالا وہ جلکر رہگیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزارون ساحر جلکر رہگیے ہزارون
تو اُس طائر سنے مارے اور ہزارون شیر اور خرسون نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا اُن خرسون اور شیرون کو
روکتا ہے اور قتل کرتا ہے اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھا سمت صحرا پھینکا کہ ہزار ہا گرگ
پیدا ہوے اور آکر اُن خرسون سے لڑنا شروع کیا اور شیرون سے بھی مقابلہ پذیر ہوے
کہ لشکر جہانگیر نے کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سُنیے اُس جنگ مین ایک طرف ناستر
چابک کھڑا ہوا تھا زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا جھک کر اُسپر گری او پنجہ مین داب کر لیچلی جب کسی
قدر بلند ہوئی چابک نے بچالاکی تمام اُسکے مُنہ پر چاب مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چابک
نے اُسکے پنجہ سے چھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ سنجر
ساز جادو کو چابک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر و خرس غائب ہوگئے مگر اب اُس
جانور نے قیامت برپا کر رکھی ہے بہت سے ساحرون کو جلادیا ہے اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ
منگوایا اور اُسکو استادہ کرایا اور اپنی صورت بجنس کو اُس طائر کو دکھلاکر اور بھاگ کر اُس خیمہ مین
اپنے تئین پہونچایا اور وہان ایک دام لگاما اپنے سحر کا طائر اُسکے تجسس مین اُس خیمہ کے اوپر
آکر ٹھہرایا اُسنے جال سحر کا مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ پیر نے اپنے
سحر سے ایک چشمہ بنایا اور اپنی صورت طائر کو دکھلاکر اُس پانی مین در آیا وہ چڑیا بھی اُس پانی پر
اُسکی صورت دیکھ کر آئی اور پانی مین اپنے تئین گرادیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا اور پھنسالیا
اور گرفتار کرکے اُس چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدخصان جادو
شکست کھاکر وہان سے رو بفرار لایا اور وہان سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب لگ گئے ٹھہر

کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہی وہان آکر ٹھہرا اس گنبد کے گرداگرد دریا بہتا ہی بدخشان جادو جب وہان پہونچا
اُسنے کوکب کو عریضہ تحریر کیا کہ اے بادشاہ جلد خبر لیجیے مین شکست کھاکر گنبد محفوظ مین آگیا ہون
قلعہ بدخشان چھوٹ گیا ہی جہانگیر نے آفت برپا کی ہے یہ عریضہ طائر سحر کی گردن مین باندھکر روانہ کیا
جب کوکب کے پاس یہ عرضی پہونچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جاکر بدخشان
کی مدد کرو برہمن روئین تن بغضب تمام چلا اور یہان قریب دریا آکے ایک خیمہ استادہ کرکے
شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا کہ اوریوزہ گر بہچیا جلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزا اسکی معقول دونگا
جب تیلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ پیر کے پاس آیا اُسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے
پاس یہ آکر پہونچا برہمن نے ایک بوٹی شہنشاہ پیر کے پیرہن مین لگادی کہ شہنشاہ مثل شمع کے
جلکر رہگیا برہمن نے خاک اُسکی روے ہوا مین برباد کردی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا
کہ تم اُس گنبد مین بیٹھو اور ایک سحر ایسا کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی بس یہ تدبیر کرکے برہمن
چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ پیر سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہان آکر پہونچا
گنبد تک نجاسکا ایک دن مہتر چالاک نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون بس اُسنے ایک مچھلی بہت بڑی
بنائی اور اُسمین جہانگیر و مسرور و نیران وغیرہ کو بٹھایا اور اُس مچھلی کو دریا مین چھوڑدیا کہ وہ
بہتی ہوئی چلی یہانتک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر دریا مین شکار کھیل رہا تھا کہ یہ
مچھلی پھنسی اُسنے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچکر لگالا مچھلی کے دہن کے اندر سے راستہ
چالاک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہان بدخشان جادو نے بھی لڑنا
شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ بس نچلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے مارا گیا اور ساحر بھی ہلاک
ہوے گنبد سے بہت سے ساحر رو بفرار لائے وہ مقام پاک و صاف ہوا یہان کوکب اپنے قلعہ
مین داخل ہے کہ لاش ملازم بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس لیے کہ بھاگتے وقت
بدقت تمام لاش اُسکی اُٹھالی تھی چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ اے
شہنشاہ طلسم نور افشان گنبد محفوظ مین بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سُنکر
نہایت صدمہ ہوا اور اُسنے پنجہ بھیجکر عمرو کو لشکر سے اُٹھوا منگوایا اور اس سے یہ سب حال کہا عمرو نے
کہا مین اب وہان ضرور جاؤنگا اور عمرو نے پھر پنجہ بھیجا اور لشکر سے مع ہزار کنیزون کے ملکہ بہسکر

کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر مکدر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی یہان سے روانہ ہوا ادھر
افراسیاب نے یہ خبرین سب سنین شہنشاہ پیر کے مرنے کا رنج کیا مگر اسقدر قلعہ کوکب کو جو
فتح ہوا ہی تو اسکو خوشی ہوئی اور بیابان تاریک کی طرف سے کہ جدھر سے جہانگیر آیا ہی راستہ تو کھل ہی
گیا ہی اُسنے دو ساحر شجر ظلمانی جادو و بہمن ظلمانی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی
دونون کوچ کرکے روانہ ہوے اور قریب قلعہ زر افشان آئے اور زر افشانیہ گنبد محفوظ سے بھی آگئے
ہے اور زر افشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے آکر
پہونچے اور مکدر جادو بھی تین لاکھ جادوگر سے آئی یہان خواجہ نے کہا کہ اب مین دربار مین جہانگیر
کے جاتا ہون اور اُسکو سمجھاتا ہون اگر مان لیا تو بہتر ہے نہین تیغہ اور لوح چھین لونگا مکدر جادو
نے منع بھی کیا تمانا اور یہان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوے جہانگیر کو خبر ہوئی اُسنے سردار
بہر استقبال بھیجے خواجہ نے آکر صاحب سلامت کی اُسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہان
تشریف لائے اُنھون نے کہا کہ اے جہانگیر مین تمکو سمجھانے آیا ہون کہ تمنے بہت ظلم کیا ہے اب
مناسب ہی کہ پھر جاؤ بس اب زیادہ ستانا اچھا نہین اور تمھاری پیشانی پر خال سبز رگ ہاشمی ہے
نشانیان تم مین اولاد حمزہ کی پاتا ہون تم بہت پچھتاؤگے کوکب کے ممالک جو برباد کروگے یقینی
تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طرفدار ہے تمکو لازم ہی کہ اس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب
اب بغیر قتل کوکب مین کب پھرتا ہون عمرو نے کہا خیر تمھین اختیار ہے اُسوقت چالاک بھی
خواجہ کے قریب آیا اور باتون باتون مین عیاریان کرنے لگا آخر عمرو یہ کہکر اُٹھا کہ آج جہانگیر کو مین
پکڑ لیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیاری رکھنا چالاک نے کہا کہ کیا مجال غرض عمرو تو چلا آیا اور شام
کو ذکر کرنے لگا اُدھر چالاک سامنے مکدر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور کہا
اے مکدر مین نامۂ کوکب لایا ہون الگ چلیے تو دونون وہ علیحدہ آیا اُسنے اُسکو حباب
بیہوشی مارکر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اُسی
کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُسطرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ روے
ہوا سے ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان مین یہ کبت لکھنا زیبا ہی کبت

سندر روپ سروپ پھاس یون لچے جیسے انگ مین سیچے	

جیون مور سجیون کی چھپ و ملکمت کی چھپ دیکھے ہی بنی جیجے

پان کھوات میں اوھارس جات تو چندر کو دیکھے نہ دیتجے

تلک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھگ بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجیے

بس اُس گلبدن نے بصد نزاکت کہا کہ منم فرستادۂ افراسیاب یہ کہکر نامہ ایک اپنی کمر سے نکالکر جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے صاحبقران من یہ کنیز ہمنے تمہاری خدمت کے لیے بھیجی ہے جہانگیر صورت زیبا اُسکی دیکھکر عاشق ہوگیا اور اُسی وقت دربار سے اُٹھکر الگ خیمہ مین اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُسپر کرون اُسنے ناک بھون تیوری چڑھائی پھر مُنھ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجکو کیا اسی لیے بھیجا ہے سامری کسون مین آتے ہوے پہلے ہی جھجکتی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہے میان اپنے حواس مین آؤ نچلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہون کہ جنھون نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے بس بس اوہو مین سمجھ گئی ہان ہان تمہارا ارادہ ہے سو یہ بجز بیت ہے بندی ایسی جاتی نہین شہنشاہ نے اپنی حیرت جو بڑی جیتی ہین اُنکو بھیجدیا ہوتا یہ باتین ایسی کین کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا منتین کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان مین جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے لپٹون اُسنے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ کہکر گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام جہانگیر کے مُنھ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو پشتارہ مین باندھا اور خیمہ سے نکلکر سیدھا مکدر جادو کے خیمہ مین آیا وہان اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ اُستاد کیسے لائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ کہکر مکدر سے کہا کہ اے مکدر تم ابھی اسکو لیکر کوکب کے پاس جاؤ مکدر نقلی نے کہا بہت خوب لائیے نازنین اصل مین عمرو ہی تھا چنانچہ اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا کہ لیجاؤ مکدر نے پشتارہ کو کھولا کہ مین اُسیر سحر کرون عمرو نے لوح و تیغہ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہین رکھدیا بس مکدر نے لوح گلے مین پہنا دی اور پشتارہ تو کھولدیا تھا ہی ناک جہانگیر کی ملدی جلدی مین روغن دافع بیہوشی ملا ہوا تھا وہ ناک مین جو لگا شہزادہ ہوشیار ہوا اُسنے کہا اے صاحبقران آپ گرفتار ہوکر آئے ہین اُسے مجھے جہانگیر اُٹھا اب عمرو گھبرایا سب ساحر وہان سے بھاگے جہانگیر نے تیغہ وہان

رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتون نے جہانگیر پر سحر بھی کیا مگر اثر نہوا اُسوقت افراسیاب نے شیخ ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے جہانگیر کے کھل گئی ہے بس یہ دونون ساحر بھی آگر پہونچے یہان نعرہ جہانگیر سنکر سر سواری آگر شریک جنگ ہوے آخر کو عمرو کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شیخ و بہمن بھی اُترے عمرو وغیرہ سب بھاگ کر قلعہ زر افشانیہ مین گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیرا مقدر نقلی جو چالاک بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اس عیاری کے چلا گیا وہان مقدر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھکر قلعہ زر افشان مین آیا لیکن عمرو نے اُس قلعہ مین آکر کہا کہ قلعہ مین بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہے اب مین باہر جاتا ہون سب نے منع کیا نمانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہر رہا جب روزگار غدار نے مثل عیاران لباس سیاہ پہنا یعنی شب روی کا جامہ آراستہ کیا کہ شعر ہوئی میلی رو آئینہ خورشید ❊ برائی عاشقون کے دل کی امید ❊ سر شام عمرو نے اپنے نام پر براے مقابلہ چالاک طبل جنگی بجوایا ادھر چالاک نے بھی طبل بجوایا دونون لشکر رات بھر تیاری جنگ کیا کیے اور عمرو نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی ایسی صورت اپنی بنائی اور یہان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چالاک اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا ہے عمرو ٹہلتا ہوا اُسی طرف آیا چالاک نے کہا تم کون ہو کہا مین مردم فریب جادو ہون مردم فریب جادو چالاک کے لشکر مین ہے چالاک سمجھا کہ سچ کہتا ہے وہی ہے غرض یہ چالاک کے پاس بیٹھا اور باتین ادھر اُدھر کی کرنے لگا اُسی باتون مین اُسنے کہا کہ خیمہ سے آپ مجھکو ایک جام اُٹھا کر لا دیجیے مجھکو کچھ کام ہے چالاک جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمرو نے خنجر اُسکا رکھا تھا اُسکو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچکر بیہوشی خوب سی نیام مین اُسکے بھری اور پھر اُسکا باندھکر رکھدیا اس عرصہ مین چالاک جام لیکر آیا وہ جام لیکر عمرو وہان سے چلا آیا کچھ ضرورت تو خنجر کھینچنے کی تھی نہین اسوجہ سے چالاک نے اُسکو کھینچا نہین جب وہ زمانہ آیا کہ رنگ روزگار سیاہی سے مبدل بہ سفیدی ہوا نیرنگی دہر ظاہر ہے کبھی تو رات ہے اور کبھی دن ہے پر سر کاوش فلک مسن ہے کہ شعر جدا ہر دو انون سے حسید م ہوئی صبح ❊ غم رخصت ہوا خاموش تھی شمع ❊ صبح کو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چالاک و صبار فتار میدان کارزار مین آئے کندین بڑ دون پر لچھا کی ہوئی بندھی تھین فلاخن سر سے لپٹے تھے تو بڑا پتھر کا گلے مین لٹکتا تھا نہایت چالاک و چست تھا جب میدان مین آیا عمرو بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے ہوا پہونچا اُسنے اسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا

خنجر کھینچتے ہی بکہ بیہوشی کا اثر اکہ وہ سب غبار اُسکی ناک مین گیا اور چھینک مار کر وہ بیہوش ہو کر گرا
غرض وہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہو کر بہر تماشا سے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا ادھر جب یہ اگر عمرو
نے اسکو اُٹھا کر کندھے پر لادا اور نعرہ کرکے کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا
جہانگیر رنجیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر و لنگل پر بیٹھا راوی کہتا ہے کہ جب ملکہ بہار کو
عمرو نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزون کے ساتھ معشر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اُسنے صورت اپنی
چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُسنے جو دیکھا تو چابک گم گشتہ کو
بارگاہ سے چلا آتا ہے جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا اے برادر تم کیونکر عمرو کے ہاتھ سے رہا ہوے چابک
نے کہا یہ بھی مین نے عیاری کی ہے ایک ہم نے شیشہ اُنکا توڑ کر تم کو پکڑوا دیا ہے اب مین رات کو اُسکو جا کر
پکڑ لاؤنگا اب ذرا خلیہ مین چلیے مجکو کچھ کہنا ہے جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ خلیہ مین آیا اُسنے وہان ایک
جام شراب اُسکو دیا کہ اُسنے پیتے ہی بیہوش ہو گیا برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور پشتارہ اُسکا
باندھکر سیدھا عمرو کے سامنے آیا اور کہا لایا مین اُس طفل کو بس اُسی وقت آہنگرون کو بلوا کر قید سخت
مین چابک اور جہانگیر دونون کو مبتلا کرکے اندر قلعہ زر افشان کے ایک مکان تنگ مین قید کیا لیکن
زر افشان جادو کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہے وہ حسن مین عدیم المثال ہے
غزال صحرا سے رعنائی ہے طاؤس باغ زیبائی ہے یہ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زیبا ہین ابیات

وہ گل مین جا گہ اُسکی — نگہت گل گرد رہ اُسکی — آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا
یہ رو گل نے کہان سے پایا — گل آشفتہ اُسکے رُو کا — سنبل اک زنجیری مُو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو — ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو

وہ جہانگیر پر فریفتہ ہوئی اور
جب یہ قلعہ مین قید ہو کر آیا تو قید مین جاتے وقت اسکے وہ اپنے جھروکون مین بیٹھی تھی اُسنے
اسکو دیکھکر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قید خانہ مین قید ہوے وہ دختر موقع پاکر قید خانہ مین
آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہے کہ اس شہر مین ایک حکیم رہتے تھے کہ نام اُنکا اشرف الحکمت تھا
اور مرد خدا پرست تھے زر افشان جادو نے اُنھین خدا پرستی کے جرم پر نابینا کرادیا اور شہر سے
نکالدیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہین بس وہ ملکہ اپنے دلمین سوچی کہ اگر جہانگیر اشرف الحکمت
کے پاس پہونچین تو یقین ہے کہ سب مطلب اُنکا پورا ہو جاے بس یہ سمجھکر قید خانہ مین جو آئی

اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ خاموش رہے اُسنے سبکو حکم دیا کہ یہان سے چلے جاؤ
وہ سب ہٹ گئے اُسوقت اسنے قید شہزادہ کی اور عیار بندکور کی کاٹ دی اور کہا اے شہزادہ آپ
یہان سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہے کہ وہان حکیم **اشرف الحکمت** رہتے ہین اُنکے
پاس اپنے تئین پہونچائیے مین جانتی ہون کہ وہ مرد خدارسیدہ ہین آپ کے لیے بہتری ہوگی جہانگیر
اُس ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر غش کرگیا اور بموجب اُسکے کہنے وہان سے نکلکر چلا اور قلعہ کے
باہر جاکر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہے کہ سر کوہ سے زنجیرین لٹکتی ہین شہزادہ زنجیر کو پکڑکر چڑھا وہان
جاکر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہر طرف پھولون کی بہار ہے جانور چہچہاتے ہین چشمے جاری ہین
اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی بچھی ہے اُسپر ایک مرد پیر نابینا بیٹھا ہے جہانگیر نے جاکر کہا
مین ہون جہانگیر آپ کے پاس آیا ہون میرا سلام آپ کو پہونچے اُسنے کہا اے جہانگیر تیرے گلے
مین جو لوح ہے وہ میری آنکھ مین لگادے شہزادہ نے لوح آنکھ مین لگادی حکیم کی آنکھین بقدرت
بصیر روشن ہوگئین اُسنے شہزادہ کو دعاے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر دیا اور
کہا اب تو اکیلا فتح طلسم **کوکب** کو جانا اور اس کاغذ کو اسطرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا
اور کچھ طریقے مسلمانی کے بھی تسلیم کیے کہ اب جہانگیر کو رجحان طرف اسلام کے ہوا غرض جہانگیر
وہان سے واپس ہوکر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر مین پہونچا لیکن **عمرو** نے بھی سنا کہ حکیم **اشرف الحکمت**
نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہے اور طریقہ اسکے پڑھنے کا بتایا ہے بس **عمرو** نے ایک کتاب زہر آلود بنائی
اور آپ صورت **کوکب** کی ایسی بنا اور **تخت** زبرجد شاہ کا زنبیل سے نکالا پھر اُس **تخت** پر آپ
سوار ہوکر اُسکو اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہان بسبب راہ کھلجانے کے **افراسیاب** بھی پاس
حکیم **اشرف الحکمت** کے آیا ہوا تھا کہ **عمرو** جاکر پہونچا حکیم نے **کوکب** سمجھکر تعظیم کی **عمرو**
تخت پر سے اُترکر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک مین رہتے ہین اور ہمین سے بغض رکھتے
ہین آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ فتاحی طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہین حکیم نے کہا کہ اے
کوکب مجکو **زرافشان** نے اندھا کردیا تھا اب مین تمہاری ضد سے **سامری** پرست ہو
جاؤنگا **کوکب** نے کہا کہ دیکھیے مین نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہے اب مین اُن عملیات کو
پڑھکر آفت برپا کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگاکر ورق دیکھنا اُسکے اُلٹے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر ہلاک

ہو گیا اُسوقت عمرو نے تخت پر سوار ہو کر اُسکو اُڑایا اور بلندی پر جاکر نعرہ کیا کہ منم عمرو نامدار افراسیاب
کو بارنج ہوا اسنے حکیم کو دفن کردیا اور آپ چلا گیا ادہر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے
طلسم کے روانہ ہوا چالاک کو اپنے ہمراہ لیا اس مقام پر بیان راوی کا ہے کہ لوح طلسم نور افشان جو
عمرو بکرار بار برج سے آیا تھا وہ لوح اُسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی پس اسنے کوکب
کو لا کر دی تھی اور کوکب نے اُسکو قلعۂ بدخشان مین ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ
بدخشان جہانگیر نے فتح کیا تو اُس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف الحکمت
نے اسکو تعلیم فرمایا پس وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہے بہر صورت یا کاغذ لیکر یا
لوح لیکر یہ جانب صحرا چلا اور اوس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکہ و تنہا جانب دست راست
روانہ ہونا یہ دیکھکر چالاک تو فقیر بنکر ایک مقام پر بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے
اُسنے دیکھا کہ صحرا مین ایک مقام پر ایک قصر رفیع تعمیر ہے اور قصر مین ہزار ہا منظر و روزن مثل
دریچون کے بنے ہین اور اُن روزنون مین چہرے پریزادون کے نکلے ہین اور ایک
جانب سے اسطرح کی صدائے چنگ آرہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہے جہانگیر اندر
اُس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑا یہان جمع پایا ہزار ہا نازنینان مہر جبین و ماہ سیمین وہان جمع
تھین محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ بہزاران جاہ و حشم تخت جواہر نگار
پر متمکن تھا جب جہانگیر وہان پہونچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اُٹھا شاہزادہ کی تعظیم کرکے
اُسنے کہا کہ آپنے تشریف لائے مین آپکی اطاعت دل و جان سے کرچکا ہون یہ کہکر برابر اپنے
تخت پر اُسنے بٹھا لیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مہ جبین نے چنگ لیکر اسطرح بجائی کہ فلک سے
زہرہ سُننے کو گویا اُتر آئی جہانگیر کی آنکھین بند ہو گئین اور عالم بیہوشی طاری ہوا اور اُسی عالم
غفلت مین دیکھا کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے جہانگیر
یہ افتخار جادو ہے بہت جلد لوح یا اسکو کھینچ مار ہنین تو یہ لوح و تیغہ وغیرہ چھین لیگا جہانگیر
یہ حال اُس غفلت مین دیکھکر ہوشیار ہوا اور لوح کو اُسنے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کی تیزی
اسکے جسم مین آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہانتک کہ دم بھر مین
سب قصر اور نازنین جلکر خاک ہو گئین اور جہانگیر وہان سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا

سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر طرح طرح کی بیلیں درختوں کی جڑھیں جھڑ جھڑ رہا تھا گھاٹیان
نہایت صاف اُسکی تھیں اور سر کوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک نے تھی اور باندیا پانی
سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اس نے کو پانی مین ڈالکر پھونکتا تھا کہ اُس پانی مین حباب
بنتے تھے اور وہ حباب بلند ہوکر قندیل ہوجاتے تھے اور سر کوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزار ہا غبارے
اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھکر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات
و مشاہدہ کن حالات غرائبات لوح کو لیکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہوکر سر کوہ پر پہونچ جائیگا جب
وہان تو پہونچے گا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہونگی اور تجھپر آکر سایہ ڈالینگی تو انکے سایہ سے اپنے تئین
بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئین پہونچانا اور اُسکو قتل کرنا بمجرد (؟) لوح سے دیکھکر جہانگیر نے لوح کو
پانوون کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلوون کے نیچے ہاتھ دیکر اور اُٹھا کر
بلند کردیا جب یہ سر کوہ پر جاکر پہونچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے اوپر آئین اور سر پر سایہ فگن
ہوئین یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے بلند ہوئے تھے اُن قندیلون سے کیونکر بچتے آخر ایک
قندیل سر پر سایہ فگن ہوگئی یہ اُس قندیل کے اندر بند ہوگئے اور وہ گھٹا ٹوپ کی طرح سے انکے گرد
سر سے پا تک ہوگئی اُسوقت اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغہ اُسنے انکا
اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈالکر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہوگئے تو لوح انکے پانوون کے نیچے
سے نکل گئی وہ بھی اُسنے لے لی اور انکو بزور سحر خوب طرح سے اُس قندیل مین بند کیا اور قندیل کا
اور سحر پڑھکر دستک دی کہ بھائی اُسکا صبائے جادو نام اُس کوہ پر آیا اُسکو لوح اور تیغہ اُسنے
دیا اور کہا اُس قندیل کو اُڑاتے ہوئے کوکب پاس لیجاؤ کہ اسمین جہانگیر بند ہے اور لوح و
تیغہ بھی یہ باحتیاط بادشاہ کے سپرد کرنا صبائے جادو بہ حکم اپنے بھائی کا تشکر ادا کرکے لیکر
قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا ادھر زر افشان حیران کار تھا کہ اشرف الحکمت کے پاس
قیدخانہ سے کسنے جہانگیر کو پہونچا دیا اسی حیرت مین اُسکے پاس نامہ کوکب آیا اُسمین لکھا تھا
کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہے زر افشان نے قیصر کو قید کیا ادھر تو قیصر قید
ہوئی اُسطرف جہانگیر قندیل مین بند ہوئے زر افشان نے سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ کرکے
تخت پر بٹھا کر قیصر کو بھی جانب کوکب روانہ کیا اتفاق سے راہ مین مکان اور باغ ہزار نگار جادو کا کہ بیٹی ہے گلستان جادو کی

پس جب اُس باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوئے پہونچی قیصر نے کہا کہ اے سنبل مجکو نگار
جادو سے محبت ہی اور تو جانتی ہی کہ مین شاہزادی ہون تو ذرا مجکو باغ مین نگار جادو کی لیچل
سنبل کو کہنے پر اُسکے رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ مین آئی دیکہا تو باغ بہنایت سرسبز
و شاداب ہی بلبل کی گل سے گرم جوشی ہی ہوا سرد چلتی ہی درختون کی سرتراشی کی ہوئی تختہ تختہ
گل پہولے ہوئے ہین جانور زمزمہ سرا ہین روش پٹری بہنایت درست ہی مالن ہر ایک چالاک
و چست ہی غنچہ مسکراتے ہین گل اپنی بہار دکہاتے ہین قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑہی نگار
کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہی وہ بارہ دری سے اُٹہکر دوڑی اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید مین دیکہا
رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال آپ نے اپنا بنایا اُسنے کہا جو کچہ ہوا محبت مین جہانگیر کے ہوا
نگار نے کہا بہاڑ مین جائے محبت جہانگیر کی اور وہ ہوا قربان کیا تہا کہ جسنے آپ کا یہ حال کر دیا
قیصر نے کہا نوج بہن ایسا تو نہ کہو تمکو ابہی محبت کا مزا نہین جب دل تمہارا کسیکو پیار کریگا اُسوقت
یہ حال کہلیگا غرض نگار نے سنبل کو ایک مقام پر بٹہلایا اور ملکہ کو بارہ دری مین لاکر سامان
دعوت مہیا کیا یہ تو یہان بیٹہین اودہر ملکہ مذکور کی وزیرزادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو
تلاش مین اُسکی گہر سے نکلی راہ مین چالاک فقیر بنا ہوا بیٹہا تہا مہروش اُسکو فقیر جانکر پاس آگئی اور رونے
لگی اور تمام حال کہا چالاک نے اپنے تئین اُسپر ظاہر کیا کہ مین چالاک ہون عیار جہانگیر کا
مہروش نے جب اُسکو چالاک جانا تو کہا مجکو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ جہانگیر کو حسینا
جادو نے گرفتار کیا ہی اور طرف کوکب کے بہیجا ہی صبا سے جادو بہائی اُسکا لیے جاتا ہی چالاک
نے یہ حال سُنکر کہا کہ تو مجکو تخت سحر بنا دے اور خود بہی ہمراہ چل مین ابہی اُسکو جاکر مارتا ہون مہروش
نے یہ سُنکر ایک تخت اُسکو بنا دیا چالاک نے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اپنی ایک نازنین کی
ایسی بنائی اور اُس تخت پر سوار ہوکر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جسمین جہانگیر قید ہی پہونچا صبا
نے بہی دیکہا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اُڑاتی ہوئی آتی ہی یہ بڑہ گیا اُسوقت چالاک
نے آواز دی کہ منم کنیز کوکب ای صبا ٹہہر جاؤ اس نامہ کو پہلے پڑہ لو صبا وہین ٹہہر رہا یہ کنیز نقلی
اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جسپر مہر کوکب کی لگی تہی اُسکو نکالکر دیا جب اُسنے وہ خط لیکر
لفافہ اُسکا چاک کرکے خط نکالنا چاہا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہوا چالاک نے

اُسکو خنجر سے ہلاک کیا تخت سحر اُسکا غائب ہو گیا لوح اور تیغہ چابک نے لے لیا اور عکس لوح
قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر بیہوش تھا اب جو ہوشیار ہوا تو اپنے تئین اُسنے زمین پر پایا
لوح اور تیغہ چابک نے اُسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف چابک کی کی اور مہروش نے کہا کہ ملکہ
قیصر قید ہو کر روانہ ہوئین ہین اب کسی مقام چلکر ٹھہریے تو مین پتا لگاؤن جہانگیر و چابک
جنگل مین درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ ہوئی اور جا کر اُسنے پتا لگایا کہ قیصر باغ مین
نگار کے ہے بس اُسنے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ مین نگار کے ہے اُسوقت چابک نے کہا کہ پہلے مین جاؤنگا
اور وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین ایک نازنین پری پیکر بنکر عقب باغ نگار جادو آیا اور ستاری
چھوٹی سی سینہ پر اپنے رکھکر لیٹ رہا اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اُسطرف جو آئی
اُسنے اسکو پڑا ہوا دیکھا جا کر نگار جادو سے کہا کہ آپ کے باغ کے پچھواڑے جو کھڑکی لگی ہے مین
اُسطرف ابھی گئی تھی وہان ایک عورت قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہے
نگار نے دو کنیزون کو بھیجا کہ جا کر اُسکو یہان اُٹھا لاؤ وہ کنیزین گئین اور اُسکو اُنھون نے ہوشیار
کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہے چابک اُنکے ساتھ اندر باغ کے آیا نگار نے اُسکو دیکھکر بہت
بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین ایک ملک کی شاہزادی ہون ایک دیو مجھکو اُٹھا لایا
ہے اور یہان نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجھکو ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھا
نگار نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو گانے سے بہت شوق ہے چابک نے کہا گانا رونا اسکو نہین آتا ہے
ہان کچھ اپنا جی بہلا لیتی ہون گانا تو خیر صلاح ہے مجھکو کچھ نہین آتا ہے اُسنے قسمین دین کہ ہمارے
سر کی قسم کچھ تو بجاؤ ہمین بھی سناؤ غرض اُسنے بعد انکار بسیار ستاری کو بجایا بلکہ بہت روئی اور
سمان بندھ گیا چابک نگار پر مائل ہوا اور خوب خوب اُسنے باتین لطیفون کی کہین اور
لگے اُسکو لگانا عجب دل لگی ہوئی اُسنے اُسکو گلے جو لگایا تو اسکو زیر ناف ایک شی سخت محسوس
ہوئی دوہی کہنے لگی کہا ہوا یہ کیا ہے اُسنے کہا یہ مجھکو عارضہ ہے اُسکی سختی ہے الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤن
نگار اُٹھی اور الگ آئی اُسوقت اُسنے ہاتھ مین اُسکی عضو مخصوص دیا دیکھو یہ عارضہ ہے اور
پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا اے جان من مین ہون عیار صاحبقران جہانگیر کا چابک اور تجھپر فریفتہ ہون
نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کوسنے دینے مگر دل مین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا

یہ اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجکو پکڑا دیا غرض وہان سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو
کہ تمھارا معشوق بھی آیا اور یہ نازنین نہین ہو اسکا عیار ہو ملکہ سامنے چالاک کے بہت روئی
اسنے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہون غرض مہروش اور جہانگیر کو لا کر چالاک باغ مین لیگیا
جب داخل باغ ہوے سنبل کو چالاک نے جا کر ایک گلوری دی کہ ای مادر مہربان لو یہ
کھاؤ اور کسی سے اس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گلوری کھائی بیہوش ہو گئی اسکو لا کر ڈالدیا اب
جہانگیر ملکہ کے پاس آ کر بیٹھا قید ملکہ کی دور کی زنجیر طلائی جو پاے ملکہ مین تھی اسکو کاٹ دیا عاشق تنہا ہو
صحبت عیش برپا ہوئی چالاک خوب خوب گایا تقاضائے مہر طلعت نے آگ سمان باندھ دیا بعد اس
صحبت کے قیصر نے کہا کہ ای نگار تمھارے باغ مین گل حیات کوکب ہو اور مین اسکی بہت مشتاق ہون
اور وہ اس شاہزادے کے کام کا ہو اگر دلادو تو تمھاری عین مہربانی ہو یہ کلمات سُنکر پہلے تو نگار
بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ اور ملکہ کو ساتھ لیکر اُس باغ کے ایک چمن مین آئی وہان دیکھا تو ایک
حوض سنگ مرمر کا بنا ہو جسکے لب گرد ان یاقوت احمر کے ہین کنارے کنارے اُسکے فوارے چھوٹ
رہے ہین پانی اس حوض مین نہایت صاف و شفاف بھرا ہو یہ معلوم ہوتا ہے گویا آئینہ زمین
جڑا ہو بیچ مین اُس حوض کے ایک پھول نہایت خوشرنگ پڑا ہوا تیر رہا ہے پانی کے
بلبلون کا اُس گل پر ہجوم ہے گرد اُس پھول کے ہزارون مچھلیان سرخ رنگ ہجوم کیے ہین
جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اُسنے چاہا کہ اس پانی مین اُتر کر پھول کو اُٹھا لون نگار نے
کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اس پھول کو جلجاؤ گی یہ پھول جبتک کہ انگشتری جمشیدی ہاتھ مین نہوگی
ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتری میرے باپ کے ہاتھ مین ہو یہ سنتا تھا کہ چالاک نے ایک پڑیا دارو
بیہوشی کی نگار کو دی کہ ای نگار یہ پڑیا لو اور اپنے باپ کو جا کر بیہوش کرو نگار وہان سے روانہ
ہوئی باپ اسکا ایوان شاہی مین جلوہ پذیر تھا کہ یہ جا کر پہونچی اسنے گلستان جادو اپنے باپ
کو تسلیم کی اُسنے دعاے جان درازی دی یہ اُسکے پاس بیٹھی اور کہا ای پدر عالی مقدار آج تو میرا
جی چاہتا ہو کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ اسنے گلابی شراب
کی اپنے قبضہ مین کی اور باتون باتون مین اُسکی آنکھ بچا کر وہ پڑیا دارو بیہوشی کی شراب

سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکر وہان سے روانہ ہوئی پھر اپنے باغ مین آئی وہ انگوٹھی جہانگیر
کو لاکر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پہنکر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ مچھلیان جو پھول کے گرد
تھین تڑپنے لگین اور غلغلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کوکب لیے لیتا ہی یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر حال
سنیے کہ برروتے ہوے حباب جادو کے پاس گئے اور کہا ای حباب صباے جادو تیرے
بھائی کو چالاک نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا حباب اُسی وقت یہ خبر سنا کر وہان سے چلا ہزارون
قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے ساتھ چلین اور یہ اسوقت یہان باغ نگار پر آکر پہونچا کہ جہانگیر پھول
نکالنے چلا ہے کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزارون غبارے اُڑتے ہوے روتے ہوا پر آتے ہین یہ
حال دیکھکر جہانگیر ٹھہرا اور خوف سے مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوئین اور آوازین دینے لگین
کہ ارے غضب ہوا جہانگیر پھول لیے لیتا ہے اور گل حیات کوکب پر قبضہ کرتا ہی اُنکی آوازین ایسی
بڑی تھین کہ قلعہ زرافشان مین عمرو اور بہار اور زرافشان جادو وغیرہ سنیے سنین اور
زرافشان نے کہا کہ ای خواجہ بڑا غضب ہوا مچھلیان چیخ رہی ہین شاید جہانگیر باغ مین نگار جادو
کے پہونچ گیا ہی اور گل حیات کوکب لیتا ہی یہ سننا تھا کہ عمرو نے کہا پھر چلکر کسی طرح بچاؤ نہین اُسی وقت
بہار اور زرافشان بھی اُڑکر چلے اور آکر اُس باغ پر پہونچے ادھر جب جہانگیر پھول لینے اُس
حوض پر جھکا حباب جادو برق بنکر چمکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے لوح کو اونچا کر دیا کہ حباب اُسکے
عکس کی تاب نہ لاسکا جلد پھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے تئین
پہونچایا اور جھک کر پھول اُٹھا لیا جب اُسنے پھول اُٹھایا ہزارون مچھلیان جو حوض مین تھین مر چل
گئین اسوقت حباب پھر چمک کر گرا لیکن کیا کرے مجبور ہے جہانگیر نے اب کی اُسی پھول کو اونچا
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حباب اسی طرح چمک چمک کر گرتا ہی زندگی حباب آسان ہی کچھ بنائے نہین
بنتا ہی نباہ پانی مشکل ہے بہار اور زرافشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑے ہین کچھ کر نہین سکتے
ہین اور ہزارون ساحرون کا ہجوم ہی اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غلغلۂ قیامت انگیز وہان بلند ہے
ادھر گلستان کو جو نگار بیہوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند تھا کہ وہ
بھی گھبرا کر اپنے مقام سے چلا آکر جو دیکھا تو یہان آفت برپا ہی جہانگیر پھول ہاتھ مین لیے ہے
حباب چمک چمک کر گرتا ہے ایک طرف تو زرافشان اور بہار روتے ہوا پر ٹھہرا ہی ہین جہانگیر

ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہی ساحر اسیر ہوتے ہوئے ہین اُسی معرکہ مین زرافشان نے سحر کیا کہ ہزارون من
کی سلین برسنے لگین لیکن بسبب تیغ و برق و گل حیات کے باغ مین گر کر پانی ہو جاتی ہین عجب طرح
کی خزان اس گلشن پر آئی ہی ہر درخت سنتری رنگ سا ہی گلگون لالہ داغی ہوا ہی گل ارغوان پوش ہے
خون برس رہا ہے نرگس اس باغ کی محو تماشا ہی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر
حباب نگار جادو پیر آپڑا اور اُسکے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لیکر چلا کہ حرامزادی یہ آفت تیری ہی برپا کی
ہوئی ہی اس حال کو اُسکے باپ گلستان نے جو دیکھا یا تو دختر سے آزردہ تھا مگر اب خون پدری نے
جوش مارا دوڑ کر حباب کو لپٹا کہ ارے ملعون یہ کیا کرتا ہی بس اُسنے ایک تیغ حباب کے سر پر مارا اُسنے
تاریخ رد کرنے کے لیے اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سحر ادہر لگا قصہ اسکا
تو کھل ہی گیا ہی افراسیاب جادو بار ہا آیا ہی اسوقت بھی کتاب سامری مین حال دیکھکر وہ یہان آیا اور
آتے ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو اور پکارا کہ ای صاحبقران مین کیا کہنا کارے کردی کہ کسے

عمر خود نکوہ باشد بڑا کار نمایان کیا لیکن مین بھی آپہونچا گھبرانا نہین یہ کہکر بہار و زرافشان
کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہی کہ بران شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہین ہی وہ بھی
اپنے علم سے ان ہنگامون کو دریافت کرکے روانہ ہوئی اور یہان آکر پہونچی اور نعرہ کیا کہ منم بران شمشیر
زن ادھر بادشاہ کے یہان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ مین بھی چلکر حال جہانگیر کا
دیکھون وہ بھی روانہ ہوئی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے بھی نعرہ کیا کہ منم حیرت جادو اور ان سبنے
تلوارین سحر کی کھینچین اور بجلیان تلوارون کی ایک دوسرے پر گرنے لگین اور آپسمین رد سحر ہونے لگا
لیکن افراسیاب بڑا زبردست ساحر ہی اس سے ہر ایک مغلوب ہی ادھر جہانگیر کے ہاتھ مین پھول
ہی کہ اُسپر ہر طرح کی ترکیب کندہ ہی کہ اگر حریف کو زیر کرنا چاہے تو یہ اسم پڑھے تا کہ خانۂ تن مین دشمن کے
آگ لگے اور جو مارنا چاہے اس پنکھڑی کو سامنے کر دے اب یہان تلوار چل رہی ہی ہائے وہوے
دلیران کی صدا بلند ہی جہانگیر نے ہزارون کو جلا دیا ہی یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے نعرہ ہوا کہ
منم برہمن روئین تن اور آگ پتھر برساتا ہوا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے
ایک بیضہ سحر کا افراسیاب پر مارا افراسیاب اس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی
آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اُسنے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک

کارد سے اپنی ران کاٹ کر اور خون ران کا چلو مین لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ
بنکر برہمن پر پڑا برہمن اپنے منھ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے جو نکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب
چمکتا ہوا نکلا اور اُسنے نکلتے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اُسکو
خالی دیا اُسوقت جہانگیر نے بھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم مین چھالے
پڑ گئے اور اُسنے ایک آہ کی اور تڑپ کر غائب ہو گیا اور زر افشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا
وہ ہو چکا اب بیکار ہے بس یہ بھی بھاگ کر وہان سے قلعہ زر افشان مین چلے گئے بران بھی
چلی آئی افراسیاب و حیرت بھی رخصت ہو گئے اور افراسیاب کہہ گیا کہ مین ہر مقام پر تیری
مدد کو اونگا جہانگیر بہت خوش ہوا ہر چند کہ سرحد غیر مین آنا شاق ہی مگر مین آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحیح ایزدی
ہمیشہ سے میرا خراج گذار رہا ہی میرا کیا کریگا جہانگیر نے کہا اب مین قلعہ زر افشان کل خالی کرا لونگا
افراسیاب نے کہا شاباش مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند یہ کہکر چلا گیا جہانگیر
وہان سے قیصر تاجدار کو لیکر مع لشکر کے اپنی بارگاہ مین باغ سے آیا قیصر کو مقام عمدہ مین رکھا
اور آپ یا اُسنے قلعہ زر افشان کے فرو کش ہوا اور وہان افراسیاب نے جا کر قہار ظلماتی
اور رضوان ظلمانی کو کہ ان سے افراسیاب سے بھائی چارہ ہی مدد کو جہانگیر کی بھیجا کہ یہ بھی
لاکھ ساحرون سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نامہ افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا اُسمین
لکھا تھا کہ ای صاحبقران مین یہ دونون سردار معزز تمہاری خدمت کو حاضر ہوئے ہین انکو زر افشان
کے پاس دو پریزاد جاکا ان ور بند طلسم کوکب ملکہ ظلمات پری اور یاقوت پری سات لاکھ
سے آئین اور یہ بھی اُتریں اور عمرو کی صلاح سے سینے قلعہ کے باہر نکلکر خیمہ کیا یہان جہانگیر نے
عمرو کو نامہ لکھا اور ایلچی بنا کر ایک ساحر کو بھیجا عمرو نے اسکو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ گل
حیات اور لوح وغیرہ سب مین نے حاصل کر لی ہے تم سب آکر اطاعت کرو اور بران کو لکھا تھا
کہ ای بران میری جان تجھ پر قربان ہو تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھکر بران رونے لگی عمرو
برق کو ساتھ لیکر اُٹھا کہ اب اس چھوکرے نے بہت سر اُٹھایا ہے مین اسکو ادب دینے جاتا ہون
اور جا کر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کر دیا تھا یہان
جہانگیر بارگاہ مین بیٹھا ہی تھا کہ چابک نے آکر کہا ای شہریار ملکہ ماہ دُر در گوش قید کو کیسے

چھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے اُنھوں نے خیمہ کیا ہے جہانگیر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور چابک
کو ہمراہ لیکر چلا آکر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیمہ سیاہ استادہ پایا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ماہ دُرد ر
گوش نہایت نحیف و ضعیف ہو گئی ہے مگر حسن اُسی طرح ہے مثل ماہ کے چہرہ تاباں ہے جہانگیر گلے اُس
سے لپٹ گیا اُسنے کہا بس بس معلوم دیا بقول شاعر بیت یون تو منھ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سبکو
جب میں جانوں کہ مرے بعد مرا دھیان رہے + صاحب تمکو تو معشوق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر
نے عذر کیا کہ اے ملکہ قسم ہو اپنے ایمان کی وہ آپ زندان میں آئی اور اُسنے مجھسے محبت جتائی پھر میں کیا کرتا
ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن اے شہزادہ میں نے نذر مانی تھی کہ جب تمسے ملاقات ہوگی تو سامری کا پوجا
کرونگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہے پس اُسی وقت ایک ہوم خانہ علیحدہ استادہ کرایا اور اُسمین دھوپ دیپ
چندن گوگل وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُسنے اگیارگی ہوا گنڈے جلا کر اُسپر شراب ڈالی اور سکاہوم کرنا شروع
کیا جسکا دھواں بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اُس ہوم خانے کے آیا اور کہا اے ملکہ میں بھی آؤن ملکہ
نے کہا اچھا آؤ مگر صرف تہمد باندھکر جہانگیر نے لوح تیغ وغیرہ چابک کو دیکر آپ تہمد باندھکر اندر
ہوم خانے کے قدم رکھا وہاں جو دھواں بلند تھا اُس دھوئیں سے بیہوش ہو گیا اُسوقت
ملکہ نے پکار کر کہا کہ بیٹا چابک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کیا ہو گیا ہے چابک جو اندر گھبرا کر آیا یہ بھی بیہوش
ہو لیا اُسوقت نعرہ ہوا منم عمرو و برق عمرو تو ماہ دُرد رگوش اور برق گلعذار بنا ہوا تھا غرض
اُنھوں نے تیغ و لوح لے لیا اور اُن دونوں کا پشتارہ باندھا اور لیکر وہان سے روانہ ہوئے اور
سامنے بران کے لا کے تیغ اور لوح تو سامنے رکھدی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا
اب جو اُسکی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا بہت گھبرایا اور کلمات درشت و سخت بران
نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور آتے ہی
اُسنے جہانگیر اور چابک کو تہہ میں دابا اُسوقت بیٹے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے
نارئیل مارا کسی نے ترنج مارا اور اِدھر فوج جہانگیر میں بھی نفیر سحر بجی ساحر جلد جلد باز و بط و
قرقرے وغیرہ سوار ہو کر جمشید جمشید کہتے ہوئے یہان آگرے یہان کے ساحر بھی اشتعال کرنے
لگے ترسول و پنسول چلتے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لکے آتے تھے تیر و
مار برسات تھے ساحر مر رہے تھے دم بدم قیامت کا پہر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر کو لیے ہوئے باہر نکلا اور چاب

کہ زمین مین غرق ہو جاے اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر اور اُسنے آتے ہی زمین کو سخت کر دیا افراسیاب نے زمین پر گر کر سر مارا کہ سر شق ہو گیا مگر اُسنے اُسی وقت دونون پانون اپنے زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمۂ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر اُس چشمۂ آب مین غوطہ مارا کوکب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستہ ہو گیا اور افراسیاب کے سر کے بعل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اُسکا زمین مین رہا اور نصف اوپر پانون تھرانے لگے عمرو نے اُسوقت کہا کہ ای کوکب مار دے اسکو کوکب نے کہا کہ مرنا اسکا مشکل ہی مگر مین پانون اسکے اُڑائے دیتا ہون یہ کہکر تخت سے اُترکر کوکب نے تیغ اسکے پانون پر مارا مگر افراسیاب کی نانی ہی زمرد رنگ کہ وہ زمین زمین آتی ہی بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور یہان اُسوقت آکر پہونچی اور کوکب کے تیغ مارنے پر اُسنے ایک قہقہہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ماہی زمرد رنگ اے کوکب تو نے کسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کوکب نے جھک کے دیکھا تو بیران جلدو اپنے سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہین پتا نہ تھا کوکب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تم نے افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور انتشار طبیعت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ لے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسنے بہت دور یجاکر ایک مقام پر اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنیے کہ راہ تو یہان کی کھل گئی ہی صرصر بھی پشتۂ رنگین حصار سے یہان چلی آئی تھی اُسنے بہت جلد صورت اپنی ایک بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور جب گل اور تیغہ وغیرہ لاکر عمرو نے رکھا تو وہ اُسکو آنکھ بچاکر اُٹھا لے گئی یہان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ ای صاحبقران گل اور تیغہ و لوح وغیرہ کہان ہی اُسنے کہا وہ وہین رہگیا ہی یہ کہہ رہا تھا ہی کہ صرصر نے لاکر لوح و گل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا ای شہنشاہ مین اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہون اور پھر جاتی ہون ہو سکتا ہی تو بران کو لاتی ہون جہانگیر نے لوح وغیرہ لیکر وہان سے سبزوی کی ماہیان نے بڑی دور اسکو لاکر چھوڑا تھا اسوجہ سے یہ اب ادھر سے آتا ہی لیکن اسی عرصہ مین جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب مین گیا اور

ظلمات شب عالمگیر ہوئی یا بیات
نگاہین میل آسائش بہ آئین
بشکل ابر اُٹھی کچھ سیاہی
ہجوم شوق سے آنکھین بھر آئین
ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی
سر شام قمار ظلماتی و رضوان ظلماتی

نے نفیر سحر کو لشکر مین دم دیا یہ خبر زرافشان و عمرو و بران وغیرہ نے بھی سُنی اُنھون نے بھی طبل جنگ
بجوایا صدائے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا تاس گردون مین جھنجھناتا آیا تیاری جانبین مین ہونا
آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان جو خانہ کر گئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان
و پیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکارنے لگے دلاورون کو پکارنے لگے کہ ہان ای جوانو شاباش معرکہ
رزم صبح کو درپیش ہے جی نہ ہارنا خبردار عدو کو للکار کر ڈانٹ کر مارنا تمام رات کہین ساحر کلو اہیرون نار سنگھ کو
پکارتے تھے جمشید و سامری کے نعرے مارتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہے کل اور سینۂ عدو
ہے کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل اجل دوبدو ہے ہنگامۂ قیامت از ہر طرف برپا تھا عجب طرح کا
غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلۂ عمود و زبان تیر اس شب کو باتین کرنے
لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیغۂ مہر کو میدان فلک مین
چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک سے قطع فرمایا ابیات

جمال شمع پر آئی اُداسی　　مزاج شب مین پھیلی بدحواسی　　تصدق سے جھکے پروانے ہر سو
جگر سے سوز کی آنے لگی بو

رضوان و قہار ظلماتی بلشکر کثیر جانب جنگاہ چلے وہ طائران
سحر کا اُڑنا مرغہائے پرندے کے طرارے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض
جنگاہ مین آکر ہر ایک نے صف باندھی اور نقیبون نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھائے لڑنے کو
سب نے گھوڑے اُٹھائے ایک جانب سے ملکہ بہار نے آکر سحر پڑھکر دستک دی کہ دم بھر مین سبکے
سامنے ایک باغ تر و تازہ پھولون سے ہرا بھرا سبز و شاداب و لہلہاتا نظر آیا کہ اُس بوستان

سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات　　نظر مصروف تھی ہر دید گل پر　　عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز　　کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز　　کسی کا رنگ مثل روئے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان　　کوئی مصروف خندہ صورت یار　　کوئی مانند عاشق سینہ افگار
کوئی حیران بشکل چشم عشاق　　کوئی سربستہ مثل کار آفاق　　بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
بلندی سے نقاب چہرہ کا رخ　　زمرد گون بہار برگ شاداب　　لبالب زیر دامن چشمۂ آب
نواسنجی مین طاؤسان خوش رنگ　　ملذذ مین کشود خاطر تنگ　　ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہین نرگس شہلا مست کہین لالہ ساغر

در دست کسی جا سنبل بازلف پریشان کہین لالۂ رنگین کسیجا سرخ پوش امرد عنوان بہار تازہ جوش تھا
قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قہار ظلماتی نے پڑھا کہ بہار کے باغ بہار مین آگ لگی اور
وہ گلدستہ اور پھول جلگئے اور غصہ مین آکر اُسنے ترنج مارا کہ صدہا پتلے پیدا ہوے اور وہ آکر بہار سے
لپٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہوجانے سے بیہوش ہوجاتی ہی بس وہ بیہوش تھی پتلے اُسکو
اسی عالم بیہوشی مین کھینچتے ہوے سامنے قہار ظلماتی کے لاے لیکن بعد کچھ عرصہ کے ملا بہار کو
ہوش آیا اور سنبھلکر اُٹھی اور اُسنے تیغ سحر کھینچکر پتلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو قتل کیا ایک
کے دو تیار ہوے ہرچند بہار سحر کرتی ہے مگر تاثیر نہین کرتا ہے نہایت مجبور و ناچار ہی اس اثنا دین
ایک افسر اُن پتلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا ہے کہ کوکب روشن ضمیر سے بران رخصت لیکر کوہ
زخشان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کے آنیکی طلسم مین خبر سنکر یہ توقف پذیر ہوئی تھی
چنانچہ وہ بھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسنے آتی ہی اختر مروارید قہار ظلماتی پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے
لگا اور بران نے دوڑ کر پھر اختر کو لیا اور تیغہ سحر کھینچکر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلماتی نے
سحر کیا کہ صحرا سے شیر اور خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آکر لشکریون کو مارنا شروع کیا اُسوقت
ایک پتا از خود اُڑتا ہوا آیا اور بران کی گود مین گرا اُسمین لکھا تھا کہ اے بران اختر مروارید کھینچ
رضوان پر کھینچ مار بران نے آگے بڑھکر اختر مروارید رضوان ظلماتی کی پیشانی پر کھینچ
مارا کہ وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور خاکستر ہوگیا اُسوقت افراسیاب جادو آکر پہونچا اور اُسنے جو
یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر اُنکی خاک کو آکر اُسنے جمع کیا اور اُسپر اپنی ران
کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگئے اور کھڑے ہوکر لڑنے لگے اور خرس اور شیران
دشتی نے لشکریون کو کھاکر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہے یا ترک
دہر بھیرا ہوا ہی خرسون کے پشم دار بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر سیاہ زوال دنیا اوڑھے ہے غرضکہ
بران نے بڑھکر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھکر اُٹھا لیا بران
تیغہ پکڑ افراسیاب پر جاپڑی اور تیغہ مارا افراسیاب نے تیغہ روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ
مین تیغہ سحر آگیا اُسنے اُس تیغہ پر تیغہ کو روکا اور پھر آپ تیغہ مارکر بران کی پیشانی زخمی ہوئی بران
نے دوڑ کر ایک تلوار سحر کی اُسپر لگائی مگر اُسنے خالی دی اور آپ ایک ناریل اُسپر مارا وہ ناریل بران کے

بران کے جسم مین آبلہ پڑ گئے لیکن بران نے جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی کہ اُسمین خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام جسم مین ملی کہ آبلے جاتے رہے اور آپ پھر تیغ افراسیاب پر لگایا اس اثنا مین راوی بیان کرتا ہے کہ نعرہ کوکب بلند ہوا اور کوکب نے آتے ہی اپنے بازو پر سے اکھو لکر افراسیاب کو دکھایا کہ اُسکو غش آیا مگر بیہوش ہوتے ہوتے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے اکھو لکر دکھایا کہ کوکب کو بھی غش آیا اُسوقت سواران زرین پوشش پیدا ہوکر کوکب کو ہاتھون پر اُٹھا لے گئے اور پھر پریزادین طلسمی پیدا ہوئین کہ اُنھون نے افراسیاب کو ہاتھون پر روکا اور قمار و رضوان ظلماتی نے طبل بازگشت بجوادیا کہ دونون طرف کے لشکر پھرے اور اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ مین جاکر بران شمشیر زن کو گرفتار کرلاتی ہون مین جب لشکر دونون طرف کے اپنے مقام پر آکر اُترے ملکہ بران صرصر شمشیر زن بھی قلعہ زرخشان کے آگے بارگاہ مین آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمرو بن امیہ ضمری بھی اُسکے سامنے کرسی پر آکر بیٹھا کہ صرصر نے صورت اپنی بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمرو سامنے بران کے بیٹھا ہے یہ اپنے دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کر کے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہا کہ اے صرصر تو پیشہ عیاری کا کرتی ہے اگر اسی طرح ہر وقت عمرو سے خائف ہوگی تو کاہیکو عیاری تجھسے ہوسکیگی غرضکہ یہان کاروبار کرنے لگی اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ لیم شب مین روز روشن سے منہ چھپایا اور کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

سیاہی پھر جہان مین شب کی چھائی	طبیعت بہر راحت کھینچ لائی	دلون مین خواہش آرام آئی ردا سے دن ہوئی دیکھا تو میلی

رات کو بارگاہ بران مین کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے اور رقاصان مہر طلعت آکر سامنے مجرا کرنے لگین اس اثنا مین عمرو کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ و جمیلہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہے بغور کرکے جو دیکھا تو پایا کون اُسکے پیر تیرے سے بڑے ہوئے پائے یہ دیکھکر عمرو نے اُسکو بلایا کہ ادھر آ صرصر عمرو کے قریب آئی خواجہ نے مقام پر سے اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتا تو کون ہے صرصر نے کہا کہ کنیز ہون میوتی میرا نام ہے عمرو نے کہا نہین سچ بتا تو کون ہے صرصر نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمرو نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے اُسوقت آب گرم منگا کر منہ اُسکا دھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ

صرصر کا نکل آیا تو عمرو نے کہا کہ ای جان جہان و اے آرام دل مشتاقان خوب تم اُسوقت ہاتھ لگین یہ کہکر اُسکو گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ موتڈی کاٹے جوانا مرگ خدا تجکو غارت کرے مر لیے مرتے ہو گئے تجکو کبھی گور مین تو پون تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے یہ کیا کرتا ہے عمرو نے کہا کہ اے جانی و اے مایۂ عمرو زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہے میری عین خوشی ہے تو یون ہی مجکو کوسے جا یہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے اُسکے مارا اور اسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو ابھی اُسکا قتل و قید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عمداً اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر مین عیاری کے پھرتی رہی مگر کچھ قابو نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحر مہر جھولا زرین گلے مین ڈالکر بارگاہ فلک مین آیا نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی
چھپا سامان محفل سب نظر سے
ہوا غل رات گذری صبح آئی
ہوئی شب رخصت آغاز سحر سے

صبح کو صرصر پھر کر بارگاہ شہزادہ جہانگیر مین آئی اور ماجراے شنیدہ زبان پر لائی اور پھر فکر مین عیاری کے چلی اور دن بھر فکر مین عیاری کے رہی لیکن کچھ نہو سکا کیونکہ عمرو وہان نگاہبان تھا اور ایک روایت مین یون ہے کہ برق بھی عمرو کے ساتھ نہ آیا تھا اُسوقت ملکہ بران شمشیر زن نے بخیال اسکے کہ مقدمہ عیاری ہے اور خواجہ بالکل تنہا ہین لہذا اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اُسنے لکھا ملکہ مہرخ کو اسمین مضمون یہ تھا کہ مؤلفہ

بہار بوستان شہریاری
گل اقبال باغ تاجداری
شہ فرخ شہنشاہ زمانہ
جو ہے دنیا مین سلطان یگانہ
رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ
ملے اُس ماہ وش کو ایک پیشہ
یہان جب سے کہ ہم آئے ہوے ہین
نہایت درجہ اُکتائے ہوے ہین
لکھا ہے ہمنے تمکو اب یہ احوال
کہ اے شاہنشہ والا خوش اقبال
یہان آئی ہون اب جس روز سے مین
جلا کرتی ہون ہردم سوز سے مین
کہون کیا مین کہ یان کیا ہے گذرتی
یہ باقی ہے کہ موت آئے تو مرتی
لکھا ہے مختصر سا تجکو احوال
کہونگی پھر جو کچھ گذرا ہے جنجال
یہان شہزادہ ذیشان و ذیجاہ
لقب جسکا جہانگیر ہے شہنشاہ
وہ اِس قلعہ پر جسکا نام رخشان
ہے آپہونچا مع فوج فراوان
مقابل اُسکے مین اور شاہ کوکب

سیاہ ساحران سے آئے ہین اب | خدا جانے کہ کیا ہو اسکا انجام | ابھی تک تو ہوسے ہین ہم ہی ناکام
لکھا جاتا ہے اے ملکہ یہ تمکو | کہ برق عیار کو خط پڑھ کے بھیجو | کہ وہ عیار یہان آکر کر لیگا
تو بار امتحان کا سر پہ دھر لیگا | بس آگے اور کیا ہم لکھین احوال | خدا رکھے تمھین آباد و خوشحال
رہے جبتک کہ یہ دنیاے فانی | رہے باقی زمانے مین لشتانی | یہ نامہ بھی ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر

روانہ ہوا اور اُسنے لاکر ملکہ مہرخ کو نامہ دیا نامہ پڑھکر مہرخ نے مہتر برق فرنگی کو بلایا اور مضمون نامہ سے
آگاہ فرمایا برق نے عرض کیا کہ اے ملکہ مجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہے لیکن خیال آپکی تنہائی کا ہے اور
پھر یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر جاؤن تو شاید استاد وہان موجود ہین اُنکی خفگی مجھپر ہو بس مین جاکر مہتر قران
سے اس امر مین مشورہ کرتا ہون یہ کہہ رہا تھا کہ حسب اتفاق بسبب ہونے عمرو کے مہتر
قران اس خیال کہ ملکہ مہرخ کو کوئی گزند نہ پہونچانے بارگاہ مین آیا برق نے اُسکو سلام
کرکے کہا کہ اے خلیفہ عیاران لشکر اسلام دیکھیے یہ نامہ میری طلب کے لیے آیا ہے اس امر مین آپکی
راے ہے مہتر قران یہ کلام سُنکر کچھ دیر تو بعجیب تفکر رہا پھر سر اُٹھاکر اُسنے کہا کہ اے برق اصل تو
یہ ہے کہ آجکل افراسیاب حمایت مین شہزادہ جہانگیر کے مصروف ہے ملکہ حیرت بھی وہین گئی ہوئی
ہے یہان کوئی لڑنے والا نہین تم شوق سے جاؤ اور خدمت شاہ عیاران اُستاد نامدار کی بجالاؤ اگر
اگر جانا کوئی اس مقام پر لڑیگا تو ہم اور ضرغام اور جانثنوز سمجھ لینگے برق یہ سُنکر تسلیم بجالایا اس عرصہ
مین پنجہ فرستادۂ بران آیا اور ایک تیلا نے کہ مشکل بران وہ تیلا تھا زمین سے پیدا ہوکر ملکہ مہرخ
سے اجازت لی پھر پنجہ نے برق کو اُٹھایا اور بہ آرام تمام لیکر روانہ ہوا یہانتک کہ خدمت ملکہ
بران مین پہونچایا اسنے آکر خواجہ کو تسلیم کی پھر عیاری کرنے کے لیے کچھ دیر آرام کرکے روانہ ہوا اس
عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ لگاہ اہل عالم مین نئے عالم نظر آئے
بہار شام نے تراشے رنگ دکھانے کہ ابیات

نظر کی جانب خورشید روشن | چھپائے اُسنے عارض زیر دامن | ہوئی شام اور چھپا مغرب مین نیر
برآئی اڑنے والون کی پھر اُمید | سر شام تحکم قہار ظلمانی و رضوان ظلمانی تو طبل جنگ پر چوب

پڑی ادھر بھی ملکہ بران و رخشان جادو نے نقیر سحر کو دم دیا ساحران نامی اور سرداران گرامی
آگاہ و خبردار ہوئے دربار ملکہ بران ذیوقار و شہزادۂ نامدار جہانگیر ذوی الاقتدار سے

سب اٹھ کر اپنے اپنے بستروں پر آئے اور آلات حرب و ضرب کی تیاری میں مصروف ہوئے اوستاد شجاعت و ساحری میں بہار آئی جوش شجاعت سے امنگوں پر طبیعت ہر سردار آئی گلستان جلادت میں ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کمر و سنے پر کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشیمن بنی کہیں دھظے او اور بانسری بجی کہیں کڑاہی تیغ سدو کی چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے ڈھیرو کی صدا پر ناچنے لگا کسی نے اگیاری کرکے جوت کا دیا جلایا ہوم خانہ میں ہوم کیا کہ ابیات

پکارا کوئی سامری آ بیٹے
سنا تھا کوئی سامری کا منت
کسی جا چمکتی تھی تیغ و سنان
رہا رات بھر یہی چرچا وہاں
چلی اٹھ کے لڑنے کو جنگی سپاہ
بلی بہمن و سام و رستم کی گور
ادھر سے جہانگیر با فر و شان

مدد آپ ہی میری فرمائیے
چڑھانے لگا سان پر کوئی تیغ
لیے تھے ہتھیلی پہ سب نقد جان
ہوئی رات جس دم گذر کر سحر
بڑھے سمت میدان کو سب کینہ خواہ
ہنر پہلوانی کے تھے سب کو یاد
ہوا آ کے میدان میں جلوہ کنان

لگا جھوم کر کوئی پڑھنے پڑھنت
کسی نے کہا جان نہیں ہے دریغ
فسانہ کہاں تک کروں یہ بیان
فلک پر ہوا مہر جب جلوہ گر
وہ باجوں کا بجنا وہ ڈنکے کا شور
ہوئے آ کے میدان میں ایستاد
یعنی جمشید کہ شہنشاہ زرین کلاہ

نیزہ شعلہ شعاع ہاتھ میں لیکر میدان فلک میں آیا اور ترک شب نے عرصہ عالم سے گریز کی لشکر خیل خیل ذیل ذیل میدان کارزار میں بہر حرب و پیکار آ کر ہو گیا ساحروں کے طائروں اور ہجوم سے روے دہر کالا ہو گیا تھا گرد و سیاہ سے فلک تک اندھیرا تھا آئینہ آفتاب اندھا تھا نقاروں کی آواز نے گوش کو بیان کر دیا تھا سواروں کے گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس بجتے تھے غرضکہ صفوف کارزار بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئیں اور سقوں نے نکل کر چھڑکاؤ کیا نقیبوں نے نکل کر مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ ای بہادروں کہاں ہیں جمشید و سامری کہاں ہیں رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز ان میں سے کسی کا پتا نہیں مگر ان کا نام باقی تھا اب تک باقی ہے کر رباعی

چغدے دیدم نشستہ بر گنبد طوس
با کلہ ہمی گفت کہ افسوس افسوس
در پیش نہادہ کلہ کیکاؤس
کو بانگ جرس ہا و کجا نالہ کوس

کس کی نیرنگی یہ برق خانماں سوز ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
جو شرر دل سے اٹھا وہ جلوہ طاؤس ہے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادون کے ساتھ
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے
لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
پوچھ تو انسے کہ مال و مکنت و دنیا سے آج
کل تو قدرت یا سے خم رکھتے تھے تسبیح ریا

اک طرف آواز طبل اکسو صدائے کوس ہے
شب ہوئی تو ماہ رویون سے کنار و بوس ہے
تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے
آج رہن جام مے یان خرقۂ سالوس ہے

جب نقیب نقابت کر کے کنارے ہو رہے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اور ہر ایک مبارز اپنے حریف کو بنگاہ تند و تیز و بنظر ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے یودہ پر باگ کے پڑ گئے باگین اٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین پس جب میدان پاک و صاف ہو چکا قہار ظلماتی اپنا اژدر اڑا کر میدان کارزار مین آیا اور شیر تگی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا ادھر سے بران دلاور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہے **نظم**

زہے طاؤس ہمایون و مبارک پرواز
طائر سدرہ سے ہو جائے وہین وہ ہمسر
صاف آتے تھے نظر جسمین پہ چاند ز
اسکا سایہ جو پڑے جا کے ہما کے اوپر
بس وہ ملکہ نامور اسی طاؤس زرین بال کو اڑا کر مقابل مین

آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
پیکر نازک اسکے سب محبوب
اسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ہو
اس جبین سے ہو دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
سطح رخسار آئینہ سے صاف

قالب آرزو مین ڈھالا ہے
ہوے سر سے جن پہ کرے ناز
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہو کاذب
پھری پلکون کی اور سبکی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگہ تو کیسے معاف

ایک جا کہ سے ایک جا کہ خوب
بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہو تم کو سودا ہو
رہے سنبل پیچ تاب دھرے
ایسی بھنوین کشیدہ بھی مین کہین
چشم پر میری تیری چشم سیاہ
غرض اس سراپا ناز و خوبی کو دیکھ

گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضرب طالب کی قہار نے ایک تاریخ اپنے جوڑے سے

نکالکر مارا کہ وہ ناریخ آکر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلد خاک اپنے اگیاری کی سینے پر لگائی کہ ناریخ
کے پڑنے سے زخم پڑگیا تھا مگر اچھا ہوگیا اور ناریخ ٹھنڈا ہوکر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے اختر جوڑے
سے نکالکر اُسپر مارا یہ قہار افراسیاب کا ماموں ہو اور بڑا زبردست ساحر ہو اُسنے ایک ایسا سحر پڑھا
کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو اپنی منقار مین لے لیا بران نے بہت جلد اپنی زبان
کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جلگیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر
پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو لے لیا اس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اُسپر مارا کہ وہ طائر بھی
جلگیا قہار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُسنے اختر منقار مین لیا اسی طرح سات طائر
پیدا ہوے اور اختر کو اُنھون نے باری باری سے منھ مین لے لیا اب بران نے المندم کر
ساتوین طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر ہوچکی تھی کہ اُسنے جب اُسکے منھ سے
اختر گرنے لگا ہاتھ مین لیا قہار نے دوڑ کر ایک ہی پنجہ سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی پنجے پیدا ہوے
اور بران کو لپٹ گئے بران نے اختر سے اُن پنجون کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے
بڑھی اُسوقت رضوان نے پشت پر سے اُڑکر آکے خاک جمشیدی بران پر ماری کہ بیہوش
ہوگئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ پنجے پیدا ہوے اور بران کو لیکر اُسکے سامنے آئے
اُسوقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور فوج پر بران کے چلی ادھر سے مجلس فوج لیکر
بڑھی گھمسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف کلوا بھیرون کی پکار ہوئی
ہر سمت بلند صدائے مار مار ہوئی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشنضمیر قہار نے فوراً کوکب
کو دیکھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجے پیدا ہوے ابر نے تو آکر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اسلیے کہ
کوکب بیہوش ہوجائے اور پنجے کوکب کو لپٹ گئے کوکب نے پنجون کو تو جلا دیا اور ایک سحر
پڑھکر پانیکا چھینٹا بران کے منھ پر دیا بران کو پنجے لیے ہوے کھڑے تھے بس پانی کے چھینٹے
پڑنے سے بران ہوشیار ہوئی لیکن اسطرح کہ جیسے کوئی بیخود ہوتا ہے کوکب نے اُن پنجون کو
کہ جو بران کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور بران کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجے پیدا ہوئے اُس
تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور اختر دوا رید قہار و رضوان نے طائر کی منقار
سے لے لیا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ان دونون نے وہ اختر خود اُسکو دیدیا بس کوکب نے ایک

تر سول ان دونون کو مارا اُنھون نے رد کیا اُسوقت کوکب ایک برق سبز رنگ بنکر جو اُن دونون کے سر پر گرا تو دونون کو کاٹ گیا اور لاشے اُنکے دھڑ دھڑ جلنے لگے اب کوکب لشکر جہانگیر کے ساحرون پر جا پڑا اور قتل کرتا ہوا تلوار سحر کی برق بنکر گرنے لگی اور یون بھی بہادرون مین تلوار چلنے لگی اب جو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی یہ حال تھا کہ نظم

پری لبس جسپر تیغ برق رنگ
چھپین گھبرا کے روحین سب کہین تنگ
کھلی پٹری پڑے شمشیر زن ہاتھ
جھکے سر مرضی خالق ہی کے ساتھ
یکایک اک طرف سے برق چمکی
کہ ہوتا جس سے ہر اک جسم کو رنج
طپنچے پیر کھاتے تھے ہر اک کا
ہوئے رخسار اُنکے آتشین تاب
نگاہین پھر گئین سینے اُبھارے
نہین پروا عدو کرنے کو تو ہے
کسی جانب کو شاہ جادوان تھے
بڑھی تھی فوج لیکر مثل سیماب
کسی جانب کو کوکب لڑ رہا تھا
پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
انھین ہاتھون مین دیکھا اک سردار
کھنچین ہاتھون مین تیغین بہر پیکار
کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
نہ کہنے پائے لفظ امتحان تک
زبان ضرب سر مہ جبل ہو

لباس روح بھی تھا گویا تنگ
ہوئی گردون کو حاصل بے درنگی
کھنچین تیغین نہ جادوگرون کا تھا
جھکے رخسار سے پا ایک جا پر
سپارا کب ادی خواب عدم کو
کوئی بولا کہ یارون جلد بھاگو
کوئی بھاگا کوئی مارا پڑا تھا
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے
سرون سے خود یہ کہکر اتارے
دلون نے دی صدا سے جھڑ اٹھو
لگائی آگ تھی جادو نے آکے
کسی جانب ہر دو نے لیکے خنجر
غرض ہر جا عجب غوغا اٹھا تھا
بڑھا سردار لشکر اسد ادھر کو
کہ آ پہنچا نہایت پاس جادوگر
زبان پر سحر منھ مین کف بھرا تھا
کرین گے اسکے ٹکڑے فی الفور
پڑے جسپر تیغ برق آسا
سر ذی روح پا ... ہو

لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
مٹی مغرور دل کو خود پسندی
زبان تیغون کی آہن تیزیون پر
نظر پڑنے لگی فضل خدا پر
کہین چلنے لگے جادو کے نارنج
پتہ اسکا سے اب کب ہو کسی کو
جو تھے افزائش جرأت سے بیتاب
ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے
کہ اے خالق زبان آبرو سے
ہوئے فرسے کہ بس از فضل معبود
کہین جرأت خود لیے ہو کے بیتاب
گئے تھے سر جدا صدہا کے اکثر
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد
نگارا و افغان جنگ ٹھہرو
عقب مین اُسکے اک خیل ستمگار
یہی غصہ مین لفظین کہہ رہا تھا
مٹا دین نام تو کیسا نشان تک
لباس روح بھی ہو گور مین تنگ
کوئی ہو ہان مقابل آئے دیکھین

گرہ میں اُسکی کیا ہی لاسے دیکھیں | مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا

لاش قہار و رضوان کی تجلسی ہوئی افراسیاب نے اُٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبقران
جسکو ماہی زمرد رنگ لے گئی تھی وہ بھی آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو
بزور سحر صورت کوکب کی بنا اور ادھر عمرو بن اُمیہ کے دلمین آیا کہ ای عمرو لوح کوکب جو تیرے
پاس ہی بس لوح اسواسطے بانیان طلسم نے نہین بنائی ہی کہ وہ زنبیل مین رہی مجکو چاہیے کہ
وہ لوح کوکب کے حوالے کردے یہ سوچکے لوح اُسنے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کوکب کو دے
کوکب روشنضمیر چلا گیا تھا عمرو تامل پذیر ہوا اس اثنا مین افراسیاب صورت کوکب
کی بنکر یہان آیا اور عمرو کو اُسنے الگ بلایا اور کہا کہ ای عمرو لوح میرے طلسم کی جو طلسم برارج کی
تم لیکر آئے ہو وہ مجکو حوالے کرو اسلیے کہ طلسم مین میرے دیکھتے ہو کہ یہ معرکہ پڑا ہوا ہی اور تم لالچی
ایسا نہو کہ کوئی تمکو لالچ دے اور تم لوح کو حوالے کردو عمرو کو یہ کلام سنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی مین آتا تھا
کہ ابھی اور چند روز نہ دون کیونکہ جہان اتنے دنون زنبیل مین لوح رہی وہان اور چند روز سہی
مگر اس کلمہ پر کہ ای عمرو تم تو لالچی ہو خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہی سب
کچھ بُرا ہو جاتا ہی پس عمرو نے بے سمجھے بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادو ان کو
کوکب سمجھکر حوالے کی افراسیاب نے لوح کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمرو نے گلیم
اوڑھ لیا اور افراسیاب لوح ملنے کی خوشی مین سیدھا اُٹھکر دربار مین جہانگیر کے آیا اور لوح اُسکے
حوالے کی اور کہا کہ ای صاحبقران زمانہ لو یہ لوح طلسم نور افشان کی ہی اب تمکو فتاحی طلسم
نور افشان مبارک کچھ دن آرام کرکے پھر برائے فتح طلسم روانہ ہوا اور اب میری کچھ ضرورت نہین ہی
مین جاتا ہون یہ کہکر آپ مع حسرت کے چلا گیا مگر کہتا گیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر پہونچا جانا بعد اُسکی
جانے کے کوکب روشنضمیر اپنے قلعہ درخشانیہ مین آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمرو
نے دیکھکر منہ پھیر لیا کوکب نے اُسوقت کہا کہ کیون خواجہ میری کیا تقصیر ہی عمرو نے کہا تمنے
مجکو لالچی بنایا اور ابھی تمنے مجھسے آکر لوح لے لی یہ سنتا تھا کہ کوکب کے حواس جاتے رہے
اور اُسنے قسم کھائی کہ خواجہ باایمان خود مین اس امر سے واقف نہین ہون کوکب خاموش
ہو رہا اور عمرو نے جب یہ معلوم کیا کہ کوکب نے لوح نہین پائی پس قسم کھا کر اُٹھا کہ ای بایمان خود

ابھی جا کر مین لوح کو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور صورت اُسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا اُدھر جہانگیر کو جو لوح دیکر افراسیاب ہوا تو شہزادہ مذکور اُس لوح کو دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لیکر بیٹھا تھا کہ عمرو بارگاہ مین آیا اور راز لبسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوئے تھا کسی نے اُسکو پہچانا نہین یہ آکر ایک مقام ٹھہرا تو سنا کہ شہزادہ جہانگیر کہ رہا ہے اب مجکو پروا نہین لوح مجکو ملگئی ہے یہ کوکب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے منھہ دکھایا خنجر روز کند ہوا اور سر شب کی سیاہی چادر اُنگی عالم مین پھیلی نظم

ہوا آغاز شب دن کا تھا انجام | چھپا آغاز شب سے دنکا سب کام | صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
بشکل صبح بدلا سب نے پہلو | بجا ڈنکا ہوا تیار لشکر | کہا سب نے کہان لڑنا ہے بہتر
بجا نقارۂ حربی بس اکبار | ہوئے سردار لشکر جلد تیار | نظر آنے لگا کچھ اور سامان
ہوا اُس جا یہ بس لشکر فراوان | لگے بھر آنے اور ہونے لگا ہجوم | خدا جانے کہ اب کیا ہو معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا یہان بھی دربار دُربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا اب اس رات ساحرون کی عجب بہار تھی دورویہ اس لشکر مین گویا سیاہیون کی قطار تھی کہ ابیات

لگے سب سحر پڑھنے ہو کے خرسند | کیا جادو سے سب نے راستہ بند | کوئی بولا کلیجہ کھب دُنگا مین
کوئی کہتا کہ آگے جاؤنگا مین | بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے | کوئی کہتا تھا یا جمشید تو ہے
کوئی بولا کہ ہان اب کیا ہے تاخیر | چلو لڑنے کو کھینچے جلد شمشیر | کسی نے دمے کے اک تاکھے پہ تکیا
بھبوت اپنے بدن پر بس لگایا | ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش | ہوا غصے سے اک عالم فراموش
پڑھا جادو جگایا سحر اُس نے | ارادہ تھا کہ اب لڑ بھڑ کے جاتی | اسی صورت سے شب بھر تھا تلاطم
وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو گم

اور اُسطرف کیفیت سُنیے کہ عمرو جو ساحر کی ایسی صورت بنا کر لوح لینے کو گیا تھا ہرچند اُسنے تدبیر کی مگر نتیجہ اُسکا قابل نہوا آخر ناچار ہوکر پھر آیا اور الگ آ کر اُسنے صورت اپنی رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زرجد شاہ زنبیل سے نکالا اور ایک روئی کا پہل لیکر اُسکو تار مین باندھا اور سرخ اُسکو رنگا اور اُس روئی کی پہل کو بادل ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اُسکو سر پر اپنے سایہ فگن کیا اور ایک تاج سبز رنگ کا ہاتھ مین لیکر

اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر میں آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اُٹھا اور بمقام صدر پر لاکر بٹھایا اُسنے بیٹھتے ہی کہا کہ ای صاحبقران من لوح طلسم کوکب لاؤ مجکو دو کہ مین اُسکو ماہی زمرد رنگ کو دکھالاؤن کیونکہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہو اور مین یہ لوح اُسی کے پاس سے لایا ہون ایسا نہو کہ اُسنے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اسکو افراسیاب جانکر لوح حوالے کی بس اُسنے لوح لیکر نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری اور وہان سے گلیم اوڑھکر غائب ہوا اور تخت پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لوح کو زنبیل ڈال لیا اسی عرصہ مین وہ وقت آیا کہ شاہد شب نے برقع لوزانی سحر مین منہ چھپایا زلف شب تابہ زانو ہوکر سمٹی روز روشن نے منہ دکھایا الغرض

نظم

کواکب نے فلک پہ منہ چھپایا
کہا سب نے کہ اب لڑنے کو چلیے
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مضطر
ہر اک سردار تھا ان کو وہ تمکین
ہوئی گر گروہ پوشیدہ زمین مین
جھکے سر مرضی خالق مین بکسر
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
کہے تو قلزم ہستی کی ...
ہوے تیار مردان تکلوار
مسلح ہوکے نکلے سب یہ باہر
اِدھر یہ اور اُدھر وہ صاحب ننگ
نکلکر بولے اے مردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
وہ کرکے ڈھاڑیون سے جو سنائے

کہ جب نقل مکانی شب نے چاہی
جمال صبح نے اک نور پایا
ہوا تیار لشکر دو طرف کا
گرجتے تھے بسان رعد اکثر
کڑک سے اسکی جان آئی لبون پر
بڑا بل نوجوانون کی جبین مین
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
چھپین گھبرا کے روح سینہ مین
مصمم ہر سر خونریزی و جنگ
کرین داماں صحرا خون سے گلزار
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
ہوے دونون مقابل بہر جنگ
دم تیغ آج یان طعمہ جنگ ہے
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
جوانون کے ہوے نہ جوش کھائی

ہوا صحن زمین خورشید منزل
اُٹھے سردار لشکر بسترون سے
بڑھے لڑنے کو سب مردان الا
ہزارون ہی وہان پر برق تمکین
ہوے سردار لشکر سخت مضطر
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر
مٹی مغرور دل کو خودپسندی
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ
غرض سامان جنگ آراستہ کر
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکلکر کہاے تو شرط نمک ہے
کرو اب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
تو اپنے اپنے سردارون کے منہ پر

نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر
نکل آئے غرض صف سے وہ جوشتر
ہوئے قائم مقابل اُسکے آ کر
ختن کے نیزے سے وہ دلچسپ و خونخوار
وہ کرنا نیزہ بازی دے کے کاوا
لگانا آکے حربہ کا بصد کد
کئے تو تھے ترک نیزہ بازان
ہزارون رہکلے توپ اور شتر نال
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
زمین سے آسمان تک کیا کہون یار
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی

اشارہ ہم جو تک ابرو کا پائین
سلاح جنگ سب زیب بر و دوش
غرض چھیڑا اپنے اپنے رخش تازی
سنان مژگان جانان سے نمودار
انی کا نیزہ کے آنا بتا کر
وہ کرنا دوسرے کو حربے کو رد
اِدھر اُودھر سے پھر ہونے لگی جنگ
دو جانب سے لگی چھٹنے کوئی الجال
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
دھوئین سے ہو گیا عالم دھوان دھار
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی

تو پھر اکدم مین قتل عام کو وین
صف مردان سے وہ گھوڑا کوداکر
بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
وہ گھوڑے باد پا گو یا چھلاوا
نکلنا وہ گھوڑے شوخ و بانکے
نظر مردم کی اُنکے فن پہ قربان
جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
صدائے انکی کیا کہیے کہ یکسر
دلون مین جنگ کا پیدا ہوا جوش
کڑاک کربان کا آنا وہ اُسدم
وہان مارے سے من کا اگلنا
اِدھر اودھر ہوئے مجروح مردم
ہزارون مردہ بے گور و کفن تھے
جسدم خنجر آفتاب بنام مغرب

مین رکھا گیا اور سپر کو شب کی ترک روز نے چہرہ کے سپر کیا سر شام طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے سینے کر کھولی اور آسودہ ہوئے جہانگیر بارگاہ مین آکر بیٹھا اُسوقت افراسیاب خانہ خراب آکر پہونچا اُسنے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمرو کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمۂ جانکاہ ہوا اِس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُسنے آکر صرصر کو بلوایا اور کہا اے صرصر یہان قلعۂ رخشانیہ کے باہر در بہتا ہے وہان کوکب بیٹھا شکار کھیل رہا ہے تو جا کر میرا نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہے اُسکو پہونچا اور ہو سکے تو کوکب کو پکڑ لا یہ کہکر نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو مین نے صرصر شمشیر زن عیارہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے ہر چند کہ تم مطیعان کوکب مین سے ہوگی مین جانتی ہون کہ تم میرا پاس ضرور کرو گی تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کوکب کو گرفتار

کر اونیا یہ نامہ لکھکر صرصر کو دیا صرصر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دیئے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور یہان جہانگیر ناچ دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد ناچ دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حایل کیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے
ہوا سے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوسے رخصتی دی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

صبحدم جہانگیر شاد و خرم چھپر کھٹ سے اٹھکر بارگاہ مین آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پہ عکس شام گیسو
ہوا خورشید تابان گرم رفتار
فروغ حسن مہر ابر بر رو
دلون مین خواہش آرام آئی
غرض مانند شوق عاشق زار
طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا ادھر کوکب کے کہنے سے رخشان جادو نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے نکلکر لشکر جہانگیر و کوکب دلاور اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین برائے حرب و پیکار آئے گرد سپہ سے خورشید اندھا ہوگیا آئینہ سحر مکدر رہا ساحر چیل اور طاؤس بنکر اڑنے لگے بعض اژدر بنکر پھنکارتے تھے غرض میدان مین صفوف کارزار آراستہ ہوئین آج سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اڑایا ادھر سے بران شمشیر زن نے اسکے للکارنے پر تخت طاؤسی اچھالا اسنے کو بڑھایا جب دونون مقابل ہوئے اسوقت بران نے ایک نارنج سحر پر پڑھکر سینۂ بیکینۂ شاہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغۂ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی اور شہزادے نے تلوار برق کردار یعنی تیغۂ بلاکش کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اڑگئی اسوقت جہانگیر نے کہا کہ مین عورت سے لڑتے ہوئے شرماتا ہون کسی بہادر کو بھیجو بران نے اسوقت نہیب دیگر دیوپال جادو کو کہ بہت بڑا سردار بھی ہے اور ساحر بھی ہے اور نہایت درجہ کا زور و قوت اپنے بدن مین رکھتا ہے بلایا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضرب طلب کی اسنے سحر پڑھکر ایک نارنج شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آپہنچا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو علاوہ لوح طلسمی کی ملی ہے گلے مین ہے اور وہ لوح محفوظ دافع سحر ہے غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغۂ بلاکش اسپر لگایا

بزور سحر اُڑکر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا پس جب وہ ترسول مار کر پلٹا تھا فوراً ہی شہزادہ نے تیغہ بلاکش کا ہاتھ مارا کہ اُسکے دو پرکالے ہوئے غریو لشکر بران مین ہوا اور شہزادہ نے پھر نعرہ مارا کہ اور کسی کو بھیجے مقابلہ مین بھیجو اُسوقت بران آگے بڑھی اور شہزادۂ مذکور پر تاریخ مارا مگر بسبب تیغہ بلاکش اور لوح محفوظ کے تاریخ نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی ہوئی آخر طبل بازگشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجوادیا کوکب کے یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہوئی جسوقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بصد نازش آغوش عالم سے گریز کی اور خسرو آفتاب بنام تیغ نکلا

ہوئی جب صبح پیدا ہر مین پھر
پھر آیا جاہ لڑنے کا زمانہ
چلے لڑنے کو پھر دان ہنود سر
بجے بوق اور ہوا لشکر روانہ

غرض وارد میدان کارزار ہوئے دلاور لڑنے پر تیار ہوئے صفین جنگین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوئے ساحر اژدہون پر چڑھکر روئے ہوا پر اُڑے اژدہے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبون نے صدا دی کہ اے مردان جنگ آزما ہوشیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ **بیت** روز جنگ است ہنگ باید کرد ❊ کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کنارہ ہوئے جہانگیر گھوڑا اڑاکر میدان میں آیا اور للکارا کہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو بران تخت بڑھا کر سامنے آئی جہانگیر نے اُچ جھلا کر گل حیت کوکب کھینچ مارا کہ بران جلکر رہگئی اُسوقت نعرہ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلا کر گل اُسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جلکر رہگیا اتو لشکر بران مین شور گریہ و زاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آگری جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی بڑی گھمسان کی مار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل جلنے لگا تیر سیفون کے پار ہوئے ہجر کی سنانون سے کلیجے فگار ہوئے یہ نقشہ تھا **نظم**

لرزنے لگا خوف سے آسمان
دل پیر گردون مین یہ خوف تھا
لگے تیر و پیکان چلنے وہان
نہون قتل اب غم کا مین مبتلا

بلکہ بموجب نظم حال اُس لڑائی کا تھا کہ **نظم**

وہ کڑکیون کے کڑکے فتنہ انگیز
نقیبون کی صدائین وحشت انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ

دھوئین مین اسطرح اُڑجاے رنگ
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولا سرخ نکلے تھا مشتعل
جوانون نے پیا بس آب پیکان
بان صورت غرض وہ تنگ کرتے
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
رہے باقی سو ہوکر سخت بیل
اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہ جون بادل مین مارے برق چشمک
وہ تھی توپون کی چھٹتی ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
کرون کیا دستۂ نارک کی تقریر
ہم زخمی ہوگرتے اور مرتے
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار
ہوئے جینا کہ حصار اپنے مین داخل

نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
کہ پہلو اُنسے قندیل پہ تیر
در آوردہ ہوئے لشکروہ اکبار
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب

یعنی قلعہ رخشانیہ مین فوج بران آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی روتا ہوا بران کے مرنے کے غم سے طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا لیکن سیم ہمن رو مین تن بیر بھائی کوکب کا یہان آیا اور اُسنے بران اور کوکب پر کہ جھلسے ہوئے پڑے تھے پانی لیکر اور افسون پڑھکر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو انکی اسوقت ہی نہین اور گل جہانگی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہے بس اسوجہ یہ جلگئے تھے اب پھر زندہ ہوئے اور عمرو نے کہا کہ اے کوکب اب کہین جاکر پوشیدہ ہو رہو اور مین عیاری کرتا ہون کوکب دو تین خدمتگار دریا پر جاکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوا اور یہان نامۂ جہانگیر آیا کہ ای عمرو و ای رخشان جادو دیکھو آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تہ تیغ کرونگا اور بے گور و کفن خاک مین سلادونگا عمرو نے جواب مین نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تُنے اب بہت سر اُٹھایا ہی تمھین مناسب ہی کہ تم خود اگر ہماری اطاعت کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ہم اس سبب سے طرح دیتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران عالیشان ہو کیونکہ نشانیان انکی اولاد کی سب تمھارے چہرے مین موجود ہین بس لائق و لازم یہ ہے کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گردن اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد دیکھو گے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ نامہ لکھکر تو نامہ بر کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمرو نے زر افشان جادو کو تو بیہوش کرکے اُسی قلعہ مین ایک جگہ رکھ دیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور از بسکہ وہ بادشاہ قلعۂ رخشانیہ ہو اس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قبای فرمانروائی کو در بر کیا سوتی کے مالے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدلواکر

اسکو اپنا وزیر بنایا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہان سے بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا استقبال و تعظیم کرکے مقام صدر پر اُسکو بٹھایا خواجہ نے یہان بیٹھکر بعد کچھ عرصہ کے چاہا کہ جام مین بیہوشی بھر کر جہانگیر کو دون اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن پس اُسنے آنکھ بچا کر جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمرد رنگ زمین سے نکلی مگر مچھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنلائے تھی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا یہ سراپا ہی لہا

شکل بھونڈی سی وہ تھا مسار الغشا
اور بستی کا سر نگون کرون کیا اظہار
شش مزبل کے بہا کرتا ہے گندا پانی

اتار او مدار تھا یا چقندر کے سر کا سوتا
بن مین اژدر کے ہو جس شکل ہو پانی کا تا
تھوکتے بھی نہین مردار پر اتو زانی

کوسلے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بیت نا ہموار
ذکر کرنے سے ہو اُس چیز کے ابکائی تمام

لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے سر زمین سے نکالا اور پکاری کہ او جہانگیر کیا کرتا ہے خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے حباب بیہوشی اُسکے منھ پر مار دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی جہانگیر نے اُسوقت عمرو سے پوچھا کہ یہ کون ہے کیونکہ یہ مچھلی بنی ہوئی زمین زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے عمرو نے کہا یہ ماہیان زمرد رنگ نامی افراسیاب کی ہے تمکو دھوکا دینے آئی تھی اور چاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمرو کے کہنے سے قصد کیا کہ مین گل کھینچ مارون اُسوقت روے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہ دارید کہ ماہم رسیدیم اے صاحبقران سن کیا کرتا ہے منم افراسیاب جادو عمرو نے افراسیاب کے آنے سے گلیم اوڑھ لی اور افراسیاب نے آکر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کود کر نکل گیا اور عمرو بھی تخت زرجد شاہ کو زنبیل مین ڈالکر اپنے مقام پر آیا یہان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ اے جہانگیر کوئی ادا کا بھی ایسی بات نہین کرتا ہے یہ کیا بے وقوفی تھی کہ تمنے ماہیان کو گل کھینچ مارنے کا قصد کیا جہانگیر کو یہ کلمات سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ ای جہانگیر اب تم جاکر کل طلسم فتح کرو اور بن پڑتا ہے تو مین لوح کو پھر عمرو سے لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب پھر کوکب کی صورت بزور سحر بنا اور وہان سے قلعہ زعفرانیہ مین پاس عمرو کے آیا قلعہ زعفرانیہ کے باہر لشکر عمرو کا اور بران کا اُترا ہوا ہے غرضکہ افراسیاب نے عمرو کے پاس آکر کہا خواجہ لوح جو طلسم ہزار برج سی کہ جسدم ہم افراسیاب لڑرہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجکو دیدو اسلیے کہ طلسم مین میرے

یہ آفت بر پا ہے مبادا الوچ افراسیاب تجسے لے عمرو تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہو اب یہ کب پھنسنے والا
ہے اور فقرے مین اُسکے آنے والا ہو بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہین ہے اُسنے باتون مین لگا کر
ایک جام مملو از عنوانی آغشتہ بدار وئے بیہوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال کیا کہ عیاری مبادا بیہوشی
اُسمین دی ہو اور مجکو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمرو کی بچاکر وہ جام اپنے گریبان مین اُنڈیل لیا
عمرو نے اور جام دیا وہ پھر اُسنے گریبان مین اُنڈیل لیا عمرو نے دونون مرتبہ اُسکو وہ جام اُنڈیلتے دیکھا
اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہین افراسیاب ہے بس اُسنے آنکھ بچاکر اور باتون مین لگا کر
کمند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کمند جلگئی اور کہا کہ ہائین ہائین خواجہ یہ کیا ہے
عمرو نے کہا باش او مکار پہچانا مین نے تجکو یہ کہا مگر ساتھ ہی گلیم اوڑھ لی افراسیاب وہان سے
نعرہ کرکے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر وہان سے پرواز کرکے
روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ کہان جائیگا اے صاحبقران من اگر جہان
سامری نے توفیق دی تو مین لاتا ہون یہ کہکر ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کوکب مین نے
بہت دنون تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہو کہ آکر اطاعت کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو دم
بھر مین قتل کرکے طلسم فتح کرلے گا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اے
افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہے اور شامت سوار ہے لڑائی تو ہونی رہی ہو پھر جو کچھ تجسے
ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا سے مانجر رگ سست یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھدیا کہ وہ لیکر روانہ
ہوا اور اُسنے لاکر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھکر بہت ہی ملال کیا اور پھر نامہ لکھا کہ ای کوکب مین پھر
لکھکر سمجھاتا ہون دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے پیر بھائی ہو مجکو تمسے محبت ہو نصیحت
کرتا ہون کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو نہین تو روز بد دیکھوگے یہ لکھکر افتخار جادو نام
ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم بجالا کر نامہ دیا
کوکب پڑھکر ہنسا اور گویا ہوا کہ اب مین طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلوا کر جہانگیر کو زیر
کراؤنگا اگر امیر کو یہ زیر کرلے گا تو البتہ جہانگیر کی اطاعت مین کرونگا افراسیاب پہلے اپنا تو
اپنی جان تو بچالے تو پھر دوسرے کو سمجھائے یہ کہکر پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجکو اپنی فکر
کرنا لازم تھی پرائے گھر اور مال پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہمکو کیا سمجھاتا ہے اپنی خیریت مانگ اور

جان بچا۔ اگر منظور ہو تو خواجہ عمرو کی خدمت مین اگر اطاعت اُنکی اختیار کرو ورنہ اب شہزادہ اسد کو
چھوڑ دو اگر تیرے طلسم کو درہم و برہم کر ڈالونگا اور تجکو راہ ملک عدم دکھاؤنگا تو کس بھروسے پر بھولا اور
پھولا ہوا ہے دیکھ تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کراتا ہون اور اُسی کے ہاتھ سے تجکو قتل
کراونگا اور ذلت دلواؤنگا یہ لکھکر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب مین آیا اور اُسکو نامہ
دیا اور کہا کہ اے شہنشاہ کوکب تو آپکو اور اِس جنگ کو کچھ خیال اور خطرہ ہی مین نہین لاتا ہے افراسیاب
نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے چیونٹی کے جب پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے یہ کہکر وہان سے بارگاہ کو اُکھڑوا کر
کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہان ایک درہ بنا ہے اور اُسکے بیچ مین ایک بجلی چمک رہی ہے اور اُسطرف
دریا کے زر افشان جادو وغیرہ قلعہ مین خوف افراسیاب سے مختفی ہوئے ہین کہ اُس مقام پر بھی
یہان سے بہ کود گیا ہو اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بحر کے بنا ہے کہ اُسمین بھی بجلی چمک رہی ہے
زر افشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپکر بیٹھے ہین غرضکہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہین جا سکتا افراسیاب نے کہا مین ابھی
سبکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہون اور ایک ابر بناکر ہزار جوان اُسپر سوار کرکے سحر جو کیا وہ
ابر روانہ ہوا جب بیچ دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر سوار
تھے سب جلکر اِس دریا مین گر پڑے اُسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے شاہ جادوان واہ
واہ واہ آپکے سحر کا کیا کہنا دیکھیے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہونچ گئے اور دیکھیے
وہ کھڑے ہوئے آپکو سلام کر رہے ہین اور بلاتے ہین کہ اے بادشاہ آپ نے دیکھیے ہم پہونچ گئے ہین
آپ بھی تشریف لائیے یہ کہکر اور بھی بہت کچھ مسخرہ کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا ایسے کلمات
سُنکے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہوکر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہے آگے
بڑھکر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہے پھر آپ ہی دل سے اپنے کہا کہ جب یہ طلسم کو کب فتح کرلے تو اُسکو
امیر سے لڑوانا وہ اسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کر سکین اور یہ انکو زیر کرلے تو فہو المراد اسکو زہر دیکر
مار ڈالنا ہو اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرتا غرضکہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ پیدا ہوا
اور سمجھا کہ ضروری یہ میرے ممالک پر دست انداز ہوگا عمرو سچ کہتا ہے کہ فرزند صاحبقران ہے
جب ہی تجھسے اور اُس سے محبت نہین ہے غرضکہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی

مین وہان سے اُٹھکر چلا گیا یہ تو گیا وہان کوکب سے عمرو نے کہا کہ ای کوکب اسوقت تم کہین جاکر مخفی ہوجاؤ تو مین عیاری کرون اور تمھاری صورت بنکر چھول جاکر لاؤن کوکب نے کہا اچھا اور چند خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہان رخشان جادو وغیرہ چھپے ہین یہ بھی اگر مخفی ہوا اور کنارے دریا کے کہ وہان بھی دریا بہتا ہے شکار کھیلنے لگا پس عمرو نے بشکل کوکب بنا قبائے شاہی طلسمی زر انعود زیب بر فرمائی تاج طلسمی گوہر نگار سر انور پر رکھا اور برق کو بصورت براں شمشیر زن بنایا اور بہت سے سوار و امیر الامرا و دولت کو اپنے ساتھ لیا اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سُنا کہ کوکب اور براں آتے ہین بس نہایت درجہ خوشنود ہوکر بہر تعظیم اُٹھا اور استقبال کرکے اُنکو لاکر مقام صدر پر بٹھایا جب یہ بیٹھ چکے مزاج پرسی کی اور ناچ کو حکم دیا اُسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہونچا شاہ کوکب نقلی نے تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتین ہونے لگین اور خوب خوب باتین ہوئین مگر عمرو نے سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب مجھپر سحر کرے پس اپنا مطلب کرنا چاہیے یہ سوچکر اُسنے باتین کرتے کرتے کہا کہ اے جہانگیر تمکو یہ گھمنڈ ہے کہ اِس گل حیات سے مین کوکب کو مار ڈالونگا تو یہ غیرت ہے تم میرا کچھ نہین کرسکتے ہو بھلا یہ پھول میرے اوپر اچھو گا دیکھو تو کہ اثر کرتا ہے یا نہین اُسوقت جو مین چلکر رہ گیا تھا تو وہ بھی شعبدہ تھا وقت ہی اور بات ہے اب کچھ ہوگا اچھالے اب لگاؤ مجھپر تمھین قسم ہے دین و ایمان کی تمھارے دیکھو کہ مین بھی کیسا ساحر زبردست ہون جب کوکب نقلی یعنی عمرو نے قسم دی اُسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا اور نہ پہلے تو چاہتا تھا کہ گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہے یا کہ ستاتا ہے اُسوقت وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمرو نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو ویسا ہی دے دیا اور کہا کہ مین اِس گل کا محتاج نہین ہون افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت ہوئی عمرو نے وہ گل زنبیل مین رکھا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ مین تجھکو مارتا ہون اور تجھکو بھی جو کچھ حوصلہ ہو سحر و ساحری کا وہ تو بھی نکال لے کسواسطے کہ تو شاہ جادوان کہلاتا ہے اور طبل یکتائی بجاتا ہے اور سحر کرلے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادوان نہ رکھنا افراسیاب بھی اپنے دل مین سوچا کہ یہ مہمان ہے اسپر سحر کیا کرون عمرو نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ تجھے قسم ہے جمشید

سامری کی کہ تو مجھ پر سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تم پر کیا سحر کریں کوئی مہمان کی
عزت اور توقیر کرتا ہے نہ کہ اور اوسکو اٹھا ستا تا ہے ای کوکب دیکھو مسلمانون کے یہان بھی اُنکے
پیغمبر فرماتے ہین اکرموا الضیف ولو کان کافراً ترجمہ تعظیم کرو اور عظمت مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو تا کہ وہ
تسے خوشنود ہو عمرو نے کہا کہ مین تسے خوشنود ہون تم میرے اوپر سحر کرو افراسیاب نے کہا کہ تم لاکھ
کہو مگر مین سحر نہ کرونگا اُسوقت اُسنے پھر جہانگیر سے اُس گل کو مانگا اُسنے جب دیا تو اُس گل کو
افراسیاب کے ہاتھ مین عمرو نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ اس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی ابکی
مرتبہ شاید تاثیر کرے اے افراسیاب تجکو قسم ہے جمشید اور سامری کی کہ تو اس گل کو میرے اوپر لگا
افراسیاب نے ناچار ہو کر اُس گل کو عمرو یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا
دوسرے یہ کہ کوکب تو ہی نہین پھر وہ تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمرو پہلے ہی لے چکا اور زنبیل
مین رکھ چکا اب عمرو نے ایک پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب ہے زنبیل سے نکالا
اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ یہ ہی پھول مین تجھپر مارتا ہون دیکھون تو کیونکر یہ تاثیر نہین کرتا اور وہ
پھول کہ جو افراسیاب پر مارا تھا وہی پھول زنبیل مین رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بدار وے
بیہوشی افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا مین تجھپر پھول لگاتا ہون دیکھون تو یہ کیونکر تاثیر نہین
کرتا یہ کہکر اُسی پھول کو افراسیاب کی ناک پر تاک کے مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو چھینک
آئی اور بیہوش ہو گیا اور اُسی ہنگامہ مین عمرو نے شراب کو بھی آغشتہ بدار وے بیہوشی کیا ادھر
جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کر کے اپنی جگہ پر سے اُٹھے کہ شاہ
جادوان کو اُٹھائین عمرو نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کیا کہین افراسیاب کسی غیر جگہ چلا گیا
مین خود اُٹھائے لیتا ہون اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سُنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اب
عمرو نے کہا کہ اے جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤن جہانگیر
نے کہا کہ اگر آپکی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ ابھی آپ نے سُنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب
پلائیے عمرو نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگون کو پلانے
لگا تو جسکے سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہین ہماری یہ مجال
نہین کہ ہم آپ کے ہاتھ سے شراب پیئین غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمرو جہانگیر کو

اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈالکر روانہ ہوگیا اُسوقت کہ صرصر بشتارہ کوکب لیکر پہونچی جو لوگ کہ وہان
موجود تھے سبکو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے گیا ہے
یہ کہان سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی مین ہوگا اس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ
آکر پہونچی اور اُسنے کہا اے صرصر تونے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن روئین تن آگیا اور یہ عمرو برق تھے
جو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمرو لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا مین جا کر
چھوڑاتی ہون اُسوقت ایک ستارہ لپکا یکایک آسمان سے گرا جسنے روکا مگر خلوت پر گرا کر اُسکو جلا دیا اور
ماہیان روانہ ہوئی اور وہان کی عیاریان سنیے ادھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب
روانہ ہوئی اور عمرو بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیے ہوئے چلا آتا ہے اور جسقدر امیر وزیر
ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہے کہ ایک طرف سے کوکب روشن ضمیر مع
برہمن اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئین اور کوکب نے وہین سے آواز دی کہ خوب ماشاءاللہ یہ
کارنامہ تمھارے ہی واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمرو ہین کوکب نے اور برہمن نے کہا کہ
خواجہ اب قلعہ بلورین چلیے وہان چلکر اسکو قید کرین غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلورین آکر
داخلہ کیا یاران و مجلس وغیرہ سب موجود تھین کہ لاکر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسنے جو
اپنے تئین اس حال مین دیکھا بہت چلایا یہان ملازمان کوکب آئے یعنی فوج کوکب چنانچہ
شیر ہزارہا پیدا ہوئے ہیران جادو انکا افسر تھا ہزارون فیل پیدا ہوئے انکا افسر فیلان جادو
تھا ہزارون قمریان پیدا ہوگئین اور انکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار آکر حاضر ہوئے اب قصد
ہوا کہ ایک گنبد مین افراسیاب کو قید کرین کہ اُس جا سے نعرہ ہوا منم ماہیان زمرد رنگ
یہ صدا زمین سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلورین اسی واسطے کوکب کو یہان لیکر آیا کہ یہان کی زمین فولادی
ہے تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزارہا برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گرجتے ہوئے آسنے اور
چاہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جاؤن کہ برہمن نے اُٹھکر ایسے سحر کیے کہ یہ ہر مرتبہ کہ ابر
مین مخفی ہو جاتی تھی اور پھر گر کر نکل آتی تھی جب بڑے بڑے سحر ان دونون مین ہوئے تو
اُسوقت روسے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم معمار قدرت جادو برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمایئے
مین گرفتار کیے لیتا ہون اس ملکہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اُڑاتا ہوا قریب ماہیان زمرد رنگ

کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ کھینچکر اُسکی
ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑ کر اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور اُسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لایا سب نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی
معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زمرد رنگ پر سے سحر اُتار لین مین ان دونون
کو قلعہ بدخشان مین لیے جاتا ہون معمار کے کہنے سے سب نے سحر اُتار لیا بس معمار قریب
افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتعجیل تمام تر زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمرو نے سوزن
اُسکی زبان مین دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے نعرہ کیا کہ منم چالاک تیز رفتار اور کہا کہ
اے شاہنشاہ افراسیاب جادو اُٹھیے افراسیاب نے جہانگیر کو نہین دیا کیونکہ عمرو اُسکو پکڑ لایا تھا
اور وہ وہان موجود تھا اور معمار قدرت بنکر چالاک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اس وجہ سے سب
نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کر دیا اب یہ دونون کڑک کر لڑنے لگے بہران اور مجلس
اور بہمن کو زخمی کیا اور خوب زور شور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کوکب روشن ضمیر
آگے بڑھکر اپنے بازو پر سے لوح کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش ہو گیا یہ قلعہ بلور تھا
اور طلسم پر ایا ہی ورنہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی تو اسکے لیے بڑے ادین طلسم کی پیدا ہوتی ہین لیکن
ماہیان زمرد رنگ نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے
کہا کہ اے ماہیان جان اب آپ چلی جائیے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہی ماہیان یہ سنکر چمککر
بلند ہو گئی ایک ستارہ بنکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جلکر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم
سیارہ جادو بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا رہ گیا رہا ہے اور ہزارون کو قتل کر رہا ہی مگر جب
چالاک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہے اب میرے
شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ
حیرت کی مشکین باندھے ہوئے لاتے ہین اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح
گرفتار کیا ہے کہ رہائی نہین ہو سکتی ہی بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا اور آواز دی کہ ای
جان جہان یہ کیا ستم ہے جب افراسیاب وہان پہونچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑ کر
بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبرا کر لپٹ گیا گود مین جلدی سے اُٹھا لیا بس جیسے کہ

حیرت کا مُنہ سے مُنہ ملا ایک حباب مار اخواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری چار طرف سے صدا ے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کوکب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہو چابک بھی ٹھہر گیا اور خواجہ نے کوکب سے کہا کہ چابک جانے نپائے اسکو بھی پکڑ لیجیے کوکب نے سحر پڑھا کر چابک بے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اُسکے بحس و حرکت ہوئے چابک چلایا کہ ای شاہ جادوان مجکو بچایئے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کوکب اور بران اور مجلس اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سہیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کوکب نے اپنے بازو پر سے الکھ کھولکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اُسکو پھر پکڑ لیا اور زبان مین اُسکی سوزن دیا چابک پر سحر کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور عمرو نے چابک سے کہا کہ او ہیچ کرسے دیکھ عیاری اسکا نام ہو تجھ سے کہتا تھا کہ عیاری اسکا نام ہو بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چپکا ہو رہا اب عمرو نے زبان افراسیاب مین سوزن دیا اور ان دونون کو لاکر گنبد بلور مین قید کیا اُسوقت ماہیان زمرد رنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور فولاد کی ہے اسوجہ سے یہ اُڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ آسکی صورت اصلی بناے ہوے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ سراپا ہی سراپا

شکل بھونڈی سی وہ گھاڑ سا از قشقا
ناک چپٹی ہو کھو کا گڑسے مین جانبوا
کوتہ گردن ہو گلا بو لگا ہے اور مرآواز
پنجہ انگشت نا شل پریشان چار بجب
فاختہ اُلو کی دم کیسے نہین سے چڑیا
ناف اُبھری ہوئی گھونگی ہو بلوہ نحسنت
ذکر کرنے سے ہو اُس جنس کا نفرت ہوا
تھوکتے بھی نہین مردار پرا تھو زالی
پنجہ جنی کی طرح کج ہو کڑی ہو ایری
نام پر بار ہیے ہرجائی کے بیزار ہزار

نارہ دم دار ہو یا چند کے سر کا سودا
ہو دہانہ جو دریدہ تو زبان ہفت دراز
رکھتی ہو گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز
بال چھاتی پہ ہیں اور سینہ ہو چپٹا چپٹا
کرتی ہو رو پہ لٹکتی ہوئی ڈھلم ڈھالا
کولے ٹیڑھے ہین سپاٹ اور بے ڈھنگیلا
بن مین اژدرکے ہو جس شکل کر پانی کا غار
ران پر گوشت نہین اور نہ اسمین مچھلی
اُنگلیان پیر کی بقطع مین ٹیڑھی ترچھی
خاک صورت پہ او کا بھی نہین نام گم نام

تنگ پیشانی ہو اور بھیڑ کا سا ہو چہرہ
سب بناوٹ ہو نہ انداز کا نخرہ ناز
تار اشیدہ ہو کندھا تو دو ہاتھ مین خم
گول محرم نہین اور بند ہو ڈھیلا ڈھیلا
پیٹھ ہو پیٹ کے مانند سپاٹ اور کرخت
اور پستی کا سر غون کے گرون کیا اللہ
شکل منہ بل کے بہا گرا ہو گندہ پانی
ساق پر بال ہین اور سخت ہو جیسے لکڑی
پامین چکر ہو تو مانند فلک کج رفتار
ہو سراسر وہ مخنث کی طرح بد اندام

رنڈیسی ہین سے ہی خود کام کو کون پوچھے کام	نام ہرجائی کا آوارہ ہے اب مشہور نام	ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین
تجھ سی بدکار جہان مین کوئی ہوا نہین		

بس جب ماہ میان زمرد رنگ آئی اُسنے افراسیاب کو قید نہ پایا سمجھی کہ مین اکیلی ہون ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن اسوجہ سے چلی گئی اب بران شمشیر زن اور ملکہ بہار سیر دریا مین مصروف ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا مین بہتی ہوئی آتی ہے مگر تلاطم آب گرداب سے یقین ہے کہ ڈوب جائے ملکہ بران نے پیکر جادو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ پیکر جادو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اُسپر سوار تھی کئی کنیزین تھین ملکہ بران نے اُنسے پوچھا کہ آپ کون ہین اُنسے کہا کہ مین ملکہ سرو سیمین تن ہون بران کو بڑا افسوس ہوا اور چپکے سے آکر اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ملکہ سرو سیمین تن اسطرح سے آئی ہے عمرو بھی آیا ملکہ سرو سیمین تن اُسکی زوجہ تھی اُسنے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملکہ سرو سیمین تن کے ملنے کا بالا باختر تیسرے دفتر امیر حمزہ مین ہے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے زیور ستارون کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب مین رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہد شب جلوہ آرا	ہر اک دل سے وہین آرام جاتا	ستارون کی جمی گردون پہ محفل
ہوئی خورشید کی مغرب مین منزل		

اُسوقت محفل عیش مین عمرو بن اُمیہ ضمری نے بجا کر گایا اور ملکہ سرو سیمین تن چنگ بجا کر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سوم پر بیہوش ہو گئی نظم

اگر مجھ بھی اُس محفل مین ہوتا	تو اس گانے کو سنکر ہوش کھوتا	جو زندہ تان سین ہوتا یہان پر
تو خجالت سے وہ سم کھاتا مقرر	جو جھجو خان بھی اس گانے کو سنتے	یقین تھا زہر کھاتے سر کو دھنتے

غرض بعد گانے کے ملکہ سرو سیمین تن نقلی نے شراب مین بیہوشی سب کی آنکھ بچا کر ملائی اور شراب سب کو پلائی سب بیہوش ہو گئے اُسنے نعرہ کیا کہ منم صرصر شمشیر زن اور اُٹھکر گنبد بلور مین آئی اور افراسیاب و چالاک و جہانگیر کو اُسنے رہا کیا اور سب حال کہا چالاک نے صرصر کی عیاری کی بہت تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمرو وغیرہ سب بیہوش پڑے ہین انکو چلیے قتل کیجیے یہان برہمن روئین تن نے اسی شب کو بزور نجوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد بلور مین رہا ہوے اور بران اور عمرو وغیرہ بیہوش پڑے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین بس یہ اُٹھا اور آکر پتلے بزور سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو اگر افراسیاب نے قتل کیا اور

آپس مین صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اُسکی بارگاہ مین پہونچا گیے

داستان طلسم نور افشان مین جانا جہانگیر کا اور تُلوانا کوکب کا امیر صاحبقران کو واسطے زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہو کر مسلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہرخ کا افراسیاب جادو سے اور عیاریان کرنا عیارون کی و دیگر داستان متعلق اسی بیان کے لمولفہ

ساقیا مے پلا شتاب شتاب
راگ گاتی ہوئی ہزار آئی
ہنین گلشن مین دیکھ چشم حباب
سر طاؤس پر ہے عیش کا تاج
زلف سنبل بھی کرتی ہے کنگھی
بلبل باغ چہچہاتا ہے
مجھکو بھی ساقی اب پلا دے مے
کہتا ہے یہ صراحی مجھکو دے
ہے گھٹا جھوم جھوم کر آئی
شوق مین مے کے یہ بھی ہے بیتاب
ساقی پیر مغان کی تجھکو قسم
جسکے پینے سے ہو یہ دل بیتاب
نشہ ہوئیگا خنجر بران
لگنے بھرنے سے منہ مین ہو ڈون
جاہ بس پی چکے شراب کو تم
چاہیے حد سے آدمی نہ بڑھے

مطربا تو سنا دے چنگ و رباب
ہنین فوارہ یہ اُچھلتا ہے
قصہ پڑھنے کا منتظر ہے آب
داستان پڑھ رہی ہے آج ہزار
چلی آتی ہے سب گلون کو ہنسی
راگ گاتے ہین بلبل و قمری
مے کشی کی یہی بہار تو ہے
ابر اٹھکھیلیون سے ہے چلتا
دیکھو یہ بھی ہوئی ہے متوالی
باغ کیا ہے شراب خانہ ہے
دے مئے آتشین کا جام اسدم
تیز تر مانگتا ہون جواب مے
توڑون جا کر طلسم کوکب وان
لیک سالم رہے یہ میرا جسم
مے کے پینے سے عقل ہوگی گم
نکتہ سنجان داستان کہن

دیکھ گلشن مین پھر بہار آئی
حوض کا حوصلہ نکلتا ہے
چشم نرگس فسانہ پر ہے آج
سوسن دہ زبان کا ہے اظہار
غنچۂ باغ مسکراتا ہے
نرگس مست آج ہے ہنستی
لالۂ باغ جام کو لیکے
جیسے چلتا ہو کوئی متوالا
نہر مین جوش کھا رہا ہے آب
عیش و عشرت کا اب زمانہ ہے
تیز اور تند ایسی ہوئے شراب
مجھکو کوکب سے جنگ کرنا ہے
مرحلے سب طلسم کے توڑون
کیونکہ اب توڑنا ہے مجھکو طلسم
پھر بھلا کیا فسانہ لکھوگے
از زبان قلم کنند سخن

چہرہ پردازان مضامین کہن و جلوہ دہندگان عرائس سخن رہ نوردان جادۂ خیال و سیاحان منازل خیال و مقال نقش بندان نقوش افسانہ طرازی و محرران دفاتر قصہ پردازی کشافان رموز نہان و رموز دانان اسرار امتحان ممتحنان بلبل گلشن داستان و داستان گویان بلبل شیوہ زبان باقلم

سے اس داستان شیرین بیان کو اسطرح بیان کرتے ہین اور مسافران منازل قصہ خوانی میدان داستان مین یون قدم دہرتے ہین کہ افراسیاب اپنے ملک مین جاکر پہونچا اور یہان کوکب کو برہمن روئین تن لے گیا تو اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زلف شب کو دہر نے سمیٹ کر جوڑا باندھا اور چتر زرین آفتاب سر بادشاہ زمانہ پر پہرنے لگا نظم

ہوا پھر جلوہ آرا شاہد روز	کواکب چرخ پر سب تھے غم اندوز
جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا	سر اپنا شرق سے خور نے نکالا

اب یہان صبح کو کوکب کو حال معلوم ہوا اور برہمن روئین تن نے اس سے کہا کہ ای کوکب کوئی ایسا غضب کرتا ہے کہ بغیر تحقیق کیے اپنی محفل مین غیر کو بلاتا ہے اور اوسکے ہاتھ شراب پیکر بیہوش ہوجاتا ہے اگر مین وہان جاکر تیلے نہ ڈال آتا تو افراسیاب ملعون سبکو قتل ہی کرچکا تھا کوکب روشنضمیر نے بڑا شکریہ برہمن روئین تن کا ادا کیا اور اسوقت صلاح کی کہ کسی فرزند صاحبقران کو بلا کر جہانگیر سے لڑوانا چاہیے اسی وقت ظاہر قدرت قدرت کردگار سے اور تاج دار قدرت کہ ایک بیٹا اور ایک بھائی اسمین سے معمار قدرت آکر یہان پہونچے اور صلاح ہوئی کہ انھین کو روانہ کرو کوکب روشنضمیر نے انھین سے کہا کہ تم جاکر امیر کو لے آؤ یہ دونو بموجب حکم روانہ ہوے لیکن بیت از ین قصہ یکدم فراموش کن ✤ زجاے دگر داستان گوش کن یعنی افراسیاب کے پاس نامہ لقا کا آیا کہ ای افراسیاب کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر تیرے طلسم کو برباد کرینگے افراسیاب نے پیکان شعلہ تن جادو اور بادبان جادو سے کہا کہ تم یہان سے جاؤ یہ دونون حسب الارشاد روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طے مراحل قلعہ کوہ عقیق مین پہونچے اور یہان آکر انھون نے طبل جنگ بجوایا اور امیر نے بھی انکے مقابلہ مین کوس حربی و طبل جنگ بجایا یعنی جب وہ زمانہ آیا کہ روے دہر سیاہی شب سے کالا ہوا اور آفتاب تابان لرزان و ترسان خیمہ مغرب مین گیا نظم

ہوا غل ہر طرف کو شام آئی	سیاہی کی بھری ہر سو دہائی
چھپا مغرب مین خورشید جہانتاب	پسند آیا وہان ہر دل کو پھر خواب

سر شام بحکم پیکان ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے جو بادشاہی یہان موجود تھے وہ دوان دوان خدمت امیر صاحبقران مین آئے اور زمین ادب لب بوسہ دیکر یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے نظم

چاہے اگر کوئی دو جہانکا متاع و مال	تیرے گدا سے در سے کرے آکے وہ سوال

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پر
دست قصب اُٹھا دے اسی دم گو ہمان
شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا
ہو جائے خشک خون رگِ یاقوت کو کمال

پیدا ہو جائے دانہ گہر ہون سراسر ایک سال
جون موم نقشہ آن مین ہو جائے نخل
ہیبت سے آب ہو جگر زر و طلال

مرضی سے گر چلے نہ ترے بالکل سپہر
گر تجھ قضا نہ تجھ سے آگاہ ہون جبال
ہر تیغ غرور کی رگ گردن مین خوف سے

پیکان بے ایمان نے بموجب حکم لقاے شیطان طبل جنگ بجوا دیا کل شکل آتش فساد کو دوبالا کر لیگا باقی خیر و عافیت ہے امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہ ہی پیش آتی ہے ابوالفتح نے نقارخانہ مین جا کر طبل جنگ پر چوب لگائی کہ صدا اسے شر و فساد بلند ہوئی اور دربار سویرے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذی احتشام اپنے اپنے مقام پر آ کر طیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامہ عظیم برپا ہوا تلوار و نکی چمک سے اُس میدان مین چراغان تھا زبان شمشیر پہ سناقی تھی کہ بیت رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کڑا کیت کڑاک کڑک کر یہ پکارتے تھے کہ دوہا

یک آمے گے بت رہے اور یک پاچھے بت جاے | | کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے

کمان بھی چلاتی تھی کہ صبح کو ہر سمت شورش عظیم برپا تھی تلوارین چرخ پر چڑھی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آگئی تھی تیرون اور سنانون کو آبداری دیجاتی تھی چمک تلوارون کی آنکھون مین سماتی تھی گھوڑون کی رکابین اور تسمے وغیرہ جو نادرست تھے اُنکو درست کیا بہادرون نے غسل کیا شمشیر تیز کی خون سے رات بھی کٹ گئی دو پہر رات گئے نقیبون نے اُٹھکر یہ صدا دی بیت جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو + اسی ہنگامہ مین وہ رات کٹ گئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک سپہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقعہ روز مین مُنھ چھپایا نظم

ہوا خورشید پھر مشرق سے پیدا
جہان مین ہر طرف پھیلا اُجالا
ہوا جب مہر تابان روشنی بار
اُٹھے اُٹھنے کو سب بستر سے سردار

صبح دم لشکر خیل خیل و ذیل ذیل برق برق طوق طوق جوق جوق تیپے کے تیپے دستے کے دستے پلٹنین اور رسالے مردان جنگ آزما لڑائی کو دیکھے بھالے سردار سب فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوے اور جملہ سردار لشکر کو میدان مین پہونچا کر خدمت امیر مین آئے

امیر سجدہ گاہ مین ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی نے آکر خدمت والا نہمت مین عرض کی کہ یا امیر کشور گیر فرد دو لشکر رسیدہ بجاے مصاف + دو بر کارہ بستند چون کوہ قاف + امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقرانی ہین صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ مین رکھا اور دعاے فتح و ظفر مانگا

ابیات

خداوندا مجھے فتح و ظفر دے | یہ احقر کافرون کو جاکے مارے | الٰہ العالمین فریاد سُن لے
مجھے ان کافرون پر فتح تو دے

غرض سر سجدے سے اُٹھاکر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور موزے راگے چار آئینے وغیرہ سے جسم پُرانوار و منور کو مزین و مجلی فرماکر برآمد ہوے یہان دیوانہ بن قندس اشقر دیوزاد کو کل سار پر لگائے کھڑا تھا صاحبقران نے اُسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علی اُسکی گردن پر لکھکر خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب منور و روشن فرمایا صداے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی جلودار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا اشقر کلائیان شیر کی طرح مارتا ہوا گھمدریان کرتا ہوا جانب در عیش محل شہنشاہ اسلامیان روانہ ہوا امیر یہان آکر ٹھہرے نوجوانان تہمتن تو دے سے سنا کر تیر اندازی کرنے لگے کس لیے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہوے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ جمجاہ و کجکلاہ سکندر بخت برآمد ہوے سرخ پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا آواز غوغاے کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار کھڑے ہوگئے اور مجرا گاہ پر جاکر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی نکلا ڈنکے پر چوب پڑی صداے نصر من اللہ و فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار وغیرہ آگے بڑھے طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے عود بتی کا لپٹا امیر چھوٹتے ہوے نکلے زمانہ سامان کہاریان وغیرہ تخت بادشاہ کا جو اُٹھائے ہوے تھین وہ سب پھر گئین کہارون نے آگے بڑھکر تخت بدلوایا شہنشاہ کیجاہ و گردون بارگاہ برآمد ہوے امیر نے فراشی مجرا کیا مرد پکارا بادشاہ جہاپناہ سلطان عالم ظل اللہ نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور ہاتھ سینے پر رکھا اس سے یہ مراد ہے کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے غرض سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبونکا منقبت خوانی کرنا کہ منقبت

سلمان کو چھڑایا جبریل کو پڑھایا | اعلیٰ ہے تیرا پایہ یا مظہر العجائب | تو ہے نبی کا سایہ یا مظہر العجائب
ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب | چالیس مومنون کی دعوت قبول کر لی

تو ہر جگہ یہ پہونچا یا مظہر العجائب ہر دم ڈنکے پہ چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترکے ہر بھی لشکر کی شان و شوکت پر نثار تھا چیرا ان کا رتھا پیر گردون بھی چکر ایا تھا غرض بااین تجمل و شوکت وارد دشت مصاف ہوے پلٹنین جگہ ئین سقون نے نکلکر چھڑکاؤ کیا اور گرد و غبار کو بٹھا یا فوجین جگہ ئین صفین آراستہ ہو ئین نقیبون نے لشکر مذمت دنیاے فانی سنائی کہ نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
جب مٹے صاحبان محفل ورد
آج وہ کل ہماری باری ہے

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
صبح کو طائران خوش الحان

اس چمن کی ہوا سے ہمن و دی
تب ہوا سرو خوش نما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کس کو رستگاری ہے
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

ای بہادران ناجی تحسین چاہیے ہے لڑ کر مرجاؤ نام زمانہ مین کر جاؤ یہ کہکر کنارہ ہوے اسوقت پیکان نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین نکالا اور نہیب دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان تم مین سے جسے تمناے مرگ کی ہو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ نعرہ سنکر مندویل اصفہانی نے اپنا گھوڑا صف لشکر سے نکالا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آیا ہاتھ باندھکر دست بستہ اجازت لی کہ اے بادشاہ اجازت میدان دیجیے یا تو سر کو قدم اقدس پر سے نثار کیا یا باندھکر اس کافر خاسر کو خدمت والا نعمت مین لایا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا مندویل گھوڑا اڑا کر سامنے پیکان کے آیا اور طالب ضرب ہوا اسوقت پیکان نے دستک دی کہ صحرا سے نقابدار صبح پوش پیدا ہوا اور نقابدار نے ہاتھ ملایا کہ ہوا چلی کہ مندویل کو ہوا اڑا کر طرف آسمان کے لیگئی آسمان پر جا کر مرکب تو گر پڑا اور ایک ابر پیدا ہوا کہ اسمین سے ایک شعلہ چمکا کہ مندویل کو جلا دیا اسی طرح پچاس سردار جلا دیے جب تو غصہ مین آکر قاسم نے تیغ نکالا امیر نے حرز ہیکل گلے مین انکے ڈالدی قاسم اسکے برابر پہونچے اسنے ترنج مارا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اب قاسم نے تیغہ مارا اسنے سر آگے کر دیا تلوار نے جگر تک کاٹا اور وہ نقابدار زمین پر گرا پیکان نے آواز دی کہ ای قاسم واہ کیا ہاتھ مارا ہے مگر ذرا منہ کھولکر تو دیکھو کہ کسکو مارا قاسم نے جو نقاب ہٹا کے دیکھا تو ایرج پڑا ہوا ہے

پیکان نے کہا اسے کیون مارا قاسم نے اپنے تئین لاشۂ ایرج پر گرا دیا اور چاہا کہ اپنے گلے پر خنجر پھیرے کہ امیر و لندھور سب گریبان پھاڑ کے لاش پر آ پڑے اور رونا شروع کیا کافر تو خوشی خوشی ہٹ گئے صاحبقران وغیرہ لاشے کو لیکر بارگاہ مین آئے سب لاشہ سے لپٹے جاتے تھے اُسوقت خواجہ زادون نے کہا کہ یا امیر یہ لاشۂ ایرج نہین ہے کوئی اور ہے سب اُسکے پاس سے ہٹ جائین کہ یکایک لاشہ تڑپا اور لندھور کو لیکر اُڑ گیا لوگ دوڑے دیکھا کہ آسمان پر بلند ہوا اور ایک ابر شعلہ خیز پیدا ہوا اُس ابر نے بہتون کو جلا دیا یہان تک کہ اب اُس ابر شعلہ خیز نے تمامی لشکر اسلام کو جلا دیا صرف امیر اور بادشاہ باقی رہے اُسوقت لقا نے طبل بازگشت بجوایا اور پھر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی حکم عیش دیا یہانتک کہ اب وہ زمانہ آیا کہ مسافر روز نے سفر کیا اور شب تیرہ فام جہان مین مہمان ہوئی

نظم

ہوا پھر شاہد شب جلوہ آرا	شہ مہتاب کا چمکا ستارا
کواکب چرخ پر تھے روشنی بار	ہوا دل خوب راحت کا طلبگار

رات کو پیکان اُٹھا اور اُسنے کہا کہ مین امیر کا اسم اعظم بند کرنے جاتا ہون یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا اور اپنے خیمہ مین آیا اور ماش کے آٹے کا ایک لال بنایا اور اُسکے پیٹ مین شہاب بھرا اور اُسکو سحر پڑھکر زندہ کیا اور مٹھی مین دابکر وہان سے چلا اور بزور سحر صورت اُسنے ابوالفتح اصفہانی کی بنائی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور ایک شخص سے کہا کہ ذرا امیر کو بُلا لاؤ کہنا ابوالفتح حضور کو بلاتا ہے ایک کار ضروری ہے یعنی سردار جو جل گئے ہین اُنکے زندہ کرنے اور رہا کرنے کی تدبیر مین صلاح کرنی ہے وہ شخص اسکے کہنے سے صاحبقران کے پاس گیا اور پیغام ابوالفتح نقلی امیر سے کہا امیر یہان بیٹھے ہوئے غم مین سردارون کے اشک حسرت بہا رہے تھے جب اُنھون نے مژدہ رہائی سرداران کا سنا فرط بشاشت سے بے اختیار ہنس پڑے اور اُٹھکر باہر آئے ابوالفتح نقلی یعنی پیکان نے وہ لال جو بنا کر لایا تھا چھوڑا وہ لال گرد امیر کے پھرا اور پھر اُسکے ہاتھ پر جا بیٹھا اُسنے اُسکو پکڑ لیا اب امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ کہو کیا کہتا ہے ابوالفتح نقلی نے نعرہ کیا کہ منم پیکان جادو یا امیر اسم اعظم آپ کا بند کرنے آیا تھا یاد تو کیجیے اب دیکھیے کیا یاد ہے یا نہین یہ کہکر وہان سے غائب ہو گیا اور یہان امیر بیخود ہو گئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب اسم اعظم بند ہوتا ہے صاحبقران بیخود یا بیہوش ہو جاتے ہین اور وہان پیکان نے اُس لال کو لیجا کر ایک شیشہ مین بند کیا اور اُس شیشہ کو ایک دیو کو حوالہ کر دیا اور کہا کہ اسکو

لیجاکر اچھی طرح رکھنا اور طبل جنگ بجوایا یہان امیر و شاہ تو باقی ہین اُنھون نے بھی طبل جنگ بجایا لشکر تو
تھا ہی نہین تیاری کیا ہوتی لشکر کفار مین بلا شک تیاری تھی جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان
بصد جاہ وجلال خنجر بیضاوی کینہ سور حلقۂ مہر اور نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر توسن گردون پر
جلوہ فرما ہوا صبح کو امیر و بادشاہ میدان مین آئے اسم اعظم تو فراموش تھا ہی اور امیر خود بھی جگر و
دل کو سنبھال کر کھڑے ہوے اُسطرف پیکان نے لقا راندہ درگاہ اکرم و دود و منکوب زرد شتاہ
باختری چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کرا کے موتیون کا بنگلہ ڈال کے تخت کھنچوا کر سوار ہوا ڈنکہ پر چوب
پڑی نشان شکست نشان ہمراہ چلے پرقین سیاہ سیاہ ہوا مین اُڑتی تھین جھنڈے سر جھاڑ منھ
پہاڑ جھاڑ جھنکار جلوہ دکھاتے تھے کلہ عمود و کمان چلا چلا کر لقا کو کوس رہے تھے لشکر گروہ گروہ
مثل دریا کے جوش کھاتے ہوے جنگاہ مین مثل سیلاب فنا چلے آتے تھے ہر ایک سپاہی زرہ سے دام
مرگ مین پھنسا ہوا تھا غرض یہ میدان مین آئے بیلدارون نے پست و بلند زمین ہموار کی جھاڑی
جھنڈی کو کاٹ ڈالا سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت
دنیا ے فانی زبان پر جاری فرمائی کہ ابیات

انسان کے حق مین یہ دنیا کی چاہ ہے		اس خوان کی منش کف مار سیاہ ہے
نہین آج دارا کا باقی نشان	دیگر	سکندر کی باقی نہین عظم وشان
بیاہ لے جاؤ عروس موت کو	دیگر	دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

جب نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوے اُسوقت پیکان نے چاہا کہ مین میدان مین جاؤن لیکن
پہلے سامنے لقا کے آیا اور اپنے اژدر پر سے کود کے سجدہ کیا اور پھر میدان مین آیا ہنوز لڑنے نہ نکلا تھا
کہ امیر تو باقی ہین ہر چند کہ بیخود سے تھے مگر سامنے تخت بادشاہ کے گھوڑا پھینک کر آئے اور کود کر گھوڑے
پر سے تخت بادشاہ کو بوسہ دیا پھر اجازت میدان مین جانے کی چاہی کہا کہ سوا ے میرے اور کون
باقی ہے اب مجھے مرنے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے سپرد خدا کیا امیر منتظر ہوے کہ جب پیکان
جادو میدان مین نکلے تو مین جاؤن اور اُدھر پیکان نے پکار کر آواز دی کہ یا امیر آیئے اور
اطاعت کیجیے امیر نے جواب دیا کہ مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر
پیکان خاموش ہوا اُسوقت ایک ابر پیدا ہوا اور طائر قدرت و تاجدار آکر پہونچے امیر

سے ملاقات کی اور سب حال کہا امیر نے فرمایا کہ جسکے لینے کو تم آئے ہو وہ سب جلا دیے گئے پیکان
نے بدعت کی ہے تب تاجدار نے کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون اور اسم اعظم آپ کا چھوڑا لاتا ہون
یہ کہکے ایک گولہ طرف آسمان کے ملا دیکھا کہ ایک پریزاد آئی ہے پیکان نے جو یہ دیکھا ایک دستک دی
ایک دیو وہ شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پیدا ہوا اُس پری پر چلا پری نے اُسے چھینکر شیشہ
توڑ ڈالا اور دیو سے لپٹ گئی دیو بھی جل گیا اور آپ بھی جل گئی لیکن اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا
پیکان و بادبان طبل بازگشت بجواکر پھرے فرہ خوف سے ساحر آگے بن لڑنا دشوار ہے تدبیر اور
مضبوطی کرکے لڑینگے غرض پھر گئے اور تاجدار نے کہا یا امیر آپ سبکو لیکر بارگاہ مین چلیے مین سردارون
کو لیکر آتا ہون یہ کہکے میدان سے غائب ہو گیا یہان پیکان نے بختیارک سے کہا کہ کل دیکھیے کیا ہو
اس اثنا مین ابوالفتح اور سرہنگ مصری صورتین اپنی بدلکر بارگاہ لقا مین آئے اور چاہا
کچھ عیاری کرین لیکن سحر نے پیکان اور بادبان کو آگاہ کیا کہ دو عیار بھی آئے ہین اور وہ سامنے
کھڑے ہین پیکان نے ان دونون کو بھی پکڑ لیا اور ظاہر مین تو سردار جل گئے مگر سب زندہ ہین اور
ان دونون عیارون کو بھی پیکان نے وہین قید کرا دیا اور کہا کہ مین سب سردارون کو قتل کرتا ہون
اور آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ سب سردار ایک رسن مین بندھے ہوے آسمان سے اُتر آئے پیکان
نے جلادون کو اشارہ کیا سب کے سر کاٹ ڈالے یہ خبر ہرکارون نے آکر امیر سے بیان کی امیر مع تمام
لشکر کے لشکر لقا کی طرف چلے نصف راہ مین پہونچے تھے کہ تاجدار قدرت سب سردارون کو تخت پر
بٹھائے ہوے تخت کو اُڑاتا ہوا آکر پہونچا کس لیے کہ تاجدار قدرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ سردار
کہان قید ہین بس وہ مقام معلوم کرکے وہان گیا اور جو ساحر کہ وہان محافظ تھے اُنکو قتل کرکے سردارونکو
چھوڑا لا کر اور اُنھین کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر اور محافظون کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر
سحر کے بر اُنھین بٹھا کر اُنکو زندہ کر دیا اور آپ سردارون کو لیکر خدمت امیر مین آتا اور وہان اُنھین
پتلون کو پیکان اور بادبان نے بلا کر قتل کر ڈالا یہان تاجدار نے امیر سے کہا کہ حضور آپ کہان
جاتے ہین وہ جو قتل ہوے میرے پتلے سحر کے تھے ادھر خبر ہوئی پیکان کو کہ ہمنے قتل کسکو کیا وہ
سردار خدمت امیر مین آ گئے پیکان غصہ مین آکر اُٹھا اور چلا اُسکے ساتھ بادبان بھی آیا یہان
تاجدار نے بہ تعجیل سحر کیا کہ ایک قلعہ تیار ہوا اُسمین سے ایک جوگی پیدا ہوا اُسنے آکر پیکان اور بادبان

کو پکڑ لیا تمام ملازم اُسکے مارے گئے وہ بھاگ کر باغ بینا مین مخفی ہوا اب امیر دربار مین آئے اور پیکان اور
بادبان نے آپسمین صلاح کی کہ دین امیر کا برحق ہے ہمین لازم ہے کہ مطیع اسلام ہو جائین کیونکہ قید مین
ہین بس یہ دونون پکارے کہ ہم بھی مطیع اسلام ہوتے ہین ہنوز یہ قیدخانہ مین نہین گئے تھے
کہ امیر نے انکو خلعت منگا کر دیا اور یہ دونون مطیع اسلام ہوئے طاہر اور تاجدار نے کہا
اب امیر کسی کو ساتھ بھیجیے امیر نے کہا کہ کوئی وجہ ایسی ہو کہ ہم بھی مقابلہ دیکھین تاجدار نے
کہا ایرج قلعہ مین آپ منتظر ملاحظہ فرمائیے گا سب حال آپکو ظاہر ہوگا امیر نے ایرج کو ساتھ کیا اب
طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان ایرج کو تخت پر بٹھا کر طرف قلعہ زر افشانیہ کے روانہ ہوئے
یہان کچھ لوگ پیکان و بادبان کے افراسیاب کے پاس آکر پہونچے اور سب احوال بیان کیا
کہ پیکان و بادبان مطیع الاسلام ہوئے اور ایرج کو لیے ہوئے طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان
طرف زر افشانیہ کے جاتے ہین بس صرصر نے کہا ایک ساحر میرے ساتھ کیجیے کہ مین جا کر ایرج کو گرفتار
کرون واضح ہو کہ صرصر افراسیاب کی ایسی صورت بنکر کوکب پر عیاری کرنے گئی تھی تو اپنے ساتھ
لیگئی تھی اُسوقت بھی صرصر ایک ساحر کو لیکر روانہ ہوئی اور بعد صرصر سفاک برق نگاہ نہایت
زبردست ساحرہ ہو کہ اسکے پاس انگشتری جمشیدی ہے بارہ سو ساحرون سے یہ بھی روانہ ہوئی
مگر وہان راہ سے طاہر نے عرضی بخدمت کوکب روانہ کی کہ ہم ایرج کو بڑی دھوم سے لیے ہوئے
آتے ہین آپ بران وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیے کہ صاحبقران انکے بھیجنے پر راضی
ہوتے تھے ہمارے خاطر سے اور آپ کے نام سے بھیجا ہے یہ عرضی کوکب نے پڑھی اور نام
بران پر خفا ہوا کہ بران کے جانے کی کیا ضرورت ہے مگر جمشید کو روانہ کیا یہان تاجدار و خود ایرج
کو لیے ہوئے صورت عمدہ بنائے ہوئے منزل بمنزل آتے مین ایکدن ایکمقام پر لشکر اترا اور
صحرا کی سمت سیر دیکھ رہے تھے کہ ایرج کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین کی چھاتی پر قزاق سوار ہے
اور قتل کیا چاہتا ہے ایرج نے کہا اے تاجدار اس نازنین کو بچانا تاجدار نے ہاتھ ہلایا کہ قزاق کا
سر اُڑ گیا دور جا کر گر پڑا اور تاجدار شیر دل جا کر اُس نازنین کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نوجوان نے
دیکھا کہ ایک معشوقہ حسین دمہرجبین کہ جسکی زلف رسا کے روبرو زلف سنبل کی اسیر پیچ پیشانی
نورآگین اُسکی دمکا اُسی پیشانی کے سحر حسن کا ٹیکا ابرو بسان ہلال خمیدہ تیر مژگان وہ کہ جو دل و

جگر چھیدین آنکھین شراب حسن سے معمور دل عشاق پر جو رشک کرین گال دونون مے حسن سے لال ایسے جیسے گلاب کے پھول آفتاب انکے روبرو شرمائے اگر مقابل ہوجائے دہن تنگ غنچہ سربستہ انکو دیکھکر لیتا سینہ پر چھاتیان اُبھری ہوئی گول گول انمول نہایت سڈول کہ دوہا۔ سندر روپ اور مکھ اداونے وہ ایسے سڈول + کرے کرارے چکنے اونچے گورے گول + اسکے حسن کا یہ نقشہ تھا کبت

سندر روپ سروپ مہامن یون للچے جیسے انگ مین بیچے
جیون مور بجیون کی جھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی جیجے
پان بکھوات مہا ادھا رس چاہے تو جیدر کو دیکھے نہ دیکھے
ٹک اور بناؤ جے نہ بنے ڈھک میٹھی ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

ایرج اُسپر مائل ہوا اور اُسکو اپنے پاس بٹھایا اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تلمان غار مغرب مین گیا اور کواکب نے فلک پر انجمن آرائی فرمائی اُسوقت محفل آراستہ کی ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلا ہر ایک مست ولا یعقل بنا توبہ توبہ می پرستون کے لاؤ لاؤ کی صدا اور غل مین ہر ایک کے مستی نے ٹھیکا اٹھایا طال اللہ کی آواز بلند نشہ مین ہر ایک ارجمند اپنی گرمی نشاط و ہنگامہ انبساط مین ہر ایک شخص بیہوش ہوا یعنی یہ عورت صرصر شمشیر زن ہی اُسنے شراب مین بیہوشی ملا کے ہر ایک کو بیہوش کیا ہی اور اُنھین کے گرفتار کرنے کو آئی تھی بس اُسنے ایرج کا انتظار ابا ندھا اُسوقت سفاک برق نگاہ بارہ ہزار ساحر سے آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن نے اپنا کام کیا اُسوقت اُسنے ایک پنجہ بھیجا صرصر کو اُٹھوا منگایا اور کہا کہ اسکو کسی جنگل مین چھوڑ آؤ صرصر افراسیاب کو گالیان دینے لگی کہ اُسنے یہ کیا وقت تھا ملو لینے کا مگر کیا ہو سکتا تھا اب سفاک برق نگاہ نے سب کو گرفتار کیا اور تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئی لیکن کوکب اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ بہمن روئین تن کا نامہ آیا کہ ای کوکب پیکان اور بادبان او طاہر و تاجدار وغیرہ ایرج کو لیے ہوئے تمھارے پاس آئے تھے اب برق نگاہ نے اُنکو بیہوش کرکے اڑا دیا ہے اپنے ہے خبر مہمان کی لینا چاہیے کوکب جو یہ نامہ پڑھا فوراً اُٹھا اور بتعجیل تمام سفاک برق نگاہ کو آکر اُسنے قتل کیا اور شہزادہ ایرج کو چھوڑا لیا اور لیکر اپنے ملک کیطرف چلا ابھی اُنکو تو راہ مین رکھیے لیکن کیفیت سنیے کہ کوکب روشن ضمیر نے کہا کہ اے ایرج اب تو آپ منزل منزل

آتے ہین مین جاتا ہون امیر ح نے کہا بہتر ہے بس یہ اپنے مقام پر آیا اور خواجہ عمرو نے لوح کو اپنی زنبیل
سے نکالا اور کوکب کو دیا اور کہا کہ ای کوکب یہ لوح تمھارے طلسم کی ہے اسکو تم حفاظت سے رکھو
کوکب نے کہا ای خواجہ ابھی تم اس لوح کو رہنے دو کیونکہ طلسم کشا موجود ہے ایسا نہو کہ وہ اسکو پا جائے
عمرو نے کہا کہ لوح اسواسطے نہین ہوتی کہ میری زنبیل مین رہے بلکہ اسلیے ہوتی ہے کہ وہ طلسم مین رہے
تاکہ طلسم کشا کے کام آئے اب مین اسکو اپنے پاس نہ رکھونگا کوکب نے ناچار ہو کے لے لیا اور
اُس لوح کو ایک گلدستہ مین رکھا اور اُس گلدستہ کو ایک قصر مین پہاڑ پر رکھ دیا اور ساحر بہر حفاظت
مقرر کیے اور جس مقام پر رکھی گئی ایک ابر اُس گلدستہ کے اوپر چھایا پھر اُسمین سے موتی برسنے
لگے اب ایک ساحر کے دل مین آیا کہ اس لوح کو اگر شہزادہ جہانگیر پائے تو مجکو بہت کچھ سرفراز کرے
یہ لوح چلکر اُسکو دینا چاہیے بس اُسنے اُس گلدستہ کو توڑ کر اور جو ساحر کہ محافظ تھے اُنسے چھپا کر لوح کو
نکالا اور شہزادہ جہانگیر کے پاس آیا اور لوح کو دیا شہزادہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُس ساحر کو
سرفراز کیا اور آپ لوح لیکر واسطے فتح کرنے طلسم کے اکیلا چلا اور لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ ای
فاتح طلسم دسیارہ عجائبات دہنی طرف کو جاؤ شہزادہ جہانگیر اُس طرف کو چلا یہانتک کہ آتے آتے
ایک قصر کے قریب پہونچا اور دیکھا کہ قصر نہایت بلند و رفیع ہے جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا ہر طرف دیکھا کہ
شہ نشین اور کمرے بنے ہین معمار عقل بھی اس جگہ کو دیکھکر حیران کار ہے شہزادہ اندر بارہ دری کی
آیا یہان دیکھا تو ایک تخت پر ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ تاج شہریاری برسر و چارقب شاہنشاہی
در بر مالا ہاے مروارید گردن مین پڑے ہین چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تخت پر بیٹھا ہے اور گرداگرد
اُسکے کرسیون پر امیران سلطنت اور وزیران ابت متمکن ہین شہزادہ نے جب خوب غور کر کے
دیکھا تو اُس بادشاہ کو مع ارکین سلطنت پتھر کا پایا حیران ہوا کہ نہین معلوم یہ پہلے انسان تھے
اب پتھر کے ہوگئے ہین یا کسی نے تصویرین تراش کر یہان رکھدی ہین اس سوچ مین کھڑا تھا
کہ ایک طرف سے آواز قہقہہ کی آئی اُسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ
کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو چشم جادو مہر تمکین زہرہ جبین گر زلف چلیپا کے روبرو سنبل
پیچ بالکل ہیچ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے شاہزادہ اُسکو دیکھکر مائل ہوا خنجر ابرو کا گھائل
ہوا تیر مژگان دل کے پار ہوا طائر دل شکار ہوا قریب آکر اُس سے کہا کہ ای جانی و ای سرمایہ

عمرو زندگانی تم کس بات پر قہقہے لگاتی ہو اُسنے کہا کہ میں تمھارے حیرت کرنے پر آئینہ وار حیران ہوں کہ اِس مکان میں ششدر مثل آئینہ متحیر کھڑے ہو آیئے تشریف لائیے بلکہ بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست

کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست بلا طلب	از آمدنت اگر خبر داشتمے	در رہ گذرت گل سمن کاشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی	خاک قدمت ز دیدہ برداشتمے	شہزادہ دل از کف دادہ تو

اُسکا ہو ہی چکا تھا بغیر دیکھے لوح کے اُس نازنین کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دل مضطر اپنا سنبھالتا ہوا شعر لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر توڑنے + بغل میں بیٹھ کے اُنکا حساب دیتی جا + غرض وہ نازنین شاہزادہ کو لیے ہوے اُس مکان کے ایک ایسے مقام پر آئی کہ وہان دروازہ لگا تھا جب اُس دروازہ کے اُدھر گئی تو دیکھا کہ یہاں ایک باغ دل کشا نہایت فرح افزا لگا ہے ہوا یہاں کی مسیحائی کا دم بھرتی ہے بلبل گل سے گفتگو کرتی ہے غنچہ مسکرا رہے ہیں گل خندہ زنی کرتے ہیں شاخیں درختوں کی جھومتی ہیں شاہد ارض کا منھ چومتی ہیں ہوا وہان کی کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخیں جھوم جھوم کر آپس میں ملتی ہیں کسی طرف نرگس مست کہیں لالہ ساغر در دست فرش سبزہ زنگاری کا بچھا خیمہ ابر کا استادہ طاؤسان زرین بال سبزہ پر رقص کرتے ہیں نہریں سلسبیل و تسنیم آسا چمن میں رواں وزاں باد بہاری سے پھولوں کی سبزۂ زنگاری پر گلکاری تھی غنچے چٹکتے نہیں جا بجا یہاں لیتے ہیں نشہ کا اُنھیں اُتار ہے عروس چمن پر جوبن ہے طرفہ بہار ہے بلبلیں چہچہاتی ہیں فصل بہار ہے تو عروس چمن کے سہاگ گاتی ہیں طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہیں فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ نہروں کے کنارے سے فوارے ساون بھادون کیطرح چھوٹ رہے ہیں فوارہ کیا اُچھلتا ہے حوض کا حوصلہ نکلتا ہے نظم

کہیں گیندا ہے جعفری ہے کہیں	کہیں سیوتی کے پھول ہیں رنگین	ہے گلوں پر عجب طرح کی بہار
خندہ زن ہیں برنگ صورت یار	سیوتی داؤدی بابونہ کنار	ہیں ہزاروں ہی وان گل بے شمار
حوض ہیں لبریز نہریں ہیں رواں	سب طرح پھولے ہیں گلکار یہاں	سنبل تر اور گل یاچین گڑہل
یاسمن شبو و نسرین بے بدل		

غرض وہ عورت اِس شہزادہ والا تمکین کو لب نہر ایک بنگلہ میں لائی اور مسند پر اُسکو بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی پاس آپ بھی بیٹھی مگر شرمائی ہوئی لجائی ہوئی مُراد روٹھنے کا عالم دکھاتی نیچی نگاہیں کرکے مسکراتی اُسکے حُسن کی یہ کیفیت تھی کہ ماہ کامل اُسکے رخسار سے جو لڑ جاتا تو صاف منھ پر طمانچہ پڑ جاتا گوہر دندان کی چمک آبرو مروارید کھوتی آفتاب کی ضیا سامنے اُسکے شرمندہ ہوتی

سینہ پر جو چھاتیون کا ابھار گول گول سڈول یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ڈبیان معجون بہی کی ہین یا دو گنبد بلور کے ہین یا دو قمقمے نور کے ہین ابیات

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا
ہے مہ و مہر کا نور اسکے مقابل پھیکا
گورے گورے سے ہین رخسار ملائم [illegible]
دل بے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس

رونق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
حرف تقدیر نظر آئے تجھے پیشانی
عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جسکی ہوس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علےٰ

صبح صادق ہی شب قدر کی یا نام خدا
آب کے رشک سے ہی آئینہ پانی پانی
مفت ہی جان کے عوض بھی جو ملے بوسہ یہ خوش
رخ سے رخ چھوٹ گئے ہو کے جاتا نکلا

پس اُسنے شہزادہ کو جام مے ارغوانی بھر کر دیا اُسوقت شہزادہ کو خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے ایسا نہو کہ مین کسی آفت مین گرفتار ہو جاؤن پس لوح کو دیکھ لینا چاہیے اُسنے لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا کہ اے شہزادہ مشکلات جادو سے تجنے بر آیا کہ جو اسکے ساتھ آئے بہتر کیا تمنے جو لوح کو دیکھا ورنہ مارے جاتے اب تمکو چاہیے ہی کہ لوح اسکے جسم سے مس کردو تاکہ یہ جل جائے اور اس باغ مین بھی عکس لوح ڈالو کہ اسمین بھی آگ لگ جائے اور یہان سے اُٹھکر اُس مقام پر کہ جہان وہ بادشاہ پتھر کا تخت پر بیٹھا ہے جانا اور لوح کو اُسکے بدن سے چھوانا کہ وہ انسان ہو جائے اور اسی طرح سب اہل دربار بھی اُسکے انسان ہو جائینگے اور زعفرانیہ کا حاکم ہی زعفران شاہ اُسکا نام ہی یہ ساحرہ اُسکو اُٹھا لائی اور طالب وصال ہوئی جب اُسنے منظور نہ کیا تو اُسنے اُسکو پتھر کا بنا دیا اب تو اُسے انسان بنا لوح سے شہزادہ نے یہ حال معلوم کرکے اُس ساحرہ کے بدن سے لوح کو مس کیا کہ وہ جلنے لگی اور باغ مین بھی عکس لوح ڈالا کہ اُسمین بھی آگ لگی وہ سب گل گلزار ہوے جلکر فی النار ہوے سب باغ آتش بہار و برباد ہوا شہزادہ کو اُس ساحرہ کے سینہ تعی جلنے کا بہت رنج ہوا لیکن اب جو دیکھا تو اُسکا یہ نقشہ تھا کہ کبت بھینس کی ایسی کھال بوڑھے ریچھ کے ایسے بال مانون چولہے کی لاؤنی ملائی ہے ۔ کالی رات ماؤس کی ایسی سیاہی چندو توا کمان پائی ہے شعر تابہ دہنے سینہ بانے ۔ بود وہ دہنش چو دیگ دانے ۔ شہزادہ نے یہ صورت اُسکی دیکھکر لاش پر اُسکی تھوک دیا پھر والان سے اسی بارہدری مین جہان وہ بادشاہ تھا آیا اور لوح کو چھوا کر سب کو انسان بنایا اُس بادشاہ نے سر اپنا قدم پر شاہزادہ کے رکھا اور کہا کہ مصرع اے آمدنت باعث آزادی ما ۔ پھر اُس بارہدری مین سب طرح کا سامان عیش و نشاط فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ زرالیان کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے گرما گرم کباب کی موجود تھین اُس مقام پر جلسہ آراستہ کیا

شہزادہ نے شراب پی اور کباب کھائے پھر آرام فرمایا بعد کچھ دیر کے اُشمار زعفران کے ساتھ جو ساحر تھے اُنھون نے
تخت سحر تیار کیا اُسپر شہزادہ اور بادشاہ کو سوار کر کے قلعہ زعفرانیہ مین لائے یہان کے عجائبات دکھائے
اہل قلعہ کو خوشی ہوئی کہ ہمارا بادشاہ آیا سب نے نذرین دین شہزادہ نے اُس ملک کو نہایت آباد پایا
کہ عمارتین سنگ گچ اور پختہ بنی تھین کہ جو طاق کسریٰ اور فریدون کو شرماتی تھین ہر عمارت کی دیوار و پر استرکاری
اور صیقل کیا ہوا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ بیت

زہے صفای عمارت کہ در تماشایش ‌‌ نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار

شہزادہ وہان دار الامارت شاہی مین آیا اُس بادشاہ نے دعوت بڑی دھوم سے کی رقاصان مہر طلعت رقص
کرنے لگین دور شراب ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا جب اس سے فارغ ہوے شہزادہ نے اپنا حال کہا کہ مین طلسم
کشائی کو آیا ہون غرض کئی روز وہان شہزادہ رہا ایک دن جب طلسم عالم مین طلسم کشاے آفتاب سر گرم رفتار ہوا اور
لوح آفتاب خطوط شعاع سے منقوش ہے شعر صبحدم نکلا فلک پر آفتاب ✤ پھر گیا ہر ایک آنکھون مین خواب
شہزادہ زعفران شاہ سے رخصت ہوا اور قلعہ سے نکلکر چلا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا دست راست کی
جانب سیدھے چلے جاؤ بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا شہزادہ یہ معلوم کر کے روانہ ہوا اور ایک صحرا سے
سبزہ زار مین پہونچا کہ کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا کوہ پہ لالہ رشک لالہ کھلا تھا چشمے حقہ حباب مین لبریز ڈبڑبے
موج خیز پیچے کا مستون سے مخاطب ہونا پی پی لپکنے آپ ہی جان کھونا گلون کی سرخی سبزہ کا لہلہانا
عجب طرح کا جوبن دکھاتا تھا اُس بہار پر بے اختیار دل لوٹا جاتا تھا شہزادہ قدرت خدا مشاہدہ کرتا ہوا
قریب ایک پہاڑ کے آیا اُس پہاڑ کو پھولون سے مثل گلدستہ کے پایا پہاڑ سے جھم جھم تا تھا آبشار ہوتا تھا
روح فرہاد کی اُس پہاڑ پر نثار تھی پھولون کی بیلین لٹک رہی تھین منشی بہار نے گویا خط طغرا تحریر کیا تھا
شہزادہ اُسکی گھاٹیون کو طے کر کے قلہ کوہ پر آیا یہان دیکھا تو چھوٹے چھوٹے درخت یک لخت گل اور بار سے لدے
ہین اور ایک طرف کو ایک طفل حسین بصد حسن و تزئین بیٹھا ہے ایک نانده پانی سے بھرا ہوا سامنے اُسکے
رکھا ہے اُس نانده کے اندر منھ نے کا ڈال کر پھونک رہا ہے تو اُسمین سے بلبلہ اُٹھکر قندیل ہو کر بلند
ہوتا ہے صد ہا قندیلین روے ہوا پر بلند ہین اور وہ لڑکا اُن قندیلون کو دیکھکر ہنستا ہے شہزادہ نے جو
یہ ماجرا دیکھا اُسکو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور وہ تماشا بہت پسند آیا کھڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے
اور ایسی بیخودی ہوئی کہ لوح دیکھنے کا مطلق خیال نہ رہا اور اُدھر اُس لڑکے نے شہزادہ کو دیکھا تو کہا

پانی کو جلدی جلدی پھونکنے لگا کہ قندیلین بہت سی اُٹھکر شہزادہ کی طرف چلین اب شہزادہ کو خیال آیا کہ قندیلون
کا پانی سے اُٹھنا سواے اسکے نہین کہ کچھ جادو کا شعبدہ اور ڈھکوسلا ہو ایسا نہو کہ تو گرفتار سحر ہو جائے
اسلیے لوح کو دیکھا چاہیے کہ کہان پانی اور کہان قندیلین بس اسنے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ اے مشاہدہ کن
حالات غرائبات یہ حباب جادو ہے یہ لڑکا نہین ہے تجھکو گرفتار کرے گی نہین تو جا کر لوح کو اُس
ناندے مین دکھا تاکہ اُسکا پانی اسکو غرق کرلے شہزادہ نے جا کر لوح کو اُس ناندے مین دکھایا اُسوقت اُس
لڑکے نے شہزادہ پر بہت کچھ افسون کیا تاریخ تریخ لگائے مگر بسبب لوح کے اثر پذیر نہوے اور پانی اُس
ناندے کا مثل دریا کے اُبل کر جو بڑھا تو اُس لڑکے کو اُسنے اپنے مین ڈبو لیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
کشتی مارا نام من حباب جادو بود اب وہ پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا اور لاش حباب جادو
کی بونڈے اُڑا کر لے گئے شہزادہ نے سجدہ شکر درگاہ خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا پہاڑ کے نیچے
اُترا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ سامنے کو روانہ ہو یہ اُس طرف چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک نازنین
مہ جبین مع چند کنیزان خوش آئین کے ایک خیمے کے کنارے پر بیٹھی ہے اور ایک جوان سامنے اُسکے
کھڑا ہوا باتین کر رہا ہے کہ یکایک ایک دیو لعین ڈانٹتا ہوا پیدا ہوا اور اُسنے اُس عورت سے کہا کہ بیت
سب سہینگے جو اگر لاکھ بُرائی ہو گی ✤ پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی ✤ یہ کہکر اُس جوان کی طرف
مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون مردود تو میری معشوقہ سے ہنستا ہے یہ کہکر اُسکے قریب آیا اور چاہا کہ اُسکو ہلاک
کر ڈالون اُسوقت وہ عورت کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ہان ہان کیا کرتا ہے اُس بیچارے نے تیرا کیا لیا ہے
اُس دیو نے کہنا اُسکا نہ سنا اور اُس جوان سے لپٹ گیا اُسوقت تو وہ پکاری کہ اے شہزادہ جہانگیر آپ
دیکھتے ہین اور اِس موذی کو سمجھاتے نہین شہزادہ جہانگیر آپگے بڑھے اور اُس دیو سے کہا کہ نالائق تو
کیون اِسکو قتل کرتا ہے اُس دیو نے کہا کہ یہ میری معشوقہ سے ہنستا ہے شہزادہ نے کہا کہ تو دیو اور وہ عورت
یعنی انسان تجھسے اور اُس سے کیا نسبت ہے کہ جو تو اُسکو اپنی معشوقہ بناتا ہے جا دور ہو نہین تو میرے ہاتھ
سے مارا جائیگا وہ دیو اُس جوان کو چھوڑ کر شہزادہ سے لپٹا اور اُس عورت نے اور کنیزون نے اُسکی
ظاہر مین تو شہزادہ کی بلائین لینا شروع کین لیکن چاہا کہ لوح گلے سے اُتار لین اور جب اُنھون نے
لوح اُتارنے کا ارادہ کیا شہزادہ اب سمجھا کہ یہ مکر ہے بس فوراً اُسنے ہر چند کہ وہ دیو لپٹا ہوا تھا مگر لوح کو دیکھا
اُسمین لکھا کہ اے شہزادہ یہ ساحرہ ہے اور آپ کو دھوکا دیتی ہے چاہیے ہے کہ اسکو قتل کیجیے یہ معلوم کرکے

شہزادہ نے اُس دیو کو تو اُٹھا کر دے مارا اور پھر اُس عورت کے اوپر ہاتھ ڈال کر بال اسکے پھر کے پکڑے اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ گردن اُسکی ٹوٹ گئی اور چرخ کھا کر زمین پر گری اور ہلاک ہوئی آواز آئی کہ ملا غضبناک جادو کو اب .... دیو اور وہ جوان جو مقتین کر رہا تھا سامنے سے بھاگ گیا اور شہزادہ وہان سے آگے چلا پھر لوح کو ملاحظہ کیا اسمین نکلا کہ اب کی دفعہ تجھکو ایک درخت عالیشان ملیگا کہ جسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوگا اور جب وہان پہونچیگا تو اُس طاؤس کو اپنے پاس بلاتا اور اسکی پشت پر سوار ہوتا وہ تجکو صحرائے عجیب مین لیجائیگا شہزادہ اُس درخت کے نیچے جا کر پہونچا اور طاؤس پر سوار ہوا وہ لیکر اُڑا یہان تک کہ ایک صحرا مین لاکر اُسنے پہونچایا شہزادہ اُسکی پشت پر سے اُترا اور آگے چلا ایک جا پر ایک ہنڈولہ کھڑا دیکھا کہ کھٹولے اُسمین بندھے تھے اور ہر کھٹولے پر ایک ایک نازنین بیٹھی تھی جب اُن نازنینون نے شہزادہ کو دیکھا سب ایک ایک کرکے کنوین مین کود گئین شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس ہنڈولہ کو تلوار سے کاٹکر کنوئین مین گرا دیوے اور تو بھی کود پڑ شہزادہ نے ایسا ہی کیا اور کنوین مین کودا غلطان و پیچان چلا جب تہ پر پاؤن لگا ایک میدان وسیع نظر پڑا وہان دیکھا وہی عورتین جو کہ کنوین مین کود گئین تھین درختون مین جھولا پڑا ہے اور وہ جھول رہی ہین پینگ اسطرح بڑھتے تھے کہ یقین ہے آسمان چھو لینگی شہزادہ نے لوح دیکھا اُسمین نکلا کہ انسے راہ کترا کے ایک طرف کو روانہ ہو ہر چند یہ پکارین مگر جواب نہ دینا شہزادہ انکی طرف سے راہ کترا کے چلا اب اُنھون نے پکارنا شروع کیا کہ اے شہزادہ جہانگیر ادھر آؤ کہان جاتے ہو شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اسوقت تو وہ جھولے پر سے کود کود کر انکی طرف دوڑین اُنھون نے پھر لوح دیکھا اُسمین نکلا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ عورتین جھولے پر سے اُتر پڑین اب تو انکو لوح دیکھا دے کہ یہ جلکر رہجائین شہزادہ نے انھین لوح کو دکھا دا وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئین شہزادہ پھر آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہے وہ گنبد یاقوت احمر کا تھا اور ایک پتلی جواہر کی نہایت زر و زیور سے آراستہ گنبد کے اوپر کھڑی ہے اور سامنے قلعہ کے چار جام جواہر نگار نہایت تکلف سے رکھے ہین اُن جامون پر جانور جواہر کے بنے ہوئے بیٹھے ہین تاثیر یہ ہے کہ جو کوئی سامنے اُس پتلی کے جائے تو وہ جلکر رہجائے شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس اسم کو پڑھکر تیر سے اس پتلی کو گرا دے اور پھر تو اندر اُس گنبد کے جا شہزادہ نے تیر سے اُس پتلی کو گرایا اور آپ اندر اُس گنبد کے آیا اور دیکھا

کہ اُس گنبد کی دیوارون پر آئینہ نصب ہین اور اُن آئینون مین تصویرین بنی ہین اور تمام دنیا کا حال اُن آئینون مین معلوم ہوتا ہے اور دیوار پر شکارگاہین تصویرین بادشاہان زمانہ کی کھنچی ہین اور ایک آئینہ مین تمام ولایتون کا نقشہ اور حال نظر آتا ہی شہزادہ نے کھڑے ہو کر اُس آئینہ مین سیر ہفت ملک کی کرنا شروع کی آئینہ کیا تھا کہ جام جہان نما تھا اور بڑی دیر تک سیر دیکھا کیے پھر اپنی معشوقہ ملکہ ماہ دُر در گوش کو دیکھا کہ ایک پلنگڑی پر پڑی تیرے عشق مین زار زار روتی ہے نہایت پریشان حال ہے سیماب وار بیقرار ہے کبھی اُٹھتی ہو کبھی بیٹھتی ہو اور کبھی یہ کہتی ہو کہ قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع	اشعار	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہر وار کرین ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین		

اے باد صبا سوے دلارام دیوانے پر تیرے آفت آئی گھر بار تمام مجھسے چھوٹا جلد آکہ یہ وقت جا نکنی ہی	لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام آوارہ ہون تیری جستجو مین اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا	جس دن سے ہوئی تیری جُدائی سرگشتہ ہون تیری آرزو مین تجھ بن مری جان پر بنی ہے

یہ دیکھکر شہزادہ زار زار برنگ ابر بہار رویا کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ای شہزادہ جہانگیر والاتدبیر السلام علیکم اُسنے جو آنسو پونچھ کر دیکھا تو ایک مرد پیر نہایت ضعیف نورانی صورت عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین پہنے کھڑے ہین شہزادہ نے انکو جواب سلام دیا اور کہا کہ ای مرد بزرگ آپ کون بزرگوار ہین اُنھون نے کہا کہ ای شہزادہ جہانگیر تم طلسم کوکب توڑتے ہو تو بہت بجا ہوگے کیونکہ کوکب دوست صاحبقران ہے اور تم بیٹے صاحبقران کے ہو تمکو چاہیے ہی کہ اب تم یہان سے پھر جاؤ اور اپنے لشکر مین جاکر قیام پذیر ہو اور مسلمان ہو جاؤ کلمہ پڑھو اور انتظار آمد صاحبقران کرو جب وہ آئین تو اُنسے لڑکر زیر ہونا اور مسلمان ہو جانا شہزادہ نے اُسی وقت کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ مین مسلمان تو پہلے ہی تھا لیکن اب اتنا طلسم کوکب کا مین فتح کرچکا ہون کوکب کو بادشاہت ملک کی کیا کم ہی طلسم کو اُسکے ٹوٹ ہی جانے دیجیے اُنھون نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن تم فرزند صاحبقران ضرور ہو یہ کہکر وہ مرد پیر تو غائب ہوگئے اور شہزادہ اُس گنبد عجائب نما سے باہر نکلا اور آگے چلا او قریب ایک قصر کے پہونچا اُس قصر مین ہزار ہا روزن ہین اُن روزنون سے چہرے پریزادون کے نکلے ہوے ہین اور ایک طرف سے اسطرح کی صدا ے چنگ و سرود آرہی ہی کہ ایک کو محویت

ہوتی ہی جہانگیر اندر اس قصر کے آیا دیکھا محفل عیش آراستہ ہی ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہی اُسنے جہانگیر
کی تعظیم کر کے کہا آنے مین آپ کی اطاعت دل سے کر چکا ہون جہانگیر بیٹھا نازنینان مہ جبین نے ایسا
چنگ وغیرہ بجا کے گایا کہ بے ساختہ آنکھین جہانگیر کی بند ہو گئین خواب مین اشرف الحکمت کو دیکھا کہ فرماتی
ہین اسے جہانگیر یہ افتخار جادو ہے بہت جلد اسکو لوح کھینچ مارو ورنہ یہ لوح وغیرہ چھین لے گا جہانگیر نے
آنکھ کھولکر لوح کھینچ ماری سب چلاگئے آواز آئی کشتی مارا نام من افتخار جادو بود اس مرحلہ کو فتح کر کے جہانگیر
بہ ہدایت لوح آگے روانہ ہوا اور ایک دریا کے کنارے پہونچا دیکھا تو ایک ایک موج اُس دریا کی مثل کوہ کی
اُٹھتی ہی ہر حباب آنکھین دکھاتا ہی دریا مثل خاطر غضبناک کے جوش کھاتا ہی نہ کشتی ہی نہ ڈونگی ہی نہ ملاح
ہی بیڑا پار نہین ہی عقل پیڑا نہین لگتا شہزادہ کنارے اُس دریا کے حیران و ار کھڑا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن
کہ دیکا یک ایک مچھلی برنگ یاقوت احمر دریا سے پیدا ہوئی کہ پشت پر اُس مچھلی کے کاغذ لکھا تھا اور ایک ساحرہ
اُسپر سوار تھی تمام بدن اُس ساحرہ کا مثل بلور کے چمکتا تھا وہ کنارے آئی اور اُسنے آکر شہزادہ سے کہا
کہ مین آپ کی دوست ہون دشمن نہین اور اس دریا کے اندر مین رہتی ہون آپ میرے ساتھ اندر دریا
کے چلیے کہ وہان مکان بنا ہوا ہی شہزادہ نے لوح کو اُسکے کہنے سے دیکھا اُسمین نکلا کہ یہ سچ کہتی ہی تم اسکے ساتھ
جاؤ شہزادہ نے کہا کہ اچھا چلو وہ شہزادہ کو اُسی مچھلی پر بٹھا کر دریا مین لے گئی جب وہ مچھلی درمیان دریا کے
پہونچی غوطہ مار گئی اب شہزادہ کی آنکھ کھلی تو مع اُس ساحرہ کے اپنے تئین ایک قصر مین پایا ساحرہ نے انکو مسند
بہ تعظیم تمام بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی شہزادہ نے شراب پی اب اُس ساحرہ نے بھی سمجھایا کہ ای جہانگیر تم
مسلمان بھی ہوے ہو تمھین نہ چاہیے ہی کہ طلسم کو کب توڑو اب یہان سے تم واپس جاؤ شہزادہ نے منظور
کیا اور کہا اچھا تم مجکو میرے لشکر مین پہونچا دو تو اُس ساحرہ نے انکو کچھ کھلا پلا کے بہت خاطر کر کے انکے لشکر مین انکو
پہونچا دیا یہ تو لشکر مین آگئے لیکن سفاک کو مار کر کوکب نے جو ایرج کو چھوڑ دیا تھا تو افراسیاب جادو
نے ایرج کی راہ روکنے کے لیے خشمک فیل دندان جادو کو بھیجا یہ آیا اور اُسنے آکر سحر کیا کہ ایک دیوار راستہ مین
دور تک کھنچ گئی اسوقت پیکان جادو نے کہا کہ ہم رو کے گئے ہین یہ دیوار جو کھنچی ہی سحر کی ہی غرض اُس دیوار
کے ٹھہرے اور وہان بران شمشیر زن نے مجلس جادو سے کہا کہ اسے مجلس دیکھ تو اب
ایرج نوجوان کہان ہی اُسنے جو آنکھین بند کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زیر دیوار خشمک جادو
سبب ٹھہرے ہوے ہین اُسنے بران سے اس حال کو کہا بران نے کہا کہ اسے مجلس تو جاکر

اُس دیوار کو توڑ دے مجلس وہان سے روانہ ہوئی اور آکر اُسنے ایک تارنج اُس دیوار پر مارا
کہ وہ دیوار دُھوان ہوکر اُڑ گئی اُسنے آکر ایرج نوجوان سے ملاقات کی ایرج نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتبنے
ناک بہتی ہوئی چلی آتی ہے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے طاہر قدرت نے کہا کہ یہ مجلس جادو ہے ہمیشہ لڑکی
بنی رہتی ہے مجلس نے شہزادہ ایرج کو سلام کیا لیکن چشمک نے جو یہ دیکھا کہ میری دیوار سحر کی باطل ہوگئی
یہ غصہ مین چلا اور سامنے مجلس کے آیا اور پکارا کہ او لکا نہ چھوکری تونے بڑا غضب کیا کہ میری دیوار کو باطل
کردیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگی یہ کہکر سامنے آیا اُسوقت مجلس نے اپنے سر کے بال نوچے
چشمک بھی اپنے سر کے بال نوچنے لگا اب جو فعل کہ مجلس کرتی ہے وہی یہ چشمک بھی کرتا ہے اس لڑائی
کے عرصے مین بران شمشیر زن بھی آکر پہونچی اور کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی اب چشمک نے ایک انگوٹھی
مجلس پر کھینچ ماری مجلس نے وہ انگوٹھی مچھلی بنکر مُنھ مین لے لی اُسوقت آسمان پر نعرہ ہوا کہ منسم
افراسیاب جادو اور افراسیاب کے ساتھ ناقوس جادو بھی ہے اور اُسکے پاس ناقوس جمشیدی
بھی ہے بس ناقوس نے ناقوس جمشیدی کو پھونکا کہ مع بران سب بیہوش ہوگئے مگر مجلس جادو
تڑپ کر زمین مین سما گئی اور وہان سے جو نکلی تو ایک سحر ایسا کیا کہ چشمک کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر یہ
زمین مین سما گئی لیکن یہان سب بیہوش تھے افراسیاب نے تیلون سے کہا کہ ان سب کو باندھ لو
اُسوقت مجلس تڑپ کر مچھلی بنی ہوئی زمین سے نکلی اور ٹکر اُسنے آکر تخت افراسیاب پر ماری کہ تخت
کے کئی ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑے پر افراسیاب ایک پر ناقوس جمشید اور ایک پر خود ناقوس جادو
بیٹھا تھا مجلس نے ایک گولہ سحر کا ناقوس جادو پر مارا کہ اُسکے سینہ کے پار ہوگیا افراسیاب
گھبرا کر کھڑا ہوگیا اب مجلس افراسیاب سے جھپٹ جھپٹ کر لڑنے لگی اور دو چار سحر ایسے کیے کہ افراسیاب
بھی زخمی ہوگیا اور اسطرح یہ لڑ رہی تھی کہ افراسیاب کا بچہ اسپر قابض نہ ہوتا تھا اُسوقت افراسیاب
نے نعرہ کیا کہ ارے وہ میری سمرن لاؤ کہ جو مین نے بوٹیان اپنی کاٹکر بنائی تھی اور انگشتری جمشیدی منگائی
تھی وہ سمرن لاکر افراسیاب کو ایک پریزاد نے دی بس اُس سمرن کا کہ اب یاقوت کی تھی ایک دانہ
توڑکر افراسیاب نے مجلس پر مارا کہ مجلس کے سینہ کو توڑکر پار نکل گیا بران وغیرہ اور عمران
جادو مرنے سے چشمک کے ہوشیار ہوچکی تھین انھون نے اپنے گریبان پھاڑ ڈالے
مجلس مین رمق جان باقی تھی اُسنے بران سے کچھ وصیت کی اور دم اُسکا نکل گیا افراسیاب

تو چلا گیا یہ سب روتے ہوئے لاشہ مجلس کا لیکر مع ایرج سمت کوکب روانہ ہوئے روایت دیگر یہ ہے
کہ جسوقت ناقوس مارا گیا تو اُسوقت افراسیاب برجواس ہوا مگر روتے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم فخر ظلماتی ابھی
کے مرنے پر مجلس جادو زندہ ہو گی مگر اب ایرج کو لیکر کوکب اور براں و عمرو عیار طاہر وغیرہ روانہ
ہوئے اور وہاں افراسیاب بھی فوج کثیر لیکر چلا اور خود پاس فخر ظلماتی کے آیا اور کہا استاد کوکب
نے ایرج کو بڑی دھوم سے بُلایا ہی فخر نے کہا مین وہ تدبیر کرتا ہون کہ سال بھر تک زر افشانیہ پر نہ پہونچ سکے
یہ کہکر فخر تو روانہ ہوا اور افراسیاب آگر پاس جہانگیر کے پہونچا کیونکہ جہانگیر طلسم توڑتے پھر کر
آچکا ہو افراسیاب نے اُس سے کہا کہ تم اب جلد زر افشانیہ خالی کرالو اُسوقت جہانگیر کو کچھ بن
نہ آیا سوائے اسکے کہ یہ اُٹھا اور کنارے دریا کے آکر دریا مین کود پڑا اور بہتا ہوا اندر قلعہ زر افشانیہ کے
پہونچا کس لیے کہ یہ دریا اندر قلعہ کے گیا ہو اور زر افشان جادو کو خبر ہوئی کہ جہانگیر آگیا یہ گھبرا
کے اپنے مقام سے چلا اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر پر سحر کرنا شروع کیا لیکن اُسکے پاس لوح طلسمی تھی
سحر نے تاثیر نہ کی اور جہانگیر نے تیغ بلاکش کھینچکر قتل کرنا شروع کیا آخر زر افشان جادو تاب نہ لا
رو بفرار رکھا اور شکست کھا کر بھاگ گیا پھر زر افشانیہ مین عمل جہانگیر اور افراسیاب کا ہو گیا ایک گنبد
طاہر قدرت صاحبقران کے یہان بنا آیا ہی کہ اُسپر صاحبقران بیٹھے ہوئے یہ سب تماشا دیکھتے
ہیں مگر کوکب نے سُنا کہ شہر زر افشانیہ خالی ہو گیا اُسکو بہت رنج ہوا اور وہان سے یہ چلا شہزادہ ایرج
کے پاس آیا ایرج نے تسلیم و تعظیم کی اب کوکب اُنکو لیکر بڑی عزت سے اپنے طلسم کی طرف چلا ڈنکا
بجتا ہوا طائران سحر سر پر سایہ فگن نقیب آوازین لگاتے ہوئے بحشم و خدم چار منزل اُنھون نے راستہ
طے کیا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے ایسا وہ صحرا معقول اور فرحت ناک تھا کہ ہوا اُسکی
مسیحائی کا دم بھرتی تھی ابیات

سبزہ ایسا تھا دلفریب ندہ | مردہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ | سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار | یہ ہوا سے خوش اُس کو آئی تھی | روح بالیدگی سی پائی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام | مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام | غرض یہ مسافر راہ طے کرتے ہوئے

ایک مقام پر آکے پہونچے کہ وہان گل و ریاحین بہت کچھ تھے کوکب نے کہا کہ یہ صحرا تو خشک تھا
اب سرسبز کیونکر ہو گیا یہ کہکر اُس صحرا کے ساکن کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ صحرا تو ہمیشہ سے

خشک تھا یہ گل دریا مین کہان سے آئے اسنے عرض کی کہ آج تیسرا دن گذرا ہے کہ ایک کالا ابر آسمان پر
پیدا ہوا اُسی پانی کی تاثیر سے یہ سب پھول طرح طرح کے پیدا ہوے ہین اور اِدھر بائین جانب ایک
قصر پیدا ہوا ہے اسکے دروازے پر ایک پریزاد مع ہزار بارہ سو کنیزون کے شکن ہے اور سیر صحرا دیکھ رہی ہے بس
کوکب و بران و ایرج و عمرو سب اُتر پڑے حیرت مین آکر کہا دیکھین کہ ہماری عملداری مین کون آکر بسا
ہے آگے آگے کوکب اور پشت پر تمام سردار جب برابر اُس قصر کے آکر پہونچے دیکھا کہ حقیقت مین ایک
ایک نازنین دربارے جواہر مین غرق ہزار بارہ سو نازنینان مہ جبین اُسکی پشت پر عمدہ لیے ہوے کھڑی
ہین بس جیسے ہی نگاہ کوکب کی اُسپر پڑی بیقرار ہوگیا کوکب اور اُس نازنین نے اُٹھکر سلام کیا
کوکب قریب آیا اور پوچھا کہ تمہارا کہان سے آنا ہوا اُسنے بڑھ کر کوکب کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا
اور کہا اندر تشریف لائیے باغ کی سیر ملاحظہ کیجیے ہم مسافر ہین آپ کی سرحد مین بسے ہین یہ کہکے کوکب کو
اندر لیگئی اندر جو آکے دیکھا ایک باغ نمونۂ جنت ہے اور درخت کلان ہین کہ اُسمین سے موتی گر رہے
ہین بس سب مع بران و ایرج دامن مین موتی بھرنے لگے مگر اُس نازنین نے سب سے کہا کہ یہ سب
موتی آپ ہی صاحبون کے واسطے ہین ذرا اندر چلیے اب ہر ایک سردار کے ساتھ ایک ایک ویسی ہی
نازنین ہوئی اور ہر ایک کو لاکر قصر مین داخل کیا اور ناچ ہونے لگا عمرو مع کوکب اُسی تماشے مین مصروف
ہوے سب سے زیادہ موتی عمرو نے چنے تھے مگر اور ایک مکان مین یہ بھی مصروف عیش ہین جو جس مقام پر
تھا اُسکا یہ قول تھا کہ ہم کبھی اس مکان سے نجائینگے اور خود کوکب اُسی نازنین کو پہلو مین لیے
ہوے شراب خواری مین مصروف ہے نجوم سے یہ حال برہمن نے دریافت کیا بہت رویا
کہا فخر ظلماتی نے سحر کیا ہے اُسمین جاکر یہ سب پھنسے ہین جاکر نور افشان جادو سے اُسنے ایک نقش
دیکر ایک عورت کو بزور علم روانہ کیا کہ وہ اسی مکان مین آکر پہونچی کوکب کو بیٹھا دیکھا اور
اور بیہوش بہت دیکھا غصہ کیا مگر کسی طرح سحر سے یہ نکل نہ سکے اور فخر بخدمت افراسیاب
آیا اور کہا بغیر سال بھر کے عمرو مع کوکب اُس مکان سے نہ نکل سکیگا اس عرصہ مین سب کام
کرلو اُسوقت نامہ لقا کا آیا افراسیاب پر غصہ تھا کہ کیون ملعون تو نے ہمکو
خوب فراموش کیا تب افراسیاب نے کہا اسے فخر جاکر مسلمانون کا تو خاتمہ کردے وہان کوئی
ساحر نہین ہے مگر عیار بلا سے بہ ہین فخر نے کہا مین جاتے ہی خاتمہ کردونگا ایک شب بھی نٹھہرونگا کیا

عیاری کرنے بادین اور وہان صاحبقران ایک برج مین بیٹھے ہوے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے
کہ کوکب وغیرہ سب پھنسے ہوے ہین نہایت افسوس کر رہے ہین اور فخر ظلماتی وہان جا کر
پاس لقا کے پہونچا اور کہا ذرا باہر آکے تماشا دیکھیے مین نے سنا ہے کہ بڑے بڑے ساحر آکر مارے گئے
اور کسی سے کچھ نہو سکا مین ابھی خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر فخر نے جا کر سحر کیا تمام لشکر صاحبقران مین
آگ لگ گئی فریاد کی صدا بلند ہوئی اُسوقت صاحبقران تیغہ پکڑ کے برج کے اوپر سے کود پڑے اور
اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ تمام لشکر جل رہا ہے وقنا ربنا عذاب النار آگ ہر طرف شعلہ آور
ہے لشکر سے صدائین چلی آتی ہین کہ جلے کوئی کہتا ہے ہم پھکے کوئی کہتا ہے خداوند بچانا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر کنارے لشکر کے کھڑا ہے اور سحر کر رہا ہے اسی کے سحر کی یہ آگ
شعلہ زن ہے صاحبقران اسپر جا پڑے وہ اسم اعظم سے تو آگاہ تھا نہین اُسنے چاہا کہ مین کر مین
ہاتھ ڈالکر صاحبقران کو اُٹھا لون امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے تمامی لشکر نے اُسکے سحر سے رہائی پائی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
فخر ظلماتی جادو بود جب فخر ظلماتی مارا گیا تو کوکب وغیرہ نے بھی رہائی پائی اور مجلس جادو
کہ ظاہر مین ماری گئی تھی پر باطن فخر نے اُسکو لیجا کر قمری کی شکل بنا کر پنجرے مین بند کیا تھا بس
وہ پنجرا آپ سے آپ ٹوٹ گیا اور وہ قمری بھی مجلس کی صورت ہو گئی اور ہزارون چیزین جو
سحر کی تھین وہ مٹنے لگین زوجہ اُسکی ظلمات زنار بند جو موجود تھی اُسنے دیکھا کہ شوہر کا میرے
سحر مٹنے لگا مجلس جادو قمری سے انسان ہو کر جا آگئی بس اُسکو یقین ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا
اُسنے بال اپنے نوچ ڈالے اور رونے لگی اور مجلس کے اوپر جا پڑی مجلس تو ابھی قید سے چھوٹی تھی
گھبرائی ہوئی تھی اُسنے اُسکو پکڑ لیا اور چاہا کہ قتل کر ڈالون اُسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم
گستاخ روشن ضمیر آئینہ وار برادر مجلس جادو اس زور مین آیا کہ مجلس کو پنجہ مین دابکر اُٹھا لے گیا
ظلمات زنار بند نے آواز دی کہ او چھوکری تو کہان بچکر جائیگی اسوقت تو مین اپنے شوہر کے
غم مین ہون مگر آنکے وہین کہ جہان تو جاتی ہے مین تجھکو قتل کرونگی یہ کہکر زار زار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی بیت

	لگی رونے کیا یہ نوحہ آغاز	نوحہ	بدرد قلب با غمناک آواز	
	مین صدقے تجھپہ مین قربان ہو ہے		میری جان میرے پر ارمان ہو ہے	

نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا
نہ دھیان آیا تمھین زوجہ کا بھی کچھ
اکیلی مین رہی جور فلک سے
کہان آغوش زوجہ اور کہان خاک
خطا کیا مین نے کی کچھ تو بتاؤ
فلک کے مرگ کے رنج و قلق کے

ابھی سے تمنے کھوئی جان ہی ہی
دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی
دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
ہوئے تم ایسے کیون انجان ہی ہی
بھلا کس کس کے لون احسان ہی ہی

یہ تو اپنے شوہر کے غم مین تھی اور وہان کوکب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دعوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سیر کر کے غار مغرب مین منھ چھپایا اور ستارے بصد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم

ہوئی جب رات وقت خواب آیا
نشہ خاور نے اپنا منہ چھپایا
گیا مغرب مین پھر خورشید خاور
ستارے پھر نظر آئے فلک پر

سر شام جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے آکر ایرج کو پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہمدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان نیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر تخچیر کرنے پر آمادہ ہوے سپاہیون نے پیمانہ شراب حرب نوش کیا دلون مین لڑنے کا جوش ہوا عمود کلہ زنی کرنے لگے تلوارین صیقل ہوتی تھین کمانین جو خانہ کر گئی تھین انکو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا چار پہر یہی تلاش و ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکالکر ترک دہر نے قبضہ مین کیا اور رات مثل فراریان رو بفرار لائی کہ ابیات

سحرگہ کا نقیبا خورشید نکلا
کہ دیکھا چاہیے ہوتا ہے اب کیا
بڑھی میدان کو ایرج کی سواری
چلے لڑنے کو سب مردان جنگی

ا صبح کو ایرج نوجوان مسلح و مکمل ہو کر بعد ادائے فریضہ نماز سحر دعاے فتح و ظفر مانگ کر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنون اور رسالون کا چلنا ضبل و بوق کا بجنا دل گردون دہلاتا تھا ہر ایک سوار برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کی رکھے جاتا تھا فانوس روشن فوج و لشکر پر جوبن منقبت خوانی نقیب کرتے کڑکیت کڑکا کہتے صبح صادق کا وقت اسلحہ کی چقاچاق

بلند مسلح و مکمل ہر ایک ارجمند بر مسند عظمت و شان سے پلنگ کینہ خواہ وارد دشت مصاف ہوا آنے سے
دونون فوجون کے کرہ ہوا کرۂ خاک آئینہ سپہر مکدر طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے روئے آفتاب گندلا
ہوگیا غرض ہلدارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبون نے نکلکر نقابت کی علمون کو جلوہ
دیا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ و جناح وغیرہ آراستہ ہوئین جب نقیبون نے مذمت دنیائے
فانی زبان پر جاری کی صفون پر مثال صف مژگان کے سناٹا آگیا جب نقیب نقابت
کرچکے جہانگیر نے گھوڑا اُٹھاکر بیچ میدان مین جاکر سلحشوری دکھاکر نعرہ کیا کہ اے ایرج آؤ
میرے مقابلہ مین ایرج نے اُسیوقت مرکب اُٹھایا اور سامنے اُسکے آیا پہلے سلام علیک کی
پھر نیزہ اُٹھاکر انکل کرکے سینہ بکینہ جہانگیر پر لگایا دونون مین لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے کہ نظم

دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر | دو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر
بدینگونہ ہرگز نہ پیچید کار | شہان را چنین کے بود کارزار

سنان نیزہ زبان درازیان کرنے لگی لیکن ایرج نوجوان
تربیت یافتہ پیر قطب دوران یعنی عمرو کا ہے اور امیر کے یہان کے سند جامجاہد اسطرح کا ٹھوکا لگاکر
گھوڑا اُڑایا کہ نیزہ ہاتھ سے جہانگیر کے ہوائی ہوا یعنی نکلگیا اتو جہانگیر کی نیزہ آب خجالت مین
غرق ہوا اور تلوار کو کھینچکر خبردار خبردار کرکے اُسنے ایک ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کی باڑھ سے لنگا
ملائی جبتک کہ تیغ دور تھا دور تھا جب سر پر پہونچا اُسنے جھٹکی دی کہ تیغ پٹ پڑا اُسنے
بندوست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تیغ چھین لون جہانگیر نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور
کشمکش کے ہوئے کہ مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اُسوقت تو شاطر چلائے کہ اے بہادران
اگر کشتی لڑنا ہو تو اُترکر نصیب آزمائی کرو یہ دونون دامن گردان کر زمین پر کودے اور زرہ اور سب
ہتھیار جنگ اپنے اُتار کر لنگوٹ کسکر کشتی لڑنے لگے پھر تو نہ این را ظفر نہ اور اخطر نہ اور اخطر
این را ظفر دہن بدہن اور مشت بمشت کشتی ہونے لگی کبھی یہ ریل لے گیا کبھی وہ ریل لیگیا
کبھی یہ بغلی ڈوبا کبھی اُسنے نواز بند باندھا کیلی کی دکھنی گرہ لگائی ردو بدری کوڑا باندھا آنٹی ماری اسیطرح
پانچوین دن ایرج کا کولا اُتر گیا امیر گنبد طاہر قدرت پر بیٹھے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کولا
اُتر جانے سے ایرج کے رنجیدہ ہوئے اور جہانگیر نے ایرج کو چھوڑدیا کہ اب اچھے ہونا تو پھر لڑنا
غرض پر لشکر پانچ روز سے بے خور و خواب تھا اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوا مگر کوکب نے راتبھر

رات امیر کو بلوایا اور طاہر قدرت نے جاکر کہا کہ یا امیر اب آپ تشریف لیچلیے ارچ کالو کو لا اُترگیا امیر یہان آئے اور جب وہ زمانہ آیا کہ اندھیرا عالم مین چھایا شاہ خاور نے پردۂ شب مین مُنھ چھپایا کہ ابیات

شہ خاور نے دربار اپنا برخاست
کیا اور آئی جب عالم مین پھر رات
ستارہ رات کے طالع کا چمکا
سر شب طبل جنگی پھر بجایا

یعنی اول شب حکم دیا جہانگیر نے کہ طبل جنگ پر چوب پڑی امیر تو اکیلے ہی تھے مگر جہانگیر کے لشکر مین تیاری رہی ساحر سحر کرتے رہے ہوم ہوا کیا بنگالیون نے دریا کے کنارے بیٹھکر ڈہرہ بجایا کلوا بھیرون نارسنگھ کو بلایا نقیب چلایا کیے بہادرون کو جگایا کیے ترغیب جنگ دلایا کیے ہتھیار صاف ہوتے رہے نامرد روتے رہے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ شہ خاور یعنی آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر بارگاہ مشرق سی برآمد ہوکر توسن فلک پر سوار ہوا کہ ابیات

کہ شمشیر بران خورشید کو
میان سے لیا ترک گردون نے جب
چلے اُٹھکے لڑنے کو پھر جنگجو
سپہ گھر کے آئی وہان چار سو

صبحدم لشکر امیر با توقیر کے ہمراہ کوکب سے نے کردیا اور آپ بصد کر و فر میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جب صفین آراستہ ہوچکین میدان پاک و صاف ہوا جہانگیر گھوڑا اُڑاکر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے میرے مقابلہ کو امیر بھی اشقر اُڑاکر اُسکے سامنے آئے تمام لشکر پیادہ ہوا علمون کو جلوہ ملا طبل و نقارے بجے امیر سب لشکر کو تسلی و دلاسا دیکر اور ٹھہراکر سامنے جہانگیر کے آئے جہانگیر نے سلام کیا امیر نے بھی جواب علیک السلام دیا پھر جہانگیر نے کہا یا امیر آئیے ہم آپ کشتی لڑکر نصیب آزمائی کرین تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہے امیر نے کہا بسم اللہ یہ کہکر اسقر پرے کو دے اور دونون لنگوٹ باندھکر لڑنے لگے اب امیر نے اُسکے زورون کو ریلون کو روکنا شروع کیا پیچ اور توڑ جوڑ و بند کا سلسلہ کس حسن و خوبی سے بندھا ابھی سر سے سر ملاکر ٹکر مارتے تھے کہ اگر تابۂ آہنی مقابل مین ہوتا تو توتیا اور سرمہ ہوجاتا اسیطرح ساتوین دن امیر اُسکو ریل کر لیچلے اور ایک مقام پر لاکر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوے امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ کرتا ہون ہوشیار ہوجانا اور یہ نہ کہنا کہ مجکو چیخ کر آپ نے اُٹھالیا جہانگیر نے کہا کہ صحرا فراخ ہے جہانتک چاہیے چیخیے ادھر عمرو نے کہا ایہا الناس امیر نعرہ کرتے ہین روئی اپنے اپنے کانون مین دے لو یہ ایسا نعرہ کرینگے کہ حاملہ عورتون کے حمل گرجاینگے سوار بڑے بڑے گھوڑے ہٹاکر دور لیگئے اور سب نے کانون مین روئی دے لی اب امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے کہ بیت

جہان نعرہ زد مبر منزل مصاف ✤ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✤ جہانگیر کو سر سے بلند کیا اور چرخ
دیکر زمین پر مارا پھر مشکین باندھکر شادان و فرحان پھرے اور بارگاہ مین لائے یہان گستاخ نے
راہ مین مجلس کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم چلو مین آتا ہون مجلس تو روانہ ہوئی اور امیر پر افراسیاب
بادل بیتاب غصہ مین آپڑا لیکن امیر مالک اسم اعظم ہین انکا کچھ نکر سکا بڑان و کوکب وغیرہ لڑنے
لگے امیر نے مقابل افراسیاب آکر اسم اعظم پڑھا کہ یہ گھبراکے بھاگا اُسوقت مجلس بھی آکے
پہونچی اور افراسیاب بھاگا جاتا تھا یہ اُس سے لڑنے لگی اُسوقت زوجۂ فخر ظلمانی کا نعرہ ہوا
کہ یہ دختر تاریک صورت کشش کی ہے اور طرف سے کوکب کے برہمن رو مین تن بھی
آیا اور ظلمات زنار بند اسطرح آئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک بنگلہ فولادی اُڑتا ہوا چلا آتا ہے برہمن
نے ایک تیغ اوسکے ماردیا کہ سینہ کو اُسکے توڑ کے پار گذر گیا سینہ سے اُسکے دھوان پیدا ہوا برہمن نے
کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا اب اِس دھوئین سے کوئی نہ بچیگا وہ دھوان تمام لشکر مین پیچیدہ ہوا سینہ
اُسکا کیا تھا گویا چاہ بابل تھا اب نعرہ ہوا کہ منم ظلمات زنار بند کیون اے برہمن رو مین تن
اب کیونکر بچیگا یہ کہکر اُسنے سحر کو زور دیا اور لشکر مین کوکب کے گھس آئی دھوان سینہ سے نکلکیا تمام
لشکر مین اندھیرا چھا گیا اور ظلمات نے اُسی اندھیرے مین سرداران کوکب کو قتل کرنا شروع کیا
ان سب کی آنکھون مین تو اندھیرا چھایا ہے اور وہ ہر گھڑی گرتی ہے اور ایک ایک کو اُٹھا لے جاتی ہے
اور قتل کر ڈالتی ہے اب کوکب و برہمن سب دفع سحر کرتے ہین آفتاب چمکتا ہے مگر کچھ نہین ہوسکتا
اسی ہنگامہ مین پیکان و بادبان اور کئی بڑے بڑے سردار کوکب کے مارے گئے اُسوقت آسمان
سے نعرہ ہوا کہ منم گستاخ برادر مجلس آئینۂ جمشیدی ہاتھ مین لیے ہوا آتے ہی جو اُس تاریکی پر آئینہ کو چمکایا
وہ اندھیرا دفع ہونے لگا ظلمات نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر گستاخ پر آپڑی گستاخ نے وہی آئینہ سامنے اُسکے
کردیا کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بس گستاخ نے پنجہ مارا کہ ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے یہ معرکہ
افراسیاب نے جو دیکھا کہ ظلمات کو گستاخ نے قتل کیا بغیظ و غضب مین گستاخ پر جا پڑا گستاخ نے
آئینہ دکھلا دیا کہ افراسیاب کو حیرت ہوئی مگر کچھ اشارہ کیا کہ آئینہ پر غبار چھا گیا اور بیچ مین دو ٹکڑے ہوگئے اُدھر آئینہ سیاہ
ہوا بس افراسیاب کے گلے مین وہ سمرن ہے کہ جو سیا مین واسطے حصول انگشتری جمشیدی کے بنائی تھی اُسمین سے
دانہ نکالکر مارا کہ گستاخ کے سینہ کے پار ہوگیا مجلس تڑپ کر چلی تھی کہ ایک آندھی اُٹھی تمام زمانہ مین تاریکی ہوگئی

بعد لمحہ کے دیکھا کہ لشکر افراسیاب نہین ہے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے طرف سے آفاق چہاردست کے لکھا
ہے کہ اے کوکب منم آفات لے گئی سب کو اُٹھا کر ابھی مناسب نہ تھا جسوقت غصہ مین آؤنگی اور مقابلہ
کرونگی ایکدن مین اے کوکب تیری سلطنت کو تباہ کردونگی یہ پرچہ کوکب نے پڑھا اور ہنسکر چپ ہو رہا
اور صاحبقران نے بھائی کو خورشید تاج بخش کے لشکر جہانگیر مین بھجوا دیا اور اُس سے پوچھا
کہ مفصل بتا جہانگیر کسکا لڑکا ہے اُسنے آشکار کیا کہ ملک خورشید تاج بخش لڑکا ہے غرض بعد تکرار
بسیار اُسنے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا ہے اور جانباک تیز رفتار بیٹا عمرو بن اُمیہ کا ہے یا صاحبقران ملک
خوارید تاج بخش جو کہ موسن قلزم رست کے مقام پر آپ کو اپنے گھر لیگیا تھا مع عمرو بن اُمیہ
ضمری کے وہان ملکہ شمس پری اور اُسکی وزیرزادی دردانہ پری ان دونوں سے ایک کو آپ اور
ایک کو عمرو اپنے عقد مین لائے اور اُنسے یہ دونوں لڑکے پیدا ہوے اور وہ دونون شہزادی اور
وزیرزادی حاملہ ہوئین ایک روز بیرون دونیا پر صحرائے خاص مین آئین اور وہان انکو دردزہ ہوا
اور یہ لڑکے پیدا ہوئے اُسجگہ ملک خورشید تاج بخش بھی آیا اور دونون لڑکون کو دیکھا اچھے
معلوم ہوے پس فوراً ایک شیر ببر کی صورت بنا اور ڈپٹ کر اُن دونون عورتون پر دوڑا
وہ دونون عورتین فرط خوف سے لڑکون کو چھوڑکر بھاگ گئین یہ انکو اُٹھا لایا اور پرورش کیا اب یہ
بیٹا آپ کا ہے اور جانباک بیٹا عمرو کا ہے بس یہ سُنکے صاحبقران نے جہانگیر کو گلے سے لگایا
اور عمرو نے جانباک کو گلے سے لگایا کوکب کو لوح اور تیغۂ بلا کش دیدیا اور صاحبقران جہانگیر کو
اپنے ساتھ لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے لیکن حمران جادو نور الدہر کو گرفتار کرکے
لے گئی تھی وہ راستہ مین ملی اُسکو صاحبقران نے قتل کیا کیونکہ وہ طالب وصل نور الدہر سے
تھی اور یہ منظور نہ کرتے تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مخمور سرخ چشم معشوقہ نور الدہر یہان
آکر پہونچی اور حمران سے مقابلہ کیا حمران نے اُسکو بھی پکڑ لیا اور سامان قتل کیا اسوقت امیر
آکر پہونچے اور حمران کو قتل کرکے نور الدہر کو چھوڑایا اور اپنے ساتھ لیا اور مخمور کو کہ یہ نور الدہر پر عاشق
ہے جانب عمرو بن اُمیہ ضمری روانہ کیا مخمور بطور مخفی نور الدہر سے ملاقی ہوئی اور صحبت عیش
آراستہ کی باہم لطف شراب خواری رہا سنگریون کی قینچیان بندھ گئین گلابیان شراب کی سینون پر
آئین باہم لطف بوسہ و کنار رہا کہ بیت ایک کا ہاتھ ایک کی بالین ✤ ایک کے لب سے ایک کو تسکین ✤

غرض بعد عیش امیر نور الدہر کو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اسوقت جہانگیر نے کہا کہ میری معشوقہ
ملکہ ماہ دُر در گوش کوکب کے یہان ہے اُسکو بُلا دیجیے امیر نے مقتون سے کہا
کہ تو جا کر لے آ مخمور سرخ چشم کو اور ملکہ ماہ دُر در گوش کو مع اُسکی وزیر زادی کے اپنے ہمراہ لیکر
خدمت صاحبقران مین آئے جہانگیر کا عقد ملکہ ماہ دُر در گوش سے اور اُسکی وزیر زادی کا
عقد چابک سے کیا اب یہان محمود لشکر مین جو آئی تھی تو شاہزادہ نور الدہر سے کئی روز تک
صحبت آرائی رہی پھر رخصت ہو کر اپنے طلسم کو گئی اُدھر خواجہ عمرو اور ملکہ بہار کوکب سے
رخصت ہو کر مہرخ کے پاس آئے یہان عمرو بن اُمیہ ضمری پر افراسیاب جادو نے
ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو خود بخود افراسیاب کے پاس چلا گیا افراسیاب نے اُسکو ایک
گنبد فولادی سحر سے بنا کر اُسمین عمرو کو بند کر کے روانہ ہوا اور اُس گنبد کو اُڑا دیا یہ خبر ملکہ بران
شمشیر زن کو ہوئی وہ وہان سے بغیظ و غضب تمام چلی اور آ کر اُس گنبد کے اوپر گرتی اور
عمرو کو پنجہ مین دابکر لے اُڑی اور ایک پہاڑ کے درے مین جا کر بیٹھی یہ تو پہاڑ کے درے
مین بیٹھی تھی لیکن افراسیاب جادو کو خبر ہوئی یہ پھر وہان سے چلا اور آ کر سامنے بران کے پہونچا
اب بران کو اُسنے للکارا بران بھی ناریخ پکڑ کر اُسکے سامنے آئی اُسمین سحر کی لڑائی ہونے لگی افراسیاب
نے ناریخ مارا بران نے دستک دی وہ ناریخ اُلٹا پلٹ گیا اب بران نے ناریخ مارا افراسیاب
نے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریخ کٹ گیا پھر بران نے سحر کی کمند لگائی افراسیاب
نے دستک دی ایک پتلہ پیدا ہوا مقراض لیے ہوے کہ اُسنے وہ کمند سحر کی کاٹ ڈالی آخر افراسیاب
نے ایک سحر ایسا کیا کہ بران بیہوش ہو گئی عمرو نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن افراسیاب نے
ایسا سحر کیا کہ پاؤن اُسکے زمین نے پکڑ لیے افراسیاب نے پکڑ لیا اور سحر سے فولادی بنگلہ بنا کر
قید کیا بران شمشیر زن کو جو ہوش آیا یہ اپنے مقام سے اُڑی اور پھر آ کر اُس بنگلہ پر کہ جسمین
عمرو قید تھا گری اور بنگلہ کو توڑ کر عمرو کو پنجہ مین دابا اور پھر لیکر اُسی پہاڑ مین آئی کھانا کھاتی تھی اور
اُس کوہ کا مالک ظالم دل دو سر جادو تھا ایک غار مین رہا کرتا تھا وہان تمام زمانہ کی چیزین
مہیا تھین لیکن اُسکو طلسم کی بگاڑنے سے مسلمانون سے بیر تھا اُسکو خبر ہوئی کہ تمہارے
دہان کوہ مین ایک جادوگرنی زبردست آئی ہے ظالم دل دو سر جادو نے جنگل کو دیکھا کہ بران شمشیر زن

ایک مرد سے باتیں کر رہی تھی اُسکے خیال میں آیا کہ افراسیاب سے جو لڑائی ہوئی تھی یہ بھاگ کے
یہاں آئی ہے اور بُران شمشیر زن عمرو سے کہتی تھی کہ کوکب کے پاس چلیے وہاں آرام کچھ دن رہیے
پھر سمجھ لیا جائیگا ظالم دل دو سر جادو نے سحر سے دریافت کیا کہ بران کا یہاں سحر ہے یا نہیں ہے
معلوم ہوا کہ اُسنے کچھ سحر نہیں کیا ظالم دل کا تو وہاں سحر تھا ظالم دل دو سر جادو نے اب پھر سحر پڑھ کر
ماش کا دانہ مارا وہ در سے پہاڑ کے بند ہوئے سلیں درون میں مل گئیں بران شمشیر زن غافل بیٹھی
تھی اگر خبر بران کو ہوتی ظالم دل کا کیا مقدور تھا جو قید کرتا کوہ میں اندھیرا ہو گیا عمرو نے کہا الٰہی خیر کرنا
بران شمشیر زن قہقہہ مار کے ہنسی کہا کسنے تمکو قید کیا ہے از بس کہ بہت سا اندھیرا تھا بران شمشیر زن
نے چوٹی سے اختر مروارید نکال کر رکھا تمام روشنی ہو گئی اختر مروارید کا یون بیان ہے کہ سابق میں چار سو برس
پیشتر ایک میلہ پڑا تھا برج جمشیدی میں بران شمشیر زن کے جد و آبا نے نذر جمشید کو دی تھی تابوت
جمشید پہ یہ اختر مروارید لٹکا کرتا تھا اسکے جد و آبا نے جسوقت نذر دی تو یہ اختر مروارید جمشید نے بخشدیا تھا
اور ظالم دل دو سر جادو دریا سے شور پر آیا دستک دی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب
جادو بیٹھا ہے اسوقت نامہ لقا کا آیا ہے افراسیاب پڑھتا ہے لکھا ہے منم لقاے بے لقا راندہ درگاہ زرد
شاہ باختری ارے افراسیاب جادو جسطرح تو اپنے خداوند کو بھول گیا کوئی نہیں اسطرح بھول جاتا خدا
پرستوں نے حیران کیا ہے میرا باغ لوٹ لیگئے اب چہ میرا لیگیا اگر تجکو منظور ہو تو جادو گر کوئی زبردست مقرر
روانہ کر کہ وہ آکر خدا پرستوں کا کام تمام کرے اور اگر منظور نہیں ہے تو ویسا لکھ بھیج میں ہفت کوہ پر چلا جاؤں
اور پھر وہاں سے گلزار سلیمانی کو جاؤں افراسیاب نے یہ نامہ پڑھ کے باغبان قدرت سے کہا کہ ای
باغبان قدرت دیکھ کہ خدا پرستوں نے کیا سر اٹھایا ہے باغبان نے کہا کہ اب کسی زبردست
ساحر کو بھیجیے اور آگے تو جو ساحر جاتا تھا جالاک بن عمرو مار ڈالتا تھا اب وہ تو یہاں ہے وہاں اب
کون ہے جو مار ڈالیگا اے شہنشاہ سفاک روئین تن کی بیٹی بڑی زبردست اور بلا سے بے درمان
ہے اُسکو روانہ کرو کہ وہ جاتے ہی کام خدا پرستوں کا تمام کریگی افراسیاب نے کہا کہ تمنے یہ بات خوب
کہی یہ کہکر اُسنے ایک سحر کی دستک دی کہ یہ ظالمہ جادو آئی اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے کہا
اے ظالمہ تم جاؤ اور کام خدا پرستوں کا تمام کرو اُسنے تسلیم کی اور نذر دی اور پھر رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور
اپنے مقام پر آئی فوج بیشمار اپنے ہمراہ لی ساحر باز و لیط و قرقرے و ہنس آتشین و فیل آتشین پر سوار ہوئے

ملکہ ظالمہ جادو بھی ایک تخت پر سوار ہو کر اور فوج کو ہمراہ لے کے چلی اُڑنے سے اُنکے دہر کا منہ کالا ہو گیا
دم کا دھوان بلند چرخ چنبری مین وہ دھوان پیچیدہ تھا روے ہوا پر ساحر برقین ترسول ہاتھہ
مین لیے ہرہر کرتے جمشید کا دم بھرتے ناریل نارنج تیغ اُچھالتے ترسول اور بینسول اُنکے چمک سے
آفتاب کی چمکتے بار بار ساحر کہتے کالی کلکتہ والی تیری صدا جی کبھی بعض ساحر کہتے کہ جمشید و سامری کی
صدا جی جلنے سے اس لشکر کے زمین و زمان مین ایک زلزلہ آشکار تھا روے ہوا پر مثل سیل فنا کے
لشکر چلا جاتا تھا کہ ابیات

چلا لشکر ساحران بے شمار ۔ ہوا شور برپا مین پھر آشکار
دھوین سے رخ دہر کالا ہوا ۔ یقین تھا کہ خور بھی دھوان جائیگا

غرض بعد قطع منازل و طی مراحل
مرحلہ پیمائی کر کے لشکر لقاے بے لقا راندہ درگاہ آلہ مین یہ پہونچی ملک بختیارک شوم کافر سیاہ دین
نے آکر اسکا استقبال کیا اور لشکر کو اُسکے اُتروایا پھر بارگاہ مین آکر سامنے لقا کے پہونچی اور سجدہ کیا
تخت خداوندی کے گرد پھری نذر دی خلعت پایا پھر نکل زمین پر بیٹھی اور ملک بختیارک
نے حال پوچھا کہو صاحبقران سے اور خداوند سے کس وجہ سے لڑائی ہے بختیارک
شگفتہ ہو کر رنجیدہ آثار کے دھناک وصناک ناچنا شروع کیا اے ملکہ خداوند کی بیٹی نور چکیدہ
قدرت ملکہ گیتی افروز کو شہزادہ قاسم نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان نکال لیگئے خداوند کی تیری
بہن کو شہزادہ بدیع الزمان جو تمہارے طلسم مین قید ہین ملکہ جہان افروز کو وہ اپنی خدمت مین لا
کر لشکر لقاے نمک حرام کا روسیطان حرامزادے لڑ رہا تھا نطفہ حرام اُن باتون کا کیا مذکور ہے
بختیارک نے کہا اچھا تمہین برا لگتا ہو نہ کہینگے ملکہ نے پوچھا تو ہمنے بیان کیا مگر اپنے مقام پر
بیٹھا اور ملکہ ظالمہ جادو نے ایک دن تو آرام کیا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ شاہ
خاور شفقت فرمائے ملک مغرب ہوا اور ساحر شب نے اپنا قدم عالم مین رکھا نظم

کر کانس ماہ مثل حسن جانان ۔ نگاہ چشم سے دست و گریبان
کواکب مجتمع تھے سب فلک پر ۔ سیاہی دے رہی تھی لطف یکسر

سر شام ملکہ ظالمہ جادو ناکام کے حکم سے طبل جنگ پر چوب پڑی
ساحرون مین نفیر سحر بجی ہرکارے دوان خدمت امیر والا تمکین مین آئے اور زمین ادب کو
لب عبودیت سے بوسہ دے کر یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے کہ اشعار

برسے تیرا جو ابر کرامت زمین پر ۔ پیدا ہو جائے دانہ گوہر ہو ہر اکسال
چون نجوم نقفتہ آن مین ہو جائے مخمل

گرچہ فشار پنجہ سے آگاہ ہوں جبال
ہر پُر غرور کی رگِ گردن میں خوف سے
گاو زمین کے تن سے نہ لاگا ہو دوال

شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا
ہو جائے خشک خون رگِ تاک و ...

ہیبت سے آب ہو جگر زہرہ و ہلال
مارے اگر تو ٹھوکر کرے آسمان لال

ایک ساحرہ ملکہ ظالمہ جادو نام ناکام و بدانجام طلسم سے بہر امداد لقا آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجا کر آفت اُٹھائی ہے کل نکل کے معرکہ آرا ہے نبرد ہوگی آتش عناد و فساد دو بالا کریگی باقی خیر و عافیت ہے امیر نے یہ سُنکر جانب بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئی ہے کہ نظم

پڑھا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی
نقوش کلک قدرت کو ہی اندیشہ حیرانی

روز یکہ قضا باشد و روز یکہ قضا نیست
روز یکہ قضا نیست درو مرگ روا نیست

ابوالفتح اصفہانی بموجب حکم شاہنشاہ گرامی نقارخانہ سلیمانی میں آیا اور یہاں نقارچیوں نے نقاروں کو سینک کر درست کر رکھا تھا اُسنے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

ثنا ہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است

جہان را اگر دور آخر رسید
ز آواز او گوش گردون کر است

اب طبل جنگ بے درنگ اُس لشکر میں بجا دربار شاہنشاہ ذی وقار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر اور سردار اپنے اپنے مقام پر اُٹھکر آیا تیاری آلات حرب و ضرب دونوں لشکروں میں شروع ہوئی اُس طرف ساحرہ ہر دو بجانے لگے کڑاہیاں چڑھ گئیں بنگالی ساحر کانور و دیس کے رہنے والے جٹا دھاری جوگی جیال کی ایسی صورت دریا کے کنارے آکر تیاری کرنے لگے جوت کے دیئے جلائے اگیاری کی بوتلیں شراب کی اگیاری میں ڈالیں بھیروں کو بھینٹ چڑھائی بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آوازیں مین کی بلند ہوئی مرچیں سلگنے لگیں گوگل جلنے لگا اسطرح منتر پڑھتے تھے کہ منتر چل دوڑ دوڑ کالا کلوا کالی رات بھیروں ہنسے کالی آئے جیال جوگی نے بولی باڑی ایک پھول میں ہیر تھا چل ہیر کلیجہ بیری کا کھا میری بات رہے بھینٹ پا سے دشمن کا کلیجا کھانے پڑھو منتر دیوالی میں اسپر ہاجہ ساحروں میں تو یہ تیاری تھی اور اسطرف بہادران عرصہ شجاعت و تیغ بازان معرکہ جلادت ہتھیاروں کو صاف کر رہے تھے قصد مصاف کر رہے تھے نیزہ ایک پانوں سے استادہ تھے اس نیستان میں یہ شیران بیشہ شجاعت ڈکارتے تھے نعرہ مارتے تھے ایکطرف کمانیں چلا چلا

سے کہ دشمنون کو کوستی تھین اور دو ستون کو زرہ اور تحسین کرتی تھین زبان شمشیر اپنے تیزی دکھاتی تھی تیر و سنان و نیزہ و خنجر پر آبداری رکھی جاتی تھی غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب زمانہ آیا کہ نہیب شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی کہ ابیات

سحر نے جلوۂ نہان دکھایا
زمین نے نور کا سامان پایا
اٹھے لڑنے کو سب بستر سے سردار
سپاہ و فوج لشکر سب تھے تیار

صبحدم لشکر خیل خیل فیل فیل قشون قشون دستہ دستہ بیرق بیرق سنجق سنجق میدان کارزار کو روانہ ہوئے اور تمام سردار مسجد کے پاس مین پاس امیر والا تدبیر کے آئے صاحبقران ورد و وظائف سے فراغت حاصل کرکے درگاہ خدا مین دعا کر رہے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے اُس سے پوچھا کہ لشکر کا کیا حال ہے اُسنے کہا کہ یا امیر لشکر میدان مصاف مین پہونچ گیا کہ شعر

رسیدند این چند لشکر بمیدان ✤ ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان ✤ امیدوار قدوم میمنت لزوم حمزہ صاحبقران باقبال ہین امیر نے صندوق اسلحہ طلب کرکے موزے پہنے چار آئینہ سے جسم الانور آراستہ خود ہود علیہ السلام سر پر رکھا زرہ داؤد علیہ السلام کی زیب تن فرمائی نیمچہ سحرا بیل ہاتھ مین لیا تیغ صمصام و قمقام کو ڈاب مین حمائل کیا کمان حضرت صالح علیہ السلام کی دوش پہ لگائی ترکش تیرو نکا مثل دم طاؤس کے چتر تھا پھر باہر برآمد ہوئے دیوانہ بن قندس اشقر دیوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا کہ امیر نے آکر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر خانۂ زین کو مثل آفتاب کے منور اور روشن فرمایا صدا اے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی نقارون پر چوب پڑی علمون کو جادہ ملا سردارون نے مجرا کیا پھر بڑے حشم و خدم سے جلو خانۂ شہنشاہی مین صاحبقران مع سرداران آئے اور انتظار آمد شاہ مین اُس مقام پر ٹھہرے کہ یکایک سرخ پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا صدا اے بسم اللہ بلند ہوئی بادشاہ کجکلاہ تخت پر سوار برآمد ہوئے کہاریان پیاری پیاریان تمغے اور مہر کے لنگے گلون مین اور سرون پر لگی ہوئی محلیان کہ ابیات

ایسی بچھین اور ایسی گرما گرم
ایک ایک آئینہ شیشۂ دیدہ تھی
برق سیماب کو بھی آئے شرم
پردۂ ناموس کا دریدہ تھی
کہارون نے تخت شہنشاہی

کو ہیولا یا زنانہ سامان سب پھر گیا طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے ہوئے عود برکی اسپیر پھونکتے نکلے امیر نے مجرا گاہ پر جاکر بادشاہ کو مجرا کیا اور سب سردارون نے بھی بہر تسلیم

گردن جھکائی بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے اب سب تخت شہنشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوے خاص بردار علم بردار برچھی دار جلوس سامان بادبہاری آگے آگے روانہ ہوا ڈنکے پر چوب پڑی دمامے فتری اور فیلی بجنے لگے ہر طرف سے آواز نصر من اللہ وفتح قریب کی ملتبد ہوئی صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا گھوڑونکا شیہہ بھرنا شمعون کا جھلملانا نقیبونکا خوش آوازی سے منقبت خوانی کرنا عجب لطف دکھاتا تھا ابیات

برآمد ہوا لشکر بے شمار
وہ جتون مین اک ایک کی بانکپن
لڑائی کی اُفت دشت جھیلے ہوے
اُدھر لشکر کافر پر دغل
نہ تھے وہ علم بلکہ تھے نخل غم
ستمگار و بے مہر و پُر مکر و زور
جہنم کے کندے ہون پہ جیسے سب

مسلح مکمل تھے مردان کار
یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے
بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوے
نمایان ہوا ناگمان دل کادل
دماغون مین نخوت خوشامد طلب
ستم پیشہ و بدیقین بے شعور
آنے سے دونون لشکرون کے کرۂ ہوا کرۂ خاک تھا روے

وہ آلات جنگی کی تن پر سجین
عروس ظفر کے طلبگار تھے
اسیطرح وارد دشت صاف جو ہوئے لام
نشان روسیاہی کے کالے علم
جبین پُر شکن قہر کے بے ادب
مسبب کرے ایک ایسا سبب

آفتاب چھپ گیا تھا آئینہ سپہر گرد و غبار سے مکدر تھا کہ بیت ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد و آسمان گشت ہشت پہ بلچے کار نکل پڑے میدان کی جھاری اور جھنڈی کا ٹکرا زمین کے نشیب و فراز کو ہموار کیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر مذمت دنیاے فانی

زبان پر جاری کی اور پکارے کہ ابیات
جہون مت دیکھ دیکھ آرایش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
نہین دنیا مقام آسایش
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے

دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین افضال حق تعالی ہے

کاسہ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور بیت ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو بیاہ سے جاؤ عروس موت کو نعمر دو طلاق اِس زندگی کی سوت کو بلکہ اسے بہادران میدان شجاعت دیکھو نہ رستم ہے نہ اسفندیار ہے ابیات

نام رستم کا مشاد و آج ہے وہ معرکہ
مردونکا آسمان کے تلے نام رہگیا

کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھالکا
رستم رہا زمین پہ نہ سہراب رہگیا

یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوے صفین میمنہ و میسرہ قلب

دجلۂ ساقۂ ولیکنگاہ جو آراستہ ہوئین تھین اُنپر مثل صف مژگان سناٹا ہو گیا اور نقیب یہ کہکے کنارے ہوے اُسوقت ظالمہ جادو اپنے تخت کو بڑھا کر سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھہ باندھکر پکاری کہ خداوندا اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت زود برو و کار مسلمانان را تمام کن تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ظالمہ یہ اجازت پاکر مرکب اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آئی اور پکاری کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے شعر گران ہر گرا بار سر برتن ست ٭ حکیم علاجش بدست منست ٭ یہ نعرہ سُنکے امیر والا تدبیر سمجھے کہ یہ ساحرہ ہے جو کوئی جوان اسکے مقابلہ مین جائیگا جان اپنی گنوائیگا اِس سے یہ بہتر ہے کہ مین خود جاؤن اور اِسکو جہنم مین پہونچاؤن بس یہ سمجھکر اشقر دیوزاد کو پھیر کر خدمت والا نہمت بادشاہ ذیجاہ مین آکر اشقر سے کود ے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیجاہ اجازت میدان دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ یا امیر صاحبقران آپ نے کیون تکلیف کی کیا کوئی اور نتھا جو آپ نکلے امیر نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے بادشاہ نے فرمایا بہتر خدا کیا اور خلعت منگوا کر دیا دمامے فتحی اور فیل نوازش مین آئے سردار سب پاپیادہ ہوئے امیر نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا تاکہ عرصہ حریف پر تنگ کرے پھر سوار ہو کر سردارون کی پشت پر آستین مرحمت جبار کی دست شفقت پشت پر رکھا اور سردارون کو بسہل و آسانی رخصت کیا اور آپ جانب میدان رخ کیا اشقر طرارے بھرتا کلائیان شیر کی مارتا دُم سے چتور راکب کے سر پر کرتا ہوا چلا

نظم

وہ چہ مرکب کہ برق یا بادی
طرفہ دیوانہ یا پری زادی
زہے گوشش و زہے کاکل
سنبل و بیدو دستہ سنبل

تب سامنے اُس ساحرہ کے امیر جا کر پہونچے اُسنے اُنکے سینۂ بیکینہ پر ایک ناریل مارا لیکن بسبب اسم اعظم کے اُسنے اثر نہ کیا اُسوقت اُسنے سحر پڑھ کر دستک دی ایک سوار گوشۂ صحرا سے مسلح و مکمل پیدا ہو کر سامنے صاحبقران کے آیا اور سینۂ بے کینہ پر صاحبقران کے نیزہ اُسنے لگایا امیر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے امیر نے اسم اعظم جو پڑھا سوار آٹے کا پتلا ہو کر گر پڑا امیر بے اختیار ہنس پڑے اُس ساحرہ نے کہا کہ یا امیر بڑا غضب کیا تمنے کہ میرے سوار کو باطل کر دیا اور وہ ساحرہ سمجھی کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے اس سے کچھ

بس نہ چلے گا لیکن ایک مرتبہ ایسا اُسنے سحر پڑھا کہ ایک دریاے آتش جوش مارکر لشکر صاحبقران مین آیا امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا کہ وہ دریا بھی باطل ہوگیا اُسوقت وہ ساحرہ سخت ناچار ہوئی اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لشکر پڑاو پر آکر اُترا اور ساحرہ نے قصد کیا کہ اسم اعظم امیر کا بند کرون اس فکر مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھی لیکن ابوالفتح اصفہانی ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر نامہ ہاتھ مین لیکر جسپر مہر افراسیاب کی تھی ساحرہ کے خیمہ مین آیا وہ اکیلی اپنے خیمہ مین نہا کے ایک تھالی سامنے رکھی ہوئی تھی اُسمین سامان پوجا کرنے کا دھوپ اور دیپ چندن رکھا ہوا بیٹھی تھی کہ ابوالفتح نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا مین افراسیاب پاس سے آیا ہون یہ کہکر وہ نامہ اُسکو دیا لفافہ پر اُسنے مہر افراسیاب کی دیکھی کھڑی ہوکر نامہ کی تعظیم کی پھر اُسکے لفافہ کو چاک کیا اور خط کا کونہ پکڑ کے اندر سے اُسکو کھینچا لفافہ مین اُسکے بیہوشی بھری تھی اُسنے اُسکو جو کھینچا لُقہ بیہوشی کا اُسکے اندر سے اُڑا کہ وہ بیہوشی اوسکی ناک مین گئی کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی ابوالفتح نے جلد خنجر کھینچکر گردن اسکی کاٹ ڈالی شور دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مارا نام من ظالمۂ جادو بود کُل تین سو برس کی عمر تھی مگر باغ جوانی سے کوئی پھول عیش کا مین نے نچنا تھا ابوالفتح کود پھاند کر وہان سے بھاگ گیا اور ملازم اُس ساحرہ کے جو باہر خیمہ کے تھے وہ یہ آوازین سُنکر دوڑے اندر آکر جو دیکھا تو ظالمہ جادو کو مرا ہوا پایا روتے پیٹتے سامنے لقا کے گئے اور حال کہا کسی نے ہماری ملکہ مار ڈالا لقا کو بھی بہت رنج ہوا اور اُس گبر نے کہا کہ مین روز نوروز اسکو زندہ کردونگا وہ ساحر ناچار خاموش ہو رہے بلکہ نالان و گریان لاش اُس ساحرہ کی اُٹھا کر جانب طلسم گئے اور امیر کے یہان نقارے خوشی کے بجے ابوالفتح کو خلعت ملا لیکن شمۂ حال خجستہ مقال بران تمشیر زن سُنیے یہ جو مقابلۂ افراسیاب سے نکل گئی تھی تو اپنے قلعۂ ہفت رنگ مین جاکر پہونچی اور اپنے پدر با توقیر کو کیفیت روشن ضمیر سے جانب کوہ رخشان جانے کی اجازت اُسنے حاصل کی اور کمر ہمت مضبوط باندھکر اُسی طرف چلی اب یہ مسافر صحرا ے بلا قدم اُٹھائے ہوئے چلی جاتی تھی اور ازبسکہ پروردۂ مہد ناز و نعم تھی اِسوجہ سے پسینے پسینے ہوئی جاتی تھی ہانپتی تھی اور بسبب اسکے کہ کوہ رخشان کے اوپر جانا اُسکو منظور ہے اس وجہ سے سحر نکرتی تھی کہ ایسے

مقام پر سحر کرنے سے ایسا نہو کہ کوئی آفت آئے غرض ایک بیابان تیرہ و تار آتشناک مین اُسکا
گذر ہوا کہ جنگل دھوپ سے تپ رہا تھا دشت کرہ آہنگران تھا کٹ بھوڑے کی آواز صحرا کا سناٹا
ہر بگولہ دیو آتشین نظر آتا تھا ریت کے شعلے اور سنگریزے گلے یا لو کے دریا بہتے جب ہوا چلتی
خاک اُڑ کر ادھر سے اُدھر ہو جاتی مچھلیان پانی مین جوش کھاتین یہ دنیا سراسیمہ ہر دھوپ کی جگہ ہر
سطح اُس جنگل مین سراسیمہ تھی یہ نقشہ اُس صحرا کا تھا **ابیات** دھرتی تھی ہوا قدم نہ وان پر
ہر ذرہ تھا آفتاب محشر گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا اک شعلۂ آتش سقر تھا
ہوائے گرم کی عنایت کا جھونکا جھونک کے زبان خار تحت کرنے پر طیار حلق مین پیاس سے
کانٹے پڑے جاتے تھے ذرے اُڑ اُڑ کر بدن پر پڑتے تو جسم کو جلاتے تھے مسافر وہم و خیال بھی
وہان جاتے ہوئے ڈرتا تھا جا بجا درخت لنڈ منڈ تو فصل خزان سے نوک کی لیتے پتے کھڑکھڑاتے
ملکہ بُران شمشیر زن حیران و پریشان مر مر کے بدقت تمام اُٹھاتی تھی پسینہ مین نہائی ہوئی چلی
جاتی تھی کہ یکایک اژدر دہان منہ کھولے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا بران شمشیر زن نے
چاہا کہ راہ کترا کے بزور سحر پرواز کر جاؤن لیکن اُس اژدہے کا رعب غالب ہوا کہ سحر یاد
نہ آیا اور اُس اژدہے نے دو تین قلاب آتشین چھوڑے اور دم کھینچکر اُسکو نگل گیا اُس اژدر
کے پیٹ مین کہ خدا کی مار اُس موذی پر غلطان و پیچان پیچان و غلطان جو چلی بیہوش ہو گئی اب جو
آنکھ کھلی تو اپنے تئین بیچ دریا مین غوطے کھاتے دیکھا کچھ ڈھب ڈبلنے کا ڈھب یاد تھا مالک
بر و بحر کو یاد کر کے شناوری کرتی ہوئی بدقت تمام یہ ماہی قلزم خوبی و گوہر بحر محبوبی کنارے پر آئی سجدہ
شکر خدا کیا کہ بڑا پار لگا کچھ دیر وہان ٹھہر کر اب جو آگے چلی تو اُسنے دیکھا کہ وہ دریا یکایک خشک ہو گیا
اور پھر وہ مقام بھی نظر سے غائب ہو گیا یہ وہان سے متعجب و متحیر آگے کو قدم زن ہوئی اب جو
دیکھا تو ایک دیو مقام بلند پر بیٹھا ہوا پایا کہ اُسکا نقشہ تھا **بیت** دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے
دو نتھنے رہ عدم کے ناکے اُس پریزاد نے اُسکو جھک کر سلام کیا مگر وہ دیو اُسکو دیکھکر قہقہہ مار کر
ہنسا اور کھڑا ہو گیا پھر قریب اُسکے آکر ٹانگ اُسکی پکڑ کے گھما کر جو پھینکا تو یہ بیہوش ہو گئی مگر
اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک طرف ایک دریا اور ایک طرف باغ ہے اور مین اُسکے بیچ مین
کھڑی ہون لیکن حیران تھی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے حیرت افزا ہے اور اُس دریا کو جو دیکھا

تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک موج اسکی تا بہ کوہ جاتی تھی نہنگ و گھڑیال کنارے اسکے منھ نکالے بیٹھے تھے سوس اسمین اچھل رہے تھے نظم

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار | جسکا ہر قطرہ موج تھا تہ دھار
کدورت آب جب نہ تب دیکھا | ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا

بلکہ بیت سہمگین آبی کہ مرغابی درو ایمن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + اب بران تمشیر زن اس باغ مین آئی تو اسکو گل و سنبل سے ہرا بھرا دیکھا بلبل شیدا کی شاخ گل پر زمزمہ سرائی تھی قمریون نے کوکو کی اور فاختہ نے حق سرہ کی دھوم مچائی مصور بہار نے تصویرین زنگار رنگ گلون کے ورق پر کھینچی تھین اور منشی بہار قدرت نے فقرہ رنگین اور مصرع سرو کے صفحہ گلشن پر لکھے تھے نہرین سلسبیل و تسنیم آسا جاری چمن مین وزان تھی باد بہاری گل ہنستے غنچہ مسکراتے طائران خوش الحان بصد شیرین زبانی ترنم سرائی کرتے کٹوری گلون کے شراب طراوت سے معمور ایکطرف چشم نرگس شہلا مخمور عروس چمن پر جوبن پھولون سے بھرا ہوا گلشن مسدس

چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار سبزہ خط رخ غلمان تھا طوطی اشجار	چہچہے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار خضر کے دل کو لبھاتے گئین موج انہار
شور گل بانگ ہوا صاف صدائے قلقل	دل بلبل پہ ادھر شور نمک خندہ گل

ملکہ بران تمشیر زن اس باغ مین چمنستان کی گلگشت کر رہی ہر کہ یکایک تمام پھول اس باغ کے کھلکھلا کر ہنسے اسطرح کہ جیسے کوئی معشوق قہقہہ لگائے پھر وہ سب گل ٹوٹ کر از خود زمین پر گرے اور لوٹ کر پریزادان زرین پوش غرق دریائے جواہر بنکر تیار ہوئے کہ انکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ عارض کی ضیا روکش عارض خورشید دل عاشقان کی امید کی چاہ غبغب مین حلقہ یوسف دل ڈوبے ہوے چاہ محبت مین انکھین کی انسان پانی بھرین جنت کے سبب سے رتبہ مین زیادہ سیب ذقن انکا شعلہ طور انکی پیشانی جسکے دیکھنے سے حضرت موسیٰ کو حیرانی غنچہ باغ جنان انکا دہان لعل لب پر انکے لعل بدخشان قربان گوہر دندان کی چمک بجلی کو شرماتی تھی جب وہ ہنسین تو بجلی چمک جائے خال ہندو انکا رہزن دین و ایمان جسکے دیکھنے سے کافر ہون مسلمان مسدس

چھاتیاں ابھری ہوئین اور وہ جوانی کی بہار ایسے پستان ہون ترنج شجر قامت یار	جسے سب دیکھیے ہو نامحرمون کی جان نثار کھٹے ہو جاین جسے دیکھ کے حب انار

وہ شکل آئینۂ قدرت یزدانی ہے — سیمگون چھوٹی سی اک تختی نورانی ہے

بس وہ پریزادین قہقہہ مار کر ہنسین اور ملکہ بران شمشیر زن کے گلے سے آکر لپٹ گئیں بران انکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی اب جو اسکی آنکھ کھلی تو ایک دامن کوہ مین اسنے اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ قلۂ کوہ سے دامن کوہ تک نرگستان اور کوٹیالہ رنگ لالہ کھلا ہے پہاڑ سے جھرنا جھر رہا ہے بران شمشیر زن گھاٹیان طی کر کے قلۂ کوہ پر جا پہونچی یہان دیکھا چشمے پانی سے لبریز ہین ڈبرے موج خیز ہین نہرین انکی مثل رفتار معشوق یا مثل زلف جانان لہرا رہی ہین دل کو طمانیت بخشتی ہین اور بہار دکھا رہی ہین اور ایک طرف ایک قصر عظیم الشان تعمیر ہے جو سراسر سپہر کی تصویر ہے گردآوری پر اسکے قصر چرخ تصدق ہے دیوار و در نہایت مصفا استر کاری اسپر کی ہوئی شکار گاہین بادشاہی اسپر بنی ہوئین حیران عقل ہے اسکو دیکھکر حیران کار نہایت بلند اسکے در و دیوار بیت زہے صفای عمارت کہ در تماشائش + بنگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار + ملکہ بران شمشیر زن اندر اس قصر کے آئی دیکھا صحن مکان مین رنگین کھمبے کھڑے ہین سوت کے رسون کا جھولا پڑا ہے پٹڑہ رنگین جس مین گھنگرو لگے ہین اور دس پریزادین اسپر بیٹھی جھولتی ہین محبت کے پینگ بڑھ رہے ہین ہر بار انکا یہ ارادہ ہے کہ آسمان کو چھولین اور اس جھولے پر بیٹھی ہوئی ملار گا رہی ہین تانین لگا رہی ہین ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھکر سب کی سب بولین کہ آؤ آؤ ای بہن آؤ تم بھی جھولا جھولو بران شمشیر زن اسلیے کمسن ہے اور بھولی نادان ہے انکے کہنے مین آگئی اور جا کر جھولے پر بیٹھی بیٹھنا تھا جھولے پر کہ یکایک ایک آواز عجیب آئی جسکے سننے سے کلیجہ دہل گیا اور بران شمشیر زن بیہوش ہوگئی اب جو دیکھا تو اپنے تئین ایک کوئین مین پایا کہ مین غلطان و پیچان چلی جاتی ہون جب تہ پر پانون لگے وہان ایک دروازہ دیکھا کہ لگا ہوا ہے جب اسکو کھولا تو ایک میدان وسیع اور صحرائے فراخ مین اپنے تئین پایا کہ جہان ہزار ہا دیو پھر رہے تھے اور ایک طرف کو ایک دریائے آتشین موج مار رہا تھا گویا وہ مقام کرۂ نار یا طبقۂ جہنم تھا شعلہ سر بفلک کشیدہ ہوتا تھا بڑے بڑے اژدہے دہک رہے تھے وہ تمازت بنا عذاب الٰہی ان دیون نے پکڑ کر بران شمشیر زن کو اس دریائے آتش مین ڈالدیا یہ پکاری کہ ارے مین جلی یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئی اب اپنے تئین ایک گنبد تاریک مین بند پایا یہ شمع رخسار وہان سر ٹکرانے لگی دم اسکا اس اندھیرے مین الجھا مگر چارہ ہی کیا تھا چند لمحے کے دیکھا کہ اس گنبد مین روشنی ہوئی اور ایک دبیر شگفتہ ضمیر تشریف لائے اور

فرمایا کہ اے بُحران دختر کوکب تو کبھی تمام عمر اگر عمرو کی طرف دار ہوتی تو اس گنبد سے رہائی پاتی لیکن حکم خدا ہوا ہے کہ جا کر بحران کو کوہ رخشان پر پہونچا دو بس تو اپنی آنکھین بند کرے تو مین تجکو پہونچا دون تو تمام عمر اگر چلتی جب بھی وہان نہ پہونچتی اور نہ اس صحرا مین سحر یاد آتا ہے اب یہ اگر اپنے بازو پر باندھو تاکہ ادھر سے جو پھریگی تو سحر تجھے یاد رہیگا اڑتی ہوئی باآسانی تمام اپنے شہر مین پہونچ جائے گی بحران نے وہ اگر لیکر اپنے بازو پر باندھا اور آنکھون کو بند کیا بعد تھوڑی دیر کے اس پیر مرد نے آواز دی کہ آنکھون کو کھول دو اب جو اسنے آنکھون کو کھولا تو دیکھا کہ عجب طرح کا ایک پہاڑ ہے جس پر روح فرہاد بھی نثار ہے ہر شجر وہان کا رشک قامت یار ہے ہوا اسطرح سے سرد چل رہی ہے باد صبا چل رہی ہے سبزہ لہلہاتا ہے اپنا جوبن دکھاتا ہے گلہاے خودرو اور سبزہ زنگاری سے فرش مخمل سبز بوٹے دار کا بچھا ہے طاوسان زرین بال اُسپر رقص کرتے ہین درخت گل و بار سے لدے ہین سبزہ نوخیز کی بہار خضر کے دل کو لبھاتی ہے درختون پر بلبل خوش الحان چہچہاتے گل کے سہاگ گاتے عروس چمن پر جوبن کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچے دہان معشوق کی کیفیت دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلکھلاتے نرگس مست کی بہار آنکھون مین کھبی جاتی ہوا وہان کی ہواے دل بڑھاتی درخت مثل حلہ پوشان جنان سب سبز پوش تھے آپس مین مثل معشوق و عاشق کے ہم آغوش تھے دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا خیمہ ابر رحمت کا استادہ تھا بہار کا ہے کو تھی بہت سے بے نظیر باغ پھلا پھولا لگا تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ

ابیات

ہواے بہارین سے گل لہلہے
روش پر جواہر کا جیسے سنگ
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سما شب کو داؤدیون کا کہین
کہین زرد نسرین کہین نسترن

چمن سارے شاداب اور دوڑ ہے
روش کی صفائی یہ بے اختیار
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کھڑے شاخ شبو کے ہر جا لستان
جدا اپنے موسم مین سب کی بہار
عجب چاندنی مین گلون کی بہار
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
گل اشرفی نے کیا زر نثار
چنبیلی کہین اور کہین موتیا
بدن بان کی اور ہی آن بان
کہین جعفری اور گیندا کہین
ہر اک گل سفیدی سے مہتاب وار
پڑے آبجو ہر طرف کو بہے

کرین قمریان سرو پر چہچہے ۔ گلون کا لب نہر پر جھومنا ۔ اسی اپنے عالم مین منہ چومنا
وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر ۔ لگے کا سا عالم گلستان پر ۔ خرامان صبا صحن مین چارسو
دماغون مین دیتی ہر اک گل کی بو ۔ لگڑے نہر پر قاز اور قرقرے ۔ لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ملکہ بران شمشیر زن نے جو یہ بہار دیکھی وجد کر گئی اور ایک نہر کے کنارے پر جھک کر اُسنے ہاتھ منہ دھویا اور پھر آگے بڑھی تو اُسنے دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا سراسر نور کا بنا ہی اور گرد اُسکے سیاہی مثل شب دیجور چھائی ہوئی ہی اور اُس سیاہی مین سات ستارے اور ایک مہتاب نکلا ہوا ہے اور وہ ستارے اُس گنبد کے گرد گردش کرتے ہین اور اُس مہتاب سے چاندنی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہی اور بہت سی پریزادین اُس گنبد پر مور چھل جھل رہی ہین اور طاؤسان زرین بال اُس گنبد پر بیٹھے ہوئے یا جمشید یا سامری پکار رہے ہین اور ہزارہا گھنٹے اور گھڑیال وہان ٹنگے ہین ناقوس لیے ہوئے کچھ ساحر کہ جنکے چہرے آہوؤن کے اور شیرون کے ایسے ہین بجا رہے ہین جب بران شمشیر زن وہان پہنچی اُن ساحرون نے جو کہ پجاری سامری جمشید کے تھے ناقوس کو بجایا اور ہزارون گھنٹے اور گھڑیال بجنے لگے جے جے کا سامری کے غل برپا ہوا ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا ۔ سراسر اُسے کیسے تھا نور کا ۔ کرون اُسکی رفعت کا مین کیا بیان
تھے دیوار و در اُسکے آئینہ سان ۔ تھے بلور کے اُسکے دیوار و در ۔ صفائی پر اُسکی پھسلتی نظر
دھری تھی اُسمین تصویر جمشید کی ۔ جو برلاتی ساحر کی اُمید تھی ۔ ستارے تھے گو اُسکے گردش کنان
تھی مہتاب کی روشنی وان عیان ۔ تھے اُس جا پہ جو ساحر نامدار ۔ نشان اُنسے تھا کفر کا آشکار

ملکہ بران شمشیر زن نے اُس گنبد کے دروازے پر سجدہ کیا اور بعد سجدہ کرنیکے وہان ہٹ کر سامنے اُسی گنبد کے زمین کو لیپا اور اگیاری کر کے پھول ملیے اور پوجا کرنا شروع کیا یہان تک کہ وہ زمانہ آیا کہ ساحر فلک گنبد مغرب مین پوجا کرنے گیا اور ساحرہ شب نے مہتاب کا ٹیکا اپنے سر دیا کہ [illegible]

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر ۔ زمین پر چاندنی چھٹکی برابر ۔ شب مہتاب رشک روز روشن
ستارون سے دوبالا اُسکا جوبن ۔ ہوا عالم ضیا سے اُسکی پرنور ۔ ہوئے سب شہر جنگل کوہ معمور

ملکہ بران شمشیر زن نے اب پرستش سامری کی دل لگا کے نہایت عجز و انکسار سے کرنا شروع کی اب ہر طرف سے شکلین مہیب دکھائی دینے لگین اور آوازین مہیب آتی تھین بیسکین

بنا تھا جال اُسمین رشک گلزار
بچھا تھا فرش قالین اُسمین گلنار
عیان تھی اُس سے جو شان خدائی
ہوے تھے صنعت تازہ سے تیار

منقش اُسمین شکلین ہر طرح کی
سراسر بیل بوٹون سے وہ گلزار
بنے تھے دو ستون پر بیٹھے دو
میانہ ہر طرف تھی سیر گلزار

بہر صورت وہان صورت فرح کی
بنے نقش و نگار اُسپر طلائی
نہ ہوئے تھے قصر باغ خلد اُن کو
ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا

ایک طرف کونے مین کسی قدر خاک ڈھیر ہی بس اُسنے اُس خاک مین سے تھوڑی سی خاک لی اور جس تخت پر کہ تصویر رکھی ہوئی تھی اُس تخت کے گرد پھر کے سامنے سے آکر تصویر کو سجدہ کیا اُس تصویر نے بصد لطف اور مرحمت فرمایا کہ ای دختر کوکب جا تجھ پہ ہماری رحمت کا سایہ ہی اُسنے پھر سجدہ کیا اور وہان سے شادان اور فرحان پھری لیکن اُس تصویر کی خدمت مین عرض کی کہ یا خداوند بخشیدہ جب مین یہان آئی تھی تو بڑی مصیبت اُٹھا کے آئی تھی امیدوار ہون کہ اب مجکو میرے ملک مین پہونچا دیجیے اُسوقت اُس تصویر نے کہا کہ تو یہان سے باہر اُس گنبد کے جا قریب گنبد ایک چشمۂ قدرت بہ رہا ہی اُسمین کود پڑنا اور یہ کہنا کہ مین اپنے ملک کو پہنچ جاؤن غوطہ مارنا تو اپنے قلعۂ ہفت رنگ مین پہونچ جائیگی ملکہ بران شمشیر زن خوشی خوشی وہان سے نکل کر اُس چشمہ پہ آئی اور کود کر یہی نیت کی کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن اور غوطہ مارا تھوڑی دیر تک تو غلطان و پیچان پیچان و غلطان تہ کیطرف چلی پھر جو اُسنے آنکھ کھولی تو قلعۂ ہفت رنگ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر درگاہ خدا مین بجا لائی پھر اپنے باپ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی اُسنے کہا کچھ دن آرام کر کے واسطے توڑنے پل پریزادان و دریاے خون روان خشک کرنیکو جانا اب تم کامل اور راکل سحر مین ہو گئین اور ایسا سحر مین بھی نہین جانتا ہون کہ جیسا تم کو آتا ہی ملکہ بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مصروف ہوئی اور فوج کوکب تو پہلے ہی سے طلسم ہوشربا مین داخل ہی اب یہ سامان کر کے جب جائے گی تو لڑائی ہوگی اِسکو تو اِس حال مین چھوڑیے مگر اب تھوڑا سا حال ندرت استمال لشکر اسلام اور وہان کے شہزادگان عالیشان کا سُنیے ؎ بیت چنین گفت دانندۂ داستان ٭ بہ شیرین بیانی و لطف بیان ہا کہ لشکر اسلام مین ایک روز شہزادہ قاسم نامور نے قصد کیا کہ جانب صحرا برائے صید افگنی روانہ ہون پس اُسیوقت اُس شیر بیشۂ شجاعت و پلنگ بادیۂ جرأت نے اپنے سرداران ذی احتشام کو حکم دیا کہ سامان شکار درست ہو اور تم سب سردار بھی تیار ہوکر

چلو ہم جب ارشاد قضا بنیاد شہزادہ دلاور اسباب شکار تیار ہونے لگا یعنے جب وقت مرغ زرین مہر کو عقاب شب نے شکار کیا اور دام کہکشان کا عرصۂ فلک مین گستردہ نظر آیا کہ **شعر** ہوے جب کہ تارے فلک پر عیان ٭ اڑا چرخ سے مرغ خور ناگہان ٭ بان دار باز تیز پرواز لیکر حاضر ہوئے چیتے جو دشمنون کا برا چیتتے تا نگون پر بیٹھے ہوے صحرا کو اسی شب روانہ ہوئے پلٹنین اور رسالے کمر باندھکر تیار ہوے خیمہ و خرگاہ لدگیا غرض یہ حال تھا کہ **ابیات**

دیا حکم کارندون کو ایک بار
کسی طرح کا جانور رہ نہ جائے
رقم یون کرون حال اس وقت کا
ہرن کیا کہ شیرون کو کرین شکار
کسی سمت چرے کہین بحر یان
کہ ہو طائر روح جنکا شکار

کہ ہے شاہزادے کا عزم شکار
غرض جبکہ یہ حکم اُسکا ہوا
کہ سارا مرقع ہو صورت نما
وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب
پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان

سب اسباب صید افگنی در بر آئی
تو سامان سارا مہیا ہوا
سیہ گوش چیتے وہ تھے آشکار
ہول شیر ہو جنگلی دہشت سے آب
لیے باز ہاتھون پہ وہ باز دار

جب طاؤس نور آفتاب آشیانۂ مشرق سے پرواز کرکے صحرا فلک مین آیا اور زاغ شب کو باز تیز پرواز مہر نے شکار کیا کہ **بیت** چو خورشید بر روے سر زیر چیرہ شد سپہر اندر آورد شب را بزیر پئے صبحدم شہزادہ سوار ہوا کہ **ابیات**

غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا
تو تھے گرد امیران عالی وقار
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے
نگاہون سے گذرا چمن کا چمن
وہ نقارہ ہاتھی پہ اُن سب کے بعد
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور
پکارا مہین ٹھہرین سب ایک بار
بڑھا ماہ پیکر کچھ آگے ذرا
کیے صید سب قسم کے جانور
بچا تیغ سے تو گرا تیر سے

ہوا اسپ تازی پہ جلوہ نما
منوّق ہر اک سانڈنی پیش پیش
لیے خاصیان خاص بردار تھے
بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
کرے ابر مین جیسے آواز رعد
نقیبون کی یہ بات زیب ہان
اُڑا جاتا ہے مفت میرا شکار
پرندون کا جب کرچکا وہ شکار
نہ چیتا بچا ایک بھی شیر نر
نہ بارہ سنگا بچا اور نہ چیتا بچا

چلا چھیڑ کر جبکہ وہ راہوار
کہ الف سے تھا شمار آنکا بیش
کہ تھین وردیان مختلف زیب تن
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
یہ سنتے ہی لشکر اسی جا رکا
پرندون پہ جولان کیا راہوار
کیے شیر جو رنگ شمشیر سے
کوئی جانور بھی نہ جیتا بچا

مین صید افگنی مین نظر شہزادہ کی ایک آہوے طرار و خوبصورت پر جا پڑی شہزادہ نے اُسکا شکار
کرنا چاہا وہ آہو سنبھلکر چوکڑیان بھرنے لگا شہزادہ نے بھی اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا پیچھے شہزادہ
کے سب سردار چلے لیکن یہ اس زور مین عقب آہو جاتا تھا کہ سردار پیچھے رہگئے اور شہزادہ بگٹٹ
گھوڑا اُڑاے بہت دور نکل آیا آخر ایک مقام پر جوڑ کر تیر جو مارا تو وہ آہو تیر کھا کر گر گیا شہزادہ نے
اُترکے مرکب پر سے اُسکو بہ تکبیر پہونچایا اب جو دیکھا تو خود بھی عرق عرق گھوڑا بھی پسینے مین غرق تھا یہ ٹھہر
کر دم اپنا راست کرنے لگا ناگاہ ایک پاڑھے کو دیکھا کہ تھا ہوا آتا ہے شہزادہ نے اُسپر بھی ناوک
دلدوز لگایا کہ وہ بھی گرا شہزادہ نے اُسکو بھی ذبح کیا لیکن کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ کڑاکے کی سم مرکب
کے صدا بلند ہوئی اب جو دیکھا تو ایک شبدیز صبا رفتار و خوش رنگ پر ایک نقابدار عالیمقدار کو سوار
پایا کہ تیر کمان مین جوڑا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہے جب وہ نقابدار قریب شہزادہ والا تبار پہونچا
اور اُسنے اپنے شکار کو جو صید کیا ہوا غیر کے ہاتھ سے پایا بس بغیظ و غضب تمام نعرہ زن ہوا کہ اے
اجل رسیدہ آفت تو نے یہ بیباکی کہ میرے شکار کو تو نے مارا اسکے عوض مین تجکو مین شکار کرونگا شہزادہ
نے دیکھا کہ ہر چند نقاب اُسکے چہرے پر پڑی ہے مگر وہ نقاب مانع حسن و جمال نہین ہے چھوٹ اُسکے حسن
کی پڑ رہی ہے شہزادہ نے اُسکے عتاب آمیز کلام کا بنرمی تمام جواب دیا کہ اے ماہ فلک خوبی و اے
آفتاب سپہر برتری یہ صید بھی حاضر ہے اور میرا شکار بھی کیا ہوا موجود ہے آپ لے لیجیے اور علاوہ اِسکے
مین عذر بھی کرتا ہون کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا شکار کیا ہوا ہے اور تیر خوردہ ہے آپ معاف فرمایئے اُسنے
کہا کہ کیا مین گوشت کا بھوکا ہون جاؤ ان دونون شکارون کو لے لو مین بغیر تیرے صید کیے نہ رہونگا
یہ کہکر نیزہ شہزادہ پر اُٹھایا شہزادہ بھی جست کرکے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ کی سنان کو سنان نیزہ پر
اپنے لگتا نیزہ وری کے ہنر آشکار ہوے مگر ایک مقام پر شہزادہ نے گانٹھ کر گلوگاہ کو مرکب
جو نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا نقابدار غصہ مین آکر تلوار کھینچکر آپڑا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا شہزادہ نے جب تیغ قریب آیا جھٹکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس اُسنے بند دست پر ہاتھ
ڈال دیا اور جھٹکا دیکر تیغ چھین لیا اور توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر زور جو کیا تا زین سے
اُسکو اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیا اول چرخ مین پاؤن سے موزہ کمر سے خنجر نکل گیا اور دوسرے
چرخ مین بند نقاب ٹوٹے اور ہوا سے نقاب چہرے پر سے اُڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ شعر

اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب ہے گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب یہ ایک نازنین مہ پارہ آفتاب آسمان حسن گوہر دریاے جمال کو دیکھا کہ شہزادہ غرق دریاے محویت و بیخودی ہوا اور مثل آئینہ آفتاب حیران رہا شکار کو آیا تھا خود اسکی کمان ابرو اور تیر مژگان کا بسمل ہوا خنجر ابرو نے دل کو گھائل کیا زلف نے اسکی اندھیر برپا کیا جہان روشن تیرہ و تار نظر آیا پیشانی سے قسمت کا لکھا آگے آیا ابرون نے سجدہ اپنی محراب مین کرایا آنکھین ایسی سحر کار تھین کہ سامری سے شاگرد نہال تھے وہ کرشمے انکو یاد تھے کہ کبھی نرگس شہلا بنین اور کبھی ہرن جادو گری کے یاد انکو تھے آئینہ رخسار نے مہر و ماہ کو حیران بنایا تھا ماہ نو کا ہیدہ تھا اور آفتاب اس رشک سے اپنی آتش مین آپ جلتا تھا دہن وہ جام سرخ کہ جو آب در سے بھرا تھا سینہ پر چھاتیان وہ گول گول کہ جس سے گھٹ جائے ہیرے کا مول واقعی وہ ماہ تمثال ایسی تھی کہ نظم

کیا آنکھین ملک جو اس نے خیال ۔ شب تار عشاق تھے سر کے بال ۔ ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین
کہ جیسے ستارے شب تار مین ۔ نہ تھے سر کے بالون پہ لولو عیان ۔ کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
ولے پیچ مین لائے جان جہان ۔ دل روشن عاشقان جہان ۔ کمند اسکی گیسو تھے یا جال تھے
کہ قیدی دل فارغ البال تھے ۔ عجب اسکی چتون تھی عالم فریب ۔ دلون کو جو دیتے تھے عالم فریب
جدھر پڑگئی نور آگین نظر ۔ تو فی الفور بجلی گری جان پر ۔ ہنسی مین نمایان جو دندان ہوے
تو بتیس تارے درخشان ہوے ۔ نظارہ اس ابروے خمدار کا ۔ بلاشبہ لکھا تھا تلوار کا
ہزارون اس ابرو کی تلوار سے ۔ شہ لافتی کی مدد سے بچے ۔ وہ پیشانی صاف تختی نور کی
کہ زہرہ سہیل اسکے دو مشتری ۔ وہ دلچسپ گیسو کے دو جال تھے ۔ اسیر اسکے دو فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ بتا ۔ وہ عنبر شکن تھے وہ نافہ کشا ۔ نہ کچھ مشک کا رتبہ نہار تھا
کہ تاتار گیسو کا ہر تار تھا ۔ وہ رخسار سرخ اسکے تھے بیمثال ۔ کہ گل زرد ہوا اسنے ملکہ کمال
وہ لب اسکے دونون تھے قند و شکر ۔ جھپتے تھے باتون مین یکدگر ۔ نزاکت کو موے میان باندھ لائے
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کھو جائے ۔ جو حسن پلے نور بیاض گلو ۔ خط صبح صادق کرے جستجو
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر ۔ مگر دو حباب اسمین تھے جلوہ گر ۔ جو قد دیکھے محشر اسے آپ یاد
قیامت سے قامت کی اک خانہ زاد

شہزادہ کا اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہاتھ تھرایا اور وہ صنم رنگین ادا چھوٹ کر کری پس گرتے ہی زمین پر وہ سنبھلی اور بند نقاب جلد اسنے چہرہ پر درست کیے اور اسنے

مرکب پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف کو روانہ ہوئی شہزادہ دل از کف دادہ کچھ دیر تو سکتے کے
عالم مین چپ وخاموش رہا جب ذرا گرمی عشق کم ہوئی تو اسی معشوقہ کے فراق مین اشعار حسرت آلود

پڑھنے لگا کہ ابیات | تصور کے آگے جو تصویر تھی | تو پھر ون اُسی سے یہ تقریر تھی
مروت یہ کیسی ہی ای ستمگر | کہ تم عیش مین ہم کو رنج و محن | ادھر تو ہی عشرت مین ای آفتاب
ادھر جل رہا ہی مرا دل کباب | تجھے زلف سلجھانیکا دھیان ہی | ادھر تیرا عاشق پریشان ہی
ادھر ہین نگاہین تری برچھیان | جگر پر ادھر غم کی ہین برچھیان | خبر لے مری ورنہ مرجاؤن گا
اسی دشت مین مین گذر جاؤن گا | تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین | اثر عشق صادق دکھاتا نہین

اسیطرح جب وحشت حد سے زیادہ ہوئی اور بیقراری دل کی بڑھی تو نقش سم مرکب کے نشان پر
اُسنے بھی اپنا گھوڑا اُٹھایا اور روتا ہوا بیتاب و مضطر سمت دیار دلبر یہ بھی چلا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر کامل
رہروی کی آخر اسکو ایک باغ نظر آیا کہ جو باہر سے اپنی خوبی اور سرسبزی کی بہار دکھاکر دل کو ہرا کرتا
تھا اور آنکھون کو تراوت دیتا تھا دروازۂ باغ مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ بسان لالہ
داغ بردل اور مثل گل گریبان چاک اُس باغ مین آیا دیکھا کہ عجب تختۂ گلزار ہی پُر از نقش و نگار ہی ہزارون
طرح کے گل کھلے ہین بلبل گل سے باتین کرتی ہین گل بھی ہنس رہے ہین غنچہ مسکراتے ہین
یاسمن شبو اپنی بہار دکھاتے ہین لیکن شہزادہ کا یہ حال اس گلشن کو دیکھکر تھا کہ بیت گلون کی
طرف وہ جو مائل ہوا ۔ تو غنچہ نمط تنگ وہ دل ہوا ۔ اسی حالت مین گرتا پڑتا اپنے تئین سنبھالے
جب آگے بڑھا تو اُسنے دیکھا کہ اس گلستان دلستان مین ایک بنگلہ مثل بارہ دری کے تعمیر

ہی کہ اس بنگلہ کی یہ صفت ہی کہ ابیات | یہ تنگ آیا جب طبع ناساز سے | تو بنگلے کو پایا خوش انداز سے
وہ بنگلہ بلند اور وسیع ایسا تھا | کہ جیسے زمین پر فلک دوسرا | بلندی تھی اس بنگلے کی آشکار
کلس اُسکا تھا تا فلک گردون گئے یار | مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا | مشجر کا فرش اُسمین تھا جابجا
وہ دو سمت تھے وہ چھپرکھٹ لگے | کہ جو دیکھے تعریف کی رٹ لگے | چھپرکھٹ کے آگے تھی مسند لگی
کہ جھالر فقط موتیون ہی کی تھی | وہ مسند یہ تھا گاؤتکیہ لگا | کہ تھا کہکشان سے سوا پرضیا

اُس بنگلے مین اُسی ماہ پارہ کو کہ جسکی تیغ ادا کا یہ زخمی تھا یعنی جسکو شکارگاہ مین دیکھا تھا اور جسکی تجسس مین یہان
تک آیا تھا پایا یعنی دیکھا کہ مسند ناز پر مثل طاؤس طنازہ وہ عربدہ ساز جلوہ گر ہی خواصین گرد

وہیں اُسکے حاضر ہین سامنے چنگیر چوگھوڑے عطر دان پاندان دھرے ہین گلابیون کی شراب کی کشتیان
لگی ہین لیکن وہ خانہ برانداز عاشق اُسوقت چپ اور خاموش بیٹھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ رنجیدہ ہی تیوری پر بل
پڑے جیسے دفتر حسن کے کاغذ مین شکن پڑگئی ہی شہزادہ کو جو اُسنے دیکھا شرماکے سر جھکا لیا مگر اپنی
وزیرزادی سے اشارہ کیا کہ اُسنے اُٹھکر اور قریب شہزادہ آکر شہزادہ کو مجرا کیا اور کہا آئیے تشریف
لائیے شہزادہ خندان ہوکر دیدار یار سے اندر بنگلے کے گیا اور قریب محبوب دلنواز بیٹھا دیکھا تو یہان
اندر کا اکھاڑا جمع ہی لعبتان شغل وشنگول وشاہدان چین کو یہان کا مجمع شرماتا ہی غرض شہزادہ
بیٹھا ملکہ نے آہستہ سے لب حسن داد لب رشک یاقوت کو کھولا اور قند نبات کو اس طرح گھولا کہ
ای شہریار اقلیم خوبی آپ کا اس ویرانے مین کیونکر آنا ہوا اور پُرخار مقام کو کس طرح رشک لالہ زار
فرمایا شہزادہ نے ہنسکر کہا کہ ای گل باغ تمنا مین تیرا ہی گریبان چاک ہون ای لالہ رخسار مین تیرے ہی
عشق کا داغ سینے پر رکھتا ہون تیرے ہی عشق مین نسیم کردار اِس گلشن مین آنے کا اتفاق
ہوا ہی ملکہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ آپ کچھ عقل صحیح نہین رکھتے بھلا مین شوریدہ سر اس قابل
کب ہون کہ کوئی میرا سودائی ہو اور وہ لیلی مین کب ہون کہ مجنون اپنے تئین کہلائے
اچھا آپ مہمان عزیز ہین آئے ہین تو تشریف لائیے یہ فرماکر ایک جام مے ارغوانی سے بھرکر
شہزادہ کو دیا شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا مذہب وملت کیا ہی ملکہ نے فرمایا کہ مین کہابہ چینی داروغہ
نقارخانۂ سلیمانی صاحبقران جو ہین اُنکی دختر ہون اور اس مقام پر ازبسکہ مدت سے لشکر امیر کوہ
عقیق پر اُترا ہوا ہی اسلیے مین نے یہ باغ اپنی سیرگاہ بنایا ہی اور مین یہان رہا کرتی ہون یہ خواصین اور
چند سوار میرے ملازم ہین صید وشکار وسیر دشت وباغ مین دن رات بسر کرتی ہون اور عیش وعشرت
مین رہتی ہون آپ فرمایئے کہ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ مین شہزادہ ملک قاسم لال خفتان
خونریز خاور سپاہ ہون جنکے جد عالی وقار حمزۂ نامدار اور پدر میرے ملک عالمشاہ
ذی تبار ہین الحمد للہ کہ مین مسلمان ہون اور تمکو بھی مسلمان پاتا ہون شہزادہ کے اس کلام کو
سُنکر ملکہ ہنسی اور اُسنے کلمہ پڑھکر شہزادہ کو مطمئن کیا شہزادہ نے جام بادۂ ارغوانی سے
سے بھرکر ایک جرعہ کشید کیا پھر تو جلسۂ عشرت جمانا شروع ہوا کہ

نظم

ہوا زیب مسندہ بدر منیر
مودب الگ بیٹھی دخت وزیر
شروع اس گھڑی ناچ کا ماجرا

چہرہ رنج خرد اسکا پڑگیا رہا ہر اک راگنی کا تبدل رہا کہ منظور غم کا بٹانا ہوا
اسی ہنگامہ عیش میں ملکہ نے تو بارش ہوئی اشک کی باربار اگر گایا ان رنڈیوں نے ملار

کہا کہ ای شہریار جب میں نے یہ باغ بنوایا اور یہاں ساکن ہوئی تو اُسکے چند روز کے بعد ایک دیو کہ نام اُسکا خرپال گراز دندان ہی یہاں آیا اور مجکو دیکھکر عاشق ہوگیا اور مجھ سے اُسنے سوال وصل کیا میں اُسپر بہت خفا ہوئی اور اُسکو نام زلزلقان لیکر دھمکایا کہ وہ خوف زدہ ہوکر منت کرنے لگا اور زبردستی کرنے سے باز رہا اب روز آتا ہی اور مجکو دھمکاتا ہی منت بھی کرتا ہی قدموں پر سر دھرتا ہی کچھ دیر بیٹھکر چلا جاتا ہی شہزادہ نے یہ حال سنکر فرمایا کہ انشاء اللہ اب جو وہ ملعون آئیگا تو اپنے کردار بد کی سزا پائیگا انھیں باتوں میں وہ دن تمام ہوا اور گلشن ستاروں کا فلک پر پھیلا پھولا نظر آیا مہتاب سیر کرنے باغ چرخ اخضر میں قدم زن ہوا کہ ابیات

خدا نے جو کی مہر اُسپر کمال ہوا مہر انور کا جلدی زوال کیا شام عشرت نے جلدی ظہور
لو پروانوں نے پایا شمعوں سی نور شب عشرت کی بھی عجب بہار تھی گلشن میں گل کھلے تھے ہوا سرد چلتی تھی فوارے اُچھلتے تھے چاندنی چھٹکی تھی عاشق و معشوق یکجا تھے دور شراب ناب تھا رات بھر عشرت میں کٹی اور اب وہ زمانہ آیا کہ عشرتکدۂ مشرق سے شاہ خاور سبزہ زار سپہر چمن آیا اور اپنے رخسار پر نور سے عالم کو منور فرمایا کہ اشعار

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ہوا نور کا آسمان پر ظہور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا
ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
وہ پردانشین تھا پر نور سے
سپہ کی علامت ہویدا ہوا
کہ میلے کیا زاغ شب کو شکار

شہزادہ نے فریضہ نماز سحر کو وضو کرکے بخشوع و خضوع ادا کیا پھر ملکہ سے گرم صحبت آرائی رہی پھر فلک پر کچھ سنّاٹا سا معلوم ہوا یکایک ہوا تیر و تند چلی اور ایک دیو کو دیکھا کہ باغ میں آکر اترا اور بنگلے کے قریب آکر اُس دیو نے شہزادہ کو ہم پہلو اپنے یار کا پایا غصہ میں آکر چلا کر او انسان سیہ سر سفید دندان بھلا میں تجکو کب زندہ چھوڑتا ہوں ارے یہ غضب تو نے کیا کہ میری معشوقہ سے ہم آغوش ہوا ملکہ تو اُس دیو کی صورت دیکھکر سہم گئی اور پشت پر شہزادہ کے چھپنے لگی لیکن شہزادہ بغضب تمام اُٹھا اور مقابل میں اُس لعین بدکردار کے آیا تیغ آبدار کو کھینچکر سامنا کیا دیو نے چرخ دیکر دار شمشاد

کو سر پر اس سردار کے لگایا قاسم خاور سیاہ دیو بند دیو کش جری ہجلا اس وار کا وار کب کھاتا ہو اپنے
پیترہ بدلکر زیر بغل اس دیو کے اپنے تئین پہونچایا اور اسکے وار کو خالی دیا وار آکر زمین پر پڑی کہ پانی
بلبلا کر نکل آیا تن غبار کا بلند ہوا دیو نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا ہر گونی دوست
اسکا کہ غربال بیکر جیانے ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو گئی ہونگی شہزادہ نے پہلو بچا نعرہ کیا کہ کرا زدی و
کرا پست کردی حریف تو اینک رسیدم یہ کہکر پہلو پر تو کھڑا ہی تھا بند و نبست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا
مارا کہ دار اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیو شہزادہ سے لپٹ گیا کشتی بعد درشتی شروع ہوئی یہاں مارا
وہاں پٹکا آخر لڑتے لڑتے شہزادہ نے اسکو کرلے بھر کر چہار اچاروں شانے چت وہ دیو
گرا شہزادہ سینہ پر اسکے سوار ہوا اور پکارا کہ حالا درشناختی پرور دگار عالمیان چیست گفت دیو نے
کہا کہ لاکھ جانیں میری نام پر ابلیس پر تلبیس خداوند راشد شیاطین کے نثار ہیں شہزادہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹھوڑی پکڑ کے فشردہ جو کیا صاف گردن اسکی زنجی
سے کھینچ لی دیو تڑپکر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا ملکہ نے شہزادہ کے دست حق پرست کو آکر
بوسہ دیا اور سلاش کو اس بد معاش کی کھنچوا کر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر یہ دونوں مہ و مہر اس بنگلہ
میں کہ برج میزان خانہ زہرہ اسکو کہنا چاہیے آکر جلوہ گر ہوئے اور ہنگامہ مسرت و کامرانی برپا ہوا
اس زمانے میں شہزادہ کے رفیق و سردار اور لشکر ہمراہی ڈھونڈھتا ہوا یہاں آیا شہزادہ انکی خبر
آمد سنکر باہر برآمد ہوا ہر ایک نے ملازمت کی غرض کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا آخر ایک روز صبح کو
یعنی جب وہ وقت آیا کہ ابیات

وہ سحر کا سہانا ٹھنڈی ہوا	وہ ہر سمت کو طائروں کی صدا
خوش آیند کھلی جو صحرا میں صبح	ہوا صاف تاروں کا ذروں پہ ...

شہزادہ نے اسباب اس باغ
سے سب باہر کرایا اور ملکہ کو محافہ میں سوار کرکے مع کنیزان گلفام و نازک اندام کے وہاں سے
کوچ کیا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا بعد قطع منازل و طے مراحل داخل لشکر اسلام ہو کے پہلے ملازمت
امیر کی پھر بادشاہ اسلام کو نذر دی ملکہ کو محل میں اتروا دیا پھر اپنے خیمہ میں آکر قلابہ بینی و کتابہ بینی کو
بلوا کر خواستگاری ملکہ کی فرمائی نام اس ملکہ کا خوش قامت شکر لب ہے ان دار و نمکان نقارخانہ
نے جو ملک چین کے ایک ملک کے حاکم ہیں بخوشی عقد کرنا قبول کیا اور اسی وقت بساعت
سعید خوش قامت شکر لب کو ہمراہ شہزادہ والا تبار منعقد فرمایا شادیانے بجنے لگے

باہم جمع ہوے اور بعشرت رہنے لگے لیکن اب حال سنیے کہ شہزادہ ملک قاسم عالی تبار دربار بادشاہ گجاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ آسمان جاہ افراسیابی کیطرف جو روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک پنجہ آتشی کمر مین پڑا کر لیکر بالا ہوا گیا اور سناٹا مارکر جو چلا شہزادہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک صحراے پُر خار مین پایا کہ لون چلتی تھی ہوا وہان کی آہ عاشقان و دلسوزان پر طعنہ زن تھی ہستی عنقا کی دُشمن تھی درختون کا نام و نشان نہ تھا خار ہاے مغیلان اور جھنکٹیا سے بھرا ہوا بیابان تھا چیلین چلچلاتی تھین بوم شوم کے گھونسلے جغد کی صورتین جہانتک نظر آتی تھین کوسون تک کا چٹیل میدان تھا دھوپ کی تپش سے آتشکدہ بیابان تھا ذرے کار انگر کرتے تھے طائر اس دشت مین قدم نہ دھرتے تھے کہ نظم

گذر اس جا ہوا اسکا جو ناگاہ / پریشان حال دیکھی شہ نے کی راہ
جہان انسان تو کیا سایہ بھی مسدود / نہ تھا جز التفات فضل معبود
مسافر میہمان مرگ ہر آن / تمازت پر فروغ مہر تابان
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل / کہ کانٹے راہ مین تھے وانہ حائل
بلائین سیکڑون اس جا تھین پیش / نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش
کہین سے تھے نیشتر خار مغیلان / کہین شور فشان غول بیابان
دھوان لون کا وہان چھایا ہوا تھا / بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا
اگی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا / بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

شہزادہ نہایت حیران و پریشان ایک سمت کو روانہ ہوا لون کے جھونکے جسم نازک کو جلاے دیتے تھے اسلحہ جو گرم ہو گیا تھا تو ہاتھ اور بدن مین چھالے پڑجاتے تھے پاؤن بھی آبلہ دار تھے تلوون مین چبھے خار تھے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے مصیبت مین گھر گئے تھے بعد محنت و مشقت کوس بھر راہ طے کی وہ راہ ایک کوس کی کاٹے کو سون ہو گئی آخر ایک جگہ پر پہونچا کہ وہان کچھ درخت سایہ دار لگے تھے اور کسی قدر فی الجملہ ہرے تھے اور اسکے قریب ایک چشمہ بھی پانی کا تھا شہزادہ شکر خالق بحر و بر بجا لایا اور اسجگہ ٹھہرا اُس چشمہ سے پانی پیا اور چاہا کہ آسودہ ہون یکایک ایک آندھی تیرہ و تار آئی بعد اُس آندھی کے جو دیکھا تو ایک دیوی کریہ منظر سیاہ فام بد انجام کو دیکھا کہ زاغ و غول کاندھے پر رکھے زنجیر آہنی سے کمر باندھے ایک کرتا ٹاٹ کا پہنے منہ پھاڑ سا کھولے بچا کی طرح ڈراتی ہوئی وہ تھی شیطان کی خالہ تھی کہ ابیات

یہ ٹھہرے تھے کہ وہ دیوی بلا زاد / مقابل رنگ کے آئی بنکے آزاد
جبین سے تا بہ سینہ ایک قشقہ / دہن سے تا بہ پا شعلہ ہویدا
لیک اک تھی فرزہ آسمان پر / جلاد تھی جلادون کی زبان پر

یہ کہا کر وہ چلاتی تھی ہر سو کہ
کبھی ہونٹوں کو لاتی تھی پلک تک
کبھی زنجیر جا کر کھٹکھٹاتی
کبھی گرتی کبھی رہتی زمین پر

کبھی پڑھتی تھی وہ الفاظ جادو
کبھی بالیدگی بازو کو دیتی کہ
کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتی
غرض اس حال مین تھی وہ ستمگار

بڑھاتی تھی کبھی سر کو فلک تک
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتی
کبھی اک کوہ بن جاتی زمین پر
برستی تھی بشکل ابر ہر بار

شہزادہ نے اس کو دیکھکر لاحول پڑھا اور اس بے شرم نے پاس آکر اول نگاہ شرم شہزادہ کو دیکھا پھر ہنسکر کہا کہ ای شوریدہ سر بڑا غضب کیا تونے کہ میرے بھائی خربال گراز دندان کو قتل کیا ہاے افسوس کیا کرون کہ تیری آتش محبت میرے تنور سینہ مین شعلہ ور ہی اور حرف نقش محبت صفحۂ دل پر ہی تجھی کو چاہتی ہون اور جان دیتی ہون کہ بیت رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا اب تجھے چاہیے کہ میرا کام دل بر لا اور اپنی بغل مین سلا مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی مال و زر سے گھر بھر دونگی شہزادہ نے یہ کلمات فحش سنکر فرمایا کہ او قحبہ مالزادی فاحشہ جادو دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی سر تیرا کوہ کٹا تا ہون یہ کہکر طمانچہ تیار کیا اور چاہا کہ اسکے رخسار پر مارون وہ خیرہ سر کچھ بڑبڑائی کلمات افسون زبان پر لائی اور گرد شہزادہ کے حصار آتش کر کے آپ غائب ہو گئی جادو کے زور دکھائی دیے اپنے دل کی لگی کو بجھانا چاہا مگر کچھ بن نہ آیا شہزادہ نے چاہا کہ اشکباری سے اس آگ کو سرد کرون مگر آہ کی ہوا نے اور دونا اسکو بھڑکایا ناچار یہ اس حصار آتش مین اپنا دل سوختہ لیے چپکا ہو کر بیٹھا بدن گرمی مین بھنکا جاتا تھا کرۂ نار وہ مقام نظر آتا تھا چار سمت آگ لگی تھی بیچ مین یہ تنہا بیٹھا مگر جان پر بنی تھی دو پہر کامل یہ اسی حبس مین رہا حلق مین کانٹے پڑ گئے حد سے زیادہ پیاسا ہوا جسم سب پسینے مین ڈوب گیا بعد دو پہر کے پھر وہ عفریتہ آئی اور حصار شہزادہ کے گرد سے برطرف کر کے منت کرنے لگی شہزادہ نے اسکی مرتبہ تلوار کھینچی وہ تیغ ابرو کی گھائل تھی شمشیر جان گزا کو دیکھکر ہنسی اور کچھ افسون پڑھکر اسکے دست و بازو بیکار کر دیا طاقت جاتی رہی یہ پھر چپکے ہو کر بیٹھ رہے اور اس نے بہت کچھ عاجزی کی جب شہزادہ نے نہ مانا تو غائب ہو گئی اور شہزادہ خاموش بیٹھا رہا بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے دیکھا کہ دست و پا مین قوت آ گئی اور حصار بھی اپنے گرد نہ پایا بے اختیار اٹھکر ایک جانب کو قدم زن ہوا یہانتک قریب ایک کوہ کے پہونچا اور کوہ کے قریب ایک مہ پارہ عابد فریب زاہد کش کو دیکھا کہ حیران حیران ایک جانب

کو نگران ہے مگر ایسی حسینہ ہے کہ اُسکے بالون کی محبت کی راہ کاٹے کو سون نظر آتی پیشانی اُسکی تھا قاف
سے رگڑواتی ابروے شمشیر حسن کے دو کھیل جان عاشقان اُس سے بجلی آنکھین انقلاب ہے کے وہ دو چشمے
جیسے آشنا مردم واقعی حسن کے قلزم مژگان وہ تیر جیسکے سیکڑون دل نخچیر بینی کی صفت مین باریک بینی
درکار ہے الف کتاب رخسار جسکا نقشہ اظہار ہے دل اُسکو دیکھکر فرضاک مصحف رو لبون کی سچ پوچھو تو وہ
ناک گال دونون بجلی کی جان پر بجلی گراتے شعلہ آتش کے فی النار ہو جاتے دہن تنگ میم سر معدوم
ظاہر کچھ نہین فقط وہم ہی وہم دشوار ہے جو یہ راز ہے مفہوم سیب ذقن کو دیکھکر بھوک پیاس جاتی
دیدۂ آنکھین کی تشنگی بجھاتی بر دو ورق خوبی سے ہم آغوش ہاتھ کا تو خوبی کا ساتھ سینہ پر اُسکے
وہ چھاتی کہ جنہین دیکھکر بدلی غم کی چھاتی کہا تک اُسکا وصف بیان ہو یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار
کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
جو دیکھے کوئی ابروے متصل
دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند
سُنی بھی نہین طور کی نردبان
چھدے جس سے لاکھون ہی اُن کے جگر
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے
کہ منہ دیکھتے سے ٹکڑے شیخ و شاب
فدا جنبِ سرخ پر تھی بہی کہ

کہ تھا گردھوان سامری سے نہان
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
ہمیشہ رہے طاق نسیان پہ دل
دریچہ اگر طور تھا نور کا
تھی بینی اُسی نور کی نردبان
مہ کامل اک مہر کی تھی جبین
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
رخ آئینہ سے صاف دو چند تھا
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ ادنی سا تھا اُنمین سحرا دہن
دل رستم و سام جنکے غلام
یہ اک اور نرگسِ شیدا آئی پسند
جبین ہائے عیان نور تھا طور کا
غضب اُسکی پلکون کے تھے نشتر
ہم تو تھے ابرو شکل سمین نہین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
یہان طوطی آئینہ بند تھا
شہزادہ نے جو اُس ماہ پیکر کو

دیکھا اُسکے پیچھے چلا اور وہ برق وش چمک کر بجلی کی طرح اُس درہ مین گئی اور اُس شہریار کو دیکھکر
رو بفرار لائی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے داخل درہ ہوا اُسمین وہ نظر نہ آئی اُسنے جب درہ سے اُس
طرف کو سر بدر کیا تو ایک صحرائے پر فضا نظر آیا اور اُس صحرا مین ایک احاطہ سنگ مرمر کا کھنچا تھا
اُسمین گلشن نگارین پھلا پھولا تھا کہ

ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا [illegible] بہار
اُسی مین تو ہنستے تھے ہر ایک گل

وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا

کھلے جاتے تھے اُسکے گل جز و کل
نظر اُسکا روئے زمین پر نہ تھا

یہان ایک جھلی لگا تھا شجر
ستارے ہون جیسے فلک پر روان
وہ گل پھول اُسمین نمایان ہوے
شجر بارور سر سے پا تک بھرے
کسی سمت پودے وہان تا بکمر
کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین

جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت اُسکی کر سکون مین کہان نہر کی
کہ بہزاد ومانی بھی حیران ہوے
منڈھے تھے رو پہلی تمامی سے سب
جو پریان بھی تھین تو از طلا تھین ثبت

وہ فوارے نہرون کے اندر روان
جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو خرامان بط اور تدرے
بہار اُنکی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین

اس احاطہ مین دروازہ نقرئی لگا تھا برنگ چشم انتظار عاشق کھلا ہوا

تھا شہزادہ اُسکے اندر آیا دیکھا تو یہان بارہ دری سب بے نظیر بنی ہے فرش و فروش سے آراستہ و پیراستہ آلات موقع و مناسب جگہ پر سجا ہے اور ایک مسند پر سامنے بارہ دری کے چبوترہ پر وہی ماہ تمثال جسکو دامن کوہ مین دیکھا تھا جلوہ نما ہے شہزادہ پاس اُسکے گیا اور کہا بیت ستارہ تو ہی کون سے برج کا ہے تو بے بیدعا موتی ہے کس درج کا تم نے کہا اے جوان یہان سے جا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے اُسنے کہا کہ شعر تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنے والے ؎ دھمکیون مین کہین آجاتے ہین ڈرنے والے ؎ یہ کہکر پاس اُسکے بیٹھ گیا اور مشغول اختلاط ہوا ہنگامہ گرم جوشی اُس نازنین نے کہا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین ازخود رفتہ ہو گھبرائے ہو اُسنے کہا کہ مجھکو ایک دیونی ساحرہ میرے لشکر سے اُٹھا لائی اور مجھکو آوارۂ دشت وبیابان کیا اب خدا جانے وہ کہان گئی ہے لیکن اے پری چہرہ تم بتاؤ کہ اس باغ مین اکیلی کس لیے رہتی ہو اور کون ہو اُسنے کہا اے شخص مجھکو تنہا نہ سمجھ کنیزین میری ایک کام کو گئی ہین آتی ہونگی اور پرید قاف کی مین پری ہون اس مقام کو کہ بہار آگین ہے مین نے پسند کیا ہے اور برائے سیر چند روز کیلیے یہان آئی ہون اپنا دل بہلاتی ہون پھر چلی جاتی ہون یہ سنکر شہزادہ نے اُسکے گلے مین باہین ڈالین اور چاہا کہ ایک بوسہ اُسکے لبون کا لون جب مُنھ اُسکے قریب لایا ایسی بوے بد اُسکے مُنھ سے آئی کہ روح بدن مین گھبرائی یقین تھا کہ طائر جان اُسکا پرواز کر جائے جلدی سے مُنھ اُسنے ہٹا لیا اور کہا کیون جی یہ کیا کہ تمھارے مُنھ سے تو ایسی بو آئی کہ جیسے سنڈاس کھلگیا شاید تم ساحرہ ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ اے شہزادے منم عفریتہ سیہ زبان اے جانی مین تجھ پر مرتی ہون اب میرا کام دل بر لا مین نے تیری خاطر سے یہ باغ بنایا اور اپنی صورت کو اطرح تبدیل کیا اب تجکو میرے اوپر رحم لازم ہے شہزادہ

ے اپنے دلمین اسکے بیان کو سنکر سوچا کہ اب کچھ فکر کرنا چاہیے اور اس قحبہ کو واصل جہنم کرنا بہتر ہی یہ سوچکر
اُسنے بھی آہ سرد دلِ پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای عفریتہ پیاری مین تجکو آزماتا تھا ورنہ مین خود تجھپر
شیفتہ و فریفتہ ہون اچھا اب تو لیٹ جا کہ مین تجھ سے وصل کرون یہ سنتا تھا کہ وہ شہوت پرست
زانیہ خوش ہو گئی اور سامنے شہزادے کے دراز ہوئی شہزادہ طریقہ سے بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکے
منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُسکا پکڑ کے اسطرح دبایا کہ وہ تڑپی مگر پنجۂ ملک الموت مین تھی
کب چھوٹ سکتی تھی اشارے سے کہتی تھی کہ ارے یہ کونسا اختلاط ہی لیکن اس رستم وقت نے
ایک بھی سماعت نہ کی اور ایسا زور کیا کہ آخر روح نجس اُسکی برے مقام کی طرف سے پرواز کر گئی دریچۂ
شرمگاہ کھولکر اس شد و مد سے نکلی کہ دناٹے کی آواز ہوئی اور جان اُسکی خراماں خراماں اسفل السافلین
مین پہونچ گئی خدا کی پناہ آندھی سیاہ آئی دن کی رات ہو گئی آگ پتھر برستے پھر صدا آئی کہ مارا عفریتہ
سیاہ زبان جادو شہزادہ نے دیکھا کہ وہ باغ اور احاطہ سب نابود اور ناپدید ہو گیا صرف وہ جنگل
اور درہ پہاڑ باقی تھا شہزادہ نے اب جو درۂ کوہ سے سر بدر کیا اُسی دشت پُر خار مین پہونچا لیکن
اب وحشت اور گرمی اُس جنگل مین نہ تھی شہزادہ بہزاد دشواری راہ کو طے کر کے اپنے لشکر مین
بعد کئی روز کے آکر پہونچا اور سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور بآرام تمام رہنے لگا ان کو اسی
حال مین چھوڑیے مگر اب تتمہ حال مالکہ بران شمشیر زن اور جمال لشکر امیر نامور کا سنیے کہ ملکہ
بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکرکشی کے سامان مین مشغول ہی لیکن وہان نامہ لقا کا
افراسیاب کو آیا ہی کہ ای افراسیاب ہم کو خدا پرستون نے بہت پریشان کیا ہی تجھے لازم ہی کہ ہماری
مدد کے لیے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے افراسیاب
نے نامہ پڑھا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحرہ سیاہ فام تیرہ رو تیرہ درون کالے کوڑیالے
دھامن ناگن سانپ اُسکے گلے سے لپٹے ہوے آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے پیاز لہسن ہڈیون
کھوپریون کے ہار گلے مین پڑے ساری کھاروے کی باندھے ہوے قشقہ سیندور کا ماتھے
پر کھوز خندن کے سب جسم پر لگے ہوے سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم بجالائی ابیات

خانۂ شیطان کی وہ بدذات — صورت ایسی کہ جیسے کالی رات
کالی صورت دکھا رہی تھی — بھیا کی طرح ڈرا رہی تھی وہ

بادشاہ نے اس سے کہا کہ ای سیاہ تاب جادو تم یہان سے خداوند

کی خدمت مین جاؤ انکی بھی زیارت کرنا اور مسلمان سے ذرا کچھ خداوند کی کرادینا یہ ساحرہ بادشاہ سے
رخصت ہو کر چلنے لگی بادشاہ نے خلعت دیا اور یہ رخصت ہو کر اُس طلسم مین ایک بیابان ہے کہ نام اُسکا
بیابان بلاخیز ہے اور اُس مقام پر ایک قلعہ آباد ہے ساحران ظلم شعار ستمگار و مکار ریلا سے بیدرمان
آفت جہان اُس قلعہ مین رہتے ہین اور یہ ساحرہ اُن پر حاکم ہے اور یہ بھی بہت بڑی ظالمہ ہے چنانچہ
اسوقت یہ رخصت ہو کر اسی قلعہ مین آئی اور حکم تیاری لشکر دیا بہزار ساحر جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر اسباب
سحر و ساحری لیکر ترسول اور تیسول چمکاتے اژدرہا سے سحر اور فیلان سحر آتشین پر سوار ہوئے اور یہ
ساحرہ بھی اُنکے ساتھ سوار ہو کر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے
نکل کر کوہ عقیق مین آئی لشکر کو اپنے لشکر لقا سے علیحدہ ٹھہرا کر آپ کچھ تنہا جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی
لیکن بختیارک نے ہرکارون کی زبانی خبر اُسکے آنے کی سنی تھی استقبال بارگاہ سے باہر آیا اور
پیشوائی کرکے اُسکو سامنے لقا کے لایا لقا نے اُسکی صورت دیکھکر خوف کھایا اور اُسنے سجدہ کیا
نذر دی خلعت پایا دنگل زیر بھی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اپنے لشکر سے ملحق کرکے اُتروایا بازارین
لشکر مین کھل گئین ساحر خیمون مین بستر لگا کر آرام پذیر ہوئے سیاہ تاب جادو کئی روز تک یہان آرام
پذیر رہی ایک روز جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہ تاب شب نے براے شہرت پکار روز دہر عندارین
داخلہ کیا اور دن خوف سے ساحرۂ غضب کے رو لغزایا کہ ابیات

جو ہو پنہان منزل مغرب مین خورشید
ہوئی شب طلسمی رنگ لائی
سر شب ساحرہ مکار و غدار
ز طبل جنگ اسنے گڑگڑایا
دعا یہ دی کہ اے شاہ خوش اقبال
ہر اک سو اک قیامت سی مچی ہے
جو کچھ قسمت مین لکھا ہے خدا نے
صدا سے اسکی سنا ساری دہلی
لگے تیاریان لڑنے کی کرنے

ہوا نظرون سے پنہان شکل ناہید
فلک پر ماہ نے جلوہ دکھایا
ہوئی لڑنے پر آمادہ و طیار
خبر لڑنے کی وان جاسوس لیکر
رہے قائم ہمیشہ ملک و دربار
سنا جب شہ نے انسے یہ خبر کو
رہی پیش آئی ہے ہر دم یہ چلنے
سویرے سے ہوا برخاست دربار
تجملین کھنچین لگین وہ چرخ چڑھنے

سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
شب تاریک کو روشن بنایا
نفیر سحر کو اُسنے بجایا
ہوئے خدمت مین شاہنشہ کی حاضر
نفیر جنگ لشکر مین بجی ہے
کہا یان بھی بجے نقارہ کہدو
عوض یان بھی بجا نقارہ جنگی
جگہ پر اپنی سب ٹھہر آکے سردار
لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل

پڑی لشکر میں تھی ہر سمت ہل چل — اکھاڑین جو کرخانہ گرگی تھین — وہ سینکے سے درست ہونے کی تھین

ادھر ساحرون میں ڈمرو بجا گھیرون کی بھینٹ بیرون کو دی زرد زرد پنّے گڑ گڑانے گئے چھریان جھنگرون کی ٹانگین چیر چیر کر بیرون کو منایا تاری کا ساگ مرگھٹ کے ٹھیکرے لیکر منترون کی جاپ کرنا شروع کی بون تانے بھیرون کا دلونا جاری کر بھینٹ دی دختر سنیز لگا لڑنے کو آمادہ ہوا ابیات

کوئی کہتا تھا اے راجہ دہشت — بگاڑو گے عدو کے تم ہنستے — کوئی بھیرون کی پوجا کر رہا تھا
کوئی کلوا کا وان دم بھر رہا تھا — کوئی تھا منترون کی جاپ کرتا — کوئی بچہ سور کے کرتا جھٹکا

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لشکر انجم معرکہ گاہ فلک سے رو بفرار لایا اور شہسوار ترکستان فلک نیزہ خطوط شعاع کو ہاتھ میں لیکر پشت شبدیز گردون پر سوار ہوا کہ اشعار

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور — سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور — لڑائی کی جو دل میں سب کے تھی
تو نکلا شہسوار آسمانی

صبح کو لشکر خیل خیل ڈیل ڈیل جانب میدان مصاف گیا سردار سب خدمت امیر میں آئے امیر بھی مسلح اور مکمل ہو کر جانب عیش محل بادشاہ پر شوکت و جاہ آئے اور جلو خانے میں ٹھہر کے انتظار آمد بادشاہ کر رہے تھے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا سرخ پردہ چرخی پر کھینچا اور بادشاہ جم جاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کہارون نے جھک کے تخت بادشاہ کا بدلوایا زنانہ سامان سب پھر گیا امیر نے مجرا گاہ پر جا کر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھ کر کہا جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہے پھر تو بہرام و جمہور و فرامرزان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان جنگ گاہ بڑھے نقیب و چاؤش گرز کا کہنے لگے منقبت خوانیان نقیبون کی خروش الحانیان علمون کا جلوہ دکھا رہے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر چھوٹے چھوٹے تارے دریاے فلک میں ڈوب گئے تھے مگر بڑے شیشے ہوتے تھے نسیم سحری چلتی تھی شمعین جھلملاتی تھین کہ ابیات

برآمد سپہ لشکر بے قیاس — زمین در تزلزل فلک در ہراس — حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود — خسک بر گذرگاہ کین ریختند — نقیبان خروشیدن آمیختند
تگ بر تگ سو بسو در شتاب — نہ دل در سکونت نہ در دیدہ خواب — ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

جب وارد میدان مصاف بدیں ہوئے سلیحہ کارون نے پشت و بلند زمین کو ہموار کیا اس طرف سے لقا چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کر کے تخت آسمان سیر کھنچوا کے جنگل

موتیون کا ڈول کے سوار ہو اخواجی آپن خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شمع کا فنر بیدین بیٹھا ہوا طوق
لعنت گلے مین پڑا ہوا ہمراہ اُسکے لشکر بیشمار سنجابی باختری مشتری حصاری اور جمشیدی جمی کیومرثی سب
قومین ساتھ اونچی بنے ہوے گھوڑون پر سوار وارد میدان کارزار ہوے ایک جانب کو سیہ تاب
جادو بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آئی ساحرون مین ہوم کا دھوان بلند ہوا آگیا بیتال
آنے لگے اپنی روشنی دکھانے لگے تاریخ و نازیلی اچھالتے تھے اندھیان دم بدم اُٹھتی تھین ہوا تیز و تند
چلتی تھی کبھی اس لشکر مین اندھیرا ہو جاتا تھا کبھی ایک ایک آفتاب کے نیچے دوسرا آفتاب نکل آتا
تھا مروہان لشکر امیر کا دل جلاتا تھا غرض جب میدان ہموار ہو چکا سقے حضرت خضر کا دم بھرتے
میدان مین آئے ہاتھون مین مشکنگ کٹھہ مہندی چھپا تھا ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا تھا مشکون کے
دہانے پہ ہزارے کا فوارہ چڑھا اُنھون نے اسطرح آبسار کیا کہ ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا
پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے کہان ہین رستم کہان ہین سام
کہان ہین برزو کہان ہین بیژن کونسا دلاور نامدار ہے جو نکل کر میدان قتال مین نام اپنے جد و آبا کا روشن
کرے اور نام رستم و اسفندیار کو لسان حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹادے کہ نظم

نام رستم کا مٹا دو آج ہو وہ معرکہ	اٹھا دو کل تلوار کا اور پھول گھوڑ ڈھال کا	رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا

مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ یہ کہکر جب نقیب کنارے ہوے سیاہ تاب جادو اپنا اژدر اُڑاتی
سامنے لقا کے آئی اژدر سے اُترکر سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان دیجیے
لقا نے کہا کہ ای بندی قدرت جا تجھکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا پھر اژدر پر سوار ہو کر بیچ میدان
مین آئی اور للکاری کہ ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلہ مین آئے یہ نعرہ سنکر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے صف لشکر سے اپنا گھوڑا
نکالا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے آواز نقارۂ دم گاؤدم فیلی و شتری و ماہون کی بلند ہوئی شاہزادہ
سامنے تخت بادشاہ کے آیا اور گھوڑے سے اُترکر آداب بجا لایا اور دست بستہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ
نے تخت رکھوا دیا اور جام کلاہ مغفرت مرحمت کیا پھر خلعت سے مخلع ہو کر اجازت دی کہ جاؤ تمھین سپرد
خداوند کریم کیا شہزادہ نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا اور جست کرکے مشتر
چو شیرے کہ گیرد برآہو کمین ٭ بجست از زمین و بر آمد بزین ٭ گھوڑے کو اُڑاتا ہوا چلا ابیات

قمر وصف توسن رستم کب گردن
ابھی سے لقب اسکا شبرنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا کہون

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
یہ کوہ گران ہے وہ پا سنگ ہے

ملا ہے عجیب رنگ مشکین کہ جسے
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
تمارے بجرتا ہوا اُس ساحرہ

تابکار کے مقابل پہونچا اُس ساحرہ نے یہ سمجھ کے کہ امیر اسم اعظم جانتے ہین اگر بظاہر سحر کرکے اسکو گرفتار کرونگی تو وہ اگر چھڑا لے جائینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ بطور مخفی سحر کرون یہ سوچ کر اُسنے ایک سحر کیا کہ سب کی نظر بند ہوگئی امیر تو یہ جانتے نہ تھے کہ سحر سے یہ نظر کو باندھیگی اسوجہ سے اسم اعظم نہ پڑھا اور وہان اُسنے بعد نظر باندھنے کے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طرف کو لشکر کے ایک بنگلہ زمرد نگار پڑا ہوا دکھائی دینے لگا سامنے اُس بنگلے کے مختصر سا چمنستان لگا تھا جہان گل ہنس رہے تھے بلبل گلون سے تعشق آمیز گفتگو کر رہے تھے تختے لالہ و نافرمان کے کھلے تھے درخت مثل قامت یار کھڑے تھے سرو لب جوئبار تھے نرگس شہلا مست لالہ ساغر در دست شراب عقیق رنگ جام عقیق نگاہ ہی دوستان چمن کو دیتا تھا سبزہ باوجود خاکساری کے پھولون سے نوک کی لیتا تھا نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب
ہوا چلی تو اک جوبن دکھاتے
کہین نرگس کہین جعفری تھی

کہ جنکی دید سے خاطر ہو سیراب
بہار اپنی دکھاتا تھا ہر اک گل
گل لالہ کی وان جلوہ گری تھی

ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے
چہکتے شاخ پر گل کی تھے بلبل
اور اُس بنگلہ کے سامنے ایک

چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا اور اُسپر مسند زرق برق بچھی تھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکا قد مصرع موزون پیشانی مطلع حسن قامت راست شمشاد نہین نہین الف نور یا الف قیامت شب دیجور کے مانند اُسکی زلف رسا وہ ظلمات کہ جسمین دل خضر کا بھٹکتا شب ہجر عشاق سے زیادہ دراز مانگ دل عاشق کا مانگتی وہ پری رو عشوہ پرداز چشم جادو وہ توسن ناز کہ ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھلاتی سرمہ دنبالہ دار اُنکھین دیا ہوا اور اُس کا قد کا یہ نقشہ تھا کہ اہاہا

کیا ساعد صاف نازنین ہے
ہے منھ کو ہنسی عدم کی تقسیم
ہستی مین صورت صفا ہے
گویا ہے قران ماہ و خورشید

یہ سیم تو کیا آستین ہے
رخسار وہ آفتاب پر نور
آئینہ قدرت خدا ہے
کیا خال نے بھی نمک دکھایا

لب وا ہون اگر دو نیم ہو میم
شبنم ہے جہان تجلی طور
دونون رخ صاف باغ امید
زنگی ہے یہ سیر باغ آیا

چشم آئی جو رخ تلک کسی کی | ہاں رہ گئی مردمک کسی کی | کیا وصف دہن میں کھوئیے لب
باریک سخن ہے گم ہے مطلب | نقطہ بھی وہ نقطہ ہے جو موہوم | عنقا کی طرح جہان سے معدوم
نظارہ لب ہے روح کو قوت | معجون وہ جسمین لعل و یاقوت | پس شہزادہ سے اس ساحرہ

نے کہا کہ اے شہزادے ذرا یہ جو سامنے بنگلہ کے عورت بیٹھی ہے اُسکی طرف تو دیکھو پھر مجھ سے مقابلہ کرنا شاہزادے نے جو اُسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا ایک تیر عشق جگر کے پار ہوا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر ساحرہ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین اس گل گلزار خوبی و غنچہ باغ محبوبی کے پاس جاؤن دو گھڑی باتین کر کے دل بہلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ جائیے وہ آپ کی خاطر کرے گی شہزادہ گھوڑے پر سے اُتر کر اُس ماہ تابان فلک حسن کے پاس آیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آئیے تشریف لائیے شہزادہ بے اختیار اُسکے پاس بیٹھ گیا اب سب دیکھ رہے ہین کہ شہزادہ نور الدہر یا تو لڑنے گئے تھے یا کنارے لشکر کے اکیلے بیٹھے ہین وہ چمنستان وہ بنگلہ اور عورت نظر نہین آتی اُدھر ملکہ بختیارک نے جو یہ کرشمہ دیکھا تو ساحرہ کی تعریف کی کہ ای ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا اور وہان ساحرہ کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہو شہزادہ نور الدہر دکھلائی دین اور انکو امیر آکر چھڑا لے جائین پس سحر پڑھکر اُسنے شہزادہ کو بیہوش کر دیا اور اسی حالت بیہوشی مین اپنے یہان کے ساحرون کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر پہنا کر اسکو اپنے خیمہ مین لیجاؤ اور قید کرو اور ساحرہ نے پھر نہیب دی کہ اور تم مین سے جس کسی کو آرزو مرنے کی ہو وہ آوے اب یہان سے سرداران دست راست و چپ جانے لگے اور اس زن ساحرہ پر مفتون ہو کر قید ہوتے تھے یہانتک کہ ساٹھ ستر سردار نامی اور نامور اور بچے بیٹے اور پوتے امیر کے شام تک جا جا کے اسیر سر پنجہ تقدیر ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار توسن آسمان شبدیز فلک سے اُترا اور ساحرہ شب نے اپنے سحر سے رود دہر کو کالا کیا کہ اشعار دبا گوشہ مین کھا جتاب نکلا نہایت کھا کے پیچ و تاب نکلا ستارون کا اُٹھا بالو زا سنے موذن کی شب دیجور اُسنے قبل شام جلیل آسایش پر چوب پڑی اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے سپاہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے بادشاہ رنجیدہ دل کبیدہ داخل محل ہوئے اور امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام پذیر تھے مگر عیار ابو الفتح اصفہانی اور رکابا و عراقی وغیرہ عیاری کو چلے اُدھر سیاہ تاب جادو بھی پھر کر اپنے مقام پر آئی لشکر نے اُسکے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ بارگاہ لقا مین جا کر بیٹھی بختیارک نے کہا کہ

ہی ملکہ سیاہ تاب جادو جب تک تم امیر کا اسم اعظم نہ بند کروگی اُسوقت تک اس لشکر پر فتح پانا دشوار ہی یہ سنکر سیاہ تاب جادو اُٹھی اور کہا کہ مین اسم اعظم بند کرنے جاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام پر آئی اور ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا پھر اس پتلے کو لیکر جانب لشکر ظفر پیکر امیر نامور چلی عیاران لشکر اسلام جو عیاری کو آئے تھے وہ بھی اسکے ساتھ ہوے مگر یہ کچھ دور جاکر نگاہ سے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام مین آکر پہونچی اور منتظر رہی کہ امیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مسجد کو باس آن جائین تو مین کچھ تدبیر کرون آخر یہی ہوا کہ صاحبقران بارگاہ سے نکلکر برای نماز مسجد کو باس کی طرف چلے ساحرہ نے آگے بڑھکر اس پتلے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلا آپ سے آپ تین بار گرد امیر کے پھرا اور اُسکے پاس چلا آیا اُسنے اُسکو اُٹھا لیا اور صاحبقران سے آگے بڑھکر کہا کہ یا امیر مین آپکا اسم اعظم بند کرنے جاتی ہون آپ ذرا تو دیکھیے کہ یاد ہی یا نہین امیر نے جو یاد کیا تو مطلق یاد نہ تھا اور ساحرہ کے دل مین آیا کہ اس سے بہتر موقع امیر کے پکڑ لینے کا نہوگا بس اسنے سحر پڑھا کہ صاحبقران بیہوش ہوگئے یہ امیر کو بغل مین دابکر وہان سے بزور سحر لیکر آئی اور جہان اور سب سردار قید تھے رہین صاحبقران کو بھی قید کیا لیکن عیارون نے باہم صلاح کی کہ ساحرہ کو کسی طرح قتل کرنا چاہیے صلاح کرکے ابو الفتح اصفہانی ایک عورت پریزاد حور وش ماہ تمثال بنا کہ رخسارون سے اُسکے ماہ تابان شرمندہ ہوتا تھا اور زلف چلیپا مین ہزارون نافہ مشک ختن کی بو پوشیدہ تھی پیشانی اُس کی لوح سیمین آنکھون مین جادوگری بھری ہوئی دوہا

	شعر	
ایک تو نینان مدھ بھرے دوجے انجن سار		اسے باورے کو دیت ہی متوالن ہتیار
نہین سرمہ کا دنبالہ قریب چشم نگروہے		زبان باہر نکالے حسن سے ناگن سے آموہے

سینہ پر چھاتیان اکول گول سڈول جیسے دو ڈبیان مخمل کی اودی اودی کھٹیان کہ بیت

	سراپا	
عورتون کو بھی پسند آیا ہی مردون کا لباس		اودی اودی ٹوپیان رکھتی ہین سر پر چھاتیان
قد الف سین کے دندانہ ہین دندان تمام		لام ہونے مین نہین کاکل پُرخم کے کلام
اک الف مینی ہی تشبیہ جن کہسے تام		مسلکو نام جنند ہی وہ مجسم اسلام
ابروے دلدار تو ہین کعبہ دین کی محراب		عاشق روی کتابی ہین کبھی اہل کتاب
گال ہین اسکے قیامت وہ گلوری کا ابھار		شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار		قہرا گال اُنکا نہ دینا وہ دم بوسہ و کنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا	اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا
چشم بیضا مین نہین ہین یہ رگون کی سرخی	ہر خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ مخمل ہی بعینہ تو ہے پتلی بیلی	ماہ دو ہفتہ گہن مین ہی کہ وہ ہی پتلی
یا پرستان مین پتلی کا تماشا ہے آج	یا کہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج
دامنی ماتھے پہ اسکے ہی بصد خوش وضعی	جس طرح گرد مین ہو ماہ کے ہالہ کوئی
چاند وہ ماتھا ہی ٹیکے کی ہی تارہ پھبتی	زلف سے تا بہ کمر لٹکی ہی موتی کی لڑی
مار گیسو ہو تو ہی کیچلی سلک گوہر	ہی وہ انداز حسینون کا تو یہ ہی زیور

اس شکل و شمائل سے درست ہو کر چھپکا ماتھے پر لگایا کہ بیت دل بیتاب کو زلفون مین پھنسا کر
مارا ۔ سر کے جھپکے سے گرہ باز کبوتر مارا ۔ کانون مین بالے پڑے رخسار پر پل کر تصدق ہوتے
بجلیان عاشقون کے دل پر گراتے ہونٹون پر مسی لگی ہوئی لالی ان پر جمی ہوئی کہ شعر
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی ۔ تماشا ہی تہ آتش دھوان ہی ۔ ایک پاجامہ کمخواب کا ٹپکتی ٹپ تاب
کا پہنے آنچل پلو کا دوپٹہ کریب کا اوڑھے سبز بادلے کی کرتی ناف سے اونچی گلے مین پہنے
پانون مین آرام پائی کہ جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پایا اور وہ تین عیارون کو کنیزین بنا کر
کہ وہ بھی سب شوخ و چنچل حسن مین یگانہ تنکھیا اور چنگیر پھولون کی ہاتھ مین لیے کوئی دوپٹہ کا
آنچل سنبھالتی کوئی پائجامہ کے پائچون کو اٹھاتی اس صورت سے یہ ماہتاب فلک عیاری خرامان
خرامان چمان خیمہ سیہ تاب جادو مین آئی سیہ تاب نے جو اس آرائش انجمن کو دیکھا بے اختیار
اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ بیت گر بسر و چشم من نشینی ۔ نازت بکشم کہ نازنینی ۔ آئیے تشریف
لائیے یہ آکر برابر مسند کے بیٹھ گئی اسنے پوچھا کہ آپ گل کس کے گلستان کی ہین اور ماہ
کس کے آسمان کی ہین سرو کس کے بوستان کی ہین شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است
وگر ماہی ترا منزل کدام است ۔ اس برق وش نے ہنسکر کہا کہ اسی بن مین لقا کے ایک سردار کی
زوجہ ہون کہ نام انکا ضیغم ہی از بسکہ لشکر مین میرا خیمہ قریب تر تھا اسوجہ سے تمھاری ملاقات کی
مشتاق ہو کر چلی آئی اور رات کا وقت تھا کسی نے مجکو دیکھا نہین مجکو طلسم کی جادوگرنیون سے ملنے کا
بہت اشتیاق تھا بس مین آپ آئی ہون تاکہ تم سے باتین کر کے دل بہلاؤن اسنے اس چھلے کو

کہ جس سے اسم اعظم امیر کا بند کر کے لائی تھی ایک شیشہ مین بند کیا اور اب وہ شیشہ اپنی جھولی مین سحر کی رکھا اور کہا کہ اب مجھے فرصت ہوئی جو مزاج مین آئے وہ باتین کیجیے یہ کہکر اُسنے رقاصونکو بلایا اور کہا ہمارے مہمان کے سامنے رقص کرو وہ ناچنے لگین اور کشتی شراب کی پاس کھینچکر جام مرارغوانی بھر کر اسکو دیا اُس عیار نے جام کو ہاتھ بچا کر گریبان مین اُنڈیل لیا پھر رقاصون کے رقص کرنے پر ناک بھون تیوری چڑھائی ساحرہ نے پوچھا کہ آپ کو بھی گانا آتا ہے اُسنے کہا کہ گانا اور رونا سب کو آتا ہے مین بھی کچھ گاتی ہون ساحرہ نے تحسین کی کہ ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم کچھ تم بھی گاؤ جب اُسنے اصرار کیا تو اُسنے اس غزل کو مولف کی گایا کہ

غزل

وصل مین بھی مری قسمت کی برائی نہ گئی
حالت درد جگر اُنکو سنائی نہ گئی

دھیان یہ تھا کہ نہ بگڑین گے وہ دشمن انکے
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی

سو کے اُٹھے سحر وصل تو ہنسکر بولے
[illegible]

عوض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری
ہم جہان سے گئے پر اُنکی رکھائی نہ گئی

دلسے وحشت تری ای درد جدائی نہ گئی

بیخودی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر
تمسے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

اس گانے سے ساحرہ مست اور بے خود ہوگئی اُسنے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور اُسی کا جام بھر کر ساحرہ کو دیا کہ وہ بیک جرعہ درکشید کرگئی پھر اُسنے وہ شراب رقاصون کو بھی دی کہ اُنھون نے بھی پی تھوڑی ہی دیر مین سب بیہوش ہوگئے اُسنے ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ روئین تن ہے بس شیشہ گرم کر کے سنسی سے منخو چیر کر پلا دیا کہ وہ واصل جہنم ہوئی اور صدائے دار و گیر آنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود بس اس عیار نے جھولی سے اُسکی شیشہ اسم اعظم نکال کر توڑ ڈالا اور اس ساحرہ کے مرنے سے وہ پتلا بھی غائب ہوگیا تھا امیر کا اسم اعظم چھوٹ گیا الوالفتح خیمہ کو لوٹ کے اس جلد مین بھاگا اور یہان افسران لشکر شور و غوغا ساحرہ کے مرنے کا سنکر دوڑے اُدھر دو سردار اور امیر جو خیمہ مین ساحرہ کے تھے ہوشیار ہو کر چھوٹے اور قید سحر اُنکے جسم پر سے دور ہوئی امیر نے جو اسم اعظم یاد کیا سب حرف بحرف یاد تھا پس وہان شیرانہ نعرے کرتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف چلے ساحر اور لشکری سب بدحواس تھے کسی نے اِنکو روکا ٹوکا نہین یہ وہان سے صحیح و سلامت اپنے لشکر مین آگئے اور اُس ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ خنجر روز نے سر ساحرہ شب کا جدا کیا اور عیار مہر تجیبی وچالاکی خیمہ مشرق سے باہر نکلا کیفیت ہوا آغاز سامان سحر کا ۔ کھلا چہرہ مہر اک سو بام و در کا ۔ غرض صبح کو نقارہ بجا اور تختیار ک ساحرہ کے سینے زار زار روئے اور ساحر وہان سے لاش سیہ تاب جادو کی لیکر جانب طلسم گئے مگر اب حال طلسم

سنئے کہ افراسیاب بے ایمان نے برائے جنگ مہرخ عالیشان دو ساحران نامی کو پھر روانہ کیا وہ دونوں دریائے خونروان سے اُتر کر لشکر حیرت میں آئے ملکہ حیرت جادو کو نذر دی خیمہ برپا کیے اور اُترے لیکن عمرو بن امیہ ضمری لشکر سے نکل کر بالادی کے لیے جانب صحرا روانہ ہوا اور آتے آتے ایک پہاڑ کے نیچے آکر پہونچا وہاں دیکھا تو گلہائے بوقلموں سے وہ پہاڑ نہایت رنگین ہے ہزار طرح کی تزئین ہے درختوں پر طائر نواسنجی کرتے ہیں جھرنا جھر رہا ہے نیچے پہاڑ کے ندیاں جاری ہیں چشمے چھلک لبریز ہیں عمرو نے ایک چشمہ پر بیٹھ کے منھ دھویا پھر جو کچھ دل میں آیا ایک گویے کی صورت بنکر اور نے نکال کر بجائی اور لے میں یہ غزل مؤلف کی گانے لگا کہ غزل

وار دوسر کا ہے نازک کو سہانا ہوگا
صنفین کیوں نہ کھلیں سست حنابستہ کی
ہم کہاں ہونگے کہاں پھر نہ پانا ہوگا
کرکے تزئین رخ و زلف وہ زمانے میں

سادہ کاغذ ہمیں بھیجا ہے جو بدلی خط کی
رنگ اس تمکنی میں ہم کو جانا ہوگا
دل مضطر کو بہت شوق ہے اس کوچہ کا
جاہ کو جاہ و حشم آج دکھانا ہوگا

غنچۂ گل کے چٹکنے کا فسانا ہوگا
صاف کھلتا ہے کہ بند آنکا آنا ہوگا
قصۂ عمر فقط ایک فسانا ہوگا
اڑکے کب وش صبا پر یہ روانا ہوگا
چنانچہ یہ بیٹھا ہوا اسطرح گا رہا تھا

کہ سماں بندھا ہوا تھا جیسا میر حسن نے کہا ہے ابیات

سماں بند ہو گیا اس گھڑی کا حصول
لگی دھڑکنوں بولنے واہ وا
بسیرا لگے جانور اپنا بھول
درختوں سے مل مل کے باد صبا

یہاں سے قریب ایک باغ بنا ہے کہ اس میں ایک ساحرہ ملکہ ماہ طلعت جادو نام نہایت حسین و خوش اندام رہتی ہے اُسنے جو آواز دلکشی سُنی بیتاب و بیقرار ہوگئی اور اپنی خواصوں سے اُسنے کہا کہ جاؤ دیکھو تو یہ کون بجاتا ہے جسنے میرے دل کو گھائل کر دیا جو کوئی کہ گویا نے بجاتا ہو اُسکو یہاں بلا لاؤ کہ میں بھی اُسکا گانا سنونگی خواصیں یہاں سے روانہ ہوئیں اور آکر جو دیکھا تو بیر زمین گیر جس کی داڑھی ناف سی سینہ تک ہے پان کھایا ہے پیک اُسکی داڑھی پر بہی ہے پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے جامہ گلے میں پہنے پائجامہ مشروع کا پاؤں میں لیکن ایسا بوسیدہ کہ تانا اُڑ گیا ہے اور بانا باقی ہے بیٹھا ہوا اپنے ذوق و شوق میں بجا رہا ہے اُنھوں نے آکر سلام کیا اور پھر یہ کلام کیا کہ چلیے آپ کو ہماری ملکہ نے بلایا ہے عمرو نے پہلے تو جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ اُنھوں نے کہا تو اُسنے کہا کہ جاؤ دور ہو کیسی ملکہ میں نہیں جانتا اور نہ میں جاؤنگا اگر تمھاری ملکہ کو خواہش ہو تو یہیں خود چلی آئیں وہ دونوں کنیزیں یہ سُنکر پھر گئیں اور ملکہ ماہ طلعت جادو سے جا کر کہا کہ ایک بڈھا

نہر کے کنارے ٹہل رہا ہی لیکن وہ کہتا ہی کہ ملکہ کو غرض ہو تو خود چلی آئین ملکہ نے اور دو کنیزون کو بھیجا کہ جاکر بلا لاؤ وہ کنیزین کہ نام اُنکا دلارام و دلآرام تھا عمرو کے پاس آئین اور پیغام ملکہ زبان لائین عمرو نے انکو بھی ٹھہرالیا کہ جاؤ مین نہین آتا اُسوقت ایک نے عمرو سے کہا کہ بڑے میان جو غزل گلفتہ ہو یہ ہمکو لکھدو عمرو نے کہا کہ قلم تو میرے پاس ہی تم دوات اپنی دو تو مین لکھدون وہ لگی گالیان دینے بھڑوے بڑھاپے پیٹے خدا تجکو غارت کرے تو ہم سے دوات مانگتا ہی اور گالیان دیتی ہوئین ملکہ ماہ طلعت جادو کے پاس گئین اور چپکی کھڑی ہو رہین ملکہ ماہ طلعت نے پوچھا کہ کہو گئی تھین کیا پیغام لائین اُنھون نے کہا کہ واری ہم کچھ کہہ نہین سکتے کہ جو کچھ اُسنے کہا ہی اُسنے کہا کہ آخر کچھ بھی اُنھون نے کہا کہ اور تو کیا کہین لیکن وہ آتا نہین اور آپ بھی وہان بھیجیے اُسکی صورت کو جھلسا دیجیے ملکہ ماہ طلعت نے کہا تم دیوانیان ہو گئی ہو مین خود جاؤنگی اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئی اور سامنے عمرو کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آتی ہی بیت برس پندرہ یا سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن آئینہ اُسکے رخسار سے حیران چہرہ پر بکھری ہوئی زلف پریشان عید کا چاند وہ مہ جبین مہ پارہ صبح صادق یا شب قدر شرمندہ اُسکے سامنے بدر لب مین اعجاز مسیحائی غنچہ مین بو پنہان یا ہونٹون مین ہنسی آنکھون مین نشہ چھایا یا شیشہ مین بند پری لطف

آئی ہی جو زلف ٹھکے تا دوش
کمرے ہوے ہی کمند آغوش
وہ رخ ہی جو آفتاب صولت
مصداق طلوع صبح دولت
ابرو کو کمان کوئی کہے کیا
یہ پل ہی اگر تو حسن دریا
کیا خوب ہین غبغب و زنخدان
ہر پیش قطرہ گوہ و چوگان
کیا کیجیے وصف قد آزاد

جسکو کہ پہونچ سکے نہ شمشاد ٭ اس نازنین نے عمرو سے آکر کہا کہ ای پیر کلاونت مین نے تجکو بلایا تھا تو کیون نہ آیا عمرو نے کھڑے ہوکر دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین گسیان بنائے رکھے میری شہزادی کا نصیبا بلی رہے مجھے تو کوئی بلانے نہین آیا ملکہ نے ان کنیزون کی طرف دیکھا اور کہا کیون جی لونڈیو تم کیون نہین آئین اُنھون نے قسم کھائی کہ بی بی یہ موا جھوٹا ہی ہم ضرور آئے تھے عمرو نے کہا کہ موئی تم آپ ہوگی ای ملکہ یہ آئین تھین مگر وہ جو سامنے پہاڑ ہی وہان چلی گئی تھین وہان ایک دو گبرو نوجوان آئے اُنکے ساتھ یہ بڑی دیر تک ہنسا بولا کین اپنا منھ کالا کرایا اور پھر چلی گئین وہ کنیزین پھر لگین گالیان کوسنے دینے کہ بھڑوے تیری گور الیون نے منھ کالا

کرایا ہوگا ملکہ ماہ طلعت جادو نے کہا اچھا اب مین کہتی ہون کہ آپ میرے ساتھ چلیے عمرو نے
کہا بہت اچھا مین حاضر ہون مگر ای ملکہ مجھسے یون چلا نہین جاتا ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو
اپنی پیٹھ پر سوار کر لے وہ آئی اور کہا کہ آو بڑے میان میری پیٹھ پر سوار ہو لو ملکہ تو پیٹھ پھیر کر
چلی اور عمرو جو اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے شانہ پر سے ہاتھ لا کے دونون چھاتیان اُسکی خوب ملین
اُسنے اُسکو پٹک دیا اور کہا کہ موے بوڑھاپے پیٹے تو مجھسے نہین جائیگا ملکہ نے ایک اور
کنیز سے کہا وہ آئی اور کہا کہ تم میری پیٹھ پر سوار ہو عمرو جب اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے سے ہاتھ نکال کے
پائجامہ اُسکا کھول ڈالا اور الیسا کہ اُسکو بالکل ننگا کر دیا اُسنے بھی اُنکو پٹک دیا اور کہا کہ ای ملکہ وامی
یہ بڈھا بڑا حرامزادہ ہی اب ملکہ نے ہوادار منگوایا اور اُسپر سوار کر کے اُنکو اپنے باغ مین لائی اُنھون
نے باغ دیکھا کہ شجر و گل سے بھرا ہی سرو مثل قامت یار اکڑتا ہی نرگس صرف نظارہ بازی ہی کہین
سوسن زبان درازی کیا چاہتی ہی روشن پٹڑی آراستہ زرگل سے مالا مال نظر آتی ہی نظم

ہی زیور زرگل زیب تجمّل ساعد شاخ — ہی شاخ سنبل تر پاے سرو مین خلخال
نہین ہی عشقۂ پیچان نقاب روے نہال — بہار نے پے حفظ ثمر اُٹھاے ہین جال
مزاج نازک گل سے ہی بلبلون کو خوف — بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہی لال
الف کی طرح سی جو شاخ کا تھا قامت راست — ہی بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال
یہ رنگ سبزۂ گل ہر طرف ہی عکس فگن — کہ سنگ ریزون پہ ہی عالم زمرد وال
قواے نامیہ سے ہی زمین بالیدہ — کہ آسمان کو سمجھتے ہین سبزہ پامال
بنا ہی زلف لب جو جو باغ سنبل تر — ہی داغ لالہ و گل عارض چمن پر خال

اُس باغ مین ایک بارہ دری کہ جسکے ستون یاقوت نگار تھے فرش معقول اُس مین بچھا تھا آئینہ
لگے تھے گھڑیان کونون پر قرینے سے جڑی تھین مسند مغرق بچھی تھی کہ ابیات

غریب فرش رنگین اُس مکان مین — کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین — نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے مقابل — کہین الماس کے مینا و ساغر — طلسمی سیکڑون سامان برابر
کہون کیا کیا نظر سے جو کہ گذرا — عجب اُسوقت کچھ عالم تھا اُسکا — بٹھایا اُسکو لاکر اُس پری نے

سکھلانے اُسکو الفت کے قرینے ⁂ غرضکہ جب عمرو بیٹھا ملکہ نے کہا کہ کچھ اب شغل کرو عمرو دف بجانے لگا اُسوقت کیفیت

باجی اور اُٹھ دھائین ۂ باجی دیکھے کو دوار آئین ۂ باجی چلین پو چھت سن مرلی ۔ گردھر کی باجن
نا دھری ۂ دھیر باجن اپنا سنبھارے ۂ جیر باجن کی چھاتی پر واوان ۂ نل بجر کی باجی ہنست
بولین ۂ باجی لاگین مکھ ڈولین ۂ باجی بھین نہال بھولین سدھ گھر کی باجی ۂ کہین باجی باجی کہین
کہان باجی باجی کہین باجی کہون مرلی کہا جا عمرو کی شعر

قوالِ آسمان کا تھا قول ٹو ۔ ایسا نہ تھا بار بد بھی لاحول ٹو

ملکہ ماہ طلعت زار زار بر نگ ابر بہار رونے لگی ایسا کہ ہچکی لگ گئی اُسوقت عمرو کی آواز گہرائی اور
نی بجانا موقوف کی ملکہ نے کہا کہ ای شخص اب نیم بسمل چھوڑنا کیا ضرور ہی اب کچھ اور بجاؤ عمرو
نے کہا ای ملکہ گستاخی معاف ہو تو میں کچھ عرض کرون ملکہ نے کہا کہ واسطہ سامری کا جلد بیان

کر اسوقت عمرو نے اپنا حال اسطرح سنایا کہ نظم

آنکھون کو جانتا ہون پیالہ شراب کا
مستون کو عین فرض ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
خمخانہ جہان مین وہ علام دہر ہون
دیتا ہی محتسب مجھے فتوا شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا جام
دکھلا کے مجکو توڑا جو شیشہ شراب کا

ملکہ نے جلد کشتی شراب کی منگائی عمرو نے اُس شراب کو اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ پھیر کرنے مین یعنی کنٹر کی گلابی مین
گلابی کی جام مین جام کی شیشہ مین بیہوشی ملا دی اور ایک موتی کا بھبکا بجانگ کے ایک تار مین
پیتل کا پانون کے انگوٹھے مین باندھ کے سرا اُسکا منھ مین داب کے کھڑا ہوا گلاب شراب کی
بغل مین دابی جام کو ہاتھ مین لیا اور لبون سے نی بجاتا تھا پانون کی تال دیتا منھ کے موتی پر تار مین
پروتا قریب ملکہ کے آیا اور جام کو شراب سے لبریز کر کے سامنے ملکہ کے گیا جب وہ اُسکو ہاتھ پر سے
اُٹھانے لگی تو آہستہ آہستہ اُچھال دیا اور سر پر روکا اور سر آگے کر دیا کہ سرداروں کو سر سے شراب
پلاتے ہین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ صنعت دیکھ کے عش عش کرنے لگی اور وہ ساغر لیکر پی گئی پھر
عمرو نے سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا سب پر بیہوشی نے اثر کیا تڑاق تراق چھینکین مار کر بیہوش
ہوگئے عمرو نے ملکہ کی زبان مین سوزن دے کے ستون بارہ دری سے باندھا اور اب اپنی
اصلی صورت ہو کے اُسکو ہوشیار کیا اور فرمایا کہ چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن منم سر سنگ ہنگان
پالوس بلادنی آدم ہوناے ملوک الغرب والعجم رونده بے درنگ صاحب قنطورہ و زنگ

مردان رامسرہنگ نامردان راپالہنگ قلعہ گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب خواجہ مکرم ومعظم ریش تراشندہ کافران وسربرندۂ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجرگذاری خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ای ملکہ ماہ طلعت جادو تمہین چاہیے ہو کہ مطیع اسلام ہو اور چلکر مہرخ سحرچشم کی شراکت کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے چلا جاؤنگا مین گویا نہین ہون عمرو ہون ملکہ ماہ طلعت نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص سچا ہو مجکو لازم ہو کہ اسکی شریک ہوجاؤن پس اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لو عمرو نے سوزن کو نکال لیا ملکہ نے عمرو کی بہت خاطر کی اور کچھ دیر ٹھہر کے مال و اسباب اپنا بار کرواکے ہمراہ عمرو بن اُمیہ ضمری مع کنیزان زرین کمر کے لشکر مہرخ مین آئی مہرخ نے اسکی تعظیم کی اور بارگاہ رہنے کو دی اب بیان افراسیاب سنئے جو دو ساحر بھیجے تھے اُنھون نے جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے رخت سفر اپنا مغرب مین جاکر اُتارا اور شاہ حبش نے گیسو اپنے کھولے اشعار

پھر مغرب کی جانب شاہ خاور ہوئے خالی ضیا سے خانہ دور
لگے ہونے شگاف گیسوئے شام مزاجون مین بھری تکلیف آرام

سر شام نسیم سحر کو دم دیا تیاری لڑائی کی ہونے لگی بیجا شروع ہوئی جھلیکین دینے لگے کلوا جھرون تار سنگر کی چوکیان بجھائی گئین ناقوس سنکھ گھڑیال بجنے لگے دلاور لڑنے مرنے پر کمر کسنے لگے چار پہر رات یہی غل غپاڑا رہا جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور تاج زرین سر پر رکھ کے سر پر فلک پر جلوہ افروز ہوا کہ ابیات

دم شب لشکر مہرخ کی نوبت بجائی ہوا غل رات گذری صبح آئی
سفیدی سی لگی دینے زمین پر مؤذن نے کہا اللہ اکبر

صبحدم ملکہ مہرخ تخت سحر پر سوار ہوئی اور ملکہ بہار و مخمور و ماہ طلعت و نافرمان و مشکین مو و زلزلہ و لرزان وغیرہ سواری کا سحر پر سوار ہوکر جانب میدان چلین ملکہ بہار کے گرد تخت کے ادپر پچاس گلدستے پھولون کے رکھے ہوے دھانی جوڑا یہ قبائے عالم سنگار جان پہنے ابر سحر سر پر سایہ افگن ہاتھے پر افشان چُنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہونٹون پر مسی جیران آراستہ اور ساحر باڑ و لبط اور قرقرے دہمن آتشین وغیرہ پر سوار بیرقین سرخ ہاتھون مین لیے تو سول نیسول

چمکاتے ابر سحر روے ہوا پر چھائے ہوئے بادل گرگراتے ساحر جو سامری کی بو رہتے
مہرخ سحر چشم کا تخت آگے آگے لاکھون ساحرون کی قطار پیچھے پیچھے یہ سب تخت و سواریان
اپنی اڑاتے ہوے میدان کارزار مین آئے اس طرف سے حیرت لعبد گر در تخت
تخت پر سوار ساحرون سے گلے مین جھولیان بادل نگار اژدرون پر سوار دار و میدان
کارزار ہوئے ایک طرف سے مفتون مردارخوار جادو و افسران شعلہ زبان
جادو بارہ ہزار ساحرون کو کہ جو اُنکے ذاتی ملازم تھے اپنے ہمراہ لیے میدان مین
آکر ٹھہرے سحر کی بجلیان گرا کے چارٹی جھنڈی کو جلا دیا پھر ابر نے برس کر
چھڑکاؤ کیا نقیبون نے نکل کر نقابت کی اور پکارے کہ کہان ہین جمشید اور زردشت
آتش پرست اور کہان ہین کا فرودلیس کے ساحر بنگالی کونسا ایسا جادوگر ہے
کہ جو اس معرکہ مین نکل کر کچھ کرتب اپنا دکھائے اور نام اپنا کر جائے نقیب جب کنارے
ہوے مفتون مردارخوار جادو اپنا اژدر بڑھا کے حیرت سے اجازت لیکر میدان مین
آیا اور پکار کر کہا کہ اے مہرخ بھیجے کسی کو میرے مقابلہ مین یہ سنتا تھا کہ مخمور سرخ چشم اپنا
طاؤس اُڑا کر مہرخ سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئی مخمور سرخ چشم نے ایک بیاﺅ
اپنے بالون مین سے نکالی آسے کھول کے پانچ چار لال اُسمین سے نکالے اور ان لالون
کو اپنی انگلی کاٹ کے خون چٹایا اور اُسنے کہا کہ جاؤ مفتون مردارخوار کا بھیجا کھاؤ وہ
لال اُڑ کر گئے اور چاہتے تھے کہ سر پر مفتون کے بیٹھین مفتون مردارخوار و افسر
جادو نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا چھری لیے ہوے پیدا ہوا اور اُسنے ان لالون
کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور مفتون مردارخوار نے اژدر اپنا بڑھایا اور ایک کمند سحر کی مخمور
سرخ چشم پر لگائی مخمور کی گردن اُسمین پھنسی اُسنے اُسکو کھینچ لیا اور ایسا سحر پڑھا کہ
مخمور سحر کرنا بھول گئی اُسنے اسکو قید کیا ابھی مرتبہ ملکہ بہار نے مہرخ سے اجازت لی اور میدان
مین آئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار بیا لیس اتنا کہتے ہی ہزار ہا پھول میدان مین کھل گئے
اور سیکڑون چمن و نہالان چنبر دار زیر ثمر نظر آنے لگے حوض لبالب آبشار مین جاری
طائران خوشرنگ وخوش الحان مرغولہ بخی اور نغمہ سرائی کرنے لگے اور ان اشعار کو گا کر کہ ایسا

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
ہوا سے سبب باغ مہکا ہوا
درختوں نے برگوں کے کھولے ورق

کہیں طوطیاں بوستاں کا سبق
اکھڑے سے شاخ شبو کے ہر جا نشاں
مدبتان کی اور ہی آن بان

چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن
کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار

جدا اپنے موسم میں سب کی بہار
پڑی آب جو ہر طرف کو بہے
کریں سرو پر قمریاں چہچہے

چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا
ملکہ بہار معشوقہ طرحدار اُس

باغ میں ایک چبوترہ بلور پر چھری جواہر کی جگنو جڑی تھی ہاتھ میں لیے پانچے کلائیوں پر ڈالے سلوٹیں جذ ھوں میں پڑی ہوئیں بعد انداز کھڑی ہوئی اُس باغ سحر کی ہوا جو مفتون اور ساحروں کو لگی دیوانہ وار بقرار شعر عاشقانہ عشق بہار میں پڑھتے چلے جاتے تھے کہ اشعار

دل میں تمنا داغ جگر میں
شیون لب پر یاس نظر میں
آہ و فغاں تھی جیسے لب پر

رو رہے تھے وہ سب ملکر
روے حسین پہ خراش ناخن
داغوں سے خون تھے قامت گلبن

آبلہ دل کا جب کوئی پھوٹا
فوارہ لہو کا چھوٹا
جب قریب باغ ملکہ بہار

یہ سب پہونچے تو وہاں سے چند کنیزیں آئیں ایک طشت اور نشتر اپنے ساتھ لائیں اور انھوں نے فصد ان سب سودا زدگان زلف بہار کی کھولی اور خون اُس طشت میں لیا اور کہا کہ جاؤ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لاؤ یہ سب کے سب اُدھر سے شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے جانب لشکر حیرت چلے اور جاتے ہی لشکر حیرت پر گرے حیرت اور تمام اسکی سپاہ نے کچھ کچھ خاک جمشید اپنے اپنے نتھنوں میں لگائی تھی اسوجہ سے کہ خوشبوے گلہاے سحر ہمارے دماغ میں نہ جائے اسوجہ سے وہ دیوانہ نہوے تھے بس انھوں نے نارنج اور ترنج و ترسول و ضبول مارنا شروع کیے اور ہزاروں ساحروں کو دم بھر میں مار کر گرا دیا اُسوقت ملکہ حیرت نے مفتون مردار خوار جادو کو ایک نارنج سحر کا مار کر مار ڈالا اور اُسکے ہمراہیوں کو بھی واصل دار البوار کیا افسران شعلہ زبان نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ حیرت کے سامنے رہنا بیکار ہے کیونکہ اسنے میرے بھائی مفتون مردار خوار جادو کو مار ڈالا بس اسیوقت اپنے ساحروں کو ساتھ لیکر لشکر مہرخ میں چلا گیا اُسکے آنے سے طبل اور برق نے بڑی خوشی کی اور ملکہ حیرت رنجیدہ اور دل کبیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوا کر پھری اور اپنے لشکر میں آئی

اس عرصے مین معمار قدرت جادو ملکہ مہرخ کے پاس آیا اور دنگل پر بیٹھا اور کئی روز تک
سکونت پذیر رہا آخر ایک دن معمار قدرت نے ملکہ مہرخ سے پوچھا کہ آپ سے معرکہ
جدال و قتال افراسیاب جادو ولیسے زبردست سے درپیش ہے مگر عجب ہے کہ اگر خدانخواستہ
کچھ پیچ پڑ جائے اور نکل جانے کا اور طرح دینے کا موقع نہو تو کوئی جا ایسی یہان نہین مل سکتی
جہان دس بیس روز بدلی تمام رہین اور رنج افراسیاب جادو اور حیرت جادو کی جو
بجا گئے تو گنبد نور مین چھپے پس تم سب کو بھی کوئی جا چاہیے اسوقت معمار قدرت نے ایک
قلعہ فلک فرسا فولاد کا بزور سحر نہایت مستحکم بنایا اور فصیل بند دروازے پر بارہ ہزار سے تیلے
سوا سوا بالشت کے رویین تن سحر کے بنا کے کھڑے کر دیے اور ایک طاؤس زمرد کا اس قلعہ
کے مینار پر بٹھا دیا اور دروازے پر دو شیر سونے کے چپ و راست بٹھلائے اور اسی صورت
جو کہ وہان دروازے تھے کسی پر بارہ ہزار جن بچے باشمشیر برہنہ کسی پر بارہ ہزار جوگی اور
اتیت شیر سوار کسی پر بارہ ہزار پریزاد اندر کا اکھاڑا جمع طبلے سارنگیان طنبورے کرتال کی
جوڑیان کسی پر بارہ ہزار دیو بنے دار شمشاد و آسیا سنگ ارہ پشت نہنگ وغیرہ لیے کسی پر
بارہ ہزار فقط سر جادوگرون کے منھ مین مجلیون کی تلوارین لیے کسی پر بارہ ہزار دیو
جو اپنے ہاتھون مین گوسے فولاد کے بیضے عقاب کے لیے کسی پر بارہ ہزار نوجوان
عجیب الخلقت سر حیوانون کے دھڑ انسانون کے یا سر ہاتھی کے یا ریچھ بندر لنگور گھڑیال
سوس عقاب کے اور جسم ہاتھ پانون آدمیون کے کسی پر بارہ ہزار نٹ کھڑے ہوے
کسی پر بارہ ہزار اژدر قلاب آتش فشان چھوڑتے کسی پر بارہ ہزار فیل دمان کسی پر ایک
ابر آہنین ہزار ہا بجلیان رنگ برنگ کی کڑکتی اور چمکتی ہوئین بارھوین دروازے پر بارہ
ہزار لال انگارے آگ کے شعلون کی لپٹین ہوئین اور جسطرح سے فصیل بند دروازے پر چپ و راست
دو شیر سونے کے بٹھا دیے تھے اسی طرح گیارھوین دروازے پر بھی چپ و راست کہین
دو گھڑیال بجانے والے کہین دو ڈمرو بجانے والے کہین دو ناقوس پھونکنے والے
کہین دو گھنٹے لیے ہوے کہین دو جھانجین بجاتے کہین دو پتلے پچکاریون مین رنگ بھرے
کہین دو پہلوان کشتی لڑتے کہین دو بڑھیان چرخہ آگے رکھے کاتتین کہین دو نازنین

حسین انہار تا فرق دریا سے جواہر میں غرق دو دو دستے زعفرانی رنگ کے بیے ہوئے کرسیون
پر بیٹھی ہوئی ہیں کہیں دو چوبدار عصا سے زر دکھیلے سنہرے ہاتھون میں لیے ہوے راس و چپ
کھڑے ہیں کہیں دو سوار یا پنج پانچ یا ان گھوڑون پہ سوار خونخوار پیادے بے شمار موجود ہیں
غرض معمار قدرت نے یہ طلسم بنا کے ملکہ مہرخ سحر چشم سے کہا کہ جب کوئی بڑی مشکل اور لڑائی
پڑے اور تمکو کہیں بھاگنے اور بچنے اور چھپنے کی جگہ نہ ملے تو تم سب سردارون اور اپنی فوج کو
لیکر بے خوف و خطر جس دروازے سے چاہنا ان بارہ دروازون میں سے اس قلعہ میں جانا
افراسیاب جادو اور حیرت جادو اور تمام سردار اور اُنکی فوج سر ٹپک کر مر جائیں گے
جب بھی اس قلعہ میں نزدیک کیا بارہ بارہ کوس تک نہ آسکینگے اور وہ لڑنے کا ارادہ کرینگے
تو یہ سب پتلے لڑینگے اور اُنکی فوج و سپاہ کے بڑے بڑے جادوگر اُنکے ہاتھ سے مارے
جائینگے اور انپر لاکھ سحر کے وہ حربہ کریں اور ہزار جادو سے چاہیں کہ یہ پتلے ہماری چوٹ کھائیں
لیکن انمیں سے کوئی نہ مریگا نہ مٹیگا یہ کہکر طالع لیکر ارباب نشاط کے بلوا کے یہاں غلغلہ
شادمانی اور ہنگامہ مبارکبادی بلند ہوا ادھر ملکہ حیرت جادو باغبان اور صورت نگار
اور گلچین وغیرہ کے سمجھانے کے لیے گنبد اور سے نکلکر اپنے لشکر کی تیاری میں مصروف
ہوئی مگر یہان بارگاہ سلیمانی میں پانچ ہزار پانچ سو کچھین سرداران فیض گنجور شہنشاہ عرش اقتدار
کرسیون اور دنگلون پر باادب بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہیں اور امیر با توقیر تصور میں شاہ عیاران عمرو
ابن امیہ ضمری نامدار کے مغموم و خاموش ہیں اور ابوالفتح اصفہانی اور آمیہ اور سیارہ بالادوی
اور جہانگیری کے پیے گاز ازتق کوہ کی طرف پھر رہے ہیں اور لقا مع بختیارک اور عنصر کوہی
وغیرہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہیں ناگاہ طلسم ہوشربا کی طرف سے ایک ابر سیاہ اُٹھا اور برقیں
رنگ برنگ کی کوندنے لگیں سب نے دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان تخت پر سوار ایک لاکھ
سوار ساحر کی جمعیت سے آیا اور فوج کو اپنی اسنے لشکر میں اُتروایا آپ لقا کی ملازمت
کو آیا نذر دی خلعت پایا لقا نے کہا کہ ای بندہ قدرت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا
کہ ای خداوند مجھے افراسیاب جادو نے حمزہ پرستون کی سزا دینے کے لیے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے
کہ حسب الحکم خداوند لقا کے لشکر امیر کو تباہ اور برباد کر کے جلد پھر آؤ بختیارک نے

کہا کہ اپنا نام تو بتاؤ یہ باتین تو ٹھین اور معلوم ہوا کہ اگلون نے تو اپنے بہت سے ہاتھ پانون یہان آکر مارے اور پھر کر ہمارے باغ بہشت مین سدھارے اب تمھاری باری آئی ہے تم بھی دو چار دن کے مہمان آئے دن بیس شعبدے اپنے دکھاکے آخر کو باغ بہشت کی سیر کو چلے جاؤ گے اُس ساحر نے کہا ابھی مجھے مروارید جادو کہتے ہین یہ کہکر وہ دو اکبر وزتک آرام پذیر رہا اور جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر خورشید بے آبرو ہو کر سیاہ ہوا اور شاہد شب نے زیور ستارون کے موتیون کا زیب جسم کیا کہ نظم

بہار شام نے پیدا کیا رنگ | نگاہون کو نظر آنے لگے ڈھنگ
ہوئی چادر زمین کی خوب میلی | سیاہی جسم تاریکی سے پھیلی

سر شام بحکم مروارید نافرجام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خبری دو تو میان خبری خدمت والا مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے اشعار

روشن دلون کو گر ہو میسر دور ترا | رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر | کرنے سے اب تعدی کی رہتا ہے اجتناب
گنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک | پر گیری مین لگائیے جسکے پر عقاب
کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور | سنگر نقیب قہر کو تیرے گہ عتاب

آج طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر لقا مین غل مچا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے پھر تو ابیات

بجا دونون طرف سے طبل جنگی | ہوئی پھر جان کو قالب مین تنگی
لگے ہتھیار سجنے سب دلاور | لگین تیاریان ہونے بے بار

تلوارین چرخ پر چڑھائی جاتی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آگئی تھی زبان سنان کا یہ قول تھا کہ دشمن کا کلیجہ چھید ینگے زبان تیر کہتی تھی کہ ہم جسم کو غربال کرینگے گلشن شجاعت مین ہوا قہر کی چل رہی تھی بہادر پھلنے پھولنے کی آرزو رکھتے تھے یہی تمنا تھی کہ گلہائے زخم نخل جسم پر کھلائین خون کی نہرین بہائین دو پہر رات سے گئے نقیبون نے اٹھکر صدا دی شعر جوانو جوان بخت ہشیار ہو | سلاحون سے اپنے خبردار ہو
بہادرون نے اٹھکر غسل کیا دوست دوست سے عزیز عزیز سے باہم بغلگیر ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ابیات

بیا امروز بنشین با من ای دوست | کہ فردا من کجا باشم کجا تو | ندانم باز کے گردد ملاقات
زمانے من ترا بینم مرا تو

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ بپا رہا جب وہ زمانہ آیا تیغ تیز آفتاب کو نیام مشرق سے ترک دہر نے نکالا اور سر شب کو بشت بر حائل کیا کہ نظم

ستارہ یہ سحر کی ہے نشانی | پھر افتاب کی شبنم پہ پانی | گل خورشید پھر شاخ سحر سے
ہوا پیدا برنگ گل شجر سے

صبحدم امیر کشور گیر مع سرداران بالو قیر کے در دولت آسمان جاہ ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر گردون مسیر پر آئے اور جلو خانہ مین منتظر آمد بادشاہ ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ مشتاق جنگ سورے سے برآمد ہوئے کہاروں نے بڑھکر تخت بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ سب مجرا سلام لیتے ہوے قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو لیکر جانب جنگگاہ روانہ ہوے ڈنکون پر چوب پڑی لبادل چوبدار خدمتگار آگے بڑھے خاص بردار خاصیان کاندھے پر رکھے سپاہی سار سنگر جلو گردون سے لگائے نقیب خوش الحانی سے منقبت خوانی کرتے ہوے کہ ابیات

ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان | بسر ہر یکے راغورے کہ ہرگز | رسیدند این چند لشکر بمیدان
یکے گفت در جنگ افراسیابم | یکے گفت اسفندیارم بمیدان | ندیدند در خواب و زمان

آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرہ خاک ہوا زمانہ کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے آئینہ سپہ مکدر ہوا غرض بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبشاری کرکے گرد و غبار بٹھایا دونون جانب کی صفین آراستہ ہوئین مرواریدجادو اپنے ساحرون کو لیے ہوے بڑے کروفر سے میدان مین آیا نقیبون نے للکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا نقیبون نے مذمت دنیا زبان پر جاری کی نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار | تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو | ہر خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن جہلیں رہا کرتی تھین سرا مین | عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بارو ان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین | کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پریزادون کی جھومر کا عکس
آنکھو سلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے
قصر کو چلنے دو باشندو نکو وانکے دیکھو
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ وہ جھیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

واہ ری تیری تنگ ظرفی بائین عز و وقار
آج کل وہ لب جو چھدکے ہین آئینہ دار
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
تکیہ گور وگوزن اج ہی سہرا اک کا مزار
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
گنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

ای برادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے کس قدر واں بر سر نظارہ ہی یہ گو ہر یہ میدان ہے دیکھین تو عدو کو للکار کرا ور ڈانٹ کر کون مارتا ہے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوے اور مروارید جادو سامنے لقا کے آیا اجازت لی اور میدان مین آکر سلحشوری دکھاکر للکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان وزبردستان تم سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین یہ نہیب سنکر صف لشکر اسلام سے نہنگ بچہ دریائی سردار علمشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام مین آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ ای بہادر یہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ شعر

انسان جو ٹکر کرے بس فیل دمان سے
یہ اسکی حماقت ہے اجل کی نہین تقصیر ہے

نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صف سے نکلا ہے اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ ڈر گیا حضور مجکو رخصت دیجیے اور غلام کے حق مین دعاے خیر فرمائیے جب اُسنے کمال اصرار کیا اُسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بخدا سے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو کے مقابلہ مین چلا مرکب اُسکا طرارے بھرتا ہوا روانہ ہوا کہ ابیات

اُسکے توسن کا جو پوچھا خامہ سے وصف جمال
حسن لطف آشفتگی سے جسکے کانون کا بیان
دین خراج آنکھون کو جسکی چشم خوبان جہان
خوش کمر ایسا کہ جون پیوستہ ہو ابرو مین حال

پڑھ کے یہ مطلع کہا معذور ہون ای مہربان
باغ مین سوسن نہین کر سکتی باچندین زبان
باغ دلبرین یال و دم کو زلف جعد مہوشان
جامے زین ہے یہ گریبان گُل کے درمیان

آتش قدم جس دشت پر ہو اسکی جست و خیز کا
ہر گل ہر رنگ حنا پیدا یون عرق دے ہی بہار
ہو جلا دے مین یہ اس گلگون کی دم مار یکا وصف
جب قدم رکھتا ہی وہ محبوب تب ہر گام پر
نک اچٹ جائے عنان اسکی تو قاش زین سے
گر صف اعدا پہ سید ھا ہو تو جون تیر قضا
پر غلط ہی یہ کوئی اسکو دبا دے جس جگہ
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب
تو پہنچے پائے صدائے ہان نہ منہ سے لب تلک

دن غول الان حرم تک تل پبدی آسکے ان
لالہ زار اور پر ہو شبنم جس طرح گوہر فشان
جون لپٹن پہنے سے لہراتا ہی سرو بوستان
صدقے کرتے ہین خرام ناز آپنا دلبران
اسطرح اڑ جائے جون چہرے کی رنگ عاشقان
وا ہیے اسکو تو پہنچے پیش از آواز ہان
صفحہ روے زمین کا اس قدر وسعہ کہان
تک اگر رک سکے اسوقت اتنا بھی کہان
ہی مگر یہ باد پایان سے دوان اور روان یان

غرض نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو سے آگر ستمگار ہوا اور بعد سوال و جواب مروارید جادو نے سحر تو نہ کیا اسلیے کہ امیر مالک اسم اعظم ہین اس سے بہتر یہ ہی کہ اس سے ہتھیارون سے لڑین نا چاری کو پھر سحر کرین گے غرض اسنے نیزہ اتکل کرکے سینۂ بکینہ نہنگ بچہ دریائی پہ مارا نہنگ بچہ نے نیزہ کو سنان پہ گانٹھا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی لیکن ستھوین طعن مین نہنگ بچہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت گھوڑون کے گشت سے ایک برج خاکی بنکر تیار ہوا اول گرد مین یہ دونون بہادر چھپے ہوے تھے سنانین بنانین ستارہ سحری کی طرح چمکتی تھین غرضکہ جب نیزہ مروارید کے ہاتھ سے نکل گیا وہ گئی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور کہا ای خدا پرست تو نے بڑا غضب کیا نیزہ سامری و جمشید کے پرستار کا تو نے نکال دیا اب مین تجکو کب جانے دون گا یہ کہکر اس ساحر نابکار نے بآواز بلند کہا کہ ای لقناطیس جادو یہ تیرا کام ہی مین ایسے ذلیل و حقیر و لاغر سے مقابلہ اور مجادلہ تنگ جانتا ہون تو آکر اسکو پکڑ لا ساتھ ہی آواز دینے کے ایک تیلہ پتھر کا پشت پر سے مروارید جادو کے پیدا ہوا اور سینے آتے ہی نہنگ بچہ دریائی کے اوپر ہاتھ ڈالا نہنگ بچہ دریائی بھی عرب سے تو ٹوٹ پڑا اور لگی کشتی ہونے نہ این راظفر نہ اور را خطر نہ این راظفر دہن بدہن مستت بہ مشت آخر پیچ توڑ جوڑ بند و غیرہ کرکے کچھ عرصے مین اس تیلے نے نہنگ بچہ دریائی کو اٹھاکر دے مارا اور

مشکیں باندھ کر سے گیا اب امیر وغیرہ سب نے جانا کہ کوئی انسان تھا جو نہنگ بچہ دریائی
کو باندھ لے گیا کیونکہ امیر وغیرہ سب دور کھڑے تھے وہ کیا جانیں کہ پتلہ پتھر کا ہے اب مروارید
نے پھر للکار کر ہیبت دی کہ اور کسی کو بھیجو مقابلے کو ابھی ابرہاے دیو چنگال ایک بڑے
حرامزادے گھوڑے پر سوار اندھیری گھوڑے کے منہ پر چڑھائے بادشاہ سے اجازت
لیکر بمقابلہ مروارید نکلا اور جو انداز مروارید کی لڑائی کا تھا اُسی طرح سے اس ساحر علیہ اللعن
نے مقناطیس جادو پتھر کے پتلے کو پکار کر کہا کہ خدا پرست کو پکڑ بجادہ پتلہ پشت مروارید
سے پیدا ہوا اور ابرہاے دیو چنگال نے اپنے گھوڑے کے منہ پر سے اندھیری کھینچ لی
اور اس گھوڑے کا یہ خواص تھا کہ آدمی کے عکس کو دیکھ کر کاٹنے اور مار ڈالنے کو دوڑتا تھا
جیسے ہی اس پتلے کو دیکھا فوراً ہی گردن اسکی پکڑ لی وہ پتلا اس گھوڑے سے کشتی لڑنے لگا
ابرہاے دیو چنگال نے جو پتلے سے فرصت پائی تو دوڑ کر مروارید جادو سے لپٹ گیا
اور جبتک مروارید سنبھلے سنبھلے ابرہا نے دو تین چنگل اُسکے گھوڑے کے مارے کہ تمام
گوشت پوست مروارید کے گھوڑے کا اُڑ گیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا ابرہاے دیو چنگال
دو چنگل مروارید کے بھی مارے کہ آدھی ران اُڑ گئی اور سب بچھو لہولہان ہوئی اور اُسنے
چاہا کہ ابرہاے دیو چنگال کو مار ڈالوں لیکن سحر کیا کہ ابرہا کے ہاتھ اور پاؤں سست
ہوے اتنی دیر میں گھوڑا ابرہاے دیو چنگال کا جو اُس پتھر کے پتلے کی گردن پکڑے تھا
اور وہ پتلہ جادو کا تھا مگر مٹی پتھر کا مل کر آخر چھوٹ کر بھاگا گھوڑے نے جست کر کے مروارید
کا گلا پکڑ لیا تب وہ پتلہ پھر نمودار ہوا اور ابرہا کو پکڑ کر جلد تر لے بھاگا بختیارک نے دیکھا
کہ مروارید کا کام گھوڑے نے تمام کیا اس نطفہ حرام نے غل مچانا شروع کیا کہ تم سب کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہو گھوڑا مروارید کا کام تمام کیے دیتا ہے چار طرف سے جادوگر دوڑ پڑے
صدق جادو اس مروارید جادو کا نائب تھا اس حرامزادے نے گھبراہٹ میں جادو
تو بھول گیا نہ کر سکا مگر ایک گولا فولاد کا مارا کہ گھوڑا مر گیا لیکن ان سب نے مروارید جادو کو اُس
گھوڑے مردے کے منہ سے چھڑایا اور لقانے طبل آسائش بجوایا دونوں فوجیں پھیر کر
اپنے اپنے بستروں پر آئیں بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور سردار بارگاہ سلیمانی

مین آکر داخل ہوئے جادوگر مروارید کو پالکی مین ڈالکے لقا کے پاس لائے لقا نے اور
بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کی گردن مین گھوڑے کے دانت پیوست ہوگئے ہین
خون بند نہین ہوتا ہی اور مروارید کو غش پر غش چلا آتا ہی بختیارک نے کہا کہ اقبال اسے
کہتے ہین کہ جانور تک حمزہ کے لشکر کے ایسے سرہنگ ہین صدف جادو نے عرض کی کہ
خداوند اگر کچھ قدرت نمائی فرمائین تو پھر کیا کہنا ہی ورنہ حکم ہو تو غلام مروارید جادو کو طلسم
مین ایک ہفتے کے وعدہ پر لیجائے اور شفاخانہ سامری و جمشید مین اسے ڈال دے
پھر گھڑی بھر مین اسکے گلے کا زخم اچھا ہو جاویگا بختیارک نے کہا کہ خداوند کی قدرت
نمائی کیا تم دیکھوگے خداوند چاہے تو تمام عالم کو مار کر پھر جلا دے لیکن وہ مرگ اور زیست
کا مالک ہی جو وہ چاہے سو کرے کوئی امیر حاکم نہین جو کہے کہ خواہ مخواہ یہ بات کرو تم
مروارید جادو کو شفاخانہ سامری و جمشید مین لیجاؤ جان ہی تو جہان ہی جب صحت ان کو
ہو جائے تو لانا صدف جادو نے کہا بہت خوب یہ کہہ کے صدف جادو نے لقا سے
رخصت لی اور مروارید کو واسطے صحت کے شفاخانہ سامری و جمشید مین لے گیا اور بعد قطع منازل
و طی مراحل جا بجا کر کے داخل شفاخانہ مذکور ہوا تو دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ رخام کی
کھنچی ہی اور اندر اس احاطے کے ایک گلشن پر بہار سراپا لالہ زار ہی جسکی ہوا شفا بخش
آزار بیمار ہی درخت وہان کے امرت پھل کے ثمر لاتے ہین مردہ دلون کو زندہ فرماتے
ہین بہی سے حاصل فربہی سراسر مریضون کو بہی سیب وہان کا دافع آسیب درد انار
منطفی فرماے حدت نار تپ و سرخی بخش رخسار زرد گل احمر تپ احمر کو مفید سرو سہی
کوزہ پشتی ہیدگل سوسن دہ زبان گونگے کو اچھا کرے نرگس نابیناؤن کو بصارت دے
سنبل سے پریشانی دل کی دور گل و غنچہ سے طبع غمگین مسرور ہو گل سیوتی اور چاندنی
خفقان کھوئے گل داؤدی صد برگ سیکڑون کا یرقان کھوئے لالہ دل غمگین کا داغ
کھوئے رنج سے حاصل فراغ ہوئے نہرون کے پانی مین خاصیت آب حیوان گل سرخ
صفرائیون کے مزاج مین سودا اٹھائیگا سنی کے پھولون سے صفرا سودائیون کا جاتے
گلنار سے بلغم گھٹے خون جسم مین بڑھے بلبل وہان کی نستعلیق باذن اللہ کہے طوطی

خوش لہجگی گفتار سے مردہ عجب نہین جو جی اُٹھے باغبان وہان کا کار مسیحائی کرے ہر روش مثل قلب تندرست کے مصفا آئینہ سان خزان کی بیماری گلون کو کہان دہان غنچہ کا

ہر ایک سیار بوستان سے یہ بیان زبان سوسن پر یہ داستان نظم

ابھی ہول دل سب یہ ہوتا ہے جو
نہ کچھ خوف کیجیے گا دل ہی تو ہے

گذر ہوگا جب سوے باغ آپکا
خنک ہوگا فوراً دماغ آپکا

غرض باغ کو ہوگے جب تم سوار
وزان ہوگی اسوقت باد بہار

ہراک گل ہنسے ایسی فرحت ہوئی
ہراک نخل مین پیدا نزہت ہوئی

جو قد آپ کا سایہ افگن ہوا
تو آزاد وان سرو گلشن ہوا

گذر ہوے گا جس چمن کی طرف
تو دیکھینگے غنچہ دہن کی طرف

لب نہر جاؤ گے جو خوش صفات
تو ہو جائیگا آب آب حیات

نگہ مست اک تاک پر پڑ گئی
تو انگورون سے مے ٹپکنے لگی

ہراک سمت پھروگے جو گلشن مین وان
دھڑک دل کی کم ہوئیگی ناگہان

غرض صدف جادو مروارید جادو کو لیے ہوئے جب اور آگے بڑھا تو اُس نے ایک مکان چار درجہ کا تعمیر دیکھا کہ مثل قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا در و دیوار اُسکے جگمگاتے آزار مندون کو تندرست بناتے فرش اُس مین بچھا ہوا شیشہ آلات سے وہ سجا ہوا کہ ابیات

گردون قصر عالی کی تعریف کیا
کہ روز اُسپہ ہوتا ہے گردون فدا

نظر جب پڑی اُسکی دیوارون پر
لگی ایک خشت سیم ایک تھی خشت زر

جلاے جو موتی تو چونا ہوا
وہ چونا پھر الوزر دونا ہوا

وہان چار درجے دکھائی دیے
کہ درجے تھے وہ قصر فردوس کے

تھین اُن درجون پر چلمنین بھی پڑین
کہ ہر تیلی اُنکی زمرد کی تھین

ایک درجے مین تو پلنگ آہنی اور چوبی بچھے تھے جو بید اور لوہے سے بنے تھے اور اُنپر بچھونا کیا تھا مریض اسطرح کے اُن بچھونے پر لیٹے تھے کہ جن کے پاؤن ٹوٹ

گئے تھے یا بہت زخمی ہوئے تھے اور دل و جگر پر چوٹ آئی تھی بہت مستسقی اور مفلوج تھے
اور اکثر تو کثرت سے وہی ساحر تھے کہ جو جنگ مین ناوک و زنبورک پیکان تیر اور بار فلفل
وغیرہ سے زخمی ہوئے ہین اور وہ مریض پلنگون پر لیٹے کراہ رہے تھے کوئی جمشید
کو پکارتا تھا اور کوئی سامری کی یاد کرتا تھا بعض بیمارون کے اعضا کی بندشین
جراحون نے کی تھی کہ وہ چت لیٹے ہوئے تھے اور جنبش نہ کر سکتے تھے بعض کے
عزیز و اقارب پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھے تھے اور اُنکی تیمارداری مین مصروف
تھے نیچے پلنگ کے بھی فرش دری چاندنی کا بچھا تھا مکان مستقل آئینہ مصفا
تھا غرض ایک درجہ مین تو یہ کیفیت تھی اور درجہ دوم مین الماریان لگی تھین اور
الماریون پر شیشے اور برنیان دواؤن کی رکھی تھین اور جراح وغیرہ دوا
سازی مین مشغول تھے کچھ ادویہ کھرل ہو رہی تھین بعض نسخون کے لیے حکیم
شفاے جادو نام خود اہتمام کر رہے تھے اور اُنکو باحتیاط تمام بناتے تھے
کچھ دوائین چینی کے نادون مین خون انسان ڈال کر بھگوئی تھین بعض خون مرغان
طلسمی مین تر کی ہوئی تھین کھرلین سنگ سماق اور سنگ موسیٰ اور سنگ یشب
وغیرہ طرح طرح پتھرون کی رکھی تھین اور ایک درجہ مین آلات جراحی وغیرہ کے
صندوق چنے ہوئے تھے موچنے اور زنبور اور استرے اور نشتر اور کاردین
وغیرہ میزون پر رکھی ہوئی تھین اور اس درجہ مین جو دروازے لگے تھے اُس مین
شیشے بہت صاف جڑے تھے اور میزون کو مخمل سبز و سرخ سے منڈھا تھا اور وہان
حکما اور جراحون کا اجتماع تھا حکیمون مین کسی کا فراست جادو اور کسی کا دانشمند
جادو اور کسی کا صحت بخش جادو وغیرہ نام تھا آور تیسرے درجہ مین فرش
نہایت عمدہ شفاف گسترده تھا اور اُس فرش پر مسندیان بچھی تھین گاؤ تکیے لگے تھے
سامنے سوزنیون کے خاصدان اور اُگالدان رکھے تھے کہ جو سراسر بلوری کے تھے
ایک جانب کو سرمہ دانی عقیق خوشرنگ کی رکھی تھی کسی جا ابریق پانی سے بھرے
دھرے تھے اور یہ وہ مقام خاص جو سردارا درد مند شفاخانہ مین حکیم حکمت مآب جادو

کاہی کہ وہ ایک سوزنی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کتاب حکمت کی سامنے اُنکے کھلی
ہوئی رکھی تھی اور اس درجہ میں بھی الماریان لگی تھین انمین سب کتابین حکمت کی چنی ہوئی
برابر تھین شرح اسباب کہان تک کی جائے کارخانہ طب اکبر ہی علاوہ برین کتاب
کی کیا احتیاج ہی یہ علم سینہ ہی اور اسکا قانون ہی نیا ہی خلاصہ یہ کہ حکمت مآب ارسطو
وقت اور افلاطون زمانہ تھا مروارید جادو کو بھی صدف جادو نے لاکر انکی خدمت
مین حاضر کیا اُنھون نے ایک جراح بقراط جادو نام کے اُسکو دیکھکر سپرد کیا اور آپ نسخہ
اُسکے فرحت مزاج کا لکھدیا جراح نے پٹی مرہم جمشیدی کی اُسکے زخم کو دھو کر چڑھادی اور ایک
پلنگ پر لٹادیا اب یہ یہان علاج اپنا کر رہا ہی اور اب ساتوین روز مروارید جادو کو لیکر
صدف جادو پھر آئیگا مگر اب حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو بالا دوی کو گیا تو اُسنے ایک
مقام پر دیکھا کہ پہاڑ سونے کا بنا ہوا تھا اور چار طرف اُسکے نقرئی گھانس اور گھانس
کی نوک پر گوہر شبچراغ نصب تھا وہ گھانس کوسون تک نظر آئی عمرو کے جی مین طمع
بدرجہ کمال ہی دل اُسکا لہرایا اور منھ مین پانی بھر آیا بے ساختہ اُسی پہاڑ کی طرف چلا اور جسقدر
کہ عمرو دوڑتا جاتا تھا وہ پہاڑ اُتنی ہی دور نظر آتا تھا عمرو نہایت حیران اور پریشان
دریاے فکر مین غوطہ زن ہو کے کہتا تھا کہ مجھے جناب احدیت نے وہ طاقت
دوڑنے کی عطا کی ہی کہ کوئی پہر بھر مین ہزار فرسنگ جاتا ہون مین نے بیابان
بیشہ جبل القمر و بیابان حبیبہ سیارہ کو جہان سکندر بادشاہ اور جسکے ہمراہ دو پیغمبر خواجہ خضر
اور الیاس علیہ السلام تھے اور جسکے مشیر ارسطو اور افلاطون ایسے وزیر وہ بارہ لاکھ
سوار سے گیا اور بارہ برس کے بعد دس بارہ آدمیون سے زندہ باقی رہ کے اُس
بیابان کے اُسطرف پہونچا تھا علاوہ ازین جب حمزہ کے دشمنون کو نوشیروان
اور فرامرز نے عقابین پر چڑھوا دیا تھا تو مین نے تین دن مین ہند و سندھ و روم و شام
و چین و ماچین عرب و عجم و ہندوستان ہفت اقلیم کے مسافت کو طے کر کے حمزہ کے
تمام سردارون کو جہان تہان خبر پہونچائی اور یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ پہاڑ طلائی جسکو مین دیکھتا
ہون کہ کوس دو کوس کے فاصلے سے زیادہ نہو گا اور پہر دن چڑھے سے

اسوقت تک نہ معلوم کہ تین ہزار فرسنگ راہ طی کر گیا مگر یہ ظاہر ہوا کہ میں دو فرسنگ آیا لیکن یہ دولت لا انتہا و لازوال سونے کا پہاڑ ٹھہر گیا تھا ہی دور نظر آتا ہی کچھ اسرار ہی یا نہین معلوم کہ کیا ہی اسی فکر مین کھڑا اُس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک مرد پیر نہایت نورانی صورت ریش و بروت سفید ایک لنگی کھاردے کی باندھے نعلین چوبین پانون مین پہنے آفتابہ ہاتھ مین لیے نمودار ہوا اور عمرو کے قریب آکر پکارا اسلام علیک اے شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار عمرو نے اُس پیرمرد کو مسلمان جانکر جواب علیک السلام دیکر کہا کہ اے درویش اس پہاڑ کا راستہ کدھر سے ہی اُس پیر نے کہا خواجہ سلامت ہر چند کہ طماعی انسان کو مبتلاے کرتی ہی کہ مصرع بد وزد طمع دیدۂ ہوشمند ؎ آپ کیا کرین کہ خواص اُس چشمۂ عین الطمع کے پانی پینے کا ہی آپ نے دھوکے سے پانی اُسکا جو پیا ہی یہ سارا خطور طمع اور دزدی وغیرہ کا اُسی پانی کا ہی اے شاہ عیاران عیار یہ پہاڑ نہین بیابان گلرز کا قلعہ ہی اور راستہ اسکا بہت دور ہی جہاندار جادو قلعہ کے مالک کے بغیر کسی کو نہین ملتا اور کبھی کوئی شخص اسکے اندر بغیر اطلاع جہاندار جادو کے نہین آسکتا ہی کس لیے کہ اس قلعہ مین ٹھیکہ چند اور رقم آمدنی ممالک محروسۂ طلسم ہوشربا اور بہت مکانات جواہرات سکے درند اور پرند جالوزون کے ہین جبتک مخمور سرخ چشم افراسیاب جادو کے پاس تھی کنجیان اس قلعہ کے گنج کی قبضہ مین اُسکے تھین جبدن سے مخمور سرخ چشم جادو آپ کی اور ملکہ مہرخ کی شریک ہوکے چلی گئی اب افراسیاب جادو وہ کنجیان اپنے پاس رکھتا ہی باوصف اسکے کہ جہاندار شاہ جادو مالک و مختار ہی لیکن یہ اختیار اسکو نہین کہ ایک پیسہ بدون حکم افراسیاب کے اُن خزانون کو کھول نکال سکے یا کچھ صرف کرسکے حضور اگر بطور سیر فرمائین تو مین قصور مند ناچیز ایک کمترین بندۂ خدا ہے وجل کہ غلام صحرائی میرا نام ہی ایک نقش اسماے الٰہی دیتا ہون اسے زبان کے تلے رکھکے دست راست کو تشریف لے جائین یہان سے دو تیر کے تاب پر کنارے ایک غار کے ایک اژدر آتش فشان آپ کو نظر آئیگا حضور جب اُس اژدر کے سامنے جائین

اس تعویذ کو زبان سے نکال کے دکھلایئے آپ کو وہ دروازہ معلوم ہوگا بے خوف و خطر اُسکے اندر جائیے اور سیر کرکے چلے آیئے اور مین نے اس نقش کو زبان سے نکالنے اور اژدر کے سامنے جاکے دکھلانے کو بخیال اس مآل اندیشی کے کہ خدانخواستہ آپ میرے کلام کو غلط سمجھین اور یقین نہ لاوین اور اپنے دل مین مضمون اس شعر کے شعر

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ۔۔ تو مرو در دہان اژدرہا

پس و پیش کرین اور ڈرین عرض کردیا ورنہ کچھ حاجت اس نقش کے دکھلانے کی نہین ہی وہ دروازہ اژدر یہ مشہور ہی آپ یون ہی اُسکے اندر چلے جایئے کچھ مقام خوف و بیم اور ضرر کا نہین ہی مگر حضور قصور معاف صاف صاف عرض کرتا ہون فقیر کی بات ناراض نہو جیے گا اتنا سمجھے رہیے گا کہ اگر کسی شی کے تصرف کا آپ ارادہ کرینگے تو مبتلاے آفات صدگونہ ہونگے عمرو نے اشارہ اور کنایہ اُس پیرمرد کا سمجھکر کہا شاہ صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہین سبھی مجھے لوگ دنیا کے ناحق طامع کہتے ہین خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے بیت

زعذر توبہ تو آن رست از عذاب خدا ۔۔ و لے کہ می نتوان از زبان مردم رست

جس حالت مین کہ مخلوق نے خدا پر تہمت کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بطن مریم سے نہ تھے خدا کے پیدا کیے ہوے ہین اور پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کو بمقدمہ شق القمر دیا جاے شب معراج افترا سحر کا کیا اور کفاران بے دین نے انکو ساحر کہا تو مجھ بیچارے پیادے پر جو کچھ افترا اور اتہام اہل دنیا کرکے بدنام کرین وہ تعجب نہین ہی یا حضرت مین ایک کوڑی کسی سے نہین مانگتا اسپر بھی مجھے لالچی اور طامع اور حریص مشہور کرتے ہین آپ وہ نقش عنایت فرمایئے مین فقط سیر کرکے چلا آؤنگا بارے غلام صحرانشین سے وہ تعویذ عمرو نے لیکر زبان کے تلے دبایا اور رخصت ہوکر اُس غار کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین منہ سے نکال رہا ہی عمرو نے اپنے دلکو مضبوط کرکے وہ نقش زبان سے نکال کے دکھایا دیکھا تو واقعی وہ دروازہ تھا بسم اللہ کہکر اندر قدم زن ہوا دیکھا کہ ایک شہر پُر فضا بہت وسیع اور زر ریز اور رشک خیمہ زر خلقت انبوہ ورا نبوہ سکان

شہر گردہ گرد وہ چوٹی کا بازار بنا ہوا اطراف بزازہ کھلا ہوا عمارتیں جگہ و بجگہ بنی ہوئیں کہیں کٹہرین سنگین سے بارہ برج میں جھنڈے گڑے ہوئے عمارتیں بلند بساطخانہ کی سجاوٹ کہیں ٹٹیوں کی لگاوٹ کہیں حلوائیوں کی دوکانیں جنکی دکان کے سامنے زنجیر میں گھنٹے ٹنگے ہوئے کہیں بھگیرنیں بیٹھی ہوئیں **نظم** ÷ قصر اعلیٰ اس طرح آباد تھے ÷ چرخ جنپر برج کرتا تھا نثار ÷ خم ہوں ابروئے حسینان جہاں ÷ اسطرح سے طاق تھے محراب دار ÷ عمرو سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ آفتاب فلک افلاک کی سیر کرکے دارالامارت مغرب میں گیا اور عیار شب نے قلعۂ دہر میں داخلہ کیا شعر سیاہی چھا گئی ہر سو جہاں میں ÷ مروت تھی جنجم آسمان میں ÷ اب **عمرو** نے دیکھا کہ کچھ گرد شتی معلوم ہوئی اور کچھ شور و غوغا سنائی دیا عمرو ایک اونچی دوکان تھی اُس پر چڑھ کے اُس رونق کو دیکھنے لگا تو آگے آگے ہزار بارہ سو نجشانے سنہرے اور روپہلے چلتے ہوئے کچھ شتری ڈھیلی باوگرجتے بجتے ہوئے اور بہت سی سانڈنیاں اور روڈ ڈھالی سو جو بڑا مرد نے نسب دیتے آگے آگے کہ ابیات
با نوجوانو ٹھہرے حبائیو ÷ دو جانب سے بائیں ہٹے آئیو ÷ ہمیشہ رہے شہ کا جاہ و حشم
بڑھے عمر و دولت قدم بقدم ÷ بعد ازاں ایک تخت طاؤسی پر کہ وہ سب ایک ڈال زمرد کا بنا تھا اور جا بجا الماس اور یاقوت اور پکھراج اور فیروزہ وغیرہ جواہر بیش بہا کی گلکاری بنی ہوئی اُس تخت پر ایک شاہ بیش برس کا سن و سال نہایت خوش جمال اور زبردست ایک تاج بہت بھاری بارہ کنگرے کا اور ہر کنگرے میں ایک ایک لعل شب چراغ نصب کیا ہوا گلے میں پوشاک شاہانہ کمر تنگی زرتار کی باندھے دو ناریل چوبی وار آگے رکھے چتر مرصع سر پر خود بخود گردش میں اور پشت پر دو رویہ دو مروحہ بال ہما کے عکس پر اکی کرتیں اور گرد و پیش بارہ ہزار سوار ساحر تختے گھوڑوں پر سوار چلے آتے ہیں اور وہ بادشاہ مٹھی بھر بھر کے اشرفیاں اور جواہرات فقیروں کو بانٹتا آتا ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ اگرچہ ساحر ہے لیکن بڑا سخی ہے لاؤ انھیں فقیروں میں ملکے اشرفیاں اور جواہرات میں بھی لوٹوں بس ایک بوڑھے محتاج کی شکل بن کے اشرفیاں اور جواہرات لوٹنے لگا اور سواری کے ساتھ آتے آتے ایوان شاہی پر آ کے پہنچا جاندار شاہ جادو تخت سے اُتر کے اندر محل سرا کے گیا عمرو بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکے اندر گیا تو دیکھا کہ قصر عالیشان

ایک کوس بھر کے فاصلہ سے کم نہین ہے اور زمین طلائی ہے اور سامنے وہ قلعہ سونے کا
جسکا پتہ غلام صحرائی نے دیا تھا نظر آتا ہے عمرو جلدی سے اُس قلعہ کے دروازے پر گیے
وہان جلوخانے مین بارہ ہزار وہی سوار کہ جو سواری کے ساتھ تھے زمین پوش بچھائے بیٹھے
تھے گھوڑے سب کے کھڑے تھے عمرو نے اپنے جی مین کہا یہ تو زنانی ڈیوڑھی نہین ہے
مین تو یہ سمجھا تھا کہ یہین اِس بادشاہ کا ناموس ہوگا تعجب کی بات ہے کہ جہاندار جادو
وہان سے کیون پیادہ پا یہان تک آیا اور اتنے بڑے میدان کو طے کر کے
اس قلعہ مین گیا ہوگا اور یہ بارہ ہزار سوار تو اُسکی سواری کے ساتھ تھے جلوخانے
سے یہان کیونکر آ کر بیٹھے اور کدھر سے آئے شاید کہ اسکا راستہ اور کوئی بھی
ہے یہ سوچ کے دوسرے دروازے پر جلوخانے کے گیا وہان چوبدار اور مردے
کچھ کمر مین کھول رہے تھے کچھ بیٹھے تھے عمرو وہان پر ایک مولسری کا درخت تھا اُسکی
آڑ مین کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک خدمتگار لوٹا گھبرایا ہوا باہر نکلا چوبدارون
نے پوچھا کہ حضور خاصہ پر بیٹھے ہین اس خدمتگار نے کہا کہ نہین خاصہ اب طلب
کیا ہے سو مین باورچی خانے مین جاتا ہون یہ کہکر اسی درخت کے قریب کہ جہان
عمرو کھڑا تھا تھوڑی دور پر بیٹھکر پیشاب کرنے کو بیٹھا عمرو نے بچستی تمام بیضۂ
بیہوشی کا مار کر اُسے بیہوش کر دیا اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ اُسکی ایسی صورت بنا
اور اُسکے کپڑے پہنے پگڑی سر پر چکودار باندھی جیسی ہاتھ کی چُنی ہوئی پہنی عصا ہاتھ مین
لیکر باورچی خانہ پوچھتے پوچھتے اندر گیا اور داروغہ سے تاکید کھانے کی تاکید
کر کے آپ جلد قدم اُٹھاتا ہوا بے خوف و خطر اُس ڈیوڑھی سے اندر چلا گیا وہان
دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری بلور کی بنی ہوئی ہے تیاری اُس مین بہت
معقول ہے آگے اُسکے سامان زربفتی کھنچا ہوا ہے اور فرش پُر تکلف اُسکے نیچے بچھا ہوا ہے
اور وہی جہاندار جادو سریر سلطنت پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور
گرد و پیش تخت کے ساتھ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور بڑے بڑے جادوگر اور
ساحریان بیٹھی ہین اور کچھ طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہین عمرو جہان چوبدار

خدمتگار کھڑے تھے وہان کھڑا ہوا ایک خدمتگار نے کہا کہ اے ہوشیار جادو
خاصہ کے لیے تم تاکید کرنے آئے ہو عمرو نے جانا کہ نام میرا ہوشیار جادو ہے بس
اُسنے جواب دیا کہ مین داروغہ سے کہنے آیا ہون خاصہ آتا ہے اُس خدمتگار نے کہا کہ پھر کسنے
حضور مین عرض کردی ہوتی اور آج تو تمھاری نوکری ہے تم سامنے حاضر رہو خاصہ کھلوا لینا
جب کہین جانا عمرو نے کہا صاحب تم مجھے نصیحت نہ کرو مجھے بھی معلوم ہے کہ آج میری
باری ہے اور نوکری کا دن ہے بھلا مین یہان سے کہان جاؤن گا اور خاصہ کے لیے
اب عرض معروض کرنے کی کیا ضرورت ہے داروغہ صاحب لیے آتے ہون گے
اس عرصہ مین شہنا نوازون کی آواز اسکے گوش زد ہوئی اور آگے آگے وہی داروغہ صاحب
اور پیچھے پیچھے کہار خوان کے لیے ہوئے توڑے پوش پڑے ہوئے کس نے
کسے ہوئے لیے چلے آتے ہین گرد پیش دس بارہ مشعلین دستیان روشن کیے اور شہنائی
روشن چوکی بجتی چلی آتی ہے عمرو نے دوڑ کے چاہا کہ آفتابہ اور سلفچی کو مین اٹھا لون ایک
فراش نے کہا کہ اے ہوشیار جادو تم دیرینہ اور قدیمی ہو رسم و آئین سے واقف ہو آج یہ
کیا خلاف دستور کرتے ہو آفتابہ اور سلفچی اٹھانے سے تمھین کیا کام ہے ہاتھ منھ دھلوانا
ہمارا کام ہے تم رومال لو پاس خاصہ کے جا بیٹھو خاصہ اپنے سامنے چنواؤ دسترخوان
بچھواؤ عمرو نے کہا کیا مضائقہ تھا اگر مین ایک دن تمھارا کام کر دیتا تو کیا میری ذات اور
شخصیت مین بٹا لگ جاتا ہمارا اور تمھارا مقدمہ واحد ہے یہ کہکر عمرو نے اہتمام کیا خاصہ قابون مین
پیالون مین طشتریون مین نکلوا نکلوا کے دیکھنے بھالنے لگا اور بیہوشی خوب سی ملا دی
جب سب کھانے کو نکلوا کے بیہوشی آلود کر چکا تو دسترخوان بچھانے کو چلا اور خدمتگارون
نے دسترخوان بچھایا جہاندار جادو مع اپنے مصاحبون اور رفیقون و مقربین
جادوگرون کے ہاتھ دھوکر خاصہ پر آ بیٹھا داروغہ اور عمرو نے وہ سب خاصہ
چنا اور ایک طرف داروغہ اور ایک طرف عمرو بیٹھکر مگس پرانی کرنے
لگے خواص و خدمتگار فراش جو کھڑے تھے اور جہان کہین مؤدب بیٹھے تھے
وہ سب حاضری کے وقت کاروبار کے لیے ہجوم کیے تھے عمرو نے یہ انتظام

و اہتمام کرنا شروع کیا کہ جو کھانا نکلا اول داروغہ سے کہا صاحب پہلے تم اسے
چکھ لو داروغہ نے تو ایک دو ہی نوالے کھائے قابین باد یہ طشتریان بیالے جنمین
جو شے ہوئی کھانی ایسا کہ خود فراموش ہوگیا بعد ازان جہاندار نے اور اسکے
رفیقون نے کھانا کسیقدر کھایا عمرو نے وہ سب کھانا خواص و خدمتگار فراش جو
وہان کھڑے تھے سب کو دیا کہ لو کھا جاؤ سب ہوشیار جادو کی تعریف
اور خوشامد آپس مین کرتے ہوئے وہ کھانا لیکر اپنی اپنی جگہہ پر آئے شاگرد وغیرہ بھی بیہوش
ہوئے اس عرصہ مین دسترخوان بڑھایا گیا اور جہاندار جادو خاصہ کھاکے ہاتھ دھونے لگا
کہ اُسکو چھینک آئی اور چاروں شانے چت گرا ہان ہان کرکے وہ سب مصاحب
زن و مرد اُٹھے طمانچہ لگا بیہوشی کا کہ جو جہان تھا وہ وہین لڑکھڑا کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا
داروغہ خواص خدمتگار فراش وغیرہ بھی گرے عمرو نے کہا کہ یارو فرشتے خداوند
لقا کے روحین قبض کرتے ہین سامری و جمشید کا قہر نازل ہوا ہے جلد یہان سے
ہٹ جاؤ جس مین کسی کو پہچانین نہین فرشتے جس کی قضا ہوگی اُسی کی روح قبض
کرینگے اور تو سب بچ جاوینگے یہ سنکر جتنے کھڑے تھے سب لیٹ گئے اور بیہوش ہوئے
عمرو نے جلد دروازہ بند کیا اور دس بارہ پندرہ عیارون کو زنبیل سے نکال کر کہا کہ ان سب کے
کپڑے زیور وغیرہ جلد اُتار لو اور جادوگرون کو ذبح کرنا شروع کیا اور جال الیاسی
مارکے وہ اسباب کی گٹھریان جو قیدی باندھ رہے تھے زنبیل مین رکھین اور
جتنے ساحر تھے سب کو ذبح کر ڈالا اور جہاندار کی چھاتی پر جو خنجر چڑھکر مارا تو اُچٹ گیا
عمرو نے یہ سمجھکر کہ یہ روئین تن ہے اسکو زنبیل مین ڈال لون مگر جہاندار کی آنکھ کھل گئی
جیسے چاہا رسنے کہ سحر کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور وہان سے بھاگا اور کئی تیر پر تاب
پر پہونچا جہاندار حیران ہوگئے دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہوا شاید مین سوتے مین خواب
پریشان دیکھ رہا ہون ناگاہ فرش پر دیکھا تو لاشین جادوگرون کی پڑی ہین اور
سب لہو مین ڈوبی ہوئی ہین جہاندار اور زیادہ بدحواس ہوا عمرو جو وہان سے جست
کرکے کچھ دور گیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک دروازہ از دحات کا لگا ہے اور ایک پنجشاخہ گڑا ہے

اور بعادوکر بیٹھے حقہ پیتے ہین عمرو کو دیکھکر وہ ساحر بولے کہ اے ہوشیار جادو آدھی رات آئی ہوگی ہوگی تم یہان اسوقت کہان آئے عمرو نے کہا کہ سرکار کے کام کو جاتا ہون لاؤ ایک دو دم حقہ کے پی لون یہ کہکر عمرو یاران دونون کے جاکر حقہ پینے لگا اور ایک ذرا سی بیہوشی رکھ کے کہا بھائی ابھی تمباکو تیز ہے تم سلگا دان دونون نے لیکر دم جو کھینچا تو بیہوش ہوگئے عمرو نے دونون کو چارپائی کے تلے ڈال کے اس دروازے کو کھول کر اندر گیا تو دیکھا کہ ہزارون صندوق جواہر کے ہین

نظم

قدم دروازے مین جسوقت رکھا

تو اسمین اور بھی اک است تھا
کبوتر کا ہو جیسے جسطرح جیو
تو اسمین اسطرح کا لطف اٹھایا
زر و ڈھیرے مین اُسنے پائے
بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھایا
کہین چاندی کی اینٹین الغرض تھین
کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے
کہ یارب کس قدر دولت ہے اس جا

وہان پہونچا تو کوٹھا اور دیکھا
مدور اس طرح پر گوہر تر
اک الماس و جواہر لعل ہر جا
بھرے تھے اتنے مزے اسنے دکھائے
بھرا اسکے بعد دیکھے اور حجرے
کہ ابتک آنکھ سے ویسے نہ دیکھین
غرض ہر حجرہ تھا ہر شے سے لبریز
نہین حد انکی دکھاتی ہے کیا

کہ پر تھا موتیون سے سب وہ حجرا
منقش دوسرا حجرہ جو پایا
برابر ڈھیر ہین جو حجرہ آیا
کہ اسمین خشت زر کا ڈھیر پایا
کہ جسمین تمک اشرفیون سے بھرے تھے
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے
نظر پڑتی تھی اُسکی حیرت آمیز
سوا اسکے عجائب اور اکثر

نظر آتے رہے اس جا پہ شب بھر ✣ عمرو نے جال الیاسی مار کر چار چار پانچ پانچ صندوق زنبیل مین رکھنا شروع کیے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور عیار روز سنے خزانہ کو اکثر کو لوٹا اور خشت زرین ہر حجرہ مشرق سے خزانہ دار وہ سے نکلی کہ ابیات ✣ نگہ اٹھی تو سارا ان سحر تھا

نظر آنے لگا آنکھون کو جلوا
جبین سے صبح نے جلوہ دکھائے
نگاہون مین سنے نقشے جمائے

صبح ہوگئی اور وہ خزانہ کم نہ ہوا باوجودیکہ جال مار مار کر لوٹ رہے تھے مگر اسپر بھی خزانہ نے کمی نہ کی ناگاہ کچھ لوگ جسوقت جہاندار جادو ہوشیار ہوا تو عمرو کے ڈھونڈھنے کو نکلے تھے اور جہاندار شاہ نے کتاب سامری دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو اس طرح آ گیا اسنے یہ قیامت برپا کی ہے اور اب خزانہ افراسیاب مین جاکر خزانہ کو لوٹ رہا ہے جہاندار نے جھنجھلا کر ہوکے وہین سے سحر جو کیا وہ خزانہ مین بیچارے عمرو کبوتر کی طرح تڑپا اور

باہر آکر اجہاندار جادو وہاں سے اٹھ کر دوڑا اور اسنے آکر عمرو کو پکڑ لیا اور اپنے مقام پر آیا اور جلادون کو بلا کر حکم دیا کہ اسکی گردن مارو جلادون نے نانِ شہر مین عمرو کو لاکر بٹھایا اور چاہا کہ گردن مارین کہ ناگاہ پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا کر لے گیا اب جو عمرو نے دیکھا تو کوکب روشن ضمیر کی بارگاہ مین بیٹھا ہون کوکب نے کہا خواجہ سلامت آپ بیابان گلزرین مین جس وقت تشریف لیگئے تھے مین نے دو پنجے لگا رکھے تھے کیلیے کہ وہ جگہ بہت نازک ہے جب جہاندار جادو نے آپکو گردن مارنے کو بٹھایا تھا تو مین نے آپکو ان پنجون سے اٹھوا منگوایا بعد ازان کوکب نے کہا کہ افراسیاب نے مروارید کو حمزہ کے لشکر پر بھیجا تھا وہ شفاخانہ سامری مین آیا تھا اور اچھا ہو کر سات دن کے عرصہ مین اب پھر گیا ہے یقین ہے کہ لشکر اسلام کو مبتلاے سحر کرے مین مرزان وزیر کو بھیجکر اسکو پکڑوا بلواتا ہون عمرو نے کہا آپ مجھی کو بھیجدین کوکب نے کہا بہتر ہے یہ کہکر ایک پنجہ کو حکم دیا کہ حمزہ کے لشکر مین عمرو کو پہونچا آئے پنجہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا لیکن جبتک خواجہ کو پنجہ لے کر آئے اُسوقت تک حال مروارید سنیے کہ یہ لطف سے شیطان شفاخانہ سامری سے ایک ہفتے مین صحت پاکر خدمت لقا مین پھر آیا اور ایک دو روز مقیم رہا ایک روز جب آفتاب تابان بیمار ہو کر شفاخانہ مغرب مین گیا اور طبیب شب نے بجلد کہکشان نسخہ سوداوی لکھا کہ ابیات ؛ کہ ناگہ آفتاب نور افشان ہوا جو پردہ مغرب مین نہان ؛ عروس شام نے جلوہ دکھایا ؛ زمانہ شام ہونے کا پھر آیا سر شام مروارید ناکام نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم محکم مروارید لطف حرام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خیبری و نومیان خیبری خبر نواخت طبل جنگ سنکر خدمت والا درجت شہنشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد عجز و ادب یہ زبان پر لائے نظم

وہ سلطنت کا نمونہ جو ہے خدائی کا
کہ فرق کر نہیں سکتے بہم امیر و فقیر
عجب نہیں ہے کہ جو طالب تہی کرے مریخ

کہے ہے شرق سے تا غرب ہر صغیر و کبیر
بیاں مین کرون تیری شجاعت اب جسکو
اگر وہ چرخ پہ چڑھتے سنے تری شمشیر

غنی ہوا ہے یہ تیرے کرم سے ہر محتاج
یہ کہتے ہین صف مردان مین کیا جوان ہمہ

اسوقت مروارید شفاخانہ سامری سے جو آیا ہے اسنے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر بادشاہ نے امیر کی طرف دیکھا امیر سیف البول الفتح سے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی

طبل جنگی بجا ابو الفتح نے نقار خانۂ سلیمانی میں جا کر طبل جنگ پر چوب لگائی نظم

بجا نقارۂ جنگی پھر سکندر جا ۔ ہوا دنیا میں شور حشر برپا ۔ پڑی ہلچل لگی بستی لرزنے

ہوا بیداد لوں میں خوف سب کے ؛ غرض دربار سویرے برخاست ہوا بادشاہ داخل شبستان ہوئے دریائے شجاعت بہادران جوش میں آیا تلواروں کی لہریں آب و تاب دکھاتی تھیں سپریں گرداب کی طرح نظر آتی تھیں آب تیغ تیز روان ہوا چاہتا تھا موت کے گھاٹ سب کا اُتارا تھا دلوں میں شجاعت کی موج اٹھتی تھی نامردی سے سفینے کنارۂ کشتی کی لگتی دل مرد نبرد ڈوبا ہوا تھا ہر بہادر شناور دریائے جرأت تھا کہیں خنجر صاف ہوتے تھے کہیں نیزے چمک رہے تھے غرض چار پہر رات یہی شور و غوغا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چشمۂ خورشید عالم میں موج زن ہوا اور رات نے بحر عدم میں غوطہ لگایا نظم

قمر نے چلائے کی کہیں منزلیں چار ۔ ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
ہوئی شائع جو نور افشانی مہر ۔ ہوئی مشعل رخ نورانی مہر

صبحدم امیر کشور گیر مسلح و مکمل ہو کر جلوہ خانۂ بادشاہی میں مع سرداران ذی رتبہ کے آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے زنانہ سامان سب بھر گیا کمارون نے تخت شاہی بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ کا مجرا و سلام لیکر جانب جنگگاہ چلے گلشن لشکر میں سردار مثل گل ہنستے اور بلبل کی طرح زمزمہ سرائی کرتے تھے نسیم سحری چلتی تھی سپروں کے پھول چمکتے تھے دلوں میں ہوائے شجاعت بھری تھی گل ہستی پر یہ دعا تھی کہ خزان نہ آئے خدائے تعالی سرسبز و دشمن بد فرمائے بسان سبزہ وعدہ کو پامال کریں بار مصیبت رنج مدعی پر دھریں نظم : غرض میدان میں پہونچے سب آکر

صفیں آراستہ کرکے وہ لشکر ۔ ہوا لڑنے پہ آمادہ جو اکسار ۔ زمین کی بیلچہ کاروں نے ہموار
کیا شور نفیر جھلکار جو دان ۔ ہوا شفاف جنگی سارا میدان ۔ نقیبوں نے نکلکر کی نقابت
پکارے یوں کہ مردان شجاعت ۔ نہ اس دنیا پہ تم مغرور ہونا ۔ نہ حسرت اپنی اس میدان میں کھونا
نہیں باقی ہیں دیکھو رستم و سام ۔ اگر باقی ہے تو مردوں کا ہی نام ۔ کہاں ہیں وہ کہ جو کرتے تھے دعوا
کہ یہ ملک اور یہ ہی مال میرا ۔ تھا بھی فوج لیکر اس طرف سے ۔ ہوا میدان میں وارد بس آکے
ہوا اک شور محشر آشکارا ۔ جما میدان میں لشکر وہ سارا ۔ ہوئیں جنگی صفیں جس وقت تیار

بڑھا لڑنے کو مرد اسید ناچار : اور اس نے وسط میدان میں پہونچکر للکار کر نہیب دی کہ یا امیر

باتوقیر بھیجیے میرے مقابلہ مین کسکو اسطرف سے شاہزادہ گلشناہ گھوڑا اُڑاتا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئے اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ شہزادہ عالی شان گھوڑا اڑا کر سیدھے جنگل کی طرف روانہ ہوئے امیر اور سب سرداران بیان کرتے رہے مگر اُنھون نے ایک کا کہنا نہ سُنا اُسوقت عیار اُنکا تمک بلیطاقی بھی اُنکے ساتھ چلا مرداربد نے جو اسکو جاتے دیکھا ایک سحر پڑھا کہ وہ بھی اُنھین کی طرح سے دیوانہ اور وحشی مزاج ہوگیا اب پھر یہان سے مالک اژدر مقابل مردار بد کے جانے لگے تو کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارے لشکر کے بجنے لگے یہ بادشاہ سے اجازت لیکر روانہ ہوے اور اس وقت گھوڑا انکا جست و خیز کرتا ہوا چلا

نظم

کہا حضور باد بہار نے اسکی
حذر سے حضور کرون جست و خیز کی تقریر
رکھا کرے ہر سو اسکی بال کی خوشبو

جہانگے باغ مین نقاش تیری گلگونکی
اگر قیاس مین ٹھہری تو کھینچے تصویر
مین ہو مرکز خاکی پہ اسکی جلدی کا
دماغ آہوے تاتار پر زہوسے عبیر

جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
نہ ڈھنگا اسکو مین تشبیہ برق و آتش سی
بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
بس جب یہ جاکر اسکے سامنے

پہونچے اُسنے سحر پڑھکر انکو بھی جانب صحرا روانہ کیا اب لشکر لندھور بن سعدان اپنے فیل کو ہول کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور ہاتھ باندھکر اجازت چاہی بادشاہ نے سپرد خدا کیا یہ بھی جاکر جب اُسکے سامنے پہونچے اُنکو بھی جنگل کی طرف بھیجا اسیطرح سے کل نامی و گرامی سرداران و پہلوانان اُسکے مقابل مین جب گئے اُسنے سب کو جنگل کی طرف روانہ کیا اور پھر ایک پتلہ سحر کا بناکر اور اُسکو گھوڑے پر بٹھاکر کہ اب وہ مثل سوارون کے معلوم ہوتا تھا مقابلہ امیر با توقیر مین بھیجا کہ وہ گھوڑا اڑا کر للکارتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا امیر اُدھر سے اشقر کو بڑھا کر بھڑے اُس پتلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا تو اُسکے جگر تک تلوار نے کاٹا جب تلوار جگر پر پہونچی تو اُس مین سے ایک طوطی زرین بال خوش گفتار نکلی اور گرد امیر کے اُس نے چیخ مارا اور پھر اُڑکر مردار بد کے پاس گئی اُسنے اُس طوطی کو پکڑکر ایک شیشہ مین بند کیا اور طبل بازگشت بجواکر پھرا اور امیر و بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ دل کبیدہ خاطر داخل شبستان ہوسکے اِس زمانہ مین عمرو کو جو نجمہ سے کر چلا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین اُسے لاکر چھوڑ دیا عمرو بن امیہ

وہان سے لشکر اسلام مین آیا حال لشکر اسلام سب تباہ اور پریشان دیکھا بس یہ ایک ساحر کی صورت
بنا یعنی دھوتی بھیری باندھی کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے سے لپٹے اور کھونر
چندن کی بدن مین لگائی آنکھین چار بنائین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھینچا تلسی کا مالا ہاتھ مین لیا
اور کھڑاؤن پاؤن مین پہنین اور سیدھا مروارید جادو کے پاس آیا مروارید جنگ سے پھر کر
خیمے مین اپنے آرام کو آیا تھا کہ اسنے جاکر اسکو سلام کیا وہ بہر تعظیم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ کا کہان
سے آنا ہوا اسنے کہا کہ تم الگ چلو تو مین کہون مجکو افراسیاب نے بھیجا ہے یہین
تخلیہ کرادو اس نے سب نوکر اور مصاحب وغیرہ کو اسنے حکم دیا کہ باہر خیمے کے چلے جاؤ وہ سب
باہر چلے گئے عمرو اسوقت اسکے پاس بیٹھا اور کشتی کھینچکر اسکی آنکھ بچاکر تمام بیہوشی اسمین
ملائی اور ایک جام شراب اسکو پلایا کہ وہ بیہوش ہوگیا عمرو نے اسکو دری مین لپیٹ کر پلنگ کے
نیچے چھپا دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنا اور صدف جادو اور جتنے کہ اسکے مصاحب تھے
اُن سب کو بلوایا جب وہ سب آئے وہی شراب بیہوشی آلود اسنے سب کو دی کہ وہ سب بیہوش ہوگئے
عمرو نے سب کے سر خنجر بران سے کاٹ ڈالے اور مروارید کو بھی دری سے نکال کر ذبح کر ڈالا
اور شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکال کر ان طوطی کی ٹانگین چھڑوائین کہ اسم اعظم صاحبقران کا
چھوٹ گیا عمرو وہان سے جست خیز کرکے بھاگا اور شور و غوغا صدف اور مروارید کے
مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے ملازم مروارید دوڑے لیکن عمرو کو نپایا اُدھر بختیارک نے
لقا سے کہا یا خداوند آپ دیکھیے کہ وہ مارا اس اثنا مین ساحر روتے پیٹتے ہوئے سامنے لقا کے
آئے لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی اب لاش اسکی تم طلسم مین لیجاؤ وہ لاش لیکر روانہ ہوگئے
اور عمرو پھر کر بارگاہ امیر مین آیا وہان سب سردار جو جنگ مین چلے گئے تھے وہ لشکر مین آئے غلغلہ
شادی و طنطنہ مبارکبادی بلند ہوا عمرو امیر سے ملا اور سب سردارون سے ملاقات کی
پھر وہان سے ملکہ سرو سیمتن کے پاس آیا اور ملکہ سرو سیمتن نے بیت
بٹھایا اپنی جا مسند پہ اسکو بٹھا دیا شیشہ سے بھر کر ساغر اسکو اس عرصہ مین چراغ مہتاب
قصر فلک مین روشن ہوئے اور ستارۂ انجم نے ایوان فلک مین جلسہ جمایا اشعار

شام نے عروج اپنا دکھایا ۔ فلک کو تختۂ گلشن بنایا ۔ عیان تھی کہکشان سی نہر کی شان

صبا سب ہوا خلوت کا سامان
نکالی مخمل خواہش سے نئی شاخ
صفت میں گلفشان ہی شاخ خامہ
ہوئی جس دم جدا ایک ان سے شلوار
نہ تھا بوسے سمن کو تخمین رستے
کرا فوارہ فشان صدف پر
بتھایا بجوزن کا انزال سے ہار

ہٹایا ان نے جب رنگ صحبت
کرو وڑے سوئی پستان دست گستاخ
پڑی تھے بال کھولے سہر پرواز
ہوا پیدا استارہ امین مدار
یہاں نکلی تھی وہ شاخ گلفشان تیر
مثال تیر جسے پونچا ہدف پر

صبا نے بھی دیا پیغام رخصت
کلی وار اسکا تھا جو پائے جامہ
شکل پیچ جو ت اسکا تھا انداز
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
چھپا گوشہ سے جو یہ بگمان تیر
وہ غنچہ گل ہوا مکمل کر تب اکبار

جب یہ فارغ ہو سے تو عمرو بن امیہ عمری وہاں سے اٹھکر چلا
کہ اب جا کر ملک بختیارک سے ملاقات کرونگا تاکہ وہ چار کرشمے کاروزگار ہو جائے غرض باہر آکر
ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنائی ہاتھ کی لپٹی پگڑی سر پر باندھے چکن پہنے پٹی پاک کمر سے
کمر سکر روانہ ہوا اور ادھر ملک بختیارک دم بدم کہتا تھا کہ آج اس شخص کی رگ ولد الزنائی
پھڑک رہی نہیں معلوم پیر و مرشد تشریف لانے کو ہیں پھر کہتا تھا کہ وہ طلسم میں دن میں یہاں کیونکر
آئینگے آخر گھبرا کے بارگاہ سے باہر چلا اور خچرے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کی طرف چلا اور اپنے خدمتگار رفیق سے
کہتا جاتا تھا کہ بھائی جو کوئی نیا آدمی آئے تم اسکو فوراً پکڑ لینا کہ اس اثنا میں عمرو نے جا کر سلام کیا
کہا ملک جی ہمارا بھی سلام ہے اتنا سنتے ہی اس نے جلدی سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ کب
تشریف لائے عمرو نے اسکی کمر پر ہاتھ کا حلقہ کیا اور بغل میں نشتر دیا تھا وہ چبھونے لگا
اب ملک بختیارک آہ آہ کرتا ہے اور رہتا جاتا ہے امداد کہتا ہے کہ وہ شخص تو غلام کا غلام کا غلام بلکہ آپ کا
غلام ہے یہ کہتا ہے کہ ملک جی اب چلے چلو باتیں دبا دبا یہانتک کہ دروازے خیمہ پر آئے تو وہ ملازم
بختیارک جو پکڑنے دوڑے تو بختیارک نے منع کیا کہ ہاں ہاں انکو نہ گرفتار کرو یہ اس شخص
کے دادا کے وقت کے نوکر ہیں وہ جو سگ سفید تھا وہ ملازم بختیارک کو گالیاں اپنے
دل میں دینے لگے کہ آپ ہی تو ملعون کہتا تھا کہ جو کوئی نیا آدمی آئے تو اسکو گرفتار کر لینا
اور آپ ہی منع کرتا ہے غرض عمرو و بختیارک اندر خیمہ کے آئے اور بختیارک ایک چادر
اوڑھکر لیٹا اور پکارا کہ پیر و مرشد یہ بتلائیے کہ اب میں بچونگا یا نہیں عمرو نے کہا کہ دیکھو اس
تلوار کا چار انگل چیرا ہوا ہے اور باڑھ بھی بہت دور دی ہے کوئی صورت تمہارے بچنے کی

اسمین جو کچھ مال ہو دلوادو توشک مدنج جادو بختیارک یہ سنکے اٹھا اور کچھ بدریان دو دوشالے زرین کی اور
توڑے اشرفیون کے اور ڈبے جواہر کے لاکے عمرو کے نذر کیے عمرو نے بعد مال لینے کے اسکے خیمہ کو
اسطرح لوٹا کہ نقش بوریا نہ چھوڑا اور پھر دو رطب تازہ نکالکر بختیارک کو دیے کہ یہ خانہ کعبہ سے ہم لائے تھے
اور تم اپنے تئین مسلمان کہتے ہو پس انکو کھالو تبرک سمجھکر بختیارک نے چار دہ رطب کھالیے اور
بیہوش ہوا عمرو اسکا پشتارہ باندھ کے دوش پر رکھ کے خیمہ کی قنات کو چاک کرکے اسکو لیے ہوئے
جنگل مین آیا پھر کپڑے اسکے اتار کے ایک لنگوٹی بندھوادی اور پھر ہوشیار کیا اور خنجر
ہاتھمین لیکر کہا کہ فلک بھی گدھا گھوڑا ملک بھی گدھا گھوڑا جب وہ کہہ چکے تب کہا
کہ اسمین اترو جادو بختیارک لگا منتین کرنے لیکن عمرو نے کہ ای حرامزادے اگر نہ اترے گا تو مونچھ
کتر ڈالونگا مجبور ہو کر اسمین اترا عمرو نے اسکو توپ دیا فقط سینے سے سر تک کھلا رکھا بختیارک
نے کہا کہ مجھے جانور ستائینگے عمرو نے گھنگرو لیکر اسکے سر مین باندھ دیے اور کہا جب کوئی جانور آدمی
تم سر ہلانا یہ گھنگرو بولینگے وہ بھاگ جائیگا اور ایک پیالے مین پانی بھر کر سامنے رکھدیا اور دو سوکھے
ٹکڑے روٹی کے رکھدیے اور آپ وہان سے اسی کی صورت بنکے روانہ ہوا اور سیدھا بارگاہ مین
آیا لقا ہر چند کہ رات زیادہ ہوگئی تھی مگر ابھی دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو نے آکر یہان اپنے تئین پہنچایا
یہ تو وزیر اعظم تھا ہی کیونکہ بختیارک بنا ہوا ہے پس اسنے سب شراب مین بیہوشی ملادی اور
ساقیون سے حکم دیا کہ یہی شراب سب انجمن کو پلاؤ ساقیون نے لاکر سب کو وہ شراب
پلائی اور بختیارک نے نادم خدمتگار چوبدار فراش سب کو حکم دیا کہ باہر چلے جاؤ
وہ سب باہر چلے گئے اور یہان بارگاہ مین بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک جوتی پیزار
چلنے لگا کسی نے کسی کی مونچھ پکڑ کر مروڑ لی اسنے کہا کہ ارے میان یہ کیا تو اسنے کہا
کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے ایک نے کہا کہ دیکھو بھائی دریا لہرین مارتا ہوا آتا ہے
مگر شناور ہون تیر کر نکل جاؤن گا یہ کہکر ناک پکڑ کے جو غوطہ مارا تو غرق دریاے
لعنت ہوا اسی طرح سے سب اہل محفل بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے
کپڑے اتارے اور میز کرسی دنگل فرش شیشہ و آلات جو کچھ وہان تھا سب لوٹ کر نذر زنبیل
کیا پھر لقا کی داڑھی مونڈی مگر اسمین دو بال رہنے دیے ایک بال کو رقعہ لکھکر باندھ دیا کہ

این کار خواجہ عمرو اور ایک بال مین گھنگرو باندھ دیے اور پھر اسکے بھی کپڑے اُتار لیے اور
فوطون کو تانت سے باندھکر ستون مین باندھ دیا جوتیون کا ہار گلے مین پہنا دیا اور جتنے ساحر
اور سردار وہان تھے سب کو تانت سے بارگی لگا کر بٹھا دیا اور یہ شعر لکھکر اُنکے ماتھے پر لگا دیا شعر

لڈو مین نہ پیڑون مین نہ لڈون مین مزا ہے　　جو مزہ دھجڑ دے کے گھولون مین مزا ہے

اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دے دی اور پھر آپ وہان سے آکر ملکہ سرو سیمتن سے
پاس سو رہا یہانتک کہ جب بیضۂ زرین آفتاب مشرق سے نکلا اور شب تاریک نے ملک
عدم کا رستہ لیا اشعار

فروغ صبح کے سامان دیکھے　　کہ شب رخصت ہوئی اور صبح چمکی
کواکب چند دم مہمان دیکھے　　نظر آنے لگی تصویر شبنم کی

صبح کو صبا جتھے ان سے
رخصت ہو کر سرو سیمتن سے اور سردارون سے بھی مرخص ہوا عمرو نے بادشاہ کوکب
روشن ضمیر کا تعویذ اپنے دانتون کے نیچے دبا یا پنجہ آکر عمرو کو اُٹھا لیگیا اور یہان صبح کو کاہ کش
اور ہیزم فروش جو صحرا مین آئے تو بختیارک کو اُنھون نے دفن دیکھا خوف کھا کر زمین پر
لکڑیان مارنے لگے اور ہش ہش کرتے تھے بختیارک نے غل مچایا کہ واسطہ خداوند لقا کا مجکو
زمین سے نکالو آخر اُنھون نے اُسکو کھود کر زمین سے نکالا اور اپنے پاس سے ایک چادر لا دیا
کہ یہ اُسکو باندھکر بارگاہ لقا مین آیا تو یہان اور ہی سامان دیکھا کہ لقا اور سردار برہنہ
پڑے ہین ڈاڑھیان سب کی منڈی ہین بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا لقا جو ہوشیار ہوا
کمال ہی شرمسار ہوا آخر چارہ ہی کیا تھا اُسنے اور خلعت پر زر منگا کے پہنا اور سب
سردارون نے اُسکے کپڑے پہنے اور ڈھاٹے باندھ باندھکر بارگاہ مین آئے لقا نے کہا کہ ہی
قدرت مین نے عمرو اپنے بندے کو ایسی ہی طاقت دی ہے سب نے کہا یا خداوند بجا اور
درست ہے غرض یہ سب بے عزت تھے سب مصروف عیش و نشاط ہوئے اور وہان پنجہ
عمرو کو کوکب کے پاس لے گیا اور افراسیاب جادو نے سرشار راشد و رسوار
اور مشجوار ماہی گیر کو واسطے گرفتاری ملکہ مہرخ سحر چشم روانہ کیا یہ دونون دریا سے
خون روان کو اُتر کر لشکر مہرخ مین آئے بارگاہ نصب کرائی اور اُترے کئی روز تک
آرام پذیر رہے آخر ایک دن جب سیاہی پھیلی اور شب سے جہان روشن کالا ہوا اور

آفتاب عالمتاب منزل گزار مغرب بنا اشعار

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	صفین اسنے جمائین آسمان پر	دکھائی شام نے صورت پھر آکر
گھٹائی کی رونق تارے فلک پر	سر شام سرشار و بیخوار نے طبل سحر کو بجایا یہ خبر ملکہ مہرخ نے	

سنی تو اسنے بھی طبل جنگی اپنے یہان بجوایا دونون طرف تیاریان ہونے لگین منترون کی جاپ ہوئی کڑاہیان چڑھگئین گوگل دھوپ دیپ چندن صندل لونگ کافور ماش رائی ہونے لگین کیلین دونے مروے کے پتے آک دھتورے کے پھل برنجی تھالیون مین ساحرون نے جمع کیے ڈھول بجنے لگے پڑھنت پڑھی جانے لگی ہوائے شجاعت کی ہوا سے جنگ خاطر بہادران مین بڑھانے لگی گل بوستان شجاعت کے کھلنے لگے سکتے تھے نہرون کی طرح سے خون دشمن کا بہا سکینگے فوارے خون کے چھوٹینگے آفت کا مینھ برسائینگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ساحر سحر نے آفتاب کے گیند کو مشرق کے جھولے سے نکالا اور ساحر شب نے رخ اپنا جانب عدم کیا اشعار

کہ طاؤس سحر نے وا کیے پر	کہ شب گذری ہوا عالم منور	سحر ہر شب کی ہے آخر نمایان
ہوا خورشید تابان نور افشان	صبحدم ملکہ مہرخ ذیشان تخت سحر پر سوار ہو کر مع ملکہ بہار	

و شکیبن و طاؤس و نافرمان جانب معرکہ چلی ابر سحر سب کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھے زمین پر بجلی چمکتی تھین اژدہے پھنکارتے تھے ہوا سحر کی چلتی تھی بیر غل مچاتے تھے اشعار

سراسر سحر کے سامان وہان تھے	طلسمی سب زمین و آسمان تھے	اندھیرا تھا کبھی گاہے اجالا
رخ دنیا ہوا آندھی سے کالا	اٹھے باہم برابر گرد لشکر	بجے میدان مین مردان دلاور
نقیبون نے دیا پھروان پہ کڑکا	کہ منھ کی کھائیگا جو دل جو دھڑکا	صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
بڑھے دونون طرف سے صاحب زور	چمک شمشیر کی پہونچی فلک پر	لبون پر آ گئے دلہائے مضطر
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب	ارادہ تھا بہے خون مثل گرداب	پکارے سب کہ ہان یارو خبردار
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار	نکلے بڑھے جب شمشیرزن ہاتھ	چمکتی تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
زبان نیزون کی آئین تیرون پر	جھکے سر مرضی خالق مین یکسر	ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کی خود پسندی	تھکے رفتار سے پا ایک جا پر	نظر پڑنے لگی فضل خدا پر

ہوئے فوج اورنش جرأت سے بیتاب	ہوئے رخسار رنگ آتشین تاب	لبون پر آیا کف غیظ اجل سے
ارادہ بڑھ گئے دست دغل سے	سینہ پھر گئین سینہ ابھار سے	سرون سے خود دیہ کمکر اتار دئے
کہ ای خالق زبان آبرو سے	نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے	یکایک اک طرف سے برق چمکی
مبارکباد دی خواب عدم کی	گرا کرنے سے اسکی جان آئی لبون پر	ہوا اسوار لشکر سخت مضطر
ہوئی گر کروہ پوشیدہ زمین مین	پڑا بل نوجوانون کی جبین مین	دلون نے وہی صدمہ آلود
ہوئے نعرے کہ بس ہو فضل معبود	بجلیان سحر کی گراکر جھاڑی جھنڈی میدان کی سب کٹوا ڈالی بستہ	

بلند زمین ہوا ہوئی صفین جم گئین لقب کڑکا ایک ہٹ سے گئے اسوقت میخوار اپنا اژدر مار اکمر ناف میدان مین آیا اور پکارا کہ ای مہرخ بھیج کسیکو ہمارے مقابلہ مین یہ نعرہ کرہی رہا تھا کہ وہان کوکب روشنضمیر نے گرداب جادو کو حکم دیا کہ تو جا سرشار اژدر سوار میخوار ماہی گیر سے مقابلہ کر اسوقت عمرو نے کہا کہ ای کوکب مین بھی جاؤنگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض گرداب کے ساتھ یہ بھی وہان سے روانہ ہوے اور یہ تو صحرا مین ٹھہر گئے جو تڑ بازنبیل سے نکال کر انھون نے ڈالی اور آپ فقیر کی صورت بن کے بیٹھے سامنے آپ نے آگ سلگائی اور روزمین چلین گانجا پینے کی ٹھیک کرکے اوندھا دین آگ پر بیہوشی ڈالنے لگے کہ دھوان اسکا بلند ہوا اور گرداب جادو مقابل میخوار آیا سب نے دیکھا کہ ایک برق چمکی اور ایک ساحر ان مین سے نکل کر زمین پر اترا اور اسنے آکر ایک دوہتڑ مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا اور اسمین ایک ناؤ تیرنے لگی وہ ساحر اس ناؤ پر جا بیٹھا اور اس چشمہ کا پانی بڑھنے لگا اسوقت میخوار نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ وہ چشمہ خشک ہوگیا گرداب زمین پر گرکر لوٹا اور گولا فولاد کا بنکے میخوار کے اوپر چلا میخوار جلد فولاد کا پہاڑ بن گیا وہ گولا اس پہاڑ سے ٹکرا کے الگ گرا اور انسان ہوگیا اسوقت سرشار نے ایک نارنج سحر پڑھکر گرداب کی چھاتی پر مارا کہ وہ اسکے سینے کے پار نکل گیا گرداب جادو مارا گیا اب سرشار جادو نے وہ سحر کیا کہ تمام ساحر مہرخ کے بے حس وحرکت ہوگئے جیسے انکے دست و پا مین دم بھی نہ تھا بس سرشار جادو مہرخ و بہار و شکیل اور طاؤس وغیرہ کو گرفتار کرکے ارابے پر بیٹھا کر جانب افراسیاب لیکر روانہ ہوا اور قضا سے ایک جادوگر یہان سے

بھاگ کر خدمت کوکب مین گیا اور اُس سے کہا کہ گرداب مارا گیا اور مہرخ اور بہار وغیرہ کل
سردارون کو سرشار و میخوار گرفتار کیے ہوئے جانب افراسیاب جاتے ہین کوکب یہ سنکر
فکر مین کسی ساحر کے بھیجنے کے ہوا اور میان سرشار اژدر سوار اور میخوار ماہی گیر مہرخ
وغیرہ کو لیکر چار کوس پر پہونچے تھے کہ قضاے کار کہین برق فرنگی جاتا تھا ان سبھون کی قید
جاتے دیکھکر اپنی صورت ساحر کی ایسی بنائی ہاتھون مین لوہے کا کڑا ڈالا اور جٹا مین خاکستری
لگین کنڈل کانون مین ڈالے دھرتی زنجیری باندھی سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی ماتھے پر شبیہ
سورج کی کھینچی پھر وہان سے سامنے سرشار کے آیا اور دو سیب لیکر سرشار و میخوار
کو دیے اور کہا افراسیاب نے تمھارے سحر کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ کیا خوب
لڑائی تمنے فتح کی اسواسطے یہ آتش خاص تمکو بھیجا ان دونون جادوگرون نے سیب لے لیے
لیکن اپنا سحر جو یاد کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی عیار ہے یہان سرشار نے کہا کہ ای زمین بگیر
برق فرنگی کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے بعد اسکے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین
برق فرنگی ہون غلام عمرو کا مین تجھے مار چکا تھا مگر تو بچ گیا سرشار نے برق کو بھی پکڑ کر ساتھ
اپنے لیا اور جب قریب دریاے خون رواں کے دونون ساحر مع اپنے قیدیون کے پہونچے تو
دیکھا کہ ایک ٹیکرے پر مڈھی کسی فقیر کی ہے سرشار نے میخوار سے پوچھا کہ یہ کس کی مڈھی ہے
میخوار ہنسا اور کہا کہ ای بھائی تمنے نہین پہچانا یہ عمرو عیار کے یہان گھات مین بیٹھا ہے
یہ بات سُنکے برق فرنگی کا تو دم نکل گیا اور بہت افسوس کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ عمرو کو پکار کر
خبردار کردے لیکن اُسنے دیکھا کہ میری زبان بند ہو گئی ہے پس وہ دونون مادر قحبہ جادوگر اُس
ٹیکرے پر جہان کہ عمرو بیٹھا تھا گئے عمرو لکڑیان سلگا رہا تھا اور بیہوشی جلا رہا تھا مرگ چھالے
پر بیٹھا تھا کہ یہ دونون جادوگر مصلحت کرکے سامنے آئے اور ارادہ کیا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لین
خوب سا مارتے ہوئے چلے مگر اُنکی ناک مین دھوان بیہوشی کا گیا تو دونون کو چھینک
آئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گرے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عیاران عیار اور دونون کا
سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور مہرخ اور شکیل اور بہار وغیرہ کو قید سے چھڑایا برق فرنگی
اُٹھکر پاؤن پر گرا اتفاقاً باغبان قدرت وزیر افراسیاب کا کہ مدت سے

عمرو کی فکر میں تھا وہ یہاں آگیا بڑبڑا کر سرشار کی لاش پر دو دو ہاتھ کے پڑھکر مارے تو لاشہ سرشار کا طاؤس بن گیا اور جب تک عمرو سنبھلے سنبھلے وہ طاؤس عمرو کو منہ میں دبا کے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا مہرخ وغیرہ سب کچھ نہ کر سکے اور ناچار گریبان پھاڑ کر روتے پیٹتے اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن کوہ رخشان سے جو ملکہ بران شمشیر زن بسر کراتی تھی تو اسنے اس خبر کو سنا کہ عمرو نے سرشار اور مینخوار کو مارا مگر باغبان قدرت نے سرشار کی لاش کو طاؤس بنا دیا وہ طاؤس عمرو کو پکڑ کر جانب افراسیاب لے گیا بس اتنا سنکے ملکہ بران شمشیر زن نے ملکہ حیران کو قسم دے کر آپ افراسیاب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی پیچھے پیچھے اس کے مجلس آرا جادو اپنی ماں سے چھپکے چلی مگر وہ طاؤس مع باغبان قدرت باغ سیب میں کہ جہاں افراسیاب آئینہ میں تھا اور ابریق و سرمایہ وغیرہ سب حاضر دربار تھے کہ طاؤس نے عمرو کو لا کر سامنے ڈال دیا اسوقت افراسیاب نے کہا کہ عمرو سچ بتا اب تو کہاں جائے گا عمرو نے کہا اللہ مسبب الاسباب ہے کہ شعر

بوقت بیکسی اللہ یار است	سر دشمن بزیر ذوالفقار است

یہ سنکر افراسیاب نے ایک ساحر شیرین جادو نام سے کہا کہ صرصر شمشیر زن کو لشکر حیرت سے جا کر بلا لا شیرین جادو لشکر حیرت میں آیا اور صرصر کو ڈھونڈھا نہ پایا تلاش کرتا ہوا سمت صحرا روانہ ہوا یہاں دیکھا تو ایک پہاڑ کے درے میں صرصر شمشیر زن بیٹھی ہے مگر بدحواس ہے شیرین جادو سامنے آیا کہا اے شمشیر زن تمکو حضور نے یاد کیا ہے صرصر نے کہا اسوقت مجھے نہ لے چلو اسنے نہ مانا اور صرصر کو افراسیاب کے سامنے لایا صرصر نے جو دیکھا تو عمرو گرفتار بیٹھا ہے آہین افراسیاب نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو عمرو کو اپنے پاس رات بھر کے لیے رہنے دے اسنے انکار کیا اور کسی نے اقرار نہ کیا یہی جواب دیا کہ حضور یہ تو عیار بلا ہے بے درمان آفت روزگار ہے باغبان قدرت نے بھی سر جھکا لیا مگر صرصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کو دیجیے میں اپنی قید میں عمرو کو رکھونگی افراسیاب نے کہا لے جا صرصر نے عمرو کو بیہوش کیا اور سمت صحرا روانہ ہوئی

اور ایک درے کوہ میں لا کر عمرو کا بستر دار رکھ دیا اور نزلہ دفع بیہوشی عمرو کو دیکر ہوشیار کیا عمرو نے
پوچھا کہ تو کون ہے یہ پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں غلام نمک پروردہ فتنہ عالم مہتر برق عمرو نے
گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند واہ واہ کیا عیاری کی ہے سبحان اللہ غرضکہ عمرو اور برق فرنگی دونوں
روانہ ہوئے مگر الگ الگ قضائے کار عمرو کو راہ میں ایک ساحر ملا اور پکارا کہ باش باش کہاں
جائیگا بیساختہ قریب آکر بایاں ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے دہنے ہاتھ سے خنجر مارا کہ سر دھڑ سے
اوپر سے اڑ گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مضراں جادو بود اور عمرو بھاگا اور جاتے جاتے
ایک درے پہاڑ میں بیٹھا کہ ذرا دم لیکر پھر جاؤں کہ یکایک وہاں کی زمین شق ہوئی اور زمین سے
ایک جادوگر نے نکل کر عمرو کو پکڑا اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو منہ کے بھل آ رہا بس جادوگر
نے چاہا کہ عمرو کا سر کاٹ لے مگر اوپر سے کسی نے حلقہ کمند کے مارا کہ وہ جادوگر چاروں شانے
چت الٹ گرا اور برق فرنگی نے نعرہ کر کے ایک خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا آواز دار و گیر کی
بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من فاش جادو بود اب عمرو کو کچھ ہوش آیا اور برق کو بہت سا پیار
کیا اور دونوں باتفاق سمت دریائے خون رواں روانہ ہوئے یہاں افراسیاب کو سب
خبر تفصیل وار پہونچی کہ کل رات کو صرصر شمشیر زن کی صورت بنکر برق فرنگی عمرو کا شاگرد عمرو کو
چھڑا لے گیا بس اس نے دو جادوگر بھیجے کہ جہاں کہیں عمرو اور برق فرنگی ہاتھ آئے
پکڑ لاؤ عمرو اور برق چلے جاتے تھے انکے پیچھے پکڑے گئے اور باغ سیب میں افراسیاب کے
لائے افراسیاب نے حکم دیا کہ ابھی دونوں کو باہر باغ کے لیجا کر گردن مارو اسوقت
تمام ساحران غدار کا مجمع ہوا باغ میں ہر ایک کلی بسورنے لگی ہر ایک نخل ماتم بنا گلدوں نے اپنے
گریبان چاک کیے نہروں کے فوارے روتے تھے سوسن کا لباس کبود ہوا صرصر چلنے لگی مسدس

صرصر جادو اس باغ میں کیسی چلتی ہے
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہے
شاخ میووں کے عوض آبلوں سے پھلتی ہے
برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہے
داغ سینے سے لگے ہیں جو صنوبر کے نمایاں ہیں
زخموں کی مرہم ہیں اور خون کے فوارے ہیں
پھول گلدستے کا زخم ہے اس باغ میں آہ
دل لالہ خود رنگ ہے وحشت سے گرا آہ
زلف سنبل جسے کہتے ہیں وہ دود جنت سیاہ
ہے وہ اس داغ میں سوزش کہ عیاذاً باللہ

شعلۂ شمع جراءت سے بھی لال ہے ۔ لالہ کہیے نہ اسے آگ کا پرکالہ ہے

جلادون نے چبوترہ نابت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھایا عمرو کو دہیر بٹھایا آنکھون مین چاہا کہ پٹی باندھین عمرو نے ایک ہاتھ اُلٹا مارا اور کہا کہ کیا بہادر دن کو مرنے سے ڈراتا ہی جلد اپنے کام مین مصروف ہو جلاد نے پوچھا کہ ای گنہگار تیرا جو کچھ جی چاہتا ہو وہ کھا لے پی لے کہ اب تجھے بھی عرصہ مین پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہوا جاتا ہی اور رشتۂ حیات منقطع جو کچھ نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کر لے کہ مین تیغہ بار دار رکھتا ہون اور بازوے پرقوت ایک ہی ہاتھ مین سر رشتۂ حیات قطع ہو گا عمرو بولا کھانے کو لخت دل اور پینے کو خون جگر ہمنے بہت کھایا پیا ہی اور وصیت ہماری یہ ہی کہ کوئی حمزہ سے جا کر کہے کہ غلام تیرا افراسیاب کافر کے حکم سے طلسم ہوشربا مین مارا گیا آپ عوض ہمارے خون کا ضرور لیجیے گا جلاد نے کہا یہ نصیحت تیری کوئی نہین سُنے گا یہ کہکر منتظر حکم گردن زدنی ہوا اور عمرو نے رجوع قلب سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا گیت

سنگر وسنسار پکارت ہی جبریئل کو نام تو ہی سے کہا لیو
مین ہی برس نبی جی کے آگے نام سے سلمان کو چھڑا لیو
بھیر پڑی جب کھیبر پہ تب عنتر مار کے سین چلا لیو
مین پتی گردن سنگ آکہ میری بار کو کیون بیر لگا لیو

دعا اسکی مستجاب ہوئی اور یکایک ایک ابر آسمان کی طرف نمایان اور ہوا سرد چلی اور چند بوندین پانی کی پڑین اور ایک آواز مہیب رعد آسا آئی اور اولا پڑنے لگا وہ اولا جس کے سر پہ پڑا پار نکل گیا غل و شور چار طرف برپا ہوا گویا وہ ابر گولیان مارنے لگا از غیبی مار ان کافرون پر پڑنے لگی زمانہ نے سرد مہری دکھائی اب اولے کی سلین کی سلین برف کی پڑنے لگین بڑے بڑے پتھر فلک سنگدل نے برسا دیے پتھر پڑین ان کافرون پر کہ جو عمرو کو قتل کرتے تھے تماشائین اور جلاد اور ساحران غدار جو جو کہ وہان موجود تھے وہ سب سر پر پاؤن رکھ کر بھاگے تلاطم پڑ گیا ہر طرف بھگدڑ پڑ گئی یہی صدائین آتی تھین کہ یا حسامری بچا نا یا جمشید بچا نا مگر اسپر بھی ہزارون ساحر مارا گیا لاشین ہر سمت پڑی تھین جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اب جو دیکھا تو ایک چاند پیدا ہوا جسکے سبب سے اس بدلی مین کوسون تک روشنی ہو گئی

رہنماؤں ساحر دور کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہین کہ وہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور زمین کی طرف جھکا ایک
ٹکڑا تو جلادوں پر گرا کہ انکو اسنے جلا کر خاک کر دیا اور دوسرے ٹکڑے مین دو پنجے پیدا ہوئے
کہ اُن پنجوں نے عمرو اور برق فرنگی کو لیا اور سمت فلک جاکر غائب ہوئے اب جو دیکھا
ساحروں نے کہ بدستور پر رونائی کا ایسا چاند بنکر ایک طرف کو روانہ ہوا اُسوقت
باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران دیکھیے عمرو کو دختر کوکب لیے جاتی ہی
بس افراسیاب نے ایک بیضہ مرغ کا لیکر دو ٹکڑے کیے اور سمت آسمان اسکو پھینکا وہ
دونوں ٹکڑے برابر اس چاند سے جاکر ملگئے اور وہ چاند اس بیضے مین بند ہوگیا اور یہ کیفیت ہوئی
کہ جیسے چاند کو گہن لگجاتا ہی اس طرح سے وہ بیضہ برج بنکر گھٹاٹوپ ہو گئے افراسیاب خورسند ہوا اپ
اس چاند کو قید کیا ساحروں نے یہ ماجرا تمام کوکب روشن ضمیر سے جاکر بیان کیا کیونکہ
بران کے پیچھے ساحر بھی آئے تھے غرض جب انھوں نے کوکب روشن ضمیر سے
اس ماجرے کو بیان کیا پس کوکب نے ایک ساحر مدہوش برگیر کو ایلچی کر کے افراسیاب کو نامہ تحریر کیا نامہ

جھکا سر ای قلم حمد خدا مین | کہ ہو ایجاب عرض مدعا مین | وہ مالک ہی مرا خلقت کا خلاق
کہ جو قبضے مین جسکے جان آفاق | وہ ہی معبود یکتا دو جہان کا | وہ ہی خالق زمین و آسمان کا
وہی ہی حاکم ارواح و اجسام | وہی ہی باعث آغاز و انجام | لکھوں تعریف پھر مین مصطفے کی
کہ جس نے دین کی دولت عطا کی | وہ ہین محبوب حق حق انکا محبوب | جنھوں نے رہبری دنیا کی خوب
وہی ہین بادشاہ دین و ایمان | انھیں کا ہی رواں عالم مین فرمان | انھیں کے نور سے عالم ہی پیدا
انھیں سے دین کیا سب مین ہویدا | ہی بعد از حمد و نعت ای شاہ اعظم | تو ہی سب ساحروں مین ہی مکرم
ملک خسرو و شیرین زبانی | عیان فرمائے اسرار نہانی | شگفتہ رو شہنشاہ بے رنج
شہ والا گہر سلطان سخن سنج | معین بیکسان و دردمندان | شہنشاہ زمان سلطان ذیشان
نہال گلشن افضال باری | بہار بوستان شہر یاری | درخشان اختر اوج سعادت
درفشان ابر دریا بار رحمت | عدو غمگین محبش شاد بادا | ہمیشہ ملک اور آباد بادا
تمھیں لکھتا ہوں یہ نامے مین ای شاہ | ہی لازم دوستی کی سیکھنا راہ | کیا ہی قید جو دختر کو میری
مناسب ہی کہ وہ پاسکے رہائی | تمھیں انسب ہی خلعت دیکے اسکو | ہماری سمت کو فی الفور بھیجو

تمھاری مجرم ہی اسکی خطا کو ملا
برائے جنگ ہین موجود افسر
ملیگی خاک مین افراسیابی
وہ جھنڈے گرد یا بس تمکو آگاہ
بچے تو تمکو زمانے مین تمھارا

عنایت کرکے لازم ہی کہ بخشو ملا
وہ سب دم بھر مین جملہ ساحرونکو
نہ لاؤ ملک پر اپنے خرابی
زیادہ بسکے آگے کیا لکھین ہم
فلک پر اوج کا چمکے ستارا

وگرنہ ہی یہان تیار لشکر
کرینگے قتل افسا یاد رکھو
ہمارا کام سمجھانا تھا ای شاہ
رہے آباد تیرا ملک دائم
یہ نامہ عتاب شمامہ لکھکر مدہوش

ببر گیر کو دیا و کہا کہ وہ لیکر اس صورت سے چلا کہ بارہ ہزار ساحر سامری و جمشید کا ماننے والا طائران سحر پر سوار ہوا اُن طائرون پر زین پُر زر رڈالے اور ساحرون نے بھی لباس پُر تکلف دربر کیا نارنج ترنج اُچھالتے جی سامری کی بولتے روانہ ہوے مدہوش نے نامہ کو سر سے باندھ لیا اور ہنس آتش بار کو اُڑایا بڑے کروفر سے یہ تو روانہ ہوا کہ اسکے جاہ و حشم کو دیکھکر چرخ فتنہ گر بھی رشک کھاتا تھا اور یہ نامہ سیدھے چلا جاتا تھا مگر یہان لشکر مہرخ مین بھی آکر ایک ساحر نے کوکب کے یہان سے بیان کیا کہ مدہوش ببر گیر نامہ لیکر روانہ ہوا ہی اتفاق سے مہتر قران اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے انھون نے اس ماجرے کو سُنکر فرمایا کہ ای ملکہ مہرخ ہمکو بھی بارہ ہزار ساحر دو کہ ہم پہلے مدہوش کے آنے سے اسکی ایسی صورت بنکر شاہ جادوان کے پاس جائین مہرخ نے کہا کہ بھیا قران تمکو کس نے منع کیا ہی ہم سب تمھارے تابعدار ہین قران نے اُسوقت بارہ ہزار ساحران نامی کو حکم دیا کہ تم سب صورتین اپنی بزور سحر مثل ساحران ملازم کوکب کے بنالو وہ سب اُسی طرح بن کے تیار ہوئے گلون مین سب نے جھولیان اسباب سحر کے رکھنے کی بادلہ نگار ڈالین دھوتیان زر باندھین بالون کے جوڑے باندھے ترسول و نیشول کاندھے پر رکھے اور طاؤس و عقاب و ہنس پر سوار ہوے اور قران مدہوش ببر گیر کی ایسی صورت بناسکو ملکہ مہرخ نے زبان سے بیان کرکے تصویر مدہوش ببر گیر کی کھینچدی غرضکہ جب یہ اسکی صورت پر بنکر تیار ہوا مہرخ نے کہا کہ بھیا سبحان اللہ کیا کہنا واقعی مدہوش ایسی ہی صورت رکھتا ہی بس قران ایک تخت پر سوار ہوا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مگر اپنے لشکر سے نکل کر سب نے گھنٹے بجائے اور تخت کو قران کے ساحر اڑاتے ہوئے کنارے دریائے خون رواں کے لائے ادھر افراسیاب بے ایمان نے سُنا کہ ایک ایلچی ملکہ کوکب روشن ضمیر نے بھیجا ہی وہ

آتا ہی بادشاہ سنے یہ خبر سنکر باغبان قدرت کو بہ استقبال بھیجا باغبان کچھ ساحر ہمراہ لیکر آیا اور
اُنے آکر قران کو اس پار دریاے خون رواں کے آتارا اور ملاقات کی بغلگیر ہوا اور باغبان
نے کہا کہ ای مدہوش دیکھو تو کیا کہ کیا لڑائی پڑی ہی مدہوش نے جواب دیا کہ بھائی یہ آپس کی لڑائی ہی
یہ دونوں باہم ایک ہیں ان سے لڑائی کھیڑا کیسا اس طرح کی باتیں کرتے ہوے دونوں باغ
سیب میں آکر داخل ہوے مدہوش نے افراسیاب کی تصویر جو آئینہ میں تھی اسکو سلام
کیا اور زندروی کرسی بیٹھنے کو ملی اُسی آئینہ کے برابر جسمیں تصویر افراسیاب کی تھی کرسی بچھا کر
جلوس کیا اب ایلچی نے کہا کہ کوکب نے کہا ہی کہ ہا تم ایک ہیں اگر تمکو عمرو کا مارنا منظور تھا تو اُسمین
بھی حکمت تھی ہر کام کیلیے ایک سلیقہ چاہیے عیب بھی کرنے کو ای شہنشاہ ہنر چاہیے اب آپ
بران کو بلوائیے افراسیاب نے کہا اچھا سمجھا جائیگا لیکن حکم دیا کہ ایلچی کے سب عطردان
چنگر جو گھڑے آئے اور حکم دیا کہ ناچ شروع ہو شراب کا پیالہ گردش میں آیا یہ تو یہاں
بیٹھا ہی مگر مجلس آرا جادو جو روانہ ہوئی تھی تو دریاے خون رواں پر آئی اور یہاں بارہ کوس کا
پاٹ ہی یہ تیرہ کوس بلند ہو کر پار اُتری وہاں پانچ سو جادوگر چوکی پر تھے مجلس آرا کو
دیکھکر دوڑے مجلس آرا ابھی بلا کی جادوگرنی ہی اُسنے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا توڑ کر اُن بے
آبرووں پر دانے اُسکے مارے جسپر وہ دانہ پڑا سینہ اُسکا وہ دانہ توڑ گیا غل و شور پیدا ہوا جادوگر
اُجڑ بھاگنے لگے آوازیں سب نے دیکھیں غرض سب ساحروں کی جان اُس نے لی یہ خبر بھی
افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے مدہوش ایلچی کی طرف دیکھکر کہا کہ کیوں صاحب تمنے
دیکھا یہ حالت ہی بس یہ کہکر سحر کیا اور کڑا اپنے ہاتھ کا آسمان کی طرف پھینکا کہ وہ طوق بنکر مجلس آرا
جادو کے گلے میں جا پڑا اور مجلس آرا کو گرفتار کر کے سامنے افراسیاب کے
لے آیا ناچار مجلس آرا چپ لیکن ایلچی نے برابر اپنی کرسی پر بٹھلایا کہ افراسیاب نے بموجب
عرض ایلچی کے پھر سحر آسمان کی طرف کیا کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہوا اور ملکہ بران شمشیر زن
کو مع عمرو اور برق فرنگی کے سامنے افراسیاب کے لے آیا یہ بھی آکر جب بیٹھی اب
مدہوش بیرگیر نے بران کو سلام کیا اور کہا جو آپ کے باباجان نے کہا ہی وہ ہی کیجیے
بران نے کہا میرے باپ نے تو یہ کہا ہی کہ تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مدہوش نے کہا کہ یہ

کبھی نہ ہوگا تم اپنی طبیعت سے کہتی ہو بران نے کہ تم چلو مین تحقیق دریافت کرادون مدہوش نے
کہا کہ اچھا اب تم افراسیاب جادو کو تسلیم کرو اِن سے اپنی خطا کو معاف کراؤ بران نے
کہا کہ یہ مجھ سے کبھی نہوگا اُسوقت مدہوش نے کہ اے شاہ جادوان آپ اپنی عنایت پر نظر کیجیے اور
اِن صاحبزادی کو اور عمرو کو سر برق سے رہا کر دیجیے افراسیاب نے ایلچی کی خاطر سے مجلس
اور بران اور عمرو اور برق کو چھوڑ دیا اب مدہوش نے عطر بیہوشی کا لاؤ اور عرض کیا کہ اے
شہنشاہ حضور کے دیکھنے کی اور زیارت کرنے کی غلام کو نہایت آرزو ہے آپ بھی آئینہ سے
نکلکر تخت پر بیٹھیے افراسیاب بپاس خاطر ایلچی تخت پر بیٹھا ایلچی نے افراسیاب و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اور جو حاضر دربار تھے سب کے عطر بیہوشی ملا سب تڑاق پڑاق چھینکین مارکر بیہوش ہوگئے اور گر پڑے
اُسوقت مہتر قران نے عمرو سے عرض کیا کہ خانہ زاد مہتر قران ہے عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور کہا کہ ذرا مجھے دو چار پیسے کما لینے دے کچھ تیرا اسمین نقصان نہین بلکہ تو بھی شریک ہو جا لیکن
خبردار کسی کپڑے مین دھبہ نہ لگنے پائے کیونکہ مین دھادائی کمان سے لاؤنگا اب انھون نے
جال الیاسی مار کر اور کچھ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر سب مال و اسباب وہان کا لوٹا اور داخل
زنبیل کیا جب سب لوٹ چکے تو چاہا کہ افراسیاب کا سر کاٹ لین اُسوقت زمین وہان کی شق
ہوئی اور دو ساحر زمین سے پیدا ہوئے انھون نے نعرہ کیا کہ منم مہران جادو دوسرے نے
نعرہ کیا کہ منم قہرمان جادو قہرمان تو افراسیاب کو پکڑ کر فلک کی طرف روانہ ہوا اور مہران
نے ارادہ کیا کہ ملکہ بران شمشیرزن کا سر کاٹ لون اُسوقت بران ہوش مین آچکی تھی اُس نے
ایک ناریل چوٹی دار مارا کہ مہران کے سینہ کو توڑ گیا اور وہ داخل جہنم ہوا بس ملکہ بران شمشیرزن
سب قیدیون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ روانہ ہوئی مگر راہ مین حیران تھی کہ اُس پار دریاے
خون رواں کے کیونکر جاؤن اُسوقت مجلس آرا جادو ایک اژدر کی شکل بنکر اُس دریا پر گری
اور پل بنگئی کہ سب دریا کے اُس پار اُتر گئے مجلس جادو نے بھی چاہا کہ مین بھی نکل جاؤن
مگر وہان ایک ساحر کہ نام اُسکا نہنگ جادو تھا وہ دریا سے نکلا اور مجلس جادو کو نہنگ بنکر
نگل گیا مجلس جادو نے آہ کی اور بہت تڑپی مگر چھوٹ نہ سکی اُسوقت بران شمشیرزن نے
پلٹ کے چاہا کہ مین اسکو مار ڈالون لیکن عمرو نے منع کیا کہ تم طرح دو ملکہ بران شمشیرزن نے

نہ مانا اور راضر مرد واریدجو کھینچکر مارا خنگ کے سینے کو توڑ گیا مجلس آرا اُسکے شکم سے نکل کر
بران کے پاس آئی اس پایۂ رہا کے مہرخ سحر چشم اور بہار اور شکیل وغیرہ بہ ہستقبال بران
آئے تھے سبھون نے بران شمشیرزن کی بلائین لین اور تخت الماس پر بٹھا کر لیچلے ڈنکے بجنے لگے
لگے ابر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جانوران سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ
بران کو سبھون نے نذرین دین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مدہوش ببر گیا برسم ایلچی گری افراسیاب
کے پاس جاتا ہے شکیل جادو نے کچھ ساحرون کو بھیجکر اُس ایلچی کو اپنے یہان بلوایا جب وہ ایلچی
اہلی مہرخ کی بارگاہ مین آیا تو ایلچی نقلی کو دیکھکر ششدر اور حیران ہو گیا ملکہ بران شمشیرزن نے سارا
ماجرا قران کا بیان کیا مدہوش ببر کیز جھک کر رہگیا غرضکہ عجب صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی کہ نظم

ہوا سامان رقص مہ جبینان
صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے
کوئی نادم کہین سے توبہ کیون کی
ملا ہے حیات نہ ا انجمن مین
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی
کہین قلقل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کسی جا لطف بزم نازنینان
کسی نے لب سے چسپیدہ لب جام
کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی

کوئی سرور فیض انجمن سے
کوئی بیہوش محو خواب آرام
کوئی گویا کہ می ٹپکا دہن مین
نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی

غرضکہ دور شراب کا چلا کہ اس اثنا مین وہ زمانہ آیا کہ گلشن افلاک
مین گل خورشید مرجھایا اور کشت کواکب مزرعۂ آسمان مین پھولا ہوا نظر آیا نظم

چراغ مہر کو افسردہ پایا
فلک نے اور ہی سامان دکھایا

قریب ختم طول روز آیا
شباب شام ہو سے اوج آیا

اسی عیش و عشرت مین جب رات ہوئی چاندنی کھیت کیا
جنگل مین گل کھلے ہوئے نظر آتے تھے سامنے دریا لہرین لے رہا تھا اُسکے کنارے قرقرے
ایک پاؤن سے کھڑے ہوئے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی ذرے ریگ کے چمکتے تھے اُسوقت
عجب عالم بہار کا تھا دشت اور دور پر خوب ہی نکھار نظر آتا تھا اب تو بران شمشیرزن نے خواجہ
عمرو سے کہا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم ذبحا رگاؤ عمرو نے بران کی خاطر سے نے کو نکالا اور لے لگا کر پھونکا

اور اس غزل کو گایا غزل
چہرے پہ جیسے زخم ہین ناخن کا پرخراش

مشہور ہین جو ہون گی مری بیقراریان
اب یدنی ہوئی ہین مری دستکاریان

جاتی ہین لامکان کو علی شکی زاریان
سو بار ہنسنے گل کی کھی پر چمن سے کے بیچ

بھرتے ہیں آہ چشم سے رالنگر کیا بیان
تریاک عاشقوں کی شراب تھا کہو غبار
تھیں اس سے ہاکو سیکڑوں امیدواریان
بچ جاتا ایک رات جو کٹ جاتی اور تیر

کشتے کی اسکے خاک پڑی جسم زار پر
حق بیٹھنے کی دینے لگیں زار و داریان
گل نے ہزار رنگ سخن سر کیا لیے
کاٹی تھیں کوہکن نے بہت اتنی جاریان

جاتی نہیں ہیں لطف سے رہو کی تھاریان
اب کس سے اپنی خواہش مردہ کو روئیے
دل سے گئیں نہ باتیں ہمی بہار کی پیاریان
غرض اسی ہنگامۂ عیش میں بھر رات

گذری عمرو نے ڈکا بجانا موقوف کیا سب آرام پذیر ہوئے ملکہ بران شمشیر زن کو احتیاج پیشاب کی ہوئی ایک لونڈی شمع لیے ساتھ ہوئی اور ایک پیچھے آفتابہ لیے ہوئے ملکہ جسوقت چوکی پر بیٹھی چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گر پڑی بس وہ مشعل اور آفتابہ والی دونوں عیار بچیاں تھیں ایک تو صرصر شمشیر زن اور دوسری عیار رفتار غرضکہ صرصر شمشیر زن ملکہ بران کو لیکر روانہ ہوئی دریاے خون رواں پر پہونچی کہ قران نے آواز دی کہ باش کہاں لیجاے گی صرصر نے پشتارہ چھوڑ کر خنجر عیاری لیکر قران کا سامنا کیا خنجر زنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلبلیں گتھی ہوئی ہیں خنجروں کی بجلیاں چلتی تھیں جھناٹا بلند تھا خنجر اس طرح چمکتے تھے کہ جس طرح بجلیاں چمکتی ہیں اس اثنا میں لشکر میں بھی غلغلہ ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی لیگیا اسوقت عمرو اور برق اور جرجیح اور شکیل بھی اٹھکر دوڑے یہانتک کہ اتنی رات صرصر سے اور قران سے خنجر اور تیغچہ چلا کبھی بیضہ عیاری کے مارتے تھے اور حباب بیہوشی کے منھ پر لگاتے تھے مگر دونوں میں کوئی فتح نہ پاتا تھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ نسیم عنبر شمیم سحر وزان ہوئی اور شب تیرہ تمام عالم سے رواں ہوئی کہ بیت

چھپے مثل حیا آنکھوں سے تارے
گئی شب روشنی عالم میں چھائی

ہوئے صدقے سحر پر سب ستارے
لگی خورشید روشن کو بہائی

جب صبح ہوگئی تو صرصر گھبرائی اور قران نے دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہیں آتی اور نگہات پر چڑھتی ہے اور قران طرح بھی دیتا تھا اس لیے کہ یہ اسکے استاد کی معشوقہ ہے اب قران نے ایک خنجر اسکی چھاتی پر مارا کہ گرہ پشتارے کی کٹی زمین پر پشتارا گرا اور صرصر نے جانا کہ میں قتل ہوئی بس یہ بھاگ کھڑی ہوئی قران نے دوڑ کر پشتارہ کھول دیا اتنے میں جرجیح اور عمرو اور شکیل وغیرہ سب پہونچے اور ہر ایک نے قران کو گلے سے لگایا اور ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ہوش آیا تھا کہ حسین جادو افراسیاب کی طرف سے یہاں آکر پہونچی اور اس ملکہ نے سحر کیا کہ عمرو نے دیکھا کہ ہمارے سب کے گرد احاطہ فولاد کا کھنچ گیا ہے اور کسین

نکلنے کا راستہ نہین ہے اور افراسیاب نے پیچھے پیچھے حسین جادو کے ظلمات آسمان سحر
کو بھی روانہ کیا تھا یہان سب قیدی چاہتے تھے کہ احاطہ سے باہر نکل جائین لیکن کوئی نکل نہ سکتا تھا
قضائے کار جو حسین سحر کر رہی تھی اُس سے صرصر نے آکر کہا ای حسین جادو مین لا چکی تھی ملکہ بران
کو مگر یہ کلموا حبشی سد راہ ہوا حسین نے کہا کہ ای صرصر پھر کیا ہوا اگر وہ تجھ سے چھٹ گئی تو مین
کب چھوڑتی ہون بس اُسکا اتنا کہنا تھا کہ ساتون حلقے کمند کے اُسکی گردن مین پڑ گئے اور ایک
جھٹکا مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گر پڑی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی اور ایک
خنجر اُسنے مارا کہ حسین ہلاک ہوئی اور آوازین گیر و دار کی آنے لگین آندھی سیاہ آئی پھر مطلع صاف
ہوا اور ملکہ بران اور مہرخ اور شکیل اور عمرو اور قران وغیرہ سب احاطہ سے باہر نکلے برق فرنگی
کو عمرو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی اور ارادہ چلنے کا کیا کہ وہ نطفہ حرام ظلمات آسمان سحر
یہان آکر پہونچا اور اُسنے سحر کیا کہ ایک آسمان سیاہ مانند چادر ظلمات کے ان سبھون پر آگرا [illegible]
کالا ہوا ہر طرف تاریکی پھیل گئی یہ ظلمت سراسر دنیا بالکل تاریک تھی اندھیرا ہر طرف چھایا تھا [illegible]
کا وہ مقام نمودہ تھا اب حال سُنیئے کہ رعد جادو اور برق جادو اپنے خیمے سے جو صبح کو نکلے تو یہ بھی
مہرخ کو ڈھونڈھتے ہوے روانہ ہوے اور جب صحرا مین پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک
آسمان سیاہ زمین پر جھکا ہوا نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی ایسی آتی ہے کہ وہ کہ رہا ہے
کہ ای مہرخ مین بحکم افراسیاب تم سب کو ایک آن واحد مین ٹکرا کر مار ڈالونگا جب تمام
مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سُنا ازبسکہ حالت عشق کی مہرخ اور عمرو سے انکو ہے بس بیساختہ
رعد اور برق جادو نے اپنا سحر کیا یعنی ایک ابر نمایان ہوا اور برق چمک کر کڑکڑا کے آسمان
پر سے گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوے اور وہ لاشہ سامنے عمرو اور مہرخ کے
گرا آواز مہیب آئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر جادو بود اور وہ تاریکی سب دفع
ہوئی رعد اور برق جادو کو عمرو اور شکیل اور مہرخ نے گلے لگایا اور عمرو بہت خوش ہوا
ملکہ بران بھی بہت خوش ہوئی اور بغلگیر ہوئی اب یہ سب وہان سے داخل بارگاہ مہرخ عالیشان
ہوئے بران نے پوچھا کہ مدہوش بیرگرمان ہے سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گم اگر وہ بھی باہر
نکل گئے انکے ساتھ بارہ ہزار ساحر بھی ہین یہ سنکر بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو

مدہوش کی خبر کے واسطے تھا لیکن مدہوش جب کنارے دریاے خون رواں کے پہونچا تو زنار جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگر تھا بلہ مدہوش برگیر آئے اور سامنا کیا غرض زنار جادو تو مدہوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش سے گرز سے سحر کی تکریں چلنے لگیں اور دونون کے سر پھٹ گئے اور وہ دونون غش کھا کر پڑ رہے ادھر سے اور ادھر سے بارہ ہزار ساحر مدہوش برگیر کے اور دو لاکھ ساحر ناقوس کے آپڑے لگی باہم شمشیر چلنے حال یہ کہ نظم

نہ تھی فرصت انھین دام اجل سے
زمین مین آ گئے بام اجل سے ‖ نہ دیتی انکو مہلت تیغ شمشیر ‖ کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
اجل کا وان ہوا تھا گرم بازار ‖ مقام آبرو تھا ہان خبردار ‖ جدا ہوتے تھے نگین روحین بدن سے
تنون کو تھین ملتین کفن سے ‖ جو پڑتی سر پہ تیغ برق آہنگ ‖ لباس روح بھی تھا گور مین تنگ

سحر کے تیر پیچھے چھید لے گئے نارنج سے سکونت تھی حاصل ہوتا تھا ناریل جگر کے پار ہوتا تھا بجلیان بھی چمکتین آفت کا ہنگامہ برپا تھا وہ بارہ ہزار ساحر خاص ملک کوکب کے تیار کیے ہوئے تھے جنکے تلوار مارتے اسکے بدن سے آتش پیدا ہوکر جلا دیتی تھی ہزارہا جل گئے دو لاکھ جادوگر ناقوس کا ہلاک ہوا چاہتا تھا بھاگے کہ یکایک ناقوس بجنا سنائی دیا اور نفیر سحر کو دم ملا ملکہ حیرت بصد جاہ و حشمت تخت سحر پر سوار ادھر آ پہونچی اور اسنے آکر مدہوش اور ناقوس کو اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوئی یہ خبر افراسیاب کو پہونچی اسنے عقاب جادو کو دو لاکھ ساحر دے کر روانہ کیا کہ وہ ساحر دریاے خون رواں کے پار آتا اور بڑے حشم و خدم سے لشکر حیرت مین آیا بارگاہ اپنی نصب کرائی اور آئین اتر کر آرام پذیر ہوا اسوقت وہ ساحر کہ جسے بران نے خبر کو بھیجا تھا آیا اور اسنے تمام و کمال یہ ماجرا بیان کیا اور پھر کر خدمت بران مین گیا اور سب حال بیان کیا کہ اسطرح عقاب دو لاکھ ساحر لیکر آیا ہے بران شمشیر زن اس ساحر کا حال سنکر اٹھی اور سحر کا ایک گولۂ آتشی بنا کر سمت آسمان روانہ ہوئی اسکے پیچھے مہرخ شکیل برق فرنگی چلے عمرو نے برق جادو کو تو بارگاہ مین چھوڑا اور آپ بھی پیچھے ملکہ بران کے روانہ ہوا لیکن پہلے ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی کہ جہان عقاب خیمہ زن تھا اور پڑھ سحر کر کے دانے ماش کے زمین پر پھینکے عمرو بھی وہان جا پہونچا تھا اسنے دیکھا کہ ایک غول جانورون کا پیدا ہوا

کہ جسم تو سب جانوروں کا زرد کا تھا اور چہرہ لال کا یاقوت رنگ اور ایک طرف سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اُسکے پنجہ میں ایک جھیپی نہایت پُرتکلف تھی پس وہ جھیپی اُس پنجہ نے ہلائی اور غول جانوروں کا عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال جا بیٹھا بھیجا کھا گیا قریب دو لاکھ جادوگروں کے عقاب کا مارا گیا غلغلہ برپا ہو گیا ان لالوں نے ہر ایک کو جہنم رسید کیا ہر ایک کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی اب ہر سمت لاشیں تڑپنے لگیں بسمل سسکنے لگے سامری و جمشید کی پکار ہوئی نظم

پڑتا تھا پڑا میدان میں کوئی لو
کوئی بسمل کوئی جی چھوڑتا تھا

نہ آئی کام کچھ اُن کے نکوئی
بھرا تھا وہ رنگ لاشوں سے میدان

سسکتا تھا کوئی دم توڑتا تھا
ہر اک کافر تھا اپنی جان سے حیران

عقاب جادو اس آفت میں ایسا گھبرایا کہ تاب نہ لا سکا بارگاہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور جانب افراسیاب بے ایمان چلا اب ملکہ بران شمشیر زن نیچے روسے ہوا پر سے اُتری مہرخ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائیں لیں عمرو نے بہت تعریف کی غرضکہ اب اُسی عقاب کی بارگاہ میں عمرو وغیرہ سب آکر مع بران بیٹھے اور عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا حال اپنی فوج کی شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ اے ظلمات فیل دندان جادو تو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو کے جسقدر کہ وہاں لوگ ہوں سب کو پکڑ لا ظلمات فیل دندان یہ حکم پا کر اپنے اژدر آتش فشاں پر سوار ہوا نا قوس کی صدا بر آسمان کا ایسا بر انا بیر نل جنے لگا عالم میں تاریکی چھا گئی نفیر او جھانج کی صدا سے گوش کر و بیان کر ہوا وہ ساحروں کا ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر چلنا ترسول اور رنبسول کا چمکنا نارنج اور ترنج کا اُچھلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نخل دھرن پہ پھل لگے ہیں جز جز کا سامری

اور جمشید کا غل تھا نظم
کبھی پڑھتے تھے جادوگر افسون
نہ مہلت بات کرنے کی بھی دینگے
اسی صورت سے جب پہونچے وہاں پر

ہوا سے تند کے جو گئے تھے آتے
یہ پیدا تھا زبان سے اُنکے مضمون
ہزاروں رنگ کے دیو ستمگار
تو دیکھا آیا نظر بران کا لشکر

ہر اک ساحر تھے جو کا غل مچاتے
کہ ہم جاکر عدو کو مارینگے
لگے سب کرنے اپنے اپنے وار
مگر وہاں عمرو و برق فرنگی وغیرہ

جو بارگاہ میں مع ملکہ بران بیٹھے تھے اُنھوں نے دیکھا کہ روسے ہوا پر تاریکی نمودار ہوئی اور جادو ظلمات چار طرف سے اندھیری گھر کے چھا گئی ہر شخص گھبرا کے گلیم اوڑھ کر بھاگا یہ تو غائب ہو گیا

اور برق فرنگی بھی ایک سمت دامان کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہوا لیکن لشکر بران اور مہرخ پر
چادر ظلمات چھاگئی سب جادوگرون نے دیکھا کہ ایک فیل مست بہت بڑا اور اُسکے نیچے بہت سے
ہاتھی آتے ہین اور اُن ہاتھیون نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بران کا گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
خیمہ کو گھیرے ہوے ہین اُسوقت عمرو نے برق فرنگی سے کہا کہ ای فرزند ملکہ بران کا کوئی کفیل
حال نہین ہی جلد کچھ تدبیر کرین ورنہ سب قید ہو چکے ہین یہ کہکر عمرو وہان سے مہرخ کی بارگاہ
مین آیا وہان جو دیکھا تو برق چشمک زن رو رہی ہی عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق چشمک زن
نے کہا کہ ای خواجہ مین اسواسطے روتی ہون کہ ظلمات فیل دندان کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا
اُسکی موت ہی نہین مگر ایک مشرق افراسیاب مین گلنار پوش اگر وہ ہوتی تو یہ مارا جاتا
اور شاید کہ ملک کوکب روشن ضمیر کے سحر سے کہ وہ بادشاہ طلسم نور افشان ہی یہ مارا جائے عمرو
نے کہا کہ ای ملکہ برق ہم اسکو انشاء اللہ تعالے قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمت صحرا چلا جب
چند قدم چلا دیکھا کہ سامنے اُنھین ہاتھیون مین سے ایک مست ہاتھی سامنے عمرو کے جھومتا
ہوا آتا ہی پس عمرو کو دیکھکر وہ ہاتھی انسان کی زبان مین بعبارت فصیح گویا ہوا کہ ای عمرو کیا مقدور
تیرا کہ جو تو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو یہ سنکر اُدھر سے پھرا اور سدھا اسی مین ایک سمت کو بھاگا
جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف پہاڑیان ہین یہ گھبرا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہان ایک
پتھر کی چٹان پر نماز پڑھنے لگا اور بتضرع و زاری کمال بے قراری سے رو رو کر اور بجناب
باری دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار انس و جان خلاق دو جہان تو میری مدد کر شعر
گنہگار ہون تجھ سے امید ہی + کہ ساحر کو جا کر کرون آج پی + مجھ مور ضعیف مشت استخوان
سے اور اس ہاتھی سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہکر عمرو سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ کسی
شخص نے اس سے کہا کہ ای عمرو داہنی طرف اُٹھکر جا وہان تیرا مطلب پورا ہوگا عمرو یہ خواب
دیکھکر اٹھا اور بموجب الہام غیبی دست راست کی طرف روانہ ہوا وہان جا کر دیکھا تو ایک
پہاڑ ہی اور اُسکے درے مین راستہ ہی عمرو اُس درے مین داخل ہوا جب اُس پار نکلا تو
دیکھا کہ ایک میدان قریب دو مین کوس کے نظر آتا ہی اور جابجا اُسمین مکانات اور عمارات
تمیر نظر آتے ہین اور بہت سے دروازے ہین عمرو ایک رنڈی کی شکل بنا یہ صورت زیبا

انکی بھی کہ سنبل اسکی زلف کو دیکھے تو پریشانی حاصل ہو اور نرگس مست جو اسکی چشم شہلا کو دیکھے تو شرم سے آنکھ چرائے سوسن وہ زبان اسکی زبان کے سامنے گونگی ہو جائے گل اسکے رخسارون کے دیکھے گریبان چاک کرے چتون مین وہ شرارت بھری ہوئی تھی کہ جسکے سامنے خوش چشمون کا پھر نظری تھا آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نگینہ چشم کا سلیمانی بنا ہوا پتلیون کی وہ جلوہ گری کہ جیسے شیشے مین بند پری مسدس

لب وہ لعل کہ یاقوت کی بھرے نہ نظر
جان بلب جوہری ہو لب کی جھلک دیکھے اگر
کھائے غیرت سے عقیق یمنی خون جگر
زرد ہو کہربا ج کے مانند ہو چہرہ یکسر
اسکی باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہے
لعل کی طرح سے لب سرخ مین جان آئی ہے

رنگ رخ ہے وہ طلائی کہ نہین جسکا نظیر
جلوہ اس شوخ کی رنگت کا قیامت ہے شریر
ہو بجا خاک عناصر کو جو سمجھے اکسیر
مہر بیچے عرق ... کی جسکو نہ قمر کی تنویر
رنگ رخسار کا شعلہ جو بھڑک جاتا ہے
آتش حسن مین کندن سا چمک جاتا ہے

اسکے عارض ہین وہ رنگین کہ خجل ہو گلزار
عارض حسن پہ نازان ہے عبث گل ہر بار
دل رہے جسکے تصور سے سدا باغ و بہار
دیکھے ان پھولون کو بلبل تو ہو آنکھون مین خار
روئے گل ہے یہ نہین خار وہ رخساری ہین
ایک رخ کیا خجل اس رخ سے تو رخ سارے ہین

زر و زیور سے آراستہ ہو کر یہ وہان سے روانہ ہوا جو اس نے دیکھا چار سو عورتین پریزاد قامت انکے رشک شمشاد دُر در گوش مرصع پوشش کہ ایک ایک انمین فلک حسن کی تارا مہ پارا کہ انکے بھی حسن کا یہ نقشہ تھا مسدس

ورق نور وہ رخ صفحۂ تنویر وہ رخ
حیرتی جسکے ہو دہر تھے تصویر وہ رخ
اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دلنشین خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون
ماہ و خورشید بھی اس شمع کے پروانے ہون

عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ یکتا ہون مین
ہے یہ تجلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
بند سے بند کا یہ قول کہ زیبا ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو سب سے دو بالا ہمکو

یہ عورتین روسے ہوا پر اُتری ہوئی آتین اور سواسو ہاتھی کہ اُن پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ و خرگاہ بار کیا ہوا وہ بھی سب آکر زمین پر اُترے بارگاہین اور خیمے کھڑے ہوئے اور کئی ہزار فراشیان اور سقے آکر آب پاشی کرنے لگے بعد اُسکے کئی ہزار حاجب اور دربان اور چوبدار آگئے آگے ٹھہرتے ہوئے اور ایک تخت مرصع کار کہ جو مکلل بہ زر و گوہر و مغرق بجواہر تھا اُس پر ایک شہزادی سر پر تاج بادشاہی رکھے ہوئے تنے فرمانروائی پہنے سر پر چتر بال ہما کا گردش مین نہایت حسین و مہ جمال کہ سامنے اُسکے ناقص بدر کامل چہرے کا کمال مین شوخی اور شرارت بھری آنکھون پر فتنۂ دہر نثار گل رخسار پر اُسکے بلبل تصدق ہزار

اشعار

لب سرخ اُسکے وہ گل برگ تر
چھپے جن مین دندان مثل سلک گہر
تبسم مین اپنے وہ برق بہار
دم حرف ہوتے گئے آبدار
دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم
سخن رہبر و راہ ملک عدم
تبسم ذرا گر وہ دلکش کرے
تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے
کمر اُسکی ممکن نہین ہاتھ آئے
مگر صاحب دست غیب اسکو پائے
نہ رنگ حنائی فقط تن پہ تھا
کہ مینا کا خون اُسکی گردن پہ تھا
کیا اُسنے پامال فتنون کا خون
ہوا اُسکے ہاتھون سے کتنون کا خون
خرامان خرامان جدھر آگئی
قیامت بھی گویا ادھر آگئی
اُسی بت کا ہر ایک ذاکر ہے
خدا کو خدائی کی اب فکر ہے
چڑھاوے اگر ہاتھ مین آستین
تو پھر دست موسیٰ کا کچھ بھی نہین
شاہان سے سوا وقار اُسکا
تھا مرو ہا شہریار اُسکا
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال
خاقان کا کہان یہ بخت و اقبال
آغاز شباب واقف راز
گل چہرہ جوان سبزہ آغاز
کم عمر ہر ایک فن مین کامل
فیاض جری شجاع عادل
تھا گرم جمال کا یہ بازار
تھا مشتری فلک خریدار
خدام و مصاحب و اراکین
پہنے ہوئے جامہ ہائے زرین
یون تخت نشین وہ شاہ شاہان
خاتم مین نگینۂ سلیمان

وہ نازنین تخت سے اُترکر داخل بارگاہ ہوئی گرد و پیش اُسکے چار سو پریزاد عہدے ہاتھون مین لیے با ادب استادہ اُنمین عمرو بھی عورت کی صورت بنے ہوئے تھا ایک مقام پر کھڑا ہوا

اشعار

وہی سامان جو تھا مرغوب خاطر
ہوا اک بات کے کہنے مین حاضر
حسینان پری پیکر گل اندام
لیے ہاتھون مین ساقی شیشہ و جام
غرض جب بزم نے زینت یہ پائی
نگہ نے سب کی کیفیت اُٹھائی

ناچ گانا شروع ہوا اُسوقت عمرو بھی گائن بن کر جا بیٹھا

اور نے نوازی کرنے لگا کہ جسکی آواز سے ہستی بیکل ہوگیا اور دل تمام مجلس کا بیتاب تھا اسوقت ملکہ نے
اس نے نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا میں حضور کی کنیز ہوں اس ملکہ نے کہا کہ اچھا پھر نے بجاؤ عمرو
نے بانسری اٹھائی اور ایسی بجائی کہ تمامی انجمن کو بیہوش کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا تھا غرض جب
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ نے ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ تھوڑا سا پانی تو لاؤ عمرو جو حواس باختہ ہوا تھا ایک
لونڈی نے یاقوت کے گلاس میں پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ پڑھ کر دم کرکے ایک چھینٹا عمرو
کے منہ پر مارا کہ عمرو کی اصلی صورت نکل آئی اسوقت ملکہ نے کہا کیوں او دزد گردن باریک لک
ساربان زادے تو اپنی جان کو ہتیلی پر لیے پھرتا ہے خبر تجھ لوں گی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ عمرو
کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جتنی ساتھ والیاں تھیں وہ بھی سب روانہ
ہوئیں کوئی دو گھڑی کے بعد عمرو نے دیکھا کہ ایک بارگاہ میں سب جاکر داخل ہوئیں اس عرصہ میں
وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ خاور سے داخل بارگاہ مغرب ہوا اور رات نے خیمہ دنیا عالم میں کیا نظم

عروج مہر آیا سوے پستی ہوا خالی ضیا سے ملک ہستی
قریب شام نے پیدا کیا رنگ ہوے امیدوار دید دل تنگ

اسوقت ایک بارگاہ باغ میں استادہ ہوئی نہایت روشنی چار طرف
اس باغ کے تھی اور اس باغ کے بہار کی یہ کیفیت تھی اشعار

بلندی سے نقاب چہرۂ کاخ
نوائی میں طاؤسان خوش رنگ
کہیں فریاد بلبل مرثیہ خوان
کسی کا رنگ مثل روے جانان

زمرد گون لباس رنگ شاداب
تلذذ میں کشودہ خاطر تنگ
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کوئی نار کبدن بجز دم کا مہمان

بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
لبالب زیر دامن چشمۂ آب
ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
غرض ملکہ شکوہ زرین قبا وہان

اگرچہ رات کو اس باغ میں چاندنی دیکھنے کی بہار تھی کنیزیں بادلہ جھولی میں بھرے ہوے
اڑاتی تھیں کہ زمین پر ستارے سے چمکتے نظر آتے تھے فوارے چھوٹ رہے تھے نہروں کے کنارے
لبا ادر غفالی اور قرقرے اور بگلے بیٹھے تھے درختوں کے پتے چاندنی میں چمکتے تھے جانور کبھی کبھی
آشیانوں میں چہکتے تھے اب ملکہ نے وہان خاصہ نوش فرمایا اور حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا ملکہ شکوہ زرین قبا
چار چھ گھڑی رات گئے تک جلسہ دیکھ کر چھپر کھٹ پر لیٹی اور عمرو کو اپنے قریب ایک پلنگ پر سلایا مگر
قید سحر میں مبتلا رکھا اسلیے کہ یہ بھاگ نہ جائے جب زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی اسوقت ملکہ نے

قمر جادو سے کہا کہ چار پہاڑ پر چلکر سیر شب ماہ کی دیکھین اور عمرو سے بانسری بجوا کر سنین یہ کہا محبوب جادو کو اپنے ساتھ لیا اور عمرو کو جگایا کہ اے عمرو چلو پہاڑ پر چلکر سیر کرین عمرو نے کہا کہ کیون رات کو تم نے میری نیند حرام کی ہے مین نہین جانے کا ملکہ لگی منتین کرنے اسوقت عمرو اسکے ساتھ پہاڑ پر آیا وہان آکر اُسنے عمرو سے فرمائش کی کہ خواجہ بانسری بجاؤ اسکے ساتھ ہمدم و ہمراز ین جو ایک جان و دو قالب تھین وہ ساتھ آئین تھین خلاصہ یہ کہ پہاڑ پر یہ آکر بیٹھین اور ملکہ شکوہ زرین قبا سیر شب ماہ مین مشغول ہوئی ہے اور ابھی کچھ گانے بجانے کا چرچا عمرو سے نہین آغاز ہوا ہے کہ دفعتہً ملکہ شکوہ نے جو دیکھا تو اسطرف میدان مین پہاڑ کے ایک بارگاہ نہایت عمدہ استادہ ہے اور فوج بھی اُتری ہوئی ہے محبوب سے کہا کہ مین جا کر ذرا دیکھون تو یہ کون ہے جو ہمارے علاقہ مین باین فوج و لشکر بیکران آکر اترا ہے پھر آپ ہی کہا کہ اچھا تم ٹھہرو مین خود جاتی ہون اور عمرو و محبوب کو وہین چھوڑ کر آپ وہان گئی تو اس مقام پر دیکھا ایک بادشاہ پُرشوکت و جاہ کہ نام اُسکا شاہ ساحران ماہ تاجدار جادو ہے ملک کوکب روشن ضمیر سے مع تین لاکھ فوج ساحران کے احوال بران کا سُنکر کہ ظلمات خیل دندان نے قید کر لیا ہے آیا ہے اور مرزان جادو وزیر ملکہ بران شمشیر زن کا اسکے ساتھ ہے اسکی بارگاہ علحدہ استادہ ہے اور اندر بارگاہ کے چار سو کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہے جادوگر بیٹھے ہین ملکہ شکوہ زرین قبا سامنے اس بارگاہ کے آئی اور دیکھ رہی تھی کہ دفعتہً نگاہ ملک تاجدار کی ماہ قدر پہ جا پڑی بس دیکھتے ہی اسنے ایک تیر عشق کھایا ایسا کہ جگر و دل کو توڑ گیا اور اپنے اندر دل ہی سے کہا **نظم**: زہے قسمت کہ یہ خاتون ذیجاہ: نہین چشم فلک تک جس سے آگاہ

وہ تم سے ہم بغل ہونے کو آئے
محبت کی کشش یاں کھینچ لائے
کرو سجدے کمان یہ دن میسر
کہ ہو شب باش معشوقوں کی افسر

ادھر ملکہ شکوہ بھی قتیل خنجر ابرو و ذبیح ناز و ادا ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی کیونکہ سر نیچے تو آنکھے ہی ہوئے تھے یہ جا کر پاس ماہ تاجدار کے پہونچی وہ اُٹھ کھڑا ہوا اگر عالم تھا شعر جھجک کر جھجک رہ گئی ایکبار + ہوئین لاکھ ادائین جھجک پر نثار + غرض ملکہ شکوہ برابر ماہ تاجدار کے پاس کرسی جواہر کار پر بیٹھی اور ساقی نے جام اُسکو بھر کر دیا تو عاشق ہو ہی چکی تھی شراب پیتے ہی بیہوش سے عاشقی ہوئی اور یہ نقشہ تھا کہ **اشعار**

ادا و ناز و غمزہ کا ہوا دور
نظر آنے لگے کچھ اور ہی طور
شراب لالہ گوں کے جام چھلکے

جھکا شیشہ بہا ہر خم ابل کے
سخن بہکے ہوئے نکلے زبان سے
کبھی لب تک جو آجاتی تھیں آہین
بیٹھا اسوقت تو یہ عالم ہوا نظم
ہوئی گویا کہ جاتی دم ذرا سے
ہوئی راغب برائے بوسۂ ناک
کبھی دیتی تھی پستان کے ٹھوسکے
چھٹے موقع سے اتنے بجھ گئے طاق
جو امر موجود تھا سب نے باہم
کرایا وقت آہین نصف شب کا
گلون سے نکلے شور آواز کے ساتھ

دو نو کروٹ سے آنکھین ہوگئین بند
رہی تا دو پہر لرزش زبان سے

ابتر وہ تاجدار نے تخلیہ کرا دیا کیا ملکہ شکوہ زرین قبا کو دیکھ کر

طبیعت خوش مزاج قلب خورسند
کبھی چڑھتی تھین لعنت کی نگاہین

کبھی وہ تو اس سے ہو کے بیتاب
ٹھہری اور بھی دو چار پیالے
کبھی لیتا تھا وہ اسکو آغوش مین
کبھی کہتی تھا کیون پیار سے یہ دم تک
طعام عمدہ دستر خوان شفاف
پھر اسکے بعد جو کچھ تھا فراہم
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

پھر آئی حسرتون سے چشم پر آب
کبھی جوش ہوس سے ہو کے بیباک
کبھی کہتا تھا ہم ہین خود فراموش
بلورین جام شیشے صاف براق
بشکل حسن جانان پاک او صاف
رہا موقع سے استعمال سب کا
غزل ٹھمری کی نقلا کی زبان تک
اسوقت ملکہ نے یہان سحر بہار پر

جاکر اسی حالت عشق مین عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم کچھ شغل کرو عمرو نے ساتون قطعیان درست کر کے
نی بجانا اور اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

کل اس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین مل گیا

یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
دکھلا کے کہکشان سحر فلک چاک جیب رنگ
صاف آئینہ کا دیدہ تدیدون مین مل گیا

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر
اس باہوس کے سینہ دریدون مین مل گیا
تحسین ذوق بادہ کشی ہو کہ جس سے خمر

وہ اسوقت بہار سے آبشار ہو رہا تھا اور نے کے بجانے سے جانور تمام
خواجہ کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے ریگ کے ذرے جنگل مین چمکتے تھے گویا صحرا ابھی آنکھین بچھائے تھا
سناٹا ہوا کا اور فراٹا وہ سنسان جنگل اور اسمین اس محبوب ماہ وش کا ٹھمکری کو سننا
غضب ڈھا رہا تھا اس ہنگامۂ عشرت خیز مین افراسیاب کو جو خبر اس حال کی پہونچی کہ
ملکہ شکوہ زرین قبا تاجدار پر عاشق ہوئی ہے بس سنتے ہی اس خبر کے شاہ جادوان برہم ہو کر
اٹھا اور ایک ہی سناٹے مین وہان پہونچا کہ جہان ملکہ شکوہ بیٹھی تھی عمرو نے اتفاق سے
اسکو آتے دیکھا یعنی یہ معلوم ہوا کہ روئے ہوا پر ایک ستارا چمکا عمرو تو اچک کر بھاگا اور گلیم

اُسنے اوڑھلی اور افراسیاب نے نعرہ کیا کہ منم شاہ جادوان اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کے بال سر کے پکڑ کر بھیر مرے آسمان روانہ ہوگیا یہ تو اُدھر گیا اور عمرو آتی رات وہان ٹھہر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ کوہ خاور سے شاہ خاور براے گرفتاری شاہد شب بصد جلال نکلا اور رات نے حلقۂ طوق ماہتاب کو گردن سے اُتارا اشعار

یہ ساماں تھا کہ بدلا حال شب کا ۔ دکھایا صبح نے اپنا جمگھٹا
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر ۔ جو بس گذری وہ شب مہر منور

عمرو ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور وہان سے ماہ تاجدار کی فوج مین آیا اور معلوم کیا کہ ملکہ کوکب روشن ضمیر شاہنشاہ جادو نے ماہ تاجدار اور مرزان جادو وزیر کو واسطے رہائی بران کے بھیجا ہو عمرو مرزان جادو کا نام سُنکر ہیئت اصلی بنا اور بارگاہ مرزان مین آیا مرزان عمرو کو دیکھکر سروقد بہر تعظیم اُٹھا اور ماہ تاجدار سے عمرو کا حال کہکر ملاقات اُسکی کرائی اور عمرو کو تخت پر بٹھلایا لیکن عمرو نے دیکھا کہ ماہ تاجدار کا رنگ زرد ہو آنکھوں مین تری ہو حواس مین ابتری ہو چشم پر آب ڈبڈبائے ہوے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچتا شعر جیسے عشق کا تیر کاری لگے ÷ اُسسے زندگی حجب مین بھاری لگے ÷ اور کبھی کہتا ہو کہ دوہرہ - آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جلجاے ÷ پاپی جیرا نا جلے کہ جسمین آہ سماے ÷ اور کبھی کہتا ہو رویا - جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دُکھ ہوے ÷ نگر ڈھنڈورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے ÷ اور کبھی یہ زبان پر جاری تھا شعر مرا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ۔ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ۔ عمرو نے اپنے دل مین سوچا کہ یہ شخص کسی پر عاشق ہو غرضکہ اُدھر اُدھر کا تذکرہ عمرو کرنے لگا بعد اسکے عمرو نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ رات کو ملکہ شکوہ زرین قبا اور مین اس پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ افراسیاب آکر ملکہ کو معہ اسکی وزیرزادی محبوب جادو کے چوٹی پکڑ کر کھینچ لے گیا اور پھر قید ہونے کا ملکہ بران شمشیرزن کے حال بیان کیا کہ اسطرح ظلمات فیل دندان آیا اور اسطرح سحر ملکہ کی بارگاہ کیا وہ قید ہوگئین یہ حال سُنکر ماہ تاجدار طیش مین آیا اور تیغہ سحر پکڑ کر تین لاکھ ساحرون سے کہ جو اسکے ساتھ آئے تھے سمت ظلمات فیل دندان روانہ ہوا اور مرزان جادو بھی عمرو کو ساتھ ساتھ لیکر روانہ ہوا اُسطرف سے ظلمات فیل دندان بھی مقابلہ کرنے کو نکلا اب دونون لشکر

مقابلہ مین اترے اور جب فیل شب کی پشت پر جھول ستارہ دار کواکب کی پڑی اور فیل خاور مغرب مین جھلبان

خورشید سے قدم رکھا کہ نظم
کمال شام تاریکی پہ آیا
سر شب عکس کا مہ نور چمکا
اندھیرا عارض عالم پہ چھایا
ہوا سامان رزمی سب مہیا
سر شب نفیر سحر کو ماہ تاجدار نے

بجایا ظلمات نے بھی نقارہ جنگی بجنے کا حکم دیا وہ گڑگڑایا ساحرون نے تیاری سحر کی آغاز کی افسون خوانی ہونے لگی پڑھنت پڑھی جانے لگی بیر غل مچانے لگے عالم مین تہلکہ پڑگیا سحر کا اندھیرا ہر طرف چھایا بھیرون ناچتا آیا بازو سے سبی ساحرون نے کھوپڑے قصرتن وطھانے کی ہر ایک کو فکر ہوئی ستون بارگاہ شجاعت ہنگی لشتیان سحر ساحری تھی دروازہ جنگ کھلا باب آتش مسدود ہوا تیر و نیزے سینہ دشمن مین روزن کرنے ارادہ ہوا لڑنے مین ہر ایک طاق تھا غرض چار پہر رات یہی علغلہ بپا رہا جب قصر فلک مین مشعل خورشید کی روشنی ہوئی اور شمع مہتاب ایوان افلاک

بجھ گئی کہ اشعار
کیا لطف فلک نے شب کو نمایان
دکھایا صبح نے حسن جبین کو
ہوئی ہر طبع کو نکہت بیداو
کیا تابندہ رخسار زمین کو
صبح کو ایک طرف سے ظلمات
اندھیرا ہو گئے بس ظلمات آیا
اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا
زمین مین جنے خرطومون کو گاڑا

ای فوج لیکر اور ایک جانب سے ماہ تاجدار اپنے گروہ لشکر کو لیکر نظم

نکل فیل اسکو سب نے پایا
ہوے پیدا کئی سو فیل بدست
گھر آیا ابر اور ہر سمت چھایا
ہوے موجود سر اپنے کیے پست

اکھاڑے نخل صحرا کو اجاڑ لیے — غرض یہ دونون فوجین موج مارتی ہوئی مقابلے مین آئین نقیبون نے نقابت کی صفین کھچ گئین میدان پاک صاف ہوا اسوقت فیل دندان فیل بنا ہوا میدان مین جھومنے لگا اور بہ زبان انسان پکار کر اسنے آواز دی کہ ای ماہ تاجدار میرے مقابلہ مین آیا تاجدار شیر آتشین پر سوار برق ہاتھ مین لیے اور اسکو جلوہ دیتا سامنے اسکے گیا ظلمات فیل دندان نے ایک سحر ایسا کیا کہ چار پہاڑ چار طرف سے ماہ تاجدار پر آکر جھکے ماہ تاجدار نے چار سنگریزے اٹھا کر ان چارون پہاڑون پر مارے کہ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ گئے اب کی ظلمات نے پھر سحر کیا کہ ایک دریا جوش مار کر زمین سے پیدا ہوا طغیانی آب سے کشتی جان غرقاب تھی بحر مین ایک تلاطم برپا تھا دریا بھی منڈھے لڑاتا تھا نظم ؛ ہر کنارے بلا ہر ایک گرداب
لجہ سرمایہ بخشش تیرہ سحاب ؛ موج دریا بلا سے ہم آغوش ؛ تھا تلاطم سے آب بھی مدہوش

وہ دریا موج مارتا ہوا ماہ تاجدار کے پاس آیا تاجدار نے سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا
کہ پانی دریا کا جم گیا اور اسنے سحر کیا کہ چار شیر غران دم اپنی علم کیے ڈکارتے اور طمانچے مارتے ہوے
ظلمات فیل دندان پر آ پڑے ظلمات ہاتھی تو بنا ہوا تھا ہی اس نے اُن چارون کو سونڈ مین
لپیٹ کر ٹھوکرون سے مار ڈالا پھر ماہ تاجدار نے سحر کیا کہ ظلمات فیل دندان نے دیکھا کہ ایک
بارہ دری ہی اور اُس مین ایک عورت بہت خوبصورت بیٹھی ہی لیکن یہ ساحر بلاے بے درمان آفت
روزگار ہی اسنے ایسا سحر کیا کہ وہ بارہ دری اُس عورت کے سر پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہوگئی اور
تجلا کے اسف کی جو عمر پڑھا تو ایک چادر ظلمات کی ماہ تاجدار اور عمرو اور برزان کے
اوپر آکر چھاگئی اور سب اُس اندھیرے مین مثل بران شمشیر زن کے قید ہوگئے آنکھون مین تاریکی
چھاگئی ہر طرف صدا یا ربا مستغیثا کی بلند ہوئی اُس اندھیرے مین ظلمت شب دیجور کو شرما دیا
دم بھر ایک کا خفا ہوا اور ظلمات فیل دندان خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور لکھے نامہ افراسیاب
کو اس مضمون کا لکھا کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ مین نے ماہ تاجدار اور عمرو اور برزان کو گرفتار کیا ہی
اور پہلے ملکہ بہار شمشیرزن کو گرفتار کرچکا ہون آپ تشریف لائین تو اُن کے قتل کی تدبیر
ہو جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چلکر مین سب کو قتل کرونگا
لیکن باغبان قدرت نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب میری خاطر سے ملکہ شگوفہ زرین قبا
کی تقصیر معاف کیجیے افراسیاب نے اسکی خاطر سے خطا کو اُسکی معاف کیا اور مع محبوب جادو
کے ملکہ شگوفہ زرین قبا رخصت ہوکر اپنے مکان پر آئی اور وہان آکر محبوب جادو سے اُسنے
کہا کہ اے محبوب یہ تو تو خوب جانتی ہی کہ کسی کا دل جو بے قابو ہو جاتا ہی تو پھر وہ سنبھل نہین سکتا
اور افراسیاب نے ہمکو اس جرم پر قید کیا تھا لیکن میرا ارادہ ہی کہ مین ظلمات فیل دندان کو قتل
کرون اور ماہ تاجدار کو چھڑا لاؤن محبوب نے کہا بی بی گستاخی معاف ہو حواس کی باتین
کرو کہان ماہ تاجدار اور کہان تم یہ سب باتین خواب خیال کی ہین اگر اُنکی قسمت مین رہائی ہی
تو آپ رہا ہو جائینگے ملکہ نے اُسکے ہجر مین بیقراریان کرنا شروع کین منہ کو دوپٹہ سے ڈھانپ کر رونے
لگی رخسار کو آنسوون سے دھونے لگی دل سے اپنے تنگ ہوئی بخت واژگون سے جنگ ہوتی
اور کبھی کہتی تھی کہ اگر بلبل کا معشوق تو گل ہی وہ اُسکے پاس بے تامل ہی پھر یہ کیون نالے کرتی ہی

اور قمری سرو پر رہتی ہے مگر کو کہ جانی ہو ابتا تو یہ حال ہے کہ دل آرام نہیں پاتا چین ذرا نہیں آتا زلف کی طرح پیچ و تاب کھاتے ہیں چشمہ چشم تر بہتا ہے میں بہون میں ہی آہ کے دھوئیں کی بھی ہے اور خون جگر کی سرخی سے آئینہ دل حیران ہے زلف کی طرح خاطر پریشان ہے ہمارا لالہ و گل دل کو بھاتی نہیں

قطعہ

فراق میں نیند آتی نہیں
تنہا ہوں کبھی صبا سے رو کر
ہے وا سے بڑھکے سرو گلزار
گلگشت سے واعذار ہے دل
بھاتی نہیں سیر باغ دل کو
ہمدرد جو تھا دشمن جان ہے
منظور نظر ہے وصل اے یار
یہ ہجر ہے جب عدو سے جانی

روتی ہوں جو آٹھ آٹھ آنسو
کرتا دلبر سے حال مضطر
چشموں سے ہے بڑھکے اشکباری
ہائے غیرت لالہ زار ہے دل
نرگس کی روش ہوئی ہوں بیمار
سب باغ و بہار گل خزان ہے
دل دست فروش ہے اپنا بیتاب
دشوار ہے کیونکہ ہو زندگانی

ہنستے ہیں یہ طفل اشک ہر سو
دیتے ہیں گل چمن ہنسکے آزار
صورت دیتی نہیں ہے زاری
لالہ دیتا ہے داغ دل کو
ہر پھول چمن کا بگلہ خار
ہر چشم کو انتظار دیدار
آنکھوں کو نہیں ہے لذت خواب
اسی حالت عشق میں زار و نالان

چاک گریبان ہنکر ایک طرف روانہ ہوئی کہ اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچی تو وہاں سے آواز آئی کہ اے ملکہ عالم میں آپ کی لونڈی ہوں تمکو معلوم نہیں اپنے ساتھ لے چلیے ٹھہریے ملکہ یہ صدا سنکر ٹھہر گئی اور پیچھے پھر کر جو دیکھا تو سہیل جادو کو آتے دیکھا سہیل نے قریب آکر باتوں میں لگا کر حلقہ کمند کا مارا کہ ملکہ انجلگری حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش ہو گئی صرصر نے ملکہ کو درے میں پہاڑ کے رکھا اور آپ یہاں سے اصلی صورت بنکے باغ میں محبوب جادو کے پاس آئی محبوب سبب ملکہ کے جانے سے پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ اسنے آکر محبوب سے کہا کہ چلو میں تمکو ملکہ کے پاس لیچلوں اس حیلہ سے محبوب کو اپنے ہمراہ لیکر یہ باہر باغ کے آئی اور وہاں باتوں میں لگا کر اسکو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ اسکا بھی باندھا پھر وہاں سے درے میں پہاڑ کے آکر ملکہ کا بھی پشتارہ لیا اور ان دونوں کو لیکر چونکہ صبح ہو گئی تھی بارگاہ مصور جادو میں لائی افراسیاب کے پاس لیجانا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ مصور جادو سے اس نے کہا میں شکوہ زرین قبا اور یہ محبوب جادو کو پکڑ لائی ہوں اور یہ لیکر پشتارہ کھولا اور دونوں کو سامنے ڈالدیا مصور نے انکو دیکھا جادو کو خوف آیا اور کہا کہ کیا قدرت خدا کی ہے ملکہ شکوہ زرین قبا

ایسی ساحرہ ہو اور اُسکا یہ مرتبہ ہو کہ ملکہ کو ہوش میں لاکر برابر اپنے تخت پر بٹھایا جب ملکہ
شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا اور اُسنے دیکھا کہ میں صورت نگار جادو کے پاس بیٹھی ہوں فوراً مع
محبوب جادو و سحر گر کے سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرایا اور صورت نگار اپنی
زوجہ پر خفا ہونے لگا کہ حرامزادی تجھے شکوہ زرین قبا کے ہوشیار کرنے سے کیا مطلب تھا
اور خفا ہو کر آپ پیچھے ملکہ کے اُڑا اور برابر پہونچکر ایک سل سحر کی ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ پیچھے میرے
سحر کی سل آتی ہے اُسنے اُلٹ کر جو سحر کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ ہو کر بارگاہ میں مصور جادو کے گرتی
اور جبکے سر پر سنگریزہ اُسکا لگا وہ بیچارہ جان سے گیا زندگی پر پتھر پڑے ایک سنگریزہ مصور جادو
کے بھی لگا یہ گھبرا کر بھاگا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب دونوں بھاگ کر سمت صحرا گئیں لیکن
افراسیاب جادو نے قیصر جادو کو حکم دیا کہ کچھ فوج لیکر جاؤ اور مزران و ماہ تاجدار اور عمرو
ان سب کے سر کاٹکر میرے پاس لاؤ قیصر جادو حسب الحکم بادشاہ فوج لیکر وہاں آیا جلالِ خونخوار

بہت سے ساحر گمراہ و بدخواہ	بڑا سامان شوکت اُسکے ہمراہ ؛ جو پہونچے اُسکے وہ بدذات و مردود
لڑائی کا ہوا سامان موجود	یعنی قیصر جادو و ماہ تاجدار کی فوج پر آگرا ماہ تاجدار کا لشکر ہرچند

کہ بے سردار تھا لیکن خوب لڑا آپس میں تلوار سحر کی چلنے لگی **نظم** لیے ساحر وہاں شمشیر خون ریز

بشکل برق روشن اور بہت تیز	لگی آپس میں چلنے برق شمشیر	اڑی بولا کہ پھر اب کیا ہے تاخیر
بجنگ برق چمکے گرز و شمشیر	صف دشمن پہ بس پڑنے لگے تیر	جدا ہونے لگے یاد سر و دست
کوئی خستہ کہیں تو ہے کہیں جست	کہیں سیلاب خوں سے سرخ راہیں	کہیں زخمی خون کی سرد آہیں
چمکتی تھی برابر برق شمشیر	اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر	گرے گردان شیر افگن زمین پر
کہیں تن سر کہیں توسن کہیں پر	نہال نخل قامت خم زمین پر	ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر
اٹھے باہم برابر گرد لشکر	گھٹے دل کے مردان دلاور	سر شل کاسہ گدائی کے ٹھوکریں

کھلتے تھے دھڑ دھڑ دھڑ خون میں نہاتے تھے کہیں سر کٹ کر گرا تھا تو اُسنے زمین کو دانتوں سے
پکڑ لیا تھا کہیں ہاتھ کٹ کر گرا تھا گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہم سے کچھ نہ ہوسکا زرہ پوشوں کے
بازو جو قطع ہو کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیاں دام میں پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں اور
پاؤں جو کٹ کر گرا تھا تو سہو ملک عدم ہوا تھا آخر کار ماہ تاجدار کی فوج تاب لڑائی کی نہ لا سکی

بھاگ کھڑی ہوئی اُس طرف ملکہ شگوہ زرین قبا اور محبوب صحرا میں چلی جاتی تھیں بس اُسی فوج سے ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگ ملازم ماہ تاجدار جادو کے تھے قیصر جادو نے آکر ہمکو لوٹا اور بارگاہ چھینکر لیے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ ملکہ شگوہ زرین قبا نے سحر کیا اور مانند برق کے قیصر جادو کے اوپر آئی اور پکاری کہ ای قیصر جادو کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے قیصر جادو نے ملکہ شگوہ زرین قبا کو جو آتے دیکھا ایک نارنج سحر کا مارا کہ ملکہ کو حیرانی ہوئی اور وہ ران پر ایسا لگا کہ جس سے زخم ہوا لہو بہنے لگا ملکہ نے کچھ مٹی اسی خون میں گوندھکر ایک سوار بنایا اور تلوار اُسکے ہاتھوں دی اور کہا کہ میرے خون کی تجکو قسم کہ جاکر قیصر جادو کو مار آ اور زندہ اُسکی فوج کو نہ چھوڑ اتنا سنتے ہی وہ سوار تلوار لے کر فوج قیصر جادو میں در آیا اور مارنا شروع کیا اب تو یہ حال ہوا کہ کشتون سے پشتے اور لاشون کے پشتارے انبار لگا دیے اور دریا خون کا جاری ہوا اشعار

درخشیدن تیغ الماس گون	سنانہائے آبدار دادہ بخون	بگرد اندرون تیغہا ہر بہ آب
کہ شنگرف بارد بروآفتاب	پُر از نالہ گوش شد مغز میغ	پُر از آب شنگرف شد جان تیغ
تو گفتی کہ الماس جان فشاند	بہ مرجان کہ در کین ہمی جان فشاند	

ہر چند کہ قیصر نے سحر کیا لیکن وہ سوار قریب آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قیصر جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے اور یہ واصل جہنم ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار لیکر جاتا تھا صفین کی صفین اُلٹ جاتی تھین تین پہر کامل وہ سوار لڑا اور لاکھ ساحرون میں سے ہزارون تو مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کر جانب افراسیاب روانہ ہوئے ملکہ شگوہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کرکے بارگاہ میں ماہ تاجدار کے آئین بارگاہ استادہ کرائی اور اُس بارگاہ میں بیٹھکر چالیس پتلیان اور سحر کی تازہ تیار کر کے اُنکے ہاتھون میں آئینے دیے کہ وہ اپنے تئین آئینہ رخسار کو آئینون میں معائنہ کرنے لگین اور اپنی یکتائی کی بہر صورت گواہی دیتی تھین پھر ملکہ نے دو دانہ ماش کے پڑھکر ان پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بن گئین اور اُس سوار کے گلے میں اپنا موتیون کا مالا اُتار کر ڈالدیا اور پھر سحر کیا کہ وہ سوار ایک چاند کی صورت بن گیا اب اُدھر بارگاہ کے کئی سو ستارہ اور بیچ میں ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب پھر ایک طرف کو روانہ ہوئین لیکن خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی جو پہونچی تو افراسیاب نے باغبان قدرت کو

روانہ کیا باغبان قدرت شکوہ زرین قبا کے پاس آیا اور اُسنے آواز دی کہ اے ملکہ
شکوہ زرین قبا نیکی برباد گنہ لازم یہ جو ہم نے تمھاری خطا معاف کرائی تھی تم نے اسکا بدلا لیا
ملکہ شکوہ نے اس بات کا تو کچھ جواب نہ دیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر اُسپر مارا باغبان حریف
زبردست تھا یہ بھلا کب نارنج کھاتا اُسنے اسکو خالی دیا اور ایک مہرہ زمین پر مارا کہ ملکہ شکوہ
نے محبوب کے پانون زمین نے پکڑ لیے باغبان قدرت ان دونون کو بجالائی تمام گرفتار
کرکے جانب افراسیاب روانہ ہوا جب قریب دریاے خون رواں کے پہونچا تو اسوقت ایک
ساحر کہ جسکی جٹا ہاے خاکستری زمین مین لوٹتین بال اسکے فتیلہ فتیلہ تھے آنکھین مثل مشعل کے روشن
قریب باغبان آیا باغبان اسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے لیکن اُس ساحر نے
ایک بیضہ بیہوشی کا باغبان کے منھ پر مارا کہ وہ چرخ کھا کر زمین پر گرا اور اُس شخص نے
آواز دی کہ شم نظر کردہ حیدر کرار عمر قران نامدار محبوب اور شکوہ تو چھوٹکر الگ کھڑی ہوئی
اور عمر قران نے مدد کر کے ایک گندا باغبان کے سر پر مارا وہ گندا اگر پہاڑ پر پڑتا تو پہاڑ کے پرزے پرزے
اُڑ جاتے مگر باغبان پر اُسنے اثر نہ کیا اور یکایک دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی زمین سے نکلی
اور باغبان کو نگل کر غائب ہو گئی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو پھر ایک طرف کو روانہ
ہوئین کہ اس اثنا مین ایک ساحر غدار موراج جادو انکو ملا کر یہ دونون نہایت زبردست تھی جب
اسنے انکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا کہ یہ دونون غوطہ کھانے لگین اُسوقت موراج
ان دونون کو پکڑکر ملکہ حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا کہ اے شکوہ زرین قبا
و محبوب یہ بتاؤ کہ اب کہان جاؤ گی یہ کہکر طوق و زنجیر منگا کر بغیر سحر کے چاہا کہ انکو قید کرین لیکن
محبوب اور ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا یہ تڑپ کر سیدھی سمت آسمان پرواز کنان روانہ ہوئین
دو ہزار ساحر ملکہ حیرت جادو نے انکے تعاقب مین روانہ کیے کہ یہ اکر دریاے خون رواں پر پہنچے
ملکہ شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑکر دریا مین پھینکا اور آپ جست کر کے علحدہ ہوئین بس
مالا پھینکتے ہی مچھلیان اُس دریا کی اُٹھین اور وہ جو دو ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے
اُن سب کو پکڑکر وہ مچھلیان بیچ دریا مین جاکر غائب ہو گئین اور یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچی اُسنے
کہا کہ بڑا غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر آپ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوئی راستہ مین

اس نے دیکھا کہ ایک ساحر بیدل جادو نام ایک مقام پر بیٹھا ہے اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو
شگوہ زرین قبا ابھی ابھی اسطرف گئی ہین یہ سُنکر حیرت جادو ڈھونڈھتی ہوئی مانند برق چمک کر
ملکہ شگوہ کے قریب پہونچی اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ یہ دونون بےحس و حرکت ہوگئین پس حیرت
جادو ان دونون کو گرفتار کرکے وہان لائی کہ جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اُس سے کہا
کہ ای ساحر بیدل تو نے مجھے خوب راہ بتائی نہین تو یہ دونون صاف نکل گئی تھین اُس ساحر نے
کہا کہ ای ملکہ مین اب بھی آپ کو منع کرتا ہون کہ آپ اسطرف سے بچ جائیے گا کیونکہ وہان کئی عیار
گھات مین لگے ہین ملکہ حیرت نے کہا کہ پھر کدھر سے جاؤن اُسنے کہا کہ ادھر سے جیسے ہی حیرت
نے منھ پھیر کر اُس طرف کو دیکھا کہ ساحر نے حلقہ کمند کے مارے ملکہ حیرت چارون شانے چت
زمین پر گری اور ساحر نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی شگوہ و محبوب تو چھوٹ کر ایک طرف کو
روانہ ہوئین اور برق نے چاہا کہ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لون لیکن ایک پنجہ چمک کر فلک کی طرف
سے جو گرا تو ملکہ حیرت کو اُٹھا لے گیا اور ملکہ شگوہ زرین قبا اور محبوب ایک درے
کوہ لاجورد مین آئین کہ دم بھر یہان ٹھہرین اور یہ ملین مگر پہاڑ مین دو عملہ ہر آدھے مین عمل ہے
افراسیاب کا اور آدھے مین عمل ہے کوکب روشن ضمیر کا غرض کہ وہان یہ دونون بیٹھکر سحر کی تیاری
مین مصروف ہوئین لیکن وہ پنجہ جو ملکہ حیرت کو لیگیا تو سامنے افراسیاب کے لایا حیرت جادو
نے سب احوال ملکہ شگوہ زرین قبا و محبوب کا خدمت افراسیاب مین بیان کیا افراسیاب
نے فرمایا کہ حیرت جادو تم لکڑیون کا جاکر انبار صحرا مین لگا دو مَین شگوہ زرین قبا اور محبوب کو
لاکر جلا دونگا حیرت یہ سنکر اپنے لشکر مین آئی اور بموجب حکم افراسیاب اسنے لکڑیون کا انبار لگایا اور
افراسیاب شگوہ زرین قبا و محبوب کے پکڑنے کو پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن حال مجلس جادو کا
سُنیے کہ یہ بران کا گرفتار ہونا سنکر بیقرار ہوئی اور اپنے مقام پر سے جو چلی تو دریائے خون روان کی
طرف آئی وہان نہنگ جادو کہ جسے اسکو پہلے قتل کیا تھا اور بران نے اسکو اختر سے قتل کیا تھا
چنانچہ وہ اصل مین قتل نہ ہوا تھا اُسوقت کنارے دریا کے پھر رہا تھا کہ اُسنے مجلس کو آتے ہوئے دیکھا
بس فوراً نہنگ بنکر اُس نہنگ لاڈلی کو نگل گیا اور وہان سے خدمت افراسیاب مین آیا بادشاہ کو
تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہنگ مین شگوہ زرین قبا کے ہاتھ سے تنگ ہون نہنگ نے

عرض کیا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں شکوہ زرین قبا کو گرفتار کرکے لاتا ہوں یہ کہکر نہنگ جادو بغضب
تمام پھر خدمت افراسیاب سے روانہ ہوا اور صحرا میں آکر اُس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ اسے
آب جادو وحباب جادو آکر حاضر ہوے دونوں اُسکے کارندے ہیں جب وہ اسکی خدمت
میں آکر حاضر ہوے تو اُسنے کہا کہ تم ملکہ مجلس آرا جادو کی قید سے خبردار رہو میں آتا ہوں یہ کہکر
آپ بہ گرفتاری ملکہ شکوہ زرین قبا ومحبوب روانہ ہوا اور یہاں آب جادو نے بزور
سحر ملکہ مجلس آرا کو تا بہ کمر زمین میں غرق کردیا اور حباب جادو ایک طرف واسطے نگہبانی
کے بیٹھا قضاے کار تافت روزگار رو دیا۔ ان ہونی کی ہونی کو تاکتے ہیں سب کو سے +
ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہوے سو ہوے + برق فرنگی اُس جنگل میں آنکلا دور سے اُسنے
نہنگ جادو کی گفتگو حباب سے جو ہو رہی تھی سنی بس اسیوقت نہنگ جادو کی ایسی
صورت بنکے سامنے ان دونوں جادوگروں کے آیا ان دونوں نے پوچھا کہ کیوں اتنا جلد آپ
پھر آے اُسنے کہا کہ مجکو کچھ کام ہے غرض آب اور حباب دونوں کھڑے ہوگئے اور نہنگ
نقلی نے کچھ میوہ اپنی کمر سے نکالکر ان دونوں کو دیا کہ انھوں نے کھایا اور بیہوش ہوے
برق نے بہت جلد ان دونوں کے سر خنجر بران سے جدا کیے اور مجلس آرا جادو کو قید سحر سے
رہائی دی مجلس جادو برق فرنگی کے پاؤں پر گری اور گویا ہوئی کہ شکوہ زرین قبا
ہماری طرف ہوگئی ہے اور اُسکو نہنگ جادو قید کرنے گیا ہے یہ باتیں کرتے ہوے آپس میں
ایک سمت کو روانہ ہوے لیکن یہاں نہنگ جادو نے اُس مقام پر کہ جہاں شکوہ زرین قبا
اور محبوب جادو پہاڑ کے درے میں چھپی ہوئی سحر کر رہی تھیں پہونچکر سحر کرنا شروع کیا اور شکوہ
زرین قبا پر اُسنے ایک ایسا سحر کیا کہ آندھی تیرہ وتار آئی تمام عالم میں تاریکی چھائی وہ تاریکی
سُرمۂ دیدۂ شکوہ ومحبوب ہوئی یہ دونوں بالکل اندھی ہوگئیں نہنگ نے ان کو
پکڑ لیا اور قید سحر میں گرفتار کرکے پھر جانب افراسیاب روانہ ہوا مگر اس طرف سے برق فرنگی
اور مجلس آرا جادو آتے تھے بس جیسے ہی نہنگ نے مجلس کو دیکھا بیتاب ہوکر دوڑا اور بزور
سحر اژدر دہان بنکر ایک دم ایسا کھینچا کہ مجلس کو نگل گیا مجلس اپنے دل میں سوچی کہ یہ ہر مرتبہ
مجکو گرفتار کرلیتا ہے کوئی تدبیر ایسی کرے کہ یہ ہلاک ہو سوچتے سوچتے اسکو یاد آیا کہ ایک نشتر

تیرے بازوؤں میں ہو سنے اس نشتر کو جوڑے سے نکال کر نہنگ کے پیٹ میں مارا کہ نہنگ
کا پیٹ شق ہو گیا صدمے وارہ گیر برپا ہوئی اور مجلس نے اُسکے پیٹ سے نکل کر شکوہ زرین قبا اور
محبوب کو چھڑا لیا اور انکو اپنے ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئی راہ میں ماہ تاجدار پر اپنا عاشق ہونا اور
ملکہ بران شمشیر زن کا قید ہونا سب بیان کیا مجلس آرا بران شمشیر زن کا حال سنکر
بیحواس ہوئی اور شکوہ کو اپنے ساتھ لیے جس مقام پر کہ ظلمات فیل و ندان تھا پہونچی اور للکاری
کہ او ظلمات بدذات آمیرے مقابلے میں ظلمات بارگاہ سے باہر نکلا مجلس نے ایک نارنج
سحر کا ظلمات پر مارا لیکن ظلمات نے اُسکو خالی دیا اور یہ مادر بخطا ظلمات خاک جمشیدی
اپنے پاس رکھتا ہے بس اسنے وہی خاک جمشیدی کا ایک ٹکڑا مجلس آرا پر مارا اور شکوہ زرین قبا
اور محبوب ان دونوں پر بھی اُس خاک کو چھڑکا کہ تاریکی چھا گئی اور یہ بھی تینوں قید ہوئیں
اب یہ نطفۂ حرام اپنی بارگاہ میں آیا اور اس ماجرے کو قران نے دیکھا مگر اس فکر میں ہے
کہ اسکو قتل کرے بغرض سمت صحرا روانہ ہوا اب یہ تو جانب صحرا جاتا ہے اور بران و شکوہ
وغیرہ قید ظلمات فیل و ندان میں ہیں لیکن انکو اس حال میں چھوڑ کر کیفیت لشکر امیر بیان
کی جاتی ہے کہ امیر اپنی بارگاہ میں داخل ہیں اور پانچ ہزار پانچ سو کئیں سرداران نامی اور پہلوانان
گرامی بارگاہ سلیمانی میں زیب دہ کرسی زردنگار ہیں تھنتوں کے جنگل ہیں اُدھر لقا کے یہاں
بارگاہ میں منصور زاغ کوہی اور عنصر کوہی وغیرہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی مقابلہ میں خدا پرستوں
کے نکلے گا تو ہم ابکی مرتبہ ان خدا پرستوں سے مقابلہ کرینگے بختیارک کہہ رہا ہے کہ ای بجا ئیو
کیوں نادان بنتے ہو خداوند لقا تقدیر الٹی کرتے ہیں یہ مسلمانوں کے طرفدار ہیں تعالی
کے بیگن ہیں کبھی ادھر کبھی اُدھر لقا نے کہا ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ کوئی بندہ میرا آکر سب
خدا پرستوں کو مارے گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نامہ جہاران کوہی کا آیا نامہ دار نے لا کر خداوند
لقا کو دیا خداوند نے بختیارک کو دیا اُس نے پڑھا لکھا تھا کہ میں مدت سے مشتاق زیارت
خداوند ہوں اور چاہتا ہوں کہ کام خدا پرستوں کا تمام کروں لیکن خداوند نے مجھے کبھی یاد نہ فرمایا تو
اب میں حاضر ہوا ہوں اس نامہ کو سنکر لقا نے حکم دیا لوگ بہر استقبال جائیں ملک بختیارک
شوم بہر تعظیم و استقبال روانہ ہوا اور جہاران کو بارگاہ میں لیکر آیا لشکر کو اُسے

مقام پاکیزہ پر اتروایا اور مہاران نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھا
بختیارک نے کچھ حال زبردستی امیر کے لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کی بیٹی نورجلیدہ
خالص قدرت شہزادہ قاسم کے ساتھ اور ملکہ جہان افروز بڑی بیٹی شہزادہ بدیع الزمان
کے ساتھ نکل گئی ہین یہ سننا تھا کہ لقا نے ایک دھول اُسکے سر پر ماری کہ رفیدہ اُسکے سر پر سے
گر پڑا انجتارک نے اُسکو اُٹھا کر چوما چاٹا اور پھر سر پر رکھا اور کہا کہ دھول دھپے مین اگر گزر جائے
تو بہت اچھا ہو مگر اب کہا سنا میر لب صاحب معاف کر دین کیونکہ بچینگے نہین لقا نے کہا
کہ ای مہاران تم اسکی باتون پر نہ جا یہ شیطان ہماری درگاہ کا ہی اسی طرح کی باتین بنا تا ہی مہاران
نے کہا آپ سچ فرماتے ہین لیکن دل تو بہل جاتا ہی یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کئی روز تک
کسل سفر سے آسودہ ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ ستارون نے آنکھین اپنی راہ حتاب مین بچھائین
اور گردون نے دستار مہتاب اپنے سر پر بچی۔ **اشعار** ز ستارون سے کھلا پھر گلشن شام
ہوئی پھر چاندنی سرکی دل آرام ∴ قمر نے پیرلباس نور پہنا ∴ ستارے سب لگے پھولون کا گہنا
سر شام کو حسب حکم مہاران ناکام طبل جنگ پر چوب لگی ہرکارے خدمت والا صاحبقران
مین آکر حاضر ہوئے اور بصد ادب یہ اشعار زبان پر لائے **اشعار** ∴ عمدہ تو اسفندر ہو سرکار ریح تیرے

مور فرمے زیادہ تجمل ملازمان ہو
گر ملک جاہتا ہو تو تخت ہے تیرے
قبضے مین ہے زمین اور رتبہ آسمان ہو

جاہ و جلال رایا تنگ ہوئی مجھے زمانہ
ہندوستان کے علم کو لو تا جمعہ عنان ہے

جب ہو تری سواری صد خیل زر نشان ہو
آگے ترے گیا کہون مین دل جاہتا ہی تیرے

آج مہاران گوپی نے طبل جنگ بجایا ہی معرکہ آرائے نبرد ہوگا باقی

حیرت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر دیکھا امیر نے ابوالفتح سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ہمارے یہان
سے بھی طبل جنگی بجاؤ ابوالفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی پھر تو یہ حال ہوا **نظم**
گر وہ کوٹ قلعہ روے زمین پر ہل گئے کلیسین ہنگین برج کنگرے بھی ہل گئے ∴ سنگین محل مکان جو بنے تھے کھل گئے
اینٹون کے ریزے چھٹ گئے پتھر پگھل گئے ∴ بجا طبل جنگ بیدرنگ اس عرصہ کارزار مین دلاوران روز ہیجا و
امیران بیشہ وغا آگاہ اور خبردار ہوے دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور تیاری
آلات حرب و ضرب کرنے لگے گل ہستی بہادران آج کھلا پھولا نظر آتا تھا تیغون کے پھل ہر ایک
کھانے کا ارادہ رکھتا تھا سپر دن کے پھول بہار دکھاتے تھے گلشن زندگی مین عنادل

اسی طرح بہادر چھپاتے تھے گلگون صبا رفتار اپنی شوخی دکھا رہی تھی ہوا سے شجاعت کے جھونکے آرہے تھے نیزے بسان سرو استادہ تھے مائل جنگ سوار اور پیادہ تھے نہرین خون کی بہا چاہتی تھیں نرگس دیابمن سپاہیون کے لیے دعاے سلامتی مانگتی تھین غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چادر شب کو شبنم سحر نے دھویا اور رنگ رز روز نے پارچۂ نیل سے سیاہی کو دور کیا اشعار

کھلا آخر معماے زلف شب کا	اٹھا دھندلا غبار اک سو غضب کا	وہ مثل نور عارض صبح روشن
بشکل حقی پاکیزہ دامن	جبین ماہ کی صورت فروزان	بسان دلربا کچھ لحظہ مہمان
ہوئے جب جانب مشرق سے ظاہر	یہ ہے امتحان فکر شاعر	بہنگام سحر امیر والاحشم مسجد

گریاں مین نماز سے فراغت کرکے مشغول دعا تھے مصروف گریہ وبکا تھے کہ ابو الفتح نے آکر عرض کیا بیت فوج میدان کے سمت جا پہونچی ؛ منتظر ہے امیر والی کی ؛ امیر صاحبقران نے صندوق اسلحہ طلب فرما کے اسلحہ زیب جسم انور فرمایا اور باہر نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اشقر کا یہ حال تھا نظم

مین خوش باد پائی سے شکل کیا کہون	بچہ تو حور کا ہی ولیکن پری ہی نام	اٹھتے غبار سم سے نہ دیکھا کبھی عنان
اٹھے جو قاش زین سے زمین پر لگا لگام	پہونچے نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک	جو اسکے تونے رومین عنان کو دیا نہ تھام
اعداے بدخصال کی تنبیہ کے لیے	اس برق وش کی پشت پہ پیدا ہو جب قیام	ہو جلو قوا کنان ترا اقبال ہمیش پس
نصرت کرے جلوداری اور فتح اہتمام	بس امیر باتوقیر مع سرداران والا تدبیر کے جلوخانہ بادشاہ	

گردون سریر مین آئے اور منتظر آمد ظل سبحانی تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے شعر

امیر اور سردار جتنے تھے حاضر	جھکے بہر تسلیم وہ سب مدبر	بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھ

اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین رکھکر سب سردار جانب جنگاہ چلے انکے جاہ وحشم کو دیکھکر ترک دہر بھی ثنا خوان تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات

صولت وقہر کی آگ سے یون دیو سیاہ	آنچ ہو آگ کی خون ناب مین آجائے ابال	روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے گا
کوہ کا سینہ بھی دیکھ ترا استقلال	شرق سے غرب تلک عضب سے نیزے کا	دھاک ہے تیغ جنوبی کی زرہ سے تا بشمال
اسکی خونریزی یون فوج عدو گھونگھٹ کا	جون مہ نو سے محرم کے ٹپکتا ہی سال	کافر حربی و موذی و منافق ملحد

ایک چورنگ ہے چاروں نکات استیصال
شب اندازے تیرے ہو عدو کب جانبر

کیا بیان تجھسے کرون وصف سپر کا تیرے
دام انگشت قضا تیری تیرے ہے بحال

سایۂ چتر ہما ہے تیری چتر پہ ڈھال
اسی شوکت و جاہ سے یہ لشکر

سرداران اسلام کا میدان جنگگاہ میں پہونچنا یہاں غبار زمین برادۂ آہن تھا طائر ہر ایک بند و قون سے گرے لوٹے نظر آتے تھے اور رقابہ کوہ سے پائین کوہ تک ترکستان کواکب اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا ہوا تھا ہوائے سرد ہوئے جھونکے آتے تھے اور ہوائے شجاعت خاطر ہما دران مین بڑھاتے تھے یہاں آتے ہی حکم ہوا کہ پست و بلند زمین ہموار ہوئے اس طرف سے سواری لقا کی بڑے جاہ و تجمل سے آئی فوج نے اسکی صف اپنی جمائی سقون سے دو طرف سے نکل کر آبپاشی کی اور نقیبون نے مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کیا ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
اس خیابان مین ہر اک نخل ہے نخل ماتم
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے یہ بادصبا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
دفعۃً سب غرور اپنا بھول گئے

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
اسکی اس بزم مین خاموش ہوئی شمع اقبال
کف افسوس ہے ملتا جو ہے اس گلشن کا
سینہ بھرتی ہے صبا دوش پہ آج اسکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو گل کرگئی جنبش دامان قضا
نہ وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھے
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
رابطۂ اخلاص کے باہم جو تھے سب بھول گئے

جب نقیب نقابت کرکے میدان سے کنارے ہوئے اسوقت

ہماران کوہی نے اپنے گینڈے کو گلب مار کے سامنے لقا کے اپنے تئین پہونچایا اور ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا لقا نے اسکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ میدان مین آیا اور سلحشوری دکھا کر اسنے نعرہ مارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان آؤ میرے مقابلہ کو اس صدا کو سنکر اس طرف سے شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو تازیانہ کرکے سامنے تخت بادشاہ بادشاہ کے آئے اور مرکب سے کود کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کا کفر رخصت فرمایا خلعت دیا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اسکے سردار سالم شیر شکار سلیم شیر شکار رہبر سے جوشن پوش مالک ترک سفید جامہ و نخچیر وسب پیادہ ہوئے تارے بجنے لگے شہزادۂ دلاور نے دست شفقت ہر ایک کی پشت پر رکھا اور آستین مرحمت کو جھاڑا اور بشکل تمام ہر ایک کو رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے اجازت لیکر زیر تنگ گھوڑے کا

درست کرکے سوار ہوکر سمت حریف چلا مرکب اسکا جست و خیز کرتا ہوا سامنے مہاران کے آیا اسنے ایک تگاور ماری کہ گھیٹا اسکا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور اتنا ہی زور زمین آکر اسکا پیش قدمی کرکے بڑھ گیا اسنے نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شاہزادہ نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لگا تھا اب نیزہ بازی شروع ہوئی نظم

سنان وار نیزہ بد نیم گشت بُد
ز گرد سواران جہان ناپدید بُد
بینداخت قاسم چو آن گرز کوہ
بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

کہ قاسم برآویخت با او بہم
مہاران ز قاسم پر از بیم گشت
ولیکن اندرون تیغ بر ہم شکست
کہ از زخم او شد مہاران ستوہ
سبک تیغ تیز از میان برکشید

بہ نیزہ بگردار شیر دژم
برو دست آن میغ بران گشت
سوے گرز بردند چون باد دست
بزین اندر از زخم بیہوش گشت
کہ قاسم مہاران را سر برید

اس کیفیت کو دیکھکر قہرمان اژدرنگاہ کو ہی مقابلہ قاسم میں آیا اور بعد لاف و گزاف بسیار اسنے گرز سر قاسم پر لگایا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور آپ بجواب گرز ایک گرز مارا کہ اسنے بھی گرز پر روکا مگر ہر بُن مو سے اسکے پسینہ ٹپکنے لگا اور بیہوش ہوگیا عیار نے اسکے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا کہ وہ ہوشیار ہوا تبتو قاسم نے نظم ۔ بیکی نیزہ قاسم چو زد بر سر فیل بخون جگر غرق شد مغفرش + بہ نیزہ ہمیدون ز زین برگرفت + برو لشکر بد و باندازہ شگفت زدش بر زمین ہمچو یک لخت کوہ + بہ از بیم شد جان دشمن گروہ + اب تو لینا لینا کہکر فوج لقا لشکر اسلام پر آپڑی ادھر سے سرداروں نے حملہ کیا تلوار کھنچی اور بڑے زور و شور سے شمشیر زنی آغاز ہوئی سروں پر نعل تو من سجنے لگا آہن کی جھنکار نے خاطر بہادروں کو ہوشیار کیا سر موت کے رمز سے آگاہ ہوے مرگ انکے حال پر خندہ زن تھی کشتے کے پشتے لگ گئے بڑے سے بڑے سرکانٹے گدائی کیطرح ٹھوکریں کھاتے تھے تیغ تیز نیام میں بلا سے بے درماں تھی لیسان اژدہا اس نے نکلکر ہزاروں کو کاٹا ایک حملہ میں دو جہان کو چورنگ کیا دل دشمن تو ہامان گیا رستم کی روح ڈر کے مارے عدم میں نہان ہوئی موت سے ٹپکر تلوار چلنے لگی عالم عالم آب تیغ کا پیاسا ہوا ہر طرف خون کا دریا بہ گیا ترک فلک کو بھی اسکا بیم تھا دل جوڑا دونیم تھا صبا و اجل تلوار کا نام تھا قتل کرنے سے اسکو کام تھا کوچہ سلامت بگڑ تیار ہوا لاشیں تڑپنے لگیں لیکن کیفیت سنیے کہ قریب قیدوڑہ کوہ جو طلسم کے ڈانڈے پر ہے وہاں قہرمان اژدرنگاہ رہتا ہے وہ فوج ولشکر لیکر

پہلے سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اثنائے راہ مین خبر اپنے باپ کے مرنے کی سُنکر برہم یلغار سے ہزار سوار
لیکر یہان آیا اور عین جنگ کے وقت پر پہونچا یہان لقا سے بختیارک کہہ رہا تھا کہ جلد تقدیر
مراجعت فرمایئے ورنہ قیامت ہوا چاہتی ہی خاتمہ تمام لشکر کا ہی لقا نے کہا کہ مین تقدیر کرتا ہون کوئی
خدا پرست زندہ نہ بچیگا یہ کہہ رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی گھوڑا اُڑا اکر صفون کو فرّاتا ہوا تلوارین مارتا
قریب اُن فیلون کے پہونچا کہ جنپر لقا کا تخت کھنچا ہوا تھا بس اسنے چاہا کہ گھوڑے کو اُڑا کر مین لقا
کو تخت پر سے جا کر اُٹھا لاؤن اُسوقت ایک لکہ ابر آکر چھایا اور نہ بجلی چمکی ہوا گرم چلی اور قہرمان
بن اژدر نگاہ ظاہر ہوا اور اُسنے آتے ہی ایک نارنج سحر کا مارا کہ لشکر اسلام کو گرمی معلوم ہوئی
اور ہوا بڑے زور و شور سے چلی ایسی کہ آندھی مین لوگ اُڑے جانے لگے ہر جھونکا ہوا کا ہوائے
قوم عاد کا تھا اور ایسا شور تھا کہ طبقہ زمین کا اُڑا جاتا تھا یہ ہوا چلتے چلتے تاریکی ہو گئی اُسوقت ہاتھ کو
ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا دنیا تمام کالی تھی اندھیرا پڑا تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ
تاریکی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو لشکر لقا سامنے نہین ہی دروازہ قلعہ عقیق
کوہ بند ہی جب یہ کیفیت دیکھی ناچار ہو کر سب میدان سے پھر آئے اور وہان ہوا سے
سحر لقا کو اندر قلعہ کے لیگئی سب کافرون نے کہا کہ ہم مارے جاتے تھے خداوند نے بچا لیا
اس اثنا مین قہرمان آیا لشکر اسنے اپنا اُترا دیا باہر قلعہ کے لشکر کی اسکے چھاونی پڑی اور یہ سامنے
خداوند کے باغ مینا مین آیا سجدہ کیا نذر دی اور رونے لگا لقا نے تسکین دی اور خلعت
عنایت فرمایا یہ دنگل پر بیٹھا اور کہا کہ مین اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہون لقا نے کہا تو میرا پیدا کردہ ہی
اور مین تیرے باپ کو روز نوروز زندہ کر دون گا قہرمان اُٹھکر تخت کے گرد پھرنے لگا اور
سجدہ کیا لقا نے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اور ساقی نے اُسکو جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ اُسکا
بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا کہ ای قہرمان جو کوئی یہان آتا ہی وہ
پہلے ایسی ہی باتین بناتا ہی پھر آخر مارا جاتا ہی دیکھو اژدر نگاہ بھی کیسے جوان خوبصورت تھے اور
بڑے زبردست تھے بڑی رسوائی سے مارے گئے اور مسلمانون کی پشم گندہ نہ کر سکے
مسلمان بڑے زبردست ہین اور امیر مالک باطل السحر ہین تم برا نہ ماننا مین تمھارے باپ کو
اب ضمن بناتا ہون مگر حال کہتا ہون قہرمان نے کہا ملک جی تمھین قار ورے مین بھی بھاری

نظر آتے ہین تم دیکھنا مین ان مسلمانون کو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہون انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور کواکب فلک راہ کہکشان پر روانہ ہوے اور عروج ماہ آسمان پر چمکا نظم

اڑا امتزاج رنگ چہرہ شام | قمر ہے مثل شمس اُٹھا ہوا جام | اداسی کچھ ہے چھائی چاندنی پر
نہین ہے بے سبب یہ مہ ملکہ

سر شام بحکم قہرمان طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت امیر مین آئے اور دعا دیکر خبر نواختت طبل جنگ عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی نظم

بفرمود تا کوس روئین ونائے | بیا زند در پیش پردہ سرائے | برآمد زور نالۂ کرہ نائے
سر اسر بجنبید لشکر زجائے

اب تیاری آلات حرب وضرب لشکرون مین شروع ہوئی اس طرف لقا بھی مع لشکر کے فوج قہرمان مین جو باہر قلعہ کے اتری ہوئی تھی آیا اور خیمے وبارگاہ مین برپا کرا مین اس طرف بھی تیاری ہتھیارون کے صفائی کی شروع ہوئی اُس وقت وہ آراستہ فوج تھی گویا بحر شجاعت وظفر کی موج تھی بہادران نامی جنہین شجاعت کی تمامی فلک پر علم افراختہ مریخ بر تیغ آختہ جنکے خوف سے آشوب زمین مین سمایا ہوا فتنہ کا ہاتھ آستین مین آیا ہو خنجر ہر ایک بجلی سے زیادہ تیز تلوار ہر ایک خونریز تیر جو طعن پر آئے تو سنان مہرۂ پشت کے پار اُتر جائے دشمن اگر تلوار کے مُنہ پر آئے تو مُنہ کی کھائے اُس فوج مین نیزون نے پائے شجاعت گاڑ دیے کمانین چلا چلا کر تیر جی سُنانے لگین چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور طاؤس زرین بال خورشید نے کاشانہ مشرق سے پروبال نکالے اشعار

مزاج شمع مین سردی جو آئی | کہ مرغان سحر ہر سو سے چہکے | اُٹھے بستر سے سب اللہ کہکے
تو پروانون کی گرمی بھی جاتی | شب رخصت طلب سرعت کناں
پہچمی مثل سرور آنکھون مین آکر

صبحدم امیر کشور گیر سجدہ کریاس سے جلو خانۂ بادشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا سب سردارون کا مجرا اسلام لیتے بادشاہ جانب جنگاہ چلے اشعار

خروشیدن زنگ وہندی درا | سپہبد سوی جنگ بنہاد رو | یکے ساختہ لشکر جنگ جوے
جا نخیران جنگی گہ کارزار | برآمد زدہلیز پردہ سرائے | ہزاران ہزبر ودلیران کار
 | دران دشت برخاست آوازکوس | ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

بہ پیش سپہ اندرون پیل و شیر
پس زندہ پیلان پیلان دلیر
زگرد سواران ہوا بست میغ
چو برق درخشندہ پولاد تیغ

جب یہ میدان میں پہونچے اُس طرف سے لقا فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا اور لشکر نے پرا جمایا زمین ہموار ہوئی نقیبون نے نقابت کرکے دل بہادرون کے بڑھائے کڑکیٹ کڑکا کہکر کنارے ہوے اُس وقت قہرمان نیجہ سحر کا آگے رکھے ہوئے منقل آتشین تخت پر رکھے اور اُسی تخت پر آپ سوار مالے موتیون کے گلے مین ڈالے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے قارن بلند کمان بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور اُسپر ایک پتلہ تیغ کا سوار سامنے قارن بلند کمان کے آیا اور قارن کو اُس نے للکارا قارن تلوار کھینچکر اُسپر جا پڑا وہ پتلہ اژدر کو اپنے پھیر کر سمت صحرا روانہ ہوا قارن بھی اُسکے پیچھے چلا یہانتک کہ صحرا مین دونون جاکر غائب ہوگئے پھر اُدھر سے اور ایک سردار فرامرز عاد مغربی نکلا اسکو بھی وہ پتلہ آکر اسی طرح لیگیا اُسوقت تو امیر کو تاب نرہی تلوار کھینچکر چلے اُس طرف سے فوج لقا اور قہرمان کی چلی آپسمین جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی اور یہ ہوا کہ تیغون کے جھناٹے سے چرخ پیر بھی لرزنے لگا نظم

ہوا را تو گفتی ہمی برفروخت
بابر اندرون آتش و باد خاست
زخون روے صحرا چو جوے روان
نہ با اسپ و زور نہ با مرد ہش
ہمہ روے دریا شدہ قیر گون

چو الماس روے زمین برفروخت
دو لشکر بہم با شدہ سخت کوش
زبانگ سواران جہان پر فغان
بکشتند از ایشان دہ و دو ہزار
ہمہ روے صحرا شدہ رود خون

بمغز اندرون بانگ پولاد خاست
بگردون در افتاد بانگ خروش
دران کین و آشوب دار و بکش
ہمین دود آتش برآمد چو قار
غرض تلوار خوب چلی آخر قریب

شام قہرمان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر بھی پھر کر اپنے لشکر مین آئے دلاورون سے کمر کھولی آسودہ ہوے اور اُس طرف قارن اور فرامرز کو جو وہ پتلہ اژدر سوار لیگیا یہ جب جنگل مین پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ وہ پتلہ نگاہ سے غائب ہوگیا یہ بھی مایوس ہو کر وہان سے پھرے شاید یہان جنگ مغلوبہ جو ہوئی اس وجہ سے وہ پتلہ غائب ہوگیا الحاصل یہ بھی دونون لشکر مین آئے امیر انکو دیکھکر شادکام ہوے مگر اب اور کیفیت سنیے کہ غضنفر بن اسد صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک پتلہ اژدر سوار درہ کوہ مین گیا ہے غضنفر یہ دیکھکر اُسکی

تلاش مین روانہ ہوا لیکن وہ کہین اژدر سوار ٹھہرا نہین دور اسکو جاتے دکھائی دیا ناچار انھون نے گھوڑے کو تو چراگاہ مین چھوڑا اور آپ ٹھہر گئے کہ کوئی انسان یا پریزاد آئے تو پوچھون کہ یہ مقام کون ہو اور یہ اژدر سوار کون ہے کہ اتنے مین ایک درخت پر دو جانور عجیب و غریب اس طرح کے آکر بیٹھے کہ ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اور وہ باتین کرنے لگے کہ ای بھائی ہمکو اس مقام پر مدت مدید رہتے گزری مگر ہمنے کسی مسافر کو نہین دیکھا یہ جوان نہین معلوم کہان سے آیا ہے اب اسکی زندگی نہین معلوم ہوتی ہان شاید کوئی دوست اسکا ملجائے تو جان اسکی بچے ورنہ اس طلسم سے اسکا نکلنا دشوار ہی اور یہان ابھی تو پھر دن چڑھا ہے کچھ عرصہ مین ایک عقاب تیز پرواز آئیگا اور اسکو اپنی منقار مین پکڑکر لیجائیگا اور اسکو ایک باغ مین لیجاکر قید کرنا چاہیگا اگر یہ اسکو خنجر ماریگا تو ہاتھ پاؤن اسکے بیکار ہوجائینگے یہ اُسکو خنجر نہ ماریگا اِسے چاہیے کہ ہمارے کہنے پر عمل کرے یعنی جسوقت وہ عقاب اِسکو اندر باغ کے لیجائے اور قریب بارہ دری کے چھوڑے تو یہ چپکا بیٹھا رہے اور جب وہ رسی لینے کو ساحر کی صورت بنکے اندر بارہ دری کے جائے تو یہ ہر سمت کو باغ کے نگاہ کرے ایک درخت قریب اُس بارہ دری کے اکیلا لگا ہوگا کہ اُسکے قریب کوئی درخت نہوگا پس یہ اُس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوجائے وہ عقاب رسی لیکر جو آئے گا تو پس ماندے کو دیکھکر خوش ہوگا اور رسی سے اِسکو اُس درخت مین باندھے گا اور آپ چلا جائے گا بعد اسکے جو کچھ ہوتا ہوگا وہ یہ خود دیکھ لیگا ہمارے کہنے کی کیا احتیاج ہو اگر اس طرح اسنے عمل کیا تو اچھا رہیگا اور اسکے حق مین بہتر ہوگا ورنہ کام تمام ہے یہ کہکر جانورون نے کہا کہ بھائی چلو ایسا نہو کہ عقاب آجائے اور رہین ندامت ہو بس وہ جانور اُڑ گئے اور غضنفر وہان سے آگے بڑھا اور دل مین کہتا تھا یہ عجب مقام ہے کہ یہان کے جانور بھی بولتے ہین فی الجملہ جب یہ کچھ دور گیا وہ عقاب تیز پرواز پیدا ہوا اور اسکو پنجہ مین داب کر اڑا اور باغ مین لاڈالا اُس باغ کو دیکھا کہ نہایت ہی آراستہ ہو درخت پھولون سے لدے ہین مثل معشوقون کے پھولون کا گہنا پہنے ہین ہوا سے سرد جھونکا آتے ہین اشعار

ہر برگ پہ پس ہی رقم ہے	باد سحری مسیح دم ہے	کیا آنکھین ہون فیضیاب دوآب
نظارہ ہو بسمل چمن زار	پتے جو گرے ہین جھڑکے ہر بار	گلشن مین بچھا ہو فرش بیدار

ہون لوٹ خطاسے اک قلم پاک	میخوار جو پائین سایۂ تاک	اشجار کی کس قدر ہے کثرت
ہر نخل چمن ہے خوان نعمت	وہ عقاب غضنفر کو بارہ دری کے قریب چھوڑکر رسی لینے گیا	

یہ جب کہنے اُن جانورون کے ہر طرف دیکھنے لگا دیکھا تو واقعی ایک درخت قریب بارہ دری کے اکیلا لگا ہے یہ اُٹھ کے درخت کی آڑ مین کھڑا ہوگیا اب عقاب نے آکر جو درخت کے پاس انکو دیکھا بہت خوش ہوا اور اُسی رسی کو گھماکر جو مارا تو خودبخود پاؤن انکے بندھ گئے وہ درخت شمشاد کا ہے وہ عقاب تو انکو باندھکر چلا گیا اور اِنھون نے چاہا کہ مین زور کرکے چھوٹون نکل نہ سکے آخر آبدیدہ ہوئے بصد عجز و انکسار درگاہ پروردگار مین انھون نے دعا کی کہ اے سرسبز فرمانے باغ ہستی و تازگی بخش گلشن حیات مجکو رہائی دیکر نہال فرما یہ دعا اِنکی گلشن قدرت مین سرسبز ہوئی انھون نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی پر لکھا ہے کہ جو کوئی قید سحر مین گرفتار ہو اس دعا کو پڑھے رہا ہو جائیگا اِنھون نے بصحت الفاظ و اعراب اُس دعا کو پڑھا اُسی وقت ہاتھ اِنکے رسن سحر سے کھل گئے بس یہ وہان سے اُٹھ کر بارہ دری مین آئے دیکھا تو بہت آراستہ ہے ابیات

دالان کے در ہین خلد کے باب	مانند ہلال در کے محراب	ہر جا پہ لگی ہے مسندِ زر
تکیے ہین دھرے ہوے برابر	پتھر کے مکان وہ چشم بد دور	فرہاد ہے جسمین ایک مزدور
ہے نقش و نگار سے وہ گلزار	مانی بھی حیران ہے نقش دیوار	غضنفر وہان کی سیر کرکے نہر کے

باغ کی آئے اور وضو کرکے دوگانہ نماز کا پڑھا اور شکر خدا بجالائے پھر باغ کا میوہ کھایا اور آگے بڑھے لیکن دروازہ اُس باغ کا نہ ملا ناچار یہ ایک درخت پر چڑھ کے دیوار باغ پر پہونچے اور اُس طرف کو دپڑے چوٹ ذرا بھی نہ لگی یہ وہان سے چلے دیکھا تو آگے بڑھ کر انکا گھوڑا بھی چر رہا ہے وہ انکو ملا یہ اُس پر سوار ہوے اور چلے یہان تک کہ راستہ طے کرتے ہوئے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اِنکے پاس تیغۂ سحر اور انگشتر مہروماہ اور اسپ بادخور ہے غرض انھون نے اُس پہاڑ کے قریب ایک گوزن کو آتے دیکھا تیر کمان مین رکھکر جو مارا وہ گوزن تو چرنے مین مشغول تھا تیر اُسکو توڑ گیا وہ گوزن ہلاک ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوزن جادو کو اب یہ حیران ہوے کہ مین نے گوزن کو مارا اور وہ ساحر نکلا یہ عجب طرح کا تماشا ہوا اسی حیرت مین کھڑے تھے کہ ایک برق تڑپ کر گری اِنکو اور اِنکے گھوڑے کو لپیٹ کے اڑ لیگئی

اور اُسنے ایک پہاڑ پر لیجا کر انکو ڈالدیا یہ اُس بجلی کی چمک سے اور اُڑکر آنے سے بیہوش ہوگئے تھے اور یہ برق ساحرہ ہے کہ نام اسکا دراز چشم جادو ہے بس اُسنے تیغہ اور انگوٹھی اُس بیہوشی مین لیلی اور ہوشیار کرکے ان سے کہا کہ او موئے تو نے میرے خاوند کو مارا اب تجھے مین زندہ نہ چھوڑونگی غضنفر نے یہ سُنکر چاہا کہ مین اس ساحرہ پر حملہ کرون لیکن دست و پا قابو مین نہ تھے ناچار دعا کرنے لگا اُس وقت روئے ہوا پر غلغلہ پیدا ہوا اور دیکھا تو ملکہ شمشاد قامت جادو ایک تخت پر سوار گرد اُسکے ساحرون کی قطار تاج سر پر رکھے پنجہ ہاتھ مین لیے جاتی ہے اُسنے جو غضنفر کو دیکھا اپنے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور اُس جوان کو لے آؤ اُن ساحرون مین سے ایک ساحر مکارہ جادو نام اُس نے جاکر عرض کیا کہ مین جاکر لاتا ہون ملکہ شمشاد قامت نے کہا کہ اچھا جاؤ اور اگر یہ ساحرہ تجھ سے کچھ بولے تو مارنا اُسکو مکار یہ سُنکر وہان سے روانہ ہوا اور اُسنے آکر شہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا دراز چشم بھی اُسکے ساتھ اُڑی یہ بسبب تیغے اور انگوٹھی کے اُڑ نہ سکی تیغہ اور انگوٹھی اُسنے وہین رکھدی اور آپ اُڑ کر مکار کے پاس آئی اور ایک پنجہ سحر کا مارا کہ مکار کے زخم لگا مکار نے بھی ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دراز چشم کے دو ٹکڑے ہوگئے اب تو شمشاد نے بھی اپنا تخت زمین پر اُتار لائی اور غضنفر کو سامنے بُلا کے اُسنے پوچھا کہ تمہارا مکان کہان ہے اور کیا دین اور آئین تمہارا ہے غضنفر نے فرمایا الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا ہم تمہارے گھر بھیجدینگے کیونکہ افراسیاب دشمن ہو رہا ہے کہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر تمکو گزند پہونچائے مگر اس شرط سے کہ جو تم طلسم کشا اور صاحبقران کے عزیزدار نہو یہ کہکر سارا حال قید بران اور اسد کا آنا ملکہ مہجبین کا عاشق ہونا شمشاد قد نے بیان کیا غضنفر نے کہا کہ اے شمشاد قد تم کنتی ہو کہ صاحبقران کے عزیز تم نہو مین تو بیٹا ہون اسد کا کہ جو طلسم کشا ہے اور حمزہ صاحبقران میرے نانا ہین مین افراسیاب کو قتل کرونگا اور اُسکی کیا مجال ہے کہ وہ مجھے بہ نگاہ کج دیکھ سکے شمشاد نے کہا کہ اگر تم فرزند شاہزادہ اسد ہو تو مین تمکو قید کرونگی یہ کہکر اپنے دل مین سوچی کہ اے شمشاد ایسا نہو کہ یہ کچھ فتور کرے اُسنے ایک

قفس آہنی منگوایا اور اُسمین اُس ہماے اوج صاحبقرانی کو بند کیا اور روے ہوا پر لٹکا دیا
انھون نے ہرچند چاہا کہ ان تیلیون کو توڑون مگر ٹوٹ نہ سکین اُسوقت یہ پکارے لمولفہ
گر توانائی مین ہو تین اپنے بس کی تیلیان ٭ توڑ کر پرواز کرتے تم قفس کی تیلیان ٭ آخر بیقرار اور بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خلاق زمین و آسمان و جان بخش جان تو مجکو اس قفس سے رہائی عطا فرما اشعار

یارب ہی کریم نام تیرا	خالق ہے رحیم نام عـ	
کیا بات ہے جو کرم کرے تو	ملجائے ابھی رہائی مجکو	یہ تو یہان دعا کر رہا ہے اور ملکہ

شمشاد شمس کوہ کی حاکم ملکہ شمشیر جادو کے پاس گئی اور اُس سے بیان کیا کہ مین نے
غضنفر بن اسد کو گرفتار کر کے ایک قفس آہنی مین بند کیا ہے اور قفس ہوا پر لٹکا دیا ہے یہ کہکر
وہان کچھ دیر بیٹھی دو چار جام شراب کے پیے پھر وہان سے اپنے مکان پر آئی اور ایک نامہ افراسیاب
کو گرفتاری شہزادہ غضنفر لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ جیسا کچھ اُسکی نسبت فرمائین وہ کیا جائے
یہ نامہ تو ایک ساحر کو دیکر جانب افراسیاب روانہ کیا اور آپ مشغول عیش و نشاط ہوئی
لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کی ایک دختر ہے فلک خوبی کی اختر ہے اُسنے جو حال گرفتاری
غضنفر سُنا تو مشتاق دید ہوئی اور وہان سے آکر اُس نے غضنفر کو قفس مین بند دیکھ
پلٹ کر اپنے مکان پر آئی یہ دختر نہایت حسینہ اور جمیلہ ہے جسکی آنکھون کو نرگس اپنی آنکھ
جان اُسکے ادا اے دل فریب پر عاشقون کی جاتی ہے زلف بل کھا کے دل عشاق پیچ
لاتی ہے کمر اُسکی راستہ ملک عدم کا بتاتی ہے قد و قامت سے اُسکے قیامت برپا نگاہ ناز آفت
ترا پیشانی سے لوگون کو حیرانی مانگ نے ہزارون کے دل مانگ لیے بہتون نے چاک گریبان
کیے چاہ زنخدان اُسکا کنوین جھنکواتا خنجر تبسم گلوے عاشق پر پھیر جاتا ادائین اُسکی جوہر شمشیر
قضا نگاہ مست خوابی قصر دل عشاق کی بنا چین جبین پُر نور ورق آفتاب رخسار مین شمع
تجلی طور کی تاب چشم بیمار درد دل عاشق کی دوا پنجہ مژگان اُسکا دست شفا آنکھ مین سرمہ کی
تحریر مست کے ہاتھ مین کھنچی ہوئی شمشیر بہت خوش رنگ کہ خندہ زنی پر لعل خون ہوئے

شمشیر تبسم پر دانت ہم سنگ سنگ ہے مسدس

دہن تنگ مین تنگی سے نہین جاے سخن	شرم ہی چو زمگر اُس نے چُرایا ہی دہن

پہ چھپائے سے کہین چھپتے ہین ایسے بھی چلن | حسن دعویٰ جو کرے صاف ہو مضمون روشن
بات پوشیدہ نہین ہے سندین ظاہر ہین | ہونٹ دونون تو گواہی کے لیے حاضر ہین
ہان غبغب سیمین پہ اگر جائے خیال | متعجب ہو کہ ہے ماہ با آغوش ہلال
لب میگون سے گل رنگ کے مانند ہین لال | مست دیکھین چہ غبغب کو تو ہون گرم مقال
کوئی بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے | قرب میخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے
سینہ دیکھین کہ رہین اسکے گریبان پہ نظر | اور ابھار اسپہ ہے پستان کا غضب بالائی ثمر
حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر | مین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعویٰ ہے اگر
دیر تا چند فلک سے کبھی عنوان آؤ | سینہ کوبی سر میدان پئے چوگان آؤ
وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ | کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
ثمر آتشی نخل سر طور ہین یہ | ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ اگیا ہو جائے | طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

پس وہ دختر اپنی مان کے پاس آئی مگر غمگین صورت بنائے تھی سمجھی کہ راز میرا افشا ہو جائیگا وہان سے یہ اپنے باغ مین آئی بلبل شوریدہ نے اور زیادہ شوریدہ سری بڑہائی یہ گل انار کو دیکھکر نار ہجر مین جلنے لگی دل کو بیکلی ہوئی بسان فاختہ کو کو کرتی تھی نہین نہین کر دوکہ او کہتی تھی درد فرقت سے بھین لب پہ نیون و سین چشمۂ چشم آنکھون سے جاری لب پر نہایت بیقراری گل اسکو سب خار نظر آتے تھے غنچے منہ چڑھاتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم بنا تھا لالہ وار داغ دیتا تھا اشعار

فوج اندوہ و غم کی چڑھ آئی تھی
پہاڑ سے کھاتا تھا اب پلنگ آگے
ہر شکن موج سے تھی افزون تر
بوجھ تھی جسم زار پر پوشاک
آنکھون سے نیند کو اڑائی تھی

آہ کو عرش تک رسائی تھی
چھت کے قلابے تھے تنگ آگے
تن بدن کی خبر تھی اسکو
شکل دامن ہوا گریبان چاک
حلقۂ چشم حلقۂ گرداب

ہجر سے دل پہ کیا گذری تھی
اشکون نے گومتی بہائی تھی
پاٹ دریا کا بن گیا بستر
شام سے بر تکے تھی سحر اسکو
بیکلی دل کو جب ستاتی تھی
پردۂ چشم پر تھی چادر آب

یہ بیقراری اور بیتابی ملکہ کے دل کی اسکی وزیر زادی نے دیکھی لیکن فرط ادب سے کچھ کہہ نہ سکی

اور اُدھر ملکہ قمر طلعت دل مین اپنے سوچی کہ اے قمر طلعت یہ شہزادہ افراسیاب کے دشمن کا بیٹا ہے اِس سے دل لگانا جان آفت مین پھنسانا نہ چاہیے لیکن حضرت عشق کی اُسپر عنایت تھی یہ کب رُکتی بیتاب اور بیقرار ہوکر پکاری کہ افسوس صد افسوس **بیت**

کہون کیا تجھسے اے ہمدم بڑا ہے اُسے پہچانا ✤ دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا

غرض عشق مین خواب و خور حرام ہوا دل ناکام مبتلائے صد آلام ہوا اور کہا کہ مین دین خندہ پرستی اختیار کرتی ہون اِس عرصہ مین اُسکی اَنّا کہ جو کہ **یاسمن جادو** نام اُسنے حال ملکہ کو زبون دیکھکر بہ کمال اصرار پوچھا کہ اے ملکہ یہ تمھارا کیا حال ہوا اُسوقت ملکہ اپنا دل نازک رکھتی تھی رونے لگی اور کہا دوہا کا کون کاسے کہون کہون سو کو بیتیاے ✤ گونگے کا سا سا بنا کر سمجھ سمجھ پچھتاے **بیت** کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ✤ رگ رگ مین نیش غم ہے جیسے کمان کمانگی اے **یاسمن** جادو مین شہزادہ **غضنفر** پر عاشق ہون اُسوقت **یاسمن** نے کہا کہ میری مادر اگر چاہین تو مطلب آپ کا حاصل ہو جائے یہ کہہ رہی تھی کہ توسن جادو انّا بھی اُسکی آئی **یاسمن** نے اپنی مان یعنی **توسن** سے حال ملکہ کے عشق کا **غضنفر** سے بیان کیا اور کہا وہ تمھارے شرم کے نہین کہتی ہین **توسن** یہ کلمہ سُنکے خوش ہوگئی کہ الحمد ملکہ کو میرا ایسا پاس ہے کہ جان دینا قبول ہے اور مجھسے کہنا منظور نہین غرض یہ ملکہ کے پاس آئی اور تسکین دی کہ مین تمھارا کام سر آنکھون سے کردونگی ملکہ نے کہا مین تمکو اپنی مان سمجھتی ہون اور یہ کہکر رونے لگی **توسن** بیقرار ہوئی غرض سمجھی کہ **شمشاد** میرا سر مونڈ ڈالیگی اگر اُسکو مین یارسے ملادونگی ملکہ اور یاسمن انّا کے قدمون پر گرین اور اُسکو راضی کیا اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر مکان پر اپنے آئی اور یاسمن کو بلوا کے اس سے کہا کہ اب مین اس بارہ مین کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ تم طلسم کشا کے فرزند کی رفاقت کرو کس لیے کہ طلسم کا فتح ہونا ضرور ہے **قمر طلعت** اور **غضنفر** ایک جا ضرور ہونگے بانیان طلسم لکھ گئے ہین **توسن** نے کتاب جمشیدی دیکھی اُسمین بھی یہی نکلا کہ رفاقت طلسم کشا کی کرنا اچھی ہے **یاسمن** سے انّا نے کہا کہ تو جاکر ملکہ کو مژدہ دے مین جاکر لاتی ہون **یاسمن** گئی اور اُسنے جاکر ملکہ کو خوشخبری پہونچائی اور **توسن** ایک قاز تیز پرواز کی صورت بنکے اُڑی او لمحہ بھر مین سناٹا مار کر کوہ شمشاد پر پہونچی اور پوشیدہ ہوئی اور صورت انسان بنی اسلیے

کہ کوئی نگہبان نہ رہا اُس نے سحر ایسا پڑھا کہ وہ سب نگہبان ہوائے سحر کے چلنے سے بیہوش ہو گئے تب اپنے قریب قفس پہنچ کر چاہا کہ اسکو اُٹھائے وہ نہ اُٹھا اُسنے ایک ماش کا دانہ مارا مگر وہ دانہ ماش کا خالی گیا اور غضنفر نے جو اسے دیکھا تو حیران ہوا کہ یہ ساحرہ کہاں سے آئی ہے لیکن تو سن سکے کہا کہ آپ خوف نہ کھائیے خدا نے آپ پر فضل کیا میں آپ کو چھڑانے آئی ہوں یہ کہکر ایک نشتر اپنے جوڑے سے نکال کر اُسنے پنجرے کی تیلیوں پر مارا کہ وہ کٹ گئیں اُسنے غضنفر کو نکال لیا اور تخت سحر پر بٹھا کے چلی اور پاس ملکہ شمس کوہ میں آئی اور باغ میں غضنفر کو لائی باغ اُنھوں نے بہت ہرا بھرا دیکھا کہ عروس چمن پھولوں کا گہنا پہنے ہے ہر طرف نسیم مشکبیز مژدۂ جانفزا لائی

خیال سبز مرغان نوا سنج
زمردگوں مطلا جابجا فرش
کہیں گلہائے خود رو رنگ رنگ
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
سنور صورت خورشید اطراف
لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

بہار چشمہ لبریز بے رنج
لگا ہو نکو طراوت جس سے آنے
کہیں کچھ اور ہی صورت نئے ڈھنگ
بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی
مصفا فرش جیسے روئے شفاف

زمین پر سبزۂ نوخیز کا فرش
دل بیتاب کیفیت اُٹھائے
کوئی گل خندہ زن تھا صورت یار
مگر آب بشر سے صاف خالی
مسہری پر اور پچھے خوب براق

اور دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہنستی مسکراتی ہوئی کمر کونے کا عالم دکھاتی ہوئی اسطرف آئی ہر شہزادے نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ اشعار

رہے قربان جہان جو پیارے
یہ لب وہ جن پہ صدقے ہر گل تر
ارین نگہ دلمین ایسے تیر مژگان

میں صدقے وارے گیا آنکھیں ہیں قربان
فدا دندان پہ لاکھوں بار گوہر
نہ کیونکر قتل عاشق کا سبب ہو

زیادہ حسن کا ہو نور پیارے
اُنھکا سیکڑوں دل پر ہے احسان
وہ عارض مہر تابان جن پہ قربان
کہ جب اُسکی نظر سوئے غضب ہو

شاہزادی نے جو یہ صدا اشعار پڑھنے کی سُنی شاہزادے کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو ایک جوان رعنا باغ حسن کا گل چمن عاشقی میں بلبل

مسدس

ابروؤں میں جو بل آئے تو نصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ میں اللہ نے بھر دی ہے حیا
شیر سے بھی نہیں اللہ جھپکتی ہے پلک
خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان

قوس کا تیغ ہلال آکے اُتارے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑی اُسکو مسخر ہی کیا
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک
چاند سے چہرے پہ اس خط کے تھا سبزی کا گمان

خسن خط نور سے کچھ رخ پہ عیان راجہ بیان ۔۔۔ مصحف رو پہ ہر خط شانِ نزولِ قرآن
خط سے پہلے تو دل حور پھسلتے دیکھا ۔۔۔ آج پروانہ ہے پریوں کا بخط طغرا

ملکہ قمر طلعت غضنفر کو دیکھکر بیہوش ہو گئی کنیزون نے جلد جلد گلاب چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا اور اسنے شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری مین لائی مسند پر بٹھایا اور آپ پہلو مین بیٹھی کشتی شراب کی اپنے آگے کھینچکر جام شراب سے بھر کر شہزادے کو پنجہ نگارین خوشنما پر رکھ کے دیا شہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ جب تک تم مسلمان نہوگی یہ شراب ہمپر حرام ہے ملکہ نے شہزادے کی خوشی کے لیے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا شہزادہ غضنفر بہت خوش ہوا پھر ملکہ کو گلے سے لگایا بوسہ لب شیرین کا لیا اور وہ جام مے ارغوانی لیکر پیا اب تو دور جام بے دغدغہ نیرنگی ایام چل نکلا اسمین وہ زمانہ آیا کہ دن مائل پرواز ہوا اور شب عشرت نے منھ دکھایا **نظم**

دکھاتے ہی چھپا مہر جہانتاب ۔۔۔ نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب ۔۔۔ خواصون نے کیا پھر قصر روشن
ہوا صحن زمین پر نور دامن ۔۔۔ کنول جھاڑ اپنے موقع پر لگائے ۔۔۔ فروغ شمع سے پروانے آئے

شام کو حکم ہوا کہ رقاصان مہر طلعت آکر حاضر ہوئے سامنے ناچ ہونے لگا گانون نے اس غزل کو بصد حسن و ادا گایا **غزل**

کہوں کیا جو گذرنے میں مجھپہ الم میرے دل کی کسیکو خبر نہین ۔۔۔ میرا ہجر میں جسکے یہ حال ہوا اسے حال پہ میرے نظر نہین
نہ تو آئی ہجر میں نیند کہ سو ہی رہوں نہ انیس ہے کوئی کہ باتیں کرون ۔۔۔ شب ہجر کی کس سے درازی کہوں ابھی شب کی تو ہوتی سحر ہی نہین
مین جہان سے چمن کو جو دیکھا نہین قابل سیر یہان کی ہوا ۔۔۔ جہان کل گل سہو سہی تھا بپا وہان دیکھو تو آج قمری نہین
ہے الم سے ہوس ترا حال زبون ہے عبث تجھے دعوی عشق و جنون ۔۔۔ شب ہجر مین کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن جیب تو تر ہی نہین

غرض صحبت بادہ نوشی برپا ہوئی اور شب بھر اختلاط اور گرمجوشی رہی کبھی یہ باہر بارہ دری کے آکر روش گلشن پر ٹہلتی تھی اور کبھی بالاے بام جاکر یہ ماہ تمام ماہتاب کو دیکھتی تھی اور پھر بارہ دری مین آکر جام عیش و نشاط پیتی تھی اسی طرح سے وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عارض شب پر غازہ سحر مشاطۂ مہر نے ملا اور دستار زرین کو نوشاہ روز کے سر پر سجا کے اشعار

رخ گل کی طرح کھلا آج کچھ ڈھنگ ۔۔۔ عروس شب کا بالکل فق ہوا رنگ
ہوا مہتاب پھر مغرب میں روپوش ۔۔۔ کھلے غنچے جو تھے اس جا پہ خاموش

صبحکو شہزادہ غضنفر اٹھکر نماز سحر بجالاے اور پھر صحبت مین پاس ملکہ کے بیٹھے ناچ گانا

شروع ہوا خاصہ تناول فرمایا لیکن اب حال شمشاد قد کا سنیے کہ صبح کو دربان ہوشیار ہو کر کھانا و پانی لیے ہوے غضنفر کے لیے آئے قفس کو ٹوٹا پایا قیدی کا کہین نشان نہ دیکھا بہت حیران ہوئے نہایت پریشان ہوے اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگے آخر ملکہ شمشاد قد سے جا کر کہا کہ کوئی قیدی کو لے گیا وہ ان دربانون پر بہت خفا ہوئی غرض عتاب اور خطاب اور جرمانہ کر کے حکم دیا کہ جلد اُسے ڈھونڈھو کس لیے کہ مین عرضی اُسکے قید ہونے کی افراسیاب کو لکھ چکی ہون ساحر ہر طرف ڈھونڈھنے لگے اور ملکہ شمسہ کو بھی خبر پہونچی اسنے بھی ڈھونڈھوانا شروع کیا اور اس سے سب نے کہا کہ کوئی مہرخ کے یہان کا ساحر یہان آگیا ہوگا وہ شہزادے کو لیگیا ہو علاوہ اُنکے مالک کا بیٹا ہی مہرخ کو یہ کب گوارا ہوگا کہ شہزادہ غضنفر قید رہے اب کیفیت سنیے کہ ایک روز شہزادہ غضنفر کے دل مین آئی کہ بالاے بام چاندنی چلکر دیکھین بس اس نے دن ہی سے وہان بچھونا کرایا اور بزم عیش کو ترتیب دیا بشمع مینا و شراب مجمع و شمع مہتابی یہ شام سے ہوے جمع + ہنوز اچھی طرح فرصت نہونے پائی تھی کہ ایک ساحر غدار شہمار جادو نام ملازم ملکہ شمسہ تاجدار یہان آیا اور انکو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے بالاے بام دیکھا بس بس ہنسا اور پکارا بیت یار در خانہ و من گرد جہان میگردم * آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم یہ کہتا ہوا وہان سے خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین آیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم تقصیر معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون شمسہ نے فرمایا کہ بیان کر تیرے قصور کو مینے معاف کیا اس ساحر نے کہا کہ مین ابھی ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہون کہ شہزادہ غضنفر ملکہ قمر طلعت کو لیے ہوئے کوٹھے اُنکے باغ کے بیٹھے ہین بس یہ سُننا تھا کہ شمسہ آگ ہو گئی آتش غضب سینے مین ایسی مشتعل ہوئی کہ اُسنے دل و جگر کو جلا دیا اُسی غصہ مین بزور سحر یکہ و تنہا باغ مین قمر طلعت کے آئی اور پوشیدہ ہو رہی اسلیے کہ دیکھون قمر طلعت اور غضنفر مین کیا باتین ہوتی ہین اس عرصہ مین وہ دن مثل لب تر خشک ہوا اور شاہد خورشید نے منھ اپنا ایوان مغرب مین چھپایا کہ اشعار

ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا لو رات آئی	چراغ شمع کے جلونے ہر اک سو
دلون مین گھر کرین مانند جادو	کہین ساقی کہین مطرب کہین جام	کہین معشوق نوا ہر بس خوش آرام
لیا آغوش مین پہلو بدل کر	ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر	کبھی لب لب سے لذت آشنا

کبھی کچھ اور جوش مدعا تھا
کہ شب تھوڑی مزون کو جوش ایسے
کبھی سینے پہ سینے کی رگڑ تھی
بھلا ارمان سب نکلین گے کیسے
کبھی رخصت پہ جھاتی تھی جی کو
اب زیادہ رات جو گئی تو چاندنی

چٹکی اور چکور چاند پر دوڑنے لگے نہرون مین فوارے چھوٹتے تھے ہوا سرد جو چلی پانی نہرون کا لہرین لینے لگا پتے درختون کے چاندنی مین چمکتے تھے گل پھولے ہوئے سرخ سرخ جوبن دکھاتے تھے گل شبو سے بھینی بھینی خوشبو آتی تھی بیلے کی کلیان کھلکر عجب بہار دکھاتی تھین ایسی بہار مین معشوق کے ساتھ کوٹھے پر شہزادہ بوسے لے رہا تھا داد عیش و نشاط دے رہا تھا نظم

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب
نگاہین دیکھنے والون کی قربان
قریب آئے لیے بوسے دہن کے
ہوئے پہلے نزاکت سے وہ ہشیار
لیے بوسے لب جانان کے حاصل
شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار
مزے دیکھے جو اس رشک چمن کے
ترقی پر طلوع کیف آیا
جدائی سے کبھی تھا منتشر دل
نہال باغ سب عطر افشان
برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
گلے ملکر لیے بوسے جو دو چار
مزاج جوش جوانی نے دکھایا
دونون شیدا باہم داد عیش و

نشاط دے رہے تھے کہ اس اثنا مین قمر طلعت کسی ضرورت سے نیچے کوٹھے سے اتری ملکہ شمسہ تو یہ حال دیکھ رہی تھی بس اسنے اسکو گرفتار کیا اور دو طمانچے اسکے منھ پر مارے اور فرمایا کہ او خام پارہ کوارہی موئی ٹھنکاری ہتیاری تیرے جیسے تو گنا بھی نہ جیسے ارے یہ غضب کیا اتنے کہ ابھی پندرہ برس کا توسن اور اُسپر یہ حال کہ یار کو لیکر پہلو مین بیٹھی حرمت سب برباد کی غضنفر سنے جو یہ حال کوٹھے پر سے دیکھا تیغہ بکرا کر کوٹھے سے نیچے آیا اور آتے ہی اسنے ایک تلوار شمسہ کے لگائی اسوقت توسن نے کہا کہ اے ملکہ شمسہ خدا معلوم کہ یہ مردہ کہان سے آیا ہے ہماری ہی کچھ اس سے واقف نہین ملکہ شمسہ تلوار شہزادے کی کھا کر بیہوش ہوگئی اور توسن نے خیال کیا کہ اسکا رہنا اب یہان اچھا نہین بس یہ سمجھکر اسنے شہزادہ کو جو اٹھا کر پھینکا تو یہ جادو کے زور سے صحرائے طلسم مین جا گرا اسے اور اسطرف شمسہ کی جو آنکھ کھلی تو وہ اٹھکر شہزادے کو ڈھونڈھنے لگی لیکن شہزادے کی خبر اس باغ مین ہونے کی سنکر ملکہ شمشاد قامت بھی اسوقت یہان آکر پہونچی اور اسنے شمسہ کو جو ڈھونڈھتے ہوئے پایا تو ہنسکر فرمایا کہ اے شمسہ معلوم ہوتا ہے کہ تم غضنفر کی عاشق ہو شمسہ نے کہا سچ دو یار میرے دشمن مدعی واہ بہن تم بھی خوب ہو مین جانتی ہون

کہ اسیر البتہ تم فریفتہ ہو جب تو اُسکے لیے یہان آئی ہو شمشاد نے کہا جی بیشک آپ کی خجالت میرے سر آنکھون پر الحاصل یہ ڈھونڈھکر یہان سے چلی گئی اور ملکہ **قمر طلعت** اُسکے غم مین مبتلا ہوئی ہوئی ہی رونا اور بلبلانا زمین کو باغ کی سر پر اُٹھانا اور یہ زبان پر لانا **نظم** مجھے آئینہ منہ لگاتا نہین

یہ حیران کسدن بناتا نہین	گلستان بھی نظرون مین زندان ہے	مجھے شہر آباد ویران ہے
گل ولالہ سے دل مین اک داغ ہے	جہنم سے بڑھکر کہین باغ ہے	مجھے شہر آباد ویران ہے
نظر مین خزان ہے چمن کی بہار	یہان کسکو اب بھوک اور پیاس ہے	ملائے خدا تجھسے یہ آس ہے
کیا ہجر نے تیرے غمگین مجھے	نہ کیون تلخ ہو جان شیرین مجھے	یہ تو اس طرح بلبلاتی ہے خاک

اُڑاتی ہے لیکن وہان حال شہزادہ **غضنفر** سُنیے کہ یہ جو صحرائے طلسم مین جا کر پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہے اور چاندنی دور تک میدان مین چھٹکی ہے کوڑیالا صحرا مین پھولا ہوا ہے فرش سبزہ پر بوٹیان سفید ہین چشمے لہرین لے رہے ہین شہزادہ کو کوڑیالا دیکھکر اپنے دل کے داغ یاد آئے اور آنسو بہانے لگا اِس اثنا مین ایک پیر بارِیش سفید عباے عنابی پہنے ہوئے اُسکے سامنے آیا شہزادہ نے اُسکو سلام کیا اور بادب تمام کہا کہ ای پیر بہر خدا تو مجکو منزل مقصد پر پہونچا دے اُسنے کہا کہ ای فرزند دیوانہ بھول مین دیو **عنکبوس** ہون تجکو کھانے آیا ہون مگر اب کیا خاک کھاؤنگا تجکو نسیم **جالندری** کے پاس لیے چلتا ہون کہ اسکو مین اُٹھا لایا ہون کس لیے کہ تو اگر کھانا پکالے تو شاید وہ کھائے وہ کھانا نہین کھاتی ہے تجھسے راضی ہوگی تو البتہ کھائیگی یہ کہکر **غضنفر** کو پنجہ مین دابکر ایک باغ مین لایا کہ وہان کے گلون کی یہ کیفیت تھی **اشعار** کوئی معروف خندہ صورت یار

کوئی مانند عاشق سینہ افگار	کوئی حیران بشکل چشم عشاق	کوئی سر بستہ مثل کار آفاق
نظر معروف تھی ہر دیدہ گل پر	عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر	چمن دیکھا نیا ہر پھول کا رنگ
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ	وہ خوشبو تھی کہ جی لوٹے لشکر کا	رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا

غرض دیو **عنکبوس** ملکہ نسیم کے پاس شہزادے کو لایا شہزادے نے جو اسکی صورت زیبا کو دیکھا تیر عشق کھایا یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف گرہ گیر اُسکی دام طائر دل عشاق ہے مانگ سے اُسکی کہکشان صاف ہے پیشانی کو اُسکی دیکھکر مہتاب ہوئی نصرانی بھو لجائین کمان ابرو سے تیر عاشق دلبر کھائین اس محراب مین سر بہر سجدہ جھکائین تیر مژگان کا یہ ارادہ کہ ہم سینۂ عاشق توڑین

آنکھیں چشم غزال سے چشمک کریں نرگس کو شرمائیں اُن آنکھوں کے سامنے ہرن چکارہ بھاگ جائیں
گل باغ تمنا سامنے اُن گل رخساروں کے مرجھائیں آفتاب وماہ داغی نگینے کہلائیں لب نازک پر
پستہ کا پستا عقیق یمن کا دل خون ہوتا دندان کے روبرو گوہر بے آبرو کہلاتا چاہ ذقن میں دل ڈوبجا
چھاتیاں اپنے عشق میں چھاتی پھٹواتیں گول گول نظر آتیں

نظم

ملکہ نہ اپنا جان مجسم
کوئی مردہ انداز حیا پر
مشکل تھی وان جائے سخن کی
دونون لب اُسکے لعل بدخشان
خورشید اُسدم ڈوب ہی جائے
دور چشم ہے اسکا جبب سے
اُس چہرے کے ہو نہ مقابل

عیسے کو گر لب دکھلا دے
چشم اُسکی تھی پشت پا پر
کرکے شمیم زلف گذار
دست حنائی پنجۂ مرجان
پاردلون کے خدنگ مژہ کا
فتنہ سوتا نہین ہے تپ سے
دیکھ اُس رخ کی نور افشانی

لب اُسکے جان بخش عالم
ہرگز اُسکو بات نہ آوے
کچھ مت پوچھو تنگی دہن کی
پھیلادی ہے عنبر سارا
جسدم برقع مُنہ سے اُٹھائے
کاوش کم کم تنگ مژہ کا
ہو ہر چند کہ بدر کامل
شمع مجلس پانی پانی

غرض اس دیو نے نسیم سے کہا کہ اے ملکہ تم اس انسان سیہ سر سفید دندان سے پوچھو
کہ تجکو کھانا پکانا آتا ہے غضنفر نے کہا کہ اے دیو مین کچھ باورچی تو ہون نہین مین تو بمجبوری یہان
چلا آیا ہون نسیم اسکو دیکھکر فریفتہ ہو چکی تھی اُس نے اشارے سے کہا کہ یہ نکہو بلکہ اقرار کرو
اور اس دیو سے کہا کہ یہ تیرے ڈر کے مارے نہین اقرار کرتا ہے تو اسے چھوڑ جا مین کام
اس سے دم دلاسا دیکر لونگی وہ شہزادے کو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے ان سے اُسوقت سب
حال کہا کہ شہر جالندر کی مین رہنے والی ہون اور قلاۂ چینی اور کبا بہ چینی جو ہین وہ میرے
باپ اور چچا ہین اور یہ دیو مجکو عاشق ہوکر اُٹھا لایا ہے مین اسکی قید مین ہون واضح ہو کہ شہزادہ
غضنفر بسبب انگشتر مہروماہ اور تیغہ کے رہتے ہین ورنہ مثل اپنے باپ کے صاحب
طاقت وقوت نہین ہین باپ بھی جبتک نظر کردہ ہوئے سے کم زور تھے غرض شہزادہ نے
ہمت مردانہ باوجود اس کم زوری کے فرمایا کہ انشاء اللہ مین اس دیو لعین کو مارونگا ملکہ نے
کہا وہ یون قتل ہوگا مگر اسکے پاس ایک نیمچہ ہے کہ اُسکو نیمچۂ سلیمانی کہتے ہین اور اسکو اپنے دخمۂ جمشیدی
مین پوشیدہ کیا ہے اور رہین کے چشمہ مین وہ اسکو دھوتا ہے اگر وہ نیمچہ تمہین ملتا تو وہ نیمچہ کش تم اسکو مار لوگے

غضنفر نے کہا کہ پھر وہ نیمچہ مجھکو چلکر دلا دو ملکہ نے کہا یہان سے تھوڑی دور پر ایک تہ خانہ ہے
اُسکے در پر کئی سو من کا پتھر رکھا ہے پہلے کوئی اُس سنگ گران کو بقوت تمام اُٹھائے پھر زینے
کی راہ سے تہ خانہ مین جائے تو وہان کئی صندوق رکھے ہین مگر دست راست کو جو صندوق ہے
اُسمین جواہر بھرا ہے اور بائین پر جو صندوق ہے اُسمین زرہ آہنی رکھی ہے اور بیچ کے صندوق مین
کئی سو من کا قفل لگا ہے بس اُسکو جو کھولے تو اُسمین نیمچہ رکھا ہے وہ لے لے غضنفر نے کہا کہ مجکو
لے چلو ملکہ نے کہا کہ مین تمکو وہان پہونچائے دیتی ہون لیکن میرا ٹھہرنا وہان مناسب نہین یہ کہکر ملکہ
انکو لیکر اُسی صحرا مین آئی شہزادہ نے دیکھا کہ چار طرف پہاڑ ہین کہ دے اُنکے مثل دہان
اژدر کھلے ہوے ہین اور جھاڑیان بہت دور تک لگی ہین صحرا تمام سنسان جھاڑ جھنکار ہے اور
اُس مقام پر کئی سو من کا ایک پتھر رکھا ہے شہزادے نے اُسکو ایک رسن مین باندھا اور ملکہ
اور اُنھون نے ملکر کھینچا اور دعا کی ازبسکہ یہ فرزند صاحبقران ہے اور چندان کمزور بھی نہین ہے
بقدرت کارساز عالم وہ پتھر اپنی جگہ سے اُکھڑا شہزادے نے اُسکو دور پھینکا اور ملکہ وہان سے
چلی گئی شہزادہ خوشی خوشی اندر اُس تہ خانہ کے اُترا تو اُسنے دیکھا کہ داہنے طرف کے صندوق مین
جواہر بھرا ہے اور بائین مین زرہ آہنی رکھی ہین اور بیچ کے صندوق مین جو قفل دیا ہوا تھا اُسکو
اُنھون نے توڑا اور اُسکے اندر سے نیمچہ نکالا اور اُسکو کھینچ کر جو دیکھا تو بہت خوش ہوے نظم

اُس تیغ سے جلوہ گر ہین جوہر | یا دامن کہکشان مین اختر | جلنے مین وہ ہے زبان طرار
کھینچنے مین تھی صاف دامن یار | اک دم جو ہو اُس سے صحبت قیس | لیلی سے ہو قطع الفت قیس
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر | مانی کو ذرا بوقت تصویر | اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جائے | گردش مین جو روز آسمان ہے | اُس تیغ کے واسطے فسان ہے

شہزادہ غضنفر اُس تیغہ کو دیکھکر ایسا محو ہوا کہ اُسی مقام پر کھڑا رہا اس عرصہ مین دیو عنکبوس
کو یہ خبر پہونچی کہ وہ نیمچہ دشمن کو ملگیا بس وہ آندھی کی طرح سے آیا اور اُسکے آنے سے تمام صحرا
اور پہاڑ تاریک ہوگئے بجلی چمکی رعد گرجا باوجود کہ یہ ہنگامہ ہوا مگر شہزادہ غضنفر کو کچھ خبر نہوئی
اور اُس دیو نے آکر تہ خانہ مین جھانکا تو نیمچہ غضنفر کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوف کھایا اور
اُس خوف کی حالت مین اور تو کچھ نہ بن آیا مگر وہی پتھر اُٹھا کر اُسنے تہ خانہ کے مُنھ پر رکھا اور

بڑے بڑے پتھر اُسکے اوپر رکھکے آپ بیٹھا کہ اندر اِسکے بے آب و دانہ تڑپکر ہلاک ہوجائیگا پس
جب یہ ہلاک ہوجائیگا اُسوقت مین اُٹھونگا غرض یہ تو یہان بیٹھا اور غضنفر قید ہوئے لیکن
حال افراسیاب سُنیے کہ اِسکے پاس عرضی مرسلہ ملکہ شمشاد پہونچی اُس عرضی کو پڑھکر اُسنے
اہل دربار سے کہا لو صاحبو کوئی بیٹا طلسم کشا کا اِس طلسم مین آیا تھا اُسکو ملکہ شمشاد قامت
نے گرفتار کیا ہے سب نے کہا کہ یہ حضور آپکا اقبال ہے غرض افراسیاب نے عرضی کے
جواب مین نامہ لکھا کہ اے ملکہ شمشاد قامت ہمکو حال گرفتاری غضنفر معلوم ہوا تمکو چاہیے ہے
کہ اُسکو بحفاظت و حراست تمام ہمارے پاس بھیجدو یہ نامہ غدار جادو کو دیا کہ اُسنے سر سے نامہ کو
باندھا اور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل شمشاد قامت کے پاس آیا یہان ملکہ نہین تھی ملازمان
ملکہ نے اُسکو ایک مکان مین اُتارا اور سامان دعوت و ضیافت کیا اُسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون
نے کہا قیدی چھوٹ گیا ملکہ اُسکے ڈھونڈھنے کو گئی ہین غدار نے کہا کہ تم اپنی دعوت و
ضیافت رہنے دو مگر ملکہ شمشاد قامت کو بلادو کیونکہ نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہون
ملازمون نے عذر کیا کہ اے غدار جادو ہم معذور ہین نہایت مجبور ہین جبتک وہ قیدی ملیگا نہین
ملکہ گا آنا غیر ممکن ہم اُنکو کہان بلانے جائین غدار یہ اُنکی باتین سنکر نہایت پریشان ہوا آخر
ناچار ہوکر یہان سے پھر گیا اور مسافت راہ طے کرکے خدمت افراسیاب مین آیا اور اِس سے
کہا کہ ملکہ شمشاد قامت مجکو نہین ملی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھپ رہی بادشاہ یہ باتین سنکر
بہت متغض ہوا اور باغبان قدرت اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تو جا کر ملکہ شمشاد اور ملکہ شمسہ
تاجدار دونون کو پکڑ لا اور دریافت کرتے آنا کہ وہ قیدی کیا ہوا باغبان وہان سے
تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور باعظم و شان تمام شمشاد کے پاس آیا شمشاد اسکو وہان نہ
ملی یہ وہان سے شمس کوہ پر آیا ملکہ شمسہ تاجدار نے اسکا استقبال کیا اور ایوان شاہی مین لا کر
اِسکو بٹھایا رقاصون کو حکم دیا کہ ناچ سامنے باغبان کے ہونے لگا جلسۂ دعوت رہا بعد اسکے
باغبان نے کہا کہ اے شمسہ چلو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے شمسہ نے کہا کہ آپ چلیے ہم اور
شمشاد دونون آتے ہین اور ادھر شمسہ جو پھر کر اپنے مقام پر آئی تو ملازمون نے اُسکے خبر دی کہ باغبان
وزیر بادشاہ کا آیا تھا اور ابھی یقین ہے کہ گیا نہین ہے شمس کوہ پر ہے شمشاد یہ کلام سنکر گھبرائی کہ دیکھا چاہیے

اب افراسیاب کیا کرے اسوجہ سے یہ بھی شمس کوہ پر پاس باغبان قدرت کے آئی اور اس
سے ملاقات کی باغبان نے کہا کہ اے ملکہ شمشاد شاہ جادوان بہت غضبناک ہے تمکو لازم ہے
کہ جلد اُس قیدی کو حاضر کرو ورنہ تمھاری جانین جائینگی اور کچھ نہ ہوگا ملک و مال سب برباد جائیگا یہ
دونون اِن باتون کو سنکر گھبرائین اور کہا کہ ای باغبان وہ قیدی کھو گیا پھر مجبور ہین کیا کرین
بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے وہ سزا دے باغبان سوچا کہ شہزادیان یہ دونون اولوالعزم ہین
اور بے مثل جادوگریان ہین کیا ضرورت ہے ان سے فساد کرنا تو چلکر بادشاہ سے کہدے جو کچھ کہ یہ کہتی
ہین بادشاہ جیسا مناسب جانے وہ کرے بس باغبان یہ سوچکر رخصت ہوا اور افراسیاب کی
پاس آکر اپنے سب حال بیان کیا کہ اے بادشاہ یہ دونون شہزادیان مجبور ہین قیدی کھو گیا
ہے اِس سبب سے ناچار ہین بادشاہ نے بغضب تمام فرمایا کہ وہ فقرہ دیتی ہین اور یہ کہکر اُسنے سحر پڑھا
کہ ایک ساحر زردہشت جادو نام سامنے اسکے آیا اُسکو اُسنے حکم دیا کہ اے زردہشت تو
فوج لیکر جا اور کوہ شمشاد اور شمس کوہ سے ملکہ شمشاد اور شمسہ دونون کو پکڑ لا زردہشت
اُسوقت بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا فوج اسکی باز و چیل وغیرہ بنکر اُڑتی ہوئی چلی راہ
مین بونڈلے کبھی بنکر ساحر اُڑتے تھے کبھی آندھی چلاتے تھے آگ برساتے تھے بیر قین
اُڑاتے تھے بجلیان گراتے تھے اسی طرح شعبدہ بازی سحر کی دکھاتے تھے اور چلے جاتے
تھے یہانتک کہ بعد چند عرصہ کے شمشاد کوہ پر زردہشت آکر پہونچا اُسوقت شمشاد اور شمسہ نے
خبر سنی کہ بادشاہ جادوان نے فوج بھیجی ہے پس انھون نے باہم مشورہ کیا کہ اب لڑنا مناسب ہے یا
صلح کرنا غرض یہی صلاح ٹھہری کہ لڑنا ہی مناسب ہے پس یہ بھی تیاری کرنے لگین اور شمشاد
کوہ شمس سے کوہ شمشاد پر پہونچی یہان زردہشت جادو نے شمشاد کوہ کو ملکہ شمشاد و شمسہ
سے جو خالی پایا تو لڑائی آغاز کی شمشاد کوہ پر ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہے اُسپر توپین چڑھادی گئین
گولہ انداز برق انداز خشت انداز الغرض مستعد جنگ ہوئے بیت لبابر توپ نے لگے دہن مین
چھپین گھبرا کے روحین سب بدن مین ٭ سحر کی ہوائیان چھوٹنے لگین جسکی وجہ سے ہوائیان
منھ پر اُڑتی تھین اس زمانہ مین ملکہ شمشاد یہان آکر پہونچی اور اُسنے دروازہ قلعہ کا کھلوادیا اور فوج
ساحران لیکر آپ ایک طاؤس پر سوار ہوکر باہر نکلی اور مقابل زردہشت آئی فوج ساحران نے

صف کارزار آراستہ کی اور شمشاد نے میدان مین آکر زردہشت کو للکارا وہ بھی سامنے آیا شمشاد نے ایک ناریل مارا زردہشت نے اُسکو اشارہ کیا کہ وہ کٹ گیا پھر ایک اژدہا ماش کے آٹے کا بناکر شمشاد پر چھوڑا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑکر شمشاد پر جھپٹا شمشاد نے ترسول اُسپر مارا کہ وہ اژدہا پھر ماش کے آٹے کا ہوگیا اور شمشاد نے ایک ایک ناریل مارا کہ زردہشت کی ران زخمی ہوگئی نظم

وہ بندوقون کا چھٹنا ہر طرف باڑھ
دل عاشق پہ جیون مژگان کی بوچھار
ہزارون رہکلے توپ اور شتر نال
دہان مارے من کا اُگلنا
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
ہزارون ہی ترنج اُسجا اُچھلتے

کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
زمین سے آسمان تک گیا کہین پار
دو جانب سے لگین چھٹنے ہوائیان
کڑک کربان کا آنا وہ اُسدم
اُڑے سر سے برنگ طائران ہوش
ہزارون ہی پڑی تھین لاشین اُسجا

برستا سیکڑون تیرون کا ہر بار
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
گھٹا مین جس طرح بجلی کا عالم
ہزارون ناریل جادو کے جلنے
لگا تھا رقص بسمل کا تماشا

غرض زردہشت بھاگ کھڑا ہوا اور شمشاد قد خیمہ و بارگاہ اُسکا لوٹ کر داخل قلعہ ہوئی اور افراسیاب حال زردہشت کے لڑنے کا اور زخمی ہوکر بھاگ کھڑے ہونیکا سُنکر کمال رنجیدہ خاطر ہوا اور کہنے لگا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ جو جاکر شمشاد کا سر لاوے یا اُسکو زندہ پکڑ کے میرے سامنے لاوے اس کلمہ کو سُنکر سرگشت جادو نے ارادہ کیا تھا کہ مین اجازت لیکر جاؤن کہ یکبارگی افراسیاب کو خیال پھر غضنفر کا آگیا بس کتاب جمشیدی سے تو اُس کافر کو سب حال غضنفر کا معلوم ہوچکا تھا کہ توسن جادو نے اُسکو دامن کوہ مین پھینکدیا ہے اور اب وہ اندر تہ خانے کے ہے دیو عنکبوس نے اُسکو گرفتار کیا ہے اور آپ او پر دروازے کے بیٹھا ہوا ہے اُسنے کلکال جادو کو حکم دیا وہ بموجب حکم افراسیاب کے غضنفر کے گرفتار کرنے کو چل نکلا اب حال سُنیے وہان کا کہ وہ عنکبوس دیو او پر دروازے تہ خانہ کے بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا کہ دفعتہً کلکال جادو بھی جاکر پہونچا اُس حرامزادے نے اُسکو جو دیکھا تو نہایت متوحش ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ یہ ساحر اُس مقام پر کس واسطے آیا ہے آخر گھبرا کے کلکال سے پوچھا کہ تم کسواسطے آئے ہو اُسنے کہا کہ غضنفر کے لینے کو بحکم افراسیاب آیا ہون عنکبوس نے کہا وہ اس مقام پر نہین ہے تم کسکو لیجاؤگے اس کلمہ پر کلکال نے خفا ہوکر کہا کہ دور ہو مردک

تو کہتا کیا ہے ارے وہ تہ خانہ مین موجود ہے اور تو ہم سے پوشیدہ کرتا ہے یہ کون حرکت ہے۔ یہ کہکر
طرف تہ خانہ کے چلا کہ دروازے کو کھولکر غضنفر کو نکالوں عنکبوس نے جو یہ رنگ دیکھا تو اسکو
ڈر تو اسبات کا لگا ہوا تھا کہ پاس غضنفر کے پنجہ سحر کش موجود ہے اگر وہ نکلیگا تو مار ہی ڈالیگا
یہ سوچکر عنکبوس لپٹ گیا اور پاس تہ خانے کے نجانے دیا آخر ساحر تو دونون تھے ہی لڑائی
ہونے لگی لڑتے لڑتے وار شمشاد عنکبوس نے ماری اُسنے خالی دیکر گولا فولادی سحر کا مارا کہ وہ
عنکبوس کے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا عنکبوس چرخ کھا کر گر پڑا اور مرگیا اُسوقت
کلکال نے بزور سحر اُس پتھر کو اُٹھا کر آواز دی کہ ارے او قیدی نکل آ مین تجھکو پاس افراسیاب
کے لیچلون غضنفر برجوع قلب سے درگاہ خدا مین دست بدعا تھے کہ دفعۃً یہ آواز گوشزد
ہوئی اور روشنی بھی نمایان ہوئی اِنھون نے روشنی کو دیکھکر دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی اور اُسی پنجہ کو ہاتھ مین لیے ہوئے باہر تہ خانے کے نکلے تو دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہے
اور وہ دیو زاد مرا ہوا برروے زمین پڑا ہے اِنکو اُسوقت کمال غصہ آیا اور کلکال سے پوچھا کہ
ارے میرے اِس شکار کو کسنے قتل کیا ہے کلکال یہ سنکر ہنسا اور اسطرح سے ہم کلام ہوا کہ ارے
او خدا پرست تیرا خیال کدھر ہے مین نے اسکو مارا ہے اور اب تجھکو بھی پکڑ کر پاس افراسیاب کے
لیجاؤن گا تو سمجھا ہوا اپنے دل مین کیا ہے غضنفر نے اُسکے جواب مین یہ کہا کہ تو نے بہت سا جھک
مارا جو اُسکو مارا زیادہ گوہ نکھا دور ہو میرے سامنے سے بھلا تیری یہ مجال ہے کہ جو تو مجھکو پکڑ کے لیجائیگا
وہ غصہ مین تو بھرا ہوا تھا اور ایک چھری اُسکے ہاتھ مین تھی اسیکو پکڑ کر واسطے مارنے کے دوڑا اِنکے
جو نہین قریب انکے آکر پہونچا کہ دو نہین اِنھون نے پنجہ سحر کش کا ہاتھ جو اُسکے سر پر مارا تو وہ ساغری
کی راہ سے نکل گیا برابر دو پرکالے اُسکے ہوئے اور آواز دار وگیر کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ظاہر ہوئی تو ملکہ نسیم جالندری کو غضنفر نے دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑی ہوئی ہے اور اُسنے
جو اِنکو دیکھا تو آکر تصدق ہوئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شہریار اب حضور اِس مقام پر
زیادہ ٹھہرنیکا ارادہ نکرین مرکب حاضر ہین ایک مرکب کے اوپر سوار ہولین اور یہان سے روانہ
ہو جاوین اِنھون نے سنکر دو مرکب بہت تیز و چالاک عمدہ ساز اور یراق سے آراستہ و
پیراستہ منگوائے ایک مرکب پر تو ملکہ نسیم جالندری کو سوار کروایا اور دوسرے کے اوپر آپ سوار ہوئے

اور نیم ملکہ جل نکلے تھوڑی دور کے اور پر جاکر ایک آہو نظر آیا انھون نے اسکے پیچھے مرکب کو ڈالا اور چاہا کہ شکار کرون مگر وہ گھوڑے کو دیکھکر جو بھاگا تو برابر دن بھر چلا گیا اور انھون نے بھی اسکا پیچھا چھوڑا آخر کو قریب شام وہ تو غائب ہوگیا یہ بھی ناچار ہوکر ہاتھ منھہ دھونے لگے اب انکو تو اس حال مین چھوڑو اور دو کلمہ داستان دلستان لشکر اسلام کے سنو کہ یہان قہرمان بن اژدر جادو نے ایک روز کہ جب سامان ضیاے آفتاب پر سیاہی آئی اور جمال شمع پر رونق ہوئی اشعار

قضارا اطاقچہ مہر جہانتاب ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب گھٹا دون صورت احسان کم ظرف

نگاہون سے چھپا ہر دامن حرف طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے آکر خدمت بادشاہ نامور مین عرض

کیا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس طرف بھی طبل جنگ بجے اب تو بہم بہادر دربار سے اٹھکر اپنے مقام پر آئے ہتھیارون کو صاف کرنے لگے نقیبان جانباز نکل کر پکارے نظم

دم تیغ آج یان طعمہ چشنک ہے نکل کر کھاسے تو شہر کا نمک ہے چلین تیار مردان نمک خوار

کرین دامان صحرا خون سے گلزار غرض سامان جنگ آراستہ کر مسلح ہوکے سب نکلے برابر

بڑھین آگے لڑین تیغ و سنان سے کریا وین آفرین سارے جہان سے کرین اب تیغ خون آشام روشن

کہ جسمین انکا لبس ہو نام روشن یہ کڑکے جو نقیبون نے سنائے جوانون کے لہو نے جوش کھائے

تلوارون پر سب نے قبضہ کیا تیرون نے دشمن کے دل توڑنے کا دعوی کیا تیغ ہر ایک موج بحر آتش تھی دشمن خصم سرکش تھی خنجر ہر ایک شعلہ فگن تھا دشمن کی جان کا دشمن تھا تیغ کی جا ہر چند کہ کمر مین تھی لیکن نہین دیدۂ ظفر مین تھی تلوار مثل زبان طرار چلتی تھی بصورت دامن یار کھنچتی تھی دشمن کے دل مین اسکا گھر تھا مژگان تیر اسکا جوہر تھا خنجر ہر ایک کا خون چاٹتا تھا خنجر گردون کا بھی گلہ کاٹنے کا ارادہ تھا چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہی شب

کی دھوان ہوکر چلی اور مزاج شمع مین جو اسی پھیلی اشعار اٹھی افزائش کیف شبینہ

بھرا حسرت سے مشتاقو نکا سینہ کواکب نے سفر چاہا فلک سے سفیدی چھائی چہرونکی جھلک سے

صبحدم امیر کشور گیر بعد نوبت مسلح و مکمل ہوکر در دولت بادشاہ ذی جاہ پر آئے اور جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ کے تخت کو کہاران اٹھائے باہر آئین کہارون نے تخت کو دھروایا امیر نے اور سب سردارون نے مجرا کیا پھر تخت بادشاہ قلب لشکر مین رکھکر جانب جنگاہ چلے نظم

همی رفت لشکر گروها گروه
تو گفتی که خورشید شد لاجورد
خروشیدن تازی اسپان بدشت
بزر اندرون چند گونه گهر
همان نامداران جوشن وران
بجنگ اندرون تیغهاے بنفش

چو دریا بجوشید هامون و کوه
ز کشور رخیز آمد سراسر خروش
ز بانگ تبیره همین درگذشت
دلیران یکایک چو شیر ژیان
برفتند با گرزهاے گران

چنان تیره شد روز روشن ز گرد
همی کر شده مردم تیز گوش
ازان شست بر پشت سالی نخست
همه بسته بر کین منفرد میان
بپیش اندرون اژدهاے درفش

یہ سب لشکر میدان جنگ مین آکر پہونچے پست و بلند زمین ہموار ہوئی سقون نے آبپاشی کی صفین جم گئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے اشعار

سنو اے عزیزان ذی ہوش و عقل | کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہے نقل | تغیر ہے شہ ہو کہ درویش ہے
سبھون کو یہی راہ درپیش ہے | کوئے کہ آگے تھا کہتا کوئی | نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش | یہ منزل نہین جاے بود و باش | گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

تہ خاک سب کا ہے دار القرار ای بہادرو کونسا ایسا دلاور نامدار ہے کہ جو آج نکلکر میدان مین سرخرو ہو نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اس کڑکے کو سنکر لشکر کی صفون پر اور لقا جو لشکر لیکر آیا تھا اور دلاورون کا پرا جمایا تھا اُسکے لڑنے والون پر مثل صف مژگان کے سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوئے اُس طرف لقا کے ہاتھی قلب لشکر مین قائم ہوئے اسطرف امیر چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدر پیکر کے چھتیس شقے ابو المعدن گرد طوق حران گرد نے سر پر کھول دیے تمام میدان پر از مشک و عنبر ہو گیا اور اُن کلہاے ہیجان سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی قلب لشکر مین تخت بادشاہ جمجاہ قائم ہوا اب قہرمان بن اژدر نگاہ نے اژدر اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آکر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران کسیکو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے یہ نعرہ سنکر ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ نے اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو نکالا سردار لشکر کے پاپیادہ ہوئے اُنھون نے سبکو بسہولت آسانی رخصت کیا علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے اور یہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرما کر سپرد خدا فرمایا شہزادہ گھوڑا اڑاکر براے مقابلہ قہرمان بن اژدر روانہ ہوئے گھوڑے کا انکے یہ حال تھا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا
جھیلے جو ذرا پلک بہ آہنے
صورت مین پری چمک مین تنہا
خورشید سے بھی کہین ہنوز

طالع مین بلند اختری تھا
تصویر جو اُسکی ہو سنگ
دوڑے تو کڑی کمان کا تیر

واہو جو مژدہ فلک بہ جاسے
پرواز کرے ہزار فرسنگ
سم بدرے چار چند بہتر

یہ جاکر سامنے جب اس کافر خاسر کے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پیل پیکر کا جنگل کی طرف سے ایک اژدر پر سوار آیا اور شہزادہ ملک قاسم پر ایسا اُسنے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہو گئے وہ ان کے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر اٹھا لیگیا بعد اسکے قہرمان نے پھر آواز دی اس طرف سے جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تیغ زن نکلا اُسکو بھی وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لیگیا اسی طرح سے فرامرز عاد مغربی مالک اژدر لندھور بن سعدان اور اور سردار یکے بعد دیگرے گئے اور سبکو وہ اژدر سوار آکر اسیر کرکے لے گیا جب کوئی سردار باقی نہ رہا تو اسوقت امیر کشور گیر نے خود نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک نقاب دار پیدا ہوا کہ اُسکے ساتھ فوج بھی تھوڑی تھی آکر اُسنے امیر کو مجرا کرکے عرض کیا کہ حضور تامل فرمائین مین جاکر اُس ساحر کو قتل کرتا ہون مگر اس طور سے کہ آپ اس امر کا اقرار کرین کہ جس شے کو تو پسند کرکے لے گا مین منع نہین کرونگا اور بخوشی تمام حوالے کردونگا امیر نے فرمایا کہ مجکو منظور ہی مین نے اس امر کو بسر و چشم قبول کیا اس کلمہ کو سنکر نقابدار ہنسا اور اُڑکر چلا گیا بس اسکا جانا تھا کہ ہاتھ امیر کے سست ہو گئے اور اعضا شکنی معلوم ہوئی اور اسم اعظم کو جو یاد کیا تو اُسکو بھی لوح دل سے محو پایا اُسوقت سمجھے کہ وہ ساحر تھا بزور سحر اسم اعظم کو بھی بند کر گیا اور میرے اوپر بھی سحر کر گیا القصہ امیر تو اس فکر مین متحیر تھے کہ اس اژدر سوار نے امیر کا نام لیکر نہیب دی جب تو ناچار ہو کر امیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُس کافر سے ہم جنگ ہوے کہ یکایک وہی اژدر سوار صحرا سے پیدا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سیاہ اپنا دکھا کر جنگل کی طرف بھاگا امیر بھی اُسکے پیچھے چلے اور اشقر کو ڈالے ہوے جنگل مین آئے مگر وہ اژدر سوار ہاتھ نہ آیا اور انکو اتنی دور لگا لے گیا کہ لشکریون کی نظر سے دونون غائب ہو گئے بس اُسنے ایک درۂ کوہ مین جاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کیا تو ہاتھ نہ اٹھ سکا گھبرا کر درگاہ خدا مین دست بدعا ہوے اور اُس اژدر سوار نے ایک انٹی کچے سوت کی اپنے

لباس سے نکالی اور چار سہ کنڈ سے چارون کونون پر گرد امیر کے گاڑ کر بزور سحر طلسم بنانے لگا اس
خیال سے کہ امیر کو اس طلسم مین قید کرجاؤن اور مین جا کر قہرمان سے عرض کرون وہ جو کچھ کہ
حکم دین مین اُسطرح سے عمل لاؤن اب اِسکو تو اس فکر مین رہنے دو کہ طلسم تیار کرتا ہے مگر
حال سنو کہ جب لشکر امیر اور سردارون سے خالی ہوا تو قہرمان حربہ سحر کا پکڑ کر لشکر امیر نامور
پر جا پڑا اور مارنا شروع کیا بادشاہ سجاہ کو تو اُسنے بیہوش کر دیا اور چاہا کہ گرفتار کرون لیکن ملازمان
بادشاہی شہنشاہ کو لیکر اُسی حالت بیہوشی مین جانب کوہستان روانہ ہوے خیمے اور
بارگاہون مین آگ لگی بہت سے لشکری رو بفرار لائے قضا و قدر نے نئے سامان دکھائے
بہت سے لشکر کے لوگ اُن ساحرون سے لڑ کر جان فروشی کر رہے تھے سینہ سپر کرکے مر رہے
تھے وہ تلوار چلی تھی کہ یقین تھا نوک مژگان سے اور تیغ ابرو سے بھی تلوار چلے گی ترک چرخ بھی جالت
لشکر اسلام دیکھکر چرخ کھاتا آفتاب تابان کا چہرہ زرد تھا تھراتا تھا ہوا پہاڑ سے سر ٹکراتی تھی
زاغ و زغن کا سناٹا جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا اشعار فسردہ ز خون پنجہ بردست و تیغ

چکان قطرہ خون تاریک میغ	تو گفتی زلبس موج خواہد زدن	وزان موج بر موج خواہد زدن
برآویختہ یک بدیگر سپاہ	جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ	زبادہ خروشش آمدہ دار و گیر
ہوا دام کرکس شد از پر تیر	زگرد سواران و آواے کوس	ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

لشکری اپنی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بھاگے بعض عورتین بچون کی اُنگلی پکڑے ہوے ننگے سر
اور ننگے پیر چلی جاتی تھین لڑکا دوپٹہ کا آنچل پکڑے ہوے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے ناک بہتی چلا
جاتا تھا لشکر مین بیوپاری دوکاندار سب مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مقبل وفادار نے
جلد جلد ملکہ مہر گہر تاجدار و ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش و ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کل بیبیون کو
صاحبقران اور اُنکے فرزندون کی سوار کر لیا اور طبل آسایش بجایا اور بارگاہ حشامی مین آکر بیٹھا
لیکن وہ نقابدار کہ جو امیر کا اسم اعظم بند کر گیا تھا اُسنے ایک شیشہ مین گولہ بنا کر رکھا اور سمت طلسم
روانہ ہوا وہ جا کر بحکم کریم کارساز اُس جھیل پر پہونچا جہان شہزادہ غضنفر بن اسد ہاتھ منہ دھو
رہے تھے بس پانی کو دیکھکر اِسکو بھی پیاس معلوم ہوئی کنارے جھیل کے اُتر پڑا غضنفر نے جو
شیشہ اُسکے ہاتھ مین دیکھا پوچھا اُس سے کہ اِس شیشہ مین کیا شے ہے اُسنے کہا کہ اسمین جان لشکر

اسلام ہے غضنفر کو یہ کلام سنکر غصہ آیا پنجہ پکڑ کر اُٹھا اور کہا کہ کہین تیری قضا تو نہین آئی ہے اُسنے کہا
کہ بس ذرا زبان کو سنبھال کر بات کرو ورنہ ابھی ساری سپہ گری بھلا دونگا خبردار میرے
سامنے بل کی نہ لینا شہزادے نے کہا کہ ابے او نابکار تیری بھی یہ اصل ہے کہ ہمسے ہمکلام
ہوتا ہے بھلا مین تجھسے کیا بل کی لونگا جا دور ہو میرے سامنے سے او مردک اس کلام کو سُنکر
وہ جھلایا اور اُنکی طرف مثل برق کے تڑپکر آیا اُنھون اُسے پنجہ کا ہاتھ جو کھینچکر مارا تو اُسکے دو پرکالے
ہوئے پس وہ شیشہ اُسکے ہاتھ سے گر کر دو ٹکڑے ہو گیا اور شور لشور قیامت بلند ہوا اور تھوڑی دیر
کے بعد آواز آئی کُشتی مرا نام من سحر نگاہ جادو بود پس اُسکا اصل جہنم ہوتا تھا اور شیشہ کا ٹوٹنا تھا
کہ اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا اور جو اژدر سوار جادو طلسم باندھ رہا تھا اور امیر بے حس و حرکت پڑے
تھے دفعتہً دست و پا مین قوت آگئی اور اسم اعظم بھی صفحۂ سینے پر منقوش نظر آیا پھر تو امیر
نے درگاہ خدا مین سجدہ شکر ادا کیا اور عقرب سلیمانی کھینچکر اُس اژدر سوار پر جھپٹے وہ اژدر
سوار ظاہر مین تو سحر کا پتلا تھا مگر اصل مین ساحر تھا پس اُسنے جو یہ حال دیکھا تو آگے بڑھکر چھڑی
امیر پر ماری کہ او نالائق مانتا نہین امیر نے وہ چھڑی خالی دیکر ایک ہاتھ جو عقرب سلیمانی کا مارا
تو بسان خیار دو ٹکڑے اُسکے ہو گئے غل و شور ہوا تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کہ مارا اژدر سوار کو اب
جو روشنی ہوئی دیکھا تو اشقر کھڑا ہے امیر اُسپر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہکر چلے اب جو دیکھا تو سب
سردار بھی آکر حاضر ہوئے کہ وہ اسی ظرفہ مین اسیر تھے امیر نے اُسکو قتل کیا تو وہ بھی سب چھوٹ گئے
اور ہمراہ امیر کے روانہ ہوئے اور سمت لشکر ظفر پیکر چلے یہان قہرمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہوا اور
سب لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے ہزارون خدا پرست بدرجۂ شہادت جانبر ہو چکے ہین کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار میدان مین لگے ہین کہ امیر آکر پہونچے اور نعرہ رعد آسا بلند کیا اختیارک
نے کہا کہ مرگ تو مبارک باشد مر لیا باجی لقا گھبرا گیا اور قہرمان گھبرا کر باہر نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر
للکارا کہ باش او کافر بیحیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ نعرہ سُنکر تمام ساحران نابکار مین جلد جلد
کمر بندی ہو گئی اور لقا و بختیارک بھی باہر نکل آئے اور لگی سحر کی مار ہونے مگر امیر نامور نے اسم اعظم
پڑھا کہ سحر تو چل نہ سکا مگر تلوار کھینچی اور شمشیر زنی شروع ہوئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ نظم

بجنبید لشکر چو دریا ز باد ۔ بر آمد خروشیدن دار و گیر
ز جا اندر آمد چو آتش قبا ۔ درخشیدن خنجر و زخم تیر

بہان ترک زرین و زرین سپر
زشنگرف نیرنگ زو بر ترنج
غریوبدن مرد و غرنده کوس
دریده دل شیر و چرم پلنگ
فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
ہزار و صد و شصت گرد دلیر

غمین شد سر از چاک چاک تبر
دو لشکر بہم اندر آویختند
ہمیکرد بر رعد غرآن فسوس
ہمہ روے صحرا سر و دست و پاے
بماہی نم خون و بر ماہ گرد
برید و درید و شکست و ببست
بیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر

توگفتی کہ ابرے برآمد ز گنج
توگفتی ہمیلہ بر آمیختند
ز آسیب شیران پولاد چنگ
بزیر سم اسپ جنگ آزمائے
بروز نبرد آن یل ارجمند
یلان را سر و سینہ و پا و دست
قہرمان بے ایمان اس جنگ مین

جو سامنے امیر با توقیر کے آیا امیر نے اُسکے حربہ کو رد کر کے جو عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تو اسکے کا سر
سر پر بیٹھکر تلوار اژدر کو کاٹکر زمین مین در آئی مع اژدر و قہرمان چار ٹکڑے ہو کے ہوے شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا قہرمان کو اندھیرا چھا گیا بختیارک اور لقا بھاگ کر اندر
قلعہ عقیق کوہ کے چلے گئے بھگدڑ ہوگئی تمام کافر شعر شکستہ سلیح و گسستہ کمر نہ بوق نہ کوس و نہ پاو نہ علم
بھاگ کر کے قلعہ مین آئے اور لاکھون آدمی مارا گیا لقا نے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا یہان طبل فتح و ظفر بجا
اُدھر صحرا مین بادشاہ کو ہوش آیا اُنکو اور ناموس مہر کو عیار لیکر آئے بازاری بیوپاری سب اگر
پھر آباد ہوے نئے سرے سے بستی ہوئی خاندان محل مین رتجگے اور صحنکین ہونے لگین بارگاہ مین
ناچ و راگ و رنگ ہونے لگا اُدھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ مین فتح تو میری
ہوگئی تھی مگر قہرمان جادو اپنے دل مین سمجھا کہ مین نے اپنے سحر سے غلبہ خدا پر ستون پر پایا ہی
اور وہ میری خداوندی کی کچھ حقیقت نہ سمجھا اس وجہ سے مین نے خفا ہو کر اُسکو غارت
کر دیا اور وہ کتے کی موت مارا گیا اگر غرور نہ کرتا تو وہ ہی فتحیاب ہوتا اس کلام کو سُنکر تمام کافر
سجدہ کرنے لگے اور گویا ہوے کہ آپ خداوند برحق ہین آپ ہی کی تقدیر یہ ہے کہ وہ مارا گیا
غرض اب اُسکو توبیخ مین چھوڑو اور امیر کو عیش کرنے دو لیکن حال غضنفر بیان کیا جاتا ہی

داستان دلستان غضنفر کا ساحران افراسیاب سے اور مقابلہ حرخ کا مہران جادو سے اور لقا کا لڑنا اور آنا بلوط کج گردن کا اور مقابلہ کرنا حیرت بدسیرت کے عیارون اور عمرو کا عیاری کرنا اور حسین جادو سے مخمور کا مقابلہ پھر غضنفر کا برق بلا افگن کو مارنا و ملکہ شمہ و شمشاد قد کا

اکثر شریک معرکہ ہونا اور افراسیاب سے مقابلہ کرنا اور ملکہ بہار کا لشکر بیشمار جمع کرکے آنا اور داستانمین متعلق اسی مضمون کے لمولفہ

رندو کمی ہو تو ہی جان ساقی
وہ بادہ جو کرسکے مجھے مست
جس سے کہ بر آئین سب مرے کام
ہر لالہ چمن میں صورت جام
میخوارون کو بیچ مین ہے لاتی
ہے پنبۂ مینا دیکھو بادل
پتے ہین ہرے ہرے نمودار
رندون کا ہے باغ مین اجارا
ہے سرو بصورت صراحی
اے ساقی بزم بادہ خواران
ساقی مجھے کردے خود فراموش
گلشن مین کھلے ہین پھول ساقی
ہان یہ ہی تو وقت میکشی ہے
مہمان ہے بہار زندگانی
کچھ ساقیا مجھکو بیخودی ہے
مضمون سے شکل یار لیتون
اٹھ مجھکو پلادے ساغر مے
زندہ کرون مردہ مضامین

وہ مے کہ جو کھوے سرگرانی
وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہو پست
گلشن مین کھلے ہین پھول خوشرنگ
اور نرگس باغ مست خودکام
انگور کو تاکتے ہین میخوار
غنچہ ہے ہر ایک مے کی بوتل
بالی کو ہے موج نشۂ مے
میخانہ بنا ہے باغ سارا
سوسن کی زبان ہی جو خاموش
ای راہ نمائے میگساران
واعظ کی نصیحتین نہ مانون
لا تو بھی پلادے پھول ساقی
مرغان چمن ہین چہچہاتے
دے مجھکو شراب ارغوانی
چومون قدم اپنے ہوش مین
افسانہ عجیب تر مین لکھون
بس پی چکے جاہ خوب کر کو
جان قصہ را داو کرد تزئین

ہان ای میرے مہربان ساقی
وہ مے کہ جو ہوئے ارغوانی
اس مے کا پلادے ساقیا جام
بلبل کے ترانے مین ہے آہنگ
سنبل کی ہے زلف پیچ کھاتی
ہین بنت عنب کے عاشق زار
پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار
متوالون کی طرح جھومتا ہے
کلیان لیتی ہین سب جماہی
ساقی یہ بھی ہوئے ہین میخوش
وہ دے مجھے مے کہ ہون مین بیہوش
ساقی ساقی ہی مین پکارون
اودی اودی گھٹا گھری ہے
دخت رز کے سہاگ کا ہے
ہان توبہ شکن پلا مجھے مے
اور صدقے ہون اپنے ہوش کے مین
جینے کا تو لطف میکشی ہے
اب اک رنگین فسانہ لکھو
دشا مندان تحفہ رنگین شاہد سخن

و مہر سخت سازان زیور عرائس مضامین زینت دہ انجمن دار فتگان شیرین زبان کلام مطلوب معانی و شیفتگان گیسوے جانان تقریر دلپذیر خوش بیانی گلدستہ طرازان سررشتہ سخنوری و رونق دہندگان بزم افسانہ گستری مہمان داستان کو کاشانہ بیان مین اسطرح

متمکن فرماتے ہین اور صحرائے تقریر مین صید مضمون کو یون شکار کرتے ہین کہ شہزادہ غضنفر
جسوقت اُس ساحر کو مار چکے اور اسم اعظم کو بھی اسیر کے رہا کر چکے تو اُنکو اشتہا غالب ہوئی
اور مارے بھوک کے بیقرار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئے اُنکو تو راہ مین چھوڑو مگر حال سنو
کہ شمسہ اور شمشاد قد کہ اُنھون نے زرد ہشت جادو فرستادہ افراسیاب جادو کہ جو واسطے
پکڑنے کے آیا تھا اور لڑکر زخمی ہوگیا تھا اور شکست کھا کر ان دونون کے ہاتھ سے بھاگ کر
چلا گیا تھا اور اُسوقت شمشاد قد اپنے قلعہ مین جا کر متمکن ہولی تھی اور شمسہ جادو بھی اُسی
مقام پر نہایت مضطر اور پریشان بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حال جو اُسکو زبانی ساحران زرد ہشت
کے معلوم ہوا تھا کہ تیری دختر قمر طلعت نے توسن جادو سے لڑکر غضنفر کو بلوا لیا تھا تو اسوجہ سے
اُسکو کمال شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی تھی بس اُسنے جھلا کر قمر طلعت کو اندر تہ خانے کے
قید کیا اور توسن جادو کو بھی قید سخت مین رکھا اور آپ سوار ہو کر شمشاد کو دیر پاس شمشاد
کے چلی گئی اور جا کر اُس سے کہا کہ اے بہن تقدیر سے سب ناچار ہین اور کسی کا بس حکم خدا سے نہین
چلتا ہے مین کیا حال اپنا کسی سے بیان کرون مجکو تو اُس گیسو بریدہ نے کہین کا نہ رکھا اور سب کے
روبرو ذلیل اور خوار کروایا اور تم سے بھی مجکو زرد رو ہونا پڑا یہ کہکر تمام حال قمر طلعت کا بیان کر دیا
شمشاد قد نے سنکر کہا کہ بہنا ابتو جو کچھ کہ ہونا تھا وہ ہوگیا رنج اور غم کھانے سے کیا ہوتا ہے کسواسطے کہ
افراسیاب سے تو بالکل بگڑ گئی ہے عذر خواہی بھی کرینگے تو وہ سماعت نہین کرنے کا اس سے یہی مناسب
ہے کہ اپنی جان پر کھیل جاؤ اور جو کوئی کہ اُسکی طرف سے آئے اُسکو بلا تامل مارو اسمین جو چاہے وہ
ہوجائے مین تو اپنے دل مین بھی ٹھان چکی ہون شمسہ جادو نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ میرا بھی یہی
ارادہ ہے کیونکہ مرنا تو ایکدن مقرر ہے پھر پڑے نہ مرنے سے اسکے سوا اب کوئی تدبیر حقیقت مین
بہتر نہین ہے یہ کہکر اور آپسمین مشورہ کر کے اپنے اپنے سحر کو تیار کرنا شروع کیا اور سب اپنے ملازمون سے
بھی کہدیا کہ آمادۂ مرگ ہوجاؤ اور جہانتک کہ تمسے ہو سکے سحر کو تیار کرلو اب یہان تو دونون لشکر ونمین
تیاری ہو رہی ہے اور وہان افراسیاب کو جو یہ خبر پہونچی کہ زرد ہشت تو زخمی ہوگیا اور ملکہ شمسہ
اور ملکہ شمشاد دونون آمادہ برزم پیکار ہین تو وہ نہایت برہم ہوا اور گلزار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر
دونون کے سر کاٹ کر جلد لے آؤ وہ اُسی وقت چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہو کر روانہ ہوا اور

اگر سامنے شمشاد کوہ کے زروکش ہوا ملکہ طبل جنگ بجوادیا شمشاد کو جو حال معلوم ہوا تو اُسنے بھی طبل
جنگ پر چوب دلوائی پھر تو طرفین سے تباری حرب و ضرب کی ہونے لگی اور افراسیاب کو
خیال آیا کہ شمشاد قد کے ہمراہ تو شمسہ جادو بھی ہوگئی ہے اور تونے تنہا گلزار کو بھیجا ہے ایسا نہو کہ اُسکی
شکست ہوجائے کسی اور کو بھی اُسکی مدد کے واسطے روانہ کردے کہ وہ جاکر کوہ شمس کو برباد کرے
یہ سوچ اُسنے پیکار جادو کو حکم کیا کہ تم جاکر کوہ شمس کو برباد کردو کہ اُسکا نشان تک باقی نرہے اور وہان سے
جو پھرنا تو شمشاد کوہ کے اوپر آکے ٹھہرنا اور دیکھنا کہ اگر گلزار جادو نے اُسکو فتح کرلیا ہو تو پھر تم خبر نہونا اور
تم بھی گلزار جادو کے شریک ہوجانا اور قرار واقعی لڑکر اُسکو قتل کرڈالنا پیکار جادو نے کہا
کہ بہت اچھا اور رخصت ہوکر بیس ہزار ساحر سے روانہ ہوا اور برہم ملغر جاکر کوہ شمس پر پہونچا
ملکہ شمس جادو تو اُس مقام پر نہ تھی اُسنے میدان خالی پاکر شمسہ کے لوگون کو مارنا شروع کیا
وہان بھی بڑے بڑے ساحر زبردست تھے اُنھون نے بھی حربہ ہاے سحر پکڑے اور پیکار کے
ساتھ سرگرم پیکار ہوے نارنج ترنج رائی سرسون اُردو نبوے مٹر کے دانے ہار فلفل گچھے سوسو کے
مارنا شروع کیے طرفین سے چوٹ چلنے لگی ہر سحر کے غل مچانے لگے ساحرون کا کلیجہ ہلانے لگے
آندھیان اُٹھیں بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے آگیا بیتال شعلہ بن نکلے ڈراتے تھے ایک طرف سے
سوار کارزار کررہے تھے بہادر مررہے تھے تلوار چل رہی تھی کشتی جان بہادران بحر مرگ مین
ڈوبی تھی خنجر اُنگلیون نے جان ہر ایک کی لی تھی کہ اشعار

سپہ گشت بر چرخ بہرام پیر — برآمد یکے ابر برسان قیر
دو لشکر برآمد زیک سو بجاے — نہ سر بود پیدا اسپہ را نہ پاے
برآمد زہر دو سپہ بوق کوس — زمین کرد تا آسمان دست بوس
زنعل ستوران پولاد ساے — زمین چون فلک خواست رفتن ز جاے
سر نوک نیزہ ستارہ بہ برد — سر تیغ تاب از ستارہ ببرد

سب ملازمون نے ملکہ شمسہ جادو کے صلاح کی کہ ہماری مالکہ تو اس مقام پر ہے نہین اور لڑائی بسطرح
بڑی بھر ہے سردار کے کہانتک لڑینگے ایسا نہو کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے اِس سے ہمارے
نزدیک تو یہ امر بہتر ہے کہ توسن جادو کو ملکہ قید کرگئی ہین اور وہ نہایت زبردست ساحرہ ہے
اُسکو رہا کردو اور ملکہ قمر طلعت کہ روشنی چشم اور چراغ خانہ شمسہ ہے اُسکو بھی رہا
کردو اور کسی طرف کو لیے ہوے چلے چلو شاید کچھ پیچ پڑگیا تو پھر غضب ہوجائیگا اور ملکہ سوائے

اسباب کے اور کچھ نہ کیا ننگ کرنے میری لڑکی کو جان بوجھکر ہاتھ سے کھو دیا اور لڑائی مین کسی کا
اجارہ نہین ہی خدا جانے کہ کون فتح پائیگا اور کسکی شکست ہوگی غرض سب نے اس بات کو پسند
کیا اور اُسی وقت توسن جادو اور قمر طلعت کو قید سے سب ساحرون نے رہا کر دیا توسن جادو
نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تو وہ خود مقابلہ کو نکلی اور سرگرم کارزار ہوئی آخرکار پیکار جادو کے اوپر
سحر غالب نہ آیا تو اسوقت سب ساحر شمسیہ کے بدحواس ہوے اور ارادہ بھاگنے کا کیا
قمر طلعت نے جو یہ حال دیکھا تو زار و نزار رونا شروع کیا اور طرف آسمان کے ہاتھون کو
اُٹھا کر اس طرح سے مصروف دعا ہوئی کہ اے پروردگار عالم مین تازہ مسلمان ہون اور وہ دستگیر
میرا مجھسے چھوٹا ہوا ہے تو واسطے اپنے حبیب کا کہ میرے وارث کو جلد میرے پاس پہونچا دے
کہ مین بطفیل اُسکے اس عذاب الیم سے رہائی پاؤن القصہ قمر طلعت تو مصروف دعا تھی کہ
بقدرت بے نیاز غضنفر بن اسد جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آنکلے اور کوہ شمس کو
جو دیکھا تو بیقرار ہو گئے مرکب کو اُڑایا اور آکر اوپر کوہ کے پہونچے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی بس انھون نے
باگ مرکب کی کی اور پکارے اشعار

شہنشاہ دوران یل نامدار	غضنفر منم ابن اسد شہسوار
کنم روے کشور ہمہ بے سپاہ	سنانم گذر کرد از چرخ و ماہ
ہمہ راہ و رسم پلنگ آورم	سر سرکشان زیر چنگ آورم

یہ نعرہ کرکے اُس تیغہ سحرکش کو انھون نے نیام سے لیا اور فوج ساحران پر گرے اب تو
نخل تن سب کے قطع ہونے لگے سر مثل برگ خزان کے جھڑتے تھے موت کی ہوا لگھاے
ہستی کو مرجھا رہی تھی بسان سرو قامت آزاد تھے شجر قامت برباد تھے نہر خون کی جاری تھی

زخمون کی گلکاری تھی اشعار	ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ	تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
سپہ در سپہ یافتہ دشت و راغ	درخشیدن تیغہا چون چراغ	جہان سر بسر گشتہ دریاے قار
برافروختہ شمع نو صد ہزار	ز خون خاک میدان کمین گشتہ تیر	ز تشنیز شیران ہمی رست سیر
کنند از زمین بر ز جا میگرفت	ز گرمی روان را روان میگرفت	برآمد خروشیدن دار و گیر
چو باران ببارید نو ہین و تیر	ز بس نیزہ و تیغ زہر آبدار	ہمہ تیرہ بد چشم خنجر گزار

بہ پیوستہ گرد چو ابر سیاہ   کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ   غرض اُسی ہنگامہ کارزار مین پیکار جادو کو للکارا اور اُسنے غضنفر کو دیکھا ایک ہاتھ سحر کی تلوار کا مارا اُنھون نے خالی دیکر ہو ہاتھ تلوار سحر کش کا مارا تو اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر اُس تیغ نے کہ ساحر کے خون کا پیاسا ہے سپر کو کاٹ کر اُسکے سر کو سراسر کاٹا اور زمین مین آکر ٹھہرا اُسکے مرنے سے آواز گرد دار کی بلند ہوئی اور اندھیرا ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ مارا پیکار جادو کو اب جو ملکہ قمر طلعت کو حال معلوم ہوا کہ پیکار جادو مارا گیا تو یہ سجدۂ شکر خدا مین جھک گئی اور اُدھر ساحرون نے پیکار جادو کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو توسن جادو ساحران شمسیہ کو ہمراہ لیکر اُنکی سد راہ ہوئی اور غضنفر نے تیغ سحر کش بیچ سبکو رکھ لیا آخر ہزارون مارے گئے بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوے غضنفر اُنکے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ کر ملکہ قمر طلعت کے باغ مین آیا اشعار

نئے سر سے آئی چمن مین بہار   غضنفر بھی اور ملکۂ گلعذار
وہی ساقی و جام مینا وہان   وہی گلبدن اور وہی بوستان
لگا ہے چلنے آپسمین دور شراب   لگے بجنے محفل مین چنگ و رباب

اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ خورشید دیوانکدہ چرخ سے دربار برخاست کرکے کاشانۂ مغرب مین گیا اور زاغ شب نے پر پرواز اپنے کھولے نظم

فراغت کش مکش سے پائی سب نے   سیاہی دی اُبھر کر بخت شب نے
سمجھ کر قصد خورشید جہانتاب   بڑھا مغرب کے جانب مائل خواب

رات کو شہزادہ غضنفر نے جلسۂ عشرت آراستہ کیا لب نہر شہزادی کو لاکر بٹھایا دور جام مے ارغوانی کا چلنے لگا پھر تو یہ عالم ہوا کہ اشعار

کبھی کچھ اور جوشش مدعا تھا   کہین سینہ سے سینہ کی رگڑ تھی   کہین لب لب سے لذت آشنا تھا
کہ شب تھوڑی مزون کی جوش ایسے   بھلا ارمان سب نکلینگے کیسے   کہین رغبت یہ سمجھاتی تھی جی کو
مئے خوشرنگ چھلکا کر بھرا جام   ملا لب سے کہا پی اسکو جانی   کہ اتنے مین بھرا اک جام گلفام
بہار عمر مین معشوق و ساغر   یہ خالق نے دیے تجکو برابر   کہ حاصل کچھ ہو لطف زندگانی
مزوک اسوقت پیارے انکو جیکو   لب گلگون کا بوسہ اک مین دو   غنیمت جان لطف زندگی کو
کہ دیکھین جو ملے کیسے مین پھر

سامنے رقاصان مہر طلعت رقص کرنے لگین اب چاندنی سے کی دل آرام ہوئی ہر طرف چاند نور

بچھی تھی اور خواصین ملکہ کی باد جھولے مین بھرے اُڑا رہی تھین باہم شاہزادہ اور ملکہ مین اختلاط
ہوتا تھا اوس گر رہی تھی رات بھیگتی تھی فلک پر تارے جھنکے ہوئے تھے پروانون کے
جگر سے سوز کی بو آتی تھی اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین وہ شب گذری اور وہ زمانہ آیا کہ رنگ
سحر کافوری ہوا اور جمال شب نے سفیدی پیدا کی اشعار

اُٹھا ساماں اجازت چاہی شب نے | کہ جب جوش سحر اُمڈا زمین پر ڈگر کو | یہ باتین تھین کہ رخصت چاہی شب نے
نظر آنے لگے سامان پھر

ہنگام سحر شہزادہ غضنفر نے نماز سحر کو ادا کیا اور پھر وہان سے میر شکار کو بلا کر سامان شکار
کی درستی کا حکم دیا پھر تو اشغال

بحار و صحاری پہ ہی عرصہ تنگ
دلون مین ہراس کمان و کمند

روان بحر لشکر ہوا موج موج
گریزان سراسیمہ ہین وان پلنگ
کہین گرگ وادی کو فکر گریز

گئی چشم خورشید تک گرد فوج
چکارے ہرن دونون مین فکر مند
نظر ادھر ادھر آئے تیر تیز

یہ شہزادہ سوار ہو کر برائے شکار جانب صحرا روانہ ہوا اور بہت سے جانورون کو صید کر کے
ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور تمام دن پیچھے لگا ہاتھ نہ آیا آخر ایک مقام پر ٹھہر کر
آسایش کی اور پھر وہان سے اُٹھکر ایک سمت کو روانہ ہوئے لشکر سے چھوٹ گئے اب انکو اُدھر
جانے دیجئے لیکن حال ملکہ نسیم جالندری کا سُنو کہ یہ جو اُس روز غضنفر سے جدا ہو گئی تھی
تو پیچھے ایک درخت کے حیران اور پریشان کھڑی ہوئی اِدھر اُدھر بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی ناگاہ
اُسکی طرف آسمان سے جو گئی تو دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر مرکب کو اُڑائے ہوئے بروئے ہوا
چلا جاتا ہے یہ تو اُسکو دیکھکر خوف زدہ ہوئی اور اُسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین زیر درخت
مثل آفتاب تابان کی ایستادہ ہے تو اُسنے اپنے گھوڑے کو فوراً قریب اسکے اُتارا اور پاس آکر
کہنے لگا کہ اے جان جہان تو گل کس گلستان کی ہے اور شمع کس محفل بزم افروزی کی ہے اور اس
مقام پر تیرا آنا کس وجہ سے ہوا ہے اور میری تو جان تجکو دیکھکر نکل گئی ہے عمر بھر غلامی مین تیری حاضر
رہونگا تو مجکو اپنے غلامون مین منظور نظر کرے اور اس گھوڑے پر میرے سوار ہو لے کہ یہ
ہزار کوس زمین سے اونچا اُڑتا ہے اور اسپ بادخور اسکا نام ہے کیا مجال ہے کسی دیو زاد یا پریزاد کی
کہ جو برابر اسکے اُڑ سکے اس تقریر کو سُنکر ملکہ ایک تو پریشان اور حیران ہو رہی تھی اب اور مضطر
ہوئی اور روبرو اُسکے منت اور سماجت کر کے کہنے لگی کہ آرے مین جان سے اپنی عاجز ہو رہی ہون

تو میرے پیچھے نہ پڑ اور میرے خیال سے درگذر میں تیرے ساتھ نہیں جاؤنگی غرض ہرچند ملکہ نے
منت اور سماجت کی مگر اُس کافر نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ اگر تو ساتھ سہولیت کے میرے
ساتھ چلنے میں عذر کریگی تو پھر میں تجکو بجبر لیجاؤنگا اور میرا کوئی کچھ نکر سکیگا میں کسی سے نہیں ڈرتا
ہوں تیرا کدھر خیال ہے یہ کہکر دست درازی پر موجود ہوگیا اُسوقت ملکہ نے کہا کہ ارے ظالم
اظلم میں لاوارث نہیں ہوں تو میرے جسم کو خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی ہاتھ تیرے جل
جائینگے اور مفت میں تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ میرے تئیں کوئی پائیگا کہاں کہ جو مجکو ماریگا میں تجکو
اپنے آگے اوپر اپنے مرکب بادخور کے بٹھالونگا وہ زمین سے ہزار کوس اونچا ہوا پر جاتا ہے پھر
اُسکو کوئی شخص کیونکر پائیگا کہ جو ماریگا اور تو اُسکے ہاتھ آئیگی اس سے بھی تو بہر صورت مطمئن رہ اور
میری ساتھ چلی چل میں سارے اپنے گھر کا تجکو مالک اور مختار کرونگا اور اگر کوئی وارث تیرا
پیدا ہوگا تو اُس سے بھی میں سمجھ لونگا تو خوف اور اندیشہ کسی امر کا نکر میری جان تیری جان کے
ساتھ اب تو دل کو لگی ہوئی ہے القصہ اس طرح سے بکر کر جو اُسنے کہا تو ملکہ مایوس ہوکر درگاہ خدا میں
دست بدعا ہوئی بقدرت پروردگار عالم ملکہ بروے آسمان نظر حسرت سے دونوں ہاتھ اُٹھائے
ہوئے دعا کر رہی تھی کہ یکبارگی غضنفر جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آکر پہنچے ملکہ تو دیکھکر
غضنفر کو مانند گل خندان ہوگئی اور اُس کافر سے بکشادہ پیشانی اس طرح سے ہمکلام ہوئی
کہ ارے او حرامزادے دیکھ کہ وارث وہ نمودار ہوا تو بکتا کیا تھا اُسنے جو پلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان
کمسن کو مثل نیر اعظم اوپر اسپ بادرفتار کے فی الواقعی آتے ہوئے پایا مگر یہ سمجھ کے کچھ خیال بھی اُسنے
نکیا کہ یہ کیا مال ہے اسمیں غضنفر کی نگاہ جو اوپر ملکہ کے پڑی تو دیکھا کہ پریشان اور مضطر زیر درخت
کھڑی ہوئی ہے اور ایک ساحر کچھ باتیں سینہ زوری کی کر رہا ہے بس انکو تاب باقی نرہی بیقرار
ہوکر طرف ملکہ کے باگ مرکب کی لی اُس ساحر نے جو انکو آتے دیکھا تو یکبارگی اُٹھکر کھڑا ہوا اور
پکارا کہ او چھوکرے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا غضنفر نے کہا
کہ او مردک کیوں تیری شامت آئی ہے یہ کہکر اُسکے قریب آئے اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھوں
نے اُسکے وار کو خالی دیکر نیچہ سحر کش جو مارا دو پرکالے ہوئے شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور شہزادہ
نے مرکب سے اُترکر ملکہ نسیم جالندری کو گلے سے لگایا اور بہت تشفی و دلداری کرکے ایک درخت

سایہ دار کے نیچے آکر بیٹھی ملکہ نے اُس اسپ بادخور کی تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار یہ مرکب بروے ہوا جاتا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی مرکب ہے خدا نے مجکو دلوایا القصہ وہ رات اور دن صحرا مین بسر کی اور دوسرے روز اپنے مرکب پر ملکہ کو سوار کیا اور آپ اسپ بادخور پر سوار ہو اور وہان سے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو مگر اب ذکر افراسیاب جادو کا سنو کہ پیکار جادو کو غضنفر نے قتل کیا تھا تو اُسکی لاش کو اُسکے لوگ لیکر طرف افراسیاب کے بھاگے تھے وہ جو روتے پیٹتے لاش کو اُس نابکار کی لیے ہوے اوپر در دولت افراسیاب کے پہونچے اور دُہائی دیکر دادخواہ ہوے وہ غل اور شور کو سُنکر بدحواس ہو گیا اور اِن سبھون کو بلاکر سامنے اپنے پرسان حال ہوا اُنھون نے جو کچھ کہ ماجرا گزرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ غضنفر نے آکر پیکار کو مار ڈالا و گرنہ وہ کوہ شمس لے چکا تھا افراسیاب نام غضنفر کا سُنکر برہم ہوا اور ہیکل جادو کو حکم کیا کہ جلد جاؤ اور جاکر شمسہ اور شمشاد قد اور غضنفر کا سر کاٹ کر لے آؤ خبردار بھاگ کر جانے نپاوین ہیکل جادو چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہوکر فوراً روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑو اور حال سنو شمشاد کوہ کا کہ وہان جو گلزار جادو نے طبل جنگ بجوایا تھا تو رات کو تیاری سحر مین دونون لشکر مصروف رہے ہر دونکو بھینٹین ملین اور جھٹکے کیے گئے ڈھول جھونجنے لگے ننگاڑی ڈھرو بجانے لگے مسان کی مٹی لیکر جوت کا دیا قائم کیا زروٹین اُڑانے لگے کہین منترون کی جاپ تھی لونا چماری اور دھنتر اور جوگی جیپال کی دہائی دیتے تھے کوئی منتر پڑھتا تھا کہ کالی کالی مہاکالی کالی کلکتہ والی نپال کا پانی پیتی دشمن کی جان لیتی آگ لگانے سرگ کو جانے جو بیری ہو مارا جانے پڑھو دیوالی مین ایسر باچا جو ہمارا کام نہ کرے تو وہ دھوبی کے کنڈ مین پڑے غرض اسی ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے دریاے نور سحر مین غوطہ مارا اور ساحر آفتاب تیغ زرین لیکر میدان مین آیا کہ اشعار

وہ دھندلاپن مٹا بینش نظر سے
ہوا افسانۂ شب جب فراموش
نگاہین لڑ گئین حسن سحر سے
صدا آئی گجر کی تا لب گوش

ملکہ شمسہ و شمشاد قد دونون تخت سحر پر سوار ہوکر عرصہ کارزار مین آئین اُدھر سے گلزار جادو بھی اپنے اژدر پر سوار ہوکر مقابلہ مین آیا دونون جانب کو صف آرائی ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجے جے جے سامری کا غل ہوا ابر سحر برساکر گرد و غبار کو بٹھایا میدان کارزار مثل آئینہ بنایا ڈنکے گرجنے اور نے بجنے لگے ترسول اور پنسول بلند ہوے

نقیبون نے نکل کر صدا دی کہ ای ساحران نامی دیکھو کہ نہ سامری ہے نہ زردہشت نہ ساحر مشمش ہے دنیا کا یہ حال ہے کہ نظم

شگون یان کا دیکھا سراسر شتاب ۔ چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب ۔ نہین جائے باش ہے یہ جا عجب
نہ جدول رہیگی نہ نہر روان ۔ گلستان کو پائینگے نہو کا مکان

کونسا دلاور نامدار ہے کہ جو آج نکل کر میدان مین اپنا ہنر دکھائے یہ کہکر نقیب تو کنارے
ہوے اور گلزار اپنے اژدر کو اڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای شمسہ جادو آؤ میرے
مقابلہ کو شمسہ تخت اپنا اڑا کر سامنے اُسکے گئی اُسنے ایک گولہ سحر کا مارا کہ تخت ملکہ کا ٹوٹ گیا
اور شمسہ جادوگر پڑی اُسوقت شمشاد نے اپنے مرکب سحر کو نکالا مگر وہ مرکب بھی مارا گیا
اور گلزار جادو غالب آیا اور تلوار سحر کی کھینچکر سپر کو چہرہ کی پناہ کر کے لشکر شمسہ کی طرف
چلا اُسوقت شمسہ جادو اور شمشاد قد تلوار سحر کی کھینچکر اُسپر آپڑین اور دونون طرف سے
ہاتھ تلوار کے چلے شمشاد نے سپر کو سحر کی آڑ کیا مگر وہ تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر اتری گلزار نے
دستانہ سحر کا مارکر تلوار کو دور کیا اور اُسکے جواب مین آپ تلوار ماری شمشاد نے وہ تلوار
خالی دی مگر ہلکا سا زخم شانہ پر آیا یہ ماجرا دیکھکر شمسہ نے درمیان مین آکر شمشاد کو تو ہٹا
دیا اور آپ ایک تلوار گلزار کے ماری اُس روسیاہ نے ترسول سحر پر اُسکو روکا مگر ترسول کے
دو ٹکڑے ہوے اُسوقت اُسنے گھبرا کر انگوٹھی جمشید کی دکھلائی کہ اسکی چمک سے شمسہ
بیہوش ہوگئی اور اُسی عالم مین گلزار نے چاہا کہ مین سر کاٹ لون یہ ماجرا جو لشکر شمسہ نے دیکھا
تو بدحواس ہوکر لینا لینا کہتے ہوے دوڑے اُسوقت بقدرت خدا غضنفر بن اسد گھوڑا
اڑائے ہوئے یہان آکر پہونچے اور انھون نے دیکھا کہ تاریخ ترنج سحر کے اُچھل رہے ہین اِس
زور و شور سے کہ جیسے آگ لگی ہوئی ہے بس انھون نے اپنے اسپ بادخور کو جو اشارہ کیا تو
وہ اُڑکر برو سے ہوا بلند ہوا اور وہان سے جو انھون نے دیکھا تو شمسہ تاجدار کو بیہوش پایا
اور ایک ساحر سیہ رو کو دیکھا کہ وہ سر اُسکا کاٹا چاہتا ہے بس یہ دیکھکر مثل ہوا کے قلب لشکر مین
سر پر گلزار جادو کے آکر اترے اور نعرہ کر کے للکارا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار دست خود را نگہدار

کہ باہم رسیدیم اُسنے جو اس آواز کو سُنا تو بغیظ و غضب تمام شمشیر سحر کو مارا انھون نے اُسکے وار کو
خالی دیکر جو پنجہ سحر کش مارا تو اُسکے دو پر کاٹے ہوے پھر تو لشکر اُسکا الینا الینا کہکے شہزادہ پر آپڑا شاہزادہ
نے زیر پنجہ سحر کش رکھ لیا رستخیز قیامت زا برپا ہوئی پھر تو اشعار

بہم لڑ بسیار در کارزار
از آواز آن گرد سالار کش
بہ شمشیر ازان لشکر نامدار
نہ بادیو جائے نہ با پیل ہش

کشیدند شمشیر و گرز آن سران
بر آمیخت باہم سپاہ گران
یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ بگرفت ازان روے خورشید رنگ

فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل
ہمہ کشتہ دیدند بر چند میل

غضنفر نے سبکو بیک چشم زدن مار کر بھگا دیا اور سبکو ہٹا کر قریب شمسہ جادو کے آیا اور اُسکے
لہو کو رومال سے پاک کیا اور کہا اے ملکہ شمسہ جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کرین افراسیاب
کی کیا مجال جو نگاہ کج دیکھ سکے اب آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے اس اثنا مین گلزار جادو کے
ساحرون نے آگھیر لیا شاہزادہ نے پھر اُنکو درہم اور برہم کیا اب جو وہ بزور سحر اُڑ کر بھاگے
تو انھون نے بھی اپنے مرکب بادخور کو اشارہ جو کیا تو وہ بھی بلا کی طرح اُنکے پیچھے پڑا
غضنفر نے مارے تلوارون کے ہزارون لاشون کو گرا دیا یہ رنگ جو غضنفر کا شمشاد اور شمسہ نے
دیکھا کہ بروے ہوا یہ ساحرون کو چورنگ کر رہا ہے تو یہ دونون تعریفین کرنے لگے دست بدعا برائے
غضنفر ہوئین اور ان دونون کے ملازم جو ساحر تھے وہ تعریفین کرنے لگے اور پکارے کہ اے شہریار
سبحان اللہ کیا کہنا ہے اب پھر آیئے مگر اُنکو اُسوقت رن چڑھا ہوا ہے یہ اُن ساحرون کو مارتے ہوے
چلے جاتے ہین اُنکو تو اس حال مین چھوڑو مگر حال نسیم جالندری کا سنو کہ ہیکل جادو جو افراسیاب
کے حکم سے طبل و بوق بجاتا ہوا چلا تو آتے آتے وہان آکر پہونچا کہ جہان ملکہ نسیم جالندری
غضنفر کے مرکب پر سوار چلی آتی تھین اور غضنفر اسپ بادخور اُڑا کر آگے چلے آتے تھے یہ پیچھے
رہ گئی تھین چنانچہ ہیکل جادو نے جو اُسکی صورت کو دیکھا ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ ہوا
مرکب کو اُڑا کر اُسکے پاس آیا اور گویا ہوا کہ اے سرو روان باغ خوبی اس صحراے سنسان مین تو یکہ و
تنہا کدھر کو جاتی ہے اور تو بلبل کس گلستان کی ہے سچ بتا تجکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہے کیونکہ مین تیرا بندہ بے دام
ہون اگر مجکو اپنی غلامی مین قبول کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن تابی نکرونگا ملکہ نے یہ کلام سُنکر کہا
کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے جا اپنی راہ لے میرا مالک اور وارث شکار کو گیا ہے کہین ایسا نہو کہ وہ

آجائے تو جان تیری مفت جائے اور علاوہ اسکے پرائی ناموس سے ایسی باتین کرنا انسان کو لازم
نہین اُس کافر نے ملکہ کے کہنے پر مطلق خیال نکیا اور قریب آکر ایک ساحر سے کہا کہ نام اُسکا قہر جادو
تھا کہ تم اس عورت کو اپنے ساتھ مرکب پر سوار کرلو جب ہم کہین قیام کرینگے تو سمجھ لینگے سو قہر جادو
نے اُسکے کہنے سے ملکہ مذکور کو پکڑ کر زبردستی اپنے مرکب پر سوار کیا اب ہیکل جادو شادان و فرحان
وہان سے چلا طبل و نقارے بجنے لگے صدائے طبل غضنفر کے کان مین پہونچی اسی وقت وہان سے اسپ
بادخور اُڑا کر جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ نسیم جالندری ایک ساحر کے مرکب پر سوار ہے اور ایک لشکر بیشمار
چلا آتا ہے مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ ہر دم یہی چاہتی ہے کہ اپنے تئین گھوڑے پر سے گرا دون اور آنسو آنکھ سے
جاری ہین وہ ساحر گرنے نہین دیتا ہے دونون ہاتھون سے تھامے ہے یہ حال دیکھکر غضنفر گھبرا گئے
اور وہین سے باگ مرکب کی لی اور ہیکل جادو پر آپڑے مگر وہ قریب کوہ شمس پہونچ چکا تھا جہان ملکہ
شمسہ اور شمشاد قد موجود تھین ملکہ شمشاد جو زخمی تھی تو پالکی مین لیٹی تھی اور انتظار غضنفر کے
آنیکا کر رہی تھی کہ ہیکل نے آکر سخت و سست کہکر حملہ کیا اور فوج غضنفر کے ہاتھ سے جو گلزار
کی بھاگی تھی وہ بھی آکر شریک ہیکل ہوئی اور بروے ہوا قائم ہو کر پکاری کہ اے ہیکل گلزار کو غضنفر نے
قتل کر ڈالا ہے اب تم بچے رہنا اور ہم جاتے ہین شاہ جادوان سے اطلاع کرینگے تو تم غضنفر سے لڑو ہم جاکر
اور ساحر کو تمھاری مدد کے لیے بھیجتے ہین یہ کلام سُنکر اس ساحر نے کچھ جواب ندیا اور تلوار کھینچکر
شمشاد قد پر جا پڑا شمشاد ہر چند کہ زخمی تھی مگر جی واری کرکے یہ بھی لڑنے لگی اُدھر نسیم جالندری
نے جو غضنفر کو دیکھا تو پکاری کہ اے شہریار یہ کافر مجھکو زبردستی پکڑ لایا ہے اب اللہ تعالیٰ نے میری آبرو
بچانیکو آپکو بھیجدیا ہے آپ اسے جلد قتل کرین کہ مین رہائی پاؤن غضنفر یہ سُنکے نعرہ کرکے سر قہر جادو
پر آئے اُسنے ترنج سحر کا مارا مگر بسبب تیغہ سحرکش کے اُسنے تاثیر نہین کی اور غضنفر نے جو تیغہ سحر مارا
تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے بس اُسکو مار کر ملکہ نسیم کو اپنے اپنے مرکب پر بٹھا لیا قضا کار
توسن جادو کو بھی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ شمشاد کوہ پر ملکہ شمسہ اور شمشاد قد دونون
افراسیاب سے لڑ رہی ہین بس وہ بھی مع فوج وہان سے چلی اور یہان آکر
جو پہونچی غضنفر کو اُسنے سلام کیا اور کہا واہ واہ کیا کہنا حضور کی شجاعت لیکن اب آپ
ایک کام کیجیے کہ ملکہ نسیم کو تو میرے حوالے کیجیے اور آپ ان کافرون پر تیغ کیجیے غضنفر نے

توسن کو اچھی طرح پہچانکر ملکہ نسیم کو تو اُسکے حوالے کیا اور کہا کہ یہ میری محسن ہے اور ناموس بھی ہے
اس سے بہت ہوشیار اور خبردار رہنا ایسا ہو کہ اسکو کسی طرح کی تکلیف پہونچے توسن نے
کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں انکی کنیز ہون مثل قمر طلعت کے توسن جادو غضنفر سے
یہ کہہ رہی تھی کہ ساحرون نے ہیکل جادو سے اطلاع کی کہ غضنفر نے آکر تیری معشوقہ کو چھین لیا اور سرخ
جادو کو مار ڈالا وہ سنکر نہایت بیتاب ہوا اور شمشاد قد کو چھوڑ کر غضنفر کی جانب پھر پڑا اور
مرکب سحر کو اُڑا کر برابر غضنفر کے آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ سحر کش کا
مارا تو اُسنے بھی خالی دیا اب طرفین میں لڑائی ہونے لگی اسنے اپنے مرکب کو برو سے ہوا بلند کیا
انھون نے مرکب بادخور کو اپنے ایڑھ کی اور برابر اُسکے پہونچکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا اور مرکب کو بلند کیا
اور اسکے ساتھ کا لشکر زمین پر چلا جاتا ہے آخر ایک مقام پر غضنفر نے دباو ڈالکر ایک ہاتھ جو تیغ کا لا الٰہ کھینچکر
مارا تو اُس کافر کے دو ٹکڑے ہوے شور دار و گیر برپا ہوا اور اُسکی فوج میں دونون ٹکڑے اُسکی لاش کے
آکر گرے اب تو غضنفر نے مرکب کو اپنے تیز کیا اور سب کو مارنا شروع کیا کہ اشعار

برآمد ز درخشیدن تیغ تیز	زمین از نہیب آمد اندر گریز
سپر بر سپر تیغ ہندی گذشت	ازان نامداران دو بہرہ گذشت
بغرید چون رعد در کوہسار	و یا شیر جنگی گہ کارزار

غرض سب کو مار کر بھگا دیا اور غضنفر نے انکا پیچھا کیا جب وہ سب بھاگ گئے تو اب
غضنفر کا فرط جوع سے بہت حال غیر ہوا یہ ایک صحرا میں اُتر پڑے اور آہو کو شکار کیا
اور جھیل پر بیٹھکر اُسکے کباب کھائے اور میان شمشاد اور شمسہ نے کہا کہ اس وقت
غضنفر نے آکر بیشک جان بخشی فرمائی اور نہ ضرور ہم مارے جاتے یہ باتین کرتی
ہوئین دونون اندر قلعہ کے داخل ہوئین اور سب ساحرون سے کہا کہ غضنفر ہمارا آج
سے جان بخش ہوا وہ ساحر بھی سب ثناخوان ہوے اس اثنا میں توسن جادو بھی آکر پہونچی
اور اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح میں نسیم جالندری کو لائی ہون اس میں
شمشاد نے شمسہ سے پوچھا کہ کیون بہن اب کیا صلاح ہے شادی میں ملکہ قمر طلعت
کی اُسنے کہا قصور معاف میں نے تو کتاب جمشیدی میں دیکھا ہے کہ قمر طلعت کی شادی

غضنفر کے ساتھ ہوگی اور وہ حاکم یہان کا بنے گا اب مناسب ہی کہ ملکہ مہرخ کے
پاس اسباب خیمہ ڈیرا لاد کر چلو اور اس ملک کو چھوڑو کیونکہ افراسیاب سے عہدہ برا ہونا
مشکل ہی اور وہان بہت بڑا لشکر ہے اور غضنفر کا نانا عمرو بن امیہ ضمری وہان موجود ہی بس
مرگ انبوہ جشنے دارد یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت خیمہ ڈیرا لاد کر مال و اسباب اپنا ہمراہ
لیکر مع عزیز و اقارب کے جانب مہرخ روانہ ہوئین اب انکو تو راستے راہ مین چھوڑیے لیکن
حال سنیے کہ لشکر حیرت بدسیرت مین مہران جادو نام ایک ساحر جانب افراسیاب سے
آیا اور اسنے راحت و آرام کر کے جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین چشمۂ آفتاب خشک ہوا اور
ستارون کے چراغ روشن ہوئے نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون	کشادہ سیہ مار گردون دہن	
نہان شد چو زنگی شب آمد برون	مہران نے طبل جنگ بجوایا	جہان گشت چون چہرۂ اہرمن

مہرخ سحر چشم نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا لشکرون مین تیاری سحر کی شروع ہوئی ہندو
زحل ساجوگی فلک ہفتم پر آسنی بچھا کر تپسیا کرنے لگا اور منگل منگلا بچاری کرنے مین مصروف ہوا
بدھ کی سُدھ بدھ سب جاتی رہی شکر اپنا بچار کرتی تھی سورج کی جوت اُس رات مدہم ہوئی چندرما مین
کا بلی جھرا برسیت نے کہ برہمن فلک ہی اپنا ضم تیر انکالا آسمان آج کی شب کو دشمن ہر پیر و جوان
بنا لشکرون مین ہیر غل مچانے لگے بھینٹ بانٹنے لگے ڈھرو بجا بجی تھالی مین لونگ پھول ہار
دونے مروے کے پتے جمع کیے گئے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نخل سحر مین گل آفتاب
پھولا اور قصر شب کی بنیاد برباد ہوئی کہ اشعار

دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا	اڑا رے بھیڑ کے مثل توسن ناز
کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا	نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز

صبح کو مہرخ نامور بصد کروفر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ روانہ ہوئی اسکے ساتھ ملکہ بہار
اور مخمور اور جملہ سردار سالار گردون کش مع فوج بے شمار وعدہ گاہ مصاف مین آئے
جلادون نے پرے جمائے اُس طرف ڈھرو بجا اور ناقوس بجنکتا ہوا ترسول اور منبول
چمکتے ساحر اژدر اور طائران سحر پر سوار اور مہران جادو ایک فیل آتشین پر سوار ہو کر
اژدرمان کو کوتل اپنے ساتھ لیکر میدان مین آیا تھالیان برنجی چمکنے لگین اور ساحرون نے
صف آراستہ کی اور نقیبون نے نکل کر آواز لگائی کہ اے ساحران نامی اشعار

جوانی گئی موسم شیب ہے
کسی نے نہ سمجھا اُنسایان مقام
کسی شی کو یان کی نہین ہے ثبات
کہ رہجاے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

شہود ایک دو روز کو غیب ہے
یہ سمجھے جو مین سامنے ہین کہان
گئے دن جوانی کے گذری حیات
سکندر نہ باقی ہے نہ طوس ہے
یونہین تم بھی اک روز جاؤ گے مر
تمھین چاہیے آج ہے نام و ننگ

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام
جہان جاے ہے ایک بزم روان
ہے لازم کہ اب دیدو لڑبھڑ کے جان
نہ جمشید دارا نہ کاؤس ہے
لڑائی مین لڑبھڑ کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے تنگ

غرض یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوئے اور مہران نے اپنے ہاتھی کو کچھ بانگ مار کر آگے بڑھایا اور ناف میدان مین آکر آواز دی کہ ای مہرخ و بہار مین تمکو سمجھاتا ہون کہ وہ شہنشاہ جسنے تمکو خاک سے پاک کیا تم اُس سے مقابلہ کرتی ہو تمھین لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو کہ مین تمھارا قصور سعی کر کے معاف کرادون ورنہ تم اپنے کیے کی قرار واقعی سزا پاؤ گی مہرخ نے جواب دیا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار افراسیاب کیا ہماری خطا معاف کریگا انشاء اللہ ہم اُسکو باقبال شہنشاہ عمرو داخل دار البوار کرینگے یہ سُنکر مہران کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ اچھا تو پھر بھیجو کسی کو میرے مقابلہ مین یہ کہی رہا تھا کہ ایک ساحر نامہ افراسیاب کا لیے ہوئے مع اسی ہزار ساحرون کے اُسکے پاس آیا اور نامہ اُسکو دیا اور کہا کہ خداوند ساحران نے یہ ساحر تمھاری مدد کو بھیجے ہین اُسنے کہا کہ مجکو کسی کی اعانت درکار نہین ہے اُنسے کہدو کہ یہ کسی مقام پر اُترین مین جب لڑائی فتح کر لونگا پھر سے بھی ملاقات کرونگا یہ سُنکر وہ سب ساحر اُس جگہ کہ اور فوج پڑی تھی اُترے اور مہرخ کی طرف سے ایک ساحر اورتگ جادو نام براے مقابلہ مہران بد انجام نکلا جب سامنے آیا مہران نے ایک ہاتھ تیغہ سحر کا اُسکو مارا کہ وہ تیغہ بجلی بنکر گرا اور خرمن ہستی کو اُس ساحر کی جلادیا پھر ارژنگ جادو نکلا اُسنے اُسکو ایک ترنج مار کر ہلاک کیا پھر غدار جادو نے نکل کر سامنا کیا مہران نے ایک اژدہا جنگل سے بلایا کہ وہ غدار کو آکر نگل گیا اب تو باری باری بہت سے ساحر اُسکے مقابلہ مین گئے مگر مارے گئے آخر کو مہرخ موے کاکل کشا اپنے ہنس پر سوار جوڑا دھانی گلے:

پہنے حسن کی کھیتی ہری ہنس پر اپنا جوبن دکھاتی ہوئی سامنے مہران کے آئی مہران نے
ایک ناریل جوئی دار سحر پڑھ کر مارا سرخ مو نے اُسکو دستک دے کر اُلٹا پھیر دیا
اور اپنی کاکل کو کھولا کہ اُسمین سے ستارے نکل کر بلند ہوئے اور سر پر مہران کے گرے
مہران نے سات سپرین سحر کی سر پر سایہ کین ان ستارون نے چھ سپرون کو توڑا
مگر پھر ماند ہو کر گر پڑے اب مہران نے ایک تیغہ جو سر پر مارا تو سرخ مو کے تا دو ابرو
اُترا پھر تو جنگ مغلوبہ شروع ہوئی دونون لشکر مین نارنج ترنج چلنے لگے سوئیون کے
گچھے مرچون کے ہار پیکان تیر ساحرون کے جسم مین پیوستہ ہوئے نظم

کسی نے کسی کے لگائی تھی آگ
کہین یہ صدا تھی کہ اب جلد بھاگ / برسنے لگی آتش تیر وان / ہوا ابر زخار جادو روان
بجانے لگے شور جادو کے بیر / برسنے لگا آب پیکان تیر / لگے پڑنے نارنج وان اور ترنج
کرتا ساحرون کو گزند اور رنج / کہین ہار فلفل تھے سوئیان کہین / کہین خنجر تیر و پیکان کہین
لگانے لگے آگ وان سحر کا / غضب کی تھی برپا وہان گیر و دار / اسی ہنگامۂ جنگ مین شعلہ

سنکر مہران مہرخ سحر چشم پر آ گرا کہ مہرخ سحر چشم کے جسم مین اسکی سوزش سے آبلے
پڑ گئے بس بہت جلد مہرخ سحر چشم دریا بن گئی اور اس آتش کو سرد کیا اور تمام لشکر مہران کا
اُس دریا مین ڈوبنے لگا مہران نے یہ حال دیکھکر ایک گولہ فولاد کا زمین پر مارا کہ زمین
شق ہوئی اور ایک اژدر نکل کر اُس پانی کو پی گیا ازبسکہ دریا تو مہرخ
ہی بنی ہوئی تھی یہ بھی اُسکے پیٹ مین سما گئی اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ اژدر شب
منہ کھولے ہوئے ظاہر ہوا اور مہتاب کا سن اُسنے اگلا کہ شعر غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام
نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام * شام کو مہران طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر مہرخ نہایت
پریشان و بدحواس اندوہ و الم مین گرفتار اپنے مقام پر آیا اور اُدھر مہران اپنی بارگاہ مین جا کر
خوش و خرم ہوا اور سلاح حرب کو جسم سے دور کرکے لباس بزم کو آراستہ بدن پر کیا اور
ہاتھ منہ دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور ہر چہار طرف کو پہرے مقرر کر دیے اور وہ پتلے سحر کے
جو بنائے ہین کہ وہ سب کو دیکھتے ہین مگر آپ کسی کو نظر نہین آتے ہین اُنسے بھی تاکید کی
کہ خبردار اگر کوئی عیار آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا اور ہمکو اطلاع کر دینا وہ پتلے بھی اپنی اپنی

جگہ پر ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے قائم ہوئے اسکے بعد مہران نے آواز دی کہ اے اژدر جادو جلد آکر حاضر ہو وہ پکارتے ہی آکر حاضر ہوا اور سلام کرکے سامنے استادہ ہوا اُسنے اُسوقت مہرخ کو اُس سے طلب کیا وہ سنکر ایک طرف کو بھاگا ہوا چلا گیا اور اودھر سے مہرخ کو طوق اور زنجیر مین گرفتار کیے ہوئے سامنے مہران کے لے آیا مہرخ کو ہوش تو بالکل تھا نہین بیہوشی مطلق تھی اُسنے اوپر ایک تخت فولادی کے مہرخ کو سامنے مہران کے لٹا دیا اور کہا کہ یہ حاضر ہی جیسا کچھ کہ اسکے باب مین حکم ہو مین اُسکو بجا لاؤن مہران نے کہا کہ بس یہی حکم ہی کہ اسکو بہت ہوشیاری کے ساتھ قید مین رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ کسی طرح کا پڑجائے اژدر جادو نے کہا کہ بہت اچھا یہ کہکر پھر مہرخ کو اُسی حال سے لیے چلا گیا اور یہان مہران نے اپنے طور پر بندوبست کرکے کھانا زہر مار کیا اور خواب مرگ مین اوپر بستر آرام کے دراز ہوا اب اسکو تو اس حال مین رہنے دو اور دو کلمہ داستان عیاران مہرخ کے سنو کہ جب برق فرنگی کو اس حال کی اطلاع ہوئی کہ مہرخ گرفتار ہوگئی تو اُسکو نہایت تشویش ہوئی اور چھڑانے کے لیے چلا اور بارگاہ مین جانے کے لیے صدہا صورتین کین مگر نہ جاسکا آخر خیمہ سے کوئی پانو کوس پر جاکے نقب کھود کر منھ نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور فتیلہ رفع بیہوشی کو اندر ناک کے رکھکر سر کو نقب سے بدر کیا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اندر خیمہ کے پہرے پر بیٹھے ہوئے جاگ رہے ہین اُس وقت برق نے پروانہ بیہوشی کے دہن سے اُڑائے وہ جو اوپر شمع کے گرے اور جلکر دھوان کا پھیلا سب کے دماغون مین پہونچا وہ لوگ چونکے اور پہرے کے بیہوش ہوکر گر پڑے پھر تو برق بفراغت تمام نقب سے اندر خیمہ کے ایک صحنچی تھی اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ مہران پڑا ہوا پلنگ پر سو رہا ہی یہ دل کو مضبوط کرکے بعد جرأت و دلاوری قریب اُسکے پلنگ کے بیٹھ کے چاہتا تھا کہ بیہوشی کو کفچہ عیاری مین رکھکر اُسکے نتھنون سے لگا کر دھر پھونکے مگر وہ جاگ رہا تھا اُسپر اُسکے پتلہ سحر نے بھی آکر بتلا دیا کہ یہ برق فرنگی ہی وہ تو خود بھی جاگ رہا تھا لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ برق اب جو اُسکو زبانی اپنے پتلے کے معلوم ہوا کہ یہ برق ہی تو پھر جلدی سے ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور پکارا کہ ارے او دزد برق بڑا غضب کیا تو نے کہ مجکو پکڑ ہی لیا تھا مگر اب بتلا کہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس کلمہ کو سنکر برق کی تو روح نکل گئی

او بدحواس ہوکر کہنے لگا کہ ای مہران کیا کہون اسوقت ساعت بدتھی اور قضا بھی خبری
نہین تھی اسوجہ سے مین تیرے ہاتھ لگ گیا ورنہ کیا مجال تھی تیری کہ جو تو مجکو پکڑ سکتا مگر خیر کچھ
مضائقہ نہین ہی یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھ لونگا مہران نے سُنکر جواب بھی ندیا اور
مشکین باندھکر آواز دی کہ ای سمنکال جادو جلد آکر حاضر ہو قضا سے کار سمنکال جادو تو
اُسوقت کہین گیا ہوا تھا مگر ہولناک جادو موجود تھا اُس نے کہا کہ ای شہر یار سمنکال تو
کہین گئے ہوے ہین الا غلام حاضر ہی جو کچھ کہ حکم عالی ہو اُسکو بجالاؤن مہران نے کہا
کہ خیر اگر وہ نہین ہی تو تمھین آؤ اور آکر اس برق کو لو اور اپنے پاس بحفاظت تمام قید مین
بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجاکر رکھو ہولناک جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور برق کو پکڑ کر
اپنے خیمہ مین لے گیا اور قید آہن مبتلا کرکے آپ سناٹے مین او بستر غم کے پڑا اور آہ سرد
دل پر درد سے کھینچکر کروٹین ادھر اُدھر لینے لگا اور شعر عاشقانہ پڑھکے رونے لگا برق
نے اُسکا رنگ دیکھکر اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ یہ مقرر کسی پر عاشق ہی اسوجہ سے رنگ چہرہ کا
اسکے زرد ہوگیا ہی اور حلقے آنکھون مین پڑے ہوے ہین غرض یہ تو خود ہی گرگ باران دیدہ
ہین کچھ سوچ کر اُس سے پوچھا کہ ای ہولناک جادو خیر تو ہی مزاج تمھارا اسوقت کیسا ہی
اور آنکھون مین آنسو تمھارے کس واسطے بھرے ہوے ہین اگر خفا نہ ہو تو مین تم سے
اس بات کو پوچھتا ہون تم صاف صاف بتاؤ کیونکہ کوئی مرض دنیا مین ایسا نہین ہے
کہ جسکی دوا خدا نے پیدا نہین کی ہی مگر مرض عشق کی دوا تو البتہ ممکن نہین ہی بھائی صاحب مین
بڑا بول نہین بولتا ہون لیکن خاک چاٹ کر کہتا ہون کہ مین وہ شخص ہون اگر کسیکو یہ مرض
بھی ہو جاے تو مین شربت دیدار اُسکو ایسا پلاؤن کہ وہ بالکل اُسکے پینے سے اچھا
ہوجاے اور مرض عشق نام کو بھی باقی نرہے اور سوا اسکے اور تدبیرین بھی ایسی مجکو
یاد ہین کہ عاشق کو وصل دلارام کا اُس تدبیر سے حاصل ہوجاتا ہی اس تقریر کو سُنکر ہوش و
حواس ہولناک جادو کے جاتے رہے اور صورت برق کی دیکھنے لگا اور یہ بات گھبرا کر
کہنے لگا کہ ای برق حقیقت مین لوگ سچ کہتے ہین کہ تم روشن ضمیر ہو اور سب لوگون کے دلون کا
حال تمکو بغیر بتلاے بخوبی معلوم ہو جاتا ہی واقعی بات یہی ہی کہ مین مرض عشق مین

مبتلا ہو گیا ہون اور کچھ علاج اس مرض لا دوا کا مجھ کمبخت بدنصیب سے نہین ہو سکتا ہی آخر کو ایک روز اسی غم مین مر کر رہجاؤنگا برق نے سنکر کہا کہ خیر اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی وہ کون ایسا بشر ہی کہ جو اس مرض مین مبتلا نہو گا اب تم مجھ سے چھپاؤ نہین بلکہ صاف صاف بیان کرو شاید کوئی تدبیر وصل کی نکل آئے ہولناک اس کلمہ سے بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ نظم

خراشش جگر سے ہی چھاتی مین درد | کہ جس سبب سے ہوا جاتا ہی رنگ زرد
ترے غم مین ای آفت روزگار | ہزارون بلائین ہین یان روبکار
جلاتی ہی آتش تری میرے تئین | کیا داغ کس شعلہ نے تیرے تئین

ای برق ایک لڑکی مہران جادو نے نیکر پالی ہی لیکن وہ فتانہ عالم ایسا کہ جہان حسن مین غیرت وہ ماہ و مہر رشک بدر ہی کہ سامنے اُسکے شمس و قمر نقاب ابر مین منھ چھپائین اور خوبان جہان غیرت سے آب خجلت مین ڈوب جائین پیشانی اُسکی وہ نورانی کہ مطلع صبح انوار اور زلف سیاہ مشکین غیرت بخش شب دیجور سراسر چشم فتان کے روبرو ہوسے چین چین بول جائے محراب ابرو مین تمام عالم سر جھکائے اشعار

نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز | مژہ آفت روزگار دراز | عجب رنگ پر صبح رخسار کا
مگر تھا وہ آئینہ گلزار کا | جو آنکھ اُسکے سینے سے جا کر لڑے | دم تیغ پر راہ چلنی پڑے
مکان تجھ لب خواہش جان کا | تبسم سبب کاہش جان کا | سراپا مین جس جا تصور کیجیے
دہن عمر ابدی بسر کیجیے

اس حسینہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اُسکو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا ہون لیکن کچھ میرا اجارہ اُسکے وصل مین نہین ہی مگر اُسکے جمال جہان آرا سے دیدۂ دل اپنا روشن کرلیتا تھا مگر اب چند روز دن سے مہران خود دل دادہ اور فریفتہ ہو گیا ہی اسوجہ سے اُسکو باہر نکلنے کی ممانعت کر دی ہی پس جب روز سے مین نے اُسکو نہین دیکھا ہی نہایت دل بیقرار ہی اور سوائے مر جانے کے اور کوئی تدبیر بن نہین آتی برق نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر تو کچھ مشکل نہین ہی اگر مین رہا ہوتا تو ایسی تدبیر کرتا کہ وہ آپ چلی آتی غرض برق نے اُسکو باتون مین لگایا اور اپنی قید کو سوہن سے عیاری کے کاٹکر جست کر کے خیمہ کے باہر پہونچا کیونکہ اُسکو

زنجیر مین ہولناک جادو نے باندھا تھا سحر کی قید اُسکے جسم پر تھی جب یہ جاگا تو ہولناک بھی
اُسکے پیچھے دوڑا اور برابر بیہوش کیجا چاہتا تھا کہ پکڑے برق نے ایک طمانچہ بیہوشی ہاتھ مین بھر کر جو
مارا تو وہ بیہوش ہوکر گرا اُسنے اُوسکو اور زیادہ بیہوش کر کے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ
اُسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر مہران کے پاس آیا اُسنے اسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون
آیا ہی ہولناک برق کو کہان قید کیا اور وہ کس طرح ہی برق نے کہا کہ اسکو تو مین نے
ایک صندوق مین بند کر کے زمین مین دفن کر دیا ہی اس خیال سے کہ نکلکر کہین چلا نہ جائے
مہران تو یہ سنکر خاموش ہو رہا مگر انھون نے اسکو اس حیلہ سے کہ مجکو ایک بات پوچھنی ہی آپ
ذرا الگ چلین تو پھر مین اسکو دریافت کرلون کہ وہ بات سب کے سامنے پوچھنے کی نہین ہی
الگ دوسرے خیمہ مین لیجا کر بیضہ بیہوشی کو مار کر اسکو بھی بیہوش کر دیا اور کھینچکر چاہتا تھا کہ سر اسکا
کاٹ ڈالے دفعتہً ایک پتلہ کہ جس کو مہران نے بزور سحر بنا کے پوشیدہ واسطے حفاظت
کے مقرر کیا تھا اور وہ کسی کو نظر نہ آتا تھا اُسنے آکر ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور مہران کو ہوشیار
کر دیا اُسنے جو آنکھ کھول کر برق کو خنجر برہنہ لیے اپنے سینہ پر پایا اور دیکھا کہ پتلہ میرا ہاتھ
اُسکا پکڑے ہوے ہی بس مارے خوف کے رنگت چہرے کی تو زرد ہو گئی اور رعشہ اندام مین
ظاہر ہوا اور سوچا اپنے دل مین کہ یہ بڑا غضب ہوا تھا کہ اسوقت جان مفت مین گئی تھی
حقیقت مین یہ عیار بلاے بیدرمان و آفت روزگار ہی یہ ٹھہر کر کے جلدی سے سحر جو کیا
تو برق سینے پر سے گر پڑا اُسنے اُٹھکر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا ابھی مار ڈالونگا
برق نے اُسکے جواب مین کہا کہ مہران کیا مجال ہی تیری اگر جو تو مجکو مار سکے کیونکہ مجکو تو مرنے سے
شوق ہی نہین ہی القصہ اب خوف برق کا مہران پر غالب ہوا اور خوف زدہ ہو کر اپنے دل سے
کہا کہ تیرے حق مین یہ بہتر ہی کہ برق کو تو چھوڑ دے اور گناہ اپنے اس سے معاف کرا اور
لشکر مہرخ مین چل افراسیاب جادو نے مہرخ کا کیا کر لیا جو تیرا کرے گا اور سواے
اسکے افراسیاب کی طرف سے جو ساحر بامید سحر لڑنے آیا وہ بہر صورت مارا گیا اور جو کوئی
افراسیاب کو چھوڑ کر مہرخ سے ملگیا وہ اب تک زندہ اور سلامت موجود ہی اُسکا رویان بھی
میلا نہین ہوا بس یہ سوچکر برق کے قدمون پر مہران گرا اور کہا کہ اے برق مین تمھارا غلام ہون

جو کچھ خطا مجھسے سرزد ہوئی ہو وہ معاف فرمایئے اور مین مطیع اسلام ہوا اور سب پر مین نے لعنت کی اور سمجھا کہ دین آپ ہی کا برحق ہی برق اس کلمہ کو سنکر شاد ہو گیا اور مہران کی تعریف کر کے اُسکو گلے سے لگایا مہران نے مہرخ کو اُسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم حضور میری طرف سے ملال نہ کرین کہ اپنے مجکو قید کیا تھا کیونکہ یہ مقام ملال کا نہین ہی لڑائی مین یہی ہوتا ہی اب مین آپ فرمانبردار ہون مہرخ نے اسکی بہت تشفی کی اور فرمایا کہ تو ہمارا قوت بازو ہی اور ہمکو تجھے عداوت نہین ہی لقانے مہرخ کو جو مہربان دیکھا تو اپنے افسران لشکر کو بلا کر سمجھایا کہ بھائیو مین نے تو لقا پر لعنت کی کہ وہ سراسر جھوٹا ہی اور دین اسلام کو قبول کیا اب تمکو جو میرا ساتھ دینا منظور ہو تو دین اسلام کو قبول کرو ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ مین جبر نہین کرتا اُن سردارون نے کہا کہ ہمکو بھی مسلمان ہونا منظور ہی مگر آپ کو چھوڑنا منظور نہین یہ کہکر سب مطیع اسلام ہوئے لیکن اس حال کی خبر وہ فوج جو افراسیاب نے بہر امداد مہران بھیجی تھی اُسکو ملی ہوئی اور اہل سب نے چاہا کہ مہران کو گرفتار کرلین مگر مہران مع اپنی فوج کے سوار ہو کر اس لشکر پر گرا اب تو ہزارون ساحرون کو اسنے جلا کر خاک کر دیا **نظم**

بجی نائے ترکی ہوا شور و شر
بڑھا سحر جب جا مین جانے لگین
بڑھی ایسی مہران نے اک پڑھنت
ہوئین خانۂ تن سے جا مین روان
گرین بجلیان سحر کی فوج پر
لگی خانۂ تن مین جادو کی آگ
کہ مارے گئے جس سے صد ہا منت
بلائین بجلیون کی کھانے لگین
ہوئی سحر کو روح اور تن سے لاگ
تڑپکر لگین گرنے وان بجلیان

غرض سب کو مار کر مہران نے بھگا دیا اور ہزارون کو آتش سحر سے جلا دیا اور سب کو قتل کر کے برق کے پاس آیا برق نے اُسکی تعریف کی اور ملکہ مہرخ و مہران کو مع اُنکی فوج کے ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین چلا آیا مہرخ آکر داخل بارگاہ ہوئی طبل اور نقارہ خوشی کے لشکر مین بجنے لگے سب سردار مہرخ کے مہران سے بغلگیر ہوئے اور بہ آرام اُسکے ساتھ پیش آئے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ایوان فلک مین بادشاہ خاور نے قدم رکھا اور روز و شب گرفتار ہو کر کالے جیل خانے مین گیا **شعر**

یہ انداز سخن تھا راحت گوش
اذان زاہد نے دی شیطان بھاگا

کہ وہ شب صورت دلدار روپوش چھپی محفل مین بخت صبح جاگا
صبح کو برق نے جا کر گڑھے سے ہولناک جادو کو نکالا

اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اُسکو ہشیار کرکے کہا کہ ای ہولناک مالک تیرا مہران جادو نے ہم
لوگون کا شریک حال ہوگیا اور اُسی کی دختر بھتیجی پر تو عاشق ہوا۔ اگر تیرا جی چاہے تو چلکر اُسکی
ملازمت کر اور مین سعی کرکے اُس دختر کو تجھے دلوا دون اور یہ بھی کہونگا کہ ای مہران مسلمانون
مین یہ جائز نہین ہی کہ وہ اپنی دختر سے بہتر ہون پس یقین ہی کہ وہ تجکو اُسے دیدے گا
ہولناک یہ سنکر برق کے قدمون پر گر پڑا اور اُسکے ساتھ خدمت مہران مین آیا اور مہران نے
اُس سے پوچھا کہ کہان تھے اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح برق نے مجکو بیہوش کرکے
گڑھے مین ڈالدیا تھا اب آپکی خدمت مین آیا ہون غرض یہ عرض کرکے ہولناک دنگل پر
بیٹھا شراب کا جلسہ شروع ہوا مہران نے کہا کہ رات بھر کا جاگا مین ہون اب آرام کرونگا
یہ کہکر اٹھ گیا اور تیسرے پہر تک سویا کیا جب دن کی عمر تھوڑی رہی یعنی تیسرے پہر کا وقت آیا
اُسوقت یہ اٹھکر بارگاہ مین آیا مہرخ کو تسلیم کرکے تخت پر بیٹھا اُسوقت کہ جب دماغ اُسکا
بادہ ناب سے گرم ہوا برق فرنگی اُسکے سامنے آیا اور بہت عجز سے اُسکو سمجھا کہ اے
مہران اب مسلمان ہوا اور مسلمان کو لازم نہین کہ اپنی بھتیجی کے ساتھ شادی کرے کس لیے کہ بکر بالا
پھر اُسکا ستر دیکھنا کیا اب تم اپنی دختر بھتیجی کو میری خاطر سے ہولناک کے ساتھ منعقد کردو مہران
نے کہا کہ ای برق وہ دختر تو کیا مال ہی آپ فرمائین تو مین جان تک دیدون برق نے
اُسکو دعا دی کہ خدا تم کو سلامت باکرامت رکھے اور دعا دیکر اُسنے ہولناک کو دولہا بنایا
اور دختر کا مہران کی عقد اُسکے ساتھ کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عروس شب بن ٹھن کر بنے
چاندنی تمر کی لگا کر اور زیور ستارہ دار پہنکر عالم مین آئی کہ اشعار گھٹا جب جلوہ خورشید روشن

بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن	چھپا صحن زمین پر شام کا رنگ	ہوئے دود و بیاض عارض سنگ

رات کو ہولناک بادل بیتاب خلوت سرا مین آیا اُس دختر کو بھی عروس بنایا تھا زیور جواہر کا پہنایا
تھا اُسنے آکر اُسکی بلائین لین اور تصدق ہوا وہ شوخ آفت زا تڑپ کر آغوش سے نکلی اُسنے
پھر اُسکو گود مین اپنی لیا اور چھپرکھٹ پر لاکر لٹایا بہت کچھ بہلایا اور سمجھایا آخر

اشعار		
یہ نوبت پہونچی	اُٹھا بیساختہ شلوار پر ہاتھ	کھلا عقدہ سر انگشت کیساتھ
بہم تھے بادہ مستی سے بیہوش	وہ گل کھلے دہان بھر کر ہم آغوش	فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ
مہ و خورشید تھے دونوں ہم آغوش
دل ساحر ہوا خواہش سے بیتاب
گرا جب آب انسان آگیا ہوش
پیئے آغوش رشک برج مہتاب
صف مژگان پہ آیا لشکر خواب
در آیا زیر فرمان کشور خواب

لیکن شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہے تھوڑی ہی دیر انھون نے آرام کیا تھا کہ وہ زمانہ آگیا یعنی موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی اور رات نے شرما کر منھ اپنا چھپا لیا روز روشن ہوا **اشعار** یکایک چرخ پر پھیلا اُجالا کیا منھ اپنا دو شب نے کالا کئی منھ اپنا سا جو رات دیکر دھری اُس ماہ نے اُنگلی زبان پر دم سحر ہوشناک نے اُٹھکر حمام کیا اور پھر آکر بارگاہ مہرخ مین بیٹھا مگر یار دلنواز کے لیے بیقرار تھا رات کا انتظار رکھتا لیکن بارگاہ مین ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا دل اسکا بہل گیا اور **شکیل جادو** نے اپنے خیمہ سے آکر مہران سے ملاقات کی اور کہا کہ ای برادر ہم تو غم مین **خوبصورت جادو** کے ہلاک ہو رہے ہین اور اُسکے غم مین مثل ماہی بے آب تڑپا کرتے ہین طاقت دل طاق ہے ملاقات سب دوستون کی شاق ہے **مہران** نے کہا کہ ای **شکیل خوبصورت** تو قید ہین اور چھوٹنا اسکا بہت دشوار نظر آتا ہے ہان اگر **افراسیاب** مارا جائے اور راسد بن کرب کو لوح طلسم ملجائے تو شاید وہ رہا ہو ورنہ اُسکا چھوٹنا ممکن نہین اور ای **شکیل** اتنا مین جانتا ہون کہ لوح طلسمی دریائے نیل مین ہے **افراسیاب** خود ہی اُسکو نہین جانتا ہے یہ باتین تھین کہ بکاول نے لاکر طعام عمدہ نعمت خانہ مین چنا مہران اور ہر ایک سردار نے طعام نوش فرمایا اور راس طرف کا حال سُنیے کہ **مہران** نے فوج **افراسیاب** کو قتل کیا تو ساحر جو قتل سے بچے تھے وہ نالان و گریان خدمت شاہ جادوان مین گئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ ای بادشاہ ساحران **مہران مہرخ** سے جا کر ملگیا اور ہم سب کو مار کر تہ و بالا کر دیا **افراسیاب** یہ حال سنکر سناٹے مین آگیا آخر ان سب سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اپنے مقام پر مین اُس ناہنجار اور نمک حرام سے سمجھ لونگا وہ ساحر تو چلے گئے اور بعد ایک ساعت کے **ملکہ حیرت** کی بارگاہ مین افراسیاب آیا اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ **حیرت برق بلا افگن** کو بلوانا چاہیے **ملکہ حیرت** نے کہا کہ وہ تو مجھ سے کچھ ناراض ہو کر یہان سے چلی گئی **افراسیاب** نے کہ جس طرح ہو تم اُسکو سمجھا کر یہان بلواؤ **حیرت** نے کہا بہت مناسب ہے پس اپنے آدمی **برق** کے بلانے کو روانہ کیا

لیکن شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار جو ظلمات فیل و مردان کی قید مین ہمراہ بر ان
ہین انھون نے ایک روز رجوع قلب سے درگاہ خدا مین دعا کی پس انکو بشارت ہوئی کہ اے
عمرو اس دعا کو پڑھکر جسطرف چاہے چلا جا عمرو اس بشارت سے فرحناک ہو کر اس دعا کو
پڑھتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا قضا رکار راستہ ر راہ مین انھون نے دیکھا کہ بہت سے
نٹ چلے جاتے ہین پس یہ بھی ایک لنگوٹ باندھکر بانس کندھے پر رکھکر گلے مین نیلہ ڈورا
لپیٹ کر خم بجاتے ہوئے نٹون مین مل گئے اُنھون نے پوچھا کہ تم اکیلے کیون پھر رہے ہو
اور تمھارے ساتھ والے کہان ہین انھون نے کہا کہ مین نے اُن نٹون کا ساتھ اس لیے
چھوڑ دیا کہ وہ حصہ زیادہ طلب کرتے تھے اور کام کرنے مین کاندھی دیتے تھے اب تم لوگون
کے ساتھ ہون کہ جہان تم تماشا کرنے کو جاؤ گے وہ مین بھی کچھ تماشا کرون گا یہ کہکر اُنکے
ساتھ روانہ ہوا یہ سب پھرتے ہوئے مصور جادو کے لشکر مین پہونچے اور
ڈھولک بجانا شروع کی اتفاقاً ملکہ برق بلا افگن بھی وہان آئی مصور اور
صورت نگار بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ آواز ڈھول کی اُن کے
کان مین آئی ملکہ برق بلا افگن نے کہا کہ ان نٹون کو بلاؤ مصور نے آدمی بھیجکر بلوایا وہ
آئے اور تماشا کرنے لگے ہر طرف سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور خواجہ بھی ایک طرف کو کھڑے
ہوئے تھے اسمین ملکہ برق نے اُن نٹون سے پوچھا کہ یہ نٹ کیون نہین تماشا کرتا سب نے
متفق اللفظ کہا کہ یہ ہمارا استاد ہے ہم سب کے بعد یہ تماشا کریگا برق بلا افگن خاموش
ہو رہی جب وہ نٹ تماشا کر چکے تو عمرو میدان مین خم پر خم مار کے آیا اور پکارا کہ ملکہ عالم ہمارا
یہ تماشا ہے کہ ایک لوٹ مار کر جو زمین لگے تو اُس پار صف کے گرینگے اور پھر ایک ایک
پھول چالاکی سے سب کے ہاتھ مین اس سرے سے اس سرے تک برابر دیجائینگے پس سب کو
چاہیے کہ اپنے ہاتھون مین اُن پھولون کو مضبوط پکڑے رہین بھاگنے نہ دین اور انکو
سونگھین وہ سونگھتے سونگھتے سب کے ہاتھ سے غائب ہو جائینگے یہ کلام سنکر سب ساحرون
نے کہا کہ یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی اسلیے کہ جب پھول ہمارے ہاتھ مین ہونگے پھر اُن کا
غائب ہونا ممکن نہین عمرو نے کہا کہ اُن پھولون کی کیا اصل ہے اگر تم کہو تو مین آدمی کو غائب کر دون

بلکہ بارہا غائب کر چکا ہون کیونکہ مین فقط نٹ نہین ہون نٹ کھٹ بھی ہون آمین جو اور نٹ
کھڑے ہوے تھے انھون نے کہا کہ اس تکرار سے حاصل کیا ہی جو امر کہ ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین
آئیگا عمرو نے کہا کہ ہان سچ ہی یہ کہکر پہلے تو تڑاق پڑاق دو ایک قلا بازیان کھائین اور پھر جست
جو کی تو خیمہ کو پھاند کے اس پار نکل گیا اور پھر اُدھر سے جست کر کے جب ادھر آیا تو تازے تازے
پھول زنبیل سے بہت خوشبودار نکالے ایسے کہ جیسے ابھی درخت سے توڑ کر منگائے ہین غرض وہ
پھول سب کے ہاتھ مین برابر دیتا چلا گیا اور نٹون کو بھی دیے نٹ اور سب ساحر حیران ہوے
کہ یہ پھول اتنے عرصہ مین تازے تازے کہان سے لایا لنگوٹا تو یہ باندھے ہی اور پھول اسکے
پاس کوئی نہ تھا معلوم نہین کہ اسنے کیا کرتب کیا عمرو نے کہا کہ صاحبو ان پھولون کو مضبوط پکڑے رہنا
جانے نہ پائین یہ پھول ان درختون مین جو سامنے لگے تمھارے ہاتھ سے نکل کر لگ جائینگے مصور
جادو نے کہا کہ حقیقت مین یہ نٹ بڑا استاد ہی اور اور ساحر عمرو سے کہنے لگے کہ میان نٹ یہ پھول
ہمین بھی دو عمرو نے تھوڑے تھوڑے پھول سب کو مع مصور جادو و برق بلا افگن اور
صورت نگار وغیرہ سب کو دیے انھون نے ان پھولون کو مضبوط ہاتھون مین اپنے پکڑ کر سونگھنا
شروع کیا اور عمرو نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای نٹو آج تو جو لیان بھر بھر کے روپیہ لو اور ان پھولون
کو خوب سا ول لگا کر سونگھو یہ کہکر اُلٹی سیدھی قلا بازیان کھانے لگا اور اُسن پھولون پر عطر بیہوشی
چھڑکا ہوا تھا اُسکے خوشبو جو سب کے دماغون مین پہونچی تو مارے خوشبو کے دماغ معطر ہو گیا اور سب نے
خوب سونگھے بس یکایک سبکو دوران سر پیدا ہوا اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ میان
دیکھو وہ پھول غائب ہو گیا اُسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو وہ آسمان پر اُڑا جاتا ہی اور نٹون پر جو غلبہ
بیہوشی کا ہوا تو وہ سب نٹ کے سب ڈھول بجاتے بجاتے ڈھیری ہو گئے اور مصور جادو
جو گھبرا کر اُٹھا تو اُسکو دیکھکر سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے بس کھڑے ہونے کی تو دیر ہی تھی مصور
جادو تو تھرا کر گر پڑا اور ساحر تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے جب سب بیہوش ہو گئے
تو عمرو نے بفراغت تمام مال اور اسباب مصور جادو کی بارگاہ کا لوٹ لیا اور سب ساحرون کو
برہنہ کرکے خنجر نیام سے کھینچکر چاہا کہ مصور اور صورت نگار اور برق بلا افگن وغیرہ سب کے
سر بدن سے جدا کرون کہ دفعۃً ایک آواز آسمان سے پیدا ہوئی کہ باش او شیرہ روزگار کب

ہوسکتا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے تم حسین جادو یہ نعرہ کرکے ایک گولہ فولادی
آتش فشان پھینک کر جوگری تو خواجہ کے حواس جاتے رہے اور انھون نے جلدی گلیم کو اوڑھ لیا اور
غائب ہو گئے مگر وہ جو گری تو اس زور سے غصہ مین گری کہ اندر زمین کے غرق ہو گئی اور تمام
بارگاہ کی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے حسین جادو زمین سے نکلی دیکھا اُسنے کہ بارگاہ
مین نقش بوریا تک باقی نہین ہے سب اسباب عمرو لوٹ لیگیا اور اکثر ساحر اور سب لوگ بیہوش
پڑے ہین اُسنے ابر سحر برسایا کہ سب کو ہوش آیا اور اپنے حال زار کو ہر ایک دیکھکر نادم اور غمگین
ہوا اور مصور کو بہت شرمندگی حاصل ہوئی اور حسین جادو نے کہا کہ اے مصور باوجود
کہ تصویر عمرو کی آپ کے گلے مین پڑی ہے مگر اسپر بھی آپ نے اُسکو نہ پہچانا اور اس طرح
بیہوش ہو کر اُسکے ہاتھ سے دھوکا کھایا وہ تصویر کیسی تھی کہ جسنے آپ کو خبر نہ دی اسی بھروسے پر
آپ دعوی کرتے ہین کہ مین کشندہ عمرو ہون مصور جادو نے خجل ہو کر کہا کہ اے ملکہ حسین جادو
عمرو بڑا صاحب اقبال ہے خیر اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا تم دیکھ لینا کہ ایک روز
مین نے اُسکو زندہ زمین مین نہ دفن کیا تو اپنا نام مصور جادو نہ رکھا یہ کہکر اُسیوقت آپ
بھی پوشاک تبدیل کی اور سب ساحرون کو جوڑے منگاکر پہنائے اور بارگاہ کو نئے سر سے
آراستہ کیا اور پھر برق بلا افگن وغیرہ کے افراسیاب کے پاس آیا اور سب حال
عمرو کی عیاری کرنے کا بیان کیا اور کہا آج تو اُسنے سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حسین جادو نے
آکر ہم سب کی جان بچائی وگرنہ کوئی زندہ نہ رہتا برق بلا افگن نے کہا کہ واقعی عمرو اپنے
فن مین یکتائے روزگار ہے حیرت نے کہا کہ اے برق بڑی بات کہ آج بھی تمنے پہچانا کہ عمرو
ایسا آفت کا پرکالہ ہے ارے صاحب وہ تو بلائے بے درمان آفت روزگار ہے سامری ہی جان
بچاتے ہین تو بچتی ہے وگرنہ کوئی صورت جانبری کی نہین ہے برق بلا افگن نے کہا کہ اگر وہ
موا مجکو کہین راہ گلی مین ملجائے گا مین سر اُسکا ضرور کاٹ لونگا آمین چاہے کوئی خوش ہو
اور چاہے کوئی ناراض مگر مین زندہ نہ چھوڑونگی افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ تمکو منع کون کرتا
ہے یہ امر جو منظور ہو لو جاؤ ابھی تمھین اختیار دیا تم اُسکو جاکر قتل کر ڈالو ہم بھی دیکھین کہ تم
کیسی زبردست ساحرہ ہو برق بلا افگن نہایت خوش ہوئی اور اُسیوقت بجلی بنکر رہا ہے

تلاش عمرو مین روانہ ہوئی اب عمرو کا حال سنیے کہ وہ جو بارگاہ مصور کو لوٹ کر خوف حسین جادو
سے نکل کر بھاگا تو وہ چرخ کی بارگاہ مین آیا اور چھپکر باتین اِدھر اُدھر کی کرنے لگا حیران جادو
سے ملاقات کی کہ دفعۃً ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی بس عمرو گھبرا کے اُٹھا اور پکارا کہ ایہا الناس
خبردار ہو جاؤ کہ کوئی نہ کوئی آفت آتی ہے یہ کہکر باہر بارگاہ کے بھاگا چاہتا تھا کہ وہ برق جو آذر گری
تلوار ڈالنا مناسب نہ سمجھی عمرو کو لپیٹ کر سمت آسمان بلند ہو گئی اور ایک درۂ کوہ مین جا کر اُتارا
عمرو نے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین سرندی کے جنگل مین پایا ہوش جاتے رہے مارے ڈر کے
پھر آنکھین بند کر لین برق بلا افگن نے کہا کہ اب تو کیا آنکھین بند کرتا ہے دیکھ تو مین تجھکو کس عذاب
الیم سے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر خنجر کو نیام سے کھینچا جب تو عمرو کو بھی غصہ آگیا اور پکارا کہ ای
برق بلا افگن تو خوب جانتی ہے کہ مین نے ساحر مخمش اور ہزار شکل چرخ گردان کو ایسا
چرخ دیکر مارا کہ روح اسکی چرخ مین آئی اور عمرو دشکانی کو قتل کیا اور ہزارون ساحرونکو
مین نے داخل جہنم کیا کوئی بھی میری پشم گندہ نہ کر سکا بھلا تیری کیا اصل ہے جو تو مجھے مارے گی
اگر خدا نے چاہا تو مین ہی تجھکو قتل کرون گا اس کلمہ پر برق کو غصہ آیا اور وہ اپنے خنجر کو سنگ پر تیز
کرنے لگی اس اثنا مین برق فرنگی بھی پھرتا ہوا اسطرف آ پہونچا تو اسنے عمرو کو قید دیکھا اور برق بلا افگن
کو خنجر تیز کرتے پایا فوراً صرصر کی صورت بنکر قریب برق بلا افگن آیا اور کہا کہ افراسیاب نے مجکو آپکے
پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تلاش کر کے جہان کہین برق بلا افگن ملین ہماری طرف سے انکو دعا کہنا اور
کہنا کہ عمرو سے کچھ دریافت کرنا ہے بس اگر وہ ہاتھ آجاے تو ہمارے پاس ایک دم کے واسطے
لے آؤ اس سے ہم دو باتین کر لین تو پھر قتل کر ڈالنا برق بلا افگن نے کہا کہ اچھا چلو مین وہین چلکر
اس بچا کا سر کاٹونگی یہ کہکر اٹھی برق فرنگی نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے چلین مین اُدہر طرف سے
جاؤن گا یہ کہکر قریب آکر بچالاکی تمام ایک بیضہ بیہوشی کا اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر دھم سے
گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور عمرو کو چھوڑا دیا کیونکہ برق بلا افگن نے قید سحر
کی تھی عمرو نے برق فرنگی کی تعریف فرمائی اور گلے سے لگایا اور خنجر کھینچ چاہا کہ
سر برق بلا افگن کا جدا کرین اُسوقت دو پنجے رو سے ہوا سے پیدا ہوے اور
برق بلا افگن کو اٹھا کر لے گئے عمرو اور برق ناچار وہان سے پھرے اور عمرو نے کہا

کہ انشاء اللہ آج ہی رات کو برق بلا افگن کا سر کاٹین گے یہ کہکر مع برق بلا افگن جانب
بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور ملکہ مہرخ سے آکر سب حال گذرا ہوا بیان کیا مہرخ نے بھی
تعریف برق کی فرمائی اور رو بان نجومی نے برق بلا کو ایک دریا کے کنارے پہونچا پایا
اور پانی چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا اور پھر سحر کے بر بنکر سامنے آکر سب حال عمرو اور برق کا
بیان کیا کہ اس طرح برق آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا ہم نے آکے اس ماجرے کو سنکر
اس لگانہ کو غصہ آیا اور تڑپ کر سمت فلک گئی اور ابر سیاہ بنکر جانب لشکر مہرخ چلی
جب وہان پہونچی تو سب نے دیکھا کہ گھٹا دھوان دھار تیرہ و تار سیاہ بڑے زور شور سے
چلی آتی ہے اور بجلی بڑے غضب کی اس گھٹا مین چمک رہی ہے سب ساحرون نے خوب غور
کر کے اس گھٹا کو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک عورت پریزاد سنہرا لباس پہنے اور
سنہرا اسکا بدن بھی ہے شمشیر برہنہ لئے ہوئی ابر مین چمکتی چلی آتی ہے وہ سب ساحر دیکھ رہے تھے
کہ برق آکر گری ساٹھ ستر ساحر جلکر خاک ہوئے اور پھر چالیس گز کی شمشیر بنکر گرنے لگی
تو صفون کے صفون کے سر قلم اسنے کیے غرض تین چار بار گر کے صدہا ساحرون کو ہلاک
کر ڈالا اور پھر لشکر حیرت کی طرف چلی گئی یہان بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر لاشین وہ
اٹھا کر دفن کرا دین اور مہرخ نے کہا افسوس یہ تھا کہ رعد اور برق لشکر مین نہ تھے ورنہ
وہ برق بلا کو بتلا دیتے ٹھٹھیرے بدلائی ہوتی عمرو نے کہا ای ملکہ تم گھبراتی
کیون ہو اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مین بران کو بھی قید ظلمات سے چھڑاتا ہون اور
برق بلا کو مارتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ادھر برق بلا افگن جو لشکر حیرت
مین آئی تو افراسیاب کو نہ پایا یہ سیدھی باغ عیش مین گئی وہان شاہ جادوان تخت
حکومت پر بیٹھا تھا سب ساحر عذار گرد و پیش مین اسکے حاضر تھے برق بلا بھی جاکر
ایک مقام پر بیٹھی اور جو کچھ کہ حادثہ گذرا تھا وہ روبرو افراسیاب بیان کیا اسنے
کہا کہ مجھکو اول ہی خبر اس حال کی ہو چکی ہے کچھ تمھارے بیان کی ضرورت نہین ہے برق نے
کہا کہ ای شاہ اب مین اپنا خیمہ زیر دیوار طلسم برپا کراؤن گی اور جو کچھ مین نے تجویز
کیا ہے وہ امر مین کرون گی یہ کہکر اسی وقت دریاے خون روان کے اس پار آکر

دیوار شہر پناہ شہر ناپرسان کے نیچے اس نے خیمہ استادہ کرایا مصور جادو بھی اُسکی بارگاہ مین جاکر
بیٹھا اور کھانا وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور عمرو کو بھی معلوم ہوا کہ برق بلا نے تمہارے
قتل کا بیڑا اٹھایا ہے عمرو اس خبر کو سنکر بے حواس تو ہو گیا مگر چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ برق
بلا افگن کے دروازے پر پہونچا اور یہ لوگون کے ساتھ مل کر اندر بارگاہ کے جو آیا تو آپ نے
دیکھا کہ بارگاہ نہایت خوبی سے آراستہ ہے اور برق بلا اپنے تخت پر بیٹھی ہے اور گرد تخت
کے چار شتوگری مرصع کا نیچی ہے اور صدہا خواصین زرین کمر اور زرین لباس زیور پہنے
دست بستہ استادہ ہین عمرو نے تجویز کرنا شروع کیا کہ کس کی شکل بنون جو مطلب حاصل ہو
اس اثنا مین ایک خواص نے برق بلا افگن سے کہا کہ واری اب حضور آرام فرمائین کہ
صبح کو معاملہ بدڈھب ہے نہین معلوم کیا اتفاق پڑے آگے اس کے جواب مین کہا کہ اری
مجھکو نیند کیونکر آئیگی کہ آج سامنا اس شخص سے ہے جسنے کتنے ہی کا شہر و عظلی آباد و دام الجبال و
اندر کوٹ و چاہ ماران وغیرہ برباد کر دیا چلچ ساحرونکے گل کر دیے بھلا مجھکو نیند اسکے خوف
سے کیونکر آئیگی یہ کلام سنکر وہ خواص خاموش ہو رہی اور ایک خواص بارگاہ سے نکلکر
درہ کوہ کی طرف چلی عمرو بھی اُسکے ساتھ ہوا اور کچھ دور پر جاکر اُسکو بیہوش کیا اور زنبیل
مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سب خواصون مین مل گیا اس عرصہ مین ایک
خواص نے آکر عرض کیا کہ واری مین بے خبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر جامہ سے کا اتار لیا
میری جو آنکھ کھلی تو اُسکو پکڑ کر مین نے پلنگ کے تلے سحر کرکے ڈال دیا ہے قربان جاؤن
آپ دریافت تو فرمائین کہ وہ کون شخص ہے برق بلا نے کہا اری ہوئی وہ عمرو ہے کہکر
خود اُٹھکر دوڑی پیچھے اسکے دو چار کنیزین اور بھی ہو لین اُس خواص نے کہا کہ واری ان
کنیزون کو منع فرمایئے کہ وہ نہ آئین کیونکہ سب اپنے دل مین یہی کہین گی کہ ملکہ ڈر گئین
جب تو کنیزون کو ساتھ لائین برق بلا افگن نے سب کو منع کر دیا کہ خبردار پیچھے ہمارے کوئی
نہ آئے خواصین ناچار ٹھہر گئین اور وہ خواص ملکہ کو لیے ہوے ایک پلنگ کے پاس
آئی ملکہ برق نے جھک کر دیکھا کچھ نہ معلوم ہوا اُس وقت سمجھی کہ اوڑھنا لٹکنے کے سبب سے نہین
معلوم ہوتا ہے پس اُس نے اوڑھنا اٹھا کر جو پلنگ کے نیچے سر ڈالا وہان حلقہ کمند

وہ گردن میں پہنکر بچی رہے اور یہ خواص جو برق کو لگی ہے عمرو ہے بس اسنے فوراً بیضۂ بیہوشی
مارکر بیہوش کرکے پشتارہ وا سکا باندھا اور لیکر اسکو درۂ کوہ میں آیا اور چاہتا تھا کہ سر اسکا
جدا کروں اسوقت برق فرنگی بھی آگیا پونچھا اور پکارا کہ واہ واہ استاد کیا کہنا کیا خوب
آپنے اسکو گرفتار کیا ہے لائیے میں سیسہ گرم کرکے اسکو پلادوں عمرو نے یہ سنکر اسکے
حوالے کیا برق فرنگی نے پشتارے کو کھولکر زور سے ناک برق بلا افگن
کی ملدی اور کہا کیوں مے لگاتہ تو میرے استاد کی فکر میں تھی کہ اسکو ہلاک کردوں چھینکی
میں سرخ بیہوشی اسکی نکلی اور یہ برق فرنگی نہیں ہے صرصر ہے بس برق بلا نے
سانس جو اوپر کی لی بیہوشی اتر گئی اور ہوشیار ہوکر اٹھی صرصر نے کہا کہ اسنے ملکہ دیکھیے
یہ عمرو آپ کو پکڑ لایا تھا اسکو اب جلد گرفتار کیجیے عمرو یہ سنکر بھاگ کر درۂ کوہ میں
چلا گیا لیکن وہاں صبا رفتار نے حلقہ کمندوں کے لگانے تھے اسمیں پھنسا اور
صبا رفتار نے ان حلقوں کو جھٹکا جو مارا تو عمرو منہ کے بل گرا اسوقت اسنے نعرہ
کیا کہ منم صبا رفتار برق بلا بھی پیچھے عمرو کے دوڑی چلی آئی اس نے دیکھا کہ صبا
رفتار نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے بس اسنے کہا ای صبا رفتار بڑا کام تونے کیا کہ اس
موئے کو قید کیا لیکن لا اب مجھکو اسے دے کہ میں قتل کرڈالوں صبا رفتار نے کہا کہ
بی بی مجھے تو بڑی بڑی عیاریاں کی ہیں اس عیاری کی کیا حقیقت ہے کوئی ہمارا قدر دان
سلامتی میں شاہ کی نہیں ہے اب ہمارا جی عیاری کرنے کو نہیں چاہتا ہے ای ملکہ آپ
تشریف لے چلیں میں اسکو در راہ سے لیکر آتی ہوں اس کلمہ پر برق بلا کو شک گذرا
اور صبا رفتار عمرو کو لیکر چلی گئی مگر برق بلا افگن نے اب جو غور کرکے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ یہ صبا رفتار نہیں برق فرنگی ہے بس یہ گھبرائی کہ سحر کرنا بھولی اور برق یعنی
صبا رفتار نقلی بھاگ کر درۂ کوہ میں گیا صرصر اور برق بلا بھی اس درہ میں آئیں وہاں
ضرغام اور جانسوز نے حلقے کمند کے لگائے تھے جیسے ہی درۂ کوہ میں آئی حلقوں
میں پھنسی ضرغام نے دوڑ کر بیضۂ بیہوشی برق بلا کے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اور
صرصر کو اسنے باندھ لیا اور برق فرنگی نے عمرو کو پشتارے سے نکال کر

ہوشیار کرکے کہا کہ اُستاد مین نے آپ کو اس طرح سے پکڑ کے برق کو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ ہوشیار
ہوگئی لیکن الحمد للہ کہ اب وہ مع صرصر کے پکڑی گئی ہے عمرو نے سب عیارون کو گلے سے
لگایا اور پھر سیل چھرکی برق پر اُٹھا کر دے ماری اُسکو اثر نکیا پھر خنجر مارا اُس سے بھی کچھ
ضرر نہ پہنچا آخر کار اُسکو لے کر مہرخ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ اس ملعونہ کو ہم مع
صرصر کے پکڑ لائے ہین آپ کو اختیار ہے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قید مین رکھیے ملکہ
مہرخ یہ حال دیکھکر شاد ہوئی اور خنجر سحر پکڑ کر برائے قتل برق بلا افگن اُٹھی حسب
اتفاق صبا رفتار کمند انداز اسوقت اندر بارگاہ کے موجود تھی اُس نے دیکھا کہ اب برق بلا
اور صرصر کسی طرح بچتے نہین معلوم دیتین اور ادھر مہرخ نے کچھ سحر پڑھکر دستک جو دی تو
ایک پریزاد خنجر لیے ہوے کہ وہ خنجر سلیمانی تھا پیدا ہوئی مہرخ نے وہ خنجر اُس کے
ہاتھ سے لیا اور پیترا بدل کر برق پر چلی اُس وقت صبا رفتار نے کہ یہ خدمتگار
بنی ہوئی تھی کہا کہ حضور ذرا ٹھہریے گا ملکہ ٹھہر گئی اور صبا رفتار نے آگے بڑھکر جلد تر
برق بلا افگن کی ناک کو بھر دیا کہ اُسکو چھینک آئی اور آنکھ اُسکی کھلگئی اور اپنے
تئین گرفتار ہوا اُسنے پایا تو پکاری کہ او نابکار عیار تو نے میرے ساتھ بڑی دغا کی ہے
مگر کیا کرون ناچار ہون کہ ہاتھ مین میرے اسوقت تلوار نہین ہے ورنہ تم سبکو مزا چکھا دیتی خیر
اگر چاہا سامری و جمشید نے تو کل تمکو مزا چکھا دونگی یہ کہکر سحر جو پڑھا کمند تو جلگئی اور یہ [illegible]
اُڑتی ہوئی جانب آسمان چلی گئی اور کوئی اُسکا کچھ نکر سکا اور اس ہنگامہ مین صبا رفتار
بھی بھاگ کر چلی گئی اور عمرو برق بلا کے ہوشیار ہونے سے بھاگا تھا اور مہرخ اور سب
ساحر متوجہ جانب برق بلا افگن تھے بدین سبب صبا رفتار نے صرصر کو بھی کمند سے
کھولدیا تھا القصہ یہ بھی بھاگ کر نکل گئی اور افراسیاب کے پاس برق بلا آکر پہنچی
وہ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ برق بلا نے آکر مجرا کیا اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان
کیا اور صرصر کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا ای شہنشاہ اب مجھکو لشکر مہرخ کا ساحر یا عیار
جو کوئی ملجائیگا بغیر مارے نچھوڑونگی آپ یہ نہ فرمائیے گا کہ بغیر اجازت میرے کیون مار ڈالا
آپ مجھکو اپنی مہر سے اجازت نامہ لکھدیجیے کہ مین آزردہ نہون گا اگر آپ یہ مضمون تحریر

نہ فرماینگے تو مین اپنے گھر چلی جاؤنگی کیونکہ مجکو یہ اذیت گوارا نہین افراسیاب نے اس تقریر کو سُنکر فوراً اجازت نامہ لکھدیا اور مہر کرکے اسکے حوالہ کیا اور یہ لیکر اپنی بارگاہ مین آئی اور صرصر کا بھی خیمہ اپنی بارگاہ کے پاس استادہ کرایا اور آپ بارادۂ جنگ آمادہ ہوکر بیٹھی اسکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال لقاے باختر سُنیے کہ یہ کافر خاسر بعد چندے کے باغ مینا سے لشکر جمع کراکر باہر قلعہ عقیق کوہ سے نکلا اور بارگاہ اس نے بپا کرائی لشکر اس کا اُترا یہ بارگاہ مین آکر داخل ہوا تمام لشکر آسودہ ہوا بختیارک نے اُسوقت اس سے کہا کہ یا خداوند یہ تو فرمایے کہ مسلمانون کا روکنے والا آجکل سرکار مین کون ہے لقا نے کہا او شیطان تو کیون خوف کھاتا ہے دیکھ تو مین ایسی تقدیر کرتا ہون کہ خداپرستون کو جان بچانا دشوار ہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک نامہ دار نے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند مین نامہ بر ہون خشام کوہی کا اور کوہ شمام لوزنج سے آیا ہون لقا اس نامہ بر کو دیکھکر خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان مشاہدہ کنید تماشاے قدرت من مینے کیا جلدی تقدیر کی ہے سب نے سرون کو سجدہ مین جھکا دیا اور پکارے کہ سچ ہے یا خداوند تو خداوند برحق ہے تجکو سب طرح کی قدرت ہے غرض نامہ بر تو بیٹھا اور نامہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ یا خداوند وہ شخص بندہ ہے تیرا خشام کوہی نام حاکم کوہ شمام خونریز مین نے سُنا ہے کہ خداوند کو خداپرستون نے بہت تنگ کیا ہے ایسا کہ خداوند اُنکے ہاتھ سے شہر بشہر اور دہ بدہ و قریہ بقریہ بھاگتے پھرتے ہین اور حیران و سرگردان ہین مگر کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہے پس مین عرض رساہون کہ اگر مجکو اجازت ہو اور خداوند طلب فرمائین تو مین آکر تمام خداپرستون کو قتل کرون اور حمزہ کو وہ سزا معقول دون کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے اور جتنے مُلک خداوند کے ہین اُن کو دلا دون یہ نامہ جو لقا نے سُنا جواب لکھا کہ عرضی تمہاری ہمکو پہنچی ہم تمسے بہت خوش ہوے ہمنے نوسے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کی تھی کہ جب ہمپر مصیبت پڑیگی تو خشام کوہی آکر شریک حال ہمارا ہوگا اب تمکو مناسب ہے کہ جلد آکر حاضر ہو اور جان اپنے خداوند کی بچاؤ یہ نامہ لکھکر اُس نے نامہ بر کو دیا کہ وہ لیگیا خشام کوہی پہلوان زبردست اور لاثانی ہے ایسا

زبردست ہے کہ دو زنجیرین فولادی بہت بھاری اپنے گردن مین ڈالکر ڈھائی سو آدمیون سے
کہتا ہے کہ تم سب ملکر اسکو کھینچو وہ سب ملکر زنجیرین پکڑتے ہین اور کھینچتے ہین مگر وہ اپنی جگہ
سے نہین ہلتا یہانتک کہ وہ سب عاجز ہوجاتے ہین بس اس گبر نا ہنجار کو اپنی زور و طاقت
کا نہایت غرور ہے رستم زمان اپنے تئین جانتا ہے غرض اب جو نامہ لقا کا اسکو پونہچا تو اسکو
پھولکر کپے کی طرح پھول گیا اور اسی وقت سامان سفر درست کرکے فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور
نقارہ کوچ کا بجایا لشکر مثل مور و ملخ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل مرحلہ پیمائی
کرکے قلعہ عقیق مین پونہچا بختیارک اسکے استقبال کو آیا اور اسنے دیکھا کہ خشام کوہی کا
بچا زور سے اوج کا قد ہے دیو ہے کہ قالب انسان مین آتا ہوا ہے رانین اسکے بھینسے کی جیتا ہوا
اور شراب زہر مار کرتا ہوا آتا ہے اور کردن مست پر سوار ہے غرض بختیارک نے لشکر کو
اسکے اتروایا اور یہ وہان سے خدمت خداوند مین آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا ذیل پر
بٹھا لقا نے خاطر اسکی حد سے زیادہ فرمائی اور ساقی کو اشارہ فرمایا کہ اسنے جام مئے ارغوانی
دیا اسنے سلام کرکے جام کو پیا پھر بختیارک نے سب حال لقا کے بھاگنے کا اول
سے آخر تک کہا اور ایسے کچھ کلام حسام بدانجام سے اسنے کہے کہ اسکو گرمایا بھی اور
ٹھنڈا بھی کیا جب کئی روز اسکو گذر گئے ایک روز جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اور وہ زمانہ آیا کہ ہستی روز کی تمام ہوئی اور خلاق دہر نے دختر شب کو پیدا کیا کہ اشعار
سراپا بوس مین زلف شب آئی ۔ تمنا آہ ہوکر تا لب آئی ۔ چھپاؤن اُس جگہ پھر صورت یار
ہوئین ٹھنڈی دکانین اور بازار ۔ سرشام خشام ناکام نے طبل جنگ بجوایا میان خبری
تو میان خبری نے خدمت امیر کشورگیر اور بادشاہ مین آکر سر عجز جھکا کر ان اشعار کو دعا مین پڑھا
تمنا ہے جبین پہ بھی جو تنا ہے ہلال ؛ بسکہ یان سجدہ کی مشتاق ہین سب اہل کمال ؛ یہ وہ در ہے کہ جہان آ کے ہم پیچیدہ
رشتہ حال ہما ہر مگس بے پر و بال ؛ ہاتھ کا تیرے اگر عکس پڑے دریا پر ؛ دُر مکنون بنے ہو شکم صدف مالا مال
چاہیے ابر گہربار پسارے دامن ؛ پہ پچھڑے سے عرق جھٹکے جو لنا فنال ؛ ای شہریار خشام کوہی آیا ہے
اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ سنا تھا کہ امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے بس
بموجب حکم حاکم قضا شیم طبل جنگ پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا امراء وغیرہ

اکثر ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہو گئے تلواریں چرخ پر چڑھائیں کمانیں سینگ کی درست کیں گلزار شجاعت ہرا بھرا ہوا بلبلان بوستان شجاعت زمزمہ سنج جرأت ہوئے شعر نام بہرام آن کا باقی نہیں دنیا میں نشان کل کے دن دیکھنا ہاں ہے یہی گو اور میدان ۔ پھول سپر کے اس شب تار میں چمکنے لگے گویا کہ لڑنے مرنے کی بو دیتے تھے نیزے سرو کی صورت تھے راستی اپنی دکھاتے تھے تلواروں کے پھل بہادر دشمن کو جلاتے تھے جوہر شمشیر و خنجر سے گلستان شجاعت پھلا پھولا تھا لڑائیاں اکثر مقام پر بیان کی گئی ہیں اس وجہ سے ہر جگہ طول دینا اچھا نہیں چار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری آلات حرب و ضرب رہی جب سرو ز شب کا خنجر سحر سے جدا ہوا اور شاہ خاور بصد کر و فر یکہ ز نگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا شعر

کہ جب وہ صبح مثل صبیح رخسار	سے نور حسن کے تھی جو کہ سرشار	ہوئی روشن مثال روئے جانان
تو نکلے شیر کو مژدہ بصد شان	شہ حمزہ صاحبقران وہ دولت بادشاہ ذی شان برآمد	

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر مجرا کیا سب سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان مصاف روانہ ہوئے نظم

چلا لشکر میدان میں وہ لشکر	ہوئے تیار مردان دلاور	بجا نقارہ قرنا کا ہوا شور
بڑھے میدان کی جانب جابجا بے خور	نقیبوں کا خوش الحانی سے پڑھنا	علی مرتضیٰ کی مدح پڑھنا
کہ اک جیب گو تھے ایسا ابر	لگی خورشید پھولا تھا سر اسر	دلاور مرکب پر تن پہ تھے
چلے جاتے تھے سب میدان میں لڑنے	غرض جنگاہ میں پہنچے سب آکر	نقا آیا ادھر لشکر کو لے کر
صفیں دونوں طرف آراستہ تھیں	سلاح جنگ سے پیراستہ تھیں	غرض نقیب نے نقابت کی

اور سغون نے جو شرکا دیا جب صفیں جنگ کی آراستہ ہو چکیں حشام نے لقا سے اجازت میدان لیکر اپنے گینڈے کو وسط میدان میں نکالا اور کھڑے ہوکر تمام لشکر اسلام کو بغور دیکھا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستان و قزلباشان جس کسیکو آرزوے موت کی تم لوگوں میں سے ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو اس کلمہ کو سنکر بلو طلیح گردن نے اپنے مرکب کو علقا دہ دیکی صف میں سے نکالکر اجازت میدان امیر کشور گیر سے حاصل کی اور آکر اس کافر خاسر سے بعد گفتگوے بسیار کے

اب جنگ و جدال کی نوبت پہنچی کیا کو چشم زخم نہ پہونچا آخر کو جب نوبت تلوار کی آئی تو حشام نے تیغ
نکالا علشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تیغ جو اس جوان زبردست کے ہاتھ کا پڑا تو سپر
کو کاٹ کر کوئی چار انگل کا نشہ سر میں اتر گیا اگر دستانہ فولادی کو بلوہ نہ مارے تو وہ تیغ سر اسپ
کاٹ جاوے لیکن دستانہ جو مارا تو تیغ نکل گیا اور چادر خون چہرے پر آئی عیاران لشکر اسلام علشاہ
کو پھیر کر لیگئے بعد اسکے تین سردار علشاہ کے ادھر باری باری نکلے وہ بھی حشام کے ہاتھ سے
زخمی ہو گئے انکو عیار پھیر کر لیگئے جب تو علشاہ کو تاب باقی نہیں خود واسترالا گرد کو اشارا کر واسطے
اسکے مقابلے کے آئے اور آنے کے ساتھ ہی تلوار جو ماری تو گنبد اسکا دس قدم پر جا رہا
بختیارک تو یہ ماجرا دیکھکر صلوٰۃ پڑھنے لگا لقا شنکر نہایت خفا ہوا اور کہنے لگا ارے
تو بکتا کیا ہے اسنے اسکے جواب میں کہا کہ یا خداوند میں اس امر کو کیا کروں زبان تو میری اس
گھر سے آشنا ہو رہی ہے از خود بے ساختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل جاتا ہے میں
مجبور ہوں آپ ناحق مجھسے آزردہ ہوتے ہیں اس سے اور لقا سے تو ادھر یہ تقریر ہو رہی ہے
اور ادھر علشاہ اور حشام کے نیزے بازی ہونے لگی سب دیکھ رہے تھے کہ قریب ہو
سوا سو طعن کے طرفین سے رد و بدل ہوئیں اور کوئی غالب نہ ہوا دونوں لشکروں میں صدا آفرین تحسین
و مرحبا کی بلند تھی علشاہ رومی نے جو دیکھا کہ اتنا عرصہ ہو گیا نیزہ حشام کے ہاتھ کا ہوائی
نہیں ہوتا ہے سب لوگ اپنے دل میں یہ تعریف ہجو ملیح تصور کر رہے ہیں حقیقت میں تعریف
نہیں کرتے ہیں بڑی ندامت کا سامنا ہے پس یہ تصور کر کے بند صاحبقرانی کو اسکے نیزے کا
پیکانکے گرہ پر یعنی پھیر کر جو مارا تو وہ اس بند سے عاری ہو گیا اور کھول نہ سکا آخر کو نیزہ اسکے ہاتھ
سے مثل تیر شہاب کے نکلکر روی آسمان صاف چلا گیا اور وہاں سے آکر اوپر میں
کے کوس بھر کے فاصلہ پر گوشہ صحرا میں گر گیا پھر تو لشکر اسلام میں طبل اور نقارے
خوشی کے صفوں میں بجنے لگے اور حشام نیزہ بھر آب خجالت میں مارے ندامت کے غرق
غرق ہو کر رہگیا اور جھلا کے قبضہ تیغ کے اپنے فیصلہ میں کر کے مرکب ملا کر مرکب سے علشاہ
کے ایک ہاتھ ایسا زور سے مارا اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی مثل کاہ کے قلم ہو جاتا مگر علشاہ نے خیال
بھی نہ کیا اور آنکھ میں آنکھ ملا کر جو ہیں تیغ برابر سر کے آیا وہیں بند دست کو اسکے پکڑ کر ذرا

جو خشرہ گیا تو نیمچہ اُسکے ہاتھ سے چھوڑ دیا اگر نہ چھوڑ دیتا تو ہاتھ بیکار ہو جاتا لیکن تیغہ کو تو چھوڑ دیا اور ہاتھ گریبان مین ڈالکر دھر کھینچا علمشاہ نے گرز بجیر کو اُسکی بائین ہاتھ سے تھام کر داہنے ہاتھ سے زور جو کیا تو پشت مرکب سے وہ جدا ہو کر اوپر زمین کے آیا یہ بھی ساتھ اُسکے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ کہ اُسکو بھی بھروسا اپنی زور و طاقت کا لاانتہا تھا قرار واقعی لڑا اس زور و شور سے کہ تین شبانہ روز کشتی مین بسر ہو گئی آخر کو چوتھے روز علمشاہ نے زیر کر کے اُسکو ایسا پیچ باندھا کہ اُس پیچ سے وہ نکل نہ سکا اور اُنھون نے نعرہ اللہ اکبر دل سے کھینچکر لنگر کو اُسکے توڑا اور سر بلند کر کے پہلے تو مثل گھن چکر کے دو تین چکر دیے بعد اُسکے زمین پر مار کے مشکین اُسکی باندھ لین اور ابو الفتح کے حوالے کیا پھر تو تمام لشکر اسلام مین واہ واہ کا غل ہوا اور بختیارک نے اُسکی فوج کو اشارہ کیا کہ حریف تمہارے مالک کا تھکا ہوا ہے ایسا وقت پھر ہاتھ نہین آنیکا مار لو اسکو اُس نطفۂ حرام کے کہنے سے تمام فوج اُسکی اور سب کو ہی تلوارین پکڑ کے اوپر علمشاہ کے آپڑے یہ ماجرا دیکھکر امیر نے بھی باگ اشقر کی لی پیچھے امیر کے تمام سرداران امیر بھی اپنے اپنے نعرہ کر کے مثل شیر غران کے آپڑے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار بھرکر چلنے لگی سرداروں نے نعرہ بلند کیے ایک طرف سے نعرہ ہوا الغزے

امیر عرب حمزۂ شیر دل
کزو گشتہ سہراب در شرم خجل

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ

منم صاحب عمود و جانشین حمزہ دیر گردان
شہ ہندوستان رستم نشان لندھور بن سعدان

جزیرہ ہای دریا را گرفتم از جوان مردی
گریزان شد ز ضرب من ہمہ کفار را ہستی

منم مالک اژدر خشمگین
سپہدار در لشکر اہل دین

منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از نعرۂ من بلرزد زمین

منم مقبل شیر نوجوان
غلام وفادار صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہرہ انجمن | نخوانند جز رستم پیلتن
ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ | زنم تیغ برابر منزہ نماہ
وز آب دم تیغ شستہ زمین | ہمہ با حشم شد بزیر نگین

جوان پر آئے کف خنجر اجل سے
سرون سے خود یہ کہکر اتارے
کہین بس تیغ چلنے برق آہنگ
سر دیو روح پابوس اجل تھا
کہین لنڈ ہور کا گرز گران سنگ
ہزارون کر مرے تھے ہر استخوان کے
کہین بہرام کی شمشیر بران
جدا کرتے لڑائی مین کئے تھے
کہین سیلاب خون سے سر خراین
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش
بس اب کل یہ نظارون سے آئی
گرے جب نخل کم قامت زمین پر

اڑا دی بڑھکے ظلمت دبش سے
کہ ای خالق زمان آبرو ہے
لباس روح بھی تھا گور مین تنگ
ہزارون گر گئے تھے وان تڑپکر
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
کہین مالک نے تھا ایسے کو مارا
کہ جس سے روح رستم کی گریزان
جدا ہونے لگے پا و سر و دست
کہین زخمی تنو نکی سر و آہین
گری گردان شیر افگن زمین پر
ہوا گبھرا کے آخر مہر روپوش
پھرے گھر کو بہادر اپنی صف سے
ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر

لگا ہین لڑ کے جن سینہ ابھارے
نہین پروا مرد گر لے کو تو ہے
زبان ضرب سے سر سرجل تھا
غضب کی آنکھ ہر تی تھی پکار
جو پڑتا تھا وہ سر پر نوجوان کے
عدو کو قاش زین تھا اوتارا
اسی تلوار سے سر ٹکڑون کے
کوئی خستہ کہین خنجر کہین جب
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
کہین تن سر کہین توسن کہین پر
صدا رخصت کی نقارو نسے آئی
ہین نہرین لہو کی دو طرف سے
جب ترک. وز گار کا سر اڑ گیا

اور سرہنگ شب نے تیغ کہکشان کو حمائل کیا لقا طبل بازگشت بجا کر پھر گیا لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے بختیارک نے لقا سے بارگاہ مین جا کر کہا کہ یا خداوند بڑے افسوس کا مقام ہے کہ حشام ایسا زبردست پہلوان اور یون گرفتار ہو جاوے اب مثل اسکے پہلوان خداوند کو عمر بھر ملکن نہو گا بلکہ مین تو جانتا ہون کہ علمشاہ جب حشام کو گرفتار کر لیگئے تو اب انکے اوپر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے خداوند انسے سر سبز نہون گے لقا یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور جواب سوچنے لگا اور وہان امیر کشور گیر بادشاہ اسلام

بہت سے زر و گوہر تصدق کرتے ہوے اور علمشاہ پر سے موتی لٹاتے ہوے اندر بارگاہ کے
شادان و فرحان آکر پونچے ناچ ہونے لگا اسمین ابوالفتح خشام کوہی کو طوق اور سلسل کر کے
سامنے امیر با توقیر کے آیا آپ نے اسکو دیکھکر اور و نگل آہنی کے اشارہ بیٹھنے کا کیا
اور فرمایا کہ اے خشام کہو کیا کہتا ہے تمہارا حقیقت مین تم خوب لڑے کیواسطے کہ یہ مجال کسی پہلوان
زمان کی نہ تھی کہ جو علمشاہ سے تین شبانہ روز برابر لڑ سکتا ہم تمسے بہت راضی ہوے فی الواقعی
کہ تم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو اس مین فرق نہین ہے الا ہم تمسے اس بات کو پوچھتے ہین
تم بھی جو کچھ کہ واجبی ہو وہی بات کہنا خبردار ہمارے ڈر سے کوئی کلمہ زبان پر نہ لانا اور
وہ بات یہ ہے تم صاف صاف بتلاؤ کہ علمشاہ نے اسوقت تمکو مردانہ وار اپنے زور و
طاقت سے زیر کیا ہے یا کچھ مکر و فریب سے تم کو اسنے گرفتار کر کے قید کیا ہے خشام کوہی
نے کہا اے شہریار علمشاہ نے غلام کو اس طرح سے زیر کیا ہے کہ جس طرح بہادر بہادرون
کو زیر کرتے ہین اصلا دغا و فریب نہین کیا بس امیر با توقیر نے فرمایا کہ پھر تم مسلمان
کیون نہین ہو جاتے اب تم کو عذر کیا ہے جو تامل کرتے ہو خشام نے کہا کہ غلام کو
اب کوئی عذر و انکار نہین اور کچھ انکے ہاتھ سے زیر ہونے کی ذلت ہے کیواسطے
کہ علمشاہ نے جب مرزوق کو اٹھا کر مارا کہ اندر آب خندق کے غرق ہو گیا اور کپتان
ایسے فرنگی کی لڑائی کو فتح کیا کہ تمام عالم کا جی چھوٹ گیا پھر میری کیا اصل ہے ان کے
تو زور و طاقت کی تعریف اقلیم مین دھوم ہے اور یہ فرزند آپ کا حقیقت مین
بہادر ابن بہادر ہے کہ آج اسکا مثل نہین مجکو بہر صورت اطاعت ان کی دل اور
جان سے منظور اور قبول ہے اسوجہ سے کہ ایسا آقا اور خداوند قسمت سے اسی شخص
کو ملتا ہے کہ جو صاحب نصیب ہوتا ہے امیر سنکر نہایت خوش ہوے اور اسیوقت
خشام کو قید سے رہا کر کے گلے سے لگایا اور خلعت سلیمانی سے خلع فرمایا وہ کلمہ پڑھکے از سر نو
صدق مسلمان ہوا علمشاہ نے قریب اپنی بارگاہ کے خشام کے واسطے بھی ایک بارگاہ بہت
پرتکلف استادہ کرا دی اور کہا کہ اب اس بارگاہ مین تم قیام پذیر ہو وہ فوراً لشکر بارگاہ مین
داخل ہوا اور خوش و خرم رہنے لگا اس عرصہ مین چہل یا دہ ہزار سوار بھی پاس خشام کے

چلے آئے اور دین اسلام کو قبول کرکے رہنا اختیار کیا اور باقی سب لوگ لقا سے رخصت
ہوکر طرف حشام کوہ کے روانہ ہوگئے قضاکار حسب اتفاق روزگار ایک بھائی حشام کا
کہ نام اُس کا آہن بدن ہے اور درۂ گلنار کا رہنے والا ہے وہاں ایک ساحرہ رہتی ہے کہ نام
اسکا گلنار جادو ہے وہ آہن بدن پر دل و جان سے عاشق اور فریفتہ ہے سو اُس آہن بدن کو
اس حال کی اطلاع نہ تھی کہ حشام بھائی میرا خداوند لقا اختری کی مدد کو گیا ہے مگر یہ حال معلوم نہ تھا کہ مسلمان
ہوگیا ہے غرض سوار ہوکر واسطے سیر کے کسی طرف جاتا تھا اودھر سے لوگ حشام کے بھی آتے
تھے اُنھوں نے جو دیکھا قریب آکر سلام کیا آہن بدن نے اپنے بھائی کا احوال اُن سے پوچھا
اُنھوں نے جو احوال گذرا تھا وہ سب روبرو اُسکے بیان کیا اُس نے سُنکر حال علمشاہ کی طاقت
کا کہا کہ خیر معلوم ہوا میں اب اُس علمشاہ سے سمجھ لونگا یہ کہکر درۂ گلنار میں چلا گیا اور سارا
حال علمشاہ کی طاقت کا اور حشام کے مسلمان ہوجانے کا اُس مکّارہ گلنار جادو سے کہا
اُس نے پوچھا کہ پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے اپنے دل کا حال بیان کرو آہن بدن
نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں جا کر بدلا اپنے بھائی کا لونگا اور اُن خداپرستوں سے جہاں تک
کہ میرا زور اور بس چلے گا موافق اپنی سعی کے ہر صورت لڑونگا اور اپنے بھائی کو پھیر لاؤنگا
گلنار جادو نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہے تمہارا تم جلد جاؤ میں بھی آکر شراکت کرونگی
پس آہن بدن نے اُس سے اجازت لے کر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے اور اُسیوقت
وہاں سے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے مسافت راہ کو طے کرکے بارگاہ لقا کے داخل ہوا
اور سجدہ کرکے کہا کہ میں بھائی حشام کا ہوں اور آیا ہوں کہ علمشاہ کو قرار واقعی سزا دوں لقا نے یہ
بات سنکر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے آہن بدن شہزادہ علمشاہ نوجوان کی شان میں ایسا
کلمہ بیہودہ اپنی زبان سے نہ نکال آہن بدن نے کہا کہ اچھا اب تم کو آپ ہی
اسکا حال معلوم ہوجائے گا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا اور آرام پذیر ہوا وہ ایک روز تک
آسایش کی جب کسل سفر سے آسودہ ہوچکا اور کرن آفتاب کی دریائے مغرب میں ڈوبی
اور بحر ظلمت عالم میں جوش زن ہوا اشعار

سیاہی مثل زلف یار پھیلی
میان کوچہ و بازار پھیلی

اک ابر نیلگون غرب سے آیا
فروغ مہر دامن مین چھپایا

آہن بدن نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارے دوڑے دوان دوان خدمت بادشاہ اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنائے شاہی زبان پر لائے نظم

پرورش کسکو یون ضعیفون کی
پوچھے پشہ تو پہلوان ہوئے
دی ہے جو حق نے تجکو حشمت و جاہ
خلق رطب اللسان جہان ہوئے

تجھ سوا نیر آسمان ہوئی
کہین سے گردون کے عمر بھر سے دور
قمر دان تنگ سائبان ہوئے

دیدۂ دولت سر ناوک پتر ہے
جسپہ اکرم تو مہربان ہوئے
دہر مین محسن خلق ہے تیرے

اے شہر یار حشام کے بھائی آہن بدن نے آکر اعدا کے یہان طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ نے امیر سے اشارہ فرمایا امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے ابو الفتح نے جاکر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدمے سے قلعۂ چرخ مین تزلزل پڑ گیا اور بہرام فلک الامان پکارا سردار اور بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر تیغ اور خنجر وغیرہ کو درست کرنے لگے بحر آہن روان ہوا دیدۂ جوہر شمشیر شمشیر زنی کے گھورنے کو کھل گئے کلہائے عمود لاف زنی کرتے تھے سنانون کی زبانین تیز یان کھاتی تھین ترک فلک کو بیم تھا جوزا کا دل دو نیم تھا روح رستم خوف سے ملک عدم مین پنہان تھی تیغ شعلہ بار آتش فشان تھی بہادرون کے دل مین مثل بحر یہ جوش جوش تھا سپر نہنگ پشت اور گرداب مین تھین ہر بہادر آب تیغ کا جرعہ نوش تھا تلوارین مثل موج بحر کے لہراتی تھین پانی کی روانی دکھاتی تھین تلوار کا گھاٹ دریا کا گھاٹ تھا کشتی تیغ پر روح سوار ہوکر بحر ہستی کے پار اترتی کہ مختصر اُس کا پاٹ تھا اُس طرف لقا کے یہان بھی آہن بدن کی فوج تیاری اپنے اپنے ہتھیارون کی کر رہے تھے لیکن یہ خبر حشام کو جو ہوئی کہ آہن بدن آیا ہے بس اُس کو یہ یقین ہوا کہ گلنار جادو اسکے ساتھ ضرور آئی ہوگی یہ معلوم کرکے اپنے امیر سے عرض کیا کہ ای شہر یار اول مین ہی اُس آہن بدن سے لڑونگا پھر میرے بعد جیسا کچھ مناسب سمجھیے گا وہ کیجیے گا امیر نے اُسکے جواب مین کہا کہ تمھارا لڑنا مناسب نہین ہے تم اس خیال سے درگذرو یہان سب سردار موجود ہین وہ اُس سے سمجھ لین گے حشام یہ کلمہ سُنکر خاموش ہو رہا اور رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب

وہ زمانہ آیا کہ اختر اقبال خورشید چمکا اور ستارون نے راستہ عدم کا لیا اور اشعار

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا	جہان کو نور کا عالم بنایا
ہوا پیدا جو شاہ چرخ اختر	جلوس اُسنے کیا تخت ہمر پر

صبح کو امیر با توقیر مسجد کریاس سے نکلکر اشقر پر سوار ہوے سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ چلے اور در دولت بادشاہ پر آئے بادشاہ بھی سوری سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا اور سب سردارونکا مجرا لیکر جانب میدان بصد و کروفر روانہ ہوے غرض میدان مین آکر پونچے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین ہموار کی اور سقون نے نکل کر گرد و غبار کو بٹھایا پھر نقیبون نے میدان مین آکر نقابت کی اور پکارے کہ ہان ای برادران روزگار اشعار

نہ سہراب ہی اور نہ بر زو ہی یان	نہ شبکل نہ ہے رستم سیستان	زبان جنگی ہے نے طوس ہے
نہ گودرز ہی اور نہ کاوس ہے	کسیکا بھی باقی نہین ہے نشان	ہوے جا کے سب تہ کے مہمان
اجل کا یہان گرم بازار ہے	وہ کون ہے جو لڑنے پہ تیار ہے	جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
یہی وقت ہے نام اور ننگ کا	لڑائی مین جانین لڑاتے رہو	نمکحوار اور تلوارین کہاتے رہو

یہ کہکر نقیب تو کنارے ہو گئے اور صفین میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین اور آہن بدن سامنے لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند اجازت میدان کی دیجیے لقا نے کہا جا تجکو مین نے دست قدرت کے سپرد کیا وہ گھوڑا اوڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کرکے مبارز کو طلب کیا حشام کوہی نے اپنے مرکب کو نکالا امیر نے فرمایا کہ ای حشام آخر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اور جلدی کی مگر خیر اب تم نکلے ہو جاو سپرد کیا خداوند کریم کے بادشاہ نے بھی اسکو جام کلہ عزت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا حشام نے مرکب کو تازیانہ کرکے سامنے آہن بدن کے اپنے تئین پونچایا اول تگا و رچلی پھر اُسنے اُسکو سمجھانا شروع کیا مگر اُسنے نمانا آخر کو نیزہ بازی دونون مین شروع ہوئی سنان پر سنان اور زبان پر زبان بجنے لگی لیکن حشام نے بسبب جرأت اسلام چند طعنون مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا لشکر اسلام مین نوبت اور نقارے خوشی کے بجنے لگے اور صدا احسنت اور مرحبا کی بلند ہوئی آہن بدن نے شرمندہ ہوکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا حشام نے اُسکے وار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا ملا کر مرکب کو برابر سے جو مارا تو سپر کو

کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا اور بھیلا کاسہ سر میں جا آیا آہن بدن زخمی ہو گیا اس عرصہ میں گلنار
جادو بھی آ گئی اور آ کر اُسنے سرداری لقا سے ملاقات کی اور آہن بدن کو زخمی دیکھکر بیقرار
ہو گئی اور اجازت میدان کی طلب کی یہ ماجرا دیکھکر بختیارک اپنے دل میں سمجھا
کہ آہن بدن کو جو اسقدر عرصہ تھا اور اپنی زور و طاقت کا گھمنڈ کر رہا تھا سو اسی کے
بھروسے پر علمشاہ کو کہتا تھا کہ میں گرفتار کرونگا کسواسطے کہ یہ بھی پیڑو کی آنچ سے تڑپکر دیکھو تو
سہی کہ کسقدر جلد آئی ہے مگر خیر کچھ مضائقہ نہیں ہے اس کا آجانا اسوقت بہت خوب ہو گیا
اب ایک آدھ روز اگر لڑائی تھم جائے تو کیا عجب ہے ورنہ فیصلہ تو آہن بدن کا بھی ہو چکا تھا
غرض یہ تو ایسی فکر دل سے اپنے تصور کر رہا ہے اور گلنار جادو لقا سے رخصت لیکر مثل
بجلی کے تڑپکر روبرو آسمان پہونچی اور اُدھر حشام نے چاہا کہ آہن بدن کو زخمی تو کر چکا ہوں
اب کمر پکڑ کر پشت مرکب سے اُٹھالوں اور ماروں زمین پر کہ ہڈیاں پسلیاں تتر بتر ہو جائیں
ہاتھ اُسکی کمر تک پہونچا تھا کہ دفعۃً پنجہ دست تو بے قابو ہو گیا اور آنکھیں خود بخود بند
ہو گئیں پھر تو آہن بدن نے حشام کو پکڑ کر مشکیں باندھ لیں اور اپنے شاطر کے حوالہ کیا
سب کو نہایت تعجب ہوا مگر علمشاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور استرما لا گرد کو
اُڑا کے ایسا تو قہر سے اجازت میدان کی حاصل کی اور مثل شیر نیستان کے آکر آہن بدن سے
ہمکاور ہوئے اُسنے فوراً ہاتھ تلوار کا مارا اُنکو تو غصہ حد سے زیادہ تھا خفا ہو کر تلوار کو تو اُسکے ہاتھ سے
چھینکر پھینکدیا اور ہاتھ ڈالکر کمر بند میں چاہا کہ اُسکو اُٹھالیویں وہ گھبرا کے لپٹ گیا تھوڑی دیر تک
تو زور ساتھ سینہ بسینہ دونوں کے آپس میں ہوا کیے آخر کو جب علمشاہ نے چاہا کہ اُٹھا کر سر سے بلند کریں
کا ادھر سے گلنار جادو نے سحر جو کیا تو ہاتھ پاؤں علمشاہ کے سست ہو گئے اسطرح سے کہ گویا دم نکل گیا
بس آہن بدن نے علمشاہ کو مثل پھول کے اُٹھا کر سر سے بلند کر لیا اور باندھکر عیار کے حوالہ کیا اُسوقت
امیر کے منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں رنگ زرد ہو گیا اور تمام لشکر اسلام کو سکتہ سا ہو گیا اور لشکر کفار
میں شادیانے بجنے لگے اور جعفر کوہی نے باواز بلند پکار کے منصور کوہی اور زور کوہی اور ناصر کوہی
اور مظفر کوہی وغیرہ سے کہا کہ علمشاہ کو دیکھو آہن بدن نے کس خوبصورتی سے ساتھ سہولیت کے اُٹھا لیا
ہے کہ رستم بھی نہ اُٹھا سکتا پھر تو تمام لشکر کفار میں غل ہوا واہ واہ کا اور تعریفیں آہن بدن کی

کرنے لگے اور بختیارک نے جلدی سے طبل آسایش اس خوف سے بجوادیا کہ کہین امیر جنگ مغلوبہ کا حکم
نہ دیدین اور آپ مالک باطل السحر ہین آکر آہن بدن کو قتل نکرڈالین اور ملشاہ کو چھڑا کر لیجائین غرض
طبل بازگشت کا بجنا تھا کہ دونون لشکر جدا ہوا اور پھر کر اپنے اپنے مقام پر چلے اسوقت امیر کو تو
نہایت ملال ہوا اور تمام لشکر اسلام کو کمال تردد لاحق ہوا اور ایسا رنج عظیم و صدمہ تھا کہ جسکا کچھ حساب
نہین اور لقا طبل و نقارہ خوشی کا بجاتا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور آہن بدن کی خاطر و داری کر کے
سنگل زرین پر بٹھایا گلنار جادو بھی آکر تمکن ہوئی شاہ ملشاہ کو مطوق اور مسلسل کر کے سامنے لقا
کے لایا اسوقت ملشاہ کو بختیارک نے دیکھکر کہا کہ آج کا دن بہت مبارک ہے کہ ملشاہ سا جادو گرفتار
ہوا ہے پس مناسب ہے کہ ابھی اسکو قتل بھی کرڈالو عرصہ نکرو کہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاوے
تو پھر مشکل پڑے اور سوا اسکے یہی خوف ہے کہ دو چار گھڑی کے بعد کچھ فساد نہ برپا ہو لقا نے
سنکر گلنار جادو سے قتل کرنیکا حکم دیا اسنے کہا کہ ہمارے یہان یہ دستور نہین ہے کہ جسکو گرفتار کرین اور
بغیر چالیس دن گذرے قتل کرڈالین اسوجہ سے مین خلاف آئین قتل نہین کرونگی اگر آپکو یہی منظور ہے
تو لیجئے مین اپنا سحر اتارے لیتی ہون آپکو اختیار ہے آپ جو چاہین وہ اسکے حق مین کرین یہ کہکر گلنار
جادو نے تو سحر اپنا ملشاہ کے اوپر سے اوتار لیا اور اسیوقت رخصت ہو کر درہ گلنار کو چلی گئی
یہان لقا نے قید سخت مین گرفتار کر کے ملشاہ کو حکم دیا جلادون کو کہ جلد اس کو قتل یہ ماجرا حشام
کوہی نے دیکھکر ملشاہ سے کہا کہ اے شہریار اب تو گرفتار ہی ہو گئے ہین سوا قتل ہونے
کے کوئی صورت رہائی کی معلوم نہین ہوتی ہے اگر حضور ارشاد کرین اور خلاف مرضی مبارک
بھی نہو تو یہ آہن بدن بھائی ہے یہ مین اس سے از راہ مکاری کے کہون کہ اب مین
تیری تابعداری اختیار کرتا ہون تو مجھکو قتل نکر کیا عجب ہے کہ بھائی سمجھ کے وہ مجھکو رہا
کرا دیوے اور کہنا میرا مان لیوے کس واسطے کہ سوا اس تدبیر کے اور
کوئی تدبیر نہین ہے اور جب انکو حکم گردن مارنیکا ہوا تو تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ بھائیو چلو دیکھو
حشام اور ملشاہ کی گردن ماری جاتی ہے ایک میدان مین خلق خدا کا جماؤ ہوا انمین بعضے
عبرت کرتے تھے اور بعضے عشرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائیو سرکشی کا یہی نتیجہ ہے خداوند لقا سے
ان مسلمانونکو نکالا اور انکو عاجز کرتا پھر آخر کبتک انکو بھی غصہ آہی گیا بعضے کہتے ہین کہ افسوس

گردون دون اور سپہر بوقلمون ہمیشہ سے جفا اندیشہ ہے اسکا یہی شیوہ ہے بڑے بڑے سرداران اولو العزم ہلاک
ہوئے تہ خاک ہو۔ حشام نے علمشاہ سے جب یہ مشورہ کیا تو علمشاہ نے کچھ اسکا جواب نہ دیا
حشام نے سپاہیون سے کہا کہ مجکو تم آہن بدن کے پاس لے چلو وہ لوگ اُسکو آہن بدن کے
پاس لائے اُسنے اُس سے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کو حاضر ہین آپ ہمکو قتل نہ کیجیے آہن بدن نے یہ
کلام سنکر چاہا کہ لقا سے سفارش کرون مگر بختیارک نے کہا کہ اے آہن بدن خبردار حشام کو رہا
نکرنا ورنہ بہت پچھتاوگے یہ چھوٹکر بہت بڑا فساد کرینگے اس اثنا مین جلادون نے چبوترہ ریگ کا
باندھا اور بوریا فلاکت کا بچھایا علمشاہ اور حشام کو کشان کشان لاکر بٹھایا پھر تو تمام خلق خدا
کا اژدہام تھا اور جلاد ہار ناک کان کٹے ہوئے کانپتے ہوئے تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر قریب
علمشاہ آیا اور بیاض گردن پر خط کوئلے کا کھینچا اور پکارا کہ ای بندگان گنہگار خداوند باختر جو کچھ تمکو
کھانا ہو کھا لو اور جو پینا ہو پی لو کہ کوئی دم کے مہمان ہو جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کر لو کہ
پیمانہ عمر تمہارا لبریز ہوا اب سوائے خداوند لقا کے اور کوئی تمہارا حامی و مددگار نہین علمشاہ کو
اس کلام پر غصہ آیا اور فرمایا کہ ای جلاد کیا گوہ کھاتا ہے وہ خداوند تیرا کیا اور تو کیا ہے جلاد یہ کلمہ سنکر
سمجھا کہ اسوقت یہ قید ہے میرا کیا کریگا بس اُسنے یہ سمجھکر کہا کہ او بندۂ گستاخ تو خود گوہ کھاتا ہو عیاذاً باللہ
یہ سننا تھا کہ شہزادۂ علمشاہ کو تاب نہ رہی بھلا اُنکے کان کاہیکو آشنا ایسی بات سننے کے ہین شعر
سنی نہین کبھی گالی کے آشنا ہون کان۔ ذرا اپچار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا۔ اُنھون نے غیظ و غضب مین
آکر ایک جھٹکا جو مارا تو قید کو بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور اُٹھکر ایک طمانچہ جو جلاد کے مارا تو
سر اسکا اسطرح پھٹ گیا کہ جیسے ہنڈی پھٹتی ہے اور غلغلہ ہوا کہ ایہا الناس قیدی بگڑ گیا یہ حال
دیکھکر تمام تماش بین بھاگے کہ اب آفت آیا چاہتی ہے اور جلاد تیغ پھینک کر رو بہ فرار لائے
اور فوج لقا کی تو ہمیشہ ایسے معاملے دیکھتی رہی ہو وہ بھی کنارہ کر گئی کوئی متنفر علمشاہ کے نہ چڑھا
اور جو کوئی جرأت دکھانیکو سامنے آگیا تو اسکو اُنھون نے واصل جہنم کیا اس عرصہ مین حشام نے جو
دیکھا کہ میرے آقا نے قید کو توڑا اور لڑ رہے ہین اُسنے بھی قید کو توڑا اور ہتکڑی پکڑ کر پیترے بدلتا ہوا
چلا پھر تو لقا بھی بارگاہ سے نکلکر بھاگا اور شور برپا ہوا کہ ارے میان لینا جانے نہ دینا غضب کیا
ان مسلمانون نے کہ جلادون کو مار کر اب آفت برپا کر رہے ہین خلق خدا فوج سپاہ ان دونو کے

ہاتھ سے تنگ ہے بختیارک چیخ رہا ہے کہ اے نامردو دو آدمیوں کے ہاتھ سے تم سب بھاگے
جاتے ہو خبردار انکو جانے ہرگز نہ دو مگر کون سنتا ہے سب بدحواس و لغزان لائے اور اندر قلعہ کو تعقیب کے
چلے گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اسوقت حشام اور علشاہ نے ناچار ہو کر دو گھوڑے سرداروں کو مار کر لیے
اور ہتھیار بھی لیے اور انھیں مرکبوں پر سوار ہو کر لڑنا شروع کیا ادھر بختیارک کے کہنے سے فوج ان پر ٹوٹ پڑی
اب تلوار تبر سے زور و شور سے چلنے لگی علشاہ نے قتل کرنا شروع کیا نظم

بیفگند علشہ سپہ را سران
بہ تیغ و بہ گوپال و گرز گران
برآمد درخشیدن تیغ تیز
زمین از نہیب اندر آمد گریز
دلیران بکوشش شدہ اندرون
بروبال یاران ہمہ غرق خون
تہمتن بہ لب ہا برآوردہ کف
تو گفتی کہ بستند خورشید تف
بکشتند چندان ز کینہ وران
کہ روی زمین گشتہ پنہان دران
بیفگند چندان ہر جا سر
کہ غرقہ شدہ کوہ تا کمر

اور یہ لڑتے ہوئے قلعہ کے اندر در آئے تھے اب جو کافروں نے دروازہ بند کیا تو حشام اور علشاہ نے لاشوں سے اس قلعہ کو
پاٹ دیا یہ خبر امیر کو پہنچی امیر بھی سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر آگئے اور نعرۂ اللہ اکبر کیا انکے نعرہ کی صدا
جو شہر کو بس جاتی ہے اسے بختیارک نے گھبرا کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور ملازمان لقا سامنے سے
علشاہ اور حشام کے بھاگے یہ دونوں قلعہ سے نکلکر باہر آئے اور امیر کی ملازمت حاصل کی امیر انکو
دیکھکر شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے زر سرخ اور سفید نثار کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے
شہزادہ نے غسل کیا لباس تبدیل کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا اور یہاں لقا کو نہایت رنج و ملال ہوا
اسوقت بختیارک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے نزدیک تو خداپرستوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے
کسواسطے کہ دو آدمی لاکھوں آدمی سے لڑکر کیا صاف نکل گئے اور کسی سے کچھ نہو سکا غرض انکو تو اس
حال میں چھوڑو ادھر حال طلسم کا سنو کہ بارگاہ میں مہرخ کی تاج رنگ تو نہیں ہے مگر دور جام ارغوانی چل رہا
ہے ہر ایک شاد و خرم بیٹھا ہے اور ملکہ برق بلا جو اپنی بارگاہ میں آئی تو اسنے صرصر کا خیمہ بھی اپنی بارگاہ کے برابر استاد
کرایا اور اسسے کہا کہ ای صرصر تجھسے اتنا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ تو کسی سردار مہرخ یا عمرو کو پکڑ لائے
اور ان کے عیاروں کو دیکھو کہ وہ کیسے کیسے کارنمایاں کرتے ہیں تجھے لازم ہے کہ جاکر عمرو کو پکڑ لا صرصر
اور صبا رفتار یہ کلام سنکر برای تلاش عمرو روانہ ہوئیں اور صورتیں اپنی بدلکر بارگاہ میں مہرخ کے تعین
لیکن وہاں عمرو کو نہ پایا ناچار وہاں سے پھر کر بارگاہ مصور میں آئیں تو دیکھا کہ عمرو ایک عجب بدار کی شکل بنا ہوا دروازے پر

بارگاہ کے کھڑا ہے یہ دونوں دیکھکر اُسکو خوش ہوئین اور صرصر الگ جاکر چوبدار کی صورت بنی اور حقہ بھر کر
پہنچی ہوئی عمرو کے پاس آئی اور کہا لو مردے حقہ پیو عمرو نے لیکر ایک دم جو کھینچا تو بیہوش ہوکر گر پڑا صرصر چادر
عیاری بچھاکر پشتارہ عمرو کا باندھکر صاف چلی آئی اتفاق سے کوئی عیار بھی عمرو کا راستہ مین نہین ملا یہ سیدھی
برق بلا کے پاس پہنچی اور تسلیم کرکے کہا لیجیے مین عمرو کو لائی یہ حاضر ہے یہ کہکر پشتارہ عمرو کا سامنے اسکے رکھدیا
وہ عمرو کا نام سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اسکو پشتارہ سے نکالو مین دیکھون تو عمرو ہے یا اور کوئی یہ سنکر صرصر نے
پشتارہ کھولا اور کہا ملاحظہ کریجیے عمرو کو جو ہوا لگی تو اُسنے آنکھ کھولدی عمرو کو صرصر نے باندھا نہ تھا بس یہ اٹھکر
جست کرکے بھاگا برق بلا سحر کرنا تو بھولی اسکے پیچھے دوڑی پاؤن جو اسکا پشواز مین الجھا تو منہ کے بل گری
اور صرصر نے تعاقب کیا عمرو اسکو آئے دیکھکر ایک درۂ کوہ مین چلا گیا صرصر نے بھی جب درہ مین جانیکا
ارادہ کیا تو وہان سے آواز آئی کہ منم صبا رفتار صرصر نے صبا رفتار کی صدا سنکر اندر درہ کوہ کے جاکر چاہا کہ
پوچھون عمرو کو تو نے گرفتار کیا یا نکل گیا درہ کوہ مین حلقے کمند کے لگے تھے وہ اُسکی گردن مین پھنسے اور صبا رفتار
نے جھٹکا دیا وہ گری اور اُسنے نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل صرصر نام ضرغام کا سنکر گھبرائی مگر پکاری کہ
ارے موئے میرا گلا گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ دم نکلجائے ذرا تو حلقہ ڈھیلا کر ضرغام کو یقین ہوا کہ بیشک اسکا
دم گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ یہ مرجائے تو خواجہ سلامت مجھکو مار ڈالین بس اُسنے کمند کو ڈھیلا کیا صرصر جست
کرکے اُس حلقہ سے نکلی اسطرح کہ جیسے حلقۂ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہے یا گل سے بو نکلتی ہے ضرغام تو یہ دیکھتا رہگیا
اور وہ نکل چلی گئی اُدھر برق فرنگی برق بلا کی صورت بنا ہوا افتان و خیزان چلا آتا تھا اُسنے اُس سے پوچھا
کہ ای صرصر عمرو کو تو نے پایا یا نہین صرصر نے کہا کہ لے بی بی درۂ کوہ مین ہے اتنا کہنا تھا کہ برق نے قریب
آکر ایک بیضہ بیہوشی اسکے منہ پر مارا یہ بیہوش ہوکر گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور صرصر کو باندھنے
لگا اُسوقت برق بلا بھی آکر پہنچی اور اُسنے دیکھا کہ کوئی میری صورت بنا ہوا صرصر کو باندھ رہا ہے
اُسنے یہ ماجرا جو دیکھا تو سحر کرکے دونوں کو پکڑ لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی وہان آکر صرصر کو تو ہوشیار کیا اور برق
فرنگی کی مشکین باندھکر ایک ستون سے پیچیدہ کردیا اور آپ تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگی اسمین صرصر تو جانے
لیکر عمرو کی فکر مین گئی مگر مہتر قرآن کو جو برق کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ساحر کی صورت بنکر دربارگاہ ملکہ
برق بلا پر آکر اسطرح چلایا کہ دوہائی ہے برق بلا افگن کی مجکو بے قصور انکی بارگاہ کے پیچھے لوٹ لیا ملکہ برق
بلا نے قرآن کو اندر بلایا قرآن نے برق عیار کو دیکھا تو ستون سے بندھا پایا اُس نے بغور جو دیکھا تو معلوم

ہوا کہ سحر میں گرفتار نہیں ہے کیونکہ رنگ برق عیار کا زرد نہیں ہے اور بڑا سبب یہ تھا کہ جب برق بلا نے
صرصر پر سے سحر جو اُتارا تو اُسکے ساتھ برق فرنگی کا بھی سحر اُتر گیا برق بلا کو کچھ خیال نہ تھا قران نے یہ ماجرا
دیکھکر قریب برق عیار آکر رسی کو جلد سے کاٹ ڈالا کہ جس سے برق عیار رہا ہو کر بھاگا اور قران بھی وہاں سے
پست ہو کے بھاگا ساحرون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ قیدی چھوٹکر بھاگا جاتا ہے سب دوڑے اُس وقت قران نے
بغدہ مارنا شروع کیا کہ دھڑ دھڑ اور سر پر سر گرنے لگے مارکر تو بھاگا مگر سیماب نے ایک نادیل جو زمین پر
مارا تو برق عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے آواز غل و شور کی عمرو کے کان میں جو گئی تو یہ بھی درہ کوہ سے باہر
نکل آئے اور انہوں نے گلہ گوپن میں پتھر رکھا کر جو مارا تو سیماب کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے صدا گیر و دار کی بلند
ہوئی برق عیار کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے سیماب کے بیرتد بیر ہولے برق بلا کو بڑا صدمہ ہوا اور اسی
غصہ میں تیغ تاو دکھا کر چمکتی ہوئی لشکر مہرخ پر جا گری اور کئی سو ساحرونکو اُسنے قتل کر ڈالا لشکر مہرخ کا تہ و بالا
ہوا اس عرصہ میں عمرو بھی آکر پہنچا مہرخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ افسوس کی جگہ ہے کہ برق سبکو قتل کر رہی ہے
اور برق و رعد یہ دونون مہرخ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے تھے اور حسین جادو انکے مکان پر گئی
سفید پوا کر عدو برق دونون ٹھہرے حسین انکے گھر سے پھر کر اُسی کوہ پر آئی رعد و برق سے اسنے
ملاقات کی تو برق نے اس سے کہا کہ اے حسین جادو تم بھی چلکر شریک مہرخ کی ہو جاؤ حسین جادو
یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اُسنے خاک قبر جمشید چھڑک کر ان دونون کو بیہوش کیا اور پکڑ کر وہان سے
لیکے گھر لائی اور اپنے لڑکے سے کہ نام اُس کا وہم جادو تھا کہا کہ اے بھائی تم برق و رعد کو اپنی قید میں رکھو
اور ان سے بہت خبردار رہنا کس واسطے کہ آجکل یہ تیر تلے سحر کے مجھسے منحرف ہوئے جاتے ہین اگر میں انکی
[illegible] نہیں کرونگی تو وہ میرے قابو سے جاتے رہینگے اسوجہ سے مین انکی فکر میں جاتی ہون تم ان دونون کو
ہوشیار رہنا پکڑ برق و رعد کو تو حوالہ وہم جادو کے کیا اور آپ چلی گئی بعد اسکے جانے کے رعد نے
برق سے کہا کہ اے امان جان حسین جادو تو چلی گئی ہے اور وہم جادو کی کیا اصل ہے کہ وہ ہمکو روک سکے گا
اُسکو تو مارنا ہمیں کسی طرح اثر نہیں سکتا ہے یہ کہکر رعد جادو جو گرجا اسکا گرز [illegible] وہم جادو کو
غش آگیا اور برق جو گری تو وہم جادو کے دو ٹکڑے ہوگئے بعد اسکے دونون ملکر طرف لشکر مہرخ کے
روانہ ہوئے جب قریب لشکر کے پہنچے تو دیکھا برق بلا چمک چمک کر لشکر مہرخ پر گر رہی ہے بس یہ ماجرا
دیکھکر دونونکی آنکھون میں خون اُتر آیا اور چھپ کر اوپر طلسم کے پہنچی کسیکو خبر بھی نہیں [illegible] سنہری [illegible] اوپر طلسم کے

چھایا اور آسمین کڑک اور چمک بجلی کی ہوئی تو سب ساحر حیران ہوگئے کہ یہ ماجرا کیا ہے کہ حیرت جادو
پکاری کہ ای برق بلا غافل خبردار ہو جاؤ کہ برق و رعد آ پہنچے برق بلا حیرت جادو کے کہنے سے
جب تک کہ سنبھلے سنبھلے تب تک برق اور رعد نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے لشکر پر تو برق بلا
گری ہوئی ہے آؤ ہم اسکے لشکر پر گریں یہ مشورہ کرکے برق جادو لشکر برق بلا کے جو گری تو ایک ہی
حملہ میں پانچ چھ سو ساحروں کو غارت کر دیا بعد اسکے چمک کر پھر جو آڑی ترچھی ہو کر گری تو تمام ستون لشکر
کے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ ماجرا دیکھکر برق بلا بھی چمک کر سامنے برق جادو
کے للکارتے ہوئی آ پہنچی اب ان دونوں میں چوٹیں چلنے لگیں لڑائی برابر کی پڑگئی افراسیاب
باغ بلورین میں بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا کہ طائران سحر نے جا کر اسکو بھی خبر پہنچائی اور کہا کہ ای شاہ ساحران
ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ دونوں برقیں آپس میں لڑ رہی ہیں نقشہ بیڈول معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی سننے
اس خبر وحشت اثر کے اسنے بھی وہاں سے پرواز کی اور آ کر طلسم میں جو دیکھا تو فی الواقع دونوں برقیں لڑ رہی
ہیں ہر طرف سے برق چمک رہی ہے افراسیاب نے برق جادو کو دیکھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ ان
بہنوں کو تو میں جادو کے آگے لگی ہے کیا وہ ماری گئی تھیں یہ دونوں چھوٹ کر چلے آئے ہیں حیرت جادو نے کہا کہ وہ
تو زندہ ہیں مگر نہیں معلوم کہ کیا ایسا پیچ پڑا کہ جو یہ دونوں رہا ہو کر اس مقام پر آئے میری بھی عقل اس امر میں
حیران ہے افراسیاب نے اس حال کو سنکر کہا کہ خیر کچھ اسکا مضائقہ نہیں ہے اگر رعد اور برق چلے
آئے ہیں تو کیا قباحت ہے مگر اب میں خود جا کر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہوں اس میں برق بلا
نے جو وہاں سے افراسیاب کو پاس ملکہ حیرت جادو کے بیٹھے دیکھا تو پھر آپ بھی چمک کر پاس افراسیاب
کے چلی آئی اور ساگر مجرا کیا اسنے اسکو دیکھکر کہا کہ ای برق بلا خوب ہوا جو تم چلی آئیں کس واسطے
کہ اب تم ذرا ٹھہر جاؤ کہ بہت لڑ چکی ہو میں جا کر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہوں برق بلا نے
اسکے جواب میں کہا کہ ای شہنشاہ ساحران میں نے تو ان سبھوں کو مار لیا تھا مگر کیا کروں
ناچار ہوں نہیں معلوم کہ یہ رعد اور برق کہاں سے آگئے ہو میں گھبرا گئی اب حضور تامل فرمائیں میں جا کر
سبکو مارے لیتی ہوں آپ تکلیف کا ہیکو کریں یہ کہکر پھر جو تڑپی تو جا کر لشکر مہرخ پر گری یہ ماجرا
دیکھکر رعد اور برق بھی دونوں برابر اسکے پہنچے اور مہرخ کو جو حال افراسیاب کے
آنے کا معلوم ہوا تو اسنے اٹھکر رعد و برق سے کہا کہ تم اب ذرا بسٹ جادو دیکھو تو سہی کہ خدا کیا

کیا کرتا ہی مین برق بلا ہے اب خود سمجھونگی مہرخ کے کہنے سے رعد اور برق توکنارے ہو گئے اُس وقت مہرخ نے ایک سحر تیار کر کے دستک دی تو دستک دیتے ہی کاسے چار پانی سے لبریز پیدا ہوے برق بلا چمک کر جو گری تو انھین کاسو نین گر کر سرد ہو گئی اور لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ جسمین نکل جاؤن اور بدستور شعلہ افروز ہون مگر کچھ نہو سکا آخر کو عاجز ہو کر طرف افراسیاب کے فرط حسرت سے دیکھنے لگی اُسنے فوراً ایک پتلہ کو تیر و کمان دے کر کہا کہ تو جا کر اس کاسے مین ایک تیر اس زور سے مار کہ وہ تیر کاسے کے پار نکل جاوے وہ پتلہ بموجب حکم افراسیاب کے تیر و کمان سے لیس ہو کر میدان مین آیا اور کھڑے ہو کر ایک ہی تیر کاسہ کو تاک کر مارا وہ تیر جا کر پڑا تو سہی اوپر کاسہ کے مگر اُسکو توڑ نہ سکا بلکہ فوارے اُسمین سے چھوٹنے لگے یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب کو کمال غصہ آیا اور خفا ہو کر ایک گولہ سحر فولادی کا کاسے پر مارا اور دوسرے راوی نے یلکھا ہے کہ خود گولہ کی صورت بنکر اوپر کاسے کے گرا کہ وہ کاسہ تو ٹوٹ گیا اور افراسیاب تڑپکر پکارا کہ خیر آج تو مین تم سب نمک حرامون کو چھوڑے جاتا ہون مگر کل آکے ضرور سمجھونگا اسکو یاد رکھنا ارے یہ شل تمھین لوگون نے اور ٹھیک ہے کہ ہمارے گھر سے تو آگ لائے اور نام رکھا بیشندر عمرو نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ خیر اب تو چلے جاؤ ہم حاضر ہین جب تمہارا دل چاہے آکر ہمسے لڑلینا ہم بھی باہر نہین ہین مہرخ نے بھی عمرو کے کہنے کی تائید کی غرض افراسیاب اس تقریر کو سنتا اور جرأت ودلاوری یان دیکھتا ہوا پاس حیرت جادو تک چلا گیا اُس سے کہا کہ ملکہ اسوقت ایک کام ضروری ہے مین تو جاتا ہون مگر تم ایک کام کرو کہ برق بلا کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر اندر اس طلسم کے بلا رکھو کسواسطے کہ اب ہم خود مہرخ سے سمجھ لیںگے کچھ احتیاج دوسرے کی نہین ہے سامنا ہمسے ہو گیا ہے یہ کہکر طرف ظلمات کے چلا گیا بعد اسکے جانیکے حیرت جادو بھی مع برق بلا کے اندر طلسم کے چلی گئی اور جا کر اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہو کر بیٹھی اب اسکو تو اسمقام پر رہنے دو اور دو کلمہ داستان حسین جادو کے سنو کہ وہ اُس مقام پر پوچھا بات فرصت حاصل کر کے باہر درہ کوہ کے نکلی تو اُسکو برق و رعد کے راہ ہو کر چلے جانیکا اور ہم جادو کے مارے جانیکا حال جو معلوم ہوا تو نہایت صدمہ گذرا اور غصہ بھی کمال آیا پیچ و طیش کھا کر طرف اپنے پیر چیلے کے چلی اور حال اُس چیلے کا راوی نے سطور پر لکھا ہے کہ اُسنے ایک لڑکے کو مثل فرزند کے پالا ہی اور نام اسکا طوفان گرز افگن رکھا ہی اور سحر بھی اسکو قرار واقعی سکھایا تھا اور ایک پہاڑ سحر کا واسطے اُسکے رہنے کے تیار کر دیا ہی اُسی پر

وہ شیطان ہتا ہے غرض حسین جادو نے قربت مین کوہ کی جاکر ایک گولہ سحر کا مارا وہ اُسکے صدمہ سے پھٹ گیا اور
طوفان کو خبر ہو گئی کہ ملکہ حسین جادو آتی ہین بس وہ اُسکے پاس آیا اور تسلیم کر کے پُرسان حال ہوا حسین
نے برق و رعد کے وہم جادو کے مار کر چلے جانے کا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجھکو خبر کرن
کی کہ مین آکر سمجھ لیتا غرض اُسنے اسباب و رسال وغیرہ اپنا بار کروایا اسمین حسین کے پاس افراسیاب کا
نامہ آیا لکھا تھا کہ تم برق و رعد کے چھوٹنے کا رنج نکرنا ہمارے پاس چلے آؤ جیسا مناسب ہوگا کرینگے حسین
نے طوفان سے کہا کہ ای طوفان افراسیاب نے ہمکو طلب کیا ہے کہکر عرضی لکھی کہ ای شہنشاہ کنیز حاضر ہوتی ہے
جو کچھ گزرا ہے عرض کریگی نامہ بر تو نامہ لیکر گیا اور طوفان کوہ عقیق اور کوہ نیلم و کوہ لاجورد و بیابان گلزار کی
سیر کرتا ہوا ایک لاکھ ساحرونکو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور حسین ستر و سو خواص مرصع پوش دریاے جواہر اور
مروارید اور الماس مین غوطہ مارے ہوئے ہمراہ لیکر تخت مرصع پر سوار ہوکر افراسیاب کے پاس آئی وہ اسکو دیکھکر
ہنسا یہ مجرا کر کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی افراسیاب نے کہا کہ طوفان تمھاری اطاعت سے باہر تو نہین ہے
اسنے کہا وہ نہایت سعادتمند ہے غرض کچھ دیر بیٹھکر اور باتین کر کے روانہ ہوئی اور سامنے لشکر مہرخ کی آکر
کوس کے فاصلہ پر ایک بارگاہ مخمل سرخ کی استادہ کرائی اُسی بارگاہ مین طوفان بھی آکر پہنچا حسین نے طوفان سے
جرات کو نذر دلوائی افراسیاب بھی آیا اور اُس سے طوفان نے اجازت لی کہ مین جسطرح چاہون لشکر
مہرخ کو قتل کرون غرض اقرار لیکر جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید منزل مغرب مین پہنچا اور سیاہی شب نے
عالم کو کالا بنایا اشعار آبدار

بلا جو دن پہ لائی کاکل شام
پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر
اُتر شانہ سے آئی کاکل شام
صفین اُسنے جمائین آسمان پر
شب کو اُسنے طبل جنگ بجوایا

ملکہ مہرخ کو بھی طائران سحر نے جاکر خبر کی اُسنے بھی نفیر سحر کو پھونکا ساحرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی
پون تانے گئے اگیا بیتالون کو جرات کا دیا جلاکر دشمنون پر بھیجا اور بنگالی ڈہرو بجانے لگے کلوا بھیرون نارسنگھ کی
چوکیان بٹھانے لگے لونا چاری کو دھنتر کے ماس کی بھینٹ دی گوگل مرچین جلائین اسیطرح چار پہر رات
ہنگامہ عظیم دونون لشکر مین بلند ہوا جب وہ زمانہ آیا کہ سحر نے جامۂ نور زیب تن کیا اور گوے خورشید گریبان صبح مین نکالا اشعار

کناگہ جانب مشرق سے اِکبار
ہوا اسباب نورانی نمودار
فلک پر زین زرین تابہ حد کر
ہوا پیدا سوار چرخ اخضر

صبحکو لشکر ملکہ بہار اور ملکہ مہرخ اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئین اور
روانہ جانب میدان کارزار ہوئین اسطرف سے طوفان گرز افگن اور ملکہ حسین جادو فوج لے کر میدان جنگ

مین آئے ساحرون نے پرے جمائے بجلیان گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی آب سحر برسا کر چھڑکاؤ کیا پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی کہ کہان ہین سامری نژاد وہشت جمشید فرعون شاہ نمرود شاہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو آج نام اپنا روشن کرے اور ہنر کرتب کھلاوے اشعار

دل مردون کا ہر جنگ پہ بڑھکا
رنج ہے نہ اب ہے سام باقی

ہان نامور وہ نام کرتا
مردونکا فقط ہے نام باقی

کرکیتون پہ جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرتا
کرگیست جب کڑکا کھکر ہٹ گئے

اسوقت لڑائی سربون نے کے دانے اچھلنے لگے اژدہے قلابہ آتشین چھوڑتے تھے اس اثنا مین طوفان نے اپنے مرکب کو اڑایا اور وسط میدان مین پونہچکر نعرہ کیا کہ ای نمک حرامو اب بھی کچھ نہین گیا ہی تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے ساتھ پاس افراسیاب کے چلو مین سعی کرکے قصور تم سب کے معاف کرادونگا اگر نہ میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤگے اور کوئی فریادرسی تمہاری نہین کریگا مہرخ نے اُسکے جواب مین کہا کہ ارے اولونڈے بے پالک تیری بھی یہ اصل ہے تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ جو تو ہماری سامنے ایسے کلمے زبان سے نکالتا ہے بس دور ہو میرے سامنے سے مین بھلا اُس افراسیاب کی کیا اصل سمجھتی ہون جو تو مجھکو اُسکے پاس لیجائیگا کیون دیوانہ ہوا ہے جا چلا جا کچھ شامت تو تیری نہین آئی ہے جو کلمے واہیات بکتا ہو قصہ کوتاہ کہ پہلے تو بہت سی تو تو مین مین مہرخ سے اُسنے کی آخر کو ناچار ہو کر سرخ چشم نامے ایک ساحر مہرخ نے بھیجا اُسنے جھپٹ کر ایک ناریل سحر کا طوفان پر مارا اُسنے بھی ایک ناریخ سحر کا مارا دونون نے وار کو خالی دیا بعد اُسکے طوفان نے گرز مارا سرخ چشم نے سپر سحر کی اوسکو روکا مگر وہ جو پڑا تو سپر کو توڑکر سر پر سرخ چشم کے پونہچا اُسکی ضرب سے سرخ چشم زمین کا پیوند ہوگیا اُسکے بعد چالیس ساحر مہرخ کے باری باری شام تک نکلے سبکو طوفان نے مار لیا اور طبل آسایش بجوا کے چلا گیا جب تو مہرخ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور غمگین ہوکر اپنی بارگاہ مین چلی گئی عمرو نے مہرخ کو رنجیدہ خاطر دیکھکر کہا کہ ای ملکہ تم اندیشہ نکرو مین جاتا ہون مہرخ نے پوچھا کہ بھیا تم کہان جاتے ہو ہمسے بھی تو بتلادو کہ ہم فلانے مقام پر جاتے ہین عمرو نے کہا کہ مین ایک دو ہزار روپیہ کے فکر مین جاتا ہون کسواسطے کہ بغیر روپیہ کے کوئی کام بن نہین آتا ہو اگر کسی دوکاندار یا مہاجن سے ملجاینگے قرض تو بہی جاکر طوفان کو مارتا ہون مہرخ نے اُسکے جواب مین کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض کاہیکو لین کیا یہان کچھ توڑا ہے روپیہ تو ڑو کا جواب قرض کی فکر مین ارادہ جانے کا کرتے ہین

یہ کہکر دو ہزار روپیہ اُسیوقت منگوائے عمرو نے وہ روپے تو لیلیے اور مرغ سے رخصت ہوکر طرف بارگاہ
طوفان کے روانہ ہوا اور ایک چوبدار کی صورت بنا چکن پہنی عصا ہاتھ مین لیا اور در بارگاہ طوفان پر
آیا لوگون سے پوچھا کہ بھی اندر بارگاہ کے طوفان کیا کرتے ہین اُنھون نے کہا کہ ملکہ حسین جادو افراسیاب
کے پاس گئین ہین جب وہ آئینگی تو اندر بارگاہ کے جانا ہوگا عمرو یہ سنکر سمت صحرا روانہ ہوا اثناے راہ مین برق
فرنگی ملا اُسنے کہا کہ اُستاد کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ طوفان کی بارگاہ مین گئے تھے وہان جانا نہین ہوا برق
یہ سنکر ایک ساحر کی صورت بنا اور دو کشتیان میوہ سے بھری ہوئی ساتھ لیکر عمرو و برق دونون چلے اور دروازہ
بارگاہ طوفان پر آکر پہونچے برق کو تو دروازہ پر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ کے چلا اور کشتیان میوونکی طوفان
کو دین کہ آپکو شہنشاہ نے بھیجی ہین اُسنے خوش ہوکر عمرو کو خلعت دیا اور وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگیا
عمرو نے خنجر اُسکو مارا خنجر کی نوک ٹوٹ گئی مگر اُسکے کارگر نہوا اسمین افراسیاب نے کتاب جمشیدی دیکھی تو معلوم ہوا
کہ عمرو نے طوفان کو میوہ کھلاکر بیہوش کیا ہے اور قتل کیا چاہتا ہے اور یہان عمرو نے طوفان کو پشتارہ مین باندھا
اور لیکر روانہ ہوا اس عرصہ مین حسین جادو بھی آئی اور اُسنے عمرو کو نہ دیکھا اور نہ طوفان کو پایا اُسنے بزور سحر دریافت
کیا معلوم ہوا عمرو فلان پہاڑ کے درہ مین ہے پس وہانسے اُڑی اور پہاڑ کے درہ مین پہونچی ہان عمرو نے طوفان پھر خنجر مارا
کہ خنجر ٹوٹ گیا اس اثنا مین حسین جادو بھی آکر پہونچی اور اُسنے اپنے پالک کو بیہوش دیکھا کہا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار
اب مین کب تجکو زندہ جانے دونگی یہ کہکر سحر جو کیا عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور عمرو نے گھبرا کر حسین جادو
کو دیکھا اور کہا کہ آپنے مجکو کیا سمجھ کے مبتلاے سحر کیا ہے اور کس گناہ پر مقید کیا ہے حسین جادو نے سنکر کہا کہ ارے موذی تونے
میرے فرزند کو تو پکڑ لایا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا تھا اس سے زیادہ گناہ اور کیا ہوگا اور پھر یہ دیدہ دلیری تیری ہے کہ مجھسے
کہتا ہے کہ مجکو کیون قید کیا ہے عمرو نے کہا کہ مین تو اس حال سے آگاہ بھی نہین ہون مگر اتنا البتہ جانتا کہ اُسکو ایک شخص
لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا باقی مین کیا جانون کہ وہ کون تھا اور کیون اُسکو لیے جاتا تھا آپ ناحق مجھپر اوپر
بہتان کرتی ہین حسین جادو نے اُسکے جواب مین کہا کہ ارے مین تیری ذات اور مکاری سے خوب آگاہ ہون میرے سامنے
یہ مکاری تیری نہین چلنے کی مین اب سحر سے تجکو مار ڈالونگی عمرو نے ناچار ہوکر کہا کہ اے حسین جادو اختیار ہے مگر اتنا کہے
دیتا ہون کہ تم اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ جو کوئی مجکو قید کرتا ہے وہ مارا بھی ضرور جاتا ہے پس تمہارے حق مین یہ بہتر ہے کہ
تم مجھسے اب ملجاؤ اور مجکو چھوڑ دو کیونکہ اسکے کہ ابھی حال کسیکو معلوم نہین ہے مین تمہارے بھلے کو کہتا ہون کہنا میرا مان لو
کیون ناحق جان کے پیچھے پڑی ہو دیکھو آخر کو پھر پچھتاؤگی اور کچھ تم سے نہو سکیگا حسین جادو نے اسکے جواب مین کہا

کر بھلا او مونڈی کاٹنے دیکھ تو سہی کہ ہونا کیا ہے یہ کہکر طوفان کو ہوشیار کردیا اُسکی جو آنکھ کھلی تو اُسنے اپنا
حال سُنکر پوچھا حسین جادو سے کہ کیون آن جانؔ حال میرے گرفتار ہوجانے کا سب کو معلوم ہوچکا ہے یا کسیکو ابھی اطلاع نہین ہوئی ہے حسین جادو نے کہا ابھی تک تو کسیکو معلوم نہین ہوا ہے آیندہ دیکھا جائیگا
طوفان نے کہا کہ اگر میرا حال ظاہر نہین ہوا ہے تو عمرو کو جلدی قتل کرڈالو کسواسطے کہ اگر یہ زندہ رہیگا
تو پھر سبکو معلوم ہوجائیگا کہ عمرو طوفان کو پکڑ لیگیا تھا پس مناسب ہے کہ اسکو لیجاکر زیر طلسم کنارے دریاے
خون رُوان کے قتل کرڈالو حسین جادو نے کہا کہ بہت اچھا جیسا کچھ مناسب سمجھو ویسا کرو القصہ دونون
عمرو کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے پھر تو تمام لشکر مین حسین جادو کے غل ہوا کہ عمرو
کو ملکہ حسین جادو پکڑ کے لے آئین سب ساحر عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور حسین جادو
نے عمرو کو قید کرکے اُسیوقت ایک عرضی افراسیاب کو اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ لونڈی
نے عمرو کو گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو تو خدمت مین حضور کی لے آؤن اور اگر ارشاد ہو تو اِسی مقام پر
سر میدان اُسکو قتل کرون جسوقت کہ یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی تو اُسنے عرضی کو پڑھکر اپنے دل مین
تصور کیا کہ اگر عمرو کو مین یہان بلوالون کہین ایسا نہو کہ بیچ کسیطرح کا پڑجائے اور وہ بچ جائے مثل
سابق کے تو پھر مجھکو نہایت ذلت ہوگی اس سے یہ امر بہتر ہے کہ جواب مین عرضی کے یہ لکھدو کہ یہان لانا
اُسکا بیکار ہے تم وہین اُسکو قتل کرڈالو تمکو اختیار ہے مگر دریافت قرار واقعی کرلینا کہ عمرو ہو کہین اور کوئی
نہو کہ ناحق کو خون ناحق مین ہم اور تم مفت مین گرفتار ہون اسکا خیال ضرور رکھنا القصہ یہی مضمون
لکھکر نامہ بر کو حوالہ کیا اُسنے جواب عرضی کا لاکر حسین جادو کو دیا وہ پڑھکر نہایت خوش ہوئی اور اُسیوقت
جلاد کو طلب کیا بعد اُسکے عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین پہنچی تو
عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین طوفان کو مارہی ڈالا تھا
الا خداوند نے بچالیا کہ اُسکی قضا ابھی نہ تھی لیکن تیری قضا آگئی اب بتا کہ تو کیونکر زندہ بچیگا عمرو نے
اُسکے جواب مین کہا کہ ارے تو بکتی کیا ہو دیکھ تو سہی کہ خداوند کریم قادر علی الاطلاق ہے وہ مجھکو کیونکر بچاتا ہے کہ تو
بھی حیران ہوجاؤ اور مین تجھی کو مار ڈالون اس کلمہ پر اُسکو غصہ آگیا اور جلاد کو حکم گردن مارنیکا دیدیا اُسنے
جلدی سے رنگ کا چبوترہ باندھکر عمرو کو اُسکے اوپر بٹھایا اور گردن پر خط کوئلے کا دیکر تیغ کو سنگ چٹانے
لگا اُسوقت عمرو کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اور قبلہ رو ہوکر با لحاج وزاری مصروف دُعا ہوا

اور اُدھر جلاد تیغ پکڑ کے واسطے قتل کرنیکے چلا تھا کہ مہرخ کو اطلاع ہو گئی کہ عمرو اب کوئی دم کا مہمان
ہے اس خانۂ ناپائدار مین حسین جادو اسکو پکڑ کر لیگئی ہے تو جلاد قتل کیا چاہتا ہے مہرخ اس خبر کو سنکر
بیتاب ہو گئی اور ارادہ خود چلنے کا کیا تھا کہ مخمور سرخ چشم نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نہ جائیے مین
مین جاکر عمرو کو لیے آتی ہون مہرخ خاموش ہو رہی اور مخمور وہان سے بزور سحر جو اُڑی تو آکر اُس
میدان مین پہونچی کہ جہان عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد سر پر باتیغ برہنہ موجود تھا اور رو
بہ قبلہ عمرو بیٹھا ہوا دعا کر رہا تھا یہ حال عمرو کا دیکھکر خون مخمور کی آنکھون مین اُتر آیا پنجہ بن کے
جو گری تو عمرو کو اُٹھا کر لیگئی یہ حال دیکھکر جلاد پکارا کہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہے یہ سنکر حسین جادو
بھی پنجہ بنکر روانہ ہوئی یہان مخمور نے عمرو کو لاکر ایک درہ پہاڑ مین چھپا دیا اور آپ وہان سے گیروے
کپڑے پہنکر فقیرنی بنکر صحرا مین بیٹھی اس مین حسین جادو پنجہ بنی ہوئی آکر پہونچی اور اُس نے اس سے
کہا کہ سچ بتا تو نے عمرو کو کہان چھپایا ہے مخمور نے کہا کہ ای حسین جادو کچھ تو احمق ہوئی ہے بھلا
مین کیا جانون کہ عمرو کہان ہے تو اپنی عقل کے ناخن لے مین جب سے کہ افراسیاب کے پاس سے
آئی ہون اس صحرا مین فقیرنی بنی بیٹھی ہون اس عرصہ مین ملازم بھی حسین کے آگئے حسین نے اُنسے
کہا کہ مین اس مخمور سے پوچھتی ہون کہ عمرو کہان ہے تو یہ نہین بتاتی ہے لوگون نے کہا کہ اسکو نہ معلوم ہوگا
آپ آگے بڑھکر تلاش کیجئے حسین سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی اور مخمور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمہارا جدھر
جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے کہا کہ مین حسین کو قتل کرونگا یہ کہکر آپ تو ایک ساحر کی صورت بنا اور ایک
قیدی زنبیل سے نکال کر اسکو اپنی صورت کا بنایا اور پشتارہ اُسکا باندھکر روانہ ہوا یہانتک کہ حسین جادو
جدھر گئی تھی وہین یہ بھی پہونچا اور اُس سے کہا کہ ای ملکہ یہ شخص میرے گھر مین گھس آیا تھا مینے اُسکو پکڑا تھا
آپ دیکھیے تو کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی حسین نے جو پشتارہ کھولکر دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئی اور
عمرو سے کہا کہ افراسیاب سے نہ کہنا کہ مین نے عمرو کو پکڑا ہے یہ کہکر اُس عمرو نقلی کو ایک صندوق مین
بند کیا اور لیکر چلی بارگاہ مین مصور کی آئی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ساحر جو اسکے ساتھ
آیا ہے عمرو ہے مصور نے اشارہ سے حسین کو مطلع کیا کہ یہ ساحر جو تمہارے ساتھ ہے عمرو ہے حسین تو
اسکا اشارہ نہین سمجھی مگر عمرو نے جست کرکے ایک دھپ اُسکے ماری اور تاج لیکر بھاگا اب مصور
اور صورت نگار و حسین وغیرہ سب حیرت جادو کے پاس گئے اور طوفان نے غصہ مین آکر

جب وہ زمانہ آیا کہ آسمان پر ماہ نے جلوہ دکھایا اور حکیم شب نے طلسم کواکب کا بنایا اشعار
اُداسی بھی تھی کچھ گردون پہ چھائی + کہ لٹکائے ہوئے مُنہ شام آئی + ہوئی پھر شام جادو آشکارا
تو طبل جنگ طوفان نے بجایا + رات کو پھر تمامی سحر کی لشکرون مین ہونے لگی آگیارکی جوت کادیا
جلایا زرد ورزدیون کو اُڑایا ڈھولی چھوٹنے لگی شراب کی تولین آگیاری مین ڈھلنے لگین کلچریان بھنگ کی
بھینٹ پوتون کو دی گئین دھوپ دیپ چندن صندل لونگ ہتوراد ونے مردے کے بچے راتی مہرون
کے دانے سحر پڑھکر تیار کیے بچہ باے خوک ذبح ہوے خون سے اُنکے ساحر نہائے کھتور چندن کے جسم پر لگائے
چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بیاض سحر پر نقطۂ آفتاب دیا گیا اور کتاب شب کو
منشی قدرت نے بند کیا اشعار

ستارون نے اتارا جبۂ نور	ہوئی بالکل ضیائے ماہ کافور
ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک	ہوا اس سے نمایان مہر افلاک

صبح کو مہرخ نامور اور ملکہ بہار بصد کروفر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلین ساحران نامی اور
ساحرہ اُنکے ساتھ تھے اور فوج بیشمار اُن کے ہمراہ تھی بیرقین سرخ سبز زرد چمکاتے اور اُڑاتے طاؤس
وہنس آتشین اور فیل واژدر آتشین یاز اور بط وقرقرے وشیر پر ساحر سوار میدان کارزار مین آئے
صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی اور پکارے کہ ای بہادران نامی اور ساحران گرامی دنیا چندروزہ ہے
کیا تمنے نہین سنا ہے خمسہ

گئے کل سیر کو گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسپر بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دُنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

یہ کہکر نقیب کنارے ہوے اور طوفان ساٹھ ہزار ساحرونسے میدان مین آکر صف آرا ہوا اور للکارا کہ ای
فرقہ گمراہان آؤ میرے مقابلہ کو یہ سنکر اژدر جادو نے اجازت مہرخ سے لیکر طوفان کا سامنا کیا طوفان
نے اسکو ایک گرز سحر کا مارا کہ وہ پیوند زمین کا ہو گیا مہرخ نے کہا کہ پانچ گھڑی تک تو طوفان یہ سحر کام
کریگا پھر اُسکے بعد مین کچھ کرونگی یہ کہ رہی تھی کہ مہتر قران صحرا سے آ گئے اور اُنھون نے کہا کہ مین جا کر اُس کو
سرمیدان قتل کیے ڈالتا ہون عمرو نے کہا کہ اے فرزند ہمارا کام تو چوری چھپے اندھیرے اُجالے مین
کرنیکا ہے سرمیدان تم نکلنے کا ارادہ نکرنا قران نے کہا کچھ ہی ہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر ایک ساحر کی

صورت بناکہ جٹا ای خاکستری کھلی ہوئی کمنور چندن لگے ہوئے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بت کہنی سے
تا بہ شانہ بندھے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے مین موتی تامی کی بندھی بغدا کاندھے پر رکھا
ہوا سامنے طوفان کے گیا اور پکارا کہ ای طوفان لاضرب مردان عالم طوفان نے سحر توڑ کیا مگر امیر ایک
گرز مارا قران نے گرز خالی دیا اور اُسکے سامنے سے بھاگا قران نے راہ مین ایک گڑھا خس پوش کر رکھا
تھا اُسکے گھوڑے کا پانون اُس گڑھے مین گیا اور وہ اُس مین سما گیا طوفان نے چاہا کہ مین جست کر کے
اس میچ سے نکلون جیسے ہی باہر اُسنے سر نکالا قران نے اُسے بغدا مارا کہ سر اسکا ہزار ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک
ہوا صدا ہو دار و گیر ہونا کہ نے لگی اور لشکر صرخ آ کے لشکر پر آ کے گرا اسکو قتل کرنا شروع کیا نارنج نے
ہزارون سکھے مینہ توڑے ناریل نے بہتون کی جان لی ابر سحر گرم گرا آئے دریای سحر تلاطم پذیر ہوئی آخر فوج
طوفان کی کچھ ماری گئی کچھ ڈوبتی اُچھلتی کنارہ گئی اور ملکہ صرخ نقارہ فتح کے بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ
مین آئی وہان قران بھی آیا اُسکی بہت تعریف کی اور سب خوشنود ہو کر بیٹھے اور اُدھر افراسیاب
کے پاس حسین جادو مصور صورت نگار یہ سب بیٹھے ہین کہ افراسیاب نے حسین سے کہا کہ ای
حسین قران نے طوفان کو مار ڈالا اب تم جا کر عمرو برق کو گرفتار کر لاؤ حسین وہان سے رخصت
ہو کر چلی با حال پریشان اپنے خیمہ کے دروازہ پر پہونچی وہان عمرو بھی آیا تھا وہ ایک ضعیف کی صورت
اِسطرح بنا کہ کوئی دو سو برس کا سن پلکین بھوین سفید آنکھون سے بھی کم سجھائی دیتا تھا آنسو صدف
چشم سے جاری دروازہ بارگاہ سے ہٹ کر لیٹ رہا جب حسین قریب آئی تو لیٹے لیٹے اُس سے کہا
کہ اے ملکہ میری بھی عرض قبول ہو ملکہ نے کہا کہ تو کون ہے اور کیون روتا ہے اُسنے کہا کہ مین طوفان کے لیے
روتا ہون کہ افسوس اُسکی جوانی مفت برباد گئی اور مین اس پہاڑ پر رہتا ہون اور وہان قدرت سے
خداوند سامری کی عمرو خود بخود چلا آیا مین نے اُسکو پکڑ لیا مگر حیران ہون کہ مین اندھا ہون اُسے افراسیاب
کے پاس کیونکر لیجاؤن بس تمھارے پاس آیا ہون کہ تم اُسکو افراسیاب
کے پاس لیجاؤ حسین جادو نے کہا بڑے میان بواسطہ سامری و جمشید کا تو مجکو اُسے بتلا دے کہ مین
طوفان کے عوض مین اُسکو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا تو چلو مین نے اُسکو ایک سل کے نیچے بند کیا ہے
تم سل اُٹھا کر اُسکو نکال لینا حسین جادو عمرو کے ساتھ چلی اور پہاڑ پر آئی جیسے ہی جھک کر سل اُٹھانے لگی
عمرو نے حلقے کمند کے مارے اور چاہا کہ اسکو باندھون مگر وہ موئی کا گالا بنکر ان حلقون سے نکلی اور پکاری کہ او موئے

موذی کا ٹے فیلسوف تو ہی عمرو ہے میں تجھے زندہ چھوڑونگی عمرو نے کہا کہ میں عمرو نہیں ہون مجھے
چھوڑ دے اس عرصہ مین آواز آئی پشت پر سے کہ ای ملکہ حسین اسکے فقرے مین نہ آنا پس اسنے
اس صدا کو سنکر پیچھے پھر کر دیکھا ویسے ہی بیضہ بیہوشی کا منہ پر پڑا کہ بیہوش ہو گرگئی نعرہ ہوا کہ منم برق
فرنگی لیکن عمرو نے کہا کہ ای برق اس کو یہین رہنے دو اور ہم تم بھاگین کس لیے کہ ہمکو کچھ کھٹکا
معلوم ہوتا ہے عمرو اور برق یہ سنکر بھاگ گئے اور پہاڑ پر ایک ہاتھ زمین سے نکلا اور حسین پنجہ مین
دابکر پھر زمین مین سما گیا وہان زمین کی سردی سے یہ ہوشیار ہوئی اور وہان سے اپنی بارگاہ مین
آئی اور ملکہ برق نے افراسیاب سے کہا کہ اگر حسین رعد اور برق کو پکڑ لائین تو مین لشکر
مہرخ کا خاتمہ کرون افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تم جاؤ اور حسین سے کہو کہ رعد اور
برق کو پکڑ لاؤ ملکہ حیرت یہ کلام سنکر روانہ ہوئی اور حسین کے پاس آئی حسین نے اول اپنا
حال برق اور عمرو سے جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ بسبب حکم حضور کے مین رعد و برق کو گرفتار کر لاؤنگی
یہ کہکر زود سحر صورت اپنی بدلکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ساحر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا
ہے یہ بھی ناچ دیکھنے لگی یاقوت جادو نے سرخ مو سے کہا کہ ملکہ سلطان عنبر بن
کو سنا ہے کہ وہ کسی خدا پرست پر عاشق ہوئی ہے اور وہ خدا پرست طلسم مین بھی آیا ہے
سرخ مو نے کہا اگر اس گیسو بریدہ نے ایسی حرکت کی ہے تو مین اسکو کھود کر دفن کر دونگی حسین نے
یہ حال کو سنا تو سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ رعد و برق دونون بیمار ہین اور اپنے خیمے مین
ہین پس یہ وہان سے اُنکے خیمے مین آئی دیکھا کہ وہ دونون لیٹے ہوے ہین اور واقعی بیمار ہین
پس اسنے اپنے تئین ظاہر کیا اسوقت رعد نے کہا ای حسین یہ تو بے حیائی ہے کہ تم ہمکو بیماری
مین گرفتار کرنے آئی ہو حسین نے کہا دشمن کو جسطرح پائے مار ڈالے یہ کہکر رعد سے گرفتاری
آگے بڑھی اُسوقت برق باوجود کہ علیل تھی تڑپی لیکن وہ سحر اپنا پہلے ہی سے
کر چکی اُسوقت اسکے سحر سے دو پنجے پیدا ہوئے اور رعد و برق کو پکڑ لے گئے اسنے اپنے خیمے مین آکر
عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین رعد اور برق کو پکڑ لائی ہون افراسیاب نے برق بلا سے
کہا کہ لو صاحب برق اور رعد کو پکڑ لے اب تمہارا کیا ارادہ ہے اسنے کہا کہ مین اب جاکر سب کو
آپکے اقبال سے غارت کیے دیتی ہون کیا مجال کسی کی کہ جو سامنا مبر کر سکے افراسیاب نے

کہا کہ خیر بہتر ہے تم جاؤ اور میں بھی باغ میں جاکر بنگلہ زمردین پر بیٹھکر تماشا لڑائی کا دیکھتا ہوں برق
بلا نے کہا کہ بہت اچھا آپ اسطرف کو جائیں میں بھی لشکر مہرخ کو جاتی ہوں یہ کہکر چل نکلی بعد اسکے
جا بجا افراسیاب بھی تخت مرصع پر سوار ہوا اور سوا لاکھ ساحروں کی جمعیت سے چلا اس عرصہ
میں برق بلا لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحروں سے جاکر قریب لشکر مہرخ کے پہنچی اور خیمہ استادہ کرا کے
بیٹھی جب شاہد روز نے شکل اپنی شل صورت یار چھپائی اور زلف شب درازی پر آئی

اشعار

ہوا مضطر تو تکلیف سفر میں
چھپا احسان و امان نظر میں
بڑھا دن فتنہ رفتہ شل ستی
گھٹا آخر بشکل عمر ہستی

برق بلا نے طبل جنگ بجوایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی اور نفیر سحر کو بجایا اشعار

جو تھے اس جگہ ساری کے منتر
کلیموں ببر کھانے لگے
وہ پڑھنے لگے اسطرح کی پڑھنت
پڑھا سحر جیسوں لگا ناچنے

ڈفلی اور خنجر بان ساحر بجانے لگے گوگل جلانے لگے بہادر تیغ و خنجر کمر کو زینت دینے
لگے تلوار کی چمک فلک پر جاتی تھی خنجر کی بجلی چمکتی نظر آتی تھی تیغیں سان پر چڑھائی جاتیں ترسول اور
پنسول صاف ہوتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مزاج شمع میں سردی
آئی اور پروانے کو پروانہ رخصت کا ملا اشعار

نو اسنجان گلشن نے صدا دی
دلوں سے سرد آہوں نے ہوا دی
فراغت محنت سے شب نے پائی
تو شکست گیسوے جانان کی آئی

صبح کو مہرخ اور بہار و ثمرہ اور طاؤس باز بلا قرقوسے ہنس
آنگیں پر سوار میدان کارزار میں آکر پہنچیں پہلوان سحر کی گرامیں جھاڑیاں جھنڈیاں جلاویں نقیب
نقابت کرنے لگے اور کڑکیت کڑکا کہنے لگے اشعار

کہ جمشید باقی ہے نہ ساری
شہ جادوان کا نسب جلانے راج
یکایک فنا سب کو بس آگئی
سمجھ لو کہ مر جاؤ نگے ہم ضرور
اگر نام سیدا نہیں دشمن ہم آج
لڑائی میں لازم نہیں ہے قصور

یہ کڑکا نقیب کہکر تو کنارے ہوئے اور برق بلا چمک کر آسمان پر گئی اور وہاں سے کڑک کر لشکر
مہرخ پر گری ساحروں کو اُسنے جلا دیا اور اسی طرح تین چار بار گرنے سے چھ ہزار ساحر جل کر خاک
ہوئے لشکر میں غدر پڑا برق فرنگی اور قران و عمرو ایک طرف بھاگے اور افراسیاب نے
جو بنگلہ بینا سے یہ شکست دیکھی تو فرط عشرت سے اچھل پڑا دروازے طلسم کے کھل گئے

لوگ مبارکباد و بغلگیر ہوتے تھے اور برق بلا نے سنبھال اور اسباب مہرخ کا لوٹ
لیا مگر بارگاہ کو ہاتھ نہیں لگایا اور مہرخ نے عمرو کو ایک درہ کوہ میں پوشیدہ کیا اور آپ بھی
ایک مقام پر چھپ رہی مگر ضرغام صحرا میں چلا جاتا تھا مگر حیران تھا نہیں معلوم یہ کون صحرا ہے
جو تو نے نہیں دیکھا اس اثنا میں نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک کوہ میں آفتاب چمک رہا ہے جب
وہاں گیا ایک جوان کو دیکھا کہ چہرا اسکا بسان آفتاب روشن ہے وہ جوان اس درہ سے نکلکر
ایک جبل کے کنارے پر آیا ضرغام نے دیکھا کہ یہ غضنفر بن اسد ہے پس اس نے اس سے
کہا کہ اے شہزادہ غضنفر اسد کو تو افراسیاب نے قید کیا ہے اور برق بلا نے تمام لشکر
کو مہرخ کے تباہ و برباد کر دیا غضنفر کو تو یہ سنکر اسپ باد خور پر سوار ہو کر چلا لشکر مہرخ
میں آ کر برق بلا کو للکارا کہ او حرامزادی شہر تو جا کہاں جاتی ہے برق بلا نے کہا کہ او اجل رسیدہ
تو کون ہے کہ مجکو حرامزادی کہتا ہے یہ سنکر جو گری غضنفر کو تو بسبب نیمچہ سحر کش کے جلا نہ سکی
اور صورت اصلی ہو گئی انہوں نے جو نیمچہ مارا تو اسکے دو ٹکڑے ہوئے جہان روشن تیرہ و تار
ہو گیا اور عمرو نے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ اب درہ کوہ سے نکلو غضنفر نے برق بلا کو مارا مہرخ
نے بھی خوشی کی اور بھاگی فوج سب ہیچ ہو گئی تاریخ ترنج پکڑ کر وہ فوج لشکر برق پر گری اور غضنفر
نے نیمچہ سحر کش سے قتل کرنا شروع کیا عیاذاً باللہ ہر طرف ہر مردہ پر مردہ گرتا تھا بیر فل جاتے
تھے اور آندھیاں آتی تھیں نہریں خون کی جاری تھیں آخر سب فوج کو مار کر بھگا دیا اور
ایک تخت مرصع کار پر غضنفر کو بٹھلا کر بارگاہ میں لائی ساقیان سیمین ساق اور مطربان
خوش آواز مہر جیان مینا کار اور جام جواہر نگار لیکر حاضر ہوئے ساغر سے گردش میں آیا غضنفر
نے حال طلسم پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا غضنفر نے کہا خدا چاہے گا تو میں بابا جان
کو چھڑا لوں گا اور ادھر افراسیاب جو نقارہ خوشی کے بجوا رہا تھا وہ باغ سیب
میں کھیلا ہو کر چلا گیا اور اسنے حکم دیا کہ برق اور رعد کو لشکر حیرت میں لیجا کر گردن مار دیں
جادو نے ان دونوں کو لشکر حیرت میں زیر دار بٹھلایا اور جلادوں نے تیغ کو اپنے سنگ پر چڑھایا
اور منتظر حکم افراسیاب کے ہوئے اور افراسیاب نے قتل نامہ برق و رعد
کا لشکر حسین کو روانہ کیا یہاں لشکر مہرخ اپنا تیار کر کے نفیر سحر اور ناقوس بجاتی ہوئی

جاکر لشکر حیرت مین پہنچی غضنفر بھی ساتھ تھا غرض وہان پہنچکر اُسنے نارنج ترنج مارنا شروع کیے
ملکہ حسین جادو نے غضنفر کو للکارا غضنفر اپنا اسپ بادخور اُڑا کر سامنے اُس للکارنے کے آئے
امداد مہر برق جادو اور رعد جادو نے قید اپنی سحر سے چھڑا دی اور دونون چھوٹ گئے پس رعد
نے تیغا اور برق تڑپ کر حسین پر گری ادھر غضنفر نے بجہ سحر کش مارا کہ حسین کے چار ٹکڑے
ہوے تمام لشکر کو حیرت اور حسین کے غضنفر نے مارنا شروع کیا یہانتک کہ ہزارون
کو مار کر اپنی بارگاہ مین آئے حیرت کا لشکر تباہ ہوگیا اُسوقت افراسیاب نے
ہومان سحر دست کو حکم دیا کہ وہ دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے راستہ طے کرکے
لشکر مہرخ کے سامنے آیا اور آتے ہی اُسنے نفیر سحر کو بجایا ملکہ مہرخ کو خبر ہوئی اُسنے بھی نفیر
سحر بجائی اور غضنفر نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا تم ہراسان کیون ہوئین انشاء اللہ تعالے
سب کو قتل کرونگا مہرخ کہا واری تم سچ کہتے ہو حقیقت مین تمہارا سامنا کوئی نہین کر سکتا ہے
لڑائی کو دیکھو پھر مقابلہ کرنا غضنفر چپ ہو رہا اور لشکر میدان کارزار مین آیا ہومان اپنے
مرکب کو اُڑا کر میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقہ گمراہان آؤ میرے مقابلہ کو ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا اُسنے ایک دانہ ماش کا اُسپر مارا کہ اُسکے بدن مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا بعد اُسکے
اور ساحر بہت سے باری باری اُسکے مقابلہ کو آئے مگر اسی طرح سب کو اُسنے قتل کر ڈالا
جب تو برق جادو نے ارادہ نکلنے کا کیا مہرخ مانع ہوئی اور کہا کہ اے بہن تمہارا جانا
کسیطرح سے مناسب نہین ہرگز نہ جاؤ کسواسطے کہ ہومان فقط تمہارے ہی واسطے
آیا ہے مجھے تمہاری جدائی کا رنج اُٹھ نہ سکیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے مین جاکر اُس سے لڑون
تو پھر بعد میرے جو کچھ تمسے بن پڑیگا وہ تم کرلینا برق جادو نے کہا کہ مجھسے بھی نہین ہوسکنے کا کہ مین
بیٹھی رہون اور تمکو دہن اژدر مین جانے دون غرض ان دونون مین یہ تکرار ہو رہی تھی
کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا نے بال اپنے کھولے اور طاؤس سحر کو اُڑا کر عرصہ کارزار مین پہنچی
مہرخ حیران ہوگئی اور برق بھی آئینہ وار دیکھنے لگی اور ملکہ سرخ مو نے قریب جاکر ہومان کے
ارادہ مقابلہ کا کیا اُسنے بہت سمجھایا مگر اُسنے نمانا بلکہ بُرا بھلا کہا جب تو اُسنے خفا ہوکر نارنج سحر مارا وہ نارنج
قریب ملکہ سرخ مو کے پہنچا اُسکے بالون مین سے ایک گوہر نکلا اور اُس نارنج کو اُسنے

پکڑ لیا بعد اس کے اُس گوین کو سرخ مو نے جرخ دیکر وہی نارنج پلٹ کر ہومان پر مارا اگر وہ پڑتا
ہومان تو خاک سیاہ ہوجاتا لیکن وہ ساحر زبردست تھا اُسنے بھی نارنج کو جو آتے دیکھا فوراً ناریل کو
مارا دونوں آپس میں ٹکرا کے پھٹ گئے اور ہومان نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا سرخ مو
نے سپر بسحر کے روکا پھر تو سب سے تلوار چلنے لگی اور آسمان پرسے بارش تیر تفنگ کی شروع ہوئی
لشکر ہلاک ہونے لگا آخر بیٹے اوپر سپر سحر کے روکے وہ سپر سحر کو بھی توڑ کر ساحرون کو تباہ اور برباد
کرنے لگے قیامت برپا ہوگئی اُدھر ہومان اوپر ملکہ سرخ مو کے غالب آیا اور چاہا کہ کمر
کو ملکہ کی ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے سرخ مو کے ہوجائین کسطرح سے بچ نہ سکے مگر تیلہ جو اُسکے
ساتھ ہے اُسنے آواز مہرخ کو دی کہ جلد آکر ملکہ کو بچاؤ یقین ہے کہ وہ جام شہادت نوش کرین یہ سنکر
مہرخ بیقرار ہو کر چلی اُدھر سے لشکر ہومان کا مثل دریا کے موج مارتا ہوا آیا سرخ مو نے ایک
سحر ایسا کیا کہ بادلون سے سیاہی اسقدر پیدا ہوئی کہ ہومان کو دکھائی دینے سے رہگیا اُس وقت
ہومان نے سرمہ جمشیدی آنکھون مین لگایا اور لشکر مہرخ پر آیا لیکن شمسہ اور
شمشاد قد مع لشکر بیشمار آکر پہونچین دیکھا کہ ہومان اور مہرخ سے تلوار چل رہی ہے شمشاد
اور شمسہ آفتاب بنکر سامنے اُسکے آئین تو اُسکی آنکھون مین چکا چوند آئی وہ تو آنکھین ملنے لگا اور
غضنفر نے جو ہاتھ نیمچہ کا اُسکی کمر پر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اوپر سے تیر شمشاد قد کا جو پڑا تو نکر پار
نکل گیا غل دار و گیر کا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا آخر شمسہ اور شمشاد قد سے لشکر ہومان تاب نہ لاسکا رو
بفرار لایا اور مہرخ نقارہ شادمانی بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی شمسہ اور شمشاد قد کو مسند پر بٹھایا
اور کہا تمنے ہمپر احسان عظیم کیا ہے اُنہون نے کہا ہم کس لائق ہین جو احسان کرینگے مہرخ قہقہہ مارکر ہنسی
اور کہا کہ جو کچھ مال اور اسباب ہے یہ سب تمہارا ہے شمشاد قد نے غضنفر سے کہا کہ خدا انھین سلامت
رکھے انھون نے ہماری جان بچائی اور انھین کے سبب سے ہمارا آنا ہوا غرض صحبت عیش
برپا ہوئی اور ملکہ شمسہ سے غضنفر نے پوچھا کہ قمر طلعت کو کہان چھوڑ آئین اُسوقت غضنفر جیسے
کی قنات کو چاک کرکے تلاش مین قمر طلعت کے نکلے اور شمسہ قمر طلعت کو مع توسن جادو
اور چند خواصون کے ایک صحرائے پرفضا مین پہاڑ پر بارگاہ سرخ استادکراکے چھوڑ آئی تھی
توسن جادو انکا آنا سنکر چلنے پر آمادہ ہوئی اور غضنفر کے پاس آئی اُن کی بلائین لین

کہا کہ واری ملکہ قمر طلعت پہاڑ پر جلوہ فرما ہین غضنفر پہاڑ پر آئے اور اُس سرو قد کو اپنے گلے سے
لگایا وصلی کی طرح چسپان ہوکر خوب پیار کیا پھر وہان سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ
اثنا راہ مین ایک باغ نہایت تر و تازہ اور شاداب دیکھا کہ نہرین جا بجا جاری فوارے
چھوٹ رہے ہین نہالان موزون دکھلاے بوقلمون طائران خوش الحان نواسنجی اور زمزمہ
سرائی کرنے مین مصروف ہین یہ سیر باغ کرتے تماشا جانوران خوشرنگ و خوش آہنگ
کا دیکھتے ہوے چلے آخر ایک مقام پر چبوترہ سنگ مرمر کا بنا تھا اُس پر فرش قاقم اور سنجاب
کا بچھا تھا مسند جواہر نگار لگی تھی یہ اُس پر بیٹھ گئے پھر وہان سے کچھ دیر کے بعد ہاتھ منھ دھوکر
میوہ کھا کر ایک سمت کو چلے یقین ہوا کہ ہم طلسم مین قید ہوگئے ناچار ایک درخت کے نیچے پہنچے
ایک جانور اُس درخت پر آکر بیٹھا انکو دیکھکر اُسنے قہقہہ مارکر کہا کہ آپ ناحق کو اب جستجو اس باغ
سے باہر جانے کی کرتے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گلنار جادو کا ہے یہان سے رہائی بہت دشوار
ہے لیکن ہان اگر وہ صورت ہو جائیگی تو پھر تمھین مالک ہوے یہ کہکر وہ طائر تو اُڑتا ہوا چلا گیا اور غضنفر
بن اسد نے اُس جانور کی زبان سے یہ تماشا سنا تو نہایت فکرمند ہوے اور اُسکے اُڑجانے
سے مایوس ہوکر سوچے اپنے دل مین کہ یا خداوندا وہ صورت کونسی ہے کہ جس سے رہائی بھی
ہوگی اور مین مالک بھی ہو جاؤنگا غرض یہ تو اسی فکر مین اندر باغ کے حیران و سرگردان
پھر رہے ہین اب حال سنیے بارگاہ کا کہ وہان جو لوگون نے صبح کو اُن کو نہ پایا سب پریشان
ہوے اور تمام لشکر مہرخ مین غلغلہ برپا ہوا عیار و ساحر ہر طرف کو واسطے تلاش کے روانہ
ہوے اور حیران ہین کہ کون لیگیا کدھر کو چلے گئے ملکہ تمسہ کو بھی نہایت رنج و ملال دامنگیر
ہوا اب انکو بھی اس فکر مین چھوڑ دو اور دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے سنو
افراسیاب نے سات ساحرون کو کہ وہ سردار نامی تھے حکم دیا کہ تم جاکر بے تامل ابھی
لشکر مہرخ کو غارت کر دو مین بھی پیچھے تمھارے آتا ہون اور عمرو جہان ملے اُسکو پکڑ لاؤ بلکہ مین اُسکی تلاش
مین جاتا ہون جس مقام پر کہ وہ مکار ملیگا اُسکو لے کر آتا ہون وہ ساتون ساحر اُسیوقت سحر سے
آراستہ ہوکر اپنی اپنی فوج کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے طرف لشکر مہرخ کے نام اُن ساتون
کے یہ تھے مسمار جادو خدنگ جادو ناوک انداز جادو کمان کش جادو

شمشیر سحر جادو باران جادو برف انداز جادو غرض یہ تو لاکھ لاکھ ساحرون کی جمعیت سے چلتے ہین اور حال سنیے لشکر مہرخ کا کہ وہان جو سب نے خبر اسد دلاور کے قتل ہونے کی سُنی اسیوقت سے سب مرنے پر تیار اور مستعد کارزار اس خیال سے بیٹھے ہین کہ جسوقت اسد کی خبر سُنین کہ زیر دار بٹھایا ہے اسیوقت سب ایکبارگی تلوارین پکڑ کے جا پڑو آیندہ جو کچھ کہ ہونا ہے وہ ہوگا اس امید پر سب سحر پر سوار ہین اور ان سب کے سرون پر جنگ سوار ہے انکو اس حال مین چھوڑو اور دو اد کوکب کے سنو کہ وہ جو اپنا سحر تیار کرنے کو گئے تھے اُس نے جاکر زور سحر لشکر بیشمار کو درست کر کے ساتھ غول آراستہ کیے اسطور پر کہ ہماے جادو کو لاکھ سوار ساحر جرار سے روانہ کیا لشکر مہرخ کی طرف واسطے مدد کے اور کہا جو نقشہ فساد کا دیکھنا تو فوراً آتش فوج افراسیاب کو مارنا بعد اسکے اور فوج بھی مین عقب مین تمہاری مدد کو روانہ کرونگا اگر وہ پہنچے تو ایک طرف سے تم مارنا اور دوسری طرف اُسکو کردینا جہانتک کہ مارا جائے مارتے چلے جانا ہماے جادو نے کہا بہت اچھا فوراً روانہ ہوگئی بعد اسکے ملکہ تاجدار گوہر پوش کو لاکھ سوار سے روانہ کیا اُس کے پیچھے ملکہ طاؤس زرین لباس کو حکم کیا وہ بھی راہی ہوگئی اُسکے بعد ملکہ مشتری طلعت کو روانہ کیا جبکہ وہ بھی جاچکی پھر ملکہ اختر شمار ستارہ پوش کو لاکھ ساحرون سے اور ملکہ زمرد پوش گردون نشین کو آگے پیچھے روانہ کیا ان سب کے بعد مجلس جادو کو کہا کہ تم بھی جاؤ مگر خبردار بہت ہوشیاری کے ساتھ جو کچھ کہ کام کرنا وہ کرنا مین بھی تم سب کے پیچھے آتا ہون القصہ یہ سب آگے پیچھے چلے جاتے ہین کوئی کوس کوس بھر کے فاصلے سے یہ جاچکے تھے اُسوقت آپ بھی نقارہ کوچ کا بجا کر روانہ ہوا اور طائران سحر کو حکم کیا کہ سب آگے جاؤ اور منزل بمنزل کی خبر ہمکو لاکر پہنچاؤ تاکہ حال ہمکو اپنی فوج کا مفصل معلوم ہوجائے طائران سحر بھی بموجب حکم کے روانہ ہوگئے ان سبھون کو تو راہ مین چھوڑو اور حال سُنو اُن ساحرون کا کہ جنکو افراسیاب نے واسطے بربادی لشکر مہرخ کے روانہ کیا تھا جبکہ وہ جاچکے تو افراسیاب نے اپنے دل مین کہا کہ اب تو چلکے عمرو کو پکڑ لاؤ اور اس سے طلسم کشا کو چھین لے کہ واسطے کہ اگر طلسم کشا رہیگا تو پھر مقرر کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا یہ سوچکر اس نے بھی ارادہ چلنے کا کیا اسی عرصے مین وہ ساتون ساحر راہ کو طے کر کے قریب لشکر

مہرخ جو پونہچے تو آواز شور و غل کی اور صدا نقار و نکی آسمان سے زمین تک پونہچی مہرخ غل اور شور کی صدا سنکر گھبرا گئی اور سمجھی کہ کوئی نہ کوئی آفت مقرر آئی پس یہ تصور کرکے مرکب بادپیما پر سوار ہوئی اور ساتون ساحرون کے برابر پونہچی وہ بھی مہرخ کو دیکھکر واسطے مقابلہ کے مستعد ہوئے بلکہ مسمار جادو نے گولا فولادی مہرخ پر مارا وہ جو گرا زمین پر پھٹا ہزارون ساحر مہرخ کے زخمی ہوگئے ادھر سے بھی ایک ساحر نے تارنج سحر کو مارا اُس کے صدمے سے بہت سے ساحر مسمار وغیرہ کے بھی داخل جہنم ہوئے آخرکو دونون طرف سے نارنج ترنج چلنے لگے اور یہان تک نوبت پونہچی کہ آپس مین خلط ملط ہوگئے تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہ نکلا اور انواع اقسام کے سحر ہوئے مسمار جادو کی مدد کو خدنگ جادو اور ناوک انداز جادو آپونہچے تینون ساحرون نے ملکر لشکر مہرخ کو قتل کرکے پراگندہ کردیا مہرخ بدحواس ہوگئی عمرو نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا کہ ملکہ خبردار ہراس کو اپنے پاس نہ آنے دینا نظر بخدا رکھنا دیکھو وہ عالم الغیب پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے جہانتک کہ تم سے لڑا جائے لڑے جاؤ ہم تمہاری شراکت کو حاضر ہین انکی کیا اصل ہے کوئی دم مین سب کو مار لیتے ہین یہ کہکر سب عیارون کو ہمراہ لیا اور جان بیچکر حقہ ہائے آتشبازی جو مارنا شروع کیے وہ حقے جس ساحر کے سینے پر پڑے اُسکو جلاکے خاک کردیا اور دھوان اُن حقون کا پھیلا ہزارون ساحر اندھے ہوگئے اُن کو عیارون نے جوتیون سے مانند مور و ملخ کے مار لیا مگر اسپر بھی وہ کم نہوئے اسوجہ سے کہ لاکھون گرے تھے کہانتک اُنکو عیار مارتے آخرکو مارتے مارتے حیران ہوگئے اور تھک کر خود بھاگ کھڑے ہوئے یہ حال دیکھکر مہرخ نے بال اپنے سر کے کھولدیے اور بلبلا کے زیر آسمان مصروف دعا ہوئی اور اس رباعی کو ورد زبان کیا رباعی

ای مظہر اسرار جلی اور کنی
ای معدن نور ازلی اور کنی
یا حضرت مرتضی علی اور کنی
عمریست کہ من ناد علی میخوانم

غرض مہرخ اس طرح سے دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پونہچا ملکہ بہار سے جادو فرستادہ کوکب لاکھ سوار جرار سے آکر پونہچی اُس نے جو دیکھا کہ مہرخ سے لڑائی ہورہی ہے اور لشکر اسکا بدحواس ہے اکیا رگی نیچہ سحر کو مع لاکھ سوارون سے پکڑا اور اوپر سے گری دو چار ہی حلون مین لاکھون ساحر مار کر ڈالدیے قتل کرنا شروع کیا جب

اس خیال سے دم بخود رہے اور یہ سمجھے کہ وہ سردار جو ہمارے ساتھ آئے ہین یہ لوگ انھین کے
ہین ہماری مدد کو آئے ہین مگر اب جو دیکھا کہ لاکھون ساحر انھون نے ہمارے مار ڈالے بدحواس
ہو کر چلائے کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین اور کسکی مدد کو
آئے ہین ہمارے طرفدار نہین معلوم ہوتے یہ تو ہمین کو قتل کر رہے ہین اس صدا کو
سنکر وہ بھی لڑنے لگے جمگٹے مہرخ نے یہ ماجرا دیکھا حیران ہو گئی کہ یہ فوج کہان سے آئی
اور کاہیکو لڑنے لگی یہ سوچکر بزور سحر بلند ہو کر دیکھنے لگی کہ ملکہ ماہرخ تاجدار بھی آئی اسنے
دیکھا کہ ہمارے جادو سے تلوار غضب کی چل رہی ہے بس اسکو بھی تاب باقی نرہی وہین
سے نعرہ کیا کہ اے ہمارے جادو خبردار گھبرانا نہین مین آپہونچی یہ کہکر تلوار سحر کو نیام سے
لیا اور لشکر مسمار پر گرم قتل کرنا شروع کیا ہمارے جادوگر اور واقعی لڑ چکی تھی ملکہ
تاجدار کو دیکھکر الگ ہو گئی ملکہ تاجدار نے مثل برق جہندہ کے تڑپ کر کرنا شروع کیا
اسوقت ملکہ مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ سلامت ذرا جاکے آپ خبر لائین مجکو یہ فوج
اور سردار کوکب کے معلوم ہوتے ہین عمرو ساتھ ہی سننے کے مثل برق اور باد کی بھاگا
اور صفون کو چیرکے عرصۂ کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ تمام علم اور نشان کے پھریرون پر نام
کوکب کا لکھا ہے اور تعریف کوکب کی رقم ہے بس خوش ہو کر الٹے پاؤن پھرا اور جا کر
مہرخ کو خبر دی وہ سنکر شاد ہو گئی پھر لڑنے لگی دفعۃً ایک گرم ہوا آسمان سے پیدا
ہوئی اور وہ جو تھا ساحر کمان کش جادو مرکب سحر اڑا کر افراسیاب کے پاس پہونچا
اسکو حال لڑائی کا معلوم نتھا کہ کون لڑتا ہے کسکی فوج سے لڑائی ہو رہی ہے کہ کوکب
کی فوج کا کسیکو گمان بھی نتھا غرض اسنے دیکھا ہمارے ساتھ کے سردارون سے لڑائی ہو رہی ہے
نعرہ کرکے ارادہ کیا کہ اوپر سے چلکر مع لاکھ سوارون کے گرے یہ تصور کرکے برق آسمان آتا تھا
کہ ملکہ طاؤس زرین لباس سردار کوکب کی بھی آکر پہونچی اسنے دیکھا کمان کش
جادو نعرہ کرکے لشکر پر ملکہ تاجدار کے گرا چاہتا ہے فوراً نعرہ کیا کہ او زنگاری جادو ستمگر
روزگار کدھر ارادہ کہان جاتا ہے مین بھی آپہونچی اس کلمہ کو سنکر وہ دلیش پھرا اور مرکب سحر کو موڑ کر ملکہ
طاؤس سے لڑنے لگا اور فوج سے غت پٹ ہو گئی برق آسمان تلوار چلنے لگی اور قطرات

خون مانند قطرہ باران کے زمین پر گرے سر کٹ کٹ کر مثل اولون کے دھڑادھڑ گرنے لگے
اور بروے آسمان شور و غل پیدا ہوا اناریج اور ترنج بھی چلنے لگے زمین اور آسمان دھوان دھار
ہو گیا تلوار زیر و بالا چل رہی ہے شور لشور قیامت برپا ہی اور یہ حال ہی کہ اوپر سے سر جو کٹکر
گرتا ہے تو نیچے والون کے دھڑ پر دھڑ اکا ہوتا ہی اور کسی کا دھڑ کسیکے سر پر اور نیچے والی لوگونمین
سے اگر دھڑ کسی پر گرتا ہی وہ چلکر مرجاتا ہی صد ہا لوگ اسی طرح مر گئے اور کسی کی تلوار اگر ہاتھ سے چھٹکر
گری جسکے سر پر پڑی اُسکے پار نکل گئی وہ جہنم کو چلا گیا کسیکے خود پر برچھی جو گری وہ راگب اور دم لگ کے
توڑ کر نکل گئی غرض فوج زمین پر جو لڑ رہی تھی اس حال کو دیکھکر ساری لڑائی اپنی بھول گئی سب آسمان
کی طرف متوجہ ہوے اس خیال سے کہ یہ بلاے آسمانی کیسی نازل ہوئی ہے خدا اس سے بچاے
کسواسطے اگر حریف سے جان بچ جاتی ہے بھر تیر آسمانی سے جان جاتی ہی یہ نیا ماجرا ہی اسکا
کیا علاج کرین یہ تو اس فکر مین تھے اور سارے لشکر مین تہلکہ برپا تھا کہ پانچوان سردار
افراسیاب کا سحر جادو بھی اکر پہونچا اسنے دیکھا لڑائی بروے آسمان ہو رہی ہے دیکھ لیا
کہ فوج کوکب کی آگئی وہی لڑ رہی ہے نسرا نے نعرہ کرکے دبا دیا ملکہ طاؤس پر ڈالا تھا کہ ملکہ
مشتری طلعت سردار کوکب کی آپہونچی اسکو دیکھکر ملکہ طاؤس کی فوج داہنے بائین
ہو گئی اور اسکی فوج کو راہ دی یہ فوج تازہ دم اگر گری کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے قصہ کو تاہ کہانتک بیان کرون اسی طرح تمام فوج کوکب اور افراسیاب
کی آئی اور تلوار زور و شور سے بروے آسمان چلا کی آخر کو لڑتے ہوے زمین پر آئے لاشونکے انبار
لگ گئے اور نعرہ سردارون کے ہونے لگے فوجین سمٹ سمٹ کر اپنے اپنے غول مین جدا ہو کر ملنے
لگین اور لڑائی گھمسانکی ہوئی عیار بھی حقہ ہاے آتشبازی کو داغ کر آگ برسانی لگے طائران
سحر نے جا کر افراسیاب کو اطلاع دی وہ بھی فوراً دو زیر ایمان سب جنگ و جدل مین
متوجہ ہوے کہ اکبارگی دیکھا سب نے کہ رنگ آسمان کا دگرگون ہو گیا اور سارے مین سیاہی
پھیل گئی یہ ماجرا دیکھکر عمرو نے ملکہ مہرخ سے کہا خبردار ہو جاؤ افراسیاب آپہونچا مہرخ
تو عمرو کے کہنے سے طرف آسمان کے متوجہ ہوئی اور عمرو سب عیارون کو ہمراہ لیکے لشکر
سے نکل گیا اس عرصہ مین افراسیاب نے آکر دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بے رنگ ہے

جلدی سے جو جو سردار مہرخ کے تھے انکو پنجہ سحر مین پکڑ کرلے اُڑا اور اپنی جانب کے سردارون کو
چھوڑ دیا اور لیجا کر سبکو ایک مقام پر بزور سحر گنبد فولادی تیار کیا اور سب سردارون کو
مہرخ کے مع مہرخ و لشکر کے بروے آسمان اندر اس گنبد کے قید کیا اور شل سرپوش کے گنبد کو
سب کے اوپر ڈھانکدیا اور آپ اندر اس طلسم کے چلا گیا یہان جو تاریکی اور گرمی سبکو
معلوم ہوئی اور دھوان کثرت سے پھیلا سب کا دم گھٹنے لگا اور جانون پر بنگئی بلا لیسے جو جو
ہوئے ساحر زبردست اپنا اپنا سحر کرکے تھک گئے اور اڑ اڑ کر سارے گنبد مین ٹکرین کھائین
مگر کچھ نہ ہوسکا اور اس گنبد سے نہ نکل سکے آخر کو ناچار ہوکر دیکھا کہ اب سوا ے مرجانے
کے چارہ نہین ہی ہراس سبکو غالب ہوا اقتضاے کار حسب اتفاق وہ طائر سحر کہ جن کو کوکب
نے بہ حکم دیگر روانہ کیا تھا کہ منزل منزل کی خبر ہمکو پہونچانا وہ آکر پہونچے اور یہ ماجرا دیکھا کہ
مہرخ وغیرہ سب قید افراسیاب مین پھنسے ہین وہ فوراً پھر گئے اور جاکر کوکب کو اطلاع
دی وہ سنکر مثل برق جہندہ کے ایک آن واحد مین ترنگیر پر اس گنبد فولادی کے آیا گنبد پھر
تیر سحر مارا وہ تیر اس گنبد پر لگا تو سہی مگر کارگر نہوا چھٹک کر اڑ گیا کوکب نے اچھلا کے گولہ فولادی
اس زور سے اسپر مارا کہ اگر وہ گولہ کوہ پر پڑتا تو اسکو بھی ریزہ ریزہ کر دیتا اور کوہ سرمہ
ہوجاتا لیکن گنبد پر مطلق اثر نہ کیا اور گولہ بھی چھٹکر سرد ہوگیا جب تو کوکب غصہ آیا غضبناک
ہوکر تخت سحر سے اٹھ کھڑا ہوا اور ترنگیر سوے آسمان بلند ہوا اور وہان سے مانند برق تیغ
بصورت شمشیر اس گنبد پر گرا تو اسطرح جیسے اس گنبد فولادی کو کاٹا جیسے چکتی کو تار کاٹتا ہے
بس دو ٹکڑے ہوگئے اور بکھر اے گر پڑا اب جو مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ گنبد اڑا اور میدان
صاف ہے تلوارین تو سکے ہاتھ مین تھین فوج افراسیاب کو قتل کرنا شروع کیا
یہانتک قتل کیا کہ کشتون کے پشتے لگادے اور سردارونکو تو افراسیاب اپنے پہلے
ہی لے گیا تھا فوج بے سردار کی تھی تاب مقاومت نہ لاسکی بھاگ کھڑی ہوئی بلکہ بہت
سے ساحر اسمیں صاحب فوج بھی تھے کہ دس دس بیس بیس سوار ان کے دائمی ملازم
تھے وہ سب مع اپنی ملازمون کے آکر قدمون پر مہرخ کے گرے اور اپنا اپنا قصور معاف کرانے
لگے کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین ہم حضور کی تابعداری اور فرمانبرداری مین

حاضر ہین کسواسطے کہ افراسیاب اور سب سردار ہمکو موذی کے جنگل اور دستبازو زمین چھوڑ کر
چلے گئے بلکہ قید کر گئے کہ جسمین ہم بھاگ نہ سکین جو دیکھو سب مر کر رہجائین یا کہ مار جائین اب
یہ امیدوار ہم جان نثار ہین کہ ہمکو اجازت ہو کہ رکاب سعادت انتساب مین حاضر ہین مہرخ
نے اسکے جواب مین کہا کہ بھائیو تمھارا گھر ہے مین کیا تمکو منع کرتی ہون شوق سے تم میرے ساتھ
رہو کسواسطے کہ تم کوئی غیر تھوڑے ہو ہم اور تم تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین تم ہمسے خوب
واقف ہو اور مین تمسے آگاہ ہون مجھے احتیاج تمھارے پوچھنے کی نہین ہے مین ہر صورت سے حاضر
ہون غرض بہت سے لوگ تو شریک مہرخ کے ہوگئے اور بہت سے مارے گئے ہزارون بھاگ
بھی گئے اس مقام پر بعضون نے لکھا ہے کہ افراسیاب نے مہرخ کو مع لشکر کے اندر اس
گنبد فولادی کے قید کیا تھا اور بعضون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے اپنے لوگون کو جائے امن
تصور کرکے اندر اس گنبد کے رکھا تھا کہ جسمین کوئی قتل نہ کر سکے اب جو کوکب نے آکر
انکو رہا کیا تو وہ سب جو جو کہ عقلمند تھے انہون نے اطاعت مہرخ کی قبول کی مہرخ نے
خوش ہوکر سب کو رکھ لیا بعد اسکے کوکب سے ملاقات کی اور بغلگیر ہوکر نقارے خوشی کے
بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر صحبت عیش آراستہ کرکے ناچ و رنگ مین مصروف
ہوئی غرض آدھی رات گئے تک محفل عیش و عشرت برپا رہی بعد اسکے کوکب رخصت
ہوکر اپنی بارگاہ کو اٹھکر چلا تمام شاہزادیان بھی اسکے ہمراہ ہوئین یہ سیر مہرخ کے
بازار کی کرتا ہوا آگے بڑھا ایک میدان وسیع ملا اسنے اسکو طے کیا تو دیکھا کہ لشکر
پیرا ہوا ہے اور جس مقام پر مین نے بازار کو کہا تھا وہان بازار ہین آراستہ ہین اور
جہان پر کہ بارگاہ کو حکم کیا تھا وہان بارگاہ استادہ ہے اور گرد خیمے ڈیرے بچھوے قلندریان
اسکین راوٹی بارکیان اگندلے وغیرہ تمام برپا ہین کوسون اور منزلون تک لشکر پڑا ہے
سیکڑون نشان ہین اسی طور سے کہ جسطرح مین نے حکم دیا تھا غرض لشکر کو دیکھکر
نہایت خوش ہوئے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے وہ شاہزادیان رخصت
ہوکر سب اپنے خیمون مین گئین اور آرام کیا ادھر کوکب روشنضمیر نے بھی استراحت
فرمائی جب صبح ہوئی تو اٹھکر ہاتھ منھ دھویا پان کھایا اسوقت خواجہ سلامت بھی

رونق افروز ہوے اور کوکب سے کہا کہ مین غضنفر بن اسد کو گنبد توڑ کے اوپر سے
لے آیا ہون مگر ایک مقام پر بیہوش کر کے مین نے ان کو رکھا ہے اور کسی سے اظہار ابھی تک
نہین کیا اور نہ اس لڑائی مین ہوشیار کیا اس خیال سے کہ کچھ ضرورت نہین ہے مگر عنایت الٰہی
سے لڑائی بھی فتح ہو گئی اور تم بھی آگئے ہو کوکب یہ سنکر شاد ہو گئے بند غم سے آزاد ہوگئے
اور ادھر اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن جو براے ملاقات آئی تھی
وہ قید ہو گئی تھی چنانچہ وہ اب ظاہر ہوئی غرضکہ ایک درہ پہاڑ پر دیکھا کہ آسمان سیاہ زمین
پر نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی آتی ہے کہ اے مہرخ تم سب کو دو گھڑی مین
گھیر کر مار ڈالونگا بحکم افراسیاب جبکہ نام مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا از بسکہ
ایک حالت عشق کی ملکہ مہرخ سے اور رعد و برق جادو سے قدیم تھی اور عمرو سے وہ ربط
محبت ہے کہ جسکا حد حساب نہین بے ساختہ رعد و برق جادو نے اپنا سحر کر کے ایک طرف کو
ایک ابر نمایان کیا اور ایک طرف سے کڑک کر بجلی اس آسمان پر گری کہ ظلمات
آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ لاشہ سیاہ سامنے عمرو و مہرخ کے گرا اور آواز
دار و گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر بود وہ تاریکی سب رفع
اب رعد اور برق و مہرخ و شکیل عمرو کے سامنے آکر بیٹھے اور سبھون نے
گلے لگایا عمرو نہایت خوش ہوا رعد و برق کی ملاقات ملکہ بران شمشیر زن سے
کرائی اور گرم اختلاط ہو کر اب سب مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوے عمرو بران
شکیل سب آکر بیٹھے اس مین بران نے پوچھا کہ مدہوش ببر گیر کہان ہے سب نے
عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھبرا کر وہ بھی بارہ سو سوار لیکر روانہ ہوا تھا یہ سنکر ملکہ
بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا دو کلمہ
مدہوش ببر گیر کے سنو کہ مدہوش ببر گیر کنارے دریاے ظلمات کے پہونچا کہ اسمین
زنا جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگرون
سے مقابلہ مدہوش ببر گیر مین آیا اور سامنا کیا غرض زنا جادو تو مدہوش ببر گیر
کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش ببر گیر سے سحر کی ٹکرین ہو رہی تھین

کہ دونوں کے سر بہیبت گئے دیکھا کہ غش کھا کر گرے اور ادھر سے دو لاکھ ساحر ناقوس کا بار دیکر
ساحر بر کہ مدہوش کے تھے آپڑے اور تلوار چلنے لگی مگر بارہ سو جادوگر خاص کو کسب
روشنفیر کے تیار کیے ہوئے تھے جسکے تلوار لگی دیکھا کہ اسکے بدن سے آتش پیدا ہوئی
ہزار ہا جادوگر ادھر کا جلا دیا دو لاکھ جادوگر ناقوس کے ساتھ کا مارا جا چکا تھا کہ خیرت
جادو آکر پہونچی اور وہ مدہوش اور ناقوس دونوں کو اپنے ساتھ لے گئی یہ خبر
افراسیاب کو پہونچی اسنے عقاب کو دو لاکھ ساحروں سے روانہ کیا آکر جہاں
میدان تھا وہاں خیمہ کیا اسوقت وہ جادوگر ملکہ بران شمشیر زن کا جو خبر لینے چلا تھا
پہونچا اور خبر تحقیق کر کے پھرا اور آکر ملکہ بران شمشیر زن سے سب حال بیان کیا وہ
اٹھی اور سحر سے ایک گولا آتش کا طرف آسمان کے روانہ کیا مہرخ و برق اور شکیل و
عمرو و برق فرنگی نے برق اور رعد جادو کو بارگاہ میں چھوڑا اور پیچھے پیچھے آپ روانہ ہو
مگر اول ملکہ بران شمشیر زن وہاں پہونچی اور کچھ سحر کر کے دانہ ماش کے زمین پر مارے عمرو
نے دیکھا کہ غول جانوروں کا پیدا ہوا چشم تو جانوروں کی زمرد کی ہے اور چہرہ لال کا یاقوت
رنگ اور ایک طرف ایک بچہ پیدا ہوا وہ بچہ ایک چھیبی نہایت پر تکلف لیے تھا
اسنے وہ چھیبی ہلائی جانوروں کا غول عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر
کے سر پر وہ لال بیٹھا بیسیجا گیا دو لاکھ جادوگر عقاب کے مارے گئے عقاب جادو
بھاگ کر افراسیاب کی بارگاہ کیطرف چلا ملکہ بران شمشیر زن آسمان سے نیچے
اتری مہرخ وغیرہ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائیں لیں عمرو نے بہت تعریف کی
غرض عقاب جادو کے خیمے میں بران شمشیر زن مہرخ شکیل برق فرنگی
وغیرہ سب آکر بیٹھے عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا
حال اپنی فوج کے شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ہاں ظلمات
فیل دندان جادو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو وغیرہ جتنے وہاں ہیں سب کو
گرفتار کر لا ظلمات فیل دندان سوار ہو کر چلا مگر وہاں جو عمرو و برق فرنگی وغیرہ
بارگاہ میں مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھوں نے دیکھا کہ آسمان پر تاریکی سی نمودار ہے اور

چار طرف سے اندھیری چھگئی ہی عمرو تو گھبرا کر گلیم اوڑھکر بھاگا اور برق فرنگی بھی ایک سمت
دامان کوہ مین جا کر چھپا لیکن لشکر بہران اور مہرخ کے دیکھا کہ چادر ظلمات پھیل گئی اور
سب جادوگردن نے دیکھا کہ ایک سمت ہاتھی بہت بڑا ہوا سکے پیچھے بہت ہاتھی ہین انہون
نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بہران وغیرہ کا گھیر لیا عمرو نے برق فرنگی کے پاس جاکر کہا کہ
بیٹا سب قید ہو گئے چلو کچھ تدبیر کرین یہ کہکر عمرو مہرخ کی بارگاہ مین آیا برق چھٹمک زن
کو روتے ہوئے دیکھا عمرو نے پوچھا کیا یہ ماجرا ہے برق چھٹمک زن نے کہا
ظلمات فیل دندان کسی سے نہ مرے گا مگر ایک معشوق افراسیاب کی ہے
اسکے ہاتھون اسکی موت ہے یا سحر ملک کوکب روشن ضمیر کا ہو تو مارا جاے عمرو نے
کہا کہ اے برق چھٹمک زن انشاءاللہ تعالے ہم اسکو مار ڈالینگے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
سمت صحرا چلا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے فضا کین مین سے ایک ہاتھی مست جھومتا چلا آتا ہے
اور وہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے عمر کیا مقدور تیرا جو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو ادھر سے
پھرا بدحواسی مین ایک سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف کچھ پہاڑ بیابان مین گھر اگر
ایک پہاڑ پر چڑھگیا اور وہان ایک چٹان پر عصر کی سجادہ بچھا کر عصر کی نماز پڑھی اور تضرع
وزاری زور زور کر جناب باری ملتجی ہو کر بخضوع وخشوع پکارا کہ اے مالک میرے اسوقت
مین تو مدد کر ورنہ مجھ مور ضعیف سے اس مست ہاتھی کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہتے کہتے
عمرو کو غنودگی آئی اور سو گیا خواب مین دیکھتا کیا ہی کہ کسی شخص نے آواز دی اے عمرو
دامن پہاڑ کیطرف جا وہان تیرا مطلب ہو گا عمرو گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بموجب الہام
غیب دست راست کو روانہ ہوا دیکھا کہ پہاڑ مین راستہ ہی جب اس پہاڑ مین گیا دیکھا
کہ ایک میدان دو سو کوس کا نظر آتا اور جا بجا اسمین مکانات اور عمارات نظر آتے ہین
اور دروازہ ایک ہے عمرو ایک رنڈی کی صورت بنکر چلا کیا دیکھتا ہی کہ چار سو
عورتین پریزاد در در گوش مرصع پوش اسمان کیطرف سے اڑتی ہوئی آتی ہین اور
سو سو اسو ہاتھی ہین کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ خرگاہ بارہ دہ سامنے ایک
زمین پر آترے اور بارگاہ کھڑی ہوئی اور سقے آب پاشی کر گئے بعد ازان کچھ حاجب

چوبدار آگے آگے بڑھتے ہوئے اور بیچ مین ایک تخت مکلل بجواہر اسپر ایک شہزادی بیٹھی ہوئی
مو تجمل ہوتا ہوا اور گرد و پیش چار سو ساڑھے چار سو پری زاد اس بارگاہ مین آکر مجلس آرا ہوئی
عمرو بھی ایک لونڈی کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہو گیا وہ ملکہ ایسی خوبصورت ہے
کہ عمرو بھی بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی غرض اب ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا تب عمرو
بھی ایک گائن بنکر کو جا بیٹھا اور نے نوازی کرنے لگا اسنے جو آواز سنی بیکل ہو گئی اور تمام
مجلس بیتاب تھی کہ ملکہ صاحب مکان نے اس نے نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا
کہ مین مصور جادو کی لونڈی ہون ملکہ نے کہا کچھ گاؤ عمرو نے پھر بانسری اٹھائی اور ایسا
بجایا کہ تمام صحبت والیون کو محو مطلق کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے جب
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ ہنسی اور ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کوئی ٹھنڈا سا پانی لاؤ عمرو بیدار
تھا کہ ایک لونڈی نے ایک گلاس مین یاقوت کے پانی لا کر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ سحر
کر کے ایک چھینٹا پانی کا عمرو کے منھ پر مارا اصلی صورت عمرو کی نکل آئی ملکہ نے کہا کہ کیون اے
عمرو سار بان زادے تو اپنی جان کو ہاتھ پر رکھے پھرتا ہے خیر تجھے لونگی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ
عمرو کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کر کے چلا اور جو ساتھ والیان سب روانہ ہوئین کوئی دو گھڑی کے
بعد عمرو نے جو دیکھا تو ایک بارگاہ مین پہاڑ پر اترا اور اسوقت شام بھی ہو گئی ہے کہ باغ مین وہ
بارگاہ ہے ملکہ وہان چار چھ گھڑی تک جلسہ دیکھکر پلنگ پر دراز ہوئی اور عمرو کو ایک پلنگ پر
سلایا مگر بقید سحر رکھا کہ کہین بھاگ نجائے جب آدھی رات کا عمل ہوا تب ملکہ نے محبوب سے کہا
کہ چلو پہاڑ پر چل کے شب ماہ کی سیر دیکھیں اور عمرو سے بانسری سنین یہ کہکر ملکہ نے محبوب کو
ساتھ لیا اور عمرو کو جگا کے بلایا اور ایک پہاڑ پر جا کر فرش آراستہ کرایا اور عمرو وہان گایا اس
اثنا مین عمرو اور شکوہ زرین قبا اس پہاڑ پر سے اترکے واسطے مقابلہ فیل دندان کے آئے
اور مرزان و عمرو اور ماہ تاجدار بھی ساتھ ہے دو گھڑی کامل لڑائی سحر کی رہی کہ ایک
مرتبہ وار ماہ تاجدار کے خالی دیکر ظلمات فیل دندان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ چادر سیاہی
کی ماہ تاجدار پر گری اور مع عمرو و مرزان و ماہ تاجدار قید مین آ گئے جو عالم کہ ملکہ
بران کا ہوا تھا وہی حال ماہ تاجدار کا بھی ہو گیا اور بعد قید کرنے کے نامہ افراسیاب کو

اس مضمون کا لکھا کہ مین نے ماہ تاجدار و عمرو اور مرزان جادو اور لاکھ ساحر گرفتار کیا ہے
پہلے ملکہ بران شمشیر زن کو قید کر چکا ہون اگر آپ تشریف لائین تو ان کے قتل کی تدبیر ہو جب یہ
نامہ افراسیاب کو پہونچا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کل چلکر سب کو قتل کرونگا جب حال
گرفتاری کا ماہ تاجدار کی باغبان قدرت نے سنا اسنے افراسیاب سے ملکہ
شکوہ زرین قبا کی تقصیر معاف کرائی اور مع محبوب شکوہ زرین قبا کو رخصت کیا
غرض جس مکان مین شکوہ زرین قبا رہتی تھی وہان محبوب آئی اور سارا حال سب بیان
کیا کہ فقط اس جرم پر قید افراسیاب نے کیا تھا اب میرا ارادہ ہے کہ ظلمات فیل دندان
کو مار کر ماہ تاجدار کو چھڑاؤن محبوب نے ہرچند منع کیا مگر ملکہ نے نہ مانا غرض یہ دونون وہان سے
روانہ ہوئین دو پہر رات کو کوہ نیلم سے اتر کر سمت ظلمات کے بتعجیل تمام چلین کہ ایک آواز آئی
کہ تیری کنیز حاضر ہون اے ملکہ خوشی کرو کہ ملکہ سہیل جادو آئی ہے ملکہ جو پلٹی پیچھے دیکھا تو اسنے
حلقہ کمند کے محبوب اور ملکہ کے گلے مین ڈالے اور دونون بیہوش ہو کر گرین اسنے آواز دی کہ تم
صرصر شمشیر زن نے پشتارہ دونون کا لیکر افراسیاب کیطرف روانہ ہوئی ازبسکہ صبح ہو گئی تھی
افراسیاب کی بارگاہ تک پہونچنا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا تھا کہ مصور جادو
کی بارگاہ مین پہونچی سامنے مصور جادو کے آکر پکاری کہ اے مصور جادو اپنے دل مین کچھ
اندیشہ نکر نا جرات اور مردانگی سے مین شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کو پکڑ لائی ہون تو قید کر
اور پشتارہ کھولکر سامنے دونو نکو ڈالدیا صورت نگار کو خوف آیا اور کہنے لگی کہ قدرت خدا
کی ہے کہ ملکہ شکوہ زرین قبا کا کیا مرتبہ ہے یہ سوچ کے ملکہ کو ہوش مین رفع بیہوشی دیکر لائی اور
برابر اپنے تخت کے بٹھایا جیسے ہی ملکہ شکوہ کو ہوش آیا محبوب کو دیکھا کہ ساتھ ہی سحر کر کے مع محبوب
سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرا کر پیچھے دوڑ پڑا برابر ملکہ کے پہونچکر ایک سل سحر کی
ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ پیچھے سحر کی سل آتی ہے اسی حالت مین سحر جو کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ
ہو کر بارگاہ مین مصور جادو کے گری اور چھجے سر پر سنگریزہ لگا جان سے جاتا رہا ایک پتھر
مصور جادو کے بھی لگا سر مصور جادو کا پھٹ کر لہو بہنے لگا یہان سب گھبرا کے
بھاگنے لگے ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب دونون بھاگ کر صحرا کیطرف روانہ

ہوئیں اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے سنئے کہ اسنے چار لاکھ جادوگرون سے قیصر جادو
کو روانہ کیا کہ جا کر ماہ تاجدار وغیرہ اور فرزان جادو سب کو قتل کر کے سر انکے میرے پاس لا
قیصر جادو فوج لیکر جہان بارگاہ ماہ تاجدار کی تھی پہونچا اور پہلے وہ جو دو لاکھ جادوگر ماہ
تاجدار کے تھے انپر آگرا ہر چند کہ وہ فوج بے سردار تھی لیکن بناچاری لڑی زخمی ہوئی اور
بھاگ کھڑی ہوئی قیصر جادو نے بارگاہ ماہ تاجدار کی لٹوا کے ارادہ چلنے کا کیا لیکن جدھر
فوج زخمی ہو کر بھاگی جاتی تھی قضاکار اسطرف سے ملکہ ماہ تاجدار اور محبوب صحرا مین آتی
تھین ملکہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے لوگون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم تھے ماہ تاجدار کے قیصر جادو
نے آکر ہمکو مارا اور بارگاہ چھین کرے جاتا ہے بس یہ سنتے ہی ملکہ ماہ تاجدار نے سحر کیا اور
مانند برق کے قیصر جادو پر آئی اور پکاری کہ اے قیصر کہان جاتا ہے قیصر جادو نے ماہ تاجدار
کو دیکھکر ایک نارنج سحر کا مارا کہ ران پر آکے لگا اور لہو جاری ہوا ملکہ نے کچھ مٹی گوندھکر اپنے
خون سے ایک سوار بنایا اور تلوار اسکے ہاتھ مین دیکے کہا کہ مار تو قیصر اور اسکی فوج کو
بس اتنا سنتے ہی وہ سوار ملکہ کا مع تلوار فوج پر قیصر کی گرا اور جیسے دوڑ کر اسنے تلوار ماری
دو ٹکڑے ہوئے ہزارون جادوگرون کو مار کر برابر قیصر کے پہونچا ہر چند قیصر جادو
نے سحر کیا اور اپکو بچایا لیکن اس سوار نے آتے ہی ایک تلوار ماری کہ قیصر جادو سیدھا جہنم کو
پہونچا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جا پڑتا تھا صفین کی صفین الٹ جاتی تھین
غرض ایسا لڑا کہ تین پہر کے عرصے مین دو لاکھ ساحرون کو مار کر بھگا دیا ساری فوج قیصر جادو
کی بھاگی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کر کے بارگاہ مین ماہ تاجدار کی جا کر بیٹھین
اور بارگاہ آراستہ کر کے بیٹھین اور بعد اسکے چالیس پتلیان سحر کی تازہ بنا کر کے ہر ایک کے
ہاتھ مین آئینہ دیا کہ وہ منہ اپنا دیکھنے لگین بعد ازان لٹوا نے ماش کے پھکران
پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان ہنجر کی نکلین اور سوار کے گلے مین موتیون کا مالا اتار کے
ڈال دیا اور سحر کیا کہ وہ سوار اوپر بارگاہ کے آیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوپر بارگاہ کے
گویا ستارے ہین اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب روانہ ایکطرف
کو ہوئین جب خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی پہونچی افراسیاب نے

باغبان قدرت کو روانہ کیا باغبان قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا کے سامنے
آیا اور داد از حسب دی ملکہ نے دیکھا باغبان حریف زبردست ہے پس تاریخ اسیر فنا سا
اسے خالی دیکر ایک پتھر زمین پر مارا کہ ملکہ کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور کھینچی تمام باغبان
قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب کو پکڑ کر سمت افراسیاب روانہ ہوا جب
قریب دریاے نور کے پہونچا کہ داہنی طرف سے کسی نے آکر ایک بیضہ بیہوشی کا اسکے منہ پر
مارا کہ چرخ مار کر باغبان زمین پر گرا اسنے آواز دی کہ منم نگر کردہ حیدر کرار رعد قران
کھوپڑی کے ایک جا ٹھہری اور جھتر قران نے دوڑ کر ایک بغدا مارا اگر پہاڑ پر مارتا تو ٹکڑے
ٹکڑے ہو جاتے مگر کچھ اثر نہ کیا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور زمین سے ایک بجلی
نکلی اور باغبان قدرت کو لیکر غائب ہو گئی اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو
کو دوبارہ پکڑ کر حیرت جادو کی بارگاہ میں لائی حیرت جادو نے کہا کہ اب کہان
جاوگی یہ کہکر طوق زنجیر منگا کر بدون سحر کے چاہا تھا کہ شکوہ و محبوب کو قید کرائے اتنا میں
محبوب و ملکہ کو ہوش آیا سمت آسمان پرواز کر گئین پیچھے پیچھے ملکہ شکوہ کی دو ہزار ساحر بموجب
حکم ملکہ حیرت جادو کے دوڑ پڑا جیسے دریا سے خون رواں پر آئی ملکہ شکوہ زرین قبا
نے ایک مالا توڑ کر دریا میں پھینک دیا اور آب اس طرح پہونچی مچھلیاں اس دریا کی آئیں اور وہ جو دو
ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے ان سب کو پکڑ کر بیچ دریا میں غائب ہو گئیں حیرت جادو
کو جو خبر ہوئی پکاری غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر حیرت جادو اب دوڑ پڑی جاتے
جاتے دیکھا ایک ساحر کہ نام اسکا ساحر بیدل ہے وہ ایک مقام پر بیٹھا ہے اسنے کہا کہ اے ملکہ
حیرت جادو شکوہ زرین قبا ابھی اسی طرف گئی ہے مع محبوب جادو کے یہ سنتے ہی حیرت
جادو مانند برق کے چمککر برابر ملکہ شکوہ کے پہونچی دفعۃً ملکہ اور محبوب جادو کو بغل میں دابکر
پھر کر وہاں پہونچی جہاں وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اس سے کہا بیدل تو نے مجھے خوب راہ
بتلائی نہیں تو یہ دونوں صاف نکل گئی تھیں ساحر بیدل نے کہا کہ اسطرف سے نکالا کہ وہان کوئی عیار
بھی لگو رہتے ہیں ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ کس طرف سے جیسے ہی حیرت نے کہا کس طرف سے کہ ساتھ ہی
کسی نے حلقہ کمند کا مارا کہ چاروں شانے چت حیرت زمین پر آرہی اور وہ پکارا کہ منم برق فرنگی

اب شکوہ زرین قبا جادو و محبوب جادو کو بھیجو مگر ایک درّے کوہ لاجورد مین آئین
کہ دم بھر شہر مین دم لین مگر ہوشیار رہین ادھر لشکر افراسیاب کا اور ادھر الکولپ کا ہی غرض
وہان آکر سحر کی تیاری مین مشغول ہون لیکن حیرت حضور مین اور افراسیاب نے آگے اسب
احوال ملکہ شکوہ کا بیان کیا اسوقت افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تو جا کر انتظار لشکر کا
داہنی طرف لگایا صبح کو ملکہ شکوہ کو مع یاسمین جلادو کے حیرت جادو نے یہ سنکر طلسم ہوشربا مین
بموجب حکم افراسیاب کے لشکریون کا انبارہ کروایا اور یہان افراسیاب ملکہ شکوہ کے
روانہ ہوا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ شہزادہ غضنفر بن اسد جو صحرا مین بعد قران
نے اسنے کہا کہ اے شہریار ایک جادوگر ہے کہ اسنے ہم سبکو قید کیا تھا مع عمرو و مہرخ کی اگر حضور
اسے مارین تو کچھ احوال معلوم ہو شاید ملکہ اسی کی قید مین ہو غضنفر تیغ بکف اٹھا اور مرکب
باد خود پر سوار ہو کر قران کو اپنے ساتھ لیکر دم بھر مین برابر ظلمات کے پہونچا اور تیغ دوزبان
نگان علم کر کے اس اندھیرے مین یہ معلوم ہوتا تھا شب تیرہ و تار مین ایک چاند نکل
آیا ہے اور ادھر سے ظلمات فیل دندان نکلکر سامنے غضنفر کے سحر کرنے لگا غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ ہے کہ اس پر کوئی سحر اثر نہین کرتا غضنفر نے یا علی اور
کہکے اپنے مرکب کو برابر ظلمات کے ملا کر ایک تیغ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے کر کے خبر کمر لیتا ہوا
گردن سے مثل قطرہ سیماب کے نکلکر صندوق شکم کے دو ٹکڑے کرے اور گرد ناف کی تلے سے پس
ساحر کے تیغ نکل گیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی کہ مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم افسوس
کشتی مرا نام من ظلمات فیل دندان بود اور بعد گھڑی بھر کے روشنی چار طرف سے نمایان
ہوئی ایک سمت سے مہر آوخ عیاری مہرخ اور شکیل جادو اور ملکہ بہاران شمشیر زن غرض
جتنے قیدی تھے سب ساحر کھبو سے چھوٹ نے دوڑ کر غضنفر کی بلائین لین عمرو نے غضنفر کو
گلے سے لگا لیا غضنفر نے جب اپنی معشوق کو وہان نہ پایا اسی حالت وحشت مین باگ اٹھائی اور
ایک سمت روانہ ہوا قران اسکو مجنون جانکر دوڑا باقی جہان بیٹھے تھے وہین حالت پر غضنفر کی
افسوس کرتے تھے اب اور حال سنیے کہ یکایک کچھ چمن تیار ہوئے سحر کے اور عمرو نے دیکھا کہ ایک
جلی وہ چمن ہرے ہوئے اور ایک ایک مع عمرو و بہاران اور شکوہ و مجلس آرا و مہرخ اور شکیل

وبہار جادو و ماہ تاجدار چمن مین کھڑے ہین پھر دیکھا کہ ایک ایک گھڑی فولاد کی بڑی ہر سیجون
نے وہ کھرپیان لے لیکر گھاس چھنون کی چھیل کر گننے لگے کہ دیکھین کون جلد گھاس چھنون کی چھیلتا
ہے غرض یہ سحر باغبان قدرت جادو وزیر افراسیاب جادو کا ہے کہ سب اسمین مجبور
ہو گئے ہین دو کلمے داستان کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہین کہ کوکب کو خبر ہوئی اسنے سیلان
جادو اور قہربان کو روانہ کیا اور ملکہ زبردست جادو کو بھی روانہ کیا اور یہ سب لشکر شہر مین طلسم مین
آکر اترا دو کلمے افراسیاب کے سُنیے کہ افراسیاب نے صنعت سحر ساز اور باغبان کو بلایا اسوقت
مصور بھی آیا اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے مصور کو داہنی طرف کا مختار کیا اور صنعت سحر ساز
کو بائین طرف کا مالک کرکے روانہ کیا یہ تو گئے مگر باغبان قدرت کیطرف دیکھکر کہا کہ تو قوت بازو میری
ہے مین کچھ تجھ سے کہونگا ٹھہر جا یہ کہکر افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کو تن سے اکھیڑا اور آواز دی
کہ اے باغبان مین غلام ہون افراسیاب کا جو بیس برس سے اسلئے مجھکو قائم کیا تھا اپنے شاہ
اور آپ خدا پرستون کی فکر مین گیا ہے لیکن وہ بیاکی لڑائی سے غافل نہین اسکو سب بیان انکا حال
مفصلاً و مشروحاً معلوم ہے خبردار آج وہ تشریف لائیگا یہ کہکر وہ جل اور خاک ہو گیا لیکن ایک جانور
اس خاک سے نکل کر سوئے آسمان اُڑ گیا باغبان قدرت یہ تماشا دیکھکر حیران صحرا کو دیکھ رہا
تھا دیکھے تو سامنے ابر سرخ پیدا ہوا اور ہوا سرد چلنے لگی زمین مین زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی
دیکھا باغبان قدرت نے ستر بادشاہ تاج شاہی بر سر جاروب شاہنشاہی دربار ہاتھون مین
مورچھل لیے ہوئے زمین سے نکل کر سمت آسمان گئے اور کچھ بات نہ کی پھر الباسی کی آواز تند ہو
کے آئی اور ایک پریزاد نے کرسی الماس کی لاکر بیچ میدان مین بچھائی اور اُس ابر سرخ سے ایک لکہ
ابر نمایان ہوا اور اُس کرسی پر سے آواز آئی کہ تم افراسیاب جادو غرض وہ بادشاہ کہ جو زمین سے
نکلے تھے سب گرد اُسکے مورچھل ہلاتے چلے آتے ہین باغبان کو پھر آواز سنائی دی کہ اے باغبان
قدرت حکم ہمارا یہ ہے کہ خبردار رہنا سامنے طلسم کے یہ کہکر وہ کرسی طرف آسمان کے روانہ ہوئی
اور وہ ستر بادشاہ پھر زمین غرق ہو گئے باغبان قدرت یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھا اور اُسی
پریشانی مین صنعت سحر ساز کے مکان پر آیا خیمے مین صنعت سحر ساز کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ وہ زرد کیطرف گئی ہے باغبان قدرت اُدھر چلا غرض راہ مین ملاقات ہوئی باغبان قدرت نے

صنعت سحر ساز سے کہا کہ افراسیاب کا یہ ماجرا میں نے دیکھا صنعت سحر ساز نے کہا کہ ابھی
میں نے بھی یہی تماشا دیکھا ہے غرض صنعت سحر ساز اپنے مکان کو گئی اور باغبان قدرت گلچین
کے مکان کی طرف روانہ ہوا گلچین جادو جورو ہے باغبان قدرت کی وہاں جا کر باغبان نے
ایک جادوگر کو دیکھا کہ بیٹھا ہے دو قدم بھر کے ہنسا اور ایک گیند پھولوں کا اس جادوگر کے سامنے
باغبان نے پھینکا پھول بکھر گئے وہ جادوگر پھول چننے لگا باغبان قدرت نے پوچھا تو کون ہے
اُس نے کہا میں برق فرنگی ہوں باغبان قدرت نے اسکو قید کیا اور آگے روانہ ہوا راہ
میں ضرغام کھڑا تھا مگر چھپا ہوا جیسے ہی باغبان قدرت برابر پہونچا ضرغام نے حلقہ کمند کے
مارے جھٹکے کے ساتھ ضرغام کی آنکھ جھپک گئی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کمند ایک درخت پر گری ہے
ناچار اس نے کمند کو کھولا وہیں باغبان قدرت نے وہی گیند پھولوں کا اُس پر بھی پھینکا اور پکارا تو
کون اُس نے کہا ضرغام شیر دل عیار ہوں باغبان نے اسے بھی قید کیا آگے روانہ ہوا ریگستان
میں چلا مگر آگے آگے تو باغبان جاتا تھا اور پیچھے پیچھے قران حبشی تھا باغبان پہاڑ میں پہونچا
اور قران نے دیکھا کہ جانسوز بن قران آیا لگا تا کمین کرکے قران کی ذرا آنکھ بچی دیکھا جانسوز
نے قران پر ساتوں حلقے کمند کے مارے ساتھ ہی حلقے پڑنے کے قران یوں حلقوں میں سے نکل گیا
جیسے حلقہ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہے مگر قران نے جو حلقہ کمند کے مارے تو وہ چاروں شانے چت
کود کر قران چھاتی پر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں صبا رفتار غرض قران نے اسکو باندھ کر
ایک درخت سے چھوڑ دیا اور آپ آگے روانہ ہوا پیچھے قران کے صرصر شمشیر زن پہونچی اس نے
صبا رفتار کو درخت سے بندھا دیکھا احوال سنکر اسے چھوڑایا اور یہ بھی چلی مگر قران جاتے جاتے
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں کی فضا کا کیا کہنا اور اسطرف کو ایک دیوار شیشے کی دیکھی قران پہاڑ
سے اتر کے اس دیوار کے قریب آیا دیکھا کہ وہاں ایک غار ہے قران اُسمیں گیا مگر باغبان قدرت
گلچین کے مکان پر آیا اور دستک دی چنانچہ اُس مکان کی سب زمین شیشے کی تھی وہ زمین
ٹوٹی اور گلچین جادو نکلی باغبان نے احوال افراسیاب کا سب اس سے کہا ابھی بیٹھا تھا
کہ آواز آئی اے باغبان افراسیاب نے تمکو یاد کیا ہے دربار سے نور پر بس یہ سنتے ہی
باغبان قدرت روانہ ہوا اور دربار سے نور پر گیا دیکھا کہ سر بارگاہ تماشے کی ٹھہری ہے اور گرد

فوجین بڑی ہین اور بازار آراستہ ہوتا جاتا ہے ایک آدمی سے باغبان قدرت نے پوچھا
کہ بارگاہ افراسیاب کی کونسی ہے اُس نے کہا یہ بارگاہ ہے اُس کے غلام گردش مین جو ستر بادشاہ
سو رچھل کرتے ہین ایک پنجہ باغبان کو اُڑا کے روانہ ہوا اور ایکدم مین میدان مین جا کر
اُتارا باغبان قدرت نے دیکھا کہ گرد ہرے ہرے درخت ہین اور اُن مین پھول نرگس کے
لگے ہین بیچون بیچ میدان خالی ایک تخت پر چار پریزاد لیے ہوئے آسمان سے زمین پر آئے ہین
اُس پر ایک پتلہ الماس کا بیٹھا تھا اُس نے کہا ای باغبان قدرت اُسنے کہا حاضر وہ پتلہ بولا
سُن افراسیاب ای نمکحرام تو نے عمرو کو قید کیا سر کیون نہ کاٹا جلد جا اور سر کاٹ لا اُس نے کہا
بہت خوب یہ کہکر باغبان قدرت عمرو کے سر کاٹنے کو پھر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ ذرا
چلکر گلچین کے پاس ہو آؤن ایکدم مین اپنے مکان کو آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ مین عمرو
کا سر کاٹنے جاتا ہون ہر چند اُس نے منع کیا اس نے نہ مانا تب گلچین جادو نے کہا قران تیرے پیچھے
لگا ہے یہ کہکر باغبان اور گلچین دونون ایک میدان مین پہنچے اور ایک جادوگر کو نقب مین
سے گلچین نے نکلتے دیکھا پکاری یہ قران ہے لیکن قران بھاگا گلچین اور باغبان قدرت
حیران رہگئے دو کلمہ داستان سیلان و قہرمان جنکو کوکب نے بھیجا ہے بیان ہوتے ہین
کہ جب وہ طلسم مین چار لاکھ جادوگر سے آ گئے یہ خبر افراسیاب نے سُنکر سحر ان دونون پر ایسا
کیا کہ آپس مین لڑنے لگے اور دونون طرف سے فوجین آپس مین لڑکر ماری گئین اور
سیلان و قہرمان لڑکر زخمی ہو گئے کہ پیچھے سے ملکہ زبردست جادو بھی وہان پہونچی اور
یہ تماشا دیکھکر سیلان و قہرمان دونون کو اُسی حالت زخمداری مین اُٹھا کر کوکب کے
پاس لائی اور سب ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ انکو دار الصحت پر لیجاؤ بعد اُس کے کوکب
نے مرجان جادو سے کہا کہ عمرو کو لاؤ مرجان زبردست عمرو کے لینے کو چلی اور پیچھے عمرو کے
لانے اپنے مکان کو گئی دو کلمہ داستان باغبان کے سُنیے کہ آگے آ کے تو باغبان اور گلچین
قران جاتا تھا قران نے برابر بھونچلا ایک نعرہ اُسپر مارا اگر کچھ اثر کیا قران تو نکل بیچ صحرا کیطرف
بھاگا اور باغبان وحشت زدہ چارطرف دیکھنے لگا اُسوقت مرجان زبردست ایک پنجہ عمرو کی
کمر مین ڈالکر قید سے سوئے آسمان لے نکلی باغبان نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کچھ نہ بن سکا ناچار

سمت صحرا روانہ ہوا کہ اسمین چالیس ساحر آتش بدن ہاتھون مین زنجیرین لوہے کی لیے ہوے
پہونچے اور آتے ہی باغبان نے سحر کیا اُن پر اثر نکیا اور وہ پکارے کہ ہم غلام افراسیاب
کے ہین یہ کہتے ہوے الدم مین اُس پار دریاے نور کے پہونچے ستر بادشاہون کی بارگاہین
کھڑی تھین سلیمان تاجدار کے پاس کہ شاہون کا مالک ہے غرض وہ جادوگر باغبان کو پکڑے
ہوے ایک جنگل مین لیگئے وہان آسمان سے ایک تخت اُترا افراسیاب بانقبل لیے تھا پکارا
کہ اے باغبان تجھے ہمارا بھی خوف نہ آیا کہ تو نے عمرو کو قتل نہ کیا اور پنجے پیدا ہوے کہ دو کوڑے
وہ پنجے لیے تھے وہ باغبان پر پڑنے لگے باغبان توبہ توبہ کرتا تھا کہ وہ پنجے غائب ہوگئے اور زمین
سے ایک ساحر نکلا اور باغبان کو سامنے اُٹھاکر افراسیاب کے پاس لایا اسوقت افراسیاب
کی تیلی نے ایک ٹھوکر باغبان کے ماری پھر جو باغبان دیکھتا ہے تو ایک دریا مین ڈوبتا جاتا ہون پھر کچھ
بعد کنارے جا نکلا وہان سواری بادشاہ کی ایسی کھڑی ہے مع تخت کے غرض سواری کے
لوگ دوڑے اور باغبان قدرت سے کہا کہ آپ کو سلطنت عنایت ہوئی پوشاک پہنا کر باغبان کو
تخت پر سوار کیا باغبان حیران تھا کہ ایک جادوگرنی آئی اور مجرا کر کے کہا کہ افراسیاب نے
تمکو اس ملک کا بادشاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ خیال نکرنا کارخانہ ہماری قدرت کا ہمین خوب
جانتے ہین اور کسیکو نہین معلوم نیکی بدی اپنے سے ہوتی ہے یہ کہکر وہ ساحرہ باغبان کو اسی محل
مین لیگئی اور اُس عورت کا نام ملکہ رستم جادو ہے ہمراہ لیکر باغبان کو آئی باغبان وہان آکر
بارہ دری مین بیٹھا ناچ اور رنگ ہونے لگا ادہر گلچین جادو کے سنیے کہ گلچین کو خبر ہوئی کہ
باغبان قید ہوا بدحواس ہو کر دریاے نور کے کنارے آئی ایک شخص سے پوچھا باغبان پر کیا گذری
اُس نے کہا مارا گیا گلچین یہ سنتے ہی روتی ہوئی صحرا کیطرف جاتی تھی قریب ایک پہاڑ کے جادوگر سامنے
سے آیا گلچین نے دیکھ کر کہا اے قران مین نے تمکو پہچانا اور مین ایک لونڈی تری کرونگی تم کس لیے کہ میرے
خاوند کو افراسیاب نے مار ڈالا اب اگر آپ شریک ہو جیے تو مین چلکر افراسیاب کو ماروں اور بدلا
اپنے خاوند کے خون کا لون قران نے سوچا کہ ڈالی تو بڑی ہے یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ یہ تمہاری
شریک ہوئی جاتی ہے ایسی گفتگو گلچین اور قران سے ہوئی غرض گلچین قران کو لیکر اُس پار دریاے
نور کے پہونچی دیکھا کہ فوج پڑی ہے اور ستر بارگاہین کھڑی ہین بیچ مین ایک بڑی سی بارگاہ سلطان تاجدار

لی ہو کہ یہ سب بادشاہوں کا مالک ہی اور سب بادشاہ اسکی اطاعت کرتے ہین اور ہم لوگ اسکے غلام ہین غرض یہ دونون اس فکر مین ٹھہرے کہ آج رات کو اسکی تلاش کرینگے اور قران جادوگر کی شکل بنکر اس فوج مین چلا اور گلچین زمین مین غرق ہو کر ساتھ قران کے ہوئی وقت شام کو قران نے دیکھا ایک مجبولی رنڈیون کی طرف سلیمان تاجدار کی بارگاہ کے جاتی ہی اور پیچھے اُسکے ایک لونڈا گڑگڑی لیے ہی غرض کہ قران نے اُس لونڈے کو بیہوش کیا آپ اُس لونڈے کی صورت بنکر پیچھے مجبولی کے روانہ ہوا الغرض مین بارگاہ کے دروازے پر پہونچے وہ مجبولی ٹھہری اور وہ رنڈی پکاری کہ او نور اللہ جلد آ اُس نے کہا حاضر غرض وہ لونڈا نور اللہ یعنی قران ساتھ اُنکے داخل بارگاہ ہوا پہر رات گئی تھی کہ فقیر اللہ ایک فراش تھا اُسے حقہ کی تلاش ہوئی وہ اُس لونڈے کے پاس آیا اور حقہ پیا پینے کے ساتھ ہی بیہوش تھا کہ نور اللہ لونڈا یعنی قران اپنی صورت تبدیل کرکے اب فقیر اللہ فراش بنا اور اپنی شکل اُس فراش کو بنا کر محفل مین داخل ہوا اور گلگیر سے گل کترنے لگا ایک دو گھڑی کے بعد آنکھ فقیر اللہ کی کہ جو اب نور اللہ بنکیا ہے کھلی کیا دیکھتا ہے کہ مین جوتیون کے پاس بیٹھا ہون گھبرایا اور منھ پر جو اپنے ہاتھ پھیرتا ہی تو داڑھی مونچھ نہین حیران ہوا اور چلایا کہ مین فراش بادشاہ ہون ایک رنڈی نے مار کر کہا تو دیوانہ ہوا ہی تجھے افراسیاب سے کیا کام اُس لونڈے نے کہا اور حرامزادی تو کسے مارتی ہی مین فقیر اللہ فراش ہون اُس نے کہا موئے تجھے کیا ہو گیا ہم مین نے تجھے ٹکڑے کھلا کے پالا ہی آج تو فقیر اللہ فراش بنگیا غرض غل ہوا اور یہ خبر سلطان تاجدار کو ہوئی اُس نے اپنے سامنے بلایا اور پوچھا اُس نے کہا کہ مین حقہ پینے اُس لونڈے کے پاس گیا تھا خدا جانے کیا ہو گیا پھر فقیر اللہ فراش کو لوگون نے دیکھا گلگیر سے شمعون کے گل کترتا پھرتا ہی لیکن سلطان تاجدار نے حکم کیا کہ اس لونڈے کو قید مین رکھو باقی باتین فقیر اللہ اصلی اور فقیر اللہ نقلی اور حیرانی لوگون کی کیا بیان ہون غرض فقیر اللہ نقلی حضور مین حاضر دو پہر رات تک رہے کہ اسمین سلطان تاجدار نے آرام کیا چار گھڑی رات باقی تھی کہ اُس وقت فقیر اللہ نقلی یعنی قران نے دیکھا کہ سلطان غافل سوتا ہی کچھ عیاری مین بیہوشی رکھ کے برابر سلطان تاجدار کی ناک سے لایا دفعتہ کسی نے ایک تھپکی ماری قران کے کہ بیہوشی گر پڑی اور سلطان تاجدار کو کسی نے چونکا دیا کہ سلطان اُٹھ بیٹھی

اور پکارا کون ہے قران نے ایک خنجر سلطان تاجدار پر مارا لگا سے مطلق اثر نہ کیا سلطان
تاجدار خنجر لگا کر پکارا بابش کہاں جائیگا اور غل ہوا کہ لینا لینا مہتر قران کا تو یہ عالم تھا کہ بہت
تھبرا کے منھ اور آنسو آنکھوں میں ڈبڈبائے یہ کبت پڑھتا تھا کبت سکرو سنسار پکارت
ہے جبریل کو ان تمہیں سکھایو + ساتھ ہی دیکھا کہ آسمان سے آواز رعد کی ایسی آئی اور
ایک برق گرد قران کے چمک کر وہ ساحر جو سلطان تاجدار کے خیمے میں تھے ان پر گری
جسکے سر پر گری دو ٹکڑے تھا اور ایک پنجہ پیدا ہوا کہ قران کو اٹھا کر سوئے آسمان روان
ہوا چنانچہ یہ تھا کون جو برق ہو کر گرا اور قران کو لے گیا یہ باغبان قدرت کی جورو تھی
یعنی گلچین جادو غرض قران کو بار دریای لزر کے لیجا کر پہونچایا اور کہا سبحان اللہ واہ
ای مہتر قران عیار کیا کہنا میں نے سب عیاری تمہاری دیکھی بارے سجدہ شکر قران
نے ادا کیا بعد ازان گلچین اور قران میں یہ اقرار اور قول و قسم ہوا کہ اب نکلے
طلسم ہوش ربا میں چل کر حیرت جادو کو ماریں بعد اس کے جیسا موقع ہوگا ویسا دیکھ لینگے یہ کہکر
طلسم کیطرف چلے تھی جیسے ہی درہ کوہ سے باہر نکلے کہ دیکھا صرصر شمشیر زن عیار بچی افراسیاب
کی آئی ہے گلچین کو دیکھ کر پکاری کہ ای نمکحرامہ تو نے خصم کو مار کر قران کا ساتھ کیا ہے لعنت ہے
تجھ پر یہ کہکر چلی قران نے گلچین سے اشارہ کیا کہ تم ادھر سے چلو اور میں ادھر سے یہ کہکر الگ ہو گئے
تھے اور چند قدم دوڑ ہی گئے تھے کہ ایسے نظروں سے غائب ہوئے صرصر قران کی صورت بنکر
گلچین کے پاس آئی یہ تو غافل تھی کہ برابر پہونچتے صرصر نے کمند ماری اور پشتارہ باندھ کر
طلسم کی طرف روانہ ہوئی اور بہت جلد پاس حیرت جادو کے گنبد نور پر پہونچکر پکاری کہ میں
گلچین کو پکڑ لائی حیرت نے باہر گنبد سے نکلکر کہا کہ اسے ہوش میں لا گلچین نے ہوش میں
آکر حیرت کو دیکھا حیرت نے کہا ای گلچین تو نے بھی نمکحرامی پر کمر باندھی گلچین نے کہا حضور
صرصر بڑی فاحشہ حرامزادی ہے میں نے عیاری کر کے ارادہ کیا تھا کہ قران کو پکڑ لاؤں اسنے ناحق
سے مجھے ذلیل کیا حیرت نے کہا قسم ہے سامری و جمشید کی مجھ بھی تیرا ملجانا خدا پرستوں سے یقین نہیں
آتا تھا صرصر واہی اور دیوانی ہو گئی ہے استغفار ای صرصر جلد چھوڑ دے گلچین کو یہ کہکر گلچین کی
قید کھولدی اور گلچین ہاتھ پاؤں کھلوا کر کہنے لگی کہ اگر کہیے تو میں جاکر قران کو فریب دے کے

ارلون حیرت جادو نے کہا کہ تم بڑا کام کرو اگر اس بوندی کو (کوئی) کاپنے جلتی گلچین ہے کو پکڑا لا ارلیس پھر
گلچین جادو کو رخصت کیا اور گلچین وہانسے نکلی گلچین کہتی ہوئی کہ اپنی عیاری پر قران کی
محبت کا اثر ہو گیا ہے خوب ہی بچی غرض وہان پہونچی جہان قران بیٹھا تھا قران نے پوچھا گلچین
کہان چلین گلچین نے قران سے ملاقات کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مین تمکو لینے آئی ہون
قران نے کہا واہ کیا خوب عیاری بن پڑی جلد مین نے مارا حیرت جادو کو یہ کہکر قران نے
ایک غریب کو کچھ روپے دئیے اور کہا کہ تجکو بادشاہ طلسم کرینگے تو اپنا نام قران بتلانا یہ
بچارہ مفلس نہایت خوش ہو کر گویا ہوا کہ خداوند سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھیں اچھا
مین راضی ہون اپنا نام قران بتاؤنگا قران نے اُسکو اپنی صورت بنا کر اور آپ
ایک جادوگر کی صورت بنکر اسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ اُسکا کاندھے پر رکھکر ہمراہ
گلچین جانب طلسم روانہ ہوا لیکن اب حال عمرو کا سُنیئے کہ زبردست جادو عمرو کو لے کر
کوکب روشن ضمیر کے پاس آئی حکم ہوا کہ انکو جمشید روشن جمال بن کوکب کے پاس لیجاؤ
مرجان جادو عمرو کو جمشید روشن جمال کے پاس لایا عمرو سے اور جمشید سے ملاقات
بخوبی ہوئی اسوقت ایک ساحرہ آئی اور اُس نے کہا کہ مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے آئی ہون
وہان ایک میدان مین لشکر لقا کا اور ایک میدان وسیع مین لشکر حمزہ کا اُترا ہوا ہے
دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا ہے لڑائی بڑی دھوم سے ہو رہی ہے لقا کیطرف سے ہومان
جادو روئین تن نکلا ہے اُس کے سامنے حمزہ کے لشکر سے جو بہادر آتا ہے ہومان پر کوئی حربہ اثر
نہین کرتا ہے اور ہومان سبکو زخمی کرتا ہے یا پکڑ لیجاتا ہے یہ حال لشکر عمرو کی حالت تباہ ہوئی اور اُس نے
کہا کہ اے جمشید مجھے اب لشکر حمزہ مین بھجوا دیجئے جمشید نے کوکب سے کہلا بھیجا وہانسے زبردست جادو
آئی نظارہ زبردست دونون لیکر روانہ ہوئین چار گھڑی دن باقی تھا کہ عمرو آکر وہان پہونچا
عمرو نے دیکھا کہ ایک طرف لشکر حمزہ صاحبقران ہے اور ایک طرف لشکر لقا ہے
اُس طرف سے علمشاہ نکلے اور مقابلہ ہومان روئین تن کے گئے انھون نے اُسکا حربہ
رد کر کے تلوار ماری مگر وہ اس طرح پڑی کہ جیسے گھڑیال پر موگری پڑتی ہے اور اُسنے علمشاہ
پر گرزہ مارا واللہ اعلم کیا تھا کہ علمشاہ گھوڑے سے گر پڑے اور ہومان نے اُنکو قید کر لیا

عمرو یہ ماجرا دیکھکر سامنے صاحبقران کے گھبرایا ہوا آیا اور مجبر اگیا اُسکو بختیارک نے فتیل
آتش کو خزانون مین لگا کر اور کچھ اشیا فوک سے کے عمرو کے پاس بھجوائے اور طبل آسائش
بجوا کر لشکر پھیر لیگیا امیر اور عمرو بارگاہ مین آئے امیر نے احوال طلسم کا پوچھا عمرو نے
سب کیفیت بیان کی اور یہان لقا بارگاہ مین آکر بیٹھا اور بختیارک نے ہومان
نیزہ باز سوئین تن سے کہا کہ اب طبل نہ بجوائیے اسمین ہومان نے پھر آپ ہی کہا کہ کیون
نہ بجوائین بختیارک نے کہا اب مرشد تشریف فرما ہوئے ہین اب تم کوئی چار پہر رات
کے مہمان ہمارے لشکر مین ہو اپنے تئین چراغ سحری سمجھو پیر و مرشد نے بھون کی
داڑھیان پیشاب سے مونڈ ڈالی ہین شہنشاہ خداوندگی داڑھی بھی مونڈی ہے غرض ہومان
نے جھنجھلا کے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجواؤ چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ مغرب کی طرف سے
سیاہی عالم مین پھیلی اور آفتاب دریای مغرب مین ڈوبگیا اشعار

شفق کی آگ بھڑکی سر شام | ہوا پُر آفتاب روز کا جام
ہوئی مہتاب نے روشن دو عالم | ستارون سے کھلا پھر تختۂ شام

سر شام طبل جنگ بجا عمرو نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران
میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر نے ہر چند منع کیا مگر عمرو نے نہ مانا غرض نام پر عمرو کے
طبل جنگ بجا اور یہ خبر بختیارک کو پہونچی اُس نے گھبرا کر کہا کہ ای ہومان لیجیے انا للہ و انا الیہ
راجعون اب خاتمہ ہے تمھین تو پہلے جوانمرگ کیا فاتحہ خیر کا پڑھتے ہین ہومان نے کہا کہ ملک بچہ
تمھین قاروری مین بھالے دکھائی دیتے ہین غرض اب تیاری لڑائی کی ہونے لگی تلوارین
صاف ہوتی تھین اور خنجر آبدار ہوتے تھے کمانین سینگ کر درست کیجاتی تھین تیر زہر
آبدار ہوتے تھے گھوڑون کے تسمہ زین وغیرہ سب درست ہوتے تھے بہادر غسل تازہ
کرتے تھے نقیب دو پہر رات گئے پکارتے تھے خودون کو خود ہی سمائی تھی زرہ اپنی لوہے
آئی تھی چار پہر رات ہتھیارون کی صفائی رہی اور غلغلہ برپا تھا جب چشمۂ آفتاب عالم
مین موج زن ہوا اور نشان خط سحر فلک پر ظاہر ہوا اشعار

کہ جب اس رات نے انجام پایا | سحر کی روشنی نے نام پایا | ہوا جس سے فروغ صبح پیدا
کہ اوڑھی شب نے سر پر چادر نور | صبحگو تشریف چلے دل دل فشون فشون | جانب میدان

کلمہ زار روانہ ہوا صاحبقران با اقبال جلوخانۂ ظل اللہ سبحانی اسلامیان مین آئے بادشاہ
بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا صاحبقران تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین لیکر جانب
میدان مصاف روانہ ہوئے ابو الفتح نے عرض کی کہ تمام عیاران عیار رات سے خیمے مین نہین ہین
کہین نکل گئے امیر نے سمت کرب دیکھکر کہا کہ بھائی دیکھو عمرو نے مجھے کیا ذلیل کیا ہے اسوقت لاحول و
لاقوۃ الا باللہ پڑھ اُنسے کسنے کہا تھا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤ کرب نے فرط خجالت سے اپنی آنکھین
نیچی کر لین غرض جانب میدان روانہ ہوئے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا بڑے
بڑے تارے آسمان پر ظاہر اور چھوٹے پوشیدہ صحرا مین سبزہ لہلہاتا
فلک کوہ سے بائین کوہ تک کو ٹریالا اور زنگستان کو اکب کھلا ہوا جب یہ لشکر آکر میدان مین
پہونچا اُسطرف سے لقا اور ہومان نیزہ دار اور ضیغم خون آشام و یاقوت شاہ
وغیرہ سب میدان مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا
رستم سے نہو وہ کام کرتا
رستم ہی نہ اب سام باقی
مردون کا فقط ہے نام باقی

جب نقیب کنارے ہوئے ہومان روئین تن نیزہ دار گھوڑے کو بڑھا کر ناف میدان
مین آیا اور مرد مبارز طلب کیا اُسوقت کرب غازی میدان کی رخصت لینے کو چلے اور
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا مجھے حکم ہو تو اس ولد الزنا ہومان کو سزاے اعمال پہونچاؤن
ابھین صاحبقران نے مارے طیش کے جواب نہ دیا تھا کہ دیکھا زیر دۂ بیابان گرد برخاست
اور اُس گرد مین سے ایک سوار نہایت مفلس اور شکستہ حال کہ گھوڑا بھی اُسکا بیت دُبلا اور
حقیر ایک پاؤن سے لنگڑا لگام کی جگہ بان بندھے سوار کے پاس جو نیزہ ہے اُسکی سنان بھی زنگ آلود
تلوار کی نیام کی کوتھی گر گئی پیلا نکلا ہوا اور ایک سو بیس آدمی بطور تہمد دیکے ساتھ جنکے بدن پر
کپڑا بھی نہین درست جانگھیان اور ٹوپیان اور چادرین گاڑھے کی سرخ اوڑھے ہوئے
مین غرض آتے ہی سوارون نے ہومان سے نیزہ بازی شروع کی کبھی عمرو گھوڑا بھگا کر
الگ ہو جاتا ہے کبھی سامنے آتا ہے غرض تین سو طعنین رد و بدل ہوئین اُسوقت عمرو نے گھوڑا
اپنا بھگایا ہومان نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن نیزہ دار کا گھوڑا ایک خندق مین گرا

وہ شہدے جو ساتھ تھے اُنھون نے بہت سے پتھر اُس خندق پر مارے یہانتک کہ ہومان کو
مار ڈالا اُسے قتل کرکے عمرو امیر کے پاس آیا اور لقاطبل آسایش بجواکر پھر گیا امیر عمرو کو لیکر
بارگاہ مین آئے عمرو نے حال طلسم کا بیان کیا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ای عمرو علمشاہ وغیرہ
سب پہلوان ہومان کے یہان قید مین اُنکی کچھ فکر کرو عمرو نے احوال اپنی مفلسی کا بیان کرکے
کچھ روپیہ صاحبقران سے لیا اور فکر مین قیدیون کی چھڑانے کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
پہاڑ پر چڑھکر جو دیکھے تو ایک سمت فوج پڑی ہے عمرو نے پہاڑ سے اُترکر اُسی فوج مین جاکر ایک شخص سے
پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہے اُسنے کہا کہ یہ لشکر فیروزشاہ کا ہے عمرو نے کہا فیروزشاہ کون ہے اُسنے کہا
دودہ زنگی کا بیٹا فیروزشاہ ہے اُسنے ملکہ ماہ آرا و عادل شاہ کو فیروزشاہ کا بھائی تھا
اور نورالدہر حمزۂ صاحبقران کے پوتے کو قلعہ فولاد مین قید کرکے اب اپنے باپ کے
پاس جاتا ہے یہ سنکر عمرو نے فراش کیصورت اپنی بنائی اور فیروزشاہ کی بارگاہ مین آیا
غرض چار گھڑی رات باقی تھی کہ عمرو نے فیروزشاہ کو بیہوش کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر
اُسے نذر زنبیل کیا اسمین وقت صبح کا ہوگیا عمرو بارگاہ سے نکلکر تخت پر بیٹھا قاقم زنگی سپہ سالار
فوج تھا اُسنے آکر مجرا کیا تمام مصاحب و ارکان دولت حاضر ہوئے کہ عمرو یعنی فیروزشاہ نقلی نے کہا
ہم اپنے قلعہ کو پھر جائینگے کچھ ایسا ہی کار ضروری ہے یہ کہکر وہین سے سوار ہوا اور پھر قلعۂ فولاد مین جاکر
فولاد زنگی وہان کا مالک تھا اُسے بلایا اور کہا عادل شاہ میرے بھائی اور نورالدہر کو جلد لا
غرض نورالدہر اور عادل شاہ کو بلاکر قید سے چھڑا دیا اور پاؤن پر نورالدہر کے سر رکھکر کہا
کہ مین آپکا غلام ہون تمام حبشی اور فوج میران تھی بعد ازان فولاد زنگی سے کہا کہ ہمارے خزانے
کی کنجیان منگا اُسنے کنجیان منگا کر حاضر کین اور وہ کنجیان لیکے خزانے کی طرف روانہ ہوا لیکن فولاد
زنگی و عادل شاہ دونون ساتھ گئے تھے پس جہان یہ داخل ہوا وہان فولاد اور عادل شاہ
و نورالدہر جو دیکھین تو تمام صندوق غائب ہوئے جاتے ہین وہ دونون حیران ہوگئے
مگر نورالدہر عمرو کو پہچانکر گلے سے لپٹ گیا عمرو نے سب حال بیان کیا نورالدہر تو نہایت
خوش ہوا لیکن عادل شاہ اور گھبرا کر اپنے خیمے مین سوچا کہ غضب ہوا
ہم آپسمین بھائی بھائی لڑتے تھے پھر لڑاتے تھے یہ عمرو خداپرست ہے دشمن لقا کا تمام گھر

غارت کردیگا یہ سوچکر کہنے لگا کہ واہ وا واہ حضور ہے کیا خوب عیاری کی کیا کہنا ایکا مگر یہ تو فرمایئے
کہ فیروز شاہ کو آپنے کیا کیا عمرو نے کہا میرے پاس موجود ہے اُسنے کہا نکالیے عمرو نے
زنبیل سے فیروز شاہ کو نکالا فتیلۂ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی وہ ہوش مین آیا غرض
عادل شاہ نے فیروز شاہ سے کہا کہ عمرو کو فریب دو اور بظاہر مسلمان ہو جاؤ ورنہ یہ قتل کریگا
یہ فکر کرکے دونوں ازراہ ولدالزنائی مسلمان ہوئے اور کھانے مین بیہوشی دیکر عمرو اور
نور الدہر کو قید کرکے عادل شاہ و فیروز شاہ اور فولاد زنگی مع چار لاکھ سواروں کے ملک
دودہ باختر کی طرف روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان ایرج و جمہور اور شاپور شیر دل کے
سنیے کہ ایرج و جمہور و شاپور شیر دل بھی وہان پہونچے اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر
کسکا ہے اُسنے کہا یہ لشکر ہے فیروز شاہ و عادل شاہ کا کہ بیٹھے ہین دودہ زنگی کے کوئی شخص
عمرو ہے اور نور الدہر و ملکہ ماہ اُنکو قید کیے ہوئے دودہ باختر کو جاتے ہین مگر وقت شام کا ہو گیا تھا
ایرج و جمہور و شاپور اور فولاد زرہ پوش یہ سنکے کوئی پہر رات گئے بطور شبخون کے اُس
فوج پر جا پڑے اور لگی تلوار چلنے تمام رات تلوار چلی وہ چار لاکھ اور یہ تین پہلوان چوتھا عیار صبح
ہوتے ہی ایرج نے تو عادل شاہ کو جہنم واصل کیا اور فیروز شاہ ہاتھ سے جمہور کے فی النار
والسقر ہوا انکے مرنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا غرض ایرج و جمہور و شاپور نے
نور الدہر و عمرو اور ملکہ ماہ کو قید سے چھڑایا قریب پانچ ہزار سوار کے ایرج کے پیچھے ہوا لیکن ملکہ ماہ
نے اس قید ہستی سے کوچ کیا یعنی قضا کی اسمین عمرو وغیرہ سب چلے چند قدم پہونچے تھے کہ ابوالفتح
اصفہانی بھی سامنے سے چلا آتا تھا عمرو سے ملاقات کی ابھی باتین دونوں کرتے تھے کہ عمرو نے
دیکھا سامنے ایک دیوار نظر آتی ہے عمرو نے ابوالفتح سے کہا کہ جناب دیکھو تو یہ دیوار کیسا تنگ ہے
ابوالفتح جیسے ہی اُس کے سامنے پہونچا ایک ہوا کا جھونکا ابوالفتح کو لگا کہ ابوالفتح پتھر کا ہو گیا
اور عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر میرے سامنے آکر کہنے لگا اُستاد مجھے اعلام کی آج موت آرہی ہے
آپ مجھے دفن کرنے جایئے گا اور بعد میرے یہان ایک دریا پیدا ہوگا اور کشتیان ہونگی انپر سبکو
سوار کرنا اور آپ بھی سوار ہونا مگر ڈرنا نہین یہ دریا کوکب روشن ضمیر کا ہے یہ کہکر وہ مر گیا عمرو
نہایت حیران ہوا ناچار اُسے دفن کیا دم بھر کے بعد دیکھا دریا پیدا ہوا اور بجرے بہت تختہ

ٹکڑے ہین غرض نور الدہر کا لشکر اور مع فوج ایرج کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوا پھر اُس
دریا مین ایک طرف کو وہ بجرے چلے بعد کچھ دیر کے کنارہ نمودار ہوا وہان سب اُترے جب
سب اُتر چلے اور ناوین خالی ہو مین عمرو نے چاہا کہ مین بھی اُترون کہ ایک تڑاقے کی آواز
آئی اور عمرو نے دیکھا کہ تمام ناوین اور بجرے ڈوب گئے اور جہانتک نظر کام کرتی ہے پانی پانی
نظر آتا ہے مگر ایک کشتی پر تو تنہا ہے عمرو نہایت حیران و بدحواس ہوا اُسوقت طغیانی دریا کی
اور بدحواسی عمرو کی وہ بیکسی کا عالم کیا بیان ہو غرض عمرو نے دیکھا تو دریا کے بیچ مین ایک بنگلہ
معلوم ہوا بلور کا کہ چلمنین چاندی سونے کی بندھی ہین کشتی عمرو کی وہان جا کر لگی عمرو کشتی سے
اُتر کے اُس بنگلے مین آیا وہ کشتی ڈوب گئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے بنگلے کے ایک بارہ دری بھی
یاقوت کی معلوم ہوتی ہے مگر بہت دور ہے پھر دیکھا اُسی دریا مین سے کئی ہزار مچھلیان نمود ہوئین
اور ہر ایک مچھلی پر ایک ایک پریزاد سوار ہاتھ مچھلیون کے سر پر رکھے ہوئے بعد ازان عمرو نے
دیکھا کہ وہ بارہ دری خود بخود ادھر کو چلی آتی ہے اور اُسمین کوئی بادشاہ ہے وہ بادشاہ جب بارہ دری
برابر اُس بنگلے کے پہونچی تو بارہ دری سے نکل کر عمرو کے پاس آیا غرض یہ بادشاہ ملک کوکب
ہے عمرو سے ملاقات ہوئی ملک کوکب روشنضمیر نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے بلایا ہے کہ یہان
عجب ماجرا ہے ملکہ مہرخ سحرچشم کا آج سر کٹے گا عمرو یہ سنتے ہی حیران ہوا کہ تڑاق سے آواز آئی
عمرو جو دیکھے تو مع بنگلے دریا مین گر کر ڈوب گیا اب جو عمرو کے پانون تہ زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک
مکان نفیس مین جمشید روشنجمال بیٹھا ہے اُسنے اُٹھکر عمرو سے سلام کیا غرض عمرو و روشن جمال
دونون بیٹھے عمرو نے دیکھا کہ دو ہزار ہرن زین بندھے اور آگے ایک سوار نہایت خوبصورت
آتا ہے جمشید نے کہا کہ اے عمرو یہ ملک کوکب ہے پھر عمرو و کوکب سے ملاقات ہوئی اور کوکب
نے کہا چلو سر کٹنے کا مہرخ کے ہمراہ دیکھین بس ایک تخت پر سوار ہو کر کوکب و جمشید اور عمرو
طرف ہوش ربا کے چلے جب قریب طلسم ہوش ربا کے پہونچے سنا تو غل ہے دیکھا کہ مہرخ سر
جھکائے بیٹھی ہے اور جلاد تیغ برہنہ کھڑا ہے عمرو بیتاب ہوا ہر چند عمرو نے کوکب سے کہا کہ مجھے جانے دو
مگر اُسنے جانے نہ دیا عمرو بیتاب ہو کر اُڑا لیکن اُڑ اُڑ کر اُسی تخت پر آ گرا اتنے مین جلاد کو حکم پہونچا
جلاد نے تلوار ماری مہرخ کا سر کٹ گیا اُسوقت عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کرے کوکب روشنضمیر

نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہاں ہاں اے خواجہ سلامت تم سا عاقل ہو کر حرام موت مرنے کا
ارادہ کرے استغفار یہ حرکت کیا ضرور ہے اور دیکھو تو سام نے آسمان پر کون آتا ہے جیسے ہی عمرو
نے سمت آسمان دیکھا تو اول ایک آواز آئی کہ اے افواج افراسیاب خبردار باش منم ملکہ
مہرخ سحر چشم یہ کہکر بارہ ہزار سوار اور ساحر ساتھ لیکر جو فوج پر گری تو مارے تلواروں کے
ہزاروں جادوگروں کو مار کر لٹا دیا اور اسوقت افراسیاب کی فوج نے جھرمٹ کھایا اور بھاگ
کھڑی ہوئی یہاں کوکب روشنضمیر نے عمرو کو ایک گھوڑا دیا اور کہا کہ آپ مہرخ سحر چشم کے
ساتھ جائیے فتح کر کے بارگاہ میں داخل ہوجیے غرض عمرو سوار ہو کر آیا اور بعد فتح کے ملاقات مہرخ
سحر چشم سے کی عمرو کو دیکھکر مہرخ سحر چشم نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تین دن سے مکان میں
کوکب کے تھی عمرو نے اپنا سارا حال بیان کیا اور باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے
مہرخ نے کہا کہ ملکہ بران شمشیر زن کے واسطے ملک کوکب نہایت بے چین ہیں اور وہ قید میں
ہے غرض یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سام نے ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا رعد و برق جشن کرنے لگین
اور عمرو و مہرخ سحر چشم متوجہ محفل عیش ہوئے اب دو کلمے داستان قران اور گلچین کے سنیئے
کہ وہ جو قران نے ایک راہ گیر محتاج کو پکڑ کر اپنی صورت بنایا تھا اور آپ ایک جادوگر کی صورت
بنکر ساتھ گلچین کے روانہ ہوا تھا تو رفتہ رفتہ سیر جنگل کی کرتی ہوئی گلچین مع قران اور نشان
قران نقلی کا لیے ہوئے طلسم میں آئی اور قران نقلی کو لاکر حیرت جادو کے سامنے ڈالدیا حکم
حیرت کا ہوا کہ سر کٹوا کے باہر طلسم کے پھکوا دو غرض قران نقلی کا سر کٹوا کر باہر طلسم کے
پھکوا دیا اور گلچین کرسی پر آکر بیٹھی قران پشت پر اسکی کھڑا رہا جب پہر رات گئی تو جادوگر
افراسیاب کے ملکہ بران شمشیر زن کو حیرت کے سامنے لائے اور کہا کہ اسکا سر بھی
کٹوا کے پھکوا دینا سنتے ہی حیرت جادو اٹھی اور بران شمشیر زن کو بٹھایا اور چار طرف جادوگر
کھڑے ہوئے مگر قران اور گلچین حیران قران لاکھ لاکھ فکریں کرتا ہے کہ اتنے میں جلاد
آیا مگر اس قید میں بران شمشیر کا یہ عالم تھا زیر شمشیر کہ جس طرح سے ماہ کامل پر ہلال نمود
ہو جائے غرض تعریف ملکہ بران شمشیر زن کے حسن کی کیا لکھوں شعر

کہ حیران پریشان ژولیدہ مو
تنک پرور حسرت و آبرو
جیسے ہی چاہا جلاد نے تلوار مارے

کہ قران کو تاب نہ رہی آتے ہی برابر بران کے قران نے کمند ماری اور اُن جادوگرون کو بلوہ
مین سے یون لیکر صاف نکلا کہ جیسے حلقہ چشم سے نظر نکل جاتی ہی اور ایک غل ہوا لینا لینا مع
حیرت سب دوڑے مگر قران جیسے بجلی کوند گئی سب مجمع سے نکالکر الگ ایک غار مین پہونچا
اور حیرت وغیرہ سب جادوگر ہر طرف ڈھونڈھا کیے پھر آئے اور سب حیران تھے کہ یہ کون تھا تب
صرصر عیار بھی حیرت سے کہنے لگی کہ مین بران شمشیر زن کو لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور
قران اُس غار مین بیٹھا ہی اب دو کلمے داستان ابو الفتح کے کہ وہ جو برابر سونے کی دیوار کے
بموجب حکم عمرو کے گیا تھا اور ہوا کا جھونکا لگ کر پتھر کا ہو گیا تھا بیان ہوتے ہین کہ وہ دریا کو
کب روشن ضمیر کا جب پیدا ہوا تو بہکر اُسمین چلا جاتا تھا کہ ایک ساحر نے کوکب کو خبر دی
ایک آدمی آپ کے دریا مین بہتا آتا ہے کوکب نے کہا کہ اُسکو پکڑ کر نام پوچھو اُس جادوگر نے
ابو الفتح کو پکڑ کر پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اُسنے کہا میرا نام ابو الفتح ہے مین شاہ عیاران عیار
عمرو بن اُمیہ نامدار کا بھانجا ہون جادوگر نے ملک کوکب سے سب حال آکر کہا حکم ہوا
اُسے لاؤ ابو الفتح جہان بیٹھا تھا وہان سے ایک بجرہ لیکر بارگاہ مین کوکب کی لایا ابو الفتح
جو دیکھے تو سامنے عمرو بیٹھا ہے دوڑ کر پاؤن پر گرا ابھی کچھ ابو الفتح اور عمرو سے باتین ہوئی تھین
کہ ایک جادوگر نے چپکے کان مین کہا کہ یہ عمرو نہین ہے ملک کوکب ہے اُس نے اپنی صورت
عمرو کی بنائی تھی اور یہ خبر اُس جادوگر نے کہی ملک یاقوت پر فوج افراسیاب کی واسطے
ہمارے جادو کے آئی یہ سُنکر عمرو نقلی یعنی ملک کوکب نے کہا کہ یہ لڑائی تم جا کر فتح کرو اور ایک گھوڑا
عنایت ہوا غرض چار سو جادوگر لیکر ابو الفتح چلا اور ملک یاقوت مین آیا وہان دیکھا تو لڑائی
کچھ بھی نہین یہ پھر وہان سے چلا آیا اور ابو الفتح کے ہاتھون حال سب قلمبند کر کے ایک
ساحر کے ہاتھ روانہ کیا اور ملک کوکب نے عمرو کو ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ ابھی کوہ
عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ امیر کا آیا اُسمین لکھا تھا کہ ابو الفتح اگر تمھارے طلسم مین پہونچا
ہو تو جلد روانہ کرو عمرو نے وہ خط پڑھکر ایک ساحر کے ساتھ ابو الفتح کو لشکر صاحبقران
مین بھیجدیا اب ابو الفتح تو بارگاہ مین امیر کی چال کہتا ہی مگر حال صرصر عیار بھی کا سُنیے کہ قضا
کار صرصر اُسی غار مین آئی جہان قران ملکہ بران شمشیر زن کو لایا تھا اتفاقاً اُسوقت قران

واسطے پیشاب کے غار سے باہر نکلا تھا اور اسلیے بھی کہ راستہ دیکھے کس طرف ہو کر صرصر غار مین
پہونچی دیکھا تو بشتارہ کسی کا بندھا پڑا ہو ذرا سا کھول ملکہ بران شمشیر زن کو پہچانا وہ بھی تو چالاکی
بشتارہ بران شمشیر زن کا لیکر بھاگی قران نے دور سے دیکھا دوڑا اور شیمچہ زنی کر کے بشتارہ
چھین لیا مگر صرصر چمک کر صحرا کی طرف نکل گئی ہاتھ نہ لگی اور اس نے جاکر سارا
ماجرا حیرت جادو سے کہا حیرت نے کہا مین اب جاکر دونون کو پکڑے لاتی ہون
غرض حیرت جادو چلی اور قران نے ملکہ بران شمشیر زن کو ایک جنگل مین لاکر
کھولا اور وہین گلچین جادو بھی پہونچی کہ اتنے مین سام نے سے حیرت نمود ہوئی یہ تو سب
گھبرائے کہ دفعۃً دیکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور حیرت کو پکڑ کر سوے آسمان لیگیا قران نے
غنیمت جانکر ملکہ بران شمشیر زن اور گلچین کو ساتھ لیا اور سوے صحرا روانہ ہوا مگر یہ
پنجہ افراسیاب مادر بخطا خود تھا جو حیرت جادو کو لیگیا اور دم بھر مین باغ سیب مین لیجا کر حیرت
کو چھوڑ دیا اور کہا ای حیرت سلیم جادو کو اپنے ساتھ لیجا اور قران و بران کو قتل کر یہان
قران اور بران شمشیر زن و گلچین چلے جاتے تھے دیکھا سام نے سے حیرت اور
سلیم جادو نمود ہوئے اور آتے ہی سب کو پکڑ کر طلسم مین لائے اور قیدیون کو پاس پاس
بٹھا کر سلیم جادو نے تلوار کھینچی مگر کوکب کو معلوم تھا کہ سحر باغبان قدرت مین بران ہے
یہ باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور گلدستہ توڑا جسمین بران شمشیر زن قید تھی ساقی گلدستہ
توڑنے کے ملکہ بران کے ہاتھ پانون کھل گئے اور سحر یاد آیا جیسے ہی سلیم جادو نے تلوار پکڑی اور
سام نے ملکہ بران شمشیر زن کے آیا ملکہ نے کہا تو اپنا گلا کاٹ اُس نے ملکہ بران شمشیر زن
کے سحر مین مسحور ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا اور ملکہ بران گلچین اور قران کو ساتھ لیکر زور
سحر طرف آسمان کے چلی مگر ہرچند چاہا کہ دونون کو لیکر طلسم سے باہر نکل جاؤن
لیکن جا نہ سکی اور یہ دونون ملکہ بران کے ہاتھ سے چھوٹے یہ بھی گرا ہی چاہتی ہے کہ ایک
پنجہ ملکہ بران کو لیگیا اور ایک جنگل مین لاکر ڈالدیا جب ملکہ کو ہوش آیا دیکھے تو افعی اژدر
سوار سام نے بیٹھی ہے یعنی خالہ ملکہ بران شمشیر زن کی وہ کہنے لگی بیٹی مین تجھے لائی ہون تو
بڑے غضب مین پڑی تھی لیکن ان دونون نے جانا کہ طلسم سے باہر نکلے اور افراسیاب

نے حیرت جادو کو اُسیوقت لکھا جب حیرت نے وہ نامہ پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے حیرت
جادو ملکہ بران شمشیر زن اور افعی اژدر سوار وہ داہنی طرف دروازہ طلسم کے پہونچے
ہمسے میرے تو جا اور تخت الماس پر سوار کر کے طلسم مین لا اور باغ عشرت مین لیجا کر بڑی خاطر
دارکی کرنا یہ سُنتے ہی حیرت جادو اسباب بادشاہی لیکر روانہ ہوئی اور بران و افعی اژدر سوار
کو دروازۂ طلسم پر دیکھکر صاحب سلامت کی اور تخت پر دونون کو سوار کر کے داخل باغ عشرت
ہوئی یہ دونون تو سحر مین افراسیاب کے پھنسی تھین یہان قران اور گلچین دونون طلسم مین
ملکوٹے سے تھے قران ایک جادوگر بنکر قضا کار اُسی باغ مین آیا دیکھا تو عجب باغ ہے
سامنے ایک بارہ دری زمرد کی ایک ڈال اُسمین تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن
اور افعی اژدر سوار کو دیکھا کہ بیٹھی ہین اور ایک کرسی پر حیرت جادو بیٹھی ہے ناچ ہو رہا ہے
دو گھڑی دن تھا کہ قران نے دیکھا ابر زرد نمود ہوا اور ہوا سے سر چلنے لگی آندھی زرد سامنے سے
اُٹھی اور اُس آندھی مین ہزار ہا بلور کے گیند اُچھلتے ہوئے نظر آتے ہین بعد ازان قران نے
دیکھا کہ ایک جام الماس کا لبریز پانی سے بھرا آسمان سے پیدا ہوا اور پانچ ہزار پانچ سو پتلہ بلور کا
اُس جام کے گرد ہے اتنے مین حیرت جادو اُٹھی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور ملکہ بران
شمشیر زن اور افعی جادو دونون اُٹھین اور مورچھل بال ہما کے جھلنے لگین حیرت
نے مجرا اُس جام کو کر کے بلائین لین اور کچھ زر و جواہر نثار کیا اُس جام کو ایک تخت الماس کا
جو بیچ مین بارہ دری کے ہے اُس تخت پر لاکر جام کو رکھا جام مین سے آواز آئی کہ منم افراسیاب
اے بران دیکھا تو نے کہ مجھکو کیا قدرت دی ہے جمشید و سامری نے لیکن اے ملکہ بران خیر
اب تک جو تو نے کیا سو کیا مگر تجھے کیا کام خدا پرستون سے جو تو نے عمرو کے شریک ہو کر مجھے بگاڑی
کیون ملکہ اب مین چاہون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ایک پتلے سے حکم دیا کہ وہ قران استاد دہر تو جاکر
بلا لا وہ پتلہ آیا اور قران سے کہا کہ تمکو بلایا ہے قران اُس جام کے آگے آیا جیسے ہی قران پہونچا
وہان ایک لَو آگ کی اُس پانی سے نکلتے ہوئے قران نے دیکھی اور دم بھر مین اُس لَو سے آگ
کی سمت ایک پتلہ تیار ہوا آگ کا اور پکارا کہ منم افراسیاب اے قران دیکھا تو نے کہ
کیونکر چھپ کر تو آیا تھا اب بتلا مجھے کیونکر بیہوشی دیگا قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے افراسیاب

تو بڑا جلوہ گر ہے کیا مقدور کسی عیار کا کہ تجھے بیہوش کر سکے مین پہلے جانتا تھا کہ افراسیاب ساحر زبردست ہے اور مین نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تھا کہ طلسم ہوشربا سے نکل چلو اور اب تو مین نے تیرا جلوہ دیکھا یقین کامل ہوا کہ تیرا سامنا کرنا بہت مشکل ہے اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین عمرو کو طلسم سے لیکر باہر نکل جاؤن افراسیاب نے کہا خیر مگر قران خبردار عمرو سے کہدینا کہ طلسم سے نکل جاوین نہین تو جان نہ بچے گی تو مفت مین مارا جائیگا غرض افراسیاب نے چالیس کشتیان جواہر اور اشرفیون کی عمرو کے واسطے قران کو دین بعد ازان ملکہ بران شمشیر زن سے کہا کہ اخر مروارید مجھے دے ملکہ نے کہا میرے پاس نہین ہے تب افراسیاب نے جھنجھلا کے حیرت جادو سے کہا کہ تمھین میرے سر کی قسم بران کو لکڑیون کا انبار کر کے طلسم ہوشربا کے سامنے جلادو اور قران کو طلسم سے باہر نکلوا دو غرض قران کو باہر طلسم بھیجا اور وہ جام پانی کا بھر آسمان کی طرف روانہ ہوا حیرت ملکہ بران کو سو ارجنی اژدہا سوار قید کر کے سامنے طلسم کے انبار لکڑیون کا کرا کے آپ اپنے مکان مین گئی اور کہا کل دونون کو صبحدم جلادونگی اور یہان قران و عمرو سے ملاقات ہوئی عمرو نے پکار کر کہا میان قران یہ اسباب کسکا لے چلے قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ کیواسطے افراسیاب نے بھیجا ہے آپ قبول کرین مگر اس طلسم سے نکل چلیے عمرو نے وہ اسباب تو لیا اور کہا اچھا بھائی نکل جاینگے یہ کہتے ہوئے قران و عمرو ایک سمت کو چلے جاتے تھے دیکھا سامنے انبار لکڑیونکا لگا ہے قران نے کہا حضور یہ انبار لکڑیون کا ملکہ شمشیر زن کے جلانے کے واسطے ہے افراسیاب نے حیرت کو اپنے سر کی قسم دلا کے کہدیا کہ بران کو کل جلا دینا یہ سنکر عمرو نے کہا اے قران وہ افراسیاب کیا ولد الزنا ہے اور حیرت کیا قحبہ ہے مین ملکہ بران کو چھڑا اونگا غرض ایک طرف عمرو اور ایک سمت قران روانہ ہوئے عمرو ایک کوہ کے درہ کیطرف جانکلا دیکھا تو ایکیس خیمے میدان مین کھڑے ہین اور ایکیس بادشاہ ہین ہر ایک خیمے کے گرد چالیس چالیس ہزار خیمے معلوم ہوتے ہین غرض دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ عمرو ایک جادوگر بنکر بارگاہ مین گیا اُس بارگاہ کی مالک کا نام ملکہ غزال جادو ہے عمرو نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ جادوگر افراسیاب کی طرف سے آئے ہین کل ملکہ بران شمشیر زن کو جلا دینگے اور افراسیاب

بھی کل صبح کو آئیگا عمرو نے کہا خیر غرض ڈھائی پہر رات گئی کہ ایک سناٹا پچھلے پہر کا ہوا اور لشکر
جادوگرونکا غافل پڑا سوتا تھا عمرو پچھواڑے بارگاہ ملکہ غزال جادو کے آیا قضا رکار وہان
پہونچا جہان ملکہ غزال جادو کا پلنگ لگا ہے اور ملکہ غزال جادو غافل سوتی ہے کہ عمرو
پیچھے سے بیخ قنات کی اُکھیڑ کر خیمے مین آیا دیکھا کہ سب سوتے ہین عمرو نے شمعون کو چادر عیاری
سے گل کر دیا اور ملکہ غزال جادو کو بیہوش کر کے سامنے ایک صندوق تھا اُسمین لپیٹ
کر رکھدیا اور آپ اُسکے تمام کپڑے پہنکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا وقت صبح کے حور
جادو ملکہ غزال کی سواری لیکر آئی یہ حور جادو خواص ہے اُس قطامہ کو کیا خبر کہ رات کو یہان
یہ تماشا ہو گیا غرض ملکہ نے اُٹھکر منہ ہاتھ دھویا حور جادو نے کہا کہ افراسیاب بھی
تشریف لائے ہین آپ بھی چلیے بران شمشیر زن کو لوگ لینے گئے ہین عمرو نے
دیکھا کہ ہرن سامنے سے آیا پر زمرد کے لگے ہوئے اور زرین سونے کا مغرق بجواہر کسا ہوا عمرو
اُسپر سوار ہوا وہ پر نکالکر آسمان کیطرف اُڑا اور تمام فوج اُسکی ساتھ ہوئی راہ مین عمرو نے
دیکھا کہ ایک سو ساحرہ شہزادیان اسی طرح ہر ایک جانور پر سوار چلی آتی ہین اکیس ساحرون سے
صاحب سلامت کی سب مع غزال یعنی عمرو کے میدان مین آئے اور عمرو نے دیکھا کہ طلسم کے
نیچے ہجوم ہے اور ملکہ بران وافعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک برج ہے
زمرد کا اُسمین تصویر یاقوت کی بنی ہے حیرت جادو اُسے مورچھل ہلا رہی ہے غرض بران اور
افعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اُسوقت افراسیاب نے پھر کہا کہ ای بران اگر تو اختر
مروارید کو دے تو مین تجھے چھوڑ دون ملکہ نے کہا تو مجھے قتل کر مگر میرے پاس اختر مروارید نہین ہے
افراسیاب نے حکم دیا کہ آگ لگا دو ساحرون نے آگ لگائی اُسوقت غزال نقلی یعنی عمرو نے
اپنی سواری کا ہرن آگے بڑھایا اور افراسیاب سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین سمجھاؤن اور اختر مروارید
کو لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ غزال انبار پر لکڑیون کے آئی اور بران شمشیر زن
سے کہا کہ مین عمرو ہون بران نے کہا سبحان اللہ آپ نے کیا کام کیا ہے
عمرو نے ایک سیب ملکہ اور ایک افعی اژدر سوار کو دیا اور کہا کہ جلد اسے کھا لو
اُنھون نے کھایا اور بیہوش ہوئین عمرو نے دونون کو جلدی سے نذر زنبیل کیا

سب جادوگرون نے یہ تماشا دیکھا کہ سامنے سے عمرو نے جست کی اور پکارا کہ منم مہر اوج عیاری
شاہ عیاران عیار عمرو اے افراسیاب تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح سے جھپٹ لیا ملکہ بران شمشیر
زن کو یہ سُنتے ہی غل ہوا کہ لینا لینا عمرو کو جانے نہ دینا لیکن عمرو نے جس جادوگر کو دوڑ کر خنجر مارا
وہ سیدھا جہنم کو پہونچا غرض عمرو اُس دریاے حیرت خیز سے بفضل ایزدی اور تائید ربانی
صحیح وسالم پار نکل گیا اور مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اب دو کلمے داستان افراسیاب
کے سُنیے کہ افراسیاب نے یہ تماشا دیکھکر صرصر عیارہ کو بلایا اور کہا دیکھا تو نے ایسے عیار ہوتے
ہین تجھسے کچھ نہین ہوسکتا تو قابل گردن مارنے کے ہے صرصر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ لونڈی کوئی دم مین
عمرو کو یا بران کو لاتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور افراسیاب اپنے مکان پر گیا حیرت جادو
حیرت مین اگر ہاتھ ملتی ہوئی داخل طلسم ہوئی عمرو نہایت خوشی خوشی داخل ملکہ مہرخ کی
بارگاہ مین ہوا اور ملکہ بران وافعی اژدر سوار کو زنبیل سے نکال کر سامنے بٹھلایا اور
فتیلہ رفع بیہوشی دیا مہرخ سحر چشم اور ملکہ بران وافعی اژدر سوار سب باہم گلے ملین ناچ
گانا بجانا شروع ہوا اتنے مین ملکہ بران واسطے مشاب کے گئی وہان صرصر لگی ہوئی تھی
ملکہ کو بیہوش کرکے باندھ پشتارہ روانہ ہوئی لونڈیون نے دیکھا غل کیا عمرو نے
سنا چیترے سے معلوم کیا کہ صرصر لے گئی ہے اُسی وقت عمرو و برق فرنگی دونون نکلکے پیچھے
چلے اور صرصر نے ایک جنگل مین لاکر پشتارہ رکھا اور سامنے درہ کوہ تھا وہان صرصر نے نقب
لگا رکھی تھی اور اُسی جگہ صبا رفتار گنبد انداز بیٹھی ہے پس صرصر نے کہا کہ اے صبا رفتار
عمرو اور برق میرے پیچھے آتے ہین پشتارہ سے خبردار عمرو اور برق جو وہان پہونچے یہ
پشتارہ لیکر پہاڑ مین غائب ہوئی عمرو اور برق دونون ڈھونڈھنے لگے ادھر صرصر شمشیر زن
نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوئی پہر رات باقی تھی کہین قضا رکار ملکہ قریشیہ سلطان
کی سواری اُسطرف سے آنکلی اُسنے دیکھا کہ ایک عورت کسی کا پشتارہ لیے جاتی ہے اُسنے
حکم دیا کہ اسے ہمارے آگے بلاؤ ایک پریزادے صرصر کو پکڑ کے ملکہ قریشیہ سلطان
کے سامنے کھڑا کر دیا صرصر سے ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا تو کون ہے اور اس گٹھر مین
کیا ہے صرصر نے کہا اے صاحب مین عیارہ چی ہون اور اس پشتارے مین ملکہ بران ہے

جسنے دین جمشید پرستی چھوڑ کر خدا پرستون کی شراکت اختیار کی ہی اور عمرو کا ساتھ دیا ہے
اسکو مین پکڑ کر قتل کے واسطے لیے جاتی ہون ملکہ نے وہ پشتارہ اُس سے چھنوا لیا مگر جب وہ
پشتارہ ڈالا مانند ہوا کے بھاگی غرض قریشیہ سلطان نے بران کو ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا بران شمشیر زن مجھے کہتے ہین قریشیہ سلطان
نے کہا کہ تم عمرو و صاحبقران کی شریک ہو اُسنے کہا مین اُن دونون صاحبون کی
جان نثاری کفش برداری مین ہون قریشیہ نے کہا مین بیٹی ہون حمزہ صاحبقران کی بیٹے
ہی بران دوڑ کر گلے لپٹ گئی بعد ازان ادائے شکر احسان قریشیہ سلطان کا کر کے
ملکہ بران شمشیر زن سمت صحرا پرواز کنان روانہ ہوئی اور تلاش مین فوج جمع کرنے کے
سحر کرنے لگی عمرو اور برق ایک صحرا کی طرف سے آئے تلاش مین ملکہ بران کی
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان مین بارگاہ استادہ ہے نہایت بلند اور مرصع مخمل سرخ کی
اور گرداگرد ساحرنی فوج ہے عمرو اور برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنکر بارگاہ کی طرف آئے دیکھا
ساحرنے پانچ سو پریزادین تخت لیے ہوئے نمودار ہوئین اور عمرو سے کہا کہ آپ اسپر سوار
ہون عمرو حیران تھا کہ ایک جادوگرنے ہاتھ باندھکر کہا کہ یہ بارگاہ ملکہ بران کی ہی آپ کو
یاد کیا ہی غرض عمرو اُس تخت پر سوار ہو کر داخل بارگاہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ بارہ ہزار
ساحر کا لشکر پڑا ہے اور سامنے تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما ہے اور گرد
بارہ سو کرسی الماس کی ہر ایک پر ایک ایک جادوگر زبردست چارون طرف بیٹھے ہین بعد
ازان عمرو اور ملکہ بران سے ملاقات ہوئی عمرو نے دیکھا کہ دس کرسیان برابر تخت
بران کے بچھی ہین اُنپر جادوگرنیان بیٹھی ہین عمرو نے پوچھا یہ کون ہین ملکہ نے نام بتائے کہ ہلال
سحر چشم ملکہ ظوفان قہر چشم صندران جادو خندان جادو اخگر جادو تجمر جادو مجلس جادو
ملکہ تلہیال شاہ ملکہ زالفین کاکل کشا ملکہ جیپال شاہ ہین غرض عمرو نے
دو گھڑی تک شب اُس ہی بعد ازان ملکہ نے کہا کہ خواجہ بعد تین روز کے خیمہ ہمارا سامنے طلسم کے
ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مگر جلد آئیے گا کہ مہرخ سحر چشم حیران ہی افراسیاب کی لڑائی سے
یہ کہکر عمرو اور برق بران سے رخصت لیکر سمت صحرا روانہ ہوئے اب دو کلمے داستان لقا اسنیے

سے کہ سُنیے کہ گلچین قران کے ساتھ طلسم ہوشربا مین تھی کہ افراسیاب اپنے مکان مین پہونچا اور باغبان
کو بلایا اور کہا کہ تو نے کچھ اپنی جورو کا حال معلوم کیا باغبان نے کہا کہ آپ مالک ہین آپ پر روشن ہوگا
افراسیاب نے کہا کہ تیری جورو کی کچھ تقصیر نہین مگر اسنے تیرے مرنے کا حال سنا تھا اس سبب سے
مجھسے پھر گئی ہے اب بلواتا ہون یہ کہکر پنجہ سحر کا روانہ کیا یہان گلچین جادو طلسم ہوشربا مین ایک
مقام پر بیٹھی تھی کہ پنجہ اسکو لیکر ایک دم مین افراسیاب کے پاس لایا گلچین نے افراسیاب کو دیکھکر
مارے ڈر کے مجرا کیا اور بلائین لین دیکھتی کیا ہے کہ داہنے طرف باغبان قدرت زندہ صحیح و سلامت
بیٹھا ہے باغبان قدرت نے کہا کہ تمنے یہ کیا حرکت کی کہ قران کی شراکت کی گلچین نے
کہا اسکا احوال افراسیاب کو معلوم ہوگا غرض افراسیاب نے دونون جورو خصم کو پھر سے گلے
ملوایا اور کہا گلچین خبردار اب کبھی جمشید و سامری سے نہ پھرنا غرض افراسیاب
نے وہ مکان یہ دونون جہان رہتے ہین ایسا بزور سحر آراستہ کر کے دیا ہے جہان سحر انکو
آنے جانے کا راستہ نہین معلوم ہوا اب یہ اُس مکان کی بارہ دری مین آکر بیٹھے اور کھانا
کھا کر دونون پلنگ پر گئے وہان عالم تنہائی تھا کوئی غیر شخص نہ تھا اُسوقت گلچین جادو
نے ہاتھ باندھکر باغبان قدرت سے کہا کہ ایک بات مین کہتی ہون اگر میری جانبخشی
کرو اُسنے کہا کہ کہو گلچین نے کہا عمرو کے ہاتھ سے افراسیاب نہ بچے گا نہین اور حیرت
جادو بھی ضرور ماری جائیگی اسواسطے مین یہ صلاح دیتی ہون کہ آپ عمرو سے ملجاوین
اور قسم ہے تمھارے سر کی کسی صورت سے افراسیاب کی فتح نہوگی مین نے سب نامی
عیارون کو دیکھے بلا کے انسان ہین اگر عمرو سے تم ملجاؤ تو صورت زندگی کی ہوتی ہے گلچین کے
کہنے سے باغبان بھی نیم راضی ہوا یہ دونون تنہا بیٹھے تھے اور اکیلا سمجھکے باتین
کرتے تھے کہ دفعۃً دیکھا سامنے سے افراسیاب نے جادوگر بھیجا اس نے کہا افراسیاب
نے بلایا ہے یہ دونون افراسیاب کے سامنے گئے افراسیاب نے ترچھی نگاہ سے کہا بیٹھو پھر پوچھا
کہ کیون سچ بتاؤ رات کو کیا باتین کرتے تھے مجھے سب خبر ہے باغبان قدرت نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ اے افراسیاب عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے اسنے کہا تھا کہ شریک عمرو کے ہو مگر قصور ہوا
افراسیاب نے کہا اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون فلان پہاڑ کے درے پر

جادو دیکھو تو وہان تمکو کیا تماشا نظر آتا ہی لاکھ جادوگرون سے شہنشاہ جادو کو کوکب
روشنضمیر نے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا ہی مین کیونکر اُنکو قتل کراتا ہون بس یہ سنکر
دونون کھڑے ہوئے اور دو پنجے دونون کی کمر مین ہاتھ دے کر سوے آسمان لے گئے جب
جب آنکھ کھلی دونون کی دیکھا تو ایک پہاڑ بہت بلند ہی اُسپر یہ دونون ٹھہرے اب دو کلمے
داستان کوکب روشنضمیر کے سنیے کہ کوکب نے شہنشاہ جادو کو بھیج کے کہ لاکھ
ساحرون سے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا تھا اور اُسی پہاڑ کے سامنے شہنشاہ پڑا ہوا
تھا دفعۃً شہنشاہ نے دیکھا کہ سوا سو جادوگر برق شمشیر کھینچے ہوئے یہ پکارتے ہین کہ ہم
غلام افراسیاب کے ہین اے شہنشاہ خبردار اب کہان جائیگا شہنشاہ حیران ہوکر
کہنے لگا کہ یہ مادر بخطا سوا سو ساحر ہمارا کیا کر سکینگے ہمتو لاکھ ساحر ہین غرض شہنشاہ جادو
سوار ہوا لگی تلوار چلنے اسوقت افراسیاب نے کچھ ایسا سحر کیا کہ خودبخود لاکھ ساحرون نے
شہنشاہ کے اپنی اپنی تلوارون سے اپنے اپنے سر کاٹنا شروع کیے اور تمام فوج کا شہنشاہ
کی خاتمہ ہوگیا اسوقت آواز آئی کہ اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون
نے دیکھا باغبان و گلچین نے افراسیاب کو سجدہ کیا بعد ازان دیکھا کہ ایک سواری
بڑے دھوم دھام سے آئی جسوقت قریب پہونچی تو باغبان و گلچین نے دیکھا
کہ ہماری صورت کا ایک باغبان اور ایک شخص دیگر دونون تخت پر بیٹھے ہوئے
آتے ہین بارگاہ خالی مین شہنشاہ جادو کی داخل ہوئے یعنی اُسی شہنشاہ کی
بارگاہ مین جو کوکب روشنضمیر کی طرف سے آیا تھا جب یہ دونون بارگاہ مین جا چکے
تب باغبان اور گلچین اصلی کو جو پہاڑ پر کھڑے تھے دو پنجے پیدا ہوئے دم بھر مین
افراسیاب کے سامنے لاکر اُتار دیا دونون نے کہا اے افراسیاب تو برحق ہی کیا
طاقت کسیکی جو تیرا سامنا کر سکے تب افراسیاب نے کہا کہ ان دونون کو انکے مکان پر
پہونچا دو غرض یہ دونون اپنے مکان مین آئے مگر حیران تھے افراسیاب نے
نامہ مصور جادو کو لکھا کہ اے مصور جادو جس طرح سے ہوسکے عمرو کا سر کاٹ کر میرے
پاس بھیجدے مصور نے وہ نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ بحکم سامری اور جمشید عنقریب

عمرو کا سر کاٹکر بھیجتا ہون اور مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون آپ خاطر جمع رکھین اور مصور جادو
عمرو کے قتل کی فکر مین روانہ ہوا اور عمرو یران شمشیرزن سے رخصت ہوکر ایک صحرا
مین چلا جاتا تھا کہ اثناء راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی عمرو نے گلیسے لگایا اور برق
فرنگی گلے لپٹ کر رو دیا عمرو نے کہا خیریت ہی برق نے کہا کہ افراسیاب نے مصور کو
نامہ بدین مضمون کا لکھ بھیجا ہے کہ حضور کا سر کاٹ لائے سو وہ فکر مین آپکی ہے اللہ تعالے آپکو
ہمارے سر پر سلامت رکھے اُسوقت سے غلام کی عجب حالت ہی اب غلام اس فکر مین ہے
کہ جس طرح سے ہو غلام آپ پر سے پہلے تصدق ہو جاے عمرو نے کہا بیٹا خبرداری سے جانا
مصور جادو بڑا زبردست لطفہ حرام ساحر ہے غرض یہ گفتگو کرکے برق فرنگی عمرو
سے علیحدہ ہوکر ایک صحرا کی طرف نکل کر مصور جادو کی بارگاہ کو چلا اور عمرو ایک صحرا کیطرف
چلا کہ برق صورت تبدیل کیے ہوئے مصور کی فوج مین ملحق ہوکر عین ملکہ صورت نگار کی
بارگاہ کی قنات کے پیچھے پہونچا اور صورت نگار جورو مصور کی ہے اسمین کوئی پہر رات
گئی ہی اور پیچھے قناتون کے جو جادوگر نوکری پر تھے برق فرنگی نے سب کو بیہوشی دیکر
دو پہر رات کے قریب قنات کی میخ اُکھاڑ کر صورت نگار کے پلنگ کے
برابر آیا اور ایک لونڈی صورت نگار کی چنپی کرتی تھی مگر اونگھ رہی تھی برق
اُسکو بیہوش کرکے اُسکی صورت آپ بنا اور ملکہ صورت نگار کے سرہانے آکر
رومال جھلنے لگا دو ایک مرتبہ ملکہ کے مُنہ پر سے بال سرکائے ہاتھ مین بیہوشی تھی جیسے ہی
برابر دماغ ملکہ کے پہونچی تڑاق سے چھینک آئی ملکہ بیہوش ہوگئی اور برق فرنگی نے
اپنی صورت صورت نگار کی ایسی بنائی اور صورت نگار کو وہان لایا جہان لکڑیون کا
انبار تھا اُن لکڑیون کے تلے جاکر ملکہ صورت نگار کو دبا دیا پھر وہان سے آکر اُسی بارگاہ مین
بصورت صورت نگار سب جادوگرون کو جگایا اور کہا کہ میرا جی گھبراتا ہے مصور جادو
کے پاس اسوقت چلونگی غرض صورت نگار نقلی سوار ہوکر مصور جادو کے پاس آئی اور
یہان مصور جادو ایک لونڈی سے اختلاط کر رہا تھا دیکھتے ہی صورت نگار کو ڈر گیا اور
اُس لونڈی کو ہٹا دیا آپ اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ اسوقت تم کیونکر تشریف لائین

کسی نے آپ سے کچھ جا کر شاید کہدیا صورت نگار نے کہا میان مجھے تمہارے فعلون سے
کچھ کام نہین تمھارا جو جی چاہے کرتے پھرو مین تمھاری تابعدار ہون بارے مصور جادو نے
گلے لگایا اب صورت نگار اور مصور جادو سے اختلاط شروع ہوا اور دونون
پلنگ پر آکر لیٹے قضا رکار مصور جادو تصویر کو عمرو کی دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ عمرو اسی
پہاڑ کے درہ مین ٹہل رہا ہے اسنے صورت نگار سے کہا کہ بی بی کیا غضب ہے عیار مین آگیا
ملکہ چلو پہلے عمرو کو پکڑ لائین بعد ازان ہم تم عیش کرین گے صورت نگار سے اور کچھ نہ بن پڑا کہا
بہت خوب پس یہ دونون پہاڑ کے تلے اُترے وہان سچ مچ عمرو ایک جادوگر بنا پھرتا تھا اسمین
مصور اور صورت نگار برابر عمرو کے پہونچے آواز دی مصور نے کہ اے عمرو اب
کہان جائیگا یہ کہتے ہی زمین پر ایک دوہتڑ مارا عمرو نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پانو کا دم نکل گیا
ساتھ ہی ایک پنجہ پیدا ہوا عمرو کو لیکر سوے آسمان غائب ہوا غرض صورت نگار
نقلی اور مصور جادو ناچار ہو کر اپنے مکان پر آئے برق نے چاہا کہ عیش کی صحبت مین
تصویر عمرو کی گلے سے مصور جادو کے اُتار لیجیے غرض یہ دونون جورو خصم آکر مسند پر بیٹھے اور
شراب چلنے لگی انکو تو اس فکر مین چھوڑو اور وہ پنجہ جو عمرو کو اُٹھا لے گیا وہ پنجہ سحر کاکوکب
روشن ضمیر کے تھا غرض عمرو کو اُس پنجہ نے بعد گھڑی بھر کے ایک میدان مین جا کر اُتارا اب
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان نہایت خوبصورت ہے چار کوس کے گرد مین چار پہاڑ ہین ایک طرف
سونے کا اور ایک طرف زمرد کا اور ایک سمت یاقوت کا اور ایک سمت بلور کا اور کئی پہاڑ
مین ایک ایک دروازہ ہے اور سارے میدان مین گھاس سنہری اور پتون پر مانند مینا کے
خوشرنگ سبزی ہے سویرا ہوتے ہی ہوا سرد سرد چلتی ہے عمرو اکیلا چلا جاتا تھا لیکن نہایت حیران
کہ کہین ایسا نہو یہ مکان افراسیاب کا ہو کہ دفعۃً اُس سونے کی پہاڑ کی طرف آیا ناگاہ
وہان سے سو رنڈیان نارنجی پوش ایک تخت سونے کا لیے ہوئے سامنے آگئین اور ایک
عورت نے عمرو کو آکر مجرا کیا اور نامہ عمرو کو دیا عمرو جو دیکھے تو اُس پر کوکب
روشن ضمیر کی مہر ہے لکھا ہے کہ ہمنے تمکو بلایا ہے عمرو یہ دیکھکر نہایت خوش
ہوا غرض عمرو تخت پر سوار ہوا ایک دم مین داخل اُس پہاڑ مین سونے کے

ہوا جب اُس پہاڑ کے باہر آیا ایک باغ دیکھا کہ تمام چاردیواری سونے کی زمین سونے کی
درخت سونے کے ٹہنیان اور پھول منقش کے لیکن ہر پھول پر جگر زمرد کا بنا اور بیچ مین
ایک بنگلہ سونے کا تحریرین زمرد کی سوا سو پریزاد سنہری پوشش بنگلے مین اور چار سو
پریزاد تمام باغ مین پھیلی ہوئی ہین اور بنگلے سے آواز طبلے اور گانے کی آتی ہے عمرو
سامنے بنگلے کے پہونچا تو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر بسنتی جوڑا پہنے ہوئے ہے اور چار طرف
سے سنہری بادلے کی سو رجیل لیے کنیزان کھڑی ہین عمرو جلد کو بڑھا کوکب نے اُٹھکر عمرو کو
گلے سے لگایا کوکب نے کہا خواجہ تم بڑے غضب مین گرفتار ہوئے تھے اگر خدانخواستہ مصور
جادو تحسین پکڑتا تو مار ہی ڈالتا عمرو نے یہ سُنکر ادائے احسان کوکب کا کیا اور کہنے لگا کہ
اے ملک میرا شاگرد برق مصور جادو کی جورو کی صورت بنا ہے یعنی بشکل صورت
نگار مصور کے پاس ہے یقین ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ عیاری کریگا اب مجھے بھی آپ یہان کر بھیجیے کہ
مین وہان جاؤن غرض کوکب نے عمرو کو کھانا کھلوا کر ایک گھوڑا سحر کا منگایا عمرو اُسپر
سوار ہوکر دو گھڑی مین مہرخ سحر چشم کی بارگاہ مین پہونچا عمرو نے مہرخ سے ملاقات کی کرسی
بیٹھکر کچھ گفتگو آغاز کی اب دو کلمہ داستان برق فرنگی کے سنیے کہ برق بصورت
صورت نگار پاس مصور کے بیٹھا ہوا اختلاط ہو رہا ہے اور شراب چل رہی ہے کہ
وقت دوپہر کا ہوا اسمین صرصر شمشیر زن آئی صورت نگار نقلی نے کچھ ڈالیان زمرد کی
اور ایک مالا موتیون کا صرصر کو دیا بارے وہ سب اسباب لیکر باہر آئی اور مصور جادو
کو شراب کا خوب نشہ ہوا اور چھینک آئی وہ بیہوش ہوگیا برق اسوقت اُٹھا اور
تختی تصویر کی مصور جادو کے گلے سے نکالکر اپنے قبضے مین کی اور بارگاہ سے باہر نکل کر
بھاگا برابر بارگاہ مہرخ سحر چشم کے پہونچا کہ پیچھے سے صرصر نے پیترا برق کا پہچانا اسیوقت
عمرو کی صورت بنکر صرصر پیچھے برق فرنگی کے مہرخ کی بارگاہ مین آئی جیسے ہی برق
نے دیکھا کہ اُستاد آگئے ہین پکارا کہ اُستاد مین تصویر آپ کی مصور جادو کے
گلے سے لایا عمرو یعنی صرصر شمشیر زن نے وہ تصویر دیکھکر بہت خوش ہوکر برق
فرنگی سے لی اور مثل برق برق سے الگ ہوکر پکاری منم صرصر شمشیر زن یہ کہکر

بھاگی برق فرنگی نے کہا بڑا غضب ہوا یہ سوچکر پیچھے صرصر کے چلا قضارا کہیں ضرغام
شیردل اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ صرصر عمرو کی صورت بنی ہوئی پکارتی آتی ہے کہ
میں صرصر اور پیچھے اُسکے برق فرنگی بدحواس آتا ہے ضرغام شیردل پہلے صرصر شمشیرزن
سے مصور جادو کی بارگاہ میں گیا کیا دیکھا کہ مصور جادو بیہوش مثل مردے کے پڑا ہے ضرغام
شیردل جوانمرد نے نہایت عجلت کے ساتھ مصور کو اور زیادہ بیہوش کرکے پلنگ پر
ڈال دیا اور دری سے چھپا دیا اور آپ مصور جادو کی صورت بنکر بیہوش ہوکر جلدی سے لیٹ
رہا کہ اتنے میں صرصر شمشیرزن پہونچی اور آتے ہی نوکروں چاکروں سے کہا کہ اے پیٹے منہ اس
طرح غافل ہوکر سو رہتے ہو یہ کہتی ہوئی مصور کے پلنگ کے برابر آکر مصور نقلی کو فتیلہ رفع
بیہوشی کا دیا اور صرصر نے کہا کہ آپکی تصویر برق فرنگی لے گیا تھا میں دیکھیے کیا
عیاری کرکے لائی ہوں یہ سُنکر مصور نقلی نے صرصر کو گلے سے لگا لیا اور وہ تصویر
ہاتھ میں لی اور گلے میں اپنے ڈالی صرصر کو خلعت دیا صرصر تو گئی اب دو کلمے داستان
صورت نگار کے سُنیے کہ وہ جورو مصور جادو کی ہے جسے برق نے انبار کے تلے ڈال
دیا تھا جب ایک رات اور ایک دن ہوا تو صورت نگار کی بیہوشی رفع ہوئی
آنکھ کھول کر اپنے تئیں وہاں پڑا دیکھا گھبرا کر اُٹھی اور مصور جادو کی بارگاہ میں آئی
آتے ہی کہا میاں مجھے تو بیہوش کیا لیکن تمکو خدا نے بچایا مصور نقلی نے کہا خدا نے تمکو بھی
بچایا اور مجھے بھی بچایا اسوقت صرصر نے ایسا کام کیا غرض دونوں جورو خاوند یعنی مصور نقلی
اور صورت نگار اصلی دونوں بیٹھے بعد ایک لحظہ کے ایک سمرن صورت نگار نے اپنی لیکر
مصور نقلی سے کہا کہ یہ سمرن تم اپنی لو چنانچہ وہ سمرن سحر کی ہے اور اُسمیں یہ خواص ہے کہ ان دونوں
جورو خاوند کے سوا کوئی اسکو اگر ہاتھ لگائے تو اُسکا ہاتھ جل جاوے ضرغام شیردل مصور نقلی تو
یہ حال جانتا نہ تھا جیسے ہی اُسنے اس سمرن کو لیا اسکا ہاتھ جلنے لگا وہ سمرن ہاتھ سے پھینکدی
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سچ بتا تو کون ہے ناچار ضرغام نے اپنا نام بتایا تب صورت
نگار نے کہا کہ تو نے میرے خاوند کو کیا کیا ضرغام شیردل نے عیاری سے کہا کہ فلاں پہاڑ میں ہے
ضرغام کو صورت نگار لیکر وہاں گئی وہاں نہ پایا پھر صورت نگار نے کہا اگر تو میرے خاوند کو بتادے تو تجھے ابھی چھوڑدوں

ورنہ جان سے مار ڈالونگی غرض ضرغام نے بہت جگہ اسے عیاری سے دھوکھا دیا لیکن کہات رہائی کی اسنے نہ دیکھی ناچار صورت نگار ضرغام کو پھر اپنے خیمے مین لائی اس عرصہ مین مصور جو پلنگ کے تلے پڑا تھا اُسکی بیہوشی اُتر گئی وہ جو اُٹھکر دیکھے تو میری جورو کے پاس ایک شخص میری صورت کا ہو اُسکی مشکیں باندھی ہین اور خفا ہو رہی ہے مصور جادو نے اُٹھکر اپنی جورو کو گلے سے لگایا اور پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اسنے سارا حال بیان کیا مصور و صورت نگار نے اب تدبیر اسکی گردن مارنے کی ٹھہرائی کہ اسی خیمہ مین گردن ماریں عمرو نے جب سُنا کہ برق فرنگی تصویر میری مصور کے گلے سے بڑی عیاری سے لایا تھا ضرغام میری صورت بنکر برق کو فریب دیکر لیگئی اسوقت بارگاہ مصور کی طرف آیا وہان احوال ضرغام کی عیاری کا سنا غرض عمرو افراسیاب کی صورت بنکر مصور کی بارگاہ مین گلیم عیاری اوڑھے چالیس گز اُڑ کر نمود ہوا مصور اور صورت نگار دونون نے مجرا کیا افراسیاب نقلی بارگاہ مصور مین آکر تخت پر بیٹھا اور ضرغام شیر دل اور مصور و صورت نگار کو ساتھ لیکر باہر بارگاہ کے آیا انھون نے دیکھا کہ افراسیاب ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور ایک طرف مصور و صورت نگار کو پکڑے سمت صحرا روانہ ہوا جب دیکھا کہ ایک جنگل سنسان ہے نہ کوئی آدمی نہ درند نہ پرند وہان آکر ایک سیب دونون جورو خاوند کو دیا کہ تم کھاؤ اُن دونون نے وہ سیب کھایا چھینک آئی بیہوش ہوکر گر پڑے ضرغام دوڑ کر عمرو کے پانون پر گرا عمرو گھسیٹ کر خنجر چاہتا تھا کہ مصور اور صورت نگار کو جہنم واصل کرے لیکن اتفاق سے افراسیاب اُس میدان مین آ پہونچا ضرغام نے دیکھا عمرو نے نہ دیکھا تھا ضرغام تو بھاگا عمرو رہگیا افراسیاب نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پانون کا دم نکل گیا افراسیاب نے عمرو کو پکڑا مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کیا یہ دونون اُٹھے پانون پر گر پڑے اور عرض کیا کہ آپ کے تصدق سے ہماری جان بچی افراسیاب نے دونون کو خیمے مین بھیجدیا مگر عمرو کو پکڑ کر دم بھر مین دریائے قہر مین ایک ٹاپو تھا اُسمین لایا اور عمرو کو بُلاکر کہا اے ساربان زادے تجھے ایسی جا پر قید کرونگا جہان سے کوئی لیجا نہ سکے یہ کہکر دستک دی کہ ایک پنجہ ہاتھ مین ڈوری ریشم کی لیے ہوئے پیدا ہوا افراسیاب نے اُس ڈوری کو کھولکر آسمان کیطرف پھینک کر سحر کیا جھولا سا بنگیا تا معلق ہے اُسی جھولے مین عمرو کو قید کیا پھر کچھ سحر کیا کہ وہ ٹاپو تمام پانی پانی ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ تلے تو

دریاے قہر اور اسپر وہ جھولا معلق ہوا ہے جو اسپر مین بیٹھا جھولتا ہون پس افراسیاب اپنے مکان کو
چلا گیا جب عمرو کو افراسیاب نے قید کیا جھولے پر دریا مین قضاءِ کار ایک دن مصور ایک
جنگل مین آیا مخمور سرخ چشم کو دیکھا اور سمجھا کے اپنے ساتھ لیچلا چنانچہ وہ ضرغام تھا اسنے مصور
جادو کو پھر بیہوش کیا چاہا کہ سب کانٹون وہین صورت نگار آئی اور جھٹ پٹ ضرغام کو بزور
سحر پکڑا اور چاہا کہ لیکر چلون سامنے سے برق فرنگی صرصر بنا ہوا آیا اور آکر مصور و صورت نگار
دونون کو کمند ماری اور ضرغام کو چھڑایا اب ان دونون نے چاہا کہ مصور و صورت نگار
کو ذبح کرڈالین کہ ساتھ ہی افراسیاب نے آکر گرا اور مصور و صورت نگار اور ضرغام و برق
کو اپنے ساتھ لیکر چلا راہ مین افراسیاب کو از راہ سحر معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن اسی
پہاڑ کے درہ مین ہے مصور جادو کو ضرغام اور برق کو دیا اور آپ بران کے سامنے آیا
دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی بران نے تمام سحر افراسیاب کے اختر مروارید کو دکھا کر وہ نوبت
یہان تک پہنچی کہ افراسیاب بیہوش ہوکر گرا اور بران روانہ ہوئی اور یہان چالاک افراسیاب
بنکر مصور سے دونون عیارون کو لیگیا مگر دونون کے پانون مین زنجیر سحر کی تھی ناچار چالاک
دونون کو ایک پہاڑ مین بٹھا کر آپ روانہ ہوا وہان افراسیاب کو ہوش آیا یہ اٹھکر مصور
جادو کے پاس آیا پوچھا وہ دونون عیار کہان ہین مصور نے کہا ابھی تو آپ مجھسے لیگئے تھے
یہ چپ ہوکر بارگاہ مین حیرت کی اور مصور اپنے مکان آیا اقسام کو مع مہرخ و بہار کے
حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب نے بھاگتے پایا اور کہا کہ جلد انکو قتل کرو دفعتہ دیکھا کہ ملکہ
بران شمشیر زن حیرت جادو کی بارگاہ مین سامنے افراسیاب کے آئی اور آتے ہی
پانون پر گر پڑی اور کہا مجھسے قصور ہوا اب آپ میری تقصیر معاف کیجیے یہ بران نہ تھی چالاک
تھا افراسیاب سے فریب کرکے مہرخ و بہار اور اقسام کو لے گیا مہرخ وغیرہ تو بزور سحر پروازکنان
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین مگر چالاک کو بزور سحر پہچان کر افراسیاب نے پھر گرفتار کیا
اور حیرت کی بارگاہ کیطرف لیچلا یہان جانسوز بن قران صرصر بنکر پاس صنعت سحر ساز
کے آیا اور کہا کہ جلد آپ الگ چلیے تو مین کچھ عرض کرون غرض جانسوز نے صنعت سحر ساز
کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اور آپ صنعت سحر ساز بنکر چالاک نقلی کار کا [illegible] صنعت سحر ساز

کو صندوق مین بند کرکے سر چالاک کا لیکر حیرت کی بارگاہ مین لے گیا اور صنعت سحر ساز نقلی نے
حیرت سے ملاقات کی حیرت نہایت خوش ہوئی اتنے مین افراسیاب چالاک کو پکڑے ہوئے حیرت
کی بارگاہ مین آیا صنعت سحر ساز نقلی افراسیاب دیکھتے ہی بھاگی سب نے جانا کہ کوئی عیار
تھا لیکن صنعت سحر ساز نقلی یہان اپنے لشکر مین آکر بیٹھی ایک دم کے بعد پھر حیرت کیطرح بنا
آئی اور افراسیاب سمجھ گیا افراسیاب نے بزور سحر جانسوز کو پہچان لیا اور کہا صنعت سحر ساز
کو تو نے کیا کیا جانسوز نے کہا کہ مین نے فلان پہاڑ پر رکھی ہے افراسیاب جانسوز کو ساتھ لیکر اُس
میدان مین جا کر پہونچا جس میدان مین جانسوز ملا تھا صنعت سحر ساز کو یہان گاڑ دیا تھا
اب افراسیاب اور جانسوز دونون وہان جھکر مٹی سرکانے لگے مگر جانسوز نے اسطرح سحر
مٹی کو اڑانا شروع کیا کہ اُس مٹی مین بیہوشی ملا آیا تھا وہی دماغ مین افراسیاب
کے گئی اور افراسیاب تڑاق سے بیہوش ہو کر گرا جانسوز نے افراسیاب کو تو جلدی مین
چھوڑ دیا مگر آپ افراسیاب کی صورت بنکر حیرت کی بارگاہ مین آیا اور چالاک کو لیکر روانہ ہوا ایدھر
افراسیاب کو ہوش آیا گھبرا کر صنعت سحر ساز کے پاس آیا بزور سحر دریافت کیا کہ صندوق
مین بند ہے صندق کھولکر صنعت سحر ساز کو نکالا وہ پاؤن پر گری اور کہا مین پکڑے لاتی
ہون کہان جائیگا افراسیاب اپنے باغ سیب مین گیا مگر صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار
وہان آئین جہان برق و ضرغام پہاڑ مین بیٹھے تھے قید زنجیر سحر مین ناچار اور مجبور صرصر نے آکر
دونون کو ہوشیار کیا اور لیکر ساتھ چلی قضا کار راہ مین چالاک و جانسوز اُدھر سے آگئے تھے
اُنھون نے دیکھا اور صرصر و صبا رفتار گھیر لگئین تیغہ زنی اور خنجر زنی ہونے لگی وہین دو
پنجے پیدا ہوئے دونون عیار پنجون کو لیکر سمت فلک روانہ ہوئے مع برق اور ضرغام آب
چالاک و جانسوز ناچار ہو کر پھرے صنعت سحر ساز نے سب راستے بند کر دیے تھے کہ
آتے ہی چالاک اور جانسوز دونون کو دم بھر مین کسی نے قید کر لیا اور صنعت سحر ساز کے
سامنے لا کر ڈالدیا صنعت سحر ساز انکے قتل کی فکر مین ہوئی اور برق اور ضرغام کو جو پنجے اُٹھا کر
لیگئے تھے وہ افراسیاب کا سحر تھا غرض افراسیاب نے لا کر ایک باغ مین
انکو رکھا اور آپ باغبان قدرت کے مکان مین آیا باغبان اور گلچین نے مجرا کیا

افراسیاب نے سب حال ان دونوں سے کہا اور آپ اپنے مکان کو چلا گیا غرض گلچین نے
خداوند کو بیہوش کرکے برق و ضرغام کو چھڑایا اور ایک درۂ کوہ میں لاکر بیٹھی تھی کہ سامنے سے مہرخ
اور بہار کو جاتے دیکھا گلچین نے اُنسے ملاقات کی مہرخ نے سحر کی زنجیریں برق و ضرغام کی
کھولیں اور گلچین کو اپنے ہمراہ بارگاہ کی طرف لیکر روانہ ہوئی اور افراسیاب کو
خبر پہونچی کہ صنعت سحر ساز نے چالاک کو گرفتار کیا ہے یہ وہاں آیا چالاک و جانسوز کو صنعت
سحر ساز سے لیکر اپنے مکان کو چلا راہ میں قضاء کار مہرخ اور ضرغام و بہار اور برق فرنگی کو
جاتے دیکھا اُنسے انکو پھر گرفتار کیا لیکن عمرو کو جو بران چھڑانے چلی ہے اسنے راہ
میں دیکھا افراسیاب مہرخ اور بہار و برق اور ضرغام کو پکڑے لیے جاتا ہے بران نے
مقابلہ افراسیاب کا کیا قضاء کار افراسیاب اُسوقت زبردستی پر آگیا جیسے ہی بران
زمین پر چاہے کہ گرے ویسے ہی ایک جادوگر سامنے سے پیدا ہوا اُسنے مُنھ پر بران کے ایک
چٹکی خاک کی ماری کہ بران بیہوش ہوکر گری اور وہ پکارا کہ اے افراسیاب ہم ایسے تیرے
غلام موجود ہیں تو ناحق تکلیف کرتا ہے یہ کہکر برابر افراسیاب کے آیا افراسیاب دیکھتا تھا
کہ ساتھ ہی کسی نے ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ افراسیاب کو تراق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوکر زمین پر گر پڑا اور اُس ساحر نے بران کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اے ملکہ میں ہوں قران غرض بران
نے اختر مروارید کو نکالا اور مہرخ وغیرہ کو ہوشیار کیا اور تخت بزور سحر تیار کرکے سبکو اُسپر سوار کرکے
روانہ ہوئی اور قران وہاں سے درہ کوہ میں آیا جب افراسیاب کو ہوش آیا معلوم کیا کہ یہ
کوئی عیار تھا ناچار اپنے مکان پر چلا آیا یہاں بران شمشیر زن سب کو لیکر بارگاہ میں آئی
مہرخ اور بہار اپنی بارگاہ میں آئیں برق فرنگی اور چالاک و ضرغام اور جانسوز وغیرہ سب
عیاری کو نکلے مگر برق فرنگی مصور جادو کی فکر میں اُسکی بارگاہ میں آیا اور ملکہ بران عمرو کے
چھڑانے کی فکر میں پھر روانہ ہوئی اور ایکدم میں کنارے دریائے خون رواں کے پہونچی اور عمرو نے
اُسی سحر کی حالت میں بران کو دیکھا کہ یہ شعلۂ آتش بنکر اس دریا میں کہ جسمیں عمرو قید تھا گری
دریا خشک ہو گیا اور عمرو کو بران شمشیر زن نے چھڑایا اور کنارے پر لائی عمرو خوش ہوکر
بران سے باتیں کر رہا تھا کہ سامنے سے افراسیاب پیدا ہوا اور اُسنے جھپٹ کر ایسا سحر کیا

کہ غفلت مین بران اور عمرو گرفتار ہوگئے افراسیاب نے دونون کو ارادہ قتل کا کیا لیکن عشاق سبزہ رنگ ایک جادوگر اُستاد افراسیاب کا ہے اُسنے ملکہ حیرت اور افراسیاب کو نامہ لکھکر ایک قندیل سحر مین نامہ دار کو بٹھا کر کہ نام اُسکا طوماس جادو تھا روانہ کیا اور کہا کہ یہ قندیل وہان جائے کہ جہان افراسیاب ہو غرض یہ قندیل اُڑتی چلی قضا کار راہ مین طوماس نے قندیل کو تھاما اور اُسکو احتیاج پیشاب کی ہوئی قندیل سے نکلا اُسنے الگ جاکر پیشاب کیا قضاء کار یہان چالاک بن عمرو بیٹھا تھا اُسنے کلاگوپن مین پتھر رکھکر مارا طوماس کا سر پھٹ گیا چالاک اسکی صورت بنا اور اس سے پوچھ لیا تھا کہ تم کہان جاؤگے اُسنے کہا کہ مین نامہ لیکر عشاق کا پاس افراسیاب کے جاؤنگا اور خاصیت اس قندیل کی یہ ہے کہ جہان افراسیاب ہوگا وہین جائیگی جب یہ پوچھ لیا تو پیچھے ہٹکر پتھر سے ہلاک کیا اور آپ اوسکی صورت بنکر نامہ لیکر روانہ پیش افراسیاب ہوا کہ اسمین وہ قندیل جہان افراسیاب عمرو اور بران کے قتل کی فکر مین تھا وہان آکر اتری چالاک نے وہ نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب نے جیسے چاہا کہ لفافہ کھولے اس لفافے سے بقہ بیہوشی کا اُٹھا افراسیاب چھینک مارکر بیہوش ہوگیا چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو غرض بران نے عمرو اور چالاک کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ مین آئی یہان افراسیاب کو ہوش آیا نہایت خفا اُٹھا اور باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور اُس سے کہا کہ اے باغبان تو مجھسے پھر گیا اُسنے بہت سا عذر کیا اُسنے نمانا اُسنے کہا کہ مجھکو اپنی جورو سے کچھ کام نہین ہے لیکن افراسیاب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحرون نے گرفتار کیا اور افراسیاب اسکو ایک جنگل مین لایا اور وہان اسکو ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک سمت روانہ ہوا یہان برق فرنگی جو مصور کی بارگاہ مین آکر کھڑا ہوا مصور نے صندوقچہ سحر کو کھولکر طومار جادو کو دیا اور کہا کہ خبرداری سے اسکو لیجانا وہ اُسے لیکر واللہ اعلم کہان لیجانیکا قصد رکھتا تھا مگر پہلے اپنے مکان پر آیا پیچھے اسکے برق بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر اسکے مکان مین آیا اور کہا کہ بھائی مصور جادو نے کہا ہے کہ اس صندوقچہ سے بہت خبردار رہنا اُسنے کہا بہت خوب باتون مین لگاکر بیضہ بیہوشی کا اسکے منہ پر مارا کہ طومار بیہوش ہوکر گرا برق فرنگی نے طومار کا سر کاٹکر اُس صندوقچہ مین دیکھا تو تصویرین بائین اُن تصویرونکو

پھاڑ ڈالا اور آپ بھاگا یہان مصور کو خبر ہوئی اور جلد تر پاس برق فرنگی کے پہونچکر از راہ سحر پکڑ لیا ارادہ قتل کرنے کا کرتا تھا کہ افراسیاب اُسیوقت پہونچا اور اُسنے برق کا سر کاٹ کر طلسم کے کنگرے پر لٹکا دیا یہ خبر ایک جادوگر لیکر بران کی بارگاہ مین آیا اور اُس سے بیان کیا کہ افراسیاب نے برق فرنگی کا سر کاٹ ڈالا یہان ماتم برپا ہوا عمرو پچھاڑین کھا کر اپنے تئین ہلاک کرنے لگا اور بران نے کہا جو شدنی تھی وہ ہوئی تم خاطر جمع رکھو مین عوض مین خون برق کے مثل پر پرزاوان تو ڑونگی غرض مہرخ اور بہار کو رخصت کیا اور عمرو کو ایک جوڑی سحر کی دیکر کہا کہ اسپر کسیکا سحر اثر نہین کرتا آخر الامر عمرو سامنے طلسم کے آیا بران نے نقارہ کوچ کا کیا اور ہلال سحر افگن و طوفان قہر چشم کو دو لاکھ ساحر سے روانہ کیا بعد اِسکے غبار جادو و اُنظار جادو مشتری سحر زلفین کاکل کشتا مجم الست ملکہ حسین زرین دست اجگر جادو سہیل اژدر سوار سہیل کج گردن ملکہ شعلہ شمشیر زن ملکہ کاکل مدہوش سحر خرس پیشانی ظہیر دلو کش گلفام جادو مرزبان وزیر سبکو دس لاکھ ساحرون سے روانہ کیا اور آپ بھی سوار ہوئی اسکے ساتھ مجلس آرا اسے جادو محبوب جادو سلیمان عنبرین مو ملکہ اختر بن شہپال فیل زور شمشیر زن مہرخ سحر چشم شکیل جادو برق جادو رعد جادو عقاب جادو عمرو چالاک ضرغام جانسوز ملکہ مہرخ کو ہراول لشکر کیا بصحدم ملکہ بران بارہ لاکھ ساحرون سے سامنے طلسم ہوشربا کے آئی اُسکے ملکہ حیرت جادو مع فوج اور لشکر کے سوار ہوئی اور مصور جادو بائین ہاتھ کو اطلیل جادو فیل جادو ملکہ شگوفہ سحر جادو آماس جادو قیماش جادو سرمایہ برف انداز ابریق کوہ شگاف ماہ جادو مہتاب جادو تیرہ لاکھ جادوگرون سے دست راست کو اور صنعت سحر ساز چار لاکھ ساحرون سے اب یہ فوجین ہین اور لشکر ہے کہ دریا ہے گرد و غبار فلک پر چھایا ہم روے آفتاب گندلا ہو گیا ہے گاو زمین کی کمر مین وہ کسک آئی ہے کہ اگر وہ شاخین بھی کھو اٹے جب بھی یہ کسک نہ جائے مرکز دائرہ خاک مین لچک آجائے برادہ ریگ اُس مقام کا برادہ آہن تھا طوطے اُسجگہ کے بندوق کے طوطے تھے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا فراٹا اسلحہ کی جھاجاق بلند ارض و غبرا مین تزلزل غرض یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان کارزار مین پہونچا اور برقین گرین صحرا کی جھاڑیان جھنڈیان میدان کی جلادین سقون نے چھڑکاؤ کیا کہ آبرو کو ابر نوبہار کی کھو دیا بادلہ نگار لنگیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون مین

کتھ مہندی تھپا ہوا ہزارے کا فوارہ مشکیزے کے دہانے پر چڑھا ہوا اُنھوں نے میدان کو اختیار کیا
پھر نقیبوں نے نکلکر نقابت کی گویوں کے ٹوکے لپٹی دستاریں سروں پر باندھے اُنھوں نے ہاتھ
کانوں پر رکھکر فرقت دنیاے فانی زبان پر جاری کی

نظم

عاقلان باغ یہ نہیں دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دلپہ لگئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

اس چمن کی ہوا ہے بہمن و دے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین

ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید

شعر

روز جنگ ست باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب گنگا کے کنارے ہوئے غرض بران آگے بڑھی اور سحر کیا تو آسمان سے دو لاکھ تلری
خود بخود لشکر حیرت پر گرے اسکے بھی دو تین لاکھ ساحر واصل جہنم ہوئے پھر تو دونوں میں
لڑائی سحر کی ہونے لگی یہ دونوں لڑ رہی تھیں کہ افراسیاب بھی آکے پہونچا اور برابر اُسکے عشاق
جادو اُستاد بھی اُسکا آکر داخل ہوا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر سلام کیا اور باتیں کرنے لگا
بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب اور عشاق آگیا تو اُسوقت ایک مچھلی کی صورت بنکے
اوپر پل پریزادان کے جو گری تو اُسکو توڑ ڈالا اور ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے اپنے تخت
پے آئی اسمین پل جو اندر دریا کے ٹوٹ کر گرا تو پانی کو دریاے خون روان کے تلاطم پیدا
ہوا اور بران گنبد سامری سے ایک حوض یاقوت کا لائی ہے چنانچہ ذکر اُسکا ہو چکا ہے پس
مچھلی کا برن اُسنے بدلا اور اُس حوض کے اندر گری اور مع اُس حوض کے بلند ہوئی اب
وہ حوض چکر کھاتا ہوا قریب دریاے خون روان کے پہونچا اور اُس حوض میں سے بران کی
مچھلی بنی ہوئی سے تڑپکر پل کے اوپر گری پس پل کے اوپر گرکر دریا میں ڈوبی وہاں جو دیکھا تو
نہنگ جادو اور صدف جادو اور سرطان و سنگ پشت جادو وغیرہ سے وہ مقام
تمام مملو ہی اور باغات و عمارات اُس مقام پر ہیں کہ جسمیں وہ ساحر رہتے ہیں پس وہ ساحر سب
اُٹھکر اُس سے لڑنے لگے اور ہزارہا مچھلیاں اسکے جسم میں لپٹ گئیں اور آواز رعد کی بھی
پیدا ہوئی لیکن وہ پل کہ جسمیں کا تھا اور سحر کا بنا تھا باطل ہو گیا اور [illegible]

خون روان خشک ہوگیا خاک اُڑنے لگی اور بران کے جسم مین مچھلیان ایسی لپٹین کہ
یہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عشاق نے ایک سحر ایسا کیا کہ سر اسکا جدا ہوگیا لوگ رونے پیٹنے لگے
نعش کو اُسکی اُٹھا لائے اور ماتم تازہ برپا ہوا لیکن ملکہ خوبصورت جادو جو قید تھی اُسکو بران
لینے آئی تھی اور وہان پل جو ٹوٹ کر گرا تو چار لاکھ ساحر افراسیاب کے وہان کھڑے تھے مچھلیان
جو اُڑین تو اُنکے سینون کو توڑ گئین چار لاکھ ساحر مارے گئے اور فوج جو حیرت کے ساتھ آئی تھی
وہ لشکر مہرخ سے لڑنے لگی آپسمین جنگ مغلوبہ ہوئی اشعار

از آواز اسپان و گرد سپاہ
ز تیرہ ہوا جز بجوشن نماند
بترقید زاواے گردان زمین
بدرید دل در شب تیرہ گون
سوے میسرہ رود آبے روان
ابا جوشن و تیر آہن گداز
صفے برکشیدند نیزہ دران
ہمین باز جگر سان بجوشید خون
پس پشت شان زندہ پیلان چو کوہ

بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
ستارہ سنان بود خورشید تیغ
دگر زو سنان آسمان آہنین
سپہ را سوے میمنہ کوہ بود
جہان در خور اند کہ تن را روان
پیادہ کہ بد در خور کارزار
سپردار با بادپایان سران
پس پشت ایشان سواران جنگ
زمین از پے پیل گشتہ ستوہ

ز گرد سیہ روز روشن نماند
از آہن زمین بود در گرد میغ
ز زنگ تیرہ ز سنگ اندرون
ز جنگ دلیران پر اندوہ بود
ہمین دون پیادہ پس تیرہ دار
بفرمود تا پیش روے سوار
کمانہا فگندہ بہ بازو درون
گز آتش بخنجر ہیزند رنگ

فوج حیرت نے شکست کھایا
اور بھاگی افراسیاب کو کمال صدمہ ہوا اور چاہا کہ سحر کرون دسمین عشاق جادو نے کچھ
سحر ایسا کیا کہ زمین وآسمان دفعتہً سبز ہوگیا اور جو ساحر جس مقام پر کھڑا تھا وہ بیہوش
ہوگیا غرض بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی تو مین کیا حال اُسکا بیان کرون سبنے دیکھا کہ
ملکہ بران کی نعش پڑی ہے اوپر تخت کے اور مطلق دم نہین ہے پھر تو عمرو وغیرہ سب رونے لگے
اور گریبان چاک کر ڈالے ایک کہرام برپا ہوا آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب کوئی تدبیر بن نہین آتی ہے
سواے صبر کے چارہ کیا ہی بران کی نعش کو لیے ہوئے بادیدۂ گریان و سینۂ بریان اندر بارگاہ کے
گئے اور بیچ بارگاہ مین نعش کو رکھکے سب گرد نعش کے حلقہ زن ہوئے اور عشاق نے جس مقام
پر کھڑی ہوئی تھی وہین خیمے برپا کیے اور فوج کو جا کے آپ اندر خیمے کے بیٹھکر افراسیاب سے باتین کرنے لگا یا غبار انکو ملکہ

تو پوچھا اُسنے افراسیاب سے کہ باغبان آج نظر نہین آتا ہے وہ کہان ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ مجھسے برگشتہ
ہوگیا ہے مین نے اسکو واسطے چشم نمائی کے اندر ایک صحرا کے جاکر درخت مین لٹکا دیا ہے عمتاق
نے حال باغبان سنکر نیلم جادو کو حکم کیا کہ جاکر باغبان کو تو جلد رہا کر کے پاس ہمارے لے آ
نیلم جادو بموجب اسکے حکم کے اسوقت راہی ہوگیا اور حال سنو باغبان کا کہ اُسکو گلچین نے
جاکر رہا کیا اور کھڑے ہوکر سمجھانے لگی وہ تو سمجھا رہی تھی کہ نیلم جادو بھی جاکر پہونچا اور دیکھا کہ باغبان
تو چھوٹا ہوا ہے اور گلچین بھی موجود ہے پس اسکو خوف معلوم ہوا اُسنے پیچھے سے جاکر دونون کو بزور سحر
پکڑ لیا اور لیکر طرف افراسیاب کے پلٹا قضا کار اُدھر سے چالاک آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باغبان
و گلچین کو ایک ساحر پکڑے ہوئے لیے جاتا ہے تو بہ حیرت کی صورت بنکر پاس نیلم جادو کے آیا اور
اُسکو قتل کیا باغبان و گلچین کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ اِس احسان کو ہمارے فراموش نہ کرنا وہ دونون
تو راہی ہوگئے اور دوسری روایت مین یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چالاک اپنے ساتھ لیے ہوئے دونون کو
پاس عمرو کے چلا آیا ان دونون نے عمرو سے ملاقات کی اور بران کی نعش کو دیکھکر افسوس کیا
اور کہا کہ خواجہ اب ہم بھی تمھارے پاس چلے آئین گے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ جمشید بن کوکب بھی آکر
ٹھہرا حال بران کا سنکر نہایت متحیر ہوا اتنے مین معمار قدرت نے آکر جمشید کو نذر دی اور عرض کیا
کہ ایک تالاب گرداب غلام نے بنایا ہے تو اُسمین تابوت بران کا چلکر رکھدیجیے کہ وہان سحر افراسیاب
کی بھی مجال نہین ہے جو اُسکو لے جاسکے کسواسطے کہ یہ کشتۂ سحر ہے ضرور زندہ ہوگی القصہ جمشید
نے معمار کی رائے کو پسند کیا اور بموجب اُسکے کہنے کے بران کو اندر تابوت کے رکھکر اندر طلسم
کوکب کے لیگئے اور اُس تالاب مین رکھکر پھر آئے اور آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھے وہان افراسیاب
کو جو خبر ہوئی کہ نیلم جادو مارا گیا اور باغبان و گلچین دونون پاس عمرو کے بیٹھے ہوئے خوش اور خرم
باتین کر رہے ہین یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور صرصر سے کہا کہ آجتک تو نے کوئی عیاری نہین کی
اور اُنکے عیارون نے ہزارون مرتبہ ہم سب کو ذلیل کیا صرصر کو جو غیرت معلوم ہوئی تو
یہ وہان سے چل نکلی اور نسترن لونڈی گلچین کی بہن کی تھی اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ
جمشید کے آئی اور آکر گلچین کو اشارے سے بلایا اور کہا کہ جہان سب لونڈیان حضور کی ہین
وہان مین بھی آپکی خدمت گزاری کو حاضر ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ میرے

ساتھ چلین اور اپنی سب لونڈیون کو بھی لے آئین کہ وہ سب افراسیاب کے خوف سے ایک درۂ کوہ مین پوشیدہ بیٹھی ہوئی ہین گلچین کو یقین ہوا اور ساتھ اُسکے ہولی اُسنے اندر درہ کوہ کے لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ روبرو حیرت کے لیگئی اور کہا کہ لیجیے گلچین تو حاضر ہے وہ دیکھ نہایت خوش ہوئی اور گلچین کو سامنے ایک ستون تھا اُسمین باندھکر کھڑا کر دیا اس حال کی خبر باغبان و ضرغام کو جو ہوئی تو وہ دونون آگے پیچھے بیقرار ہو کر واسطے رہائی گلچین کے اُٹھکر دوڑے مگر پہلے ضرغام مکان مین حیرت کے آکر داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی عیاری کرون صرصر بھی موجود تھی اُسنے اُسکو پہچان لیا اور حیرت سے اشارے مین کہدیا اُسنے بزور سحر اُسکو بھی گرفتار کیا اتنے مین باغبان بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ گلچین و ضرغام دونون گرفتار ہین بس اُسکو تاب باقی نرہی اُسنے گلدستہ سحر کو بیچ بارگاہ کے پھینکدیا اُسکی جو خوشبو پھیلی اور سب ساحرون کی ناک مین پہونچی تو وہ ازخود رفتہ ہو کر عالم نشہ مین جھومنے لگے باغبان نے آکر ضرغام اور گلچین کو رہا کیا اور لیکر چل نکلا مگر حیرت کو غفلت کچھ کم تھی اُسنے جو دیکھا کہ باغبان ضرغام اور گلچین کو لیے جاتا ہے تو وہ پیچھے اُسکے دوڑی جب تو ناچار ہو کر یہ بھی پلٹ پڑا اور دونون مین لڑائی سحر کی ہونے لگی حیرت سحر مین باغبان سے بہت زبردست تھی اسوجہ سے باغبان عاجز ہو چکا تھا کہ صرصر آکر موجود ہوئی اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کا ہیکو ساتھ اسکے مقابلہ کرتی ہین مین اسکو گرفتار کیے لیتی ہون آپ ہٹ جائین حیرت صرصر کو سمجھکر جدا ہو گئی اور اُسنے بیضہ بیہوشی نکالکر دکھلایا تو باغبان کو اور مارا حیرت کے ناک پر دماغ مین جو بو اُسکی گئی چھینک آئی اور تڑاق سے زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی اُسوقت صرصر نے نعرہ مارا کہ منم چالاک بن عمرو صرصر کہان رہتی ہے باغبان اب آپ چلیے یہ کہکر تینون کو ہمراہ اپنے بارگاہ جمشید مین سے آیا باغبان نے تعریف چالاک کی سب سے کی اور آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا ادھر حیرت کو ہوش جو آگیا تو وہ ذلیل ہو کر اپنی بارگاہ مین چلی گئی مگر اس حال کو بیان نہ کیا اسمین عشاق نور رخصت ہو کر اور گنبد سامری کے چلا گیا کہ وہ وہین رہتا تھا اور افراسیاب کو جو غصہ آیا تو یہ لوگ اندر زمین کے اس اراوے سے سما گیا کہ چلکر طلسم نوکلب کو توڑیے یہان حیرت فقط تنہا بارگاہ مین حیران اور پریشان بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ شیشتور بن تمیز بھتیجا خداوند ساحران کا آتا ہے حیرت نے سنکر جلدی جلدی بارگاہ کو

آراستہ کروادیا کوئی دو گھڑی نہیں گذری تھی کہ سواری اُس کافر کی آ پہونچی اور وہ اژدر سحر کے اوپر سے
اوپر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا اور حیرت کو سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا اور پریشان حال ہوا لوگوں نے
تمام حال پل کے توڑنے کا اور لڑائیوں کی شکست ہونے کا روبرو اُسکے بیان کیا وہ سنکر بہت برہم ہوا
اور اُسیوقت آمادہ جنگ ہو گیا ہر چند حیرت نے کہا کہ آج تامل کرو شراب و کباب اور کھانا قدرے
نوش کرو اگر یہی ارادہ تمہارا ہے تو کل سمجھ لینا مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ مین جمشید کا سر جبتک نہ کاٹ لونگا
مجھ پر آب و دانہ پانی حرام ہے یہ کہکر اژدر سحر پر پھر سوار ہوا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف جمشید کے چل نکلا
عیاروں نے دوڑ کر اُسکو بھی اطلاع دی وہ بھی معاً سوار ہو کر مع اپنی فوج بقیاس کے نکلکر سامنے اُسکے آیا
اور آکر صف بستہ ہوا اُسنے جمشید کو دیکھکر افراس جادو نامی ایک ساحر تھا اُسکو اشارہ کیا اُسنے نکلکر
نسب دی جمشید کیطرف برق لامع نے آکر ایک چشم زدن مین مار لیا بعد اُسکے زردہم جادو و
منقوش جادو وغیرہ چند ساحر اُنکے لشکر سے باری باری نکلے اور سامنا برق لامع کا کیا اُسنے اُن
سبکو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا جب تو شیتور بدحواس ہو گیا اور خود جھلا کے میدان مین آیا جمشید نے
اُسکو دیکھکر برق لامع کو بلایا اور آپ اُسکے مقابلہ کو آیا اب اِن دونون مین سحر چلنے لگے مگر کوئی ظفریاب
ہوا برابر کوئی پہر بھر کے لڑائی سحر کی رہی القصہ شیتور کو جب یہ ثابت ہو چکا کہ اب مین جمشید سے سر
کسیطرح جیت نہو سکونگا اور یہ مقرر مجھکو گرفتار کر لیگا تو اُسوقت اُسنے خاک جمشیدی کو نکالکر اور جمشید
کے ماری اور تھوڑی سی فوج کے اوپر مٹی بھی پھینکدی اُسکی تاثیر سے جمشید اور اُسکے سب ساحر
بیہوش ہو کر بیٹھ گئے شیتور نے جمشید کو بفراغت تمام باندھ لیا اور بارگاہ حیرت مین پکڑ کر اسی حالت
جیسے لے آیا اور وہان فوج کو جمشید کی بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا اور جمشید کو نہ دیکھا تو نہایت
حیران ہوئی آخر کو معلوم ہوا کہ شیتور پکڑ کر لے گیا ہے پس سبکو ندامت حاصل ہوئی اور ہر ایک
مرنے پر مستعد ہو کر واسطے رہائی جمشید کے چل کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے سب کو روکا اور کہا
کہ تم شہر جاؤ مین جاکر جمشید کو اکیلا لے آتا ہون وہ سب تو اُسکے کہنے سے ٹھہر گئے اور یہ تنہا بصورت
معبد کی بارگاہ حیرت مین آیا یہان صرصر بھی کھڑی تھی اُسنے اسکو بنظر اول پہچان کے منع کیا حیرت
کر کے نکل گیا اور پھر صورت بدلکر آیا اُسنے پھر پہچان لیا یہ پھر چلا گیا غرض تین مرتبہ چالاک جرأت کر کے آیا
صرصر نے پہچان لیا اُسوقت قرغام شیر دل بھی کھڑا تھا اُسنے یہحال دیکھکر اپنی صورت صبا رفتار کی بنائی اور صرصر کو الگ

لیجاکر کسی حیلے سے بیہوش کیا اور لیجاکر ایک صحرا مین باندھکر ڈالدیا اور آپ پھر کر پاس چالاک کے آیا اور
کہا کہ اب تم لبفراغت تمام عیاری کرو مین صرصر کو باندھ آیا ہون اس حال کو سنکر چالاک تو ایک
باغبان کیصورت بناکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا اور صبا رفتار واسطے بالادوی کے نکلی ہوئی تھی یہ
پھرتی ہوئی اُسطرف کو پہونچی کہ جہان صرصر بندھی ہوئی تھی بس اُسنے دیکھکر اُسکو کھولدیا اور ہمراہ اپنے
لیئے ہوئے اندر بارگاہ کے چلی آئی یہان آکر صرصر نے چالاک کو جو دیکھا کہ سامنے حیرت کے کھڑا ہوا ہے
تو یہ بھی برابر چالاک کے کھڑی ہوئی اور چپکے سے کہا کہ ای چالاک تو جان بچاکر آیا تو اس مقام پر واسطے
رہائی جمشید کے مگر تو اسکو کیونکر رہا کر سکیگا کسواسطے کہ اُسکے گرداگرد قنات فولادی کھنچی ہوئی ہے اُسکے اندر
وہ قید ہے چالاک نے کہا کہ ہم تو اُسکو رہا کر لیوینگے تم دیکھا کرو اور ساتھ منصفی کے ہم لوگونکی عیاری کی داد
دو اس کلمے کو سنکر صرصر نے ارادہ کیا تھا کہ چاہکر شیتور سے چالاک کو گرفتار کرا دون کہ دفعتہً وہ قنات
فولادی خود بخود گری اور اندر زمین کے غرق ہوگئی اس حال کو دیکھکر سب ساحر مع شیتور کے اُٹھکر
دوڑے تو دیکھا کہ اُسمقام پر ایک غار عظیم الشان ہوگیا ہے اور وہ صندوق نہین ہے کہ جسمین جمشید کو
قید کر کے رکھا تھا اور نہ پتا دیوار کا ہے سبکو نہایت تعجب ہوا اور وجہ صندوق کے غائب ہونے کی یہ ہے کہ
مہتر قران نقب کی راہ سے صندوق کو لیگئے اور دیوار اندر نقب کے جا رہی چالاک نے جو یہ رنگ
دیکھا تو وہ بھی نکلکر چلا گیا اور سمجھا کہ قران جمشید کو لیگئے القصہ شیتور وغیرہ سب ساحر ناچار ہوکر اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور قران نے اُس صندوق کو اندر ایک درہ کوہ کے لیجاکر دیکھا اور جمشید کو باہر صندوق
کے نکالکر ارادہ ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھاکر جمشید کو لیگیا قران کو کمال صدمہ
ہوا اور حال سُننے پنجے کا کہ وہ تہنگ جادو تھا اسی مقام کا رہنے والا اور حال اُسکو جمشید کا معلوم تھا وہ
دیکھکر لیگیا غرض تہنگ تو جمشید کو عالم بیہوشی مین لیے ہوئے چلا جاتا تھا اور اُدھر سے چالاک بھی چلا
آتا تھا اثنا راہ مین دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر جمشید کو لیے جاتا ہے بس دیکھکر ایک ساحر کیصورت بنگیا اور
پاس تہنگ کے جاکر پہونچا کہ کیون بھائی آج تم کسکو لیے جاتے ہو اُسنے ساحر سمجھ کے کہدیا کہ جمشید کو لیے
جاتا ہون یہ کہکر چل نکلا چالاک نے پیچھے سے جاکر حلقہ کمند مارکر اُسکو دھر کھینچا اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا
اُسمین جمشید کو ہوش آگیا وہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوا چالاک نے سب حال قران کا اور اپنا روبرو جمشید کے
بیان کیا اور باتین کرتا ہوا آگے بڑھا تھا کہ آخر اسباب آپہونچا اور جمشید کو دیکھکر اُسنے ناریل سحر کا مارا چالاک

تو جست کرکے اُڑ گیا اور جمشید نے ایک نشتر اپنے ماتھے پر مار کے ایک بوند لہو کی نکالکر اُس ناریل کے اوپر ڈالی
ساتھ ہی مارنے کے وہ ناریل پھٹا اور اُسمین سے ایک گولہ فولاد کا نکلکر افراسیاب کی چھاتی پر
لگا کہ تمام بدن اُسکا ہل گیا اُسنے بھی خفا ہوکر ایک چٹکی خاک جمشیدی کی اوپر جمشید کے ماری
کہ اُسکی تاثیر سے پھر بیہوش ہوگیا افراسیاب نے پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا چالاک نے رنگ دیکھکر
اپنی صورت حیرت جادو کی ایسی بنائی اور سامنے افراسیاب کے آکر پہونچا کہ آپ کہاں تشریف
لیگئے تھے اور اب کدھر کو جائیگا اُسنے کہا کہ مین طلسم کوکب کے توڑنے کو گیا تھا مگر وہاں جاکر جو دیکھا تو
طلسم نہایت مضبوط ہی بڑے تردد سے ٹوٹیگا اسوجہ سے پھر کر چلا آیا اثناء راہ مین جمشید کو جاتے ہوئے
دیکھا تو اُسکو پکڑ لیا ہی اب تمھارے ساتھ مین چلتا ہون القصہ چالاک نے باتون مین لگا کر حباب بیہوشی کو
اُسکے منھ پر مارا کہ وہ تو بیہوش ہوگیا اور چالاک جمشید کو اُٹھا کر اُسکی بارگاہ مین لیگیا سب ساحر جمشید کے
نہایت خوش ہوئے اور تعریف چالاک کی کرنے لگے مگر جیند چاہا کہ جمشید کو ہوش مین لاوین وہ کسی طرح
ہوشیار نہوا اور وہان افراسیاب کی جو آنکھ کھلی تو نہایت متحیر ہوا آخر کو ناچار ہوکر بارگاہ حیرت مین
پہونچا اور سب حال بیان کیا حیرت کو سنکر حیرت ہوئی اسمین چار سو ساحر نیان سُرخ جوڑی
پہنے ہوئے آئین اور آکر اُس کافر کو مجرا کیا یہ سب اُسکی خواصین تھین بعد اسکے شیتور نے بھی آکر سلام
کیا اُسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے پاس اپنے بٹھا لیا شیتور بدمزاج تو حد سے زیادہ ہے اور بیٹا بھی افراسیاب
کے بڑے بھائی کا ہی اُسنے بیٹھکر افراسیاب سے کہا کہ کیون اے چچا جان آپنے اتنی سی لڑائی
کو اسقدر طول کیا سمجھکے دیا ہے اور ان عیارون کو بھی آپنے اسقدر طرح دے کے سر چڑھایا ہے
کہ وہ اپنے نزدیک فرعون بے سامان ہوگئے بھلا اُنکا برباد کردینا کوئی بڑا کام تھا جو آپنے اُنکو چھوڑ رکھا
افراسیاب نے کہا کہ اے فرزند تم ابھی عیارون سے آگاہ نہین ہو وہ بڑے زبردست اور شہور زشت
مین کیا مجال کسی ساحر کی جو اُنکو گرفتار کرسکے وہ اپنے نزدیک کیا کسی کی اصل جانتے ہین جہان جسکو
تاکا اُنھون نے وہان بس فوراً اُسکو مار ہی ڈالتے ہین اسمین کیسا ہی ساحر زبردست ہوئے شیتور
نے سنکر کہا کہ آپکو اُنکا ڈر غالب ہوگیا ہی اسوجہ سے آپ جو چاہین فرمائین مین آپکو جھوٹا نہین کہسکتا
ہون مگر اتنا تو البتہ کہتا ہون کہ اگر فرمائیے تو مین ادنی سحر سے جس عیار کو کہیے پکڑ لاؤن یہ گفتگو شیتور
کررہا تھا کہ حیرت نے جھلا کے کہا کہ بھلا چالاک کو پکڑ تو بلاؤ دیکھین تو سہی کہ کیسے تم ساحر زبردست ہو شیتور

شیتور نے فوراً تھوڑی سی آگ منگوا کے اُسکے اوپر کچھ پڑھکے گوگل کو جو ڈالدیا تو وہ جل گیا اور اُسمین سے
دھنوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دھنوان مجسم ہو کے صورت پتلہ کی ہوگیا اور ایک طوق و زنجیر
ہاتھ مین لیے ہوئے سامنے شیتور کے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا حکم ہے اُسنے کہا کہ جلد جا اور جس مقام پر
کہ چالاک ہو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس لے آ وہ پتلہ ایکبارگی چل نکلا اور تلاش کرتا ہوا چالاک کو اندر
بارگاہ جمشید کے پہونچا وہان چالاک جمشید کو لیکر جو آیا تھا تو وہ بیہوش تھا اُسکے ہوشیار کرنے کی
فکر مین سر پر اُسکے کھڑا تھا یہ پتلہ جو اُسکی طرف کو چلا تو سب ساحرون نے دیکھکر پتلہ کو تاریخ تیغ
گرز فولادی مارے اور وہ سب پڑے اُسکے اوپر مگر وہ اُنکے ضرب سے اُسوقت تو ہٹ گیا اور
یہ قریب چالاک کے پہونچا اور اُس طوق کو گردن مین ڈالکے کھینچتا ہوا لے چلا اور شیتور کے
پاس لایا وہ دیکھکر چالاک کو نہایت خوش ہوا اور اُس پتلہ سے لیکر چالاک کو سامنے اپنے بٹھایا اور
چاہا کہ قتل کرون چالاک تو بدحواس ہو کر مصروف دعا ہوا اور شیتور نے کہا کہ کیون چالاک اب
بتا کہ مین تیرا کیا درجہ کرون ارے تجھکو اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ تھا کہ جو تو نے آکر ہم لوگون سے سامنا
کیا ہے اُسنے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہمکو قتل کر سکے بلکہ جو ہم کو بلاتا ہے وہ گویا قضا بلاتا ہے ہم جہان
آئے اور وہ مارا گیا چالاک شیتور سے دوبدو گفتگو کر رہا ہے اور حال سنیے قران کا کہ وہ
پیچھے چالاک کے گئے ہوئے تھے اور دل سے فکر رہائی کی کرتے چلے آتے تھے قضاءکار حسب اتفاق
جبیر جادو نام ایک ساحر ہے اُسنے ناوک جادو کے ہاتھ عرضی شیتور کو روانہ کی تھی وہ بھی عرضی کو
لیے ہوئے چلا آتا تھا قران نے جو اُسکو دیکھا تو چاہا کہ اُسکو کسی تدبیر سے قتل کرو اور پھر اُسکی صورت
بنکر پاس شیتور کے چلو لیکن لاکھ لاکھ تدبیرین کین وہ ساحر گھات نہ آیا آخر کو ناچار ہو کر قران
بھی ساتھ اُسکے اندر بارگاہ کے آیا تو دیکھا کہ سامنے شیتور کے چالاک مایوس بیٹھا ہوا ہے
قران بھی بصورت ساحر بنے ہوئے کھڑے دیکھا کئے اسمین ناوک جادو نے سلام
جو کیا تو افراسیاب اور حیرت کو شبہہ عیار کا گذرا اور سمجھے کہ اکثر عیار بصورت مبدل آتے
ہین اور اپنے طرفدار کو رہا کر کے صاف لیجاتے ہین کیا عجب ہے کہ یہ بھی کوئی عیار ہوئے اور
چالاک کیواسطے آیا ہو یہ تصور کر کے شیتور سے کہا کہ خبردار اس ساحر کو قریب اپنے نہ بلانا یہ مقرر کوئی
عیار ہے شیتور نے بموجب اُنکے کہنے کے ایک نارنج سحر کا اوپر ناوک کے مارا وہ تو حقیقت مین ساحر تھا

اسنے اسکو رد کرکے گولہ فولاد کا اوپر شیتور کے مارا وہ زمین پر گرکے پھٹا اور کئی ساحر مارے گئے جب تو گھبرا کے سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے ناوک کو گھیر لیا قران نے جو دیکھا کہ بھیڑ ہوگئی تو انکو فرصت ملی انھوں نے جلدی سے چالاک کو اٹھالیا اور لیکر بھاگے کسی نے خیال بھی نکیا قران نے بارگاہ جمشید میں لاکر چالاک کو چھوڑ دیا چالاک نے دیکھا کہ جمشید اسیطرح سے بیہوش پڑا ہے یہ بھی چالاک برابر اسکے کھڑا ہوا تھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور آواز تڑاقے کی آئی اور تاریکی ہوگئی اسی تاریکی میں فولون بجون نے جمشید اور چالاک کو اٹھالیا اور لیکر بروسے ہوا چلے گئے اب انکو تو ادھر جانے دو اور دو کلمے داستان شیتور کے سنو کہ اسنے جو ناوک جادو کو پہچانا تو اوسکی خاطرداری کی اور حال اپنے لشکر کا بیان کرکے اسکو بٹھلایا مگر چالاک جو نہ دیکھا تو کمال حیران ہوکر افراسیاب سے پوچھا کہ چالاک کو کون لیگیا اسنے کہا کہ میں تو تمسے پہلے ہی حال عیاروں کا بیان کرچکا ہوں انھیں میں سے کوئی عیار آیا ہوگا اُس کو لیگیا اس کو میں کیا کروں شیتور یہ سنکر برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اسے چچا جان اب جبتک کہ میں جمشید کا سر نہ کاٹ لونگا تب تک آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہے ہرچند افراسیاب نے سمجھایا اور منع کیا لیکن اُسنے نمانا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب تو اندر طلسم کے چلا گیا اور شیتور نقارہ کوچ کا بجوا کے سوار ہوا اور تمام اپنی فوج کو ہمراہ لیکر اوپر لشکر جمشید کے چڑھ آیا یہاں تو سب غافل تھے اُسکو دیکھکر فوراً ہوشیار ہوگئے اور تیار ہوکر آمادہ رزم و پیکار ہوئے یہ خبر ملکہ مہرخ اور ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور کو ہوئی وہ بھی سب تیار ہوگئیں اور آکر شریک فوج جمشید کی ہوئیں اُدھر سے ایوان جادو نے آکر مبارز طلبی کی ادھر سے وہم جادو نے اُسکا سامنا کیا بعد سحر آزمائی کے وہم مارا گیا بعد اسکے بہار جادو نے بڑھکر ایک ہی ترنج سحر کا اوپر ایوان کے مارا کہ وہ اُسکے منھ کو توڑ کر پشت کے پار نکل گیا ایوان جادو کو بہار جادو نے مار لیا حیرت جادو نے اپنی بہن کو جو دیکھا تو جھلا کے خود مقابلے کو نکلی اور آتے کی ساتھ ہی ایک نارنج اوپر بہار کے مارا اسنے نارنج کو آتے دیکھکر کچھ اسم رد سحر کا پڑھکر انگلی کو جو اپنی اٹھایا تو وہ نارنج بیچ میں سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا بعد اسکے بہار جادو نے ایک ناریل کو اپنے ہاتھ میں لیکر توڑ ڈالا اُسمیں سے پھول اوپر زمین کے جو گرے تو حیرت جادو کو نشہ معلوم ہوا اور جھومنے لگی اب جو حیرت نے دیکھا کہ میں اسکے سحر سے بیہوش ہو جاؤنگی اور سر بہیں ہاتھ سے نکل

تو یہ حواس ہو کر دستک دی ساتھ ہی دستک دینے کے دو پنجے پیدا ہوئے اور حیرت کو بروے آسمان لیگئے یہ ماجرا دیکھکر شیشہ ور کے یہ خیال مین گذرا کہ ایک سے ایک ساحر کہان تک لڑے گا اسکو تو عمر بھر چاہیے اور فیصلہ لڑائی کا نہین ہوگا یہ تصور کر کے مرکب سحر کو اپنے اُڑایا اور اپنی فوج اور حیرت کی فوج کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ چنانچہ سات لاکھ فوج نے اُس کا ساتھ دیا یہ اور فوج جمشید کے جا بڑا پھر پیچھے سحر کے چلنے لگے اور برف اور آتشباری ہونے لگی اُسوقت آسمان شرر ریز تھا اور زمین آفت خیز معلوم ہوتی تھی گولے فولادی بھی چل رہے تھے اور ہوائیان سحر کی بھی اُڑ رہی تھین پچھے سوئیون کے پڑ رہے تھے کسی کی کسی کو خبر نہ تھی دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش گر رہی تھی اسمین اگر کوئی ارادہ بھاگنے کا کرتا تھا تو سوا سے کوچہ فنا کے راہ جانے کو نہ ملتی تھی تلوار کیا تھی کہ تیغ تھی بروا دُجان نثار ہوتے تھے دلال اجل درکار ملک الموت ایک کی روح قبض نہ کرنے پاتا تھا کہ دس مر گر گرتے تھے اشعار

ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لال	خردشان شدہ خاک در زیر نعل	ز نیزہ ز پیکان ہوا تیرہ گشت
ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت	خروش سواران و اسپان بدشت	ز بہرام و کیوان ہمین برگذشت
کفن شد کنون مغفر و جوشنش	ز خاک افسر و گور پیراہنش	یہ رنگ لڑائی کا ہو رہا تھا اب

انکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن حال جمشید اور چالاک کا سنو کہ ان دونون کو پنجے جو لیگئے تھے تو وہ کوکب روشن ضمیر کے بھیجے ہوئے تھے اُنھون نے ایک آن واحد مین لیجا کر ان دونون کو زمین پر فضا مین اُتار دیا جمشید تو مطلق بیہوش تھا مگر چالاک نے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو مکان عالیشان اور جاے پر فضا پر اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ تمام گھاس اُس زمین کی سنہری برنگ طلا ہے اور پتے تمام درختون کے مثل کندن خالص کے نظر آتے ہین ہوا سرد چل رہی ہے دل کو تقویت اور روح کو تازگی دیتی ہے چالاک بنظر غور اُس میدان کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک زمین وہان کی شق ہوئی اور اُسمین سے ایک عورت ماہ طلعت ایک پھول کسی شے کا اپنے ہاتھ مین لیے نکلی اور اُسنے قریب جمشید کی ملا یا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جمشید گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور ہوشیار ہوگیا اُس عورت نے سلام تو اُسکو کیا گر غائب ہوگئی یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے جمشید نے کہا کہ بھائی چالاک تم اندیشہ کسی امر کا

نگر یہ مکان ہمارا ہی چالاک کچھ اور پوچھا چاہتا تھا کہ سامنے سے پانچ سو عورتین زمرد پوش اُس میدان طلائی مین آتی ہوئی دکھائی دین اور پیچھے انکے تخت زمرد پر کہ ایکڈال زمرد کا تھا کوکب کو دیکھا کہ وہ سوار چلا آتا ہی غرض وہ تخت بہت قریب آگیا جمشید نے اُٹھکر سلام کیا کوکب نے کہا کہ برخوردار چالاک نے بھی ارادہ سلام کرنیکا کیا تھا کہ ایکبارگی ہوا ایسی چلی کہ اس کی نظرون کے تلے تیرگی سی چھا ہوئی پہ ٹھہر گیا بعد اُسکے روشنی جو ظاہر ہوئی تو دیکھا چالاک نے کہ وہ عورتین ہین نہ کوکب ہے نہ کچھ سامان سواری کا ہے جب تو یہ اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا تھا یہ تو اس فکر مین تھا کہ دہنی طرف سے اڑھائی سو عورتین لباس یاقوت کا پہنے ہوئے اور ایک تخت یاقوت کا ہمراہ اپنے لیے نمودار ہوئین اور آکر سامنے جمشید کے ہاتھ باندھکر سب نے مجرا کیا کہ آپ کو آپکے والد بزرگوار نے طلب کیا ہی جلد تشریف لے چلیے جمشید ساتھ ہی سننے کے اُٹھ کھڑا ہوا اور اوس تخت کے سوار ہو کر چالاک کو بھی برابر اپنے بٹھا لیا اور تخت کے پھر تو اُن عورتون نے تخت کو اُٹھا لیا اور لیکر چلین جبکہ اُس میدان کو طے کر چکین تو دیکھا چالاک نے کہ ایک دیوار آئینہ کی سامنے کھینچی ہوئی ہے اور اُسمین دروازہ بلور کا لگا ہی وہ عورتین تخت جمشید کو دروازہ کی اندر لیکر داخل ہوئین وہان جا کر چالاک نے دیکھا کہ باغ ہے گویا کہ بہشت کا چشم و چراغ ہی روش بٹری سے آراستہ پیراستہ نہایت خوب دلکو مرغوب اِسطرحکا کہ اگر رضوان بھی اُسکو دیکھے تو داروغگی بہشت کی ترک کردے سنگریزے یاقوت زمرد کے جابجا پڑے ہوئے ہین اور ہزار ہا منقش کٹرا ہوا تمام باغ مین پھیلا ہوا ہی اور فوارے ہیرے کے اُنپر ہزارے یاقوت و زمرد کے چڑھے ہوئے

نہرون مین نصب ہین نظم	کوئی گل مثل روئے ماہ براق	اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین	کسی مین اور ہی صورت کی تزئین	کسی مین اسطرحکے رنگ پیدا
کسی مین ایک اک جلوہ ہویدا	لبالب آب سے نہرین ہر اک سو	جو لیجائین دل شائق سے قابو
نوازن جابجا مرغان خوشرنگ	ہر اک کے زمزمے کا گوہ نیا رنگ	گل اور پھول ہزار ہا طرح کے تمام

باغ مین شگفتہ اور شاداب ہو رہے ہین اور خوشبو اسطرحکی آتی ہی کہ دماغ جہان کو قوت حاصل ہوتی ہی کہ وہ عورتین اُس تخت کو اندر ایک بارہ دری کے کہ وہ ایکڈال زمرد کی تھی لیگئین وہان چالاک نے دیکھا کہ تخت مرصع پر کوکب جلوہ افروز ہے اور ہزار ہا قندیل پر مرصع یا جھاڑ مروارید

سقف مین آویزان ہین اور فرش تمامی کا گستردہ ہے میر فرش زمرد اور یاقوت کے جابجا رکھے
ہین اور چھت و پردے زربفت کے لگے ہین غرض جمشید نے تخت سے اُتر کوکب کو مجرا کیا اور
کرسی پر بیٹھ گیا کہ وہ قریب تخت کوکب کے نصب تھی دوسری کرسی پر چالاک بھی بیٹھ گیا اور
کوکب نے جمشید سے کہا کہ اے بھروسے پر تم افراسیاب سے اُٹھ کر گئے تھے دیکھا کہ شیشتور نے
کیسا سحر اوپر تمہارے کیا کہ تمکو بیہوش کرکے پکڑ لیا اور تمسے کچھ بھی نہو سکا اب پھر اُسکے ساتھ ارادہ
مقابلہ کا کروگے جمشید نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکی مہربانی اگر میرے حال پر ہوگی تو مین لاکھ مرتبہ
سامنا کرونگا اور اقبال سے حضور کے اُسکو مارونگا اس کلمہ کو سنکر کوکب نے کہا کہ اسوقت
بھی تمہاری فوج پر شیشتور گرا ہوا ہے اور قتل و قمع کر رہا ہے پس تم اس انگشتری کو لو اُسکے اوپر اسم
جو کندہ ہے اُسکو جاکر اوپر فوج اور لشکر شیشتور کے اسوقت پر مارنا تاکہ جسوقت شیشتور خاک جمشیدی
تمہارے لشکر پر مارے اور وہ سب بیہوش ہوجائین اور اے فرزند میری تو جان غم مین بران
کے فنا ہورہی ہے کہ وہ تمام عمر کی کمائی میری ہے اسوجہ سے سحر وغیرہ سب مجکو بھولا ہوا ہے اور جہان
پیش نظر اندھیر معلوم ہوتا ہے اور بران کی فکر مین یقین ہے کہ صبح و شام مین عمرو تدبیر کرکے گنبد سامری
مین جائیگا اور عشاق جادو کو مار کر متقر آئیگا پس جسوقت کہ وہ آئیگا تو پھر مین بھی
کوچ کرکے تمہارے پاس آؤنگا تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر ایک ساحر کو کہ نام اُسکا فولاد قوی بازو
تھا اسی ہزار ساحرون سے ہمراہ جمشید کے روانہ کیا اور کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ لشکر تمہارا برباد
ہوجائے جمشید نے سلام کرکے اُس انگشتری کو لے لیا اور فولاد کو ہمراہ لیکر مع سب ساحرونکے
سوار ہوکر سمت طلسم ہوشربا روانہ ہوا اور حال سنیے وہان کا کہ شیشتور جنگ مغلوبہ
مین مصروف ہے اور لشکر جمشید کو قتل کر رہا ہے مگر اُنکے بھی شریک مہرخ اور بہار
برق و رعد بڑے بڑے ساحر زبردست جو شریک ہین تو اُنھون نے لڑائی کو روک رکھا
ہے اور شیشتور سے قرار واقعی جنگ سحر ہو رہی ہے کہ وہ بھی عاجز ہوگیا ہے اور یہی اپنے دل مین
کہتا ہے کہ یہ بھی سب ساحر زبردست ہین دیکھا چاہیے کہ انسے سر بر ہوتا کیونکر ہوتا ہے آخر کو عاجز
ہوکر اُس کافر نے خاک جمشید و سامری کو ایک مٹھی بھر کر سمت آسمان اُڑایا وہ جو چلی تو
اُسکی وجہ سے زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا اور ہوا گرم ایسی چلی کہ سبکو یہ معلوم ہوا کہ جہنم کا در کھل گیا اُس

ہوا کی تاثیر سے آٹھ لاکھ ساحر جمشید و مہرخ اور بہار و مجلس جادو وغیرہ کا سب بیہوش ہو گیا
اور شیشتور نے اپنی فوج کو حکم کیا کہ اب سر سبکے کاٹ لو اس اثنا مین حیرت جادو بھی آکر پہونچی
سبکو بیہوش دیکھا شیشتور کی تعریف کی کہ واہ وا کیا کہنا تیرے سحر کا اسوقت تو تمنے وہ کام کیا
ہے کہ اگر جمشید و سامری بھی ہوتے تو تمہارے قدم لیتے یہ تو تعریف شیشتور کی کر رہی ہے اور وہ
مثل گدھے کے پھولا ہے اور لشکر جمشید کے سر کاٹنے کو فوج اسکی خنجر بکف ہو کر متوجہ ہوئی
وہ تو سب بیچارے بیہوش پڑے تھے ان کافرون نے دس بارہ آدمیونکے سر ایک آن واحد
مین کاٹ ڈالے کہ بحکم قادر لم یزل جمشید بھی اسی ہزار ساحرون سے آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ستم
ہو رہا ہے سب ہمارے جان نثار تو بیہوش پڑے ہین اور لوگ اُنکے سر کاٹ رہے ہین بس دیکھتے ہی آگ
ہو گیا اور تخت پر سے کود کر اپنا نعرہ کیا اور اُس اسم کو پڑھکر انگشتری کو زمین پر پھینکدیا پھینکتے ہی ایک آواز
پٹاخے کی آئی اور وہ نگینہ کہ جو انگشتری پر رکھا تھا دیکھا کہ بشکل آفتاب ہو گیا اور روشنی اسمین پیدا
ہوئی اور ہوا سرد ایسی چلی کہ گویا دروازہ بہشت کا کھل گیا اور خوشبو کی لپٹین آنے لگین اور ہوا کی
تاثیر سے ہوا گرم جو چل رہی تھی فوراً برطرف ہو گئی اور سب ساحر جمشید کے ہوشیار ہو کر اُٹھے اور
جمشید کو دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور جمشید نے اُس آفتاب کے اوپر جو نگینہ کا بنا ہوا تھا تارنج سحر کو
مارا وہ ٹوٹ کر پرزے پرزے ہو گیا اور مثل چنگاریون کے اُسکے ریزے ہو کر سارے لشکر مین
چھٹک گئے حیرت اور شیشتور کی فوج پر جا کر گرے شیشتور تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ چنگاری
جسکے سر پر پڑی نیچے سے نکل گئی اور جسکے سینے پر لگی پشت کو توڑ کر پار نکل گئی پھر تمام فوج بدحواس
ہو کر بھاگی شیشتور کی بھی خبر نہ لی اور حیرت جادو بھی بھاگ کر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گئی یہان
جمشید نے شیشتور کو اسی عالم بیہوشی مین تخت پر اُٹھا کر بٹھالیا اور اپنی بارگاہ مین لا کر ارادہ
گردن مارنے کا کیا اور وہان تمام فوج شیشتور کی جا کر اپنے مقام پر پہونچی کمر کھولی آسودہ ہوئی
اور افراسیاب بھی پاس حیرت جادو کے آیا اور سب کو پریشان دیکھکر اس کافر نے حیرت
سے کہا کہ کیون اے ملکہ ہم نہ کہتے تھے شیشتور سے کہ ابھی جلدی نکر آخر اسنے ہمارا کہنا نہ مانا گرفتار ہو گیا
اب مجکو بہت دشوار ہے کہ مین اُسکے باپ کو کیا جواب دونگا خیر مین خود جاتا ہون اُسکے چھڑانے کو
حیرت نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ آخر جاتے تو ہو تھوڑا کھانا کھا لو تم نے کہا کہ بغیر چھڑائے اسکے ارادہ دانہ

تجھپر حرام ہو یہ کہکر زمین پر گر کر لوٹا اور ایک اژدر آتشین بنکر سمت بارگاہ جمشید روانہ ہوا وہاں جاکر زمین سے
سر نکالا ساحروں نے جو اسکو دیکھا حربے سحر کے اسپر کرنے لگے مگر کسی کا وار اسپر کارگر نہوا اور اسنے
قریب شیتور پہونچکر دم جو کھینچا تو اسکو اپنے شکم میں لے لیا اور قلابے آتشین چھوڑتا ہوا جدھر سے آیا تھا
اسیطرف کو راہی ہوا کسی ساحر سے کچھ ہو نسکا اسوقت جمشید نے کہا کہ خیر لیجانے دو میں پھر سمجھ لونگا یہ کہکر خاموش
ہو رہا اور حال سنو تمیز جادو کا کہ جسوقت شیتور گرفتار ہوا تھا اسوقت ایک ساحر نے جاکر تمیز کو اطلاع دی کہ
تمہارے فرزند کو جمشید نے پکڑ لیا اور قتل کیا چاہتا ہے یہ سنکر وہ بدحواس ہوا اور دو اژدر آتش فشان
واسطے لینے شیتور کے روانہ کیے اور انسے کہدیا کہ شیتور جسجگہ پر ہو اسے وہاں سے لے آؤ چنانچہ وہ دونوں
اژدر سحر شیتور کو تلاش کرتے ہوئے نیچے زمین کے چلے آتے تھے اور ادھر سے افراسیاب اژدر بنا ہوا انکو
نگلے ہوئے چلا جاتا تھا ان اژدروں سے سامنا ہوا وہ تو سحر کے بنے ہوئے تھے انھیں معلوم ہوا کہ شیتور اسکے
بھی اژدر کے پیٹ میں ہے اس سے چھین لینا چاہیے یہ تصور کرکے ان دونوں نے اسکو گھیرا اسکے
خیال میں گذرا کہ شاید یہ اژدر سحر جمشید کے ہیں یہ سوچکر اسنے سحر کیا اس ارادے سے کہ انھیں مار لوں مگر وہ
اسکے بھائی کے بھیجے تھے اور وہ دو تھے یہ اکیلا تھا اسوجہ سے اینر فتحیاب نہوا آخر کو ناچار ہوکر باہر
زمین سے نکل آیا اور ایک چوپال کسی زمیندار کی تھی اسمین شیتور کو اگل دیا اس خوف سے
کہ کہیں گھبراکر اسکا دم نہ نکلجائے وہ تو بیہوش تھا اسنے تو اسے اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آکر پھر مقابلہ
انھیں اژدروں کا کیا چونکہ یہ ساحر زبردست تھا اسنے تھوڑے ہی عرصے میں ان
دونوں اژدروں کے سر مار کر کچل دیے کہ بھیجے انکے نکل پڑے لیکن وہاں بقدرت کردگار رفیع عمار نام
آکر پہونچا کہ جہاں شیتور بیہوش پڑا تھا اسنے جو دیکھا تو شیتور کا پشتارہ باندھکر جانب بارگاہ جمشید
روانہ ہوا اس عرصہ میں افراسیاب ان دونوں اژدروں کو مارکر واسطے لینے شیتور کے جو آیا
اسکو نپایا نہایت حیران ہوا اور فکر اسکو دامنگیر ہوئی کہ یہاں سے کوئی لے گیا آخر کو دل میں
سوچتا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوا اور اس سے سب حال شیتور کے لانے کا اور غائب
ہوجانے کا بیان کیا اسنے سنکر کہا کہ آپ فکر کسواسطے کرتے ہیں کوئی عیار لیگیا ہوگا بس عیار کا نام
سنکر آگ ہو گیا اور اسیوقت طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اقتضاء کار رہتر قرآن بارگاہ پر کھڑے
ہوئے یہ باتیں سن رہے تھے اب جو انھوں نے دیکھا کہ افراسیاب غصے میں بھرا ہوا جاتا ہے تو

انھون نے اپنے دل مین کہا کہ ای قران یہی وقت ہی اگر بن پڑے تو کسی عیاری سے اسکو مار تو کہ
تنہا جاتا ہی یہ سوچکر پیچھے اُسکے چلا مگر دور دور اُس سے بحر تفکر مین عیاری سوچتے ہوئے چلے جاتے
ہین اور وہ آگے آگے چلا جاتا ہی تھوڑی دور پر جاکر اسکو برابر ایک درہ کوہ کے صرصر عیار بچی نے
آکر مجرا کیا افراسیاب نے اسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور کہان سے آئی ہی صرصر نے کہا قربان
جاؤن لونڈی بھی شبتیور کی فکر مین گئی تھی مگر آپ تو فرمائین کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین
لونڈی تصدق ہو جائے اگر واسطے شبتیور کے آپ جاتے ہین تو بھیج جائیے مین اُسکو لیکر حاضر
ہوتی ہون اس تقریر کو سنکر اُسنے کہا کہ مین بھی تیرے ساتھ چلونگا مگر نظرون سے سب کی غائب
رہونگا صرصر تو خاموش ہو رہی اور چل نکلی افراسیاب بھی ہمراہ ہولیا قران پیچھے اُسکے یہ
ماجرا دیکھتا ہوا چلا آتا تھا اب جو صرصر کو اسنے دیکھا تو سمجھا کہ عیاری نکر سکوگے اور صرصر نے قریب
ایک درہ کوہ کے پہونچکر افراسیاب کو غافل جو پایا تو اُس چالاک نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ
چھینک مار کر بیہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا صرصر نے آواز دی کہ منم جانسوز بن قران یہ
ماجرا دیکھکر قران نے دوڑ کر اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ سبحان اللہ ای جانسوز کیا کار
کردی یہ کہکر ایک ہی نعرہ اور بر سر افراسیاب کے ارادہ مارنے کا کیا تھا کہ وہین دو پنجے پیدا ہوئے
اور اک ہاتھ قران کا پکڑ لیا نعوذ باللہ مارتے رہا قران کو اُسوقت یقین ہو گیا کہ یہ ابھی نہین مرنیگا
اسقدر مین ہاتھ بھی پنجے نے چھوڑ دیے قران اور جانسوز افراسیاب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے
ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا اور ضرغام جو بشتارہ شبتیور کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا حمید جادو
کو جو خبر ہوئی اپنے دونون اژدر سحر کے مارے جانے کی تو اب وہ خفا ہو کر واسطے شبتیور کے
چل کھڑا ہوا تھا قضا را کار اسطرف کو آ نکلا کہ جدھر سے ضرغام بشتارہ شبتیور کو لیے ہوئے
چلا جاتا تھا بس بشتارے کو دیکھکر اسنے بزور سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اور شبتیور کو لیے
جاتا ہی نہایت اپنے دل مین برہم ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین
اور کیا دل گردے رکھتے ہین دیکھو تو سہی کہ ہمارے ہی شہر مین تو آئے ہین اور یہ غضب ہی کہ ہمارے
فرزند کو لیے جاتے ہین کس جرأت سے کہ مطلق ہراس اور خوف جی سے بہر معلوم نہین ہوتا مگر و
افراسیاب کو بھی یہ قتل کرینگے یہ سوچکر اپنے فرزند کے واسطے بیقرار تو ہو چکا تھا [illegible]

ڈالکر ضرغام کو مع پشتارے کے اُٹھالیا اور لیکر طرف آسمان کے راہی ہوا اور ایک آن واحد
مین لیجاکر اپنے مکان مین چھوڑ دیا وہان ضرغام نے پہونچکر دیکھا کہ ایک احاطہ فولاد کا بنا ہوا ہی
اور اندر اُسکے چالیس بنگلے اژدہات کے پڑے ہین اور ہر ایک بنگلے مین ایک ایک اتیت فقیر
بیٹھا ہی آگے اُنکے منقلین لوہے کی آگ سے بھری رکھی ہین اپنے اپنے سحر کو ہوم دے رہے
ہین اپنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب ملازم تمیز جادو کے ہین القصہ تمیز جادو اُس احاطہ کو
طے کرکے اندر اپنے مکان کے ضرغام کو مع شیتور کے جو لے گیا تو وہان ضرغام نے دیکھا کہ
ایک باغ ہی اور چاردیواری اُسکی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہی اور روش پٹری کو سنگ سُرخ و زرد سے
درست اور تیار کیا ہی اور دو تین سو عورتین لباس پر تکلف رنگ برنگ کا پہنے ہوئے دریاے
جواہر مین غوطہ زن خرامان سیر کنان ہین اور ایک بارہ دری سنگ بلور کی ایک ڈال تراشی
ہوئی اُس باغ مین اسطرح کی بنی ہی کہ اُسکے اوپر تمام گل و بوٹے طلائی بنے ہین تمیز اُسی بارہ دری
مین داخل ہوا اور شیتور کو پشتارہ سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکے اُسپر دم کیا کہ وہ ہوشیار
ہوگیا اور اُٹھکر اپنے باپ کو مجرا کیا تمیز جادو نے دعا دیکر کہا کہ اے فرزند تمکو اس سے کیا حاصل
ہوا کہ جو تمنے جاکر ناحق کوکب سے سامنا کیا کسواسطے کہ وہ نہایت زبردست ہی اُس سے لڑنا
بہت محال ہی بس تمکو کیا کام ہی کہ جو ایسے مقام پر جاؤ شیتور نے کہا کہ افراسیاب ہمارا چچا ہی
اور ساتھ اُنکے مقابلہ کر رہا ہی پھر ہمکو یہ امر کب مناسب ہی کہ بیٹھ رہین اور چچا ہمارا مارا جاوے تمیز نے
کہا کہ تمکو تو اسکا خیال اسقدر ہی اور اُسنے تمھاری خبر بھی نہ لی بیٹھا ہوا چین کر رہا ہوگا آخر کو
ہمین نے اسقدر مشقت اپنے اوپر گوارا کی اور حیران ہوکر تمھاری تلاش کو نکلے اور
جاکر بمدد گھر سے آئے وگرنہ یہ عیار تمکو بہرصورت لیجاکر قتل کرڈالتا اسوقت ہمارا تو گھر برباد
ہوجاتا اور افراسیاب کا کیا بگڑتا شیتور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے والد بزرگوار ہمارے
لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین اور یہی وقت ہی حکومت کرنے کا اگر ہمنے اس لڑائی کو فتح کرلیا
تو افراسیاب مقرر آدھا ملک اور مال و اسباب ہمکو بلا تامل بانٹ دیگا اور سواے اسکے
ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند تمیز نے ہرچند منع کیا اور سمجھایا کہ
تم اس لڑائی مین دخل نہ دو کوکب سے لڑائی بہت بیڈھب پڑ جائیگی مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ آپ

تو آپ ضعیف ہو چکے ہین اور سب طرح کا عیش کر چکے ہین اسوجہ سے آپ کو حوصلہ کسی شی کا
باقی نہین ہی اور ہم ابھی جوان ہین ہمکو شوق ہر ایک شی کا ہی اور خواہش نمود کی رکھتے ہین اسوجہ سے
اسکو دل ہمارا چاہتا ہی کہ ہم بذات خود بھی ثروت پیدا کرین اور یون تو بدولت آپکے ہمکو احتیاج
حقیقت مین کسی بات کی نہین ہی اور نہ کمی کسی شی کی ہی تمیز نے سنکر کہا کہ خیر اگر یہی مرضی تمھاری
ہی تو پھر تمکو اختیار ہی ہم اب نہ منع کرینگے یہ کہکر طرف ضرغام کے متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیون ای عیار
کیا تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ تھا کہ جو تونے میرے فرزند کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا اب بتلا کہ تیرا کیا درجہ
کرون اسنے کہا کہ اگر ہمکو اپنی جان عزیز ہوتی اور خوف تمھارا غالب ہوتا تو ہم بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر
اندر طلسم ہوش ربا کے کیون آتے اور تم لوگون پر کیون عیاریان کرتے تمیز نے اس تقریر کو سنکر
کہا کہ مین تجکو قتل کرونگا اسنے کہا کہ کیا مجال ہی کسی ساحر کی جو ہمکو بغیر حکم پروردگار کے قتل کر سکے یا ایک
بال ہمارا بیکا کر سکے یہان تو یہ تقریر ان دونو مین ہو رہی تھی اور وہان افراسیاب جادو کو جو ہوش
آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقیقت مین عیار عمرو کے بڑے زبردست ہین کہ
مجھ ایسے شہنشاہ ساحران کو دھوکا دیا اور ہر عیار نے کیصورت بنکر اپنا کام کیا اور مجھسے کچھ ہو سکا
اب اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہی یہ سوچکر ایک پہاڑ حبشی کا تھا اوسپر چڑھ گیا اور وہان جھنجھلا کر سحر کرنے
لگا اس ارادے سے کہ شیتور کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اسوقت کس مقام پر ہی اور حال اسکا کیا
ہوا القصہ کچھ بڑبڑا کے اسنے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا کے تیار کیا اور اُس آٹے کو اپنے لہو کر
گوندھا بعد اسکے دو دانہ ماش کے کچھ پڑھکر اسکے اوپر جو مارے تو اُس جانور نے پر پرواز پیدا کیے اور
مجسم ہوکر آواز دی کہ شیتور کو تمیز اپنے مکان پر مع ضرغام کے لیگیا ہی تو وہ دونون اُسکے پاس بیٹھے
ہین اس حال کو سنکر افراسیاب اُسی جانور پر چڑھ کے اور سوار ہو کے ایک چشم زدن مین جاکر تمیز کے مکان پر
پہونچا تو دیکھا اسنے کہ شیتور اور ضرغام دونون سامنے تمیز کے بیٹھے ہین غرض تمیز دیکھکر افراسیاب
کو خوش ہوگیا اور گلے سے لگا کر پاس اپنے بٹھلایا اور پوچھا کہ کیون ای برادر میرے اُن اندرون کو وہ کو
ونسا ساحر تھا کہ جسنے مارڈالا افراسیاب نے کہا کہ یہ قصور تو بھائی صاحب مجھی سے ہوا ہی کہ مین نے اُنکو اپنے
غصے مین قتل کیا کہ شاید کوکب کے برادر ہین یہ کہکر افراسیاب نے ضرغام سے پوچھا کہ اری شیتور
کو کہان سے لایا تھا اور کسکے پاس لیجانیکا قصد تھا ضرغام نے جو بتلایا تھا وہ انکا نشان بتایا اور کہا

کے لیے ہوئے جاتا تھا کہ ایک پنجہ مجکو اس مقام پر لے آیا یہ افراسیاب سنکر خاموش رہا اور تمیز سے کہنے لگا کہ بھائی صاحب لڑائی تو کوکب سے ابھی نہیں ہوئی بیت سیدھ حبیب پڑ گئی ہو دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہو مگر مین نے قسم کھائی ہے کہ جبتک شیتور کو نہ لے آؤنگا آب و دانہ سب مجھ پر حرام ہو اب شیتور کو تم میرے حوالے کرو تاکہ میرا کام ہوئے شیتور نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ آپ تشریف لیجائین کل صبح کو مین خود مع لشکر کے خدمت مین حاضر ہونگا افراسیاب نے قبول کیا اور اُسیوقت شیتور و ضرغام کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور تمیز نے کہا کہ مین بھی کل صبح کو پاس تمھارے مع لشکر آکر پہونچونگا غرض حیرت نے جو دیکھا کہ افراسیاب شیتور کو لے آیا تو بہت مسرور ہوئی اور اُٹھکر دونون ہاتھون سے ملا مین لیکر پاس اپنے بٹھایا اور ضرغام کو باندھ دیا افراسیاب نے اپنی جگہ پر قائم ہو کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل و نقارے خوشی کے بجا دو کہ شیتور کو خداوند ساحران نے آنکے یہ کہکر ضرغام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ حیرت نے کہا آج شہریار آپنے کھانا دو روز سے نہین کھایا ہو پہلے کچھ نوش کر لیجیے تو پھر ضرغام کو قتل کیجیے افراسیاب راضی ہو گیا حیرت جادو نے بہیر جادو کو بلا کر کہا کہ خوان خاصہ کے اگر تیار ہو گئے ہون تو جلد لے آؤ وہ فوراً بموجب حکم کے روانہ طرف باورچخانہ کے ہوا قضا کار چالاک بھی اُس مقام پر موجود تھا اُسنے جو یہ سب حال سُنا تو ایک دیگ شو کی صورت بنکر جلدی سے باورچی خانے مین جاکر داخل ہوا وہان بکاول کہ اُستاد زمانہ تھا وہ بیٹھا ہوا مرغ پلاؤ کو دم دے رہا تھا اور اُسمین داغ لگ چکا تھا اُسکو خبر نہ تھی چالاک نے بوپا کر اُسکو اطلاع کر دی وہ اِس سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ارے تجکو بھی معلوم ہوتا ہو کہ کھانا پکانے مین بہت دخل ہے اِسنے کہا کہ مین سب طرح کے کھانے تیار کر سکتا ہون اُسنے سُنکر اُسکو بھی شریک اپنا کر لیا پھر تو اُنھون نے ہر ایک پتیلی اور دیگچے کے سرپوش کو اُٹھا کر دیکھنا شروع کیا اور اُسمین بیہوشی کو ڈالدیا غرض جتنے کھانے اور سالن تیار تھے سب مین بیہوشی کو ملا دیا اسمین بہیر بھی آکر پہونچا اور کہا اُسنے کہ جلد خاصے لے چلو داروغہ نے سوا سو خوان کھانے کے کسوا کر الیس باورچی ہمراہ لیے اور کہارون سے وہ خوان اُٹھوا کر سامنے افراسیاب کے لے گیا اور مجرا کر کے دسترخوان کو بچھایا اور کھانا سب قسم کا چُن دیا چالاک بھی ہمراہ تھا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ سب لوگ باہر اب نکلجائین کوئی شخص سوا اُنکے کہ جو شریک دسترخوان کے ہین نہ رہے اِس کلمے کو سنکر سلحر تو باہر چلے گئے مگر وہی سلحر جو کہ کھانا ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے اور باورچی بھی دور جا کے کھڑے ہوئے پھر تو افراسیاب

اور شیتور و حیرت وغیرہ سب او پر دستر خوان کے آکر بیٹھے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھاتے
شیتور کا سر جو پھرا تو اُسنے طرف افراسیاب کے ہاتھ روک کر دیکھا وہان اُسکا بھی مع حیرت کے
یہی حال تھا غرض حیرت نے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہوگیا ضرور کسی نے بیہوشی
ہمسبکو دی یہ کلمہ سنکر مع افراسیاب وغیرہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے واسطے تلاش عیار کے
ساتھ ہی اُٹھنے کے سبکو چھینک آئی اور تڑاق سے اوپر زمین کے گر پڑے یہ ماجرا دیکھکر باورچی تو یہان
حیران ہوئے کہ یہ کیا سبکو ہوگیا وہ تو حیران تھے اور چالاک نے پکار کر کہا کہ ارے سب جلدی سے
لیٹ جاؤ کہ آفت آسمانی نازل ہوا چاہتی ہے وہ سب اُسکے کہنے سے خوف زدہ ہوکر آنکھین
بند کرکے اوندھے لیٹ رہے اُسوقت چالاک نے اپنا نعرہ کیا اور ضرغام کو اٹھا کر لیا مگر
دیکھا کہ اُس سے کھڑا نہین ہوا جاتا ہے سحر مین مبتلا ہے اسیر بھی اُسکا پشتارہ باندھکر اُٹھا اور طرف بارگاہ
جمشید کے روانہ ہوا باہر کے ساحرون نے اسکا پیچھا کیا مگر نپایا یہ صاف لیے ہوئے چلا گیا اثناء راہ
مین صرصر نے اسکو پشتارہ بدوش دیکھا لیکن خبر نہ ہوئی سیدھی اندر بارگاہ حیرت کے چلی آئی یہان
آکر سبکو بیہوش جو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کو ہوشیار کردیا اُسنے اُٹھکر بزور سحر ایک فلکہ ابر کا پیدا
کیا اور اُسمین سے ترشح ہونے لگا اُسکی بوند جس ساحر کے اوپر پڑی وہ ہوشیار ہوگیا اور اُٹھ کھڑا
ہوا غرض سب ساحر ہوشیار ہوئے تو نہایت پریشان ہوئے کہ ہمکو کس نے بیہوش کیا تھا اور ہم
کیونکر از خود رفتہ ہوگئے تھے افراسیاب نے سبکو متحیر دیکھکر کہا کہ تم کا ہیکو فکر کرتے ہو ارے
سبکو چالاک نے بیہوش کیا تھا وہ تو سنکر خاموش ہو رہے مگر نہایت شرمندہ ہوئے اور حال سنو
ضرغام کا کہ اُسکو چالاک لیے ہوئے سامنے جمشید کے پہونچا سب ساحرون نے ضرغام کو
دیکھکر تعریف چالاک کی کی لیکن ضرغام نے جو دیکھا کہ میرے پاؤن مین طاقت نہین ہے تو ضرغام
نے کہا کہ اب اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے کسواسطے کہ جب پاؤن بیکار ہوگئے تو پھر لطف
زندگی کا کیا باقی رہا جمشید نے سنکر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم تمہارے پاؤن درست کردینگے یہ کہکر ضرغام
کو اندر ایک مکان کے لیگیا کہ وہان کوکب نے ایک تالاب بنایا ہے اور نام اُس تالاب کا تالاب
قدرت رکھا ہے اسوجہ سے کہ اُسکے پانی مین یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مسحور ہوئے تو اُسکو ذرا سا
پلا دو وہ اچھا ہوجاتا ہے غرض ضرغام کو بھی اُسی تالاب پر لیجاکر اُسکا پانی تھوڑا سا پلا دیا پاؤن ضرغام

کھل گئے اسنے خوش ہوکر ہاتھ جمشید کا پکڑ لیا اور ارادہ چلنے کا کیا ساتھ ہی چلنے کے پاؤن ضرغام کا پھسلا ہرچند جمشید نے روکا مگر اُس سے نہ رک سکا بلکہ ساتھ ضرغام کے یہ بھی اندر تالاب کے گرا اور دونون تحت الثرے کو چلے گئے بعد گھڑی بھر کے دونون کے پاؤن زمین پر قائم جو ہوئے تو وہان ایک دروازہ نظر آیا یہ دونون اندر اُسکے داخل ہوئے تو پھر ایک میدان وسیع اُنکو دکھائی دیا کہ اُسمین تمام دوب لگی ہوئی تھی اسطرح کی کہ وہ بالکل سنہری منقش معلوم ہوتی تھی اور ہزارہا درخت عود وعنبر کے اُسکے بیچ مین لگے ہوئے تھے اور عجب طرح کی کیفیت دکھلاتے تھے کہ بیان سے باہر ہے یہ دونون کھڑے ہوکر اُس میدان کی سیر کرنے لگے پس ایکبار گی مرتبہ ہوا چلی اور قدرے گرد اڑکر ان دونون کے بیچ راہون مین آئی اور آکر اُس گرد نے جسم گھوڑونکے پیدا لیئے اور ان دونون کو لیکر اُڑ گئے بعد تھوڑی دیر کے ایک چاردیواری عقیق زرد کی اُنکو نظر آئی کہ اندر اُسکے ہزارہا من منقش کترا ہوا پڑا تھا اور ہوا سے اڑکر ہرچہار طرف کو جو وہ پھیلتا تھا تو گویا ستارے چھٹکے ہوئے تھے غرض وہ گھوڑے اُس پار دیوار کے ان دونون کو جو لیگئے تو دیکھا انھون نے کہ ایک بارہ دری وہان بنی ہوئی ہے اور اُسمین پانچ سو عورتین حسین اور صاحب جمال آپس مین ہولی کھیل رہی ہین اور ایک ایک اُنمین فلک حسن وجمال کی زہرہ و شمس و قمر اُنکے رخسارون پر بلا گردان شب دیجور اُنکے زلف سیہ پر قربان مسدس

گول گول ابھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ
صاف باطن کی طرح ہو صفت آئینہ
حسن خوبی کے ہین یہ دونون خزانہ معمور
رشک نرمی سے ہو امیدہ کا آٹا گیلا
جان وے مر مرکے اگر دیکھ لے مردہ صفا
بحر خوبی ہے صنم اور شکم صاف حباب
کر فلک مین آئے گا تین گر لچکا
مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو اختلاف

گنج خوبی کا ہے وہ مہر بر گنجینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
رنگ قاقم کا مکدر ہو قمر کا پھیکا
قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
فرش ہو جائے پھر سے پیٹ کو پکڑو سیماب
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چیتا
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون مثل میان

کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہے از راہ خطا	صدف گوہر عشرت مین ہم دو اک جا
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا	دون وہ تشبیہ لا حسنت کے مثل صبا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل پر سایا	عکس جاتشہ مین ہے جسم پری اُترا

پچکاریان جواہرات کی ہاتھون مین چڑھی ہوئی ہین دف بج رہے ہین قمقمہ عبیر وگلال کے
بروے آسمان اُڑ رہے ہین اور وہان سے بڑی دور تک ایک بنگلہ زنگاری ہے کہ اُسکے اوپر تو سو عورتین
زنگاری پوش کھڑی ہین القصہ ان دونون گھوڑون نے سامنے اُس بنگلے کے ان دونونکو
لیجاکر اُتار دیا اور آپ غائب ہو گئے یہ اندر اُس بنگلے کے جو داخل ہوئے تو دیکھا کہ کوکب تخت
طلائی پر بیٹھا ہوا ہے ان دونون نے سلام کیا اور جاکر سیون پر متمکن ہوئے ضرغام اس
بنگلے کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا کہ ویسا بنگلہ عمر بھر مین نہ دیکھا تھا اتنے مین کوکب نے جمشید سے
کہا کہ ای فرزند تم ہمارے تالاب سحر مین تو ٹھہر نہین سکے اگر تالاب افراسیاب کا ہوتا تو پھر تمسے
کیا ہو سکتا سواے اسکے کہ غرق ہو جاتے اِسکو خوب یاد رکھو کہ سحر کرنا بہت مشکل ہے جمشید تو خاموش
ہو رہا مگر ضرغام نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین حقیقت مین یہی ہے کہ برابر آپکے سحر کرنا بہت محال ہے کوکب
نے خوش ہو کر ایک انگشتری اور جمشید کو دی اور کچھ کان مین کہکر رخصت یہ دونون اوپر طاؤس
سحر کے سوار ہو کر روانہ ہوئے اب اِنکو تو راہ مین چھوڑو اب دو کلمے شیتور کے سنو شیتور کو جو فرصت
حاصل ہوئی تو اُسنے جھلا کے اپنے واسطے ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اور اُسمین چالیس
ساحر اپنے ہمراہ لیکر بیٹھا اور اسم سحر کا پڑھنے لگا اور رائی سرسون گوگل وغیرہ آگ پر ڈالنا شروع کیا
وہ جو جلی تو ایک شعلہ آتش پیدا ہوا اور صورت تیلہ کی ہو گیا اُسکو دیکھکر شیتور نے کہا کہ چالاک
کو جلد جاکر پکڑ لا وہ تیلہ اِدھر سے چلا اور اُدھر چالاک بارگاہ جمشید مین بیٹھا ہوا تھا اِس تیلہ نے
جاکر زنجیر کو اُسکی پکڑ لیا اور اِدھر کھینچا وہانکے ساحرون نے یہ ماجرا دیکھکر تیغ تبر گولہ فولادی
اُس تیلہ کے اوپر مارے مگر وہ مارا نہ گیا بلکہ یہ حال ہوا کہ جہان تیغ وغیرہ اُسکے اوپر پڑتا تھا وہ
مثل شعلے کے شق ہو جاتا اور پھر بدستور ہو کر چالاک کو لیے چلا جاتا تھا آخر کو کسی ساحر سے کچھ
نہو سکا اور وہ لیے ہوئے سامنے شیتور کے چلا گیا اُسنے چالاک کو دیکھکر اندر ایک پنجرہ آہنین
کے قید کرکے لٹکا دیا اور آپ سامنے پنجرے کے بیٹھ گیا اِدھر جمشید مع ضرغام جو چلا جاتا تھا تو

بھی آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت سحر پر اُس طاؤس سے اُتر کر متمکن ہوا سب ساحرون
نے حال چالاک کا بیان کر کے کہا کہ تیلہ شیتور کا اُسکو پکڑ کر لیگیا ہے ہمنے ہر چند چاہا کہ لیجانے
نہ دیوین مگر وہ لے گیا جمشید نے سنکر نہایت افسوس کیا اُسمین قران اور جانشور بھی آکر
پہونچے اور کہا اُنھون نے کہ شیتور نے اپنے واسطے بارگاہ علیحدہ کھڑی کروائی ہے اور اندر
اُسکے چالاک کو لیے بیٹھا ہے اور قفس آہنی مین قید کیا ہے ہمنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین اور چاہا
کہ اندر بارگاہ کے جا کر چالاک کو رہا کرلائین مگر کسی طرح سے پاس بارگاہ کے نہ جاسکے اسوجہ سے
کہ جب ہم قریب بارگاہ کے پہونچتے ہین تو اُدھر شعلہ آتش نکلکر ہمارے جسم کو جلا دیتا ہے ہم ناچار ہو
پھر آئے ورنہ چالاک کو لے آتے اس حال کو سنکر جمشید تھرا گیا اور غصہ مین آکر کہنے لگا قسم
ہے مجھکو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ اب مین بغیر لائے چالاک کے کھانا نہین کھانے کا پیچ
سب پینے اور حرام تصور کرلیا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ شیتور کی طرف چلا اور اندر بارگاہ کے
داخل ہوا وہ چالیسون ساحر جو کرسیون پر بیٹھے تھے اُسکو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوئے اور تیغ
تیغ ناریل مارنے لگے جمشید نے سب کے وار کو روک کر کچھ دانے ماش کے اُنپر پھینکے
تمام بدن مین اُنکے آگ لگ گئی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر شیتور
خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ناریل سحر کا اُسنے مارا اُسنے ناریل کو دیکھکر اسم رد سحر کا پڑھکر
پھونکا تو وہ ناریل اثناء راہ مین دو ٹکڑے ہو کر رہ گیا اُسکے پاس تک نہ آسکا پھر اُسنے گولہ
فولاد کا شیتور پر مارا اُسنے بزور سحر اُسکو موم کر دیا اور آپ ایک فیل مست کی صورت بنکر حملہ آور ہوا
جمشید بھی جلد لوٹ کر فیل مست بنا آپس مین ٹکر چلنے لگی جمشید کو غصہ تو حد سے زیادہ
تھا ایک ٹکر اس زور سے ماری کہ شیتور کو چکر آگیا اور تیورا کر گر کے بیہوش ہوگیا اسوقت
جمشید لوٹ کر بصورت انسان ہوگیا اور قفس کو چالاک کے اُٹھا لیا اور اپنے ہمراہ بارگاہ
مین اپنی لایا اور خوش وخورم اپنے تخت پر متمکن ہوا اُدھر خبر شیتور کی حیرت کو معلوم ہوئی
وہ سنتے ہی فوراً چلی آئی اور آکر دیکھا کہ شیتور مطلق بیہوش پڑا ہے اُسنے آب سحر کو چھڑک
کر ہوشیار کیا اور احوال پوچھا شیتور نے احوال جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اُسے سنکر شیتور
کو اپنے ہمراہ لیا اور بارگاہ مین آئی دلداری اور دلجوئی کرنے لگی اس اثناء مین ایک ساحر

تمیز جادو کا نامہ لیکر حیرت کے پاس آیا حیرت جادو نے نامہ کو لیکر کھولا اور پڑھا تو لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت جادو بدان و آگاہ باشی کہ مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون آج پانچ کوس پر خیمہ زن ہون کل تمھارے پاس سامری کی مدد سے ضرور پہونچ جاونگا حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہو کر خود واسطے پیشوائی کے سوار ہو کر روانہ ہوئی اور جا کر تمیز سے ملاقات کی اور اُسکو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آئی اور تخت پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا لا کر تمیز کو دیا ارباب نشاط آکر حاضر ہوئے سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا اُسوقت افراسیاب بھی بڑی عظم و شان سے آیا کہ چار سو عورتین یاقوت پوش چکیان ن الماس کی پھرائی ہوئین گگریان سونے کی کمر پر رکھے ہوئے ابر سرخ سر پر چھایا ہوا موتی برستے صدا جمشید و سامری کی بلند یہ بھی آکر تمیز سے ملا دونون بھائی آپس مین بیٹھکر باتین کرنے لگے جب وہ زمانہ آیا کہ بیضۂ زرین آفتاب جھولی مین مغرب کی رکھا گیا اور ساحرۂ شب نے عالم مین قدم رکھا اشعار

جو کین خورشید نے طے منزلین چار
گیا دن آئی شام روشنی بار
ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر

شام کو تمیز جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت لشکر سحر کو دم ملا یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاری سحر کی دونون لشکر مین شروع ہوئی بنگالی کانرو دیس کے ساحر ڈمرو بجانے لگے اگیاری کرتے تھے پڑھنت پڑھتے تھے بعض ساحر خون خوک سے نہاتے تھے بچہ ہاے خوک جھٹکا ہو رہے تھے مسان کی مٹی لاتے تھے کلچریان بھجنگے مسنٹ مین چڑھاتے تھے نقیب آوازین لگاتے تھے ساحران نامی کو غیرت دلاتے تھے ہنگامۂ عظیم برپا تھا منتر موہنی جو ہنی پڑھی جاتی تھین یہ منتر ہر ایک کے ورد زبان تھا چل دور کلوا بیر لہو چاٹ جان مانگ دشمن کا کلیجہ پران دکھا سے کلیجہ لیوے جان پڑھو منتر دیوالی مین الیسر باچا جو ہمارا کام نکرے دھوبی کے گندھین پڑے غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا آخر زلف شاہد شب کا جوڑا بند کھلا اور رخسار محبوبۂ عالم منور اور روشن ہوا اشعار

خبر دی جب صبح کی مرغ سحر نے
مچایا شور اور تو غا گجر نے
ستارون پر بلا لائی سفیدی

رخ افلاک پر آئی سفیدی　　||　　صبح کو مہرخ اور ملکہ بہار مع فوج اور لشکر بیشمار کے جانب میدان

مصاف روانہ ہوئین بحر فوج تلاطم پذیر تھا نہنگان بحر شجاعت و شناوران قلزم جلادت میدان مین جاتے تھے چنانچہ جب میدان مین پہونچے

نظم

ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد	سیہ شد زمین آسمان لاجورد	تو گفتی بدام اندر است آفتاب
دگر گشتہ خم سپہر اندر آب	ہمین چشم روشن جہان را ندید	سپہر و ستارہ سنان را ندید
ز دریا تو گوئی کہ برخاست موج	سپہ اندر آمد ہمین فوج فوج	برقین گرا کر جھاڑیان جھنڈیان

جلادین اور ابر سحر برسا گرد و غبار چھایا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمین گاہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر نقابت کی کہ کہان ہین جمشید و سامری اور کہان ہین زرد ہشت کوئی ایسا دلاور نامدار ہی کہ جو اس میدان مین آکر اپنا کچھ ہنر اور کرتب دکھائے اور نام کرے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے ملکہ حیرت جادو بھی ہمراہ شیتور کے بافوج قاہرہ میدان مین آئی اور زغال جادو تمیز جادو کی طرف سے میدان مین حیرت سے اجازت لیکر آیا اور ادھر مہر جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور مہر نے جا کر زغال کے ایک ناریل سحر کا مارا اُسکے سینے کو توڑ گیا اسمین تمیز جادو نے کہا کہ ایک ایک ساحر لڑیگا تو برسون مین فیصلہ لڑائی کا ہوگا بس مناسب ہی کہ مین خود جاؤن یہ کہکر خود میدان مین آیا

نظم

اندھیرا ہوکے وہ میدان مین آیا	بشکل شیر اُسکو سب نے پایا	ادھر سے مہرخ ذی ہوش و ذیجاہ
کہ ہی جادو کے فن سے خوب آگاہ	گئی میدان مین لڑنیکو اُس شے	کیے جادو کے اُسنے اُسپہ حملے
کہا اُسنے کہ او موذی بدکیش	قضا اب ہوگئی ہی تیری پیش	یہ کہکر بال اکھیڑے اپنے سر سے
ہوئے پوشیدہ وہ اُسکی نظر سے	بنا کچھ دم مین وہ شمشیر خونریز	بشکل برق روشن اور بہت تیز
کہین بنتا تھا وہ کچھ اور کہین یہ	غرض طالب ہر اک صورت مین تھا	پھر آخر نکلے بچھو آگے آیا
نہایت قہر و غیظ اُسنے دکھایا	پھر وہ صورت انسان کی بنا اور ایک ناریل سحر مہرخ پر مارا	

کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہوگئی لوگ اسکو لشکر مین اُٹھا کر لے آئے اُسوقت بہار جادو نے نکلکر اپنے سحر سے تمیز کے ناریل کو توڑ ڈالا اُسمین سے چند پھول کسی شے کے نکل کر زمین پر گرے اور فوراً کمھلا گئے اُسوقت بہار نے پکار کر کہا کہ اے بہار آؤ فوراً زمین سے غبار زرد

اُڑا اور دور تک چمن ہاے طولانی لاثانی پیدا ہو گئے اشعار

مکان مثل دل عارض مصفا
پھسل جائے نظر وقت تماشا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو
جو لیجائین دل عاشق سے قابو

پپیہون کا شور کرنا بلبلون کا چہچہانا ہواے سرد کے جھونکے تاک انگور پر عجب بہار گل کھلے ہوئے ہزار در ہزار کہین نرگس مصروف نگاہ بازی کہین سوسن کی زبان درازی کہین سنبل پر پیچ بہار لالہ و گل نظر عارف مین رنج فوارے سرکشی اور ابداری پر آمادہ آمادہ ساون بھادون نام فوارے چھوٹتے ہجوم ماہرویان ہر قدم پر نظر آتا تھا کہ دل بیتاب ہوا جاتا تھا اشعار

نظر آئے نہال سبز و شاداب
کہ جسکی دید سے خاطر ہو شاداب
ثمر خوش رنگ بیٹھے لہلہاتے
ہوا چلتی تو وہ جوبن دکھاتے

ملکہ بہار پاجامہ کمخواب کا بڑی آب و تاب کا پہنے پائنچے کلائیون پر ڈالے ماتھے پر افشان چنی ستارے فلک حسن مین چھٹکے ہوئے آنچل بلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے زلفین چہرے پر پیچ کھاتین چڈھون مین پاجامہ کی سلوٹین پڑی ہوئین بوٹ مینائی جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی چھڑی جواہر کی جگنو جڑی ہاتھ مین لیے ایک چبوترہ بلور کے استادہ ہی اور کنیزین اسکی تمیز وغیرہ ساحرون کو پکار رہی تھین کہ ای عاشقان ثابت قدم آؤ گلچینی گلشن جمال ملکہ بہار کرو ہواے باغ سحر جو وزان ہوئی اور خوشبو گلہاے سحر کی دماغ مین تمیز وغیرہ کی جو گئی تو وہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب میدان روانہ ہوئے اشعار

تو آنکھ مین نہ سرمہ و دنبالہ دار دے
مفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے
چھلا نہین تو چھلے کا گل ای نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہو کے ترش وہ مہر و ہزار دے
ہان وہ نشہ نہین جسے ترشی اُتار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
سے وام داغ دل سے سحر سوز آفتاب
وعدہ پہ روز حشر کے کوئی اُدھار دے
بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے
اس جبر پر تو ذوق نشہ کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

غرض سب مستانہ وار جھومتے ہوئے در باغ سحر پر آئے لیکن اُسوقت افراسیاب آگیا اور اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا تو کچھ سحر پڑھکے دستک دی کہ باغ ملکہ بہار مین آگ لگ گئی اور بہار بیہوش ہو گئی
اُسوقت جمشید کو غصہ آیا اور بہار کے بیہوش ہونے سے تمیز اپنے قابو مین آگیا اور
جمشید نے اُسکو للکارا اُسنے بزور سحر ایک شعلۂ آتش جانب جمشید دوڑایا جمشید نے رد سحر
کیا وہ شعلہ زمین مین غرق ہو گیا اور پھر اسنے زمین پر دو ہتڑ مارا تو تمیز گر پڑا اور قلا باز یان کھاتا ہوا
برابر جمشید کے آیا اسنے چاہا کہ تاریخ ماروں تا کہ کام اسکا تمام ہو جائے مگر وہ لوٹ کر
اژدہا بنگیا اور جمشید کو اُسنے نگل لیا اور اُڑ کر جانب آسمان روانہ ہوا اور پکار کر کہا کہ اے
حیرت جادو اب آپ پھر کر چلی آئیے کچھ ضرورت لڑنے کی نہین ہے کسواسطے کہ مطلب
جس شخص سے تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا تم کا ہے کو کھڑی رہو حیرت اس کلمے کو سُنکر مع اپنی
فوج کے چلی گئی ادھر کا بھی لشکر پھر آیا دلاوروں نے کمرین کھولین آسودہ ہوئے اور تمیز نے جمشید کو
اپنی بارگاہ مین لا کر اُگل دیا اور حیرت سے کہا کہ کل صبح کو اس نمکحرام کو زندہ چھوڑونگا ادھر تو
اُسنے یہ ارادہ کیا اور اُدھر فوج جمشید کی ناچار و مجبور ہو کر اپنے مقام پر چلی گئی اور آپس مین
بیٹھکر سب ساحروں نے کہا کہ اب جمشید کی جان دیکھا چاہیے کہ کیونکر بچتی ہے ضرغام و چالاک
اور جانسوز نے جو دیکھا کہ سب ساحر جمشید کے پریشان ہین تو یہ جدا جدا آپسمین مشورہ کرکے
تینوں واسطے رہائی جمشید کے روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے ضرغام اندر بارگاہ تمیز کے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا اور کھڑے ہو کر عیاری سوچنے لگا تمیز نے اسکو دیکھکر بنظر اول پہچان
لیا مگر واسطے امتحان کے ایک نارنج سحر کو آگے پھینکدیا اور کہا کہ اے خدمتگار اس نارنج کو اُٹھا لا
اِسنے جو ہاتھ اوپر نارنج کے ڈالا ہاتھ اسکا جل گیا تمیز نے اُٹھکر پکڑ لیا اور شیتور کے حوالہ کیا
اُسنے ضرغام کو باندھکر کہا کہ واقعی عیار عمرو کے بڑے فیلسوف اور مکار ہین اُسنے ہر صورت
ڈرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا اور جا کر اُس سے ضرغام کا حال بیان کیا اُسنے سُنکر
کہا کہ بہت خوب بات ہوئی کہ جو ضرغام عیار تمھارے ہاتھ لگ گیا اب اسکو جیتا چھوڑنا شیتور
نے کہا کہ اب بھلا مین اُسکو کب زندہ جانے دیتا ہوں یہ کہکر خاموش ہو رہا اور وہان جانسوز
اِسکی صورت بنکے پاس تمیز کے پہونچا پھر تمیز کے پاس آیا اور آکر اس سے کہا کہ وہ پہرے آچکی ہے آپ بھی

کسواسطے بیٹھے ہوئے ہین اُٹھکر اندر مسہری کے لیٹ رہیے تمیز اسکے کہنے سے اُٹھکر اوپر پلنگ کے لیٹ رہا شیتور علی بھی برابر پلنگ کے بیٹھ گیا وہ تو اپنا فرزند سمجھ کے خبر بھی نہوا اور اسنے ایک شیشی عطر کی اپنے پاس سے نکالکر کہا کہ مجکو حیرت نے دیا حضور بھی تو دیکھین کہ کیا عمدہ ہے تمیز نے اُس عطر کو لیکر ارادہ سونگھنے کا کیا تھا کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور آکر اُسنے ہاتھ تمیز کا پکڑ لیا اور کہا کہ خبردار اس عطر کو نہ سونگھنا یہ تمھارا بیٹا نہین ہے عیار ہے جانسوز زن قران اسکو بھی پکڑلو تمیز نے اس حال کو سنکر جانسوز کو بھی پکڑ لیا اور آکر اندر بارگاہ کے بیٹھا اور فراشون سے کہا کہ شمعین بہت سی جڑہادو مین صبح تک خود بیٹھا رہونگا کہ عیارون نے بیڈھب پیچھا لیا ہی فراشون نے سنکر داروغہ سے جاکر سب طرح کی شمعین طلب کین اُسنے دیدین انھون نے لاکر وہ بھی شمعین گل باندھکر جڑہادین اور وہ جلنے لگین کوئی دو گھڑی نہین گذری کہ تمیز سر پھیرنے لگا آخر کو سب بیہوش ہوکر رہگئے اُدھر چالاک نے دیکھا کہ اب کسیکو ہوش نہین ہے کسواسطے کہ یہ عیاری اسنے کی کہ داروغہ کو بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت بنا تھا اور شمعین بیہوشی کی فراشون کو دی تھین انھون نے نادانستہ روشن کردی تھین القصہ چالاک نے آکر پہلے تو سر تمیز کا خنجر سے کاٹ ڈالا کہ وہ جہنم واصل ہوا صدا اے دار و گیر بلند ہوئی زمانہ روشن سیاہ ہوگیا آندھی آئی اور آگ پتھر برسے اُسکا مرنا تھا کہ ضرغام و جانسوز بھی چھوٹ گئے اور جمشید کو بھی ہوش آگیا وہ تو اُڑکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور چالاک بھی ضرغام و جانسوز کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ جمشید کے آیا اُدھر تمیز کے مارے جانے کی خبر شیتور اور حیرت کو ہوئی تو وہ بیقرار ہوکر دوڑے آئے دیکھا کہ حقیقت مین تمیز کی لاش پڑی ہے پھر تو سب نے رونا پیٹنا شروع کیا اور لاش کو اُٹھاکر حیرت کی بارگاہ مین لیگئے اس عرصہ مین افراسیاب بھی یہ خبر سنکے آیا اور بیٹے بھائی کے واسطے خوب رویا اور شیتور کی تسلی کی اسنے ناچار صبر کیا اور نعش کو تمیز کی اپنے طور پر جلا پھونک دیا اُسوقت افراسیاب تو چلا گیا اور شیتور بارگاہ مین حیرت کی بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ بلور چار چشم جادو کا اسکے پاس آیا اسنے اسکو پڑھکر حیرت سے کہا کہ ملکہ بلور بھی کل حضور کے پاس حاضر ہوگی وہ سنکر خوش ہوگئی اور اُسنے اُس نامہ کی پشت پر تمیز کے مرجانے کا حال لکھکر نامہ بر کے حوالے کیا وہ تو لیکر چل نکلا مگر عیاران لشکر اسلام کو کب چین پڑتا ہے جانسوز بھی [illegible]

تھا اُسنے سب حال سنا اور وہ چھٹی اُس نامہ بر کے روانہ ہوا جب وہ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تو جانسوز
نے ایک ساحر کی صورت بنکر اُس سے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُسکو یقین ہوا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہمارے
ساتھ کا ہی اُسنے حال بلور چشم کا بیان کیا جانسوز نے سب کیفیت سنکر حلقہ ہائے کمند مارکے
اُسکو پکڑ لیا اور جلد اُسے بیہوش کر کے آپ اُسکی صورت ہو گیا اور چاہا کہ خنجر مارون تو پیچھے
سے آ کر کسی نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے اسنے جو دیکھا تو قران کو پایا جلدی سے اُٹھکر سلام
کیا قران نے کہا کہ برخوردار خبردار اُسکو ابھی قتل نکرنا بیہوش پڑا رہنے دے اور جس
کام کو جاتا ہی پہلے جا کر اُسکو انجام دے پھر اس سے سمجھ لینا یہ امر خلاف عیاری کے ہی اور ہوائے
اُسکے بتاؤ تو تمہی کہ تیرا ارادہ کیا ہی اور تو نے اسکو کیون گرفتار کیا ہی جانسوز نے کہا کہ کوئی بلور چشم
نامے ساحرہ آئی ہی تو یہ اُسکا نامہ بر تھا اسکو اس خیال سے پکڑا ہی کہ مین اسکی صورت بنکے اُسکو جا کر
قتل کرون قران نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو اُسکو اور زیادہ بیہوش کر یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوئے
جانسوز نے اسکو قرار واقعی بیہوش کر کے اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ اُسکی صورت بنکے
بموجب اُسکے کہنے کے اُس پار جو درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ لشکر عظیم الشان پڑا ہوا ہی اور خیمہ
بارگاہین استادہ ہین اور اندر بازار کے بارکون مین شیر آتشین اور اژدرو ہرن وغیرہ بھر رہے ہین
اور ہر ایک جگہ پر بنگلے نور کے پڑے جگمگا رہے ہین اور جابجا فوجین پڑی ہوئی سحر مین مصروف
ہین یہ بفراغت تمام سیر کرتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچ گیا کسینے نامہ بر تصور کر کے اپنے مالک کا
نہ روکا یہ بکشادہ پیشانی سیر بارگاہ کی جو کرنے لگا تو دیکھا اسنے کہ چار سو کرسی مگروہان شیر دہان
اور بصورت مار و اژدر وغیرہ کی بچھی ہوئی ہین اُنکے اوپر ساحر زبردست کال ڈال بشکل ہیبت
ناک بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت پر مرصع کے بلور چشم بھی بیٹھا ہوا ہی جانسوز نے بڑھکر
اُس نامہ کو اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے نامہ پڑھکر حال تمیز جادو کا جو دیکھا تو نہایت رویا اور
کہنے لگا کہ خیر مین کل چلکر اُن عیارون سے سمجھ لونگا جانسوز نے سنکر کہا کہ شیتور
نے کچھ اور زبانی بھی عرض کیا ہی تو اسکو علیحدہ چلکر سن لیجیے بلور اپنا ساحر تصور کر کے فوراً
اُٹھ کھڑا ہوا اور الگ گوشہ مین لیجا کر جانسوز سے پوچھا کہ شیتور نے اور کیا کہا ہی اُسکو
جلد بیان کرو جانسوز نے باتون مین لگا کر ارادہ اُسکے بیہوش کرنے کا کیا تھا کہ وہان ایک کوہی

اُترکر اُس ساحر کو بیہوش پڑا ہوا دیکھا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اسکو جو ہوش آیا تو اُسنے اُٹھکر ایک ہی گھونسا اُس بیچارے کو اس خیال سے مارا کہ شاید اسنے بیہوش کیا تھا وہ تو مفت مین جان بحق تسلیم ہوگیا اور وہ ساحر کہ نام اسکا پیک جادو تھا فوراً بھاگا ہوا بارگاہ بلور پر آیا یہان سب اسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اندر بارگاہ کے گیا تھا پھر باہر کیونکر نکل آیا مگر خاموش ہو رہے یہ سیدھا اندر بارگاہ کے اُس مقام پر چلا گیا کہ جہان بلور اور جانسوز باتین کر رہے تھے اب جو بلور چشم نے اسکو دیکھا تو یہ بھی پریشان ہوگیا اور اس سے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اس نے سب حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین پیک جادو ہون اور یہ نہین معلوم کہ کون شخص ہے جانسوز نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا اسوجہ سے کہ وہ دو ساحر ہوگئے تھے آخر کو بلور چشم نے جانسوز کو پکڑ لیا اور حال بھی اسکا دریافت کر لیا کہ عیار ہے اور آکر اپنے تخت پر بیٹھا اور سب ساحرون سے کہا کہ یہ عیار یہان بھی عیاری کرنے کو آیا تھا مین نے پکڑ لیا ہے اب اسکو اے بلا آہنگ جادو تم پاس شیشتور کے جلد پہونچاؤ وہ کافر جانسوز کو لیکر اسیوقت روانہ ہوگیا اور لیے ہوئے اُسطرف کو آیا کہ جدھر مہتر قران تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ میرے فرزند کو ایک ساحر لیے جاتا ہے تو جلدی سے ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے بلا آہنگ کے آئے اور اُسکو باتون مین لگا کر ایک ہی خذہ اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ مر گیا جانسوز کو قران نے رہا کر کے چھوڑ دیا قضا را کار چالاک بن عمرو یہ ماجرا ایک درہ کوہ سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ اکبارگی افراسیاب کے غلام کی صورت بنکر بھاگ کر بارگاہ مین بلور کے پہونچا اس ہیئت سے کہ نام افراسیاب کا اوپر ماتھے کے کندہ تھا اور تصویر گلے مین پڑی ہوئی تھی بلور چشم نے اسکی صورت کو دیکھا اسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ افراسیاب نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا کہ اب جس عیار کو تم پکڑنا تو خبردار اپنے ساتھ لے آنا کسواسطے کہ بلا آہنگ تمھارا مارا گیا اور وہ جانسوز عیار چھوٹ گیا اس حال کو سُنکر بلور چار چشم نے واسطے بلا آہنگ کے نہایت افسوس کیا اور چالاک کو غلام افراسیاب کا تصور کر کے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اسنے خلعت کو پہنکر عرض کیا کہ غلام اب حضور ہی کے ساتھ چلیگا کون ضرورت ہے کہ رات بھر کے واسطے چلا جاؤن بلور نے کہا بہت اچھا یہ کہکر اوپر پلنگ کے پہر رات گئے جا کر لیٹ رہا اور دوسرا پلنگ واسطے چالاک

سے برابر اپنے بچھوادیا یہ اُسکے اوپر لیٹ رہا اور اُسنے قنات اپنی اور اُسکے درمیان مین کھنچوادی بھلا اُسکو کب نیند آتی ہی یہ لیٹا ہوا جاگا کیا جب کوئی دو پہر رات آئی تو اُسوقت اُٹھکر طرف بلور کے چلا نگہبانون نے اسکو روکا اُسنے اُنسے کہا کہ مجکو اُنسے کچھ بات ضروری کہنا ہی اسواسطے جاتا ہون وہ سب سنکے خاموش ہوگئے یہ سیدھا اندر قنات کے چلا گیا اور وہان جاکر بلور کو بیہوش کیا کہ وہ سو رہا تھا بعد اسکے لپشتارہ اُسکا باندھکر پشت پر لگایا اور نقب دیکر اُسی راہ سے لیے ہوئے صاف نکل گیا اور جاکر بڑی دور نکلا وہان سے ایک چشم زدن مین اندر بارگاہ جمشید کے پہونچ گیا اور ہاتھ باندھکر جمشید سے کہا کہ مین اُس بلور چار چشم کو لے آیا کہ جسکا بڑا شہرہ تھا یہ کہکر پشتارے کو رکھدیا اور چاہا کہ کھولون اس عرصے مین اسکو بھی ہوش آگیا تھا وہ خود بخود پشتارے مین سے نکل آیا اور بزور سحر سانپ بنکے چالاک سے لپٹ گیا اور لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور پہونچکر سب سے حال بیان کیا وہان جمشید کو جو صدمہ ہوا تو وہ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور چالاک کے رہا کرنے کو بلور کی بارگاہ مین چلا آیا اور چالاک کو پیچھے دیکھا آگ ہو گیا اور ایک گولہ فولاد کا اوپر بلور کے مارا اُسکے اوپر مطلق اثر نہوا اور اُسنے سحر کر کے اسکو بھی پکڑ لیا اور اُسیوقت کوچ کر کے دونون کی قید کو ہمراہ اپنے لیا اور لیکر وہان سے چل نکلا تھوڑی دور پر جاکے میدان مین خیمہ کیا اور گرد فوج کا پہرہ مارے خوف کے مقرر کیا قضاء کار کوکب روشن ضمیر کو جو خبر ہوئی کہ بلور چار چشم نے میرے فرزند کو گرفتار کیا ہی تو وہ جھلا کے خود آیا اور آتے کے ساتھ ہی سحر اس طرح کا کیا کہ لوگ بلور کے آپس مین لڑنے لگے اور تلوار بزور ہو رہی تھو رہے باہم چلنے لگی پھر تو کوکب نے سامنے بلور چار چشم کے جاکر اپنا نعرہ کیا اُسمین ایک پنجہ پیدا ہوا اور بلور کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لیے ہوئے چلا گیا بعد اسکے دو پنجے پیدا ہوئے ایکنے چالاک کو اُٹھا لیا اور دوسرے نے جمشید کو وہ دونون بھی ان دونون کو لیکر راہی ہوئے اور لیجاکر کوکب کے مکان مین چھوڑ دیا جمشید نے کوکب کو دیکھکر سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا تو دیکھا کہ بلور بھی سحر مین گرفتار سامنے کوکب کے کھڑا ہوا ہے اسکو تو کمال خوشی ہوئی اور اُدھر افراسیاب کو جو خبر ہوئی وہ بھی سبکی نظرون سے پوشیدہ ہوکر مکان مین کوکب کے آیا اور پنجہ بنکر بلور چار چشم جادو کو اُٹھا کر لیگیا یہ کہتا ہوا کہ مین افراسیاب جادو لیے جاتا ہون اپنے طرف دار کو کوکب ماجرا دیکھکر

خاموش ہورہا جمشید اور چالاک کو کچھ سمجھا کے رخصت کردیا یہ دونون اپنی بارگاہ مین چلے آئے
اور وہان افراسیاب نے بلور کو اُسکے لشکر مین پہونچا دیا وہ تمام اپنے لوگون کو لیکر بارگاہ
حیرت مین داخل ہوا اور اُس سے ملاقات کی مگر صدمہ جو اپنے گرفتار ہونے کا تھا تو اسوجہ
سے نہایت آزردہ خاطر تھا اُسیوقت طبل جنگ بجوادیا جمشید کو یہ خبر ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوادیا
صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے اور قاطر جادو بلور کی طرف سے نکلا ملکہ اختر بنت سہیلان
فیل زور شمشیر زن نے ادھر سے نکلکر اُسکو ایک ہی نارنج سحر مارا کہ وہ جل گیا دوسرا ساحر اور
نکلا اُسکو بھی مارلیا غرض شام تک چالیس ساحر بلور کے نامی ملکہ اختر نے واصل جہنم کیے اور طبل
آسایش بجا کے پھر گئی جمشید نے زر و جواہر بیشمار ملکہ اختر کے اوپر سے خوش ہوکر نثار کیا
اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میخواری مین مصروف ہوا اُدھر افراسیاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
کہ صرصر نے آکر مجرا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کہ کیون اے صرصر تجھسے ان عیارون کے باب مین اب کچھ
نہو سکیگا اُسنے کہا کہ لونڈی سے سب کچھ ہوسکیگا اگر فرمائیے تو ابھی ملکہ اختر کو جا کر لے آؤن افراسیاب
نے کہا کہ خیر بہتر ہے جاؤ اُسکو لے آؤ صرصر رخصت ہوکر بصورت چالاک بنی اور بارگاہ جمشید
مین پہونچکر ملکہ اختر کو اشارے سے بُلا کر گوشہ مین لیگئی وہ چالاک کے شبہہ مین چلی گئی صرصر نے اسکو
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہوکر بارگاہ حیرت مین لے آئی اور کہا کہ لیجئے ملکہ اختر حاضر ہے مین اسکو
لائی حیرت جادو وغیرہ دیکھکر بہت خوش ہوئین اور تعریف صرصر کی کی چالاک دربارگاہ پر کھڑا
ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ تو بڑا ستم ہوگیا کہ صرصر
ملکہ اختر کو لے آئی اسکو بہر صورت لیچلو یہ تو اس فکر مین تھا اور افراسیاب نے صرصر کو واسطے
مصور جادو کے روانہ کیا کہ جاکر بلا لاؤ وہ جو اُس طرف کو بارگاہ سے نکل کر چلی تو چالاک صبارفتار
کی صورت بنکر اُسکے پیچھے ہوا مگر قابو عیاری کرنے کا نملا وہ سامنے مصور کے پہونچ گئی اور اُس سے
کہا کہ آپ کو افراسیاب نے یاد کیا ہے جلد تشریف لیچلیے اُسنے سُنکر کہا کہ تم چلو مین آتا ہون
بس صرصر کا جانا تھا کہ صبارفتار سامنے مصور کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ صرصر تمکو واسطے
تمھارے ہمراہی کے چھوڑ گئی ہے تو اب مین تمھارے ساتھ چلونگی مصور جادو خاموش
ہورہا اور ایک قنات صحن مین کھنچی ہوئی تھی اُٹھکر اندر اُسکے چلا گیا صبارفتار عمل بھی

ساتھ اُسکے چلی گئی اُسنے دیکھکر کہا کہ تو کاہے کو آئی ہے اسنے کہا کہ مین بھی یونہین چلی آئی ہون اگر آپکا
اگر آپکا کچھ ہرج ہو تو مین چلی جاؤن وہ صبا رفتار سمجھ کے چپ ہو رہا اور کپڑے پہننے لگا اس نے
پیچھے سے جاکر حلقہ اُسکے کمند مارکے اُسکو بیہوش کرکے ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے باہر نکلا
اور صورت نگار کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا وہ اپنا خاوند سمجھ کے باتین کرتی ہوئی
اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوئی اور افراسیاب کو مجرا کرکے دونون اپنے مقام پر بیٹھ گئے افراسیاب
نے مصور کو دیکھکر کہا کہ ملکہ اختر کو صرصر پکڑ لائی ہے سو یہ موجود ہے مصور عملی نے سنکر طرف
ملکہ اختر کے دیکھا اور کہا کہ ای خداوند ساحران اسکو میرے حوالے کیجیے مین اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا افراسیاب نے کہا بہتر ہے تمھین اسکو قتل کرو پس مصور نقلی اٹھکر
پاس ملکہ اختر کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ مین مصور نہین ہون چالاک ہون تمھارے
رہا کرنے کو اس صورت سے آیا ہون اب تم ایک کام کرنا کہ جسوقت سحر تمھارے اوپر سے مین اُتروادون
تو تم اُسوقت نکل جانا پھر مین بھی چلا آؤنگا ملکہ اختر یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ
بہت اچھا القصہ چالاک ملکہ اختر کو تعلیم کرکے اُسی صورت سے پاس افراسیاب کے
آیا اور کہا کہ اب تم اپنا سحر اُتار لو ملکہ اختر کے اوپر سے مین اپنے سحر مین گرفتار کرکے قتل کرونگا
افراسیاب راضی ہوگیا اور سحر اپنا اُتار لیا ملکہ اختر نے اپنے جسم کو سبک جو پایا تو اُڑکر سوئے آسمان
روانہ ہوئی پھر تو چالاک بھی جست کرکے مثل برق کے نکل گیا اور جاکر بارگاہ جمشید مین
برابر ملکہ اختر کے پہونچا مہرخ وغیرہ ان دونون کو دیکھکر شاد ہوگئین ملکہ اختر نے چالاک کی
تعریف کی اور کہا کہ مجکو مصور کی صورت بنکر رہا کر لایا ہے یہ کہکر اپنے مقام پر قائم ہوئی اور
وہان افراسیاب کو جو معلوم ہوا کہ چالاک ملکہ کو رہا کر لے گیا تو نہایت شرمندہ
ہوا اور حیران ہو کر دل مین فکر کرنے لگا اتنے مین صورت نگار نے رونا شروع کیا اور کہنے
لگی کہ میرا تو گھر اُجڑ گیا اور راج سہاگ سب برباد ہوا نہین معلوم کہ چالاک نے مصور کو کیا زندہ
بھی چھوڑا یا کہ مار ڈالا یہ کہکر اُفتان وخیزان باحال پریشان واسطے تلاش چالاک کے روانہ ہوئی مگر پہلے
اپنے مکان مین آئی دیکھا تو مصور بیہوش پڑا ہوا ہے فوراً اپنی سحر کا چھڑک کر ہوشیار کردیا
اور آپ پھر فکر مین چالاک کے نکلی یہان مصور نے اُٹھکر لوگون سے پوچھا کہ ملکہ صورت نگار

کہاں گئی ہوئی ہیں اُنھوں نے کہا کہ وہ تو آپ ہی کے ساتھ گئی تھیں مجھسے آپ کیا سمجھ کے پوچھتے ہیں
میں اتنا جو سُنا اس نے تو یہ سمجھ گیا اور کہا کہ وہ صبا رفتار نہ تھی کوئی عیار تھا میری جورو کو میری
صورت بنکے شاید لے گیا یہ سوچکر دیوانہ وار گھبرایا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا وہاں جاکر دیکھا کہ
صورت نگار بھی چلی آتی ہے تو اُس نے اسکو روک لیا اور پرسان حال ہوا صورت نگار نے
تمام حال چالاک کی چالاکی کا بیان کیا اور کہا کہ میں پکڑنے کو جاتی ہوں تم کیوں چلے آئے
القصہ مصور تو پھر کر اپنی بارگاہ میں صورت نگار کے کہنے سے چلا آیا مگر اسکو بھی جانے
نہ دیا اور سمجھا کر ساتھ اپنے پھیر لایا کہ وہ کہاں جاسکتا ہے ہم سمجھ لیں گے صورت نگار بھی ساتھ اسکے
چلی آئی اور آکر اپنی بارگاہ میں یہ دونوں بیٹھے اور افراسیاب بارگاہ حیرت جادو میں
بیٹھا ہوا تھا کہ جوڑی ہرکارے کی آئی اور آکر اُنھوں نے دعا دیکر کہا کہ میخوار دوسر جادو یہاں
حضور کے آتا ہے وہ کہی رہے تھے کہ میخوار بھی آکر پہونچا افراسیاب نے خوش ہوکر اسکو گلے
سے لگا لیا اور برابر اپنے کرسی پر بٹھایا اس وجہ سے کہ یہ ساحر زبردست ہے اور افراسیاب اسکو
اپنا قوت بازو جانتا ہے القصہ جب میخوار بیٹھ چکا تو افراسیاب نے تمام حال عیاروں کی
سینہ زوری کا اور جمشید کی زبردستی کا روبرو اُس کے بیان کیا اُس نے سنکر کہا کہ آپ ناحق کو
جمشید سے ڈرے جاتے ہیں اگر فرمایئے تو میں ابھی پکڑ لاؤں اسکی اصل کیا ہے افراسیاب
نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر اسکو پکڑ لاؤ تو گویا فیصلہ لڑائی کا ہوگیا میخوار نے سنکر
استقام جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ جمشید بن کوکب کو اسکی بارگاہ سے جلد جاکر
پکڑ لا وہ موجب اس کے حکم کے فوراً روانہ ہوئی اور بارگاہ جمشید میں جاکر پہونچی اور باآواز بلند
پکار کے کہا کہ میں جمشید کے لینے کو آئی ہوں تم میں سے جس ساحر کو دعوے ہو وہ
جمشید کو روک لیوے اس کلمے کو سنکر سب ساحروں نے حربہ ہائے سحر کے وار کیے اور روکا
اسکو مگر کوئی سحر کارگر نہوا اسوقت چالاک نے جمشید کو اشارے سے الگ بُلا کر ایک کمرے
میں بٹھلایا اور کہا کہ جب تک میں نہ آؤں تم اسی مقام پر بیٹھے رہنا اُس نے منظور کر لیا
پھر تو چالاک جمشید کی صورت بنکر باہر آیا سامنے استقام کے اور کہنے لگا کہ تو مجکو لیا نے
جائے گی چل میں تیرے ساتھ خود چلتا ہوں وہ جمشید کو سمجھکر خاموش ہورہی اور اپنے ساتھ

لیے ہوئے خوش و خرم چل نکلی اثناے راہ مین چالاک نے اُس سے کہا کہ مین بہر صورت افراسیاب
سے راضی ہون مگر نہین معلوم کہ یہ لڑائی آپسمین ناحق کو کسکی وجہ سے ہوئی اور مطلق حال
نہین کھلتا ہی غرض اسطرح کی باتین کرتا ہوا در بارگاہ تک پہونچ گیا اور کوئی تدبیر اور ڈھب
نہ لگا کہ اُسکو راہ ہی مین مار لیتا آخر ناچار ہو کر اندر بارگاہ کے جب جانے لگا تو اُسکو آگے
کیا اور آپ اُس کے پیچھے ہو لیا جبکہ دو چار قدم کا فاصلہ ہو گیا تو اُسوقت کلاگوپن مین پتھر رکھکر
جو مارتا ہی تو وہ پتھر اُس کے سر پر پڑا اور سر اُسکا پھٹ گیا چیخ کھا کر زمین پر گر پڑی فورًا
مر گئی سانس بھی نہ لی پھر تو چالاک مثل برق کے چلکر بارگاہ جمشید مین آیا اور آکر کہا کہ مین
نے اُس لکاتہ استقام کو خدمت مین سامری کے پہونچا دیا جمشید سنکر شاد ہو گیا اور آکر اپنے
تخت پر قایم ہوا چالاک بھی کرسی پر متمکن ہوا اور اُس کافر افراسیاب کو جو اطلاع ہوئی کہ استقام
کو بھی چالاک نے آکر در دولت پر مار ڈالا تو وہ نہایت برہم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین خود
جاکر اُس ناعیار کو ابھی پکڑ لاتا ہون میخوار نے منع کیا اور کہا کہ آپ کیون تکلیف کرین مین اُسکو
لیے آتا ہون ہر چند افراسیاب نے منع کیا مگر اُس نے نہ مانا اور چالاک کی فکر مین بزور سحر اُڑکر
بارگاہ مین جمشید کی آیا چالاک تو اُسکی آمد مین نکل گیا اور اُس نے تمام بارگاہ مین تلاش کیا لیکن
اُسکو نہ پایا آخر کو ناچار ہو کر ڈھونڈھتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا وہان قران ایک ساحر کی صورت
بنے ہوئے استادہ تھے اُس نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ ادھر سے کوئی بھاگا ہوا تو نہین گیا ہی قران
نے کہا کہ ایک عیار کو تو مین نے اندر ایک درہ کوہ کی ابھی باندھکر چھوڑ دیا ہی تم چلکر دیکھو اُسکا نام
سے آگاہ نہین ہون میخوار نے کہا کہ مین تو چالاک کی فکر مین نکلا ہون ذرا چلکر دکھلا دو تو شاید
کہ وہی ہو قران نے کہا کہ بہت اچھا چلیے یہ کہکر اندر درۂ کوہ کے میخوار کو لے گیا اور وہان
جاکر کوئی دو قدم پیچھے رہ گیا اور حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو کھینچ لیا بعد اُس کے جلدی
سے بیہوش کر کے اُسکو پشتارے مین باندھ لیا اور لے کر طرف بارگاہ جمشید کے سیدھا
چلا گیا اُسکو تو راہ مین چھوڑ دو اور چالاک طرف بارگاہ حیرت کے ایک ساحر کی صورت
بنکر اس خیال سے چل کھڑا ہوا کہ کوئی عیاری اگر بن پڑے تو اُسکو عمل مین لاے کچھ اِسی خیال
مین جاتے جاتے طرف بارگاہ گوہر جادو کے جو نکلا تو دیکھا اس نے کہ گوہر جادو اپنی

بارگاہ میں بیٹھی ہوئی ہے اُس نے اسکو دیکھ کر جلدی سے اپنی صورت ایک مُنی کی لڑکی کی ایسی بنائی اور
تتلا بازبان گھاتی ہوئی روبرو گوہر کے پہونچی اُس نے اسکو دیکھکر سامنے اپنے بُلایا اور پوچھا
اس سے کہ تو اکیلی ہے یا کوئی تیرا وارث بھی ہے اس نے کہا کہ مین تو اکیلی ہون اور کوئی میرا عزیز
و اقارب نہین ہے دن بھر مین جو کچھ کہ میسر آجاتا ہے اُسکو کھا کر جس مقام پر جگہ پاتی ہون رات
کو پڑ رہتی ہون گوہر جادو نے سُنکر کہا کہ ہمارے پاس تو رہیگی اُس نے کہا کہ مین تو خدا
سے یہی چاہتی ہون کہ کوئی مجھکو اپنے پاس رکھ لیوے خداوند سامری اور جمشید حضور
کا بھلا کرینگے جو آپ میری پرورش فرماوینگی مین حاضر ہون گوہر جادو نے فوراً اُسکو
حمام کروا کے کپڑے اپنے پاس سے بہت بھاری اسکو پہنائے اور کہا مین نے
اپنی دختر تجھکو کیا یہ کہکر پاس اپنے بٹھا لیا اور نہایت خاطرداری کی پلنگ اپنے برابر
اُسکے سونے کے واسطے بچھوا دیا جبکہ رات ہوئی تو کھانا اپنے ساتھ کھلایا اور برابر اپنے
پلنگ کے جو پلنگ بچھوایا تھا اُس کے اوپر کہا کہ آرام کرو یہ اُس نے اور جا کے لیٹ رہی وہ
اپنے پلنگ پر دراز ہوئی چالاک نے پہر رات گئے اسکو تو بیہوش کر کے کسی کونے مین ڈالدیا
اور آپ اُسکی صورت بنکر پکارا کہ ارے ساحرو دوڑو آؤ وہ لڑکی نٹ کی نہ تھی کوئی عیار تھا
وہ بھاگ گیا مگر بڑی خیر گذری کہ مین اُس کے ہاتھ سے بچگئی لوگون نے سُنکر زر و گوہر
تصدق اُتارا اسمین صبح ہو گئی اور گوہر نقلی سوار ہو کر اندر بارگاہ حیرت کے پہنچی اور اپنی
جگہ پر سلام کر کے متمکن ہوئی اور قران کہ وہ جو پشتارہ میخوار کا لیے ہوئے طرف بارگاہ
جمشید کے چلا آتا تھا بسبب سحر کے پشتارہ اسقدر بھاری ہو گیا تھا کہ قران کو چلنا دشوار
ہو گیا آخر کو تھک کر قران نے پشتارے کو تو ایک مقام پر گوشہ مین رکھدیا اور
آپ بارگاہ میں چھوڑ کر اکیلا چلا آیا اُدھر اسکو بھی ہوش آگیا وہ اُٹھکر سیدھا طرف بارگاہ
حیرت کے روانہ ہوا اور جا کر اندر بارگاہ کے جہکا بیٹھ رہا چالاک بھی بصورت گوہر
بیٹھا ہوا تھا کہ صرصر بھی آکر پہونچی اور اُس نے بنظر اول چالاک کو پہچان لیا کہ گوہر
جادو نہین ہے مقرر چالاک ہی ہے سمجھکر قریب چالاک کے آئی اور کہنے لگی کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ اتنے ساحرون مین اس طرح سے آکر بیٹھا ہوا ہے اور کچھ خوف بھی

خطر تجکو نہین ہی یہ کہکر ارادہ اِس نے کیا کہ حیرت سے کہدون مگر افراسیاب بھی بیٹھا ہوا تھا
اِس لیے کہنا مناسب نجانا اور یہ سوچی کہ صنعت سحر ساز سے چل کر اطلاع کرو وہ اُسکو گرفتار
کریگی یہ تصور کرکے پاس صنعت کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ چالاک گوہر جادو کی صورت
بنا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے بیٹھا ہوا ہے ضرور کسیکو آج قتل کریگا آپ جاکر پکڑ لیوین صنعت سحر ساز
ساتھ ہی سُننے کے سوار ہو کر چل کھڑی ہوئی قضا رکار ملکہ اختر بھی بارہ سو ساحر ہمراہ لیے
ہوے واسطے سیر کے نکلی تھی اثنار راہ مین اندر ایک صحرا کے سامنا صنعت سحر ساز سے
ہوگیا چالیس ہزار ساحر ہمراہ صنعت کے بھی تھے اختر نے جو اسکو روکا تو لڑائی ہونے لگی
اُس کے ساتھ چالیس ہزار ساحر تھے اسوجہ سے بارہ سو ساحر ملکہ اختر کے سب مارے گئے
صرف اکیلی ملکہ اختر رہگئی اُسوقت صنعت اور ملکہ اختر سے سامنا ہوگیا وار و اقعی آپسمین
اُنمین چلین آخر کو دونون بیہوش ہوکر اوپر زمین کے گر پڑین اسمین افراسیاب بھی
خبر اسکی سُنکر چل کھڑا ہوا تھا اُسوقت آکر پہونچا تو صنعت اور ملکہ اختر کو بیہوش پڑے
زمین پر دیکھا دونون کو اُٹھا کر ایک کوہ پر لے گیا اور وہان لیجاکر صنعت کو تو ہوشیار
کیا اور اُس سے احوال پوچھا اُس نے کہا کہ چالاک بن عمرو تمھاری بارگاہ مین گوہر
بنا ہوا بیٹھا ہی تو اسکی خبر سُنکر مین اُس کے گرفتار کرنے کو چلی تھی اثنار راہ مین ملکہ اختر سے
ملاقات ہوگئی وہ لڑنے لگی آخر کو میرے اور اُس کے سامنا ہوگیا وہ میری ضرب سے
بیہوش ہوئی اور مین بھی اسکی ضرب سے بیہوش ہوکر رہگئی تو آپ اُٹھا لائے اِس
حال کو سُنکر افراسیاب نے کہا کہ خیر حال معلوم ہوا اب تم تو اپنے لشکر مین جاؤ وہان سے سوار
ہوکر چلی آنا اور مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین یہ کہکر ملکہ اختر کو لیے ہوے اندر
بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور صنعت سحر ساز اپنے لشکر مین چلی گئی افراسیاب
نے یہان آکر چالاک کو بھی پکڑ لیا اور اُس سے پوچھا کہ گوہر جادو کہان ہی اُس نے کہا
کہ مین گوہر سے آگاہ بھی نہین ہون کہ وہ کہان رہتی ہے اتنے مین گوہر کو بھی ہوش آگیا
وہ بھی آکر بارگاہ مین بیٹھی افراسیاب کو اطمینان حاصل ہوا پھر تو ملکہ اختر اور چالاک
کو اُس نے باندھ کر سامنے اپنے استادہ کیا اور حال سُنیے صنعت کا کہ وہ جو طرف اپنے

لشکر کے جاتی تھی تو اُسکو ضرغام نے اندر ایک صحرا کے جاتے ہوئے دیکھا فوراً ایک ساحرہ
کی صورت بنکے ہمراہ اُسکے ہولیا وہ خواص افراسیاب سمجھکر خاموش ہو رہی اور پوچھا کہ تمکو
افراسیاب نے کسواسطے بھیجا ہے اُسنے کہا کہ واسطے آپ کی حفاظت کے مجکو روانہ کیا ہے
اس خیال سے کہ کوئی عیار راہ مین دغا نہ کرے صنعت نے اس کلمے کو سنکر ہمراہ
اپنے ضرغام کو لیلیا اور تمام حال اپنی لڑائی کا اس سے بیان کرتی ہوئی جاتی تھی یہ بھی ہان
مین ہان ملاتا ہوا تھوڑی دور تو چلا گیا بعد اسکے غافل کر کے حلقہ ہائے کمند مارکے
اُسکو پکڑ لیا اور بیہوش کر کے اندر درۂ کوہ کے اُسکو تو ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے
اُسکے لشکر مین پہونچا اور سبکو دیکھ بھال کے اُسکے تخت پر سوار ہوا اور بڑے عظم و شان
سے اگر بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوا اور سلام کر کے اوپر کرسی کے بیٹھ گیا افراسیاب
نے پوچھا کہ مزاج تو آپکا اچھا ہے اُسنے کہا کہ آپکی عنایات سے اچھی تو ہون مگر عیارون نے
ناک مین دم کر دیا ہے امیدوار ہون کہ چالاک اور ملکہ اختر کے اوپر سے آپ سحر اپنا اُتار لیوین
اور مجکو اجازت دیوین کہ مین ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کر کے اپنے مکان مین لیجاؤن
اور وہان سر ان دونون کے کاٹ ڈالون افراسیاب نے کہا کہ بہت اچھا اور سحر اپنا
دونون کے اوپر سے اُتار لیا صنعت عملی نے پاس دونون کے جاکر چپکے سے کہا کہ مین ضرغام
ہون اب تم کسواسطے کھڑی ہو جلد جاؤ پس چالاک و ملکہ اختر کو کمال خوشی حاصل
ہوئی اور اُڑکر ملکہ اختر سوے آسمان روانہ ہوئی اور چالاک بھی جست کر کے صاف نکل گیا
جبکہ دونون جا چکے تو اُسوقت ضرغام نے بھی اپنا نعرہ کیا اور نکلا ہوا چلا گیا یہ ماجرا دیکھکر
افراسیاب کو بڑا صدمہ ہوا اور پریشان ہوکر حیرت سے کہا کہ صنعت کو نہین معلوم کہ
ضرغام نے کیا کیا ہے اب مین خود اُسکی تلاش کے واسطے جاتا ہون یہ کہکر سر بصحرا روانہ ہوا
اُسکو تو اُدھر جانے دو اور حال ضرغام و چالاک اور ملکہ اختر کا سنو کہ تینون بارگاہ جمشید
مین پہونچے ضرغام نے سارا حال صنعت سحر ساز کے بیہوش کرنے کا ملکہ اختر سے
بیان کیا اور کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہے اسوجہ سے ہم لوگ اُسکو قتل نہین کر سکتے ہین اگر تمسے ہوسکے
تو تم چلکر اُسکو قتل کرو کہ مین ایک درۂ پہاڑ مین اُسکو بیہوش کر کے ڈال آیا ہون اس حال کو

سنکر ملکہ اختر نے کہا کہ مین اسکو قتل کرونگی تم چلاک جادو ضرغام ملکہ اختر کو ہمراہ لیکر طرف اُس درہ کوہ
کے روانہ ہوا کہ جہان صنعت کو ڈال آیا تھا مگر اس صورت سے کہ آپ تو اوپر زمین سے
چلا اور ملکہ اختر بزور سحر اسکو دیکھتی ہوئی بروے ہوا چل نکلی جبکہ ضرغام قریب اُس کوہ کے
پہونچا کوئی کوس بھر کل راہ طے کرنی باقی رہگئی تھی کہ افراسیاب بھی اُس درہ کوہ مین پہونچا اور
صنعت کو ہوشیار کر کے اپنے ساتھ لیکر باہر درہ کے نکلا اور طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا ضرغام نے جو دیکھا کہ صنعت کو افراسیاب لیے جاتا ہو تو اُسنے ساحرہ کی صورت بنکر
ارادہ عیاری کرنے کا کیا تھا کہ اُسنے اسکو پہچان کر پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا ملکہ اختر نے آسمان
پر سے جو دیکھا کہ ضرغام کو افراسیاب پکڑے لیے جاتا ہے اور صنعت سحر ساز بھی ہمراہ
ہو تو بجلی بنکر صنعت اور افراسیاب پر گری مگر افراسیاب تو بچ گیا اور صنعت زخمی ہوئی
افراسیاب نے ملکہ اختر کو بزور سحر پھر گرفتار کرلیا اور صنعت کے زخم کو اسم سحر کا پڑھکر اچھا کردیا
اور کہا کہ تم اپنے مکان پر چلی جاؤ وہ تو رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کو چلی گئی اور یہان افراسیاب
نے آواز دی کہ اے فتراک جادو جلد آکر حاضر ہو وہ فوراً اُسکے سامنے آکر موجود ہوا اُسنے کہا
اُس سے کہ تم اس عیار کو اور ملکہ اختر کو بارگاہ حیرت مین ساتھ ہوشیاری کے لیجاؤ اُسنے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ آپ ذرا تامل فرمائین مین اُس درہ کوہ مین جاکر ذرا سر کو دھو ڈالون تو پھر
لیے جاتا ہون یہ کہکر فتراک اندر اُس درہ کوہ کے جو داخل ہوا تو وہان چالاک موجود تھا
یہ تو اپنا سر دھونے لگا اور چالاک نے اُسکو گرفتار کر کے بیہوش کردیا اور آپ اسکی صورت
بنکے سامنے افراسیاب کے آیا حال تو سب اسکو معلوم تھا وہ کہ چکا تھا کہ لائیے
دونون کو لیجاؤن اُسنے ضرغام اور ملکہ اختر کو اُسکے حوالے کردیا اور سحر بھی اپنا اُتار لیا
اور تاکید کردی کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجانا اسنے کہا کہ بہت اچھا اور اپنا نعرہ کرکے
دونون کو ہمراہ لیکر بھاگا اب جو افراسیاب کو معلوم ہوا کہ یہ چالاک تھا عیاری
کرگیا تو یہ پیچھے چالاک کے دوڑا اگرچہ اسکو نپایا اسوجہ سے کہ چالاک پہاڑ پر دونو کو لیکر
چڑھ گیا تھا ناچار ہوکر اوپر ایک کوہ کے یہ بھی چڑھ گیا لیکن نہایت فکر مین بیٹھا اور وہان
ملکہ اختر نے چالاک اور ضرغام سے کہا کہ میرا تو اب یہ ارادہ ہو کہ مین چلکر لشکر حیرت کو

تباہ کردون یہ کہکر ایک تخت الماس کا بزور سحر اسنے اُسی مقام پر پیدا کیا اور ضرغام و چالاک کو اُسکے اوپر سوار کرکے سحر جو کرتی ہو تو وہ تخت بسوئے آسمان دونون کو لیکر اس طرح سے اڑا کہ قندیل فلک ہوگیا وہان پر ملکہ اختر نے سحر جو کیا تو ایک لکہ ابر سرخ کا اوپر اختر کے سایہ فگن ہوا اور ملکہ اختر مانند برق کے چمکتی ہوئی چلی اور وہ تخت ہوا پر بلند ہونے لگا ضرغام اور چالاک نے دیکھا کہ ملکہ اختر اوپر لشکر حیرت کے اُسی طور سے پردے مین ابر کے جاکر پہونچی اور ایک آواز تڑاقے کی ابر سے پیدا ہوئی اور چالیس ہزار پیکان فولادی ساتھ ہی آواز ہونے کے اُس ابر سے نکل کر مانند تیر قضا کے لشکر حیرت پر جو گرے تو جسکے سر پر پڑے ساغر کی راہ سے نکل گئے ایک ہی وار مین چالیس ہزار ساحر فی النار ہوئے اس حال کی اطلاع حیرت کو جو ہوئی تو وہ مثل آئینہ حیران اور ششدر ہوگئی کہ یہ آفت تازہ کہان سے نازل ہوئی اسیقدر مین افراسیاب بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ ہزار لاشین پڑی ہین اور ایک ابر سرخ گرجتا ہوا چلا آتا ہی اسنے ملکہ اختر کو اپنے سحر کے زور سے دریافت کرلیا مگر اُس تخت کو نہ دیکھا کہ جسکے اوپر ضرغام اور چالاک بیٹھے ہوئے سوئے آسمان بلند ہوتے چلے جاتے تھے پس اسکو تاب باقی نرہی غصے مین آکر سحر جو کیا تو وہ ابر اوپر لشکر جمشید کے جاکر برسنے لگا اور اختر کو اسنے پکڑ لیا غرض اُس ابر مین سے اسقدر پیکان فولادی اوپر لشکر جمشید کے برسے کہ دو لاکھ ساحر ایک چشم زدن مین جان بحق تسلیم ہوگئے اور وہ ابر بھی خالی ہوگیا کوئی پیکان اُسمین باقی نرہا اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر کو تو اندر بارگاہ کے جاکر حیرت کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اس سے خبردار رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون اُسکو کر آؤن تو پھر آکر اس اختر سے سمجھون یہ کہکر افراسیاب تو اڑکر طرف آسمان کے چلا گیا اور حیرت جادو نے ہاتھ ملکہ اختر کا پکڑ لیا ایوان دو سحر جادو نامے ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تھا اُسکو جو وحشت دامنگیر ہوئی تو اُسنے بیقرار ہوکر چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن آخر وہ زمانہ آیا کہ فلک پر عارض مہر زرد ہوا اور شام سوسنی رنگ نے گیسو اپنے وا کیے اشعار

جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ بڑھا قصر زمین کو مہر انور	ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ و جنگل بشکل رنگ عاشق زرد ہو کر

سرِ شام ایوان دو سر نے اس خیال سے کہ جبتک شاہ جادوان یہاں آئین میں جمشید
کو گرفتار کرون بس اُسنے طبل جنگ بجوایا اس حال کی اطلاع جمشید کو جو ہوئی تو اُسنے
بھی نفیر سحر کو بجایا دھنواں ہوم کا بلند ہوا ساحر سحر کرنے لگے ہر ایک کے دل سے لگی ہوئی تھی
بیر تدبیر بتانے آتے تھے کڑاہیاں چڑھی تھیں شعلے بلند تھے ہر ساحر اشتنان کیسان
دھیان میں مصروف تھا سحر و ساحری سے مالوف تھا اشعار

کوئی سامری کا بنا تھا منت
کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی
کوئی بیٹھا پڑھتا تھا خالی منت
کوئی تانتا تھا کسی پر فسون
کہین ڈفلی بجتی کہین بانسری
کسی کو تھے کچھ یاد جادو کے فن

غرض چار پہر رات اس خاکدان عالم میں یہی شورش عظیم برپا رہی جب کلوی شب کا شق
ہوا اور شاہ خاور تاج زرین مہر کو سر پر رکھکر ایک زرنگاری فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

اٹھائی صبح نے جو چادر شب
ضیا نے کردیا عالم کو معمور
تو نکلا مہر بشکل ماہ عقرب
ہوا اچھے دہن میں رخ اُنکا پُر نور
ہنگام سحر جمشید و مہرخ
اور بہار و غنچہ بخت اسے سحر پر

بازلطا قرسے عنبر آتشین فیل آتشین پر سوار ہو کر وعدہ گاہ مصاف میں آئے صف
آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکتیون نے کڑکا کہا ایوان دو سر نے ناف میدان
مین آکر مبارزطلبی کی ادھر سے توسن جادو نام ایک ساحر ذی احتشام اُسکے
مقابلہ کو گیا اُسنے ایک ناریل توسن پر مارا توسن نے اُس ناریل کو خالی دیکر ایک
ترنج مارا لیکن ایوان نے اس ترنج کو خالی دیکر ناریل مارا کہ وہ توسن کے سینے کو توڑ گیا یہ حال
دیکھا جمشید کو قرار نہ رہا خود اُسکے سامنے آیا اُسنے ایک گولہ فولادی مارا جمشید نے اُسکو
موم کا کردیا اور نارنج سحر کو جھپٹ کر اُسکے سینے پر مارا اُسنے بھی خالی دیا اور خفا ہو کر زمین پر
گر کے لوٹا اور پتلہ فولاد کا بنکر جمشید کی طرف چلا جب تک کہ یہ قریب پہونچے پہونچے اُسنے
مثل سد سکندری کے اپنے تئین دیوار فولادی بنایا اُس پتلے نے غصہ مین آکر ایک ٹکر اس
دیوار پر ماری اس زور سے کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی یقین تھا کہ شق ہو کر گر پڑتا لیکن اس
دیوار کو خبر بھی نہوئی اور ایوان اپنی اصلی صورت پر پھر آیا اور دوبارہ جو ٹکر ماری
تو خود بخود آپ ہی تیورا کر گر پڑا جمشید نے اُسکو باندھلیا اور گرفتار کرکے اپنی بارگاہ میں

سے لے گیا اسکو قید سخت مین گرفتار کیا اسکی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا تو کنارہ کیا اور پھر کر اپنے
مقام پر چلی آئی اس عرصہ مین افراسیاب بھی بارگاہ حیرت مین آکر داخل ہوا الوان جادو
کے قید ہونے کا حال سنکر بہت برہم ہوا اور اسیوقت ملکہ اختر ارابہ پر ڈالکر قتل کرنے
کیلیے میدان سیاست گاہ مین بھجوایا یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی تو اسکو بڑا صدمہ ہوا آخر وہ
بھی الوان جادو کو ارابے پر بٹھلا کر افراسیاب کے سامنے لایا اور کہا کہ اگر تم اختر کو قتل کروگے
تو مین بھی اسکو قتل کرونگا یہ سنکر افراسیاب کا غصہ کم ہوا اور کوئی تدبیر نہ پڑی سوا
اسکے کہ خاموش ہو رہا اور قتل اختر موقوف رکھا اسکو تو اس حال مین رہنے دو
مگر حال چالاک و ضرغام کا سنو کہ وہ جو دونون ملکہ اختر کے تخت پر سوار تھے تو وہ
تخت اسوجہ سے بلند ہوتا جاتا تھا کہ اختر تو گرفتار ہو گئی ہے اب اس تخت کو اتارے
کون ضرغام نے یہ حال تخت کا دیکھکر چالاک سے کہ کیون ای برادر ملکہ اختر تو مبتلاے
بلا ہوئی ہین اور یہ تخت دمبدم اونچا ہوتا جاتا ہے مفت جان گئی اب کیا تدبیر کیجائے یہ کہکر
دونون نے آپس مین اس خیال سے کہ کہین کوئی ساحر دیکھکر گرفتار نہ کرلیوے یہ فن عیاری
ساحرون کی ایسی صورت سے گئے اور بہ قدرت کردگار چالاک کی صورت ایک فقیر اتیت
جہنت جادو کی ایسی ہو گی اور ضرغام کی شکل اسکے بالکے اوتار جادو کی ایسی
ہو گئی یہ دونون اس ہیئت سے اس تخت پر سوار مضطر اور پریشان بلند ہوتے جاتے
تھے کہ دفعۃً نگاہ افراسیاب کی ایز یڑی اسنے جو سر کو واسطے دیکھنے جمشید کے اٹھایا
کہ وہ بلندی پر کھڑا تھا تو اس تخت پر نگاہ پڑی یہ اس تخت کی روشنی کو دیکھکر متحیر ہو گیا اور
دل مین اپنے سوچا کہ یہ کون شخص ایسے صاحب کمال ہین کہ جو اسقدر بلند اپنے تخت کو لیے
جاتے ہین اور مانند آفتاب کے تخت روشن اور منور ہو رہا ہے انسے ضرور ملاقات حاصل کرکے
حال انکا دریافت کیا چاہیے کیا عجب ہے کہ اپنا مطلب بھی کچھ انسے نکل جائے یہ تصور کرکے
اسنے بھی بزور سحر اپنا تخت اڑایا اور قریب تخت ضرغام و چالاک کے پہونچا ان دونون
نے تو اسکو پہچان لیا مگر اسنے بالکل نہین پہچانا بلکہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ ایک تو امین جہنت ہے
اور دوسرا بالکا ہے یہ سمجھکر اسنے دونون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کدھر کو جاتے

ضرغام اور چالاک نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم تو غلام جمشید او سامری کے ہین مگر بموجب
حکم خداوند کے آسمان والے ساحرسے واسطے سوال و جواب کرنے کے اپنے خداوندون کی طرف
سے جاتے ہین تاکہ اُسکو قائل و معقول کرکے خداوند سے ملا دیوین اس حال کو سنکر افراسیاب
بدحواس ہوگیا اور اس کافر کو یقین ہوگیا کہ یہ سچ کہتے ہین انکو اپنے مکان پر کسی طور سے لیجائیے
اور معرفت انکے خداوند سے اپنی بھی صفائی کیجیے تاکہ نجات اس مصیبت سے ملجاوے یہ
تصور کرکے اس مادر قحبہ نے چالاک سے کہ وہ بھی بصورت مہنت کے بنا ہوا تھا کہا کہ اگر
آپکو تکلیف نہووے تو غلام نوازی میرے حال پر فرمایئے آج کے دن مہربانی کرکے
دعوت کو قبول کیجیے اور مہمان رہیے مین عمر بھر ممنون احسان اور مرہون منت آپکا
رہونگا اور جو کچھ کہ عرض کرنا خداوند سے مجکو منظور ہے وہ بھی آپ سے گزارش کرونگا چالاک
نے سنکر کہا کہ ہمکو فرصت تو اسقدر نہین ہے کہ جو ہم کہین ٹھہر سکین مگر خیر تم کہتے ہو ہمکو بھی دل
شکنی تمھاری گوارا نہین اسوجہ سے کچھ مضائقہ نہین خاطر ہے تمھاری تم لیچلو ہم حاضر ہین یہ کلمہ کہا
تو سہی ان دونون نے مگر پھر گھبرائے اس خیال سے کہ تخت تو ہمارے اختیار مین نہین
ہم اسکو اُتارین تو کیونکر اُتارین یہ تصور کرکے کچھ اور بات تو بن نہ آئی کہ جو اسکو کہتے آخر کو چالاک
نے کہا کہ اے شہریار یہ تخت تو اسی مقام پر رہیگا کسواسطے کہ اسکو حکم خداوندکا واسطے بلند ہونے
کے تھا اسوجہ سے یہ تو اب بغیر حکم خداوند کے نیچے اُتر نہین سکتا ہے پھر ہم تمھارے ساتھ چلین تو
کیونکر چلین ہان ایک امر سے البتہ ہم چل سکتے ہین کہ اگر سواری ہمارے واسطے تم کوئی منگادو تو ہم
اوسکے اوپر سوار ہوکے چل سکتے ہین افراسیاب نے سنکر دونون کو اوپر اپنے تخت کے بلالیا
یہ اپنے تخت کو چھوڑ کر پاس اُسکے چلے آئے اُسنے تخت کو اپنے اندر بارگاہ حیرت کے
اُتارا وہ افراسیاب کو دیکھکر خوش ہوگئی مگر ان دونون کو دیکھکر متحیر ہوئی اور افراسیاب
سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین افراسیاب نے کہا کہ جمشید اور سامری کے خاص
خدمتگار ہین اور انھین کے پاس رہتے ہین مہنت جادو اور اوتار جادو انکا نام ہے یہ کہکر
خاطرداری اور مدارات مین دونون عیارون کے مصروف ہوا چالاک نے ملکہ اخترکو
قید مین جو دیکھا تو اسکو نہایت صدمہ ہوا مگر خاموش ہورہا اسمین ایک ابر سرخ اوپر آسمان کے

نمودار ہوا چالاک اور حضار تمام حیران ہوکر اُس ابر کو دیکھ رہے تھے کہ ایکبارگی وہ ابر شق ہوا اور اُسمین
سے ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسکے اوپر ایک ساحرہ سوار تھی اور چالیس ہزار خواصین بھی ہمراہ
تھین غرض وہ تخت آکر اندر بارگاہ کے اُترا اور اُس ساحرہ نے افراسیاب کو مجرا
کیا اُسنے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون اے شوخ جادو مزاج تو تمھارا اچھا ہے اُسنے ہاتھ باندھکر
کہا کہ دعا گو ہون آپکی جان و مال کو مگر یہ تو فرمائیے کہ ایوان کہان گیا ہوا ہے حیرت جادو
نے کہا کہ اُسکو تو جمشید بن کوکب پکڑ کے لے گیا ہے وہ تو اُسکی قید مین ہے شوخ جادو
اس خبر کو سُنکر افراسیاب جادو سے زمین مین غرق ہو گئی نیچے نیچے اندر بارگاہ جمشید کے
جا کر نکلی تو دیکھا کہ ایوان جادو قید مین بیٹھا ہوا ہے اور گرد اُسکے قنات سحر کھینچی ہوئی ہے یہ
یہ لوٹکر بصورت عقاب ہو گئی اور ایوان کو لیکر لیے ہوئے چلی آئی اس حال کی اطلاع
جمشید کو بھی ہوئی اُسنے سنکر کہا کہ لے جانے دو کہان جا سکتا ہے مین پھر اُسکو
پکڑ لاؤن گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور شوخ جادو ایوان کو لیے ہوئے بارگاہ افراسیاب
مین داخل ہوئی اُسنے سحر کو ایوان کے اوپر سے اُتار لیا وہ بھی خوش ہوکر کرسی
پر بیٹھا اور تعریف شوخ جادو کی کرنے لگا اسمین افراسیاب نے ملکہ اختر سے
کہا کہ اب بھی تم شرط الفت ہماری اختیار کرو تو ہم تمکو رہا کر دیوین اور اسقدر سلوک تمھارے ساتھ
کرین کہ تم کوکب کو بھول جاؤ ملکہ اختر نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم نمک حرام نہین ہین کہ جو اپنے
مالک کا ساتھ چھوڑ دین افراسیاب نے خفا ہوکر اوتار جادو سے کہا کہ آپنے
اسکی تقریر کو سماعت فرمایا کہ اسنے کیا جواب صاف مجکو دیا ہے اوتار
نے سنکر افراسیاب سے کہا اگر آپ فرمائین تو مین اسکو سمجھا کر راضی کر دون اُسنے
کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر آپ اپنی مہربانی فرمائین تو بڑا احسان ہوگا اوتار نے
اُٹھکر ہاتھ اختر کا پکڑ لیا اور لیکر طرف کمرے کے چلا کہ وہ علیحدہ تھا مگر ساتھ اُسکے ایوان
جادو اور مہنت جادو کو بھی کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ آؤ اسکے کہنے سے وہ بھی دونون
اُٹھکر ہمراہ ہوئے اسنے ایوان کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر اندر اُس کمرے کے چلا اسوقت
ایوان نے افراسیاب سے کہکر ملکہ اختر کے اوپر سے سحر بھی اُتروا لیا اسمین صرصر

بھی آکر پہونچی اور اُسنے چالاک کو پہچان کر اپنے دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا اب ایوان کو تو یہ
مار ڈالے گا اور ملکہ اختر کو مقرر رہا کردیگا یہ تصور کر کے صرصر نے تو ارادہ کیا کہ افراسیاب
اطلاع کردون اور چالاک جلدی سے اختر اور ایوان کو اندر اُس کمرے کے لیگیا
اور اختر سے کہا کہ مین اس ایوان کو قتل کرتا ہون تم فوراً چلی جانا مین چالاک
بن عمرو ہون یہ کہکر دو چار دانے انگور کے اپنے پاس سے نکالکر ایوان کو دیے
اور کہا کہ یہ خداوند کے باغ کا تبرک ہے اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چکھ لو اُسنے چوم
چاٹ کر وہ انگور لیلیے اور تبرک سمجھکر کھا گیا ساتھ ہی کھانے کے بیہوش ہوکر گر پڑا چالاک
نے جلدی سے سر اُسکا خنجر سے کاٹ کر جدا کرڈالا اختر اور ضرغام تو فوراً راہی ہوگئے
اور یہان غل دار و گیر کا بلند ہوا اُسی ہنگامے مین چالاک بھی اپنا نعرہ کر کے روانہ ہوگیا
اُدھر صرصر نے افراسیاب کو اطلاع کی تھی کہ غل دار و گیر کا بلند ہوا افراسیاب خود
اُٹھکر پیچھے چالاک کے دوڑا وہ بھاگا ہوا اوپر ایک کوہ کے چڑھگیا یہ بھی دوڑ کر اوپر اُس
کوہ کے چڑھنے لگا تھا کہ قران نے نکل کر حلقہ اپنے کمند کا مارکے اُسکو گرفتار کرلیا کہ اُسوقت
وہ بھی اندر درۂ کوہ کے بیٹھے ہوئے تھے القصہ اُسکو بیہوش کر کے قران نے اپنی
کمند کو کھولکر چاہا کہ قتل کرڈالون اسمین ایک شیر ببر سامنے پیدا ہوا اور آکر سر پر
افراسیاب کے استادہ ہوا قران تو جست کر کے علحدہ ہوگیا اور اُس شیر نے ایک
چیخ ماری کہ افراسیاب ہوشیار ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شرمندہ ہوکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا
یہان آکر شوخ جادو کی تشفی کی اور ساتھ خاطرداری کے اُسکو رکھا بعد اسکے حیرت جادو
سے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو کل ہماری فوج بیشمار آئیگی اور سب نمک حرامون کو قتل کریگی یہ کہکر
روانہ ہوگیا اب اُسکو اُدھر جانے دو اور مصور جادو کہ وہ صورت نگار کو
ہمراہ لیکر بڑی عظم و شان سے سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور آکر پاس حیرت
جادو کے بیٹھا اور اُس سے پوچھا کہ افراسیاب کہان چلے گئے اُسنے کہا کہ ابھی تشریف
لیگئے ہین یقین ہے کہ کل تک آئینگے مصور نے سنکر کہا کہ خیر وہ تو چلے گئے مگر مین نے بڑی محنت
سے تصویرین بنائی ہین اگر وہ ہوتے تو اُنکو دکھاتا کہ وہ میری محنت کی داد دیتے لیکن کچھ

مضائقہ اسکا نہیں ہے تم بھی تو اُنکے قائم مقام ہو تمھین اُسکو دیکھو اب کیا مقدور ہے جمشید
بن کوکب کا جو میرا سامنا کر سکے مین اکیلا جاکر ابھی اُس سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکر سب
تصویرین حیرت کو دکھلائین اور اوپر تخت سحر کے سوار ہو کر صورت نگار کو پاس
اپنے بٹھلایا اور ارادہ چلنے کا کیا اُسوقت حیرت نے منع کیا اور کہا کہ اکیلے تم نہ جاؤ مصور نے
کہا کہ قسم ہے مجکو جمشید اور سامری کی کہ اُس جمشید بن کوکب کو اگر اکیلا جاکر قتل نکیا
تو اپنا نام مصور نرکھا لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو تو کیا
خوب بات ہے کہ اپنی آنکھ سے ہمارے سحر کی طاقت کو ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ ایسے
بھی سحر کسی نے تیار کیے ہین القصہ حیرت جادو بھی اُٹھکر تخت پر پاس مصور کے
جا بیٹھی اور اُسنے تخت کو سحر کرکے بروے ہوا اُڑایا اور جاکر دربارگاہ جمشید پر پہونچا اور آواز
دی کہ منم مصور جادو جس کسیکو آرزو موت کی ہو وہ آج آئے میرے مقابلے کو
دیکھون تو سہی کہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو میرے سحر کو رد کرتا ہے اس کلمے کو سنکر جمشید و
مہرخ اور ملکہ اختر وغیرہ سب ساحر بارگاہ سے اُٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ مصور جادو
اور صورت نگار و حیرت جادو تینون اوپر تخت سحر کے سوار کھڑے ہوئے ہین اُنھون
نے اُنکو دیکھکر ارادہ کچھ پوچھنے کا کیا تھا کہ مصور نے باواز بلند پکار کے کہا کہ اے جمشید
بن کوکب تو نے ناحق کو اقراسیاب سے سامنا کیا ہے ارے وہ خداوند ساحران مشہور
ہے تو اُس سے ہر نوع زیر ہو جائے گا یہ کہکر مہرخ وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا
کہ ارے نمک حرامو اب بتاؤ کہ آج میرے ہاتھ سے تم بچکے کہان جاؤ گے اس کلمے کو سنکر تمام
ساحران جمشید نے متفق ہو کر نارنج ترنج گولے فولادی وغیرہ سب حربے سحر کے مصور پر
اس خیال سے مارے کہ اُسکو مہلت نہ لینے دو مگر کوئی حربہ اُسکے اوپر کسی ساحر کا کارگر نہوا
تو اُسنے جھلا کے صندوقچے کو کھولا اور اُسمین سے چھ ہزار تصویرین نکالکر باواز بلند پکار کے کہا
کہ اے نمک حرامو اب دیکھو تماشا اپنی سرکشی کا کہ مین تم سب کا کیا درجہ کرتا ہون یہ کہکر یکبارگی قینچی
سے پانچ ہزار تصویرون کی گردن قلم کر ڈالی اور کہا کہ او جمشید دیکھلے کہ ہزار سر تیرے ہزار
جو جادوگرنیان تھین اُنکے سر کٹے ہوئے اوپر زمین کے پڑے ہوگئے ہین جمشید و مہرخ

اور بہار وغیرہ نے اُسکے کہنے سے طرف اپنے لشکر کے جو دیکھا تو فی الواقع ہزار سرانی جادوگرنیون کے
اوپر زمین کے لوٹتے ہوئے پائے جب تو بدحواس ہوکر اُنھون نے بھی ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا
کہ مصور نے پانچ تصویرین اور نکالکر طرف مہرخ کے پھینکدین اُنمین سے ایک تصویر تو مہرخ
نے اُٹھالی اور دوسری کو بہار نے تیسری طاؤس نے چوتھی برق جادو نے اور پانچوین
رعد نے لیکن ساتھ ہی اُٹھانے کے پانچون ازخود رفتہ ہوگئین ایک کو ہوش باقی نرہا یہ ماجرا
دیکھکر جمشید کو غصہ آگیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ مارون مصور کو مصور نے فوراً ایک تصویر کو نکالکر
سامنے اُسکے بھی ڈالدیا اور پکارکے کہا کہ اے جمشید یہ تصویر تمھارے حصہ کی ہے تم اسکو
اُٹھالو اسنے اُس تصویر کو تو ہاتھ بھی نہ لگایا اور رد سحر کرکے اوپر اژدر کے سوار ہوکر
سامنے مصور جادو کے پہونچا اُسنے دیکھکر دستک جو دی تو ایک پتلہ کاغذ کا شمشیر برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوئے آسمان سے اُترا اور آکر اُسنے ایک ہی ہاتھ تلوار کا اژدر کے سر پر مارا
کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جمشید اوپر زمین کے گر پڑا پھر تو مصور قہقہہ مار کر ہنسا اور جمشید
سے کہا کہ اب جا کر اس تصویر کو اُٹھالو کہ وہ تصویر تمھارے ہی حصہ کی ہے یہ کہکر
کچھ اسم سحر کا بھی پڑھکر دم کیا اُسکی وجہ سے جمشید نے اُس تصویر کو اُٹھالیا اور سحر مین
مصور کے مبتلا ہوگیا اسوقت مصور نے کہا کہ کیون ای جمشید اسوقت ہم جو کچھ کہ
تجھسے کہین تم اُسکو کروگے یا کہ اب بھی کوئی عذر درمیان مین لاؤگے اسنے کہا کہ جو کچھ تم
کہو مین بسر و چشم بجالاؤن اس کلمے کو سنکر مصور نے کہا کہ اگر یہ منظور ہے تو تم اپنا خنجر اپنے
گلے پر پھیر لو جمشید نے ساتھ ہی کہنے کے خنجر کو اپنے گلے پر رکھ لیا مصور جادو نے یہ حال
دیکھکر حیرت جادو سے کہا کہ دیکھا آپنے سحر کو اگر فرمائیے تو مین ابھی اسکا سر اسکے
ہاتھ سے جدا کرادون مگر ابھی مجکو منظور نہین ہے یہ کہکر جمشید سے کہا کہ خیر جاؤ خاطر جمع
تمھاری آج کی رات تو مین نے تمکو فرصت دی تم جا کر اپنے دل سے اور سب سے ملکر جیسی
باتین کرلو اور سب طرح سے نشیب و فراز زمانہ کا سوچ کر ملکہ حیرت جادو کی خدمت
مین آکر حاضر ہو اور اب اُنکی اطاعت تم سب قبول کرو یہ کہکر وہ تصویرین مہرخ وغیرہ
سے لیلین اور پھر کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا کمال شاہ ان اور فرحان وغیرہ کرتی کے لشکر کے

بھول کر متمکن ہوا اور حیرت نے تو اسقدر خاطر اور مدارات کی کہ اگر اُسکا حال لکھون تو سامعین
سنتے سنتے گھبرا جائین اور قصہ تمام نہوئے اسوجہ سے چھوڑ دیا غرض بیان تو یہ بہت خوش ہو
رہا ہے اور سب تعریف اسکے سحر کی کر رہے ہین اور وہان جمشید اپنی بارگاہ مین جو پھر گیا تو
اُسکو نہایت صدمہ ہوا اسمین چالاک اور ضرغام نے جو آکر اسکو متفکر دیکھا تو پریشان حال
ہوئے اسنے کہا کہ اے چالاک مین کیا حال آج کی لڑائی کا بیان کرون اگر مجھکو پہلے سے اس
حال کی اطلاع ہوتی کہ مصور نے ہم سب کی تصویرین کھینچی ہین تو مین بھی اپنی فکر کرتا
لیکن کیا کرون ناچار ہون اگر اب کوئی جائے اور ان تصویرون کو لے آئے یا مصور
کو پکڑ لائے تو البتہ مطلب حاصل ہو چالاک نے سنکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین جاکر
لاتا ہون یہ کہکر چالاک و ضرغام دونون جانب مصور روانہ ہوئے اور حال سنئیے اُنکا
کہ جانسوز بن قران بھی خدمتگار بنا ہوا مصور کے سر پر کھڑا اُن تصویرون کی خاطر مین
رومال ہلا رہا تھا اس عرصے مین دانۂ انجم فلک پر بویا گیا اور بیل کہکشان کی دار بست
آسمان پر پھیلی شعر

یکایک چرخ اخضر رخ کھایا	گیا دن سبز رنگ شام آیا

یعنی رات ہوگئی اور حیرت جادو نے کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا اور
کھانا سب قسم کا چُن دیا گیا اُسوقت تصویرین مصور جادو کے ہاتھ مین تھین یہ جو
کھانا کھانے لگا تصویرون کو زانو کے نیچے رکھ لیا اور اپنا کھانا کھانے مین مصروف ہوا
کہ تصویرون کا خیال نرہا بھول کر زانو کو جو بدلا تو وہ تصویرین نکل گئین اُسوقت جانسوز
نے کہ جو رومال ہلا رہا تھا اُن تصویرون کو جھٹ کر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور کہتا گیا کہ منم
جانسوز بن قران لیے جاتا ہون اس کرامات کو جسکے بھروسے پر تم سب مغرور تھے اس
کلمہ کو سنکر مصور خود دوڑا مگر نپایا آخر کو ناچار غمگین اور ملول ہو کر پھر آیا اور کہنے لگا کہ اے
ملکہ حیرت جادو بڑا ستم ہوا کہ ساری محنت میری برباد ہو گئی اب مین کیا تدبیر کرون یہ کہکر
مع صورت اپنی بارگاہ مین چلا آیا اُدھر جانسوز نے جاکر وہ تصویرین سب جمشید کے روبرو
رکھدین اور کہا کہ یہ تصویرین حاضر ہین حضور انکو جو چاہین وہ کرین جمشید ان تصویرون کو دیکھکر

خوش ہوگیا اور جالسوز کو گلے سے لگالیا اور اُن تصویرون کو پھاڑ ڈالا ساتھ ہی پھاڑنے کے
مہرخ و بہار وغیرہ سب ہوشیار ہوگئین اور جنکے کہ سر جدا ہوگئے تھے وہ بھی سب زندہ ہوگئین
پھر تو جمشید نے کہا کہ مصور نے ہم سب کو بسبب اُنھین تصویرون کے مسخر کرلیا تھا اب
مین اکیلا جاکر اُسکو بارگاہ مین ذلیل کرتا ہون دیکھون تو سہی کہ میرا اب وہ کیا کرلیتا ہے یہ کہکر
اُٹھ کھڑا ہوا قِران اور چالاک وغیرہ سب عیار بھی موجود تھے اور ساحر بھی حاضر تھے ہمراہ
نے ہو چلے ساتھ اسکے چلنے کا کیا اُسنے سب کو تقسیمہ روک دیا اور کسیکو بھی ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا
اور ہنس کے سوار ہوکر طرف لشکر مصور کے روانہ ہوگیا مگر ملکہ اختر نے تماشا یہ بھی اور طاؤس
سحر کے سوار ہوکر چلی اور پیچھے پیچھے روانہ ہوئی وہان مصور و صورت نگار دونون اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے تھے کہ جمشید نے اُسکے لشکر مین پہونچکر سحر جو کیا
تو ایک کڑاکے کی مانند رعد کے پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے گولہ فولادی بارہ ہزار آسمان
برسا وہ گولا جس ساحر کے سر پر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا بارہ ہزار ساحر مصور کے
ایک ہی وار مین واصل جہنم ہوگئے مصور کو اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ گھبرا کے
باہر نکلا کہ جب تک کہ وہ باہر آئے پھر ایک آواز کڑاکے کی آئی بارہ ہزار گولہ برسا
بارہ ہزار ساحر اور گر پڑا جب تو مصور نے بدحواس ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا
کہ ارے تو کون ہے کہ جو میرے لشکر کو تباہ کیے دیتا ہے اگر دعوی لڑائی کا رکھتا ہے تو میرے
سامنے آکر حاضر ہو مین بھی تو دیکھون کہ تو کون ہے اس کلمے کو سنکر جمشید نے بھی اپنا نعرہ کیا
اور سامنے مصور کے آکو پہونچا اور ایک ہی ناریل اوپر مصور کے مارا اُسنے خالی دیکر ناریخ سحر کو
مارا اُسنے بھی خالی دیا اسوقت مصور نے کہا کہ اے جمشید اگر تصویرین میرے پاس
نہین ہین تو مجکو کچھ پروا نہین ہے ابھی بہت سحر میرے پاس تجھسے لڑنے کو موجود ہین تم
ناحق کو میرے ساتھ ہمسری کرنے کو آئے ہو یہ کہکر ایک دو ہاتھ اوپر زمین کے جو مارا تو زمین
کو لغزش ہوئی اور مصور کے سحر مین گرفتار ہوکے جمشید اُسکی طرف دوڑا اگرچہ مین وہ
اُسکے پہونچا کہ وہین اُسنے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور چاہا کہ جھٹکا مارکے گرفتار کرلون
حال ملکہ اختر نے جو دیکھا تو مثل اجل کے سینے پر مصور کے گری اور جمشید اُسکے

ہاتھ سے چھوٹ گیا ملکہ اختر اٹھا کے لیگئی اور ہوشیار کر دیا وہ پھر سامنے مصور کے آیا اور
اور صورت نگار نے دیکھا کہ کوئی ساحر اور بھی ہمراہ جمشید کے ہے وہی اسکو چھوڑا کر لیگیا
یہ سمجھ کر صورت نگار بھی میدان مین آئی اب جمشید تو مصور کے مقابلے کو مستعد
ہوگیا اور ملکہ اختر صورت نگار کے سامنے آئی اُسنے سپر فولادی کی اور چھڑا اوپر اختر کے
ماری اُسنے خالی دیکر بھالا فولادی کو اُسکے اوپر مارا سب دیکھ رہے تھے کہ ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ اُسکے ہاتھ مین سپر تھی اُسنے بھالے کو اوپر سپر کے روک لیا اور صورت نگار کو بچایا
غرض اِدھر تو یہ دونون برابر لڑ رہے ہین اور اُدھر مصور جمشید بھی برابر لڑ رہے ہین آخر
کو چارون مین زور و شور سے ٹکر جو ہوئی تو ایک دوسرے کی تاب نہ لا سکا چارون غش
کھا کر گر پڑے بس انکا گرنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور چار پنجے پیدا ہوئے چارون کو
اٹھا کر بروے آسمان لیگئے اور لیجا کر اوپر ایک کوہ کے چارون کو روبروے افراسیاب کے رکھدیا
کہ یہ پنجے اُسکے بھیجے تھے اُسنے مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کر دیا انھون نے اُٹھکر مجرا
کیا اور کہا کہ آپنے ہماری جان آج بچائی ہم ممنون احسان ہوئے یہ کہکر مصور اور صورت
نگار تو بیٹھ گئے اور افراسیاب نے جمشید کو ہوشیار کرکے کہا کہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاؤگے تیرے باپ نے آخر میرا سامنا کیون نکیا جو تجھکو بھیجا اب اگر تمام مکان اور طلسم کو
تیرے باپ کے برباد نکیا تو اپنا نام افراسیاب نہ رکھا یہ کہکر مصور اور صورت
نگار سے کہا کہ تم اپنی بارگاہ مین جاؤ وہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین چلے گئے اور افراسیاب
جمشید اور ملکہ اختر کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے حیرت جادو کی بارگاہ مین لیگیا اُسنے
بہ آبروے تمام اسکو بٹھایا اُسنے حیرت سے کہا کہ مین جمشید اور ملکہ اختر کو لایا ہون ابھی
دونونکو قتل کرونگا مگر اب تم ایک کام کرو کہ تمھین کو معلوم ہے اور سواے تمھارے کوئی واقف
نہین ہے وہ جو سات کوٹھریان طلسمی ہین اُنمین سے اندر ایک کوٹھری کے ایک پتلا زمرد کا ہے
کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر ہر وقت رہتا ہے اور معمول طلسم کا یہ ہے کہ قیدی طلسم کو بعد چالیس روز کے قتل کرنا
چاہیے اور اگر کسیکو یہ منظور ہو کہ قیدی طلسم کو ہر وقت پکڑنے کے مار ڈالے تو اسکو مناسب ہے کہ اُسی
پتلے کے ہاتھ سے قتل کرائے بس تم جاکر اُس پتلے کو لے آؤ تو پھر مین ابھی ان دونون کا خاتمہ کر دون

اسطرح سے جو افراسیاب نے پکار کے سر بارگاہ کہا تو سارے طلسم میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ آج
افراسیاب بن جمشید بن کوکب اور ملکہ اختر کو قتل کریگا شدہ شدہ یہ خبر بارگاہ جمشید
میں بھی پہونچی وہاں جتنے ساحر کہ ملازم جمشید کے تھے وہ سب اور مہرخ بہار برق رعد ملکہ
بلال سحر افگن بلکہ طوفان شعلہ بدن قاتل قتیل شکیل طاوس سوسن وغیرہ سوار
ہو کر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئے آپسمین یہ باتیں کرتے ہوئے کہ آج چلکر مر جائینگے یا
اختر و جمشید کو چھڑا لائینگے القصہ قریب آٹھ لاکھ ساحر کے یہ سب سامنے لشکر حیرت کے
پہونچے وہاں بھی آٹھ لاکھ ساحر اُسکے موجود تھے وہ بھی مستعد ہو گئے اور تلوار زور و شور سے
چلنے لگی طرح بطرح کے ابر اوپر آسمان کے دوڑنے لگے اُنمیں سے تیر و پیکان اور گولے فولاد
کے برسنے لگے کہیں پتھر اور برقیں چمک کر گرنے لگیں دھڑا دھڑ لاش پر لاش ساحروں کی
گرتی ہوئی چلی جاتی تھی مگر فوج جمشید قدم پیچھے کو نہیں ہٹاتی تھی اور یہی ارادہ تھا کہ اندر بارگاہ کے گھس
جائینگے اور جمشید کو چھڑا لائینگے اس خیال سے جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور بڑھتے ہوئے چلے جاتے
تھے بلکہ تین طرف سے اُسکی بارگاہ کو گھیر لیا تھا کہ حیرت گھبرا کے خود باہر نکل آئی بہار جادو نے
اُسکو دیکھا اور ایک گیند پھولوں کا اُسپر مارا کہ اُسکو غش آگیا خواصیں اُٹھا کر اندر لیگئیں سامنے
افراسیاب کے اُسنے فوراً ہوشیار کر دیا اور کہا کہ ای ملکہ حیرت ہمارے نزدیک تو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ آج لڑائی بگڑ گئی ہو کسواسطے کہ فوج مہرخ وغیرہ کی آج دیکھو تو سہی کہ جان توڑ توڑ کے کیونکر چلی آتی ہے
مگر میں اب کب بڑھنے دیتا ہوں یہ کہکر کچھ دانے ماش کے ہاتھ میں لیے اور تھوڑا اسا
کاجل مٹھی میں داب کر باہر نکلا اور اوپر فوج مہرخ وغیرہ کے وہ دانے اور کاجل پھینکدیا
ساتھ ہی پھینکنے کے ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور ایک چادر ظلمات گرد بارگاہ
حیرت کے ہو گئی اُسکی وجہ سے یہ عالم ہوا کہ جو جہاں لڑ رہا تھا وہ اُسی مقام پر
اُلجھ گیا کیا مجال کسی ساحر کی کہ جو چادر ظلمات کے اسطرف آسکے اُسوقت افراسیاب
نے ملکہ اختر اور جمشید کو سحر میں گرفتار کر کے حیرت جادو سے کہا کہ تم ان قیدیوں سے خبردار
رہنا میں جا کر اُس پتلے کو لے آؤں کسواسطے کہ اب اس مقام پر کوئی آ نہیں سکتا ہے تم خاطر
جمع سے بیٹھی رہو یہ کہکر آپ تو طرف طلسم کے اُس پتلے کے لینے کو گیا اور حیرت قیدیوں کی

حفاظت میں مصروف ہوئی اب انکو تو اسی حال میں رہنے دو اور کوکب کا حال سنو کہ اُسنے بھی
ایک ساحر کو پوشیدہ جمشید کے ساتھ یہ کہکر کردیا تھا کہ اگر کوئی آفت میں جمشید گرفتار ہوجائے
تو مجکو آکر تو اسیوقت خبر کردینا اب جو اسنے دیکھا کہ جمشید کو افراسیاب قتل کیا چاہتا ہے
تو وہ بھاگا ہوا پاس کوکب کے پہونچا اور جاکر اُسنے دیکھا کہ ایک میدان میں تمام گل لالہ پھولا
ہوا ہے اور زمین وہان کی یاقوت احمر کی ہے اور بارہ سو عورتین لباس یاقوتی زیب بدن کیے ہوئے
دست بستہ کھڑی ہوئی ہین اور کوکب خوش اور خرم بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اس ساحر نے
بڑھکر مجرا کیا کوکب نے جو اپنے ساحر کو دیکھا تو گھبرا کے پوچھا کہ خیر تو ہے اسنے تمام حال جمشید کے گرفتار ہو
کا اور مہرخ وغیرہ کے لڑنے کا واسطے رہا کرنے کے لیکن بسبب سحر افراسیاب کے یہان تک
نہ پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب افراسیاب تیلہ زرد کو لینے گیا ہے کہ اُسی کے ہاتھ سے جمشید و
اختر کو قتل کرائے گا کوکب اس حال کو سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور طرف بارگاہ حیرت کی روانہ ہوا
ایک گھڑی بھر کے عرصے میں جاکر قریب بارگاہ کے پہونچا تو دیکھا کہ قرار واقعی تلوار چل رہی ہے
اور مہرخ بہار ہلال سحر افگن مخمور ملکہ حیات خنجر گزار ملکہ زمرد پوش ملکہ سنبر آتش
افگن ملک شمیال شاہ ملک گرگردن سوار ظلمات فیل زور مجلس جادو وغیرہ سب
اوپر فوج حیرت کے گرے ہوئے ہین اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہین غل و شور برپا ہے
آسمان پر لکہ ابر کے اُڑ رہے ہین طرح بطرح کے اور باران سحر برس رہا ہے کوکب نے یہ ماجرا
دیکھکر مہرخ اور بہار کی فوج پر قائم ہوکے آواز دی کہ منم کوکب روشن ضمیر اسکی آواز
سنکر جتنے ساحر کہ مہرخ وغیرہ کے تابعدار تھے سب نے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ اے شہریار ہم تو چلے جاتے
ہین اس چادر ظلمات سے کہ یہ اسطرف کو نہین جانے دیتی ہے وگرنہ کب کا جمشید کو رہا
کرلیا ہوتا کوکب نے سنکر اُس چادر ظلمات کو دیکھا اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں جا کے جمشید کو
لیے آتا ہون یہ کہکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ سامنے سے افراسیاب کو دیکھا کہ دونون ہاتھ اختر کے
رومال سے باندھے ہوئے چلا آتا ہے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین یہ ماجرا دیکھ تمام ساحر
مہرخ اور حیرت کے حیران ہوئے مگر راہ دیدی وہ سیدھا اُس شیر کے اوپر چلا گیا کہ جسپر
کوکب کھڑا ہوا تھا ساحر اسکے پیچھے ٹھہر گئے اُسوقت افراسیاب نے کوکب سے کہا کہ میں آپکا

تابعدار ہون مجکو آپ سے لڑنا منظور نہین ہے آپ میرے قصور کو معاف فرمائین مین پھر حضور مین
حاضر ہون جو کچھ کہ آپ فرمائین مین اسکو بسر و چشم بجا لاؤن کوکب نے اس تقریر عجز آمیز کو سنکر
گلے سے دھوکے مین افراسیاب کو لگایا اور سمجھا کہ افراسیاب نے شاید دیکھا اسوجہ سے
چلا آیا اور وہ افراسیاب نہ تھا صرصر عیارہ تھی اُسنے بھی کوکب کو زور سے کھینچا اور حباب
بیہوشی کا جو انگلیون مین دبا ہوا تھا اس ہاتھ کو منہ پر کوکب کے مل دیا ساری بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی کوکب بیہوش ہو کر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ساحرون نے ارادہ اوپر چڑھنے کا کیا
جو تلے کھڑے ہوئے تھے مگر جبتک کہ اوپر جائین جائین وہ پشتارہ بد وضع ہو کر کوکب کو
لے بھاگی پھر تو ساحرون نے بزور سحر چاہا کہ گرفتار کرلین لیکن سحر نے بھی اسکے اوپر اثر نکیا
اسوجہ سے کہ انگشتری افراسیاب کی دی ہوئی اسکے پاس موجود تھی غرض وہ تو نکل گئی
اور صورت جادو کے ساحرون نے بھی مرغ وغیرہ کو روک لیا اور پاس صرصر کے نجانے
دیا اور تلوار پھر دونون لشکرون مین چلنے لگی اس عرصے مین صرصر نے کوکب کو علیحدہ لیجاکر
اوپر ایک کوہ کے پشتارے کو رکھدیا وہان برحسب اتفاق ضرغام شیردل
موجود تھا اُسنے صرصر کو دیکھکر للکارا اور کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے
اُسنے سنکر کہا کہ او موئے مونڈی کاٹے تجکو اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے تو جس
کام کو جاتا ہے چلا جا ضرغام نے کہا کہ اب بھلا یہ ہوسکتا ہے کہ مین بغیر دیکھے ہوئے اس
پشتارے کے تجکو جانے دون اور طرح دیکر چلا جاؤن صرصر بھی تو عیارہ تھی بڑی چالاک
اور زبردست تھی تیغچہ پکڑکے مقابل ہوئی اور ضرغام کو پست پاکر کے لیے ہوئے
مع پشتارے کے بڑھتی تھی کہ چالاک نے بقدرت پروردگار اوپر سے آکر حلقہ ہائے
کمند کو مارا کہ وہ صرصر کی گردن مین پھنسی ہوئی چالاک نے جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری
اور کوکب کو ہوش آگیا اُسنے جو اپنے تئین گرفتار بلا دیکھا تو تڑپ کر اُٹھا اسکے بھی
اُٹھنے کے حلقہ ہائے کمند پرزے پرزے اُڑ گئے کوکب بزور سحر اُڑکر سوئے آسمان
روانہ ہوگیا اور صرصر بھی رہا ہوگئی وہ بھی اُٹھکر بھاگی القصہ کوکب بروئے آسمان
پرواز کنان اس فکر مین چلا جاتا ہے کہ مین کیونکر گرفتار ہوگیا تھا اور یہ ماجرا کیا تھا اسکو

تو اس حال میں بیٹھے رہو اور افراسیاب کا حال سنو کہ وہ کافر خاص کر جو اُس پتلے کے لینے
کو گیا تھا تو راہ طے کر کے اندر طلسم کے پہونچا اُس مقام پر کہ جہاں وہ ساتوں کوٹھریاں
تھیں مگر دیکھا اُسنے کہ سب کوٹھریوں میں قفل سحر لگے ہوئے ہیں یہ ماجرا دیکھکر ارادہ اُنکے
کھولنے کا کیا اور صدہا تدبیریں کیں کہ جسمیں قفل کھل جائیں لیکن نہیں معلوم کہ وہ قفل کس
طور سے بانیان طلسم نے لگائے تھے اور کیا تدبیر اُنکے کھولنے کی رکھی تھی کہ اِس کافر
سے ایک بھی قفل نہ کھل سکا جب تو یہ ناچار ہوا اور سوچا کہ تو اپنے ہاتھ سے چلکر دونوں کو
قتل کر ڈال اسمیں جو چاہے وہ تیرے لیے ہو جائے یہ تصور کر کے باہر طلسم کے
نکل آیا دریاے خون رواں تو اسکا خشک ہو چکا تھا اور پل بہزادان بھی ٹوٹ چکا
تھا راہ صاف پڑی ہوئی تھی اِسوجہ سے قران بھی اپنے تینوں ساحروں کی لڑائی سے بچاتے
ہوئے اسطرف آ کر کھڑے ہوئے اُنھوں نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا تو ایک
ساحر کی صورت بنکر سامنے اسکے آئے اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای خداوند ساحران آپکو ملکہ حیرت
جادو نے جلد بلایا ہے حضور تشریف لیچلیں یہ قران کے قریب میں آگیا اور اپنے انجام سے غافل
ہو کر کہنے لگا چلو میں تو خود اُنھیں کے پاس جاتا ہوں یہ کہکر قدم کو بڑھایا قران بھی ہمراہ ہو لیے
بس چند قدم بڑھکے بیضہ بیہوشی کو اسکے منھ پر دے مارا گھبرا کے اُسنے اوپر کی سانس لی بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی اور چھینک مارکے یہ بیہوش ہو گیا اُسوقت قران نے اُسکو اور اپنے دوش
کے اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور حال سنو کوکب کا کہ اُسنے خفا ہو کر اپنے دل میں خیال کیا کہ اِس
چادر ظلمات کو افراسیاب کی پھاڑ کے اندر بارگاہ حیرت کے چلو اور جمشید و اختر کو رہا
بھی کرلو کہاں تک حیران اور سرگرداں رہو گے یہ تصور کر کے کچھ اسم سحر کا پڑھکر مثل برق کے
چمک کر اوپر اُس چادر ظلمات کے جو گرتا ہی تو اُسکو توڑ کر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا
اور نعرہ کیا کہ منم کوکب روشنضمیر بس اسکی آواز کو سنکر تمام ساحر حیرت جادو کے
دہل گئے اور کسیکو حوصلہ نہوا کہ سدراہ ہو سبھوں نے سر اپنے مارے ڈر کے ٹانگوں میں
ڈال لیے مگر حیرت نے دلکو قوی کر کے کہا کہ ای کوکب خبردار ہو جاؤ کہ افراسیاب بھی پہونچا ہی اِس بات
کو سنکر ایک طمانچہ کوکب نے اس زور سے مارا کہ حیرت تو غش کھا کے گری اور ادھر

قران جو افراسیاب سے لیے چلا آتے تھے اُسکی بیہوشی اتر گئی اور آنکھ اُسنے کھولکر اپنے
تئین جو گرفتار پایا تو تڑپ کر اڑ گیا اور اُسکی جھڑپ سے قران اوپر زمین کے گر پڑا مگر اُٹھکر اُس
چالاکی سے بھاگا کہ افراسیاب سحر نہ کرسکا اسوجہ سے کہ اُسکو بھی جان کا اپنی خیال تھا کہین
قران مار نہ ڈالے کہ یہ بھی نظر کردہ بڑے زبردست کا ہے غرض افراسیاب سوے آسمان
اُڑا ہوا فکر مین جاتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ چادر ظلمات بدستور بارگاہ کے حائل ہے اور دونون
لشکرون مین تلوار قرار واقعی چل رہی ہے اس عرصہ مین کیا دیکھتا ہے کہ کوکب جمشید اور
اختر کو بغچے مین دابے ہوئے باہر بارگاہ حیرت کے لیے ہوئے اُس چادر ظلمات کے اندر سے
نکلا اور لشکر مہرخ سحر چشم پر قائم ہوکے پکارا کہ اے مہرخ واسے بہار جادو منم کوکب روشن ضمیر
لیے جاتا ہون جمشید اور ملکہ اختر کو تم بھی پھر جاؤ اور اب ہرگز کسی سے لڑنے کا ارادہ نکرنا
اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے بھی آواز دی کہ منم افراسیاب ٹھہر تو رہ او کوکب
کہ مین بھی آپہونچا ہون کہان جاتا ہے کوکب نے اُسکی آواز کو مطلق نہ سنا اور چلا گیا اگر
سنتا تو فوراً ٹھہر جاتا کبھی نہ جاتا القصہ کوکب تو دونون کو لیے ہوئے اپنے طلسم کے اندر
چلا گیا اور یہان مہرخ بھی جدا ہوکر اپنی فوج کو لیے ہوئے پھری اور افراسیاب ناچار ہوکر
بارگاہ حیرت مین داخل ہوا تو دیکھا کہ حیرت بیہوش پڑی ہے اُسنے لوگون سے حال
پوچھا اُنھون نے کوکب کے طمانچے مارنے کا حال بیان کیا اور کہا کہ جمشید اور اختر کو
لیگیا اسے سنکر حیرت کو ہوشیار کردیا اور اپنے تخت پر سوار کرکے اُس چادر ظلمات کو
برطرف کردیا اور سب فوج کو اپنی بلا لیا بعد اسکے حیرت سے کہا کہ اب ہمارا خیمہ اور لشکر
پرسون ضرور آئیگا تم جبتک خبردار کسی سے ہرگز مقابلہ نکرنا اور مین بھی جاتا ہون میرا بھی
انتظار کرنا یہ کہکر روانہ ہوگیا اور حیرت اپنی بارگاہ مین آکر قایم ہوئی تھی کہ ایک لکہ ابر کا
نمودار ہوا اور آکر اوپر دربارگاہ کے شق ہوا تو اُسمین سے چالیس ہزار ساحرہ پیدا ہوئین
اور ایک تخت پر ملکہ نیلم جادو ظاہر ہوئی حیرت نے دیکھا کہ یہ تو خالہ میری تشریف فرما ہوئی
ہین بس خوش ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور نیلم جادو کو ہاتھ پکڑکے اپنی بارگاہ مین لے آئی اور
بعزت تمام برابر اپنے تخت کے بٹھلا لیا اُس کافرہ نے ساتھ ہی بیٹھنے کے نہ تو کچھ بات کہی اور نہ

کچھ حال کسی طرف کا دریافت کیا سب سے پہلے یہی کہا کہ کیون ای چھوکری تو نے ذرا سی لڑائی کا اسقدر بکھیڑا نکالا ہی کہ سارے طلسم کو درہم اور برہم کر رکھا ہی کہ کسیکو قرار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی حیرت نے کہا کہ فرمانا آپکا سب بجا ہی لیکن ابھی آپکو حالات سے اس لڑائی کے آگاہی نہین ہی اسوجہ سے آپ یہ کلمہ ارشاد فرماتی ہین ورنہ ہرگز زبان پر نہ لاتین ای خالہ امان مصرخ وغیرہ کی توفی الواقعی کچھ اصل نہین ہے الا عیاران لشکر بڑے غضب کے شورہ پشت اور زبردست ہین کہ اُنسے کسی ساحر اور عیار کا بس نہین چلتا ہی اور وہ جسکو تاکتے ہین پھر اُسکو زندہ نہین چھوڑتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین اُنسے سب کا دم ناک مین آگیا ہی نیلم جادو نے کہا کہ ہمارے اور تمھارے سامنے وہ کیا غضب برپا کر سکتے ہین تمھارے اوپر جو خوف اُنکا غالب ہوگیا ہی اسوجہ سے تم اُنکا کچھ نہین کر سکتی ہو اور اگر مجھسے کہو تو مین جسکو تم بتاؤ ابھی جا کر پکڑ لاؤن بلکہ دیکھو کہ مین جا کر کسی عیار کو ابھی ابھی لاتی ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی ہرچند حیرت نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی اور جا کر ایک کوہ پر بیٹھی اور ارادہ سحر کرنے کا کیا قضاء کار قران اُس کوہ کے اوپر موجود تھے اور حال نیلم جادو کا سن چکے تھے اب جو اسکو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کی صورت بنکر روبرو نیلم جادو کے پہنچے اُسنے افراسیاب کے شبہہ مین اُٹھکر سلام جھک کے کیا اُنھون نے جو ہین وہ جھکی وہین حلقہ اسے کمند مار کے اُسکو گرا دیا اور بیہوش کر کے پشتارے کو اوپر پشت کے لگایا اور لیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضاء کار ادھر سے صبا رفتار چلی آتی تھی اُسنے جو قران کو جاتے ہوئے دیکھا تو آکر سد راہ ہوئی اور کہنے لگی کہ ای قران مین اس پشتارے کو ہرگز نہ لیجانے دونگی بس یہی بہتر ہے تمھارے حق مین کہ پشتارے کو تو رکھدو اور آپ چلے جاؤ قران نے اُسکے جواب مین کہا کہ تیری کیا مجال ہے کہ جو تو اس پشتارے کو نہ لے جانے دے ہم تو بہرصورت لیجائینگے اس کلمے پر صبا رفتار بھی بگڑ کے آپڑی قران نے بھی بغدے کو سیدھا کیا اب ان دونون مین وار عیارانہ ہونے لگے اور صبا رفتار نے قران کو روک لیا اسمین شرارہ نقب زن بھی آپہنچی اور دیکھا اُسنے کہ قران اور صبا رفتار سے جوٹ چل رہی ہے وہ بھی شریک ہو کر صبا رفتار کیطرف سے لڑنے لگی

تو دونوں لڑ رہی ہیں اور قران تنہا دونوں کو جواب دیکر اپنے تئیں بچاتا ہوا چلا جاتا ہے مگر پست پا
ہوتا ہوا اور گھبراتا ہوا اتنے میں صرصر شمشیر زن بھی آ پہونچی اور اُسنے بھی قران کو پھرتے
ہوئے دیکھکر نیمچہ عیاری کو میان سے لیا اور آواز دی کہ اے صبا رفتار روای شہزادہ خدا
قران کو نہ جانے دینا کہ میں بھی آ پہونچی ان دونوں نے جو دیکھا کہ مالک بھی ہماری آ پہونچی
تو پھر جرأت کرکے نیمچہ اوپر قران کے پھر بڑھ بڑھ کے مارنے لگیں اور صرصر پیچھے سے آکر حلقہ
کمند کو اوپر دونوں کے مارا کہ دونوں گرفتار ہو گئیں یہ ماجرا دیکھکر قران تو نہایت حیران ہوا
اور اُسنے پکار کر کہا کہ منم جالنسوز بن قران پھر تو قران کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور
دونوں عیار بچیوں کو اُسی صحرا میں باندھکر چھوڑ دیا اور آپ پشتارہ نیلم جادو کا لیکر طرف
بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اور ادھر شمار جادو نامے ایک ساحر تھا وہ جو سیر کرتا ہوا نکل
آیا تو اُس کافر نے دیکھا کہ دو عیار بچیاں درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہیں وہ دیکھکر قریب
انکے آیا اور پوچھا انسے کہ تم کون ہو اور نام تمھارا کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہم عیار بچیاں افرا
سیاب کی ہیں ہمکو عیار باندھکر چلے گئے ہیں شمار جادو اس کلمے کو سنکر ہنسا اور
کہنے لگا کہ ارے تم مجھکو بھی دغا دیا چاہتے ہو میں خوب تمسے واقف ہوں کہ تم شاگرد عمرو کے ہو تمکو
اب زندہ نہ چھوڑونگا اس طرح سے جو اُسنے دھمکایا اور ان دونوں نے لاکھ لاکھ طرح سے
منت اور سماجت کی مگر اُسنے نہ مانا اور کہا تم جھوٹ کہتے ہو تم دشمن افراسیاب کے ہو میں تمکو ضرور
قتل کرونگا یہ کہکر دونوں کو مبتلاے سحر کرکے اندر ایک درۂ کوہ کے لیگیا اور کہنے لگا کہ میں اب
تمھارے کباب بھونکر کھاؤنگا یہ دونوں بدحواس ہوئیں اور منت عاجزی کرنے لگیں
مگر اُسنے ایک بوٹی ان دونوں کے جسم کی کاٹ کر آگ پر ڈالی وہ دونوں تو تڑپنے
لگیں قضاء کار چالاک بن عمرو اُس درہ میں موجود تھا اُسنے جو دیکھا کہ درۂ کوہ میں سے
دھواں اُٹھ رہا ہے تو پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا اور اُسنے پہچانا کہ یہ دونوں عیار بچیاں ہیں بس
ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے شمار جادو کے آکر بولے تو خوب ہنسا پھر کہا بھائی صاحب ہم بھی
کباب کھائینگے شمار جادو سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا چالاک نے باتیں

کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر اُسکا کاٹ ڈالا صدائے دار و گیر
بلند ہوئی کہ مارا شمار جادو کو صبار فتار اور شہزادہ کو رہا کرکے آپ بصورت چالاک بنا اور کہا
ای صبار فتار و شہزادہ تم ہمارے ساتھ کہان کہان عداوت کرتی ہو اور مینے تمکو رہا کردیا اگر ہم
نہ آتے تو وہ آج تمکو زندہ بچھوڑتا یہ احسان ہمارا بھول نجانا صبار فتار نے چالاک کی بلائین لین
اور خوش ہوکر روانہ ہوئین تھوڑی دور پر جاکے شہزادہ تو مفسد تھی اُسنے صبار فتار
سے کہا کہ ہم لوگون کا تو یہ دستور ہے کہ مکاری کرین اب یہی وقت ہے چالاک کو ملیٹ پچھلنے کا
صبار فتار نے کہا کہ ارے کمبخت اسنے تو اتنا بڑا احسان کیا ہے اور تیرا یہ ارادہ ہے مجھسے یہ امر
ہرگز نہوگا اسنے کہا اچھا اگر تمھاری یہ مرضی ہے تو تم اور راہ سے جاؤ مین اور سمت سے جاتی
ہون یہ کہکر جانب چالاک چلی اور اُسکو پکارا وہ فوراً اسکے پاس چلا آیا اس خیال سے کہ مین
نے تو اسکی جان بچائی ہے یہ دغا مجھسے نکریگی اور آکر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اسنے کہا کہ آج تمنے
ہماری جان بچائی ہے مگر ہم بھی تمھارے ساتھ سلوک کیے دیتے ہین خیر تم بھی کیا
یاد کروگے تو سُن لو کہ یہ جو تمھارے پیچھے ہین اُنمین سوت حیرت جادو کی اگر تم اسکو
قتل کیا چاہتے ہو تو انکو دیکھ بھال لو انھین کو تم قتل کرو چالاک نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا اسنے
حلقہ یاسے کمند مارے مگر چالاک بھی ان حلقون مین سے نکلا کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی
ہے شہزادہ بھی حیران ہوگئی اور ناچار ہوکر بھاگی مگر چالاک کب جانے دیتا ہے اس نے
اُسکے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اُسنے اسکو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اے
شہزادہ مین نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی تھی کہ جو تونے میرے ساتھ یہ عداوت کی یہ کہکر
خنجر کھینچکر چاہا کہ اسکو قتل کرون وہین زمین شق ہوئی اور پلنگ جادو بصورت شیر پیدا ہوا
اور ان دونون کو لیکر ایک صحرا کی طرف چلا چالاک تو حیران ہوا کہ یہ ہوشیار تھا اور اُس ساحر
نے دونون کو ایک پہاڑ پر لاکر انکو تو ڈالدیا اور پوچھا کہ تم کون ہو شہزادہ کو بھی ہوش آچکا تھا
اُسنے کہا کہ مین تو کنیز ہون افراسیاب کی شہزادہ عیار ہی اور یہ دشمن ہے انکا چالاک
بن عمرو اس کلمے کو سنکر چالاک نے دیکھا کہ دست و پا میرے قابو مین ہین اور شہزادہ
نے تدبیر میرے قتل کی کی ہے یہ سوچکر جست جو کرتا ہے تو کوئی سو گز پر جاگرا پلنگ بھی پیچھے اسکے

دوڑا اور شمرارہ نے بھی وہ سمت پاکر اپنی راہ لی چالاک کو پلنگ نے بنایا ادھر مہتر قران کا حال
سنیے کہ انھون نے پشتارہ نیلم جادو کا لیجاکر سامنے جمشید کے رکھدیا اور سب حال اُسکا
بیان کیا جمشید نے جو پشتارہ اُسکا کھولا تو اُسمین تیلہ پتھر کا بند تھا قران تو اُس پتلے کو دیکھکے
ہوا ہو گیا اور جمشید نے جو غور دیکھا تو غش کھا کر گر پڑا یہ حال دیکھکر ساحران ملازم جمشید دوڑے
اور پتلے نے تڑپ کر آواز دی کہ منم نیلم جادو ارے ساحرو جلد بتاؤ وہ کہان ہے کہ جو مجکو پکڑ لایا ہے
یہ کہکر ایک ٹکر زمین پر ماری زمین شق ہو گئی اور پانچ سو ساحر زمین مین غرق ہو گیا اس
ماجرے کو دیکھکر مہرخ نے ایک گولہ سحر کا نیلم جادو پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور خون
جاری ہوا اُسنے اپنے خون کو ہاتھ مین لیا زمین پر نہ گرنے دیا اور جانب فلک اُچھالدیا اور
سحر پڑھکر دم کیا کہ ایک چادر سیاہ ظلمات کی بارگاہ پر چھا گئی اور تمام بارگاہ نشین اُسکی
تاثیر سے بیہوش ہو گئے نیلم جادو سب کو مسحور کرکے حیرت کے پاس گئی اور
اُس سے کہا کہ چلو مین تمکو تماشا دکھاؤن مہرخ اور جمشید کے ساحرون کو مع مہرخ و جمشید
کے مین بیہوش کر آئی ہون اور وہ سب قید سحر مین گرفتار ہین حیرت یہ سنکر اُٹھکر جاتی
ہوئی مگر ملکہ اختر بارگاہ مین نہ تھی وہ جو آئی تو اُسنے سب کو بیہوش دیکھکر اسم رد سحر کا دم کیا
کہ وہ تاریکی موقوف ہوئی اور سبکو ہوش و حواس آیا خوش ہو کر سب ساحر اندر بارگاہ کے
بیٹھے کہ نیلم جادو آکر پہونچی اور سب کو ہوشیار دیکھکر حیران ہوئی اور حیرت سے کہا کہ یہ
کون ایسا ساحر تھا کہ جسنے میرے سحر کو رد کیا حیرت وہان سے پھری اور کہا کہ مجکو یہان
عیارونکا خوف ہے یہ کہکر سمت صحرا روانہ ہوئی اور نیلم جادو اور جانب چلی گئی قضاء
کار ضرغام نے حیرت کو جاتے دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے اُسکے آیا اور کہا
کہ افراسیاب نے کہا ہے کہ اے ملکہ ہم نے تمکو ہر چند منع کیا مگر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسکی کیا وجہ
ہے کہ تم اکیلی سر صبح آئی ہو حیرت نے قصد جواب دینے کا کیا تھا کہ ضرغام نے بیضہ بیہوشی کا اُسکے
منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام نے پشتارہ اُسکا باندھا اور ارادہ لیچلنے کا کیا تھا
کہ دفعتہ دو پنجے پیدا ہوئے اور ضرغام کو مع پشتارے اُٹھا لیگئے یہ پنجے حیرت کے تھے
اور اُسنے اسی واسطے پہلے ہی انکو بزور سحر تیار کیا تھا اور کہدیا تھا کہ جب مجکو عیار بیہوش

کرین تم اُٹھالا لاؤ وہ اُسکو ایک رات اور ایک دن لیئے ہوئے پھر اکیئے ضرغام سمجھا کہ اب جان
بچے معلوم نہین دیتی اُسنے حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت کو جو ہوش آیا اُسنے بنگاہ قہر
ضرغام کو دیکھا اور کہا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہی اور کسطرف کو جاتا ہے ضرغام نے اپنا
نام بتایا ملکہ حیرت اسکو پنجون سے لیکر پہاڑ پر آئی اور کہا ای ضرغام آج تو نے بڑا غضب کیا تھا
مجھکو مار ڈالا ہوتا ضرغام نے کہا ای ملکہ ذرا اُدھر تو ملاحظہ کیجیے کہ وہ بھی آپہونچے حیرت نے یہ سنکر گھبرا کر
اُدھر دیکھا ضرغام نے حلقۂ اسپر کمند مارے کہ وہ گر پڑی مگر ساحرہ زبردست تھی اسوجہ سے
انشجان حلقہ بچی ہوئے تھے وہان سے سحر پڑھکر کمند کو جلا کر نکلی ضرغام کمند
چھوڑکر بھاگا حیرت بھی خوف زدہ ہوکر صحرا کی طرف چلی وہان افراسیاب سے ملاقات ہوگئی
مگر افراسیاب کو شک گذرا کہ یہ حیرت نہین کوئی عیار ہے اور حیرت بھی یہی سمجھی کہ افراسیاب
نہین مقرر کوئی عیار ہے یہ تصور کرتے افراسیاب کو دوڑ کر اسنے خنجر مارا اُسنے دونون ہاتھ اسکے
اسکے پکڑ لیے اور اب یقین کامل ہوگیا کہ یہ عیار ہے جب تو اسنے خنجر مارا یہ خیال کرکے اسنے ایکہا
جوتی سر پر حیرت کے ماری اسنے بدحواس ہوکر سحر جو کیا تو اسوقت افراسیاب
نے پہچانا کہ یہ ملکہ حیرت ہی اور اسنے بھی افراسیاب کو پہچان لیا آخر کو دونون باتین کرتے
ہوئے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے اور آکر تخت شاہی پر بیٹھے مگر سیچ مین اور اس تدبیر مین
ہین کہ عیارونکو کیونکر گرفتار کرین اسمین مصور جادو اور صورت نگار بھی آکر اندر بارگاہ کے
پہونچے اور مجرا کیا افراسیاب کو اور اپنی جگہ پر قائم ہوئے شیتور بن تمیز بھی اور کرسی کے
بیٹھا ہوا تھا کہ افراسیاب نے مصور جادو سے پوچھا کہ کیونکر تصویرین تمھارے پاس
سے عیار لیگیا اسنے سب حال لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ خیر اُن تصویرون کو تو عیار چرا کر
لیگئے مگر اسکو ملاحظہ کیجیے کہ مین نے جمشید کی پھر تصویر کھینچی ہے یہ کہکر افراسیاب کو
دیدی اسنے حیرت کو دیدی اُسنے دیکھکر دوسرے ساحر کے حوالے کی القصہ وہ تصویر تو اب
دست بدست چلی جاتی ہے اور ہر ایک ساحر دیکھ رہا ہے اسمین مصور جادو نے کہا کہ اے
شہنشاہ ساحران اب جمشید کو ہرگز زندہ چھوڑنا نہین چاہیے اسنے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی
رائے ہی اس عرصے مین وہ تصویر شیتور کے بھی ہاتھ مین پہونچی کہ اُسکی کرسی کوئی دس گز ہونگے

بعد بھی ہوئی تھی غرض شیشتورہ اس تصویر کو دیکھنے لگا اور چالاک اسکے سر پر بصورت خدمتگار بنا
ہوا رومال ہلا رہا تھا اُسنے تصویر کو اُچک کر ہاتھ سے شیشتورہ کے لیلیا اور طرف دروازۂ بارگاہ
کے بھاگا لوگ اسکے پیچھے دوڑے تو سہی مگر مارے خوف کے باہر بارگاہ نہ نکلے اندرہی دوڑ کر ٹھہر گئے
اور چالاک صاف نکلا ہوا چلا گیا افراسیاب نے مایوس ہوکر سبکو بلالیا وہ آکر بیٹھے اسوقت
مصور نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ ای افراسیاب مین نے اس تصویر کو بڑی مشقت سے کھینچا تھا
لیکن بڑے غضب کے عیار ہین کہ یون مفت مین لیگئے افراسیاب نے سنکر مصور کی دلداری
کی اور ساتھ خاطرداری کے تسلی دیکر بٹھلایا اس عرصہ مین چالاک نے اُس تصویر کو تو باہر جاکے پھاڑ ڈالا
اور آپ پھر خدمتگار کی صورت بنکے اندر بارگاہ کے آکر موجود ہوا اور اِدھر اُدھر پھرنے لگا افراسیاب
نے مصور کو آزردہ خاطر دیکھکے کہا کہ ای مصور جادو میرے پاس ایک قلم ہفت رنگ ہی کہ اسکو شمر جنتی
اور سامری کہتے ہین تو ہم تمکو وہ دیوینگے اسوجہ سے کہ اُسمین یہ وصف ہی کہ وہ سات رنگ بروقت
تحریر کے پیدا کرتا ہی مصور جادو نے سنکر مجرا کیا اور نذر دکھلائی اُسنے اسیوقت قلم منگوا کے حوالے کیا
مصور اُس قلم کو لیکر رخصت ہوا اور سوار ہوکر مع صورت نگار کے اپنی بارگاہ مین ملول
اور غمگین جاکر بیٹھ رہا یہان چالاک قلم کا حال تو سُن چکا تھا اور دیکھا بھی تھا کہ افراسیاب
نے مصور کو قلم دیا ہی بس فوراً ایک ساحر کی صورت بنکے سات قلم کے منھ درست کرکے ہاتھ
مین لے لیے اور آکر سامنے مصور جادو کے پہونچا اور جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ یہ قلم افراسیاب
نے واسطے آپکے اور بھیجے ہین انکو لیجیے کہ بہت تحفہ ہین اور قابل اُسیکے ہین کہ آپ تصویرین اُس
سے کھینچے مصور نے وہ قلم لے تو لیے مگر غور کرکے جو دیکھا تو کچھ تحفہ نہ تھے جب تو نہایت
حیران ہوا اور سوچا کہ افراسیاب نے کیا سمجھ کے یہ قلم مجکو بھیجے ہین یہ تصور کرکے مریخ
جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تم اِن قلمون کو پاس افراسیاب کے لیجاؤ اور اُنسے میری
طرف سے کہو کہ آپکو سلام کہا ہی اور یہ پوچھا ہی کہ آپ نے یہ قلم کیسے مجکو عنایت کیے ہین یہ تو
بالکل کسی کام کے نہین ہین وہ تو قلم لیکر طرف افراسیاب کے چلا گیا اور یہان کہ مصور
جادو کو شک گذرا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہی یہ سوچکر طرف چالاک کے گھور کر جو دیکھا تو وہ
بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یقین کامل ہوگیا مصور کو کہ یہ عیار تھا بہت آزردہ خاطر ہوا اور بدترین

صورت نگار سے پوچھنے لگا کیونکر عیارون کے ہاتھ سے جان بچیگی یہ تو کسی طرح سے مجھکو نہین چھوڑتے مین اب مین کیا فکر کرون میری عقل تو حیران ہی یہ دونون اسی فکر مین مشغول ہو رہے ہین اور چالاک پھر ایک ساحر کی صورت بنکے آیا اور کہنے لگا کہ ای نبیرۂ جمشید خداوند افراسیاب نے فرمایا ہی کہ وہ قلم مین نے ہرگز نہین بھیجے ہین بہت ہوشیار رہنا کیا عجب ہے کہ وہ کوئی عیار ہو سے اور ساتھ تمھارے دغا کر جاسے خبردار اُسکو جانے نہ دینا اور پکڑ لینا اس کلمے کو سنکر مصور بدحواس ہو گیا اور اُٹھکر چالاک کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا جب نپایا تو لوگونسے پوچھا کہ ابھی تو وہ کھڑا ہوا تھا کدھر کو چلا گیا اتنے مین اس ساحر نے کہ جو پیغام لیکر افراسیاب کا آیا تھا کہا کہ آپ ذرا گوشہ مین چلین تو مجھکو کچھ اور بھی عرض کرنا ہی مین اُسکو بھی گوش گزار آپکے کر دون مصور جادو اندر ایک کنجی کے ہاتھ پکڑ کے لیگیا اور کہا کہ جلد اُس بات کو بھی کہدو کہ میرا دم گھبراتا ہی چالاک نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کر دیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف صحرا اسکے مصور جادو کو لیکر بھاگا یہ تو اُدھر کو چلا گیا اور ادھر صورت نگار کو وہم دامنگیر ہوا کہ ساحر بھی کہین عیار نہوے جاکر خبر تو لے کہ وہ علیحدہ کسواسطے لیگیا ہی یہ تصور کر کے اُس کنجی کے اندر جو گئی تو مصور جادو کو نپایا بس یقین ہو گیا کہ عیار لیگیا دھاڑ ادھر پیٹنے لگی اس عرصہ مین مرغ جادو نے بھی جاکر افراسیاب سے زبانی مصور جادو کے جو کچھ سنا تھا وہ سب بیان کیا وہ سنکے مع حیرت جادو کے اُٹھکر بارگاہ مصور جادو مین چلا آیا تو دیکھا کہ صورت نگار پریشان حال بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور صورت نگار نے جو ان دونون کو دیکھا تو اور زیادہ رونے لگی اور پکاری کہ اے افراسیاب مین تو لٹ گئی میرا راج سہاگ سب جاتا رہا اب مین کیا کرون ان دونون نے اُسکی تشفی کی اور اپنے ساتھ لیکر مصور جادو کی تلاش کو روانہ ہوا اور جاکر اُسی طرف کو یہ تینون بھی پہونچے کہ جدھر چالاک لیے ہوئے جاتا تھا مصور کو بس افراسیاب نے دیکھکر چالاک کو تو گرفتار کر لیا اور مصور جادو کو لیکر ہوشیار کر دیا صورت نگار تو اپنے خاوند کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور افراسیاب چالاک کو واسطے قتل کرنے کے اوپر ایک درۂ کوہ کے لیکر چڑھ گیا برابر اسکے صرصر عیارجی بھی آکر پہونچی اُسنے اسکو دیکھکر اس خیال سے کہ یہ بھی کوئی عیار نہو کہا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا الگ کھڑی رہ صرصر اس کلمے پر قہقہہ مارکر ہنسی اور کہنے لگی کہ ای شہریار

مین تو آپکی لونڈی ہون آپ مجھسے کا ہیکو اندیشہ کرتے ہین اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے اپنے سحر سے دریافت کرلیا کہ حقیقت مین یہ صرصر ہے تو پھر خاموش ہو رہا یہ بھی برابر چالاک کے آکر کھڑی ہوئی اسوقت افراسیاب نے مصور جادو سے کہا کہ تمھین چالاک کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو اسنے ارادہ تلوار مارنے کا کیا تھا کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی افراسیاب نے اُسکو بھی اپنی کف دست کو دیکھکر علم سحر سے دریافت کرلیا کہ یہ بھی صبا رفتار ہے کوئی عیار نہین ہے خاموش ہو رہا اور صبا رفتار نے دوڑکر افراسیاب کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ قربان ہو جاؤن اسوقت آپکے ہونٹھ کسوجہ سے خشک ہو رہے ہین اور جمشید و سامری کی نہین معلوم کہ حضور کے اوپر کیا خفگی ہے کہ جو اس مصیبت مین آپ کو گرفتار کیا ہے کہین یہ موے عیار خدا پرستون کے جلد غارت ہون تو پھر آپ اور ہم سب خاطر جمعی سے بیٹھین یہ کہکر دو چار خوشے انگور کے اپنے پاس سے نکالے اور کہا کہ اگر حضور کا دل چاہے تو یہ انگور حاضر ہین اسکو نوش فرمائین تاکہ حدت دفع ہووے افراسیاب نے وہ انگور لیکر چند دانے تو آپ کھائے اور ایک ایک دو دو اورونکو بھی کھلائے ساتھ ہی کھانے کے ایک دم بھر مین تو وہ سب بیہوش اور مدہوش ہو کر گر پڑے اسوقت صبا رفتار پاس چالاک کے آئی اور کہا کہ ہم اور تم دونون برابر ہوئے ہماری جان تو تمنے اُس مقام پر بچائی تھی اور اب ہمنے تمھاری جان کو اِس مقام پر بچایا ہے جاؤ اب جدھر تمھارا دل چاہے اُدھر کو چلے جاؤ چالاک نے سنکر ارادہ چلنے کا کیا تو ہاتھ پاؤن مین بالکل طاقت نپائی ذرا بھی جنبش نہ کر سکا یہ حال دیکھکر صبا رفتار نے چالاک کو پشتارے مین باندھا اور پشتارہ بدوش ہو کر کہا کہ چل مین تجھکو بارگاہ جمشید مین بھی خیر پہونچا دون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا اس مضمون سے لکھکر اُسی مقام پر ڈالدیا کہ ای افراسیاب دانا اور آگاہ ہو کہ منم مہتر قران نظر کردہ علی عمران اگرچہ تو میرے خلیفہ کو پکڑلایا تھا لیکن مین نے بھی اپنے تئین پہونچایا اور خلیفہ کو اپنے رہا کر کے تیری قید سے لیگیا خبردار ایسی حرکت اب نکرنا ورنہ مین تجھکو مار ڈالونگا غرض پرچہ کو تو وہین چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی کوئی دو کوس کے اوپر صحرا مین پہونچی تھی کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر صبا رفتار کو مع پشتارے کے اوپر ایک کوہ کے لیگیا اور وہان جا کر ساحر کی صورت بنا اور پوچھا صبا رفتار سے کہ کسکو تو لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ مین چالاک کو لیے جاتی ہون

پاس افراسیاب کے تجکو کیا کام ہی کہ جو تجکو اُٹھا کر لے آیا ہی اور پریشان حال ہوتا ہے اُسنے سُنکر
کہا کہ مین اسواسطے لے آیا ہون کہ میرا بھی ارادہ تیرے ساتھ چلنے کا ہی صبا رفتار اس کلمے
سنکر نہایت حیران ہوئی آخر کو بحر عیاری مین غوطہ زن ہوکر سر کو اُٹھایا اور کہنے لگی کہ خیر تم بھی
میرے ساتھ چلو اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو کہ جو تمھارے پیچھے کھڑے ہوئے ہین
اُسنے اس کلمے پر مڑکر جو دیکھا تو صبا رفتار نے حلقہ ہاے کمند تار کے اُسکو گرا دیا
اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور چالاک کو پھر لیکر روانہ ہوئی مگر دل مین ڈرتی تھی
کہ کہین پکڑی نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین مضطر اور پریشان چلی جاتی تھی کہ قران نے اثناے
راہ مین آکر گھیرا اور پکار کر کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہو اُسنے کھڑے
ہوکر سارا حال چالاک کا بیان کیا اور رکھو لکر چالاک کو سامنے قران کے رکھدیا مہتر قران
نے سنکر چالاک کو اُٹھالیا اور پشتارہ بدوش ہوکر طرف بارگاہ جمشید کے چل نکلا اور وہان
افراسیاب کو اور اُن سب ساحرون کو ہوش جو آیا تو وہ حیران ہوکر اُٹھ بیٹھے اور
دریاے ندامت مین غرق ہوکر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین
جاکر بیٹھا اور متحیر ہوکر حیرت سے کہنے لگا کہ عقل میری گم ہی کہ چالاک کو اُٹھا کر کون لے گیا
یہ کہکر مارے ڈر کے اُسیوقت طرف ظلمات کے اُٹھ کر چلا گیا حیرت جادو بارگاہ مین
بیٹھی رہی کہ دفعتاً ایک ٹکڑا ابر کا سرخ رنگ سامنے سے اُسکو نظر آیا یہ اُسکو دیکھکر
کمال حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ یہ ابر کیسا ہی یہ تو اس فکر مین تھی کہ وہ ابر شق ہوا
اور اُسمین سے ایک ساحرہ پیازی جوڑا پہنے ہوے نمودار ہوئی اور آکر اُسنے حیرت کو مجرا کیا
اور کہا کہ خالہ افراسیاب کی ملکہ اندر جادو تشریف لاتی ہین حیرت جادو سنکر نہایت
خوش ہوئی اور سوار ہوکر واسطے پیشوائی کے روانہ ہوئی اور جاکر اثناے راہ مین ملاقات
کی ساتھ اپنے بآبرو سے تمام اندر بارگاہ کے لیکر آئی اور اُوپر دنگل کے نذر دیکر بٹھلایا
اُسکو تو بارگاہ مین چھوڑ دو اور مہتر قران کا حال سنو کہ وہ جو پشتارہ چالاک
کا لیکر چلے تھے تو جاکر اندر بارگاہ جمشید کے پہونچے اور چالاک سامنے جمشید کے
رکھکر سب حال بیان کر دیا اُسنے سنکر سحر افراسیاب کو چالاک کے اوپر سے اُتارا

ہاتھ پاؤن اُسکے کھل گئے وہ اُٹھکر اوپر کرسی کے بیٹھا اور حال صبا رفتار کا بیان کیا کہ آج اُسنے مجبور کیا ورنہ مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہوگیا تھا یہ کہا اور باتین کرنے لگا قران اور جانسوز اور ضرغام وغیرہ آکر متمکن ہوے اور حال سنیے اندر جادو کا کہ اُسنے بیٹھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ تمنے طلسم کا آجکل کیا عالم کر رکھا ہے کہ ہر چہار طرف کو غدر برپا ہو رہا ہے اُسنے کہا کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہے مین بھی ناچار ہون کہ عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین کوئی اُنکا سامنا نہین کر سکتا ہے اسوجہ سے غدر طلسم مین برپا ہے کہ وہ عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہین اور اُنسے زور کسی کا نہین چلتا ہے اندر جادو نے کہا کہ جمشید تو ایسا زبردست نہین ہے کہ اُس سے بھی کوئی سامنا نکر سکے پھر اُسکی کیا وجہ ہے کہ جو ابھی تک اُسکو بھی تمنے گرفتار نہین کیا حیرت جادو نے کہا کہ حقیقت مین اُسکی کچھ اصل نہین ہے مگر بسبب عیارون کے اُسکے اوپر بھی ہم قابو نہین پاتے ہین اندر جادو نے اس حال کو سنکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بس جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار فلک توسن چرخ سے اُترکر بارگاہ مغرب مین گیا اور رداے شام جانب خاک گستردہ ہوئی نظم

لبشکل بخت زاہد اک اندھیرا	اُٹھا مغرب سے ہر جانب کو گھیرا
ہوئے تابان جمال شعلہ ہر سو	ملا جلنے کو پروانون کو قابو

سر شام طبل جنگ پر چوب پڑی طائران سحر جو اس مقام پر بامر جاسوسی رہتے ہین وہ اُڑکر بارگاہ مہرخ مین گئے اور بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہی بجالائے اشعار

یاالٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت	تا ابد اس سے منور رہے قندیل فلک
تاقیامت رہے مسجود خلائق جگ جگ	مسند جاہ کی تیری بچھے جیسے توشک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر	اُسکی تمثال کبھی ہونے نہ پائے منفک
کاتب دست قضا شکل عدو لکھے	صفحہ ہستی سے جون حرف غلط کر دے حک

لشکر ملکہ حیرت مین طبل جنگ بجا باقی خیر و عافیت ہے مہرخ سحر چشم نے بھی اس خبر کو سنکر نفیر سحر کو دم دیا دلاور جو کہ ساحر نامی تھے آگاہ اور خبردار ہوئے اور سحر کی تیاری کرنے لگے ہتھیار صاف سیقل ہوتے تھے اور ڈہر و بجتا تھا تلوارین اسطرح خم ہوتین کہ جیسے کشتی ہوتی ہے مگر گھاٹ اُنکا

سو کھا ہوا تھا آبداری انکو دیجاتی تھی کمان ہر ایک کڑکتی تھی چلاتی تھی کلۂ عمود کلہ زنی کرتے تھے ایک طرف ساحر سحر پڑھتے تھے بر نجی تھالیون مین آگ دھتورے کے پھل دونے مرد کے بچے کیلین اور لونگین جمع کی تھین بچہ ہائے خوک جھٹکا ہوتے تھے ایکطرف نقیب آواز مین لگاتے تھے شعر جوانو جوان بخت ہشیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ پچار پہر رات یہی ہنگامہ جانبین مین بپا رہا آخر عمر شب تمام ہوئی اور گل خورشید بہ اعانت نسیم سحری چمنستان دہر مین شگفتہ ہوا اشعار جمال شمع پہ آئی اداسی مزاج شب مین چلی مضطربی

بڑی سامان ظلمت پر تباہی　دگرگون ہو کے چلی شب کی سیاہی

صبحکو مہرخ سحر چشم اور بہار جادو فوج کثیر لیکر مع ہلال سحر افگن اور طوفان قہر چشم و شکیل جادو وغیرہ کو لیکر میدان کارزار مین آئین جمشید روشن جمال بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر عرصۂ نبردگاہ مین آیا اسوقت برج برج سے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے چھپ گئے تھے قلۂ کوہ سے پائین کو فلک رنگستان کو اکب اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آتی تھی لشکر مین باجا جنگی بجتا تھا اسلحہ کی چقا چاق بلند تھی برقین سرخ سبز جلوے دکھاتی تھین ساحر طاؤس سان آتش بار اژدران مردم آزار پر سوار تھے غرض پست و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے ہموار کیا ابر برسا گرد و غبار کو ٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی

ابیات

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین مین ان چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہے
دو طلاق اس زندگی کی موت کو

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
عندلیب سنگے ہین یہی الحان
آج وہ کل ہماری باری ہے

اس چمن کی ہوا سے ہم ہین دو
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
خاک مین گلرخان ہو سوتے ہین
غافلو کل من علیہا فان
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو

نقیب جب کڑکا کڑکا کنارے ہوئے تو اُس طرف ملکہ

جادو مع حیرت جادو کے میدان مین آئی تھی اُسنے اپنے طاؤس سحر کو اڑایا اور ناف میدان مین آکر مہرخ سحر چشم کا نام لیکر للکاری کہ اری او مکار مہرخ ناکام تجکو بھی یہ طاقت

اور قدرت ہوئی کہ تو افراسیاب کا سامنا کرے مہرخ کو یہ سنکر تاب نرہی اور تخت
اپنا اُڑا کر اُسکے مقابلہ مین گئی آپسمین ناوک تیر چلنے لگا مہرخ سحر چشم نے ایک سحر ایسا کیا کہ دریائے خار
و خار پیدا ہوا مہرخ سحر چشم ایک کشتی پر جا بیٹھی اور وہ دریا بڑھنے لگا اُسوقت ملکہ اندر جادو
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی دریا کا جم گیا اور ناؤ ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئی مہرخ سحر چشم پوش کر
ایک اژدر دمان بنی اور پھنکار کر ملکہ اندر جادو پر آئی ملکہ اندر جادو ایک عقرب بنی اور
نیش زنی ہونے لگی اسی طرح تا شام دونون آپس مین لڑا کین لیکن کوئی فتحیاب
نہوا جب ساحر فلک عرصہ جہت سے رو بفرار لایا اور ساحرۂ شب نے قدم اپنا جبکہ روزگار
مین بڑھایا اشعار

غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام	بڑھی پابوس کو پھر گیسوے شام
بشکل ابر اُمڈی کچھ سیاہی	ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی

طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنے اپنے بستر پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے مگر ظفر یاب
نہونے کا دونون کو ملال رہا اُسوقت چالاک بن عمرو نے مہرخ سحر چشم سے کہا کہ
آپ بیخبر سوئین مین جاکر ملکہ اندر جادو کو لاتا ہون یہ کہکر طرف بارگاہ اندر جادو
کے نکل کر روانہ ہوا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکے سامنے ملکہ اندر جادو کے پہونچا
اور اسکو مجرا کیا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آئی ہے اس نے کہا کہ مجھکو
افراسیاب نے پاس آپ کے بھیجا ہے اور کچھ کہدیا ہے آپ ذرا الگ چلین تو مین
اُس بات کو کہدون ملکہ اندر جادو سنکر اسکو الگ جو لے گئی تو اُس نے بفن عیاری
اُسے بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے نکل کر روانہ ہوا
اثنائے راہ مین صرصر سے ملاقات ہو گئی اُسنے پہچان کے چالاک بن عمرو کو روک
لیا پھر تو دونون مین کچھ عیاری چلنے لگی صرصر نے کہا کہ تو ناحق میرے ساتھ لڑتا
ہے مین یہ پشتارہ تجھکو نہ لے جانے دونگی بہر صورت چھین لونگی اس نے کہا
کہ پشتارہ تو مین اُٹھا کر ضرور لیجاؤنگا تو گھبراتی کاہے کو ہے تجھکو بھی زندہ نہین چھوڑونگا
یہ گفتگو دونون مین ہو رہی تھی اور برابر سے لڑ رہے تھے کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی

اور کہا اُسنے صرصر سے کہ میں بھی آ پہونچی تم گھبراتا نہیں یہ کہکر وہ بھی لڑنے لگی اب چالاک
تو اکیلا ہے اور وہ دونوں اسکے اوپر وار کر رہی ہیں یہ دونوں کو جواب بھی دیتا ہے اور
دونوں کے واروں کو بھی روک رہا ہے لیکن حیران ہے اسوجہ سے کہ ایک تو تھک گیا ہے
اور دوسرے بوجھ بیشتارے کا بھی ہے آخرکار ناچار ہوکر بیٹھ گیا اور سپر کو چہرے کی پناہ
کیا ان دونوں نے تلواریں اوپر سپر کے جو ماریں تو وہ کٹ گئی اُسمیں بھی بیہوشی تھی وہ
جو اُڑ کر دونوں کے دماغ میں پہونچی تو چھینک مار کے بیہوش ہوگئیں اور زمین پر گریں
چالاک نے اُنکو وہیں چھوڑا اور آپ بیشتارہ اندر جادو کا لیے ہوئے روبرو جمشید
کے پہونچا اور بیشتارے کو کھولکر چاہتا تھا کہ حال بیان کرے اندر جادو
کی بھی آنکھ کھل گئی اسوجہ سے کہ بیہوشی اسکی بھی اُتر گئی ہو اُسنے جو اپنے تئیں گرفتار
بلا دیکھا تو سحر کرکے شعلہ آتش بنی اور نکل کر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی چالاک
اور جمشید ناچار ہوکر بیٹھ گئے اور اندر جادو بارگاہ حیرت میں جاکر پہونچی مگر نہایت مضطر
اور بدحواس کچھ احوال اپنے پکڑے جانے کا اور رہا ہوکر آنے کا کسی سے اظہار نہ کیا اتنے میں
ایک ساحر مصور جادو کا آیا اور آکر اُسنے حیرت سے کہا کہ آپ کو مصور جادو نے سلام کہا ہے
اور کہا ہے کہ میں سب تصویریں کھینچ چکا ہوں کل جمشید سے میں مقرر لڑونگا دیکھوں
تو سہی کہ وہ میرا سامنا کیونکر کرسکتا ہے حیرت جادو نے سنکر کہا کہ ہماری طرف سے بھی جاکر
سلام کہنا اور کہدینا کہ تمنے جو کچھ کہ سامان کیا ہے وہی بہتر ہے اچھا کل لڑ لینا وہ ساحر تو وہا
لیکر اُدھر کو روانہ ہوگیا اور ادھر کو جاسوسان جمشید نے جاکر اُسکو بھی اطلاع کی اور
کہا کہ مصور کل آپ سے مقرر لڑے گا کہ تصویریں بھر کھینچ چکا ہے جمشید تو اس خبر کو
سُنکر سُن ہوگیا اور رنگ چہرے کا زرد ہوگیا چالاک نے جو دیکھا کہ جمشید کا لہو خشک
ہوگیا اس خبر کو سُنکر یوں کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور اندیشہ کسی امر کا نکریں میں
جاکر ان تصویروں کو ابھی لیے آتا ہوں یہ کہکر چالاک اور ضرغام دونوں طرف
بارگاہ مصور جادو کے چلے پھر کچھ دل میں آیا تو چالاک پھر کر پاس جمشید کے
چلا آیا اور ضرغام اُدھر کو چلا گیا ادھر چالاک نے آکر اپنی صورت اندر جادو کی سی

بنائی اور دو سو جادوگرینان جمشیدی سے لیکر اپنے ہمراہ لین اور اوپر تخت روان کے
سوار ہوکر دربارگاہ مصور پر پہونچا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ اندر جادو تشریف
لائی ہین تو وہ سُنکر مع صورت نگار کے واسطے پیشوائی کے دوڑا اور دربارگاہ پر
آکر دونون نے مجرا کیا اور زندرین دیگر ملکہ اندر نقلی کو اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لیگئے اور
اوپر کرسی کے بٹھلا کے مصور تو داہنے پر بیٹھا اور صورت نگار بائین ہاتھ کو متمکن
ہوئی اور ارباب نشاط کو اشارہ کیا وہ رقص و سرود مین مصروف ہوئے ادھر
چالاک نے دیکھا کہ صندوقچہ تصویرونکا مصور اپنی رانون کے تلے دابے ہوئے ہے اسنے دلمین
صدہا تدبیرین کین اور چاہا کہ صندوقچہ کو لیلون مگر کوئی تدبیر پیش رفت نگئی آخر کو ناچار ہوکر
خاموش ہو رہا قضارا کار دو صوبہ دار واسطے سیر کے بارگاہ مصور کی طرف چلے آئے
تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ اندر جادو اندر بارگاہ مصور کے داخل ہوئین تو وہ گھبرا کے اپنی فوج
مین چلے گئے اور جاکر اُنھون نے تمام اپنے لوگون سے کہا کہ اے اندر جادو پاس مصور جادو
کے تشریف لیگئی ہین اے تم لوگون مین سے کوئی ساتھ سواری کے نہین گیا اسکی کیا وجہ ہے
وہ سب اس حال کو سُنکر بدحواس ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپکو کچھ خبر بھی ہے ملکہ تو اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی خاصہ تناول کر رہی ہین اس حال کو سنکر صوبہ دار حیران ہوئے اور فوراً اندر
بارگاہ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقعی ملکہ اندر جادو کھانا کھا رہی ہین انکو اور زیادہ
حیرت ہوئی اور وحشت دامنگیر ہوئی اندر جادو نے جو ان دونونکو دیکھا کہ خلاف دستور
اندر بارگاہ کے پریشان خاطر استادہ ہوئے ہین تو اسنے پوچھا کہ ای مسمار جادو خیر تو ہے
بھلا تم اسوقت کیون آئے ہو اُنھون نے سنکر جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب مفصل بیان کیا
اور کہا کہ ہمنے تو آپ کو بارگاہ مصور مین جاتے ہوئے دیکھا تھا آپ اسقدر جلد یہی کیونکر
چلی آئین اندر جادو اس مضمون کو سُنکر سمجھی کہ کوئی میری صورت بنکر مصور کے
قتل کرنے کو گیا ہے یہ سوچکر جلد ہاتھ دھو کر اکیلی اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر اندر بارگاہ
مصور کے پہونچی تو دیکھا کہ حقیقت مین میری صورت کی ایک عورت اور
بیٹھی ہوئی ہے پس اسنے بارگاہ مین کھڑے ہو کر آواز دی کہ منم اندر جادو یہ کہکر چالاک کو

بند سحر پکڑ لیا اور طاقت اُسکے ہاتھ پاؤن کی زائل کردی اور مصور جادو سے کہا کہ یہ کوئی
عیار میری صورت بنکے آیا تھا قتل ہی تمکو کرچکا تھا وہ تو بڑی خیر ہوگئی کہ مجکو
اطلاع ہوگئی تو مین نے آکر اُسکو گرفتار کرلیا یہ کہکر اوپر تخت متمکن ہوئی اور چالاک
سے پوچھا کہ ارے تیرا نام کیا ہے اور تو کون ہے اسنے کہا کہ مین عیار ہون اور نام میرا چالاک
بن عمرو ہے مصور جادو اور صورت نگار دونون تو پاس اسکے بیٹھے ہوئے تھے اب
جو نام سُنا تو بدحواس ہوکر تخت کے نیچے اُتر پڑے اور صندوقچہ کو مصور مارے گھبراہٹ
کے بھول گیا وہ اوپر تخت کے رہ گیا اسوقت ضرغام شیردل نے اُس صندوقچے کو
اُٹھا لیا کہ وہ بھی بڑی دیر سے ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا صندوقچے کی فکر مین برابر
تخت کے کھڑا ہوا تھا لیکر ایک ہی جست مین باہر بارگاہ کے پہونچا اور پکارا کہ منم ضرغام
شیردل او مصور دیکھ لے کہ مین لیے جاتا ہون اُس شے کو کہ جسکے بھروسے پر تو غزا
کررہا تھا اس کلمے کو سنکر مصور اور صورت نگار دونون اسکے پکڑنے کو دوڑے
مگر یہ نکل گیا اور مارے ڈر کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے کہ کہین کوئی عیار اور نہ پکڑ لیوے در
بارگاہ پر سے پھر کر چلے گئے اور جاکر اندر جادو سے کہا کہ ہماری تو ساری محنت برباد
ہوگئی اب ہم کسی کام کے نہ رہے یہ کہکر بیٹھ گئے اور اندر جادو کو بھی کمال
فکر دامنگیر ہوئی اور چالاک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور
سب حال چالاک کی عیاری اور ضرغام کے صندوقچہ لیجانے کا بیان کیا اور
کہا کہ چالاک کا سر تو مین مقرر کاٹون گی یہ کہکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ قرطاس جادو
کو جاکر بلا لاؤ وہ تو اُسکے بلانے کو چلا اور ضرغام شیردل نے صندوقچہ لیجا کر
جمشید جادو بن کوکب روشنضمیر کے حوالے کیا اُسنے اُسی وقت اُن تقویمون
نکال کر پھاڑ ڈالا اور ضرغام شیردل پھر جانب بارگاہ حیرت جادو
روانہ ہوا راہ مین اُن دونون ساحرون کو جاتے دیکھا جو کہ قرطاس جادو کو بلانے
کو جاتے تھے اُسنے اُنکو باتون مین لگا کر اُنسے سب حال گذرا ہوا قرطاس جادو کا دریافت
کیا اور اُنھین کے ساتھ قرطاس کے پاس آیا اُن دونون ساحرون نے قرطاس

تو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ اندر جادو بلاتی ہین جلدی تشریف لے چلیے قرطاس یہ سنکر ایک صحنچی مین کپڑے پہننے کو گیا ضرغام بھی اندر اُسکے گیا اور اُسکو بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کردیا اور آپ اسکی صورت بنکر کپڑے وغیرہ اُسکے پہنکر اُسکو وہین چھوڑا اور آپ باہر نکلا ہمراہ اُن دونون ساحرون کے جاکر اندر جادو کے پاس بیٹھا اُسوقت شیتور نے کہا کہ یہ عجیب غریب تماشا ہے کہ جو ساحر آتا ہے اُسکو اتنا بھی کسی سے نہین ہوسکتا ہے کہ دریافت تو کرلین کہ یہ ساحر ہے یا کوئی عیار اُسکی صورت بنکے چلا آیا ہے یہی باعث ہے کہ سب دھوکا کھاکے مارے جاتے ہین اس کلمے کو سنکر حیرت جادو کو کھٹکا گذرا کہ حقیقت مین اکثر ایسا اتفاق ہوچکا ہے کہین ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تب یہ تصور کرکے اندر جادو سے کہا کہ آپ سحر سے دریافت کرلین کہ یہ قرطاس جادو ہے یا کوئی عیار ہے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ تمھین دریافت کرلو حیرت نے ایک دانہ موتیکا زمین پر پھینکا اور کہا کہ اے قرطاس اسکو اُٹھالاؤ ضرغام نے اُس دانے کو اُٹھانا چاہا مگر وہ اُٹھ نہ سکا یہ زور کرکے ناچار ہوگیا اُسوقت لعیت نے ہنسکر ضرغام کو پکڑ لیا اور اندر جادو نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہے ضرغام نے کہا کہ مین وہ ہون جو مصور جادو کا صندوقچہ لے گیا تھا مجھکو ضرغام شیر دل کہتے ہین اب تجکو بھی مین صبح وشام مین قتل کیا چاہتا ہون اندر جادو اس کلمے کو سنکر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ ای بدذات تونے قرطاس کو کیا کیا اُسنے کہا وہ بارگاہ کی صحنچی مین ننگا پڑا ہے جاکر دیکھ لے اندر جادو کو اور زیادہ غصہ آگیا اور اُسنے ایک پنجے مین چالاک کو اور دوسرے پنجے مین ضرغام کو دابا اور اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئی لیکن قران ساحر بنے ہوئے بارگاہ حیرت مین موجود تھے اور یہ باتین سُن رہے تھے وہ بھی روانہ ہوئے اور جاکر پشت بارگاہ پر نقب کھودکر صحنچی مین آئے کہ جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا تب اُسکو تو نقب مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسی طرح سے ننگا مادرزاد بیہوش ہوکر لیٹ رہا اسلیے کہ جو کوئی دیکھے بیہوش سمجھے اور یہان اندر جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر

چالاک اور ضرغام بزور سحر کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اُسی صحنچی مین آئی جہان
قرطاس بیہوش پڑا تھا دیکھا کہ قرطاس جادو بیہوش پڑا ہے اسنے چھینٹا
پانی کا مارا کہ قرطاس ہوشیار ہو کر اُٹھا اندر جادو نے اُسے ننگا دیکھکر منھ
اپنا دوپٹے سے چھپا لیا اور کہا کہ ای قرطاس تو اپنا ستر ڈھانک بعد ازان
مین تجھسے حال کہونگی قران نے اُٹھنے کے ساتھ ہی ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ اندر
جادو بیہوش ہو کر چارون شانے چت گری قران نے اُسکو خوب جکڑ کر ایک
بتی بیہوشی کی اُسکی ناک پر چڑھائی اور پشتارہ باندھکر نقب مین کود کر مع قرطاس
سیدھا بارگاہ جمشید کی طرف بھاگا اثنا راہ مین ایک درہ پہاڑ کا دیکھا خیال مین
قران کے آیا کہ چالاک اور ضرغام کو بھی لے آنا چاہیے ایسا نہو کہ اُنکو حیرت
پکڑ لیجائے یہ سوچکر قران نے اندر جادو کا پشتارہ تو دامان کوہستان مین چھوڑا
اور آپ پھر اُسی نقب کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کہ کیونکر جاؤن اور کس شکل سے
جاؤن بیان کا حال سُنیئے کہ جانسوز اندر جادو بارگاہ مین حیرت جادو کی
شکل بنکر آیا اور چالاک و ضرغام کو بندھا دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ای موئے عیارو
تمنے قیامت نازل کی ہے دیکھو تمھارا کیا حال ہوتا ہے تمام جادوگرنیان حیرت کو دیکھکر
اُٹھ کھڑی ہوئین بعد ازان حیرت نقلی نے پوچھا کہ اندر جادو کہان ہے
سبھون نے کہا کہ اس راوٹی مین اکیلی تشریف لیگئی ہین اور کوئی وہان نہین ہے
آپ تشریف لیجائیے آپ کو ممانعت نہین ہے جانسوز بیساختہ اندر راوٹی کے
گیا وہان جو دیکھا قران متفکر ہین جانسوز نے کہا کہ قبلہ کس فکر مین ہین قران نے جانسوز
کو گلے سے لگایا اور پہچان کر کہا کہ بیٹا تم اندر کی شکل بنو اور چالاک و ضرغام اس
راوٹی مین لاؤ اور اسی نقب کی راہ سے میرے ساتھ چلو جانسوز نے کہا بہت خوب
غرض جانسوز بصورت اندر بنا اور راوٹی سے باہر بکتا نکلا کہ ہوا حیرت ان
عیارون کی تمھارے نزدیک اصل و حقیقت ہے مین ان عیارون کو دیکھو تو
کس طرح قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر چالاک و ضرغام کے آئی اور چالاک

وضرغام کو پکڑ کر اُسی طرح اُسی راوٹی مین لیگئی اور باہر ساحرنیون سے کہدیا کہ کوئی میرے
پاس راوٹی مین نہ آنے پائے اندر لاکے سامنے قران کے کھڑا کردیا قران کو دیکھکر
چالاک وضرغام دونون خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے تو ہاتھ پانون سحر مین مسحور ہین
قران نے ایک بیضہ بیہوشی کا دونون پر مارا کہ دونون بیہوش ہوگئے ایک پشتارہ قران نے
لیلیا اور ایک پشتارہ جانسوز نے دونون لیکر نقب کی راہ سے باہر نکلے اور لے بھاگے
اب احوال اندر اور قرطاس کا سُنیئے کہ وہان جو درۂ پہاڑ مین دونون پڑے تھے کہین
قضارا کوئی ساحر بھی کہ نام اُسکا نیش جادو ہے وہ قدیم نوکر کوکب کا ہے ہمراہ جمشید
کے اسی فکر مین ہے وہ کہین بطور سیر اُس پہاڑ مین جانکلا اُسنے دیکھا کہ اندر اور قرطاس
دونون بیہوش بندھے پڑے ہین نیش نے اُسی حالت بیہوشی مین دونون کو خوب
جکڑ کر ایک پتھر کی چٹان سے باندھا اور پٹی بیہوشی جو بندھی تھی اُسکو دماغ سے اندر کے
کھول ڈالا اور خوب سا کپڑا اُسکے دوپٹے کا مُنھ مین بھرا اور ازار بند پائجامے کا نکال کر
اندر جادو کے گلے مین خوب کھینچکر باندھا اور قرطاس کچھ ایسا ساحر زبردست نہ تھا
غرض باندھکر کوڑا مارنا شروع کیا جب اندر پر کوڑا پڑنے لگا اُسوقت اندر کی آنکھ کُھلی
اب سحر کو پڑھ نہین سکتی کیونکہ گلا بندھا ہوا ہے اور مُنھ مین بھی کپڑا بھرا ہوا ہے مگر مارے مارے کے
پھڑک پھڑک کر تڑپ رہی ہے اور قرطاس کی جو آنکھ کُھلی تو اُسنے دیکھا کہ نیش جادو
زبردست ساحر ہے بعد ازان قرطاس دُہائی دُہائی توبہ توبہ مچانے لگا اسوقت نیش نے
جھنجھلا کے ایک تیغہ مارا کہ قرطاس کا سر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کشتی مرا نام من قرطاس جادو بود بعد ازان دوسرا تیغہ دوڑ کر اندر پر
مارا کچھ اثر نکیا اُسوقت اُسنے کوڑا مارنا شروع کیا اور کوڑے کی آواز تڑاق تڑاق کی
دور تک جاتی تھی اتفاقاً کہین صرصر عیار بچی نے آواز کوڑے کی سُنی وہ گھبرا کر اُس
پہاڑ مین جا کر چھپ کر دیکھنے لگی دیکھے تو اندر جادو بندھی ہے اور ایک لاش برابر
اُسکے پڑی ہے اور ایک ساحر کوڑے مار رہا ہے اِس قطامہ نے اپنی صورت ملکہ مہرخ کی
بنائی اور سامنے نیش کے آکر پکاری واہ واہ اے نیش کیا سزا اسنے معقول تمنے دی

یہ کہکر برابر نفیش کے پہونچی اور اندر کو جو دیکھا تو بیہوش و بیدم مارے کوڑون کے ہوگئی
ہے غرض صرصر نے برابر پہونچتے ہی نفیش کے ایک بیضہ بیہوشی کا نفیش پر مارا کہ یہ تو
چارون شانے چت گرا مگر خوف سے چالاک ضرغام قران جانسوز عیارون کے
اسنے جلدی سے اندر کو کھولکر باندھ پشتارہ روانہ ہوئی نفیش کو وہین پڑا رہنے دیا چند
قدم نہین پہونچی تھی کہ سامنے سے قران اور جانسوز دونون چالاک اور ضرغام
کے پشتارے لیے چلے آتے تھے انھون نے للکارا کہ خبردار اے صرصر کہان جانے پائیگی صرصر
بدحواس ہوئی قران اور جانسوز نے دونون اپنے پشتارے تو زمین پر رکھدیے جانسوز
سے قران نے کہا کہ تم پشتارون سے خبردار ہو مین پشتارہ اس سے چھینے لاتا ہون
جانسوز تو چالاک و ضرغام پر مستعد کھڑا ہے اور قران نے آکر صرصر کو گھیرا
اب صرصر گھبرائی مگر خنجرزنی کرتی جاتی ہے کہ اکبارگی قران نے جست کرکے حلقہ
کمند کا صرصر کی گردن مین مارا وہ چارون شانے چت گری چاہتا ہے قران کہ جست کر
اندر کے پشتارے کو اُٹھائے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا صاف پشتارہ لیکر سوے آسمان غائب ہوا
ناچار قران نے صرصر کو چھوڑ دیا اور آپ چالاک کا پشتارہ اور جانسوز ضرغام کا پشتارہ
لیکر جمشید کی بارگاہ مین پہونچے جمشید نے چالاک و ضرغام کا سحر دور کیا قران کو گلے
سے لگایا وہان نفیش کو ہوش آیا یہ گھبراتا ہوا جمشید کی بارگاہ مین آیا اور سارا حال اسنے بیان
کیا غرض قران چالاک ضرغام جانسوز چارون عیار اور تمام جادوگر جمشید کی بارگاہ
مین بیٹھے ہوئے ہنس رہے تھے مگر حال اندر کا سنو کہ وہ پنجہ ایک ساحر ملازم اندر کا تھا
کہ وہ لیکر اندر کو حیرت کی بارگاہ مین لایا اور سامنے حیرت کے اندر کو ڈالدیا گھڑی بھر
بعد صرصر بھی آکر پہونچی حیرت نے دیکھا کہ اندر کا تمام بدن پاش پاش بڑے بڑے زخم
ہے اور بیہوش ہے کچھ جان باقی ہے مگر آکر کچھ چھینٹے پانی کے حیرت نے دیے چار گھڑی کے
بعد اندر کو ہوش آیا حیرت نے احوال پوچھا اندر نے سارا حال اپنا مفصل بیان
کیا اور کہنے لگی کہ قسم ہے سامری جمشید کی مین نے ایسے حرامزادے زبردست عیار
نہین دیکھے جنکو اپنے مرنے کا بھی کچھ ڈر نہین حیرت بھی یہی کہ رہی تھی کہ کیا کرون تمھین مین تو اپنی زندگی

تنگ ہوں اسقدر عیاروں کے ہاتھوں سے مجھے ایذا اور صدمے پہونچے اور پہونچتے جاتے ہیں
غرض اندر و حیرت دونوں یہی دکھڑا رو رہی تھیں کہ افراسیاب مع لشکر قاہرہ جادوگروں
کے آیا اور تعریف لشکر کی کیا لکھی جائے القصہ حیرت استقبال کو نکلی غرض بڑی
شان و شوکت سے افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا اندر کو دیکھا کہ آنکھوں میں آنسو
بھرے ہوئے نہایت بیزار خفا بیٹھی ہے افراسیاب نے پوچھا کہ خیر باشد تمھارا کیا حال
ہے اندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا بعد ازان کہنے لگی کہ اب جا کر مقابلہ کرونگی
افراسیاب نے ہر چند منع کیا اُسنے نمانا آخر افراسیاب نے کہا کہ آپ بزرگ ہیں
جو چاہے کریں یہ خاموش ہوئی جب افراسیاب ظلمات چلا گیا اور ہستی روز
تمام ہوئی اور زن دہر نے دختر شب کو جنا اشعار

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام | نظر آنکھوں میں آیا حسن شام
اٹھا دھندلا غبار اک غضب کا | کھلا آخر معما زلف شب کا

اندر جادو نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر مہرخ و جمشید کو ہوئی
انھوں نے بھی طبل جنگ بجوایا ساحر سحر تیار کرنے لگے اُس شب ساحرہ گیتی کو خوف ہوا کہ ہیں
مجھ پر نہ افسون پردازی ہو کہیں میری نہ بربادی ہو بنگالی ڈہرو بجا کر یوں تانیں لگے گانے
بھیروں نار سنگہ کو ماننے لگے گلستان دہر میں نسیم سحر وزان ہوئی صرصر قہر چلنے لگی ڈفلی
اور بانسری بجنے لگی کڑھائیاں چڑھ گئیں سپاہیوں میں ہتھیار صیقل اور مصقیل
ہونے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا طول ہر مقام پر بیجا ہے جب وہ زمانہ آیا کہ شمشیر بہادری
سے رات کٹ گئی اور نیزہ خطوط شعاع مہر لیکر ترک فلک توسن چرخ پر سوار ہوا شعر
کہ جب نقش مٹا شب کے قدم کا + جھمکڑا نور کا ہر سمت چمکا + صبح کو مہرخ و جمشید اور
بہار و مخمور با ربط قرینے ہمسر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر جانب میدان
جنگ گاہ روانہ ہوئے اُس طرف سے اندر و حیرت فوج لیکر آئی دونوں طرف سے نقارے بجنے لگے
نقارے گرجنے اور بجنے لگے اندر جادو کی طرف سے کہلاب جادو نکلا اور جمشید
کی طرف سے نیش جادو نکلا کہلاب نے پیکان سحر نیش پر مارا اُسنے خالی دیکر تیر مارا
کہلاب کی چھاتی کے پار نکل گیا کہلاب جہنم واصل ہوا اسیطرح سے چالیس ساحر

نقش سے مارے آخر کو اندر نے اپنے تخت پر سے وہ تلوار جو اُسکے آگے دھری تھی اُسے کھینچا
جیسے ہاتھ اُٹھایا تھا کہ ایک وار کرے نقش کے دو ٹکڑے ہون اُسنے خالی دیا بعد
ازان اندر تخت پر سے کود پڑی اور دونون مٹھیون خاک سامری و جمشید کی فوج پر ماری جیسے
خاک اُڑی کہ تمام لشکر مع جمشید بیہوش ہوکر گر پڑا اندر نے دوڑ کر جمشید کو پکڑ لیا اور
سمت آسمان اُڑکر پکاری کہ ای حیرت مجھے جس سے کام تھا اُسکو مین لائی اب تم
بھی چلی جاؤ اپنی بارگاہ مین یہ سنکر حیرت پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی مگر اندر جمشید کو
لیکر جنگل کی طرف روانہ ہوئی لشکر جمشید کا حال سنیئے کہ دو گھڑی کے بعد تمام ساحر نکی
آنکھ کھلی جمشید کو تخت پر بیٹھایا ایک عجب تہلکہ پڑا ماہرخ بہار اختر بن سہیلان
وغیرہ سب کی سب پھر کر بارگاہ مین جمشید کی آئین اختر نے کہا کہ مین جاتی ہون جمشید کو
لیے آتی ہون ادھر قران چالاک ضرغام یہ تینون عیار روانہ ہوئے لیکن پہلے اندر
جادو کا حال سُنیئے کہ اُسنے خوب سحر کرکے جمشید کو ایک درہ کوہ مین اُتارا اور کہا
کہ ای جمشید مین تیرا سر کاٹے لیتی ہون یہ کہکر اندر الگ جاکر بیٹھی اور ایک تیلہ سحر کا دیا
اور کہا کہ جاکر جمشید کا سر کاٹ ڈال اُسوقت ملکہ اختر پہونچی دیکھا اُسنے کہ اندر الگ بیٹھی ہے
اور جمشید علیحدہ ہے لیکن ایک تیلہ سحر کا تلوار کھینچے جمشید پر آتا ہے اختر عقاب
بنکر جو گری تو جمشید کو اُٹھا لیچلی اندر نہایت زبردست ساحرہ تھی یہ بلا ہوکے پیچھے دوڑی
غرض ملکہ اختر نے کہین بچاؤ نپایا نہ دیکھا ایک جھیل تھی پہاڑ کے تلے اُس جھیل مین
کودی مع جمشید اور غائب ہوگئی اندر نے سحر سے معلوم کیا اور کنارے جھیل کے آکر
اندر نے ایک چٹکی خاک کی لیکر سحر کرکے جھیل مین چھوڑدی کہ تمام پانی جھیل کا خشک ہوگیا
اور اندر نے دوڑ کر اختر اور جمشید کو پھر پکڑا اقتضاء کار چالاک نے وہان پہونچکر یہ
تمام ماجرا دیکھا چالاک نے وہین اپنے تئین صرصر بنا کر کہا کہ واہ ای ملکہ اندر کیون نہو
سبحان اللہ کیا کام کیا ہے یہ کہکر برابر پہونچا تھا کہ بیضہ بیہوشی کا مارا اندر چاہتی تھی کہ
چیت گری چالاک نے خنجر اُسکے سر پر مارا سر اُسکا نہ کٹا جمشید اور اختر دونون اُسکے سحر مین گرفتار تھے
اقتضاء کار سامنے سے صرصر پہونچی چالاک سے تلوار چلنے لگی اس عرصہ مین اندر کی پھر آنکھ کھل گئی

بس اُسنے آنکھہ کھلنے کے ساتھ ہی چالاک بزور سحر پکڑ لیا غرض جمشید اور اختر و چالاک کو پکڑ کر پھر آپ چلی اور صرصر کو رخصت کیا سامنے چند قدم پر اُسکو صبار فتار ملی اندر نے جانا کہ یہ کوئی عیار ہے اندر نے صبار فتار پر سحر کیا کہ یہ کمر تک زمین مین غرق ہوئی ہر چند صبار فتار نے کہا کہ مین افراسیاب کی لونڈی ہون اندر نے نہ مانا اور جمشید و اختر و چالاک تینون کو پکڑ کر ایک پہاڑ مین لیگئی وہان کہین قران جا پہونچا یا لگا ہوا تھا اُسنے دیکھا ایک ساحر کی صورت بنکر برابر اندر کے آکر کہنے لگا کہ واہ واملکہ کیا کام کیا ہے جیسے ہی اندر کی آنکھ اُدھر کو اُٹھی کہ ساتھ ہی قران نے ایک لخدہ مارا کہ کھوپڑی اندر کی چار ٹکڑے ہوئی اور یہ چیخ مار کر گری اور پکاری کہ کشتی مرا نام من اندر جادو بود اب ملکہ اختر اور جمشید و چالاک تینون قید سے چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آکر بخوشی وخرمی تمام بیٹھے القصہ جب اندر جادو ماری گئی تو صبار فتار بھی چھوٹ گئی اور سمجھی کہ ملکہ اندر ماری گئی اُسنے آکر یہ حال ملکہ حیرت سے کہا حیرت غش ہو گئی اور افراسیاب کو خبر ہوئی افراسیاب روتا پیٹتا وہان نعش پر اندر کی آیا خوب رویا بعد ازان نعش کو اندر کی جلا دیا اُنکو صنعت سحر ساز بارگاہ مین افراسیاب کی آئی اور ماتم پرسا اندر کا دیکر کہنے لگی کہ اے افراسیاب کل تو مجھے حکم ہو کہ مین بھی جاکر ذرا میدان جنگ کا تماشا دیکھون افراسیاب نے کہا بہت اچھا صنعت نے طبل جنگ بجوایا اُدھر جمشید نے سنا وہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے ابھی صنعت نہین نکلی تھی کہ طرفدار صنعت کے قریب چار سو جادوگر کے قسمیہ ہوئے کہ جلکر جمشید کے لشکر کو غارت کر دینگے وہ سب میدان مین نکل کھڑے ہوئے اراوہ جنگ مغلوبہ کا کیا تھا کہ اودھر جمشید کی طرف سے باغبان قدرت جو آکر ملگیا ہے وہ نکلا اور اُسنے ایک گلدستہ پھولونکا بزور سحر بنایا اور میدان مین لاکر صنعت کی فوج کو دکھایا اور پتا پتی بوٹا بوٹا اُسکا تمام توڑ کر پھینک دیا پھینکنے کے ساتھ جتنے ساحر صنعت کے ساتھ میدان مین کھڑے تھے سبکو غنودگی آئی کہ اونگھکر زمین پر گر پڑے بعد ازان باغبان کچھ دانے اُرد مونگ رائی سرسون کے پڑھکے میدان مین پھینکدیے کہ ایک جنگل بڑے بڑے فلک فرسا درختون کا مگر سرسبز بہت گنجان کہ جسمین اگر کوئی جائے تو کہین جھلک آفتاب کی نظر نہین پڑتی

تھی اور ایک تاریکی اندھیرا ساتھا کہ اپنا ہاتھ اپنے تئین نہین سوجھتا تھا دم بھر مین تیار کیا اور کئی ہزار ساحرون کو صنعت کے اس صحرائے لق ودق مین بزور سحر قید کرکے پھر اٹھا کہ اسمین شام کا وقت ہوگیا اور افراسیاب نے کہا کہ اب طبل آسایش بجوا دو کل سمجھ لونگا بارے ادھر بھی طبل آسایش بجا دونون لشکر پھرے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے رات کو افراسیاب نے صنعت سے کہا کہ مین تجھے ایک نارنج اپنے سحر کا دیتا ہون کل تو جا کر اس نارنج کو باغبان پر مارنا اور بعد اُسکے افراسیاب نے کچھ اور سحر صنعت کو سکھا دیا غرض افراسیاب بھی اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہا ادھر صنعت بھی اپنی بارگاہ مین آکر سوئی جب وقت صبح کا ہوا افراسیاب حیرت صنعت وغیرہ سب ساحر میدان مین نکلے اُدھر سے جمشید مع اپنے لشکر باغبان کو لیے میدان مین آیا باغبان نے میدان مین نکلکر پکارا کہ اے افراسیاب کون جادوگر ہی کہ آوے میرے مقابلے کو یہ سنکر صنعت اسی نارنج کو لیکر میدان مین آئی اور بیساختہ زمین پر مارا کہ دیکھا سب درخت باغبان کے بطرفۃ العین خشک ہوکر زمین پر گرے اور جلکر خاک ہوگئے اور جتنے ساحر صنعت کے قید مین تھے وہ سب چھوٹ گئے باغبان نے صنعت پر پھر سحر اپنا کیا لیکن بسبب افراسیاب کے سحر کے باغبان کا سحر صنعت پر اثر نہ کیا صنعت نے وہ سحر جو افراسیاب سے سیکھا تھا وہ باغبان کے مُنھ پر پڑھکر پھونکا باغبان اندھا ہوگیا صنعت نے دوڑکر باغبان کو پکڑ لیا بڑی خوشی افراسیاب لشکر مین ہوئی لاکھون ساحر افراسیاب کے جمع ہوگئے حیرت افراسیاب وغیرہ سب باتفاق ہوکر آئے اور ایک آہن کا چبوترہ بنوایا اُسپر باغبان کو قتل کرنیکے واسطے بٹھایا اور اسطرف سے عمرو بھی روانہ ہوئے کہ مین جا کر دیکھون تو کیا ماجرا ہی از بسکہ دریائے خون روان خشک ہوگیا ہی اور پل پرزاوان بھی ٹوٹ گیا ہی یہ جا کر قریب باغبان پہونچے وہان گلچین زوجہ باغبان کو خبر گرفتاری باغبان پہونچی تھی وہ غم مین اپنے شوہر کے گریان ونالان زار مثل ابر بہار کے تھی کہ عمرو وہان ایک ساحر کی صورت بنکر آیا کسینے اُس ہنگامہ نوحہ وشیون مین اُسکی جانب کچھ توجہ نکی اور اُسنے گلچین کو جال الیاسی مارکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ معجزہ طلب کرکے اُسکی ایسی صورت بنا پھر تو خیابان باغ کو اُسنے اکھڑنا شروع کیا اور اپنے تئین اُٹھا اُٹھا کے

وے دے مارتا تھا کنیزین ہرچند سمجھاتی تھین مگر اسکو تاب نہ آتی تھی گریبان گل اسکے غم مین
چاک تھا سنبل کی زلف پریشان تھی لالہ کے دلمین داغ تھا سرو اُسکی نظر مین صورت دار
تھا عجب کیا تھا جو نرگس بھی رونے لگے بیقراری سے نوحہ کرنے لگے گریبان پھٹا ہوا پچھاڑین کھاتی
ہوئی سر پٹکتی ہوئی سینہ کوٹتی ہوئی بادل بریان و دیدہ گریان داد و بیداد کنان باہزاران
شور و فغان باغ سے نکلکر چلی اشعار

ہوئی جوش وحشت مین چھینے سی سیر | کیا نوچکر سر کے بالون کا ڈھیر | وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج
چلی سر کو ٹکراتی ہو لا علاج | اسیطرح سے یہ صنعت کے سامنے آئی صنعت نے دیکھا کہ

باغبان کی جورو آئی ہے اسنے ایک ساحرہ سے کہا کہ گلچین سے جاکر پوچھو کہ اگر تو اُنکو آئی ہو تو ہم موجود
ہون اور نہین جو تیرا مطلب ہو صاف صاف کہدے گلچین نے روکر کہا کہ مین بیوہ بیکس کیا اونگی
میرا کیا مقدور کہ مین تمسے مقابلہ کرون واسطے جمشید و سامری کے میرے خاوند اور مجکو ایک ہی جا
قتل کرو کیسلئے کہ جس روز سے میرا اور باغبان کا ساتھ ہوا ہو وہ کبھی دم بھر جدا نہین ہوا اور جو
تم نمانوگی تو مین ستی ہوجاؤنگی مگر نعش اور سر کو میرے خاوند کے مجھے دے ڈالنا صنعت
نے رونا پیٹنا اور گریہ و زاری گلچین کی سنکر گلچین کو سامنے بلالیا اور کہا اے گلچین جادو کیا
تجھے یہ دن معلوم نہ تھا خیر جو ہوا سو ہوا اگر اب بھی جو افراسیاب سے ملجاؤ تو مین تمھاری جانبخشی
کرادون گلچین نے کہا کہ یہ تو نہو گا کہ مین افراسیاب کی تابعداری کرونگی غرض ہمکو اگر تم چھوڑدو
تو ہم اور کسی شہر مین نکل جائینگے ہمکو کب روشنضمیر سے واسطہ نہ افراسیاب کا
ساتھ ہمکو قبول اسمین صنعت نے کہا کہ اگر تابعداری افراسیاب کی نکروگی تو مین
باغبان کو قتل کرونگی گلچین نے کہا کہ خیر جو مرضی سامری و جمشید کی اچھا صاحب مبارک ہو ہمکو قتل
باغبان کا۔ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ لکڑیون کا ڈھیر لگادو مین ستی ہونگی اور یہان
تیاری گلچین کے ستی ہونے کی لاکھون ساحر دونون طرف سے جمع ہوگئے وان حیرت و افراسیاب
کو خبر پہنچی وہ دونون سوار ہوکر آگئے یہ تماشا دیکھا اور گفتگو گلچین جادو کی سنی افراسیاب نے
کہا کہ لاؤ گلچین جادو کو میرے سامنے کہ اتنے مین دیکھا کئی ہزار ساحر اور لاکھون تماشائی مین
آئے مین اور شاہ و گدا صغیر و کبیر امیر و فقیر ہر کہ و مہ از خرد تا کلان تاجران و عملداران دولت ایک

حشر کی طرح کا مجمع کثیر انبوہ غفیر سامنے سے نظر آیا اور کچھ جلوس برات کا ایسا کہ قریب سو سوا سو طائفہ مرف نواز اور نوبت خانہ بجتا ہوا اور سحر کرتے ہوئے اور ڈنکے بجتے ہوئے گھوڑے نوبت کے بھلے معلوم ہوتے تھے اور کئی سو منقلین عنبر و عود اور عبیر کا بکتا پڑتا ہوا جنکی خوشبو سے نسیم عنبر شمیم جو چلتی تھی تو دماغ جان معنبر اور معطر ہوتا تھا اور قریب سوا سو سقون کے کہ بادلے کی انگیان انکا مذھون پر پڑی ہیں اور لنگوٹ تمامی کے بندھے کانون مین اودراج پڑے ہزارے کا فوارہ مشکیزہ پر چڑھا کانٹے طلائی تسمہ مین لگے ساون بھادون کی ایسی گھٹا برستی ہوئی اور بیچ مین ایک تخت پر زر مکلل بجواہر پر گلچین جادو سوار اور اسپر کئی سو گلدستے طرح بطرح کے رکھے ہوئے اور گرد و پیش تخت کے چار سو باغبان بچیان چنگیرین پھولون کی لیے ہوئے لنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھون مین کڑے گمردان پڑے اور گلچین جادو جوڑہ شہانہ پہنے مگر ابھی نہا کے جو سوار ہوئی ہے تو وہ کھلے کھلے بال جنسے بوندین پانی کی ٹپکتی چلی آتی ہین آنکھونکا اسکی یہ حال ہے کہ نشۂ عشق مین شوہر کے لال ہو رہین اشعار

مژہ ہے غیرت ناوک بھوین ہین رشک کمان
ہے خط نسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

ہین آنکھین ترک نگہ کا لیے ہوئے برچھا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک صد خورشید
گلونکو نہ چکھے منقار سے کرے توبا

وہ بیٹھی اس سج پر تن کی دیکھے جو وہ سج
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
کبت دامن چھپے حجاب

دیکھو اسکو مسکیات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سندرتائی ہے پان مین نہ پھول ہین نہ کنول مین نہ گلمطین دیکھت مرجھاے وہ تو یہ کرلتائی ہے کیوڑا اور سیوتی گلاب کی ایسو اکی سی سوگندہ تو عطر مین نہ پائی ہے کہدے ہزدگن سکے رچی ہے جولائی تا یہ پانوان وہ اسکے جیسے مہندی سی لگائی ہے

نظم

المختصر تھی وہان کا عجب عالم
ہزارون خون ہوئے دیکھ اسکے بانکا لاکھا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو مٹ کے
جبھی تو محرم بلاز اس سے جا بجا صاف کیا
نقاب زرہ پوش یا کمر سے تھے دو

درخشان وہ شعلہ کہ جسطرح ہو تہ و بالا
ہزارون دیکھ کے شکل کلیم تھے مشتاق
در اجو انکو ہے ساتھے مین نور کے ڈھالا
کہ حال دار فتادل نور تھے محرم
کہ ملک حسن کے کشور تھے دونون حاکم

ہزارون کی ہن سبھی اپنی ہر کھانے لگے
گلو سے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عجز محض ہوئی
وہ اسمین تشبیہ تھین کافوری دونون جلوہ نما
کہ وہ دوانچی جو بنکے اسکے تھے آگے

دکھائے شان تجھے اپنی ہر اک بے پرچھا
کہ جس سے مہر کو تھی نسبت تھا محل السہا
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہو اور ستر وہ ہر شرم و حیا
وہ ساق سیمیں او پاکیزہ نور کی صورت
جو دیکھے مہر منیر اسکا ایک ناخن پا
جو دیکھ اُس قد موزونکا باغ خلد میں [illegible]

جگر کو تھام ہاتھوں سے رہ گئے لاکھوں
وہ برز و اکت و بدن اغ جاذبین و عبا
نشان نہ پایا کسینے کمر کا اسکی جب
کمر ہو اسکی مگر اس زمانہ میں عنقا
جلادے مہر کو جھومر سے جسمین قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کا ہر اک اعضا
مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا

حباب اُسکا وہ شکم صاف خلق نے دیکھا
وہ ناف اُسکی ہر گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم ہوئی اسطرح سے ہوئے ایدا
اب آگے ہوتی ہر تعریف میں گستاخی
غرض پری کہ رستمونکو آئے ذکر میں اسکا
فلک پہ کاہش مہ سے ہلال بنکے چھپے
جو دیکھے اُسکو ملک کے اُٹھے وہ حسن [illegible]
ناریل اور نارنج اُچھالتی ہوئی

کئی سو ساحر عزیز و اقربا اُسکے تخت کے گرد و پیش تال کھاتے بادام چھوہارے وغیرہ لٹاتے ہوئے
ڈھرو بجاتے گھڑیال ناقوس بجاتا ہوا اس تہیہ اور ارادے پر چلی آتی گبت

لاج اور سلوج چھانڈ پہ بھوگ جوگن ہین سیلی گرے گا بستر گردی رنگاؤن گی
ہر دے کی کٹھائی سہونگی دھیا اترے تن من سب مار بھسم منھ کو چراؤن گی
کام ہو نہ رام اور رحیم کے نام سے آنسوون کے مالا پر اُنہین کا نام گاؤن گی
پیارے کے درسن کی بھیکھیا کے مانگنے کو آنگمن کے گھر لے چار اور دھاؤن گی

ادھر تو باغبان قدرت کو صنعت سحر ساز نے قتل کیا ادھر مین اُسکے ساتھ ستی ہو جاؤنگی غرض اسطرح سے برابر افراسیاب کے لشکر کے اور سامنے صنعت سحر ساز کے پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی وہ حیرت جادو کے پاس آیا اور یہان آکر جو دیکھا تو گلچین ستی ہوتی ہی افراسیاب نے اُس سے کہا کہ ای گلچین ہم دو سوال تجھسے کرتے ہین اسکا جواب ہمین دے اول سوال تو یہ ہی کہ کوکب اور جمشید اور عمرو سے الگ ہو جاؤ اور اُنکا ساتھ چھوڑ کر تابعداری ہماری قبول کرو تو ہم تم دونون کو بدستور مالک و مختار کردین لیکن چھ مہینے باغبان قدرت کو قید رکھ کر اُسکے مافی الضمیر کو دیکھ لینگے گلچین نے کہا کہ مجھے کوکب و جمشید اور عمرو کا ساتھ منظور نہین ہی نہ تمھاری تابعداری قبول ہی مجھے تو یہ خوشی ہی کہ اگر تم میرے حال پر رحم کرو تو باغبان قدرت اور مجھے دونونکو طلسم سے باہر نکلوا دو کسلیے کہ جہان انسان باعزت

ہو مست حکم فرمائی اور سلطنت کرتا ہو وہان جس حالت مین کہ ذلت اٹھائی اور ایسی رسوائی ہوئی کہ
کہ ادنے اور اعلی سب کو معلوم ہو گیا کہ افراسیاب نے باغبان کو ذلیل کیا پھر
وہان رہنے کا اب کیا لطف رہا افراسیاب نے کہا کہ اب دوسرا سوال یہ کرتے ہین
کہ جس حالت مین کہ ہمسے تجھے نفرت ہے اور ہماری اطاعت تو اگر نہ کرے گی تو ہم ضرور
باغبان کو قتل کرینگے ہمین تیرے مرنے اور جینے سے کیا کام رہا لیکن یہ تو بتا کہ مرنے والے
کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا کروڑون بندہ خدا سے باختر کے پیدا ہوئے اور مر گئے اور مرتے
ہین کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کی جورو بہن بیٹی مان مر نہین گئی اور
نہ کسی کے مر جانے سے کوئی جی اٹھتا ہے بنظر غور تو ہی دیکھ کہ خداوند باختر اٹھارہ ہزار
ملک باختر کا خدا ہے اور اُسنے گلزار جہان کو کیا رونق دی ہے اور کیسے کیسے لطف اور نعمتے
اپنے بندون کے واسطے پیدا کیے ہین یہ قضا ہے، دنیا اور بہار رہ گانی بعد

از مرگ پھر کہان بیت

عدم مین یہ دنیا کی لذت کہان | یہ چہلین کہان یہ حلاوت کہان | اور علاوہ اسکے ذرا غور کر کہ اِبیات

ایسا دلچسپ مکان ہے کہ جدھر جائے نظر — ہو وہ مطرب و ساقی شب مہ نور نظر
جو کہ شے ہے وہ ہے مرغوب دل پیر و جوان — سبزہ و ابر و ہوا لالہ جیسا گل تر
دیکھ صحرا کو کہ کیا سبز زمرد گون ہے — دیکھ دریا کو کہ ہے موجون سے زنجیر بہ بر
قطرہ باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہے — لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گہر
برق جون چشم بتان ابر یہ چشمک زن ہے — رعد مین نالۂ عشاق کا پیدا ہے اثر
شفقی جامہ پہنے ہین جو بادل سر شام — ہوتی ہے جملہ زمین بوقلمون سر تا سر
ایسے خوبون کا یہ عالم ہے کہ ہر رنگ سے روز — پیستے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز خرام — ایک سے ایک رقیبان جہان چابک تر

ای گلچین قسم ہے سامری جمشید کی ہین فی الحقیقت باغبان کو اب قتل کرونگا کسی طرح نہ
چھوڑونگا لیکن اگر سچ پوچھو تو میرا دل اسوقت تیری طرف مائل ہو گیا ہے تیری بیقراری
اور بے چینی مجھے گوارا نہین قسم ہے مجھے خداوند باختر کی کہ مین لاکھ جان سے شیدا ہے

جو ال پری تمثال تیرا ہون مجھے اپنا شہید خنجر ابرو اور ذبیح تیغ ادا سمجھ اور تو ارادہ مرنیکا نہ کرمین تجھے سلطنت ہفت اقلیم کی بخش دونگا یہ دیوانے پن کی حرکت نادانی سے نہ کر۔

سُن ای نادان دوہا

جیتا ہو کیون جلے مو سنے ہو جے تمام سچ تبلا تمین کیا زور ہے سچ بچپاوتا

جبکہ یہ باتین افراسیاب جادو کی زبان گلچین سے سنین تو اُسنے ہنسکر کہا کہ اے افراسیاب یہ جو تونے قضائے دنیا اور بہار گلشن و بہر کا ذکر کیا سچ ہے لیکن او نادان ذرا یہ بھی جان کہ ایسا

شتاق ہوا اسکی جدائی سے سبھوں کو لیکن
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر

لطف لاکھوں ہین یہ افسوس کہ ہے نقش برآب
آبشاری مین سدا نوحہ گر اس گلشن کے

چھوڑ دین اسکی محبت کو یہی ہے صاحب ہوش
وہ دن آئیگا کہ مٹی کو نہو مان کی خبر

اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا
بیبسی مین بھی جو ہو عشق تو ہین لاکھ ضرر

سُن ای افراسیاب یہ دنیا سرا سے فانی ہی نہین جانتا نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سپاہ
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ
کہین طوطیان خوش لحانی مین ہم
کہین سبزہ ہین سنبل چمن
کہین کانٹون سے راستہ بند ہے

ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان
کہان اب کیومرث کا نام ہے
کہ بشکست چون طاق کسریٰ ہے سنگ
کہین شور مرغان عندلیب
کہین زلف سنبل وبال چمن
کسی شے کو یان کے نہین اعتبار

کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان اب وہ جمشید کا جام ہے
کہین شور کرتے ہین یان جغد و بوم
کہین ہے گل نالہ وا جیب
کہین نخل گلشن ہے دو مند ہو
خزان کے تصرف مین ہے یہ بہار

اور تونے یہ بات کہی کہ مردے کے ساتھ جلنا کیا ضرور ہے مین شہنشاہ ساحران عالم ہون مجھے تو قبول کر سن ای افراسیاب گیت

چین باجن باجے پیا کو موہ لین اب بجاوت ہم چلین پیا کو بدیو دین جا کے سنگ سکھ اور انند لی اسی سے تا کو چھوڑ کہو کا کو ہم جو دیئے تجھے سب راگ رنگ تجھے سکھین کے سنگ یہان پران ہمارے پران ہوتے ہاتھ دھوئیے جا کے سہاگ بھاگ ہوئی ہی اٹنک اور اگ الو آدھین ہو گیا رانڈ ہو کے روئیے جا کے سنگ چاندنی سی راتن مین جاگت تھی تا کے سنگ اکبار آگ ہو کے سوئیے ✱✱

اور سن اے افراسیاب جادو اب جو تجھسے کہتا ہون بسم اللہ دیر نہ کر اور تو جو اپنے سحر و ساحری پر متکبر اور مغرور ہوا ہے استغفار یہ تیرا خیال خام ہے کوکب روشن ضمیر تجھسے کچھ سحر مین کم نہین ہے سوداران شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ عیار کشندہ ساحران عالم ہے جسنے کافور کشیر بنگالہ کافور رودبیس اندر کوٹ چاہ ماران چاہ الماس فرعون شداد ہامان نمرود لات منات تیتا گمتا دم خیشا لوٹم لوٹم جیوم جیوٹنک پونے دوسو خدائیان برباد کردین در کرب نمازی اُس شخص کا نواسہ ہے کہ جسے امیر باتوقیر سلطان ظفر احتشام حمزۂ عالی مقام کہتے ہین اور بارگاہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کے جسکے چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو عہدیداران سلطنت چوبیس سو پہلوان پایہ تخت کے کرور سوار کے افسر جسکے دربار مین بیٹھے تھے ان سبکو غارت کردیا اور لقا خداے باختر کو بھگاتے بھگاتے نوبت بجدے رسید کہ اس زمین مین قدم نحس شوم اُسکا آیا پھر تو یہ سمجھ و دیکھ کر اب تو بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام ہے تجکو لازم ہے کہ اس سوداے خام اور تصور ناتمام کو دماغ سے نکالکر اطاعت شاہزادہ اسد مین کرب کی قبول کرکے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ فتنہ ملک سنجان و باختر اور ملکہ تصویر جادو اور مہ جبین الماس پوش کو قید سے رہا کر کہ مین نوشن اے افراسیاب کہ ابیات

لقا کس کو جز ذات پاک خدا ہے
یہ جاہ و حشم عارضی ہے جہان مین

لقا مین فنا ہے فنا مین لقا ہے
خُمندی نکلے تب پھر خدا ہی خدا ہے

بس یہ سنتے ہی آتش غضب کی لَو سینے مین افراسیاب کے مشتعل ہوئی جسکا دود بدوماغی جان سے نکل گیا اور پکارا کہ اوے مردیم اے گلچین تو نصیحت نامے کی کتاب کس واسطے لیکر بیٹھی ہے اور میری اتالیق بنی ہے دیکھ تو سہی مین تجھسے اوا اجل رسیدہ کیا سلوک کرتا ہون خیر اچھا تو میرے سامنے زندہ باغبان کو لیکر چلی اور جو تو نہ جل گئی تو مین تجھے جلا جلا کے مار ڈالونگا یہ کہکر کہا کہ لاؤ باغبان قدرت کو بس ساحران غدار کشان کشان اُسکو سامنے افراسیاب کے لائے افراسیاب نے کہا کہ اے باغبان تیری جورو تیرے لیے ستی ہوتی ہے پھر اب کیا ضرور ہے کہ مین اب تیری گردن اڑادون

اِس سے یہی بہتر ہی کہ تم دونون کو لکڑیون کے انبار پر بٹھا دون کہ ساتھ ہی جل جاؤ
باغبان قدرت نے کہا کہ ای افراسیاب ڈرنے سے ڈرنا کیا جو کچھ منشی تقدیر
اور کاتب ازل نے صفحہ ناصیہ پر میرے ترقیم کیا ہی وہ ہی پیش آتی ہی افراسیاب
نے خفا ہو کر لکڑیان جمع کروائین اور باغبان قدرت اور گلچین کو اُسپر بٹھا دیا
اور گرد انبار ہیزم کے افراسیاب نے چار طرف سحر بند کر دیا اور کہا آگ لگا دو لیکن
مہتر قران نامدار کا حال لکھا جاتا ہی کہ یہ لکڑیان بڑی دیر سے جمع ہو رہی تھین
تو اُنھون نے اُسکے نیچے نقب کھودی اور سر نقب کا بیچ مین لکڑیون کے نکالا اور دوسرا
سرا تین کوس پر جدھر لشکر جمشید بن کوکب کا پڑا ہی اُدھر رکھا جب لکڑیون مین
آگ لگائی گئی معاذ ابعد عجیب طرح کا تلاطم اور تہلکا دونون لشکرون مین برپا ہوا
کہ مہرخ سحر چشم اختر بن فیل زور شمشیر زن ہلال سحر افگن شکیل جادو بہار جادو
طاؤس جادو نافرمان جادو سرخ موے کاکل کشا خونخوار کاکل کشا
سب سر زنان و سینہ کوبان داد و بیداد کنان تھے اُسطرف بھی لشکر ساحرون کا ہر چند کہ
وہ سب دشمن جمشید کے تھے لیکن افسوس کرتے تھے ہان یہ ظاہر خوف سے افراسیاب
کے کچھ بول نہ سکتے تھے کہ اسمین دھوان لکڑیون کا بلند ہوا اور ضرغام و جانسوز
وغیرہ جو عیار اور عزیز و اقربا گلچین کے تھے اور تال کھانہ اور میوہ اُچھالتے ساتھ آئے
تھے اُنھون نے رال کے چھرے کہ وہ تمام بیہوشی آغشتہ تھے آگ پر ڈالنا شروع کیے
شعلے آگ کے بلند ہوئے اور دھوان پھیلا اب افراسیاب و حیرت و صنعت
اور جسقدر لشکری تھے وہ سب بیہوش ہو کر گرے اندر لکڑیون کے تو کوئی جا نہ سکتا تھا
کہ افراسیاب نے وہ جگہ سحر بند کر رکھی تھی اور نہ عمرو باغبان کو لیکر باہر آ سکتا تھا
بس اسنے باغبان کو زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسی نقب کی راہ سے باغبان کو
لیکر بارگاہ جمشید مین آیا اور بعد ازان قران اور آپ ناک بند کرکے اسی غول مین
عالم خفتگان نظر آتا تھا مع افراسیاب اور حیرت وغیرہ بیہوش پڑے تھے آیا یہان جو
دیکھا تو ضرغام شیردل اور جانسوز بن قران و چالاک بن قران و چالاک بن عمرو

داس گرد اسنے خنجر زنی کر رہے ہیں پہلے تو نامی و نامور ساحرون کا گلا کاٹ ڈالا پھر اور ساحرونکو
قتل کیا بہتون کو مارا اور قران نے زمرکر پشتارہ افراسیاب باندھا اور کہا کہ ای جانسوز
حیرت کا پشتارہ باندھکر چلو بارگاہ جمشید مین اور عمرو نے کہا کہ ای بیٹا ضرغام اور
اوجہ نامرگ چالاک خبردار کسی ساحر کا اسباب خراب ہونے پاوے اور کوئی اسمے بھی میلے نہ
ہونے پائین مین وصلائی کہان سے دونگا غرض قران اور جانسوز تو دونون پشتارونکو
لیکر چلے باقی اسباب اور جواہر کار زیور وغیرہ جو عورتین کہنے تھین وہ عمرو نے اتار
لیا اور چالاک بار کرسب نذر زنبیل کیا اور وہان جمشید کو خبر ہوئی کہ اس طرح کا سانحہ گذرا
بس یہ اپنے لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا اور آکر لشکر افراسیاب پر گرا پھر وہان جو لشکر
ہوشیار تھے اُنسے تلوار چلنے لگی

نظم

زمانہ ای روز مین و بر پشت کوس
تو گفتی بر آمد ہمین رستخیز
بجنبید دشت و بر قصید کوہ

ہوا نیلگون شد زمین آبنوس
بپوشید روے ہوا را تیر
ز بانگ سواران ہر دو گروہ

درخشان بہ گرد اندرون تیغ
بہ خورشید گفتی برآمد دوہ
غرض وہ لشکر تمام بھاگا جمشید

نے خیمہ و بارگاہ تاخت و تاراج کیا اور فتح کر کے بخوبی تمام داخل بارگاہ ہوئے اب
حال سنیے قران افراسیاب کا پشتارہ باندھکر لیکر چلا اور جانسوز پشتارہ حیرت
لیکر روانہ ہوا تو اثنار راہ مین بیہوشی افراسیاب کی اُتر گئی اور اسنے دیکھا کہ مین پشتارہ
مین بندھا ہوا چلا جاتا ہون اب سحر جو یاد کرتا ہی تو یاد نہین آتا ہی بس یہ برق بنکر تڑپا قران
گھبرا کر پشتارہ لیکر بھاگا لیکن جانسوز جو پیچھے پیچھے حیرت کو لیے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا
کہ کچھ برق سی قران کے پشتارے مین سے چمکی اُسنے گھبرا کر ایک غار مین پشتارہ
حیرت جادو کا پھینک دیا اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنا دررہ پہاڑ کی جانب چلا
گیا مگر افراسیاب جادو سے صوا سے بھاگ جانے کے اور کچھ نہ بن پڑا یہ بھاگ کر باغ
سیب کی طرف گیا اور وہان جاکر بزور سحر اپنے لشکر ساحرون کا پھر تیار کیا اور از راہ
بے حیائی کوچ کی تیاری مین تھا کہ اب جاکر حیرت جادو کو ڈھونڈھ لاؤن اور
یہان حیرت جادو کو جانسوز نے غار مین ڈال دیا تھا تو وہان صیار فتار

کمند انداز عیار نجی آنکلی اُسنے دیکھا کہ ایک پشتارہ بندھا پڑا ہی اُس پشتارے کو کھولکر
جو دیکھا تو حیرت جادو کو پایا یہ اُسکو لیکر بہت دور ایک جنگل مین آئی اور فتیلہ دفع بیہوشی کا
اُسکو سنگھایا کہ ہوش آیا صبا رفتار نے حیرت جادو سے کہا کہ بی بی تم اسطرح بندھی
پڑی تھین اُسنے اپنا مُنھ پیٹا اور رو دھو کر ذلیل ہو کر بزور سحر آسمان کی طرف روانہ
ہوئی اور گنبد نور مین آئی یہان آکر باقیماندہ جو ساحر تھے انکو بلایا اور لشکر تیار کیا اس
عرصے مین افراسیاب بھی آیا اور یہ دونون ملکر بیٹھے اور فوج کشی کرنے مین مصروف
ہوئے قریب تین لاکھ ساحر کے جمع ہوگئے اور وہان جانسوز نے جب پشتارہ حیرت جادو
کا غار مین نہ پایا تو پھر کر بارگاہ جمشید مین آیا لیکن بران شمشیر زن کو جو عشاق
جادو نے سحر سے مار ڈالا تھا اور اُسکو تالاب معمار قدرت کے بنائے ہوئے مین رکھا تھا
بران مری نہین ہی سحر مین بیہوش ہی لیکن بظاہر مردہ ہی غرض کہ کوکب روشن ضمیر
نے ایک پنجہ سحر کا عمرو کے لینے کو روانہ کیا عمرو یہان جمشید کی بارگاہ مین بیٹھا تھا
اور ملکہ مہرخ وغیرہ سب جشن کر رہی تھین مہتاب طبلے پر پڑتی تھی گانے بجانے کی صدا
بلند تھی کہ دفعتہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا کر سوے آسمان لے گیا اب جو عمرو
کی آنکھ کھلی کہ ایک صحرا لالہ زار ہی گلہاے بوقلمون کی بہار ہی اُسکے بیچ مین ایک بارہ دری
بلور کی بنی ہی جسکے دروازے پر پتلیان کھڑی ہین عمرو اندر بارہ دری کے آیا تو دیکھا کہ
کوکب روشن ضمیر تخت پر بیٹھا ہی اور ایک طرف ایک بنگلہ فیروزہ کا ستون اور گھونگھیان
بلور کی ہین اور کٹہرے چاندی کی ہین اُسمین چار سو زنڈیان پوشاکین پُر تکلف پہنے
ہوئے بیٹھی ہین غرض عمرو دنگل پر بیٹھا اور کوکب نے تعریف عمرو کی کی کہ خواجہ
تمنے کیا خوب عیاری سنی کی کرکے افراسیاب کے لشکر کو غارت کیا اور ساحران
نامی کو مارا واہ کیا کہنا ہی لیکن افسوس صد ہزار افسوس ای شہنشاہ عیاران بران
شمشیر زن مردہ پڑی ہوئی ہی اور مین مردہ اپنی آنکھون سے دیکھون ایسا بھی کبھی
خدا کریگا کہ وہ زندہ ہوگی عمرو بھی بران کو یاد کرکے رونے لگا اُسوقت کوکب نے کہا کہ
آپ ارادہ کرین تو بران شمشیر زن کی جان بچتی ہی اور دوبارہ گویا مان کے پیٹ سے

پیدا ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ مین حاضر ہون کوکب نے کہا کہ اگر تم عشاق کو مار ڈالو تو بران
زندہ ہو عمرو نے پوچھا کہ عشاق جادو کہان رہتا ہی کوکب نے کہا کہ گنبد جمشید مین عمرو نے
کہا کہ مجھے گنبد جمشید تک پہونچا دو کوکب نے ایک جانور سحر کا تیار کیا اور عمرو کو اُسپر سوار
کرکے جمشید کے گنبد کی طرف روانہ کیا عمرو کو وہ جانور ایک پہاڑ پر لیجا کر بیٹھا یہ
عجب غضب کا مکان ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک صحرا سبز معلوم دیتا ہی اور ہر ایک گھاس
کی جڑ مین سے شعلۂ آتش کا نکلتا ہی اور گرد اُس گھاس کے پھر کر طرف آسمان کے
وہ شعلہ رجوع ہوتا ہی عمرو حیران ہو کر میدان کو دیکھ رہا تھا کہ عشاق جادو کو خبر پہونچی
کہ ایک جانور ایک آدمی کو لیے پہاڑ پر بیٹھا ہی یہ عشاق اُستاد افراسیاب کا ہی
اور بڑا زبردست ساحر ہی اپنے مکان سے اُٹھا اور مشیر بن ظہیر جادو سے کہا کہ جا کر تو دیکھ
تو آ کہ کون آیا ہی جو کوئی ہو اُسے پکڑ لا میرے پاس مشیر بن ظہیر جادو عمرو کے قریب پہاڑ
پر آیا اور بنگاہ اولین عمرو کو اُسنے پہچان کر پکڑ لیا اور عشاق جادو کے پاس لایا عمرو سے
عشاق جادو نے پوچھا کہ تو یہان کیون آیا عمرو نے کہا کہ تیرے مارنے کو تو نے بڑا غضب
کیا ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن کو بیہوش کرکے ڈال رکھا ہی مین اُسکے بدلے مین تجھے قتل
کرنے آیا ہون یہ سنکر عشاق جادو نے درہم و برہم ہو کر ایک پنجرا فولاد کا منگا کر عمرو کو اُسمین
بند کیا اور ارزان جادو کو بُلا کر کہا کہ اِس پنجرے کو یہ حضور لقا سے خداے باختر
لیجا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ دزد آپکا حاضر ہی آپ میری خاطر سے اِس بدذات
کو ابھی قتل کرا دیجئے گا اور سر اُسکا قلعہ کوہ عقیق مین لٹکا دیجئے گا لاش گھسٹوا کے پھکوا دینا
ارزان جادو عمرو کے پنجرے کو لیکر کوہ عقیق سلیمانی کی طرف آیا اور بارگاہ لقا خداے
باختر مین پہونچکر لقا کو مجرا کیا لقا نے عمرو کو دیکھکر کہا کہ اے بندگان قدرت من چہ تقدیر
کردیم دیکھا تمنے کہ بیت

ہستی نظارہ گاہ جہان جلوہ گاہ ہی	یہ دونون ملک ہیں مین اور حق کہان نہین

بھلا دیکھو تو یہ بندہ گستاخ کہان سے کہان جا کر پہونچا بختیارک بھی نہایت خوش تھا
مگر بختیارک نے اشارہ کیا کہ اُسکا سر وہین کیون نہ کٹوا ڈالا یہان بھیجنا کیا ضرور تھا

غرض لقا نے ارزان کو تو بہت بھاری خلعت دے کر روانہ کیا مگر اب عمرو کے قتل کی تیاری
لقا نے کی اور جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا خلقت کا اُس مقام پر ہجوم ہو رہا تھا اور لشکر
تیار ہو کر یہان آگیا اسلیے کہ کوئی عمرو کو چھڑا نہ لیجائے چبوترہ نکبت کا بنایا اور بوریا
فلاکت کا اُسپر بچھایا مگر اس خبر کو نامیان خیبری و توسیان خیبری و
سرہنگ مغربی و ابو طاہر خونریز نے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کر زمین ادب
کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر اسطرح دعا و ثنا بادشاہ کی کر کے عرض کیا نظم

ترا قیام حکومت رہے قیامت تک ہمیشہ نذر تجھے دیوین ساکنان آفاق	مطیع خلق کو تیرے سدا رکھے خلاق بسر کرے جو ترا دوست ہو بعشرت و عیش	ہو روز عید کی شادی نصیب تجھ کو سدا عدو ترا ہو زمانے کا مورد شلاق

اسوقت عمرو کو طلسم سے قید کر کے وہان کے ساحرون نے لقا کے پاس بھیجا ہے اور اُسکو وہ
قتل کرتا ہے باقی خیر و عافیت ہے بس یہ سنا تھا کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام
اُٹھ کھڑے ہوئے پھر تو بادشاہ بھی نکلکر بارگاہ سے سوار ہوئے لشکر تیار ہوا پانچ ہزار پانسو
پچیس گردان گردن کش شجاعت شعار روانہ ہوئے اور وہان عمرو دست بدعا
بدرگاہ کبریا بلند کیے ہوئے پکار رہا تھا شعر

خداوند اپنے آل پیمبر	رہائی مجکو دشمن سے عطا کر	یہ دعا کر رہا تھا کہ صدا سے

نقارہ کان مین آئی وہان جلاد حکم پوچھ رہے تھے کہ یکایک گرد و غبار کا تتق بلند دیکھا
جسمین سنانہاے نیزہ کی بجلیان چمک رہی تھیں اور اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی عمرو تو
خوش ہوا کہ یقین ہے حمزہ صاحبقران لشکر لیکر آتے ہین اور وہان تہلکہ پڑا ساحرین
تو بھاگے کہ یکایک صدا نعرہ کی سُنی اور ہر پہلوان اور سردار نے لشکر امیر کے اپنا
اپنا نعرہ بلند کیا ازبسکہ نعرے مین نے کسی مقام پر بیان نہین کیے ہین اسوجہ سے
اس مقام پر چند نعرے لکھے جاتے ہین

نعرہ ہائے سرداران

امیر عرب حمزہ نامدار سپہدار جم قدر و رستم توان	عم مصطفیٰ شاہ اشتر سوار منم شاہ سلطان صاحبقران

منم سعد فرزندۂ قباد شاہ — شہنشاہ اسلام و عالم پناہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم

چراغ شبستان صاحبقران — فروزندۂ تاج و تخت کیان

تجلی دہ فوج اسلام و دین — یل نامور رستم بزم کین

علم شاہ رومی شہ فیل زور — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

چو شمشیر کین برکشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیر بر ابروے شیر سیاہ

ز تیغم بسے ملک اسلام شد — کہ سر فتنہ باخبر نام شد

منم شیر صولت یل صف شکن — شہ نامور ہاشم تیغ زن

ز تیغم ہمہ ان جنگ آوران — بہر سو شود الامان الامان

منم ایرج نامور دلپذیر — کہ شاہ جہانیم و آفاق گیر

چو اسفندیارم شہ نامدار — شدہ در جہان نامم اسفندیار

بصحراے کین شیر صید من است — گریزان ز نامم شود پیل مست

جہان پہلوان شاہ گیلان منم — ز تیغم بہ جنگ قیامت کنم

یل نامور اشجع دین منم — بدشت وغا شاہ شیر افگنم

شہنشاہ و آراے کشور کشا — یل نامور شیر دشت وغا

منم گرد فوج افگن و شیر گیر — کمند و کمان دارم و گرز و تیر

شہ کشور کشا زیبندۂ تاج جہانبانی — منم سلطان سعد ابن عمرو جن خواہ

منم آن ہزبر ژیان پیل مست — یل نامور سر در حق پرست

کرب پر حرب نامور نامدار — نظر کردۂ شاہ دلدل سوار

منم زیبندۂ اورنگ و تاج و چتر سلطانی — گل گلزار عم احمد محبوب سبحانی

چراغ محفل اسلام و شمس دودۂ اقبال — عدو ہیچ دین کفاران عالم رستم ثانی

منم صاحب عمود و جان نثیر حمزۂ درگاہ — ملک لندھور بن سعدان شجاع و رستم دوران

فلک بارگه انجم سپه خورشید تاج من
جزیره های دریا را گرفتم از جوانمردی
چو بیند زیر رانم فیل میمون مبارک را
عمودم چون بضرب هفتصد من شود جنبان
شه چشم اژدر که نام آدرم
بیک نیزه گیرم ز رستم خراج
جهان پهلوانم یل نامدار
بمیدان جنگاه رستم نژاد
شه عالم شجاع عصر نورالدهر عالیشان
مه برج شجاعت آفتاب عز و تمکین
نهنگ بحر رزمم دست بر قبضه چو بگذارم
شه کشورکشا زیبندهٔ تاج جهانبانی
منم گرد بهرام خاقان چین
ز خون ریزی تیغ من وقت جنگ
نامم شده در سلک یلان بر همه روشن
یل طهماس شیر بیشهٔ رزم کلنگانم
بجنگ از دست من بر دست ملک الموت افغانها
غلام حمزه ام شاهم چو نورالدهر عالیشان
صد شکوه کجکلاهان بسته گشت از صولتم
ضیغم دشت وغا شیر نیستانم چو زال
اژدر آتش فشانم جنگ و بیه بیل ست
مظفر منم وصف رزم و جنگ
یکے از غلامان میر عرب

بفرمانم بیلے نهصد هزار و ملک هندستان
نهنگ بحر رزمم اژدر صحرای خونریزان
بزیر چرخ گرد صوت گاو زمین لرزان
شود چو نعره زن صد لقا و فوج کفرستان
شجاع عرب مالک اشترم
ستانم ز ترک خاک تخت و تاج
پسر خواندهٔ شاه اشقر سوار
شهنشاه مغرب فرامرز عاد
سپهر حشمت صاحبقرانی و جهانبانی
کشیده از لشکر من فوج اعدا پشیمانی
شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی
هژبر دیوکش نامم عمرو بن حمزه یونانی
که از نعرهٔ سست البرز و زمین
شود تختهٔ گل زمین لاله رنگ
جمهور جهان سوز شهنشاه قیران
پدر من عنقو یل دیو پیکر رستم شانے
بمیدان حرب این ساطور قهرناک شیرانے
عدوی کافرانم عاشق دین مسلمانے
بندهٔ میر عرب شاه سلیمان فارسم
رستم دستان البرز و روکین انتقام
چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیده است
بدریا نهنگ و به صحرا پلنگ
ببارید ن تیغ ابر غضب

اگر منکشم تیغ کین از غلاف
ایجوب جان شش گزی حلقہ گوان منم
منم سرفروش اولین جان نثار
ابو المعدن کرو بیسل دمان
منم آنکہ در قاف زنجیر خار
غزال ست در چنگل من منحو ر
زال عالم آموز رستم صف شکن تیغ افگنم
روز میدان لاف مردان جست مثنیٰ ایجال
در میان عالم چون آفتاب مشہورم
یل عادیان پور شداد یان
گران ہر گرا بار سر بر تن است
منم مقبل شیر نر نوجوان
جو بر شاخ آہو کشم چرم گور

زہیبت بلرزد عدو در مصاف
عفریت را سر بر کنم آن رستم دستانم
علمدار فوج شہنشاہ دار
یل شیر دل پیشوائے یلان
کہ فرق عدو را بکوبم چو مار
خود گاہ میش افواج عجیب
جنگ دیدہ ترک جوشن پوش عالم آور منم
بازے طفلانہ جنگ ہمہ رو تن تنم
شیر بیشۂ رزم قفل بن گیا ہورم
منم آن عمرو عادی پہلوان
حکیم علاجش بدست من است
غلام وفادار صاحبقران
بدو رزم سر مور بر پائے مور

[illegible]

جلادون کا تو یہ عالم ہوا کہ ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تلوارین پھینک پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے عنصر کوہی اور منصور کوہی و ضیغم خون آشام وحالوت رعد آواز ویاقوت شاہ وفرامرز نابکار اور افسران لشکر سب لشکر امیر سے لڑنے لگے اور تلوارین چلنے لگین ادھر بھی مالک اژدر کے لوگ دانت چبا دانتون کے تلے دبائے اصفہانی اور خراسانی اور سیستانی اور ایک طرف سے لشکر ہندوستان یہ سب لڑنے لگے ابیات

مہاراجہ ہند انجم سپاہ
شجاع و جوان مرد شمشیر زن
بسمت یمین راؤ بودہ ملک
ز فوج دکن یکصد و سی ہزار

بہ عزید برخود چو ابر سیاہ
بجوش غضب آمدہ شاہ سند
نہادہ کلہ گوشہ بر فلک
سہ لک راجپوتان مرد دلیر

مہاراجہ جیپال لشکر شکن
بر آورد فوج شجاعان ہند
عنان رو ملک شد بسمت یسار
بدشت وغا ہچو غرندہ شیر

ہمہ خنجر و تیغ و زوبین بدست
ہمہ بر سپہر خرد آفتاب
ہمہ تیغ زن کوہ پیکر ہمہ
ہمہ رزم جو یا بہ خون ریختن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ
چنان دید در عرصۂ کارزار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
شہان را چنین سکہ بود کارزار
بہ فوج عدو شد اجل خندہ زن
شدہ خویش و بیگانہ پہلوی ہم
یکے بود در خواب مرگش رسید
یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکے داشت در سر ہوای گریز
یکے بر باد و یکے بر بسر
سر مردہ در زیر نعل ستور
زمین شد بہ پیکار گردون زجا
صدا بروں آمد از طبل جنگ
سر از جادۂ مہر پیچید چرخ
چنان گرم گردید بازار جنگ
کہ زہرہ بملک بدن شد تلف
یکے چشم بر زخم چو بنہادہ دست
برآمد از پرخاش جنگ آوران

ہمہ شیر افگن ہمہ پیل مست
ہمہ غرق در رزم و ہمہ کینہ جو
سرافراز او رنگ و افسر ہمہ
زمین آمد از نعل تازی تنگ
بجان آمدہ گاو و ماہی ستوہ
یکی را بہ بازو یکے را بہ سر
سنان یک بدیگر در آویختند
شکستند صدہا بہ گوپال سر
زمین گرد پر از جانہا ز تن
یکے بود بے پا و بے سر یکے
اجل را یکے در دم تیغ دید
یکے را روان خون ز زخم سنان
یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
گہ اسپ ہر سو ہزاران ہزار
شدہ سرمۂ دیدۂ مور کور
ز آواز جانکاہ رویینہ خم
درنگا درنگ و درنگا درنگ
کشیدہ یکی تیغ کین از غلاف
کہ می سوخت پرہای تیر خدنگ
یکے نیم بسمل تپان بر زمین
یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت

ہمہ نامداران با جاہ و آب
ہمہ رستم بخت و سہراب خو
ہمہ یکدل و یکزبان و سخن
نہان شد بہ گرد آسمان چو زنگ
کشیدہ از میان تیغۂ آبدار
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
کہ بر ہم تنیدہ چو زان گونہ بار
برون مغز صدہا شدہ از تبر
ز بس کشتہ افتادہ پہلوی ہم
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے
یکے را ز پیکان جگر کاستہ
بمیدان یکے تشنہ لب دادہ جان
یکے بود گریان بحال پدر
ہمین گشتہ در دشت چون بیقرار
ز غریدن طبل حیرت فزا
دل شش جہت از میان گشتہ گم
ز ہم سنان ناف دریدہ چرخ
پئے قتل کفار و اہل خلاف
نمودار قتلان سر شد از ہر دو صف
بہ دشت عدم شد مگر راہ چین
نقیبان بفریاد از ہر کران

کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے دریائے خون
جاری ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب عمرو کے آکر پہونچے اور قید کو اسکی کاٹ دیا عمرو بھی

اشکر خنجر کسی مردے کا لیکر لڑنے لگا لوٹ مار مار کے ٹانگیں سب پاسبون کی کاٹتا تھا اور کاندھون
پر چڑھ چڑھ کر سر جدا کرتا تھا لقا روبہ فرار لایا اور اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا آیا بہت فوج
اُس لڑائی مین کام آئی جب لقا بھاگ گیا اور اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا
تو امیر عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر پھرے اور بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ
ہوا عمرو سب سردارون سے ملا پھر ملکہ سرو سیمین تن کے پاس گیا اور شب بھر
اُسکے پاس رہا یہان کوکب روشن ضمیر نے ایک پتلہ اُسکے ساتھ کرکے گنبد جمشیدی
کی طرف بھیجا تھا اس پتلہ نے آکر کوکب کو خبر دی کہ عمرو کو عشاق نے گرفتار کرکے لقا
کے پاس بھیجا ہے کوکب نے ایک ساحر لشکر لقا اور امیر کی طرف بھیجا کہ جاکر دیکھے
کہ عمرو پر کیا گذری چنانچہ وہ ساحر جو آکر پہونچا تو اُسنے یہان لڑائی دیکھی جب امیر عمرو کو
چھڑا لائے اُسنے جاکر کوکب سے کہا کہ امیر عمرو اس طرح چھڑا کر لے گئے کوکب نے
ایک عرضی خدمت مین صاحبقران کے لکھی اور اُسمین یہ لکھا کہ عمرو میرے
پاس بھیجدیجیے جب وہ عرضی امیر کے پاس آئی صاحبقران نے عمرو کو اُس ساحر
کے ہمراہ روانہ کردیا چلتے وقت ملکہ سرو سیمین تن نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ نشانی مجکو
دیتے جاؤ عمرو نے ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ہلدی کی گرہ نکال کر دی ملکہ
سرو سیمین تن نے کہا کہ تمھاری خست نہین جاتی ہے غرض بڑی دیر تک ہنستی رہی
پھر آخر عمرو وہان سے روانہ ہوا اور وہ ساحر اسکو کوکب کے پاس لایا لیکن اب یہان
حال سُنیئے کہ ملکہ جام جادو کہ جو طلسم آئینہ مین رہتی ہے اور طلسم آئینہ کی مالک ملکہ
مرآت جادو ہے چنانچہ جام جادو اپنے مقام سے واسطے اعانت لقا کے
کوہ عقیق مین آئی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اُتروایا اور اُسنے آکر خداوند کو
سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی لقا اپنی فوج کو لیکر مع جام جادو
کے پھر لشکر تیار کرکے باہر قلعہ کے نکلا بارگاہ نصب کرائی اور فروکش ہوا اور جب جام
زرین مہر میخانہ فلک سے اُٹھا کر پیر مغان دہر نے طاق مغرب مین رکھا اور انجمن سیارگان
ایوان آسمان مین ترتیب پذیر ہوئی القصہ

شروع شب کے گیسوے دوتا سے
بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا
چھپا رخسار عالم جابجا سے
عروس شام نے گیسو کیے وا

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت طبل و کوس رزمی پر چوب پڑی ہرکارے دوان دوان خدمت صاحبقران میں دعا و ثناء شاہی لائے کہ اشعار

زہے شاہا یہین در دولت سرا کہ یان
جانے رزم نے جو خلق موج ذر خوش آب
تا کام ہمسا آنکے ہوتا ہے کامیاب
دریا کو سیر کشتی سے تری ہے بہتر
قطرہ تجھ ابر فیض سے ہوئے جو بے حساب
لائے عجب نہین جو ہما یقہ حباب

اسوقت ایک ساحرہ غدار لقا کے یہان آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے یا آبی خبر تیت ہو امیر نے یہ خبر سنکر ابوالفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے ابوالفتح نے جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی جس سے دنیا تھرائی دربار سویرے سے برخاست ہوا تھا اور ان روزگار آلات حرب و ضرب کو تیار کرنے لگے سلح خانے کھل گئے گلشن جنگ مین پھر بہار آئی سپرون کے پھول کھلے نیزے ہر ایک سرو بن گئے کمند ہر ایک زلف سنبل تھی خون کی نہرین صبح کو جاری ہونگی گلہائے زخم جسم پر کھلینگے غول ہر مقام پر چاہی چار پہر رات غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لباس شب آب شبنم سحر سے دھو گیا اور آفتاب خواب سے

سوکر اٹھا — نظم
فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
مزاج صبح صبا کی پہ آیا
چلے لڑنے امیر نیک اوصاف
رخ خورشید سے پردہ اٹھایا
یعنے صاحبقران مسجد کو آئے

اسے انتظر دیوزاد پر سوار ہوکر مع تمام سرداران نامی اور نامور کے در دولت آسمان جاہ تصل العد سلطان لشکر اسلام پر آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا کہارون نے تخت بدلوایا زنانہ سامان سب محل مین پھر گیا امیر نے اور سب سرداران نے مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحر وزان تھی نقیب منقبت خوانی کرتے تھے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے تارے چھپے تھے لشکر کے علم جلوہ دکھاتے تھے اسی طرح سے بعد گرد و فرار دشت

مصاف ہوئے بیلچہ کاروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نشیب و فراز جہان کا بہادروں کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا سقوں نے نکلکر آب پاشی کی آبرو ابر نوبہار کی ڈبو دی اور اُس طرف سے لقا مع ملکہ جام جادو کے وارد میدان کارزار ہوا صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبوں نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری فرمائی نظم

گل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہی کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اک طرف آواز طبل ایدھر صدائے کوس ہے

مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادوں کے ساتھ
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

بولی عبرت چل دکھاؤں اک تماشا مین تجھے
تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے

لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

تُربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت و دنیا سے آج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

ای بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے لڑ بھڑ کر نام اپنا کر جاؤ سالکے اور بہادری سے مرجاؤ رئیس قدردان برسر نظارہ ہو بھلا دیکھین تو کس نے کس کو مارا ہی یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے اور ملکہ جام جادو لقا سے اجازت لیکر ناف میدان مین آئی اور پکاری کہ ای خداپرستان وزبردستان ہر کرا آرزوے مرگ است پیش ما بیاید امیر نے چار طرف خیال کیا اسمین جمہور جہان سوز اپنا مرکب جولان کرکے روبرو آیا اور کہا کہ لا کیا حربہ لائی ہو جام جادو نے طرف آسمان کے دیکھا اور دستک دی سامنے سے گرد پیدا ہوئی گرد کا دامن پھٹا ایک جادوگر گاؤسوار پیدا ہوا ملکہ جام جادو نے کہا کہ اسے مدہوش گاؤسوار لڑنے کو جاؤ وہ اپنے مرکب کو بڑھا کر روبرو آیا اور جمہور جہان سوز پر سونٹا مارا جمہور نے سپر پر روکا کچھ زور نہ معلوم دیا لیکن غش کھا کر گر پڑا لوگ دوڑے باندھنے کے لئے گئے اسی طرح چالیس پچاس آدمی قید کر لیے بختیارک نے کہا وقت دوپہر کا ہے بہتر یہ ہو کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجئے جام جادو نے کہا اچھا کل سمجھ لینگے چنانچہ طبل بازگشت بجوا کے بخوشی تمام داخل بارگاہ ہوئی لقا اپنے تخت پر بیٹھا

اور بلکہ جام جادو اور مدہوش گاو سوار کی نہایت خاطر داری کی خلعت سے
سرفراز کیا ناچ رنگ شراب کباب مین مشغول ہوئے وقت شب جام رخصت
ہوکر اپنے خیمے کو گئی یہان امیر با توقیر داخل بارگاہ ہوئے لیکن فکر مین سرنگون تھے
ابوالفتح نے دل مین کہا ای ابوالفتح تو نوکر امیر کا ہے اگر تجھسے اتنا کام نہ نکلا تو سب کی
آنکھون مین حقیر ہو جائیگا جس طرح ہو سکے اسکا کام تمام کر یہ سوچکر بانے عیاری کے
بدن پر آراستہ کر کے چلا جا کے جو دیکھے تو مدہوش گاو سوار بیٹھا ہی اور ایک لونڈا
خوبصورت ساقی گری کرتا ہی ابوالفتح نے ایک شرابی کی صورت بنکر آنکھین سرخ
سرخ ایک پانون مین جوتا ایک مین نہین منہ کھلے ہوئے بکتا ہوا برابر مدہوش کے
جاکر گر پڑا مدہوش نے کہا شراب خوب چڑھی ہی دیکھو تو کیا نشہ کیا ہی اور پانی لیکر چھینٹا
دیا ابوالفتح اٹھا مدہوش نے پوچھا تو کون ہی کہا جادوگر ہون مدہوش نے کہا شراب
پینے کا یون کیا لطف ہی جب تک کباب نہون اور اس سے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اسنے کباب
منگائے ابوالفتح نے کہا کہ جہان کباب منگائے ہین لیمون بھی چاہیے یہ کہکر ایک لیمون
اپنی کمر سے نکالا اور کہا کہ ہمنے بھی سیکڑون روپیہ شراب مین گنوائے ہین اب مفلس ہوگئے
ہین تو کیا ہوا ای مدہوش لو اسکو نچوڑ کر کھاؤ یہ کہکر کبابون مین وہ لیمون نچوڑ دیا اسنے
شراب پی کباب کھائے بیہوش ہو گیا اسوقت بارگاہ مین کوئی نہ تھا ابوالفتح نے
سیسہ گرم کر کے مدہوش کو پلا دیا کہ وہ ہلاک ہوا صدائے گیرودار بلند ہوئی ابوالفتح تو بھاگ
گیا اور جام جادو کو خبر ہوئی کہ مدہوش مارا گیا اور سرداران جو گرفتار ہوئے تھے وہ چھوٹ
گئے اور زندان سے نکلکر نگہبانان زندان کو قتل کر کے اپنے لشکر مین چلے آئے آخر اسی
غم و الم مین وہ رات بسر ہوئی اور قیدی اندر زندان مشرق سے نکلا اور ساحرہ
شب نے روبہ گریز رکھا نظم

سحر نے کر دیا رنگ قمر فق
ہوئی کاوش ستارون نے غضب کی
زمین کو کر دیا خورشید نے شق
اڑائی دھجیان پھر جیب شب کی

صبح کو امیر با توقیر دربار مین داخل ہو عنبر پر آکر بیٹھے ابوالفتح
کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا کہ ای ابوالفتح ہمنے تمکو جب بارگاہ مین نہین دیکھا تھا جب ہی

ہم سمجھے تھے کہ تم کسی فکر مین لگے ہو اب ملکہ جام جادو کو جا کر قتل کرو تو البتہ تمہارا نام ہوا اُسنے
عرض کی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مارونگا امیر نے اس کلمے پر ہزار روپیہ
اور عنایت کیے یہان ملکہ جام جادو سے بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ تم جو ساحرہ
لائین تھین وہ تو مارا گیا اب کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ ہم ایک ساحر کے محتاج نہین ہین
ابھی تو بہت سے ہین اور لقا سے کہا کہ لونڈی آج اور کل کی رخصت مانگتی ہی پرسون
حاضر ہو گی لقا نے کہا پرسون ضرور آنا جام جادو نے کہا لونڈی کو چین کب پڑے گا
لڑائی کا سامنا ہے پھر گھر کا جانا شاق ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہو کر چار سو جادوگر زبردست
اور چار سو ساحرہ چیدہ روزگار ہمراہ لیکر طلسم آئینہ کو رخصت ہو گئی بعد چھ سات گھڑی کے
دروازہ طلسم آئینہ پر پہونچی جادوگر جو طلسم آئینہ مین چوکی کو بیٹھے تھے اُنھون نے کہا تم کون
ہو اور کہان سے آئیں کا اتفاق ہوا بغیر حکم مرأت جادو کے یا شیشہ جادو کے کہ بیٹی
اُسکی ہے ہم جانے نہ دینگے ملکہ جام جادو نے کہا کہ تم خبر کرو کہ ملکہ جام جادو افراسیاب
کے پاس سے آئی ہے کچھ لوگون نے کہا ارے میان کون خبر کرے کہدو کہ نہین ہین کچھ
لوگون نے کہا کہ یہ ملکہ ہے عزت دار معلوم دیتی ہے ایسا نہو ملکہ مرأت جادو خفا ہو وین جلد
خبر کرا دوین چنانچہ دو جادوگرون نے جا کر خبر کی اُسنے ملکہ جام جادو کا نام سنتے ہی کہا ارے
جلد بلا لاؤ میری طبیعت بہت گھبرائی تھی بھلا طلسم کا احوال پوچھونگی لوگ دوڑے آگے
عرض کی کہ اے ملکہ جام جادو جلد چلیے یاد فرمایا ہے ہمسے آزردہ نہونا ہمکو معلوم نہ تھا ہم لوگ
اسی واسطے ہین کہ خبر کرین ہماری طرف سے ملال خاطر مین نہ لانا او دلے گئے چنانچہ دروازہ
مرأت پر پہونچی سترہ سو جادوگر کان پھٹے حلقہ زمرد کے کانون مین پڑے بیٹھے تھے ایک
دروازہ عالیشان ہے تمامی کا پردہ کھنچا ہوا مرأت جادو کو خبر ہوئی دو ہزار جادوگر
اپنے ہمراہ نے کے پیشوائی کو نکل آئی اور ملکہ جام جادو نے سلام کیا وہ بغلگیر ہوئی
اور کہا مزاج تو اچھا ہے کہا دعا کرتی ہون دیکھا کہ مرأت جادو باغ مین کہ در و دیوار آئینہ
کا ہے ایک بارہ دری مرأت جادو کی ہے اُسمین ایک تخت آئینہ کا بچھا ہے اُسپر
جا کے دونون بیٹھین ملکہ مرأت جادو نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ جام جادو نے

پہلے ابتدا سے انتہا تک عیارون کی سب کیفیت مرأت جادو سے بیان کی اور پھر جدال
لڑائی کا اور مدہوش گاؤسوار کے مارے جانے کا سب بیان کیا اور کہا مجھکو بڑے رنج
کمال ذلت ہوئی اب تمہارے پاس آئی ہون کہ کوئی پہلوان طلسمی زبردست ایسا دیجیے
کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ بیہوش ہو ملکہ مرأت جادو نے کہا بہت اچھا لیکن
آپ کے واسطے بارگاہ عالیشان تیار ہوئی اسمین بیٹھو چند روز آرام کرو طلسم کی سیر دیکھو
مین ضیافت کرون میرا ابھی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا تھا ہم تم طلسم کی باتین کرین ذرا دل بہلے گا
ملکہ جام جادو نے کہا مجھکو فرصت نہین کس واسطے کہ ایسی ذلت مین نے اٹھائی ہے جب
تلک انکو نہ مارونگی چین نہ آئے گا ملکہ مرأت جادو نے کہا مین نے ملکہ بلور جادو
کو بلایا ہے اسکو نہایت آرزو ہے کہ طلسم کے باشندون سے ملاقات کرون یہ کہتی تھی
کہ اسنے جو دو جادوگر کہ بھیجے تھے وہ آئے کہا کہ ملکہ بلور جادو سوار ہو گئین ہین ہم کہہ آئے
ہین کہ جسوقت آوین کہہ دینا کہ ملکہ بلور کو انکی ماں نے یاد کیا ہے ملکہ جام جادو نے کہا
اگر میری خوشی منظور ہے تو پہلوان قدرت کو میرے ساتھ کیجیے ملکہ مرأت جادو
نے کہا او اثر جادو وہ جو طلسم کے چارون برج ہین انمین ایک ایک پہلوان رہتا ہے
ایک پہلوان کو بلا لا اثر جادو ایک برج مین گئی دیکھا کہ پہلوان لنگوٹا کسے ہوئے ورزش کر رہا ہے
مگدر لیزم دھری ہے ایک طرف کڑاھی چڑھی ہے دودھ جوش ہو رہا ہے
میوہ کے خوان دھرے ہین حلوا پک رہا ہے میوے کے پھنکے مارتا جاتا ہے ڈنڈ
کرتا ہے اثر جادو نے کہا کہ آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد فرمایا ہے پہلوان قدرت
سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کے ایک چوبدست ہاتھ مین اٹھا کے
بارگاہ مرأت جادو مین حاضر ہوا مجرا کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا تھا
مرأت جادو نے کہا خداوند لقا نے حکم کیا ہے کہ باشندگان طلسم مرأت سے
ایک پہلوان زبردست آوے سو ملکہ جام جادو کے ساتھ جاؤ انکی تابعداری کرنا جو حکم
کرین عذر نہ کرنا پہلوان نے کہا وہ ہی خدا جسنے پیدا کیا ہے ملکہ مرأت جادو
نے کہا وہ ہی خداوند ہے جسے خدا پرستون سے لڑائی ہو رہی ہے اب جلد جا پہلوان

مجھے آرزو ہے کہ کسی مقام قلب پر مجھ کو کہ مین تابع دار ہون اسمین ملکہ جام جادو نے اور
مرأت جادو نے کھانا کھایا بعد فراغ طعام و شراب کے ملکہ جام جادو نے کہا مین
رخصت ہوتی ہون اگر جا بالقا نے تو جب فراغت ہوگی چند روز تمھارے پاس رہونگی
اور سب احوال طلسم ہوش ربا کہونگی یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو نے پانچ جادوگرنیان
پانچ جادوگر ہمراہ کیے کہ خبر بھیجا کرین قصہ مختصر ملکہ جام جادو داخل بارگاہ
لقا ہوئی لقا کو نذر دی سات مرتبہ گرد تخت کے پھر کر کرسی پر بیٹھ کے ناچ دیکھنے لگی
جام نے کہا کہ اب ہم دیکھین کہ کون مارا جاتا ہے اور کیونکر بیہوش کرتا ہے پہلوان لقا
نے کہا کہ یہان لڑائی کا کیا طور ہے جام جادو نے کہا کہ پہلے تو طبل جنگ بجتا ہے رات کو
ہتھیار وغیرہ درست ہوتے ہین صبح کو صف آرائی ہوتی ہے غرض دور جام ارغوانی
شروع ہوا جب بیاض آسمان پر سیاہی شب سے نکتے انجم کے دیے گئے اور آفتاب عالمتاب
پردۂ مغرب مین پنہان ہوا کہ نظم

کہ ناگہ آفتاب نور افشان	ہوا جو پردۂ مغرب مین پنہان	عروس شام نے جلوہ دکھایا
لقا نے طبل جنگی کو بجایا	نامیان اور توپیان ہرکارے خدمت بادشاہ اسلام مین	

حاضر ہوے اور بادشاہ کی تعریف کرنے لگے ابیات

جہان پناہ تری درگہ عدالت مین	کسیکو ہوے اذیت کوئی معاذ اللہ	جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری
تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ روز سیاہ	رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ	بجز اشہد ان لا الہ الا اللہ

لشکر لقا مین طبل جنگ بجا باقی خبر صلاح ہوا امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل
جنگ بجے یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے پھر ہنگامہ اور غلغلہ
ہوشیاری لڑائی کی ہونے لگی بحر شجاعت جوش زن ہوا تلوار کے گھاٹ سب کو
اتارنا صبح کو ہوگا اب تو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی جان طوفانی ہوئی تلوارین چرخ
پر چڑھنے لگین سنان و خنجر آبدار ہوئے دوست دوست سے عزیز عزیز سے ملنے لگا ہر ایک
کہتا تھا دیکھیے کل پھر دن دون [illegible] کیا رنگ دکھاتا ہے کون
بچتا ہے اور کون مارا جاتا ہے [illegible] ہوئی خرقہ زر نگار [illegible]

آئین اور چاؤش ہر طرف دلاورون کو پکار رہے تھے نعرے مار رہے تھے خوب زور شور سے دوہا

یک آگے پت رہے اور یک پاچھے پت جائے | | کاگا ایسے پوت کپوت کا بھیو ماس نہ کھائے

ہان اے بہادران کل معرکہ جنگ ہے اور نام و ننگ ہے اسلحہ اپنا صاف کر رکھو عازم مصاف ہو ہو
چار پہر رات یہی ہنگامہ اور غلغلہ برپا رہا لیکن ابوالفتح اصفہانی اس رات کو اپنے دلمین
سوچا کہ ای ابوالفتح دیکھا چاہیے کہ کس کس کی قضا آئی ہے اور کون کون مارا جاتا ہے اور اگر
ہو سکے تو چلکر کام جام جادو کا تمام کرے یہ سوچکر روانہ ہوا اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ
مین لقا کی آیا یہان دیکھا کہ ملکہ جام جادو بیٹھی تھی اور پہلوان طلسمی بھی دنگل پر بیٹھا تھا
اسمین بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جام جادو پہلوان طلسمی سے خبردار رہنا اور اسکو
بچائے رہنا اسنے کہا کہ مین خوب خبردار ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر مع پہلوان کے
اپنی بارگاہ مین آئی اور سب کو رخصت کر دیا مگر ایک تیس چالیس آدمی بیٹھے رہے ابوالفتح
بھی یہان آیا ہے اسنے دیکھا کہ ایک شخص کو احتیاج پیشاب کی ہوئی وہ باہر بارگاہ کے پیشاب کے
نکلا ابوالفتح نے پشت پر آکر کمند اسکے ماری جب وہ پلٹا تو اسنے حباب بیہوشی مار
دیا کہ وہ بیہوش ہوا یہ اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا اس عرصہ مین پہلوان نے
کہا ارے لاؤ شراب لاؤ ابوالفتح دوڑا اور دو قرابے شراب سے بھرے دھرے تھے
ان دونون مین بیہوشی ملا کر جام تیار کرکے لایا پہلوان نے کہا کہ یہان سب برابر
ہین تم ایک سرے سے پلاتے آؤ اسنے سب کو وہ شراب پلائی جب ایک دو دور ہو چکے
تو بیہوشی نے اثر کیا جسکا ہاتھ جہان تھا وہین رکھا رہا اور جسکی گردن جھکی تھی جھکی رہگئی سوا
طلسمی کو بیہوشی اثر نہ کرتی تھی مگر نشہ ہوتا تھا یہ بھی نشے مین چور آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھا
تھا ابوالفتح کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسکو بیہوشی اثر نہین کرتی ہے بس یہ خنجر لیکر برابر جام جادو
کے آیا اور پکارا کہ زدم و نیست کردم مارا اور کام تمام کیا پہلوان کے کان مین آواز جو اسکی
گئی تو اسنے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص خنجر لیے ملکہ جام جادو کے برابر کھڑا ہے
اسنے کہا کہ تو کون ہے او خیرہ سر ابوالفتح نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن اسنے سحر کرکے
پکڑ لیا مگر اسوقت داہنی طرف سے قنات چاک ہوئی اور ایک شخص پیدا ہوا کہ

موتیون کا مالا گلے مین پڑا تھا اور ہاتھون مین کڑے طلائی اور بازوؤن پر نورتن بندھے تھے کمر مین زنجیر طلائی تھی اور زمرد کے پر بازوؤن پر لگے تھے جیسے لقا کے بیس پشت فرشتہ کہ طرح ہوئے ہین غرض اُسنے آکر کہا کہ اے پہلوان طلسمی مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اور مجکو خداوند لقا نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ابوالفتح اصفہانی کو پہلوان طلسمی نے گرفتار کیا ہے تم جاکر اسکو میرے پاس لے آؤ تو آپ اپنا سحر اُتار لیجیے مین اسکو لیجاؤن اُس نے سحر اُتار کے فرشتہ قدرت کے حوالے کیا وہ لیکر چلا باہر آکر اُسنے کہا کہ مین ہون عمران خطائی تمہارا بھائی ابوالفتح نے کہا کہ خوب وقت پر پہونچا اور وہان خبر لقا کو ہوئی کہ پہلوان نے ابوالفتح کو پکڑا ہے اُسنے بختیارک کو بھیجا کہ تو جاکر دیکھ بختیارک پہلوان کے پاس آیا اور کہا کہ لاؤ ابوالفتح کو خداوند نے مانگا ہے پہلوان نے کہا کہ اسکو تو مین نے فرشتہ قدرت آیا تھا اُسکے حوالے کیا بختیارک ہنسا اور کہا کہ کوئی عیار لے گیا ہوگا غرض سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور ملکہ جام جادو نے کہا کہ تمہارے سبب سے سب کی جان بچگئی غرض اب باقی رات ناچ رنگ مین کٹی جب مشعل خورشید روشن ہوئی ستارون نے ملک عدم کی راہ لی نظم

چھپا جو صبح کا نظرون سے تارا
ہوئی شکل سحر چہرہ آشکارا
ہوا روشن زمین سے تا بہ افلاک
ہوا پر نور سارا قالب خاک

صبح کو امیر کشور گیر جلوہ خانہ شاہنشاہی مین آئے اور سردار بھی سب اُس مقام پر جمع تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے سب نے مجرا اور سلام کیا اور قلب لشکر مین تخت شاہی رکھکر میدان مصاف کی طرف چلے آنے سے دونون فوجون کے کرہ ہوا کرۂ خاک ہوا روے آفتاب گندلا ہوگیا زمانے کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے میدان مین صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُسوقت ملکہ جام جادو پہلوان کو لیکر میدان مین آئی اُدھر بھی فوج نے صف کشتی کی پھر جام نے لقا سے اجازت لیکر پہلوان کو میدان مین بھیجا پہلوان نے آکر مبارز طلبی کی اُدھر سے فرامرز عیار مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک سنٹا اسکے سر پر جڑھکر مارا کہ بیہوش

ہوگیا وہ اسکو پکڑ لے گیا پھر اور سردار اسکے مقابلے مین یکے بعد دیگرے گئے لیکن یہ سب کو اسیر
کر لے گیا قریب شام طبل بازگشت بجوا کر لشکر پھرے اور لقا اپنی بارگاہ مین آیا یہان
ابوالفتح اصفہانی نے امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اس پہلوان کا کام تمام
کرین امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا غرض یہ اور عمران خطائی دونون ملکر بہ نیت قتل
پہلوان روانہ ہوئے لیکن اب حال سنیئے کہ عمرو جو کوکب کے پاس جا کر پہونچا
تو اسکی زنبیل مین باغبان قدرت اور گلچین دونون ہین اُسنے انکو زنبیل سے نکالا
اور دیکھا کہ باغبان قدرت کی آنکھین اچھی ہوئی ہین باغبان قدرت
نے کوکب کو نذر دی اور عرض کیا کہ آج سے مین غلام خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا
ہوا کوکب نے اُسکی دعوت اور ضیافت کی پھر اُسکو مع عمرو اور گلچین کے لشکر
فرخ مین بھیجدیا اور عمرو چلتے وقت کہ گیا کہ مین گنبد جمشید کو دیکھ آیا ہون انشاء اللہ
عشاق جادو قتل کرونگا آپ اطمینان رکھیے اب یہ بارگاہ فرخ مین آکر پہونچا انکو
تو اس مقام مین رہنے دیجیے او حال غضنفر کا بھی بیان کیا جائیگا مگر کچھ حال لشکر
کشور گیر کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہان ابوالفتح اصفہانی اور عمران خطائی اپنے لشکر مین
سیر کرتے پھرتے ہین اور انھون نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ پہلوان کے واسطے [illegible]
دھوم دھام تیاری ہو رہی ہے عمران خطائی نے کہا کہ ای بھائی ابوالفتح ہمنے سنا ہے
کہ پہلوان طلسمی کو جام جادو نے طلسم بند کیا ہے دیکھیے کہ وہ مارا جاتا ہی یا نہین یکہہ
صورت ساحرون کی بنا کر داخل بارگاہ لقا ہوئے جام جادو نے دو بچے بنا رکھے تھے اسلیے
کہ جو کوئی عیار آئے اُسکو تم پکڑ لینا انکو تو یہ حال معلوم نہ تھا فی الفور دو بچے پیدا ہوئے
اور ان دونون کے ہاتھ پکڑ لیے ہر چند انھون نے زور کیا مگر نہ چھوٹے اور لیکے روبرو لقا
کے چلے بختیارک نے کہا ارے یہ کون ہے اور کیا مقدمہ ہے جام جادو قہقہہ مار کر
ہنسی اور کہا بختیارک دیکھو کیا معاملہ ہے وہ بچے جام جادو کے پاس آئے ملکہ جام جادو
اٹھی اور پانی کا چھینٹا دیا رنگ و روغن عیاری اُتر گیا بختیارک نے دیکھا کہ عمران خطائی
اور ابوالفتح ہے کہا ارے عیارو تمکو اپنی جان کا خطرہ نہین ہے اور یہ دن معلوم تھے کہ جام جادو

نے بختیارک سے پوچھا کہ انکو کیا کرین بختیارک نے کہا انکا سر کاٹ ڈالو بس اس سے بہتر اور کوئی بات نہین پھر کوئی مارے عبرت کے آنہ سکیگا جام جادو نے کہا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ہین اگر دو کو مار ڈالا تو کیا کمال کیا دو کے مارے جانے سے لشکر خالی ہو جائیگا مثل مشہور ہے کہ سوپ کے آتارے سے ناؤ ہلکی نہین ہوتی بختیارک نے کہا چھوٹین بھو مین تالاب بھرتا ہی اسمین ملکہ جام جادو نے ابو الفتح اور عمران خطائی کی مشکین بندھوا کے دو جادوگرون کے ہاتھ لشکر مین امیر کے بھجوا دیا اور کہا امیر کہدینا کہ ان عیارون کو قتل ناحق کراتے ہو یہان کسی کی عیاری نہ چلیگی بعد دو تین گھڑی کے دونون جادوگر لیے ہوئے لشکر مین امیر باتوقیر کے داخل ہوئے لوگون نے دیکھا کہ دو شخص عیارون کو مشکین باندھے لیے آتے ہین لیکن لقا کی طرف کے ہین تمام لشکر مین چرچا پڑا ایک سے ایک کہتا تھا کہ یہ کیا مقدمہ ہی چوبدارون نے امیر کشورگیر سے عرض کی کہ اسطرح کا مقدمہ ہے امیر نے فرمایا آنے دو کوئی نہ روکنا چنانچہ دروازۂ بارگاہ پر آکے جادوگرون نے کہا کہ ہم دونون جام جادو کے جادوگر ہین لقا نے بھیجا ہی لوگون کو آگے ہی خبر ہوئی تھی اور انھون نے کہا نہ روکو کیونکہ امیر نے فرمایا ہی کہ کوئی نہ روکے غرض کہا کہ جاؤ جا کے دونون جادوگرون نے مجرا کیا اور عرض کی کہ ان دونون عیارون کو ملکہ جام جادو نے پکڑا تحفتاً حضور مین بھیجا ہی کہ انکو آپ ناحق بھجواتے ہین یہان کوئی غافل نہین ہی اگر اب کوئی آئیگا تو مارا جائیگا امیر نے کہا بہت بہتر مجھے عیار کہکر نہین جاتے ہین دونون جادوگر رخصت ہوئے امیر نے کچھ روپیہ اور خلعت سے سرفراز کیا اور عمران خطائی سے پوچھا کہ تم کیونکر گرفتار ہو گئے عرض کی اے شہریار جسوقت ہم بارگاہ مین گئے دو بچون نے ہاتھ پکڑ لیا امیر خاموش ہو رہے لیکن جب نگاہین میں آسایش پر آئین اور پابوس زمین کو گیسوے شب کے کھلے نظم

اٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی
ہوئی بڑھکر نقاب قصر شاہی
طلسمی نقش ہر دیوار چمکے
چراغ و شمع کے رخسار چمکے

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی [illegible]

بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسطرف بھی طبل سکندری پر چوب پڑی جسکی صدا چو نشستہ کو س تک جاتی ہر بہادر اور سردار گردان گردن کش تلوارون کو صیقل مصیقل کرنے لگے تیرون اور سنانون اور خنجرون کو آبداری سے ٹی لگی کمانین جو خانہ گرگ تھین انکو سینک کر درست کیا پرانے پرانے تیر ترکشون سے نکال ڈالے اور نئے تیر داخل کیے گرزون کو سربلندی ہوئی بہادرون کو فرحت سے ارجمندی ہوئی کمانین کڑک کر چلاتی تھین زبان تیر تیز بازی دکھاتی تھین رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب مثل احسان کم ظرف رات گھٹی اور چادر شب لپیٹی گئی ابیات

فراق شب مین رو دی شمع سوزان | اداسی پائی شعلے کی لپک مین | نمی دیکھی ستارون کی چمک مین

نثار یار پروانون نے کی جان ٭ نوبت سحر کی صدا آنے لگی چھوٹے چھوٹے تارے چھپ گئے ہوا کا سناٹا چلنے لگا جانور صحرائی صفت و ثنا، الٰہی کرنے لگے اُسوقت امیر با توقیر وردو وظائف سے فراغت کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے قندس دیوانہ نے رکاب کو پکڑ لیا ایکطرف سے مقبل وفادار کا چالیس ہزار تیر انداز سے مجرا ہوا ایکطرف سے بہرام گرد خاقان چین نے مجرا کیا داہنے کو عمران خطائی بائین کو ابوالفتح اصفہانی اشقر دیوزاد کے ہوئے سواری مانند نسیم عنبر شمیم کے روانہ ہوئی جسوقت نقارخانہ بلورین پاس سواری باد بہاری امیر کشورگیر کی پہونچی سامنے سے پردۂ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا بادشاہ سعد تخت طاؤس پر بیٹھے ہوئے برآمد ہوئے سترہ سو فانوس مینا کار آگے آگے عود سوز عنبر سوز روشن لخلخے کے لوٹے لیے ہوئے طفلان ماہ پیکر نقیب چوبدار عصا بردار آگے آگے امیر با توقیر اشقر سے نیچے اُترے نقیب نے پکارا بادشاہ سلامت جہاں پناہ ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے جھک کے مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر کشور گیر آداب بجا لا کے سوار ہوئے پھر علم شاہ وقاسم کا مجرا ہوا قصہ مختصر مشرقی اور مغربی و جنوبی و شمالی و اصفہانی و ترکستانی و بلخی و شیرازی و کشمیری سب کا مجرا ہونے لگا غٹ کے غٹ پلٹنین کی پلٹنین گروہ انبوہ قشون قشون دستے کے دستے آنے لگے اسی نوع سی ہزار سے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے لڑکیان تمامی کی باندھی ہوئے منکون کے

دہانون پر فوارے ہزارے کے طلائی چڑھے ہوئے کٹورے کمرون مین گھنے گرد کو بٹھاتے ہوئے
جاتے تھے جب اسطرح سواری حضور کی میدان حرب مین قائم ہوئی اُدھر سے دروازہ کوہ
عقیق سلیمانی کا کھلا لقاء بے لقا راندہ درگاہ آلہ زمرد شاہ باختری ایکس ہاتھی کے
تخت پر سوار ہوکے بختیارک مگس رانی کرتا ہوا ساٹھ لاکھ سوار سے آیا ایک طرف سے
اسی ہزار جادوگرنیون سے ملکہ جام جادو آئی صفین دو جانب سے تیار ہوئین اسمین
پہلوان طلسمی آیا اور لقا کو مجرا کیا لقا نے پوچھا مزاج تو اچھا ہے آداب بجالاکے تخت
کو بوسہ دیا سات مرتبہ تصدق ہوکے اجازت خواہ میدان کا ہوا لقا نے دست حرمت
پشت پر پھیر کر کہا اپنے دست قدرت کو سونپا پہلوان طلسمی مرکب کو جولان کرکے
میدان مین آیا لشکر امیر کشور گیر کا آراستہ تھا پکارا ای خدا پرستو وزیر دستو ہر کرا آرزوے
مرگ است بیاید بمیدان تم لوگ خداوند لقا کو بھول گئے جسنے تم کو پیدا کیا مثل مشہور ہے صبح کا
بھولا جو شام کو آئے اُسکو بھولا نہین کہتے ہین اب بھی اطاعت لقا کی قبول کرو تمھاری
عفو تقصیرات ہوجائیگی لشکر اسلام مین سے ایک ایک نے کہا ارے خیرہ سر تیرہ روزگار
کیا جھک مارتا ہے لعنت ہے تیرے لقا پر تجکو بھی مارینگے اور خداوند لقا کو بھی جہنم واصل
کرینگے یہ کہکر ایک مرتبہ مغربیون کے علمون کو جلوہ ہوا فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ
اسلام کو مجرا کیا اجازت لیکے میدان مین آیا مرکب کو اڑا کے لگا دردی اور ایک تلوار ماری
تلوار اُچٹ گئی برابر سے پہلوان طلسمی نے چوبدستی ماری فرامرز عاد مغربی بیہوش
ہوکے گر پڑا لوگ دوڑے باندھکر لے گئے ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ستر جوان مغربی
بندھ گیا ملکہ جام جادو نے کہا ای ملک بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاہ اب وقت
دوپہر کا آگیا ہے اگر اجازت ہو تو طبل بازگشت بجوادین کل سمجھ لینگے بختیارک نے کہا یہی
بہتر ہے کہ روز چالیس پچاس کو باندھ لیا کرو لیکن عیارون کی تدبیر سے غافل ہونا جام
جادو نے کہا مجکو عیارون کا کچھ ڈر نہین ہے یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے روانہ ہوئی
امیر اپنے خیمے مین آئے لیکن متفکر اور بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے کہا یارو کسی تدبیر
سے یہ کافر نہین مارا جاتا کیا فکر کرون اور لقا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جاتے ہی ملکہ جام جادو

نے نامہ مرأت جادو کو لکھا کہ تمھارے پہلوان نے دو تین میدان دار یان خوب کین
چنانچہ سوا سو جوان مغربی قید کر لیے یقین ہوتا ہے کہ کل سب کو باندھ لیگا وہ جو
جادوگر ملکہ مرأت جادو نے خبر کے واسطے ساتھ کر دیے تھے اُنہین سے ایک کو نامہ دیکے
روانہ کیا بعد پانچ چھ گھڑی کے وہ جادوگر نامہ لے کے مرأت جادو کے پاس پہونچا آداب
بجالا کے نامہ دیا مرأت جادو پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا ارے ملکہ شیشہ جادو تشریف
لائی ہین لوگون نے عرض کیا کہ باغ شیشہ مین ہین مرأت جادو نے کہا جلد بلا لاؤ لوگ
دوڑے اور ملکہ شیشہ جادو سے کہا آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد کیا ہے ملکہ شیشہ جادو
بارہ سو لونڈی دُر در گوش مرصع پوش کو ہمراہ لے کے داخل مکان مرأت جادو ہوئی
دیکھا کہ مرأت جادو بیٹھی ہین لیکن نہایت خوش ملکہ شیشہ جادو نے ماں کو مجرا کیا ماں
نے سر چھاتی سے لگایا مزاج پوچھا کہا دعا اور آپکی یاد مین مشغول رہتی ہون کہا بیٹا خدا
پرستون سے اور ہم سے لڑائی پڑ گئی شیشہ جادو کچھ کام تو خدا پرستون سے نہ تھا
کہا اماجان خدا پرست کہان ہم کہان کہا بیٹا تمکو یہ احوال معلوم نہین یہ کہکر سب حال
جام جادو کے آنے کا اور پہلوان کے پہنچنے کا اُس سے بیان کیا اور نامہ ملکہ جام جادو
کا اُسکو دکھلایا ملکہ شیشہ جادو نے کہا پہلوان طلسمی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے خوب ہوا
کہ بغیر ہمارے سکے خداوند لقا کی مہربانی ہوئی یہ کہکے اُسنے کہا کہ اماجان میرا جی گھبراتا ہے
اور آپ فرمائین تو مین بیابان زمرد رنگ کی سیر کرون بیابان زمرد رنگ مین جھیل ہے
مکان فضا کا ہے مرأت جادو نے کہا کہ بیٹا تمھارا گھر ہے شوق سے جہان مزاج مین
آئے سیر کرو پھرو چلو کون منع کرتا ہے یہ سنکے ملکہ شیشہ جادو رخصت ہوئی اور بارہ سو
کنیز دُر در گوش مرصع پوش غرق دریائے جواہر اور اپنی وزیرزادی حور چہرہ کو ساتھ
لیکر روانہ ہوئی صحرائے زمرد رنگ مین آئی یہان کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا کوٹریالہ
رشک لالہ کھلا ہوا تھا کنارے چشمون اور جھیلون کے بگلے قاز قرقرے مرغابیان
پنڈبیان بیٹھی تھین اور غوطہ بازی سے کلیل کر رہی تھین **نظم**

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ	مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ	سو نے اس سبزہ پر اگر بیمار

تندرستی کے ساتھ ہو بدلا / یہ ہوا سے خوش اُس سے آئی تھی / روح بالیدگی سی پائی تھی
بس نظر کرتی تھی جہاں تک کام / مخملی سبزہ ہی بچھا تھا تمام / کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی / دل شبنم یہ چاہتا تھا وہاں / ہوں اسی سبزہ زار غلطان
اک طرف کوہ سبزہ نوخیز / اک طرف کو زمین عنبر بیز

ملکہ کا خیمہ تمامی ایک جھیل کے کنارے استادہ ہوا اتفاق سے یہاں شاہزادہ ایرج نوجوان بھی شکار کھیلنے آئے تھے اور ایک درہ میں پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے یہ شاہزادی جو یہاں آئی تو اُسنے دیکھا کہ ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا قوی تن قوی من بال بھورے بھورے مُنھ پر پڑے ہوئے درشت چنگال ہاتھ پاؤں گول گول اور آنکھیں بڑی بڑی جٹی بھویں چہرہ مثل آفتاب و مہتاب کے روشن اشعار

خط کی خوبی یہ لکھے خط غلامی غلمان / چاند سے چہرے پہ اُس خط سے ہوا کاکمان
حسن خط نور کے چہرے پہ عیاں راحہ بیان / مصحف رو پہ ہے خط شان نزول قرآن
خط سے پہلے تو دل چور پھسلتے دیکھا / آج پروانہ ہے پریوں کو بخط طغرا

گورا گورا رنگ خود چڑھا سر پر رکھے بیٹھا ہے اور اُدھر شاہزادے نے بھی اُس ملکہ کو دیکھا کہ جسکی زلف رسا سنبل کی دھنویں اُڑاتی تھی بال بال سنبل گنہگار نظر آتی تھی پیشانی میں آئینہ سی وہ چمک کہ صدقہ جسپر آفتاب فلک بھویں اُسکی خمدار شمشیر دودم جو کریں اشارے میں قتل عالم آنکھیں نشہ حسن سے سرشار دل اُنکے محبت میں لوگوں کا گرفتار نرگس اُن آنکھوں کو دیکھ کر آنکھیں چرا لے اور غزال ختن صدقے ہو جائے رُوئے تابان شمع انجمن حسن حسینان با ماہ درخشان و مہر تابان اقلیم حسن اُسکے زیر فرمان لب لعلین پر لعل بدخشانی ہیرا کھائے گوہر دندان کی چمک کے آگے موتی بے آبرو ہو جائے ذقن اُسکا سیب جنت سے کہیں بہتر چاہ ذقن میں یوسف دل ڈوبا ہوا سراسر ہے سینہ اُسکا دو دریائے حسن کے حباب جان مضطر عشاق جسکو دیکھنے سے بیتاب گول گول اُبھرا ہوا اکڑا ہوا کیلا او چا گنج خوبی کا گویا قبۂ نور حسن سے معمور شکم صاف بعینہ آئینہ ماہ فلک آفتاب ہے اُسکے سامنے بے نور نرمی میں مثل مخمل و سمور رگ گلبرگ سے زیادہ تر پتلی اُسکی کمر جادۂ ملک عدم نظروں سے

ہر ایک سے کم آگے جاسے حیا تھی مگر لوح الماس مین درز پڑی ہی یا دو ہلال ایک جا ہین قبۂ ایوان لطافت سر پستان دو کوہ سیمین آئینۂ زانو کو مشت ماہ کتنا نازیبا ہی برق تجلی نام اُسکا ہی سینہ دولت خداداد کا گنجینہ سقف افلاک صباحت کے زینہ ابیات

موے سر ایسے جی بھی کریے نثار
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے پھر سے
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
کھون جبتون سکے دیکھنے کا طور
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کو تاہ
غنچۂ ناشگفتہ سے بھی کم
کوئی جا ہنتقش یون سکے تو کہے
منھ نہین دیتے لعل و مرجان کو
نہین دیکھے مسی سے دندان
کاش سینے پہ رکھدے غم یان ہی
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
ہو نہ آنکھو نہین کیون جہان تاریک
ناخن پا حنائی ہین ایسے

دل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی
رہے سنبل کے پیچ یا پیچ و دھر
ایسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
اس قیامت پہ ہی قیامت اور
لطف بینی کا فہم ہی دشوار
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہے نازک تر
ہم تو مرتے ہی اُن لبو پہ رہے
ایسی ہوتی نہین ہی سرخ لبی
برق ابر سیہ مین ہی خندان
چھدرے نیچے سے لے تا ناف
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
پنڈلی نازک ہی شاخ سنبل کی
برگ گل پاس سرو ہون جیسے

اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ہی
اُس جبین پر جو دل ہوا جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچی نہین
صفحۂ رخسار آئینہ سان صاف
لیک باریک بینی ہے درکار
اُس نے گل کیا چہنے ہر کوے عدم
پھول جھڑتے ہین بات بات بیچ
جب وہ کھاتے ہین بیڑہ پان کا تو
رنگ گویا ٹپک پڑیگا ابھی
وہ کف دست راحت جان ہے
جیب کی جا گہر ہی کیون کہیے صاف
گئی نظر و نیسے وہ کمر باریک
پشت پا نکھڑی سی ہی گل کی

ایرج اُسکو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ وہ عورت بارہ پندرہ برس کا سن زیور الماس مین غرق آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہونٹون پر پان کا لاکھا جما ہوا گلے مین موتیون کا مالا ماتھے پر افشان چنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی پور پور مین چھلے دل بیتاب کو چھل لیتے ہاتھون مین دست بند بازوون پر نورتن کان مین بالا ہلال کی طرح پڑا پانوُن مین گھنگرووُن کا چھاگل کڑے دل کو نرم کرتی چلی آتی ہی شہزادہ ایرج کم نگھارا غنچہ جادو نے

دیکھا کہ آفتاب تابان درہ مین بیٹھا ہی اور دیکھتے ہی تیر مژگان سینے کے پار ہوا سلطان عشق نے
اقلیم دل مین خیمہ کیا نشان محبت کے برپا ہو گئے لشکر غم نے چڑھائی کی
مزرعۂ سرسبز دل کو پامال کیا نہال امید جو فصل بہاری سے شاداب تھا خزان نو امیدی
سے ٹھنڈا ہو گیا باغ جوانی پر پالا پڑا آنکھون سے جوے آب روانہ ہوئی آنکھین بسان نرگس
بیمار رنگ رخ پریدہ مثل گل پژمردہ مگر ضبط کر کے خیمے مین داخل ہوئی وہ جھیل کا کنارا
اور کوسون تک سبزۂ زمردی کا فرش کیا ہوا کوہ زمرد پر کوڑیالا پھولا ہوا تھا لیکن یہ
بہار آنکھون مین ملکہ شیشہ جادو کے بدتر خزان سے معلوم ہوتی ہی دل مین کہتی ہے
ای ملکہ بڑا غضب ہوا یہ کیسا تیر تھا کہ دار پار ہو گیا کیون آئی تھی وزیر زادی حور چہرہ نام
لکڑی تھی دیکھتی ہی کہ ملکہ کی رنگت سفید ہی آنکھین ڈبڈبائی ہین ہونٹھ خشک ہین
آہ سرد ہی عشق کے آثار ہویدا ہین کہا قربان گئی آپ کا کچھ رنگ تغیر معلوم دیتا ہی خیر تو
ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کچھ میرا دل بے چین ہی حور چہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آتش
عشق نے تمام بدن پھونک دیا ہی کہا بلالون تمھارا تو بدن جلتا ہی خداوند لقا و جمشید
و سامری سلامت رکھین آپ کی کیا حالت ہی پلنگ پر تشریف فرما ہو جیے دریا کا کنارہ
ہی کوسون تک سبزہ زار ہی ہوا سے سرد آتی ہی مزاج کو فرحت ہو گی شیشہ جادو نے
کہا اچھا یہ کہکے سناٹے مین گئی حور چہرہ نے دیکھا کہ بلا سے مرہم مین گرفتار ہی ہاتھ پکڑ کر اٹھا
کہتے ہین کہ حور چہرہ کا ہاتھ گرمی عشق ملکہ سے جل گیا تھا حور چہرہ نے کہا بلالون
تمھاری عجب حالت ہی سودا کی چھون پر شاہزادیون پر پیچ پڑتا ہی لیکن محرم راز
سے نہین چھپاتے ہین آپ بھی فرمائیے ایک مرتبہ ملکہ شیشہ جادو کے صدف چشم
سے در آبدار اشک مسلسل چلنے لگے کہنے لگی ای حور چہرہ وہ جھیل کے کنارے جو درہ
کوہ مین جوان بیٹھا تھا جس وقت سے دیکھا ہی دل بے چین ہی لاکھ لاکھ تدبیرین کرتی ہون
دل کو سمجھاتی ہون کچھ بن نہین آتا ہی حور چہرہ نے کہا ملکہ بڑی بات کا نخرہ برا ہی آپ کے
مان باپ کو خبر ہو گی تو غضب نازل کرین گے وہ جوان طلسم کا رہنے والا نہین معلوم
دیتا ہی نہین معلوم کس مکان سے آیا ہی آپ کے مان باپ پوچھینگے آپ کٹ مر جائینگی ہم پر آفت آئے گی

ملکہ نے کہا ای حور چہرہ اگر زمانہ الٹ جائے گا مین نہ پھرون گی لازم ہی تجھ کو میرے اس زخم جگر پر مرہم لگا حور چہرہ نے خیال کیا کہ اسکی حالت غیر ہی ایسا نہو پھڑک کر دم نکل جائے تیر عشق کاری لگ چکا ہی کہا اچھا قربان گئی مین لاتی ہون وہ ہی جوان جو درہ کوہ مین خود سر پر رکھے ہوئے بال بھورے بھورے منھ پر پڑے ہوئے ہاتھ مین تیغہ پکڑے بیٹھا تھا ملکہ شیشہ جادو نے کہا ہان ہان یہ کیجے حور چہرہ چلی ملکہ نے خیمے مین پلنگ جواہر نگار بچھوایا فرش معقول کرایا عطردان پاندان چنگیرین پھولون کے گلدستے رکھوا دیے قنائین لگا دین چوکی کی جو ہمراز تھین اُنھین تو خیمے مین رہنے دیا باقی سب کو رخصت کیا اِس عرصے مین حور چہرہ درہ مین کوہ کے پہونچی دیکھا کہ ایک جوان خورشید طلعت بیٹھا ہی لیکن آثار عشق چہرے سے ظاہر ہین گرفتار دام بلا ہی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت اسطرف کو آتی ہی حور چہرہ دہنی طرف کو ٹال کر دیکھنے لگی پھر پھرتی ہوئی ایرج کی طرف کو آئی سلام کیا اور کہا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا اور کدھر جاتے ہین اور آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین ایرج نے کہا ہم راہ بھول کر ادھر کو نکل آئے مگر عجب طرح کا کوڈھب رستہ ہے کہ نکل نہین سکتے ہین حور چہرہ نے ہنسکر کہا کہ ارے مردوے کیا مکاری کی باتین بناتا ہے چل تجکو ہماری ملکہ نے بلایا ہی شہزادہ اُسکے ساتھ ہوا اور خیمے مین ملکہ کے پاس آیا وہ اِسکو دیکھکر بہت شرمائی لجائی پھر آخر کو یہ مسند پہ بیٹھا ملکہ نے جام مے ارغوانی سے بھر کر اُسکو دیا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکہ یہ شراب ہمپر حرام ہی تا وقتیکہ تم اسلام نہ اختیار کرو اب ملکہ خاموش ہوئی اور بعد تھوڑی دیر کے کچھ سوچکر کہا کہ اچھا صاحب مین کلمہ پڑھتی ہون پھر ایسا ہی ہی تو کچھ کفارہ اِسکا دیدونگی شاہزادے نے کہا کہ نہین ایسا نہ کرنا صدق دل سے تمام عمر کے لیے مسلمان ہو اور کوئی کسی طرح سے لالچ دے یا دھمکائے ڈرائے جب بھی اسلام کو نہ ترک کرنا ملکہ نے ناچار ہو کر از بس کہ فریفتہ اسیر ہو چکی تھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی پھر تو دور جام مے دغدغۂ نیرنگی انجام چل نکلا اور ملکہ نے طوائفون کو بلوایا اُنھون نے آکر بحسین و خوبی اس غزل کو گایا کا بیات

تیغہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
موت کے جی مین مرے یہ نیم جان لینے لگا

تہ چنگلی مین لیا اُسنے سیئے جانِ عدو
رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا

مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روزِ حشر
مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہے جو غنچون کا چٹکنا انگلیون کیسی چٹاپ
یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا

جسنے کی اس میکدے مین بیعتِ دستِ سبو
وہ قدم تیرے لبِ ای پیرِ مغان لینے لگا

لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

موت اُسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمارِ غم جو ہچکیان لینے لگا

رات کو ای ذوق اُسکی نوکِ مژگان کا خیال
تن پہ ہر موسے مری کارِ سنان لینے لگا

لبانِ شیرین کی گزک چلنے لگی شکریون کی قینچیان پڑگئین گلابیان شراب کی سینے پر آگئین اُسوقت شہزادۂ ایرج نے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر مین تمھارے یہان سے ایک پہلوان گیا ہی کہ وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کہ ای شہریار تم اِسکا کچھ غم نکرو مین تمکو تلوار اُسکے مارنے کے لیے لادونگی بس تم اُسکو لقا کیطرف سے قتل کرڈالنا واقعی وہ یون نمارا جائیگا شہزادے نے کہا کہ اگر ایسا کرو تو احسان ہی شیشہ جادو اُسی وقت یہانسے روانہ ہوئی اور ایک تہخانے مین صندوق کے اندر وہ تیغہ رکھا تھا اسکو نکالکر لائی اور شاہزادۂ ایرج کو دیا اور یہان جب وہ زمانہ آیا کہ تیغۂ مہر غلافِ مغرب مین رکھا گیا اور سپرِ شب کو ترکِ سپہر نے منھ پر کیا نظم

کہ عمرِ روز گھٹتے گھٹتے اِک بار
ہوئی ساقط بشکلِ نبضِ بیمار

مزاجِ شام نے تفریح پائی
اُبھر کر شکلِ ابرِ زلف آئی

ملکہ جام جادو نے طبلِ جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر کی صاحبقران نے بھی طبل بجنے کا حکم دیا یہان طبلِ حشامی اور سکندری نوازش مین آیا دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا پھر اُسی طرح ہتھیار صاف ہونے لگے شب بھر تیاری رہی جب حسنِ شب کا رنگ تبدیل ہوا اور جمالِ صبح نے نور پیدا کیا کہ ابیات

کہ اُٹھا عکسِ زلفِ شب زمین سے
گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے

کمی کی تلخی مے نے دہن مین
جھکے شرما کے ساغر انجمن مین

صبح کو امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر کے جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ برآمد ہوئے
ہر دو پکارا سلطان عالم مہابلی ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے مجرا کیا
پھر تو بہرام و جمہور و فرامرز سب کا مجرا ہوا اور سواری ظل اللہ کی میدان مصاف مین
چلی فوج پہلے ہی گروہ گروہ انبوہ انبوہ عرصۂ رزم مین جا چکی تھی غرض یہ بھی جا کر
جنگاہ مین پہونچے اُدھر سے لقا مع جادو اور پہلوان طلسمی کی فوج کثیر لیکر آیا
صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور پہلوان طلسمی لقا سے اجازت لے کر میدان مین
آکر للکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان و زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے مین آئے ادھر سے سردار جانے لگے اور سونٹے کھا کھا کے بیہوش ہوتے تھے مگر
وہان سے ایرج نوجوان وہ تیغہ لیکر دو گھڑی رات سے اپنے لشکر کی طرف چل نکلا تھا
اور ملکہ شیشہ جادو کو اُسی مقام پر چھوڑ آیا تھا یہان دو چار سردار اسیر ہوئے تھے کہ یکایک
دامن صحرا سے گرد اُڑی اور شہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوئے اور آتے ہی اُنھون
نے مقابلہ اُس پہلوان طلسمی سے کیا اُسنے سونٹا مارا اُنھون نے خالی دیکر ہاتھ ایک
تیغے کا مارا وہ تو جانتا تھا کہ مرونگا نہین اُسنے سر سامنے کر دیا تلوار جو سر پر بیٹھی ناف تک
رستے سے نکل گئی غریو جان کفاران سے نکلا اور جام جادو نے للکارا کہ ارے ہان
لینا فوج ایرج پر گھر کر چار طرف سے آئی یہ بہادر تھا تا دار لیکر اُس دریا سے فوج مین
ڈوبا پھر تو امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور تمام سپاہ لینا لینا کہکر
آگئی سب مین غٹ پٹ ہو گئی تلوار چلنے لگی اشعار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
بھرے تھے قتیلون سے سب دشت و در
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے
برسنے لگی موت مانند میغ

ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
کہین تیغ چلی کسی جا سنان
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
کسی پر تبر کسی پر تھی سنان
گرجتے تھے گھوڑے اُٹھائے ہوئے
ہوا منقطع کافرون کا ثبات

چڑھے منھ پہ تلوار کے جنگ جو
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
چلی غازیون کی اجل بار تیغ
کٹی ایک دم مین دو دو روز چھتیاں

امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
بلاق اُٹھا کر ہے وہ تیغ ہاتھ
بدن سے کہا جان نے سر کی خیر
غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
مجھے چھوڑ دے اب نہ بیچے گا نہ ساتھ
نہ جائے امان تھی نہ پائے گریز

ہجوم عدو مین پڑا انتشار
ہوئے سب کے سب اُس جگہ سے فرار
غنائم کو بھرتے کے باصد طرب
پھر اپنے مورد پہ جیش عرب

لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو ملکہ جام جادو نے سحر کرکے پکڑ لیا کس واسطے کہ یہ سب سے پہلے لڑنے لگے تھے اب جو لشکر یہان پھر کر آئے شاہزادہ ایرج نوجوان نہ آئے تو امیر کو انتشار ہوا اور وہان ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ ایرج کو قتل کر ڈالیے لقا نے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر تو نے ہزار برس پیشتر کی تھی اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ میدان سیاست تیار ہو اُسی وقت ارہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوئے غریو لشکر مین پڑ گیا ہر شخص عبرت اور حسرت کرنے لگا بعضے کہتے تھے میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے بعض کا یہ قول تھا کہ بھائی خدا نکرے کہ کوئی جلیل ذلیل ہو اور بختیارک نے جام جادو سے کہا کہ اے ملکہ امیر ضرور ایرج کو چھوڑا لے جائینگے اسکی فکر کرنا چاہیے اُسنے سحر سے ایک دیوار آتش کی دور تک اُٹھا دی اور شہزادہ ایرج نوجوان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگا شعر

اسیر بلا ہون مین پروردگار
کرم سے مجھے اپنے کر رستگار

وہان ملکہ شیشہ جادو جو صبح کو اُٹھی تو اُسنے حور چہرہ سے کہا کہ شہزادہ یہان سے گیا ہے نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہے مجکو جانا چاہیے اسلیے کہ میرا دل اسوقت مضطر ہے حور چہرہ نے کہا کہ واری اب تو تمنے تلوار اُنھین دیدی ہے پھر اب کیا غم ہے اُسنے کہا کہ نہین کوئی آفت ضرور آئی ہے جب تو مجکو بیتابی ہوئی ہے یہ کہکر ایک تخت بلور پر سوار ہوکر اور اپنی چند خواصون کو ہمراہ لیکر پرواز ہوئی جب یہان آکر پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ دیوار آتش اُٹھی ہوئی ہے اور شاہزادہ ایرج چبوترہ پر کسمت کے بیٹھا ہے خلقت جمع ہے جام جادو قتل کیا چاہتی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے حکم دیا کہ حور چہرہ نے سحر پڑھا اور وہ دیوار باطل ہوئی اور اُسنے شہزادہ ایرج کو تخت پر اُٹھا کر بٹھایا جام جادو نے اسے دیکھکر فوج کو حکم دیا کہ جان لینا جانے نہ دینا فوج اُسکی

لیا لیا لیکر چلی اُسوقت اسنے کچھ پتلے سحر کے پیدا کیے اور اُن پتلون سے کہا کہ مارو انکو
پتلون نے مارنا شروع کیا اُسوقت جام جادو للکارتی ہوئی آگے آئی حور چہرہ
نے ایک نیمچہ اُسکو مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا فوج تو بھاگی اور شیشہ جادو ایرج کو لیکر چلی
گئی ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ اب مین بھی مرأت جادو کے پاس جاتی ہون چنانچہ
روانہ ہوئی یہان تو ملکہ مرأت جادو باغ مین بیٹھی تھی لوگون نے جاکر کہا کہ ملکہ جام جادو
آئی ہین ملکہ مرأت جادو نے کہا شاید حمایت کو آئی ہین اسنے ملکہ کا پیچھا لیا ہے اسمین سامنے سے ملکہ
جام جادو آئی سلام کیا آنکھون سے آنسو جاری رنگ چہرہ سفید ہاتھ کٹا ہوا لہو مین ڈوبی ہوئی کہا جام جادو
خیر تو ہے یہ کیا آفت پڑی جام جادو نے کہا ہم تو تمھارے پاس کفالت معاملت کو آئے تھے پہلوان
طلسمی آپنے دیا تھا اُسنے بہت سے خدا پرست پکڑے آخر مارا گیا مین حیران تھی کہ تلوار کہان سے آئی
معلوم ہوا آپکی بیٹی نے تلوار دی تھی چنانچہ مین ایرج کو پکڑ لائی تھی چبوترے پر بٹھا کے
گردن مارا چاہتی تھی ایک حکم خداوند لقا کا ہوا دوسرے کی منتظر تھی کہ آپکی بیٹی ملکہ
شیشہ جادو پہونچی میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پتلے سحر کے پیدا کرکے ہزارون جادوگر میرے
قتل کیے ایرج کو اُٹھا کے لے گئی ملکہ مرأت جادو نے کہا ارے کیا کہتی ہو ملکہ شیشہ جادو
تو پہاڑ مین شکار کر رہی ہے کوئی اور ہوگا اُسکو ان باتون سے کیا کام وہ کیا جانے
ابھی بچہ ہے اری بیگانی بیٹیون پر تہمت لگاتی ہے جام جادو نے کہا ملکہ مرأت جادو
کیا مین ملکہ شیشہ جادو کو پہچانتی نہین ایک طرف لشکر لقا کا تھا بختیارک لقا
عقیق کوہ سلیمانی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف لشکر حمزہ کھڑا تھا مین نے سحر سے
دیوار آتش کھڑی کر دی تھی کوئی خدا پرست نہ آسکتا تھا سب کے سامنے اُٹھا
لائی مرأت جادو کی رنگت سفید ہو گئی کہا ارے دو تین لونڈیان جا کے خبر
لائین ملکہ شیشہ جادو خیمے مین ہین یا نہین دو تین لونڈیان گئین جا کے خیمے مین دیکھا
کچھ لونڈیان بیٹھی تھین پوچھا کہ شیشہ جادو کہان ہین کسی نے کہا شکار کو گئی ہین
کسی نے کہا ابھی یہان کھڑی تھین کسی نے کہا بچھواڑے گئی ہین لیکن مفصل کسی نے
نہ کہا وہ لونڈیان جو تھین لوگ آپسمین منہ جوڑے ہوئے کچھ باتین کرتے ہین چار طرف کو

چرچا ہو رہا ہی یہ دیکھ کے مرأت کے پاس آئین مرأت جادو نے کہا ارے کہو تو ملکہ شیشہ جادو نے
مع لونڈیون سے کہا تم یہان جاؤ ہم گئے تھے ملکہ شیشہ جادو خیمے مین نہ تھین لیکن لوگ
آپس مین باتین کرتے تھے چپکے چپکے چرچا ہو رہا ہی ہمنے سب سی پوچھا کسی نے کہا شکار کو
گئی ہین کسی نے کہا ابھی کھڑی تھین لیکن کچھ مفصل نہ کہا ملکہ مرأت جادو سوار ہو کر
خیمے مین گئی اور لونڈیون کو بلا کے کہا اگر احوال مفصل نہ کہا تو ایک ایک کی گردن مارونگی
پیٹ پھاڑ ڈالونگی ناک چوٹی کاٹ ڈالونگی اور جو تحقیق کہا تو قسم ہی سامری اور جمشید کی
کچھ نہ کہونگی دو چار جو لونڈیا تھین اُنھون نے کہا ملکہ ایک جوان خوبصورت کو جو حورچہرہ
کٹنا پاکر کے لے آئی تھی دو روز خیمے مین رہا شراب کباب ملکہ نے ساتھ کھایا پیا تین روز
سے وہ نہین آیا کہین گیا ہی آج حورچہرہ نے ملکہ کے کچھ کان مین کہا بس ملکہ شیشہ
جادو چلی گئین مرأت جادو نے کہا ارے دو ایک جادوگر وہ عقیق سلیمانی اور حورچہرہ
کے لشکر کی خبر لائین اور دریافت کرین ملکہ شیشہ جادو کہان ہی جادوگرون نے کہا کہ
دو چار جادوگرون سے کب تلاش ہو گی ملکہ نے کہا ایک بیس جادوگر جاوین چنانچہ جادوگر تو روانہ
ہوئے اور مرأت جادو جام جادو کے علاج معالجہ مین مشغول ہوئی اور وہ جادوگر
کوہ عقیق سلیمانی کو سب ڈھونڈھ کر لشکر امیر مین گئے دو دو چار چار ہر ایک بازار کو چہ
مین خیمے مین ڈھونڈھنے لگے دو چار جادوگر اُس طرف بھی ڈھونڈھتے تلاش کرتے
جا نکلے دیکھا کہ ایک بارگاہ بڑی دھوم دھام کی ٹھیکرے پر کھڑی ہی لوگ آتے جاتے ہین
ناچنے والیون کو انعام مین دوشالے مل رہے ہین بڑی کیفیت کا مکان ہے وہ جادوگر
اپنے تئین پوشیدہ کر کے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت مرصع پر
بیٹھی ہوئی ہی ایک جوان تیغہ بکمر لٹکائے ہوئے زانو بزانو بیٹھا ہوا ہی حورچہرہ پنکھا
ملکہ کے منھ کو جھل رہی ہی چہرے سے اُڑاتی ہی ایک رنگ کا جوڑا گلے مین پہنے ہی جواہر مین
غرق موتیون کا مالا پڑا ہوا ہی لبون پر لاکھا پان کا جما ہی سفید سفید دانت مانند سلک
مروارید چمکتے ہین جب ہنستی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ شفق مین برق چمک جاتی ہی وہ
آنکھونکی پتلیان جسکو دیکھ کے جمشید و سامری کی پتلیان پتھرکی ہو جاتی ہین اور

ایک بدھی موتیے کے عطر مین بسی ہوئی ران پر پڑی ہی عطردان پاندان دھرا ہی عطردان
بطور فوارے کے چھوٹ رہا ہی خاصدان مین گلوریان اس وضع سے چنی ہین جیسے طاؤس
رقص کرتا ہی سات آٹھ لونڈیان ململ کے دوپٹے اوڑھے ہوئے کرتیان ململ کی پایجامے گلنار
گلبدن کے ڈھیلے ڈھیلے پائنچے کے پہنے ہوئے پیڑوون پر ازاربند لٹکے ہوئے ہاتھون مین
موٹے موٹے کڑے سونے کے پڑے ہوئے دست بستہ سامنے کھڑی ہین ملکہ شیشہ
جادو کے گلے مین چنپاکلی کا یہ عالم ہی کہ جیسے ستارون کی لڑی چمک رہی ہی ایک نے کہا یارو
انیسی ملکہ خوش بیٹھی ہین کہ کبھی طلسم مین اسطرح نہین دیکھا ایک نے کہا ایسی مان شفیق مہر ملکہ کو
خفا کرکے آئی ہین تمام عالم مین رسوائی ہی گھر غارت کیا کہان خداپرست کہان لقاپرست
سنئے کہا چلو میان خیر کرین ایک نے کہا بھائی ہمارا کیا حرج ہوتا ہی نہ کہو خدا جانے کس مصیبت
مین گرفتار ہوجانے گی ایک نے کہا ہمتو کہینگے غرض آپسمین حجت کرتے ہوئے روانہ
ہوئے شیشہ جادو بہت شاد ناچ دیکھ رہی ہی لیکن یہ گردون بیرنگ ساز ایک رنگ پر مانند
بوقلمون کے نہین رہتا ہی کا ہے دھوپ ہوتی ہی کا ہے چھانون ہوجاتی ہی ملکہ فکر مین ہی کہ
رات کو عیش کرینگے مثل ہی کہ مصرع من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ٭ راہ مین ان
جادوگرونکو اور جادوگر ملے کہا بھائی ہم بھی دیکھ آئے غرض ہمراہ ہوگئے طلسم مرأت جادو مین
پہونچے ملکہ مرأت جادو مجرا کیا مرأت جادو نے کہا کیون دیکھ آئے کہا ملکہ مرأت جادو
جام جادو جو کہتی تھی سچ ہی ملکہ ایرج کی بارگاہ مین بیٹھی ہی زانو بزانو ہی اور حورچہرہ کھڑی
ہی ملکہ مرأت جادو کے کانون سینے مین آگ بھڑکی اس غضب کا شعلہ اٹھا کہ
دماغ مین جا پہونچا کہا واہ جمشید و سامری عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا عجیب وضع
کا سامنا ہوا مجکو گھمنڈ تھا کہ ہماری بڑی عزت ہی کوئی مکروہات زمانے کا درپیش نہوگا
وہی سامنا ہوا قسم ہی جمشید و سامری کی کہ اگر لاکر منہ مین اژدر کے نہ ڈال دیا تو نام اپنا
مرأت جادو نہ پایا ایسی آفت وبلا مین گرفتار کرون کہ تمام عمر تڑپتی رہے یہ کہکے
سناٹے مین آئی نہ کسی سے کہا نہ سنا سناٹا مارکے روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو
کوہ عقیق سلیمانی کو کبھی نہ آئی تھی معلوم نہ تھا کہ کیسا ہی کوہ عقیق مین جسوقت پہونچی

دیکھا کہ کوہ عقیق نہایت آباد ہے دروازے کھلے ہیں بازار آراستہ ہے کٹورا بج رہا ہے دیکھے
تو ایک طرف ہزارہا ستارے اور آفتاب مہتاب سفید و سرخ و زرد و سبز رنگ
برنگ کے چمکتے ہیں دلمیں کہتی ہے کہ آسمان زمین پر اترا ہے یا جگنو کا جنگل ہے یہ کیا اسرار ہے
اور یہ تھا کیا کہ گلشن لشکر کی بارگاہوں کے تھے کہ کوئی آفتاب کی صورت کوئی ستارے
کی صورت کوئی بشکل مہتاب کے سونے روپے جواہر کے ہر ایک سردار کی بارگاہ پر دھوم
دھام ہو رہی ہے کٹورے سونے روپے کے کھنک رہے ہیں آبپاشی ہوتی ہے ہر ایک دوکاندار
مالا مال بیٹھا ہے دوکانوں میں گلدستے دھرے ہیں صرافا بزازا جوہری بازار کھلا ہوا ہے جواہر و مخمل و
اساوری سنہری ململ بک رہا ہے خریدار کھڑے ہیں ایک طرف کو گدڑی لگی ہوئی ہے مرغ
بٹیر تیتر کلنگ کبوتر بکتا ہے ایک سمت تلواریں بک رہی ہیں ہزار در ہزار نشان کھلے ہیں
پھریرے پھرا رہے ہیں کوئی جگت بولتا ہے کوئی نلج دیکھتا ہے کوئی رنڈی کے پاس
کھڑا ہے چہچہے ہو رہے ہیں وہ دھوم دھام ہے کہ بیان میں نہیں آتی بہتر بازاریں بہتر جھنڈا کھڑا
ہے ایک بازار سے ایک بازار اونچا ہے جس مقام پر بازار ہو چکا ہے وہاں سات
بنگلے ہیں ایک دروازہ ہے نوبت بج رہی ہے بہتر دروازہ کھلا ہوا ہے حیران
ہے کہ کیا لشکر ہے کہ از مشرق تا مغرب لشکر ہی معلوم دیتا ہے اور جو آگے بڑھ کے دیکھا
تو ایک نفیس خیمہ استادہ ہے سہ پہر کا وقت ہے تمامی کا فرش ہے سونے روپے کی
چلمنیں بندھی ہیں تمام فرشی رنگین لالٹینیں چمن بندی کی وضع پر دھری ہیں بیچ
میں شمعدان سنہرے روپہلے لگے ہوئے جھاڑ بلور کے لگے گلدستے مومی دھرے
ہیں واسطے روشنی کے ٹٹیاں چاندی کی کھڑی ہیں دروازے سے بنگلے بارہ دریاں
سجی ہوئی ہیں جھولے ہنڈولے آتشبازی جا بجا گڑی ہوئی ہے بڑے بڑے
جو درخت تمام تمامی سے منڈھے ہیں مقیش کے گیند بٹے ہیں قمقمے لٹک رہے ہیں
طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے بھانڈ بھگتیے ناچتے ہیں دوشالے انعام ملتے جاتے
ہیں مچھولیاں کھڑکھڑیاں رنڈیوں کی آتی جاتی ہیں ہر ایک کا مجرا ہو رہا ہے شراب
کا پیالہ گردش میں ہے گزک کے خوان دھرے ہیں لوگ خوش ہیں ملکہ مرات جادو

نے کہا ارے صاحبو یہ بارگاہ کسکی ہے لوگون نے کہا یہ بارگاہ ایرج نوجوان کی ہے یہ
سنکے بارگاہ کے اندر آئی دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت پر بیٹھی ہے پاس ایرج بیٹھا ہی
حور چہرہ کھڑی دیکھا کی ہر آگ لگ اُٹھی پکاری اری شوخ دیدہ گیسو بریدہ آفت
رسیدہ تو کہان جاتی ہے حور چہرہ آواز سنتے ہی کانپ گئی شیشہ جادو سے
کہا ملکہ مرأت جادو کی آواز آتی ہی ایک مرتبہ مرأت جادو روبرو آئی کان پھٹے
ہوئے سیندور لگا ہوا ایک دانت بڑا سا نکلا ہوا جوڑا اندھا ہوا ایک ناریل ہاتھ
مین لیے ایرج نوجوان تیغہ پکڑ کے اُٹھا چاہا کہ لڑ بھڑ کر اپنی معشوقہ کو اس ساحرہ سے چھوڑا
لون لیکن وہ جو تڑپ کے گری ایک ہاتھ مین ملکہ شیشہ جادو کو ایک ہاتھ مین حور چہرہ
کو پکڑ کے طرف آسمان کے یکایک پرواز کر گئی اور وہان سے ملکہ شیشہ جادو
پکاری لو ایرج تمھین خدا کو سونپا ہمتو دنیا سے اُٹھ چلے دل کی ہوس دل مین رہی
برات کو روشنی بھی نہ دیکھنے پائے فلک کجرفتار نے نہ چاہا ہمکو بھول نہ جانا فاتحہ سے یاد رکھنا
ایرج کے درد اُٹھا کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا ہائے کہ کے بیہوش ہو گیا جہان ہاتھ تھا وہین
رہ گیا جہان پانون پڑا تھا وہین پڑا رہا سکتے کا عالم ہو گیا دانت بیٹھ گئے شاپور شیردل
نے گلاب چھڑکا آنکھ کھلی کہا شہریار جی ٹھہر ایسے کوئی اتنی بیقراری کرتا ہے کہا ہائے یہ کیا
غضب ہو گیا یہ خبر علمشاہ و قاسم کو ہوئی اور ملکہ مرأت جادو ملکہ شیشہ جادو
کو لیکے ایک بیابان ویران کی طرف گئی کیسا بیابان کہ جغد کی آواز آرہی ہے جنگل سائین
سائین کرتا ہی درخت کے ٹھنڈ کھڑے ہین لومڑی گیدڑ بھیڑیے بھاگے جاتے ہین ہاڑ سیاہ
معلوم ہوتے ہین ہوا سے گرم چلتی ہی پتون کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہی جھیلین خشک
پڑی ہین گدھون نے جو مُردون کو کھایا ہی ہڈیان پڑی ہین وہان ملکہ شیشہ جادو کو چھوڑ
دیا کہا ارے یہ کیا حرکت تو نے کی گھر غارت کر دیا میری عزت مین خلل کر دیا ارے
جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی تو چھپ سکے کہ ہرگز کسیکو خبر نہین ہوتی دو دن کی صحبت
مین یہ عشق بہم پہونچایا کہ ملکہ جام جادو کا ہاتھ اُڑا دیا پہلوان طلسمی کو قتل کرا دیا ایسی
اندھی ہو گئی ملکہ شیشہ جادو نے کہا امان جان فی الحقیقت مین اندھی ہو گئی ہو لوگون

عشق کرتا ہے جبین اُٹھاتا ہے عیش کرتا ہے میری قسمت مین پہلے ہی رسوائی تھی تو ہوا
سو ہوا آپ اپنے گھر بار سے تصدق کرکے مجکو اُسی کے حوالے کر دیجیے مرات جادو
غصہ آیا ایک طمانچہ مار کے کہا اری گیسو بریدہ اب جو تو چاہے کہ زندہ و سلامت چھوٹ
جاؤن یہ تو ہوگا یہ کہکے دستک دی ایک درخت حنا کا پیدا ہوا اُسمین حور چہرہ کی
کمرمین زنجیر باندھکے پھر دستک دی ایک اژدر نکلا مُنھ کھلا ہوا شعلہ آتش کے نکلتے
ہوئے مرات جادو نے ملکہ شیشہ جادو کو پکڑکے اُس اژدر کے مُنھ مین ڈالا اژدر
غائب ہوگیا یہان قاسم و علمشاہ جو آئے دیکھا ایرج کی حالت تباہ ہر چند سمجھایا
ایرج نے نمانا کہا مجکو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ بغیر طلسم کے توڑے نہ پھرونگا قاسم نے کہا
مین بھی چلون ایرج نے کہا آپ کیا کیجیے گا پہلے خبر منگوا لیجیے گا یہ کہکے مانند سودائیون کے روانہ
طلسم آئینہ کے ہوا شاپور شیر دل فوج لیکر چلا قاسم نے کہا یا امیر بالتوقیر ایرج یکہ و تنہا گیا ہی
ہر چند کہ مینے سمجھایا نمانا اُسکے باپ دادا پردادا اُون نے بہت طلسم توڑے ہین اور وہ بھی
توڑیگا لیکن مجکو ہر گھڑی بُری بات کا دھیان آتا ہے طلسم بڑا زبردست ہے ایسا نہو کچھ پیچ
پڑجاسے غلام کے دلکو تاب نہین ہی ہر چند دل کو روکتا ہون لیکن نہین رکتا غلام کو اجازت
ہووے کہ غلام بھی جاوے امیر کے آنسو بھر آئے ہر چند ضبط کیا لیکن نہو سکا آنسو ٹپک پڑے
کہا بیٹا اب تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ فرزند کی آنچ ایسی ہوتی ہی مین کس طرح سے کہون تم بھی
جاؤ میرے دلمین کیا خیال بدنہ آئیگا لیکن یہ بھی نہین جی چاہتا کہ ایرج کے دشمنون پر کچھ
پیچ پڑے لو جاؤ خدا کو سونپا یہ سنتے ہی مجرا کرکے مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا پیچھے لشکر بھی
چلا لیکن سواری ایرج نوجوان کی ہمراہ شاپور شیر دل مع لشکر ظفر پیکر ایک بیابان
ریگستان مین پہونچی لیکن احوال معلوم نہین ہی کہ یہ کون سا مقام ہی ایکمقام اُس بیابان مین
کیا دوسرے دن کوچ کیا بعد از طے مراحل و منازل ایک قلعہ عظیم الشان معلوم دیا جہانتک
نظر کام کرتی تھی دیوار قلعہ کی نظر آتی تھی دل سے کہا ای ایرج یہ بہت بڑا قلعہ ہی کچھ انتہا
نہین معلوم دیتی دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہی یہ کہکے وہین روبرو قلعہ کے خیمہ استادہ کرایا فوج
دریا موج اُتری خیمے استادہ ہوگئے ایرج نوجوان بارگاہ کے دروازے پر بیٹھ گیا چنانچہ

وہ قلعہ ورہ طلسم آئینہ ہے طوفان شاہ بادشاہ ہے اسکا ایک پہلوان فیل جہان زور ہے
اُسکے سبب سے بادشاہت کرتا ہے طوفان شاہ کو خبر ہوئی کہ فوج کسی شاہ و شہریار کی
بر و قلعہ کے اُتری ہے طوفان شاہ نے جوڑی ہرکارے کی بلاکے کہا ای تیز رفتار و تیز نگاہ
دریافت کرو کہ یہ لشکر کس کا ہے کون ہے کہان کا عزم ہے کسواسطے آیا ہے کوئی شکار کھیلنے کھیلتے
راہ بھول گیا ہے جلد خبر لاؤ جوڑی ہرکارے کی روانہ ہوئی سامنے تو لشکر پڑا تھا داخل
ہوئے احوال دریافت کرنے لگے ایرج نوجوان کو خبر ہوئی کہ جوڑی ہرکارے کی
قلعہ سے آئی ہے پوچھتی پھرتی ہے ایرج نے کہا ہمارے پاس بلالاؤ لوگ دوڑے جاکے
بلالائے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت قوی ہیکل بشکل شاہ و شہریار
دروازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہے جُھک کے مجرا کیا عرض کی کہ یہ ملک طوفانیہ نام رکھتا ہے
یہان کا بادشاہ طوفان شاہ ہے آجتک کوئی شاہ و شہریار اسطرف نہین آیا اُسکو خبر
ہوئی ہے کہ ایک لشکر آیا ہے ہمکو بھیجا ہے کہ خبر لاؤ کون شخص ہے کیا نام ہے کیون آیا ہے کدھر کا
عزم ہے یا شکار کو آیا تھا راہ گم کرکے اسطرف کو نکل آیا ہے بڑے بڑے بہادر تلوار سے
شجاع سخی گذرے ہین لیکن اسطرف کوئی نہین آیا یہ قلعہ طلسم آئینہ کا ہے یہان سے آگے
کوئی پھرا نہین اگر کوئی اور ارادے پر آپ آئے ہین تو بہتر یہ ہے کہ پھر جائیے ایرج نوجوان
نے کہا بھائی مین پوتا ہون امیر حمزہ کا بیٹا ملک قاسم کا ہون پوتا عالمشاہ رومی کا
ہون ہرکارون نے کہا آپ کے منھ پر ایک دبدبۂ شجاعت دریافت ہوتا ہے یہ
طلسم آئینہ ہے اُسکو توڑنا بہت مشکل ہے کسی بادشاہ نے فتح نہین پائی ایک پہلوان ہے
فیل جہان زور کسینے آج تک اُسکو زیر نہین کیا بیس بیس چالیس چالیس بکرون
کے کباب بھیجے کھاجاتا ہے تنگ کے تنگ شراب کے پی جاتا ہے اُسکے زور پر شاد
بادشاہت کرتا ہے پہلے تو اُسی سے لڑائی پڑیگی اگر اُس سے فراغت ہوئی تو آگے بہت سی قصے
بکھیڑے ہین ہم کچھ روکنے کو نہین آئے ہین ازراہ دولت خواہی کے عرض کرتے ہین کہ آپ چلے جائیے
ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیجئے ایرج نوجوان نے کہا اگر ہماری قسمت مین توڑنا طلسم کا ہے تو توڑینگے سنکے جوڑی ہرکارے
کی طوفان شاہ پاس گئی طوفان شاہ نے کہا اُسکو دریافت کرتے عرض کی کہ خداوند نعمت ایرج نوجوان

بیٹا ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ کلاہ ہے پوتا عملشاہ کا پرپوتا امیر حمزہ صاحبقران حیوان دوران کا ہی اس ارادے پر آیا ہے اور ہمنے بہت سا سمجھایا مگر مانا لیکن نہین ماننا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا طوفان شاہ نے ایک وزیر کو کہا ای عزیز ایرج کو جاکر سمجھا کہ معلوم دیتا ہے کسی دشمن نے تمکو بہکا کے بھیجا ہے کوئی اس مکان سے جیتا اور سلامت نہین گیا تم کیون اپنی کشتی حباب کو طوفان مین غرق کرتے ہو بہتر یہی یہان سے کنارہ کرو وزیر سوار ہو کر روانہ ہوا خبر ایرج کو ہوئی ایرج خیمے مین آ بیٹھا گردن کش بہادر تلوارین بکڑ بکڑ کے آ بیٹھے اسمین سواری وزیر کی آئی دروازے پر اترا خبر ایرج کو ہوئی کہا بلا لو چوبدار تسکے وزیر کو لے گیا بارگاہ مین جاکے مجرا کیا نذر دی کرسی عنایت ہوئی آداب بجالا کے کرسی پر بیٹھا عرض کی ای شہریار طوفان شاہ مالک اس زمین کا ہی ہرکارے خبر لیگئے تھے کہ ایرج نوجوان طلسم کے توڑنے کو آیا ہے چنانچہ مجکو طوفان شاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اور کہا ہی کہ بہت سے بادشاہ اور بہادر آئے ہین لڑے ہین آخر مارے گئے ہین اور جو طلسم مین گیا پھر باہر نہ نکلا تم اپنی جان کو کیون تہلکے مین ڈالتے ہو چند روز کی زندگی پر اسکو ضایع نکرو اب چلے جاؤ اسکا فتح کرنا بہت مشکل ہے ایرج نے کہا ہمارے بھائی بند بزرگون نے جس کام کے کرنے پر قدم مارا ہی اسکو انصرام کیا ہی اور نہین تو مارے گئے ہین اگر ہماری قسمت مین طلسم توڑنا ہی تو توڑ ڈالین گے اور نہین تو مرجانا ایکدن تو ہے ہمسے تمسے ملاقات تو ہوئی تم اگر راہ دو ہم تمھارے قلعے سے نکل جائین تمھارا احسان ہوگا آگے جو ہماری قسمت مین ہوگا وہ ہو رہیگا خیر تمھاری ملاقات سے یہی حصول ہوا وزیر نے کہا ای شہریار پہلوان فیل جان زور کب خیال مین کسی کو لاتا ہی جبوقت مین گیا اور کہا اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیگا اور ایسا کوئی شخص زمین مین نہین جو اسکو مار سکے آپ کی جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی آپ ہمکو دشمن جانتے ہون گے ہم دشمن ابھی تو نہین ہین آپ چلے جائیے ایرج نے کہا اے وزیر مرد جس بات پر قدم مارتے ہین پھر نہین پھرتے ای عزیز جسدن سے پیدا ہوئے طبل جنگ کی آواز یہی روز سنا کیے تمنے ہماری دوستی سے کہا لیکن ہمکو منظور نہین ہے اسیطرح سے کہدینا غرض وزیر رخصت

ہو کے طوفان شاہ پاس آیا اور سب حال بیان کیا طوفان شاہ نے کہا جبکہ طلسم
ٹوٹا پھر آسکو او ر رنگین معلوم دیگی دریاے رنگین نظر پڑیگا آگے طلسم آئینہ ہی جمشید سامری کا
گنبد ہے بڑا غضب ہوگا یہ تو گھر کا گھر مٹ گیا بلاؤ فیل جہان زور کو لوگ گئے اور پہلوان
فیل جہان زور کو بلا لائے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے سب احوال
کہا فیل جہان زور کو گھمنڈ اپنے زور کا سمایا ہوا تھا کسی کو نہ سمجھتا تھا بے تامل
طبل جنگ بجوادیا طبل گڑگڑانے لگے ایرج کو خبر ہوئی طبل جنگ بجوادیا دونون لشکر مین
تیاری ہونے لگی شاپور شیردل کہتا ہے کہ عجب کارخانہ ہی کیا تدبیر کیجیے مقدمہ
جادوگرونکا ہی آگے طلسم آئینہ ہی پہلوان زبردست کا سامنا پڑا ہے کیا ہوگا طوفان
شاہ کو بھی فکر ہے کہ شکنندۂ طلسم آگیا ہے دیکھیے کیونکر سامنا ہوتا ہی اسمین وقت صبح کا ہوا
آفتاب عالمتاب طلوع ہوا ایرج نوجوان خود تیغہ دوبلغہ زرۂ اصفہانی چہار آئینہ
موزے پہنکے شمشیر سپر لگاکے مرکب پر سوار ہوا پیچھے فوج دریا موج روانہ ہوئی میدان
حرب پر مرکب کھڑا ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا طوفان شاہ فوج لیکر تخت پر سوار ہوکے نکلا
داہنے ہاتھ کو فیل جہان زور کھڑا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ساٹھ بیٹھ ہاتھ کا قد ہی پانچ
گز گدنکو دوڑ اسکے طوفان شاہ کے تخت پاس گیا اجازت مانگی کہا جمشید و سامری کو
سونپا اور میدان مین آکے پکارا ای ایرج نوجوان تمہاری بہادری شمشیرزنی سخاوت
شجاعت مین کوئی شبہہ نہین ہے لیکن طلسم آئینہ کو کوئی فتح نہین کرسکا ہمارا کام سمجھانیکا
نہین ہی لیکن کہتا ہون کہ پھر جاؤ اگر تمنے سامنا کیا تو مارے جاؤگے اور اگر پکڑے گئے تو
مدا ابد قید سے نہ چھوٹوگے ایرج نوجوان نے کہا ای فیل جہان زور کیون لاف زنی
کرتا ہی بحکم پروردگار توڑا طلسم کو یہ سنکے اب فیل جہان زور برچھا لیکر کے سامنے آیا ایرج
نے بھی برچھا اپنا لیا ایرج نوجوان عمرو کا سکھایا ہوا تھا طعن نیزہ کی چلنے لگی بعد دو تین
گھڑی کے ایرج نے ایک مقام پیگا ٹھہ کے نیزہ باد ہوائی کردیا سن سے نیزہ ہاتھ سے نکل گیا فیل
جہان زور کا رنگ زرد ہو گیا کہا ای شہریار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی
ہم تم کشتی لڑین یہ کہکے گھوڑے پرسے کود پڑا ایرج نوجوان بھی کودا دونون نے ہاتھ ملائے

کشتی ہونے لگی جب خوب زور ہوئے فیل جہان زور نے خیال کیا کہ ایرج زبردست
ہے پکڑا نہ جائیگا ایسا نہو کہ تجکو ذلت ہو اور تمام عمر کو خفت ہو چاہیے کہ سحر سے گرفتار کر لے
بس یہ سوچکر اُسنے سحر کیا ایرج کے دست و بازے قابو ہو گئے فیل جہان زور نے کمر میں ہاتھ
دے کر اُٹھا لیا شاپور کا رنگ سفید ہو گیا اور طوفان شاہ نے ایرج کی فوج
سے کہا کہ یارو اب تم پھر جاؤ کہ تمام عمر تمھاری شہزادے سے ملاقات ہوگی بالکل لازم ہے کہ اطاعت
کرو کس لیے کہ معمول ہے کہ جسکا سردار مارا جاتا ہے یا پکڑا جاتا ہے تو اُسکی فوج اطاعت کرتی ہے
اُسوقت شاپور شیر دل نے کہا کہ ای طوفان شاہ یہ تمنے سچ کہا کہ تمنے ایرج کو بزور قوت
پکڑ لیا ہے مگر آج تین دن ہوئے ہیں کہ اُسنے نہ کھانا کھایا ہے نہ شراب پی اور تمھارے پہلوان نے
کھانا بھی کھایا اور شراب بھی پی ہے آج تم ایرج کو چھوڑ دو اگر کل پکڑ لے جاؤ گے تو ہم سمجھینگے
کہ بیشک تمنے مردی اور بہادری سے پکڑا ہے ہم سب تمھاری اطاعت کرینگے طوفان شاہ
نے ایرج سے اُسوقت پوچھا یہ تمھارا کون ہے ایرج نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے
طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے کہا کہ اسکو آج چھوڑ دو کل سمجھ لینا وہ اپنے زور پر مغرور
تھا اُسنے کہا کہ ای شاپور کل تو کچھ تقریر نہ کرو گے شاپور نے کہا نہیں بھائی آج ہم کھلا پلا دینگے کل
تمھارے اختیار میں ہمارے بھی دل کی ہوس نکل جائے اُسنے ایرج کو چھوڑ دیا اور سحر اُٹھا لیا
شاپور نے کہا کہ روز جنگ روز آشتی آشتی ہم بھی تمھارے یہاں سیر کو آئینگے غرض ایرج
اپنے خیمے میں آئے اور شاپور نے کہا ای شہریار اس ملعون نے سحر کیا تھا جسوقت آپکے
دست و بازے قابو ہوئے تھے اُسی وقت غلام سمجھا تھا ایرج نے کہا کہ اچھا کل پھر کیا کرینگے
شاپور نے کہا کہ ای شہریار گھڑی میں گھڑیال ہے پلک میں دریا ہے دیکھیے کل خدا کی کیا مرضی ہے
آج تو چھوٹ گئے فیل جہان زور نے یہاں سے جاکے طبل جنگ بجوایا ایرج کو خبر ہوئی
یہاں بھی طبل جنگ بجا شاپور نے اپنے دل میں کہا کل پھر سحر کرکے پکڑ لیجائیگا آج کی
رات جسطرح سے ہوسکے پکڑ لاؤ اور گاڑ دے کہ کہیں ٹھکانا نہ لگے اور کسی پہلوان کو اُسکی صورت
بنا کے چھوڑ دے لیکن کسی سے کچھ نہ کہا اور خیمے میں خود ریحانہ طلیشم کے جاکے کہا ہم تمسے
ایک بات کہنے کو آئے ہیں اگر ایرج نوجوان پکڑا گیا تو قہر ہوگا مجکو کسیطرح فتح نہیں معلوم ہوتی

کہا ای شاپور ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین تمکو کیا کہتے ہو شاپور نے کہا ہم فیل جہان زور
کو پکڑ کے لائے ہین اور تمکو اسکی صورت بناتے ہین صبح کو جسوقت لڑائی ہوگی سمجھ لینا
خود برہنہ طیشی نے کہا کہ مین حاضر ہون چلیے شاپور نے کہا کہ پہلے مین پکڑ لاؤن تو تمھیں
لے چلون یہ کہکر روانہ ہوا اور قلعہ کے دروازے پر آیا وہان کے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ
آپ نے اجازت لے رکھی ہے جائیے غرض یہ اندر قلعہ کے گیا بازار اور کوچون کی سیر کرتا
ہوا مکان کی طرف فیل جہان زور کے آیا اس عرصہ مین منزل مغرب مین خورشید گیا
اور سیاہی شام نے عالم مین قدم رکھا شعر کہ ناگہ چھا گئی تاریکی شام * گیا قلعہ مین شاپور
خوش انجام * شاپور قلعہ مین ادھر ادھر پھرا کیا جب چار گھڑی رات گذری تو فیل جہان
زور دن بھر کا تھکا ماندہ تھا سو رہا شاپور ایک خدمتگار کی شکل بنکر اسکے مکان مین داخل
ہوا دیکھا تو ایک مکان الگ ہے کہ اسکے صحن مین قناتین کھڑی ہین میخ قنات کی اکھاڑ کر
اندر گیا تو دیکھا کہ فیل جہان زور سو رہا ہے اسنے کانٹے سے دو مثقال نکالکر کفچے مین دارو
بیہوشی رکھکر اسکی ناک مین پھونکدی کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا شاپور نے چادر عیاری
بچھا کے اسکا پشتارہ باندھا اور وہان سے شکل کر یہ جادہ جا قدم مارتا ہوا جب دروازہ قلعہ پر پہونچا تو اسکو
گٹھری کیطرح پکڑ لیا اور چلا کسی نے روکا نہین جانا کوئی چیز لیے جاتا ہے یہ اسکو خیمے مین خود برہنہ طیشی کے
لایا اور وہان پشتارہ رکھکر خود برہنہ طیشی کی اسکی ایسی صورت بناکے اور ایک بڑا سا
غار کھودکر فیل جہان زور کو دفن کر دیا پھر خود برہنہ طیشی سے کہا کہ اب تم
منھ وغیرہ اپنا لپیٹ لو اور میرے ساتھ چلو چنانچہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسکو
بھی کسی نے نہ روکا اور شاپور نے اسکو پلنگ پر لاکر لٹا دیا اور وہان سے پھر آیا جب وہ
وقت آیا کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی اور خورشید روشن کو رہائی ملی کہ بیت

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور | سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور | صبح کو طبل جنگ تو بجی ہی

بجکا تھا طوفان شاہ فیل جہان زور نقلی کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج میدان مین
آیا اسطرف سے ایسے نوجوان بھی سوار ہوا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل ونقارہ
بجنے لگے غرض بڑے جاہ و حشم سے یہ بھی میدان مین آگئے اور شاپور نے طوفان شعلہ

سے جاکر کہا کہ ہمنے کھانا بھی کھلایا اور شراب بھی پلائی اور جو کچھ کرنا تھا کرلیا اب کوئی عذر
باقی نہین ہے اگر آج تم پکڑ لیجاؤ گے تو ہم سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے غرض فیل
جہان زور نقلی میدان مین آیا اور ایرج بھی گھوڑا اوڑا کر چلے جب میدان مین
پہونچے مرکب پر سے کود ے اور کشتی دونون مین شروع ہوئی پیچ اور توڑ جوڑ بند
ہونے لگے آخر ایرج نوجوان چھاتی مین سر دے کر ریل لیچلا یہان تک وہان ٹیکا اوسکو
دس بیس قدم ریل کے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر
اوٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا اور چرخ دیا سر سے خود ہاتھ سے داستانی پانون سے سو کھے
نکل گئے چاہتا تھا کہ زمین پر ٹپکے شاپور پکارا کہ اے شہریار زمین پر نہ مارئیے گا اس سے
بہت سے کام نکلینگے طوفان شاہ کا تو رنگ سفید ہو گیا کیونکہ اسی کے بھروسے پر
وہ سلطنت کرتا تھا آخر کچھ بن نہ آیا ہاتھون کو رومال سے باندھکر ایرج نوجوان کے
آگے قدم پر گرا اور کہا کہ اے شہریار مین نے اطاعت قبول کی ایرج نے گلے سے لگا لیا
اوسنے کہا قلعہ مین تشریف لیچلئے ایرج نے کہا تم چلو مین آتا ہون یہ کہکر خیمے مین اپنے
آیا شاپور نے اوسوقت کہا کہ مین نے یہ عیاری کی تھی ایرج نے کہا کہ تمنے بہت
بُرا کیا ہمارا خدا حافظ اور نگہبان ہے ہم یون ہی کسی نہ کسی طرح سے پہونچ جاتے یہ کہکر سوار
ہو کر مع لشکر قلعہ مین داخل ہوا طوفان شاہ نے حکم دیا طائفہ آئے ناچ ہونے
لگا لیکن اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا ہے وہ شکار کو گیا ہوا تھا اوسکو خبر
ہوئی کہ تمھارا باپ مسلمان ہو گیا اور ایرج کو قلعہ مین لایا ہے جب اوسنے سب حال
سنا تو غصہ آیا اور کہا قسم ہے جمشید اور سامری کی کہ ابھی جاکے مین اوسکو قتل کرونگا
لوگون نے کہا کہ اے شہریار آپ کے باپ نے اطاعت قبول کی ہے آپ کو بھی مناسب
ہے کہ ملجائیے کیونکہ جب ایسے پہلوان کو ایرج نے پکڑ لیا کہ جسکے بھروسے پر آپکے
باپ سلطنت کرتے تھے تو اور کوئی کب رہ سکتا ہے بعضے بعضے حرامزادون نے کہا کہ ابتو
ملجائیے پھر دعوت کر کے بیہوشی دیکر پکڑ لیجیے گا یہ کلمہ سنکر اوسنے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو
یہ تدبیر اچھی ہے پس یہ وہان سے آکر قلعہ مین داخل ہوا چلتے تو اسنے باپ کو مجرا کیا ہم

ایرج کو اور کہا کہ اے شہریار میرے باپ نے اطاعت اختیار کی ہے اسلیے مین نے بھی اطاعت
اختیار کی اب میرے یہان آپ کی دعوت ہے یہ کہکر اپنے گھر چلا گیا اور تیاری دعوت
کی کی شراب کباب پلاؤ قلیہ پانی وغیرہ سب مین بیہوشی ملائی اور ایک دن ضیافت کا
ٹھہرا کر ایرج کو لیگیا ایرج اور طوفان شاہ مع اپنے رفیقون کے اور شاپور کے
گیے ناچ دیکھا کیے پھر دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا شاپور تو یہ جانتا ہی تھا کہ اسکا
باپ مسلمان ہو چکا ہے بس غفلت مین سب نے کھانا کھایا بعد کھانے کے پھر ناچ ہونے
لگا اس عرصہ مین شاپور کو چلا آیا اور پکارا اے اعظم شاہ تو نے دغا کی غرض سب بیہوش
ہوگئے اونسے سب کو گرفتار کر لیا اور صندوقون مین بند کیا اور فوج جو باہر ایرج کی
پڑی تھی اونسے کہلا بھیجا کہ ہمنے ایرج اور شاپور اور اپنے باپ کو پکڑ لیا ہے تم سبکو
چاہیے کہ ہماری اطاعت کرو یہ جو افسران فوج نے سنا تو وہان سے کوچ کرکے جانب
لشکر امیر روانہ ہوئے اور اعظم شاہ اُن صندوقون کو ارابہ پر رکھکر جانب طلسم آئینہ
روانہ ہوا پچاس ساٹھ ہزار سوار اور جادوگر ہمراہ لیے اور کہتا جاتا تھا کہ ایسا الناس مین حیران
ہون کہ پہلوان فیل زور کو کیا کیا یہ کہتا ہوا ایک پہاڑ کے درہ مین اترا اور کچھ تماشا
کرکے پھر روانہ ہوا اور وہان سنیے کہ افسران فوج جو وہان سے روانہ ہوے تھے اونکو رستے
مین شہزادہ قاسم ملے انھون نے شہزادہ مذکور سے کہا کہ اے شہریار ایرج کو اعظم شاہ
نے پکڑ لیا ہے قاسم نے جو یہ سنا تو اوسیوقت جانب قلعہ طوفانیہ روانہ ہوے اعظم شاہ
صندوقون کو لیے چلا جاتا ہے کہ یکایک گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سرگردیہ آسمان رسیدہ دنیا کی گرد
نیر میں دوزیدہ نمود ہوئی اعظم شاہ نے کہا کہ خبر لینا یہ گرد کیسی ہے مگر ہوا نے مارا گرد
کو گرد نے ہوا کو سامنے سے نشان یاقوت رنگ پیدا ہوے اوسی نوے ہزار جوان
یاقوت پوش نظر آئے اور قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ خبر تو لا یہ خزانہ کیسا ہے
سیارہ وہانسے سنانا بھرکر اعظم شاہ کی فوج مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ خزانہ
کہان جاتا ہے اور تم کون ہو اور کہان جاؤ گے اونھون نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آئے ہو سیارہ نے کہا ہم تو فنکار کھیلنے آئے ہین اونھون نے کہا کہ بھائی ایرج حمزہ کا پوتا

ذ اونسے آکے قلعہ طوفانیہ کو لیا یا اور طوفان شاہ اوسکا مطیع ہوا اعظم شاہ بن طوفان شاہ شکار کو گیا تھا وہ خبر سنکے آیا اور اوسنے ضیافت کر کے بیہوشی کھلا کر سب کو پکڑ لیا اب طلسم آئینہ کو جاتا ہے سیارہ نے پوچھا کہ ان صندوقوں میں کیا ہے اونھوں نے کہا کہ ایک میں ایرج ہے اور ایک میں شاپور اور ایک میں اعظم شاہ کا باپ سیارہ یہ خبر تحقیق کر کے خدمت قاسم میں آکر پہونچا اور اوس سے سب حال بیان کیا قاسم کو یہ خبر سنکے تاب باقی نرہی تلوار کھینچکر مرکب اوٹھایا اور اوس لشکر پر اکر گرا پھر قیماس خان خاوری اور حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری سب نے تلوارین کھینچکر گرے تلوار چلنے لگی دھڑ سر دھڑ اور مردے پر مردہ گرنے لگا نظم

جری کھینچا جس دم وہ خونی حسام | لگے قصہ گھر کرنے تمام | قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی
کہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی | صف چھوگئی اوس بلا کی چھریا | گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
لگا خون سے تا صف فوج شمر | روان تھا ہم تیر کے بعد تیر | ہدف سے کمان تک تھی پیدا اوڑ
چڑھے تیر تھے مثل تیر نگاہ | صفوں پر وہ چلتی تھی تیغ فوج | روان سطح دریا پہ جیسے ہو موج
کیا قصۂ مرگ کو وہ دراز | کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز | لہو سے ہر تھا ہر سمت جوش نگاہ
لب زخم تھی ساحل جویبار | بھری ہوئی خاک دشت نبرد | ہوا پر بجز خون نہ اوٹھتی تھی گرد
وہ آمد تھی اوس کی کہ طوفان مرگ | پڑی تھی ضمانداز سامان گ | زمین پر گرے تن سے اوڑ کے سر
ہوا ہے درختوں کی جیسے ثمر | بس وہ فوج صندوقوں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگی قاسم نے |

کسیکو سنبھلنے نہ دیا اور اعظم شاہ گھبرا گیا دو چار جمعدار صوبہ دار جو ساتھ تھے اونسے کہا کہ مجھکو درہ پہاڑ مین پہونچا دو غرض یہ بھی بھاگ نکلا اور قاسم نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سب لوٹ لیا اور صندوقوں کو کھلوایا اور ایرج و شاپور و طوفان شاہ وغیرہ کو نکلوایا سیارہ بن عمرو نے فتیلہ رفع بیہوشی سبھوں کو سنگھایا کہ ہر ایک کی آنکھ کھلی قاسم ایرج نے تسلیم کی اور شاپور سے سیارہ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے شاپور نے کہا یہ طوفان شاہ ہے اور طوفان شاہ نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار قلعہ میں تشریف لے چلیے قاسم نے کہا کہ آج اسی مقام پر قیام کرینگے غرض وہین خیمہ استادہ ہوے بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اور اعظم شاہ

دو تین آدمیون کے عرق عرق پسینے مین غرق گرد مین آلودہ پانون سے بے ہوئے ننگے پانون ننگے سر بدحواس کوہ رنگین مین پہونچا وہان کی مالک ملکہ رنگین جادو ہی لوگون نے دیکھا کہ اعظم شاہ اس حال آیا ہی اونھون نے کہا کہ ای شہریار خیر تو ہی فرمایئے کہ کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ ہان خیر ہے ملکہ رنگین جادو کو جاکر جلد خبر کرو کہ قاسم نے میری فوج سب غارت کردی مین بھاگ کر یہان آیا ہون لوگون نے جاکر ملکہ رنگین جادو سے کہا کہ اعظم شاہ اس شکل سے آیا ہی اور یون کہتا ہی اوسنے کہا کہ جلد لاؤ اسکو کیون روکا سب نے کہا کہ ہمنے روکا نہین اونہے آپ ہی کہا کہ خبر کرو غرض لوگ اوسکو لیگئے ملکہ رنگین جادو نے مقام صدر پر بٹھایا اور مزاج پرسی کی اوسنے کہا کہ ای ملکہ رنگین جادو ایرج پر قاصد حقیقت کا طلسم توڑنے کو آیا پہلے میرے باپ سے لڑائی ہوئی وہ اوسکا مطیع ہوگیا مین شکار کو گیا تھا راہ مین مجکو خبر ہوئی مین نے آکر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیا اور قید کرکے طلسم آئینہ کو جاتا تھا راہ مین ایرج کے باپ ملک قاسم نے آکے ایسی تلوارین مارین کہ سبھلنے نہ پایا بھاگکر مین تمھارے پاس آیا ہون اور اوسنے قید بھی چھین لی رنگین نے کہا کہ ایرج قاسم کون ہین اوسنے کہا کہ قاسم تو پوتا حمزہ کا ہی اور ایرج قاسم کا بیٹا ہی رنگین نے کہا کہ وہی حمزہ جسنے لقا کے ملک چھین لیے ہین اچھا مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اوٹھی اوسوقت غدار جادو ایک کنیز کھڑی ہوئی تھی اوسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کو ذرا سے کام مین جانا نہ چاہیے ہم فرمانبردار کس لیے ہین رنگین جادو نے کہا کہ ای غدار جادو اچھا تو ہی جاکر پکڑ لا غدار چار سو ساحر ہمراہ لیکے روانہ ہوئی جب کہ اوس بیابان مین پہونچی تو دیکھا اوسنے کہ خیمہ استادہ ہین فوج اتری ہوئی ہے پکاری کہ ارے خداپرستو ودربردستو تم وہ ہو کہ تمنے خداوند لقا کو حیران کیا ہی جسنے کہ تمکو پیدا کیا ہی اوس سے لڑتے ہو یہ کہو کہ اوسکے مزاج مین رحم ہی اسوجہ سے بچ جاتے ہو نہین وہ چاہے تو غارت کردے اور اب تمنے ارادہ کیا کہ طلسم آئینہ کو جلاؤگے گنارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روید مین لشکر مین سنکے دوڑ وتاب تباتی شاپور شیردل درسیارہ بن عمر وساحرنیون کو دیکھکر بھاگ گئی اوران چار سو جادوگرنیونکی جھولیون مین سے آئی سربون شُرباش کر دانے اگ دھتوری کی پھل جڑ گئی

جو بس اونھون نے نارنج ترنج لشکر پر مارنا شروع کیا اور عضار جادو نے ایک نارنگی اپنی بغل سے نکالکر جانب آسمان اوچھالا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اور دھوان ہو کر چادر ظلمات لشکر پر چھا گئی
تمام لشکر ڈھک گیا اندھیرا ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا اور گرمی ہوئی اور غل ہو گیا
لوگون کا پیاس کے مارے دم نکلنے لگا ہیسان ماہی بے آب تڑپنے لگے مقام ظلمات وہ
جگہ بن گئی ایرج اور قاسم یا وہ دو کو پکارنے تھے چاہ بابل اوس جگہ سے مشہور تھا عضار جادو
نے کوس بھر کا میدان ویگر خیمہ استادہ کیا اور کہا ارے لونڈیان انکا ہیکو قتل کرون یہ آپ ہی مارے
پیاس کے تڑپ تڑپ کر مر جائینگے اور دو جادوگرنیون کو بھیجا کہ ملکہ رنگین جادو سے
یہ حال کہہ آؤ کہنا آپکے اقبال سے مین نے فتح کی اون دونون جادوگرنیون نے آکر ملکہ
رنگین جادو سے عرض کی کہ مبارک ہو عضار نے لڑائی فتح کی رنگین اوس وقت کھانا کھا رہی تھی
یہ حال سنکر خوش ہو گئی ساتھ ستر خوان کھانے کے مع شراب و کباب عضار جادو کے واسطے
دو جادوگرون کو بلاکے روانہ کیے چنانچہ شاپور و سیارہ بن عمرو جو لشکر کیطرف آئے دیکھا
کہ چادر سیاہ پڑی ہے غل ہو رہا ہے بھاگے اور ایک درہ پہاڑ مین جا کے بیٹھے دیکھا کہ سامنے
کچھ خوان کھانے کے آتے ہین دونون دہقان کی شکل بنکر آئے پوچھا یہ کھانا کہان جاتا ہے
اون دونون جادوگرون نے کہا عضار جادو کیواسطے ملکہ رنگین جادو نے کھانا بھیجا ہے اس
سبب سے کہ دریافت ہوا تھا لشکر ایرج کا عضار جادو نے غارت کیا ہے شاپور نے یہ سنکر سیارہ
سے کہا بھائی وقت ہے پھر ایسا وقت نہ ملیگا اور ایک پہاڑ مین جا کے دونون جادوگر
کی صورت بنکر پیچھے دوڑے کہا بھائی ٹھہر جانا اور قریب آکے کہا ملکہ نے بلایا ہے اور حکم
فرمایا ہے کہ تم کھانا پہونچاؤ اون دونون کو جلد بھیجدو یہ سنکے اونھون نے خوان کھول کھول
کر دکھلائے شاپور اور سیارہ نے دیکھنا شروع کیے وہ دیکھنا کیا تھا کہ سب کھانے مین
بیہوشی ملائی وہ تو چلے گئے یہ دونون کھانا لیکر آئے خبر ہوئی کہ ملکہ نے کھانا بھیجا ہے عضار
جادو کو یہ دن کب نصیب ہوے تھے خوش ہو کے کہا میرے واسطے کیون نہ بھیجتین
مین نے ایسا ہی کام کیا ہے لونڈیون نے کہا بلائون ملکہ بہت خوش ہوئی ہونگی اور آپ سے
نہایت رضامند ہین آپ جو چلیے گا تو خلعت ہوگا اس عرصہ مین لے کے بارگاہ مین

دونون آئی غدار جادو وہ اوٹھ کھڑی ہوئی آداب بجا لائی لونڈی پھول کے آپ مین نزدیک
بشل گوجی کے پھول کے بیٹھی تھی کہ دسترخوان بچھوا کے چار سو لونڈیون کے ساتھ کھانا کھانا
شاپور و سیارہ بیچ دسترخوان کے آبیٹھے تھا مین اوٹھا اوٹھا کر دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ ملکہ
بہت تحفہ پکا ہے اور یہ خوش ذائقہ ہے یہ مٹھائی ملکہ کے کھانیکی ہے غرض سب نے پیٹ بھر بھر کے
کھایا اور شراب پی بعد لمحہ کے بیہوشی نے اثر کیا سب کو سر چکر آیا ایک مرتبہ چار سو لونڈیان گر
آئی سب کے سب بیہوش ہوئین ایک طرف سے شاپور شیردل خنجر کھینچکر دوڑا ایک طرف سے
سیارہ بن عمرو خنجر لیکر چلا پہلے تو غدار جادو کا سر کاٹ ڈالا بعدہ چار سو کنیزون کے
سر کاٹ ڈالے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی لشکر پری جادو رجانی رہی روشنی ہوئی سب کو ہوش
آیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی قاسم اور ایرج نے سجدہ کیا بارگاہ مین پہنچے شاپور و سیارہ نے
پیش قیمت جادوگرنیون کا اوتار کے بارگاہ مین آپہونچے قضا را کار دو دونون جادوگر ملکہ
رنگین جادو پاس پہونچے مجرا کیا ملکہ نے کہا ارے تم دونون کھانا کھلا آئے دونون نے عرض کی کہ
آپ نے یاد فرمایا تھا ہم حاضر ہوے کہا ارے کس نگوڑی کمبخت ستیاناس گئی نے بلایا تھا عرض کی
کہ ہم کھانا لیے جاتے تھے دو جادوگر پیچھے سے آ کے کہنے لگے کہ تمکو ملکہ نے یاد فرمایا ہے ہم اونکو کھانے کے
خوان دیکے حاضر ہوے رنگین جادو حیران ہوئی اور کہا ارے کوئی جا کے غدار جادو کی خبر
لاؤ دو جادوگر روانہ ہوے جا کے سر کٹی پڑی ہین گھبرا کے بھاگے خبر کی ملکہ نے کہا ارے سچ کہتے ہو
کہا چشم خود دیکھا ہے رنگین جادو اوٹھی اور آپ کتاب جمشید و سامری منگوائی
اور دیکھی معلوم ہوا کہ ایک تو شاپور ہے اور ایک سیارہ ہے ان دونون نے سب کے سر کاٹے
ہین اعظم شاہ نے کہا ملکہ بڑے زبردست عیار ہین تلور ہے ہین کسیکو خاطر مین نہین
لاتے رنگین جادو کے آگ لگ گئی باغ گلزار مین جا کر پہونچی ایک دیو کو اسنے پالا ہے اوسکو
وہان رکھا ہے بڑا زبردست ہے بیس پچیس اونٹ کے کباب کھاتا ہے چالیس پچاس
مٹکے شراب کے پیتا ہے اور عیش شبانہ روز کرتا ہے اوسکے پاس ملکہ جا پہونچی
اوسنے مجرا کیا کہا امان جان آج کیونکر آنا ہوا رنگین جادو نے سب حال
بیان کیا اوسنے کہا اماجان ہم آج ہی کے دن کیواسطے ہین آپ نے بہت بہتر

کیا کہ غلام کو خبر کی غلام جا کے سب کو پکڑ لاتا ہے یہ کہکر اوٹھا پس سر اوسکا تا بہ فلک رسیدہ
اور پا بہ زمین دوز زیدہ تھا ایک چوب دست کئی ہزار من کی ہاتھ مین لیکے روانہ ہوا یہان
بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ دیکھ رہے تھے شراب کا جام گردش مین تھا کہ وہ دیو آ پہونچا لوگون نے
دیکھا کہ ایک گولہ پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہے اوسنے برابر آ کے ایک چیخ ماری کہ ارے خدا پرستو
میری خبر لاؤ کہ تم ہو میرا سامنا کرو آج مین تمکو کھانے آیا ہون یہ خبر قاسم کو ہوئی کہ ایک دیو
آیا ہے اور یون کہتا ہے قاسم نے سیکڑون دیو مار ڈالے تھے ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالون ایرج
نے کہا قبلۂ عالم آپ نے ہزارون دیو مارے ہین غلام کو ہوس ہے آج حضور ملاحظہ فرمائین
کہ کسطرح سے اسکا کام تمام کرتا ہون اور ملکہ رنگین جادو نے کچھ جادوگر واسطے خبر گیری کے
کر دیے تھے چنانچہ ایرج یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا کہا ارے
تیرہ سر کیا لاف زنی کرتا ہے اور بڑبڑا رہا ہے لا کیا حربہ لایا ہے دیو نے بے تامل وہ چوب
دست ایرج پر ماری ایرج نے خالی دی پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی
پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی جھنجھلا کر تیسری مرتبہ جو بدست ماری
ایرج نے پھر بھی خالی دی مگر اس زور سے ماری تھی کہ زمین مین غار پڑ گیا جب تک
چوبدست کو پھر اوٹھائے ایرج نے مرکب کو دبا کے ایک تلوار ماری کہ دیو دو ٹکڑے ہو کے
گر پڑا غل و شور مچایا اور ایرج پکارا تم ایرج نوجوان زدم و لبست کردم یہ حکم پروردگار
عالم وہ جادوگر جو ہمراہ رنگین نے واسطے خبر کے کر دیے تھے وہ بھاگے اور جا کے رنگین
جادو کو خبر دی کہ ایرج نوجوان نے دیو کو مار ڈالا اوسنے کہا ارے کیونکر مارا کہا پہلے تو دیو نے
زمین چوبدست ایرج نوجوان پر ماری ایرج نے خالی دیکر ایک شمشیر ایسی ماری کہ مانند خیار کے دو
ٹکڑے دیو کے ہو گئے رنگین جادو کو یہ سنتے شعلے اوٹھنے لگے پکاری منم رنگین جادو اگر ایرج کو نہ مار ڈالا
تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر تڑپ کر رستے نا مار کر ارجی لیکن کچھ لوگ ساتھ ہو لیے جا کے جو دیکھا تو دیو
دو ٹکڑے پڑے ہین چوٹی سے ناپول نکال کے آسمان پر مارا کہ تڑاقا ہوا ایک برق گری کہ بہتونکو جلا دیا بہت
سے مارے پڑے قاسم نے کہا یارو میان سے چلو یہ بیڑ دل آفت ہے سیارہ اور شاپور
تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے پھر تو جسکا منھ جدھر کو اٹھا ادھر بھاگا جب کہ سب چلے گئے رنگین

قاسم اور ایرج کو پکڑ لیگئی جادوگرو نسے کہا کہ بارگاہ اور اسباب ایک جگہ انبار کر دو یہ کہکے
اپنے کوہ پر لیجا کے چھوڑ دیا اعظم شاہ آیا کہا اے ملکہ تم طوفان شاہ کو نہ لائین جسکا
طوفان تھا کہا وہ کہان جائیگا سمجھ لونگی یہ جو فوج بھاگی اسیا کہ آٹھ نو سو جوان خوار زخمی
اور طوفان شاہ ایک دری مین چھپے ہین اعظم شاہ نے کہا اے ایرج ایک طوفان کو تابعدار
کرکے سبت خوش ہوے تھے اس آفت کی خبر نہ تھی رنگین جادو نے قید سخت مین گرفتار
کیا اور کہا اے اب تمکو زندہ اور سلامت کب چھوڑنے کی ہون تمنے چار سو لونڈی ساحرہ
زبردست قتل کی ہین ایرج نے کہا ہمنے نہین مارا انکو رنگین جادو نے کہا تمنے کہا ہیکو
مارا تمھارا عیارون نے قتل کیا ایرج نے کہا ہمکو چھوڑ دے نہین تو تجھپر کوئی آفت آیا چاہتی
پھر رنگین جادو نے غصہ کھا کر حکم کیا کہ کوہ رنگین کے نیچے چبوترہ نکبت جلد تیار ہو مین گردن
مارونگی آٹھ نو سو جادوگر کوہ کے نیچے اوترے قاسم نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا کہ یہ میرا بیٹا ہے مین
آنکھو نسے نہ دیکھون کہ یہ مارا جاے ایرج نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا رنگین نے قاسم سے کہا کہ ایرج
دیو کو مارا ہے مین پہلے ایرج کا سر کاٹونگی کہ تیرے دل کو لگے لیکن ایک طرح چھوڑے
دیتی ہون کہ ہمارے پاس لقا اور جمشید و سامری برابر ہی چھوڑ دو کیا مسخرے ہین ایکبار
ہوکے پھر جینا نہین تو شوق سے گردن مارو ہمارا پروردگار ہماری جان کا نگہبان اور بچانیوالا
ہے یہ سنکے رنگین جادو دونون کو پکڑ لائی اور چبوترہ پر بٹھایا سامنے بھاگے ہوے
سردار پہاڑ مین تھے یہ حال دیکھکے تلوار پکڑ پکڑ کر آگرے لڑائی ہونے لگی اور
کہا منتہم قیاس خان خاوری اور منتہم تمزارہ کج گردون نفیرون کی آواز بلند ہوئی
چار طرف سے آگرے سیکڑون جادوگر مار ڈالے اوسوقت رنگین جادو نے
سحر کیا آسمان پر ایرج نوجوان اور قاسم کو لے کے پہاڑ مین بھاگی شاہ اور
نے دیکھا کہ وہ کوہ مین گئی ہے ایسا نہو مار ڈالے ایک لونڈی زخمی کی شکل بنکر
لہو بہتا ہوا روتی ہوئی بدحواس پیچھے دوڑی ملکہ نے سب کو منع کیا تھا کوئی ساتھ آئے
دس پانچ لونڈیان دوڑ دوڑ چلی آتی تھین ملکہ رنگین جادو نے کہا ارے یہ کیا ہوا کہا مجھکو زخمی کیا ہے
ملکہ میرا جی چاہتا ہے کہ انکی بوٹیان کاٹون تو ٹھنڈک پڑے رنگین جادو نے کہا تو بھی

مار ڈالا لونڈی نے کہا ملکہ جمشید و سامری تمکو سلامت رکھیں ان موذیوں نے کیا سمجھا تھا یہی ہمکو بے وارث سمجھے ہوئے تھی جسطرح میرے شانے سے خون بہتا ہے اسی طرح سے ان ستیاناسی رنگیوں کا لہو بہتا ہوا دیکھوں تب چین آوے یہ کہکر کہا بی بی میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے رنگین جادو نے دستک دی ایک تلوار پیدا ہوئی وہ تلوار لونڈی کو دی لونڈی نے تلوار لیکے کہا ای ملکہ پہلے انکو ماروں یا تمکو ماروں کہا ارے چڑیل کیا کہتی ہے شاپور نے کہا چڑیل تو اور تیری ماں یہ کیا بکتی ہے رنگین جادو نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا ساتھ دوہتڑ کے شاپور نے ایک تلوار ماری کہ مانند خیار تر رنگین جادو کے دو ٹکڑے ہوئے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی لیجیو پکڑیو کشتی مرا نام من رنگین جادو بود ادھر پکارا اسم شاپور شیر دل ایرج نے دوڑ کے گلے لگا لیا اور سبکو جمع کرکے سمجھایا اور کہا آپ آرام کیجیے مین فوج کے ڈھونڈھنے کو جاتا ہوں یہ کہکے شاپور شیر دل روانہ ہوا فوج کی فکر مین اب سنیے کہ وہان کارخانہ سحر رنگین جادو برطرف ہوا تھوڑے سے جادوگر جو وہان تھے اونھون نے اطاعت قبول کی شاپور شیر دل جو گیا تو ہر ایک مقام پر درہ پہاڑ مین لوگ چھپے بیٹھے تھے اونسے کہا یارو تمہارے شہریار نے فتح کیا یہ کہکے سب کو چار طرف سے جمع کرکے لے آیا ایوان شاہی یعنی جو مکان رنگین جادو کے رہنے کا تھا وہین قاسم و ایرج بیٹھے تھے شاپور سب کو لایا ہر ایک اپنے مقام صدر پر بیٹھا اب کوہ رنگین پر ناچنے گانیوالے آتے ہین مجرا ہوتا ہے گانا ہو رہا ہے ہر ایک کو موافق اوسکی حوصلہ کے انعام ملتے ہین ایک سمت کو طوفان شاہ بیٹھا ہوا ہے مگر اعظم شاہ جو بھاگا تو صحرا کا ملک سے نکلکر قلعہ نیستان مین گیا وہانکا بادشاہ نیستان شاہ ہے اعظم شاہ دروازہ قلعہ پر پہونچا لوگ پہچانتے تھے کہ طوفان شاہ کا بیٹا ہے دیکھا کہ ٹوٹا مارا خستہ حال کپڑے پھٹے ہوئے تاج تباہی سر پر رکھا ہوا پانون سوجے ہوئے دو تین آدمی ساتھ حیران سرگردان چلا آتا ہے لوگون نے کہا اعظم شاہ آپکی کیا حالت ہے کچھ فرمائیے تو کہا یارو مین کیا کہون جو قسمت مین تھا وہ ہوا کس کس سے احوال بیان کرون تم جاکے نیستان شاہ کو خبر کرو لوگون نے کہا آپ بادشاہزادے ہین آپ کے باپ سے ہمیشہ ملاقات رہی ہے آپ چلیے اعظم شاہ نے کہا جو ہمارا دور تھا وہ کہان اب بجال فلاس ہین مفلوس نہین وہ بادشاہت نہین دو آدمی ٹوٹے مارے ساتھ ہین میری یہ حالت ہے کہ تنہا

کسی اور کی ہنوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے خبر کر دو تمھارے واسطے بھی خبر کر دینا بہتر ہے کس واسطے
کہ تم تعینات ہو لوگوں نے کہا بہت اچھا ہمارا کیا مقدور جو آپکو روکیں لیکن بموجب حکم آپکے
ہم جاتے ہیں ہرکارہ کی جوڑی روانہ ہوئی نیستان شاہ بیٹھا ہوا تھا تخت سلطنت پر
آٹھ نو سو سردار ہاتھ باندھے کھڑے چار وزیر گرد تخت کھڑے ہوئے تھے مورچھل بال ہما کا ہوتا
تھا دروازے پر چوبدار عصا بردار قولا ارقامی بیٹھے تھے کہ جوڑی ہرکارہ کی جاکے پہونچی مجرا لیا
عرض کی جہاں پناہ سلامت اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا دربندوں کا جو بادشاہ ہے
آیا ہے کہا ارے تمنے کیوں روکا جلد لاؤ لوگ دوڑے اور لیگئے نیستان شاہ جو دیکھے عجب حالت
تباہ سے آیا ہے کرسی بیٹھنے کو دی اعظم شاہ آداب بجالا کے بیٹھا نیستان شاہ نے انکھیں نیچی
کرلیں فکر میں ہے کہ یہ کیا ہوا اور اس سے کیونکر پوچھوں کہ تیرے اوپر کیا گذری بعد دو گھڑی
کے پوچھا کہ تو اعظم شاہ کیا معاملہ ہے تمھارے باپ نے تمکو نکال دیا کوئی آفت پڑی
یہ مال خزانہ ملک و مال حکم حاصل پھر تعجب ہے کہ تم اسطرح سے آئے کچھ تو احوال بیان کرو
اعظم شاہ رو دیا اور کہا اے عمو جان میں تو شکار کو گیا ہوا تھا بعد میرے ایرج
نوجوان پوتا صاحبقران دوران کا آیا میرے باپ سے لڑائی ہوئی فیل جہان زور کو مار لیا
میرا باپ تابعدار ہوا مجھکو اثنائے راہ میں خبر ہوئی میں نے آکے ضیافت کی سب کو کھانے
میں بیہوشی کھلا کے قید کر کے صندوقوں میں بند کر کے طلسم آئینہ کو لیچلا راہ میں ایک
گرد نمود ہوئی قاسم نے مار تلوار دنگی وہ قیدی چھوڑا لیے وہاں سے میں کوہ زنگین
میں ملکہ رنگین جادو پاس آیا ملکہ رنگین جادو سے لڑائی پڑی رنگین جادو پکڑا لائی
عیاروں نے اوسکا کام تمام کیا ایرج آیا ہے توڑنے کو آیا ہے ہمارا گھر غارت کیا چاہتا ہے میں جیکے
پکڑے لاتا ہوں اعظم شاہ کو حمام کرا کے پوشاک نفیس پہنائی حکم کیا سواری جلد حاضر ہو
نقارہ کوچ کا ہوا نیستان ستر ہزار جادوگر لیکے مع اعظم شاہ روانہ ہوا دو چار
کوچ مقام کرکے آپہونچا یہاں قاسم و ایرج نوجوان باتیں کرتے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ
سامنے سے گرد نمود ہوئی گرد برطرف ہو کر سواری معلوم ہوئی ہرکاروں
نے خبر دی کہ کوئی بادشاہ اس طرح پر آیا ہے ساتھ اوسکے

اعظم شاہ ہو ایرج نوجوان ملک قاسم نے حملہ ہین پیرا آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوکے میدان مین
آئے کسبت لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا ایرج نوجوان کھڑا ہوا تھا کہ تخت میتان شاہ
کا میدان حرب و ضرب پر قائم ہوا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ پیراستہ
ہوا ساتھ صفیں آراستہ ہوئین بیلداروں نے زمین نشیب و بلند ہموار کی نشیب و فراز جہانتک
بہادرون کی آنکھون مین بھر گیا سقے آبپاشی کرگئے نقیبون نے نقابت کی کہ اے
جوانو دلیرو بہادرو آج کا دن لڑائی کا ہی اپنے اپنے باپ دادے کا نام کرو ابیات
روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + تا شود مرد حاضر میدان
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد + کڑکا ہونے لگا نقیبون کی آواز بلند ہوئی میتان شاہ
تخت سے اترکر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو اس سرزمین پر
جو کوئی بہ ارادہ رزم آیا وہ زندہ اور سلامت نہ گیا اگر تمکو اپنی زندگانی درکار ہی تو پھر جاو
اور ایک چھوٹا ہمارا تمھارے پاس یعنی طوفان شاہ آیا ہی اوسے بھجوا دو کیونکہ اسی نے
یہ سب خرابی کی ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ ارے کیا لاف گزاف کرتا ہی اگر تو لڑنے
آیا ہے تو ہوس اپنی نکال لے اور کہین جاتا ہی تو چلا جا ہمارے خدا بانے بہت طلسم
توڑے ہین ہم بھی حکم پروردگار عالم اس طلسم کو توڑینگے طوفان شاہ ہمارا بھائی ہی
رفیق ہی حق تعالی نے اوسکو گمراہی و راہ ضلالت سے نکالا راہ راست پر پہونچایا تو اب ہم
اوسکو بھلا کب دینگے یہ سنکے میتان شاہ نے کہا کہ اے خدا پرستو بھلا تم لب مانگے دانے ہو جبتک
کلا نیزے کی سزا نہ پاؤ گے ایرج گھوڑا ڈال کر اوسکے سامنے آیا اوسنے کہا کہ اے ایرج ابھی
تم کوئی ہو طلسم سمجھے ہو کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت ببرد ایرج نے کہا
ارے بیہودہ کیا بکتا ہی کہ بیت زبان درکش و تیغ کش از غلاف کہ جای سخن نیست اندر مصاف
بس اوسنے اکل کرکے نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ ایرج نوجوان پر لگایا شہزادہ نے سنان نیزہ
کو نیزہ کی سنان پر لیا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی چنگاریان آگ کی جھڑنے لگیں ابیات
یکسر ہوئے دونون گرم ستیز + غضب کی تھی آویزش مرگ خیز + تہ ران دو با کرہ قہر و عتاب
تکاور صبا سیر در شکل عقاب + قضا سے جھپٹتی ہو دونون دہ گرد قیامت تھی گھوڑ نکلی آورد و برد

اوچھل کود مین تھی بلا راہوار
وہ سمٹے وہ لپکے وہ ٹھٹکے مری
ہوی گرد اک دوپہر کی جری
جو دل اونکا تاکا تو اوسنے خبر
سنان اوسنے جوڑی تو اوسنے نظر
ملا کر سنان سے نگاہین تھی سعی

نہین ملکۂ برق جندہ شمار
جو خود تھی وہ تھی دلربا دلفریب
دکھانے لگی لطف چالش گری
عجب گھات سے تھی بہم زد و گشت
شکم اوسنے باندھا تو اوسنے کمر
ہنر سے نہ خالی تھی دونو کی وار

یہ آئے وہ پہونچے یہ چمکے اوڑ وہ
تبادش دم رزم تا قل قریب
کھلے رن مین نیزہ دو دی گرہ
یہ سینہ پہ آیا تو وہ سوی پشت
تماشے مین تھی گرم رزم عرب
بہادر تو یہ ہو ہو گئے بیقرار

دو گھڑی کامل نیزہ بازی رہی بعد دو گھڑی کے ایک مقام پر جو نیزے گھستے ہین تو نیزہ
نیستان شاہ کی ہاتھ نکل گیا وہ تیغہ پکڑ کرا آ گرا اور تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا
ایرج نوجوانون نے خالی دینا شروع کیا اوسوقت وہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور کہا او ہم
تم کشتی لڑین ایرج بھی کود ا اسلحہ اور زرہ جوشن اوتار کے الگ رکھدیا کشتی ہونے
لگی سر سے سر ملا کر ایک ٹکر لی اگر تابہ آہن مقابل مین ہوتا تو وہ بھی ٹوٹ جاتا اور سر یہ ہو جاتا
پیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے جہان اوٹھا کر لاتے تھے تیلے پینے کے بندھ جاتے تھے
اسیطرح پہر بھر کامل کشتی رہی ایرج نے دیکھا کہ پہر ہوگیا اور یہ زیر نہین ہوتا بس سینے
مین ہاتھ ڈالکر بیچلا یہان مارا وہان پٹکا بیس چالیس قدم ریل کے لیگیا اوسنے چاہا کہ لنگر بار
مگر سنبھل نہ سکا اوسوقت اوسنے سحر کرکے آفت جو کیا ایرج کے دست و پا بے حس و حرکت
ہوے بید کیطرح کانپنے لگا زور بالکل جاتا رہا نیستان شاہ نے کمر مین ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور زمین پر
مارکر مشکین باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا یہ حال دیکھکر قاسم مرکب اڑا کر آیا اوسنے بھی کشتی ہوئی
اونکو بھی بزور سحر اوسنے باندھا اور پکار کر افسران لشکر قاسم و ایرج سے کہا تمہارے مالکون کو
بزور مردمی پکڑ لیا تمھین چاہیے کہ اطاعت کرو اونھون نے کچھ جواب نہ دیا لیکن قماس خان خاوری
ہمسن قاسم کے اوسکے سامنے آئے اوسنے بھی کشتی ہوئی انکو بھی اوسی طرح اوس نے
باندھا اور طبل آسائش بجوا کے پھر گیا خیال کیا کہ ان تینون کا سر کاٹ کے ملکہ مرادت
جادو کے پاس بھیجوا دون غرض طبل گڑگڑاتا ہوا بیابان کلک سے نکلکر قلعہ مین داخل ہوا اور جلد
ہی دروازہ قلعہ کا بزور سحر بند کر لیا شاہ پور شیر دل اور سیارہ بن عمرو بھی پیچھے

نیستان شاہ کے روانہ ہوئی تھی یہ چار طرف قلعہ کے پھری مگر کہین راستہ نہ ملا ناچار ہوکر ایک درّہ
مین کوہ کے آئے اور وہان نیستان شاہ سے اعظم شاہ نے کہا کہ آپ طوفان شاہ
کو کہان چھوڑ آئے اوس نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین انکی گردن مارلون تو پھر طوفان
شاہ کہان جائیگا مین اوسکو بھی قید کرونگا دو چار مہینے مین آپ ہی ڈھیلا ہو جائیگا یہ کہکر
کہا کہ یہ خداپرست بڑے نحس قدم ہین انکا رکھنا اچھا نہین لاؤ مین گردن مارون اوس نے
قیدیون کو بلوایا اور دارالامارت سے باہر جلادونکو طلب کرکے حکم دیا کہ انکی گردن مارو ان تینون سے
کہا کہ کیون تم طلسم توڑنے آئے تھے مگر تمہارا ہی طلسم ٹوٹ گیا اب جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو ایرج
نے کہا کہ تو نے ہمکو زور سے نہین پکڑا کہ جو ہم تیری تابعداری کرین یا کچھ تجکو نہ کہین تو جادوگر ہے اور
ہم جادوگری پر لعنت کرتے ہین نیستان شاہ یہ سنکر جل گیا اور کہا کہ تم خداپرست بھلا
کب ماننے والے ہو اوسوقت جلادونکو حکم دیا انکو لیجاؤ اور گردن مارو جلاد انکو کشان
کشان دارالامارت کے باہر لائے چبوترے ریگ کے بنائے بوریے فلاکت کے بچھائے انبوہ
خلقت کا اژدہام ہوا لوگ عبرت کرنے لگے ایک حکم ہو چکا تھا دوسرے حکم کی دیر تھی کہ یکایک
آواز طبل اور نقارہ بجنے کی آئی بہرن نیستان شاہ شکار کو گیا تھا وہ آیا اور اوسنے باپ کو
مجرا کیا یہ جوان بہت خوبصورت ہے کشتی لڑنے اور لکڑی کا بہت شوق ہے نیستان نے اوس
سے پوچھا کہ بابا کہان سے آتے ہو اوسنے کہا کہ بابا جان شکار کو گیا تھا اور اوسنے چو قاسم
و ایرج اور قیماس کو دیکھا تو پوچھا کہ کیون بابا جان یہ کون ہین اور کیا معاملہ ہے نیستان شاہ
نے کہا بابا یہ شکنندۂ طلسم ہین یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے ان کو بہ قوت بازو
پکڑا ہے ہر چند کہتا ہون کہ تم جمشید و سامری کو سجدہ کرو یہ نہین مانتے ہین بہرن نیستان
نے اوسوقت ان لوگون سے کہا کہ جوانو تمکو جس حالت مین کہ بقوت بازو و بزور شمشیر گرفتار
کیا ہے تو پھر اطاعت کیون نہین قبول کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اگر اوسنے ہمکو بقوت بازو
گرفتار کیا ہوتا تو ہم اطاعت کرتے اسنے تو ہمکو بزور سحر گرفتار کیا ہے اگر ہمکو چھوڑے
اور کشتی لڑے اور سحر نہ کرے اور گرفتار کرے تو ہم اسکی اطاعت کرین بہرن
نیستان نے کہا کہ آپ انکو چھوڑ دیجیے یہ باتین ہوتی تھین کہ یکایک ایک تڑاقا ہوا اور پانچ

پیچھے پیدا ہوئی ایرج اور قاسم و غیستان و قیماس خان و بیرن غیستان کو اوٹھا لیگیا اور لیجا کے ایک مقام پر رکھدیا میان جو دیکھا تو ایک بارگاہ کھڑی ہی اوسمین ایک مہنت بیٹھا ہے ماتھے پر کھریہ کا قشقہ کھنچا ہوا بیچ مین سیندور بطور ترسول لگا ہوا بازو دن پر اور چھاتی پر صندل کے کھنور کیے ہوئی ہین کان پھٹی پھٹی کنڈل کانون مین پڑی ہوئی بال چھاتی پر جٹاین خاکستری توند بڑی سی بغلون کے بال بڑھی ہوئی ایک لنگوٹا باندھی بیٹھا ہی اوس نے کہا کہ انکو چھوڑ دو جب کہ چھوڑ دیا اور سحر اوتار لیا تو اوسنے پوچھا کہ تم کیون آئی تھی ایرج نے کہا کہ طلسم آئینہ توڑنے کو مہنت نے کہا اوعزیز اپنی جان کیون کھوتا ہی کسی نے بھی طلسم آئینہ توڑا ہی بہتر تو یہ ہی کہ چلے جاؤ اور اگر یہی غراج ہی کہ طلسم کو توڑ دینگے تو یہی طلسم آئینہ ہی اگر تمسے جایا جای تو اس درہ مین پہاڑ کے چلے جاؤ آگے طلسم ملیگا اور لوگون سے لڑنے اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ سننا تھا کہ ایرج اور قاسم و قیماس خان اوس درہ پہار مین گھسے ایک شعلہ آگ کا آیا کہ اونکے بال جل گئی ناچار ہو کر پھر آئے مہنت نے کہا کہ کیون صاحبو آخر نہ جا سکے خیر جانے کی ہوس تو نکل گئی اب چلے جاؤ اور اگر نہین جانا منظور ہی اور لڑنا تو مین اکیلا بہت ہون بیرن غیستان نے کہا کہ مہنت صاحب آپ انکو انکی فوج مین پہونچا دیجیے اور اگر نہ گئے تو مین سمجھ لونگا یقین تو ہی کہ چلے جاینگے القصہ انکو انکی فوج مین پہونچا دیا غیستان شاہ اپنے مکان مین آیا اونکی ہمراہ بیرن غیستان بھی آیا اور سب بیٹھے شاپور و سیارہ بن عمرو بھی آئی جب کہ سب بیٹھ چکے تو بیرن غیستان نے کہا کہ صاحبو مجکو ہمیشہ سی جوان خوبصورت اور بہادر کی شوق ہی لکڑی خوب سیکھا ہون کشتی خوب لڑتا ہون برچھا ہلاتا ہون جو جو فن سپاہ گری سیکھے ہین سب یاد ہین اور ہمیشہ کی تلاش رہتی ہی تمھاری بہادری کا کیا مذکور ہے تم تو بادشاہ لیکن مین بھی اپنے ملک کا شہزادہ ہون اگر اپنا دوست تصور کرکے میرا کہنا مانو تو ایک بات مین کہون اسیر عمل کرو مین یہان کا باشندہ ہون مجھے یہان کا سب حال معلوم ہی جو تمھارا مقصد ہے راست راست کہدو اگر ادہر جانے کا ہی تو دیکھا کیا اور اگر جان بچانے کا ہے تو جدھر سے آئی ہو چلے جاؤ کیون ہاتھے تمہین ہلاک کرتے ہو ایرج نوجوان نے قسم کھائی کہ اے بیرن

مین اگر تو ڑے طلسم کے ہرگز نہ جاؤنگا اسمین جا ہے کچھ ہی کیون نہو بیر نے کہا کہ اے ایرج
میرا تمہارے ہمراہ ہونیکا یہ سبب ہے کہ اگر تم نہین جاتے ہو تو یہان ایک میلہ ہوا کرتا ہے اوس
میلے مین ملکہ مرات جادو آتی ہین اور اونکے ہمراہ ایک حباب جادو ہے کہ وہ آتی ہے اور مین
اوسپر عاشق ہون چنانچہ جب میلہ ہوا کرتا تھا تو ہمسے اور حباب سے ملاقات ہوا کرتی تھی اب
جب سے کہ مرات جادو کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مجھکو آنے نہین دیتی ہے اگر تم طلسم توڑتا
تو حباب جادو کو مجھے دینا شہزادہ ایرج نے کہا کہ بھائی مجھے قسم ہے پروردگار کی کہ حباب کو
مین تجھے دونگا یہ کہکر بیر بن نیسان نے کہا کہ فی الحال صلاح یہ ہے کہ یہان سے مع لشکر کوچ کر جایئے تاکہ
سب کو معلوم ہو کہ ایرج کوچ کر گیا دست راست کو جو بیابان ہے اودھر سے راہ طلسم آئینہ کی ہے
اودھر مین لیجاؤنگا آپکو اور اگر اور طرف سے ارادہ کیجیے گا تو تمام عمر اسی قصہ لڑائی مین گذر جائیگی
ایرج نے قبول کیا اور بارگاہ لدوائی اور مع لشکر دست راست کی طرف روانہ ہوے یہ خبر
نیسان شاہ کو ہوئی کہ لشکر ایرج کا دست راست کی طرف جاتا ہے بس اوسنے خیال کیا کہ
اودھر سے بھی توڑنا طلسم کی ہے ضرور بیر ملگیا ان خدا پرستون کا یہی دستور توڑ پھوڑ کا ہے اسطرح
تو اوسنے فوج اٹھا رہ ملک باختر چھین لیے اور مرکب پر سوار ہو کر برسم یلغر پہونچا اور پکارا کہ اے
خیرہ سرو کہان جاتے ہو مجھکو تمہارا ارادہ معلوم ہوا بھلا مین کب جانے دیتا ہون اور بیر بن
نیسان سے کہا کہ کیون او ملعون تو ملگیا مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ کہکر برچھا
پکڑ کر سامنے آیا اوسوقت تو ایرج کو تاب نرہی اوسنے بیر کو تو ہٹا دیا اور آپ لڑنے لگا
چند ہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے اسنے ہوائی کیا اور بیر کے بازو پر ایک اکہ بندھا تھا کہ جس پر
سحر اثر نہ کرتا تھا وہ اوسنے ایرج کے بازو پر باندھ دیا غرض بعد نیزہ بازی کے کشتی ہوئی
ایرج پر اوسنے سحر کیا کچھ اثر نہ ہوا اور ایرج نے ایک لحظہ بھر مین اوسکو کمر زنجیر پکڑ کر اوٹھا لیا اور تین چکر
دے کر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالہ کیا اور آپ بارگاہ مین اپنی آیا
نیسان شاہ کو بلوا کر کہا کہ اگر ہماری اطاعت قبول کر تو چھوڑ دین نیسان شاہ کلمہ پڑھکر
دل مین کینہ رکھکر طوطی کیطرح مسلمان ہوا ایرج نے تو جوان نے چھوڑ دیا اور ایک بارگاہ عنایت فرمائی
یہ اوسمین اکر بیٹھا جبکہ قیدی مہر کی میعاد پوری ہوئی اور جام زرین آفتاب طاق مغرب مین رکھا گیا

شعر پھر آئی رو کش دیوسہ شام ÷ فراق یار مین کیا ماہ کا کام ÷ رات کو نیستان شاہ بھاگ
کر روانہ ہوا اور چاہا اسنے کہ ملکہ مرات جادو سے چل کر یہ سب حال بیان کرون اور بیان
بارگاہ مین بعد فراغ طعام ناچ ہونے لگا شراب کا دور چلنے لگا شب بھر جلسہ عیش و عشرت
رہا جب گل خورشید شاخ سحر سے شگفتہ ہوا اور مہتاب پر شبنم کا پانی پھرا ابیات
جیسے مثل حیا آنکھون سے تارے + ہوئے صدقے سحر پر ستارے + ہمر دامن پہ زلف شب جو پہنچی
یکایک کھل گئین آنکھین سحر کی + صبح کو قاسم و ایرج و بہر وغیرہ نے خبر منگائی نیستان شاہ
کے لوگون نے کہا کہ وہ خیمہ مین نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھاگ گیا بہرن نیستان نے کہا کہ اسکی
قسمت مین تباہی ہے معلوم ہوا کہ ملک آئینہ کو مرات جادو سے کہنے گیا اب مناسب نہین
ہے یہان رہنا کیونکہ مرات جادو بڑی زبردست ساحرہ ہے اور اوسکے قبضہ مین زمین و
آسمان طلسم ہین اگر آپ کو طلسم توڑنا ہے تو یکہ و تنہا چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون غرض
مشورہ کرکے قاسم و ایرج و قیماس و بہرن نیستان روانہ ہوے عیار بھی ساتھ چلے بعد
قطع منازل و طے مراحل ایک بیابان نرگس زار مین پہونچے کوسون تک تختہ نرگس شہلا نصب
لگی ہوئی تھی ہوا سرد اوس جنگل مین چل رہی تھی چشمہ چہ چاہ لبریز تھے ڈبرے موج خیز تھے
کنارے کنارے اونکے بگلے پنڈوبیان بط مرغابی سرخاب بیٹھے تھے اور ایک طرف کو
اوس بیابان کے ایک نقارہ سونے کا رکھا تھا اور اوسی پر چوب بھی اوسکی رکھی تھی اوس مقام
پر سات کوہ ہین اور سات باغ ہین اور سات بیابان نرگس زار ہین چنانچہ حال اونکا
بیان ہوگا اب ایرج نے پوچھا کہ کیون اے بہر یہ نقارہ کیسا ہے بہرن نیستان نے کہا
کہ ہمنے سنا ہے کہ جو شخص طلسم توڑنے آئے وہ چوب اس نقارہ پر لگائے آگے
ہمین نہین معلوم کہ کیا ہو ایرج نے یہ سنکر ارادہ کیا قاسم نے منع کیا لیکن ایرج نے وہ چوب
اوٹھا کے اور اللہ اکبر کہکر اوس نقارے پر لگائی آواز بلند ہونا تھا کہ دہنی طرف سے
ایک آندھی سیاہ اوٹھی اور بیک چشم زدن تمام عالم مین پھیل گئی اور ایک پنجہ
پیدا ہوا وہ ایرج کو اوٹھا لیگیا ایک آہ کی تو آواز آئی پھر کچھ معلوم نہ ہوا کہ کیا
آسمان پر سے ۔ الگ دھڑ الگ گر پڑا قاسم نے چاہا کہ دوڑ کر اٹھا

کر دو ٹکرا اٹھالون آواز آئی کہ باش یہ چور اگ باشندگان طلسم کی ہر بس اوسوقت جادوگر آ کے اور اٹھالیگئے قاسم کا تو رنگ سفید ہوگیا مگر بہرن بیتستان نے کہا کہ ای قاسم تم بقدر بدحواس کیون ہوتے ہو یہ طلسم کا کارخانہ ہی ایرج ابھی زندہ ہی یہ تو اسطرح ہین مگر اب حال سنئے کہ افراسیاب جادو جو شکست کھا کر گیا تو اوسنے ملکہ حیرت سے کہا کہ اگر عمرو مین آ ضمر ہی مارا جائے تو یقین ہی کہ پھر کوئی گردن نہ ہلا سکے اور اردار جادو ایک ساحر کہ وہان موجود تھا اوسنے عرض کی کہ حضور اگر ارشاد فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اے بھائی بڑے بڑے زبردست ساحر پکڑنے کو عمرو کے گئے مگر مارے گئے اب نہین جی چاہتا کہ کوئی مارا جائے اور اردار جادو نے کہا کہ اگر قضا میری نہین ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا ہو افراسیاب نے کہا کہ مضایقہ ہی بس یہ سنکر اوسنے تسلیم کی اور روانہ ہوا اوسکے جانے کے بعد منظر جادو کیطرف دیکھکر افراسیاب نے کہا لازم ہی کہ تم بھی جاؤ یہ بھی روانہ ہوا اظہر جادو منظر کا بیٹا کھڑا تھا اوسنے عرض کی کہ غلام کو بھی اجازت ہو افراسیاب نے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ غرض آگے پیچھے گھڑی گھڑی بھر کے بعد یہ سب چلے اور افراسیاب نے مصور جادو کو نامہ لکھا کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو سمجھتے ہین تم ہماری سلام کو بھی گئی روز سے نہین آئے اسکا کیا سبب ہے اور میان عمرو ایک جادو بنکر سیر کو نکلا ایک رہ پہاڑ کیطرف چلا ادھر سے اردار جادو آتا تھا اوسنے عمرو کو دیکھا اور عمرو نے اوسکو دیکھکر گردن نیچی کرلی کہ یہ پہچانے نہین لیکن اوسنے عمرو سے اگر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا مجکو حواس جادو کہتے ہین اور اردار جادو نے اپنی بغل سے ایک تختی نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہی تیری قسمت زبردست تھی کہ جو یہ اسطرح ملگیا اتنے مین اسے گرفتار کرے اوسنے ایک دانہ ماش کا جو پڑھکر مارا تو عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور اردار نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ارے خیرہ سر چوٹے دغاباز ستمگر اور اردار جادو آج افراسیاب کی بارگاہ مین بیڑا اوٹھا کے آیا تھا جمشید و سامری نے حرمت رکھی ہین اب تجھے افراسیاب پاس لیجاؤنگا عمرو نے یہ سنکر طمانچہ مارا طمانچہ کیا تھا کہ قضا کا طمانچہ تھا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی اور اردار جادو کو چھینک آئی بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا پانون اسکے کھل گئے بھاگا پیچھے منظر جادو آتا تھا اوسنے دیکھا کہ اوردار کی لاش پڑی ہی سمجھا کہ عمرو نے مارا بس یہ آگے بڑھا عمرو کو تو معلوم

نہین کہ اور کوئی آتا ہے اسمین مظہر نے عمرو کو دیکھا پکارا کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہے مین نے پہچانا عمرو نے جو پھر دیکھا تو ایک جادوگر کو لوٹتے ہوے پایا اوسنے کہا کہ ہم عمرو عیار ہے کیلئے اوسکی طرف آیا اور ٹوپی اتار کے قدم پر گر پڑا مظہر نے کہا کہ تونے کیا حرکت کی اوس نے کہا کہ مجھکو افراسیاب کے رفیقون مین کوئی الیسا نہ ملا کہ جو افراسیاب سے میری تقصیر معاف کرادے مین نے اس جادوگر سے بھی کہا تھا کہ تو میری تقصیر معاف کرا دے اوسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجھکو کھینچتا ہوا لیچلا میرے کسی شاگرد نے اسکو مار ڈالا ہے مظہر جادو نے کہا کہ مین چلتا ہون بہتر یہ ہے کہ افراسیاب کی اطاعت کرنا ضرور ہے تو عقلمند ہے کہ تونے اطاعت افراسیاب کی قبول کی یہ باتین کر رہے تھے اور وہان ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ کوئی جا کے خواجہ کو بلا لا کہ کچھ کہنا ہے ایک جادوگر جا کے تمام خیمون مین ڈھونڈھ آیا کہین پتا نہ پایا اوسنے آکر مخمور سے کہا کہ خواجہ کسی خیمہ مین نہین ہین مخمور کو ہول ہوا اور یہ ڈھونڈھنے چلی اور یہان مظہر جادو نے کہا کہ اے عمرو یہ سچ ہے کہ تو اطاعت کریگا عمرو نے کہا کہ اے مظہر بغیر اطاعت کیے جان نہ بچیگی یہ تو مین ہی ایسا شخص تھا جو ابتک اپنے کردار سے بچتا رہا اسی طرح باتون مین لگا کے کمند اسپر ماری اور جھاب مار کر بیہوش کیا مگر اوسوقت ایک تراقا ہوا اور زمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا مظہر کو لیکر غرق زمین ہوگیا مظہر کو جو سردی زمین کی معلوم ہوئی تو آنکھ اوسکی کھلگئی بیتے ٹوٹکر زمین سے نکلا اور سحر سے دریافت کیا کہ عمرو ادھر کو جاتا ہے بس یہ بھی اودھر ہی کو چلا مگر صورت کو سحر سے تبدیل کر لیا دیکھا اوسنے کہ عمرو بھاگا جاتا ہے بس اوس نے دوڑ کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور طمانچہ مارا کہ عمرو بیہوش ہوگیا اوسنے ایک زنجیر آہنی مین اوسکو باندھا اور ہوشیار کیا اور کہا کہ مین مظہر جادو ہون اے عمرو لو مجھکو دم دیکر کمند مار کے بھاگا عمرو نے کہا اے مظہر تو مجھکو چھوڑ دے میرا گرفتار کرنا تیرے حق مین بُرا ہے مظہر نے کہا کہ مین افراسیاب پاس تجھکو لیجاتا مگر اب نہ لیجاؤنگا تجھکو یہین قتل کرونگا خنجر نکالکر تیز کرنے لگا قضاے کار مخمور سرخ چشم اسطرف جا نکلی یہ ماجرا دیکھکے سحر کرکے بطور نسیم چلی مظہر کے منھ کو ہوا جو لگی تو اوسنے پھر کے دیکھا معلوم ہوا مخمور سرخ چشم آئی ہے پس اوسنے کہا کہ او نمک حرام تو ہی مخمور سرخ چشم ہے اوسنے کہا کہ او نطفہ حرام کیا گوہ کھاتا ہے مظہر نے کہا کہ افراسیاب نے مجھکو بھیجا تھا کہ تو عمرو کو پکڑ لا اوسنے اور ار کو

مارا اور مجکو دم دیکر کمند کا حلقہ مارا اب تو اوسکی طرف سے دشمن ہوگئی ہے محمور نے کہا کہ مین
تیری دشمن اور افراسیاب کی دشمن ہون یہ تو باتین کر رہا تھا کہ ادھر سے اظہر جادو
آتا تھا اوسنے یہ تماشا دیکھا اور چھپ کر اونکی باتین سننے لگا محمور نے کہا ارے کیون اپنی جان
کے پیچھے پڑا ہے تو ہمارا شریک ہو جا اظہر کو تو اور کچھ بن نہ آیا افراسیاب پاس دوڑا گیا اور
سب حال کہا افراسیاب نے کہا ارے مارا تو نہین گیا اظہر نے کہا کہ وہ مارا تو مارا گیا لیکن
مظہر ابھی جیتا ہے اور محمور سرخ چشم کہتی ہے کہ تو میرا شریک ہو جا محمور کا نام سنتے ہی افراسیاب
جل گیا اور چاہا کہ چلون لیکن ٹھوکرین بہت سی کھا چکا تھا ذلیل ہو چکا تھا اوسنے مارے خوف
کے جرات نہ کی سامنے مار اژدر خوار سیاہ چشم کھڑا تھا اوس سے کہا کہ تو جا کے
عمرو کو مع محمور پکڑ لا یہ رخصت ہو کر چلا یہان مظہر نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاے کہ ایک بڑا سناٹا ہوا
جیسے آندھی آتی ہے یا نسیم چلتی ہے عمرو تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا مار اژدر خوار سانپ کا
چابک ہاتھ مین لیے ہوے شراب کے نشہ مین اژدر کے کباب کھاتا ہوا محمور کے سامنے آیا پکارا
منم مار اژدر خوار کہ گندم کر از دست من زندہ و سلامت بردی محمور سرخ چشم نے نارِل
فولاد کا مارا مار اژدر خوار نے خالی دیا پکارا ارے لونڈی احمق ہم جانتے ہین کہ تو افراسیاب
پاس رہتی ہے لیکن ہم بھی غلام افراسیاب کے ہین ایسا نہین ہے کہ ہمین کوئی مار ڈالے
غرض ہونے لگا اور مار اژدر خوار چابک گلے مین ڈالکے زمین پر گر پڑا اور کالا سانپ بنکے پھنکارا
محمور گر پڑی یہ تڑپ کر پھر آدمی بنا اور محمور کو باندھ لیا مظہر اور اظہر تو دونون تالیاں بجانے
لگے اور کہا کہ کیون اے محمور اب تم کہان جاؤ گی لیکن افسوس کہ عمرو نکل گیا یہ کیلے کوس کوس بھر عمرو
کو ڈھونڈھا جب نہ پایا تو محمور کو لیکر چلے ادھر عمرو اپنے دلمین کہتا ہے کہ محمور نے مجکو بچایا ہے تجھ سے
اگر ہو سکے تو محمور کو بچا یہ سوچکے پیچھے پیچھے چلا مگر کوئی عیاری نہ بن پڑی قضاے کار سامنے سے ہرتیف ونگی
آتا تھا اوسنے دور سے بیار ہے دیکھا کہ محمور بندھی ہوئی جاتی ہے یہ ایک جادوگرنی کی صورت
بنکر مظہر و اظہر کے پاس آیا اور کہا کہ مین دریاے نور کے اس پار رہتی ہون میرا نام بنفشہ جادو ہے کنیز
ہون افراسیاب کی افراسیاب کا حکم ہوا ہے کہ جادوگر محمور کو لیے آتے ہین ایسا نہو کہ عمرو بیہوش کرے
جا کے یہ تین گلوریان اون تینون کو دو تاکہ بیہوشی اثر نہ کرے از بسکہ جادوگرون کو لوٹ عیار نے کہا

کھٹکا لگا رہتا ہی اژدر خوار نے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اوسنے ایک ناخن کا دام
مار کر پانون برق کی زمین نے پکڑ لئے مظہر اور اظہر قہقہہ مار کر ہنسے اور مار اژدر خوار نے اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہی برق نے کہا مین برق فرنگی ہون محمود کو چھڑانے آیا تھا مگر گرفتار ہو گیا
عمرو نے دیکھا کہ برق بھی گرفتار ہو گیا پس یہ سناٹا مار کے ایک طرف چلا دیکھا تو ایک جادوگر
بیمار دبلا چلا آتا ہے اوسنے ایک بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے اپنی صورت ایک جادوگر کی سی
بنا کے اور اوسکو اپنی صورت کا بنایا اور کندھے پر لاد کر سامنے مار اژدر خوار کے آیا اور پکارا کہ
ای افراسیاب کے غلامو جسکی فکر مین تم تھے اوسکو لایا ہون اژدر خوار کے آیا اور پکارا
کہ اے افراسیاب بہت خوش ہو گا عمرو نے کہا کہ بھائی مین نے صبح سے کچھ کھایا نہین ہی اور
میرے گھر کے پاس کسیکا ایک باغ ہی کہ اوس مین انار بہت سے لگے ہین تو مین انار توڑ لایا ہون
اوسکے دانے نکالکر چاہتا تھا کہ بال بچون کو دون مگر اب مارے بھوک حالت تباہ ہی وہی دانے
کھاتا ہون یہ کہکر دانے نکالے اور کھانے لگا وہ سرخ سرخ دانے تازے تازے دیکھ کے سب کا
جی للچاتا اور کہا کہ ہمین دو عمرو نے ایک ایک مٹھی سبکو دی ہر ایک نے کھائی اور کہا کہ کیا خوب شیرین
دانے ہین کہ کلیجہ سرد ہو گیا غرض چند قدم چلے تھے کہ چھینک آئی اور گر پڑے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم
عمرو امیہ ضمری بھلا اب مین کب چھوڑتا ہون یہ نعرہ کر کے خنجر سے ہر ایک ساحر کا سر کاٹ
ڈالا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نام من اظہر و مظہر و مار اژدر خوار
بود محمود و برق فرنگی چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آئے ادھر خبر افراسیاب کو ہوئی کہ مظہر
وغیرہ سب مارے گئے اوسنے صرصر وغیرہ عیارنیون کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ عمرو کو گرفتار کر لاؤ یہ یہان
سے چلین مگر وہان محمود نے مہرخ سے سب حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ میری مان کوہ
نیلم پر رہتی ہی کہ جہان گھاس نیلی لگی اور بقیش کے پھندے اوس گھانس مین لگے ہین عمرو نے کہا انشاء
اللہ ہم جا کر تمہاری مادر کو لا دینگے اور ادھر خرس و ندان جادو کو افراسیاب نے بہر گرفتاری عمرو
روانہ کیا اور عمرو بھی سیر کرنیکو نکلا صرصر کو تو افراسیاب نے بھیجا ہی تھا یہ خواجہ کی فکر مین چلی تھی اوسنے عمرو کو
دیکھا پس نعرہ برق کی ایسی صورت بنکر سامنے عمرو کے آئی اور ہاتھ پکڑ لیا کہا مجکو کچھ آپسے کہنا ہی پس الگ لیجا کر باتین
لگا کی ایک بیضہ مارا عمرو کو چھینک آئی اور گر پڑا صرصر اوسکو پشتارہ باندھکر لیچلی مگر مخمور انتظار مین تھی اوسنے برق سے کہا کہ

کچھ حال نہین معلوم کہ کہان ہین برق نے کہا مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون ادھر صرصر عمرو
کو مصور کے خیمہ مین آئی مصور نے کہا کہ ای صرصر تو کسکو لائی اوس نے کہا عمرو کو اور عمرو
پشتارہ سے نکالکر ہوشیار کیا اوسکی جو آنکھ کھلی دیکھی کہ مصور بیٹھا ہی اور صرصر کھڑی ہی سمجھا کہ
صرصر مجھکو پکڑ لائی ہی اور مصور نے کہا کہ تو یہان سے جا مین اسکا سر کاٹونگا صرصر نے کہا سر کاٹو
ہین جنگل ادھر کی کیا ضرور ہی آپ سر کاٹیے یہ سنکے مصور عمرو کو لیکر چلا صرصر بھی اوسکے پیچھے
چلی مصور عمرو کو ایک درہ مین کوہ کے لائی لایا اور تیغ کھینچکر چاہتا تھا کہ مارے اوسوقت ایک
پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھا لیگیا مصور نے کہا بڑا غضب ہوا اب افراسیاب کو خبر ہوگی تو وہ
ناراض ہوگا بس اوس نے ایک پتلا عمرو کی صورت کا بناکے سر کاٹا قضا ہی کردگار ضرغام
شیردل آتا تھا اوسنے دیکھا کہ مصور جادو ایک سر رومال مین باندھے لیے جاتا ہی خیال
کیا کہ سر استاد کا ہے بس اوسنے آکر دہنی طرف سے ایک بغدہ مصور کے مارا کہ مصور گر پڑا
ضرغام نے رومال کھولکر دیکھا تو عمرو کا سر پایا دل سے کہا کہ ہای یہ کیا غضب ہوا بس اوسنے
خنجر کو نکالکر چاہا کہ مصور کا سر کاٹ ڈالون وہین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مصور کو اوٹھا لیگیا ضرغام
شیردل رومال لیکر بھاگا اور جانب بارگاہ چلا مگر عمرو کو جو پنجہ لیگیا تو عمرو دلمین کہتا ہی کہ خدا
کرے کسی دوست کا پنجہ ہو مگر یہان سب تیرے خون کے پیاسے ہین یہ پنجہ ضرور کسی دشمن کا ہی
یکتا جاتا تھا ایک جنگل ہی عطر کی بو آنے لگی اور گلہای رنگا رنگ کھلا تھا اوس پنجہ نے عمرو کو وہان
لاکر چھوڑدیا عمرو حیران تھا کہ یہان کون ایسا تھا جو مجھکو اوٹھا لایا ای عمرو یہ کوئی دوست معلوم ہوتا
ہی نہ دشمن دیکھا چاہیے اب کیا ہوتا ہی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چالیس عورتین ور در گوش مرصع پوش
سراپا غرق دریای جواہر ایک تخت اپنے ہمراہ لیے ہوی آئین اور انھون نے عمرو کو سلام کیا عمرو
نے اونسے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ تخت کسنے بھیجا ہی اوسنے کہا افراسیاب نے بھیجا ہی جلد سوار ہوکر چلیے
افراسیاب کا سنکے عمرو کی جان نکل گئی دلمین کہتا ہی کہ یہ تخت تختہ تابوت سے بدتر ہی اسے
عمرو بھاگ بھی نہین سکتا ہی پھر کہتا ہی کہ اگر بھاگونگا تو کہان جاونگا پھانسی پکڑ وا منگایا وہ پھر کیا اور کہین سے
نہین منگا سکتا ہی خیر اب جو مرضی پروردگار عالم کی جو کچھ تیرے حقمین بہتر ہوگا وہی خدا کریگا وہ خالق
عالم نیان بچانے والا ہی بس یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا وہ عورتین لیکر چلین عمرو بھی

ایسا شخص تھا کہ جو سوار بھی ہوا اور نہ دوسرا ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا اب دلمین لاکھ تدبیرین کرتا جاتا ہے مگر کوئی بن نہین پڑتی غرض

نظم

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ — نظر آیا وہین یک قلعہ کا رنگ
کہ تا ہنسرہ ہے مثل مہر انور — جڑے ہین زر کے دیوارون مین پتھر
زمین شفاف رستہ صاف درواہ — نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ — نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی اونمین زمرد سے تھا خوش آب — کوئی مانند لعل سرخ نایاب
ثمر کی جا مگر سب مین نمودار — چمک پتون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا مشکل آدمی زاد — کہ جنکو دیکھکر حیران ہو بہزاد
قریب اک حوض اوسمین خون لبریز — کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کمین تیغ کے انسان وہ بھی گویا — اسے دیکھا تو سارا باغ رویا

اس باغ مین ایک بارہ دری جواہر سے بھری آگے اوسکے نمگیرہ باسلک مروارید استادہ تھا تین سرخ مخملی بیل بوٹہ حوض حاشیہ جواہر کا وہ تھا تین کھڑی ہولین درخت تمام باغ کے بادلہ سے منڈھے ہوے منقیش کے پھندنے اور قمقمے لٹکتے نمگیرے کے نیچے فرش تمامی کا بچھا ہوا اگر سوز عنبر سوز روشن عطردان پاندان خاصدان چوگھڑے گلابیان شراب کی کشتیان ڈالیان میوون کی بلور چین بندی سے آراستہ اور تخت طاؤسی بچھا ہوا اوسپر افراسیاب جادو بیٹھا ہوا ناچ سامنے ہوتا تھا قضا جو سامنے کی پڑتی تھی کہ اون عورتون نے تخت کو لاکر سامنے رکھ دیا اور عمرو سے کہا اترو یہ مقام مجرا کرنے کا ہے عمرو اتر پڑا اور افراسیاب کو جھک کر مجرا افراسیاب مسکرایا اور لوگون نے کہا عجب طرح کا جادوگر افراسیاب نے بلایا ہے مگر ایک کرسی آکر الماس کی بچھی عمرو کو اوسپر حکم بیٹھنے کا دیا عمرو سلام کرکے بیٹھا اور افراسیاب سے کہا خداوند سامری و لقا تمہاری عزت رکھے جیسا تم غریبون کی عزت کرتے ہو افراسیاب نے کہا خواجہ کہان تھے عمرو نے کہا تم پر سب روشن ہے مین بارگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ صرصر شمشیر زن مجکو پکڑ کر معبود کے پاس لیگئی اونکی

میری قتل کی تدبیر کی تجھ مجکو ادٹھالایا ہمارے منھ سے ایک بات نکل گئی تھی اس سبب سے تیرا
شہری لڑنے ہین ورنہ کیا مقدور کسیدکا کہ ہمسے لڑسکے اے افراسیاب زمین و آسمان تیرے
فرمان مین ہین جسوقت تیری مزاج مین جو آئے وہ کرے افراسیاب نے کہا کہ مین نے اسواسطے
تجکو پکڑ بلایا ہے کہ مہرخ سحر چشم کو اب مین غارت کرونگا پس تجکو بھی اوسکا قید ہونا دکھاؤن
عمرو نے کہا کہ مہرخ پر کیا منحصر ہے تو جسکو چاہے دم بھر مین غارت کردیوے فی الحقیقت کیسی
کیسی ذلتین میرے ہاتھ سے ہوئین سیکڑون جادوگر میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری بارگاہ مین آکے
تجکو ذلیل کیا لوٹ لیگیا بارہا تجکو بیہوش کیا مگر آگے جو کچھ ہوا سو ہوا اب افراسیاب نے کہا کہ تو اپنی
حرکتون سے باز نہین آتا اے عمرو مین تیرا دشمن ہون تو میرا دشمن ہے اگر اپنی زندگی چاہتا
ہے مہرخ کو نامہ لکھ کے یہان بلالے مین شکیل جادو کی معشوق بخش دونگا لیکن اسد
کی معشوق کہ یہ قیدی طلسم ہے نبخشونگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ نجمہ مصور جادو کو لیکر
آیا مصور نے افراسیاب کو مجرا کیا مصور نے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہے بھیانک ہوکر
دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا کہ اے مصور تصویر تو دیکھو کہ عمرو یہ ہے یا نہین مصور نے
تصویر کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہے اوسنے کہا کہ مین اسکو قتل کر نے لیگیا تھا آنکا نجمہ اسکو اوٹھالایا
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک لکہ ابر کا نمودار ہوا اور بجلی چمکنے لگی آگے آگے سترہ سو عورت زیور یاقوت
مین غرق چلی یا خوت کی پھرتی ہوئین قمقمے عبیر و گلال کے اوچھالتی ہوئین آٹھ سو لونڈیان
آگے پیچھے عہدے لیے ہوئے اور ایک تخت پر ایک عورت نہایت حسین سوار آتی ہے
بس وہ ابر جھکا اور وہ تخت اترا وہ عورت تخت سے اوتری اور افراسیاب کو مجرا
کیا پھر وہ تخت داہنی طرف افراسیاب کے بچھ گیا وہ عورت اوسپر بیٹھی افراسیاب نے
اوس سے پوچھا کہ اے ملکہ مشتری ہفت سحر مزاج تو اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ دعا کرتی ہون
پھر اوسنے عمرو کو دیکھا شرمائی منھ پھیر لیا اور کہا کہ اے افراسیاب یہ کون ہے افراسیاب
نے کہا کہ یہ عمرو عیار ہے مشتری ہفت سحر نے کہا کہ یہ وہی عمرو کہ جسنے اٹھارہ ہزار ملک باختر غارت
کیے نمرود و شداد و ہامان اور صد ہا سہ کو مارا اوسنے کہا کہ ہان مشتری ہفت سحر نے پھر مصور سے
پوچھا کہ تیرا مزاج تو اچھا ہے مصور نے کہا کہ اچھا ہے اے ملکہ مشتری ہفت سحر تم عمرو کو جو پوچھتی ہو تم

یہ آپسے نہین آئے ہین افراسیاب کے بلائے ہوئے آئے ہین عمرو نے کہا ای افراسیاب تم مجکو بارگاہ مہرخ
مین بھجوا دو مین سب جادوگرون کو سمجھا کے لاتا ہون ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا جا تو دیکھو
افراسیاب نے کہا اگر تو پھر جائے تو کیا کرین عمرو نے کہا اگر مین پھر جاؤن تو سر کاٹ لینا ملکہ مشتری
ہفت سحر نے کہا خواجہ تمھارے قول کا اعتبار ہے یہ کہکے دو سوارے اور ایک رتھ مہتون کی دی
افراسیاب نے کہا ای عمرو مین نے جو انکو بلایا ہے یہ وہ مشتری ہفت سحر ہین کہ کوئی لاکھ سحر
کرے کچھ نہو سکیگا یہ مالک ہفت سحر ہین کوئی ایک سحر رد کریگا دو کریگا کہان تک رد کریگا اور
عمرو کو ہمراہ جادوگر کے بھجوا دیا مصور جادو نے کہا اب عمرو عیار نہین آئیگا بارگاہ مین جا کے
مہرخ کو بھڑکا دیگا احوال سب کہیگا ادہر مشتری ہفت سحر اوٹھی اور سحر کر کے کچھ
رنڈیان اور ایک رنڈی اپنی صورت کی بنائی وہ غائب ہوگئین آپ آکے افراسیاب
پاس بیٹھی اور اون جادوگرون نے عمرو کو ایک جنگل مین چھوڑ دیا عمرو نے کہا ای عمرو افراسیاب
کہتا ہے کہ ملکہ مشتری ہفت سحر ہفت برق سے بہتر ہو نہایت زبردست ہے ہفت سحر کی مالک
ہے سحر کا تیر کوئی سامنا نہین کر سکتا ہے بیڈول آئی ہے عمرو بھاگا اور مہرخ سے یہ کہتا ہوا کہ مین
چھپا جاتا ہون پہاڑ مین گھستا ہوا جنگل کو طے کرتا ہوا نکلا دیکھا کہ سامنے ایک درے مین ملکہ
مشتری ہفت سحر کھڑی تھی دس بارہ خواصین ڈر در گوش ایک چبوترہ پر استادہ ہین
مکان مین چلمنین پڑی ہین فرش کیا ہوا ہے عمرو نے خیال کیا کہ افراسیاب تو اوٹھگیا ہے
مشتری ہفت سحر اپنے مکان مین آئی ای عمرو ایسے مقام پر جو کہا گیا ہے کام تمام کر مالک
ہفت سحر ہے تو کیا ہوا بس ایک رنڈی کی صورت بنا کر انگیا مسکی ہوئی کرتی پھٹی ہوئی دوپٹہ کی دھجی
اوڑھی ہوئی پائجامہ پھٹی ٹوٹی جوتیان کیچڑ مین بھری ہوئین کچھ گہنا ٹوٹا ہوا نچا ہوا بیٹھکے رونے لگی
کان مین ملکہ کے آواز گئی کہا ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہے ایک عورت نے نکل کے دیکھا ایک
رنڈی خوبصورت روتی ہے پاس آکے شانہ پکڑ کے کہا بی تو کیون بیٹھی روتی ہے ایک مرتبہ
چیخ کے کہا ارے تم ٹھگ تو نہین ہو وہ عورت ہنسی اور کہا ارے بی بی دن دھاڑے ڈاکا پڑتا ہے
کہا ارے مین تو یہ نہین کہتی ہون مین سوداگر بچی ہون میرے مان باپ لیے جاتے تھے راہ مین ٹھگ
آگرے سب لوٹ لے گئے مین ایک قنات اوکھیڑ کے بھاگی دور سے بھاگی ہون مار

فاقون کی بری حالت ہوئی ہے آج یہاں پہونچی ہون نہین معلوم یہ مکان کون ہے تم کون ہو
اس لونڈی نے ملکہ کو خبر کی مشتری ہفت سحر نے کہا جا کے بلا لا لونڈی گئی اور کہا اے سوداگر
بچی تمکو ہماری ملکہ نے بلایا ہے دلمین تو عمرو یہی چاہتا تھا لیکن ظاہر مین کہا مجھ کمبخت نصیبون
پھوٹی کو کون بلائیگا اور مین جا کر کیا کرونگی میرا باپ مارا گیا گھر غارت ہوا مال سب لٹ گیا
غلام نوکر چاکر بھاگ گئے خیر تمہاری خاطر سے چلتی ہون یہ کہکر ساتھ اوسکے گئی رو برو جا کے
صاحب سلامت کی آہ کر کے بیٹھ گئی اور سب احوال کہا ملکہ نے کہا بی بی تو آہ کر کے
کیون بیٹھی کہا ملکہ تین روز ہوئے کہ فاقہ سے ہون کچھ میسر نہین ہوا کبھی دالان سے باہر نکلنے کا اتفاق
نہوتا تھا سو تین روز ہو گئے چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑ گئے ملکہ مشتری نے حکم کیا اری کچھ تیار
ہوے تو جلد لاؤ اسوقت کباب تیتر بٹیر کبوتر مرغ کے تیار تھے لا کے موجود کیے ملکہ نے جو کباب دیا
کھا کے چپکی بیٹھ رہی ملکہ نے کہا تم چپ کیون ہو کہین کہا ملکہ بغیر شراب کے کیا مزا ہے حکم کیا اری
شراب لاؤ ایک قرابہ شراب کا لا کے رکھدیا عمرو نے کھول کے دیکھا دیکھتا کیا تھا کہ نمک سرکاری
داخل ہو گیا غرض سب نے وہ شراب پی عمرو نے بھی دو تین جام پیے لیکن جب جام پیا بغل
سونگھ لی نشہ سو جب کہ خوب پی چکی ایک مرتبہ سبکو نشہ ہوا چکر آیا بیہوش ہو گئے عمرو نے
اوگلدان پاندان عطر دان خاصدان فرش فروش چلمن پردے سب اسباب داخل زنبیل کیا ایک
فرد و در زنبیل سے نکال کے عتاب کیا اور کہا ان سب کے کپڑے اوتار لے خبردار بھنک نہ پائین
اور آپ خنجر لے کے مشتری ہفت سحر پر دوڑا پاس جا کے تمام گہنا اوتار لیا اور خنجر آبدار نکال
کے چاہے کہ سر کاٹون ایک مرتبہ تڑاقا ہوا بجلی چمکی دو پنجے پیدا ہوے عمرو اور مشتری کو اوٹھا لیا
یعنے عمرو نے دیکھا کہ طبقہ زمین کو جنبش ہوئی اور اکھڑ کے چلا یہان افراسیاب مصروف ملکہ
مشتری ہفت سحر بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہے کہ وہ طبقہ پہونچا لوگون نے کہا اے حضور آسمان پر سے کچھ آفت
آئی ہے افراسیاب نے کہا اری کچھ احمق ہو گئے ہو کیا بکتے ہو چنانچہ وہ طبقہ بجون لا کر رکھدیا مشتری
ہفت سحر نے دیکھا کہ عمرو خنجر پکڑے ہوے کھڑا ہے اور وہ مشتری کہ جسکو مین بنا کر بٹھا آئی تھی بیہوش پڑی
ہوئی ہے اوسکی کمر مین عمرو کی زنجیر باندھی اور افراسیاب نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ عمرو کے مارا اور اوس
لونڈی کو ہوشیار کر کے حال پوچھا اوسنے کہا کہ یہ سوداگر بچی جب سے آیا تھا اوسوقت کہا کہ اری

جلاد کو بلایا تاکہ اسکا سر کاٹے عمرو نے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دے پھر ایسی حرکت کبھی نہو گی میں تو ملکہ کے دشمنون کے قتل کی فکر کی تھی افراسیاب نے کہا کہ مین اب نہ چھوڑونگا اوسوقت عمرو گھبرایا پھر اپنے دل سے کہا کہ اے عمرو پروردگار تیرا حافظ اور نگہبان ہے اور افراسیاب سے کہا کہ اے افراسیاب مین جو تیری منت سماجت کرون تو اسقدر اپنے پروردگار کی کیون نہ منت کرون کہ وہ خالق لم یزل ہے تو لیا مجکو بچائیگا میرا خدا بچانے والا ہے افراسیاب نے کہا ارے وہ خداوند لقا خود مجھ سے بیزار ہے عمرو نے کہا کہ ارے تیرے لقا پر اور تجھ پر لعنت ہے میرا خدا وہ ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اور عمرو رو دیا مشتری ہفت سحر نے حکم کیا وہ جادوگر اوٹھے عمرو کو پکڑ کے کشان کشان لیچلے لا کے چبوترے پر بٹھایا حکم کیا کہ سر کاٹو جلاد تیغ آبدار کھینچ کے سر پر آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا عمرو رو دیا اور کہا حقیقت میں زندگی پر حروف آیا رو رو کر مناجات کرنے لگا ابیات

بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفیٰ کن | بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ کن | ز حالات شب معراج دانستم یداللّٰہی

چرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا دستی

افراسیاب پکارا ارے یہ کیا پڑھتا ہے اور سحر کرتا ہے عمرو نے کہا میں ساحر پر لعنت کرتا ہون میرا مولا بچانیوالا ہے اسمین تیسرا حکم ہوا تیغہ کھینچکے جلاد کہا اب جو مانگنی کی ہوس ہو مانگ لو عمرو نے کہا ارے مسخرے ہوس تجکو ہوگی یا افراسیاب حرامزادے کو ہوگی دیکھ تو کیسی ہوس نکلتی ہے اور جلاد نے ہاتھ اوٹھایا ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھا لیگیا افراسیاب جادو و ملکہ مشتری ہفت سحر مصور جادو حیران رہگئے کہا معلوم ہوا کہ مخمور سرخ چشم یا مہرخ ستور لیگئی افراسیاب نے کہا قسم ہے خداوند لقا کی سمجھ لونگا ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا مین پکڑ لاتی ہون اور جو پنجہ لیگیا وہ کون تھا کہا ملکہ قریشیہ سلطان ملک زنگ سے آتی تھی قضاے کار اسی طرف سے گذری دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور جلاد سر کاٹا چاہتا ہے لیکن عمرو کی خبر نہ تھی اسمین آنکھ عمرو کی کھلی حیران کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا خواجہ تم طلسم مین کہان گئے تھے عمرو نے سب حال بیان کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا اے خواجہ اگر فرمایئے تو ابھی اس کے طلسم کو غارت کیے دیتی ہون ایک دیو سیکڑون کو کھاجاتا ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عمرو کو اس بڑھاپے مین جوتیان کھلوایا چاہتی ہو اگر حمزہ چاہتا تو گوہر زاد و گمرزاد کو بلا کے غارت نہ کروا دیتا اوسکو منظور

نہین چاہتا ہی کہ آدمی سے آدمی لڑے اور مین یہ حکم پروردگار عالم طلسم توڑونگا اب یہ کسیکو حکم
کیجیے کہ مجکو مہرخ کی بارگاہ مین پہونچا دے اور تم کہان جاتی ہو ملکہ قرکیشہ نے کہا مین طلسم سفید
بوم کو جاتی ہون یہ کہکر ملکہ نے کہا اے ملکہ آئینہ پری تم خواجہ سلامت کو پہونچا دو یہ سنکر ملکہ
آئینہ پری تخت پر عمرو کو بٹھا کے روانہ ہوئی مہرخ کی بارگاہ کے قریب جبکہ عمرو پہونچا
تخت پر سے اوتر کے خیمے مین گیا ملکہ مہرخ و مخمور و بہار و شکیل و نافرمان سب انتظار مین
تھی کہ خواجہ نہین آئے ایک مرتبہ عمرو سامنے سے آیا مہرخ سحر چشم دیکھتے ہی دوڑی گلے لگایا ہاتھ
پکڑ کے کرسی پر بٹھایا کہا خواجہ سلامت کہان تشریف لے گئے تھے عمرو نے صرصر کی عیاری
مصور پاس جانا اور افراسیاب کا حال ملکہ مشتری ہفت سحر کی کیفیت قرکیشہ سلطان
کا اوٹھا لیجانا سب بیان کیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ خدا تمکو لایا مشتری ہفت سحر بلا کی جادوگرنی
ہے اور مالک ہفت سحر ہے کوئی اوسکا مقابلہ نہین کرسکتا عمرو نے کہا یقین ہے کہ وہ آج آئے
مہرخ نے کہا کہ مقدمہ لڑائی کا ہے نہین معلوم کیا افتاد پڑے یہ باتین ہو رہی تھین کہ آواز
طبل اور نقارے کے بجنے کی کان مین آئی یعنی مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان
آ پہنچی ہین یہ طبل اور نقارے اونھین کے داخلے کے بجے تھے ملکہ مہرخ نے ایک جادوگر واسطے
خبر کے روانہ کیا اوسنے آکر خبر دی کہ حیرت اور مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان
ساحر باز و بط قرقرے ہنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہو کر آئے تھے چنانچہ بارگاہین اور خیمے نصب
ہوئے لشکر اترا گھوڑا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی اور ملکہ مشتری ہفت سحر نے
نامہ ملکہ مہرخ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہرخ سحر چشم افراسیاب مالک و مختار ہے اور ہم سب
تابعدار ہین جسوقت ہماری تمہاری درمیان جنگ قصہ ہوا تو کچھ فرزانہ رہا لازم یہ ہے کہ آشتی کرو
اور اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ ہماری تمہاری جنگ ہے یہ نامہ لکھکر اور مہر کرکے ایک
جادوگر کو دیا وہ مہرخ پاس لایا ملکہ مہرخ نے نامہ پڑھا اور جواب لکھا کہ اے مشتری ہفت سحر
بہت سے جادوگر یہان آئے اور مارے گئے چنانچہ اب ہمسے تم امید ملنے کی نرکھو اور جو کچھ تمسے ہو سکے قصور اور
کوتاہی نکرو یہ لکھکر بھیجدیا جب مشتری ہفت سحر نے یہ پڑھا تو بہت کچھ برہم ہوئی اور کہا اللہ رے غرور
کا ایسا کچھ جواب ہمکو لکھا غرض جب دامن مغرب مین مہر تابان نے عارض اپنا چھپایا اور دن نے

نقارہ کوچ کا بجایا کہ نظم	بہار شام نے پیدا کیا رنگ	لگا ہونے کو نظر آنے نئے ڈھنگ
شعاع مہر مثل زلف جانان	لگا ہونے سے لگی ہونے پریشان	ملکہ مشتری ہفت سحر نے

طبل جنگ بجوایا مہرخ نے بھی خبر سنکر نفیر سحر کو دم دیا تیاری دونوں لشکروں میں سحر و ساحری کی اور آلات حرب و ضرب کی ہونے لگی کڑاہیاں چڑھگئیں بیروں کو بھیٹیں ملیں اور لشکر دریائے سحر جوش زن تھا زندگی حباب آسا نظر آتی تھی کشتی حیات طوفانی ہوئی جاتی تھی ہر ایک کے دلمیں لڑنے کی موج اوٹھتی تھی تلوار کا گھاٹ آج باڑھ پر تھا کہیں خنجر چمکتے تھے کہیں تیر و سنان آبدار کیے جاتے تھے چار پہر رات دونوں لشکر میں غلغلہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ سامان ظلمت پر تباہی پڑی اور شب کی سیاہی و نمود ہو کر رہی ابیات

ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار	پڑھی یاد اشک قسمت کو گنہگار	اٹھی جب رات مثل غم مشتاق
شعاع مہر چمکی سوئے آفاق	صبحکو ملکہ مشتری ہفت سحر تخت پر سوار ہوئی چار لاکھ اسی ہزار	

چودہ سو جادوگر ہمراہ لیکر کہ سب طائران سحر پر سوار تھے اور اگ دھتورے کے پھل اوچھالتے ہوئے نارجیل و نارنج ترنج ہاتھوں میں لیے ماش رائی سرسوں کے دانے جھولیوں میں بھرے آتش بگولے اوٹھتے ہوئے یہ سب میدان حرب میں آکر قائم ہوئے پریاں سرخ و سبز و زرد ہوا میں اڑنے لگیں جھانجھ کا رکا سامری کے غل ہوا ادھر سے ملکہ مہرخ اور مخمور و نافرمان و بہار سب اپنے اپنے تختوں پر سوار ہو کر کئی لاکھ جادوگروں کی جمعیت سے میدان کارزار میں آئیں صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے ذکر کا کیا کہ ہاں اے ساحران نامی یہ یاد رکھو کہ کوئی ہمیشہ دنیا میں نہ رہا۔ نظم

کجا شد فریدون و ضحاک و جم	نباشد کسی در جہان پایدار	ہمہ نام نیکے بود یادگار
ز بہرامیان وز اشکانیان	مہان عرب خسروان عجم	کجا آن بزرگان ساسانیان
فریدون فرخ سادیش نہ بود	نکوہیدہ تر شاہ ضحاک بود	کہ بیدادگر بود و ناپاک بود
سخن بیشتر از گوہر شاہوار	کہ مردود جاوید نامش نہ ...	سخن ماند اندر جہان یادگار
	تم بھی آج کے دن لڑو دشمن کو تہ تیغ کر دو یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے ادھر ملکہ	

مشتری ہفت سحر تخت بڑھا کے آگے آئی اور پکاری کہ اے مہرخ تیری عقل ماری گئی ہے کہ جو تو نے میرا سامنا کیا یہ میرا سامنا نہیں کیا تو ایسا کیا سامنا کیا ہے سیکڑوں لونڈی غلام دیکھ اور بیشمار ہو تیکو موجود ہیں اچھا بچ کیسکو

مقابلہ کیلئے اس للکار دے مہرخ کیطرف سے ناگ جادو نکلا اور برابر آکے اوسنے ایک ناریل مارا ملکہ
مشتری ہفت سحر نے خالی دیکر ایک فولاد کا گولہ مارا کہ ناگ جادو کی بات توڑ کر نکل گیا پھر
اسلم جادو آیا اور اوسنے آکر ایک چکر مارا اوسنے خالی دیکر ایک تیغ مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا پھر تو جو نکلا
وہ زخمی ہوا مہرخ نے ارادہ کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ ابھی ارادہ نہ کرنا لڑنے کا جادوگر موجود ہیں
لاکھ ساحر کا لشکر پڑا ہوا ہے مہرخ نے کہا اے خواجہ مجکو کسی طرح فتح ہوتی نہیں معلوم دیتی عمرو نے کہا
اگر یقین ہے کہ میں لڑ سکونگی تو مضایقہ نہیں ہے مہرخ نے کہا ہے بڑی زبردست ہے شکست خدا کے
اختیار ہے لیکن جو نکلتا ہے زخمی ہوجاتا ہے پکڑا جاتا ہے آخر کیا ہوگا عمرو نے کہا اے ملکہ اگر تم زخمی ہوگئیں
یا ماری گئیں تو تمام کھیل بگڑ جائیگا میں بھی ڈھیلا ہوجاؤنگا میں ڈھیلا ہوجاؤنگا جب تلک یہ لڑائی
ہے جادوگروں کو لڑنے دو مجکو عیاری بخوبی سوجھی ہے میں مقربات کو کام کرونگا اسمیں مہرخ کیطرف
تیس چالیس زخمی ہوگئے چالیس پچاس گرفتار ہوگئے مہرخ نے طاؤس بڑھاکے کہا اے ملکہ مشتری
ہفت سحر سبحان اللہ خوب لڑیں مشتری نے کہا اے مہرخ تمنے جسکو بھیجا اوسکو میں نے زخمی کیا تمنے ارادہ
نہ کیا مہرخ نے کہا اے مشتری ہفت سحر ابھی ہمارے تمہارے لڑائی ہے سمجھ لینگے مشتری نے دوبین
کہا آج تو طبل آسایش بجوا دے کل سر میدان مہرخ کو للکارنا یہ خیال کرکے طبل آسایش بجوا
بجگئی تمام جادوگر خوش تھے اور کہتے تھے کہ اے ملکہ خوب لڑیں معلوم ہوتا ہے کہ مہرخ تمہارا سامنا
نہ کریگی ملکہ مشتری خیمہ میں داخل ہوئی حیرت جادو طلسم سے آئی باتیں ہونے لگیں
افراسیاب ظلمات کو گیا ہوا تھا وہ بھی طلسم میں داخل تھا حیرت کو خبر ہوئی حیرت
نے افراسیاب سے تمام احوال کہا افراسیاب نے کہا تم جاکے ملکہ مشتری ہفت سحر کو
بلا لاؤ حیرت سوار ہوکے آئی مشتری کو لیگئی مشتری ہفت سحر نے مجرا کیا افراسیاب نے
مشتری کو گلے لگایا تخت پر بیٹھی کہا اے افراسیاب مہرخ نے بڑا ستانہ کیا میرا ارادہ ہے کہ
کل صبح کو پہلے مہرخ کو للکاروں افراسیاب نے کہا تم مختار ہو ابھی کھانا آیا مشتری کو
کھلایا شراب کباب کھلا پلا کے تحفہ طلسم کے دیئے اور کہا اے مشتری ہفت سحر تمنے بڑی
لڑائی ماری ہے عیار نابکار لگے ہونگے آج کا دن تم یہیں رہو ایسا نہ ہو گرفتار ہوجاؤ ماری جاؤ
مجھ چوٹ چپیٹ آجاوے تو غضب ہوجاویگا ملکہ مشتری نے کہا آپ نے دیکھ لیا کہ میں نے

اسطرح عمرو کو پکڑوا بلوایا تھا میرا کیا کرسکتا ہی مین خبردار ہون یہ کہکے رخصت ہوئی ادہر خیمے مین گئی
افراسیاب نے صرصر شمشیر زن صبا رفتار کمند انداز شرارہ نقب زن شمیمہ سنگ انداز تیز نگاہ
خودرن کو بلاکے کہا اے صرصر تو جانتی ہی کہ ملکہ مشتری ہفت سحر نے کیسی لڑائی ماری ہی کہ مہرخ
کا منہ نہ پڑسکا اب وہ اب وہ اپنے خیمے کو گئی ہی عیارہ مکار فکر مین لگے ہونگے تم پانچون خبرداری
کرو اگر کچھ پیچ پڑگیا تو قسم ہی خداوند لقا کی صبحکو تم پانچونکا سر کاٹ ڈالونگا صرصر نے کہا اے
افراسیاب جادو ہم اپنی سی کوتاہی نہ کرینگے آگے جو ہماری قسمت مین ہی اوسکے ناچاری
ہی غرض صرصر کو خلعت دیکی روانہ کیا راہ مین صرصر نے صبا رفتار کمند انداز سے کہا کچھ سنا
افراسیاب نے کیا کہا خبردار رہنا آج اوسنے قسم کھائی ہی اگر کچھ پیچ پڑا تو مقرر مار ڈالیگا اور
عمرو بھی جانبازی کریگا اور مشتری کو مار ڈالیگا اور افراسیاب نے مشتری کو کہلا بھیجا کہ
مین نے پانچون عیار بچیان تمھارے چوکی پہرے کو بھیجی ہین اسمین پانچون عیار بچیان
جا موجود ہین اور داخل بارگاہ ہوئین جاکے مجرا کیا مشتری ہفت سحر نے کتاب سامری
دیکھی معلوم ہوا کہ پانچون عیار بچیان ہین کہا حاضر رہو میان عمرو عیار چار گھڑی رات سے
رخصت ہوکے مہرخ سے چلا مہرخ نے خدا حامی و خدا حافظ کہا عمرو نے منظور کیا قبطورہ
زربفتی و پیادہ سقرلاتی گوین عیاری سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی
ملا کہا مین بھی حاضر ہون غرض جسوقت نزدیک بارگاہ کے گیا دیکھا کہ خدمتگارون کی آمد و رفت
تھی ایک خدمتگار کی صورت بنکر صاف خیمے مین داخل ہوکے خدمتگارون مین بیٹھ گیا بعد
دو ایک گھڑی کے بارگاہ کے ستون سے لگ کے کھڑا ہوا ادہر سے صرصر شمشیر زن و
صبا رفتار کمند انداز آتی تھین پہچانا کہ عمرو کھڑا ہی عمرو نے بھی تیورون سے
دریافت کیا کہ ان دونون نے پہچانا ستون سے الگ ہوکے کمال چستی سے کھڑا ہوا
صرصر نے کہا صبا رفتار عمرو پر ہرگز ارادہ نہ کرنا عمرو عیار گلیم عیاری اوڑھکے غائب
ہوگیا صرصر و صبا رفتار ڈھونڈھنے لگین شرارہ نقب زن سامنے کھڑی تھی اوسکو
معلوم نہ تھا مشتری ہفت سحر نے کہا ارے تم کیا ڈھونڈھتی ہو صرصر نے کہا بلا یون
ابھی جو ستون سے خدمتگار کی صورت بنا کھڑا تھا وہ عمرو عیار تھا لیکن

صاف نکل گیا مشتری ہفت سحر بیٹھی تھی کہا میں بھی رات بھر نہ سوؤنگی سامنے شرارہ
جو کھڑی تھی صرصر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے برق فرنگی تو کہاں جائیگا برابر ہو کمند کے حلقے مارے
بیلا عیاری کا صرصر کے ہاتھ میں رہگیا برق فرنگی صاف نکل گیا مشتری نے دیکھا کہا
ارے یہ کون تھا کہا یہ برق فرنگی تھا صرصر نے کہا ارے شرارہ شمیمہ کا کیا ہوا
نہیں معلوم عمرو نے کہا کچھ نہیں معلوم ہے صرصر نے پھر کے دیکھا اور تلوار کھینچ کے دوڑی
عمرو نے بھی خنجر کھینچا تلوار چلی مشتری ہفت سحر نے سحر کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے بھی تانا
صاف جست کر کے نکل گیا صرصر نے کہا جیٹھ دل نقشہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اسمیں دیکھتی
ہے کہ باہر سے شرارہ و شمیمہ چلی آتی ہے صرصر نے نشانی اپنی دیکھ کے سب
احوال کہا اسمیں آسمان پر سے ایک تراقا ہوا ایک جادوگر زرین پوش آیا اور مشتری
کو نامہ دیا کہ افراسیاب نے یہ نامہ بھیجا ہے صرصر نے کہا اے صبا رفتار یہ عمرو
تو نہ سونے چلو دیکھو آدینہ صبا رفتار و صرصر چلیں داہنی طرف شمیمہ کھڑی تھی کہا ارے
کہاں جاتی ہے اور حباب مار کر بیہوش کر دیا لیکن صرصر کو بڑھکر صبا رفتار نے فتیلہ رنغ
بیہوشی دیا صرصر کی آنکھ کھلی صبا رفتار نے کہا بالو اسوقت وہ شمیمہ نہ تھی کوئی
اور تھا مشتری ہفت سحر نے کہا کہا واہ ایسا کوئی لڑاتی اچھی نہوئی عیار بڑے حرامزادے
ہیں اور مشتری نے نامہ پڑھ کے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا ہم نہایت
خبردار ہیں وہ جادوگر پھر آئے وہیں صرصر آپہونچی پہچانا کہ عمرو ہے دوڑ کے کمند کے حلقے مارے
عمرو اگر سیدھا نکلتا تو پھنس جاتا لیکن عمرو ٹیڑھا ہو کے نکلا داہنی طرف صبا رفتار کھڑی
تھی پانچوں حلقے مارے لیکن جلدی کی مارے کمند کی گرہ نہ کھل سکی ایک حلقہ عمرو
کی گردن میں پڑا دھم سے آرہا برابر سے صرصر نے دوڑ کے تیغہ مارا کمند کا حلقہ کٹ گیا
پکارا منہ خرغام شیر دل غل ہوا پیچھو پکڑیو صرصر نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلتے چلتے عمرو کہہ
گیا تھا اگر صبح کے ہونے ہوتے مشتری کا سر کاٹا تو عمر نام نہ پایا غل ہو رہا تھا
مشتری نے کہا ارے کیا غل ہے عمرو نے کہا مشتری ہفت سحر تم سحر نہیں کرتیں کہا ارے
میں کس پر سحر کروں ابھی شرارہ کھڑی تھی ابھی شمیمہ کھڑی ہے جبھی افراسیاب سے

کھونٹی کر آپ ہی کا مقدور ہے جواب ان عیاروں سے ہو سکتے ہیں صرصر نے کہا میں آپکی چوکی دیتی
ہوں پانچ عیار دیہبان چوکی کو موجود ہیں آپ آرام کیجئے ہم پلنگ کے گرد بیٹھے ہیں اور خیمے
کے گرد خبردار باش ہوشیار باش کی آواز بلند ہے بجھا سے روشن ہیں یہاں عمرو جو چلا تھا
ہے مہرخ کی بارگاہ میں پہونچا مہرخ کہا خواجہ کہاں سے آئے ہو عمرو نے سب احوال کہا
کہا مہرخ ہمارے ساتھ ایک پچاس ساٹھ جادوگرنیاں کردو مہرخ نے کہا خواجہ بہت اچھا اور
عمرو عیار صورت نگار کی صورت بنکے ایک تخت پر سوار ہو گرد جادوگرنیاں ہیں بجھا غلاف
دستیان روشن نقیب پکارتا ہوا چلا جاتا ہے اسی طرح سے خیمے میں مشتری ہفت سحر کے
داخل ہوتی خبر ہوئی صورت نگار جادو آتی ہیں عمل ہے لشکر میں عیاروں کا صورت نگار نے
کہا اے عیار بچیان کیا کرتی ہیں اونگتی ہیں کچھ نہو سکا عمرو کے نام سے بھاگتی ہیں دیکھا کہ مشتری
پلنگ پر لیٹی ہیں لیکن شراب کا خوب نشہ ہے صرصر سامنے سے آئی مجرا لیا ہر ایک خال و خط پہچانا
لیکن کچھ نہ پہچانا صرصر نے صبا رفتار سے کہا اسے تو تو دیکھ یہ صورت نگار ہے صبا نے
خوب دیکھا کہا صرصر رخصت ہو کے آئی ہوں کہ میں بھی رات کو چوکی دونگی میں اپنے خداوند سے
پوچھ کے آئی ہوں میں رات کو یہیں رہونگی صرصر نے پھر گھور کے دیکھا اور کہا ملکہ آپ
خوشی آرام کیجئے یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو
اپنی جادوگرنیوں کو ہمراہ لیکے خیمے میں جا بیٹھی پانچوں عیار بچیاں مشتری کے پلنگ کے گرد
بیٹھیں جب کہ پہر رات باقی رہی صورت نگار جادو نقلی نے پانچ چار جادوگرنیوں سے
کہا تم یہ بیہوشی لپلکے شمعوں پر ڈالتی ہوئی چلی جاؤ اسوقت عیار بچیوں کو بھی کچھ غنودگی
سی ہے جادوگرنیاں بیہوشی ڈالتی ہوئی چلی گئیں بعد دو گھڑی کے عمرو قنات چاک کرکے
مشتری کے خیمے میں گیا دیکھا پانچوں بیہوش ہیں عمرو نے سب جادوگرنیوں سے کہا جب
میں خیمے کے باہر نکلوں تم مارتی ہوئی نکل جانا غرض خنجر سے مشتری ہفت سحر کا جوڑا
پکڑ کے سر کاٹ ڈالا غل ہوا پانچوں عیار بچیوں آنکھ کھلی عمرو بھاگا جادوگرنیاں جادو کرتی
مارتی ہوئی صاف نکل گئیں غل ہوا مشتری ماری گئی خبر افراسیاب کو ہوئی کہا یہ کیا غل
ہے حیرت جادو نے کہا مشتری ہفت سحر کا سر کاٹا گیا افراسیاب نے کہا قسم ہے مجھکو

عیارنیون کا سر کاٹونگا اور تپلے پر جمشید کے ہاتھ رکھا اور پرواز کرکے اوڑا جب کہ اوس
خیمے مین آیا دیکھا مشتری پڑی ہے عیارنیان کھڑی ہین افراسیاب نے کہا ارے تم کہان
جاؤگی مین تم پانچون کی گردن مارونگا صرصر نے کہا اے افراسیاب جادو اگر مشتری
بچ گئی ہو تو حضور خوش ہو دیکھئے یہ کہکے پلنگ کا اوتہ چرا اوٹھایا مشتری پڑی تھی افراسیاب
نے کہا ارے صرصر یہ کیا کیا کہا بلا لون ہمنے مشتری ہفت سحر کو بیہوش کرکے پلنگ کے
تلے رکھا تھا اور مشتری کی صورت بناکے لٹادی تھی افراسیاب نہایت خوش ہوا
اور کہا مشتری ہفت سحر کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیکر طلسم مین لے آؤ یہ کہکے افراسیاب
نے باغ عیش مین آکر ملکہ حیرت جادو سے کہا عمرو نے ملکہ مشتری ہفت سحر کو مار ڈالا تھا لیکن
اسطرح سے بھی حیرت جادو نے کہا مار ڈالنے مین باقی کیا تھا اوسکی عیاری مین کچھ فرق نہین
افراسیاب نے کہا بھلا صرصر کے باعث سے بچ تو گئی اوسمین پانچ عیارنیان مشتری
ہفت سحر کو لے کے پہونچین افراسیاب نے صرصر شمشیرزن کو خلعت دیا اور کہا شاباش
ہے تو نے بڑا کام کیا ہم جانتے ہین وہ شاہنشاہ عیاران اور دوسرے برق فرنگی ساتھ تھے تو
آج کام کیا ہے صرصر نے عرض کی اے شہریار لونڈی کیا کرے ادھر تو حضور خفا ہوتے ہین
ادھر ایسے کا سامنا ہے لونڈی کیا کرے افراسیاب نے کہا صرصر مین غافل نہین ہون اب
مہرخ کو غارت کرتا ہون یہ تذکرہ کرکے صرصر تو باہر نکلی اور مشتری کو خلعت دیا اور جلیہ
ماجرا جو گذرا تھا بیان کیا کہا حقیقت مین عمرو نے کام تمام کیا تھا لیکن بچ گئین مشتری
بحواس ہو گئی اور کہا افراسیاب جادو جسدن مہرخ کو مارونگی اوسدن سرخرو ہونگی
لیکن مشتری کا دل دھڑکتا ہے کہ عمرو بہت زبردست ہے اور افراسیاب پاس سے رخصت ہو کے
روانہ ہوئی اور عمرو جو مہرخ کی بارگاہ مین آیا سب احوال بیان کیا مہرخ نے کہا مشتری کو مارا
عمرو نے کہا مین نے جتنے جادوگر مارے دارو گیر کی آواز بلند ہوئی مشتری کو جو مارا تھا اور آواز
ہوئی مہرخ نے کہا کہ خواجہ مشتری نہین ماری گئی عمرو نے کہا یہ ہماری عیاری سیکھ گئی ہین کوئی اور
مشتری بنائی ہوگی اور مشتری اپنے خیمہ مین داخل ہوئی ضرغام شیردل آیا اور کہا ملکہ مشتری
ہفت سحر خیمہ مین داخل ہوئین عمرو نے کہا مہرخ تم تو یہین ہو مین مشتری کی بارگاہ کی خبر لاتا ہون اور مشتری نے

کو اب مین مہرخ کو غارت کرونگی مگر اب کیفیت طلسم آئینہ کی بیان ہوتی ہی کہ وہ پنجہ جو ایرج
کو اوٹھا لیچلا ایرج نے دیکھا کہ مجھکو ایک پنجہ لٹکائی ہوئی لیے جاتا ہی اسمین ایک میدان نظر آیا اور
اکیس اتیت فولاد کے تخت پر بیٹھی ہین اوس پنجہ نے ایرج کو اتیتون کے بیچ مین بٹھا دیا
اتیتون نے کہا تو کون ہی کہان سے آیا ہے اور کیا ارادہ ہی کہا مین ایرج بن قاسم
ہون طلسم آئینہ توڑنے کو آیا ہون ایک اتیت نے کہا تم اس مقام پر کیونکر آئے
قیدی بادشاہ طلسم ہو چکی تمام چھوٹ چلے طلسم آئینہ توڑنے کی ہوس رہجائیگی ایرج نے کہا
انشاء اللہ توڑونگا اتیتون نے تدبیر کی کہ اوسکو مار ڈالین لیکن پہلے ملکہ مرأت جادو کو اطلاع
کیجیے جسطرح ہو وہ کہین عمل مین آوے ایک اتیت نے ملکہ مرأت جادو سے کہا کہ طلسم مین
ایرج بن قاسم گیا ہے آگے اوسنے نقارہ بجایا تھا پنجہ سحر ہمارے پاس اوٹھا لایا ہی مرأت
جادو نے کہا اوس موئی مونڈی کاٹے کو چین نہ آیا پیچھا چھوڑا اتیتون نے کہا جو حکم ہو سنے د
کرین مرأت جادو کے روبرو ایک لونڈی ابرک جادو نام سفید پوشاک پہنے کھڑی تھی
کہا ای ابرک جادو اتیتون کے مکان پر ایرج آیا ہی تو سر کاٹ لا چنانچہ اتیت کے ساتھ
ابرک جادو جا پہونچی دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہی لیکن جوان خوبصورت حسین ہاتھ پاؤن بھرے
بھرے دلمین کہا اسکی کیا تقصیر ہی کہین سے نکل آیا نقارہ دھرا تھا بجا دیا اوسکو گردن
مارنے کو کہا ہی ای ابرک جادو اوسکو قتل کرکے کیا لقا و جمشید و سامری کو منہ دکھائیگی
پاس جاکے کہا حکم کیا ہی مرأت جادو نے کہ سر کاٹ کے لے آ ایرج نے کہا ارے احمق اگر ہماری
زندگی ہی تو کس کا مقدور ہی جو سر کاٹ سکے اور ایرج کو ابرک جادو نے کمر مین ہاتھ دیکر لے
اوڑی اپنے مکان مین بٹھا دیا ایرج نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا سا ہی پانچ چار درخت انار و
امرود کے لگے ہین ایک دالان نیچے چھوٹا سا ہی دو لونڈیان نیلی سوسی کا پاجامہ پہنے بیٹھی ہین
انھون نے ابرک جادو نے کہا ای ایرج ملکہ مرأت جادو کا حکم تھا کہ سر کاٹ لاؤن مین
تمکو اوٹھا لائی ہون لازم تو یون ہی کہ جو کوئی جسکے واسطے جفا کھینچے اوسکی وہ خاطر کرے ایرج
نے کہا ہم تابعدار تمھارے ہین سوا تمھارے ہمارا کون ہی ابرک سمجھی کہ مجکو چاہتا ہی کہا ارے لونڈیو
تم اسکے خبردار کسی بات کا تصدیعہ نہو نے کام خدمت مین حاضر رہنا کسی شی کی تکلیف ہونے نہ لونڈیون نے

کہا خدا نے ہمارے ہماری بی بی کا گھر آباد کیا ہم خدمت کو موجود ہیں ابرک جادو تو گئی
اور لونڈیوں نے پلنگ جھاڑ کر بچھا دیا شراب کباب موجود کیا اور ابرک جادو ایک سر لاش
کے آدمی کا بنا کے سحر کرکے رومال میں باندھکر لیجلی نزد سحر لہو ٹپکنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی
سر کاٹ ڈالا ہے اور مرات جادو پاس لائی میاں شاپور شیر دل کو تماشا ہے دل میں کہتا
ہے کہ خدا نے ایرج کو داخل طلسم کیا تو میاں رہگیا کسی ترکیب سے چلیں یہ سوچ کے چلا
غرضکہ جاتے جاتے ایک دروازہ معلوم دیا اوسمین ایک پیر مرد نہایت ضعیف بیٹھا تھا
شاپور نے نزدیک جا کے کہا کیوں بڑے میاں یہ کون ملک ہے اور کہاں کی سرزمین
ہے اوسنے تو یہ کہا لیکن ایک تڑاقا ہوا اور ایک پتلی پیدا ہوئی ہاتھ میں چابک لیے اوسنے
کہا کہ بڑے میاں یہ عیار ایرج کا ہے اسکو پکڑ لو نبی النور شاپور یہ سنکر بھاگا اور دوڑ نکلا گیا
مگر وہاں بھی بڑے میاں ببر سوار چلے آتے تھے شاپور رکے تو حواس گئے اور اوسنے ببر پر سے
اوتر کے شاپور کے ایک چابک مارا اور پکڑ کی ببر پر ڈالکر طلسم میں داخل ہوا مرات جادو
باغ میں تھی یہ ببر سوار شاپور کو لیے ہوئے داخل ہوا مرات جادو نے پوچھا کہ ارے کسکو لایا
ہے اوسنے کہا یہ شاپور عیار ایرج کا ہے اوسی چہرا نے کو آیا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ کون ملک ہے اوسوقت
ایک پتلی پیدا ہوئی اوسنے کہا کہ یہ عیار ہے اوسکو پکڑ لو بس میں پکڑ لایا مرات جادو نے
یہ حال سنکر حکم دیا کہ اسکو قید کرو وہیں ہاتھوں میں ہتکڑیاں پانوں میں بیڑیاں گلے میں طوق
بغلوں میں خاردار لپو رانوں پر جوڑے فولاد کے اور بازوں پر جوڑے فولاد کے کمر میں
زنجیر ڈالکر قید سخت میں گرفتار کیا ببر سوار تو چلا گیا اور مرات جادو نے شاپور سے کہا کہ کیوں او
موئے تو شہزادی کو چھڑانے آیا تھا شاپور نے کہا کہ ملکہ پیٹ بڑی چیز ہے میں نوکر ہوں اوسکا نہ
آتا اگر اوسکی رہائی کو تو کیا کرتا مگر اب آپ کا تابعدار ہوں اس سے کچھ کام نہیں مرات جادو
نے کہا ارے موئے تو مجکو دم دیتا ہے یہ باتیں ہی تھیں کہ ابرک جادو رومال میں سر باندھے ہوئے لیکر آئی
اور مرات کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ لیجئے ساری جنس آپ کے دشمن کا سر لائی ہوں مرات نے
یہ سنکر حکم دیا کہ اسکو کنگوری پر چڑھا دو شاپور کا تو دم نکلتا دل میں کہتا تھا کہ جسکے واسطے یہ
عیاری کی تھی وہی مارا گیا پھر اب زندگی کی کیا حلاوت ہے اور مرات جادو نے کہا کہ یہ عیار بھی ویسا ہی

ایرج تم تو نے سر کاٹا ہے تو اسکا بھی سر کاٹ ابرک یہ سنکر شاپور کو بیچلی راہ مین شاپور نے کہا کہ اے
ملکہ مین تمہارا غلام و فرمانبردار ہون تمہارے گھر کا کام کاج کرونگا مجھکو چھوڑ دو ملکہ ابرک جادو
ہنستی جاتی تھی اور کہتی ہے کہ اے شاپور کیون گھبراتا ہے محبت کا یہی مزا ہے جو حالت اسکی ہوئی وہی
تیری بھی ہوگی اب شاپور سمجھا کہ ایرج زندہ ہے جب تو یہ کہتی ہے کہ جو حالت اوسکی ہوئی وہی
وہی تیری بھی ہوگی غرض جب یہ مکان مین آئی شاپور نے دیکھا کہ ایرج پلنگ پر بیٹھا ہے
اسمین ابرک نے کہا کہ اے شاپور مین ایرج پر عاشق ہون سن ابرک جادو کا ساڑھے چار سو
برس کا ہے سحر کے سبب سے پندرہ سولہ برس کی بنی ہوئی غرض ابرک نے حکم دیا کہ کھانا لاؤ اوسی وقت
دسترخوان اگر بچھا اور خشکا دو سالن کے پیالے اور ماش کی تھوڑی دال اور کچھ چپاتیان
آئین ایرج نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیان کھانے کا ارادہ کیا اور دل مے کہا کہ یہ وہ مقام
ہے کہ جہان کچھ میسر نہوتا تھا شکر ہے کہ کھانا تو ملا اوسوقت ابرک جادو نے کہا کہ اے ایرج
جادو نے کہا کہ اے ایرج ہمارے ساتھ تم نہ کھاؤگے کہین عاشق اور معشوق نے الگ الگ
بھی کھایا ہے ایرج کی ناک مین بو بدبو آئی ایسی کہ جیسے سڑا ماس سڑ گیا بس ایرج کو نفرت
ہوئی کھانے سے طبیعت بھر گئی ایرج نے کہا میرا جی نہین چاہتا ابرک جادو نے کباب
اوٹھا لیا اور آدھا کھا کے ایرج کو دینے لگی اور کہا کہ اے میرے پیارے آدھا ہمنے کھایا آدھا
تم کھاؤ اوسنے کہا مین نہ کھاؤنگا اوسوقت اوسنے کہا ارے میوہ لاؤ لونڈیان جا کر انگور
رنگترے وغیرہ لیکر آئین ایرج نے وہ کھایا اور تھوڑا سا شاپور کو دیا پھر گلابی شراب کی آئی
اور ابرک نے کہا کہ لو صاحب ایسا نہو کہ ہمارے منھ کا کچھ لگ جائے ایرج نے کہا کہ خدا نہ کرے
بھلا تمھارے منھ کا کیا لگ جائیگا ابرک نے جو نشہ شراب کا ہوا ایرج کے گلے مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا اے جانی مین تجھکو بچا لائی اپنی جان کا خطرہ کیا ملکہ مرات جادو سنیگی تو مار
ڈالیگی اور تم ہمسے اختلاط بھی نہین کرتے ایرج نے کہا اسوقت مین فکر مین ہون ابرک
نے کہا تمکو کس بات کی فکر ہے تمام طلسم کی کنجیان میرے پاس ہین تم کیون فکر کرتے
ہو یہ کہکر ایرج کے گلے مین پھر ہاتھ ڈالدیا ایرج نے کہا ارے چل اختلاط کی خوبی مین تیرا کہنا
نہین مانتا ابرک نے کہا او خیرہ سر مین نے تیرا سر نہین کاٹا بچا کے اپنے گھر لے آئی کہ تو میرا مقصد

پورا کریگا تو یہ باتین کرتا ہے مین تجکو اب کب چھوڑتی ہون یہ کہکر تلوار لینے دوڑی وسوقت ایرج نے شاپور نے کہا کہ خدا کے واسطے اے شہریار جان بچایئے یہ کہکر سکھایا کہ آپ یہ کہیے گا کہ دریا کا کنارہ ہو شکار ماہی کھیلتے جایئے اور شراب پیتے جایئے کباب کہاتے جایئے جبھی اختلاط بھی خوش آتا ہی غرض جب وہ ابرک جادو آئی شاپور نے کہا کہ اے ملکہ یہ اسطرح کہتے ہین کہ دریا کا کنارہ ہو صید ماہی کرتے جایئن اور شراب پیتے جایئن اوسنے کہا کہ پھر یہ کیون نہین کہتے اور شاپور وایرج کو لیکر روانہ ہوئی ایرج نے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت لگے ہین دریا کا کنارہ ہے تخت بچھے ہین ڈونگے کوزے دھرے ہین اس تخت پر آن بیٹھے شکار کھیلنے لگے شاپور نے جو دیکھا تو ایک مرتبہ کچھ پانی مین اچھلا اور ایک جانور نکل کے اوڑگیا شاپور چھوٹا ہوا تو تھا ہی کسی سے اسنے کچھ نہ کہا اٹھکر ایک جھنڈی مین چھپ رہا لیکن وہ جو اچھلی تھی مچھلی سحر کی تھی بس وہ مرات جادو کے پاس گئی اور اوس سے کہا کہ اے مرات جادو دریاے سحر پر ابرک جادو ایرج کو لیے بیٹھی ہے مرات نے کہا ارے کیا کہتی ہے وہ تو سر کاٹ لائی تھی مچھلی سحر نے کہا چلو دیکھ لو مرات جادو پرواز کرکے چلی جاکے جو اوسنے دیکھا تو ایرج کو شکار کھیلتے ہوے پایا بس اونکے روبرو ابرک کے جاکر کہا کہ اری چڈو یہ تو عیش کرنے اپنے دھگڑے کو لائی تھی ابرک نے کہا پھر ابھی تو میرا مطلب پورا نہین ہوا مرات نے یہ سنکے ابرک کو مار ڈالا اور ایرج کو لیکر چلی شاپور دیکھ رہا تھا وہ بھی پیچھے روانہ ہوا مگر وہ چلی گئی اسکو پتہ نہ ملا آخر ایک درہ کوہ مین آکر بیٹھا اور مرات ایرج کو لیکر باغ مین آئی اور وہان قید کیا کہا صبح کو قتل کرونگی کتاب سامری مین دیکھا اوسمین لکھا تھا کہ تم اسکو قتل کرسکوگی اوسنے کہا مین آج رات کو پہرا چوکی دونگی کنیزون نے کہا اسکو کسی پنجرے مین بند کر دیجیے ہم پہرا دینگے آپ آرام فرمایئے یہ باتین تھین کہ یکایک خبر پہونچی زیور جادو تمھاری بھانجی آتی ہین چنانچہ چالیس حبشی اوسکے ہمراہ تھے اوسنے آکر تسلیم کی اور کہا خالہ جان مینے سنا تھا کہ آپ کچھ آزردہ ہین اسلیے مین آئی ہون کہ آپ کو راضی کرون اور زیور نے پھر کر جو دیکھا تو ایک نوجوان کو بیٹھے پایا پوچھا کہ خالہ جان یہ کون ہے مرات جادو نے سب احوال بیان کیا اور کہا مین پہرا دونگی اور صبح کو اسے قتل کرونگی زیور نے کہا تم کاہیکو بے آرام ہو لاؤ مجھے دو

مین لیجاؤن غرض بہت کچھ تکرار کر کے زیور اوسکو اپنے ساتھ لیگئی اور اپنے باغ مین لیجا کے
بٹھلایا لیکن شاپور جس درے مین بیٹھا تھا اوسی راہ سے لیکر نکلی تھی شاپور پیچھے چلا تھا ایک
زنڈی بنکے آیا زیور جادو ایرج کو بٹھا کے باہر آئی تھی شاپور نے مجرا کیا اور ایک خوشہ انگور
کا دیا کہا ملکہ مرات جادو نے یہ دیا ہی زیور جادو نے انگور اوٹھا لیے کچھ دانے آپ کھاتے
تھوڑے لوگونکو بانٹ دیے اور ہاتھا وس زنڈی کا پکڑ کے کہا چلو دیکھ لو میں نے ایرج کو کس مقام
پر قید کیا ہے شاپور کو لیکے اندر گئی انگور تو کھا چکی تھی نشہ ہوا چکر آیا چھینک مار کر تڑاق سے
گر پڑی شاپور نے خنجر نکال پکڑ کے چوٹا سر کے دو ٹکڑے کیے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی مکان
باغ سب اوڑ گیا غل شور آندھی اوٹھی شاپور نے ایرج کی قید کاٹی کہا شہریار اس اندھیرے
مین نکل چلیے یہ کہکے ہاتھ ایرج کا پکڑ کے شاپور روانہ ہوا کہا شہریار تھوڑا طلسم کو اب خدا کرے
جلدی یہان سے چلنا ہوئے اور مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ملکہ زیور جادو ماری گئی
ایرج نہین معلوم کہان گیا مرات جادو کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا ارے بڑا غضب ہے
مین سمجھی تھی کہ فقط ایرج آیا ہے لیکن عیار بھی آئے ہین جتنے جادوگر کھڑے تھے سب سے
کہا کہ جو ایرج کے عیار کا سر لائے گا نہال کردونگی سیکڑون جادوگر تفحص کو ایرج اور
شاپور کے روانہ ہوے اور ایرج و شاپور ایک جگہ آئے تھوڑی رات جو باقی
تھی وہ گذر گئی گریبان سحر چاک ہوا نماز پڑھکے ایرج نے دعا کی الہی سوا تیرے کون مدد
کرنے والا ہے تو کریم ہے رحیم ہے شاپور سے ایرج نے کہا اے شاپور جیسے کنتھا گھر سے
دیسے رہے بدیس کسی گانون اور کسی باغ مین چلکے رہیے تھوڑی جو رات تھی وہ گذر گئی اب
یہان گذارا نہین یہ کہکے ایرج اور شاپور چلے جبکہ تھوڑی راہ طے کی ایک دیوار باغ نظر آئی لیکن
دروازہ بند ہے یہ نزدیک گئے اور شاپور سے ایرج نے کہا آواز لوگون کے بولنے کی آتی
ہے پھر بند کیون ہے شاپور نے کہا اکثر باغبان دروازہ بند کر لیتے ہین اسواسطے کہ آپ تو
کام مین رہتے ہین کوئی آکے کچھ توڑ نہ لے ایرج نے چول مین ہاتھ دیکے دروازہ اوکھیڑ ڈالا
اور اندر داخل ہوے دیکھا باغ بہت آراستہ ہے گل مہندی کے تختے کھلے ہوے ہین گرد انگور
کی دار بست ہے کیلے لٹکتے ہین انار کو دار نگترے لگے ہوے ہین مکان سجے ہوئے ہین چار کونون

چار برج ہین چار بنگلے ہین باغبان سونے روپے کے بیلچے کھرپیان لیے ہوے روش بندی
کرتے ہین ہاتھون مین سونے کے کڑے گلے مین ہنسلیان دھوتیان بندھی ہین گلے مین جنیو
پڑے ہوے کمر مین زنجیرین روپے کی ہین وہان ایک باغبان نے سلام کیا ایرج کو دیکھے
پہلے ہنسا پھر رو دیا شاپور نے کہا تو نے ہنسکے جو رو دیا اسکا کیا سبب ہے باغبان نے کہا
تمکو اس سے کیا مطلب ہی خیر تم سیر کو آئے ہو سیر کرو شاپور نے کہا بھائی تم رحم دل معلوم
ہوتے ہو تم نہ کسی کے دوست ہو نہ دشمن کچھ تو سبب ہی کہ تمنے رو دیا باغبان نے کہا اسے
عزیز بغیر بوجھے مرات کے جو یہان آتا ہے پھر نہین نکل سکتا دوسرے نے کہا دروازہ تو بند تھا
یہ کیونکر آئے جاؤ دیکھو باغبان نے جا کے دیکھا تو دروازہ ٹوٹا پڑا ہے آ کے پوچھا صاحبو تم جو
آئے دروازہ بند تھا یا ٹوٹا ہوا تھا یا تم توڑ کے آئے ایرج نے کہا ہم جھوٹ نہین بولتے
باغ کی سیر کو جی چاہتا تھا تمھاری آواز سنی اور دل چاہا کہ سیر کیجیے دروازہ بند پایا ہمنے جول
کو جو اکسایا کچھ جول سڑ گئی تھی دروازہ گر پڑا شاپور نے کہا شہریار چلو نکل چلین ایسے
مین دروازہ ٹوٹا ہوا ہے ایرج نے کہا اچھا یہ کہکے چلے دیکھا کہ دروازہ ہی لیکن جب
نزدیک پہونچے دروازہ نہ معلوم دیا دیوار کھنچی ہوئی تھی اسیطرح سے چار طرف پھرے دروازہ
نہ ملا شاپور بحر فکر و دریاے حیرت مین غرق ہی کہتا ہی اے شاپور تو نے بڑی بڑی عیاریان کین
یہان آکے گھبرا گیا اور ایرج کو یہ طلسم اول تھا اسمین وقت دوپہر کا آیا سب باغبان ایکدرخت
سایہ دار کے تلے آ بیٹھے اور آپسمین کہتے ہین تو جا ایک کو ایک کہتا ہی کہ تو جا وہ کہتا ہی کہ
تو جا شاپور نے دیکھا کہ کچھ باتین ہو رہی ہین پس اسنے کہا تم کہان جانیکو کہتے ہو باغبان نے
کہا کچھ پروا نہین ہی ہم جا کے ملکہ مرات جادو کو خبر کرینگے شاپور نے کہا بڑا غضب ہوا وہ ضرور
آئیگی اسمین ایک باغبان نے کہا مین جاتا ہون اور اٹھکے ایک برج پر گیا وہان ایک طاؤس تھا
اور موتیون کا مالا دھرا ہوا تھا باغبان نے جا کے وہ مالا طاؤس کے گلے مین ڈالدیا وہ طاؤس
باغبان کو لے اڑا اور مرات جادو جہان بیٹھی تھی اور کہتی تھی کہ مینے شیشہ جادو کو اژدر کے
منہ مین ڈالدیا زیور جادو یون ماری گئی کیا بلا کی طلسم پر آفت آئی ہے کہ وہ باغبان جا پہونچا
مجرا کیا مرات جادو نے پوچھا ارے خیر تو ہے عرض کی کہ دو شخص باغ سحر مین آئے ہین جیسے

دریافت کیا تو ایک ایرج ہے اور دوسرا شاپور ہے دروازہ باغ کا توڑ کے چلے آئے اب نکل نہین
سکتے ہین مین خبر کو آیا ہون مرات جادو نے کہا اے اختر جادو و عتاب جادو تم ہمارے ساتھ
چلو ہمارے قیدی کہان جا سکتے ہین ہم پکڑ لائینگے اور تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جبکہ نزدیک
باغ کے پہونچی لکے ابر کے معلوم دینے لگے ایرج و شاپور باغبانون سے باتین کر رہے تھے
شاپور کو خیال آیا کہ وہ باغبان گیا ہوا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی یہ سوچ کے دو باغبان بچون کو
بلا کر کہا ارے ایک خوشہ انگور کا مین دیکھ آیا ہون تم چلکے توڑ دو باغبانون نے کہا ہم نہین
توڑ سکتے تمکو ممانعت نہین ہے تم جا کے آپ توڑ لو شاپور نے کہا میان ہم آپ توڑ لینگے لیکن
تم ہمارے ساتھ چلو تم کھڑے رہنا مین توڑ لونگا غرض بہت سی حجت کر کے دو باغبان کو لے گیا
جسوقت انگور کی تاک کے تلے پہونچے ایک بیضہ بیہوشی دونون پر مارا دونون گر پڑے شاپور
نے ایرج کو اشارے سے بلا کے کہا اے شہریار زندگی کی کسی صورت نظر نہین آتی ان دونون کا
بھیس بدلے دیتا ہون ایک کی صورت مین ہون ایک کی صورت آپ بنیے اور آپکو معلوم ہے کہ عمرو
عیار جو صاحبقران کو کہتا تھا وہ قبول کرتے تھے آپ بھی میرا کہنا قبول کیجیے چنانچہ ایرج کو
بصورت باغبان بنایا مگر ایرج نے کہا شاپور مین زنار نہ پہنونگا کہا شہریار حق تعالے کو دریافت
ہے کہ جان بچانے کے لیے پہنتا ہے اور یہ توتا گاہے اور جان بچانے کے واسطے قسم کھاتے
ہین جھوٹ بولتے ہین معاف ہے شاپور نے زنار کو دو تین جگہ سے توڑ کے گانٹھ دیکے پہنا دیا
اور اپنی صورت باغبان کی بنا کے اور دونون باغبانون نے جو بیہوشی کی باندھ کر بھوسے
مین گاڑ دیا پھر آئے شاپور نے کہا اے شہریار مین تمسے پوچھتا جاؤن آپ جواب دیتے چلیے
چنانچہ کہا شاپور نے کہ بھائی یہ آدمی تھے یا کوئی ساحر تھے کون تھے کہ غائب ہو گئے یا آسمان
پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے ایرج کو جھوٹ بول نہ آتا تھا کہے تو کیا کہے کہا بھائی شاپور
مجھ سے تو جھوٹ نہین بولا جاتا شاپور نے کہا تم پوچھو مین کہونگا ایرج نے پوچھنا شروع کیا
شاپور نے کہا ہان بھائی بڑے تعجب کی بات ہے نظرون سے غائب ہو گئے ہین نہ معلوم آسمان
پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے باغبانون نے کہا ارے کیا ہوا شاپور نے کہا ارے میان
وہ تو اڑ گئے ایکبارگی سامنے سے غائب ہو گئے وہ جوالی کا درخت ہے اوسپر کچھ کھٹکا سا

معلوم دیا تھا پھر نہیں معلوم کیا ہوا دو ایک باغبان نے کہا کل بھی کچھ آدمی درخت پر
معلوم ہوئی تھی ایک باغبان نے کہا اگر ملکہ پوچھینگی تو کیا کہینگے اوروں نے کہا ہم کہدینگے کہ دیکھے
نہیں ہونگے یہ باتیں تھیں کہ ملکہ مرات جادو باغ میں آئی اور باغبان سب نے مجرا کیا وہ باغبان
جو خبر کو گیا تھا وہ بھی اوسی برج سے اترا ملکہ مرات جادو نے کہا ارے وہ دو شخص جو آئے تھے
وہ کہاں ہیں کس مکان میں ہیں ایک نے کہا صاحب ابھی اسطرف گئے ہیں مرات جادو نے کہا
جاو ڈھونڈھ لاو سب باغبان مع ایرج و شاپور ڈھونڈھنے کو گئے لیکن کہیں نہ پایا آکے کہا ملکہ
وہ تو نہیں ملتے کہیں نکل گئے مرات جادو نے کہا ارے احمق ہو آج تک یہاں سے کوئی نکلا بھی ہے
ارے ڈھونڈھو تو غرض سب مکان کوٹھے تہ خانے ڈھونڈھے گئے پتا نہ لگا ملکہ مرات جادو نے
کہا ان سب کی مشکیں باندھ لو میں لیجاونگی یہ کہکے کہا ارے بھلا وے کہاں جائینگے میں ایسی تدبیر کرونگی
کہ تڑپ تڑپ کے مارے پیاس کے مرجائیں یہ کہکے جو سحر کیا تالاب کنوئیں کا پانی خشک کر دیا اور
باغبانوں کو لیکے اپنے مکان پر چلی آئی لوگوں نے پوچھا ملکہ انکو کیوں باندھ لائیں انکی کیا تقصیر ہے
مرات جادو نے کہا حقیقت انکی کچھ تقصیر نہیں ہے لیکن میں سزا دینے کو لائی ہوں کہ رات کو ہوم کرکے
سحر کرونگی یہ سب اپنے دل کا احوال کہدینگے شاپور نے کہا اب پکڑے گئے مفت جان بھی
جائیگی شاپور نے کہا ملکہ ہمتو باغبان ہیں بھاگ کے کہاں جائینگے کچھ تقصیر نہیں گناہ نہیں کیا
کہ ہم ڈریں ہماری مشکیں کھول دیجیے ہم حاضر ہیں آخر عتاب جادو نے کہا انکی مشکیں
کھول دو لیکن خبردار کہیں جانا شاپور و ایرج فکر میں ہیں کہ انکی آنکھ بچے تو نکل جائیے اور
قاسم و طوفان شاہ بیٹھا ہے کہا اے سیارہ بن عمرو کئی دن ہوئے کہ گوشت نہیں میسر ہوا تھا اشتہا
بھی چاہتا ہے کہیں شکار ہوئے تو شکار کریں سیارہ بن عمرو نے کہا میں خبر لاتا ہوں یہ کہکے روانہ ہوا
تھوڑی دور جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ میں کچھ نیل گائیں کھڑی ہیں لیکن بہت سی ہیں سیارہ
یہ دیکھ کے آیا اور کہا قاسم مرکب پر سوار ہوا اور کئی نیل گاو شکار کرکے خیمے میں لے آیا
کباب طیار ہونے لگے اور اس جنگل کا محافظ جادوگر تھا وہ مرات جادو پاس آیا مجرا کیا عرض کی
کہ حضور نے شکار کی نیل گائیں روکی تھیں قاسم باپ ایرج کا شکار کرکے بہت سی گائیں
لے گیا مرات جادو نے کہا ای آفت چشم جادو تم جاؤ اور سب کو غارت کر دو اور

قاسم کو پکڑ لاؤ مین قید کرونگی آفت چشم نے کہا حکم ہوئے تو سوا سو لونڈی جن کے لونڈی
لیجائے مرات جادو نے کہا اچھا چنانچہ لونڈیان چپکے لیچلی ادہی غل مین ایک لونڈی کی صورت
بنکے شاپور چلا گیا لیکن ایرج رنڈی نہ بنا اس طرح نکل گیا باہر نکلکے ایرج نے شاپور سے کہا
بھائی تم عیاری مکاری سے بنتے ہو مجکو آتی نہین لو خدا حافظ مین تو اس پہاڑ کے درے مین
جاتا ہون شاپور نے کہا شہریار تڑپ کر مر جائیگا یہ فوج تمھارے باپ کی قتل کر نیکو جاتی ہے
آپ ادہر جاتے ہین تو ذرا ٹھہر جاؤ ایرج نے کہا مجکو کسی سے کچھ کام نہین ہے مین تو جاتا ہون
یہ کہکے چلا گیا شاپور نے کہا ارے اب زندگی ناحق ہو تو بھی جی کے کیا کریگا بھلا یہان تو ایک نام
کر دے کہ سوا سو لونڈی کو لیسے مکان پر غارت کر دے مع آفت جادو کے کہ مرات جادو
حیران رہجائے قلعہ چھوڑ دے آفت چشم جادو نے ایک بارگاہ کھڑی کی تھی شاپور جو آگے
جاکے دیکھتا ہو تو لونڈیون کے بیچ مین بیٹھی ہے سحر کی تیاری ہو رہی ہے سیندور گوگل لوبان جل رہا ہے
جا بجا آگ پڑی تھی شراب جل رہی تھی سحر جگانے تھے شاپور الگ جاکے مٹھائی کچھ دونون
مین لگا کے ایک بڑی سی ٹوکری مین رکھکے آیا دستک دی آفت چشم جادو نے کہا ارے
تو کون ہے کہا ملکہ مرات جادو کی کنیز ہون آفت چشم نے کہا بی تو چلی آ تجکو کسنے روکا
کیا کوئی منع ہے یہ سنکے شاپور وہ مٹھائی لیکے اندر گیا آفت چشم نے سر سے پانون تلک دیکھا
اچھی باتین کرنے لگین شاپور نے کہا ارے تم کیا باتین کرتی ہو ملکہ مرات جادو بیٹھی
تھین کچھ ڈولیان باغبان لائے تھے کہین سے مٹھائی آئی تھی مجسے کہا مینے آفت چشم کو
بڑے کام پر روانہ کیا ہے تو یہ پہونچا آ تو مین لیکے آئی ہون آفت چشم نے کہا تو ملکہ کے پاس ہی
سے آئی ہے اور ہاتھ پکڑ لیا کہا سچ بتا کسنے بھیجا ہے آفت جادو نے ایک دہول ماری
اور کہا اری ملکہ نے ہمسے کہہ دیا تھا کچھ کھانا نہین اور وہ چیز کھلائی تھی کہ تین روز تلک
بھوک پیاس نلگیگی سچ بتا دے کہ کسی دشمن کے پاس سے آئی ہے یہ سنکے شاپور خوب قہقہہ
مارکے ہنسا ایسا ہنسا کہ سب ہنسنے لگے کہا اری آفت تیرے صدقے تیرے
قربان تم ہماری سنگھی ہو ملکہ نے فقط امتحان تمکو بھیجا تھا آفت کی خاطر جمع ہوئی اور اپنا سحر تیار
کرکے جگا کے آسکے کو چلی شاپور نے کہا آفت اگر تم کہو تو ہم بھی ساتھ چلین اب کیا کرین

ملکہ پاس جاکے آفت کی خاطر جمع تھی کہا اچھا ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے چلی جاتے جاتی ایک بیابان مین پہونچی سوا سو لونڈی ایک طرف چلی جاتی تہین آفت شاپور کا ہاتھ پکڑے الگ سب سے چلی جاتی تھی قضائے کار ایک غار راہ مین ملا جبکہ برابر غار کے پہونچی برابر سے شاپور نے کمند کے حلقے مار کے اوس غار مین گرا دیا پہلے تو ارادہ کیا کہ سر کاٹ ڈالے پھر کہا کہ دار و گیر کی آواز ہوگی بہتر نہین ہی بیہوشی دیکے اوسی غار مین ڈال دے غرض بیہوش کرکے غار مین اوسنے ڈال دیا اور آپ اوسکی صورت بنکے غار کے باہر نکلا لونڈیان تعجب مین تھین کہ بی بی ابھی نہین آئین کدھر گئین کہ سامنے سے جاکے پوچھا ارے تم کیا دیکھتی ہو کہان بی ہم تمکو دیکھتے تھے شاپور نے کہا ارے لونڈیو ہمتو اقرار کرآئے ہین کہ راہ مین کچھ کھانے کے نہین لیکن ابھی سے کلیجہ ملا جاتا ہی اور پیاس معلوم دیتی ہے لونڈیون نے کہا بلاؤن سحر مین یہ کونسا سحر ہے کہ کچھ کھانے پینے کے نہین ملکہ ہماری بھی بُری حالت ہے کسی نے ہمکو پیاس لگی ہو کسی نے کہا بھوک سے بُری حالت ہے ملکہ نے کہا یعنے شاپور نے کہ کچھ تدبیر کیا چاہیے ایک مرتبہ جو دیکھا کہ دو زمیندار چار بیل شکر کے لیے آتے ہین شاپور نے کہا ارے لونڈیو اگر انکو لاکھ روپے قیمت شکر کی دوگی تب بھی یہ زمیندار اس جنگل سنسان مین ہرگز نہ بیچین گے تم سحر کرکے انکو مار ڈالو اور شکر کا شربت بنا کے سب پیو۔ لونڈیان دوڑین اور سحر کرکے اونکو مار ڈالا اور بیل شکر کے ہمراہ اپنے لے آئین ایک جھیل پر جاکے بیلون پر سے جیرہ اوتار کے شاپور نے اپنے ہاتھ سے شکر کا شربت کیا تمام بیہوشی ملائی اور کہا ارے لونڈیو کوئی پیالہ آبخورہ نہین ہے تین تین چلو سب پیو سوا سو لونڈی آن گرین چرچڑے ملک کو دھوکے پی گئین بعد ایک گھڑی کے چکر آیا ایک ایک چھینک آئی تڑاق تڑاق بر زمین افتادہ ہوئین شاپور نے خنجر نکال کے سر کاٹنے شروع کیے دار و گیر کی آواز موافق اپنے اپنے سحر کے بلند ہوئی جبکہ دو تین سر رہ گئے آفت چشم کی غار مین آنکھ کھلی بیہوشی رفع ہوئی باہر نکلے دیکھا کہ لونڈیان نہین ہین ایک مرتبہ بھاگی راہ وہی تھی قدم مارے چلی جاتی تھی یہان شاپور سبکا سر کاٹ چکا ہر ایک جادوگرنی کا سر کاٹنے کو باقی رہا ہے کہ آفت چشم جادو جا پہونچی شاپور نے دیکھا فی الفور روغن عیاری ملکے اور اپنے گلے مین خنجر ذرا چبھو کے کسب مین پڑ گیا آفت چشم نے پاس آکے دیکھا کہ سوا سو لونڈی سر کٹی پڑی ہے ہاتھ پر ہاتھ مارا ایکبارگی نام لیکے رونے لگی ہائے

چلائی ہاے ڈھمکی ہاے اکی دیکھتے دیکھتے وہان پہونچی جہان شاپور پڑا تھا دیکھا کہ سر نہین کٹا
ہی کہا ای جمشید و سامری تیرے صدقے تیرے قربان اس لونڈی کا سر نہین کٹا یہ جیتی ہی اور پاس
بیٹھکے کلیجے پر ہاتھہ رکھا کہا ارے شکر ہے جیتی ہی سر اٹھاکے گودی مین رکھا شاپور نے آنکھ کھولکے
پھر بند کرلی ملکہ نے کہا ارے لونڈی مین ہون آفت چشم تو آنکھین کھولدے خیر تیرا جینا غنیمت
ہوا ان سبکا بدلا جلکے قاسم کے لشکر سے لونگی شاپور نے آنکھین کھولدین ملکہ نے پوچھا اونے
سب احوال کہا کہتے کہتے کہا ارے وہی آتا ہی جسنے مارا تھا آفت چشم پھر کے دیکھنے لگی دیکھنے
کی ساتھہ ہی کمند کے حلقے مارے چھاتی پر چڑھ کے خنجر نکال کے سر کاٹ ڈالا آواز آئی کشتی مرا
کہ نام مین آفت چشم جادو بود ایک آندھی اوس غل مین شاپور تو نکل گیا مرات جادو
کو خبر ہوئی کہ آفت چشم مع سوا سو لونڈیون کے ماری گئی یہ سنکر حیران ہو گئی اور کہنے لگی اے
مرات جادو عجیب طرحکا مقدمہ پڑا اگر غافل بیٹھتے ہین تو طلسم غارت ہوتا ہی اگر تونے لڑائی
ڈالی تو تمام عمر لڑائی پڑی رہیگی اے مرات جادو تدبیر یہ ہے کہ ایک سوار طلسمی کو بارہ
ہزار سوار سے لقا کے پاس روانہ کر کہ صاحبقران کا لشکر غارت کرے قاسم اور ایرج یہان
آئے ہین طلسم مین اونسے لڑائی ہوئی وہان دس سوار سے لڑائی ہو وہ دونون کو غارت کر دے
خداوند لقا سے رسوخیت ہوگی اور خداوند خوش بھی ہونگے ایک ہی مرتبہ سب کا کام تمام
کردے بس اسنے سوار خیل زور بدن کو بلایا اور کہا کہ اے سوار طلسمی ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ تم جانتے ہو کہ خداوند لقا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور اب سامنا خدا بے ستون سے
پڑا ہی تم حضور مین لقا کے جاؤ اور کام خدا بے ستون کا تمام کرو غرض اوسنے سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار
سے خوب سمجھا کے روانہ کیا اور ملکہ مرات جادو نے ساحرون نے حکم کیا کہ جس گانون مین پا جس
ہر تمام پر ایرج و شاپور جس کسی کے ہاتھہ لگین پکڑ لاؤ ہمارے پاس ہم اوسکو نہال کر دینگے
اور جس کسی نے چھپا رکھا ہوگا اوسکا گھر مع عیال و اطفال غارت جائیگا یہ خبر چار طرف ہو گئی
چنانچہ ایرج شاپور سے جدا ہو گیا اور ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھا تھا چنانچہ تمام رات وہی
پہاڑ کے درہ مین یہ رہا جبکہ مثل مرض رات گھٹنے لگی اور آفتاب تابان جوبن سے چمکا نظم
جمال صبح چمکا بھینا بھینا + ہوا سر دے سوکھا پسینا + گل بستر نے بوے رخصتی دی

بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی + ایرج نماز پڑھ کے ایک سمت کو چل نکلا تھوڑی سی راہ طے کر کے
ایک بیابان مین ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان پچاس ساٹھ درخت گنجان تھے اور اونپر عجیب
طرح کے جانور بولیان بول رہے تھے ایرج کو وہ بولنا جانورون کا نہایت خوش آیا
درخت کے نیچے جا کے دیکھا تو رنگ برنگ کے جانور ہزار ہا بول رہے تھے اور ایک کنوان
اوس مقام پر تھا کہ اوسکا تمام چبوترہ آئینہ کا تھا اور پٹرا بھی آئینہ کا لگا تھا مگر بند تھا ایرج
وہان بیٹھ گیا اسوقت ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ اسکی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ چار ہنڈولے کھڑے ہین اور اونپر تیس تیس چالیس چالیس عورتین زیور پہنے
ہوے بیٹھی ہین ایرج وہان سے آگے چلا اسلیے کہ یہ طلسم کا کارخانہ ہے ایسا نہو کہ کسی آفت
مین گرفتار ہو جاؤن ان عورتون نے کہا بھلا ایجوان ایسے مقام پر آ کے کوئی جاتا ہے
بیٹھو سیر کرو یہ وہ کہہ رہی تھین کہ ایک مرتبہ آواز نقارہ کی آئی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک
عورت ادھیڑ سفید پوش محمودی کی چادر اوڑھے ہوے تخت پر وہان اوتری پریزادین
نکلین اور فرش کر گئین وہ عورتین اوس فرش پر جا بیٹھین پھر اوس کنوین مین سے سات
رنڈیان نکلین کسی کے ہاتھ مین سارنگی کسیکے ہاتھ مین طبلہ کوئی مرچنگ لیے کوئی تال کی
جوڑی لیے ہوے آئین اور جا کے ناچنے لگین تمام جنگل مین سناٹا ہو گیا چرند و پرند
اپنے مقام پر سب جھومنے لگے ایک عورت نے کہا کہ ایجوان ہماری بی بی نہایت رحمدل
ہے نہ کسی سے بغض ہے نہ بیر تم چلو بیٹھکے گانا سنو ایرج محو ہو رہا تھا فرش پر بیٹھکے گانا
سننے لگا جبکہ گانا ہو چکا وہ ساتون کنوین مین چلی گئین اوس عورت نے کہا ای شخص
معلوم ہوا تو ہی شکستہ کنندہ طلسم ہے ایرج نے کہا طلسم توڑنے کو آیا ہون اوس عورت نے کہا
ارے احمق اگر دو چار ہزار ہون تو طلسم نہ توڑ سکینگے لیکن ایرج سحر مین گرفتار ہو گیا ہے جب
اوٹھنے کا ارادہ کرتا ہے جی نہین چاہتا ہے کہ اٹھ جائے اوس عورت نے کہا تمنے گانا نہین سنا
ہمارے طایفے خوب گاتے ہین سنو یہان کی مالک مرات جادو ہے ہمین نہ مرات جادو سے
کام ہے نہ طلسم سے کام ہے میرے گھر چلو گانا سنو اگر طلسم تم توڑو گے تو ہمسے ملاقات کھنا یہ کہکے
اپنے مکان پر لیچلی دس بیس قدم چلا ہے کہ ہوا آئی ایرج کی آنکھہ بند ہو گئی بعد ایک گھڑی کے

جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان ہی بڑی تیاری کا دروازہ کھلا ہوا ہے طبلے کی آواز آتی ہی چھت پردے
تمامی کے لگے ہوے ہین آٹھ سو نو سو لونڈی کھڑی ہن جبکہ باغ مین داخل ہوے لونڈیان
روبرو سے ہٹ گیئن ایرج نے آگے جا کے دیکھا کہ ایک تخت پر مرات جادو بیٹھی ہے
ایرج حیران ہو گیا مرات جادو نے دیکھا اوس جادوگرنی نے مجرا کیا کہا ہی ملکہ مرات جادو
یہ بیابان طایران مین پہونچا تھا مین پکڑ لائی مرات جادو نے کہا اے ملکہ سفید جادو یہ بڑا
زبردست ظالم ہے طلسم توڑنے کو آیا ہی سفید جادو نے کہا ملکہ دیر نہ کیجیے سر کاٹ ڈالیے
مرات جادو نے کہا میرا بھی یہی جی چاہتا ہے یہ کہکے کتاب جمشید و سامری منگا کر دیکھا
کہ ایرج کو گردن مارو لکھا ہوا تھا اے مرات جادو آج کی رات قید کرو کل سوا پہر دن چڑھے
گردن مارنا مرات جادو نے کہا ملکہ سفید جادو سحر راہ نہین دیتا اگر کہتے ہو سکے تو رات بھر
اپنے مقام پر لیجا کے قید کرو یہان رکھنا مناسب نہین ہے ملکہ سفید جادو نے کہا مین تمام رات
جاگتی رہونگی ملکہ سفید جادو تخت پر اپنے پاس بٹھا کے لیچلی اپنے مکان مین داخل ہوئی لونڈیان
بہت سی ایسی تھین جو اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتی تھین کتنون سرکار سے کھانا پکا ہوا مقرر تھا
سب اپنے اپنے کام کو روانہ ہوئین قضائے کار ادھر سے شاپور ایک عورت کی صورت
بنے ہوے آتا تھا دلمین کہتا تھا ای شاپور ایرج نے تیرا کہنا نہ مانا تجھسے الگ ہو گیا اگر کسی
آفت مین گرفتار ہوا تو بڑا غضب ہوگا چنانچہ کئی لونڈیان قہقہہ مارتی ہوئین شراب پینے کو
کلال کے گھر جاتی تھین آپس مین کہتی جاتی تھین کہ آب جو یہ گرفتار ہوا ہے کہین صبح کو سر
کاٹا جایگا تو طلسم کا کھٹکا سٹ جایگا لونڈیون نے دیکھا کہ لونڈی چلی آتی ہے کہا بھینا
تم بھی شراب پینے آئین شاپور نے کہا ہان مین بھی آئی ہون لونڈیون نے کہا بھینا ہمارے
ساتھ پھر چلو کل سے عذاب مین تھے آج فرصت ملی شاپور نے کہا بھینا طلسم مین کیا ہی
لونڈیون نے کہا تمکو نہین معلوم شاپور نے کہا مین کل سے شراب پینے کو گئی تھی لونڈیون
نے کہا ہماری بی بی ایرج کو پکڑ کے ملکہ مرات جادو پاس لیگئین تھین مرات جادو نے
کتاب مین دیکھا اوس مین معلوم ہوا کہ کل سوا پہر دن چڑھے قتل کرنا سو آج کی رات ہماری پاس
قید ہے کل گردن مارا جایگا شاپور نے کہا خوب ہوا پکڑا گیا وہ تو شکنندہ طلسم تھا ہمارا گھر غارت کیا

کیا چاہتا تھا یہ کہکے اونکے ساتھ ہولیا جبکہ شراب پی چکین ہمراہ اونکے مکان مین داخل ہوا دیکھا
کہ ایرج فولادی پنجرے مین قید ہی سامنے کے درمین پنجرا لٹک رہا ہے شاپور نے کہا بڑی ظالم ہے
ذرا رحم نہین ہی ایسے شکیل خوبصورت بہادر کو پنجرے مین قید کیا ہی اوسمین سفید جادو کو نیند
آئی حکم کیا کہ پلنگ پر جاتی ہون خبردار کوئی میرے پاس آئے اور ہاتھ سے پنجرا وتار کے
چھپر کھٹ کی چھت مین لٹکا دیا اور آپ لیٹ رہی اور شاپور آنکھ بچا کے برابر ایک صنچی تھی
اوس مین لیٹ رہا سفید جادو کروٹین لیتے لیتے اوٹھ بیٹھی دیکھا کہ ایک لونڈی لیٹی ہے
اوسکے ہاتھ پکڑ لیا کہا او حرامزادی تو چپکے سے آلیٹی ہے یہ کہکے رقعہ جمشید و سامری کا دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ ای سفید جادو نصیبا تیرا بڑا زبردست تھا یہ شاپور شیر دل عیار ہے جس نے
سوا سو لونڈیان مع آفت جادو مار ڈالین یہ دیکھ کے پکاری ای علامہ جادو- علامہ جادو
ہوم کر رہی تھی آواز سنکے چلی آئی سفید جادو کو مجرا کیا سفید جادو نے کہا اے علامہ جادو یہ وہ
شخص ہی جسنے آفت جیسی کو مع سوا سو لونڈی کے غارت کیا تم اسکو باہر لیجا کے گردن مارو علامہ
جادو ہاتھ پکڑ کے لیچلی شاپور نے پکار کے کہا کہ ای ایرج نوجوان ہم تمہارے چھڑانے کو آئے تھے
لیکن نصیبا ہیٹا ہو گیا تم تو قید ہوئے اور ہم دنیا سے اوٹھ چلے شمیر بہت شاپور جب باہر گیا
کہا اے علامہ جادو اگر تو مجکو ہماری مرآت جادو کے پاس لیچلے تو ایرج کو قسم دلوا کے طلسم
توڑنے کے لیے نکال لیجاؤن علامہ نے کہا ارے عیار تو مجکو دم دیتا ہی مین تمکو مار ڈالونگی وہ ہاتھ
پکڑ کے کھینچتی ہوئی لیچلی لیکن شاپور شیر دل نے اپنے دل مین کہا کہ ای شاپور تو اوس امیر کا بیٹا ہی
ہین تجھے نہ سحر کیا ہی تو مین جو گرفتار ہے او معاش سکے آنے کا پتلا نہ چلا جاتا ہی اسکا کیا سبب
ہے لازم ہی کہ کام اسکا تمام کرے سوچکے اوسنے کہا کہ اے ملکہ ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا ہے علامہ جادو
نے جو پھر کر دیکھا اوسنے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ منہ پر پڑا علامہ جادو کو چھینک آئی اور بیہوش
ہو گئی شاپور نے سجدہ شکر خدا کیا اور پٹی دار وے بیہوشی کی اوسکی ناک پر باندھ کے
پہاڑ کے درے مین ایک غار تھا اوسمین ڈالدیا اور اوسکی صورت بنکر کپڑے اوسی کے پہنکر دروازہ
پر باغ کے آیا کنیزون نے کہا کہ کیا شاپور کو مار ڈالا اوسنے کہا کہ مینے ایک پتھر مارا
بھڑوے کا سر پھٹ گیا کنیزون نے کہا مبارک ہو کہ شاپور کا کام تمام کیا سفید جادو

پوچھا کہ شاپور کو کیونکر مارا اوسنے کہا کہ بلالون پتھر سے مارا کہ اوسکا سر پھٹ گیا لیکن کہا اے سفید جادو مین نے عجب طرح کی خبر پائی ہی کہ کہین نہین دیکھی جمشید و سامری کی قدرت کا تماشا ہی ایک پھول گیندے کی صورت کا ہی کہ اوسکی اودی پتیان ہین اور سنہری تحریرین گھانس کی جھنڈی مین پانچ چار کلیون کا ایک پھول کھلا تھا مین توڑ لائی ہون اور عجب خوشبو آتی ہے سفید جادو نے کہا لے علامہ وہ کہان ہے علامہ نے ایک پھول وہی طرحکا اوسکو نکال کے دیا اوسنے اوسکو نکال کے دیا اوسنے اوسکو سونگھا بیہوش ہو گئی شاپور نے خنجر کھینچکر سر اوسکا کاٹ ڈالا صدا دار و گیر کی بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن سفید جادو بود لونڈیان جو ماش کے آنے کی تھین وہ تو گر پڑین اور جو اصلی تھین وہ لاش سفید جادو کی لیکر مرات جادو پاس آئین اور وہ پنجرہ فولادی ٹوٹ گیا مرات جادو نے حکم دیا کہ لاش اسکی میدان مین پھونک دو اور اب مین آپ پکڑ لاؤنگی پھر آپ ہی اپنے دل مین کہتی ہے کہ جاؤن یا نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین ہے اور وہان ایرج سے شاپور نے کہا کہ اے ایرج وہ سامنے سڑک معلوم ہوئی ہے ادھر چلو کیونکہ بغیر ہاتھ سے نوح طلسم کے طلسم فتح نہ ہوگا یہ کہکے اسی جانب روانہ ہوئے مگر وہ سوار طلسمی بارہ ہزار سوار سے کوہ عقیق گلنار سلیمانی مین پہونچا خبر لقا کو ہوئی کہ مرات جادو نے ایک سوار طلسمی آپکی خدمت کے لیے بھیجا ہے اوسوقت لقا نے بختیارک کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے شیطان درگاہ دیدی قدرت بختیارک نے کہا کہ کئی روز سے بارگاہ مین سناٹا تھا ایک آدھ قتل کرانے کو آپنے بلوایا لقا نے کہا کہ یہ سوار قدرت ہے کسکا مقدور ہے جو اسے قتل کر سکے اس عرصہ مین سوار طلسمی آ کر داخل ہوا بختیارک نے لشکر اوسکا اوتروایا اوسنے لقا کو نذر دی سجدہ کیا اور سات بار گرد تخت خداوندی کے پھرا کرسی بیٹھنے کو ملی جب یہ بیٹھا تو بختیارک نے کہا کہ تم مین یہ کیا وصف ہی اوسنے کہا کہ نہ کوئی تلوار مجھپر اثر کرتی ہے اور نہ کسی شخص سے کشتی مین زیر ہونگا لقا نے کہا کہ مینے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین بختیارک نے کہا کہ ہم تو جانتے ہین کہ تیرے یہ بندے سب کم زور ہین اور ادھر کے سب زور آور ہین غرض یہ باتین کچھ دیر رہین سوار طلسمی کئی روز تک آسودہ ہوا کیا ایک روز جب سر شام آنکھون مین لگا شل احسان کم ظرف دن گھٹا نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ مہر دامن میں چھپایا | سیاہی مثل زلف یار پھیلی
میان کوچہ و بازار پھیلی | سر شام حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ پر چوٹ پڑی

ہرکارون نے اگر امیر کو خبر دی یہان بھی نقارہ جنگی بجا دلاوران آگاہ و خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا ہتھیار صاف ہونے لگے دریاے شر و فساد جوش پر تھا دلون مین لڑنے کی موج اٹھتی تھی سپرین گرداب بنتی تھین تلوارین آبدار ہوتی تھین بہادر تلوار کے گھاٹ اوترنا چاہتے تھے خنجر کا پانی آج خون کا پیاسا تھا کہین تیغین صیقل ہوتی تھین کہین کمانین چلارہی تھین لشکر مین غلغلہ برپا تھا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ مرنے پر آمادہ لیس تھی چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ مزاج شمع مین سردی آئی اور مرغان سحر ہر طرف

نظم

چہکارے | سفیدی سی لباس شب مین پائی | زمانے کی ادھر سے آشنائی
کیا نور سحر نے گرم بازار | شب تیرہ ہوئی رخصت یہانتک | صبح کو امیر کشور گیر سعد

بن قباد کو لیکر روانہ ہوے لشکر گروہ گروہ انبوہ انبوہ سرق سرق سنجق سنجق علم علم حشم حشم میدان کارزار مین آئے گرد و غبار سے دنیا بھر گئی اس طرف سے لقا کی سواری آئی جھاڑی جھنڈی بیلدارون نے کاٹ کر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی آبروے ابر بہار کی کھودی صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب و جناح اگلا ہراول پچھلا چنداول آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کوتون کے لڑکے پیٹی بستانہ دو سرون پر باندھے کڑکا کہنے لگے اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی جب نقیب بھی کڑکا کہہ چکے تو اوسوقت صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آیا اور سوار طلسمی نے لقا سے اجازت لیکر میدان مین قدم بڑھایا اور پکارا کہ اے خداپرستان واے زبردستان تم مین سے جسے تمناے مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین ادھر سے قرامرز عاد مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اوسکے گئے اور ایک تگا وہ ماری کہ گھوڑا اسکا چھ سات قدم ہٹ گیا اور لاو تناہی مرکب اوسکا زور مین بڑھ گیا اوسوقت سوار طلسمی نے ایک سونٹا اوسکے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اسیطرح جسکی سو سردار بیہوش ہوکر گرفتار بلا ہوے دن بھر لڑائی رہی جب دن مثل حیا آنکھون سے چھپ اور شاہ شب نے اپنی زلف کو کھولا بیت

ردائے شام پھیلی جانب خاک ۔ ننگا ہونے لگے سامان افلاک

طبل آسایش بجوا کے سوار طلسمی پھر گیا اور جاتے ہی اوسنے پھر طبل جنگ بجوایا یہان بھی طبل جنگ بجا اور پھر تیاری جنگ شروع ہوئی اور چار پہر رات تیغین صاف ہوا کین کرہ کیت کرتا کہا کیے ہر شخص آتش بیچ مین فکرگیر ہوتے تھے کہ دیکھا چاہیے کل گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے ابیات

کہ حسن صبح نے جب منہ دکھایا ۔ لگیں آنکھوں سے نیندین موتی آیا
بنے اختر حیائے چشم جانان ۔ نظر آیا نظر سے سبکی پنہان

صبح کو امیر کشور گیر بعد توقیر فریضہ رب قدیر سے فارغ ہو کر جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر اور سب سرداروں کا مجرا ہوا لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون میدان کارزار کو گیا بادشاہ بھی مع صاحبقران اور سردارونکے جنگاہ مین آئے حسب دستور اوسی طرح صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب نقیب کنارے ہوے اوسوقت لقا بھی فوج لیکر میدان مین آیا تھا سوار طلسمی نے اوس سے اجازت لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور پھر نہیب دی کہ اے حذا پرستان ہر کرا تمنائے مرگ باشد بیاید بہ میدان ما یہ کہتا تھا کہ لشکر اسلام سے مغرجیون کے علمون کو جلوہ ملا اور جنوبی ہندوستانی و ترکستانیون کے بھی علم جلوہ دکھانے لگے امیر نے دیکھا کہ سبکی طرف علم جلوہ دکھا رہے ہین اور نقارے بج رہے ہین کہین ایسا نہو کہ آپس مین بگڑ جائے اور وہ اقتی سے نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس سوار طلسمی کو جیتا نجانے دینگے بس خود چاہا کہ واسطے لڑنے کے جائین آواز سم مرکب کے کڑاکے کی آئی اور دیکھا تو ایک سوار جواہر مین غرق گھوڑے کی کنوتی پر برچھا رکھے پیدا ہوا اور پکارا کہ ہان ہان اے حذا پرستان یہ شکار میرا ہے مین نہ تمہارا دوست ہون نہ لقا کا ہون مین تم دونون سے سمجھونگا امیر نے تو جانا میدان مین موقوف کیا اور اوس جوان نے کہا کہ اے لقا پرستو وہ حذا ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اگر لقا حمزہ سے نہین ملتا ہے تو میرے خدا کی پرستش قبول کرے بختیارک نے کہا کہ یہ کون جوان ہے اور کہان سے آیا ہے لقا نے کہا ایسی ایسی آوازین بہت آئی ہین اسمین لگا ورزنی ہوئی دونون طرف سو تما

پڑنے لگا اسکا سونٹا اوسپر اوسکا سپر اور ان سونٹوں سے چنگاریان اوڑنے لگین مانند تیغ
دو سونٹے سرخ ہوگئے اوسوقت قوان سونٹون کو پھینک دیا اور سوار طلسمی نے لقا کی طرف
تلوار ماری اوسنے سپر پر روکی اور اوس جواہر پوش نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود و دوالمہ زرہ توڑ
عرق جبین کو کاٹکر صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرکے زین و نمدہ مرکب کو کاٹکر
زیر تنگ تلوار نکل گئی آدھا ادھر آدھا ادھر بجتیا رک پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر
لقا وہ مارا اور وہ مرکب کو موڑکے سوار چلا امیر نے کہا کہ اے عزیز اشتیاق ملاقات کا ہے یہ سنتا
تھا کہ اوس جواہر پوش نے دستک دی کہ مرکب تو اوڑگیا اور وہ اشقر کے پاؤن پر گرپڑا امیر نے
اشقر سے کودکے سر اوسکا سینہ سے لگایا اور کہا یا صاحبقران مین لونڈی آپ کی ملکہ
حنظل جادو و مادر نرگسی چشم ہون جسنے اپنی دختر قاسم کو دی ہے امیر نہایت خوش ہوے
اور کہا یاروقسم ہے پروردگار کی کہ مین اس ملکہ سے بہت خوش ہون اوسوقت طبل و نقارے
بجنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ حنظل تم اپنی بیٹی کے پاس محل مین رہو اوسنے عرض کی
کہ اے شہریار آپ کے فرمانے سے آجکے دن تو مین یہان رہتی ہون لیکن بلیغ جادو زمین لشکر
پر آفت آیا چاہتی ہے مین جاتی ہون پھر جو آؤنگی تو رہونگی امیر نے کہا اچھا اپنی دختر سے تو
ملاقات کرتی جاؤ ملک قاسم تو گیا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ چلو بارگاہ مین وہان سب حال
کہینگے غرض طبل بازگشت بجا وہ بارہ ہزار سوار جو طلسم آئینہ سے آئے تھے اونسے کہا کہ
طلسم آئینہ کو جاؤ مرات جادو سے کہدینا کہ سوار طلسمی مارا گیا غرض لقا میدان سے پھرا
ادھر امیر حنظل کو بارگاہ مین لیکر آئے لشکرون نے کمر کھولی امیر دنگل نا دمبر پر لیٹے بارہ
بارہ پہلوان دنگل پر بیٹھے اور حنظل نے کہا کہ اے شہریار یہ سوار طلسمی تھا اگر سو برس بھی
آپ لڑتے تو مارا نہ جاتا امیر نے کہا آگے بھی ایک سوار آیا تھا اوسکو ایرج نے مارا
اب وہ طلسم آئینہ کو گیا اور اوسکے پیچھے قاسم بھی گئے ہین اسمین نرگسی چشم کو
خبر ہوئی کہ میری مادر نے آکر سوار کو مارا ہے اور بارگاہ مین بیٹھی ہین اوسنے آدمی بھیجا کہ جاکے
بلالاؤ آدمی آیا اوسنے آکر کہا کہ اے حنظل جادو آپکو آپکی بیٹی نے بلایا ہے امیر نے کہا جاؤ
نرگسی چشم سے ملاقات کرآؤ حنظل خیمے مین نرگسی چشم کے آئی اوسنے مجرا کیا

حنظل نے دیکھا کہ اسکی طبیعت کچھ مکدر ہے رنگ رخ سفید بال الجھے ہوے میلے ہین آنکھون
مین آنسو ڈبڈبائے ہوے ہین اور اوسنے کہا امان جان ایرج نوجوان طلسم آئینہ
کو گئے ہین انکے پیچھے آپ کے داماد بھی گئے ہین طلسم آئینہ مشہور جگہ ہے بڑا قلب مکان ہے
افسوس ہے کہ مجکو سحر نہ آیا حنظل نے کہا کہ بیٹا مین جاؤنگی امیر سے رخصت ہو کر آئی ہون
نرگسی چشم نے کہا آپ کا جانا بہتر و انسب ہے کہ قاسم کی جان بچائیے حنظل نے کہا
اگر میرا سامنا ہو گیا مرات جادو کا تو مین بھی لڑونگی کچھ اوس سے کم نہین ہون نرگسی چشم
نے خاصہ طلب کرکے مان کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا پان ڈلیان دیکر رخصت کیا یہ امیر کے پاس
آئی اور کہا اے شہریار بیٹی کے دیکھنے سے تو نہایت طبیعت فکرمند ہوئی اب مین طلسم آئینہ
کو جاتی ہون امیر نے فرمایا کہ خدائے کریم کو سونپا اور خلعت عنایت کیا حنظل جادو
رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور اپنے مکان مین گئی اور وہان بارہ ہزار جادوگر اور چار سو لونڈیان
چنین اور کہا جسکو مرنا ہو لڑنا ہو وہ میرے ساتھ چلے سب نے کہا کہ ہم حاضر ہین بس اوسنے
نقارہ کوچ کا بجایا اور کوچ و مقام کرتی ہوئی تیسرے دن ایک پہاڑ کے درے مین
پہونچی کہ جہان قاسم اور ایرج کا لشکر پڑا ہوا تھا اس مقام پر اوسنے بھی خیمہ کیا لشکر
اوسکا اترا قاسم کو کچھ فکر تھی قیماس خان اور تہمتن خان وغیرہ بیٹھے ہوے
تھے ذکر و مذکور ہو رہا تھا اور ملکہ مرات اپنے مقام پر فکر مین تھی اور آب جادو ایک جادوگرنی ہے
کہ وہ ہمیشہ آیا جایا کرتی ہے اس پہاڑ کے درہ مین وہ جو آب آئی تو اوسنے لشکر اوترے دیکھا اوسکے
ساتھ چار سو کنیزین ہین غرض یہ مرات جادو کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ اے مرات جادو
یہ لشکر کسکا فلان مقام پر اترا ہوا ہے مرات جادو نے کہا اے آب جادو تو نے سنا ہوگا
کہ شیشہ جادو نے جو کچھ سلوک کیا ہے اب ایرج طلسم توڑنے آیا ہے اسکے باپ کا لشکر
پڑا ہے آب جادو نے کہا کہ اے مرات جادو تجھ سے یہ نہین ہو سکتا کہ اسکی فوج کو غارت کر دو اگر تجھسے
نہین ہو سکیگا تو مجکو حکم دو کہ مین انکو غارت کر دون اور قاسم کو قید کر لون ایرج کو پکڑ لاؤن
اگر یونہین تم غافل رہوگی تو سب کھیل بگڑ جائیگا ایسا نہو کہ لوح طلسم ہاتھ لگ جائے پھر بڑا
غضب ہوگا مرات جادو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون آب جادو نے کہا جو مالک

سلطنت ہوتے ہین اونکو آرام کرنا چاہیے آپکے لونڈی غلام بہت سے ہین جسکو فرمایئے وہ دم بھر مین غارت کردے مرآت نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ کوئی مجھسے جدا نہ ہو اچھا اگر تمھارا ارادہ لڑنے کا ہی تو کیا مضایقہ ہی جاؤ لڑو آب جادو دس ہزار جادوگر ہمراہ لیکے رخصت ہوئی اور قاسم کے لشکر میں چلی قاسم کو خبر ہوئی کہ کچھ جادوگر اس سمت کو آتے ہین اسنے کہا کہ بحکم پروردگار عالم ہم اونکو قتل کرینگے یہ کہکر قاسم اور قماس خان اور فرامرز خان وغیرہ تلوارین ٹیک کر اوٹھے اور قاسم نے کہا کہ خدا بچانے والا ہی اس عرصہ مین آب جادو آ پہونچی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ کال وڈاک تھے ناریل اور نارنج و ترنج اچھالتے ساتھ آتے تھے غول بہر یا تھا باز و بط و مرغابی پر ساحر سوار آب جادو کے آگے آگے یہان آکر آپہونچی اسوقت قاسم خیمے سے نکلا اوسکی بھی فوج نے کمر باندھی ہل چل پڑگئی دنیا دہلنے لگی طبل و نقارہ بجنے لگے تمام لشکر کمر باندھکر لڑنے کو مستعد ہوگیا اوس وقت آب جادو نے پکارکر کہا کہ اے قاسم اگر تجھکو زندگی درکار ہے تو ملکہ مرات جادو کے پاس چل اور ہاتھ باندھکر اوس سے عذر کر اور ایرج کو سمجھا کے لے آ اور اگر تجھکو نہ منظور ہو تو مین مشکین باندھکر باندھکر لیجاؤنگی قاسم نے کہا کہ او کتیا ناکارہ حرامزادی تو کیا بکتی ہے آب جادو نے جھلاکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہنس اڑا کر نکلا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آؤ مجھسے لڑنے کو فیروز خان گھوڑا اپنا اٹھاکر میدان مین آیا اور کہا لا کیا حربہ لاتا ہے جادوگر نے دوڑکے ایک سونٹا مارا سپر پر روکا لیکن سحر کا سونٹا تھا فیروز خان بیہوش ہوکے گر پڑا اوس جادوگر نے باندھکے لشکر مین بھجوادیا دوبارہ تہمتن خان خاوری نکلا اوسنے قریب آکے تیغہ مارا جادوگر نے تیغے کو روک کے سونٹا مارا بیہوش ہوکے یہ بھی گرا اوسنے اسکو بھی باندھکے لشکر مین بھیجا پھر قماس خان خاوری نے آکر تلوار ماری اوس جادوگر نے خالی دیکر سونٹا مارا کہ بیہوش ہوا اسکو بھی باندھکر بھیجدیا اور پکارا کہ اے قاسم تو نکل کھڑا کیا دیکھتا ہے قاسم مرکب کو دوڑاکے میدان مین آیا اوسنے اسپر بھی سونٹا مارا قاسم نے خالی دیا اوسنے وہی جڑ ہکے جو سونٹا مارا انھون نے پھر خالی دیا اوسنے جھنجھلاکے پھر سونٹے مارنا شروع کیے قاسم نے مرکب کو کاوے ایڑین پر لگاکے خالی دینا شروع کیا جب اوسنے دیکھا کہ سونٹا نہین کھاتا اوسوقت اوسنے تلوار ماری ملک قاسم نے تلوار بھی خالی دی یہ گھوڑے

ہرے کو دوڑا قاسم بھی کو دے اور جبتک وہ سحر کرے کرے اوس نے اوسکی کمر مین ہاتھہ دیکر اوٹھا لیا
ملک قاسم نے تین چکر دیکر زمین پر مارا کہ یہ چارون شانے چت گرا اور اسکا پیٹ پھٹ گیا اوسی وقت
رعد جادو نے ایک ناریل مارا کہ تڑاقا ہوا دھوان نکلا کہ تمام لشکر پر پھیل گیا سب بیہوش
ہوے قاسم بھی بیہوش ہوگئے آب جادو نے کہا کہ انکو یون ہی پڑے رہنے دو مین ملکہ مرات جادو
کو دکھاؤنگی اور قاسم کو پکڑ کے مع قیماس خان و فیروز خان تہمتن خان وغیرہ کے لیگئی
لیکن حنظل جادو یہان آکے پہونچی ہے وہ ایک منزل پیچھے اس لشکر سے اتری تھی اب وہ
کوچ کرکے جو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ ایک لشکر یہان اوترا ہوا ہے بارگاہ سرخ مخملی قاسم
کی استادہ ہے مگر فوج بیہوش پڑی ہے جو جس حالت مین ہے وہ اوسی طرح ہے سیار
بن عمرو کہ یہ بھاگ گیا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور اوسنے حنظل کو پہچانا اور کہا اے ملکہ
حنظل یہ سب سحر مین گرفتار ہین ملکہ حنظل نے کہا کہ قاسم کو تو ڈھونڈھو کہ وہ کہان
ہین سیارہ نے ہرچند تلاش کیا مگر قاسم کو نہ پایا اوسنے کہا کہ قاسم تو نہین ملتے اب یہان
پوچھین تو کس سے پوچھین حنظل جادو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ کچھ جادوگرنیان
بیٹھی ہین اور آگے جاکے جو دیکھا تو ایک خیمہ استادہ ہے اور دس ہزار ساحر ایک طرف کو
اوترا ہوا ہے اور تخت پر ملکہ آب جادو بیٹھی تھی ابھی مرات کے پاس لے نہین گئی ہے کو لے دیکھ رہی
ہین اور یہ کہہ رہی ہے کہ سیخین لاؤ مین کباب لگاؤنگی حنظل جادو اپنے دل مین کہتی ہے کہ یہ
کباب کیسے لگائیگی ادھر آب جادو نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر اوس طرف چلے آتے ہین
فکرمند ہوئی کہ یہ کون آتا ہے اس عرصہ مین حنظل جاکر پہونچی اور اوسنے کہا کہ اے آب جادو
یہ میرا داماد ہے تو اسکو میرے حوالے کر تاکہ مین لیجاؤن تمھارا گنہگار اگر ہے تو لہ سچ ہے
آب جادو نے کہا کہ تم خدا پرستون سے رشتہ داری کرکے اب انکی حمایت کو آئی یہ حنظل نے
کہا کہ تو بکتی کیا ہے مین زبردستی لیجاؤنگی آب جادو سنکے کھڑی ہوگئی اور تلوار اوسکو ماری اوسنے
تلوار کو روک کے آپ بھی تلوار لگائی اسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوگئے ساحر اوسکے دوڑے اوسکے بھی
ساحر آگرے آپس مین نارنج ترنج ناریل چلنے لگے غرضکہ آب جادو کے ہمراہی بھاگ گئے اور یہ قاسم کو
اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئی قاسم نے سب احوال بیان کیا اور کہا کہ جیتک مین نہ دم ہو

گیے جا پہنچا اودہر آب جادو کے ملازم جو بھاگ گئے تو مرات جادو کے پاس گئے اوسنے کہا ارے
کیا خیر تو ہی تم زخمی کیون ہوا ون لوگون نے کہا کہ ملکہ آب جادو و قاسم کو مع رفیقون کے پکڑ کے
درہ کوہ مین لائی تھین وہ لباب لگانا چاہتی تھین انکو آکر حنظل جادو نے مارا اور قاسم کو لیگئین
مرات جادو کے یہ سنکے آگ لگ گئی اور کہا کہ کہان یہ کوہ عقیق کی رہنے والی اور کہان آئی ہی
اگر مینے سر نہ کاٹا تو نام اپنا مرات جادو نہ پایا یہ کہکے ہماری طلب کی ہی ادہر شاپور شیر دل اور
ایرج نوجوان جو چلے تھے راہ مین ایرج نے کہا کہ ہی شاپور کہین سے کچھ ہاتھ لگے تو کھانے کو لاؤ شاپور
تو اس فکر مین چلا لیکن وہم جادو ایک ساحر بھی کہ اوسکا مکان اوسی جگہ ہے اوسنے ایرج
کو جو دیکھا تو دریافت کیا یہی شکنندہ طلسم ہے اوسنے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اوسنے کہا کہ مین
ایرج بن قاسم ہون بس اسنے ایک ناند ماش کا مارا کہ ایرج کے پانون زمین نے پکڑ لیے یہ ایرج
کو گرفتار کرکے مرات جادو کے پاس لیگیا وہ سوار ہوا چاہتی تھی ایرج کو دیکھکر تھم گئی اور کہا وہم
جادو مین بہت خوش ہوئی تونے بڑا کام کیا اور خلعت دیا پھر ایرج سے کہا کہ اے ایرج
کیون تمنے طلسم توڑا ایرج نے کہا کہ اگر قسمت مین ہی تو توڑونگا مرات جادو ایرج کو تخت پر بٹھا کے
ایک درہ مین پہاڑ کے پیچلی لوگ پہلے ہی روانہ کیے تھے دھوم دھام ہو رہی تھی کہ مرات جادو جب
آئی قضائے کار ملکہ حنظل جادو کے کچھ لوگ اوس مقام پر کسی کام کو آئے تھے اونھون نے جو دیکھا
تو آکے ملکہ حنظل جادو کو خبر کی کہ مرات جادو ایرج کی گردن مارا چاہتی ہی یہ خبر سنکے قاسم
اوٹھ کھڑا ہوا حنظل جادو نے کہا کہ تم تمھارے جانے سے بکھیڑا پڑیگا مین تمکو بچاونگی یا اونکی
فکر کرونگی تم یہین رہو مین جاتی ہون یہ کہکر بارہ ہزار جادوگر لیکر یہ چلی بوق اور نفیر بجتے ہوے لگے
ابر کے اوڑتے ہوے ساحر باز و دیلا قرقرے پر سوار چلے جاتے جو دیکھا تو غلغلہ ہو رہا ہے مرات
جادو ایرج کا سر کاٹتی ہی اور مرات جادو نے کہا کہ یہ فوج کسکی آتی ہی لوگون نے کہا کہ حنظل
جادو کی مرات نے کہا کہ روکو اسکو لیکن حنظل نے وہان پہونچکر ایک نارنج مارا کہ تیرگی
چھا گئی اوس اندھیرے مین ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر لے اوڑی اور ارادہ کیا کہ لشکر کو چلون
لیکن ذرا جو ترچھی ہوئی ہر قلعہ طلسمی مین جا پڑی اور شاپور شیر دل ایک درہ مین پہاڑ
کے بیٹھا تھا وہان ایک جادوگر آیا اور اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین بھاگ جاؤن

اوس جادوگر نے شاپور کو پکڑ لیا یہ کہکر خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا اور کہا کہ تو عیار ہے مین تیرا سر
کاٹونگا قضارا ادہر سے حنظل جادو آتی ہے اوسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ایک شخص کی چھاتی
چڑھا بیٹھا ہے قریب آکے جو دیکھا تو شاپور کو پایا بس اوسنے للکارا کہ باش اونابکار ساحر غدار کے
گزارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ کہکر ایک نالہ ریل مارا کہ اسکی چھاتی کے وار پار
نکلگیا شاپور کی آنکھ کھلی دیکھا تو ملکہ حنظل جادو کھڑی ہے اوسنے کہا کہ اے ملکہ تمنے میری
جان بچائی یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے راہ مین شاپور نے کہا کہ ایک جگہ لوح کا پتا ملا ہے
مگر دریا بیچ مین حائل ہے تم ہمکو وہان پہونچا دو حنظل جادو نے کہا اچھا بس شاپور وایرج کو
لیکر روانہ ہوئی راہ مین اوسنے کہا کہ اب مین تمھاری نظرون سے غایب ہوئی جاتی ہون جسوقت
کسی جادوگر سے سامنا ہوگا پہلے تجھسے مقابلہ ہوگا ایرج نے کہا جسطرح تم مناسب سمجھو بس نظر
غائب ہوگئی اور شاپور وایرج ایک سمت کو روانہ ہوے دیکھا کہ ایک درہ کوہ کا ہے مگر بہت
پر تکلف سرخ سلیمانی ایرج نے کہا شاپور یہ کیا خوب پہاڑ ہے صاف ورنگین وقطعدار
ہے شاپور نے کہا اے شہریار یہ درہ طلسم ہے جو کچھ عجائبات وغرائبات نظر آوین تو تعجب ہے
ایرج سیر کرتا ہوا اوس درے کے باہر نکلا شاپور نے کہا اے شہریار کسی جادوگر کی آپ فکر کیجئے
اس اثنا مین ایک جادوگر نظر آیا ایرج ادہر سے رستہ کاٹ کر چلا وہ جادوگر سامنے ایرج کے آیا اور
اوسنے کہا کہ تم کہان سے آئے ہو اور کہان جاوگے اور تمھارا نام کیا ہے ایرج نے کہا بشر مین راہ
بھول گئے آنکلے ہین تین دن سے خراب سرگردان پھرتے ہین رستہ نہین ملتا ہے جادوگر نے کہا میرے
ساتھ چلو مین رستہ بتا دون ایرج نے شاپور کیطرف دیکھا اوسنے کہا چلیے کیا مضایقہ ہے
وہ جادوگر اونکو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا ایرج نے دیکھا کہ ایک باغ ہے اوسمین اوطاق ہے
جادوگر نے اوس اوطاق مین اونکو بٹھایا اور کہا مین تمھارے واسطے شراب وکباب لینے جاتا
ہون غرض اونکو اوطاق مین بٹھا کے آپ ایک شیر آتشین پر سوار ہوکے چلا ایرج اس فکر
مین تھا کہ وہ آپ شراب وکباب لاتا ہوگا کہ یہ سامنے سے شیر پر سوار آیا شاپور نے کہا اے
شہریار ذرا سنبھل بیٹھیے تیور اسکے برے معلوم ہوتے ہین اور یہ جادوگر پکارا کہ اے خیرہ سران
اب مجھے معلوم ہوا کہ تم طلسم غارت کرنے آئے ہو شاپور نے کہا کہ ہان بھائی

پیچ تو دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہے اوسنے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو اوسکے کلہ کو بہمن نے قینچ سے کھینچکے جو مارا
تو بیچا اسکا کٹ گیا یہ تو سیدھا جہنم کو پہونچا آواز آئی کشتی مرا نام مین بہرام جادو وجود بہرام
جادو اسکا بھائی ہے وہ جو نکلا تو اوسنے دیکھا کہ بہرام مرا پڑا ہے اور ایرج اور شاپور
وہان سے چلے پس بہرام نے ایک اژدہا آتش کا مارا کہ شاپور اور ایرج کے بالون زمین سے
پکڑے اور کہا اوسنے کہ تونے غضب کیا کہ میرے بھائی کو بے تقصیر مارا ایرج نے کہا کہ تیرے
بھائی نے پہلے ہماری رفاقت قبول کی پھر شیر پر سوار ہوکے آیا اور حملہ للکارنے لگا ہمنے مار
ڈالا اوسنے کہا کہ ان باتون سے میری تسلی نہین ہوتی مین بدلا لونگا یہ کہکر شاپور اور
ایرج کی کمر مین زنجیر باندھکر لے چلا حنظل جادو تو کہہ چکی تھی کہ جس ساحر سے سامنا ہوگا
مین پہلے لڑونگی پس یہ ظاہر ہوکے پکاری کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہے بہرام سمجھا کہ کوئی طلسم
رہنے والے ہین مگر یہ مجکو خیرہ سر کیون کہتے ہین پس اوسنے ایک ناریل حنظل کے مارا حنظل
نے خالی دیکر ایک تیغہ سحر کا مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوے صدائے دار وگیر پیدا ہوئی ایرج
نے کہا کہ اے ملکہ تمنے احسان کیا ہے حنظل نے کہا کہ مین تمھارے پردادا کی لونڈی ہون مگر
تم خبردار رہنا کہ یہ راہ بد ہے جب بہت ہی شاپور نے کہا کہ اے حنظل ہمکو تم ایسی راہ سے لیچلو کہ جہان
کچھ کھٹکا نہو حنظل نے سحر سے دریافت کیا کہ کدھر لیچلون معلوم ہوا کہ اس سمت سے لیچل ادر
وہان جو حنظل فوج لیکر ایرج کو چھڑانے گئی ہے تو وہ فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار متفرق ہوکر
ہر طرف کو چل نکلی اور خبردارون نے مرات کو خبر پہونچائی کہ شکستہ طلسم کو حنظل جادو
نوح کی فکر مین لیے جاتی ہے اوسنے کہا کہ یہ کہان جائیگی اگر مین نے اسکو نہ مارا تو نام اپنا
مرات جادو نہ پایا یہ کہکر بیس ہزار جادوگرنیان اور بیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئی لیکن اب حال طلسم ہوش ربا کا سنیے کہ جسوقت مشتری ہفت سحر کو پانچون عیار
بچان لیکے افراسیاب پاس گئین مشتری نے مجرا کیا لیکن آنکھین نیچی کرلین افراسیاب
نے کہا اے مشتری کس بات کی فکر ہے مشتری نے کہا اے افراسیاب جادو چرخ
کی بارگاہ مین سب بیٹھے تھے لیکن میرا سامنا کوئی نہ کرسکا آپ جو فرماتے تھے کہ عمرو عیار
بڑا عیار ہے فی الحقیقت اگر صرصر بچاتی تو وہ مارچکا تھا عیار کے ہاتھ سے مارے جاتے

بہتر یہ ہے کہ شمشیر زنی کیجیے یا تو مہرخ کو غارت کر دیجیے یا مارے جایئے اور دیکھون عمرو اب کیونکر آتا ہے آگے چارطرف قناتین خیمے کے لگی ہین اب دو طرف کی کھول دونگی افراسیاب نے کہا مشتری ہفت سحر کیون جہالت کرتی ہو وہ عیار بڑا زبردست ہو افراسیاب سے کہا مین نہایت خبرداری کرونگی اور رخصت ہوکے خیمے مین آئی آتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان مہرخ کو خبر ہوئی مہرخ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تیاری ہونے لگی ملکہ مشتری ہفت سحر سوار ہوکے چار لاکھہ جادوگر سے چلی مہرخ کو خبر ہوئی بہار و نافرمان و مہرخ اپنے اپنے تختون پر سوار ہوکے میدان مین آئین سامنے سے مشتری ہفت سحر آئی کیا کہون صاحبو تمنے ہمارے مار ڈالنے کی فکر کی ہے تمکو کچھہ سحر کا زور نہین ہو غیر شخص کا بل ہے ارے بل تو اپنا بل لگا نابل جا جل آ و میرا سامنا کرو بہار جادو کی طرف سے نیستان جادو نکلا فولاد کا گودہ مشتری پر مارا مشتری نے خالی دیکے ایک پتھر مارا نیستان کے سینے سے پار ہوگیا مشتری نے کہا اے مہرخ تو میرا سامنا کر یہ سنکے بہار جادو نے داہنی طرف سے ایک گیند پھولون کا مارا مشتری نے خالی دیکے ایک ناریل مارا غنچہ بنا ناریل روک لیا مشتری نے کہا اے تونے میرا گولہ رد کیا جھنجھلا کر تلوار ماری بہار نے روکی بہار نے تلوار مشتری کے ماری اڑگئی اگر اڑ نہ جاوے تو ٹکڑے ٹکڑے اڑجائین دستک دی داہنے بائین طرف سے زمین پھٹی سو ہاتھی ادھر سے اور سو ہاتھی اودھر سے نکلے لشکر مہرخ پر آکے گرے فوج پسپا ہوئی بہار جادو نے گجرا پھولون کا مارا بہت سے ہاتھی مرگئے بہار جادو نے ناریل مارا مشتری کا چہرہ چھیلتا ہوا نکل گیا مشتری نے دستک دی ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا اور برسنے لگا تمام لشکر کا یہ عالم ہوا کہ اپنا اپنا سر پکڑ کے ہر ایک بیٹھہ گیا مہرخ و بہار و نافرمان تختون پر سے گر پڑین مشتری ہفت سحر کاری زدم و بیست کردم آتنی سی لڑائی پر اتنا سر اوٹھایا تھا افراسیاب کو یہ تماشا دکھاؤن ان سبکو یونہین رہنے دو پھر مشتری ہفت سحر طبل و بوق خوشی کے بجواتی ہوئی خیمے کو روانہ ہوئی خیمے مین اترکے ایک تختے پر مہرخ و بہار و نافرمان کو قید کیا اور ایک جادوگر کو نامہ لکھہ کے دیا کہ افراسیاب جادو کے پاس لیجا وہ جادوگر نامہ لیکے طلسم کو گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ افراسیاب جادو ظلمات

کیا ہی نامہ مجلو دید و جادو گرنے نامہ حیرت کو دیا حیرت جادو نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوئی
اور کہا زمرد و یاقوت ملکہ مشتری ہفت سحر نے لڑائی ماری اور مہرخ و بہار و نافرمان کو
پکڑ لائین اسواسطے سوار ہو کے خیمے مین مشتری کے آئی کہا ملکہ مزاج تو اچھا ہی مشتری نے کہا
اچھا ہے دیکھو تو مین انکو پکڑ لائی کہ جنکو کوئی نہ پکڑ لایا حیرت نے کہا اگر افراسیاب ہوتا تو ابھی
سر کاٹتا اپنے پاس رہنے دو عیاریچیون کو بلاتی ہون یہ کہکے عیاریچیون کو بلایا اور دو سو
جادوگر زبردست طلسم کے بلا کے کہا صرصر تم خبرداری کرنا جبتک افراسیاب آوے چنانچہ
دو سو جادوگر طلسمی و سو مشتری کے پانچ عیاریچیان جو حاضر تھین اونکو سونپ کے حیرت
جادو روانہ ہوئی کہا مشتری ہفت سحر جمشید و سامری کو سونپا عمرو عیار سے خبردار رہنا
مشتری ہفت سحر نے کہا قسم بے لقا کی مین آپ خبردار سونگی تمام رات نہ سوؤنگی غرض
حیرت جادو تو سب کو خبردار کر کے رخصت ہوگی مشتری نے چار سو جادوگر دقیدیون کے
بٹھا دیے اور عمرو عیار نے جو آکے دیکھا کہ تمام لشکر گردن جھکائے بیٹھا ہے اور بہار و نافرمان
و مہرخ نہین ہین بارگاہ مین آکر شکیل جادو سے دریافت کیا اور قنطورہ زریفتی یا تابہ سقرلاتی ملیدہ
تا حق سے چست و چالاک ہو کے مشتری ہفت سحر کے خیمے کیطرف روانہ ہوا اور ایک فراش
کی شکل بنکے چلا گیڑی سر پر سات پاٹ کا جامہ کمر مین گلگیر پہلا سا رومال ہاتھ مین لیکر داخل
بارگاہ مشتری ہفت سحر ہوا دیکھا کہ بخشا نے دو شاخے روشن ہین گلگیر سے نکالکے گل کترنے لگا
قضا کار صرصر شمشیر زن وہان آئی اور اوسنے پہچانا کہ عمرو گل کاٹ رہی ہے پکاری ارے
مونڈی کاٹے تو یہان بھی آیا ارے اس فراش کو لینا جانے نپائے صرصر نیمچہ پکڑ کے آگری عمرو نے
نیمچہ کھینچا نیمچہ بازی کرنے کرتے اچک کے خیمے کے باہر گلیم عیاری اوڑھ کے غایب ہو گیا مشتری
نے کہا یہ کون تھا صرصر شمشیر زن نے کہا عمرو تھا جان بچے پھرتا ہی اوسکے سردار تم پکڑ لائی
ہو وہ حتی الوسع جانے نہ دیگا ایسی ہی ہوشیاری سے رات گذر جائے تو بہتر ہے اور عمرو نے
باہر جا کر دیکھا کہ شرارہ کا ہاتھ ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا ہی شرارہ نے عمرو کو پہچانا عمرو نے
جست کی شرارہ نے کہا خواجہ کہان چلے دس جادوگر نے ہاتھ چھوڑ دیا دونون عمرو کے پیچھے
دوڑے جب شرارہ ایک پہاڑ کے درے مین پہونچی سامنے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے شرارہ کی

مشکین باندھ لیں پکارا اسم برق فرنگی عمرو خوش ہوا کہا بیٹا بڑا کام کیا عزت رکھلی عمرو شرارہ
کی صورت بنا اور شرارہ کو پہاڑ کے درے مین باندھ دیا برق فرنگی نے کہا استاد صرصر بچے
رہنا عمرو نے کہا چاو پہر ڈیڑھ پہر رات جا چکی ہے اگر افراسیاب آگیا تو غضب ہو جائیگا اپنی دانست
مین تو بچونگا آگے جو مقدر یہ کہکے خیمے کو آیا شرارہ تو بنا ہوا اور پانچوان عیار بچیون کا بند و بست
تھا صاف خیمے مین چلا آیا صرصر نے کہا شرارہ تو کہان گئی تھی کہا بلاؤن خیمہ کی گرداوری کرتی
تھی صرصر نے کہا میرا اسباب دو شرارہ نے کہا جلدی کیا ہے اب نہیں دو گھڑی کے بعد لینا صرصر نے
پہچانا یہ عمرو ہے پکاری لیجیو یہ عمرو ہے چار طرف سے جادوگر آگرے عمرو نے نیمچہ کھینچکر مار ہٹایا
جب لوگ متفرق ہوے صاف گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گیا صرصر نے کہا شرارہ کی قسمت
مین خدا جانے کیا تھا نہیں معلوم کیا کیا مشتری اوٹھ بیٹھی کہا ارے قیدیون کے میرے
پلنگ کے برابر لاؤ پلنگ کے برابر تخت لے گئے چار سو جادوگر کی چوکی کو ہٹا کہا ایک سمت
کی قنات کھول دے اور کوئی آنے نہ پاوے عمرو چونکا دل مین کہتا ہے یاد اجان کوئی
عیاری بتاؤ ہوا کے پلٹنے مین دیر لگتی ہے وہین عیاری سوجھی پکارا وہ مارا خیمہ مین شکیل کے
آکا صاحب سلامت کی دہان بیٹھ کے سو دو سو جادوگرون کو بلایا برق فرنگی کو ایک دولھا
بنا کے گھوڑے پر بٹھایا تاشہ مرفہ ڈھول لیکے روانہ ہوا جبکہ مشتری کے خیمے کے نزدیک پہنچا
ایک مرتبہ پہنچا نے روشن کروا دیے باجا بجنے لگا برات لیکے چلا جادوگر دوڑے کہ برات آتی ہے
مشتری بھی دیکھنے لگی صرصر و صبا رفتار و شمیم نقب زن تیز نگاہ سب دیکھنے لگین عمرو نے
زنبیل سے سوا سو انار بیہوشی کے نکال کے دیے کہ چھوڑتے چلو لوگ کہتے ہین کیا خوب انار ہین اور
برات خیمے کیطرف دیتی آتی ہے برابر خیمے کے آکے بہت سے انار بیہوشی چھوڑ دیے ملکہ نے کہا کیا رنگ
کھلی معلوم دیتی ہے لیکن گندھک کی بو نے سر پھرا دیا عمرو عیار برات لیے ہوے ایک پہاڑ کے درے
مین گیا سب جادوگر حیران ہین کہ عمرو نے کیا عیاری کی برات لیے ہوے چلا آیا اور عمرو نے
جادوگرون سے کہا لو اب تم جاؤ برق سمجھا کہ جو کچھ عیاری تھی وہ انارون مین تھی برق نے
کہا مین تو نجاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم رہجاؤ عمرو عیار برات رخصت کر کے خیمے مین آیا دیکھا تو
سب بیہوش پڑے ہین پکڑ کے خنجر کہا بیٹا برق فرنگی کا ٹو سر چار مزدور

زنبیل سے نکال کے کہا خبردار بندہ کو ٹنے پاوے اور آپ خنجر پکڑ کے گھسا چار سو جادوگرون کا سرکاٹ ڈالا مہرخ و بہار و غیرہ سے کہا منم شاہ عیاران عیاریون چھوڑا لیجاتے ہین اور خنجر پکڑ کے مشتری ہفت سحر کا چوٹا پکڑا جیون ہی خنجر مارا خنجر چھڑ گیا اور جابجا سے کر گیا پھر تو سب شمعون کو جمع کر کے پھونک دیا زنبیل سے کڑاہی نکال کے سیسہ گرم کر کے مشتری کے حلق مین چھوڑ دیا سبز کی راہ نکل گیا غل ہوا کہ کشتی مرا نام من مشتری ہفت سحر بود مہرخ و بہار و نا فرمان کا سحر اوتر گیا لشکر پر آ گرے سیکڑون ہزارون جادوگر مار ڈالے حیرت جادو کو خبر ہوئی مشتری ماری گئی عمرو عیار مہرخ و بہار و نا فرمان کو لیکے طرف خیمے کے روانہ ہوا جسوقت مہرخ اپنے خیمے مین پہونچی نہایت خوش ہوئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مشتری ہفت سحر ماری گئی سُن ہو گیا دلمین کہا ای افراسیاب عجب طرح کا مقدمہ ہے ہو گیا جیتا نہ پھرا بعد فتح کے شکست ہوتی ہے کہا ای حیرت جادو اب کچھ تدبیر بتا و حیرت جادو نے کہا آپ مالک و مختار ہین افراسیاب نے کہا مجکو مشتری کے مارے جانے کا یہ رنج ہوا ہی کہ بیان مین نہین آتا جب عمرو پکڑا جاتا ہی مجکو دم دیکے چھوٹ جاتا ہے اب جی چاہتا ہے اسکو خوب ایذا دون یا اسکا کوئی شاگرد مار ڈالون جب چین آوے یہ کہکے کہا ملکہ حیرت جادو جاؤ اسوقت مین ظلمات کو جاتا ہون کل آکے عمرو کا کام تمام کرونگا اور سوار ہو کے ظلمات کو گیا ملکہ حیرت جادو اپنے مکان پر گئی اب یہان مہرخ نے عمرو عیار سے کہا ہملا ارادہ یہ تھا کہ کوکب کے مکان مین جایئن اور بران شمشیر زن جو مردہ ہے اسکے لیے کچھ بلک کرین مشتری ہفت سحر کے مارے جانیسے افراسیاب کو قلق ہوا ہوگا کچھ نہ کچھ آفت آئیگی بیلکہ خاموش ہو رہی اسکو تو رہنے دیجیے مگر اب حال ایرج کا سنیے کہ وہان تاکہ بندی ہو رہی ہے اور مرات جادو کا حکم ہے کہ جسکے ہاتھ شاپور اور ایرج لگین وہ پکڑ لائے کہ بہت سا کچھ انعام پائے اور شاپور اور ایرج ایک سمت کو چلے جاتے ہین ملکہ حنظل جادو نظرون سے غائب ہین ایرج کو راستے مین ایک جادوگر ملا اور اوسنے کہا کہ ای عزیز جیسے تم بے تکلیے بہادر ہو کچھ کہا نہین جاتا ہے مگر جو تم طلسم فتح کرنے آئے ہو تو یہ ممکن نہین کیونکہ یہ طلسم ایسا ہے کہ جسکو کوئی توڑ نہین سکتا ہے ایرج نے کہا اب تو ہم آگئے بغیر طلسم توڑے

کہاں جا چھپے شاپور یہ کلمہ سنکر جادوگر تو ایرج سے باتین کرتا تھا یہ جاکے کسی غار مین چھپ رہا او
اوس جادوگر نے ایرج سے کہا کہ پہلے تو مجھے پوچھ لے پھر طلسم توڑنا یہ کہکر دستک دی کہ ایرج
کو لنعہ آیا ایرج بیٹھ گیا اوس جادوگر نے کہا کہ بس اتنی ہی کا یہ تاب تھی پر طلسم توڑنے آئے تھے
یہ کہکر ایرج کو اپنے ہمراہ لیا اور مرات جادو کے پاس لیکر چلا ایرج نے کہا ابھی کہ تو میرا کیا
حال ہوگا مگر اوسنے نہ مانا شاپور غار مین حیران ہے کہ ایرج کدھر گیا غرض یہ غار سے نکلکر ایک
سمت کو چلا اور حنظل جادو ایک درے مین پہاڑ کے گئی تھی پانی پینے کو وہان دیکھتی کیا ہے
کہ ایک ساحر پانی بھر رہا ہے حنظل نے کہا کہ مین پیاسی ہون اوسنے کہا کہ لو پانی پیو اوسنے پانی پیا
پانی پیتے ہی اسکو تھرتھری آئی اور اوس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ تو مجکو نہین جانتی ہو اور مین تجھے
جانتا ہون تو نے ہی تو گھر غارت کیا حنظل نے کہا ارے تو کون ہے اوسنے کہا مین کوئی ہون مین
تمھین پکڑ کر مرات جادو کے پاس لیجاؤنگا چنانچہ جو پانی پلایا تھا وہ پانی سحر کا تھا حنظل کا کچھ بس نہ
چل سکا اور یہ اوسکو گرفتار کرکے لے چلا راہ مین شاپور نے یہ حال دیکھا اور دل مین کہا کہ یہ بھی قدرت خدا
کی ہے کہ حنظل پکڑی گئی یہ کہکر ایک جادوگر بنکے اوس جادوگر کے پاس آیا اور کہا اے عزیز شاباش
یہ کیا کام کیا ہے مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ایک جادوگر حنظل کو پکڑ لایا ہے وہ بہت خوش ہوئی
ہین اور مجکو بھیجا ہے کہ تم جاکر اوسکو لے آؤ کوئی چھڑا نے نہ پاوے جادوگر نے کہا کہ دیکھیے ملکہ جادو
کیا سلوک کرتی ہین شاپور نے کہا کہ وہ سلوک ہوگا جو کبھی کسیکے ساتھ نہوا ہوگا یہ کہکے تو تجھے
ہیبت کے کمند کے حلقے ڈالے کہ ساتون بند اوسکے ڈھیلے ہو گئے اوسنے جھٹکا مارا وہ اوندھے منہ گرا
اوسنے اوسکا سر کاٹ ڈالا حنظل جادو حیران تھی کہ یہ کون ہے مگر حنظل پر سے سحر اوتر گیا ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ وہ شاپور کو اوٹھا لیگیا حنظل جادو پیچھے پیچھے پر لگا ئین کے اوڑی دیکھتے دیکھتے وہ غائب
ہو گیا حنظل نے بلند ہو کے دیکھا کہ ایک بارگاہ تمامی کی میدان مین معلوم دیتی ہے دو چار ہزار جادو
کی بھیڑ بھاڑ ہے وہ پنجہ اوس طرف جاتا ہے حنظل جادو نیچے اوتری دیکھا کہ مرات جادو ایک تخت
الماس پر سوار سترہ اٹھارہ سو جادوگرون سے چلی آتی ہے اور آکے اوس خیمے مین اتری وہ
جادوگر شاپور کو لیکے آیا کہا ملکہ آپکے حکم سے شاپور کو پکڑ لایا ملکہ مرات جادو بہت خوش ہوئی
اور کہا ایک کا کام تو تجھ سے تمام ہوا حنظل فکر مین کھڑی ہے کہ ذرا ہاتھ سے

جھوٹے تو صاف اوسکے اوپر چلون حنظل اس فکر مین تھی کہ مرات جادو نے کہا اسکو چھوڑ دو
جادوگر نے چھوڑ دیا حنظل جادو نے خیال کیا کہ شاپور اوسکے سحر مین گرفتار ہے پہلے اسکو
مار ڈال پھر لیچل یہ سوچکے حنظل جادو نے ایک گولا فولادی اوس جادوگر کے مارا جادوگر
گر کر بیہوش ہوگیا مرات جادو حنظل کی پرچھائین پر دوڑی حنظل بھاگی شاپور کے ہاتھ
پاؤن کھل گئے شاپور مرات کے پیچھے پیچھے دوڑا مانند گرد کے اڑگیا مرات جادو نے
پکارا اری حنظل کہان جاتی ہے حنظل جادو نے ایک ناریل مارا مرات جادو نے خالی دے کر
ایک تیر مارا حنظل نے خالی دیا حنظل نے ایک نارنج مارا زمین پر پاؤن ہاتھون سے زمین
کھسکنے لگی تھی شاپور نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے ساتون بند بھی ہوگئے جھٹکا مارا زمین
پر گر پڑی ایک مرتبہ آسمان پر سے تڑاقا ہوا جیسے کوئی پچکاری چھوڑتا ہو اور کچھ بوند پانی
شاپور و مرات جادو پر پڑین مرات جادو و شاپور دونون پتھر کے ہوگئے حنظل جادو
ایک پہاڑ کے درے مین چھپ کے دیکھنے لگی بعد دو گھڑی کے دو سو جادوگر تخت لیے
ہوئے آئے اور مرات جادو کو اور شاپور کو اوس تخت پر بٹھا کے لیچلے حنظل جادو
بھی اونکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی دلمین کہتی ہے کہ اے حنظل جادو اگر تجھپر بھی بوندین
پڑتین تو تو بھی پتھر کی ہوجاتی کہ سامنے سے ایک دریاے مواج نظر آیا وہ جادوگر اوس
تخت رکھکے سر ننگا کر کے دعا کرنے لگے چنانچہ وہ تخت پانی مین غائب ہوا اور ایک بجرا
پیدا ہوا اور سب ساحر کود کر جا بیٹھے حنظل نے خیال کیا کہ اگر تو نہین جاتی تو شاپور کا
ٹھکانا معلوم نہ ہوگا یہ سمجھ کے یہ بھی کود کے بجرے پر گئی مگر سب سے غائب تو تھی ایک جادوگر
نے بجرا چلا تو پکارا کہ تو کون ہے جو بجرے پر آیا حنظل جادو ہنسکر دبک گئی اوس ساحر نے سحر
خوب دریافت کیا مگر کچھ معلوم نہ ہوا اب حنظل پھرا رہی اور رنگ برنگ کے لنگ گئی اسکی
عجب حالت ہے پانی کے تھپیڑے لگتے ہین ہاتھ چھل چھل گئے ہین غرض جاکے جبتو حنظل
نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور اوسمین تین در ہین اور اوسکے ایک در مین اژدہا
اژدہا اور ایک مین ببر اور ایک مین جنت بیٹھا ہے ماش کے آٹے کی مچھلیان بنا بنا کے
دریا مین پھینکتا جاتا ہے اور اون درون کے برابر پانی ملا ہوا ہے یہانتک کہ وہ بجرا بھی وہان گیا

بہار پر پہونچا اوس وقت وہ اتیت اوٹھ کھڑا ہوا اور وہ بجرا ڈوبنے لگا حنظل کو ادہر کچھ تو بن نہ آیا اوچکر اوس دیوار پر جا بیٹھی یہان جو اوسنے دیکھا تو ایک باغ ہے بہشت برین کا چراغ ہے تختہ تختہ گل و لالہ کھلے ہیں جوانان چمن جھوم رہے ہین زمین وہانکی آئینے کی ہے درختون مین بھی آئینے لٹکتے ہین ایک بارہ دری آئینے کی ہے اور باغ مین سنبل پرپیچ کی بہار ہے کہین لالہ با دل داغدار ہے

نظم

گڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان
کہین رہے بیل اور کہین موگرا
ہوے بہار ہرے گل لہلہے
کہین نرگس گل کہین یاسمن
کہین جعفری اور گیندا کہین
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

ادنبان کی اور ہی آن بان
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن سارا شاداب اور ڈہڈہے
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سمان شب کو داؤدی ہو کہین

چنبیلی کہین اور کہین موتیا
روش پر جو ابر گیا جیسے سنگ
چمن ہے بھرا باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم مین سبکی بہار
کہین زرد نسرین کہین نسترن

اور سترہ سو عورتین الماس پوش کہ ایک ایک حور جنت سے بھی بہتر ہے اس بارہ دری مین بیٹھی تھین اس عرصے مین وہ نہنت دو تیلون کو لیکر اوس باغ مین آیا اور دو سو جادوگر جو بجرے پر سوار تھے کچھ تو اڑ گئے اور کچھ مچھلیان اور نہنگ بنکے اوس دریا مین کود کر غائب ہوے اور اون تیلون کو اوس نہنگ نے بارہ دری مین رکھا اور ایک انار توڑ کے کچھ قطرے اوسکے تیلون کے ہونٹھون پر ٹپکائے اور کچھ انگیٹھی مین ڈالے کہ دھوان ہونے لگا اور ایک نارئیل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا وہ دھوان شاپور اور مرات کو لگا کہ یہ دونون انسان ہو کے اوس چشمے مین گرے اور پانی نے چرخ کھایا ایک کشتی پیدا ہوئی دبا کچھ عرصے کے وہ چشمہ تو غائب ہو گیا ملکہ مرات جادو ایک کرسی پر کہ جس مین آئینے جڑے تھے بیٹھی اور وہ سترہ سو لونڈیان جو اوس بارہ دری مین تھین ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئین اور ایک طرف شاپور طوق و زنجیر مین گرفتار دو ساحر چابک مارتے تھے نہنت نے مرات جادو کو مجرا کیا اوسنے کہا مزاج اچھا ہے نہنت نے کہا دعا کرتا ہون پھر کہا کہ اے ملکہ یہ جمشید و سامری کا باغ ہے کبھی کسی خدا پرست کا قدم یہان نہین آیا پر چھائین نہین پڑی

یہ تم طلسم پر کیا آفت لائین ملکہ نے کہا کہ مین کیا آفت لائی مہنت نے کہا اگر تم جام جادو کے ساتھ پہلوان طلسمی کو نہ کر دیتین تو یہ آفت کبھی نہ ہوتی اور اے ملکہ یہ کون ہے ملکہ نے کہا کہ یہ عیار ہے ایرج کا اور حنظل جادو اپنی دانست مین دیوار پر جیسی بیٹھی تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی لیکن پرچھائین دیوار پر معلوم ہوتی تھی مہنت نے کہا کہ اے ملکہ یہ دیوار پر کون بیٹھا ہے مرات جادو نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ یہ پرچھائین حنظل جادو کی معلوم ہوتی ہے بس اوسنے ہنسکر کہا کہ اے مہنت اسکو پکڑ لے کیونکہ اسنے جو سلوک کیا ہے وہ کاہیکو کوئی کرتا ہے اب حنظل جادو نے چاہا کہ مین کود پڑون مگر دیوار نے پاؤن پکڑ لیے اور مرات نے کہا اے مہنت اسکو دیوار پر سے اتار لائین دونون کا سر کاٹون گی مہنت اوٹھکے وہان آیا جہان پرچھائین نظر آتی تھی اور قلم کو گل سرخ مین ڈبو کے تصویر کھینچی اور ماش کے دانے پڑھکے مارے دیوار تڑقی اور پتلہ پیدا ہوا اوس پتلے سے مرات جادو نے کہا کہ جا اپنے ہمنام کو پکڑ لا وہ پتلہ اوڑا اور دیوار پر سے حنظل جادو کو اتار لایا اور سامنے مرات جادو کے چھوڑ دیا حنظل جادو بے حواس ہو نعرہ خشک برہنہ سر کھڑی تھی کہ مرات جادو نے اوس پتلے سے کہا کہ جا اپنے مقام پر وہ پتلہ اڑ کر پھر اوسی دیوار مین سما گیا اور مہنت نے حنظل جادو سے کہا کہ اپنے تئین ظاہر کرو ہم تم ساحر دونون ایک ہین یہ تمھاری کیا کمبختی تھی کہ جو تم ہم سے لڑنے کو آئین حنظل نے کہا کہ اے مرات جادو مین آئی تھی تمھاری ملاقات کو مجکو کسی نے طلسم مین آنے نہ دیا اور کہین مقام پہنچ کا نہ ملا سامنے فوج قاسم کی پڑی تھی مین اوسمین گئی قاسم نے میری بہت خوشامد کی مین اونکے شریک ہو گئی مرات جادو نے کہا کہ اگر ایسا کچھ ہے تو شاپور کا سر کاٹ ڈالو حنظل جادو کا رنگ سفید ہو گیا دل مین کہا کہ اب تو کیا کرینگی عجب طرحکا مقدمہ درپیش ہوا آمین مرات جادو نے کہا کہ خداپرست کا ذبح کرنا ثواب ہے حنظل نے کہا فی الحقیقت ثواب ہے لیکن اگر یہ تیری اطاعت قبول کرے تو تقصیر تو اسکی معاف کر مرات جادو نے کہا کہ اس کلام سے ہوتا ہے کہ تو ملی ہوئی ہے حنظل نے کہا مین تیری تابعدار ہون جو تیرا جی چاہے تو کہہ مہنت نے یہ سنکے کہا کہ انکو آج قید کرو بس اوسنے ایک کوٹھری مین اسکو قید کر دیا کہ اوسمین ایک لونڈی بھی قید تھی

چنانچہ دو جادوگرون کو حکم کیا کہ وہ دونون حنظل اور شاپور کو کوٹھری مین بند کر آئے وہان ایک
اندھیر الظلمات تھا جب یہ وہان قید ہوے تو اوس لونڈی نے پوچھا کہ تم کون ہو شاپور
نے کہا ہم کمبخت تھے جو پھنس گئے لیکن اب طلسم ضرور توڑینگے اوسنے کہا تم لفیبون کے بڑے
بلی ہو کہ جو طلسم توڑنے کو آئے حنظل نے اوس وقت سب احوال بیان کیا اور اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہے اپنا حال بیان کر اوسنے کہا کہ مین کنیز ہون مرات جادو کی اوسنے
مجھپر تہمت لگائی کہ یہ زہر دیتی ہے بس اوسنے مجھکو قید کیا ایک دن بیچ کرکے ایک لونڈی
آتی ہے کھانا اور پانی دیجاتی ہے چنانچہ کل جو آئی تھی اوسنے کہا تھا کہ مین تجھکو نکالونگی
اور یہان اوس کنیز سے کہ جو کھانا پانی لیجاتی ہے حکم ہوا کہ آج اوس قید خانہ مین تین
حصے لیجا وہ کنیز سب کو کھانا پانی پہونچاتی ہے تین حصے لیکر اوس کوٹھری مین اون
لوگون کو دے گئی اور کوٹھری کو بند کرکے چلی گئی راوی کہتا ہے کہ یہان سات اتیت
رہتے ہین اور سبکو کھانا پانی پہونچاتے ہین چنانچہ ایک اتیت کیطرف جو وہ کنیز گئی تو اوسنے
دیکھا کہ وہ کچھ تختی مین دیکھتا ہے اور روتا ہے اوسنے کہا کہ میان اتیت تم کیون روتے ہو تب اتیت
نے کہا کہ مین جو روتا ہون تو تجھے کیا کنیز پانون پر گری اور کہا واسطے لقا اور جمشید کے
سچ بتاؤ کہ تم کیون روتے ہو اوسنے کہا کہ آج کے ساتوین روز یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کنیز نے
کہا تو تم پھر اسیواسطے روتے ہو مہنت نے کہا ہان مین اسی فکر مین ہون لیکن اگر تو کسی
سے نہ کہے تو مین تجھسے ایک بات کہون اوسنے کہا کہ مین کسی سے نہ کہونگی مہنت نے کہا کہ جس
بندی خانے مین وہ کنیز قید ہے اوسمین دو شخص اور بھی قید ہین کنیز نے کہا کہ یہ تو مین جانتی ہون
بلکہ آج کھانا بھی اونکو دے آئی ہون مہنت نے کہا کہ یہ جو دونون قیدی ہین یہ طلسم کشا کے
رفیق ہین اور ایک شکنندہ طلسم ہے اوسپر سات پہر بھاری ہین بعد اسکے ڈنکا بجا کے فتح کریگا
کنیز نے کہا کہ میرے پاس کنجی ہے اوس کوٹھری کی چلو تو اونکو نکال دو مہنت یہ سنکے وہ مہنت
اوٹھا اور قید خانے کی کنجی کھول کے اندر گیا اور حنظل جادو کا ہاتھ پکڑکے کہا کہ اے
حنظل اگر تم طلسم آئینہ کی مالک ہو تو ہمکو بھول نہ جانا حنظل نے کہا مہنت جی مین تمکو
بڑا آدمی کرونگی مہنت نے کہا کہ یون تو نکلنا نہ ہوگا مگر مین ایک اژدر بنتا ہون اور تمکو

نکل جاتا ہون ایک بیابان مین کچھ لوح کا احوال مجکو معلوم ہے وہان لیجاونگا اوس لونڈی نے
کہا پھر مین بھی تمہارے ساتھ چلون اوسنے کہا کہ تم جاؤ یہان بیٹھے رہو یہ کہکے وہ دشت اژدہا
بنا اور پانی مین گرکے ایک طرف کو روانہ ہوا دل مین کہتا ہی کہ جہانتک پانی کی شورش ہو تو
چلا چل اب انکو تو جانے دیجیے لیکن حال سنیے کہ ملکہ مرات جادو ملکہ مہلک جادو کے پاس
بیٹھی ہے اور مرات نے مہلک جادو سے کہا کہ عجب طرح کا تماشا ہی کہ ایسے دشمن جانی شکستہ
طلسم ہاتھ لگین اور قتل نہ کیے جائین اوس وقت مہلک جادو نے کہا کہ اچھا کتاب تو دیکھو
مرات جادو نے کتاب اوٹھا کے سات ورق اولٹ کے دیکھا لکھا ہوا تھا کہ تمھارے ملک کا
جو آفتاب جادو واقف ہے وہ قیدیون کو لیکر نکل گیا مرات جادو حیران ہو گئی اور مہلک جادو
کا منھ دیکھنے لگی اوسنے کہا کہ تم میرا منھ کیا دیکھتی ہو مرات نے کہا کہ تم کتاب دیکھو اوسنے کتاب
دیکھی تو معلوم ہوا کہا اے مرات جادو گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے گھر کے لوگ تو مل کے خراب
کرتے ہین اچھا تم لڑو ہم جاتے ہین دیکھین کہ آفتاب جادو کہان جاتا ہی یہ کہکے پہلے تو چھپین
حجرے اوس باغ مین آکر صندوق کے دیکھے اور جاکے اوس کوٹھری کو دیکھا تو وہ
کھلی پڑی تھی بس اوسنے کہا کہ اے ملکہ تم میرے مکان مین بیٹھی رہو مین جاتی ہون آفتاب
جادو کو مع قیدیون کے پکڑے لاتی ہون یہ کہکے غوطہ مار کے پانی مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی لیکن
ایرج نوجوان کو ایک ساحر عظام جادو نام رستے مین ملا اور وہ انکو اپنے ساتھ اپنے گھر بیچ
لایا اور خیال کیا کہ اسکو اپنے یہان رکھنا بہتر نہین ہے ایسی جگہ رکھنا چاہیے کہ جہان کوئی نہ جاسکے
اسکی ایک دائی تھی قہر چشم جادو اوسکو بلا کے کہا کہ اسکو مین لایا ہون تو قید کر اوس دائی
نے ہتکڑیان وبیڑیان پہنا کے قید کیا اور آپ ایک تخت پر آکے بیٹھی حقہ پینے لگی اور ایک لونڈی سے
دس گھڑا کھیلنے لگی اور عظام جادو کا دل گھبرایا جی مین آیا کہ شکار کھیلنا چاہیے دو چار
غلام ہمراہ لیکر شکار کو روانہ ہوا اور ایک دریا اسکو نظر آیا کہ موج مارتا تھا حباب اوٹھ رہے
تھے پاٹ دریا کا لبان آئینہ سطح و مصفا

نظم

آب تہ دار اور تیرہ بہت	لہر اوٹھتی جو تھی سو خیرہ بہت
ہوش جاتا تھا دیکھ جوشِ آب	گوش کرتا تھا کر خروشِ آب

باتیں کرتی تھی آسمان سے موج	لچے لٹکے کا کیا کہوں میں اوج

شراب کا نشہ تو اوسکو خوب تھا دل مین آیا کہ ماہی کا شکار کیجیے اور تازہ تازہ کباب مچھلی کے
کھائیے بس اوسنے مہا جال دریا مین ڈالا اودھر سے آفتاب جادو آیا تھا وہ جال مین پھنسا
عظام نے جال کو کھینچا اور غلامون نے جھٹکا مارا دیکھا کہ کوئی مہا شیر پھنسا ہے یا مچھلی ہے
یا نہنگ ہے غرض جال کو کھینچا جبکہ باہر نکلا دیکھا کہ ایک اژدہا ہے کہ سفید ٹیکا اوسکے ماتھے
پر دیا ہے عظام جادو نے کہا کہ یہ تو کوئی جادوگر ہے یا کسی ساحر نے سحر کیا ہے اور
آفتاب جادو نے دیکھا کہ عظام جادو ہو کہ مجھے ملجائے تو صورت اصلی بن بس یہ جیکم
پہلے تو شاپور اور حنظل اور لونڈی کو اگل دیا اور آپ تڑپ کر صورت اصلی بننے لگا عظام نے دیکھا
کہ اس مین ایک خداپرست ہے اور دو طلسم کی عورتین ہین مگر ایک اون مین غیر ہے عظام جادو
نے ان تینون کو تو غلامون کے ساتھ بھجوا دیا اور آپ خنجر پکڑ کے آفتاب جادو کے سر پر آیا اور
جلد اصلی صورت بنا اور اوسنے دیکھا کہ عظام خنجر پکڑے ہوے کھڑا ہے بس اسنے کہا اے عظام
مین نے ان لوگون کا ساتھ کیا ہے تم بھی مل جاؤ عظام نے ایک ناریل اسکے مارا آفتاب
جادو نے اوس ناریل کو کاٹ دیا اور ایک لات مارا کہ عظام کے سر کے دو ٹکڑے ہوے اب
یہ غلامون کو مارنے لگا اون سب کو بھی مار ڈالا پھر وہان سے ایک قلعہ کے دروازے پر آیا اور
ایک گرز فولادی اوس قلعہ کے دروازے پر آیا اور ٹوٹ گیا قلعہ مین پانچہزار جادوگر رہتے
تھے اوسنے اون سب کو مار کے بھگا دیا جمعدار رسالدار جو تھے وہ سب آفتاب جادو کے
پانون پر آکے گرے یہ غل دوانے عظام جادو کی سنا ارادہ کیا کہ چلیے پھر خیال مین آیا کہ
ایرج کی قید کس کے حوالہ کرون وہان ایک پہاڑ تھا اوسپر محبوب جادو نام ایک ساحرہ
رہتی تھی برس اٹھارہ ایک کا سن زلف گرہگیر اوسکی سر حلقہ دلبرشان روے تابان
بسان ماہ درخشان چھاتیان انول گات سڈول **نظم** ۔ جب بنا گوش اوسنے دکھلایا

آگے چلنا نگاہ کو مشکل	کنج لب آرزوے خال و دل	پنچ کا سا سان نظر آیا
نازکی اوس میان کی کیا کہیے	جسنے دیکھا تھا سو مجھی ہو جنون	ہو تبسم سے لعل کا دل خون
پھر قیامت تلک اٹھ است ہے	اک اگر جھکے تو قیامت ہے	ہنسی تو ہاتھوں ہی مین لے ہے

دوا جادو کے اُسکو بلا لائی اور اُس سے کہا کہ اے محبوب جادو قلعہ مین کچھ غل ہو رہا ہے بس ہم
ایرج خبردار ہو یہ قیدی پرسون کا آیا ہوا ہے مین جا کے لاتی ہون یہ کہکے چلی گئی محبوب جادو
نوجوان ہے اور ایرج بھی نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤن گول گول سانچے مین ڈھلے
ہوئے رخ سرخ و سفید کہ مسدس

دام دلہائے حسین حلقۂ گیسوئے خمدار | تار مو کا فرسودائی کے حق مین زنار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ ہو بانکی | اور ٹیڑھی سی وہ ٹوپی ہو مغرق زرتار
صاف پیشانی سے تھا بخت بلندی پیدا | چاند ماتھا تھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

محبوب جادو اسیر فریفتہ ہوئی اور ایرج بھی عاشق ہوئے سلطان عشق نے دونون کے دل پر
چڑھائی کے ڈیرے ڈالدیے نظم | ملک دل پر عشق نے جب آ کے ڈنکا کا | گھر لیا املاک مین اپنا جا بجا دعوی کیا
بھیجکر کوچہ بکوچہ وہ بدہ فوج جنون | کر کے تسخیرات پھر اپنا عمل برپا کیا | محبوب جادو نے ہر چند ضبط
کیا مگر نہ ہو سکا ایک آہ کی اور زبان سے نکلا کہ بیت تیر اژان ناوک پر فتنہ جست ✽ بر جگرم
آمد و تا پر نشست ✽ ایرج نے بھی شعر عاشقانہ پڑھے ابیات

اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا | کاش مین عشق مین سر تا قدم دل ہوتا
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا | تو کسی سوختہ کا آئینہ دل ہوتا
دل گرفتگی اگر خاک چمن مین ہوتی | تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

محبوب جادو نے بیساختہ کہا کیون صاحب یہ کیا پڑھا ایرج نے کہا جو تمنے پڑھا وہ ہمنے بھی پڑھا
ایرج نے دل مین کہا کہ طلسم مین ہم تو قید ہوئے مگر اب ہم تو قید تھے ہی دل بھی ہمارا قید ہوا
اور محبوب اپنے دل مین کہتی ہے کہ دوا آئیگی تو ایرج کو لے لیگی کچھ تدبیر کر سوچتے سوچتے
کہا کیون صاحب تمھارا نام کیا ہے ایرج نے کہا میرا نام ایرج بن ملک قاسم لبتلق
خقتان خاور سیاہ علمشاہ کا پوتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کا پرپوتا ہون محبوب
نے کہا یہ تو مقدور نہین کہ طلسم سے مین تمھارا ساتھ دون مگر ساتھ وہ جو پہاڑ ہے اسپر میرا مکان
ہے اور کسی کا دیا لیا نہین کھاتی ہون تابع دار نہین ہون تم میرے مکان مین چلو بخوبی بیٹھے رہنا
یہ کہکے محبوب نے ایک ماش کے آٹے کا پتلا بنا کے زندہ کر کے ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کی

قید تو دفع کر دی اس پتلے کو دہی ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کو سحر سے غائب کر کے کنیزوں کو
طلب کیا اور کہا میں کسی کام کو جاتی ہوں تم خبردار رہنا یہ کہکر ایرج کو لے گئی اور اپنے مکان
میں لائی وہاں تمام اشیا اسباب عیش و آرام مہیا تھا کنیزیں خدمت کو حاضر تھیں گلابیاں
شراب کی کباب کی تھا میں چنگیر دان چوگھڑے عطردان پاندان وغیرہ سب موجود تھا چنانچہ
ایرج وہاں بیٹھا ناچ ہونے لگا ایرج نے محبوب سے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں شراب
پیوں وہ مطیع اسلام ہوئی اب دور جام مے ارغوانی چلنے لگی جلسۂ عشرت آراستہ
ہوا یہاں دوا جو قلعہ میں آئی دیکھا کہ عجب طرح کی تباہی ہے لوگ بھاگے جاتے ہیں غل ہے اسنے
ایک آدمی سے پوچھا کہ کیوں یہ غل کیسا ہے اسنے کہا کہ عظام مارا گیا آفتاب جادو کے
ہاتھ سے اور آفتاب جادو نے یہاں آکر اور ساحروں کو مارا یہ اسی کا غل ہے دوا نے یہ سنکر
ایک ناریل سحر کا تیار کیا اور چلی حنظل جادو اور شاپور جو سنو دیئے تھے کہ دوا سامنے سے
نظر آئی وہ ساحر جو لگئے تھے انھوں نے کہا کہ عظام جادو کی دوا آتی ہے اے آفتاب جادو یہ
بڑی آفت برپا کریگی یہ وہ ساحر کہہ رہے تھے کہ دوا نے آکر ناریل آفتاب جادو پر مارا آفتاب
جادو نے خالی دیا لیکن پیچھے جو دس بارہ ساحر کھڑے تھے وہ ناریل انکو توڑ گیا شاپور
جست کر کے دوا کے برابر آیا دوا نے اسکے ایک تلوار ماری آفتاب جادو نے جو جست کی
شاپور کے تلوار نہ پڑی مگر اسکی ایڑی کٹ گئی اور حنظل جادو نے گولا فولاد کا مارا وہ دوا کی
داہنی ران لگا توڑ گیا دوا نے اب چاہا کہ مہلک جادو کو خبر کروں بس یہ وہاں سے
چلی آفتاب جادو نے کہا کہ یہ ضرور کہیں گر کر مر جائیگی اور مہلک جادو دو تین کوس
تو پانی میں آیا بعد اسکے پانی سے نکلا اور حیران کھڑا ہے کہ آفتاب جادو زمین میں گھس گیا
اڑکر آسمان پر گیا کیا ہوا اور دوا چلی جاتی ہے اسکو پیاس معلوم دی اور کچھ بھوک ہوئی خیال میں
آیا کہ دریا پر مرغابیاں بیٹھی ہیں چلکے شکار کر انھیں کے کباب کھاؤ اور پانی دریا کا پیو یہ سوچ کر
جانب دریا چلی مگر ران جو زخمی تھی تو گر پڑی اور اسنے دیکھا کہ مہلک جادو کھڑا ہے اور
مہلک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت گر پڑی دیکھا جو سہی تو عظام کی دوا ہے پکارا کہ ارے تجکو
کیا ہوا بس اسنے کہا کہ جمشید و سامری نے مدد دی اے مہلک قلعۂ عظامیہ میں یہ حال ہے

کہ عظام جادو کو آفتاب جادو نے مار ڈالا یہ کہکر سب حال بیان کیا مہلک جملہ کیفیت
سُنکر قلعہ کے برابر آیا اور اُسنے برف گرائی کہ وہ تین سو ساحر ہلاک ہوا پھر پتھر برسائے شالپور
اور حنظل حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہے اور ودّا نے کہا اے مہلک دیکھیے وہ چارون جادوگر
کھڑے ہین مہلک نے سحر کرکے چار گھڑی مین سبکو قید کیا اور جو شریک ہوگئے تھے
وہ مہلک کے پانون پر گرے مہلک سب کو باندھکر لیچلا ودّا نے کہا اے مہلک ایرج بھی
میرے پاس ہے مہلک یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور مہلک کو اپنے مکان مین لائی نذر دی
اور کہا بلالون اندر دالان مین چلیے ہین محبوب جادو کو چھوڑ گئی دالان مین جاکر دیکھا
محبوب جادو کو نپایا کنیزون سے پوچھا کہ محبوب جادو کہان گئین کنیزون نے کہا ابھی کہین
گئی ہین مہلک نے آگے بڑھ کے جو دیکھا تو ایرج کی آنکھ نہین پھرتی ہے مہلک نے کہا کہ
ودّا یہ تو سرد ہوگیا ودّا دو ہاتھ پٹک کے دیکھے تو واقعی مرگیا ہے ہوا جو لگی ودّا کے ہاتھ مین آٹا لگا تھا
خشک ہوگیا مہلک نے کہا کہ ارے تیرے ہاتھ مین ماش کا آٹا لگا ہے اُسنے کہا صدقہ گئی کل
یہ پکڑ آیا تھا آج کیا سڑ گیا مہلک نے ایک لکڑی سے ایرج کے پتلے کو ڈھکیلا وہ ماش کا پتلا
تھا گر پڑا سر الگ دھڑ الگ ہوگیا مہلک نے کہا یہ تو ماش کا آٹا ہے اے ودّا چلو
محبوب کے پاس وہان محبوب جادو نے خوب شراب پی تھی ایرج کو نشہ تھا بارہ دری مین
پردے ڈال کے ایرج کے ہاتھ پر سر رکھے لیٹی تھی ایرج نے اُسوقت دیکھا کہ محبوب کی
چوٹی سے کچھ کھل کے میرے ہاتھ پر آرہا اُٹھاکے جو دیکھا تو کاغذ پایا اُسمین لکھا تھا کہ شاید یہ
کاغذ ایرج کے ہاتھ لگے یہ صندوق مخملی جو دھرا ہے اِسمین ایک تلوار ہے ایرج اُٹھا برابر
محبوب نے آنکھ کھولی کہا ایرج کہان جاتے ہو کہا پیشاب کو جاتا ہون محبوب جو دیکھے کہ چوٹی
کھلی ہے بے اختیار کہا ہائے میری مان نے کہا تھا کہ تیری چوٹی جو کھلی ویسے تو جانا کہ تیری
جان گئی اور ایرج صندوق پاس پہونچا کہا ارے کمبخت کہان جاتا ہے میرے مارنے کا ارادہ ہے
اور دوڑی ایرج یہ نجانتا تھا کہ اُسکی قضا اس تلوار سے ہے محبوب نے ایک تارنج مارا
ایرج نے دوڑ کے ایک تلوار ماری محبوب جادو دو ٹکڑے ہوگئی سب مکان باغ بارہ دری
اُڑ گیا دیکھے تو میدان ہے خیال جو کرے قبضہ پر لکھا ہے کہ جسکے ہاتھ تلوار لگی مسکی

قسمت بڑی زبردست ہے اسی طلسم کے تہخانہ مین ایک گھوڑا ہے اُسپر سوار ہو کے جادوی
لوح کا ٹھکانا لگیگا ایرج نوجوان تہخانہ کو لگے دیکھنے دیکھا ایک طرف گھوڑا مع سازو یراق کھڑا ہے
ایرج بسم اللہ کہکے سوار ہو کے طرف مشرق کے روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا ہے کہ دیکھیے کدھر مقدر
لیے جاتا ہے چنانچہ ایک بیابان ملا دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہے اُسپر چار عصابردار عصا ہاتھون
مین لیے کھڑے ہین پہاڑ پر سے اُترے اور ایرج کو سلام کیا کہا ہم جانتے ہین کہ تم شکنندۂ
طلسم ہو لیکن کسی نے طلسم آئینہ فتح نہین کیا ہمکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے اے عزیز
ان درون مین ایک درہ ہے بہتر یہ ہے کہ نکل جا ایرج نے کہا اگر ہماری زندگی ہے اور قسمت مین ہے
تو فتح کرینگے اگر نکلجانے کا ارادہ ہوتا تو کیون آتے یہ کہکے ایرج ایک سمت کو چلا عصابردارون نے
کہا بھائی اسکا نصیب زبردست ہے اُسی سمت جاتا ہے جدھر کچھ فائدہ ہو رہیگا غرض ایرج
کو جاتے جاتے ایک بیابان ملا دیکھا ایک باغ ہے دروازہ کھلا ہوا ہے پہلے تو ارادہ کیا
کہ باغ مین جاکے سیر کیجیے پھر خیال مین آیا کہ اے ایرج ہاتھ پاؤن کھلے ہوے ہین
مرکب پر سوار ہو باغ مین جاکے کسی آفت مین جو گرفتار ہو جاؤ اس سے نہ
جانا بہتر ہے یہ سوچ کے ایک سمت کو چلا اور مہلک جادو جو محبوب جادو کے
مکان پر آیا دیکھا کہ محبوب ماری گئی مہلک نے کہا ارے دوا یہ کیا ہوا دوا نے کہا زندگی خرچ
مین آگئی دوست دشمن نہ سمجھی آخر اپنی جان کھوئی مہلک جادو نے کہا میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا لیکن ان قیدیون کو ساتھ لیے چلنا مناسب نہین ہے انکو قید کیجیے مہلک جادو
کو سب احوال طلسم معلوم ہے یہ ایک جنگل مین گیا وہان ایک مکان بنا ہوا تھا اُسکا دروازہ
کھول کے حنظل جادو و آفتاب جادو و شاپور اور دونون لونڈیون کو قید کیا اور آپ ایرج
کی فکر مین چلا اور ایرج پہر دن رہے ایک بیابان مین پہونچا کہ وہ جنگل باغ کی طرح روش
پٹری سے آراستہ درخت گنجان سایہ دار لگے ہوئے کوثر پیالہ رشک لالہ پھولا ہوا
سبزۂ زمردین لہلہاتا ہوا چلتی تو جوبن دکھاتا **نظم** ؛ زمین شفاف ستے صاف دروا
نہال سبز مثل باغ پیدا ؛ درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ ؛ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
نوا زن جابجا مرغ خوش آہنگ ؛ ہر اک کے زمزمہ کا کچھ نیا ڈھنگ ؛ لبالب آب سے نہرین ہر اک سو

جو لیجائین دلِ عاشق سے قابو + کوئی گل شل روے اہ بُراق + اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق وہان ایک نقاب دار مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا تھا اور پیچھے اُسکے آٹھ دس سوار کھڑے تھے اور ایرج نے دیکھا کہ نہایت خوب برچھا ہلاتا ہے اور کس خوبصورتی سے برچھے کے ہاتھ نکلتے ہین کہ طبیعت وجد کرتی ہے بس اُسنے آگے بڑھ کے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب برچھا ہلاتے ہو اور کیا خوب کثرت بھی ہوتی خالی ہے اسین گھوڑے نے جو جست کی جھٹکا جو پڑا نقاب کے بند ٹوٹ گئے ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت ہے جسکا چہرہ بسان آفتاب تابان اور مہر درخشان تابندہ ہے مانگ سے اُسکی کہکشان منفعل زلف مین اُسکی شب قدر کا منفعل دل خنجر مژگان سے دلِ عاشق ٹکڑے ٹکڑے چھریان کلیجے پر چلین چشم فتان منفسدہ پرواز گردش مردمک چشم فسون سازی بنی ہے گل شبّو کا ناک مین دم عارض تابان سے ماہ مہر نادم ذقن سیب جنت سے بہتر انار سینہ انار بہشت سے خوشتر ناف ساغ حسن شکم لوح سیمین آئینہ کف پا حنائی رنگین ابیات

چشم کرشمہ جانِ تغافل
غمزہ نے اک خنجر مارا
ہنسنے مین وہ صفائی دندان
غیرت افزا آئینہ کی

سامان اُسکے شان تغافل
رخصت دے گر عشوہ گری کو
برق خرمن عالم امکان
شکل جبین مین یہ نازکمان کی

بالی ہے ابرو کا اشارا
ایک ہی جلوہ لب ہے پری کو
آہ صفائی اُس سینہ کی
صورت ہے انداز کہان کی

ادھر تو اسکے بند قبا ٹوٹے اُدھر ایرج کا دل ٹوٹ گیا اور اُس عورت نے اپنے سوارون سے کہا کہ عجب بات ہے کہ سالہا سال سے یہ نقاب بند ہی رہتی تھی کبھی بند نقاب نہین ٹوٹے آج کیا ہے کہ یہ ٹوٹ گئے یہ کہکے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے کہا مجھے ایرج بن قاسم کہتے ہین اُسنے کہا کہ اے عزیز یہ طلسم سیر کا مقام نہین ہے یہان جو آیا پھنسا جیتے جی باہر نہ نکل سکا تم ناحق آئے ایرج نے کہا کہ ہمارے تمھارے راہ میں ملاقات ہوئی اگر اپنے گھر لے چلو تو سب حال بیان کرین یہ شہزادی کہ نام اُسکا مینا ہے جادو سے اُسنے کہا کہ اچھا چلو ایرج اُسکے ساتھ ہوا راہ مین اُسنے کہا کہ اے ایرج دس بارہ دن ہوئے ہین کہ قلعہ مینا کی کچھ خبر نہین معلوم اور مین اپنے بھائی آسمان جادو کو قائم مقام کرکے شکار کو نکلی تھی ایرج نے کہا کہ خیر و عافیت ہوگی کچھ گھبراؤ نہین مگر

حال سُنیے کہ ایک جلاد جادو ہے کہ وہ قزاقی کیا کرتا تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی تو چالیس ہزار قزاقون
کو ہمراہ لے کر قلعہ مینا پر چڑھ آیا آسمان جادو نے قلعہ بند کر لیا جلاد جادو نے قزاقون سے
کہا کہ تم اگر ارادہ کرو تو مین نہ جاؤن اور نہین تو مین جاتا ہون اور اُدھر قلعہ کے خندق
عمیق اور پُر آب ہے تو مین لچھر دلچھڑ قلعہ پر لگی ہین تیل کے کڑھاؤ گرم ہو رہے ہین پُر اپنے
پُرانے پتھر دیوار قلعہ سے لگے ہین رہ شرور انکے جرچلے جلکستا قلعے پر رکھے ہین گولہ انداز برق انداز خشت
انداز توپون کے دہنے بائین ٹہل رہے ہین آسمان جادو زیر نگیہ زرتار تاج شاہی سر پر
رکھے کرسی پر بیٹھا ہے کہ نظم

ہوا اک بات کہنے مین وہ تیار
لگین ہر سمت توپین اور بندوق
کہ جانا جسکے منہ پر سخت دشوار

کیا سب بند و بست ایسا قلعہ کا
بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق
غرض در بند و خندق اگر پر آب

جو کچھ اسباب جنگی ہوئے درکار
نہ پائے جسمین لشکر غیر کا راہ
رکھی چارون طرف آتش کی وہ مار
مہیا جنگ کا تھا سارا اسباب

جلاد جادو مرکب کو دوڑا کے چلا قلعہ والون نے ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھ کر پھینک دیا اُسمین
لکھا کہ اے جلاد جادو کیون اپنی جان دیتے ہو پھر جاؤ نہین تو ہم گولے مارین گے تمھارا کہین ٹھکانا
نہ لگیگا جلاد نے اُس نامہ کو پڑھا اور کہا ع چشم مں لبسیار ازین خواب پریشان دیدہ است
اور گھوڑا ڈال کے چلا قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہونے لگی اور جھکا جھکا کر توپین گولے
مارنا شروع کیے کہ وہ میدان تمام آتش بہار ہو گیا لیکن جلاد جادو گولون کو بچاتا ہوا اور
سحر سے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور خندق کو خشک کیا اسوقت چھپرون مین آگ
لگا دی گئی تیل کے کڑھاؤ ہانڈیان بارود کی پڑنے لگین اینٹین اور تیر قلعہ دار مارنے لگے ابیات

لگا چھٹنے قلعہ کا توپخانہ
کہ جیون بادل مین ماری برق چشمک
وہ بندوقون کی چھٹنا ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
نکلتا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین آلنسے تھی باڑھ

دھوئین مین اسطرح اُڑ جاتی چمک
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولے سے نکلے تھا نشانی

جلاد جادو نے سپر فراخ دامن چہرہ پر رکھ کے ان بلاؤن
کو جھیلا اور گرز مار کر پھاٹک توڑا اُسوقت تو فوج بھی اُسکی لینا لینا کہکے چلی اور مٹی کی
ٹوکریون سے خندق کو پاٹا نردبانین لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ گئے کچھ لوگ دروازے سے

داخل ہوئے ادھر کی فوج بھی آئی اور تلوار چلنے لگی کہ پھر تو اشعار

جوانون نے پیا بس آب پیکان
کودن کیا دشنۂ نازک کی تعزیر
ہوا ہستی سے بعضو نکا نستان گم
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار

در آوردہ ہوا لشکر وہ اکبار
کہ پہلو انسے تھے قندیل پر تیر
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار

کہون کیا مین ہو جو تیر باران
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
ادھر اودھر ہوئے مجروح مردم
ہزارون مردے بے گور و کفن تھے
تھی گرمی جنگ مین آسمان

جادو کا جلاد جادو سے مقابلہ ہوا آسمان جادو نے تلوار ماری جلاد جادو نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تو سپر کو کاٹ کر خود و مغفر زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو تلوار اُتری آسمان جادو نے واسطے مارے کے تیغہ جھٹا کے ٹکگیا مگر جلاد جادو نے کمر مین ہاتھ دے کر آسمان جادو کو اُٹھالیا اور چکر دے کر زمین پر مارا اُسوقت سب فوج بھاگ گئی اور اُسنے آسمان جادو کی مشکین باندھین اور اپنی فوج کے حوالہ کیا پھر وہان سے دارالامارت شاہی مین آیا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے اُسنے اُنسے کہا کہ ای رئیسو شریفو ایک رنڈی ہے میناے جادو وہ میرا کیا کر سکتی ہے جسکو کہ میری اطاعت کرنا ہو وہ تو قلعہ مین رہے اور جسکو نہ کرنا ہو نکل جائے کچھ لوگ تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے جو باقی تھے اُنھون نے اطاعت کی شادیانے عشرت کے بجنے لگے اور جلاد جادو نے خزانہ کھلوا کے روپیہ لوگون کو بانٹے اور بعشرت تمام بیٹھا لیکن ملکہ میناے جادو جو ایرج کو لیے آتی تھی راہ مین اُسنے خیال کیا کہ ایرج پوشاک اور کپڑے طلسم کے نہین پہنے ہے بلکہ جیسے خداپرست پہنتے ہین وہ لباس پہنے ہے یہ ضرور خداپرست ہے اس قسم دے کے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر ایرج سے کہا کہ تمکو قسم اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ایرج نے سب حال بیان کیا انکو ڈر کسکا تھا میناے جادو نے اپنے دل مین کہا کہ شکستہ طلسم ہے گھر غارت کرنے آیا ہے اسکو چلکر کسی درے مین زیر کر کے مار ڈالیے اسی فکر مین تھی کہ ایک درہ پہاڑ کا معلوم دیا اُسمین اُتر کے کہا کہ کوئی شراب لائے وہ جو سوار ساتھ تھے گھوڑے دوڑا کے گئے اور گلابیان شراب کی لائے میناے جادو کی جوتی مین ہمیشہ زہر کی رہا کرتی ہے اُسنے ایک گلابی مین زہر کو ملایا اور ایرج سے کہا کہ لو شراب پیو ایرج نے کہا کہ تمکو

نشہ خوب ہوا اور مین پیتا بھی کم ہون اس اثنا مین دیکھا تو بہت سے جادوگر گٹھریان بقچیان
لیے ہوے زخمی برہنہ پا برہنہ سر کچھ عورتین کچھ بچے کچھ اڑکے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے مان کا
دامن پکڑے مان اسکی ہتیارے بھیارے کہتی چلی آتی ہین میناے جادو نے پہچانا کہ یہ
تو میرے قلعہ کے لوگ ہین پس یہ بدحواس ہوئی اور پکاری کہ انکو کیا ہوا کس نے زخمی کیا ان لوگون
نے جو میناے جادو کو دیکھا تو کل حقیقت بیان کی ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرون وہ مرد ہے میرے
اسکے مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا ہے کہ اسوقت شراب پلاتی ہو اور گھر لیے
چلتی ہو تم مجکو لے چلو مین بحکم خدا ایک ہی ضرب مین دو پرکالہ کر دونگا ملکہ سمجھی کہ جمشید اور
سامری نے اسی واسطے اسکو بھیجا تھا اگر فتح ہوئی جب تو تیرا ملک ملا اور ناحق تو اسکو زہر
دیتی ہے پھر یہ یون ہی مرجائیگا مار ڈالنے سے اسکے مطلب ہر کیا مضائقہ ہے لے چل یہ
سوچ کر گلابی زہر کی اسنے پھینک دی ایرج نے کہا تمنے شراب کیون پھینک دی کہا مین اٹھاتی
تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی قصۂ مختصر سوار ہوکے دونون چلے جبکہ دو تین کوس پر قلعہ
رہگیا دیکھا کہ گانون گراون دیہ قریہ اطراف جوانب سب کو لوٹ لیا ہی جبکہ نزدیک قلعہ کے
پہونچے قلعہ پر لوگ دوربین لگائے ہوے بیٹھے تھے دیکھا کہ میناے جادو ایک سوار کو لیے
چلی آتی ہے دوڑکے جلاد جادو کو خبر کی جلاد جادو نے کہا ایک رنڈی کے واسطے دروازہ بند کرنا
بہادری سے بعید ہے ارے میرا مرکب لاؤ اور سوار ہوکر چلا اسمین میناے جادو آپہونچی جلاد
پکارا ارے تیرے سپاہی کو مین نے مارا کام تمام کیا قلعہ بزور شمشیر مین نے لیا اگر تو
چاہے تو تجکو ایک حویلی پختہ قلعہ کے باہر بنوا دون بخوبی روٹیان کھایا کر ایرج نے کہا
جو بہادر ہوتے ہین وہ روبرو لڑتے ہین یہ نہین کہ ملکہ تو شکار کو گئی مکان خالی دیکھ کے لیا
پھر کہتا ہے بزور شمشیر لیا اب اگر لیوے تو ہم جانین کہ بزور لیا جلاد نے کہا ارے تو کون
ہے نام تو بتا کہا منم ایرج بن قاسم لعل ختتان خاور سیاہ تیری قضا مجکو یہان لائی
ہے جلاد جادو نے طیش کھا بر چھا پکڑ کے سامنے آیا ایرج نے ملکہ کے ہاتھ سے برچھا لیکے
سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے ایک جگہ اٹکل کی نیزہ سے نیزہ ملا کے
جو جھٹکا مارا صاف جلاد کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا جلاد نے دو ہتھے تلوار ماری ایرج نے سپر پر روک کے

تلوار ماری جلاد جادو نے سحر کیا داستانے مارے لیکن انگلی کاٹ کے نکل گئی چادر ختون کی منھ پر چھوٹنے لگی جلاد جادو مرکب سے کودا ایرج بھی کودا کشتی ہونے لگی بعد بہر بھر کے جلاد جادو نے دیکھا کہ ایرج زبردست ہے ایسا نہو کہ باندھ لے سحر کر کے پکڑ لے یہ سوچ کے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پاؤن ڈھیلے ہو گئے جلاد جادو پکڑ کے لیچلا ملکہ مینا سے جادو نے کہا ایسے جوان بہادر کہاں پیدا ہوتے ہیں جو بگانے واسطے اپنی جان دیں دوڑ کے پکاری ای شہریار دل کا حال کہو کیا ہوا ایرج نے کہا ملکہ دغا کی مینا سے جادو بھی سحر میں گرفتار ہو گیا ایک پچکاری پانی کی سحر کر کے ماری تھوڑا پانی ایرج کے منھ میں گیا ایرج پر سے سحر اتر گیا مینا سے جادو کے بازو پر ایک شبد ھا ہوا تھا کہ سحر اثر نہ کرتا تھا ملکہ نے ایرج کے بازو پر باندھ دیا جلاد نے ہر چند سحر کیا کچھ اثر نہوا مینا سے جادو نے ای شہریار مارئیے اسکو ایرج نے شانے پکڑ کے ایک ہٹکہ دیا چھاتی میں سر دے کے لیچلا یہاں مارا یہاں پچھاڑا چند قدم لیجا کر کمر میں ہاتھ دے کے اٹھا برابر ایک غار میں مارا ہڈی پسلی برابر ہو گئی ایرج نوجوان تلوار کھینچ کے قلعہ کے اندر گھسا مینا سے جادو کی فوج نے جلاد کی فوج کو جو تھی مار تلوار ین بھگا دیا اور بہت سے لوگوں نے اطاعت قبول کی مینا سے جادو زر نثار کرتی ہوئی ایرج سے داخل قلعہ ہوئی کہا اسے ایرج نوجوان پہلے میں تیری دشمن تھی لیکن اب تیری دوست ہوں مقرر تو طلسم فتح کریگا یہ کہکے کہا باغ عیش میں جشن کی تیاری ہوئی جبکہ تیاری ہو چکی خبر ہوئی ملکہ مع ایرج سوار ہو کے باغ میں گئی تخت پہ بیٹھی دیکھا نہایت پر تکلف باغ تیار ہے ناچ ہونے لگا راگ کا سمان بندھا بعد ناچ کے دسترخوان چنا گیا ملکہ و ایرج نے کھانا کھایا شراب کباب اڑ رہے ہیں جو آتا جاتا ہے ایرج کو نذریں ہوتی جاتی ہیں اور وہاں مہلک جادو فکر میں ایرج کی دادا سے کہتا جاتا ہے کہیں ایرج کا ٹھکانا نہ لگا چنانچہ کچھ آدمی زخمی معلوم دیے مہلک جادو نے ایک دو تر زمین پر مارا ایک اژدہا پیدا ہوا مہلک سحر کا اسباب آراستہ کر کے چلا دادا بھی چلی جبکہ قلعہ مینا پر آیا اژدر قلعہ سے بلند ہوا لوگوں نے خبر مینا سے جادو کو پہونچائی لیکن اکہ ایرج کے بازو پر بندھا ہوا تھا ملکہ بھی بھول گئی تھی ایرج تلوار پکڑ کے اٹھا اور سامنے مہلک جادو کے آیا مہلک نے کہا

منم مہلک جادو کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی ایرج نے کہا منم
ایرج نوجوان مہلک سوئے اژدر رہا کے آگے آیا اژدر کے منہ سے آگ نکل رہی تھی بہت
سے جادوگر جل گئے مہلک جادو نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے سپر پر روکی سپر کے دو
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے خالی دے کے برابر سے ایسی ایک تلوار ماری خود دو بلغہ و غرق
چین کا ٹکر مع اژدر دو ٹکڑے کئے لینا کہ ڈنا کشتی مرا نام من مہلک جادو بود دوا آ جو دیکھے تو
مہلک مارا گیا مرات جادو جاگی اور ایرج کو ضیائے جادو کے مکان میں آئی ایوان
شاہی میں ناچ ہونے لگا ضیائے جادو کہتی تھی عجیب مقدمہ ہے اب تو مہلک جادو
مارا گیا آگے دیکھیے کس طرح پر سامنا ہوتا ہے لیکن ضیائے جادو کو نہایت خوشی
تھی اور جس وقت مہلک جادو مارا گیا گنبد میں سے شاپور شیر دل و خنظل جادو
و آفتاب جادو دونوں لونڈیاں چھوٹیں خنظل جادو نے کہا جسنے قید کیا تھا یا تو وہ مارا گیا
یا کچھ اسکے مزاج میں رحم آیا کہ چھوٹ گئے یہ کہکے پانچوں شخص وہاں سے چلے ایرج نوجوان کی سب
کو فکر ہے مہلک جادو مرات جادو کو اپنے مکان میں بٹھا آیا تھا جس وقت مہلک جادو
مارا گیا وہ دریا خشک ہو گیا مرات جادو کہ یہ حال دیکھکر بسان آئینہ حیران ہو گئی
ہر ایک کا منہ دیکھنے لگی دل میں کہنے لگی مہلک جادو ایسا نہ تھا کہ مارا جاوے جھوٹ
ہے پھر کہتی ہے کہ اگر مارا نہیں گیا تو دریا خشک کیوں ہوا مقرر مارا گیا اسے ملکہ مرات جادو
غضب خان چوب زن کو نامہ لکھ یہ خیال کرکے پانچوں آتیوں کو بلا کے وہ مکان
ہونے کے کہا میں غضب خان چوب زن کو لکھتی ہوں دس بارہ روز سے وہ
شکار کھیلنے کو گیا ہے میں مقرر بلاتی ہوں یہ کہکے وہاں سے سوار ہو کے اپنے مکان میں
آئی لوگوں نے مجرا کیا کہا ملکہ دو روز سے تم نہیں آئیں ہمارا دل لگا ہوا تھا طبیعت
نہایت متفکر تھی دیکھا کہ مرات جادو حیران ہے آنسو بھرے ہوئے ہیں ایک نے عرض
کی ملکہ ہمکو آپ کی طبیعت متفکر معلوم ہوتی ہے کیا باعث ہے مرات جادو نے کہا تقدیر
مقدر یوں معلوم دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاوے یہ کہکے نامہ غضب خان چوب زن کو
لکھا کہ طلسم آئینہ میں حمزہ کا پوتا پیدا ہوا ہے چنانچہ مہلک جادو مارا گیا خنظل جادو سے

بہت لوگ مل گئے ہین معلوم یہ دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاویگا بہتر یہ ہی کہ اب تینون جلد پہونچاو
اور ایک جادوگر کو بلا کے کہا جلد یہ نامہ غضب خان چوب زن کے پاس لیجا وہ شکار کو
طرف کوہ عقیق سلیمانی کے گیا ہی اور غضب خان کوہ عقیق کے جنگل مین شکار کھیلنے خیمہ مین
داخل ہوا تھا وہان کباب لگ رہے تھے شراب پیتا تھا اور کباب کھاتا تھا چالیس ہزار جادوگر
بارہ ہزار سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا تمام لشکر مین نیل گاو ہرن چیتل بارہ سنگھا بہنے تکے کباب ہو
رہے تھے لوگ بیٹھے ہوے تھے کوئی کباب لگاتا تھا کوئی قورمہ پکاتا تھا کسی نے پلاؤ پکایا
تھا کوئی قلیہ پکا رہا تھا دھوم دھام تھی خلقت کا اژدحام تھا کہ وہ جادوگر نامہ لیکر آیا خبر
ہوئی کہ مرات جادو کے پاس سے ایک جادوگر نامہ لایا ہے غضب خان نے کہا
کہ بلا لو وہ آیا اور اُسنے سلام کرکے نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھا رنگ اُسکا سفید ہو گیا اور کہا کہ اے
قاصد حال تو بیان کر کیا مقدمہ گذرا اُسنے سب حال بیان کیا غضب خان کو ایک
سناٹا آیا اور قاصد نے کہا کہ جلد تشریف لیچلیے دیر نہ کیجیے لیکن غضب خان نے کہا کہ ای
طوفان جادو یہ کونسا مکان ہی کہ جہان ہم شکار کھیل رہے ہین طوفان نے کہا کہ کوہ
عقیق ہی اور یہان لقا بھی اترا ہوا ہے خداپرستون سے سنا ہے غضب خان نے کہا
کہ اے بھائی ایرج نے تہلکا طلسم مین ڈال رکھا ہے مہلک مارا گیا مرات جادو
نے نامہ مجکو لکھا اور طلب کیا ہی جی چاہتا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرون بعد اُسکے طلسم
مین چلکے ایرج سے سمجھ لینگے طوفان جادو نے کہا کہ سامنا ایرج سے ہے اور ملکہ مرات
جادو حیران ہی بہتر یہ ہے کہ طلسم کو چلیے اُدھر سے جب پھریے گا تو سمجھ لیجیے گا اُسنے کہا کہ مین
ایکدن خداوند لقا کے پاس رہونگا دوسرے دن چلونگا اسمین قاصد نے کہا کہ کل تو تم
چلوگے ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے بس غضب خان سوار ہو کے مع قاصد و لشکر کے
قلعہ کوہ عقیق کو روانہ ہوے جاسوس غضب خان کا حال دریافت کرکے لقا
پاس گئے اور لقا بادشاہ کے عرض کی کہ ایک شخص غضب خان چوب زن
چالیس ہزار جادوگر اور بارہ ہزار سوار سے آیا ہے باشندہ طلسم آیندہ ہے لقا نے منصور
کوہی عنصر کوہی زاغ چشم کوہی بختیارک وغیرہ کو استقبال کو بھیجا بختیارک نے آکر لشکر اسکا اُترا دیا

بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا اُسنے نذر دی تخت کو بوسہ دیا تخت کے گرد پھرا دنگل بیٹھنے کو ملا
آداب بجالا کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ نہ سپر ہے نہ تلوار ہے نہ گرز ہے ایک چوب کاندھے پر دھری
ہے بختیارک نے کہا کہ کیون غضب خان مزاج تو اچھا ہے خداوند کل فرماتے تھے کہ غضب خان
کو مین یاد کرونگا کہ غضب خان نے کہا ہم بندے تابعدار ہین خداوند نہ یاد کرینگے
تو کون یاد کریگا لقا قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہا کہ دیکھی قدرت مر! بختیارک نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ
سے سمجھتے ہین اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ آج سامنا ہوا غضب خان سے کہا کہ خداوند
لقا کو تو سب معلوم ہے لیکن ہم سے بیان کیجیے کہ آپ کا مکان کہان ہے اُسنے کہا کہ مین
طلسم آئینہ کا باشندہ ہون اُسمین ایج گیا ہوا ہے مجکو مرآت جادو نے بلا بھیجا تھا
مگر میرے خیال مین یہ آیا کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرون تو پھر جاؤن بختیارک ہنسا اور
کہا ایج بڑا صاحب نصیب ہے آگے خدا نے یہ تدبیر کی کہ غضب خان یہین
مارا جاوے اور طلسم فتح ہوجاوے اے غضب خان تم چوک گئے پہلے طلسم کو
جانا تھا اب بھی چلے جاؤ اگر وہان مارے جاؤگے تو دفن کفن اچھا ہوگا اور مارے تو جاؤ
گے غضب خان نے کہا کہ تو بڑا بدزبان ہے لوگون نے کہا کہ یہ بختیارک وزیر اعظم شیطان
درگاہ خداوند ہے جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین تمیز کیا ہے خداوند کو بھی کہتے ہین غرض یہ ایک
روز تو آسودہ ہوا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ روئے شاہد روز سیاہ ہوا اور دامن روز تار ہوا پھر گیا ظلم

یکایک مثل بخت ناتوان مین
ہوا خورشید پھر محتاج تمکین
فلک پر مہر کا عارض ہوا زرد
ہوا مغربی نے دل کیسے سرد

ظلم سے غضب خان کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان
دوان خدمت والائے صاحبقران مین حاضر ہوئے اور دعا و ثنائے شاہنشاہی بجا لا کے بیان کیا

جم حشم انجم سپہ گردون شکوہ
مرجع خرد و کلان عالم مآب
دست ہمت گر نہ ادر بار ہو
پانی پانی شرم سے ہوئے سحاب
فخر سام و رستم انکی بندگی
داخل خدام یان افراسیاب
جس سے جرات سے کھنچی تو ذرہ تیغ
ڈھال رکھے منہ پہ نکلا آفتاب
رزم گہ عرصہ مین ہل چل پڑ گئی
آسمان کے خیمہ کی کاٹی طناب

غضب خان جادو نام ایک ساحر ناکام نے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیر و عافیت
امیر نے حکم دیا ابو الفتح نے طبل سکندری پر چوب لگائی تو آن

شر و فساد بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا آلات حرب و ضرب صیقل ہونا شروع ہوئے
تیر اور سنانون کی زبانین تیز ہوئین پر آئین گرزون کو سربلندی حاصل ہوئی دلِ مغرور کی خود
پسندی مٹی تلوارین چمکنے لگین اسطرح لہرین لیتی تھین کہ جیسے دریا کی موج ہوتی ہے تلوار کا
گھاٹ ملک عدم کا راستہ تھا اجل کا فرشتہ لڑنے والون پر ہنستا تھا بہادرون کے
لبون پر کف غیظ اجل آگئے تھے ارادے دست و بغل کے بڑھے تھے طول ہر مقام پر
بجا ہی شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب فروغ شمع مٹ گیا اور مشعل خورشید روشن ہوئی نظم

کہ جب اُس رات نے انجام پایا | سحر کی روشنی سے نام پایا
ہوا حسنِ فروغِ صبح مشہور | جو لی پھر شب نے سر پہ چادرِ نور

صبح کو امیر باتوقیر ورد وظائف سے فراغت کرکے دردولت آسمان جاہ ظل اللہ پر تشریف لائے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے ابیات

ہوئی صبح قیامت جب نمودار | ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار | لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کیے تو قلزم ہستی کی ہر موج | مصمم بر سر خونریزی و جنگ | چلے وان سے امیر برق آہنگ
چلے تیار مردانِ نمکخوار | کیا دالان صحرا خون سے گلزار | لقا بھی اور امیر صاحب ننگ
ہوئے دونون مقابل بہر جنگ | صفین دونون ہوئین آراستہ جب | کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز | نکل کر بولے اے مردانِ جانباز | دم تیغ آج یان طعمہ جشک ہے
نکل کر کھائے تو شرط نمک ہے | بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے | کریں واں آفرین ساری جہان سے
گرداب تیغ خون آشام روشن | کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن | تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی
کرو میدان مین اپنی سرخروئی | وہ کہکے جب نقیبون نے سنائے | جوانون کے لہو نے جوش کھائے

میدان مین جب صفین آراستہ ہوچکین نقیب لقابت کرکے ہٹ گئے لیکن وہان
شغف جادو سے مرات جادو نے کہا اے شغف دیکھ تو قاصد غضب خان پاس پہنچا
یا نہین شغف روانہ ہوا یہان آکر جو دیکھا تو اُسنے صفین آراستہ پائین غضب خان نے
لقا کے تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگی اُسنے کہا مین نے تجکو اپنے ید قدرت
کے سپرد کیا زود بزود کام مسلمانان تمام کر شغف نے آکے سلام کیا اور کہا کہ اے غضب خان
ملک تمھارے لیے بہرا مین تمکو جو دیر لگی تو مجکو خبر کو بھیجا ہے غضب خان نے کہا کہ تم

جا کے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا میں یہاں پہلے امیر کے لشکر کو غارت کر لوں تو پھر آؤں
شفق تو رخصت ہو گیا اور یہ میدان میں آکر للکارا کہ اے فرقہ خدا پرستان و زبردستان تم
میں سے جس کسی کا مرنے کو جی چاہتا ہو وہ آئے میرے مقابلہ میں یہ نعرہ سنکر مرزبان خراسانی
مرکب اڑا کر سامنے تخت شہنشاہ اسلام کے آیا بادشاہ نے جام کلہ عفریت مرحمت کیا
اور فرمایا کہ جاؤ خدائے کریم کے سپرد کیا یہ گھوڑا اڑا کر میدان میں آیا اور بعد تگاور زنی
غضب خان نے اسیر وہی چوب لگائی وہ چوب سحر کی تھی مرزبان کو غش
آیا جادوگر دوڑے باندھ کے لیگئے اب تو سرداروں نے نکلنا شروع کیا اور گرفتار ہوتے
لگے تیسرے پہر تک کئی سو سردار گرفتار ہوئے پھر طبل آسائش بجوا کے دونوں لشکر پھرے
بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا خوب اٹھے لشکروں نے بستر پر آکے کمر کھولی امیر کو ایک
سناٹا ہے لقا اپنی بارگاہ میں نہایت خوش اور شاد بیٹھا ہے شراب کا پیالہ گردش میں ہے
اور لقا کہہ رہا ہے کہ کیوں تمنے میری قدرت کو دیکھا سب نے کہا کہ تو مالک و مختار ہے تیرے
غضب کا ٹھکانا کہاں اور وہاں مرات جادو نے غضب خان کو نامہ لکھا کہ وہ لیکر آیا
اور اسنے لقا کو سجدہ کیا غضب خان کو نامہ دیا اور کہا کہ ملکہ مرات جادو نے اورار
جادو سے کہا ہے کہ کچھ لوگ ادھر بلگئے ہیں تو اسے اورار تو انکا سامنا کر اور تمکو جلد بلایا ہے
غضب خان نے اسوقت لقا سے کہا کہ میں مرات جادو کا تابعدار ہوں اگر حکم دیجیے
تو جاؤں اور فتح کر کے وہاں سے پھر آؤں بختیارک نے کہا وہیں جانا بہتر ہے کیونکہ جاؤ گے
وہاں تو مارے جاؤ گے دنیا کے دھندھوں سے چھوٹ جاؤ گے اسنے کہا کہ او بدزبان تو کیا
بکتا ہے اسنے کہا ہم سچ کہتے ہیں جنکی عرش پر چھولتی تھی او جانتے تھے کہ ہمسا بہادر کوئی نہیں ہے
وہ تو مارے گئے یہ تم جو سوکھی سی لکڑی کندۂ ناتراش باندھ کر آئے ہو اسسے کیا
ہوتا ہے ارے میاں امیر مالک اسم اعظم ہیں جب وہ نکلیں گے تب قدر و عاقبت کھل جائیگی
غضب خان نے اسکو تو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت ہو کر چلا امیر کو خبر ہوئی کہ
غضب خان طلسم کو گیا سنتے ہی امیر کو فکر ہوئی کہ ایرج وہاں ہے فرمایا ارے کوئی
عیار ہے کہ اسکا راہ میں کام تمام کرے سرہنگ مصری کمر اٹھا کر اب بجا لایا خلعت

ہوا رخصت ہو کر چلا لشکر میں غضب خان کے جا کے جو دیکھا کہ تیاری ہو رہی ہے فراش
اژدرون پر خیمہ لاد کے دو فراش بیٹھے ہیں اور اژدر اڑا جاتا ہے سرہنگ مصری فراش کی
صورت بنکے مل گیا غرض دو چار خیمے لاد کے ایک فراش کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا ادہر
مرات جادو کو خبر ہوئی کہ حنظل جادو و شاپور کی لونڈیاں جاتی ہیں مرات
جادو نے اورار جادو کو کہا جلد جا کے اُنکا کام تمام کرو پچاس ہزار سوار سے روانہ ہوئی جبکہ
اُس مقام پر پہونچا چار طرف محاصرہ کر لیا حنظل کو خبر ہوئی کہ اورار جادو نے تمام جنگل گھیر لیا
حنظل جادو نے سحر کر کے ایک سختی آسمان پر ماری تیس چالیس درخت فوج پر اورار
کے گرے اورار جادو سوار ہو کے آیا ایک ناریل مارا آفتاب جادو کا شانہ
چھیلتا ہوا چلا گیا آفتاب جادو نے ترنج مارا اورار نے خالی دیا حنظل جادو
نے جوٹی کھول کے کاغذ کے پتلے نکالے ماش کے دانے پڑھ کے مارے چالیس پتلے تلواریں پکڑ پکڑ کے
جا گرے تمام لشکر تہ و بالا کر دیا ایک ایک پتلے پر سو سو آ گرے تلواریں مارنے لگے لیکن پتلے کو کچھ
نہ ہوتا تھا اورار جادو نے برابر سے آ کے حنظل جادو کو ناریل مارا حنظل جادو
نے خالی دیا پیچھے سے آفتاب جادو نے جو ایک نارا اورار جادو کے جو بیٹھا
وار پار نکل گیا پتلے جو تھے وہ مارے گئے باقی بھگا دیے حنظل جادو بارگاہ میں اورار جا
دو کے آ بیٹھی تمام مال خزانے لیا اورار کے لوگوں نے اطاعت قبول کی اسکی خبر
مرات جادو کو ہوئی کہ اورار جادو مارا گیا مرات جادو اسی ہزار
جادوگر سے تخت پر سوار ہو کے چلی ایک سمت سے دیکھا کہ فوج آتی ہے پیشانیوں پر
تعریف لقا کی لکھی ہے خبرداروں نے خبر دی کہ ملکہ مرات جادو غضب خان آیا
اور غضب خان کو کہ ملکہ خود سوار ہو کے جاتی ہیں تخت اُڑا کے آیا مجرا کیا تاج اُتار کے
مرات جادو کے پاؤں پر رکھ دیا کہا آپ کی لونڈی غلام ایسے ہیں کہ پکڑ لاویں گے
ذری سے کام کیواسطے آپ نے ارادہ کیا ہے مناسب نہیں ہے آپ تشریف لیجائیے غلام اُنکو پکڑ
لاتا ہے یا اُنکا کام تمام کرتا ہے یہ کہکے بمنت و سماجت مرات جادو کو پھیر دیا اور اپنا خیمہ استادہ کر دیا سرہنگ
مصری تو بارگاہ میں ہے اور غضب خان چوب زن سوار ہو کے میدان میں آیا خبر

حنظل جادو کو ہوئی وہی پتلے لے کے آئی غضب خان نے کہا ارے ناداں ایسے
مقام پر آ کے یہ حرکت ناشائستہ کرنی بہتر نہیں ہے اپنے بالوں کی لٹ کتر کے مرأت جادو
کے پاس چل نہیں جیتا چھوڑونگا حنظل نے کہا ارے موئے کیا بکتا ہے ہم شریک
رفیع ایرج نوجوان کے ہیں ہمکو مرأت سے کیا کام آفتاب جادو نکلا غضب خان
نے کہا ارے آفتاب بیٹھے تنہہ یہ کیا نمک حرامی کی آفتاب جادو نے کہا ارے کیوں احمق
ہوا ہے ہمارا ساتھ کر یہ طلسم ٹوٹ چکا ہے ہم مالک ہونگے غضب خان نے کہا ارے
نمک حرام تو ہی سمجھ کے ملگیا ہے کہاں جاتا ہے آفتاب جادو نے تلوار ماری غضب خان نے
خالی دے کے وہ چوب دست ماری آفتاب بیہوش ہو گیا پکڑ لیا حنظل نے سنگ
دی وہ پتلے اگر پے مار مار کے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے غضب خان نے دیکھا یہ مارے
نہیں جلتے دستک دی چالیس پنجے پیدا ہوئے چالیسوں پتلوں کو اٹھا لے گئے حنظل نے
دوڑ کے تلوار ماری خالی دے کے چوب ماری بیہوش ہو گئی پکڑ لیگئی غرض سبکو باندھ لیا
شاپور شیر دل بھاگ کے ایکطرف نکلگیا غضب خان خیمہ میں آیا ارادہ کیا کہ
ابھی ان سبکو مرأت جادو پاس لیچلے اور مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ غضب خان نے
سب کو گرفتار کر لیا کہلا بھیجا کہ تم آنے کا ارادہ نکرنا میں آپ آتی ہوں جادوگرنے
آ کے غضب خان سے کہا غضب خان نے کہا بہت بہتر جو ملکہ کی
خوشی اور خیمہ میں بیٹھا اور مرأت جادو سوار ہو کے جو چلی داخل ہوئی غضب خان
نے مجرا کیا ملکہ مرأت جادو نے آفتاب کو دیکھا کہا لعنت ہے کیا حرکت کی آفتاب
نے کہا اب حرکت معلوم ہوگی اور جو کچھ کیا اپنی جان پر کیا کسی کو کیا اور شاپور جو چلا جاتا
تھا راہ میں دو جادوگروں نے پہچانا گرفتار کر کے مرأت جادو پاس لے آئے مرأت نے
کہا شکر ہے جمشید و سامری کا کہ یہ بھی کھٹکا مٹا اور پنجرے میں قید کر کے مرأت نے کہا چلیے انکا
سر کاٹیے غضب خان نے کہا میں تھکا ماندہ ہوں آپ قلعہ میں تشریف لیچلیے میں کل
انکو لیکے حاضر ہونگا مرأت جادو تو چلی گئی اور غضب خان نے کہا ارے کوئی ہے
اس راوٹی میں پلنگ بچھا دے میری طبیعت سست ہے قضا را کے کاروان سرہنگ
مصری موجود تھا اسنے پلنگ بچھا کے چادر پر بیہوشی چھڑک کے بیٹھ رہا اور غضب خان جا کے لیٹا

جب آئینۂ آفتاب تاریک ہوا اور چراغ و شمع کے رخسار نے جلوہ دیا **بیت** عروج شام کا اقبال
چمکا + لیا خورشید نے رستہ عدم کا + چار گھڑی رات گئے بیہوشی کی خوشبو دماغ میں غضب خان
کے پہونچی یہ چھینک مارکے بیہوش ہوگیا کچھ فراش چوکی پر بیٹھے تھے اُنھوں نے کہا کہ یارو کچھ بھوک اور
پیاس تو نہیں ہے لیکن حقے کو جی چاہتا ہے طبیعت بیچین ہے سرہنگ مصری نے کہا
بھائیو مجکو بھی لت ہے یہ کہکے ایک چلم نکال کے تمباکو بھری جھوٹ موٹ پیتا ہوا آیا اور فراشوں کو
دیا لو پیو سب نے ایک ایک دم لگایا بیہوش ہوگئے سرہنگ مصری نے پہلے
تو غضب خان کی خوب ناک مروڑی اور خنجر سے اُسکو ذبح کرنا چاہا لیکن خنجر جھڑ گیا پھر تو اُسنے
وہ شمعیں جو وہان جل رہی تھیں سب کو ایک جا کرکے چربی پگھلائی اور کسبت عیاری
سے منہ توڑا نکال کے وہ چربی جوش کھائی ہوئی پلا دی غضب خان جادو تڑپ تڑپ کر
مر گیا جہان فانی تیرہ و تاریک ہوگیا آندھی پانی کے بعد قدرے حنظل وغیرہ سب چھوٹ گئے
اور فراشوں کو بھی قتل کر ڈالا حنظل نے کہا کہ اب کیا تدبیر ہے سرہنگ نے کہا کہ اب چلکے
ایک پہاڑ میں بیٹھو پھر سمجھ لینگے چنانچہ ایک درہ کوہ میں آکر پہونچے اور شاپور نے کہا کہ اے سرہنگ
آنا کیونکر ہوا اُسنے سب احوال بیان کیا شاپور نے کہا کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ جو تمہارا آنا ہوا
ہماری زندگی باقی تھی ورنہ یہ ہمکو لیجاتا مرأت جادو قتل کر ڈالتی حنظل جادو نے کہا
کہ اے آفتاب جادو تم باشندۂ طلسم ہو ایسا کچھ کرو کہ ایرج سے ملاقات ہو اور کوئی
صورت لوح کی نکلے آفتاب نے کہا کہ ایرج کا تو کچھ احوال معلوم نہیں مگر لوح طلسم کا دستیاب
ہونا ممکن ہے لیکن بڑی مشکل سے ملیگی حنظل جادو نے کہا جبتک لوح ملے تبتک
ہماری آبرو خدا رکھے اسمیں شاپور اور سرہنگ نے کسبت عیاری سے کچھ میوہ نکالا
اور آفتاب حنظل اور اِن دونوں عیاروں نے کھایا اور باتوں میں مشغول ہوئے اُدھر خبر
داروں نے مرأت جادو کو خبر پہونچائی کہ غضب خان چوب زن مارا گیا یہ حیران ہوئی اور
آنکھوں میں آنسو بھر لائی رفیق بھی سناٹے میں آگئے ایک عالم سکوت کا ہوگیا ہر ایک یہی کہتا
کہ اب طلسم پر آفت آئی چنانچہ ایک سرے پر طلسم کے مرأت جادو ہے اور ایک طرف کو جم زرین
کلاہ بادشاہ ہے مرأت جادو کو خیال آیا کہ جم زرین کلاہ کو اس معاملہ کی خبر بالکل

نہین ہو ایسا نہو کہ وہ ناراض ہو اُس سے جلد اظہار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے سواری مانگی اور
چھ سات ہزار جادوگر ہمراہ لیکر چلی اور جاکر اُسکے قلعہ پر پہونچی دیکھا تو قلعہ نہایت خوبصورت بنا ہے
چارون کونون پر چار باغ ہین گرد قلعہ کے چھاؤنی درختون کی ہے خندق پر آب ہے پل تختہ پڑا ہوا ہے
اُدھر جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ ملکہ مرات جادو آئی ہین جم زرین کلاہ ایک بارہ دری مین
بیٹھا تھا آٹھ نو سو ساحر کرسیون پر گرد اگرد بیٹھے تھے یہ خبر سنکے اُٹھا اور کہا الفت اِسکو کہتے ہین
مدت ہوئی ہے کہ ہم نہین گئے تھے وہ آپ آئین بیٹا جم زرین کلاہ کا گلزار زرین تاج
بیٹھا ہوا تھا اُس سے اُسنے کہا کہ جاؤ ملکہ مرات جادو کو لے آؤ گلزار زرین تاج آیا ملکہ کو اُسنے
سلام کیا ملکہ نے کہا مزاج تو اچھا ہے اُسنے کہا کہ دعا کرتا ہون آپکے آنے سے نہایت خوشی
ہوئی بلکہ قبلہ گاہ کہتے تھے کہ دیکھو الفت اِسکو کہتے ہین کہ ہماری ملاقات کو مرات جادو
آئی ہین مرات جادو نے اشارہ کیا گلزار زرین تاج سوار ہوا باتین کرتے ہوئے قلعہ مین
آئے اور وہ پانچ چھ ہزار سوار بھی ایک مقام پر اُترے اور مرات جادو جم زرین کلاہ
پاس آئی اُسنے اسکو تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب ارغوانی دیا ناچ کا حکم ہوا اور جم زرین
کلاہ نے کہا کہ اے ملکہ آج ہمنے تمکو آگے سے اسوقت زیادہ دبلا پایا اسکو تو خبر نہ ہو چکی تھی
لیکن اسوقت اجنبی بنگئے اُسنے پوچھا کچھ فکر اُداسی چہرے پر معلوم ہوتی ہے ملکہ نے کہا
آپکو معلوم نہین کہا ہان وہ جو ہمنے سنا تھا کہ آپکے دروازے سے کوئی خدا پرست
لیے ہے چند جادوگر مارے گئے مین سمجھا تھا کہ نکلگیا ہوگا یا مارڈالا ہوگا اب تلک
موجود ہے ملکہ مرات جادو نے کہا اے جم زرین کلاہ قاسم آیا ہے ایرج ہے دو عیار
ہین حنظل جادو ہے یہ سب لوگ متفق ہوگئے ہین غضنب خان چوب زن
مارا گیا مہلک مارا گیا میری عقل مین طلسم غارت ہوچکا ہے جم زرین کلاہ نے کہا اے ملکہ
اُن سب کی قضا لائی ہے طلسم سے کوئی زندہ اور سلامت گیا ہو کہ وہ جاوین گے
یہ سنکے کہا ایک جادوگر سے کہ زغادہ خوک پیشانی کو جلد لاؤ وہ جادوگر گئے زغادہ خوک پیشانی
شراب کے نشہ مین بڑبڑا رہا تھا اور دو بکرے ثابت کے کباب کچے پکے دھرے تھے دو تنگیں شراب کی
دھری تھین خبر ہوئی کہ بلایا ہے پہلے تو بڑبڑایا کیا کہ عیش مین میری خلل آیا اور بیزار ہو کے

کرگدن پر سوار ہو کے چار سو جادوگر لیکر یہان آیا مجرا کیا دنگل پر بیٹھا شراب کباب موجود
ہوا پینے لگا بعد کچھ دیر کے کہنے لگا کہ الٰہی آج تو یہان مرآت جادو آئی ہین جم زرین کلاہ
نے سب حال کہا زغادہ خوک پیشانی نے کہا کہ غضب خان چوب زن اپنے برابر
کسی کو نہ سمجھتا تھا اور نہ کسی کو ساحر جانتا تھا کیسی مردار موت مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا
کہ مجکو شاپور شیر دل اور حنظل وغیرہ کی خبر معلوم نہین ہے اگر ملجاتی تو کام انکا تمام کرتے اب
برق کی تلاش کرنا ہے زغادہ نے کہا کہ مین خبر منگاتا ہون یہ کہکے ایک طائر سحر کا بنا کے
کہا کہ جلد خبر لاؤ وہ طائر اُڑ گیا اور سب کہین بیابان اور کوہ وغیرہ مین ڈھونڈھا مگر کہین ٹھکانا
نہ ملا آخر یہ پھر آیا دل مین کہتا ہے کہ چلکے کہدے کہ ملاقات نہین ہوئی قضاے کار اُسی طرف
گذرا کہ جدھر یہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے تھے یہ دیکھکے چلا گیا حنظل نے دیکھا کہ جیسے
کوئی کسی کی تلاش کرتا ہے یہ طائر اُسی طرح دیکھ کے گیا ہے اُسنے شاپور سے کہا کہ یہانسے حیلہ
چلیے تو شاپور اُٹھ گیا پھر سر ہنگ مصری اور دو لون دو طرف چلے گئے طائر نے جاکے
زغادہ سے کہا کہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین مین دیکھ آیا ہون زغادہ اُٹھ کے
میدان مین آیا اور دو تختیان سحر کی بنا کے ماش کے دانے اُنپر مارے کہ وہ تختیان اُڑ کر پہاڑ
کے دونون درون مین لگ گئین پہاڑ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب جادو نے کہا مرآت جادو
نے رستا بند کیا ہے عیار پہلے ہی نکل گئے تھے آفتاب جادو نے کہا اے حنظل م...
تکو چھوڑ دیگی مجکو نہ چھوڑیگی کہ اسکا گھر مین نے غارت کیا ہے زغادہ جادو نے ارادہ
چلنے کا کیا ایک ساحر زاغ چشم جادو غلام زغادہ کا ہے اُسنے عرض کی کہ اے شہریار
ذرا ذرا سے کام پر آپ کو جانا مناسب نہین جسکے غلام ہم ایسے موجود ہون وہ آپ ارادہ
کرے تو تعجب ہے ہم پھر کس دن کام آئینگے حضور بیٹھین غلام آپ کا پکڑے لاتا ہے زغادہ
نے زاغ چشم کو پالا تھا نہایت اُنس رکھتا تھا اُسکا جانا منظور نہ کیا وہ منت سماجت کر کے
بدقت تمام طائر کو لے کر چلا زغادہ نے کچھ جادوگر ساتھ کر دیے جبکہ درے مین پہونچے زاغ
چشم نے ایک ناریل مارا کہ وہ تختیان لوہے کی الگ ہو گئین اُسوقت تو حنظل نے
ایک ناریل زاغ چشم کے مارا زاغ چشم نے خالی دیا اور ہنسا پھر ایک نارنج مارا کہ دو شق ہوا

چادر ظلمات پھیل گئی سبکی آنکھون مین اندھیرا آگیا جادوگرن نے آفتاب و حنظل کو باندھ
لیا زاغ چشم نہایت خوش خوشنادی کہنے لگے کہ واہ کیا لڑائی ماری ہے کسی کا کیا مقدور ہے جو آپ
سامنا کر سکے زاغ چشم سب کو لیکر روانہ ہوا یہان شاپور نے جو آکر دیکھا تو در سے
مین کسی کو نہ پایا دل سے کہا کہ افسوس ہی اسے شاپور یہ دونون مفت مارے گئے
آخر یہ ایک سمت کو چلا اور ایک جنگل مین آکر پہونچا یہان دیکھا تو سواسو جادوگر
چلے جاتے ہین خیال مین آیا کہ باشندگان طلسم ہین کسی طرف جاتے ہونگے اور وہ زاغ چشم
کے ساتھ تھے شاپور بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر چلا تو اُسنے دیکھا کہ حنظل و آفتاب
بندھے جاتے ہین اور وہ جادوگر اُسکو دیکھکر پکارے کہ ارے میان جادوگر ادھر آنا شاپور
وہین سے الگ ہوا اور ایک درخت کی اوٹ کہ وہان پہاڑ بھی تھا چھپ رہا اور جب وہ چلے
گئے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا اور دل سے کہتا ہے کہ اگر قسمت زبردست ہے اور نصیبون نے
یاوری کی تو کہین تو یہ ٹھہرینگے وہان کام نکل رہیگا غرض جاتے جاتے اب بستی مین
پہونچے اور وہان ایک کلال کی دوکان تھی اُسکو خبر پہونچی کہ زنمادہ کا غلام زاغ چشم آتا ہے
پچاس ساٹھ کشتیان گلابیان شراب کی اُنمین لگا کے اور کچھ کباب مٹھائی خوانچون مین
لگا کے مزدورون کے سر پر زاغ چشم کے پاس لایا تسلیم کی زاغ چشم نے پوچھا کہ تو کون ہے
عرض کی مین کلال جو سردار اسطرف سے گذرتا ہے غلام کا معمول ہے کہ نذر لگاتا ہے زاغ چشم نے
یہ سنکر کہا ارے فرش بچھاؤ ہم شراب پیینگے اُسی جا زمین مین فرش بچھ گیا زاغ چشم
بیٹھا شراب پینے لگا کلال نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہے کہ ملکہ کے یہان پر ہے یہان کی شراب
بیجا کرکے دیکھیے تو کیا چوکھی بنائی ہے ہر ایک نے کہا کہ یارو میرا سر پھرتا ہے اب تو سکوت ہوا اور جھومنے
لگے ایک نے کہا پہاڑ ہے دوسرے نے کہا دھوان اُٹھ رہا ہے زاغ چشم نے کہا
لگے ابر کے مین لوگون نے کہا سچ ہے ایک نے کہا زمین ہلتی ہے غرض سواسو جو تھے چھینک
مار کر گرے اور کیفیت یہ ہوئی ہے کہ برق سرہنگ نے ایک بستی مین آکر کلال بیہوش کیا ہے اور
آپ کلال بنکر بیٹھا ہے یہ اُسی کی عیاری ہے بس سرہنگ مصری اور شاپور کہ جو پیچھے پیچھے
آتا تھا وہ پکارا کہ بھائی سرہنگ واہ کیا کام کیا ہے اور دونون نے خنجر کھینچکر سب کے سر کاٹ ڈالے

صدائے دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی حنظل اور آفتاب جادو کی قید چھوٹ گئی اور انھوں نے
کہا ای سرہنگ تجھے جان بچائی سرہنگ نے کہا چلو یہاں سے زغادہ نے ایک ساحر کو خبر
کے لیے ساتھ کردیا تھا وہ خبر لیکر گیا اور زغادہ سے اُسنے جاکر کہا کہ ای شہریار زاغ مارا گیا
زغادہ کا رنگ سفید ہوگیا کہا ارے سچ ہے دیوانہ ہوا ہے وہ ایسا کون ہے کہ جسنے اسکو
مارا تو ساتھ نہین گیا شاید کوئی اور مارا گیا ہے اُسنے کہا جی میرے سامنے شراب پلائی اور سر کاٹا
میرے ساتھ کسی کو کردو تو مین دکھادون گلزار زرین کلاہ نے کہا کہ اے زغادہ
اب ہم سمجھ لینگے اُسنے کہا جو کل پر وہ آج ہے یہ کہکر اُسکے آنسو بھر آئے اور کہا اگر خون کا بدلہ نہ لیا
تو اپنا نام نہ پایا یہان آفتاب اور حنظل جو چلے تو ایک بیابان مین پہونچے وہان کچھ جادوگر
تھے اُنھون نے پہچانا اور کہا بھائی یہ بادشاہ کے چھوٹے جاتے ہین انکو پکڑلو یہ کہکر ایک ساحر
نے ناریل مارا حنظل نے خالی دے کر ایک نارنج مارا کہ اُسکا سینہ توڑ گیا وہ مرگیا آفتاب جادو
نے دوسرے ساحر کو مارا پھر تو سبکو نارنج ترنج مار کر مارا اور آگے چلے اُسوقت ایک ساحر اژدر پر سوار
اور ایک طرف سے آیا تیغہ آبدار اُسکے ہاتھ مین تھا اور پکارا کہ اے گنہگاران شاہ کہان
جاؤگے میرے ہاتھ سے اور اژدر کو اُڑا کر ایک ناریل مارا کہ تمام جنگل مین چنگاریان پھیل گئین
اور زمین سے شعلے اُٹھنے لگے شاپور سرہنگ تو بھاگے یہ زغادہ ہے جو اژدر پر سوار
ہوکر آیا غرض اُسنے ایک طمانچہ آفتاب کے مارا اور اُسکو پکڑ لیا اور حنظل کو طمانچہ مار کر گرفتار
کیا اور ان دونون کنیزون کو بھی پکڑا اور اژدر پر ڈالکر چلا سرہنگ اور شاپور تو بھاگ گئے تھے
اور یہان بڑی دھوم سے جم زرین کلاہ نے باغ زرین مین تیاری دعوت مرآت جادو
کی ہے طوائف چلے آتے ہین ناچ ہو رہا ہے کہ خبر ہوئی زغادہ جوک میشاق حنظل اور آفتاب
کو پکڑ لایا ہی غرض زغادہ انکو باغ مین لایا سلام کیا جم زرین کلاہ اور مرآت کو جم زرین کلاہ
نے کہا ای زغادہ تجھے بڑا کام کیا اُسنے کہا آپ کے اقبال سے مین انکو پکڑ لایا ہون اور انھون نے
وہ حرکت کی ہے کہ اگر لاکھ آدمی مارے جائین جب بھی خون زاغ چشم کا داغ مٹیگا
مرآت جادو نے کہا زغادہ اب صبر کرو زاغ چشم لقاکی بہشت مین گیا غرض حکم
ہوا کہ جلاد کو بلالاؤ اور شاپور و سرہنگ پھر یہان سے جاکر پہونچے ساحر بنکر قلعہ مین گئے

اور اُسی باغ مین جاکر یہ بھی پہونچے اور سرہنگ نے شاپور سے کہا کہ بھائی ایک عیاری ہے
جاہو تو جو کہو اُٹھاؤ شاپور نے کہا کہ مین حاضر ہون کہا اچھا تم ایرج کی صورت بنو اور مین جادوگر
تو بنا ہوا ہون ہی تمکو مین مرات کے سامنے لیجاؤنگا شاپور نے کہا اچھا اور ایرج کی صورت
بنا سرہنگ مصری جادوگر بنکے پشتارہ باندھ روانہ ہوا یہان جلادون کی فکر ہے دونون سحر
مین جکڑے بیٹھے ہین زغادہ نے کہا وقت قتل کے سحر نہین رکھتے غرض سحر اُتار لیا اسمین جلاد آگے
ایک حکم ہو چکا جلادون نے لکیر گردن پر کھینچی خنظل کہنے لگی کہ اے پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہے
مجھے دل مین آرزو نہین ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ اور صاحبقران کے قدم نہ دیکھے سامنے
لوگ کیا دیکھتے ہین کہ ایک پشتارہ جادوگر لیے آتا ہے اُسنے آکر مجرا کیا جم زرین کلاہ نے
کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا ہے اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا ہے
اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا تمہارا کام کیا جمشید اور سامری نے اور پشتارہ کھولکے رکھا
مرات جادو پہچانتی تھی کہا یہ ایرج ہے حکم کیا گردن مارو مرات جادو نے کہا ہول
کیا ہے بڑا تو چکے ہین چلے کتاب تو دیکھ لو کتاب منگا کے دیکھی معلوم ہوا لکھا
ہے کہ آج کے دن اگر طلسم مین خون گرا تو طلسم غارت ہو جائیگا انھون
نے یہ نہ دیکھا کہ یہ ایرج ہے یا نہین مرات جادو نے کہا دیکھا اگر مار ڈالتے تو غضب
آچکا تھا زغادہ نے کہا مین اپنے پاس قید رکھونگا وہ جادوگر جو ایرج کو لایا تھا کہا اگر
حکم ہووے تو غلام اپنے پاس رکھے زغادہ بھی ڈرا ہوا تھا کہا بہتر ہے صبح کو لے آنا تجکو انعام ہوگا
جاگیر ملیگی جادوگر نے کہا اپنا سحر اُتارو تو مین لیجاؤن جسکا سحر تھا اُسنے اُتار لیا جادوگر نے جھوٹ موٹ ماش
کے دانے پڑھکے مارے آفتاب نے خنظل کو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ پاؤن کھل گئے پاس جاکر کہا بس چپکے چلی چلو یہ کہکے
سبھون کو لیچلا جبکہ شب گذر چکی صبح ہوئی سب کو خوشی ہے کہ آج گردن ماری جائیگی اور جلادون کو بلا
تمام شہر مین غل ہے ہر ایک دیکھنے کیواسطے آتا ہے ایک میلہ ہو رہا ہے اور سب منتظر بیٹھے ہین کہ وہ جادوگر اب آتا ہے
جبکہ عرصہ گذرا زغادہ نے کہا مین اب ڈھونڈھنے کو جاتا ہون قصہ مختصر یہ تلاش کو چلا اور خنظل جادو
و آفتاب جادو و دونون عیار ایک بیابان مین پہونچے آفتاب جادو نے کہا خنظل جادو
تم ٹھہرو مین ایک بات کہون خنظل نے کہا سامنے درہ پہاڑ کا ہے وہان بیٹھے چند لمحہ وہان

جاکے آفتاب جادو نے کہا یہان کوئی جگہ ٹھہرنے آرام کرنے کی نہین ہے اور ابھی طلسم ٹوٹتا
معلوم نہین دیتا ہم تم دونون شریک ہو کے ایک مکان سحر کا تیار کرین بھلا بیٹھنے کی جگہ تو ہووے
حنظل نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ حنظل جادو و آفتاب جادو نے متفق ہو کے ٹھیرے گاڑے
کچا سوت باندھا کچھ ماش کا آٹا لے کے در و دیوار بنائے سحر کرنے لگے بعد گھڑی بھر کے ایک
آندھی آئی تیرگی ہوگئی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی بعد چند عرصے کے آندھی برطرف ہوئی ایک احاطہ
سنگ موسیٰ کا تیار معلوم دیا ایک دروازہ نہایت خوبصورت چار دن کونون پہ چار برج بنگلے
پڑے ہوے بیچ مین بارہ دری عالیشان چھت پردہ چلمن فرش پلنگ شیشہ آلات
سب لگا ہوا جو پڑی نہر پانی سے بھری ہوئی فوارے چھوٹتے ہوے ایک تالاب پختہ گرد درخت
لگے ہوے شاپور و سرہنگ مصری دروازے پر بیٹھے ہوے آفتاب جادو و حنظل جادو
اندر مکان کے گئے ماش کے آٹے کے شیشہ و سو تلے بنا بنائے سحر کیا بعد دو گھڑی
کے کچھ لونڈیان کچھ جادوگر تیار ہوے آفتاب نے جو باہر آکے دیکھا کہ دو عیار بیٹھے ہین سرہنگ
نے کہا کیا عجب کارخانہ ہے دم بھر مین مکان بنالیا غرض سب کچھ موجود شراب پی کباب کھانے
شاپور نے کہا ملکہ جسوقت ہمارا جی چاہے کہ مکان مین جائین تو ہم آسکتے ہین یا نہین ملکہ حنظل نے
کہا جسوقت تمھارا جی چاہے چلے آؤ کوئی نہ روکیگا بعد اسکے دونون عیار ایک سمت کو
چلے سرہنگ مصری کو معلوم دیا سرہنگ مصری بھاگ کے ایک بیابان
مین نکل گیا اور زعفادہ خوک پیشانی تلاش مین اُس
جادوگر کی جو بھیجا تھا مرآت جادو کے مکان کی طرف سے نکل کے
اُسطرف جا پہونچا جدھر قاسم کا پڑا تھا زعفادہ نے پوچھا یہ
کسکا لشکر ہے لوگون نے کہا یہ لشکر ملک قاسم لعل خفتان خاور سیاہ کا
ہے پوچھا ملک قاسم کون ہے کہا باپ ایرج نوجوان کا زعفادہ نے دل مین کہا ایرج
نے تیرا بیٹا مارا تو بھی ملک قاسم کا سر کاٹ ڈال بھلا خون کا بدلہ تو لے سوا اسکے مسلمان کا مارنا
ثواب عظیم ہے یہ سوچ کے آگے چلا ارادہ کیا کہ سب کو پکڑ لیجے قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے
مرکب مانگا سیارہ بن عمرو نے کہا شہریار یہ طلسم ہے جتنے ہین سب جادوگر ہین آپ

بیٹھے رہیں جانا بہتر نہیں تھا قاسم نے کہا سیارہ بن عمرو تم سچ کہتے ہو لیکن یہ بہتر ہے کہ پکڑ لیے جاویں
سیارہ نے کہا جس طرح مناسب ہو وہ کیجیے اس عرصہ میں قاسم سوار ہوا فیروز خان
خاوری و تہمتن خاوری سوار ہو کے باہر آئے زغادہ نے کہا اے خدا پرستو ہر گاہ از
روے مرگ است باید بمیدان ما ارے جسطرح تم لڑتے ہو میں بھی لڑتا ہوں سحر نہیں کرتا
ہوں بزور لیجاتا ہوں قاسم نے ارادہ کیا فیروز خان خاوری نے کہا پہلے میرا
سامنا ہونے دیجیے دیکھیں کسطرح پر لڑتا ہے قاسم نے قبول کیا فیروز خان نے مرکب دوڑا کے ایک
تگاوردی زغادہ نے اوجھر ماری فیروز خان نے سپر پر روک کے تیغہ مارا اُچٹ گیا مرکب سے کود پڑا
فیروز خان بھی کودا زغادہ نے کمر بند میں ہاتھ دے کے اُکھیڑ لیا باندھ کے جادوگروں کے
حوالے کیا تہمتن خان خاوری نکلا اُسکو بھی اسی طرح باندھ لیا قیماتش خان نکلا آکے تلوار ماری
اُسنے روک کے باندھ لیا قاسم نے مرکب دوڑا کے تگاوردی زغادہ تیغہ مارا قاسم نے
خالی دے کے تلوار ماری سپر پر روکی لیکن سپر کو کاٹ کے منہ پر پڑی اور جیسے گھن پر سے
اُچٹ جاتی ہے اسطرح سے اُچٹ گئی زغادہ نے مرکب ملا کے کمر میں ہاتھ دیکے اٹھانا
چاہتا تھا کہ پہلے قاسم کا پنجہ کمر میں پڑا زور کر کے اکھاڑ لیا تھا کہ زغادہ سحر کیا مانند
لشۂ فولاد کے بنگیا قاسم نے دیکھا کہ مانند پہاڑ کے جم گیا زغادہ نے قاسم کی کمر میں
ہاتھ ڈال کے اُکھاڑ لیا اور باندھ کے حوالے اپنے جادوگروں کے کیا سیارہ بن عمرو ایک سمت کو
بھاگ گیا تمام فوج کا رنگ سفید ہو گیا زغادہ نے کہا ارے جوانو بہادرو میں جانتا ہوں تم
نوکر ہو رشتہ دار ہو تھے میں نے انکو پکڑ لیا یہ مکان طلسم ہے ہم غلام جمشید و سامری کے
ہیں ساحر ہیں یہ قدرت رکھتے ہیں کہ جسکو چاہیں بکری بھیڑ گائے ہاتھی کتا بنا دیں
قاسم کو ہوا سمجھو یہ جو بارگاہ ہے لادکے حمزہ پاس لیجاؤ کہدینا کہ ایرج اور قاسم مارے گئے
آج تک طلسم آئینہ سے کوئی جیتا نہیں گیا جو یہ جائینگے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا
اور قاسم کو ایک آرابہ پر ڈال کے داخل طلسم ہوا قضائے کار سیارہ بھی
آئینہ میں ملا ہوا داخل ہوا مرات جادو کو خبر ہوئی کہ زغادہ خوک خوک پیشانی طلک قاسم کو پکڑ لایا
رکھی فرق بھی ہیں مرات جادو نے کہا ارے کوئی جا کے بلا لاوے ایک جادوگر گیا اور بلا لایا

زغادہ آیا ملکہ نے کہا زغادہ کیا کام کیا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی زبان قاصر ہے مثمور زغادہ نے کہا امیدوار ہوں کہ میرا بیٹا جو تھا وہ جم زرین کلاہ کے سامنے مارا گیا ہے وہیں لیجا کے گردن ماروں مرأت جادو نے کہا میری بھی یہی خوشی ہے لیکن شراب تو پیو زغادہ بیٹھ گیا اور شراب پینے لگا ایک معشوق کو احتیاج ہوئی باغ میں ایک چنبیلی کے جھاڑ کے تلے پیشاب کرنے لگی سیارہ بن عمرو نے بیہوشی کا بیضہ مارا اسکی صورت آپ بنکے شراب پلانے لگا لیکن سادی شراب پلائی زغادہ نے کہا ارے ایک جام میرے واسطے لا سیارہ ایک جام لبریز کرکے لیگیا اور زغادہ نے اُٹھا لیا کہ داہنی طرف سے بجر نے ہاتھ پکڑ لیا زغادہ نے سیارہ کی طرف دیکھا دیکھنے کے ساتھ سیارہ جست کرکے چلا تھپکی دے کے اُڑا جاتا تھا زغادہ نے سحر کیا جیسے جانور کو گولی لگتی ہے اسطرح سے سیارہ آرہا جادوگروں نے پکڑ لیا کہا اسکو قید کرو قاسم سامنے بیٹھا تھا سیارہ نے کہا غلام چھڑانے کو آیا لیکن گرفتار ہوگیا زغادہ نے کہا میں اسواسطے نہ ٹھہرتا تھا عیار زبردست ہیں اگر میں غافل ہوتا تو ابھی پیچ پڑ چکا تھا اور ارابے پر ڈال کے سیارہ کو لیچلا سیارہ نے کہا ارے زغادہ ہمکو چھوڑ دے اگر زندگی درکار ہے زغادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوا قضائے کار اُسی سمت سے نکلا جدھر حنظل جادو کا مکان تھا زغادہ نے پوچھا ارے یہ مکان کسکا ہے جا کے دریافت کرو اور ہمارے پاس بلالاؤ چنانچہ لوگ گئے اور حنظل جادو سے کہا ایک جادوگر آیا ہے اور بلاتا ہے حنظل کو زغادہ کی خبر نہ تھی حنظل جادو باہر نکلی دیکھا کہ زغادہ خوک پیشانی ہے حنظل جادو کی جان نکلگئی زغادہ مرکب پر سے کودا اور کہا ارے جادوگر جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ سے لڑو میں ایسا نہیں ہوں کہ مارا جاؤں حنظل نے ناریل مارا زغادہ نے خالی دے کے دو ہتڑ زمین پر مارا زمین تڑقی دو پنجے پیدا ہوئے حنظل کے پاؤں پکڑ لیے آفتاب جادو نے کہا ارے نمک حرام تو کہاں جائیگا تو نے مہلک کو مار اگر غارت کیا غرض آفتاب کو بھی پکڑ لیا زغادہ نے سجدہ کیا کہ اے جمشید و سامری آج کا دن نہایت نیک تھا اور میں اچھی ساعت گھر سے نکلا تھا سب میرے ہاتھ آئے اب جم زرین کلاہ پاس لیجاؤنگا یہ کہکے انکو بھی قید کرکے لیچلا اسمیں وقت شام کا ہوا جم زرین کلاہ تلک یہ نہ پہونچنے پایا کہ رات ہوگئی شب ماہ

تھی فراش باد نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا دس بارہ کوس سے مکان جم زرین کلاہ نظر آتا تھا
زغادہ نے کہا اس مقام پر خیمہ کریں صبح کو جائینگے اُسی وقت خیمے استادہ ہو گئے زغادہ
اُتر ا قیدیون کو بُلایا اور کہا ارے جادوگرو آج کی رات اور تمھاری حیات ہے صبح کو گردن مارونگا
ارے او آفتاب جادو تو سمجھا تھا کہ ایرج طلسم توڑیگا اب مین تمکو قتل کراون تو اُسکی
فکر کرون سب نے کہا ارے ہماری قضا آئی ہے تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر قضا نہین ہے تو تیرا کیا
مقدور جو ہمکو مار سکے غرض شراب مانگی پیلے شراب پینے لگا اور سرہنگ مصری
جو شام کو حنظل کے مکان پر آیا دریافت ہوا کہ کوئی جادوگر پکڑ لیگیا سناٹا کرکے آگے چلا بڑھ کے جو
دیکھے تو ایک طرف کو کچھ روشنی ہے خیمے استادہ ہین سرہنگ مصری نے کہا خدا جھوٹ
نہ کرے یہی پکڑ لایا ہے اور سرہنگ مصری ایک جادوگر کی صورت بنکے خیمے کے تلے کھڑا
ہو رہا دیکھا کہ قاسم اور فیروز خان و بہمن و قیماش و سیارہ و حنظل جادو و
آفتاب جادو قید بیٹھے ہین جبکہ پہر رات گئی زغادہ خوک پیشانی نے کہا مین پیشاب
کو جاؤنگا ایک جادوگر نے شمعدان اُٹھا لیا اور سرہنگ مصری نے آفتابہ لیا زغادہ
چلا سرہنگ مصری نے آگے جا کے آفتابہ رکھدیا اور زغادہ خوک پیشانی جو کہ
بیٹھا جبکہ پیشاب کر چکا آفتابہ اُٹھا کر آبدست کیا چاہتا تھا جیون ہاتھ ڈالا چاہتا تھا ویسا ہی کمند کا حلقہ گلے
مین پڑ گیا ایک لمحہ مین ایک ہاتھون مین جیون چٹاخے کی آواز سُنی سرہنگ نے کہا
حاضر ہوا جادوگرون نے کہا ارے تو جو بکتا ہے کب بلا ہے سرہنگ مصری نے کہا
بھائی تمنے سُنا بھی نہین اپنے کام مین رہتے ہو یہ کہکے جاے ضرور مین گیا دیکھا کہ پھندے
پڑے ہوے ہین لیکن پیچ گرہ کھولتے ہین سرہنگ تو بھاگا اور پنجون سے گرہین کھولین
زغادہ باہر آیا وہ خدمتگار جو کھڑے تھے بے تامل مار ڈالے وہان سے آ کے بیٹھا
کہا ملک قاسم تمھارے عیار نا بکار لگے ہوے ہین لیکن تمکو کب چھوڑتا ہون ابھی کسی
عیار نے کمند کے حلقے مارے تھے مین بچ گیا اور سب بیان کیا سیارہ نے کہا زغادہ کہا مان
کوئی تجکو مار لیگا رات یہ نہ گذرے گی اور سرہنگ مصری ایک بیابان مین نکل گیا دل
مین کہا اے سرہنگ اگر ایسا ہی بھاگنا تھا تو کیون آیا تھا چل کچھ عیاری کر یہ سوچ کر وہان سے

آباد کہا جادوگر تھے ہین ایک جادوگر کی صورت بن جعفر کے آیا چنانچہ سب کو بلایا جب سب بیہوش
ہوئے جمعدار کی صورت بنکے خیمے کے اندر آیا لوگون نے کہا جمعدار کیون آئے کہا یارو عیار لگے ہوئے ہین
دیکھنے کو بیدار رہنا سامنے زغادہ پڑا ہے لوگون نے کہا جمعدار ایک گھونٹ ہمکو بھی دو کہا جائی
ابھی بھرا ہے ذرا اسکو لگا دو سب نے ایک ایک گھونٹ پیا سب بیہوش ہوگئے اسمین
سرہنگ زغادہ پاس گیا بیہوشی ناک پر رکھی ادھر اسنے لگا دو مرتبہ انگڑائی کہ بیچے بیدار
ہوئے ایک نے ہاتھ پکڑ لیا ایک نے شانہ پکڑ لیا ایک بیچ زغادہ کا شانہ
پکڑ کے ہلانے لگا زغادہ خوک پیشانی کی آنکھ کھلی دیکھا تو بیچ ایک جادوگر کو پکڑے ہے
قتیلے نے مجرا کیا سب حال بیان کیا اُسی وقت زغادہ نے کوچ کیا دو چار گھڑی رات
باقی تھی چلا جاتا تھا چنانچہ گریبان سحر چاک ہوا کچھ اندھیرا ہے صاف روشنی نہین معلوم ہوئی شبنم
پڑتی ہے ہر ایک گھانس پر شبنم کا یہ عالم ہے کہ موتی جڑ دیا ہے چڑیان بولتی ہین ڈارین جنگلون
کے جھیلون پر اُترے ہین مرغابیون کے غول جا بجا بیٹھے ہوئے ہین زغادہ خوک پیشانی
قید لیے ہوئے بارہ ہزار سوار سے چلا جاتا ہے ایک مرتبہ آفتاب عالمتاب مرکب پر سوار
نکلا سب نے دیکھا کہ آفتاب صاحبقران ہے تلوار ہاتھ مین مرکب طلسمی پر سوار قضا سے
کار وہ اکہ بندھا ہوا ہے ایک مرتبہ سامنے آیا بہت سے لوگ پہچانتے تھے اُنھون نے کہا
ایرج نوجوان یہی ہے زغادہ نے کہا عجب آجکا دن ہے کہ جسکا تعاقب تھا وہ بھی آپ سے بغیر
تجسس ہاتھ لگا ایرج نے جو دیکھا کہ قاسم و سرہنگ و سیارہ و حنظل جادو و
آفتاب جادو سب قید ہین ایرج نوجوان نے نعرہ کیا ارے خیرہ سر کجا میروی بلا در دست
من سیارہ نے قید مین سے کہا وہ مارا زغادہ نے ایک ناریل ایرج پر مارا ایرج بچا
کے آگے گر پڑا تیر دو پیکان مارا ایرج کے نہ لگا جب تو جھنجھلا کے زغادہ نے تلوار ماری ایرج نوجوان
نے خالی دے کے وہ محبوب جادو والی تلوار مرکب کو چمکا کے برابر آکے ماری مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے اندھیری اور تیرگی چھا گئی ایرج نوجوان فوج پر آ پڑا جادوگرون کے بیچ قاسم
اور فیروز خان خاوری و تہمتن خان خاوری و قیماس خان کے ہاتھ کھل گئے
پھر تو ان لوگون نے تلواریں پکڑین اور فوج پر آ گرے حنظل نے کہا ایرج سبحان اللہ فوج ماری پڑی کچھ بھاگ گئی

حنظل جادو نے کہا ای ایرج نوجوان خوب ہوا تجھ سے ملاقات ہوئی سامنے درہ پہاڑ کا ہے
وہاں چلکے کچھ تدبیر کیجیے سب ملکے درہ پہاڑ مین چلے اور فوج جو بھاگی طرف جم زرین کلاہ کے گئی ایرج
نوجوان و ملک قاسم و آفتاب جادو و حنظل جادو و سیتارہ و سرہنگ مصری و
شاپور پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین قاسم نے کہا نہین معلوم فوج کا کیا حال ہوگا حنظل جادو
نے کہا جو اس طلسم کی رہنے والی ہے تمھارے ساتھ مرنا اختیار کیا اور شکنندہ طلسم ہے ایرج
نوجوان اے ملک قاسم تمھارا رہنا خوب نہین ہے مین آفتاب جادو کو آپکی فوج مین
پہونچائے دیتی ہون ایسے ویسے جادوگرن سے لڑنے کو بہت ہے قاسم نے کہا جسطرح
تمھاری خوشی حنظل جادو ملک قاسم کو اور آفتاب جادو کو لیکے چلی اور سیتارہ
کو بھی لیا آفتاب جادو کو راہین تو معلوم تھین اور ساحر بھی تھوڑے عرصہ مین پہونچے
حنظل نے کہا ای آفتاب جادو تم اپنے تئین ظاہر نہ کرنا جب کوئی آفت آوے اسوقت
ظاہر کرنا اسمین جان رہے یا جاے یہ کہکے حنظل جادو رخصت ہوکے ایرج کے پاس
آئی کہا مین پہونچا آئی لیکن اے ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا
یا تمپر سحر اثر نہین کرتا ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا یا تمپر سحر اثر نہین
کرتا ایرج نے اِکّا احوال نہ کہا اتنا کہا کہ وہ جادو نکرنے پایا تھا کہ پہلے میری تلوار پڑی حنظل نے
کہا بغیر تدبیر لوح ٹھکانا ملنا معلوم نہین دیتا ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ حنظل اگر مقدر مین ہے تو
طلسم توڑتے ہین یہ کہکے مرکب پر سوار ہوا شاپور شیردل اور سرہنگ مصری
نے عرض کی ہم جان دینے کو حاضر ہین لیکن جدھر حضور جاوین وہ سمت معلوم ہووے ہم حاضر
ہونگے اور وہ فوج جو بھاگی تھی جم زرین کلاہ سناٹے مین آیا اور کہا ارے کیونکر مارا گیا ہی لوگون
نے سب حال بیان کیا تب اُسنے کہا اے سیلان خرس سوار جاکے خدا پرستون کا کام
تمام کرو وہ پانچ سو سوار سے روانہ ہوا جس درے مین ایرج تھا اُسی طرف راہ تھی ایرج
پر مرکب پر سوار حنظل جادو سے باتین کر رہا ہے سرہنگ مصری اور شاپور شیر
دل کھڑے ہین کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایرج نے کہا ملکہ حنظل جادو فوج آتی معلوم دیتی ہے
حنظل جادو نے کہا ہمارے واسطے آتی ہے یہ باتین تھین کہ سامنے سے سیلان خرس سوار نمود ہوا

ایرج نے مرکب طلسم کو ڈپٹ کے نعرہ کیا منم ایرج نوجوان اور جادوگرون نے نارنج ترنج مارے
ایرج وہی تلوار پکڑ کے پانچ سو جادوگرون مین گھس گیا جسکے دو ٹکڑے کے ماری دو ٹکڑے کیے چار
طرف سے نارنج ترنج چلتے تھے سحر ہورہا تھا لیکن کچھ اثر نہ کرتا تھا جبکہ چالیس پچاس جادوگر
مارے گئے سیلان خرس سوار مرکب کو بڑھا کے آگے آیا پکارا ان غریب جادوگرون
کو تو نے مار لیا میرا مقابلہ کر اور ایک ناریل مارا ایرج نے خالی دیا تلوار طلسمی جو
ماری دو ٹکڑے کیا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان خرس سوار جادو بود جتنے جادوگر تھے
بھاگے جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ سیلان خرس سوار مارا گیا گلزار زرین تاج بیٹھا تھا
کہا ایسے ایسے جادوگر مارے جاتے ہین دیکھیے جمشید و سامری کیا کرتے ہین اسین ایک
ابر معلوم ہوا ایک تخت پر ایک پری زاد آٹھ نو سو زندی زرد رنگ گوش مرصع پوش ہمراہ جم زرین
کلاہ نے کہا کون آتا ہے کہ وہ تخت ٹھہرا اتر کے ملکہ اختر زرین کلاہ نے سلام کیا پوچھا
مزاج تو اچھا ہے عرض کی کہ دعا کرتی ہون آکے کرسی پر بیٹھی شراب کا پیالہ گردش مین آیا جبکہ
نشہ ہوا اختر زرین کلاہ نے پوچھا اس مقام پر کس طرح سے لڑائی پڑی کہا اے ملکہ ایرج
نوجوان شکنندۂ طلسم آیا ہے زغادہ خوک پیشانی اور سیلان سوار مارا گیا کہا ای شہریار
مین اسی واسطے آئی ہون اب سامنا نہ کیجیے گا لڑائی بیڈول پڑی ہے اسکو لوح کی فکر مین پڑنے
دو مجکو احوال معلوم ہے جب گھر کے لوگ بربادی کی فکر کرین پھر تم کیا کرو گے جم زرین کلاہ
نے کہا کہو تو وہ احوال کیا ہے ملکہ اختر زرین کلاہ نے کہا وہ مینا سے جادو کتی اسنے
اک جمشیدی دیا تھا دے کے بھول گئی اسکے باعث کوئی سحر یا تلوار اثر نہین کرتی جم زرین کلاہ کا
رنگ سفید ہوگیا جم زرین کلاہ مع اختر مرات جادو کے پاس آیا مرات جادو
خود حیران بیٹھی تھی دم بدم خبر ایرج کی منگاتی تھی کہین یہ کہتی تھی غضب ہو جاتا ہے وہ مارا جاتا
ہے اسین جم زرین کلاہ مع اختر کے پہونچا مرات جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ زغادہ
خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا تم ملکہ اختر سے دریافت کرو ملکہ نے سب
احوال کہا مرات جادو نے کہا اگر میرے قلعہ مین یا تمھارے قلعہ مین گھس آوے تو کوئی سامنا
نہین کرسکتا مگر کچھ تدبیر کیا چاہیے اختر نے کہا مین اسکی تدبیر کرتی ہون اگر ایک سمت کا

مال اسباب مجکو دو چنانچہ جم زرّین کلاہ نے ایک طرف کا مال آمدنی سب لکھدیا اختر نے
کہا جب ایرج گرفتار ہووے مناسب یہ ہے کہ اوز اسباب جادو پاس بھیجوا دو وہ سمجھ لیگا یہ
کہکے اختر جادو چلی ایک بیابان مین خیمہ استادہ کروایا کوئی سوا سو لونڈی ساتھ لے لی بعد دو تین
گھڑی کے اختر جادو ہاتھ مین جریب سحر کی پکڑ کے اکیلی روانہ ہوئی اور سحر سے دریافت کیا کہ
ایرج اس سمت کو ہے اسطرف جا پہونچی شاپور اور سر ہنگ مصری ایک سمت کو چلے
گئے تھے خنظل جادو ایرج سے باتین کرتی تھی اختر نے ایرج کو اور حنظل کو مجرا کیا اور حالت
حسن دیکھنے لگی ایرج نے جو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت میلے کپڑے پہنے ہوئے ہے حنظل
سے کہا یہ جادوگرنی ہے ایرج نے کہا خدا جانے والا ہے اختر نے شکر ہے خداوند جمشید و
سامری کا جسکو مین ڈھونڈھتی تھی وہ آج ملا پھر ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا
کہ ایک لوح طلسم آئینہ ہوں جسوقت سے طلسم بنا تھا لوح پر نام ایرج کا لکھا سنتی ہوں
کہ آج وہ مار آلیا اور مین نے خیال کیا کہ آخر شکنندہ طلسم میرے پاس آئیگا اور مجکو مار کے
لوح لیجائیگا بس اس سبب سے مین آپ ہی حاضر ہوئی اُسوقت حنظل جادو نے ایرج
سے کہا کہ ای شہر یار تمہارا نصیب بڑا زبردست ہے اس آسانی سے لوح کسی کے ہاتھ نہ لگی ہوگی
پھر حنظل نے اختر سے کہا کہ اسے ملکہ اختر مین کوہ زرکسین کی رہنے والی ہون اور حنظل
میرا نام ہے اسکے باپ کے ساتھ میری بیٹی کی شادی ہوئی ہے ای ملکہ اب جو تم یہان آئی ہو تو بہت
چین سے رہو گی اختر نے کہا کہ یہان سے میرا خیمہ قریب ہے وہان چلکے بیٹھے ایرج اور حنظل چلے
اور ایک دو گھڑی کے بعد خیمہ مین داخل ہوئے اختر جادو آکر تخت پر بیٹھی ان دونون کو بھی
مقام صدر پر بٹھایا کنیزین خدمت کے لیے حاضر ہوئین اور اختر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے
شہر یار اب مجھسے دغا نہ کیجیے گا ایرج نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین دغا مطلق نہین جانتے
اختر اُسوقت اُٹھکر حمام مین گئی اور نہا دھو کے کپڑے نفیس پہنکر مسی کاجل لگا کے
آئی اور ایرج کی طرف نظر محبت دیکھنے لگی حنظل جادو کو ثابت ہوا کہ شاید یہ ایرج کو
چاہتی ہے اور اختر کرسی پر آکر بیٹھی اور کہا اے شہر یار اب تو مین آپکی کنیز ہون تمام زمانہ
میرا دشمن ہوگا اور مرأت جادو کو خبر ہوگی تو وہ بھی میری جان کی دشمن ہوگی اب دیکھین

کہ آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں حنظل نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمہارے بے سبب سے
زیادہ بہتر ہوگا غرض بعد کچھ عرصہ کے اختر نے اشارہ کیا کہ الگ چلیے یہ کہکر شہزادہ ایرج کا
ہاتھ پکڑ کر الگ در سے خیمہ میں لائی حنظل جادو سمجھی کہ اگر یہ عاشق نہوتی تو آپ سے آپ
ایرج سے کیوں آتی اور وہاں شراب کا پیالہ گردش میں آیا ایرج نے کہا کہ تم مسلمان
ہوجاؤ تو میں شراب پیوں اُسنے کہا کہ میں مطیع اسلام ہوئی اور اس طرح اختلاط کیا
کہ جس طرح مدت کے عاشق و معشوق ہوتے ہیں بہکہ خوب نشہ ہوا ایرج پلنگ پر لیٹی
اور ایک گلابی لیکر تھوڑی شراب آپ پی اور باقی ایرج کو دی اور کہا میرے سر کی قسم پی
جاؤ ایرج نے وہ بھی پی لی خوب نشہ ہوا آنکھ بند ہوگئی اختر نے غافل پاکر بار پر سے وہ اٹھا کھول
لیا اور ہوا پر اُڑکے روانہ ہوئی اور حنظل جو الگ بیٹھی تھی اُسکے خیال میں آیا کہ ایسے حنظل ایسا
عشق میں نہیں دیکھا کہ اتنا جلد پٹ ہوجائے یہ سوچ رہی تھی کہ ایک سناٹا معلوم ہوا حنظل نے
جانا کہ ایرج کو اختر لیے جاتی ہے لیکن معلوم نہیں کہ ایرج خیمہ میں نہیں ہے اُسکا حال یہ ہے اُسکو
یقین ہے کہ ایرج کو لیے جاتی ہے اور وہاں مرات جادو و جم زرین کلاہ آمد آمد سنکر جادوگر
سب کو یوں بیٹھے ہیں اور باتیں کرتے ہیں کہ اختر آتی ہوگی اور حنظل قریب آچکی ہوگی
اور کہا کہ او جوتی رومستانہ تو نے غضب کیا قریب آیا اختر جو دیکھے کہ حنظل آتی ہے اُسنے کہا
تیرا ایسا مقدور ہے کہ جو تجھکو روک سکے یہ کہکر جلدی جلدی تمام روانہ ہوئی برابر قلعہ کے پہونچی اُسوقت
حنظل جادو نے اپنے دل میں کہا کہ اے حنظل تو امیر حمزہ صاحبقران کو کیا منہ دکھائیگی
افسوس کہ ایرج مارا گیا اب یہ دوڑی اور قلعہ میں غل ہوا کہ اختر جادو آتی مرات جادو
جم زرین کلاہ سب اٹھ اٹھ کے دیکھنے لگے اختر قریب اُس باغ کے پہونچ چکی تھی
پکاری کہ خبر میں لائی لیکن ایک بلا میرے پیچھے لگی ہے اُسوقت تو حنظل نے جھنپٹ کے
ایک تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے مرات جادو نے کہا ذرا اختر تو دیکھنا
پر کیا از بسکہ دوڑی حنظل تو اُسکو مارنے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی اور از بسکہ ساحرہ تھی
اسوجہ سے کسی اہل قلعہ نے بھی نہیں روکا اور وہاں ایک کنیز آئی اُسنے جو دیکھا اختر مری پڑی ہے
ہاتھ میں اُسکے ایک زمرد کا ڈبہ اُسنے لیکر کمر میں رکھ لیا اور کہا میں قرضدار تھی کسی روز یا خدمتگار سے

ملکہ ایرج ہونگی ادھر اُسکو دونگی ادھر میں ہونگی اور وہان سے آکے مرات جادو سے کہا کہ اختر ماری گئی چم زرین کلاہ نے حکم دیا کہ لاش اختر کی پھونک دو اُسکو تو پھونک دیا اور حنظل جادو جو بھاگ کے خیمہ مین آئی تو اختر کی کنیزون کو مار کے اُسنے بھگا دیا اور اُس خیمہ مین جاکے جو دیکھا تو ایرج بیہوش پڑا ہے نشہ مین چور ہے اُسنے پانی وغیرہ چھڑک کے اُسکو ہوشیار کیا جب ایرج کی آنکھ کھلی تو حنظل نے سب ماجرا بیان کیا ایرج نے بازو پر اکے ہاتھ دیکھا رنگ سفید ہوگیا حنظل نے کہا خیر تو ہے ایرج نے کہا جو کرامات تھی جس کے باعث سے جان بچتی تھی وہی نہین ہے اور حنظل سے اُسکا حال بیان کیا حنظل نے کہا افسوس تم ہمکو پہلے نہیں سے کہا اچھا اب چلکے اُس خیمہ مین بیٹھو ایرج نے کہا کہ کہان تک بیٹھے رہین گے یہ کہکر برہنہ سر ہوکے رونے لگا اور دعا کرنے لگا بعد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری پکارا کہ اے پروردگار عالم واسطے اپنی خدائی کا اور واسطہ اپنے دوست کے نور کا میری آبرو تیرے ہاتھ ہے اور جو میرے بھائی مین اُنھون نے طلسم فتح کیے ہین مین بھی تیری ہی ذات امیدوار ہون کہ تو میرے حال پر رحم کر یہ کہتے کہتے غنودگی آئی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک بیابان پُر فضا ہے جہان گلہائے بوقلمون بیشمار کھلے ہین اور وہ صحرا تمام نورانی ہے خوشبو اڑ رہی ہے صدائے سبوح قدوس ربنا ورب الملائکہ والروح کی بلند ہے اور ایک مرد پیر باریش مقدس لباس سبز پہنے ہوئے استادہ ہین ابیات

وہان دیکھا کہ ہین اک صاحبدل	زبان ساکت ہے لب خموشی	کہ جن سے بات بھی کرنا ہے مشکل
خدا کی یاد مین ہے گرم خوشی	کہا اے وارد دلہائے خستہ	جھکا تسلیم کو یہ دست بستہ
غریبون کو کرم کی آرزو ہے	کہ جون موئے قدم آنکھین ملو مین	بہت مدت سے مجکو جستجو ہے
بہائے عمر رفتہ اپنی لون مین		

اُنھون نے فرمایا کہ اے فرزند سوائے پروردگار عالم کے کوئی کسی کے کام نہین آتا ہی دعا تمھاری قبول ہوئی طلسم تم توڑو گے لیکن اس جادوگرنی کے ساتھ سے الگ ہو جاؤ کسلیے کہ فتح ایک ہی شخص کے نام ہوتی ہے جب الگ ہو جاؤ گے تو ایک طرف کو جانا ایک دریا ملیگا تم کشتی پر مع گھوڑے کے سوار ہو جانا آگے جو کچھ مرضی خدا کی یہ خواب دیکھ کے ایرج کی آنکھ کھلی سجدہ شکر ادا کیا حنظل نے کہا کہو کیا دیکھا اُنھون نے سب حال خواب کا بیان کیا حنظل نے

کہا کہ اب فتح ضرور ہوگی یہ کہکر حنظل سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور ایکطرف کو چلے ایک بیابان سبزہ زار نظر آیا آگے جو بڑھے تو ایک دریا کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتے پایا۔ نظم

پانی پانی تھا شور سے طوفان — دیکھ دریا کو سوکھتی تھی جان — ہر گرہ موج سیکڑون گرداب
ساتھ تھے سب تری کے جن آب — جزر و مد سب حواس کھوتا تھا — خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

ایرج وہان کنارے دریا کے حیران کھڑا تھا کہ یکایک ایک کشتی ایکطرف سے اسطرف آتی نظر آئی یہان تک کہ وہ کشتی کنارے پر آگئی ایرج گھوڑا جماکر کشتی پر چڑھا اور وہ کشتی اسکو لیکر چلی دریا مین درخت بہت سے معلوم دیتے تھے ایرج قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ان ربی لغفور الرحیم پڑھتا ہوا اور دل سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھا چاہیے یہ کشتی کہان لیکر جاتی ہے چنانچہ وہ کشتی بہتے بہتے ایک درخت کے پاس پہونچی وہ درخت جھوم کے گر کشتی مین تہلکہ پڑا غرق ہونے لگی اسوقت دو پیر مرد دریا سے نکلے اور انھون نے کہا کہ ای شہسوار کشتی غرق ہوتی ہے تم مرکب اڑا کے نکلجاؤ ایرج نے اپنے دل مین تصور کیا کہ پیر مرد سچ کہتا ہے لیکن مین گھوڑے کو پیرا کے نکلجاؤنگا یہ خیال کرکے مرکب کو جو ایڑ دی وہ تڑا ابھر کے دریا مین گرا مگر بہت دور پر گرا کہ وہان گھٹنون گھٹنون پانی تھا دونون پیر مرد نے کہا کہ اے شہریار ہمکو نہ بھول جائیے گا ایرج نے کہا کہ بھائی یہ کام ہمارا نہین ہے کہ جو بیکسی اور تنہائی مین ہمارے کام آوے اسکو بھول جاوین یہ باتین کرتے ہوے کنارے پر آئے اور آگے چلے تو ایک بیابان ریگستان نظر آیا اور ان دونون پیر مرد نے کہا کہ اے ایرج آپ شکنندہ طلسم ہین ہمارے ساتھ آپ چلین لیکن اس بیابان سے گذر کے ایک باغ ہے کہ اسکو باغ سلیمانی کہتے ہین جو کوئی راہ بھول جاتا ہے اور روٹی میسر نہین ہوتی وہ اس باغ مین جاتا ہے اسکو وہان سب کچھ ملتا ہے آپ بھی جائیے ایرج نے کہا اچھا غرض راستہ طے کرکے اس باغ مین آکر پہونچے تو دیکھا کہ باغ تیار پر بہار ہے نسیم مشکبار مژدہ جانفزا لاتی تھی ہوا رون کو دل بہلاتی تھی ابیات

شجر گلبرگ مین ہین سیکڑون رنگ
نظر آتے ہین ہر غنچہ مین نئی ڈھنگ — جو دروازہ ہے باغ جانفزا کا — تماشا ہے وہان ہر جا کا
طلسمی جانور طائر ہین گویا — در و یاقوت سے لبریز ہے جا — ہوا مین ہے عطر آمیز
دہن غنچون کے اکثر ہین دکھائی — کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا — ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا

بہت سے تھے چمن پھولوں سے لبریز
غرض وہ باغ تھا سرسبز و شاداب
بنی تھی اُس جگہ بارہ دری بھی
مصفا فرش ہر جانب لگا ن

بہت دلچسپ خوشبو مین مگر تیز
لبالب آب سے نہرین تھین جاری
نظر آتی تھی بس قدرت خدا کی
نہ پایا صاحب خانہ کو اُس جا

نہال و برگ گل تھے اُسمین نایاب
عجب صورت کی پیدا آبداری
کنول روشن در و دیوار تابان
بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا

وہان دیکھا ایرج نے دو پیر مرد آئے اور اُنھون نے کہا اے ایرج سلام علیک ایرج نے کہا علیکم السلام اُنھون نے کہا حضور تشریف لائین اور بیٹھین مکان حضور کا ہے ایرج مسند پر آکے بیٹھا اور شراب پینے لگا اب انکو تو یہان بیٹھا رہنے دیجیے لیکن حال طلسم ہوشربا و افراسیاب کا سُنیئے کہ افراسیاب جادو اور حیرت اور ابریق وسرمایۂ برف انداز و زنار جادو وغیرہ یہ سب بیٹھے ہوے ہین اور افراسیاب کو مشتری ہفت سحر کے مارے جانے کا بہت رنج ہے اور دل سے کہتا ہے کہ اے افراسیاب لوح کا حال تو کسی کو معلوم نہین اور اسد گنبد جہان نما پر قید ہے پھر وہ جو چھوٹیگا اور یہ طلسم ٹوٹیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ باران سنگ انداز جادو کا نامہ آیا اور مصور جادو بھی آیا اور افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا کہ باران سنگ انداز کے جی مین کیا آیا کہ جو یہان آیا ہے لیکن اے حیرت جادو ایک جادوگر عزت دار کو پیشوائی روانہ کرو حیرت نے دو جادوگرون کو روانہ کیا اُنھون نے آکے جو دیکھا تو خیمہ اژدر پر لدا ہوا تھا پر دار مرکب بردار ہوا پر اُڑتے ہوے باز لبط ہنس قرقرے فیل آتشین پر جادوگر اور جادوگرنیان سوار باران سنگ انداز آگے آگے ایک اژدہے پر سوار آتا ہے بادلہ کا جھولا گلے مین پڑا ہے کنڈل کانون مین کمر مین سونے کی زنجیر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھنور چندن کے بازوون پر لگے ہین مگر سیاہ و کالی ڈاک یہ ساحر ہر کان و آنکھ و ناک سے شعلے آتش کے نکلتے ہین غرض دریاے خونروان تو خشک ہو گیا ہی جہان وہ دریا تھا وہین خیمہ استادہ کراکے اُترا اور آپ افراسیاب کے باغ مینانگار کو گیا دو بیٹے اُسکے ساتھ تھے اُسنے اور اُن دونون نے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے خلعت سے سرفراز کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جام شراب گردش مین آیا چار گھڑی تک یہ

بیٹھے رہے افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ایک بارگاہ مخملی اور باورچیخانہ ہمارے یہاں سے
جائے حیرت جادو نے اسی وقت حکم دیا کہ بارگاہ استادہ ہو گئی باورچیخانہ کی تیاری ہونے لگی خاصہ
تیار ہوا باران نے افراسیاب سے کہا کہ اے شہریار جیسا طلسم ہوشربا ہے ایسا کوئی
طلسم نہین ہے جو جو عجائبات اور غرائبات کہ اسمین ہین کہین نہین ہین لیکن بُرا نمانیے تو کہون
الامر فوق الادب آپ کو رحم ان نمکحراموں پر نہ چاہیے آپ ایسا شخص اور اسطرح ناچار ہو جائے
اے شہریار یہ ملکون خبر اڑ گئی ہے کہ افراسیاب ناچار ہے اِن کو اسطرح قتل
کیجئے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال زار پر روئین افراسیاب نے کہا کہ میرا جی
انکے قتل کرنے کو نہین چاہتا اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے اب مین اُسے قتل
کرونگا لیکن یہ جانتا ہون اور سب جتنے ساحر ہین وہ میری اطاعت قبول کرین باران
نے کہا امیدوار ہون کہ یہ لڑائی میرے سپرد کیجیے اور مصور جادو سے کہا کہ تم مالک تصویر ہو تمنے
کیون نہ عمرو کا سر کاٹا مصور نے کہا وہ میرا اسا سنا نہین کرتا ملکہ حیرت نے کہا کہ اے
بھائی باران عمرو انکے خیمہ مین آیا اور ان کے گلے سے تصویر لیگیا اور انکی جورو کو قنات
مین لپیٹ دیا اور پھر روتے ہوے میرے پاس آئے لیکن یہ غافل نہین ہین
باران نے کہا کہ ہمارے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض ایک روز تو یہ آسودہ ہوا دوسرے
روز جب وہ زمانہ آیا کہ مثل مریض دن گھٹا اور زرد اسے خورشید میلی ہوئی نظم

که روے مہر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک تہ سنگ	جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تباہی	سر شام بحکم باران ناکام نفیر سحر کو دم دبا گیا یہ خبر مہرخ سحر چشم	

کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر کی دونون طرف ہونے لگی لیکن یہان
علامۂ شوخ چشم بیٹھا تھا اُس سے باران نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے اسکو ہمراہ
لے کے اپنے لشکر مین آیا وہ جو دیکھے تو ایک بارگاہ مخمل کی استادہ ہے اُسنے پوچھا کہ یہ بارگاہ
کسکی ہے لوگون نے کہا کہ افراسیاب نے یہ بارگاہ اور باورچیخانہ تمہارے لیئے بھیجا ہے
علامہ نے کہا کہ اے باران افراسیاب جیسی تمہاری خاطر کرتا ہے کسی کی نہین کرتا اگر
تمنے کوئی لڑائی فتح کی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگا اور وہان عمرو نے ملکہ مہرخ سحر چشم سے

پوچھا کہ باران سنگ انداز کیونکر لڑتا ہے اُسنے کہا کہ وہ ساحر زبردست ہے دیکھا چاہیے کہ خدا
کیا کرتا ہے اب یہان بنگالی منتر جنتر پڑھنے لگے فسون سازی اور شعبدہ بازی شروع ہوئی
اگیاری ہونے لگی جوت کے دیے جلائے گئے زرد زرد ٹنین اُڑ ائے گئے چار پہر رات
ہنگامہ شر و فساد برپا رہا جب کوالب جیاے چشم جانان مین اور نظر کی طرح سب کی نظر سے
پنہان ہوئے اشعار

جمال صبح نے کی بارش نور | جبین خاک چمکی مثل بلور
فلک پر مہر جوبن کے چمکا | ہوا آغاز ہر اک بیش و کم کا

صبح کو ملکہ مہر رخ سحر چشم و بہار و نافرمان و زلزلہ کئی لاکھ سلحدار طائران سحر و تخت ہاے سحر پر سوار ہو کر میدان معرکہ
مین آئے اسطرف سے باران سنگ انداز اپنی فوج لیکر جنگ گاہ مین آیا گھنٹے
اور ناقوس بجنے لگے ابر سحر کو برسایا گرد و غبار کو بٹھایا بجلیان گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی
کاٹ ڈالی میدان مثل آئینہ پاک و صاف ہوا اُس وقت نقیب کڑکا کہنے لگے ابیات

جہان ایک ماتم سرا ہے عجب | نہین جاسے پاس اور جا ہے عجب
شہود ایک دو روز کو عیب ہے | سکون یان کا دیکھا سر اشتاب
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان | گلستا نکو پائینگے ہو کا مکان
یہ منزل نہین جاے بود و باش | یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
بجا ہی گیا کوس رحلت مدام | کسی نے نہ آکر کیا یان مقام
جوانی گئی موسم شیب ہے | یہ چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش | جہان تھا یہ بنے ایک بزم روان
اجی بہادران اب نہ سامری ہے

جمشید ہے آج اور جنگ ہے کچھ اپنے اپنے ہنر اور کرتب دکھا اس دنیا مین نام کر جاؤ
یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور باران سنگ انداز میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے
مہر رخ سحر چشم تمہاری نواسی مہ جبین الماس پوش مالک طلسم تھی اور اُسکو سجدہ
کرتے تھے اور تمہاری وہ عزت تھی کہ جو بیان مین نہین آتی کوئی شاہ و شہزادہ تمسے
مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ تم نے کیسی نمک حرامی کی ہے جو افراسیاب سے لڑتی ہو افراسیاب
نہین چاہتا کہ تم لوگ مارے جاؤ اگر عزت درکار ہے تو افراسیاب پاس چلو مین تمہاری خطا
معاف کرا دونگا مہر رخ نے پکار کر کہا کہ اے باران جادو جو کچھ ہماری زبان سے ایکمرتبہ نکل گیا سو نکل گیا
اب بار بار کہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ اب ہمارے تمہارے جواب سوال تلوار سے ہو باران نے

کہا کہ مین تجسے کچھ کم نہین ہون یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار باش یہ کہکر ارادہ کیا کہ صف لشکر
مہرخ پر جا پڑون اسوقت فہم جادو اژدر جیکا کے اسکے پاس آیا اور کہا کہ آپ تامل کیجیے مین
مین سب کو مارے لیتا ہون بس اسنے للکارا ادھر سے مخمور سرخ چشم تخت اپنا اڑا کے
سامنے فہم کے آئی فہم نے ایک ناریل مارا مخمور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے
ہوگیا اب مخمور نے ایک گولہ فولادی فہم کے لگایا اسنے خالی دیا مخمور نے ایک مار اگلا اژدر دہان
پیدا ہوا وہ اژدر اگر فہم پر حملہ آور ہوا اسنے ہر چند چاہا کہ یہ ہلاک ہو مگر ممکن نہوا اور اس اژدر نے
فہم کو نگل لیا بعد چند عرصے کے سب نے دیکھا کہ اژدر تو غائب ہوگیا مگر نعش فہم کی پڑی ہے بس
ماجرے کو دیکھکر کمان چشم میدان نکلا ہاتھ مین لے تھا کہ وہ کمان سو گز کی ہو جاتی تھی
بس وہی کمان اسنے مخمور سرخ چشم پر ماری مخمور نے دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا
فولادی اور اس پتلے نے کمان کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی وہ پتلا کمان کو لیے چلا گیا
پھر زرابخہ فیل پیشانی آیا اور اسنے مخمور پر ناریل مارا مخمور نے خالی دے کر تلوار سے اسکو
دو ٹکڑے کیا اسوقت آباران نے کہا کہ ارے بڑا غضب کیا کہ تین ساحر مارے
یہ کہکر خود میدان مین آیا اور کہا کہ خبردار باش اور ایک ناریل مارا مخمور سرخ چشم نے
انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اب مخمور نے گولہ فولادی مارا اُن
نے خالی دیکر داب کی جو گولہ فولادی مارا تو تخت پر پڑا مخمور تو تخت پر سے اڑ گئی مگر تخت
تختہ تختہ ہوگیا مخمور نے چوٹی سے اپنی ناریل نکالکر باران سنگ انداز پر لگایا اور پکاری
کہ اے ظلم آسمانی لینا بس دھنوان پیدا ہو کر فلک پر گیا اور ابر گھر آیا پتھر برسنے لگے
دو چار ہزار ساحر اندھے ہوگئے مہرخ سحر چشم نے کہا کہ اے مخمور اب تم چلی آؤ مخمور
نے اسوقت زمین پر دو ہتڑ مارا چار پتلے فولاد کے تخت لیے پیدا ہوئے اسنے کہا ارے پتلو
روکنا پتلے جو اڑے تو آسمان معلوم دینے لگا مخمور نے پھر گچھا سوئیون کا پوٹلی سی نکال کر
مارا کہ پانچ ہزار ساحر کے سینون کو ان سوئیون نے توڑا اور وہ ہلاک ہوئے ایک سوئی
باران کے بیٹے کے بھی لگی مگر اسکے شانے کو اسنے توڑا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مخمور نے آسمان
فولاد کا بنایا اسنے ایک گولہ فولاد کا زمرد جادو کے ہاتھ بھیجا زمرد جادو نے اگر وہ گولہ

باران کو دیا اور اُس سے کہا کہ اِس گولہ کو اِس آسمان پر مارنا اور آج لڑائی بگڑ گئی ہے کل کچھ لینا باران نے وہ گولہ اُس آسمان پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اڑ گیا مخمور نے اُسوقت کہا کہ اے باران یہ سحر افراسیاب کا تھا جس سے یہ آسمان ٹوٹا اور کسی کا مقدور نہ تھا جو اُسکو توڑتا اور مجکو شرم نہیں آتی کہ برائے سحر پیر لڑتا ہے باران نے کہا آج تو میں جاتا ہون کل تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا لوگوں نے اُس سے کہا کہ آپ نے تدبیر مجری کی فتح پر شکست ہوئی پہلے سحر کیجیے پھر لڑائی لڑیے غرض یہ بارگاہ میں پہونچا شراب پینے لگا مہرخ اپنی بارگاہ میں آئی عمرو نے کہا کہ اے مہرخ میں سیر کو جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کی صورت بنکر خیمہ میں باران کے بیٹے کے آیا وہ لڑائی پر سے جو آیا تھا تو بارگاہ میں اکیلا بیٹھا تھا اِسنے اُسکو ایک گلوری نکالکر دی کہ یہ افراسیاب نے دی ہے اور کہا ہے کہ اسکو کھاؤ تو سحر اثر نہ کریگا اِسنے جانا کہ سچ ہے پس اُس گلوری کو کھایا اور بیہوش ہوا یہاں باران نے کچھ دیر کے بعد کھانا مانگا دسترخوان بچھا وہ کھانے لگا عمرو اُسکے بیٹے کو پلنگ کے نیچے چھپا کر آپ اُسکی صورت بنکر باران کی بارگاہ میں آیا اور اُسکے ساتھ کھانا کھانے لگا اور جتنے کہ رفیق تھے وہ بھی ساتھ کھانے لگے افراسیاب نے کتاب سامری کو دیکھا تو اُسمیں معلوم ہوا کہ باران کا جو فرزند ہے وہ تو اپنی بارگاہ میں پلنگ کے نیچے بیہوش بندھا ہوا پڑا ہے اور عمرو عیار باران کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے افراسیاب نے خیرت سے کہا کہ تم جلد جاؤ اور باران جادو کو بچاؤ وہ باران کے پاس آئی عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ خیرت کا آنا بے سبب نہیں اگر مجکو اِسنے پکڑ لیا تو پھر چھوٹنا دشوار ہے پس اُسنے باران سے کہا کہ بابا جان افراسیاب کے اچار کیا بڑے ہیں ہمنے جو اچار بنایا تھا وہ خوب ہے یہ کہکر اُٹھا کہ لے آؤں اور اِس بارگاہ میں کہ باران کا فرزند بیہوش پڑا تھا آیا اور اُسکو قتیلہ زہر بیہوشی دیا اور آپ جلد مجرہ طلب کرکے جادوگر کی صورت بنا اور اُس سے کہا کہ تمھارا باپ کھانا کھاتا ہے تم وہ اچار رکھے ہوئے ہیں لیجاؤ اگلا پچھلا کچھ ذکر نہ کرنا اگر تمھارا باپ پوچھے تو کہنا میں اچار لینے گیا تھا اُسنے کہا میں سوتا تھا مجکو کیا معلوم اُسنے کہا تمھارے جانے سے تمھاری صورت سے بیٹے تھے غرض وہ اچار لیکر آیا اور بیٹھکر کھانا کھانے لگا اُسوقت

ملکہ حیرت جادو آئی اور اُسنے کہا کہ اے زمرد دیکھ تو موے کا دیدہ کیسا پھٹا کہ ناگاہ آمرے اور
اُسکے ہاتھ مین ایک چابک سحر تھا وہ چابک اُسنے برابر لگا مارا باران جادو کا بیٹا ایران
پکار اُٹھا کہ ہائے مین مرا باران نے اُسوقت حیرت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تونے کیون اسکو
مارا اُسنے کہا یہ تیرا بیٹا نہین ہے عمرو ہے یہ کہکر چابک مارتی ہوئی اسکو لیکر روانہ ہوئی اُسوقت
عمرو سامنے آیا اور پکارا کہ اے باران مین عمرو ہون پہلے تیرا بیٹا بنا ہوا تھا اور سب حال بیان
کیا جا میری پاپوش کے صدقہ مین اسکو چھوڑ لایا لیکن جب تک وہ اُسکو گرفتار کرے یہ کہکر اور وہ تھے
غائب ہو گیا اور حیرت نے لیجا کر ایران کو پٹک دیا اور افراسیاب سے کہا کہ اے
بادشاہ اِسکا سر کاٹ افراسیاب نے کہا پوچھا اور پوچھا کہ سرکار تو کون اُسوقت باران
پہونچا اور کہا ہائے ہائے یہ میرا بیٹا ہے ایران جادو جب ہی تو ملک غارت ہو بس ایسی
بخریان کرنے سے افراسیاب نے کہا یہ تیرا بیٹا نہین عمرو ہے ہمنے کتاب مین دیکھا ہے کہا
پھر کتاب مین دیکھو انکی جو کتاب منگا کے دیکھا معلوم ہوا کہ اس طرح عمرو اُسکی صورت
بنا تھا سب حال معلوم کرکے خلعت دیا اور بہت خاطر کی اور کہا اب مین عمرو کا سر کاٹے بغیر
نہ رہونگا یہ کہکر باران جادو رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور ایران سے پوچھا کہ بیٹا کچھ حال
تو کہو کیا ماجرا گذرا اُسنے کہا مین سوتا تھا مجھکو جگا کر اس طرح بھیجا باران کا بھائی
طہماس جادو بے اسکو خبر ہوئی کہ باران اسطرح گیا ہے اُسنے کہا افسوس مجھکو خبر نہ کی
لشکر اپنی نوّے ہزار ساتھ لیکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر باران سے ہمارے آنیکی
خبر کرو وہ ساحر آیا اور اُسنے باران کو سلام کیا اور کہا آپ کے بھائی آتے ہین باران
پیشوائی کو گیا طہماس سے ملاقات کی گلہ شکوہ کرتے ہوے خیمہ مین آئے باران نے
سب حال بیان کیا طہماس نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین باران نے کہا کہ
بھائی پہلے افراسیاب کی ملاقات کرنا چاہیے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا اور کہا کہ حیرت سے
کہنا طہماس جادو برائے قدمبوسی شاہ جادوان حاضر ہوے ہین امیدوار باریابی ہین
وہ ساحر گیا اور حیرت سے اُسنے اطلاع کی حیرت نے افراسیاب سے کہا افراسیاب
نے کہا آئین انکا گھر ہے اور انھون نے بہت بہتر کہا جو آئے حیرت نے اُس ساحر سے کہا جا کر

بلالا وہ جادوگر آیا اور کہا افراسیاب نے یاد کیا ہے باران طہماس کو لیکر آیا طہماس نے مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا طہماس نے کہا اے شہریار یہ نمک حرام کیونکر پھر گئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا غلام کو اجازت ہو کہ ایک لڑائی غلام بھی لڑے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا جی چاہے یہ کچھ دیر بیٹھکر رخصت ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد روزنے ردائے سیاہ شب کو اوڑھا اور چہرہ رخ آفتاب ایوان فلک مین چھپگیا ابیات + ہوئی نیلی ردائے نور خورشید + بر آئی عاشقونکے دل کی امید جمال شمع نے پیدا کیا نور + ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور + تفریح سحر کو طہماس نے بجا یعنی نقارہ سحر نے مہرخ کو پہونچائی اُسنے بھی نقارہ رزمی کو بجایا تیاری سحر کی ہونے لگی لشکرون مین دیئے جلنے لگے بھینٹ بیرون کو دی گئی منترون کی جاپ ساحر کرنے لگے طول دینا نہین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب رنگ شب مبدل بنور سحر ہوا اور جامہ شب دھو یا گیا ظلمت گئی شب صبح کا جلوہ عیان ہے + سراپا نور صحن آسمان ہے + گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے + صبح کو مہرخ نامور تخت شاہی پر سوار ہوکر مع مخمور و بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ لشکر کثیر ہمراہ لے کر میدان کارزار مین آئی عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر کھڑا ہو رہا اُدھر سے طہماس سوار ہوکر چلا باران نے کہا مین بھی چلتا ہون اُسنے کہا تمہارا جانا مناسب نہین تم لشکر مین رہو اگر بیچ مین پڑیگا تو آنے کا تمہارا مضائقہ نہین یہ کہکر چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اور ساٹھ ستر ہزار ساحر باران کے لیکر میدان مین آیا اور ابر سحر برسا گرد و غبار صحرا کا بٹھایا صفین آراستہ ہوئین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اُسنے کہا کہ مین بھی جانتی ہون کہ اور ساحر لڑینگے غرض طہماس مرکب کو دوڑا کر میدان مین آیا اور طالب مرد نبرد ہوا مخمور کو عمرو نے قسم دی کہ تم نہ نکلنا شعلہ چشم جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور سامنے طہماس کے آکر ایک بیضہ فولادی اُسنے مارا طہماس نے خالی دیکر سنگ دی آسمان سے کڑکا ہوا اور ایک پتلہ پیدا ہوا کہ تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے شعلہ چشم کے تلوار لگائی کہ شعلہ چشم کے دو ٹکڑے ہوئے پھر اختر چشم نکلا اور جب سامنے طہماس کے آیا اُسنے پتلے سے کہا کہ مارا سکو

اُسنے تلوار ماری کہ اختر چشم کا شانہ زخمی ہوا ایک نفر جادو نکلا اور روبروے طہماس آکر کہا کہ
اے طہماس تو خود مقابلہ کر یہ کیا لطف ہے کہ پتلے کو لڑواتا ہے یہ کہکر ایک تیر اُسنے مارا طہماس
نے تیر کو مقراض سحر سے کاٹ ڈالا اور دستک دی کہ وہی پتلہ پیدا ہوا اور اُسنے چاہا کہ تلوار
مارے مہرخ پکاری خبردار اے نفر جادو مخمور سرخ چشم اُسوقت اُڑی اور پتلے کو پکڑ کے آسمان
پر اُڑ کر چلی مخمور نے جو دیکھا کہ پتلہ جاتا ہے کیونکہ پتلہ تڑپ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا بس
اُسنے تلوار ماری کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس پکارا مخمور سرخ چشم کہ گذارم کہ
از دست من زندہ بردی مخمور نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہے مین تیرے سامنے سے کیا
بھاگ گئی مخمور سرخ چشم کود کے سامنے آئی طہماس بھی کودا طہماس نے گولہ فولادی مارا
مخمور نے خالی دے کے پیکان تیر مارا شانے مین طہماس کے لگا توڑ کے پار نکل گیا طہماس
نے جھنجھلا کے ناریل مارا ناریل پھٹا چادر آتش جو مخمور پر گری لپیٹ کے آسمان پر لیچلی
مخمور پکاری افسوس ہوئی مہرخ نے کہا ہاے یہ کیا غضب ہوا دوڑ کے ایک ناریل مارا
ناریل پھٹا چادر آب ہو کے گری آتش بجھ گئی لیکن مخمور غش مین ہو گئی اور تمام بدن مین آبلے
پڑ گئے مخمور کو جادوگر اُٹھا کے خیمہ مین لیگئے طہماس نے کہا اگر مین زخمی ہوا تو کیا ہوا جسکا جی
چاہے میرا سامنا کرے موجود ہون اور طہماس نے سحر کر کے خون بند کیا خاک جمشیدی لگائی
باران سنگ انداز کو خبر ہوئی کہ طہماس زخمی ہوا باران آیا کہا بھائی مین نے سُنا تمھارے
دشمن زخمی ہوے آپ خیمہ کو تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا طہماس نے کہا بھائی مین نے لڑائی
اُٹھائی مہرخ کو للکارا مہرخ نے ایک بجگر مارا طہماس نے خالی دیا زمین پر مہرخ نے دو ستارے مارے
زمین پھٹی اور طہماس غرق ہوا چاہتا کہ کود کے بھاگا لیکن مرکب دھنس گیا طہماس نے دو تیر زمین
پر مارا مہرخ تا کمر غرق ہوئی تھی کہ دو پنجے پیدا ہوے مہرخ کو کھینچ لیگئے مہرخ تلوار کھینچ کر دوڑ
پڑی باران جادو نے بیس ہزار پیکان کا گچھا مارا دس بارہ ہزار جادوگر مہرخ کے مر گئے
اور زخمی ہوے بہار جادو نے کہا اب تو دغا کی لڑائی ہو گئی دستک دے کے کہا ارے
جادوگر و کیا دیکھتے ہو چالیس پتلہ پیدا ہوا کہا منم غلام بہار جادو پلہ پکڑ کے تیر و کمان لشکر مین
جا بجا مارے تیرون کے تمام لشکر کو تیر باران کر دیا نعش پر نعش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردا

گرادیا اور ملکہ بہار نے فرمایا ابیات

کمان را بزہ کرد و بکشید تیر
بدین نیستان ماہی گشت گرگ
سنانہائے رخشان و تیغ سران
زمین یکسر از لعل و از جوشن است
دل چرخ گردان ہمہ چاک شد
زبس گرد و گرز رمہ بر دمید
سران لشکرش تیرباران گرفت
تفسیر بود تا تیرباران کنید
کہ پیکانش را دادہ بد زہر شیر
بسا ریزہ الماس از تیر و تیغ
غرانیدن گرزہائے گران
چو دریائے خون شد ہمہ دشت و راغ
ہمہ کام خورشید پر خاک شد
زمین نالہ کوس با گرہ نائے
چپ و راست جنگ سواران گرفت
ہوا را چو ابر بہاران کنید
ہمین تیر بارید ہمچون تگرگ
ہمین آتش افروخت از تیغ
ہوا گفتی از گرز و از آہن است
جہان چون شب و تیغہا چون چراغ
چنان شد کہ کس را نماند توان
ہمین کس ندانست سر از پا
طہماس نے تیغ اسکے کہا باران

تو نے لڑائی بگاڑدی بہار جادو نے کہا کہ اگر ان چالیس پُتلوں سے تم سبکو غارت نہ کردیا تو نام اپنا پنا لیا حیرت جادو بھی افراسیاب کے پاس سے اُٹھکر یہاں آئی اور ایک ناریل اُسنے مارا ناریل پھٹا جادو آتش گری وہ چالیسوں پُتلے مانند انار کے چھوٹ گئے بہار جادو نے کہا اے حیرت جادو چوری سے لڑائی لڑتی ہو اگر تم سے لڑو تو حقیقت معلوم ہو جائے حیرت تو چلی گئی طہماس نے کہا باران سے لڑائی بگاڑدی مہرخ سحر چشم میدان میں کوئی سحر جادوگر بنا کھڑا تھا پیچھے چلا طہماس نے کہا مہرخ تم لڑنے کو آئی ہو یا یہ جادوگر مہرخ نے جو دیکھا عمرو آتا ہے کہا خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہو کچھ بیچ پڑ جاوے سحر کی لڑائی ہے عمرو نے کہا تم چلی جاؤ میں نہیں آتا مہرخ آگے چلی طہماس نے ناریل مارا اُسے خالی دے کے مہرخ نے تلوار ماری پُتلا سپر لیکے نکلا سپر چار ٹکڑے ہوئی مہرخ نے ناریخ مارا طہماس نے خالی دیکے تلوار ماری سر پر جو لگی لہو جاری ہوا عمرو کی جان نکلگئی مہرخ خنجر پکڑ کے دوڑی دو نیچے پیدا ہوے مہرخ کا ہاتھ پکڑ لیا طہماس دوڑا تلوار پکڑے عمرو نے کہ برابر ہی تھا کمند آصفا با صعفا ماری ساتوں سند بچی ہو گئے جھٹکا مار کر گرادیا خیال کیا کسی پہاڑ میں لیجا کے مار ڈالو پیٹھ پر لادلے بھاگا باران مع فوج آگرا تلوار چلنے لگی ناریخ ترنج چلنے لگا مہرخ نے کہا بہادرو جو افواج جادو گروشت باشی ماریں حیرت جادو و افراسیاب بیٹھے تھے گلگون چشم کھڑی تھی افراسیاب نے کہا عمرو کو پکڑ لا گلگون چشم پیچھے چلی برابر ہو چکے آواز دی اسے خواجہ

کہان جاتے ہو عمرو کے خیال مین آیا کہ مہرخ نے کوئی جادوگرنی بھیجی ہے گلگون چشم نے یہ کہکے
ایک ماش کا دانہ مارا عمرو کے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا پکاری او دزد نابکار [illegible]
سارے بیابان زادے کہان جائیگا غضب کیا لیکن عمرو نے اسی حالت مین منہ کے حلقے ڈھیلے
کرکے کھینچ لی گلگون چشم دونون کی کمر مین پنجہ دے کے لے اڑی قضاے کار مہرخ اپنی
فوج کو للکار رہی تھی سناٹا جو ہوا گردن اٹھاکے دیکھا ایک پنجہ طہماس کو اور عمرو کو لیے جاتا ہے
پرواز کرکے چلی پکاری اری حرامزادی کہان جاتی ہے گلگون کے دونون ہاتھ گرکے جو
تھے خیال کیا کہ عمرو کو چھوڑ دے زمین پر گریگا ہڈی پسلی ایک ہوجائیگی اور عمرو کو چھوڑ دیا
مہرخ نے دیکھا کہ عمرو زمین پر گریگا تو ہڈی چور چور ہوجائیگی اسواسطے مہرخ نے [illegible] روکا
بہار بھی قریب پہونچ گئی تھی اسنے بھی عمرو کو روکا مہرخ سحر چشم نے گولا مارا گلگون کے ہاتھ
لگا طہماس چھوٹا باران نے روکا افراسیاب نے کہا جلد طبل آسایش بجوا دو لڑائی بند
ہوگئی اسواسطے طبل آسایش بجا دونون طرف غنیمت ہوا عمرو کو لیکے پھر آئے ادھر طہماس
کو لیکے پھر گئے طہماس نے کہا مجھکو کونسا جادوگر لے گیا تھا باران نے کہا عمرو عیار لیگیا تھا
طہماس نے کہا مین جاتا ہون ابھی سر کاٹے لاتا ہون باران نے کہا افراسیاب نے
طبل آسایش بجوادیا ہے گلگون جادو کو افراسیاب نے تمھارے چھڑانے کو بھیجا تھا
وہ ماری گئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ طہماس نہین مانتا ہے افراسیاب نے کہا حیرت
تم جاکے سمجھاؤ حیرت جادو آئی کہا طہماس جادو لڑائی تو لگی ہوئی ہے کل سمجھ لینا حیرت
نے سمجھایا حاکم کیا دونون لشکرون کے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی حیرت جادو طہماس کو
و باران کو افراسیاب پاس لیچلی افراسیاب باغ مینا مین ناچ دیکھ رہا تھا طہماس نے
اور باران جادو نے مجرا کیا افراسیاب نے کہا تمھاری فوج اور تم خوب لڑے طہماس
نے کہا مار لیا تھا لیکن عمرو پکڑ لیگیا افراسیاب نے کہا گلگون کی کیا مفت مین قضا
آگئی طہماس نے کہا جتنی عزت پیدا کی تھی سب مٹی مین ملگئی بڑی ذلت ہوئی افراسیاب
نے کہا کوئی عمرو کے ہاتھ سے نہین بچا جمشید و سامری نے تمکو بچا لیا طہماس نے کہا ای
افراسیاب دانہ پانی حرام ہے جب تلک عمرو کو نہ پکڑ لاؤن حیرت نے کہا عمرو وہ ایسا

ہو کہ پکڑ لاییگا افراسیاب نے کہا بھلا شراب تو پیو طہماس نے کہا حرام ہو چکی ہر چند
سمجھایا نہ مانا یاران نے شراب پی کباب کھائے رخصت ہوکے خیمہ مین آیا وہان سے
طہماس جو خیمہ مین آیا یاران نے کہا اب یہان کھانا کھاؤ کہا مین نے قسم کھائی ہے یاران
تو حیران ہین بعض کہتے ہین اسکی قضا آئی ہی بعض کہتے ہین عمرو کو پکڑ لائیگا چنانچہ یکہ و تنہا طہماس
چلا لیکن پوشیدہ ہوکے یہان سب بیٹھے ہوئے ہین مخمور سرخ چشم پیتی ہے طہماس
نے عمرو کے نام پر سحر کیا اور عمرو کا دل گھبرایا عمرو نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن مہرخ نے
کہا عمرو باہر نجاؤ تمنے کام ایسا کیا ہی کسی پیچ مین نہ آجانا عمرو نے کہا خدا اے مابزرگ است
یہ کہکر عمرو باہر نکلا ہر ایک جادوگر کہتا ہی خواجہ سلامت آیئے بیٹھیے عمرو ایک جادوگر کے پاس
بیٹھا تھا طہماس ایک جادوگر کی صورت بنکر عمرو کے پاس جا بیٹھا قضاے کار عمرو لشکر
فوج کے کنارے پر گیا ایک مرتبہ یہ پنجہ مین پکڑ کے لیچلا پہلے خیال مین آیا کہ افراسیاب پاس
لیچلو پھر دل مین آیا کہ کئی مرتبہ عمرو افراسیاب پاس گیا اور چھوٹ آیا کسی پہاڑ مین لیجل کے
مار ڈالو یہ سوچ کے ایک درے مین پہاڑ کے اترا طہماس نے کہا ای عمرو عیار دیکھا ایک دن
تم ہمکو پکڑ لیگئے تھے گلگون کو مار ڈالا آخر ہم تمکو پکڑ لائے ہین اب تمہارا ہم کام تمام کرین گے عمرو کا
نام قران حبشی کے کان مین گیا اُس درہ پہاڑ مین قران پھرتی بیکار ہا تھا نکل کے دیکھے
استاد بیٹھے ہین اسین طہماس خنجر لیکے چلا قران حبشی سامنے آیا کالی صورت لال لال
آنکھین تھین طہماس سمجھا کہ کوئی جادوگر ہی پوچھا او جادوگر تیرا نام کیا ہی کہا سیاہ رو کہتے ہین
افراسیاب جادو نے یہان رکھا ہے مدت سے تعینات ہون طہماس نے کہا عمرو کو پکڑ لایا
ہون اب مار ڈالونگا قران نے کہا سر راہ کیا ضرور کہ گردن مارو اس کوہ مین غار ہی اسمین مارکے
گرادیجیے کہا سر کاٹ کے افراسیاب پاس لیجاؤنگا قران حبشی نے کہا یہ دشمن افراسیاب
کا ہے خوب کیا قران نے خیال کیا کہ بیہوش کرنے اور مارنے مین عرصہ ہوگا ایک بغدا مار
ساتھ ہی خیال آنے کے برابر ایک بغدا مارا طہماس کے سر کے چار ٹکڑے ہوگئے لینا
پکڑنا کی صدا بلند ہوئی کہ کس نے مارا نام من طہماس جادو بود اندھیرا ہو گیا بعد دو گھڑی کے
روشنی ہوئی قران نے کہا استاد اب بیٹھے کچھ بلا آئی کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایک طرف

قران حبشی گیا ایک سمت عمرو عیار روانہ ہوا معمول قران حبشی کا یہ ہے کہ ہمراہ نہین رہتا
اور کسی عیار کے ہاتھ نہین لگا لیکن گاہے گاہے ساحر پکڑ لیگئے لیکن طلسم مین کوئی مقام ایسا نہین
کہ ساحرون نے طائران سحر سب مقام پر سحر سے بنا کے خبر کے لیے متعین نہ کیے ہون غرض
یاران کو خبر ہوئی کہ طہماس مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے زار زار بر رنگ ابر بہار خوب رویا
اور لباس سیاہ پہنا اُدھر افراسیاب کہہ رہا تھا کہ طہماس خوب لڑا اُسوقت ایک جادوگر
آیا اُسنے کہا کہ اے بادشاہ طہماس جادو عمرو کو پکڑے لیے جاتا تھا قران حبشی پہاڑ کے
درے مین بیٹھا تھا اُسنے نکلکر ایک نعرہ مارا کہ طہماس کا سر پھٹ گیا افراسیاب کو یہ سنکے نہایت
رنج ہوا اور حیرت نے کہا کہ یاران سے کہلا بھیجیے کہ وہ نعش طہماس کی جلا دے یاران نے
حسب فرمائش افراسیاب نعش طہماس کی جلا دی اور طہماس کے ملازم جو جادوگر تھے ایک ساحر کہ
افسر شعلہ زن پہاڑ مین رہتا ہے اُس سے کہا کہ طہماس جادو مارا گیا اُسنے کہا کسنے مارا کہا کسی جادوگر نے
مار لوگون نے کہا کہ پہلے تو ایسا ہے کہ مہرخ سحر چشم کے دانت کھٹے کر دیے پھر نہین معلوم کسنے مار ڈالا
افسر شعلہ زن خوب رویا اور کہا کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہے پھر چالیس ہزار کی جمعیت سے
روانہ ہوا یاران جادو کو خبر ہو گئی کہ افسر شعلہ زن آتے ہین سوار ہو کے پیشوائی کو گیا
ملاقات ہوئی گلے لگا کے خوب رویا پھر وہان سے آ کے خیمہ مین داخل ہوئے افسر نے پوچھا کہ یہ
کیا مقدمہ درپیش ہوا یاران نے سب حقیقت بیان کی پھر وہان سے افسر شعلہ زن اور
یاران افراسیاب کے پاس گئے مجرا کیا نذر دی دنگل پہنچے خلعت لیے سرفراز ہوئے

افراسیاب نے کہا کہ دنیا مین جو آیا ہے اُسکو اک دن فنا ہے **نظم**

ہے یہ دنیا اک سرائے نابکار — جسمین رہتے ہین مسافر بیشمار
ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے — کچھ نہ نیک و بد سوا لیجائینگے

افسر شعلہ زن نے کہا کہ اے شہریار یہ طلسم ایسا ہے کہ جو ہوا ہے اور ہو گا جسمین گلزار سلیمانی
سیرگاہ جمشیدی ساٹھ مرحلے ساٹھ عقدے ساٹھ بادشاہ زادیان ساٹھ بادشاہ ہفت دریا
ہفت بلغ آپ ایسا شہریار زبردست پر تعجب ہے کہ ایسی جگہ سے عمرو نکل جائے لیکن میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ عمرو کا نام نہ لو مہرخ کا ذکر کرو عمرو کا نام لینا بہت مشکل
ہے مصور جادو جو صاحب تصویر ہین اُنسے تو کچھ ہو ہی نہین سکتا تم کیا کر لوگے

افسر شعلہ زن نے کہا اے ملکہ جو اپنا دشمن ہوا اسکا نام کیون نہ لین حیرت کو یقین ہوا کہ افسر شعلہ زن کی قضا آئی ہے پھر افسر شعلہ زن نے کہا کہ غلام کو لڑائی تو نہین لڑا آتی لیکن جسطرح ہر جی چاہتا ہے لڑونگا لیکن مجکو عمرو کا خون معاف کردیجیے جی چاہے مارڈالون اور جی چاہے حضور مین لے آؤن افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہے ہمنے تمھاری ہی طبیعت پر رکھا غرض کچھ دیر وہان بیٹھکے رخصت ہوئے اور باران و افسر وغیرہ خیمہ مین آئے باران نے کہا کہ کھانا تیار ہے کچھ نوش کرلیجیے افسر نے کہا کہ آپ دسترخوان بچھوائیے مین آتا ہون یہ کہکے وہانسے چلا اور پیکان تیر بنکر مہرخ کی فوج پڑی ہوئی تھی اُسپر جاکے گرا اور بہت آدمیون کے سینون کو توڑا پھر بھال بنکر دوسری طرف گرا بہت جادوگر مارے گئے لشکر مین جلد جلد کمر بندی ہونے لگی کہ یہ میسرے غول مین گرا اور قریب سو جادوگر کے وہان بھی مارے پھر وہان سے پھرکے اپنے خیمہ مین آیا خون کی چھینٹیں پڑی تھین یہ نہاکے کپڑے بدل کے سیندور سے ٹیکے لگا کے آیا باران نے کہا کہ تم کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ کہین نہین اور وہان خبر مہرخ کو ہوئی کہ افسر شعلہ زن کے ہاتھ سے چار ساڑھے چار سو جادوگر لشکر کے مارے گئے اور ادھر خبر باران کو بھی ہوئی اُسنے افسر سے کہا کہ آپ اسی واسطے گئے تھے افسر نے کہا قسم ہے جمشید کی اگر مین نے انکا دم نہ بند کردیا تو نام نہ پایا اور یہان مخمور نے مہرخ سحر چشم سے کہا کہ دیکھو تو مین کیا کرتی ہون یہ کہکے ایک گولہ بنکے زمین مین غرق ہوگئی عمرو عیار بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر وہان دسترخوان باران کے یہان بچھا ہے اور افسر اور باران جادو کھانا کھا رہے ہین کہ یکایک لشکر مین زمین شق ہوئی اور گولہ آن کر نکلا عمرو یہان جادوگر بنا ہوا آیا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گولہ زمین سے نکلا اور اُس گولے نے ساحرون کی چھاتیان توڑنا شروع کین جو گرا اُسکی پگڑی اور جھولی و کردھنی وغیرہ عمرو نے لیکر زنبیل کی اسی طرح سے مخمور نے دوسرے غول مین اور تیسرے غول مین گرکے بہت سے ساحر قتل کیے اور پھرکے اپنے خیمہ مین چلی آئی باران کو خبر ہوئی کہ یہان چھ سو جادوگر مارے گئے لیکن جتنی لاشین پڑی ہین پگڑی اور ٹوپی اور کردھنی کسی کی نہین ہے اور مخمور سرخ چشم جو خیمہ مین گئی تو مہرخ نے پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا اور عمرو بھی آیا اُس سے مہرخ نے کہا

کہ خواجہ تم بھی گئے تھے انھون نے کہا کہ ای ملکہ کبھی مجھسے کوئی چیز ضائع نہین ہوئی لیکن ابکی مین ایسا گھبرایا کہ انگرکھے اور پایجامے اور دھوتیان سلہران مازم افسر کی چھوٹ گئین اب ہمسے چندروز کچھ کام نہین ہو گا اس رنج مین ہم بیمار ہو جاینگے مہرخ نے کہا کہ اسے خواجہ یہ مال سو پچاس روپیے کا آپ مجھسے لے لیجیے عمرو نے کہا کہ ملکہ تم تو دوگی جو ہمارا ہے وہ ہمارا ہی جو تمھارا ہے وہ ہمارا ہے ملکہ ہنسی اور کہا کہ اسے تخفہ جادو ہزار روپیے خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا کہ ملکہ مین مو ضعیف تھا لیکن اب ہاتھی ہو گیا انشاء اللہ آج رات کو کام افسر کا تمام کرونگا اور وہان خبر افراسیاب کو ہوئی پہلے اسطرح افسر نے مہرخ کے لشکر مین جاکے جادوگرون کو مارا پھر مخمور سرخ چشم نے گولہ بنکے افسر کے لشکر مین جادوگرون کو مارا لیکن پگڑیان اور ٹوپیان اور کردھنی وغیرہ نہین معلوم کون لے گیا افراسیاب نے کہا اسے حیرت تمنے معلوم کیا کہ کون لے گیا حیرت نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے اور یہان جب رنگ خورشید لاجورد ہوا اور آفتاب بشکل چہرۂ راز پوشیدہ ہو گیا نظم

بسان حسرت عاشق برابر | ہوا روے زمین ظلمت افشان	اٹھا اک ابر تیرہ آسمان پر
	چھپا جسطرح نور روے جانان

باران نے نفیر سحر کو بجایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر و ساحری کی ہونے لگی سپہر اور ستارے پر از آواز نقارہ تھے تلوارون کی چمک بجلی گراتی تھی زمین نعل اسپان سے طوق پوش ہوئی تھی نیزون سے وہ مقام نیستان تھا پیکان اور گرز اور تروبین اور تیر سے روے زمین مثل دریاے قیر کے تھا اور منترون جنترون کی جاپ ہوتی تھی کڑاہیان چڑھی تھین ہوم بھوگ تیار ہوتا تھا ہر طرف نعرے ہوتے دلیران بلند تھی شعلے اٹھ رہے تھے بیرون کو بھینٹ چڑھائی جاتی تھی رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ستارے حیاے معشوق کی طرح چھپ گئے اور مسافر شب کمر کسکر چلنے پر آمادہ ہوا اشعار

سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش
ہجوم شوق کر ٹھنڈے ہوئے جوش
اٹھے عاصی کہ شرمائین خدا کو
زبان پر لائین عرض التجا کو

صبح کو مہرخ اور بہار لشکر بیکران لیکر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین نظم

خروشیدن آمد ز پردہ سراے
چو خورشید بر چرخ لشکر کشید
شب تار تاریدہ شد ناپدید
ہمہ نالۂ کوس با کرناے
ہوا شد ز بس پرنیانی درفش

چو بازار چین سرخ و زرد و بنفش | سیاہی برفت اندران دشت رزم | کز انسان ہمین آرزو خواست بزم
بر افگندہ شاہان و لشکر زجاے | ہوا پر شد از نالۂ کرناے | زمین شد بکردار چشم خروس
زبس رنگ و آرائش نامی کوس | ز پیلان نہادند بر پیچ تخت | سراسر زدیباے چینیش رخت
زبرجد نشاندہ بہ تخت اندرون | ز دیباے زربفت پیروزہ گون | بہ زرین ستام و جناح پلنگ
بہ زرین درع و خر سار رنگ | زافسر سر پیلبانان پر نگار | سرپاک با طوق و باگوشوار

یہ لشکر اس کروفر سے میدان مصاف مین آیا اُسطرف سے باران و افسر شعلہ زن جبل
وخفارے کو گرانے لشکر ساحران بیقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم
گئین ابر سحر برسا کے غبار زمین بٹھایا پھر نقیبون نے کرہ کا سُنایا جب کرکیت بھی کرڑ کا کھڑکہ ہٹ
گئے اُسوقت افسر شعلہ زن میدان مین آیا اور پکارا کہ اے جادوگرو دنیا چند روز ہے
آخر مارے جاؤگے افراسیاب کو غنیمت جانو ایسا مالک پھر میسر نہ آئیگا اِسطرف کی ساحرون
نے افراسیاب پر اور اُسپر لعن وطعن کی اور کہا تو کیا جھک مارتا ہے اور گوہ کھاتا ہے اور مہرخ نے
مخمور سے کہا کہ تم ابھی لڑنے کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ تم ایک لڑائی لڑ چکی ہو اُسنے کہا کہ مجھ سے
نہ ہوا ہے اور نہو سکیگا او عمرو ایک جادوگر کی صورت بنکر ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اس اثنا مین
افسر نے اشارہ کیا کہ خونخوار جادو نکلا اور مہرخ کی طرف سے ظلمات کاکل کشا نے آکے
سامنا کیا خونخوار نے ایک خنجر سحر کا مارا کہ ظلمات زخمی ہو گئی پھر سرخ موے کاکل کشا
نکلی خونخوار نے ایک ناریل مارا کہ اُس ناریل سے ران سُرخ مو کی زخمی اُسوقت مار اژدر پیشانی
جادو نے آکر سامنا کیا خونخوار نے اُسپر بھی ایک ترنج مارا مار نے خالی دے کر ایک
تلوار سحر کی ماری کہ وہ تلوار بجلی بنکر گری اور خونخوار کے دو ٹکڑے کیے افسر جادو ٹال
رہا ہے اور باران کہہ رہا ہے کہ تمام زمانہ ہے لیکن عمرو معلوم نہین دیتا اُسنے کہا کہ بغیر سحر کے
دریافت نہین ہوگا عمرو ایسا تھوڑی ہے کہ اُسکو کوئی پکڑ لے مگر مین نے ایک تدبیر کی ہے کہ
مصور جادو کے پاس جاکے دریافت کرون جس صورت پر عمرو ہوگا اُسکی تصویر وہ بناتا ہے
یہ کہکے کہا اے باران جادو تم اس لڑائی کو روکو مین جاتا ہون باران وہان میدان مین
آیا اور افسر مصور کے پاس گیا مصور نے کہا کہ افسر آتا ہے صورت نگار کہا ذرا تصویر

دیکھ لینا ایسا تو کیونکر اُسکی نظر سے نکلے تشریف لائے ہون مصور نے تصویر کو دیکھا اور کہا
کہ عمرو جادوگر بنا ہوا میدان جنگ مین کھڑا ہے یہ کہ رہا تھا کہ افسر آیا مصور نے تصویر دکھا دی
افسر وہان سے پھر کر میدان مین آیا اور عمرو کو گھورنے لگا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ پہلے
بھی یہ لڑتا تھا تو اسنے نہین دیکھا تھا اب کیا ہے جو گھورتا ہے ضرور اُسنے پہچانا ہے اور افسر
نے یاران سے کہا مین انگلی سے تو نہ بتاؤنگا وہ جو جادوگر ایسے کپڑے پہنے کھڑا ہے
وہی عمرو ہے اور عمرو غائب ہو کے مرخ کے تخت کے نیچے آیا ایک عورت بنکر سامنے
کھڑا ہو رہا افسر نے جو دیکھا کہ عمرو نہین ہے پھر مصور کے پاس گیا اور کہا عمرو نہین معلوم
دیتا ہے مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو عورت بنا ہوا کھڑا ہے مصور نے تصویر دکھائی اور
کہا بھائی تمام عمر یونہین دوڑو گے عمرو کو نہ پاؤ گے وہان سے افسر نے آکے کچھ روپیہ
اشرفیان پھینک دین کہا یارو لوٹ لو دنیا چند روزہ ہے اور اس لڑائی مین ہم بچتے
نہین معلوم ہوتے بھلا تم چند روز تو بیٹھ کے کھاؤ گے عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور چلا
مرخ منع کیا چاہتی تھی پھر کے جو دیکھا عمرو نہین ہے اور عمرو نے لوٹنا شروع کیا افسر نے پہچانا
کود کے عمرو کو پکڑ لیا اور بارگاہ کی طرف چلا پکار کے کہا طبل آسائش بجوا دو یاران نے طبل
آسائش بجوا دیا قضائے کار برق فرنگی کو جو بھوک لگی افسر کے باورچی خانہ
مین جا کے کھانے کو لکڑیون کے ڈھیر مین دبا دیا آپ کباب لگانے لگا آدھا کھا جاوے
آدھا رکھتا جاوے اور افسر نے بارگاہ مین جا کے بغیر سحر کے عمرو کو ستون سے باندھا
خبر اُڑی کہ افسر عمرو کو پکڑ لایا باورچیخانہ خیمہ کے متصل تھا برق نے سنا کباب چھوڑ کے
چلا لوگون نے کہا میان کبابی کہان جاتے ہو کہا مین بھی عمرو کو دیکھ آؤن اور یہان
افسر نے کہا کہ اے عمرو تو نے طہماس کا خون کیا عمرو نے قسم کھائی کہ مین نے طہماس
کو نہین مارا یاران جادو نے کہا اے بیٹے منھ سو دفع سنار کی تو ایک دفع لوہار کی اب تم
بچ کے یہان سے نہین جاؤ گے اس عرصہ مین برق نے آکر دیکھا کہ عمرو ستون سے
بندھا کھڑا ہے مگر سحر اُسپر نہین ہے بس اُسنے پشت بارگاہ پر جا کے نقب کھودنا شروع
کی ایک سرہ نقب کا لشکر کے باہر اور ایک بارگاہ کے اندر لگایا اور باہر نقب سے نکل کر جلد

عمرو کی رسی کاٹ دی عمرو اور برق دونون نقب مین کود کے بھاگے افسر جادو نقب مین
کودا وہان برق نے کمند لگائی تھی یہ اُسمین پھنسا اور پکارا کہ یارو بچانا اب کوئی نقب مین
نہین کودتا باران کودا برق و عمرو تو نکل گئے لیکن افسر کو باران باہر نقب سے لایا اور کمند
کے حلقہ کاٹ کے بٹھایا اور پوچھا کہ مزاج اچھا ہے آپکی حالت غیر ہو گئی جمشید و سامری
نے بچا لیا افسر کا رنگ سفید ہو گیا خجالت زدہ آنکھین کسی سے نہین ملاتا دل مین کہتا ہے
کہ جو افراسیاب کہتا تھا حقیقت مین عیار بڑے زبردست ہین خبر افراسیاب کو
ہوئی حیرت جادو کو افسر کی خبر کے واسطے بھیجا حیرت جادو آئی کہا اے افسر شعلہ زن
افراسیاب نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور کہا کیا احوال گزرا باران نے حال بیان کیا
مہرہ نقب کا دکھایا حیرت جادو نے کہا ایسا بھی ہو جاتا ہے کچھ مضائقہ نہین اے افسر جادو
افراسیاب جھوٹ کہتا تھا اور ہمارے کہنے کا تو بہت سا برا مانتا تھا افسر نے کہا ملکہ سچ
کہتی ہے یا تو ہمنے عمرو کو مارا یا عمرو نے ہمکو مارا حیرت جادو نے کہا کیون گھبراتے ہو اور جادوگرون کا
سامنا کرو ایک عمرو کا سامنا ہوا تو کیا ہوگا باران نے کہا اگر ہمنے جادوگرون کا سامنا کیا
عمرو تو غریب سے ہے وہ سامنا نہ کریگا اس سے عیارون کیلئے سامنا کرنا مناسب ہے
یہ کہکے حیرت جادو و افسر جادو دونون افراسیاب پاس گئے افراسیاب نے احوال
پوچھا سب عرض کیا افراسیاب نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی نہ کوئی تدبیر ہو جائیگی پانچون عیار
پہچان رکھی ہین افراسیاب نے کہا اے افسر شعلہ زن یہ عیار پہچان ہین انکو دعوے عیاری
کا ہے خاک نہین ہو سکتا عمرو کو کبھی نہ پکڑ لائین نہ مہرخ کو پکڑ لائین نہ کوئی جادوگر مارا گیا نہ پکڑا
گیا صرصر شمشیر زن نے کہا لونڈی کے نصیب و قسمت مین لکھتی ہے کئی بار مہرخ کو پکڑ لائی
عمرو کو پکڑ لائی ایسا مقدمہ ہوتا ہے کہ چھوٹ جاتے ہین آپ گردن نہین مارتے ہمکو حضور
کے کہنے کا کچھ دیکھا نہین آپ خاوند ہین مالک ہین خفا بھی ہوتے ہین سرفراز بھی کرتے
ہین خراب لونڈی سے جو ہو سکیگا کوتاہی نکریگی صرصر صبا رفتار افسر جادو رخصت ہو کر
اپنے اپنے خیمہ مین آئے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز قطورہ زن لفتی ایستادہ سقرلاتی
کمند عیاری حیلہ سے ناخن سے آراستہ ہو کر باران کی بارگاہ مین آئین باران نے کہا یہ بھی کچھ

کم نہین ہی صرصر نے کہا کئی مرتبہ عمرو کو مہرخ پکڑ لائی افراسیاب نے مارا افسر جادو نے کہا اگر عمرو کو پکڑ لائے تو بہت کچھ انعام دونگا اور طلسم مین تیرا نام ہو جائیگا صرصر شمشیر زن نے کہا مین لائی یہ کہکے عمرو کی فکر کو چلی اور عمرو جو نقب سے نکلا برق فرنگی کو گلے سے لگایا برق فرنگی نے کہا حضور میرا کہنا مانین تو عرض کرون عمرو نے کہا کہو برق نے کہا حضور کو تمام زمانہ نے لالچی سمجھ لیا ہے حضور اس مقدمہ سے باز رہین عمرو نے کہا علاقہ اشرفی روپیہ کا لالچ میرے مزاج مین ہی اور ادھر اُدھر سے نہ لاؤن تو کام کیونکر چلے تم سمجھتے ہوگے کہ زنبیل مین دس بیس ہزار روپیہ ہوگا دیکھو تو پھوٹی کوڑی نہین ہی برق نے کہا حضور سچ فرماتے ہین لیکن چند سے اسطرف خیال نہ فرمایئے گا یہ باتین کرتے ہوے عمرو عیار اور برق فرنگی چلے جاتے تھے کہ سامنے سے مصور جادو کی سواری آگئی برق نے کہا مصور آتا ہی الگ ہو جایئے عمرو نے کہا اسکے واسطے شہر چھوڑ دون اور ایک حاجب کے لڑکے کی صورت بنکے ساتھ مصور کے چلا مصور تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو عیار دروازہ پر لگ رہا بارگاہ مین آٹھ تو سو دنگل بچھا تھا جادوگر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا عمرو خدمتگار کی صورت بنکے اندر آیا دل مین لاکھ تدبیرین کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے تصویر لیجایئے اور سر کاٹ ڈالیے مصور کو خیال رہتا ہی ہر مرتبہ تصویر دیکھتا ہی خیال جو آیا تصویر پر ہاتھ ڈالا عمرو بھاگ کے ایک غار مین پڑ گیا مصور جادو تصویر دیکھ کے چپ ہو رہا مصور نے کھانا مانگا دسترخوان چنا گیا مصور کھانا کھانے لگا عمرو پھر خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا فکر مین ہی کہ اگر مصور پانی مانگے تو خوب شورہ مین جھل کے پلا مصور نے کھانا کھا کے ہاتھ دھوے گلوری کھائی اور آب خاصہ طلب کیا عمرو نکل کر آبدارخانہ مین گیا اور تھالی جوڑ سرپوش اُٹھا لیا دس بارہ آدمی آبدارخانہ والے بیٹھے تھے ایک نے عمرو کو پکڑ لیا کہا ارے میرا ہاتھ کیون پکڑتے ہو مصور جادو نے آب خاصہ مانگا ہے لوگون نے کہا ہمکو مصور نے سب پتے دے رکھے ہین عمرو نے اچھل کے ایک پاؤن مارا موزون مین کانٹے لگے ہوے تھے ایک کانٹا چھاتی مین لگا جست جو کرتا ہی پکڑی لیکے یہ جا وہ جا آبدار ہلے کرکے بیٹھ گیا دیکھین تو تھالی جوڑ نہین ہے کہا یارو پگڑی کو کیا رو تے ہو تھالی جوڑ لیگیا غل ہوا کہ جلد آب خاصہ لاؤ آبدارخانہ والے پانی پانی ہوگئے اُس زخمی کو لیکے آئے عمرو جو بھاگتا ہے

ایک درۂ پہاڑ مین مہنت کی صورت بنکے انگیٹھی دہکاکے بیٹھ رہا دل مین کہتا ہو کہ مصور دیکھیگا
تو بہت خوش ہوگا اسمین وہ آبدار آسکے کہا ارے کیا ہو لوگون نے سب مقدمہ بیان کیا
مصور نے کہا ارے میرا پانچ ہزار روپیہ کا تھالی جو ٹوٹا تھا تم آپ ہی چراتے ہو عمرو کا نام لگاتے ہو
اور مصور نے جادوگر بھیجے ہین چار کوس تلک دیکھ آئے عمرو کو نہ پایا لوگون نے کہا آپ کا
خدمتگار گیا تھا مصور نے کہا بھلا وہ خدمتگار کب بنا تھا صورت نگار نے کہا کئی دن
کے بعد عمرو نے کروٹ لی تھی مصور نے تصویر دیکھی معلوم کیا کہ ایک پہاڑ مین مہنت بنا
بیٹھا ہی جبھی دن سے کہ عمرو تصویر سے گیا ہے مصور نے تصویر مین چار گنڈے لگا کے چار زنجیرین
لگائی ہین وہ کمر مین بندھی رہتی ہین اور ڈورا گلے مین رہتا ہے صرصر اور صبا رفتار جو
عمرو کی فکر مین مہرخ کی بارگاہ مین گئین عمرو کو نہ پایا صرصر ضرغام شیردل کی صورت
بنکر چلی برق فرنگی آتا تھا کہا بھائی کہان سے آتے ہو استاد کا احوال معلوم نہین برق
نے کہا استاد مقرر مصور کی طرف گئے صرصر کا رنگ سفید ہوگیا برق نے صرصر کو پہچانا
کہا ضرغام اور بھی کچھ سنا عجیب غریب مقدمہ ہے اور برق نے قدم آگے بڑھایا صرصر نے
کہا اب کیا ہوتا ہے برق نے کہا صرصر عمرو نہایت خفا ہی یاران سے لڑائی پڑی ہے صرصر کہتی
ہے احمق ہو عمرو سے بل نہین جاتے یہ کہکر کہا مین عمرو کو پکڑے لاتی ہون آگے آگے صرصر
اور پیچھے پیچھے برق چلا ایک درے مین صرصر جو گھسی دوسری طرف راہ تھی نکلگئی برق نے
کہا ارے برق ایسا نہووے کھڑکیان لگا گئی ہو تو عیاری سے ماہر ہو برق دیکھتا ہوا چلا
اور صرصر داہنی طرف سے جو نکلی خیال مین آیا بارگاہ خالی ہے عمرو تو مصور کی طرف گیا ہی
تو مہرخ کو پکڑ لاؤ اور عمرو کی صورت بنکے مہرخ کے پاس کی کرسی پر بیٹھی مہرخ نے کہا اے
عمرو عیار وہ جو تمنے وعدہ کیا تھا وہ ہوا کہا کیا وعدہ کیا تھا مہرخ نے دیکھا صرصر اٹھکے بھاگی
مہرخ نے کہا ارے لینا صرصر بھاگ کے نکلگئی اور ایک جادوگر کی صورت بنکر خیمہ مین
آئی مہرخ سے بہار نے کہا یہ کیا معاملہ تھا مہرخ نے کہا عمرو نے ہمکو ایک انگشتری
اور ایک الگ دکھایا تھا اور کہا تھا کہ اے مہرخ سواے میرے اور تمہارے یہ نشانی کسی کو نہین
معلوم اگر کوئی عیار بھی آوے تو اسکے سبب دریافت ہو جائیگی صرصر کھڑی سنتی تھی باہر

جاکے عمرو کی شکل بنکے آئی پسینہ پسینہ عرق عرق قہقہہ مارکے کہا ملکہ صرصر کو خوب پکڑا تھا مہرخ
نے کہا یا صرصر تھی یا صبا رفتار تھی عمرو نے کہا کہ وہ صرصر تھی کہ جالبازی کرتی تھی اگر
مین انگشتری اور انگٹھی نہ دے جاتا تو لیگئی تھی ای ملکہ اب ایک پتا اور دیتا ہون تمام اعضا
بدن سے کے دکھاتے ہین جو ہمارے لوگ ہمراز ہین انکو معلوم ہے اور مہرخ کو لیکے خیمہ مین چلی جب
خیمہ مین آئی برابر سے بیضہ مارا تڑاق چھینک آئی بیہوش ہوگئی چادر عیاری مین ڈال
کے صاف جست کرکے نکل گئی ارادہ کیا کہ بارگاہ باران مین سے چل اتفاقاً برق فرنگی وہان
کوہ سے نکلا صرصر کو نہ دیکھا دلمین کہتا ہے اے برق فرنگی صرصر کہان گئی ایک مرتبہ نظرون سے
غائب ہوگئی ایک آدھ کوس پر درخت تھا آڑ مین کھڑا ہو رہا پانون کے نشان معلوم دیے
ارے برق ایسا نہو مہرخ کو پکڑ لیجاے یہ سوچ کے برق فرنگی خیمہ کی طرف چلا اتفاقاً
مہرخ کو صرصر لیے آتی تھی برق فرنگی نے دور سے پشتارہ دیکھا جبکہ صرصر نزدیک سے
نکلی برابر سے نعرہ کیا صرصر کہان جائیگی سامنے لشکر باران کا پڑا تھا صرصر پکاری ارے
جادوگرو مجکو بچالینا مین مہرخ سحر چشم کو لائی ہون برق فرنگی نے دوڑ کے تیغچہ مارا
صرصر نے خالی دیا غل ہوا لینا پکڑنا جب تک جادوگر دوڑین صرصر کا پانون پھسل گیا صرصر
گر پڑی قضاے کار پشتارہ کی ایک گرہ کھلگئی جیسے اٹھی پشتارہ گر پڑا جادوگر دوڑ پڑے
برق فرنگی نے سبکو مارا کسی کا ہاتھ اڑا دیا کسی کا پانون اڑا دیا جادوگرون نے کمند کے حلقے
مار کے پکڑ لیا پھر جادوگر پشتارے پر جا گرے پشتارہ کھول کے مہرخ کا ہاتھ رسی سے باندھ لیا
مہرخ کو جو ہوا لگی اور آنکھ کھولی دیکھا کہ آٹھ نو سو جادوگر ہین اور مجکو باندھے لیے جاتے ہین
مہرخ سحر چشم کو غصہ آیا سردار تھی رعب اُسکا تھا نوکرون کی کیا حقیقت جو سامنا کرتے کہا
ارے او نطفہ حرامو جادوگرو چھوڑ دو جادوگرونکے ہاتھ سے رسی چھوٹ گئی ملکہ نے جھولی مین
سے ایک گولہ نکال کے مارا جسکی چھاتی مین لگا پار ہوگیا مہرخ نے دوڑ کے اُس جادوگر کو طمانچہ
مارا جو برق کو لیے جاتا تھا برق کو اُسنے چھوڑ دیا مہرخ نے دستک دی ایک نارنج آسمانی مارا
ساٹھ ستر ساحر گرے اب نارنج ترنج مہرخ پر پڑنے لگے باران شعلہ زن و افسر جادو
و ابران جادو دوڑ پڑے چار طرف سے مہرخ پر سحر ہونے لگا پھر کے ایک تلوار ایک

جادوگر نے ماری مہرخ زخمی ہو گئی قضا سے کار خیمہ مین خبر پہونچی بہار و ثنا فرمان لشکر
سے کر روانہ ہوئین ایک مرتبہ آگ زین نارنج ترنج آگ دھتورے کے پھل رائی نون گوگل مٹش
کا چھرا جلنے لگا جبتک معلوم ہو گیا غل ہوا افراسیاب نے کہا ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے
لوگ دوڑے افراسیاب نے کہا حیرت جادو آئین کہا ابھی نہین مہرخ کو تخت پر
ڈال لیا تھا بہار جادو نے نفیری بجائی تو دلیرو جادوگرو مار لیا ہے نہ چھوڑنا سب آ کر باران پر گری
چنانچہ فوج جو آ کے گرتی ہے خیمہ کی طنابین کاٹ دین اسباب لوٹ لیا باورچی خانہ مین جو
دیگچا دیگین لگن رکابی کفگیر چمچے سونے روپے کے ہین لوٹ لیے حیرت جو آئی اُسنے
یہ رنگ دیکھا افراسیاب کو خبر دی افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو یہ ناریل باران کو
دے کہ فوج پر مارے قران حبشی دره پہاڑ مین سوتا تھا غل سے جو آنکھ کھلی لعنداینکے
دوڑ پڑا جسکے لعند امارا کام تمام کیا قضا سے کار ایک گود کسی جادوگر کا باران کے لگا تخت
پر لوگ پہونچے قران حبشی نے جو دیکھا کہ باران کو لیکے جاتے ہین بڑان کی شکل بنکے اُڑنے
لگا حیرت جادو کود کے باران پاس آئی وہ ناریل دیا اور کہا افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا ہے
یہ ناریل دیا ہے کہ مہرخ کی فوج پر مار تمام جل کے خاک ہو جائینگے لیکن حیرت جادو کی
قضا تھی اگر قران حبشی لعند امار بیٹھے تو کام تمام ہو چکا تھا قران کے خیال مین اُسوقت
نہ آیا قران حبشی نے ناریل لے لیا اور مہرخ کی فوج کی طرف چلا حیرت جادو
نے کہا بس یہان سے ناریل مارا اُسنے اپنی فوج مین جا کے کہا منم قران حبشی ادھر نے ناریل بحکم
افراسیاب جادو جو کام ہے وہ کر اور ناریل مارا باران کی فوج پر حیرت تو بھاگی اور ناریل پھٹا
چنگاریان پھیل گئین تمام بیابان گلزار ہو گیا شعلے اُٹھے جادوگر جلنے لگے بارگاہ مین آگ
لگ گئی افراسیاب نے کہا اری کمبخت لعنت خدا کی پھٹے منھ یہ کیا کیا حیرت نے کہا میرا
پاپوش جلانے کو تو نے دیا تھا مین دے آئی مین آپ جلی جاتی ہون خدا جانے جمشید کا ہے
یا نہین اور قران نے کہا اب چلو یہان سے افراسیاب نے دو منتر مارے لکۂ ابر کا پیدا
ہوا برسنے لگا تمام آتش بجھ گئی بارگاہ جل کے خاک ہو گئی مہرخ مع قران حبشی و
برق فرنگی خیمہ مین داخل ہوئی افراسیاب طلسم کے نیچے اُتر آیا باران کے جادوگرو نکو

جمع کروایا بھونات دیا کہا اب کل سمجھ لونگا مہرخ سحرچشم بھی خیمہ میں گئی سب فوج کو ایک ساتھ
انعام دیا سب کہتے ہین کہ صاحبو مہرخ سحرچشم نہایت عقلمند ہے اسی کے ساتھ رفاقت کرنا
مناسب نہین ہر کیسی عزت اور حرمت کرتی ہے اور افراسیاب جو شکست کھا کے گیا حکم کیا بارگاہ
کا اسباب اور جاوے ایک بارگاہ عالیجاہ مع اسباب کے آکے استادہ ہوئی وہ جو زخمی تھے اُنکا
علاج مرہم پٹی ہونے لگی افراسیاب نے کہا باران جادو کو بلالاؤ افسر جادو نے کہا پھر عزت
خیر ہی شکست فاش ہوئی ذلت زدہ ہوے ہر ایک کی آنکھون مین ذلیل ہو گئے باران
نے کہا بھائی ابھی لڑائیان بہت ہین کیون گھبراتے ہو افسر نے کہا ہمکو لڑائی سے کچھ مطلب نہین
عمرو سے کام ہے جس طرح سے پکڑا جائیگا مین اُسکو پکڑونگا اسمین جادوگر آیا کہا کہ افراسیاب
نے یاد کیا ہے باران و ابران و افسر سوار ہوکے چلے افراسیاب مینا مین بیٹھا ہے ناچ
ہو رہا ہے افراسیاب وہ چکنا گھڑا ہے کہ بوند پڑی پھسل گئی اپنے غرور مین کچھ خیال نہین
باران نے جانا تھا کہ افراسیاب کو نہایت غم ہوگا فکر ہوگی آکے جو دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے گیند پے چلتے ہین
قہقہے چلتے ہین ملکہ حیرت جادو جو فکر مند ہوتی ہے تو کہتا ہے ای ملکہ تم چپکی کیون بیٹھی ہو ایسی لڑائی
کا کچھ غم نہ کرو حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ آپ نے لڑائی ڈال رکھی ہے افراسیاب نے
کہا اے افسر شعلہ زن ہمنے ناریل بھیجا تھا عیار کے ہاتھ وہ لگ گیا نہین آج کام تمام تھا
افسر نے کہا مجکو نہ لڑنے سے کام ہے نہ مہرخ سے مجکو تو عمرو سے کام ہے یا تو میری جان گئی یا مین نے
عمرو کو مارا یہ کہکر رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا حیرت بھی افسر کے خیمہ مین آئی اسمین درحم
شمشیر زن آئی اور کہا مہرخ سحرچشم کو مین پکڑ لائی تھی مگر چھوٹ گئی پھر یہ بھی میری قسمت
کا لکھا ہو تمہارے سر دار کے چلنے چکنے بات افراسیاب کہتا ہے کہ اس سے کچھ ہو نہین سکتا پھر مین
کیا کرون یہ باتین تھین کہ مصور جادو آیا اور اُسنے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ
بیچ چلتے چلتے تھالی جو ڑے گیا اس ذکر مین افراسیاب بھی آیا اور اُسنے مصور سے کہا کہ بڑا
تعجب ہے کہ تم تصویر عمرو کی اپنے پاس رکھتے ہو اور اُسکو گرفتار نہین کر سکتے اُسنے کہا کہ مین نے
چار تصویرین بنائی ہین مہرخ اور مخمور اور عمرو اور برق فرنگی کی اور خواص اُنکا یہ ہے
کہ جس تصویر کی گردن کاٹ ڈالو اُسکی گردن کٹ جائے اور جس تصویر کے ہاتھ کاٹ ڈالو

ہاتھ کٹ جائے افراسیاب نے کہا وہ تصویرین کہان ہین کہ عاقل جادو میرا استاد ہوا اسکے
پاس ہین جبتک وہ نہین لڑتا ہے اسمین خیر ہے جسوقت اُسنے ارادہ کیا پھر کوئی سامنا نہین
کرسکتا حکم ہوئے تو غلام طبل جنگ بجوادے افراسیاب نے کہا اچھا مصور جادو نے جو
دیکھا کہ حیرت جادو کچھ بگڑی ہو کہا ملکہ مزاج اچھا ہے حیرت نے کہا بھائی یہ مین جانتی ہون
کہ کل جو نایل مین قران کو دے آئی تو لوگ طعنہ دیتے ہین مصور جادو تمھارے پاس تصویر
عمرو کی ہو تم بھی دھوکا کھا جاتے ہو کئی مرتبہ افراسیاب کو دھوکا دے کے چلا گیا
یہ مین جانتی ہون کہ تمام طلسم کا مال دولت خزانہ عیش و آرام تمھارے واسطے ہے
مصور نے کہا ملکہ تمھارا خیال کدھر گیا ہو جو کہتے ہین جھک مارتے ہین حیرت نے کہا
مصور یہ ہم جانتے ہین تم کسی کے نوکر چاکر نہین ہو اپنے ملک کے مالک و مختار ہو مصور
نے کہا کہ جو سردار ہوتے ہین اُنکو لوگ بُرا کہتے ہین اب مین جا کے طبل جنگ بجواتا ہون
یہ کہکے اپنے خیمہ مین آیا اور دن بھر تامل پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بسان نصیب ناتوان مین
نگے خورشید بھی محتاج تمکین ہوا اور رد اے غمام جانب زمین پھیلی سامان افلاک نگاہون

سے پوشیدہ ہوئے کہ ابیات	مثالِ تنگ ظرف و بے مروت	کھنچی اُس روز کی اسقدر جہت
کہ لا ہو کر ملا مضمون لا مین	چھپایا انتہا کو ابتدا مین	تر شام مصور نے طبل جنگ

بجوایا خبر مہرخ کو ہوئی اُسنے نفیر سحر کو دم دیا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین آغاز ہوئی
جابجا ہرات منتر جنتر پڑھے گئے جب وہ وقت آیا کہ جلوہ سحر نمایان ہوا اور شب مثل فکر

مخمور گھٹ گئی کہ اشتعال	کہ وہ شب گھٹ گئے مثل عمر دشمن	ہوئی جسدم جہان مین گرم ہوکر
رہا باقی نہ تاریکی کا انجام	چھپائی چادرون نے زلف کی شام	صبح کو لشکر لیکر مہرخ نامور وارد

دشت مصاف ہوئی عمرو بھی آیا مہرخ نے اُس سے کہا کہ بھیا مصور نے کوئی زبردست
سحر تیار کیا ہو اسی کے بھروسے پر لڑتا ہے لیکن کیونکر اُسکا احوال دریافت ہو ضرغام شیردل
نے کہا کہ مین جا کے خبر لاتا ہون اور روانہ ہوا وہان جا کر جو دیکھا صرصر و صبا رفتار خیمہ مین ہین
اور کوئی نہین ہو یہ شرارہ نقب زن کی ایسی صورت بنکے ایک رومال زرد
منھ پر رکھکر خیمہ مین گیا صرصر نے کہا ای شرارہ تو کہان گئی تھی کل سے نہین

دیکھا اُسنے کہا ای ملکہ میری آنکھین دُکھتی تھین صرصر نے کہا کہ حضور نے چار تصویرین بنائی ہین مہرخ
مخمور و برق و عمرو کی جس تصویر کا جو عضو کاٹے صاحب تصویر کا وہی عضو کٹ جائیگا اور
عاقل جادو مصور جادو کا اُستاد ہر اُسکے پاس وہ تصویرین ہین یہ سُنکر شراره وہان سے چلی
صرصر نے کہا کہان جاتی ہو اُسنے کہا پیشاب کرنے جب یہ چلی گئی تو شراره اصلی آئی صرصر نے
کہا کہ تیری آنکھین اچھی ہوگئین اُسنے کہا کہ میری آنکھون کو کیا ہوا تھا صرصر نے کہا کہ تو وہ کوئی
عیار ہوگا جو ابھی آیا تھا اور صرغام نے جا کے عمرو سے سب احوال بیان کیا عمرو بھی وہانسے
چلا یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ کے دروازے مین تکمہ لگا ہوا ہر اور چوکی پہرے بیٹھے ہین طائر سحر
کے اُڑ رہے ہین عمرو وہان سے پھر آیا اور مصور جادو میدان جنگ مین ابھی نہین آیا
عاقل جادو کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ میرا ارادہ ہر کہ آج مہرخ و مخمور و برق و عمرو
کا سر کاٹون عاقل نے کہا کہ کیا افراسیاب مین ایسی قدرت نہ تھی کہ جو اُسکو مارتا مصور
نے کہا کہ وہ چاہے تو زمین آسمان کے قلابے ایک کر دے اور سبکو غارت کر دے عاقل نے
کہا کہ بس کچھ تو ایسا ہے جو وہ غارت نہین کرتا ہر اے مصور جسطرح ہم کہین وہ کرو اگر مہرخ بلجادو
تو خیر اور نہین تم سب ملکے افراسیاب پاس چلو اور خوب بختگی کر کے قتل کا ارادہ کرنا آج تو مہرخ
کو سمجھا دُو دھمکا دُو کل ایسا ہی ہر تو قتل کر ڈالنا مصور نے کہا اُستاد آپ سچ فرماتے ہین اور
خیمہ مین آ کے تخت پر سوار ہوا چار لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر چلا نشان ہان سحر کے کھلے ہوئے
گھنٹے گھڑیال بجتے بوقون اور نفیرون کو دم ملتا برقین سرخ سبز زرد جلوہ دکھاتی ہین جادوگرنیان
ساریان باندھے کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی مانگ مین
سیندور بھرا ماتھے پر ٹیکا صندل کا دیا لگا تیان بندھین طاؤس اور ہنس باز و بط وغیرہ پر
سوار ہر ہر کرتی ہاتھی سحر کے مرکب سحر کے پرواز کرتے اژدر اُڑتے ہوئے ماش کا چھڑا جلتا
شعلے رال و گوگل کے اُڑتے نارنج ترنج گونے فولادی نارنیل آگ دھتورے کے پھل آب جھلتے
گوگل کی چراند پھیلی ہوئی اس سامان اور تجمل سے یہ میدان مین آیا ایک طرف مارذان
جادو سے اپنی فوج لے کر علیحدہ کھڑا ہوا کوس دو مامے گڑگڑانے لگے افراسیاب
جادو بنگا مینا پر جا کر بیٹھا مصور نے جا کر اُسکو مجرا کیا اور پھر وہانسے آیا مہرخ و نافرمان و بہار تو میدان مین

آہی چکی تھیں اور عمرو ایک جادوگرنی کی شکل بنکر ایک غول میں ساحرون کے مصور کے قریب
کے کھڑا ہوا مصور نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور پکارا کہ اے مہرخ و نافرمان و عیار وغیرہ
افراسیاب جادو اگر چاہے تو ایک دم میں تم سب کو غارت کر دے اسکے حکم میں زمین
و آسمان کوہ و بیابان ہیں آؤ میں تمہاری تقصیر معاف کرا دون جادوگرون نے اُدھر سے
دوڑ دھوپ مکت بتائی اور مہرخ نے کہا جب تک دم میں دم ہے ہم لڑے جائینگے مصور جادو نے کہا
تو آؤ میرے مقابلہ میں یہ کہکے اپنے تخت کو بڑھایا اُدھر سے مہرخ بھی تخت بڑھا کر چلی مصور
نے ایک پتلا مہرخ کی صورت کا اپنی جھولی سے نکالا اور کہا مہرخ دیکھ یہ کیسا پتلا ہے یہ
کہکے اُس پتلے کے ناخون کاٹے مہرخ کے بھی ناخن کٹ کے گر پڑے اُسنے کہا دیکھو اب بھی
سمجھ جاؤ ابھی کچھ نہین گیا ہے افراسیاب سے ملجاؤ ورنہ ہلاک کیجاؤ گی یہ کہکے عمرو کا
پتلا نکالا اُسکے شانہ میں سوئی چبھوئی عمرو کے شانہ میں درد ہوا عمرو نے ہاتھ ملکے جو دیکھا
کہ سوئی چبھی ہوئی ہے خون نکل آیا ہے اُسنے اس سوئی کو چاہا کہ نکال لون مگر نہ نکل
سکی مصور نے کہا اے مہرخ آج تو میں تمکو یہ نمونہ دکھائے جاتا ہون اگر تم نہ مانا تو کل یا
پرسون تمکو قتل کرونگا یہ کہکے طبل آسائش بجوا کے پھر گیا لشکر تو جا کر اُترا اور مصور نے افراسیاب کو جا کر
تسلیم کی یہان مہرخ اپنے خیمہ میں آئی لیکن ہونٹھ خشک بدحواس ہر ایک کا منہ دیکھتی ہے عمرو نے کہا
ای مہرخ مزاج تو اچھا ہے کسواسطے فکرمند ہو وہ خالق لم یزل کریم و رحیم ہے مہرخ نے کہا جب افراسیاب
سے لڑنے کا ارادہ کیا پھر مصور کیا ہے لیکن عمرو تیرا غم ہے دیکھ تو میرے ناخن کٹ کے گر پڑے اور
عمرو خاطر جمع کرتا ہے مصور جادو جو ہے پہونچی صورت نگار نے کہا عاقل جادو کو بلا کے تصویرین
حوالے کیجیے اپنے پاس مت رکھیے گا مصور نے عاقل کو بلایا لوگ جا کے بلا لائے جبکہ عاقل
آیا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان میں کھڑا ہے اُسنے ایک انگوٹھی پھینک دی
عاقل نے اُٹھالی عاقل نے کہا کیا غضب ہے کہ ایک عیار کے سبب آپ میں آزمائش ہوتی
ہے مصور نے کہا استاد یہ تصویر لیجائیے عاقل جادو تصویرین لیکے اپنے مکان میں آیا اور
ایک تکیہ میں رکھ کے بغل میں تکیہ لگا کے بیٹھا اور برق نے یہ سب ماجرا دیکھا تھا ایک جادوگر
کی صورت بنکے آیا کہا ای مصور جادو افراسیاب نے کہا ہے کہ مقر آج تعاقب کریگا تصویرین

ابھی جان سے کے برابر رکھنا مصور نے کہا آداب کہنا اور کہتا ہوں میں نے اپنے اُستاد کو دیکھو لیکن
تم دیکھتے رہو دیکھتے جاؤ یہ کہکے عاقل کو جو آیا وہ تکیہ لیتا ہوا آیا مصور نے کہا چشم خود
دیکھتے جاؤ کہ اُنکے پاس تصویریں ہیں برق فرنگی نے کہا گویا اس تکیہ میں تصویریں ہیں
عاقل نے جو تھیلی سونگھی سحر نے خبر دی کہ یہ برق فرنگی ہے عاقل نے ناش کا دانہ اُٹھا
یہ برق فرنگی ہے مصور نے کہا ارے تیرا ستیاناس جائے او بھیا بد ذات تیرا کیا بگڑا بچہ
برق نے کہا ستیاناس تو جا چکا ہے لیکن رات تیرے سے بھی نہیں تلتی معلوم دیتی اور کہا اے
مصور جادو تصویر تیرے پاس ہی نہیں تو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر زندگی درکار ہے تو عمرو دیں جا
یہ سب سلطنت طلسم کی تجھے ملیگی مصور قہقہہ مارکے ہنسا کہا دیکھو تو کیا گھمنڈ ہے ایک غل
ہوا پکار کر آواز دی تم غلام افراسیاب جادو اور کہا یہ برق فرنگی ہے تصویریں لینے کو آیا ہے
غافل نہ رہنا خبردار خبردار چھوڑ نہ دینا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان میں
ہے مصور نے کہا عاقل جادو تم ہمارے پاس ہو نہ جاؤ یہیں رہو اتنے میں لوگ ہی دنگل
بچے ہوئے تھے برابر ہو آکے پکارا تم قران حبشی ایک لقد مارا سر کے چار ٹکڑے ہو گئے بھیجا
نکل پڑا اسیدھا جہنم کو پہونچا لوگ دوڑ پڑے وہ تکیہ گر پڑا قران نے اُٹھا لیا غل مچ گیا
اسمیں عمرو بیک طرار آپہونچا تو بارگاہ کے اوپر سے ایک حقہ آتشبازی کا مارا پکارا اسم [illegible]
قدرت اور ایک جال مارا برق فرنگی کو اور قران حبشی کو لیکر کہا یارو ان دونوں کو طلسم
میں لیے جاتا ہوں مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا عمرو ہی پکارا لیجیو لیجیو عمرو ستاکر
صاف نکل گیا اور افراسیاب جادو باغ مینا میں بیٹھا ہوا حیرت جادو سے کہتا ہے کہ اب
لڑائی تمام ہو چکی یا تو یہ سب تابعداری کرتے ہیں یا کل مارے جائینگے مصور نے خوب تدبیر کی
لیکن تعجب کا مقام ہے کہ باشندگان طلسم جو ہیں اُنکو ہراس ہے یہ نہیں جانتے کہ افراسیاب
مالک ہے حیرت جادو نے کہا کہ ناحق گھبراتے ہیں کل جیسا ہوگا حضور میں آجائیگا یہ ذکر تھا کہ
جوڑی ہرکارے کی آئی عرض کی کہ شہریار وہ جو چار دن تصویریں بنائی تھیں [illegible]
حیرت جادو کا دم سے ہو گیا اور اُن ہرکاروں نے کہا کہ عمرو اور برق فرنگی اور قران حبشی
آئے اور تصویریں لے گئے اور عاقل جادو کو قران حبشی نے لقد مارا کہ سر پھٹ گیا [illegible]

سنکے رونے لگی اور یہان عمرو بارگاہ مہرخ مین آیا اور اُسنے کہا کہ تم ایسا خوش ہو کہ جیسے مصور کو مار ڈالا عمرو نے کہا کہ پروردگار وہ بھی دن کریگا اور وہ تکیہ نکال کے ڈال دیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ اسمین جواہر ہے یا مال ہے یہ کیسا تکیہ ہے عمرو نے وہ چارون تصویرین دکھائین مہرخ نے قہقہہ مارا کہا خواجہ سچ تو یون ہے کہ افراسیاب کا کیا مقدور کہ تیر اسامنا کرسکے لیکن وہ ساحر ہے اور تم نہین ہو اسی بات کا خطرہ ہے یہ تصویرین بڑی محنت سے تیار ہوئی ہونگی اور بہت سے روپئے عمرو کو دیے برق کو قران کو خلعت دیا مصور جادو افراسیاب پاس گیا سب احوال کہا باران جادو ابران جادو افسر جادو بھی گئے عرض کی اخضر جادو بڑے بھائی افسر جادو کے آتے ہین افراسیاب نے کہا کہ آنے دو جب آئے افراسیاب نے کہا ہمنے سنا تھا کہ دنیا کو ترک کرکے بیٹھے ہین افسر جادو نے کہا میسے بھی ملاقات ترک کی تھی دو سو غلام پاس ہین وہ پہاڑ جمشید و سامری کی پرستش کیا کرتے ہین طہماس جادو کا جو مرنا سُنا ہے سو آتے ہین افراسیاب نے حکم دیا کہ کوئی اخضر جادو کو نہ روکے اور بارگاہ مین جانے دے اسمین اخضر جادو دس بارہ ہزار کی جمعیت سے خیمہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ آپکے بھائی افراسیاب کے پاس ہین آپ بھی تشریف لیجائیے اخضر جادو روانہ ہوا اور افراسیاب جادو باغ مینا مین بیٹھا تھا تمام باغ طلائی تکیے زمرد کے جڑے ہوے تمام روش پٹری پر نگینے جڑے ہوے تخت طاؤس پر افراسیاب بیٹھا ہوا تھا کہ اخضر جادو نے مجرا کیا کہا مزاج تو اچھا ہے اور جتنے جادوگر تھے تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوے اخضر جادو نے افراسیاب جادو کو نذر دی دنگل بیٹھنے کو ملا شراب کا پیالہ گردش مین آیا افراسیاب نے کہا تمھارے مزاج مین کیا آیا جو آئے کہا سُنا تھا کہ خدا پرست آئے ہین تعجب احمق ہین کہ ایسا خداوند حاضر حضور ہو وہ خدائے نادید کو پرستش کرے افراسیاب نے کہا کہ خداوند لقا کے حوالے بندے مین اٹھارہ ہزار ملک باخبر بخش دیے اب ملک غربیہ و شمالیہ رہگیا ہے اخضر نے کہا جو طلسم مین رہنے والے ہین اپنے اپنے لڑکون بالون کو لیے ہوئے نکلے ہوجاتے ہین ای افراسیاب جادو عمرو جو آیا ہوا ہے اُسی کا فتور ہے امیدوار ہون کہ طبل جنگ کا میرے نام پر بجے افراسیاب نے کہا تم ہمارے مہمان ہو دو چار دن ضیافت کھاؤ ناچ رنگ دیکھو آرام کرو بعد اسکے سمجھ لینا

حیرت جادو نے کہا کہ جسطرح آپ کی مرضی ہوئے وہ کرین اخضر نے کہا ایک لڑائی لڑلون تو
چین آوے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا مزاج چاہے لڑو غرض رخصت ہو کے
خیمہ مین آیا افراسیاب نے کچھ کشتیان کچھ کھانا کچھ ڈالیان بھیجین سب نے ملکے کھانا کھایا پھر
پوچھا کہ طہماس کیونکر مارا گیا افسر شعلہ زن نے کہا کہ شہنشاہ عیاران عمرو نے مارڈالا غرض یہ منتظر
رہا جب وہ زمانہ آیا کہ دن کی عمر تمام ہوئی اور دختر شب بطن دہر سے پیدا ہوئی ابیات

اسی عرصہ مین مہر عالم افروز　اُٹھا جو اس جہان سے ہو اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ　بڑھا تابان شب کا شادیانہ

اخضر جادو نے طبل جنگ بجوایا مہرخ کو خبر ہوئی اُسنے بھی
نفیر سحر کو دم دیا دونون لشکرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی لیکن حیرت نے صرصر سے
کہا کہ تو جاکے اخضر کی خبرداری کر اور ضرغام شیردل کو خیال گزرا کہ مدت سے عیاری نہین کی
بس اُسنے جانسوز سے کہا کہ آؤ بھائی چلین اخضر کو پکڑ کے اُستاد کو دین دونون مشورہ کر کر
چلے جا کے دیکھا کہ لشکر مین جادوگر سحر تیار کر رہے ہین بعضے کنوین پر نہاتے ہین چندر مان کو
پانی دیتے ہین بعضے چار طرف کنڈے سلگا کے بیچ مین آپ بیٹھے ہین اور منتر پڑھ رہے ہین
جوگیون کے کانون مین کنڈل پڑے ہین بنگالی ڈہرو بجارہے ہین گھنٹے ناقوس بجتے ہین آج کی
شب مہتاب بھی رال کا گولہ ہے ستارے رائی سرسون کے دانے کہکشان سحر کا جال ہے زحل یعنی
فلک کا جوگی پربت پر ساتوین آسمان کے تن من مارکے سادھا ہے ہر طرف ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ
دونون ساحر کی صورت بارگاہ مین اخضر کی آئے یہان دیکھا تو شراب کا پیالہ گردش مین
ہے ناچ ہو رہا ہے اس عرصہ مین بچیان بھی آگین صرصر شمشیر زن و صبا رفتار تمند انداز
نے آکر تسلیم کی کہا افراسیاب نے آپ کے چوکی پہرہ کے لیے ہمین بھیجا ہے اخضر نے رقعہ
جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عیار بچیان ہین اُنسے کہا کہ بیٹھ جاؤ صرصر نے کہا ہمارا کام بیٹھنے کا نہین
اسمین افسر شعلہ زن نے اخضر سے کہا کہ صبح کو لڑائی ہے اب آرام کیجیے تو اچھا ہے ملک
اخضر سبز پوش اُٹھا دربار بھی برخاست ہوا اخضر پلنگ پر لیٹا جابجا بند و بست ہو گیا
ضرغام شیردل اور جانسوز یہ ایک طرف کو بیٹھے تھے چنانچہ جانسوز تو اُٹھ کے پنکھا
جھلنے لگا اور ضرغام شمع کے گل کترنے لگا صرصر جو پہرہ کے لیے آئی ہے اُسنے انکو پہچانا

اور صبا رفتار سے کہا کہ ان موون کی ڈھٹائی تو دیکھتی ہو بس اُسنے ملک اخضر سے کہا کہ یہ دونون عیار ہین اُسنے ضرغام اور جانسوز کی طرف دیکھا اُسوقت جانسوز اور ضرغام نے جست کی اور بھاگے ملک اخضر نے کچھ سحر کیا کہ جانسوز تو پلنگ کے پاس گر پڑا اور ضرغام دروازے کے اوپر گرا لوگ دوڑے ضرغام کو پکڑ لیا لیکن جانسوز لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے گھس گیا لوگون نے کہا کہ بھائیو دوسرا عیار کہان گیا کسی نے کہا کہ یہان گرا تھا کسی نے کہا نکلگیا ہوگا لیکن ضرغام کو ستون سے باندھا صرصر نے کہا بلاؤن بارگاہ مین رکھنا مناسب نہین کسی جادوگر زبردست کو بلاکے اُسکو حوالے کیجیے اخضر نے ایک جادوگر کو بلاکے اُسکے حوالے کیا اور اپنا سحر اُتار لیا وہ ساحر اپنا سحر کرکے لیگیا اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور زمانہ نے پوشاک نورانی زیب جسم کی تخت سحر ترقی پر آیا

نظم

فروغ مہر چمکا بام و در پر | ہوے قصر و مکان ہر سو منور
دکھایا صبح نے حسن جبین کو | کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو طبل گڑگڑانے لگے مہرخ و بہار وغیرہ تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین تخت طاؤسی پر ملکہ مہرخ سوار تھین اور ملکہ بہار تخت زرنگار پر بیٹھی تھین گرداگرد گلدستے جو گلزار ارم کو ہنستے رکھتے تھے اسی طرح ملکہ نافرمان و سرخ موے کاکلکشا و مخمور سرخ چشم وغیرہ عقاب اور طاؤس اور ہنس پر سوار تھین چنانچہ اسی طرح سے اور تمام لشکر سوار و پیدل کا آراستہ و پیراستہ جانب جنگگاہ روانہ تھا اور غلغلہ عظیم دنیا مین برپا تھا

ابیات

زگرد سپہ روشنائی نماند | زخورشید شب را جدائی نماند
زنیزہ زپیکان ہوا تیرہ گشت | ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت
خروش سواران و اسپان بخاست | زبہرام و کیوان ہمی درگذشت
دو لشکر بر و اندر آورد رو | زگردان شنید مش یک جنگجو
برکوہ لشکر بیارا استند | درفش خجستہ بہ پیراستند
چو با میسرہ راست شد میمنہ | ہمہ ساقہ و قلب جاے بنہ
برآمد خروشیدن کرناے | سپہ چون سپہر اندر آمد بجاے

اسطرف سے ملک اخضر اور افسر شعلہ زن سوار ہوئے اور طبل و نقارے بجاتے ہوے میدان کارزار مین آئے جانسوز بن قران جو پلنگ کے نیچے تھا جب یہ بارگاہ سے چلے آئے تو وہ بھی لوٹ مار کے نکلگیا غرض صفین آراستہ ہوئین نقیبون نقابت کی

ملک اخضر میدان مین نکلا اور پکارا کہ ای نمک حرامو آؤ میرے مقابلہ کو مہرخ کی طرف سے
طولان دراز قد اُسکے سامنے آیا اخضر نے ایک گرز سحر کا اُسکے لگایا کہ وہ غرق زمین ہوگیا
پھر ملان جادو آیا اسی طرح بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے اور اخضر نے پکار کر مہرخ
سے کہا کہ مجھ تمسے کام ہی یہ نعرہ سنکے مہرخ میدان مین نکلی اخضر نے گرز اُسکے بھی لگایا کہ مہرخ
پیوند زمین ہوگئی اخضر پکارا کہ زدم و پست کردم لیکن مہرخ سحر کرکے زمین توڑ کے نکلی اور
جہان اخضر کھڑا تھا یہ جست کرکے وہان پہونچی اور اُسکے مرکب کی کونچے کاٹ ڈالے اخضر
جو کودتا ہی قضاے کا گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا خونخوار گرز افگن مہرخ کا جادوگر کھڑا تھا
اُسنے دوڑ کر گرز اُٹھا لیا اخضر نے گرز پکڑا آپسمین زور ہونے لگا اخضر نے سحر کیا آسمان
سے ایک زنجیر پیدا ہوئی اور گرز مین لپٹ گئی دونون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا صاف آسمان
کو وہ زنجیر گرز کو کھینچ لے گئی مہرخ نے دوڑ کے تیغہ مارا اخضر کے دو ٹکڑے کیے غل ہوا لیجیو پکڑو
کشتی مرا انام من اخضر جادو ہو . عمرو نے آکر کہا سبحان اللہ کیا کام کیا ہی تمام طلسم مین نام ہوگیا
سیماب جادو اخضر کا غلام تھا اُسنے دوڑ کے گولہ مارا مہرخ کے رخسار سے کو چھیلتا ہوا
نکل گیا ایک مرتبہ سیماب جادو چادر سیماب بنکے مہرخ پر گرا مہرخ بیہوش ہوگئی اور
سیماب جادو مہرخ کو لے کے بھاگا جدھر باران تھا اُدھر چلا اور پکارا مین مہرخ کو پکڑ لایا
باران بھی طبل آسائش بجوا کے پھر گیا اور سیماب نے فولاد کی زنجیر گلے مین ڈالی اور
ایک کمر مین باندھ کے بارگاہ کو گیا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ اخضر مارا گیا اور سیماب جادو
مہرخ کو پکڑ لایا افراسیاب نے کہا ہمارے پاس نے آؤ مین سر کاٹونگا جادوگر لیگئے اور
مجرا کیا پھر افراسیاب نے کہا میرے نزدیک لاؤ گردن مارونگا اور ایک کشتی مین خلعت
اور ایک کشتی مین جواہرات افراسیاب نے بھیجا جادوگرون نے آگے کہا افراسیاب نے
یہ کشتیان اُسکو عنایت کی ہین جسنے مہرخ کو پکڑا ہی اور سیماب زنجیر کو پکڑے ہوئے
سحر کرتا تھا ایک مرتبہ سیماب کو خبر ہوئی کہ کشتیان آئی ہین مارے خوشی زنجیر چھوڑ کے دوڑا
کہ خلعت پہنے کچھ جواہر بینا بانی کو کہا توشک خانہ مین داخل کرو بعد لمحہ کے مہرخ کی
آنکھ کھلی جب تلک سیماب آوے مہرخ نے ایک پاؤن تخت پر مارا لوٹ کر سحر کرکے

غرق زمین ہو گئی اور ایک مقام سے نکلکے کہا ارے جادوگرو کی گدا ایم کہ از دست من زندہ و سلامت
بروید مہرخ کی بغل مین ایک صندوقچہ تھا اُسکو کھولا اُسمین سے ایک غبار آتشین مع سوار
پیدا ہوا اور کود کے تلوار ماری اسمین عمرو بھی آپہونچا پکارا ملکہ یہ خفیہ سوار رکھتی ہو اُسکی
خبر ہمکو نہین ہے مہرخ نے کہا وقت پر موقوف ہے افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا تھا مہرخ سے
کہا خواجہ سلامت اِس سوار کو افراسیاب ماریگا لیکن ایک چیز ہمارے تمہی ہاتھ لگی بس
یہان سے بھاگو عمرو نے کہا ملکہ تم بھاگو مین تماشا دیکھتا ہون سحر کرکے مہرخ تو غرق زمین
ہو گئی اور افراسیاب نے انگشتری پھینکی ایک مچھلی بڑے بڑے نگ جڑے ہوے
اور ایک جوان خوبصورت سوار تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوے بسان برق آیا اور
وہی تیر مارا کہ سوار مہرخ کا مرگیا اور وہ تیر ایک پہاڑ کو توڑ کے درخت مین رہگیا عمرو نے
کہا مہرخ نے کہا تھا ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی کہ شاید اسی تیر کو کہا تھا عمرو نے دوڑ کر
تیر درخت سے نکالا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ عاقل جادو
مارا گیا او عمرو تصویرین لے گیا افراسیاب نے کہا جائیے مصور جادو کو بلا لیجے
ایک جادوگر گیا اور مصور کو بلا لایا افراسیاب کو مجرا کیا لیکن خجالت زدہ خفیف ہوسکے
کہا ای افراسیاب جادو بڑی محنت سے یہ تصویرین کھینچی تھین لیکن اس طرح پر
مقدمہ ہوا نصیبا اُنکا زبردست معلوم دیتا ہے افراسیاب جادو نے کہا مصور جادو
تصویرین تمسے تھین یا تم تصویرون سے تھے اسمین نامہ کمیت فیل دندان کا آیا لکھا تھا
کہ غلام کو احوال معلوم ہے جہان تک مرحلے ہین جہان تک شہزادیان ہین سب نے
آنے کا حضور مین ارادہ کیا ہے غلام بھی حاضر ہوا چنانچہ کوہ نیلم پاس پہونچا ہون حیرت
جادو نے کہا جتنے جادوگر ہین سب حاضر ہون گے واسطے جان نثاری کے باران جادو
و ابران جادو افسر شعلہ زن بیٹھے تھے حکم کیا کہ تم پیشوائی کو جاؤ یہ تینون سوار
ہوکے چلے میدان مین نکل کے دیکھا کہ کمیت فیل دندان ایک فیل منگلو سے پر
سوار لاکھ ساحر کی بھیڑ ساتھ فیل سوار اور مرکب سوار و اژدر سوار و گرگدن سوار زرین کلاہ
زرین پوش چلے آتے ہین جبکہ نزدیک آپہونچے باران سے ملاقات ہوئی کمیت نے

کہا باران جادو نے بدت ہوئی جسدن کہ نوروز ہوا تھا میلہ مین ملاقات ہوئی تھی کہو طلسم کا کیا احوال
ہے لشکر اونون نے کیا غدر مچایا تھا کیا تدبیر کی ہے باران نے سب احوال کہا جسوقت چلے کہ سب
فوج تو وہین چھوڑی چار سو جادوگر دو سو غلام ہمراہ لیکے طلسم مین داخل ہوا باغ مینا مین جا کے
افراسیاب جادو کو مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز کیا و نکل بیٹھنے کو عنایت کیا کمیت فیل
وندان بیٹھا افراسیاب نے کہا اے کمیت فیل وندان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا
اے شہریار مین نے خبر لڑائی کی سنی اسوجہ سے چلا آیا حیرت جادو نے کہا اگر سچ پوچھو تو باقی
فساد عمرو ہے اگر عمرو نہوتا تو مہرخ کی کچھ حقیقت نہین غرض افراسیاب نے کہا کہ
کمیت فیل وندان کے واسطے بارگاہ استادہ کراؤ اور خاصہ و کباب و شراب لیجاؤ بارگاہ استادہ
ہوئی برابر بارگاہ باران کے سامان شراب و کباب موجود ہوا کمیت فیل وندان رخصت
ہوکر بارگاہ مین آیا شراب پی کباب کہاے خاصہ نوش کیا ناچ ہونے لگا یہان مہرخ
سحر چشم کو خبر ہوئی کہ کمیت فیل وندان آیا ہے عمرو نے کہا کہ ملکہ یہ کیونکر لڑتا ہے کہا ہاتھی پر
سوار ہوکر لڑتا ہے مین نے کبھی لڑتے نہین دیکھا عمرو نے کہا اے مہرخ جی چاہتا ہے کہ اسکو
پکڑ لاؤن مہرخ نے کہا ذرا بچے رہنا اور خبرداری سے کام کرنا عمرو یہ سنکے رخصت ہوا اور چلا جبکہ
قریب پہنچا دیکھا کہ برابر خیمہ باران کے کمیت کی بارگاہ استادہ ہے اور لشکر جرار اترے
ہوئے ہین مرکب سحر کے ہرن سحر کے اژدر اور طاؤس سحر کے پھرتے ہین عمرو ایک فقیر
نرا کی صورت بنکے سیلی تاگے گلے مین منکے سے آراستہ ہوا تہمد باندھی تسمہ لگایا رومال پھٹی
ہاتھ مین لی بلبل کا پنجرا لے کر صدا ایسی کہتا ہوا بیت کہتا ہے میرا اسیر ایان ترا کولعے ہو +
کوئی دم کا ہے بسیرا پھر اڑا جاؤن ہے + اس لشکر مین پھرنے لگا جب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت
بارگاہ مین جانے کی نہین پیدا ہوئی تو ایک خدمتگار کی صورت بنا چپکن پہنی گولیدار پگڑی
سر پر رکھی بر کے پانچے کا پاجامہ پہنا پیٹی پاک کمر سے لگایا اور بارگاہ مین کمیت کی آیا کمیت
کے سر پر ایک خدمتگار اور کھڑا رومال جھل رہا تھا اسکو احتیاج پیشاب کی معلوم ہوئی عمرو
خدمتگار بنا ہوا تو تھا ہی وہ خدمتگار عمرو کو رومال دے کر چلا گیا اب عمرو رومال جھلنے لگا اور
مصور جادو سے صورت نگار نے کہا کہ اے مصور سب دو تم غافل نہ رہا کرو لازم ہے کیا

دمبدم تصویر دیکھا کی مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ کمیت کے سر پر رومال عمرو جھل رہا
ہے وہ تصویر صورت نگار کو دکھلائی کہ اے ملکہ دیکھو تو کیا بے تکلیفی ہے یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بیگانی بارگاہ میں اکیلے جانا بہتر نہیں ہے کچھ جادوگر ساتھ
لے لو چنانچہ سوا سو جادوگر ہمراہ لے کے چلا جبکہ بازار میں پہونچا ہرکاروں نے خبر کمیت کو دی
کہ مصور جادو سوا سو جادوگروں سے آتے ہیں اور مصور جادو نے کچھ بھیڑ بھاڑ ڈنکا نقارہ
ساتھ نہیں لیا کہ عمرو کو خبر ہو جائیگی تو بھاگ جائیگا اور عمرو نے ایک خدمتگار سے کہا
بھائی تم رومال ہلاؤ ہم آتے ہیں اُسکو رومال دے کر ایک فراش کی صورت بنکے کھڑا ہو رہا
مصور جادو آیا سب تعظیم کو اُٹھے اور مصور نے اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا ارے دزد
ملک لک یا میں کب چھوڑتا ہوں کمیت فیل دندان نے پوچھا مصور جادو کیا ہے
کہا عمرو عیار ہے اُسپر ایک مالش کا دانہ مار کے چھوڑ دیا کہا صاحب تم بھی تصویر دیکھ لو یہ کیسے
جیوں ہی تصویر دیکھی خدمتگار نہ تھا مصور جادو نے تجاہل سے تصویر ڈھانپ لی کمیت جادو
اور باران جادو نے کہا ہم بھی تصویر دیکھیں مصور نے کہا یارو قسم ہے لقا کی میں نے جسوقت
تصویر دیکھی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عمرو خدمتگار کی صورت بنا ہوا تھا کمیت فیل دندان
نے کہا کہ اب پھر اسوقت تصویر دیکھیے بکلمہ عمرو سنکے بارگاہ کے باہر نکل گیا اور یہاں مصور
نے پھر تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو فراش بنا تھا لیکن اب صورت اصلی ہو کر لشکر
میں پھر رہا ہے اُسنے کمیت سے کہا کہ عمرو کا ہاتھ آنا دشوار ہے غرض مصور تھوڑی دیر بیٹھ کے
وہاں سے چلا آیا اور عمرو نے صورت اپنی مثل نازنین مہ جبین کے بنائی کہ زلف رسا اُسکی
شب دیجور کو شرماتی تھی شب قدر صاف نظر آتی تھی مانگ دل عاشق کا مانگتی کہکشان
بھی ایسی نہوگی واقعی ظلمات کی راہ تھی رخسار پر خال جیسے چاند کے اندر داغ کہ جسکے دیکھنے
سے دل عاشق کو غم سے فراغ پیشانی عید کا چاند بلکہ وہ بھی اُسکے سامنے مانند صبح صادق کی
روشنی کا اظہار افق مطلع انوار ابرو طاق خانہ کعبہ قاب قوسین کا اُنکو حاصل رتبہ چشم
فتان توسن ناز ابلق لیل و نہار کا انداز سرمہ دنبالہ دار تازیانہ نہیں نہیں تو وہ شاخ آہوئے دشت حسن کی
نشی قدرت نے صاد کیا تھا بادام کا ایسا رتبہ کہاں تھا بینی نردبان حسن یا ونرینہ رخ جبیں

شب معراج مین پیغمبر خدا گئے تھے نہین نہین یہ انگشت پیغمبر خدا مصحف پر رکھی گئی تھی گورے گورے ملائم رخسار جنکے بوسہ کی ہوس عمر بھر دل سے نجائے اُس رخ کو دیکھکر حور کے رخ چھوٹتے ہین لب حوض کوثر یا لب چشمۂ حیوان دکھائی دیتے ہین دندان کے سامنے انجم بالکل بیکار الماس انگشت بدندان موتی اُن دانتون پر قربان ذقن کو دیکھکر یہ خیال آتا ہی کہ سرو مین سیب لگا ہوا ہی یا یہ چاہ کنعان ہی جسمین یوسف دل ڈوبا ہوا ہی گردن نہایت مصفا صراحی ایسا گلا اونچے شانون سے خدا کی شان پیدا کلائی اُسکی شاخ بلور ہتیلی افق نور چھاتیان سینہ پر گول گول اُبھری کڑی نوکیلی ڈبان معجون مبہی کی گنجینۂ حسن شکم لوح سیمین ناف گرداب بلا زنگ قمر سامنے شکم کے پھیکا کمر بالکل معدوم کچھ حال اُسکا نہین معلوم ناف نافۂ آہو قد اُسکا سرو لب جو رائین بسان آئینہ مصفا قد رعنا نخل طوبیٰ

ابیات

زرہ بخت عاشق کی برگشتگی | لگا ایک عالم کی سرگشتگی
ہین سودائی اُس زلف تاریک کا | ہر اک مو سبب پیچ باریک کا
شکن اسکے کاکل کی دام بلا | ہر اک حلقۂ زلف کام بلا
اگر اُسکی ابرو چمک جاتی تھی | مہ نو کی گردن ڈھلک جاتی تھی
کمان اُسکے ابرو کی عاشق کمین | خدنگ اسکی مژگانکے سب دلنشین
نہ آنکھونکی مستی سے اُسکو خبر | خرابی تھی عاشق کی مدنظر
نگہدار تھی سرخی اُس چشم کی | طرفدار تھی اپنی ہی چشم تھی
شہید اُسکی چتونکی ہین کشتگان | نشانہ نگاہونکے دل بستگان
نشہ موجب قتل شمع گزین | غرض سب تھے یہ ایک نرگس کشین
جبین کھول دی اُس پریزاد نے | کہ چین مانی خوبان نوشاد نے
ادا اُسکی عاشق کے جی کی بلا | ہماری تمھاری سبھی کی بلا
اگر جاوہ گر ہو وہ محشر خرام | تو معلوم ہی اس جہان کا قیام
ترحم کو پاؤن تلے وہ ملے | ستم اُسکے کوچہ سی بچ کر چلے

اُسی صورت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر لباس و زیور پہنکر اٹھلاتی ہوئی اپنی آن بان دکھلاتی ہوئی روانہ ہوئی جب کرن آفتاب کی دریاے مغرب مین ڈوبی اور ہر ایک چہرنے عکس سے رنگ کبودی دیا اشعار :: جمال شمع نے پیدا کیا نور :: ہر اک پروانہ بولا چشم بددور :: سحاب شام نے عالم کو گھیرا :: نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا :: رات کو بارگاہ مین شمع و جھاڑ و کنول روشن ہوئے مسند مغرق آراستہ تھی کمیت نیل و تیدان بیٹھا تھا کہ یہ نازنین خرامان خرامان چمان چمان اُسکی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ابیات

چراغ و شمع کا جلوہ ہر اک سو کہین معشوق نوازین خوش آواز	دوون مین گھر کرین مانند جادو چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام	کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز حسینان پری پیکر گل اندام

یہ شب اُس بارگاہ مین حاضر تھے کہ اُس نازنین نے کمیت کو آکر ایک نامہ دیا کمیت نے
جو اُسکو پڑھا تو افراسیاب نے لکھا تھا کہ اے کمیت فیل دندان اِس نازنین کو جو نامہ
لے کر آئی ہی ہمنے تمھاری خدمت کے لیے بھیجا ہی اِس سے خدمت لینا اور ہوشیار رہنا
کمیت نے جو اُسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا بیک نگاہ شیفتہ و از خود
رفتہ و فریفتہ ہوا اور مسکرا کے ہاتھ پکڑ کے اُسکو اپنے پاس بٹھا لیا اور تخلیہ کرا دیا کسی کو
اُس جگہ ٹھہرنے نہ دیا بارگاہ کے دروازہ مین تکیہ لگا کے یہ مسند پر آکے بیٹھا اور اُس نازنین
سے اختلاط کرنے لگا اُس نازنین نے اپنا ہاتھ کھوٹ لیا اور کہا ایلو کمبختی کی نشانی تم مجکو
کیا چھنال یا کسوا سمجھتے ہو اُسنے اُسکو گلے سے لگایا یہ تڑپ کر مثل سیماب کے الگ ہوئی
چھوٹے کپڑے ڈھانکتی جاتی تھی دوپٹہ سنبھال سنبھال کر اوڑھتی تھی وہ سینہ پر جوبن کا
اُبھار نئی بہار دکھاتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ جمشید کسون مین رونے لگونگی لو صاحب تمنے میری
جان ہلکان کر ڈالی شہنشاہ کیا اسی واسطے مجھے بھیجا تھا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لائی کمیت
نے اپنے ہاتھ سے آنسو پونچھے اُسنے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منہ پر لگایا اُسنے اُسکو
پھر گلے سے لپٹایا یہ مثل برق چمک کر علحدہ ہوئی اور کہا مجکو ایسی دل لگی خوش نہین
آتی غرض اُسنے ناز اور کرشمہ مین کمیت کی آنکھ بچاکے گلابی مین شراب کی بیہوشی اُسے
ملائی اور ایک جام مے ارغوانی سے بھر کر تختہ نگارین خوشنما پر رکھکر اُسکو دیا یہ کافر تو فریفتہ
تھا ہی اُس جام کو لے کر بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی جی گیا پھر اُس سے لپٹنے لگا وہ مکر
بھاگی یہ اُسکے پیچھے اٹھ کے دوڑا طمانچہ بیہوشی کا لگا سر نیچے ٹانگین اوپر دم سے گرا عمرو
نے سیسہ گرم کر کے منہ اُسکا سنسی سے کھول کے پلا دیا کہ یہ کافر تڑپ کر سرد ہوا صدائے
دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی عمرو وہان سے نکلکر بھاگا ساحر باہر سے دوڑے آکر
جو دیکھا کمیت فیل دندان مرا پڑا ہے یہ تو سب رونے پیٹنے اور عمرو جو یہان سے
بھاگا تو صرصر کی صورت بنکے افسر شعلہ زن اور یاران جادو کے پاس کہ وہ دونون

ایک ہی بارگاہ مین تھے اسلیے جاکران دونون سے کہاکہ کمیت فیل دندان مارے گئے
مین ابھی وہین سے آتی ہون انھون نے کہاکیونکر مارے گئے اُسنے کہاکہ آپ علیحدہ چلیے
تو مین بتادون یہ دونون بارگاہ سے اُٹھ کے باہر آئے دیکھاکہ غل ہورہاہے ہر شور کررہے ہین
آندھی کالی اُٹھی ہے صرصر نے ان دونون کو الگ لیجاکے کہاکہ آپ ذرا کمیت فیل دندان
کی بارگاہ مین چلیے تو پھر مین بتاؤنگی یہ اُسکے کہنے سے اُسی طرف روانہ ہوئے اُسنے اثناے
راہ مین ایک کے مُنھ پر بیضۂ بیہوشی اور دوسرے کے مُنھ پر ایک طمانچہ مارا ادھر یہ اُدھر وہ
دونون بیہوش ہوکر گرپڑے عمرو نے دونون کے سر خنجر سے کاٹ ڈالے اور وہان سے بارگاہ
مین مہرخ کی آیا اس ہنگامہ مین رات بھی کٹ گئی تھی اور خنجر آفتاب نیام مغرب سے
نکلا تھا شعر جبین صبح سے تھا نور پیدا * ہوا خور بھی بہ شکل حور پیدا * عمرو نے مہرخ
سے تمام ماجرا بیان کیا مہرخ نے کہا خواجہ تم بڑے دلاور ہو اُدھر افراسیاب کو خبر ہوئی
کہ ماران وافسر وکمیت تینون مارے گئے اُسکو نہایت رنج ہوا ملکہ حیرت نے لاشین
اُنکی پھنکوادین اور سحر تازہ کرنے کی فکر مین مشغول ہوئی لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری صورت
ملکہ حیرت کی بنا اور یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر جاکے تعویذ کوکب کا دبا ہوا اُسنے
زبان کے نیچے رکھا کوکب روشنضمیر کو از بس عشاق جادو کے قتل کرانے کی غرض ہے
اسوجہ سے وہ خود یہان آیا آکے جو دیکھا تو ملکہ حیرت کو استادہ پایا یہ حیران ہوا کہ حیرت
کو میرا دیا ہوا تعویذ کہان سے ملا بس اُسنے کہاکہ ای ملکہ حیرت جادو آپ یہان کہان
حیرت نے ہنسکر کہاکہ مین افراسیاب سے خفا ہوکر آئی ہون کوکب نے اپنے دلمین
کہاکہ یہ دشمن جانی ہے اس سے دوستی کرنا عین نادانی ہے کچھ سحر کرکے آزمانا چاہیے کہ حیرت
ہے یا نہین بس اُسنے ایک مالا موتیون کا نکالا اور کہاکہ اے ملکہ حیرت اس مالے کو لیکر پہنیے
اور میرے ساتھ میرے ملک مین تشریف لیچلیے عمرو نے اس مالے کو لیکر جال الیاسی مین
رکھ لیا کوکب تو سمجھا تھاکہ جب یہ مالہ پہنے گی تو اسکے بدن مین آبلے پڑجائینگے لیکن جب انھون
نے جال الیاسی مین رکھ لیا تو کوکب ٹھہر گیا پھر کوکب نے ایک پنجہ سحر کا پھینکا لیکن
عمرو نے اُس پنجہ پر بھی جال الیاسی مارا کہ وہ پنجہ غایب ہوگیا اب تو کوکب کو نہایت

درجہ اندیشہ پیدا ہوا اُسوقت خواجہ نے ہنسکر کہا کہ اے کوکب مین حیرت نہین ہون عمرو
بن اُمیہ ضمری ہون اُسوقت کوکب ہنسا اور کہا خواجہ تمنے بڑا کمال کیا کہ جو حیرت بنکر آئے
اُسنے کہا کہ اب مجکو آپ ایک طاؤس سحر پر بٹھا کے گنبد جہان نما پر کہ جہان عشاق جادو
رہتا ہے بھیجد یجیے کوکب نے کچھ پتلے سحر کے اُسکے ساتھ کیے اور کچھ ورق اس طرح کے کہ
جیسے سامری اور جمشید کے ہوتے ہین انکو دیے اور کہا خواجہ جب تم وہان جاؤ گے تو
عشاق جادو اوراق سامری و جمشید کو ضرور دیکھے گا اسلیے کہ بہجانون یہ حیرت ہے
یا نہین پھر تم اُسوقت اُن ورقون کو چالاکی سے بدل لینا یہ کہکر ایک طاؤس آتشین اُسنے
بنایا اور اُسپر انکو سوار کیا اور وہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے اور انکو روانہ کیا چنانچہ وہ طاؤس
انکو لے کر گنبد جمشید مین کہ جہان عشاق سبز رنگ رہتا تھا لایا اُنھون نے دیکھا کہ اس گنبد
مین تصویرین شاہان جہا نکی نصب ہین اور شمع ہانڈیان جھاڑ کنول اُس نور کے چہرہ دستے
مہرومہ جنبیر تتارہ اُس مقام پر لگے ہین چنانچہ عشاق سبز رنگ نے جو حیرت کو دیکھا تو تعظیم
کر کے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کو منگایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگا کہا ای ملکہ تم کیونکر
یہان آئین اُسنے کہا کہ اُستاد میرا جی آپ کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اسلیے چلی آئی عشاق
ملکہ حیرت پر مدت سے عاشق ہے لیکن بوجہ خوف افراسیاب کے کچھ نہین
کر سکتا تھا اب اُسنے دیکھا کہ یہ آپ سے آئی ہے اختلاط کرنے لگا اور کہا کہ شراب پیو عمرو نے
اُسکی آنکھ بچا کے جام شراب کو گریبان مین انڈیل لیا پھر یہ اُس سے باتین کرنے لگا اُن
باتین کرنے مین اسکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ عمرو حیرت کی صورت بنکر آیا ہو بس اُسنے وہ
صندوق کہ جسمین ورق سامری و جمشید کے تھے طلب کیا چار پتلے اُس صندوق کو اُٹھا کر
لائے عمرو نے دیکھا کہ مخمل کاشانی سے وہ صندوق منڈھا ہوا ہے اور جواہر اُسپر جڑا ہے بس
عشاق نے اُس صندوق کے پٹرے کو کھولا اُسمین ملکہ حیرت نے کہا کہ لاؤ مین تو دیکھو
یہ کہکر اُس صندوق پر جھک گئی اور جھک کے دیکھنے لگی اُس دیکھنے مین سینہ کی آڑ
تو تھی ہی اُسنے وہ ورق کوکب کے دیے ہوے رکھدیے اور وہ ورق جو اُسمین رکھے
تھے نکال لیے اور دوپٹہ مین چھپا کے زنبیل مین رکھ لیے اب عشاق نے اُن ورقونکو

نکالا اور اُسمین دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہ ملکہ حیرت جادو ہے بس اُسنے اور کچھ زیادہ نہین
دیکھا پھر اُن ورقون کو صندوق مین رکھدیا پُتلے وہ صندوق اُٹھا کے لیگئے اور عشاق
پھر حیرت نقلی سے باتین کرنے لگا اُس باتین کرنے مین عمرو نے اُسکی آنکھ بچا کے بیہوشی
شراب مین ملائی اور ایک جام اُسکا عشاق کو بھر کر دیا کہ وہ پی گیا لیکن اور ماجرا سُنیے کہ
وہان ملکہ حیرت نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو میری صورت بنکے
عشاق کے پاس گیا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا ہی بس یہ طاؤس پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوئی
اور جیسے ہی اگر گنبد کی دیوار پہ پہونچی ہر عمرو نے جو دیکھا تو دل سے کہا کہ بڑا غضب ہوا
کہ حیرت آگئی بس گھبرا کے یہ اُٹھا جیسے وہ دیوار کے نیچے اُتری ہی کہ اُسنے جال الیاسی
مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا عشاق تو نشۂ شراب مین بیہوش اور مدہوش
تھا اُسکو کچھ تمیز نیک و بد باقی نہین تھا یہ بھی گھبرا کر اُٹھا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت تم کہان گئی تھین
اُسنے کہا کہ مین تو کہین بھی نہین گئی چنانچہ وہ بیہوشی تو پی ہی چکا تھا دو قدم جیسے ہی چلا بیہوش
ہو کر گرا اور ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اور اکیلا اس گنبد مین رہتا ہی ملازم اُسکے سب بیرون گنبد
رہتے ہین عمرو نے جب یہ بیہوش ہوا تو اُسکو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے طاؤس پر سوار
ہو کر کوکب پاس ملک کوکبان مین آگے اور وہان عشاق کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین
اُسکی سوزن دیا پھر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے جو دیکھا سامنے کوکب کو اور ملکہ حیرت کو
بیٹھے ہوئے پایا ازبسکہ زبان مین سوزن دیے ہوئے تھا اسوجہ سے کچھ نہین کرسکتا تھا کوکب
نے کہا ای عشاق چشم خود را واکن وحال خود را تماشا کن دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم کو
اِسطرح تجکو گرفتار کیا ہی عشاق جواب کیا دیتا آخر کوکب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحر
گرداگرد آکے جمع ہوگئے اور اُسوقت ایک کڑھاؤ تیل کا گرم کرا کے جب خوب تیل کڑکڑا یا تو
عشاق کو اُسمین ڈال دیا کہ وہ اسمین تل گیا صدا اے دار و گیر کی بلند ہوئی آندھیان سیاہ
آئین بیرون نے غل مچایا بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور نیّران جو گرفتۂ سحر عشاق
تھی وہ زندہ ہوگئی لیکن اِتنے دنون تک جو مری پڑی رہی تھی اسوجہ سے آنکھین مثال
نرگس شہلا تھین رنگ رخ تغیر صورت مین نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی کچھ دیر کے بعد اُسنے عام

کیا اور وہان سی سوار ہوکر کوکب کے پاس آئی خواجہ بیان اصلی صورت بنے تھے انسے
ملاقات کی کچھ دن خواجہ پاس رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی عمرو
نے یہان ملکہ حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے بھی سوزن دیا لیکن افراسیاب
جادو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ عمرو نے عشاق کو قتل کیا اور اب حیرت کو بارگاہ مین لاکر
باندھا ہی اور قتل کیا چاہتا ہی بس افراسیاب اپنے مقام سے بغیظ و غضب تمام چلا
اور بارگاہ مہرخ پر آکے ٹھیرا اور دیکھا تو حیرت ستون بارگاہ سے بندھی ہی اور عمرو کوڑا لیکر
کھڑا ہی افراسیاب نے نعرہ کیا کہ باش ماہم رسیدیم عمرو نے تو جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب
ہوکڑاکڑا کر حیرت کو پنجہ مین داب کر لے اُڑا جتنے ساحر کہ وہان موجود تھے سب دنگ بیٹھے
رہے جب حیرت کو افراسیاب لیگیا اُسنے حیرت کی زبان سے سوزن نکالی اور بارگاہ
مین لاکر پہونچایا اور کہا ای ملکہ تم دیکھنا مین ان باغیون کو کیونکر قتل کرتا ہون حیرت رونے
رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ اب میری یہ عزت رہگئی ہے کہ لوگ مجکو پکڑے جاتے ہین افراسیاب
نے بہت کچھ اسکی دلداری کی پھر ظلمات کو چلا گیا یہان بعد لیجانے حیرت کے عمرو نے گلیم
اُتاری اور مہرخ سے کہا ای ملکہ دیکھا تمنے کہ افراسیاب کس طرح لے گیا اب خدا وہ دن کرے
کہ شہزادہ اسد رہا ہون اور ہم افراسیاب کو مارین غرض اب سب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے انکو
اس حال مین رکھیے لیکن اور حال سُنیے کہ غضنفر بن اسد جو برق بلا افگن کو قتل کرکے
چلے تھے تو انکو ایک مقام پر باغ ملا یہ اندر اُس باغ کے گئے تو دیکھا باغ نہایت سرسبز
و شاداب ہے بلبلین وہان کی باب پنجم گلستان کا سبق پڑھتی ہین قمریان حق سرہ کا دم بھرتی
ہین درخت سب ہم رنگ طوبے ہین قامت یار کا نقشہ پیدا ہی سنبل تر زلف گرہ گیر معشوق
کو شرماتی ہوا سرو آتی ہی نرگس بعینہ چشم یار ہی لالہ بادل داغدار ہی ساغر مے کا لطف لالہ دکھاتا
جام بادہ تر ہوت سے لبریز نظر آتا ہی انگوری کی داربست کا عجب بندوبست ہی تاک لگائے انکی مے
پرست ہین نہرین جاری ہین بگلے اور قرقرے و مرغابی کنارے نہرون کے بیٹھے خوشی سے
کلکیل کرتے ہین فوارے ساون بھادون کے نام سے چھوٹ رہے ہین سامنے ایک بارہ دری
مصفا بہتر از روے حوروپری جواہر جڑی تعمیر ہی نور کی تصویر ہی پردے زنبوری بندھے ہوے

ہین اندر اُسکے بارہ دری کے فرش مصفا بچھا ہے چھپر کھٹ مرصع لگا ہے گلدستے گلزار ارم کو ہنستے رکھے ہین گھڑیان کونون پر چڑھی ہین جھاڑ کنول شیشہ آلات تمام اُسمین آراستہ ہین کہ ابیات

زمین کا کرون وان کی کیا مین بیان
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان

بنی سنگ مرمر سے جو پڑ کی نہر
گئی چارسو اسکے بالی کی نہر

قرینے سے گرد اُسکے سرو سہی
بچھا اک ہو دور اُس سے سپید بھی

کہون کیا مین کیفیت وارو بست
لگائے رہین تاک وان مو بمست

زمرد کے مانند سبزہ کا رنگ
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ

گل اشرفی نے کیا زر نثار
روش کی صفائی پہ بے اختیار

لیے ہاتھ مین بیلچے مالنین
چمن کو لگین دیکھنے یاسمین

وہ کیلون کی اور مولسریونکی پھلون
کھلی جاتی ہین آنکھین لچکا اون

خوشی سے گلون پر سدا بلبلین
تعشق کی آپسمین باتین کرین

صبا جو گئی ڈھیریان کر کے پھول
پڑے ہر طرف مولسریونکے پھول

عمارت کی خوبی درونکی وہ شان
لگے جسمین زرلفت کی سائبان

چھتین اور پردے بندھے زرنگار
درون پر کھڑی دست بستہ بہار

کوئی دور سے دریہ اٹکا ہوا
کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا

وہ مقیش کی ڈوریان سربسر
کہ مہ کا بندھا جسمین تار نظر

صفونکا تماشا تھا آنکھونکا جال
نگہ کو وہان سے گذرنا محال

سنہری مغرق چھتین سائبان
وہ دیوار اور در کی گلکاریان

دیے ہر طرف آئینے جو لگا
کیا جو گنا لطف اُسمین سما

وہ مخمل کا فرش اُسکا ستھرا کہ بس
بڑھے جسکے آگے نہ پائے ہوس

رہین کھلتے اسمین روشن مدام
معطر شب و روز جس سے مشام

چھپر کھٹ مرصع کا دالان مین
چمکتا تھا اسطرح ہر آن مین

صدا قمریون کی بطون کا وہ شور
درختون پہ بنگلے منڈیرون پہ مور

شہزادہ بخت منیر حیران کار کہ الٰہی یہ کس بادشاہ کا باغ ہے جسمین خوبی کا روشن چراغ ہے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے تو انھون نے دیکھا کہ ایک مہ پارہ غزال صحرائے رعنائی طاؤس دشت زیبائی ماتھے پر اسکے افشان چنی ہوئی آسمان خوبی کے تارے چھٹکے ہوئے مسی لبون پر ملے ہوئے شام حسن کی کیفیت دکھائی لالی اُسپر شفق پھولی ہوئی زلف چلیپا ناگن آنکھون سے نرگس بیمار مین بادام بے مغز ہے جو آنکھ ملاتا ہے تیر مژہ سے دل چھیدا جاتا ہے چتون مین اُسکے شوخی و شرارت بھری رخسارون پر شمس و قمر قربان گل خورشید ایسا کہان لب پر نزاکت سے رنگ پان گران دہن تنگ کا خندہ کھلنا دشوار ہے نکتۂ موہوم ہے غنچہ ہے یا میم حسن کا اسرار ہے لب نعلین سے

عقیق یمنی خون جگر کھائے غنچے کی زبان انکو دیکھکر لال ہوجائے گلا نور کے سانچے میں ڈھلا چاہ ذقن
میں دل عشاق ڈوبا ہوا سینہ وہ سینہ کہ حسن صفا اسپر قربان شجر طور پر نور کے پھل جان لگے
دیکھے سے سبکل دریائے حسن کے دو حباب لطافت اور خوبی میں لاجواب نرالو اور رانین
اسکی شاخ طوبیٰ سے سراسر معمور شمع محفل حسن جمال کف یا حنائی لال نظم

اک الف نور کا ہی سرو رخشاں میں کھنچا
لب ہیں وہ لب کہ عقیق یمنی خون کر خو
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالی ہیں ابھار
وہ گلدستہ لب بام دھرے ہیں گویا
ایسی رفتار چھلاوہ کا بھی دل جائے نکل
رنگ لانے کی غضب طبع میں رنگینی ہی

گوش وہ گوش کہ ہیں کان جواہر سے سوا
دانت وہ دانت کہ بجلی کی چمک نکرے
ٹوپیاں بازہ رکھی ہیں یا ہیں شکار
سنقلب نور کے یا جام دھرے ہیں گویا
نازک ایسی ہی کمر چلنے میں بل کھائے بل
دور ابھی نام خدا دھیان بخود بنی ہی

اسطرح چہرہ تاباں میں ہر طرح کی ضیا
آئینہ گرد ہی رخسار نے پائی وہ صفا
جان سی جان کمر ہر خم پیستان ستا
یا ہوئے قمقمے دو نور کے نقش کے پلا
ہر سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ دل جائے پگل
غضنفر اس حور جنت کو دیکھکر غش

کر گیا اس نازنین نے گلاب اسکے منہ پر چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا مسکرا کے ناز و انداز دکھا کے
کمر کوے کا عالم دکھاتی چلی اور غضنفر کو بارہ دری میں لا کے مسند پر بٹھایا کشتی شراب کی طلب کی
جام مے ارغوانی سے بھرا اور بچہ خانہ کو رشک پنجہ آفتاب پر رکھکر دیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ بیت اگر نہی
ترا آخر چہ نام است ٭ وگر ماہی ترا منزل کدام است ٭ اُسنے ہنسکر کہا کہ مین ملکہ سرخ موے
کاکل کشا کی بیٹی ہون میرا نام سلطان عنبر بن مو ہی اور مین بسبب اپنی ماں کی مطیع اسلام ہون
یہ سُننا تھا کہ غضنفر نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ شروع ہوا ایام چل نکلا باتین محبت
آمیز ہونے لگین تنہزادہ سے نگلے مین ہاتھ ڈالدیے اور ملکہ کے بوسے لیے ملکہ کا شرم سے عجب حال ہوا پسینہ
آگیا شرما کر سر جھکا لیا کنیزین دُر در گوش مرصع پوش وہان حاضر تھین طوائفین رشک زہرہ اور خوش
گلو فن رقص سے ماہر تھین وہ گانے لگین سماں بندھ گیا ملکہ سلطان عنبر بن مو اشکال جادو
ایک ساحر ہی اُس سے منگنی ہوئی ہی چنانچہ ایک کنیز نے یہان سے جا کر اُس سے کہا کہ ای اشکال ایک شہزادہ
باغ مین ملکہ سلطان عنبر بن مو کے آیا ہے اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اشکال غصہ مین آکر وہان سے
چلا اشکال ملک یاقوت رنگ مین رہتا ہی کہ وہ ملک بھی یہان سے چند فرسخ پر ہی چنانچہ وہ بغضب
تمام یہان آکر پہونچا اور اُسنے آتے ہی للکارا کہ باش او خیرہ سر یہ تو میرے معشوق سے کیون سرگرم اختلاط ہے

غضنفر اسکے للکارنے پر تیغہ ٹیک کر اُٹھے اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو کا دم
نکلگیا جب ملکہ کا دم نکل چکا تو وہ ساحر پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گیا اور غضنفر اسکی فکر مین مرکب پر
سوار ہو کے چلے لیکن اشکال جادو و ملک یاقوت رنگ مین آکر وہ ملک سرخ موے کا کل کشا
کا ہی تمام ساحر جو وہان رہتے مین انکو قتل کرنا شروع کیا دو ساحر وہان سے بھاگے اور ملکہ سرخ موے
کا کل کشا کے پاس آئے اُسنے اُنکو دیکھکر کہا کہ ارے کیا ہوا اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ اشکال
جادو نے تمام ملک تہ تیغ کیا ہی اور آفت برپا کر رکھی ہے چنانچہ ہمنے قلعہ بند کر لیا ہے اب آپ تشریف
لیچلین نہین تو قلعہ لٹ جائے گا سرخ موے کا کل کشا وہان سے بیقرار ہوکر روانہ ہوئی
اسکو راہ مین غضنفر ملے اُنکو ہمراہ لیکر یہ چلی اُنکو تو جانے دیجیے لیکن اور ماجرائے تازہ سنیے
کہ افراسیاب جادو ایک روز سیر کرنے ملکہ یاقوت گلال چشم کہ جو شاگردہ آفات چہار دست
ہی اسکے یہان گیا یاقوت نے تعظیم و استقبال کیا اور مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان عیش و نشاط مہیا
کیا شراب و کباب منگایا سامنے بادشاہ کے ناچ ہونے لگا اور گلال چشم نے پوچھا کہ ای شہنشاہ مزاج
کیسا ہی اور آج کس طرف بھول پڑے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ اب تا شب و روز تردد مین بسر
ہوتی ہے آج میرا جی تمھارے دیکھنے کو چاہا اسوجہ سے اسطرف چلا آیا یاقوت نے کہا کہ زہے نصیب
میرے جو آپکو میری یاد آئی ورنہ آپنے تو اپنی منگیتر ملکہ لعل سخندان کی خبر نہ لی اور وہ ملکہ آجتک بے بیاہی
بیٹھی رہی افراسیاب نے کہا کہ حقیقت مین مجھسے غلطی ہوئی اور ای ملکہ آج کل چند ساحر باغی ہوگئے
ہین یعنی مہرخ و بہار اور جتنے کہ ساحر ہین اُن سب کا نام اسنے بتایا پس اُنکی لڑائی کی وجہ سے مجھکو خیال
لعل سخندان کا نرہا ملکہ یاقوت نے کہا کہ مہرخ وغیرہ آخر کسکے بھروسہ پر لڑتی ہین افراسیاب
نے کہا کہ عمرو اور برق اور قران اور جانسوز اور ضرغام لشکر اسلام سے یہان آکر داخل ہوئے
ہین اور شہزادہ اسد اور بدیع الزمان کو جو قید کیا ہی یہ سب حال تمام و کمال داخلہ عیاران کا اسنے
بیان کیا یاقوت نے کہا کہ ای شہنشاہ بہار و مہرخ وغیرہ کی یہ طاقت اور لیاقت ہوئی کہ آپ سے مقابلہ
کرتی ہین افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ اتنی بہار نے آفتین برپا کر رکھی ہین اسیطرح بہت تعریف
سحر بہار کی افراسیاب نے کی یاقوت نے کہا کہ اب اسمین بھی اشتیاق ہوا کہ لشکر حیرت
مین جا کر اُنسے مقابلہ کرکے سحر بہار وغیرہ کا دیکھین القصہ بڑی دیر تک افراسیاب وہان بیٹھا

صحبت مے نوشی رہی پھر وہاں سے رخصت ہو کر باغ سیب میں آیا اور ایک نامہ ملکہ حیرت کو
لکھا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم شاگردہ آفات چہار دست تمہارے پاس آتی ہیں انکی بہت
تعظیم کرنا یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر پاس ملکہ حیرت جادو کے گیا ملکہ نامہ پڑھکر تخت سحر پر سوار
ہو کر استقبال کو گئی اور طبل شادمانی بجواتی ہوئی لشکر میں آئی اور یاقوت کو بڑی عزت سے
لا کر داخل بارگاہ کیا یہ آکر دنگل پر بیٹھی حیرت نے بھی سب کیفیت لڑائی کی بیان کی
اور کہا عیاروں نے ناک میں دم کیا ہے کہ ہر وقت وہ دربار میں رہتے ہیں کوئی فراش
اور کوئی خدمتگار بنے رہتے ہیں اور ساحروں کو قتل کرتے ہیں ملکہ یاقوت گلال چشم نے
اسوقت اپنے جوڑے سے ایک حباب نکال کر زمین پر مارا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ
حباب بڑھکر ایک گنبد کلاں ہو گیا اور اسنے کہا کہ یہ زندان خانہ میں نے لشکر حریف
کے لیے بنایا ہے اسمیں ان سب کو بند کرونگی پھر ایک صندوقچہ اسنے منگایا اور اسے کھولا
جو اسمیں سے ایک پتلی سونے کی نکلی اور بڑھکر مثل زن حسینہ اور جمیلہ ہو گئی اور اسنے یاقوت
کو سلام کیا اور عرض کیا ای ملکہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائیں بجا لاؤں یاقوت نے کہا کہ تو ان
لوگوں کو جو یہاں بیٹھے ہیں پہچانتی ہے اسنے حیرت جادو کو بھی سلام کیا اور سب سرداران
اور ابرق جو جو کہ وہاں موجود تھے سب کے نام فرداً بتائے اتفاقاً برق فرنگی اور جانسوز
اور ضرغام صورت بدلے ہوئے یہاں کھڑے تھے پتلی نے انکا نام بھی بتایا
اور کہا کہ فلاں فلاں عیار یہاں کھڑے ہیں اسوقت برق نے یاقوت کو بڑھکر سلام
کیا اور کہا کہ ہم بھی واسطے دیکھنے آپ کے حاضر ہوئے ہیں یہ کہکر چند پھول ہاتھ پر
رکھکر نذر دی اور کہا مصرع

برگ سبز ست تحفہ درویش ٭ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ یاقوت نے ہنسکر وہ
پھول لے لیے قاعدہ ہے کہ جب کوئی پھول پاتا ہے تو اسکو سونگھتا ہے کیونکہ وہ ہیں ہی اسی کام
کے پس یاقوت نے بھی اسکو سونگھا اور بیہوش ہو گئی حیرت نے ہوشیار کر دیا برق
نے بہت تسلیم کی اور کہا ای ملکہ جو کام کہ ہم کرتے ہیں وہ آپ کو دکھا دیا یاقوت یا تو غصہ
تھی یا تو اسکی باتوں پر ہنس پڑی اور کہا اے برق تو نے بہت خوب عیاری کی اچھا ہے

حال مہرخ و بہار وغیرہ بھی بیان کر اور اُن سے کہدینا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم آئی ہین
سب کو اِس حباب مین بیہوش کرینگی برق نے کہا آپ جانیے اور ملکہ مہرخ جانین
لیکن مجکو اِس عیاری کا کچھ انعام دیجیے کیسلیے کہ ہم کیا یاد کرینگے کہ اتنی بڑی شہزادی نامی گرامی
یہان آئی تھین مگر ہمکو کچھ عنایت نہ فرمایا یاقوت نے پچاس پچاس روپے عیارون کو
انعام مین دیے اور رخصت کیا اور دوسری پتلی اُس صندوقچہ سے نکالی کہ وہ بھی اسیطرح
عورت بنی اور اُسنے بھی حیرت اور یاقوت وغیرہ کو تسلیم کی اور کہا اگر حکم ہو تو مین جا کے
کل لشکر مہرخ کا غارت کردون یاقوت نے کہا ابھی نہین کل پرسون مین تجکو لڑنے کیلیے
بھیجونگی پھر یاقوت نے تیسری پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل زن حسینہ و جمیلہ کے ہوگئی اُسنے
بھی کہا کہ اگر آپ فرمایئے تو مین عمرو کو پکڑلاؤن یاقوت نے کہا کہ ابھی نہین پھر مین سمجھ لونگی یہ
کہکے چوتھی پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل ایک عورت خوبصورت کی ہوگئی اُسنے حیرت کو
سلام کرکے کہا کہ اگر آپ فرمایئے تو مین طبقہ اُلٹ دون غرض کہ تین پتلیان یاقوت نے
پھر صندوقچہ مین بند کردین اور ایک پتلی کو رکھ لیا اور کہا کہ صرف یہی سبکی گرفتاری کو
کافی ہے پھر برق وغیرہ عیارون سے کہا کہ اب جاؤ سب ہمارا حال مہرخ سے کہدینا
برق وغیرہ عیار بارگاہ مہرخ مین آئے اور یہان طائران سحر نے خبرین مہرخ
کو پہونچائی تھین لشکر مین تلاطم ہو رہا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یاقوت گلال چشم آئی ہے
یہ ساحرہ بڑی زبردست ہے غرض کہ عیار یہان آکر پہونچے اور انھون نے کل ماجرا
گلال چشم کا مہرخ سے بیان کیا اور روپے بھی انعام کے دکھائے
عمرو بیٹھا ہوا تھا اُسکے منہ مین پانی بھر آیا اور اُسنے کہا کہ ہمارا حصہ نہین ہے اب ہم
تم سب سے زیادہ لاتے ہین اور اُٹھکر چلا مہرخ نے کہا خواجہ وہان نہ جاؤ وہ بڑی زبردست
ہے جیسا اُسنے کہا ہے وہی ہوگا ہمسے کسی سے کچھ نہو سکیگا اور وہ اُس حباب مین سب کو
بند کرلیگی کیسلیے کہ وہ شاگرد آفات چہاردست کی ہے عمرو نے کہا کچھ پروا نہین ہم
وہان ضرور جاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوئے یہان یاقوت بیٹھی ہے کہ خواجہ نے
ایک کلاونت کی شکل اپنی بنائی پاجامہ شروع کا پہنا جامہ گلے مین ڈالا اور ایک ڈھولک

بجاسار کی لکڑی کی کہ جسکے اندر بیہوشی بھری تھی لیکے بارگاہ حیرت مین آئے دربانون سے کہاکہ ہماری خبر کردو کہ ایک کلاونت آیا ہی اُنھون نے جاکے حیرت سے عرض کیا یاقوت نے کہا کہ بلا لو لوگ اُنکو بلا کے لیگئے سب نے دیکھا کہ لباس مین پیوند لگے ہین مشروع کے پاجامہ کا تانا اُڑگیا ہی بانا باقی ہی ڈھولک گلے مین ڈالے ہی کلاونت نے آکر سلام کیا اور دعا دی کہ چراغ سامری و جمشید روشن رہے عالی عالی مراتب ہون ملکہ نے اس سے کہاکہ اے کلاونت ہمکو محظوظ کر کہ ہم تجکو بہت سا کچھ انعام دین کلاونت نے کہاکہ حضور یہ ڈھولک بجاسار کی لکڑی کی ہے مین نے بنائی ہی اور نہی خوب بجتی ہی اسکو آپ بجائین تو مین گاؤن ذرا ملاحظہ فرمایئے ایسی ڈھولکین بہی کم دیکھنے مین آئی ہونگی یاقوت نے ڈھولک اُس سے لیکر کڑیان اُسکی درست کر کے اُسکے پوڑے پر ہاتھ بجانے کے لیے لگایا جیسے ہی ہاتھ لگایا اُسمین سے بیہوشی کا غبار نکلا اور چمک شعلہ کی ایسی ہوئی اور حیرت اور ملکہ یاقوت گلال چشم اور اور ساحر جو گردا گرد بیٹھے تھے چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے مگر وہ بجلی جو ملکہ یاقوت نے نکالی تھی اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو منہ سے اوف ہوگیا تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا عمرو چپکا کھڑا رہا اس عرصہ مین اور ملازم وغیرہ جو آئے اور سبکو بیہوش پایا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور بجلی نے وہ تاریکی دفع کی اُسوقت عمرو نے ملکہ یاقوت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم قدردانی حضور کے ہاتھ ہی ہے فرمایئے کہ یہ کیسی عیاری مین نے کی میرے شاگردون کو حضور نے انعام دیا اب مین بھی امیدوار ہون کہ مجھے بھی عنایت فرمایئے یاقوت نے کہاکہ حقیقت مین تم لوگ بڑے زبردست ہو اور عیار ہو تو ایسا ہو کہ یہ کہکر سو روپیے اُسنے عمرو کو انعام مین دیے عمرو بھی وہانسے رخصت ہو کر بارگاہ مہرخ مین آیا لیکن جب وہ زمانہ آیا کہ آہوے فلک صحرائی آسمان سی غار مغرب مین گیا اور سراے مغرب مین ساحر فلک نے نزول کیا اشعار

چھپاوون مہر نے رخصت طلب کی	نظر مین پھر گئی تصویر شب کی	جبین شام پھولی ہر طرف سے
چلے مشتاق اپنی اپنی صف سی	ملکہ یاقوت گلال چشم نے طبل جنگ بجوایا طایران سحر	

ملکہ مہرخ سحر چشم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بزبان فصیح اس طرح دعا دینے لگے نظم

یا الٰہی جو یہ تیرا ہے چراغ دولت
مسند جاہ کی جسپہ تجھے تیری توشک
کاتب دست قضا شکل علم کی ہیرے

تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر
صفحۂ ہستی سے ہون حرف غلط آوے

تاقیامت ہو سجود خلائق وہ جگہ
اُسکی تمثال کبھی ہو نہ بلائے منفک
ملکہ یاقوت گلال چشم نے

طبل جنگ بجوایا باقی خیریت ہے یہ خبر سُنکے سب عیار تو جنگل کو چلےگئے اور مہرخ سحر چشم نے نقیبون کو بجایا طبل اور نقارے بجنے لگے صدائے طبل نہ تھی صدائے کوس رحیل تھی مگر بہار در اور منجلے سحر کی تیاریان کرنے لگے مریخ ساجادوگر اور زہرہ سی جادوگرنی آج فلک پر کانپتی تھی گلستان سحر پھلا پھولا تھا کڑھائیان شیخ سدو کی ہوتی تھین کلوا بھیرون نارسنگھ کی پکار تھی کالی لوناچاری دھنتر وغیرہ کو بھینٹ دیے جاتے تھے بنگالی کانورو دیس کے ساحر اگیار کر رہے تھے ڈھرو بجتا تھا شب بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رات مثل دہان تنگ معشوق کے آنکھون سے پنہان ہوئی اور ستارے سب مردہ ہوے اشعار

کہ جب اُس شب نے مُنھ اپنا چھپایا
کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی
کہین پھیلی کہین سمٹی اُبھر کر

دم آغاز حسن صبح آیا
بشکل عکس زلف و نور رخسار
کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
بہم ہوکے بڑھی جیسے کبھی ہار
صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم

اپنا لشکر لیکر جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی مگر بڑے تجمل و احتشام سے یہ لشکر چلا ہے اشعار

زبس تخت فیروزہ بر پشت فیل
ہمہ یاروا افسر ہمہ تخت و تاج
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
زمین دل بر آورد گفتی زجاے
سپہبد بر و پاے روئینہ خم

درخشان بکردار دریاے نیل
ہمہ افسر پیلبانان و زر
کہ اندر جہان آن ندیدست کس
پر از خاک شد چشم کام و سپہر
خروشش آمدہ نالہ گاو دم

ز پیلان و آرایش تخت عاج
ہمہ طوق و زرین و زرین کمر
خروشیدن زنگ و ہندی درا
تو گفتی بہ قیر اندر اندودہ چہر
غرض یہ میدان مین جاکے

سب پہونچے اور صف لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف سے ملکہ یاقوت گلال چشم مع حیرت جادو کے سوار ہوکر گھنٹ اور ناقوس بجواتی ہوئی میدان مین آئی فوج نے اُسکی بھی پرا جمایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُس وقت ملکہ یاقوت گلال چشم نے وہی تیلی جو نکالی تھی اُسکو حکم دیا کہ جا مہرخ اور بہار وغیرہ کو پکڑلا

وہ پتلی چمک کر میدان مین آئی اور اُسنے پکارا کہ اے مہرخ مین اور کسیکو نہین جانتی سوا اسکے کہ تو
میرے سامنے آ کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کرنا دم گاؤدم نقارون کی بلند ہوئی اور مہرخ
اپنا تخت بڑھا کر سامنے اُس زن سحر کے آئی اُس زن سحر نے گردن اسکی جست کر کے پکڑی
اُسوقت مہرخ کو ایک عالم محویت تھا کچھ اُس سے نہو سکا اور اُس پتلی نے مہرخ کو اُسی
گنبد مین بند کر دیا یعنی یاقوت نے سحر کیا اُس گنبد کا در کھلا اُسمین مہرخ کو بند کیا یہ
ماجرا دیکھکر ملکہ بہار اور باغبان قدرت گلچین یہ تینون تو اُڑ کر کسی طرف کو چلے گئے اور
زلزلہ جادو نے زمین مین غرق ہو کر طلاب زمین کو جنبش دی پتلی نے ناریل زمین پر مارا کہ وہ
سخت ہونے لگی زلزلہ تڑپ کر نکل آئی پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر گنبد مین بند کر دیا پھر ملکہ
مشکین مو کاکل کشا نے اپنی کاکل کو کھولا کہ ستارے اُسمین سے گرے لیکن پتلی نے
اُف جو کیا ایک آفتاب نکل آیا وہ ستارے ماند ہو گئے پھر پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑ کر اُسی
گنبد مین بند کیا پھر ہلال سحر افگن نے طوق اپنا گلے سے کھینچ مارا پتلی نے ایک دستک دی کہ وہ
طوق پلٹ کر پھر ہلال ہی کے گردن مین پڑ گیا اُس پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑ کر اُس گنبد مین بند
کیا پھر رعد نے آکر چیخ ماری اور برق جادو چمک کر کڑکڑا کر اُسپر گری لیکن پتلی کو نہ رعد کی چیخنے کا
کچھ اثر ہوا اور نہ برق اُسکو کاٹ سکی اور اُسنے ایک جال سحر کا برق پر مارا کہ وہ اُسمین پھنسی
اور رعد جادو کی گردن پکڑ کر اُسنے ان دونون کو اسی گنبد مین بند کیا اب تو جتنے سردار
نامی اور نامور تھے وہ سب اسکے سامنے یکے بعد دیگرے آئے مگر سب گرفتار ہوے اُسوقت
بقیہ لشکر وہ قلعہ کہ جو معمار نے بنایا ہے اُسمین چلا گیا اور گلال چشم اور حیرت اپنا لشکر
لیکر پھرین لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ دونون بارگاہ مین آکر ناچ دیکھنے لگین اور حیرت
نے عرضی اس حال کی افراسیاب کو لکھی کہ ملکہ یاقوت نے سب باغیون کو گنبد
سحر مین بند کیا ہے یہ عرضی ایک علاکو دیکر بھیجی اور حیرت نے کہا کہ اب عیار باقی ہین ملکہ
یاقوت نے اُس پتلی سے کہا کہ جا عیارون کو پکڑ لا پتلی یہان سے روانہ ہوئی برق اور
ضرغام و جانسوز یہ تینون ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھے تھے کہ پتلی آکر پہونچی اور اُسنے کہا کہ اے
عیارو چلو کہ تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عیارون سے کچھ بن نہ آیا پتلی کے ساتھ بارگاہ مین حیرت کے آئے

پتلی نے اِن تینون کو بھی اُسی گنبد مین بند کیا اب یاقوت پھر اُس زن سحر سے حکم دیا کہ عمرو کو بھی
جا کے پکڑ لاؤ وہ روانہ ہوئی یہان عمرو نے ایک درہ کوہ مین صورت اپنی لونا چماری کی ایسی
بنائی بال سر پر چھار جھنکار آنکھین لال لال جیسے دو طاس خون ماتھے پر سیندور کی تصویر کالو تین
چھڑیان پڑین دانت مثل دندان فیل کے باہر بڑے بڑے نکلے ہوئے تھے تہمد کھاروے
کی باندھے چھاتیون کے تکلے لٹکتے تھے جیسے انیر پڑے ہوئے جیسے بیگن ابلا ہوتا ہے ایک جھولا
اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے یہ وہان بیٹھا ہڈیون کھوپریون کے ہار پیاز لہسن کی گٹھیان
گلے مین ڈالے تھا اور مہتر قران جوگی بنکے یعنی ایک لنگوٹ باندھکر ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالا
کانون مین کنڈل پاؤن مین کھڑاؤن کھور چندن کی جسم مین لگا کے سر پر عمرو کے رومال جھلنے لگا
اور چالاک بن عمرو کو عمرو کی صورت بنا کے مشکین باندھ کے اُسی مقام پر ڈالدیا اُس
عرصہ مین وہ پتلی آئی اور اُسنے کہا کہ لاؤ عمرو کو مجھے دو عمرو نے اُس پتلی کو اور ملکہ یاقوت دونون
کو گالیان دینا شروع کین اور کہا کہ اُس قحبہ پال زادی بیسوا چھنال یاقوت سے جا کر
کہدے کہ لونا چماری آئی ہین اور تجھے بلاتی ہین اُس پتلی نے اُسکا کہنا نہ سنا اور عمرو پر حملہ کیا عمرو
نے منڈھی کو حضرت دانیال علیہ السلام کی نکال کر استادہ کیا کہ وہ پتلی اُس منڈھی مین آکر اُلٹی
لٹک گئی جب اُس پتلی کو عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے دوسری پتلی بھیجی اُسنے آکر جو
دیکھا تو پتلی کو اُلٹا لٹکے ہوئے پایا پس یہ بھی غصہ مین آگئی عمرو پر حملہ آور ہوئی جب منڈھی کے اندر پہونچی
یہ بھی اُلٹی لٹک گئی جب اسکو بھی عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم تیسری پتلی کو بھیجا وہ جو آئی
اور اُسنے ان دونون پتلیون کو لٹکتے ہوئے دیکھا پس وہ بھی عمرو پر غصہ کر کے چلی جب اندر
منڈھی کے آئی اُلٹی لٹک گئی ایکی مرتبہ چوتھی پتلی کو یاقوت گلال چشم نے بھیجا وہ بھی آکر اُلٹی طرح
منڈھی مین اُلٹی آویزان ہوئی اب عمرو نے تخت زبرجد شاہ کا نکالا اور اُسپر سوار ہوا
قران کو بھی اسی طرح سے اُسپر سوار کر لیا اور چالاک جو عمرو بنا تھا اُسکو بھی آگے ڈال لیا
اور اُس منڈھی کو تخت پر قائم کر کے تخت کو اُڑایا اور سامنے بارگاہ حیرت کے آیا اور نعرہ کیا
کہ منم لونا چماری حیرت اور باقت گھبرا کر باہر نکل آئین عمرو نے یاقوت کو ڈانٹا کہ کیون
او قحبہ یہ تو نے سحر کی پتلیون کو ہمپر بھیجا تھا اُسنے عرض کی کہ میری کیا مجال ہے جو آپ پر انکو بھیجتی

عمرو نے ایسا اُسکو گھر کا اور ڈانٹا کہ یہ رونے لگی اور عمرو نے تخت اپنا زمین پر اُتارا اور لیا ہمارے
پاس آؤ تو ہم کچھ سحر تعلیم کریں اور عمرو کو ہمنے پکڑ لیا ہے دیکھو یہ موجود ہی یاقوت یہ سُنکے تسلیمیں
کرتی ہوئی اندر گُنبد ہی کے گئی اور اُسوقت افراسیاب بھی اور یہ سب پونچا اُسکا کرتے ہیں اور
یاقوت شاگرد وہ آفات چہار دست ہی چنانچہ آفات چہار دست نے کتاب سامری میں
اس حال کو دیکھا کیونکہ وہ ہر روز بالتشبیہ مثل تلاوت قرآن اُسکو ثواب سمجھکر ہر روز پڑھتی ہی
چنانچہ آج جو اُسنے پڑھا تو اس حال کو دیکھا کہ عمرو لوناچماری بنا ہوا حیرت کے پاس گیا ہے
اور اُسنے پتلیون کو یاقوت کی گرفتار کر لیا ہے بس اُسنے ایک نامہ لکھکر ایک پتلے کو دیا کہ وہ
لیکر افراسیاب کے پاس آیا نامہ میں مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب بدان و آگاہ باش کہ یہ
لوناچماری نہیں ہی یہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہی خبردار اسکو پکڑ لینا ورنہ دغا پائیگا چنانچہ وہ پتلا
جب نامہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا تو عمرو بھی کچھ سمجھ گیا بس اُسنے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن
اُمیہ ضمری یاقوت جو گنبد ہی میں کھڑی تھی اُسنے چاہا کہ میں سحر کرکے پکڑلون خاصہ گنبدی کا
یہ ہی کہ جو کوئی ارادہ بدی کا خواجہ سے کرے وہ اُسمین لٹک جاتا ہی بس جب اُسنے سحر کا قصد
کیا یہ بھی اُلٹی لٹک گئی اب افراسیاب اور حیرت و سرمایہ و ابرق ساحرون نے گولہ فولادی
مارے آگ برسائی بجلیان گرائین پتھر بڑے بڑے گنبدی پر گرائے مگر کچھ اثر نہوا اور وہ گنبدی
اُڑتی ہوئی ایک طرف کو روانہ ہوئی یہانتک کہ درۂ کوہ میں آکر عمرو نے یاقوت سے سوال
اسلام کیا یعنی کہا کہ ای ملکہ کیا کہتی ہو شناخت میں پروردگار عالم کی کیونکہ ایسا پروردگار وہ ہی کہ
جسنے صفحۂ خاک کو انسانون سے رونق دی اور ورق افلاک کو ستارون سے زینت بخشی ابیات

جہان اُسنے یک کن سے پیدا کیا
کہ جبسے کیا کن میں کون و مکان
وہ ہی مالک ملک دنیا و دین

مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
دیا عقل و ادراک اُسنے ہمین
ہی قبضہ میں اُسکے زمان و زمین

وہ معبود یکتا خدائے جہان
کیا خاک سے پاک اُسنے ہمین
یاقوت گلال چشم نے کہا کہ

لاکھ جانیں میری نقش پائے جمشید و سامری پر سے فدا ہیں عمرو نے یہ سُنکے اسکو ذبح کر ڈالا
صدائے گیرو دار و دار و گیر بلند ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ملکہ یاقوت گلال چشم جادو
بود مرنے سے اسکے اندھیرا ہو گیا اور وہ گنبد جسمیں سب قید میں ٹوٹ گیا اور جتنے کہ ساحر اُسمین

قید تھے وہ سب چھوٹ گئے اور لشکر حیرت پر گرے صدہا جادوگرون کو قتل کر کے اپنی اپنی بارگاہون
مین آئے اور وہ لشکر جو قلعہ مین چلا گیا تھا وہ بھی نکل کر باہر آ کے اترا کارسازی لشکر کی
ہونے لگی اور عمرو اور سب عیار بھی آئے اور عمرو نے وہ تعویذ یا ہوا کوکب کا زبان کے نیچے رکھا لڑکا
بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا وہان اُسوقت جمشید بن کوکب بھی آیا ہوا تھا اُسنے کہا کہ لشکر
امیر مین ملکہ جام جادو آجکل لڑ رہی ہین عمرو نے کہا کہ اے جمشید تم مجکو بھی لشکر حمزہ مین پہونچا دو
جمشید نے زبردست جادو کو حکم دیا کہ انکو لیجاؤ چنانچہ زبردست جادو و نرگس جادو اور
ہنگامہ پرداز جادو عمرو کو لیکر روانہ ہوئے اور لالہ لشکر حمزہ صاحبقران مین چھوڑ دیا یہان
شام کو جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین حباب سیارگان ابھرے اور چادر زمین سیاہی شب سے ملی ہوئی

کہ ناگہ حدت خورشید روشن — جو تھی سوئے زمین افتادہ دامن
بڑھی غربت مین جیسے نبض بیمار — گئی جسطرح تقدیر گنہگار

شام کو طبل جنگ لقا کے یہان ہمان جادو نے بجوایا ہرکارون
نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعاے و ثناے شاہنشاہی کو ادا کیا اشعار

یا زیر آسمان ہو زمانے مین صبح و شام — اپنی ہی یہ جناب الٰہی سے آرزو
بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو — روشن ہو تیرے دوست کا ہر شب چراغ عیش

اسوقت طبل جنگ بجا ہے باقی خیریت ہے امیر نے بھی حکم دیا
کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارے پر چوب پڑی صدا اسکی تمام عالم مین
پھیلی دربار برخاست ہوا آلات حرب و ضرب کی تیاری ہونے لگی تلوارین چرخ پر چڑھائی
گئین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی خنجر جان ستان کی چمک نگاہون کو خیرہ کرتی تھی چار پہر رات
غلغلہ اور ہنگامہ برپا رہا اور عمرو بن اُمیہ ضمری خدمت والاے صاحبقران مین آیا امیر نے
عمرو کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کا پوچھا عمرو نے تمام ماجرا بیان کیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی
شب نے کوچ کیا اور رومی روز کشور مین قدم زن ہوا اشعار

چو خورشید تابان ز بالا بگشت — خروش تبیرہ برآمد ز دشت — بہ شہر اندرون کوس با کرناے
خروشیدن زنگ و ہندی دراے — سپاہش نشستند بر پشت زین — سر پر زکین ابروان پر ز چین
بیامد سپہ را بہامون کشید — سراپردہ و پیل بیرون کشید — سپہ اندر آمد بہ پیش سپاہ
شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر جلوخانۂ شاہنشاہی مین مسجد کے پاس سے تشریف لائے

بادشاہ لشکر اسلام بھی برآمد ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی اُس طرف سے لقا فوج بلا ان ہمرہ لیے میدان کارزار مین آیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے تو اُسوقت جام جادو اپنے اژدر کو اُڑا کر سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور اجازت میدان مین جانے کی چاہی لقا نے حکم دیا کہ جا تجکو مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا پس یہ اژدر اُڑا کے میدان مین آئی اور پکاری کہ ای فرقۂ خدا پرستان وزیر پرستان جسکو مرنا منظور ہو وہ آئے یہ نعرہ سُنکے شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھوڑا اپنا صف لشکر سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کی عفریت دہست کیا خلعت دیا پھر خدائے کریم کے سپرد کیا شاہزادے نے گھوڑے کو زیر تنگ درست کر کے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن اور منور کیا اور گھوڑے کو اُڑا کے سامنے جام جادو کے گئے اُسنے کہا کہ ای شہزادے تمنے روز الست کیا اقرار اپنے پروردگار سے کیا تھا یہ اسباب جہالت دور کرو اور جانب صحرا جاؤ یہ کلمہ سحر کے تھے کہ شاہزادۂ نور الدہر گھوڑے سے اُتر کے تمام اسلحہ و زرہ وغیرہ پھینک کے جنگل کی طرف چلے گئے پھر دوبارہ فرامرز مغربی آئے اُنکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح جمہور منڈویل اصفہانی مہلیل جنگ عراقی وغیرہ سب سحر کی طرف ایک کے بعد دوسرا روانہ ہوا کئی سو سردار اسیطرح جنگل کو گئے قریب ختم طبل آسایش بجوا کے ملکہ جام جادو پھری لشکر آسودہ ہوئے سب نے کمر کھولی عمرو بن امیہ ضمری نے جب وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے اس عالم مین قدم رکھا اور روز کا سایہ مغرب

ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ	بہار شام نے پیدا کیے رنگ	مین جا کر آرام پذیر ہوا اشعار
ایک جادوگر کی شکل اپنے	صدا آنے لگی احسان صد احسان	چھپی عریانی جسم پریشان

نین بنایا اور وہان سے ملکہ جام جادو کے خیمہ مین آیا جام جادو جنگ گاہ سے پھر کر پہلے تو بارگاہ لقا مین آئی تھی پھر وہان سے بسبب خستگی کے اپنے خیمہ مین آئی اور آرام پذیر ہوئی عمرو بن اُمیہ ضمری اسکے پاس آئے وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی انکو دیکھا اُٹھ بیٹھی اور پوچھا

کہ تم کون ہو عمرو نے کہا کہ مین طلسم ہوشربا سے آیا ہون افراسیاب نے بھیجا ہے تمکو دعا کہی ہے
اور یہ نامہ دیا ہے یہ کہکر ایک خط نکال کر اسکو دیا اسنے جو اسکے لفافہ کا منھ چاک کر کے
چاہا کہ اس خط کو نکالون وہ نہ نکلا اُسوقت اسنے دونون ہاتھ سینہ کے نیچے رکھکے ایک جھٹکا
دیا کہ لقمہ بیہوشی اُسمین سے اُڑا اور دماغ مین اُسکے غبار بیہوشی گیا کہ یہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی
اتفاق سے اُسوقت اُس خیمہ مین کوئی نہ تھا عمرو نے جب یہ بیہوش ہوئی تو اُسکا سر
کاٹ ڈالا ہنگامہ عظیم برپا ہوا آندھیان سیاہ آئین بیرون سے غل مچایا عمرو تو کود پھاند کر
بھاگ گیا اور اُدھر بختیارک نے کہا کہ وہ مارا خداوند وہ آپکی بندی گندی ٹانگ پسار کر
جہنم مین پہونچی یہان ملازمان جام جادو نے لاش اُسکی اُٹھائی اور پھونکنے کو وہ سردار جو جنگل
کو چلے گئے تھے ہوش مین آگئے اسلیے اور گھوڑے اُسکے تو امیر نے اُٹھوا لیے تھے اب
وہ بھی سب لشکر مین آئے اور حمام کرکے لباس زیب بدن کیا اسی ہنگامہ مین وہ رات
بسر ہوئی کہ شب نے زخم جگر پیدا کیا اور نور سحر پردل خلق کا شیدا ہوا شعر چھٹین کچھ کچھ کواکب
کی نگاہین ۞ نظر آنے لگین آنکھون کو راہین ۞ صبح کو عمرو ملکہ سرو سمتن اپنی زوجہ سے
ملکر جانب طلسم چلا اور تعویذ کوکب کا اپنی زبان کے نیچے رکھا ایک بچہ پیدا ہوا اور اسکو
اُٹھا لیگیا اور کوکب کے پاس لایا یہ وہان کچھ دن رہے پھر واپسے کوکب نے انکو لشکر
مہرخ مین بھجوا دیا جب یہ یہان آکر پہونچے تو ایک روز واسطے بالا دوی کے بہت دور
نکل گئے وہان جو دیکھا تو ایک جنگل ایسا ہی کہ جسمین درخت بہت گنجان لگے ہین اور جھاڑ اُنمین
بیشمار ہین اُنھون نے اُن درختون کو نیمچہ نکال کے کاٹنا شروع کیا مگر اس محنت کرنے
مین پیاس کی شدت جو معلوم ہوئی تو مشکیزہ سے پانی لیکر پیا یہان تک کہ وہ پانی بھی
ہوچکا اب عمرو کا عجب حال ہے اس فکر مین ہین کہ کہین پانی ملے کہ سامنے سے ایک
چشمہ پانی کا نظر آیا اور یہ جلدی سے جاکے چشمہ پر پہونچے اور پانی کو ہاتھ سے ہلا کر جالا پیین
اور اُس پانی سے مشکیزہ بھر کوئی دس قدم چلے ہین کہ پیچھے سے آواز آئی کہ ای عمرو کہان
جاتا ہی بس یہ حیران ہوے کہ یہ آواز کہان سے آئی پھر چلے پھر آواز آئی ارے سنتا
نہین اور اُس پانی کو تلاطم ہوا اور ایک برق چمک کر اُن درختون پر گری اور چارطرف

پھیل گئی اُن درختون سے آگ نکلی اور اُن سعلون نے چاہا کہ عمرو کو گھیر لین عمرو نے گلیم اوڑھ لی
اور پھر اسی چشمہ کے طرف چلا اُس چشمہ پانی کو تلاطم ہو رہا تھا اب اُسمین سے ایک ساحر
نکلا اور انکو ڈھونڈنے لگا یہ گلیم اوڑھے تھے جب اُسنے نہ پایا تو ناچار ہو کر پھرا اُسوقت عمرو نے
قریب اسکے آکے گلیم اُتاری اور نعرہ کیا کہ باش او کافر مین آ پہونچا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے
انھون نے جھک کر ایک خنجر مارا کہ سر اُس کافر کا کٹ کر زمین پر گر پڑا غل و تاریکی ہوئی کہ مارا
اُس شخص کو کہ نام جسکا عفریت جادو تھا اُس چشمہ کا پانی دھوان ہو کر اُڑ گیا اور نقش اسکی
بیر لیکر جانب افراسیاب چلے اور عمرو اور آگے بڑھے جب کوئی تین فرسخ راستہ طے کیا تو
دیکھا اُنھون نے کہ ایک خیمہ بہت بڑا ہو کہ اسکو دس پندرہ آدمی استادہ کر رہے ہین آپنے گلیم
اوڑھی اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چار گلاس ہین کہ اُنمین چار گلدستے رکھے ہین اور وہ چار
گلاس چار طرف ہین اور بیچ مین ایک تخت تکیہ دار جواہر نگار بچھا ہی اور گرد اُسکے کرسیان بچھی
ہین اور اس تخت پر ایک مسند بچھی ہے اب اُن آدمیون نے ایک منقل لیجا کے سامنے
تخت کے رکھی اور ایک کرسی قریب تخت بچھائی ہر ایک نے دھتورے کے پھل اُس تخت
پر رکھے جب یہ سامان ہو چکا عمرو نے دیکھا کہ تخت کے گرد ایک اوچھہ رکھا ہی آپ نے
جلدی سے اُس اوچھہ کو اُٹھا کے تخت کے نیچے جا کے دو سوراخ کر کے دیکھنا شروع کیا
اب جو دیکھا گنبد نور کی جانب سے ایک ساحر کو آتے ہوئے پایا کہ وہ خرس پر سوار ہے
اور خرس سفید رنگ کا ہے لیکن نہایت دراز قد ہے اور وہ بھی نہایت قوی ہیکل ہے
جھول گلے مین سحر کا پڑا الغلون کے بال بڑے بڑے کان آنکھ سے شعلے آگ کے نکلتے
ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے مین ترنج اس ترنج کو اُچھالتا ہوا آیا اور اُن آدمیون سے
اُسنے پوچھا کہ کوئی دشمن تو یہان نہین آیا اُنھون نے عرض کی کہ کوئی یہان نہین آیا
اب اُسنے سحر کیا کہ اُن گیلاسون مین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور وہ چار طرف پھیل گئی
اور رستہ اُسنے روکا یہ ساحر خرس سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اور ایک چار سو ساحر اور آگئے اور وہ
اُس خیمہ مین کرسیون پر بیٹھے اور دیکھا ایک تخت بہت بڑا ہے کہ اُسپر ایک ساحر قوی ہیکل بیٹھا
ہوا آتا ہے کہ بال اُسکے اسقدر بڑے ہین کہ جو تخت کے گرداگرد پڑے ہین اور بغل کے بال

بھی بہت بڑے بڑے ہین جو اسحر کا گلے مین پڑا ہے سینہ پر تصویر سورکی بنی ہے ماتھا سیندور
سے رنگا ہے یہ بھی آسکے یہان بیٹھا وہ جو پہلے آیا ہے یہ خرسان جادو ہے اور جو اب آیا ہے اسکا
نام پیر خود پرست ہے چنانچہ پیر خود پرست نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن آپہونچا اور اسی
جگہ ہے بس خرسان جادو نے پھر اُن آدمیون سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہین اُنھون نے عرض
کی کہ ہم جسوقت سے آئے ہین اُسوقت سے تو کوئی نہین آیا پھر خود پرست نے اپنی
ناک پر اُنگلی رکھکر کچھ بچار کیا اور کہا کہ حقیقت مین حریف آیا ہے اُسوقت دھیان آیا عمرو کو
اب کچھ عیاری کرنا چاہیے پس آپ اُس تخت کے نیچے سے گلیم اوڑھے ہوئے نکلے اور الگ
جاکر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی کہ زلف رسا پر عاشق کا دل سودا زدہ قربان ابرو کمان
انار پستان خال ہندو چشم جادو سیب زنخدان اشعار

جبین مین تھے شکن گیسو کی برہم
بلا لائے ہوئے جسکے نظارے
لب گلرنگ خون خاطر چند
نگاہ مست کے ایما تھے سنبھلا

نظر مصروف جلادی ہر اک دم
ادامین دلربائی مثل انداز
نہ چاک دل کو کرنے دین جو پیوند
لپکتی تھی دمک عارض کی ہرسو

غضب ابرو کی چتون کے اشارے
نگاہین قہر ظاہر گھات مین ناز
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو
نہایت تیز تھی شمشیر ابرو

اسی صورت پر تیار ہوکے زر و زیور سے آراستہ ہوئے اور حجرہ سے اونچے ہوئے اور حقہ
آتشین واسطے کہ اُسمین سے آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے بس
آپ نیچے آئے اور سامنے پیر خود پرست کے جاکے سلام کیا اور کہا کہ مجھے بھیجا ہے خداوند
قابیل نے یہ کہکر ایک کاغذ نکال کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے پیر خود پرست
نے جو اس کاغذ کو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے پیر خود پرست ہمارا نائب اس صحرا مین آیا
ہے اُسکے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ کام کرو یہ پڑھکے پیر خود پرست اُٹھا اور صحرا کی طرف چلا دو ساحر
چار سو اُسکے ساتھ چلے اور یہان عمرو نے پہلے سے جاکر ایک چٹان پتھر کی تھی اور اُسکے
قریب ایک تعر پانی کا تھا وہان اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ چار آنکھین چار ہاتھ
درست کیے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ موم کے گلے مین لپیٹے آنکھین طاس
خون کی طرح سرخ تھین اور نہایت ہیبت زدہ صورت بناکر اس پتھر کی چٹان پر بیٹھے اور

ادھر سے پیر خود پرست جو چلا تو اُسنے اُن ساحرون کو منع کیا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ مین پہلے
دیکھ آؤن کہ نائب خداوند کہان ہین وہ ساحر سب ٹھہر گئے اور یہ چلا اور تھوڑی دور جاکے پکارا
کہ ای نائب خداوند آپ کہان ہین کیا مین اب جہان مین نہ رہون مجھے آپ کے بندے دق
کرتے ہین اُسوقت عمرو نے پکار کے کہا کہ ادھر آؤ اور ایک تختی اپنے گلے سے اُتار کر اسکو دی
کہ اسمین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہ تختی اسنے لیکر آنکھون سے لگائی اُس تختی مین روغن بیہوشی
ملا ہوا تھا جب اُسنے آنکھون سے لگایا تو بو اُسکے دماغ مین گئی عمرو تو گلیم اوڑھکے غائب ہو گیا تھا
پیر خود پرست اُسکی بو کے جانے سے بیہوش ہوا پس آپنے اُسکو اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور اُسی کی ایسی صورت بنکر کچھ دور چلے اور ساحرون کو پکارا کہ آؤ وہ چار سو ساحر اُنکے پاس آکر
حاضر ہوے اور اُنھون نے کہا کہ تمسے ملاقات ہوئی نائب قابیل سے عمرو نے کہا ہان اور
یہ تختی مجھے دی ہے اور فرمایا ہو کہ اس تختی کو دھو کے پی لو چنانچہ اس تختی کو دھو کر سب ساحرونکو
پانی اسکا پلا دیا اور کہا عمر تمھاری ہزار ہزار برس کی ہوگی اور وہ دشمن بھی گرفتار ہوگا یہ سب
خوش ہوے اور اُس پانی کو پیتے ہی بیہوش ہوگئے آپنے خنجر سے سب کے سر کاٹ
ڈالے اور پیر خود پرست کو زنبیل سے نکال کے خنجر مارا مگر اُچٹ گیا آپ نے تھورا
حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالکر جو مارا تو اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے پس آپ نے جلدی
سے گلیم اوڑھ لی اور اُن نعشون مین ایک جگہ ٹھہرے لیکن خرسان جادو جو خیمہ مین بیٹھا ہوا
تھا وہ کچھ دیر کے بعد اُٹھکے وہان سے چلا تو آگے دیکھا کہ مع پیر خود پرست چار سو ساحر مرا پڑا ہے
دیکھکر اُسنے ایک چیخ ماری اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگا دل سے کہتا تھا کہ افسوس یہ کیا غضب
ہو گیا اور ایک برق اُسکے سحر سے چمک چمک کر اُن نعشون پر گرتی تھی اور غائب ہو جاتی
تھی کچھ دیر مین وہ برق غائب ہو گئی اور آپ گوشہ مین تھپر رکھکر ظاہر ہوے اور پکارے کہ
او کافر کسے ڈھونڈھ رہا ہے وہ دوڑا کہ اسکو پکڑ لون اُنھون نے وہ تھپر جو چرخ دیکر مارا تو اُسکے
سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہوے آگ جو چار طرف خیمہ کے پھیلی ہوئی تھی وہ بجھ گئی آپنے گلیم اوڑھ
لی اور دل سے کہتے ہین کہ دیکھیے گنبد نور پر کیونکر جانا ہوتا ہے کہ اسد کو چھوڑا ئین کیونکہ وہ طلسم مین
ہے یہ اس فکر مین تھے کہ گنبد نور کی طرف سے ایک قاز اور اُسپر ایک ساحر سوار ایسی صورت کے

کہ خدا کی پناہ سیاہ کفنی گلے میں پڑی مانگ میں سیندور بھرا چھٹے چھٹے دیدون میں کاجل ریل پیل لگا
سمجھا رہ گا شدمعا یہ آکر اس مقام پر پہونچی اور رونے لگی اور پکاری کہا کہ اے پدر بزرگوار یہ آپ تھی
تخفات نے جو کچھ کیا سو کیا پھر اسنے یہ غم کہا کہ یہ تو اب اس قابل نہین ہی جو اسطرح جائے خود
قاز پر سے اُتر کے نعش کو چٹان پر تپھر کی درست کر کے رکھا اور ایک دوات قلم جوڑ سے
نکالکر کچھ کاغذ پر لکھا اور وہ کاغذ اُس پیر خود پرست کی چھاتی پر رکھ کر کچھ اسم پڑھا لیس نعش اسکی
بیٹون نے اٹھائی اسنے کہا کہ لیجاؤ اس نعش کو شہر خود پرستان مین اور گنبد خسروی مین کہ وہان پیر جم
اُسکے پیر ہین اُنکے پاس انھون نے خود کہا تھا اپنی زندگی مین کہ اگر ایسا اتفاق ہو کہ مین مارا جاؤن تو
میری نعش کو میرے پاس بھیجدینا کہ وہ کچھ اسم پڑھ کے کام کرینگے یہ حکم سنکے پیر تو نعش لیکر چلے اور اسنے ایک اور
سحر کیا کہ وہ جو چار سو خشتین پڑی تھین وہ بھی اُٹھ کر جانب گنبد نور چلین اُسوقت آکر یہ قاز پر سوار ہوے
بس عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑا ہی تھے یہ بھی اُس قاز کی دم پر سوار ہوئے اب آگے آگے خشتین جاتی ہین
اور پیچھے پیچھے یہ جب جا کے گنبد نور پر پہونچے وہان نعش تو لگ گئی اور یہ جو اس حد مین پہونچے
یعنی گنبد نور پر تو وہان سے شرارے اُٹھ اُٹھ کر اسپر گرنے لگے اُسوقت تو قاز جادو جھنجھلا کے کچھ
دانے سرسون کے پھینکنے لگی کہ وہ شرارے جب یہ دانہ پھینکتی ہی تو الگ ہٹ جاتے ہین اور پھر آ کے
گرتے ہین اُسوقت اسنے کہا کہ کیا کوئی دشمن میرے پاس ہی آواز آئی کہ اے قاز جادو تیرے ساتھ
دشمن بیٹھا ہی اُسوقت اسنے سحر کیا کہ ایک تخت اُڑتا ہوا آیا یہ اُس تخت پر بیٹھی عمرو بھی دم پر سے
جست کر کے اُس تخت پر آئے قاز جادو نے ایک تیغ اُس قاز پر مارا کہ اُس قاز کے تین
حصے ہوے اور وہ قاز جلنے لگا اُس قاز نے کہا اے ملکہ تمنے مجھے ناحق مارا مگر تمھاری بھی خیر
نہین کہ دشمن تمھارا تمھارے پاس تخت پر موجود ہی بس سنتے یہ جو سنا رنگ اُسکے چہرے کا
زرد ہو گیا اور یہ چاہتی تھی کہ اُڑے تخت پر سے کہ عمرو نے اُسوقت گلیم اُتار کے نعرہ کیا کہ منم
عمرو باش کی گذار مہ ترا یہ نعرہ کر کے پاس تو اُسکے بیٹھے ہی تھے خنجر اُس زور سے اُسکی
گردن پر مارا کہ سر اسکا کٹ کے نیچے گرا اور دھڑ کو عمرو نے خود پھینک دیا اور جلد قسم غول اور
باد مہرے جبرئیل علیہ السلام کے پاؤن مین باندھے مرنے سے قاز جادو کے وہ تخت
بھی غائب ہو گیا لیکن عمرو مہرے تو باندھ چکا تھا نیچے اُترا اور گلیم اوڑھ لی یہان ایک دیوار

از زمین تا چرخ برین بلند اور کھنچی اور اس دیوار کے اسطرف پشتہ نور اور گنبد نور اور شہر ناپرسان
وغیرہ ہین قاز جادو کے مرنے کا غل جو ہوا تو نور جادو مالک گنبد نور اور تین چار لاکھ ساحر اسکے
مطیع فرمان ہین اور خرسان جادو جو مارا گیا کوتوال تھا گنبد نور کا اور اسکی عزیز تھی قاز جادو
غرض اسوقت نور جادو ایک تخت پر سوار اور اسکے پس پشت بہت سے ساحر اسلیے آئے
کہ دیکھین یہ کیا ہوا اور عمرو قدرت خدا سے ان ساحرون کو قتل کر کے چلا اور نور جادو کے
ساتھ کے ساحر یہان آئے جب قریب پہونچے تب یہان کوئی چیز سفید مثل کہربا کے تھی اور
نور جادو اور ان ساحرون نے قاز جادو کی نعش کو اٹھایا اور عمرو جو چلے تو معجزہ سے ایک
مقام پر ہوا دیکھے ہوے تو دیکھا انھون نے کہ ایک سفید پہاڑ ہے مثل موتی کے اسپر ایک دیر نور کا
بنا ہے اور ایک بت ہے فولادی وہ اسکے اندر تخت پر بیٹھا ہے اور ایک ساحر ہے کہ اسکا نام تنزبل
جادو ہے اور یہ تنزبل جادو صندل جادو کے ساتھ کا ہے ایک کرتہ چرمی پہنے اور اسکے سامنے
بت اوندھے پڑے رو رہے تھے اور چیخ رہے تھے کہ یا خداوندا واسطے لونے دو سو خدا کا میری
فریاد کو پہونچیے اور عمرو نے آپکو اس دیر مین پہونچایا اور پانی چشمہ جمشیدی کا گلم انار کے اسپر
چھڑک دیا کہ وہ بیہوش ہوے تو اسنے انھے نذر زنبیل کیا اور آپ اسکی صورت بنے اور چیخین مارنے
لگے پھر وہان سے نکل کر آگے چلے لیکن بسبب اسکی دیوار کے ہر چند انھون نے چاہا کہ مین اس طرف
جاؤن مگر ممکن نہوا ناچار ہو کر یہ وہان سے چلے اور بہت زمانہ مین لشکر مہرخ مین آکر پہونچے
اب کچھ دیر یہان ٹھہر کر پھر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تو وہان
دیکھا کہ سامنے سے ایک ابر دھوان دھار ایسا تاریک ہے کہ جسکا بیان نہین اور اسمین برقین ہزارون
چمکتی ہوئی اسطرف کو آتا ہے جب وہ قریب آیا تو اسمین سے سواری بران شمشیر زن کی نمود
ہوئی مرزان وزیر ساتھ تھی اور تخت پر بران سوار تھی مگر رنگ چہرہ کا زرد کیونکہ مدت تک
یہ مردہ پڑی رہی ہے اسوجہ سے یہ بیمار اور لاغر ہے غرض بران کو دیکھکر عمرو اسکے پاس گیا اسنے
ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مزاج تو آپکا اچھا ہے عمرو نے کہا کہ دعا کرتا ہون بران نے کہا
خواجہ اس افراسیاب کو جی مین آتا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑاؤن عمرو نے کہا
خدای ملکہ مین نے تنزبل جادو کو زنبیل مین ڈال لیا ہے تو اسکو نکال کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکر عمرو نے

تم زنبیل کو زنبیل سے نکالا تو اسوقت یہ معلوم ہوا کہ کسی نے میرے شانیکو کھینچا اور انہون نے پیٹھ پھیر کے
دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک آئینہ ہی بالشت بھر کا اور اسمین ایک پتلی ہی طلائی نہایت خوبصورت اور
تمام جواہر مین غرق ہی وہ کہتی ہی کہ یہ آپنے کیا کیا اور یہ وہ جگہ ہی کہ جہان آپنے مارا ہی ہیر خود پرست اور
خرسان جادو کو اب تو عمرو گھبرایا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن اسوقت پھر ایک چمک ہوئی اور تخت
نمودار ہوا کہ اسپر کوکب بیٹھا تھا اور کوکب نے آکر کہا کہ ای خواجہ عمرو سلام علیک انہون نے
کہا وعلیک السلام یہ کہا اور گلیم کو اوڑھ لیا کوکب نے پکارا کہ خواجہ کہان جاتے ہو جب انہون نے
جواب نہ دیا کوکب نے ایک سحر کیا کہ وہ پتلی اور آئینہ سب دھوان ہوکر جاتا رہا یہ کوکب
وبران و مرزان افراسیاب وابرق وسطریہ مین اور وہان حیرت جادو سوار ہوکر شہر
ناپرسان کو چلی جب بازار مین پہونچی تو صرصر عیارہ نے عرض کی کہ مصور جادو و صورت نگار
جادو نے آپ کی چھوٹنے کی نہایت خوشی کی ہے اور اب وہ گنبد نور کے پاس جو باغ ہی وہان مین
اور آپ کو بلاتے ہین حیرت جادو یہ سنکے اس باغ مین آئی مگر حال سنیے کہ برق فرنگی جو گیا تھا
واسطے دریافت کرنے حال لشکر کفار کے اور سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ اسکے پاس ایک چادر ہی
جمشیدی اسکو اوڑھے ہی اور چونکہ دریاے خون روان خشک ہوگیا ہی تو شہر ناپرسان کی دروازہ
سے داخل ہوا اور بازار مین جب پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک چوبدار دوڑا آتا ہی اور ایک مکان مین
ایک عورت خوبصورت بیٹھی ہی برق بھی اس چوبدار کے پاس آیا اس چوبدار نے اس عورت سے
کہا کہ چلو تمکو ملکہ صورت نگار نے یاد کیا ہی بس اس عورت نے آئینہ سامنے رکھکر سنگار کرنا شروع
کیا اور کئی پوشاک کی جو پاس دھری تھی اسمین سے دیکھا جو دوپٹہ اچھا ہو وہ اوڑھے اسوقت
برق نے اوڑھ کے چادر طلسمی صورت اپنی ایک حبشی کی ایسی بنائی آنکھین لال لال بال سر کے پیچدار
اڑے ہوئے رنگ سیاہ کرکے یہ تو چلے اور وہ چوبدار اس عورت کو پیغام دیکے چلا گیا اسوقت
یہ آکر پہونچے اور اس عورت کو سلام کیا اور پاس اسکے بیٹھے اور اپنی کمر سے کچھ میوہ نکال کر کھانے لگے
پھر اس نازنین سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ اسنے پہلے تو انکار کیا پھر اسکے کہنے سے کچھ دانہ انار کے اور ایک
سیب لیکر کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگئی برق نے بیہوشی دارو سے بیہوشی اسکے دماغ پر چڑھا کے
کپڑے اتار لیے اور اسی چادر مین لپیٹ کر کنوین مین ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنے اس

اثنا مین ایک چوبدار اور آیا کہا چلو تمھین بلایا ہی تمنے دیر کی اُسنے کہا مین اپنی سازندون کو تو اپنے
ساتھ لے لون یہ کہکر اور دوسرے مکان مین سازندے بیٹھے تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور اُس
چوبدار کے ساتھ آکر باغ مین پہونچی صورت نگار اور حیرت وغیرہ کو سلام کیا صورت نگار
نے کہا کہ ای یاسمن تمنے تو بہت دیر لگائی اُسنے عرض کی کہ کنیز نہاتی تھی اس وجہ سے
یہ شاگرد رشید ہی خواجہ عمرو کا اسنے گانا اور ناچنا شروع کیا اُس وقت آمد ہوئی
افراسیاب کی ابر سفید پیدا ہوا اُسمین سے بارش مروارید ہوتی ہوئی یہ بھی آکر محفل مین پہونچا
مصور و صورت نگار و حیرت نے استقبال کرکے تخت پر لاکر بٹھایا افراسیاب نے بیٹھتے ہی
یاسمن کی طرف دیکھا اور بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عیار ہی بس اسنے ایک سحر جو کیا تو ایک چوکی
نورکی بنکے تیار ہوئی اُسوقت اُسنے کہا کہ ای یاسمن تم اس چوکی پر بیٹھ کے گاؤ برق نے
جو دیکھا تو ایک چوکی نور کی ہی اور کہر اطلائی لگا ہی اور گبہا مخمل کاشانی کا بہت پر قدم بچھا ہے
یاسمن ناچار ہو کر بیٹھی جیسے ہی وہ بیٹھی چوکی اونچی ہوئی تین سو گز زمین سے بلند ہو گئی اُسوقت
افراسیاب نے مصور سے کہا کہ تمنے پہچانا برق عیار اور وہ چوکی کبھی ہزار کوس
ادھر جاتی ہی کبھی ہزار کوس اُدھر جاتی ہی اور یہ برق اُسپر ناچار بیٹھا ہی بیٹھے بیٹھے افراسیاب
ایک سحر جو کیا تو ایک ساحر سیاہ فام آکے موجود ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کی کہ
مجھے کیا حکم ہے افراسیاب نے فرمایا کہ ای لوزنہ تیرہ رو وہ تیرا ابر کہان ہی کہا حاضر ہی تب
کہا افراسیاب نے کہ ہمنے حکم دیا تمھین کہ تم جاکے لشکر اسلام پر گرو اور سب کو باندھ کے لاؤ جو کچھ
اور طور ہو تو سر حاضر کرو اسوقت لوزنہ تیرہ رو نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا مین
آکے پہونچا وہان پر اُسنے سحر کیا کہ بندر بہت بڑا مثل لنگور کے تھا وہ آکر موجود ہوا پھر اُسنے سحر پڑھکر
دستک دی کہ کئی سو ٹوکری مٹھائی کی اور موہن بھوگ آکر موجود ہوا لوزنہ تیرہ رو نے وہ مٹھائی
اور موہن بھوگ اس بندر کو کھلانا شروع کیا ایسا کہ پچاس ٹوکری مٹھائی کی اُسنے اسکو کھلائین
وہ بندر بہت خوش ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہی تب اُسنے کہا کہ ای بندر خوشی ہی شہنشاہ طلسم کی کہ
کچھ نمک حرامون نے دشمنی پر کمر باندھی ہی اور مجکو حکم دیا ہی کہ اُنکو جاکر قتل کرو مجھے وہان جلد پہونچاؤ
بس یہ بندر لشکر کی طرف سے آکر بغل کی طرف پہونچا اور لوزنہ تیرہ رو کو اپنی پشت پر سوار

کر کے اُڑا اور بات کہتے میں لشکر مہرخ کے کنارے پر آتار دیا بوزنہ نے کہا کہ ای مالک وہ جو آپ کے پاس سیندور ہی طلسمی اُسکا ٹیکا میرے ماتھے پر دیدیجیے کیسی ہی تکلیف آپ کو کیون نہو گھبرائیے گا مین کام تمام کرتا ہون اور وہان افراسیاب نے جب بوزنہ تیرہ رو کو بھیجا بعد اُسکے پہونچنے کے پھر دستک دی دیکھا تو اور ایک ساحر آکے موجود ہوا اُس سے کہا کہ ای زفران رعد آواز مین نے بھیجا ہی بوزنہ تیرہ رو کو مدد کو تم بھی جاؤ اگر اُس سے کام بن آیا تو خیر اور جو دیکھنا کہ معاملہ نوعد یگر ہی تو تم اُسکی مدد کرنا یہ سنکر زفران بھی آداب بجالا کر چلا حال اُسکا بھی بیان کیا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ جب اُس بندر نے ٹیکا دینے کو کہا تو بوزنہ تیرہ رو نے اپنی جھولی سے ایک ڈبیا سیندور کی نکالی اور ٹیکا سیندور کا اُسکے ماتھے پر دیا اور یہ بندر چلا یہان بارگاہ مہرخ مین بہار تخت شاہی پر تھی اور سب سردار یعنی نافرمان مشکین موے کاکل کشا شائیل جادو رعد جادو برق جادو طاؤس لرزان زلزلہ باغبان قدرت گلچین جادو وغیرہ سب بیٹھے ہین کہ بس اِس بندر نے چاہا کہ بہار کو اُٹھا کر لے چلین تخت بہار کے سامنے بچھا رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا کہ بندر کے سر پر ٹڑ کرتا دو ابرو اُترا اور اُسکے سر سے دھوان پیدا ہوا کہ وہ دھوان جسکی آنکھ مین لگا اندھا ہو گیا سب نابینا ہونے لگے تلاطم تمام لشکر مین پڑ گیا اور یہ بندر چاروطرف لشکر کے دوڑ رہا ہی اور دھوان جوق جوق نکل رہا ہی اور خلقت اندھی ہوتی جاتی ہی یہان مہرخ معابد جمشیدی مین چلا کھینچنے گئی تھی چنانچہ اُس معابد مین پہونچکر ٹھہری اور کچھ دانے ماش کے ایک جا پر رکھے کہ وہ دانہ بیر بنکے مجکو خبر دین لشکر اسلام کا جب یہ حال ہوا کہ لشکر اسلام کا سب نابینا ہوا تو ایک دانہ ماش کا اُچھل کر سامنے آیا اور پھٹا اُسمین سے آواز آئی کہ ای ملکہ مہرخ صاحب آپ تو یہان بیٹھی ہین اور سحر کر رہی ہین اور وہان بوزنہ سب کا خاتمہ کر چکا بوزنہ تیرہ رو بھیجا ہوا ہی افراسیاب کا اُس نے کچھ دھیان نہ کیا اور پھر پڑھنے لگی اُسوقت دوسرا دانہ اُچھل کر سامنے آیا اور شعلہ بنکے آواز دی کہ جلد چلیے نہین ایک کو بھی زندہ نہ پائیے گا جب تو گھبرا کے اُس معابد سے باہر آئی اور سحر جو کیا تو ایک طاؤس زرین بال آکے موجود ہوا زین پر زر اُسپر کھنچا تھا یہ اُسپر سوار ہوئی

ادھر یہ لشکر کی طرف چلی پھر جب مین آکر پہونچی لوزنہ تیرہ رو تو باہر تھا اور وہ بندر اندر رستم
کر رہا تھا اور اس بندر نے اور اس لوزنہ تیرہ رو نے ایک گنبد بھی دھوئین کا بنایا تھا کہ وہ مثل
فولادی تھا نہ کوئی اندر آسکتا تھا اور نہ کوئی باہر لیس مہرخ قریب آکر پہونچی اور اس بندر نے اس گنبد سے
سر نکالا پھر ہاتھ پانون سب باہر کیے اور لوزنہ تیرہ رو سے کہا کہ ای مالک مین نے سبکو قید کر لیا ہی
اور سب اندھیرے مین ہین سواسطے آیا ہون کہ اگر مجھے حکم کیجیے تو مین خالی سب کے سر
آپ کی خدمت مین لا کر حاضر کرون یہ وہ کہہ رہا تھا کہ مہرخ جو قریب آ کے پہونچی تھی اسنے کہا
کہ باش او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے ذرا ادھر دیکھ اسکو تو اسنے سر پر گھمنڈا ہی
بس وہ پھرا اور اسنے کہا کہ ای مہرخ تیری کیا حقیقت ہی جو تو ہمسے مقابلہ کرے یہ کہکر چاہا
کہ تکہ بارون خاک سیاہ کر دون مہرخ نے کچھ دانہ معابد جمشیدی مین بنائے ہین ان دانون کو جھولی
سے نکال کے اس بندر پر مارے کہ امین سے شعلہ آگ کا نکلا وہ بندر کے سر پر آکے پڑا اور اسکے
سر سے شعلہ آگ کا نکلا کر وہ لوزنہ تیرہ رو پر پڑا کہ یہ دونون جلکر خاک ہوے لیس مہرخ جاتی تھی
کہ اندر جائے کہ نعرہ ہوا کہ او مہرخ غضب کیا تو نے کہ مارا ان شخصون کو جو اپنا ثانی نہ رکھتے تھے
اور کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے لیس مہرخ چلی کہ مین اس سے بھی بار دون اسنے جو نعرہ کیا
یہ بیہوش ہو کر گری اسنے جلد اسے لیکر زبان مین اسکی سوزن دیا اور لیکر چلا کہ اسے مار کر شہنشاہ
کے پاس سر لیکر چلین چنانچہ یہ جا کر ایک پہاڑی پر اترا اور چاہا کہ دم لیلون تو ماردن یہان جو
دیکھا تو ایک چوکی ہی اسپر ایک نازنین عورت سوار ہی لیس یہ ایک دل چھوڑ ہزار جان سے
عاشق ہوا اور اسنے سحر کیا کچھ نہوا کیونکہ یہ سحر ہی افراسیاب کا اور یہ وہی چوکی ہی کہ جسپر برق
بیٹھا ہوا ہی اور وہ چوکی ہزار کوس ادھر اور ہزار کوس ادھر جاتی ہی اب اسنے جھنجھلا کر بال اپنے
سر کے نوچے اور اپنی انگلی کاٹ کے خون نکالا اور ان بالون پر ڈال کے بالون کو چوکی پر
پھینکا کہ وہ جال بنکر چوکی کو سامنے لے آئے اسنے کہا کہ ای نازنین تو کون ہی برق نے کہا
کہ میان مین ایک طوائف ہون مجھے گانے کو بلایا تھا مصور جادو اور اسکی زوجہ صورت نگار
نے پھر صورت نگار نے کہا کہ تو مصور جادو پر عاشق ہی اور مصور سے کہا کہ کیون جی تم
تمہاری آشنا ہی مصور نے قسمین کھائین مگر اسنے نہ مانا اب کل کا ذکر ہو کہ مین کمرہ پر بیٹھی تھی

سواری صورت نگار کی اُدھر سے نکلی مجھپر جو نگاہ پڑی تو جھنجھلا کے میرے اوپر سحر کیا کہ مین
اس چوکی پر بیٹھی ہون اور یہ مجھے لیے پھرتی ہی صورت نگار نے کہا بھی تھا کہ تو بغیر دانہ
پانی اس چوکی پہ مرجائیگی پس حقیقت مین کل سے اسوقت تک میرے منھ مین اڑ کر کھیل بھی
نہین گئی زعفران رعد آواز نے کہا کہ تم کچھ غم نکرو مین تمھین لیے چلتا ہون شہنشاہ کے سامنے اپنے
کہونگا کہ اسطرح صورت نگار تمھاری رعایا کو دق کرتی ہی اور جان مارتی ہی اُس نازنین نے کہا
کہ میرے صاحب خداوند سامری تمھارا بھلا کرے تمنے مجھے عمر دوبارہ بخشی زعفران نے کہا
اے نازنین اگر شراب ہوتی تو پیتے لیکن میرے پاس ایک بوتل ہی کہ اُسمین شراب ناقص ہی
اُس نازنین نے کہا اے یار گندم اگر بہم نرسد بھس غنیمت ست اُسنے اس بوتل کو اپنے
کمر سے نکالا اُس نازنین نے اُس بوتل کو لیکر سونگھا پھر اُسکی آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی اور کہا
میرے پاس ایک قلم شراب کی ہی کہ وہ مین نے چلتے وقت لیلی تھی اگر تم کہو تو وہ بھی مین اسمین ملا دون
اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی برق نے وہ قلم شراب کی بھی بوتل مین ملادی اور جام شراب سے
بھر کر اسکو دیا اور کہا یہ جام محبت ہی اسکو نوش کیجیے زعفران نے ایک جرعہ درکشید کیا کوئی تین
جامون کی نوبت پہونچی ہوگی کہ زعفران نے کہا اے نازنین مجھے تو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہی
برق نے کہا اٹھکے ٹہلیے بس یہ اٹھ کر ٹہلنے لگا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے کہ سر نیچے ٹانگین اوپر
دھم سے گرا برق نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا غل وشور یکبارگی ہوا آواز ہوئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام
تھا زعفران رعد آواز نعش اُسکی برق اُٹھا کے یعنی بونڈے چکر دیتے ہوئے جانب افراسیاب روانہ ہوئی
یہان جو بارگاہ مہرخ مین دھوئین سے چاہ بابل تھا اور اندھے اپنی آنکھون کو رو رہے تھے اور
سمیع وبصیر کو یاد کر رہے تھے چنانچہ وہ دھوان تو برطرف ہوا اور سب کی آنکھین اچھی ہوگئین
اور برق مہرخ کو لیکر بارگاہ مین آیا یہان خوشی ہوئی جشن کی تیاری ہوئی ناچ ہونے لگا
اور نعش زعفران رعد آواز اور بوزنہ تیرہ رو کی شہر ناپرسان مین افراسیاب کے پاس
آکر پہونچی اور ہیردون نے آواز دی کہ بوزنہ تیرہ رو کو مارا ہی مہرخ نے اور زعفران رعد آواز
نے مہرخ کو پکڑ لیا تھا مگر چوکی پر برق بیٹھا تھا اُسنے مارا زعفران رعد آواز کو یہ حال سنکے
افراسیاب کو نہایت رنج ہوا اُن دونون کی نعشون کو پھکوا دیا اور خود چاہا کہ کچھ سحر کرون مگر

اور کیفیت یہ سنے کہ حیرت جادو نے ایک بیٹا کیا ہی کہ اُسکا نام ہی مواج جادو اور یہ اُمون خوبصورت
کا ہوا جب خوبصورت قید ہوئی تو اُسنے چاہا کہ مین کوئی صورت نکال کے اُسکو چھڑا دون
مگر حیرت نے منع کیا کہ تم اس مقدمہ مین دخل نہ دو شہنشاہ کو اختیار ہی کہ کیا اُسکے
جگر کا وہ ٹکڑا نہین ہی مواج نے کہا مجھسے دیکھا نہین جاتا لیکن خیر اب کچھ نہ کہونگا حیرت جادو
نے از اسباب سے لشکر کوہ تاریک کے ملک کی جگہ اُسکو دلوائی ہی یہ وہین رہتا ہی اور بہت سی
ساحرائی تابعداری مین حاضر رہتے ہین اور یہ کوہ تاریک مین سُنا کرتا تھا کہ کچھ مفسد عیار لشکر
امیر سے آئے ہین اور یہان طلسم مین بھی ملازمان شہنشاہ نے نمکحرامی پر کمر باندھی ہی عجب طرح کا
مقدمہ درپیش ہی کہ جو سردار جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی اُسنے ارادہ نہین کیا اسلیے کہ شہنشاہ مجھے خود
بلائینگے جب اُسنے دیکھا کہ شہنشاہ نے نہین بلایا تو یہ خود چلا کوئی تین سو ساحر زبردست اسکی ساتھ مین
اور عملہ بھی کوئی چار پانچ ہزار آدمی کا ہی اس تزک سے یہ چلا ہی اور اسکے خیال مین ہی کہ چل کے
اس فساد کو دفع کرو ادھر مہرخ جو سالار فوج ہی اُسکے باعث سے اس فساد کو ترقی ہوتی
جاتی ہی اگر شکیل کے ساتھ خوبصورت کا عقد ہوجاے تو یہ فساد جاتا رہی اسکو یہ نہین
معلوم ہی کہ خوبصورت کو بران شمشیر زن چھڑا لائی ہی اور دریاے خون روان بھی
خشک ہی اور پل پریزادان ٹوٹ گیا ہی القصہ جب یہ گنبد نور کے قریب پہونچا تو اسکو
دھیان آیا کہ تو یہین خیمہ کر پس گنبد نور سے چار کوس ہٹ کر اُسنے خیمہ استادہ کرایا اور منتظر اس امر کا
کہ کوئی استقبال کو آئے تو مین چلون چنانچہ اُسنے جہان خیمہ کیا ہی وہ مقام کوہ ارم ہی کہ جہان
بلکہ بہار جادو حاکم ہی لیکن بسبب ٹوٹ جانے پل پریزادان کے اور دریاے خون روان کے
خشک ہوجانے سے راستہ کھل گیا ہی یہ مقام نزدیک ہوگیا ہی ورنہ بہت دور تھا اور اب
یہان کا سرحددار شیر جادو ہی پس یہ مواج تو اس فکر مین ہی کہ کوئی استقبال کو آئے خیمہ مین
بیٹھا اور اُسنے دیکھا کہ ایک پہاڑی چھوٹی سی ہی کہ طول مین دس کوس اور عرض مین پانچ
کوس اور اُسپر ایک بارہ دری بنی ہی کہ جسمین کوئی دو سو دروازے ہین اور سب کمرے جدا جدا ہین
اور شیشہ آلات میز کرسی دنگل کوچ وغیرہ سے آراستہ ہی مواج جادو بیٹھا ہوا تھا کہ شیر
جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ آیا اور آداب بجالایا اور عرض کی کہ آپ چلیے اور اس

بارہ دری مین چل کے بیٹھے مولج سفید پوش اُٹھا اُسکے ساتھ اُس بارہ دری مین آیا اور دہ
جو بیچ کا در ہی اُسکے آگے ایک نگیوہ زرتار کھچا ہی یہ اُس در مین بیٹھا اور سب گردن مین در سب
سرو آزاد بیٹھے مولج نے کہا ای بھائی منیر تمھین قسم ہی ہمارے سر کی جو تم خبر کرو دیکھو تو کوئی آتا ہی
یا نہین غرض بیان ناچ ہونے لگا بڑی عیش و عشرت مین یہ اُس مقام پر بیٹھا ہی لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی کہ ضرغام شیر دل جو عیار ہی شہزادہ اسد کا وہ ساحر کی شکل بنا اور بہت
سانپ اُسنے موسوم سے بنا کر کالے ناگن اور دھامن سر و گلے مین لپیٹے اور آپ الغایہ
بجاتے بھجن گاتے چلے رستہ مین برق ملا اُس سے اُنھون نے سارا حال مولج سفید پوش
کے آنے اور کوہ ارم مین آنے کا بیان کیا برق نے کہا کہ تم جاؤ اور آپ چلا بارگاہ کی طرف
اور بہار سے آکر چپکے سے کہا غرض کہکے یہ تو چلا گیا اور بہار نے نافرمانی سے کہا کہ میرے
سر مین درد ہی مین جاتی ہون اپنے خیمہ مین اور یہ آئی کنیزون سے کہا کہ خبردار کوئی آنے نپائے
اور آپ آکر پلنگ پر بیٹھی دو پھول گجرے کے توڑ کر خیمہ کی چھت کی طرف مارے وہ چھت شگافتہ
ہوئی اور یہ شکل برق کے نکل کے چلی وہان برق فرنگی پہلے ہی سے آگیا تھا اُسنے کہا کہ ای
ملکہ بہار آپ تو بنیے ملکہ یاقوت کی صورت اور مین صرصر کی صورت بنتا ہون آپ مجکو وہان
چھوڑ کر چلی آئیے گا اسوقت بہار نے کچھ پھول گجرے کے توڑ کر آسمان کی طرف مارے کہ ایک
ابر سرخ رنگ آکر موجود ہوا اور اُس ابر سے تین سو انیس جلیبین اور چار ہزار عملے کے لوگ یعنی
خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ موجود ہوے اُسوقت برق صرصر کی صورت بنکے تیار ہوا اور
بہار جادو بزدر سحر یاقوت کی صورت بنی اور آگے سامنے گنبد نور کی طرف سے روانہ ہوئی
اور جب قریب پہونچی تو مولج سے لوگون نے خبر کی کہ ملکہ یاقوت وزیرزادی حیرت کی
آتی ہی مولج نے کچھ لوگ استقبال کو بھیجے یاقوت نقلی اور صرصر نقلی آکر سامنے پہونچین اور
بہت جھک کر آداب بجا لائین کیونکہ یہ فرزند ہی ملکہ حیرت کا مولج نے بہار کا سر چھاتی سے
لگایا اب یاقوت نقلی بیٹھی اور کہا کہ ملکہ حیرت آپ کی والدہ نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور کہا
ہی کہ مین نہایت خوش ہوئی جو آپ آئے اب آپ اس صرصر کو اپنے پاس رہنے دیجیے کیونکہ
لشکر اسلام کے عیار بہت بد ہین صرصر آپ کی نگہبانی کرے گی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی شربت کباب کی

صحبت رہی پھر وہان سے یہ تو چلی اور صرصر رہ گئی مواج بہت خوش ہے اور کہتا ہے ہر بار
منیر جادو سے کہا کہ والدہ نے میری بہت عزت کی غرض جب وہ زمانہ آیا کہ سفیدی روز سیاہی
شب سے ہم آغوش ہوئی اور شاہد شب نے پیشواز ستارون کی زیب جسم کی اشعار
نگاہون نے کیا آنکھو نمین آرام ؛؛ چلے ہر سمت مشتاقان خود کام ؛؛ سیاہی بڑھتے بڑھتے ہو گئی شام
کہ جیسے مشک گیسوے دل آرام ؛؛ جب رات ہوئی تو مواج نے کہا کہ بی صرصر تمھین کوئی کہانی
بھی آتی ہے صرصر نے کہا کہ سردار صاحب ہان کچھ ٹوٹی ماری کہانی کہہ لیتی ہون مگر مجھے ساقی گری
خوب آتی ہے اسنے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے کچھ قرابے اور شیشے منگا کر اسکے حوالہ کیے اسنے ان قرابون
مین کچھ الٹ پھیر کر کے بیہوشی ملا دی اور جام بھر بھر کے ہر ایک شخص کو دینا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا شعر
اڑا کر کاگ بوتل کا منہ کا گلون نکلتی ہے + شب کی جمع ہین مینخانہ مین توپ چلتی ہے + اور کبھی کہتا تھا شعر
ساقیا برخیز و در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + کبھی کہتا تھا شعر - پلا ساقی
شراب ارغوانی + غنیمت ہے بہار زندگانی + اسی طرح سے سب عملہ کو اور جتنے سردار
تھے انکو شراب پلائی اور کہا کہ یہ صحبت رندان ہے اور جلسۂ مے پرستان ہے اسمین
امیر و غریب کسی کا لحاظ نہیں ہے مواج تو نشے مین چُور ہو رہا تھا اسنے بھی کچھ نہ کہا اور ایسا
نشہ ہوا کہ جھومنے لگا اور کہا کہ ای صرصر تم نے دیکھا کہ شہنشاہ خود میری ملاقات کے لیے
آئے مین اسنے کہا کہ تعظیم کو اسکے یہ گھبرا کر اٹھا چنانچہ ذرا بیہوشی نے سر نیچے ہا مگین اور یہ
اسکے اٹھانے کو اور لوگ جو اٹھے وہ بھی چھینکین مار مار کر بیہوش ہو گئے غرض کل اہل قلعہ
اور سردار اور مواج سب بیہوش ہوئے برق نے مواج اور چند سرداران نامی کا سر کاٹ ڈالا
اور وہان سے چلا اب کچھ دیر مین وہ وقت آیا کہ جمال صبح عالم کو نظر آیا اور رات کے دامن پہ سیٹا شعار
گلہر شبنم کی پھولون کی لٹانے ؛؛ زمین کی موتیون کی ڈھیر ہے ؛؛ جدا پروانون سے ہونے لگی شمع
لگی رخصت جو تھا خاموش تھی شمع ؛؛ افراسیاب نے وہان کتاب سامری مین دیکھا تو یہ دیکھا
کہ مواج سفید پوش آ کر کوہ ارم مین اترا ہے تب اسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو تھا را بیٹا
آیا ہے اور کوہ ارم مین اترا ہے یہ کہکر یہ تو چلا گیا قلعہ طلسمی مین اور یہان ملکہ حیرت نے رات کو
کتاب سامری مین جو دیکھا تو یہ وہ وقت ہے کہ برق صورت صرصر کی بنا ہوا خنجر لیے ہوئے

اُسکا سر کاٹنا چاہتا ہی پس اُسنے دونوں ہاتھوں سے سر تھاما چاہا کہ تاج سر سے گر گیا ملکہ یاقوت نے
اُسکو اُٹھا کے سر پر رکھا اور کہا ملکہ خیر تو ہی آپ تو اس طرح بدحواس ہو جاتی ہیں کہ یہ تاج سر سے
گر پڑا حیرت نے کہا کہ ارے کوئی جاے اور بچاے میرے بیٹے کو برق کا نام ہی خوف کا ہی
ہر ایک کو کسی نے کچھ نہ کہا مگر ایک کنیز ہی حیرت کی کہ اُسنے حیرت کو پالا ہی اور معراج کو بھی دودھ پلایا
کیا ہی اُسنے کہا کہ میں جاتی ہوں یہ کہکر وہ چلی اور یہاں آکر جو دیکھا تو اندھیرا ہی اور جوں جوں سر
کاٹے جاتے ہیں آوازیں مہیب آتی ہیں اور تاریکی بڑھتی جاتی ہی جب تین سو ساحروں کے
سر برق کاٹ چکا اور صبح ہو گئی روشنی ہوئی تو اُسوقت ضرغام جو اکتا رہا تھا ہوا چلا تھا وہ بھی
آکر پہونچا اور اس کنیز نے نعرہ کیا کہ او موے ناعیار تو نے مارا اُس شاہزادے کو کہ اپنا ثانی نہ رکھتا تھا
یہ کہکر سحر کیا کہ برق کے پانوں زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے چاہا کہ میں برق کو قتل کروں جیسے ہی
اُسکا برق کی طرف تھا پیچھے سے ضرغام نے خنجر مارا کہ سر اُسکا جسم سے جدا ہو گیا نعش لیکر یہ
چلے سامنے حیرت کے لائے اُسنے اپنا عجب حال تباہ کیا جو کہ قتل سے بچ گئے تھے وہ بھی آکر
پہونچے اور کہا دہائی ہی کہ ہمارا سردار مارا گیا اُسنے نعش اُسکی بڑے دھوم سے اٹھوائی اور اُن
لوگوں سے کہا کہ تم جاؤ باغ میں یہ کہکے انکو ایک باغ میں بھجوا دیا اور آپ قلعہ طلسمی میں آئی
وہاں افراسیاب بیٹھا تھا اور ابرق و مریایہ و مصور و صورت نگار یہ سب بیٹھے تھے اُسوقت
حیرت نے اپنا گریبان تا بدامن چاک کیا اور سامنے افراسیاب کے پیٹنے لگی اور کہا میرے
بیٹے کو اس موے برق نے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ ہی کوئی ایسا جو جا کے پکڑ لاے برق
کو یہ حکم سُنکر ابرق کوہ شگاف وزیر اُسکا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور عرض کی کہ میں جا کر لاتا ہوں
افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ یہ روانہ ہوا اور برق فرنگی و ضرغام چادر طلسمی اوڑھے کوہ ارم سے
اپنے لشکر کو چلے میں راستہ میں برق نے دیکھا کہ یہاں کوئی نہیں ہی پس اُسنے چادر طلسمی کو اُتار ڈالا
اور ابرق جو چلا تو اُسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس طرف عیار جاتے ہیں پس یہ بھی سیطرف
چلا اور جا کے جب قریب برق پہونچا تو ضرغام تو بھاگ گیا مگر ابرق نے کمند سحر کی برق پر ماری
کہ گئیں حلقے اُسکے بھی ہوئے برق نے جلدی سے چادر کو لیکر بٹوے میں رکھا اُسوقت ابرق
نے اُسکو باندھ لیا اور ضرغام نے دور سے دیکھا کہ برق قید ہو گیا یہ گھبرا کر چلا تو راستہ میں قران

ملا اُس سے ضرغام نے کہا کہ ای خلیفہ عیاران لشکر اسلام برق اس طرح قید ہوگیا قران نے کہا کہ اچھا تم جاؤ مین سمجھ لونگا پس یہ گلچینی گلشن عیاری کی کرنے لگا آخر ایک گل مراد ہاتھ آیا یعنی ایک درخت چندن کا ایک مقام پر لگا تھا اسنے اُسی ٹہنی کو تراش کر ایک طاق اُس درخت مین بنایا اور ایک چبوترہ اُس درخت کے نیچے پتھر کا بنا کے ایک لوح کو اُس لوح مین یہ لکھا کہ یہان آکے سامری و جمشید بیٹھے ہین یہ بڑا معابد ہی اور اُس لوح مین عطر بیہوشی کا لگایا اور آپ علیحدہ ایک طرف کونے بیٹھے مگر اُسنے صورت ایسی بنائی کہ آدھا بدن سرخ رنگا اور آدھا سفید اور ٹھگنے دیکھے بہت بڑے بڑے دانت بنائے آنکھین لال لال خون کبوتر کی طرح سرخ اور مثل مشعل کی روشن سر پر بالون کی جٹائین لٹکے ایک جگہ پر بیٹھ رہا ابریق کوہ شگاف جو برق فرنگی کو لیے ہوے آتا تھا اس مقام پر آکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت بنا ہی اور ایسی بوے خوش آتی ہی کہ دماغ جان معطر و عنبر سا ہوا جاتا ہی پس معلوم ہوا کہ یہ جگہ کوئی خاص ہی آگے بڑھ کر قریب اُس درخت کے آیا اور برق فرنگی کو ایک مقام پر ڈال دیا کہ یہ بندھا ہوا پڑا ہی پس اس تختی کو آنکھون سے لگایا بوسے دیے بیہوشی جو دماغ مین گئی بیہوش ہوے قران نے آکر مشکین برق کی کاٹین اور ابریق کی زبان مین سوزن دیا اور ہوشیار کیا اور اُس سے کہا کہ تجھے کیا دخل ہی ہمارے کارخانہ مین ہمنے لینا فرنازل کیا ہی تمام طلسم ہوش ربا پر یہ کہکر چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرے اُسوقت افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف کو قران قتل کیا چاہتا ہی پس یہ وہان سے بیقرار ہو کر اُٹھا اور اُس مکان پر پہونچا اور پکارا کہ باش لو نا عیار یہ نعرہ سنتے ہی قران کے پاس ایک دعا ہی کہ اسکے پڑھنے سے مہر دق جن اُٹھالی جاتا ہی اور تاج نور البصار بھی انکے پاس ہی کہ اسکے پہن لینے سے غائب ہوجاتے ہین بہر صورت انھون نے اُس دعا کو پڑھا اور تاج نور البصار کو سر پر رکھا کہ غائب ہوے اور برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی افراسیاب ابریق کوہ شگاف کو اُٹھا لیگیا اور برق اور قران وہان سے اپنے لشکر کی طرف آئے وہان ابریق کوہ شگاف کی زبان سے سوزن نکالا اور اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ عیار بڑے زبردست ہین غرض یہ جھگڑے دیکھنے لگے اور شراب پینے لگے مگر حال سنیے کہ باغبان قدرت جو مطلع اسلام ہی وہ ایک روز صحرا مین براے شکار آیا اور صید غزالان

کرنے لگا وہان افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھکر معلوم کیا کہ اسوقت باغبان
قدرت شکار طلسم ہماری اسنے قینچی سے دو پتلے کاغذ کے کاٹے اور سحر پڑھکر انکو مثل انسانون
کے بنایا اور ان سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت کو فلان صحرا سے پکڑ لاؤ وہ دونون پتلے چلے
اور آکر باغبان قدرت کے لپٹ گئے اسکو کھینچتے ہوے سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ
اسوقت باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا پس اسنے دستک دی کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور
تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو سامنے جو چمن ہے اسمین بہت سے درخت لگے ہین اور ایک
درخت نارنگی ہزاری کا لگا ہے کہ اسمین سرخ سرخ نارنگیان لگی ہین چنانچہ افراسیاب نے
باغبان قدرت سے کہا کہ اس درخت سے نارنگیان توڑ لا باغبان قدرت نے آگے اسکی
ایک نارنگی توڑنا جو چاہی تو دیکھا کہ مثل فولاد کے ہے اسنے زور کرکے اسے توڑا جیسے یہ ٹوٹی ویسے ہی
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک شعلہ نکلا اندھیرا ہوگیا باغبان بیہوش ہوکر گر پڑا اسوقت
افراسیاب نے دستک دی کہ ایک ابر گرجتا کڑکتا ہوا برآیا اور اسمین سے ایک شخص
پیدا ہوا سیاہ رنگ اور اترکر سامنے افراسیاب کے آکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے
افراسیاب نے کہا کہ اے لشیر لے اس باغبان قدرت کا سب اسباب لیکر اسنے آکر پاس
باغبان قدرت کے جھولا سحر کا اور ہاتھون کے کڑے اتار لیے اور سامنے افراسیاب کے
لاکر حاضر کیے باغبان قدرت کو ستونون سے بلورین کے باندھ دیا پھر اس سے کہا
افراسیاب نے کہ تو جا اور پھر دستک دی افراسیاب نے کہ ایک ساحر اور پیدا ہوا کہ جسکا تمام
بدن شیشے کا تھا اور ہاتھ مین اسکے ایک شیشی پانی کا تھا افراسیاب نے اس سے کہا
کردے پانی کا چھینٹا باغبان کو اسنے پانی کا چھینٹا دیا اور غائب ہوگیا باغبان ہوش
مین آیا اور اسنے دیکھا کہ مین بندھا ہون پس اسنے افراسیاب سے کہا کہ اے شہنشاہ مین نمکحرام تھا
مگر آپنے مجھے نمکحرام بنایا اور آنکھ سے آنکھ افراسیاب سے یہ ملائے رہا افراسیاب نے کہا
کہ آنکھ نیچی کیون نہین کرتا باغبان نے کہا کہ مین نے کوئی حرکت ایسی نہین کی کہ جس سے
مین آنکھ نیچی کرون اسوقت افراسیاب نے ایک ترنج جانب آسمان اچھالا وہ پھٹا
اور آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک ابر گھر آیا تاریکی ہوگئی پھر جو دیکھا تو وہ درخت جو نارنگی

کا تھا اُسمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور زمین بھی شق ہوئی اُسمین سے بھی پانی نکلنے لگا یہانتک
کہ کچھ دیر مین پانی مثل دریا کے موج مارتا تھا اب ایک بجرا اُسمین پانی مین بہتا نظر
آیا کہ بالکل بجلی کے تھا اور پا بجی ڈنڈا پکڑے ہوئے ہین ادھر سے اُدھر کھیتے چلے آتے
ہین جب وہ بجرا قریب آیا تو اُسمین سے دھوان نکلا اور ایک آواز تڑاقے کی ہوئی پھر
اُسمین سے ایک عورت سیہ فام کریہ منظر تیرہ رو تیرہ درون پیاز لہسن کی گٹھیون کی ہڈیان
کھوپریون مُردون کے ہار گلے مین ڈالے دانت مثل دندان خوک باہر نکلے ہوئے میل
اُنپر تھپا زرد مثل ہلدی کے تھے تہمد کھاروے کی باندھے چھاتیون کے تکے لٹکتے سامنے
افراسیاب کے اُس بجرے سے نکلکر آئی افراسیاب نے کہا کہ اے قہر جادو دے اِس
باغبان قدرت کی آنکھ مین سلائی اُسکے ہاتھ مین ایک سلائی اور چھوٹی سی سرمہ دانی
تھی چنانچہ اُسنے سحر جو کیا باغبان بیہوش ہوگیا اُسنے اُسکو ستون سے کھول کر چھاتی پر چڑھ کے
اُس سلائی کو تین بار سرمہ دانی سے رگڑ کے باغبان قدرت کی آنکھ مین دیا اسی طرح
دوسری آنکھ مین بھی سلائی کو پھیر دیا اور پھر باغبان قدرت کو ہوشیار کر دیا اور آپ کود کر
اُس بجرے پر گئی اور غائب ہوئی اور افراسیاب نے باغبان سے کہا کہ کیون او نمکحرام
اب پہونچا اپنی سزاے اعمال کو اُسنے کہا ابتک تو مین نمکحرام نہ تھا مگر اب بیشک ہو افراسیاب نے
اُسکو ایک حجرے مین بند کیا اور آپ جا کے ایک محل مین سو رہا مگر چالیس ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر
کر دیا لیکن خواجہ عمرو چگلیم اوڑھ کر کوکب نقلی کے پاس سے جو بھاگے تھے تو اُنھون نے
دیکھا ایک صحرا مین کہ برق چلا آتا ہے اور چادر جمشیدی اوڑھے ہے مگر سر کھلا ہے عمرو نے کہا کہ اے برق
کہان جاتے ہو برق نے سلام کیا اور کہا اِس طرح ابرلیق کوہ شگاف نے مجھ کو قید کیا تھا مگر
قران نے مجھے چھڑایا عمرو نے کہا اچھا جاؤ مگر تمکو کچھ باغبان قدرت کی بھی خبر ہے برق نے
کہا نہین یہ کہکر عمرو جانب باغ سیب روانہ ہوئے راہ مین کچھ ساحر جاتے تھے اُن سے سُنا کہ
باغبان قدرت کو افراسیاب نے اِس طرح قید کیا ہے اور اب وہ جلا دیا جائیگا پس عمرو نے
کوکب کا دیا ہوا تعویذ مُنھ مین رکھا کہ ایک پتلا اُنکو اُڑا کے لے گیا جب یہ پہونچے پاس کوکب کے تو دہانے
زمین شق ہوئی اور ایک پتلی یاقوت نگار بالشت بھر کی زمین سے نکلی دو کاغذ اِنکے ہاتھ مین دیے

اور کہا ان کاغذوں کے بموجب کام تیجیے گا بس یہ خوشی خوشی وہان سے چلے یعنی کو کب نے انکو ایک
تخت سحر پر بٹھا کے قریب باغ سیب پہونچادیا اب کیفیت سنیے کہ ایک کوتوال ہی شہر ناپرسان کا
اسفل شب گرد جادو نام لور الیا زبردست کافر ہی کہ صورت اپنی بدلکر نکلتا ہی اور جہان کوئی
مسلمان ملجاتا ہی اُسے قید کرکے خوش ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ جب مین ہزار مسلمانون کو مارونگا تب اپنی
شادی کرونگا چنانچہ وہ شب گرد آج شہر ناپرسان سے نکل کے باغ سیب کی طرف آیا ہی وہیان
عمرو نے اپنی صورت ایک بڑھیا کی ایسی بنائی ہی سر سفید بکا پاجامہ سوسی کا گراہین آستین
دی ہوئین گاڑھے کی چادر کی چادر اوڑھے دانت ٹوٹے ہوے کانون مین جھریان پڑی ہین
کہتی ہوئی کہ خدا وہ کون دن کرے گا جو مین اپنی ملکہ مہرخ کے پاس پہونچونگی بس یہ سنکر اسکے
بدن مین آگ جو لگی تو سر مین جا کے بجھی اور چلا کہتا ہوا کہ او بڑھیا کہان جاتی ہی میرے ہاتھ
سے اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ مارے ایک لات کہ بڑھیا کا کام تمام ہو بس آپ نے خالی دیکر
ایک اَنٹی جو ماری تو یہ گرا منھ کے بل آپ نے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا ہی دار دے
بیہوشی کی اسکی ناک پر باندھی اور لٹو خار دار اسکے گلے مین اُتار کے اب آپ نقب سیتے
ہوے چلے یہان تک اُس حجرہ مین کہ جسمین باغبان قدرت قید تھا پہونچے باغبان
مارے درد کے بیہوش ہو گیا تھا اور اُس حجرے مین ایک تخت تھا کہ باغبان مارے درد
کے اُسکے کٹہرے سے سر لگائے بیہوش پڑا تھا بس آپ نے بیہوشی دیکر اُسکو زنبیل مین ڈالا
اور اسفل شب گرد کو نکال کر باغبان کی صورت بنا کر لٹو خار دار تہ گلے مین اتارا ہی جگہ تھے
اُسکو وہین لٹا دیا اور وہ کاغذ جو تیلی نے دیے تھے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکا اور وہان اسفل کو
ہوش جو آیا تو اُسنے سانس لی تو وہ لٹو خار دار نیچے اُتر گیا اُسکے صدمہ سے اسکی جان نکل گئی
اور ادھر اُس کاغذ کو خواجہ نے پھاڑ کر پھینکا کہ یکایک آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم وجان دادیم
وبمطلب خود نرسیدیم نستی واکہ نام من باغبان قدرت جادو و لود غل اور شور اس طرح
کا ہوا کہ شب گرد کے مرنے کا بھی غل معلوم نہ ہوا وہ جو چالیس ہزار دربان بیٹھے تھے اُنھون
نے کہا کہ باغبان قدرت مر گیا اور ایسا غل ہوا کہ افراسیاب اپنے محل مین جاگ پڑا
اور اُسکو بھی رنج ہوا باغبان کے مرنے کا خواجہ اُس نقب کی راہ سے نکل کے صحرا مین آئے

اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں صبح کو جب وہ زمانہ آیا کہ شب نے نقارہ
رخصت کا بجایا اور مثل پری زاد کے پردۂ عدم مین منہ چھپایا

اشعار

یہاں تک جو مطلب پایا گوش | کہ رخصت کا ہوا اس رات کو جوش | بشکل قلب عاشق تنگ ہو کر
رخ عشاق سے بے رنگ ہو کر | ارے جسطرح خون تیغ جلاد | چھپے یون جیسے پردہ مین پریزاد

صبح کو حجرہ کھول کر نعش باغبان کی نکالی اور اسکو پھونک دیا اور یہاں عمرو جب آ کر
پہونچا تو گلچین جادو نہایت رنجیدہ زار زار رو رہی تھی کہ عمرو نے آ کر باغبان کو
زنبیل سے نکالا اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کی آنکھین کیونکر اچھی ہون باغبان
نے کہا سب سامان سحر کا میرے بیٹے قہر جادو نے کیا ہی مگر ایک تعویذ تھا کہ وہ
میرے بازو پر بندھا رہتا تھا وہ اب نہین ہی اگر وہ ہوتا تو کچھ حال معلوم ہوتا خواجہ عمرو نے
کہا کہ ایک تعویذ تو میرے پاس ہی یہ کہکے ایک تعویذ نکال کے دیا اسوقت باغبان
قدرت نے گلچین جادو سے کہا کہ اے بی بی تم وہ عمل کرو جو پہلے کیا کرتی تھین گلچین نے
چوکا دیکر تعویذ عمرو کا دیا ہوا رکھ لیا اور آپ اُس چوکے مین بیٹھی اور کچھ پڑھنے لگی بعد
ایک گھڑی بھر کے دیکھا تو ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہو گئی سب کی
آنکھین بند ہوئین اب جو دیکھا تو ایک جانور انگارے کی تر مین استادہ ہے
اور جواہر کا ہی گلچین نے اُس سے پوچھا کہ اے طائر طلسمی بتا کہ کیا صورت ہو جو آنکھین
باغبان قدرت کی اچھی ہوئین اُسنے کہا کہ جب تک قہر جادو مارا جائیگا آنکھین
نہ روشن ہونگی اور وہ رہتی ہی کوہ فنا کے پاس پس یہ کہکر وہ جانور تو غائب ہو گیا اور گلچین نے
وہ تعویذ اٹھا لیا اور باغبان قدرت کو دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ بہت مشکل ہے
جانا وہان عمرو نے کہا خدا مین سب قدرت ہی اور بہار جادو سے کہا کہ تم چلو میرے ساتھ
بہار نے ایک طاؤس زرین سحر سے بنایا اور اسپر سوار ہوئی یہ تو روئے ہوا پر چلی اور
عمرو نیچے نیچے چلے قہر جادو کی فکر مین اور مہرخ نے کہا کہ مین بھی جاتی ہون چنانچہ یہ بھی
چلی کوہ فنا جو تختۂ تاریک کے قریب ہی پہونچی تو ایک میدان سیاہ رنگ کا نظر آیا اور پہاڑ بھی
سیاہ نظر آتا ہی یہ خوش ہوئی اپنے دل مین کہ باغ مینا نظر آیا آگے جو بڑھی تو دیکھا کہ ایک دیوار

سیاہ اُٹھی ہوئی ہے اُسکے دوسری طرف ایک پہاڑ ہے عمرو اُس پہاڑ پر چڑھ گیا تو وہان سے بھی وہی جال نظر آیا غرض ناچار ہو کے نیچے پہاڑ کے اُترے اور دیوار کے پاس پاس چلے تو اِس دیوار مین برج بنے ہین پہلے جو برج ملا وہ بند تھا جب دوسرے برج کے پاس پہونچے وہ بھی بند تھا جب تیسرے برج کے پاس پہونچے تو اُسمین جالی بنی تھی اور اُس جالی مین اُنھون نے جھانک کے دیکھا تو اُس طرف چمن بندی کی ہوئی تھی گھاس بوقلمون نکلی ہین جانور زمزمہ سرائی کر رہے ہین انواع اقسام کے درخت لگے ہین سرو اپنی اکڑ فرّ و فر دکھلاتا ہے لالۂ رنگین داغدار نظر آتا ہے کہین نرگس یاسمن ہے بہار پر عروس گلشن کا جوبن ہے سنبل زلف معشوق کو شرماتا ہے نرگس نگاہ باز ہے

نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب — کہ جسکے دیدے خاطر ہو بیتاب — ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے — کوئی گل مثل روئے ماہ اوراق — اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین — کسی مین اور ہی صورت کی تزئین — کسی مین سبزے کے رنگ پیدا
کسی مین اک نیا جلوہ ہویدا — ثمر کی جا گر سب مین نمودار — چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدائے غنچہ سے نغمے ہویدا — سر ہر شاخ سے بارش تھی پیدا — زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
تھا اور کہین چاہ آب — وہ سب گویا بشکل آدمی زاد — چمن خندان لب بلبل پہ فریاد

علاوہ ان درختون کے اور اِس عجائبات کے ایک درخت ہے تاڑ کا کہ پتے بھی مثل شمشیر کے اور پھل آدمی کے چہرہ کی طرح اب اِنہون نے جالی مین جھانکنا شروع کیا تو دیکھا کہ یہان عجب سیر ہے کہ جتنے چمن ہین اُنمین بجاے درخت کے کسی جگہ ہاتھ ہین آدمی کے لٹکے اور کسی جگہ پاؤن ہین آدمی کے مگر لہو سے اوپر ہین اور اندر انکے نیچے ہین خون بھرا اور کہین دھڑ ہین انمین یہ معلوم دیتا ہے کہ تازہ خون لگا ہے اور کسی جگہ سر تازے کٹے ہوئے رکھے ہین اور اُس طرف کو روش ہے اُسپر بجاے سرخی کے تلوارین جڑی ہین یہ جو دیکھا تو گھبرا کے عمرو ایک طرف کو بھاگا اُسوقت آواز آئی کہ ای عمرو کہان جاتا ہے ذرا ٹھہر عمرو نے نہ تو پیچھے پھر کے دیکھا اور نہ کچھ اُس آواز کا جواب دیا چلتے چلتے ایک میدان نظر آیا عمرو نے وہان نماز پڑھی اور دعا درگاہ الٰہی مین مانگی رونے لگا بسیار رویا کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک بزرگ

فرماتے ہیں اے عمرو اٹھ تو قیر جادو کو مارے گا عمرو کی آنکھ تو یہ اٹھکر چلے تو دیکھا انھون نے ہزارہا درخت ناریل کے لگے ہیں اور انہیں ناریل بھی بیحد گنتی اور بے حساب لگرہے ہین یہ دیکھے عمرو ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان دیکھا تو ایک درہ ہے یہ اُس درے مین چلے کوئی پاؤ کوس پہونچے تھے کہ ادھر ایک پتھر کی چٹان درے مین لگی تھی یہ اُس چٹان کے پاس پہونچے تو آواز آئی کہ آتے کیون نہین موپس یہ گلیم اوڑھکے باہر درے کے نکل آئے اب کوئی چار ہزار بندر اور لنگور اور درے سے نکلے اور اُن درختون پر چڑھے اور ناریل توڑ توڑ کر کھانے لگے اور انکے پتے اپنے گلون مین باندھے اور پھر اُن درختون سے اُترکے اسی درے مین چلے گئے عمرو بھی گلیم اوڑھے اُن بندرون کے پیچھے اس درے مین چلا اب اس جگہ پہونچے کہ جہان پتھر کی چٹان لگی تھی تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین یہ باہر درے کے نکلے تو ان بندرون نے اُس چٹان کو درہ مین پھر لگا دیا اور بند کر دیا اور وہ بیٹھے بھی اس سبب سے تھے کہ اُسکو ہٹا کے بندر اُس طرف آئے تھے اب پھر جب اُدھر گئے تو پھر بند کر دیا القصہ عمرو وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا اُسنے کہ ایک درخت ہے بہت بڑا اور اُسکے نیچے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے اور اُسپر ایک ساحر بیٹھا اکتارہ بجا کے بھجن گا رہا ہے اور جو یہ بندر اور لنگور سامنے اُسکے پھرتے رہے اور عمرو بھی ایک جگہ بیٹھا رہا جب دوپہر دن آیا تو اُس ساحر نے اکتارہ کو درخت پر رکھدیا اور بت کو نکال کر سامنے رکھا اور کچھ چاول سرسون رائی کے دانے اُسپر چڑھائے اور ڈنڈوت اور سجدہ کیا اور دیکھا عمرو نے کہ ایک ابر کالا دہنی طرف چھایا ہوا ہے غرض جب فراغت ہوئی تو وہ ساحر اُٹھا اور چلا جب کوئی آدھ کوس زمین طے کی تو وہان سوائے میدان کے اور کچھ نظر نہ آیا اور اُس ساحر نے وہان کھڑے ہو کر کچھ دانے سرسون کے پڑھ کے چار طرف پھینکے تو ایک چمک ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور ایک دیوار سیاہ رنگ کی نظر آئی اور ایک دروازہ اُس دیوار مین لگا تھا یہ ساحر جا کے اُس دروازے کے قریب ٹھہرا اور اسنے کچھ پڑھنا شروع کیا کہ وہ لنگور اور بندر ایک اُچک کر اُس دیوار پر جانے لگے اور گرد دیوار کے بھی وہ بندر اور لنگور پھرنے لگے یہ ساحر اندر اس دروازے کے گیا تو دیکھا عمرو نے کہ ایک چشمہ ہے سیاہ پانی کا شفق قمر کے اور اُسپر ایک ابر چھایا ہوا اس ساحر نے کچھ پڑھ کے اُس چشمہ مین ماش کے دانے ڈالے تو ایک چمک اُس ابر پر ہوئی کہ

بجلی چمکی ہے اور آواز گڑگڑاہٹ کی آنے لگی اور وہ چشمہ بڑھنا شروع ہوا یہان تک بڑھا کہ دریاے ذخار
قسار آفت زا لطمہ سنج ہو گیا ابیات

جند روز سب حواس کھوتا تھا / کچھ نہ آیا نظر سو عمان زا
خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا / ریلا پانی کا جب کہ آتا تھا
موج اٹھنے لگی جو طوفان زا / خوف سے جی ہی ڈوب جاتا تھا

اب اس پانی مین ایک جہاز ایک طرف سے پیدا ہوا اور دیکھا تو اس جہاز پر بجلی چمکتی ہوئی اور لکہ ابر
گڑگڑاتا ہوا اور بجلی آ آ کر پانی پر گرتی تھی اور پھر بلند ہو جاتی تھی پانی کو بھی تلاطم تھا ایک
شور عظیم برپا تھا پانی کا رنگ سیاہ اور لکہ ابر بھی اسپر کالا چھایا ہوا خدا کی پناہ سواے تاریکی کے
کچھ اور نظر نہ آتا تھا جب جہاز وہ کنارے پر آیا تو اسمین چمک ہوئی اور ایک درجہ اسکا کھلا
اور اسکے اندر سے ہزارہا پریزاد نکلے کہ انکا اوپر کا جسم پری کا تھا اور نیچے کا مچھلی کا اور ایک مگر
نکلا کہ وہ سو گز کا تھا اور اسپر ایک ساحرہ سوار تھی کہ تمام بدن اسکا سیاہ تھا تہمد کھاروے
کی باندھے کانون مین سندرے پڑے ہاتھون مین لوہے کے کڑے اور جھولی جواہر دوز کاندھے
پر ڈالے مگر پر کا ٹھٹھر کھینچا اور اوسپر وہ سوار تھی چنانچہ اتر کر کنارے دریا کے ایک چبوترہ جواہر نگار
پر آ کر مسند پر بیٹھی اور وہ پریزادین کہ جنکا بدن مچھلی کا تھا یہ اسکی امیرین جلیسین ہین القصہ جب یہ بیٹھ
چکی تو وہ ساحر کہ نام اسکا ہوشمند جادو ہے ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور وہ بندر و
لنگور چار طرف دیوار پر اور نیچے دیوار کے کھڑے ہین اور وہ مگر جو جہاز سے اترا ہے اور اسکی
سواری بھی کنارے دریا کے ٹھہری ہے اب عمرو نے جانا کہ کوئی تدبیر کرون پس انھون نے
اپنے تئین پریزاد بنایا پر جواہر کے کاندھے پر لگائے پیشواز پہنی دوپٹہ آنچل پلو کا اوڑھا اور
قرغول اور باد مہرے جبرئیل علیہ السلام کے پلوؤن مین باندھکر اوڑتے ہوئے اور وہان
حقہ آتشین داغ کر پھینکا تو صدا اتر آنے کی بلند ہوئی اور آپ نیچے اترے اور ایک خط
کہ جسپر مہر افراسیاب کی تھی وہ لا کر اس قہر جادو کے ہاتھ مین دیا اور کہا منم فرستادہ
افراسیاب غرض یہ اٹھی اور آداب بجا لائی اور خط ہاتھ مین لیا اسے کھولا تو اسمین لکھا
تھا کہ اے قہر جادو یہ بن ہے حسین جادو کی جسے ہمنے بھیجا ہے اور یہ نہایت سحر مین دخل
رکھتی ہے پس آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تیغ فنا کے پاس آ کے پہونچا پس عمرو کا نام پڑھنا تھا کہ [illegible]

قمر جادو کو خلجان ہوا یہ اٹھکے اُس اژدر پر سوار ہوئی اور وہ اژدر جہاز پر گیا اور جہاز چل نکلا ہوشمند
جادو کھڑا دیکھ رہا تھا اور خیال اُسکا اُس طرف تھا عمرو نے دیکھا کہ قمر جب دو تو
گئی پس اُنھوں نے خنجر نکال کے ایک ہاتھ جو مارا تو سر ہوشمند کا کٹ کر گر پڑا غل ہوا تاریکی
ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام ہوشمند جادو تھا اور قمر جادو جو گئی تو اُسنے
ایک جگہ پر ایک خط افراسیاب کو سے لکھکر بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شہنشاہ
معلوم ہوا کہ عمرو باغ فنا کے قریب پہونچا ہے اب آپ مہربانی سے دم بدم کی خبر عمرو کی
مجھکو لکھتے رہیئے اور جس پری کو کہ آپ نے بھیجا ہے وہ یہان آکے پہونچی لیکن میں نے
کچھ توجہ اُسکے حال پر نہین کی اور یہان اب جو دیکھا تو وہ دریا اور دیوار سب غائب ہو گئی سوا
جنگل کے اور کچھ نظر نہ آیا اور عمرو اُدھر چلے کہ جدھر سے آئے تھے جب ایک کوس بھر کا راستہ
اُنھوں نے طے کیا تو اُنکی پشت کی طرف آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی اور اسقدر گرمی ہوئی کہ
بیچین ہو گئے اور پشت کی طرف جو اُنھوں نے دیکھا تو جیسے چراغ جلتا ہے کبھی بجھ جاتا ہے کبھی
روشن ہے اور جہان سے کہ یہ آئے ہین وہان سے یہان تک برابر جلتا چلا آتا ہے پھر جو دیکھا تو ایک
شیر گیارہ ہاتھ کا بہت فربہ اور اُسپر کاٹھ اکھنچا ہوا اور ایک ساحر سوار ہے اور وہ شیر اسطرف
کو آتا ہے اور ایک کھونٹا ہے سیاہ کہ وہ شیر اُسکے قریب آیا اور خواجہ بھی ایک پتھر کے پر تاب پر آ کے
چلے تو آواز آئی کہ اے ببر سوار ذرا اِدھر دیکھ اُس ببر سوار نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک
نازنین بہت خوبصورت حسین کو استادہ پایا پس اُس نازنین نے کہا کہ اے ببر سوار بہت
خبردار اور ہوشیار رہنا کہ عمرو آپہونچا ہے عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے تھے اِنکو تو اُسنے دیکھا
نہین لیکن آپ ایک کنوان تھا اُسمین کود کر غائب ہو گئی اور عمرو آکر اُسی جگہ ٹھہرے
اور وہان ایک ٹیکرا ہے چھوٹا سا اور اُسی ٹیکرے پر دس بارہ درخت اُگ رہے ہین کہ اُنمین
سفید پھول کھلے ہین کلیان لگی ہین اور کچھ پھل سبز ہین اُس ٹیکرے پر خواجہ عمرو بھی آ رہے
کہ اس ببر سوار نے اُس شیر کو استادہ کیا کہ اُسنے وہان خاک پانون سے ہٹانا شروع کیا
اب عمرو حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر خاموش ہے غرض ایک پٹان پتھر کی زیر خاک کو پیدا
تو نکلی اب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ ایک تہ خانہ ہے اور اُسمین صندوق اور چاندی رکھی ہے اور اُس

بر سوار نے اُس صندوق کو کھول کر ایک قالین نکالا اور اسکو بچھا کے مسند زرتار بچھائی اور بوتلین شراب کی اور جام نکال کے رکھے اور ایک جامہ دانی کھول کے ایک خفتان بسنت بھاری نکال کے پہنی اور ایک مندیل جواہر نگار پہنی اور ایک صندوق کھولا اسمین سے بت جواہر نگار طلائی و نقرئی نکال کے سامنے رکھکے پوجا کرنا شروع کیا اور جہان سے یہ آیا تھا وہان تک لو لگتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اب جو اسنے سحر کیا تو سراسر ایک تختہ آگ کا روشن معلوم ہوتا ہی اور تمام صحرا آگ کا ہی اور سامنے اسکے کچھ دانے مارے کہ وہ زمین پھٹ گئی اور کچھ دانے مارے کہ تین طرف اُسکے دیوار سیسے کی بنکے تیار ہوئی اور گرد اُسکے اس طرح پھر رہا ہی کہ جیسے کوئی پہرہ دیتا ہی جب یہ سب اپنی نگہبانی کر چکا پھول اور چانول بتون پر چڑھا چکا تو اسنے پھر ایک صندوق نکالا اور اسکے قفل پر منتر کو سحر پڑھکے کھولا تو اُس صندوق کے اندر سے ایک پریزاد قامت رشک شمشاد آنکھین غزال صحرا سے رعنائی رخسار آفتاب فلک زیبائی بال اُسکے پیچ پیچ کہ سنبل کے پیچ اُسکے سلسلے پر پیچ تمام جواہر کے گہنے مین لدی ہوئی پوشاک نفیس و نادر پہنے نکلی اور ایک طنبورہ بہت تحفہ نکالا اور اُس ساحر کے ہاتھ مین اُس پری نے دیا اور جام شراب سے بھر کر اُس پری نے آپ بھی پیا اور اُسے بھی پلایا اسوقت خواجہ عمرو بھی پاس آ بیٹھے اور اپنے بیہوشی شراب مین ملادی اور اس پری کے کان مین کہا کہ ای پریزاد مین ہون خواجہ عمرو کہو کہ تمھارا کیا حال کرون وہ پریزاد حیران ہوئی کہ کوئی نظر تو آتا نہین یہ آواز کہان سے آتی ہی اسنے اُس ساحر سے کہا کہ ای شخص سُنتا تو نے کوئی کہتا ہی کہ مین ہون خواجہ عمرو اسنے کہا تو دیوانی ہی عمرو کے آنے کی خبر جو سُنی ہی یہ اسکا خیال ہی یہ پریزاد چپ ہو رہی اور شراب ان دونون نے پھر پی کہ آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے اور طنبورہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹا یہ جھکا اُسکے اُٹھانے کو بیہوش ہو گیا ادھر وہ جو شہر ہی وہ اسی ساحر کے سحر کا ہی اسکے بیہوش ہونے سے وہ بھی چپ ہوا اُسوقت خواجہ نے گلیم کو اُتارا اور اُس پری کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیونکر اس کافر کے بس مین آئین اور تمھارا نام کیا ہی اور زیور مین بھی دیکھا تھا کہ نام اُسکا کھدا ہے شہیال مین شہرخ خواجہ کو یقین ہوا کہ یہ رشتہ مین ہوگی آسمان پری کے اس سبب سے تاکید اُسنے پوچھا اُس پری نے کہا کہ نام میرا اور دوانہ گوہر پوش ہی اور گوہر نگار جو ملکہ ہے

وہ میری مان کا ہے شامت اعمال میری کہ شہیال بن شہرخ کا عُرس ایک مقام پر ہوتا ہے
اور وہان سب ساکنان قاف جمع ہوتے ہین اور ناچ ہوتا ہے اُس عُرس مین مین بھی
گئی دیکھا تو یہان تمام پریزادین اور جن جمع ہین مین بھی بیٹھی کچھ دیر کے بعد خبر سنی کہ قہقہہ
سحر چشمی کی اولاد مین جو دیو ہین اُس وقت فوج لیے آتے ہین اور شب خون مارینگے
پس سب پریزاد اُٹھ اُٹھ کے ہر طرف کو روانہ ہوگئے اور مین بھی اپنے تخت پر
سوار ہوکر شب تاریک مین چلی تو راستہ بھول کر اس جنگل کی طرف آنکلی اس
ساحر نے مجھکو دیکھ کر گرفتار کیا اور اسکا بھائی تھا ایک ہوشمند جادو نام
اُسنے جو سحر کیا تو میرے دیو بھاگے اور مین اسکے قید مین آئی اور اسنے لاکے مجھے
اسطرح رکھا کہ جسطرح تمنے مجھے دیکھا اب مجھکو بارہ برس قید ہوے گذرے اور یہ سُنکر
عمرو نے کہا کہ تمھین کچھ حال یہ بھی معلوم ہے کہ قیصر جادو کہان رہتی ہے اُسنے کہا کہ دیکھو
سامنے وہ کنوان ہے سیاہ اُسکے اندر ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا ہیرراز دار جادو ہے اُسکے
پاس قیصر جادو اکثر مشورہ ہر ایک بات کا کرتی ہے اور کچھ کنیزین ہین کہ اُنکے پاس جو زیور ہے
وہ سحر کا ہے اور اُن زیورون مین کسی مین مُنھ کُتے اور لنگور اور بندر کا بنا ہو اُسوقت خواجہ
عمرو نے ایک کنیز کو صورت نگار کی زنبیل سے نکال کے جام حضرت الیاس علیہ السلام کا
لیکے چھینٹا پانی کا اُسکے مُنھ پر دیا اور کہا کہ یا حضرت الیاس اسکی صورت دردانہ پری کی ہو
جاے پس اُسکی ویسی ہی صورت بن کے تیار ہوگئی اُس سے انھون نے کہا کہ تو جانتی
ہے کہ مین تیرے سر پر ہروقت موجود ہون ایسا نکرنا کہ جو مین تجھکو قتل کر ڈالون تجھے چاہیے
ہے کہ یہ ساحر کہ نام جسکا ببران ببر سوار ہے اور یہ جو پریزاد بیٹھی ہے دردانہ ہے اسپر
یہ عاشق ہے پس نام تیرا دردانہ پری ہمنے رکھا تو اس ساحر کو جسطرح ہوسکے قتل کر ڈالنا
یہ کہکے ثریا دارو بیہوشی کی اسکو دی اور دردانہ پری کے کپڑے اُتار کے اسکو
پہنائے اور دردانہ کو داخل زنبیل کیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی ببران ببر سوار کو دیا اور
آپ گلیم اوڑھ لی ببران چھینک مار کے ہوشیار ہوا اُٹھ بیٹھا اُس وقت کنیز نقلی
دردانہ نے کہ تو نے تو اب خوب طور نکالا ہے کہ جاکے اور جگہ شراب خواری کرتا ہے اور یہان سو گیا

ہو ہو کر گرتا ہی بیران بیر سوار نے کہا کہ مجھے قسم ہی جمشید اور سامری کی جو مین کہین جاتا ہون
مجھے فرصت ہی کہان ہوتی ہے یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک کنیز سامنے سے پیدا ہوئی کہ اُسکے
گلے مین جو طوق ہے اُسکا مُنھ کتے کا ہے بجاے چاند وہ کنیز سامنے بیران بیر سوار کے آئی
اور کہا کہ تمکو یاد کیا ہی ملکہ قیصر جادو نے اُسوقت بیران نے کہا دروانہ پری سے کہ تم
ذرا یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکے یہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو نے گلیم اُتار کے
اُس کنیز کے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری طوق اُسکا اُتار کے گلے مین پہنا اور اُسکی
صورت آپ بنے اس عرصہ مین بیران بیر سوار آیا اور اُسنے دروانہ نقلی کو تو صندوق مین بٹھا
اور سحر کیا تو بڑا سند ہو گیا اُس صندوق کو اُٹھا کے دونون ہاتھون سے سر پر رکھا اور شیر پر بیٹھ
کے چلا خواجہ جو کنیز بنے تھے یہ بھی چلے اور جا کر پہونچے اُس کنوین پر کہ جسکو دروانہ نے بتایا
تھا بیران جست سے کود پڑا خواجہ بھی کودے غلطان و پیچان پیچان و غلطان جب
تہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اُس دروازے مین جب گئے تو دیکھا مکان بنا ہوا ہے
اور اُس مکان مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر ایک ساحرہ یعنی رازدار جادو بیٹھی ہے
اس بیران بیر سوار نے وہ صندوق رازدار کو دیا اور کہا ای ملکہ اسے اپنے پاس رکھیے مجھے
آجکل نہایت اندیشہ و فکر ہی کسلیے کہ وہ کمبخت دزد آیا ہی رازدار جادو نے وہ صندوق لیکر
ایک الماری اُس مکان مین تھی اُسمین رکھا اور سحر سے اس الماری کو بند کر دیا اور بیران بیر سوار
نے رازدار جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب چلو قیصر جادو کے پاس اسنے کہا اچھا چلو بس
اسنے ایک تخت سحر سے بنایا اور اُسپر کچھ میوہ مٹھائی رکھ لی عمرو نے کہا کہ ای بی بی
مین مین بھی چلون کیونکہ اب تو کچھ کام نہین اسنے کہا چلو بس اُس تخت پہ بیٹھ کے مع
چار کنیزون اور بیر سوار اُس مکان مین ایک دروازہ ہی اُسکو کھول کے روانہ ہوئی عمرو
اپنے دل مین کہتا ہے کہ حقیقت مین کیونکر آتا ہوتا اس جا تک مگر خدا نے پہونچایا اب کچھ دور
چلا تھا وہ تخت کہ ایک دھوان معلوم ہوا کہ جیسے رستہ نہین ہے رازدار نے سحر
پڑھا کہ وہ دھوان شق ہوا اور وہ تخت آگے چلا اب ایک دیوار سیاہ رنگ کی معلوم
ہوئی اُسپر بھی رازدار نے سحر پڑھا کہ دروازہ معلوم ہوا اُس دروازہ مین وہ تخت گیا

پھر ایک میدان مین پہونچی اور وہان بھی ایک دیوار نظر آئی رازدار جادو نے سحر پڑھ کے
دروازہ اُسمین بھی پیدا کیا اور وہ تخت چلا اسی طرح دس دیوارون مین دس دروازہ
پیدا کر کے راستہ کیا اور جب اُن دیوارون سے نکلی تو کنارے پر سمندر
کے پہونچی وہان رازدار جادو نے تخت کو روکا اور کچھ سحر پڑھ کے ماش
کے دانے سمندر مین پھینکے شعلۂ آتش سے نکل نکل کے غائب ہوے اور کچھ زمانہ گذرا
تھا کہ شور و غل سمندر مین پیدا ہوا اور پانی کو اسقدر تلاطم ہوا کہ کشتی آسمان
اُسمین ڈوب جاتی تو عجب نہ تھا اب جو دیکھا تو ایک مگر سب سے بہت بڑا کہ وہ جست کرکے
کبھی سیدھا کبھی ترچھا ہوتا ہوا آتا ہے جب وہ آکر کنارے پر پہونچا تو ایک بجلی چمکی اور
آواز ہوئی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین اور ایک دیوار آتشین بلند ہوتی ہوئی عمرو نے دل
مین کہا کہ قدرت خداے لایزال کی ہے کہ جو اُسنے مجھے یہانتک پہونچایا ہے نہین تو کوئی
صورت پہونچنے کی نہین تھی اور کسقدر راز نے اپنی حفاظت کی ہے الحاصل جب دیوار
آتشین بھی اُٹھ چکی تو اُس مگر نے مُنھ کھولا اور اُسمین سے قیر جادو نکلی اُسوقت
عمرو کو خوف معلوم ہوا اور اُسنے الگ جا کے اُس کنیز کو زنبیل سے نکالا کہ جو بُلانے بحران بیرحوار
کو گئی تھی اُسے کپڑے پہنا کے اور طوق گلے مین ڈال کے ہوشیار کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ
لی وہ کنیز حیران ہوئی کہ مجھے یہان کون لایا اور اسی حیرت مین وہان سے چلی اور کسی سے
کچھ نہ کہا اور یہان قیر جادو نے سحر کیا کہ شعلہ آسے گرا کر بحران بیرحوار
بیہوش ہوا اور پانچون کنیزون پر شعلہ گرا کہ وہ بھی بیہوش ہوئین یہ اُسنے
اسواسطے کیا کہ یہ لوگ میرے راز کو نہ سُنین جب یہ بیہوش ہو گئین تو رازدار جادو
جو کھانا اور مٹھائی لائی تھی وہ اُسنے بھی کھائی اور قیر جادو نے بھی کھائی جب کھانے
سے فرصت ہوئی تو کہا اُسنے اے رازدار جادو مین پہلے کچھ دن ہوے ہین کہ عرس مین
خداوند قابیل کے گئی تھی اور مجھے افراسیاب نے نہین پوچھا تھا مین
چاہتی تھی کہ مجھے وہ خود بلاے اور مجھسے کچھ کام لے اور میری قدر کرے چنانچہ
اُس عرس مین بھی دعا مین نے مانگی تھی وہ دعا میری قبول ہوئی کہ افراسیاب

نے اتنا بڑا کام مجھسے لیا کہ باغبان قدرت پر مجھکو فوق دیا لیکن عیارون سے مجھکو نہایت خوف
حضور صاعقہ کنندہ دزد عمرو بن امیہ ضمری تو کسی جا رحم نہین کرتا اب مین پھر جاؤنگی خداوند قابیل
کے معابد مین اور دعا کرونگی کہ کوئی شی ایسی مجھکو ملے کہ وہ میری حفاظت کو کافی ہو اور دست
ظلم عیاران سے نجات ملے جب تک خداوند قابیل اپنے مُنہہ سے نہ فرمائینگے کہ جا ہمنے
تجکو یہ شی عنایت کی اُسوقت تک مین ہرگز نہ مانونگی اور روہین رو رو کر اپنی جان دونگی
اسمین رازدار جادو نے کہا کہ چند روز بہت خراب ہین اور حضور کتاب سامری مین ملاحظہ
فرمائین اُسمین تو سب کے راس اور دن لکھے ہین قیر جادو نے کہا کہ تمنے خوب
بتایا یہ کہکے جھولی مین سے اوراق سامری و جمشید کے نکالے اور اُنکو دیکھا
تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ دن آج ہی کا ہے کہ جو ناقص ہے اب مین جاتی
ہون خداوند قابیل کے معابد پر یہ کہکے اسنے تخت سحر بنایا اور اُسپر بیٹھ
بیٹھ کے چلی اور رازدار جادو اپنے تخت پر روانہ ہوئی راستہ مین انواع انواع
طرح کے سحر کرتی جاتی تھی کہین جنگل مین آگ لگا دیتی تھی اور کسی جا موتی برساتی تھی
اسیطرح سے جب یہ معابد قابیل پر پہونچی تو وہان دیکھا کہ بہت سے کشیشان اور رہبان
اتیت جوگی بڑے بڑے ساحر زبردست بیٹھے ہین اور ایک گنبد بلور بنا ہے گرد
اُسکے احاطہ کھنچا ہے اُس احاطہ مین درخت انواع اقسام کے طلسمی لگے ہین کہ اُن
درختون مین پھل کی جگہ انسانون کے سر لٹکتے ہین اشعار

قریب ایک حوض اسمین خون لبریز　　کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا　　اسے دیکھا تو سارا باغ رویا
پکارا ایک نے آ اسطرف کو　　کہا اُس دوسرے نے دور بھی ہو
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ　　نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
زمین شفاف رستہ صاف رو　　نہال سبز مثل باغ پیدا
کوئی پتھر زمرد سے بھی خوشتر آب　　کوئی مانند لعل سرخ نایاب

اس گنبد بلور مین گھنٹے لٹکے تھے آفتاب سحر نکلا ہوا تھا ایک تختہ شیر کا ایک تخت جواہر نگار

رکھا تھا اور جوگیون پر چھوٹے چھوٹے بت تیتا پیتا دم خیتنا سرا لگاسے کا بچھڑا لقاسے کا بچھڑا
لقاسے زرین تن لاثانی منات معلی تابوت معلق صندوق معلق فرعون شاہ نمرود شاہ شدّاد
ہامان ٹوٹم لوٹنک جھوٹم جھوٹنک ادھو بدھو خداوند منارہ نشین وغیرہ رکھے تھے عمرو
نے گلیم اوڑھے ہوے ہین اُس بت کے کہ جو قابیل کی شبیہ ہے بیٹھ کے
پیچھے اپنے تئین پہونچایا اور کھڑے رہے اُسوقت قیصر جادو آئی گھنٹے اور ناقوس
بجے جے جے کار کا اتیتون اور جوگیون نے خداوند قابیل کے قل کیا اور ملکہ قہر جادو نے
جاکر اُس بت کے پانوُن پر سر رکھا اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ یا خداوند قابیل میری فریاد
کو پہونچیے ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالون گی یہ کہکر خنجر اسنے نکالا اُسوقت عمرو نے اُس بت کے
مُنھ سے مُنھ ملاکے کہا کہ او قحبہ یہ ہمارے سامنے مُرتجرا پن کرتی ہے اسنے ہاتھ باندھے
اور کہا کہ یا خداوند مین کیا عرض کرون جو میرا حال ہے اُس کہنہ وندمے کے مارے
ڈر کے کوئی چیز ایسی عنایت کیجیے کہ جس سے مین محفوظ رہون پس اسنے حقۂ آتشین
داغے کہ چمک مثل برق کے پیدا ہوئی اور آواز تڑاق تڑاق کی آئی اور کہا کہ اے
مالزادی تو اس قابل تھوڑی ہے کہ جو ہم کچھ تجکو دین اسنے پھر منت کی اور سجدہ کیا
اُسوقت آپ نے کہا کہ اچھا ہم اپنی ایک حور قدرت کو تیرے پاس بھیجین گے
کہ وہ تیری حفاظت کرے گی قہر جادو نے کہا کہ یا خداوند قابیل
مین تیرے تصدق بھیجیے آپ اُس حور کو اسنے کہا کہ اچھا تو جا مین بھیجتا ہون
پس یہ وہان سے پھری اور پھرتے وقت اسنے کئی ہزار اشرفیان پائے
بت چڑھائین اور نہایت خوش اور بشاش ہوکر باہر گنبد کے آئی اُس
وقت خواجہ عمرو گنبد کے باہر نکلے اور علیحدہ جاکر اُنھون نے صورت اپنی
حور کی ایسی بنائی کہ بدر کامل پیشانی کو دیکھکر سجدہ کرے اور حیران رہے
خال ہندو چمنستان رخسار مین لبان غنچہ گل ہے نہین نہین حور کی آنکھ کا تل ہے یا
ہندو بھی حافظ قرآن ہے روے کتابی پر دہ تل بعید خوبی نمایان ہے ابرو
بر خم مہ نو ہین قاب قوسین کا مرتبہ عیان ہے یا کشیدہ کمان بھی زلف رسا کو شنک

ختن کشن خطا ہے عاشقون کی گردن کی زنجیر ہے لیلی دل کو مجنون کی طرح اُسی کا سودا ہے رخسار دونون آئینہ حلبی ہین سرمایۂ خوبی ہین دہن تنگ درج گوہر ہے دندان سلک مروارید ہمسر ہین سینۂ صاف پر کچون کا اُبھار نیا جوبن اور نئی بہار مسدس

لب شیرین کا وہ عالم ہے کہ شیرین ہے فدا
لیلی زلف سے لیلی بھی ہے زنجیر بپا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
سامنا ہیرا اُسی حسن پہ اچھا اچھا
شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
آپ بھی اتنے ہوے واہ خدا کی قدرت
مہ پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بہ سجود
کہکشان کو ہے فقط مانگ کی نسبت سے نمود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود
سونگھکر بو پڑھے مومن کی طرح کیون نہ درود
گل سیہ روے گلابی پہ نمایان دیکھو
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قران دیکھو
دل کیا قتل کیا جسکو اشارا اُسنے
غم مین ڈبو بادہ کیا جس سے کنارا اُسنے
سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اُس نے
تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اُتارا اُسنے
تیغ ہے ابروے پرخم تو خزہ ٹیڑھی ہے
قدر اندازی بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے
برق پہ برق گرائے وہ شرارت اُسمین
گرمیان شعلہ کی سیماب کی خصلت اُسمین
نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اُسمین
ماہ کنعان مین کہان ہے جو صباحت اُسمین
گردش چشم فسون ساز غضب چکر دے
بوٹی بوٹی کے پھڑک جان کو بسمل کر دے

اس صورت سے بنکر جلوہ سنج ہین کر کہ اس حلہ کا ایسا رنگ تھا جسکی سبزی آنکھون مین کھپی جاتی تھی اور یہ خاص باغبین کے واسطے ہے کہ یہ زنبیل ہے کہ جس مین سات شہر سات بیابان اور باغ و دریا ہین نکال لیتے ہین بس تخت زبرجد نشاہ پر سوار ہوکر وہ تخت اُڑتا ہے یہ ملکہ قیصر جادو کے پاس اسی گنبد بلور کی طرف سے آئے اور پکارے کہ منم حور قدرت خداوند قابیل قیصر جادو انکو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس حور نے کہا کہ اے ملکہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو تو مین یہ تخت بھجوا دون رازدار جادو اور قیصر جادو نے

آنکھوں کو بند کیا عمرو نے تخت کو زنبیل میں ڈال کر کہا کہ لو آنکھیں کھول دو غرض قیر جادو حور قدرت کو لیکر چلی وہ تخت اڑتا ہوا چلا حور قدرت کو بھی اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کنارے سمندر کے راستہ طے کرکے آئی عمرو اپنے دل میں بہت ڈرا کہ ایسا نہو کہ یہ مجھکو سمندر میں پھینکدے بس انھون نے کہا کہ اے ملکہ قیر جادو تمھین اب کیا غرض ہے کہ تم سمندر میں جاؤ کسی کی کیا طاقت ہے جو تمھاری طرف آنکھ اٹھا کے دیکھے اس کہنے سے اسکی خاطر جمع ہوئی اور یہ اب چلی ہمراہان ہمسوار اور کنیزون جو وہان بیہوش تھین انکو بھی ہوشیار کرکے ساتھ لے لیا اور اُس مکان مین جہان رازدار جادو رہتی تھی آئی اور اس سیاہ کنوئین سے نکل کے باہر جو آئی تو دیکھا کہ میدان آتش خیز قطعہ آتا ہے آگ ہر مقام پر لگی ہوئی ہے اب اسنے چاہا کہ مین تخت پر سے اُترون اُس وقت تین طرف سے ابر پیدا ہوا ایک تو گنبد نور کی طرف سے ایک طلسم باطن کی طرف سے اور ایک اُدھر سے جہان ہیرل پریزادان تھا اور وہ ابر آتے آتے اس میدان کے روبرو ہوا پر آیا قیر جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جا دریافت تو کر کہ یہ ابر کیسے ہین وہ ساحرہ اُڑ کر گئی اور پھر آئی تو اُسنے کہا کہ شہنشاہ نے آپ کی حفاظت کے واسطے زر افشان جادو کو کہ جو وزیرزادی ملکہ ظلمت نور چشم کی ہے بھیجا ہے وہ سردار اور بھی اسکے ساتھ ہین یہ سُنکے اس قیر جادو نے ایک پتھر سیاہ نکال کر اسپر پڑھا اور ایک طرف کو پھینکا کہ بجلی چمکی اور آنکھوں مین ہر ایک کی چکاچوندھ آئی پھر جو آنکھیں ملکر دیکھا تو ایک بنگلہ تنا ہوا سیاہ رنگ کا پایا اس عرصہ مین زر افشان جادو بھی مع اُن سردارون کے اور حید سیاہ کے اسکے پاس آئی اسنے کہا کہ اے زر افشان تم اس بنگلہ مین ٹھہرا سنے کچھ سحر پڑھکے اور ایک پتھر پر دم کرکے پھینکا تو اور چمک ہوئی کہ آنکھیں سبکی خیرہ ہوئین اور ایک محلسرا بنکر تیار ہوئی پھر اُسنے تیسری طرف ایک پتھری سحر پڑھکر ماری کہ چہل ستون بنکر تیار ہوا اُسمین اُن سردارون کو اور فوج کو رہنے کا حکم دیا وہ سب اُترے اب قیر جادو

نے سحر کیا کہ ایک بچھونا مخمل کا اُس میدان مین بچھ گیا اور اُسپر فرش بچھا کر مسند زرتار بچھائی اور اُسپر
قیر جادو بیٹھی اور سامنے وہ حور بیٹھی اور وہ دونون سردار مع دو سو ساحرون کے آگے بیٹھے
اور اُن سردارون نے کہا اے ملکہ قیر جادو شہنشاہ نے ہمکو تمھاری حفاظت کے لیے
بھیجا ہے اور اب ہم ہر طرف دیکھتے رہینگے اور حفاظت کرینگے القصہ اُس حور قدرت نے
بین بجانا شروع کی اور کشتیان شراب کی آئین اُسوقت عجب سمان بندھا پھر اُس حور قدرت
نے کہا کہ اے ملکہ جو مین کہون وہ کیجیے اُسنے کہا کہ مین تابعدار ہون حور نے کہا تو پھر شراب
منگوا اُسنے اُسوقت قرابے شراب کے اور گلابیان مئے ارغوانی کی موجود ہوئین خواجہ نے
اُس شراب کو کنٹر مین اور جام مین اور صراحی مین اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ
پھیر کرنے مین بیہوشی ملادی اور وہ بیہوشی ایسی قاتل تھی کہ خدا اپنی پناہ مین رکھے اور جام
بھر کے قیر جادو کو دیا پھر تین جام تو اُسکو پلائے باقی زر افشان اور راز دار جادو اور سران
سپر سوار وغیرہ سب کو دو دو ایک ایک جام اُسنے پلائے کہ اُس نشہ کی حالت مین ہر ایک
کو تماشہ عجیب و غریب نظر آنے لگا قیر جادو نے کہا کہ خداوند قابیل تشریف لائے ہین
عمرو نے کہا کہ تعظیم کو اُٹھیے یہ کہکر اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے
گری اسکے اُٹھانے کو جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب محفل بیہوش ہوگئی اُسوقت خواجہ نے
خنجر نکال کر سب کے سر کاٹ ڈالے اور قیر جادو کو سیدھا کرکے سفنی سے منہ کھول کر ملادیا
صدائے گیر و دار و دارو گیر آنے لگی پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا مجھکو نام میرا قیر
جادو تھا نعشین انکی کچھ ہوم خوم آ کے لیگئے اور کچھ برکالۂ آتش گنبد نور کی طرف چلے اور کچھ طلسم باطن
کی طرف یہان افراسیاب تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ کچھ شرارے باغ فنا کی طرف سے اور
میدان آتش خیز کی طرف سے آتے ہین بس یہ اُٹھکے چلا جب پانچ چار کوس نکل گیا تو
وہان اُسنے دیکھا کہ باغ فنا کی طرف اندھیرا ہے بس یہ خاک پر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا پھر اپنے
ہاتھ ملے اور دو انگلیون کی عینک بنا کے جو دیکھا تو اُسکو اندھیرا نظر آیا اُسنے اپنی چھنگلیا کاٹ کے خون
نکالا اور اُسکو ہتھیلی مین ملا اب اُسکو صاف نظر آیا دیکھا اُسنے کہ قیر جادو مری پڑی ہے اور
صدہا ساحرون کی نعشین پڑی ہین اور ایک نازنین کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر خون آلودہ ہے

کھڑی ہو یہ دیکھکر اُسکو غصہ آیا اور چاہا اُسنے کہ مین خود جاؤن لیکن چھینک آئی اور تاج سر سے
گر پڑا بدشگونی جو ہوئی یہ خود تو رنگیا مگر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا کہ وہ زمین پھٹی اور اُسمین سے
تین ساحر نکلے ایک کا نام مریخ جادو دوسرے کا طیفور جادو تیسرے کا چار چشم جادو
کہ اوسکی دو آنکھین کنپٹی کے پاس ہین اور مثل شعلہ کے چمکتی ہین افراسیاب نے
اُنسے کہا کہ تم تینون جاؤ اور ان باغبان کو مار ویس یہ تینون چلے راوی کہتا ہے کہ عمرو نے
چلتے وقت گلچین جادو کو بھی زنبیل مین ڈال لیا تھا اب عمرو نے چمک پتھری نکال کے ایک
کاغذ نکالا اور اُسکو لپیٹ کر جلایا مُنہ کے پاس رکھدیا قہر جادو کے پھر گلچین کو زنبیل سے
نکالا اُسنے جو دیکھا تو کہا خواجہ آپ ہی کے واسطے عیاری ہے عمرو نے اُس میدان
مین جہان کنوان تھا اُس مقام پر کچھ مکان بچے کچھے بنے تھے مگر بسبب سحر کے نظر نہ آتے تھے اب
دکھائی دینے لگے اور گلچین چلی ایک مقام پر جاکے جو پہونچی تو دیکھا کہ چمن ہے گلاب کا اور ایک درخت
اُس چمن کے بیچ مین لگا ہے اور اُسمین ایک پھول ہے گلاب کا بہت بڑا گلچین جو اُس چمن مین
آئی ان درختون سے آوازین عجیب و غریب آنے لگین لیکن اُس گلچین نے اُس پھول کو
توڑا اور عمرو نے باغبان قدرت کو بھی زنبیل سے نکالا اور اُس پھول کو جلا کر
دُھوان اُسکا آنکھون مین باغبان قدرت کے دیا آنکھون سے پانی نکلنا شروع ہوا
اور عمرو نے ایک کنٹھا زنبیل سے نکالا کہ اُس کنٹھے کو گلے مین باندھا اور گلیم اوڑھے ہوئے
یہ سر پر باغبان قدرت کے کھڑے ہین اب کنٹھے پر کچھ شمار کرنا شروع کیا اُسوقت
مریخ جادو آ کے پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین باغبان قدرت کو پکڑ لون باغبان قدرت
کی آنکھین روشن ہو چکی تھین اُسنے اُٹھکر ایک تلوار سحر کی جو مریخ جادو پر ماری تو وہ ٹانگون
کے راستے سے نکلگئی صدا ہے وا روگیر برپا ہوئی اُسوقت طیفور جادو آکے پہونچا اور اُسنے
ایک تیغ سحر کا باغبان قدرت پر مارا لیکن لشکر اسلام کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اور
ملکہ نافرمان جادو آ کر پہونچی باغبان قدرت نے طیفور جادو کے تیغ کو سحر سے کاٹ
دیا اور نافرمان جادو نے کچھ دانے سرسون اور رائی کے طیفور جادو پر مارے اُسنے
ابھی سحر پھونکا دستک دی کہ وہ دانے اُلٹے پلٹ گئے اور اُسنے ایک تیغ نکال کر

جھولی سے نافرمان جادو پر مارا کہ نافرمان جادو بیہوش ہوگئی اسوقت ملکہ بہار جادو
جو چلی تھی وہ آکر پہونچی اور اُسنے ایک گجرہ پھولون کا طیفور جادو پر مارا کہ طیفور جادو بیہوش
ہوکر گرا بہار جادو نے اُسکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا افراسیاب نے یہ حال جو دیکھا کہ دو ساحر
زبردست مارے گئے ابرق کوہ شگاف کو بلایا کہ اُسنے آکر ایک صندوقچہ کھولا کہ اُسمین سے
ایک بط جواہر کی نکلی اُسوقت سرمایۂ برف انداز بھی آیا اور افراسیاب خاک پر بیٹھا ہوا اور
یہ دونون کھڑے ہین افراسیاب نے بارہ ہزار پُتلے طلسمی طلب کیے کہ وہ آکر موجود ہوئے
اور یہان چارچشم جادو اور بہار جادو کا سامنا ہوا اور چارچشم نے چاہا کہ پاؤن تخت
سے پکڑ کر کھینچ کر لون اُسوقت بہار نے تیغہ اٹھا کر مارا کہ وہ اُسکے نادو ابرو اُترا اور بجلی چمکی
آنکھین سب کی خیرہ ہوئین اسوقت دیکھا تو ایک پُتلی ہے ابر مین غرق اور اُسکے ہاتھ مین
ایک آئینہ ہے اُس آئینہ کو اُس پُتلی نے بہار جادو کو دکھلایا یہ آئینہ رو اپنی زلفین
بنانے لگی اور نافرمان جادو بھی اپنے بال سنوارنے لگی اور یہ چارچشم جادو
ہنسنے لگا اور باغبان قدرت کے پاس آیا اور کہا کہ او نمک حرام اب تیری آنکھین اچھی ہوئین
یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت گلچین جادو نے نعرہ کیا کہ او چارچشم جادو کہان جائیگا
میرے ہاتھ سے اب چارچشم جادو نے کہا کہ اے ملکہ تم بھی سنگار کرو اُسنے ہاتھ سے
گلچین نے کہا کہ باش کی گذارم ترا اور اُسنے ایک پھول نکالکر اُسپر مارا اُس پھول سے شرارہ
جو نکلا تو چارچشم جادو پر پڑا یہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگیا عمرو نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سبحان اللہ
کیا کہنا بہار جادو اور نافرمان جادو بھی ثناخوان ہوئین اور یہ سب یکجا ہوے اور لشکر اسلام
کی طرف چلے قہر جادو نے راستہ کو پھیر دیا تھا باغ فنا کی طرف سے اب سیدھا راستہ
ہوگیا ہے راستہ مین وہ پُتلے جو افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے ہین اُنکو واسطے گرفتاری
ان لوگون کے بھیجا تھا وہ اُنکو سے اُن پُتلون پر عمرو بن امیہ ضمری نے جال الیاسی ڈالا وہ سب
اُس جال مین پھنسے اُنکو زنبیل مین ڈال لیا اور مع بہار جادو و نافرمان جادو اور باغبان
قدرت و گلچین جادو وغیرہ کے روانہ ہوے اور ایک جگہ پر پہونچے کہ جہان
تین پہاڑ ہین اور تین دانڈے ہین کہ تین طرف کو راستہ گیا ہے ایک تو جانب دریائے

ہفت رنگ کہ اودھر طلسم نور افشان قلعہ کوکب روشن ضمیر ہے اور ایک شہر نا پرسان کی طرف اور ایک کوہ گلزار کی طرف کوہ گلزار کے وہان پہونچکر باغبان قدرت نے ایک گنڈلہ گول زمین پر کھینچا اور ایک اور گنڈلہ بڑا کھینچکر ایک مین گلچین کو بٹھایا اور ایک مین آپ بیٹھا اور ایک مالہ تلسی کا ہزار دانے کا گلچین کے ہاتھ مین دیا اور ایک اسم بتایا کہ اسکو پانچ ہزار دفعہ پڑھو اور آپ بھی رائی سرسون آرد بنولے ماش مٹر کے دانے سامنے رکھکے تلسی کا مالا لیکر کچھ پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ گلچین جادو نے اشارہ سے کہا کہ اب پانچہزار بار پورا ہوچکا بس باغبان نے کچھ اسم سحر کا پڑھکر ایک انگلی اپنی ڈورے سے باندھی اور اُس انگلی پر پھر کچھ اور پڑھا کہ وہ اُنگلی سیاہ ہوئی اُسکو چھری سے کاٹا تو ایک بوند سیاہ خون کی اور ایک بوند زرد خون کی اور ایک بوند سُرخ خون کی نکلی اور ایک چمک ہوئی کہ جس سے سب کی آنکھین خیرہ ہوئین اُسوقت باغبان قدرت نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آپ ہاتھ لیے اب اُن تیلون کو عمرو نے جال مین ہاتھ ڈالکر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے آدمی کا گلا ہوتا ہے ایسی کوئی چیز ہاتھ مین آگئی لیکن عمرو نے کھینچ کھینچ کر باہر اُن تیلون کو ڈالا تو وہ اُڑکر آسمان کی طرف چلے اُسوقت باغبان قدرت نے وہ رائی سرسون مٹر وغیرہ سکے دانے جو آگے رکھ لیے تھے اُن تیلون پر کھینچکر مارے کہ ایک بجلی چمکی اور دھنوان ہوا اور بو چراید کی ایسی آنے لگی کہ جیسے گوشت جلتا ہے غرض وہ سب تیلے جلکر خاک ہوگئے اندھیرا ہوگیا اور آوازین عجیب و غریب آنے لگین کہ افسوس صد ہزار افسوس مارا اُن شخصون کو کہ جنکا ثانی نہ تھا پھر کامل اندھیرا رہا قیامت برپا رہی پھر روشنی ہوئی باغبان نے کہا ای خواجہ آپ خاطر جمع رکھیے عمرو نے ایک خیمہ زنبیل سے نکالا اور فرش کیا پھر ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر شراب لائے وہ جاکر کسی بستی سے شراب لایا عمرو نے باغبان نے گلچین نے اور سب ساحرون نے پی گلچین نے باغبان سے کہا کہ اے میرے وارث آپکو لازم ہے کہ خواجہ صاحب کو ایسا کچھ بتا دیجیے جس سے یہ ہر مقام پر زبردست رہین یہ کلمہ عمرو کو ناگوار ہوا اسلیے کہ وہ سمجھا کہ یہ دونون جانتے ہین کہ عمرو سے کچھ نہین ہوتا ہے پھر آپ ہی اپنے دلمین کہا کہ غرور کرنا زیبا نہین ہے اسکو بتانے تو دو دیکھو کیا بتاتا ہے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا اور باغبان نے

گلچین سے کہا کہ تو احمق ہو گئی ہیں بھلا خواجہ کو کیا بتاؤں وہ خود اپنے وقت کے اُستاد ہیں

داستان رنگین و بیان دلنشین آنا متین جادو و پلاس پوش آدم خوار و افیر جادو و مردم خوار جادو و شبو کا اور بیہوش کرنا مہرخ و باغبان قدرت و گلچین جادو کو باعانت صرصر شمشیر زن و صبا رفتار عیار نیون کے پھر عیاری عیاران لشکر اسلام کی اور مارا جانا ان ساحران مذکور کا اور آنا قہار شعلہ بدن کا اور منگوانا لباس طلسمی افراسیاب کا اور چاک ہو جانا چادر جمشیدی کا برق کے پاس سے اور مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا جانا افراسیاب کا مزرعۂ گندم اور نہر حلیمون پر اور وہان جانا قران کا عصا سے درخت اراک لیکر اور ملاقات ہونا حوت تاجدار فرزند ماہی زمرد رنگ سے اور مارا جانا کرسی نشین جادو اور مہتر جادو کا مزرعۂ گندم پر اور رہائی پانا کوکب و گرفتاران و عمرو کا مزرعۂ گندم سے اور فتح کرنا کوکب کا دشت فنا کو اور مارنا غضنفر کا اشکال جادو کو اور ملاقات کرنا ملکہ سلطان عنبر بن موسی اور جانا لقا کا جانب پردۂ قاف وہان ایک اژدہے کو اُڑا دینا بار دوسے اور ایک دیو نوبی سے ملاقات کرنا پھر اپنے لشکر میں آنا المولفہ

ساقی مرا مے سے منہ دھلا دے
مے دینے میں کر نہ مجھ سے تکرار
دل کہتا ہے لا مجھے بھی دے جام
باقی نہیں دل کو اب مری صبر
بغیر از نشہ ہے بیکار ہستی
نہیں مے پینے سے ہے دل مرا سیر
بہت بیتاب ہے یہ جان مشتاق
خدارا ساقیا دے اب مے ناب
نویسی کی نغز و نو داستان

نیند آئی ہے مے مجھے پلا دے
خاطر میں ہے میرے جوش ساقی
ساقی ترا نیک ہووے انجام
دیگر اشعار آبدار
کریں مجرا مجھے گردن جھکا کر
ہو شیشے میں مری قسمت کا پھیر
وفور شوق سے بیخود ہوا ہوں
کہ اپنی جان مضطر ہے یہ بیتاب

بے نشہ کے زندگی ہے دشوار
اس دل کو ہے عزم نوش ساقی
ہے عزم کہ اندوں صورت ابر
طلب کرتا ہے دل میرا یہ مستی
جھکے تسلیم کو شیشے برابر
بغیر از مے کہ اب ہے زندگی شاق
شراب اک جام بانی ہے جیا ہوں
ہو تشنہ سے مے جاہ رنگین بیان

شیفتگان گیسوئے جانان تقریر دل پذیر خوش بیانی

دو از رفتگان شیرین زبان کلام رنگین مطلوب معانی زینت فزایان مجلس سخن و رونق دہندگان بزم کلام کہن صدر نشینان انجمن کلام ہو بار یابان دربار سخن مدرسۃ القیام شاہد عاشق مضامین و مشتاقان کلام رنگین و شیرین آرائش دہندگان محفل علم و ہنر و سحر بیان و فسانہ نگستر شہزادہ سخن کو تعلیم مضمون کے تخت پر اسطرح بٹھاتے ہین اور حکم در باب خوش کلامی یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بے ایمان جب باغ سیب مین آیا تو ہر طرف نگاہ کی اور تخت پر جا کے بیٹھا اور یہ گروہ شگاف و سرمایۂ برق انداز ادہ ساحران نامی گرامی بیٹھے ہین اُس وقت ملکہ حیرت جادو مع صرصر شمشیر زن اور صبار فتار کمند انداز کے آئی ان عیارون کے پاس تمغہ ہے اور کچھ اسم بھی پڑھتی ہین کہ جسکی وجہ سے جہان کہین افراسیاب ہوتا ہے یہ پہنچ جاتی ہین اب جو یہ آئین افراسیاب نے پوچھا کیونکر آئین حیرت نے کہا کہ میرے ساتھ آئین یہ کہکر حیرت پہلو سے افراسیاب مین بیٹھی پاندان سونے کا کھلا ایک گلوری بنا کر بادشاہ کے منہ مین دی لیکن افراسیاب بسبب ہلاک ہونے ساحران نامی کے رنجیدہ تھا حیرت بادشاہ کو چھیڑنے لگی اور دلجوئی کرنے لگی اُسوقت ایک ابر آسمانی سیاہ رنگ آکر چھایا اور اُس ابر سے آوازین عجیب عجیب آنے لگین پھر آواز آئی کہ مارا ان شخصون کو کہ جو خاص شہنشاہ کی فوج تھی مع پتلے اور کچھ خاک سیاہ رنگ کی تخت پر بادشاہ کے اور سامنے تخت کے گری تخت کے سامنے چار منقلین ایک تو فولادی دوسری طلائی تیسری نقرئی چوتھی جواہر نگار رکھی تھین افراسیاب نے وہ خاک چٹکی مین اُٹھا کر منقل فولادی پر ماری ایک آواز بڑے زور سے خرانے کی آئی اور منقل مین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ عمرو نے ایک ایک کر کے پتلون کو جال سے نکالا اور اُنکو مارا یا غضبان قدرت نے یہ سنکر افراسیاب نے صرصر شمشیر زن و صبار فتار سے کہا کہ تمسے کوئی کام ایسا نہوا کہ جو موجب تمہاری ناموری کا ہوتا صرصر نے عرض کی اے شہنشاہ ہمارے پاس وہ چیزین نہین ہین جو عمرو کے پاس ہین اگر ہمارے پاس بھی ہون تو آپ دیکھین کہ ہم کیا کام کرتے ہین سرکار ہی ہمکو کوئی ایسی چیز دیدے تو ہم مہرخ و عمرو کو باندھکر لے آئین اور کچھ ساحر ہمکو ملین وہ ساحر کہ جنکے عزیز مارے گئے ہین اُنھین ہمکو دیجیے کہ

اُنھون نے ذلت اُٹھائی ہو افراسیاب نے کہا اچھا اور دربار مین چند ساحر حاضر ہین اُنمین سے نفیر جادو کہ جسکو چالاک نے ذلت دی تھی لقا کے سامنے اور دوسرے شبو اور تیسرے نافرمان یہ نافرمان افراسیاب کی طرف کی ہو اور نفیر جادو نے سحر ایسا تیار کیا ہو کہ اب کوئی اسکا جواب دینے والا نہین اور تین سردار ہین نفیر جادو کے ایک کا نام ستین جادو اور دوسرے کا نام پلاس پوش جادو اور تیسرے کا نام مردار خوار جادو چنانچہ ان تینون سردارون نے اور نفیر اور نافرمان اور شبو نے صرصر سے کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ چلنے کو حاضر ہین اور سرمایہ برف انداز نے کہا کہ مین بھی چلونگا تمھارے ساتھ اور جہان جو چیز درکار ہوگی مجھسے طلب کرنا مین موجود کرونگا صرصر اور صبا رفتار ان سب ساحرون کو لے کر روانہ ہوئین مگر یہ سب ساحر الگ الگ چلے اور جس مقام پر کہ پل پر یزادان تھا پہونچکر نفیر جادو نے ایک کاغذ نکال کے آسمان کی طرف اُچھال دیا کہ اسمین چمک ہوئی اور شعلے نکلے وہ کاغذ غائب ہوا تھوڑے عرصہ مین پھر اُڑتا ہوا جو آیا تو اسمین نفیر جادو نے لکھا ہوا پایا کہ گلزار مین خیمہ استادہ ہے اور باغبان قدرت اور بہار اور گلچین اور نافرمان یہ چند نازنین کے بیٹھے ہین صرصر نے کہا اے نفیر جادو ملکہ مہرخ کی بھی خبر منگوائیے کہ وہ کیا کرتی ہین نفیر نے اُسی کاغذ کو کاٹ کے آدھے کو ایک طرف اُڑا دیا اور آدھے کو دوسری طرف اُچھال دیا وہ دونون ٹکڑے کاغذ کے شعلے نکلے غائب ہوگئے بعد کچھ دیر کے جو آئے تو نفیر نے لکھا ہوا دیکھا کہ مہرخ سحر چشم و ہلال زرین سحر جادو و ہلال طوق افگن جادو اور یاقوت زرین پنجہ و خورشید زرین رکاب وغیرہ بہت سے سردار مہرخ کے ہمراہ ہین اور وہ جانب کوہ گلزار جاتی ہے اور دوسرے کاغذ مین لکھا پایا کہ بارگاہ مہرخ مین اور لشکر مین اُسکے بہت سے ساحر ہین کہ وہ بھی بیٹھے ہوئے خوشی کر رہے ہین نفیر نے یہ پڑھ کے اُن دونون پرچون کو جھولی مین ڈال لیا اور اپنے سحر کو زور دیا کہ ایک چادر نفیری بنکے تیار ہوئی اور اُس چادر پہ صرصر و صبا رفتار اور نفیر بیٹھ کر چلے اور ساحر تو اور طرف سے آتے ہین لیکن یہ اسطرف سے چلے ایسا کہ جب کوئی دو کوس مہرخ رہی اور اُدھر باغبان قدرت وغیرہ رہے تو صبا رفتار نے صرصر شمشیرزن سے کہا کہ اے ملکہ

تم تو باغبان قدرت کی طرف جاؤ اور مین مہرخ کی طرف جاتی ہون بس نفیر جادو اور شببو
یہ تو صرصر شمشیرزن کے ساتھ ہوئے اور نافرمان و متین اور پلاس پوش اور آدم
خوار یہ سب چلے صبا رفتار کے ساتھ اور تھوڑی دور جاکر صبا رفتار نے اپنی شکل باغبان
قدرت کی بنائی اور متین جادو بزور سحر بہار کی صورت بنا اور سب سرداروں کو کہ جو ساتھ ہین
صبا رفتار کے اُدھر کے سرداروں کی ایسی شکل بزور سحر تیار کرایا اور کچھ گلدستے بیہوشی کے
بنا کر تخت سحر پر اپنے سامنے رکھ لیے اور چلی یہان تک کہ قریب مہرخ پہونچی اُسنے دیکھا کہ
باغبان قدرت آتا ہے بس یہ نہایت خوش ہوئی اور باغبان قدرت نے جلد تخت کو نیچے
اُتارا مہرخ نے بڑھ کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا باغبان قدرت نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال کے اُس مقام
پر کہ فرش بچھا تھا لے گئے اُسکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھا اور خورشید و بلال و یاقوت وغیرہ سب سردار یہ بھی
آکر بیٹھے اور باغبان قدرت نقلی نے کہا کہ ای ملکہ کیا کام کیا ہی خواجہ صاحب نے کہ جاکے
قہر جادو کو مارا یہ ذکر و تذکرہ ہو رہا تھا کہ کچھ ساحرون نے سحر بھی کیا اور کچھ اُن گلدستون کی خوشبو
سے مہرخ کو غش آنے لگا اور اُسنے باغبان قدرت سے کہا کہ مجکو کچھ گرمی معلوم ہوتی ہی باغبان
قدرت نے کہا واقعی گرمی ہی مہرخ گھبرا کر اُٹھی اور اُٹھتے ہی گری اور سردار بھی گرے اب متین
جادو اور پلاس پوش جادو اور آدم خوار وغیرہ نے وہ جو چونتیس ہزار کا لشکر مہرخ
کے ہمراہ تھا اُنپر سحر کرنا شروع کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور پانی برسنے لگا جس ساحر پر
کہ بوند پڑی وہ بیہوش ہوا یہان تک کہ سب بیہوش ہو گئے اور وہ بنجر بھی بجنے اُنھین کیا
معلوم کہ باغبان قدرت ایسا کچھ کریگا جب یہ سب بیہوش ہوئے تو مہرخ کی زبان مین سوزن
دیا اور تخت پر ڈال لیا اور سحر سے ایک احاطہ گرد اُس لشکر کے کھینچ دیا پھر مہرخ کو تو جانب
بادشاہ ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ پھر یہان سے چلے تو راستہ مین صرصر شمشیرزن
اور نفیر جادو اور شببو یہ اُنکو ملین بس صرصر نے اپنی شکل مہرخ کی ایسی بنائی اور صبا رفتار
نے خورشید زرین سحر کی ایسی بنائی اور نفیر جادو نے یاقوت زرین سحر کی ایسی بنائی
غرض یہ سب کے سب صورتین تبدیل کر کے باغبان قدرت کی طرف چلے جب قریب
پہونچے تو باغبان قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم آتی ہین بہار نے کہا کہ

اے باغبان قدرت آپ جانتے ہین کہ خواجہ صاحب نے ملکہ مہرخ کو بادشاہ لشکر کیا ہے
اور مین بہن ہون حیرت جادو کی لیکن مرتبہ ملکہ مہرخ ہی کا بلند ہے آپ کو استقبال اُنکا
کرنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا مجھے خود منظور ہے کہ قدمبوسی ملکہ کی کرون یہ کہکر
باغبان اُٹھا مہرخ تو قریب آہی چکی تھی یہ جاکر بغلگیر ہوا اور اُسنے پائے ملکہ کو بوسہ بھی
دیا اب یہ سب آکر خیمہ مین بیٹھے اور شراب و کباب کا جلسہ ہوا اس عرصہ مین شباب
روز مبدل بہ پیری ہوا اور قمر جادوے شب دراز ائی سر سون شرکو الکے لیکر عالم مین آئی ابیات

کھلا مانند گیسوے شام کا رنگ
نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈھنگ
چلا دن مثل عمر ہجر تعجیل
نہ ٹھہرا اسطرح جیسے بیتابی دل

رات کو شمع ہاے مومی و کافوری گلکاری کی کہ صرصر نے اُنکو بنایا
تھا اور اُنمین بیہوشی کو ملایا تھا روشن کی گئین کہ اُنمین سے خفیف سا دھوان نکلا اور بو
پیدا ہوئی اور دماغ مین وہ بو ہر ایک کے گئی باغبان قدرت نے دیکھا کہ میرا بدن بوجھل ہوا
جاتا ہے اور گلچین جادو جو ٹھیر لی تو اُٹھکر چلی اُٹھتے ہی گر پڑی اور بہار نے کچھ پھول بجہ
کے توڑ کر گریبان مین اپنے ڈالے اور باغبان نے تین دفعہ چٹکی بجائی لیکن سب
محفل بیہوش ہو گئی اُسوقت شتین اور شبو اور نافرمان نے اپنے اپنے سحر کو زور دیا اور ایسے
سحر پڑھے کہ دس زنگی آدم خوار پیدا ہوے اور اُن زنگیون سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت
کو اُٹھالاؤ وہ زنگی اُٹھانے کو جو آئے تو ایک پھول گلاب کا اوپر سے گرا اور پنکھڑیان اُسکی
الگ ہو گئین اور تیر شہاب نکلکر اُن دسون زنگیون پر پڑے تو وہ جلکر خاکستر ہو گئے
اور کچھ زنگی شتین نے بناکر گلچین کی طرف بھیجے جب وہ زنگی اُسکی طرف پہونچے تو ایک بجلی
چمکی اور اُنکو بھی جلاکر خاک کیا پھر آدم خوار کچھ زنگی بناے اور اُنکو بہار کے اُٹھانے کے لیے
بھیجا مگر ملکہ بہار بھی اسقدر بھاری تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی کیونکہ اُسنے کچھ اپنے زیر زمین
ڈال لیا تھا اُسے زمین سے شعلے پیدا ہوے اور اُن زنگیون کو اُن شعلون نے جلا دیا
اُسوقت صبا رفتار نے کہا کہ ایک کام کرو کہ ہلال اور خورشید و یاقوت پران سبکو
ڈالو بس باغبان قدرت پر یاقوت زرین سحر کو ڈالا یہ قدرت خداوند عالم ایک
پھول آکر یاقوت کے پاس صرصر نے گرا کہ جس کے ٹکڑے کے تمام صرصر تو جست کر کے علیحدہ

ہوئی اور اُس پھول سے شہزادے پیدا ہوئے کہ اوجو ساحر تھے اُنکو جلایا اُس وقت سرمایہ
برف انداز آکر پہونچا لیکن حال سُنیئے کہ عمرو اُس مقام پر نہین ہیں خواجہ یہان سے
واسطے لینے مہرخ کے گئے تھے اور مہرخ وہان سے چل چکی تھی جب عمرو لشکر میں جاکر
پہونچا تو اُسنے خبر سنی کہ ملکہ مہرخ تو باغبان کی طرف گئی ہین یہ لشکر مین کچھ دیر ٹھہر کر پھر
وہان سے چلا یہ تو راستہ مین آتا ہے مگر یہان سرمایۂ برف انداز جو آیا تو شیر پر سوار ہے اور
بتیس انیسین جلیسین خوک صحرائی پر سوار ہین اس سے صرصر نے کہا کہ ای وزیر اعظم شہنشاہ
ہمنے اتنا تو کام کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ہے لیکن اب ہمسے یہ اُٹھ نہین سکتی ہین سرمایہ نے
اُسوقت ایک صندوقچہ منگاکر کھولا کہ اُسمین سے بجلی چمکی اور ستارہ نکلکر جانب آسمان گئے
اور فلک کی طرف سے کچھ موتی اور پھول گرے اب سرمایہ نے اور سحر کرنا شروع کیا یہ تو سحر
کر رہا ہے اور روان عمرو بن اُمیہ ضمری چوپ چلے آتے ہین جب کوئی تیس فرسخ راہ طی کی
تو دل نے گواہی آگے جانے کی نہ دی آخر ناک پر اُنگلی رکھکر متفکر ہوے پھر اُنھون نے رُخ لشکر مہرخ
کی طرف مُنہ اُٹھا اُٹھ گیا اُسی طرف چلے جب ایک پہاڑ کے قریب آکے پہونچے تو اُس پہاڑ کے
درے مین قران ملا اور اُسنے کہا کہ اُستاد بڑا غضب ہوا کہ صرصر و صبا رفتار نے آکر سبکو
قید کیا ہے عمرو نے سب کیفیت سُنکر دل سے کہا کہ خوب ہوا جو مین اُسطرف نہین گیا پھر اُدھر
عمرو جانا ہی پڑیگا ان اتنا ہی کہ پہلے بیخبر تھے اب ہوشیار ہین بس قران تو انسے حال
کہکے چلا گیا اور یہ آگے جو چلے تو برق فرنگی ملا اُس سے سب حال کہکے اُسکو اپنے ساتھ
لیا اس ہنگامہ مین چشم شاہد شب مین سفیدی آئی اور دیدۂ خورشید منور و روشن ہوئے نظم

از پئے رفع شب ہوئی جب صبح آغاز ہوئی ظاہر اکہین کوئی کہین پر	کھلا عالم پہ ہر سو پردۂ راز	الگ ذرہ کہین ہو کہین روشن زمین پر

اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ لشکر کی طرف سے گرد اُٹھی اور اُس گرد کے
بطور خارا پرست نمودار ہوا اور آکر اُسنے خواجہ کی قدمبوسی کی اور کہا کہ مجھے یہ فرمان کوکب
روشن ضمیر آیا ہے کہ ہمنے تجکو خواجہ عمرو کی اطاعت مین دیا اگر وہ کہین کہ نفرے کو سلام
کرو تو اُسے بھی تو سلام کرنا اور دیکھیے یہ فرمان میرے پاس موجود ہے عمرو نے جو اُسے
پڑھا تو اُسمین یہی لکھا تھا کہ اے عمرو وہان سرمایہ برف انداز آیا ہوا ہی اور اسطرح سب

ساحر بیہوش ہین تو آپ اُسکی فکر کرکے باغبان قدرت کو لیکر ہمارے پاس آئیے اسکو پڑھکے
عمرو نے برق سے کہا کہ بیٹا ایک چٹان پتھر کی کوئی بیس گز سے تیس گز تک لنبی اور چوڑی
ہو تلاش کرو یہ کہکر اپنی شکل افراسیاب کی ایسی بنائی تاج جواہرنگار سر پر رکھا اور ایک ابر
روئی کا بناکر یعنے اُس روئی کے پہل کو سُرخ رنگا ہی اور اُسکے بیچ مین کمند آصفا باصفا
کو باندھا ہی اور بلور چار دست کو صورت کسی ساحر زبردست کی بناکے اور برق کو حیرت
کی شکل بناکے اُس چٹان پتھر کی آپ بیٹھے اور حیرت کو پہلو مین بٹھایا اور بلور سحر پر
رومال کھڑے ہوکر جھلنے لگا اور بلور سے اُنھون نے کہا کہ چٹان کو سحر سے اُڑا اور اُس ابر کو
بھی سر پر پھیرے سایہ فگن کر بلور نے چٹان پتھر کی اُڑائی اور اُس ابر کو بھی سحر سے اُڑایا اور
اُس چٹان پر پتھر کے گلدستے سامنے افراسیاب کے رکھے ہین اور وہ چٹان اُڑتی ہوئی
چلی اتفاق سے وہ ساحر کہ جو مہرخ کو لیکر جانب بادشاہ روانہ ہوئے ہین وہ اُنکو ملے اور
اُنھون نے اُنکو بادشاہ افراسیاب سمجھکر سلام کیا عمرو نے مہرخ کو جو تخت پر بیہوش پڑے
دیکھا خیال مین آیا کہ ساحرون کو قتل کرنا چاہیے یہ سوچکے عمرو بادشاہ تو بنا ہوا تھا ہی اُن
ساحرون سے پوچھا کہ تم مہرخ کو کہان لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا حضور ہی کے پاس
لاتے تھے افراسیاب نے بلور سے اشارہ کرکے چٹان کو زمین پر اُتروایا وہ تخت بھی
ساحرون نے اُتارا اُسوقت افراسیاب نے ہنسکے کہا کہ تمنے بڑا کام کیا ہی مین تمکو بہت کچھ
دونگا مگر اسوقت میرے ہاتھ سے دو دو جام شراب پی لو یہ کہکے دو جام شراب زنبیل سے نکالکر اُنکو
دیے کہ اُنھون نے پیتے ہی کچھ دیر مین بیہوش ہوگئے عمرو نے اُنکے سر کاٹ ڈالے
مہرخ ہوشیار ہوئی زبان سے اُسکی سوزن نکالا اور اُس سے کہا کہ تم یاقوت جادو جو
وزیرزادی حیرت کی ہی سحر کے زور سے اُسکی صورت بنو مہرخ یاقوت کی شکل بنکر تیار
ہوئی اور افراسیاب نقلی یعنی عمرو کے ساتھ اُس چٹان پر بیٹھکر سے ہوکر روانہ ہوئی اور
اب وہ وہان سے چلکر سرمایہ برف انداز جو یہان سحر کر رہا تھا پہنچے سرمایہ نے چاہا ہے
کہ اپنی زبان کاٹے اُسوقت افراسیاب نقلی آکر بیٹھا اور اُسنے کہا کہ اب تک اُن لوگونکو
لیکر کیون نہ حاضر ہوئی صرصر نے کہا اے شہنشاہ یہ بلوگو نسے اُٹھتے نہین افراسیاب نقلی نے کہا دیکھو لیکین

سب کو اٹھائے دیتا ہوں یہ کہکر بلور سے کہا کہ اُسنے صرصر و صبار فتار کو پکڑ لیا اور مہرخ
اور بلور نے ملکہ جو سحر کیا تو سرمایہ برف انداز کو بھی گرفتار کر لیا اب شیبو و نافرمان و نفیر جو
باقی تھین اور اپنے دل مین حیران تھین کہ یہ افراسیاب کو کیا ہوا ہے کہ جو انکو گرفتار کراتا ہے چنانچہ
تھین دیلاس پوش و مردم خوارہ سب حیران کار تھے افراسیاب نقلی نے حکم دیا
کہ انکو بھی باندھو کوئی فرط خوف غضب شاہنشاہی سے دم نہین مارتا انکو بھی بلور و مہرخ وغیرہ نے
باندھکر زبانون مین سبکی سوزن دیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا کہ ہم عمرو بن امیہ ضمری ہیں اب
تو سب گھبرائے لیکن کیا کر سکتے تھے کہ بندھے ہوئے تھے اور سوزن در زبان تھی اب سب
سردارون کو جیتے باغبان و گلچین کو آب سحر چھڑک کر ہوشیار کیا اور اُن سردارون کو
کہ جنکو قید کیا ہے بیہوش کر دیا اسلیے کہ کوئی فتور نکرین غرض جب سب تیار ہو چکے تو کہا کہ یہانکا
رہنا مناسب نہین ہے بس اسی وقت خیمہ اکھاڑ کے عمرو نے زنبیل مین ڈالا اور سردارون
اور صرصر و صبار فتار وغیرہ ساحرون کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلے
جب کوئی دو فرسخ لشکر باقی رہگیا تو وہان جاکر برق نے خبر کی کہ اُستاد اور سب سردار تشریف لاتے ہین
پس لشکر کے سوار و پیدل سب سردار جلیل القدر براے استقبال چلے لشکر سے جہان تک کہ
باغبان قدرت وغیرہ چلے آتے تھے آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا اُسوقت عمرو نے کہا
کہ چوبیس ہزار کا لشکر مہرخ کا بیہوش پڑا ہے اور احاطہ سحر کا گرد اُس لشکر کے کھنچا ہے کوئی ایسا
ہے کہ جو اس لشکر کو ہوشیار کرے اور اُس احاطہ سحر کو مٹائے یہ سنکر باغبان قدرت نے
و بلور چہار دست اور ملکہ بہار نے کہا کہ ہم ایسا کر سکتے ہین چنانچہ اُس مقام پر آکر بہار نے
ایک گجرا پھولون کا اس احاطہ پر مارا کہ وہ دھوان ہو کر اڑ گیا اور بلور چہار دست نے ابر سحر
برسایا کہ جیسے پانی کی بوندین پڑین وہ ہوشیار ہو گیا جب سب ہوشیار ہو چکے تو یہ بھی سب
لشکر کی طرف چلے اب عجب طرح کی خوشی ہے طبل شادیانی بجتے ہین اور یہ سوار کن خدم
افراسیاب کا باغبان قدرت نے اسلیے اشرفیان اور روپے بہت کچھ لٹائے کہ دو شخص
غنی ہو گئے القصہ طبل و نقارہ بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے آکر بارگاہ مین پہنچے
لشکر جو چوبیس ہزار کا تھا اُسنے تو باہر ہی کمر کھولی اور بستر لگائے اور سردار سب بارگاہ مین آکر

باغبان قدرت نے کہا کہ مجھے ایسی جگہ بٹھایئے کہ جہان آنکی مرضی کے موافق ہو عمرو نے
کہا کہ مین تمکو تخت پر بٹھاتا لیکن اب جب چھوٹیگا طلسم کشا یعنے شہزادہ اسد نوجوان دیر
اُس سے ملاقات ہوگی تو اُسوقت سمجھا جائیگا مگر طریق ہے صاحبقران کی بارگاہ کا کہ چار طرف
کرسیان و دنگل بچھتے ہین اور بیچ مین بادشاہ کا تخت اسلیے کہ سب بزرگاہ بادشاہ کی پڑے
بس تمکو بھی تخت مہرخ کے قریب دنگل بیٹھنے کو مین دیتا ہون باغبان نے کہا کہ مجھے سب
طرح منظور ہے جیسی آپ کی خوشی پس عمرو نے باغبان قدرت کو دنگل پر قریب تخت مہرخ
بٹھایا اور گلچین اُس کے پاس بیٹھی اور مہرخ تخت پر متمکن ہوئی پھر تو سب سردار اپنی اپنی جگہ
پر بہار و نافرمان و مشکین مو وغیرہ بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پیالہ ہا سے
جواہر نگار و صراحیان مرصع کار لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدای ہوشا ہوش
ونوشا نوش بلند ہوئی جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت عمرو نے باغبان
سے کہا کہ کیا کہتے ہو صرصر و صبا رفتار و سرمایہ وغیرہ کے مقدمہ مین باغبان قدرت نے
کہا بہتر ہے کہ اُنکو زنبیل سے نکال کر باندھیے اور سوال اسلام کیجیے اگر نہ مانین تو قتل کرڈالیے
عمرو نے ان سب کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے باندھا فقیلۂ رفع بیہوشی سب کو دیا
کہ آنکھ ہر ایک کی کھلی عمرو نے ہر ایک سے سوال اسلام کیا اور کہا کہ اے گمراہو پروردگار عالم
کو وحدہٗ لاشریک جانو کہ جس نے شجر و حجر ماہ و سیارہ بحر و بر نباتات و جمادات انسان و جن
وغیرہ ہر ایک کو پیدا کیا ہی ابیات ؎ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ؎ ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین
وہی نور ہے سب طرف جلوہ گر ؎ اُسی کے یہ نور ہی ہین شمس و قمر ؎ وہی مالک الملک نیا و دین
ہے قبضہ مین اُسکے زمان اور زمین ؎ وہ معبود یکتا خداے جہان ؎ کہ جسنے کیا کُن مین کون و مکان
نصیحت سُنکر کسی نے جواب نہ دیا بلکہ سب نے گردن جھکالی مگر سرمایہ نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے
سوزن نکال لو عمرو سمجھا کہ شاید یہ راہ راست پر آیا اُس نے دوڑ کر سوزن زبان سے کھینچ لیا
بس اُس نے سحر پڑھا کہ جس کمند سے یہ بندھا تھا وہ جل گئی اور اُس نے انگڑائی لی تیور پر بل
ڈالا عمرو کو گھور کے دیکھا ادھر سحر پڑھکر جو پھونکا تو صرصر و صبا رفتار کی بھی کمندین جل گئین
اُن کی زبان مین تو سوزن تھا نہین کس واسطے کہ وہ ساحرہ نہین ہین بس یہ چھوٹتے ہی

بست کر کے سرنجہ بارگاہ فراگئین اور سرمایہ بھی اُڑکر چلا اور اسطرح جاتا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہی
اُسوقت گلچین نے کہا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر اُڑی اور ایک پھول گلاب کا تھا
وہ اُسنے سرمایہ پر کھینچ مارا کہ چمک ہوئی اور ایک زنجیر طلائی از خود آکر سرمایہ کے لپٹ گئی سرمایہ
نے اپنی جھولی سے ایک نارنج جو مارا تو وہ زنجیر کٹ گرا اور دو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گری
اُسوقت گلچین نے دو تھریان چھوٹی چھوٹی سرمایہ پر مارین اُس وقت پھر چمک ہوئی اور
وہ دونون تھریان سر پر سرمایہ کے پڑین اور ایک حباب نکر تیار ہوا اور اُس مین سرمایہ
بند ہوگیا بس سرمایہ نے کچھ سرسون کے دانے نکال کر مارے کہ وہ حباب دھوان ہوکر برطرف
ہوگیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ اے بیرو تم چالیس ہزار فوج شاہی سے آئے ہو تو کیا کرتے ہو مارے
گلچین پر تیر مارو بیرون نے تیر مارنا شروع کیے اور بیرون کا غلغلہ بلند ہوا اُسوقت گلچین
جادو نے ایک سنگریزہ نکال کر مارا کہ اُس سنگریزے کے ہزارون ٹکڑے ہوے اور
وہ ٹکڑے تیر شہاب بنکر اُن بیرون کے لگے کہ وہ سب جل کر خاک ہوگئے اور بو چراندھی
آنے لگی اُسوقت ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب یہان آگیا اور اُس نے
ایک ترنج گلچین پر آکر مارا کہ اُس ترنج سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے کہ اُنھون نے گلچین کے
جسم کو جلایا لیکن لڑائی کو طول جو ہوا تو باغبان قدرت اور بہار اور بلور بھی بارگاہ سے
اُٹھکر اُڑے تو دیکھا کہ سارے لشکر کے لڑائی گلچین سے ہو رہی ہے بس یہ بھی آکر لڑنے لگے
لیکن گلچین زخمی ہو چکی تھی اور ابریق اور سرمایہ کی مدد کو اور فوج بھی آگئی ادھر سے
بھی اور سردار جاکر پہنچے لشکر مین کمر بندی ہونے لگی اُسوقت بہار اور باغبان نے
دیکھا کہ اب لڑنا بیکار ہے چنانچہ طبل آسایش بجوایا اور اپنے لشکر مین پھر آئے گلچین کے
مرہم صحت لگایا کہ زخم اُس کے اچھے ہوے باقی سب باعیش و عشرت تمام
تمام ہیٹھے بعد کچھ دنون کے عمرو واسطے بالادوی کے صحرا مین آیا تو اُسنے دیکھا کہ طلسم نور افشان کی طرف
سے ایک تیز شبہار طلائی آتا ہے اور ایک رقعہ اُسکے ہاتھ مین ہے وہ رقعہ اُس نے عمرو کو دیا عمرو
نے جو پڑھا لکھا تھا کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد سلام نیاز کے معلوم ہو کہ اسی وقت
اپنے ساتھ باغبان قدرت کو لے کر ہمارے پاس تشریف لایئے ضرور وہان پہنچے

کا ارادہ نہ کیجیے گا رقیمہ شوق کوکب روشنضمیر عمرو وہان سے اُس پتلے کو لے کر بارگاہ مین
آیا اور باغبان قدرت سے کہا کہ بھائی دیکھو یہ رقعہ کوکب روشنضمیر نے لکھا ہے اس امر
مین تمہاری کیا صلاح ہے باغبان قدرت نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہے وہی میری
صلاح ہے بمصداق مصرع ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ۔ عمرو نے کہا میری
رای تو یہ ہے کہ چلنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا اچھا اُسوقت اُس پتلے سے کہا کہ ایک
چٹان پتھر کی تو ہمین لا دے اُس نے لا دی عمرو اُس پتھر کی چٹان پر بیٹھا اور باغبان گلچین
اپنے تخت سحر پر بیٹھے اور چلے کچھ دور چلے تھے کہ قلعہ طلسمی کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا
اور چالیس ہزار ساحرون کو دیکھا کہ تیر کمانون مین جوڑے چلے آتے ہین اور مارو مارو
کی صدا بلند ہے چنانچہ اُنھون نے آکے ایک باڑھ تیرون کی ماری اُس پتلے نے ایک تختی
یاقوت رنگ اُسکو دیکھا اُس تختی سے ہزارہا تیر شہاب نکلکر اُن ساحرون پر پڑا کہ کچھ ساحر جلکر خاک
پر گرے لیکن جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنھون نے پھر تیرونکی باڑھ ماری اُس پتلے نے وہی
تختی پھر دکھائی کہ وہ تیر از خود کٹ کر زمین پر گرے جب دیکھا اُن ساحرون نے کہ تیر کام نہین
کرتے تو تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے جب قریب پونہچے تو اُسوقت اُس پتلے نے وہی تختی پھر دکھائی
کہ اُسمین سے پھر تیر شہاب پیدا ہوے اور اُن ساحرون کو اُن تیرون نے جلا دیا عمرو اور
باغبان و گلچین پھر وہان سے چلے وہ پتلا شیر سوار ساتھ ہے یہان تک کہ دریاے
ہفت رنگ پر آکر پونہچے اُس دریا مین سات رنگ کا پانی بہتا ہے اور ہزارہا مگر و سوس
اور رنگ برنگ کی مچھلیان نکلکر اچھلنے لگین اسلیے کہ ساڑھے تین رنگ دریا کے تو افراسیاب
کے قبضہ مین ہین اور ساڑھے تین رنگ کوکب کے قبضہ مین ہین پس اُن مچھلیون اور
سوس اور مگر نے چاہا کہ انکو ہم زمین پر کھینچ لین اور پٹ جائین اُس وقت اُس
پتلے نے وہی تختی یاقوت رنگ جو دکھائی تو شعلے اُسمین سے نکلے کہ وہ سب جانور جل کر خاک
ہوے اور یہ صحیح و سلامت اُس طرف روانہ ہوے یہ تو اُسطرف چلے لیکن حال سُنیے افراسیاب
کا کہ یہ تخت شاہی پر بیٹھا ہے کہ ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز اور
صرصر و صبا رفتار آکر پونہچے تو یہ عرق عرق پسینے مین غرق تھے افراسیاب نے

کہاکہ اے سرمایہ تمہارے کیے کچھ بھی نہوا اُسنے عرض کیا غلام چالیس ہزار فوج لے کر اب
جائیگا تو حضور کے قدم پر سر اپنا نثار کریگا یہ ذکر تھا کہ چالیس ہزار ساحر اور آکر یہان موجود ہوے
لیکن افراسیاب کو رنج نہایت تھا اُس نے چاہا کہ مین خود جاکر کام عمرو کا تمام کردن
لیکن جیسے ہی اُٹھنے لگا تاج سر سے گرنے لگا اُسنے روکا اور ہاتھون کو اپنے جو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اسوقت ساعت بُری ہے بس یہ رنجیدہ ہوکر چپ بیٹھا رہا لیکن کچھ سوچتا تھا
جب وہ چالیس ہزار ساحر اُسکے سامنے سے چلے گئے تو اُسنے ایک دستک دی اور کہا
کہ حاضر ہو بس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور پانچ آدمی اُس مین سے نکلے ایک کی تو
آنکھین چھوٹی تھین اور اسقدر سرخ تھین کہ جیسے خون کبوتر اور دوسرا جو ہے وہ ارزق چشم
ہے کہ بالکل مثل کہربا کے اُسکی آنکھین ہین اور ایک کے ہاتھ نہین ہین کُہنی سے اور
چوتھے کے پانون نہین ہین گھٹنے سے اور پانچوین کی آنکھین نہین ہین لیکن دو سوراخ ہین
سوئی کے ناکے کے برابر اُنکے اندر ایک شمع جلتی ہے ایک کا نام ہے قہرنگاہ
اور دوسرے کا نام ارزق چشم اور تیسرے کا نام ہے فتنہ انگیز اور چوتھے کا نام ہے
باد انگیز اور پانچوین کا نام ہے شور انگیز چنانچہ ارزق چشم اور قہرنگاہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کیا کہ اے شہنشاہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا کہ عمرو اور باغبان قدرت اور
گلچین نہین ہین تم جاکے لشکر اسلام کو تباہ کرو ان دونون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو
جو معاہدہ آپ کا ہے اُسمین دو دن ہوم کرنے کی اجازت ملے افراسیاب نے کہا جاؤ
کسنے منع کیا ہے یہ دونون اُس معابد مین آئے اور ہوم کرنا شروع کیا ڈہرو بجاتے تھے
اور بوتلین شراب کی اگیاری پر لنڈھاتے تھے دو دن یہ وہان رہے اور بعد دو دن کے
نکلے تو خدمت افراسیاب مین آئے افراسیاب نے اُنھین خلعت دیا اور رخصت
کیا یہ چلے بعد انکے جانے کے اُن تینون ساحرون سے افراسیاب نے کہا کہ تم بھی جاؤ
اُنکی حفاظت کو وہ تینون بھی زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور یہ دونون جب چلے تو جس مقام
پر دریائے خونروان تھا وہان آئے سامنے شہزادہ پرستان تھا ان کے جی مین آیا کہ چلکر
شہزادہ پرستان مین حسرت سے ملاقات کرین کہ وہ آج کل وہین ہے بس یہ آنے

شہر نا پرسان مین ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ قہر نگاہ اور ازرق چشم آئے ہین اُسنے اُنکو بلا کر خلعت دیا اور حکم دیا کہ تیاری رہے مین خود جاؤنگی لڑنے کو اور اُسنے کچھ فوج کو تیار کیا اور سوار ہو کر ان دونون کو لیکر چلی اور اُن دونون نے دو ابر بنائے ایک سفید اور ایک سیاہ رنگ اور اُن ابرون کو اُڑاتے ہوئے یہ بھی چلے کہ وہ ابر اُنکے سر پر سایہ فگن تھے کنارے پر شہر کے پونچکر سواری ملکہ حیرت جادو کی تو ٹھہری اور ایک ٹیکرے پر خیمہ استادہ کرا کے دور بین سحر لگا کے دیکھنے لگی اور یہ دو ساحر اُس شہر سے باہر نکلکر لشکر مہرخ کے پاس آئے اُسوقت دربار مین مہرخ تخت شاہی پر بیٹھی تھی اور بہار و نافرمان و شکیل ہوے وغیرہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق سامنے آکر حاضر ہوئی اور دعا و ثنا پادشاہی بجالائی

نظم

نکہت گل سے پریشان ہو دماغ بلبلان
شہر پر عشاق پریشان ہے جو تیر درد
چاہیے ہو زیب اس کے جفای آسمان

طوطی تصویر اسکے سامنے کرتی ہے نطق
ناز نے تیرے کیا پامال زہد زاہدان

از نسیم زلف کا تیری چمن میں ہے بیان
تو جو بیدار کا تیرے ہوا آئینہ جان
عشوہ کرتا ہے تیرا جو کچھ جانکے [illegible]

شہنشاہ کی عمر دراز دشمن کمبخت کا مزاج ناساز ہو قہر نگاہ و ازرق چشم آئے ہین فوج کثیر ساتھ لائے ہین یہ خبر سُنکر مہرخ نے نفیر سحر کو دم دیا بہار و نافرمان و شکیل ہوے وغیرہ تمام سردار جھولیان سحر کی گلے مین ڈالکر باز بد فرفرے فیل آتشین ہنس آتشین عقاب تیز پرواز طاؤس زرین بال اژدر خونخوار شیر ژیان بیرومان تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان مصاف روانہ ہوے شعلے سحر کے اُڑتے تھے برقین سرخ سرخ جلوہ دکھاتی تھین نارنج ترنج اُچھلتے تھے اسی طرح میدان مین پونچکر صف آرائی ہوئی اُسطرف سے قہر نگاہ و ازرق چشم فوج سحر اپنے ساتھ لے کر میدان مین آ برسر پرخاش صفین کھنچ گئین نقیب و چاؤش للکاری ساحرون کو سحر کے لڑنے کی ترغیب دی بعد ازان قہر نگاہ نے اپنے ابر کو اشارہ کیا کہ وہ گرجکر اور کڑکر برسنے لگا سب اوپر نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگے جسکی آنکھ مین بوند پڑی وہ اندھا ہو گیا اُس وقت بہار نے ایک گلدستہ اُٹھا کے مارا کہ ابر طلائی آکے موجود ہوا اور برسنے لگا مگر اُس ابر نے قہر نگاہ کے ابر طلائی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُسوقت بہار نے ایک سنگریزہ مارا ایک ابر سیاہ رنگ فولادی آیا لیکن اُس ابر کو بھی قہر نگاہ کے ابر نے توڑ دیا پھر مہرخ نے ایک

گلدستہ اُچھال کے مارا کہ آپ تو غائب ہو گئی اور ایک پتلا اُسکی شکل کا نکلے تیار ہوا اور تخت پر بیٹھا
باقی سب نابینا ہو گئے اور لگے ٹٹولنے بس یہ ارزق چشم فرط خوشی سے اُچھلنے لگا اور کہا کہ وہ
مارا اور قمر نگاہ نے اپنے ابر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گرگرایا اور چمک ہوئی اور ایک حباب نکر
تیار ہوا اور وہ حباب ہر حکم ہر طرف بھاگا اور سب سرداروں کے گلے میں ایک ایک سی
ٹر گئی اب یہ ارزق چشم چلا اُنکو لیکر خوشی خوشی اور وہاں سے حیرت بھی خیمہ اُکھڑوا کے اپنے
لشکر میں آئی لیکن برق فرنگی نکلگیا تھا وہ ایک ساحر کی شکل بنکے خیمہ حیرت میں آیا اور اُسکو
آداب بجالایا حیرت نے جانا کوئی ساحر ہوگا بس اُسنے کہا کہ تم اپنی حفاظت رکھو لیکن برق
بھاگ کیون عیاری نہ بنے گی بس یہ خیمہ سے نکلگیا اور اُسنے اپنی صورت مثل صرصر کے
بنائی اور ایک فرمان نقلی بناکر اور اُسکی پیشانی پر مہر افراسیاب کی کرکے خیمہ میں حیرت
جادو کے پہنچا وہاں ایک ساحر ہے کہ نام اُس کا دربان جادو ہے اُسنے کہا کہ اے بھائی
قمر نگاہ اب تم ہوشیار رہو کہ کوئی خیمہ کے اندر نہ آنے پاوے اُسنے کہا بہت خوب صرصر
نے وہ فرمان بادشاہ کا جو جعلی بنایا ہے اُسکو دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے قمر نگاہ
واے ارزق چشم اسوقت ہم کتاب سامری دیکھ رہے تھے تو معلوم ہوا کہ دو عیار نکل گئے ہین
قران اور برق وہ آکر ضرور اِن قیدیون کو چھڑائینگے بس ہمنے صرصر کو تمہاری حفاظت کی
لیے بھیجا ہے خبردار اسکے کہنے پر عمل کرنا اور یہ تمہاری بہت خبرداری کرے گی یہ پڑھکر
اُسنے کہا کہ اے صرصر آؤ اندر خیمہ کے بیٹھو اور یہ قمر نگاہ ہمیشہ سے اسے پیار کرتا ہے اور اکثر
اس سے باتین محبت آمیز کیا کرتا ہے مگر صرصر چپ ہو رہتی ہے اسلیے کہ یہ سردار شاہی ہے کیا
ضرور ہے کہ اسکو ناراض کرون غرض اب اندر خیمہ کے اسکو لیکر بیٹھا اور شراب کے شیشے کشتیان
وغیرہ آکر موجود ہوئین اور ناچ ہونے لگا برق نے اُلٹ پھیر کرکے شراب میں دار دے
بیہوشی کو ملایا اور قمر نگاہ کو جام بھر کر دیا لیکن وہان سنیے کہ افراسیاب نے کتاب
سامری مین یہ حال دیکھا اور صرصر کو بھیج کر بلایا اُسنے کہا کہ جلد تو جا برق تیری شکل بنا ہوا قمر نگاہ
کو بیہوش کیا چاہتا ہے یہ سنکر صرصر وہان سے چلی جب یہان آکر پہنچی تو دربان جادو
دروازہ پر تھا اُس نے دیکھا کہ ایک صرصر تو اندر ہے دوسری کیسی آئی معلوم ہوتا

سمجھے کہ یہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر اُس نے کہا کہ اسکو بھی گرفتار کرو ان صرصر نے اُسکی نگاہ کو پہچانا
اور چار اور طرف چلی اور جاکر پشت خیمہ پر اُسنے نقب لگائی لیکن قمر نگاہ کو بیہوشی نے تاثیر کی تھی
اور ارزق چشم بھی جھوم رہا ہے اور جام اُنکے ہاتھ مین ہے ایک پیا ہے اور ایک نہین پیا ہے
کہ صرصر نے نقب سے منہ نکالا لیکن جہان اُس نے نقب لگائی ہے وہان قران آکر پہونچے یہ بھی
اُس نقب مین کود کر چلے صرصر اس عرصہ مین باہر نکل آئی تھی کہ قران بھی آکر سر نقب پر پہونچے
اور یہ ہوشیار و عقلمند ہین اُنھون نے سر نکالا باہر نہین نکلے لیکن صرصر نے انکا سر دیکھ لیا
یہ تو بھاگی اور وہان **قمر نگاہ** اور ارزق چشم دونون بیہوش ہوے برق و **قران** نے
دونون ساحرون کے سر کاٹ ڈالے اور بھاگے اور جتنے سردار تھے وہ چھوٹنے غل دار و گیر کا بلند
ہوا اندھیرا ہوگیا سوارون نے مارنا شروع کیا نارنج ناریل پڑنے لگے ساحر مرنے لگے کچھ سوئیان نکلے
اور ہار مہرونکے پڑتے تھے شعلے اُٹھتے تھے اور بیر جل جاتے تھے ابر گھر گھر کر آتے تھے بارش ہو رہی تھی
آگ پتھر برستے تھے اُسوقت باد انگیز جادو نکلا کہ اُسکو بھی افراسیاب نے بھیجا تھا اور اُس نے سحر کیا کہ
برف برسنے لگی لیکن خورشید سحر افگن نے ایک ترنج مارا کہ وہ اُسکے سینہ کے پار ہوگیا پھر شور انگیز جادو آیا
اور اُسنے ایسا سحر کیا کہ سب ساحرون کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت بہار آکر پہونچی کہ وہ غائب
ہوگئی تھی اور اُس نے آکر ایک گجرا مارا کہ شور انگیز جادو نے دیوانہ ہوکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا
پھر باد انگیز آیا اور اُسکی آنکھ سے شرارے نکلے کہ وہ جسپر پڑے اُس کو جلا دیا بہت سے آدمی
مارے گئے اُسوقت مہرخ جو غائب ہوگئی تھی وہ آکر پہونچی اور اُس نے ایک ترنج باد انگیز
کے مارا کہ وہ سینہ کو اُسکے توڑ گیا یہ حال دیکھ کے اور فوج بھی آگئی اور دونون طرف لڑائی سحر
کی ہونے لگی اُسوقت ملکہ حیرت جادو نے طبل آسائش بجوا دیا سب طرح قتل و کیے اور لوٹ
مار کرکے اپنے خیمون مین آئے مہرخ تخت پر بیٹھی اور بہار و نگار [illegible]
یہان ملکہ حیرت نے اُن ساحرونکی نعشون کو اُٹھوا کر افراسیاب کے پاس بھیجا اور ایک عریضہ بھی تحریر
کرکے روانہ کیا اُس عریضہ مین یہ حال لکھا ہے کہ اے شہنشاہ دوران بادشاہ طلسمات
جہان برق نے صورت صرصر کی بنکر اِن ساحرون کو مارا نعشین اُن کی آپ کے پاس بھیجی
ہون یہان جنگ عظیم ہوئی اب مہرخ قتل و غارت کرکے اپنی بارگاہ مین گئی ہے

باقی خیریت ہے یہ عرضی اور نعشین جب افراسیاب کے پونہچین یہ تخت شاہی پر نہایت
خوشنود بیٹھا تھا کہ اب ساحر گئے ہین کام ہمارا اون کا تمام کرکے آتے ہونگے جب یہ نعشین پونہچین
تو یہ آبدیدہ ہوا اور بہت اُسنے افسوس کیا پھر اُن نعشون کو پھنکوا دیا اور آپ قصد کیا کہ مین چلکر
مہرخ وغیرہ کو غارت کرودن بس اپنے ہاتھون کو اُسنے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو ساعتین نجم
کی لینے پانچ گھڑی نہایت بد ہین اس کے بعد جہان جی چاہے جانا بس یہ ٹھہر گیا اور پانچ گھڑی
کے بعد اُس نے انگڑائی لی اور شعلے کی طرح چمک کر غائب ہوا سب اہل دربار کی آنکھین
بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب نہین ہے اور افراسیاب
جا کے ایک پہاڑ ہے کہ نام اُس کا گلزار ہے اُس پر اُترا اور چار طرف اُس نے نگاہ کی اُس وقت
وہان آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپ یہان کہان اُس نے پکار کر کہا اے گلزار جادو
جلد آ کہ ما بدولت کی خدمت مین حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر نوجوان سیہ فام
تیرہ رو تیرہ باطن جھولا سحر کا گلے مین ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے سامنے آیا اور آداب بجا لایا
اور کہا کہ اے شہنشاہ چلیے میرے مکان پر بادشاہ اُس کے ساتھ ہوا اُس نے کچھ دور چلکر
سحر کی کوشش کی کہ دروازہ ایک باغ کا نمودار ہوا جڑی دروازے کی شل فیل مست
کے جھوم رہی تھی پٹون مین جواہر کی پچی کاری کیا ہوا تھا دیوار ہاے باغ شل آئینہ کے مصفا
بادشاہ اُس باغ کے اندر گیا گل در یا چین سے اُس باغ کو مملو پایا روشین پٹری
آراستہ چارون کونون پر چار بنگلے چمن مین سبزہ نو خاستہ مصور وبہار نے تصاویر رنگا رنگ
ونقوش بوقلمون صفحۂ گلشن پر کھینچے تھے اور نقشی بہار نے فرش رنگین تختۂ قرطاس چمن پا
تحریر کیے تھے گلاب کیوڑا نسرین دل نسترن کی آن وبان بہار پر جو ہی کیسی ہی بن بان
نسترین ہر سو روان بلبل شور بہ غم نغمہ لحزان سرو مثل قامت یار سنبل
کی زلف پیچدار ایک سمت لالۂ خونی جگر رنگین پیالہ انگور کی دار بست جس پر تاک لگائین ہے پرست
نرگس بیمار شگفتی باندھے دیکھتی چمن کی بہار

ابیات

رخصت ... ہے ... شاہ منزل
... ایک ... ہے

سرسبز ہے خوشنما ہے ...
قمری ہے وہ جیسے خورشید ا

ہر شاخ شجر پہ عنادل
طوطی کہین بولتا ہے طوطی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی

ہر پھول نے جان تازہ پائی ؛ ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے ؛ باد سحری مسیح دم ہے

بادشاہ کو اُس باغ مین لاکر چار چمن کے بیچ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تھا کٹہرا طلائی اُسپر جڑا تھا مسند مغرق بچھی تھی اُسپر بٹھایا اور یہ گلزار جادو سامنے دوزانو بیٹھا اور عرض کی کہ یا شہنشاہ یہ چند مفسد نکرام جو جمع ہوے ہین مین سنتا ہون کہ جو ساحر ادھر سے جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اسکا کیا سبب ہے **افراسیاب** نے کہا کہ ہمارے یہان کے کچھ لوگ ملگئے ہین وہ خبرین پہونچاتے ہین اور باقی **سامری وجمشید** بھی کچھ ہمسے خفا ہین ورنہ ان نکراسون کی کیا حقیقت تھی ایک دم بھر مین انکو غارت کردیتا **گلزار جادو** نے اتنا پوچھکر کشتیان شراب کی قابین کباب کی گزک کے لیے گلدستہ پھولون کے ڈالیان میوون کی منگائین بادشاہ نے شراب پی میوہ کھایا پھر گلزار جادو نے عرض کیا کہ آپ اب یہ مشہور کیجیے کہ جس مقام پر دریاے خونزدان تھا وہان مکان ان پانچون ساحرون کے جو مارے گئے ہین یعنے قہرنگاہ وغیرہ ان مکانون کو ہمنے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لے لے خواہ ہمین دوست ہو یا دشمن جب آپ یہ شہرہ کیجیے گا تو یقین ہے کہ لشکر حمزہ سے کچھ لوگ انکے لینے کو آئینگے پھر اُسوقت آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کچھ مین نے کیا **افراسیاب** نے کہا اچھا اور ایک نامہ بال کبوتر مین باندھا اور کبوتر سے کہا کہ جا ملکہ **حیرت** کو یہ نامہ پہونچا وہ کبوتر سبک پر تیز پروازی کرکے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے **یاقوت** وزیرزادی اپنی سے کہا کہ نامہ اس کبوتر کے پر سے کھول لے اس نے کھولکر ملکہ حیرت کو دیا کبوتر اوڑ گیا اور نامہ ملکہ **حیرت** نے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ تم ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ قہرنگاہ وغیرہ کے جو مکانات ہین انکو جسکا جی چاہے لے ہمکو کچھ غرض نہین ہے یہ پڑھکر اُسنے منادی کرنے کیلیے حکم دیا اُسی وقت ڈھنڈھورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم **افراسیاب جادو** کا مکانات **قہرنگاہ وارزق خشم وقصور انگیز وفتنہ انگیز** کے جو ہین انکو جس فرد بشر کا جی چاہے لے لے آوازہ جو ڈھنڈھورا پٹنے کی **بہار ومخمور ونافرمان** وغیرہ نے سُنی کچھ دیر کے بعد یہ ایک کے پیچھے ایک اُٹھ اُٹھکر روانہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین تو وہ مکانات کیسے ہین یہان **مہرخ** اور **بلور چہار دست وشکیل** وغیرہ چند ساحر تو رہگئے اور باقی سب چلے گئے جب وہان جاکے پہونچے تو دیکھا کہ پانچ باغ ہین اور پانچ محلسرا ہین کہ اُس مین بیچ اور کمرے تعمیر ہین یہ سب

ساحران باغوں میں پھرنے لگے دیکھا گلہائے رنگارنگ وشگوفہائے بوقلموں کھلے ہیں فاختہ سرو پر کوکو کر رہی ہے جانوران باغ زمزمہ پیرا ہیں نہروں کے کنارے فوارے نصب ہیں ساون بھادون کی جھڑی لگی ہے نہروں پر شیشے لگے ہوئے ہیں فوارے اُن پر چھوٹ کر گرتے ہیں اُن شیشوں میں تصویریں غوک اور صفدع کی بنی ہیں نہروں میں مچھلیاں رنگ برنگ کی شناوری کر رہی ہیں لب گردانی نہر کی یاقوت احمر کی بنی ہے بلبل شوریدہ کا شور چمن میں رقصان مور ہوائے سرو کے جھونکے آتے ہیں دل میکشوں کا بہلاتے ہیں طغرا نویس قدرت نے عشق پیچان کی بیلوں کا طغرا لکھا ہے اور کاتب بہار نے چشم نرگس کا صاد دفتر باغ پر کیا ہے

ابیات

نظارہ ہے بسکہ چمن زار
گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس
خیری سے تمام باغ کی خیر

ٹپکے جو گرے ہیں جھڑکے ہر جا
ہے افسر گل کہ تاج طاؤس
ہیں سرخ جو ہر طرف شقائق

کیا آنکھیں ہوں فیضیاب دیدار
گلشن میں بچھا ہے فرش دیبا
شبو کی بہار قابل سیر
گلبیر منون پہ ہیں وہ فائق

غرض ایک باغ میں جو یہ سیر کرتے ہوئے آئے تو دیکھا کہ بارہ دری صورت میں پری بنی تھی چبوترہ اُس بارہ دری کے آگے بنا ہے کُرسیاں اُس پر بچھی ہیں اور بارہ دری میں پردے پڑے ہیں آگے چبوترہ کے جو چار چمن لگا ہے چوگلا کلغا ہزارا اُس میں کھلا ہے یہ سب سردار جاکر کُرسیوں پر بیٹھے گوشۂ باغ سے کچھ باغبان نکلے ہاتھوں میں لیے سامنے اُنکے آئے آداب بجالائے بہار جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم باغبان ہیں قہر نگاہ نے پھر بہار نے استفسار کیا کہ اس بارہ دری میں پردے کیوں پڑے ہیں اُنھوں نے عرض کی کہ ہمارے مالک نے جہاں جہاں سنا کہ جانور آتے ہیں وہاں سے اُنھیں منگا کے اِس بارہ دری میں رکھا ہے قفس اُنکے اس بارہ دری میں ہیں اور کچھ جانور چوپایہ چھوٹے چھوٹے یوں بھی چھوٹے ہوئے ہیں آپ سیر دیکھیں تو ہم دکھائیں یہ کہکر ان باغبانوں نے اس بارہ دری کے پردے باندھے اب جو اُنھوں نے دیکھا تو ہزار ہا طائر قفس میں بند ہیں اور بہت سے جانور چوپایہ زمین پر پھر رہے ہیں قمعا نوا کر یلا کو کلا ڈھیر پدا تیتر لوا بٹیر بلبک قمو لالال بیا چرکوا کبوتر طاؤس طوطی بلبل لرطا مینا اگن ہریل ست رنگا وغیرہ پنجروں میں بند

تھے اور قفس لٹکے بارہ دری کے قلابے مین آویزان تھے آہو خرگوش بوزنہ لنگور وغیرہ بھرے
تھے اور جتنے کٹہرون پر بیٹھے تھے وہ جانور سب ان ساحرون کو دیکھکر خوش فعلیان کرنے لگے
اور ایک طاؤس زرین بال سامنے آکر ملکہ بہار اور سب سردارون کے ناچنے لگا اور
ایک آئینہ جست ترا شل دیوار کے جو بارہ دری مین نصب تھا اور جو کھٹا اُس کا طلائی
تھا وہ اُن آئینہ رویون کے سامنے باغبانون نے لاکر لگایا اب یہ سب محو ہوکر جھومنے لگے
اور اشعار پڑھتے تھے کوئی کہتا تھا شعر زباغ رفتی وگردید عارض گلہا ۔ برنگ چہرۂ مغلش زشرم
بہان سرخ ۔ کسی کی زبان پر تھا کہ بیت داغ خوشی اُفتاد زعشق تو بدستیم ۔ این لالہ بہ از
آتش وستارۂ سیم ۔ کسی نے یہ شعر پڑھا تھا کہ شعر دیدم سحر زمرغ چمن زادو در قفس ۔ نالید نے
کہ زار اُفتاد در قفس ۔ کسی نے اس شعر کو ورد زبان کیا تھا بیت اثر نالہ ام آخر بہ قفس آتش زد
کس چنین نالۂ مرغان گرفتار نہ دید ۔ اسی طرح سے سب بیخود ہوکر جھومنے لگے اور حالت سرشاری
مین منھ شاہد ارض کا چومنے لگے اُسوقت بقدرت کردگار ایک ساحر نامدار لشکر مہرخ
کا اُس طرف سے اُڑتا ہوا نکلا اور اُسنے اِن سبکی حالت پریشانکو دیکھا خائف ہوا کہ ایسا نہو مین بھی آئینہ کو
دیکھکے محو و حیران ہوجاؤن پس وہان سے بعجلت تمام خدمت مہرخ نامور مین آکر حاضر ہوا اور عرض کیا
کہ اے ملکہ آپ یہان بیٹھی کیا کرتی ہین باغ مین قہر نگاہ جادو کے سب سردار آپ کے گرفتار
ہین بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین اور حالت بیخودی مین شعر پڑھتے ہین اب یقین ہے کہ سب قید
ہوجائین مہرخ یہ سنکے اُٹھی اور بلور چہار دست کو اپنے ساتھ لیا اور اُس سے یہ سب حال
بیان کیا اور یہ دونون اُسی باغ مین آئے اور دور سے کھڑے ہوکر تماشہ کو دیکھا کہ سب سردار
کرسیون پر بیٹھے جھوم رہے ہین بس اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک دیوار اُس مقام پر اُٹھ گئی بلور
چہار دست اور مہرخ اُس دیوار کے پیچھے بیٹھی لیکن حیرت جادو نے بھی سنا ہے کہ گلزار
جادو نے سرداران اسلام کو اسطرح سے قید کیا ہے بس تخت پر سوار ہوکر چلی اور آکر جو پوچھی
تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ سب سردار بیہوش اور مدہوش ہین حیرت نے پکارا کہ اے گلزار
جادو تم کہان ہو جلد ہمارے پاس آؤ کسی نے جواب نہ دیا اُس وقت حیرت نے اپنے
سر سے تین سوزنگی بنائے اسطرح کہ مٹی گوندھ کر اُسکے پتلے بنائے اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر

زنگی ہوگئے اُنسے حکم کیا کہ جاؤ گلزار جادو کو بلالاؤ قریب ڈیڑھ سو کے روانہ ہوئے مہرخ جو
پس دیوار بیٹھی تھی اُسنے ایک ترنج مارا کہ وہ زنگی سب جلکر خاک ہوگئے حیرت حیران ہوئی
کہ یہ ترنج کس نے مارا کسلیے کہ مہرخ نے دیوار مین شگاف کرکے دیکھا بھی تھا اور ترنج بھی لگایا
ملکہ حیرت جادو نے اُن باقی ڈیڑھ سو زنگیون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور گلزار کو بلالاؤ یہ بھی چلے
مہرخ نے پھر ایک ترنج مارا ترنج پھٹا اور اُس مین سے شرر نکلکر اُن زنگیون پر پڑے
کہ وہ جلکر خاک ہوئے اُسوقت حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی اور اُس نے سحر جو کیا تو گلزار
جادو ایک کوٹھری مین بیٹھا وہان سحر کر رہا تھا اُس کو اسکے سحر سے بیتابی ہوئی اس کوٹھری
مین تصویرین باغ و مکان و جانورون کی بنی ہین حیرت کے سحر کرنے سے وہ نکل آیا
اور اُس نے حیرت کو سلام کیا اور کہا اے ملکہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مین سحر کو زور
دے رہا تھا جو آپ نے بُلایا لیکن اب مین ان سب کو دیوانہ کر چکا ہون اب انھین
قتل کیجیے یہ تو کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا تھا کہ بلور چہار دست نے عین غفلت
مین سحر کرکے برق اُسنے نمین بنا یا اور چمک کر جو اُس پر گرا تو کاٹ کر ٹانگون کی راہ سے نکلگیا
غل و شور و تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جسکا نام گلزار جادو تھا حیرت جادو
تو بحر حیرت مین غوطہ زن ہوئی مگر اپنی حفاظت کے لیے جلد زمین مین سما گئی بعد کچھ دیر کے
زمین سے نکلی تو وہ جانور و باغ دوبارہ وری کہ سحر نمود بے بود تھی غائب ہوگئی لیکن وہ دیوار
مہرخ کی بنی رہی اور حیرت نے دیکھا کہ اُس دیوار کے پیچھے مہرخ بیٹھی ہوئی ہے بس
اُسنے اُسکو دیکھکر ایک ناریل مارا کہ جسکی تاثیر سے ملکہ مہرخ بیہوش ہوگئی اور حیرت
پھر زمین کے نیچے جاکر طبقہ کو زمین کے اُکھیڑ کر بلند ہوئی اُسوقت بلور چہار دست نے
دیکھا کہ جتنے ساحر ہین وہ بیہوش ہین اور بلور بھی تو اُسی زمین پر کھڑا ہوا تھا اُسکو بھی حیرت
اُٹھائے ہوئے ہے اُسوقت دیکھا کہ ایک تپلہ شیر پر سوار چلا آتا ہے اور اس تپلے نے آکر بلور
چہار دست کو ایک شقہ دیا کہ یہ شقہ خاص اور ایک موتی بھی دیا اور کہا کہ اُس موتی کو
پڑھ کر یہ لوگ کہ جو بیہوش اور سحر ہین اُنپر مار و بلور نے وہ موتی سحر پڑھکر جو مارا تو ایک چمک
ہوئی اور سب کو ہوش آگیا اور ہر ایک نے دیکھا کہ ہمکو حیرت طبقہ زمین کا اُکھیڑ کر

لیے کھڑی ہے بس ہر ایک پر پرواز سحر سے پیدا کرکے اُڑ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اُس وقت
حیرت نے طبقہ زمین کو اُلٹ دیا اور غصہ میں آکر ایک تلوار اُس شیر سوار تِلّے پر لگائی اُسنے
کہا دیکھیے اچھا نہیں ہے لیکن حیرت کو غصہ تھا یہ کب مانتی ہے جب اُسنے تلوار ماری
تِلّے کے سر سے دھوان نکلا کہ وہ حیرت کی ناک مین گیا اور یہ بیہوش ہوئی اُدھر افراسیاب
کو جو خبر ہوئی تو یہ بھی اُٹھکر اپنے مقام سے چلا اُدھر بلور جہار دست اور وہ تِلّا شیر سوار
دونون اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے یہان آکر افراسیاب نے حیرت کو اُٹھایا اور بہت
کچھ سمجھا کے بارگاہ مین لاکے تخت پر بٹھایا اور آپ ظلمات کو چلا گیا لیکن قمار شعلہ بدن
نام گلزار جادو کی زوجہ ہے اور اُسکی ایک لڑکی ہے پانچ برس کا اُس کا سن ہے اور یہ اُسکو
بہت پیار کرتی ہے اور اُسنے جو سُنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو یہ شہرنا پرسان سے روتی پیٹتی روانہ ہوئی
اُس لڑکی کو بھی ساتھ لے لیا اور ایک کوہ پہاڑی پر یہ آکر اُتری اُدھر برق جو بالا دوی کو گیا تو اُسی
پہاڑی پر یہ بھی پہنچا اور اُس نے اِس ساحرہ کو دیکھا کہ کچھ کنیزین اس کے ساتھ ہین ایک
لڑکی پانچ برس کی اُس کے ہمراہ ہے برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی اور اُس ساحرہ نے اُس
پہاڑ پر تخت کو بچھایا اور اُس پر بیٹھ کے غم مین اپنے شوہر کے گریہ وزاری کرنے لگی اُس سے اُس
لڑکی نے کہا کہ مجکو پیشاب لگا ہے دو کنیزین اُسکے ساتھ ہوئین اور پیشاب کرانے لے چلین
کچھ دور اُس پہاڑ پر جاکر اُس لڑکی نے کہا کہ اب تم یہان ٹھہرو مین کسی گوشہ مین بیٹھکر پیشاب
کرلون وہ کنیزین ٹھہر گئین وہ لڑکی تو جاکے ایک غار مین پیشاب کرنے لگی لیکن برق نے جو
دیکھا اِس کیفیت کو تو چادر اُتارا ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن کنیزون کے پاس آیا
اور اُنمین سے ایک کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو الگ چل تو تجھے ایک بات کہون وہ بھی
کہ نہین معلوم یہ کون ساحر ہے مگر جو کہتا ہے وہ سُن لینا چاہیے بس ساتھ اُسکے چلی آئی اُس نے
الگ لیجاکر حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر مارا یہ بیہوش ہوئی اُسکے کپڑے اُتار لیے اور اپنی صورت
اُسی کی ایسی بنائی اور یہ بھی دارو سے بیہوشی کی اُسکے دماغ پر چڑھا کر ایک گڑھے مین اُس کو ڈال
دیا اور آپ وہان سے اُس دوسری کنیز کے پاس آیا اِس عرصہ مین وہ لڑکی بھی پیشاب
کرکے آئی اُسکو لے کر یہ دونون کنیزین قمار شعلہ بدن کے پاس لے کر آئین وہ لڑکی بھی پیشاب

گھٹنے پر سر رکھ کے سو گئی لیکن اُسکی بہن ہے زنار گوہر پوش وہ بھی اُسکے ساتھ آئی ہے برق
جو کنیز بنکے آیا تو اُسنے زنار گوہر پوش کو دیکھا کہ ایک طرف ایک خیمہ استادہ ہے مسند پر زنار
گوہر پوش بیٹھی ہے برق فرنگی نے ایک کنیز سے انجان بنکے پوچھا کہ نام ان ملکہ کا بھول
گئی ہوں اسوقت یاد نہیں آتا ہے تم بتاؤ اُسنے کہا کہ اوئی تم ایسی تھی نادان ہو کہ نام بھول
جاتی ہو ارے یہ بہن ہے قہار شعلہ بدن کی نام اس کا زنار گوہر پوش ہے برق بیدھڑک
زنار گوہر پوش کے پاس گیا تسلیم کی اور رومال میں عطر بیہوشی لگا کر اُس کے سر پر جھلنے
لگا خوشبو جو اُسنے سونگھی ناک بہن گئی تو گاؤ پر سر رکھ کے بیہوش ہو گئی اُس نے اور جو دو ایک کنیزیں
تھیں اُن سے کہا کہ ملکہ سو گئیں ہیں اب یہاں تخلیہ کر دو کیونکہ تم غل مچاؤ گی ملکہ کی نیند پریشان
ہوگی وہ کنیزیں خیمہ سے باہر نکل آئیں اور برق نے اُسکے دماغ پر بھی بتی بیہوشی کی چڑھائی اور
پیرہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنے تئیں بنایا اور اُسکو اُس مقام پر ایک
صندوق میں بند کر کے قفل لگا دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ کر سو رہا یہاں افراسیاب
نے ظلمات میں جا کے اژدر چشم جادو ایک ساحر کو بلایا اور اُس کے ساتھ کئی ہزار ساحران
نامی کر کے برائے گرفتاری مہرخ روانہ کیا یہ ساحر بارگاہ حیرت میں آکر پہنچا وہ کئی
ہزار تو ایک مقام پر اُترے اور یہ حیرت کی بارگاہ میں بیٹھا رہا چنانچہ ایک روز تو آسودہ
ہوا دوسرے روز جب وہ زمانہ آیا کہ بحر عالم میں حباب پھوٹ گیا اور بحر اسود شب میں
موجزن ہوا شعر جہان گشت چون چہرۂ اہرمن ۔ کشادہ سیہ مار گردون دہن ۔ اژدر چشم
جادو نے نفیر سحر کو دم دیا یہ خبر ہرکارون نے مہرخ سحر چشم کو پہنچائی کہ اژدر چشم جادو
نے نفیر سحر بجایا ہے اُسنے بھی طبل جنگی کو بجوایا تیاریاں اب دونون طرف ہونے لگیں ایک
طرف ہتھیار صیقل و مصقل کیے جاتے تھے ایک جانب ساحر سحر کر رہے تھے ڈھولے جڑتے تھے
منتر جنتر سواہی چھواہی پڑھی جاتی تھیں ہیرون کی زبان پر قلو اجارہی تھا کمانیں چلا کر نصر من اللہ
فتح قریب پڑھتی تھیں لب سوفار زبانہ کی صدا دیتی تھی سنان نیزہ کی زبان بڑھ بڑھ کر طعن
کرتی تھی چار پہر رات ہنگامہ و غلغلہ برپا رہا آخر وہ رات آخر ہوئی جمال شمع پر اداسی
آئی اور مزاج شب میں بدحواسی پھیلی ابیات

چو خورشید زد علم بر آسمان	پراگندہ بر لاجورد ارغوان
بیاید سبک مرد افسون پژوہ	چو خورشید بر زد سر از تیغ کوہ

ملکہ مہرخ صبح کو شبستان سے برآمد ہوئی سب سرداروں

نے مجرا کیا پھر دہل و نقارہ بوق و نفیر گنگنے اور ناقوس بجتے ہوئے ساحر طائران سحر پر سوار جھولی سحر کی ہر ایک کے گلے میں زرتار بہار اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی گرد اسکے پچاس گلدستے چنے ہوئے ماتھے پر افشاں لگی ہونٹوں پر مسی عمدہ آراستہ جوڑا زرچاند ھا ہوا سبزہ رنگ جوانی کی بہار جوڑا اگلے میں دھانی دشمنا جوبن نئی جوانی ایک طرف مخمور سرخ چشم جوڑا ارغوانی پہنے طاؤس زرین بال پر سوار ایک جانب ملکہ طاؤس جادو کہ جس کے گلے میں موتیوں کا ہار پڑا ہوا اسی طرح سرخ مو اور ملکہ مشکین کاکل کشا وغیرہ باز و بط و قرقروں پر سوار سحر ہر ایک کو یار بیشمار وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحری چل رہی تھی جمال صبح بھینا بھینا یونہی سی خنکی دریا سے فلک میں تارے ڈوبے جاتے تھے جنگل میں درخت لہلہاتے تھے ٹھنڈا نوازدم بازی کے ساتھ بھیرون بیباس کی تانیں اڑاتے تھے نوبت کی ٹکور جنگل میں ٹھیکا کھاتی تھی ٹھنڈا سے یارب کی صدا آتی تھی اسی طرح سے یہ لشکر میدان میں آکر ٹھہرا اس طرف سے اژدر چشم حیرت جادو کی فوج بیشمار ساتھ لیے جنگاہ میں آیا سب ساحر زمین پر اتر آئے اور صف کشی ہوئی ابر سحر برسا یا گرد و غبار کو بٹھایا پھر کڑکیتوں نے کڑکا کہا اور مذمت دنیائے فانی کو زبان پر جاری کیا پکارے اے نوجوانو اس دنیائے فانی کو مثل حباب بحر سمجھو کشتی عمر کچھ دنوں میں غرقاب ہے دیکھو جو لوگ کہ مر گئے دنیا سے گزر گئے اب انکو کوئی بھی نہیں کہتا کہ وہ کدھر گئے اور انکا بھی یہ حال ہے

نظم

سو کیسے منہ ایک بھی نہ کھولے	دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے	کیا دخل کر کہ کوئی سخن ایک
گر ایک بلند پیرہن ایک	تقویم کہن قوا سے جانی	تذکرہ کتاب زندگانی
سوختہ کے بوریا برابر	بیگانہ و آشنا برابر	مطلب نہ سرور ہے نہ غم سے
کچھ کام نہیں ہے نہ دم سے	تربت پہ چڑھاؤ گل نہیں کیا	ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا

اسی طرح سے تم بھی ایک روز گزر جاؤ گے آج جا بجا لڑائی میں لڑاؤ دولت جان دے کر متاع نام کو خرید لو یہ کہکر وہ تو کنارے ہوئے اژدر چشم جادو حیرت سے

اجازت لیکر میدان مین آیا یہ ساحر ظلمات کا رہنے والا ہے اور وہ کالا ہو کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین
کڑھا سونے کا باندھے آنکھین اژدہے کی طرح لال لال ولین پلیش کمال ایک ہونٹھ پر وہ بینی سے
گُرا ہوا وہ سر ٹھوڑھی سے نیچے اُترا ہوا جامہ زربفت کا باندھے ترسول ہاتھ مین لیے اژدر پر سوار
شہرتا ہوا دہنے سیہ زبانے بود وہنش چو دیگدانے پکارا اے مہرخ ایک ایک سے
فرداً فرداً لڑنے مین بہت طول ہوگا اس سبب سے ہوشیار ہو جاؤ کہ مین تم پر سحر کرتا ہون یہ کہکر
اُس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ کئی ہزار پتلے زمین سے زنجیرین فولادی لیے ہوے پیدا
ہوا پھر ایک ابر سُرخ رنگ آسمان پر گھر آیا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی ترک دہر کا جسم
جلنے لگا خانہ دنیا مین آگ لگی وقار رہا عذاب النار عجب آفت کی گھڑی تھی کہ یکایک ایک طرف
دریاے زخار روقار لطمہ سنج آفت زا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا تکلف یہ کہ وہ آگ اُس
دریا کے پانی سے نہ بجھتی تھی ہر طرف شعلہ جوالہ سر بہ فلک کشیدہ تھا ساحران مہرخ نے ہزارہا
سحر پڑھے کہ اُس آگ کو بجھائین اور دریا کو خشک کرین مگر ممکن نہوا اب لشکر مین جسقدر بڑی خیمہ
اور بارگاہین سب ڈوب گئین مگر کئی ہزار سردار باقی رہے کہ اُنتک پانی نہ آیا اور اُنھون نے
سپرین سحر کی آڑ کین اور بنگلے سحر کے بنائے مگر پھر بھی پناہ نہ ملتی تھی آخر اُس آتش کے برسنے
سے سب بیہوش ہو گئے اُسوقت اُن پتلون نے کہ جو زمین سے نکلے تھے فولادی زنجیرون
مین باندھ لیا اور اژدر چشم کے سامنے لائے اژدر چشم نے ہر ایک کو ہوشیار کیا اور
اپنی فوج کو اُسی جگہ چھوڑکر اُن سب کو لیے ہوے شہر نارستان مین آیا دریاے خونروان کے
خشک ہونے سے اور پل پر یزادان کے ٹوٹنے سے راستہ کھلگیا ہے اسوجہ سے یہ اُنکو
شہر نارستان مین لایا وہان ایک باغ ہے اُسمین چار برج ہین اور بیچ مین اُس باغ کے
ایک محل بستون بہت نادر بنا ہے افراسیاب مع حیرت جادو کے اُسی باغ مین
آیا اور اژدر چشم اُن سب قیدیون کو سامنے شاہ کے لایا حیرت جادو آکر محل مین بیٹھی اور
بادشاہ نے اُن قیدیون کو درختون مین لٹکوا دیا اب ہر ایک کی آنکھین تو کھلی ہین اور زبانین
مین سوزنین دی ہین بیچارے آفت کے مارے لٹکے ہوے ہین اُن کے نزدیک
زمانہ برگشتہ ہے انقلاب دنیا کو ہوا ہے آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری ہین بیقراری

دلوں پر طاری ہے اور یہاں افراسیاب جیل ستون میں جو آکے بیٹھا ہے تو اُس نے حیرت
جادو سے کہا کہ اے ملکہ تمنے دیکھا آج تک میں خود نہ چاہتا تھا کہ انکو غارت کرون اب انکو
قتل کرنا چاہیے حیرت نے بادشاہ کی بلائیں لیکر کہا سیان میں تیرے صدقے اب جلدی
انکو مار ڈالیے اس اثنا میں خبر پہونچی کہ ملکہ قہار شعلہ بدن اور اُن کی بہن زنار گوہر پوش
اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سُنکر آپ کے پاس آتی ہین ادھر قہار شعلہ بدن اُس پہاڑ
پر سے کوچ کر کے جو چلی تو وہ صندوق جسمین زنار گوہر پوش بند ہے برق نے اپنے
ساتھ لے لیا اور یہ آکے شہر نا پرسان میں پہونچی جب قریب اُس باغ کے کہ جس میں شاہ
بیٹھا ہے پہونچی تو بادشاہ نے سرمایہ برف انداز سے کہا کہ تم جا کے لے آؤ سرمایہ برف انداز
نے کہا کہ آپ نے جو حصار باندھا ہے اُس باغ میں جانیکا مانع ہے افراسیاب نے
انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ لو اس انگوٹھی کو اُسے بھی دکھانا اور تم بھی اس
حصار سے نکل جاؤ گے سرمایہ برف انداز اُس انگوٹھی کو لے حصار سے باہر نکلا وہاں قہار
شعلہ بدن ننگ نکر جو چلی تو اُس حصار سے نکل نہ سکی اسکو اس بات کا بہت ملال ہوا
اس عرصہ میں سرمایہ پہونچا اور اُس نے وہ انگوٹھی اُسکو دکھائی قہار شعلہ بدن نے کہا کہ اے
سرمایہ برف انداز ہمارا شوہر تو رفاقت میں شہنشاہ کی قتل ہوا اور ہمکو بادشاہ نے روکا
سرمایہ نے کہا کہ آپ کو روکا نہیں بلکہ بلایا ہے اور سب مفسد بھی قید ہو گئے اب آپ
تشریف لے چلیے بس اُس نے تخت بڑھایا اور صورت اپنی اصلی بنائی اور اُس حصار کے اندر
آئی سامنے بادشاہ کے آکر آداب بجالائی اُسکے ہمراہ اُسکی بیٹی اور ملکہ زنار گوہر پوش
بھی مع چند کنیزون کے آئی غرض یہ سب نگلون پر بیٹھے اُسوقت حیرت کا دل خوف سے لرزا
اور افراسیاب کو خلجان ہوا اور اُس نے اپنے آدمیون کی طرف دیکھا پھر بغور قہار
شعلہ بدن کو اور اُسکے آدمیون کو دیکھا اور پوچھا ملکہ زنار گوہر پوش کو کہ یہ کون ہین قہار نے
کہا کہ یہ میری بہن ہین اور یہ جو میرے پہلو میں بیٹھی ہے یہ میری بیٹی ہے اور یہ جو استادہ ہین کنیزین
ہین اور یہ چند مصاحبین ہین افراسیاب نے زنار گوہر پوش سے کہا کہ اے ملکہ تو بالفعل
زندہ تھی جب بیٹی رہی قہار نے کہا اُن کو شرم بہت ہے افراسیاب

خاموش ہو رہا مگر حیرت جادو کے دل کو قرار نہ آیا اور اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ میرے دل کا
اسوقت عجب حال ہے افراسیاب نے کہا کہ لاؤ کتاب سامری اب برق گھبرایا کہ ضرور
حال کھُلجایگا بس اُسنے قمار شعلہ بدن سے کہا کہ اے بہن مجھے پیشاب کی احتیاج ہے اُسنے
کہا چپکی رہو یہ دربار شہنشاہ ہے پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے اُسنے کہا کہ میرا تو عجیب حال ہے
حیرت جادو نے اس کا کہنا سُن لیا اور کہا ای قمار یہ کیا کہتی ہے اُسنے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ اِن کو رفع احتیاج کی ضرورت ہے حیرت نے کہا کیا مضائقہ لیجاؤ ہماری چوکی پر بس یہ
اپنے مقام سے اُٹھی پانچ کنیزیں اسکے ساتھ ہوئیں اس چہل ستون کے سامنے ایک کمرہ ہے
اُسکے کمرہ کے برابر چوکی لگی ہے قناتیں گھری ہیں چوکی مخمل کاشانی سے منڈھی ہے قرابہ گلاب
وکیوڑے کے مُنہ کھلے ہوے رکھے ہیں آئینے قنات میں لٹکتے ہیں زنار گوہر پوش جو چلی
تو اُسنے ایک کنیز سے کہا کہ جا بڑا آفتابہ لیے آ پھر تھوڑی دور چلکر دوسری کنیز سے کہا کہ قمار شعلہ
بدن کو بُلا لا اور اِن تینوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو وہ ٹھہریں اُسنے چادر جمشیدی اوڑھ لی اور
چھپ گیا کنیزیں کچھ دور ٹھہر کر چوکی کے پاس آئیں اور پکاریں بی بی آئیے بی بی ہون تو بولیں
جب جواب نہ پایا تو اُنھوں نے اندر قناتوں کے جاکر دیکھا کہ وہاں کوئی نہ تھا یہ پھر کر آئیں اور
قمار شعلہ بدن سے کہا کہ ملکہ زنار گوہر پوش غائب ہوگئیں قمار گھبرائی اور بادشاہ
نے کتاب سامری منگاکر دیکھی تو اُسمیں معلوم ہوا کہ برق تھا اور اُسنے ایک کنیز کو بیہوش کرکے
پہاڑ پر غار میں ڈالدیا ہے اور زنار کو صندوق میں بند کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ اے
قمار یہ تو برق تھا جو تیری بہن کی شکل بنا اور زنار کو صندوق میں بند کیا ہے بس یہ سُنکر
قمار رونے لگی اور صندوق سے زنار کو نکلوایا اور اُس نے کہا کہ میں اب رخصت
ہوتی ہوں افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اب کچھ کام تو ہے نہیں یہ تو رخصت ہو کر
اور حصار سے نکلکر باہر روانہ ہوئی اور یہاں برق فرنگی نے آکر ایک ٹھپ ملکہ حیرت جادو
کے لگائی کہ تاج جو پہنے ہوے تھی وہ اُسکے سر سے گرا حیرت گھبرائی برق نے ایک لات
کس کے جواری تو پہ گری برق نے دوپٹہ چھین لیا اُسوقت حیرت نے کہا کہ میں اپنی جان
دے دونگی اس موے نے مجکو نہایت ہی ذلیل کیا ہے افراسیاب نے کہا خاطر جمع

رکھو مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے جوڑے سے ایک ترنج نکالا اور اُس ترنج کو اُچھالدیا ایک آواز برا قے کی ہوئی اور بجلی چمکی اب جو دیکھا ایک اژدہا بہت بڑا تخت کے گرد دم اپنی منھ مین لیے ہے برق اُس اژدہے سے علیحدہ ہٹ گیا لیکن بسبب حصار کے باہر نہین جاسکتا ہے اب افراسیاب نے ایک اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈھرو بجانے لگی اور کچھ بھجن گانے لگی کچھ دیر کے بعد بجلی چمکی اور آواز مہیب آئی پھر جو دیکھا ایک ضعیف سیاہ رنگ تخت پر بیٹھے ہوے یہان آکر پونچے افراسیاب نے حصار آتش کر دیا تھا اُنھون نے کچھ پڑھ کے پھونکا کہ وہ آگ دو طرف ہو گئی اب سامنے افراسیاب کے آکر اُنھون نے سبقت سلام کی کی افراسیاب نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اے مفتی طلسم آپ کا مزاج کیسا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کرتا ہون فرمایئے مجھے اسوقت کیون طلب کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ جو چادر جمشیدی جاتی رہی ہے وہ ایک عیار برق فرنگی کے پاس ہے اور اُسنے ہمکو دق اور پریشان کیا ہے مفتی طلسم نے کہا کہ آپنے ایک نالائق کو ایسی شے کیون دی افراسیاب نے کہا کہ مین نے نہین دی بلکہ ایک ساحرہ کو مار کے اُسنے خود ہی حاصل کی مفتی طلسم نے کہا کہ اچھا آپکو سب طرحکا اختیار ہے لیکن یہ سحر پڑھیے یہ کہکر کچھ سحر تعلیم کیے کہ افراسیاب اُنکو پڑھنے لگا اور ملکہ حیرت نے ڈھرو بجا کے گانا شروع کیا بعد کچھ دیر کے مغرب کی طرف سے ایک تخت اور نمودار ہوا اُسپر ایک ساحر نہایت کریہ منظر فربہ اندام ایک دست سامنے رکھے بیٹھا تھا جب وہ ساحر یہان آیا تو آگ کے حصار کے اوپر ایک دانہ رائی کا مارا تو ہر طرف ہو گئی یعنی دھوان ہوکر غائب ہو گئی اور اُس ساحر نے افراسیاب کو آکر سلام کیا اور مفتی طلسم کے برابر بیٹھا افراسیاب نے کہا کہ لاؤ دست بقچہ اس ساحر نے وہ دست بقچہ جواہر نگار کہ تمام نگینے اُس مین یاقوت و الماس اور زمرد کے جڑے تھے بادشاہ کو دیا بادشاہ نے اُسکو کھولا تو اُسمین سے بہت سے لباس کارچوبی نکلے اور ایک جامہ اطلس کا نکلا پھر ایک سیاہ چادر محمودی کی نکلی اور ایک جامہ برنگ شنجرفی اور ایک دستار نکلی افراسیاب نے کہا کہ اسے مین پہنون مفتی طلسم اور اُس ساحر نے کہا کہ سوا نے آپ کے کسکی مجال ہے جو اسکو پہن سکے جمشید نے اس جامہ کو اپنے گلے مین پہنا تھا اور ہزار ہا اُسپر حرفی بھرے تھے اب

آپ مالک ہیں چاہے پہنیے چاہے نہ پہنیے افراسیاب نے اس جامہ کو گلے میں پہنا اور دستار کو سر پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ برق فرنگی کے سر میں درد ہونے لگا کہ اسکی جان پر بنگئی مگر چپکا ایک طرف کو چادر اوڑھے بیٹھا ہے افراسیاب نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور حیرت دُہرہ بجانے اور گانے لگی افسون پڑھکر دستک دی کہ اُنکی یہ حال ہوا برق کا کہ جیسے کلیجہ نکلا جاتا ہے مگر اُسنے ضبط کیا اور افراسیاب نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور ایک موتی صراحی دار نکالکر ہاتھ پر رکھا مفتی طلسم نے کہا کہ ہاں پھونکیے اسکو بس اُسنے اُس موتی کو مُنھ سے لگا کے جو دم دیا تو ایک بجلی چمکی اور وہ بجلی جامہ افراسیاب پر گری کہ وہ جابجا سے پُرزے پُرزے اڑگیا برق فرنگی نے چادر کو مثل عبا کے اوڑھ لیا ہے کہ چار طرف سے جسم اُسکا ڈھنکا ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے اب جو دیکھا تو وہ چادر بھی پُرزے پُرزے ہوکر جہاں جہاں سے کہ وہ جامہ پھٹ گیا تھا اُس میں لگگئی اور یہ برق بالکل برہنہ ہوگیا اب تو حیرت نے دُہرہ اسکے سر پر مارا کہ وہ چکی کے پاٹ کی طرح ہوکر اُسکے گلے میں پڑگیا کیونکہ اُس پاٹ میں جوف بھی تھا اور حیرت نے کہا کہ او سونڈی کاٹے جوانا مرگ اب کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے برق فرنگی نے کہا میرا خدا مالک ہے اب افراسیاب نے اُس جامہ کو چادر سیاہ پر رکھا اور مفتی طلسم نے کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں اور اسم جو پڑھا تخت مفتی طلسم کا اُڑکر روانہ ہوا پھر وہ دست بچہ والا ساحر بھی روانہ ہوا ان دونوں کے جانے کے بعد طلسم باطن کی طرف سے کچھ شعلے چمکتے ہوئے پیدا ہوئے اور صدا گڑگڑاہٹ کی آئی اور دیکھا کہ ایک بیضہ بہت بڑا اُڑتا ہوا آتا ہے اور روشنی اُسمیں ایسی ہے کہ نگاہ خیرہ ہوتی ہے وہ بیضہ سامنے تخت افراسیاب کے گرا اور پھٹا جیسے دروازہ کھلتا ہے اتنا بڑا شگاف اُسمیں پیدا ہوا اور ایک بوم سیاہ رنگ اُسمیں سے نکلا اور سر پر افراسیاب کے آکر ٹھہرا اور کہا اے شہنشاہ چلیے طلسم باطن میں ملکہ نساء جادو ہیں بہن صندل جادو کی اور بہت سی شہزادیاں جلیل القدر وہاں بیٹھی ہیں اور آپ کو بلایا ہے بس افراسیاب نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو اُس میں لکھا تھا کہ اے افراسیاب جلد جاؤ کسی چار گھڑی کے واسطے پھر چلا آنا افراسیاب نے حیرت جادو سے کہا اسوقت حیرت نے وہ جامہ اور چادر جمشید کو اپنے پاس بغل میں رکھا اور

افراسیاب یہان سے روانہ ہوا لیکن عمرو اور باغبان قدرت جو چلے تھے جب دریا ئے
ہفت رنگ پر پونہچے اُنھون نے ایک قلعہ دیکھا اور وزیر مرزان جلوس شاہی لے کر حاضر ہوا
جلوس نے آکر خواجہ کی تعظیم کر کے عرض کی کہ اے عمرو حکم شہنشاہ کو کب کا ہے کہ باغبان قدرت
جا کے قلعہ شیشہ مین رہے اور یہ آپ کی خاطر ہے جو ایسا اُنھون نے فرمایا ہے ورنہ افراسیاب
اور شاہان ظلمات کو تو اس قلعہ کا دیکھنا نصیب نہین ہوا اور آپ جائیے پاس بُران کے
پس عمرو نے باغبان سے کہا کہ آپ جہان پر حکم کوکب ہے جائیے پس یہ تخت پر بیٹھ کے
مع گلچین کے روانہ ہوا اور سب فوج شاہی باجے خوشی کے بجاتی ہوئی چلی جب دروازہ مین
قدم رکھا تو وہ قلعہ آنکھون سے ناپدید ہو گیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ قلعہ شیشہ کا ہے یہ جا کر ایک قصر
شاہی مین اُترے تو اب سب قلعہ نظر آنے لگا ایک روز کے بعد مرزان وزیر مع بران
شمشیر زن کے آگے آگے فرما بجتی ہوئی جلوس شاہی ساتھ سامان بادبہاری ہمراہ پیادل
مرو ہے چوبدار لباس زرق برق پہنے ہمراہ ہین پلٹنین اور رسالے جنگ کے دیکھے بھالے
ساتھ ساتھ آتے ہین ڈنکا بجتا ہوا نقیب آوازین لگاتے بڑھے عمرو دولت کی صدائین
دیتے جریب شاہانہ ٹیکتے ہوئے چال ادب پڑتا ہوا ابیات

سواری کے آگے پے اہتمام — لیے سونے روپے کے اعصا تمام — نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپس مین کہتے تھے ہر دم پکار — اُسی اپنے معمول و دستور سے — ادب سے تفاوت ہے اور دور سے
بلا نوجوانو بڑھے جا ئیو — دو جانب سے باگین لیے آئیو — بڑھے جائین آگے سے چلتے قدم
بڑھے عمرو دولت قدم با قدم

عمرو بہلوے بران شمشیر زن مین بیٹھا تھا کہ یہ سب کر باغبان
کے پاس پونہچے اور اُس سے ملاقات ہوئی پھر اسکو لیکر باغ مروارید مین آئے سامان اور جلوس
شاہانہ تو سب ٹھہر گیا اور یہ اُس باغ مین کہ جسکی بہار رشک فردوس برین تھی چبوترہ
بلور پر فرش بچھوا کر بیٹھے اور اُس باغ کی کیفیت دیکھنے لگے کہ درختان سایہ دار ہین ثمر کی جگہ موتیون
کے گچھے لگے ہین ہوا کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخون کو آپس مین ملاتی ہے نسیم عنبر شمیم جو چلتی ہے
تو بدن مین جان تازہ آتی ہے درخت آپس مین ہم بغل ہین اسطرح کہ جس طرح عاشق و معشوق
لپٹے ہوتے ہین باغبانیان لنگے قیمت کے تنگے پہنے بیلچے ہاتھون مین لیے چمن کو دیکھتی

بجالتی ہین ابیات

شاخین ہین یہ تازگی سے توام
ہر برگ زبان شکر داور
ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی
طرہ ہے وہ زبان ہے سوسن

ہو جاتی ہین بار رنگ سے خم
ہے ایک سے ایک بڑھکے زرد
بو غنچون مین نافۂ ختن کی
ہین اوج پہ تخت جھومتے ہین

ہر گل ہے چمن مین صاحب زر
چشمک زن لالہ نرگس مست
آرائش بوستان ہے سوسن
مستی سے درخت جھومتے ہین

اب یہان ہنسے ہوئے عمرو کو دس بارہ دن ہوئے ہین کہ دیکھا ایک چیلا شتر سوار آکر موجود ہوا یہ سب بیٹھے ہوئے تھے کہ اُس چیلے نے ایک کاغذ بران کو دیا اُس نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ اے خواجہ مین جو آپ کی ملاقات کو نہین آیا تو اُسکا باعث یہ ہے کہ میری طبیعت بہت علیل ہے آپ دعا کیجیے کہ مجھے جلد شافی مطلق صحت عنایت کرے یہ کاغذ پڑھ ہی رہی تھی کہ ایک چیلا اور آکر موجود ہوا اُسنے بران شمشیرزن کو نامہ دیا اُس نامہ مین لکھا تھا کہ ای بران افراسیاب نے مہرخ اور سب سردارون کو قید کیا ہے اُسکی فکر تمکو لازم ہے پس یہ پڑھکر عمرو کو وہ نامہ دیا اُسنے پڑھا اور کہا کہ مجکو آپ پہنچا دیجیے تاکہ مین وہان جا کے کچھ تدبیر کرون بران نے کہا کہ تم ٹھہرو دیکھو مین اسکی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر خود اُٹھکر چلی سب کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر اسکی ایک انیس ہے کہ وہ عاشق ہے اُسکی اُسکا نام زعفران زعفرانی پوش ہے وہ چلی پیچھے پیچھے یہان برق فرنگی سامنے حیرت کے قید بیٹھا ہے اور ایک چھڑی جواہر نگار ہے کہ اُس سے وہ مارتی جاتی ہے جہان وہ چھڑی پڑجاتی ہے آبلہ پڑجاتا ہے اور برق کا حال ابتر ہوتا جاتا ہے کہ ادھر سے ملکہ بران دریای ہفت رنگ کے پار اُتری اور قریب شہر ناپرسان پہنچکر زمین مین سماگئی اور اُسی باغ مین کہ جہان سب قید ہین زمین سے نکلی اور ادھر زعفران بھی آکر پہنچی بران نے حیرت کو ڈانٹا کہ او قحبہ تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو نے برق کو قید کیا ہے حیرت اُٹھکر اس سے لڑنے لگی اس نے ایک ترنج حیرت کے مارا اُسنے خالی دیکر ایک ناریل مارا ان دونون مین لڑائی ہونے لگی اور زعفران جو آئی تھی اُسنے وہ جامہ اور چادر جو تخت پر رکھا تھا برق فرنگی کو اُٹھا کر دے دیا برق کے گلے سے وہ چکی کا پاٹ نکل گیا اب حیرت چاہتی ہے کہ کچھ سحر کرے اُسوقت ایک آئینہ بران

نے نکالکر حیرت کو دکھایا کہ وہ بیہوش ہو گئی بران نے زعفران پوش سے کہا کہ
اسکی شکلین باندھ لو انھے اسکی شکلین باندھین اور بران نے مہرخ دبارہ زعفران
وغیرہ جتنے سردار تھے لیکے انکی زبانون سے سوزن نکالی اور درختون سے کھولا اور انسے
کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ اور آپ ملکہ حیرت کو تخت سحر پر ڈالکر مع زعفران
زعفران پوش کے لیے طلسم کی طرف روانہ ہوئی یہ تو ادھر چلی اور بیان افراسیاب جو
روانہ ہوا تھا تو ایک دریا ہے کہ نام اسکا دریاے گوہربار ہے اور اس دریا کے اس پار دو
ساحر رہتے ہین کہ نام ایک کا گوہر جادو اور دوسرے کا نام ناسب جادو ہے اور یہ دونون
خوبصورت ہین افراسیاب انکے پاس آکر پوچھا ابھی وہان نہین گیا ہے کہ جہان اسکو جانا
منظور ہے یہ دونون ساحر اپنے مکان مین بیٹھے ہوے تھے انھون نے افراسیاب کی تعظیم
کی بٹھایا اسوقت چند ساحر شہر ناپرسان سے آئے اور انھون نے کہا کہ اے شہنشاہ بران
شمشیرزن نے آکر سب قیدیون کو چھڑایا اور ملکہ حیرت کو پکڑ لے گئی افراسیاب یہ
سنکر ایک چیخ ماری اور کہا بڑا غضب ہوا اب اپنے جہان کہین جانا تھا وہان جانا موقوف
رکھا اور واسطے رہائی حیرت کے روانہ ہوا لیکن حال سرداران لشکر مہرخ سحر چشم کا سنیے
کہ یہ جو یہان سے روانہ ہوے تو پر پرواز پیدا کرکے اڑے یہان تک کہ اثنا راہ مین انکو ایک
باغ ملا کہ جو فردوس برین کا چشم و چراغ تھا درخت بار ثمر سے پھلے پھولے کھڑے بیشمار کیلے
شاہد بہار گویا زیور جواہر آگین سے مزین و مجلی ہے و شاخ نونہال پھولی پھلی ہے ہوا مین وہان
کی خاصیت دم عیسیٰ ہے شعر جان تازہ بدن مین آتی تھی • روح بالیدگی سی پاتی تھی • ایک
بارہ دری برنگ عروس شب اول بنی سنہرے پردے اسمین زنبوری بندھے فرش
مخمل کاشانی کا بچھا ہوا جھاڑ کنول شیشہ آلات سے وہ مکان سجا ہوا شعر
ہانڈیان جھابے کنول اس نور کے • روشنی حور و جنیر نثار • بیچ مین ایک تخت جواہر نگار
گسترده اور کرسیان زنگل یاقوت و زمرد کی بچھی ہوئین یہ سب سردار اس باغ مین آکر اترے
اور اکر کرسیون پر سب سردار بیٹھے اور تخت پر ملکہ مہرخ جلوہ فرما ہوئی اس باغ مین چھڑکاؤ
عطر اور بید مشک کا تھا کہ جس سے دماغ جان معطر و معنبر ہوتا تھا یہ سب بیٹھے ہوے ہین

کہ ناگاہ ملکہ مہرخ کی ایک طرف کو جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی لٹک رہی ہے اور
اسمین کچھ لکھا ہے مہرخ نے اس تختی کو لے کر پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ ای سرداران لشکر اسلام
حیرت جادو کو توبران شمشیر زن لیگئی اور اُسے قید کیا ہے اور باغ شہنشاہ نے راستہ
مین بنوادیا ہے اسمین جب تک تمھارا جی چاہے رہو باغ کے اندر رہوگے اور سیر دیکھوگے
تو تمکو کوئی نہین دیکھنے کا ہان باہر قدم رکھوگے تو تمکو سب دیکھین گے جی چاہے ایک دن
رہو چاہے برسون رہو یہ جگہ فضا کی ہے اور جو لشکر مین جانے کا جی چاہے تو یہ اسم جو تختی پر
لکھا ہے پڑھکر تین مرتبہ دینا سب سامان آکر حاضر ہوگا اور تمکو لشکر مین بخوبی پونچادیگا یہ جو
مہرخ نے پڑھا تو بہار نے کہا بہتر یہ ہے کہ لشکر ہی مین چلو مہرخ نے کہا بہتر ہے اور صحن
مین آکر مہرخ نے اس اسم کو پڑھا جو تختی مین لکھا تھا اور تین دستکین دین اسوقت
ایک تخت مہرخ کے واسطے اور کئی تخت بہار و نافرمان و شکیل جادو وغیرہ کے لیے
آئے کہ یہ سب اُن تختون پر سوار ہوے جیسے ہی وہ تخت کچھ دور چلے ہین کہ کچھ گھوڑے عربی ترکی عراقی
دکھنی کاٹھیاوار سازو یراق جواہر نگار سے درست آکر موجود ہوے اُنپر سب سردار سوار
ہوے اور وہ تختی کہ جس پر سے اسم پڑھا تھا اُسمین آواز تڑاقے کی ہوئی اور دھوان نکلا اور دھوئے
سے کاغذ نکلکر طرف طلسم نورافشان کے اڑتا ہوا چلا گیا جب باغ کے دروازے سے باہر
نکلے تو باغ بھی مثل آتش بازی کے جلنے لگا اور دیوارون سے اُسکی انار چھوٹنے دیوار
اور دروازہ اور وہ باغ وبارہ دری سب غائب ہوگیا بارہ سو فوج جنگی داہنے اور بارہ سو
فوج جنگی بائین بیچ مین کچھ سردار چند ہزار آدمیون کی جمعیت سے یہ سب چلے آتے ہین اور
ازبسکہ شہر ارسان سے تو یہ آگے ہی تھے اب سامنے گنبد نور دکھائی دینے لگا بہار نے کہا
کہ تو گنبد نور کی طرف آئے اے ملکہ مہرخ حیرت جادو تو قید ہے اور افراسیاب گیا ہے شہر
خالی ہے چلو شہر مین بن پڑے تو طلسم کشا کو چھڑالین مہرخ نے کہا کہ اے بہن یہ تمھارے کہنے
کی بات ہے گنبد نور ایسا تھوڑا ہی ہے کہ جہان کوئی جاسکے بہار جادو نے کہا چلو تو سہی سمجھ لینگے مہرخ نے
کہا میرا دل نہین قبول کرتا اب کیفیت سنیے کہ گنبد نور کی چار سمتین ہین دو کوس ادھر اور دو کوس
اُدھر ایک سمت مین جو کوئی جاتا ہے وہ قید ہوتا ہے طلسم کے زندان مین اور جو دوسری طرف سے

جاتا ہے اُسے قتل کرتے ہیں اور جو تیسری طرف جاتا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو چوتھی طرف
جاتا ہے تو اُس سمت ایک دشت ہے اور اُس دشت میں ایک باغ ہے جانیوالے کو اُس
باغ میں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ تمام عمر خراب رہتا ہے اور ایک حاکم ہے افراسیاب کی طرف سے
کہ نام اسکا تنویر آہن کلاہ ہے اور مالک ہے تمام گنبد کا اور ایک ساحر معز جادو نام کہ وہ طلسم باطن
میں بادشاہ ہے اُس سے اور تنویر آہن کلاہ سے دوستی اور محبت ہے تو تنویر بسبب محبت اُسکے وہیں رہتا ہے
اور سحر و ساحری کے سوا اور کچھ کام نہیں کرتا ہے اسقدر اُسنے سحر میں مہارت پیدا کی ہے کہ ایک مرتبہ یہ
افراسیاب سے بھی لڑ سکتا ہے کبھی کبھی یہ افراسیاب کے سلام کو بھی آتا ہے اب جو اسنے سنا کہ طلسم
میں غدر مچا ہے اور آفت برپا ہے تو معز جادو کے پاس سے رخصت ہو کر اسنے بھی گنبد نور پر
آکر رہنا شروع کیا ہے اور گنبد نور سے علیحدہ دو کوس پر ایک مینار اسنے نور کا بنایا ہے کہ وہ ایک
ڈال نور کا ہے اور اُسکے سات درجے ہیں اور ایک مکان بلور کا کہ وہ بھی سراسر نور کا معلوم
ہوتا ہے معلق مابین زمین و آسمان اُسنے بنا کر قائم کیا ہے کہ اُس مکان کے چاروں طرف
تین تین سو دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ایک ایک نازنین خوبصورت مثل چاند کے استادہ
ہے پوشاک جواہر نگار اور زیور مرصع کا زیب بدن کئے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ ہے
قفل بند اُس میں کچھ چوبدار خاص بردار وغیرہ عملہ شاہی رہتا ہے اور اندر سے آواز گانے کی آتی
ہے اور ایک طرف میدان میں چار چمن ہیں کہ اُس میں سُرخی کٹی ہے اور پھلدار درخت لگے ہیں چنانچہ
سرداران لشکر اسلام اس ارادہ سے چلے کہ شہزادہ اسد بن کرب غازی کو چھڑا لیں چلے تو آکر اُسی
چمنستان میں پہنچے گنبد نور وہاں سے بہت دور ہے اور ایک ابر سفید ایسا چھایا رہتا ہے
کہ جسکی روشنی کی وجہ سے وہ گنبد نظر نہیں آتا ہے الحاصل جب چمنستان میں پہنچے ایک بجلی
چمک کر انکے منہ پر گری کہ ان لوگوں کی زبانیں بند ہوئیں اور ایک حباب پیدا ہو کر اُتنا
بڑا ہوا کہ یہ سب اُسمیں سما گئے اُسوقت ایک ابر سیاہ طلسم نور افشان کی طرف سے پیدا ہوا اور گرجتا
ہوا اسطرف کو آیا جوں جوں قریب آتا گیا چھوٹا ہوتا گیا جب اس چمنستان پر آکر پہنچا تو ایک بجلی
چمک کر گری کہ وہ حباب بے عنوان ہو کر اڑ گیا اور یہ سب سردار چھوٹے اور وہ جو قصر معلق ہے اُس میں
پڑ گئے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ اُسمیں ہے اُسکے اندر سے تین ہزار ساحر زبردست

ترسولے ہاتھون مین لیے نکلے اور آگے چاہتے تھے کہ اُن منزلون کو ماریں وہ جو طلسم نور افشان کی طرف سے ابر آیا ہے اُسمین سے ایک آواز مہیب ہوئی اور ایک سوار رولاڈی شیر پر سوار ہاتھ مین ترسول لیے پیدا ہوا اور اُسنے آکر ایک ترسول کو پتھر پر مارا کہ اُس پتھر کی ہزار شرارے نکلے اور اُن ساحرون پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگئے پھر دیکھا تو اسی دروازے سے چھ ہزار ساحر اور نکلے لیکن اُس سوار نے پھر ترسول کو پتھر پر مارا کہ وہ بھی جلکر خاک ہوئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ خود آیا اور اُسنے کہا کہ او تیلے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور اسم سحر کا پڑھ کے اپنی اُنگلی کو کاٹا اور تین بوندین لہو کی اور کچھ دانے سرسون کے لے کر اُن دانون پر لہو ٹپکایا اور اُن سب دانون کو جانب قصر معلق اُچھال دیا کہ اُس قصر سے ایک ٹکڑا مکان کا جدا ہو کر اس تیلے کے سر پر آیا ایک دیوار اُسکی اُسکے پاؤن کے نیچے آگئی اور جمیت مہرا وریہ وبا اور جتنے سردار ہین وہ بھی سب قید ہوے یعنی ایک حجاب ہے مثل سرپوش کے کہ اُسمین سب بند ہین اور کچھ کسی کے کیے سے نہین ہو سکتا تنویر آہن کلاہ ہنس رہا ہے اُسوقت برق چمکی اور پھر طلسم نور افشان کی طرف سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور بہت جلد بڑھتے بڑھتے یہان تک آکر پونہچا اور اب پے در پے بجلیان چمکنے لگین پھر ایک شعلہ نکلا اور وہ ابر اُٹھا آدھا تو سر پر آیا اور آدھا زمین پر اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے کہا کہ اے شخص یہ کون بات ہے کہ تو جیب کے آیا ہے شعلہ نکلے نکلکر مرد میدان ہوا سکا یہ کہنا تھا کہ ایک تڑاقے کی آواز ہوئی اور وہ شعلہ پھٹا ایک نازنین خوبصورت غرق دریا سے جواہر بال چہرے پر بکھرے ہوے ماتھے پر افشان چنی آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے **نظم**

روکش عارض خورشید تھی عارض کی ضیا :: خال کا ہند سے لیتا جبش تھا شہرا :: چاہ غبغب کبھی گر دیکھلے یوسف اُسکا

عمر بھر چاہ محبت مین رہے اُسکی پھنسا :: غیب سے سوزون سیب ذقن تھا اُسکا :: شعلہ طور جسے کہیے بدن تھا اُسکا

ایک تخت جواہر نگار پر سوار سامنے آکر پکاری کہ او تنویر تو نے کیا کہا کہ مرد میدان نبرد ہوا رے کوکب روشن ضمیر وہ پادشاہ جلیل القدر ہے کہ اُسکا مثل نہین ہے اُسکے خادم اور کنیزین جو چاہین وہ کرین بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ چل کر خدمت شہنشاہ کوکب مین حاضر ہو کہ تیری جان بھی بچے اور مال بھی سلے نہین تو کتے کی موت مارا جائیگا تنویر نے جھنجلا کر

ایک ناریل چوٹی سے نکال کر مارا اس نازنین پر کہ اُسمین سے ہزارہا ستارے پیدا ہوے
اور وہ ستارے گرنے لگے لیکن ڈہنے بائین گرتے ہین اس نازنین پر نہین پڑتے اور نام اُس
نازنین کا ملکہ زرافشان جادو ہے بس اُسنے بھی اپنی چوٹی سے ایک موتی چھوٹا سا صراحی دار
نکالکر آسمان کی طرف مارا کہ اُسمین سے ہزارہا بوند پانی کی پیدا ہوئی اور سب ستارون
کو دھوان کر کے اُڑا دیا پھر تنویر آہن کلاہ نے غصہ مین آکر ایک ناریل مارا کہ اُسمین سے
ہزارہا پتھر پیدا ہوے اور اس نازنین پر گرنے لگے اس نازنین نے ایک پتھری چھوٹی سی
نکالی اور اُس کو اُس قصر معلق پر کھینچ مارا کہ وہ قصر معلق اور یہ پتھر جو گر رہے تھے سب دھوان
ہو کر اُڑ گئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے اپنے سر سے خون نکالا اور اُس خون کو ہاتھون
پر لے کر اُس نازنین پر مارا کہ وہ خون شعلہ ہو کر قریب تھا کہ اُس نازنین پر گرے اُس نے اپنی
دو زلفون کو بل دیا کہ اُسمین سے ہزارہا فوارے پیدا ہوے اور اُن شعلون کو اُن فوارون
نے بجھا دیا اور پھر اُس نازنین نے ایک پتھر چھوٹا سا نکال کر مارا اُس مینار پر جو سات
درجے کا تھا وہ مینار بھی دھوان ہو کر اُڑ گیا اُسوقت تنویر غلغلہ مار کر اژدہا بنا اور اُس
نازنین پر پھنکارتا ہوا چلا اُسنے ایک ڈبیا نکالکر کھولی اور کئی ہزار آدمی آتشین بنائے اور
اُنکے ہاتھون مین گرز دیے اور کہا مارو اس اژدہے کو اُن سوارون نے کہ جبین جو اس اژدہے
پر مارین تو اپنی صورت اصلی پر آگیا اُسوقت اُس نازنین نے خنجر جمشیدی نکال کر جو مارا
تو گردن تنویر آہن کلاہ کی کٹ گئی آواز دار و گیر کی بلند ہوئی صدا آئی کہ اے شخص مارا تونے
اُسکو کہ جو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اسکا دوست سعیر جادو طلسم باطن مین بادشاہ ہے وہ ضرور بدلہ
لیگا اب مہرخ و بہار وغیرہ سب سردار مع اُن پتلے کے چھوٹے زر افشان نے
کہا کہ تم لوگ کیون دیوانے ہوے ہو جو گنبد نور کی طرف جاتے ہو ابھی نہین جب وقت
آئیگا تو آپ ہی اسد چھوٹ جائینگے اب اپنے لشکر کی طرف چلو چنانچہ یہ سب کو سمجھا کے تخت
پر سوار کر کے انکو لیکر روانہ ہوئی جب لشکر مین آکر پہونچی تو یہان بسبب سحر اژدر چشم
کے لشکر بھاگ گیا تھا اب آکر پھر جمع ہوا ہے خیمہ و بارگاہ مین استادہ کرا کے یہ سب کے
سب اُترے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اب امان ہے لوگ آکر آباد ہون ملکہ زر افشان

کو سب سرداروں نے نذرین دین اور مہرخ نے کچھ کشتیان جواہر کی منگا کے چاہا کہ زر افشان کو دون اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہوگا آپ ہماری مالک ہین اور ہمین ہرجا اختیار ہے کہ جو چاہین منگالین یہ کہکر اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھا ایک ابر طلائی آکر موجود ہوا اُس مین سے کچھ فوج کشتیان جواہر کی لیے ہوے نکلی وہ کشتیان زر افشان نے لے کر مہرخ کے سامنے رکھین اور کہا کہ اِسکو قبول کیجیے مہرخ نے کہا کہ جب تم نہین لیتین تو ہم بھی ان کو نہین لین گے غرض بعد حجت بسیار مہرخ نے وہ کشتیان لین اور زر افشان نے ایک سحر جو پڑھا تو وہ فوج اور تیلہ شیرسوار سب غائب ہوگئے مہرخ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو بعیش و عشرت اُس مقام پر بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جادو جو براے رہائی ملکہ حیرت جادو روانہ ہوا تھا تو جاکر ایک پہاڑ بلند و وسیع پر پونہچا اور اُس پہاڑ پر بیٹھا اُسکی مصاحبت مین سرمایہ برق انداز وغیرہ چند سردار بھی آکر بیٹھے اُسوقت قلعہ ظلمات کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا بڑی چمک دمک سے قریب آکر پونہچا بیٹھا تو دیکھا کہ دو اژدہے ہین بہت بڑے بڑے ایک اژدہے پر تخت کھنچا ہے اُس پر ملکہ عنقاے جادو نام ایک ساحرہ سوار ہے اور یہ وہی ہے چندن جادو کی کہ جس کا قتل کرنا جلد اول مین اسی طلسم ہوشربا کی لکھا گیا ہے آئی دوسرا اژدہا مثل چتر کے اُسکے سر پر سایہ کیے تھا ملکہ عنقاے جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے بعد اسکے دو زبان جادو اور اندر جادو کہ جو اُسی پہاڑ پر رہتے ہین آئین اور بادشاہ کو ان تینون نے سلام کیا اور عنقاے جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ کیا آپ نے لڑائی کا طور کر رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ سب تقدیری امورات ہین ملکہ عنقاے جادو نے اُس اژدہے کی طرف اشارہ کیا کہ اُسنے پانون اپنا زمین پر مارا کہ زمین اُس جگہ کی شق ہوگئی اور ہزارہا خیمہ جواہر نگار ساحر لے کر نکلے اُن خیمون کو استادہ کیا اور افراسیاب سے کہا کہ چلکے بیٹھیے ان خیمون مین پھر اژدہے کو اشارہ کیا کہ اُس نے زمین کو پانون مارا اگلی مرتبہ کچھ دکانین طلائی و نقرئی نکلین اور تیسرے پانون کے مارنے سے حلوائی نان بائی وغیرہ جتنے پیشہ ور ہوتے ہین وہ سب موجود ہوے اور چوتھا پانون مارنے سے ساحرون نے نکل کر بند و بست کر لیا گرا گرم

بیان ہونے لگی اب افراسیاب نے کہا کہ مجکو خود جانا منظور ہے حیرت نے چھوڑنے کو منع کیا جادو نے کہا کہ نہین اول کسی اور کو بھیجیے تو بہتر ہے اُسوقت سرمایہ برف انداز نے کہا کہ غلام جائیگا افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ سرمایہ نے خیمہ سے باہر نکلکر ایک ابر پیدا کیا اور کچھ فوج ساتھی کہ برف کے آدمی تھے اور یہ ابر بہت دور تک پھیلا ہے غرض یہ سب چلے اور جاکر دریاے ہفت رنگ پر پونہچے تو ساڑھے تین رنگ جو قبضہ مین افراسیاب کے ہین انکو جب طے کیا تو اُسطرف کوئی بھی مزاحم نہوا سرمایہ بہت خوش ہوا اور اُدھر اتر گیا تو ایک پہاڑ ملا برف کا اُسپر سب فوج کو جو برف کی تھی اُتارا اور آپ بھی یہان اُترا ارادہ آگے چلنے کا کرتا ہے آگے دیکھیے کیا ہو مگر یہ خبر بران شمشیر زن کو پونہچی کہ سرمایہ آتا ہے بران شمشیر زن حیرت کو یہان عمرو کے پاس لاچکی تھی اور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک پتلہ شیر پر سوار آکر موجود ہوا اور ایک کاغذ بران کے ہاتھ مین دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے بران سرمایہ برف انداز آیا ہے تمھین لازم ہے کہ یہی کاغذ جسپر نامہ لکھا گیا ہے اُس شیر کے ماتھے پر کہ جسپر پتلہ سوار ہے لگا دینا اور جو اسم کہ اس مین لکھا ہے اُسے پڑھنا بران نے وہ کاغذ پڑھکر شیر کے ماتھے پر لگا دیا اختر مروارید کو بالون سے نکال کر سات لوین اُسکی کاٹین اور اُس پتلے پر وہ لوین مارین کہ سات فانوسین روشن ہوگئین اور اُس پتلہ سے بران نے کہا کہ تم جاؤ اور سرمایہ کو روکو پتلہ یہان سے چلا سرمایہ دریاے ہفت رنگ اُتر آیا تھا کہ یہ پتلہ جاکر پونہچا اور اُسنے للکارا کہ اے سرمایہ کہان آتا ہے ٹھہر اسی جگہ سرمایہ نے اُس پتلہ کو دیکھکر ایک ڈھیلا برف کا کھینچ مارا کہ وہ ڈھیلا زمین پر گرا اور ہزارہا برف کے پتلے نکلکر طیار ہوے اور اُس شیر سوار کی طرف چلے اُسنے اپنے ہاتھون کو اونچا کیا کہ پانچ اُنگلیون سے پانچ شرارے نکلے اور اُن پانچ شرارون سے ہزارون شعلے نکلا اُن برف کے پتلون پر پڑے کہ وہ سب پگھل گئے اُسوقت سرمایہ نے جھنجھلا کر ایک ٹکڑا برف کا اُس پتلے پر مارا کہ وہ آگ اُسکے سر پر پڑا اور ایسی ہوا سرد پیدا ہوئی کہ جس سے وہ پتلہ جھومنے لگا اور اُسنے ایک ترنج نکالکر مارا کہ وہ ہوا سرد موقوف ہوئی اور ایک ابر گھر آیا پھر اُس پتلے نے ایک چھوٹا سا پتھر سیاہ رنگ کا لیکر کچھ پڑھکر مارا جو وہان ایک پہاڑ تھا اُسپر سب فوج سرمایہ کی تھی بس گڑگڑاہٹ ہوئی اور وہ ابر جو گھر آیا تھا

پتلا ہو کر اُس پہاڑ پر گرا کہ وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور یہ سرمایہ نیچے کو چلا اور جو وہ بساط
قانوسین بقین زمین سے ایک کمند بنکر طیار ہوئی اور اُس پتلہ نے سرمایہ کو دوڑ کر پکڑ لیا اور
وہ جو اسکی فوج تھی وہ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونیسے کچھ دب کر ہلاک ہوئی اور باقی جو بچی بھاگ
گئی اور یہاں غصہ ہوا تو افراسیاب نے دو انگلیون کی قینچی بنا کر دیکھا معلوم ہوا کہ سرمایہ
پکڑ لیا گیا اُسنے کہا کہ پتلے کا تو فقط دھوکا ہے پردہ بہ پردہ بران نے پکڑا ہے اُسوقت
ابریق کوہ شگاف نے کہ یہ وزیر پایۂ تخت سوم ہے اِسنے عرض کی کہ مجھے بھیجئے افراسیاب
نے کہا جاؤ یہ اُٹھکر وہان سے چلا تو اِسنے دو پہاڑ بنائے ایک تو چھوٹا ہے کہ اُسپر سب
فوج پتھر کی ہے اور دوسرا پہاڑ جو بہت بڑا ہے اُسپر یہ خود بیٹھکر چلا یہان بران
کے پاس پھر ایک پتلہ شیر سوار آیا اور اُسنے کاغذ بران کو دیا بران نے اُس کاغذ کو
پڑھکر اپنے گھر سے پھر لین کاٹ کے اُس پتلے کے بدن مین لگائین اور کہا جاؤ ابریق
آتا ہے اُسے مارو یہ پتلہ روانہ ہوا یہان ابریق جو چلا تھا دریاے ہفت رنگ کے
پار اُتر آیا کوئی مزاحم نہوا یہ بہت خوش ہوا کہ شاید میرا خوف ساحران دریا نے مانا پس جب
اُس حد پر پہونچا کہ جہان سرمایہ قید ہے تو پتلہ آکر پہونچا اور اُسنے کہا کہ اے ابریق تمہاری
بھائی سرمایہ تو قید ہین اور تمھین لازم ہے کہ چلکر خواجہ عمرو کی پابوسی کرو اور دین
اسلام ملت برحق کو قبول کرو ابریق کو غصہ آیا اور ایک اسم جو سحر کا پڑھا تو وہ پہاڑ جسپر
یہ بیٹھا تھا اُسکا ایک ٹکڑا علیحدہ ہو کر اُس پتلے کے اوپر آیا اور ہزار ہا پتھر گرنے لگے اِس
پتلے نے اپنے دونون ہاتھون کو جنبش دی کہ زمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہو کر ان پتھرون پر
پڑے کہ وہ سب دھوان ہو کر غائب ہوے اُسوقت ابریق خود پہاڑ پر سے کود پڑا اور پتلے
کی طرف چلا پتلے نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ غائب ہوا اور ایک پہاڑ اور پیدا ہو کر
چند پتھر ابریق کے سر پر اور چند نیچے پاؤن تلے آگئے اور یہ ابریق بیچ مین اُنکے دبا اور وہ
پتلا آنکھ سے آنکھ ملائے ابریق سے کھڑا ہے اور ابریق بیہوش ہے یعنی آپ مین نہین ہے
اب افراسیاب نے پھر جو اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف بھی قید
ہوا اب اسکو غصہ آیا اور یہ خود اُٹھ کے [illegible] ساتھ بہت سے ساحر ہین در عجب غصہ مین

وہاں سے آتا ہے اور ایک تخت ہے کہ اُسکا دور ہفت پہل ہے اور ایک ایک پایہ میں پچاس پچاس پایہ لگے ہیں چار سو پایہ سب ہوئے ہر جانور کی شکل اُن پایون میں بنی ہے اور یہ اُسکے ساتھ ہے عنقا سے جادو اور سرواب جادو اور اژدر جادو اور دوزبان جادو وغیرہ اور یہ ساحر بڑے زبردست ہیں اب یہ اُن کے دریاے ہفت رنگ کے کنارے پر پہونچا وہان جو اُسکے ساحر ملازم ہیں وہ آکر اسکی خدمت میں حاضر ہوے اُنمیں سے کسی کا سر کسی کا ہاتھ کسی کا ناک کسی کا ماہی کا ہے اُن سب نے عرض کی کہ ہم ناچار ہیں ہمیں نگرامون نے بہکا دیا اور یہ کہا کہ خبر نہیں خود شہنشاہ کو منظور ہے کہ بہکا دل دیکھیے اسوجہ سے ہمنے کچھ لوگون کو جانے دیا افراسیاب جادو کو غصہ تو تھا اسنے ہاتھ ہلایا کہ برق چمکی کہا جل جاؤ بس یہ منہ سے نکلنا تھا کہ آگ پیدا ہوئی اور ساحر جل گئے اُسوقت عنقا سے جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ غصہ کو جانے دیجیے افراسیاب چپ ہور ہا کشتیان اگر موجود ہوئین یہ سوار ہوکر چلے جب اپنے ساڑھے تین رنگ طے کر چکا تو اسطرف کے رنگون کا یہ حال ہوا کہ لاکھون آدمی پشتہ پر سے کود کود کر دریا میں آپ سے آپ گرے اور وہان کے ساحر دریا سے نکلکر لڑنے لگے لیکن بران کا حکم پہونچا کہ انکو منع نہ کرو آنے دو والقصہ یہ سب کے سب بموجب حکم ملکہ بران کے مطمئن ہوئے اور ساحرون نے مزاحمت نہ کی تو اُس پار نکلگئے جب اُدھر کو پہنچے تو دیکھا کہ کچھ درخت ہیں مولسری اور ہار کے فوج تو افراسیاب کے ساتھ اسقدر تھی کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے سب تمرین باندھے ہوے ترسول ہاتھ میں لیے بیٹھے وہان افراسیاب نے ایک گولہ فولادی نکال کر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ پارہ پارہ ہوا اور بجا ہوا اور چمک ہوئی مگر وہان ایک دیو رہتا ہے کہ قد اُسکا تین سو گز کا ہے اور ایک قرنا اُسکے ہاتھ میں ہے کہ وہ بھی تین سو گز کی ہے پس اُس قرنا کو جو دیو نے دم دیا تو اُسمین سے ذرا ذرا آواز نکلی کہ کچھ آدمی جلکر مرے اُسوقت افراسیاب نے عنقا سے جادو سے کہا کہ دیکھا تمنے اس دیو کی حرکت کو عنقا سے جادو نے ایک بیضا اپنے جوڑے سے نکالا اور اُسے آسمان کی طرف مارا کہ وہ ہما بنکر اُس دیو پر چلا اور چاہا کہ اُسکو مارے اُس دیو نے ایک تیر چھوٹا ساکمر سے نکالکر اُس ہما پر مارا لیکن جب وہ تیر ہما پر پڑا تو اُس میں سے شرارہ نکلا اور

تو غائب ہو کر چلا آگے آگے عجوز جادو اب یہان عنقاے جادو اور سب فوج مع افراسیاب
کے چلنے کے پھر گئی اور یہان افراسیاب نے کچھ دور جاکے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے سیاہ رنگ
کا اور راستہ نہین ہے اور ایک دیو اُس پہاڑ پر کھڑا ہے افراسیاب نے نکال کر ایک ترنج
مارا کہ وہ دیو اور پہاڑ غائب ہوا پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اس دریا مین ایک
مگر سر نکالے کھڑا ہے اور اُسکے سر پر پانون رکھے ایک پریزاد کھڑی ہے افراسیاب
نے وہ ثمرن جو بوٹیان کاٹ کے بنائی ہے اب اُسکے دانے یاقوت احمر کے ہین اور سات
دانے ہین چنانچہ ایک دانہ اُسنے اُس پری پر کھینچکر مارا کہ وہ پری اور مگر جل کر خاک ہو گئے
اور دریا کا پانی بھی اُڑ گیا اسی طرح راستہ مین کئی بلائین آئین مگر اُس نے سب دفع کین
اب حال سُنیے کہ بران نے حیرت کو لاکر ایک ستون سے کہ پہاڑ پر چہل ستون بنا ہے باندھا
اور سرکوہ پر بند وبست کر دیا ہے اسوقت ایک چلانامہ لیکر کوکب کا آیا کہ اے بران جلد خبر لو
کہ افراسیاب اُس پہاڑ پر پہونچگیا ہے بران اپنے مقام سے اُٹھی اور اُس پہاڑ پر آئی کہ سی
بچھا کر سامنے چہل ستون کے آبیٹھی اُسوقت افراسیاب جادو جاکر پہونچا جو لوگ کہ سرکوہ
پر متعلق تھے اُن کو تو اُسنے جلا دیا لیکن ملکہ بران شمشیر زن نے عجوز جادو
کو دیکھکر کہا کہ او نمک حرام تونے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ افراسیاب کو لے کر یہان آیا ہے
یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اُٹھکر جو مارا تو عجوز جادو گر پڑا خواجہ عمرو بھی یہان آئے ہین مگر بران
سے پوشیدہ گلیم اوڑھے ہوے ہین افراسیاب نے حیرت جادو کو ستون سے جلد تر
کھولا بران نے ایک نیمچہ افراسیاب کے بھی مارا افراسیاب نے کچھ پڑھکر دستک دی
کہ کئی ہزار پتلہ پیدا ہوا بران نے اختر مروارید کی لوبن کاٹین اور اُن پتلون کو جلا دیا اُسوقت
افراسیاب نے ایک آئینہ نکالکر بران کو دکھایا کہ یہ بیہوش ہو ئی عمرو نے
جو یہ ماجرا دیکھا تو جال الیاسی نکال کر اور گلیم اُتار کر جو افراسیاب پر مارا تو مع حیرت وافراسیاب
اور تین سو پتلون کو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا لیکن بہان مرزان نے کچھ فوج ساتھ لے کر
عنقا وغیرہ کا تعاقب کیا آخر ایک مقام پر لڑائی ہونے لگی نارنج ترنج ناریل چلنے
لگے بجلے سوئیون کے ابر جن کے پڑنے لگے رائی سرسون اور دُھوئے

کے دانے جل رہے تھے دھوان اُٹھتا تھا شعلے بلند تھے بیر غل مچاتے تھے ہر طرف آواز
ہائے ہائے ہوولیرون کی بلند تھی مُردہ پژمردہ نعش پر نعش گر رہی تھی اُسوقت عنقائے
جادو نے کیا کام کیا کہ دونون ہاتھون سے کچھ ماش پڑھ پڑھ کے مارنا شروع کیے اب
ہزارون سرکٹ کے گرنے لگے اور ایک ابر سبز رنگ پیدا ہوا اُسمین سے آواز تڑاقے کی
آئی اور ایک حوض فولادی چکر کھاتا ہوا اُسی ابر سے نکلا لیکن عنقا نے اپنے ہاتھون کو بلند کیا
کہ پانچون اُنگلیون سے پانچ شرارے پیدا ہوے اور آن پانچون شرارون سے بہت
سے شعلے نکلکر ادھر کی فوج پر پڑے کہ بہت سے آدمی جلے اور ایک شاگرد ہے
عنقائے جادو کا عقاب جادو نام اُسے ایک تیر اور ایک ترنج مار کر ان
کے بہت سے ساحر ہلاک ہوے اُسوقت طرف سے ظلمات کے ایک ابر سیاہ
رنگ پیدا ہوا اُس ابر مین سے یہ آواز آئی کہ ای بکرا ہون تجھے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ اب پادشاہ
طلسم ہوش رُبا طلسم نور افشان سے لڑتا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اور اُسوقت ایک دریائے
آتش جوش مار کر پیدا ہوا سب سردارون عنقائے جادو اندر جادو وادریق کوہ
شگاف و سرمایہ برف انداز وغیرہ نے اپنے تئین اُس دریائے آتش مین گرادیا اور
وہ ابر ایک طرف کو چلا باقی اور لوگ جو تھے وہ دریائے ہفت رنگ کی طرف چلے اور وہ
ابر اب کوہ نور کی طرف جاتا ہے لیکن حال سنیے کہ عمرو جو جال مین حیرت و افراسیاب
کو ڈالکر چلے تو انکو ایک تاریکی معلوم ہوئی اور یہ اُسمین چلے جاتے ہین کہین اونچا کہین نیچا ملتا ہے
بعد کچھ دور کے روشنی معلوم ہوئی اور آواز آئی ای خواجہ صاحب خاطر جمع رکھیے مارا ہے
سب فوج افراسیاب کو کہ وہ سب بھاگے اور اُنکے واسطے اب بڑی تیاری ہو رہی ہے
عمرو نے دیکھا کوئی آواز دینے والا معلوم ہنوا یہ آگے چلے تو ایک میدان سبز و خیز اُنکو نظر
آیا کہ کوڑیالہ رشک لالہ دور تک کھلا ہے درخت سایہ دار ہین چشمہ جا بجا ہین لبریز ڈیرے موج
خیز کنارے دریا کے جانوران آبی کا مجمع ہے ہوای سرد عیسی نفس چل رہی ہے جب جھونکا
ہوا کا آتا ہے دماغ جان معنبر و معطر ہو جاتا ہوا اشعار

آئی ہے بہار مُرغ گلزار	کرتی ہے نوای سینہ افگار	گل یلہ صبا کی تا کمر ہے

دامان بلند ابر تر ہے | آئی ہے بہار ہر خیابان | ہے لطف ہوائے گل بداماں

اور اُس صحرا میں ہزار ہا جیسے استادہ ہیں اور بیچ میں ایک بارگاہ نصب ہے کہ وہ جواہر نگار ہے اور عجب تزک اُس بارگاہ کا ہے جب یہ قریب پہنچے تو دیکھا کہ دو سو آدمی اس بارگاہ سے نکلے اور اُنھوں نے کہا کہ اس بارگاہ میں چلیے اب جو یہ بارگاہ کے اندر آئے تو دیکھا کہ کئی بارہ کشتیاں جواہر سے بھری رکھی ہیں اور تورہ پوش اُٹھے ہوئے ہیں اُن آدمیوں نے کہا کہ ان کشتیوں کو لیجیے اور لٹائیے یا کسی کو دیجیے یا آپ لیجیے عمرو نے وہ کشتیاں لے لیں پھر جو وہاں سے نکلکر چلے تو دیکھا کہ بارہ ہزار جلاد تیغے جوڑے باندھے بار ناک کان کٹے کا گلے میں پہنے کردھنی باندھے ایک طرف کھڑے ہیں اُن آدمیوں نے کہا کہ یہ اسواسطے آئے ہیں کہ دشمنوں کو گردن ماریں عمرو یہ سُنکر چند قدم اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ تین سو شاہزادے ہیں انکے سروں پر تاج جواہر نگار ہیں اور پوشاک نفیس جواہر دوز ہے جسم ان کے مزین و مجلے ہیں اور تین سو شاہزادیاں ہیں کہ اُنکے بھی سروں پر اور گلوں میں تاج اور لباس عمدہ مرصع و آراستہ ہے اب یہ سب سامنے اس بارگاہ کے آئے اب جو دیکھا تو وہ تخت بہت نادر اور کرسی یاقوت احمر کی بیچ بارگاہ میں بچھی ہے اور کرسی پر ایک شخص بیٹھا ہے کہ عمامہ اُسکے سر پر ہے اور کلغی بال ہما کی عمامہ میں لگی ہے اور پوشاک بھی زرنگار گلے میں ہے عمرو کو دیکھکر وہ آدمی اُٹھا اور قریب آگئے عمرو سے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ فوج افراسیاب نے شکست کھائی اور دن بخش کوکب روشن ضمیر کے نکل گئے طبیعت اب اُنکی اچھی ہے خدا کی عنایت سے بادشاہ مذکور خوش وہ ہیں آپ بھی ان صندوقوں کو زنبیل سے نکالیے دیر نہ کیجیے عمرو جاکر تخت پر بیٹھا اور خوشی میں آکر بولے تو افراسیاب اور حیرت اور خیال جادو کو زنبیل سے نکالا پھر بلیوں کو بھی افراسیاب کی نکال کر باہر چھوڑ دیا اور بران و مجلس آرائی میں ان تینوں کو فرمایش سے رہنے دیا اُسوقت وہ جو آدمی تھا کہ جسکے سر پر کلغی تھی اسوقت دل خواجہ کا گھبرایا اور دیکھا اُس شخص کو کہ رنگ رُخ سیاہ معلوم ہوتا ہے وہ جو منہ پر اُسکے سُرخی تھی اور داڑھی سفید تھی تو داڑھی تو لال ہے اور ہاتھ سیاہ قبر میں خواجہ یہ دیکھکر یا ہے تھے کہ گلیم اوڑھ لیں اُس وقت

ایک سوتی صراحی دار اُس آدمی نے نکالا اور سامنے اُنکے اُسکو پھونکا کہ یہ بیہوش ہو گئے اور
اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک زنجیر طلائی عمرو کے گلے مین اور دست و پا مین پڑ گئی اور افراسیاب
و حیرت اور خیال جادو جو کہ ساتھ تھے وہ سب ہوشیار ہوے اُسوقت اُس
آدمی نے کہا کہ ای افراسیاب تو نے اپنے تئین غارت ہی کیا تھا وہ تو خداوند دیجور
نے اپنی کتاب مین دیکھا اور اُسنے مجھے بھیجا کہ مین نے آکر تجکو چھڑایا اور اُسکو گرفتار کیا اب جلد
یہان سے چل افراسیاب نے کہا کہ مین عمرو کو مار لون تو چلون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر سیاہ
پیدا ہوا اُس ابر مین سے ایک کوا نکلا اور اُسنے ایک کاغذ اِس کرسی نشین کو دیا اور افراسیاب
نے کہا کہ اِس جینے سے تو مرنا بہتر ہے مین نہین جاؤن گا جب تک عمرو کو نہ مار لون گا یہ کہکر
خنجر کھینچا اور چاہا کہ قتل کرے اُس کرسی نشین نے ہاتھ پکڑا اور ایک ابر قلعۂ نور افشان کی طرف
سے پھر نمودار ہوا اِس کرسی نشین کا نام نائب راشد الشیاطین ہے غرض جب وہ ابر
قریب پہنچا تو اُس کوے نے بازی کرنا شروع کی اور آوازین تڑاق تڑاق آنے لگین جو جو
آواز آتی ہے ہزارہا کوا پیدا ہوتا ہے چنانچہ ایک کوے نے منہ کھولا اُسکے منہ سے ایک پری
نکلی چھوٹے قد کی اور پاؤن پنجہ پر کوے کے رکھکر کھڑی ہوئی اور بزبان فصیح افراسیاب
سے کہا کہ ای شہنشاہ چلیے آپ کو مزرعۂ گندم پر چلنا ہوگا بس یہ کہکر اُسنے ایک قلابازی کھائی
اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا نہ عمرو ہے نہ افراسیاب ہے نہ وہ کرسی نشین ہے
ایک دیوار سرخ رنگ شمال سے جنوب کی طرف چلی گئی اور اُس دیوار کے اُدھر میدان ہے
کہ اُسمین سر ہین کٹے ہوے تازے کہ گز بھر زمین سے اونچے ایستادہ ہین اور ہزارون ہاتھ اور
ہزارون پاؤن ران سے تازہ کٹے ہوے زمین پہ ہین اور ہزارون دھڑ ہین کہ زمین پہ ایستادہ
ہین خون تازہ اِن سب سے بہتا ہے اِس میدان مین اور ایک ابر قلعۂ نور افشان
کیطرف سے وہان آیا اور وہ ابر شق ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار گاو سوار
اور بارہ ہزار خر سوار اور بارہ ہزار شیر سوار کہ سب مسلح و مکمل تھے پیدا ہوے اور ایک تخت
جواہر نگار پر کوکب روشن ضمیر سوار ہے پشت پر اُسکی ابر طلائی گرگراتا ہوا آتا ہے کوکب
کا منہ بسبب بیماری کے زرد ہے آب ایک چمک ہوئی اور ایک برادر پشت پر ابر طلائی کے

سفید نمودار ہوا اور اُس ابر سے ایک تخت کہ جسمین جواہر تعبیہ کیا ہوا تھا نکلا اس تخت پر ایک
مرد پیر نہایت مقطع اور مہذب بزرگ ریش سفید تا بسینہ عمامہ سر پر عبا گلے مین بیٹھے تھے وہ تخت
جب قریب تخت کوکب روشنضمیر آیا کوکب نے اُٹھکر اُس پیر مرد کی تعظیم کی اور ہاتھون
کو بوسہ دیا مرد پیر نور افشان جادو قطب طلسم اُستاد کوکب روشنضمیر ہے اُس پیر نے
کچھ اسما کوکب کو تعلیم کیے اس عرصہ مین ایک سوار سبزہ آغاز آیا اور اُسنے کوکب کو سلام
کرکے کچھ اسم تعلیم کیے پھر یہ دونون چلے گئے اور کوکب نے اب قصد کیا کہ دشت فنا کو فتح
کرون اس قصد سے اُسنے وہ اسم جو نور افشان نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا اُسوقت
وہان سے ایک سر بلند ہوا اور اُن خرس سوارون پر گرا کچھ خون کی بوندین اُس سر سے
ٹپکین اور مثل تیر شہاب کے وہ بوندین ہوکر اُن خرس سوارون پر گرین کہ وہ جلکر خاک ہوگئے
پھر ایک ہاتھ اُٹھا کر اور آواز طمانچے کی ہوئی اور ہزارون بوندین خون کی تیر شہاب بنکر
شیر سوارون پر گرین کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے اور خر سوار و بیل گاؤ سوار تلوارین کھینچکر کوکب
کی طرف چلے کوکب اسم پڑھتا تھا کہ ایک پاؤن بلند ہوکر اور اُس مین سے بوندین خون
کی نکلکر تیر شہاب بنکر خر سوارون پر وہ تیر پڑے کہ وہ بھی جلے پھر دھڑون سے خون کی بوندین
تیر شہاب بنکر بیل گاؤ سوارون پر پڑین وہ بھی جلے اُسوقت کوکب نے کچھ سحر پڑھکر دستک
دی کہ لاکھون آدمیون کی فوج آکر حاضر ہوئی کہ وہ سب فوج جھولیان سحر کی گلے مین ڈالے
تھی اور ترنج نارنج ناریل اُچھالتی ہوئی آتی تھی اب تخت کوکب نے آگے بڑھایا
تو ایک دیوار ریتی ہوئی دکھائی دی کہ اُس دیوار مین خون بھرا تھا جب تخت اُس دیوار کے
قریب پہونچا تو آواز تڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اور اُس دیوار مین دروازہ پیدا ہوا اور اُس
دروازے سے ایک آدمی نکلا کہ اُسکے تین سر ایک گدہے کا ایک سور کا ایک آدمی کا مگر
اسقدر خوف زدہ صورت کہ شیطان بھی اُسکی صورت کو دیکھکر خوف کہا کر ڈر جاتے پانچ ہاتھ
مین ایک ہاتھ مین تلوار ہے ایک مین لکڑ آگ کا ایک ہاتھ مین نیزہ ہے ایک ہاتھ مین تبر ہے اور ایک
ہاتھ مین سر تازہ کٹا ہوا ہے نکلکر دروازہ سے اس سر کو پھینکا جانب آسمان کہ اُس مین
سے ہزارہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فوج کے ہزارون آدمی دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوے اور اُس جلے

تلوار انکے سرون پر پھیری کہ وہ کٹ گئے اور زمین پر گر کر گھومنے لگے اور وہ سر جو کہ بیچ قلعہ
وہ چار طرف پھرنے لگا اور زبان نکالکر دیکھتا تھا اُسوقت کوکب روشن ضمیر نے قلمدان
سے ایک کاغذ نکالا اور اُس کاغذ پر کچھ اسم پڑھکر اسکے چو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اس
آدمی پر کہ اسکا ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑا بس اُدھر اسکا مار مار کرتا ہوا ہاتھ پھیلا کر اسطرف دوڑا
اور پیچھے اُسکے ایک شیدی ہے کہ وہ جامہ پہنے ہے پگڑی باندھے قلمدان ہاتھ مین لیے ہے
کہ اس قلمدان پر بہت سی فردین رکھی ہین وہ بھی آتا ہوا اُدھر کوکب نے ایک پرچہ کاغذ اور اُس
آدمی کے مارا کہ دوسرا ہاتھ اُسکا کٹ کر زمین پر گرا پھر وہ آدمی آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ کوکب
سے لپٹ جاے کوکب نے وہ چارون کاغذ مارے کہ وہ جلکر خاکستر ہوا اب شیدی نے چاہا
کہ زمین پر کون فرد کاغذ کی اُٹھانے نہ پایا تھا کوکب نے وہ ایک پرچہ کاغذ کا باقی جو
چو مین سے رہگیا ہے اسپر بھی مارا کہ یہ جلکر خاک ہوا اور پھر دو پرچے کاغذ کے نکال کر اُس دیوار
اور میدان فنا کے سرون اور ہاتھون پر مارے کہ وہ بھی سب فنا ہوے یعنے جلکر خاک
ہوگئے اب صحراے خوفناک رہگیا نہ وہ دیوار خون آلودہ ہے نہ وہ سر ہین دو ساحرون کی
لاشین البتہ وہان پڑی تھین اُسوقت کوکب آگے چلے وحشت تھا کوچ کرتے یہانتک کہ ایک درہ
پہاڑ کا انکو ملا اس درے مین بالکل اندھیرا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم دیتا تھا فوج جو کوکب نے
بلائی تھی وہ بھی اُسکے ساتھ ہے اب کوکب اس درہ مین قدم زن ہوا جب نصف راہ
طے کیا تو پکارا کہ او قہقہا جادو یہ کہتا تھا کہ آواز آئی حاضر اور آکر وہ حاضر ہوا ایک ساحر تھا
کہ جھولی گلے مین سحر کی ڈالے تھا کوکب نے اس سے کہا کہ ہان روشنی کر قہقہا نے ایک
گوہر سحر جھولی سے نکال کر سحر پڑھا کہ وہ روشن ہوا اسکو لیکے ایک طرف پھینکا اور وہ درہ سے
باہر نکلے تو دیکھا یہان بھی اندھیرا ہے مگر ایک ابر سیاہ رنگ گھر آیا کہ اُسمین ہزارہا چاند ہین اور
ہر چاند مین ایک مشعل روشن ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا اور دیکھا کہ ایک سڑک ہے کہ اُسی
سڑک پر سنگ موسی لگا ہے اور دونون طرف سڑک کے درخت ہین جوہی اور کیتکی کی بوی
خوش آتی ہے کوکب سیر دیکھتا ہوا چلا وہ پہر کامل سواری اسکی چلی تو ایک درہ پہاڑ کا
بہت بڑا ملا کہ اُسمین ہزارہا محراب بنے تھے اور عرض اس درہ کا کوس بھر کا اور طول دو کوس کا

اور ہر محراب مین ایک ایک موتی بہت بڑا لٹکا ہوا ہے پس جیسے ہی سواری اس درہ مین پہنچی وہ
موتی تڑاق تڑاق چٹخے اور غبار نکلکر اُس لشکر پر چھایا اور چھت سی بندھ گئی اور ایک درخت
بہت بلند اُس مقام پر تھا کہ اُس پر ایک چیل بیٹھی تھی اُسوقت کوکب نے قہقہا جادو سے کہا
کہ مار توجہ اپنا بس اُسنے نکالکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ اُس چھت مین ہزارہا چھید
پڑے لیکن اس چیل نے ایک آواز مہیب وہی بہت زور سے چلائی اسکی آواز کا دینا تھا کہ
بجلی چمکی اور ہزارہا انگارا اُن چھیدون سے گرنے لگا اور تمام لشکر مین تلاطم ہوا اُسوقت
کوکب نے آواز دی کہ اورگس حاضر ہو آواز دینے ہی سب نے دیکھا کہ پشت کی طرف
سے ایک پرزاد چلی آتی ہے اور آکر سامنے کوکب کے استادہ ہوئی کوکب نے کہا کہ او
اورگس طلسمی جا مار تو اس چیل کو یہ حکم سنکر چلا اور کچھ دور چلکر گدھ بنا اور اُس نے اِس چھت کو شل
آسمان گھری تھی اپنے پرون کو مارا کہ وہ چھت شگافتہ ہوئی اور یہ گدھ جاکر قریب چیل کے پہنچا
چیل نے چاہا کہ مین اُسکو مارون لیکن گدھ نے گلا اُس چیل کا منقار سے پکڑا اور نیچے
سے داب دیا تاریکی ہو گئی غل ہوا کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا عصفور جادو اور نگہبان
تھا اُس جا کا اب جو دیکھا تو ایک نعش ساحر کی پڑی ہے طوق زمرّدین گلے مین ہے کوکب
نے اُرگس سے کہا کہ یہ طوق لے لے تیرے کام آئیگا گدھ نے جاکر وہ طوق لے لیا اُسوقت آواز آئی
کہ ارے یہ اندھیر دیکھو کہ مارا بھی اور طوق بھی لے لیا پرائے گھر مین آکر خبر کہان جاؤگے اب
ایک ریچھ پیدا ہوا کہ وہ لاش عصفور کی اُٹھا لے گیا اب سواری آگے چلی تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا ہزارون خرس چلے آتے ہین اور ایک ریچھ پر ایک ساحر سوار ہے اور اُسنے
آکر قہقہا جادو کے آدمی کو مارنا شروع کیا کوکب نے اُسوقت پکار کر کہا کہ اے ارکان
حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک شیر چلا آتا ہے وہ شیر قریب آکر ڈکارا کہ اُس خرس سوار کا
سر پھٹ گیا اور جلکر خاک ہو گیا اب سواری آگے بڑھی کوس بھر زمین پہنچے ہونگے کہ دیکھا ایک
شخص قوی ہیکل مُنھ بندر کا دو ہاتھ پیٹھ پر بندر کے اور دو ہاتھ جو آگے ہین وہ آدمی کے سامنے
سے آکر پکارا کہ کیون شامت آئی ہے بہتر یہی ہے کہ پھر جاؤ نہین تو مارے جاؤگے پس قہقہا
جادو نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے جادو دور ہو اُسنے وہ ہاتھ جو پیٹھ پر تھے مُنھ کے پاس لاکر

کچھ پڑھ کر پھونکا تو ایک بجلی چمکی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور غبار زمین سے اُٹھکر مثل سرپوش کے بنا اور اُسنے دوسری مٹھی جو کھولی تو چمک ہوئی اور دیکھا کہ ہزارون بندر چلے آتے ہیں اور بندرون نے صف باندھی اور غلغلک کھائی کہ دو دو پھر ایک بندر کے پیدا ہوے اور سر آدمیون کے ایسے پیدا ہو گئے اور ایک شیشہ زمین سے نکلا اب اُن بندرون نے قیامت برپا کر دی چار چار پانچ پانچ آدمی فوج کے پکڑ لے اور اُس شیشہ پر مارے کہ وہ آدمی غائب ہوے اُسوقت کوکب نے نور افشان کے قلعہ کی طرف دیکھکر کہا کہ آئینہ جمشیدی یعنی مرأت واقع جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی چند ساحر ایک آئینہ قدآدم لے کر سامنے کوکب کے حاضر ہوے کوکب نے ایک کاغذ اُس آئینہ کے سامنے کر دیا اُسمین سے ایک پنجہ نکلا کہ مثل پنجہ آفتاب کے روشن تھا انگلیان سُرخ سُرخ گول قلمی ہتھیلی بھری ہوئی جب وہ پنجہ نکلا کوکب نے قلم اُس پنجہ کو دیا دوات سامنے رکھی اور بس پنجے نے کاغذ پر لکھا کہ وہ موتی جسپر سامری نے ہوم کیا تھا تمھارے مالے مین ہے اُسکو توڑ کر اُسپر مارو کوکب نے اُس موتی کو مالے سے توڑ کر ہاتھ مین لے کر اُن بندرون اور اُن آدمیون کو جنکے ہاتھ بندر کے ہین دکھایا وہ بندر یا تو اُڑ رہے تھے یا جنے آنکھین بند کر لین یہ خود بوزنہ جادو پھر کر چلا لشکر مین غل ہوا کہ بھگوڑا بھاگا جاتا ہے اُسوقت تو بوزنہ کو غصہ آیا اور یہ پھر لشکر کی طرف پھرا کہ ساتھ ہی کوکب نے تیر مارا کہ وہ اُسکے سینہ پر پڑا اور اُسمین سے شعلے آگ کے نکلکر بندرون پر پڑے کہ وہ سب جلکر مع بوزنہ جادو کے خاک ہوے اب تخت کوکب کا اور آگے چلا تو دیکھا کہ کمال خبر کی چالیس گز کی لمبی کھچی ہے اور اُس کمال پر ایک چوکی فولادی بچھی ہے اور اُس چوکی پر ایک ساحر بیٹھا ہے کہ سب بدن اُس کا سیاہ ہے اور وہ کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہے جب فوج کوکب کی وہان پہنچی تو اُسکے بالون مین سب آدمی بندھ گئے اب وہ چوکی زمین سے پچاس گز اونچی ہوئی اُسوقت قہقہا جادو نے کہا کہ او بالدار جادو بہتر ہے حق مین تیرے کہ تو اطاعت شہنشاہ کی قبول کر تیرے واسطے بہت بہتر ہوگا ورنہ تو تنہا کہان تک لڑیگا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے تنہا سمجھا تو فوج میری دیکھیگا یہ کہکر چوٹی سے کچھ خاک نکال کر اُسپر افسون پڑھکر بائین طرف اُسے پھینکا یہ خاک سفید ہے پھر کچھ خاک زرد دہنے نکالی اور اُسپر افسون پڑھکر داہنی طرف پھینکا اور کچھ گولی

سی اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو کسی طرف پھینکا تو چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا
ہزارون پتلہ طلائی رنگ کے دہنی طرف آکر صف کشیدہ ہوے اور بائین طرف نقرئی پتلون
کی فوج آکر استادہ ہوئی اور پشت کی طرف سے اژدہے ہزارون آکر سیاہ رنگ کے موجود ہوے
اور یہ بالدار جادو نہایت خوش ہے اور تخت اپنا بڑھا کر آگے چلا ہے اور اُن اژدہون نے
منہ کھولکر ہزارون آدمیونکو نگلنا شروع کیا اُسوقت کوکب نے آواز دی کہ اے بساط جادو
جلد حاضر ہو یہ صدا دینا تھا کہ ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور بہت جلد قریب آیا اور گھٹ کر چھوٹا ہوا
سب نے دیکھا کہ ایک بساط ہے طلائی اسپر ایک شخص سُرخ و سفید جسم قامت چٹ لنگوٹ
باندھے جانگھیا پہنے جیسے کوئی کثرت کرتا ہے اُس بساط پر بیٹھا تھا جوڑہ سر پر بالون کا
بندھا تھا وہ قریب کوکب آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہے کوکب نے کہا کہ
جا مار بالدار جادو کو وہ آداب بجا لا کے چلا اور پہنچا قریب بالدار جادو کے اور اُسکی
بساط کھال پر شیر کے چڑھ گئی بالدار جادو نے کہا کہ تیری یہ طاقت ہوئی کہ میری کھال پر اپنی
بساط کو چڑھایا یہ کہکر اُسنے تیر لیکر مارا بساط جادو نے اپنا سر سامنے کر دیا اُس تیر نے
تا دو ابرو کاٹا اور ایک انار چھوٹتا ہوا معلوم ہوا پھر وہی انار شعلہ بنگیا اور اس شعلہ مین سے ایک
پری پیدا ہوئی اور بساط کے ہاتھ مین ایک آئینہ تھا کہ اُس نے اِس آئینہ کو دکھایا کہ آئینہ مین
سے ایک شعلہ نکلا اور وہ شعلہ بالدار جادو کے سر پر پڑا اور اُس کے سر سے جو شعلہ نکلا وہ آکر
طلائی اور نقرئی فوج اور اژدہون پر پڑا کہ یہ سب جلکر خاک ہوے بس سواری آگے
بڑھی اُسوقت اُس پری نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے کہا کہ جا اپنے مقام
پر وہ پری سر مین بساط جادو کے سما گئی اور وہ ابر طلائی بھی مع بساط جادو کے چلا گیا
اور کوکب یہان سے آگے بڑھا تو ایک بیابان گلزار مین پہنچا اور اُس نے حکم
دیا کہ یہان مقام کیا جاوے اُسیوقت ہزار ہا خیمہ اور بارگاہین استادہ ہوگئین کوکب اور کچھ سرداران
فوج داخل خیام بارگاہ ہوے اب یہ تو یہان بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جو لیکر غائب ہوا تھا عمرو
کو اور کرسی نشین جادو دا کے ساتھ ہے اور سب فوج اُسکی یعنی عنقا سے جادو و سرمایہ
ابریق وغیرہ کو جو وہان سے بھاگ کر چلے ہین وہ بھی اِس طرف کو آرہے ہین ادہ یہان

ایک پہاڑ ہے سفید اس پہاڑ کے اُسطرف میدان ہے کہ اُسمین ہزارہا درخت ہین گندم کے مثل
اُن درختون کے کہ جو بڑے بڑے ہوتے ہین اور ایسی بوی خوش اُنمین آتی ہے کہ دماغ جان معطر
ہوتا ہے اور ایک طرف ایک نہر ہے کہ وہ مثل دریا کے جوش زن اور موج خیز ہے اُس میدان کا نام
کہ جسمین درخت گندم ہین مزرعۂ گندم ہے اور اُس نہر کا نام جلیمون ہے اور کچھ تھوڑی سی زمین ہے
کہ اُسپر ایک دیر بنا ہے فیروزہ کا کہ اُس دیر کے چار دروازے ہین کہ ہر دروازے کے پٹ یاقوت
کے ہین اور چوکھٹ بازو زمرد کے اور کیلین طلائی اُسمین جڑی ہین اب اسنے یعنے کرسی
نشین نے پکارا کہ اے منیر جادو آئیے کہ بادشاہ طلسم تشریف لاتے ہین پس اس کا یہ کہنا
تھا کہ ابر سفید پہاڑ کی طرف سے اُٹھا اور سب طرف محیط ہوگیا اور دیکھا کہ اس
پہاڑ مین ہزارون درے پیدا ہوگئے اور اُن درون مین کرسیان بچھی ہین اور ہر ایک درہ مین سرے پر
ایک کرسی بچھی ہے کہ اُسپر ایک ساحر بیٹھا ہے رنگ تو اُسکا سفید ہے اور تہمد نیلی باندھے ہے عمامہ سر پر
کالا باندھا ہے پس اُنسے اُٹھکر کرسی نشین سے صاحب سلامت کی کرسی نشین نے کہا کہ اے
برادر بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین آپ کی ملاقات کو منیر جادو نے کچھ خاک سفید نکالکر نہر مین
پھینکی اور تھوڑی سی اس میدان مین نہر کے پانی کو تلاطم ہوا اور ہزارہا مچھلیان نکلکر پریزادون کی شکل
بنین اور کچھ مچھلیان جوان سبز رنگ بنکے تیار ہوئین تاج مکلل بجواہر سر و سبز پوشاک نفیس جواہر دوز
بگلون مین یہ سب آکر صف باندھکر کھڑی ہوئین اُسوقت ابر افراسیاب کا گرجتا ہوا اور اُسمین
سے بارش مروارید ہوتی ہوئی آیا اور افراسیاب بہت خوش ہے اور تخت پر سوار ہے جب
قریب پہنچا تو وہ پریزادین مبارکباد گانے لگین افراسیاب نے اپنے لبون پر انگلی رکھی کہ خاموش
رہو اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے کہا کہ ہمکو کچھ طور اچھے معلوم نہین ہوتے
ہین اس بادشاہ نے اپنی حرکتون سے تمام طلسم مین رخنہ ڈالا ہے یہ جا خوشی
کی ہے یا یہ کہ منع کرتا ہے بادشاہ کہ چپ ہو رہے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ بادشاہ
طلسم عاجز ہوگا اور دشمن اپنا کام کرینگے اور کچھ خون اگر اس نہر جلیمون اور مزرعۂ گندم مین
گرے گا بس یہ فکر تھا کہ تخت افراسیاب کا نیچے اُترا اور منیر جادو سے اُسنے ملاقات
کی اور تین سو پیادے ہاتھ باندھکے سامنے کھڑے ہوئے اور انھون نے عرض کی کہ

بادشاہ اعظم بنے کوکب روشن ضمیر نے آکے بالدار جادو اور بوزنہ جادو اور عصفور کو مارا
اور درخت فنا کو فتح کیا اور اب خیمہ اسکا دشت گلزار مین استادہ ہے افراسیاب کو جو غصہ آیا
تو اُسنے ایک مٹھی خاک کی اُٹھا کر اُن پر ماری اور کہا جل جاؤ وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئے
اب اور خبر دلدون نے ڈر کر آپس مین کہا کہ ہمکو کیا غرض ہے جو ہم خبر دین بادشاہ خود باخبر ہے
مینر جادو نے کرسی نشین جادو سے کہا کہ یہ کیا حرکت کی بادشاہ نے اب اس کا
ادبار ہے خیر جو ہوا وہ ہوا آپ چلکر خداوند سے اپنا حال عرض کرین یہ کہکر دو جو گنبد فیروزہ کا
ہے اُسکا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خرس فولادی بت بڑا اُسپر ایک پتلہ فولادی سوار ہے
زبان منہ سے نکلی ہے باہر کچھ بت مین چھوٹے چھوٹے کہ وہ چوکیون پر رکھے ہین سب نے اُسکو سجدہ
کیا مگر افراسیاب نے سجدہ نہ کیا اور اُسے غرور آیا دل سے کہا کہ مین سجدہ کرتا ہون خداوند
دیکھو کو اسکو کیون سجدہ کرون اُسوقت کرسی نشین جادو سے مینر جادو نے سر
سجدہ سے اُٹھا کر کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ زوال سلطنت ہے کہ اس بادشاہ سے جو
حرکت ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہ کہکر گنبد کے باہر نکلا اور نہر طلسمون کے کنارے آکر آواز
دی کہ ای رازدار جادو جلد حاضر ہو اُسوقت نہر کے پانی کو جنبش ہوئی اور ایک مچھلی نکلی کہ منھ
اُسکا آدمی کا تھا اور تہمد باندھے ہوئے اور جواہر نگار گہنا پہنے ہوئے اور اُسنے آکر کنارے
مزرعہ گندم کے گانا شروع کیا کہ سب آدمی جھومنے لگے اور محو ہوئے اور وہ جو خرس پر سوار ہے
وہ اسی طرح غصہ مین بیٹھا ہے اُسوقت مینر جادو نے افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ اب
کوئی تدبیر کیجیے کہ خداوند خوش ہون افراسیاب نے وہ جو قیدی کہ طلسم مین آکر عرصہ بعید
اور مدت مدید سے قید ہوئے ہین اُنکو طلب کرنا چاہا پکار کر کہا کہ اے عیار باریک رنگ
قیدیان طلسم کو لیکر جلد حاضر ہو اور تاج کو اُتار کے طرف آسمان کے پھینکا اب جو دیکھا ایک
ابر پیدا ہوا اور اُسمین برق چمکتی ہوئی جب وہ آکر قریب پہنچا اور نیچے اُترا تو دیکھا کہ ایک بساط ہے
کہ اُسپر کچھ قیدی زنجیرین باندھے ہوئے بیٹھے ہین بس جلادون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان
قیدیون کو قتل کرو جلاد حکم پوچھنے لگے لیکن ملکہ بران شمشیر زن اور مجلس جادو یہ اپنے
مقام سے اُٹھکر دونون چلین اور اُنھون نے کہا آج تو جی مین آتا ہے کہ مزرعہ گندم

اور نہر حلیمون پر چلین مجلس نے کہا وہان جانا مشکل ہے بران نے کہا چلو تو خدا مالک ہے
یہ کہکر دونون چلین جب اپنے طلسم سے نکلکر آگے بڑھین تو ایک دیوار سیاہ رنگ انکو نظر آئی
کہ اُس دیوار پر بہت سی چیلین بیٹھی تھین وہ انکو دیکھکر چلچلائین بہت سے شعلے نکلے کہ وہ آکر
مجلس اور بران پر پڑے کہ انکے جسم مین آبلے پڑ گئے لیکن بران نے اختر مروارید اپنے
بالون سے نکال کے لوین اُسکی کاٹین اور اُن چیلون پر مارین کہ وہ چیلین جلکر خاک ہوگئین
اور وہ دیوار بھی اُڑ گئی اب یہ آگے چلین تو ایک دریا تیار و زخار ملا کہ جہان نہ کشتی نہ ڈونگی
نہ ملاح تھا ایک ایک موج اُسکی اُٹھکر سر کوہ تک جاتی تھی بران نے مجلس سے کہا اس
دریا کے پار کیونکر اُترین اُسنے اپنا ڈوپٹہ اُتار کے دریا مین ڈالا وہ ڈوپٹہ کشتی بنگیا یہ دونون
اُس کشتی پر سوار ہوئین بران اختر مروارید ہاتھ پر رکھ لیا اب غلغلہ بلند ہوا کہ بچھو کیکڑے کچھوے
اور ہزارون مچھلیان اور سوس مگر گھڑیال دریا سے نکل نکل کر کشتی پر چلے مگر بسبب
اختر مروارید کے کوئی کشتی تک نہ آیا اور یہ دونون صحیح و سلامت پار دریا کے اُترین
اور جب وہان سے اُترکر آگے چلین تو راہ مین انکو ایک دیو ملا کہ کئی سو گز کا اُسکا قد
تھا منھ بھاڑ سا کھولے ہاتھ مین ایک برگد اور پیپل کا ٹہنا تھا آنکھین اتنی بڑی بڑی کہ جھورا
کے محل کی کوٹھی سینہ چبوترہ سر قلعہ کے برج کی طرح وہ ان دونون پر لپکا مگر بران نے
اختر مروارید سے لوین کاٹ کر جو مارین تو وہ دیو جل گیا اب یہ آگرا اُسی جگہ کہ جہان
افراسیاب ہی پہونچین راوی کہتا ہے کہ عمرو نے حیرت زنبیل سے جو نکالا تھا تو وہ بہتا
مزرع گندم پر آیا لیکن حیرت اپنے لشکر کی طرف گئی اور یہان بران اور مجلس جو آکر
پہونچین تو افراسیاب اور منیر جادو نے سحر انکے اوپر کیا اور از بسکہ یہ جگہ غیر ہے
منیر جادو نے نہر حلیمون کا پانی لیکر بران اور مجلس پر چھینٹا دیا تو یہ دونون بیہوش
ہوگئین انکو بھی پکڑ لیا اور مجلس و بران کو زیر تیغ بٹھایا اور افراسیاب نے
کہا کہ پہلے انھین کی گردن مارنا چاہیے جلاد قریب بران و مجلس کے تیغہ لے کر آیا اور
چاہا کہ ہاتھ تیغے کا مارون بران کے پاؤن کے نیچے سے ایک پتلہ طلائی پیدا ہوا اُس پتلہ نے
آکر جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر جو ماری تو سر بدن سے اُسکا جدا ہوگیا اور پھر وہ پتلہ

غائب ہوگیا پھر دوسرا جلاد چلا اُسکو بھی اُسی طرح اُس پتلے نے مارا افراسیاب جادو
کچھ پڑھنے لگا اور تاج کو اُسنے اُچھال دیا اور تین بار کچھ پڑھکر دستک دی اور منیر جادو سے
کہا کہ مجکو کچھ طَور بُرے معلوم ہوتے ہین غرض وہ تاج جو اُچھالا تھا مثل سرپوش کے
آکر بران و مجلس و عمرو پر ڈھک گیا اور افراسیاب پہاڑ پر جاکر بیٹھا اور وہان خون
توک سے بہایا اور قیدیان طلسم کو اُسنے بھیجدیا کہ لیجاؤ انکو قید کرو اور یہان حیرت
جادو آکر بارگاہ مین پہونچی اور اُسنے یہان یاقوت جادو اپنی وزیرزادی سے کہا
کہ مین نے سُنا ہے کہ کوکب بہت قریب آگیا ہے تو جاکر خبر لا کہ کس جگہ ہی یہ تو خبر کو چلی لیکن
مہتر قران کا حال سُنیئے کہ یہ ہمیشہ پہاڑ مین رہتے ہین ایک دن درۂ کوہ مین سو رہے
تھے کہ اُنھون نے خواب مین خواجہ عمرو کا قید ہونا دیکھا جب انکی آنکھ کھُلی تو یہ روئے
اور پھر دعا قبلا کر مانگی اور اُٹھکر اپنی جگہ سے چلے طلسم باطن کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا
کی طرح سے جلتے تھے جاتے جاتے ایک پہاڑ سیاہ انکو ملا تو یہ اُس پہاڑ پر چڑھ گئے
چارطرف اِنھون نے دیکھا تو طلسم باطن کی طرف ایک ابر سیاہ رنگ نظر آیا اُسوقت
انکو رقت طاری ہوئی اور نیچے پہاڑ کے جھُک کر جو دیکھا تو وہ اسقدر بلند ہے کہ نیچے کے آدمی
بالشت بالشت بھر کے معلوم ہوتے ہین قران نے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور
پکارا کہ خداوند عالم تو میرے حال پر رحم کر میرے اُستاد کو قید سے نجات دے اور مجکو ان کافرون
پر فتحیاب کر ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور غش کر گیا اُس عالم رویا مین بھی یہ ایسا رویا کہ
چونک پڑا اور پھر خواب مین دیکھا کہ گنبد نور کی پشت کی طرف سے ایک ہلال نمودار
ہوا اور بڑھکر وہ بدر کامل بنا اور بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ گنبد نور سے بہت اونچا ہوگیا
بعد کرن اُسمین سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے چاند کے گرد موتی لگے ہین پھر وہ گنبد نور
مین آکر سمایا اور اندھیرا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد بیچ آسمان پر وہ چاند آکر نکلا اور چلا جاتے
جاتے وہ ابر جو سیاہ معلوم ہوتا تھا اُس جا پہونچا اور ایک چبوترہ اُس ابر کے نیچے دیکھا کہ
بنا ہے اُسپر گنبد بلور کا ہے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے الماس تراشا گیا ہے یہ جاکر اُس گنبد مین سمایا
اور وہ گنبد مثل فانوس کے روشن ہوا بعد کچھ دیر کے دروازہ اُس گنبد کا کھلا اور ایک

مرد نورانی صورت ریش تا بہ سینہ عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین کفش پاؤن مین عصا ہاتھ مین
وہ چلے آتے ہین اور ادھر ہی کو آتے ہین قران کے خیال مین گذرا کہ یہ گنبد بہت دور ہے
مین پہونچ سکتا ہون اور نہ یہ پیر آسکتے ہین اس اثنا مین اسکی پشت کی طرف آہٹ ہوئی تو
اسنے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پہلو کی جانب جو خیال کیا تو انھین مرد بزرگ کو استادہ دیکھا یہ
جھک کے آداب بجا لایا اور کہا اے بزرگ آپ میری برائے خدا اعانت کیجیے استاد میرے
قید ہین وہ کسی طرح رہائی پائین ان مرد بزرگ نے ایک کاغذ یعنے مکتوب خوش اسلوب اسکو
دیا اور کہا کہ اسکے لکھے کے بموجب کام کرنا یہ کہکر چمک ہوئی اب جو دیکھا تو وہ مرد پیر نہین ہین مگر
مکتوب میرے ہاتھ مین ہے اس مکتوب کو جو کھولا تو اسمین بعد بسم اللہ لکھا تھا کہ ہم قطب طلسم
ہین اس اسم کو چالیس دفعہ پڑھکر سامنے جانا گو خوف کی جگہ ہو مگر نہ ڈرنا قران نے وہ اسم ورد
زبان کیا اور سامنے کی طرف چلا چالیس مرتبہ اس اسم کے پڑھنے کی تعداد تھی وہ تعداد جب
ختم ہوئی تو دیکھا سامنے کہ پہاڑ مین غار ہے اور راستہ نہین ہے اسوقت اسنے پھر مکتوب
کو دیکھا تو اسمین لکھا تھا کہ یہ اسم دس مرتبہ پڑھو اسنے اس اسم کو پڑھا تو ایک سڑک بنکر تیار
ہوئی یہ اس سڑک پر سے چلکر پہاڑ کے نیچے اترا تو ایک جنگل خار دار اسکو ملا جھاڑیان
مثل دل بخیل کے تنگ تھین اور کانٹے برابر اسکے گتھے ہوئے تھے مگر قران اسم پڑھکر ان
جھاڑیون کو طے کر گیا کانٹے نہ چبھے جب ان جھاڑیون سے نکلا تو دیکھا کہ میدان مین ایک
درخت ہے اور بیچ مین اس درخت کے روشنی ہے اور پتے اسکے مثال خنجر کے ہین اور ہزارون
سانپ اس درخت سے لپٹے ہین اور جو سانپ کہ سرخ ہین انکی آنکھین الماس کی ہین اور
جو سفید ہین انکی آنکھین یاقوت کی ہین اور جو سیاہ ہین انکی آنکھین زمرد کی ہین اسی طرح
ہزارون سانپ زمین مین پھر رہے ہین اور ہزارون سر بلند کیے کھڑے ہین اور قصد کرتے
ہین کہ مارین قران کو مگر جب چلتے ہین تو اسی جا رہ جاتے ہین اسوقت قران نے پکار کے
کہا کہ اے مار افگن چینی تمھارے حق مین بہتر یہ ہے کہ تم اطاعت خواجہ عمرو طلسم کشا کی کرو
اور یہ سند دیکھو میرے پاس موجود ہے اور یہ حکم ہے ماہ فلک چینی کا جو قطب طلسم ہے لیکن
قران نے وہ کاغذ دکھایا اسوقت چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ سانپ

بالکل غائب ہو گئے اور اُنکی جگہ پر انسان ہیں مسلح اور ہمگی اُن آدمیوں سے قِران نے کہا
کہ تمہارا سردار مار افگن چینی کہاں ہے اور مجھے ماہ افلاک چینی نے بھیجا ہے یہ کہتا تھا
کہ ایک جوان رعنا عفص گردن بلند بالا قوی تن قوی من درشت چنگال قِران کے سامنے آیا
اور کہا میں حاضر ہوں اُسوقت قِران نے کہا کہ میں تمکو خوب جانتا ہوں تم وہ نہیں ہو اور میرے
پاس یہ سند موجود ہے یہ کہکر وہ کاغذ دکھایا اُس کاغذ کا یہ نقشہ ہے کہ جو حاکم اُسمیں سے نکلتا ہے وہ عیاں
ہو جاتا ہے اور آگے حرف اُسمیں پیدا ہوتے ہیں چنانچہ وہ کاغذ دیکھتے ہی چمک ہوئی اور درخت
کی جڑ سے ایک جوان نکلا بہت خوبصورت کہ آگے بازو بند جڑے تھے انگوٹھیاں لعل و الماس کی
ہاتھ میں تھیں اُسنے آکر قِران کو سلام کیا اور کہا کہ فرمائیے کیا کہتے ہیں آپ قِران نے کہا
کہ اب تمھیں لازم ہے کہ دین اسلام قبول کرو مار افگن چینی نے کہا کہ ہمنے سُنا ہے کہ جب اُسکا
طلسم کشا طلسم کشایا کوئی سردار رفیق اُسکا آئے ہمارے تئیں مسلمان کرنے کا اختیار ہے اُسوقت
مہتر قِران نے دیکھا اُس کاغذ کو ایک اسم لکھا تھا اُسکو پڑھکر پھونکا کہ سب کی ہیئت کالی
ہو گئی اُسوقت مار افگن چینی مہتر قران کے قدموں پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا سینہ
سے لگایا مار افگن چینی نے کہا کہ مجھے حکم ہو کہ میں پھر اپنی صورت اصلی پر آجاؤں مہتر قران
نے پڑھکر پھونکا کہ وہ سیاہی جاتی رہی اب سب آدمی تو اچھی طرح علطلین بارگر سانپ بن گئے
مگر مار افگن یونہیں ٹھہرا رہا اُس سے قران نے کہا کہ تم مجھے لے چل جہاں قطب اعظم کے ارنے
کہا چلئے اور لیکر چلا کوئی دس بیس قدم اس درخت سے آگے چلے ہونگے کہ نام اُسکا اراک ہے
تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہے سنگ سیاہ کا اُسے کھولا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ تہ خانہ ہے اور زینہ
لگا ہے اُس زینہ سے جو اُترے تو ایک چھت دکھائی دی اُس چھت سے جب نکلے تو ایک مکان نظر
آیا اُس مکان میں کئی دالان تھے اور تخت فولادی ایک دالان میں بچھا تھا اسپر ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ بیٹھا ہے سامنے اُسکے قلمدان رکھا ہے اور ایک کشتی کہ تمام سامان ہر طرح کے رکھے تھے
بس جیسے ہی یہ بڑھے اُس مرد نے کہا کہ ٹھہرو اِسی جگہ اور لاؤ کاغذ بس قران نے وہ کاغذ
اُسکے ہاتھ میں دیا اُس کاغذ کو جو کھولکر دیکھا تو جو مقام کہ پڑھتے ہیں وہ سفید ہو جاتا ہے اُسمیں لکھا تھا
کہ اسطرح خواجہ عمرو قید ہوئے اور یوں بران اسیر ہوئی اور اب سر پوش اُسکا ڈھکا ہے

قران نے اُنسے پوچھا کہ اے قطب اعظم آپ کو غذا کہاں ملتی ہے انہونے کہا کہ مجکو پانچ روٹیان اور پانچ آبخورہ پانی ملتا ہے اور تیرا کیا مطلب ہے اے قران مین بھی ایک طلسم سے قید ہون تا جس دن وہ قید جاتی رہیگی مین چھوٹ جاؤنگا قران نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خواجہ عمرو کو چھڑاؤن اُس مرد بزرگ نے کہا اچھا اور یہ کہکر مار افگن چینی سے کہا کہ تو دین اسلام قبول کر تیرا بہت بڑا رتبہ ہوگا اور نا جو تجھے دینا ہو وہ دے اُسوقت قران نے دیکھا کہ وہ درخت کہ اسمین لگا ہوا تھا اُسکی جڑ اُس مرد بزرگ کے سر پر آگئی اور اُس مرد بزرگ نے اُس جڑ کو ہاتھ بڑھا کر کھینچا اور کچھ تھوڑی دور پر سے کاٹ کے مہتر قران کو عصا بنا کر دیا اور کہا کہ یہ تمھارے کام آئیگا اس سے ہر ایک بلا کو دفع کرنا اور مار افگن چینی سے کہا کہ انکو محیط آہن کلاہ کے پاس لیجاؤ اور اُس سے کہنا کہ انکو قطب کوچک کے پاس پہونچا دے پس یہ سلام کرکے وہ نکلے اور کوئی دس قدم آگے چلے مین دیکھا کہ ایک حوض ہے ہشت پہل اور پانی اُسمین سیاہ رنگ کا بھرا ہی اُس حوض کے کنارے مار افگن چینی آکے پکارا کہ اے محیط آہن کلاہ حکم ہے قطب اعظم کا کہ ان مہتر کو قطب کوچک کے پاس پہونچا دو یہ کہنا تھا کہ اُس پانی کو ایک جوش ہوا اور اُبلنے لگا اور سامنے کی طرف وہ پانی چلا تو ایک جھیل سی بنتی جاتی ہے یہانتک کہ نظرون سے غائب ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک کشتی ہے سیاہ رنگ کی اور اسقدر چھوٹی ہے کہ ایک آدمی کھڑا رہے وہ اُس حوض مین آئی اور قطب اعظم جو وہ کاغذ مانگ لیا ہی کہ جو خواب میں ملا تھا ایک کاغذ اپنے پاس سے دیا کہ یہ تمھارے کام آئیگا جب سامنا ہوگا قطب کوچک کا وہ کاغذ انکے پاس ہے اب مار افگن چینی نے انسے کہا کہ جائیے آپکو خدا کے سپرد کیا قران جاکر اُس کشتی مین کھڑے ہوئے عصا سے اراک انکے ہاتھ میں ہے مگر کشتی سے عصا اونچا ہے اسکو ٹیکتے نہین اسواسطے وہ تو اسلیے ہے کہ جو بلا آئے تو اُس سے کام لین اب وہ کشتی مثال ہوا کے چلی اور آوازین آنے لگین کہ یہ کون جاتا ہے غرض جاتی جاتی ایک پہاڑ نظر آیا سیاہ مثل قیر اور ایک درہ ایسا ہے کہ یہ کشتی اُسمین گئی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھائی دیتا ہے ایسا اندھیرا ہے مہتر قران نے وہ کاغذ جو کہ اُسکو دیا تھا دیکھا اُسمین سے ایک آواز تڑاسے کی ہوئی اور روشنی ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا کہ دو طرف دیوارین

ہیں اور ایک چھت ہے حوض ایسا کہ کوئی کوس بھر کا ہے وہی حال رہا اب جو اس سے کشتی نکلی
تو دیکھا کہ ایک تالاب ہے سنگ یشب کا نہایت نادر اور گرد اسکے مکان بنے ہیں کہیں بارہ دری
ہے کہیں بنگلہ کہیں چہلستون اور سامنے ایک برج ہے کہ وہ ایک ڈال یاقوت کا ہے اور دروازہ
بند ہے مگر جب کشتی قریب پہونچی تو اسکا دروازہ کھلا اور دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہے جواہر نگار
اسپر ایک مرد بزرگ جیسے کہ خواب میں دیکھا تھا وہی صورت اس بزرگ کی ہے بس حضرت
قران نے سلام کیا اور اُترے کشتی سے اندر گنبد کے گئے تو اس بزرگ نے کہا کہ تمھارے پاس
تھا سے درخت اور ایک ہے حضرت قران نے عرض کیا کہ حاضر ہے اس بزرگ نے پکار کے کہا کہ اے
شیریان حاضر ہو ایک پری زاد آکر حاضر ہوئی اور آداب بجا لائی اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے
کہا ہے کہ میں بادشاہ کے کام میں ہوں اور مجھے فرصت نہیں ہے اور میں حاضر نہیں ہو سکتی
ہوں پھر قطب نے کہا کہ جاؤ اور لیکر حاضر ہو بس وہ گئی اور پھر حاضر ہوئی عرض اسیطرح
پھر وہ آئی تھی یہ مرد بزرگ کہتا تھا کہ نہیں کہو وہی حاضر ہو بس جب وہ نہیں آئی تو قطب
نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جل جا بس وہ جلتی ہوئی بھاگی اور ایک مقام پر جا کے گری اور مر گئی اب
جو دیکھا تو ایک تخت جواہر نگار پر ایک عورت بہت خوبصورت چالیس برس کا سن تاج
جواہر نگار سرپر رکھے زیور جواہر نگار سے دریا میں غرق تخت پر بیٹھی ہوئی آکر پہونچی اور بہت جھک
کے آداب بجا لائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح فرصت نہ تھی کہ بادشاہ نے چاروں طرف
بند و بست کیا ہے اور اب حمزہ تعدد کے پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہوم کر رہے ہیں اور امیر کو وہ
شگاف سرمایہ برف انداز منیر جادو عنقا سے جادو یہ سب وہاں حاضر
ہیں اور ہوشیاری ہو رہی ہے آپکا جو عتاب ہوا تو یہ کنیز حاضر ہوئی قطب کوچک
نے کہا کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر اور چہرہ صفا کر دے اب اسکو
ایک تردد ہوا اسوقت قطب کوچک نے کہا کہ کیوں تو بھول گئی ہمارا آداب اسنے ہاتھ
باندھکر عرض کی کہ کنیز کو کسیطرح عذر نہیں ہے جو آپکی خوشی ہے پھر اسنے ایک قلابازی
کھائی اور آواز تڑاقے کی آئی اور غائب ہوئی بعد پھر جو دیکھا کہ ایک ناگن ہے سیاہ اور منہ میں اسکے
ایک دانہ جیسے خردل سیاہ کا ہوتا ہے وہ اسنے ڈال دیا قطب کوچک نے قران سے کہا

کہ تو اٹھا لے اسے اور اپنے پاس رکھ اُسی ناگن نے غلطکین ماریں اور اپنی اصلی صورت پر
آئی اور کہا کہ مین مطیع اسلام ہوئی اور رخصت ہوتی ہون یہ کہکر تخت پر چھلک کر چلی گئی اب قطب
کوچک نے ایک تصویر نکالکر اپنے پاس سے دی اور قران سے کہا کہ اس عصا کو گنبد پر
مار قران نے بحکم قطب کوچک وہ عصا گنبد پر مارا وہان دھوان پیدا ہوا اور اُس
دھوئین سے ایک مچھلی پیدا ہوئی کہ لوٹتی چلی آئی پھر قطب نے کہا کہ اس مچھلی پر سوار ہو قران
اُس مچھلی پر سوار ہوئے اور وہ ہوا کی طرح چلی گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک نیلا دالان
بچھا ہوا ہے اسمین چارون طرف مکان جواہر نگار بنے ہین اور ایک مکان مین ایک صفہ والان
ہے کہ اسمین ایک تخت بچھا ہے اور اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہے مگر شبیہ اُسکی مچھلی کی سی تاج
جواہر نگار سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین اور دونون طرف سوار اسی طرح کی مچھلیون پر
مچھلیون کے ہین پس اسکی نظر پڑی قران پر وہ غصہ مین آکر اٹھا اور کہا کہ تو یہان کہان
آیا قران نے کہا کہ مین جو آیا ہون تمھارے کام کے واسطے آیا ہون یہ تصویر دیکھیے کسکی ہے
یہ کہکر وہ تصویر دکھائی وہ قران سے لپٹ گیا اور کہا کہ تم کیا جانو یہ کسکی تصویر ہے
اختر بن نسل سہیل کی اور ای حوت تاجدار یہ طاقت خواجہ عمرو مین ہے کہ وہ چاہین
تو تمھارے پہلو مین بٹھین پس اسنے کہا اچھا وہ کیونکر آئین مہتر قران نے کہا کہ
بران شمشیر زن اور مجلس جادو قید مین مزرعہ گندم پر رکھے تم وہان ہو چکا دو یہ حوت
تاجدار بیٹھا ہے ماہی زمرد رنگ کا اور وہ بیمار ہے اُسکے سر مین درد ہے کہ جو کوئی بات
کرتا ہے تو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور وہ یہان سے کچھ دور پر کوہ ہے کہ وہان ہے حوت تاجدار نے
کہا کہ اے قران چلو مین لیچلون تمکو قران نے کہا چلو حوت انکو لیکر چلا مگر حال کوکب کا یہان
کیا جاتا ہے کہ انھون نے قوچ دشت گلزار مین خیمہ کیا تھا دو روز تو انھون نے مقام کیا تیسرے
دن حکم دیا کہ فوج چلے فوج تیار ہو کر روانہ ہوئی آگے آگے اور پیچھے تخت بادشاہ کوکب
سوار ہو کر چلا ایسا کہ کوئی تین فرسخ چلے ہونگے کہ دہنی طرف سے غبار سرخ رنگ اٹھا اور
لشکر کوکب کے پاس آکر بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکل کر پھیلا اُسکا پھیلنا تھا کہ کوکب
ہوئی اور سب کی آنکھین بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیوار سرخ کھڑی ہوئی ہے

چار طرف لشکر کے اور سب فوج اُسکے بیچ مین ہے اُسوقت کوکب نے کچھ پڑھکر پھونکا ایک بیضہ
طلائی پیدا ہوا اور وہ بیضہ شق ہوکر اُس دیوار کے برابر جا بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکلکر زمین سے ملا
ساتھ ہی اس آواز کے وہ دیوار دھوان ہوکر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو نقش ایک ساحر کی
پڑی ہے فوج آگے چلی تو زمین سفید رنگ ملی بعد اُس زمین کے اور جو زمین ہے اُسمین سات
رنگ ہین برابر بس جیسے ہی لشکر وہان پہونچا زمین سے غبار اٹھا اندھیاری ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی
تو دیکھا کہ زمین ہفت رنگ پر ایک دیوار ہفت رنگ کھنچی ہے اور زمین سفید رنگ خالی ہے
اور مثل غبار کے ہے اور اُدھر ایک عورت تخت فولادی پر بیٹھی ہے اور تمام سامان سحر سازی
آگے رکھا ہے جب یہ سب جاگے وہان پہونچے تو اس عورت نے پکار کے دیوار ہفت رنگ
کے پاس کہا کہ ای ہمارا خوشرنگ یہ مرد صحرائی آپہونچا ہے بس وہ دیوار تڑق اور ایک دراز پڑی
اور آواز آئی کہ اے بہن تمکو لازم ہے کہ کام پر بادشاہ کے مستعد ہو اور جہان تک ہوسکے لڑائی
مین جان لڑاؤ بعد اس آواز آنے کے وہ دیوار برابر ہوگئی اور یہ فوج قریب اُس عورت کے
پہونچی تو اُسنے نشتر اُٹھا اپنے گلے کے پاس مارا اور جگر سے ناف تک چیر ڈالا اور خون اپنا
دونون ہاتھون مین لیکر مارنا شروع کیا بس جہان اُس خون کی بوند پڑ گئی وہ مردہ
ہزار سال تھا اُسوقت کوکب نے پشت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ جلد حاضر ہو دیکھا
تو تخت پر ایک پری سوار آکر حاضر ہوئی کوکب نے اُس سے کہا کہ جا مار اس قحبہ کو وہ پری
اُسکی طرف چلی اور اُسنے وہی خون اُچھالنا شروع کیا اُس خون کی کچھ بوندین اُس پری کے
بھی بائین ہاتھ پر پڑین کہ ہاتھ مین اُسکے آبلے پڑگئے اور اُسنے بھی ایک تلوار آبدار اُسکے ماری
کہ سر پر پڑکے ناکون کی راہ سے نکل گئی غل و شور تاریکی ہوئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو
بہن تھی خوشرنگ جادو کی اُسکے مرنے سے وہ دیوار ہفت رنگ جاتی رہی اور دیکھا کہ ایک
ساحر ہے وہ تخت پہ بیٹھا ہے گرد اُسکے چھ سو کرسی دھرتے اور چھ سو باغبن بیٹھی ہین اُنپر جوانان
تہمتن مسلح و مکمل بیٹھے ہین جب فوج وہان پہونچی تو یہ خود اُٹھا اور جھولی سے نکالکے
دانے ماش کے مارنا شروع کیے وہ دانے جسپر پڑتے شعلے بدن سے نکلے اور جلکر خاک ہوا اب
ایک غل و ہنگامہ برپا ہے اُسوقت کوکب نے تخت پر جو سامنے اسباب سحر رکھا تھا

اُسمین سے ایک قلم اور ایک تختی فولادی اُٹھاکر تختی پر کچھ لکھا اور قلم کو آسمان کی طرف پھینکا تو چمک
پیدا ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل خرس پر سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ
خوش رنگ جادو کی طرف چلا خوش رنگ جادو چلا آتا ہی اور جسپر وہ واسطے پڑھتے ہین وہ
بلکہ خاک ہو جاتا ہے کہ یہ خرس سوار پہونچا اور اُسنے نیزہ سینہ پر مارا کہ توڑ کے پشت کے
پار ہوا اور ایک شعلہ نکلا خوش رنگ جادو کے کہ اُس شعلے کے بارہ سو حصے ہوگئے اور
بارہ سو آدمی وہ جو کہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے اُنپر پڑے کہ وہ سب جلکر خاک ہوگئے اب
لگے اور بڑھے تو دیکھا مزرعہ گندم سامنے نظر آتا ہی پس منیر جادو کچھ اسم تیار کر چکا تھا
سے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی تو ایک بال توڑ کر اپنے سر سے کچھ پڑھکر اُسپر پھونکا اُسوقت بوے خوش
دماغ مین کچھ لوگون کے آئی اور بیہوش ہوگئے اور کوکب نے اپنا تخت بڑھایا اور راستے
بھی کچھ لشتہ سا ہوا اور منیر جادو نے ایک خوشہ گندم کا توڑ کر اور کچھ اسم پڑھکر پھینکا زمین پر
اندھیرا ہو گیا پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ چند نازنین ذروہ گوش مرصع پوش سراپا دریاے
جواہر مین غرق تاج جواہر نگار سر پر رکھے قد و قامت قیامت از سر تا پا وہ شب شوخ و چنچل
دست و پا مین ہر ایک کے حنا ملی ہوئی ہاتھون مین ایک ایک کشتی طلائی جسکے
کہ اُسمین جواہر اور شیشہ ہاے عطر کی رکھی ہوئی تھین دیکھنا تھا اُن نازنینون کا کہ سب لشکر کے
آدمی فریفتہ ہوئے اور جسنے وہ گندم کھائے پیاس کی شدت ہوئی نہر حلیمون کا پانی جاکر
پیا تو سب دہائی حضرت خضر علیہ السلام کی دینے لگے اور ایک نازنین قریب کوکب
آئی اور کوکب سے کہنے لگی کہ تجکو مزرعہ گندم نے ماتم کی کوکب نے ہاتھ بقدرت اُٹھاکر
تاج کو سر سے اونچا کیا کہ اُسمین سے شعلے آگ کے نکلے اور وہ آکے اُن نازنینون پر پڑے کہ وہ
جلنے لگین اور چمک ہوئی اور ایک فانوس شیشہ کی کوکب پر آئی کہ یہ اُسمین سما گیا اور تمام
فوج بیہوش ہوگئی اور کوکب فانوس کے اندر بیہوش ہے اب یہ منیر جادو فتح کا نقارہ
بجنے لگا اور بادشاہ جادوان سے عرض کرنے لگا کہ چلیے کوکب کو قتل فرمائیے بلکہ ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑیے افراسیاب کا کچھ اسم باقی تھا اگر وہ اسم جو پورا ہو جاتا نوبت
مشکل ہوتی خوشی مین آکر اٹھا اور چلا تو ادہر طرف چلا اور منیر جادو بھی طرف اور کرسی نشین جادو

سامنے کو چلا یہ سب غرض دشمن کوکب چھپ رہا ہے دربدروسے تشنہ خون و گرسنہ جان
کوکب ہین مگر قران جو چلے ہین تو حوت تاجدار انکے ساتھ ہی کچھ دور چلے تھے کہ انکو ایک
حوض ملا کہ پانی اُسکا سیاہ تھا اور قران سے جو دیکھا تو پانی اُسکا جیسے برف کے ڈھیلے ہوتے
ہین ایسا ہے حوت تاجدار نے وہان پکار کے کہا کہ ای نوش صحرائی تیرا سردار کہان ہے
اُسے جلد حاضر کر اب جو دیکھا تو ایک چوہا برابر فیل کے حوض مین کودا اور اُس حوض کے
پانی کو تلاطم ہوا اور ایک چوہا دیو کی صورت کا نکلا اور عرض کی کہ اے صاحبزادے یہ کیا ہے
حوت تاجدار نے کہا کہ حکم ہے ابا جان کا کہ اس شخص کو پہونچا دو وہان جہان عمرو اور بران
قید ہین اس چوہے نے کچھ تامل کیا تھا اسوقت حوت نے کہا کیون قضا آئی ہے جو مین کہتا
ہون وہ کر اسوقت اس چوہے نے دو ڈھیلے برف کے نکال کے اُس حوض پر مارے دو
سڑکین بلور کی بنگئین سامنے کہا لیجیے جائیے یہ راستہ ہے قران اور حوت تاجدار چلے کچھ دور
پہونچے تھے دیکھا یہان ایک دیوار ہے فولادی حوت تاجدار نے کہا کہ ای جہتر قران دیکھیے
کاغذ کو قران نے اسم کو پڑھا اور مارا عصا تڑاقا ہوا اور اُس دیوار مین ایک در پیدا ہوا حوت تاجدار
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپ جائیے قران چلے تو دیکھا سر پر ایک چھت ہے اُسکے
بیچ اسم پڑھکر توڑا اور سر اپنا نکالا تو دیکھا کہ خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین اور برابر بران
بیہوش پڑی ہے اور سرپوش ڈھکا ہے قران نے عصا سے درخت آراک کو اس سرپوش
پر مارا کہ وہ نفع ہوا اور عمرو و بران کو ہوش آیا اور عمرو نے کہا کہ ای قران کارے کردی قران نے کہا
کہ انکا اقبال ہے اور عصا اور کاغذ اور مہرہ نظر کیا اور اخر مروارید بران نے اپنی کاکل سے نکالا
اور مہرہ کو دم دیا اور قران بھی تیغہ پکڑ کر چلا ایکطرف سے عمرو چلا نعرہ اللہ اکبر قران نے
کیا اور بران نے اخر کو اچھالا اور اسباب تو یہان پڑا تھا اسوجہ سے دور تھا اب جو
صدا اسنے سُنی تو گھبرایا اور یہان تلوار چلنے لگی اور یہ قریب پہونچا قران اور منیر جادو
کے مارا وہی عصا کہ سر چچڑا اسکا پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز آئی کہ مارا اُس
شخص کو جسکا نام تھا منیر جادو اور کرسی نشین جادو کے خواجہ نے گوپھن مین پتھر
رکھکر مارا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اسوقت نہر طلسمون کو جنبش ہوئی اور ایک ساحر نکلا کہ

عمرو نے خنجر سے اسکو بھی ہلاک کیا اب ابریق اور سرمایہ وغیرہ تو بھاگ گئے اور برات آکر سر پر
کوکب کے پکاری کہ حضور ہوش مین آیئے وہ تو فانوس مین بند تھا فوراً ان
نے عصائے درخت اراک کو مارا کہ وہ فانوس دفع ہوئی اور کوکب ہوشیار ہوا
افراسیاب نے کچھ سحر کرکے دانے ماش کے مارے اور اپنے کنٹھے سے ایک دانہ توڑ کر مارا
کوکب نے اسوقت قلم اٹھا کر مارا کہ وہ دانہ اور ماش وغیرہ سب دھنوان ہوکر اڑ گئے افراسیاب
نے اسوقت اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی چند ساعتین بھاری ہین یہ دیکھکر اسکو
بڑا رنج ہوا اور ایک تخت زمرد کا اسنے بنایا دو پتلے پیدا کرکے اسپر بٹھائے اور ہزارہا بچہ پیدا ہوکے
کہ وہ سب فوج اور سوارون کو لیگئے اسوقت کوکب نے جلدی یاد کیا آئینہ جمشیدی
کو وہ آیا تو اسکے پنجہ نے لکھا کہ خبردار اب یہان نہ ٹھہر جا اپنے ملک کی طرف اسوقت
کوکب نے ایک قہقہہ مارا کہ منھ سے اسکے بجلی نکلی اور اب جو دیکھا تو ایک بساط
ہے بہت بڑی اسپر تمام لشکر کے سردار سوار ہین غرض کوکب اور وہ سرداران لشکر
طرف طلسم نور افشان کے چلے خواجہ عمرو و برق شمشیر زن و مجلس جادو یہ بھی سب
قلعہ ہفت رنگ مین آئین اور عمرو نے کہا کہ ای برق اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسد کو جلکر
گنبد نور سے چھڑا لین برق نے کہا جب تمہارا جی چاہے تب چلو مین حاضر ہون اسوقت
فولاد بدن نام ایک ساحر نے اسنے بھی کہا کہ بہتر تو ہے اگر چلیگے تو مین بھی چلونگا عمرو فولاد
آہن بدن کو اور قلعہ غفلت سے ماہ عیاران قدرت و گلچین کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر
سوار ہوکے دریائے ہفت کے پار اتر کر اپنے لشکر مین آئے اور سب سے یہی مشورہ
کیا کہ اب اسد کو تو گنبد نور سے چھڑانا چاہیے اسوقت بہار نے کہا کہ خواجہ مین ہوا ایسی چلاؤنگی
کہ روشنی گنبد نور کی گل کر دونگی اسی طرح سے مخمور و زلزلہ و لرزان وغیرہ سب نے
ایک ایک کام کرنے کے لیے کہا کہ وقت پر انکا بیان ہوگا افراسیاب یہان جو آکر
سیب مین پہونچا تو بسبب رنج کے اپنے حواس مین نہ تھا کچھ دیر مین جب حواس اسکے درست
ہوئے تو اسنے سب فوج اور سردارون کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور اپنے ہاتھون کو دیکھا
معلوم ہوا کہ جو ساعتین کہ نحس تھین اب وہ نکل گئین یہ دیکھکر اسنے پر پرواز پیدا کیے

اور مزرعۂ گندم اور نہر حلیمین پر پھر آیا تو دیکھا نہ وہ رونق ہی نہ وہ زیب آئش ہی اور وہ جو گنبد
تھا جسمین شبیہ خداوند قابیل تھی وہ بھی غائب ہی اُسکو بہت تراریخ اور صدمہ ہوا اور
چارطرف مشرق و مغرب جنوب و شمال کوکب روشنضمیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا اور
وہیں کو بہت راہ اسنے طی کی مگر کہیں پتا کوکب روشنضمیر کا نہ ملا ناچار ہوکر پھر آیا اور
باغ سیب مین اپنے تخت پر بیٹھا جو سردار کہ وہان حاضر تھے اُنسے کہا کہ اس جنگلی چینے
کوکب روشنضمیر نے بہت سر اُٹھایا ہی یا بدولت اسکے گھر سے نکلے پیچھے سے پرزے اُڑا
دینگے یہ تو یہان یہ جھک جھک رہا ہے مگر طلسم کوکب مین ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا ہومان روئین
تن ہی جسوقت کہ خواجہ نے بران شمشیرزن سے برائے رہائی اسد مشورہ کیا تھا یہ
اُس مقام پر موجود تھا اُسکے دل مین بدی آئی اور اسنے اپنے مکان پر جاکر جو لوگ کہ اُسکے
رشتہ دار ہین اُنسے کہا اسنے کہ تمنے سُنا اب بران کا یہ ارادہ ہی کہ گنبد نور پر جاکے لڑائے
چنانچہ تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو عرضی میری مخفی طور پر افراسیاب کے پاس لیجائے ایک
بھائی نے اُسکے کہا کہ لائیے مین پہونچا دون پس اسنے عرضی افراسیاب کو لکھی اور اسمین لکھا کہ ای
شہنشاہ آگاہ ہوجائیے کہ یہان کوکب اور بران کا ارادہ اسد کے چھڑا لینے کا ہی اور وہ امروز فردا
مین آیا چاہتے ہین باقی خیریت ہی یہ عرضی اپنے بھائی کو اسنے دی کہ وہ لیکر چلا اور اپنی دانست
مین بہت احتیاط کرتا ہوا افراسیاب کے پاس آیا بالتسلیم کی اور وہ عرضی اُسکو دی افراسیاب
نے پڑھکر اُسکو خلعت دیا اور کچھ تحفہ ہومان روئین تن کے لیے بھی اُسکے ہاتھ بھیجا اور
حیرت سے کہا کہ تم شہر نایرستان مین دار لکھ کر آؤ تاکہ مین طلسم کشا کو قتل کر ڈالون حیرت
نے کہا بہت مناسب یہ کہکر اُٹھی اور جانب شہر نایرستان روانہ ہوئی اور اسنے یاقوت جادو کو
جو خبر کے لیے بھیجا تھا تو یاقوت جادو نے بھی آکر اسی سے خبر عرض کی کہ کوکب اپنے
ملک مین ہی القصہ حیرت تو شہر نایرستان مین آئی اور قتل اسد کی تدبیر مین مشغول ہوئی
لیکن حال غضنفر بن اسد کا سُنیے کہ اُنکو ملکہ مرغ موسے کا کلکشا لیکر روانہ ہوئی تو وہ
شہر یاقوت رنگ مین آئی یہان اشکال جادو کہ جسکے ساتھ منگنی ملکہ سلطان عنبر مو
کی ہوئی تھی وہ موجود ہی اور ملکہ سلطان عنبر مو خواب باغ مین بیہوش پڑی ہی غش

جب شاہزادہ غضنفر بن اسد ہمراہ سرخ مو کے ملک یاقوت رنگ مین پہنچے تو
اشکال جادو اپنی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلا ساحر اقرہا سے خود اور پر سوار جھولی بھری اُنکے گلے
مین زنار پڑی نارنج تیغ اُچھالتے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے اور سرخ مو کے آنے
سے از بسکہ قلعہ یاقوت رنگ اسی کا تھا تو جو فوج کہ یہان ہو وہ بسبب اسکے ہونے کے
اشکال جادو کی مطیع ہو گئی تھی اب جو آئی تو وہ سب فوج اسکے پاس چلی آئی اور غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ اور تیغۂ سحر کش و اسپ باد خور ہو بس اُس فوج کو لیکر یہ بھی میدان
مین صف بستہ ہوئے دونون طرف دہل اور دمامے اور نقارے بجنے لگے اور بجلیان چمکنے لگین
ایک طرف سوار پرے جمائے ہوئے تھے کہ جو سحر نہین جانتے تھے ایک طرف پیادے جنگ پر
آمادہ کھڑے تھے جب صفین آراستہ ہو چکین تو نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا
کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے اُسوقت اشکال جادو جو میدان مین آیا اس طرف سے
غضنفر اسپ باد خور کو اُٹھا کر سامنے اسکے گیا ایر بسبب انگشتری مہر و ماہ کے کوئی سحر تاثیر
نہین کرتا ہے اشکال جادو نے کئی نارنج ایز لگائے مگر وہ قریب سینہ آکر شق ہوئے اور
اُسمین سے کارد نکلین ہلدی کی گرہین وغیرہ اِدھر اُدھر گر پڑین جیسے کوئی سوئی نثار کرتا ہے
یہ عالم ہوا اُسوقت اشکال جادو گھبرایا مگر سپاہی بھی ہے اب اُسنے نیزہ اُٹھا کر پکارا
غضنفر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر لگا تھا نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طرح رد و بدل ہوئی تھین
نیزہ ہاتھ سے اشکال کے ہوائی ہوا اُسوقت اسنے تیغہ آبدار کھینچا شاہزادہ غضنفر بن اسد
پر لگایا شاہزادے نے تیغہ کو بقوت بازو رد کیا اور آپ تیغۂ سحر کش کھینچکر خبردار خبردار کہکر نعرہ
اللہ اکبر جگر سے گھسیٹ کر جو ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر گینڈے کی
کھال کا ٹیکا تھا کہ جو سر پر چڑھا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین در آئی گلے جبڑے کو توڑ کر
مرغی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرتی ہوئی شکم کے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر زین
مرکب بہ تنگ ہو کر زمین پر تلوار نے آکر بوسہ دیا مع راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہوئے آندھی
تیرہ و تار نکلی اُٹھی اور صدا ہائے مہیب پیدا ہوئین کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم کشتی مرا کہ نام من اشکال جادو بود مرنا تھا اسکا تمام فوج اسکی لینا لینا کہکر

غضنفر پر چلی اسطرف سرخ مو بھی اپنے لشکر کو لیکر اس فوج پر حملہ آور ہوئی دونوں لشکر
ملگئے اور تلوار چلنے لگی ساحروں مین تاراج تیغ نائیل کی مار ہوئی مار لو مار لو کی پکار ہوئی دھڑ پر
دھڑ مردہ پر مردہ گرنے لگا تیغ جان ارزان تھا پیر نودہ سالہ و کودک دہ سالہ کا صفایا ایک ہی
لگا تھا تلوار مثل شمع کے روشن تھی پروانہ ہائے جان نثار ہو رہے تھے رن کے کھیت پر
بھر رہے تھے تار نفس کو جیسے پرزے تھے نقیب کوئل کی طرح کوکتے تھے دریائے خون جاری
تھا روشن مین جدائی باپ و بیٹے سی لڑائی اشعار

خروشش آمد ناله کرنا سے
بجنبید چون کوه لشکر زجاے
از آواز اسپان و گرد سپاه
نه خورشید پیدا نه تابنده ماه
درخشیدن تیغ الماس گون
سنان ہائے آلوده بخون
بگرد اندرون تیغ چو ابر پر آب
کہ شنگرف بارد بروے آفتاب
پر از ناله کوس شد مغز میغ
چو از آب شنگرف شد جان تیغ
چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر
ز خون یلان دشت گشت آبگیر
زمین شد بکردار دریاے قیر
ہمہ موج خیز از خم گرز و تیر
آسقدر شمشیر زنی ہوئی کہ وہ

فوج بے سردار کے تاب جنگ نہ لائی آخر بھاگ کھڑی ہوئی اور غضنفر دلاور منصور و مظفر ہو کر قلعہ
یاقوت رنگ مین داخل ہوئے مرنے سے اشکال کے ملکہ سلطان عنبرین مو بھی ہوشیار
ہوئی اور شاہزادہ غضنفر اُسکے پاس گئے جلسہ عشرت جمع با عیش و آرام بیٹھے تو یہان
باعیش و آرام متمکن ہین لیکن اب حال بران کا سُنیے کہ یہ اپنے قلعہ ہفت رنگ مین بیٹھی
ہوئی تھی بیٹھے بیٹھے اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جا کر عمرو کو اُٹھا لائے اُسنے خواجہ کو خلعت دیا اور
پھر جلسہ ناچ و رنگ کا ہونے لگا اُسوقت ایک ابر زرد رنگ نمایان ہوا ملکہ بران نے پہچانا کہ یہ آمد
میرے باپ کی ہے یعنے کوکب روشن ضمیر آتا ہے کہ اس عرصہ مین ملکہ نے دیکھا کہ سحاب جادو
مصاحب کوکب روشن ضمیر آگے بڑھا ہوا آیا اور کہا کہ عمرو کہان ہے کہ اسمین عمرو بھی برابر پہنچا
سحاب جادو نے کہا کہ ای شاہ عیاران عیار کوکب نے فرمایا ہے کہ آپ پہلے ایک کام کرین بعد ازان
ہزار اسباب اور حیرت جادو سے سمجھو لونگا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے سحاب جادو
نے کہا کہ کوکب نے کہا ہے کہ اسد بن کرب گنبد جہان نما پر قید ہے اُسے آپ اول چھڑا لیجیے
عمرو نے کہا بھائی یہ کام تو بہت مشکل ہے سمجھا جائیگا لیکن صرصر شمشیر زن عیارچی کو حیرت

نے بلا کر کہا کہ اے صرصر دیکھ تو عیاران لشکر اسلام کیا کام کر رہے ہین مجھسے کچھ نہین ہو سکتا صرصر
نے کہا کہ کونسا آپ کا حکم ہے کہ مین بجا نہین لائی کونسا کام ایسا مشکل ہے کہ لونڈی نہین
کر سکتی حیرت نے کہا کہ جا کر بران کو پکڑ لا صرصر نے کہا کہ ابھی لائی بس یہ کہکر طرفۃ العین
مین بران کی بارگاہ مین پہونچی اور ایک ساحرہ لونڈی کو جو بران کی ہے نام اسکا خمار چشم
ہے اُسے ایک جا پکڑ کر بیہوش کیا اور باندھ کر اسکو ایک غار مین ڈال دیا بعد ازان آپ
اسکی شکل بنکر بارگاہ مین بران کی حاضر رہی دو پہر رات گئے جب بران نے آرام کیا تب
اُسنے بران کو بیہوش کیا سراچے قنات کے چاک کر کے پشتارہ بران کا باندھ سیدھی
روانہ ہوئی اور حیرت کی بارگاہ مین پہونچی جب بارگاہ کے دروازے پر پہونچی اُسی وقت
ایک پنجہ پیدا ہوا کہ صرصر کو مع پشتارے بران کے پکڑ کر آسمان پر لیگیا وہ پنجہ افراسیاب
کا ہے غرض افراسیاب نے صرصر کو ایک میدان مین اُتار کر پوچھا کہ یہ پشتارہ کسکا ہے صرصر
نے ہاتھ باندھکر کہا کہ بران شمشیر زن کو لونڈی پکڑ لائی ہے یہ سنکر افراسیاب
نہایت خوش ہوا اور پشتارہ کھلوا کے ملکہ بران کو نکالا اور اُسی حالت بیہوشی مین بران
پر خوب سحر کر کے جب دیکھا کہ بالکل اب بران مین سکت ہاتھ ہلانے کی نہین رہی تب ہوشیار
کیا جیسے ہی بران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ قضا بر قفا و اجل بر جبین ایکطرف افراسیاب ایکطرف
صرصر عیار بجی آخر افراسیاب نے کہا کہ کیون بران اب کہو مین تجھے کس طرح سے قتل کرون
بران نے قلب کو اپنے سمت خدائے عزوجل متوجہ کر کے کہا کہ سبحان اللہ اشعار

دل ظالم بفکر کشتن ماست — دل مظلوم من بسوئے خداست
او درین فکر تا مرا چہ کند — من درین فکر تا خدا چہ کند

بعد ازان افراسیاب سے کہا کہ ای افراسیاب جو مدعی
خدائی اور تجھے کیا جواب دون افراسیاب نے کہا کہ اگر اب بھی عمرو کا ساتھ چھوڑ دے
تو مین تیری تقصیر معاف کر دیتا ہون بران شمشیر زن نے کہا کہ جب تک دم مین دم ہے
مین شریک عمرو کی ہون خواہ جیون خواہ مرون اے افراسیاب تو مجھے مار ڈال میرا
باپ تجھسے سمجھ لیگا یہ سنکر افراسیاب نہایت جھنجھلایا اور پکارا کہ ای ذو الحرام جادو
وہ بولا کہ حاضر افراسیاب نے کہا کہ بران کو لیجا کر چاہ ظلمات مین قید کر جہان برق فرنگی ہے

کہا بہت خوب لیکن ایک تکرار اور عذر ہے کہ غلام اُس اندھیرے مین کیونکر لیجاویگا افراسیاب
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کردی اور کہا کہ اسکی روشنی مین تو چلا جائیو اُسنے وہ انگوٹھی
لیکر مجرا کیا غرض افراسیاب نے اپنا سحر بران پر سے اُتار لیا اور وہ ذوالحرام جادو ملکہ بران
کو لیکر بیہوش کرکے دُعائی پہر مین اُس چاہ پر آیا جہان برق فرنگی قید ہے غرض آکر وہی
اُس کنوئین مین اترا وہان برق فرنگی کی جو آنکھ کھلگئی تو کچھ روشنی سی معلوم ہوئی تو
اُٹھ بیٹھا اور جی مین اپنے کہتا تھا کہ شکر ہے خدا کا بعد مدت ایک روشنی معلوم ہوئی پھر برق
کے خیال مین آیا کہ روز تو دو شخص پیدا ہوتے تھے ایک کے ہاتھ مین آبخورہ پانی کا ایک کے
ہاتھ نان خشک میرے لیے آتی تھی آج یہ کون ہے اور کسلیے آیا ہے اسمین ذوالحرام جادو
نے پشتارہ بران شمشیر زن کا وہان لاکر کھولا جب برق نے بران کو دیکھا نہایت
افسوس کیا اور کمر برق فرنگی کی ٹوٹ گئی غرض ملکہ بران ذوالحرام کے سحر مین گرفتار تھی
اسمین برق فرنگی کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہے ذوالحرام نے کہا مجھے ذوالحرام کہتے
ہین برق نے کہا کہ اے ذوالحرام ہماری تقصیر افراسیاب سے معاف کرادو برق فرنگی
یہ کہتا تھا لیکن فکر مین تھا کہ ذوالحرام کو کیونکر مارون غرض برق کو ایک عیاری سوجھی تو برق
نے کہا کہ اے ذوالحرام تمھارے ساتھ پیچھے کون ہے جیسے ہی ذوالحرام پیچھے پھر کر دیکھنے
لگا وہین برق نے کمند ماری کہ ذوالحرام سامنے چت گرا برق نے خنجر مارا کہ ذوالحرام کے
دو ٹکڑے ہوئے آواز دار وگیر کی بلند ہوئی غرض ذوالحرام کا سر کٹتے ہی بران شمشیر زن
ہوش مین آگئی اور اُٹھ بیٹھی طرف برق کے دیکھا برق نے مجرا کیا بران بڑی تعریف
برق فرنگی کی کی بعد ازان برق نے وہ انگشتری افراسیاب والی ذوالحرام کی نعش
سے اُتار لی بران نہایت خوش ہوکر کہنے لگی کہ تم اس کنوئین سے باہر نہ نکل سکوگے مین مسلم
ہون مین تمکو زور سحر سے لیے چلتی ہون یہ کہکر بران شمشیر زن نے برق فرنگی کو کنوئین سے باہر
نکالا اور بصورت عقاب بنکر برق فرنگی کو پکڑ کر صاف آسمان کی روانہ ہوئی اور یہان حال
بارگاہ بران یہ ہے کہ صبح کے وقت غل ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی رات کو لیگیا عمرو نے
جو یہ ماجرا سنا نہایت مغموم اور اندوہگین ہوکر پچھاڑین کھاتا تھا اسمین چار گھڑی دن چڑھا تھا

کہ ملکہ بران برق فرنگی کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوئی تمام ساحر بارگاہ کے دوڑ پڑے ایک
ایک ساحر ملکہ سے ملاقات کرتا تھا اور برق فرنگی کو دیکھکر سب کے سب خوش ہوئے کیونکہ
برق فرنگی کے چھٹنے کی امید کسی کو بھی نہ تھی مدت ہو چکی تھی کہ برق کا سر کنگورے پر طلسم کے
لٹکتا تھا غرض معلوم ہوا کہ وہ سحر کا سر کاٹا گیا تھا غرض ملکہ بران عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئی برق
کو عمرو نے گلے سے لگایا دونون ملکر خوب روئے تمام فوج مین شادیانے بجنے لگے بارگاہ
مین ناچ گانا شروع ہوا وہان افراسیاب نے سنا کہ ذوالجام مارا گیا اور بران شمشیرزن
برق فرنگی کو لیگئی نہایت خفا ہوکر حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا اور کہنے لگا کہ وقص
شمشیرزن نے بڑا کام کیا تھا لیکن ذوالجام جادو نے فریب کھایا اور مفت مارا گیا
لیکن اے حیرت جادو مجھے کھانا حرام ہے کہ جبتک مین بران شمشیرزن کا سر نہ کاٹون یہ
کہکے طبل جنگ کا بجوایا یہان ملکہ بران نے طبل جنگ کا بجوایا صبح کو افراسیاب
تخت جنگی پر سوار ہوا ہر چند حیرت جادو نے منع کیا اُسنے نمانا اور سات لاکھ جادوگر بھی
اور لاکھا سے ابر عجیب سا ساتھ لیکر ملکہ بران شمشیرزن کی فوج پر آیا یہان ملکہ بران شمشیرزن بھی
مع عمرو اور ساحرون کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوئی افراسیاب کی طرف سے سمک جادو
نکلا مبارز طلب کیا تہمتن جادو نکلا اور ان دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی اُسوقت سمک
نے گولہ فولادی تہمتن جادو کے مارا کہ اُسکی چھاتی کے پار نکلگیا اُسوقت افراسیاب نے خود
ارادہ نکلنے کا کیا کہ سامنے سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا اُس ابر مین سے چار ہزار عقاب برنگ سفید
اور آنکھین اُنکی مثل یاقوت سرخ کے اور بیچ مین ایک عقاب بہت خوشرنگ پر ایک ساحر
سوار افراسیاب کے سامنے آیا افراسیاب نے دیکھا اور پہچانا کہ کلاب عقاب سوار
جادو چچازاد بھائی افراسیاب کا ہے غرض آتے ہی عقاب پر سے اُترکے کلاب نے افراسیاب
کو مجرا کیا افراسیاب نے گلے لگایا کلاب نے دیکھا کہ میدان جنگ طرفین سے آراستہ ہے
پوچھا کہ بھائی صاحب یہ کیا ماجرا ہے افراسیاب نے ابتدا سے انتہا تک سب حال مفصلاً
ومشرحاً تمام وکمال بیان کیا کہ پہلے اس طور سے ملکہ شرارہ جادو بدیع الزمان کو پکڑ لائی تصویر
تصویر جادو اُسکی بیٹی اُسپر عاشق ہوئی پھر عمرو آیا اُسنے یہ کیا پھر اسد آیا اسیر [illegible]

عاشق ہوئی اُسنے فلان فتور برپا کیے اب چہارم طلسم شریک اُن لوگون کے ہو گیا ہے
اور کوکب روشنضمیر طرفدار اُنکا ہے کلاب عقاب سوار نے پوچھا کہ اسد کہان ہے جو شکنندہ
طلسم کہلاتا ہے افراسیاب نے کہا وہ میرے پاس قید ہے تب پھر کلاب نے کہا کہ آپ پھر
اب کسلیے لڑتے ہین اب چھ مہینے تو ہو چکے ہین اسد کو جلد قتل کرین کہ جھگڑا ہی رفع ہو جائے
جب شکنندہ طلسم کو مارا تو طلسم کشائی کیونکر کوئی کریگا ان سب کی آس ٹوٹ جائیگی یہ بات
افراسیاب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ واہ بھائی کیا خوب تدبیر تمنے مجھے بتلائی غرض افراسیاب
نے طبل آسائش بجوا کر اپنے لشکر کو پھیرا اُدھر ملکہ بران شمشیرزن مع اپنے لشکر کے
پھر کر داخل بارگاہ ہوئی مگر افراسیاب گنبد جہان نما پر جہان اسد قید تھا وہان جاکر
مع کلاب جادو بیٹھا اور کہہ رہا تھا کہ رات گذر جائے صبح کو اسد کو قتل کرینگے بعد ازان تمام
ساحرون کا مجمع گنبد جہان نما جو ہے تو اسکی دیوار طلسم مین ہے اور ہشت پہل چار در اسکے
طلسم کے اندر ہین اور چار باہر طلسم کے فی الجملہ یہان تو اس فکر مین ہین کہ رات
گذرے تو صبح کو قتل اسد ہے لیکن ایک جادوگر نے بران شمشیرزن کو خبر دی کہ افراسیاب
اور کلاب عقاب سوار اور چند سوار مع فوج و لشکر کے گنبد جہان نما کے نیچے جاکے اُترے
ہین اور وہان جماؤ ساحرون کا ہوتا جاتا ہے کل صبح کو اسد کے دشمنون کے قتل کی فکر ہے یہ
سنتے ہی عمرو ایک سکتے کی حالت مین رہگیا ملکہ بران نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو رو دیا اور
کہا کہ نیند شب کی حرام ہے یا تو صبح دم اسد کو مین جاکر چھڑا لاتا ہون یا سن لینا کہ عمرو بھی مارا گیا
بران شمشیرزن عمرو کے گلے سے لپٹ گئی غرض بعد دو گھڑی کے کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا
کہ عمرو بران سے رخصت ہو کر فکر رہائی اسد بن کرب غازی مین روانہ ہوا قران حبشی
و برق فرنگی بھی الگ الگ چلے اور سبھون نے کہا کہ حضور سے تو بڑے بڑے کام نکلین گے
ہم سب غلام بھی شریک ہین عمرو نے ہر چند منع کیا مگر قران اور برق نے نمانا اور اپنی شکلین
تبدیل کیے ہوئے ساحر بنے ہوئے گنبد جہان نما کے برابر پہونچے تو دیکھا کہ یہان جماؤ جادوگرون
کا ہے یہ بھی فکر مین ہر طرف پھرنے لگے اب چھوٹنا اسد کا انشاءاللہ پانچوین جلد مین بیان
کیا جائیگا کہ یہ کس طرح رہا ہوئے مگر اب تھوڑا سا حال لشکر صاحبقران کا سنیے کہ

لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای شاہ جادوان اب ہم ناراض ہوکر
جانب کوہستان چلے جاینگے کیونکہ تمنے ہماری خبر نہ لی تمھین لازم ہی کہ کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے جلد
تر روانہ کرو یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا تو اسکو پڑھکر ایک فکر ہوئی اُسوقت حکم جادو نام ایک
ساحرہ حضور مین تھی اُسکو افراسیاب نے ایک خط لکھکر دیا کہ تو لیجا اپنی بہن نازک چشم کے پاس اور اُسکی
زبانی یہ بھی کہدینا کہ جاؤ خداوند لقا کی مدد کو کوہ عقیق مین حکم جادو وہ خط لیکر نازک چشم کے پاس
آئی نازک چشم نے وہ خط اپنے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور اُسکو پڑھا تو اُسمین یہ لکھا تھا
کہ ای نازک چشم ہم تم سے بہت خوش ہین اب تم فی الحال خداوند لقا کی مدد کو جاؤ جب واپس
پھر آؤگی تب ہم تمکو سرفراز کرینگے یہ مضمون پڑھکر نازک چشم بہت خوش ہوئی اور اپنی
انیسون جلیسون کو طلب کیا کہ وہ سب دریاے جواہر مین غرق تھین سب انیسین سامنے اسکے
حاضر ہوئین اب یہ تخت جواہر نگار پر سوار ہوئی اُس تخت کو دو شیر طلائی اُٹھاکر چلے بعد قطع
منازل و طی مراحل یہ آکر بارگاہ لقا مین پہونچی اسکے آنے سے آندھی اُٹھی بجلی چمکی اور یہ بارگاہ
مین اُتری لقا کو اسنے سجدہ کیا تخت کے گرد پھری نذر دی خلعت دنگل پر بیٹھی بختیارک
نے اسکے لیے بارگاہ استادہ کرائی اور انیسون کے لیے خیمے نصب کرا دیے کئی روز تک یہ
آرام پذیر رہی ایک دن جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر آفتاب درج مغرب مین رکھا گیا اور
شمع و چراغ نے اپنا جلوہ دکھایا اشعار

کہ اس عرصہ مین دن سمٹا یہانتک | کہ مشکل ہوگیا آنا زبان تک || غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن

چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو طبل جنگ لشکر لقا مین بجا ہرکارون نے جاکر یہ خبر خدمت
امیر نامور مین بجنے کی عرض کی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے
ابوالفتح نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل اسکندری پر چوب لگائی جسکی صدا سے دنیا
دہل گئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہتھیار صاف اور صیقل ہونے لگے سلاح خانے
کھلگئے تلوارون کی چمک موج دریا تھی نیزے راست بازی چھوڑکر سینۂ عدو چھیدنے
کے مشتاق تھے چار پہر غلغلہ و ہنگامہ دونون لشکر مین بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ردای
شب عنبر افشاں سحر سے قطع ہوئی اور جامۂ نورانی خاکو خورشید کا دون نے پہنا اشعار

ہوا آغاز صبح نو نمودار | سو مغرب بڑھا خورشید خاور | حیا سے مہ چھپی مثل چادر
رہی ہر چشم وا معروف دیدار | صبح کو لشکر گروہ گروہ میدان مصاف کی جانب روانہ ہوا امیر

مسجد کے پاس سے نکلکر جلوہ خانہ شاہنشاہی میں مع سرداران نامی کے آئے بادشاہ بھی محل سے
سے برآمد ہوئے سبھوں نے مجرا اور سلام کیا تخت بادشاہ کا دل کی طرح قلب لشکر میں ہوکر
رزمگاہ کی طرف چلے اسوقت نقیبون کی منقبت خوانی اسلحہ کی چقاچاق ہوا سے چلتی
تھی بڑے کر و فر جاہ و حشم سے وارد دشت مصاف ہوئے اسطرف سر لقا ہاتھیون پر تخت
گھنگور کے سوار ہوا اور فوج بیشمار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان قتال میں آیا سوارون کی بڑی
بڑھنے گھوڑے الف ہوتے تھے باجے جنگی بجتے تھے بیلداران نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے گرد و غبار چھڑکاؤ کر کے بٹھایا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ آراستہ ہوئیں
نقیبون نے نقابت کی اسوقت صفون پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا امیر چالیس قدم
سرداری کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے تخت بادشاہ کا قلب لشکر میں قائم ہوا ملکہ نازک چشم تخت پر
سوار دو شیر طلائی اس تخت کو اٹھائے اور ایک طاؤس پر ایک نازنین خوبصورت جواہر میں غرق
تین سو جادوگرنیان جو اسکی انیسین ہیں وہ اسکے ہمراہ اور یہ جو نازنین طاؤس پر سوار ہے
اسکا نام الماس زرجد پوش ہے اور یہ بیٹی ہے نازک چشم کی اسنے اپنی مان سے کہا کہ مین
لڑنے کو جاتی ہون اسنے ہر چند منع کیا مگر اسنے نمانا اسوقت نازک چشم نے ایک چھڑی گلاب
کی کہ جسکے سر سے پر پھول گلاب کا لگا ہے وہ اسکو دی اور کہا لقا سے اجازت
لیکر جاؤ یہ سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر اجازت لڑائی کی مانگی
اسنے کہا کہ اے بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا سب مسلمانون کی موت
تیرے ہاتھ میں ہے الماس زرجد پوش وہ چھڑی لیے ہوئے تا میدان میں آئی
اور پکاری کہ اے فرقہ خدا پرستان و اے زبردستان تم میں سے جو آرزو مرنے کی رکھتا ہو وہ آئے
میرے سامنے اسکا نعرہ کرنا تھا کہ صف لشکر اسلام سے فرامرز جاد مغربی نے اپنا
گھوڑا نکالا اور سامنے بادشاہ کے آکر مرکب سے کود کے اجازت مانگی بادشاہ نے جام
کلہ عفریت اسکو دیا اور خلعت سے مخلع کیا فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ مرکب نبرد اڑاکر سامنے

الماس زرجد پوش کے آیا الماس زرجد پوش نے کہا کہ مین پہلے وار کرون تو اپنا حوصلہ نکال لے میرا وار خدا کا قہر ہے کفر امرز نے کہا اپنا معمول پیشدستی کا نہین ہے تو اپنا وار کر جب ہمکو خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی وار کرین گے اُسوقت اُسنے ہنسکر اُسی گلاب کی چھڑی کو اُسکے سر مارا اُسنے سپر کو سامنے کیا مگر سپر اُس چھڑی کے پڑنے سے جلگئی اور سر پر وہ چھڑی جو پڑی تو تا بناف اُسکو کھینچا یہان تک آنا تھا کہ فوارہ خون نکلا اور گھوڑے پر سے گرا افراسیاب ایک سرخاب بہت بڑا اُسکو آکر اُٹھالیگیا اور جو سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے انکا بھی یہی حال ہوا شام تک قریب چارسو سردارون کے اسی طرح سے مارے پڑے جب شہزادۂ آسمان چشمۂ مغرب مین غوطہ زن ہوا اور زاغ شب نے عالم مین آکر آشیانہ کیا اشعار

چو خورشید در جامۂ نیلگون ❊ نہان شد چو زنگی شب آمد برون ❊ یکے رزم تا شب بر آمد نہ کوہ بگردوند نامد ول از کین ستوہ ❊ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے بادشاہ اور امیر کو سردارون کا بہت رنج ہو عیار اس فکر مین پھرتے ہین کہ حال دریافت کرین سردارون کے مرنے کا لیکن انکو کچھ ثابت نہین ہوتا ہے اسی تردد مین وہ رات تمام ہوئی اور لباس شب پارہ پارہ ہوا اور بطن کلاغ شب سے بیضۂ آفتاب نکلا شعر چو خورشید بر کشور لاجورد ❊ سراپردۂ زد ز دیبائے زرد ❊ صبح کو بادشاہ ذی تبار دربار مین سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئے اور خواجہ زادون کو بلا کر حال سرداران دریافت فرمایا اُنھون نے قرعۂ نعقل کو تختۂ تفکر پر پھینکا اور اشکال سعد و نحس کو ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ سب شعبدہ سحر کا ہے یا امیر سردار زندہ ہین آپ کچھ تردد نہ فرمایئے غرض اسی اندیشہ مین وہ دن تمام ہوا خواجہ زادون کو تو خلعت دے کر رخصت کیا اور جب مثل مریضون گھٹا اور طبیب روزگار نے نسخۂ بخط کہکشان لکھا

چو شد روے گیتی بکردار قیر ❊ شناہید بیدانہ بہرام و تیر ❊ سر از سیج ماہی بر آورد ماہ بدر آید تا ناف شیر سیاہ ❊ شام کو نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا امیر بانوقیر سے آکر ہرکارون نے بعد از دعا و ثنائے شاہنشاہی خبر عرض کی اور یہ اشعار شان و صفت امیر شہنشاہ مین پڑھے اشعار

توئی پرورانندہ تاج وتخت ۔ فروغ از تو گیرد جہاندار بخت ۔ دل چرخ در نوک شمشیر تست
سپہر و زمین و زمان زیر تست ۔ ز تیغ تو خورشید بریان شود ۔ ز گرز تو ناہید گریان شود
تو پرویز پیکان کلک تو شیر ۔ بہ روز بلا گردد از جنگ سیر ۔ نازک چشم نے طبل جنگ

بجوایا امیر نے بحکم بادشاہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے یہان بھی کوس
حربی پہ چوب پڑی شعر ز نالیدن کوس بانگ نائے ٭ ہمی آسمان اندر آمد ز جائے ٭
تیاری آلات حرب وضرب ہونے لگی سنانین چمکنے لگین سپاہ مانند دریا کے جوش مارنے لگی
روے گیتی کثرت سپاہ سے سیاہ تھا روے ہوا بیرقون سے زرد و سرخ و سبز ہو گیا تھا
خنجر گلوگیر خنجر دشمن بنے تھے نیزے مثل جوانان تہمتن کے سیدھے ہو کر تنتے تھے کمانین
خمیدہ ہو کر پڑھی سیدھی لب سوفار سے چلا کر سناتی تھین چار پہر رات ہنگامہ برپا رہا جب
عقاب آفتاب نے پر بہر پرواز عالم مین کھولا اور علیو از شب مثل عنقا معدوم ہوئی ابیات

چو خورشید برچرخ لشکر کشید ۔ شب تار تا زندہ شد ناپدید ۔ چو خورشید زد خیمہ بر پشت گاؤ
ناموں بر آمد خروش چکاو ۔ تبیرہ بر آمد ز پردہ سرائے ۔ برفتند گردان لشکر ز جائے
زبانگ ستیزہ زمین و سپہر ۔ بلرزید ز ایشان ببرید مہر ۔ امیر بادو قیر عبادت الٰہی سے

فراغت پاکر اشقر پہ سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ مین آئے جب بادشاہ بر آمد ہوئے امیر نے
مجرا کیا مرد یکتا بادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ صاحبقران با اقبال نگاہ
روبرو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا امیر نے تسلیم کی شاہ نے ہاتھ اٹھا کر سینہ پہ
رکھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل مین ہے سواری بادشاہ کی حلقہ مین سرداران تہمتن کے
جانب میدان جنگگاہ روانہ ہوئی شعر سوے دشت شہ کی سواری چلی ٭ کہے تو کہ باد
بہاری چلی ٭ بڑے جاہ و جلال سے وارد دشت قتال ہوے اسطرف سے لقا مع نازک
چشم کے عرصۂ نبرد گاہ مین آیا فوج بیشمار اپنے ہمراہ لایا اشعار

بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس ۔ نماند ایچ راہی فسون و فسوس ۔ تو گفتی کہ دریا بموج اندر ست
عقاب اجل سوی اوج اندر ست ۔ ہمین لرز لرزان شدہ دست و کوہ ۔ زمین شد ز سم ستوران ستوہ
از ان روے لندھور بر میمنہ ۔ ہمہ فوج او ژندہ پیل و تنہ ۔ بر میسرہ لشکر آراے بند

زرہ دار در جنگ رومی پرند سوم میسرہ مالک باد بود	بقلب اندرون جای سلطان سعد نہفتہ تنش زیر پولاد بود	شدہ آسمان تار و جنبان زباد ہمین دود آتش بر آمد ز آب

نہ بیند چنان جنگ جنگی بخواب ❊ جب صفوف لشکر آراستہ ہو چکین اسوقت نقیبون نقارچی
کی اور کڑکیتون نے کڑکا کہا اور سرنگی دنیاے فانی کو تہ تیغ جاری کیا اور پکار نے کہ اسے

یہ ماجرا دنیا کا یہ حال ہے نظم رکھتا ہے پر غرور کو جون نیزہ سر بلند	روشن ہے شمع کشتہ کی پھر کر جلائی ہے جون جادہ خاکسار کو دیتے ہیں پائمال	یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال آج روز جنگ ہے وقت نام و ننگ

ہے لڑائی مین جان لڑا دو نام اپنا کر جاؤ اور بھڑ کر مر جاؤ یہ کہکر کہ ہٹ گئے ملک الماس زرجد
پوش طاؤس زرین بال کو اڑا کر اجازت نقا سے لیکر میدان ناف مین آکر ٹھہری اور طالب
مرد نبرد ہوئی اسطرف سے مندویل اصفہانی مرکب اپنا اڑا کے سامنے بادشاہ
کے آیا اور اجازت طلب کی بادشاہ نے اسکو خلعت سے سرفراز کرکے رخصت فرمایا
اور یہ سامنے الماس زرجد پوش کے آیا اسنے وہی چھڑی اسپر لگائی سر سے تا بناف دو ٹکڑے
ہوا اور یہ گھوڑے پر سے گرا ایک سرخاب آکر اسکی نعش کو اٹھا لیگیا اسی طرح سے بیس سردار
سامنے اسکے آئے اور ہلاک ہوئے اور وہی سرخاب نعشین اٹھا اٹھا لے گیا اسوقت
صاحبقران کو تاب نہ رہی اور انھون نے اشقر اپنا آگے بڑھایا نقارے لشکر مین بجنے
لگے کل علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے تمام سردار پیادہ ہو کر دوڑے امیر نے سب کو بسہل و
آسانی رخصت کرکے اشقر کو اڑاتے ہوئے چلے گھوڑا الکا طرارے بھرتا ہوا روانہ ہوا اشعار

گرد جولانگاہ کو اسکے کہون کیا مین دماغ چھانگے ہے ہفت آسمان کو جلدی اسکی ہر قدم بگڑا ہی جاتا ہے پاؤ نمین جل لینے کے وقت اسمین بھی ٹک گرم ہوا یا تو بس اڑ گیا	عارض خوبان کے خط ہونے سے جسکو ننگ ہے بسکہ عرصہ شش جہت کا اسکے اوپر تنگ ہے نکلا ہی پڑتا ہے رانون سے یہ اسکا رنگ ہے ہے تو گھوڑا ہی یہ کچھ سیماب کا سا ڈھنگ ہے

جب یہ سامنے الماس زرجد پوش کے پہونچے تو وہی چھڑی صاحبقران کے بھی ماری
ابوالفتح صاحبقران کے ساتھ آیا تھا اسنے کہا کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم
پڑھا کہ وہ چھڑی خالی گئی اور امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر پر پڑا کے

طاؤس سے نکلگیا تاریکی ہوگئی آواز آئی مارا الماس زرجد پوش کو نازک چشم رونے لگی اور اپنا تخت بڑھاکر چلی اُسوقت ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور قریب آکر وہ پھٹا گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور اُسمین سے ایک شیر سونے کا نکلا کہ اُسپر ایک ساحر فربہ اندام جوڑا باندھے سامنے امیر کے آیا اور کہا امیر مقابلہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ تو اچھا وار کر اُسنے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے خالی دی اور عقرب سلیمانی کھینچکر جو ہاتھ مارا تو اُسکے سر پر پڑا کہ سے اُسکے شعلہ نکلا اور لاش اُس شعلہ کی بند ہو گئی اور اُس لاش سے ایک جانور سونے کا نکلکر گرد صاحبقران کے پھرا کہ امیر کا رنگ زرد ہو گیا اور اب جو اسم اعظم کو یاد کیا تو بالکل یاد نہ تھا اُسوقت امیر بیہوش ہوکر گرے اور ایک ابر پیدا ہوا وہ ابر آکر چھا ہوا اور اُسمین سے دھنوان نکلا کہ تاریکی ہوگئی امیر اُس تاریکی مین غائب ہوگئے اب تو بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سردار نالان وگریان چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ کرین لیکن لقانے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر پھرے اور اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے اور ملکہ نازک چشم جو چلی تو کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین ایک باغ ہے کہ خلد برین کو جسکے رشک سے دل مین داغ ہے چمنون مین درخت جواہر نگار لگے ہین بلبل شاخ گل پر چہچہے کرتی ہے تختۂ گلہائے بوقلمون کھلے ہین سورج بھی کے مُنھ کو چار چاند لگے ہین اشعار

نسرین وسمن بہار پر ہین | سروقد نوخطان شجر ہین | مستی سے صبا مین بانکی
چلتی ہے روش پہ لڑکھڑاتی | بلبل کو دماغ باغبان ہے | رشک سبد گل آشیان ہے
ہے قہقہہ کبک کا دوچندان | طاؤس بروش روش پہ رقصان | سبزہ سے چمن کا ہے یہ انداز
معشوق ہے کوئی سبزہ آغاز | ملکہ نازک چشم اُس باغ مین آئی اسمین ایک بارہ دری
ہے از خوبی تعمیر سے اشعار | وہ قصر کہ رشک قصر گردون | ششدر ہو جو دیکھے افلاطون
ہے گرچہ فلک مکان عالی | ہے کرسی آستان عالی | کیا نور فضا وہ تازہ گھر ہے
وہ گھر ہے کہ منزل قمر ہے | دیکھی نہین ایسی جائے عالی | ایسی ہے کہان بنائے عالی

نازک چشم اُسی بارہ دری مین جاکر بیٹھی تاکہ خفقان میرا رفع ہو ناچ کو حکم دیا رقصان ماہ جبین وزہرہ تمکین آکر حاضر ہوئین اور ناچنے لگین لیکن دل اُسکا کچھ شگفتہ نہوا اور اُس ب

اُتنا میں وہ زمانہ آیا کہ رخت سیاہ لیل کا زرک روزگار نے پہنا چشم آفتاب مائل بخواب ہو کر بند ہوئیں **نظم**

چنین تا رشب تیرہ اندر کشید ؛؛ درخشندہ خورشید شد ناپدید ؛؛ چو آمد شب و روز شد در نہان

سیاہی گرفتش سراسر جہان ؛؛ کچھ رات گئے چاندنی نے کھیت کیا ملکہ نازک چشم بارہ دری سے

اُٹھکر دریا کے کنارے آئی اور بیٹھکر سیر دیکھنے لگی ہوا چلتی تھی چاند پانی میں ہورین لیتا تھا بگلے اور

سرخاب اور مرغابیاں کنارے دریا کے بیٹھی تھیں پانی کا لہریں لینا یہ معلوم ہوتا تھا اگر زمیں پر

اُتر گیا ہے اور مہتاب آئینہ کیطرح اُسمیں جھلک رہا تھا نازک چشم نے دریا میں نشست ڈالی لیکن

لشکر اسلام سے عمران خطائی جو چلا تو اُس نے صورت اپنی ایک زن جمیلہ اور حسینہ کی ایسی بنائی

زلف مسلسل کے پیچ دل عشاق کو پیچ میں لاتے رخسار تابان آئینہ کو اپنے روبرو شرماتے دہان

تنگ غنچہ خلد برین لبون پر مستی سے تزئین یہ اشعار اُس کے وصف میں کافی ہین **اشعار**

حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چار دہم ؛؛ لک بلک کے بکھر نور بجا ہے وہ یک چند جھلک

چہرہ میں ایسی ہے گری کہ شب و روز جسے ؛؛ یاد کرتی ہی رہے داس مژگان کی جھپک

زلفیں یوں چہرہ پہ بکھری ہوئی ناگنیں دل ؛؛ جسطرح ایک کھلونے پہ ہیں دو بالک

جبکہ وہ فخر کہ ہنسنے میں ہوں جھکے ہر لہر ؛؛ گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا ہی اٹک

ناگنی بیچ میں آ آنکے نہ مانگے پانی ؛؛ کھیل جاوے ہے وہین کالا جو ڈسی انگلی لٹک

رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک ؛؛ آگے عنب کی خجالت زدہ سو نگی ڈلک

اِس شکل سے تیار ہو کر پیرہن ہر چند کہ معقول اور عمدہ تھا مگر جابجا سے پھٹا ہوا پہن کر کنارے دریا

کے کچھ دور نازک چشم سے ہٹ کر بیٹھا اور چیخیں مار مار کے رونے لگا نازک چشم اُٹھکر اُس کے پاس

آئی اور اِس نے دیکھا کہ ایک عورت صاحب جمال برس بیس ایک کا سن و سال با حالت پر ملال بیٹھی

رو رہی ہے یہ بھی پاس اُس کے بیٹھ گئی اور مستفسر ہوئی کہ اے بہن یہ کیا تمہارا حال ہے کونسا صدمہ

و ملال ہے جو یوں تم بلک بلک کر روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو اِس عیار نے کچھ زخم کے نشان اپنے

بدن پر بنائے تھے وہ زخم اِسکو دکھائے اور کہا **شعر** چہ گویم از سر و سامانِ خود عمری

است چون کاکل ؛ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ؛ میں ایک سوداگر کی بیٹی ہوں

اگر قزاقوں سے آکر مارا خدا کو مجھے بچانا منظور تھا کہ اُسوقت کچھ فوج خداوند لقا کی وہاں آگئی

اُس توریج کے خوف سے قزاق بھاگ گئے مین نے اپنے باپ کی نعش مع گماشتون کے اِس
دریا مین بہادی اور مین آکر اُنھین کو یاد کرکے روتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اے بہن اب
صبر کرو خداوند لقا کی جو مرضی انسان مجبور ہی کیا چارہ لو آؤ میرے ساتھ باغ مین چلو یہ کہکر اُسکو
ہمنشین کرکے اُسی باغ مین لائی دو ایک روز مین زخم اُس کے اچھے ہوے کیونکہ وہ شعبدہ
عیاری کا تھا نشان زخم کے اِس نے مٹا ڈالے اِسکو تو ملکہ نے باغ مین رہنے دیا اور آپ
اُٹھ کر دربار لقا مین آئی ایک روز نازک چشم نے پوچھا کہ کیون بہن تم کو کچھ کام بھی آتا ہے
اِس نے کہا کہ مجکو گانے سے بہت شوق ہی ہر چند کہ باپ میرا مر گیا ہی مگر پھر بھی جی گانے کو چاہتا ہی
اور ساقی گری بھی خوب کرنا جانتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے لو آج تمھین
شراب پلاؤ اور ہمارے سامنے بیٹھ کے کچھ گاؤ یہ کہکر کشتیان شراب کی طلب کین
گلابیان شراب کی کہ جن کے ٹکڑے سونے سے بندھے تھے اِس نازنین کو دین اِس نے
اُس شراب کو کچھ الٹ پھیر کرکے بیہوشی ملائی پھر انھون کو اور سب کو وہ شراب پلائی اور بیٹھ کے
گانے لگی کچھ دیر مین بیہوشی نے اثر کیا نازک چشم اور اُسکی انیسین سب بیہوش ہوگئین اِس نے
انیسون کے تو سر کاٹ ڈالے اور نازک چشم کے جو خنجر مارا تو خنجر اُچٹ گیا اِس نے چاہا کہ مین سیسہ
گرم کرکے پلادون مگر نازک چشم کو نیچے اُٹھا لیگئے اور بارگاہ لقا مین لائے اُس وقت عمران
خطائی بھی ڈر کر وہان سے بھاگا کہ مبادا اپنے مجکو بھی اُٹھا لیجائین تو بڑا غضب ہوگا یہ تو بھاگ
کر اپنے لشکر مین چلا آیا اور اُس ہنگامہ مین وہ رات بھی تمام ہوگئی ایوان دنیا مین سفیدی ضیای
آفتاب کی پھیری گئی اور خشت زرین خورشید قصر فلک مین معمار قدرت نے جڑی اشعار
سپیدہ چو از جای خود بردمید :: میان شب تیرہ اندر خمید :: چو پیدا شدہ چاک روز سفید
دو بیرایہ بنمود روز سفید :: صبح کو لقا آکر تخت پر بیٹھا بختیارک بھی آیا نازک چشم
نے اُس سے سب ماجرا بیان کیا وہ ٹکڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا کہ ای ملکہ شکر کرو خداوند لقا
کا کہ تم بچگئین غرض اُس نے نعشین انیسون کی اُٹھوائین اور آپ اپنی انیسون اور بیٹی کے
غم مین کئی روز تک خیمہ مین پڑی رہی اب حال سُنیئے لشکر اسلام کا کہ توریج بن ہاشم
شکار کو گئے تھے راہ مین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا سانپ ہین توریج کو بڑی

حیرت ہوئی کہ ایک جگہ ان سانپون کا اکٹھا ہونا کچھ نہ کچھ اسرار ہی لیکن یہ راہ کترا کے اور طرف
چلے اور ایک مقام پر خیمہ استادہ کرا کے اُترے کچھ رات لشکر اسلام کے اسطرف کو آنکلے اور انھون
نے حال لشکر اسلام بیان کیا تورج نے کیفیت لشکر اسلام کی سنکر درگاہ خدا مین استغاثہ کیا
اور رونے لگا روتے روتے جب سو گیا تو اس نے عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے
ہین کہ اس اسم کو پڑھ تجھ سے اور باران چینی سے ملاقات ہوگی اور وہ لیجائے گا تجھکو
امانت دار چینی کے پاس امانت دار چینی کے پاس ایک تلوار ہی اُس تلوار سے قضا
نازک چشم کی ہی یہ کہکر وہ اسم تعلیم کیا آنکھ تورج کی کھل گئی دیکھا تو وہ اسم یاد تھا اس نے اسکو
پڑھا ایک سانپ بہت بڑا سامنے اس کے آیا اور غلطکین مار کر صورت انسان بنا اور اس سے
کہا کہ فرمایئے مجھے کیا حکم ہی تورج نے کہا مجھے امانت دار چینی کے پاس لیچلو اس نے کہا چلیے
تورج اس کے ساتھ ہوا اور ایک مقام پر آ کے دیکھا کہ ہزارہا سانپ اُس جگہ تھا باران
چینی نے اُن سانپون سے کہا کہ امانت دار چینی کو بلا لاؤ اُس مین سے چند سانپ ایکطرف
کو گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا جب وہ اژدہا سامنے آیا تو وہ بھی آدمی کی شکل
بنا اور باران چینی سے کہا کہ ای برادر تمنے مجھے کیون بلایا اُس نے کہا کہ مین نے نہین بلایا
یہ جو میرے ساتھ ہین انھون نے طلب کیا ہے اے امانت دار چینی تم مسلمان ہو ہر چند
کہ بظاہر اسباب ولقا کے ہو مگر کچھ پاس دین اسلام کا بھی چاہیے نازک چشم اہل اسلام
سے لڑنے آئی ہے تمکو چاہیے کہ وہ تلوار جس سے اسکی قضا ہے انکو دو امانت دار چینی نے
پہلے تو بہت کچھ انکار کیا آخرکار ایک صندوق اُٹھا کر لایا کہ اُس مین وہ تلوار آبدار تھی بلکہ
نازک چشم کی قضا تھی اُس تیغہ کو تورج کے حوالہ کیا تورج اُس تیغہ کو لے کر بہت خوش ہوا
امانت دار چینی کو تو رخصت کر دیا اور آپ وہ تیغہ لے کر جانب لشکر اسلام چلا اور کہا کہ آخر تو
چلتے ہین پھر شکار کیون نہ کھیلین اب یہ شکار کھیلتا ہوا چلا راہ مین ایک ہرن ملا اس نے
اُس ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور بہت دور نکل گیا اس کے ساتھ کے سردار بھی سب
چھوٹ گئے کوئی دو فرسنگ پہونچا ہوگا دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اُس کے
قریب ایک دیوار اُٹھی ہے یہ ہرن جب دیوار کے قریب پہونچا اسوقت تورج نے ایک تیر

مارا وہ ہرن گرا توریج نے اسے تکبیر سے بجائی اور چقماق پتھری سے آگ نکال کر کباب لگانے اور
ایک جھیل کے کنارے آکر وہ کباب کھانے لگا اُس وقت ایک ابر طلائی ایک طرف سے
اُٹھا اور آکر اُس جھیل پر اُترا اور تمام جھیل پر چھا گیا اور اُسمین سے ایک چمک پیدا ہوئی کہ
آنکھیں توریج کی بند ہوگئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خر بیٹھا ہے اور سامنے اُس کے ایک
شیشہ رکھا ہے کہ اُس شیشہ مین کچھ نور سا چمکتا ہے توریج کو خیال آیا کہ تم نے خبر تو سُنی ہے کہ اسم اعظم
صاحبقران بند ہوا ضرور اس شیشہ مین اسم اعظم امیر ہے بس سمجھ کر اس نے ایک تیر چلہ کمان مین
جوڑ کر جو مارا اُس شیشہ پر پڑا تو وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور وہ نور مٹ گیا اُس ساحر کو پہلے تو خیال
تھا کہ یہ جو بیٹھا ہے کوئی آدمی ہوگا لیکن اب جو اس نے دیکھا کہ شیشہ ٹوٹ گیا تو چیخ اُس نے ماری
اس عرصہ مین سردار بھی توریج کے آئے اور اُس ساحر نے ایک ترنج پانی پر مارا کہ وہ پانی بہ کر
چلا اور آکر سردارون کو مع توریج کھینچ لے گیا اُس وقت گلباد عراقی کہ عیار
توریج ہے اُس نے صورت ایک ساحرہ کی بنائی بال اپنے پریشان کیے ہڈیون کھوپڑیون کے ہار
گلے مین ڈالے تہ بند کھاروے کی باندھی بجتے بجتے کانون مین ترکیان پہنیں اور کہتی ہوئی چلی
ہے ہے غضب دیکھو کہ نبیرہ حمزہ نے تمام ساحرون کو مارا اُس وقت اُس ساحر نے اِس کو
دیکھ کر کہا کہ جان من یہ کیا حال ہے تیرا اُس نے کہا کہ اے سردار کیا حال بیان کرون میرے گھر
مین چراغ جلانے والا نہیں رہا اب مین اطمینان سے بیٹھون تو اپنی کیفیت بیان کرون
اُس ساحر نے کہا کہ تو آ میرے ساتھ چل کر پہلے ان لوگون اور اِس مفسد کو قتل کرنا
چاہیے گلباد ساحرہ بنا ہوا اُس کے قریب گیا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے
ایک حباب بیہوشی اُس کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اس نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غل و شور
ہوا تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا اُس شخص کو جو نگہبان اسم اعظم تھا توریج اور سب سردارون نے
رہائی پائی سجدہ شکر کیا اور وہان سے چلے یہ تو ادھر سے چلتے ہین اور وہان جب عقاب آفتاب
آشیانہ مغرب مین جا کر بیٹھا اور کوکب انجم رشتہ کہکشان مین پروئے گئے شعر چو خورشید
تابندہ بنمود پشت ۔ ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت ۔ سر شام نازک چشم نے
طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی بادشاہ نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس رزمی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی ہتھیار صاف ہونے لگے بہادر عازم مصاف ہوئے ہر ایک نے غسل کرکے کفن سر سے لپیٹا اور مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی کہ ای خاک تو ہی لحد ہو جیو شب بھر غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر بستر خواب سے آفتاب اُٹھا اور رات نے بستر اپنا لپیٹا اشعار

چو خورشید بر زد سر از تیرہ کوہ | جہان را بیفزود فر و شکوہ
چو خورشید بر زد سر از پشت راغ | جہان گشت از و ہمچو نوروز باغ

صبح کو بادشاہ بارگاہ سے مسلح و مکمل ہو کر برآمد ہوئے اور مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہو کر اور لشکر کو لیکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے اسطرف سے لقا مع نازک حشم کے میدان مین آمادہ لڑنے بھڑنے پر ہو جاتے جب میدان پاک و صاف ہو چکا اور نقیب نقابت کر چکے تو نازک حشم لقا سے اجازت لے کر سامنے لشکر اسلام کے آئی اور پکاری کہ ای بادشاہ آپ کا بخت پلٹا آرتبہ ہی آپ کو لازم ہی کہ خداوند لقا کے پاس چلے آیئے آپ کے شراب پینے کو کچھ مقرر کر دیا جاوے اُدھر سے کچھ سردارون نے گھوڑے بڑھا کر لعن و طعن کی اور کہا کہ او فحبہ کیا بکتی ہی اُسوقت نازک حشم کو غصہ آیا اور اُس نے ایک ترنج جانب آسمان اُچھال دیا وہ ترنج پھٹا اور اُسمین سے ایک شعلہ نکل کر آفتاب بنا سبکی آنکھین بند ہو گئین اب جو دیکھا تو آفتاب نکلا ہوا ہی وہ آفتاب آکر لشکر اسلام پر تابندہ ہوا اُسوقت مع بادشاہ سبکو شدت تشنگی ہوئی اور سب نے اپنے اپنے خدمتگارون سے پانی منگایا خدمتگار گلاسون مین پانی لے کر آئے جب اُس پانی کو پینا چاہا اور گلاس منھ تک لائے وہ پانی شرارہ بنکر اُڑ گیا اور گلاس پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زبانین سب کی منھ کے باہر نکل آئین پیاس کے مارے سب کا عجب حال تھا اُسوقت ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اُسمین بجلی چمکتی ہوئی یہ ابر آیا قریب آکر لشکر اسلام کے شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ برق جادو بھانجی ملکہ دامہ جادو کی پیدا ہوئی اور اُس نے آکر بادشاہ کو سلام کیا نذر دی اور کہا کہ صاحبقران کہان ہین بادشاہ لشکر اسلام نے کہا کہ ای برق جادو یہ حال صاحبقران و سردارون کا ذکر برق نے اپنے جوڑے سے ایک سوئی نکالا اور وہ سوئی اُس آفتاب پر مارا کہ اُس آفتاب پر

تری آگئی یہان تک کہ آنکھون سے ناپدید ہوگیا پیاس کی شدت جاتی رہی سب نے پانی پیا
اور نازک چشم نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ او برق تو نے یہ طاقت پیدا کی کہ اب ہمارے سحر
کو رد کرتی ہے یہ کہکر ایک ترنج پھر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ ترنج پھٹا اور چمک ہوئی کہ سب کی
آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو ایک قندیل ہے اسمین شمع جل رہی ہے اور وہ قندیل گری
آکر برق پر اور یہ برق غائب ہوگئی اور اُس قندیل سے کچھ شعاعین پیدا ہوئین کہ برق
کے ساتھ کچھ ایسی چلیبین تھین اُنکے گلون مین وہ شعاعین پڑین اور لٹکتی ہوئی چلین
اور وہ قندیل اونچی ہوئی اور بیچ آسمان کے جاکر ٹھہری سرداران لشکر اسلام پکار کے کہ او
قحبہ تو سحر سے لڑتی ہے ہم دیکھتے ہین کہ تیرا یہ سحر کب تک چلیگا نازک چشم نے کچھ اس
بات کا جواب نہ دیا اور اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف کہ گینڈا پیدا ہوا اور اُسپر زین کسا تھا
اور ایک چٹکی خاک کی نازک چشم نے لیکر اُس کی گردن پر ماری اُسوقت ایک عورت نہایت
قوی ہیکل جوڑہ باندھے زرہ گلے مین پہنے اُس گینڈے پر آکر سوار ہوئی اور میدان مین آکر
پکاری کہ ای سرداران لشکر اسلام تم یہ نہ جاننا کہ صرف ساحر ہون نہین بلکہ مین پہلوان بھی
ہون نازک چشم یہ جانتی ہے کہ میری قضا نہین ہے اس وجہ سے زباندرازی کرتی ہے الحاصل ابھی
کوئی لشکر اسلام سے نکلنے نہ پایا تھا شعر از دامن دشت عاج اورنگ + گردی برخاست
تو تیار رنگ + سر گرد با آسمان رسیدہ پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان و غلطان پیدا
ہوئی جب ہوا نے مارا گرد کو اور دامن گرد چاک ہوا تو اسمین سے شہزادہ توریج بن ہاشم مرکب
پہنی پیکر پر سوار پشت پر انکی بہت سے سردار پیدا ہوے اور قریب لشکر اسلام آکر بادشاہ
کو سلام کرکے اجازت لے کے گھوڑا ڈالا اور سامنے اُسی زن سحر کے آئے اُس زن سحر نے
گینڈے کی تکاوردی اسی کا گینڈا ایسا ہوا کہ جگ مار کر اس نے گینڈے کو آگے بڑھایا اور تلوار
اُس نے شہزادہ توریج پر ماری توریج نے خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو یہ عورت اور
گینڈا غائب ہوگئے کیونکہ سحر کے تھے اُس وقت نازک چشم للکارتی ہوئی آگے بڑھی اور
اُس نے آکر ایک ترنج شاہزادہ توریج پر مارا توریج پر بسبب اِس کے کہ وہ تلوار جس مین اُسکی
قضا ہے اُسکے پاس تھی ترنج نے اثر نہ کیا اور اب توریج نے وہی تلوار آبدار کھینچ کر جو ایک

ہاتھ مارا تو سر پھٹ کے ٹانگوں کے راستہ سے نکل گئی شور و غل پیدا ہوا آگ بھڑکنے لگے بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اس وقت بختیارک نے کہا کہ امیر اور کچھ سردار نہین ہین یہی وقت ہے انکے مار لینے کا یہ کہکر سپاہ کو اشارہ کیا فوج لینا لینا کہکر چلی تورج تلوار پکڑ کر اس دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اس طرف سے بادشاہ نے بھی گھوڑا اٹھایا اور نعرہ کیا اشعار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم
کہ اسفندیارم بروئین تنی	ابن میرسد باروی بہمنی

پھر تو اور سرداروں کے نعرے بلند ہوئے آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حباب بہادران طوفانی ہوئی تلواروں کی چمک بڑھی دریا خون کا جاری تھا سر اسمین مثل حباب تیرتے تھے دھڑ دھڑ ادھر خون مین غوطہ کھاتے تھے کسی مقام پر جو سر کٹ کے زمین پر گرا تھا وہ ٹھوکرین کھاتا تھا سچ ہے اس دنیاے فانی کا یہی نقشہ ہے شعر کاسۂ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو شعلہ

برآمد خروشیدن دار و گیر	ز غرّیدن خنجر و زخم و تیر	بران ترک ترین ز زرین سپر
غمے شد سر از چاک چاک تبر	تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج	زشنگرف بیرنگ زد بر ترنج
دو لشکر بہم اندر آویختند	تو گفتی بیک دیگر آمیختند	چکاچاک گرز آمد و تیغ و تبر
ز خون یلان دشت گشت آبگیر	جہان یکسرہ ہمچو دریا بود	نہنگ اندر و گرز و شمشیر بود
سواران چو کشتی روان اندرو	برو اندر آورد از کینہ رو	ہمین گرز بارید بر خود و ترگ
چو باد خزان بارد از بید برگ	فراوان سر افتاد مانند گوی	دل و سینہ با خاک و خون بد بجوی

لقا کی فوج تاب نہ لائی آخر اس نے طبل امان بجوایا لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آسودہ ہوئے اور مارے جانے سے نازک چشم کے امیر اور سردار کہ جو بظاہر ہلاک ہوگئے تھے وہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چنانچہ اب امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور طبیعت بشاش ہوئی انھون نے اسم اعظم پڑھا قید سحر کی جاتی رہی اور جو ساحر کہ وہان معین تھے انکو انھون نے قتل کیا اور مع تمام سردارون کے اس درہ کوہ سے نکل کر اپنے لشکر مین آئے انکے آنے سے یہان طبل شادیانی پر چوب پڑی ہر ایک لبان گل شگفتہ خاطر ہوا

اور سبب اُنکے مارے جانے کا یہ تھا کہ ملکہ الماس نے بر جد ہوش سحر کے زور سے ان سرداروں کو
توبکر و الیتی تھی یعنی ایسا سحر کرتی تھی کہ لشکر اسلام کے سب سردار غافل ہو جاتے تھے اُس وقت
وہ ایک پتلا سحر کا مع مرکب قطع کر کے کہ وہ اُس نے پہلے ہی سے قطع کر رکھے تھے میدان مین
چھوڑ دیتی تھی اور اُنھین کو پھر قتل کرتی تھی اب وہ حال کھلگیا اور امیر اپنے لشکر مین
آگئے لیکن لقا یہان سے جو اپنی بارگاہ مین گیا تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ دفعتہً ایک آندھی
سیاہ پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے دو دیو نکلے اور اُنھون نے آکر لقا کو سلام کیا
اور کہا کہ پردہ تاریک مین قہقہہ سہ چشمی کا بیٹا کرب بن قہقہہ جو ہے اُس نے آپ کو بلایا ہے
لقا نے بختیارک سے کہا بختیارک نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے چلیے بختیارک اپنے دل
مین کہتا ہے کہ وہان چل کر اگر ہو سکے تو کچھ دیوون کو لا کر امیر سے لڑوائیے غرض بختیارک
نے کہا کہ حمزہ سے اپنے جانے کے لیے کہلا بھیجیے کہ خداوند کچھ دنون کے لیے پردہ قاف
جاتے ہین لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی بختیارک نے وسواس و خناس دو عیارون
کو بلا کر کہا کہ جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے یہ پیغام کہو کہ وہ دونون بارگاہ امیر مین آگے
اور پیغام لقا کا دیا امیر نے فرمایا کہ بعد چند روز کے اگر وہ چل آئے تو کیا مضائقہ ہے جا لے
وسواس اور خناس نے آکر لقا کو یہ بد دعا دی نظم

کا ہے سرت سبز تا خسران بحر زند
بر سر تو موکلان بہ زنند
شکست طبل تا سگان بدرند
اگر ز آتش ہزار رنگا رنگ

بختیارک نے کہا بیشتر بات کہو کیا خوشخبری لائے اُنھون نے
پیغام امیر کا لقا کو پہونچایا اب ملک بختیارک اور لقا تخت پر سوار ہوئے اور اُن دیوون نے
تخت اُٹھا لیا اور چلے یہان تک کہ پردہ تاریک مین لا کر پہونچایا جب وہان پہونچے تو ایک
باغ مین اُس تخت کو لا کر اُتارا اشعار

ریاحین و گل اُس مین انواع کے
زبان کی سی کو بھی نہ بان کہ سی گھر
گری جب بچے وہان لطافت بچی ہو
نہ سردی نہ گرمیگا اُسمین خطر

طلسمات گل اُس مین انواع کے
سطلا منقش مشبک تمام
کہ زرد لکا جون زعفران تہ ہوئے وہ
زمین مین انکی ساری جواہر نگار

طلسمات کے اُسمین دیوار و در
یہ کیا ہو جو ہو دھو لکا اُسمین نام
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر
ادھر مین چمن اور ہوا مین بہار

لقا اُس باغ مین اُترا کرتب بن قہقہہ نے آکر ملاقات کی اور اُسکی دعوت اور ضیافت مین معروف
ہوا کچھ دن یہ یہان رہا پھر کرتب نے کہا کہ یا خداوند یہان شیبہ ہی خداوند راشد الشیاطین کی
کہ اُسمین خود خداوند شیطان آکر رہتے ہین چلیے اور اُنکی زیارت کیجیے لقا نے کہا کہ وہ بھی
ہمارا بھائی ہی اور بندۂ قدرت ہی اچھا چلو یہ کہکر کرتب کے ساتھ ہوا کرتب اُسکو لیکر ایک
صحرا مین لایا کہ وہان ایک پہاڑ تھا سیاہ اور اُس پہاڑ کے درہ مین ایک گنبد اُس گنبد مین
ایک گدھا چکی پر پتھر کی بیٹھا تھا اور وہ گدھا بھی سونے کا تھا اُس خرنا شخص یعنی کرتب نے جا کر اُسکو
سجدہ کیا اور لقا سامنے کھڑا رہا اِس لیے کہ یہ تو خود خداوند ہی یہ کسیکو کیون سجدہ کرنے لگا مگر
بختیارک نے سجدہ کیا کچھ دیر تک وہان ٹھہرے بعد اس کے کرتب نے کہا کہ مین نے آپکو
اس لیے بلایا ہی کہ یہان ایک اژدہا رہتا ہی کہ جس کے زہر کے اثر سے پانچ کوس تک زمین سبزی
اُسکے مارنے کی کوئی تدبیر بتلائیے لقا نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک نے کہا کہ ہم
تدبیر اُس کے قتل کی بتلا دینگے تم ہمکو وہان لیچلو کرتب اُنکو لیکر چلا اور ایک پہاڑ پر لایا اُس
پہاڑ سے ہرچند کہ وہ مقام جہان اژدہا رہتا ہی دور ہی لیکن انھون نے جو قلۂ کوہ پر چڑھ کر نگاہ
کی تو ایک کنوین سے دیکھا کہ اژدر نے سر نکالا سر اُسکا بہت بڑی مینار کے برابر تھا اور اُس
اژدرے نے قلاب آتشین چھوڑی کہ وہ جنگل سب تپنے لگا یہ دیکھکر بختیارک نے کہا کہ کچھ بارود
لاؤ کرتب بن قہقہہ نے بارود منگوائی اُسوقت پانچ کوس تک نقب لگا کے بارود کو بچھایا
اور اُسمین فتیلہ لگا کر ایک گنہگار واجب القتل کو بلا کے کہا کہ اِس مین آگ لگا دو اگر بچ جائیگا
تو ہم تجکو چھوڑ دینگے اُس گنہگار نے اُس فتیلہ مین آگ لگا دی اور بھاگا یہ تو بھاگ کر بچ گیا
اور وہ طبقۂ زمین کا مع اژدر اُڑ کر فلک پر پہونچا وہان سے بختیارک اور لقا پھر کر اُسی
باغ مین آگئے ایک روز برائے سیر جانب صحرا روانہ ہوئے ایک باغ مین آکر پہونچے اُس
باغ مین میوہ کثرت سے پھلا تھا درختون کے پتے چاندی سونے سے منڈھے تھے ڈالیان
زمین مین بار اشجار سے جھوم رہی تھین منہ شاہد ارض کا چوم رہی تھین ایک طرف لالہ
صورت پیالۂ شراب شبنم مانگ رہا تھا کہین نرگس کا دیدۂ حیران کھلا تھا کہین سنبل کی زلف
پریشان تھی کہین جعد بنفشہ عطر آگین تھا سرو لب جو اپنی اکڑ مروڑ دکھاتا تھا شمشاد سے

قامت ناز شرمندہ نظر آتا تھا اشعار

وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ملتا ہی نہیں دماغ تزئین
ہر سرو بجاے چتر خورشید
ابھرے عیاں ہے شان جمشید
ہون لوث و خطا سے قلم پاک
میخوار جو پائین سایہ تاک
اشجار کی کس قدر ہے کثرت
ہر نخل چمن ہے خوان نعمت
جتنے کہ جہان مین ہین پریوش
سو جان سے رنگ و بو پہ ہے غش

اُس باغ مین ایک بارہ دری بنی تھی بہشت آلات سے آراستہ تھی فرش عمدہ اسمین بچھا تھا لقا اور بختیارک اُس بارہ دری مین آئے تو وہان ایک دیونی بیٹھی تھی اور اُس کے پاس چند دیونیان حاضر تھین سینگ اُس کے سر پر تھے مگر نوجوان تھی چھاتیان دونون مثل مشک پُرآب کے پھولی ہوئی تھین ایک ساری پر نور باندھے اور کرتی پہنے تخت پر بیٹھی تھی لقا کا قد بھی ایک سو پچانوے انچ کا ہے دیو ہے کہ قالب انسان مین سمایا ہے اُس دیونی کو دیکھکر یہ فریفتہ ہوا اور وہ دیونی بھی اپنے تمام سر اُٹھی اُس نے کہا کہ اے بندی قدرت مزاج اچھا ہے اُس نے ہنسکے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ مردوے نخرے کیون کرتا ہے آ اس تخت پر بیٹھ بختیارک نے کہا کہ اب خوب چھنے گی غرض لقا آ کے تخت پر بیٹھا اُس نے دیونیون سے کہا کہ ارے شراب لاؤ وہ بگلے شراب کے لے کے حاضر ہوئین اور ایک کاسہ بہت بڑا لائین اُس دیونی نے کہ عفریت مردار خوار اُس کا نام ہے لقا اور بختیارک کو شراب پلائی جب دو دو تین تین جام پیے نشہ ہوا اُس حالت نشہ مین بختیارک اور دیونیان چلی گئین لقا نے اُس کے ساتھ اپنا منہ کالا کیا پھر اُس نے ناچ کو حکم دیا کہ کچھ دیونیان پاؤن مین بجائے گھنگرو پتھر باندھ کے آئین اور آ تسلیم کرنے لگین پھر کچھ اپنی زبان مین گایا کہ جسکو لقا نہ سمجھا مگر کچھ دیر یہان بیٹھا پھر وہان سے اُٹھکر جب چلنے لگا تو اُس دیونی نے کہا کہ مین تمھارے پاس آیا جایا کرونگی لقا قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ ای جانی وا ہے مایہ عمر و زندگانی اب تم نے الحال میرے ساتھ چلو اُس نے کہا کہ مین ابھی نہین جاسکتی ہون کس لیے کہ میرا ایک بھائی ہے وہ ملکہ آسمان پری سے جو زوجہ امیر صاحبقران گیتی پناہ ہین اُن سے لڑنے گیا ہے وہ آ لے تو مین چلون لقا یہ سنکر وہان سے روانہ ہوا اور کر تب بن قہقہہ کے پاس آیا کر تب اُسکو ایک دن صحرا مین شکار کے لیے لایا وہان نہت سے

اژدر روشیران زبان کو قتل کیا اور آگے جو بڑھے تو ایک دریا ملا اُس دریا کا پاٹ کئی کوس کا
تھا اُسوقت کشتیاں بڑی بڑی منگا کر سوار ہوے اور سیر کرتے دریا مین چلے غرض کئی روز تک
اُس دریا مین سیر کرتے پھرے پھر کرتب بن قہقہہ نے لقا کو رخصت کیا اور اُنکو دیو لیکر چلے رستہ
مین ایک پہاڑ ملا کہ اُس پہاڑ پر ایک گنبد بنا تھا اور اُس گنبد مین ایک مرد درویش بستا تھا کہ وہ مرد
خدا پرست ہے لقا نے دیوون سے کہا کہ اِس گنبد کے قریب مجھے اُتارو دیوون نے اُسکو
اُتارا اُس نے جو دیکھا تو دریا سے بوریا بچھا ہے اور اُسپر ایک مرد صاحب کمال جنگی داڑھی تا بناف
ہے اور پلکین بڑھکر رخسار پر پڑی تھین عبا گلے مین پہنے عمامہ سر پر باندھے صحیفہ ابراہیمی کی
تلاوت کر رہے ہین لقا کے پاؤن کی آہٹ پاکے اُنھون نے سر اُٹھایا اور کہا کہ او لقا تو یہان
کیون آیا جا یہان سے لقا بھی اُسکو مرد خدا پرست سمجھ کر تخت پر سوار ہو کر اپنے
لشکر مین آیا

تمت

خاتمۃ الطبع

بعد حمد و ثنائے پروردگار بیحد و ہزار عالم و نعت بے انتہائے خواجہ ہر دو سرا محبوب
کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم شائقین افسانہ و مشتاقین قصص
کو نوید تازہ و مژدہ بے اندازہ ہو کہ ان ایام فرخندہ و سرانجام مین فسانہ دلاویز قصۂ لطف خیز
بہجت آمیز دلچسپ و دلربا یعنی جلد چہارم طلسم ہوشربا جس کے مؤلف سخنور والا
پایگاہ شہرۂ روزگار سید محمد حسین جاہ ہین مطبع منشی نولکشور واقع شہر
کانپور مین بسرپرستی ذی الجود و الخزائن معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن
صاحب رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب
عاقل ایجنٹ ماہ جون سنہ ۱۹۱۳ء بار اول حلیۂ طبع سے محلی اور زیور انطباع سے آراستہ ہوئی

انہ عجائب جلی قلم - بالتصویر بعبارت
ین و نمکین از مرزا رجب علی سرور
تفصیل ذیل
یضاً - متوسط قلم بالتصویر
یضاً - باریک قلم بلا تصویر
روش سخن - بجواب فسانہ عجائب
سید فخر الدین حسین مودودی
سیم حیرت - افسانہ دلچسپ انشی
فر علی تخلص شیون
لسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب
ز سید محمد حسین جاہ -
الش محفل - قصہ حاتم طائی بالتصویر
ز سید حیدر بخش -
ستان امیر حمزہ - بالتصویر سرچہار
مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ
نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین
قتول جفا - معروف بفسانہ غم
مود از حافظ امیر الدین -
وطر زمرصع - از محمد عیوض -
ستان حکمت - اردو ترجمہ الوار
سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان
بام سرشار بالتصویر - مصنفہ پنڈت
تن ناتھ لکھنوی مشہور مصنف فسانہ
زاد و سیر کہسار جس نے ایک دفعہ
طالعہ کیا لطف مذاق و خوبی رنگینی

فسانہ آزاد - کامل ہر چہار جلد
مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در
کشمیری
فسانہ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی
خان نائب دلچسپ نصیح بائسج نوطرز
مرصع رزم بزم دونوں عمدہ
فسانہ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین
قابل دید ہے
مہدی نامہ - ترجمہ جلد اول بوستان
خیال مترجمہ مرزا عسکری عرف چھوٹے
آغا صاحب دلچسپ احوال اجداد والانژاد
صاحبقران شاہ معز الدین گیتی ستان
دو حصہ الابصار - ترجمہ معز الدین نامہ جلد دوم
بوستان خیال اسمیں شاہزادہ معز الدین اور ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار کے تعشق اور عجائب
سیر گلگشت اور دیووں کی صف آرائی کا
بہ تفصیل تمام ذکر ہے جناب آغا جو صاحب
نے اس ترجمہ میں جیسی دماغ سوزی اور
عرق ریزی کی ہے وہ بہ نظر انصاف معلوم
ہو سکتی ہے ہاں افسوس ہے کہ مترجم
علام کا انتقال ہو گیا اور انکے حین حیات
جلدوں کی تکمیل کی نوبت نہ آئی تاہم کارخانہ
اودھ اخبار نے بہ کمال قدردانی چاہا کہ
ایک باکمال رئیس کی محنت رائگان نہو اور اس
خیال سے بصرف زر کثیر اسکو مرتب و مکمل کیا

تاریخ طبع از مولانا محمد حامد علیخان حامد آنولوی مد ظلہ تصنیف

نہیں ہے چاہ سے لکھا ہے قصہ
جو پوچھو تو ہے افسانۂ دل

اگر ہے سال ہجری کی تجھے فکر
تو حامد لکھ دو ختم — خمخانۂ دل

سنہ ۱۳۳۰ھ